کلیاتِ آریہ مسافر

(جس میں)

سورگباشی شریمان پنڈت [illegible] رام جی آریہ مسافر کی جملہ ۳۳ کتابیں مفصلۂ ذیل

تاریخ دنیا - ثبوت تناسخ - [illegible] جہاد [illegible] ستیہ [illegible] شکشا - ستری شکشا کے مسائل - نمستے کی تحقیقات

مُردہ ضرور جلانا چاہئے - [illegible] دھرم پرچار - [illegible] نے بنائے - دیوی بھاگوت پریکشا

مورتی پرکاش - عطر [illegible] سچا درشن - کرشچین مت درپن -

صداقت الہام - سچے دھ[illegible] صداقت رگوید - مسئلۂ نیوگ -

صداقت اصول تعلیم آریہ [illegible] براہین احمدیہ جلد اوّل - ایضاً جلد دوم - نسخہ خبط احمدیہ - ابطال بشارات احمدیہ

رسالۂ جہاد - اظہار حق [illegible] الاسلام - راہ نجات - صداقت دھرم آریہ - تردید خلعت الہام - آئینۂ شفاعت

شامل ہیں

حسب الحکم شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب منعقدہ یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

مہاشے کیشب دیو مینیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک ہردوار نے

[illegible]

ملنے کا پتہ

مہاشے [illegible] مینیجر ستیہ دھرم پرچارک پریس ہردوار ضلع سہارنپور

فہرست مضامین کلیات آریہ مسافر

دیباچہ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی کل تصنیفات کو ایک جگہ جمع کر کے شایع کرنیکا فخر جو سری منی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے مطبع ست دھرم پرچارک کو بخشا ہے وہ عین مناسب ہے کیونکہ اس مطبع کے ساتھ آریہ مسافر کا بڑا گہرا تعلق رہا ہے نہ صرف اپنی زندگی میں ہی پنڈت لیکھرام جی نے اپنی تصنیفات کے کام کا بڑا حصہ جالندھر میں طیار کیا تھا بلکہ اُن کے ویدک دھرم پر جان نثار ہونیکے بعد بھی اُن کا آخری تحفہ اسی مطبع سے شایع کیا گیا اور جس قدر کتب اور ٹریکٹ مکمل یا نامکمل حالت میں وہ طیار کر گئے تھے وہ سب بھی چھپکر اسی مطبع سے متلاشیاں حق کے ہاتھوں میں پہنچتے رہے ہیں۔

آریہ سماج کے لٹریچر میں سے سری سوامی دیانند جی کی تصانیف کے بعد اگر کسی لٹریچر کی زیادہ مانگ ہے تو وہ آریہ مسافر کی تصانیف ہیں یہ محض اتفاق ہی نہیں ہے کہ بیسیوں آریہ مصنفوں میں سے محض پنڈت لیکھرام جی کی تحریروں کا شوق ہی اردو داں پبلک میں زیادہ نظر آتا ہے۔ جس شوق سے کسی زمانہ میں منشی کنہیا لعل الکھ دھاری جی کی تصانیف کو ملک کے ذی فہم آدمی پڑھا کرتے تھے اُسی شوق سے اب عوام اہل ہنود تک پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کے دلدادہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ صدہا بے تعصب مسلمان بھی اُن کے مطالعہ میں دل سے مصروف ہوتے ہیں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کا نہ صرف طرز تحریر ہی عام پسند ہے بلکہ اُن کا ایک ایک لفظ سچے دل سے نکلا ہوا ہے اور اس لئے پڑھنے والے پر بے نظیر تاثیر پیدا کرتا ہے۔

ویدک دھرم کے مخالفوں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کا طرز بیان بہت ہی سخت اور اُن کی نکتہ چینیاں حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہوا کرتی تھیں۔ لیکن جب کبھی صبر و تحمل سے تحقیقات کا موقع ملا تو ہر ایک مخالف کو اس قسم کے دعوے سے شرمندہ ہونا پڑا جس وقت پشاور کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے دعوے دائر ہوا تھا اُس وقت صاحب موصوف نے اپنے سررشتہ دار کو گھر پر بلا کر بڑی سنجیدگی اور غور سے پنڈت جی کی کتابوں کے وہ وہ حصے سنے تھے جنہیں محمدیوں کے ڈیپوٹیشن نے سخت بتلایا تھا اور آخرکار فتوے یہ دیا تھا کہ باوجود گہرا سخت معلوم ہونے کے اس شخص کا طرز بیان ایسا نادر ہے کہ کبھی بھی خود دوسرے پر حملہ نہیں کرتا اور جواب بھی ایسی معقولیت سے دیتا ہے کہ قانونی پنجہ میں آنا تو درکنار ہر ایک انصاف پسند آدمی کو اُس کی داد دینی پڑتی ہے مرحوم مسٹر کرسٹی صاحب پنجاب پولیس کے مشہور رکن سے جب آریہ مسافر کے قاتل کی تلاش کے بارے میں بات چیت کرنے کے لئے دوبارہ ملا تو انہوں نے بتلایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دو تین بار مسلمانوں کی شکایت پر پنڈت لیکھرام کی تصانیف کی پڑتال کرائی گئی۔ لیکن ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکالا گیا کہ ان کتابوں میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے ہاں ان کتب کا مصنف اپنے دھرم کا کسی قدر پرجوش محافظ نظر آتا ہے مسٹر کرسٹی نے یہ بھی سنایا تھا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ اُن کی حفاظت مدنظر رکھیں۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں جملہ مخالفین عموماً اور ہمارے محمدی بھائی خصوصاً پنڈت لیکھرام جی کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اُن محمدی بھائیوں سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں اُن کی مخالفت میں مذموم سے مذموم ذریعوں سے کام لیا؟ اس سوال کے جواب میں مرزا صاحب کی نسبت تو وہ خط و کتابت پڑھ لینا ہی کافی ہے جو کہ آریہ مسافر نے اُن سے کی تھی اور جو "تکذیب براہین احمدیہ" ہر دو جلدوں کے خاتمہ پر چھپی ہوئی ہے۔ اور عام طور پر محمدی بھائیوں کی مخالفت کا باعث یہ ہے کہ اُن کے مذہب کو موجودہ زمانہ میں پنڈت لیکھرام سے بڑھکر کسی شخص نے بھی دھکا نہیں لگایا۔ منشی اندرمن صاحب مرادآبادی گو بڑے زبردست منشی تھے اور اُنکے قلم میں مخالف کو بس پا کر نیکی بڑی بھاری طاقت تھی لیکن اُنکی تحریریں مخالفوں کے عقاید کو ہلانے کا کام نہیں دے سکتی تھیں۔ برخلاف اسکے آریہ مسافر کا طرز تحریر ہی نرالا ہے اُنہوں نے اپنے ایک ایک دعوے کیلئے بیسیوں امور واقع کے دئیے ہیں اور محققانہ طور پر اپنے نکالے ہوئے نتائج کے لئے تواریخی ثبوت پیش کئے ہیں۔ پس انکی تحریریں کس قدر پرزور ہیں اسکا اندازہ وہی انصاف پسند ہی لگا سکتے ہیں جن کے عقاید کو اُن تحریروں نے جڑ سے ہلا دیا تھا۔

پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کی مفصل پڑتال کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ اُن کی جیون برتانت (سوانح عمری) کچھ عرصہ سے زیر ترتیب ہے آرہا ہے جو گو بہ باعث عدیم الفرصتی اب تک مکمل نہیں ہوا تاہم اسکی تکمیل تک پہنچنے میں بہت زیادہ عرصہ نہیں لگیگا۔ اُس کتاب میں آریہ مسافر کے دیگر کارناموں پر بے لاگ رائے ظاہر کرتے ہوئے اُنکے طرز تحریر اور اُسکے حسن و قبح پر بھی مفصل بحث کیجاویگی اسجگہ صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام مسافرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے بھی ہر ایک طرح کی دقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کسقدر ذخیرہ معلومات کا حق پسندوں کے لئے جمع کر دیا اور سچے دھرم کے متلاشیوں کیلئے کسقدر آسانی کسی نیک نتیجہ پر پہنچنے کیلئے پیدا کر دی۔

اس کلیات میں گو آریہ مسافر کی تصانیف کو بلحاظ اختلاف مضامین تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاہم یہ تقسیم بلحاظ زمانہ نہیں کی گئی۔ جسقدر کتابیں یا مختصر رسالے پنڈت لیکھرام جی نے محض ویدک تعلیم کی سچائی کو ظاہر کرنیکے لئے لکھے تھے اُنکو حصہ اول میں رکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں وہ کل تصانیف شامل ہیں جو کہ مختلف مذاہب کے ویدک دھرم پر کئے ہوئے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی تھیں اور حصہ سوم کو محمدی مذہب کے پیروؤں کے کئے ہوئے اعتراضوں کے جوابی رسالوں کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ان کتب اور رسالہ جات میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی خاص سوانح عمری نہو۔ جہاں تک پتہ لگا ہے پنڈت لیکھرام جی کو اوایل عمر سے ہی خامہ فرسائی کا شوق تھا۔ لیکن سب سے پہلا نسخہ جو کتاب کی شکل میں انہوں نے پیش کیا ستیہ دھرم پرکاشک ہے جو حصہ اول میں نمبر ۴ پر درج ہے۔ اس مختصر سے نسخہ کی عبارت ہی ظاہر کر رہی ہے کہ اُس وقت پنڈت لیکھرام کے قلم میں وہ جولانی موجود نہ تھی جسکو حجت الاسلام میں دیکھکر لوگ حیران ہو گئے تھے تاہم عقیدوں کی مضبوطی اور ارادہ کی طاقت اُس وقت کی تحریر سے صاف ٹپکتی ہے۔ اُسکے بعد پنڈت لیکھرام جی پشاور سے لاہور کی طرف چلے آئے اور پھر دو برس میں آریہ گزٹ کی ایڈیٹری کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اُنھی عرصہ میں

مرزا غلام احمد [illegible] ملا اور سچے دھرم کی عظمت کو ظاہر کرنیکے سوتی نے نہیں مرزا صاحب سے وہ خط و کتابت کرنیکے لئے بھجوایا ہے کہ تکذیب براہین احمدیہ کی جلد اول کے خاتمہ پر درج ہے اسکے بعد جب پنڈت لیکھرام نے مرزا صاحب کو لکھا۔

"دروغ گو را تا در دروازہ باید رسانید"

عاجز کر کے اُنکی قلعی کھولی وہ پنڈت جی کی کتب کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اس عرصہ میں پنڈت لیکھرام جی نے نسخہ خبط احمدیہ کو طیار کیا جسکی انسبت بعض [illegible] صاحبان کی رائے میں یہ سُنی ہے کہ اُسکے مقابلہ کی کتاب پنڈت لیکھرام نے اُس کے بعد کوئی نہیں لکھی بلکہ جب "حجت الاسلام" کی طیاری کے وقت [illegible] نے بے اختیار ہو کر پنڈت لیکھرام کو قتل کی دھمکیاں دینی شروع کر دی تھیں [illegible] بھی احمدیہ خبط کے نسخہ کو بعض بھائی [illegible] ترجیح دیتے ہیں [illegible] احمدیہ کے ہر دو جلد و نیز سوانح عمری اُنکے [illegible] صاف طور پر درج ہے [illegible] دوم [illegible] ترتیب حالات [illegible] مجھے ملی تھی اور جن مشکلات کا مقابلہ اُسکی [illegible] میں مجھے کرنا پڑا اُنکا ذکر اُسی کتاب کے دیباچہ میں درج کر دیا گیا ہے تاریخ دنیا [illegible] تناسخ کی تیاری میں جس [illegible] پنڈت لیکھرام جی نے [illegible] ہوئی - ان کتابوں کے پڑھنے والے [illegible] حیران ہونگے کہ پنڈت لیکھرام [illegible] زبان کا ایک لفظ نہیں [illegible] مجھے اور [illegible] باوجود اسکے تیس [illegible] انہوں نے جگہ جگہ انگریزی کتابوں کے حوالجات [illegible] دئے ہیں [illegible] شخص [illegible] کوئی [illegible] نہیں نکال سکتا کہ زبان انگریزی کے بھی وہ استاد تھے - لیکن پنڈت لیکھرام کا کام کرنیکا ڈھنگ ہندوستان کے موجودہ [illegible] سے بالکل نرالا تھا - انگریزی تعلیم یافتہ [illegible] مسئلہ پر بات چیت کیا کرتے تھے [illegible] انہیں [illegible] کی [illegible] ہوا کرتی تھی اور جہاں [illegible] انگریز یا یورپین مصنف کی رائے کا [illegible] کی نسبت پتہ لگا فوراً اُس کتاب کی تلاش میں مصروف ہوئے اور پھر اُسے [illegible] کرنے میں [illegible] ہے ترجمہ کرا کر بہ مقابلہ کے اُسے درج کتاب کر دیا [illegible] قسم کی تصنیف کے لئے [illegible] صبر اور استقلال کی ضرورت ہے وہ ماریک بین [illegible] ہوتی ہے - لیکن پنڈت لیکھرام جی جہاں بولنے کے وقت [illegible] نظر آتے تھے وہاں تحقیقات کے وقت ایسے صبر سے کام لیتے تھے کہ دیکھنے [illegible] حیران ہو جاتے تھے - باہر سے چکر لگا کر جب وہ مطبع ست دھرم پرچارک لاہور [illegible] تو پہلا حکم یہ ہوتا تھا کہ گذشتہ ماہ کے کل اخبار اور رسالے پیش کرو - ان اخباروں اور رسالوں کا سامنے آنا ہی تھا کہ بھوک پیاس سب دور ہو جاتی تھی اور جب تک اُن [illegible] ایک نقطہ کو نہ پڑھ لیں اور اُنمیں سے خاص خاص مطلب کی باتیں نہ نکال لیں تب تک انہیں چین نہیں آتا تھا - اکثر اوقات پنڈت جی کی اس غیر معمولی محنت کا نتیجہ میں یہ دیکھا کرتا تھا کہ جن مضامین پر میں نے محض سرسری نظر ڈالی تھی پنڈت لیکھرام جی نے اُنکی وقعت کو ظاہر کر کے مجھے شرمندہ کیا اور اپنے عمل سے سکھایا کہ دنیا میں کوئی چھوٹا سے چھوٹا واقع ایسا نہیں ہے جس سے کہ کچھ نہ کچھ سبق حاصل نہ کیا جا سکے۔

جسقدر کتابیں اس کلیات کے اندر درج کی گئیں ہیں - ایک آدمی کی زندگی کے لئے اُنکا لکھا جانا ہی اُسکی ہمت اور لیاقت کا کافی ثبوت ہو سکتا ہے لیکن پنڈت لیکھرام نے ان سب پستکوں کو طیار کرتے ہوئے بھی ساتھ ساتھ اپنے سچے رہبر سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے جیون چرتر کا مطالعہ اکٹھا کرنیکے لئے ہندوستان کے ہر ایک حصہ [illegible] مسافت کی اور آخر کار نہ صرف مسالہ ہی جمع کیا بلکہ تقریباً پانچ سو بڑے صفحوں کا مضمون اپنے سامنے کاتب کے ہاتھ میں دے گئے - لیکن اُنکی کوششوں کا یہاں ہی خاتمہ نہ تھا بلکہ انہوں نے ابتدا حال میں ایک تحریر کے کام کا آغاز ہی کیا تھا چنانچہ اپنی موت کے بہت عرصہ پہلے سے وہ ہندوستان کی ایک مستند تواریخ کے لئے مسالہ جمع کر رہے تھے - [illegible] حال میں نے اُنکے قتل کے بعد ۲۳ اپریل ۱۸۹۷ء کے اخبار ست دھرم پرچارک میں [illegible] ذیل لکھا تھا۔

"[illegible] کبھی کسی ہندو [illegible] کے کسی یورپین [illegible] سوسائٹی کا ممبر ہونے کی خبر [illegible] میں آتی ہے - اُسی وقت یہ سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک [illegible] سو کا مادہ آریہ ورت [illegible] ہو گیا ہے [illegible] کہ ڈاکٹر [illegible] کی ترقی معلوم [illegible] - کون کہہ سکتا ہے کہ آریہ سماج [illegible] پاک [illegible] سمجھنے کے لئے دماغ رکھتی ہے - اسی طرح [illegible] اور چھوٹے بڑے علمی تحقیقاتوں کے میدان [illegible] ہیں کہ جن تک [illegible] قدم نہیں رکھتا ہے تک یقین نہیں آتا کہ [illegible] رسیوں کی [illegible] کا مادہ باقی ہے - اس میں شک نہیں کہ ہماری اس ظاہری [illegible] کا باعث صرف ہم ہی نہیں ہیں بلکہ ہماری [illegible] اور ہمارے [illegible] بھی اس میں کام کرتا ہے لیکن پھر بھی [illegible] کچھ ہمارے [illegible] ہے - ہمارے ورش ایک آدرش دلیش اس لئے [illegible] اس [illegible] علحیدہ علحیدہ کہہ سکتے ہیں اور [illegible] یا بیس صدیوں تک بھی ختم نہیں ہو [illegible] دنیا میں [illegible] ملنے کا نہیں ہے - ہم کہتے ہیں کیا [illegible] کی گنجایش ہے [illegible] آدمی کے خیال کی [illegible] کیسے ہوئے بھی ہم لوگوں [illegible] - اگر [illegible] کی سچی معلوم [illegible] اور [illegible] کا پتہ لگانا ہے تو اُسکے لئے کبھی ولایت سے [illegible] اگر [illegible] کی تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہے تو [illegible] صاحب کی رپورٹ [illegible] کی طرف رجوع لانا پڑتا ہے - شرم کی بات نہیں ہے کہ اپنی رسوم کی تحقیقات کے لئے بھی ہمیں پردیسیوں کی ہی [illegible] پڑتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ باوجود انگریزوں کی قابل تعریف اور حیرت انگیز تحقیقاتوں کے اب تک ہمارے ملک کی مستند تاریخ کوئی بھی موجود نہیں ہے اس میں شبہ نہیں کہ ہمیں اُن پردیسیوں (اپنی حاکم قوم) کا شکر ادا کرنا چاہئے جنہوں نے کہ اپنے احساس کے لئے ہماری آنکھیں کھول دیں لیکن کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دیش کی کوئی مستند تواریخ ایسی موجود ہے جس پر اعتبار کیا جا سکے؟ اور جو گذشتہ صحیح حالات بتلاتی ہوئی ہماری طبیعتوں کو ہمارے گزشتہ عروج سے آگاہ کر کے سچی ترقی کی طرف ہمیں مایل کر دیوے - پردیشیوں نے جسقدر تواریخ لکھے اُن میں اُنکے اپنے خیالات اپنے توہمات اور اپنے تعصبات شامل تھے ان سب میں سے ہمیں کرنل ٹاڈ صاحب کا نام بڑے شکریہ سے لینا چاہئے جنہوں نے کہ پریم بھری تحقیقات سے راجپوت نسل کی بہادری کو سارے عالم میں مشہور کر دیا - لیکن کیا راجپوتانہ کے کرنل ٹاڈ کا دوسرا ساتھی پیدا ہوا؟ ہرگز نہیں - ہم نہایت افسوس سے دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اُمرا کے لڑکے اِسطرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے اور محقق قدر دانی کا خیال اب تک ہمارے سودیش نواسیوں میں پیدا نہیں ہوا - یورپین [illegible]

محقق اپنی گورنمنٹوں اور اپنے دیگر ہم قوم بھائیوں کی مدد سے کیا کچھ نہیں کر دکھاتے ہیں مگر بدقسمتی سے گورنمنٹ ملک سے ہمیں مدد کی امید نہیں اور اپنے بھائیوں کو ان تحقیقاتوں کا مذاق نہیں۔

یہ بڑی بھاری مشکلات ہیں جنکا مقابلہ ایک معمولی آدمی نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی ع ہمت مرداں مدد خدا۔ پورسارتھ کے مقابل کوئی مشکل ٹھہر سکتی ہے۔

ہماری نظروں میں بہت کم ہندوستانی ایسے گذرے ہیں جنمیں راستی کی تحقیقات کا وہ جوش کام کرتا ہو جو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی طبیعت کو حرکت دیتا تھا۔ پنڈت لیکھرام نے بھارت ورش کی مسلسل لیکن مستند تاریخ کی ضرورت کو بڑے زور سے محسوس کیا تھا اور انکا ارادہ تھا کہ مہرشی دیانند کا جیون چرتر طیار کرنے کے بعد اس مجوزہ تاریخ کے لئے حالات دریافت کرنیکے لئے نکلیں۔ اس بڑے عظیم کام کے لئے انہوں نے ہندوستان کی کل تواریخ جمع کرنی شروع کر دی تھیں افسوس کہ متعصب اور بے رحم قاتل نے اس سب حالات کا خونخوار خنجر سے خاتمہ کر دیا۔ لیکن کیا ہمارے لئے یہ بھی آریہ مسافر کی ایک آخری وصیت نہیں ہے۔ ہمارے دھرم کی بنیاد چونکہ سرشٹی کے آد میں رکھی گئی تھی اور چونکہ ویدوں کا گمبھیر ناد پہلے پہل ہمالیہ کی چوٹی پر سے گونج کر آریہ ورت میں پھیلا تھا اسلئے آریہ ورت کی مکمل اور مستند تاریخ طیار کرنا آریہ پرشوں کے ہی فرض ہونا چاہئے۔ اسوقت آریہ سماج میں سینکڑوں گریجویٹ موجود ہیں۔ جن میں سے بیسیوں سنسکرت زبان میں اعلٰے درجہ کی مہارت پیدا کر سکتے ہیں اور شاید دو چار ایسے بھی ہوں جنہیں روزی کا زیادہ فکر نہیں ہے۔ کچھ ایسے تجربہ کار عالم بھی ہیں جو روزی سے بیفکر ہونیکے علاوہ کافی وقت اور روپیہ اس کام پر خرچ کر سکتے ہیں کیا انمیں سے ایک بھی آریہ مسافر کی اس وصیت کو پورا کرنیکے لئے کھڑا نہ ہوگا؟ اس میں شبہ نہیں کہ اس کام کیلئے صبر۔ استقلال اور ہمت کی ضرورت ہوگی اس میں شک یہ نہیں کہ برسوں تک ایسے محقق کو گوشۂ تنہائی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہنا ہوگا۔ لیکن اگر یہ کام پورا ہوگیا تو آریہ ورت کی مکمل تاریخ شایع کرنیوالا اپنے بھائیوں کے لئے ایک بے بہا خزانہ چھوڑ جائیگا اور جس وقت کہ رشی سنتان اپنی پورانی عظمت سے واقف ہو کر اپنی موجودہ حالت پر غور کریگی اور پھر مرض کی تشخیص کر کے اپنی حالت کو درست کرنا شروع کریگی اسوقت کیا ایسے بہادر کا منت پذیر نہ ہوگا؟ ہم ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ کسی یوگیہ پرش کے ہردے کو وہ پریرت کرے تاکہ ویدک دھرم کی اسی میں ایک بڑی مشکل منزل طے ہو جاوے۔"

اس پرارتھنا کو اپنے اندر سے نکالے ہوئے سات برس پورے ہونے کو آئے ہیں۔ پرماتما ایسے شبھ کاموں کی پریرنا بھی برابر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آجتک اس میدان میں قدم رکھنے کے لئے ایک بھی آریہ ویر آگے نہ بڑھا۔ پھر ایسی حالت میں اگر دھرم ویر لیکھرام آریہ مسافر کو کسی قدر بیقراری کے ساتھ یاد کیا جاوے تو کون سخت دل ہوگا جو اس میں شریک نہ ہو۔

آریہ مسافر کی تصانیف کو اسقدر ارزاں قیمت پر صرف اسی خیال سے شایع کیا گیا ہے کہ ہر ایک دھرم کے پیاسے کے ہاتھ میں اسکی ایک جلد ضرور پہنچ جاوے جن صاحبوں میں کتاب خرید کرنیکا مقدور نہیں ہے ان تک اس کتاب کی علم فہم تعلیم کا پہنچانا صاحب ثروت ویدک دھرمیوں کا کام ہے جو لوگ آریہ سنتان کو محمدی اور عیسائی مشنوں کے پھندوں سے چھڑا کر انہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں ان کا فرض ہے کہ اس کی سینکڑوں جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

شری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مختصر جیون برتانت

دنیا کی ترقی کی تاریخ ہمیشہ بڑے آدمیوں کی زندگیوں کے خون سے طیار ہوتی رہی ہے۔ ان میں سے بھی جن بہادر نر مردوں نے کہ دھرم کے میدان میں کام کیا ہے اور اپنے مانے ہوئے دھارمک سدھانتوں پر اپنی پیاری جان تک نچھاور کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ انکی دھرم پرائنتا نے انکے سوالات کے پھیلانے میں مقناطیسی طاقت کا کام دیا ہے یہ ایک مسلم امر ہے کہ ہر جماعت کی زندگی کا اندازہ صرف ان قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے جو کہ اس جماعت کے ممبر اپنے عقیدوں کی حفاظت میں کرنے کے لئے طیار رہوں ہر ایک زندہ مذہب یا جماعت اپنی زندگی کا اظہار اس قسم کی قربانیوں سے کرتی رہی ہے اور جسقدر زیادہ تعصب صعوبتیں کہ کسی سچائی کے ہادی کو مخالفین کے ہاتھوں سے برداشت کرنی پڑی ہیں دوسرے الفاظ میں جسقدر زبردست شہادت کہ کسی سچے دھرم سیوک نے کسی خاص سچائی پر دی ہے اسیقدر زیادہ اشاعت اس سچائی کی دنیا میں ہوتی رہی ہے۔ اس لئے وہ جماعت مبارک ہے جسکے رہبروں کو کہ اپنے لہو کی شہادت سے اپنی مانی ہوئی سچائیوں کو ثابت کرنیکا موقع ملے۔ ابھی پورے پچیس برس نہیں گزرے کہ آریہ سماج ویدک سچائی کی مشعل ہاتھ میں لیکر بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے مستعد ہوا۔ سوامی دیانند کی گمبھیر آواز نے کمبھ کرن کی نیند سوئی ہوئی بھارت سنتان کو جگا دیا۔ آلس کی جگہ پرشارتھ کا ظہور ہوا۔ سچے دھرم کی پیاس ہر ایک دل میں بھڑک اٹھی۔ ویدک روشنی نے اندھیرے کو کاٹنا شروع کیا۔ دیش میں زبردست حرکت پھیل گئی۔ مخالف سخت سے سخت حملوں کو شانتی اور مستقل مزاجی سے برداشت کرتے ہوئے سوامی دیانند نے اپنے عقیدوں کا پرچار کیا۔ لیکن محدود انسان کے کام آخر محدود ہوتے ہیں۔ اگر آخری شہادت سوامی دیانند اپنی زندگی سے نہ دیتے تو وہ ہل چل جو ان کے بعد بھارت ورش میں مچ گئی دکھائی نہ دیتی۔ ایک موت نے ہزاروں کیا لاکھوں زندگیوں کا کام کیا اور ویدک دھرم کی اگنی زیادہ سے زیادہ پرچنڈ ہوتی گئی۔

جہاں ہر ایک سچی تحریک کو ایک بڑے آدمی کی شہادت سے زبردست حرکت پہنچتی ہے وہاں اس زبردست حرکت کے راستے میں چھوٹی بڑی رکاوٹیں بھی موجود ہوتی ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے کہ دیگر دھرم ویروں کی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آریہ سماج کی تحریک کے راستے میں بھی اس قسم کی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں اور پرماتما کے انتظام اور ہمارے کرموں کے مطابق ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تازہ شہادتوں کی ضرورت پڑتی رہی۔ اسی قسم کی ضرورت کو پورا کرنیکے لئے گورودت ودیارتھی نے ویدک دھرم کی عظمت پر اپنے جسم کو سوامی دیانند کی شہادت کے ٹھیک چھ سال بعد نچھاور کر کے سواہا کر دیا۔ چھ سالوں کا عرصہ اور گذر گیا۔ اس عرصے میں اور رکاوٹیں جمع ہو گئیں ان سب کو کاٹنے کے لئے لیکھرام آریہ مسافر نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو سچ لہو کے لفظوں میں ویدک دھرم کی بزرگی کی شہادت دی۔

پنڈت لیکھرام کا شمار گو اس جماعت میں نہیں ہو سکتا جسمیں کہ بدھ اور شنکر نانک اور دیانند وغیرہ اپنے چندر روپ سے سنسار کو روشن کرتے ہوئے شانتی کی برشا کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں شک یہ نہیں کہ وہ ان چمکتے ہوئے ستاروں میں سے ایک تھے جو کہ ایسے چندرماؤں کی شوبھا کو دوبالا کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ پنڈت لیکھرام کا مختصر جیون برتانت ناظرین کتاب ہذا کی خدمت میں پیش کیا جاوے تاکہ جہاں ایکطرف وے مصنف سے ایک قسم کی ذاتی واقفیت حاصل کر سکیں وہاں دوسری طرف اس سپرٹ سے بھی واقفیت کر سکیں جو کہ انکی تصانیف کی محرک تھی۔

تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک گمنام موضع میں جس کا نام کہ سیدپور ہے ۸ چیت سمت ۱۹۱۵ بکرمی شکروار کے دن ایک موہیال براہمن کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ اُس متحرک چھوٹے سے جاندار کے اندر کس کس قسم کی شکتیاں موجود ہیں۔ پانچویں سال فارسی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے یہ لڑکا بٹھایا گیا۔ ماں باپ نے اس کا نام لیکھرام رکھا۔ پندرہ برس کی عمر تک سوائے اس کے اور لڑکوں سے کوئی تمیز نہ تھی کہ لیکھرام نہایت ہوشیار اور زود فہم طالب العلم تھا ہاں ایک خصوصیت ایسی تھی جس پر کہ اُس وقت کے بزرگ بھی حیران تھے۔ لیکھرام کی طبیعت میں ایک خاص مستقل مزاجی تھی جو ہٹھ کی حد تک پہنچی ہوئی سمجھی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سات آٹھ برس کی عمر میں مکتب میں پیاس لگی۔ گھر جانیکی رخصت مانگی معلم نے کہا کہ یہیں پانی پی لو۔ لیکھرام نے پانی نہ پیا جب تک کہ گھر نہ پہنچ لیا۔ پندرہ سال کی عمر کے بعد پنڈت لیکھرام اپنے چچا گنڈارام جی کے پاس پولیس کا کام سیکھنے کے لئے چلے گئے (گنڈارام جی اس وقت ضلع پشاور میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں) اسی عرصے میں ایک بڑھے بھائی سکھ کی صحبت میں جو کہ اُن کے چچا کا ماتحت تھا براتہ کال اُٹھ اشنان کرکے گورمکھی اکشروں میں گیتا کا پاٹھ کیا کرتے۔ اُس سکھ عابد کی صحبت میں اُنہوں نے سمادھی لگانی شروع کر دی۔ ایک دن کا ذکر کرتے ہوئے اُنکے چچا فرماتے ہیں کہ سمادھی کی حالت میں ایسے محو ہو گئے کہ چارپائی سے گر پڑے اور حرکت نہ کی۔ ۱۸۷۶ء کے قریب پولیس میں نوکر ہو کر رفتہ رفتہ پولیس سارجنٹ ہو گئے دھرم کے لئے پیاس شروع سے ہی محسوس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پشاور میں ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ انہوں نے کاشی سے گیتا ٹیک منگائی تھی اور اُس کو پڑھنا اور شلوکوں کے ارتھوں کا وچار کرنا اپنا دستور العمل ٹھہرایا ہوا تھا۔ روٹی ایک وقت اپنے ہاتھ سے بنا کر کھاتے اور کرشن۔ کرشن کا جاپ کیا کرتے اسی سمے میں جبکہ اُنکی عمر ۲۰ یا ۲۲ سال کی تھی۔ ماتا نے بیاہ کے لئے زور دیا۔ سمبندھ پہلے سے ہو چکا تھا۔ لیکن پنڈت لیکھرام کی دُھن کسی اور طرف لگی ہوئی تھی۔ بیاہ کا ذکر درمیان آتے ہی نوکری ترک کر کے متھرا۔ بندرابن کی طرف جانے کے لئے طیار ہو گئے۔ خطوط کے ذریعہ رشتہ داروں نے بہتیرا سمجھایا۔ لیکن آتش اشتیاق موکش زیادہ بڑھتی گئی۔ آخر کار پنڈت لیکھرام کے چچا اپنے تھانے سے زبانی سمجھانے کے لئے آئے۔ اُنہیں وہ درشٹانت ابتک یاد ہے جو پنڈت لیکھرام نے اُنہیں سنایا تھا۔ درشٹانت حسب ذیل تھا جو اکثر یوگ کی تصانیف میں مشہور ہے "ایک راجہ کے پاس نٹ تماشہ کرنے آئے راجہ نے حکم دیا کہ یوگی کی نقل اتارو۔ پانصد روپیہ انعام ملیگا۔ نٹ نے ہوبہو یوگی بن کر دکھا دیا لیکن جس وقت سمادھی چھوڑی فوراً بامید انعام ہاتھ پسارا" یہ درشٹانت سنا کر پنڈت لیکھرام نے کہا کہ گرہست میں پھنس کر میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انکی دردھتا کے آگے گھر والوں کو سر جھکانا پڑا اور ان کی منسوبہ کو انکے چھوٹے بھائی سے بیاہ دیا ٭

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ہی کنہیا لعل الکھ دھاری کی کتابوں کا شوق ہوا اندرمن مرادآبادی کی تصانیف سے پہلے واقفیت رکھتے تھے اور محمدی مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر چکے تھے۔ الکھ دھاری کے ایک رسالے میں سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف دیکھ کر ونکا اخبار وکی معرفت اُنکی تحریر کی تصدیق کی اور اُسیوقت سوامی جی کی تصانیف منگوا کر مطالعہ کرنی شروع کیں۔ جیُوں جیُوں دھرم کو مرم زیادہ معلوم ہونے لگے تیُوں تیُوں سری سوامی جی مہاراج کے درشنوں کیلئے دل زیادہ بے قابو ہوتا گیا۔ آخر کار ۱۸۸۱ء میں آریہ سماج پشاور قائم کر کے بحصول رخصت ایکماہ سوامی جی مہاراج کی ملاقات کیلئے چل دئے اور لاہور۔ امرتسر۔ میرٹھ وغیرہ آریہ سماجوں میں ہوتے ہوئے اجمیر پہنچے جہاں کہ سوامی دیانند جی سے بات چیت کر کے انہوں نے اپنے کل شبہے نوارن کر لئے واپس آتے ہی رسالہ دھرم اپدیش ویدک دھرم کی سچائیوں کو پھیلانیکے لئے جاری کیا اور آریہ سماج پشاور کی ترقی کیلئے تن من دھن سے کوشش کرنے لگے ایام ملازمت میں بھی صاف گوئی کے لئے مشہور تھے اور مذہبی مباحثہ جات میں کسی شخص کا بھی بوجہ اُس کے عہدے یا دنیاوی عزت کے لحاظ نہیں کرتے تھے شراب کی برائیوں کو روکنے کے لئے بڑا عالیشان جلسہ بلایا گیا جس میں سب حکام ضلع معہ کمانڈنگ افسر فوج شریک ہوئے پنڈت لیکھرام کی تقریر اُس جلسہ میں سب کو حیرت میں ڈالنے والی تھی۔ اس تقریر کا فوجیوں پر بہت اچھا اثر ہوا

پنڈت لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی حد درجہ کی آزاد تھی اور اسی لئے متعصب افسران سے اُن کی نہیں بنی تھی ۱۸۸۲ء کے شروع میں اُنکی تبدیلی پشاور سے مفصل ہو گئی۔ لیکن ماہنامہ مضامین بھیجکر رسالہ دھرم اپدیش کو پھر بھی جاری رکھا۔ آخر کار آریہ سماج نے رسالہ مذکور کے اخراجات کا بوجھ اٹھانیکی طاقت نہ دیکھ کر اُسے بند کرنے کی تجویز کی۔ اس کے متعلق جو خط کہ پنڈت لیکھرام جی نے ۱۲۔ مارچ ۱۸۸۳ء کو اپنے چچا کے نام لکھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے پنڈت لیکھرام جی کسی قدر مالی مدد کے لئے بھی طیار تھے۔ آخر کار اُسی سال رسالہ بند کرنا پڑا۔

۱۸۸۴ء کے شروع میں ہی دھرم کی روشنی نے پنڈت لیکھرام کے ہردے کو زیادہ ترمنور کر دیا تھا اور ملازمت سے اُنہیں سخت نفرت ہو گئی تھی۔ رشتہ داروں نے اور سرکاری افسروں نے ہرچند سمجھایا لیکن پنڈت جی اپنے ارادہ پر ڈٹے رہے ۱۸۸۴ء میں استعفا دیکر انسانوں کی تابعداری سے آزادی حاصل کی ٭

لاہور آریہ سماج میں رہکر کچھ عرصہ تک سنسکرت ویاکرن میں پریشرم کرتے رہے پھر بعد آریہ گزٹ فیروزپور کے ایڈیٹر ہو گئے اُردو کا اُسوقت یہی ایک ہفتہ وار اخبار تھا جس سے پنڈت لیکھرام نے اسکو چلایا اُسوقت کے فایل انکی لیاقت کے شاہد ہیں اُنکی قلم کی تائید میں اُسی وقت سے کام کرنے لگ گئی تھی جبکہ وہ آریہ سماج کے ممبر بنے چنانچہ نوید بیوگان ۱۸۸۳ء کے بیشتر لکھ چکے تھے۔ اُس وقت سے تحریر کا کام برابر جاری رکھا سب سے پہلی تصنیف جسنے کہ پنڈت لیکھرام کو کل آریہ ورت میں مشہور کر دیا آریہ سنتان کے مرجھائے ہوئے دلوں کو تازگی بخشتی وہ تکذیب براہین احمدیہ تھی جس میں کہ پنڈت جی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیہودہ دعاوی کی تردید کرتے ہوئے ویدک دھرم کی بزرگی کو بھارت نواسیوں کے دلوں پر نقش کر دیا اسکے بعد نسخہ خبط احمدیہ کرسچن مت درپن۔ ثبوت تناسخ وغیرہ بڑی بڑی ضخیم کتابیں شائع کرنے کے علاوہ بیسیوں رسالے لکھے جن میں عیسائی۔ محمدی۔ پورانی وغیرہ ہر ایک معترض کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا۔ لیکن اس عرصے میں کیا پنڈت لیکھرام کہیں جمکر بیٹھے ہوئے کتب خانہ کی مدد سے تصنیف کا کام کرتے رہے تھے ؟ ہرگز نہیں بلکہ مدت سے مسافر بنے ہوئے آریہ ورت کے شہروں قصبوں اور بعض اوقات جنگلوں میں سوامی دیانند کے جیون چرتر کی تلاش کرتے پھرتے تھے اور اسی لئے انہوں نے اپنا نام آریہ مسافر رکھ چھوڑا تھا غرضیکہ کتب خانہ اور ضروری سامانوں سے دور گھومتے ہوئے بھی آریہ مسافر نے وہ کام کر دکھایا جو کہ بڑے بڑے کتب خانے والوں سے نہ بن پڑا + تحقیقات کا شوق پنڈت لیکھرام کو اُس وقت سے ہی تھا جب انہوں نے ہوش سنبھالا چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب مہرشی دیانند کے جیون

٭ اپنی عمر کے چھتیسویں سال میں پنڈت جی نے شریمتی لکشمی دیوی جی کے ساتھ وواہ کیا جس کی زندگی کی عظمت علیحدہ دکھلائی گئی ہے (دیکھو مضمون "ستی کا بلیدان کیا سکشا دیتا ہے"؟

لئے واقعات کے جمع کرنیکی ضرورت پڑی تو سوائے پنڈت لیکھرام کے اور کوئی شخص اس کام کے لائق نہ سمجھا گیا اُسوقت سے بارہ برس تک پیاسفروں میں ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے آریہ مسافر نے وہ شہرت حاصل کی جو شاید ہی کسی موجودہ مذہبی واعظ کے نصیب ہوئی ہوگی ویدک دھرم کی سچائیوں کو گرہن کرنیکے بعد پنڈت لیکھرام جی کی زندگی ایک پبلک زندگی ہوگئی تھی اور اس لئے ان کی اس زمانے کی سوانح عمری اس مختصر سے مضمون میں لکھنا ممکن نہیں ہے ہمیں اسجگہ صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام کا جیون اس قسم کا تھا کہ ہر ایک مذہب اور ملت کے طالبانِ حق اور بے تعصب آدمیوں کو انکی نہ صرف عزت ہی کرنی چاہیئے۔ بلکہ اُن کے جیون سے خاص سبق بھی لینا چاہیئے ✦

مذہب محمدی اسلام کی تحقیقات آریہ مسافر نے خاص طور پر کی تھی اور اسی لئے اُنکی تصانیف بیشتر اسی مذہب کے متعلق موجود ہیں پنڈت لیکھرام کی کوئی تحریر بھی بذات خود کسی مذہب یا ملت پر کوئی خاص حملہ نہیں ہے۔ اُن کی ہر ایک تصنیف مخالفوں کے سخت سے سخت بیجا حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور اس لئے کوئی اہل انصاف بھی انپر سختی کا الزام نہیں لگا سکتا۔ لیکن بعض محمدی واعظان نے یا عموماً اور مرزا غلام احمد قادیانی نے خصوصاً پنڈت جی کی زبردست تحریروں سے گھبرا کر اپنے جاہل بھائیوں کو اُنکے برخلاف اکسانا اور خود محمدی پیچ سے انہیں دھمکانا شروع کیا پنڈت لیکھرام کی قلم کو ہر طریقے پر عرصہ تک عدالت تک پہنچکر روکنے کی کوشش کیگئی۔ آخرکار جب یہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں تو ایک موذی دھوکہ باز مسلمان کے ہاتھ سے اُنہیں خنجر کھا کر جان دینی پڑی اور اس طرح پرماتما کو مادا کے ذریعہ سے ونانے کی کوشش کیگئی۔ ہاں۔ جسم سرد ہوگیا اور وہ ہاتھ جنہوں نے کہ دلائل کی زبردست چوٹوں سے متعصبوں کے دل چکنا چور کردئیے تھے ہمیشہ کے لئے مادی قلم پکڑنے سے لاچار ہوگئے۔ لیکن سچائی کے جلائے ہوئے تیر کو روکنے کی کس کو مجال ہے۔

پنڈت لیکھرام کمال جفاکش تھے جس کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ قریباً بارہ برس کے عرصہ میں علاوہ متواتر پرچار کرنے اور سوامی دیانند کے جیون چرتر کے متعلق ۲ یا ۳ ہزار صفحوں سے زیادہ کا مصالحہ اکٹھا کرنیکے اُنہوں نے بہت سی کتابیں چھپوائیں جو کل ملاکر ۲۰۰۰ صفحوں کے قریب ہونگی اور انکے علاوہ آٹھ یا نو سو صفحوں کے قریب لکھ کر چھوڑ گئے۔ دھن میں لگے ہوئے دن رات ایک کردیتے تھے اُن کی آزادی طبع کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ لیکن باوجود دھرم وشواس میں کمال سخت مزاج رکھنے کے انکا دل بڑا ہی نرم تھا کسی بھائی کی تکلیف بھی بلا محسوس کئے دیکھ نہیں سکتے تھے جگہ تنگ اور لکھنا بہت کچھ ہے۔ پنڈت لیکھرام کے کیریکٹر کا پورا خاکہ پیش کرنے کے لئے اُنکی کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اور ساتھ اس کے اُن کا ہر ایک بے نظیر وصف بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لازمی ہے اُنکی دلیری۔ انکے اندر بہ دستور اُن کے وشواس۔ علمی لیاقت اور سچی تحقیقات کے ساتھ ساتھ ویدک دھرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں ویدک دھرم کے حق میں کسیقدر متعصب بنادیا تھا اور ایسے وقت میں وے دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنیکے قابل نہیں بنتے تھے اور ویدک مسئلوں کی تعریف سُنکر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلا لحاظ اُسکے رتبہ وغیرہ کے اپنے مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کردیا کرتے تھے۔ اسی لئے لالہ گنگا رام صاحب برھمو نے جو کہ پنڈت جی کے دوست اور عزت کرنے والے بھی ہیں پنڈت جی کو آریہ سماج کے علی کا خطاب دے رکھا تھا۔ لیکن یہ کمزوری پنڈت جی کی تحریر و تقریر میں ظاہر نہیں ہوتی۔ اِس کا خاتمہ تقریر کے ساتھ ہی ہو جاتا تھا ✦

وید۔ ویدک سماج۔ وید سدھانت اور ویداچاریہ مہرشی دیانند کی جانب اُن کے دل میں اس قدر عزت تھی جسے کہ لوگ پاگلپن کی حد تک پہنچا ہوا بتلاتے تھے لیکن دھرم کے راستے میں اگر کام کیا ہے تو دیوانوں نے! اس لئے یہ دیوانگی مبارک تھی!۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو ایک سفّاک العلب مسلمان جو شُدھی کا بہانہ کرکے آیا تھا اُنکی جائے رہائش میں دھوکھے سے چھُری اُن کے پیٹ میں گھسیڑ کر بھاگ گیا۔ ۲ بجے رات کے باوجود عمدہ سے عمدہ علاج کے گایتری منتر کا جاپ کرتے ہوئے اس فانی جسم کو چھوڑ کر اپنے سچے دیش کو پدھار گئے اور چلتے ہوئے آریہ سماج کے ممبروں کو وصیت کر گئے کہ **تحریر کا کام بند نہ ہونے پاوے** ✦

آریہ پرشو! ویدک دھرم کے مخالف حملوں سے حفاظت کرنیکا بوجھ اب ہم سب کی گردنوں پر ہے۔ پرم پتا سے پرارتھنا ہے کہ ہمیں بل اور اُتساہ پردان کریں تاکہ ہم اس پاک ذمہ واری کو دھرم انوسار ادا کرسکیں ✦

ستی کا جیون کیا شکشا دیتا ہے؟

دیوی لکشمی کا سوہنک چتر اب کہاں ہے؟ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء کے پرچارک سے ناظرین معلوم کرچکے ہونگے کہ دھرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی دھرم پتنی لکشمی دیوی جی دیہانت ۳ جولائی ۱۹۰۲ء کے دن کو جالندھر شہر میں ہوگیا۔ گویا دھرم ویر کے ساتھ میرا آخری ظاہری سمبندھ دور ہوگیا جالندھر سے خبر آئی ہے کہ دیوی کی ارتھی کے ساتھ آریہ پرشوں کا بڑا بھاری ہجوم تھا۔ جالندھر کے آریہ پرشوں نے انتیشٹی سنسکار میں ہی شریک ہوکر جسقدر کہ تویہ پالن کی طرف رُچی ظاہر کی ہے۔ اسکے لئے بھی میں پرماتما کا دھنیہ واد کرتا ہوں۔

لکشمی دیوی کا جیون شور و شر کا جیون نہ تھا۔ ایسی عورتیں موجود ہیں جنہوں نے سنسار کے اندر بہت کچھ شور مچا رکھا ہے اور ایسی عورتیں بھی موجود ہیں جنکو محض نمائشی آدمیوں نے ہی مشہور کر رکھا ہے۔ اس قسم کی ستریوں نے اب تک سنساری بھلائی میں کچھ دیر پا کام نہیں کیا۔ لیکن اسی دیش کے اندر اِس قسم کی ستی ستریاں ہوچکی ہیں اور باوجود سخت گری حالت کے اسوقت بھی کبھی کبھی ایسا چمتکار دکھلاتی ہیں۔ جنکے جیون ہی دلیس کو رساتل میں جانے سے بچا رہے ہیں۔ ایسی ستریوں میں سے لکشمی دیوی کو میں

ایک سریشٹھ ستی

سمجھتا ہوں لکشمی دیوی کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟ اُن کے والدین کے نام کیا تھے؟ انہوں نے بچپن میں کس طرح پرورش پائی؟ وغیرہ وغیرہ سوالات ہیں جن کے جواب ڈھونڈھنے سے ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوسکتا گو اسقدر معلوم ہے کہ اُن کا جنم کوہ مری کی جانب ایک پہاڑی گاؤں میں ہوا تھا اور کوا نکے والدین اور بھائیوں کے نام بھی دریافت کرکے درج کئے جاسکتے ہیں تاہم اُس سے صرف یہی معلوم ہوگا کہ ہماری عزت کے قابل دیوی دیہاتی براہمنوں کے یہاں مثل دیگر لڑکیوں کے پلتی رہی۔ دھرم ویر کے جیون ورتانت سے جن سجنوں کو کچھ بھی واقفیت ہے اُنہیں معلوم ہے کہ اس دیوی کا وواہ اُسوقت ہوا جبکہ اُسکی عمر تقریباً ۱۶ برس کی تھی۔ اپنے وواہ سے دو یا تین سال کے بعد ہی پنڈت لیکھرام جی نے جالندھر میں اپنی دھرم پتنی کو لے آنا شروع کیا تھا اور جو سمبندھ سورگباشی پنڈت جی کا میرے ساتھ تھا اُسکے باعث اُسی وقت سے میں لکشمی دیوی کے سوبھاؤ سے آج تک جانتا ہوں۔ شروع سے ہی بہت کم گو تھیں سوبھاؤ میں شبل حد درجہ کا تھا اُنکی تکلیف کو دوسرا معلوم کرکے اُسکا علاج کرے تو خیر ورنہ خود شکایت کرکے کسی کو تکلیف دینیکا نام نہیں جانتی تھیں وواہ

کے سمے سے ہی آریہ مسافر نے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ یعنی جس جوش کیساتھ کہ وہ بانی ستیارتھ پرکاش کا وچار کرتے تھے اُسی جوش کیساتھ انہوں نے اپنی دھرم پتنی جی کو پڑھانا شروع کیا۔ جالندھر میں استری سماج اور آریہ سماج کے سپتاہک و دیگر کل جلسوں میں لکشمی دیوی ہمیشہ تتپر ہُوا کرتی تھیں۔ سورگباسی آریہ مسافر اپنی دھرم پتنی کو استری جاتی کی سیوا کے لئے اسطرح پر طیار کر رہا ہے جسطرح پر کہ خود پرش جاتی کی سیوا کیلئے اُدیت تھے۔ مجھ سے دھرم ویر نے بارہا اپنا آئندہ جیون کا سوچی پتر (پروگرام) پیش کیا تھا۔ جسمیں لکشمی دیوی کا ذکر اکثر آتا تھا۔ بدی دان پرسبھ کا حال تھا۔ تو اُس میں بھی لکشمی دیوی کے کام کا ذکر ہوا کرتا تھا۔ دھرم ویر لکشمی دیوی کو کیا بنانا چاہتے تھے وہ اُس تقسیم اوقات کے کاغذ سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ ملفوظات آریہ مسافر کے سلسلے کے اندر اُس ضمیمہ کے نمبر ۲۳ میں شائع تھا جو کہ آریہ مسافر کے نام سے سب دھرم پرچار کے ساتھ نکلا کرتا تھا۔ اُسمیں پراتہ کال کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "اگنی ہوتر کو لکشمی جی کر لیا کریں" گویا گارہپت اگنی کی رکشا کا کام گرہ پتنی کے سپرد کرکے انہیں آریہ پد کی ادھیکارنی سمجھ لیا تھا۔ تیسرے نمبر پر حسب ذیل عبارت درج ہے "۱۱ بجے سے ۲ بجے تک بھوجن۔ آرام۔ امور خانہ داری وغیرہ اور پیاری لکشمی کو پڑھایا جاوے"۔ جالندھر میں ہی شریمتی لکشمی دیوی کی گود ہری بھری ہوئی اور اُسی جگہ اُنکو اپنے پیارے پتر کے ویوگ کا دُکھ ملا۔ دیوی کا پُتر بھی اُسی بیماری میں بیمار ہُوا جو کہ وہ پرولکا کیلئے کر رہی تھیں۔ لکشمی دیوی کی مزاج میں اسقدر مسکینی تھی کہ وہ سوائے اُن ایک دو عورتوں کے جن کے اُنکی طبیعت ملی ہوئی تھی اجنبی عورتوں سے عموماً شرمایا کرتی تھیں۔ پنڈت لیکھرام جی چاہتے تھے کہ اُنکی دھرم پتنی اُن سے دھرم رستک طیاری میں مدد لیکر اپنی ہم جنس اور ہمنشینوں کی طبیعتوں کو ویدک دھرم کی طرف رجوع کیا کرے۔ انہوں نے مجھ سے صلاح پوچھی کہ کس طرح پر لکشمی دیوی کا حوصلہ بڑھایا جاوے۔ میں نے صلاح دی تھی کہ آریہ سماجوں کے سالانہ جلسوں پر اُنکو پنڈت جی ساتھ لیجایا کریں۔ چنانچہ اسی صلاح پر عمل کرکے وہ پتنی جی کو پٹیالہ چھاؤنی اور متھرا آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر لیگئے۔ جہاں سے سخت بیماری کی حالت میں لڑکے کو واپس لانا پڑا۔ یہ شاید سنہ ۱۸۹۶ء موسم برسات کا ذکر ہے اسکے بعد چونکہ رشی دیانند کے جیون چرتر کی چھپائی کا کام شروع ہونیوالا تھا اسلئے لکشمی دیوی کو اپنے پتی کے ہمراہ لاہور جانا پڑا۔ ایک صدمہ سے ابھی تک پورا چھٹکارا نہیں ہُوا تھا اور پیارے پُتر کی یاد ابھی بھولی نہیں تھی کہ دیوی کے دیکھتے دیکھتے ایک شیطان نے گویا اُنکے پیارے پتی کے پیٹ میں چھُری بھونک کر چلنے لگا کس بہادری سے ویر انگنا نے قاتل کے ہاتھ سے چھُری چھیننے کی کوشش کی اور کس طرح سے ہاتھوں پر زخم کھایا۔ یہ واقعات ہیں جنہیں وے سجن بخوبی جانتے ہیں جو مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کا پُرجوش اخباری لٹریچر پڑھتے رہے ہیں۔ پتر اور پتی دونوں کو ویدک دھرم کی سیوا کی بھینٹ چڑھا دینے کے بعد لکشمی دیوی اپنی ساس کے ہمراہ گھر کو چلی گئیں جہاں سے کچھ عرصہ کے بعد دونوں دیویاں جالندھر میرے مکان پر آگئیں۔ اُسوقت اہل اسلام کے مفسد حصہ کے اندر مخالفت کی آگ بہت بھڑک رہی تھی اور آریہ سماجیوں کو عموماً اپنے برگزیدہ آدمیوں کی جانوں کا خوف رہتا تھا۔ چونکہ جالندھر آریہ سماج کے ممبر بارُعب سمجھے جاتے تھے اور اس شہر کے مسلمانوں کے اندر تعصب کا نام و نشان نہ تھا۔ اسلئے میں نے دھرم ویر کی ماتا جی کو صلاح دی تھی کہ اپنی پتر بدھو کے ساتھ ملکر جالندھر میں ہی بود و باش اختیار کریں لیکن ماتا جی کو اُن کے سمبندھیوں کا پریم راولپنڈی کی طرف کھینچتا تھا اور لکشمی دیوی اکیلی رہنا مناسب نہیں سمجھتی تھی اسلئے دونو دیویاں پھر رخصت ہوکر چلی گئیں۔ راولپنڈی میں پہنچتے ہی دیوی کی بیماری بصورت سنگرہنی شروع ہوئی۔ معمولی بیماری کا سدا کے لئے

ویوگ معمولی عورتوں تک کو غم والم کے سمندر میں ڈبو دیتا ہے پھر ایک غیر معمولی محسوس کرنیوالی طبیعت کے اندر ایسے غیر معمولی بہادر پتی کی موت کا اثر کیا ہُوا ہوگا۔ بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے دن رات کا رنج کھانے پینے کے قابل انسان کو نہیں چھوڑتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاضمہ کی طاقت بالکل جاتی رہی سر پر کمزور ہو چلا اور دن بدن حالت بگڑتی گئی مجھے اس تبدیلی کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب گوروکل کے لئے بھکشا مانگنا شروع ہُوا سنہ ۱۸۹۹ء میں راولپنڈی پہنچا تو دیوی کے درشن کرتے ہی مجھ پر سخت صدمہ ہُوا۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہوگیا تھا۔ اور معمولی سامان رہائش میں بھی صفائی کا خیال تک نہیں رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ سوائے غم اور فکر کے انکا کوئی بھی ساتھی نہیں۔ اُسوقت میں نے پھر زور دیا کہ ماتا جی ان کو لیکر جالندھر میں آجاویں پنڈت لیکھرام جی کے خاندان میں سب سے بڑھکر عزت میں اُن کے چچا پنڈت گنڈا رام جی کی کرتا ہوں جو کہ پشاور کے ضلع میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں جب انہیں دنوں پشاور جانے کا اتفاق ہُوا تو مہاشے گنڈا رام جی نے مجھ سے ملکر ایسی باتیں کیں جنہوں نے کہ اُنکی عزت میری نظروں میں دوبالا کردی انہوں نے مجھے پریرت کیا کہ میں لکشمی دیوی کو جالندھر لیجاؤں اور وہاں کنیا ودیالے میں اُنکے پڑھنے کا انتظام کروں۔ لیکن ساتھ ہی کہا کہ اگر لکشمی دیوی اپنا سب کچھ آریہ سماج کے ارپن کردیوے تو وہ خوش ہونگے کیونکہ ایشور نے اُنکو سب کچھ دے رکھا ہے۔ راولپنڈی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۷-۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کا مقرر تھا اس موقعہ پر میں پھر راولپنڈی گیا اور ماتا جی کو پریرت کیا اسوقت تک شاید مہاشے گنڈا رام جی کام کر چکے تھے اور اس لئے ماتا جی نے خود سمبندھیوں کے پریم کے باعث راولپنڈی چھوڑنے سے انکار کرتے ہوئے بی بی لکشمی جی کو جالندھر میں جاکر رہنے کی آگیا دیدی اُسی جلسہ کے موقعہ پر سکندرآباد کی جو بھجن منڈلی آئی ہوئی تھی اُسنے دھرم ویر کی مرتیو کی بابت سخت پرجوش بھجن گائے۔ ان بھجنوں کے سنانے کے لئے وے لکشمی دیوی کے مکان کے پاس گئے اور گلی میں اپنے پرجوش ویر رس میں سنے ہوئے کرونا رس سے گلی کے مردوں اور عورتوں تک کو آٹھ آٹھ آنسو رلا دیا مجھے پیچھے معلوم ہُوا کہ اس بھجن کو سنکر دیوی لکشمی بیہوش ہوگئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جو کام دیوی کی خوشنودی سمجھکر آریہ رسک کرتے رہے اُسنے دیوی کی بیماری کو اور بھی زیادہ بڑھایا آریہ مسافر کی موت کے دن سے ہی برابر ایسے پرجوش بھجن اُن جلسوں میں گائے جاتے رہے ہیں جنمیں دیوی لکشمی شریک ہوتی رہیں ہر ایک میں وہ بیہوش ہوجایا کرتی تھیں مجھے پہلے یہ راز نہ معلوم ہُوا جبکہ ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کے دن جالندھر کے خاص جلسہ میں دھرم ویر کے جیون کے متعلق پرسوز تقریروں کو سُنکر اُنپر غشی کی حالت طاری ہوگئی تھی اس وقت سے میں ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ اُنکی موجودگی میں آریہ مسافر کے قتل کی بابت کوئی نظم نہ گائی جاوے لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر جو نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہُوا تھا۔ دیوی پھر بیہوش ہوگئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب گوروکل کے افتتاحی جلسہ پر کچھ بھائیوں نے دھرم ویر کے بلیدان کی نسبت بھجن سُننے کی فرمایش کی تھی تو میں نے اُسی وقت منع کردیا تھا۔ کیونکہ دیوی لکشمی جی اُس جگہ موجود تھیں۔ ہاں میں راولپنڈی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا ذکر کر رہا تھا۔ آخری دن جب وید پرچار فنڈ کے لئے اپیل ہوئی تو لکچرار نے بڑی رقت سے بھرے ہوئے الفاظ میں وید پرچار پر آریہ مسافر کے جان دینے کا ذکر کیا۔ اُسی وقت لکشمی دیوی نے اپنے کان سے سونے کی بالیاں اُتار کر وید پرچار فنڈ کے لئے دان کردیں۔ اس دان پر دیوی کے سمبندھیوں نے اُسوقت بڑا اپدرو مچایا تھا۔ اور انہیں سخت تکلیف دی تھی۔ لیکن دیوی نے اپنے سوابھاوک تحمل

میں کسٹ کو سہن کیا۔ ایسے وقت میں جبکہ اس دان کی وجہ سے ساس کی طرف سے ہی سختی ہوئی امید نہیں ہو سکتی تھی کہ لکشمی دیوی کی طبیعت اُس سے متنفر ہو گئی ہو۔ لیکن میں نے جب اُس وقت بھی آزمایا تو عملاً انہیں اسی تنگ دلی سے بالکل بری پایا۔ لکشمی جی کی جالندھر آنیکی طیاری پر ضروری ہوا کہ جو گذارہ دونوں کے لئے اکٹھا دیا جاتا تھا اُسکی تقسیم کا خیال شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا صاحب کو پیدا ہوا۔ چنانچہ اس سبھا کے ممبروں نے مجھے اس کام کے لئے مقرر کیا کہ میں آریہ مسافر کی ماتا اور پتنی دونوں کے گذارہ کا تناسب مقرر کروں۔ سبھا کے ممبر جانتے تھے کہ گذارہ کا حق دھرم ویر کی بیوہ کا ہی تھا۔ لیکن چونکہ اُنکی ماتا ساتھ تھیں اسلئے اُنکا بھی گذارہ اسی میں سے ملنا مناسب سمجھا گیا۔ سبھا کے ممبروں کا خیال تھا کہ لکشمی دیوی شاید اپنی ساس کیلئے پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ منظور نہ کرینگی اور اس لئے مجھے ہدایت ہوئی تھی کہ میں انہیں اپنی ساس کے لئے آٹھ روپیہ ماہوار منظور کرنے کے لئے پریرت کروں لیکن ہم سب کیسے حیران ہوئے جبکہ دیوی نے خود بخود ماتا کے لئے دس روپیہ ماہوار منظور کر لئے جن پھر سے میں رہا اور عمر بھر ہی شریمتی جی کو جالندھر جانے کے لئے پریرت کرتا رہا۔ آخرکار جب گوروکل کے لئے بھکشا کا کام پورا کرکے میں جالندھر اپنے گھر ۸۔ اپریل ۱۹۰۱ء کو واپس آیا تو لکشمی دیوی جی پہلے سے ہی اُس جگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ لالہ ٹنگسامل کے مکان میں اُن کے لئے جگہ دلائی گئی۔ اور کنیا مہاودیالہ میں انہوں نے باقاعدہ پڑھائی شروع کر دی۔ کچھ وقت سے لکشمی دیوی نے پڑھنے کا دڑھ ارادہ کر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اچھی ہی ہو گئی۔ لیکن بیماری پھر اُنکی پڑھائی میں حارج ہوتی رہی۔ ابتدا میں میری بھرجائی اور میری لڑکیاں اکثر بی بی لکشمی جی کو اپنے ہمراہ سیر کے لئے لیجاتی رہیں اور اس طرح اُنکی قوت ہاضمہ اور طاقت جسمانی کے درست کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن چونکہ اکیلی ہونے کے باعث بعض اوقات وہ ایک وقت روٹی پکا کر ہی دونوں وقت کھاتی رہیں اس لئے طبیعت بالکل درست نہ ہوئی۔ تقریباً ہر ہفتہ سخت درد پیٹ ہو کر قے ہو جاتا اور بعض اوقات بغیر پچکاری کے طبیعت صاف نہ ہوتی۔ لیکن اس حالت میں بھی علاوہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اور ستیارتھ پرکاش کے کچھ حصوں کے پڑھنے کے لکشمی دیوی نے حساب۔ اور عام پڑھائی کے ساتھ چکتسا کی پڑھائی بھی جاری رکھی تھی۔ دیوی نے اس خاص جماعت میں پڑھی تھی۔ جو کنیا مہاودیالہ کے متعلق پنڈت وستو ماتھ سے لالہ دیوراج جی نے کھلوائی تھی۔ جسقدر پڑھنے والی تھیں اُن میں سے اگر کچھ لابھ اٹھایا تو بی بی لکشمی دیوی نے۔ نبض دیکھنا انہیں اچھی طرح آ گیا تھا اور اکثر اوشدھیوں کے گُن بھی جان گئی تھیں لیکن پھر بھی پڑھائی میں بڑا دکھ پڑتا تھا۔ روزمرہ کی بیماری کچھ کرنے نہیں دیتی تھی۔ صحت کی ایسی حالت دیکھکر میں نے اپنی لڑکیوں کے ساتھ بی بی لکشمی دیوی جی کو اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی میری بڑی لڑکی شریمتی ویدکماری دیوی کے ساتھ اِن کا بڑا پریم تھا تب مجھے معلوم ہوا کہ لکشمی دیوی کے خیالات کتنے اعلے ہیں میں نے بھی اُنکے خیالات کو کچھ پلٹی دی اور اُن کا باقاعدہ علاج ڈاکٹر گنگا رام جی سے شروع کرایا۔ اب صحت بدن دن بدن درست ہونی شروع ہوئی اور لکشمی دیوی نے میری لڑکیوں کے ساتھ ہی ستیارتھ پرکاش کے مشکل مضامین مجھ سے پڑھنے شروع کئے۔ سنسکرت بھی شروع کر دی اور پانچ اُدیکا رک کو ختم کرکے رگھوونش کے ساتھ لگو کومدی شروع کرنیکا ارادہ کر لیا۔ لیکن ایک طرف میں پنڈت گوپی ناتھ والے مقدمہ میں مبتلا ہوا اور دوسری طرف میری لڑکی کے وواہ کا انتظام شروع ہوا۔ ان سب سے مجھے کم فرصت ملتی تھی۔ لیکن دیوی نے پھر بھی اتنی جاری رکھی۔ نومبر ۱۹۰۱ء میں اُنکی صحت بہت اچھی ہو گئی تھی۔ اور اتنائے

گفتگو میں انہوں نے مجھ سے اسے ہر دنے کا بھاو سپرگٹ کیا تھا کہ اگر دو برس تک سنسکرت و یاکرن اور دھرم گرنتھوں کی پڑھائی جاری رہی تو وہ کنیا آشرم جالندھر کا چارج لینے کے علاوہ کنیا مہاودیالہ میں پڑھانے کا کام کرنے کے لئے بھی طیار ہو جاوینگی لیکن اسی مہینہ میں مجھے گوروکل کی خدمات سپرد ہوئیں اور مجھے قبل از وقت اُنسے کنیا آشرم کی سیوا کیلئے اپیل کرنی پڑی۔ بعد چیل و حجت کے دیوی نے میری درخواست کو قبول کیا اور کنیا آشرم کا کام گویا دسمبر ۱۹۰۱ء کے درمیانی حصہ میں ہی شروع کر دیا۔ کنیا آشرم میں اُنکے انتظامی مادہ سے مجھے واقفیت ہوئی۔ مجھے امید تھی کہ لکشمی دیوی سی جب جاپ ستری کے اندر بھی لڑکیوں پر دباؤ رکھکر اُنسے پریم کرنیکی ایسی طاقت موجود ہے دن رات باقاعدہ کام کرتے ہوئے زکام کا آغاز میرے روبرو ہی ہو گیا تھا۔ ۷ جنوری ۱۹۰۲ء کو میں جالندھر سے چلا آیا۔ اسوقت سے دیوی لکشمی لالہ سوم ناتھ جی منیجر کنیا آشرم کے ساتھ آشرم کا کام کرتی رہیں سوم ناتھ جی کو کوئی معلوم نہ تھا۔ کہ اُنکی بیماری کا حال لکشمی دیوی بتلایا ہی نہیں کرتی تھیں جب جنوری کے خاتمہ پر میں پھر جالندھر گیا تو مجھے لکشمی جی کی بیماری کا حال معلوم ہوا۔ میں نے منشی جی کو توجہ دلائی اور اُسدن سے لالہ سوم ناتھ جی اور اُنکی دھرم پتنی نے خبر لینی شروع کی۔ جس پریم اور سردھا سے ان دونوں نے لکشمی کی سیوا کی ہے آریہ پبلک کو اُسکے لئے انکا مشکور ہونا چاہئے۔ لالہ سوم ناتھ جی نے سیوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن بیماری بڑھتی گئی اب یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض اوقات دن میں تین تین مرتبہ بیہوش ہو جاتیں۔ فروری کے آخر میں پھر میں گیا تھا۔ اُسوقت انہیں اور بھی کمزور پایا۔ لیکن اُسوقت تک کچھ نہ کچھ پڑھنے کا شغل جاری تھا اسکے علاوہ باوجود کمزوری کے دیوی نے گوروکل کے افتتاحی جلسہ پر شامل ہونیکا ارادہ مصمم کر لیا۔ اس سے پہلے جب میں فروری کے خاتمہ پر گیا تھا تو انہوں نے اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ منجملہ میں ہزار روپیوں کے جو اُن کے پاس جمع تھے وہ دو ہزار روپیہ دھرم ارتھ دینا چاہتی ہیں۔ گوروکل بھومی میں وہ میری چھوٹی لڑکی ساتھ لیکر آئی تھیں آتے ہی جنگل میں بیمار ہو گئیں اُنکو پہنچکر گنگا اسنان سے انہیں فائدہ ہوا اسہال جاتا رہا۔ لیکن وہی بوراتا درد شکم شروع ہوا جب ڈاکٹری دوا نے فائدہ نہ کیا۔ تو شریمان پنڈت گنگا دت جی کی دوائی دی گئی۔ اُس دوا سے دو دن میں ہی اچھا فائدہ کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ گنگا جل اور اوشدھی سیون سے شاید اُنکی طبیعت ٹھیک ہو جاوے جبکہ اُسوقت بالکل بے سروسامانی تھی۔ سب کا خیموں میں ڈیرہ تھا لیکن باوجود اسکے بی بی لکشمی کی صحت کے لئے میں نے اُن سے رہنے کی درخواست کی۔ بی بی لکشمی جی کو خود بڑا فائدہ معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یقین تھا کہ اس اوشدھی سے انکا روگ کم ہو جاویگا۔ لیکن ساتھ ہی گوروکل کے کام اور میری مشکلات کا خیال آیا اور باوجود ہماری درخواستوں کے انہوں نے یہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ میں اُنکے اُس وقت کے اعلے بھاؤ کو نہیں بھول سکتا اُنکے الفاظ تقریباً یہ تھے۔ "بھائی جی! یدی ایشور کو مجھے راضی کرنا اور مجھے اپنی ہاتھوں کی سیوا کیلئے بنانا منظور ہے تو وہاں بھی اپنے کرموں کے پھل بھوگنے کے بعد راضی ہو جاؤنگی۔ لیکن آپکا سارا دھیان جو اسوقت گوروکل کی اُنتی میں لگنا چاہئے بٹ جاویگا۔"

اسی جلسہ پر شریمتی جی نے دو ہزار روپیہ ایک وظیفہ کے لئے گوروکل میں دان دیا جب اس دان کا ذکر لکشمی دیوی نے مجھ سے کیا تو میں نے انہیں پھر سوچنے کے لئے پریرنا کی اور ساتھ ہی یہ جتلایا کہ شاید لوگ یہ کہیں کہ چونکہ آپ جالندھر میں رہتی تھیں اسلئے میں نے اس امر کا فائدہ اٹھاکر دو ہزار روپیہ اُس انسٹیٹیوشن کے لئے دان کرا لیا جس کے ساتھ کچھ تعلق ہے دیوی نے ایک مانی میں نے پھر پنڈت رام بھجدت جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے جو اُس جلسہ میں شریک تھے ذکر کیا۔ انہوں نے بھی مجھے صلاح دی کہ میں پھر شریمتی جی کو دوبارہ غور کرنے کے لئے پریرت کروں۔ میرے دوبارہ تکرار پر شریمتی جی نے کہا "بھراتا جی! زندگی کا

بھروسہ نہیں۔ نہ معلوم کب پران نکل جائیں۔ یدی دنیا کے کتنے کا جال کیا جاوے تو کوئی کام ہی نہ ہو سکے"۔ اس دن کو پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے سٹھ رام بھجدت جی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نمرسی آریہ پرتی ندھی سبھا کو پرت کرینگے کہ دو ہزار روپیہ میں ہی ایک دائمی وظیفہ آریہ مسافر کے نام کا گروکل میں دبا جاوے۔

گروکل کے افتتاحی جلسہ سے واپس ہو کر جب لکشمی جی جالندھر آئیں تو یہاں طاعون چمک اٹھا تھا۔ دوسرے دن ہی لاہور کو چلی گئیں اور وہاں سے سیدھی راولپنڈی کو روانہ ہوئیں۔ اس جگہ جا کر طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی ایک طرف بیماری کا زور اور دوسری طرف سمبندھیوں کی طرف سے دو ہزار کے دان پر طعنوں کی بوچھاڑ۔ دن بدن حالت خراب ہو چلی۔ دسف اور سچار نے گھیر لیا۔ لکشمی جی جانتی تھیں کہ میں گروکل کے کام میں مصروف ہوں اسلئے مجھے تو اپنی حالت سے مطلع نہ کیا۔ لیکن لالہ سوم ساکھ جی کو لکھ بھیجا کہ اگر آپکی زندگی بچانا منظور ہے تو انہیں راولپنڈی سے منگا لیویں اس جگہ ایک اور مشکل پیش آئی سوم ساکھ جی کیا آشرم سے علیحدگی اختیار کر کے روپڑ کو چلے گئے تھے انہوں نے لکھ بھیجا کہ اگر لکشمی جی روپڑ اُن کے ساتھ جانا منظور کریں تو جنم بھر اُنکی سیوا ہو سکیگی لکشمی جی نے اس بات کو منظور کیا اور لالہ بستی رام اسسٹنٹ منسٹر ست دھرم پرچارک پریس کو بلوایا تاکہ اُنکے ہمراہ جالندھر چلی آویں۔ میں یہ لکھنا بھول گیا ہوں کہ پنڈت لیکھرام کی زندگی سے ہی لالہ بستی رام کے خاندان پر پنڈت جی تتھا لکشمی جی کو بڑا وشواس تھا اسی عرصہ میں لاہور جاتے ہوئے ۲ جون کو لالہ بستی رام مجھے جالندھر کے ریلوے سٹیشن پر ملے اور میرے ساتھ لاہور تک سفر کر کے راولپنڈی چلے گئے ۹۔ جون کو میں لاہور سے جالندھر آیا تو بی بی لکشمی جی اُس جگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ میں پہنچتے ہی دیوی کے درشن کے لئے اندر گیا۔ کمزوری کو دیکھ کر سہم گیا چہرہ پر دق کے آثار صاف نمایاں تھے اسی وقت ڈاکٹر گنگا رام جی کو بلوایا۔ علاج باقاعدہ شروع ہوا ۱۵۔ جون کو لالہ سوم ساکھ جی پھر روپڑ کے لئے تیار تھے۔ لیکن ڈاکٹر کی رائے میں لکشمی دیوی سفر کرنے کی تکلیف برداشت کرنے کے قابل نہ تھیں۔ ڈاکٹر گنگا رام جی نے سٹیتھسکوپ سے مشاہدہ کر کے شک ظاہر کیا کہ شاید پھیپھڑے پر اثر پہنچ چکا ہے اسپر ڈاکٹر سمتھ صاحب سول سرجن کو بلایا گیا انہوں نے ہر طرح سے دیکھ بھال کر جگر کی سخت بیماری بتلائی اور امید کی جگہ یاس کا راستہ قایم کر گئے۔ ڈاکٹر سمتھ کی صلاح کے مطابق جگر کے موقعہ پر لیپ وغیرہ کئے گئے اور ادویات اور غذایات کا استعمال شروع ہوا۔ لیکن زندگی کے دن قریب الاختتام تھے جب جیون جنم ختم ہو چکا تھا تو انسانی تدابیر کیا کر سکتی تھیں۔ مجھے گو فوراً گروکل بھومی میں واپس آنا چاہئے تھا۔ لیکن جہاں دیگر بواعث مجھے روک رہے تھے وہاں اُن میں سے ایک بی بی لکشمی جی کی بیماری تھی۔ انہیں مجھ پر بہت وشواس تھا اور اُن کا خیال تھا کہ میری موجودگی میں ہی اُن کا علاج ٹھیک ہو سکیگا میں نے بھی اُنکی خدمت کو اپنا دھرم سمجھا ہوا تھا۔ کیونکہ علاوہ پنڈت لیکھرام کی بدھوا ہونے کے اُنکا پرورتکار کا بھاؤ اور اُن کے اعلےٰ خیالات اُنکی سوتنتر عزت میرے ہردے میں پیدا کر چکے تھے۔ تس پر دن بدن کمزور ہو گیا۔ آخر کار مجھے بھی ادھر آنے کی اشد ضرورت تھی۔ علاج اسلئے لالہ ویر چند جی کے سپرد کر کے میں نے ۱۰۔۶ کی رات کو ادھر کی طیاری کی لیکن جب میں ریلوے سٹیشن پر جانے کو طیار ہونے لگا تو لکشمی دیوی کی طبیعت سخت بگڑی ہی میں فوراً اندر گیا اور اُسی وقت طیاری ملتوی کر دی۔ طبیعت رات کو کچھ ٹھہر گئی تھی اور اس لئے صبح میں پھر طیار ہوا۔ پاس والوں نے رائے دی کہ میں اُنکو ملکر نہ جاؤں مبادا اُن کو صدمہ پہنچے۔ لیکن پھر رائے ہوئی کہ ملکر جانا اچھا ہے۔ چنانچہ آخری وقت رخصت کے لئے گیا۔ نمستے کا جواب دیکر قبل اس کے کہ میں کچھ بولوں دیوی نے پوچھا کہ میں گروکل کو کب جاؤں لگا میں نے جواب دیا کہ طیار ہوں۔ لیکن اگر میری ضرورت ہو تو ٹھہر جاؤں دیوی نے جواب دیا "آپکی وہاں بہت ضرورت ہے آپ جائیے۔ آج ہی جائیے"۔ میں آخری نمستے کہکر رخصت ہوا +

میرے چلے آنے کے بعد دن بدن طبیعت بگڑتی گئی پہلے تو لکشمی جی کو اسے راضی ہونیکی کچھ امید تھی کیونکہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جب ڈاکٹر گنگا رام جی نے دوائی سے کچھ فائدہ نہ سمجھکر دوائی بند کرا دی تو ڈاکٹر کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ "اگر بابو جی موجود ہوتے تو ضرور بڑے ڈاکٹر کو بلا دیتے"۔ لیکن ۳ جولائی کو انہیں بھی یقین ہو گیا کہ اب آخری دم ہے چنانچہ لالہ بستی رام کو بلا کر چند بھدر پرشوں کے روبرو ہی جائداد کی نسبت وصیت کی جو حرف بحرف بابو امر سنگھ جی۔ اے وکیل نے لکھدی۔ اُس وصیت کے مطابق دو ہزار تو پہلے ہی گروکل کو دیدینا بیان کیا اپنے کل زیور جو قیمت میں تقریباً سات آٹھ سو روپے کے ہونگے معہ چار سو روپیہ نقد اپنی ساس کو دیا جو کہ پہلے سے ہی یہاں پہنچ گئی تھیں ایک بکس جس میں بہت سے ریشمی پارچات اور للعہ روپیہ کے دو کرنسی نوٹ اور آٹھ روپیہ نقد برآمد ہوئے ایک اناتھ لڑکی کے لئے ارپن کر دئے جس کا وواہ ہونیوالا تھا اور باقی کل روپیہ جو سرتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پاس جمع تھا اور جو سات سو کے قریب ہوگا لیکھرام میموریل فنڈ کو دیدیا اس وصیت کے بعد دوسرے دن زبان بند ہو گئی اور ۳ جولائی کی دوپہر کو پران نکل گئے۔ آریہ پرشوں نے انتیشٹی ویدک ریتی سے کر دیا اور لکشمی دیوی کا شریر بھسمی بھوت ہو گیا۔ لکشمی دیوی کا جیون سچ مچ سنی کا جیون تھا اپنے ہردے کے اندر ہی محدود رکھتے ہوئے جسقدر کشٹ اس دیوی نے برداشت کئے اُنکا آریہ مسافر کے پڑھنے والے پرش کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سنی نے اپنا کام پورا کیا اور چل دی۔ ہمارے افسوس اور ہمدردی کی اُسکو کیا پرواہ ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ لکشمی دیوی پورن مکت اوستھا کو نہیں پہنچ سکیں لیکن اس میں کس کو سندیہ ہے کہ وہ آیندہ جنم میں گزشتہ اُتم سنسکاروں کے لئے اعلےٰ جنم دھارن کریگی۔ اور جو کام ادھورا چھوڑ گئی ہیں اُسے پورن کرنیکا پریتن کریں گی۔

دیوی! تمہارے شبھ سنکلپ تو ایسے نہ تھے کہ پورن نہ ہوتے۔ لیکن اس ابھاگی دیش کے کرم ایسے کب تھے کہ تمہاری سہایتا اُسے پہنچ سکتی۔ پریہ پاٹھک گن! اسی کا جیون چرتر آجکل کی بھڑکدار سوانح عمریوں کی طرح جوش اور خروش پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ لیکن کیا اس سے ہمیں کچھ شکشا نہیں ملسکتی؟ کیا ہم نہیں سوچ سکتے کہ اس دیش کی سماجک دشا بہت ہی خراب ہو گی جسکے اندر پرورتکار زبردست بھاؤ اپنے اندر رکھتے ہوئے بھی ایک دیوی اپنی شبھ اچھا کو پورن نہ کر سکی۔ سچی ہمدردی اس دیش میں کہاں ہے باوجود ویدک دھرم کی بزرگوں کا ڈنکا بجانے کے بھی ہم سے بنت آریہ سماجی جیون کے اندر ویدک دھرم کے گورو کو انوبھو کرنیکا بھاو کہاں ہے۔ اس سماجک اوستھا میں کون کام کرنیکا ساہس کر سکتا ہے اور کون وہ پرش ہے جو کہ ساری دنیا کے طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہوئے دھرم پالن پر درڑھ رہ سکتا ہے؟ اس سارے اندھکار کے اندر مجھے صرف ایک ہی پرکاش کا چمتکار نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ لکشمی دیوی سی ستیوں کی سہن شیلتا کا پربھاؤ اُن کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اپنا اثر آنے والی نسلوں پر چھوڑ جاتا ہے۔ ہے دیالو! یدی ہماری کی اچھیا پورن ہو سکتی ہے اور اس دیش کے دشکرموں کا ڈنڈ اسے کافی مل چکا ہے تو مرحومہ کو ایسی اوستھا میں پیدا کرو کہ وہ اس جنم سے چوگنی طیاری کر کے اپنے ادیشیہ کو پورن کر سکے +

منشی رام

(مالک مطبع ست دھرم پرچارک)

حِصّہ اول

تاریخ دُنیا

جلد اوّل

ضرورت آریہ ورت کے اندر یا دیگر ممالک میں اکثر رسالے جاری ہیں۔ مگر کسی میں ستاتن رشیوں کی عظمت اور ان کی تحقیقات حقہ کی فضیلت یا قدیم علوم کی صداقت کما حقہ شایع نہیں ہوتی۔ علم جوتش میں جس کا تمام تر علم تاریخ کو سہارا ہے۔ اُس سے ایک اور شاخ بھی پھوٹ نکلی ہے۔ جس کا نام پھلت ہے۔ گویا اب عام لوگ دو چیزوں کے مجموعے کو جیوتش جانتے ہیں۔ ایک گنت دوم پھلت ✤

جس طرح دوا اور دوا کا چارہ ہونا ہر طرح صحیح اور مسلم ہے۔ اسی طرح گنت کو بھی جو کہ اصل جیوتش ہے۔ سب تسلیم کرتے ہیں۔ کسی کو اس کی صداقت سے انکار نہیں۔ مگر پھلت سے سوائے خود غرضوں کے اور سب کو انکار ہے۔ یورپ اور امریکہ کے تمام مشہور نامی گرامی۔ جیوتسی (اسٹرانومر) پھلت سے انکاری ہیں۔ آریہ ورت کے فاضل اجل جیوتشی شری باپودیو شاستری جی پھلت سے انکاری ہیں۔ پُرانے زمانہ کے جیوتشی پھلت سے انکاری تھے۔ جس طرح باوجود کہیں نہ ہونے پارس پتھر۔ موہنی منتر۔ چنتامن مُہرہ۔ جاکے پھر بھی لاکھوں گھر بار برباد کر اُن کی تلاش میں مصروف ہیں۔ اُسی طرح پر پھلت کے ماننے والوں کا حال ہے۔ یہ لوگ رمالوں کی طرح بڑے چالاک ہوتے اور قیافہ۔ سامدریک وغیرہ کی مین میکھ کر سادہ لوحوں کو سبز باغ دکھا دیتے ہیں۔ جوا کھیلنے۔ ختنہ کرانے چوری کرنے۔ زنا کرنے۔ شراب پینے۔ ذبح کرنے وغیرہ جس چیز کا مہورت چاہو۔ موجودہ پھلت والوں سے پوچھ لو :۔ جب دوربین (دسیہ کالیشو یا دوروی ستن) خوردبین (سوکشم درشک یتر) کے معاملات میں یورپین فضلا روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ تو کیا ایسے زمانہ میں صرف انگلیوں پر گن گنانے اور سارے بھارت ورش کو کھوٹی وشا بتلانے والے مورکھتا۔ اسبھتا۔ وحشی پن کا کلنک لگانے والے بغیر ست ودیا کے گرہن کرنے کے کچھ اُنتی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ✤

کہاں وہ پُرانے زمانہ کے آریہ پرشاؤں کی علمی تحقیقاتیں؟ اور کہاں موجودہ زمانہ کی توہمات بھری باتیں ؎

چہ نسبت جاہ سفلی را بہ خنگاہ روحانی ✤ چہ ماند گلخن تیرہ بگلشتہاے سلطانی ✤

پھلت کے ماننے والوں نے ترقی و تحقیقات کا راستہ بند کر دیا۔ اور یہی سبب ہے کہ خود بھی محروم ہو گئے ✤ موجودہ دنیا کب بنی؟ کتنے برس ہو گئے اس کا حساب کس طرح پر ہے۔ اور کب تک قایم رہیگی۔ اس کے کیا کیا ثبوت ہیں۔ وید مقدس کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے؟ فاضل رشیوں کا علمی تحقیقات سے کہاں تک اعتقاد ہے۔ غیر مذاہب والوں نے اس پر کیا کیا اعتراض کئے ہیں۔ اور اُن اعتراضوں کا جواب فضلاء یورپ کی تحقیقات ابھی کہاں تک پہنچی ہے؟ اس ضمن میں ہم تمام موجودہ سنتوں کی ماہیت بھی عرض کرینگے۔ اس واسطے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ایک تاریخی تحقیقات شروع کریں۔ اور جو حاضر ہے اُس کو بھائیوں کے روبرو دھروں ✤

تاریخی تحقیقات۔ حصہ اول۔ ہر ایک ملک میں جدا جدا سموت (سنہ) جاری ہیں۔ اور اُن کی وجہ تسمیہ یا سبب اجراء بھی ہر جگہ مختلف ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ مشہور سموت حسب ذیل ہیں ✤

(۱) آریہ سموت (۲) کلی جُگی سموت (۳) یدھشٹر سموت یا پانڈو ابد (۴) بُدھ سموت (۵) بکرم سموت (۶) شالباہن سموت (۷) عیسوی سموت (۸) چینی سموت (۹) خطائی سموت (۱۰) کالدیا سموت (۱۱) فارسی سموت (۱۲) مصری سموت (۱۳) عبری سموت (۱۴) ابراہیمی سموت (۱۵) سپارٹا سموت (۱۶) موسوی سموت (۱۷) داؤدی سموت (۱۸) یونانی سموت (۱۹) رومی سموت (۲۰) نابوصاری سموت (۲۱) سکندری سموت (۲۲) محمدی سموت ✤

ہم سلسلہ وار تاریخی طور پر ہر ایک سموت کی بابت تحقیقات کرنا چاہتے ہیں

(۱) آریہ سموت۔ حکماے آریہ ورت جس طرح پر ہر ایک علمی فضیلت میں برابر آموزگار رہے۔ اسی طرح سموت کے مقرر کرنے اور تاریخی واقعات کی پڑتال میں بھی سب سے زیادہ قدر و منزلت کے لایق ہیں۔ اُن کی ساری تحقیقاتیں بہ سبب علمی اصولوں پر قایم ہونے کے پتھر کی لکیر ہوا کرتی تھیں۔ جن کی سچائی سے کسی عقلمند کو انکار کی گنجایش نہ تھی۔ اس تمام فضیلت کی بنیاد ان کے پاس ایک فضل کا چشمہ تھا۔ جس سے اُن کے دل کی زراعت ہمیشہ سرسبز و سیراب رہا کرتی تھی۔ اور اُس مقدس فضیلت کے چشمہ کا نام وید تھا ✤

وید مقدس میں جگت کرتا پرمیشور نے اس بات کو باحسن الوجوہ فرمایا ہے۔ کہ میں بموجب اوصاف قدیم کے اس دُنیا کو بار بار پیدا کرتا ہوں اور اپنی لا تغیر شکتی سے مادی سرشٹی رچتا ہوں۔ سوریہ۔ چندر۔ ستارے۔ سیارے۔ سمندر۔ تیگھ وغیرہ سب میں نے پرکرتی سے بنائے ہیں۔ اور اپنے علم و کمال سے آکرشن شکتی (قوت کشش) سے معلق ٹھیرائے ہیں۔ اُس زمانہ کا نام (جب تک کہ دنیا قایم رہتی ہے) ایک کلپ ہے جس کی دوسری سنگیا سرشٹی یگ ہے۔ اور وہ چار ارب بتیس کروڑ سال کا ہوتا ہے۔ چنانچہ پرماتما کا وہ مبارک ارشاد یہ ہے (دیکھو اتھروید پرپاٹھک ۸۔ انوواک ۱ منتر ۲۱)

शतं तेऽयुतं हायनान्द्वे युगे त्रीणि चत्वारि कृण्मः अथर्व प्र० ८ अ० अनु० १ मं० २१ ॥

ترجمہ۔ اس سے پہلے سرشٹی اُتپتی کا ذکر کرتے ہوئے پربرہم ہدایت دیتے ہیں) کہ سرشٹی قیام کا حساب لکھنے کے واسطے اس طرح جانو۔ کہ دو برس۔ دس ہزار سیکڑہ یعنی دس لاکھ تک شونیہ دینے کے بعد ۲۔ ۳۔ ۴ جوڑنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ دنیا (سرشٹی) چار ارب بتیس کروڑ سال تک قایم رہیگی جب وید نے یہ بتلایا۔ تب وید کے مفسر رشیوں نے اس کو اس طرح پر حل کیا۔ اور اس پر عملدرآمد جاری ہوا۔ چنانچہ سوریہ سدھانت میں یہ لکھا ہے کہ

युगानां सप्तिः मैको मन्वन्तरमहोच्यते। कृताब्दसंख्या तस्यान्ते सन्धिः प्रोक्तो जलप्लवः॥ ससन्धयस्ते मनवः कल्पेज्ञेयाश्चतुर्दश कृतप्रमाणः कल्यादौ सन्धिः पञ्चदशः स्मृतः॥ इत्थंयुगसहस्रेण भूतसंहारकारकः। कल्पो ब्राह्ममहः प्रोक्तः शर्वरी तस्य तावती॥

(دیکھو سوریہ سدھانت مدھیمہ ادھیاء شلوک ۱۸ و ۱۹ و ۲۰)

ترجمہ اکہتر چترُیگیوں کا منونتر ہوتا ہے اور ایک ست یگ کے سمان اسکی سندھی آخر میں بیان کی ہے معہ سندھی کے ایسے ہی منونتر ۱۴ ہوتے ہیں اور ست یگ کے مساوی کلپ کے آغاز میں ۱۵ سندھی ہوتی ہیں ہزار مہایگ تک پرماتما سرشٹی کے پیدا کرنیوالا دنیا کو قائم رکھتا ہے اور اسی کا نام برہم دن یا کلپ ہے اور اتنی ہی اسکی رات ہوتی ہے

پس صاف ثابت ہے کہ رشیوں نے اول اس کے ۱۴ حصے کئے یعنے چودہ منونتر پھر ان چودہ منونتروں سے ہر ایک کے اکہتر حصے کئے یعنے اکہتر چترُیگی ۔

اب اس کی حسابی تقسیم اس طرح سے (نقشہ نمبر ۱ قاعدہ اول)

دیکھو قاعدہ اول کا نقشہ نمبر ۱ و ۳

نام یگ	تعداد سال مقررہ
ست یگ یا کرت یگ	۱۷۲۸۰۰۰ سال
ترتیا یگ	۱۲۹۶۰۰۰ سال
دواپر یگ	۸۶۴۰۰۰ سال
کلی یگ	۴۳۲۰۰۰ سال
ایک چترُیگی یا مہایگ کی میزان	۴۳۲۰۰۰۰ سال

واضح ہو کہ کلی یگ کا دوگنا دواپر۔ اور تگنا ترتیا اور چوگن ست یگ یا کرت یگ ہوتا ہے یعنے کلی یگ × ۲ = دواپر
” × ۳ = ترتیا
” × ۴ = کرت یگ

یہ حساب بروئے سوریہ سدھانت کے ہے ۔ جس نے ویدک قاعدہ کو مفصل ظاہر کر دیا ہے

نقشہ نمبر ۲ قاعدہ اول

نام	تعداد سال
۷۱ چترُیگی یا ایک منونتر	۳۰۶۷۲۰۰۰۰ سال
۱۴ منونتر یا ۹۹۴ مہایگ	۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ سال
منونتروں کے درمیان جو سندھی ہوتی ہے ۱۵ ست یگ کے مساوی	۲۵۹۲۰ سال
میزان کل ایک کلپ یا ۱۰۰۰ مہایگ یا ایک برہم دن	۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ سال

مہامنی بیاس جی نے بھی اپنی مشہور کتاب بھارت میں اس امر کا ذکر کیا ہے ۔

सहस्रयुगपर्यन्तमहर्यद्ब्रह्मणोविदुः। रात्रिंयुगसहस्रान्तांतेऽहोरात्रविदोजनाः॥ अ० ८ श्लो० १७॥

ترجمہ ہزار چترُیگی تک برہم دن ہوتا ہے ۔ یا بعد اوس برہم دن کی ہزار چترُیگی ہے اور اتنی ہی اسکی راتری اسکو برہم دن اور برہم راتری کہتے ہیں یعنے بڑا دن اور بڑی رات

اس قاعدہ کو جوتش کے قدیم جاننے والوں نے ایک طرح پر استعمال کیا ہے یعنی کل اس آبادی کے اس زمانہ کو ایک بڑا دن تشبیہ کرنے سے برہم دن کے نام سے منسوب کر کے اسکے چار پہر مقرر کئے جس کی مدت اس برہم دن کے زمانہ کو چار پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے ۔ ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ / ۴ = ۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰ ۔

آریہ لوگ سرشٹی کی ابتدا اور ویدوں کے پرکاش سے آج تک علمی طور پر برابر حساب کرتے کراتے لکھتے لکھاتے چلے آتے ہیں ۔ جو آریہ ورت میں بدستور جاری ہے ۔ کسی طرح کا اس میں اختلاف نہیں ۔ اس کی تصدیق مفصل حوالوں سے میڈم بلیوٹسکی صاحبہ مشہور و معروف نے اپنی کتاب سیکرٹ ڈاکٹرن میں کی ہے (دیکھو صفحہ ۶۹ جلد ۲) راؤ بہادر پنڈت شری نواس جی نے بھی اس کو نہایت واضح طور پر شائع کیا ہے ۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ نومبر ۱۸۸۵ء)

اب ہم ناظرین کو یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا کو پیدا ہوئے کتنے سال ہوئے؟ واضح ہو کہ اس وقت تک چھ منونتر گذر چکے ہیں اور ساتواں منونتر گذر رہا ہے ۔ پس بحساب مندرجہ بالا اس کی تقسیم اس طرح ہوئی ۔

چھ منونتروں کی میعاد ہوئی	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اُس کے ۲۷ چترُیگوں کی	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں چترُیگی جو گذر رہی اس کے تین یگوں کی	۳۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ جو چوتھا یگ گذر رہا ہے اس کا اسوقت سموت ہے	۴۹۹۰ سال
میزان کل	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اور ایسا ہی شرومان فاضل اکمل آریہ ریفارمر سوامی دیانند جی مہاراج نے اپنی مشہور و معروف کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں لکھا ہے جس کی بے نظیر خوبی قابل دید ہے ۔ اس مہاتما نے اپنی اس ویدک تفسیر (بھاشیہ) میں خداداد لیاقت و علمیت سے کمال کر دیا ہے اور سچ پوچھو تو طالبانِ حق کے دامن آرزو کو جوہر گیان اور عرفان سے بھر دیا ہے ۔ بشکل

وصلے دریابد اسرار معانی — کہ روشن شد بنور جاودانی

ہمارے بیان کی تصدیق مندرجہ ذیل شہادتوں سے بھی ہوتی ہے ۔

شہادت (۱) سارے آریہ ورت کے اندر جو سنکلپ رائج ہے اور جو آریہ پنڈتوں کے دو بچوں کے نیچے نیچے کے ورد زبان ہے اُس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اُس میں لکھا ہے ویوسوت منوانترے ۔ اشٹاوِنشتیتمے کلی یُگے ۔ کلو پرتھم چرنے ۔ آریہ ورت انتر گتے ۔ یعنی ملک آریہ ورت کے اندر یہ ساتواں ویوسوت منونتر ہے جس کا یہ اٹھائیسواں کلی یگ ہے اور کلی یگ کے جو چار چرن یعنے حصے ہیں ۔ اُن سے پہلا حصہ گذر رہا ہے کلی یگ کی تعداد ۴۳۲۰۰۰ سال اس کو ۴ پر تقسیم کرنے سے ۱۰۸۰۰۰ سال ہوئے بتایہ ان چار مساوی حصوں سے یہ پہلا حصہ گذر رہا ہے ۔ جس کے ۴۹۹۰ سال گذر چکے ہیں ۱۰۳۰۱۰ سال پہلے حصہ کے گذرنے باقی ہیں جن کے بھگتنے کے بعد دوسرا چرن شروع ہوگا ۔

شہادت (۲) کوی کالیداس مشہور سنسکرت کا شاعر اپنی جیوتر ودابھرن (جو بکرم کے سمت ۳۴ میں تصنیف ہوئی تھی) کے بیسویں ادھیاء میں فرماتے ہیں ۔

वर्षैः सिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ संमिते मासे माधवसंज्ञिते च विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः॥

ترجمہ ۳۰۶۸ برس کلی یگ کے گذر گئے تھے ۔ تب میں نے ماہ بیساکھ میں یہ گرنتھ ختم کیا ۔ اسی کتاب کے دوسرے مقاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا

پس ۳۰۶۷ + ۱۹۲۳ = ۴۹۹۰ ۔

شہادت (۳) سدھانت شرومنی میں لکھا ہے ۔

याताः षण्मनवो युगानि भमितान्यन्यद्युगाङ्घ्रित्रयं नन्दाद्रीन्दुगुणास्तथा शकनृपस्यान्ते कलेर्वत्सराः॥

ترجمہ چھ منونتر گذر گئے اور ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اسکی بھی ستائیسویں چترُیگی گذر چکی ہے ۔ اٹھائیسویں چترُیگی جو موجود ہے اُس کے تین یگ گذر گئے اور جو چوتھا جو کلی یگ

ہونے اُس کو ... ہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہوگئے ہیں۔ ۳۱۷۹ + ۱۸۱۱ = ۴۹۹۰

شہادت (۴) آریہ ورت کے پرسدھ جیوتشی شری باپو دیوشاستری سرگباسی اپنی پنچانگ سمت ۱۹۴۶ میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ برہم دن کے دوسرے پہر کا آدھا اور دیوسوت منونتر کا چاتھا اٹھائیسواں مہایگ ہے اُس کے کلی یگ کو شاکا شالباہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہوتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

नन्दाद्रिन्दुगुणाः मितानि सौरवर्षाणि व्यतीतानि ॥

ترجمہ شلوک کے حرف ۹۔ اور ادری کے ۷۔ اور چاند کا ۱۔ اور گن کے ۳۔ کل ہوئے ۳۱۷۹۔ یہ برس سورج یعنی سال شمسی ابتدائے کلی یگ سے شاکا شالباہن کے آغاز تک گذرے ہیں اور اب شاکا شالباہن ۱۸۱۱ ہے۔ پس ۱۸۱۱+۳۱۷۹=۴۹۹۰ سال (دیکھو ان کا پنچانگ سمت ۱۹۴۶ بکرم صفحہ ۳)

نقشہ نمبر ۱ حساب برہم دن اور شاکا شالباہن

برہم دن کا ایک پہر	۱۰۸۰ ۰۰۰۰ سال
دوسرے پہر کا اردہ (آدھا)	۵۴۰۰۰۰۰۰۰ سال
اور اس کلی یگ کے شروع تک آدھے پہرے اوپر گذرے ہیں	۳۴۰۸۴۸۰۰۰ سال
کلی یگ کے آغاز سے شالباہن تک	۳۱۷۹ سال
شالباہن سے آج تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنے آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ "

نقشہ نمبر ۲ حساب منونتر اور شاکا شالباہن

چھ منونتر	۱۸۴۰۳۲۰۰۰ سال
دیوسوت کے ۲۷ چترپگ	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں کے ۳ یگ	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ کے شالباہن تک	۳۱۰۹ سال
شالباہن سے اب تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنی آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اب ہم اعتراض کا جواب عرض کرتے ہیں:۔

(نمبر ۱) جناب پادری ولس صاحب فرماتے ہیں کہ "کلی یگ کا شروع مسیح سے ۳۳۰۱ سال پہلے ہوا (دیکھو تاریخ عالم سنہ ۱۸۵۹ء۔ نور الابصار حصہ اول صفحہ ۱۱)

(نمبر ۲) پادری آمار سکنس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کلی یگ چوتھا زمانہ ۴۳۲۰۰۰ برس کا ہے۔ جو سنہ عیسوی سے ۳۰۰۰ سال پہلے شروع ہوا (دیکھو متوسط لغات سنہ ۱۸۸۲ صفحہ ۳۲۳ کالم ۲ بدایون)

واضح ہو کہ پہلے پادری صاحب نے ۲۰۱ سال بڑھا دیئے۔ اور دوسرے نے ۱۰۰ سال کم کر دیئے۔ مگر دونوں کی غلطی ہے۔ تاریخ بدیع ہندوستان کے لائق مصنف نے سب سے صحیح لکھا ہے کہ در حقیقت ۳۱۰۰ سال مسیح سے پہلے کلی یگ شروع ہوا۔

(دیکھو صفحہ ۷) ۱۸۹۰+۳۱۰۰=۴۹۹۰ سال ۔

تحقیقات ۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتال اور اس کو ۳۶۰ دن میں تقسیم کیا اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا۔ تاکہ فی سال ۵¼ چھ دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے۔ برہمن چاند کی ہفتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے

کے یعنے مسیح سے ۲۷۴ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی" دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء ۔

۳۰۰۰۔ ڈیرہ دون کی سرکاری میوزم میں قلعہ اجین سے نکلی ہوئی ایک ساگون کی لکڑی ہے جو زیادہ زمانہ گذرنے کے سبب سے پتھر ہو گئی ہے۔ اُس کی بابت ماہران علم جیالوجی نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ تین ہزار سال سے بہت پرانی ہے (دیکھو فہرست عجائب خانہ مذکور کی)

۴۰۰۰۔ لیپ۔ سی۔ ایس کے بیان سے ثابت ہے کہ "مصری بارھویں خاندان کا خاتمہ ۴ ہزار برس گذرے کہ ہو گیا" ۔

۴۰۰۰۔ در تواریخ ایشیاں نوشتہ کہ پیش از چہار ہزار سال بسیار علمائے نیک شائستہ قدمائے ایشیاں بحامے آوردند (دیکھو تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۰۰۔ لندن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں جو چار ہزار تین سو سال سے زیادہ قدیم ہیں۔ جن کا سال مرحوم بیرن بنس صاحب بہادر وغیرہ فضلاء چار ہزار پانچ سو سال بتلاتے ہیں ۔

۴۵۲۶۔ در تواریخ چین مسطور است کہ سفت وعمل ابریشم دو ہزار و ششصد و بست و شش سال قبل از تولد عیسےٰ در چین متعارف بود (دیکھو تاریخ چین فارسی مولفہ پادری ایکسوس صاحب کلکتہ سنہ ۱۸۴۰ صفحہ ۲-۴)

۴۹۳۰۔ ذکر محمود وفتح سومنات۔ وہاں آنجا چشم اوبر بتخانہ چند افتاد کہ باعتقاد ہنود از تاریخ عمارت آنہا چار ہزار سال گذشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰)

۴۹۷۹۔ تین ہزار اناسی برس مسیح سے پہلے بہت قدیم بادشاہت سیتن کی تھی۔ جس کو یوسیبیس مورخ نے سنہ ۳۱۲ میں اول اول سب سے پہلے قرار دیا ہے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ یہ سلطنت ہزار برس تک رہی ہے (دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۰ و ۹ سنہ ۱۸۶۹ء)

۵۰۰۰۔ قاہرہ سے ۱۵ میل جو منام وشور واقع ہے وہاں کے عجائب خانہ کے ایک افسر نے ۵۰۰۰ ہزار سال کی مدفون دو لاشیں زمانہ قدیم کی شہزادیوں کی برآمد کی ہیں جو بالکل ایسی ہیں گویا ابھی دم آخر ہوا ہے۔ سروں پر ان کے تاج مکلل بستہ اور بہا اور زیورات وغیرہ ہر ایک شے اپنی اصلی ہیئت پر ہے (انیس ہند ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء جلد ۴) اور اسی قسم کی دو دیو جاریوں کی لاشیں جے پور کے میوزم میں موجود ہیں جو مصر سے بصرف زر کثیر منگائی گئی ہیں۔ وہ بھی مسیح سے تین چار ہزار سال پہلے کی ہیں (از مولف)

۵۰۰۰۔ ایک فاضل ومشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بت میں نے انتہائی ثبوت مل سکتا ہے جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں یہ بت ۵۰۰۰ برس کے پرانے ہیں اور زمانہ حال کے فیلاہ (کسانوں) کے بالکل مشابہ ہیں یہ نئی قسم کی رنگت کو رکھتا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور ہم کو اس زمانہ کا حال بتلاتے ہیں (دیکھو مسٹر بلیکٹ صاحب آئی کنوگرافی انگریزی صفحہ ۱۱۱)

۵۲۴۰۔ مصر کے مورخوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ "مصر کے مینار مسیح سے ۳۲۴۰ سال پہلے بنے تھے (دیکھو پراکٹر تاریخ جلد ۱ صفحہ ۲۴۲ و ۳۰۰)

۵۳۱۶۔ مصری چوتھے خاندان میں بھی مینار بنے ہیں اور بت بنائے گئے اور لیپ سی ایس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۳۴۲۶ سال پیشتر شروع ہوا تھا

۵۹۹۰۔ رومنیس اور اُس کا خاندان ۴۰۰۰ سال قبل جو چوتھے خاندان ہوا اُن کو کہتے ہیں کہ مینار بنائے اس حساب سے [illegible] سال مسیح سے پہلے وہ بنائے گئے (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرائن صفحہ [illegible])

جلد اول

تاریخ ہند ہنٹر

۶۰۰۰۔ کالش صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) فرماتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے ❖

۷۸۰۰۔ ایک لایق محقق نجومی نے علم اسٹرانومی سے ثبوت دیکر کہا ہے کہ مصر کا سب سے اول مینار پیرامڈ سات ہزار آٹھ سو سال گذرے کہ بنا تھا ❖

(دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۳۲)

۱۰۰۰۰۔ مسٹر اسٹیڈ مشہور نجومی لکھتا ہے کہ دس ہزار سال پہلے گرمی یعنی ریسیپ اور جاڑے میں دور رہتا تھا (دیکھو تھیوسوفسٹ ۱۸۸۷ء صفحہ ۵۲)

۱۲۰۰۰۔ سر چارلس لایل صاحب بہادر کی رائے کے موافق ۱۲ ہزار سال کے اندر اشیا کے جنگلی منطقہ پر کوئی غارتگر طوفان واقع نہیں ہوا جیسا کہ بقول بائیبل کے نوح کا اور آدرنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کے استخوان ہیں اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں ❖

۱۲۳۱۷۔ مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یونان کا نامور اور مشہور حکیم افلاطون جو مسیح سے ۲۷۴ سال پہلے گزرا ہے وہ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ "مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رونق پر تھی"

۱۱۵۹۴۔ کرنیل الکاٹ صاحب امریکن فرماتے ہیں کہ بائیبل کے لکھے جانے یہودیوں کی جاتی اٹین ہجرت میں جن کی بنیاد پڑنے مصر کے سماوحی استھان اور مہا استمبہ یعنی عالیہ مینار کے بننے۔ بلکہ اس سمت سے ۵۰۰۰ سال پہلے (جبکہ عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ لوگ اعلےٰ ترقی در تہذیب پر تھے اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھے۔ کہ ان کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے (دیکھو بھارت کال وشا انگریزی صفحہ ۶ سے ۱۸ تک مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء)

۱۸۰۰۰۔ فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۵ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی ریاستوں کا قریب اٹھارہ ہزار سال کے تھا (دیکھو تاریخ چین جلد دوم کلکتہ ۱۸۳۱ء)

۲۴۰۰۰۔ مورخ ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن بنسن صاحب کی کرونالوجی کا حوالہ دیتے ہیں سعماً موقعوہ انسان کی ہستی۔ دنیا میں قبل از ۲۰ ہزار سال فرض کرتے کے بعد اور سیلو تک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے۔ وہ زمانہ جب کہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی۔ مسیح سے پہلے دس ہزار سال۔ بانی مسے جو کہ پہلا پریسٹ کنگ کا تھا۔ اسکی تخت نشینی مسیح سے پہلے ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے ۱۳۴۰ سال

(دیکھو انڈین و جنس المیسر کا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۲۰۔ مینتھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی فنوں کے نہایت ماہر نے ٹولیسفلیڈ لفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے۔ اس میں درج ہے کہ اول دیوتوں نے اور ان کے بعد اس کے دلاوروں نے ۲۰ ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی۔ دلاوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے جن کی مینتھان مورخ نے ۳۰ پشتیں بیان کی ہیں۔ انگریزیوں کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے قدیم مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں اس تاریخ کی ماخذ ہیں۔ ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ایج ایکسنڈر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا ہوتا ہے (تاریخ مصر ۱۸۶۰ء صفحہ ۲)

۳۰۰۰۰۔ ایک فاضل ہیئت دان نے نہایت فاضلانہ دلایل سے چھ ہزار سال دنیا کی پیدائش ماننے والوں کی تردید میں علم جیالوجی و اسٹرانومی سے بہت عمدہ معتبر و مستند دلائل پیش کرکے اور سلسلہ تحقیقات ۳۰ ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے کہ اگر کوئی ان کی تردید کر دے تو میں اور ثبوت دونگا (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ اگست ۱۸۸۲ء سے فروری ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۱۵۰۰۰۰۔ اہل کالدیا ادعاء کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیڑھ لاکھ سال سے آگے کا نوشتہ موجود ہے (تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۷)

۱۵۰۰۰۰۔ قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں دم بھرتے بلکہ قدیم قوموں میں سے انتھی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے۔ اور بابل والے قصدی ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے ہیں۔ چین والے بھی اسی قدامت کا دعویٰ کرتے ہیں (دیکھو تواریخ ہندوستان ۱۸۵۲ء۔ کلکتہ۔ صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰۔ نیو آیرلینڈ زمین جو کھدایاں چھ فٹ گہری ہوئی ہیں اور پبلک ورکس کی جو کھدایاں ہوئی ہیں اور نیو اورلیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں۔ جہاں پر کہ نیو آرلینڈ کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے اپنی اپنی جڑوں کے ستون سے منقسم ہیں دریافت ہوئے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے اوپر بسمت الراس پر واقع ہیں۔ ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر بی ڈولر صاحب بہادر نے یہ اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ایک لاکھ اٹھاون ہزار سال کی ہے اور مذکورہ بالا کھدائیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسی سپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب تائیپس صفحہ ۳۳۶ سے ۳۶۹ تک)

۲۴۰۰۰۰۔ علم جیالوجی کے ماہر ولیم فریر صاحب فرماتے ہیں کہ سکاٹلینڈ پرانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے فاصل ملتی ہیں۔ جن کی نسبت عمدہ عمدہ حساب سے ان کی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قایم ہوتا ہے۔ جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قایم کر سکتے ہیں ❖

(رسالہ تھیوسافسٹ اکتوبر ۱۸۸۲ء صفحہ ۹ کالم ۱)

۳۰۰۰۰۰۔ جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں جس میں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں۔ اور ان میں جن جن حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں اور آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں اور پھر اس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ گذرا ہوگا (رسالہ باغبان پنجاب جنوری ۱۸۸۸ء صفحہ ۳۲)

۴۰۰۰۰۰۔ بہت کم اشخاص ہیں جو کہ اس بات کا دعوٰی کرتے ہیں کہ کل پیدائش چھ ہزار برس گذرے کو ہوئی تھی۔ اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن۔ تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی یہ بیان کرنا کہ دنیا کو چھ ہزار برس ہوئے کہ بنایا تھا بالکل لغو ہے۔ جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف زمینی چٹانوں کے بننے کے لئے چالیس لاکھ برس کا عرصہ چاہئے"

۱۵۰۰۰۰۰۔ دعا ایک کروڑ پچاس لاکھ سال دنیا کی قدامت کے لئے بطور تخمینہ بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادہ کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑے مقدار میں بن گیا ہے جو کہ اسی طرح سے اب تک بن بھی جاتا ہے۔ اور جمع بھی ہو جاتا ہے۔ پچھلے تین ہزار برس میں کچھ بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔

تاریخ دنیا

۲۰۰۰۰۰ ۔۔۔ ہوئی ہے

فیروز شاہ کے زمانہ میں اُس ڈھیلے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر کثرت آبادی کے ساتھ آباد تھے جن کی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے بعد زمانہ چاہئے جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے (دیکھو ٹائیپس آف مین کائینڈ مولفہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب صفحہ ۳۲۵)

۰۰۰۰۰۰۰ ۱ پروفیسر ایس ہیو کومب صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات کے اُگنے کے قابل ہوئی۔ اُس زمانہ سے اب تک ایک کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو پاپولر اسٹرانومی صفحہ ۵۰۹)

۰۰۰۰۰۰ ۲- پروفیسر ول تار صاحب فرماتے ہیں کہ جب سے زمین سرد ہو کر نباتات کے قابل ہوئی اب تک دو کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم صفحہ ۶۹۴)

۰۰۰۰۰۰ ۷- پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہونے سے اس حالت تک پہنچنے کے واسطے ۷ کروڑ سال ہونے چاہئیں (دیکھو کاسمٹ ان ٹائیم صفحہ ۳۳۵،

۹۶۰۰۲۳۹۰- اہل چین خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشس ان کے مقنن تک جو مسیح سے پانچسو سال پیشتر گذرا ہے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ سال گذرے ہونگے (ویدک ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۶ تک)

۴۸۸۰۰۶۰ تاریخ خطائی سر آغاز گیہان آفرینش بر سازند و بزعم ایشان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار روز و شصت سال سپری شدہ و ہر رفتہ صد ہزار سال پندارند۔ پایندگی عالم صد ہزار رو نہ بود (آئین اکبری صفحہ ۲۷ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء و ویدک ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۶ تک)

۰۰۰۰۰۰۰ ۱ اسر ولیم ٹامس صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات کے قابل ہونے اور اس وقت سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہونگے (سیکرٹ ڈاکٹرن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴)

۰۰۰۰۰۰ ۳۰- ایک اور لایق مؤرخ فرماتے ہیں کہ ابتدا سے جبتک کہ نباتات وغیرہ بنتی رہیں اور اس وقت سے آدمیوں کے پیدا ہونے تک ۳۰ کروڑ سال ہونے چاہئیں (سیکرٹ ڈاکٹرن ۱۸۸۸ء مطبوعہ لنڈن صفحہ ۶۹)

۰۰۰۰۰۰ ۳۵- پروفیسر لیجاف صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کو دو ہزار ڈگری کی گرمی سے دو سو ڈگری کی گرمی تک پہنچنے کے واسطے پینتیس کروڑ سال گذرے ہونگے۔ اس سے کم ہیں نہیں ہوسکتا (سیکرٹ ڈاکٹرن مطبوعہ لنڈن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴ سطر ۲۲)

۰۰۰۰۰۰ ۵- پروفیسر ریڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ۵ کروڑ سال گذرے ہونگے جب سے یورپ میں نباتات وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوئی (دیکھو مسٹر ریڈ صاحب کا لیکچر جو انہوں نے ۱۸۷۸ء میں جیولوجیکل سوسایٹی میں دیا تھا)

۰۰۰۰۰۰۰ ۱ پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر مشہور و معروف جیالوجسٹ نے آخر کار نہایت عمدہ تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت پہنچایا ہے کہ جب سے دنیا میں نباتات اُگنی شروع ہوئیں اُس سے آج تک ایک ارب برس گذرے ہونگے۔

(دیکھو ورلڈ لایف صفحہ ۱۸۰)

مورخ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے یہ علم ہیئت کے اصول پر قایم ہوئی ہے تو ڈز اور اپیانیزر کی کامل گردش جو بمطابق علم ہیئت ہنود کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں پوری ہوتی ہے ایک دن برہما کا ہے (یعنی بہم دن ہے) تو ڈز طریق الشمس کے دو ایسے نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں جہاں کسی سیارہ کا روش کا محیط قطع کرتا ہے۔ یعنی راس و ذنب۔ اپیانیزر شیا کے اُن دو مقاموں کو کہتے ہیں کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے

اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں۔ یعنے اوج و حضیض۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۶- باب تیسرا ۱۸۶۶ء مطبوعہ علیگڑھ)

مورخ ابو القاسم فرشتہ لکھتا ہے "مانند کفار خطا و ختن و چین۔ کفار ہند نیز میگویند کہ طوفان بہلاکت مانرسیدہ۔ بلکہ بطوفان نوح در اصل اعتقاد ندارند" (تاریخ فرشتہ مقدمہ صفحہ ۹ ۱۲۸۱ھ نول کشور)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے "در یکے از کتب معتبرہ بنظر در آمدہ کہ شخصے از صاحب سلونی ما دون العرش و فوق العرش پرسید کہ یا امیر المومنین ا پیش از آدم بسہ ہزار سال کہ بود آں حضرت جواب دادند کہ آدم چوں ایں سخنے سہ مرتبہ تکرار یافت آں شخص ساکت شد حضرت بیشہ افگن شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند۔ اگر سی ہزار بار مے پرسیدی کہ پیش از آدم کہ بود میگفتم آدم از ینجا سر رشتگی عالم استنباط بعنوان کردو اقوال ہندیان را محض ترہات بیتوان شمرد"۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول مقدمہ صفحہ ۵ ۱۲۸۱ھ)

ڈاکٹر بینٹ فالر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو انسانی ہڈیاں سنٹاؤ کے پاس برازیل کنارے پر اور جھیل لیگوا سنٹا کے کنارے پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں۔ وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں اور ہر ایک ان میں سے پتھرائی گئی ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں انسان مسیسی پی کے ڈیلٹا سے پہلے تھا۔ اور اُن انسانوں کی بھی تاریخیں تھیں۔ کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کے امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیپس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۷ تک)

یدھشٹر جی سموت اس کو پانڈوابد بھی کہتے ہیں اسکی بابت مورخوں کی مختلف رائیں ہیں۔ انگلینڈ کے پرانے جوتشی بنٹلی صاحب نے اپنے خیال سے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے جنم سے ۱۱۷۹ سال پہلے یہ شروع ہوا ہے اور ایسا ہی کرنل ٹاڈ صاحب بہادر نے اپنی تاریخ راجستھان میں درج کیا ہے (۱۸۹۰+۴+۱۱۷۹ = ۳۰۷۳)

(۲) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر تاریخ ہندوستان میں ایکہزار چارسو پچاس سال حضرت عیسوی سے پہلے یدھشٹر کا ہونا بتلاتے ہیں (۱۴۵۰+۱۸۹۰ = ۳۳۴۰)

(۳) مورخ راج ترنگنی لکھتا ہے کہ جب کلجگ کے ۶۵۳ سال گذر گئے۔ اُس وقت کورو پانڈو کی باہمی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ گرنتھ کلہن پنڈت نے بعہد راجہ جے سنگھ ۱۰۷۰ شالباہن مطابق ۱۱۴۸ء میں تالیف کیا (۴۹۹۰-۶۵۳ = ۴۳۳۷) ڈاکٹر ہنٹر صاحب یدھشٹر کا ہونا مسیح سے ۱۲۰۰ سال پہلے قرار دیتے ہیں۔ (۱۹۹۰+۱۲۰۰ = ۳۱۹۰)

مگر ان سب کی باہمی بہت مخالفت ہے کیونکہ ۳۰۷۳ و ۳۳۴۰ و ۴۳۳۷ و ۳۱۹۰ ان کے مقابلہ سے ۱۲۶۴ سالوں کا فرق ہوتا ہے۔ پس ہم کسی کو بھی ترجیح دینا نہیں چاہتے بلکہ ہماری رائے میں چاروں صاحبان غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ہم بہت مضبوط اسناد دے سکتے ہیں کہ اس وقت یدھشٹر کا سمت ۴۹۹۰ ہے۔

سند اول اکبر بادشاہ کے وقت (جبکہ ہر طرح کے علماء و فضلاء جمع رہتے تھے اور خصوصاً سنسکرت کے پنڈتوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی تھی) جو ترجمہ کہ سنسکرت کے بڑے بڑے ودوانوں اور مستند سد جانوں سے تحقیقات ہو کر لکھا گیا ہے اور جس کا لکھنے والا خود بھی ایک عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم تھا۔ وہ یہ ہے "در سر آغاز این کلجگ راجہ یدھشٹر ہمگی جہاں را بر کشادہ بسر ا پاے تاریخ فرا رسید فرمان دے خش نوا سر آغاز گردانید و در سال چہلم آنرا چہار ہزار و ششصد و نود و شش سال تا بگذشتہ و ستر ار و چہل و چہار سال رہاے واشت بسیش بکسا جیت از دو نشینی خونال برگرفت و ز ستمی بر مردم آسان تاریخ خت و در سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شدہ (دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۴۹۹ (۴۶۹۶+۲۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۱۲۵۲+۴۴+۳۶۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۲۴+۱۹۴۴+۲۹۹۲ = ۴۹۹۰)

سند دوم راجاولی گرنتھ میں پنڈت مادھوا چاریہ جی جوتشی کی فاضلانہ تحقیقات سے (جو ۱۸۶۱ء میں تصنیف ہوا ہے درج ہے کہ کلی یگ کے آغاز سے بکرم تک ۳۰۴۴ سال ہوتے ہیں۔ کلی یگی سموت ۳۰۴۴ میں بکرم کا راج ہوا اور سموت ۳۱۷۹ میں شالباہن کا راج آغاز ہوا (دیکھو ہریش چندر کا اگست ۱۸۷۴ء صفحہ ۸۷ سے ۹۰ تک) (۳۰۴۴+۱۹۴۶=۴۹۹۰) اسی [illegible] مصنف نے مفصل اسوار فہرست سب بادشاہوں کی بھی دی ہے۔

سند سوم سورت کے مندر میں جو شنکر آچاریوں کے درمیان وہی مباحثہ ہوا۔ جس کی اثناء میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا۔ جس کی تاریخ سموت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی یہ پتر مسیح سے ۴۳۷ سال پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند سے کچھ پیشتر ہوتا ہے یعنے ۱۰۰ سال پیشتر (۲۶۶۳+۴۳۷+۱۸۹۰=۴۹۹۰)

سند چہارم سر ولیم میور صاحب نے جو ریاست بوندی کے قصبہ سورٹھ باستور میں پرانے پتھروں کے کتبوں کی نسبت تحقیقات کرائی ہے تو اس سے بھی یہی سمت ثابت ہوا ہے (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ۱ نمبر ۲ ۱۸۶۳ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سند پنجم دراہی مہر نے برہت سنگھتا میں لکھا ہے۔ دیکھو ادھیا ۱۳ اشلوک ۳ ،

आसन्मघासु मुनयः शासति पृथ्वीं युधिष्ठिरे नृपतौ ।
षड्द्विकपञ्चद्वियुतः शककालस्तस्य राज्ञश्च ॥

ترجمہ مہاراج یدھشٹر جی کا جب پرتھوی پر راج ہو رہا تھا اس وقت سپت رشی مگھا میں تھے اور ۲۵۲۶ سال ہوتے ہیں۔ اس کو یعنے راجہ یدھشٹر کو شاک منی بدھ کی سمت تک شاک یودھ مسیح سے ۶۲۳ برس پہلے پیدا ہوا اور ۵۴۳ برس پہلے فوت ہوا یعنی بدھ کا سمت اس کی ۸۰ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے (۲۵۲۶+۱۸۹۰+۵۷۴=۴۹۹۰)

سند ششم بدانکہ پیشتر در ہندیاں سمت راجہ یدھشٹر رواج داشت راجہ مذکور نزد ایشاں در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہاں را بر کشادہ تا ایں زماں از سمت ایالت او چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال شمسی گذشتہ (غیاث اللغات ردیف ف صفحہ ۳۲۵ ۱۸۷۱ء)
(۴۹۲۸+۶۲=۴۹۹۰)

بودھ سموت۔ اس سمت کی بابت بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ جن میں سے چند کی رائیں ہم بتلاتے ہیں +

(۱) گوتم عرف بدھ ۶۲۳ برس قبل عیسے کے پیدا ہوا اور بدھ بعمر ۸۰ سال ۵۴۳ برس قبل عیسے کے درخت انجیر کے نیچے مر گیا (دیکھو مصباح التواریخ ہنر حصہ اول باب پنجم صفحہ ۲۲ و ۲۳ ۱۸۵۶ء)

(۲) تاریخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ شاک منی بودھ حضرت عیسے سے قریب ۵۵۰ برس پہلے ہوا ہے (دیکھو تاریخ ہندوستان میں صفحہ ۲۶۰)

(۳) بدھ کی پیدائش کی تاریخ صحیح نہیں ہے (دیکھو صفحہ ۲۴ مصباح التواریخ) مگر صحیح بات یہ ہے۔ کہ بدھ کا جنم شالباہن کے سال سے ۱۰۷ سال پہلے ہوا تھا۔ ۸۰ سال کی اوستھا میں ان کا دیہانت ہوا۔ جس کو آج ۲۰۳۳ سال ہوتے ہیں لیکن یہ سمت ان کی عمر کے پچاسویں برس سے شروع ہوا تھا۔ جو اس وقت ۲۴۲۶ ہے +

بکرمی سموت تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے تا حالت تحریر ایں سطور کہ سن خمس عشرہ بعد الف است از ہجرت بکرماجیت ہندو ششصد و شصت و سہ سال سپری شد۔ (صفحہ ۱۴ مقالہ اول ۱۶۶۳+۲۸۴=۱۹۴۷ یا ۱۶۶۳+۲۹۲=۱۹۵۵-۸=۱۹۴۷)

کرنیل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سومنات میں ایک پتھر سمت ۱۳۲۰ بکرم لکھا ہوا ہے جو مطابق سنہ ۶۶۲ ہجری کے ہے پس اس سے مطابقت وقت اچھی طرح ہو سکتی ہے۔
[illegible] یا لعل ۱۳۰۷-۶۶۲=۶۴۵ - ۱۹۱-۱۳۲ ؛ ۶۴۵

= ۱۹۶۵-۱۸=۱۹۴۷ +

تاریخ عالم میں لکھا ہے کہ بکرم مسیح سے ۵۶ سال پہلے ہوا (دیکھو صفحہ ۱۰ ۱۸۶۹ء حصہ اول) مورخ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سن آغاز ۵۷ برس قبل مسیح سے ہوا اور تمام خاص ہندوستان میں اس کا رواج آج تک برابر ہے +
(تاریخ ہندوستان باب ۳ صفحہ ۲۷۱ ۱۸۶۶ء)

پس بکرم سموت اس وقت ۱۹۴۷ ہے اور یہ چیت شدی پڑوا سے شروع ہوتا ہے اگرچہ سال اس کا قمری ہے لیکن ہر تیسرے سال ایک مہینہ لوند کا اضافہ ہو کر سال شمسی سے مطابق ہوتا ہے +

شالواہن سموت راجہ شالواہن کا سنہ جو ۷۸ء سے شروع ہوا تمام دکھن میں مروج ہے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۷ ۱۸۶۶ء) (۱۸۹۰-۷۸=۱۸۱۴) پس شالواہن کا سمت اس وقت ۱۸۱۴ ہے +

سنہ عیسوی یہ عیسے کے تولد سے ۴ برس بعد شروع ہوا (دیکھو بائبل مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۰ء) تاریخ عیسوی کو ڈیونیس اکسیگس اطالوی نے باستصواب پانڈروس راہب مصری کے ۵۳۲ء یا ۵۳۳ء میں حسب اقوال مختلف وضع کیا اور مبداء تاریخ بعد ۴ برس ولادت حضرت عیسے سے قرار دیا۔ مقدار سال کی موافق ارصاد ازمنہ مختلفہ کے مختلف رہی۔ جیسا کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہے۔

نقشہ دریافت مقدار یوم سال موافق رصد حکماء مختلف

نمبر شمار	نام حکیم	یوم	ساعت	دقیقہ	ثانیہ	ثالثہ
۱	طیمو خارس	۳۹۸	۵	۵۰	۰	۰
۲	حکیم ابرخس	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۳	حکیم جو لیوس قیصر	۳۶۵	۵	۴۰	۰	۰
۴	خواجہ نصیر الدین طوسی	۳۶۵	۵	۴۹	۰	۰
۵	حکیم کاسی کی [illegible] رصد کے موافق	۳۶۵	۵	۴۸	۵۲	۰
۶	حکیم دیلی لنڈ	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۷	حکیم ولس	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۸	حکماء مصر	۳۶۵	کسور کو گرا دیتے تھے			

جولیس قیصر نے باستصواب حکیم سوسی جنیس ۴۶ء قبل مسیح میں اس لئے کہ ایسا ہوتا تھا کہ فصول کا سال کے ہر مہینے میں رجوع ہو جاتے اور روز بروز ایک ہی تاریخ ایک ہی مہینہ میں مشہور رومیہ کے واقع ہو بعوض سال قمری کے سال شمسی کو رائج کیا اور یہ قرار دیا کہ ہمیشہ تین سال تک پیہم ہر سال ۳۶۵ دن کا لیا جاوے اور ہر چوتھے سال آخر ماہ فروری میں ایک تاریخ کبیسی کا زیادہ کر کے وہ سال ۳۶۶ یوم پر تمام کیا جاوے چونکہ مقدار کسر ہر سال میں ۶ ساعتوں سے کم تھی اور جولیوس قیصر نے پوری چھ ساعتیں لیکر ایک دن ہر چوتھے برس بڑھایا تھا لہذا بسبب جمع ہونے کسور زائدہ کے ۱۵۵۵ء میں گیارھویں مارچ کو تحویل آفتاب حمل میں ہوئی۔ تب تیرھویں پوپ گریگری نے سنہ مذکور میں دس روز اس سال کی تقویم سے خارج کر دئے اور گیارھویں مارچ کو اکیسویں مارچ قرار دیکر اس سال کو ۳۵۵ پر ختم کیا اور آئندہ کیواسطے یہ معین کیا کہ ہر سیکڑے کے سال آخر کو جو حسب قاعدہ جولیسی سال کبیسہ ہے تین سو برس تک ۳۶۵ دن کا لیں۔ اور ہر چوتھے سیکڑے کے سال آخر میں تین کم کر دینے کا حکم کیا۔ اس لئے اس قاعدہ کی عملدرآمد کے خیال سے ہر سال لیپ کا جو صدی کے آخر میں اور چار سو پر پورا

تقسیم نہ ہو سکے سال لیپ نہ ہوگا مثلاً ۱۷۰۰-۱۸۰۰-۱۹۰۰- اور سہ ان میں ماہ فروری ۲۹
کا ہوگا۔ مگر ۱۶۰۰-۲۰۰۰-۲۴۰۰-۲۸۰-۳۲۰۰ لیپ کے سال حسب قاعدہ مقرر
کئے ہوئے اور ان میں فروری ۲۹ روز کا ہوگا۔ مختلف ملکوں کے عیسائیوں میں اس کے
ماننے میں تکرار رہی۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک نے ۱۵۸۳ء میں قبول کیا دیگر کیتھولک
نے جلد قبول کیا مگر پروٹسٹنٹوں نے ۱۶۹۹ تک قبول نہ کیا سویڈن میں ۱۷۵۳ء میں رواج پایا
اور ۱۷۵۲ء میں انگلینڈ میں روس اور پیروان گریک چرچ نے ابھی تک قبول نہیں کیا

چینی سموت چین کے پہلے بادشاہ سے حکیم کہوستیس اُن کے مقنن تک بعہد مسیح سے
پانچ سو سال پہلے ہوا ہے ۹ کروڑ ساٹھ لاکھ برس گذرے ہیں (تاریخ بدیع ہندوستان
صفحہ ۹ سنہ ۱۸۷۴ء) ۹۶ ۲۳۹۰ = ۵۰۰+۱۸۹۰+۹۶۰۰۰۰۰۰ سال ہوئے۔

خطائی سموت ابتدائی انسانی سرشٹی سے سال ۵۷۳۵ تک آٹھ ہزار آٹھ سو تراسی
دن اور نو ہزار ستاسو نوے سال ہوئے اور مدت دن کی دس ہزار سال ہے +
(تقابیس القرون وتاریخ خطائی و آئین اکبری صفحہ ۲۷۲- کلکتہ سنہ ۱۸۶۴ء ومبلغ ہندوستان
صفحہ ۱ سنہ ۱۸۷۶ء) (۸۸۸۳×۱۰۰۰۰=۸۸۸۳۰۰۰۰+۹۷۹۰=۵۷۲۴۹۷۹۰ =
۸۸۸۴۰۳۶۲ سال ہوئے +

کالڈیا سموت وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ سے مسیح تک ڈیڑھ
لاکھ برس ہوتے ہیں۔ بدیع ہندوستان صفحہ ۹ (۱۸۶۰+۱۵۰۰۰۰=۱۵۱۸۹۰ سال ہوئے)

عبرانی سموت۔ بقول اُن کے دنیا کی پیدائش سے مسیح ۴۰۰۴ سال بعد ہوئے ہیں)
پس آج تک ۴۰۰۴+۱۸۹۰=۵۸۹۴ سال ہوئے۔

فارسی سموت فارس والے اپنے پہلے بادشاہ سے زردشت تک جو مسیح سے ۳۰۰
سال پہلے ہوا۔ ایک لکھ چوراسی ہزار نو سو ستر بتلاتے ہیں۔ پس آج تک ۱۸۴۹۷۰
+۳۰۰+۱۸۹۰=۱۸۹۸۶۰ سال ہوئے +

سپارٹا کی تاریخ یہ سموت شہر سپارٹا کی بنیاد سے شروع ہوتی ہے جو مسیح سے
۱۷۰۴ سال پہلے ہوا۔ پس ۱۷۰۴+۱۸۹۰=۳۵۹۴ سال ہوئے +

یونانی سموت یہ المپیا کے اکھاڑے کے پہلے تماشے سے شروع ہوا۔ یہ تماشا
مسیح سے ۷۷۶ سال پہلے شروع ہوا پس ۷۷۶+۱۸۹۰=۲۶۶۶ سال ہوئے +

رومی سموت شہر روما کی بنیاد سے جو مسیح سے ۷۵۳ سال پہلے آباد ہوا ہے۔ پس
۷۵۳+۱۸۹۰=۲۶۴۳ سال ہوئے +

تابوحاری سموت یہ بابل کے پہلے بادشاہ کے جلوس سے جو مسیح سے ۷۴۷ سال
پہلے ہوا شروع ہوتا ہے ۷۴۷+۱۸۹۰=۲۶۳۷ سال ہوئے +

سکندری سموت پیدائش سکندر سے شروع ہوتا ہے سکندر مسیح سے ۳۵۴ سال
پہلے ماہ جولائی میں تولد ہوا تھا۔ پس کل آج تک ۳۵۴+۱۸۹۰=۲۲۴۴ سال ہوئے

مصری سموت اس کا آغاز منیس بادشاہ اول مصر سے شروع کرتے ہیں جس کو
سکندر اعظم کے وقت تک ۲۵۳۰۰ سال ہوتے ہیں۔ پس ۲۵۳۰۰+۲۲۴۴ =
۲۷۵۴۴ سال ہوتے ہیں +

موسوی سموت۔ اس کو عیسائی و موسائی و محمدی پیغمبر مانتے ہیں عیسے سے ۱۵۷۳
سال پہلے پیدا ہوا۔ پس اس سے ۱۵۷۳+۱۸۹۰=۳۴۶۳ سال ہوتے ہیں۔
(دیکھو موسے کی کتاب مصر ایورشلم خروج کا ٹیفرنس)

داؤدی سموت یہ بادشاہ بھی عیسائی و موسائی و محمدی صاحبان کا پیغمبر ہے
اس کا سال جلوس مسیح سے ۱۰۳۵ سال پہلے ہوا پس ۱۰۳۵+۱۸۹۰=۲۹۲۵ سال ہوئے

ابراہیمی سموت۔ ابراہیم مسیح ۱۹۲۱ سال پہلے پیدا ہوا۔ دیکھو توریت پیدائش
باب ۱۲ پس ۱۹۲۱+۱۸۹۰=۳۸۱۱ سال ہوئے +

نقشہ ترتیب وار کل سمتوں کا

نمبر شمار	نام سموت	کب سے جاری ہے	تعداد سمت کہ اس وقت کتنا ہے
۱	آریہ سموت	سرشٹی آئینتی ہے	۱۹۶ ۱۵۲۹۹۰
۲	چینی سموت	چین کے پہلے بادشاہ سے	۹۶۰ ۲۳۹
۳	خطائی سموت	خطا کے پہلے آباد کنندہ سے	۸۸۸۴۰۲۶۳
۴	پارسی سموت	ایران کے پہلے بادشاہ سے	۱۸۹۸۶
۵	کالڈیا سموت	مورث اعلےٰ سے	۱۵۱۸۹۰
۶	مصری سموت	منیس بادشاہ سے	۲۷۵۴۴
۷	عبرانی سموت	آدم اور دنیا کی پیدائش سے	۵۸۹۴
۸	کل یگی سموت	زمانہ کل یگ کے آد سے	۴۹۹۰
۹	یدھشٹری سموت	جلوس راجہ یدھشٹری سے	۴۹۹۰
۱۰	نوح کا سموت	نوح کے وقت سے	۴۹۹۰
۱۱	ابراہیمی سموت	ابراہیم سے	۳۸۱۱
۱۲	سپارٹا کا سموت	شہر سپارٹا کی بنیاد سے	۳۵۹۴
۱۳	موسوی سموت	موسے کے وقت سے	۳۴۶۳
۱۴	داؤدی سموت	داؤد کے وقت سے	۲۹۲۵
۱۵	یونانی سموت	اولمپیا کے اکھاڑے سے	۲۶۶۶
۱۶	رومی سموت	شہر روم کی بنیاد سے	۲۶۴۳
۱۷	تابوحاری سموت	بابل کے پہلے بادشاہ سے	۲۶۳۷
۱۸	بدھ شاکی منی کا سموت	بدھ کے پچاسویں سال سے	۲۴۶۴
۱۹	سکندری سموت	سلطان سکندر سے	۲۲۴۴
۲۰	بکرمی سموت	بکرم کے جلوس سے	۱۹۴۷
۲۱	عیسوی سموت	عیسے کی پیدائش سے ۴ برس بعد	۱۸۹۰
۲۲	شالباہن سموت	راجہ شالباہن سے	۱۸۱۲
۲۳	محمدی سموت	جب مکہ سے مدینے کو گئے تب سے	۱۳۰۸

لوند کا مہینہ دریافت کرنے کا قاعدہ

جس قدر اعداد سموت کے ہوں اُن پر چار اعداد زائد کرے اور ۱۹ پر تقسیم کرکے
جو عدد خارج قسمت رہے اس سے ذیل کی ترکیب لوند کا مہینہ معلوم کریں یعنی اگر ۲ باقی رہیں
تو کنوار اگر ۳ باقی رہیں تو جیٹھ اگر ۵ باقی رہیں تو ساون اور اگر ۸ باقی رہیں تو جیٹھ۔
اگر ۱۱ باقی رہیں تو بیساکھ۔ اگر ۱۳ باقی رہیں تو بھادوں اور اگر ۱۶ باقی رہیں تو اساڑھ
لوند کا مہینہ ہوگا۔ اگر کوئی عدد خارج قسمت نہ رہے یا مندرجہ بالا عددوں سے علاوہ ہو تو
جاننا چاہئے کہ اس سال میں لوند کا مہینہ نہیں ہوگا۔ مثلاً سموت ۱۹۴۷+۴ =
۱۹۵۱ ÷ ۱۹ خارج قسمت ۱۳ رہے تو اس سموت میں لوند کا مہینہ بھادوں ہوگا +

یکم جنوری کا دن معلوم کرنے کی ریت

کسی بھاشا کے کوی کا وچن

(چوپائی) جو لاگے عیسے کو سموت + تا تے کاڑھ دا یہ امو ست
اشٹ دس اور اُن پچاس + شیش بچے تا دیر دا کا واسا
تاپوری چوتھائی تا میں + جوڑ وین دو جوڑ ادا میں

کلتت سات سو ہے جو شیشا لکھوتا ہیں انگلش برستبتا
شنا سنہ ۱۹۰۰ وسال ہے اس کا دن لکالنا ہو تو ۱۹۰۰-۱۸۴۹=۵۱=۱۰+۴۱=۵۱+۲
=۵۳ ÷ ۷ = ۴ باقی چار یعنی چہارشنبہ روز ہفتہ میں بدھ ہے اور یہی یکم جنوری کا روز ہے۔

نوٹ۔ ابتدائی انگریزی مورخوں نے اکثر تحقیقات میں غلطیاں کی ہیں خصوصاً جبکہ وہ کسی پرانی کتاب یا کتبہ کی بابت رائے دینے لگے وجہ سب سے زیادہ اس غلطی کی یہ ہوئی کہ وہ اکثر اس باطل خیال کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے کہ دنیا مسیح سے چار ہزار چار سو سال پہلے ہوئی چنانچہ اس کا خود غیر متعصب فاضلوں نے اقبال کیا ہے۔

ٹام کاریٹ نے ایل وکٹر کو چٹھی میں لکھا ہے (بابت فیروز شاہ کی لاٹھ کی) میں آج شہر دہلی میں ہوں جہاں کہ سکندر اعظم کی ہندوستان کے راجہ پورس سے لڑائی ہوئی اور اُس کی فوج نے جہاں اسے شکست دی۔ سکندر نے یہاں اس فتح کی یادگار میں ایک پیتل کا ستون بنایا۔ جو اب تک یادگار ہے (ارکیالوجیکل سروے آف انڈیا جلد ۱ صفحہ ۱۶۲)

اسی حوالہ کو لیکر ایک پادری ایڈورڈ ٹری صاحب کہتے ہیں مجھ کو ٹام کاریٹ نے سنایا ہے جس نے شہر دہلی کے خاص حالات لکھے ہیں کہ میں نے بحالت قیام دہلی میں سنگ مرمر کا ایک بھاری ستون دیکھا جس کے اوپر یونانی زبان میں ایک کتبہ کندہ تھا جس کو زمانہ نے بوسیدہ کر دیا تھا"۔

اسی کاریٹ کی غلطی کو ابتدائی انگریزی مسافروں نے اختیار کیا تھا جیسا کہ ٹیرین بیان کرتا ہے کہ یہ کتبہ یونانی و عربی زبان میں ہے اور بعض یہ تصدیق کرتے ہیں کہ اس کو سکندر اعظم نے تعمیر کرایا"۔

یہی خیال جیمس پرسپ کا تھا اور اسی قسم کی غلطی بشپ ہیبر سے ہوئی ہے جو اس کو دہلی کا ایک کالا ستون بیان کرتا ہے کاریٹ کی غلطی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ پالی زبان کے حروف تھا۔ چھا۔ تا۔ گا۔ را۔ یا۔ جا۔ آ ی۔ ان کو یونانی کا خیال کیا۔ (دیکھو صفحہ ۱۶۴)

آخر کو لکھا ہے کہ یہ رائے تھوراکی لاٹھ ہے اور اگر یہ ڈھلی ہوئی ہوتی تو مسلمان فاتح کب کے اس کو لیجاتے۔ صرف لوہے کی ڈھلی ہونے سے مسلمانوں نے اس کو نہیں توڑا مورخ لکھتا ہے کہ میں نے اس کے ایک ٹکڑے کا تکڑا ڈاکٹر میری ٹامسن کے پاس رُڑکی بھیجا۔ جس نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ ملبیبل لوہے کی ہے۔ جس کی کثافت ۶۶ء۷ درجہ کی ہے یعنی پانی سے اتنے گنا بھاری ہے (ارکیالوجیکل سروے آف انڈیا صفحہ ۱۷۰ جلد ۱)

حصہ دوم

آریہ گرنتھوں کی بابت تحقیقات

عرصہ تک اودیا اندھکار پھیلنے کے سبب ست ودیا کا پرچار بہت کم ہو چلا تھا۔ آرش گرنتھوں کی جگہ پرانوں نے سنبھال لی تھی۔ گھر گھر میں پورانوں کے اپدیش ترلیش کر چکے تھے۔ آریہ ورت اور برہم آورت کے اندر انیک مت متانتر پھیل گئے تھے علمی مسایل کی منزلت فسانوں کو مل چکی تھی ایک جگت کرتا کو چھوڑ انیک پرمیشور مانے گئے تھے۔ معقولیت سے نفرت اور منقولیت سے الفت ہو چکی تھی۔ ہر ایک سے بغض و کینہ میں بھیر ہوئے دلوں میں کھوٹ ظاہرداری میں مکاری کی اوٹ ہو رہی تھی۔ خود غرضوں بوالہوسوں نے اپنی مطلب سدھی کے واسطے ترمیمی و بناوٹی شلوک بنا جاہلوں کو سبز باغ دکھلا قید کر رکھا تھا۔ جس طرف سے موقع ملتا لوگ اسے کے پھیلانے میں ولداد تھے۔ بھارت کے یدھ اور مہاراجہ یدھشٹر کی وفات کے بعد جس کو ابھی صرف ۵۰۰۰ سال ہوئے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں گرنتھ بنا شاعری کی چاشنی چکھا سارے آریہ

کو دام تزویر میں پھنسا لیا۔ اپنی غرض نفسانی کے واسطے بزرگوں۔ رشیوں کے نام سے شلوک بنا بنا کر مہاتم سر یشٹھ دھرم کو ادھوگتی میں گرا دیا۔ ویدوں اور ست شاستروں کے سوا کوئی ایسا گرنتھ نہیں دیکھ پڑتا۔ جن میں پوپ لیلا کے آثار موجود نہ ہوں۔ علم عقل کے خلاف فسانہ و بے سروپا اور بے ٹھکانہ باتیں اس قدر بھری ہیں۔ کہ جن کا حد و حساب نہیں۔ ہائے غضب! اس قدر خاموشی کا برتاؤ کیا گیا۔ کہ دس ہزار یا چوبیس ہزار شلوک کے بدلے ایک لاکھ شلوک بنائے گئے اور مصنف کی صداقت پر انصاف کے دشمنوں نے خاک ڈالی۔

"ہم دُور کیوں جائیں اور کیوں ناظرین کو طول طویل تحصیل لاحاصل میں پھنسائیں ابھی سمت ۱۶۸۰ کی بات ہے کہ گھسائیں تلسی داس جی نے بھا شا رامائن بنائی۔ وہ مروز روز بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گئی۔ کہ تین سو سال کے اندر صدہا چوپائیوں کا فرق ہو گیا مگر اب اصل پستک نکل آنے پر بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اصل مصنف کیا کہتا ہے۔ اور موجودہ مطبوعہ رامائن کیا گاتی ہے۔

مہابھارت کے کوئی دو نسخے آریہ ورت کے اندر ایسے نہیں ملتے جن میں صدہا شلوکوں کا تفاوت نہ ہو۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی اور تحمل ہونے لگا تو آخر کار خود پنڈتوں کو دست حسرت ملکر کہنا پڑا کہ بھارت میں ضرور گڑبڑ ہو گئی ہے۔

پس اے ناظرین! یہی حال اور گرنتھوں کا ہے منو سمرتی میں بھی تخمیناً دو ہزار شلوک کے قریب نابود کئے گئے ہیں۔ اُس کے بھی دو پراتن متفق نسخے نہیں ملتے۔ اور یہی حال بالمیکی رامائن کا ہے۔ اس جگہ ہم صرف تاریخی تحقیقات کر کے گرنتھوں کا زمانہ تصنیف قایم کرتے ہیں اور اسی طرح آیندہ بھی کرینگے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آریوں کے علمی خزانہ کے گرد جتنے خس و خاشاک ہیں اُن کو یک لخت صاف کر دیں۔

منو سمرتی۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ پانچ سو برس قبل عیسیٰ کے منو نے ایک شاستر ستائی ہند کے برہمنوں کی رسم و قواعد کے لئے بنایا"۔ (صفحہ ۱۹۔ مصباح التواریخ ہنٹر سنہ ۱۸۸۶ء)

اور اکثر یورپین فاضل کہتے ہیں۔ کہ "یہ کتاب ۹ سو برس قبل مسیح کے لکھی گئی ہے" (دیکھو تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ اس مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح ہوا ہوگا (تاریخ ہندوستان نمبر ۱ صفحہ ۶ سنہ ۱۸۷۰ء) تردید ڈاکٹر ہنٹر صاحب منو کو تو مسیح سے پانچ سو برس پہلے بتلاتے ہیں۔ لیکن مہابھارت کی بابت فرماتے ہیں کہ بیاس جنہوں نے بھارت چوبیس ہزار شلوکوں میں ختم کیا مسیح سے بارہ سو برس پہلے ہو گئے ہیں (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۸۴ء) اور بیاس جی خود بھارت میں لکھتے ہیں کہ

पुराणो मानवो धर्म = सा ङ्गोवेद श्चिकि त्सजम ।। श्चा ज्ञा
सि द्धा नि च त्वा रि न ह न्त व्या नि ह तु भि : ।। महाभा

ترجمہ پُران گرنتھ۔ منوسمرتی۔ وید معہ ویدانگ آیور وید ان چاروں کی آگیا ضرور ماننی چاہئے۔ کبھی ان کے ارشاد سے انکار نہ کرے" اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کو بنے ۵۰۰۰ ہزار برس ہو چکے ہیں مگر صرف بھارت پر ہی کیا موقوف ہے چھاندوگ برہمن میں بھی منو کا ذکر ہے۔

मनु वै यत्किंचिद वदत्तद् भेषजं भेषजतया ।।

ترجمہ جو کچھ منو نے کہا ہے وہ ادشد ہیوں کی بھی اوشد ہے۔ اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے مہاتما برہسپتی جی نے کہا ہے۔

वदा र्थो प नि ब न्ध त्वा प्रा धा न्यं हि म नो स्मृ त म् मन्वर्थ
विपरीता तु या स्मृ तिः स न शस्य ते ।। ताव च्छा स्त्रा णा

योभं तेतकं व्याकरणानि च । थ मौर्य मो ह्योपटे क्वा मनू पांवलटमयते ॥

ترجمہ ویدبکول ہونے سے موسمرتی ہی سمرتیوں میں پردھاں ہے۔ پس جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ خود منا دیگی ۔

اُس وقت دیس کے تماستر اور ویاکرن کے گرنتھ شوبھائمان ہوتے ہیں جب تک کہ دھرم اور موکش کا اُپدیس کرنے والا منو نظر نہیں آتا۔

یہ اشر جیسے یورپین فاضل مورخ قدیم زمانہ کا اول ہیئت دان جانتے ہیں اور جس کا ہونا مسیح سے پہلے (۲۸) اور ۱۳۹۱ سال قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی اپنی سمرتی میں منو کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اُسے اپنے قدیم بہت بتلاتا ہے ۔

اب سوچنا چاہئے۔ کہ جس گرنتھ اس کی بابت قدیم ہونے کے قابل ہیں تو خود منو میں اس کی بابت ذکر کیا ہے۔ اور خود منو میں کس بات کا حوالہ پایا جاتا ہے ۔

واضح ہو کہ جہاں تک منوسمرتی کو دیکھا گیا ہے۔ ویدوں کے سوا اور کسی گرنتھ کا نام ونشان اس میں نہیں ہے۔ اور اگر کہیں کسی کا نشان پایا جاتا ہے تو صرف برہمن اور اُپنشد اور وید انگ ہیں ۔

جہاں منو نے کسی کا حوالہ دیا ہے وہ بہت زیادہ تو خود وید سمجھا ہے۔ ورنہ باقی انہیں رشی کرسنڈر اتنے گرنتھوں کا شاذ و نادر حوالہ ہے۔ رام کرشن۔ دیوی وغیرہ کا نام ونشان نہیں ۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ منو نے اپنی تاریخ تصنیف کی بابت کیا ذکر کیا ہے۔ آیا خاموشی کا برتاؤ ہے۔ یا صاف الفاظ میں کہا ہے۔ چنانچہ منو ادھیائے ۱۔ شلوک ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ میں لکھا ہے ۔

स्वाय म्भुव स्यास्य मनोः षड्वंश्या मनवोऽपरे । सृष्टवन्तः प्रजाः स्वाः स्वा महात्मानो महौजसः ॥ ६१ ॥
स्वारोचिष श्चोत्तम श्च तामसो रैवतस्तथा ॥ चाक्षुष श्च महातेजा विवस्वत्सुत एव च ॥ ६२ ॥ स्वायम्भुवा द्याः सप्तैते मनवो भूरितेजसः ॥ स्वे स्वेऽन्तरे सर्वमिदमुत्पाद्यापुश्चराचरम् ॥ ६३ ॥

ترجمہ سوایمبھو منو سے آدو لیکر چھ منونتر اس سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اور ان کے دور میں بھی سرشٹی جدا جدا سبھاؤ کے مطابق پیدا ہوئی ۔

جو منونتر گذر چکے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں سوایمبھو۔ سوارو چش۔ اُتم۔ تامس ریوت۔ چاکھشش۔ اب موجودہ منونتر ویوسوت ہے ۔

"سوایمبھو سے لیکر اب جو ساتواں ہے ان سب منونتروں میں جدا جدا مختلف سبھاؤ والا ایشوری قانون کے مطابق پیدا ہوتا ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت چھ منونتر گذر چکے تھے۔ ساتویں ویوسوت منونتر میں انہوں نے سمرتی شائع کی جس کے آگے کی تشریح شلوک ذیل سے ظاہر ہوتی ہے ۔

अब्दानां दशके सह स्त्र दशकं यातं च सत्य युगे भाद्रे मासे कृतामपा हि मनुनां ब्रह्मा ज्ञया पूर्णमासन्यः

ترجمہ۔ ویوسوت منونتر کے پہلے ست جگ کے دس ہزار دس سال گذر جانے پر بھادوں کے مہینے کی ۵ ابھی یو رماشی کو یہ گرنتھ ختم (سماپت) ہوا ۔

چونکہ منونتر ۱۴ ہوتے ہیں۔ اور منو نے ان باقیوں کا نام بھی نہیں لیا۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ صرف اپنے سامنے کی تاریخ لکھی۔ پس اس کی کل یوں سمجھنا ہو تو چہ

نقشہ ذیل سے ظاہر ہے :

۲۷ چترجگی جو گذر چکی ہیں	۱۱۶۶۴۰۰۰
۲۸ ویں کے تین جگ گذر گئے	۳۸۸۸۰۰۰
کلی جگ جو گذر رہا ہے۔ اس کے	۴۹۹۰
میزان	۱۲۰۵۳۲۹۹۰

اور ۱۲۰۵۳۲۹۹۰ - ۱۰۰۱۰ = ۱۲۰۵۲۲۹۸۰ یہ کل سال منوسمرتی کی تصنیف کو گذرے ۔

"مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں کہ "منو کے قوانین کی تاریخ کو جو اصل میں نو سو برس قبل مسیح کے لکھے گئے ہیں۔ تاریخی واقعات کے لکھنے والے ہندو ان چار جگوں میں سے گذر کر سب سات منونتروں کے پہلے قرار دیتے ہیں۔ جو کہ ایک ایسی مدت ہے کہ ۴۳۲ کو ۷۱ چترجگی سے ضرب کرنے سے حاصل ہوتی ہے"
(دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سنہ ۶)

تردید۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ سمرتی سوایمبھو منونتر میں نہیں ہوئی۔ بلکہ ساتویں موجودہ ویوسوت منونتر میں تصنیف ہوئی ہے۔ جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے۔ پس منوسمرتی کو بنے ہوئے ۱۲۰۵۲۲۹۸ سال گذرے ہیں جیسا کہ شلوک ہائے مندرجہ بالا سے ثابت کیا گیا ۔

منو کے قانون سے موسیٰ کے دس احکام نقل کئے گئے (دیکھو موسیٰ کے دس احکام۔ سر ولیم جونس صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر و لبنان تک بھی رائج تھی۔ اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا (دیکھو منوسمرتی انگریزی کا دیباچہ) منو کا قانون موسیٰ کے قانون سے بہت پہلے کا ہے (دیکھو بائبل ان انڈیا مطبوعہ نیویارک ۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ باقی سات منونتروں کے نام بھی ناظرین کو بتلا دیں۔ کیونکہ اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں سو واضح ہو کہ چھ منونتر جو گذر چکے ہیں اُن کے نام اور ساتواں جو گذر رہا ہے۔ اُس کا نام ہم لکھ چکے ہیں۔ اب آئندہ آنیوالے منونتروں کے یہ نام ہیں ۔

सावर्णिर्दक्षसावर्णिर्ब्रह्मसावर्णिकस्तथा धर्मसावर्णिको रुद्रपुत्रो रौच्यश्च भौतक ॥

ترجمہ۔ ساورنیہ۔ دکش ساورنیہ۔ برہم ساورنیہ۔ دھرم ساورنیہ۔ رودر ساورنیہ۔ روچیشیہ۔ اور بھوتک ۔

سوریہ سدھانت۔ اِس کتاب کی بابت یورپین مورخ بائبل کے تاریخ کے پابند ہو کر بے سروپا بکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سوریہ سدھانت سنہ ۶ عیسوی میں لکھی گئی ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سنہ ۶)

پھر ایک اور مورخ فرماتے ہیں "مورخ سوریہ سدھانت پانچویں یا چھٹی صدی کے ایک بڑے ہیئت دان کی کتاب ہے (تحقیقات حالات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۹ و جلد ۲ صفحہ ۹۲) **پھر لکھا ہے** "علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی آریوں نے کی ہے وہ علم ہیئت کی نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل ہے چنانچہ سوریہ سدھانت میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے کہ اس سے ان کا یہ علم بہ نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں ایسے ایسے ثبوت پائے جاتے ہیں جن کا علم کہ یورپ والوں کو سولھویں صدی تک نہیں ہوا تھا (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۱۵۱)

پروفیسر والش صاحب فرماتے ہیں کہ "سوریہ سدھانت کے لکھے جانے کے ایک مدت پہلے سے علم ہندسہ سے لوگ ماہر ہونگے۔ اس میں دائروں کی مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمدہ قاعدہ موجود ہے جس کا استعمال پہلے پہل برگز صاحب نے سترھویں صدی میں کیا" (دیکھو رٹیت انڈیا جلد ۳ ۴۴)

"محیط اور قطر کی مناسبت کا بیان بھی سوریہ سدھانت میں ہے (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

اب ہم بیان کرتے ہیں کہ آریوں کے علم ہیئت وغیرہ کی بابت خصوصاً یورپ والوں کی کیا رائے ظاہر ہے)

پادری بنٹلی صاحب بھی جو آریوں کے دعوے کے بالکل خلاف اپنی آخیری چھاپی ہوئی کتاب میں لکھتا ہے "آریوں نے بطریق ایمس کو ۲۰ سال عمر (ختہ) میں تقسیم کیا ہے جب کہ وہ اس زمانہ میں بہت بڑے عالم ہیئت کے معلوم ہوتے تھے یہ وہ تقسیم مسیح سے ۱۴۴۲ سال پہلے ہوئی تھی" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۴ سنہ ۶۶ و تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

کلسابنی - بیلی پلیسر صاحبان کا قول ہے "آریوں کی کتابوں میں ایسی تحقیقات وحسابات ہیئت کے ہیں جو ہزار برس پہلے ہوئی تھیں۔ اب بھی موجود ہیں اور ان سے بہت بڑی ترقی جو اس زمانے سے پہلے ہو سکی تھی ثابت ہوتی ہے"

(تاریخ ہندوستان باب پہلا حصہ تیسرا صفحہ ۲۳۹)

اور اس بات پر بہت عمدہ دلیل اس بات کی نکالی گئی ہے کہ زمانہ قدیم میں ہی بہت عمدہ عمدہ تحقیقات ہو چکی ہونگی (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۴) تمام ہیئت دان آریوں کی تحقیقوں کے نہایت قدیم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس بات میں کچھ تعجب نہیں معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک اور صحیح حرکت زحل شمس اور چاند کی قرار دی ہے۔ وہ ان کو قدیم زمانہ کی تحقیقوں کے ساتھ ان تحقیقوں کا مقابلہ کرنے سے ہوئی ہوگی جو اس زمانہ کے لوگوں کی ہے۔ (دیکھو بونڈ صاحب کی لاپلیس والی کتاب انتظام دنیا)

"اور جس قاعدہ پر پتر اپناہے جس کا ذکر وید میں موجود ہے اسکے لکھے جانے کا زمانہ حضرت مسیح سے عدہ سو برس پہلے قرار دیا گیا ہے" (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا صفحہ ۴۸۹ جلد ۲ و صفحہ ۳۸۲ جلد ۲)

بنٹلی صاحب نے جس طرح یہ غلطی کی ہے۔ اسی طرح سدھانت تسری کا زمانہ قائم کرنے میں بھی کی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی آخری کتاب میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ بھاسکر اچاریہ نے اکبر کی سلطنت میں سنہ ۱۵۲۸ء میں سدھانت شرومنی تصنیف کی۔ دیکھئے ناظرین! یہ کتنی بڑی بھاری غلطی ہے۔ اسی واسطے مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ اس مصنف "بھاسکر اچاریہ" کی ایک کتاب کے واسطے اصلی متن کے لکھے جانے کی تاریخ ایک مشہور شخص فیضی نے اپنے فارسی ترجمہ میں جو اس نے مرتب کرکے اکبر کے حضور میں پیش کیا تھا بیان کر دی ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پہلے گذرے ہیں۔ بھاسکر اچاریہ کا حوالہ اپنی تصنیفوں میں دیا ہے جن کی صداقت کا بنٹلی صاحب کو انکار کرنا پڑا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۶ سنہ ۶۶ء)

پس یہ ذکر کردہ تاریخیں جو بنٹلی نے زمانہ کے پابند ہو کر صداقت سے چہرہ پر نقاب ڈال رکھی تھیں اعتبار کے لایق نہیں۔ یہاں پر ہم چاہتے ہیں کہ آریوں کے علم ہندسہ اور ہیئت کی بابت کچھ اور شہادتیں پیش کریں۔

پروفیسر آلس صاحب نے لکھا "ہیئت کی تحقیقوں اور علم ہندسہ کے ثبوتوں میں جبر ومقابلہ کا استعمال جو انہوں نے کیا ہے وہ بھی ان کی ہی ایجاد ہے اور جس طریق سے وہ اب بھی یہ کام کرتے ہیں۔ تعریف کے قابل ہے" (دکالہ روک کا انڈین انجرا صفحہ ۴۰۹ و ۴۰۹ و اڈنبرا ریویو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸)

علم حساب میں آریہ کسور عشاریہ کی ایجاد کے باعث جس کا موجد سب انہیں کو تسلیم کرتے ہیں (معزز اور ممتاز ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی تحقیق کے موجد ہونے کے سبب سے علم حساب میں آریہ یونانیوں پر بہت بڑا فخر اور رونق رکھتے تھے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۲۶)

جبر ومقابلہ میں اہل عرب کا دعوےٰ آریوں کے مقابلہ میں منسوخ کیا گیا ہے۔ لیکن کالبروک صاحب نے بخوبی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اہل عرب کو جبر ومقابلہ کا علم حاصل ہونے اور ان میں دیگر علموں کی ابتدا سے پہلے ہندوستان میں یہ علم کمال کو پہنچ چکا تھا (اڈنبرا ریویو جلد ۱۰ و تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۲ و ۲۵۱ سنہ ۶۶ء)

پھر وہی مورخ فرماتے ہیں "آریوں کی ترقی کے زمانہ کی ابتدا اس تمام اور قدیم ملک سے بہت زیادہ حاصل تھی۔ اور ان کی ترقی کے زمانہ میں غالباً یہ بات ممکن نہ تھی کہ وہ کسی غیر سے کچھ حاصل کرتے۔ اب کا حال یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو طریق علمی تحصیلوں کا دیار میں آریوں کا بجز صرف ان کی ذات پر مخصوص اور منحصر رہ رہا تھا۔ بلکہ وہ ایسے اصولوں پر بھی ہے جس سے اور کوئی قدیم قوم مطلق واقف نہ تھی اور اس سے ایسی تحقیق کا علم ظاہر ہوتا ہے جس سے اب سے دو سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی واقف نہ تھے الغرض ان کی ہیئت کے نتیجے جس قدر مذکورہ تحقیقوں پر منحصر رکھتے ہیں۔ ان کی نسبت اسی قدر صاف عیاں ہے کہ ان کا کسی غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور ان نتیجوں کی نسبت بھی تحقیقوں پر منحصر نہیں ہے انصاف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں میں ایسا کچھ استعداد اور فہم اور فراست کا مادہ ہو ان کو اور غیر قوموں سے سہارا لینے کی حاجت پڑی ہوگی" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۹ سنہ ۶۶ء)

اور آخر کار یہی آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں "ہندوستان کے علم ہیئت کی قدامت اور اصلیت نہایت ولچسپ مضمون ہے اس میں سے قدامت پر یورپ کے نہایت بڑے درجہ کے ہیئت دانوں نے گفتگو کی ہے جس پر ابھی اب تک اس کا تصفیہ نہیں ہوا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۲۹ سنہ ۶۶ء)

جب سوریہ سدھانت کی بابت ہم خیال کرتے ہیں تو بہت نتائج معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا مصنف سوائے ویدانگ ستانک شاستروں کے اور گرنتھوں کے حوالے نہیں دیتا اور وہی فاضل جوتشی داسترانومر خود اپنی کتاب کی تصنیف کا زمانہ مندرجہ ذیل شلوک میں بتلاتا ہے۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کب ہوا۔ اور کس وقت میں اس نے یہ مستند گرنتھ بنایا۔ چنانچہ لکھا ہے (دیکھو سوریہ سدھانت ادھیاء ۱ شلوک ۲۲ و ۲۳)

कल्पादस्मान्मनवः षड्व्यतीताः ससन्धयः वैव-
स्वतस्य च त्रयी युगानांत्रियवो गतः ॥२२॥
अष्टाविंशद्युगादस्माद्यातमेकं कृतं युगम्। अतः
कालं प्रसंख्यामेकत्र पिण्डयेत ॥२३॥

ترجمہ۔ اس کلپ کے چھ آدمیوں سے چھ منونتر گذر چکے ہیں جو سدھیا کے اور جو ساتواں ویوسوت منونتر ہے اس کے ستائیس مہایگ گذر گئے ہیں اور اب جو اٹھائیسواں چتریگی ہے اس کا ست یگ گذر گیا ہے۔ پس یہ گرنتھ میں نے اس وقت بنایا اس سب کال کو گن کر "تاریخ تصنیف بسمجھ لو"

تریتا یگ پورا گذرا	۱۲۹۶۰۰۰
دوا پر پورا گذرا	۸۶۴۰۰۰
کلی یگ کے اس وقت تک گذرے	۴۹۹۵
میزان کل سالوں کی جو سوریہ سدھانت کے ہوئے	۲۱۶۴۹۹۵

وید انت سناسئر - ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ویاس جی کو ہوئے ۴۹۹۴ سال گذرنے ہیں کیونکہ وہ کلی یگ کے آد میں موجود تھے اور انہوں نے یہ گرنتھ بنایا - پس اس کو بنے بھی آج تک ۴۹۹۰ سال ہوئے ہیں - اس سے کم کسی حالت میں نہیں - ویاس جی نے اس کے علاوہ جیمنی کرت مہا نسا پر و یا کھیا سائی - پتنجلی جی گرنتھ یوگ سوتر بھاشیہ بنایا - اور مہابھارت گرنتھ بنایا +

اشٹا دھیائی - لکھا ہے ۲۸۰۰ برس قبل عیسے کے زبان سنسکرت کی اور مہابھاشیہ تو اس پانینی برہمن نے بنائے جو اب تک رائج ہیں بیشتر عام لوگ پراکرت لینے بھاشا بولتے تھے - مگر برہمن (ودوان) ہمیشہ سنسکرت بولتے اور لکھتے تھے (صفحہ ۸ - مفتاح التواریخ ہنٹر)

سنسکرت زبان کی نسبت سر ولیم جونس صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ کثیر اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد اصفحہ ۴۲۲)

اور آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں کہ اس زبان کی صرف نحو ایسی کامل ہو گئی ہے کہ انسان کی کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر عام ہی ہیں - تو اس سے زیادہ نہیں ہوئے (تاریخ ہندوستان پانچواں باب صفحہ ۷۷ ۱۴۲)

اب ہم اس کے متعلق جو مخالفوں کے اعتراض ہیں وہ لکھ کر ان پر غور کرتے ہیں +

راجہ شیو پرشاد سی - ایس - آئی - تاریخ اپنی میں لکھتے ہیں - " کاتیاین کی پتنجلی نے ٹیکا لکھی اور پتنجلی کی ویاس نے - اب ہیم چندر اپنے کوش میں لکھتا ہے کہ کاتیاین کا نام ورروچی ہے اور کشمیر کا سوم دیو بھٹ اپنے کتھا سرت ساگر میں لکھتا ہے - کہ کاتیاین ورروچی کوشامبی میں پیدا ہوا +

پانینی سے اس نے ویاکرن میں شاستر ارتھ کیا اور راجہ نند کا منتری ہوا مدارا راکھش وغیرہ بہت سے گرنتھوں سے ثابت ہے کہ نند کے بعد ہی چندر گپت راج سنگھاسن پر بیٹھا - اور چندر گپت کا زمانہ ظاہر ہے اب کہو کہ ہم پانینی کا زمانہ اڑھائی ہزار برس ادھر مانیں یا لاکھوں برس سے اودھر پتنجلی چندر گپت کے پیچھے ہوا - اس میں کسی طرح کا سندیہ نہیں - کیونکہ اس نے اپنے بھاشیہ میں سبھا راجہ نشٹ پور وا اس سوتر پر چندر گپت سبھا ایسا اداہرن دیا ہے (دیکھو انشا اس تمرنا شک حصہ سوم صفحہ ۱۵۲)

تردید - واضح ہو کہ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مہا بھاشیہ میں یہ اداہرن ہے یا نہیں ہم نے اس کے واسطے بہت سی تلاش کی اور اکثر مستند کاپیوں کو دیکھا جہاں تک ہماری تحقیقات سے ظاہر ہوا وہ یہی ہے کہ اداہرن مہابھاشیہ میں نہیں اور ہم صرف اپنی تحقیقات پر ہی خاتمہ نہیں کرتے بلکہ دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کیل ہارن صاحب نے جو کامل تحقیقات کے بعد مہابھاشیہ چھپوایا ہے وہ بھی لکھتے ہیں کہ صحیح نسخوں میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ نہیں ہے - چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے جو مہابھاشیہ ویاکرن پہلے ادھیاء پہلے پاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں پتنجلی جی مہاراج فرماتے ہیں

सभाराजा मनुष्य पूर्वा। जिन्य यांय पच न स्वैय राजा। द्यर्थम ॥ ७ जिन्नि दे शः क तैजः ततोव न्कव्यं पांय वचन स्यैव म हरांभ वकिं प्रयोजनम ॥

राजाद्यर्थन ॥ इन सभम ॥ ईश्वर सभम ॥ तस्यैव नभवति ॥ राज सभा तद्विशेषणानां न भवति पुष्य मित्र सभम ॥

ترجمہ - جب سبھا لفظ کا اس اور راجہ پد کو چھوڑ کر اور کے ساتھ سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسے **ईश्वर सभम** وال سبھم اور **इन सभम** (الستور سبھم) لیکن راجہ کے ساتھ سمبندھ ہو جیسے یہ صورت نہیں ہوگی جیسے (راج سبھا) اور جو لفظ ان کی صفت واقع ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبھم نہیں ہوتا مثلاً **पुष्य मित्र सभम** (پشپ متر سبھا) (دیکھو مہابھاشیہ مطبوعہ ۱۸۸۳ء بمبئی صفحہ ۱۷۷ سطر ۱۰)

اب بتلایئے کہ چندر گپت سبھا کہاں لکھا ہے اور فرمائیے کہ اس جیسی سبھا شاستر کا کہاں حکم ہے اس موقع پر ہم ایسے غلط اعتراضوں کی وجہ بھی بتلاتے ہیں دیکھو اسی مہابھاشیہ کے چھپوانے والے مسٹر کیل ہارن صاحب پرنسپل دکھن کالج فرماتے ہیں کہ " کسی کتب میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے - لیکن اس ایڈیشن میں مہابھاشیہ کا متن جیسے ادھیاؤں کی آدی تک ہے اس ایڈیشن کے دو بھاگ ہیں پہلا تقریباً ۱۲۰ برس کا پرانا ہے اور دوسرا ۹۰ برس یا ۱۰۰ برس تک کا ہے پہلا بھاگ ۴ ورق سے ۱۴ ورق کا ہے اور مول پہلی جلد ۱ باب کے ۱۳ سے لیکر ۱۶۷ صفحہ تک کا ہے - دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۳۶۹ تک ... پہلی جلد ۱۹۹ سطر ۲۰ تک کا - پہلا ... ہے کا سارا ... زبان سے لکھا ہوا ہے - اور بہت سے چھوٹے چھوٹے اکثر اس میں ... ہو چکے ہیں - دوسرے حصہ میں ... ۱۱ - الف ۱۹ سے لیکر ۱۲ - الف تک ... پہلا صفحہ ۴۲۴ - ۱ سے لیکر ۴۶۴ سطر ۲۶ تک ۴۲ الف ۴ سے لیکر ۴ - الف تک ... دوسرا صفحہ ۱۲ - ۱۱ سے لیکر صفحہ ۱۹ - ۱۰ تک ہے ... میں یقین کرتا ہوں کہ یہ دونوں کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کی گئی ہیں اور وہ اصل کاپی پوری محفوظ حالت میں ہے جبکہ کاپی بمبئی کی نقل ہوئی تھی بہت کچھ خراب اور معیوب ہو گئی - یہ کشمیر کی کاپی ہے - اس کاپی کے بعض اوقات نسخوں کے صفحے چھوڑ دیے ہیں - دل میں یاد رکھ کر کہ کاپی کا اکثر غلط ہے - پاٹھ کا اختلاف یا بالکل نہ ہونا کئی حالتوں میں حادثاً سمجھا جا سکتا ہے اور ہماری امید ہے کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے "
(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک)

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ " میں اپنی کتاب کے ۷۷ صفحہ کی ۱ سطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھاپتا ہوں - اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے بعد دو کاپیوں میں درج ہے نہیں چھاپتا میری دلیل محض پشپ متر سبھا کے چھاپنے کی یہ ہے کہ اصلی معتبر کاپیاں جی - ڈی اور اے میں جن کا پاٹھ اور سب کاپیوں پر افضل ہے صرف یہی لفظ ہے (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۱۰ سطر ۳ سے آگے)

پس یہ تو بالکل باطل ہو گیا - کہ پتنجلی جی چندر گپت کے بعد ہوئے یا مہابھاشیہ میں ان کا نام ہے - باقی جو آپنے پرمان دئے ہیں وہ کتھا سرت ساگر اور مدرا راکھش کی ہیں - جن میں سے کوئی بھی مستند نہیں ہے - جیسا کہ الف لیلہ و فسانہ عجائب اور الہ دین اور عجیب و غریب چراغ - یا امیر حمزہ کی داستان بھلا ان کتابوں کو تاریخ یا مذہبی صحیح واقعات سے کیا تعلق ہے کیونکہ یہ سب فضول قصوں کی کتابیں ہیں اور بہت ہی جدید - یہ تو قصوں کی ہی کتابیں ہیں - لیکن ان کے علاوہ بعض مذہبی کتابیں بھی تاریخی واقعات کو غلط بتلاتی ہیں - جیسے یوگ وسشٹ کے ہی بیچ

ویدانتی نے بالمیک جی کے نام سے بنادی - ناخنوں اور پشم کا بیاہ کر اس کے گلے کا پھندا کو پیدا کر کروڑوں برسوں تک اُس کے زندہ رکھنے کی گپ ہانک دی ایسی ہی ایک اور گپ ہے کہ مہادیو نے ڈمرو بجایا اور ساری اشٹادھیائی نگلی پاتنجل نے کہا لیا اور تنتر سے براہمن ہو گیا ۔

راجہ صاحب! ایسی فضول کہانیوں سے رشیوں یا منیوں کے گرنتھوں کا کیا تعلق ہے اور کیا ایسی کہانیاں تاریخی واقعات کی منزلت رکھ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

پس ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ پتنجلی جی کے یوگ کا بھاشیہ سری ویاس جی نے لکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ پتنجلی جی ویاس جی سے پہلے ہوئے اور ویاس جی کی بابت ہم اسی کتاب میں علیحدہ بتلا دینگے۔ کہ وہ راجہ یدھشٹر جی کے وقت میں ہوئے جس کو آجتک ۴۹۹۹ سال ہوئے بنابرآں پتنجلی ویاس جی سے پہلے ہوئے اور ان کا زمانہ پانچ ہزار سال سے پہلے کا ہے۔ اور جب پتنجلی ہی پانچ ہزار سال سے پہلے کے ہیں تو پانینی ان سے پہلے کے ہیں۔ اسی واسطے وہ کسی طرح بھی اڑھائی ہزار برس سے ادھر کے نہیں بلکہ پانچ ہزار برس ادھر ہیں ۔

مہابھارت - گورنر الفنسٹن صاحب مورخ فرماتے ہیں کہ مہابھارت کے تصنیف ہونے کا زمانہ غالباً چودھویں صدی قبل مسیح کے ہے ۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۹۱ سنہ ۱۸۶۶ء)

پھر لکھتے ہیں "مہابھارت کے تصنیف ہونے کے زمانہ پر بحث ہو چکی ہے۔ غالباً چودھویں صدی قبل مسیح میں وہ تصنیف ہوئی" (تاریخ ہندوستان سنہ ۱۸۶۶ء چوتھا حصہ باب پہلا صفحہ ۳۹۱)

ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "ویاس جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا تھا مسیح سے بارہ سو برس پہلے ہوئے ہیں" ۔ (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۸۵ء الہ آباد)

جواب - بیشک یہ تو ٹھیک ہے کہ بھارت کے ۲۴ ہزار شلوک ہیں مگر یہ ٹھیک نہیں کہ وہ چودھویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی۔ بلکہ کتیویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی درحقیقت ۲۴ ہزار شلوک ہیں مگر اب موجودہ بھارت میں ایک لاکھ شلوک سے زیادہ ہو گئے چنانچہ بھارت مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۴ء شاکا شاہد ہے ہیں یہ شلوک ہے۔

(دیکھو مہابھارت پرب اول۔ ادھیاء اول شلوک ۱۰۱)

चतुर्विंशति साहस्त्रीं चक्रे भारतसंहिताम ।
उपाख्यानैर्विना तावद्भारतं प्रोच्यते बुधैः ॥

یعنی ۲۴ ہزار شلوک بھارت کے مجموعہ میں بغیر کسی اور تشریح یا تفسیر کے اور یہی بھارت ہے ایک اور جگہ اسی ادھیاء میں ویاس کی زبانی لکھا ہے

अष्टौ श्लोकसहस्राणि अष्टौ श्लोकशतानि च ।
अहं वेद्मि शुको वेत्ति संजयो वेत्ति वा न वा ॥

(دیکھو پرب اول ادھیاء اول شلوک ۸۱)

یعنی آٹھ ہزار شلوک اور آٹھ سو شلوک میں جانتا ہوں شکدیو جانتا ہے معلوم نہیں کہ سنجے جانتا ہے یا نہیں"۔ ایک اور لائق مورخ بہت تحقیقات کے بعد لکھتے ہیں "مہابھارت کے ایک لاکھ شعروں میں سے صرف ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں"۔

([illegible] جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

مورخ الفنسٹن صاحب نے ایک جگہ اور بھی لکھا ہے کہ ضرور ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۲ سنہ ۱۸۶۶ء)

[illegible] مہابھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے۔ یعنے بھرت کا وستار ہو

جس میں وہ بھارت ہے تاریخ فرشتہ والے نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "دریں کتاب احوال اولاد عالی را اور راجہ بھرت است کتاب را بنام او کردہ" صفحہ ۹ مقالہ اول

یعنی سنسکرت کے لائق فاضل پنڈتوں کی یہ رائے ہے کہ ویاس جی نے صرف ۲۴ ہزار شلوک اور اُس کے شاگردوں نے ۷۶۰۰۰ شلوک یکسر کل ۱۰۰۰۰۰ ۔

شلوک بکت بھارت بنا تھا وکرماجیت کے زمانہ میں ۲۰ مہاراجہ بھوج کے زمانہ میں ۳۰ تھے۔ اور اب ایک لاکھ ۲۴ ہزار کے لگ بھگ ہیں پس موجودہ بھارت میں کم سے کم ایک لاکھ شلوک ضرور بڑھائے گئے ہیں ۔

چھ درشن یعنی فلاسفہ سنسکرت میں آریہ رشیوں کی تصنیف سے چھ فلاسفی کی کتابیں ہیں۔ اول سانکھیہ شاستر مصنفہ کپل رشی۔ دوم ویشیشک مصنفہ کناد رشی۔ سوم نیایہ مصنفہ گوتم رشی۔ چہارم یوگ مصنفہ پتنجلی رشی۔ پنجم میمانسا مصنفہ جیمنی رشی۔ ششم ویدانت مصنفہ ویاس رشی۔

مورخ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے۔ فلسفہ ہندسہ اور طبیعات کے استاد اول یہی ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں"۔ (تاریخ ہند انگریزی مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء لاہور)

ان چھ درشنوں پر جو کہ مختلف وقتوں میں مختلف رشیوں نے تصنیف کئے ہیں۔ چھ بھاشیہ ہیں۔ اول سانکھیہ پر بھاگوری منی کرت بھاشیہ۔ دوم ویشیشک پر گوتم منی کرت بھاشیہ سوم۔ نیایہ پر واتسیاین رشی کرت بھاشیہ۔ چہارم یوگ پر ویاس منی کرت بھاشیہ۔ پنجم میمانسا پر ویاس کرت بھاشیہ۔ یا بودھاین کرت بھاشیہ۔ ششم ویدانت پر واتسیاین کرت بھاشیہ یا بودھاین کرت بھاشیہ۔

جیمنی اور ویاس۔ بودھاین اور واتسیاین کا زمانہ ایک ہی ہے۔

سب سے پہلا شاستر سانکھ ہے اور سب سے آخری ویدانت۔ کپل اور کناد کا زمانہ ابھی ہم تحقیقی طور پر نہیں بتلا سکتے۔ مگر گوتم رشی کا زمانہ صاف ظاہر ہے۔ کیونکہ گوتم جی کا بیٹا سدانند مہاراجہ جنک کا پروہت تھا۔ اور گوتم اور رامچندر جی کا سمبادھ بھی ہوا تھا۔ یعنی رامچندر کا زمانہ اور گوتم کا زمانہ یا گوتم اور وسشٹھ کا زمانہ ایک ہے باقی ہم پھر کسی وقت مفصل لکھینگے۔

چانک یعنی چندر گپت راجہ نے جن کی کوشش بلیغ سے سر بسلطنت حاصل کیا وہ چانک جی مہاراج تھے۔ اور یہ بوضاحت ظاہر ہے کہ وہ راجہ سکندر کا ہمعصر تھا۔

چنانچہ سر جونس لکھتے ہیں کہ یونانی مورخوں نے لکھا ہے کہ

سندرا کوٹس نے سلیوکس کے ساتھ عہد نامہ کیا" (کتاب تحقیقات حالات ایشیاء جلد ۴ دیباچہ صفحہ ۲۷) فورڈ صاحب کی رائے کے بموجب ۳۰۰ برس اور پروفیسر لسن صاحب کی رائے کے بموجب ۳۱۵ قبل مسیح کے تھا۔ اور آوا۔ لنکا کے نقشوں سے اچھی طرح ظاہر ہو گیا کہ بموجب نقشہ اول کرافورڈ صاحب کے جو رسالہ آوا میں شامل ہے۔ چندر گپت کی سلطنت کا زمانہ تین سو بانوے اور تین سو چھتر برس قبل مسیح کے اندر معلوم ہوتا ہے ۔

(دیکھو پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کا صفحہ ۱۴۲)

اور بموجب دوسرے نقشہ کے جو ٹرنور صاحب کے ترجمہ مہاونسو میں داخل ہے ۳۸۱۰ و ۳۴۲ سال قبل مسیح کے بیچ میں ثابت ہوتا ہے ۔ (دیکھو صفحہ ۴۷)

اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانہ سلیوکس کی تخت نشینی کے وقت سے جو ۳۱۲ برس قبل کے ہوئے اُس کی وفات تک جو ۲۸۰ برس قبل مسیح میں ہوئے ثابت ہوتا ہے

(دیکھو کلنٹن صاحب کی کتاب)

اب تمام شہادتوں پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ سلیوکس سکندر کی فوج کا سردار تھا۔ سلیوکس اور چندر گپت باہم ایک رشتہ دار تھے کیونکہ سلیوکس نے اپنی بیٹی مہاراجہ چندر گپت کو بیاہ دی تھی۔ اور سکندر ۳۲۷ سال قبل مسیح میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ اُس کے خزانہ

کے بعد سپیوکس بادشاہ ہوا۔ اس واسطے ہر طرح سے ثابت ہے کہ چندر گپت کی تخت نشینی ۳۲۶ یا ۳۲۲ برس قبل مسیح کے ہوئی۔ پس بہ تحریر (۳۲۶ + ۱۸۹۰ = ۲۲۱۵) سال ہوئے کو تصنیف ہوا۔

یورپ کے عیسائی اور پادری مورخوں کی رویہ ہے (جو کسی چیز کے وقت مقرر کرنے میں غلطی کرتے ہیں) ایک فاضل نے کیا ہی اچھا لکھا ہے "مورخان اہل یورپ کا عام دستور ہے کہ وجہ اس خیال کے کہ اُن کے خیال میں حضرت انسان بعد طوفان جس کو ۴ ہزار برس ہوئے دنیا میں فقط کا کچھ ہو رہی ہے پُرانے قصبے ناموں کے تحریر کرتے وقت ایک اوسط ۲۵۔۳۰ برس کا لگا کر ایک ایسی فرضی مدت قائم کر لیتے ہیں۔ جو مدت مفروضہ طوفان نوح سے تجاوز نہ کرنے پاوے (دیکھو صفحہ ۵ تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۴۳ سے ۴۴)

تاریخ دُنیا

جلد دوم

سوامی شنکر آچاریہ

ان کا زمانہ بھی کسی مورخ کے نزدیک جھگڑے سے خالی نہیں۔ نہ انگریزی تاریخ دان آپس میں اتفاق کرتے ہیں اور نہ ہی سنسکرت کے پنڈت۔ ہم حیران ہیں کہ ایک ایسے مشہور انقلاب کرنے والے واقع کی نسبت اتنا مغالطہ کیوں ہے۔ سال ۱۸۸۳ء کے تھیوسافسٹ میں لکھا ہے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم کو ان مہاتما شنکر آچاریہ کی ٹھیک تاریخ نہیں ملتی کہ یہ کس زمانہ میں گذرے۔ بعض تو ان کو دو سو برس قبل مسیح ہوا بتلاتے ہیں اور بعض [illegible] اکثر حال کے علماء ان کو مسیح کے بعد آٹھویں صدی یعنی ۷۸۸ء میں مانتے ہیں اس بارہ میں ولسن۔ کولبروک۔ رام موہن راے۔ بال نیٹرتا ستری اور پروفیسر نرائن ترک پنچانن ان سب کی یہی رائے ہے کہ شنکر آچاریہ جی اسی آٹھویں صدی میں ہوئے ہیں۔ بعض ان سے بھی بڑھ کر ۱۰۰۰ء یا ۱۲۰۰ء سے آگے نہیں بڑھتے۔

مسٹر آرسی دت نے بھی عموماً انہیں کی تقلید پر ۸۰۰ء قائم کیا ہے۔

آنریبل ڈاکٹر ہنٹر صاحب لکھتے ہیں "اس زمانہ میں جو ہادی پیدا ہوئے ان میں اول کمارل ملک بہار کا ایک برہمن تھا۔ اس کا زیادہ مشہور چیلا[1] شنکر آچاریہ تھا جس کے زمانہ سے معتبر تاریخ شروع ہوتی ہے۔ شنکر مالابار میں پیدا ہوا اور کل ہند میں وعظ کرتا پھرا۔ کشمیر تک گیا اور کوہ ہمالیہ پر ایک مقام کدارناتھ میں بتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

ویدانتیوں کے فلسفہ کو عام کی صورت میں لانا اور قومی دین میں داخل کرنا اُسی کا کام تھا اور بکنا ناستی سے بعید نہ ہوگا کہ اُس کے زمانہ کے بعد جو آٹھ یا نو صدیاں گذری ہیں ان میں دینی فرقہ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا اُس کی بناء ایک شخصی خدا کے عقیدے پر پڑی ہے شنکر عموماً سب کو تعلیم دیتا تھا خواہ وہ اونچی ذات کے تھا یا ذلیل عوام الناس سے ہوں۔ پس ایک قومی دین اور ہر مذہبی فرقہ اسکی عمر کی محنت کا نتیجہ ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۰۳)

[1] ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ شنکر آچاریہ کمارل کا چیلا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ شنکر آچاریہ گوبند گوڑپاد آچاریہ کا چیلا تھا۔ جیسا کہ وہ خود اپنے بھاشیہ کی سماپتی پر کہتے ہیں۔ کہ بھگوت گوبند گوڑپاد آچارج کی تہ سیوی کرنیوالا شنکر آچارج " اور علاوہ۔ اس کمارل جی مہاراج کا اعتقاد بھی شنکر کے مخالف تھا۔ لیکن گوبند گوڑ کا بالکل ان کے مطابق تھا جسکی کہ اُن کی بنا قائم ہوئی کا ریکا آپکے شاہد ہے

اصل حال یہ ہے کہ سوامی شنکر آچاریہ دراوڑ یعنی ملیبار میں پیدا ہو کر گوبند گوڑ آچارج کے شیش (شاگرد) ہوئے۔ ان کا سیاحت پیشتر بدھ مت والوں سے ہوتا۔ اور تمام عمر اُس مت کے کھنڈن میں مصروف رہے۔ اُن کے اُپدیش سے ستیہ مت کا آغاز ہوا۔ اور بدھ مت کا زوال۔ تمام ہندوستان میں وہ اپنے مت کا اُپدیش کرتے رہے جنوبی ہند کے علاوہ ملیبار سے کشمیر و نیپال تک دھرم اُپدیش کے واسطے دورہ کیا۔ بودھوں کے ہاں اُن کے پرچار سے سخت کھلبلی مچ گیا اور جوق در جوق لوگ ان کے مت میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر بہت سے راجاؤں کو ویدک مت کا حامی بنا کر آریہ ورت کے چہار گوشہ میں چار مٹھ قائم کئے۔ شمال میں جوشی مٹھ۔ جنوب میں شرنگیری مٹھ۔ مشرق میں جگن ناتھ پوری میں گوردھن مٹھ۔ مغرب میں شاردا مٹھ اور آخری عمر کے بتیس سال کی اوستھا میں مقام کدارناتھ دو بودھوں نے مسلمان ابھی وگیپت اور راجبھی نوتش نے (جو اسی غرض سے کچھ مدت پہلے مرید ہو گئے تھے) کسی قسم کا زہر دیدیا جس سے ان کی بھوک بند ہو گئی اور چھ ماہ بیمار رہ کر وہاں اس قالب عنصری کا تیاگ کر دیا جس طرح سے کہ سکندر۔ نمرود۔ اپالونس اور عیسیٰ کے مورخوں نے اُن کو خدا قرار دیا ہے۔ ان کی جائے پیدائش کی بابت بھی کچھ تنازعہ ہے۔

آنند گری جیسا انبر پور اور مادھو آچاریہ جی کہتے ہیں اور سدانند شاستری چدمبرم بتلاتے ہیں اور بعض لوگ سا لگ رام ضلع کیرال ظاہر کرتے ہیں مگر اصل وہی ہے جو مادھو جی لکھتے ہیں۔ کہ شنکر آچاریہ کیرالے کے باشندے تھے۔ کیونکہ باقی محقق بالکل نہیں ہیں۔ صرف ذہنی خیال دوڑاتے ہیں۔ اب ہم مندرجہ ذیل وجوہات پر شنکر سوامی کے زمانہ کی بابت تحقیقات کر کے ایک تاریخی مدت قائم کرتے ہیں۔

درجہ اول۔ بدھ مذہب مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے شروع ہوا اور مسیح سے ۲۴۳ سال پہلے موریا خاندان کے زوال کے ساتھ اُس کا زوال ہونے لگا جیسا کہ لمسڈن صاحب فرماتے ہیں "بدھ مذہب ہند میں بارہویں صدی تک یعنی سترہ سو برس سے زیادہ رہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسیح سے دو سو برس پیشتر اس میں زوال شروع ہو گیا اور موریا خاندان پر زوال آتے ہی سارے ہند کے اندر برہمنوں کے مذہب میں دوبارہ جان پڑنے لگی۔ قنوج کے بڑے مشہور شہر نے تو برہمنوں کی عقیدت سے قدم باہر دھرا ہی نہ تھا مگر اب اور دیار و امصار بھی ایک ایک کر کے اپنے پہلے دھرم کی طرف جس کی شکل اب کسی قدر بدل گئی تھی۔ پھر رجوع کرنے لگے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۷)

پس یہی یا اس کے قریب شنکر آچاریہ جی کا زمانہ ہے کیونکہ سارے ہند میں یہ بات زبان زد خلائق ہے کہ بودھوں کے مذہب کو زوال پہنچانے والے سب سے پہلے شنکر سوامی ہوئے۔ درجہ دوم۔ سوامی شنکر آچاریہ کی مصنفہ تین پستکوں (دس اُپنشد بھاشیہ۔ شاریرک بھاشیہ اور گیتا بھاشیہ) میں مسلمانوں اور ان کے مت کا نام و نشان نہ آیا ہے۔ حالانکہ ۱۰۰۰ء مطابق ۱۰۵۷ بکرمی اور ۳۹۰ ہجری سے ہی مسلمانوں کے حملے ہندوستان پر ہونے لگ گئے تھے اور امن و امان کا تختہ زیر و زبر ہو رہا تھا۔ پس کوئی شک نہیں [illegible] مسلمانوں کے حملے سے بہت پہلے گذرے ہیں۔ ورنہ کیونکہ اُن کے حملوں میں سرپا مکن تھا کہ کوئی شخص دریا فراتی آزادی سے ویدک دھرم کا پرچار کرے۔

وجہ سوم۔ آٹھویں یا نویں گیارھویں یا چودھویں صدیوں میں [illegible] گذرے ہیں۔ مثلاً نوی۔ امبریکان۔ سیا سنکر آچاریہ۔ [illegible] پرتھی راج کوی چندر بردائے۔ جے دیو۔ پوپ دیو۔ [illegible] وغیرہ مگر ان میں سے کسی نے شنکر سوامی کو اپنا ہم عصر نہیں لکھا۔ [illegible] شنکر سوامی کے الفاظ سے کسی کو بھی اپنا ہم عصر تسلیم کیا ہے۔ پس وہ ان [illegible] نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اُن سے بہت پہلے ہوئے [illegible] تمام ہندو مورخ اُن کو مدت وشاتک اور [illegible]

رہانے سے بہت پہلے ہوئے بتلاتے ہیں +

درجہ چہارم۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب میں سکندر یونانی کے حالات میں درج ہے کہ ان کا پیغمبر گزرا ہے۔ لکھا ہے کہ جب وہ ہندوستان میں آیا تو اس وقت شنکر آچاریہ نامی ایک سیاہ رو آریہ مت کا پیشوا یہاں اپنی مذہبی وعظ میں سرگرم تھا اور سکندر کا زمانہ پیدائش ہند اظہر من الشمس ہے

درجہ پنجم۔ سورت میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دینی مباحثہ ہوا۔ جس کی اثناء میں دوسرا سکے مدرسے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا۔ جس کی تاریخ سمت ۲۶۶۳ کلی یگی تھی۔ یعنی یہ مسیح سے ۴۳۳ برس پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کے پورس ہند کے زمانے سے کچھ پیشتر ہوتا ہے (امریکن مس کی فوزرات اخبار صفحہ ۲ کالم ۴ مورخہ مئی ۱۸۹۴ء)

۱۸۹۴ + ۴۳۳ = ۲۳۲۷ سال - ۴۹۹۴ - ۲۶۶۳ = ۲۳۳۱ -

درجہ ششم۔ شنکر آچاریہ کے زمانے کو ان کے ایک ست گرو رتید نے اس طرح شلوکوں میں لکھا ہے

ऋषि वीरास्तुधा भूमि मर्त्यौ द्वौ वाम मेलनात् ।
एकत्वेन लभेदंक स्तास्मा चत्स्तदिवत्सरः ॥ १ ॥
विश्वजिन्नपिताय स्य विरयात अन्विदं वरे ।
तस्य भार्यां विकादे वीशंकरे लोकशंकरं ॥ २ ॥
प्रसूता सवै लोकस्य तारणाय जगद्गुरुं ॥

ترجمہ ۲۱۵۷ سمت یودھشٹری میں وشوجیت اور اس کی بیوی ماتا کے گھر دنیا کے کلیان دینے والے شنکر سوامی پیدا ہوئے جو کہ بعد ازاں جگت گورو کہلائے۔

چونکہ اس وقت یودھشٹری سمت ۴۳۳۱ ہے اس سے ۲۱۵۷ منفی کرنے سے ۲۱۷۴ باقی رہتے ہیں پس شنکر آچاریہ سنہ [illegible] میں پیدا ہوئے اور ۳۲ برس زندہ رہ کر سنہ ۱۹۰ [illegible] میں فوت ہوئے

اسی کے مطابق زمانہ حال کے مشہور محقق سوامی دیانند سرسوتی فرماتے ہیں "بائیس سو برس ہوئے کہ ایک شنکر آچاریہ دراوڑ دیش میں برہمن برہمچریہ سے ویاکرن آدی سب شاستروں کو پڑھ کر سوچنے لگے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۸)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں "شنکر آچاریہ کے تین سو برس کے پشچات اُجین نگری میں وکرماجیت راجا کچھ پرتاپی ہوا جس نے سب راجاؤں کے درمیان پرتشٹھا ہوئی۔ لڑائی کو مٹا کر شانتی ستھاپن کی ۔ ۔ ۔ مہاراجہ وکرم آدتیہ سے لیکر شیشوں کا بل بڑھتا آیا لوگوں نے شنکر آچاریہ کو شیو کا اوتار ٹھہرا لیا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸)

یاد رکھنے کے لائق نکتہ۔ شنکر آچاریہ کے چار مٹھ قائم کرنے کے بعد جو ان گدیوں پر بیٹھا وہ بھی شنکر آچاریہ کہلایا اور یہی سبب ہے کہ اسی سلسلہ سے اب بھی شنکر آچاریہ موجود ہیں۔ جس طرح بابا نانک کے گدی نشین آخیر تک اپنے بھجنوں میں نانک جی کا نام ڈالتے رہے اپنا نہیں تو غیر محقق مزاج جانتے ہیں کہ کوئی ایک ہی نانک جی کا [illegible] اور ان کے بعد جانشین ہوا اسی طرح آدی شنکر آچاریہ کے بعد جو گدی نشین ہوا وہ شنکر آچاریہ کہلاتا رہا۔ ان سجادہ نشینوں میں سے مختلف زمانہ میں مختلف شنکر آچاریہ بودھ مذہب کے خلاف کام کرتے رہے۔ اور آخری وہ ہوا جس نے مسلمانوں کے آنے سے ایک سو برس پہلے بودھ مذہب والوں کو بالکل ہندوستان سے خارج کر دیا۔ ہم ناظرین کے یاد رکھنے کے واسطے عرض کرتے ہیں کہ پہلا شنکر آچاریہ [illegible] ہے تقریباً تین سو برس پہلے ہوا۔ یعنے بکرم سے ۲۴۳ برس پہلے۔

دوسرا شنکر آچاریہ مسیح سے ۷۰ سال پہلے ہوا۔ جس کا چیلا بھرتری ہری تھا یعنی [illegible] مصنف تین شتک۔ (ویراگ۔ شنگار۔ اور نیتی) اور یہ بکرم آدتیہ کے سمت [illegible]

[illegible] ۴۰۰ عیسوی میں

چھٹا شنکر آچاریہ سمت ۵۲۵ بکرم میں ہوا۔ مطابق سنہ ۴۶۹ء کے جو سمت ۵۸۹ بکری مطابق سنہ ۵۳۳ء میں فوت ہوا۔

غلطی کی اصلاح۔ تاریخ دنیا حصہ اول میں یودھشٹری سموت کی تحقیقات کے متعلق ہم سے ایک غلطی ہوئی۔ یعنی ہم نے کلی یگ کے سموت کو ہی یودھشٹر کا زمانہ تسلیم کر لیا مگر ایسا نہیں ہے۔ پنڈت کلہن مصنف راج ترنگی وغیرہ سنسکرت کے لائق مورخوں نے لکھا ہے کہ کلی یگ ۶۶۳ برس گزر چکے تھے تب یودھشٹر جی گدی نشین ہوئے اور اس وقت سپت رشی مکھا نکشتر میں تھے۔ پس ۴۹۹۴ - ۶۶۳ = سمت ۴۳۳۱ اس وقت یودھشٹری سمت ہے۔ اور یودھشٹر کے ۲۱۵۷۔ اور کلی یگ کے ۲۸۲۰ میں شنکر آچاریہ ہوئے۔

درجہ ہفتم۔ مشہور فاضل سمتھ صاحب اپنی کامل تحقیقات کے بعد فرماتے ہیں کہ شنکر آچاریہ سوامی۔ گوتم بدھ کی موت کے ساٹھ برس بعد انڈیا یا آریہ ورت میں پیدا ہوئے (اے۔ بی۔ سی۔ دت صاحب کی ایشو مٹرک ہسٹری صفحہ ۱۴۹)

بدھ مذہب مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے ۸۰ = ۴۲۰ = ۴۲۰ + ۱۹۹۵ = ۲۴۱۵

مہاراجہ وکرم آدیتہ کے سموت کی تحقیقات

مہاراجہ بکرم یا وکرم یا وکرم آدیتہ یا بکرماجیت ایک مشہور و معروف شہنشاہ آریہ ورت میں ہوا جس کی دارالسلطنت اوجین نگری اور جیسو چھوٹے راجہ اور رئیس جس کے ماتحت تھے وہ درحقیقت سارے ہندوستان کا مہاراجہ اور اعلیٰ درجہ کا کریم النفس اور عادل تھا اور اسی واسطے پرسوارتھی مشہور تھا۔ اس نے ایک وقت سب رعایا کے قرض ادا کر کے اپنا سموت جاری کیا۔ جو اس وقت ۱۹۵۲ ہے۔ وہ باوجود اتنا بڑا شہنشاہ ہونے کے چٹائی پر سوتا اور ندی سے اپنے واسطے خود جل بھرتا تھا۔ بیت المال خزانے سے اپنے عیش و عشرت کے لئے ایک کوڑی بھی نہ لیتا اور شب و روز رعایا پروری اور مظلوموں کی دادرسی میں مصروف رہتا تھا +

آج کل کے بعض مورخ اپنی انوکھی تحقیقات سے اس کی ہستی اور سموت دونوں سے انکاری ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چھ سو برس گزرنے کے بعد کسی نے یونہی یہ سموت جاری کر دیا۔ اور ایک کی بجائے ۶ لکھنا شروع کر دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ بھوج ہی راجہ بکرم تھا جو سمت ۱۰۴۱ میں ہوا۔ اور اس کا جھوٹ موٹ سمت کو ۱۰۴۵ سال پہلے لکھنا آرمبھ کر دیا

بعض کہتے ہیں کہ کالیداس کی نظم کی طرز تحریر کا زمانہ ۵۰۰ء سے پہلے کا نہیں ہے۔ ان لوگوں کے قیاف کے بموجب بکرماجیت نے جس کے زیر سایہ کالیداس اور ترشنکر جیسے علماء لوگ موجود تھے۔ چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا۔ مسٹر رومیش چندر دت بھی ان لوگوں کے پیرو ہیں۔ کیونکہ وہ بھی کہتے ہیں کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ میں رائج ہوا۔

مگر شری دیوکرت وکرم چرت میں لکھا ہے کہ وکرم آدتیہ تیرتھنکر دیہانت کے مرنے سے ۴۷۰ برس پیچھے اُجین میں راج کرتے تھے۔ اور انہوں نے ہی سموت چلایا کیا۔

پروفیسر گریفتھ صاحب کہتے ہیں "مسیح سے ستاون سال پیشتر بکرم کے سمت کا آغاز ہوا" (دیکھو دیباچہ رامائن)

مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ بکرماجیت کا سمت جس کا آغاز مسیح عیسوی کے ستاون سال پیشتر سے ہے ہندوستان میں اب تک بھی بہت حد تک مروج ہے۔ (تاریخ ہند صفحہ ۱۴۳) مورخ مارش مین لکھتے ہیں کہ راجہ بکرم والی اجین کا سمت مسیح سے ۵۶ سال پہلے آغاز ہوا (مارشمین ہسٹری صفحہ ۲)

آنریبل ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "بکرماجیت اُجین کا راجہ جو کہ مالوہ میں واقع ہے بہت مشہور و معروف ہے۔ اور اس کی فتوحات کی یادگار میں ہندی تاریخ شمار کرنے کا

طریقہ قائم ہوا جس کو سمت کہتے ہیں اور سنہ عیسوی سے ستاون سال قبل شروع ہوتا ہے۔ (صفحہ ۱۳۲) اب ہم اپنی مانذہ تحقیقات بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ کہنا سراپا باطل ہے کہ بکرماجیت کا سمت چار سو پانچ سو برس مقررہ تاریخ سے بعد جاری ہوا۔

ثبوت اول۔ کالیداس مشہور جوتشی اپنے گرنتھ جیوتر دوابھرن میں لکھتا ہے۔ ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۲ مطبوعہ بنارس

वर्षेसिन्धुरदर्शनाम्बरगुणौर्याते कलौ संमित। मासे माधव संमिते च विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः ॥

یعنی کلی یگ کی ۳۰۶۸ سمت میں بیساکھ مہینہ میں نے یہ گرنتھ تصنیف کیا اور اُسی کتاب کے دیگر مقام سے ظاہر ہے کہ اُس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا اور ۴۹۹۵ سے ۹۸ سال منفی کرنے پر ۱۹۲۷ رہ جاتے ہیں اور آج تک اتنے سال اس کی تصنیف کو ہوتے ہیں

پنڈت تارانانتھ ترک واچسپتی نے بھی لکھا ہے کہ کل یگی سمت ۳۰۴۴ میں بکرم کا سمت شروع ہوا اور اس کتاب کی تصنیف کو آج تک ۱۹۲۷ سال ہوتے ہیں۔

ثبوت دوم۔ متصل جوناگڑھ ملک کاٹھیاوار میں ایک پرانے تالاب کی کھدائی میں ایک کتبہ ملا ہے۔ جس کو راجہ رُدر دامن نے سوورشن نام تالاب کی تقریب پر لگایا تھا اس کتبہ میں سمت ۷۲ بکرمی کھدا ہوا ہے (یہ کتبہ چھاؤنی راجکوٹ کے میوزیم (عجائب گھر) میں موجود ہے)

ثبوت سوم۔ اسی بکرم نے روم کے قدیم بادشاہ اگوسطس کو ایک دوستانہ مراسلہ لکھا تھا۔ بدیں مضمون کہ "اگرچہ میں چھ سو صوبوں کا شہنشاہ پر رہتا ہے۔ کہ آپ سے ملاقات حاصل کروں۔ آپ کوئی جگہ مقرر کیجئے تو میں ملاقات سے مستفیض ہوں اور جو کام جس میں میری ہستی مفید ہو ارشاد فرماویں۔ تاکہ بجا لاؤں۔ لفافہ پر اپنا نام پورش شہنشاہ ہندوستان لکھا ہوا ہے"۔

دی ایمول مورخ لکھتا ہے کہ یہ چٹھی یونانی حروف میں لکھی ہوئی تھی ان کو اُس دمشق سے اُس چٹھی کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اُس میں مہاراجہ موصوف کے تخت گاہ کا نام درج لکھا ہوا ہے جو اجین کا معرب ہے اور بالفرور بکرم کے ماتحت ۶ سو راجے تھے اور لفظ پروش اُس کی قوم پنوار یا پرمار کا یونانی ترجمہ ہے یا پور رانیش کا یونانی بنایا ہوا ہے اور سال کی مطابقت بھی ہے کیونکہ اگوسطس اگسٹس ۳۱ق م میں حکمران تھا (از سیر المتقدمین وچہل حواب تاریخی صفحہ ۹۳)

اور ایسا ہی کالیداس کے جیوتر دوابھرن میں لکھا ہے (دیکھو ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۸)

योमूमदेशाधिपतिं शकेश्वरं जित्वा गृहीत्वोज्जयिनीं समानयौ। सर्वम जामंगल सौख्य सप द्भूवस व च च वेत्क मे ॥

یعنی جو روم دیش کے شکوں کے راجہ کو جیت کر سدر اجین پوری کا مالک تھا سب پرجا کو منگل اور سکھ اور خوشحالی تھی۔ اور سب جگہ ویدک کرم ہوتا تھا۔ اور بکرم آدیتہ کا دوسرا نام شک اری بھی مشہور ہے۔ یعنی شکوں کا دشمن

ثبوت چہارم۔ ایک اور پتھر گوندا نام گاؤں متصل کھالیاراج جام نگر ملک کاٹھیاوار سے نکلا ہے۔ جس کو راجہ رودر سنگھ نے ایک تالاب کے بنانے کی تقریب پر لگایا تھا۔ اُس میں سمت ۱۰۳ بکرمی کھدا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ اسی طرح ایک اور پتھر جس رن گاؤں علاقہ راج کوٹ میں سے نکلا ہے یہ کاٹھیاوار گاؤں ہے سمال سے دو کوس دور ایک دھوار ہے اس پر ایک بڑی شلا پڑی ہے جو ایک تالاب یا چاہ کی تقریب پر کھدائی گئی تھی۔ اُس میں لکھا ہے کہ یہ راجا سمت ۱۲۷ بکرم میں کھدوایا تھا۔

ثبوت ششم۔ ضلع دوارکا میں لائبریری کے پاس ایک پتھر کی شلا ہے جس پر سمت ۱۳۲ بکرمی اور نام راجہ رودر سین کا کندہ ہے۔ یہ بھی کسی ایسی ہی تقریب پر کھدائی گئی ہے۔

ثبوت ہفتم۔ راجہ بکرم سے ۱۳۰ برس بعد شالباہن ہوا جس نے اپنا سکہ چلایا۔

ثبوت ہشتم۔ موضع باکوڑی ریاست جام نگر کے پاس سے ایک اور پتھر کی شلا کھدی ہوئی نکلی ہے۔ جس پر سمت ۲۶۱ بکرمی کندہ ہے۔ یہ کتبہ بھی کسی دھرمارتھ کام کے واسطے طیار کیا گیا تھا۔ یہ تمام کتبے۔ اور ان کے اصلی عکس مقام راجکوٹ چھاؤنی ملک کاٹھیاوار گجرات کی سرکاری لائبریری میں موجود ہیں۔ جس کا جی چاہے تحقیقات کر لے۔

ثبوت نہم۔ ایک اور کتبہ جسے سر ولیم جونس اپنے ورکس جلد ۶ مطبوعہ لندن ۱۸۰۷ء صفحہ ۲۵۰ میں نقل کرتے ہیں۔ اور جو دہلی کی لاٹھ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ اُسے ہم یہاں بعینہ نقل کرتے ہیں۔

आविन्ध्यादाहिमाद्रि र्विरचित विजय स्तीर्थयात्रा प्रसङ्गा दुद्‌ग्रीवेषु प्रहर्ता नृपतिषु विनमत्कन्धरेषु प्रसन्नः आर्य्यावर्त्तं यथार्थं पुनरपि कृतवा न्म्लेच्छ विच्छेदनाभि र्देवः शाकम्भरीन्द्रो जगति विजयते वीसलः क्षोणिपालः

(as printed:) आविध्या दहिमाद्रि र्वि च्चि न वि जय स्ता यी व त्ते यथार्थ पुनर पि कृत वा च्छति सं प्रति वा ह मान तिलक शाकं भ स्वामिकर दं व्यधा यि हिमवद्‌ द्‌ आसंवत श्रीविक्र मादित्या २२ वैशाख सुदि च्र- मायम हाम श्रीराज पुत्र श्रीस लंक ।

یہ سالکہ شدی سمت ۱۲۲۰ بکرمی کا ہے۔ محقق کہتے ہیں کہ یہ کتبہ راجہ دستال دیو والد راجہ امل شاہ کمری کے راجہ کا ہے جو سالکہ شکل یکس تحقیق کو لکھا گیا۔

ترجمہ۔ وندھیا اور ہمالیہ تک وہ مشہور ہی ہیں کم نہیں تھا۔ آریہ ورت کو پھر ویسا ہی اس نے بنایا۔ جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد بھی واہن تک شاہ کمری کا راجہ ہے ہم سے ہمالیہ اور بندھیا کا علاقہ باجگذار بنا گیا ہے۔ اور شری وکرم آدتیہ سمت ۱۲۲۰ میں سالکہ کی شکل یکیس میں مہامنتری راج پتر شری سلک

ثبوت دہم۔ شاہجہاں پور سے ۵ میل پر قصبہ بانس کھیڑا میں ایک کسان کو اُس کے کھیت میں ایک تانبے کی تختی ملی ہے جس پر سنسکرت حروف میں ایک مہر لگی ہوئی ہے جو مہاراجہ ہرش وردھن (جس کی راجدہانی تھانیسر تھی) کی عطا کردہ ہے جس نے سمت ۶۶۱ بکرمی سے ۷۰۴ بکرمی تک راج کیا۔ اس تختی پر سند عطائے جاگیر بنام گاؤں موضع آنول علاقہ اہیچھتر میں واقع ہے بنام دو عالم برہمنوں کے اپنے مرنے سے دو سو برس پہلے یعنی سمت ۶۹۵ بکرمی میں لکھی ہوئی ہے

پنڈت جوالا سہائے صاحب ایم۔ اے لدھیانہ علاقہ پنجاب سے جو مضمون ۱۸۹۱ء کے نویں کانگریس میں بمقام لنڈن ارسال کیا تھا۔ سنواں سمت۔ اُس میں بھی انہوں نے اُس کو نہایت عمدگی سے پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ اور مخالفوں کے دعاوی کی بڑی عمدگی سے تردید کی ہے یہاں ہم وہ مضمون یکجا ترجمہ کرتے ہیں

اول کانگریس مذکور کے سیکرٹری اُس مضمون پر اپنی طرف سے ایک ریمارک لکھتے ہیں۔ "دو کاغذ جو مشرقی خاندانوں کی قوموں کی نویں کانگرس میں جو بمقام لنڈن ہوئی پڑھے گئے

(۱) اسل سمت مرتبہ پنڈت جوالا سہائے ساکن لدھیانہ۔ (۲) [illegible] یعنی انڈین ڈراما مصنفہ پنڈت ایچ ایچ دہروسالی [illegible]"

یہ دو نو کاغذ جو ہندوستان کے مشہور فاضلوں کی قلم سے نکلے ہیں۔ ہندوستان کے تاریخی معاملات کے بارہ میں ایک اور ذرہ کا اضافہ کرتے ہیں۔ الخ ۔ ... کے کلام کا تازہ ثبوت دیتے ہیں کہ جو تاریخیں ہندوستان کی قدیمی تاریخ کی نسبت یوروپ کے محققوں کے گمان کے مطابق قائم کی گئی ہیں ہندوستانی فاضل اُن پر نظر ثانی کرنے کے قائل ہیں۔

بکرماجیت کی تاریخ کی بابت مشہور عام روایت یہ ہے کہ بکرماجیت اور اس کے ورتن جن میں سے کالیداس مصنف شکنتلا نہایت مشہور ہوا ہے۔ سنہ عیسوی سے پہلے اول صدی میں ہوئے ہیں اور اس سمت کا پہلا سال جولیش قیصر کے ملک برطانیہ پر حملہ آور ہونے سے قریباً مطابقت رکھتا ہے۔

کچھ سال گذرے کہ یورپ کے مشرقی زباندانوں کی ایک جماعت نے عام روایت کو علیحدہ رکھ کر عقلی تاریخ اور گمان کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بکرماجیت درحقیقت چھٹی صدی بعد میں ہوا ہے اور اس نتیجے پر پہنچنے کی دلیل جو دی گئی ہے وہ کبھی زیادہ یقین دلانے والی نہیں ہوئی اور اس جوہاک اصول یہ بھی ہے کہ کسی کتاب کی تاریخ اس کے مضامین سے کما حقہ اس میں نئے یا پرانے خیالات درج ہیں معلوم ہو سکتی ہے۔ پروفیسر میکس مولر نے اپنشدوں کی تاریخ لکھنے کے وقت ظاہر کیا تھا۔ کہ یہ ایک بڑا دھوکا اصول ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ جب تک ہم کو پہلی اور آخری جلد کی بابت کچھ زیادہ معلوم نہ ہو۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے مصنف یا مولفوں کے کیا خیالات تھے۔ ناممکنات کے لئے کوشش کرنا ایک دلیری کا کام تو ہے۔ لیکن یہ فاضلوں کا کام نہیں ہے۔

وہ دلیل جو کہ بکرم کے مسیح سے ۵۰۰ برس بعد ہونے کی بابت دی گئی ہے۔ یہ ہے کہ چونکہ کالیداس بکرماجیت کا ہمعصر تھا۔ اور اس کی طرز تحریر ایک سادگی ہے اس لئے کچھ حال کی ہے اور سنہ عیسوی کی ساتویں صدی جیسا پرانی نہیں اس لئے کالیداس اور معہ اس کے بکرماجیت قریباً ساتویں صدی میں ہوئے ہیں۔

اس دلیل کی غلطی ظاہر کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ گمان جس پر کہ مبنی ہے اب اٹھتا جاتا ہے اور فضلا کی یہ رائے ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ڈاکٹر بوہلر اور ڈاکٹر پیٹرسن نے ظاہر کی تھی کہ ہندوستان کی عام روایت بکرماجیت کی سمت کی نسبت قریباً صحیح ہے۔

دوم یہ رائے ظاہر کی گئی ہے اور پروفیسر ویبر صاحب نے تائید کی ہے کہ سمت کے سال کا ٹھیک وہی حال ہے جو کہ جولیش اور گریگری جنتری کے حساب کا۔ بکرماجیت کا اس کے سمت کے پہلے سال میں ہونا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ جولیش قیصر اور پوپ گریگری کا اس کے جنتری کے پہلے سال میں ہونا۔

لیکن یہ رائے درست نہیں ہے۔ کیونکہ سمت کے سال کی حالت جولیش اور گریگری کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کوئی نہیں کہتا۔ اس لئے یہ مقابلہ شروع سے ہی غلط ہے پس تمام دلیل جو اس پر مبنی ہے ضروری ساقط ہے۔

پروفیسر ویبر نے ظاہر کیا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ سمت کے سال کے شروع ہونے کا کیا باعث ہے۔ اور اس کی غرض ہندوستان کی روایتوں کو غیر معتبر ٹھیرانا ہے۔ لیکن ٹھیک وہی حال سنہ عیسوی کا ہے۔ کیونکہ پادریوں نے عیسیٰ کی پیدائش سنہ عیسوی سے چار برس پہلے قرار دی ہے۔ لیکن اس بنا پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ جولیس قیصر آگسٹ یا شارلیمن کا ہمعصر تھا اور بکرماجیت کا عیسیٰ سے پہلے اول صدی سے اٹھا کر چھٹی صدی میں تبلانا ٹھیک ویسا ہی ہے۔

اب ہم اصل مضمون پنڈت جوالا سہائے جی کا جو انہوں نے لنڈن کی کانگرس میں ارسال کیا تھا درج کرتے ہیں

سمت گذشتہ چند سالوں میں مشرقی عالموں نے بکرماجیت اعظم بادشاہ ذکہ جس کی دلسی شاعروں نے تعلیم کو مدد و پہنچانی دعت بڑی بھاری تعریف کی ہے اور جسکا دربار مشہور ورتوں سے سجا رہتا تھا) کی سمت کی ابتدا کی نسبت بحث کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے مسیح سے ۵۷ برس پیشتر راج کیا۔ دوسرے اس کو نہ مانتے ہوئے یہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ کالیداس کے نظم کی تحریر کا زمانہ چھٹی صدی کا ہے جو کہ سنسکرت زبان کے دوبارہ سرسبز ہونے کا زمانہ ہے) پہلے کا نہیں ہو سکتا۔

ان لوگوں کے دعوے کے بموجب بکرماجیت نے کہ جس کے دربار میں کالیداس اور شنکو جیسے شاعر تھے چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا۔ اس رائے کے قائم کرنے والی پارٹی کے سردار ڈاکٹر فرگوسن ہیں ان کا دعوے ہے کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ء سے شروع ہوا۔ حالانکہ وہ اہل ہند کے جوتش کے بموجب سنہ مسیح سے ۵۷ برس پیشتر ہوا۔

پروفیسر میکس مولر پہلی رائے کی تائید کرتا ہوا یوں رقم طراز ہے کہ اگر ایک پتھر یا سکہ بھی ہمیں ایسا دستیاب ہو جاوے کہ جس پر ۵۴۴ء میں بکرماجیت کا سمت درج ہو تو یہ سب قیاس رد ہو جائینگا۔

ڈاکٹر ویبر۔ ہولٹزمن کی رائے سے جو مندرجہ ذیل ہے متفق ہے "بکرماجیت کے عروج کو اس کی سمت کے پہلے سال سے منسوب کرنے میں ہم اس قدر غلطی کے مرتکب ہونگے جس قدر کہ پوپ گریگری تیرھویں کو گریگورین سمت یا جنتری کے پہلے سال سے یا جولیس سیزر کو جولین زمانہ کے پہلے سال سے جو کہ اس کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی مسیح سے ۱۲۰۰ برس پیشتر ہوئے ہیں پروفیسر پیٹرسن کا قول ہے کہ یہ رائے اب قائم نہیں رہ سکی ہے اور ایک پرچہ میں جو اس نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی میں پڑھا تھا کہ جس قسم کی نظم کالیداس کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ سنہ عیسوی کی پہلی صدی میں بھی پسند کیا جاتا تھا۔ نظم کا رواج کم سے کم ۸۰ تک کنشک کے زمانہ میں اشو گھوش نامی برہمن نے بدھ مذہب اختیار کر کے بدھ کی زندگی لکھی۔ جو جاری تھا۔ پروفیسر پیٹرسن پنجلی کے سب شاعر بھی تھے۔ اور اسی واسطے ان کا خیال ہے کہ ان کہاوتوں کو جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ بکرماجیت اور اس کا دربار مسیح سے ۵۷ برس پیشتر تھا اور اس وقت مشہور شاعر بھی تھے بے اعتباری کی نظر سے دیکھنا بالکل نامناسب ہے

ڈاکٹر بوہلر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ سمت ۵۴۴ء رائج تھا اور ڈاکٹر کیل ہارن بھی اس سے متفق ہے۔ مجھ کو بھی ان آخری تین مورخوں کی رائے سے اتفاق کرنے میں ذرا بھی اعتراض نہیں اور مندرجہ ذیل چند نوٹ اس رائے کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے لکھتا ہوں

جیوتر ودا بھرن کی ایک مشہور روایت سے کالیداس بکرماجیت کے دربار کا ایک مشہور شاعر پایا جاتا ہے اس کی نظم اور ڈراما سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنسکرت زبان کے ہر ایک علم سے بخوبی واقف تھا۔ اس کی تصنیفات میں وید۔ تو حید۔ ہندو فلاسفی۔ پورانا۔ کہانیاں۔ علم ستاروں کا اس قدر تذکرہ ہے کہ اس کا ثبوت بڑا علم جیوتش میں لکھنا اور علم جوتش پر جیوتر ودا بھرن کا لکھنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔

शकवादिपंडित्वगः कवयस्त्वनेके। ज्योतिर्वि
दासंभावनाश्च वराहपूर्वाः॥ श्रीविक्रमस्यबुधः
ससदि प्राझुबुद्धौ तैरप्यहंनृपो सखाकिलका
लिदासः॥

مندرجہ بالا شلوکوں میں سے آخری شلوک سے بخوبی ظاہر ہے کہ کل یگ کے ۳۰۶۸ برس میں یہ کتاب لکھی گئی۔ کل یگ کی سمت کی رو سے اب ۴۹۹۳ برس ہیں اس حساب سے کتاب کو لکھے ہوئے ۱۹۲۵ برس گذرے۔ علم جوتش کے متعلق بہت سی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکرماجیت کل یگ کی سمت ۳۰۴۴ میں تخت پر بیٹھا۔ اور کالیداس کے جیوتر ودا بھرن شاستر سے ۲۴ برس پہلے راج شروع کیا۔

مندرجہ بالا واقعات سے علم حساب کے رو سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت کا سمت اس کے تخت نشین ہونے سے شروع ہوتا ہے۔

علاوہ بریں تھوڑا عرصہ گذرا کہ مجھ کو کسی لکھی ہوئی ایک سنسکرت کی کتاب جسکا نام گورجر دیش بھوپاولی (गुर्जरदेशभूपावली) ملی ہے جس کے مضامین اس قسم کے شلوک درج کرنے کے لئے بہت مدد دیتے ہیں اس کتاب میں ایک سو شلوک ہیں اور سمت ۱۸۶۵ میں ایک جینی رام دیشٹ نام نے اس کو تحریر کیا تھا۔

سنسکرت زبان کا اس قدر کم ذخیرہ ہمارے تک پہنچا ہے کہ ایک چھوٹا سا تواریخی رسالہ بھی موجودہ زمانہ کی تحقیقات کرنے والوں کے لئے ایک بڑی بھاری نعمت ہے۔

اس کتاب کا مصنف گجرات دیش کے بادشاہوں کا مہابیر جین مت کے گورو کی وفات سے لیکر چند سو سال میں مغلیہ سلطنت کے زوال تک سب تفصیل وار حال بیان کرتا ہے۔

جو کچھ وہ ہندو راجاؤں کی بابت تحریر کرتا اس کا مختصر خاکہ میں یہاں درج کرتا ہوں جس رات کو مہابیر نے سرگ کے لئے انتقال کیا۔ اُسی رات بالک تخت پر بیٹھا اور ساٹھ برس تک راج کیا۔ اس کے جانشین نوندے ہوئے جن کی حکومت ۱۵۵ برس تک رہی اس کے بعد چندرگپت کے موریہ خاندان کا دور شروع ہوا۔ جس کے قبضہ میں گجرات کا تخت ۱۰۸ برس تک رہا۔ اس کے بعد پشپ متر۔ بال متر۔ نرواہن کے نام پائے جاتے ہیں جن کا زمانہ سلطنت قریباً ۱۳۰ برس کا ہوتا ہے۔

گردبھیل جس نے صرف ۱۳ برس تک راج کیا تنا اچاریہ سرسوتی کی سازش سے راج کھو دینے والا ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملک ۴ برس ستھین (شاک لوگوں) کے قبضہ میں رہا جن کو بعد ازاں بکرماجیت والئے اُجین نے وہاں سے نکال کر خود مہابیر کی موت سے ۴۷۰ برس بعد تخت نشین ہوا۔ اُس کی آزادی اور سخاوت کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے اُس نے ایک نیا سمت جاری کیا اور ۶۰ برس سلطنت کی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ مگر اس کے سمت کے ۱۳۵ برس بعد ایک اور راجہ شالباہن نامی نے زور پکڑا اور ایک سمت جاری کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ مصنف کی رائے بکرماجیت اور شالباہن کی بابت ہے اُس کو یہاں درج کردوں

वीरमोक्षाच्चमसत्यायुते वर्षे चतुःशते। व्यतीते विक्रमा
दित्य उज्जयिन्यामभूदिनः॥ सत्त्वसिनः॥ सत्त्वसिध्य
ग्निवेताल प्रमुखानेकदेवता। विद्यासिद्धो मन्त्रसिद्धः सौ
वर्णपुरुष॥ यौवादि गुणविख्यातः स्थाने स्थाने नरा
परैः। परीक्षकश्रपापाणनिग्रहसत्त्वकाञ्चन॥
ससन्मावाइहश्रीयाम् दानायन्नृणमखिलाम्॥
कृत्वामम्वत्सराणांसः आसीत् कर्तामहीतले॥
षडशीतिमितमराज्यम् वर्षाणाम् तस्य भूपते।
विक्रमादित्य पुत्रस्य ततो राज्यम् प्रकीर्तितम्॥
पंचत्रिंशद्युते भूपाद्वत्सराणाम् शते गते।
शालिवाहन भूपो भूद्वत्सरे शककारकः॥

شالباہن کے عہد حکومت کے ۵۰ برس بعد بال متر یار سا تخت نشین ہوا اور ایک برس تک راج کیا بسمت ۲۰۰ سے مصنف بادشاہ ہتری متر۔ پریہ متر۔ بھانو متر کا نام لکھتا ہے۔ جنہوں نے بسمت تک راج کیا۔ اس کے بعد آنا سبھوجیا کا دور دورہ رہا اور اُن کے بعد ویسہابگ اور جنہوں نے ۲۴۵ برس حکومت کی۔ چاوڑا خاندان میں سے بن راج پہلا شخص ہوا ہے جو گجرات پر ساٹھ برس تک حکمران رہا ہے۔ جس اثناء میں اُس نے پٹن شہر آباد کیا۔ چوڑ خاندان کے باقی راجہ مفصلہ ذیل ہوئے ہیں۔

یوگیہ راج ۳۵ سال۔ کیشیم راج ۲۵ سال۔ بھواد راج ۲۹ سال۔ بیر سنگھ راجہ ۲۵ سال۔ رتن آدیتہ راجہ ۱۵ سال۔ سامنت سنگھ ۷ سال۔

چوڑ کے خاندان نے ۱۹۶ سال حکومت کی۔

اب اس کے بعد سمت ۹۹۸ میں آتے ہی جبکہ مولراج نے گجرات کا راج لیا اور ۵۵ برس تک حکمرانی کی وہ سلانکی چالک خاندان میں سے پہلا بادشاہ تھا اس کے بعد اسی خاندان کا عہد حکومت رہا۔ اس خاندان نے کل ۲۴۵ سال تک حکومت کی۔

اس خاندان میں بہت سا مشہور راجا کمار پال تھا جو سمت ۱۱۹۹ سے ۱۲۳۰ تک گذرا ہے اس کے ہوشیار وزیر واہڑ نے بھرگو پور میں سیاچتی کا مندر بنایا سمت ۱۲۹۸ میں ور دھول تخت پر بیٹھا اور دس برس بعد مرگیا۔ اس کے بعد چار راجوں نے گجرات پر ۶۳ برس حکومت کی۔ ان میں سب سے آخری کرن دیو تھا جس نے سمت ۱۳۶۰ تک راج کیا اس کا جانشین خضر خاں خلجی ہوا۔ اس وقت سے گجرات مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آگیا اور پھر مصنف مغلیہ بادشاہ شاہ عالم کے زمانہ تک پہنچتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے کل واقعات تواریخ سے منتخب کرکے تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ برہمنوں کی کتابوں میں بہت تھوڑا علم تواریخ باقی رہ گیا ہے تاہم چند سال کی کوششوں سے معلوم ہوا ہے کہ جین لٹریری میں بہت کچھ پرانی تاریخ موجود ہے۔ موجودہ تحقیقات کرنیوالوں نے یہ بھی ظاہر کردیا ہے کہ بدھ مذہب اور جین مذہب کے شروع ہونے کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور جین اور بدھ مذہب دونو بذات خود علیحدہ علیحدہ ایک سنتر فقیرانہ طریق سے جاری رہے اور یہ فقیرانہ طریق مسیح سے چھ سو برس پہلے تھا۔

گورجر دیش بھوپالی کے مطابق مہابیر ۲۴ واں تیرتھنکر جین مذہب کا مسیح سے ۵۲۷ برس پہلے ہوا تھا۔ مجھ کو جین دھرم کے ایک گورو نے بتلایا تھا کہ مہابیر کی موت بدھ مذہب کے بانی سے ۱۶ برس بعد وقوع میں آئی۔ اگر بدھ مذہب کی اس تاریخ کا جو اس وقت بھی بدھ مذہب والوں میں رائج ہے کچھ اعتبار کیا جاوے تو بدھ مذہب کے بانی کو قریباً ۲۴۴۴ برس گذرے ہیں۔

بالک راجا جس کا اس کتاب میں ذکر ہے غالباً وہی راجہ ہے کہ جسکا ذکر شودرک کے تحقیقات نامی ڈراما میں ہے یہ مسیح سے ۴۶۷ برس پہلے مرا تھا۔ نندوں نے مسیح سے ۳۲۲ برس پہلے حکومت کی۔ گجرات موریا خاندان کے قبضہ میں مسیح سے پیشتر ۲۱۲ سے ۵۴ تک رہا۔ اس کے بعد پشپ متر کا عہد حکومت شروع ہوا اور غالباً وہ وہی ہے کہ جس کا ذکر پتنجلی رشی[۱] کے مہابھاشیہ میں ہے اس کے کچھ عرصہ بعد بکرماجیت راجہ کے باپ کا پتہ ملتا ہے جس مہاراجہ کے قبضہ میں کہ ملک ۴ برس رہا۔ جبکہ بکرماجیت (جسکو اس وقت شک آری یعنی شکوں کا دشمن بھی کہتے ہیں) اُس کو نکال کر مالوہ اور اُس کے گرد و نواح بعد گجرات ملک کے تخت پر بیٹھا۔ غالباً اس بڑی فتح کی یادگار میں ہوگا۔ مگر اس نے اپنی تخت نشینی کے دن سے نیا سمت جاری کیا۔ بکرماجیت کے تخت پر بیٹھنے کے سمت سے ۱۳۵ برس شالباہن ایک زبردست حکمران ہوا۔ اپنا نیا شک جاری کیا۔

یہ نوٹ کرنے کے لائق واقعہ ہے کہ سمت اور شاکا دونو سنتیا یعنی شکوں کے جیت اور شالباہن کے ہاتھوں سے شکست کھانے کے سلسلہ میں جاری کئے گئے۔

گورجر دیش بھوپالی کے مصنف نے ایسا مفصل اور ترتیب وار حال ہندو بادشاہوں کا جنہوں نے بکرماجیت سے پہلے اور بعد حکومت کی بیان کیا ہے کہ ناظرین ضرور اسکو قابل

[۱] یہاں غلطی ہے یہ پتنجلی کے مہابھاشیہ والا نہیں ہے کیونکہ مہابھاشیہ بھارت سے پہلے کتاب ہے (مفصل دیکھو تاریخ دنیا جلد اول)

اعتبار حسال فرماویں گے اگر ڈاکٹر فرگوسن کی رائے کے مطابق مان لیا جاوے کہ بکرما جیت سنہ عیسوی کی چھٹی صدی میں ہوا ہے تو وہ بادشاہ کہاں سے آئیگا جنہوں نے مسیح سے ۵۷ برس پیشتر سے لیکر ۶۰ سال تک راج کیا اور شکوں پر ایک شاہی بھاری فتح حاصل کی۔ بعض مورخ فرض کر لیویں گے کہ شاید ایک سے زیادہ بکرما جیت ہوئے ہوں اور زبردست حکمران بھی ہوئے ہوں۔ مگر اس دستی لکھی ہوئی کتاب میں صرف ایک ہی بکرما جیت جس کا دوسرا نام شکاری تھا پایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ شالباہن کا شک سنہ عیسوی میں شروع ہوا۔ اور راگا وچیا سان کرتا ہے کہ بکرماجیت کے سمت سے ۱۳۵ برس بعد شروع ہوا یہ واقعہ صرف اس دستی لکھی ہوئی کتاب سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ بلکہ ان چند پرانی سطروں سے بھی جو کہ ہر ایک جیوتش کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور سنسکرت جنتریوں کے شروع میں عموماً درج ہوتی ہیں۔ ثابت ہوتا ہے میں اس بیولس کی رو سے سمت اور شاکا کے متعلق جس کی حسیوں کے گرنتھ سے بھی تائید ہوتی ہے۔ درگذر کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔

ہم مانتے ہیں کہ اس فہرست کا آغاز بھی گریگوری اور جولیس سمت کے مطابق ہوا ہے۔ کوئی ثبوت ہندوستان کی پرانی تاریخوں میں نہیں ملتا اور یہ صرف ایک زبانی دعوے ہے اس کے علاوہ اس کا مصنف آنا۔ بھوجا اور پانچ بادشاہوں کا جنہوں نے ۵۴۲ سمت سے ۶۰۲ تک حکومت کی ذکر کرتا ہے۔ اگر آنا کے عہد حکومت کو ۱۵ برس بھی فرض کر لیا جاوے تو بھوجا ضرور سمت ۴۲ میں تخت نشین ہوا ہو گا اور یہ تاریخ بھوج کے تخت نشین ہونے سے عین مطابق ہے جو ایک اور ہندو مؤرخ بیان کرتا ہے۔ جس کا دعوے ہے کہ بھوج بکرماجیت سے ۲۴۳ برس بعد ہوا ہے یہ ہندو مورخ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے ضرور اسی بھوج کا ذکر کرتا ہے کہ جس نے چھٹی صدی کے شروع میں راج کیا اور مسیح سے ۵۷ برس پیشتر سے لیکر اس وقت تک ۵۴۲ برس گنتا ہے۔

آخر الامر ان مندرجہ بالا واقعات کی موجودگی میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ بکرماجیت کے ثبوت کرنے کے واسطے کسی سکہ یا تحریر کی ضرورت نہیں مگر اتنا ذکر کر دینا ہوں کہ ڈاکٹر ڈوہٹی صفحہ ۱۵ سے ۳۰ تک ایک ایسے کتبے کا ذکر کرتا ہے کہ جس میں کہ سمت بالمقابل سنہ مسیح سے پیشتر درج ہے پھر ایک اور فاضل لکھتا ہے کہ اجین بہت پرانا شہر ہے۔ شاستروں میں اس کا نام اجینی اور اونتی لکھا ہے یہ مقام سمندر سے ایک ہزار پانسو فٹ اونچا اور عرض بلد ۲۳ درجہ اور ۱۱ دقیقہ شمالی اور ۷۵ درجہ ۴۳ دقیقہ طول البلد مشرقی کے سپرا ندی کے داہنے کنارے پر ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پرانا شہر جنوب کی طرف ڈھلوان تھا اب ہے وہاں کی زمین کھودنے سے بہت پرانی آبادی کے نشان ملتے ہیں یہ شہر مہاراجہ بکرم کے وقت نہایت رونق پر تھا پنڈت جیوتش شاستر کے مطابق اپنی طول کا حساب اسی شہر سے کرتے ہیں ایک مکان یہاں راجہ بھرتری کا گوشہ عبادت مشہور ہے وہ کسی پرانی حویلی کا ایک حصہ جو شہر کے اندر تھی معلوم ہوتا ہے۔ مہاکال مہادیو کا مندر یہاں بہت نامی اور مشہور ہے لیکن یہ مندر مہاراجہ بکرماجیت کے وقت کا بنا تھا وہ سلطان شمس الدین التمش نے ۱۲۳۱ء میں غارت کیا تھا اور توڑ ڈالا بکرماجیت عیسوی سے ۵۷ برس پیشتر یہاں ایک عالیشان محل میں اجین کے تخت پر بیٹھا تھا۔ (جام جہاں نما جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ و ۳۴۳ مطبوعہ ۱۸۶۱ء لاہور)

چونکہ شنکر آچاریہ شیو کے اوتار اور شیو مت پر ورتک مشہور ہوئے اس لئے بار بار آپ ان کے زمانے سے شیو مت کا کاروبار جاری ہو کر روز بروز بڑھنا شروع ہوا ان کے زمانہ سے راماتج کے سمت تک عموماً شیو مت کا زور رہا اور جو راجہ ہوئے وہ بھی اسی مت کے حامی تھے مہاراجہ بکرم اور ان کے بڑے بھائی بھرتری بھی اسی مت کے حامی تھے بلکہ یہ ایک مشہور بات ہے کہ شنکر آچاریہ کی کوشش سے بھرتری نے اپدیش لیا اور سنیاسی ہو گئے چونکہ انہوں نے بدھ مت کو ایک زبردست دھکا لگایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے انہیں شنکر کا اوتار ٹھہرایا بھرتری جی کے شک سے بھی یہ بات قدرے جھلک رہی ہے

بعض لوگ علم سنسکرت سے ناواقف کہتے ہیں کہ بھرتری ۶۵۱ء میں فوت ہوئے اس لئے بکرما ان بھی ۶۵۱ء میں کے بعد ہوئے۔ مگر یہ مغالطہ ہے شاید کوئی گوم بنا سا شتر کے کرتا کو ہی بدھ فرض کرے اور دھوکا کھا جائے۔ بعینہ یہ حال اس کے مطابق ہے۔ کیونکہ جو بھرتری ۶۵۱ء میں فوت ہوئے وہ بدھ مت کے ماننے والے اور شک تھے اور اول الذکر ویدک کے ماننے والے آستک پس درمیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

नतानेहस्मुज्जयिन्यां श्रीमानहर्षपराभिधः एक
च्छत्रचक्रवर्ती विक्रमादित्य इत्यभूत् ।
म्लेच्छोच्छेदाय वसुधां हरेरवतरिष्यत ।
शकान् विनाश्य येनादौ कार्यभारो लघूकृतः

ترجمہ۔ وہاں اجینی نگری میں سریمان ہرش کے رہنے والے ایک سب کا مالک عالمگیر راجہ چکرورتی بکرمادیتہ تھا۔

ملیچھوں کے نشٹ کرنے کے واسطے گویا وشنو اوتار دھارن کر کے جس نے شروع میں شکوں کو ناش کر کے دھرتی پر جو شکا کارراجاؤں کے سبب خراج کا بوجھ ہوتا ہے اسے ہلکا کیا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ کشمیر کی ریاست پر بکرمادیتہ نے اپنے منتری ماتر گپت کو گدی نشین کیا۔

پستکوں کی بابت تحقیقات

ویدوں کی بابت

وید چار ہیں۔ جن کو رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو کہتے ہیں جیسے بیج۔ درخت۔ پھول اور پھل یا کرم۔ اپاسنا گیان۔ وگیان۔ بیج اور گیان کی چار منزلیں ہیں۔ جیسے شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت یا برہمچریہ۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس۔ انسانیت کے مدارج کی چار حدیں ہیں۔ اسی طرح وید چار ہیں بلحاظ گیان کے تو وید ایک ہے۔ یعنی چاروں کا نام صرف وید ہے مگر بہ لحاظ مدارج و مراتب کی ترتیب کے خیال سے ایک وید کے چار بھاگ ہیں وید دنیا میں سب سے پرانی کتاب ہے کیا بلحاظ گیان اور کیا بلحاظ تحریر۔ ویدوں سے پرانی کتاب دنیا میں نہیں اور یہی وید آریوں کی مذہبی کتابیں ہیں اور یہی مذہب (دھرم) دنیا کے تمام مذاہب سے قدیم اور معقول ہے۔ سائنس سے اس مذہب کو خاص محبت ہے بالاتفاق تمام محققوں کا بیان ہے کہ آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے ہیں۔ اور طبعیات فلاسفی اور الہیات کے استاد اول یہی ہیں۔

وید میں ایشور کی توحید کی بابت نہایت ہی اعلیٰ بیان ہے۔ بت پرستی یا مخلوق پرستی۔ یا عناصر پرستی کا مطلق اس میں ذکر نہیں۔ تیر میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی ہدایت ہے۔ وید کی ہدایت سب دنیا کے واسطے مساوی اثر رکھتی ہے اوتار یا دیوتا کے پوجنے کا وید میں کوئی اشارہ نہیں۔ رام۔ کرشن۔ باون۔ پرسرام۔ سوباس۔ نرسنگھ یا کسی اور اوتار یا راجا کی پرستش کی کوئی کہانی وید میں نہیں پائی جاتی۔ ہمہ اوست یعنی نوین ویدانت یا جیو برہم کی ایکتا کا مسئلہ بھی وید کے خلاف ہے ہستی ہونے کے بھی وہ مخالف ہیں۔ ملکس مت آپ وید چار اوتار بازی کو ویدوں نے ایک بیہودہ گناہ بتلایا ہے سوامی مارگ بھی وید مت ورتھ ہی نہیں۔ برہما۔ وشنو اور مہادیو کو ویدوں نے تین دیوتا نہیں بتلایا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ یہ تینوں ایک پرماتما کے بلحاظ صفات کے تین نام ہیں۔ سب سے بڑا اعلیٰ یعنی شکر دیا کپ

رگ وید

نمبر شمار منڈل		انوواک	سکت	منتر
۱		۲۴	۱۹۱	۱۹۶۶
۲		۴	۴۳	۴۲۹
۳		۵	۶۲	۶۱۷
۴		۹	۵۸	۵۸۹
۵		۶	۸۷	۷۲۶
۶		۶	۷۵	۷۶۵
۷		۶	۱۰۴	۸۴۱
۸		۱۰	۱۰۳	۱۷۲۳
۹		۷	۱۱۴	۱۱۰۸
۱۰		۸۵	۱۰۲۸	۱۰۵۱۱

دوسری تقسیم

نمبر اشٹک	ادھیا	ورگ	منتر
۱	۸	۲۶۵	۱۳۰۵
۲	۹	۲۲۱	۱۱۷۲
۳	۸	۲۲۵	۱۲۰۹
۴		۲۵	۱۲۹۸
۵	۸	۲۳۸	۱۲۶۳
۶	۸	۳۳۱	۱۷۴۴
۷	۸	۲۴۸	۱۲۵۶
۸	۸	۲۴۶	۱۲۸۱
میزان کل ۸۰	۶۴	۲۰۲۴	۱۰۵۱۸

رگ وید میں کل دس منڈل - آٹھ اشٹک - چوسٹھ ادھیاء - پچاسی انوواک ایک ہزار اٹھائیس سوکت - دو ہزار چوبیس ورگ - دس ہزار پانچ سو اٹھارہ منتر ایک لاکھ ترپین ہزار سات سو بیاسی شبد اور چار لاکھ بتیس ہزار اکھشر ہیں -

اس کے علاوہ رگ وید میں چھندوں کی تقسیم حسب ذیل ہے

۱	ترسٹپ	۴۳۰۳	۱۲	شکوری	۲۶
۲	گایتری	۲۵۰۱	۱۳	اتی جگتی	۱۷
۳	جگتی	۱۳۶۳	۱۴	دوپدا	[illegible]
۴	انسٹپ	۸۵۵	۱۵	اتردھست	[illegible]
۵	اُشنک	۳۴۱	۱۶	اتی شکوری	۸
۶	پنگتی	۳۱۲	۱۷	ایک پدا	۶
۷	مہا دیا رہت	۲۵۱	۱۸	اشٹی	۶
۸	پرگاتھ مارتا	۱۸۴	۱۹	دھرتی	۲
۹	برہتی	۱۸۱	۲۰	اتی دھرتی	۲
۱۰	اتی اشٹی	۸۴		میزان کل قسم چھند	۲۰
۱۱	سکاکوبھا	۵۵		میزان کل منتر	۱۰۵۲۳

مہادیو یعنی سب کا رکھشک ایسے ہی پرماتما کے اور ہزاروں نام ہیں -

آریہ لوگ - ویدوں کو الہامی یا اشوری گیان مانتے ہیں - جو انسانی سرشٹی کے آغاز میں چار رشیوں (اگنی - وایو - آدتیہ - انگرا) کے دلوں میں الہام دیا گیا - ویاس یا مینی گوتم - کناد - پاتنجل - کپل چھ بڑے مشہور فلاسفروں نے جو چھ مختلف وقتوں میں ظہور پذیر ہوئے ویدوں کو الہامی مانا ہے - اور اس پر بڑی مدلل بحث کی ہے - موہ سجل سکرسوامی - کرس - رام - بالمک وغیرہ تمامی رشی منیوں نے ویدوں کو الہامی مانا ہے وید خود بھی الہام کے مدعی ہیں - اُپنشدوں کے تمام گیانی مصنفوں نے بھی ویدوں کو اشوری ودیا مانا ہے

یعنی سب سے بڑا مالک کل جو پرماتما ہے

اُسی سے چاروں ویدوں کا الہام ہوا - اور چاروں ویدوں کا اصلی مطلب برہم کی پراپتی ہے ✦

مؤرخ مارشمن صاحب فرماتے ہیں "ویدوں کا خاص مسئلہ خدا کی وحدانیت ہے اور عناصر اور چھوٹے دیوتاؤں کو صرف بطور استعارہ کے خدا کی قدرت کے ظہور کے واسطے بتلایا ہے یہ تو سچ ہے کہ دیوتاؤں کے نام اس میں ہیں - لیکن کسی دیوتا کو عبادت نہیں دی گئی - اور کبھی یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُن کی تم پوجا کرو - کرس اور سموکی کہانیوں کا اُس میں کہیں پتہ نہیں لگتا ہے - درحقیقت اُس شروع زمانہ میں نہ کوئی مورتی معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی چیز یا مندر ہے جس سے وہ پوجا کریں (یعنی مورتی پوجا کسی طرح کی بھی بالکل نہیں تھی) اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندو اپنی رسومات اور اطوار کو بہت کم بدلتے ہیں تو بھی بڑی تعجب کی بات ہے کہ اس ملک میں جو ویدوں کو بڑی عزت سے مذہب کا چشمہ مانتے ہیں - اُن کی بھی ویدک رسمیں اس قدر دور ہو گئی ہیں - کہ اگر کوئی ویدوکت طریقہ سے بھگتی کرنا چاہے تو وہ آج کل کے لوگوں کے مطابق ایک کافر خیال کیا جاویگا (ہسٹری مارشمن حصہ اصفحہ ۵ ۱۸۶۳ء)

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں - اُن شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جن کا ویدوں میں تو ذکر نہیں مگر آج کل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ حاصل ہے مثلاً راما اور کرشنا وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا (وید میں) بیان نہیں کیا گیا - بلکہ اُن دیوتاؤں کا بھی جن کے یہ اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں - وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامات کا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۲)

اسی طرح آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں اور مولوی ذکاءاللہ صاحب نے بھی اپنی اپنی تاریخوں میں اس کا ذکر کیا ہے - اور تمام حالات جس کی اس وقت آریہ سماج تردید کرتا ہے وہ سارے کے سارے محقق بیان کر چکے ہیں کہ یہ وید میں ہرگز نہیں چاروں وید چھندوں میں ہیں جو نہایت موثر طور پر گائے جا سکتے ہیں وید کی سنسکرت نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے کسی رشی کی تصنیف اُس کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی ہے - سام وید خاص کر راگ ودیا کی کان ہے - ویدوں میں مختلف علوم و فنون کا بھی بطور اصول کے بیان ہے تمام فاضل رشی تمام علوم کا منبع وید کو بتلاتے ہیں - ویدوں کی تقسیم بلحاظ منڈلوں یا ادھیائوں کانڈوں کی اس طرح پر ہے ✦

نوٹ۔ یہ چھندوں کی گنتی ابھی غور طلب ہے۔ تاریخ دنیا نمبر ۳ میں ہم اس کی بابت کافی ثبوت عرض کرینگے۔

یجروید

ادھیا	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر
۱	۳۱	۱۱	۸۳	۲۱	۶۱	۳۱	۲۲
۲	۳۴	۱۲	۱۱۷	۲۲	۳۴	۳۲	۱۶
۳	۶۳	۱۳	۵۸	۲۳	۶۵	۳۳	۹۷
۴	۳۷	۱۴	۳۱	۲۴	۴۰	۳۴	۵۸
۵	۴۳	۱۵	۶۵	۲۵	۴۷	۳۵	۲۲
۶	۳۷	۱۶	۶۶	۲۶	۲۶	۳۶	۲۴
۷	۴۸	۱۷	۹۹	۲۷	۴۵	۳۷	۲۱
۸	۶۳	۱۸	۷۷	۲۸	۴۶	۳۸	۲۸
۹	۴۰	۱۹	۹۵	۲۹	۶۰	۳۹	۱۳
۱۰	۳۴	۲۰	۹۰	۳۰	۲۲	۴۰	۱۷
میزان	۴۳۰	میزان	۷۸۱	میزان	۴۴۶	میزان	۳۱۸

یجروید میں کل ادھیاء چالیس۔ کانڈ ۱۴۔ منتر ۱۹۷۵ جن میں ۹۰۵۲۵ شبد ۳۰۱۲ گو نگ ہیں۔

मन्मूलोयजुरखावेदविटपीजी यात्समाध्यान्दिनिशाखा पत्रयुगेदकाराड१४ सहिता पत्राक्ति मसंहीता। यत्राध्यायाः ४० लताविभान्ति शरशीलाङ्कैः ङ्क १९७५
ऋग्दलैपश्चा द्वीषुनभो ङ्कैर्वर्णा मधुपैरवाऽन्यकैर्गुङ्ग्विते: १२३० ॥

سام وید

پورب آرچک

ادھیا	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱	۱۲	۱۱۴	۵	۱۱	۱۱۹
۲	۱۲	۱۱۸	۶	۵	۵۵
۳	۱۲	۱۱۹	میزان کل ۶	۶۴	۶۴۰
۴	۱۲	۱۱۵			

سام وید

اُترآرچک

ادھیاء	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱	۱	۱۰	میزان ۲۳	۲۳	۴۲۴
۲۲	۲۲	۱۴۱۴			

میزان کل ۲۹۔ ادھیاء ۸۷۔ سام۔ منتر ۱۰۶۴

पूर्वोत्तरौविभज्यन्तेऽखिलसामभागौसामानियच्चन

गनागं ८७मितानि सन्ति। अध्यायकास्तवकरा २९ अनुतागायकास्ते गायन्ति वेदरसयङ्कैः १०६४ मिताश्च मन्त्रान् ॥

ترجمہ۔ سام وید کے پورب آرچک اور اُتر آرچک کرکے اول دو بھاگ ہیں جن میں ۸۷ ہیں اور جس میں ۲۹-۱ ادھیاء ہیں اور منتر ۱۰۶۴ ہیں۔

اتھروید کے منتروں کی فہرست

نمبر کانڈ	پرپاٹھک	انوواک	ورگ	منتر
۱	۲	۶	۳۵	۱۵۳
۲	۲	۶	۳۶	۲۰۷
۳	۲	۶	۳۱	۲۳۱
۴	۳	۸	۴۰	۳۲۲
۵	۳	۶	۳۱	۳۷۶
۶	۳	۱۳	۱۴۲	۴۵۴
۷	۲	۱۰	۱۱۸	۲۸۶
۸	۲	۵	۱۰	۲۵۹
۹	۲	۵	۶	۳۰۳
۱۰	۲	۵	۱۰	۳۵۰
۱۱	۲	۵	۱۰	۳۱۳
۱۲	۲	۵	۵	۳۰۴
۱۳	۱	۴	۴	۱۸۸
۱۴	۱	۲	۲	۱۳۹
۱۵	۱	۲	۱۸	۱۴۱
۱۶	۱	۲	۹	۹۳
۱۷	۱	۱	۱	۳۰
۱۸	۲	۴	۴	۲۸۳
۱۹	۰	۷	۷۲	۴۵۶
۲۰	۰	۹	۱۴۳	۹۶۰
میزان کل ۲۰	۳۴	۱۱۱	۷۳۱	۵۸۴۷

अथनखर०मितकाण्डे राजतेद्वेसद्युगगुणा ७३ विततः प्रपाठका अनुवाकाः॥ अवनिविधुधरणयोः११भूगुणा गास्त ७३१ वर्गाः नगयुगवसुवाणा ५८४७ स्तत्र मन्त्रा नमन्त्रते ॥

ترجمہ اتھروید کے سبھا کے بیس کانڈ یعنی ستوں چونتیس پرپاٹھک یعنی فاضل ہیں۔ ایک سو گیارہ انوواک یعنی دھار اور ساتسو اکتیس ورگ یعنی حصوں میں ۵۸۴۷ منتروں کا بیچن کرتے ہیں۔

کل چاروید وں کے منتروں کا مجموعہ

رگوید۔ جو اگنی رشی پر الہام ہوا۔ اُس کے ۱۰۵۱۸ منتر ہیں۔

یجروید جو وایو رشی پر الہام ہوا اُس کے	۱۹۷۵	منتر ہیں۔	
سام وید جو آدیتہ رشی پر الہام ہوا اس کے	۱۰۶۴	منتر ہیں۔	
اتھروید جو انگرہ رشی پر الہام ہوا اس کے	۵۸۴۷	منتر ہیں۔	
میزان کل	۱۹۴۰۴		

یہ صرف سنگھتا کا نام ہے اور کسی گرنتھ کا نام نہیں سنسکرت میں وید کے مترادف یہ الفاظ ہیں۔ شرتی۔ منتر۔ ایشوری گیان۔ چھند۔ رچا۔ نگم۔ یجو۔ سام۔ اتھرو۔ برہم۔ آگم۔ آمناے۔ ترے ودیا۔ شاستر *

ویدوں کو شروع دنیا سے آریہ لوگ کنٹھستھ یعنی حفظ یاد رکھتے رہے اور ایسے حافظان وید کو سنسکرت میں شروترتری۔ ویدپاٹھی کہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں ایسے لوگ لاکھوں ہوتے ہیں اور ہوتے رہینگے۔ اسی لحاظ سے وید ہر قسم کے تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہیں۔ یگیہ آدک کرموں میں ایسے لوگوں کی بڑی عزت و توقیر ہوتی ہے اور انکی آجیوکا کے واسطے سناتن سے دکشنا کا مبارک قاعدہ جاری ہے۔ سولہ سنسکار جو ہر ایک آریہ دویج کو خصوصاً اور بعضے شودر تک کو بھی عموماً کرنے پڑتے ہیں اُن میں ایسے ویدوان حافظان وید کی نہایت ضرورت ہوتی ہے۔ گرہیا سوتروں میں سولہ سنسکار ودھی نام ستھور پتک میں مندرج ہیں جس پر ودوان لوگ خصوصاً عمل درآمد کرتے ہیں *

آریہ ورت میں لکھنا کب چلا

یہ ایک علمی اور تاریخی سوال ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہوا اس سوال کے کرنیوالے پروفیسر میکس مولر صاحب ہیں وہ ایشیاٹک ایسرچیز میں فرماتے ہیں "ویدک زمانہ میں کوئی لکھنا نہیں جانتا تھا۔ بلکہ پانینی کے زمانہ میں بھی لوگ اس ودیا سے محروم تھے" میکس مولر نے اس زمانہ یعنی ویدک سمے کو چار حصوں پر تقسیم کیا ہے *

(اوّل) ویدوں کی رچاؤں کے رچنے کا زمانہ یعنی چھند ویگ

(دوم) رچاؤں کے بالکل منتر سوروپ میں ظاہر ہونے کا زمانہ یعنی منتر یگ

(سوم) برہمنوں کا یعنی ویدک ٹیکا روپ برہمن گرنتھ رچنے کا زمانہ یعنی براہم یگ۔

(چہارم) کاتیاین وغیرہ رشیوں کے سوتر رچنے کا زمانہ یعنی سوتر یگ۔ پھر وہ فرماتے ہیں عبرانی بائبل کی تصنیف کے وقت یہودیوں میں لکھنے کا علم رائج تھا"

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پروفیسر صاحب موصوف کا فرمانا کہاں تک صحیح ہے اور انکی تحقیقات کہاں تک حق پر ہے۔

واضح ہو کہ پانینی کا زمانہ مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے پروفیسر صاحب مانتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے بہت پہلے ہے کیونکہ پانینی نے اشٹادھیائی بنائی جس پر پتنجلی نے مہابھاشیہ تصنیف کیا اور راسی مہاتما نے یوگ شاستر بنایا جس پر ویاس جی نے یوگ بھاشیہ لکھا۔ پس پانینی ضرور ویاس سے بہت پہلے ہوئے۔

ہم نے صحیح اور مفصل تحقیقات سے تاریخ دنیا جلد اول اور رسالہ اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۲ میں اس کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ پانینی اور پتنجلی ویاس جی سے بہت پہلے ہوئے اور ویاس جی یدھشٹر کے ہمعصر تھے۔ جنہوں نے ویدانت شاستر اور بھارت بنایا۔ جس کو آجتک ۵۰۰۰ سال ہوتے ہیں۔ ویاس جی کے وقت لکھنے کے طریق سے لوگ واقف تھے۔ اس کا عام رواج تھا۔ بالخصوص شاہی خط جاری تھیں شاہی درباروں میں عرائض اور احکام لکھے جاتے تھے۔ بادشاہوں کے نام باہمی تعلقات قایم رکھنے اور محبت بڑھانے کے واسطے خطوط و مراسلات کا رواج تھا۔ کتبہ وغیرہ کھدائے جاتے تھے۔ جب ان سب باتوں کے ثبوت ملتے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ لکھت ودیا یا لکھنا لوگ نہیں جانتے تھے۔ مہابھارت کے شروع میں ہی لکھا ہے۔ کہ جب ویاس جی بھارت تصنیف کرنے لگے تو انہوں نے ایک خوشخط اور صحیح جلد لکھنے والے کی تلاش کی۔ چنانچہ گنیش نامی ایک برہمن ملا۔ جو اس صفت سے موصوف تھا۔ ویاس جی شلوک فرماتے جاتے تھے اور وہ لکھتا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

काव्यस्य लेखनार्थाय गणेशः स्मर्यतां मुने ।
एवमाभाष्य तं ब्रह्मा जगाम स्वं निवेशनम् ॥ ७४ ॥
ततः स स्मार हेरम्बं व्यासः सत्यवतीसुतः ।
स्मृतमात्रो गणेशानो भक्तचिन्तितपूरकः ॥ ७५ ॥
तत्राजगाम विघ्नेशो वेदव्यासो यतः स्थितः ।
पूजितश्चोपविष्टश्च व्यासेनोक्तस्तदानघ ॥ ७६ ॥
लेखको भारतस्यास्य भव त्वं गणनायक ।
मयैव प्रोच्यमानस्य मनसा कल्पितस्य च ॥ ७७ ॥
श्रुत्वैतत्प्राह विघ्नेशो यदि मे लेखनी क्षणम् ।
लिखतो नावतिष्ठेत तदा स्यां लेखको ह्यहम् ॥ ७८ ॥
व्यासोऽप्युवाच तं देवमबुद्ध्वा मा लिख क्वचित् ।
ओमित्युक्त्वा गणेशोऽपि बभूव किल लेखकः ॥
७९ ॥ ग्रन्थग्रन्थिं तदा चक्रे मुनिर्गूढं कुतूहलात् यस्मिन् प्रतिज्ञया प्राह मुनिर्द्वैपायनस्त्विदम् ॥
८० ॥ आदिपर्व अध्याय १ ॥

اس کے سوا بھارت میں اور بھی صدہا مقام پر لکھ دھاتو کا پریوگ ہوتا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ ویاس جی کے وقت لوگ لکھنا جانتے تھے اور اسکا عام پرچار تھا کاتیاین مہاتما کے سمے میں بھی لکھنے کا رواج تھا چنانچہ وہ فرماتے ہیں *

यत्र पवत्वम पत्रो लेखकः सहसाक्षिभिः

ترجمہ جہاں لکھنے والا معہ گواہوں کے مر گیا ہو۔

پانینی جی مہاراج اپنے دھاتو پاٹھ میں صاف طور پر فرماتے ہیں۔

लिख अक्षरविन्यासे ॥ लिप उपदेहे ॥
कृते ग्रन्थे ॥ अष्टाध्यायी अ० ४ पाद ३ सू० २१६

اسی طرح ادھیائے ۳ پاد ۲ سوتر ۲۱ میں یونانیوں کے اکھشروں اور لکھنے کا بیان کیا ہے لیکن میکس مولر صاحب کو جب ۳ ادھیاے ۲ پاد ۲۱ سوتر ۱۲۶ سے روز روشن کی طرح صاف ثابت ہو گیا کہ پانینی کے زمانہ میں لکھنے کا علم ثابت ہوتا ہے تو کیسی کمزور دلیل دیتے ہیں کہ یہ سوتر ہی پانینی کا نہیں ہے مگر اُن کو یہ معلوم نہیں کہ اس سے انکار کرنا گویا پانینی اور پتنجلی کے وجود سے انکار کرنا ہے وجہ یہ کہ پتنجلی مہاراج نے اپنے بھاشیہ میں اس سوتر پر وارتک اور بھاشیہ لکھا ہے۔ پھر سلسلہ تواتر میں جتنے آج تک ویاکرن سمبندھی لکھنے والے ہوئے ہیں سب نے یہ سوتر تسلیم کیا ہے۔ اس کے نہ ہونے سے اس کا آگے کا سمبندھ ہی ٹوٹ جاتا ہے اور جب سوائے میکس میولر صاحب کے اور سب کا اتفاق ہے تو ہم ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں مان سکتے اور پھر پتنجلی کے مقابلہ میں ؟

پانینی ویاکرن میں ایک اور بھی سوتر ہے

प्रासन्नकर्षस्य क्षिप्र

جس کا ارتھ یہ ہے کہ بھلے پکار دونوں یعنی اکھشروں کی سمیپتا۔ یعنی نزدیکی یا ملاپ

جس میں ہو اس کو سگت کہتے ہیں اور جب تک ورن یعنی حروف لکھے نہ جاویں۔ وہ نہ تو ملتے اور سنگتی کہا سکتے ہیں۔

नधातुलोपआर्धधातुके ॥ अ॰ अ॰ १ पा॰ १ सू॰ ४
अदर्शनं लोपः अष्टा॰ अ॰ १ पा॰ १ सू॰ ६०
सिद्धशब्दोपन्यासे महाभाष्य ॥

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوپ ہونا لفظ نہ آنے کا نام ہے نظر نہ آنے کا۔ اور حرفوں کا ورن نام بھی اسی واسطے ہے کہ وہ نظر آتے ہیں اور اگر سمجھ کے حافظہ پر سیدھا سید انہیں لکھو کیونکہ یہ شکل ہے۔

تیسری جگہ لکھا ہے

बलाद्दत्तं बलाद्भुक्तं बलाद्यच्चापि लेखितम्। सर्वान्बलकृतानर्थानकृतान्मनुरब्रवीत् ॥ मनु॰ अ॰ ८ श्लो॰ १६८

ترجمہ جبراً دیا گیا جبراً کھلایا گیا اور جبراً لکھایا گیا ہو تو ایسے سب جبراً کئے ہوئے کام ملدر آمد کے لائق نہیں۔ اس کے لفظ लेखितम् پر گور کرو جو بتلا رہے ہیں۔

پھر لکھا ہے۔

अज्ञेभ्यो ग्रन्थिनः श्रेष्ठाः ग्रन्थिभ्यो धारिणो वराः। धारिभ्यो ज्ञानिनः श्रेष्ठा ज्ञानिभ्यो व्यवसायिनः ॥ मनु॰ अ॰ १२ श्लो॰ १०३

ترجمہ۔ جاننے والے سے کتابوں کا رکھنے والا اچھا ہے اور ان سے تعلیم پانے والا اچھا ہے اور اس سے تعلیم پا کر سمجھنے والا اس سے اچھا ہے اور سمجھ کر عمل کرنے والا افضل ہے۔ ملوک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور جہاں تمام سمرتی جی نے لکھنے کا علم ایجاد ہونے کا سبب بھی بتلایا ہے

षाण्मासिके तु समये भ्रान्तिः संजायते यतः। धात्राक्षराणि सृष्टानि पत्रारूढान्यतः पुरा ॥

ترجمہ چھ مہینے میں ہی پہلی باتیں بخوبی یاد نہیں رہتی ہیں اس کا خیال کر کے برہما نے حروف لکھنے کے طریقہ کو ایجاد کیا

بالمیکی راماین میں بھی لکھنے کا ذکر موجود ہے۔

येलिखन्तीह चनरा रक्षसा वा सहस्त्रवि घ्ये ।
रा॰ यु॰ स॰ १६० श्लो॰ १२०

یعنی جو اس کو پڑھتا ہے اور جو سنتا ہے اور جو لکھتا ہے ان سب کی اچھی گتی ہوتی ہے یعنی عمدہ نصیحتوں اور اتہاسوں کے سننے سے ان کا خیال چلن ٹھیک ہو جاتا ہے اور چال چلن کے سدھار سے پرماتما اچھا پھل دیتا ہے معلوم ہوا کہ اس کے ترجمہ میں لکھنے کا ذکر ہے

प्रमाणानि लिखितं भुक्तिः साक्षिणश्चेति कीर्तितम्। एषामन्यतमाभावे दिव्यान्यतममुच्यते ॥ याज्ञ॰ २

ترجمہ لکھت پتر بھوگ۔ ساکشی یہ تین پرمان ہیں ان تینوں میں سے اگر ایک کا بھی ابھاو ہو تو قسم یا کوئی بھی پرمان ہے۔ بدھ کے زمانہ میں بھی لوگ لکھنا جانتے تھے چنانچہ للت وستر میں لکھا ہے کہ بدھ جی نے حسنت کی قلم سے آچاریہ کے اپدیش کے مطابق۔ آخر میں حروف تہجی (دس ہزار) لکھنا شروع کیا تھا

فاضل پنڈت شام جی کرشن ورما ایم۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا نے بھی ایک فاضلانہ لیکچر اسی مضمون پر ولایت میں دیا تھا جو ۱۸۸۱ء میں بمقام لیڈن طبع ہوا اور مہرشی جی نے ثابت کیا ہے کہ اس میں وید منتر بھی لکھے ہیں۔ ان میں کے منتروں کو ویدوں میں لکھنے کی ہدایت ہے۔

رق ع جلد رقیق بکتب میں (قاموس) رق بالفتح پوست آہو کہ بروے نویسند (از منتخب وغیاث)

ورق ع بفتحتین برگ درخت و کاغذ بر ہردو (از غیاث)

وراق ع۔ سبزی زمین کی بسبب گھاس اور سامان کے (از کریم اللغات)

قرطاس دکاغذ بھی اسی معنی میں آتے ہیں۔ اعرابی میں کاغذ اور رق کو یا نثری کہتے ہیں اور درخت کے پتے کو بھی ماثری کہتے ہیں۔

دلایتی لوگوں کا کاغذ بھی بڑا ہی مضبوط ہوتا ہے یہ تاری روئی اور تیبی (السی) کی چھال سے ملتا ہے۔ یدی اس کے پورے تختہ کو تان کر کوئی آدمی کھینچ سمت اس پر بیٹھ جائے تو بھی نہ پھٹے (از ہمدوستان ۲۰ ستمبر ۱۹۱۷ء)

عنید کپڑے پر موم روغن سرخ ماکسی اور رنگ کا چڑھا کر آسیر نے پرانے زمانہ میں کتابیں لکھی جاتی تھیں غوث کے واسطے ابھی تک بیکا سر کے پتوں پر لکھے جاتے ہیں *

فلیمر کتامس۔ برٹش میوزیم انگلستان کے کتب خانے میں اس وقت ابستٹوں کچھلیوں۔ کچھوے کی کھال ہڈیوں سپے پتھروں۔ درختوں کی چھال۔ پتوں۔ ہاتھی دانت۔ چمڑے۔ جھلی۔ بھوج پتر۔ جست۔ لوہے۔ تانبے کے پتروں اور لکڑی کے تختوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں۔ یہاں نیں نسخہ بائیبل کے تاڑ کے پتوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں (پیسہ اخبار یکم جون ۱۹۱۶ء)

قدیم زمانہ میں مصریوں نے کتابت کیواسطے پیپرس کا کاغذ ایجاد کیا تھا۔ اصل میں اس کاغذ کو جو ایک درخت کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔ پاپر کہتے تھے۔ وہیں سے اہل یونان نے پیپروس کہنا شروع کیا۔

عربی زبان میں اسے گوغلی کہتے تھے۔ شاید یہ لفظ قبطی زبان سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کتاب کی جلد کو کرم کہتے ہیں اور عربی جدید میں اس کا نام بردی ہے۔ پہلے تمام ممالک میں اسی کاغذ پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ مگر جب بطلیموس دوسرے مصر کے بادشاہ نے پیپرس کا کاغذ غیر ملک کو جانا بند کر دیا۔ تب شہر پرگموس متعلقہ ایشیاء کوچک میں چمڑے کا کاغذ بننا شروع ہوا اور اسی شہر کے نام سے معروف ہوا۔

اسی پرگموس کو بگاڑ کر انگریزی میں پارچمینٹ کہتے ہیں سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چمڑے کے کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا۔

ہیروڈوٹس نے اپنے زمانہ میں چمڑے کے کاغذ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے یہ مورخ تو حضرت عیسے سے پانچ سو برس پیشتر ہوا ہے مگر پلینی نے اس کے ایجاد کی تاریخ ۱۹۶ سال قبل مسیح لکھی ہے۔ (صفحہ ۱۹۴ ہندوستان جلد نمبر ۴۳ ۱۹۱۲ء)

علم تحریر کے لحاظ سے بھی وید سب سے پرانی کتاب ہے۔ جن دنوں کہ توران۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ مصر۔ چین۔ ملک سارا یورپ اور امریکہ کوا بھی عالم سے بالکل نا واقف اور محض جاہل تھا۔ ان دنوں آفتاب علم یہاں اپنا جلوہ نورانی دکھلا رہا تھا گویا نصف النہار پر تھا۔ عیسائیوں میں کوئی کتاب بائیبل سے قدیم نہیں ہے مگر وہ موسے اور یسوع کے زمانہ میں لکھی گئی۔ یعنی مسیح سے ۱۴۰۰ برس یا ایک ہزار برس پہلے۔ مگر اس وقت بھی پوری بائیبل نہیں بلکہ صرف دس احکام بموجب قول خود بائیبل کے کوہ طور پر لکھے گئے۔ قلم یا سیاہی سے نہیں اور سیاہی سے محض خدا کی انگلیوں سے پتھر کی تختیوں پر۔ جن کو ایک بار موسے نے بھی توڑ دیا۔ دوبارہ خدا نے پھر اپنی انگلیوں سے اسی طرح پتھر کی لوحوں پر لکھا۔ اس کے بعد ہرن یا بکری کے چمڑوں پر لکھنے کا ذکر کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ مگر کاغذ کا کہیں ذکر نہیں۔ حزقی ایل ہی کی کتاب جو مسیح سے ۶۰۰ برس پہلے لکھی گئی۔ اس میں بھی لکھنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ غالباً وہی چمڑے یا دیوار پر۔

انجیل میں بھی لکھنے کا ذکر ملتا ہے مگر کسی خاص قسم کے کاغذ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔

غالباً انہی چمڑے وغیرہ پر (دیکھو مرقس کی انجیل کا کاغذ اور یوحنا کی انجیل کا اصرا) یونانی و مصری پیپرس درخت کی چھال پر لکھا کرتے تھے پھر اسی درخت کے پتوں اور چھال سے کاغذ ساجس کو اب تک اسی کے نام سے پیپرس کہتے ہیں۔ مصر کے میناروں پر بھی پرانے حروف میں کچھ لکھا ہوا ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مینار مسیح کے ست سے چار یا چھ ہزار برس بھی پہلے کی ہیں *

کرنل الکاٹ صاحب نے اپنے مشہور لیکچروں میں واضح دلایل سے ثابت کر دیا ہے کہ مصر کے آباد کرنیوالے لوگ آریہ ورت سے جا کر وہاں آباد ہوئے تھے۔

انگریزی میں پیپر۔ پارچ منٹ۔ شیٹ۔ بورڈ۔ بک۔ لیٹر۔ ایج۔ پین۔ ایک نام ان معنوں میں آئے ہیں۔ مگر ان سب کے معنے وہی درختوں کی چھال۔ ہرنوں کی چھال۔ لکڑی کے تختے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کی بابت ہم مفصل تحقیقات کر کے ناظرین کرتے ہیں

پیپر۔ فرنچ پیپیر۔ اطلی زبان میں پیپیرو۔ لاطینی میں پے پیرس برابر ہے۔ یونانی کے پے پورس کے معنی ایک مصری درخت جس کے چھلکے سے ایک قسم کے لکھنے کا کاغذ سا جاتا تھا۔ ہندی میں پیرا کے معنے وہ کے ہیں ایک شی جو باریک تختوں میں بنی ہے جس پر حروف اور عدد لکھے جاتے ہیں یا چھاپے جاتے ہیں۔ پیپر کا ٹکڑا بھی پیپر کہلاتا ہے کوئی تختہ چھپا ہوا یا لکھا ہوا۔ کوئی لکھی ہوئی چیز۔ کمروں کی دیواروں کو ڈھانکنے کی چیز ملائم۔ ہلکا۔ دیکھو نٹال ڈکشنری مصنف جان آگل وی۔ ایل۔ ایل ڈی صفحہ ۴۹۳ مطبوعہ لنڈن)

پارچ منٹ یہ لاطینی لفظ پرگے مینا جو کہ پرگے مس مقام ٹرڈم کے نام سے کہا جاتا ہے کہ وہاں پر اس کی ایجاد ہوئی۔ بھیڑی یا بکری کا چمڑہ صاف کیا ہوا۔ طیار کیا ہوا اور لکھنے کے قابل کیا ہوا (صفحہ ۴۹۵)

پارچ بالکل خشک کر دینا۔ جلا دینا۔ سکڑ جانا۔ پورا خشک ہو جانا۔ اس کا مادہ سنسکرت لفظ پری شُشک سے نکلا ہے جس کے معنی بہت خشک پری کے معنے گرد کے ہیں لیکن صفت کے ساتھ عبارت میں بہت کے معنی آتا ہے اور شُشک ہی لفظ ہے جو کہ لاطینی میں شِشکس ہے جس کے معنے بھی خشک ہیں اور اس کا مادہ بھی سِتِس ہے جس کے معنے خشک ہونا (صفحہ ۴۹)

سیٹ یہ پہلے سکسن زبان میں سیٹ سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھکنے کے ہیں پھر یہ سایٹ ہو گیا۔ سویڈن والوں نے اس کو اسکوٹ کر لیا اور ڈینش لوگوں نے اس کو اسکیا ڈ بنایا ہے۔ اور نیس لینڈ والوں نے اسکاٹ کا ٹھیک۔ زبانوں میں اسکالش جس کے معنے کنارہ کے ہیں سنسکرت میں اسکو کے معنے ڈھکنے کے ہیں۔ یعنی پھیلی ہوئی بطور ڈھکنے کے چوڑا۔ لمبا ٹکڑا روئی کے کپڑے کا جو کہ بستر پر بچھایا جاتا ہے۔ یعنی چادر اور چوڑا پیپر کا ٹکڑا جو دستکاروں کے ہاں سے آتا ہے۔ کاغذ کا ٹکڑا چھپا ہوا۔ تہ کیا ہوا۔ بندھا ہوا یا کتاب کی شکل میں بنا ہوا کتاب۔ پمفلٹ۔ چوڑی پتلی چیز (صفحہ ۶۳۸)

بورڈ سکسن میں بورڈ پھر بہاڈ ہو گیا۔ جس کے معنی چوڑائی یا میز جو چوڑی ہو یا پتلی ہوئی ایک لکڑی کا چوڑا یا پتلا ٹکڑا۔ میز۔ خوراک۔ ضیافت۔ لوگ میز کے گرد بیٹھے ہوئے کونسل کورٹ۔ جہاز کا تختہ پھیلانا۔ تختوں سے ڈھکنا صفحہ ۶۰)

بک۔ اس کا مادہ سکسن زبان میں باک ہے جو غالباً بوگین سے نکلا ہے۔ جس کے معنے جھکنا کرنا کے ہیں جو کہ قدیم زمانہ میں بھیڑی یا بکری کے چمڑے کے ورق بنا کر لکھتے تھے کوئی چھپی ہوئی یا لکھی ہوئی علمی کتابوں یا ورقوں کا مجموعہ ایک جلد حصہ جلد یا کتاب کا لکھنے کے تختوں کی جلد (صفحہ ۶)

لیٹر۔ فرنچ لیٹر۔ لیٹن لیٹرا اس سے نکلا ہے۔ لینو اور لیتم جس کے معنی ہیں تر کرنا۔ بچھانا

چونکہ پرانے زمانہ میں لکھنے کا قاعدہ حرفوں کو میز پر موم لگا کر کے تھا۔ سنسکرت میں لپ کہتے ہیں جس کے معنے ہیں ملنا۔ ایک نشان لکھا ہوا۔ چھپا ہوا۔ کھدا ہوا یا تصویر کی طرح کھچا ہوا کہ انسانی کلام کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لکھی ہوئی یا چھپی ہوئی چیز۔ ٹائپ ہاتھی دانت یا لکڑی کے نشانات جو کتابوں وغیرہ کے چھاپنے میں کام آئیں صفحہ ۴۲۰

رایٹ یہ لفظ اصل میں سکسن میں ریٹن تھا۔ گاتھک میں ریتس لفظ خط کے معنے سنسکرت میں یہ بھی کاٹنا یا کھودنا۔ قلم سے کاغذ پر یا دوسری چیزوں پر بنانا یا لکڑی یا پتھر پر کھودنا حرفوں یا لفظوں کا کاغذ یا پتھر پر بنا کر ظاہر کرنا۔ پیدا کرنا۔ لکھنا بطور مصنف کے تصنیف کرنا صفحہ ۷۱۲ پین سکسن پین ڈینس پن۔ اسپین لنڈپینی۔ اٹیلین برابر ہے۔ لیٹن پینا کے جس کی پرانی شکل ہے پٹنا۔ یونانی میں پٹیرو نے سنسکرت میں پتر یعنی اڑتا (ندر لعبا زد کے ہوا میں) اصل میں معنی ہیں پر۔ بازو۔ ایک پر یا پرندہ لکھنے کے واسطے بطور اوزار کے بنائے جاتے ہیں۔ لوہے یا سونے کے بھی بنے ہوئے ہوتے ہیں (صفحہ ۵۰۳)

انک ڈچ لوگوں میں انکٹ۔ جرمن لوگوں میں کانٹنٹ۔ پرانے جرمنوں میں اس والوں میں کانٹالسٹ کی زبان میں تنٹا سے ساہوا ہے۔ جو نکلا ہے ٹنگو سے جس کے معنے رنگنے کے ہیں جس سے ٹنگو چرا ٹنکچر نکلے ہیں۔ کالا عرق یا پتلی رنج لکھنے یا چھاپنے کے کام آتی ہے اول صرف کالی کے معنے تھے اب دوسری قسم کی سیاہی کو بھی کہتے ہیں (صفحہ ۳۷۰) چین کے ملک میں کاغذ روئی سے بنتا ہے بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کاغذ سب سے پہلے چین میں ایجاد ہوا۔ چمڑے کا کاغذ پانچ چھ سو برس تک رہ سکتا ہے *

قرآن میں رق۔ ورق۔ اوراق۔ قرطاس۔ کتاب۔ کتب۔ مکتوب۔ لوح۔ اساطیر۔ تسطیر۔ صحائف۔ رقعہ۔ تحریر۔ خط۔ جلد۔ صحیفہ انہیں معنوں میں آئے ہیں۔ فارسی میں تند۔ کاغذ۔ نامہ۔ انشا وسا۔ تیر۔ پوست۔ چرم بھی انہیں معنوں کے واسطے وضع کئے گئے ہیں۔

اب ہم آریہ ورت کی بابت تحقیقات کرتے ہیں یہاں کے لوگ شروع الہام وید سے یا اس کے کئی سال بعد لکھنے پڑھنے کو جانتے تھے مگر جب دیکھا جاتا ہے تو یہاں بھی اسی قسم کی چیزوں پر لکھنے کا آغاز ہوا۔ ۔۔۔ اور یہ ملک کی نسبت۔ یہاں قدرتی سامان بہت عمدہ موجود تھے۔

بھوج پتر۔ تاڑ پتر۔ چندن۔ پیتل۔ تانبہ۔ ورک۔ پلاش۔ چندن۔ ۔ بیر۔ پلو۔ کسل۔ دستار۔ ۔ یہ سب نام پتر اور تنا اور چھال کے ہیں اور پکتی کے پر کا بھی نام ہے (دیکھو میدنی کوش اور ہیم چندر کوش اور امر کوش کانڈ ۲ شلوک ۴۴)

تامبر پتر۔ شلا لیکھ۔ کرگل۔ چرم۔ کرپاس۔ وستر۔ پستک۔ گرنتھ۔ یہ سب نام مختلف اشیاء کے ہیں جن پر لکھا جاتا ہے

کھال۔ سن۔ السی۔ سوت کی چھال۔ ریشم۔ سوت۔ پرانے کپڑوں کے چیتھڑے ٹاٹ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن سے کاغذ قدیم زمانہ سے اس دیش میں بنتے ہیں۔

سیالکوٹی کشمیری کاغذ تو مشہور ہی ہیں ان کے سوا سے ہندوستان کے اور بھی شہروں میں قدیم زمانہ سے کاغذ بنتا ہے جن میں سیالکوٹی کشمیری۔ کالپی کا کاغذ بہت دیرپا ہوتے ہیں * آج تک بھوج پتر اور تاڑ پتر پر لکھی ہوئی پستکیں ملتی ہیں *

لفظ ورنگ رگوید کی تقسیم میں موجود ہے اسی ورنگ سے فارسی میں برگ بنا اور چونکہ پرانی فارسی میں ک اور گ کی ایک ہی شکل ہے اسواسطے یہی ورگ یا برگ عربی کا ورق ہو گیا ہے جب قدرتی پتروں سے کاغذ بنایا گیا تب اسکا نام قرطاس ہوا یہ لفظ سنسکرت کرپاس یا کرپاس سے بنا ہوا ہے سنسکرت میں کاغذ کو کرگل کہتے ہیں اسی سے فارسی کا کاغذ بنا فارسی کے دستہ اور دستار سے عربی کا تسطیر اور اساطیر بنا اور اسی کے ساتھ فارسی کی بھی اوستا بھی سنسکرت کی اوستھا سے بن گئے جن کے معنے ہیں سنسکرت کی کتھا۔ کرنا۔ کتھ سوتی سے مصر کی قبطی اور عربی کا کتب بنا ہوا صاف معلوم ہوتا ہے *

رامائن کِسکندھا کانڈ سرگ ۴۳ اشلوک ۲۲ میں علم ارتھات جوتدھری کے کھیت کا بیان ہے اور کروتش میں लेख नी क ल म इ ह लि पि لکھا ہے اُس سے پرگٹ ہے کہ قلم لکھنے کی چیز کا نام سنسکرت میں ہے اور رقعہ اور چیزوں کے ساتھ جوتدھری کا بھی ہوتا ہے علاوہ بریں اس سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ تاڑ کے سوائے کاغذ پر بھی اُس سمے لکھتے تھے ۔

ہم اس موقع پر بائیبل کے ایک خاص فقرہ کی طرف بھی ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ جب آدم اور حوّا کو عقل آئی کہ ہم ننگے ہیں اور برہنگی سے شرمائے تو انہوں نے انجیر کے پتوں کو سیکے اپنے لئے لنگیاں بنائیں (پیدایش ۳/۷) آجکل کے تعلیم یافتہ آدمی یہ سنکر ہنسینگے کہ انجیر کے پتوں کی لنگیاں۔ مگر بعد شروع آغاز میں درختوں کے پتے سے ایجاد ہوئی اور اب بھی کیرہ وسی کھو یا درختوں کے پتوں سے لنگیاں بنتی ہیں ۔

ویدک زمانہ کی تحقیقات

ایک ہزار برس راماتج جو بیراگیوں کے آدگرو ہیں وہ چیت شدھی ۵ سمت ۱۰۷۳ بکرمی میں پیدا ہوئے اور انہوں نے وید اور شاستر کو اُس وقت کے طریقہ انوسار گورو سے پڑھا اور پھر اُپنشد گیتا اور ویداست ورس پرٹیکا کی اپنی تصنیفات میں جا بجا ویدوں کا پرمان دیا ہے۔ وید ایکہزار برس سے پُرانے ہیں ۔

دو ہزار برس مہاراجہ بکرماجیت ویدک دھرم کے ماننے والے تھے۔ اُنکے زمانہ کی اپنکو میں ویدمنتروں کا حوالہ موجود ہے بلکہ اُس وقت آیوراُپ وید یعنی چرک ویدک شاستر کے گرنتھ بھی موجود تھے جیوتش ودیا بھی جو ویدوں کا انگ ہے رونق پر تھی جنکو ہوئے دو ہزار برس کے قریب گذر گئے ہیں۔ اُن کا سمت ۱۹۵۲ اب چل رہا ہے ۔

مہاراجہ شالباہن کا شاکا جو اس وقت ۱۸۱۷ ہے اُن کے عہد میں بھی ویدوں کا خوب پرچار تھا اور وہ ویدک دھرم کے پیرو تھے۔

راجہ چندرگپت اور اُن کے وزیر چانک رشی ویدوں کے ماننے والے تھے جن کو ہوئے آج ۲۲ برس ہوتے ہیں (مفصل دیکھو چانک نیتی)

تین ہزار برس بُدھ جو مسیح سے ۶۰۰ برس پہلے پیدا ہوا اُس نے بھی اپنے سوتروں میں ویدوں کا ذکر کیا ہے (دیکھو بدھ سوتر ستا ودھیا عادل)

اُس وقت وام مارگ یعنی ماس۔ شراب۔ بیبھچار شروع ہو گیا تھا لوگ دیوتاؤں پر بقول شخصے جیسے روح ویسے فرشتے۔ اِن اشیاء کو چڑھاتے اور ان کے ذریعہ سے خود ان کے مرتکب ہوتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے

"بدھ نے جب براہمنوں کو رشیوں کے ماس سے ہون کرتے دیکھا تب کہا کہ تم یہ دُشٹ کام کیوں کرتے ہو اسے چھوڑ دو براہمنوں نے کہا ہمارے بڑے کرتے تھے اور شاستر میں لکھا ہے تب بدھ نے فرمایا کہ ویدوں میں جیو ہنسا کی ممانعت ہے پہلے آریہ براہمن کشتری وغیرہ لوگ ماس نہیں کھاتے تھے جب سے چھتری راجہ لوگ عیاش ہو گئے تب سے ماس کھانا اور ماس کا ہون کرنا شروع ہوا (دیکھو بدھ کی لایف انگریزی)

راجا دھارا ایک مشہور ویدوں کا پیرو گذرا ہے جو منت دھرمتما اور اگنی ہوتری تھا اس نے مسیح سے ۵۰۰ سال پورے ہونے ایک ستون ڈھالکر بطور کیرتی یگیہ کے گاڑا تھا جو راجپوتانہ کے ... القدیم میں موجود ہے (دیکھو بنگال ایشیاٹک جرنل نمبر ۷ صفحہ ۶۳۰)

راجہ ... بھی جو بدھ سے ۵۰۰-۶۰۰ سو برس پہلے ہوا (یعنی بکرم آدتیہ کے بھائی بھرتری جی سے ایکہزار سال پہلے) ویدوں کو الہامی مانتا تھا اور ویدک دھرم کا پیرو تھا۔

ستیوم جس کو جنرل ایکنس صاحب کے ۲۹۰۰ سال ہوتے ہیں اُس کے عہد میں بھی وید مقدس پڑھے جاتے تھے اور اُن کا عملدرآمد جاری تھا۔

موسیٰ نبی سے پہلے ہندوستان میں ویدک دھرم موجود تھا اور لوگ تھے اور سب اُس پر عملدرآمد کرتے تھے (دیکھو منوسمرتی کا انگریزی دیباچہ)

چار ہزار برس ژند اوستا میں جو پارسیوں کی چار ہزار برس سے پُرانی کتاب ہے حسب ذیل ویدوں کا ذکر موجود ہے ۔

ہوم یشت کے باب میں اتھرووید کا نام آیا ہے اور ایسا ہی بہت جگہ انگرہ رشی کا چنانچہ اُس کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ کرساوے حکومت کے غرور میں اتھرووید جس کے شروع کا منتر

शन्नोदेवीरभिष्टय आपोभुवंतु पीतये शंयोर भिस्रवंतनः ॥

ہے اپنے راج میں بند کر دیا اس واسطے ہوم یشت نے اُس کو تخت سے اُتار دیا (دیکھو ژند اوستا ہوم یشت کی ۱۸-آیت)

اس کی بموجب مارٹن ہاگ صاحب نے بھی وید کی تصدیق کر کے لکھا ہے کہ کرساوے کا ایسا ہی بیان ہندوستان کی پُرانی کتابوں میں آیا ہے (دیکھو ہسٹری برہمن ۳۰۲-۲۶) اور ایتریہ برہمن کی بابت مارٹن ہاگ کہتا ہے کہ وہ غالباً قبل از مسیح ۲۰۰۰ اور ۲۴۰۰ سالوں کے درمیان موجود تھا (دیکھو میڈم بلیوٹسکی صاحبہ کی تحقیقات غار جنگل ہندوستان صفحہ ۲۱۴)

ویاس اور جیمنی بھی جن کو ہوئے کسی طرح بھی چار ہزار برسوں سے کم عرصہ نہیں گذرا (بلکہ زیادہ) اپنے شاستروں میں ویدوں کے الہام کے قائل ہیں۔ چنانچہ ویاس جی اپنے ویدانت کے سوتر میں کہتے ہیں کہ ویدوں کا آدی کارن ہونا ہی پرمیشر کی ہستی کا ثبوت ہے کیونکہ ایسا جامع علوم باطنی و ظاہری گیان کسی انسان سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ الپگیہ ہے اس پر تفسیر کرتے ہوئے عرصہ ۲۴۰۰ برس کا گذرا ہے کہ شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں "جو انیک ودیاؤں کے مخزن اور پرکاش یکت سب ارتھوں کے پرکاش کرنیوالے سروگیہ ایشور کے گیان رگ یجر سام اور اتھرو وید ہیں۔ اُن کا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سرب گنوں (جامع جمیع صفات کاملہ) سے یکت وید عقل کا بغیر سروگیہ (مطلق کل ایشور) کے اور کسی سے ہونا ناممکن ہے کیونکہ وید سب پدارتھوں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں"

مہابھارت میں بھی ویدوں اور رامائن اور منوسمرتی کا ذکر ہے لیکن منو اور رامائن اور ویدوں میں مہابھارت کا ذکر نہیں اور نہ منو میں رامائن کا (دیکھو مہابھارت آدی پرب ادھیائے ۱ اشلوک ۶۲) رامائن جو مہابھارت سے بہت پہلے کی کتاب ہے اُس میں بھی ویدوں کا ذکر ہے (بال کانڈ سرگ پہلا شلوک ۱۴)

ہم واضح شہادتوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ آٹھ لاکھ برس سے پرانی ہے۔ پس وید رامائن سے بہت ہی پرانی ہے (بال کانڈ سرگ ۵ اشلوک ۲)

منوسمرتی (جو رامائن سے بہت ہی پرانی ہے کیونکہ منو کا رامائن میں ذکر ہے) (دیکھو کسکندھا کانڈ سرگ ۲۱) میں ویدوں کے سوائے کسی گرنتھ کا ذکر نہیں ہے

ایک دو جگہ کیا بلکہ تمام منوسمرتی اُسی سے بھری ہوئی ہے اور منو کا زمانہ ہم تاریخ دنیا حصہ اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ پس وید منو سے پرانے ہیں۔

اور سوریہ سدھانت میں جس کا نام ہے اور نہ رامائن وغیرہ کا ذکر کسی اور کا اپنا سمت اُس نے لکھا ہے لیکن ویدوں کو سوریہ سدھانت نے بہت قدیم مانا ہے یہاں تک تو ہم نے کتابی شہادتیں دیں کہ وید کیا بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ تعلیم اور مذہب کے سب سے پُرانی ہے اور جہاں تک شہادت مل سکتی ہے اُس سے پُرانی ہے ۔

یادداشت

وراہ مہر وراہ پنگتا میں اور کالی داس چند تردو بھرتری میں اور کلہن راج ترنگنی میں

لکھتے ہیں کہ یدھشٹر کے سمے میں سپت رشی منڈل مگھا نکھشتر میں تھا دہم لے وہ شلوک جلد اول میں لکھ دیا ہے)

سپت رشیوں کے حساب سمجھنے کے واسطے یہ قاعدہ ہے۔

सप्तर्षीणां च यौ दृश्यते उदितौ दिवि । तथास्तु
मध्ये नक्षत्रं दृश्यते यत्सममनिशि । तेन सप्तर्षयो
युक्तास्तिष्ठन्त्यब्दशतं नृणां । हेतु परिस्थितेका
ले मावा स्वासुत द्वितीतम ॥

ترجمہ سپت رشی منڈل کے پورب طرف میں جو دو نکھشتر دکھائی پڑتے ہیں ان کو ملا اور کر دیکھتے ہیں ان دو نکھشتروں میں آستو فی آدمی جو نکھشتر دیکھ پڑتے ہیں اس نکھشتر میں سپت رشی منڈل سو سال رہتے ہیں) +

رامائن

یہ سنسکرت نظم کا ایک نامی گرامی تاریخی پستک ہے اس کے مصنف بالمیک جی نے مہاراجا رامچندر آنجہانی والئے اجودھیا کی ایک ضخیم اور مفصل تاریخ لکھی ہے یہ بہت جگہ طبع ہوئی۔ اور اس کے قلمی نسخے بھی اکثر ملتے ہیں مگر اس میں شلوکوں کا بہت اختلاف ہے۔ جو ایک قلمی کا دوسرے سے اور ایک مطبوعہ کا دوسرے سے بہت فرق ہے شیومت اور ویشنومت کے جھگڑے نے اس میں بہت کچھ گڑبڑ کر دی۔ مگر جہاں تک اس سے اصلی تاریخ کا تعلق ہے کوئی گڑبڑ معلوم نہیں دیتی رامائن اس وقت بہ تفصیل ذیل ملتے ہیں۔

بالمیکی رامائن۔ آدھی رامائن۔ متول رامائن۔ ہنومان ناٹک۔ تلسی رامائن۔ اور بہت رامائن یوگ وششٹ مہا رامائن۔ مگر سب کی اصل بالمیکی رامائن ہے کوئی اس سے پہلے کے نہیں سب سے اول بالمیکی اور آخری تلسی کرت ہے جو اکبر شاہ کے عہد میں بنائی گئی جو رامچندر جی بالمیک کے وقت میں وہ بہادر راجہ اور مشہور سیر انسان تھے اور تلسی داس کے وقت وہ تمام دنیا کے پیغمبر ٹھیرائے گئے۔

اور بہت رامائن تو فی الحقیقت فسانہ عجائب ہے اُس کا نام اور بہت خود ہی اور بہت ہے یوگ وششٹ تو ۔ ۵ سال سے پرانی ہرگز نہیں یکسی شنکر آچاریہ کے چیلے کی تصنیف ہے جیسا کہ رام تاپنی و گوپال تاپنی اُپنشد اور دارا شکوہ نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

رامائن موجودہ میں ۷ کانڈ ہیں حالانکہ اس کے دیباچہ میں صاف لکھا ہے کہ اس کے چھ کانڈ ہیں ساتواں اُتر کانڈ کسی نے پیچھے سے بطور ضمیمہ کے لگا دیا ہے بقول ایک اہلِ مورخ کے اُتر کانڈ تو فی الحقیقت اُتر کانڈ ہی ہے رامائن سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بابو ہریش چندر مرحوم بنارسی بھی لکھتے ہیں۔ "اُتر کانڈ کے ۹۴ سرگ میں یہ لکھا ہے کہ اس کانڈ بھارگو رشی نے بنایا ہے یہ بھی ایک آسچرج کی بات ہے اس واکیہ سے تو انگریزی دو اول کا سندیہ سیدھ ہوتا ہے (صفحہ ۱ مطبوعہ بانکی پور)

رامائن چھ کانڈ میں بالکل سماپت ہو گئی ہے۔ ساتویں کانڈ میں رامچندر جی کا جنم اور راست کے یدھ کانڈ میں اُن کی مرتیو لکھی ہے اور رشی جنگ سے مضمون کو ختم کیا ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ اُتر کانڈ کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیوں مانا جاوے۔

پروفیسر گریفتھ صاحب فرماتے ہیں۔ "رامائن ۷ کانڈوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس کا سارا کا ڈھنگ چھٹے کانڈ میں تقسیم ہوتا ہے اور یہ دستو اس کرنے کی بڑی دلیل ہے۔ کہ ساتواں کانڈ پیچھے کسی کی ملاوٹ ہے (دیکھو ان کی انگریزی رامائن کا دیباچہ) پس رامائن کل چھ کانڈ بہ تفصیل ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام کانڈ	تعداد سرگ	شلوک	پرکشپت یعنے ملاوٹی
۱	بال کانڈ	۰	۲۲۵۰	۱۵
۲	اجودھیا کانڈ	۰	۴۳۵۰	۵۰
۳	آرنیہ کانڈ	۰	۲۳۵۰	۵۰
۴	کسکندھا کانڈ	۰	۲۲۵۰	۵۰
۵	سندر کانڈ	۰	۲۷۵۰	۱۵۰
۶	یدھ کانڈ	۰	۵۷۳۱	۱۳۲
میزان	۶	۰	۱۹۷۸۲	۵۸۲

مشہور اور مفسدوں کی مانی ہوئی بات ہے کہ رامائن کے کل ۱۸ ہزار شلوک ہیں اس حساب سے ایک ہزار سات سو ساسی شلوک زیادہ ہیں اس کا سن تصنیف رامائن میں اس طرح سے لکھا ہے کہ رامچندر جی جب تک کے مہینہ۔ نومی کی تیتھ۔ پُنرباسو نکھشتر پانچ گرہ اپنی اونچ ستھان میں ستست رکے کے لگن میں بر ہسپت اور چندرمان کے سلیگ میں پیدا ہوئے۔
(دیکھو رامائن بال کانڈ سرگ ۱۸ شلوک ۷-۱۲)

چنانچہ ابھی تک آریہ ورت میں اُس روز یعنی رام نومی کو ہندو لوگ مقدس خیال کرتے ہیں مگر مہابھارت میں لکھا ہے۔

त्रेताद्वापरयोः सन्धौ रामः शस्त्रभृतां वरः ।
असकृत्पार्थिवं क्षत्रं जघानामर्षचोदितः ॥
भारत प० १ अ० २ श्लो० ३ ॥

ترجمہ ترتیا اور دواپر کی سندھی میں شستردھاریوں میں سریشٹ رام نے جو جہوٹے ظالم راجاؤں اور دشٹوں کو مارا اور ست ارتھ کا پرچار کیا۔

رامائن کا زمانہ بعض انگریزی مورخ یہاں تک کم کر دیتے ہیں کہ اس کو بھارت سے بھی پیچھے کا بتلاتے ہیں مگر ہم اس کو تعصب کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ خود مہابھارت میں اُن کا ہونا دواپر اور ترتیا کی سندھی میں لکھا ہے اور بطور مثال اُنکی رامائن کا خلاصہ بھی لکھا ہے صرف اسی پر خاتمہ نہیں ہے بلکہ جہاں ودھشٹر نے گذشتہ راجاؤں کی فہرست دی ہے۔ وہاں مہاراجہ رامچندر جی کا بھی نام مبارک موجود ہے پس کسی طرح دونوں ہم عہد نہیں اور نہ رامائن کا زمانہ مہابھارت کے بعد ہے۔ ناظرین! آپ انگریزی مورخوں کے تعصب پر غور کریں۔

پادری ہنٹلی صاحب فرماتے ہیں "رامائن اور رامچندر جی کا زمانہ ۹۵۰ برس قبل مسیح ہے" کرنیل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۱۰۰ برس پہلے گذرے ہیں۔ مسٹر گریفتھ سابق مترجم رامائن لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں رامچندر جی مسیح سے ۱۲۰۰ برس پہلے ہوئے (جلد اول کا دیباچہ)

ولفرڈ صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۳۰۰ برس پہلے ہوئے ایک اور مورخ فرماتے ہیں کہ رامچندر جی کا زمانہ سنہ عیسوی سے ۱۸۰۰ برس پہلے تھا۔

سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ رامائن مسیح سے ۲۰۲۹ سال پہلے لکھی گئی۔

ہم تاریخ دنیا جلد اول میں ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کا زمانہ ۴۳۳۲ سال کے قریب ہے پس رامائن اُس سے بہت ہی زیادہ پہلے کی ہے۔ یعنی رامچندر جی ترتیا اور دواپر کی سندھی میں ہوئے۔ اس حساب سے دواپر کے ۸۶۴۰۰۰ سال۔ کل یگ کے ۴۹۹۷ میزان الکل ۸۶۸۹۹۷ سال +

آریہ ورت کے سارے جوتشی بالاتفاق کہتے ہیں کہ رامچندر جی کو ہوئے ۸ لاکھ برس گذر چکے ہیں۔ یہ صرف جیوتشی لوگوں کا خیال ہی نہیں بلکہ زمانہ حال کے مشہور فاضل و مترجم رامائن مسٹر گریفتھ صاحب پرنسپل بنارس کالج فرماتے ہیں "رامائن اور بیدھسی کا تیار کردہ

ہیں ہمیں اپنے خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ وے نہایت ہی پُرانے زمانہ کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے کہ ہم کسی شہر کے کسی گھر میں ہم گھسے ویسے ہی ہم اُن میں گھستے ہیں۔ گو بہت سے رنگ اب تک بھی تازہ معلوم ہوتے ہیں اور ایسا پرانی کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آتا جو اُس زمانہ کو یاد دلائے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نہ وے ہمارے عہد کے ہیں اور نہ ہمارے باپ دادوں کے عہد کے۔ بلکہ ہمارے اور ہمارے مدعا یعنی رامائن کے درمیان زمانوں کا سمندر یعنی نہایت ہی بیشمار زمانہ پڑا ہوا ہے (دیباچہ رامائن انگریزی)

اشٹادھیائی

یہ ویاکرن کا گرنتھ ایک مشہور و معروف فاضل پانینی منی کی تصنیف ہے۔ یہ تمام تر سوتروں میں ہے اس کا زمانہ بہت پرانا ہے۔ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ وہ آٹھ ادھیاؤں میں منقسم ہے +

	ادھیا اول		ادھیا دوم		ادھیا سوم		ادھیا چہارم		ادھیا پنجم		ادھیا ششم		ادھیا ہفتم		ادھیا ہشتم	
	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر
	۱	۸۸	۱	۷۲	۱	۱۵۰	۱	۱۷۸	۱	۱۳۶	۱	۲۲۳	۱	۱۰۳	۱	۷۴
	۲	۷۴	۲	۳۸	۲	۱۸۸	۲	۱۴۵	۲	۱۴۰	۲	۱۹۹	۲	۱۱۸	۲	۱۰۸
	۳	۹۳	۳	۷۳	۳	۱۷۹	۳	۹۸	۳	۱۱۹	۳	۱۳۹	۳	۱۲۰	۳	۱۱۹
	۴	۱۱۰	۴	۸۵	۴	۱۱۷	۴	۱۴۴	۴	۱۶۰	۴	۱۷۵	۴	۹۷	۴	۶۸
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵۵۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشٹادھیائی میں ادھیاء ۸۔ پاؤ ۳۲ سوتر ۳۹۹۶ ہیں

तीणि सूत्रसहस्राणि तथा नव शतानि च।
षण्णवतिसूत्राणां पाणिनिः कृतवान् स्वयम्॥

ترجمہ تین ہزار اور ۹ سو ۹۶ سوتر پانینی نے خود بنائے ہیں (دیکھو ویلنگ کی پانینی اہڈیشن جلد ۲ صفحہ ۱۹)

بلتجبر ج صاحب فرماتے ہیں۔ "پانینی جو علم سنسکرت کے صرف و نحو میں ایک نہایت عالم و فاضل گذرا ہے اُس کا ویاکرن بڑا مشہور ہے۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پانینی بدھ مذہب کے بانی بدھ سے کچھ پیشتر گذرا ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۷)

اسکی تردید ہم تاریخ دنیا جلد اول میں کر چکے ہیں یہ اعتراض سراپا فضول ہے +

حکیم بھاسکر آچاریہ کا زمانہ

اس مشہور فاضل حکیم کی بنائی ہوئی کتب حسب ذیل ہیں:۔

سدھانت شرومنی۔ گول ادھیائی۔ بیج گنیت۔ کرن کتوہل۔ لیلاوتی۔ یہ نامور حکیم سمت ۱۰۳۶ شالباہن کے قریب ملک دکھن کے بیدر شہر میں بمقام مہیشر برہمن کے متولد ہوا۔ اس کی بابت الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ "نجوم کے علم میں ایک اور مصنف بھاسکر آچاریہ نام ۱۱۵۰ء کے قریب مقام بیدر علاقہ دکھن میں پیدا ہوا کہتے ہیں کہ اس نے علم ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جو زمانہ حال کے ریاضی دانان یورپ کے مسئلہ جزئیات سے بہت مشابہ ہے" (تاریخ اول صفحہ ۲۳۴)

اس کی بنائی ہوئی کتاب لیلاوتی کا ترجمہ مشہور فاضل فیضی نے بعہد اکبر بادشاہ کے کیا ہے جس کے دیباچہ میں وہ لکھتا ہے "مولف این کتاب حکیم نامور بھاسکر آچاریہ است کہ در حکمت ریاضی بےنظیر عہد خود بود و مولد و موطنش شہر بیدر است از بلاد دکھن اگرچہ تاریخ تالیف این کتاب معلوم نیست اما کتابے دیگر دارد۔ در اعمال استخراج تقویم و دقایق اسرار تنجیم موسوم بہ کرن کتوہل

करण कुतूहल

و آنجا تاریخ تالیف او نوشتہ کہ یکہزار و یک صد و پنج سال بود از تاریخ شالباہن کہ در ہندوستان متعارف بود از ان سال تا امسال کہ سی و دوم سال از تاریخ الٰہی ست موافق یسال سہ صد و نود و پنجم از تاریخ قمری سہ صد و ہشتاد و سہ سال گذشتہ بود" (دیباچہ لیلاوتی صفحہ ۳ مطبوعہ لاٹری سوسائٹی آریہ سماج مظفر گڈھ)

महेश्वरोत्पन्न:

کرن کتوہل میں بھاسکر آچاریہ جی نے اپنے پتا کا نام لکھا ہے اور سال تصنیف سمت ۱۱۰۵ شالباہن مندرج ہے۔ لیلاوتی نام گرنتھ اُس نے اپنی پیاری بیٹی کے نام پر تصنیف کیا اور بعضوں کا خیال ہے کہ خود اُسکی بیٹی نے تصنیف کیا +

سچ ملنتر وبست ایدیسن یہ گرنتھ راج نیت کا ہے اس میں راجا نند جس کا عہد پورو رد چی تھا کا ذکر ہے۔ (دیکھو ملتر سم۔ کتھا صفحہ ۹۲ مطبوعہ کلکتہ)

ہمارا بہ بیدر گپت اور چانک رشی کی نہی کا بھی اس میں ذکر ہے (دیکھو کتھا کا آغاز صفحہ ۵) نند اور چندر گپت اور چانک کا زمانہ ظاہر ہے۔ پس یہ گرنتھ اُن کے بعد بنایا گیا بکرم کا اس میں بالکل ذکر نہیں اور نہ اُس کے کسی فاضل نورتن کا۔ بنابر آں معلوم ہوتا ہے کہ بکرم سے پہلے بنایا گیا +

نوشیرواں (کسریٰ) بادشاہ ایران کے حکم سے ۵۳۱ سے ۵۷۹ء مطابق سمت ۵۸۸ و سمت ۶۳۶ بکرمی میں برزویہ حکیم نے اس کا ترجمہ پہلوی میں کیا اور پھر دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ترجمہ ہو گیا اس کے مصنف کا نام وشنو سرما ہے جو بعہد راجا امر شکتی المعروف ستو دیش کے گذرا ہے یہ مہلاپور نام نگر یاں متعلقہ علاقہ دکھن کا راجہ تھا اسی کا خلاصہ ہت اُپدیش ہے شاہنامہ میں بھی فردوسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مدرا راکشس ناٹک۔ اس میں اُس انقلاب سلطنت کا ذکر ہے۔ جس میں مگدھ کے خاندان نند کی جگہ چندر گپت وہاں کا راجہ ہو گیا۔ پہلے وزیر کو جو نند کے ساتھ سازش کر کے خود راجہ بننا چاہتا تھا پنڈت چانک جی کی حکمت عملیوں سے شکست ملی اور چندر گپت گدی پر بیٹھا۔ مشہور فاضل بیاکھ دت نے چانک جی کی خاطر کے واسطے اسے تصنیف کیا۔ اس کا زمانہ تصنیف مسیح سے تین سو برس پہلے ہے۔ غرضیکہ چندر گپت کی سلطنت کا آغاز اور اس کی تصنیف کا زمانہ ایک ہی ہے (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۲۲ حصہ اول) + چندر گپت نے چوبیس برس یعنی ۳۱۵ سے ۲۹۱ برس قبل مسیح تک بڑی شان و شوکت سے سلطنت کی (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۶)

"گرہ لاگھو" یہ گرنتھ جیوتش کے متعلق ہے

द्वयब्धवसुमिते

۱۴۴۲ شالباہن میں یہ گرنتھ بنا ہے۔

शाके द्व्यष्टहस्तल

"تاجک" یہ گرنتھ پنڈت نیل کنٹھ جی جیوتشی کا مصنفہ ہے اور تہلت کے متعلق ہے اس کا سال تصنیف سمت ۱۵۰۹ شالباہن ہے +

"مہورت چنتامنی" یہ گرنتھ اور اسی کے مصنف پنڈت گنیش دیو جی کی اُجبت جاتکالنکار و جاتک سنکھیرن باہمی قریب زمانہ کے ہیں اس کا مصنف پنڈت نیل کنٹھ کا چھوٹا بھائی تھا مہورت چنتامنی سمت ۱۵۲۲ شالباہن میں۔ اور جاتکالنکار سمت ۱۵۳۵ شالباہن میں تصنیف ہوئے +

دن اور رات کا اندازہ جاننے کا صحیح قاعدہ

جس وقت سورج طلوع ہو۔ اُس کو اگر دو گنا کیا جاوے تو حاصل ضرب راتری کا

پرمان ہے اور جس سمہ سورج غروب ہو اُس کو اگر دُگنا کیا جاوے تو دن کا پرمان ہے مثلاً اگر سورج ۵ بجے طلوع ہو تو رات کا اندازہ دس گھنٹہ ہوگا اور اگر سورج ۱/۲ ۶ غروب ہو تو دن کا پرمان ۱۳ گھنٹہ ہوگا +

پوران کس نے بنائے

ہمارے بھولے بھالے ہندو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ پوران اور اٹھارہ اُپ پوران ویاس جی نے بنائے ہیں جو پراشر کے فرزند اور مہاراج یدھسٹر کے وقت میں موجود تھے جن کو آج تک ۴۳۳۱ سال ہوتے ہیں اس میں وہ پرمان دیا کرتے ہیں کہ

अष्टादश पुराणानां कर्ता सत्यवती सुतः

یعنی اٹھارہ پورانوں کے مصنف ستوتی کے بیٹے ویاس جی ہیں مگر پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال ان کا درست ہے اور نہ ہی یہ سنسکرت واک۔

یہ خیال درست کرنے کے واسطے ہم اپنی برسوں کے تحقیقات کردہ ذخیرہ سے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں امید ہے کہ دھرم کے متلاشی اور تاریخ کے شائق پکشپات چھوڑ کر اسے مطالعہ فرما دیںگے +

ثبوت اول۔ سارے ودوانوں کی اس بارے میں ایک رائے ہے کہ اٹھارہ[۱] پوران مہابھارت سے پیچھے تصنیف ہوئے اور سبھی جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے بھاگوت راجا پریکشت کو سنایا تھا اور مہابھارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یدھ کے بعد تخت مہاراجہ یدھسٹر تخت نشین ہوئے انہوں نے ۳۶ سال اور ۲۵ دن راج کیا یدھسٹر کے وفات پانے پر راجہ پریکشت گدی نشین ہوئے۔ جنہوں نے ۶۰ برس راج کیا بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ پریکشت کے آخری دنوں میں جب اُسے سانپ نے کاٹا تب اُسے شکدیو نے بھاگوت سنایا۔ (دیکھو بھاگوت)

مگر بھارت کے شانتی پرب ادھیاء ۳۳۲ اور ۳۳۳ سے ثابت ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمہ یدھسٹر ان سے اپدیش سننے گئے۔ تب انہوں نے شکدیو جی کا اس طرح ذکر کیا کہ بہت برس گذرے شکدیو جی مر گئے وہ یوگی پرش اور ویاس جی کے فرزند تھے اُن کے مرنے پر ویاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے

یدھسٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور اُس وقت راجہ پریکشت حمل میں تھے اب جائے غور ہے کہ جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی شکدیو جی مر گئے تھے تو ان کا ۹۶ سال بعد آ کر بھاگوت سنانا کس قدر صریح جھوٹ ہے۔ اس جگہ دیوی بھاگوت مترجم کا لکھنا بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہ بھاگوت بوپ دیو براور جے دیو نے بنائی ہے (دیکھو دیباچہ دیوی بھاگوت)

پس صاف ظاہر ہے کہ نہ پریکشت نے سنی اور نہ شکدیو نے سنائی اور نہ ویاس اس کے مصنف ہیں +

اور روپ دیو مہاراجہ بھوج کے عہد میں یعنی سمت ۱۱۴۵ بکرمی میں ہوا جن آدمیوں نے بوپ دیو کرت مگدھ بودھ ویاکرن کا مطالعہ کیا ہے وہ صاف شہادت دیتے ہیں کہ مگدھ بودھ اور بھاگوت کا کرتا ایک ہی ہے +

ثبوت دوم۔ اٹھارہ پورانوں میں بُدھ کو وشنو کا اوتار قبول کیا ہوا ہے اور جن عبارات میں یہ ذکر ہے۔ اُس میں صیغہ ماضی معلوم ہوتا ہے نہ کہ مستقبل اور جو بُدھ کے اوضاع و اطوار بیان کئے ہیں۔ وہ زمانہ بُدھ کے حالات سے ٹھیک ملتے ہیں +

(دیکھو شیو پوران پورب آردھ۔ کھنڈ پانچواں۔ ادھیاء ۲ سے ۹ تک اور بھاگوت) اور آرسی دت صاحب اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں "وشنو پوران کے تیسرے حصہ کے آخری ادھیاؤں میں بُدھوں اور جینیوں کے مذہب کی تردید ہے" (جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

اور پدم پوران میں بھی بُدھ مذہب کا ذکر ہے +

दैत्यानां नाशनार्थाय विष्णुना बुद्धरूपिणा ।
बौद्धशास्त्रमसत्प्रोक्तं नग्ननीलपटादिकम् ॥

مگر مورخوں نے پرانے نشانات۔ یادگاروں۔ مناروں۔ بُدھ مندروں کے کتبے اور آرورت۔ لنکا۔ برہما۔ چین۔ سنت کی کتابوں عجائب گھر کے بتوں سے ثابت کیا ہے کہ بُدھ بکرماجیت سے ۴۱۴ برس پہلے ہوا اور ۸۰ برس زندہ رہ کر مر گیا جس کو آج تک دو ہزار پانچ سو برس ہوتے اور ویاس جی کو پانچ ہزار تین سو برس۔ اس حساب سے بُدھ ویاس جی سے تقریباً دو ہزار برس پیچھے ہوئے۔ بنا برآں ویاس پورانوں کے مصنف نہیں ہیں

ثبوت سوم۔ سوامی شنکر آچاریہ مشہور دکھنی برہمن رامانج سے بہت پہلے گذر چکے ہیں کیونکہ رامانج نے شنکر بھاشیہ اور شنکر مت کا اچھی طرح کھنڈن کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُن کو گذرے بہت کچھ مدت ہو چکی ہے اور اُن کا مت ادویت واد دور دستور سے پھیلا ہوا ہے اور ہم اسی کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ شنکر آچاریہ کو ہوئے دو ہزار دو سو برس کے قریب گذرے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عموماً ہندو شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں اور اُن کا ہونا بُدھ مت سے کسی طرح بھی پہلے نہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے بُدھ مت کا کھنڈن کیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ کے مت میں سارا جگت مایا اور وہ اپنے آپ کو برہم کہتے تھے۔ اب پدم پوران میں پاربتی کو مہادیو کہتے ہیں۔

(دیکھو سانکھیہ شاستر ٹیکا وگیان بھکشو کی بھومکا صفحہ ۷ و ۸)

मायावादमसच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च । मयैव कथितं देवि कलौ ब्राह्मणरूपिणा ॥ अपार्थं श्रुतिवाक्यानां दर्शयन् लोकगर्हितम् । कर्मस्वरूपत्याज्यत्वमत्र च प्रतिपाद्यते ॥ सर्वकर्मपरिभ्रंशान्नैष्कर्म्यं तत्र चोच्यते । परात्मजीवयोरैक्यं मयात्र प्रतिपाद्यते ॥ ब्रह्मणोऽस्य परं रूपं निर्गुणं दर्शितं मया । सर्वस्य जगतोऽप्यत्र नाशनार्थं कलौ युगे ॥ वेदान्तवन्महाशास्त्रं मायावादमवैदिकम् । मयैव कथितं देवि जगतां नाशकारणात् ॥ पद्म० अ० २०१

ترجمہ جس میں مایا کا خاص مذکور ہے۔ ایسا جھوٹا شاستر پردہ بُدھ ہے وہ میں نے خود ہی کلجگ میں برہمن کا روپ دھار کر لکھا ہے جس میں وید شرتیوں کا اُلٹا ارتھ کیا گیا ہے تاکہ دنیا کی نندا ہو اور جس میں کرموں کو بالکل چھوڑ دینے کا ذکر ہے اور جس میں سب کرموں سے رہت کو نہ کرش کرم کہا ہے اور سا تما اور جیو کی ایکتا بھی کر دی جس میں پر برہم کو بالکل گنوں سے رہت کہا ہے۔ وہ میں نے خود جگت کے ناش کے واسطے کلجگ میں ویدانت کی طرح پر ظاہر ہو۔ اس اصلی غرض کو پورا کرنے کے واسطے (مگر اصل میں وہ ویدک نہیں) اسے ویدی رچا ہے۔

[۱] پورانوں کے نام۔ مارکنڈے پوران۔ بھوشیت پوران۔ بھاگوت پوران۔ برہم وئیورت پوران برہمانڈ پوران۔ شیو پوران۔ وشنو پوران۔ ویاو پوران۔ لنگ پوران۔ پدم پوران۔ نارد پوران کورم پوران۔ اگنی پوران۔ متسی پوران۔ برہم پوران۔ ورہ پوران۔ سکند پوران۔ گرڑ پوران اُپ پورانوں کے نام۔ سنت کمار۔ نرسنگھ۔ سوا۔ شیو دھرم۔ درواسا۔ کپل۔ نارد۔ نندکشور۔ ساکر۔ اوشن ورن۔ سانب۔ کالکا۔ مہیشور۔ پدم۔ دیو۔ پراشر۔ مریچ۔ بھاسکر +

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پدم پوران بُدھ مت اور شنکر آچاریہ کے پیچھے بنائے دو ہزار برس سے پورانا نہیں۔ پس کسی طرح ویاس کی تصنیف نہیں ہو سکتا کیونکہ شنکر آچاریہ کی تصنیفات میں ۱۸ پورانوں کا نام ہرگز مندرج نہیں اور اسیطرح کورم پوران ادھیاء ۳۰ میں شنکر سوامی کا ذکر ہے (دیکھو پرشسنت پادبھاشیہ مطبوعہ بنارس ۱۹۰۸ء کا حاشیہ صفحہ ۲۲)

ثبوت چہارم۔ بھوشیہ پوران میں بکرماجیت یعنی مہاراجہ وکرمادتیہ جی کا نام موجود ہے اور ان کے ساتھ کا بھی ذکر ہے پس یہ پوران ۱۹۵۰ برس سے اسطرف کا بنا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ رامانج ویشنوؤں کے آچاریہ جنہوں نے ویشنو مت چلایا سمت ۱۰۷۳ بکرمی کی چیت شدی کو کینپو کے گھر پیدا ہوئے۔ انہوں نے سنکھ چکر۔ گدا۔ پدم کا داغ اپنے مریدوں کو لگانے کا حکم دیا۔ ان سے پہلے اس طرح کا کہیں ذکر نہیں۔ لیکن اس مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے ✤

शंखचक्रतापयित्वाय स्यदेहः प्रदह्यते। सजीवन् कुणप स्त्याज्य सर्वधर्मविहिष्कृतः

ترجمہ۔ جس کے جسم پر شنکھ۔ چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ تمام دھرم کاموں سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لایق ہے ✤

مسٹر آر سی دت اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ پدم پوران میں تنکہ چکر لگانے کا ذکر ہے یہ سب باتیں محمدیوں کے ہندوستان میں آنے کے پیچھے داخل ہوئیں ڈاکٹر ولسن صاحب کی یہ رائے ہے کہ اس پوران کے آخری حصے مسیح کی پندرھویں یا سولھویں صدی میں لکھے گئے ‘‘ (جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

چونکہ لنگ پوران اور پدم پوران بھی ۱۸ پورانوں میں ہیں بنا بر آں یہ پوران گیارھویں صدی سے اس طرف کی تصنیف ہیں ویاس کے بنائے ہرگز نہیں ہو سکتے

ثبوت ششم۔ وایو پران کے ایک لنگ مہاتم میں باپا راجہ چتوڑ کا نام موجود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باپا سمت ۷۸۴ میں ہوا۔ یہ باپا راجہ مسلمان ہو گیا تھا پس وایو پوران سمت ۷۸۴ سے پہلے کا ہرگز نہیں ✤

ثبوت ہفتم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۱ بکرمی میں اڑیسہ کے راجا اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا۔ اس سے پہلے نہیں تھا اور مندر پر بھی یہ سمت لکھا ہوا ہے اس میں مورخوں کی رائے متفق ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکندھ پوران میں لکھا ہے (دیکھو اس پوران کا اڑکل کانڈ) اور آر سی دت لکھتے ہیں کہ برہم پوران میں بھی جگن ناتھ کے مندر کا ذکر ہے (اینشینٹ انڈیا جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ و ۳۰۱) بنا بر اں اسکندھ پوران و برہم پوران سمت ۱۲۳۱ سے پیچھے بنائے گئے کسی طرح ویاس کے بنے بنائے ہوئے نہیں ہیں ✤

ثبوت ہشتم۔ توزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ کے زمانہ میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تینوں چیزیں لایا تھا اس سے پہلے اس دیش میں نہیں تھیں (دیکھو توزک) اور تمام مورخ بھی اس بات پر متفق الرائے ہیں۔ لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے ✤

प्राप्ते कलियुगे घोरे सर्ववर्णाश्रमे नराः।
तमालं भक्षितं येन स गच्छेन्नरकार्णवे॥

(ترجمہ) اس گھور کلجگ کی پراپتی پر جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے اور پدم پوران ادھیاء [illegible] ✤

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कुर्वन्ति ये नराः।
दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः॥

ترجمہ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے۔ داتا نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن گاؤں کے سور کا جنم لیتا ہے ✤

واضح ہو کہ تمباکو امریکہ کی زبان لفظ ہے۔ ہندوؤں کے کسی دھرم شاستر میں تمباکو کا لفظ نہیں لکھا۔ اور بابا نانک سے لیکر ہرکشن جی آٹھویں بلکہ تیغ بہادر نویں گدی نشینوں تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا۔ کیونکہ یہ اس زمانہ میں تازہ تازہ آیا اور ابھی اتنا پرچار بھی نہیں پایا تھا۔ مگر اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں گدی نشین گوبند سنگھ جی نے اس کا عام رواج ہوتا دیکھکر اس کا نشیدھ کیا اور انکے ہم عصر جو مذہبی فرقہ ہوئے سب اس کا کھنڈن کرتے رہے جیسے دادو جی وغیرہ ✤

پس پدم پوران اور برہمانڈ پوران دونو جہانگیر کے والد اکبر بادشاہ کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور یہ تو ظاہر ہے کہ اکبر بادشاہ نے سمت ۱۶۱۳ بکرمی سے ۱۶۶۲ تک راج کیا۔ پس کسی طرح ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ تین سو برس کے اندر کے بنائے ہوئے ہیں

ثبوت نہم۔ پدم پوران کے بھاگوت مہاتم میں لکھا ہے کہ نارد دیا کل ہو کے سنکادک کو ملے اور کہا کہ ملیچھوں نے سومنات۔ بنارس۔ رامیشر متھرا وغیرہ تیرتھوں میں مندروں کو توڑ ڈالا۔ اور آشرموں پر قبضہ کر لیا۔ برہمن اور پوجاری لوگ بڑے دکھی ہیں (دیکھو اُتر کھنڈ۔ ادھیاء ایک شلوک ۲۷ سے ۳۳ تک مطبوعہ بمبئی)

لیکن سب جانتے ہیں کہ ایسا حال مندروں کا محمود کے وقت سے اورنگزیب کے وقت تک ہوتا رہا یعنی سمت ۱۰۵۸ سے سمت ۱۷۶۳ تک پس پدم پوران کسی طرح ویاس جی کی تصنیف نہیں ✤

ثبوت دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ملیچھ طوائف پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمانی رنڈیاں بھی موجود نہیں تھیں اور جب مسلمانی طوائفیں نہیں تھیں تو اُن پر کوئی فریفتہ نہ ہوتا تھا۔ اور نہ لوگوں کے دین و ایمان غارت ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے حملہ سے پیچھے بنا ہے۔ ویاس جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں

ثبوت یازدہم۔ ویاس جی کے مصنفہ ویدانت سوتر۔ مہابھارت کی وِیاکھیا۔ یوگ بھاشیہ وغیرہ سے ظاہر ہیں۔ اُن کا دھرم بھی کسی ودوان سے مخفی نہیں مگر یہ اٹھارہ پوران اور اپ پوران اُن گرنتھوں کے بالکل مخالف ہیں۔ اُن کا مطلب ویاس جی کے تصنیف کردہ گرنتھوں سے نہیں ملتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پوران ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں ✤

ثبوت دوازدہم۔ اٹھارہ پورانوں میں رشی منی اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور اُن پر جھوٹے کلنک لگائے گئے ہیں۔ جیسے برہما جی پر بیٹی سے ہمبستری کا کلنک۔ کرشن جی کو کبجا اور گوپیوں سے بیبھچار کا کلنک۔ مہادیو کو رشیوں کی استریوں سے زنا کا کلنک۔ وشنو کو جالندھر کی استری برندا سے۔ اندر کو گوتم کی استری اہلیا سے۔ چندرماں کو گرو برہسپتی کی استری تارا سے۔ وایو اور مہادیو کو کیسری کی استری انجنی سے۔ ورن کو اگست کی ماتا اُروشی سے۔ برہسپتی کو اپنی بھاوج اتتھیا سے وشوامتر کو اُروشی سے۔ پراشر کو مچھودری سے۔ ویاس کو داسی سے۔ دروپدی کو پانچ خاوندوں کا۔ دیویوں کو ماس اور شراب کا۔ وامن اوتار کو چھل اور کپٹ کا۔ بلدیو کو شراب و زنا کا۔ رامچندر کو نارد کے شاپ سے پیدا ہونے اور بیگناہ سیتا کو گھر سے نکالنے کا وغیرہ وغیرہ۔ کلنک سب رشی منی دیوتاؤں پر لگائے گئے مگر بدھ پر کوئی کلنک نہیں لگایا جس نے ناستک مت کا دنیا میں پرچار کیا اور پورانوں کی تعلیم کا آخری نتیجہ بھی ناستک بنانا ہے اور یہی سبب ہے کہ صد ہا برہمن اس وقت تک بھی جینیوں کے مندروں کے پوجاری بنے ہوئے ہیں۔ بنا بر آں ظاہر ہے۔ اور عقل

شہادت دیتی ہے۔ کہ پورانوں کے تصنیف کرنے والے ... کے ماننے والے تھے ۔ کہ مہاتما ویاس جی۔ منو سمرتی میں لکھا ہے۔

योऽनधीत्य द्विजोवेदमन्यत्रकुरुतेश्रमम् । सजीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः ॥ म० अ० २ श्लो० १६८

ترجمہ۔ جو برہمن۔ کشتری۔ ویشیہ۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا بلکہ دیگر گرنتھوں کی تعلیم میں مصروف رہتا ہے۔ وہ زندگی میں ہی قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے اور جب پڑھوں نے پوران بنائے اور ابھی تک ہندوؤں نے انہیں اپنے مذہبی پستک نہیں تسلیم کیا تھا تب اترے نے سمرتی ہی اس میں لکھا ہے +

वेदैर्विहीनाश्च पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः । पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवता भवन्ति ॥ अत्रिस्मृतिः ८२

ترجمہ۔ وید سے رہت لوگ شاستر پڑھتے ہیں اور شاستر سے رہت پوران پڑھتے ہیں۔ پران سے ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے بھرشٹ بھاگوت پڑھتے ہیں +

اس کے ساتھ ہی پورانوں کا سبب تصنیف بھی یہی ہدایت دیتا ہے کہ ہم پورانوں کی تعلیم سے پرہیز کریں +

स्त्रीशूद्रद्विजबन्धूनां त्रयी न श्रुतिगोचरा । कर्मश्रेयसि मूढानां श्रेय एवं भवेदिह इति भारतमाख्यानं कृपया मुनिना कृतम् ॥
भागवत स्कन्ध १ अ० ४ श्लो० २५

ترجمہ۔ استری۔ شودر اور دو جنموں کے لوکروں کو ویدوں کا ادھکار نہیں۔ بنا بر آں ان کے واسطے پوران بنائے گئے ہیں +

پورانوں کی بابت دیگر فضلا کی جو آرا ہے ہم یہاں درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں پرانوں میں خود غرضوں کی طرف سے یہاں تک تحریف ہوئی ہے کہ وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہے چنانچہ بھوشٹ پوران کے آٹھویں ادھیائے پورب بھاگ کے شلوک ۳۴ و ۳۶ میں نانک جی کا اوتار ہونا بھی لکھ مارا ہے جو راجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت کی کارستانی ہے +

مؤرخ مارشمین۔ اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ "۳۳ کروڑ دیوتا بدھ مذہب کے خارج ہو جانے کے بعد پورانوں کے حکم کے موجب ہندوؤں کی پرستش میں داخل ہوئے اور ان پورانوں میں پرانے سے پرانے ایک ہزار برس اور نئے سے نئے ساڑھے چار سو برس کے ہیں (صفحہ ۱۳ سنہ ۱۸...)

چونکہ پورانوں میں مسلمانوں کی فتح کے بعد بہت ساری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اس لئے وہ اسلامی فتح سے پہلے ہندوؤں کی زندگی اور برتاؤ کی تصویر کے لئے ایک غیر محفوظ اور ناقابل اعتبار ہیں (اینشنٹ ہسٹری آف انڈیا جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

پھر یہی مورخ پورانوں اور اپ پورانوں کا ذکر کرکے نہایت افسوس سے لکھتا ہے "ان شخصوں کی سنتان جو کہ ویدوں کی رچاؤں کو گاتے تھے اور اپنشدوں کے عمیق اور سنجیدہ اور اعلیٰ تحقیقات کے موجد تھے۔ اس وقت البتہ بیہودہ گوئیوں میں اعتبار کرتے ہیں۔ اور ایسی مہمل رسومات کو ادا کرتے ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

"بادشاہوں اور راجاؤں کے کسی قسم کے حالات بہتے موجود تھے جن کو اتہاس پران کہتے تھے اگر یہ ہیں گرنتھوں کے علاوہ تھے تو وہ کھوئے گئے ہیں۔ شاید یہ لوگوں کی حافظوں میں موجود رہے۔ اور ان میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ نئے قصے ملا دئے گئے۔ اور غالباً دو ہزار برس کے پیچھے ان کی آخریں شکل ہوئی جن میں کہ ہم اب ان کو پاتے ہیں لیکن لفظ پوران کو چونکہ یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ وہ پوران جو اب موجود ہیں یہ پرانا رسالہ

میں بدل دئے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ہندوستان فتح کرنے کے بعد کی ست صدیوں میں ان میں تبدیلیاں کی گئیں اور زیادتیاں بھی کی گئی ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

پھر یہی مورخ اول پوران اور تنتروں کا ذکر کرکے لکھتا ہے "جو قوم ہر ایک بات پر اعتبار کر لیتی ہے۔ اور کمزوری طاقت کی خواہش کرتی ہے اور جب ایک غیر قوم کی صدیوں کے ماتحتی نے ایسی جہالت اور آخیر درجہ کی کمزوری پیدا کر دی تھی۔ تب آدمیوں نے خراب اور اپوتر (ناپاک) طریقوں سے اس طاقت کو حاصل کرنا چاہا جو عمدہ اپنشدوں کے مطابق صرف ہماری اخلاقی۔ عقلی اور جسمانی طاقتوں کے آزادانہ کھلے طور اور صحیح استعمال سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مورخ کے واسطے تنتروں کا لٹریچر ہندو خیال کی کچھ بھی خاص شکل ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ انسانی دل کی ایک مریض حالت بیان کرتا ہے۔ جو کہ صرف ایسے وقت ممکن ہے جبکہ قومی زندگی کوچ کر چکی ہو۔ رسوم پولیٹیکل گیان گم ہو چکا ہو۔ اور علم کا چراغ گل ہو گیا ہو + (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

"سب سے پہلے مورخ اور سیاح یعنی البیرونی نے جو محمود کے وقت ۱۰۳۱ء میں آریہ ورت میں آیا۔ اس نے اپنی کتاب میں ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے۔ (آرسی دت کی ہسٹری آف اینشنٹ انڈیا)

پرتھوی راج راسہ کے پنجابی مصنف و مورخ و کوی چاند بردائی (چاند بردائی) نے جو ۱۱۹۳ء میں ہوا ہے ۱۸ پورانوں کا نام لکھا ہے۔

بابا نانک نے بھی ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے جو ۱۵۲۰ء میں عہد بابر بادشاہ کے گذرے ہیں

پس صاف ظاہر ہے کہ موجودہ پوران کم و بیش کسی نہ کسی شکل میں ۱۰۰۰ء مطابق ۱۰۵۷ بکرمی سے پہلے موجود تھے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کی فہرست میں ویدانت گرنتھوں میں ایک آتم پوران بھی لکھا ہے جس کا کرتا شنکر آچاریہ مندرج ہے (صفحہ ۵۴) مگر یہ ۱۸ پورانوں میں شمار نہیں ہوتا

منشی اندرمن صاحب مرحوم مراد آبادی بھی اٹھارہ پورانوں کا مصنف ویاس کو نہیں تسلیم کرتے تھے بلکہ بہت سے لوگوں کی تصنیف بتلاتے تھے چنانچہ چار پانچ کے نام بھی درج کئے ہیں

راجہ بھوج جو سمت ۱۰۴۱ بکرم میں ایک بڑا نامور اور سنسکرت کا قدردان راجہ گذرا ہے۔ (ایسا سنسکرت کا قدردان اس کے بعد کوئی نہیں ہوا) اس نے پنڈتوں کو ایک ایک شلوک پر لاکھ لاکھ روپے دئے ہیں۔ بہت سی پوتھیاں اس کے وقت کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہیں۔ ان کی بدولت سلطنت و خزانہ اگرچہ ایسے لوگ بہت کم تھے جو سنسکرت زبان جانتے ہوں۔ (دیکھو جام جہاں نما جلد ۲ سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۱۰۹)

اسی راجہ بھوج کے عہد کے بنے ہوئے سنجیونی گرنتھ میں لکھا ہے کہ راجہ بھوج کے راج میں ویاس جی کے نام سے کسی نے مارکنڈے اور شیو پوران بنایا تھا۔ اس سماچار راجہ بھوج کو ودت ہونے سے ان پنڈتوں کو ہست چھیدن (قطع ید) آدی ڈنڈ دیا۔ اور ان سے کہا جو کوئی کاویہ آدی گرنتھ بناوے تو اپنے نام سے بناوے۔ رشی منیوں کے نام سے نہیں۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۹)

اصل میں اس کی ایسی قدردانی کے سبب سے جیسا کہ لوگوں نے اپنے بنائے ہوئے گرنتھ بنا کر رشی منیوں کے نام سے پیش کئے جیسا کہ پوران ساس میں صرف شاعر و ویاس پنڈتوں کا قصور ہے۔ راجہ صاحب کا نہیں +

مختلف تاریخی واقعات کا مسلسل زمانہ بکرمی سموت سے

نمبر شمار	نام تاریخی یا مذہبی یا علمی واقع کا	سموت بکرم سے پہلے	کیفیت
۱	پماشر سوتر کا زمانہ	۲۳۵۰	بکرم سے پہلے
۲	مہاراجہ یدھشٹر کا زمانہ	۲۳۸۰	•
۳	منی ویاس جی کا زمانہ	۲۳۸۰	•
۴	سری کرشن جی کا زمانہ	۲۳۸	•
۵	مہاراجہ جنمیجے فرزند مہاراجہ پریکشت کا راج	۲۳۴۳	•
۶	زردشت جی کا زمانہ	۲۳۴۴	•
۷	گونرد جو پہلا کشمیر کا راجہ ہوا	۲۳۲۰	اس سے کرشن جی کے بھائی [illegible] ہوا
۸	ملکہ [illegible] ہندوستان سے ہند پر حملہ کیا	۲۰۰۰	•
۹	شاہ فرس شاہ مصر نے حملہ کیا اور گنگ تک آیا	۱۳۰۸	•
۱۰	چاندوں کا جد رنگ راجہ اصل پیدا ہوا	۶۵۰	•
۱۱	[illegible]	۶۵۲	•
۱۲	دارا کی جنگ	۵۰۰	•
۱۳	بدھ یعنی شاکیہ سنگھ پیدا ہوا	۵۰۰	•
۱۴	نند راجاؤں کے زمانہ کا آغاز	۴۷۵	•
۱۵	مہاراجہ گوہا کی شادی	۴۷۵	•
۱۶	شاہ سکندر کی چڑھائی	۲۷۵	•
۱۷	مہاراجہ چندر گپت	۲۶۸	•
۱۸	مہاراجہ اشوک	۲۶۳ لہ	•
۱۹	شنکر آچاریہ کا ظہور و بدھ مذہب کا زوال	۲۲۳	•
۲۰	بکرمی ہجری	۵۰	•

لہ راجہ اشوک کا مینار جو کرو کے پتھر کے ڈھلا ہوا ہے۔ اور اب جو فیروز شاہ کی لاٹھ کے نام سے مشہور ہے قبل مسیح سے ۲۵۸ سال پیشتر راجہ اشوک نے بنوایا تھا (جرنل ایشیاٹک حوال نمبر ۲ صفحہ ۶۳)

نمبر شمار	نام	سال	کیفیت
۱۱	راجہ ملکہ چند	۱۹۵سال	•
۱۲	راجہ کھوج	۵۴۱سال	•
۱۳	بابھی راجاؤں کا خاتمہ	۵۷۱سال	•
۱۴	چوتھا شنکر آچاریہ	۵۸۲سال	•
۱۵	نوشیرواں جس کے عہد میں پنج تنتر ترجمہ ہوا	۵۸۸سال	•
۱۶	برہم گپت	۶۰۷سال	
۱۷	پانچواں شنکر آچاریہ	۶۴۷سال	•
۱۸	اندھیرون کا خاتمہ	۷۸۹سال	•
۱۹	جادو راجاؤں کا زمانہ	۸۰۱سال	•
۲۰	چھٹا شنکر آچاریہ	۸۴۵سال	•
۲۱	بھٹ رہل	۸۴۷سال	•
۲۲	جینی سال	۹۰۷سال	•
۲۳	سوسلیکوں کا عمل	۹۸۸سال	•
۲۴	راما نج جی کا زمانہ	۱۰۴سال	•
۲۵	انند پال	۱۰۶۵سال	
۲۶	محمود غزنوی نے ہند پر حملہ کیا	۱۰۵۶سال	•
۲۷	محمود فوت ہوا	۱۰۸۷سال	•
۲۸	البیرونی یا ابوریحان	۱۱۰۰سال	•
۲۹	بھاسکر آچاریہ	۱۱۰۰سال	
۳۰	راجہ ہرش والی کشمیر	۱۱۱۳سال	•
۳۱	مہاراجہ پرتھی راج کا خاتمہ	۱۱۹۱سال	•
۳۲	راجہ ہری ہر	۱۴۰۰سال	•
۳۳	چیتن کا زمانہ	۱۴۸۵سال	•
۳۴	راما نند سوامی بیراگیوں کے آچاریہ کا زمانہ	۵۰۰سال	•
۳۵	کبیر جی کا زمانہ	۱۴۵۰سال	•
۳۶	بلبھ سوامی کا زمانہ	۱۵۴۰سال	•
۳۷	بابا نانک کا زمانہ	۱۵۴۰سال	•
۳۸	دادو جی کا زمانہ	۱۶۵۷سال	•
۳۹	گوسوامی تلسی داس مصنف رامائن کا زمانہ	۱۶۸۰سال	•
۴۰	اورنگزیب سنہ [illegible] سے سنہ [illegible] تک	سنہ [illegible]ء	•
۴۱	گوبند سنگھ جی کا زمانہ		•
۴۲	مہاراجہ چھترپتی شیواجی کا زمانہ	سنہ ۱۶۲۷ میں پیدا ہوا	•
۴۳	مہاراجہ رنجیت سنگھ	سنہ ۱۸۳۹ء	۲ نومبر سنہ [illegible] کو پیدا ہوا
۴۴	رام موہن رائے بانی برہم سماج	۱۸سال	•
۴۵	سوامی نارائن یا سہجانند جی کا زمانہ	۱۸۸۶سال	•
۴۶	برہمچاری بابا کا زمانہ	۱۹۰۰سال	•
۴۷	سوامی دیانند جی کا زمانہ اور آریہ سماج کی بنیاد	۱۹۳۲سال	

وکرم سے مابعد کے حالات

نمبر شمار	نام راجگان و فرمانروایان	تعداد سال	کیفیت
۱	بکرم تخت نشین ہوا	۱سال	[illegible] کے
۲	دوسرا مشہور شنکر آچاریہ ہوا	۲۲سال	میں اس نے سنیاس لیا
۳	یسوع مسیح یروشلم میں ہو گئے	۵۳سال	•
۴	شالباہن نے شک چلایا	۱۳۵سال	•
۵	بلبھ راج کا آغاز	۲۰۱سال	•
۶	اردشیر ایرانی تخت نشین ایران ہوا	۲۸۲سال	•
۷	اندھیرون کا راج	۳۴۶سال	•
۸	راجہ وکرم پال	۱۴۴سال	•
۹	تیسرا شنکر آچاریہ	۴۵۷سال	•
۱۰	آریہ بھٹ	۵۰۰سال	•

ثبوت تناسخ

اوم

नतस्यकार्य्यं करणं च विद्यते नतत् सम स्चा भ्याधिक स्चदृश्यते । परास्य शक्ति विविधैव स्नुयते स्वभाविकी ज्ञान बलक्रियाच ॥

اے نام تو آرایش عنوان کلام — وے یاد تو آسائش ہر بے آرام
در حیّز امکان تصوّر ہرگز — بے نام تو آغاز نہ گیرد انجام

جگت آدھار سوامی! آپ کی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کی جو شان انسانی طاقت سے بہت ہی بالاتر ہیں آپ کا اٹل سار اور لاتغیر اوصاف آپ کی ذات مقدس کی طرح اوہام اور بے نظر ہے۔ نظام عالم کا سلسلہ اور ترتیب کونین کا مرحلہ قدم قدم بزبان حال سے پکار رہا ہے۔ بقول شخصے ؎

ہمہ ذرات از ماہ تا ماہی — وحدانیتش دادہ گواہی
ہمہ اجزائے کون از مغز تا پوست — جو اہمی دلیل وحدت اوست

بڑے بڑے لائق حکماء اور مشہور فضلاء فلسفہ کی باریک تحقیقات اور سائنس کے اعلیٰ خیالات سے جس منزل پر پہنچے ہیں وہ تیری نام کا پہلا زینہ ہے زمین اور آسمان کے قلابے ملانے والے مہندس اور منجم بھی جس قدر زیادہ غور کرتے ہیں تیری قدرت کی باریکیاں اتنا ہی زیادہ لطیف نظر آتی ہیں۔ اسی واسطے فلسفہ کے پہلے معلم یعنی آد سرشٹی کے رشیوں نے اپنی یاد داشت کے دفاتر میں آپ کی معرفت کی بابت لکھا ہے سو دکسمیا سوکسم ورشبھی ''(सूक्ष्म या सूक्ष्मतराभि) سمندر کی لہروں۔ پہاڑ کی گپھاؤں۔ ہوا کے جھونکوں اور سیاروں کی گردشوں میں جدھر ہم نگاہ کرتے ہیں تیری پاک صنعت کی جو تصویر ہمیں موہی ہوکر معلوم کرتی ہے ہم حیران ہیں کہ کس کس چیز کا بیان کریں۔ سچ بات یہ ہے کہ حیراں ہی ہونا چاہیئے کیونکہ محدود سمجھ محدود کا اندازہ البتہ بہ وگیہ کا خیال۔ بران دھاری جیو یا بزرگ اور مہندس کا دماغ اپنی بساط سے زیادہ کیا کرسکتا ہے۔

جائے غور ہے کہ سورج ہماری زمین سے کروڑوں درجہ بڑا اور صرف ایک سورج ہی نہیں بلکہ موجودہ علم اور قدیمی ہدایت نامہ وید سے ثابت ہے رگ $\frac{9}{11}$ ۴-۳ वहृदो सूर्यां کہ سورج بہت ہیں۔ پس اتنا بڑا جہاں اور اس میں ہزاروں نظام شمسی اور قمری پھر لاکھوں طرح کے شریر دھاری جیو اور ان کے کروڑہا میلوں گہرے سمندر اور کوسوں اونچے پہاڑ اور سب کا مالک اور صانع حقیقی آپ کی معرفت اور پوتر وید کے عالم رشیوں نے جب مراقبہ اور سمادھی میں مشغول ہوکر یوگ کی زبردست دہارنا سے آپ کا دھیان کیا تو لاریب ان کے اندر سے اُن کی آتما نے آواز دی तमीश्वराणां परमं महेश्वरं तं देवतानां परमं च दैवतम् । पतिं पतीनां परमं परस्तात् विदाम देवं جب بڑے بڑے سورج و چاند وغیرہ کرّے دن رات چکر کھاتے ہوئے آپ کا انت نہیں پا سکتے جب بحرالکاہل جیسے سمندر آپ کی صنعت کے آگے ایک قطرہ سے کم ہیں جب ہمالہ جیسے پہاڑ سکتہ کے عالم میں کھڑے ہیں کپل اور کناد جیسے رشی منیوں نے

بھی نیرو بانگت ہوجانے کے سوا جب کوئی ہدایت نہ بتلائی تو یہ ناچیز اور الپگیہ جیو آپ کی مہان کو کیا بیان کرسکے۔

اے کار کشائے ہر چہ ہستند — نام تو کلید ہر چہ بستند
اے ہیچ خطے نگشتہ اوّل — بے نقش نام تو مستقل
اے محرم عالم تحیّر — عالم ز تو ہم تہی و ہم پُر
اے مقصد ہمت بلنداں — مقصود دل نیازمنداں
اے سرمہ کش بلند بیناں — در بار کش درون نشیناں
صاحب توئی آں دگر گدا اند — سلطاں توئی آں دگر غلام اند
راہ تو بنور لایزالی — از شرک و شریک ہر دو خالی
در راہ تو ہر کہ او جود است — مشغول پرستش و سجود است
اے واہب عقل و صاحب جاں — حکم تو در جہاں ست یکساں
حرفے نہ غلط رہا نہ کردی — یک نقطہ در و خطا نہ کردی
در عالم عالم آفریدن — بہ زیں نتواں قلم کشیدن
اے عقل مرا کفایت از تو — جستن ز من و ہدایت از تو
وانگہ کہ نفس بہ آخر آید — ہم خطبۂ نام تو سر آید
آں لحظہ کہ مرگ را بسیچم — ہم نام تو در حنوط پیچم
چوں گرد شود وجود پستم — ہر جا کہ روم ترا پرستم
از ظلمت خود رہائیم دہ — با نور خود آشنائیم دہ
بے یاد تو ام نفس نیاید — با یاد تو یاد کس نیاید

پرمھوا پرم پتا! ہم بار بار آپ سے یہی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری آتما اسَت سے ست اور اگیان سے گیان اور ظلمت سے نور کی طرف متوجہ ہو۔ اندھکار سے نکلکر جوتی کے چمتکار کو دیکھے اور آپ کے نوتر وید مارگ پر درڑھتا اور اتساہ سے چلکر شانتی دہام کی بھاگی ہو۔ پرمھوا! ہماری آنکھیں آپ کی قدرت کے مطالعہ کو اور ہمارے کان آپ کے نام کی مہما کی دھونی کو اور ہماری زبان آپ کے نوریتی اور قدرت کے رازوں سے بھرے ہوئے انادی علمی خزانہ کی حصول معرفت کو ہمارا من آپ کے ست سناتن دھرم کے منن میں مصروف ہوکر پرم آنند کے اُپیوگی ہوں تاکہ ہم آپ کے ست دھرم کے پرچار میں تت پر ہوسکیں۔

جگت سوامی! ہم جو کچھ مانگیں گے وہ آپ ہی سے طلب کریں گے۔ کون ہے اس تمام برہمانڈ میں جس سے ہم آپ کے سوائے پرارتھنا کرسکیں۔ ایک میوادو تیّم برہم۔ एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म آپ ہی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر آپ کا آسرا لیتے ہیں۔ اوم شم۔ شانتی شانتی شانتی ٭

سبب تصنیف

دنیا کا تغیر و تبدل۔ سمندروں کا مدّو جزر۔ درختوں کا نشوونما۔ ستاروں کی گردشیں اس وذن کا اُدے اور است۔ شمس و قمر کا طلوع و غروب۔ زمین کا دورہ۔ سیارات کا صعود و نزول دیکھ کر جب ہم انسانی حالت پر غور کرتے ہیں تو یہ عالم صغیر کا نقشہ بھی اپنی تار و پود کے ساتھ وہی کیفیتیں عالم کبیر کی دکھلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت بعینہ دوسری سے نرالی اور تیسری چوتھی سے جدا ہے اس کی رگ رگ میں جون کی گردش کی طرح کمی بیشی یا ترقی و تنزل کا حکم

لگ رہا ہے۔ اس کے من کی کیفیت اور دل کی حالت گرگٹ کی طرح دمبدم بدل رہی ہے۔ نظامی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گروندہ رہیست و من دریں راہ | گہ بر سر تخت و گہ در چاہ
گہ پیر شدم و گر جوانم | نہ مختلف ست و من ہمانم
از حال بحال اگر بگردم | ہم بر ورق اوّلیں نوردم
ایں مرگ نہ باغ بوستانست | دیں راہ سرائے دوستانست
گر سگرم آسمانکہ راست | آں مرگ نہ مرگ نقل جائیست
از خورد گہے بخواب گاہے | در خواب گہے نہ بزم ساہے

جب ایسا حال دیکھا تو طبیعت کو یہ دھن لگی اور دماغ میں یہ خیال سمایا کہ سب داست کی تحقیقات کی جائے۔ فارسی تعلیم کے سبب مدت تک یہی مسئلہ صحیح معلوم ہوتا رہا۔ کہ المجاز قنطرۃ الحقیقت مگر بعد کے غور و فکر سے اس میں بہت ہی خرابیاں معلوم ہوئیں اور خرابیاں بھی اس قسم کی جن سے بچنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ طبیعت ورطۂ حیرانی میں پھنسی رہی۔ اور انہی ایام میں بت پرستی کی سوجھی۔ برسوں کرشن جی اور مہادیو کی پوجا سے سروکار تھا۔ اور انہیں کو اپنا مالک اور پروردگار جان کر جبہ سائی ہوتی رہی۔ بیماری کے دنوں میں کئی بار خانقاہوں سے مرادیں مانگنی پڑیں اور بارہا دیوتاؤں سے ملتجی ہوا مگر وہاں سنتا کون۔ کس مپرسی کے عالم میں دعائے سریانی کا بھی ورد کیا۔ اور کئی آیات قرآنی کا بھی جاپ کرتا رہا مگر طبیعت کو تشفی کہاں۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں بائیبل کی زیارت ہوئی اور اول سے اخیر تک سرسری ایشور سے دعا بھی مانگتا رہا کہ جو راہ حق ہو اُس پر استقامت بخش۔ مگر یہ ماننا سا کہنی ہے کہ کہیں سے بھی تسلی نہ ہوئی۔ ناسک من سے جی گھبرا اٹھا اور دین و مذہب سے دل کو نفرت ہو گئی تھی۔ آخر الامر جو بندہ یابندہ تلاش کرتے کرتے ایک دن رسالہ ودیا پرکاشک کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک مہاتما سنیاسی سوامی دیانند نامی ست دھرم کا اپدیش کر رہے ہیں اور وہ مذہبی مسائل کو علمی اور عقلی دلائل سے بخوبی ذہن نشین کراتے ہیں فی الفور طبیعت نے چوکنی ہو۔ انہیں خط لکھا اور ان کی کل تصانیف منگائیں اور ساتھ ہی رسالہ مذکور کی خریداری شروع کی۔ بس پھر کیا تھا۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ اور زبردست دلائل کے حوالہ سے اندھکار ریکت من میں اجالا آ گیا۔ توہمات باطل دور ہو گئے۔ گھبراہٹ مٹ گئی۔ ست مارگ سوجھ پڑا اور اُن کی سب کتابوں کے مطالعہ سے اُن کے مبارک اپدیش یعنے ویدک دھرم کو خیر مقدم کہا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۸۱ء ہے۔ اور آج کا دن کہ طبیعت پھر کبھی اُن توہمات میں نہ پھنسی اور نہ ست دھرم سے ڈانواں ڈول ہوئی۔ جون ۱۸۸۱ء میں سوامی جی مہاراج کے اجمیر جا کر درشن کئے۔ ایک ہفتہ اُن کی خدمت میں بھی رہا۔ اور شکوک رفع کئے۔ بعد ازاں دل ہمیشہ یہی چاہتا رہا کہ ست دھرم کا منڈن اور اَست دھرم کا کھنڈن جہاں تک ہو سکے کرتا رہوں۔ اور تادم زیست ست کا اُپدیش کروں مسئلہ تناسخ یا آواگون۔ اُن مشہور مسائل میں سے ہے جن میں آریہ سماج کا جدید مذاہب سے اختلاف ہے ۔

جس قدر کتابیں آج تک اس مسئلہ کی تردید میں تصنیف ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری [illegible] مل سکیں مطالعہ کیں اور جن کتابوں کو غیر زبان ہونے کے سبب [illegible] بھائیوں سے امداد لیکر ترجمہ کیں۔ مگر حاشا کہ

باوجود اس قدر زور شور کے کسی صاحب نے اس مشہور و معروف مسئلہ پر ایسا زبردست اعتراض کیا ہو۔ جس کا کوئی معقول جواب نہ بن سکے اور مخالف کو لاجواب نہ ہونا پڑے ۔

ہمارے ہندو (آریہ) بھائی غفلت کی نیند میں ایک عرصہ دراز سے سو جانے کے سبب مخالف و موافق کی تمیز بھول گئے۔ دھرم اور ادھرم کی تعریف چھوڑ بیٹھے۔ اور ایسی گئی گذری حالت میں ہو گئے کہ اپنے پوتر ویدوں کا آسرا اور اُنہیں درس و تدریس میں مطالعہ کرتے رہنا اور اُن سے ہدایت حاصل کرنا یک لخت ترک کر دیا۔ مخالف لوگ بیہودہ اعتراض گھڑ کر اُن کی اولاد کو ست دھرم سے پتت کر رہے اور کرتے جاتے ہیں۔ مگر یہ کوپاتر کو دان دینے کے عادی اپنی بربادی کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی۔ مون سادھے بیٹھے ہیں۔ اور ذرا آنکھیں نہیں کھول لیتے اور نہ دماغ کو کام میں لاتے ہیں باس لحاظ فروری ۱۸۸۸ء میں ہم نے آریہ گزٹ میں اشتہار دیا۔ بدیں مضمون ۔

عیسائیوں۔ محمدیوں اور براہمو بھائیوں سے التماس

ہمارا مصمم ارادہ مسئلہ تناسخ پر ایک کتاب تحریر کرنے کا ہے جس میں چھ باب ہونگے۔ دیباچہ۔ تشریح تناسخ۔ عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب محمدیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ براہموؤں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ دیگر اہل مذاہب کی تناسخ پر رائے۔ حکمائے و فضلائے کی رائے۔ ویدوں اور شاستروں کی رائے جتنے اعتراض آپ لوگوں نے آج تک متفرق طور پر کئے ہیں وہ سب ہم نے جمع کر لئے۔ کسی اور صاحب کے دل میں ارمان نہ رہ جائے۔ بدیں منشا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ آخر جولائی ۱۸۸۸ء تک جن اصحاب کو جس قدر اعتراض اس مسئلہ پر ہوں وہ خوشخط صاف تحریر میں لاکر ٹکٹ لگا۔ یا بیرنگ جیسے واقف ہو ہمارے پاس ارسال فرماویں۔ معمولی محصول سے انکار نہ ہوگا تمام ہمعصروں سے گذارش ہے کہ وہ بھی ایک ایک بار اس اشتہار کو اپنے اخبار میں لفظ بلفظ اندراج فرماویں ۔

المشتہر پنڈت لیکھرام ایڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور۔

اُن دنوں نامہ نگار آریہ گزٹ کا ایڈیٹر تھا۔ اس واسطے گزٹ مذکور میں تو یہ کئی مہینوں تک شائع ہوتا رہا۔ اور کئی ہمعصروں نے بھی بہ نظر مہربانی اس کی اشاعت فرمائی تو بھی بہت کم صاحبوں نے اس پر شکوک ارسال کر ہمیں افتخار بخشا بعد ازیں کچھ مدت تک ہمیں اس کتاب کے لئے بالکل فرصت نہ ملی مگر تو بھی ارادہ وہی رہا اُس میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوئی آخر الامر ایفائے وعدہ وفا کے بموجب ہم نے ماہ جنوری ۱۸۹۲ء سے تھوڑی تھوڑی فرصت اس کے واسطے نکالنی شروع کی یہ اُسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔

ثبوت تناسخ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مخالفین کے اعتراضوں کے جواب جس کے تین باب ہیں ۔

باب اول۔ تحقیق روح اور اُس کا جسم سے تعلق۔
باب دوم۔ عیسائیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب سوم۔ مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب چہارم۔ برہم سماجیوں کے اعتراضوں کا جواب۔

حصہ دوم مسئلہ تناسخ کی بابت ایک وسیع تحقیقات۔ اس میں ۹ باب ہیں۔

باب اول۔ یُگوں اور وید منتروں سے تناسخ کا ثبوت۔ باب دوم۔ پارسی مذہب اور تناسخ۔ باب سوم۔ بدھ مذہب اور تناسخ۔ باب چہارم مختلف ممالک کے حکماءٔ کی رائے۔ باب پنجم۔ بائبل سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ششم قرآن سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ہفتم۔ دیگر علمائے اسلام کی رائے باب ہشتم کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ اور نانک صاحب بانی سکھی مذہب کی رائے۔ باب نہم سری سوامی دیانند جی کی رائے ۔

اس کے علاوہ دو مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مضمون کو ختم کیا گیا ہے ست دھرم کے متلاشیوں سے اُمید ہے کہ وہ اس کے مطالعہ سے ضرور ہی ست دھرم پر قائم ہوں گے اور ناواقفوں کے سمجھانے پر دل وجان سے کوشش کریں گے۔ کیونکہ اسی پاک مسئلہ کی ناسمجھی کے سبب لوگوں نے پرمیسور پر بے شمار الزام لگائے اور اسی مسئلہ سے ناواقفی کے کارن ناستک لوگ گناہ کرنے پر زیادہ دلیر ہو گئے اگر انصافانہ طریقہ پر ذرا زیادہ توجہ کر کے سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں تناسخ بھی ایک برہان قاطع ہے۔ ہماری رائے میں تناسخ سے انکار دوسرے پہلو میں پرماتما کی ذات اقدس سے انکار ہے یا اُس کی ذات کو تمام ذمائم کا انبار ماننے کے برابر ہے ۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ ۔

لیکھرام آریہ مسافر
(از مقام جالندھر شہر (آریہ سماج))

حصہ اول

ایہا الناظرین! علم حکمت اور فلسفہ ہمیں بتلاتا ہے کہ دنیا میں اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ کی ترتیب سے انسانی حالت تین طرح پر ہے۔ سب سے اعلیٰ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشریت کا جامہ پہن حق و باطل کی تمیز پر کمر باندھی اور دل وجان سے صداقت کے متلاشی رہے جب کبھی اپنی کوئی رائے اُن کو غلط معلوم ہوئی فی الفور اُسے ترک دیا ہمیشہ لوگوں کے توہمات باطلہ کے ترک کرانے پر کوشاں رہے۔ جس بات کو اُنہوں نے صحیح سمجھا ہزار تکلیف کے آنے پر بھی اُس کو نہ چھوڑا۔ صداقت کو اغراض کا مطیع و منقاد نہ ہونے دیا۔ بلکہ اغراض کو صداقت کا غلام بنایا۔ اُنہوں نے دنیاوی عزت و دولت کی بمقابلہ صداقت ذرا پرواہ نہ کی۔ پروپکار کے سوائے سنسار سے کسی ذاتی عوض کے پورا ہونے کی اُمید نہ رکھی۔ جہاں تک ہو سکا جگت کو سدھارا۔ اور توہمات کے بیخ و بن کو اُکھاڑا۔ علم و فضل کا پرچار کیا۔ اور راستی کا اظہار۔ ایسے آدمی اگرچہ بہت زیادہ نہیں ہوتے مگر تاہم جتنے ہوتے ہیں حقانیت کے آکاش میں اُن کے نام نامی ہمیشہ چمکتے۔ اور حق پسندوں کے دلوں اور کتب الہیات کے مطالعہ کرنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تازہ اور خوشبودار پھولوں کی طرح مہکتے رہیں گے ۔

دوسرے قبیل میں وہ لوگ ہیں جو صداقت کا اُپدیش سن کر اپنے توہمات باطلہ کو مٹا کر حق پرست ہو جاتے ہیں اُن کا اصول ہوتا ہے کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے۔ وہ کسی کی اندھا دھند تقلید نہیں کرتے اور نہ بعید از قیاس باتوں پر وشواش دھرتے ہیں علم معقول سے سوچتے اور دلایل سے غور کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچے وشواسی ستیہ مانی کہہ سکتے۔ اور جس دھرم میں ایسے لوگ کثرت سے ہوں وہی عزت کے لایق ہیں ۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو درحقیقت مُقلد کہلاتے ہیں جنہیں مذہب کی خبر نہیں نہ کچھ پرواہ چاہتے۔ وہ کسی بات کے ماننے سے پہلے ہی علم عقل و فکر کے سارے سرمایہ کو رخصت یا سلام بلکہ خراب کر دیں۔ ہیں گورو و مُرشد کے اس اور دل و دماغ کو علم و عقل بات سمجھ سے بالکل خالی کر دیتے ہیں۔ اُن کا یقین ہے۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطا ست۔ وہ اس کے اگلے مصرعہ کو بالکل برامس کر دیتے ہیں ولیکن نوٹ صورت روا ست۔ مُرشد کی خرابی کو عمدگی۔ اُس کی بدچلنی کو نیک چلنی اُس کی بدعادت کو نیک عادت۔ اس کی گنہگاری کو پرہیزگاری خیال کرتے ہیں۔ وہ اُسے زنا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور اُسے شراب وغیرہ مستی چیزوں میں متوالا پاتے ہیں وہ اُس کے منہ سے بدبو بھی سونگھتے ہیں۔ مگر اسے ہرگز مجرم نہیں جانتے بلکہ اپنی آنکھ۔ ناک۔ کان کی غلطی یا قصور گردان کر اُسے بالکل پاک سمجھتے جاتے ہیں۔ بیہودہ وشواس کرانے اور اعتقاد جمانے اور فنا فی المرشد ہو جانے سے اُن کے حواس خمسہ ایسے کاموں سے بالکل معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جب کسی معقول پسند کے اعتراض سنتے ہیں تو جواب دیا کرتے ہیں ۔

سامرتھ کو نہیں دوس گسائیں   روی۔ پاوک سرسری کی نائیں

مگر ان اندھے مُقلدوں سے بھی زیادہ گمراہی میں وہ ہیں جو اُن کے لنگڑے ہادی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم صداقت پر نہیں۔ انہیں خبر ہے کہ وہ راستی سے دور ہیں۔ وہ آگاہ ہیں کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ سچی نہیں۔ مگر حکمت عملی یا مکاری سے پھر بھی سچ کو باطل اور باطل کو حق بتلا رہے وہ لوگوں کے خیالات کو سن کر اور داناؤں کی کتب کو مطالعہ کر کے کتابیں لکھتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ نہ ذاتی الہام کا دعوے ہے۔ اُن کے اندر ارادہ کی مضبوطی تو ہے مگر جہالت کے پکے تیاگ سے وہ سوائے دنیا کو بگاڑنے کے کسی طرح کا سُدھار نہیں کر سکتے۔ راہ راست کو جانتے ہیں مگر نہ خود چلنے اور نہ اپنے دوستوں کو چلنے دیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے دوبارہ ناراستی ہی میں ہیں ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی جب تک جہالت موجود ہی ہوتے رہیں گے۔ اس وقت بھی دنیا اُن کے وجود سے خالی نہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جو خود دل میں کئی مسائل مذہبی کو نہیں مانتے مگر اندھے مُقلدوں کو اُس کی تلقین کرتے ہیں تاکہ اُن کی ناسمجھی رہے وہ دوسروں کا سوانگ اُتارتے ہیں۔ سیاپے کی نائین کا حال لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ اُس کے دل میں نہ رنج ہے نہ درد۔ مگر پیٹتی اور سٹواتی ہے۔ خود نہیں روتی مگر لوگوں کو رلاتی ہے اسی طرح اکثر شہروں میں محرم کے دنوں میں اجرتاً ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو مزدوری لیکر پیٹتے اور لوگوں کو رلاتے ہیں۔ ایسے لوگ ناٹک کے سوانگ سے بڑھ کر نہ کوئی وقعت رکھتے اور نہ رکھنے کے لایق ہیں۔

پیارے دوستو! جو لوگ اپنے خانگی امورات اور کیول کلپت الفاظ کو الہام ایزدی کہہ کر جاہلوں کو بہکاتے اور اپنا کام سدھ کرلیتے ہیں۔ کیا ایسے ناستک دھرم نہیں ہیں اور کیا ایسے لوگ ایشور کو کلنک نہیں لگاتے۔ لوگوں کو ترک دنیا و لذات دنیا کا اُپدیش دیتے ہیں اور خود آئے دن شادی پر شادی کرانے اور بنک و صنادیق میں مسیح علیہ السلام جمع کرتے جاتے ہیں۔

ترک دنیا بمردم آموزند   خویشتن سیم و غلہ اندوزند

بس بیہودہ تقلید پرستی سے باز آکر اور جہالت کے تاریک گڑھے سے نکل کر صداقت و تحقیقات کے میدان میں قدم رکھئے۔ حق کی تلاش کیجئے۔ ضرور بضرور آپ فایز المرام

ہوں گے۔ کتب الہیات کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس ہماری کتاب کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ تعمق و تفکر کی توجہ سے مطالعہ میں لائیے شروع سے اخیر تک پڑھئے جو حوالے ہم نے دئیے ہیں انہیں مقابلہ کیجئے۔ ایسے کالنس سے ذرا الگ بیٹھ کر اس کا سوال کیجئے۔ اسی روزمرہ کی حالت کو مدنظر رکھ کر مسئلہ آواگون پر خیال کیجئے۔ کسی کے دل کو ماننے کی ہٹ کو دل سے ترک کر محققین کی رائے کی پڑتال کیجئے۔ اور ذرا گہری نگاہ سے روح کی اصلیت و مادہ کے استحالہ پر قواعد منطق استعمال کیجئے۔ اور کچھ قدرتی اسنادہ کا مطالعہ کرتے رہئے۔ پھر دیکھئے کہ آیا آپ کا منصف مزاج دل اور راستی پسند طبیعت اس نور اور پاک مگر معقول مسئلہ آواگون کو قبول کرتی ہے یا نہیں؟

ہر گیاہ رنگست برمزاب دل — دل سود اس رنگ ہا خوار و خجل
چوں ریاضت گشت دل را رہبری — نفس دوں را بس کردد خرگی

باب اول

تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق

روح ایک غیر مادی۔ مجرد چیتن ہے اور ایک دیسی پرسن اچھا شکھ دکھ کا گیان رکھنے والی وستو ہے یعنی دوسرے الفاظ میں مدرک حالات و متصرف مالآلات کہہ سکتے ہیں جسم میں ان میں سے ایک گُن بھی نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے مادی جو طول و عرض و عمق رکھنے والا۔ روح کو سنسکرت میں جیو اور انگریزی میں سول کہتے ہیں مگر روح کا لفظ جیو وغیرہ کے معنے ہر جگہ صحیح نہیں دیتا کیونکہ یونانی حکیموں نے اسے بالکل نہیں سمجھا۔ اسی واسطے اس کے معنے ویسے ہی لامعنی بیان کر دئیے اور یہی سبب ہے کہ وہ روح کی ہستی سے ہی منکر ہو گئے۔

فارسی اور عربی لغات میں روح سے جست کا سرمہ و شراب و آرام اور خوشی و تازگی و خنکی نسیم و بوئے خوش و رحمت مراد ہے۔ اور اس روح سے بھی مراد ہے جس سے جسم انسان و حیوان زندہ رہتے اور کام کرتے ہیں۔ روان۔ جان اور نفس بھی جیو کے معنوں میں اکثر آتے ہیں جس کی تحقیق اس رسالہ میں کرتے ہیں وہ اولین اشیاء میں سے نہیں ہے اور نہ اُن سے اُس کا تعلق ہے بلکہ ہماری مراد لفظ روح سے جان۔ روان اور جیو ہے جس کی تعریف میں مہاتما کرشن چندر جی نے فرمایا ہے کہ اُس کو آگ نہیں جلا سکتی اور نہ اسلاح کاٹ سکتے ہیں نہ ہوا خشک کر سکتی ہے اور نہ پانی گلا سکتا ہے وہ پیدا نہیں ہوا۔ قدیم اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ جسم کے ٹکڑے ہونے سے اس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔[1] جس طرح انسان پُرانے کپڑے اوتار کر نئے کپڑے نہیں لیتا ہے اُسی طرح یہ جیو پُرانا جسم ترک کر کے نیا قالب اختیار کر لیتا ہے۔

یجروید کے کٹھ اُپنشد میں وَلّی ۳۔ ۱۲ تک روح و جسم کی جدائی کو اس طرح رتھوں سے بیان کیا ہے:۔

۱۔ آتما سوار ہے۔ جسم رتھ ہے۔ بدھی کوچوان ہے اور من عنان یا باگ ڈور ہے۔

۲۔ اندریاں یعنی حواس عشرہ یا خمسہ اُس کے گھوڑے اور اندریوں کے وشے گھوڑوں کی چال یا رفتار ہے اگر آتما اور اندریہ بدھی اور من باہم موافق ہیں تو آنند سے سوار ہو کر چلتے اور سُکھ پاتے ہیں۔

۳۔ اگر بدھی ڈگیاں رہت ہوئی تو من یعنی عنان کو اپنے قبضہ میں نہ رکھے گی۔ پس گھوڑوں کی سرکشی سے رتھ ایک سخت گڑھے میں گرے گا اور مع سوار کے چکنا چور یا رنجور ہو جائے گا۔

۴۔ اگر وگیان والی بُدھی ہوئی تو من یعنی باگوں کو اپنے قبضہ میں رکھے گی جس سے گھوڑوں کی سرکشی بھی شدھ ہو جائیگی اور سب آنند پاتے گے۔

۵۔ یہ ظاہر ہی ہے کہ اگر من ہمیشہ قبضہ میں رہے تو سنسار کے دکھ سے انسان رہا ہے

۶۔ اور ایسا ہی انسان پرم پد یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے۔

۷۔ جس کا من اور کوچوان عمدہ ہے وہی عمدہ سواری کرے گا۔ اور مصائب سفر سے بھی اُسے آرام ہوگا۔ اور سرب ویاپک پرماتما کے آنند میں مگن ہوگا۔

۸۔ اندریوں میں خواہش لطیف ہے۔ اور خواہشوں سے من لطیف ہے مگر من سے بدھی سوکھشم اور بدھی سے جیو لطیف ہے۔

۹۔ جیو سے اسکت اور اسکت سے پرماتما لطیف ہے۔ مگر پرماتما سے لطیف یا پرے کوئی نہیں۔ وہی سب کا آشرا بھوت اور سب کا سوامی ہے۔

۱۰۔ جس طرح یہ سب ایک دوسرے سے لطیف یا ایک کا جاننا دوسرے سے کٹھن ہے اسی طرح ان کے وچار کرنے سے حسب مراتب سب سے سوکھشم اور پرے جو پرماتما ہے وہاں تک آتمک بُدھی پہنچتی ہے اور یہی سادھن سب کی اصل ہے +

دعویٰ یہ ہے کہ روح جسم سے جدا۔ غیر مادی اور مدرک بذات خود ایک ہستی ہے وہ عناصر کا سلسلہ یا خلط نہیں اور نہ عنصروں کی ملاوٹ سے پیدا شدہ چیز ہے +

پہلی دلیل

منش جب کبھی شراب وغیرہ مستی چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ جتنے وقت بھی جانتا ہے کہ میں نے یہ نشہ پیا اور خوب مست اور مدہوش ہو کر متوالا ہو جاتا ہے تو بھی گواہی دیتا

---

[1] مولانا رومی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔ درمیان آنکہ تن روح را چوں لباس است داں دست آستین دست روح آمد داں ماسے موزہ ملے روح + (از دفتر سوم صفحہ ۲۲۵)

تا بدانی کہ ز تن آمد چوں لباس	روح کو لاس لباسے البس	روح را توحید اللہ خوشتر است
غیر ظاہر دست و پائے دگر است	سب چہ با در خواب ہی اسلاف	آں حقیقت داں مدنش از گرف
آں تو تئی کہ [illegible]	بیس مترس از [illegible]	روح دارد بے بدن بس کاروبار
مرغ تا شد [illegible]	باش تا [illegible] ارقفس آمد برون	تا بہ بینی ہفت چرخ اور ابروں

بقیہ حاشیہ [1]۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ دم بدم گر شود لباس بدل + صاحب آں لباس لا یبدل

آنریبل سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے۔ مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اُس علاقہ کے بہ محض بے علاقہ ہے آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا۔ اسی حال سے ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست ہو جاوے مگر وہ چیز حواس میں ہے جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔

پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو معدوم ہونے والی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اس ذات پاک دائم الوجود خدا نے یہ تمام تماشات ایک ایسی فانی اور ناپائیدار چیز کے لئے بنائے ہوں؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دائم الوجود ہے نیست ہونے والی نہیں۔

(تصانیف احمدیہ حصہ اوّل تبیین الکلام صفحہ ۱۵۷ سنہ ۱۸۶۲ء)

ثبوت تناسخ

ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ نشہ کا اثر اُس کے سر پر کو ہوتا ہے۔ اگر روح ہستی ہوتا تو وہ بے ہوش ہو جاتا اور جب ایسا ہوتا۔ تو یہ کوئی پھر نشہ کی شہادت دیتا اور نہ سمجھ سکتا۔ کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ پس وہ چیز جو سمجھتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے بلکہ نشہ ہونے کی شہادت دیتی ہے وہ روح ہے۔

ہاں اس پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر وہ روح ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ کہتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہوا۔ حالانکہ نشہ روح کو نہیں ہوتا۔ بلکہ جسم کو ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح نے بسبب اگیان اور زیادہ سمبندھ اور محبت جسمانی کے اپنے کو جسم جان لیا ہے ورنہ اصل میں وہ جسم نہیں بلکہ جسم سے جُدا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے زیادہ تعلق کے سبب آدمی کہتا ہے میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرا کتا پاگل ہو گیا۔ میرا بوٹ پھٹ گیا۔ میری لاٹھی ٹوٹ گئی۔ اسی طرح کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میری آنکھ دُکھتی ہے میرا کان درد کرتا ہے۔ میرا پاؤں شل ہو گیا۔ میرے ناخن بڑھ گئے۔ ورنہ اصل میں وہ آلات خود یعنی جسم کی بابت کہتا ہے نہ کہ اپنی ذات کی بابت۔

ابھی چند ماہ کا ذکر ہے کہ ایک کانٹے والا جمعدار انجن کے نیچے آ کر ناف کے پاس سے اُس کا نیچے کا حصہ بالکل جدا ہو کر ۸۰ گز کے فاصلہ پر جا پڑا وہ بے ہوش ہو گیا لوگ بھی پہنچ گئے۔ جب اُس کو ذرا ہوش آیا تو لوگ اسے زندہ دیکھ کر اُسے تسلی دینے لگے اُس نے کہا کہ اور تو خیر مگر میرے پاؤں شل ہو رہے ہیں انہیں گرم کرو لوگ تسلی دیتے رہے۔ اتنے میں جب اُس نے ہاتھ لمبا کر کے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ ٹانگیں ندارد ہیں۔ فی الفور آہ سرد بھری اور فوت ہو گیا۔

یہ بات زیادہ غور کرنے سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جو ایسے اشخاص جنہوں نے سمجھا ہوا ہے کہ ہم جسم نہیں ہیں بلکہ روح ہیں۔ تو اُن کو خواہ کس قدر نشہ پلایا جاوے اُن سے کوئی ناشائستہ حرکت یا نامناسب فعل صادر نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اُن کے جسم کے اعضا پر نشہ کا زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پراتما کا دھیان دل میں دھار لیتے اور من میں نقش رکھتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا سر نشہ کی وجہ سے لاچار ہونے کا رہا ہے کام نہیں دے سکتا وہ بات کرنی چاہتے ہیں مگر زبان کام نہیں دیتی۔ اسی واسطے نہیں بولتے اُٹھ کر بھی اسی واسطے نہیں چلتے ایسا نہ ہو گر پڑیں۔ اور لوگ ہنسیں یا چوٹ لگے اور علاج کرانا پڑے۔ بنابراں وہ چیز جو نشہ کی حالت میں بھی اپنی حالت پر قائم رہتی اور مدہوش نہیں ہوتی بلکہ نشہ کے سب اثروں سے پاک رہ کر بدستور سابق سوچتی اور بچارتی اور بوجھتی ہے جس کا ذاتی اور اصلی کام غور و فکر اور گیان کسی حالت میں اور کبھی کسی وقت اور کسی طرح بھی معطل یا بیکار نہیں ہوتا۔ اُسی کو ہم لوگ روح یا جیو کہتے ہیں ٭

دوسری دلیل

ایسے آدمی دیکھے گئے ہیں۔ جن کے کسی مرض کی وجہ سے یا حکماً دونوں پاؤں کاٹے گئے اور بلکہ ایسے بھی جن کی پوری ٹانگیں جدا ہو گئیں مگر پھر بھی وہ برابر زندہ اور اُن کی جگہ لکڑی کے قائم مقام بنا کر کام کرتے ہیں۔ اور جس طرح اُن کی موجودگی میں اُن سے کام لیتے تھے۔ اُسی طرح اُن جگہ والی لکڑیوں سے کام لیتے ہیں۔ اور جس طرح بحالت موجودگی اصلی ٹانگوں کے اُن کے سو جانے یا شل ہو جانے کی حالت میں اُن کو جانتا اور اُن کو جگانے کی کوشش کرتا یا علاج کرتا تھا۔ اور ایک علاج کی ناکامی میں دوسرے کی تجویز سوچتا تھا۔ ویسا ہی اُن کے کٹ جانے کی حالت میں بھی تجویز سوچتا اور اُن قائم مقام پاؤں یعنی لکڑی یا لوہے کے پاؤں کے ٹوٹ جانے یا ہلکا بھاری ہو جانے کی صورت میں اُن کی درستی کی تجویز کرتا ہے اور جو پاؤں کہ کٹ گیا ہے وہ نہ جسم کے باقی حصہ کو جانتا اور نہ اُس کو جسم کا قطع شدہ حصہ جانتا ہے جانتا اور کیا اُس کو گمان ہی نہیں کہ میں کہاں تھا اور کہاں آ گیا۔ نہ اپنے اصل کو جانتا اور نہ کسی دوسری چیز کو بلکہ محض لاعلمی و جڑھتا کی حالت میں رہ کر خاک میں مل جاتا ہے آدمی اپنے دوسرے اعضائے جسم سے کام لیتا اور بدستور سابق کام کرتا۔ بلکہ اُس قائم مقام سے کام کرواتا ہے اور جو مطلب اُس کا ہوتا ہے اُس کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس مثال سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے **مثال** ایک آدمی سفر کرتا ہے چلتے چلتے جب خود تھک جاتا ہے تو راستے کو معمولی اسباب و دودھ وغیرہ سے پرورش پاتا اور اُسی طرح ایک مزدور بلا کر اپنے جسم کو مالش کراتا ہے اور اُسے کچھ دیتا ہے۔ آگے چل کر جہاں کہیں اس کو مزدور نہیں ملتا بالکل تھک جاتا ہے تو وہاں سے ایک گھوڑا مول لیتا ہے۔ پھر اُس پر سوار ہو کر سفر کرتا ہے۔ تمام دن چلتے چلتے وہ بھی تھک جاتا ہے منزل پر آن کر اُس کو دانہ دیتا اور چارہ کھلاتا اور مالش کراتا ہے کہ اس کا تکان دور ہو۔ اسی طرح اگر آہنی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو اُس کو سوچ سمجھ کر چلاتا۔ اور جہاں وہ گر پڑتا اور ٹوٹ جاتا ہے وہاں اُٹھاتا۔ مرمت کراتا۔ درست کر پھر سوار ہوتا ہے جس طرح کہ آہنی گھوڑے سے اُس کا سوار جدا۔ اور جس طرح اصلی گھوڑے سے اُس کا سوار دوسرا ہے۔ گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا اور اسی مرضی کے مطابق سوار اُس کو چلاتا ہے اُس کے تھک یا ٹوٹ جانے سے سوار سفر نہیں کر سکتا۔ بلکہ لاچار ہو کر بیٹھ جاتا ہے بعینہٖ یہی حال جسم اور روح کا ہے۔ روح بمنزلہ راکب اور جسم بمثل مرکب ہے؟ جس طرح گھوڑا اور آہنی گھوڑا دونوں ہم سے جدا ہیں اسی طرح یہ جسمی گھوڑا بھی ہمارے اصلی سوار یعنی روح سے جدا ہے۔ بسبب ممتا اور اگیان کے اصلی ٹوٹنے یا مجروح ہونے یا بے حسی ہونے سے روح آسیب پاتا ہے۔ لیکن اگر بدیدۂ غور دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روح جسم سے جدا اور جسم روح سے جدا ہے۔ جس طرح سوار گھوڑے سے کام لیتا ہے یا جس طرح ڈرائیور یا گارڈ ریلوے کو چلاتا ہے اُسی طرح روح اس جسم کو چلاتا ہے۔ ریل کو ڈرائیور یا گارڈ کا علم نہیں مگر اُن کو ضرور ریلوے کا گمان ہے۔ بنابراں اس جسمانی ٹرین کا جو اصلی ڈرائیور ہے وہی روح ہے ٭

تیسری دلیل

پس جب کسی باریک بات کو سوچنے لگتا ہے اور سوچتا سوچتا اس میں زیادہ مصروف ہو جاتا ہے تو باوجود آنکھوں کے کھلا رہنے اور گوش وا ہونے کے نہ دیکھتا ہے۔ نہ سنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُس کے اور حواس بھی باوجود موجودگی کے کچھ احساس نہیں کرتے دنیا میں ہر ایک آدمی کچھ نہ کچھ اس کی شہادت دے سکتا ہے اور خصوصاً زیادہ سوچنے والے آدمیوں پر ایسے واقعات بکثرت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ مہاتما گوتم آچاریہ جی اپنے منطقی مسائل میں یہاں تک مصروف رہتے تھے کہ بیسوں واقعات بیرونی کے ہو جانے پر بھی خبردار نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایسے فلسفی مسائل کو سوچتے سوچتے راستہ طے کرتے ہوئے کوئیں میں گر پڑے اور اہل محلہ نے گرنے کی آواز سن کر نکالا۔ ایک اور مہاتما کی بات ذکر ہے

کہ کسی مہاراجہ کا توشہ خانہ پڑتال کرنے گیا تھا راستہ میں۔ جس سڑک پر اُن کا مکان تھا مگر وہ کسی مسائل مذہبی کے حل میں لگے ہوئے تھے جیسے ہمہ داری ہونے ہی واقع ہوئی۔ تو میں حلبی رہیں شام کو کسی نے اُن سے پوچھا تب لاعلمی ظاہر کی ◆

مہاتما نیوٹن کی بابت ذکر ہے کہ جب وہ علم طبعی کے مسائل حل کیا کرتے تھے یہاں تک محویت ہوا کرتی تھی کہ اُن کی لڑکی آن کر کھانا کھلاتی اور وہ خبردار نہ ہوتے قطع نظر اس سب کے ایسا تو ہر ایک جانتا ہے کہ بعض وقت کس طرح حال ہوتا ہے سامنے سے دیوار یا درخت یا آدمی سے ٹھوکر لگتی ہے۔ تب دھیان ٹوٹتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حواس ظاہری صرف آلات کے طور پر ہیں ان کی معرفت ان کے راستہ سے انسان دیکھتا۔ سنتا۔ سونگھتا۔ کاٹتا ہے ورنہ ان بیچاروں کو ذاتی قوت شنوائی یا بینائی وغیرہ نہیں ہے اگر خود بخود دیکھنے اور سننے والے ہوتے تو بحالت غور و فکر کرنے کے بھی انسان شکلوں کو دیکھتا۔ آوازوں کو سنتا۔ خوشبو کو سونگھتا۔ کیونکہ ان کو کسی نے نہیں روکا تھا۔ کانوں میں کسی نے روئی ڈالی تھی۔ نہ آنکھ پر پردہ۔ ناک میں بتی چڑھائی تھی اور نہ زبان پر مہر لگا دی تھی یہ تو سارے کے سارے اعتدال کی حالت میں بغیر کسی روگ کے موجود تھے۔ پھر انسان نے دیکھنے کے لائق چیزوں کو کیوں نہ دیکھا۔ سننے کے لائق آوازوں کو کیوں نہ سنا۔ سونگھنے کے لائق بو کو کیوں نہ سونگھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جسم میں کوئی چیز ایسی موجود ہے جس کو ان حواسوں کے علاوہ بالذات یہ قوا حاصل ہیں۔ یہ گن حواس کے نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں اگر حواس کے گن ہوتے تو اس کے یہ محتاج نہ ہوتے۔ ہم نے کئی ایک جنم کے اندھے دیکھے ہیں جن کے سامنے جب کوئی تصویر یا عمدہ دیکھنے کے لائق چیز اور لوگوں کو دکھلائی گئی تو وہ بے تحاشا اٹھ کھڑے ہوئے اور آنکھ کھولنے لگے اور چاہتے تھے کہ دیکھیں پلکیں اکھاڑتے اور آنکھیں پھاڑتے تھے ◆

بیچاروں سے واضح ہے کہ اُن کے اندر کوئی چیز ایسی موجود ہے جو دیکھنے کی خواہش کرتی ہے اور باوجود نہ موجود ہونے حواس کے بھی اُن میں دیکھنے کی خواہش موجود ہے اسی طرح بغیر موجودگی ان حواس کے بھی وہ قوا اس کے اندر موجود ہیں۔

جسم کے بہروں پر جب اس بات کا امتحان کیا گیا کہ سننا صرف کان کا گن ہے یا کسی اور چیز کا۔ تب باوجود نہ ہونے کان کے اُن کے منہ میں جب گھڑی رکھی گئی۔ فی الفور سمجھ پڑے۔ آواز سن لی اور چاقو وغیرہ کوئی سخت چیز دبنے سے بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سننے والا سونگھنے والا۔ دیکھنے والا روح ہے۔ نہ کہ جسم ◆

چوتھی دلیل

دماغ جس کو تمام جسم میں فضیلت حاصل ہے۔ اُس کی حالت بھی بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے میں جدا جدا ہوتی ہے۔ اور بدن کے ضعف و نحافت میں علی الحد ضعیف اور نحیف ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی روح کی حالت خراب نہیں ہوتی۔ اُس کا علم اور خواہشیں کم نہیں ہوتیں۔ کثرت جماع وغیرہ سے جب دماغ کمزور ہو جاتا ہے تب بھی روحانی حالت وہی رہتی ہے۔ بعض مرضوں میں جب جسم بہت ہی دبلا ہو جاتا ہے۔ بستر سے بھی اُٹھ نہیں سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب اس کے تمام اعضا کمزور ہو گئے اور دماغ بھی اُس حیثیت سے کمزور ہو گیا کیونکہ وہ بھی اسی جسم کا ایک حصہ ہے بیمار کو مہیب آواز تو درکنار معمولی اونچی آواز بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے جس سے کسی عقلمند حکیم کو انکار نہیں۔ لیکن ان سب حالتوں میں بھی مریض کا علم اور گیان کم نہیں ہوتا۔ اور نہ ضعف پکڑتا ہے پس یہ بات بدرجہ حق الیقین ہے کہ جس کو علم و گیان اور سب کی کمزوری کا احساس ہے وہ روح ہے۔

اس پر ذرا زیادہ غور کرو کہ جب پڑھتے پڑھتے یا سوچتے سوچتے دماغ تھک جاتا ہے بلکہ گھومنے لگتا ہے تو آدمی کتاب رکھ دیتا اور سوچنا چھوڑ دیتا ہے کہتا ہے کہ میرا دماغ تھک گیا۔ سر چکراتا ہے۔ اب زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور نہیں پڑھ سکتا بلکہ کہتا ہے کہ ہر چند میں چاہتا ہوں کہ اور پڑھوں۔ ہر چند کہ اس مضمون پر سوچنا چاہتا ہوں مگر دماغ تھک گیا اس وقت نہیں سوچ سکتا حالانکہ ایسے عمدہ مضمون کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن بوجہ تھک جانے دماغ اور گھومنے سر کے اس وقت کتاب رکھ دیتا ہوں۔ پس وہ چیز جو اس قدر پڑھنے سے نہیں گھبراتی اس قدر سوچنے سے نہیں رکتی۔ جسم کے اندر ابھی تک وہی موجود ہے۔ جو دماغ کے تھکنے جو سر کے پھرنے اور آنکھوں کے کمزور ہو جانے کی شکایت کر رہا ہے۔ مگر جو ویسا ہی تندرست صحیح و سالم موجود ہے وہ روح ہے اگر دماغ مدرک ہوتا تو جس چیز کے دیکھنے سے اُسے صدمہ پہنچا تھا۔ کبھی اُس کے دیکھنے کی خواہش نہ کرتا۔

اگر سر بہ حیثیت مجموعی مدرک ہوتا تو بھی وہ جس سے پھر رہا تھا انکار کر رہا تھا کبھی اس کا شائق نہ ہوتا۔

مگر تکان رفع ہونے کے بعد اور درد دور ہونے کے بسبب جب آرام کرنے سے وہ بحال ہو جاتا ہے تو پھر اُس سے وہی کام شروع کرایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی پیاس ابھی تک نہیں بجھی۔ بدستور سابق شوق سے اس کام کو شروع کر دیتا ہے جب تک وہ شوق یا خواہش یا مطلب پورا نہ ہو۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے ◆

آدمی لکھتا ہے۔ اگر قلم درست نہ ہو یا سیاہی اور کاغذ خراب ہو۔ تو اُن کے درست کرنے کے واسطے کوشش کرتا درست بناتا ہے۔ اگر قلم ٹوٹ جائے۔ یا مرضی کے مطابق نہ ہو۔ تو حسب مرضی بنائی جاتی بعد ازاں اُس سے لکھا جاتا اور لکھتے لکھتے جب ہاتھ تھک جاتا ہے تو آدمی اس کی مالش کراتا ہے تاکہ اُس کا تکان دور ہو اور کام کرے۔ جب اس کا تکان دور ہو جاتا ہے پھر وہی کام لیا جاتا ہے حتیٰ کہ کام کرتے ہوئے اور زیادہ کام کرتے ہوئے ہاتھ بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ قائم نہیں رہتا جس کا ڈاکٹروں سے علاج کراتا ہے۔ بعضوں کا راضی اور بعضوں کا بالکل معطل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی اس قدر سختیاں اُٹھانے سے لکھنے کی طاقت کم نہیں ہوئی اور نہ وہ شوق کم ہوا۔

اس کو اس مثال سے اور زیادہ سمجھو۔

ایک ٹھگ تھا گورنمنٹ کے راج میں جعلسازی کے نوٹ بنایا کرتا تھا۔ آخرکار پکڑا گیا۔ گورنمنٹ نے اس کا دائیاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اب اُس نے بائیں سے مشق شروع کی اس سے بھی آخرکار وہی کمال حاصل کیا۔ اور کتنی مدت تک ستاتا رہا اس سے بھی ایک بار پکڑا گیا گورنمنٹ نے اُس کا بائیاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا ◆

وہ اس پر بھی نہ سمجھا اور پاؤں کی انگلیوں سے مشق شروع کی یہاں تک کہ اس میں بھی وہی ملکہ حاصل کیا۔ اور کتنی مدت تک اُسی برے کام سے روپیہ کما کر خود ہی چھوڑ دیا۔ اب قابل غور ہے کہ وہ چیز جو اس قدر سزا پانے کے بعد بھی ہاتھوں اور پاؤں سے کام کراتی ہے اور جو پے در پے بعد دیگرے ان اعضاؤں کی معطلی یعنی فہمائش کنندہ رہتی ہے اُسی کا نام روح ہے ◆

انڈسٹرگ کے مدرسہ فنوں میں ایک ایسا طالب علم جس کا نام الگزنڈر ہے جو ماں کے پیٹ سے بے دست پیدا ہوا تھا نقشہ کشی اور مصوری میں دوسرے درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہے۔ جس میں اس نے انعام حاصل کیا۔ اس نے ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۴ء کی نمائش گاہ میں اپنا کام دکھلایا تھا۔ یہ نقشہ کشی اور روغن کاری پاؤں سے کرتا ہے۔

ایک اور مثال بھی اپنی چشم دید عرض کرتا ہوں۔ ایک ہمارے دوست اور ہم جماعت تھے۔ ایک دن لکھتے لکھتے اُن کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایسی سخت چوٹ لگی کہ وہ ہاتھ لکھنے کے کام کا نہ رہا۔ چند مدت تک علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اُن کو علم کا شوق اور ماں باپ کا اصرار بھی تھا۔ بدستور پڑھتا۔ اور بائیں ہاتھ سے لکھنے کا ابھیاس کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بائیں ہاتھ سے بھی نہایت عمدہ بدستور سابق لکھنے لگا۔ اس جو سب سے کام کرانے والا اور سب کو حکم میں چلانے والا سب کے تھک جانے سے نہ تھکنے والا ہے۔ وہی روح ہے +

پانچویں دلیل

آدمی جب ریلوے میں سوار ہوتا یا ہنڈولے میں بیٹھتا یا فلاخن کو گھماتا یا خود گھومتا ہے تو قوت باصرہ کے قائم نہ رہنے کے سبب اُسے جہان گھومتا نظر آتا ہے یا مٹی سے جب آگ گھمائے یا مٹی پھرتی ہے تو آگ کا ایک دائرہ بن جاتا ہے۔ آنکھیں جن پر دیکھنے کا تمام دارومدار ہے وہ فتوے دیتی ہیں کہ حقیقت آگ کا دائرہ ہے۔ دنیا گھوم رہی ہے۔ مگر ایک اور چیز اس کا فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہرگز نہیں یہ آنکھ کا قصور یا قوت باصرہ کا قصور ہے اصل میں وہ اشیاء گھوم رہی ہیں جن پر جسم سوار ہے یا جو جسم کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسا ہی اور بھی صدہا مرتبہ جو غلطیاں دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ کی معلومات سے ہوتی ہیں جو اُن کو سمجھتا اور اُن کے برخلاف کو بھی جانتا اور جاننے کے بعد اُن کی صحت پر حکم کرتا ہے وہ روح ہے۔

مثلاً صفرا کی بیماری میں میٹھا مادہ پھیکا معلوم دیتا ہے۔ احول ایک شے کو دو دیکھتا ہے۔ ہزار بین سے ایک چیز کو ہزار دیکھتا ہے۔ مختلف رنگ کی عینک سے ایک ہی چیز سفید۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ زرد۔ نیلی وغیرہ رنگوں کی معلوم ہوتی ہے خوردبین سے چھوٹی چیز بڑی اور معکوس کرنے سے بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے مگر وہ جانتا ہے کہ فی الاصل شے مرئی کی کیا حقیقت ہے اور بوجہ نقص فلاں چیز یا عکس یا فلاں سبب کے دو یا ہزار دکھلائی دیتی ہے۔ یا دور و نزدیک نظر آتی ہے وہ حواس نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کی غلطی پر حکم کرتا ہے۔ اور پھر اصلاح بھی کرتا اور عمدہ راستہ بتلاتا ہے۔ صحت اور غلطی میں امتیاز کرتا ہے۔ وہ روح ہے +

چھٹی دلیل

ہر ملک کے حکما نے دماغ کو جسے انگریزی میں برین اور سنسکرت میں مستشک اور ہندی میں بھیجا کہتے ہیں۔ تین حصوں پر تقسیم کیا ہے اول سربرم یعنی دماغ کلاں دوئم سربیلم یعنی دماغ خورد۔ سوئم میڈولا ابلانگیٹا یا سپائنل کارڈ یعنی مغز حرام۔ ان میں سے بہ ہیئت مجموعی اور جدا جدا تینوں کی حالت اور وزن کو حکماء حاذق نے اپنی تصنیفات میں مفصل بیان کیا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے جو ایک سفید رنگ کی باریک ڈوریاں تمام جسم میں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی تین قسم کی ہو کر اُنہیں تین میں ملی ہوئی ہیں۔ اگرچہ ماہران علوم روحانی نے دماغ کو روح سے جدا اچھی طرح ثابت کر دیا ہے لیکن بفرض محال اگر کوئی دماغ کو ہی روح مانے تو وہ سخت غلطی پر ہے کیونکہ غم و سرور (آنند) آشا اور پیار اور خیال اور وچار و حیا و شرم۔ عزت اور بے عزتی۔ جوش اور بزدلی کے الفاظ جس منشا اور آتما کو پرگٹ کرتے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی محض اگیانی آدمی بھی یہ کہہ دے کہ ان شبدوں کا مفہوم کوئی ایسی چیز ہے جو مادی یا جسمانی ہو۔ لیکن یہ بالکل ہویدا ہے کہ ان کا اثر جسم پر بہت ہوتا ہے یہاں تک کہ دن رات کے رنج و فکر سے توانا آدمی لاغر ہو جاتے اور بعض آدمی مر بھی جاتے ہیں اور یہی حالت دوسرے پہلو میں بے حد خوشی سے ہوتی ہے جس کا نام شادی مرگ مشہور ہے اور شرم یا حیا کے مارے انسان کے چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور جوش و غیرت سے آنکھوں میں خون اتر آنا یا پسینہ پسینہ ہو جانا یا قبا کے بند ٹوٹ جانا یا کسی خوف میں آکر زہرہ آب ہو جانا۔ خون خشک ہو جانا۔ بخار وغیرہ کا دورہ ہو جانا بے ہوشی یا سکتہ کی حالت کا واقعہ ہو جانا یا پران نکل جانا تو اکثر دیکھا گیا ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے شاہد ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسان میں کوئی اور شے غیر مادی موجود ہے جس کی وجہ سے یہ سب الفاظ جسم پر ایسے ماثور ہوتے ہیں اور جس کی تاثیر سے تمام نشہ کافور ہو جاتے ہیں نہ صرف انسان بلکہ حیوان پر بھی بکری کو اگر شیر کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے تو اس کے دیکھتے ہی اس کا خون خشک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وزن کر دیکھا گیا تو وزن کم نکلا۔ پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ وزن کا کم ہو جانا محض ڈر یا خیال سے کیسے واقع ہوا۔ کسی محض مادی چیز پر ہرگز ان الفاظ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ انجن یا جو ہرہ ثقیل کو اگر ہاتھی کے سامنے رکھ دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور یہی حالت جسم مردہ کی ہے +

بسا اوقات ان سب کی جس پر تاثیر ہوتی ہے اور جو ان سب سے موثر ہو کر جسم پر بھی اثر ڈالتا ہے حالانکہ جسم جڑھ ہے اُسی کا نام روح ہے یہ کام دماغ کا ہرگز نہیں ہے۔ اصل میں اگر غور کی جاوے تو دماغ بمنزلہ ٹیلیگراف آفس کے ہے اور روح بمنزلہ ٹیلیگراف کلرک کے۔ اعصاب بمنزلہ تار برقیوں اور باقی تمام اعضاء بمنزلہ تار کے کھمبوں یا ستونوں کے ہیں خود دماغ مدرک بالذات اور ارادہ رکھنے والی چیز نہیں ہے ان صفات سے موصوف صرف روح ہے جو دماغ بلکہ سارے جسم پر حاکم ہے اور دماغ معہ تمام اعضاؤں کے اُس کا محکوم +

اس کو ایک اور طرح بھی سمجھو فرض کرو کہ ایک جگہ میں بہر بوجھ پڑا ہوا ہے ایک افسر نے اپنے ملازم کو اس کے اٹھانے کا حکم دیا۔ جس پر وہ اُسے ہاتھ سے اٹھانا چاہتا ہے اور اٹھا لیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہا زبان نے اور سنا کان نے مگر تعمیل کے واسطے ہاتھ کیوں ہلا۔ جس سے اس نے بوجھ اٹھایا آپ جواب دینگے کہ پٹھوں کے سکڑنے کے باعث ہاتھ ہلا۔ پھر سوال ہے کہ پٹھے کیسے سکڑے اور کیونکر سکڑ گئے اس کا جواب یہ دوگے کہ دماغ سے بجلی گئی اُس نے سکڑا دیئے اس پر پھر سوال ہے کہ بجلی کو وہاں کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا۔ اس کا جواب کوئی روح کا منکر نہیں دے سکتا۔ اور درحقیقت اس کا کوئی جواب نہیں سوائے اس کے کہ روح کی مرضی نے جو اس جسم سے جدا دماغ کی انتر گفا میں موجود ہے +

ساتویں دلیل

اگر علم یا چیتنتا یا مدرک بالذات ہونا دماغ یا قوت حافظہ یا باصرہ کا کام ہوتا تو

تو چاہئے تھا کہ ایک عرصہ کے بعد بالکل نہ رہتا حالانکہ ایسا نہیں ۔

کیونکہ علم حکمت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ۷ برس میں خصوصاً تمام جسمانی حصہ بدل جاتا ہے اور ہر ایک پرمانو مادہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتے ہیں گویا اسّی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدل گیا۔ پس وہ اجزا جن کو یاد تھا تحلیل ہو گئے ایک دفعہ نہیں بلکہ گیارہ مرتبہ تو بتلائیے کہ کس طرح اور کس کو یاد رہا اور جب یاد رکھنے کا ظرف ہی نہ رہا تو مظروف کیسے رہ سکتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو حالت محل کی ہوتی ہے وہی حالت حال کی جب محل ہی نہ رہا تو حال کا رہنا امر محال ہے۔ جو جاننا کہ دماغ اور قوت حافظہ کیونکہ یہاں اس سے بھی زیادہ تعلق ہے مگر ایسا نہیں ہوتا اور عام تجربہ اس کے خلاف ہے یعنی جس آدمی نے ۱۵ برس کی عمر میں یا اس سے بھی کم ۷، ۸ برس کی عمر میں جس آدمی اور مکان کو دیکھا ہو اور پھر دور دراز مسافرت کے بعد عمر کا ایک بڑا حصہ گذار کر ۶۰-۷۰ سال کی اوستھا میں آ کر اُن چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ ذرات کے اس قدر بار بار تغیر و تبدیل پر کس طرح یاد رکھا ہے اگر کہو پرمانو اپنا اثر دوسرے پرمانوؤں کے سپرد کرتے رہتے ہیں تو یہ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے اول تو پرمانو بے جان ہیں وہ اثر سپرد نہیں کر سکتے۔ دوم اگر بفرض محال ایسا ہو تو ایک سیکنڈ کے واسطے مان بھی لیں تو پھر کسی بیمار کو کبھی تندرست نہ رہنا چاہئے اور نہ کسی جاہل کو عالم حالانکہ یہ مشاہدہ روزمرہ کے رو سے غلط ہے۔

اگر کہو دماغ میں عکس رہتا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ جب آلات سرجری سے بھیجا پھاڑ کر دیکھا گیا تو کسی عکس کا کوئی نشان نہ ملا حالانکہ منکر روح کے عقاید کے مطابق ملنا چاہئے۔ کئی اور وجوہ سے بھی اس کا ابطال ظاہر ہے۔ پس صفات نہ تو پرمانوؤں کی ہیں اور نہ دماغ کی کیونکہ یہ بالکل بیجان اور جڑھ ہیں ان کا صفات مذکورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو سب صفات روح کے ہیں ۔

آٹھویں دلیل

اگر اس جسم کے اندر کوئی چیتن روح کام کرانے والا نہ ہوتا مادہ ہی مادہ کو کام کراتا تو بحالت ہونے اعتدال کے اندریاں اپنے کام سے معطل نہ ہوتیں جس طرح ایک کلا چلتے چلتے اُس وقت تک نہیں رک سکتی جب تک کہ اُس کی مقابلہ کی طاقت گھٹ نہ جائے یا کوئی آدمی روکنے والا نہ ہو یا نہ بگڑے۔ اسی طرح اندریاں کے جسم میں اندریاں ہمیشہ کام کرتی رہتیں کبھی نہ رکتیں اور اگر رک جاتیں پھر چل نہ سکتیں۔ کیونکہ مادہ میں ترتیب و انتظام نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آدمی کا حال ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ریلوے کا انجن ہے اگر انجن کو کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو تو کبھی نہیں رک سکتا بشرطیکہ اُس کے اندر بھاپ کی طاقت اور سڑک موجود ہو۔ اور جب رکے گا پھر چلے گا نہیں۔ لیکن وہ ڈرائیور کے ماتحت ہے جو اُسے جب چاہتا ہے چلاتا ہے جہاں چاہتا ہے اور ٹھہرا کر دیتا ہے اگر ارادہ ہو کہ تیز چلاوے تو اُسی طرح چلاتا ہے اور اگر آہستہ چلانا مقصود ہو تو بھی فہو المراد چلاتا ہے انجن اُس سے انکار نہیں کرتا اور نہ کرنے کی اُسے طاقت ہے۔ کیونکہ وہ چیتن نہیں۔ جس طرح پر چڑھائی یا اترائی میں آہستہ اور تیز چلانا انجن کا ڈرائیور کے اختیار ہے۔ اور ٹھیک وقت پر منزل مقصود پہنچانا بھی اسی کے علم و عقل کے متعلق ہے۔ جس منظر پر ڈرائیور نے ٹھیک اسٹیشن پر پہنچنا ہوتا ہے اُس کو اپنے مدنظر رکھ کر انجن کو تیز چلا اُس سے کام نکالتا ہے۔ اس کو ان باتوں سے سروکار نہیں۔ ڈرائیور ہی اس کا مختار ہے۔ بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے یعنی کو جب منزل مقصود پر پہنچنے کا خیال ہوتا ہے جسم سست ہو۔ کمزور ہو۔ بیمار ہو اس کے شکست ریخت کی پرواہ نہ کر روح اُسے کشاں کشاں لیجاتا ہے اور اپنے ارادہ دلی و حسب منشاء اس سے کام کراتا ہے۔ لیکن اس میں نہ منشاء ہے نہ ارادہ بنا بریں اختیار بر دست اور جسم سے کام کرانے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے ۔

نویں دلیل

بعض مادہ پرست حال کے حکیم کہتے ہیں کہ خون جسے عربی میں دم انگریزی میں بلڈ اور سنسکرت میں رودھر اور ہندی میں لہو کہتے ہیں وہی روح ہے اور اُسی لہو کی جسم میں حکومت ہے۔ مگر یہ کہنا بھی سخت غلطی پر مبنی ہے کیونکہ اگر خون روح ہوتا یعنی جس وقت آدمی کو زخم لگتا اور خون باہر نکل جاتا ہے تو اسی قدر روح کم ہو جانا چاہئے بعضے آدمی خصوصاً کابل۔ پشاور۔ ایران۔ عرب۔ افریقہ کے رہنے والے برابر ہر سال بلکہ بعض سال میں دو تین مرتبہ فصد کھلواتے ہیں اور ایسے آدمی تو نامہ نگار نے بچشم خود دیکھے ہیں جو دو دو سیر تک خون نکلوا دیتے ہیں تو خون کو روح ماننے والوں کے خیال کے مطابق کیا اس قدر روح کم ہو گیا۔ اور روح کے نکل جانے کے ساتھ ہی چیتنتا۔ عقل علم بھی نہ رہنا چاہئے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔

بلکہ ایک چیز پھر بھی اندر سے حکم دیتی ہے کہ میرا اور خون نکلوا تا اتنا خون کم ہو گیا خون نہیں کہتا بلکہ کوئی اور حکم دیتی ہے کہ میرا خون نکل گیا جس طرح میری آنکھ میرا ہاتھ اُسی طرح میرا خون استعمال کرتا ہے۔ اور مشاہدہ بھی ہمیں بتلاتا ہے کہ خون اُسی کا ہے۔ اور وہ اُس سے کام لیتا ہے پس خون روح نہیں ہے۔

خون دواؤں سے اور خاص خاص امراض میں بڑھ جاتا ہے۔ لیکن چیتنتا نہیں بڑھتی بعض آدمی انسانوں کا اور بعض جانوروں کا خون دو دو تین سیر تک پی جاتے ہیں۔ جیسے وام مارگی یا اگھوری یا حبشی یا وحشی لوگ مگر اُن کی چیتنتا عقل یا علم زیادہ نہیں ہوتا۔

بعض بیراگی یا ننگے فقیر اپنے ہاتھوں کو کھڑا رکھ کر سکھا دیتے ہیں۔ جس سے وہ مطلق حرکت کے لائق نہیں رہتے مگر اُن کی چیتنتا میں فرق نہیں آتا۔

کسی مرض میں خون خراب ہو کر انسان سخت بیمار ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی چیتنتا برابر بنی رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے ۲۴ گھنٹہ بعد تک بھی تازہ خون نشتر زنی سے نکلتا ہے۔ علاوہ بریں خون ایک مادی اور گیان سے رہت چیز ہے ہرگز روح نہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت میں جو ایک دھیانی جوگی کا واقعہ ہوا اُس سے بھی ظاہر ہے کہ خون روح نہیں ہے ۔

ایک سادھو کا عجیب و غریب حال

(جو چالیس روز تک زمین میں دفن رہا۔)

اس سادھو کا عجیب و غریب ماجرا کہ جس کو بہت سے یورپ و امریکہ کے مصنفوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ذیل کی چٹھی سے جو بابو حوالا پرشاد صاحب سابق کلارک کرنیل واڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر

حال بیسن یافتہ لے بنام لالہ برج لال صاحب کے لاہور روانہ کی تھی اور جس کا ترجمہ رسالہ تھیوسافسٹ میں درج ہو چکا ہے وہ یہ ہے:—

میرے پیارے دوست لالہ برج لال صاحب۔ جس سادھو کا حال آپ نے دریافت فرمایا وہ دکھن سے معہ اپنے مریدوں کے لاہور آیا تھا اور سمادھی لگانے میں کامل تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس کو آزمانا چاہا۔ اول اس کو ایک لکڑی کے صندوق میں کہ جو سجابی روش کا سا ہوا تھا۔ بحوبی بند کر دیا۔ اور اس میں قفل لگا کر اُس کو سردار کولا سنگھ بھورا سا والے باغ کی بارہ دری میں (جو دریائے راوی کے کنارے پر واقعہ ہے) رکھ دیا اور اُس بارہ دری کے دروازے بجنسہ اینٹوں سے بند کر دیئے گئے) اور تا اختتام میعاد معینہ ایک سالہ مادی گارڈ جمعیت اور بند دروازوں کی حفاظت کے لئے تعین کیا گیا۔ یہ اقرار ہو گیا تھا کہ چالیسویں روز اس کو نکالا جائیگا۔ جبکہ یہ میعاد ختم ہونے کو ہوئی کرنیل واڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ معہ ڈاکٹر مرے و ڈاکٹر میگ گریگر و دیگر صاحبان ارا کین کے بمقام لاہور تشریف فرما ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ربانی فقیر عزیز الدین صاحب کے کہ جو مہاراجہ صاحب کے درباریوں میں سے تھے کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ ایک جوگی کہ جو ۴۰ روز سے سمادھی چڑھائے ہوئے زمین میں دفن ہے کل صبح کو نکالا جائیگا۔ اگر آپ بھی معہ ڈاکٹر صاحبان و دیگر اہل یورپ کے بر سر موقعہ تشریف لاویں تو عین مصلحت ہے۔ چنانچہ دوسرے روز کرنیل واڈ صاحب معہ دیگر اراکین بر سر موقعہ تشریف لائے اور چند منٹ بعد مہاراجہ صاحب بھی معہ راجہ دھیان سنگھ و راجہ ہیرا سنگھ و دیگر صاحبان تشریف فرما ہوئے مہاراجہ صاحب نے مصر بیلی رام خزانچی کو حکم واسطے لانے کنجیاں بند مکانات کے اور اُن کو کھولنے کے دیا۔ دروازہ رد سے اینٹیں اُکھاڑ دی گئیں۔ تب مہاراجہ صاحب نے اُس لکڑی کے صندوق کو کھولنے کا حکم دیا صندوق کھولا گیا۔ تب اُس سادھو کے شاگردوں نے اُسے صندوق سے باہر نکالا اور بارہ دری کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔ سادھو کو دیکھا بھگوے رنگ کے کپڑے میں کہ جو چاروں طرف سے اُس کے گرد مثل تھیلہ کے سلا ہوا تھا لپٹا ہوا ہے۔ جس وقت کہ کپڑا اُتارا گیا مہاراجہ صاحب نے کرنیل واڈ صاحب سے کہہ کر ڈاکٹر سے اُس کے جسم کا امتحان کرایا چنانچہ ڈاکٹر نے اس کی نبض دیکھی اور کہا کہ نبض بالکل بند ہے اور جسم میں جان کا نشان تک نہیں۔ اُسی وقت سادھو کے شاگردوں نے سادھو کا منہ کان نتھنے اور آنکھیں کھولیں کہ جن میں روئی اور موم کی ڈاٹیں لگا دی گئی تھیں۔ اور اُن میں روغن بادام ملا ہوا تھا اس کے بعد سادھو کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے بڑے زور سے چلا کر سانس لیا۔ اور مثل ایک بڑے سیاہ سانپ کے آواز کے ہس ہس پایا اس کے بعد سادھو کے جسم میں جان آگئی اور اُس نے خود اپنے آپ گنگا جل میں اشنان کیا کہ جو اس کے شاگردوں نے لا رکھا تھا۔ مہاراجہ صاحب نے اُس کو کچھ دودھ پینے کو دیا اور بعد ازاں ایک خلعت قیمتی دو ہزار روپیہ سے سرفراز فرمایا۔ پھر سب لوگ اپنے اپنے دولتخانوں کو تشریف لے گئے۔ یہ سادھو بمقام لاہور اُس زمانہ میں آیا تھا جب کنور نونہال سنگھ کی شادی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ میں ایک سال کی سمادھی چڑھا سکتا ہوں اگر انگریز لوگ آزمانا چاہیں تو آزما دیں مگر بصورت کامیابی میری محنت کے صلہ میں مجھ کو شہر کلکتہ بخشنا پڑے گا۔ اب جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا عرض کر دیا۔ آپ مہربانی کر کے یہ چٹھی کرنیل الکاٹ صاحب کو میری طرف سے سنا دیجئے۔
من مقام لدھیانہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۰ء۔ آپ کا دوست جوالا پرساد پنشن یافتہ

(از آریہ دربن فروری ۱۸۹۱ء صفحہ ۴۸)۔

اسی طرح جگا گو کی مجالس میں ایک آدمی کا حبس دم اور کھٹی جانے کا واقعہ اور حال میں بمقام انبالہ ایک یوگی کی حالت اور ڈاکٹروں کا تعجب اور حرکت کا بند ہو جانا جیسا کہ رائے بشمبر ناتھ سی۔ ای۔ ایسے گلدستہ حال کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔—

"حال میں ایک سادھو انبالہ چھاؤنی میں آیا تھا وہ آدھ گھنٹہ تک بالکل مردہ کی مانند بے حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ سانس بھی بند کر لیتا تھا۔ دل کی حرکت بھی بالکل محسوس نہیں ہوتی تھی نبض بالکل بند چلی تھی۔ یورپین ڈاکٹروں نے بھی اس کا ملاحظہ کیا مگر ان کی بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ شخص کس طرح ایسا کر سکتا ہے یوگیوں کو سانس اور ناڑیوں کے قاعدے ایسے ایسے معلوم ہیں کہ ابھی تک میڈیکل سائنس نے معلوم نہیں کئے ہیں اندوں سسہ اخبار میں بھی لکھا تھا۔ "انبالہ میں ایک جوگی آیا ہے جو سمادھ لگا کر بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ انگریز ڈاکٹروں نے تجربہ کیا وہ حیران ہیں کچھ سمجھ نہیں لگا اس کے چلے بسلوں میں مالش کر کے ہوش میں لاتے ہیں۔ حیرت کی گئی ہے کہ کیا اسرار ہے" (۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

پس خون روح نہیں بلکہ جو خون کے کم ہو جانے وغیرہ سب حالتوں میں جیس اور مدرک بالذات ہے وہی روح ہے ٭

دسویں دلیل

انسان جب بدی کرنے پر متوجہ ہوتا ہے یا جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے یا اور کسی قسم کی برائی پر مائل ہوتا ہے تو ایک چیز اُس کو اندر سے اسی سے مار رہی ہے کی نصیحت کرتی ہے اور سادھارن آدمی کو نہیں بلکہ بڑے بڑے ڈاکو اور لٹیروں کو بھی (مفصل دیکھو ہسٹری آف دی ٹھگز) یہ کرنے تک تو سمجھاتی رہتی ہے۔ کہ انسان مت کر اور جب بُرا فعل کر لیتا ہے تب ندامت و ملامت و پشیمانی دلاتی ہے اور خلاف اس کے اچھا کام کرنے پر خوشی اور آنند بڑھاتی اور دلیری بخشتی ہے خواہ اُس میں تکلیف کتنی بھی اُٹھانی پڑے جس کا دوسرا نام کانشنس یا ضمیر یا اسہو ہے۔ آپ سوچ لیں اور غور کر لیں کہ کانشنس یا اسہو کسی مادے کی آواز نہیں ہے۔ بلکہ جیتن کی ہے اور وہی روح ہے ٭

گیارھویں دلیل

ہزاروں باریک مسائل اور سوکشم باتیں انسان اپنے فکر اور عقل سے حل کرتا ہے بلکہ تھوڑا سا علم پڑھ کر نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے مگر یہ ساری باتیں تب ہوتی ہیں جب وساوس تفکرات سے کنارہ کش ہو ایکانت ستھان میں بیٹھ اپنے من میں بچار تا ہے ورنہ نہیں۔ دنیا کے تمام فضلاء و موجدان ماہران علوم و فنون کی مثالیں اس کی گواہ ہیں اگر یہ دماغ یا جسم کا کام ہوتا تو چونکہ وہ مادی ہیں گو شہ تنہائی کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ مادی کو مادی سے جنس کا تعلق ہے مگر مادہ پرست نہ تو زیادہ نکتہ دان ہوتا ہے اور اسی طرح دن رات بیہودہ ضائع کرے اور ایکانت بیٹھ کر نہ سوچنے والا آدمی علم و عقل سے محروم رہتا ہے جب تک کہ غور و فکر کی دولت سے مالا مال ہو

ارادہ۔ وچار۔ علم و عقل۔ ایکانت میں بیٹھ کر سوچنے اور وچارنے سے ترقی پاتے ہیں اور ایسا ہی کرنے والا آدمی تمام باریک و دقیق نکات بھی معلوم کر لیتا ہے حالانکہ اُس وقت کوئی معلم پاس نہیں ہوتا۔ پس مادہ سے جدا ہو کر سوچنے والا اور مادی لطیف اشیاء کو سوچنے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے ٭

بارھویں دلیل

جسمانی درآنکہ بعض سورج ۔ چاند ۔ آگ ۔ بجلی ۔ ستارہ ۔ و ستارہ کی روشنی کے کچھ کام نہیں کر سکتے اور کر ہی کس طرح سکتے ہیں ۔ وہ ان کی کشش سے وابستہ اور اُن کی حرکت سے متحرک ہیں ۔ لیکن ایک اور جسم انسان کے اندر معلوم ہوتی ہے جو ویسی ہی روشنی سے رہیں اور ایسے ہی کہاں سے گیانی ان سب کی امداد کے بغیر بذاتہ قائم ہے اُس کے تمام ہے جسم کا نظام اور اُس کی تحریک سے جسمانی حرکت ہے ہاتھی کا جسم جسے مرنے کے بعد میں چار ہاتھی مشکل سے کھینچتے ہیں اور ہاتھی بھی جسے زندگی کی حالت کی طرح کھڑا نہیں کر سکتے اور اسی طرح اور بڑے اجسام جن کی طاقت سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حرکت کرتے اور اسے جسم کے سوائے صد ہا من بوجھ اٹھا کر دور دراز ملکوں میں لے جاتے ہیں ۔ نہ تو جسم ہے اور نہ جسمانی طاقت بلکہ اس سے بالکل جدا اور فرق رکھنے والی ہے ۔ اُسی کو حکما سند جو اور فضلاء یونان روح کہتے ہیں ۔

تیرھویں دلیل

جب انسان کبھی اچانک سوتا ہوا جگایا جاتا ہے تو سراسیمگی کی حالت اُس پر طاری ہو جاتی ہے ۔ وہ حیرت زدہ ہو کر ادھر اُدھر دیکھتا اور جگانے والے کے منہ کی طرف تاکتا اور پہچاننے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کون ہے اور مجھے کیا ہوا ۔ اگر وہ کچھ پوچھتا ہے تو بہ دیکھا ہوا کچھ نہیں بولتا ۔ اور اگر بولتا ہے تو محض بڑبڑاتا ہے جواب نہیں بن آتا اور اکثر محض بے تکی سنا دیتا ہے اُس وقت بہت سے سوال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ باوجود ہمیشہ دیکھنے کے بھی جگانے والے کو نہیں پہچانتا خواہ وہ کوئی ہو ۔ مگر جب کامل ہوش میں آ جاتا ہے جواب دیتا اور اُس کو صحیح پہچانتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ نیند موت کی بہن ہے ۔ بیشک صحیح ہے چونکہ خواب میں روح اپنی قوا کو اپنی ذات میں محو کر لیا کرتا ہے ۔ مادی حواس جن کے وہ خواص نہیں تھے وہ بے خواص رہ جاتے ہیں بدیں لحاظ اپنے افعال پر توانا نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خواص درحقیقت روح کے ہیں نہ کہ شریر کے اور یہی سبب ہے کہ جب روح بوجہ حکم اپنے مالک کے اس مکان کو چھوڑ جاتی ہے اور اپنے خواص یعنی قوا کو بھی ساتھ لے جاتی ہے تو سب حواس کی جوتیں ماری جاتی ہیں یہ ساری اندریاں جو عام طور پر اُس کی مالک نظر آتی تھیں ۔ اصلی مالک مکان کی رحلت یعنے کوچ کر جانے سے محض معطل خالی رہ جاتی ہیں جو حالت مکین کے انتقال سے مکان کی ہوتی ہے بعینہ ویسی ہی نوبت اس چند روزہ مکان کی ہو جاتی ہے ۔ آنکھ ۔ کان ۔ ناک ۔ زبان وغیرہ دریچے کھلے یا بند رہ جاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتے نہ کان سنتے ۔ نہ زبان بولتی ۔ نہ ناک سونگھتا اور نہ ہاتھ پکڑتے اور نہ پاؤں چلتے ہیں ۔ بلکہ یہ سارے روح کے نکلتے ہی سڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان میں بدبو آنے لگتی ہے ۔ بس جن کے سبب کے یہ سارے کام جاری اور جس کے چلے جانے سے سب اُن خواص سے عاری ہو جاتے ہیں وہی روح ہے ۔

چودھویں دلیل

سب چیزیں جو پرمانوں (ذرات) سے بنتی وہ جسمانی ہیں اور ہر ایک جسمانی سے طول طرف عرض عمق و مقدار رکھتی ہے مگر گیان کا جوہر جو آدمی کے اندر ہے اُس کا طول و عرض و عمق و مقدار نہیں ۔ پس وہ کسی حالت میں مادی نہیں ۔ اگرچہ سب مادی مرکبات جدا جدا اور منقسم ہو سکتے ہیں مگر گیان کی تقسیم نہیں ہو سکتی ۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ وہ مادی نہیں ورنہ اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ۔ اگر کوئی چیز مادی جسم آدمی کے اندر نہیں تو غیر مادی علم بھی نہیں ہونا چاہیئے ۔ مگر یہ نہ ہو ۔ پس وہ جو حصہ غیر مادی علم ہے بلا جسم علم ہے یعنی جیون وہ روح ہے ۔

جب و ا ا سے جدا ہے اور ساتھ اس میں وارد ہوا اسیر تکلم رکھتا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ اس کے نہ ہونے پر بھی وہ موجود رہے گا ۔ اور جب علم سائنس ا مادی ہی سے یہاں تک ثابت کر دیا ہے اور دنیا کے علماء نے مان لیا کہ مادہ جسمانی کو کلی نابود نہیں بلکہ اس کا بھی ۔ ۔ استحالہ ہی ہے تو کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ جسم کے اوراق پر ۔ ۔ کو فنا ہو یا جسم کے نہ ہونے پر روح نہ ہو بلکہ صاف ظاہر ہے کہ روح ازلی و ابدی ہے اور جسم آغار و انجام والا یعنی روح باقی ہے اور جسم فانی ۔

پندرھویں دلیل

اگر کوئی غور سے دیکھے تو اُسے ظاہر ہو گا کہ دنیا کسی مادی شے میں بھی نہیں باقی جاتی البتہ یہ تو سچ ہے کہ سرشٹی کی مادی اشیاء یعنی مرکبات مثلاً پہاڑ درخت اور تمام اجسام عناصروں میں بدل جاتے ہیں ۔ لیکن عناصر ہر حال میں ہمیشہ باقی رہتے ہیں ۔ بلکہ وہ اُسی کام کے پورا کرنے کے لئے ویسے ہی موجود رہتے ہیں جس کو وہ آگے سرانجام کر چکے ۔ اصل یہ ہے کہ سرشٹی کی کوئی ایک طاقت بھی فنا یا معدوم نہیں ہوتی جس شے کو ہمارے ناخواندہ یا علم معقول سے ناآشنا بھائی فنا یا معدوم یا دوسرے لفظوں میں عدم خانہ بانسبت آباد کہتے ہیں اگر علم کی آنکھوں سے دیکھا جاوے تو محض باطل ہے ۔ کیونکہ ہر ایک جسم کے استحالہ کے بعد اُس کے پرمانو یعنی ذرے نئے نئے بہت زیادہ عمدہ اور خوبصورت مفید اجناس میں مجسم ہو کر نباتات کے اجسام میں آ جاتے ہیں ۔ پس جب کہ مادہ ہی کو فنا نہیں اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ ایسی کوئی چیز ہے تو پھر اس جسم کے اندر جو چیز مدرک بالذات و متصرف بالآلات ہے جس کا نام شاستر کاروں نے روح رکھا ہے اور جو درحقیقت جیو یعنی ہمیشہ زندہ ہے وہ کیا کبھی نیست ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں ہو سکتی ۔ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے کہ ناممکن ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم سے ماقبل و مابعد موجود اور ہمیشہ رہیگی ۔

سولھویں دلیل

جب ہم کسی ذی عقل اور فہیم انسان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال ہرگز پیدا نہیں ہوتا کہ یہ آدمی اب اپنی ترقی کے معراج پر پہنچ گیا یا اس نے اب زندگی کا مقصد پورا حاصل کر لیا ۔ اور اس سے اعلےٰ خیالات و خواہشات کو وہ نہیں پہنچ سکتا ۔ بلکہ سارا کا سارا معاملہ اس کے برعکس ہے ہم روزمرہ کے تجربے اور گذشتہ حکما کی تحریروں کو پڑھ کر معلوم کرتے ہیں ۔ کہ جہاں تک انسان اپنے معلومات اور خیالات کو جانتا جاتا ہے وہاں تک ہی اُس کی طاقتوں کا پرجوش چشمہ زیادہ جوش مارتا جاتا ہے اور اُس کا ہر ایک قدم میدان صداقت میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے ۔ سقراط نے علوم میں ترقی کرتے کرتے فلاسفر ہو کر بھی جب وچار کیا تو ہار کر یہی کہا کہ ابھی میرا علم اُس سمندر ناپیداکنار کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے ۔

جب اُس پر بے گناہ موت کا فتویٰ جاری ہوا تو پھانسی کے عوض جام زہر قبول کیا ۔ اور اُس پر ہیبت ناک موقعہ پر جب کہ بڑے بڑے پہلوانوں کے زہرے پانی ہو جاتے ہیں ۔ نہایت ہی استقلال و انشاط سے مرتے دم تک نصیحت کرتا اور

ٹہلتا رہا۔ ذرا نہیں گھبرایا کیا روح کے سوا کوئی مادی چیز یہ فیصلہ یا ہمت کر سکتی ہے اسی طرح لاکھوں کروڑوں مہاتما لوگ گذرے ہیں جنہوں نے سچائی اور فرایض انسانی کے کل حقہ پورا کرنے میں بے شمار دنیاوی تکالیف کو اٹھایا مگر لالچ اور بھگتی اور ڈر کی طرف سے اسی ثابت قدمی کو ذرا بھی کم نہ ہونے دیا۔ جانوں کو خطرہ میں ڈالا بلکہ مفیبت کا مصبوطی سے مقابلہ کیا نہ لالچ سے ست دھرم کو چھوڑا اور نہ جھوٹے دوستوں کی جھوٹی محبت کی پرواہ کی۔ اُن کے برخلاف لاکھوں طرح کے طوفان نے تمیز اٹھائے گئے مگر وہ کوہ ہمالہ کی طرح ست پر قائم رہے جنبش نہ کھائی یہاں تک کہ یا تو کامیاب ہوئے اور زندہ رہے ورنہ جان عزیز کو دیدیا۔ مارے گئے۔ مگر نتائج کے خوف سے وہ دھرم سے چلایمان نہ ہوئے۔ کیا کوئی موٹی عقل والا بھی کہہ سکتا ہے کہ اُنکی خواہشیں ختم ہو گئیں اُن کے خیالات رک گئے اور انہوں نے اس مادی جسم کے واسطے تمام حیرانی و سرگردانی اُٹھائی تا اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اُن کے خیال کا خاتمہ نہیں ہوا اور نہ اُن کی کوششیں ختم ہوئیں بلکہ وہ آئندہ کو بار بار انہیں معلومات اور خیالات کے حسابی چکروں میں گھومتے ہوئے ترقی یا تنزل کرتے رہینگے پس جس میں اس قدر استقلال و ہمت ہے وہ روح ہے نہ کہ بیجان مادہ +

سترھویں دلیل

مادی اشیاء کے اندر کوئی خواہش نہیں اور نہ کچھ ذاتی مطلب ہے۔ نہ اپنے نیست و نابود ہونے یعنی تبدیل ہو جانے کا کوئی اندیشہ ہے اور نہ رہنے کی کوئی توقع ہے کیونکہ اُن کے اندر وہ قوا نہیں۔ غلطیوں۔ تجربوں۔ تکلیفوں سے سبق لینا بھی غیر مادی کا کام ہے۔ غیر مادی کی مرضی کی حکومت حال پر اور حال کی استقبال پر ہوتی ہے نہ صرف فرضی بلکہ دور اندیشی اور مآل کے خیال کے باعث اُس کے حال کے سارے کاموں کی بنیاد موسم پر تخم بونے اور آئندہ حفاظت کرنے اور مقررہ میعاد تک جانے کے بعد یا جب ضرورت ہو اُسے کاٹ کر فائدہ اٹھانے سے ہوتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ اُس کو اپنی ہستی ازبس عزیز ہے اور صرف عزیز ہی نہیں بلکہ اُس کے بچاؤ کے لئے وہ مقابلہ کرنے کو طیار ہے مگر یہ بات مادی اشیاء میں نہیں ہے وہ صرف چیتن کے فائدہ اور سہری بلکہ بھکشن کے لئے بنائے گئے ہیں نہ اپنی ذات کے لئے اور نہ رہنے کے لئے نہ اپنے ضائع ہونے کا اُسے رنج ہے نہ درد۔ اُس کا اگر کوئی دردمند بھی ہے تو وہ بھی غیر مادی یعنی چیتن ہے نہ کہ جڑھ۔ انسان سے لیکر چیونٹی تک سب میں اس کی شہادت ہے :-

مور گرد آورد بتابستاں تا فراغت بود زمستانش
میازار موری کہ دانہ کش ست کہ جاندار و جان شیرین خوش ست

تربیت و تعلیم کا قبول کرنا بھی غیر مادی کا ہی کام ہے نہ کہ مادہ کا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ غیر مادی جس قدر اپنے مالک کی مرضی کے مطابق چلتی ہے وہ اسی قدر اپنے مسلسل اور لگاتار عالم ہستی اور زندگی کی خواہشمند ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف چلنے سے وہ اُسی طرح نے ہستی کی طرف راجع معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ صریح ثبوت مادہ اور روح کی جدائی کا ہے +

اٹھارھویں دلیل

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی چیز تحلیل ہو کر دوسری چیزیں بن جاتی ہیں مثلاً سبزی مٹی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پانی بخارات بن کر ہوا میں چلا جاتا ہے۔ پانی اور پانی برف بن جاتی ہے۔ درخت زمین میں اور اسی طرح انسانی جسم میں جسم انسانی مادہ حیوانی اور مادہ حیوانی انسانی میں تحلیل ہو جاتا ہے مگر ایک آدمی کا تجربہ۔ واقفیت تاریخ۔ علم۔ فہم۔ توجہ۔ افعال۔ حرکات۔ اشارات۔ محبت۔ اخلاق۔ شجاعت۔ ہمت۔ استقلال۔ خوف۔ شہوت۔ غضب۔ نخوت۔ تکبر۔ نیکی۔ صداقت وغیرہ اوصاف دوسرے میں نہیں بدل سکتے۔ گو سیکھ کر لوگ حاصل کر لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ بعد دینے کے اُس میں بالکل نہ رہیں۔ اسی واسطے شاستر کاروں نے لکھا ہے کہ ودیا اور سچائی ایک ایسا دھن ہے کہ جتنا اس کو خرچ کرو اتنا بڑھتا ہے۔ برخلاف مادی چیزوں کے کہ وہ خرچ کرنے سے کم ہوتی ہیں۔ پس یہ جس قسم کے گن ہیں وہ ہرگز مادی نہیں ہیں بلکہ غیر مادی ہیں +

انیسویں دلیل

انسان نیکی کیوں کرتا ہے اس واسطے کہ میرا بھلا ہو۔ اسی طرح گناہ کیوں کرتا ہے صرف اس واسطے کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہو۔ غرضمند آدمی مجنون ہو کر بھلائی اور برائی کو نہیں دیکھتا مگر مادے میں یہ صفت نہیں یعنی چیزیں غیر مادی ہیں اور جہاں جہاں روح کا تعلق ہے وہاں وہاں امید زیست آیندہ برابر لگی ہوئی ہے چیونٹی مچھر کھٹمل مکھی سے لیکر سانپ۔ بچھو چھپکلی۔ نیول بیل۔ مگرمچھ۔ شترمرغ۔ فیل مرغ کتا۔ بلی سور۔ بھیڑیا۔ گینڈا۔ ارنا بھینسا۔ گھوڑا۔ سیاسی اور مہذب انسان اور وحشی دیوتا تک برابر سلسلہ وار اس کی شہادت ملتی ہے۔ گناہ سے نفرت یا گناہ کو برا جاننا ایک قدرتی بات ہے سگ کو بھی جب خوشی اور اپنے ہاتھ سے روٹی دی جاوے تو آرام سے لیتا اور بے فکر ہو کر کھاتا ہے مگر جب گھر والوں کی غیر حاضری اور مالک مکان کی عدم موجودگی میں وہ روٹی اٹھا لیجاتا ہے تو اول لیکر بھاگتا اور اگر کوئی دیکھ لے تو دور لیجا کر کہیں بھوسہ یا مٹی میں دفن کر دیتا ہے خود چور بھی جانتا وہ چوری کرتا ہے مگر جب اُس کے گھر سے کوئی چور لیجاوے تو اُسے ناراضگی ہو جاتی ہے۔ گائے بکری وغیرہ پر بھی یہی حالت طاری ہوتی ہے۔ پس گناہ سے دلی نفرت یہ گن مادی اشیا کے سوا کسی اور کا ہے جس کا نام روح ہے +

بیسویں دلیل

اگر کوئی کہے کہ جیسے چند چیزوں کے ملاپ سے نشہ اُتپن ہو گیا ویسے ہی اس شریر میں چاروں عنصروں کے سنیوگ سے جیو آتما اُتپن ہوتا اور اُن کی جدائی سے نشٹ ہو جاتا ہے کیونکہ مرے پیچھے کوئی بھی جیو پرتیکش نہیں ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پرتھوی یعنی زمین وغیرہ چار عنصر جڑھ اور غیر مدرک ہیں اُن سے چیتن جیو کی اُتپتی کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو دو عناصر جڑھ ہیں خود اپنی ترتیب و انتظام و خوبی سے مل نہیں سکتے بغیر کرتا پرماتما کے گیان اور ودیا کے۔ نشہ کی مانند روح کی اپجی اور فنا نہیں ہوتا کیونکہ نشہ یا خمار خود شراب کو نہیں ہوتا اور نہ کسی اور جڑھ کو بلکہ اُس کا اثر جو کچھ ہوتا ہے صرف چیتن کو کثیف اشیائے لطیف ہو کر غیر محسوس ہو جاتی ہیں مگر عدم کسی کے واسطے نہیں چہ جائیکہ ان سب سے لطیف جیو کے واسطے چونکہ تو سنجوگ جن ہے اور نہ دھاتوں سے اُتپن ہوتا ہے کیونکہ دھاتوں میں گیان ہی نہیں اور جو جس میں نہیں ہوتا اُس سے اُتپن بھی نہیں ہو سکتا۔

جب جیو جسم دھارتا ہے تبھی اُس کا ظہور ہوتا ہے ورنہ نظر نہیں ہوتا لیکن اس کی ہستی جسم سے پہلے اور پیچھے موجود ہوتی ہے۔ جب شریر کو جیو چھوڑ جاتا ہے تب وہ شریر

جس سے جیو نکل گیا جسا عمدہ اور کام کرنیوالا پہلے تھا پھر نہیں رہتا یہی بات یا گوک رشی نے بھی بیان کی ہے کہ آتما یعنی جیو شریر سے رہت ہے جس کی موجودگی سے شریر چیشٹا کرتا ہے اور جس کی عدم موجودگی سے شریر میں گیان۔ چیشٹا نہیں رہتی ہے وہ آتما ہے جیسے آنکھ سب کو دیکھتی ہے پر نیوا پنے کو نہیں اسی پرکار پریکش کا کرنے والا اپنے آپ کو اندریہ پریکش نہیں کرسکتا۔ جیسے اپنی آنکھ سے سب مادی اشیاء کو دیکھتا ہے ویسے ہی آنکھ کو اپنے گیان سے دیکھتا ہے درشٹا یعنی دیکھنے والا ہے وہ دیکھنے والا رہتا ہے درشیہ (وہ چیز جس کو دیکھا جاوے) نہیں ہو سکتا۔ جیسے بنا آدہار کے آدھے۔ کارن کے بنا کاریہ ادوی کرتا ادوا ورکرتا کے بنا کرم نہیں ہو سکتے ویسے ہی کرتا کے بنا پریکش کیسے ہو سکتا ہے۔

اکیسویں دلیل

انت لا تغفل عن ذاتک ابدا وما من جزء من اجزاء بدنک الا تنساہ احیانا ولابد من الکل الا با جزاء فلو کنت انت ھذہ الجملۃ ما کان بسنم بمورک بدنک مع نسیانھا فانت ورائھا ورای ھذہ الابدان والاجزاء۔

ترجمہ: تو اپنی ذات سے کسی وقت میں بھی غافل نہیں ہوتا ہے اور کوئی جزو تیرے بدن کے اجزاء سے ایسا نہیں ہے کہ تو کسی وقت اُس سے غافل نہ ہووے اور جب کل معلوم ہووے تمام اجزاء بھی معلوم نہیں ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ تو اس بدن اور اُسکے اجزاء سے جدا ہے۔

بائیسویں دلیل

بدنک ابدا فی التحلل والسیلان والداث الغاذیۃ کما تاتی فان لم یتحلل من بدنک الغیبۃ عدد دبر والحیۃ لعظم بدنک جدا ولو کنت انت ھذا البدن ا وجزء منہ لست اما تنک کل حین ولما دام الجوھر المدرک صنک فانت لا بدنک انتھی۔

ترجمہ: تیرا بدن ہمیشہ بسبب تصرف حرارت عزیزیہ وغریبہ کے بدنی رطوبات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے کیونکہ اگر باوجود وارد ہونے نئی چیز کے اگر کوئی چیز پہلے بدن سے تحلیل نہ ہووے تو لازم آویگا کہ بدن سب سے نہایت فربہ اور بزرگ ہوجاوے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بس ثابت ہوا کہ بعد وارد ہوتے غذا کے کوئی چیز بدن کے اجزا میں سے تحلیل ہو جاتی ہے اگر تو یہ بدن ہووے تو لازم آوے کہ ذات و ہستی تیری بدن کے تبدل ہونے سے بدل جائے (حالانکہ ایسا نہیں)۔ پس متحقق ہوا کہ تو اپنے بدن سے غیر (جدا) ہے۔ (یہ ہر دو شیخ الاسراقین نے ھیاکل میں لکھیں ہیں) ۔

تیئسویں دلیل

شیخ المشائین نے نمط سابع میں فرمایا ہے ان القوی القائمۃ بالابدان تکل بکثرۃ الافاعیل لاسیما القویۃ وخصوصاً اذا انبعث فعلاً علی الفور وکان الضعیف فی مثل تلک الحال غیر مشعور بہ کالرایحۃ الضعیفۃ اثر القویۃ والقوۃ العاقلۃ تکون کثیر الخلاف ما وصف

ترجمہ: تمام قوتیں بدن کی کثرت اور بار بار کام کرنے سے سست اور نفرت کرنے والی ہوتی ہیں اور جیو یعنی روح نفس ناطقہ اپنے فعل سے کہ سب کا جاننا ہے ہرگز سست نہیں ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے پس ثابت ہوا کہ روح جسمانی قوتوں میں سے نہیں ہے بلکہ جوہر ہے۔

چوبیسویں دلیل

شیخ المشائین نے اشارات کے نمط سابع میں فرمایا ہے بل کثیرا ما یکون القوی الحسیۃ والحرکیۃ فی طریق الاضمحلال والقوۃ العقلیۃ اما ثابتۃ واما فی طریق النمو والازدیاد انتہی کلامہ۔

ترجمہ: بدنی قوتیں بڑھاپے میں حل ہو جاتی ہیں اور قوتِ عقل یعنی روح انسانی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معلومات میں زیادہ عالم ہو جاتا اور تجربہ جمع کرتا ہے۔

پچیسویں دلیل

اکثرے نفوس کاملہ بدابر ریاضت شاقہ کہ موجب کلال بلکہ افنائے قوائے جسمانی ست بعالم علوی پیوندند و اشیائیکہ ہزارہا فرسخ دور ست بینند و شنوند حالانکہ بدن شان ہمانجاست۔

ترجمہ۔ اکثر یوگی لوگ جو تپ اور یوگ میں کامل ہو جاتے ہیں جن میں اُن کی جسمانی طاقتیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں جب اُن کی ارواح عالی مراتب پر پہنچتی ہے تو اُن چیزوں کو جو ہزاروں کوسوں پر ہوتی ہیں دیکھتے اور سنتے ہیں حالانکہ بدن اُن کا اُسی جگہ ہے۔

چھبیسویں دلیل

کوکین ہائیڈرو کلوراس نامی ایک انگریزی دوائی ہے جس سے اکثر آنکھ کا علاج کرتے ہیں اور آنکھ کو بے حس کرکے اُس کے اندر نشتر مار کر تیسرے چھوٹے پردہ سے موتیا بند یا جالا نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح دوائی کا اثر زبان چمڑا وغیرہ ہر ایک اعضاء پر ہوتا ہے کہ جس مقام پر لگے اُس کو بے حس کر دیتی ہے۔ اُس کا اثر زائل ہونے کے بعد پھر اندریاں اپنی لذات کو محسوس کرتی ہیں ورنہ نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وشیوں کو جاننا اور حسوں کو محسوس کرنا اندریوں کا کام نہیں بلکہ روح ہے جو ہمیشہ مدرک بالذات ہے۔ پس وہ کسی طرح جسم کا حصہ یا مادی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے جدا اور الگ شے ہے۔

انسان کے سوا اور جانوروں میں بھی روح ہے

تمام منطق والے اس بات میں متفق البیان ہیں کہ انسان بھی ایک حیوان ہے مگر تحصیل علم الٰہی و مسائل فلسفہ کی آگاہی کے سبب سے زیادہ عزت دیتے اور اشرف المخلوقات بیان کرتے ہیں۔ سنسکرت کی نیتی جاننے والے لکھتے ہیں۔ کہ کھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ خوف ودرجا۔ مجامعت یہ مابین انسان و حیوان میں برابر ہیں۔ صرف دھرم ہی ہے جو اس میں زیادہ ہے جس انسان میں دھرم بھاؤ نہیں وہ پشو حیوان مطلق ہے۔ (چانک)

ایک اور حکیم حاذق فرماتا ہے۔ جیسے گدھے پر چندن لادنے سے وہ صرف بوجھ کو جانتا ہے نہ کہ چندن کو ایسے ہی کتابیں زیادہ پڑھ لینے سے جب تک عامل نہ ہو وہ کتابوں کا حمال ہے (دہنونتر وید)

راج رشی۔ بھرتری جی فرماتے ہیں "جو آدمی علم اخلاق۔ موسیقی۔ اور کلا کوشل سے محروم ہے۔ وہ محض حیوان ہے اُس میں اور حیوان میں دُم سینگ کا فرق ہے اور نہ وہ گھاس کھاتا ہے"۔

پھر ایک اور رشی کا قول ہے جس کے پاس ودیا۔ دھرم۔ تپ۔ دان۔ اخلاق اور نہ کوئی ان کے علاوہ گن ہے وہ محض زمین کا بوجھ ہے وہ آدمی کی شکل کا پشو ہے"۔

مصنف قرآن بھی ایسے آدمیوں کو اولئک کالانعام بتلاتا ہے کہ وہ مانند چارپاؤں کے ہیں اُن سے سوائے حرکات حیوانی کے کوئی اچھا عمل صادر نہیں ہوتا۔

ایران کے شاعر سعدی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

نشان بہادرا اے مرد ہشیار ، گر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند ، کہ فرزندانِ ناہموار زایند

بنطق آدمی بہتر ست از دواب دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

جب یہ حال ہے یعنی انسان کو چند باتوں کے سبب ہی حیوانوں سے شرف ہے ورنہ خواہ مخواہ اُسے کوئی شرف حاصل نہیں جس کے روح کے گن جسم انسان میں ظاہر ہیں اسی طرح قالب حیوانی میں بھی نمودار ہیں۔ سب شاستروں میں عموماً جیو کے یہ گن بیان کئے گئے ہیں دھرم۔ سچائی۔ مترتا۔ پیار۔ تپیا۔ غیرت۔ بریرتا۔ ویراگ۔ پرسوارتھ۔ ببرتا۔ درڑھتا (استقلال) دیا۔ دھارن کرنا۔ کھشما۔ دم۔ استی۔ شوچ۔ دھر۔ چینتا۔ غصہ۔ خواہش۔ ودیس نفرت۔ کوسن۔ سکھ۔ دکھ ان ہیں سے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ سارے کے سارے کم و بیش حیوانات میں پائے جاتے ہیں۔

بیل۔ اور کتے کی وفاداری۔ مترتا۔ پیار۔ نمک حلالی۔ حفاظت۔ شناخت سا اور شہد کی مکھی کا انتظام و تمیز۔ سدرگی پردہ داری۔ عقلمندی۔ الو۔ زاغ۔ کرگس۔ چیل وسدروں کا اتفاق اور اولاد سے محبت۔ شیر۔ گیدڑ۔ گرڈ۔ ارنا بھیسا۔ سور فیل کی بہادری حکومت۔ غرور۔ محبت اولاد۔ استغنا۔ رعب اور انتظام حفاظت کلنگ زنبور۔ چیونٹی کی دوراندیشی۔ قواعد دانی۔ تمیز و قوت انتخاب وغیرہ غور کے لائق ہیں۔

شکاری لوگ جب جانوروں کا شکار کرتے ہیں تو جس قدر مکاری سے کام لیتے اور دام فریب بچھاتے ہیں۔ اگر وہ سب آپ سنیں تو بے اختیار آپ کے منہ سے نکل الانسان خیر الماکرین یعنی آدمی بڑا مکار ہے مچھلی پکڑنے کی غرض سے لوہے کی ٹیڑھی سیخ کے ساتھ آٹا لگانا کیچوے یا صدف کے کیڑے پھنسانا اور جال بچھانا رات کو چراغ جلا کر پکڑنا۔ چھٹنے والا گولا پانی میں پھینکنا اور طوفان برپا کرنا برقی جال بنا کر اپنی عقل کی روشنی دکھانا۔ پانی میں آگ جلانا اور جال کو پانی میں ڈال اس میں تار کے ذریعہ برقی روشنی پہنچانا اور مچھلیوں کا اس انوکھی روشنی کو دیکھ جال کے اندر آنا اور پھنس جانا علی ہذا القیاس جن حیلوں حوالوں سے انسان خشکی و تری و ہوا کے جانوروں کو پکڑتا ہے روباہ کی مکاری اور گربہ کی عیاری اس کے سامنے بالکل ہیچ ہے اور ہم کو ایسی حالتوں میں صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ جو جانور حضرت انسان کی اس قدر عظیم الشان علمی شرارتوں سے بچ جاتے ہیں بلکہ شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا۔ بیندوا۔ مگرمچھ اور وہیل مچھلی کی طرح اس بڑے مکار کی تمام پالیسیوں پر غلبہ پاکر الٹا اسے شکار کر لیتے ہیں بالخصوص رحم دل لیکن دور اندیش جانور صرف اسے مار ڈالتے ہیں مگر کھاتے نہیں جیسے ریچھ اور بن مانس چھپار ی قسم کے بندر وغیرہ اُن میں ضرور بالضرور ہی روح ہے جیسی کہ انسان میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں۔ (دیکھو ڈاکٹر بیل صاحب کا مضمون ایشیاٹک ریسرچیز جلد ۱۵)

جرمنی کے مشہور عالم پاپ صاحب فرماتے ہیں کہ "جملہ خراب و فاسد خیالات کہ جنکی وجہ سے آدمی کے دل میں غصہ کی آگ بھڑک جاتی ہے اور جو اُسکو اقسام اقسام کے بیہودہ مسخرافات کاموں کی طرف رجوع کر دیتے ہیں کہ جن کی وجہ سے بہت سے امراض ظاہری اور باطنی انسان کی تندرستی میں ہارج ہوتے ہیں صرف جانوروں کے گوشت پر زندگی بسر کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا وحشت انگیز اور مکروہ بات ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کے باورچی خانے جانوروں کے خون سے زرنبر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک طرف جانوروں کے کٹے ہوئے اعضار بکھرے ہوئے پڑے ہیں دیواروں پر لٹک رہے ہیں دوسری طرف بیچارے جانور تڑپ تڑپ کر پاؤں مار رہے ہیں۔ اگویا انکے دیکھنے سے ہم کو نئے عجیب و غریب فسانجات یاد آجاتے ہیں کہ جن میں دیو اور جنوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں کہ وہاں ہر چہار طرف اُن جانوروں کے جوان کی بے رحمی اور ظلم کے نشانہ ہوئے تھے اعضار ہی اعضار بکھرے ہوئے پڑے رہتے تھے اور کہیں اُن کے سروں کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔

اے بی کیلنی صاحب تمام دنیا کے گناہوں کو جانوروں کے شکار اور ذبح کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے "کہ دیکھو غا باز تو ہم پانسی لگانے اور جال پھیلانے سے ہو جاتے ہیں اور جانوروں کے شکار اور اُن کو ذبح کرنے سے ہم پہلے درجہ کے بیرحم ہو جاتے ہیں یہانتک کہ اکثر بے گناہوں کا خون دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھوں سے کر بیٹھتے ہیں جو شخص کسی بے گناہ جانور مثل بھیڑ۔ بکری۔ گائے وغیرہ کو ہلاک کرتا ہے گویا وہ اپنے ہمسایہ کے خون میں اپنے ہاتھ رنگتا ہے (از آریہ درپن ماہ جنوری ۱۸۸۸ء)

اب ہم چند بڑے جانوروں کی عقلمندی کے کچھ واقعات سناتے ہیں

۱۔ گھوڑے کی عقلمندی ✦ رستم پہلوان زابلستان کے گھوڑے رخش نام کی بابت شاہنامہ میں بہت سے عجیب و غریب حالات لکھے ہیں ہفت خوان کی منزل میں اُس نے شیر کا شکار کیا۔ اور رستم کو زخمی ہونے سے بچایا۔ اور وہ رستم کے بغیر کسی کو اپنے پر سوار نہیں ہونے دیتا تھا" اور محمد امین خان برادر امیر شیر علی خان قندہار کے قریب زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑے تو گھوڑے نے اُس کے گرد چکر باندھ دیا جس سے کوئی اُس کے قریب نہ آسکا" سوار کے زخمی ہو جانے کی حالت میں دانا گھوڑے عموماً ایسا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ بعضے گھوڑے مالک کے مر جانے پر زار زار آنسو بہاتے اور کئی روز تک دانہ گھاس نہیں کھاتے صدہا رگ گھوڑے رکھنے کے عادی اس بات کی شہادت دیتے ہیں ✦

"۸ ار مارچ سنہ ۱۸۹۲ء دوپہر کے وقت لفٹنٹ ر۔ ا بڑس صاحب رائل انجنیر گلستان علاقہ بلوچستان سے چمن کو گھوڑے پر سوار جا رہا تھے راستہ میں اُن کو ایک افغان بعمر ۱۷ سالہ گھوڑے پر سوار ملا وہ بھی چمن کی طرف چل پڑا۔ صاحب کی راستہ چلتے ہوئے اس سے بات چیت ہوئی۔ اور اُس نے فوراً پیچھے ہٹ کر تلوار کھینچ لی اور صاحب کو گردن پر زخمی کیا۔ اور نیز بائیں ہاتھ کو بھی۔ جب صاحب بہادر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے تو گھوڑے نے اُس افغان پر حملہ کیا"۔

رسالہ کے عمدہ گھوڑے اور خصوصاً عرب کے گھوڑے اپنی محبت اور پیار سے صاف بتلاتے ہیں کہ وہ ایک زندہ روح رکھتے ہیں ✦

۲۔ ہاتھی کی عقلمندی اخبار صبح صادق مدراس نمبر ۱۳ مورخہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ء میں لکھا ہے کہ ما بین حیدر آباد اور کرنول کے ایک مقام فرخ نگر ہے سنا گیا کہ وہاں ایک فیل ہے جو آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے جب جا کر دیکھا گیا تو وہ ایک بچہ کی طرح حیات حیات پکارتا ہے۔ اسی حالت میں ایک شخص آیا اور اُسے کہا کہ کیوں پکارتا ہے ہاتھی نے کہا کہ پولا ڈال دے چنانچہ اُس نے پولا ڈالا میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہ ہاتھی حیات حیات کیا کہتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں فیلبان ہوں اور حیات میرا نام ہے مجھے پکارتا تھا پھر میں نے اُس سے دریافت کیا کہ اس گفتگو کے سوا یہ ہاتھی اور بھی باتیں کرتا ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا کہ اکثر ضروری باتیں جو ہم کہتے ہیں اُس کو یہ سمجھتا ہے اور بخوبی اس کا جواب دیتا ہے اور یہ خیال کرنا بیجا ہے کہ باتیں بے محل بھی کرتا ہو بلکہ حسب موقعہ بمضمون مناسب گفتگو کرتا ہے اس پر صاحب مہتمم اخبار صبح صادق تحریر فرماتے ہیں کہ مہاراجہ ٹوزا حوالئے ملک ملیبار علاقہ احاطہ مدراس کی سرکار میں ایک ہاتھی ہے جو حکم مہاراجہ صاحب کی مہر دستخط سے لکھا ہوا۔ اُس ہاتھی کے نام جاتا ہے وہ بموجب اس کے بہمہ وجوہ تعمیل کرتا ہے اور یہاں تک اس کو ادراک اور عقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک ۔۔۔ اور دستخط جعلی بشکل مہر

بدستخط مہاراجہ کے ایک کاغذ پر کر کے ایک حکمنامہ اُس ہاتھی کے نام لکھا۔ اور اُس نے اس پر مطلق عمل نہ کیا۔ اور جان لیا کہ یہ فریب اور دھوکھا ہے۔

ایک دن مہاراجہ صاحب کے گوروجی نے ایک لٹھہ بڑے درخت کا پہاڑ سے کٹوایا اور کسی ہاتھی سے نہ ہو سکا کہ اُسے نیچے اوتارے ناچار گوروجی نے التجا مہاراجہ صاحب کے حضور میں کی کہ آپ اُس ہاتھی کے نام حکم صادر فرمائیے۔ کیونکہ وہ اُس لٹھہ کو نیچے اوتار سکتا ہے۔ بموجب اس استدعا کے مہاراجہ صاحب نے حکمنامہ تحریری اس کے نام جاری کیا اُس کا مضمون یہ تھا کہ لٹھہ پہاڑ سے نیچے اوتار دے جب ہاتھی کو وہاں لے گئے اُس نے اُس لٹھے کو نیچے اوتار دیا بعد ازاں گوروجی اور دیگر آدمیوں نے اُس کی طاقت عقل کی بہت تعریف کر کے کہا کہ اس کو اور تھوڑی دور پہل اُس نے پچاس فٹ لیجا کر رکھ دیا۔ جب مکان تک لیجانے کے واسطے کہا تو اُس نے عمل نہ کیا۔ اور مہاراجہ صاحب کے در دولت پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ مہاراجہ صاحب نے فوراً سے سمجھ لیا کہ یہ فریاد کرنے کو آیا ہے اور گوروجی نے کہا کہ جس قدر حکم تھا اُس نے اُس کی تعمیل کی اب زیادہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس بات میں ہاتھی کا کچھ قصور نہیں تمہارا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے حیوانات کو انسان کی گفتگو سمجھنے کا ادراک عطا کیا ہے مگر انسان کو عموماً حیوانات کی گفتگو سمجھنے کا فہم نہیں عطا کیا ہے مثلاً بندر۔ لنگور۔ ریچھ۔ طوطا۔ مینا۔ شاہین۔ جرہ۔ وغیرہ بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ تر سمجھتے ہیں۔ اغلب ہے کہ اگر ڈاکٹران انگریزی متعلق صیغہ تحقیقات حیوانات اس طرف توجہ کریں تو وہ حیوانات کی اکثر گفتگو کو سمجھ لیں"۔ (پنجاب اخبار لاہور یکم دسمبر ۱۸۶۵ء جلد ا نمبر ۴۸ صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵) + ابھی چند سال ہوئے بحالت گرفتاری شاہ تھیبا والئے برہما ایک سفید ہاتھی گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا مگر جب سے گرفتار ہوا ہاتھی کو اس قید کا اتنا رنج ہوا کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا آخر اسی صدمہ سے مر گیا۔ سیکھے ہوئے دانا گھوڑے اور سیانے بیل مالک کی آواز سننے پر خود بخود گاڑی۔ بگھی۔ بہلی۔ ہل کے نیچے گردن رکھ دیتے ہیں اور جس طرح وہ گاڑیاں کھینچتے اور بوجھ اٹھاتے ہیں اسی طرح حضرت انسان بھی ٹم ٹم کو چلاتے اور بار اٹھاتے بلکہ حیوانوں کا بوجھ بٹاتے یا دوسرے لفظوں میں اُنکے بھائی بند کہلاتے ہیں۔

۳۔ کتے کی عقلمندی + ایک انگریز سیر کو نکلا کتا ہمراہ تھا جب واپس آیا تو کتے کو نہ پایا۔ کپڑے اوتارے تو جیب سے کچھ کاغذ کم تھے۔ وہ نہایت ضروری تھے اُن کی تلاش کی مگر نہ ملے۔ دوسرے یا تیسرے روز پھر اُسی راہ سے اتفاق پڑا دیکھا کہ کتا مردہ پڑا ہے جب اُس کی لاش اٹھائی تو کاغذات اس کے نیچے پائے گئے گویا مالک کے کاغذات کے واسطے کتے نے جان عزیز دے دی +

سید نادر علی شاہ سیفی مالک و مہتمم اخبار رہبر ہند لاہور لکھتے ہیں۔ ہمارے محلہ میں بوجا نام کتا تھا اُس میں اتنے وصف تھے کہ ہم کو ایک نظم لکھنی پڑی تھی وہ تمام محلے کی نگہبانی کرتا تھا۔ محلے کے حیوانوں کو باہر جانے سے روکتا اور باہر کے حیوانوں کو اندر نہ آنے دیتا وہ نہایت بارعب جرنیل تھا۔ اور خود لشکر تھا اُس کے ایک آواز پر تمام کتے جمع ہو جاتے تھے اور ہر ایک مہم خواہ کتنی ہی کچھ سنگین کیوں نہ ہو بغیر کسی انسان کی مدد کے سر ہو جاتی تھی۔ اُس نے ایک دفعہ بروز روشن دغا کھائی ایک شخص غیر حاضر تھا اُس کا بیل ایک چور کھول کر لے گیا۔ بوجا رات کو پہرے پر رہتا تھا تاہم اُس نے اُس وقت چور کو دیکھا جب محلے سے گذر جانے والا تھا لاچار اُس کا تعاقب کیا اور ضلع سیالکوٹ میں اُس کا گھر دیکھ کر آیا۔ اور بیل کے مالک کو تقاضا کر کے ہمراہ لے گیا۔ اور بیل کے پاس پہنچا دیا۔ بوجا ہر جنازے کے ہمراہ جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

بے شبہ حیوانوں میں عجیب عجیب خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور کیا ایسا ہے کہ انسان کو سر ما دیتا ہے کتے میں وفاداری ہے۔ اور شب بیداری اور کم کھانی کتے میں قناعت ہے اور محبت و جاں نثاری۔ انسان کو سو برس ملازم رکھو ہمیشہ تنخواہ ادا کرو اور ایک مہینے کی تنخواہ کسی مجبوری سے رک جائے۔ جھٹ عدالت خفیفہ کی راہ لیتا ہے۔ لیکن کتا بیماں بلکہ استخواں پر قناعت کرتا ہے کسی دن نہ دو تب بھی مالک کی چوکھٹ نہ چھوڑے گا نا مالک کے رقیب پر حملہ کریگا۔ گو وہ مسلح ہو۔ انسان اکثر فرار ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی کو نوکر رکھو اور زور سمجھاؤ۔ کہ رات کو بیدار رہے اور گھر کی حفاظت کرے۔ وہ ضرور سوے گا اور غافل ہو جائیگا۔ کتے کو ٹکڑا دو۔ بس وہ خود بخود بیدار رہے گا اور پاسبانی کریگا اکثر انسان خودکشی کرتے ہیں۔ کوئی زر کے ضائع ہو جانے سے اور کوئی عورت کی بدکاری سے اور کوئی کسی کی بے عزتی سے لیکن وہ خودکشیاں فضول ہیں البتہ اگر آدمی کتے سے سبق پاکر دم بخود ہو کر مر جائے تو ہم اس انسان کے فہم اور غیرت کی تعریف کریں گے ۱

بوجے کی ایک عادت یہ تھی کہ میلا پوش پر بہت حملہ کرتا تھا۔ شاید صفائی اُسے پسند ہوگی۔ نیز پولس کے کانسٹبلوں پر نہایت سختی سے حملہ آور ہوتا تھا۔ اس کی بنیاد غالباً یہ ہوگی کہ ان کو اُس نے پہرہ کی حالت میں خواب میں دیکھا ہوگا یا چوروں سے اُن کی سازش ہوئی ہوگی۔ اور عجب نہیں کہ خود کانسٹبل کو چوری کے گناہ میں مبتلا پایا ہوگا (از رہبر ہند ۱۴ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کھوٹہ کے علاقہ میں ایک فقیر تھا اُسکے پاس ایک کتا تھا بڑا بہادر اُس فقیر نے ایک شخص کے کچھ مبلغان دینے تھے اُسکو وہ کتا بدلے میں دیدیا۔ چنانچہ کتا اُس کے ہاں رہتا رہا۔ ایک دن اُس کے چوری ہوئی مجرموں نے جہاں مال لیجا کر گاڑا کتا دور سے دیکھتا رہا۔ اور نشان کر کے چلا آیا۔ آنکر مالک کو اطلاع دی اور اُس کا دامن کشاں کشاں وہاں لے گیا۔ اور مال نکال دیا۔ جس پر اس نے خوشنود ہو کر اُس کے گلے میں پٹہ آزادی لکھکر ڈال دیا اور اُسے آزاد کر دیا۔ چنانچہ کتا واپس اپنے اصلی مالک فقیر کے پاس آیا فقیر نے جب دیکھا کہ کتا واپس آیا ہے بہت خفا ہوا اور غصہ میں آکر اُسے مار ڈالا مگر جب کتا مر گیا تو اُس کے گلے میں ایک کاغذ دیکھا کھولکر پڑھا تو نہایت رنج ہوا اور اُس مظلوم شہید کی قبر بنا دی اور اپنی نادانی پر افسوس کرتا رہا +

کتے مشعل لیکر چلتے ہیں۔ گیند دریا سے پکڑ لاتے ہیں۔ شکار کھیلنے میں قواعد کرتے ہیں چوری ہونے سے بچاتے اور مالک کی جان کی حفاظت کرتے مالک کو پہچانتے اور اُس کے بال بچوں کی رکھوالی کرتے راستہ پہچانتے غمی و شادی رضامندگی اور ناراضگی کو جانتے مالک سے پیار کرتے ہیں۔ افسوس کہ باوجود ان صفات کے نادان لوگ اُسے ناپاک کہتے ہیں اور حرام خور نا کارہ۔ غافل۔ رشوت خور۔ مالک کو نہ پہچاننے والے اور محسن کش انسان کو پاک جانتے ہیں۔ الحذر

ناطق حیوان + وتنل بیان کرتا ہے کہ بوریا کا ایک کتا اس بات کو سخت ناپسند کرتا تھا کہ کوئی شخص کمرے کے اندر ٹوپی پہنکر آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ایک آدمی ٹوپی پہنے ہوئے اندر آیا تو اُس نے اُچھل کر اُس کی ٹوپی کو اوتار ڈالا۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایک کتا تھا جسے اُس کا آقا گوشت خریدنے کے لئے بھیجدیا کرتا

تھا۔ جا بجا وہ قصاب کی دوکان پر جاتا اور جس قسم کا ٹکڑا اسے خریدنا ہوتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا۔ اور جتنے پونڈ گوشت اسے لینا ہوتا اسی دفعہ بھونکتا۔

(از سیہ اخبار مورخہ ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

ٹیریر کتا اور ٹرین ہولینڈ کے ایک کارنگر کے پاس جو روم میں رہتا تھا ایک نہایت وفادار ٹیریر کتا تھا چونکہ ایک مرتبہ وہ سفر کرنے کے لئے مجبور ہوا۔ اس لئے وہ اسے کتے کو اپنے ایک دوست کے پاس جس سے وہ محبت رکھتا تھا چھوڑ گیا۔ رات دن میں جب کبھی ٹرین آتی تھی کتا سٹیشن پر جایا کرتا تھا۔ اور ٹرینوں کی آمد کا وقت نہایت ہوشیاری سے یاد رکھتا تھا۔ گو وہ روز وہاں جاتا تھا لیکن کسی دن ایسا نہیں ہوا کہ وہ دیر میں پہنچا ہو۔ اور ٹرین چلی گئی ہو۔ مالک کی تلاش کی۔ اسی اُدھیڑ بن میں وہ اس قدر افسردہ خاطر ہو گیا کہ اُس نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور اگر مالک کے پاس یکبارگی چلے آنے کا تار نہ بھیجا جاتا تو وہ فاقہ کشی کر کے مر جاتا"۔

۴۔ وفادار گائے کے حالات + اخبار سودودیش سندھو۔ کھنڈوا راوی ہے کہ ضلع برشنگ پور کے نزدیک گاؤں میں ایک سادھو کے ہاں ایک عجیب وفادار گائے ہے جس کی گردن میں ہر روز سادھو مہاراج اپنی بھیکھ مانگنے کی جھولی باندھ دیتے ہیں اور وہ بیچاری برہمنوں کے گھر جا کر بھیک مانگ لاتی ہے اور دیگر قوم کے یہاں نہیں جاتی جبکہ گائے کی جھولی پر ہو جاتی ہے تب وہ اپنے مکان کو واپس آ کر اپنے مالک کو دیتی ہے واہ کیا ہی یہ مالک کی وفادار ہے۔ (وید پرہند جلد ۱۱ نمبر ۲) +

فردوسی نے شاہنامہ میں مذکر فریدوں ایک گاؤ برمایہ کا حال لکھا ہے۔

دانا نے ضحاک سے کہا۔

یکے گاؤ برمایہ خواہد بدں … جہاں جو برا دایہ خواہد بدں
بہ گرزِ گراں ہم بدست وبر … زند بر سرت گرزۂ گاؤسر

فریدوں کی پرورش کی حالت۔

ہماں گاؤ کش نام برمایہ بود … زگاواں ورا برترین مایہ بود
کہ کس در جہاں گاؤ چوناں ندید … نہ از پیر سرکار داناں شنید
چہ سالش بپرواز زاں گاؤ شیر … ہمیداد ہشیار زینہار گیر
نشد سیر ضحاک زاں جستجو … شد از گاؤ گیتی پر از گفتگو

فریدوں کی والدہ کے سارا قصہ اس طرح بیان کیا۔

سر ما بت از مغز پرداختند … ہماں اژدہا را خورش ساختند
سرانجام رفتم سوئے بیشۂ … کہ کس را نہ زاں بیشہ اندیشۂ
یکے گاؤ دیدم چو خرم بہار … سراپائے پیرنگ رنگ ونگار
نگہبان او پائے کردہ بکش … نشستہ بہ بیش اندروں شاہ فش
بدو دادمت روزگارے دراز … ببر بر ہمے پروریدت بناز
زپستان آں گاؤ طاؤس رنگ … برافراختی چوں دلاور نہنگ
سرانجام زاں گاؤ و آں مرغزار … خبر شد یکایک بہ شہریار
زبیشہ ببردم ترا ناگہاں … بہ پیدم ز ایران و از خانماں
بیامد بکشت آں گرانمایہ را … چناں بے زباں مہرباں دایہ را

خود فریدون بادشاہ نے شاہ جمشید کی لڑکیوں سے کہا۔

ہماں گاؤ برمایہ کم دایہ بود … زپیکر تنش ہمچو پیرایہ بود
زخون چناں بے زباں چارپائے … چہ آمد براں مرد ناپاک رائے
کمر بستہ ام لاجرم جنگ جوئے … از ایراں بکیں اندر آوردہ روئے

سرش را بکیں گرزۂ گاؤ چہر … بکوبم نہ بخشایدش آرم نہ مہر

(دیکھو شاہنامہ مطبع نول کشور کلاں صفحہ ۱۳ جلد اول)۔

پرندوں کی شادی۔ مسٹر اوتس لکھتے ہیں کہ جانوروں کی بعض کسی خواص کا خیال الف۔ حدسے اور عجب کی نسبت میں موجود ہیں اور جو کسی کی قائل عجائب الفن پائی جاتی ہیں بہت سے جانور جوڑیاں نر مادہ ایک ہی شادی کی پابندی کرتے ہیں۔ چوپائیوں میں آدمی کی طرح ترکی نسبت مادہ میں حسن سلوک کا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے ان میں کثرالازدواجی کو حرام تصور کرتے ہیں۔

جنگلی اور پہاڑی کوے سارس بانعلق اور قمسگور (ایک قسم کی سرخ چڑیاں) عدالتیں قائم کر کے اپنے مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

جزائر شٹلنڈ کے کوے اوقات مقررہ پر اور عموماً ایک ہی جگہ پر باقاعدہ فوجداری کی عدالتیں قائم کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک ہی مقدمہ کی تحقیقات میں ایک ہفتہ سے زیادہ صرف ہو جاتا ہے۔ جب عدالت برخاست ہوتی ہے تو ملزم کو اُسی جگہ پر مار ڈالتے ہیں۔

بعلق کے بارے میں بہت سی وہ مثالیں پائی جاتی ہیں جن میں مادہ اپنی بے عصمتی کے باعث بُرہس کی کل قنعصوں کے ایک بڑے جلسے میں مار ڈالی گئی ہے۔ جس طرح اکثر عورتیں اپنے عاشق کو اپنے شوہر کے قتل کر ڈالنے کی رغبت دلاتی ہیں۔ اسی طرح مادہ تعلق بھی اپنے جواں چاہنے والے کو اپنے نر کے مار ڈالنے پر آمادہ کرتی ہے۔ کئی مثالوں میں یہ پایا گیا ہے کہ مرغ اُن مرغیوں کو مار ڈالتے ہیں جو کبوتر یا مرغابی کے انڈوں کو سیتی ہیں لیکن یہ بات یقیناً بہت شاذ و نادر ہوتی ہے"۔

(جلد ۶ نمبر ۲۵۱۶۔ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

پروفیسر اے۔ بی۔ الونڈر نے حال میں ایک لکچر اسی مضمون پر دیا ہے اُس میں انہوں نے ایک طوطے کی نسبت بیان کیا ہے۔ جو سانورگ کے گرجا کے پادری کے پاس تھا اور بعض وقت عام بول چال میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے ایک پادری کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کہاں سے آگئے ہیں؟ حضور بے ادبی معاف میں نے سمجھا تھا کہ کوئی جانور آیا۔ یہ عام گیت گایا کرتا تھا بلکہ یہاں تک کہ فلاٹو کی ناٹک مرتھا کے سُر میں گایا کرتا تھا۔ حال میں مسٹر مکالین پیرس کے علم موجودات کی انجمن کے ممبر کے پاس ایک بھوسلی رنگت اور سُرخ دُم کا طوطا ہے اُس کی عمر پچاس برس کی ہے اور ۱۸۷۰ء میں پیرس کے محاصرہ سے بچنے کے لئے اُسے دیہات میں بھیجا جہاں اُس نے بہت اہلی اور جنگلی حیوانوں کی بولیاں بولنا سیکھ لیں۔ وہ ایک جانور کی جسے تیس سال ہوئے اُس نے ذبح ہوتے دیکھا تھا۔ ایسی ہو بہو نقل اُتارتا ہے کہ جو آدمی اُسے بولتا سنتے ہیں ٹھہر جاتے ہیں بات چیت ہو رہی ہو تو کان لگا کر سنتا رہتا ہے۔ اور وقت بوقت آواز کرتا جاتا ہے اور ہنسنے کے موقعہ پر ہنستا ہے صرف گیت ہی نہیں گاتا۔ بلکہ ایسی سُریں نکالتا ہے کہ مطربوں پر سبقت لیجاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے علم موسیقی میں کسی قدر دسترس ہے۔

(از سیہ اخبار ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

بھینسوں کا چرواہا کی آواز پہچاننا اور اس کے پیچھے چلنا آواز کا جواب دینا۔ نام پر بولنا یا کھڑا ہونا اور سرتریاں کا بالاتفاق مقابلہ کرنا اور بسا اوقات اُسے مار ڈالنا یا بھگا دینا اظہر من الشمس ہے۔ (دیکھو سیر المتاخرین جلد اول)۔

تمام سائنس دان بندر اور انسان میں بہت ہی تھوڑا فرق مانتے ہیں۔ ڈاروِن جیسے محققوں کی کتابیں پڑھنے والے حیوانوں میں روح کے منکر کبھی ہو

نہیں سکتے۔ حال ہیں پروفیسر گارنر صاحب جو عرصہ ۲ ماہ کا ہوا کہ بندروں کی زبان سیکھنے گئے تھے۔ کامیاب ہو کر واپس آ گئے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ بندروں کی ایک باقاعدہ زبان ہے جسے مطالعہ کرنے سے انسان سیکھ سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے ہمراہ دو بن مانس (جنگلی آدمی) لائے ہیں جو آواز کے ذریعہ پروفیسر صاحب کو اپنی خواہش اور خیالات سے آگاہ کر سکتے ہیں" علامہ شیرازی نے شرح حکمتہ الاشراق میں لکھا ہے کہ بندر شطرنج کھیلتا ہے۔ میں نے بندر کو بچشم خود شطرنج کھیلتے دیکھتا ہے۔

امریکہ کے ایک صاحب نے دو ویل مچھلیوں کو ایسی تعلیم دی کہ جس وقت وہ چاہے اُس کے آواز دینے پر وہ سمندر سے نکل آتی ہیں اُن کے گلے میں دو لوہے کے حلقے ڈالے ہوئے ہیں یہ تین کشتیوں کو مضبوط باندھ دیتا ہے اور ایک ایک مچھلی اُن کشتیوں کی ایک ایک طرف باندھ دیتا ہے پھر یہ آواز دیتا ہے اور وہ لیجاتی ہیں۔ اور بہت تیز کشتیوں کو لیجاتی ہیں۔ اُس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ کام کرتی ہیں مچھلیاں اُن سے پیار کرتی ہیں اور وہ مچھلیوں سے۔ اسی طرح تماشا کر کے اپنا گذارہ کرتا ہے اور بعد تماشا کے مچھلیوں سے پیار کرکے اور انہیں خوراک کھلا کر چھوڑ دیتا ہے"۔

سرکس کے تماشوں میں گھوڑوں۔ ریچھوں۔ بندروں۔ فیلوں شیروں کے کرتب جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ کبھی اور کسی طرح بھی حیوانوں میں روح کے منکر نہیں ہو سکتے۔

ایک صاحب اپنے سفر کے حالات میں لکھتے ہیں کہ بحالت سفر ہمارا گذر ایک جنگل میں ہوا۔ اکیلی جان کوئی ساتھی نہ تھا۔ اتفاقاً بندروں کا ایک گروہ آیا اور ایک جگہ پنچایت لگا کر بیٹھا۔ ہم ان کا تماشہ دیکھنے کے واسطے اُن سے ذرا دور ٹھہر گئے۔ جو جنگلی پھل پھول وہ لائے تھے اُن سب کو کوٹ کر اُنہوں نے لڈو بنائے اور سب بندروں کو چار چار لڈو بانٹے۔ بعد ازاں اُن میں سے حسب اجازت ایک بڑے بندر کے بندر ہم لڈو ہمارے پاس لایا ہم نے لیئے جب کھائے تو وہ ایسے لذیذ اور مزے دار معلوم ہوتے کہ شہروں کی عمدہ مٹھائی بھی ایسی لذیذ نہیں ہوتی"۔

اسی طرح ایک جگہ بندروں کے مارنے کے لئے نخود ریاں پر زہر لگا کر ڈالے گئے مگر جو بندر آتا انہیں سونگھ کر کھڑا ہو جاتا ہر گز نہ کھاتا سب کے بعد ایک بڑا بندر آیا اور اُس نے بھی سونگھا اور سونگھ کر سب کو واپس لے گیا۔ سب جنگل سے گھاس توڑ لائے اور آتے ہی گھاس کو چنوں پر مل کر کھا گئے۔ زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ عند التحقیقات معلوم ہوا کہ وہ گھاس فی الحقیقت زہر کے دفع کرنے والی تھی۔

نیولا (راسو) جانور جب سانپ سے جنگ کرتا ہے تو اتفاقاً اگر کہیں سانپ کے دانت اُسے لگ جائیں تو فی الفور سداب نام گھاس جو قاطع زہر مار ہے کھا کر راضی ہو جاتا ہے اور عموماً نیولا رہتا بھی ایسی جگہ ہے جہاں سداب موجود ہو"۔ مرغی۔ بھیڑ۔ چڑیا کا بچوں کے ساتھ ہوتے ہوئے حملہ کی حالت میں چیل یا کتا سانپ سے مقابلہ کرنا تو سب لوگ عموماً جانتے ہیں۔

جس طرح انسانوں کی تربیت ہوتی اور وہ اُس سے سدھر جاتے ہیں اور بُری صحبت سے بگڑ جاتے بعینہٖ یہی حال حیوانوں کا ہے۔ چابک سوار گھوڑوں کو درست کرتے اور چالیں سکھاتے اور اسی طرح بگاڑ بھی دیتے ہیں اور یہی حال فیلوں اور شتروں وغیرہ کا ہے جس طرح شریر لڑکوں اور بُرے انسانوں کو استاد سزا دیتے اور تنبیہ کرتے یا حکام جیل میں بھیجتے ہیں اور وہ کچھ عرصہ اس طرح کی زجر و توبیخ سے درست ہو جاتے یا بُرے چلنوں سے باز آجاتے ہیں۔ اسی طریقہ پر شریر جانوروں کو مارنے۔ کوٹنے۔ باندھنے۔ کم خوراک دینے سے سدھارتے ہیں۔ جو بیماریاں آدمیوں کو ہوتی ہیں حیوانوں کے بھی وہی عارض حال ہیں۔ اور جس طرح انسان دوائی سے صحت پاتے اور تندرست ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حیوانوں کے بھی علاج کئے جاتے اور انہیں دوائی کھلاتے ہیں۔ جس طرح شریر انسان باوجود پاؤں میں جولان ہونے کے جیل خانوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور جرائم عمل میں لاتے ہیں اسی طرح شریر جانور بھی باوجود باندھنے اور زنجیر ڈالنے کے بھی نکل جاتے اور بار بار سزا پاتے ہیں۔ سعدی نے اس موقعہ پر حیوانوں اور انسانوں کو برابر گنا ہے۔

چو از قومے یکے بے دانشی کرد ۔۔۔ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

نمے بینی کہ گاوے در علف زار ۔۔۔ بیالاید ہمہ گاوان دہ را

جس طرح بعض انسان حلیم۔ کوئی شریر اور ظالم کبھی سادہ لوح ہوتے ہیں اسی طرح بعض حیوان ملنسار نہ دکھ دینے والے کوئی شریر لگانے سینگ مارنے والے۔ اور کبھی بھولے ہر ایک کے ساتھ ہل جل جاتے ہیں۔ جس طرح گھوڑا کتا مالک کی زیر حفاظت رہ کر بہادر ہوتا اور شیر سے مقابلہ کرتا ہوا نہیں ڈرتا۔ اسی طرح انسان بھی اپنے مالک پرمیشور کی تابعداری کرنے سے سخت ترین مقابلہ کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں گھبراتے۔ المختصر تمام باتیں بد یا نیک جو انسان کرتا یا کر سکتا ہے وہی حیوان کرتے اور کر سکتے ہیں۔ بندر۔ اونٹ اور ہاتھی حقہ پیتے اور چرس کا دم لگاتے تو کئی بار دیکھے گئے ہیں۔ کتوں اور گھوڑوں نے بارہا آدمیوں کی جان بچائی جس طرح گوشت خور حیوان ضرورت پر اپنے بچے مار ڈالتے اور کھا جاتے ہیں اسی طرح گوشت خور انسان بھی دختر کشی کرتے اور قحط کے دنوں میں برابر اپنے بچے مار کر کھا جاتے ہیں۔

حیوانات کے حال تو آپ نے سن لیئے اب ذرا ایک خدا رسیدہ اور حق پرست اشرف المخلوقات پادری صاحب کا بھی حال سُن لیجئے ✦

ایک پروٹسٹنٹ پادری

آٹھویں دسمبر ۱۸۹۳ء کو منسٹر کی عدالت سشن سے پادری جارج گریفتہ صاحب پر سزائے موت کا فیصلہ دیا گیا۔

ریورنڈ جارج گریفتہ پروٹسٹنٹ پادری تھا اس کو روپیہ کی تنگی تھی۔ ایک روز اُس نے اپنی ماں کو گولی سے مار ڈالا اور اُس کا روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ چلتا ہوا خادمہ سے یہ کہا کہ تیری مالکہ دل کی مرض سے فوت ہو گئی۔ لیکن دوسرے دن پولیس نے گرفتار کیا عدالت کے روبرو مجرم نے اپنے جرم سے انکار کیا اور کہا کہ آپ کے اور خدا کے روبرو قسمیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ماں کو ہرگز عمداً قتل نہیں کیا۔ ۹ جنوری ۱۸۹۴ء کو قاتل کو پھانسی دی گئی۔ (از قاسم الاخبار)۔

اورنگ زیب نے باپ کو جیل میں ڈال دیا۔ اور کنس نے اگر سین کو حضرت لوط کے حالات سے آپ واقف ہیں خلیفہ ہارون رشید کا واقعہ تاریخ خلفاء میں مطالعہ فرمائیے حضرت یوسف کو اُس کے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا۔ اور امام حسن و امام حسین کو ایماندار یزید نے قتل کیا اور شمس تبریز و منصور و سرمد و ذکریا و دارا شکوہ و مسیح و یوحنا کو مذہبی ملاؤں نے اور دیندار یہودیوں نے قتل کیا ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر آپ سوچیں کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں۔ اس کے سوائے حضرت انسان کو ہزاروں خلاف فطرت جرائم کا مرتکب ہوتا خیال کر کے فرمائیے کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں ✦

باب دوم

عیسائیوں کے اعتراضوں کے جواب

پادری کا پہلا اعتراض ہے آواگون پرتکیش پرمانوں کی ورودھ ہے یدی کرم جو آواگون کا مول ہے۔ بیوہارک پدارتھ ٹھیرا تب آواگون تو اوشیہ ہی بیوہارک ہوگا آواگون اور کرم کا کچھ پرتکیش پرمان نہیں ہے یدی کوئی کہے کہ دیکھو لنگڑہ ہے وہ کوڑھی ہے وہ گنگا اور بہرہ ہے یہی کرم کا پرتکیش پرمان ہے۔ تو ہم اوتر دے سکتے ہیں کہ یہ کرم کا پرتکیش پرمان نہیں۔ کنتو انومان پرمان ہو سکتا ہے۔ کرم کے پھل کا اُداہرن روگ ہو سکے گا یہ تتو نہ کرم کچھ پرتکیش پدارتھ ہے نہ آواگون۔ نہیں تو انگریز۔ عرب۔ آدک لوگ اس کو مانتے تم کرم اور آواگون کا انومان پرمان لیتے ہو۔ ہم آدھنتیا کا پرتکش پرمان دے چکے ہیں۔ کیونکہ کسی سے پوچھو کہ تم بیوہارک ریتی سے اپنے کو سو آدھاس جانے ہو تو کہیگا۔ ہاں پرتکیش پرمان کے ورودھ کوئی نہیں انومان پرمان گرہن کریگا۔ اس کارن بیوہارک ریتی سے آواگون کا ہونا اسمبھو ہے ❊

جواب:۔ آپنے یہ کیسے فرض کر لیا۔ کہ آواگون پرتکیش پرمانوں کی ورودھ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جہانتک خیال ہو سکتا ہے اور عقل کام کرتی ہے۔ آواگون پرتکش پرمان کے خلاف تو کیا بلکہ مطابق ہے پرتکیش کی نیا (منطق) شاستر میں یہ تعریف کی گئی ہے ❊

इन्द्रियार्थ सन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यभिचारिव्यव-
सायात्मकम् प्रत्यक्षम्॥ न्याय० अ०१ सू०४॥

ترجمہ۔ حواسوں سے بغیر کسی طرح کے بھرم اور دوہم اور خبط کے جو گیان حاصل ہو۔ وہ پرتکیش ہے ❊

کرم یعنی فعل وہ ہے جو کیا جاوے جسکے دو بھید ہیں شاریرک و مانسک (ظاہری و باطنی) کرم کے سمجھنے کے واسطے کرتا یعنی فاعل کے لئے کسی انومان کی ضرورت نہیں ہے ہر طرح ہویدا ہے اور نہ کسی دوسرے کے واسطے مانسک کرموں کے سوائے شاریرک کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ منش کرم کرنے میں سوآدھین ہے۔ اسمیں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے۔ مگر پھل بھوگنے میں آزاد نہیں۔ بلکہ ایشور آدھین ہے ورنہ کوئی دُکھ میں مبتلا نہ ہوتا جس طرح کرم نیک و بد ہوتے ہیں۔ اسی طرح روگ۔ دُکھ تندرستی۔ سُکھ بھوگنے پڑتے ہیں۔ کیا مہذب اور کیا وحشی اسے سب مانتے ہیں۔ اور نیکی و بدی کا پھل راحت و رنج جانتے ہیں۔ شاریرک کرموں کا پھل شریر سمبندھی اور مانسک کا بہرہ آتمک طریقہ سے ملتا ہے۔ مثلاً ہیں حکیموں کو جسمانی راحت اور محض حق پرستوں کو روحانی مسرت ملیگی۔ اگر کوئی علم حکمت و حق پرستی دونوں سے آراستہ ہے تو اُسے دونوں عطا ہوتے ہیں۔ اور معرفت الٰہی یعنی پرماتما کے گیان کا درجہ اُن تو سے اعلےٰ و برتر ہے جس کا پھل نجات یعنی موکش ہے۔ اور اسی طرح روحانی و جسمانی بدیوں کی انسان حسب اعمال بُرے نتائج بھوگنے کے بغیر نہیں رہ سکتا ❊

پس کرم پرتکیش ہے۔ اور اُس کا نتیجہ بھی۔ جسکا دوسرا نام آواگون ہے یا آواگون کی پہلی منزل جس طرح قدرت کو دیکھکر قادر کا اور حمل کو دیکھکر اولاد کا اور اسلاک حکمی نزو

ماده کا اور جسطرح ہوا اور ابر کو دیکھ کر بارش کا انومان کرتے ہیں۔ اسی طرح پیدائشی بیماریوں سے دانا لوگ آواگون کا انومان کرتے ہیں اور یہ آواگون کی دوسری منزل ہے۔ ورنہ ذات باری کے عدل و انصاف پر دھبہ لگتا ہے۔ یا اُس کی ذات سے ہی منکر ہونا پڑتا ہے۔

باقی رہا انگریز اور عرب لوگوں کا اُسے نہ ماننا۔ یہ بھی آپکی ناواقفی کی شہادت ہے عرب لوگ قبل از اسلام اسے مانتے تھے اور محمدی ہوئے پر بھی اسلام کے کئی فرقے آج ایمانًا مانتے ہیں۔ انگریزی عیسائی ہونے سے پہلے بالعموم اس مبارک مسئلہ پر یقین رکھتے تھے اور اب بھی جنہوں نے عیسائی دین کو باطل سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ وہ تمام انگریز اس نوبرا اور صحیح مسئلہ بر وسواس رکھتے ہیں۔ یورپ کے تمام ممالک میں خصوصاً فضلاء و فلسفہ دانوں میں یہ مسئلہ پھیل رہا ہے۔ سویڈن اور روس سے جرمنی اور اٹلی تک آج کل اس کا چرچا ہے حال میں ہی مشہور فاضل میکس میولر صاحب نے اسے گرہن کیا ہے (دیکھو رسالہ انڈیا انگریزی مطبوعہ لنڈن بابت ۱۸۹۴ء)

تھیاسوفیکل سوسائٹی کے ممبران عموماً اس کے قائل ہیں پس بیوہارک ریتی سے آواگون ہر طرح سدہ ہے۔ جیسے کہ فعل اور اُس کا نتیجہ جس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔

اعتراض دوسرا پادری پرمارتھک ریتی سے بھی وہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کیول برہم کو چھوڑ کر اور کچھ بھی پرمارتھ نہیں ہے۔ اسکارن کرم پراتی بھاسک ریتی سے ہے ارتھات جو اُس کو مانتا ہے سو مانو۔ (گویا) رجو دیکھکر سانپ کے بھرم سے بھاگتا ہے ❊

جواب یہ مثال آپکی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شبہ کرم ہی پارتھ کے سادہن ہیں۔ اور انہیں کا نتیجہ گیان اور مکتی ہے عمال جس کے بغیر کوئی آدمی نجات نہیں پا سکتا پس کرم میتھیا رتھ چیز ہے نہ کہ پراتی بھاسک یعنی دہم و خیال وہ پرمارتھ کے حصول کے وسائل ہیں جو سب کے باطل خیال ہے اس یعنی اور صحیح اعمال و افعال کا کوئی تعلق نہیں آپ بائبل سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں وہاں صاف لکھا ہے۔ ہر ایک کو وہی پھل ملتا ہے جو اُس نے کمایا یاد رکھو کہ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ پس کرم سے انکار کرنا۔ اصل میں خدا کی ہستی سے منکر ہونا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کرم کا پھل داتا نہیں اور نہ اُس نے نیک و بد کی آگیا دی ہے۔ تو پھر معلوم نہیں۔ کہ ہمارا اُس سے کیا تعلق ہے اور کسطرح ہم اُسکی معرفت حاصل کر سکتے ہیں ❊

اعتراض تیسرا پادری:۔ تمہارے شاستر برہم نہیں ہیں اس کارن وے بھی پرمارتھک نہیں ہیں کنتو بیوہارک ماتر ہیں۔ ان شاستروں کو تو ہم بے ٹھکانا اور نرمان ٹھیرا سکتے ہیں۔ کیونکہ اُس کی شکھیا و دیا۔ ستیا بھاس (دیتی شاستر کے ورودھ ہے جسکو سند یہ ہو وہ مت پریکھشا اور ست مت نرون گرنتھوں کو دیکھ کے اس واسطے تمہارے شاستر کا پرمان نہیں۔ ہاں ست شاستر بائبل کا پرمان ہو سکتا ہے ❊

جواب وید آدک ست شاستر پرمارتھ کا رستہ دکھلانے والے کمارگ سے بچانے والے سچائی کے ہادی ہیں۔ وہ برہم گیان کے وسائل اور ایشور پرماتما کے کہے ہوئے بلکہ ایشوری گیان ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

باغاز جہاں از لطف کرتار
شری اگنی و دایو سے سرتاج
ہوئے چاروں سے ظاہر مثل خورشید
کئے عالم میں چاروں وید ظاہر

ہوئے پیدا یہ چاروں نیک کردار
شری آدیتہ شری انگرہ مہاراج
اتھرب سام رگ وید یجروید
کیا ہر وید سے عالم کو ماہر

؎ یہ اعتراض کتاب آواگون و چار مطبوعہ نارتھ انڈیا سوسائٹی سے نقل کئے گئے ہیں جو الہ آباد مشن پریس میں ۱۸۸۳ء میں شائع ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۴ سے ۲۷ تک)

کیا اُس سے کس و ناکس کو ملعون　　　دکھائے نور عرفاں سے ہو دین
لگایا سب کو راہ مسکوتی پر　　　کئے اعمال بد دنیا سے باہر
دل و جان و جگر سے سب سکسار　　　ہوئے معبود مطلق کے پرستار

یہ تو وید مقدس کا حال ہے مانی بائیبل کا سو۔ وہ ہم کئی بار سنا چکے ہیں۔ اور روس گیا رہ کتابیں اُسکے رد میں چھپوا چکے ہیں جن کا آج تک پادری صاحبان سے جواب نہ بن سکا انہیں میں سے ایک کتاب سچے دہرم کی شہادت ہے جس میں ست مت کی اچھی طرح صلیت ظاہر کی گئی ہے یورپ کے محقق لگا تار بائیبل کی غلطیاں دکھلاتے ہیں اور اس وقت تک ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں بائیبل کی بداخلاقی اور غلط واقعات سے بھری ہوئی تعلیم کی بابت انگلستان میں شائع ہو چکی ہیں اور انہیں کا نتیجہ ہے کہ ایک چھوٹے سے ملک فرانس میں ۷۶۸۴۹۰۶ آدمی ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں بائیبل کی تعلیم سے ہاتھ دھو۔ لامذہب ہو گئے۔ دیکھو مسٹر گلیڈ سٹون صاحب بہادر کی (صدیوں کا مصبوط چٹان صفحہ ۲۱) ایک اور کتاب میں کیوں بائیبل کو نہیں مانا۔ تانی تو غالباً آپ سے ضرور مطالعہ کی ہو گی آپ اگر انصاف کو کام فرماویں تو ضرور آپ کو یقین ہو جاویگا۔ کہ دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہے جو ست وِدیا اور علم معقول کے انوکول ہے۔ اور یہی آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے

اعتراض چوتھا۔ پادری۔ سمرن کے انوسار اس کی کچھ ساکھشی نہیں ہے۔ اس لوک میں جو کچھ سُکھ دُکھ کسی کو ہوتا ہے۔ تو رسی لوگ کہتے ہیں کہ وہ پورب جنم کے کرم پھل ہے پرنتو کیا تم کو پورب جنم کا سمرن ہے یدی سمرن نہیں ہے۔ تو اس کو پرمان کہنا اسمبھو ہے اور جب تک اس کا پرمان تم نہیں دے سکتے اُس کو سروسر کہنا تم کو اتینت انوچت ہے ٭

جواب دلیل نہایت ہی کمزور ہے۔ نوماہ حمل میں رہنے کا حال کسی کو یاد نہیں تو کیا کوئی انسان اُس تاریک حجرہ میں نہیں رہا؟ پانچ برس کی عمر تک کا حال بڑھاپے میں یاد نہیں رہتا۔ تو کوئی طفولیت میں گذرا ہی نہیں؟

زیادہ شراب پی کر انسان کو جورو اور دختر کی تمیز نہیں رہتی۔ کیا اس سے انکار کرنا ٹھیک ہے۔ کلورافارم کے سونگھنے سے سب ہوش و حواس کا فور ہو جانے میں کیا آپ کو اعتبار نہیں۔ نسیان وغیرہ کئی ایسے امراض ہیں جن سے انسان بیہوش ہو جاتا ہے اور اُسے کچھ یاد نہیں رہتا۔ جس طرح چھوٹی عمر کی باتوں کی یادداشت جوانی اور پیری میں نہیں رہتی۔ اسی طرح پورب جنم کے واقعات کی یادداشت اس جنم میں نہیں رہتی بیاپران یادداشت (سمرن) کے نہ ہونے سے بھی یہ معقول مسئلہ رد نہیں ہو سکتا۔

پادری یہ سدہانت پرمیشور کی نندا ہے کیونکہ ایشر نیائی ہے۔ اور اسمبھو ہے کہ وہ کسی کے پاپ کا دنڈ کسی دوسرے پر جو اُس کو نہیں بھگتنے چاہتا ہے لگاوے یدی وہ ایسا کرتا ہے تو اُس کا نیائے سنگھاسن شُون ہو جاتا ہے۔ جس کو پورب جنم کی وشاؤں اور کریاؤں کا سمرن نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اُس کو دنڈ دینا انیائی ہے ٭

جواب اس سدہانت کے ماننے سے پرمیشور کی نندا نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس کے عدل و انصاف پر بٹہ لگتا ہے۔ بلکہ نہ ماننے سے۔ کیونکہ ہم نے کوئی پاپ تو نہیں کیا مگر وہ سزا دیتا ہے۔ ہم نے چوری تو نہیں کی۔ لیکن قید کرتا ہے۔ ہم بلا قصور معذور ہوتے ہیں۔ اور بلا وجہ آنکھ (سور) سے معذور۔ ہاں تناسخ کے مانتے ہی ان سب اعتراضات کا خود بخود سوجھ جاتا ہے۔ اور ہر ایک روح شانتی پاتا ہے۔ وہ جو لوگ تناسخ سے انکاری ہیں۔ ان کی زبان خدا کی نندا پر جاری ہے۔ کیونکہ نندک کسی کے پاپ کا دنڈ کسی دوسرے کو جو بھگتنا نہیں چاہتا دیتا ہے یا بلا وجہ موجد کے بد دں کے بدلے نیکوں کو شکنجوں میں کستا ہے۔ جیسے آدم کے گناہوں کے عوض سارے انسانوں کو جو بھگتنے سے ناراض ہیں گنہگار بنا دیا اور اس پر بے بنیاد کفارہ کی عمارت کھڑی کی۔ یا اسرائیلی نبی مسیح پر جو چھپا پھرا۔ اور روتا روتا مرا اور آخری وقت یعنی نزع رواں کی حالت میں بھی ایسے خدا کی ظلمت و لاپرواہی کی شکایت کرتے ہوئے۔ ایلی۔ ایلی لما سبقتنی۔ اے خدا۔ اے خدا۔ تو نے مجھے کیوں بھلا دیا یا چھوڑ دیا۔ نہایت بے کسی میں جان دی جو بار بار یہی کہتا تھا۔ کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اگر بائیبل سچ ہے۔ تو ایسے خدا کو جس نے لوگوں کے گناہوں کے بدلے بیگناہ مسیح کو پھانسی دی۔ بقول آپ کے عدالت کی کرسی یعنی نیائے سنگھاسن سے اوتار دینا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو آدم کے گناہوں کا نہ سمرن ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُسکی گناہ آلودہ حالت کا خیال ہے پس ان کو بلا سبب ڈنڈ دینا یا آدم کے بدلے ونڈ دینا مسیح کو اُن کے بدلے ونڈ دینا اور مجرم و گنہگار ٹھیرانا سراپا ظلم ہے ٭

پادری یہ جینی شاستر کی درودہ ہے اُس سدہانت کے انوسار جو باپ داتن کرتا ہے وہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ ہائے ہائے یہ آواگون سنتوں کا نہیں۔ کنتوں و دُشٹوں کا مت ہے ٭

جواب۔ افسوس کہ آپ حق کو چھپا نا حق کو ہویدا کرنا چاہتے ہیں۔ نیتی شاستر یہ کہتا ہے کہ جو کرے وہی بھرے نہ کہ گناہ تو کردی ویدت بہ قتل گاہ رسید۔ پس نیتی شاستر اور اُس پر پورا عملدرآمد صرف تناسخ کے ماننے سے ہی ہو سکتا ہے نہ ہرگز نہیں۔ نیتی شاستر کے خلاف تعلیم بائیبل کی ہے۔ جس نے بلا سبب اور بلا وجہ تمام دنیا کو گنہگار ٹھیرایا۔ اور بلا ضرورت غریب مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ کرے موسے اور مارا جاوے ابراہیم۔ زنا کرے داؤد اور قتل کیا جاوے عاجز اور معصوم بچہ چوری کریں بنی اسرائیل اور طوفان میں برباد ہوں مصر کے باشندے جہاں خدا کے ہاں بھی دھوکا اور فریب چل سکتا ہے (دیکھو عیسو کا قصہ) وہاں عدالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ انجیلی تعلیم کے سبب دنیا میں گناہ کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ خواہ کتنا ہی بدچلن ہو صرف مسیح پر وشواس لانے سے بہشت کا سارٹیفکیٹ مل جاتا ہے اور اپنے آپکو ناجی یقین کر لیتا ہے۔ کیونکہ اُس کو پٹی پڑھائی جاتی ہے۔ کہ تمہارے گناہوں کے بدلے وہ (مسیح) قربانی ہو گیا۔ نجات اعمال سے نہیں۔ بلکہ کفارہ سے ہے ہائے ہائے ایسا اندھیر اور ظلم جسکے ماننے سے سادہ اور چور۔ ایک ہی لاٹھی ہانکے جاتے ہیں جسکے ماننے سے سنت اور دُشٹ میں کوئی تمیز نہیں رہتی نیک و بد ایک ہی صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں بقول آپکے سنتوں کا نہیں کنتوں و دُشٹوں کا مت ہے۔

پادری یدی جنم مرن بھوگ آنند سکھ دکھ سب کے سب کرم سے ہیں تو کیا کرم انادی ہیں اتھوا اسکا کبھی آرمبھ ہوا پہلے دوش کا کیا ورن ملتا ہے۔ کچھ بھی نہیں سو آواگون سر سیتھا مول رہت اور بے ٹھکانا ٹھیرتا ہے ٭

جواب جنم مرن اور شوک وغیرہ بیشک کرم سے ہیں اور کرم سروپ سے انادی نہیں ہے بلکہ پرواہ سے انادی ہے۔ کیونکہ انادی چیتن روح کا کام ہے اور جب کرم پرواہ سے انادی ہے تو آواگون تر مول نہ رہا نہایت مضبوط اور پختہ بنیاد کا مسئلہ ہو گیا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کسی کو شوک ہونا یا خوشی۔ دکھ ہونا یا سکھ اگر یہ کرم سے نہیں تو کیا اندھا دھند اور بلا سبب ہیں الٰہی انصاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ نیکی سزا و جزا میں خدا کا کوئی واسطہ ہے۔ اور کیا اس بیہودہ مسئلہ پر آپ کا اعتقاد ہے کہ ایک آدم کے گناہ سے سب دنیا گنہگار ہو گئی یا شیطان کے بہکانے سے اہل عالم بلا میں مبتلا ہو گئے تھا

پادری صاحب اس بے سبب اور بے بنیاد حساب سے ایک تو کفر و الحاد کی بو آتی ہے۔ دوم خدا کے ذمہ ظلم کا الزام عائد ہوتا ہے۔ سوم گناہ سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور نہ موجودہ گناہ کا کوئی علاج ملتا ہے بجز اسکے کہ دلیر ہوکر گناہ کریں اور عاقبت کا خوف دل سے بھلادیں۔ پس ایسی عمل اور پیچھے کا ناتا ہر کوئی عقلمند استدلال کرسکتا ہے ؛

پادری۔ وہ ودیا کے ورودھ ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ فلاں آدمی کوڑھی ہے۔ دوسرا لنگڑا ہے تب ہندو لوگ کہتے ہیں کہ پورب جنم اور آواگون کی سدھانت کے بنا اسکا کوئی کارن نہیں اور یہ بات ودیا کی بھی ورودھ ہے۔ تم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں ملادیا۔

جواب۔ جناب پادری صاحب ہم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں نہیں ملایا۔ یہ بہتان اعتقاد کا پودا آپ نے لگایا ہے اور غالباً بائبل کی نیکی و بدی کے وہمی درخت سے پھل کھایا آپ کوئی انادی آتما نہیں مانتے اور نہ بجز ہم جنس اور ہم پلہ خداؤں کے سوا کسی اور چیز کو موجود جانتے ہیں۔ بس یہیں کھول گیا۔ ایک چوتھا شیطان بھی ساتھ رکھ یا حریف گردانتے ہو اور اسے ایک خدا کا ہم لفظ اور دوسروں کا استاد پہچانتے ہو گویا تمام نیکی و بدی کا منبع و مخرج انہیں چار خداؤں کو یقین کرتے اور ہر قسم کی شناعت کا جوا انہیں چار صاحبان کی گردن پر دھرتے ہو۔ آپ لوگ نطفہ سے روح کی پیدائش مانتے ہیں یعنی روح کو خاک وغیرہ عناصر سے پیدا شدہ جانتے ہیں۔ جیسے اینٹ۔ پتھر۔ ٹھیکرا وغیرہ یا جیسے پتھر سے سلاجیت بائبل نے روح کو جڑ پدارتھوں میں ملادیا۔ بلکہ اُس لوط کی جورو نمک کو کھمبا بنادیا۔ یہ بائبل کی علمی غلطی ہے آپ لوگ تت ودیا کو کیا جانیں جب کہ آپکو جڑ و چیتن کی تمیز نہیں۔ آپ لوگ تعصب اندرونی کے سبب انسان کے سوا کسی میں روح نہیں مانتے۔ سب کو بے روح یقین کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ سب کو قتل کر ظالم پیٹ کے مطبخ میں جھونکتے ہو۔ اور آپ میں سے جو زیادہ عقلمند ہیں۔ وہ یورپین عیسائیوں کے سوا غریب ہندوؤں میں روح کے قائل نہیں یہی سبب ہے کہ آئے دن صدہا ہندوستانی سکھ لوگ وغیرہ صاحب لوگوں کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں اور کسی کو سزا نہیں ملتی مطلب ہم جانتے ہیں جیسا کہ مسیح جو کہتا ہے کہ آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے مت ڈال یہاں آدمیوں سے مراد صرف یورپین ہیں باقی تمام دنیا کے انسان محض وحشی تصور کئے گئے ہیں۔ پس بائبل کی تعلیم تت ودیا اور ست ودیا دونوں کے مخالف ہے اندھا غیر ہونا بیشک پورب جنم کا باعث ہے نہ کہ اندھا دھند اتفاقیہ بواعث اور اسی سے پرمیشور کی ذات عادل ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ خودکشی کرنے یا پھانسی ملجانے سے جس کا عدل سے تعلق ہے نہ کہ رحم سے بلکہ سراپا ظلم ہے ؛

پادری یہ سدھانت سب سے پراچین شاستروں کے ورودھ ہے وہ ویدوں کے سنگتا کو مت کے وپریت ہے۔ یہ کیول وسیو اور ناستکوں کا مت ہے۔ اور آریہ لوگوں کی سنتان کو اس سے سمبندھ رکھنا لجا کی بات ہے۔

جواب ویدک سنگھتاؤں کے یہ سدھانت مخالف نہیں بلکہ وید مقدس کے ارشاد کے مطابق ہے انہیں پراچین شاستروں میں صاف لکھا ہے کہ بار بار جیو کا جنم کرم انوسار ہوتا ہے مفصل دیکھو اسی کتاب میں (باب وید و شاستر سے تناسخ کا ثبوت) آپکے پادری سمتھ صاحب و پادری لیوپولٹ صاحب نے جو کتاب ست مت پریکشا لکھی ہے اُس میں یہی وید کا ایک منتر دیا ہے ؛

कर्मणा ब्रह्मलोकस्यानावृत्ती

یعنی کرم کر کے جو برہم لوک کو گیا اُس کا پھر آنا (آواگون) نہیں ہوتا" (دیکھو فصل ۵ صفحہ ۹۴ شلوک) اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجات کے سوا باقی حالت میں آواگون ضرور ہے پس آپ کا کہنا باطل ہے یہ ناستکوں اور وسیوؤں کا مت نہیں بلکہ پرم آستکوں کا مت ہے۔ ناستکوں کا مت ہے تین خدا اور چوتھا شیطان ماننا۔ ناستکوں کا مت ہے آدمی کی قربانی کرنا ناستکوں کا مت ہے آدمی کو خدا ماننا اور خدا کو بُری باتوں سے کلنکت کرنا جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو شاستروں میں وسیو کہا ہے (مفصل دیکھو کرسچن مت درپن کا باب عیسائی دین دنیا میں کسطرح پھیلا)

پادری کرم کے جیسے پھل کی اپیکشا اس مت میں ہے۔ سو بالکل نرمول اور بربھا ہے کیا جیت مدپی (شرابی) مرنے پر سوکر کا جنم لیگا۔ نہ ایسا وہ ہے کہ اس کو لجا اور حیا سے کچھ سمبندھ۔ سکھ کے آس کا موقعہ پورا ہوگا۔ اس پرکار چوراسی لاکھ جونوں کا جنم لینا ہوگا کیونکہ سب گنتی نیچی ہوتی ہوگی۔ اور کچھ اُس پانے کی آشا نہ ہوگی۔

جواب افسوس آپنے بائبل کو بھی نہیں پڑھا وہاں صاف طور پر بُرے آدمیوں کو کتے اور سوروں سے نسبت دی ہے اور شرابیوں کے واسطے کا ہلیت کا جہنم لکھا ہے شرابی کی حالت آپ جانتے ہیں ایک مثل ہے مگر بالکل صحیح کہ ایک شرابی شراب میں چور رات کے وقت ایک گندی نالی میں پڑا ہوا طیش اندرونی سے پانی مانگ رہا تھا اسے میں ایک کتے نے ٹانگ اُٹھا کر اُسکے منہ میں موت دیا۔ شرابی بولا واہ یار واہ۔ گرم پانی پلایا ٹھنڈا چاہیئے تھا۔ اُسنے اپنے خمار میں ایسا سمجھا کہ اُس کا کوئی دوست اُس کے واسطے پانی لایا ہے۔ جیسے پیشاب اور آب اور شراب کی تمیز نہیں کی ایسے آدمی اگر مرنے کے بعد کتا یا سور کا جنم لیں تو اُن پر کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل ہے۔ جنہوں نے انسانی جامہ پہن کر خدا کی یاد نہیں کی اُسکے حکموں پر عمل نہ کیا نیک اعمال نہ کئے۔ دن رات بدچلنی۔ زنا شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ اغلام۔ چوری قتل وغیرہ دائم میں مبتلا رہا۔ وہ ضرور بالضرور ایسی بری جونوں میں جائیگا۔ بائبل نے بھی اُن کے واسطے ابدی جہنم تجویز کیا ہے۔ ذرا خدا کیواسطے انصاف کیجئے کہ ابدی جہنم سے تو چوراسی لاکھ جونیں زیادہ سخت نہیں وہاں سے کبھی چھٹکارا نہیں اور یہاں سزا بھگتنے کے بعد جسطرح مجرم جیل سے رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح بدلوں کی سزا بھگتنے کے بعد بری جونوں سے خلاصی ملتی ہے اور روح انسانی قالب میں ترقی بدرجات کرجانیکے واسطے مختار ہوجاتی ہے ؛

پادری وہ شرادھوں کی ریتی کے خلاف ہے اگر تناسخ ست ہے تو شرادھ متھیا ہے اور اگر شرادھ ست ہیں تو وہ متھیا ہے ؛

جواب مُردوں کا شرادھ متھیا ہے اور تناسخ ست ہے۔ شرادھوں کے متھیا ہونے کی بابت صدہا دلائل ہیں۔ اصل مرتک شرادھ پورانک زمانہ میں چلا ہے۔ ویدک زمانہ میں بالکل نہ تھا۔ شاستر کے مطابق زندہ ماتا پتا کی خدمت و سیوا کا نام شرادھ ہے اور یہ صحیح ہے۔ زندوں کی جگہ غلطی یا نادانی سے مُردوں کا رواج ہوگیا۔ جس طرح تعلیم پانے اور ست شاستر پڑھنے کا نام تیرتھ ہے آج کل پتھروں اور ندیوں کا نام تیرتھ ہوگیا۔ اسیطرح یہ غلط رواج چل گیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کیا شرادھ مُردوں کا اگیان چھاتیوں مُردوں کو کھلا کس نے بھوجن جمایو مرتک شرادھ راجہ کرن کے وقت سے چلے ہیں خود لفظ کنا گت (کرن آگت) اس کا شاہد ہے

پادری لیوپولٹ صاحب و پادری سمتھ صاحب کے اعتراضوں کا جواب

(از کتاب تحقیق دین حق فصل ہیجم صفحہ ۹۵ و ۹۶)

پادری ہندو تناسخ کے سبب سے اپنے پڑوسی کے دُکھ درد۔ بیماری رنج و آفت کو دیکھ کر دل سخت رہتے بلکہ وہ یہ سمجھا ہے آپ یہی جانتے ہیں۔ کہ ہماری ایسی حالت

اگلے جنم کے گناہ کے سبب ہوئی اسلئے ناامید ہوکر اپنے اور پرائے کرم اور دیوتاؤں پر لعنت بھیجتے ہیں ؛

جواب ۔ یہ بالکل غلط ہے آپ نے جان بوجھکر پولوس ہی کی کارروائی کی کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اسکے جلال کے لئے زیادہ ہوئی تو ہم کیوں برائی ۔ کریں تاکہ بھلائی نکلے ؛

آریہ لوگ تناسخ ماننے کے سبب ہی زیادہ رحمدل دیاوان ہوتے ہیں ۔ ایک مہاتما کا قول ہی ہے دیا دھرم کا مول ہے نرک مول ابھمان تلسی دیا نہ چھوڑئیے جب لگ گھٹ میں پران آریہ لوگ جیسا ہمسائیوں ۔ غریبوں بیکسوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور مذہب والے کیا مقابلہ کرینگے ۔ آریوں نے اسی کام کیواسطے سدابرت لگائے ہیں جہاں بلا تمیز مذہب سب آدمیوں کو روٹی ۔ پیسہ ۔ کمبل بستر آٹا ۔ دال وغیرہ دھرم ارتھ ملتا ہے صدہا جگہ نسلاً بعد نسلاً یہ طریقہ خیرات کا جاری ہے ۔ ہزاروں دوکان دھرمسالہ سرائے ایسے ہی دکھیوں کے واسطے ہوائی ہیں پنجاب کی ایک مثال ہے ہمسائے ماپیے جائے یعنی ہمسائیوں سے سگے بھائیوں کی برابر محبت ہوتی ہے ہزاروں بید کے جاننے والے حکیم حاجتمندوں کا مفت علاج کرتے ہیں ہندو راجاؤں کے ہاں عموماً مفت دوائی تقسیم ہوتی ہے اور اسپتال جاری ہیں بلا شک کہ جو کچھ ملتا ہے اُسے ہر ایک اپنے اعمال کا پھل جانتا ہے کوئی اور بیہودہ

- - - - - - - - - - - - - - - باعث نہیں

ٹھیراتا اور ہر ایک ویدک دھرم کا پیرو گناہ سے نفرت اور آئندہ گناہ سے بچنے کی بابت سے اور رحم وغیرہ عمدہ صفات کے حاصل کرنے کے خیال سے دان دیتا اور لوگوں پر رحم کرتا ہے عیسائیوں کی طرح عیسائی بنانے کے واسطے نہیں اور نہ کسی پولٹیکل مصلحت سے ورنہ عیسائی سلطنتیں اپنی ہمسایہ بادشاہتوں سے جو سلوک کرتی ہیں وہ کس پر مخفی ہے ۔ اور ایسا کون عیسائی ہے ۔ جو اپنے ہمسایہ ہیٹھوں سے رحم یا دیا یا دان کرتا ہے یا کسی طرح کی مدد کرتا ہے اگر کوئی ہے تو آپ نشان دیں ورنہ ایسا تو سچ ہے کہ یہ حکم بائیبل میں موجود ہے مگر عملدرآمد اس کا آج تک کسی عیسائی نے کیا اور نہ آگے اُمید ہے باقی رہا دیوتاؤں پر ہندوؤں کا لعنت کرنا یہ بھی عیسائیوں کا ہی شیوہ ہے ہندو غریب اس سے بری ہیں مسیح کے شاگرد رشید آسمانی کلید کے مالک ملکہ خزانہ یہود اسکریوطی کا قصہ آپکو یاد ہوگا ۔ جس نے مسیح پر لعنت بھیجی اور اُسے ملعون ٹھیرایا ۔ انجیل بھی اپنے دیوتا یعنی خدا مسیح کو لعنتی بتلاتی ہے اور تمام دنیا آدم کے سبب لعنتی ہوئی اور آدم نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا لعنت کی تعلیم بائیبل میں بھری ہے ہندو شاستر اس سے بری ہے ؛

پادری ۔ مگر یہ بات اُنکے دلمیں ہرگز نہیں سمائی کہ توبہ کر بیٹھیں اور خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں ۔ کہ وہ اُن کی سنے اور انپر رحم کرکے اُن کی بہتری چاہے اسکو تو وے بے فائدہ سمجھتے ہیں ؛ جواب ؛ بیشک توبہ کرنیکی ہندو لوگ بہت پرواہ نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُس سے کچھ فائدہ نہیں گناہ کی سزا ضرور ملیگی ۔ کسی طرح ایک شوشہ نہیں ٹلیگا پس نیکی پر رغبت اور بدی سے نفرت کرنی چاہیئے ۔ عیسائیوں کی توبہ سے خدا کی پناہ ہیچ ریں توبہ ہزار توبہ کروڑوں عیسائی شرابی اور زناکار ہیں ۔ مگر گرجاؤں میں برابر توبہ میں مصروف ہیں گویا گناہ سے توبہ نہیں بلکہ زبان حال سے خدا سے توبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں سے از عدل تو صد ہزار توبہ ۔ وز رحم تو بار بار توبہ ۔ مستمش روز گناہ کنیم و عصیاں ۔ بر سبب کسم نزار توبہ ۔ یہ سچ اس توبہ کی تعلیم نے لوگوں کو گناہ پر بہت دلیر بنادیا ۔ یاد رہے کہ توبہ سے گناہ ہرگز معاف نہیں ہوتا ہے ۔ سراپا دھوکا ہے ؛

پادری کہیہ لوگ کرم اور بار بار جنم لینے کے معتقد ہوکر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آگے کیا اب اسکا پھل بھگتنا ضرور ہے اور جو کچھ اب کرتے ہیں سو اُسکے موافق دوسرے جنم میں بھگتنا ہوگا

یس کرم اور بار بار جنم لینے کی بات میں ایسے پھنسے کہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے ۔ اور جو کچھ دل چاہتا ہے جھٹ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا کیا اختیار ہے جو کچھ کرم میں لکھا وہی ہونا ضرور ہے ۔ جس کی ایسی سمجھ ہے وہ گناہ سے بھلا کب بچ سکتا اور کیونکر پاک ہوکر خدا کے حضور جا سکتا ہے ؛

جواب کرم اور بار بار جنم حق ہے ۔ مگر یہ الزام سراپا باطل ہے کہ وہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے ۔ شیطان کے ہاتھ بک گئے خداوند مسیح جنہیں یہوداہ نے تیس روپے کے عوض پکڑوا دیا جنہوں نے چالیس روز تک اُسکی شاگردی کی یا اُس کے ماننے والے لوگ ہندو بیچارے تو شیطان کے وجود سے ہی منکر ہیں ۔ وہ شیطان یا اُسکے کسی بھائی بند کو نہیں پہچانتے اور نہ اُنسے کوئی غرض رکھتے ہیں انہوں نے تو اس کا نام بھی ، بجز بائیبل اور قرآن شریف کے سوا کہیں نہیں پڑھا شیطان کے حامی و مددگار جو کچھ ہیں دونوں قومیں ہیں جو تورات انجیل وغیرہ کی کتابیں کروڑوں چھپوا کر مفت بانٹتے ہیں گویا شیطان کا راج پھیلانا چاہتے ہیں مشہور چلا آتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے آنے سے پہلے کسی ہندو نے شیطان کا نام بھی نہ سنا تھا اور نہ کسی سنسکرت لغات میں ۔ عزازیل ابلیس شیطان معلم الملکوت حارث وغیرہ ناموں سے کوئی نام ہے پس یہ ساری خرابی ان دونوں حضرات کی تعلیم کا نتیجہ ہے انہیں کی جد امجد بابا آدم کو شیطان نے بہکا کر بہشت سے نکلوا دیا ۔ سارے آدم کی اولاد اُسی نادانی کے سبب پست دلہمت مرض عصیاں میں مبتلا ہوگئے اور یہاں اُسی موروثی گناہ یعنی تقدیر کی قائل ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوکر بھی اپنے آپکو مجرم نہیں مانتے بلکہ شیطان کو ہاضمہ کی گولی سمجھا یعنی توبہ کو سوڈا واٹر کی بوتل جان مزے سے نوش کر جاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ گناہ کی خوراک ہضم ہوگئی اور عیسائی تو گناہ کی گرد اپنے دامن پر پڑنے ہی نہیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے برہ نے ہمارے بدلے قربانی ہوکر لعنت کی لعنت سے چھڑایا ۔ اور اب خدا نے تمام اختیار بیٹے کے سپرد کر دیا ہے اور آپ تو بیٹا بن بے گناہ کی سیاہی کالے لوگوں پر ارکری ہے ہم ولایتی تیرا سب صاف کر دینگے بلکہ کر چکے ہیں اور یہی حال مسلمانوں کا ہے وہ تو گناہ کرکے سزا بھوگ کر دلکو بطرح تسلی دیا کرتے ہیں سے شکوہ بدیار سے نہ شکایت رقیب سے ، جو کچھ کیا خدا نے کیا یا نصیب سے ؛ پادری اگلی پران میں لکھا ہے کہ جس نے آدمی کے جسم سے خارج ہوکر اور قصوری چیزوں میں جنم لیا تو وہ آٹھ لاکھ جنم پانے کے بعد آدمی کا جنم پا سکتا ہے ۔ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے آدمی کب پاک ہو سکتا ہے بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے ؛

جواب یہ بات اگرچہ پرانوں کی ہے اور پران مذہبی کتب نہیں اور نہ ٹھیک ٹھیک بیاست دھرم کی اشاعت کی غرض سے تصنیف ہوئیں مگر مسئلہ تناسخ میں ان کا وہی منشا ہے جو وید و شاستر کا ہے ۔ بنابراں اس معقول مسئلہ میں ہمارا پرانوں سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے آپ ایسے الزام لگانے سے پہلے کیا اچھا ہوتا اگر بائیبل کو پڑھ لیتے تب امید تھی کہ ایسا ہرگز نہ کہتے سنئے بائیبل میں لکھا ہے ۔ کہ چند آدمیوں میں بدروحیں گھس گئی تھیں جس سے وہ پاگل ہو رہے تھے ۔ جب مسیح نے اُن بدروحوں کو وہاں سے نکالنا چاہا ۔ بدروحوں نے کہا کہ اگر تو ہم کو یہاں سے نکالتا ہے ۔ تو سوروں کے غول میں جانے دے ۔ چنانچہ بموجب کہنے مسیح کے وہ بدارواح وہاں سے نکلکر سوروں میں گئے اور دو ہزار کے قریب سوروں کے آسیب کے سبب دریا میں ڈوب کر مر گئے ۔ اب ہم بقول آپ کے کہ سکتے ہیں کہ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے جو سراپا عقل کے مخالف ہیں مسیح نے اُن بدروحوں کو کیا خاک پاک کیا ۔ بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک کر دیا ۔ بائیبل کے دائمی جہنم اور ابدی دوزخ تو آٹھ لاکھ جہنم پاکر پھر انسان بننا پڑا

فریب انصاف ہے۔ اور روحوں کو پاک بننے اور ترقی کرنے کا بار بار عمدہ موقعہ ملتا ہے۔

پادری پی سی اوپل صاحب کے اعتراضوں کا جواب

اعتراض اول۔ ہم آریہ سے پوچھتے ہیں؟ بھائی تو بتاؤ کہ تو برہمن کیوں تھا اور پہلے کون سے کاموں کا پھل تجھ کو ملا تو اپنے پچھلے جنم کی خبر دے سکتا ہے؟ وہ کچھ جواب نہیں دے سکتا۔

جواب یہ سوال آپ کا یادداشت کی بات ہے اور یاد رکھنا قوت حافظ کا کام ہے جو کہ انسان میں برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہ اعتراض کسی طرح صحیح نہیں۔ انسان تو انسان ہے خود خدا کو بھی آدم کو بناتے ہوئے اُس کے گناہ کا خیال نہ تھا۔ اسی واسطے پچھتایا اور دلگیر ہوا اور اقرار کیا کہ پھر ایسا کام نہ کرونگا (دیکھو توریت پیدائش ۱

پہلے خدا کا تو یہ حال ہے اب دوسرے کا سنئے اُسے یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت یہ یاد نہ رہا کہ شیطان اسکے اندر گھسا ہوا ہے مسمریزم اور کلوروفارم میں تمام باتیں بھول جاتی ہیں۔ پس یہ اعتراض سراپا باطل ہے۔

اعتراض دوم۔ اگر بیکر مر کر برہمن یا چھتری یا کوئی پاکیزہ جانور بنتا تو جزا کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہے کہ برہمن اور چھتری اور لوگوں کی نسبت نیکی اور پاکیزگی میں زیادہ ترقی نہیں کرتے۔ بلکہ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ مہتر لوگ زیادہ خدا ترس اور عاجز اور فروتن ہوتے ہیں۔

جواب۔ بیکر مر کر کبھی پاکیزہ جانور نہیں بنتا بلکہ وہ پھر نیک لوگوں کے ہاں جنم لے کر اعمال حسنہ بجا لاتا۔ اور مکمل ڈگری پانے پر نجات پاتا ہے۔ افسوس کہ آپ نے برہمن اور چھتری لفظ کے معنے نہیں جانے اور اپنی عیسائیت کے مطابق مغالطہ کھایا ہم ورن مونتھا جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے۔ اور یہی سبب ہے کہ برہمن اور چھتری بننا ہم نہایت مشکل اور دشوار جانتے ہیں۔ برہمن اور چھتری بننا لاریب پورا ایک مرد اور اعلےٰ درجہ کا پاکیزہ خیال ہوتا ہے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اُن سے کوئی بھی بکر پاکیزہ حالات اور وہی کمالات رکھنے والا آدمی نہیں ہو سکتا۔ مہتر تو مہتر ہیں بڑے بڑے ریورنڈ اور پادری صاحبان بھی اس مراتب کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر انصاف کیا جاوے تو ان میں سے بعضوں کے اعمال نہایت ہی نیچ ہیں جیسا کہ اخبار لور پول کریر مظہر ہے کہ وہاں کے رومن کیتھلک جماعت کے ایک بڑے نامی گرامی پادری نے ایک بہت بڑے فریب کا ارتکاب کیا اور ایک کم سن لڑکی کو لیکر بھاگ گیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بدقسمتی سے یہ خبر صحیح تھی۔ بیان کیا گیا کہ اس پادری نے لیتیپا اسریلی سے ایک چیک ۵۰۰ پونڈ کی جو ایک سائکے نام تھی لکھوائی اور اُس کا روپیہ بنک مذکور سے جا کر وصول کیا۔ مگر بالعوض اسکے کہ وہ روپیہ خیر کے کاموں میں جسکے واسطے چیک لکھی گئی تھی صرف کیا جاتا۔ اسکو لیکر پادری مفرور ہو گیا اور جو عورت پادری کے ساتھ بھاگ نکلی ہے۔ اس کا سن صرف اٹھارہ برس کا ہے۔ اور پادری کی عمر ۵۴ سال کی پادری کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہوا ہے۔ اس کا اسم شریف ریورنڈ جان ہکنس ہے (دیکھو انجمن پنجاب جلد ۲۴ نمبر ۸۳۔ مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

جس آدمی میں کوئی اچھے گن ہیں اُسے ضرور اُسکے مطابق جزا ملے گی۔ اور اسیطرح برے کو ویسی سزا کوئی بری نہیں۔ پس یہ آپ کا اعتراض بے بنیاد ہے۔

اعتراض سوم۔ تناسخ سے کبھی رہائی نہیں اور اس تسلسل کا آخر نہیں کیونکہ تجربہ ہم کو قائل کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ یا یوں کہیں کہ جب انسان پیدا ہوا۔ تو ضرور گناہ کرے گا۔ پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا تسلسل تا ابد جاری رہے گا۔ ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔

تردید جسطرح روح کبھی خدا نہیں۔ جسطرح روح کبھی خدا کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ دوسری قانون سے خارج ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ کبھی بیب وماو بھی نہیں ہوتی۔ تناسخ سے رہائی ہوتی ہے۔ اور اس کا نام مکتی ہے۔ مگر الشور شم سے وہ قدم باہر نہیں دھر سکتی۔ کیونکہ جس طرح کارخانہ خدائی کا اخیر نہیں جسطرح قدرت ایزدی کا خاتمہ نہیں اسیطرح ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کہ خدا کی صفات میں تعطل لازم آئے اور وہ عنان سلطنت بیٹے کے سپرد کرکے خود بیتش خوار ہو جاوے۔

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ تھوڑے ہیں جو گناہ سے خالی ہیں اس کو آپ کس طرح غور کریں کہ دنیا کی ڈیڑھ ارب ہی میں کروڑوں آدمی گناہ صغیرہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور لاکھوں صرف صغیرہ کے اور ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو شاذو نادر کبھی گناہ صغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور اُن سے آگے چلکر صدہا اہل حق اور عابد اور یوگی پُرش ایسے ہیں جو دن رات عبادت الٰہی اور تصورات لا متناہی میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے اور نہ گناہ اُن کے آئینہ دل پر کچھ اثر ڈال سکتے ہیں اور ایسے ہی لوگ اس دنیا میں جیون مکت اور مرکر نجات پاتے ہیں۔ البتہ ابدی جہنم کا مسئلہ بائبل کے گناہ کی تعلیم کی برکت سے خوب کھلتا ہے کیونکہ انسان تو جدا ابن آدم یعنی مسیح بھی گناہ سے خالی نہیں پس لازمی دلیل ہے کہ نہ تناسخ کا سلسلہ تا ابد جاری رہے ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔ بھائی صاحب اگر سچ ہے تو تناسخ کے مسئلہ پر تو کوئی شک نہ رہا۔ کیونکہ وہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور جب وہ قانون ایزدی کے مطابق ہے تو اس سے انکار الٰہی عدول حکمی ہے۔ اس سے معافی تو نہیں مگر دوگنی سزا کا شک ضرور پڑتا ہے۔ غالباً اسی تناسخ سے ڈر کر عیسائیوں نے ہمت کے دور تسلسل کے بدلے ابدی جہنم پسند کیا ہے۔ پادری صاحب! ابدی جہنم کوئی نہیں۔ جب تک نیکی نہ کرو۔ نیک نہیں بن سکتے۔ یہی قانون الٰہی ہے خواہ اس جہنم میں یا دوسرے جہنم میں اگر مانوگے تو بھی جزا اور سزا ملے گی۔ اور اگر نہ مانوگے تو بھی سزا و جزا سے رہائی نہیں۔ لیکن دل میں غور کرو کہ انجیل کے احکام ماننے سے الٰہی قانون ٹوٹتا ہے۔ پس وہی طریقہ صحیح ہے۔ جس سے نہ قانون ٹوٹے اور نہ دھوکا ہو۔ جس کا نام ویدک اصطلاح میں آواگون ہے۔

اعتراض چہارم۔ جب اس تسلسل کا شروع اور اخیر نہیں اور سرشٹی انادی ہے تو پرمیشور یعنی خدا کون ہے۔ خالق اور خلقت اور مخلوق کیا چیزیں ہیں مخلوق کا تو شروع ہوتا ہے۔ اور اس سرشٹی کا شروع نہیں۔ پس یہ مخلوق نہیں پھر خالق کون اور اُس کی ضرورت کہاں؟ جب مخلوق نہیں ویدوں سے تو خالق کی نیستی پائی گئی۔ پس کوئی خدا نہیں۔

جواب یہ غلط ہے کہ سرشٹی کا اول و آخر نہیں اول و آخر ضرور ہے۔ اور اسی واسطے ہم علم ہیئت کے رو سے سرشٹی سموت بتلاتے ہیں کہ ایک ارب ۹۶ کروڑ برس سے یہ موجودہ سرشٹی ہے۔ کل ۴ ارب برس گذرنے پر اس کا اخیر ہوگا۔ پس پرمیشور اس کا کرتا اور بنانے والا ہے دنیا مخلوق ہے اور خدا کی صنعت۔ اس کے واسطے اس صانع حقیقی و مالک حقیقی ایک سچدانند پاربرہم کی ضرورت ہے اور یہی مقدس ویدوں کا ارشاد ہے۔ کہ وہ تمام جگت کا پیدا کرنے والا اور تمام بھوتوں کا مالک اور بنتا ہے۔ اور وہی اپاسنا کے یوگ ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱۰) پس یہ اعتراض آپ کا سراپا بے بنیاد ہے۔

پادری سی سنرجی منیجر سوفیا ماہواری انگریزی رسالہ حیدر آباد سندھ

(جو پہلی ہندو پھر برہمو سماجی پھر رومن کیتھولک عیسائی ہوئی ہیں) کے اعتراضوں کا جواب

(یہ اعتراض انہوں نے اپنے رسالہ میں شائع کئے اور بمقام لاہور بماہ نومبر ۱۸۹۴ء عام پبلک کے سامنے آریوں اور ہندوؤں پر کئے - جنکے جواب آریہ سماج کی طرف سے ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور و ایڈیٹر ہار بنجر آف ہیلتھ - ممبر آریہ سماج میں بابو صاحب موصوف اور عام پبلک کو سنائے)

اعتراض اول جانوروں کی جون میں انسان کی روح کا جانا چوپایوں کے بدلے مانا جاتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ جانور اپنی اپنی جون میں خوش ہیں - پس سزا کے طور پر اس جون کا ملنا صحیح نہیں - یہی اعتراض پی سی اویل صاحب نے کیا تھا،

جواب جانوروں کا خوشی سے زندگی گذارنا یا خوش رہنا ایشور کے رحم کا تقاضا ہے تاکہ زندگی مرگ نہ ہو - بلکہ زندگی ہو - جیسا کے بادشاہ بھی قیدیوں پر تشدد کرنا جائز نہیں جانتے - اور نہ مہذب قانون کے ماننے والے اور اسی واسطے ایکٹ تشدد بے جا جاری کیا گیا - مشہور امریکن ریفارمر پارکر نے غلاموں کی آزادی کے واسطے کتنا زور لگایا اور کس قدر سفر و رو و دنا گوارا فرمایا - مگر غلاموں کو اپنی آزادی کا ذرہ بھی دھیان آیا اور نہ اُن کے دل میں کوئی خیال سمایا بدبختی سے جا رو میں انہیں گرفتار کرتی اور خدمات جبراً و قہراً لیتی رہیں تو یہی الہامی (توریت و انجیل و قرآن) کتابیں ساری کی ساری غلامی کی ہدایات سے بھری پڑی ہیں - سوائے وید مقدس کے جو کہ کرم انوسار موسنخھا رکھنے کی ہدایت دیتا اور جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ورن قائم کرتا ہے -

ہزاروں کتابیں موجود ہیں جنکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غلام فرمانبرداری میں خوش ہیں اور بیڑیاں خدمت گذاری ہیں - عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے اور جو ایسے ہی غلاموں کی ہاں جنم لیا آزادی کا خیال پیدا ہی نہیں ہونے دیتا - دیکھئے کہ قاہرہ میں ایک غلاموں کا سوداگر پکڑا گیا - اُسکے پاس ایک لونڈی تھی جو آزاد نہیں ہونا چاہتی تھی - بلکہ وہ کہتی تھی کہ میری آرزو ہے کہ میں مصر کے کسی دولتمند پاشا کی لونڈی بنوں" (کوہ نور ۱۰ نومبر ۱۸۹۴ء)

ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ نے بیگار موقوف کی اور احباً علی بینے کا ارشاد فرمایا - مگر بیگار اور غلامی کی عادی قومیں ناراض ہیں وہ نوکری کو خراب اور بیگار کو صواب جانتے ہیں - جو قیدی مدت سے جزیرہ انڈمان میں تھے اور جشن جوبلی پر آزاد ہو کر آئے - وہ عادی قید ہو جانے کے سبب ہندوستان کی سیر کر کے کئی واپس انڈمان میں چلے گئے - آزاد مرغ قفس میں آ جانے سے گھبراتا ہے مگر عادی ہو جانے سے خوش گذران ہو جاتا - بلکہ لوگوں کی خوشی کا موجب کہلاتا ہے -

جانوروں کو سزا صرف یہ ہے کہ وہ ترقی کے مدارج و تنازل سے گرائے جاتے ہیں وہ روحانی آئندہ سرور کو حاصل نہیں کرتے اور نہ کر لے کے انہیں سادھن و سامان دئیے گئے - پاگل یا گلی میں خوب راگ گاتا اور اچھلتا کودتا اور من مانے کام کرتا ہے مگر تندرست ہو جانے پر اُسے وہ سب باتیں بھول جاتی ہیں - اُس طرح اور بے انت بادشاہ حقیقی سے روحیں اسی قسم کی سزا پاتی ہیں اور مدارج سے گرائی جاتی ہیں - تاکہ سزا کی سزا اور سدھار کا سدھار ہوتا رہے -

تناسخ کے عقیدہ سے مجرم کو شدھ اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مجبوراً مگر اعمال کے مطابق سدھار کی سب سے درجہ ترقی سے ہٹا ایک یادہ رہنے والے قالب میں ڈالا جاتا ہے اور وہاں اُس کو وہ خبر نہیں دی جاتی - جس سے پہلے بگڑا تھا ایک قالب کو رہ جانے یا کئی قالب گذر جانے کے بعد جب وہ پھر انسانی قالب میں آتا ہے - تو اُسے اُن گذشتہ قالبوں کی یاد نہیں رہتی - اور جس وجہ سے گرنا شروع ہوا تھا - اُسی پر قائم کیا جاتا ہے - تاکہ وہ پھر اپنا سدھار کرے - غور سے سوچیئے اس سے بڑھکر عادل حاکم کی طرف سے اور کیا وسائل ہو سکتے ہیں -

اعتراض دوم دکھ سکھ جو پہلے جنموں کے کرموں کا پھل مانا جاتا ہے - یہ غلط ہے کیونکہ پہلے جنموں کے کرموں کی کوئی یادداشت نہیں رہتی - سکہ روح جسم سے ایک علیحدہ شے ہے اور چند سال میں جسم کے اجزا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں - گویا ایک نیا جسم مل جاتا ہے - اور اس سے پہلے جسم کے بدلجانے کی حالت میں بھی پہلے کئے ہوئے اعمال یاد رہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد نہیں رہتا -

جواب یہ اعتراض مسئلہ یادداشت پر ہے کہ پچھلے جنم کی یادداشت کیوں نہیں رہتی - اس کا جواب ہم کئی بار دے چکے ہیں - اول بچہ کی باتیں پیدا ہوتے ہی بھول جاتی ہیں اور پیدا ہونے کے زمانہ سے لیکن چار سال تک کی باتیں بھول جاتی ہیں - اور اسیطرح عالم خوابی کی ہزاروں ہزار باتیں تمام دنیا لگاتار بھول رہی ہے - باوجود اس قدر غلطیاں کے آپ پھر سوال کرتے ہیں - کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد کیوں نہیں رہتا؟

پادری صاحب یاد نہیں رہتا مرض نسیان کے باعث - یاد نہیں رہتا دماغ کے پرمانو بدلنے کے سبب نہ صرف بلکہ یاد نہیں رہتا دماغ اور کل جسم کے دوسرے جسم میں تبدیل ہو جانے کے وجہ سے مگر یاد نہ رہنے سے کوئی واقعہ غلط نہیں ہوا کرتا ہے اور سزا میں کمی ہوا کرتی ہے - دیکھئے آدم کو خدا کی ممانعت بابت پھل کھانے نیکی و بدی کی پہچان کے درخت کی یاد نہ رہی - مگر پھل کھا کے خود بھی لعنتی ہوئے اور تمام زمین کو اپنے فعل سے لعنتی بنایا -

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر خدا اور خداوند نے فی الحقیقت آدم کو منع کر دیا تھا تو اُسے یاد کیوں نہ رہا؟ جس طرح آدم کو خدا کی ممانعت یاد نہ رہی - حالانکہ اسی جنم کی بات تھی - اسی طرح دوسرے جنم کی بات بھی یاد نہیں رہتی -

اعتراض سوم یہ جو کہا جاتا ہے کہ کرموں کے بنا کوئی سکھ دکھ نہیں ملتا - پس اگر یہ سچ ہے تو انسان کو کسی قسم کا پر دیکار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی -

جواب یہ اعتراض تب صحیح ہوتا ہے - جب آپ پہلے یہ تبلا دیتے ہیں کہ فلاں سکھ یا دکھ کرموں کے بنا ہوا ہے اور ہم کرم نہ تبلا سکتے؟ بنیادی بات اگر صحیح ہے یعنی کرموں کے بنا کوئی پھل نہیں ملتا تو کسی کی بیہودہ دلیل یا بے بنیاد اعتراض یا مغالطہ کارگر نہیں ہو سکتا بے شک کرم کے بغیر سکھ دکھ نہیں ملتا - اور اس میں مصنف بائیبل بھی اکثر جگہ وید کے احکام کا نقل نویس ہے دیکھو متی کی انجیل میں لکھا ہے -

ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا - تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دے گا $\frac{16}{27}$

تم دھوکے میں نہ پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا - کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہ کاٹے گا (نامہ گلتیوں $\frac{6}{7}$) کیونکہ تو اپنی باتوں ہی سے بے گناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھیرایا جاویگا (متی $\frac{12}{37}$)

وہ ہر ایک کو [illegible] کاموں کے موافق بدلا دے گا (رومیوں کا خط باب $\frac{2}{6}$)

کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی (رومیوں کا خط $\frac{2}{11}$)

پھر آپ نے اُسنے کہا کہ ہوشیار رہو کہ تم کیا سُنتے ہو۔ جس ماپ سے تم ماپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا (متی ۴ - ۲۴)

باقی رہا پرُوپکار کرنا یہ ایک اعلیٰ فعل ہے۔ اور اس کا پھل ایشور حسب کرنیکا دیتا ہے کی سزا کو تو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ البتہ اُسکے احکام کی تعمیل کو تاکہ مجرم جلدی مرجائے اور ہمارا دل بھی سزا سے خوف کھائے اور دیا وان ہو جائے سخاوت قلبی سے رحمت کی طرف رجوع لائے پرُوپکار کرنا ضروری ہے۔ اور اسی واسطے وید کے نام جو سب سے پراچین اور نہایت معقول دہرم ہے فرماتا ہے

परोपकाराय सताम्विभूतय کہ ست پرشوں کی زندگی کی ساری کوشش (سرمایہ) پرُوپکار ہی ہے۔ عیسائیوں کی طرح خود غرضی یا عیسائی بنانے کے واسطے اپکار نہیں کیا جاتا بلکہ ایشوری حکم کی تعمیل اور ست گن گرہن کی غرض سے اور یہی سبب ہے کہ آریہ ورت میں بمقابلہ تمام دنیا کے رحم دلی اور دان پن زیادہ ہے اور راجہ بکرماجیت جیسے پرسوارتھی بھی اسی دیش کے چھتر پتی راجا تھے۔ اور راجا ہرلیش چندر جیسے آریہ قوم کے ماہتاب بھی اس دیش کے نور تھے جس طرح وید نے سلف بلکہ یعنی کرم کی تھیوری کو پرچار کیا۔ اسی طرح اُسنے اپنی عالم الغیب طاقت سے آئندہ ترقی کا راستہ پرُوپکار کے طریقہ سے بتلایا اور ساتھ ہی ناستک پن کی مہلک مرض سے بچنے کیواسطے ایشور پرماتما کی مقدس ہدایت سے پراربدھ اور پرُوشارتھ کی تعلیم دی ہیں یہ کسی طرح بھی باہمی مخالفت نہیں معاف کیجئے آپ کی سمجھ کا مغالطہ ہے۔

اعتراض چہارم۔ پچھلے گناہوں کے عوض میں ایک معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے بلکہ ظلم ہے۔

جواب اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے تو کیا آدم کے معمولی گناہ کے بدلے تمام دنیا کو لعنتی بنانا اور بلا ثبوت کامل کے مجرم ٹھہرانا اور بغیر ثبوت کامل کے مجرم تبلانا انصاف ہے

اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے تو کیا بلا سبب اُسی اندھا لولا لنگڑا بنانا رحم و انصاف ہے

اگر ایک معصوم بچہ کو بخار کی سزا دینا ظلم ہے تو کیا اُسے چیچک و خسرہ وغیرہ میں مبتلا کرنا اور قتل کے برابر تکلیف دینا عدل ہے؟

اگر بخار وغیرہ کی سزا بعید از انصاف ہے تو شاید تپ دق کوڑھ فالج - آتشک کی سزا مطابق قانون کے ہوگی۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کس دانش اور دانائی کو مدنظر رکھکر ایسا اعتراض کیا

ریورنڈ ڈاکٹر ہوپر صاحب کے اعتراضوں کا جواب (جو انہوں نے ۱۵ فروری ۱۸۹۵ء فشکروارمن کالج لاہور میں اپنے لیکچر میں کئے)

(اول پادری صاحب نے تناسخ پر یقین کرنیکے فوائد بتلائے)

پہلا فائدہ یہ مسئلہ مذہب نیچری یا مادہ پرستی یا دہریت کے اچھی طرح خلاف ہے۔ جو اسمیں یقین کرتے ہیں وہ کبھی ناستک یا نیچری نہیں ہو سکتے وہ یہ نہیں کہ سکتے۔ کہ جسم ہی جسم ہے۔ آتما کچھ چیز نہیں۔ اہل ہنود کا ہم عیسائی شکریہ ادا کرتے ہیں اور یہ دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ دنیا سے سٹریلسٹ یعنی مذہب نیچری کو دور کرتے ہیں وہ ہمارے بڑے معاون ہیں۔

دوسرا فائدہ۔ جیسا ہم عیسائی مانتے ہیں کہ ضرور آتما ایک جسم دھارن کرکے خوشی یا غمی حاصل کریگا۔ ویسا ہی اس مسئلہ کے ماننے والے بھی کہتے ہیں۔ کہ آتما ایک زندگی کے کئے ہوئے پاپ پن کا پھل دوسرے جنم میں ضرور کوئی شریر دھارن کرکے پاویگا۔

تیسرا فائدہ یہ مسئلہ اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ انصاف کا ساری دنیا میں راج ہے گو ظاہر میں بے انصافی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل میں یہ بے انصافی ظاہری ہے۔

نوٹ از طرف مؤلف ماطون ناستکتا یا دہریت سے بچانا پاپ کے پھل بھوگنے کا نتیجہ دلانا اور ہمیشہ نیک بننے کی تحریک دینا اور ایشور کی پوترتا کو یا کاری بسرار ہمہ ذاتم نتیجہ کرانا۔ جس مسئلہ کے ایسے مسلمہ فوائد ہیں جسے پادری صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں تو آپ سوچ لیں کہ اس سے عمدہ مسئلہ دنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے۔

اب ہم پادری صاحب کے وہ اعتراض لکھتے ہیں جوکہ انہوں نے ہنود کیلئے تناسخ پر کئے۔

اعتراض اول حالانکہ اہل ہنود یہ بھی مانتے ہیں کہ سب سنسار صرف ایک ہی آتما کا مختلف طور پر اظہار ہے اور یہ جتنے اختلاف ہمیں روحوں میں یا اور چیزوں میں معلوم ہوتے ہیں سب اگیان کے سبب سے ہیں۔ جب گیان ہوتا ہے تو ایک ہی آتما معلوم ہوتا ہے۔ دیگر کوئی شے نہیں اور اصل میں روحیں سب یکساں ہیں نہ کوئی پاپ کرنے والا آتما ہے نہ کوئی پن کرنے والا۔ یہ صرف ہمارے خیالات ہیں۔ اسلئے ویدانت کے ماننے والے تناسخ کیونکر مان سکتے ہیں۔ یہ پادری اعتراض اہل ہنود پر ہے۔ گو یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ تناسخ کا مسئلہ تب ہی سکھایا جاتا ہے۔ جب سیکھنے والا ابھی مبتدی ہو مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس شخص کو ساتھ ہی یہ بھی بتایا جاوے۔ کہ اصل میں نہ کوئی پاپ کرتا ہے نہ پن تو وہ تناسخ میں یقین کیونکر رکھسکتا ہے۔

جواب۔ آپ کا اعتراض ویدانت شاستر پر نہیں بلکہ نویں ویدانتیوں یعنی ہمہ اوست کے ماننے والوں پر ہے حالانکہ شاستر یا اُپنشدوں کا یہ مذہب نہیں ہے یہ مسئلہ وید و شاستر کے خلاف ہے کوئی شاستر کار ایسا نہیں مانتا۔ البتہ یہی اعتراض عیسائی دین پر عائد ہے کیونکہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا کلام خدا تھا کوئی چیز نہیں جو بغیر اُسکے موجود ہوئی (باب ۱ - ۱۰)

اور یہی سبب ہے کہ ایسا گناہ عظیم جسکے ارتکاب سے تمام زمین لعنتی ہوئی آپنے اُسکے واسطے ایک گنہگار انسان جبراً مصلوب کو کفارہ مان لیا۔ اور اب جو ۱۸۹۵ برس سے بزعم آنصاحبان کا تمام دنیا کے گناہ کے بدلے خون بہایا گیا۔ تو اب گویا گناہ دنیا میں رہا ہی نہیں اور نہ بھلائی کیونکہ حساب تو فیصلہ ہو گیا۔ افسوس کہ باوجود بدیہی مان رہنے کے گناہ پر اسقدر دلیری!!

دوسرا اعتراض۔ اہل ہنود مانتے ہیں کہ اگر چند رسومات ایک شخص کی موت کے بعد کیجاویں تو وہ پتری لوک [illegible] میں جاتا ہے اسپر یہ اعتراض ہے کہ جو ہندو تناسخ بھی مانتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے والد کی وفات پر کریا کرم بھی کرتے ہیں اُن سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم تو مانتے ہو کہ ایک آتما کا دوسرے کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ صرف ہمارا چند روزہ تعلق ہے غرضیکہ تناسخ کے ماننے سے کریا کرم فضول ہو جاتے ہیں۔

جواب۔ بیشک کریا کرم فضول ہیں۔ اور اسی طرح مُردوں کا شرادھ اور ترپن بھی نہ راجا کرن والئے کرنواس ضلع بلند شہر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔ اور اسیواسطے شرادھ کے ایام کو کنا گت (کرن آگت) کہتے ہیں۔ ست شاستروں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پس اعتراض بھی نہایت کمزور ہے۔ جو ناواقف ہندو بھائی کریا کرم

کرتے یا شرادھ کی رسوم بجا لاتے ہیں۔ وہ بھی دل میں یقین کرتے ہیں کہ اس طرح بتروں کے بہانہ سے ایسا ہی ہوتا ہے ؛

تیسرا اعتراض ذات کے ماننے والے یہ بات مانتے ہیں کہ انسان اپنے والدین سے صفات نیک و بد حاصل کرتا ہے۔ گویا یہ بھی ایک طرح کی وراثت ہے۔ تو پھر فرزند کا آتما باپ کے آتما سے اسقدر مختلف نہ ہوا۔ جیسا کہ مسئلہ تناسخ کے مطابق ہونا لازم ہے۔ مگر ذات کے مطابق جسم کی روح پر فضیلت ہے ؛

جواب۔ ہندوؤں کی ذات کا مسئلہ تمام ترجسمانی ہے۔ روحانی نہیں مگر ست شاستر کے مطابق ذات کا مسئلہ گن کرم انوسار ہے۔ جنم انوسار نہیں گیتا میں مہاتما کرشن جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے کہ چاروں ورن پیدا کئے گئے ہیں۔ گن کرم کے مطابق جو جیسی گن کو حاصل کرتا ہے وہ اُسی ورن میں گنا جاتا ہے۔ بجز سوچنے غور سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ پرانے زمانہ میں کبھی بھی جنم سے نہیں مانا گیا صرف تھوڑے زمانہ میں لوگوں نے ایسا ماننا شروع کردیا۔ پس یہ اعتراض قابل قدر نہیں ؛

پادری صاحب کے مسئلہ تناسخ پر اعتراض

اعتراض اول۔ ہمارا کچھ علم نہیں کہ پچھلے جنم میں کون سے پن یا پاپ کئے تھے جنکے نتیجے سکھ یا دکھ ہم پا رہے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ ہمیں پہلے جنم کے کرموں کا علم نہیں۔ اسلئے یہ مسئلہ غلط ہے۔ مگر یہ کہ چونکہ دیگر کوئی بات اس مسئلہ کے حق میں نہیں ہے۔ اسلئے یہ بھی ایک نقص اس مسئلہ میں ہے ؛

جواب۔ اس معمولی نقص کا ہم نے بارہا جواب دیدیا ہے۔ یہاں ہم صرف وہ باتیں ذکر کرتے ہیں۔ جو اس مسئلہ کے حق میں ہیں ؛

اول دنیا میں دکھ سکھ ہے اور وہ بلاوجہ نہیں بلکہ کرم کے اٹل اور صحیح سدہانت کے مطابق ہے ؛

دوم دنیا کا انتظام اتفاقاً نہیں بلکہ ایک زبردست حکیم اور منصف خدا کے قاعدہ قدرت کے انوسار ہیں ؛

سوم۔ انتظام عالم میں ہمیں کوئی چیز بھی نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ بیہودہ کوئی چیز ہے ؛

چہارم۔ جیو یا روح فانی چیز نہیں اور نہ حادث یعنی نو پیدا ہے۔ بلکہ پرماتما کی طرح انادی وستو ہے ؛

پس ان امور پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی خواہ کتنے ہی ہاتھ پاؤں مارے تناسخ کے مضبوط سلسلہ سے انکار کرنا سراپا محال ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ عملی طور پر اس سے انکار کرنا ہی ناممکن ہے ؛

اعتراض دوم اس مسئلہ کے مطابق روح اور جسم میں جھوٹا تعلق مانا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ والے یہ مانتے ہیں کہ چوراسی لاکھ مختلف قسم کے جسم ہیں اور روح ہر زندگی میں اُن میں سے کوئی جسم چن لیتا ہے گویا روح پھرتی رہتی ہے۔ اور جسم ۸۴ لاکھ مقرر ہیں ان کی تعداد اتنی ہی ہے کم نہیں ہوسکتی اور نہ زیادہ ہوسکتی ہے۔ مگر سائنس کے علماء کہتے ہیں کہ ہمارا جسم تبدیل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جو ذرے ہمارے جسم میں ہیں۔ اُن میں سے سات سال کے بعد کوئی بھی نہ رہے گا۔ گویا جسم برابر تبدیل ہوتا جارہا ہے

جواب کون نہیں جانتا کہ جسم اور روح میں ایک عارضی تعلق ہے۔ خود سائنس اور ڈاکٹر اس کی شہادت دیتے آپ بھی مانتے ہیں کہ سات برس میں سارا جسم بدل جاتا ہے تو کیا اب بھی آپکو عارضی اور چند روزہ تعلق میں شک باقی ہے؟ متغیر کا لاتغیر سے سچا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ پس روح کا ایک جسم سے دائمی تعلق کیسے ہوسکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک پرندہ درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اُڑ جاتا ہے۔ اور اُس سے تیسری پر اسی طرح جیو اس جسم سے پرواز کرکے دوسرے جسم میں قاعدہ قدرت کے مطابق چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک مہاتما نے کہا ہے ”اس عرصے میں اُسے چپکا بیٹھ کر خدا کی طرف دل لگانا چاہئے اور اپنے روح کے نکلنے کو ایسا سمجھنا چاہئے۔ جیسے کہ ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اڑ جاتا ہے“

جن مختلف قالبوں میں روحوں کا گذر کرم انوسار ہوتا ہے۔ پرانے آریہ محققوں نے ان کی تعداد ۸۴ لاکھ بتلائی ہے اور یہ اُنکی تحقیقات علمی کی اعلےٰ شہادت ہے۔ خشکی کے جانوروں کے اقسام۔ پانی کے جانوروں کے اقسام۔ ہوا کے جانوروں کے اقسام کل کی میزان ۸۴ لاکھ ہے۔ مگر روح اُن سے کوئی قالب خود نہیں چن سکتا۔ بلکہ اس کے کرم انوسار ایشور پرماتما اُس جون میں بھیجتا ہے۔ اور یہ عین علم و عقل کے مطابق ہے کہ جو جیسا کرم کرے ویسے ویسا ہی پھل ہے۔ سب کو چوراسی میں جانا ضروری نہیں ؛

اعتراض سوم اس مسئلہ کی رغبت انسان کے اخلاقی خیالات کو بگاڑنے کیطرف ہے وجہ یہ ہے کہ مسئلہ تناسخ میں لاعلمی سے کئے ہوئے کاموں کا اجر نیک و بد ملنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا سوچ سمجھ کر کئے ہوئے کرموں کا۔ یہانتک کہ کھانا ہضم کرنا وغیرہ جو بخود بخود بغیر ہماری مرضی کے ہو رہا ہے وہ بھی مسئلہ تناسخ میں ایسے کام ہیں جیسے دیگر اخلاقی کام ؛

جواب۔ اگر ایک نادان بچہ بھی قانون قدرت کے خلاف کرنے سے سزا پاتا ہے تو نہیں معلوم کہ ایسا اعتراض کیوں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں تو یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام کرموں کا پھل ملے آپ شاید گورنمنٹ کے اُس قانون کو پسند کرتے ہونگے جو تین چار سال کی میعاد تک انتظام نہ بدلا دے تو قرضخواہ کو کوڑی بھی عدالت نہیں دلواتی یا کچھ سال تک اگر مقروض انگریزی راج سے باہر چلا جاوے تو قرضہ خورد برد ہوگیا۔ پادری صاحب کرم ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ اور نہ پھل دینے کے بغیر رہ سکتا ہے۔ نہ دھوکے میں نہ پڑو خدا انصاف میں نہیں اُٹھایا جاتا ہے وہ ہر ایک کو اسکے اعمال کا پھل دے گا۔ اگر کھانا فعل ہے اور ہضم کرنا فعل ہے تو بدپرہیزی یا خراب اشیا کے کھانے کا پورا پھل کیوں نہ ہوگا۔ کیا کھانا ہی تمام تندرستی کی جان نہیں اگر ہے تو اس میں خرابی آنا سب خرابیوں کی بنیاد کیوں نہیں آپ کے اس بیان سے تو تمام ڈاکٹر حیران ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹری کی کل بنیاد حفظ صحت اور خوراک اور اس کی پڑتال پر ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا ؛

اعتراض چہارم۔ انسانوں میں یہ مسئلہ رحم کو قطع کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہنود رحمدل نہیں۔ مگر یہ ہے کہ یہ مسئلہ رحم کو خارج کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی دو مثالیں ہیں تو ایک جذامیوں اور دوم بیوگان کی ہنود ان کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسکو پچھلے جنم کے گناہوں بلکہ قصور باپ کا سبب بتلاتے ہیں جس سے ان کو ایسے دوزخ میں ڈالا گیا ہے ؛

جواب جب ہنود باوجود ماننے تناسخ کے دنیا کی تمام اقوام سے رحمدل ہیں اور بے رحمی سے نفرت کرنے والے تو یہ کہنا کہ تناسخ پر ایمان رکھنا رحم کو خارج کرتا ہے سراسر غلط ہے لاکھوں ہندو آریہ حکیم ہزاروں امراض کی دوائی مفت تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح بےشمار آریہ بید اور سنیاسی ایشور آسرے دوائی دیتے اور امراض کو کھوتے ہیں۔ لیکن جذامیوں اور دیگر متعدی امراض کے بیماروں سے نفرت کرنا اصول حکمت کے مطابق

ہے۔ اور تمام ڈاکٹر اُس سے نفرت کرتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگ دنیا کی تمام تکالیف۔ اور جذام جیسے روگ کو بھی شاید اپنی عقل کے مطابق خدا کی رحمت ہی مانتے ہیں ہم اُس حکیم مطلق کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں جانتے اور نہ اُسے ظلم گردانتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اُسے عادل و منصف تسلیم کر صدق دل سے تناسخ کو مانتے ہیں۔

سوگان کے پیروؤں کی ساسر میں اجارت ہے اور صدہا سادیاں تناسخ ریتی سے ہو چکی ہیں۔ مگر یہ پرانوں کی بُری تعلیم کا قصور ہے۔ مسئلہ تناسخ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اس مسئلہ کے جواب میں نوید سوگان یعنی پیرواہ مسئلہ سوگ بدہوا ہوا۔ بیوستھا وغیرہ بہت سے ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں جس میں شاستر کے حوالوں سے بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ ناجائز ہے۔

اعتراض ہجم یہ مسئلہ انسان کو بالکل دنیادار بناتا ہے۔ بڑی سے بڑی خواہش جو تناسخ ماننے والوں کی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اُسکو اندر کی مدوی ملے۔ جو بالکل نفسانی خواہشوں کے بھوگنے والا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندو زیادہ دنیاوی خواہشوں والے ہوتے ہیں۔ مگر صرف یہ کہ اس پر یقین رکھنے سے رغبت اس طرف ہوتی ہے۔

جواب جیسا کہ آپ خود مانتے ہیں کہ ہندو زیادہ دنیاوی خواہشوں والے نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ویراگ وان اور پرمیشور پرائن ہوتے ہیں تو پھر آپ کا وہ خیال کیسے صحیح ہو سکتا ہے آپکو شاید معلوم نہیں کہ اہل ہنود باوجود ماننے پرانوں کے بھی اندر وغیرہ کے مدارج سے اوپر برہم لوک مانتے ہیں۔ مگر وہ ایسا برہم لوک نہیں مانتے جہاں پر کوئی عورت حاملہ درد سے چلاتی اور جننے کو ہسپتال ہو (یوحنا ۱۲) آریہ لوگ جسے برہم لوک مانتے ہیں وہاں سوائے برہم گیان کے حاصل کرنے کے کوئی نہیں جا سکتا۔ اور یہی مکتی کا ہیتو ہے دنیاداری سب سے زیادہ عیسائیوں میں ہے اور اس کا باعث بھی ہم جانتے ہیں کیونکہ انکو یقین ہے کہ ایک برہ انکے بدلے کفارہ ہو گیا اب وہ موج کرتے اور جیسی چاہتے ہیں یورپ کا حال اس کا شاہد ہے۔

لیکچر کے آخر میں پادری صاحب نے فرمایا مگر عیسائی تناسخ کے قواعد اپنے مذہب میں پاتے ہیں اور وہ اعتراض بھی نہیں واقع ہوتے ہیں جو تناسخ پر عائد ہوتے ہیں عیسائی لوگ اپنی عقل کو ایسے سوالوں سے حیران نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی تکلیف دی ہے تو اسمیں پرمیشور کی بڑائی ہے۔

آریہ عیسائی دین کی جیسی مذہب حالت ہے اُس سے ایک دنیا آگاہ ہے اور جتنے اُس پر اعتراض عاید ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے لاجواب ہیں عیسائی لوگ نہ تثلیث نہ کفارہ نہ تناسخ غرضکہ کسی مشکل سوال کے حل کرنے میں عقل کو حیران نہیں کرتے تو میں نہیں جانتا کہ اندھی تقلید کے کیا معنے ہیں۔ اگر ایشور کی شہائی مخلوقات کو دکھ دینے سے ہے۔ تو اس کا ظلم سکھ دینے پر ہوگا۔ سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں۔

مسئلہ تثلیث پر اگر آپ عیسائی فاضلوں کی مفصل رائے دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کرسچن مت درپن کا مطالعہ فرمائیے۔

باب سوم
مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب

مولوی نورالدین کے رسالہ ردتناسخ کا جواب

مولوی [صاحب] جہاں تک تناسخ کے ماننے والوں سے دریافت کیا۔ اور اُن کے رسائل میں دیکھا۔ اثبات تناسخ میں ان کی یہ ایک دلیل سر دفتر ان کی دلائل کا ہے۔ ”ہم دیکھتے ہیں کہ کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے۔ لولے۔ کانے۔ بہرے کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ہٹکر دولتمند۔ امیر جو یہ کہو کہ پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں جو بلا قصور ایک دوسرے میں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و ناانصافی نہیں کر سکتا۔“

پہلا جواب۔ قائلین تناسخ کی اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں بلکہ صرف اسلئے کہ سکھی آسودہ اور آرام والے کے سکھ آسودگی اور آرام کی وجہ اور دکھی بیمار رنج والے کے دکھ بیماری رنج کی وجہ اور اُن لوگوں کے باہمی تفرقہ کے اسباب تناسخ ماننے والوں کو معلوم نہیں ہوئے۔ اس واسطے ان لوگوں نے یقین کر لیا کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں پر شکریہ اُس رب العالمین کا جس نے اسلامیوں کو ایسے دلائل سے بچنے کے واسطے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک عنہ مسئولا ط (سورہ بنی اسرائیل)۔

ترجمہ اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ کان آنکھ دل سب سے سوال کیا جائیگا۔

آریہ رد جواب اول۔ تناسخ ماننے والوں کے پاس اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنے دلائل ہیں کہ جنکے سامنے کسی عاقل بالغ کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ دلیل بھی اُن دلائل میں سے ایک ہے۔ مگر وہ ساری کی ساری ہی لاجواب ہیں جو مفصل طور پر اس کتاب میں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف آپکے جواب پر غور کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں۔ مولوی صاحب! آپکی اس تحریر سے تو ہمیں ایک اور بات ظاہر ہو گئی۔ کہ آپ ثبوت کے معنے بھی نہیں جانتے یا تجاہل عارفانہ سے حق بات کو چھپاتے ہیں لیجئے ہم آپ کو سمجھاتے ہیں۔

ایک شخص انکی مجلس میں آیا جسکے منہ میں شراب کی بو آتی ہے۔ اہل مجلس نے بو سونگھتے ہی جان لیا۔ کہ اس نے شراب پی ہے۔ حالانکہ ان کے سامنے نہیں پی۔ اور وہ خود بھی انکاری ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا شخص آیا جسکو باد فرنگ کی مرض ہے اور مکھیاں اڑا رہا ہے نیب کی ٹہنی ہاتھ میں ہے۔ حکیم آنکھ سے مادر کھتا یہ مصیبت تجھے پہنچی ہوگی۔ ہاتھ ہوگا تیرا اور نیب کی ٹہنی ہوگی۔ انہوں نے فی الفور جان لیا کہ اُسنے کسی طوائف سے بدفعلی کی ہے۔

اسی طرح ایک تیسرا شخص آیا جس کا آواز بیٹھا ہوا کھانسی جاری اور کھانسنے وقت خون بھی آتا ہے۔ اُنہوں نے اُس کی آواز سن کر حالت کو سمجھ لیا۔ کہ اس کو تپ دق ہے۔ حالانکہ اُن کے سامنے اُس نے نہ پی۔ نہ زنا کیا اور نہ کسی قسم کی بدپرہیزی کی۔ حکیم جی! کیا جنہوں نے اِن تینوں کی نسبت رائے قائم کی وہ بلا ثبوت ہے یا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اُن مرضوں کے۔ حضرت منہ سے بو آنا۔ اور پاؤں میں استقلال نہ ہونا علامت ہے شرابی ہونے کی

کی۔ باؤ فرنگ اور آتشک ہونا علامت ہے۔ طوائف بازی کی۔ کھانسی بخار دائمی اور خون آنا علامت ہے سِل دق کی اور یہ بڑے زبردست ثبوت ہیں۔ کوئی مرض بغیر سبب کے نہیں ہوتی۔ ہر ایک علت کے واسطے ایک معلول کی ضرورت ہے۔ مرض کا سبب اور علت کا معلول دریافت کرنا حکما کا کام ہے نہ کہ بیوقوفوں کا۔ بیوقوف نہیں جانتے۔ کہ تپ دق کیا چیز ہے اور کیوں ہوتا ہے کیا کیا اسکے سبب ہیں۔ آتشک کی کیا وجہ ہے منہ سے بو کیوں آتی ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ منطق کی بنا ہی سیاد علت اور معلول پر ہے۔ مگر یہ باتیں کسی حکیم حاذق سے پوشیدہ نہیں برے کاموں کا پھل دکھ اور بھلے کاموں کا پھل سکھ ایک دنیا مانتی ہے اور اسکا ثبوت یہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جنم کے روگوں کے واسطے کوئی وجہ نہ ہو۔ حالانکہ خدا عادل و منصف ہے۔ جس طرح یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جو شراب نہیں پیتا وہ مخمور نہیں ہوتا اور نہ اُس کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بعینہ وہی حال گذشتہ جنموں کا ہے۔ جب یہاں ہر اپنے اعمال کا پھل ملتا ہے۔ دوسروں کا نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ جنم سے اندھے لولے لنگڑے کانے بہرے کنگال امیر غریب وغیرہ بھی اُسی قاعدہ سے ہیں جیسے کہ یہاں یہاں بھی تمام بنا د اعمال کی وجہ سے ہے وہاں بھی سارا اعتماد اعمال پر ہے خدا کسی ذاتی عداوت سے دکھ نہیں دیتا۔ اور نہ ذاتی محبت و رشتہ داری سے سُکھ پس صاف ظاہر ہے کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کے باعث ہیں۔ کہ موجودہ اعمال اور نہ خدا کی عداوت اور نہ اتفاقیہ اور نہ جہالت آئے قرآنی آپ تو گستاخی معاف خواہ مخواہ پیش کی۔ جس سے اُلٹی مصنف قرآن کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کی لیاقت کی قلعی کھلتی ہے۔ حضرت اس آیت پر عمل کرنے سے تو کل علوم معدوم ہو جاتے ہیں۔ بایں وجہ کہ کسی چیز کا آدمی کو بغیر پیچھے لگنے یعنی جستجو۔ تلاش اور تحقیقات کرنے کے علم نہیں ہوتا۔ اور قرآن پیچھے لگنے یعنی تحقیقات کرنے سے منع کرتا ہے۔ گویا ہر طرح کی تحقیقات علمی سے روکتا یعنی جاہل بناتا ہے۔ پس قرآن کے اس ارشاد کی تعمیل کرنا گویا وادیہ نادانی میں سرگردان پھرنا ہے حکیم صاحب! کیا آپ کو پیدا ہوتے ہی علم حکمت آتا تھا؟ آپ کو یہ لیاقت کہاں تھی۔ جب آپ علم حکمت کے پیچھے لگے تب حاصل ہوا۔ گویا آپ نے قرآن اور قرآنی خدا کی حکم عدولی کی۔ جب آپ کے خدا نے نہیں نہیں قرآنی خدا نے ایسے دلائل سے بچنے کا ارشاد فرمایا۔ اور آپ نے اُس کا حکم نہ مانا تو بتلائیے۔ آپ کون ہوئے؟ حضرت کیا یہی کام معلم الملکوت نے نہیں کیا تھا پس یہ آپ کا جواب کسی حالت میں جواب کہلانے کے قابل نہیں ؛

اسی جواب کا دوسرا رد۔ محمدیوں کو خدا کا علم نہیں۔ اور نہ بہشت دوزخ کا۔ اور نہ فرشتوں کا۔ اور نہ پیغمبروں کا اور نہ عذاب و ثواب قبر کا۔ اور نہ کتابوں کا۔ اور نہ شیطان کا۔ اور نہ منکر نکیر و کراماً کاتبین کا۔ پھر اُن کے پیچھے لگنا کتنا خلاف عقل ہے۔ حالانکہ قرآن بھی منع کرتا ہے۔ ان سب سے بیزار کیا دہ آریوں کو یا تناسخ ماننے والوں کو۔ بلکہ ہر ایک کو تناسخ کا علم ہے ؛

بس ایسے صریح تناسخ جیسے مسئلہ سے انکار۔ اور فرشتوں اور شیطانوں سے دور از عقل مسائل پر اقرار کرنا۔ محمدی ہی کی عقل مندی ہے ؛

۳۔ اسی جواب کا تیسرا رد۔ کان آنکھ اور دل سے سوال کیا جانا۔ اور اُن کا جواب دینا یہ تو سراپا محال ہے۔ جس کا از آدم تا ایندم کسی محمدی کو علم نہیں اور نہ ہوگا۔ اُس کے پیچھے لگنا اور اس پر اعتبار کرنا اور تناسخ جیسے واضح اور اُصاف حق پرستی مسئلہ سے روگرداں ہونا کسی علم و دانش کے خلاف بات ہے ؛

مولوی صاحب سوا جواب اپنی کم علمی اپنی کم فہمی اور کمزوری سے تفرقہ کے اسباب رنج و راحت کے موجبات اور سامان نہ جانتے سے۔ اعتقاد کر لیا کہ ان تفرقوں کا باعث ہمارے پہلے جسم کے اعمال ہی ہیں۔ گویا نے وہ تو یہ ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب قرار دے لیا ہے۔ اور یہ جواب اس قسم کی ہے کہ ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں اور اپنے آپ ہی یہ سوچ لیں کہ اسوقت چھریاں ہنسلی مار رہے ہیں لیں بجز اسکے کہ یہ آدمی اس وقت صرف چوری کرنے جاتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں عقل والے سوچ لیں یہ کیسی منطق اور لاجواب ہے۔ اسیواسطے قرآن کریم نے تناسخ ماننے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ اٹکل مار رہے ہیں پڑے ہیں ؛

آریہ۔ رد جواب دوم۔ ہم آپ کو کم علمی و کمزوری و کم فہمی کی بات کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ایسی باتوں سے ہی آپ کی لیاقت اور آپ کی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے ؛

سُنئے

دنیا میں تفرقہ موجود ہے۔ رنج و راحت موجود ہے۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اب تفرقہ اسباب اور رنج و راحت کے موجبات تلاش کرتے ہیں۔ جو لوگ خدا کو نہیں مانتے یا تمام دام سے آلودہ جانتے ہیں وہ اپنی کم علمی سے کچھ الٹا خیال کریں تو کریں۔ مگر کسی اہل دانش پر پوشیدہ نہیں کہ اسکے سب کاموں میں حکمت بھری ہے۔ کوئی کام اُس کا انصاف و عدالت سے خالی نہیں۔ تمام عقلمند یہاں دیکھتے ہیں برے کاموں کا بُرا پھل ہے۔ جیل خانہ کے قیدیوں کو دیکھ کر جرم اور جرم کو دیکھ کر قید۔ اور سزا کا خیال آتا ہے۔ بھلا کیا اندھا۔ اُن کے حق میں مصنف قرآن ایسا کہتا ہے۔ کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سمجھتے گویا صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں اور ان حرکتوں سے باز نہیں آنا چاہتے۔ کیا جیل خانہ کے قیدی کو دیکھ کر جرم کا خیال کرنا بیوجہ ہے۔ ایک چیز کو کسی دوسرے کا سبب قرار دے لینا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ نہایت قوی وجہ سے سچی بات کا اظہار کرنا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حق بات سے روگردانی کے سبب آپ کی عقل میں فتور آگیا۔ جو آپ نے مثال دی۔ وہ آپ کی منطق دانی پر داغ لگاتی ہے۔ سنئے اور سمجھئے اگر ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں۔ تو کیا مندرجہ ذیل شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوتے۔ اول یہ کہ اس کو کوئی بہت ضروری کام ہے۔ یا چور ہے یا پاگل ہے یا کسی نے جبراً روانہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر اُس کے ہاتھ میں شہرلہ آلہ نقب بھی ہو کمند بھی ہو۔ دیا سلائی کی ڈبیا بھی ہو تو چور ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ مزید برآں اگر نقب سے پکڑا جائے مال مسروقہ مل جائے۔ تو وہ یقین درجہ حق الیقین پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم یہاں کسی کو آتشک یا سوزاک کی دوائی خریدتا دیکھیں۔ تو اُس کے زنا کار ہونے کا شبہ ہو جاتا ہے۔ اور جب اُس کو آتشک یا سوزاک میں مبتلا دیکھتے ہیں تو اُس کی زنا کاری کا یقین ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اُس کی طوائف بازی بھی ہم ہم کو معلوم ہو تو حق الیقین میں کوئی کسر نہیں رہتی

اسی کے حسب حال جب کوئی بچہ جنم سے اندھا لولا لنگڑا وغیرہ دیکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی خدا کو عادل و منصف بھی مانتے ہیں۔ تو فی الفور حق الیقین

ہو جاتا ہے - کہ اُس سے ضرور برے کام کئے ہیں - ورنہ مسلمانوں یا عیسائیوں کی طرح سب پر احسان خدا کے گلے منڈھنی پڑتی ہے ⁂

واضح ہو کہ جس مذہب سے خدا پر الزام آوے وہ مذہب باطل ہے - سارا

سچے ویدک دھرم اور سارے تناسخ یقین ہو جاتا ہے - سوائے اس کے اس کا کوئی جواب

نہیں ⁂

جس طرح داماشراجی (کھوجی) جانور یا آدمی کے پاؤں کا نشان دیکھ اور اُس کے پیچھے لگ مال و مجرم کو پا لیتے ہیں (دیکھو قرآن کے کھوجیوں کا حال صفحہ ۱۸۹ - اعجاز التنزیل)

اسی طرح طالبان حق سلسلہ اعمال پر غور کر اور تناسخ کے صراط المستقیم پر چل راہ حق کو پا لیتے ہیں - مگر یا وصف و ناداں آدمی نہ جانتا ہے - اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے - اور حوالہ دیتا ہے - کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے - کہ جس چیز کا تجھے علم نہیں - اسکے پیچھے مت لگ - مگر نہیں جانتا - کہ ہر بات میں تحقیق و تفحص شرط ہے - آپنے جو قرآن کا پرمان دیا - اُسمیں قرآن اور اپنی دونوں کی لیاقت کا امتحان دیا - قرآن اُسمیں دھریوں کا ذکر کرتا ہے - جو مانتے ہیں - کہ زمانہ ہلاک کرتا ہے - اور دنیا کی زندگی ہی کو معراج مانتے ہیں - اور ایسے لوگ صرف مسلمان ہی ہیں - جنت میں ہے - مت کھو ناامیدی زمانہ کی تحقیق زمانہ ہی خدا ہے - پس محمدیت اور دہریت توام ہیں - باقی رہا دنیاوی زندگی کو معراج ماننا وہ بھی ان کے حق میں موزوں ہے - نمونہ کے واسطے خود محمدؐ صاحب کی زندگی کافی ہے - شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں :

در بدانکہ دوستر ین چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زنان بود و عطر بوے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر و یرا کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد او را چندان کہ خواہد آں در نکاح خود آورد - و بخاری آورده کہ حضرت رسالت پناہ میگشت بر تمامہ نسا ء خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و در روایتے نہ - و بودیم کہ بحدیث میکردیم کہ دادہ شدہ او را قوت سی نفر و از طاؤس و مجاہد آمدہ کہ قوت چہل تن و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت و در روایت صحیح آمدہ کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد بود در اکل و شرب و جماع لہذا مباح بود - آنحضرت را ہر مقدار زنان کہ خواہد - درین جا کمال فضل و شرف و امتیاز اوست از سائر رجال امت (دیکھو مدارج النبوت مطبوعہ نول کشور جلد دوم باب دوم ذکر ازدواج صفحہ ۵۹۲) - پس محمدؐ صاحب کو جماع میں قوت ۴۰۰ = ۱۰ × ۴۰ آدمیوں کی تھی اور تناسخ نہ ماننے کے سبب ایسے ہی شہوی خیال پیروان دین محمدی کے دل میں گذرا کرتے ہیں - ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی کہتا ہے ؎

نوروز و نو بہار مے و دلبرا خوش است بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست
مے و دلدار و گلزار جوانی ⁂ ازیں خوشتر چہ باشد زندگانی

اور یہی اشعار تمام مسلمانوں کے حسب حال ہیں ⁂

اور اگر قرآن خدا نخواستہ تناسخ کے ماننے والوں کی تردید کرتا ہے - تو مدعا فہمی سے قاصر ہے - اُن کا یہ اصول نہیں بلکہ تناسخ کی ساری بنیاد اعمال انسانی و عدل ربانی پر ہے - توہمات رمالی اور وسوسات قرآنی پر نہیں ⁂

مولوی تیسرا جواب۔ - دنیا میں ہم یہ تفرقہ تو دیکھتے ہیں - کہ ایک جسم کا بیمار ہے - اور دوسرا تندرست - ایک جسم سے دولتمند ہے - اور دوسرا غریب اور مفلس اور دنیا کا تمام کارخانہ اور اُس کا تمام انتظام ایک علیم و حکیم کی زبردست طاقت و صفات کا نتیجہ اور اثر ہے - پس ہمیں یقین ہے کہ یہ تفرقہ بیوجہ اور بحکمت نہ ہوگا - مگر کیا یہ ضرور ہے کہ اُس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بے تعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل اور سمجھ اسپر حاوی ہو جاوے؟ یاد رکھو کہ کسی کی نظر اور بصیرت اسکو احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ سب پر محیط ہے - قرآن فرماتا ہے کہ اسکو آنکھ ادراک نہیں کرتی اور وہ آنکھوں کو ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف اور خبیر ہے اُن کے آگے کی اور پیچھے کی سب چیزوں کو جانتا ہے اور وہ اُسکے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے - مگر جو وہ آپ چاہے ⁂

آریہ رد جواب سوم - مولوی صاحب یہ تو کوئی نیا جواب نہیں - بلکہ وہی پہلا جواب ہے - جس کا کھنڈن ہو چکا ہے جو الزام پہلے جواب میں آپنے "قائلین تناسخ پر لگائے وہی یہاں ہم اسلام پر لگا سکتے ہیں - حضرت تناسخ والے تو وجہ بتلاتے ہیں یا تلاش کرتے ہیں اور ثبوت پہنچاتے ہیں - مگر قرآن نے تو دلیل سے منع کر دیا دوسرے الفاظ میں بقول آپکے بتلا دیا - کہ اس باریک بھید کے سمجھنے کے واسطے انسانوں کی محدود عقل اور سمجھ کافی نہیں یہاں فلاسفرانہ دماغ چاہیئے - بقول سید احمد خاں صاحب کے "اونٹ چرانے والے اس مسئلہ کو نہیں جانتے"

مولوی صاحب - اس جواب سے اگر خاموش رہتے تو ہم کو آپکے الہام و علم کا گمان سا رہتا - خدا نے جو چاہا ہے - یعنی یہ اسکی مرضی ہے کہ لوگ حکمت کو سکھیں اور آنکھ کھولیں عقل کا استعمال کریں - اور اپنے پاک ویدوں میں مسئلہ تناسخ کو کما حقہ ارشاد فرمایا ہے - قرآن کریم کی آیت

کوئی نئی ہدایت نہیں وید اور آپ نشد کے اس واک کی سی سائی روایت ہے - کین اُپ نشد نمبر (۳)

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
केन उपनिषत सामवेदीय खण्ड१ वाक ६

ترجمہ جو آنکھوں سے نہیں دیکھ پڑتا اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں اسی کو تو برہم جان اور اسی کی اوپاسنا کر اور اُس سے علاوہ جو سورج - بجلی - اگنی وغیرہ بیجان چیزیں ہیں اِن کی اوپاسنا مت کر -

اسی طرح وہ دوسری آیت بھی اُپ نشد کے اس واک کا ترجمہ ہے -

सोवेत्ति विश्वं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं महान्तं

وہ سب چیزوں کو جانتا ہے - اُس سے کوئی بات مخفی نہیں مگر اسکی ذات کا پورا علم کسی کو نہیں کیونکہ پرم پورن (محیط) لطیف اور خبیر ہے -

مولوی چوتھا جواب :- کسی کا بیمار ہونا اور کسی کا تندرست - اور کسی کا آسودوں کے گھر جنم لینا اور کسی کا مفلسوں کے گھر میں جائز ہے کسی اور وجہ سے ہو لیکن یہ احتمال آواگون ماننے والوں کا استدلال صحیح اور تمام نہیں - پس ہم ان کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ - جس سے ثابت ہو جائے کہ ایسے تفرقوں کا اعمال کے سوا اور کوئی باعث نہیں بصرف اعمال ہی ان تفرقہ کا باعث ہیں - بلکہ یہ تعجیل ارشاد

قرآنی جو ذیل میں ہے کہتے ہیں۔ کوئی علمی دلیل لاؤ۔ اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہ لو کیونکہ تناسخ ہے۔ جس میں کہا ہے هل عندكم من علم فتخرجوه لنا
ترجمہ کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ۔ تم تو ظن کی پیروی کرتے ہو اور اٹکلیں دوڑاتے ہو (سورۃ انعام)

آریہ رد جواب چہارم :- یہ تو ایسا شک ہے جیسے کوئی کہے کہ ممکن ہے اس دنیا کا بنانے والا خدا کے سوا کوئی اور ہو کیونکہ اس کو ایسے وسوسوں سے کیا کام جو حیران و سرگرداں ہو وہ تو لطیف و قیاس ہے مولوی صاحب۔ تو نہایت ہی نادانی کا جواب ہے ہم لوگ تو دلائل عقلی سے اعمال و جزا و سزا کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رکھ عدل خداوندی کے بھروسہ پر ثبوت دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں۔ کہ اس کا یہی سبب ہے اور کوئی نہیں یہ کہنا آپ کا ایسا ہے جیسے کسی کو مرض جنون ہو۔ عام جاہل اور خصوصاً محمدی لوگ یہ کہیں کہ اسکو جن یا دیو ہے اور اُن کے ملا لوگ اپنی اعرابیت سے سورہ جن پڑھ پڑھ کر اسپر پھونکیں اور کوئی ڈاکٹری یا بید یونانی طبیب آ کر اُسکا دوائی سے علاج کرے اور وہ شفایاب ہو جاوے تب نا واقف لوگ یا کوئی آپ جیسا راجہ شاہی حکیم کہے جایز ہے کہ جنکے سوا اور وجہ ہو شاید جادو ہو یا سحر یا نظر لگ گئی ہو یا کسی ڈائن نے کلیجہ نکال لیا ہو۔ اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ ڈاکٹر صاحب کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جائے کہ ایسی حالت مرض کے سوا جن بھوت جادو سحر اور ڈائن یحصل پانی کی ٹکڑے سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تعمیل ارشاد قرآنی جلاب اور فصد سے کام نہ لو اور نہ علم حکمت کو دخل دو۔ کیونکہ قرآن سچ (دیکھو سورۃ بقرہ سورۃ جن وغیرہ) مولوی صاحب۔ ہم اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہیں لیتے بلکہ دلائل و اثبات سے اٹکلیں تو آپ دوڑاتے ہیں جبکہ فرماتے ہیں۔ جائز ہے اعمال کے سوا کسی اور وجہ سے ہو پس باین احتمال پھر کہتے ہیں یہ تفرقہ بیوجہ و بحکمت نہ ہوگا۔ مگر یہ کیا ضروری ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بیتعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل اور سمجھ اسپر حاوی ہو جاوے۔ اسلامیو انکو ایسی دلائل سے سمجھئے کار رسا و فرمایا۔ پس یہ قرآنی آیت آپ جیسے شکی لوگوں کیواسطے ہے اہل حق اور ویدانت ویدکیواسطے نہیں ہے کیونکہ ہم نہ ظن کرتے ہیں اور نہ شک بلکہ دلیل لاتے ہیں اور ثبوت پہنچاتے ہیں جس طرح خدا کی ہستی کا ثبوت *

مولوی پانچواں جواب :- اگر آریہ اس پر از راہ عنایت انصاف کریں تو کسی قدر لطیف اور جادو کے قابل ہے موجودہ اشیا میں اس تفرقہ سے بڑھکر ایک بڑا تفرقہ ہم دیکھتے ہیں۔ اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جزا و سزا نہیں اور اس امر کو آریہ صاحبان آپ بھی تسلیم کریں گے یعنی ایک ارواح چیتن وستو یعنی عالم ہوشیار ہے اور پرکرتی بلکہ پرمانو یعنی اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جسکو عربی علوم طبیہ کے عالم اجسام ذیمقراطیسی کہتے ہیں۔ ایک جڑھ اور غیر ذی شعور جیسے ہے (اور باری تعالیٰ علیم و خبیر منزہ عائب القدوس السلام ایک تیسری جنس ہے۔ جو ان دونوں اول الذکر ارواح و اجسام بلکہ کال یعنی زمانہ پر حکمران ہے

آریہ صاحبان! بلکہ تناسخ کے ماننے والو! ان تین اشیا موجودہ میں اول روحیں جنہیں کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور اُسکی صفت عدل کے ماتحت جزا و سزا میں گرفتار ہیں علاوہ بقول تناسخ ماننے والوں کے بلکہ آریہ کے ابد الآباد تک اسی طرح گرفتار رہیں گی اگر جہاں پیدا کے وقت یا اُس سے کسی قدر پہلے اور پیچھے اجسام سے الگ ارواح آرام و راحت میں بھی رہے تو اس وقت بھی جنم کی [illegible] میں پھنسی رہتی ہے۔ جس کے باعث ارواح کو پھر جنم لینا پڑتا ہے اور

دوم پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے محروم ہی رہیں گے۔ اور سوم اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہمیشہ اسپر حکمران رہا اور ہمیشہ انپر حکمران رہے گا *

اب ہم تناسخ ماننے والوں کی دلیل کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم دیکھتے ہیں ان تینوں میں بعض اشیا جسم سے کیا ہمیشہ سے لنگڑے اور بعض اشیا جسم سے کیا ہمیشہ سے سزا و جزا میں گرفتار اور ایک الغنی اور ایک ان دونوں پر حکمران جل شانہ۔ اب آپ کی دلیل تناسخ کو بعینہ لیکر کہتے ہیں دیکھو اثبات تناسخ بحث کی ابتدا میں ہے۔ جو کہو کہ پرمیشر کی مرضی تو کیا وہ عادل نہیں پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہو۔ لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالیٰ کو ماننے والی اللہ تعالیٰ اور پرمانوں میں تو جنم کے قایل نہیں۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔ جو ہم تناسخ کے قائل ہو جاویں بلکہ تفرقہ کے اور اسباب بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ ایزدی مخلوق میں ہم دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں اور الکٹرسٹی کے ذرات اور کچھ پہلے درجہ کی کثیف اشیا کاربن وغیرہ بتاؤ اکیا اس تفرقہ کا باعث پہلے جنم کے اعمال ہیں اُنکے کس کام کی جزا و سزا ہے معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں بلکہ اس القادر کی باریک حکمتیں ہیں جسے ہم کرتے یا جزوی لقد خلقكم اطوارا وخلق لكم ما في السموات وما في الارض جميعا ترجمہ یقیناً اس نے تم کو مختلف طور پر بنایا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور سب اشیا ہماری ہیں *

آریہ رد جواب پنجم :- آپکے اس جواب سے تو درحقیقت تسلی ہو گئی اور کیوں نہ ہو جب آپ خود ہی ایسے لطیف اور قابل داد بتلاتے ہیں دریں چہ شک مگر مولوی صاحب ایسی تعریف عقلا کو پسند نہیں بقول صائب ع تناسے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را کیا اچھا ہو کہ مسلمان اور خصوصاً پیروان مسیح موعود آپ کو معلم اول کا خطاب دیں کیونکہ حواریان مسیح میں ایسے لطیف اور قابل داد جواب دینے کی کسے طاقت ہے *

جناب آپ روح مادہ اور خدا ان تینوں کے بلا تناسخ وغیرہ اعمال تفرقہ کو پیش کر اُس سے تناسخ جیسے معقول مسئلہ پر اعتراض لاتے اور تنک دوڑاتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ آپ نے تناسخ یا اعمال یا سزا و جزا کو بالکل نہیں سمجھا اور یہی وجہ ہے کہ ایسے سوا اس باطل پیدا کر باوجود بینیا و فاسد علی فاسد کے اُس کو لطیف اور قابل داد سمجھ بیٹھے ہو آپ تو سمجھتے ہیں غور کرو اور سنو سزا و جزا کسی کی ہستی پر نہیں بلکہ گیان فعل اور روح پر ہے۔ چونکہ گیان تمیز ارادہ و ادراک پرمانوؤں میں بالکل نہیں تا بر آں سزا و جزا سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ باقی رہا خدا چونکہ اسی غرض نفسانی کیواسطے وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ چونکہ وہ بغیر حواس کام کرتا ہے چونکہ اسکا جسم نہیں علیم کل سرو بیاپک ہے۔ اسمیں احتیاج و اگیان نہیں بنا بر آں نہ شریر دہارتا ہے نہ پھل بھوگتا ہے نہ تناسخ میں آتا اور نہ آ سکتا اور نہ سزا و جزا کا مستحق ہے مگر

روحیں مدرک بالذات اور متصرف بالآلات ہیں۔ بدیں سبب وہ فعل کرتی اور پھل کی خواہشمند ہیں احتیاج و اگیان و الپگتا وغیرہ صفات سے موصوف ہیں پس وہ نیک یا بد پھل کی مستحق اور تناسخ میں آنیکے لوگ ہیں *

آپ کے یہ الفاظ نہ پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے محروم ہی رہیں گے"۔ "بعض اشیا جسم سے کیا ہمیشہ لنگڑے" اور پرمانو ہیں تو جنم کے قایل ہی نہیں"۔ "کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں وغیرہ کیا اس تفرقہ کا باعث پہلے جنم کے اعمال ہیں"۔ "اُن کے کسی کام کی سزا و جزا"۔

معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں"۔

حضرات آپ کی یہ دلیل تو ایسے بھولے پن کی ہے جیسے کوئی کہے کہ جس طرح تلوار کو آدمی کے قتل کرنے سے پھانسی نہیں ملتی اور جیسے جج مجرموں کو سزا دینے سے سزا یاب نہیں ہوتا۔ اور جس طرح جیلخانہ کی کوٹھڑیاں پیالہ گھڑے دیواریں لوہا چھت دروازے کسی جرم میں جیلخانہ نہیں گئے اور نہ انکو سزا ہوتی ہے۔ اسیطرح قیدی بھی کسی جرم کی علت میں جیلخانہ نہیں گیا اور نہ اسکو کسی جرم کی علت میں سزا ہوئی اور جسطرح آدمی کو بد پرہیزی سے بخار ہوتا ہے مگر کمپین کو یا ہسپتال کی لوٹلوں کو یا ہسپتال کو یا ادویات کو یا ڈاکٹر کو نہیں ہوتا۔ پس مریض کو بھی بد پرہیزی سے نہیں ہوا۔ کیونکہ اور دنکو بھی نہیں ہوا۔

اور جس طرح آدمی کو طوائف بازی سے آتشک یا سوزاک ہوتا ہے مگر پاجامہ یا دھوتی کو یا دوائی کو یا سامان متعلقہ چارپائی وغیرہ کو نہیں ہوتا پس آدمی کو بھی طوائف بازی سے نہیں ہوا وہ چادر وہ پلنگ وہ زنجیر وہ سقف وہ پائی کس گناہ کے بدلے ایسی بُری جگہ میں گئے۔ انکے کس کام کی سزا دھرا۔ پس معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔

مولوی صاحب یہ خیال سراپا باطل ہے مہربانی کر کے غور کرو اور سمجھو اچھی یا دولش یہ تیں سکھ دکھ اور گیان کے ساتھ جو کام کرتا ہے اُسکو اُس کا پھل ملتا ہے دوسرے کو نہیں مانیزجو معقول صرف روحوں کو ہی کرموں کا پھل ملتا ہے اور وہی تناسخ میں آتے ہیں اور کوئی نہیں۔

آپ کا یہ قول۔ لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالےٰ کو ماننے والے اللہ تعالیٰ اور پریا تماؤں میں تو جسم کے قائل نہیں" آپکی ناواقفیت پر دال ہے۔ کیونکہ پورانک ہنود دونوں کے جسم کے قائل ہیں اور نویں ویدانتی سب کو خدا مانتے ہیں اور ایسے ہی صوفی ہمہ اوستی اور تم ہمہ از دستی بھی انہیں کے بھائی بند ہو تمہارے بزرگ اور ولی اور پیشوا بایزید بسطامی نے کہا ہے لا الہ الا انا فاعبدون یعنے اللہ ہمہ اوست با اللہ ہمہ اوست۔ تمہارے صوفی اور مولوی رومی جیسے فاضل قرآن کے ماہر خدا ایں بھی تناسخ کے قائل ہوئے ہیں۔ ؎

خود پیمبر شد و پیام آورد | گشت خود کافر و نمود انکار

تمہارا ایک خدا رسیدہ کہتا ہے ؎

مدت در خیال ایں بودم | کہ منم ذاکر و توئی مذکور
سد یقینم کنوں کہ غیر تو نیست | ذاکر و ذکر شاکر و مشکور

؎ ایں دوئی اوصاف دیدہ احولست | ورنہ اول آخر آخر اول ست

عیسائی مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ اور اُس کا لوگوں کے بچانیکے واسطے دنیا میں جسم لینا ایمان جانتے ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس خدا کے اقنوم ہیں اور یہی تثلیث کے تین ارکان معلوم ہیں۔ تمہارے فاضل اجل مولوی رومی صاحب لکھتے ہیں ؎

چوں آں بیچوں درین چوں کرد آرام | پئے روپوش کردہ یوسفش نام

مولویصاحب سوائے آریوں کے کوئی بھی ایسا نہیں جو قولاً و فعلاً خدا کے جسم سے انکار کرتا ہو دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہیں کہ جنکا ایسا ڈنکا کی چوٹ سے ارشاد ہے کہ پرماتما کبھی جون میں نہیں آتا اور نہ اوتار دھارن کرتا ہے۔ اسیواسطے اوتار لفظ بھی وید میں نہیں ہے۔

پتھر پانی روشنی کی گرمی۔ الکٹرسٹی کے ذرات۔ کاربن ہیڈروجن ایتھر ایٹم وغیرہ سب ہی بیجان ہیں گیان سے رہت ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ اعمال کے بندھن میں نہیں ہیں۔ اسی لئے انپر تناسخ کا لفظ حادی نہیں۔

مختلف سزا و جزا اعمالوں پر ہے۔ اعمال سے بنر بد اور بتر بد سے تناسخ ثابت ہے۔ اسمیں آپکے وہی الفاظ دوہراتا ہوں تم دیکھتے ہیں کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے لولے کانے بہرے۔ کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ٹھاکر دولت مند۔ اب جو یہ کہو کہ پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں۔ جو بلا قصور اور بلا سبب بالذات و متصرف بالآلات ہیں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و نا منصفی نہیں کرتا"۔ الہامی و حواری صاحب یہ فقرہ اب موزوں ہوا یا اسوقت ذرا خدا کے واسطے انصاف کیجئے گا۔

قرآن کی محولہ آیت تو چند سطریں سیاہ کرنے کے سوا کسیطرح آپکے حق میں مفید نہیں اور ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ تناسخ سے اُسکا کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ علم معقول ہے اگر القادر کی باریک حکمتیں یہی ہیں جو قرآن میں ہیں کہ یقیناً اُسنے تم کو مختلف طور پر بنایا اور آسمانوں و زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور یہ سب اشیا تمہاری ہیں" تو انکو سنکر ایک معمولی طالب علم کی (جو منطق کا پہلا رسالہ بھی جانتا ہو) تسلی ہونی درکنار الٹی قرآن کے مصنف کی لیاقت پر اُسے ہنسی آتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بالضرور کہ اُٹھیگا۔ کہ یہ دعوے باطل ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں۔ علم طبیعی اور ہیئت نے ظاہر کر دیا۔ کہ وہ صرف حد نظر ہے۔ یا قرآن کی باریک حکمتیں یہی ہیں۔ کہ جسکا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ آنکھ ناک کان اور دل سب سے سوال کیا جاویگا"۔ تو بس خ اے ترکسن سابقہ ترکے تمام شد۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جو طالبعلموں کو سوار جہانگیر یکراں بُراق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق وغیرہ علم معقول کے خلاف شعر حفظ کرائے جاتے تھے اور وہ غریب المحصور معتقد ہو کر یاد کر لیتے اور منہ سے اعتراض کا نام نکالنے کی بھی جرات نہ کرتے تھے۔ حضرت قرآن مجید فرقان حمید تو صرف اسیواسطے ہے کہ عرب کے بدؤں کو ڈرا کر دھمکا کر اور پھسلا کر دین محمدی میں گرویدہ کیا جاوے۔ کچھ علمی معقول اور فلسفی دلائل سمجھانے کے واسطے نہیں اور نہ معقولیت سکھلانے کے واسطے جیسا کہ خود قرآن کریم میں ہے۔ وھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم ترجمہ او ست آنکسیکہ برانگیخت درمیان اُمیان مراد قوم عرب اند کہ اکثر ایشاں خوانندہ و نویسندہ نبودند رسولے منھم فرستادہ از جملہ ایشاں یعنی اُمی"

لیکن مولویصاحب القادر کی باریک حکمتیں وہی ہیں۔ جو وید مقدس میں بیان ہوئی ہیں۔ وید ام الکتاب بلکہ فتح الباب عالم و عالیان ہے۔ وید علم معقول کا مخزن اور جواہر معرفت کا معدن ہے اور اس کا سبب ظاہر ہے۔ کہ عقل کل پرماتما سے اسکا ظہور ہے۔

مولوی جواب ششم۔ سائنس یعنی پدارتھ ودیا (علم طبیعی) نے ثابت کر دیا ہے کہ ابن جمادات و نباتات اور انسان اور حیوانات کے تباین اور تفرقہ ضرور ہے۔ مگر تناسخ ماننے والے کہتے ہیں کہ ان اشیا میں کوئی تباین نہیں۔ انسانی روح ناقص اعمال سے مرکر حیوان اور حیوانی روح انسانی بن جاتی ہے۔ بعض انسان شجر و حجر ہو جاتے ہیں اور بعضے شجر و حجر انسان۔ اور روح وہی روح رہتی ہے۔ اور یہ امر سائنس کے بالکل خلاف ہے تعجب آتا ہے آریہ کے اعتقاد پر۔ روح کے گن۔ کرم۔ سبھاؤ یعنی روح کے خواص۔ افعال۔ اور عادات انادی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور روح کے لئے یہ امور آریوں کے نزدیک لازمی ہیں روح سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے۔ پھر روح کے شجر و حجر ہو جانے کی حالت میں ہم پوچھتے ہیں وہ صفات اور لوازمات کہاں چلے جاتے ہیں کیا ثبوت ہے کہ یہ صفات اور لوازمات اس وقت بھی روح کیسا تھ موجود رہتے ہیں۔ آریہ در جواب ششم۔ آپکے گورو بلکہ پیر و مرشد۔ خاتم الانبیا مثیل مسیح یا مسیح موعود و نبی قادیانی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیلمہ ثانی سرمہ چشم

اسلام میں فرماتے ہیں ؎

فلسفیے را چشم حق میں سخت نابینا بود — گرچہ مسکین ماندہ با بوعلی سینا بود

اور آپ اس بیٹھے جو اس فلاسفی پر چلیے۔ مولوی صاحب قرآن اور فلاسفی مذہب معقول اور فلاسفی کا خیال ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تمہارا رومی علم طبعی کے جاننے والوں اور دلیل کرنے والوں سے کہتا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

گر باستدلال کار دیں بودے — فخر رازی راز دار دیں بودے

اول آنکس کہ قیاسک ہا نمود — پیش انوار خدا ابلیس بود

علم طبعی سے استدلال کرنا اور سائنس کا حوالہ دینا اہل وید یعنی پیروان وید کا کام ہے نہ کہ اعرابیوں اور مسلمانوں کا ؎

اہل قرآں را بہ طبعی دم مکش — زانکہ دخل عقل در دیں ماردا

چون کنم بر قول قرآن اعتبار — ویش جبر و بیستش دو الفقار

اہل قرآن را بہ دانش کار نے — مرد آمی را بہ حکمت بار نے

علم سائنس اور طبعی کا تو اہل آریہ کو فخر ہے جبکہ وید اپنشیاں کیطرح کہہ رہا ہے یہ ہمارا ہی احتمال نہیں بلکہ آج کل کے علما یورپ اور سائنس کے ماہروں کا بھی یہی خیال ہے۔ مورخ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں ۔

:- آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول یہی ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں ۔

مگر شکر ہے کہ آپ سائنس کی طرف چلے اور اعرابیت سے تہذیب کی طرف ڈھلے جو تفرقہ اور تباین سائنس والوں نے جمادات اور نباتات و حیوانات کے درمیان ملایا ہے۔ اسکو بھی آج سے لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے حل فرمایا ہے۔ وہ تفرقہ نہیں منظور ہے۔ اور اس تباین سے ہم ناواقف نہیں ہم جمادات اور نباتات کو خرچہ غیر مدرک مانتے ہیں اور انہیں روح کا پرویش جائز نہیں جانتے۔ حیوانات نباتات جمادات کو باہمی سخت متباین گردانتے ہیں کیونکہ انمیں چیتن اچیتن کا فرق ہے سائنس والے تو مادہ اور روح کے انادی ہونے کے قائل ہیں وہ کسی چیز کو سوائے مرکبات کے جدید نہیں جانتے وہ تو بندر سے بطور تناسخ یا بمسئلہ تنسخ النسل کے پیدائش مانتے ہیں جو بہت کچھ ہمارے مطابق ہے پس سائنس اور آریہ دہرم یعنی علم اور وید اور وید توام یا یک جان دو قالب ہیں علت و معلول کے سلسلہ پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ضرور انسان ناقص اعمال سے حیوان اور حیوان بعد بھگتنے سزا کے انسان بنتے ہیں ہر ایک حکیم مزاج آدمی جسے منطق سے ذرا بھی مس ہے وہ جانتا ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے ورنہ لفظ حیوان دونوں پر صادق ہے اگر انسان عقل سے در گذر یا محروم رہ کر حیوانی کام کرتا ہے تو لابد ہے کہ وہ حیوان جو انسان ہو کر معاذ اللہ گدھیوں کتیوں۔ گھوڑیوں یا بھیڑ بکریوں سے خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے ہیں کیا وہ درجہ انسانیت سے گرے ہوئے نہیں ہوتے ؟

جو انسان ہو کر انجیل سے زنا کرے خلاف وضع فطرت کا مرتکب ہو فرقہ اسماعیلی کی طرح یا مثل کتیا کی طرح۔ کیا وہ حیوانی عالم میں نہیں جائیگا۔ بالضرور جائیگا۔ اور بصد مسرت جائیگا ۔

انسان ایسے برے کاموں سے تمام متحرک بالارادہ قالبوں میں جاتا ہے۔ مگر کبھی وہ اُن قالبوں میں تناسخ نہیں ہوتا۔ جہاں ارادہ بالکل نہیں وید مقدس اسکے خلاف ہے مسئلہ تناسخ اسکے خلاف ہے روح کی ہستی اسکے خلاف ہے پس آپکا جواب سراپا ناصواب ہے ۔

مولوی کا ساتواں جواب ۔ تناسخ کے ماننے میں سچے علم طب کا وہ بڑا بھاری خزانہ جسکی نسبت کو ہم رات دن بچشم خود دیکھتے ہیں لغو ہوگا۔ حالانکہ بداہت مشاہدہ اسکو لغو نہیں ٹھیرا سکتا۔ اور کیوں لغو ٹھیرا اسکے خالق فطرت اور نیچر کا پیدا کرنے والا جو فرمار ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ سب جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔ تناسخ ماننے میں علم طب کا معاون ہونا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم نے مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوان کو لاحق ہوتی ہیں۔ وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بداعمالی کی سزا ہے۔ تو طب اور نیچرل فلاسفی جاننے والے نیچرل اسباب کو کیوں ڈھونڈھنے لگے۔ اور جب حسب الاعتقاد تناسخ کے مانا گیا۔ کہ سزاؤں کا بھگتنا ضروری ہے۔ اور کسیطرح بھی ممکن نہیں۔ کہ اللہ تعالے کی عدالت سے وہ سزا ٹلجاوے تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کیونکر فضل اور کرم الٰہی بکلو الٰہی عائد سے چھٹکارا سکتا ہے۔ اور اسباب الامراض اور معالجۃ الامراض سے کیا نفع ہوگا؟

آریہ ساتواں جواب کا ـ مولوی صاحب آپکو ایسی نئی قسم کی باتیں کیوں اور کہاں سے الہام ہوتی ہیں۔ کیا اُسی روح القدس سے جو حضرت بکر کسوقت آسمان سے اترتی تھی یا اُس سے جو کبوتری بنکر غار ثور پر انڈے دے گئی تھی کسی کمو آدمی کو آپ ایسا مغالطہ دیں تو شاید وہ آپ کے دام تزویر میں آجائے۔ مگر ہم لوگوں کو ہادی حق نے ایسے وسوسات باطلہ سے خبردار کردیا ہے سنئے ہم آپکو ڈنکے کی چوٹ سے سمجھاتے ہیں علم طب یعنی آیوروید تو یجروید مقدس کا اُپ وید ہے جسمیں یجروید کے اُن منتروں کی جنمیں علم طب کا ارشاد ہے رشیوں نے تفسیر کی ہے۔ پس اُسپر عمل کرنا خالق نیچر یعنی واضع قانون قدرت کی تعمیل ارشاد ہے اسمیں ہمارا اور آپ کا اتحاد ہے ۔

جس طرح بدپرہیزی یا بداستعمال سے روگ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح دوائی کے کھانے سے روگ دور ہوتا ہے۔ بدپرہیزی برا کام ہے اسکا پھل دکھ ایشور دیتا ہے۔ اسیطرح دوائیوں میں ایشور نے اپنی دیا لتا سے روگ دور کرنیکی تاثیر رکھی ہے اور وید میں اُنکی کھانیکا ارشاد کیا ہے۔ پس تعمیل حکم ربانی دوائی کا کھانا اچھا کام ہے اسکا پھل سکھ ہوتا ہے اور روگ کو کھوتا ہے۔ جب سب دوائیوں میں تاثیر ایشور کیطرف سے ہے اُن کا تلاش کرنا اسکے حکم کی تعمیل ہے پس ضرور ہے کہ فائدہ حاصل ہو۔ اگر بدپرہیزی کرنا فعل ہے تو دوائی کھانا فعل نہیں ؟ جو اُس کا پھل نہ ملے ضرور ہر ایک کام کا پھل ہے

ع کردۂ خویش تسل ہست کہ مے آید پیش۔

ہم آپ کو ایک نکتہ اور بھی سمجھائے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب تک دکھ کی میعاد پوری نہیں ہوتی۔ دکھ دور نہیں ہوتا ہے۔ سلطان سکندر کیسا تھا ارسطو و افلاطون جیسے معلم حکمت موجود تھے۔ مگر جب شراب نے جگر جلادیا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا ۔

خود محمد صاحب کو جب یہودیوں نے زہر دیا۔ ایک سال تک اُسکے سبب رنجور رہے۔ حالانکہ جبرائیل جیسے خدائی حکیم موجود تھے شفا نہ ملی اور سر ٹوٹے ہوئے دانت پھر پیدا ہوئے ۔

موسی پیغمبر کی زبان میں لکنت تھی۔ لوگوں کو ہزاروں معجزے بقول بائبل دکھلاتے رہے۔ مگر اپنی زبان بھی درست نہ کرسکے کسی نے سچ کہا ہے ع رنگرز نہ برمشتی خود ماندہ ابھی تھوڑے دن ہوئے شاہ جرمنی بیمار ہوئے کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی۔ حالانکہ حکمائے حاذق و نامی ڈاکٹر موجود تھے۔ اگر سچا علم طب جسکی صداقت کو آپ جیسے حواری راندن تیم تو دیکھتے ہیں در حقیقت سچا ہے تو آپکے مولانا و مرشدنا حضرت جی قادیانی کے فرزند ارجمند بشیر کیوں مرگئے۔ حالانکہ جبرئیل نے بھی پیشگوئی کی تھی۔ آپکے باطل خیال کی تردید میں سعدی نے اچھا کہا ہے ؎ چون مخبط شد اعتدال مزاج ٭ نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

تناسخ کے ماننے سے ہی علم طب کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے آریوں نے اس علم میں علم علمیت بلند کیا اول اول اگرچہ ویدک علاج یعنی

وید کے سکھلانیکے واسطے خاص پاٹھ شالائیں زیادہ مقرر نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید است صنادید عجم را

ایک لایق ڈاکٹر نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے "ایسے ایسے عجیب نسخے سخت سخت امراض کے دید کے اسی طب بیدک وغیرہ میں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی و یونانی دونوں بالاتفاق اُسکے مقابلہ سے عاجز ہیں"

(مفصل دیکھو نسخہ خط احمدیہ باب سوم صفحہ ۱۸۷ سے ۱۹۳)

اور میں نے آپ کے کئی دوستوں سے سنا ہے کہ آپ بھی بعوض یونانی کے ویدک حکمت کو پسند کرتے ہیں۔ بلکہ اُسکے مطابق علاج فرمایا کرتے ہیں ؛

ہاں اگر تناسخ نہ مانیں تو پھر علم حکمت کا کیسی ۔ آگ میں جلانیکے لائق رہ جاتا ہے اور کوشش رائیگاں ہوجاتی ہے۔ کیونکہ دکھ لگایا خدا نے ۔ خدا کے ارشاد کے مخالف دوائی کھانا ڈاکٹروں کے پاس جانا صاف عدول حکمی ہے۔ اور پہلا عدول حکمی کا مجرم شیطان تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ دین اسلام کے ماننے والے طبیب اکثر ناستک ہوتے ہیں مسلمان فاضلوں کا قول ہے۔ آب زمزم و کوثر سفید نتوانکرد گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ ؛ خاک کے تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو۔ سوزن تدبیر گو ساری عمر سیتی رہے ؛ اسکے ساتھ ہی دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باالقدر فصل اصفحہ ۹۴ سے ۹ تک جلد اول) جسمیں صاف طور پر لکھا ہے کہ تمام بُرائی بھلائی بد معاشی زنا۔ جو کچھ آدمی نے کرنا ہے خدا پہلے ہی لکھ دیتا ہے اور وہ پہلے سے قبل داخل ہونے روح کے جسم میں شقی و سعید مقرر ہوجاتے ہیں جیسا کہ کہتا ہے "ظاہر ایحدیث آنست کہ در آمدن بہشت و دوزخ منوط و مربوط بعمل نیک و بد نیست بلکہ بحض تقدیر و قضا الٰہی است و وے تعالیٰ بعضے از خلق خود را برائے بہشت آفرید خواہ عمل نیک کند یا نہ و بعض را برائے دوزخ پیدا کردہ کار ہا ے بد کند یا نہ" (صفحہ ۹۹۔ جلد اول مشکوٰۃ شریف)

مولوی صاحب! جب یہ حال ہے تو بتلائیے۔ علم طب یا علم حکمت والٰہیات کس کام (لایتحرک ذرۃ الا باذن اللّٰہ) بے رضائے خدا تو نکلے برگ سبز درخت ؛

باقی رہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ جب ہم نے یہ مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہیں وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بداعمالی کی سزا ہے۔ اس سے علم طب بیفائدہ ہوجاتا ہے" مولوی صاحب! نہ یہ ماننا صحیح ہے اور نہ اسکا نتیجہ صحیح۔ یہ تمام بیماریاں دوسرے جنم کے اعمال کا ثمرہ نہیں۔ بلکہ سوائے پیدائشی اور قدرتی بیماریوں کے اور تمام بیماریاں موجود بداعمالی کا نتیجہ۔ اور جس طرح غلہ بونے کے واسطے علم زراعت سے آگاہی ضروری ہے۔ اسیطرح اعمالوں کے سلسلہ پر دوبارہ غور کرنے کیلئے نیچرل اسباب کی تلاش کرنی لابدی ہے۔ چونکہ بیماریاں بے پرہیزی یا بداعمالی کا پھل ہے اسواسطے اُنسے بچنے کی غرض سے ہمیں چاہیئے کہ پرہیز یا نیک اعمالی کو سیکھیں اور جب اسطرح قدرتی طریقوں پر غور کرنا سیکھ جائینگے۔ تو بالیقین ہمکو تناسخ تسلیم کرنا پڑیگا۔ اسکی قوی وجہ یہ ہے کہ امراض یا دکھ کے نیچرل اسباب مجیب کون سے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ بدپرہیزیاں اور بے اعتدالیاں کہاں سے آئیں یا کیا ہیں تو جواب سیدھا ہے کہ وہ کرم ہیں جنسے دکھ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اُسکے خلاف اعتدال اور پرہیز ہے وہ کیا ہے ہمارے کرم۔ اُس کا پھل تسکین اور آرام بھی لازمی ہے اور یہی تناسخ کی بنیاد۔ اسیواسطے ہمیں بتلایا گیا ہے کہ مردہ ضرور جلاؤ مگر متعفن ہوا کے صاف اور ستھرہ کرنے کے لئے سگندھت پدارتھوں سے اُسکو ہون کرو۔ مکان بناؤ۔ لیکن مکان کی ہوا کو ستھرہ رکھنے کے لئے روز ہون کرو۔ کپڑے پہنو۔ لیکن اُن کی میل کو صابون سے صاف کرو۔ ورزش کرو۔ مگر سنان بھی کرو۔ تاکہ مسام صاف

رہیں۔ ورنہ بیماری لاحق ہوگی۔ اور تکلیف اُٹھانی پڑیگی۔ اور پھر ایسی بیاریاں جو ہزاروں سال بیشتی ہمارے پالن پوشن اور روک تھام اور حفظ ماتقدم ہیں تاکہ جب ہم غلطی کریں اُسکی تلافی اُس سے کرلیں۔ قصور کئے ہم دعا مانگیں۔ ہم ہتیاروں سے اُپکار نے اپنا شدھار کرسکتے ہیں ؛

مولوی کا آٹھواں جواب۔ روح کے گن یعنی خواص۔ روح کے کرم یعنی اعمال روح کے سبھاؤ یعنی عادات آریوں کے نزدیک ارواح کو لازم اور ارواح میں انادی ہیں اور آریہ کے نزدیک یہ صفات ارواح میں باریتعالیٰ کی دی ہوئی نہیں۔ اب رحیم کا منکر اگر یوں کہے کہ بعض ارواح کا سبھاؤ اور اُسکے گن ہی ایسے ہیں کہ ناقص ذرات کا جسم لیا کریں اور دکھ دائک جسم میں زندگی بسر کریں آسودگی میں رہنے والوں کے گھر جنم نہ لیں اور یہ امر انکیلئے پوربلی جنم جی پہلے زندگی کے اعمال کی جزا و سزا نہ ہو۔ بلکہ ایسی روح کی سقاوت ازلیہ اور اُس کا سبھاؤ ہی اس تکلیف کا موجب ہو بعض ارواح اصل سے ایسا سبھاؤ رکھتے ہیں*

آریہ آٹھویں جواب کا رد۔ یہاں آپنے تناسخ سے نہیں بلکہ خدا سے منکر ہوکر آریہ سے مقابلہ کرنا چاہا ہے۔ مگر محال ہے۔ سنئے ہم آپکو اس دہریت کی دلیل کا بھی رو سناتے ہیں بیشک روحیں نہ تو خدا کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور نہ انکی صفات خدا کی دی ہوئی ہے۔ مگر روح کرم کرنے میں سنتتر اور پھل بھوگنے میں پرتنتر ہیں جس طرح کوئی مجرم جیل میں خود نہیں جانا چاہتا اور نہ جاتا ہے۔ مگر مجسٹریٹ کا حکم اُسے جیل لیجاتا ہے۔ ٹھیک یہی حال روحوں کا ہے کوئی دکھ نہیں چاہتا۔ اور نہ دکھ میں رہنا پسند کرتا ہے اور نہ اپنے واسطے دکھ تجویز کرتا ہے۔ اور الیکہ ہونیکے سبب پچھلے کرموں کی یاد بھی انسان کو نہیں رہ سکتی۔ ہاں اُن پھل دینے والا خدا ہے۔ جو روح نہیں اور قرآن میں ایک جگہ ایسا ہی لکھا ہے "فما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم فاصابھم سیئات ما عملوا" یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچی ہے سب تمہارے کسب و اعمال کا نتیجہ ہے"۔ اور اگر بفرض محال کوئی آپکے جواب کو (جو سراپا غلط اور ناصواب ہے) صحیح بھی مان لے اور شقاوت اور سعادت کو اتفاقیہ ازلی جان لے۔ تو خدا کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ کسی مالک کی حاجت رہتی ہے ؎

خود بخود ہوتے ہیں نیک و بد یہاں   پھر کہاں اور کون ہے تیرا جہاں

اور جو قرآنی آیت یا محمدی حدیث آپنے کہی وہ اور بھی خدا سے منکر کراتی ہے اور ناستک بناتی۔ بایں صورت اگر سب خود بخود ازلی شقی و سعید ہیں۔ پاک و پلید ہیں۔ تو بھی قیامت کے مواخذہ کو دیکھ کر اگر کوئی خدا ہے۔ تو اُسے ہر ایک روح کہہ سکتے ہیں ؎

چو ایں بنیاد در خود قلندری   گناہ خویش را بر ما چہ بندی

مولوی کا نواں جواب۔ آریہ کا اعتقاد ہے کل ارواح اور غیر مخلوق ہیں ہمیشہ آواگون یعنی جنم مرن میں مبتلا رہے اور ہمیشہ رہینگی۔ اگر کچھ زمانہ آرام بھی ہے تو بھی انمیں بیج اکرہ یعنی تخم کیطرح انمیں برائی موجود رہتی ہے جس کے باعث پھر ارواح کو جسم لینا پڑتا ۔ اور جو لوگ ارواح کو مخلوق مانکر تناسخ کو مانتے ہیں ان کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ ارواح غیر مخلوق اور قدیم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال افعال اور اقوال جب پہلے جنم کے پھل اور ثمرات ٹھہرے۔ تو بصورت مخلوق ہونے ارواح کے پہلے جنم کے اعمال افعال اقوال اور ارواح کا باہمی تفرقہ کس جنم کا ثمرہ ہوگا۔ اسلئے بر تقدیر تسلیم مسئلہ تناسخ کے ارواح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرن میں رہنا پڑا۔ جب روح انادی غیر مخلوق ٹھیری اور روح کا وجود

* کہتے ہیں کہ ... تو ان کا بدل لیں بعض ارواح مردوں کا جسم ایسے سبھاؤ سے پسند کریں سابقہ اعمال کو کچھ دخل ہو اور پہلے جنم کی تاثیر او جزا ہو سچ ہے تو شقی و سعید ان میں کوئی سعید ہے اور کوئی شقی ہو

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نہ ٹھیرا۔ اور روح ازلی اور ابدی ہوئی چاہیئے کہ روح اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج نہ ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے ہمارا بدن کھانے پینے پہننے وغیرہ کا محتاج ہے روح بھی بدن سے کم محتاج نہیں + اور احتیاجوں سے قطع نظر کر کے اس امر کا خیال کرو۔ کہ روح علوم کے حاصل کرنے میں کتنی محتاج ہے اسی دلیل کی طرف قرآن کریم کا اشارہ ہے یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید اللہ الغنی وانتم الفقراء ط ترجمہ لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو ؎

آریہ نویں جواب کا رد۔ اس آپکے طول طویل اور تکرار الفاظ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ روح چونکہ محتاج ہیں اور قطع النظر اور احتیاجوں کے علوم کے کسقدر محتاج ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ مخلوق اور تناسخ باطل ہے +

یہ دلیل آپ کی طبعزاد نہیں ہے۔ بلکہ نبی قادیانی کے اُس ارشاد کی نقل ہے۔ جو انہوں نے سرمہ چشم کے صفحہ ۱۱۹ میں منجملہ دلائل کے درج فرمائی ہے۔ اور جس کا رد ہم مستند حوالوں اور دلائل سے نسخہ خبط احمدیہ کے باب دوم صفحہ ۱۵۱۔ ۱۶۱ میں کر چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ روح اپنی بقا میں محتاج نہیں ہے بلکہ وہ انادی ستنتر ہے مگر قرآن و حدیث کے رو سے خدا بھی اپنی بقا میں محتاج نظر آتا ہے دیکھو لکھا ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوات والارض بخمسین الف سنۃ قال وکان عرشہ علے الماء ترجمہ گفت عبد اللہ بن عمر کہ گفت پیغمبر خدا اوست خدائے تعالیٰ اندازہ احکام خلق را پیش از پیدا کردن آسمانہا و زمینہا بہ مدت پنجاہ ہزار سال۔ گفت آنحضرت و بود عرش وے سبحانہ بر آب (مشکوٰۃ جلد اول باب الایمان بالقدر صفحہ ۹۵) اسکے ساتھ ہی دیکھو قرآن + وھو الذی خلق السمٰوات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء و شیخ ابن حجر گفتہ کہ مراد آب آب دریا نیست بلکہ این آبیست زیر عرش چنانکہ خدائے سبحانہ تعالیٰ خواست و محتمل کہ مراد آب دریا باشد یعنی آنکہ حاملان عرش در دریا اند (صفحہ ۹۵)

پس صاف ظاہر ہے کہ خدا عرش (یعنی تخت) اور حاملان عرش اور دریا کا محتاج ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ یعنی رد سرمہ چشم آریہ باب دوم صفحہ ۱۶۶) اسکے تک باقی رہی قرآن کی آیت۔ یہ کوئی نئی ہدایت نہیں اور نہ جبرائیلی ثواب ہے بلکہ وید میں ایسی انداز سے ہزار درجہ بڑھکر ہدائیں موجود ہیں دیکھو

सर्वमूय ञ्राथ्वि ति। प्रजापते न त्वदे ता न्यो विश्वा जा ता निषरिताबभूव ॥

یعنی سب جڑ اور چیتن اسکے آسرا اور ماتحت ہیں۔ وہی سب دنیا کا پالن کرنیوالا اور پتی ہے۔ مگر اس سے روحوں کے احداث کا کوئی تعلق نہیں ؎

مولوی کا دسواں جواب:۔ اگر ارواح الٰہی مخلوق نہیں تو ہم پوچھتے ہیں بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی تقاضا اور جبلی منشاء ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ذاتی تقاضوں اور جبلی منشاؤں کے پورا ہونے کا نام راحت و آرام ہے۔ نہ رنج و تکلیف اور اگر بدی اور بدکاری کوئی عارضی امر ہے جو ارواح کو لاحق ہو گیا ہے کبھی وہ عرض دور ہو جاوے۔ جب عرض دور ہو گئی تو روح پاک اور پوتر ہو کر آئندہ ہمیشہ اعمال نیک کی طرف متوجہ رہے۔ بلکہ یقین ہے کہ وہ ایسا ہی کرے کیونکہ روح کو آریہ نے چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ آریہ صاحبان! اگر اتنے تجربہ پر روح نے اب تک نہیں سمجھا تو وہ چیتن نہیں یا کسی زبردست الہامی کو الہام ہو چکا ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۱۹) کہ الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض کے دوام لحوق کا ہو چکا ہے ؎

آریہ دسویں جواب کا رد۔ اس جواب میں بھی آپکا ارادہ ہمکو مغالطہ دینے کا ہے جو اہل حق کا ہرگز کام نہیں حیرت میں اندازِ قدرت را مے سامسم۔ حضرت آپ نے آج تک روح کو نہیں سمجھا اور سمجھیں کس طرح جب کہ قرآن ہی تمامتر الساں ہے اور وہی اعرابیت کا خون آپکے رگ و ریشہ میں رواں ہے مہرباں من بمقتضائے دہرم میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ صرف آپکی خاطر نے اسی بڑی ضخیم کتاب کے لکھنے کے واسطے اس نیازمند کو ہمت دی۔ آپ کی دعا نے تاثیر مجھ پر کی یعنی

اللھم اھدنی بروح القدس

جناب مولوی صاحب ابدی روح کا فطری تقاضا نہیں ہے۔ روح کی ذاتی و فطری صفات تو صرف چیتنا ہے مگر وہ چونکہ الپگہ ہے۔ اس واسطے اسکو ایک وقت میں دو گیان نہیں ہو سکتے۔ مشاہدہ و تجربہ سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک روح سکھ چاہتا ہے۔ راحت کا طالب ہے۔ نہ کہ رنج و تکلیف کا۔ بلکہ روح ان سے گھبراتا ہے۔ ان کے دفع کرنے کا حتی الوسع علاج سوچتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ دکھ روح کا فطری تقاضا اور ذاتی منشا نہیں ہے۔ ۔ عارضی ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ نجات میں دور ہو جاتا ہے۔ اگر ذاتی ہوتا۔ تو کبھی دور نہ ہوتا ؎

بیشک آریہ نے بتعمیل حکم وید و عقل معقول پسند کے روح کو چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ اور اسی واسطے اس کو بدی و نیکی کرنے پر آزاد جانا ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں۔ ع

آنرا کہ عقل نیست غم روزگار نیست

البتہ قرآن نے اسے جڑ، ادریسے سمجھ پتھر کی طرح مانا ہے۔ بلکہ بالکل مجبور و معذور گردانا ہے۔ ورنہ کوئی سمجھدار چیز فطرتاً مجبور نہیں ہو سکتی ہے ؎

روح کا اسے تجربہ پر نہ سمجھنا اس کی الپگتا کی دلیل ہے۔ اگر روح بار بار جنم۔ لیتا تو بھی اکثر ایسے حادثات ہوتے ممکن ہیں جنکے سبب اُسے گیان نہ ہے۔ تجربہ بھول جائے کیونکہ ہم اسی جنم میں دیکھتے ہیں کہ باوجود تجربہ علم کے حمل کی باتیں بچپن میں اور بچپن کی جوانی میں اور جوانی کی پیرانہ سالی میں اور بیماری کی باتیں مرض نسیان میں بھول جاتی ہیں ہم آپکو مشکوٰۃ کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں کہ باوجود اسنے دلگل اور خدا جیسے زبردست جج کی موجودگی کے بھی آدم کو داؤد کے ساتھ کا اقرار بھول گیا۔ ملک الموت نے یاد کرایا تو بھی یاد نہ آیا۔ اسی کے حق میں محمد صاحب نے فرمایا ہے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان (دیکھو مشکوٰۃ جلد اول کتاب القدر فصل ۳ صفحہ ۱۱۸) جہاں صاف لکھا ہے "پس آنگاہ کہ گذشت عمر آدم مگر چہل سال کہ باقی ماند و عمر آدم در آنچہ مشہور است ہزار سال بود آمد آدم را ملک الموت تا روح پاک او را قبض کند۔ پس گفت آدم آیا باقی نماندہ است از عمر من چہل سال پس گفت ملک الموت با آدم آیا ندادی تو آں چہل سال را کہ بقیہ عمر تست پسر خود را کہ داؤد است۔ پس منکر شد آدم۔ پس منکر شدند اولاد او و پیدا شدند اینان نیز انکار و فراموش کرد آدم نہی اللہ تعالیٰ مر او را از اکل شجرہ۔ پس خورد از آن شجرہ پس فراموش کردند اولاد او و پیدا شد در اینان نیز فراموشی و خطا کرد آدم و خطا کردند ذریت او" (رواہ الترمذی)۔ پس یہ آپ کا جواب سراپا ناصواب ہے ؎

الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض دوام کے لحوق کا ہو چکنا بھی خدا کے ذمہ ظلم و جبر کا الزام ہے۔ عادل خدا کا کوئی ارادہ ہمارے حق میں بلا سبب نہیں اور اعمال کے

سوا کوئی ایسا سبب نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کے ماننے سے اُس کی ذات پاک کلنک نہ ہو۔ بس یہی راہ صواب اور مسئلہ لاجواب ہے۔

مولوی گیارہواں جواب لڑکوں کی پرورش کیجاتی ہے اور اُن کو تعلیم کے واسطے تکلیف اور سرزنش کیجاتی ہے۔ اُس تکلیف کو سزا یا جزا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس کا نام تربیت رکھتے ہیں۔ پس ایسی ہی وہ تکالیف جو دُنیا میں عارضی ہوتی ہیں اُن کی نسبت کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہ تربیت الٰہی میں داخل ہیں۔ یہ سزا و جزا میں ہمارے لئے نہ سہی مجموعہ عالم کے واسطے ہی اس جواب کو بارہواں جواب اور واضح کر رہا ہے ✦

آریہ گیارہویں جواب کا رَد۔ پرورش کرنا بہی اعمالوں کے متعلق ہے ورنہ بہت سے ایسے لڑکے بھی پیدا ہوتے ہیں جن کی پرورش نہیں ہوتی۔ یا اگر ہوتی ہے تو نہایت بُری حالت میں رہتے ہیں۔ بعضے پیدا ہوتے ہی تکلیف پانے لگتے ہیں ✦

حوز ابد بتلا نہ یدجو میرد مبتلا میرد ✦ مدر دور یح وغم زاید مانده و بلا میزد۔

علم کے واسطے سرزنش یا تکلیف سزا تو ہے۔ مگر جزا نہیں۔ تناسخ کے مسئلے کو آپ نے تعصب چھوڑ کر کبھی نہیں سوچا۔ ورنہ آپ کو ضرور معلوم ہوتا کہ سارے کام پچھلے جنم کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے نئے ہوتے ہیں۔ اور اِن کی سزا و جزا آئندہ ملتی ہے۔ جو لوگ سکولوں کے ماسٹر ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ سرپر لڑکوں کو سکولوں میں سزا ملا کرتی ہے اور یہ سزا شرارت کی ہے۔ بغیر شرارت و قصور کے وہاں سزا نہیں ملتی۔ وہاں بہت سے لڑکے ایسے ہیں جن کے پوربلی جنم کے سنسکار عمدہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک تو شوق سے پڑھتے ہیں اور دوم ذہین رسا رکھتے ہیں۔ سوم شرارت نہیں کرتے۔ چہارم عمدہ یاد کرتے ہیں اُستاد اُن پر نظر مہربانی کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض کودن کندہ ناتراش بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ساری عمر مدرسہ کی خاک چھان چھان اور سادوں کی رنج سہہ سہہ اُٹھا اُٹھا۔ نہی نہیں جانتے کہ زلیخا زن بود یا مرد۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ چھ چھ سات سات برس تک سکولوں اور مدرسوں میں پڑھتے رہے مگر جب نکلے ویسے ہی جاہل مطلق نکلے ✦

ہر بست نااہل راچوں گردگاں بر گنبد ست۔ آپ تو اِس کے جواب میں خدا کے ذمہ الزام لگائیں گے۔ قضا و قدر کو ملزم ٹھہرائیں گے۔ لقدیر کو کانشٹ بنائیں گے یا اگر ناستک ہوں گے تو معاملہ اتفاقیہ بتائیں گے۔ لیکن یہ ساری باتیں باطل ہیں۔ اصل سبب یہی ہے کہ تربیت یکساں مت و طبائع بسبب اعمال سابقہ مختلف افسوس کہ لوگ خدا کو کلنک لگاتے ہیں مگر تناسخ جیسے معقول مسئلہ سے جی چراتے ہیں۔ پس تکالیف دُنیاوی ضرور سابقہ اعمالوں کا پھل ہے۔ نہ کہ الٰہی تربیت ورنہ بوجہ سزا و جزا کا ماننا خدا کو جابر و ظالم یا مجرم گردانتا ہے۔ معلوم نہیں ایسا مذہب جس سے خدا کی ہتک ہے آپ نے کیوں جان سے زیادہ عزیز کر رکھا ہے۔ جس کے رو سے کسی مسئلہ کا معقول جواب آپ لوگ نہیں دے سکے۔

مولوی کا بارہواں جواب۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر جب ایک جنم کا اندھا اچھا ہوا تو حضور علیہ السلام کے حواریوں نے عرض کیا۔ یہ لڑکا کیوں نابینا تھا۔ کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث؟۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا وہ نہ اپنے گناہ کے باعث نہ اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث بلکہ یہ لڑکا اس لئے نابینا تھا کہ آیات جلال ظاہر ہو۔ کیا معنے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا نبی حضرت مسیح کی بزرگی اور صداقت ظاہر ہو۔ میرا اِس قصہ کے بیان سے صرف یہ مطلب ہے کہ گذشتہ سکرموں کے اعمال کی جزا و سزا کے ماسوا اور بھی بہت اسباب ہیں۔ آواگون ماننے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کہ پوربلی جنم کے اعمال ہی اس کا باعث ہیں؟

آریہ بارہویں جواب کا رَد۔ آپ نے اِس انجیلی بے بنیاد قصہ کو بھی بلا ثبوت و بینہ کے لکھ دیا یہ نہ سوچا کہ حضرت مسیح اِس معجزہ کے لکھنے سے محمد صاحب سے بڑھ جائیں گے۔ کیونکہ اُن کے پاس تو روئے قرآن ایک آدھ معجزہ بھی نہیں ہے۔ خیر ہم اِس سے قطع نظر کر اِس کا بھی رد آپ کو انجیل سے بتلاتے ہیں۔ اِس بے بنیاد واقعہ کو بھی ہم نہیں بلکہ انجیل ہی رد کرتی ہے۔

مرقس حواری لکھتا ہے اُس پر بھو مام اندھے نے اُس سے کہا کہ اے ولی میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھیں پاؤں۔ یسوع نے اُسے کہا کہ جا تیرے ایمان نے تجھے بچایا اور اُس نے وہیں آنکھیں پائیں۔ (مرقس باب ۱۰ آیت ۵۱ و ۵۲)

مگر یوحنا اس تحریر کے بالکل برخلاف بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو یسوع نے زمین پر تھوکا۔ اور تھوک سے مٹی گوندھی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لیپ کی اور اُس سے کہا کہ جا اور سلوام کے حوض پر نہا تب وہ جاکے نہایا اور بینا ہو کے آیا۔ (یوحنا ۹ باب ۶ و ۷ آیت)

علاوہ بریں جو انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ اُن دنوں وہاں ایک حوض میں ایسی ہی تاثیر موجود تھی۔ یعنی اِس کے نہانے سے بہت سی بیماریاں دور ہوتی تھیں۔ (دیکھو یوحنا ۵ - ۱ - ۹)

پس یہ کسی طرح معجزہ نہیں۔ ہاں ہزاروں فریب اسی قسم کے آج تک ہوتے ہیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں مفصل حال ایسے فریبوں کا لکھا ہے (دیکھو باب معجزات)

پس خدا کے پیارے رسول و بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا کی کوئی بزرگی ظاہر نہ ہوئی بلکہ ایک اور اعتراض واقع ہو گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی ہی حکمت عملیوں سے بھرے ہوئے مسیح کے معجزہ تھے اصل بات یہی ہے۔ جو یوحنا نے لکھی۔ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی آنکھیں دکھتی ہوں گی مسیح نے مٹی میں دوائی ملاکر اور تھوک میں گوندھ کر لگائی جس سے وہ سوزش کم ہوگئی۔ اور علاوہ بریں کچھ تاثیر حوض نے کی۔ غرض معجزہ ہر طرح باطل ہے لیکن اس سے یہ صاف ثابت ہے کہ اُس وقت تمام لوگ تناسخ کو مانتے تھے اور ایسے دُکھوں کو باعث اعمال گذشتہ جانتے تھے۔ اور یہی حق ہے مسیح سے اس کا کوئی جواب نہ بن آیا۔ بلکہ عام لوگوں ناواقفوں کی طرح خدا کو ملزم ٹھہرایا۔ سچ ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں کسی نے کہا ہے۔ ✦ ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔ آپ کا باوجود ان مغالطوں کے بھی کا اسباب نہ ہونا پچھلے اعمالوں کا ہی سبب ہے۔

مولوی کا تیرھواں جواب قانون قدرت اور اللہ تعالیٰ کے بے انت کارخانہ میں ہزاروں ہزار اسباب ہیں۔ مثلاً غور کرو ان اسباب پر جو علم طب میں بیان ہوتے ہیں۔ اور اِن علامات و معالجات پر جن کے ذریعہ ہم اسباب کا پتہ لگاتے ہیں اور ان کے دفیعہ کی صائب تدبیر کر سکتے ہیں۔ بیماریوں کے اسباب جاننے سے ہم افلاس اور غریبی و دولتمندی اور حکومت کے اسبا

کا اجمالی علم حاصل کر سکتے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد گذارش ہے۔ اس امر کا باعث جس سے ایک لڑکا بیمار اور دوسرا تندرست ہے۔ تناسخ کے ماننے میں اس لئے کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے یا فرض کر لیتے ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ پہلی صورت میں ظاہر ہے کہ جیسے عناصر ہونگے ویسی ہی روح ہوگی اور دوسری صورت میں جیسے عناصر کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا ویسے تندرستی اور بیماری کے مطابق روح کو لینے پڑینگے اور جیسی جگہ ارواح جمع ہونگے۔ ویسا ہی سکھ دکھ بھوگیں گے۔ پہلی صورت میں روح کا وجود بھی عناصر سے ہوا۔ جزا و سزا سابقہ جنم کی کہاں؟ اور دوسری صورت پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ ارواح نے ایسی جگہ کیوں تعلق پیدا کیا جہاں انکو آخر تکلیف اٹھانی پڑی۔ تو اس کا جواب بالکل ظاہر ہے کیونکہ روح بقول آریہ کے شنستر اور آزاد ہے! ارواح کو کوئی روک نہیں اور یہ بھی ہے کہ ایسی روح کو جب بدلا یا دوسری کی راہ کھول دی گئی تو اس پر کوئی ظلم نہ ہوا بلکہ اس پر رحم ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ اگرچہ آج روح کو بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ ناقص اور دکھی قالب سے اسکا تعلق ہے۔ مگر اسی عنصری قالب میں اسے بڑی بڑی فضیلتوں کے لینے کا موقع دیا گیا ہے۔ اسلئے اس پر رحم ہے ظلم نہیں بلکہ ایسے موقع ملتے ہیں۔ اگر روح نے نادانی کی۔ تو ضرور سزا کا مستحق ہے اللہ تعالی رحیم کریم اور عادل ہے چاہے تو ٹالے چاہے عفو کرے لیکن دوزخ ماننے پر اعتراض

آریہ تیرہویں جواب کا رد۔ آپ نے جو علم طب کا حوالہ دیا کہ اس میں مرض کیواسطے اسباب کا سبب لگاتے ہیں۔ سو وہی اگر ذرا غور کریں سے تناسخ کا ثبوت نظر آتا ہے کہ سب مرضوں کے کوئی نہ کوئی اسباب ضرور ہیں کیونکہ بغیر سبب کے مرض نہیں ہوتی۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ امراض آدمی کی بد پرہیزی سے اور بد استعمال سے واقع ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ محتاط آدمی مرض کا شکار کم بنتا ہے بد پرہیزیاں بھی ہمارے ہی اعمال ہیں نہ کسی اور کے۔ اسطرح یہاں عالم ظاہری میں جو کہ عالم اسباب ہے۔ ہمارے بداعمالوں سے آتشک وغیرہ بیماریاں ناسرائیں ہوتی ہیں جس سے ناداں شخص کے سوا کسی کو بھی انکار نہیں۔ اسیطرح جنم سے اندھا۔ لولا لنگڑا۔ امیر غریب وغیرہ ہونا بھی ہمارے ہی اعمال سے ہے۔ چونکہ اس کا سبب ہمیں یاد نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ ہمیں بھول گیا جیسا کہ آدم کو اپنا اقرار بھول گیا۔ پس وہ گذشتہ جنم کے کرم ہیں۔

آگے اس کے آپ دو حصے کرتے ہیں اول تو یہ کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر روح عناصر کا خلاصہ ہے تو روح جیسی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آپکے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ روح حادث ہے۔ اگر روح کا وجود ہی عناصر سے ہوا جیسے کہ آپ مانتے ہیں تو پھر جزا و سزا کہاں بہشت و دوزخ کہاں قیامت کہاں پلصراط کہاں اور کسی میزان کیسی شفاعت اور کسکا ایمان مولوی صاحب۔ خلاصہ اصل کے خلاف نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے سراپا کا خلاصہ خمار ہے۔ جیسے وہ جزو ویسے وہ جزو کل کے اور کل جزو کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے آپ نے ہمارے مباحثہ میں اوسان باختہ ہو کر بلکہ گھبرا کر ایسا راستہ اختیار کیا۔ کہ خود قرآن اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ سچ ہے سفولی دین والوں کا معقول پسندوں کے سامنے یہی حال ہونا تھا۔ مولوی صاحب کیا سوچ کر مسلمانوں کی امداد کرنے لگے تھے کیا ان کو بھی ناستکوں کی طرح روح کو عناصر سے سمبندھ اور تفریق عناصر کے بعد فنا ہونے والا منوا کر ناستک بنانا چاہتے ہو مبارک باد مرگ تو باسعاد۔

دوم آپ فرض کر لیتے ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ فرض آپ کا بفرض محال ہے کیونکہ اس کا بھی سارا کارخانہ دہریت پر دال ہے کیونکہ روح کا عناصر کیساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ایشور کے ازلی قاعدہ یا قانون کے مطابق اس کا تعلق ہے ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ روح چل بسنے میں مستقل نہیں بلکہ پرمیشر ہے اور اس کے ہزارہا بدیہہ ثبوت ہیں انتہا ہے۔ کوڑھی وغیرہ بلا امراض کے مریض کو کونسی فضیلتیں لینے کا موقع ہے۔ اور اس پیدائش اور بہشت سے پیر جمی تجھ سے خدا کی پناہ۔ ایسے دکھیوں کو خدا کی رحمت

نا ماقرآن اور آپکی عقلمندی کی دلیل ہے۔ جزاک اللہ۔ خدا کا ایسا ہی رحم ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ ہر کافر را بگناہان مومن عذاب کنند گو با مسلمان را آتش دوزخ رد گرد بود۔ وایں ہود یا نصرانی را در بدی دے بآتش ورساند (دیکھو باب الحساب فصل اول صفحہ ۹۰ سطر ۴ مطبوعہ لکھنؤ)

اور اسیطرح امرجی یعنی تناسخ سے جیسا یوں کہ آپ نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔ کہ اللہ تعالی رحیم کریم اور عادل ہے چاہے تو ٹالے چاہے عفو کرے اور وہ ست امر بعاقبت ہے۔ اگر رحمت سے کریم پوش صدق رکھی ہے تو ہمیں معلوم کہ ظالم کے اوپر کیا سامنے ہونگے۔ بس ساری بیماریاں ہیں اور ناحق کی کارستانیاں۔ اصل یہی ہے کہ روحیں موجب حکم الہی اپنے اعمالوں کے مطابق عنصری جسموں سے تعلق پیدا کرتی ہیں اور کرمانہ سا پھل پاتی ہیں۔ اگر بقول آپ کے ان ناانصافی و ظلم پر مجبور روح بھی ضرور ان کی مستحق ہے۔ سو ہر ایک روح ایسی ظالم نہیں ہاں نادانی وہی قانون کے محاورہ کے مطابق رحیم کریم اور عادل کو کہہ سکتے ہیں کہ سہ

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ   باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مولوی چودہواں جواب۔ مختلف ملکوں کی آب وہوا سے ارواح کی مختلف صفات ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی مختلف قسم کے مکانوں جن میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت اور صفائی کے لحاظ سے اختلاف ہو۔ مختلف غذا کے کھانے اور مختلف چیزوں کے کم بیش استعمال میں لانے سے اور انواع اقسام کی عادتوں سے روح کے حالات وصفات۔ اور معاملات میں اختلافات نظر آتا ہے یہ ہم دیکھتے ہیں کہ بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح اُن مختلف تدابیر سے ہو جاتی ہے جن کو اطبا طب میں اور طبعی حکما علوم طبعیہ میں بیان کرتے ہیں۔

جن لوگوں کے لڑکے نابینا ہوتے ہیں۔ ان کے علاج ومعالجہ و حفظ صحت سے ملکی آب وہوا وغیرہ مدت کے ترک کرنے سے بچوں کا پیدا ہونا لنگڑی اور خراب شکلوں کی اُس حالت کا جس سے نکلنا ہو جبکہ اسباب سے درست ہو جاتا وغیرہ وغیرہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ یا تو ارواح انہیں عناصر کا لطیف جوہر ہے یا ان عناصر سے ارواح کا تعلق ایسے مختلف اسباب ہے جن میں بعض خاص حالتوں میں ہم اعمال کو داخل کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ تو پہلی جنم کے اعمال ہوں کیونکہ اُس دعوے کی دلیل کوئی نہیں اور دعوے بلا دلیل عقلا کا کام نہیں۔

آریہ چودہویں جواب کا رد۔ جیسے اصلاحات اور حالات آپ نے بیان کئے ہیں اور ایسے ہی اور ہزاروں جہاں تک یعنی حیوانات کا تعلق ہے۔ تمام نا اعمالوں پر منحصر ہیں بلکہ اعمالوں ہی ان کا کارن ہیں کیونکہ روح کا تعلق مختلف عناصروں کے قالبوں میں جن مختلف اقسام یا اسباب سے ہے۔ وہ سب کے سارے ایک عقل کل سرب بیاپک سرو گیہ عادل کامل کی طرف سے ہیں جن میں کہیں بھی اعمال سے لاتعلق ہونا ممکن نہیں۔ نہ کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی تناسخ ماننے والا نہیں کہیگا کہ سارے کام پورب جنم سے ہیں۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ بہت سے کرم انسان نئے بھی کرتا ہے اور ان نئے کرموں کا پھل بھی ملتا ہے مگر بات تو اس میں ہے کہ کونسا پھل اس جنم کے کرموں کا ہے اور کونسا سابقہ جنموں کے کرموں کا اور یہ عقدہ اس طرح حل ہوتا ہے کہ جو کرم اور اُس کا پھل دونو ظاہر ہیں یعنی جس معلول کی علت ظاہر ہے وہ اس جنم کا اور جس معلول کی علت ظاہر نہیں۔ مخفی ہے وہ پچھلے جنموں کا اور یہ ایسا صاف علمی و عقلی میدان ہے جس میں کوئی اندیشہ یا خدشہ باقی نہیں رہتا اس کا بہت سارا وہم تیرہویں نمبر میں کر چکے ہیں۔ مگر اتنا یہاں بھی کہتے ہیں کہ جس طرح خاص حالتوں میں آپ نے اعمال کو داخل کیا ہے ویسے ہی عام حالتوں میں بھی منظور کرو گے کیونکہ خدا نے علم دیا ہے۔ حکیم ہو افسوس کہ ہزارہا نامعقول باتیں یوں ہی بلا دلیل کے مان لیتے ہو۔ مگر تناسخ جیسے مدلل مسئلہ کے ماننے سے ڈرتے ہو۔ مولوی صاحب! ایسا ہٹ آپ جیسے ناکردہ

مولوی پندرہواں جواب۔ پہلے جنم کے اعمال ہرگز ہرگز اس تفرقہ کا باعث نہیں جس تفرقہ کو دیکھ کر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ پر اعتقاد کیا کیونکہ ہم فلسفی نظارہ میں دیکھتے

ہیں۔ تمام اشیاء انسانی آرام اور راحت کا سامان روشنی، پانی، مٹی، برف، نباتات، حیوانات، سب کچھ اس کے کام میں لگ رہا ہے۔ مگر یہ تمام اشیاء میں سے کسی کے صرف کا نہیں۔ تو پھر کیا یہ عجوبہ قدرت بالکل لغو اور اتنی بڑی مخلوق سرکشی محض نکما ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ جیسے ملہمین کو بذریعہ الہام اور سلیم الفطرتوں کو بوساطت فطرۃ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ لطیفہ عبادت اللہ کے واسطے پیدا ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے پاس یہ چیزیں موجود نہ ہوں۔ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا پس ثابت ہوا۔ یہ تمام سامان انسان کو عبادت کے لئے دیئے گئے ہیں اور یہ کل اسباب مقصد عبادت کے آلات اور مقدمات ہیں۔ یہ مضمون قرآن میں یوں لکھا ہے۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا۔ اور فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ترجمہ اے لوگو تم اپنے سردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو بنایا اور تمہاری سرداری کا یہ فائدہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے۔ اسی رب نے زمین کو ہمارے لئے فرش (آرام گاہ اور گول) اور آسمان کو بار بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اتارا۔ پھر نکالے اس سے کئی قسم کے پھل رزق ہمارے لئے۔ پس جو لوگ اللہ کا کسی کو کسی امر میں شریک نہ بناؤ۔ اور جن و انس کو صرف اس لئے ہی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار بنیں جب عبادت الٰہی انسان پر واجب ہوئی اور یہ سامان اس لئے عطا ہوا کہ انسان اپنے فرائض منصبی کو ادا کر سکے۔ پس یہ سامان جزا اور سزا میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اگر جزا اور سزا کے اعمال میں اسے داخل کیا جاوے تو پھر خدا تعالیٰ پر ظلم کا الزام ہوگا۔ اس لئے کہ جب تک فرض منصبی وغیرہ ادا کرنے میں بھی ضروری نہیں اور یہی اسباب مزدور میں بھی داخل ہو گئیں ہاں الکافر فوائد ان کا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوا ہو تو بعید نہیں۔

آریہ پندرہویں جواب کا رد۔ یہاں بھی آپ مغالطہ دہی سے باز نہ رہے اور کسی نہ کسی طرح شک ڈالنا چاہا۔ آپ کی اس غلط اور گمراہی میں عقل دوڑانے پر ہمیں افسوس آتا ہے۔ مولوی صاحب! بفرض تصدیق و بغیر تنقید تناسخ اور پہلے جنم کے اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں تمام انسانی آرام و راحت کے سامان روشنی اور ہوا پانی اور مٹی اور نباتات بھی سب کے واسطے میسر نہیں ہیں چہ جائیکہ حیوانات۔ کوئی سونا چاہتا ہے مگر چارپائی اور فرش نہیں۔ پہننا چاہتا ہے مگر کپڑا اور جوتا نہیں پہننا چاہتا ہے روشنی نہیں نیل نہیں گرم ہوا ان کو جلا رہی ہے۔ شور زمین جلد کو بگاڑتی ہے نہانا چاہتا ہے مگر آب شور کے سوا میٹھا پانی نصیب نہیں سوئے ببول اور کانٹوں کے کھانے کو سوکھی بھی نہیں ملتی۔ ہزاروں آدمی آئے دن قحط میں مرتے ہیں اگر نباتات ملی تو کیوں یہ حال ہوتا۔ الٹا برعکس ان کے بعضوں کو سونے کے واسطے چارپائی و بستر پھول خدمت گار اور گرم موسم میں پنکھا سب موجود ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر جس کی ٹٹی لگی ہوئی ہے پہننے کے واسطے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے قیمتی لباس جو شاید بہشت میں بھی ملنے ناممکن ہیں موجود ہیں۔ روز نئی پوشاک بدلتے حسب پسند پہنتے ہیں۔ جوتا عمدہ سے عمدہ مخمل زری کا بلکہ ربڑ وغیرہ صد طرح کے موجود ہیں جھاڑ اور فانوس مکان میں لگے ہوئے ہیں روشنی کا وہ عالم کہ خود سورج کے شبستان میں رونق افروز ہے عمدہ سے عمدہ بستان استراحت اور باغ و گلزار مہیا ہیں۔ نہریں چل رہی ہیں اور کہتے ہیں ؎

بدہ ساقی مئے باقی کہ در جنت نخواہی یافت ✤ کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلیٰ را

تمام عرق تمام شربت۔ آب زلال بلکہ گنگا جل موجود ہے۔ اشارے پر چند سگار فرمان ماننے کو حاضر ہیں۔ خود اشرف المخلوقات بلکہ یہ پتلا عجوبہ قدرت اور لطیفہ انسان گدھوں بیلوں گھوڑوں اونٹوں کی طرح ان کی گاڑی میں جتتے ہیں اور ان کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

گزار کشتی ہو بگڑے تند بلا ک ✤ مرا ہست بطرز طوفان چہ باک

حواری صاحب اب سمجھے یا نہیں کہ یہ ساری چیزیں اعمالوں پر ملی ہیں۔ ہاں چند ایسے بھی ہیں جو سب کو اس واسطے ملی ہیں کہ وہ اپنی زندگی گذار سکیں۔ مثلاً سورج چاند۔ ہوا۔ آگ۔ زمین اکاش پانی۔ پس یہ سامان جزا و سزا میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اسی واسطے ہیں کہ وہ زندگی قائم رکھ سکیں۔ مگر وہ باقی سب جتنے ہیں سب اعمالوں پر ہیں جس کا ایک سیڑھ میں دبی اور لکنت آمیز زبان سے آپ نے بھی اقبال کیا ہے ✤

ہاں ان کا وفور اور ان کا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا تو بعید نہیں۔ ایک شخص کو جنم سے یہ اشیاء وافر اور عمدگی سے میسر ہیں۔ بتلائیے اس کے کون سے اعمال۔ کیا تناسخ کے سوائے کوئی اور بھی جواب ہے؟ ہرگز ہرگز تناسخ یا پہلے جنم کے اعمالوں کے سوا اس تفرقہ کا کوئی بھی باعث نہیں۔

باقی رہی قرآنی آیت اور آپ کا نتیجہ۔ سو اگر اس کا یہی مطلب ہے تو دونوں کی غلطی ہے۔ جب وہ عبادت اللہ کے واسطے پیدا ہوئے یعنی یہی علت غائی ان کے پیدا کرنے کی تھی بھی تو کیوں وہ پوری نہیں ہوئی۔ یہاں تبطالی ڈھکوسلا سامنے کرو گے پس معلوم ہوا کہ کہ اور قرآن دونوں کا دعویٰ غلط ہے۔

اب آپ کی بیجا تاویلوں کی بھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن کو معقول کیا چاہتے ہیں۔ اصلیت ظاہر کرتا ہوں آپ الارض فراشا کے معنے کرتے ہیں اس نے زمین کو ہمارے لئے فرش آرامگاہ اور گول حضرت گول کس لفظ کے معنے کئے۔ اس اس چودہویں صدی میں یہ الہام بھی خوب سوجھا۔ آپ بہت بڑھ گئے۔ کیا یہی ایمان محمدی کی صداقت کا نمونہ ہے۔

آپ انزل من السماء کے معنے کرتے ہیں اور بادلوں سے پانی اتارا۔ آکاش کے بیچ والا دریا بھول گیا یا اس حدیث کو جو قرآنی آیت کو منسوخ جانتے ہو بس یہ صریح آپ کی دھوکہ دہی ہے اخفاء حق سے آپ کو ذرا بھی سروکار نہیں۔

اب خلاصہ جواب یہ ہے کہ جن چیزوں کو آپ مزدوری جانتے ہیں۔ یہ مزدوری نہیں بلکہ فرض منصبی کے سامان ہیں۔ اعمالوں کی مزدوری تو جسمانی بناوٹ اور اس کا اندھا، لولا، لنگڑا وغیرہ ہونا اور غریب ہونا۔ ایسی جگہ پیدا ہونا جہاں ایک دن بھی آرام نہ ہو۔ یا ایسی جگہ جہاں سب آرام کے سامان مہیا ہوں۔ پہلے اعمال ہیں اور یہ اعمال سے یہ تمام تفرقہ موجود ہے اور اسی تفرقہ سے ہی تناسخ مانا جاتا ہے۔ اس کا مفصل جواب ہم خبط احمدیہ میں بھی دے چکے ہیں۔

مولوی سولہواں جواب۔ اگر یہ تفرقہ جس کے باعث تناسخ کے ماننے والوں کو شبہ پڑا۔ سابقہ جنم کے اعمال کی سزا و جزا ہوتا اور سزا یافتہ کی بات بلکہ یوں کہئے کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں تو لمبی مدت کی ہزاروں ہزار باتیں اور کام ایک قلم کیوں بھول گئے؟ اب انعام اور خلعت کے لینے والے کو خبر نہیں کہ کس نیک عمل پر مجھے انعام ملا۔ اور سزا پانے والے کو اطلاع نہیں کس بدکاری کے بدلے میں ماخوذ ہوں۔ لڑکپن کے حالات بھول جانا پر قیاس نہیں ہو سکتا اول تو اس لئے کہ اس وقت انسانی عقل ناقص اور بالکل نکمی ہوتی ہے۔ دوم جیسے آریہ مانتے ہیں۔ کہ سب آدمی شود پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم یوں فرماتا واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا۔ سیوم وہ حالت بھی مختصر وقت کی ہے۔ اور پچھلے بڑے کاموں سے اس کا تعلق نہیں۔ البتہ اہل اسلام اس جنم سے پہلے روح پر عہد الست کا زمانہ تجویز کرتے ہیں اور اس زمانہ کو مانتے ہیں۔ مگر اصل تو وہ ایک عالم مثال کے عجائبات اور اس کی نیرنگیوں کی ایک بات ہے۔ دوم اس وقت کو بہت تھوڑا سا وقت سمجھا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی غور کرو آج تک اس کا کتنا اثر باقی ہے کہ تمام ارواح کی فطرت میں اس اثر کے باعث باہم اختلاف ادیان و ازمان و تبغض و تحاسد کے اس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ ہمارا کوئی رب ہے جو پہلے کوئی نسبت اللہ نے کوئی

ہوا کوئی اونگ کہے کوئی پیرداں۔ کسی کی زبان سروہر کے نام سے موسوم ہوا کسی کے دہن بر شکتی کے نام سے۔
انبیا علیہم السلام کو لوگوں نے دیکھا ان کے عجائبات معجزات کو مشاہدہ کیا مگر ان کے منکر رہے اور باری تعالیٰ کو بن دیکھے یہاں یوں مان لیا کہ گویا دہ عیاں ہے دلایل سے یہ اتفاق ہرگز سب سمجھ کیونکہ ہم روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ مباحثہ اور دلایل۔ سے مخاصمین میں جھگڑا اور دعا اٹھتا ہے۔ نہ اتفاق یہی ہے کہ کبھی کانوں سے اسے حالق و خاطر کی آواز سن لی ہے۔
پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کبھی کسی پُر تکلف عبادات کی طرف اللہ تعالیٰ کو راضی بہ متوجہ ہیں۔ کیا ایسی جانکاہی اور اس طرح کی محبت بدون کسی تجلی دیکھے کے صرف شنید سے ہے؟ ایسا ہو یا تو نادیدہ حسینوں کے حسن کو سن کر لوگ ایسے ہی عشق میں مبتلا ہوتے جیسے حسینوں کو دیکھ جانباز عشاق کا حال ہو رہا ہے ولیس الخبر کالمعاینہ نک سلیم الفطرت ہمارے سید مولوی کا مقصود بالکل سچ ہے اس تحقیق پر یقیس وثوق ہے بے ریب کبھی ارواح کو تجلی الٰہی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے گو اس عالم میں نہ سہی عالم مثال میں سہی۔ اور گو اس وقت ہمارے جسمانی ذرات اس قدر عظم وکبر نہ ہوں جیسے اس وقت ہیں۔ بلکہ الست کے وقت سب ہی چھوٹے اجسام ہوں یہی مضمون مولوی فرزند علی نے صفحہ ۲۵۰ سے ۲۶۲ تک لکھا ہے۔
آریہ سولہویں جواب کا رد۔ اس جواب سے خلاصہ مطلب آپ کا یہ ہے کہ اگر یہ تفرقہ تناسخ کے باعث سے ہوا۔ تو ضرور تھا کہ اسی مدت کی بات بلکہ یوں کہیں کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ ہم ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں بھول گئے۔ حکیم جی! بیشک تفرقہ کا باعث تناسخ ہے۔ اور وہی ہمارے جنم سابقہ کے اعمال کی سزا و جزا ہے۔ مگر یاد نہ رہنے کے وجوہات ذیل ہیں۔
وجہ اول۔ جو الگ پہ ہے۔ ایک ویتی ہے سروگنہ نہیں۔
وجہ دوم۔ اس کو ایک وقت میں دو چیزوں کا گیان نہیں ہوتا۔
وجہ سوم۔ مرض نسیاں کے سبب بھی اس کو یک لخت بھول جاتا ہے۔
وجہ چہارم۔ حمل کی باتیں باہر بچپن میں اور بچپن کی سن بلوغ میں اور بلوغ کی جوانی میں اور جوانی کی بڑھاپے میں بھول جاتی ہیں۔
وجہ پنجم۔ جو دیکھنے اور یاد رکھنے کے اوزار تھے وہ نہیں رہتے۔
وجہ ششم۔ اگر ایک نقش کے اوپر دوسرا اور اسی طرح پے در پے ہزاروں ہزار نقش کھینچے جائیں تو کوئی نقش بھی قایم نہ رہے گا۔ اور اس کی یادداشت محدود روح کبھی نہیں کر سکے گا بغیر خدا کے۔
میں نے ایک دفعہ ایک جوان آدمی کو جو ایک توت کے درخت پر چڑھا ہوا توت کھا رہا تھا۔ دیکھا کہ وہ پانچ گز کی بلندی پر سے گر پڑا۔ اُس کے گرتے ہی میں اُس کے پاس گیا۔ کہ اس کو چوٹ لگی ہوگی مگر وہ ایک دو منٹ کے بعد ہوش میں آیا۔ تب پوچھا کہ تو کیسے گرا۔ اُس نے کہا کہ مجھے مرگی ہوتی ہے۔ مگر وہ مرگی نہیں کوئی بیماری ہو جاتی ہے نہ اُسے کسی چوٹ کے لگنے کا خیال اور نہ گرنے کا حال معلوم بلکہ وہ میرے جتانے سے آگاہ ہوا۔ کہ وہ گرا ہے ایک عورت کا بیہوشی میں بچہ پیدا ہو کر مر گیا اور اسے اس امر کی یاد بالکل نہیں رہی۔
آپ کا الست ماننا یا اہل اسلام کا ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔ واللّٰہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئاً اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے اگر اس آیت کو منسوخ نہ مانو گے تو عہد الست ردی ہو جاوے گا۔ یا اس کی یادگاری کا بھول جانا ماننا پڑے گا پس یہ الست کا خیال ایک وہمی خیال ہے۔ سوم جو دہریہ کو مانتے ہیں وہ اس میں گیان نہیں مانتے۔ اور جو مادہ مانتے ہیں پس وہ ناستک ہیں

اسی طرح تمام بودھ اور جینی بھی کیونکہ وہ ایشور کی ذات سے منکر ہیں۔
انبیا کے معجزات بھان متی کے تماشے ہیں۔ اس روشنی کے زمانہ میں کیا کوئی عقلمند ان لا یعنی باتوں کو سن کر ایمان لا سکتا ہے۔ سید احمد خان بہادر نے اچھا کیا جو کہہ دیا کہ ہمارے نبی کے پاس معجزے وعجزے کچھ نہیں تھے۔ اور جب ایسے سردار کے پاس نہیں تھے تو بے شک سب انبیا سابقہ کے پاس بھی نہیں تھے۔
جن لوگوں نے ایشور کو سمجھا علم اعمل تعلیم یا اپدیش سے یا کوئی ایسے مہاتما جو پچھلے جنم کے یوگی ہوں۔ ورنہ کوئی بھی ان ذریعے کے سوائے خدا کو نہیں سمجھتا ہے۔ قرآنی خدا عقل کے معیار پر ایک سکنڈ بھر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی حال انجیل کا ہے لیکن مبارک ہے وہ ارشاد جس میں لکھا ہے کہ جس مذہب سے تمام فاضل اور عالم آپکی کنہ معرفت کو جانتے ہیں اور جس دلائل سے تمام رشی منی کو انت معرفت کو پہنچے ہیں۔ اے پرماتما ہم کو وہی عقل وہی علم وہی مذہبی عنایت کیجئے۔

यामे ध्यादे वग शापित स्र्वे पासते। नयामा मवमे थ रता ग्वेमेथावि न कु रु॥

جن لوگوں کو تعلیم مدرس یا اپدیش سے ایشور پر وشواس نہیں ہوا۔ اُنہوں نے کبھی اُس کے واسطے تکلیف اُٹھائی دنیا میں اس کی ایک مثال بھی نہیں۔ پس دعوے باطل ہے آپ کے نبی صاحب سے تو جامی صاحب نے اچھا کہا ہے۔ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

مہاتماؤں سے اس کے کمال قدرت و جلال حکمت کو سن کر ہزاروں لوگ اس پر دلدادہ ہیں مگر عہد الست کی عالم تمثل سے نہیں اور نہ قالو بلیٰ کے اقرار نامہ سے کیونکہ وہ دیکھنے کی چیز نہیں محسوس نہیں۔ جسمانی نہیں۔ بس دیکھنے کا خیال ہر طرح لایق ابطال اور فضول لن ترانی ہے۔ اور اگر بقول آپ کے روح عناصر کا خلاصہ ہو تو یہ اقرار نامہ اور بھی بے معنی ہوتا ہے۔
مولوی سترہواں جواب۔ تناسخ کے قائل ابدی آرام کے منکر ہیں ابدی آرام ابدالآباد نجات سے محروم رہ جاویں تو شاید رہ جاویں اس لئے کہ ان کی فطرت اور جبلت میں یہ طلب ہی نہیں رہی۔ ان کے روح نے ابدی آرام کا سوال ہی چھوڑ دیا۔ اس اعتقاد نے ان کی فطرت کو اگر مسخ کر دیا۔ تو ممکن ہے۔ ان پر نہ وہ رحم ہو اور نہ عدل ان کی سپارش کرے۔ المختصر۔
آریہ سترہویں جواب کا رد۔ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں آپ ہم کو کم نصیب اور بد نصیب جو چاہو کہو۔ یہ نصیب کا جھوٹھا ڈھکوسلا مسلمانوں کا تراشا ہوا ہے اور اس کا سارا اثر باوجود تناسخ نہ ماننے کے اسلامیوں کی جان کا وبال ہو رہا ہے حافظ کہتا ہے۔ ؎

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را

جس طرح موجودہ سائنس وکیمسٹری نے جھوٹی کیمیا گری اور معجزوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح وید مقدس کے مبارک ارشادوں نے جسمانی شہوی اور فانی بہشت کی حور و غلمان کا خاتمہ کر کے صاف دکھلا دیا ہے کہ نجات اعمالوں کا پھل ہے اعمال محدود ہیں۔ پس نجات بھی محدود ہوگی۔ بلکہ وہ محدود کی قرآن اور انجیل کے خدا کی عمر سے بھی کروڑ گنا بڑھ کر ہے۔ مولوی صاحب کیا آپ کی فطرت بالکل مسخ ہوگئی ہے جو باوجود کل شیئی ہالک الا وجہ اللہ ماننے کے بھی بہشت دوزخ اور نجات کو ابدی مان رہے ہو۔ کیا جس بہشت کے داخل ہونے بلکہ اُس کے بسنے کی بھی ابتدا ہی ہے اور جس سے آگے بھی آدم جیسے نبی اور معلم الملکوت سے فرشتہ بیرت نکالے گئے وہاں

آپ دایمی راحت اور ابدی سرور بھوگ سکتے ہیں خدا کے واسطے غور کیجئے۔

مولوی اٹھارہواں جواب۔ آریہ کے نزدیک آواگون ہی ایک جہنم اور یہی محہ کچھ دن کے اس آزادی کے جس میں روح جسم سے الگ رہے گی۔ بہشت ہے سالانہ کوئی بہشت نہ سُرگ نہ جہنم اور نہ نرک اور تمام ارواح ازل سے ابد تک ہمیشہ گرفتار رہے اور ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ پس ہم کو سخت حیرانی ہے کہ اگر تمام ارواح ہمیشہ ایسے گرفتار رہتے پاویں جیسا آریہ مانتے ہیں۔ کہ ارواح اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں اور نہ اس کے پرتی سب سے ظل ہیں۔ پس آریہ صاحبان بتلائے ایسی سخت گیری کسی رحیم یا عادل کا کام ہے۔ قرآن کریم کیسے لطف سے فرماتا ہے ولا یظلم ربک احداً۔

ترجمہ۔ تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

آریہ اٹھارہویں جواب کا رد۔ ایسی فضول باتوں سے کہ دُور حق بات پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ سُنئے ہم آپ کو اس کا الزامی و تحقیقی دو طرح کا جواب سناتے ہیں۔

اول تحقیقی۔ آواگون ایک بڑا وسیع لفظ ہے جس میں تمام طرح کی [illegible] اور تمام طرح کی جزائیں شامل ہیں۔ پس ہم نرگ اور سورگ کو ضرور مانتے ہیں سورگ کے معنے سُکھ وسیس کے اور نرک کے معنے دُکھ و تپش کے ہیں۔ اور اسی کے حسب حال کسی ایماندار کا قول ہے۔ ع

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسے کارے نباشد

ہندوستان جنت نشان اور کشمیر جنت نظیر مشہور ہے۔ مگر عربستان و ترکستان اور افریقہ کا صحرائے کلاں جہنم مکان ہے اور قرآنی بہشت کی بابت خود قرآن کی زبان سے ایک دانا نے کہا ہے۔ ؎

گویند بہشت حوض و کوثر باشد | وانجا می ناب و شہد و شکر باشد
پُرکن قدح زبادہ و بدستم نہ | نقدے زہزار نسیہ بہتر باشد

دوسرا تحقیقی جواب۔ بغیر جسم کے سزا و جزا انسان بھوگ نہیں سکتا۔ پس جہاں و جس جگہ جا کر انسان اپنے کرموں انوسار سُکھ دُکھ پاتا ہے وہی دوزخ و جنت ہے کسی خاص مکان کا نام سورگ و نرک نہیں۔

تیسرا الزامی جواب۔ بہشت میں چھوٹے بڑے مدارج ہیں۔ دُنیا دی لوگوں کی طرح رشک اور بغض ہے۔ لوگ جماع کرتے ہیں ماس نہیں کھاتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں باین لحاظ ستد صاحب نے سچ کہا ہے۔ کہ اس بہشت سے تو ہمارے خرابات ہزار درجہ بہتر ہیں۔

چوتھا الزامی جواب۔ ایک مولوی ایماندار کا قول ہے۔ ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے | حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

ہم نے اس مضمون پر ایک عُمدہ رسالہ **رہ نجات** لکھا ہے جس میں قرآن اور وید کی نجات کا مقابلہ بڑے واضح طور پر کیا ہے۔ قرآن نے بہشت کا نام ہی شدّاد کی کہانی سے چُنا اور اُس کی اصلی بہشت کے مقابلہ میں ایک خیالی بہشت کا نقشہ بنایا قرآنی بحث یا بہشت قرآنی کی بابت ایماندار محمدیوں نے خود بھی ایسا ہی اندازہ لگایا ہے۔

ساقی بہشت انیہمہ مشتاقی چیست | جنت می و ساقی بود باقی چیست
اینجاست مے و ساقی انجاست ہمیں | پس در دو جہاں تلخی و ساقی چیست
ساقی قدح مَے کہ نگہ ایں خاک سرشت | خط بر سر پارستی و عشق تو نوشت
معمور بود بشاہد و می و بادہ جہان | موعود بود بکو ثر و حور بہشت۔

پانچواں جواب۔ قرآن کی جنت و دوزخ صرف وہم و رجا ہے۔ دراصل میں باطل ہے کیونکہ وہی الف لیلیٰ کی کہانیوں کی طرح دودھ کی نہریں شراب کی نہریں شہد کی نہریں خود بخود مُنہ میں آ جانے والے پھل ساری کی ساری منانہ شب کی کہانیاں

ہیں۔ (دیکھو طوطے اور جوگی کا قصہ) پس ایسے بہشتوں اور دوزخوں کو ہم یا کوئی عقلمند نہیں مانتا جس میں سونٹھ کی شراب کافور کی شراب۔ انگور کی شراب علیٰ ہذا القیاس بیئر۔ رَم۔ برانڈی وسکی۔ اکسا ممرا و عرق وغیرہ موجود ہیں۔

پس ایسی جنت سے ہم باز آئے مجب سے اُٹھا لو یا بدلا ایسا۔ اب ہمارا اعتقاد سُنو اور دل لگا کے سُنو۔

مولوی صاحب چونکہ ارواح ہمیشہ کام کرتے ہیں۔ اور وہ کام بد یا نیک ہوتے ہیں جن کے عوض ان کو جزا و سزا السور دیتا ہے۔ نہ ایشور معطل ہے اور نہ معزول۔ پھر دائمی دوزخ کا سے انکار فضول ہے۔ مگر یہ سارا کا سارا الزام قرآنی خدا پر آتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بات ایسی ہے جیسے رب الملکہ کو سر پر یا تک مارا۔ اور کہا کہ تو سجدہ کر یا یہ اُس لڑکی کی مثال ہے جو شراب پی کر کہتا ہے کہ میں نے کوئی شراب نہیں پی میرے مُنہ سے بُو نہیں آتی۔ قرآنی خدا تو لوگوں سے تمسخر کرتا ہے جیسے زٹلی کی طرح [illegible] عیارہ کی طرح ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فی الحقیقت ظالم و جبار و قہار۔ ماکر خیر الماکرین۔ یعنی مکّار ہے۔

مولوی اُنیسواں جواب۔ بقدیر بنا اعتقاد آواگون کے وہ رحیم و کریم محسن یعنی دیالو کرپالو بھی نہیں۔ کیونکہ اُس کے ہزارہا احسان کے بدلے میں آریہ لوگ کہہ دیں گے کہ ان کو اپنے اعمال کی مزدوری مل رہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل و احسان بیہ نہیں۔ مگر سچ ہے وہی کتاب جس میں لکھا ہے نجات اُس کے فضل سے ہو گی اور بچایا اُن کو دوزخ کے عذاب سے یہ فضل ہوا تیرے رب کا۔ (سورہ دخان)

آریہ اُنیسویں جواب کا رد۔ اس میں آپ نے چند باتوں میں جو ہی نہ ہوں وہ اٹھارہویں جواب کو دُہرایا ہے۔ اگر نجات اعمال سے ہے تو فضل فضول اگر فضل سے ہے تو اعمال فضول ہیں۔ اس قرآنی آیت کا جواب ہم قرآن سے ہی دیتے ہیں۔ قرآن سورہ جاثیہ خلق اللہ السمٰوٰت والارض بالحق ولتجزیٰ کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون ع ۲

ترجمہ حسینی۔ و بیافرید خدا آسمانہا و زمینہا را براستی و عدل و مقتضائے عدالت آنست کہ میان محسن و مسی و موحد و مشرک تفاوت باشد و دیگر برائے آنکہ پاداش دادہ شود ہر نفسے آنچہ کسب کردہ از خیر و شر و ایشان یعنی عمل کنندگان ستم و بدہ نشوند یعنی نقص ثواب ابرار و در بار عقاب اشرار و قوع نیابد بلکہ ہر کسے را بقدر سزائے عمل او جزا خواہد داد (جلد دوم صفحہ ۲۰)

اس میں صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قرآنی دید مثلاً یہ ضرور ہے کہ کیسی فعل ہے۔ نیک عمل کے مطابق اُو بمارجی گئی۔ عدل کیا جاوے گا۔ سب کو سے ان کا پھل ملے گا۔ سزا و جزا اعمالوں کے مطابق ہو گی زیادہ کچھ نہیں ہو گا۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت | دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست
ہر کو عمل بکرد و عنایت امید داشت | دانہ نکرد ابلہ و دخل انتظار کرد
بار دہ سنج گنج میسر نمے شود | مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد

ایک حکیم کا قول ہے سلطان بلا عدل کنھر بلا ماء یعنی بادشاہ بغیر عدل کے ایسا ہے جیسے نہر بے پانی کے۔

مولوی بیسواں جواب۔ اے صاحبان باری تعالیٰ کو فضل و کرم سے کس نے روکا اس پر کون غالب اس پر کون حکمران۔ اس نے کب عہد نہیں بلکہ وعید کر دیا ہے کہ کسی پر محض فضل نہ کرے گا؟ ہم تو کہتے ہیں۔ اگر ایسا سخت ڈرا دیا بھی ہے تو بھی وہ نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک جانتا ہے کہ وعدہ کے خلاف کا نام اگر کذب ہے تو وعید کا خلاف کذب نہیں۔ بلکہ کرم اور محض بخشش لا یُسئل عما یفعل وھم یسئلون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے نہیں پوچھی کیونکہ صبی اور سوال کی جگہ

نہیں۔ اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ اُس پر تو نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔

آریہ بیسویں جواب کا رد ۔ یہ جواب آپ کا باطل ناصواب ہے کیا اسی منطق دانی پر تناسخ جیسے اہم مسئلہ کا رد لکھنے بیٹھے تھے۔ یہ آپ کی لیاقت سے بہت بڑھ کر ہے اس سے ایک اور بات بھی ہم پر منکشف ہو گئی کہ آپ نے اپنے زعم فاسد میں ایک فرضی اور ہمہ ہو بھی حاتم کے حمام یاد گر دوانے بادشاہ جیسا خدا مانا ہوا ہے۔ تبھی جو چاہتے ہیں عیب اور کلنک اُس کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ خدا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا ہے جس کو اپنی سچائی کا پاس نہیں۔ جو حق پر قائم نہیں۔ سفارشوں اور شفاعتوں یا رشوتوں کے لالچ سے جس کے انصاف کے ترازو کو دستنھا بیش قاضی ردی راضی آئی کی طرح، جدھر چاہو دیا اُس مکار بہیولیے چوہوں کی طرح پانسے کا پلڑا، جُھکا دیتے ہیں۔ تو ایسا آدمی ہرگز ہرگز خدائی کے لائق نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔

اگر خدا کی ۔ غلطی پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے کعبہ کے بُت پرستوں سے کیوں مجادلے و مقاتلے کئے۔

اگر خدا کی ۔ باتوں پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے مسیح کے ابن اللہ ہونے پر کیوں جہاد کر عیسائیوں کو قتل کیا۔

اگر خدا کی باتوں پر سوال یا نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو تم لوگ یا تمام خدا پرست کیوں کرشن اور رام کے خدا ماننے سے انکاری ہو۔

اگر خدا ۔ جو چاہے کر سکتا ہے تو سب صفات حسنہ کا خاتمہ گناہ کی ترقی اور بدچلنیوں کا گرم بازار ہو کر خود ایسے خدا ہی کی جان پر وبال آئیگا۔

نہ سگ دامن کاروانے درید کہ دہقان ناداں کہ سگ پروَرید

آپ نے سُنا نہیں شاید۔ خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔ دولیکن بجائے مناسب روایت آپ نے وعدے اور وعید دونوں کے معنے نہیں سمجھے۔ یا جان بوجھ کر لوگوں کو گنہگار بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ **وعدہ** سچ اقرار کرنا نیکی کرنے کا **وعید** بد وعدہ سزا دینے کا وعدہ۔ یہ دونوں باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ ایک جگہ آپ نے خدا جانے کس طرح حق بات کو لکھ دیا ہے کہ بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر درگذر نقصان عظیم کا موجب ہوتے ہیں۔ چور باغی اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دی جاوے اور صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان [illegible] پس دونوں کے خلاف کا نام کذب ہے۔ اور ان [illegible] ب۔ اس کا ارشاد ڈراوا نہیں ہے بلکہ یقینی ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ [illegible] دوزخ اور بہشت کی باتیں البتہ ڈراوا اور بہلاوا ہیں۔ طفل تسلی کے درجے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی ہیں جسے عام بولی میں ہوّا۔ کہہ سکتے ہیں۔ اسی واسطے ایسی باتیں معتبر اور درست نہیں ہیں کیونکہ ان کی بنیاد صداقت پر نہیں۔ بلکہ ڈر و بہلاوے پر ہے۔ تبھی غالب نے کہا ہے

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

مولوی اکیسواں جواب ۔ تناسخ کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے۔ ویسے شرک کا باعث ویسے ہی اخلاق اور ماسل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے توحید کے خلاف تو اس لئے ہے کہ تناسخ ماننے والوں پر لازم ہے جیسے دیانندیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ارواح اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے نہیں۔ پرماتما اس کے مخلوق نہیں۔ زمانہ اس کے کثرت نہیں جس طرح اللہ تعالےٰ غیر مخلوق ہے۔ ارواح اور میٹر بھی غیر مخلوق ہے یہ لوگ وحدت وجود کے بھی قائل نہیں جیسے ان کے ویدانتیوں کا خیال ہے تو کیا کیا جاوے کہ اصل واحد کے معتقد ہو کر توحید کے مدعی ہیں۔

اور اخلاق۔ ماسل فلاسفی کا اس واسطے دشمن ہے۔ کہ بشرطِ اعتقاد مسئلہ تناسخ

کوئی شخص اپنے کسی محسن۔ خیر خواہ۔ آلہی محبت۔ انسانی ہمدردی کی نسبت اعتقاد و یقین نہیں کر سکتا کہ اُس شخص نے مجھ پر احسان کیا۔ یا رحم کیا یا بلکہ تناسخ کا معتقد محسن کے ہر ایک احسان کے بدلے میں کہہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک راجہ کو بچھو نے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمریزم کرنیوالے نے جن کو اُس ملک کی زبان میں منتر جھاڑنے والا کہتے ہیں۔ جھاڑا کیا۔ جب اس عصبی المزاج راجہ کو آرام ہوا اور جھاڑا کرنے والے کو انعام دیا۔ اُس کا پہرہ معاف کیا۔ تو تناسخ والے خوش اعتقاد بول اُٹھے۔ دیکھو کس طرح اس بچھو نے سپاہی کا قرض اتارا۔

آریہ اکیسویں جواب کا رد ۔ نہ تو تناسخ توحید کے خلاف اور نہ شرک کا باعث نہ اخلاق اور ماسل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے وجوہات ظاہر ہیں۔ چونکہ تناسخ سے اس بات کا پورا نسچہ ہوتا ہے۔ کہ سب دنیا کو کرم انوسار پھل دینے والا ایک وہی دہر ماتما ہے۔ وہ ایک ہی پرماتما ہے۔ جس نے اپنی انادی نیارانوسار مختلف طرح کی سرشٹی پیدا کی ہے اسی ایک پرماتما پر کامل یقین یہی اصل توحید ہے۔ ورنہ ان چیزوں کے بنانے یعنی خدا نیستی سے ہستی میں لانے سے تو خدا قائم نہیں رہتا بلکہ معدوم ثابت ہوتا ہے۔

شرک ۔ اس واسطے نہیں کہ کسی اور سے مُراد مانگنا کسی اور کا مدد کرنا۔ کسی اور پر بھروسہ کرنا۔ شفیع المذنبیں جاننا کسی کی خاطر کیواسطے دُنیا کا پیدا ہونا ماننا جیسے کہ مسلمان کلمہ میں بھی محمد صاحب کو شریک کرتے ہیں۔ اس کی شفاعت بغیر نجات محال جانتے ہیں اسکو باعث ایجاد عالم مانتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین۔ ترجمہ یعنی اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو زمین و آسمان کو میں پیدا نہ کرتا۔ اور تو نہیں بھیجا گیا۔ مگر دُنیا میں رحمت کے واسطے۔ یہ باتیں صریحاً شرک ہیں۔ محمدی مسلمان بھی ایسی باتوں کے قائل ہیں۔ پس وہ مشرک ہیں۔

جبرائیل ۔ و میکائیل و عزرائیل وغیرہ سب خدا کے شریک ہیں۔ اور خدا اُن کا محتاج اور عرش پر سکن گزیں اور سب سے بڑا شریک اور سچ پوچھو تو بقول قرآن باعث ایجاد عالم حضرت عزازیل علیہ السلام ہے **خدا کا گھر** بتلاتے ہیں جیسے بیت اللہ (کعبہ) خدا کے دیدار کو حضرت براق پر سوار ہو کر زینہ لگا شب معراج کو آسمانوں پر گئے۔ یہ باتیں صداقت کفر و شرک کے پھیلانے والی اور صداقت و توحید کے مٹانے والی ہیں۔ اور بت پرستی کے پھیلانے والی ہیں۔ آریہ لوگ یا تناسخ کے ماننے والے لوگ سب سے زیادہ اخلاق کے حامی ہیں۔ کیونکہ اِن کا مدار تمام تر نیک کرموں پر ہے۔ یہ غلط ہے کہ کسی احسان کے بدلے وہ یہ کہیں کہ اِس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ نیک کام بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ اخلاق انہیں لوگوں میں ہے۔ آپ نے جو کسی مہاراجہ کی کہانی سُنائی وہ آپ کی فلسفہ دانی کا ثبوت ہے۔ حضرت راجا لوگ بھولے ہوتے ہیں۔ ان کو آپ جیسے راجہ شاہی حکیموں نے جنتر منتر تعویذ گنڈے قبروں پر یقین کرایا ہوا ہے وہ تمام بھوت پریت کے قایل اور جن و پری کے گھایل ہیں۔ یہ سارا قصور آپ جیسے سورۃ جن پڑھنے والے مُلّانوں کا ہے ورنہ تمام عقلا و فضلا اور خصوصاً آریہ لوگ ایسے فضول اور نامعقول باتوں پر ہرگز یقین نہیں لاتے اور نہ بھولے راجاؤں کو ایسی باتیں سُناتے ہیں ایسی ہی بے بنیاد کہانیاں ہیں جیسے کہ حضرت محمد صاحب کی پیغمبری پر گوہ۔ گدھے۔ ہرنی۔ شتر نے گواہی دی اور آپ جیسے مُقلدوں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ یہی حکایت موسیٰ ۔ نبی کے حسب حال ہے۔ لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک چشمہ پر پہونچے جو بن کوہ میں جاری تھا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر تک ٹھہرے

ناگاہ ایک سوار آیا۔ اور پانی پیا اور چلا گیا اُس کا کیسہ زر رہ گیا بعد اس کے ایک چرواہا آیا اُس نے وہ کیسہ اُٹھا لیا۔ اور چلا گیا۔ بعد اس کے ایک مسافر آیا بہت عاجز اور ضعیف بیچارہ گٹھا لکڑیوں کا لادے ہوئے اس نے گٹھا رکھ دیا اور پانی پی کے اس چشمہ پر لیٹ رہا۔ ناگاہ وہی سوار اپنا کیسہ ڈھونڈتا ہوا آیا پیر مرد سے دیکھا جانا کہ اس نے لیا ہوگا۔ اُس سے مانگا پیر مرد نے انکار کیا سوار نے اُسے ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ موسیٰ متحیر ہوئے اور کہا الٰہی اس میں کیا حکمت ہے۔ اور یہ کیا عدل ہے۔ حکم ہوا کہ یہ پیر مرد اس سوار کے باپ کا قاتل تھا اور چرواہے کے باپ کا اسی قدر قرض سوار کے باپ کے ذمہ تھا۔ اس وقت حکم ہمارا قصاص اور ادائے قرض پر ہوا ہے۔ اے موسیٰ میں حکیم عادل ہوں۔"

مولوی بائیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ ماننے سے ثابت ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ سخت خود غرض ہے۔ کہ بے مزدوری کسی پر رحم۔ احسان اور فضل نہیں فرماتے۔

آریہ بائیسویں جواب کا رَد۔ ایسا ہرگز مت کہو اس مبارک مسئلہ کی تسلیم سے ہی اس مالک کی سچی تعظیم ہوتی ہے۔ وہ خود غرض ثابت نہیں ہوتے بلکہ عادل منصف سچ غیر متعصب۔ مایہ الاحتفاظ یعنی رشوت سے نفرت کرنیوالے شفاعت کے نہ سُننے والے۔ مالک اور پرم پیارے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بے مزدوری یعنی بغیر فعل نیک یا اچھے اعمالوں کے کسی کو جزا اور ملا بدا فعالی کے سزا نہیں دیتے مگر برخلاف اس کے دلیل خدائے قرآنی خود غرض پایا جاتا ہے۔

وجہ اوّل۔ بلا ہمارے افعال کے ہم کو مختلف طور پر بنایا۔ عاجز اور محتاج کیا اور دُکھ دیا۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لقد خلقکم اطوارا ترجمہ یقیناً اس نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ پس خدا یا تو خود غرض ہے یا پاگل یا ظالم۔

وجہ دوم۔ بعضوں کو افریقہ کے جنگل میں پیدا کیا۔ جن کو کسی طرح کا آرام نہیں گرمی کے مارے جل بھن کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور بعضوں کو کشمیر جنت نظیر و کابل جنت تقابل میں جو عمدہ عمدہ میوہ کھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔ اگر یہ سب بلا سبب ہے جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اس پر کسی کو نکتہ چینی اور سوال نہیں مگر لوگوں کے اوپر نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔ تو در حقیقت وہ خود غرض اور نادان ہے اور اس کے علاوہ قرآن ایک اور اندھا مغالطہ دیتا ہے۔ جب باوجود اس اندھیر کے کہتا ہے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔

وجہ سوئم۔ جب کوئی اعمال نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اور نہ کوئی معقول سبب ہے اور پھر بھی قرآنی خدا نے کسی کو نیک بخت و بدبخت یعنی بہشتی اور دوزخی بنا دیا۔ جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے فمنھم شقی و سعید یعنی ان میں سے کوئی سعید ہے کوئی شقی ہے۔ یہ سراسر ظلم اور اندھیر ہے۔ اور خود غرضی میں تو کسی کو انکار نہیں۔ پس مصنف قرآن ضرور ظالم اور خود غرض ہے۔

وجہ چہارم۔ بخیال خود تمہاری اور تمہارے بھائی بندوں حواریوں بلکہ تمام محمدیوں کی جان کا وبال ہے۔ کیونکہ قرآن میں لکھا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ترجمہ اے لوگو فرماں بردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس نے تمکو اور تم سے پہلوں کو بنایا اور فرماں برداری کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ تم دکھوں سے بچے رہوگے اور دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن اور انس اس واسطے پیدا کئے گئے کہ خدا کے فرمان بردار رہیں۔

اب یہاں اپنا وہ فقرہ پھر پڑھو کہ باری تعالیٰ سخت خود غرض ہے کہ بے مزدوری کسی

پر رحم احسان و فضل نہیں فرماتے۔"

وجہ پنجم۔ قرآن کہتا ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم سورہ بقر۔ قرآن کی ایسی ایسی تعلیموں سے شیطان اور رحمن میں کوئی بھید نہیں معلوم ہوتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۵۱ سے ۲۵۵) مگر آپ نے خود بھی اس کا اقبال کیا ہے تو تقدیر میں سا یعنی دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (صفحہ ۱۹ جواب ۱۹) پس یہ صاف خود غرضی اور ظلم اور جہل ہے۔ جس سے انصاف کا سر بسر خون ہوتا ہے۔

مولوی تیئسواں جواب۔ ہم لوگ بعض وقت بے وجہ احسان کرتے اور پھر دوسرے وقت احسان کے خلاف کرتے یا احسان نہیں کرتے۔ ان دو قسم کی مختلف کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کرنا ہمارا ذاتی اور جاودانہ وصف نہیں۔ جبکہ بالعرض ہم کو یہ صفت لاحق ہوتی ہے۔ اور بالعرض کے واسطے ما بالذات ضرور ہے۔ پس لازم آیا کسی جگہ احسان بالذات موجود ہے۔ تو کیوں آریو اس جگہ کا نام باری تعالےٰ کی پاک ذات نہیں جانتے۔

آریہ تیئسویں جواب کا رَد۔ بے شک۔ تمہید آپ کی قلم سے صحیح نکلی۔ لیکن تعصب اندرونی کے سبب اس کا بھی آپ نے نتیجہ غلط نکالا یا نتیجہ نکالنا نہیں آتا۔ سُنئے بے شک ہمارے میں احسان عارضی موجود ہے اور ہم اُس کے مخالف بھی کرتے ہیں لہٰذا اسی واسطے احسان بالذات ایشور میں موجود ہے۔ مگر احسان بالعرض و بالذات دونوں کے معنے آپ نے نہیں سمجھے۔

احسان کے معنے نیکی یا کام معوض کرنے کے ہیں۔ پس خدا نے ہمارے واسطے زمین چاند سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ وید وغیرہ چیزیں دیں ہمنے اس کا معاوضہ ایشور کو کچھ نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے اعمالوں سے انکا تعلق ہے۔ مگر سلسلہ اعمال اور چیز ہے اس سے احسان اور رحم کا واسطہ نہیں بلکہ عدل و انصاف کا شمس تبریز فرماتے ہیں۔

در جہاں وکشت برآید رجا کہ آں گوئند ؛ کہ خواجہ بر چہ بکاری ترا ہماں روید

جس طرح اب بُرے کرم کرنے کا نتیجہ سب مذہب والے آئندہ جنم یاد کہہ ماننے ہیں اسی طرح موجودہ جنم ماقبل کن کرموں کا نتیجہ ہے ؛ الحذر اے تیغ ناداں الحذر۔

مولوی چوبیسواں جواب۔ تناسخ کے اعتقاد پر ضرور ہے کہ کسی شخص کو جناب باری تعالیٰ کی پاک ذات سے محبت نہ رہے۔ حالانکہ نص سے اور آپ مانتے ہیں والذین امنوا اشد حبا اللہ یعنی ایمان لانے والے لوگ اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھا کرتے ہیں اور یہ بات کہ تناسخ کے ماننے پر باری تعالیٰ سے محبت نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہے کہ جس طرح کی سبب مجرم کو اعتقاد ہو جاوے کہ ممکن نہیں کہ میرے خلاف ورزی قانون اور جرم کے بعد یہ حاکم مجھ قصور وار پر رحم کرے گا۔ تو حاکم مجرم کو کیوں پیارا ہونے لگا تا اس مجرم کا یہ ایمان ہو۔ کہ شاید حاکم سے درگذر ہو جاوے۔ تب نہ یہی کہ البتہ وہاں محبت ممکن ہے۔

آریہ چوبیسویں جواب کا رَد۔ یہ جواب آپ کا ایک اعلیٰ درجہ کی مغالطہ دہی پر مبنی ہے کیونکہ جس قسم کی رضامندی یا محبت آپ خدا سے چاہتے ہیں اسی قسم کی رشوت دینے والے لوگ رشوت خور حاکموں سے چاہتے ہیں۔ اور موجودہ سرکاری قانون کے مطابق دونو مجرم ہیں (دیکھو دفعہ ۔ تعزیرات ہند) اور قرآنی اعتقاد کے مطابق قرآنی خدا رشوت خور حاکم سے کسی طرح کم نہیں۔ پس بموجب اعتقاد وید مقدس ویدک خدا سرو دیاپک۔ سربانتریامی احکم الحاکمین سب پر رو محمدیوں اور خدا سے محروماں

دونوں کی ساکھ ہے جس طرح قرآنی اعتقاد کے مطابق نیک اور بد سب دونوں جہنم میں جاویں گے۔ پس انصاف کرو۔ یعنی عادل اور با معقول اعتقاد سے مجرم پر خلاف قدرتی قانون اور مو مجرم کے بعد رحم کہلاتا ہے اس کی اصلاح کے واسطے اسے کافی سزا دینا ہے۔ افسوس کہ قرآنی خدا نے سعدی علیہ الرحمہ جیسی بھی عقل نہیں سے

نکوئی با بداں کردن چنان ست + کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

آپ کا خدا اسے ایسی بیہودہ امید پر رکھتا ہے جو گمراہی کی رغبت اور علم دنیا سے غافل رہتے ہیں اور گناہوں سے بے عقل رکھتا ہے اور رکھتے کہ جرم کا انجام مجرم کو کافی سزا دلانا ہے یہ کہ رہائی۔ آنکھوں سے عقل کی پٹی اور کانوں اور دل سے ایسے باطل خیالات کو دور کرو۔ کیونکہ۔

اے نیکی نا کردہ و بد بسیار کردہ ۔ و چون بعفو خود بسیار کردہ۔

پندار کہ اس و ہم تو ہر گز بود + نا کردہ چو کردہ، کردہ چون نا کردہ۔

اصل میں ایماندار لوگ اس طرح کو پسند کرتے ہیں۔ اور اسی سے محبت رکھتے ہیں جو عادل اور منصف ہو اور بد معاش لوگ اس سے خوش ہیں جو سفارش لینا اور رشوت خور ہو۔ مصنف قرآن نے یہاں عقل سے کام لیا یا نہ سہی۔ عادل کا حال دکھلا تو وہاں صاف لکھا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ عدل کسی کا عدل نزدیک راست ہے پرہیزگاری۔ اس پر مولوی حسین واعظ نے کیا اچھا کہا ہے کہ سے

عمل کن کہ از والی دل + در ہنری زند عادل۔ عدل نشاط ایست ملک آرائے۔ دین و دولت زعدل یافت (صفحہ ۱۳ سورہ مائدہ) مولوی صاحب آپ کا یہ لکھنا کہ مجرم کا یہ ایمان ہو کر حاکم سے درگذر ہو جاوے آج نہ سہی کل سہی الخ پھر وہاں عجب ممکن ہے۔ بہت ہی افسوس ٹالنے والا ہے۔ حضرت درگذر خدا کا آج نہ سہی کل پہلو بھی ادا ہو۔ سستی اور کاہلی انسان سے جب نہ کہ وہ اعلال رحمان سے۔ یہ کاہلی ایشور سے ہے اور اسی سبب سے ہی دہرمانما لوگ محبت رکھتے ہیں۔ اور سچی محبت کا عدل ہی سب سے بڑا باعث ہے۔ ورنہ یہاں اندھیرے وہاں انصاف و محبت کا کیا کام۔ دیکھئے صحف قدرت ہمیں کیا بتلاتا ہے۔

शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा। शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः॥ ऋग्वेद

اس منتر میں پرمیشور کا نام ہی محبوب یعنی متر اور اسی کا پیارا نام اریما یعنی عادل ہے وہی ورن یعنی رحیم اور اندر یعنی شہنشاہ ہے اسی کا نام برہسپتی یعنی مالک کل اور وشنو یعنی سرو وا پک ہے۔ مولوی صاحب ایمان سے کہنا کیا قرآن میں ایسی فضیلت موجود ہے؟ قرآنی ایمان جس کا آپ نے حوالہ دیا۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ اس کی وجہ یہی قرآنی حور و غلمان اور ان کے انار پستان اور چاہ زنخدان ہیں۔ یا بہشت رضوان اور انگور جنان۔ اسی کے حسب حال ایک ایماندار محمدی نے کیا عمدہ کہا ہے کہ سے

تلاش حور کی ہے بھیس پارسائی کا + بنا ہوا ہے یہ زاہد بھی اک خدائی کا

اور سوال آپ نے اٹھائیسویں جواب میں لکھا ہے۔ پس یہ ہماری تردید اس سے بھی تعلق رکھتی ہے۔

مولوی چھبیسواں جواب۔ حسب الاعتقاد سے عدل بندی کے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم عطا اور احسان کی امید نہ رہی۔ بدکار کو اس کی جناب میں دعا مانگنا اللہم اللہ بیہودہ ہو جاویگی۔ معاذ اللہ کیا پیارا کلمہ قرآن مجید میں موجود ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ وغیرہ

آریہ چھبیسویں جواب کا رد۔ مولوی صاحب عدل اور رحم مخالف نہیں ہیں

رحم اس کا سورج چاند و غیرہ کے پیدا کرنے اور پرمات وید جیسے وید مقدس کے پرکاش کرنے سے ہے جیسا کہ وید میں ہے۔

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत॥

پرماتما سرو وا پک سرو سامی اور دیالو نے تمام خلق پر مہربانی کر کے سنسار کی بھلائی کے لئے چاروں وید کا پرکاش کیا تاکہ انسان اسے عقل کر گیان کی طرف متوجہ ہوں اور دور ہو سے دل کی آنکھیں منور کریں۔

اسرار ہا و سود و جود سد ملک در گرداند + تا او ملک آرہی و علت تحریری

اس جملہ۔ پھر تو سر گشت و پریشان نظر ۔ شرط انصاف ساسد کہ توبہ فرمان بری

اہل قرآن کے اس کلمہ سے جو آپ نے درج کیا یعنی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الخ یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کرتا ہے مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ آپ کیسے اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ آیت خدا کی طرف سے ہے کیونکہ جب آپ مانتے ہیں کہ خدا نیاکاری ہے۔ نیایا یعنی عدل اسی کو کہتے ہیں کہ جو جیسا اور جتنا کرے اسی کو ویسا اور اتنا ہی پھل دینا تو یہ معافی کیسی۔ حضرت معافی اور سفارش اور رشوت ایسے عقاید ہیں کہ جن سے رب العالمین و شو مبیر بن جاتا ہے اپاہ و یعنی ظلم کا سبب لگتا ہے اور یہی تعلیم آیت کی دنیا میں گناہوں کے بڑھانے والی اور برہم زنی اخلاق ہے +

غور سے پڑھئے۔ سورہ الزمر سیپارہ ۲۴ میں قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم در معالم مذکور است کہ قومے از اہل شرک ارتکاب قتل و زنا بسیار نمودہ بودند و انواع معاصی و ملاہی بکلید ہوائے نفس بر روئے روزگار خود کشودہ بحضرت رسالت پناہ عرض کردند کہ آنچہ ما را بداں دعوت میکنی نیکوست و باید سے قبول میکنیم کہ مارا خبر دہی کہ گناہان ما آمرزیدہ میشود یا نہ۔ ایں آیت فرود آمدہ کہ بگو اے محمد اے بندگان من آنانکہ اسراف کردند بر نفسہائے خود یعنی افراط نمودند در گناہان و احد بر دو اندو نومید مشوید از بخشش خدائے بدرستیکہ خدائے بیامرزد گناہان جمیعا ہم آن را اگرچہ بسیار باشد و بدانکہ او آمرزندہ گناہانست مہربان +

در معالم از ابن مسعود نقل میکند کہ عباس بہ مسجد درآمد دید کہ واعظے وکر آتش دوزخ و سلاسل و اغلال آن میکند فرمود وکہ ائے مذکر چرا نا امید میگردانی مردمان را مگر نخواندہ آں را کہ فرمود قل یعبادی الآیہ و در خبر ست کہ گفت دوست نمیدارم کہ دنیا و مافیہا مرا باشد بعوض این آیت از دنیا و ہر چہ در دنیا است۔ انتہی (تفسیر حسینی صفحہ ۲۲۶۔ اور معالم جلد ۴ صفحہ ۲۱) اسی کے حسب حال سید ناصر علی کہتا ہے +

محیط رحمت اور دامن آلودہ میخواہد + گنہ ہے راکہ از دستم نیاید خطا کرد

حاشیہ۔ اے دریائے رحمت اور سمندر طالب گنہگار ست پس ہر گناہ ہے کہ نکنم تصور میکنم چیا کہ ظہور شان غفاری موقوف بماں ست ایضا (صفحہ ۲۰) +

ایک اور فاضل مولوی کہتا ہے +

اے آنکہ بہ پیدگشتم انذرت تو ۔ پرورده شدم بناز و نعمت تو

صد سال بامتحاں گناہ خواہم کرد ۔ یا جرم من ست بیش یا رحمت تو

ایک اور فاضل فرماتے ہیں +

خواہ از شراب خانہ خود را تباہ کن ۔ خواہ از زنا نامہ خود را سیاہ کن

دزدی کن و فساد و فریب و قمار باز ۔ اے طالب بہشت خدا را گواہ کن

کن منل خلقِ عالم وحذر از صلوہ صوم | زندانہ زی ویش صنم سجدہ گاہ کن
گر اعتبار نیست کہ چوں گشنہ اند مباح | مصحف بخوان وودر دل اثنتیاکن
آورده است مژدۂ لاتقنطوا اسبع | من ضامنم ہر آنچہ نوانی گناہ کن

مولوی حسین واعظ کہتے ہیں ✤

چوں بوادی مژدۂ لاتقنطوا | مس جراترسم زعصیان وعتوا
جوں تو ہر شکستہ راسازی درست | لس خطا ہا را امید عفو تست

قرآن سورة انفطار رکوع یا ایہا الانسان ما غرک لے آدمی جہ چیز ترا بفریفت با کاوشدی وعاصی شدی در حداثی و دلیر گشتی در نافرمانی شیخ منصور فرموده کہ اگر خدائے از من این سوال کند گویم غرتی کرمک در معالم آورده کہ گو بدبنده فریفته شدم بکرمی تو (۵۲۴ جلد ثانی تفسیر حسینی) ✤

ایک اور مولوی فرماتے ہیں ✤

مائیم برگناه تو دریائے رحمتی | جائیکہ فضل تست چہ باشد گناہِ ما
گناہِ من ار نامدے در شمار | ترا نام کے بودے آمرزگار

ناسخ کہتا ہے ✤

بخشش کی ہے اُمید علی کبر سے | ہوتا ہوں مرتکب جو گناہِ کبیر کا

حافظ

اگرچہ غرق گناہ است می رود بہشت | قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ

اے قادیانی پیغمبر کے حواریو اور محمدی مسلمانو یہی ایسا اعتقاد سراسر منبع فساد و الحاد ہے اور یہی سبب ہے کہ عرب تمام ایران افغانستان و بلوچستان میں جہاں جہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی اور قرآن کا چرچا ہے کثرت ازدواج امرد بازی قبر پرستی پیر پرستی قتل جالوہ کشی جہالت تعصب بردہ فروشی کا بھی زیادہ رواج ہے مولوی صاحب جہاں عدل ہو آباد ہو نہ کہ فضول احکام سے۔ ذرا مہربانی کر کے شاہنامہ میں ذکر عدل نوشیروان مطالعہ فرمائیے ✤

جہاں چوں بہشتے شد آراستہ | ز داد و ز خوبی و زر خواستہ
بر آسود گیتی ز آویختن | بہر جائے بیداد خوں ریختن
جہاں نو شد از فرۂ ایزدی | ببستند گیتی دو دست بدی
ندانست کس غارت و تاختن | دگر دست سوی بدی آختن
جہانے بفرمان شاہ آمدند | زکشمیر و تاری براہ آمدند
کسے کو برہ بر درم ریختے | ازاں خواستہ بوزد بگریختے

اور قرآنی خدا کے حق میں سعدی کہتا ہے ✤

ہر آنکہ کہ بر دزد رحمت کنی | بہ ہاندی خود کاروان میزنی

مولوی چھبیسواں جواب بدکاری اور نافرمانی کے بعد تناسخ ماننے والے کو نافرمانی سے نکلنے کے واسطے تناسخ کا اعتقاد ویرچاہیئے۔ کوئی مددگار نہ رہے۔ اس لئے کہ جناب باری تعالیٰ سے کسی عطیہ کی اُمید نہیں اس واسطے کہ عدالت سے سزا ہی سزا بھگتنے کا منہ لگ چکا۔ وہاں سے عفو کی امید نہیں۔ مگر کیسی لطیف بشارت ہے۔ اس کتاب میں جو آیا ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کے اضطراب کے وقت اسکی دعا پر قبولیت عطا کرے اور دکھی کے دکھ کو دور کرے ✤

آریہ چھبیسویں جواب کا رد آپکا یہ خیال بھی بالکل لایق ابطال ہے جس طرح ایک مجرم کو حاکم عادل کے انصاف پر بھروسہ ہے سزا کے بعد یا جیل بھگتنے کے بعد آزاد ہے اور اسکے عدل پر کامل اعتماد ہے کہ وہ بیگناہ پھر عذاب میں نہ ڈالیگا نیک چلنی کا عادی بھی یہی اصول ہے کہ وہ آپکا وسواس فضول۔ پس آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ

جو باک۔ ہاں قرآن سے سوائے نقصان کے کوئی بہتری کا سامان نہیں ملتا ہے۔ اگر ملتا ہے تو بچوں کے بہلانے سے زیادہ قابل اطمینان نہیں۔ یعنی دودھ کی نہریں شہد کی نہریں اور مشک کے برابر سر۔ اس میں یہی لکھا ہے میں نے بہتوں کو جن اور آدمیوں سے واسطے جہنم کے پیدا کیا ہے اور میں نے اُن سے دوزخ بھرنے ہیں۔ دیکھو سورہ اعراف ولقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس ترجمہ ہر آئینہ آفریدیم برائے دوزخ بسیارے از دیوان و آدمیان حکم ازلی تبعا و شان صادر شدہ و بر علم قدیم ما اصرار ایشاں بکفر و موت ایشاں بر کفر بوده است (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۷) مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہره بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للجنۃ وبعمل اہل الجنۃ یعملون ثم مسح ظہره فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للنار وبعمل اہل النار یعملون فقال رجل ففیم العمل یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ان اللہ اذا خلق العبد للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ حتی یموت علی عمل من اعمال اہل الجنۃ فیدخلہ بہ الجنۃ و اذا خلق العبد للنار استعملہ بعمل اہل النار حتی یموت علی عمل من اعمال اہل النار فیدخلہ بہ النار

ترجمہ۔ بدرستیکہ خدا تعالیٰ پیدا کرد آدم را پس تالید و سے تعالیٰ پشت آدم را بدست راست خود پس بیروں آورد حق تعالیٰ از پشت آدم فرزندے کہ گفتہ شد و رفتنی را پس گفت خدا تعالیٰ و بیاں انشاں پیدا کردم ایں جماع را برائے بہشت و بعمل اہل بہشت عمل میکنند بعد ازاں بمالید پشت آدم را پس بیروں آورد ازاں جماعۂ دیگر را از ذریت پس گفت پیدا کردم ایں ہارا برائے آتش و بعمل اہل آتش عمل میکنند پس گفت مردی از صحابہ۔ پس بجہت چیست عمل و تکلیف بداں دور چہ چیز فائدہ میکند عمل۔ پس گفت پیغمبر خدا۔ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ چوں پیدا کند بنده را برائے بہشت در کار میدارد او را بکار بہشتیاں تا آنکہ بمیرد او بر کارے از کارہائے بہشتیاں۔ پس می آرد آں بنده را باں عمل در بہشت و چوں پیدا کند بنده را برائے آتش در کار میدارد او را بکار دوزخیاں تا آنکہ بمیرد بر کارے از کارہائے دوزخیاں پس می درآرد خدائے آں بنده را باں عمل در دوزخ (صفحہ ۱۰۷ جلد اول) ✤

اور حدیث میں ہے کہ اگر شما گناہ نکنید حق تعالیٰ طائفہ دیگر بیافریند کہ گناہ کنند۔ "رحمت بے علت او در مرات عفو تجلی نماید" (اخلاق جلالی صفحہ ۹) ✤

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت گھر سے نکلے اور انکے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ پوچھنے پر کہا کہ۔ جو میرے داہنے ہاتھ میں ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام لکھے ہیں اور یہ جو میرے بائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل دوزخ کے نام ہیں مع ولدیت و قومیت کے اسکے بعد لکھا ہے وان صاحب الجنۃ یختم لہ بعمل اہل الجنۃ وان صاحب النار یختم لہ بعمل اہل النار وان عمل ای عمل ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدیہ فنبذہما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ترجمہ پس بدرستی کہ بہشتی ختم کرده میشود مراو را بعمل بہشتیان اگرچہ عمل کند و در مدت عمر ہر عمل کہ باشد نیک یا بد آخر ختم کار او بعمل نیک بود و دوزخی ختم کرده میشود مراو را بعمل دوزخیاں اگرچہ عمل کند ہر عمل کہ باشد پس اشارت کرد پیغمبر خدا بہر دو دست خود۔ پس انداخت ہر دو کتاب را از ہر دو دست پس پشت خود۔ پس گفت آنحضرت بپرداخت پروردگار شما از کار بندگان فریقی تمام ایشاں اگرچہ در بہشت و گروہی در دوزخ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۰۹ از روایۃ الترمذی)

مولوی کا ستائیسواں اور نیسواں جواب محسن مربی۔ مخدوم۔ مصلح ہادی مکرم کو بُرا کہنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ مگر تناسخ ماننے والے اپنے

نوٹ مولوی صاحب کے ستائیسویں جواب کا رد ہم تحفہ احمدیہ صفحہ ۲۸۲ میں کر چکے ہیں اور اٹھائیسویں جواب کا رد چھبیسویں میں ہو چکا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہیں ✤

محسنوں کو بدکار اور برا جانتے ہیں بلکہ ان پر سوار ہوتے اور ان سے نسبت تولدات کے واقع ہونیکے مجبور ہیں کیونکہ اگر اُنکے محسن بُرائیوں کے مرکب ہوں تو وہ آواگون وجنم میں ہیں کیونکر آویں تم تیز میں ہیں آنا تو ضرور ہے اسلئے ثابت ہوا کہ وہ بدی کے مرتکب اکثر ہیں ❊

ہم دیانندی آریہ سے پوچھتے ہیں اسکے بزرگ مہاتما نیک تھے کردار تھے اور ہیں یا پاپی اور بدکار ہیں اگر نیک اور بھلے ہیں اور ان میں برائی اُن میں نہیں تو چاہیئے وہ ابدی نجات پا جاویں اور آیندہ آواگون میں جو جنم اور سزا کا گھر ہے نہ آویں پھر اور لوگ آپکے محسن مربی اور بزرگ بن جاویں اور وہ بھی اس طرح نجات پالیں یہانتک کہ محدود ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہوجائے پھر سرشٹی کے پیدا ہوسکا سامان ہی نہ انکے یہاں رہے معاذ اللہ اور بصورت ثانیہ اگر نیک نہیں اور بھلے نہیں تو اُن میں کوئی بھی قابل اعتبار نہ رہے بھلا بدکار کا اعتبار کیا۔ مسلمان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کے قائل ہیں اور جو اعتراض عیسائیوں یہودیوں کی تاریخ سے اہل اسلام پر کئے جاتے ہیں اُن میں معترضوں کا دھوکا ہے یا وہ دھوکا دیا چاہتے ہیں یہی اعتراض مولوی عبرو رالدین نے صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ پر کیا ہے ❊

آریہ ردجواب ۲۹ و ۳۰۔ افسوس کہ آپکو باوجود اتنے بیہودہ الفاظ کی بھرمار کے نہ جواب دینے کا طریقہ آتا ہے اور نہ عزیز وقت کا خیال ہے یہ دو تو جواب ایک ہی ہیں پس دو نمبر نہیں۔ بلکہ ایک ہے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپنے اتنے نمبر کیوں دیئے؛ صرف اس واسطے کہ حواریان مسیح قادیانی میں نام ہو اور ناواقف مسلمانوں میں شہرہ عام مگر یہ سودا ئے خام ہے ہم آپکے جواب کے تین حصے کرکے تینوں کا جواب دیتے ہیں ❊

حصہ اول ہمارے بزرگوں کی نسبت اعتراضوں کا جواب۔

ہمارے بزرگ وہی ہیں جنہوں سے وید دھرم اور رسار جگت کی تاریخ بتا کی اُپاسنا کی۔ جنہوں نے اوپکار اور پرا او پکار کے لئے کہ ہمت باندھی۔ جنہوں نے جا بجا انسانی اخلاق کو انسانیت میں کمالیت کی داد دی جنکے اخلاق حسنہ دنیا میں اتبک ضرب المثل ہیں ان کی پیروی سے ہمارے چال چلن سدھر سکتے ہیں اور اخلاق بھی درست ہوسکتے ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ نجات ابدی ہو۔ کیونکہ ابدی راحت اور سرور سولئے پرماتما کے اور کسی کے لیگ نہیں ہر ایک روح اپنے کرم او سار پھل پاتا اور رنج و راحت اٹھاتا ہے ؎

کردۂ خویش مثل است کہ نے آید پیش

میں اس موقع پر اپنے دو بزرگوں کے قول اُن کی زبانی درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں راجہ رامچندر جی رامائن آریہ کانڈ سرگ ۶۳ شلوک ۴ و ۵ میں فرماتے ہیں ❊

نمبر ۴ (ترجمہ) لکشمن سے رام جی کہتے ہیں کہ پورب جنم میں نیچے بار بار جیسے سے ایسے پاپ ہوئے کہ جنکے کارن آج میں دکھ میں گرا ❊

نمبر ۵ علاج سے بھرشٹ ہوا اشٹ میتروں سے بچھڑا ہوا ناکا ناش ہوا ... دیرگ ہوا اسے لکشمن بہت شوک ہم کو پورب جنم کے پاپوں کے پھل سے پراپت ہوتے ہیں " اور کرشن جی مہاراج نے لکھا ہے گیتا میں۔ اے ارجن میرے اور تیرے ... جنم ہو چکے ہیں سب لوگ کے سبب ان کو جانتا ہوں تو نہیں جانتا ... لواپنے نسب انسب کرموں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے ❊

حصہ دوم محمدی مذہب کے بزرگوں کی بابت۔ چہرکی ... تعالیٰ کو مدنظر رکھکر جواب دیتے وقت آپ کو اپنے گھر کی خرابی وتباہی کا خیال آ لیا ... ہم بتلانے ہیں کہ وہ کیسے لوگ تھے۔ مقول ❊

اگر تو کہیگا ایک تو ہم اب کہینگے سو ہر چند اہل ضبط ہیں پر ... رہا نہیں

۱۔ آدم دیکھو توریت پیدایش باب ۳۔ آیت ۶ ❊

۲ قابیل وہابیل فرزندان آدم۔ دیکھو توریت باب ۴۔ آیت ۱ سے ۱۶ ❊

۳۔ نوح نبی۔ توریت ۹ باب۔ آیت ۲۱ سے ۲۷ ❊

۴۔ لوط نبی۔ توریت پیدایش باب ۱۹۔ آیت ۳۲ سے ۳۸ تک ❊

۵۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ توریت باب ۱۲۔ آیت ۱۳۔ ۱۹ تک و ۲۰۔ آیت ۲ سے ۱۲ تک مشکواۃ باب شفاعت ❊

۶۔ اسحاق نبی۔ توریت پیدایش باب ۲۶۔ آیت ۶ و ۷ و ۹ ❊

۷۔ یعقوب نبی۔ توریت پیدایش باب ۲۷۔ آیت ۱ سے ۲۳ تک ❊

۸۔ موسیٰ نبی۔ توریت خروج باب ۲۲۔ آیت ۱۹ و ۲۶ سے ۳۱ تک و گنتی باب ۱۳ آیت ۱ سے ۱۴ تک و ۳۵۔ استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱ سے ۱۴ تک مشکواۃ ثبات شفاعت قرآن ❊

۹۔ ہارون نبی۔ توریت خروج باب ۲۲۔ آیت ۱ سے ۶ و ۲۴ تک ❊

۱۰۔ داؤد نبی سموئیل ۲۔ باب ۱۱۔ آیت ۲۔ ۲۶ و باب ۱۲ آیت ۱ سے ۲۳ تک قرآن سورۂ ص

۱۱۔ سلیمان نبی۔ سلاطین ۱۔ باب ۱۱۔ آیت ۱ سے ۱۱ تک ❊

۱۲۔ آمنون۔ فرزند داؤد نبی سموئیل ۲۔ باب ۱۳ آیت ۱ سے ۱۴ تک ❊

۱۳۔ یحییٰ نبی۔ متی باب ۱۰۔ آیت ۲ و ۵ و ۲ و یوحنا باب ۲۔ آیت ۵۔ ۱۱۔ و متی باب ۱۲۔ آیت ۱۴ و ۱۵ و ... ۱۴/۱ و مرقس ۱۶/۵ ۲۹/۲ متی ۲۲/۲۹ و ۱۴/۱۱ و ۱۹/۱۸ و یوحنا ۱۱/۲ ۴/۷ ۱۴/۱۲ و ۱۲/۱۹ ولوقا ۱۲ ❊

۱۴۔ محمد صاحب قرآن سورۂ احزاب و انفال وانعام ونجم وحج ومدارج النبوۃ جلد دوم ... ۲۸۲ سورۂ نساء کیمیائے سعادت صفحہ ۸۷ و شفا قاضی عیاض صفحہ ۲۱۲ ... الاحیاء فصل اول باب دوم تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۷ سے ۲۹۵ تک ❊

مسلمانوں نے انبیا کا حال توریت و زبور و انجیل و تواریخ یہود سے لیا او یہ کتابیں ... کی رد سے الہامی ہیں ... مومن انکے الہامی ہونے پر ایمان رکھتا ہے پس انکی ... جو قبل از ... ہو چکے ہیں اور جن سے محمد صاحب نے نقل لیا قرآن ... اور سب بزرگ ... انبیا ... کی ... نے وفات کی ہی ہو تو ان کتابوں ... الہامی ... توریت و انجیل سے ... کریں کہ وہ بد چلن تھے ... نہیں ... مولوی صاحب آپ مسلمانوں کو ... عصمت کا قائل ہونا امر دیگر ہے اور بد چلن ٹھہرانا امر دیگر ❊

حصہ سویم تناسخ والے اپنے تمام محسنوں کو بدکار اور برا جانتے

ہیں ... آپکی وصوکا دہی ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے۔ بلکہ ... جانتے ہیں سنو اور ... ولکر سنو ❊

روح اور ... کا ... قدرت اور شکل و صورت ... اس سے ملاپ ہونا ... پیدا ہونا ... ماں باپ ... روں کے نیک اور نالوں کے بدبھی دنیا میں ہوتے ہیں ... آپ کے خواہ ... پیدا ... بلکہ خود ... پرسیا ... روح او ... کی جدائی کے بعد یہ سارے تعلق ٹوٹ جاتے ہیں ... نہیں ... بلکہ ابدال جاتے ہیں۔ ہم آپ کو سمجھاتے ہیں کہ ... نطفہ سے پیدا نہیں ہوا ہمارے ماں باپ روح کو ماں ... ان کا جسم ہی ... باپ ہے جب جسم یہاں جل گیا یا خاک ... ٹوٹ گیا ...

لیا ... بڑے ... میں خاک ہوگئے اور مدت کے بعد ... کے ... جھڑ گئے اور آپس سے ... اپنے بزرگوں ... جیسا ... کی سد

چوں رفت تن و رواں پاک من و تو — خشتے دو نہند بر مغاک من و تو
وانگہ ز برائے خشت گور دگراں — در کالبدے کشند خاک من و تو

پیش از من و تو لیل و نہارے بودہ است — گردندہ فلک زبہر کارے بودہ است
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی — کاں مردمک چشم نگارے بودہ است

آپ جس خاک پر بہر روز بول و براز کرتے ہیں وہ وہی تمہارے بزرگوں کی خاک ہے یا تمہارے بزرگ ہیں کیونکہ ان کا جسم اسی خاک میں ہے یا یہی خاک ہے گور میں اِن کی خاک کو کیڑے اور بچھو کھاتے ہیں اور خلق عالم جوتے پہنے اِنکے سر پر سے گذرتی ہے اور اصحاب کہف کا ساتواں دوست جو قبر سے سلوک کرتا ہے تو کسی سے مخفی نہیں ہے ؎

بقہر خدا ہر کسے او فتاد — ہمہ عالمش بائے بر سر نہند

ہمارے بزرگوں کا جسم خاک ہوا۔ اس سے کھیت میں غلہ ہوا اور غلہ کیا ہے اصل میں خاک ہے وہ خاک تم نے کھائی۔ اور اس سے پاخانہ گئے وہ سوئر نے کھایا بس تمہارے بزرگوں نے کتوں کے قالبوں میں حلول کیا ✦

لواطت لوط علیہ السلام کی اُمت کا دستور ہے علت المشائخ یعنی شیخوں کی بیماری اسکا نام حکمت میں ہے اور یہ خاص کر سب سے زیادہ مولویوں ملانوں شیخوں مسجد نشینوں زائروں کو ہوتی ہے اور اس کے مرتکب بھی ملانے اور مولوی ہوتے ہیں کیونکہ فاعل مفعول دونوں کی گردان انہیں ازبر ہوتی ہے۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ مولوی امام الدین احمد صاحب کیوریٹر میوزیم آگرہ میڈیکل سکول نے لکھا ہے ملانوں میں یہ مرض اس وجہ سے کہ اِن کو عورت تو نصیب نہیں ہوتی یا ظاہرا پارسائی کی وجہ سے اندیشہ تولد کی طرح عورتوں سے ارتباط نہیں رکھتے۔ اور نفقہ کا سبق الامرد کالنساء خوب یاد ہی ہوتا ہے نفس امارہ کے اتباع اور جوش شہوت سے مغلوب ہو کر لڑکوں (یعنی مسجد کے طالب علموں) سے کاربراری کرتے ہیں" (دیکھو رسالہ اعجاز الجنین صفحہ ۳۰) اور اسلامی ملکوں اور اسلامی سلطنتوں میں اِسکا بہت زیادہ رواج ہے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی اغلام و لواطت رائج ہے اور قول قرآن کو سند پکڑتے ہیں ✦ بخارا شریف۔ ایران شریف۔ افغانستان۔ کابل شریف و بلوچستان روم۔ لکھنؤ شریف۔ اور اس کا فرنگی محل حیدرآباد دکن۔ بھوپال۔ بہاولپور۔ جہاں جہاں ان کا قدم مبارک ہے وہاں وہاں اس شرمناک فعل کی منڈی گرم ہے۔ بخارا شریف میں تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنی اولاد خوبصورت کو دو ہفتی ہفتی جانگر چلاتے ہیں۔ غلام اور غلمان اور اغلام ایک ہی مصدر سے نکلے ہیں اور وہ بہشت میں بھی موجود ہیں اب اس فقرہ کا جواب کہ محدود ارواح نجات پا کر ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جاوے اور پھر سرشٹی کے پیدا کرنے کا سامان ہی خدا کے پاس نہ رہیگا۔ واضح ہو کہ ہم ارواح کو محدود نہیں جانتے ہاں خدا اپنے محدود علم سے ان کو جانتا ہے نہ کبھی روح کا خاتمہ اور نہ مادہ کا خاتمہ اور نہ سامان کا خاتمہ ہوگا۔ اور نہ سلسلہ ختم ہوگا۔ ہمیشہ اسی طرح انادی پرماتما انادی رعیت کا راجہ اور مالک رہیگا۔ مگر یہ سارا اعتراض قرآنی خدا پر عاید ہے۔ کیونکہ اِسکی بساط محدود ہے آدم سے پہلے سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ازل سے غریب خدا کے پاس نہ تھا ہاتھ پر ہاتھ بے بضاعت بنیا دلی طرح بیٹھے اور تول کے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ حیران تھا کہ کیا کروں تجربہ شکل سے غرض بجائے خودکشی کی۔ اور اپنے ٹکڑے کرکے پھیلا دیئے ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ہو گیا تب خدا کہلانے لگا۔ افسوس ایسا بے بضاعت خدا چھٹ پٹ بجھا غفا ؎

چو بنگر بنگری آئینہ ہمہ اوست — ذ تنہا گنج بل گنجینہ ہمہ اوست

قیامت کے بعد بھی وہ سامان نہ رہیگا۔ روحیں ختم ہو جاوینگی۔ مادہ ختم ہو جاویگا خدائی کارخانہ درہم برہم ہو جاویگا کیونکہ کل شیء ھالک الا وجہ اللہ بہشت و دوزخ اور سب نبیوں اور رسولوں اور فرشتوں کی آتما روحوں اور بھلوں کی روح سب فنا ہو جاوینگی تب غریب اور بے بضاعت خدا عرش کے بالاخانہ پر ہو زچیا لش نگران ست کہ ملکش ماوگران ست کی طرح اوساں باختہ بیٹھا رہیگا معاذ اللہ چند دنوں سے غریب اور بے بضاعت خدا نفس موہوم و تخیل کی طرح مداری بن اپنے پیٹ سے انتڑیاں نکال تماشا دکھلا خدا بن بیٹھا مگر جو نہی تماشے کا ہاتھی آیا تو ریخ: نادر بجا ماندے نادری۔ گدھا بلا سور کتا۔ خرس سیاحانہ خدا کو خود بننا پڑا۔ کیونکہ ہمہ اوست یا ہمہ از وسکے سوا غریب کا چھٹکارا نہیں تھا معاذ اللہ مولوی صاحب بیچارے تماشگر چھلیا نقش موہوم بہروپیا بلکہ مپل کا کیا اعتبار معاذ اللہ

مولوی صاحب اکتیسواں جواب میں نے اپنے کانوں سے بڑے بڑے راجاؤں مہاراجوں سے سنا اور یہ تقدیر یا نئے مسئلہ تناسخ کے سچ بھی ہو وہ لوگ کہا کرتے تھے تپیوں راج اور راجوں نرک کا معنے تپ یعنی ریاضتوں اور سخت سخت اور مشکل مشکل عبادتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجہ ہو جاتا ہے۔ پھر راج کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ انسان یعنی راجہ دوزخی ہو جاتا ہے اس کلام کا دوسرا جملہ یعنی راجوں نرک اس لئے بھی سچ ہے کہ راجوں اور مہاراجوں سے اکثر ظلم و تعدی ہو جاتی ہے۔ اِن سے پورا پورا انصاف محال ہے پھر عیاشی اور فضولی وغیرہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہے کہ علی العموم یہ دوسرا جملہ سچ ہے کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے جیسے سفلس (آتشک) پہاڑی روگ گرمی باد شجر۔ مبارک کہتے ہیں۔ اہل مصر نے نائیٹریٹ آف سلور کا کیا خوبصورت نام رکھا ہے۔ الحجر الجہنمی۔ میں جب کبھی آتشک کے زخموں پر اس کا استعمال کرتا ہوں۔ اُس وقت اِس مصری نام کی خوبی جیسی مجھے معلوم ہوتی ہے شاید ایک ناتجربہ کار یا شرائع سے ناواقف کو ہرگز معلوم نہ ہوتی ہوگی ✦

آریہ۔ آپکے اس جواب کا ہم کیا رد کریں اسکا ایک ایک لفظ تسلیم کے قابل ہے اور جب ساتھ اِسکے آپکا تجربہ بھی شامل ہے کہ ضرور راجاؤں کو ایسا ہوتا ہے کیونکہ آپ راجہ شاہی حکیم تھے۔ الحمد للہ کہ آپکے منہ سے بھی کلمہ حق نکل گیا بیشک راجاؤں اور بادشاہوں کو جو کہ ظالم اور عیاش ہوتے ہیں جہنم ملتا ہے۔ بتو راج اور راجوں دولت۔ پس محمود۔ تیمور۔ اورنگ زیب۔ نادر۔ غیاث الدین علاؤ الدین سکندر لودھی۔ احمد شاہ ابدالی وغیرہ جیسے ظالموں اور سفاکوں اور عیاشوں کو ضرور نرک (جہنم) ملتا ہے یعنی بُرے کرموں کے بدلے میں اِس جنم اور دوسرے جنم میں دکھ الحجر جہنمی وغیرہ روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر جس قدر آپنے تسلیم کیا اور سمجھ لیا۔ کہ ضرور ظلم و عیاشی کا پھل دکھ ہے اب انکو راج کیوں ملا صاف ظاہر ہے ؎

زکوے کہ نیکی پسند و خدائے — دہد خسروے عادل و نیک رائے

اور اس کے خلاف ؎

چو قومے بعصیاں شود مبتلا — جفا کار شاہے فرستد خدائے

اور یہ تو صاف ظاہر ہے کہ شامت اعمال عالم صورت نادر گرفت پس ظالم و عادل بادشاہ دونوں ہی اپنے سابقہ اعمالوں کے سبب بادشاہ ہوتے ہیں مگر چونکہ اختیار عمل کرو دونوں مستقل (آزاد) ہیں اسی واسطے حسب منشائے آدمی کوئی نیک کرتا ہے کوئی ظلم اور اُنکے معاوضہ میں درگاہ الٰہی سے سزایاب ہوتے ہیں پس یہ سارے کے سارے تعلق اعمال سابقہ اور نیز جنم سے ہیں نہ کہ اتفاقیہ یا خود بخود ✦

مولوی چھتیسواں جواب ہم نے مانا کہ آرام و تکلیف اعمال کا ثمرہ ہیں مگر یہ لیا

نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال دنیوی وا اسی جنم کے ہیں تمہارا ثمرات کہتے ہیں یہ فائدہ بھی ہے کہ جزا و سزا ہیں باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اسکا ماہوا صرف ہو ثمرات ہیں علم اور یاد اب ضروری نہیں بلکہ باقی الباب ہیں وہ اسباب موجب یاد ہوں سو ایسی یادداشت تو تناسخ ماننے والوں کے نزدیک ضرور نہیں رہتی یہاں کہ بچہ میں ایسے کونسے اعمال ہیں جنکے باعث بچے نے سزا بھگتی یا جسکا ثمرہ اُٹھایا سو اسکے سنئے دو جواب ہیں +

اول یہ کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ اعمال ہیں جسکا ثمرہ بالجبر لینے میں عامل اور فاعل یا مرتکب کا عاقل و بالغ اور سمجھدار ہونا مان بوجھ کر قانون قدرت کے خلاف ورزی کا مرتکب ہونا ضرور نہیں مثلاً ایک نادان لڑکا آگ میں ہاتھ ڈالدیوے زہر یا ہووہ ملا یا جاوے اور ایسی خلاف ورزی میں سزا جزا اور ثمرہ کا اُٹھانا ضرور ہے۔ بہت ہو یا تھوڑا ہی سہی مگر ایسی صورت میں اگر بعد سے قلیل دکھ وا ایک اور رنج رسان ہے تو انکی تلافی اس اجر عظیم سے ہو جاتی ہے جیسے شہادت کا مرتبہ کہتے ہیں +

دوسرے وہ اعمال ہیں جن میں قانون کی خلاف ورزی مرتکب جرایم کا عاقل بالغ جان بوجھکر جرم کا مرتکب ہونا ضروری ہے ایسے قوانین کو قانون تعریف قانون حکما۔ قانون حکام کہتے ہیں۔ پس لڑکے قانون قدرت کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں۔ اُنھوں نے خود کئے یا اُن کے والدین اور مربیوں نے +

دوم۔ لڑکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھکر کسی برائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں اور اسی کی سزا میں گرفتار رہوتے ہیں تو اس لئے کہ برائی کی مرتکب اُن کی روح ہے اور اُن کی روح میں ہشیار اور اِن کی کمزوری کیوفت ایسے گن کرم اور سبھاؤ کے ساتھ ہے جیسے جوانی کے وقت +

اور یا اس لئے کہ جسقدر کے وہ لڑکے ہیں اور جسقدر ایکے جسم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی ایکی روح بھی ہے پھر جیسے تھوڑی سی موٹی بھی روح اور سمجھ کا ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرتکب بھی ہوتی ہے اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو بیمار دیکھتے ہیں اپنی وسعت اور سمجھ کے موافق کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہوں +

جب ہم عقلا و حکما اور بڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بھی عقل او سمجھ کے خلاف کرتے ہیں اور اس کی سزا پاتے ہیں بھلا چھوٹی سی عمل کے تئیں ایسا کیوں شک کرتے ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ لڑکوں کو کچھ بڑی تکلیف نہیں ہوتی اور اور اسکے والدین مربی اپنے اسی جنم کے اعمال کی سزا بھگتتے ہیں اور بایں ہمہ کہ ایسے لڑکوں کو آیندہ ابد الاباد زندگی میں ترقی کا سامان ملجاوے +

آریہ تیتیسویں جواب کا رد۔ اِس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں مان لیا کہ "آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں" "پس لڑکے قانون قدرت کے خلاف ورزی میں گرفتار ہیں" "لڑکے بھی ہم کہتے ہیں جان بوجھکر برائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں" "اور اسی کی سزا میں گرفتار رہوتے ہیں" وغیرہ پس آپکے پچھلے سارے انکار آپکو شرمسار کرتے ہیں درحقیقت سلسلہ اعمال و سزا سے سوائے اقرار کے کوئی چارہ نہیں ہے ثمرہ کہئے جزا کہئے سزا کہئے۔ ہمارا مطلب ہر طرح حاصل ہے کہ یہ سب تفرقہ دکھ اور راحت کے متعلق اعمال سے وابستہ ہے پس اس مسئلہ کو تو آپنے مان لیا۔ اب دیکھئے نمانع سے کیا انکا ہے +

ہم نے مولوی صاحب کے جواب میں نمبر لگا دیئے تاکہ رد اچھی طرح سے سمجھ میں آسکے اور طول فضول عبارت ہم کو بار بار نہ لکھنی پڑے کیونکہ ہم کو تحقیق حق سے غرض ہے کاغذ سیاہ کرنیکی مرض نہیں +

آپکے اعتراض نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ وہ اعمال دنیوی اور اسی جنم کے اسواسطے نہیں کہ وہ اس سے پہلے کے ہیں یہاں صرف اسکا پھل ظاہر ہے بیج ظاہر نہیں پس بیج

اسکا دوسرے جنم کے اعمال ہیں حصہ نمبر ۲ کا یہ رد ہے کہ بچہ نے قبل ابتدائی حمل بس کس طرح انگلی مار کر اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالیں کس طرح اپنے پاؤں توڑ ڈالے کس طرح حمل میں بہرہ اور گونگا ہو گیا۔ کیوں غریب اور کنگال کے گھر میں آیا کیا وہ درحقیقت جاہتا تھا۔ اِسکا ثبوت قیامت تک آپ سوائے اقرار تناسخ کے نہیں دیسکتے کیوں جنم سے دکھ میں پڑا۔ اور کیوں سُکھ میں آیا۔ یہ سارے اسباب ہیں جسکا سبب قبل رسائی بچہ کے اسکے حمل میں کوئی فعل ہونا چاہیئے اگر نہیں ہے تو تناسخ بدیہہ دلایل سے ثابت ہے آگ سے یا زہر سے مرے ہوئے بچہ کو آپ شہید سمجھتے ہیں مگر کیا بعرا و ذنب وخبر کے ثواب یا عذاب ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پس وہ کسی طرح عذاب ثواب کے مستحق ہیں اور جو حمل میں مرجاتے ہیں یا اسقاط ہو جاتے ہیں ان کو ثواب شاید بہشت سے بھی اوپر قرب الٰہی کا درجہ دیتے ہونگے آپکے خیال اور قرآنی آیات کے مطابق اچھا ہوتا ہے جو لڑکے یا زہر سے مرتے ہیں کیونکہ شہید ہوتے ہیں آفرین آپکی عقل پر اور تحسین دانائی پر۔ بریں عقل و دانش بباید گریست بریان لڑکوں کے جلنے اور زہر کی تکلیف کو آپ قدرے قلیل دکھ دایک و رنج رساں سمجھتے ہیں کسی نے آپکے حق میں اچھا کہا ہے + ؎

کبھی سدّ دطاؤس گلستان فتح کروائے　　بلا سے تیری گر اک بیریاں کی جان بن آئے
تیری لطف طبع کو عجب اچھا تماشا ہے　　وہ تڑپے ہے تیرے لب پر اہا ہو ہو اہا آہا ہے

جب یہ صاف ثابت ہے کہ لڑکے قانون قدرت یا کسی قانون کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں پس حمل میں یا پیدا ہوتے ہیں خلاف ورزی اُنھوں نے کیا کی؟ مولوی صاحب! ایمان سے کہنا سوائے تناسخ کے اِسکا کوئی جواب ہے +

مولوی تینتیسواں جواب۔ نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے مگر نیک اپنی نیکی پر کبھی تکبر کرتا یا نیکی کو ریا۔ اور لوگوں کو دکھلانیکے واسطے بجا لاتا ہے کمزور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بدی کا اثر اگرچہ برا ہونا چاہئے مگر بدکار اپنی بدکاری پر نظر کرتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار اضطراب شرمندگی ظاہر کرتا اور دعا و غیر مانگتا ہے اس نئے نیک اپنی نیکی کو سیاہ کر دیتا ہے اور بدکار بدی کے بعد مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے دکھی دیکھتے ہیں اور بدکار کو سکھی اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہدیں کہ یہ تکلیف نیک پر اسکے پوربلی جنم کا پھل ہیں اور یہ آسایش بدکار کو اسکے پوربلی جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ وہم غلط ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تشخیص نے غلطی کھائی ہو +

آریہ تینتیسویں جواب کا رد۔ یہ جو آپنے نیک و بد کی مثال دی ہم مان لیتے ہیں مگر جو اس میں آپنے مغالطہ دیا ہے اُسکا پہلے کھنڈن کرینگے بھائی پوربلی جنم کے کرم نہ سہی سابقہ اعمال سہی جب اس نے نیکی کی اسکے بعد غرور کیا یا پہلے غرور کیا پیچھے نیکی کی انصاف تو یہ ہے کہ غرور کا برا پھل اور نیکی کا نیک پھل ملے ایسے ہی برائی کا برا پھل اور پیار بھگتا کا عمدہ پھل ملنا چاہئے پس اول عمل ہوتے ہیں پیچھے پھل ملتا ہے اسمیں بھی آپنے اپنے منہ سے نہیں قلم سے بلکہ دل سے سابقہ اعمال کا پھل دکھ اور سکھ مان لیا ہو اور یہی اس سے ظاہر ہوتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ اس نے اس جنم میں غرور نہ کیا ہو۔ اور نہ اِس نے اس جنم میں پرارتھنا۔ پس اس جنم سے تعلق نہ ہونیکے سبب ضرور اعمال جنم سابقہ اسکا باعث ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ آپنے تشخیص میں غلطی کھائی ہو جیسا کہ اکثر کیا کرتے ہیں۔ الانسان مرکب من الخطا والنسیان +

مولوی چونتیسواں جواب۔ نیکیوں کے بہت اقسام ہیں پھر جیسے نیکیوں کے انواع و اقسام ہیں ایسے ہی نیکیوں کے ثمرات و نتایج کے بھی اقسام ہیں اکثر اولوالعزم

کی حالت یہ ہے ایک قسم یا سو ہزار قسم کی نیکی کرتے ہیں اور جس جس قسم کی نیکی کرتے ہیں اسکو انواع و اقسام کی برکات و ثمرات کو حاصل کرتے ہیں مگر وہی نیک ایک قسم کی نیکی کرنیوالے اور طرح کی بدی بھی کرتے ہیں اور ان بدیوں کی سزا بھگتتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ بعض نیکیاں اس قسم کی ہیں کہ جلد اپنا پھل دیتی ہیں اور بعض نیکیاں اپنا ثمرہ مدت کے بعد ظاہر کرتی ہیں ایسی حالت میں نظارہ کنندہ کبھی غلطی میں پھنسکر کسی قسم کی بدی کے مرتکب کو مطلق نیک اور کسی قسم کی نیکی کرنیوالے کو بدکار کہہ بیٹھتا ہے اس جواب کو یہ قصہ واضح کرتا ہے ✤

حاکم رائکیا مجلس میں اما العصر مر سلنا والد ین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا اصحاب کو کچھ سنار ہا تھا ایک شخص نے اس سے دریافت کیا کہ جب تمام آرام ایمان سے حاصل ہو سکتے ہیں اور انواع و اقسام آلام کفر و نافرمانی سے تو انگریز کیوں حیوٰۃ الدنیا میں منصور و دولتمند ہیں تب حاکم نے اسکے اور عام اہل مجلس سے عرض کیا کہ ایمان کے ادنیٰ ترین شعبوں میں سے اماطة الاذیٰ عن الطریق ہے یعنی رستوں کو صاف کرنا رستوں میں سے دکھ دینے والی اشیاء کو دور کرنا اور مومنوں کی تعریف میں آیا ہے وامرھم شوریٰ بینھم مومن ہیں جنکی حکومت جنکے کام مشورہ سے ہوں اور مومنوں کو کہا گیا ہے۔ وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعۡیَهٗ سَوۡفَ یُرٰی ترجمہ آدمی کو اپنی سعی و کوشش کا نتیجہ ملا کرتا ہے اور اپنی کوشش کے نتائج کو دیکھیگا ✤

میرے پیارے مخاطبو ان چند ایمانی احکام پر انگریزوں نے عمل کیا اور تم نے ان احکام سے عملدرآمد سے منہ موڑا جن لوگوں نے ان احکام اسلام کو لیا وہ ان احکام کے پھل بھی اُٹھا رہے ہیں تم نے نافرمانی کی اسکا بدلہ بھی بھگت رہے ہو۔ یہ تو امر کی تعمیل ہے ایسا ہی نہی کو بھی پیش نظر کرو۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم ترجمہ آپس میں مت جھگڑا کرو باہمی اختلافات سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت و ہوا اُکھڑ جاویگی یہ آیت شریف بتلا رہی ہیں تم کو علم ہے باہمی جنگ و جدل چھوڑ دو۔ ورنہ بودے ہو جاؤگے تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ اس نہی کی تم نے پرواہ نہ کی اللہ کے فضل سے تم بھائی بھائی تھے مگر باہم اعدا ہو گئے غرض تم لوگ انہی نافرمانیوں کے وبالوں میں گرفتار ہو۔ ہاں نمازیں پڑھتے ہو روزے رکھتے ہو زکوٰۃ بھی دیتے ہو۔ اور ان سب سے مقدم توحید پر ایمان لائے ہو اور انگریز مثلاً ان احکام کے منکر ہیں تو ان اعمال کے ثمرات تم ہی اٹھاؤگے انگریز انکا پھل نہ لینگے غرض جو شخص جس قسم کا بیج بوئیگا اسی قسم کا پھل اٹھائیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاٰخرۃ ترجمہ تاکہ تم دنیا اور آخرت میں فکر کرو۔ کیں صحابہ کرام اور انکا اتباع عظام نے دین اور دنیا دونوں حسنات کا بیج بویا تھا۔ دونوں کا پھل اُٹھایا ✤

آریہ چونتیسویں جواب کا رد۔ میں حیران ہوں کہ آپنے اس آخری جواب کو تناسخ کے رسالہ میں کیوں لکھا۔ اگر وہ سارے پچھلے فضول جواب آپ کیوں بھول گئے۔ اسکے جواب میں کرموں کا پھل ملنا تو آپنے ضرور مان لیا۔ وہ پھل کا وہی ڈھکوسلا آپکا کہاں گیا؟ بیشک نیکی اور بدی کا بالضرور اور یقینی طور پر پھل ملتا ہے آپنے جو قصہ لکھا وہ بھی درحقیقت ع سلام روستائی بے غرض نیست۔ کی مثال ہے۔ ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ اس میں آپنے کہاں کہاں غلطی کی۔ اماطة الاذیٰ عن الطریق کی آیت پر کبھی اسلام والوں نے عمل نہیں کیا۔ خود خدا کے گھر میں یعنی عرب میں عمل نہیں ہوتا تھا۔ جیسا عرب کا نام محمد صاحب سے پہلے قطاع الطریق اور تازی یعنی لوٹیرا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جب تک ویدک دھرم پر نہ آویں ایسا ہی رہیگا بتلائیے اس آیت پر عمل ہوتا ہے یا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی کام نکالتے ہو ✤

افغانستان۔ روم۔ ایران۔ بلوچستان۔ تاتار۔ مصر وغیرہ جہاں جہاں اسلامیوں کا راج ہے یا تھا۔ کبھی اس آیت کے ان معنوں پر عمل نہیں ہوا۔ پھر فضول اسلام کی بے بنیاد تعریفوں سے کیا فائدہ۔ دوسری آیت بھی آپنے بے فائدہ درج کی کیونکہ اس پر کبھی عمل نہیں ہوا بھی واور ھم شوریٰ بینھم۔ اگر اسلامی بادشاہ مشورہ کرتے تو استقدر ظلم و ستم دنیا میں کبھی ہوتے یا اتنی خونریزی ہوتی ہرگز نہیں اور تواریخ خود حضرت ہی کے جانشینوں کے ایسے شاہد ہیں بھلا عقل کو اسلام سے کیا نسبت۔ تیسری آیت اور بھی بے فائدہ ہے یعنی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی آپس میں مت جھگڑو باہمی اختلاف سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت اُٹھ جائیگی حضرت کے مرجانے پر کتنا جھگڑا ہوا۔ خلافت کی بابت کیا کچھ گل کھلے حضرت علی اور معاویہ اور عائشہ اور طلحہ و زبیر و عثمان وغیرہ صحابیوں نے اس آیت پر کیسا عمل کیا۔ کیا اُن کو آپ جیسی عقل نہ تھی مولوی صاحب سے شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر ست۔ جو دو آیات آپنے درج کی ہیں وہ بھی تناسخ اور مسئلہ اعمال کی مددگار و حامی ہیں یعنی وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیه سوف یُریٰ ترجمہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا اور اپنی کوشش کے ہی نتائج کو دیکھیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاٰخرۃ۔ تاکہ دنیا اور آخرت کا فکر کرو جبکہ آدمی کو اپنی کوشش اور سعی کا نتیجہ ملتا ہے اور آیندہ بھی ایسا ہی دیکھیگا۔ اور جیسا کسی نے بیج بویا تھا ویسا ہی پھل اُٹھایا۔ بس جنم کے دکھ سکھ یا اسباب دکھ سکھ ضرور بالضرور اعمال جنم سابقہ کی سزا و جزا ہے ✤

مولوی پینتیسواں جواب۔ نیک شخص کے دو پہلو ہیں ایک جہت میں وہ اللہ تعالیٰ کا محب اور ایک جہت میں بباعث اپنی نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے نیک پر تکالیف کا آنا ممکن ہے کہ محبت کی جہت سے ہو۔ نہ محبوبیت کی جہت سے اور انعامات محبوبیت کی جہت سے ہوں نہ محب ہونیکی وجہ سے ✤

آریہ پینتیسویں جواب کا رد۔ خدا کسی کو نہیں آزماتا۔ کیونکہ آزمانا جاہل ناواقف کا کام ہے عالم الغیب کا نہیں۔ بس نیک یا بد کو جو تکالیف درپیش ہوتے ہیں وہ برائی کے سبب سے اور جو آرام و راحت ملتی ہے وہ بھلائی کے سبب سے اگرچہ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں مگر آپکا فرضی ممکن درحقیقت ناممکن ہے ہم اسی قاعدے سے فرض کر سکتے ہیں۔ کہ شیطان پر لعنت اور رحم محبت کی جہت سے ہو نہ کہ عداوت اور کفر کی وجہ سے اور نبیوں کو بہشت گناہ کے سبب سے ہو نہ کہ محبت اور پیار کی وجہ سے کیونکہ دونوں باتیں اُسی کی رضا اور خوشنودی میں معلوم ہوتی ہیں۔ ابن عباس فرمودہ کہ امر بمعنی اختیار است یعنی ہر کہ تو خواہد ایمان آرد ہر آئینہ ایمان آرد و ہر کرا خواہد کہ کافر شود بیشک کافر گردد۔ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ۔ آنچہ مشیت ازلی بداں متعلق شدہ از سمت تغیر مبرا و از صفت تبدیل معرا ست

ہر کرا خواہی بیاں وہر کرا خواہی بخواں   حکم حکم تست وکس را چارہ جز تسلیم نیست

(دیکھو تفسیر حسینی سورۃ کہف صفحہ ۹ ۱۸۸۹ء نولکشور) ✤

جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآنی اعتقاد کے مطابق ان تمام شرارتوں کا بانی بلکہ کفر و شرک کا موجد بلکہ بانی مبانی خدائے قرآنی ہے ع زینہار از قرین بد زنہار ✤

شیخ عبید اللہ مصنف تحفۃ الہند کا اعتراض صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶

مولوی۔ ہندوؤں کے دین میں قیامت کا ہونا کہیں نہیں لکھا ✤

آریہ۔ قیامت کا مسئلہ جس طرح قرآن میں لکھا ہے اور جو آپکا منشا ہے بیشک ہندو اسکے قائل نہیں اور نہ وہ تسلیم کے قابل ہے قیامت کے روز خدا تعالیٰ کا حساب کتاب کرنا اور ایسی عقل یا علم کل سے نہیں بلکہ منکر نکیر و کراماً کاتبین کے عرض معروض کرنیکے مطابق اُسکے ہر فیصلہ عادل و حاکم و منصف ہونیکی صفات کا ابطال ہے اور اُسکے کسی گن کا کسی وقت معطل یا ناصر بیکار رہنا اس کی ذات سے انکار ہے بس قیامت کے روز حساب و کتاب خدا کا اجلاس تخت خداوندی پر پیغمبر صاحب کا پیشی کرنا ملائک کا فوجی سلامی

اُتار نار فرجنٹ آرمس) اور بعد ازاں رب العرش کا آٹھ فرشتوں کے شانہ پر رکھی ہوئی پالکی پر بیمار یا نزع رعاں یا بوڑھے بادشاہوں کی طرح پھر کر سب کے پاس سے گذرنا۔ علیٰ ہذ القیاس محض باطل اور سراپا غلط ہے +

مولوی کہتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار مرتا ہے تو یم راج جسکو ہنود دھرم رائے بھی کہتے ہیں اُسکے برقنداز گنہگار کی روح یم راج کے پاس لیجاتے ہیں اور وہ جیسکے لائق ہوتا ہے اُس کو ویسا ہی جسم دیتا ہے اِس جسم میں اپنے اعمال کی سزا پاکر اس جسم سے نکلکر پھر کسی اور جسم میں داخل کیا جاتا ہے (از سوط اللہ الجبار جلد ا صفحہ ۱۴) +

آریہ آپنے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا صرف عوام کے کہنے سے اعتبار کر لیا مگر اصل میں ایسا نہیں بلکہ سرو دیاپک پرماتما کو کسی برقنداز یا چپڑاسی یا اردلی کی ضرورت نہیں البتہ عزرائیل و میکائیل و جبرائیل وغیرہ برقندازوں کا صوبہ دار قرآنی خدا ہے اور وہی بالائے سبع سموات کبھی عرش کبھی کرسی پر جلوہ فرما۔ اُسی پرماتما کا نام دھرم راج دھرم رائے اور یمراج یا جمراج ہے اور یم وایو کا بھی نام ہے پس وایو منڈل کے ذریعہ روح دوسرے قالب میں جاتا ہے اور وایو کو اُس احکم الحاکمین کا برقنداز (بطور) استعارہ کہیں تو کوئی ہرج نہیں وہی پرماتما ہر جا موجود ہونیکے سبب سب کا ہمیشہ ہر جگہ انصاف کرتا ہے ہر ایک روح کے حق میں بموجب اعمال وہی دھرم رائے یا دھرم راج (حاکم عادل) ہے۔ وہی پاپ پُن کے انتریامتا سے سب کا ہمراج (دلوں کا مالک اور عالم) ہے منوجی مہاراج نے بھی کاشف القلوب اور محرم اسرار نہانی سے پرماتما کو انہیں ناموں سے پکارا ہے اور اُسکے تاریخ کلوک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (منو ادھیاء ۸ شلوک ۹۲) پرماتما کے انصاف میں کسی شفیع یا وکیل یا سفارشی کی رسائی نہیں اور نہ کسی ولی یا نبی یا رشی منی کو طاقت گویائی +

سرگشتہ بود خواہ نبی خواہ ولی۔　　در وادی ما اوری ما یفعل بی

مولوی۔ اسی طرح لکھا ہے جنم لیتا ہے یہانتک کہ مکھی اور مچھر اور چیونٹی سوار کتا وغیرہ ہر طرح کے حیوان بلکہ درخت اور گھاس بوٹی بھی اور بعضوں کے نزدیک پتھر بھی ہوجاتا ہے اور بہتیرے جنم لیکر جب گناہوں سے صاف ہوتا ہے تو اُسکی مکت یعنی نجات ہوجاتی ہے یعنی نیست و نابود ہوکر خدا کی ذات میں ملجاتا ہے +

آریہ۔ بیشک ہر ایک کرم انوسار سزا و جزا پاتا ہے اور رنج و محنت و راحت و آرام بھوگنے کو مختلف قالبوں میں جاتا ہے مگر ہر ایک کیواسطے خواہ مخواہ لاکھوں جنم بغیر کرموں کے ضروری نہیں و بیک دھرم کی تمام بنیاد داناؤں کی اعمال اور انصاف ذو الجلال پر ہے کسی بیہودہ خیال پر نہیں مگر دین اسلام اِس نیک اصول کو قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے ؎

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد　　گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

مختلف جونوں میں جانا ہرج کی بات نہیں اور نہ علم معقول کے خلاف تمام اجسام ایک ہی قسم کے عناصر کم و بیش سے مرکب ہیں اور سب سو ہیں بھی غیر مادی محرک بالذات ہیں مکھی مچھر چیونٹی۔ سور۔ کتا۔ سب کو جان عزیز اور سکھ دکھ کی تمیز ہے اپنی اولاد سے محبت۔ دشمن سے نفرت۔ رزق کی ضرورت۔ شہوت غالب اور انسان کی طرح حرص طالب ہے۔ شہد کی مکھی کے حالات یا خود مشاہدہ کرو ورنہ تکارودانش کو مطالعہ کرو تاکہ عقل آوے اور کام کرنا سیکھو اور ایسا ہی دوسری مکھی کی دانائی اور ہوشیاری امریکہ کی چیونٹی کا شہد جمع کرنا اور سب ملکوں میں سردی کیواسطے غلہ کیا جمع کرنا کون ہے جسکو انکی واقفی فاقت سے انکار ہو۔ اندھیرے میں لگاتار کام کرنا اور ایک شاہی مکڑی کا متقل مزاجی سے بار بار کوشش کرنا اور کامیاب ہونا اِس لائق تو ہے کہ تیمور جیسے شہنشاہ اُنکی شاگردی کریں لوگ کہتے ہیں کہ چیونٹیاں باتیں کرتی ہیں اور حفاظت خود اختیاری سے بہت ہوشیار ہیں اور مادی بھی الہام ہے جس سے آپکو انکار نہ ہوگا یعنی قرآن اور محمد صاحب سورۃ نحل میں فرماتے ہیں +

قالت نملۃ یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون فتبسم ضاحکا من قولھا ترجمہ گفت مورچہ اے مورچگان در آئید بخانہائے خود تا در ہم نشکند شما را سلیمان و لشکرہائے او و دانستند پس سلیمان تبسم کرد از گفتار مورچہ +

تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ چیونٹیاں خدا کی عبادت کرتی ہیں نصیحت و نیک بات یاد خدا میں مشغول ہیں پس یہ سب جونیں مسلمانوں سے زیادہ نیک عابد ہیں جو آدمی و مادیں نہیں اُس سے چیونٹی اچھی ہے ؎ مور گرد آورد بتابستاں۔ تا فراغت بود زمستانش۔

پھر اسی سورت نمل میں لکھا ہے فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین ترجمہ پس گفت (ہدہد) جانور در گرفتم بچیزے کہ در نگرفتۂ آنرا و آوردم ترا از قبیلۂ سبا خبرے تحقیق را۔ اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ سلیمان مرغوں جنوں اور آدمیوں کی بولی جانتا تھا اور قرآن میں لکھا ہے کہ جانور۔ درخت۔ پہاڑ۔ ستارے۔ شمس و قمر سب خدا کی عبادت اور اُس کو سجدہ کرتے ہیں سورۃ حج الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ترجمہ۔ آیا ندیدی کہ سجدہ میکنند خدا تعالیٰ را آنانکہ در آسمانہا اند و آنانکہ در زمین اند۔ و آفتاب و ماہ و ستارہا و کوہہا و درختان و چارپایان و بسیارے از مردمان۔ اِسی کے متعلق ایک فاضل کہتا ہے ؎ وانگہ تا بینی از زمین شہود۔ جملہ ذرات جہاں را در سجود۔ سعدی کہتا ہے یا د دارم کہ شبے در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودم و سحر در کنار بیشہ خفتہ۔ شوریدۂ کہ دراں سفر ہمراہ ما بود سحرگاہاں نعرۂ بزد و راہ بیابان گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش اینچہ حالت بود گفت بلبلاں را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند از درخت و کبکان از کوہ و غوکان از آب و بہایم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مروت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ کجا روا باشد +

بیل اور گدھے بھی آدمیوں سے اچھے ہیں۔ گاوان و خران بار بردار + بہ از آدمیان مردم آزار +

عموماً درندے اور چارپائے اچھے ہیں بہ نسبت بدزباں سرِ بہتر است از دواب و ذب از توبہ کر گنگوئی صواب +

غافل آدمی سے سانپ اچھا ہے۔ آناں مار بہ پائے راعی زند + کہ ترسد سرش رابکوبد بسنگ +

اگرچہ پتھر وغیرہ جونوں میں جانا ہم مانتے اور نہ اُنہیں صاحب ادراک جانتے ہیں کیونکہ اول تو اُنکے قالبوں میں جانا وید مقدس کے خلاف ہے دوم وہ بیجان ہیں سوم جہاں اچھیا۔ دویش۔ پریتن۔ سکھ۔ دکھ۔ تمیز نہیں وہاں روح یا جان کوئی چیز نہیں۔ بنابراں اِن میں روح کا تناسخ ہونا ہم نہیں مانتے +

مگر کتب اسلامیہ کے رو سے آدمی۔ اونٹ۔ سور۔ بندر۔ گوہ۔ چیونٹی۔ ہُدہُد گدھا۔ بلی۔ کبوتر۔ فیل۔ درخت۔ پہاڑ۔ نمک۔ شکر۔ نیز تک سب جگہ ارواح معلوم ہوتی ہیں وہ سب مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے۔ عربی جانتے اور بولتے۔ شہوت کے قابل سجدہ کرتے۔ گویا سب مسلمان اور مسلمانیاں ہیں مفتی شاہ دین صاحب نے حقیقت روح انسانی میں لکھا ہے شریعت میں حد تواتر کو پہنچگیا ہے کہ درختوں اور پتھروں وغیرہ نے نبیوں کے ساتھ کلام اور اُنکے حکموں کی فرمانبرداری کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی روح اور شعور رکھتے ہیں۔ (صفحہ ۳۲) +

جو ہمارا اعتقاد ہے اُسکی بنیاد عدل الٰہی اور صداقت پر ہے کہ جان جہاں تمنا اور خواہش ہے اُن تمام اجسام میں روح جنم لیتا ہے اُنکی حالتوں کے اختلاف سے اعمال اعمال سے جسم اور جسمی اختلاف سے خدا کا انصاف ثابت ہوتا ہے رضائے الٰہی

ماننے تناسخ کے نعوذ باللہ ظالم مکار اور دھوکا باز ثابت ہوتی ہے یا نپٹ ناشک ہونا پڑتا ہے جیسا کہ منکران تناسخ کا حال ہے یا سچے الہام وید سے منکروں کا وہم و خیال جس نے تناسخ کی اصلیت کو نہ سمجھا اور نہ روح کی حقیقت کو جانا اُسے ضروری عدل الٰہی سے ہاتھ دھو ہمہ اوستی یا ملحد ہونا پڑیگا +

مولوی۔ اور یہ مسئلہ تناسخ کا بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے کہ اب تمام ہندوؤں کا مذہب ٹھہر گیا ہے اور محض بے اصل ہے +

آریہ۔ آپنے صفحہ ۱۴۶ پر تو یہ لکھا ہے کہ بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے۔ اور صفحہ ۱۴۸ پر فرماتے ہیں اکثر حکما کہتے ہیں کہ نفس قدیم ہے" اور پھر لکھتے ہیں بعضے حکما تناسخ کے قایل ہیں"۔ اور ایسا ہی اشاعت السنۃ جلد دوم صفحہ ۴۲ پر بھی لکھا ہے مگر مولوی صاحب کیا شکر کا مقام نہیں کہ یہ مسئلہ حکما کا قیاس ہے اور حکما ہی اِسکے قایل ہیں اور اکثر حکما نفس کو قدیم مانتے ہیں۔ نہ کہ اُمی اور جہلا لوگ اور ہندوؤں نے بقول آپکے اگر تقلید کی تو بھی علما اور حکما اور فضلا کی نہ کہ جہلا کی مگر یہ مسئلہ اصل میں نہ تو حکما کا ایجاد ہے اور نہ کسی انسان کا طبعزاد۔ بلکہ یہ قدرتی قانون کی جان اور وید مقدس کا ارشاد ہے جن حکمائے ایشوری قانون اور ویدک تعلیم پر غور کی یا رشیوں کا اوپدیش سنا وہ اِس مبارک مسئلہ کے قایل ہوئے باقی جاہل رہے اور اصل بات یہ ہے کہ روح اور اعمال کو مانکر بغیر تناسخ کے کوئی چارہ نہیں ہوسکتا بشرطیکہ کوئی عقل سلیم سے کام لے محض بے اصل تو پلصراط۔ شفاعت۔ جہاد۔ حور و غلمان اور بہشت اور دوزخ کے مسایل ہیں۔ اور اسی طرح حلالہ۔ متعہ اور تقیہ جو محمدیوں کی خیال بندی اور قیاسی وہمی وسواس کے باعث ہیں نہ کہ ایسا معقول الخ علمی مسئلہ جیسا کہ تناسخ ~ ہر آنکس کہ روئے از تناسخ بتافت + بہر جا کہ شد ہیچ عزت نیافت + تناسخ زبس راہ عقل و صواب + اگر عاقلی رو متاب + اگر عاقلی رو متاب ~~

تناسخ براست + کسے کیں شناسد خدا را شناخت +

آنریبل سید احمد خان صاحب کے اعتراضوں کا جواب

تھذیب الاخلاق جلد اول نمبر ۹ مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ صفحہ ۱۱۳۔۱۲۳ میں سید صاحب نے اگرچہ اپنے ایک مسلمان دوست کی درخواست پر جسکے دل میں تناسخ کی بابت چند شبہات تھے۔ ایک آرٹیکل لکھا ہے اور اپنے خیال میں تمام زور سے اس مسئلہ کی تردید کردی۔ مگر حاشا کہ کوئی اعتراض بھی وقعت کے قابل نہیں +

قولہ روح کے ایک جسم سے تعلق چھوڑ کر دوسرے جسم سے تعلق کر لینے کو تناسخ کہتے ہیں جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس طرح جونک اپنی دم کو ایک جگہ جا لیتی ہے پھر جبتک اپنے منہ کو دوسری جگہ نہ جمالے دم کو نہیں ہٹاتی۔ اور جگہ نہیں چھوڑتی اسی طرح روح جس جسم سے اِس کو تعلق ہوگیا ہے جب تک وہ دوسرے جسم سے تعلق نہیں کر لیتی پہلے جسم سے تعلق نہیں چھوڑتی اور جس جسم سے تعلق چھوڑتا ہے۔ وہ ہی اس جسم کی موت ہے اِس سے لازم آتا ہے کہ وہ ایسے جسم سے تعلق کرتی ہے کہ اُس سے پہلے کسی اور روح نے اُس جسم سے تعلق نہ کر لیا ہو ورنہ ایک جسم میں دو اور تین اور اس سے بھی زیادہ روحوں کا تعلق ہونا لازم آویگا اور یہ منافی اُس وجہ کی ہے جس کی بنا پر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ کو مانا ہے +

اقول۔ یہ پورا تاردی اعتراض ہے جس کی صدہا مرتبہ تردید ہو چکی روح کا جسم سے تعلق پیدا کر لینا بارادۂ خود نہیں۔ بلکہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور اسی سررِ ہ ایک سے زیادہ پر روک ہے ایک روح کو کرم انوسار مختلف قالبوں میں سزا و جزا حاصل کرنی ہے

شکل اپنے اختیار سے اور بھی سبب ہے کہ اسلامی سلطنتوں جیسے ندھر وہاں نہیں جو خواہ مخواہ اپنے جوش جہالت کے فرو کرنیکی غرض سے لاکھوں ہندوؤں کے سر قلم کئے جاویں جیسا کہ تعصب کے شعلہ سے بھڑکتا ہوا مولوی رومی قرآنی آیت کا ترجمہ کرتا ہے ~ لا اکرم کعار راخوں شد مباح + ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح۔ دختت و فرزندان شاں جملہ سبیل + زآنکہ نعقل اند مطرود و ذلیل + پس ایک سے زیادہ ارواح کا کسی جسم سے تعلق نہیں ہو سکتا +

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں اور اس لئے انکے دو فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب روح ایک جسم سے مفارقت کرتی ہے۔ تو دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے گو کہ وہ جسم اُس جسم کی نوع۔ ہو جس سے اُس نے مفارقت کی ہو یعنی یہ بات ممکن ہے کہ گدھے کی روح جب وہ مرینگے۔ انسان کی جون میں چلی آوے۔ اور انسان کی روح جب وہ مرینگے۔ گدھے کی جون میں چلی جاوے احمد ابن حابط اور احمد ابن بابوس جو اس کا شاگرد تھا۔ اور ابو مسلم خراسانی اور محمد ابن زکریا رازی طبیب اور فرامت کا یہی مذہب تھا۔ اور ظاہرا یہی مذہب ہندوؤں کا بھی ہے مگر رازی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب جانور مار ڈالے جاتے ہیں تو اُن کی روح انسان کی جون میں چلی جاتی ہے +

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایک قسم کی روح دوسرے قسم کے جانور میں نہیں جاتی بلکہ ہم قسم جانوروں میں جاتی ہے یعنی انسان کی انسان میں گدھے کی گدھے میں شیر کی شیر میں وعلی ہذا القیاس +

پس اگر تناسخ کو مانا جاوے تو ایک قسم کی روح کا دوسرے جسم سے اُس وقت تعلق ہوگا۔ جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر یا سڑے ہوئے مادہ میں ہو جس سے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اور کسی اور روح نے اُس سے تعلق نہ کر لیا ہو

اقول۔ بیشک قایلین تناسخ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں وہ محمدی اغراض مذاہب کی طرح اپنے دین والوں کے سوا غیروں کو واجب القتل و الصلیب نہیں جانتے جنہیں علم معقول سے کبھی مس نہیں ہاور جو ہمیشہ تقلید پرستی کے سبب جادۂ راستی و تحقیق کیطرف قدم نہیں اُٹھاتے جن کو تنزوح سے مٹک اور کافور کی تمیز نہیں جیسا کہ روضۃ الصفا میں بذکر خلافت عمر لکھا ہے اکثر مورخین گفتند کہ درقادسیہ و مداین خرد اربشے کافور بدست عربان افتاد و آنرا نمک پنداشتند و ہمت بر معاودۂ مصالح طلا بفارح نقرہ گماشتند۔ روضۃ الاصفا جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ نولکشور +

ایسے اسلامیوں میں اگر دو فرقہ ہو گئے ہوں تو کچھ شک نہیں اور اگر زیادہ فرقہ ہونا کسی مذہب کے بطلان کی دلیل ہے تو بھی سب سے پہلا اسلام کی سلامتی نہیں مگر دونوں طرح ماننے سے اصول میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ تناسخ کے ثبوت میں کوئی دقیقہ باقی رہجاتا ہے قطع نظر اسکے دیگر تمام تناسخ ماننے والوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں جس سے اصول میں لغزش ہو جیسا اسلام میں بہشت دوزخ۔ قیامت معراج اور ساعت کے مسایل جن میں اسلامیوں کو سخت اختلاف ہے

قولہ۔ یہودی اور عیسائی اور جمہور مسلمان تناسخ سے منکر ہیں اور مسلمان اِن لوگوں کو جو تناسخ کے قایل ہیں کافر قرار دیتے ہیں +

اقول۔ مسلمانوں کا کسی کو کافر قرار دینا ایسا لایعنی اور بیہودہ ہے جیسا کہ اور مذاہب والے مسلمانوں کو کافر کہیں۔ آپ کس منہ سے پھر مسلمانوں کے مددگار ہوتے ہیں جبکہ مسلمانوں نے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔ سُنی مسلمان شیعوں کو قطعی کافر کہتے ہیں اور اسی طرح شیعہ لوگ سُنیوں کو اور یہ دونوں وہابیوں کو ہم مسلمانوں کے کافر کہنے کو فقیر بلھا شاہ کے ہمصفیر ہیں +

بھیلا تینوں کافر کافر کہندے نے توں ہانجی ہانجی کہندا رہو۔

محقق نصیر الدین طوسی کو نظام معتزلہ نے کافر کہا۔ اُنھوں نے اِس کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمایا ✣

نظام نے نظام اکافرم خواند　　چراغ کذب را نبود فروغے
مسلمان خوانمش زیرا کہ نبود　　سزاوارِ دروغے جز دروغے

تمام عقلمندوں کو اعراقی مسلمان اپنی اعرابیت سے کافر کہتے ہیں اور عقلمند انہیں ماریء اعرابی اور بردہ فروس اور طائفہ دردان قرار دیتے ہیں۔ ہم بقول امیر خسرو ✣

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

قولہ۔ بہرحال جو لوگ تناسخ کے ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں ان پر بار ثبوت ہے تاکہ وہ اپنے اس دعوے کو ثابت کریں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے دو قسم کی دلیلیں ہو سکتی ہیں عقلی و نقلی۔ نقلی دلیلیں تو محض بیکار ہیں اس لئے وہ دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتیں بلکہ خود اُس مذہب کے پیرو بھی ان نقلی دلیلوں پر بحث کر سکتے ہیں کہ آیا اُن سے وہ دعوےٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں ✣

باقی رہی عقلی دلیل اگر دلیل عقلی نفسی سے ثابت ہو تو بلاشبہ اُس کو ماننا پڑیگا۔ دلیل عقلی دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ ایک محسوسات حقیقیہ پر مثلاً زید ہمارے سامنے کھڑا ہے تو ہم کو یقین ہے کہ زید موجود ہے دوسری عقلیات پر جو اولیات پر مبنی ہوں اولیات سے ایسے امور مراد ہیں جن میں غور و فکر کی حاجت نہ ہو۔ جیسے ہمارا یہ کہنا کہ دس زیادہ ہیں تین سے یا یہ کہ ہونا اور نہ ہونا یا حادث و قدیم یا موجود و معدوم یا واجب و ممتنع ایک حکم اور ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے ✣

پس تناسخ کے اثبات کے لئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے جبکہ انسان کے یا حیوان کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی حسی دلیل اس پر نہیں ہوتی۔ کہ اُس میں کسی دوسرے جسم کی روح آگئی ہے وہ پیدا ہوتے ہی یا چھٹے برس یا بڑا ہو کر یا مرتے وقت یہ نہیں کہتا اور نہ بتاتا ہے۔ اور نہ یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اس میں دوسرے جسم کی روح آئی تھی۔ اور نہ دیکھنے والے کسی حالت میں جان سکتے ہیں۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح تشریف فرما ہوئی ہے ✣

عقلیات اولیات میں سے بھی کوئی دلیل اِس بات پر کہ اس آدمی کے یا گدھے کے بچہ میں دوسرے جسم سے روح آئی ہے موجود نہیں ہے پس دلائل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے ✣

اقول بیشک تناسخ کے ماننے والوں پر بار ثبوت ہے اور انکا فرض ہے کہ وہ اس دعوے کو ثابت کریں اور اس میں بھی شک نہیں کہ نقلی دلیلیں دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتی ہیں مگر گستاخی معاف آپ مولوی دین سے ڈرے ہوئے ایسی باتیں کہیں ویدمقدس کی ہدایت منقولی دین نہیں ہے بلکہ سراپا معقول ہے اُس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں جو کہنے سے مان لینی پڑے بلکہ تمام امور کو دلایل معقول سے سمجھایا اور ذہن نشین کرایا ہے ✣

ہمیں افسوس ہے کہ بلا سوچے سمجھے معقول دلایل سے نہیں بلکہ بے ثبوت مغالطوں سے دھوکا میں پڑ کر کہدیا کہ دلایل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے ✣

عقلی دلیل کی پہلی بنیاد محسوسات حقیقیہ پر رکھکر آپ کہتے ہیں کہ تناسخ کے اثبات کیلئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے۔ حضرت! روح کے جسم میں رہنے میں حسی دلیل کا نہ ہونا روح کے غیر مادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ تناسخ سے انکار کا کیونکہ روح کا جسم میں آنا اور نکلجانا دونوں حسی دلیل سے ثابت نہیں ہیں لیکن جسم میں بغیر روح کے کام کرنیکی طاقت نہیں نظر آتی یعنی مردہ جسم علم سے خالی دیکھتا ہے اور روح کا فعل یا وصف صرف علم ہے۔ باقی رہا اُسکا نظر نہ آنا یہ بھی انکار کیلئے کافی دلیل نہیں کیونکہ جب روح دنیا میں آئی تب ہم

اُس میں طاقت گویائی نہیں دیکھتے اور دماغ کیساتھ رہنے سے سب معلومات بشری جو ل بابیں تو مدت حمل میں اور ۲۔ تین سال بلکہ ۵ سال طفولیت میں موجودہ جسم کے تعلقات کے سبب رہنے سے حیاءات بھی منتشر ہوجاتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ہمیشہ اکیلے بیٹھکر اپنے خیالات کو منتشر نہیں ہونے دیتے وہ اپنا پڑھا ہوا کبھی نہیں بھولتے اور جن کے خیال مادی جنجال سے منتشر رہتے ہیں اُنہیں ایک گھنٹہ کی بات بھی یاد نہیں رہتی دوسرے چونکہ انسان کبھی اس بات کی کوشش نہیں کرتا ورنہ ہر ایک جاندار کی بابت معلوم کرسکتا ہے روح کے جسم میں آنے کے چند روز بعد تک بھی اُسکی عادت سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے کہ روح فلاں جسم سے آئی ہے ✣

مثلاً ہمیں آدمی ہیں ایک پہلے امیر تھا۔ اب بھی امیر ہے دوسرا پہلے غریب تھا اب بھی غریب ہے۔ تیسرا پہلے امیر تھا اب غریب ہوگیا ہے اگر وہ ستوں کسی ملک کے سامنے ایک سا لباس پہنکر چلے جائیں تو وہ اُنکی ظاہری صورت سے تو پہچان نہیں سکتا۔ لیکن جس وقت اُن کی نشست و برخاست اور کلام وغیرہ سے تحقیق کیا جاوے گا۔ تو سب کو جان لیگا۔ بشرطیکہ اُس کو اس بات کا علم ہو۔ حکیم سقراط کا ایک غلام سے اشکال اقلیدس حل کرانا۔ کیا آپ نے نہیں پڑھا یا اُس امیر فقیر کی نقل آپکو معلوم نہیں جس نے بادشاہ وزیر غلام کو معلوم کرکے بادشاہ کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ حضور آدمی بات سے پہچانا جاتا ہے ✣

پس حسی دلیل تناسخ پر کیا بلکہ روح کی ہستی اور تمام روحانی قویٰ پر نہیں ہے کیونکہ حسی دلیل کا مرکبات کے سوا کسی لطیف چیز کیساتھ تعلق نہیں ہے روحانی قوائے کے علاوہ حرارت کا سب جگہ موجود ہونا قوت مقناطیسی۔ قوت کشش درمیان سورج و زمین وغیرہ پر کوئی حسی دلیل قایم نہیں ہوسکتی اور اصل میں حسی دلیل تمام الہیات کے ماننے والوں کے سامنے بازیچہ طفلاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ✣

باقی رہے دلایل عقلی وہ سارے کے سارے تناسخ کے حامی ہیں مثلاً عقل سے ثابت ہے کہ جسم میں روح موجود ہے اور کام کر رہی ہے اس پر مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں ✣

اول۔ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی یا اس سے پہلے تھی؟

دوم۔ جسم سے پہلے ہونے کی حالت میں کہاں تھی ✣

سوم۔ روح جسم کے بغیر ہمیشہ رہ سکتی ہے یا کچھ دیر تک ✣

چہارم۔ جسم سے روح الگ ہو کر کہاں جاتی ہے ✣

اگر مان لیا جاوے کہ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور بے تعلق مادہ کے کبھی پیدا نہیں تھی۔ تو اس صورت میں وہ خواص مادہ سے ایک خاصہ ہوجاتا ہے۔ اور سرے سے روح کا وجود ہی باطل ہوجاتا ہے جس طرح وہ جسم کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئی اسی طرح جسم کے فنا ہونے سے فنا ہوجاویگی اور اس حالت میں جزا و سزا۔ بہشت و دوزخ حور و غلمان ثواب و عذاب و نجات و دیدار الٰہی کے سب گاؤخورد ہوجاتے ہیں اور عاقبت کے تمام کارخانے دریا برد۔ اور یہ مسئلہ اول درجہ کی گمراہی اور الحاد کا بانی ہے۔ اگر مان لیں کہ روح جسم سے پہلے موجود تھی تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ کہاں تھی اور کس حالت میں تھی۔ روح کی موجودہ حالت کا اندازہ لگانے اور اُس کے جسمانی تعلقات پر خیال دوڑانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چپ چاپ بیکار رہنے والی چیز نہیں اور تمام مادی جگت میں نظر دوڑانے سے جہاں تک عقل کی رسائی ہے پتہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر جسم دھارنے کے بُرا یا بھلا کام نہیں کر سکتی۔ اور مادہ پرست اسلام نے تو نجات میں بھی بغیر جسم کے نہ رہنے دیا کیونکہ حور و غلمان وغیرہ تمام جسمانی خوشیوں کو بغیر جسم نہیں ہو سکتی۔ پس ضرور ہے کہ وہ پہلے بھی جسم دھارن کرتی رہی ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر انتظام عالم چلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یا چلنا محال ہے اور اِس صورت میں وہ جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی قایم بالذات رہیگی۔ اور روح قدیم ثابت ہوجاوے گی۔ کیونکہ

وہ قائل نہیں اور نہ علمی اور عقلی اصول مانتے ہیں مگر اس تناسخ کے تمام اصول ناکارہ و فضول ہو جاوینگے +

اور ساتھ ہی یہ ثابت ہو جاویگا۔ کہ روح اپنے مالک کی طاقت سے تو کچھ دیر تک معطل رہ سکتی ہے لیکن ہمیشہ نہیں مثلاً گیند یا توپ کا گولہ یا کوئی اور چیز بغیر آدھار کے نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ گیند کو اوپر کی طرف پھینکیں تو اتنی دیر تک کہ جس قدر پھینکنے والے کی طاقت سے اُسے بل ملا وہ بلا آدھار کے رہی۔ مگر پھر اُسکے بل کے دور ہوتے ہی زمین پر آ رہی۔ اور یہ وقت ہمیشہ طاقت کے فرق سے مختلف ہو سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عارضی طاقت ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ روح معطل یا بیکار رہ سکتی ہے۔ ان سب عقلی دلایل پر غور کرنے سے تناسخ صاف طور پر ظاہر ہے۔ اور جب کہ تمام منطق جاننے والے متفق الرائے ہیں کہ الانسان حیوان ناطق یعنی انسان حیوان ہے جیسی انسان میں روح ہے ویسی تمام حیوانوں میں روح ہے عقل کا فرق یا دماغی قصور امر دیگر ہے جیسے چھوٹا بچہ مجذوب یا شاہ دولہ کے چوہے یا مخبوط الحواس انسان اور ایک حبشی تقبل کو تلا اور بتہ پوش اور عرب کے بدو اور ایک نیلی گیند کا نیچری یا کسی اور ولایت کا مہذب تعلیمیافتہ اسی طرح تمام حیوان علی القدر مراتب انسان کے ساتھ ملتے ہیں اور سب میں کام کرنیوالی روح موجود ہے

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں۔ اُن کی اول دلیل یہ ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی۔ اول تو یہ کیا ثبوت ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہی دوسرا یہ کہ کبھی روح مادہ سے علیحدہ بھی تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو یہ قول کہ روح بے تعلق مادہ نہیں رہتی۔ غلط ہو جاتا ہے۔ معہذا کسی جاندار کے مرجانے سے اسکا مادہ کسی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ پس روح کو اِس مادہ کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں +

اقول۔ آپنے غلط سمجھا۔ اُن کی دلیل ایسی نہیں بلکہ اس طرح پر ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے کام نہیں کرتی۔ یعنی نیک و بد افعال نہیں کر سکتی ہے اور روح کا معطل رہنا عقلاً محال ہے۔ پس ضرور وہ تا حصول نجات مختلف اجسام سے بموجب اوصاف صدودی کے تعلق پیدا کرتی۔ اور سرمایہ حسنات جمع کرتی رہتی ہے بتلایئے اسکا آپ کیا رد کر سکتے ہیں جبکہ آپ مادہ کو کسی حالت میں معدوم نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قدامت مادہ کے آپ قایل ہیں۔ شکر ہے پرماتما کا کہ آپ نے وید مقدس کا ایک اصول قبول کیا۔ اور ایشور کریگا کہ آہستہ آہستہ تمام مسایل کا ایمان کریں گے +

قولہ۔ دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ روح غیر متناہی ہے اور عالم بھی غیر متناہی ہے اور اس لیے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے +

اِس سے زیادہ کوئی لچر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عالم اور روح کے غیر متناہی ہونے سے روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا لازم نہیں آتا اور بالفرض اگر روح بھی غیر متناہی ہے تو روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکی کیا ضرورت ہے اگر یہ کہا جاتا کہ روح متناہی ہے اور عالم غیر متناہی ہے تو روح کے ایک جسم سے دوسرے میں جانیکے لئے کوئی وجہ ہو سکتی تھی مگر اُن لوگوں کو یہ ثابت کرنا کہ روح متناہی ہے۔ اُن کے اصول کے موافق ناممکن ہے +

اقول۔ یہ کسی تناسخ ماننے والے کی دلیل نہیں ہے۔ آپنے گستاخی معاف وہم کا کھایا یا خواہ مخواہ علم روح و تناسخ سے ناواقف ہونے کے سبب مغالطہ دیا +

اُن کی دلیل یہ ہے +

روح کبھی ناش نہیں ہوتی اور نہ عدم سے وجود میں آئی کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں اور نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے پس روح ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اور ساتھ ہی روح معطل یا جڑ نہیں بلکہ چیتن اور کام کرنیوالی ہے اور بغیر جسم کے روح صرف آنند تو بھوگ سکتی ہے مگر کوئی کام نہیں کر سکتی اور چونکہ مادہ بھی قدیم ہے۔ جیسا کہ تمام بدھیمان قائل ہیں اور خدا کی صفت خالقیت بھی قدیم ہے۔ خدا ہمیشہ پرواہ روح کے دُنیا کو پیدا کرتا اور مہاکلپ تک قایم رکھتا اور پھر اُس کے بعد کارن یعنی مادہ میں پرلے کر دیتا ہے چونکہ کبھی روح یا پرکرتی نیستی سے ہستی میں نہیں آتے پس وہی ارواح (اور وہی پرمانو) بار بار مختلف قالبوں میں تشریف لاتے اور سزا و جزا اُٹھاتے ہیں۔ اب بتلایئے کہ آپ کیا رد کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح تناسخ سے انکار کر سکتے ہیں +

قولہ۔ تیسری دلیل اُن لوگوں کی ثواب و عذاب پر اور انسانوں کے مختلف طبایع پیدا ہونے پر مبنی ہے وہ کہتے ہیں کہ انسانوں کی طبایع مختلف ہیں کوئی سلیم الطبع ہے اور کوئی اس کے برخلاف۔ کوئی امراض میں مبتلا ہے۔ اور کوئی صحیح تندرست۔ خوشحال فارغ البال ہے اور نہایت مصیبت میں بسر کرتا ہے اور کوئی متمول ہے عیش و آرام سے زندگی کاٹتا ہے۔ اور انسانوں کو یا کسی جنس کے انہیں مختلف حالتوں میں پیدا کیا ہو تو خدا عادل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ یہ کہتے ہیں کہ جلنے والا انسانوں کو اُس حال میں پیدا کیا تھا۔ اور اُس کو جیسے افعال کئے تھے پیدا ہوا تھا۔ مگر جب اس سے اچھے یا برے کام کئے تو اُسکے افعال کی جزا و سزا میں اُس کی روح کو دوسری جون میں بدل دیا تاکہ وہ اپنے افعال کی جزا پاوے اور دوسری جون میں جیسے وہ افعال کرتا ہے نیک یا بد اُن کی جزا و سزا میں تیسری جون میں بدل دیتا ہے۔ اچھی ہیں یا بُری ہیں تاکہ ان کی جزا و سزا پاوے و ہکذا الی آخرہ۔ اس بیان سے اِن لوگوں کا مذہب جو یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح حیوان میں اور حیوان کی روح انسان کی جون میں آتی ہے بالکل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خداتعالیٰ نے تمام حیوانوں کو اُس خصلت پر جو اُن کو دی ہے پیدا کیا ہے۔ نہ وہ کوئی افعال نیک کر سکتے ہیں جو اُن کے نیچر میں نہیں ہیں۔ اور نہ افعال بد کر سکتے ہیں۔ جو اُن کے نیچر میں نہیں ہے اور اس لئے وہ جزا یا سزا پانیکے قابل نہیں ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کسی حیوان کی روح بعوض ثواب اعمال کے انسان کی جون میں آسکے اور اگر کسی انسان کی روح کسی حیوان میں چلی گئی۔ تو ممکن نہیں۔ کہ اُس سے وہی افعال صادر ہوں جو اُس حیوان کے لئے مخصوص ہیں اور اس لئے وہ کسی حیوانی جون سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور پھر انسان کی جون میں نہیں آسکتے +

نقل مشہور ہے کہ ایک راجہ کی سلطنت کے قریب ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ جب وہ راجہ مرا تو برہمنوں نے اس کے بیٹے سے کہا کہ مہاراج نے مچھلی کی جون میں جنم لیا ہے اور اسی تالاب میں وہ مچھلی رہتی۔ پھر جب تک کہ وہ دوسری جون میں نہ جاویں۔ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے ایک شخص نے پنڈت جی سے پوچھا۔ کہ اچھے اور برے کاموں کے لحاظ سے جون بدلا جاتا ہے۔ مچھلیاں تو سب ایک ہی سا کام کرتی ہیں نہ بھلا کریں نہ برا کریں۔ پھر مہاراج مچھلی کی جون سے دوسری جون میں کیونکر جاوینگے۔ مگر پنڈت جی کے شاستر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا +

اب باقی رہی یہ بات کہ انسان کی روح دوسرے انسان کی جون میں جاتی ہے اور بلحاظ اعمال کے مختلف حالتیں انسان کی پیدا ہوتی ہیں تو اول ہم یہ پوچھینگے۔ کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونیکے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں اور کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور جو نیچر حیوانات کے از روئے خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں شیر ہمیشہ انسان کو پھاڑتا رہتا ہے بلی ہمیشہ چوہے کو کھاتی رہتی ہے حیوانات کے اُن افعال میں جو از روئے خلقت کے اُن میں ہیں کچھ تغیر و تبدیل نہیں ہوتی۔ نہ وہ کچھ ثواب کما سکتے ہیں نہ

عذاب سپھر حیوانات کے حالات میں کیوں تغیر ہوتا ہے +

علاوہ اس کے انسان ہو یا حیوان - اُس سے جو افعال صادر ہوتے ہیں - وہ بمقتضائے اس ترکیب جسمانی کے صادر ہوتے ہیں جس کو صورت نوعی کہتے ہیں اور وہ کسی طرح تبدیل نہیں ہو سکتی - قرآن مجید بھی اسی کی گواہی دیتا ہے - جہاں خدا نے فرمایا ہے لاتبدیل لخلق اللہ پس بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آبھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اُس سے وہی اعمال صادر ہونگے جو مقتضا اُسکے ترکیب اعضا کے ہیں - اور افعال کہ انسان سے بمقتضائے اُسکے سپھر بھی ترکیب اعضا کے صادر ہوتے ہیں اور جنکی تبدیل پر اُس قدرت نہیں رکھی گئی ان پر گناہ و ثواب مترتب نہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا مثلاً عنین محض سے نہ ارتکاب زنا واقع ہوتا ہے اور نہ زنا کرنے سے اسکو کچھ ثواب ملتا ہے پس یہ ایک محض غلط خیال ہے کہ انسان کا تغیر حال اُس کی پہلی جون کے اعمال کے سبب سے ہوتا ہے +

خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے اس نے اپنی تمام مخلوقات میں بلحاظ اُن حالتوں اور ضرورتوں کے جو اُن میں پیدا کی ہیں سامان مہیا کر دیئے ہیں - اگر کوئی شخص ایک ادنے سے ادنے پتہ کو غور کرے یا ایک بڑے سے بڑے جسم مخلوق پر غور کرے یا انسان پر جس کو اشرف المخلوقات کہتے غور کرے تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز کی اس میں ضرورت تھی اور اس میں پیدا نہیں کی گئی - تغیر حالات انسان کے ہوں یا حیوان کے وہ اس نیچر کے تابع ہیں جس پر خدا نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے - ان تغیرات کے سبب خدا کو عادل یا غیر عادل تصور کرنا محض ناواقی اور نیچر کے انتظام سے محض تجاہل ہے +

اقول - حضرت! تناسخ کے ماننے والے اس طرح نہیں مانتے اور نہ اس عقیدہ کو صحیح جانتے ہیں - مسئلہ آواگون کے رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہیں ایک کرم جونی دوسری بھوگ جونی - کرم جونی میں کام کئے جاتے ہیں بھوگ جونی میں کرموں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے - جس جسم میں سمجھنے کی طاقت اور نیک و بد کرنیکی تمیز دی گئی ہو وہ کرم جونی اور جس جسم میں نہیں دی گئی وہ بھوگ جونی ہے اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بھوگ جونی ہیں +

چونکہ حیوان بھوگ جونی ہیں وہ نیک یا بدکام نہیں کر سکتے جس طرح جیلخانہ کے قیدی سزا کی میعاد گذرنے کے بعد جیل سے رہائی ہوتی ہے نہ کسی اچھے کرم سے اسی طرح سزا کی میعاد گذرنیکے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہونی چاہئے اور وہ پھر جون جسمانی سے ہوا تھا - اُسی وجہ میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کے ثواب اعمال سے نہیں +

راجہ کی نقل - جاہلوں کی تراشیدہ ہے ورنہ اصل صرف اسی قدر ہے کہ راجہ صاحب نے اپنے والد کی وفات پر شوک (ماتم) میں رہنے کے سبب بہ نیت ثواب ہر طرح کا شکار ہی وغیرہ بند کر دیا تھا - مہاراجہ کی جون بدلنے کے خیال سے نہیں بلکہ جیو رکشا کے خیال سے پنڈت جی کے شاستر میں تو صاف لکھا ہے کہ سزا بھگتنے کے بعد پھر روح انسانی قالب میں جنم لیتا ہے - مگر افسوس کہ کسی نادان نے آپ کو مغالطہ دیا آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونے کے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور پھر حیوانات کے افراد مختلف شکلیں ہونے پر بھی یکساں رہتے ہیں وغیرہ - جب یہ حال ہے تو معلوم نہیں کہ آپ حیوانات کو تناسخ کے عقیدہ کی رو سے کیوں نہیں پھر آپ جو قرآن کی لاتبدیل الخلق اللہ آیت پیش کر کے فرماتے ہیں پس بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں وغیرہ - تو پھر انسان بھی بموجب حیوانات کے نہ ثواب کما سکتے ہیں نہ عذاب اور نہ نیکی کر سکتے ہیں اور سب ہی حالانکہ ہر دعویٰ باطل ہیں پس آپکا دعویٰ سراپا باطل ہے +

ترکیب اعضاء کا فاعل کون - اور کس نے انسان کو اندھا - لولا - کونگا - لنجا مخبوط الحواس پیدا کیا اگر ان سب کا پیدا کرنیوالا خدا ہے - اور ضرور خدا ہے - تو باوجود منصف اور عادل ہونے کے اگر وہ بلا کسی اعمال یا سبب قویہ کے جو افعال ارواح کے سوا اور کوئی نہیں - تو - وہ عادل ہے اور نہ کبھی کوئی اُسے عادل کہہ سکتا ہے کیا آپ نیچر کو خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا سمجھتے ہیں - اگر نیچر خدا کی صفت کا نام ہے - تو ہرگز اس الزام سے آپکا نیچری خدا بری نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کو سزا و جزا دے سکتا ہے +

بیشک خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے مگر آپکی دلیل سے تو عدل نہیں بلکہ ظلم ثابت ہوتا ہے - کیا عنین محض میں جوہریت کا نہ ہونا کمی نہیں کیا اندھے میں آنکھ کا نہ ہونا کمی نہیں کیا لنگڑے یا لولے یا پیدائشی بیماریوں کے مریضوں میں کوئی کمی نہیں اگر کمی ہے جو کہ بالکل ظاہر ہے تو خود آپکے قول سے ہی ثابت ہے کہ خدا ظالم ہے ورنہ اس کمی کی وجہ ہونی چاہیئے اور وہ بجز تناسخ کے سوا جو ہے ہیچ ہے بعد دیگرے سراپا باطل ہے خدا کی نیچر یعنی عادت خداوندی کہو خدا کی مرضی کہو مشیت ایزدی کہو قضا الٰہی کہو - نصیب ازلی کہو کسی طرح ظلم کے الزام سے چھٹکارا نہیں سوائے تناسخ کے پس نیچر وغیرہ کے پردہ میں اس ظلم کو چھپانا ناممکن ہے بلکہ ایسے الفاظ اُس عادل حقیقی کی نسبت منہ سے نکالنا ہی محض نادانی اور تجاہل ہے +

باب چہارم

براہمو صاحبان کے اعتراضوں کا جواب

براہمو تناسخ کے ماننے والے قبول کرتے ہیں کہ خدا روحوں کا خالق نہیں ہے اور وہ مثل خدا کے قدیم یعنی اناوی اور خود بخود ہیں اور یہ ماننا ان کے لئے اس مسئلہ کی بنا پر ضروری بھی ہے کیونکہ اگر اس جنم میں روح جو کچھ کرتی ہیں اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا پھل تھا تو اس طور پر دور تسلسل قایم ہو جاتا ہے اور روح کی پیدائش کی ابتدا نہیں رہتی اور وہ خود بخود اناوی یا قدیم ثابت ہوتا ہے +

تردید - خالق کے معنی آپنے غلط سمجھے اور یہی سبب ہے کہ دھوکا کھایا - روحوں کے حق میں تخلیق کا لفظ کسی طرح عاید نہیں - کیونکہ وہ غیر مادی ہیں - ہاں وہ قدیم یعنی اناوی ضرور ہیں مگر خدا کی خداوندی میں کسی طرح شریک نہیں - جس طرح ابدی اور دائمی زندگی رکھنے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں جس طرح بالفعل موجود ہونے پر وہ خدا کی شریک نہیں جس طرح دیکھنے سننے سمجھنے اور بوجھنے پر بھی یا کرم و رحم وغیرہ صفات رکھنے پر

حاشیہ - آج کل چھوٹے چھوٹے رسالہ میں رد تناسخ کی اصلیت برہم سماج کی طرف سے شائع ہوئے پہلا [illegible] اور دوسرا [illegible] میں چھپے ہیں مصنف [illegible] صاحب [illegible] [illegible] اعتراض رد تناسخ [illegible] کیا [illegible] ہم الگ [illegible] کرتے ہیں [illegible] دوسرے [illegible] میں شامل [illegible]

خدا کے شریک نہیں۔ اسی طرح انادی یا قدیم ہونے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں ہیں ہاں اس کی انادی رہا ہیں اور وہ انکا انادی رہنا واجب ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کہ اس جنم میں جو کچھ روحیں کرتی اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جنم کے دکھ سکھ یا جسمانی بناوٹ کی متعلقہ حالت یا قدرتی صفات مسکت پچھلے جنم کا نتیجہ ہے مگر فی الحال جو روح کرتی ہے وہ نئے کرم ہیں۔ پورٹ ہیں پس کچھ پرانے کرموں کا اور بہت کچھ نئے کرموں کا پھل ہوگی ہے مذہبی کتابوں کا محاورہ بھی شاید آپ نہیں جانتے ورنہ ایسا ہرگز نہ لکھتے دیکھو توریت میں لکھا ہے خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خدا کی صورت پر بنایا خدا نے کہا کہ دیکھو اب ہم میں سے آدم ایک کی مانند ہوگیا۔ حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علی صورتہ مگر پھر بھی کسی طرح آدم خدا کا شریک نہیں +

پیرا ۶۔ جو چیز خود بخود ہو اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی اور اُسکے لئے اپنی فطرت میں کامل اور قایم بالذات ہونا لازمی ہے جو چیز خود بخود نہیں وہ اپنے وجود کے قیام کیلئے کسی اور کی ہمیشہ محتاج ہے۔ مثلاً زمین کا سورج و چاند وغیرہ سے تعلق ہے اگر وہ نہوں تو زمین قایم نہیں رہ سکتی بادلوں کا وجود بھی پانی اور حرارت وغیرہ سے قایم ہے اسی طرح جاندارو میں نباتات کا وجود زمین رطوبت اور ہوا وغیرہ کے موجود ہونے پر موقوف ہے حیوانوں کا وجود زمین۔ نباتات اور ہوا وغیرہ پر موقوف ہے ایک وجود کے قیام کیلئے محض اور وجودوں کا ساتھ رہنا لازمی ہے اور ان میں سے کوئی وجود بغیر اوروں کے خود بخود نہیں بلکہ زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک ایک وجود اپنے قیام کیلئے دوسروں کیساتھ بندھا ہوا ہے اور خود بخود اور محض اپنے وجود میں قایم الوجود نہیں ہے بلکہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج ہے کہ جس پر اسکا کچھ اختیار نہیں ہے اس طور پر سوائے خدا کے اور کوئی خود بخود اور قایم بالذات نہیں ہے اور خود بخود ہونے سے اس ایک کامل ذات کا نام خدا ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج نہیں بلکہ اور ہر ایک وجود کیلئے جن وجودوں کی ضرورت ہے وہ ان کل کو اپنی حکمت کے موافق پیدا کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت سے اس ضروری تعلق میں قایم رکھتا ہے اب اگر تمہاری روح مثل خدا کے خود بخود ہو تو وہ خدا کی پیدا کی ہوئی دیگر مخلوق چیزوں کی محتاج کیوں ہو بلکہ مثل خدا کے آزاد کامل اور اپنے وجود میں کسی اور وجود کی طرف سے قطعی غیر محتاج ہوتی اصل حال کیا ہے روح تو آپکی غیر محتاج نہیں بلکہ جیسے جسم آپکا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات وغیرہ کا محتاج ہے ویسی ہی آپکی روح۔ گیان یا علم یا معلومات خطا ہم وغیرہ کیلئے اوروں کا محتاج۔ پھر فرمایئے وہ خود بخود اور قدیم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں +

تردید۔ بیشک یہ کہنا آپکا ٹھیک ہے کہ جو چیز خود بخود ہے وہ اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قایم بالذات بھی ہوتی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ خدا مادہ اور روحیں اپنے وجود کے لئے کسی کی محتاج نہیں اور اسی واسطے انادی ہیں۔ ہاں اوروں کے علم حاصل کرنے یا اوروں کیساتھ تعلق پیدا کرنیکے واسطے وہ بیشک کسی اور کی محتاج ہیں۔ آپنے اس صریح مغالطہ سے نہ معلوم کیوں ناواقفوں کو دھوکا دینا چاہا۔ سنئے تمام ماہران سائنس مشاہدہ و تجربہ۔ بلکہ دلیل عقلی سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ مادہ انادی ہے اور وہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں چنانچہ یورپ کے مشہور و معروف فاضل اور علم سائنس کے کامل ماہر پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں۔ موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار بڑھتی ہے۔ مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قایم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ انتظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہوسکتا۔ اسکی مقدار جسقدر ہے اسی قدر رہتی نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور صفحہ ۲۵ پر آپنے بھی نہ معلوم کیوں اور کیسی سچی بات کو لکھ دیا ہے۔ حالانکہ آپسے بالکل امید نہیں تھی۔ اس زمانہ میں علوم عام نہیں کی ترقی سے جو تحقیقات ہوئی ہے اُسکے موافق اس دنیا کے پہلے دو حصوں میں تقسیم کیگئی ہے اول بساط چیزیں دوم ساخت یافتہ چیزیں" حصہ ۱- آنکھیں کھولئے اور سمجھئے کہ یہی مسائل تو ہم بتا دیتے ہیں جناب! جب کسی چیز کی ہستی نیست نہیں ہوسکتی بلکہ مرکبات کی صرف شکل تبدیل ہوتی ہے تو یہ کتنا تعجب ہے کہ آپ باوجود دعوئی الہام و معجزات علم سائنس سے قطعی ناواقف ہیں آپکے حق میں سعدی نے سچ کہا ہے۔ تو براوج فلک چہ دانی چیست + چون ندانی کہ در سرائے تو کیست فاضل محقق طوسی نے کیا اچھا کہا ہے "چوں نور و حسانی قابل فنا نیست جواہر مجردہ کہ از جنس ذہن ہوئی مقدس بود اولی باشد بعدم قبول فساد (دیکھو اخلاق ناصری) پس صاف ظاہر ہے کہ روح و مادہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں ہے اور جسم اسواسطے محتاج ہے کہ وہ مرکب ہے اور اسکی ترکیب دینے والا پیدا ہوتا ہے اسیواسطے زمین۔ سورج۔ چاند۔ بادل۔ نباتات۔ حیوانات وغیرہ سب محتاج ہیں بیشک مادی وجود کیلئے دوسرے وجودوں کی ضرورت ہے مگر روح اور مادہ کیلئے نہیں کیونکہ وہ مرکب نہیں بلکہ مفرد ہیں اور اسی واسطے وہ ترکیب جسمانی سے مبرا ہیں مگر تمام مادی چیزیں اپنے زبردست صانع کی صنعت ہونیکے سبب زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم مل رہی ہیں۔ خدا لفظ اگر اُسی معنے کیواسطے ہے جو آپنے سمجھا ہے تو خداوند۔ خاوند اور کدخدا۔ دیہ خدا اور ناخدا کے کیا معنے کروگے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانوں نے بہت سے نام خدا کے اپنے خیال کے مطابق رکھ لئے ہیں جیسے جبار۔ قہار۔ خیر الماکرین رب الافواج۔ ویسے ہی خدا۔ اہرمن۔ یزدان۔ گردہاری۔ ماکھن چور۔ چھلیا۔ مراری۔ رام کرشن۔ کرائسٹ مسیح۔ اسکا باعث یہ ہے کہ پرانے ایرانی تناسخ کے قایل تھے انھوں نے جب دیکھا کہ سب ارواح کرموں کے مطابق پرمیشور کے حکم سے اس جہان میں آتے ہیں اور پرمیشور خود بخود بغیر کسی کی آگیا کے اپنے اختیار سے آتا ہے کسی کے حکم سے نہیں تو اُس خود آیندہ طاقت کا نام خدا ہے اور وہ لوگ خدا میں بھی بعض ویدانتیوں کی طرح آواگون کے قایل تھے یا اوتار مانتے تھے پس یہ مسئلہ اُنکا غلط ہے اور جس طرح آپ خدا کو بتلا رہے ہیں تو کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا بغیر ماں باپ کے بیٹا نہیں پیدا کرسکتا پس ماں باپ کا محتاج ہوا۔ خدا بغیر سورج کے زمین اور زمین وغیرہ کے بغیر سورج و چاند اور ہوا و حرارت و پانی کے بغیر بادل نہیں پیدا کرسکتا پس سورج چاند۔ زمین۔ ہوا۔ حرارت سب کا محتاج ہوا۔ ان سب کے سوائے اس روشنی کے دینے میں بھی آپ جیسے سائنس کے ناواقف نیستی سے ہستی ماننے والے پیغمبروں کا محتاج کیونکہ تمام تعلیم یافتوں کو چھوڑ کر آپکو پیغمبر بنایا۔ غرضکہ خدا ذرات کا محتاج ثابت ہوتا ہے پس وہ بھی خدا نہیں رہتا کیونکہ بموجب مثال آپکے جیسے جسم ہمارا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات کا اور روح گیان علم یا معلومات۔ ہمہ اوست۔ طاقت و ہمت وغیرہ کا محتاج ہے اسی طرح خدا ذرہ ذرہ کا محتاج۔ زمین و سورج کا محتاج۔ چاند اور ستاروں اور سیاروں کا محتاج۔ خلا اور حرارت کا محتاج۔ پیغمبروں کا محتاج۔ والدین کا محتاج مادہ کا محتاج۔ لیکن یہ احتیاج نہیں۔ نہ خدا اپنی ذات میں اور اپنی ذات کی ہستی میں کسی کا محتاج ہے۔ نہ روح اور مادہ۔ بلکہ خدا اپنی انادی صفات کے مطابق اُن سے جگت کو پیدا کرتا ہے اور روحوں کے کرموں کا پھل دیتا ہے مادہ اپنی ترتیب اور انتظام نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ جڑھ ہے۔ روح خدا کو نہیں جان سکتا کیونکہ وہ الپگیہ ہے۔ خدا سب کو جانتا ہے کیونکہ وہ سروگیہ ہے اور اسی واسطے علیم کل ہونے سے وہ سب کا مالک اور منتظم ہے اور روحوں کو حصول سعادت ابدی کیواسطے اسکی عبادت ضروری ہے بغیر عبادت کے کسی طرح نرباہ نہیں ہوسکتا لیکن وہ اپنی ہستی کیلئے خود بخود اور قدیم ہے نہ کہ بناوٹی اور آغاز والا اور جب ہر آغاز والی چیز کا انجام ضروری ہے تو پھر بموجب عقیدہ تراشیدہ آپکی حیات ابدی محض بے بنیاد ہوتی ہے چہ جائیکہ ابد

اور حافظ شیرازی نے روح کے انادی ہونیکو کیسی اچھی طرح سے بیان کیا ہے ؎
ماجرائے من و معشوق مرا پایان نیست + آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام - اور جب نیستی سے ہستی ہی جہالت کی تعلیم ثابت ہو چکی ہے اور علم نے ایسی بے بنیاد تعلیم کی دھجیاں اُڑا دی ہیں تو اور بھی مضبوطی سے ثابت ہو گیا کہ روح ضرور انادی اور قدیم ہے نہ کہ مصنوعی اور فانی *

براہمو - تناسخ کے ماننے سے روح کے لئے ابدالآباد یعنی اننت کال جہنم میں رہنا اور ہمیشہ کے لئے پاپ سے مکتی نہ پانا لازم آتا ہے *

آریہ یہ خیال آپکا بالکل غلط ہے تناسخ کے ماننے سے ہی روح کے لئے ترقی و تنزل کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے تناسخ کے ماننے سے ہی خدا کا انصاف قایم رہتا ہے تناسخ تمام قوانین قدرت سے ثابت ہے تمام قدرتی کاموں میں تناسخ موجود ہے بادلوں کی حالت تناسخ کو ثابت کر رہی ہے زمین کی بناوٹ اور بگاڑ نے تناسخ ثابت کیا ہے سمندروں کے مدوجزر تناسخ کے گواہ ہیں آفتاب کا تغیر و تبدل - کرہ چاند کا آباد سے ویران ہونا - تناسخ کا شاہد ہے دنیا کی پیدائش و اموات تناسخ کی زندہ مثال ہے بیج کا بونا اور درخت کا ہونا اور پھر بیج کا ہونا تناسخ کی تعلیم ہے - دوران سب دنیا کا تناسخ خدا کی ہستی کی دلیل ہے مگر تناسخ کا منکر مندرجہ ذیل تاریک خیالات سے کبھی نہیں نکل سکتا - اول خدا کو اپنی طبیعت کے موافق ظالم دیوتا نامہربان مانتا ہے دوم خدا کی ہستی کی بابت اسکے پاس کوئی دلیل نہیں سوم خدا کا اعتقاد خود اس کے دل کے وسواس کے سوا کوئی تسلی نہیں دیتا - قادر کی ساری قدرت اسکے باطل مرطب ہے چہارم وہ پاپ کا بڑھانیوالا اور نیکی کی بنیاد اکھاڑنیوالا ہے کیونکہ روح کو مادے قسمے وجود سے پیدا ہونا اور مادے کے فنا ہونے سے فانی مانتا ہے کسی طرح کی جزا و سزا کا قایل نہیں اگر ہے تو علم و عقل کے خلاف مکاری کا بانی ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ جسکا ہستی آغاز ہے اسکے فنا کے بعد وہ فنا ہو جاویگا جب مادہ فنا پذیر ہے تو مادی اروا کسی طرح بھی اسکے بعد نہیں رہ سکتے پس کوئی پاپ اور نہیں کا بھوگنے والا اور سزا اور جزا کا مستحق رہ وہ علم و عقل کا نادان دوست ہے کیونکہ اس کی بھی تعلیم سے ثابت ہے یعنی نیستی سے ہستی مانتا اور ہستی سے نیستی پس تو وہ روحوں کے حق میں ہمیشہ کا جہنم ہی تجویز کرتا ہے کیونکہ وہ اُنہیں امتحان کا کوئی موقع نہیں بتلاتا چونکہ لوگ دنیا میں گنہگار بہت زیادہ ہیں اور انکا دوبارہ جنم نہ ہوگا - اور نہ پاپ یا بدی سے نفرت کرنے کا کوئی موقع بتلاتا ہے پس تمام جہان کو کھلم کھلا ابدی جہنم کا راستہ بتلا رہا ہے جیسا کہ خود برہم سماج کی تعلیم سے ظاہر ہے "انسان کو دائمی زندگی دیگئی ہے جس میں سے دنیاوی زندگی ایک جزو اور ہیبا ہے وہ اپنے افعال کا عقلاً جوابدہ ہے زمانہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" پس سماج برہمو سماج تمام دنیا کو جہنم پہنچنے کے واسطے ریل بنا رہا ہے اِس آپکے باطل خیال پر کہ روح اننت کال تک جسم میں ترقی کرتی جاویگی) تو وہ عیسائیوں کا پاپی کیواسطے ابدالآباد جہنم تجویز کرنا پایا جاتا ہے * آپنے طبعزاد وہم کے گھمنڈ میں بیہودہ ہوس پکاتے بلکہ ناواقف لوگوں کو ایذا دیتے ہیں - کہ انسان خواہ بد یا نیک پاپی ہو یا دھرماتما ہمیشہ کی ترقی کرتا رہیگا - بہکو تو یہ آپکا خیال وہی عیسائیوں کی ذہنی غلطی کی نقل معلوم ہوتی ہے ہر ایک پاپی گنہگار مرنیکے بعد بے انتہا ترقی کرتا جائیگا - اب اِس پر سوال یہ ہے کہ کس میں صاف ظاہر ہے کہ اُسی میں جو اُسکے پاس ہے - یعنی گناہ میں - پس گنہگار کا گناہ میں بے انتہا زمانہ تک ترقی کرنا کیا ابدالآباد جہنم میں جانا نہیں ہے؟ درحقیقت تو یہ ہم پا برہم و دھرم نے کھلم کھلا گنہگار کیواسطے مسیح والا ابدالآباد کا جہنم تجویز کیا - اور ہر ایک اور گنہگار کا ابدی عیش رہا - یعنی دھرماتما بھی ابدالآباد ترقی کرتے جاوینگے - ہم آپکے اس مغالطہ کو بھی واضح کرنا چاہتے ہیں الجواب جبکہ خدا ایک کامل مکمل اور پورا ہے یعنی کامل گیان سروپ ہے اب ہر آتما اول کی روحیں بھی کاملیت اور گیان میں ترقی کرتی جاوینگی - آپ سکول میں ماسٹر رہے ہیں فرا جدر المکعب کا قاعدہ استعمال کرو تب عقل آجاویگی کہ روحیں تو لاانتہا زمانہ تک ترقی کرتی جاوینگی اور نیز ترقی یافتہ ہیں مگر تب بھی روحیں آپکے خیال کے مطابق لاکھوں درجہ آگے نہ جاوینگی دیکھئے یہ باطل اعتقاد اور جو ناک ارادے کیسے کیسے کفر کے خیال پیدا ہوتے ہیں نقل مصنوعی ایسے خیال ست و محال ست و جنون جس طرح عیسائی بیچارے ہمیشہ کا جہنم صرف خیال سے تجویز کرتے ہیں اسی طرح آپ ہمیشہ گنہگاروں کیواسطے ترقی اور دھرماتماؤں کیواسطے ترقی بتا کر ایک طرف تو ابدالآباد کا جہنم طیار کر رہے ہیں - اور دوسری طرف ہمہ اوست کی مکروہ تعلیم دیکر دنیا کو ناستک بنا رہے ہیں *

۸ و ۹ براہمو - ایک اور دلیل جو تناسخ کی لغویت کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ماننے والے کے نزدیک خدا کا کل انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے جسکے موافق ہر ایک کو اسکے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اسکے سوائے پریم یا اُپکار کچھ نہیں ملتا - کیونکہ جس صورت میں ہر ایک آدمی اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اُسکا حق ہے تو پھر اس میں احسان اور پریم کچھ بھی باقی نہیں رہتا چنانچہ میں اگر کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤں اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دوں اور کسی جاہل کو علم سکھلاؤں تو وہ اس مسئلہ کے موافق یہ خیال کریگا - کہ جو کچھ اُسے ملا ہے وہ اسکے پچھلے کرموں کا پھل یعنی معاوضہ ہے - حالانکہ یہ سمجھنا اسکا بالکل لغو ہے - کیونکہ پچھلے جنم میں اگر وہ جاہل تھا تو اس نے مجھے علم نہیں سکھلایا جسکا میں نے اس جنم میں عوض دیا - اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ اسکے کسی اور کام کا عوض ہو سکتا ہے کہ جو اس نے میرے لئے کیا ہو تو پھر عوض ہی رہتا ہے پریم اُپکار اور احسان مندی کا کچھ تعلق نہیں رہتا - پس یہ خیال انسان کی اس روحانی پاک فطرت کی جڑ کاٹتا ہے کہ جسکی جڑ اس خالص اینشور پریم پر مبنی ہے کہ جو ہر قسم کی خودی اور معاوضہ کے خیال سے مبرا ہے *

آریہ اب ہم آپکی اس دلیل پر بھی غور کرتے اور اُس کی اصلیت ظاہر کرتے ہیں کہ آیا اس دلیل سے تناسخ کا ماننا خود غرضی کی بنیاد ہے یا آپکا مذہبی اعتقاد - واضح ہو کہ اگر روحیں انادی نہیں تو ضرور پیدا شدہ ہیں اور اس صورت میں کبھی نہ کبھی انکی ابتدا ضرور ہے اس سے پہلے بالکل نہ تھیں پس خدا نے اُن کو پیدا کیا - مگر سوال یہ ہے کہ کیوں اور کس سے اور کس چیز سے پیدا کیا - روحوں کی اپنی غرض تو کوئی نہیں تھی - کیونکہ خود روحیں ہی نہ تھیں - باقی جو کہوگے خدا کی غرض ہوگی - قدرت کا اظہار کہو - پریم کا اظہار کہو اپنا دکھلاوا کہو جو کہو اور جس طرح کہو وہ خود غرضی سے خالی نہیں ہو سکتا اور خود غرضی سے پیدا کرنا لغویت ہے پس کسی طرح آپکا مذہبی اعتقاد خود غرضی سے خالی نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں آپکا طبعزاد اور نمایشی خدا اور اُس کا کل انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے اب فرمائیے ؎ مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی - ہر ایک کو اپنے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اور ہر ایک آدمی اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اسکا حق ہے اس ویدک اعتقاد پر آپ کہتے ہیں کہ اس سے احسان پریم یا اُپکار کچھ بھی باقی نہیں رہتا آپنے تمام دنیا سے خدا کو موصوف کر دیا اور اس سروشکتیمان اور تمام صفات کاملہ کی حد باندہ دی اور یہی سبب ہے کہ اور دنیا کی خندق میں گرے - خدا کی صرف پریم اور احسان ہی صفات نہیں ہیں بلکہ عادل اور مالک - دیالو - انوپم - سروآدھار - سرو انترجامی - اجر - امر - ابھے - نتیت - پوتر - سرشٹی کرتا - سروشکتیمان وغیرہ بھی اسکی صفات ہیں اور صرف پریم تو غرض کے بغیر ہو سکتا ہی نہیں - جسکے ساتھ پریم کیا جاوے وہ غرض سے خالی نہیں ہو سکتا ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ وہ پریم نیک ہے یا بد - مگر غرض سے خالی کوئی نہیں - آپنے جب شادی کی گو پریم

سے کی۔ مگر پھر بھی غرض تھی۔ اولاد کی غرض اسکے علاوہ ہے دیگر کاروبار و تباہی کی غرض اسکے علاوہ ہے پس اسی طرح صاحب اگر صرف پریم ہی مانا جاوے تو بھی غرض سے خالی نہیں۔ اور ہاں محسوط الحواس اور نوین ویدانتیوں یا صوفیوں کی طرح اگر یہ کہے کہ لوائے دلبری ماخویش پیرست۔ خارعاشقی ماخویش میباخت۔ تو محض باطل ہے کیونکہ اُنہیں کا خیال ہے چونکہ بیگری آئینہ ہم اوست۔ سہا گنج مل گحنہ ہم اوست من و تو در میاں کا ہے ندارہم۔ یعنی بیہودہ پنداری نداریم۔ اِس صورت میں ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ آپکو ماننا پڑیگا۔ پس ایسا بیہودہ پریم آپکو ہی مبارک رہے علاوہ بریں جو خبر کچھ نہیں ہے اس پر پریم محض بیہودگی ہے کیونکہ روح پہلے نہیں تھی صرف مرکبات کا جوہر بنایا اور اُسکے ساتھ پریم کیا۔ باقی کا فانی کیساتھ اور قدیم کا حادث کیساتھ پریم اور احسان سراپا بطالت و بطالت ہے کیونکہ شمار رہا اہل دین این نکتہ راز است۔ کہ کج باکج گر آید راست ماراست اور یہی حال احسان کا ہے مگر جب نیستی سے ہستی کرنا جو علم و عقل کے خلاف جہالت کے زمانہ کا مسئلہ ہے) آپکا مذہبی اصول ہے تو احسان خود فضول ہے کیونکہ احسان کس پر؟ نیست پر جو خود نفی کا حکم رکھتا ہے مگر یہ دونوں الفاظ ایک طرح یعنی آپکے طریقہ مسئلہ کے مطابق سراپا غلط ہیں کیونکہ دنیا کی مختلف حالت سے دُکھی زیادہ سکھی کم ہیں زیادہ رنجت میں گھوٹتے بلکہ بالکل راحت میں بہت ہی کم پائے جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ رحم ہے نہ احسان ہے بلکہ ظلم اور اندھیر اور تناسخ کو نہ ماننا نہایت ہی کمینہ پن بلکہ سفاکی اور بیباکی کیونکہ بلا وجہ بلا قصور بلا جرم بعضوں کو جنم کا اندھا کوڑھی گنگا اور لنجا اور گنجا بنا دیا بعضوں کو افریقہ کے صحرا میں پیدا کر دیا اور بعضوں کو ہندوستان جنت نشان میں پس ایسے تمام حالات غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ پریم اور احسان نہیں بلکہ بےرحمی۔ بیدردی۔ سفاکی اور جلادی ہے ہاں دیگر صفات کا ہر جگہ ظہور ہے مثلاً سب دنیا جانتی ہے کہ ہر ایک کو بہ اں اسکے کرموں کا پھل ملتا ہے اور اپنے کئے کا بدلہ ناہے ہر ایک اِس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جیسا کرم کرتا ہے جس نے کھیت نہیں بویا اُس نے فصل کبھی نہیں کاٹی جس نے شراب نہیں پی اُس کو نشہ نہیں ہوا جس نے زنا نہیں کیا اسکو (باد فرنگ) نہیں ہونا جس نے حرم نہیں کیا وہ جیلخانہ میں نہیں جاتا۔ اور جس نے عبادت نہیں کی اسکا دل صاف نہیں ہوا جو نہیں کھاتا اُسکا بدن سے بدبو دور نہیں ہوتی اور جس نے تعلیم نہیں پائی وہ عالم نہیں ہوا غرضیکہ جس نے اپنی عورت سے جماع نہیں کیا اولاد سے محروم رہا۔ پس ظاہر ہے کہ ہر ایک کو کرموں کا پھل ملتا ہے جب تک اسکے خلاف مثال نہ ملے۔ تب تک یہ تو نکو سلا اور جاہلانہ مسئلہ کہ بغیر کرموں کے پھل۔ بغیر محنت کے اجر۔ بغیر تخم کے کھیت ہو گیا۔ کوئی عقلمند کبھی اور کسی طرح قبول نہیں کر سکتا۔ ہاں ان لوگوں کا جنکے دل و دماغ میں شاہ دولہ کے چوہوں کی طرح علم و عقل نہیں انکا یہ ہے کہ ایسے بے بنیاد مسئلہ مانیں۔ ورنہ سب اہل کے علما کا یہ اعتقاد ہے کہ

(۱) "انسان اپنے افعال کا عقلاً جوابدہ ہے زمانہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" (از رسالہ برہمو سماج)۔

(۲) وان لیس الانسان الا ما سعیٰ ترجمہ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا۔ (از قرآن)۔

(۳) انما تجزون ما کنتم تعلمون وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے (از قرآن)

(۴) عرب کا عام عقیدہ محمد صاحب کے پہلے ہی تھا۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا کھیتی ہے آخرت کی۔

(۵) سعدی کہتا ہے۔ ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست + بہ رگ عیش بگور خویش فرست + کس نیارد ز پس تو پیش فرست۔

(۶) اورنگ زیب جیسا ظالم بادشاہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو۔ (از رقعات عالمگیری) +

(۷) انجیل متی میں ہے "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کیساتھ آویگا۔ تب ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی ۱۶/۲۷) تم دھوکے میں مت پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا (گلتیوں ۶/۷)

(۸) بابا نانک جی فرماتے ہیں۔ جیسے سرشٹ اُپائی دیکھاں۔ بن کرماں کے ملے نہیں +

ایک بات آپکی اور مغالطہ پر مبنی ہے جس کو آپ نے اتنی مدت برہمن رہ کر اور برہمنوں کے گھر جنم لیکے بھی نہ جانا۔ افسوس اگر بھوکے کو کوئی کھانا کھلاوے اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دے یا کسی جاہل کو علم سکھلاوے تو یہ بہت بڑا نیکی کا عمدہ بات ہے اور یہ پچھلے کرموں کا پھل نہیں۔ بلکہ نیا کرم ہے۔ بس اس کا پھل سو بکار کرنے والے کو پرمیشر دیگا۔ اِس کا یہ خیال جہالت ہے کہ یہ اس کے پچھلے کرموں کا معاوضہ ہے۔ مگر افسوس کہ آپ ناواقفی سے یا دھوکا دہی سے کرم اور پھل یا فعل اور نتیجہ کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ فہم کا قصور ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ آپکے ایسے خیال اور اعتقاد سے روحانی پاک فطرت کی جڑھ آپکے دل سے کٹتی جاتی ہے۔ اور آپ علم و عقل کے مخالف ہو کر لوگوں کو تعلیم سے روک کر جاہل بناتے ہو۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے علم کا نقارہ بجا رہا ہے اور درحقیقت علم کی زیادہ اشاعت آریہ دھرم کی اشاعت ہے۔ آریہ سماج کا اصول ہی ہے کہ ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہئے +

برا مھوشتہ تناسخ کے اعتقاد سے خود ایشر پریم مئے نہیں رہتے اور یہ جھوٹا خیال ہی خود غرضی کی بنا پر قایم ہے کیا ہم سو سچ بولتے ہیں۔ یا جھوٹ اور چوری وغیرہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اس سے کچھ خدا کا ذاتی بھلا ہوتا ہے کہ جسکے عوض میں ہمارے اِن نیکی کے کاموں کے عوض بقول تناسخ کے یقین کرنے والوں کے ہم کو اس دنیا میں دولتمند بنا دیتا ہے یا کسی دنیوی بڑے منصب پر پہنچا دیتا ہے۔ یا جائداد اور سواریاں نذر کرتا ہے۔ ہرگز نہیں +

ہم شراب کے پینے سے اور زنا کے نہ کرنے اور چوری اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی کسی ذاتی ضرورت کو پورا نہیں کرتے کہ جس کے عوض وہ ہم کو گھوڑے اور سواریاں دے یا روپیہ اور اسباب بطور معاوضہ یا شکرانہ کے ہماری نذر کرے پس ان لوگوں کا یہ ماننا کہ ہم جو کچھ اچھے کرم کرتے ہیں اُنکا پھل یعنی عوض خدا سے حاصل کرتے ہیں ایک ایسا لغو خیال ہے جو ایشر کو مثل ایک خود غرض دوکاندار کے بنا دیتا ہے حالانکہ خدا ایسا نہیں ہے +

آگر پیارے۔ ایشور صرف پریم مئے نہیں ہے بلکہ نیاکاری بھی ہے اور سچ یوں ہے کہ اچھے نوکر پر مالک کا پریم ہوتا ہے اور وہ اصل میں اسکے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے ورنہ "نکوئی با بداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیک مرداں" اگر ایشور صرف پریم مئے ہوتا۔ تو سنسار میں دُکھ۔ درد۔ رنج و مصیبت کا نام نشان نہ ہوتا کیونکہ کون نیک باپ چاہتا ہے کہ میری اولاد دکھی ہو۔ پس یہ مسئلہ سراپا بیہودہ ہے کہ ایشور صرف پریم مئے ہے اور کوئی صفات اس میں نہیں۔ آپکا اتنا قول تو سچ ہے کہ ہمارے اچھے کرموں سے خدا کا کوئی ذاتی بھلا نہیں ہوتا۔ یہ تو عین آریہ دھرم کا اصول ہے۔ مگر یہ محض ناستک پن کا خیال ہے کہ خدا ہمارے نیک کاموں کا پھل نہیں دیتا۔ اور اگر دیتا ہے تو خود غرض ہے۔ بھائی اگر نیک کا نہیں دیتا تو برے کا نتیجہ کر دینے لگا۔ کیونکہ وہ قدوس ہے۔ یہ تو برے سے تو بکہ ۔۔۔ دونوں کرم کرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں

ہاتھ دھو بیٹھئے۔ وہ صرف پھل ملنے کے خیال سے ہی نیکی کرتی ہے ورنہ اگر انجام نیکی وبدی کا برابر ہے تو فعل عبث ٹھہرتا ہے پس اس کا یعنی آپکے مذہب کا نتیجہ صاف ہے کہ خدا نہ نیکی کرنیکی ہدایت کرتا ہے اور نہ بدی سے نفرت کرنیکا ارشاد فرماتا ہے اب بتلائیے خدا کہاں رہا۔ کیا وہی جینیوں کا معطل محض نہ ہو گیا۔ اور یہی ناستکوں کا اعتقاد ہے۔ اور کیا اس اعتقاد کے رکھنے سے آپ ناستک نہ ہوئے؟ پنڈت جی ہمیں نہیں پیغمبر جی آپ بتلائیے کہ ایسے ایشور سے جو نہ بدی کی سزا اور نہ نیکی کی جزا دیسکتا ہے اور نہ دیتا ہے کسی کا کیا فائدہ اور کیا تعلق بس ایسی معطل اور بیکار رہتی اور فرضی خدا سے جس کو آپنے پریمی یا جینی فرض کر رکھا ہے۔ کون پریم کر سکتا ہے ہمارا تو صاف یہ اعتقاد ہے کہ پرمیشور ہمارا راج حاکم اور مالک بُرے کاموں کی سزا اور تمام نیک کاموں کی جزا دیتا ہے اگر وہ پھل دینے والا نہیں تو کیا کوئی دنیا میں سزائیں پسند کرتا ہے؟ اگر نہیں کرتا تو بُرے کاموں کی سزا کیوں ملتی ہے افسوس کہ آپ جان بوجھ کر حق بات سے روپوشی کرتے ہیں +

براہمو۔ پہلے بہت سے بھگت لوگ جو ایشور کو پریم مئے جانکر ان سے پریم کرتے رہے ہیں۔ وہ اگرچہ رواج کے موافق اس مسئلہ کا اقرار کرتے رہے ہیں مگر اس کی اصلیت پر توجہ کرنیکا انہیں موقع نہیں ملا ورنہ ممکن تھا کہ اس کی لغویت اُن پر ظاہر ہو جاتی +

آریہ۔ بھائی صاحب! تناسخ کے ماننے سے ہی ایشور کے ساتھ سچا پریم ہو سکتا ہے ورنہ بالکل نہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شروع دنیا سے لیکر آج تک تمام بھگت جن اس مبارک اور پوتر مسئلہ کو مانتے اور اسکا اوپدیش کرتے رہے اگنی۔ وایو۔ برہما۔ نارد۔ شک۔ سنندن۔ یعنی سنکادک۔ مہادیو۔ جنک۔ کپل۔ یاگولک۔ ویاس۔ سکھدیو۔ رام چندر۔ کرشن۔ اور زرتشت وغیرہ۔ پرانے زمانہ کی رشی اور بھگت اس کل یگ کے فیثا غورث و افلاطون و سقراط اور خاص آریہ ورت کے رامانند رامانج شنکر۔ کبیر۔ داؤد۔ نانک۔ چیتن۔ سدنا۔ پیپا۔ جیجو۔ میراں بائی۔ انگد امرداس۔ رام داس۔ ارجن دیو۔ ہرگوبند۔ ہر رائے۔ تیغ بہادر۔ گوبند سنگھ۔ بندا سنگھ۔ مولوی رومی۔ فرید الدین عطار۔ شمس تبریز۔ منصور۔ وغیرہ سب اس مسئلہ مبارک کو سمجھتے۔ سوچتے۔ اور مانتے اور اوپدیش کرتے رہے ان سب کو موقع نہیں ملا یہ سب رواج کے موافق اقرار کرتے رہے مگر آپ پر اس کی لغویت ظاہر ہو گئی۔ یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو پیغمبری کے الہامی فرشتہ نے کان میں علم اور عقل کے خلاف پھونک دیا۔ کیونکہ تم سنسکرت نہیں جانتے۔ صرف اردو اور کچھ قدرے انگریزی پڑھکر انجیل کی تعلیم پائی ہے۔ پس مسیح کی تعلیم کے مطابق تناسخ نہ مانتا لیکن افسوس کہ فرشتہ کو یہ نہ بتایا کہ جب خود خدا کو بقول بائیبل کے انسان بن گناہ کے بدلے صلیب دی گئی۔ تو نا خدا کی کیا گتی۔ جب خدا تناسخ میں آیا۔ گناہ کیئے۔ صلیب دیا گیا۔ تو پیغمبروں کی کیا حالت۔ جناب پیغمبر صاحب اسلئے بھگت اپنی بھگتی بھاؤ میں سچے تھے اور اسکی اصل بنیاد وہی تناسخ کی پاک تعلیم تھی۔ مگر آپکی تعلیم کا قصور ہے وہ لوگ رواج کے موافق اقرار نہیں کرتے رہے بلکہ دل سے اقرار کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو کمال بھگتی سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ پچھلے جنم کے کون تھے مگر ضدی تم کو ہم کیا کہیں

براہمو۔ اگر خدا پریم مئے نہ ہو۔ تو اس سے آدمی کا درجہ کہیں بڑھکر ہے کیونکہ اس کی جماعت میں ایسے لوگ ملتے ہیں۔ کہ جن میں پریم یا منگل کا خاصہ پایا جاتا ہے +

آریہ۔ یوں تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر نیا یہ کاری یعنی عادل نہیں تو ایسے خدا سے انسان کئی درجہ بڑھکر ہے۔ کیونکہ نوشیرواں۔ یودھشٹر۔ ہرش چندر۔ بکرماجیت وغیرہ مہاراجے بڑے عادل مشہور ہیں۔ اگر بقول آپکے صرف پریمی ہی خدا ہے۔ تو نہایت افسوس ہے کہ اس صفت کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں +

کیا کروڑوں آدمی جو ہیضہ سے مرتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے +

کیا لاکھوں جو تپ دق وغیرہ سے مرجاتے ہیں۔ خدا کا پریم ہے +

کیا لاکھوں جنم کے اندھے لولے لنگڑے پیدا کرتا ہے۔ خدا کا پریم ہے +

کیا ملکوں کے ملک رنج و تکلیف میں مبتلا ہیں یہ خدا کا پریم ہے +

کیا طوائفوں کے گھر میں لڑکیاں پیدا کرنا خدا کا پریم ہے +

لاکھوں چور بدمعاش۔ زناکار۔ حرامزادے۔ غریبوں کو تاراج کر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم +

لاکھوں بدمعاش ننگے بھگت فقیرانہ لباس پہن شریف آدمیوں کی عصمت بگاڑ رہے ہیں۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے +

موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ نوح۔ شمعون نے لاکھوں آدمی اور عورتیں اور بچے تباہ کرائے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے +

محمد صاحب اور اُنکے جانشینوں نے جو دنیا میں تیغ کے طوفان برپا کئے۔ لاکھوں کے سر تن سے جدا کئے کیا یہ خدا کا پریم ہے +

چنگیز خان۔ ہلاکو خان۔ تیمور۔ محمود۔ اورنگ زیب۔ احمد شاہ و نادر شاہ۔ سکندر وغیرہ کو قتل عام کی طاقت دی کیا یہ خدا کا پریم ہے +

سب کے علاوہ آپ اسی پریمی خدا کے پیغمبر اور آئے دن تمام دنیا کو گالیاں اور خصوصاً آریہ سماج کے لوگوں کو بدزبانی سے یاد کر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم ہے۔ بھائی ایسے محض پریمی خدا و منگل دیو خدا کا دنیا میں تو کہیں پتہ نہیں۔ اگر آپکے پاس یا کسی اور کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے +

براہمو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کا مسئلہ اُس وقت نکلا ہوگا۔ جبکہ لوگوں پر ایشور کے پریم مئے ہونیکی خوبی کا معراج اچھی طرح یا بالکل ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ ہاں ایسی مانہ کا بیہودہ ڈھکوسلہ ہے جبکہ ہمارے بزرگ ایشور کو صرف سچدانند جانکر اور صرف اپنی طرف یعنی جوگ اور سمادھی کے ذریعہ انکے آنند کو حاصل کرنیکی کوشش کرتے تھے اور اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف رچنے والا نہ کہ پیدا کرنیوالا یا خالق خیال کرتے اور جسوقت تک بھی اور پرانوں کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ اور جبکہ پورانک جوگ یا سمادھی کے طریق میں ایشور کو دیا مئے یا پریم مئے جان پرارتھنا کرنیکا بھاؤ مروج نہیں ہوا تھا۔ ہاں اس وقت بھی بیاگ یوگ اور سمادھی کے پیرو ایشور کو مثل بھگتوں کے دیا مئے یا پریم مئے نہیں مانتے اور نہ اپنی جوگ و سمادھی میں پرارتھنا کے اصول کی پیروی کرتے ہیں +

آریہ۔ یہ آپکا خیال سراپا باطل اور ست شاستروں سے ناواقفی کا باعث ہے۔ خدا ایشور کی تمام صفات کا خیال اور یقین جیسا ویدک زمانہ سے شاستری مانہ تک تھا۔ ویسا پورانک زمانہ میں بالکل نہیں۔ اور نہ پورانوں میں ایشور کی صفات کا علم موجود ہیں۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھئے۔ یجروید ادھیائے ۴۰ +

मू०स्तु० स पर्यगाच्छुक्रम कायम व्रणमस्ना विरंशुद्धम पापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भू र्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥२॥ यजु०॥ अ०४०॥ ८॥ मू०पा० तेजोऽसि तेजो मयि धेहि। वीर्यमसि वीर्यं मयि धेहि। बलमसि बलं मयि धेहि। ओजोऽस्योजो मयि धेहि। मन्युरसि मन्युं मयि धेहि। सहोऽसि सहो मयि धेहि॥ [illegible]

اور شاستروں میں سے خاصکر ویدک شاستروں میں تناسخ [illegible] مستند ثبوت دئے ہیں اس میں اُپاسنا پرارتھنا کو بڑا واضح بیان کیا ہے دیکھیا یعنی برہم یگ میں کس خوبی سے پرارتھنا میں بھگتی اور پرارتھنا کا بیان ہے دیکھو [illegible]

نمبر۲۔ پس یوگ اور سمادہی کو تو جانگر سنسکرت ودّیا سے محض ناواقف ہونے پر بھی بیہودہ گپ ہانکنا آپکے ناقص خیالات کا اندازہ غبار ہے متنک تمام سابق ہگت جو سنسکرت پڑھے ہوئے تھے۔ وہ ایشور کو اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف بچنے والا مانتے تھے۔ کیونکہ وہ ویدک فلاسفی سے واقف تھے۔ آپکی طرح علم و عقل اور موجودہ سائنس سے بھی اُمی نہیں تھے۔ اور نہ گالی گلوچ سے کام نکالتے تھے +

آپ بسبب ناواقفی سنسکرت زبان کے پرانوں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ جھوٹی تعریف سے لوگوں کو گمراہ کرتے۔ اور اپنا دام تذویر پھیلا کر شیا ناسنک بدھ مذہب پھیلانا چاہتے ہو۔ آپ جیسے دام ریا بچھانیوالے فقیروں کے حق میں سعدی کہتا ہے۔ ترک دنیا بمردم آموزند + خویشتن سیم و غلہ اندوزند +

پورانوں کے پرتم نے ایشور کو مچھ کچھ۔ دیراہ۔ نرسنگھ۔ گھوڑا۔ کتا۔ ہنس وغیرہ اوتار دھارن کرلئے +

پورانوں کے پریم نے گوپیوں کے ساتھ کرشن کو کلول کرائے۔ پرانوں کے بہنے خدا کو موہنی روپ دھارن کرا شیوجی کی بیعزتی کروائی پورانوں کے پریم نے برہماجی پر زناکاری کے الزام لگائے۔ پرانوں کے پریم نے کبجا کی کہانی بنا کرشن جی کو کلنک لگائے پورانوں کے پریم نے ماون اُتار دھر جھوٹ بولوایا چھل اور فریب کرایا۔ اور سارے جہان کو بت پرست اور جاہل بنایا۔ کوئی بدمعاشی کوئی خرابی کوئی بدچلنی ایسی نہیں جو پورانوں کی خاطر اُنکے اور آپکے پریمی خدا نے نہیں کی۔ ایسا بہاؤ ست یگ وغیرہ میں مروج ہوا۔ اور نہ اب ہوگا۔ ہاں آپکا طبعزاد اور سرا ایک پریمی بہاؤ فرانس میں یا اگر کے بنامانزاریں یا ناچ گھر میں یا راس لیلا میں ہوتا ہے یا کسی وقت لکھنؤ کے فرنگی محل یا واجد علی شاہ کے موتی باغ میں ہوتا تھا۔ یا کبھی محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں ہوتا تھا۔ یا گوکلیا گوسائیوں کے ہاں یا بہت زیادہ پریم اور وہ آپکا پریمی بہاؤ وام مارگیوں میں بہت ہوتا ہے۔ ایسی پرارتھنا۔ ایسی بھگتی ایسے پریم سے ہم کو اور تمام اہل حق کو نفرت ہے +

براہمو۔ ایسی صورت میں تو گنہگار کو ایسے خدا سے اُدّھار کے لئے کسی قسم کی امید نہیں رہ سکتی +

آریہ۔ عادل جج سے بعد ثبوت جرم کے مجرم کو کیا امید رہ سکتی ہے صرف یہی کہ کافی سزا پاوے نہ کہ رہائی۔ ہاں رشوت خور۔ ظالم۔ خود غرض۔ آنکھ کے اندھے سے رہائی کی امید رکھ سکتے ہیں۔ مجرم کی اصلاح اور جرم کی سزا دونوں مدنظر رکھنا جج کا فرض ہے۔ مگر پاپی اور گنہگار کو سزا دینا صاف صاف اوروں کو گناہ کے واسطے دلیر بنانا ہے چنانچہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے سیاست بادشاہ کے راج میں واردات بہت بڑھ جاتی ہے دانائوں کا قول ہے۔ ہر آنکہ کہ بروز رحمت کنی + بیازو ئے خود کار زمان مینی نکوئی بابداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیکمرداں۔ ندانست آنکہ کہ رحمت کرد بر ماسکایں جورست بر فرزند آدم۔ گنہگار و بدکار و زناکار ہوکر خدا سے اُدّھار کی امید رکھنا۔ ایک بام مارگی کی مثال کے حسب حال ہے +

مثال۔ ایک وام مارگی برہمن سے کسی نے پوچھا۔ کہ کیوں صاحب۔ مدہ (شراب) مانس (گوشت) مین (مچھلی) مدرا۔ میتھن (زنا) ان پانچ مکاروں سے کبھی مکتی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ بدچلنی کی بنیاد ہیں۔ پھر یہ مت کیا سچا مذہب ہوسکتا ہے جواب دیا۔ کہ خدا کو بدچلنوں شرابیوں زناکاروں کی نجات منظور ہے۔ بھلا ان کی مکتی کا کوئی سامان نہ ہونا چاہئے تھا۔ صرف ان کی مکتی کے واسطے یہ مذہب ایجاد ہوا ہے کہ یہ ہی سے شراب مانس۔ گرہن کریں اور نجات پاویں۔ حضرت گنہگاروں کا ایسے عادل خدا سے اُدّھار بغیر سزا بھگتنے کے نہیں ہوسکتا۔ خدا تو خدا ہی ہے اسکے عدل اور دنیا میں تو کوئی

شفاعت یا سفارش یا رشوت کارگر نہیں ہوسکتی۔ آپ مادونگ (آتشک) بواسیر وغیرہ کے مریض کو دوائی کے بغیر دعا یعنی رو رو کر پرارتھنا کیسے شفا نو دلائیے تاکہ کسی کو ذرا یقین ہو ورنہ یوں بیہودہ بکواس اور سیاپے کی نائن بن لوگوں کو رلانے اور خود عیش و آرام کرنے سے کیا حاصل۔ یاد رکھو دکھوکھے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاویگا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے۔ وہی کاٹیگا +

براہمو۔ جب خدا سے کسی مدد کی امید نہ ہو تو اُس سے کسی مدد کے لئے پرارتھنا کرنا یعنی دعا مانگنا واقعی ایک ناجائز حرکت ہے اور جو لوگ جان بوجھکر پیٹ کھلانے کے لئے اوپاسنا یا پرارتھنا کرتے ہو۔ وہ شریر اور مکار ہیں اور خدا کی توہین کرتے ہیں +

آریہ۔ پرماتما سے ہر انسان اور خصوصاً سچے اُپاسک کو بہت امیدیں ہیں۔ مگر ناامیدی صرف مکاروں کے واسطے ہے جب ہم اندریوں سے کام کرتے اور من سے سچے پرماتما کی اُپاسنا و پرارتھنا کرتے ہیں۔ تو ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ دل کو شانتی ملتی ہے۔ گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔ اندھکار کم ہوتا ہے۔ ست دہرم میں وشواش اور ایشور میں پریتی ہوتی ہے۔ ہاں جھوٹی پرارتھنا۔ ریاکاری کی اُپاسنا اور مکارتی کی دعا مانگنے والوں کی باتیں ضرور ناجائز حرکت سے نسبت رکھتی ہیں۔ جو لوگ سیاپے کی نائن کی طرح لوگوں کو رولاتے اور خود مزہ اُڑاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اس روشنی کے زمانہ میں پیغمبر بن سادہ لوح چھوکروں کو گمراہ کر رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ گذشتہ بزرگوں کی کتابوں سے اچھی باتوں کا انتخاب کر اس سے اپنے الہام کا ثبوت دے اور سچے خدا اور ایشور کے بھگتوں کو گالیاں دے رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جنکے ہوشیار اور دانا مگر غلطی سے اُنکے جال میں پھنسے ہوئے چیلے خود یا کسی عقلمند کے سمجھانے سے اُنکے جال سے نکلکر آریہ سماج میں شامل ہوگئے۔ اور پھر اُن کی اچھی طرح قلعی کھولتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اور لوگوں کے سادہ لوح لڑکوں کو تعلیم سے نفرت دلاکر فقیر بناتے اور اپنے بچوں کو بدستور کالجوں میں پڑھاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ غیروں کے بچوں سے بھیکھ منگواتے اور خود بنکوں میں روپیہ جمع کراتے اور مزہ اُڑاتے ہیں۔ اور اُنکے چیلے بھیکھ مانگ کر لانے اور خود گور و بنکر چین کرتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ ایک وقت منہ پھاڑ پھاڑ کر بھگوے کپڑے کی بُرائی کرتے تھے۔ اور آخر جب بغیر اسکے کام نہیں چل سکا تو خود پہننے لگے کیا وہ مکار اور شریر نہیں ہیں +

جو لوگ پہلے گورو پن کے خلاف آخرکار خود گورو بن بیٹھے اور بیوقوف سادہ لوگوں کو اپنے پائوں کا ناپاک دھوون پلاتے ہیں۔ کیا وہ ناپاک و شریر نہیں۔ جو ہندوئوں کو جال میں پھنسانے کے واسطے جنیو پہنتے چوٹی رکھتے اور اکادشی کو چاول بانٹتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

حضرت یاد رکھئے۔ کہ لوگوں کو دکھلاوے کے واسطے اوپاسنا میں رونا پیٹنا سراپا مکاری اور شرارت ہے کلید در دوزخ آن نماز + کہ بر روئے عالم گذاری دراز۔ اور یہی سبب ہے کہ اس اُنیسویں صدی میں آپکو نئے الہام اور نئے مذہب اور نیا پیغمبر بننے اور برہمو سماج چھوڑ کر دیو سماج بنانیکی ضرورت پڑی یا ترکیب سوجھی۔ افسوس کہ سنیاسی کہلا کر آپ کو گیان پراپت نہ ہوا اور سچے علم سے آپ اَنجان ہی خالی رہے +

براہمو۔ جب ایشر پریم مئے نہیں اور سوائے ہمارے کرموں کے پھل کے!

طرف سے کچھ نہیں دے سکتے۔ تو پھر تناسخ کے قائل جو گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ تو ایسے ایشور کو سخت نفرت کرتے ہونگے ✣

آریہ - تناسخ کے ماننے والے کبھی خدا کو بُرا نہیں کہتے اور نہ اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو منصف عادل نیاکاری مانتے ہیں۔ ہاں تناسخ کو نہ ماننے پر یہ حالت ضرور ہونی ہے نمونہ کے واسطے (دیکھو تناسخ نہ ماننے کی حالت میں مولوی لوگوں کے اقوال) اور اسی سے برہموؤں اور عیسائیوں کا حال قیاس کر لو۔ اور یہی سبب ہے کہ منصف اور عادل سے کوئی ناراض نہیں ہوتا۔ ہاں جس طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے عدل کے زمانہ میں جب کوئی خون کرتا ہے تو پکڑے جانے اور پھانسی ملنے کے خوف سے گورنمنٹ کو عادل نہ ماننا بموجب آپکے خیال کے ضرور برا کہتا ہوگا۔ کہ کاش کے انگریزی راج نہ ہوتا تو خوب ہوتا مگر یاد رکھئے کہ "اگر دعائے طفلاں مستجاب بودی۔ یک معلم در عالم زندہ نماندے" عدل کے ساتھ رحم مزہ کرنا ہے تو عدل کے رحم سراپا ظلم اور اندھیر ہے آپ نے سنا نہیں۔

آں سر ا کہ سر دید زر خاک ✣ خاکستر چناں بخورد کز و استخواں نماند ✣ زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل ✣ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند ✣

برہمو۔ ۲۶ - علمی تحقیقات کے موافق جس حالت میں صرف آدمی کے جسم میں روح ہے۔ اور اس کا حیوانات اور نباتات کے جسم میں کہیں نام و نشان تک نہیں۔ تو پھر تناسخ کو ماننا یہ کہنا کہ آدمی کی روح اپنے بُرے کرموں کے پھل سے گئو۔ بیل۔ گدھے۔ گھوڑے اور سور اور گھاس اور پودوں اور درختوں کے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ ایک ایسا خیال ہے کہ جو واقعات اور تجربہ اور حقیقت کے بالکل برخلاف ہے۔ اس لئے جھوٹا اور بیہودہ ہے ✣

آریہ - آپکی اس تحریر سے تو ہم کو آپکی رہی سہی علمیت کا حال بھی معلوم ہوگیا آپنے صرف تناسخ سے ہی اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ علم سائنس سے بھی انکار کر دیا اور علاوہ بر آں تناسخ کی سچی تعلیم سے بھی ناواقفی آپ کی ظاہر ہے۔ علمی تحقیقات کے موافق صرف آدمی کے جسم میں روح نہیں بلکہ حیوانوں میں بھی روح ہے۔ شاید انگریزی سائنس کے موجد یا معلم اول ڈارون کا نام بھی آپنے نہ سُنا ہوگا۔ وہ صاف طور پر آدمی کے تمام مشابہت بندر کے ساتھ بتلاتے ہیں۔ اور ایسے ہی اور تمام محقق بھی۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ علم کے بغیر آدمی بیدُم کا بندر ہے۔ ہم نے حصہ اول میں یہ مضمون انسان کے اور حیوانوں میں بھی روح ہے بتلا دیا ہے کہ حیوانوں میں روح نہ ماننا کمال غلطی ہے ✣

منطق کے مطابق روح کی یہ تعریف ہے۔ اچھیا۔ دویش۔ پریتن۔ سُکھ۔ دُکھ۔ گیان۔ یہ ساری تعریف انسان اور حیوان دونوں پر صادق ہے۔ بعض آدمی سے ہزار درجہ حیوان اچھے ہیں منطق نے صاف بتلا دیا ہے۔ کہ انسان حیوان ناطق ہے اور دیگر حیوان مطلق۔ مگر حیوان دونوں ہیں۔ پس روح اپنے بُرے کرموں کے مطابق جانوروں کے قالب میں ضرور جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر جہاں روح کا ثبوت نہیں وہاں تناسخ کا تعلق نہیں (دیکھو باب اول) کیونکہ یہ بات علم عقل۔ تجربہ اور حقیقت اور سچے دھرم بید کے بالکل خلاف ہے (محقق ڈارون نے جب یہ راز ظاہر کیا تب عام لوگوں نے ایسے بندر کی اولاد کہنا شروع کیا۔ مگر وہ فاصل ذرہ نہ گھبراتا تھا۔) پس آپکا خیال نہ تو سائنس نہ منطق نہ فلاسفی کے مطابق ہے اس لئے یہ جھوٹا اور بیہودہ ہے ✣

برہمو - سچ آدمی کے لئے اپنے بزرگوں اور ہم جنسوں کو واقعات اور تجربہ کے خلاف بُرا کہنے اور جھوٹھے وقیاسی خیال کی بنا پر کتا اور بلی گدھا اور گھوڑا سور بنانا ... قرار دینا۔ اور اُن پر سوار ہونا یا سر کچلنا نہایت شرمناک حرکت ہے

آریہ - یہ اعتراض آپ کا علم سے نہیں بلکہ جہالت سے ہے لیکن ہم آپ کو پھر بھی سمجھانیکی کوشش کرتے ہیں ✣

سُنئیے - انسان کی پیدائش روح سے ہے یا جسم سے تمام دُنیا کے علما کا اس پر اعتقاد ہے کہ مرد و عورت کے ملاپ سے نطفہ رحم عورت میں جاتا ہے۔ اور وہاں خون حیض کی آلایش سے پرورش پاتا ہے۔ اور روح اس میں داخل ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ جماع کے بعد مرد کا جسم کمزور ہوتا ہے نہ کہ روح۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اصل میں وہ چیز جس سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ وہ مرد و عورت کا جسم ہے نہ کہ روح ہاں مرتکب اس فعل کا بموجب قانون قدرت کے روح ہو تو آلا ارتکاب جسم بس جس جسم سے پیدایش تھی۔ وہ تو یہاں جلایا گیا۔ اسکا گدھا گھوڑا بننا اور مارا جانا سراپا ناقل ہے اور۔ تو تمام عقلا کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ روح میں تذکیر و تانیث بالکل نہیں ہے یہ خاصہ جسم کا ہے بس روح اور جسم کی ترکیب ہر ایک جسم میں ہے اسکا نام بزرگ ہے ترکیب کے ٹوٹ جانے سے وہ نام بھی ٹوٹ گیا۔ وہ نور ان جنگلات کھکتی کی کان ملتے ہیں انکا بھی یہی اصول ہے مگر آپ فضول طرف جاتے ہیں پس بڑ رہوں پر کوئی سوار ہوتا نہ انکا کوئی سر کچلتا ہے ہاں یہ سارے اعتراض آپکے وہم پر عاید ہیں۔ سنئیے نہایت شرمناک حرکت۔ ہے کہ ماں کا خون پیتے ہو۔ کیونکہ بموجب آپکے اصول کے دودھ اصل میں خون ہے۔ دوم شرمناک حرکت یہ ہے کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر موتتے ہو کیونکہ یہ زمین کے عناصر تمام بزرگوں کے جسم میں بلکہ بموجب آپکے مذہب کے وہی ہیں۔ کیونکہ آپکے مذہب کے مطابق روح انہیں مادی چیزوں کا عطر ہے ✣

سوم۔ شرمناک حرکت یہ ہے۔ کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر جوتے پہنکر چلتے ہو ✣

چہارم شرمناک حرکت یہ ہے کہ انکے چمڑے کے جوتے پہنتے ہو۔ کیونکہ حیوانوں نے سبزی کھائی۔ اور وہ اصل میں آپکے بزرگوں کی خاک ہے۔ اور اُس سے چمڑا بنا اور اُس کے آپنے جوتے پہنے ✣

پنجم۔ اُسی مادہ سے تمام بڑے لوگوں اور عورتوں کے جسم سے اور اُسی مادہ سے سور اور سوری اور کتے وغیرہ کا جسم بنا۔ پس بتلاؤ کہ یہ کیسی شرمناک حرکت کرتے ہو جبتک بید ہارا سنہ وید مقدس کا اعتبار نہ کرو گے۔ اس گرداب سے آپ کی خلاصی ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی پر مولوی نظامی نے کہا ہے۔

کہ داند کہ ایں خاک انگیختہ ✣ بخون دلہا ست آمیختہ

ایک دفعہ بحالت سفر جب میں نے زمین کا سورج کے گرد پھرنے کا ذکر کیا۔ تو ایک مولوی صاحب برانگیختہ ہو کر اول تو مجھے گالی دینے لگے کہ یہ کافر ہے۔ قرآن کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ آخر کار جب میں نے اُن کو دلایل سے ثابت کیا تب دل میں تو قائل ہو گئے۔ مگر قرآن کی تعلیم کے سبب حق کے قبول کرنے سے جھجکتے رہے وہی حال برہمو لوگوں کا ہے۔ یہ لوگ اگر ذرا سائنس یا فلاسفی یا منطق سے غور کریں۔ تو حق کو حاصل کر لیں یہ لوگ اپنے باطل اور من مانے خیال کے خلاف کسی علمی تحقیقات کے قایل نہیں ہوتے۔ یہی سبب ہے کہ علم پڑھنے سے چیلوں کو روکتے ہیں۔ تناسخ کو نہ ماننا اور برہمو یا دیو دھرم کو ماننا موجودہ سخت خرابیوں کا منہ دیکھنا اور شرمناک حرکت کا مرتکب ہونا پڑتا ہے ✣

اوّل تو روح حادث اور فانی ماننی پڑتی ہے۔ کیونکہ جس کا آدی ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے ✣

دوم۔ ہمیشہ کی زندگی اور نجات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ بلکہ نیکی کوئی چیز ہی نہیں رہتی

سوم۔ خدا کو ایک رشوت خور یا بھولا بھالا دیو ماننا پڑتا ہے ✤

چہارم۔ اسکی سخت بیعزتی بھی کرنی پڑتی ہے یعنی اُسے عادل اور نیاء کاری نہ مانکر صرف ظالم اور جاہل ماننا پڑتا ہے کیونکہ وہ کسی کو اسکے کرموں کا پھل نہیں دیتا ✤

پنجم۔ تمام بزرگوں کی بیعزتی کرنی پڑتی ہے۔ ملکہ ان کو خاک سمجھکر اور نباتات کی طرح کھا ہی نہیں۔ بلکہ ان کیساتھ تمام خرابیوں کا مرکب ہونا پڑتا ہے جو نہایت شرمناک حرکت ہے ✤

ششم۔ خدا کو ہی جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس کو عدم کا خدا یکہ معدوم خدا اور چند روزہ خدا یا وہمی اور خیالی خدا ماننا پڑتا ہے۔ جب وہم دور ہؤا خدا بھی دور ہؤا ✤

ہفتم سائینس اور سچا فلسفہ اور علم و عقل اور منطق کے خلاف ہو کر جہالت کا آسرا لینا پڑتا ہے ✤

ہشتم۔ وہ سچا اخلاق جو مسئلہ سیلف ہلپ سے حاصل ہوتا ہے اِس کا خون کرنا پڑتا ہے ✤

نہم جانوروں میں روح نہ مانکر اِن بیگناہوں کے سر پر قصابوں اور جلادوں کی طرح چھری چلانی پڑتی ہے ✤

دہم۔ سب سے زیادہ یہ ہے کہ گناہ اور خرابی اور بے ایمانی اور بدچلنی کو ناچیز جانکر اِسکے ارتکاب پر مخلوق کو دلیر بنانا ہے ✤

پس ایسے علم اور معقولیت کے خلاف مذہب کے بانی اور اس کے پیرو بلکہ گناہ کرنے پر دلیری دینے والے ہادی اور انکی تعلیم بتلائیے۔ دنیا کو کتنا سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ ایسے لوگوں کی تعلیم سے جس قدر جلد کوئی نفرت کرتا ہے اتنا ہی نہایت ضروری ہے۔ اے پرماتما تو ایسے لوگوں کے دام تزویر سے انکے بھولے بھالے ناواقف چیلوں کو جلد نکال اور ست دھرم کے انصاف گستر اور شانتی دایک سایہ میں ان نونہالوں کی پرورش فرما تو ہی ست کا محافظ ہے تو ہی حق کا حافظ ✤

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

براہمو مذہب کے ایک پُرانے واقفکار کی رائے

تناسخ کا مسئلہ بہت پُرانا ہے قدیم ہندو قدیم مصری اور قدیم یونانی اِسکو مانتے تھے لیکن اس وقت کے بڑے مذہب اِس مسئلہ پر بٹے ہوئے ہیں۔ ہندو اور بدھ اِسکو مانتے ہیں اور عیسائی اور مسلمان نہیں تو بھی دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ اب بھی اُس کے موافق ہے اُسکے ماننے والوں کا یہ خیال ہے کہ روح غیر فانی ہے اور اپنے ایک جسم چھوڑنے کے بعد اپنے نیک یا بد اعمال کے موافق اچھا یا بُرا جسم اختیار کرتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جبتک کہ مکتی یا نجات نہ ملے موجودہ مذاہب میں سے پہلے پہل عیسوی مذہب نے اِسکو ترک کیا اور اپنی سزا و جزا کیواسطے ابدی دوزخ و بہشت بنائے پھر اسلام نے بھی اِس امر میں عیسائی مذہب کی پیروی کی۔ لیکن ابدی دوزخ کا مسئلہ ایسا خوفناک ہے کہ دنیا میں روشنضمیر آدمی اسکو تسلیم نہیں کر سکتے اور اس لئے اُس کو تناسخ ایک نہ ایک شکل میں تسلیم کرنا پڑیگا ورنہ کے سپرچوالسٹ لوگوں نے اپنے لئے اور اپنے خیالات کے موافق اُسکی ایک شکل بنائی ہے یہاں برہمو سماج کے لوگ بھی ابدی جہنم سے گھبراتے ہیں اور حیوانی جسموں میں جانے سے بھی ڈرتے ہیں وہ کیا مانتے ہیں؟ یہ ہمیں ٹھیک معلوم نہیں ہو سکا۔ جہانتک پتہ مل سکا ہے۔ اُنکا خیال یہ ہے کہ مرنیکے بعد روح بغیر جسم کے رہتی ہے لیکن اِس خیال میں کوئی خاص سفارش نہیں کیونکہ اُسکا جسم کے ساتھ رہنا زیادہ نہیں تو کم سے کم ویسا ہی معقول ہے جیسا جسم کے بغیر رہنا (از نانک چیتر صفحہ ۲۲۳ سے ۲۲۴) ✤

حصّہ دوم

مسئلہ تناسخ کی بابت وسیع تحقیقات

مقدمۂ اوّل

در دیدۂ تنگِ مور نورست از تو　　در پائے ضعیف پشہ زور است از تو
ذاتِ تو سزاست مر خداوندی را　　ہر وصف کہ ناسزاست دور است از تو

تواریخ حکمت اور فلسفہ الہیات کے مطالعہ سے بخوبی ہویدا ہے کہ مسئلہ تناسخ یا پُنر جنم جسے آواگون بھی کہتے ہیں نہایت ہی قدیم مسئلہ اور ہر طرح کے لاانحل اسرار قدرتی کے حل کرنیوالا ہے آریہ ورت کے رشی منیوں سے یونان اور مصر کے فلاسفروں تک جتنے پرانے دانا لوگ اُن قوائے فطری کی طرف غور فرما رہے تھے جو حواس خمسہ کی حد سے باہر ہیں بلغیر اعتراض کئے اور سمجھے کہ نہ ماننا جنکی عادت نہ تھی جنہیں لیل و نہار یہی دھن لگ رہی تھی کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ तर्क एव ऋषि جن کا خطاب اور صداقت کی تلاش جن کی زندگی کا لب لباب تھا ✤

آریہ ورت کے سب سے پُرانے مقنن نے دھرم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے منو ۱۲/۱۰۶ ✤

आर्षन्च मोपदेशञ्च वेदशास्त्रविरोधिना ॥ यस्तर्केणा नुसन्धत्ते सधर्म वेद नेतर ॥

جن کی تمام تر تلاش یہ تھی کہ جگت میں جو کچھ انقلاب دن رات دکھائی دیتے ہیں۔ انکا سدھانت کیا ہے۔ یہ کیوں پیدا ہوتے ہیں اور انکا پھل کیا ہے؟ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اِن سب کے اس واسطۂ مشترکہ کا سبب اول (نمت کارن) کون ہے اور صرف آدمی مول نہیں بلکہ اُس کا ہم سے کیا سمبندھ ہے اور وہ کہاں ہے اور ہم اُسے کیسے پراپت کر سکتے ہیں آدی صحیفہ قدرت (وید) کے مطالعہ سے وہ سارے اِس بارہ میں متفق تھے کہ ایک ذات باری ساری دُنیا کی منتظم و نیاء کاری ہے سبکو بل اور پرکاش اُسی سے ہے۔ اور وہ سرو یاپک اور گیان مے۔ سرو شکتی مان اور اکھنڈ اکال ہے۔ سچدانند سروپ۔ اجر۔ امر۔ لا یخاف۔ بے عیب نرنکار اور پروردگار ہے جسے کوئی اوم۔ برہم۔ کوئی یزدان اور اہرمن۔ کوئی اللہ اور رب کوئی گاڈ۔ ایلی اور جہوواہ کے نام سے پکارتے تھے وہ اس مسئلہ پر بھی ایک سمتی کہتے تھے کہ روح جسم مادی سے کوئی جدا اور بالاتر ہستی ہے وہ قائم بالذات یعنی فی النفسہ مشخص ہستی ہے محض کوئی صفت یا کیفیت یا نسبت نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ فنا پذیر نہیں۔ اور نہ حادث ہے یہ اُس اعلیٰ ہستی (پرماتما) کے خلاف پرچھن ہونے کے باعث کرموں کو کرتی اور نتائج کو بھوگتی۔ اور سینکڑوں رنگ بدلتی۔ ہزاروں نئے تعلق پیدا کرتی ہوئی لاکھوں منزل کی سیر کرتی ہے وہ کبھی اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچتی۔ اور کبھی تنزل و تذلل کی سزا بھوگتی ہوئی اسفل السافلین کو چلی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ الپگیہ اور اگیانی ہونے کے سبب سے

گہے بر طارم اعلیٰ نشینند　　گہے بر پشت پائے خود نہ بینند

اِن سارے چکروں اور مدارج کا جن میں ارواح کو کرم انوسار گزرنا پڑتا۔ یعنی ایک سرائے سے انتقال کر دوسری منزل پر ڈیرہ جمانا ہوتا ہے۔ اُسے اُن سب حکماء کی اصطلاح میں آواگون یا آمد و شد کہتے تھے اِن سب باتوں کو وہ کلیات

ہنسی سمجھتے تھے۔ جزئیات میں کہیں کہیں کم و بیش فرق تھا۔ مگر وہ ایسا تھا جو اصول پر کم ورہی ڈالے وہ دلائل اور طریق استدلال کا ڈھنگ تھا۔ اور جن میں لحاظ نفس اصول سے محض بے تعلق تھا +

حکمائے آریہ ورت۔ یونان۔ فنیشیا۔ روم۔ اجی بیٹ (مصر) فارس چیلڈین کارتھیج وغیرہ اس معاملہ میں بخوبی تحقیقات کر کے اپنے اپنے دماغی سیر اور عقلی سفر کے بعد سب نے ایک ہی منزل پر مقام کیا تھا +

فی ثاغورث سا ہی ڈیس وغیرہ فضلا دتسبک شاستر سے مسمو تھے۔ اپی کیورس کے مسائل ویدانت شاستر کیساتھ ملتے تھے۔ کنفوشس وغیرہ مہاتما بدھ اور میمانسا کے ہم خیال تھے فیثاغورث کی تحقیقات حصہ سانکھیہ شاستر سے تعلق تھی۔ سقراط۔ فلاطون۔ ارسطو وغیرہ کی رائیں نیائے شاستروں سے میل کھاتی تھیں۔ گو کسی جزوی بات میں انکا قدرے اختلاف بھی ہو تو بھی تناسخ ارواح[1] کی نسبت جہانتک ہم کو دخل ہے۔ ان سب فلاسفروں کا قول ایک ہی تھا ماننوں (دیکھوں) تک یہی عقیدہ دلوں کو نورانی کرتا رہا۔ اس وقت لوگ زمانہ گرہست کے سوا دنیا میں ایسے مبتلا نہ ہوتے تھے انکا قول تھا

چندیں غم ما بحسرت سا چیست ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست

این یک نفسے کہ در سے عاریت است باعار بنے عاریتے اید زیست

اعمال اور انکس کا اٹل نتیجہ ایسا زبردست تسلیم تھا۔ کہ جس سے انکار کرنیکی دنیا میں کوئی ذی عقل جرات نہ کر سکا۔ اور نہ انکی تحقیقات کر سکتا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ

अवश्य मेव भो क्त व्य कृत कर्म शुभा शुभं

کی لاتغیر اور لا یزال تاثیر سے باوجود ملحد ہونیکے کس کی طاقت ہے کہ انکار کرے یہی تو وجہ تھی کہ خدا پرست تو خدا پرست ملحد و مرتد تک بھی اس کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے تھے اور گو اسکے نتیجہ پر پہنچنے کیواسطے انکا طریق استدلال زمینوں اور منیوں کی طرح سے مختلف تھا۔ اور انکے تعارفات میں کہیں کہیں صریح غلطی بھی کرتا ہم اُ۔ کا نتیجہ بالکل صحیح تھا کیونکہ کسی ناقص یا بیجا تعارف کا اثر اس تک نہ پہنچتا تھا وجہ یہ کہ اگر وہ پرمیشور کے قائل نہ تھے اور کسی شے یا امر کے وجود کو اس پر منحصر سمجھتے تھے تو اُس کے بجائے اُنہیں قوانین قدرت (جو در اصل وجود ذات باری کے نتیجے ہیں) کا سہارا لینا پڑتا تھا غرضیکہ تناسخ ارواح کی حقیقت سب پر روشن تھی کوئی اِسے ایک ضرورت کا مقتضی سمجھتا تھا کوئی دوسرا کسی کے نزدیک اس معلول کی علت ایک امر خاص تھا اور کسی کے نزدیک کوئی دوسرا امر +

آج سے ڈھائی ہزار برس تک تمام دنیا میں فلسفہ کی ہوا چل رہی تھی اور زمانے کے رُخ کا وہ رنگ تھا۔ جسے حکما تعمیم کہتے ہیں۔ اُس وقت تک مسئلہ تناسخ ارواح ایسا مسلّم امر تھا۔ جیسا پیدا ہونیکے بعد مرنا +

اسکے بعد تاریک زمانہ آیا۔ علم معقولات نے کوچ کیا۔ معقولات کے معانی پر غور کرنا موقوف ہؤا۔ تقلید بیجا اور بیجا دونوں کا نام ایک ساتھ دینداری رکھا گیا اور عجائب پرستی کی ابتداء ہوئی۔ عقل معزول ہوئی۔ نقل و جہل کو سلطنت ملی۔ قصے کہانیاں متبرک کتابیں شمار ہوئیں خدا کی الوہیت انسان میں آملی۔ ایک پرمیشور سے ہزار پرمیشر بن بیٹھے خدا کی اولاد ہونے لگی۔ خدا نے مخلوقات سے آشنائی پیدا کی۔ اور مشورہ کا محتاج ہؤا خود خدا خدائی کا کام کرتے کرتے تھک گیا۔ اُسے آرام کرنے اور اپنا کام دوسروں کو سپرد کرنیکی ضرورت پڑی خدا بوڑھا ہوگیا اور اُس کی بصارت میں فرق آگیا وہ اپنے بندوں کی وبدی کو خود نہ دیکھ سکا۔ وہ اوروں کی شفاعت کے بغیر اعمال حسنہ کی جزا و اعمال سیئہ کی سزا دینے میں قاصر رہا۔ خدا کی عادت و صورت ٹھیک آدمی کی سی ہوگئی۔ وہ کبھی راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج اور کہیں علاؤالدین غوری اور محمود غزنوی کی شکل کا نظر آیا اور کہیں اُس کی روحانیت کبوتر کی صورت میں اُڑتی دکھائی دی۔ خدا کیواسطے مکان بنائے گئے۔ اور اُس پر چڑھنے کیواسطے زینہ لگائے گئے وہ عادل نہ رہا۔ بلکہ رشوت خور ہوگیا! اور شاید بوڑھا ہونیکے سبب اُس کی کمر درد کرنے لگی اُسے تشویا اور تکیے کی ضرورت ہوئی۔ گناہ سے بچنے اور نجات پانیکے واسطے انسان قربان ہونے لگے تناسخ کو خیرباد کہا تو بہ اور قربانی نے آلایش گناہ کی صفائی کا ٹھیکہ لے لیا نجات میں بھی حقیقی آنند اور راحت کامل کی ضرورت نہ رہی بلکہ وہاں بھی شراب و کباب کی دوکانیں کھل گئیں اکبر و شداد کے مینا بازار کی طرح وہاں بھی حور و غلماں رہنے لگے معقول مسایل سے نفرت اور منقول فسانوں سے الفت ہوگئی۔ فلسفہ کا چراغ گل ہونے کے قریب ہوگیا۔ مذہب کی عقل سے دشمنی ہوگئی۔ کافوری کے انبار نمک کے بھاؤ فروخت ہونے لگے۔ زمانہ روز نئی کروٹیں بدلنے لگا۔ اور ایسے ایسے رنگ بدلے۔ کہ چشم حیرت دیکھنے کی تاب نہ لا سکی۔ ڈاکٹروں نے جب چیر پھاڑ کر دیکھا۔ اور جسم انسانی یا حیوانی میں کوئی روح پرندہ نہ ملا۔ تو جھٹ روح کی ہستی سے انکار کر دیا۔ انسان صرف ایک استخوانہ گوشت کا نام رہ گیا۔ پرمیشور کی ہستی۔ روح کا وجود۔ اور پرلوک تو ہماقت میں داخل ہوئے اور اگر کسی نے اِن حقایق کو مانا بھی تو صرف برائے نام انکے صفات سے آنکھ بند کی ان کے تعلقات کو مطلق نہ سوچا۔ پڑھتے ہیں تو پیٹ کے دھندے کو اور تنہائی میں بیٹھکر سوچتے ہیں تو آرایش بستر و تکلفات خواب کو حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں ہم انسانیت سے حیوانیت کی طرف نزول کر رہے ہیں۔ اور روحانیت کی بجائے صرف جسمانیت رکھنا چاہتے ہیں۔ پس یہ وہ ہماری حقیقت کو بگاڑنیوالا۔ ہمارے شرافت کو مٹانے والا اور ہماری زندگی کو خواب سے بد بنانیوالا ہے۔ اگر اس کا کچھ علاج ہو سکتا ہے تو یہ ہے کہ ہم اپنی روح کو جو غنودگی کی حالت میں ہے۔ جگانے کی کوشش کریں اور اِس کوشش کے اسباب یہ ہیں کہ اُن ہستیوں اور اُن حقایق کو جو ہمارے حاسوں کی رسائی سے باہر ہیں اپنی طبیعت پر ایسا منکشف کریں۔ جیسے سفیدی اور سیاہی کا علم ہمارے آنکھوں پر ظاہر ہے۔ ایسے ہی ارادہ والے حکیم کہلاتے ہیں اور اسی قسم کی کوشش کرنیوالے کبھی نہ کبھی گرتے پڑتے اُس راستہ پر پہنچ جاتے ہیں جو شاہی خزانہ کی سڑک سے ملا ہؤا ہے امن کی سلطنت کے بغیر لوگ ایسے دقیق مسایل پر غور نہیں کر سکتے کیونکہ جن دنوں جان کے ہی لالے پڑ رہے ہوں۔ اِن دنوں علمی مسایل پر کون بچار کر سکتا ہے اور یہی سبب ہؤا۔ کہ اِس مبارک صدی میں کچھ دانا لوگوں نے سائنس اور الہیات کیطرف توجہ شروع کی۔ حکیم لوئی فی گو متیر باشندہ ملک فرانس نے ایک ضخیم کتاب ڈی آف تر ڈیتھ یعنی حیات بعد الموت یا معراج الارواح نام سے

[1] تناسخ لفظ عربی کا ہے انگریزی میں اسے ٹرانس میگریشن آف سول کہتے ہیں عربی میں اور بھی کئی لفظ اسی تبادلہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی واسطے ہم سبکے معانی یہاں درج کر دیتے ہیں۔ تناسخ معنی انتقال ... وداخل شدن روح از قالبے بقالبے۔ آمدن آن بقالب دیگر ... (منتخب و غیاث) مسلخ ایک صورت سے دوسری صورت ... صورت ... بد صورت ... (کریم اللغات) تماسخ ... بدن صورت ... (منتخب، غیاث) ... ممسوخ کردہ ... صورت ... (غیاث) ... فسخ ... (منتخب و غیاث) اصطلاح اہل ... اسعال ... (غیاث) +

مسئلہ تناسخ ارواح پر اسی صدی میں تاریخ کی جب سے مغربی دنیا میں ہل چل فی الدنیا دہر تھیاسوفیکل سوسائٹی نے امریکہ سے اس کی اشاعت شروع کی۔ اِس طرف آریہ ورت میں سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ویدک دھرم کے پرچار کے ذریعے آواگون کی بابت تمام مذہب کے عالموں کو چیلنج دیا۔ دہریت کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور منقولیت بھیس بدل رہی ہے اُس کے خرق عادات حرفہ... کی طرح پرزہ پرزہ ہو رہے ہیں۔ سائنس جدا منقولیت کی اصلیت ظاہر کر رہی ہے۔ خود غرضی دور ہو رہی ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ حیوانوں میں روح کے قایل ہو رہے ہیں عنقریب مانا جانیوالا ہے بلکہ علمی طور پر آچکا۔ کہ تناسخ کا مسئلہ پھر بدستور سابق عالمگیر ہو اور وہی مذہب علماء و فضلاء اختیار کریں جس میں علمی نور کا ظہور ہو ✦

غرضیکہ جس حق طبیعت نے ابنائے دل و دماغ خرچ کرکے حتی المقدور تحقیقات میں صرف کر کے ذرا بھی علم و عقل سے کام لیا ہے فی الفور کچھ نہ کچھ صداقت اِس مبارک مسئلہ کی معلوم ہو گئی۔ اور اگر کسی نے عقل کل پرماتما کی ہدایت وید مقدس کے ذریعہ سوچا تو پھر کسی حالت میں بھی منزل مقصود پر پہنچنے سے باز نہیں رہ سکا۔ جن شخصوں نے وید مقدس کی ہدایت کو سنکر سوچا اور جنہوں نے دلی توجہ سے علم معقول کی کتابیں پڑھ کر گوشہ تنہائی اور فرصت کے اوقات میں اکثر اپنی آخری سفری ضرورت پر غور کی۔ جنکے دل دنیا کی آلایش سے زیادہ آلودہ نہیں ہوئے انکی صدہا مثالیں آریہ قوم میں موجود ہیں کہ ایسے سب پرشوں نے مرنے سے کئی برس یا مہینہ یا دن پہلے بتلا دیا ہے کہ ہم فلانے سال یا دن مر جائینگے اور اس خوبی سے اپنے روح اِس قالب عنصری سے پرواز کی کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے جس طرح ایک پردہ کسی چھت پر سے اپنی جوتی اُٹھا جاتا ہے بعینہٖ وہی حال اُنکے روح کا ہوا کسی درد یا تکلیف جسمانی سے اُنہوں نے اُف تک بھی نہ کی

(١) مہاتما بھیشم پتامہ جی چھ ماہ تک سورج دکھشنائن ہونے کے خیال سے زخمی یوگ ابھیاس کرتے ہوئے میدان جنگ میں پڑے رہے اور جب سورج اترائن ہوا۔ تب پران تیاگ دیئے ✦

(٢) اودے پور کے مشہور بہادر راجہ پرتاب کی بابت ذکر ہے کہ جب تک اُسکی تسلی نہ ہوئی کہ اُس کا بیٹا دشمنوں سے بدلا لیگا تب تک اُس کی جان نہ نکلی

(٣) سوامی دیانند جی مہاراج نے بہت سے لوگوں کے سامنے ایک مہاتما یوگی کے پوچھنے پر سمت ١٩٣٣ میں ... جواب دیا تھا کہ میں ... سمت ١٩٤٠ تو نہیں دیکھونگا۔ اور پھر ١٩٠٩ سنہ میں ... میرٹھ کرنیل الکاٹ صاحب کو کئی آدمیوں کے روبرو بیان کیا تھا۔ کہ میں ١٨٨٤ء ... نہیں دیکھونگا۔ چنانچہ کرنیل صاحب نے اِس بات کو اپنے رسالہ تھیوسافسٹ میں اس طرح تحریر کیا ہے ✦

کہ سوامی جی یوگی پرش تھے۔ ہمیں اُن کے یوگی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اُنہوں نے اپنی وفات سے کئی سال پہلے بمقام میرٹھ ہمیں کہا تھا۔ کہ میں ١٨٨٤ء ہرگز نہیں دیکھونگا ✦

(٤) سری گوبند پور ضلع گورداسپور کے ایک معزز آریہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ اس کے بھائی نے اپنی ... گھنٹے پہلے بتلا یا تھا۔ کہ آفتاب غروب ہوتے وقت مر جاؤنگا۔ اور جب دو گھنٹہ باقی رہے۔ تب بھی سب گھروالوں کو کہہ دیا۔ کہ ابھی دو گھنٹہ باقی ہیں۔ اس کی خواہش ... بعد ازاں صاف کر کے اور بچھا آسن لگا۔ ایشور کے دھیان میں مگن ہوا۔ اور ہم کو کہا کہ تم شور و شر مت کرو۔ چنانچہ جب دو سوانس باقی رہے۔ تب آنکھ کھولی۔ اور کہا کہ اب صرف دو سوانس باقی ہیں تم میرے پیچھے مت رونا۔ یہ کہا اور دو سوانس لئے اور روح پرواز کر گئی۔ بعد ازاں ہم نے اُسے چتا پر لٹا دیا ✦

ایسے واقعات ایک جگہ نہیں۔ بلکہ کئی مقامات پر ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں کی شہادت ہے۔ پس روح اور اُس کی اصلیت اس کی ہستی اور جسم سے تعلق کرم۔ خدا اور ایشور کا سمبندھ ضرور سارے کے سارے سوچنے کے لایق مسایل ہیں۔ اور جس طرح اِن کا صحیح اور بہتر طور حل ہوتا ہے۔ یا معقول جواب ملتا ہے وہی مسئلہ تناسخ ہے۔ آشا ہے۔ کہ ناظرین اسکے سمجھنے میں دل و جان سے کوشش کرکے پرمارتھ کے حصول میں مصروف ہونگے ✦

چند واضح دلایل سے تناسخ کا ثبوت

دلیل اول۔ آواگون دنیا کی تمام چیزوں میں مشترک ہے کیونکہ تمام چیزیں آواگون کے چکر میں ہیں۔ اور یہ قاعدہ قدرتی ہے۔ پس روح قانون قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی ✦

دلیل دوم۔ ہزاروں جاتے ہیں۔ اور ہزاروں آتے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پیدا ہونا۔ اور مرنا ہوتا تو ہر ایک روح جو مسلمانوں کے بقول قیامت ماننے والوں کے قیامت تک موجود رہتی۔ مگر ایسا نہیں۔ اور اگر تناسخ نہ مانیں تو ہر مخلوق آئندہ نئی پیدا ہونی چاہیئے۔ جو کہتے ہیں کہ نئے ارواح آتے ہیں۔ تو یہ علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ بوجوہات ذیل ✦

(١) جیسے جسم بنے ہیں۔ اسی مادہ سے بنتے ہیں۔ جو زمین پر پہلے موجود ہے کوئی نیا مادہ نہیں آتا ✦

(٢) جتنی بارش ہوتی ہے۔ انہیں بخارات سے جو زمین سے اُٹھتے ہیں جو قبل ازیں خود پانی تھے۔ کہیں سے نئی پیدا نہیں ہوتی ✦

(٣) جتنے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی موجودہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آتے ✦

(٤) جتنے دریا بہتے ہیں اُسی پانی سے جو پہلے دریا سے سمندر میں گیا۔ کہیں عدم سے وجود پذیر نہیں ہوتے ✦

(٥) جتنے مکان بنتے ہیں وہ سب اُسی مٹی اور اُسی اینٹ اُسی پتھر سے جو پہلے زمین پر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں بنتے ہیں کہیں سے پیدا نہیں ہوتے ✦

جب تمام جسم اُسی مادہ سے بنتے ہیں جس سے پہلے ہزاروں بن چکے ہیں پس صاف ظاہر ہے کہ روح بھی وہی آتی ہے جو پہلے کسی جسم سے قطع تعلق کر چکی ہے جس طرح خدا اور نیا مادہ نہیں بناتا (بقول قائلین احداث) بلکہ اُسی قدیم مادہ سے تعمیر بناتا ہے۔ اسی طرح وہی قدیم ارواح بار بار آتے ہیں نہ نئے پیدا ہوتے ہیں۔ اور نہ ایک ہی بار آتے ہیں ✦

دلیل سوم۔ جس طرح چاند۔ سورج۔ سیارے۔ راس۔ ذنب فلک نچھتر میں ہوتے ہوئے۔ بار بار چکر کھاتے آواگون کر رہے ہیں کبھی غروب ہوتے کبھی طلوع کوئی ٢٤ گھنٹے کوئی ١٥ دن کوئی مہینہ کوئی چھ مہینہ کوئی سال کوئی ڈھائی سال کوئی ١٢ سال کوئی ہزار سال کوئی لاکھ سال کے بعد نظر آتے ہیں نادان جانتے کہ نئے آتے ہیں۔ مگر حکما بالغ نظر کے علم و عقل کے بموجب وہی ستارے بار بار آتے ہیں۔ ایسا ہی حال روحوں کا ہے۔ وہ بھی تناسخ میں بار بار آتے ہیں۔ مگر علم سائنس سے محروم لوگ خیال کرتے ہیں کہ ارواح نئے آتے ہیں ✦

دلیل چہارم۔ جو چیز انادی ہے۔ اُس کے گن کرم سوبھاؤ بھی انادی ہیں۔ ارواح

چیتن ہونے کے سبب جڑ۔ معطل نہیں۔ بلکہ کرم کرنیکا سوبھاؤ رکھتے ہیں اور جسم دھارن کرنا بھی اُن کی عادت ہے۔ بنا براں صاف ظاہر ہے کہ روح اور جسم کا ملاپ اور جُدائی یعنی تناسخ بھی اُس کے واسطے ضروری ہے +

دلیل پنجم۔ روحوں کا جسم میں آکر مختلف قسم کے سُکھوں اور دُکھوں کا بھوگنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُنکے یہی مختلف کرموں کا نتیجہ ہے ورنہ سب روحوں کو ایک قسم کے نتائج ملتے۔ کیونکہ پرمیشور منصف ہے جو بے سبب اور بے وجہ کسی کو سُکھ دکھ نہیں دیتا۔ ایک لڑکے کا تندرست پیدا ہونا۔ اور دوسرے کا اندھا۔ لُولا لنگڑا۔ کوڑھی پیدا ہونا تناسخ کو ثابت کرتا ہے +

دلیل ششم۔ تناسخ سے منکر مذاہب والے یہ مانتے ہیں کہ اس جسم کے کرموں کے مطابق ہی بہشت و دوزخ ملجاویگا +

مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ کیونکہ پرمیشور نیائکاری ہے متعدد فعلوں کے لئے ہمیشہ کا دوزخ و بہشت دیدینا اُسکے عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ انصاف یہ کہتا ہے کہ محدود کرموں کا پھل محدود ہونا چاہیئے پس جبتک پنر جنم۔ مانا جاوے۔ خدا کے ذمہ سے یہ الزام دور نہیں ہو سکتا۔ اور ظالم یعنی محدود کرموں کے بدلے ہمیشہ کے جہنم میں ڈالنے والا کبھی خدائی کے سزاوار نہیں +

دلیل ہفتم۔ جبتک گنہگار کو موقعہ نہ دیا جاوے۔ کہ وہ پھر اچھے کام کرے تب تک ایشور کی اُپکار و دیالتا کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ ایک بار جنم ماننے سے اُسکی ذات صفات رحم و فضل سے شون ہو جاتی ہے۔ پنر جنم مانتے ہی یہ الزام اٹھجاتا ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ نیک بننے کا موقع دیا جاتا ہے +

دلیل ہشتم۔ تناسخ نہ ماننے سے ایک الزام خدا پر یہ آتا ہے کہ اگر روح کو اعمال کے بدلے نہیں تو پھر کیوں دیا گیا۔ جو اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ روح کے آزمانے کیواسطے وہ ایک اور الزام خدا پر لگاتے ہیں کیونکہ آزماتا وہ ہے جو جاہل ہو جسے معلوم نہ ہو جو انتریامی نہ ہو مگر خدا انو سرد گیہ ہے۔ پس آزمانا سراسر غلط ہے اِس الزام سے بریت سوائے تسلیم تناسخ ناممکن ہے +

دلیل نہم۔ تمام ارواح مرنے (یعنی قطع تعلق جسم) سے ڈرتے ہیں۔ انسان سے حشرات الارض تک اِس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ پہلے اُنہوں نے کبھی موت یعنی جسم سے جدائی حاصل کی ہے ورنہ جس سے تعلق نہ رہا ہو۔ اُس سے انسان نہیں ڈرتا +

دلیل دہم۔ روح اب جسم میں آئی۔ اُس کا آنا خواہ اعمال سے مانو یا یونہی اندھا دھند خدا کے حکم سے جانو جس طرح مانو اِس پر سوال ہوتا ہے کہ جس خدا نے اب اُس کو جسم سے ملحق کیا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اِس جسم سے پہلے اور پیچھے اُس کا حکم ایسا نفاذ پذیر نہ ہو سکے۔ حالانکہ تمام قاعدہ قدرت اِس کا مددگار ہے پس تناسخ سے انکار گویا انتظام نیچر سے انکار ہے +

دلیل یازدہم۔ دنیا کے دُکھ سُکھ اور رنج و آرام کے نقشہ کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر (جس سے حق پرست تو درکنار ناستک بھی انکار نہیں کر سکتا)۔ نہایت مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خدا کی مرضی یا ارادہ یا مصلحت یا اتفاق یا حکومت طلبی یا جبر یا قہر یا بیجبری سے ایسا ہو گیا یا بعضی ناحق پسندوں کی طرح اسے بیچارا جیوی کہدیں مگر طبیعت کسی طرح شانتی نہیں پاتی۔ اور نہ سوال کرنیوالے اتنا کو تسلی بخش جواب ملتا ہے مگر یہ سارے جھگڑے اور شکوک سلسلہ اعمال کے ماننے سے خود بخود فیصل و رفع ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ تناسخ کی تعلیم کے بغیر کوئی صراط المستقیم نہیں +

دلیل دوازدہم۔ ارواح کو جسم میں ڈالنا خدا کی صفات میں سے ہے اور یہ بھی مسلمات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں اور جب قدیم ہیں تو کسی صورت میں ممکن نہیں کہ صفات خداوندی اتفاقیہ کبھی جوش زن ہوں جن سے مانند یہ ظاہر ہو۔ پس نہ تو اتفاقی بات ہے اور نہ بلا وجہ ہے بلکہ قدرتی منشا کے مطابق کرموں کے سلسلہ سے اپنی قدیم صفات سے وہ ارواحوں کو بذریعہ اجسام جزا و سزا دیتا ہے +

دلیل سیزدہم۔ بعد۔ بیک ارواح جسم ترک کرنے کے بعد نا ہونے قیامت ایک جگہ رکھے جائینگے۔ یا حسب اعمال مختلف مقاموں یا اجسام ہیں۔ اگر مطابق اعمال جُدا جُدا رہتے ہیں تو پھل مل چکا قیامت کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہی کھاتہ میں بھرے جاتے ہیں تو کمال ظلم اندھیر نگری چوپٹ راجا اور ایسا ہی اندھیر قیامت میں ہوگا پس یہ سیدھا طریقہ ہے کہ اُن کو اعمالوں کے مطابق پھل ملیگا۔ قیامت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کے کوئی صفات کبھی معطل نہیں حالانکہ قیامت کے ماننے سے خدا کے صفت عدل و رحم دونوں اس وقت ناکارہ ثابت ہوتے ہیں پس تناسخ ہی ایسا مضبوط اور صحیح اور سچا راستہ ہے کہ جسکے ماننے سے اُس کی ذات تمام نقایص سے بری ہو جاتی ہے۔ وھذا طریق الصواب ومسئلہ لاجواب +

باب اوّل

ویدوشاستر سے تناسخ کا ثبوت

ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ پرماتما پار برہم ایک اودیتہ لاشریک ہے اور وہی تمام مادی جگت کا صانع اور غیر مادی کا انادی سوامی ہے نیک و بد کی قابل جیو ہیں اور وہ کرم کو نہیں آتا و پرماتما جگت کا نیائکاری مہاراجہ اور روحیں اُسکی پرجا ہیں بنا براں وہ سلسلۂ اعمال کے مطابق ہر ایک روح کو نیک و بد پھل دیتا اور جزا و سزا پہنچاتا ہے چونکہ کرم کا سلسلہ جسم کیساتھ ہی منقطع نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کا محرک روح ہے اور روح فانی نہیں بلکہ جاودانی ہے پس وہ اِس جسم کے برباد ہو جانے پر الٰہی معدلت کے مطابق دوسرے جسم سے تعلق پیدا کرتا۔ اعضا و جزا کو بھوگتا اور نئے افعال کا مرتکب ہوتا ہوا مختلف ستاروں و سیاروں میں انتظام مشیت ایزدی کے مطابق سیر کرتا رہتا ہے گویا اُسے نیک بننے اور عمل کمانیکا بار بار بلکہ لاکھوں بار موقع دیا جاتا ہے جب ہمہ تن نیک ہو گیا اُسے نجات یعنی موکش ملجاتی ہے اور پرم آنند پراپت ہو کر ایشوریہ نیم کے مطابق پرانت کال یعنی ۳۶۰۰۰ × ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سال تک موکش میں وہ پرم آنند کو بھوگتا ہے اور اسی کا نام آواگون یا تناسخ ہے +

ویدک محاورہ میں اِس تمام جہان کو ایک چرخ دولاب سے نسبت دی ہے اِس دولاب کا منتظم و مالک پرمیشور ہے ہر ایک دولاب۔ یعنی لوٹا مختلف اجسام

ہیں اور اُن کے اندر پانی بمنزلہ ارواح کے ہے دولاب کی رسیاں یا زنجیر بمنزلہ سلسلہ اعمال اور چاہ بمنزلہ سنسار ساگر کے ہے جس طرح دولاب خالی ہوتے اور پھر بھرے جاتے ہیں۔ اِسی طرح روح ایک جسم کو چھوڑتی اور پھر دوسرا جسم اختیار کرتی جاتی ہے اور چرخ ایشوری نیم کے مطابق گھومتا رہتا ہے جس طرح کوئی دولاب بسبب ٹوٹ جانے رسیاں کے منقطع تعلق ہوجانے کے چاہ میں گر پڑتی ہے اور جب تک پھر مالک چاہ کو سروِست بہ بڑے یا چاہ کو صاف کرنا منظور خاطر نہ ہو۔ تب تک وہ اُس کے اندر پڑا رہتا ہے مگر مالک چاہ کی مرضی ہونے کے سبب وہ پھر چاہ سے نکالا جا سکتا ہے اور اُسی سلسلہ میں جہاں مالک کی مرضی ہو باندھا جاتا ہے۔ اِسی طرح ارواح اعمال سے لاتعلق ہوکر بہت بڑی میعاد تک الٰہی نیم کے مطابق برہم میں بکراوگون سے چھوٹ کر موکش دھام میں برہمانند بھوگتے ہیں۔ اور پرانت کال کے بعد پھر سنسار میں آنے۔ اور اُسی آگ انوسار حلقہ کے کاروبار میں منت بر ہوجاتی ہیں +

رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ +

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परि षस्व
जाते। तयोरन्य पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभिचाक
शीति॥

ترجمہ۔ برہم جیو۔ اور پرکرتی ہیں انادی پدارتھ ہیں پرکرتی۔ اِن میں سے جو جڑ ہے۔ اِس انادی پرکرتی سے ربانا تمام مادی دنیا کو بناتا ہے وہ پھر اسی میں لی کر دیتا ہے جو اِس باغ دنیا میں پاپ پن روپ پھلوں کو اچھی پرکار کھاتا ہے تیسرا پرماتما کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ پھنستا۔ دنیا کو گرہن کرتا سروشریک کاش مان ہوتا ہے جیسے برہم اور برہم سے جیو اور دونوں سے پرکرتی قطعی جدا ہے۔ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں نہ ہونگے۔ تینوں سروپ سے انادی ہیں +

اِسی منتر پر شویتاشوتر اپنشد کے رشی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں +

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां
सरूपाः। अजो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भु
क्तभोगामजोऽन्यः। अ० ४ श्लो० ५ — ६

ترجمہ۔ ایک انادی اور پیدا نہ ہونیوالی جڑ چیز پرکرتی ہے جس میں سے تمام رنگ اور شکلیں اور سروپ ظاہر ہوتے ہیں +

دوسرا انادی اور پرکرتی کے پدارتھوں کو بھوگنے والا جیو ہے اور وہی جسے بھوگتا ہوا اس کے جال میں پھنستا ہوا جنم مرن کے چکر میں آتا ہے +

تیسرا انادی پرماتما ہے وہ نہ پرکرتی کے جال میں پھنستا اور نہ اُسکا بھوگ یہ کرم کرتا ہے بلکہ تمام جیوؤں کے کرموں کا پھل داتا۔ اور سب کا سوامی اور مالک ہے +

بھارت کے ۹۴ پرب کے ادھیائے ۲۰ میں بیاس جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے +

اتھروید کانڈ ۵۔ انوواک ۱ ورگ ۱۔ منتر ۲ +

आ यो धर्माणि प्रथमः ससाद ततो वपूंषि कृणुषे पुरू
णि। धास्युर्योनिं प्रथम आ विवेश यो वाचमनुदि
तां चिकेत॥ अ० ५ — १ — २॥

ترجمہ۔ جو جیو پورب جنموں میں جیسے دھرم کاریوں کو کرتا ہے وہ اُن کے پھل سے انیک اُتم شریروں کو جنم جنمانتر میں دھارتا ہے۔ اور ادھرماتما منش پنچ پشو آدی کے شریر کو دھارن کرتا اور دُکھوں کو بھوگتا ہے۔ جو پورب جنم کے کئے ہوئے پھلوں کو بھوگ کرنیکا سوبھاؤ رکھنے والا جیو آتا ہے وہ پورب شریر

کو چھوڑ وایو کے ساتھ گمن کر کے یا وہن کے مطابق گربھ میں قانون قدرت کے طریقہ سے جاتا ہے جو جو بھلی پرکار ویدک دھرم کا آچرن کرتا اور ابھی تکمیل کو نہ پہونچا ہوا نہ مر گیا ہوتا ہے وہ پھر منش شریر کو دھار کر سکھوں کو بھوگنا اور کرم کرتا ہے اور جو ادھرم اچرن کرتا ہے اور دُوراچاری ہے وہ دُکھی جسموں میں پردیش ہوکر ادھوگتی کو پراپت ہوتا جاتا ہے۔ اور ایک دُکھوں کو بھوگتا ہے +

یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۳۶ +

अप्स्वग्ने सधिष्टव सौषधीरनुरुध्यसे गर्भे सञ्जायसे
पुनः॥ यजुर्वेद अ० १२ मं० ३६

ترجمہ۔ جو جو شریر کو چھوڑتے ہیں۔ وے وایو اور اوشدھیوں کے دوارا گربھ اُسی کو پراپت ہوکر شریر دھارن کر پھر جنم لیتے ہیں +

द्वे सृती अशृणवं पितॄ- یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷ +
णामहं देवानामुत मर्त्यानाम्। ताभ्यामिदं विश्वमेज
त्समेति यदन्तरा पितरं मातरं च॥ य० अ० १९ मं० ४७॥

ترجمہ۔ اِس سنسار میں پاپ پن پھل بھوگنے کے واسطے دو مارگ ہیں ایک پتری گیانی ودوانوں کا دوسرا گیان اور ودیا رہت منشیوں یعنی آدمیوں وغیرہ کا۔ ایک سے موکش ہوجاتا ہے اور دوسرے سے بار بار جنم مرن کے چکر میں آتا ہے۔ اِن دو مارگوں میں تمام سنسار کا چکر گھوم رہا ہے۔ اور آواگمن یعنی آواگون ہو رہا ہے +

رگوید اشٹک ۸-۱-۱۹-۴-۵- اور اسی طرح رگوید اشٹک ۸-۱-۲۱-۴۲۳ +

असुनीते पुनरस्मासु चक्षुः पुनः प्राणमिह नो धेहि भो
गम्। ज्योक् पश्येम सूर्यमुच्चरन्तमनुमते मृळया नः स्व
स्ति॥

ترجمہ۔ ہے سکھ دایک پرمیشور! آپ کرپا کرکے پُنر جنم میں ہمارے لئے اُتم نیتری آدی اندریاں ستھاپن کیجئے اور اسی طرح اچھے پران یُکت شریر دان دیجئے اس جنم میں اور پُنر جنم میں ہم لوگ۔ اُتم اُتم بھوگیہ پدارتھوں کو پراپت ہوں اور سوریہ لوک اور پران اور آتما نیتاں کو گیان یعنی تاشرودوار اور پریم بھاؤ سے ہمیشہ دیکھتے رہیں ہے سب کا مان دینے والے یعنی اننت جاننے والے اِس جنم اور جنمانتروں میں ہم کو سکھی رکھئے جس سے ہم لوگ کلیان کو پراپت ہوں +

رگوید اشٹک ۸-۱-۲۳-۷ +

पुनर्नो असुं पृथिवी ददातु पुनर्द्यौर्देवी पुनरन्तरि
क्षम्। पुनर्नः सोमस्तन्वं ददातु पुनः पूषा पथ्यां३ स्वस्ति
॥ ऋ० ८ — १ — २२ — ७

ترجمہ۔ ہے سرب شکتی مان آپکی انوگرہ سے پرتھوی پران کو۔ پرکاش چکشو اور انترکش (خلا) کو دیتے ہیں پُنر جنم میں سوم یعنی اوشدھیوں کا رس ہم کو اُتم شریر دیتے ہیں اور پشٹی ہے اور ہمارے بل کو پُشٹی کرنیوالا ہو۔ ہے پرمیشور کرپا کرکے سب جنموں میں ہمکو سب کا نروان کرنیوالی شریہ روپ سوستی یعنی کلیان عنایت کیجئے +

یجروید ادھیائے ۴ منتر ۱۵ +

पुनर्मनः पुनरायुर्म आगन् पुनः प्राणः पुनरात्मा म
आगन् पुनश्चक्षुः पुनः श्रोत्रं म आगन्। वैश्वानरो अद
ब्धस्तनूपा अग्निर्नः पातु दुरितादवद्यात्॥ यजु० ४-१५

ترجمہ۔ ہے جگدیشور! آپکی انوگرہ سے ودیا آدی سریشٹ گن یُکت من اور عمر مجھ کو اگلے جنم میں پراپت ہوں۔ پُنر جنم میں پران آتما اور چکشو سے شدھ آتما کو پراپت ہو۔ اور اُتم دیکھنے کی طاقت اور سننے کی طاقتیں حاصل ہوں۔ آپ ہی ہم کو ہمارے کرموں انوسار اپنی

یوترنیا سے بُرے کرموں سے بچا کر ہم کو ست مارگ میں چلنے کا بل دیجئے۔ جس سے ہم پاپ سے بچکر پرم آنند اور پرم سکھ کو پراپت ہوں +

اتھروید کانڈ ۷-۶-۶۷-۱ +

पुनर्मैत्विन्द्रियं पुनरात्मा
द्रविणं ब्राह्मणं च। पुनरग्नयो धिष्ण्या यथा स्थाम
कल्पन्तामिहैव॥ अथर्व कांड ७ — अ — ६

ترجمہ۔ ہے بھگوان! آپکی کرپا سے پُنر جنم میں اندریاں اور من ہم کو پراپت ہوں یعنی پرانوں کو دھارن کرنے ہارا سامرتھ پراپت ہوتا رہے اور ست ودیا آدی دھن ہم کو حاصل ہوتا رہے۔ اور آپ میں لت لگا ہماری بنی رہے اور ہم لوگ سب جگت کے اپکارک اگنی ہوتر آدی یوگ کرم کرتے رہیں جہاں جائیں ہم آپ کو ہی پوجیں اور سرودا اور سرودھا تتھ رہیں۔ سام وید کے چھند پہلے ادھیائے ۶ صفحہ ۵۷ سے ۲۶۱ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی میں سائن نے بھی پُنر جنم سدھ کیا ہے +

وید کے پرانے مفسر یاسک منی جی مہاراج نروکت ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۱۹ میں لوگ میں اردڑھ ہونیکے سبب اپنی ذات کی بابت بیان کرتے ہیں +

मृत्वाहं पुनर्जातो जातश्चाहं पुनर्मृतः। नानायो
नि सहस्राणि मयोषितानि यानि वै॥ आहारा विवि
धा भुक्ताः पीता नानाविधाः स्तनाः। मातरो विविधा
दृष्टाः पितरः सुहृदस्तथा। अवाङ् निरुक्त अ १३ ख १९॥

ترجمہ۔ میں نے ایک بار جنم مرن کو پراپت ہو کر ہزاروں گربھ آستھے یعنی ارحام کا سیون کیا ہے ایک پرکار کے بھوجن کئے۔ بہت ماتاؤں کے پستانوں کا دودھ پیا بہت ماتا اور رشتہ داروں کو دیکھا میں نے رحم میں نیچے منہ اور پاؤں وغیرہ کئی طرح کی تکالیف کو اٹھا کر بہت ہم تارن کیجئے پھر اسکے بعد فرماتے ہیں کہ اِن مہا دکھوں سے نشان نہیں چھوٹیگا جب پرمیشور میں پورن پریم رکھکر اسکی آگیا کا یتھارتھ پالن کریگا۔ اور تمام فُرائم سے بری اُسکی نو ترددات کو تیجے کریگا نہیں تو اِس جنم مرن روپ دکھ ساگر سے پار اترنا کبھی نہیں ہو سکتا +

چرک شاستر میں پُنر جنم کی بابت اسی طرح لکھا ہے +

اب ہم تیسری پر لوک ایشنا کی تشریح کرتے ہیں۔ اِس میں شبہ ہے کہ ہم پھر پیدا ہونگے یا نہیں ہونگے (۱) بعض پرتیکش وادی یعنی ظاہر بین پُنر جنم کے مخفی یعنی پیدائش ہونیسے ناشت ہو جاتے ہیں اور دوسرے آدمی وید پرمان لانیسے پُنر جنم میں شانتی پاتے ہیں (۲) بعض آدمی مختلف طرح کی باتیں سننے سے (۳) کوئی کہتے ہیں کہ ماتا پتا ہی جنم کے کارن ہیں (۴) بعض کہتے ہیں کہ خود بخود ہوتا ہے یعنی نیچرل (۵) بعض کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر ایک بات پرمیشور کی مرضی سے (۶) بعض کہتے ہیں کہ آخر عاقبت جنم ہو جاتے ہیں +

اب ہم تحقیق کرتے ہیں کہ صحیح ہے یا نہیں +

محقق کو چاہئے کہ بدھی کو کام میں لا کر کیا یہ بنفی تحقیقات کرے کیونکہ پرتیکش تھوڑا اور غائب بہت ہے جیسا کہ وید کے پرمان انومان اور یکتی سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ جن حواس خمسہ کے ذریعہ ہم محسوس کرتے ہیں وہ غیر محسوس ہیں موجود چیزوں سے غیر محسوس ہو سکتیں ذیل ہیں +

بہت نزدیک۔ بہت دور۔ دوسری چیز سے مخفی ہو جانا یعنی حواس کے کمزور ہونیسے من کی تیوستھا خراب ہونیسے بہ شکل ہریاں ہو جانیسے دوسرے کے بیچ میں آجانیسے بہت باریک ہونیسے ان تمام مندرجہ بالا باتوں سے پرتیکش۔ پرتیکش ہو جاتا ہے اسلئے صرف پرتیکش ہی کا صحیح ماننا غلط ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بچوں میں کسی قسم کا وہ بہ سبب اگر ماتا پتا جنم کا سبب ہوں تو وہ کی صحت ہو سکتی ہے یا ماتا پتا کی روح کا کا بیٹا یا جزو آ اولاد میں آجاوے اگر تمام روح آجائے تو ماتا نہیں مر جاوے ماں چاہئے اور اگر روح کا جزو آجانا کہو تو روح خود جوہر ہے۔ جو کبھی تقسیم نہیں ہو سکتا اور جو

۔کہیں کہ ماتا پتا کی بدھی اور من سنتان میں آجاتے ہیں تو بھی مسلم الثبوت سوکھشم ہیں نہ جی کی یہ رائے ہے وہ اِس بات کی بھی تشریح نہیں کر سکتے کہ چھ چار پرکار کی اُتپتی کیوں ہوتی ہے +

اس لئے ماننا چاہئے کہ چھ پرکار کی دماغوں کی خاصیتیں انکے سنیوگ اور دیوگ میں رہتی ہیں اور سنیوگ دیوگ کا کارن کرم ہے چیتن جو اس میں ہے وہ اناوی ہوتے کسی کی تخت دوسرے کی نرمت کے اندازہ کی ہوئی نہیں ہے اور یہ اگر کوئی دوسری آتما ہے تو یہی ہمارا مذمت ہے اور اس جسم میں پرشنوں سے نصیحی ہے اور یہاں ہم ازدست کا بھی کھنڈن ہے کہ جو برہم سے ساپیں ہوا۔ اگر جو برہم سے پیدا شدہ نکلا ہوا مان لیا جاوے تو پرماتما بھی پیدا شدہ ماتا پتا کا اور کرم دھرم بھی سب نشٹ ہو جاوینگے اگر اتفاق کی بات ہو تو نہ ممتحن اور نہ امتحان۔ ملت تو معلوم دنیا یہ سنی یہ سدھ ہو کوئی عمل اور نہ اسکی جزا و سزا اور نہ کسی کی آمال سے میں گڑبڑ ہونی چاہئے پھر کوئی سوستھا قائم نہ ہوگی اسواسطے شاستر کے مطابق ماسکنا سناتن ہے اپایا ہے لیکن کھوٹا مذہب ترک کرنا چاہئے۔ اِس پر عقلمند لوگ نہیں جلس ساہران ودوان لوگوں کی مذہبی کی روشنی میں سیدارتھوں کو جیسا ہے ویسا ہی دیکھے یہ جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ پرکار کا ہے یعنی ست و است اور اسکی پرکاشا چار پرکار کی ہے وید۔ پرتیکش۔ انومان۔ دلیل +

وید کس کو کہتے ہیں جو اور ہم نے رشی منی اور گیان سے پرکاشا کیا ہوا ہے یوں زمانوں میں سیدھ اور باہمی تناقض نہ ہو سکتے قدیم اور گوید ہیا سے کب بھتیکھ شبہ اور سنشے ہو

اب پرتیکش کی تعریف کرتے ہیں۔ روح کو من اور اندری اور ارتھ کے سنیوگ سے جو ست بدھی پیدا ہوتی ہے۔ اُس کو پرتیکش کہتے ہیں +

انومان پرتیکش پورب ہونیسے تین پرکار کا ہے مثال کی اپیکشا سے جیسے حمل دیکھنے سے زمانہ ماضی میں جماع کا خیال۔ اور دھواں دیکھنے سے حال میں آگ کا گیان اور درخت سے پھل دیکھنے میں اگلے زمانہ میں بیج بو کر ویسا ہی پراپت ہونیکی امید اور اسی طرح جل کھیتی بیج اور موسم کے سنیوگ سے سبزی کے پیدا ہونیکا امکان۔ علی ہذالقیاس چھ دھاتوؤں کے سنیوگ سے حمل کا ہونا اور مماس اور ممسوس اور مماسہ سے حرارت کا پیدا ہونا اسی طرح سے حکیم مریض اور دوائی اور تیمار دار سے علاج۔ بدھی جن اسباب کو چھ کے معلول کو دیکھتی ہے اُس کو تینوں زمانوں میں یکساں سمجھنا چاہئے۔ دھن۔ دھرم۔ سکھ کی پراپتی کے لئے ان پرکاشا کے سوا اور کوئی پرکیت نہیں ہے جس سے سب چیزوں کی پرکاشا ہو۔ اور آزمودہ چیزیں دو پرکار کی ہیں یعنی ست اور است یا جنم اور مرن یعنی پُنر جنم +

آپت اپدیش وید ہے وید کے سوا اور جو کوئی شاستر کے بچن ہیں جو وید کے انکول اور پرکشا سے پرکشت کئے ہوئے اور رشی منیوں کے پسند کئے ہوئے لوک ہتکاری ہیں وہ بھی پرمان ہیں۔ آپت اُسے کہتے ہیں جو فضل دل پراپت ہوتا ہے کہ دان سب یگ۔ ست۔ اہنسا۔ برہمچریہ۔ دھرم اور موکش کے دینے والے ہیں۔ یہ دھرم اور موکش انکو پراپت نہیں ہوتا۔ جنکے دلوں میں حرص اور کشش بھرا ہوا ہے مرتاض لوگوں یعنی ستوگن والوں نے دھرم کے دروازہ پر لکھا ہے کہ پُنر جنم ہے قدیم سے قدیم مہارشیوں نے برہم پراپت ہو کر ست اپدیش ہوا ربا لیا ست کہ خوف محبت لالچ دشمنی سے رہت ہے اور نیک کرموں کے جاننے والوں نے معرفت کی آنکھوں سے پرکشت کر کے اپدیش کیا کہ بیشک پُنر جنم پرتیکش ہے۔ نیز سنتان اپنے ماتا پتا کے ہم شکل نہیں ہوتی اور ہم شکل بھائیوں کے رنگ آواز۔ سمجھ۔ گن بدھی نصیب میں فرق ہوتا ہے اور اعلیٰ ادنیٰ کل میں اُتپتی خادم و مخدوم ہونا رنج و راحت کی زندگی۔ عمر کا کم و بیش ہونا۔ یہاں پر کرم کئے ہوئے کے پھل کی پراپتی یا بغیر کئے کرم کے کسی پھل کی اچھی بغیر سکھلائے کے پیدا ہوتے ہی بالک کا پستان کو چوسنے لگنے اور دوسرے افعال بالعموم سے بتیجہ بالخصوص کوئی بدیہی مان اور کوئی جز کسی کو اپنی پورب جاتی (پہلے جنم) کا اور اپنے جنم میں آپکا سمرن ہوتا ہے۔ اور پرتھوی کے پدارتھوں کے بدرنگ ہونے پر بھی الفت اور نفرت۔ ان تمام سے ہم انومان

کرنے ہیں کہ اپنے کیئے ہوئے افعال جولانزوال اور لاتبدل ہیں اور پورب جنم میں کیئے ہیں اور جنکا نام قسمت یا براربدہ ہے اور جو اس جیو کو جسم میں ڈالتے ہیں اسکا پھل ہو اور یہاں کا آگے ہوگا۔ پھل سے بیج اور بیج سے پھل پرایت ہوگیا اور یہ دلیل کہ جیو دہانوں سے گریہ جنم ہوتا ہے اور جنم کے معنے ہیں روح اور جسم کے سنیوگ کے اور سنیوگ میں کرم ہوتا ہے اسواسطے مگر یہ جنم بغیر فاعل اور وسایل کے ملاپ کے نہیں ہو سکتا یعنی جنم دینے والا پرمیشور اور جنم لینے والا روح اور جس میں جنم دھارن کرے وہ مادہ بیج کریا سے کیئے ہوئے کرم کا پھل ہوتا ہے اور نہ کیئے ہوئے کا نہیں ہوتا انکو بغیر بیج کے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پھل کرم سدرس ہیں۔ کیونکہ ایک بیج سے اور قسم کا درخت نہیں ہو سکتا۔ یہ دلیل ہے اس واسطے ان چار پرمانوں سے ثبوت کر کے رشیوں نے دہرم کے دروازہ پر سرجیم لکھدیا۔ اور اسی سے لئے دہرم کی پراپتی کے لئے گورو کی خدمت کرنی ودیا پڑھنی۔ برہم چاری ہونا۔ ساہ کرنا۔ سمان اُپنی۔ لواحقین کی پرورش۔ مہماں نوازی۔ دان۔ اوروں کی چیزوں کا خیال بھی نہ کرنا۔ یاصت حسد جسم۔ من۔ اور بانی سے اچھے کرم کرنے یعنی افعال۔ اقوال۔ خیال شدہ کئے جسم من وتسے۔ بُدہی۔ جو بربکیشا۔ اور پرانایام۔ سمادہی۔ صبر اور کرم بھی جن کو وہ الو سے سندت نہیں کیا۔ شکھ دایک اور شریر کو نروگ رکھنے والے ہیں اُن کو بھی کرے۔ ایسا کرتے ہوئے یہاں سُکھ ملتا ہے اور مرکر سورگ ملتا ہے +

سوترا ستھان ۱۱۔ ادھیا +

نیائے شاستر کے مُصنّف گوتم مہامنی کی رائے +

पुनरुत्पत्ति प्रेत्यभाव ॥ न्या० अ १ सू० १४

ترجمہ۔ جو اُپتن ہوتا یعنی کسی جسم کو دھارن کرتا ہے وہ مرن ارتھات ترک قالب کے بعد پنراُپتن یعنی دوسرے بدن کو بھی اوشیہ (ضرور) پراپت ہوتا ہے اس پرکار کے پھر جنم لینے کو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اس پر منی واتساین جی بھاشیہ یعنی تفسیر کرتے ہیں +

उत्पन्नस्य क्वचित् सत्त्वनिकाये मृत्वाया पुनरुत्पत्तिः स प्रेत्यभाव । उत्पन्नस्य सम्बद्धस्य सम्बद्धस्तु देहेन्द्रिय मनो बुद्धि वेदनाभिः पुनरुत्पत्तिः पुनर्देहादिभिः सम्बन्धः पुनरित्यभ्यासाभिधानम् । यत्र क्वचिन् प्राणभृन्निकाये वर्तमानः पूर्वोपात्तान्देहादीन् जहाति तत् प्रैति यत्तत्रान्यत्र वा देहादीनन्यानुपादत्ते तद्भवति प्रेत्यभावो मृत्वा पुनर्जन्म सोऽयं जन्ममरणप्रबन्धाभ्यासोऽनादिरपवर्गान्तः प्रेत्यभावो वेदितव्य इति ॥

ترجمہ۔ اُپتن جو سمبندہ ہے اسکا کسی وقت الگ ہو کر پھر سمبندہ ہونیکو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اُپتن سمبندہ کس کا ہے یعنی جیو آتما کا جسم حواس۔ دل۔ اور عقل کیساتھ سمبندہ ٹوٹنے کو پریت کہتے ہیں اور اسکے پھر سمبندہ ملنے کا نام پریت بھاو کہلاتا ہے سو یہ پریت بھاو انادی جنم سے لیکر موکش تک ہر ایک جیو کے لئے لازمی ہے +

प्रेत्याहाराभ्यासकृतात् स्तन्याभिलाषात् ॥ ३-१-२२

ترجمہ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب ہی بھوک مٹانیکے واسطے کٹو کے پستان پینے لگتا ہے جس سے پہلے جنم کا احساس معلوم ہوتا ہے اسکو دودہ پینے کی خواہش ہونا گذشتہ جنموں کی عادت سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ آتما ہر ایک شریر میں جن جن سے اُسکا تعلق ہوتا ہے ایک ہی تھا اور وہ جن کرموں کو ہر ایک جسم میں یکساں پاتا ہے وہ اُسکی عادت ہو جاتی ہے۔ اور جو فعل ہر ایک جسم میں علیحدہ علیحدہ ہیں وہ اُسکو سیکھنے پڑتے ہیں +

आत्मनित्यत्वे प्रेत्यभाव सिद्धि ॥ ४।१–१०

ترجمہ۔ آتما کے نت یعنی انادی ہونے اور قائم رہنے والا ہونے سے پرتیہ بھاو یعنی پھر جنم کی سدہی ہوتی ہے کیونکہ یہ آتما جو ہمیشہ رہنے والا ہے جب پہلے شریر کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ شریر مردہ ہو جاتا ہے اور دوسرے شریر کے ہونیکے بعد وہ دوسرے جسم کو حاصل کرتا ہے اور اسکا یہ شریر کا چھوڑنا اور گرہن کرنا پرتیہ بھاو ہے یا تناسخ کہلاتا ہے وہ آتما کے خلاف ہونیسے ہی ہو سکتا ہے +

مہاتما پتنجلی بھی اپنے یوگ شاستر میں فرماتے ہیں +

स्वरसवाही विदुषोऽपि तथारूढोऽभिनिवेशः ।
योग दर्शन पा० २ सू० ९

ترجمہ۔ تمام جانداروں کی یہ خواہش ہمیشہ دیکھنے میں آتی ہے کہ ہم سدا سکھی بنا رہیں مریں نہیں۔ یہ تمنا کوئی بھی نہیں کرتا کہ میں نہ ہوؤں۔ ایسی اچھا پورب جنم کے ابھاؤ سے کبھی نہیں ہو سکتی یہ ابھی نویش کلیش کہلاتا ہے جو کہ چیونٹی تک کو مرن کا خوف برابر ہوتا ہے یہ ہونا (طرفہ) پورب جنم کی سدہی کو جتاتا ہے +

اس پر براشرسی کے فرزند مہاتما بیاس جی تفسیر کرتے ہیں +

सर्वस्य प्राणिन इयमात्माशीर्नित्या भवति मा न भूवम् भूयासमिति नचाननुभूतमरणधर्मकस्यैषा भवत्यात्माशीः एतया च पूर्वजन्मानुभवः प्रतीयते सचायमभिनिवेशः क्लेशः स्वरसवाही कृमेरपि जातमात्रस्य प्रत्यक्षानुमानागमैरसम्भावितो मरणत्रास उच्छेददृष्ट्यात्मकः पूर्वजन्मानुभूतं मरणदुःखमनुमापयति । यथा चायमत्यन्तमूढेषु दृश्यते क्लेशस्तथा विदुषोऽपि

ترجمہ۔ سب پرانیوں کو اسکا انبھو ہوتا ہے کہ یہ آتما ایا شیں ست پورب جنم کی موت کا دکھ خیال کرنے سے جیو آتما موت سے ڈرتا ہے یہ جو پرتیت ہوتا ہے اسی کا نام ابھی نویش ہے چھوٹے سے چھوٹے کیڑے یا ہر ایک جنم دھاری کو پرتیکش انومان اور شاستر ان سے بتلائی جو موت ہے اُسکا ڈر دیکھنے سے آتما کا پورب جنم میں بھوگا ہوا موت کا دکھ اور یہ کلیش نہایت بیوقوف اور اعلیٰ درجے کے عقلمندوں میں پایا جاتا ہے اسواسطے دانا اور بیوقوف کو ہو بہو الاموت کا دکھ اور خوف پورب باشنا کو جتاتی ہے

क्लेशमूलः कर्माशयो दृष्टादृष्टजन्मवेदनीयः ॥
योग पा० २ सू० १२

ترجمہ مع تفسیر۔ دھان پن۔ پاپ روپ کرموں کا ذخیرہ کام۔ لوبھ۔ کرودھ سے اُپتن ہوا۔ موجودہ یا گذشتہ جنم سے جاننا چاہیئے زبردست کرم کے پھل یعنی آیا تپ سمادہی وغیرہ کرنے سے ایشور کی اپاسنا دیوتا رہرشی اور مہان آتماؤں کی سیوا سے اُپتن ہوئے اچھے پن کرم کے پھل کو پیدا کرتے ہے اور گناہ کبیرہ یعنی ڈرے ہوئے کی نوکشٹ گیانی یا تپسوی مہاتماؤں کے نقصان کرنے سے اُس سے پاپ کرموں کا پھل ہوتا ہے جیسے نندیشر کا منش پن سے دیوتا ہو گیا اسلئے وہاں نرک میں جیولوں کا دکھوں سے بہت ان جیووں کا کرم آشے پوربلی جنم سے جاننا +

सति मूले तद्विपाको जात्यायुर्भोगा ॥ योग: पा०२ सू-१३
ते ह्लादपरितापफलाः पुण्यापुण्यहेतुत्वात ॥ यो-१४

ترجمہ مع تفسیر۔ ...کے ہونے سے ...یعنی ... یعنی نوعیت آیو یعنی عمر بھوگ یعنی اُن سکھ دکھوں کا بھوگ جنکا یہاں کوئی کارن نہ پایا جائے ان پھلوں کے دیکھنے سے انکی اصل یعنی کرم آشے کا انومان ہوتا ہے اور کرم شریر ...

سے ہوتے ہیں۔ اس سے یورپ کے شریر کا انومان ہوتا ہے +

وہ پورب کرم (اہلاد) نعمی خوشی اور رنج یعنی غم کے پھل کے دینے والے ہوتے ہیں کیونکہ وہ پُن اور پاپ دو کارنوں سے اُتپن ہوتے ہیں یعنی وہ جنم آیو اور بھوگ جن کرموں کے پھل سے سُکھ دینے والی اور پاپ کرموں کے پھل سے دُکھ دینے والی ہوتی ہیں جیسے کہ مخالف دشمن کی کوفت بھی دوا (علاج) اسکو تاکی پرتی کول (مخالف) دکھ دیتی ہیں

اُپنشدوں کے مصنفوں کی رائیں +

شوتیا شوا اُپنشد +
यानाग्रशतभागस्य शतधा कल्पितस्य च। भागो जीवः स विज्ञेयः स चानन्त्याय कल्पते ॥ अ ५ श्लो ९ नैव स्त्री न पुमानेष न चैवायं नपुंसकः। यद्यच्छरीरमादत्ते तेन तेन स युज्यते ॥१०

ترجمہ۔ سر کے بال کا سواں حصہ کریں اور پھر اُس سویں حصہ کا سواں حصہ کریں یہ جیو کا اندازہ ہے ایسے جیو انسنت ہیں۔ جیو نہ ... ہے نہ مرد ہے اور نہ مخنث ہے اپنے کرموں سے جیسے جسم ایسا کو پراپت ہوتا ہے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے +

کٹھ اُپنشد میں ہے اور یہ ادول حصہ دوم +
न जायते म्रियते वा विपश्चिन्नायं कुतश्चिन्न बभूव कश्चित्। अजो नित्यः शाश्वतोऽयं पुराणो न हन्यते हन्यमाने शरीरे ॥१८॥

ترجمہ۔ جیو نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے جسم رہتے ... ہو اور ... نہ ہوگا کیونکہ وہ نہ ... ہو ... نہیں تا

منو جی۔ پر جنم کے بارہ میں ایسا کہتے ہیں +

(۱) جیو جیسا ہے بائسے کام اس سے کرتا ہے اُسکے پھل کا اسی طرح ... ہوں ... یہاں سے کئے ہوئے کا پھل یہاں ... سے ہوئے کا پھل شریر سے

(۲) جو آدمی ... زنا ... لوگوں کا قتل وغیرہ ... کرم کیا ہے وہ بھاگتا یعنی ... ہوتا ہے بائی ہے گئے کاموں کے بدلے ... اور ... وغیرہ اور من سے کئے فعلوں کا پھل چنڈال وغیرہ میں جنم دھارن کرکے بھوگتا ہے +

(۳) جو گن ان تینوں کے جسم میں ... وہ تینتا ہے وہ گن جیو کو اپنے جیسا کر دیتا ہے

(۴) اس کا فیصلہ اس طرح کرنا چاہئے کہ جب آتما میں پرسنتا اور شانتی ... ہو تب ستوگن پردھان اور ... رجوگن ایر دھان ہے +

(۵) سب آتما اور من رجو ... سنجدہ ... اور ... دولتا ہے تب سمجھا کہ رجوگن پردھان اور تموستو اپردھان ہے +

(۶) جب دنیا دی اشیا میں آتما پھنسا ہوا ہو اور کچھ بھلائی اور برائی کا بچار نہ ہو حق باطل کی تمیز نہ کرے تب بالیقین سمجھنا کہ تموگن پردھان رجو اور ستوگن اپردھان ہے +

(۷) اب تینوں گنوں کا اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ نتیجہ لکھتے ہیں +

(۸) جو ویدوں کا ابھیاس دھرم کی طرف توجہ گیان کی ترقی پاکیزگی خواہش حواس کا روکنا دھرم کریا اور آتما کا چنتن کرنا ہے یہ ستوگن کا لکشن ہے +

(۹) جب رجوگن کا ظہور اور ستو اور تموگن بالقوہ ہوتے ہیں تب آغاز میں ہیچ کا تیاگنا چھوٹے کرموں میں مصروف ہونا اور دل سے ... سب ... ہوتی ہے تب سمجھنا کہ رجوگن زور سے ورت رہا ہے +

(۱۰) جب تموگن کا بالفعل اور باقی دونوں مخفی ہوتے ہیں تب ... یعنی سب ... کاموں ... اور نہایت سستی اور سونا اور استقلال کا نہ ہونا کر دینا کا ... تا ... ہے

یعنی وید اور ایشور میں شردھا کا نہ رہنا دل کا ایک طرف نہ لگنا اور خاص خاص کاموں میں مبتلا ہونا تب تموگن کا ظہور جانتا۔ یعنی جب بڑے کاموں کرنے سے شرم خوف اور احتراز پیدا ہو تب سمجھنا کہ تموگن کا مجھ پر بڑا زور غلبہ ہے +

اب بتلاتے ہیں کہ کس کس گن سے کون کون گتی (حالت) کو پراپت ہوتا ہے +

نمبر ۱۔ جو من ساوک ہیں وہ دیوتا جو رجوگن والے ہوتے ہیں وہ منش اور جو تموگن والے ہوتے ہیں وہ پنچ گتی کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۲۔ جو نہایت تموگن والے ہوتے ہیں وہ درختوں کے متعلق ... کیڑوں اور دوسرے کیڑوں اور چیونٹیوں اور مچھلیوں سانپ کچھوا مرگ کے جنم کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۳۔ جو متوسط تموگن والے ہوتے ہیں۔ وہ ہاتھی گھوڑا۔ گرگ۔ شیر۔ مور۔ اور جنگلی جنم میں جاتے ہیں +

نمبر ۴۔ جو اعلیٰ تموگن والے ہیں وہ خوبصورت پرندہ اکثر ... نسیاح۔ چارن اور ٹھگ ہوتے ہیں +

نمبر ۵۔ جو نہایت رجوگن والے ہیں وہ کانیں کھودنے والے ملاح۔ نٹ اور ہتھیار رکھنے والے قاصد وکیل اور بہادروں کا جنم پاتے ہیں +

نمبر ۶۔ راجہ کھتری اور راجہ کا پروہت جھگڑا اور مباحثہ کرنیوالے بولنے چالوں میں ہوشیار یہ متوسط رجوگن والے ہیں +

نمبر ۷۔ گندھرب۔ گانیوالے باجہ بجانیوالے عالموں کی خدمت کرنیوالے وغیرہ یہ اعلیٰ رجوگن والے ہیں +

نمبر ۸۔ تپسوی۔ جتی۔ سنیاسی۔ وید پاٹھی۔ ادر بمانوں کے موجد اور چلانیوالے جوتشی اور جسمانی حکیم یہ ادنیٰ ستوگن کے کرموں کا پھل ہے +

نمبر ۹۔ یگیہ کرتا ویدوں کے ارتھوں کے جاننے والا ویدوان ویدوں اور دیگر جملہ علوم کے ماسٹر کال ودیا کے جاننے والے رکھشک گیانی اور کام سدھ کرنیکے لائق اوپدیشک۔ یہ متوسط ستوگن کی نشانی ہے +

نمبر ۱۰۔ سب ویدوں کے جاننے والے برہما سب علوم کے عامل اور مختلف فنون کے موجد اور مختلف کلا کوسل بنانیوالے دھارمک سوامی ... اور مہا تما رشی اتم ستوگن والے چانک۔ رشی قرار پاتے ہیں +

(۲/۱۴) جیسے پھول میں بو۔ کنجد میں تیل لکڑی میں آگ۔ دودھ میں گھی۔ گنے میں مصری۔ ایسے ہی سوکشم طور پر جسم میں روح رہتی ہے +

(۵/۱۴) منش جنم مرن کے بندھن میں آتا ہے۔ تب اُشبہ کرموں کا پھل بھوگتا ہے۔ نرک (دُکھ) میں پڑتا ہے اور موکش پاتا ہے +

(۶/۹) آتما (جیو) آپ ہی کرم کرتا ہے آپ ہی اسکا پھل بھوگتا ہے خود ہی دنیا میں بچرتا ہے اور وہی کرموں کے اُتم پھل سے جگت سے مکت ہوتا ہے۔ یعنی یہ سب باتیں جیو پر ہی موقوف ہوتی ہیں +

(۱۴/۱۴) آیو کرم۔ دھن۔ ودیا۔ نردھن۔ یہ پانچ گربھ میں ہی مقرر ہو جاتی ہیں +

(۱۴/۱۹) دان ودیا۔ تپ کا بہت جنموں میں ابھیاس کرنے سے آدمی پورا دانی پورن ودوان اور پورن تپی ہوتا ہے +

سنسکرت کے اور انفاس کے گرنتھوں سے تناسخ کی بابت تحقیقات مہابھارت کے چودھویں پرب کے ادھیا ۱۴ میں لکھا ہے +

पुनः पुनश्च मरणं जन्म चैव पुनः पुनः। आहारा विविधा भुक्ताः पीता नानाविधाः स्तनाः ॥३२॥ मातरो विविधा दृष्टाः

पिनरश्च घगिवथाः। सुरनानि चवि त्राणि हु:खानिच
म यानथ ॥३३॥

ترجمہ بار بار مرنا اور پیدا ہونا رحم میں رہنا اور بہت قسم کے آہار کھانا اور بہت ماؤں کے دستانوں سے دودھ پینا۔ بہت قسم کی ماؤں کو دیکھنا اور جدا جدا باپ کا سمبندھ ہونا و چہ سکھوں کا بھوگنا اور اسی طرح دکھوں کا بھی یہ سب کرموں کا پھل ہے۔

कर्मणेव समुत्पत्तिः सर्वेषां नात्र संशय। अनादि
निधना जीवा· कर्मबीज समुद्भवा·॥
स्कंध ४ अध्या ४२॥

ترجمہ کرموں کر کے تمام جیووں کی اُتپتی ہوتی ہیں۔ بیج روپی کرم انادی و ابدی جیو کو شریر میں لاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

नानायोनिषु जायंते म्रियंते च पुनः पुनः। कर्मणा रहि
तो देह संयोगो न कदाचन॥५॥

ترجمہ مختلف جونیوں یعنے قالبوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ کرموں کے بغیر جیو کسی شریر میں نہیں جاتا۔

शुभाशुभैस्तथा मिश्रैः कर्मभि र्वेष्टितन्त्विदम्।
त्रिविधानि हि नान्या डु र्बुधास्तत्वविदश्च ये॥६॥

ترجمہ اچھے اور بُرے اور ملے ہوئے اعمالوں سے تمام تین طرح کے سنچت ۔ پراربدھ ۔ ورتمان کے سنوگن رجوگن تموگن کر کے بندھت شریردھاری ہوتے ہیں۔ ایسا ہی مہاتماؤں کا اعتقاد ہے۔

संचितानि भविष्याणि प्रारब्धानि तथा पुनः।
वर्तमानानि देहेऽस्मिं स्त्रैविध्यं कर्मणां किल॥७॥

ترجمہ جو گزشتہ جنموں میں اعمال کئے ہیں جن کا نام سنچت و پراربدھ ہے اور جو آگے کرینگے اور جو اب کر رہے ہیں تین طرح پر کرموں کی تقسیم یا حساب ہے۔

ब्रह्मादीनां च सर्वेषां तद्वशत्वं नराधिप। सुख दुःख ज
रा मृत्यु: हर्ष शोका दयस्तथा॥८॥

ترجمہ برہما سے آدے لیکر تمام جیوات راجہ کرموں کے بس میں ہیں اور کرموں ہی کے سبب سے سُکھ دُکھ۔ جرا۔ مرتیو۔ ہرش یعنے شادی اور غمی کو پراپت ہوتے ہیں۔

कामक्रोधौ च लोभश्च सर्वे देहगता गुणाः।
देवादीनां च सर्वेषां प्रभवंति नराधिप॥९॥

ترجمہ کام۔ کرودھ۔ لوبھ موہ۔ جو دیہہ کے اندر گن ہیں کرموں کے مطابق ایشور کے حکم سے اے راجا سب کو ملتے ہیں۔

रागद्वेषादयो भावाः स्वर्गेऽपि भवंति हि।
देवानां मानवानां च तिरश्चां च तथा पुनः॥१०॥

ترجمہ راگ دویش وغیرہ کا ظہور بہت سکھوں کے وقت میں بھی ہوتا ہے بڑے بڑے دیوان اور معمولی انسان اور اُن کے علاوہ اور شریر دھاریوں میں بھی۔

कपाली च तथा रुद्रः कर्मणैव न संशयः।
अनादि निधनं चैतत् कारणं कर्म संभवे॥१२॥

ترجمہ بلا شک کپالی۔ یا مہادیو وغیرہ بدھان بھی کرموں سے جیوؤں کو ملے ہیں۔ یہ سب ازلی و ابدی زمانہ سے کرموں انوسار گتی چلی آتی ہے۔

तेनेह शाश्वतं सर्वं जगत्स्थावर जंगमम्। नित्यानि

त्यविचारेऽत्र निमग्ना मुनयः सदा॥१४॥

ترجمہ اس سلسلہ پر جگت دوبرہ کار یعنے متحرک و غیر متحرک ماجبڑہ و حستن پرواہ سے انادی ہے۔ منی لوگ دن رات یعنے ہمیشہ اس پر اور پرانت یعنے سنسار کے کنارے لگے رہتے ہیں۔

नजानंति किमेतद्धि नित्यं वाऽनित्यमेव च।
मायांच विमानायां जगन्नित्यं प्रतीयते॥१५॥

ترجمہ آدمی کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جگت ہمیشہ رہیگا۔ پس اس کی بحث سے کنارہ کر کے تپ اور آیت کو بنانا چاہئے۔ یعنے پرکرتی تو غیر فانی اور جگت کو فانی ماننا چاہئے۔

कृतकर्मविपाकेन प्राप्नुवंति सुखासुखे।
अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभम्॥३४॥

ترجمہ جیو کرم کے وپاک سے ہی سُکھ اور دُکھ دیا جاتا ہے اور ضرور دیا جاتا ہے۔ اُن کرموں کا پھل جو شبھ یا اشبھ ہوں۔

तपसा दान यज्ञैश्च मानव श्रेष्ठतां व्रजेत्। क्षीणो
पायेऽथ शक्रोऽपि पतत्येव न संशय॥३५॥

ترجمہ تپ۔ دان۔ اور یگیہ سے انسان راجا وغیرہ یا شہنشاہ وغیرہ درجہ کو پا سکتا ہے اور اسی طرح بڑے بڑے راجہ بھی پُن کے ناش ہونے سے پتت ہو جاتے ہیں۔

تناسخ کی یاد۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں گرام کنتدھا میں موہن لال ٹھاکر بندوق سے مارا گیا۔ اور اُسی سال موضع غریبگا پورہ میں جو کنتدھا سے ۲ کوس ہے کانشی رام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ تین برس کا ہوا۔ ایک دن بندوق کی آواز سنکر رونے لگا۔ اور بہت ڈر اعتدالاستفسار کہا کہ میں تو موہن کنتدھا والا ہوں۔ مجھ کو ہر لیبہ نے مارا تھا۔ جب یہ بات حاکم ضلع تک پہنچی تب اُس کے اظہار لئے گئے اُس نے ہر لیبہ کو پہچان لیا۔ اور جب فروری سنہ ۱۸۸۱ء میں مقدمہ گوالیار میں آیا تو وہاں بھی وہی لکھوایا۔ اور موہن کے بھائی کو دیکھکر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور کہا کہ میں سب کچھ پہچانتا ہوں۔ اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

(آریہ درپن اپریل سنہ ۱۸۸۱ء جلد ۴ نمبر ۲)

آواگون کا ایک عجیب نظارہ ۔ فلاسفکل انکوائرر میں جس کی ہر ایک کاپی اس مذہب علم۔ تصوف اور عقلی باتوں پر بہت سے آرٹیکل درج ہوتے ہیں۔ ایک عجیب واقعہ جو پہلے پہل سینٹ پیٹرز برگ ویکلی میڈیکل جرنل میں شائع ہوا تھا درج ہے اودن برگ یورپی روس کا ایک شہر ہے جو کہ حد ایشیا کے نزدیک کوہ یورال پر واقع ہے۔ قریباً ایک سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ابراہیم چارکو ایک دولت مند یہودی اُس شہر کا باشندہ بمرض بخار سخت بیمار رہتا۔ ۲۲۔ ستمبر آدھی رات کو اُسے ایک وحشت ناک خیال معلوم ہوا۔ اُس آدمی کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ اُس وقت بڑی جدوجہد کرتا تھا اور اُس کے حکیموں نے اُس کی حالت کو نزع رواں سے منسوب کیا چند یہودی بلائے گئے۔ دعائیں کی گئیں۔ بتیاں جلائی گئیں اور دیکھو وہ مریض جو پہلے قریب المرگ معلوم ہوتا تھا اب اچھی طرح سے سانس لینے لگا۔ اور اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تعجب ادہر اودھر دیکھنے لگا۔ پھر وہ آدمی جلدی سو گیا۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا سونا صحت کے واسطے اچھا ہے۔ صبح کے وقت جاگا۔ اپنے بال بچوں کو اردگرد دیکھا۔ جو کہ کچھ افسوس اور کچھ خوشی میں اُس کے

جاگنے کی انتظار ہی کر رہے تھے۔ اُس کی عورت نے نہایت خوشی سے بڑھ کر اُسے گلے لگانا چاہا لیکن اُس شخص نے اشاروں سے اُسے ہٹا دیا۔ اور ایک ایسی زبان میں چند چیزیں طلب کیں جس کو وہاں کسی نے نہ سمجھا۔ یہاں یہ بات بیان کر دینی چاہئے کہ ابراہیم چارکو سیاہ رنگ لمبا اور کوز پشت اور لمبی اور سیاہ ڈاڑھی اور سیاہ آنکھیں اور لمبی ناک رکھتا تھا۔ اور اپنی بیماری کے پیشتر وہ سوائے عبرانی کے اور تھوڑی سی روسی زبان کے کچھ نہ جانتا تھا جو کہ ان کم خواندہ یہودیوں کی زبان ہے۔ اب وہ آدمی ایسی زبان میں بولنے لگا جس کو اُس کے گرد و نواح کا کوئی آدمی نہ سمجھ سکا۔ ڈاکٹر بھی جو بلایا گیا تھا وہ اُس زبان کو نہ سمجھ سکا۔ جب کبھی اُس کی عورت اور بچے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرتے وہ حقارت سے اُنہیں دھکیل دیتا۔ ڈاکٹر نے یہ رائے دی کہ بباعث بخار کے سخت ہونے کے یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے خاندان کی اُمید ہفتہ روز تک رہی۔ اسی اثنا میں اُس کی عورت نے اپنے ماں باپ کو بلوایا لیکن اُن کے آنے پر ابراہیم نے اُن کو نہ پہچانا اور نہ اُن کی زبان کو سمجھا۔ اور اس بات پر غصہ بھی ہوتا تھا کہ میری زبان کو کوئی کیوں نہیں سمجھتا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ بستر سے اُٹھا اور اُس کی عورت نے اُسے پہننے کے لئے وہ کپڑے دئے جو وہ بیماری سے پہلے پہنا کرتا تھا۔ جو کہ روسیوں کی معمولی عادت تھی وہ اُن کو دیکھ کر اور اچھی طرح پڑتال کرنے کے بعد بہت ہنسا اور باہر دوڑنا چاہتا تھا لیکن لوگ جلدی سے دروازہ بند کر دیتے تھے تاکہ اُسے سردی نہ لگ جائے وہ کمرے میں چلتا لیکن قدم بڑا آہستہ آہستہ سوچتا ہوا رکھتا تھا۔ ایک آئینہ کے پاس پہنچ کر اُس نے اپنی شکل دیکھی اور ششدر رہ گیا اور بڑا حیران ہوا اپنی بڑی ناک و لمبی ڈاڑھی کو چھوتا تھا اور یکایک ہنس پڑتا تھا اور اچانک ایک گہری سوچ میں پڑ جاتا تھا لوگ اس بات سے نہایت سخت تعجب کرتے تھے اُس کی عورت اور والدین جنہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تھا ایک دوسرے کے پیچھے دیکھنے آتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اب یہ آدمی ابراہیم چارکو نہیں ہے بلکہ ایک اجنبی شخص ہے۔ لیکن ابراہیم کے ماتھے پر دو کالی لکیریں تھیں۔ جن کے ساتھ وہ پیدا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر جو کہ دو ماہ تک اُس کا معالجہ کرتا رہا۔ اس خیال پر ہنس پڑتا تھا۔ ابراہیم چارکو اکثر درپیش دیکھتا تھا اور اردگرد کے لوگوں پر بڑا تعجب کرتا تھا ایک دن اُس نے باہر بھاگ جانے کی بڑی کوشش کی۔ اُس کے خاندان نے گورنمنٹ ڈاکٹر اور دیگر ڈاکٹروں کو بلانے کی صلاح کی جنہوں نے بڑے امتحان کے بعد بیان کیا کہ یہ وہی شخص ہے اگرچہ انہوں نے وہ زبان نہ سمجھی جس میں وہ بولتا تھا۔ لیکن وہ ڈاکٹر وغیرہ اس کو ایک باقاعدہ زبان جانتے تھے انہوں نے یہ خیال کر کے کہ شاید ہم کو لکھنے میں سمجھا دیگا۔ ابراہیم نے کاغذ کے ٹکڑے پر چند سطور لکھے جن کو ڈاکٹر نے پڑھا لیکن اُن کے معنے نہ سمجھے خط صاف عمدہ تھا بحروف لیٹن لیکن زبان ناقابل فہم تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا کہ کس طرح ابراہیم نے ان لاطینی حروف کو سیکھا۔ اسی طریقہ پر کچھ مدت گزر گئی حتٰی کہ وہ ابراہیم کو سینٹ پیٹرز برگ کی میڈیکل یونیورسٹی میں لے جانے کے لئے متفق ہوئے تاکہ وہاں کے لائق ڈاکٹر کی رائے معلوم کریں۔ جونہی کہ پروفیسر آرلو نے ابراہیم کی زبان کو سنا اُس نے پہچان لیا کہ یہ انگریزی ہے ابراہیم نے بہت خوشی ظاہر کی کہ اس ڈاکٹر نے میری زبان سمجھ لی اور کچھ گفتگو کے بعد پروفیسر آرلو نے کہا کہ ابراہیم ایک ٹھیٹھ انگلش مین ہے۔ لیکن اُس کی عورت نے کہا کہ برائے خدا کس طرح میرا خاوند انگریز ہو گیا۔ اور کس طرح اُس نے اپنی زبان بھلا دی۔ ابراہیم کی زندگی کی کہانی کو پروفیسر نے نہایت تعجب سے سنا۔ اور یقین نہ کیا کہ وہ ایک عام ان پڑھ روسی یہودی ہے۔ اُس نے ابراہیم سے انگریزی میں پوچھا کہ تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے مفصلہ ذیل جواب دیا

میں برٹش کولمبیا سے جو شمالی امریکہ میں ہے آیا ہوں اور میرا اصلی وطن نیو وسٹ منسٹر ہے میری ایک عورت اور ایک لڑکا زندہ ہے۔ لیکن یہ خدا جانے کہ میں کس طرح اس عورت کے پاس آ گیا۔ پروفیسر نے اِس معاملہ کو دھوکا بازی خیال کیا اور یہ کہا کہ تم یہ آدمی [illegible] ہو۔ اُس نے گورنمنٹ کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے توجہ دلائی اور ابراہیم کے خاندان کا ڈاکٹر اور اُس کے روسی ہمسائے وغیرہ لوگوں سے سرکاری طور پر دریافت کیا گیا اور یہ دریافت ہفتوں تک جاری رہی لیکن اُس امتحان سے کچھ معلوم نہ ہوا اور وہ معاملہ اُسی طرح مخفی کا مخفی رہا۔ ڈاکٹروں نے بیان کیا کہ یہ ایک سائیکالوجیکل جسر ہے اور انسانی روح کا الہام ہے جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ابراہیم نے کہا کہ اگرچہ میرا نام ابراہیم ہے۔ مگر میرا نام ابراہیم چارکو نہیں بلکہ ابراہیم درہم ہے اور میری یہی خواہش ہے کہ میں خاندان کو جاؤں صبح جب اُس کی عورت اٹھی تو اُس نے اُس کی جگہ کو خالی پایا وہ غائب ہو گیا تھا یہ عجیب واقعہ آخر کار شاہ روس کے کانوں تک پہنچا جس نے اچھی طرح اس کے دریافت کا حکم دیا۔ لیکن یہ سب بے فائدہ تھا وہ آدمی کسی طرح نہ مل سکا اور آخر کار یہ یقین کیا گیا کہ چونکہ وہ آدمی پاگل تھا۔ بنا بر آں بحالت پاگل پن دریائے نیوا میں ڈوب مرا ✦

[illegible]ء کے موسم بہار میں سینٹ پیٹرزبرگ کے پروفیسر آرلو نے اپنی گورنمنٹ کے حکم سے فلاڈلفیا کا ملاحظہ کیا ایک دن جبکہ وہ اخبار پڑھ رہا تھا تو اس ایک مضمون پر اس واقعہ نے اس کی توجہ کھینچی "نیو وسٹ منسٹر میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے۔ جس نے برٹش کولمبیا کی تمام حدود میں ہلچل ڈال دی ہے۔ ۲۲ ستمبر [illegible]ء کے دن اُس شہر کا مشہور تاجر سخت بخار کے سبب قریب المرگ حالت میں تھا اور کسی شخص کو اُس کے بچنے کی امید نہ تھی حتٰی کہ ڈاکٹر کو بھی نہ تھی تاہم مریض بچ گیا اور اچھی طرح صحت یاب ہو گیا۔ لیکن یہ معاملہ حیرت انگیز ہے کہ مریض نے جو کہ ایک ٹھیٹھ انگریز تھا۔ اپنی مادری زبان بھلا دی اور ایسی زبان بولتا تھا کہ جس کو کوئی شخص نہ سمجھ سکتا تھا۔ آخر کار اُس شہر کے ایک آدمی نے کہا کہ یہ ایک یہودیوں کی گندی زبان ہے وہ مریض جو بیماری سے پیشتر ایک مضبوط آدمی تھا اب نہایت پتلا اور کبڑا ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اپنی عورت اور بچہ کو شناخت سے انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ تقریر کرتا ہے کہ میری ایک عورت اور دو لڑکے کسی اور جگہ ہیں۔ اُس آدمی کو پاگل خیال کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک یورپین مسافر آیا جس کا چہرہ ٹھیک عبرانیوں کی طرح معلوم ہوتا ہے کہتا ہے کہ اس سوچنے والی عورت کا خاوند میں ہوں وہ اُس عورت سے اُس زبان میں بولتا تھا جس میں کہ اُس کا خاوند اُس سے بولا کرتا تھا لیکن اُس مرد کے والدین چونکہ اُسی شہر میں رہتے ہیں اُسے نہیں پہچانتے لیکن وہ بار بار یہی ذکر کرتا ہے کہ میں اس عورت کا خاوند اور انہیں والدین کا بیٹا ہوں وہ بیچاری عورت ایک سخت خطرہ میں ہے کہ میں کیا کروں وہ بار بار یہی پوچھتی ہے کہ یہ کون ہے اور یہ کس طرح میرا خاوند ہونے کا دعوٰے کرتا ہے چونکہ وہ اُسے بولتا سنتی ہے۔ لیکن اُس کی شکل نہیں دیکھتی ہے کہ یہ یہودی چہرہ والا میرا خاوند نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ آدمی باوجود اس کے برابر دعوٰیدار ہے۔ اور اُس کی پوشیدہ باتیں کہتا ہے۔ جو صرف خاوند اور عورت کو معلوم ہوتی ہیں"

پروفیسر آرلو نے تمام اگلے واقعہ کو یاد کیا اور اس سائیکالوجیکل تصویری کو حل کرنے کے لئے اُس نے نیو وسٹ منسٹر میں جانیکا ارادہ کیا۔ وہ بڑا حیران ہوا جبکہ اُس نے وہاں جا کر درحقیقت وہی سیاہ رنگ کا ابراہیم پایا جس کو اُس نے چھ ماہ گزرے کہ سینٹ پیٹرزبرگ میں دیکھا تھا۔ اُس نے اُس یہود کے تاجر سے روسی زبان میں پوچھا کہ تُو کہاں سے آیا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں پیٹرز برگ سے آیا ہوں۔ اور جبکہ اُس نے اُس کی عورت کا نام لیا جس نے اُسے اپنا خاوند کہا تھا جو کہ اُس وقت سینٹ پیٹرز برگ میں تھی۔ جب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میرا نام ابراہیم درہم کہتے ہیں لیکن اصلی میرا نام ابراہیم چارکو ہے۔

دوسرا آدمی اِس عجیب خیال سے حیران ہو گیا اُس نے دلیل کی اور سوچا کہ جسم تو نہیں ملا ہے کیونکہ ایک تو چھوٹا اور مضبوط ہے اور دوسرا پتلا لمبا اور کالے رنگ کا ہے اور پھر یو وسٹ منسٹر انجن برگ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اُس نے کہا کہ ضرور تناسخ ہؤا۔ روحیں بدل گئیں یعنے (مے ٹم سائی کاس) واقعہ ہؤا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ۲۲۔ ستمبر ۱۸۸۲ء کو آدھی رات کے وقت دونوں زندگی اور موت کے درمیان تھے ایک آدمی کا روح ضرور دوسرے آدمی کے جسم میں پرواز کر گیا۔ اور اسی طرح ایک پورا تناسخ واقعہ ہؤا۔ اور یہ دونوں شہر ایک دوسرے کے ٹھیک مقابل ہیں۔ اگر ایک سیخ زمین میں ٹھوکی جاوے تو وہ ٹھیک وسٹ منسٹر میں نکلے گی اور دونوں شہروں کے درمیان ٹھیک ہی ۱۲ بجے کا وقت ہے۔ اور جبکہ اوران برگ میں آدھی رات کے ۱۲ بجے ہیں تو یو وسٹ منسٹر میں دن کے ۱۲ بجتے ہیں۔

(آریہ میگزین ماہ اکتوبر ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۶۱ سے ۱۶۲ تک جلد ۳ نمبر)

مشاہدات تناسخ

برین منوال قصبہ مکند برہمہ جاری است کہ نام او مذکور و بزبان ہندوان و دیگر مردمان آن شہر (پریاگ) جاری است وچون این قصہ عجیب و غریب است وخالی از لطف نیست بنا بر غرابت درین مقام نوشتہ می شود + نقلے ست کہ برہمن مکند برہمہ جاری در ایام سلطنت ہمایوں بادشاہ بطریق مذہب خود مدتے بریاضت و قناعت اشتغال داشت و در اواخر سال یکہزار و پانصد و نود و ہشت سمت (۱۵۹۸) راجہ بکرماجیت کہ مطابق بسال نہصد و چہل و ہشت ہجری بود در شہر پریاگ کہ حالا مشہور بالہ آباد است وارد گشتہ بر کنار تربینی یعنی در مقامیکہ دریائے گنگ یا دریائے جمن ملحق شدہ است۔ آتشے افروختہ موافق دین و آئین خود تمام اندام خود را پارہ پارہ بریدہ در آن آتش افگند۔ بعد ازان خود را نیز در آتش زدہ خاکستر شد۔ باین نیت کہ تا نیاز او بدرگاہ قادر بیچون بدرجہ قبول رسیدہ بار دیگر درین جہان بقالب انسان پیدا شود و بادشاہی ہفت اقلیم یابد چنانچہ از اشلوکے کہ دران وقت خود بزبان سنسکرت گفتہ بر ورق مس کندانیدہ گذاشتہ بود حالا آن اشلوک اکثر مردمان آن شہر را یاد است مستفاد می گردد و آن اشلوک این ست +

बसु इन्द्रे बाणो चन्द्रे तीर्थ राजे प्रयागे । तपस फुल्ल
पक्षे द्वादशी पूर्व यामे सगल तन्त्र ज हो मय सर्वं भू
माधपति सगल इन्धधारी ब्रह्मचारी मुकन्द ॥

۱ - ۵ - ۹ - ۰

بسو اندریان چندرے تیرتھ راجے پریاگے۔ تپس پھول پکشے دوادشی پوُرب یامے سگل تنتر جو ہوم سرب بھوم آدھیپتی۔ سگل وگما دھاری برہم چاری مکند ۔

درین اشلوک کہ تاریخ است معنے اش این است کہ در سمت یکہزار و پانصد و نود و ہشت در شہر پریاگ کہ از تیرتھ ہا بزرگ معبدی است بتاریخ دوازدہم از نصف آخر ماہ ماگھ در اول پاس از روز تمام اندام خود را ہوم کردم۔ یعنے قربانی نمودم بہ نیت بادشاہی بر تمام روئے زمین من مکند برہم چاری کہ مدام شیرہ نوشیدم ۔

وچون جلال الدین محمد اکبر شاہ ہمان ایام متولد شدہ بود۔ میگویند بلکہ بعضے را اعتقاد ہست کہ روح ہمین مکند برہم چاری در قالب اکبر بادشاہ نقل کردہ بار دوم بجہان آوردہ بود و موافق نیت خود بادشاہی ہندوستان یافتہ۔ راقم الحروف از روئے حساب دریافت نمودہ کہ روزیکہ آن برہمن خود را ہوم ساختہ آن روز مطابق بود با تاریخ بیست و ہفتم ماہ جنوری ۱۵۴۲ء موافق دہم ماہ شوال سنہ ۹۴۸ ہجری و ولادت اکبر شاہ کہ بتاریخ پنجم ماہ رجب سنہ ۹۴۹ ہجری بوقوع آمدہ است ہشت ماہ و بیست و شش روز بعد از ان واقعہ روئے دادہ پس اگر ہندوان کہ بنقل ارواح معتقد اند این واقعہ را راست پندارند جائے تعجب نیست چرا کہ طفل در رحم مادر ۹ ماہ بلکہ گاہے کم از ان نیز مے ماند و این مدت چار روز کم از مدت معہودہ است واللہ اعلم بالصواب"

(مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸)

جس لفظ کے معنے ہفت اقلیم کیا گیا ہے وہ لفظ سرب بھوم یعنے تمام زمین ہے مگر ایسے زمانہ میں جو کہ اسلامی سلطنت کا زمانہ تھا ایسے نقشہ اور جغرافیہ نہیں تھے بلکہ سفر و سیاحت کم ہوتی تھی۔ اور مدت کی پورانک تعلیم نے خیالات بھی محدود کر دئے تھے۔ اور جبکہ اٹک کے پار جانے کو یا جہاز پر چڑھنے کو لوگ بُرا سمجھتے تھے ایک رسم جاری تھی برہمن خصوصاً ممالک مغربی و شمالی کا رہنے والا ہفت اقلیم کی آرزو نہیں کر سکتا تھا پس سرب بھوم مراد صرف ہندوستان سے ہے نہ کہ ہفت اقلیم سے۔

اِس کا ایک صریح اثر یہ ہؤا کہ اکبر دین اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ نماز کو چھوڑ سندھیا گائتری کرنے لگا۔ محمد اکبر نام کی جگہ مہابلی نام رکھا گیا۔ گاؤکشی کی ممانعت گوشت خوری سے نفرت ہو گئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ تناسخ کا قائل ہؤا۔ یگوپویت پہن لیا۔ پیشانی پر چندن کا ٹیکا لگایا۔ جزیہ بند کر دیا۔ جو ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ اگر وہ واپس آنا چاہتے تو پرایسچت اور واپسی کا دروازہ کھول دیا حکم دیا کہ شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی ہو کہ بدمست نہ کر دے۔ والدہ کی تعزیت پر پندرہ ستر اہل دربار سمیت بھدر کرایا

(دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۲۲-۳۲۳ تعلیم دہم نولکشور و قصص الہند حصہ دوم لاہور۔ ذکر اکبر بادشاہ) +

"در موضع بکسر راوت ٹیکا نام مقدم بود شخصے کہ با او عداوت داشت قابو یافتہ زخمے بر پشت و زخمے دیگر بر بناگوش او زد و ہمان زخمہا راوت مذکور قالب تہی کرد بعد چند گاہ رام داس خویش او را پسرے بوجود آمد کہ بر پشت و بناگوش او نشان ہمان زخمہا بود و شہرت شد کہ راوت ٹیکا کہ از زخمہا مردہ بود باز بطریق تناسخ درین عالم بوجود آمد و آن پسرش بعد رسیدن بحد و شعور میگفت کہ من راوت ٹیکا ام۔ و نشانہائے صحیحے داد و چون این سانحہ غریبہ بعرض اکبر رسید او را بحضور خود طلبیدہ باحوال او وقوف یافت و گویند تصدیق اظہار او نمود" (سیر المتاخرین مصنفہ سید غلام حسین صاحب جلد اول ذکر اکبر صفحہ ۲۰۸ نولکشور) +

آدمی کا طوطا اور طوطے کا آدمی

ہزار بار خم و کوزہ کردہ اند مرا + ہنوز تلخ مزاجم ز مرگ شیرین کام

مسمی سابدے لال ساکن موتی ضلع بریلی بس کا بچہ جات ۱۸۵۶ء میں مارا گیا۔ جب چند روز گذرے تو اُس نے طوطے کا جنم لیا اور شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک پنجرہ آہنی میں جو اُس کے گھر رکھا ہؤا تھا بسیرا لیتا اور صبح کو اڑ جاتا چند روز یہی کیفیت رہی۔ غرض ایک دن جو وہ طوطا گیا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اُس کا بڑا خیال رہا۔ اُن دنوں کا ذکر سُننے کہ ایک گوسائیں کی عورت ساکن موضع سدھوں اپنے کام کو کسی

گانوؤں میں جاتی تھی۔ راستہ میں بوجہ غلبہ تشنگی موضع موئی میں اپنے کسی جان پہچان کے گھر آئی۔ اُس کا طفل پنجسالہ پیتے رام کے گھر آیا اور مستورات سے کہا۔ کہ فلاں فلاں کہاں ہیں کہا کہ فلاں مرگئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لڑکے نے بیان کیا کہ پہلا میرا نام پیارے لال ہے اور یہ گھر میرا ہے یہاں ایک نیب کا درخت تھا۔ وہ کیا ہوا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم نے کاٹ ڈالا پھر اُس لڑکے نے پٹنے مارے جانے اور مرکر طوطا بننے اور پھر ایک صیاد کے پنجہ میں پھنسکر مرنے اور پھر گستار کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں باپ نانی چچی کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگی اُس کی والدہ سابقہ نے عذر کیا کہ یہ اشیا تمہارے بھتیجے کے استعمال میں آگئیں۔ ہم تم کو اور دینگے حاضرین اُس لڑکے کی ایسی باتوں پر کمال تعجب ہا بعدہ وہ اپنی والدہ جدیدہ کے ساتھ چلا گیا + صاحب خبر فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا موضع لیسندھری میں بجانہ گوسائیں موجود ہے جسکو اس کے معائنہ کا شوق ہو موضع لیسندھری میں جا کر دیکھے (لارنس گزٹ وپنجابی اخبار نمبر ۱۶ جلد دوم ۲۲ اپریل ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶) +

کیڑوں میں تناسخ کا ایک اور نظارہ

ریشم کا کیڑا۔ یہ اُن کیڑوں سے ہے جو تین دفعہ اپنا جسم بدلتے ہیں۔ اس کے انڈے رائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں ہر ایک انڈے میں سے ایک چھوٹا سا کرم نکلتا ہے پہلے کوئی پاؤ انچ سے زیادہ نہیں ہوتا مگر کھاتا بہت ہے اور جلدی جلدی بڑھ جاتا ہے تھوڑے عرصہ میں اتنا ہو جاتا ہے کہ پوست میں نہیں سماتا اُسے سر کی طرف سے چیرتا ہے۔ اور کیچلی کی طرح اوتار کر پھینک دیتا ہے نیا پوست اول اول خوب ڈھیلا ڈھالا اور نرم نرم ہوتا ہے اس میں جلدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چار پانچ پوست اوتارتا ہے جب پورا قد نکال چکتا ہے تو لمبائی میں کوئی ۳ انچ کا ہو جاتا ہے۔ زردی لئے خاکستری رنگ ہوتا ہے جسم کے گرد بارہ چھلے دونوں کروٹوں میں نو نو چھید جن سے دم لیتا ہے۔ سولہ ٹانگیں۔ دونوں کنپٹیوں میں سات سات آنکھیں دو پتلی پتلی نلیاں جسم سے دور تک پھیلی ہوئی۔ نلیوں کے منہ ٹھیک جبڑے کے نیچے اُن میں ایک لیسدار چیز۔ ریشم انہیں نلیوں سے بنتا ہے ایسے اکثر شہتوت کے پتے کھلایا کرتے ہیں کہ یہ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ موافق ہیں۔ جتنا بڑھنا ہوتا ہے کوئی چھ ہفتے میں بڑھ چکتا ہے اب کھانا چھوڑ دیتا ہے اور ریشم نکالنا شروع کر دیتا ہے بیٹھا بیٹھا اِدھر اُدھر سر کو موڑتا ہے یہاں تک کہ ریشم کا کویا اپنے اوپر بنا لیتا ہے اس ریشم کا ہر تار دُہرا ہوتا ہے کیونکہ انہی دو چھوٹی چھوٹی نلیوں سے نکلتا ہے۔ اور یہ تار لمبا بھی بہت ہوتا ہے +

یہ کویا تین چار دن میں بنتا ہے کبھی پانچ دن میں بھی۔ یہ اتنا بڑا ہوتا ہے جتنا کبوتر کا انڈا اور رنگ میں ہلکا سنہری۔ ان دنوں میں یہ گھٹتے گھٹتے پہلے سے آدھا رہ جاتا ہے اس لئے کہ ریشم اپنے اوپر تنتا ہے اور کھانا بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اب ایک پوست پھر اوتارتا ہے اس وقت وہ مردہ سا ہو جاتا ہے چکنا چکنا پوست ہوتا ہے بھورا رنگ۔ ایک طرف سے نکیلا جسم۔ جب کوئی کیڑا اس حالت میں ہوتا ہے تو انگریزی میں اُسے کرسلس کہتے ہیں دو تین ہفتے تک کویے کے اندر یہ اسی طرح پڑا رہتا ہے اور اس عرصہ میں اندر ہی اندر پر نکال کر پروانہ بن جاتا ہے۔ پہلے تو پوست کو پھاڑتا ہے پھر کویے سے نکلنے کی یہ ترکیب کرتا ہے کہ اُس کی تاروں کو جو جسے چپکی ہوتی ہیں منہ کے لعاب سے تر کرتا ہے اور انہیں ہٹا کر باہر آنے کا رستہ اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ انڈوں سے جب پروانے نکلتے ہیں تو اُڑ جانے کا ارادہ نہیں کرتے وہیں پڑے رہتے ہیں۔ اور مادہ یہیں انڈے دیتی ہیں پروانے اِس حالت میں کچھ کھاتے نہیں چند روز میں مر جاتے ہیں +

تخمیناً کوئی ۱۲ ہزار قسم کے پروانے اور تیتریاں ہیں۔ سب ریشم کے کیڑے کی طرح تین حالتیں بدلتے ہیں **مکھیاں** پودوں پر انڈے دیتی ہیں تو دوں والے کرم جڑوں سوں اور پھلوں پھولوں کو نہایت خراب کرتے ہیں بڑے ہوتے ہیں تو اکثر اپنی خوراک چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں کبھی زمین کے اندر بیٹھ جاتے ہیں کبھی الگ بچاؤ کی جگہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ وہاں جا پوست اوتارتے ہیں تب اور ہی شکل بن جاتے ہیں۔ گول گول وہ لمبوترے اور نکیلے سے دونوں طرف کھچے ہیں۔ سر دھڑ پاؤں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اس حالت میں نہ چلتے ہیں نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد اور ہی اور مکھی بنجاتے ہیں تو ست ہیئات کر نکل آتے ہیں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہی حال مچھر کا ہے + **مینڈک**۔ سب سے عجب بات یہ ہے کہ وہ مینڈک کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا۔ انڈے سے مچھلی کی صورت نکلتا ہے۔ مینڈکی انڈے دیتی ہے تو ایک نرم نرم لعابدار شعاب چیز میں لپٹے ہوتے ہیں۔ پانی کی تہ میں کہیں کھکر چلی جاتی ہے۔ چند روز کے بعد بچے نکل آتے ہیں مگر اُن کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔ بڑا سر پتلی سی دُم معلوم ہوتی ہے گلپھڑا ہوتا ہے جس سے دم لیتے ہیں۔ جب تک یہ اِن کی شکل رہتی ہے پانی سے نہیں نکلتے اس صورت کے جانور ہر تالاب میں ہوتے ہیں۔ پانی کے کنارے پر اکثر دیکھا ہوگا کہ تمہارے آتے ہی چھوٹی چھوٹی سیاہ رنگ کی مچھلیاں جھٹ سے کھا دکھا کر پانی کی طرف جاتی ہیں وہ اصل میں مینڈکوں کے بچے ہوتے ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُن کی شکل بدلنے لگتی ہے پہلے تو اُن کا دھڑ موٹا ہوتا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ پچھلی ٹانگیں نظر آنے لگتی ہیں ہاتھ حصرے کے نیچے بنجاتے ہیں پہلے پہل وہ ایسے ہوتے ہیں کہ مینڈک انہیں باہر نکال نہیں سکتا اور دم کر سکتا ہے۔ جب آٹھ ہفتے کے ہوتے ہیں تو خاصے مینڈک بنجاتے ہیں دُم گھٹتے گھٹتے بالکل غائب ہو جاتی ہے۔ اب گلپھڑے کی جگہ پھیپھڑا ہو جاتا ہے۔ مینڈک اُسی سے دم لیتا ہے۔ یہ تمام اِس قسم کے حالات اور واقعات ہیں جنہیں صدہا آدمیوں نے دیکھا اور تصدیق کی ہے مشہور شہر لاسا کے لامہ گورو کا بھی یہی حال ہے۔ کئی انگریز ڈاکٹروں نے بطور سیاحت ہاں جا کر اُس سے ملاقات کر کے اُس کے بیان کردہ واقعات کی تصدیق کی +

باب دوم

پارسی مذہب اور تناسخ۔ اِس مذہب کو مہرشی ویاس کی زندگی میں بمقام بلخ زردشت پیغمبر نے جاری کیا۔ یہ لوگ بھی ویدک دھرم والوں کی طرح چار ورن مانتے۔ زنار پہنتے گئو رکشا کرتے۔ گوشت کھانے کو گناہ جانتے خدا کی ہستی کے قائل اگنی ہونہ کے فوائد سے آگاہ اور روح کو انادی مانتے اور تناسخ کے قائل ہیں۔ (دیکھو دساتیر فرزانآباد وخشور آیت ۱۲۶ و ۱۳۰) صدہا مسلمان بھی زردشت کو نبی جانتے اور اُس کے معجزات کے قائل ہیں +

اِن کا پیغمبر **ساسان اوّل** اپنے نامہ کی آیت ۱۹ میں فرماتا ہے "روان از تنے بتنے رفتہ است" یعنے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانیوالا ہے۔ اِس کی شرح میں ساسان پنجم نے بہت عمدگی سے اِس عقیدہ کا ثبوت دیا ہے۔ اور نامہ مذکور آیت ۲۰ و ۲۷ میں بھی اِس کا ذکر ہے کہ اِس عالم میں انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی و رنج و خوشی رکھتا ہے + و ساتیر فرزانآباد وخشور آیت ۶۷ و ۶۸ میں ہے۔ "شت روان گوہر کشت سیابک کاموس وجنبا نندہ وادر امردم تامند و من رفو او را خوانند مان فرشتہ ایمنند"

بہ تن پیوند سازد تس بے آنکہ وے آمدہ باشد بہ تن یا آمیختہ بدو الخ ترجمہ روح ایک جوہر ہے مجرد و بسیط حرکت میں لانے والا اسی کو انسان کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم اسی سے مراد ہے اور وہ بدن کی تدبیر کرتا ہے۔ بدن میں روح حلول نہیں ہے اور نہ باہم ملا ہوا ہے۔ پس روح مانند ایک فتیلہ کے ہے اور جسم کو روشن کرتا ہے فی الحقیقت جسم سے جدا ہے وہ جائز است کہ یکے قبل از دیگرے موجود باشد از ینجا است کہ حکما گفتہ اند کہ وجود نفس قبل از بدن واجب خواہد بود نہ اینکہ بدن شرط او باشد۔ (تحقیق التناسخ صفحہ ۱۱) ✦

ترجمہ۔ جائز ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے موجود ہو یہی سبب ہے کہ حکیموں نے کہا ہے روح کا جسم سے پہلے ہونا واجب ہے نہ کہ جسم کا یعنے جسم سے روح موجود نہیں ہوا بلکہ جسم سے پہلے واجب الوجود تھا ✦

۶۷۔ وآن کس کہ فرود بن جہاں خواہد نیکو کار باشد او در خورد انش وفولش و کس ازخردی و دستور وپرمان دہی و توانسدی مایہ بخشد۔ یعنے جو کوئی اپنی سودہ کاری اور حسن عمل کے بدلے دنیا کی نعمتوں کا طالب ہو خدا تعالیٰ دوبارہ اُسکو جب کہ وہ دوسرے جسم میں آوے مطابق اندازہ اُس کے فعلوں اور عقل و کلام کے اُسے دنیوی عزت اور رتبہ پر پہنچاتا ہے مانند بادشاہی اور وزارت اور حکومت اور دولت مندی کے ✦

۶۸۔ تا چون کند چنان انجام یابد۔ ترجمہ۔ تا کہ اُس نے جیسا فعل کیا ہے اُس کا نتیجہ حاصل کرے اور سلطنت پاکر بھی جیسے کام کرے اُس کا پھل پاوے ✦

تاجون کند درین لا تبدی چنان انجام یابد و ساز تشریح آں مے فرماید و خسور آباد و رو دان شاد کہ نردانی آباد پرود بر پیروان پاک نہاد تس باد۔ درخواست کہ اے مہربان دادو دادگر پروردگار پاک خسروان و جہانداران و توانسدان را بیمار بیادر تن و روندہا از خویش و پیوند و ماشتران بیش مے آید این چیست و چرا است جہان جداو یسنی خداو پاسخ داد ✦

ترجمہ۔ یہ بیان ساسان پنجم کا ہے یعنے پیغمبر نے خدا تعالیٰ سے پوچھا کہ بادشاہوں اور راجاؤں اور دولتمندوں کو جو رشتہ داروں اور اولاد کے مرنے کا رنج ہوتا ہے اور اسی طرح جو وہ طرح طرح کے روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کا کیا کارن ہے۔ ایزد تعالیٰ اُسکا جواب اسطرح دیتا ہے

۶۹۔ این کہ در ہنگام خورمی آزار و رنج می یابند از گفتار و کردار گزشتہ در رفتہ تن کہ داد گر ایشان را اکنون میگیرد میگوید در ہنگام خورمی کہ از سلطنت و تونگری سلاطین و اغنیا را حاصل است متالم و اندوہگین شدن نتیجہ اعمال سابقہ است کہ در جسم سابق کہ روح ایشان ازان انتقال کردہ در بن جسم رسیدہ است خداوند عادل این باز آن نتیجہ اعمال نتیجہ ایشان است۔ پنجم ساسان در شرح آن مے افزاید و میگوید باید دانست چنانکہ بیش ازین کار یودن نیکی کردہ و بگذشت و منی دیگر پیوست کام بخشش درین بار او را بآرزو رسانید و باز از دادگری پاداش بدکاری بدو رسانیدہ از یکقر بخاست چرا کہ اگر دریا دا فراوہ فرو گذاشتہ شود نہ دادگر باشد کام بخشش بخشد مقصود و دستہ مطلوب کہ ایزد تعالیٰ باشد ✦

خلاصہ مطلب۔ ایزد تعالےٰ چونکہ عادل ہے۔ نیک و بد کاموں کی جزا و سزا اُن کو پہنچاتا ہے پس یہ غم و رنج بُرے کاموں کا نتیجہ ہے جو کہ اُس نے اول کئے تھے اور یہ بادشاہی اور دولتمندی نیک فعال کا نتیجہ ہے جو بعد اُس کے کی ہے پچھلے جنم میں چونکہ خدا عادل ہے پس عدالت اُس کی کا مقتضائے یہی ہے کہ عملوں کے مطابق جزا و سزا دیوے ✦

۷۰۔ بنام یزدان ہر کس کہ زشتکار و بدکار است او را نخست در پیکر مردم رنجہ دار و چون بیماری و رنج خوردن در شکم مادر و بیرون آن و خود را خود کشتن و از نہ نسیار جانوران آزار منہ آزندہ در رنجور شدن و مردن و بینوائی بیشتر آ مدن از ہنگام زادن تا مرگ ہمہ پاداش کردار رفتہ باشد و چنین نیکی۔

ترجمہ۔ جو آدمی بدکردار ہوتا ہے اُس کو اول قالب انسانی میں سزا دی جاتی ہے۔ مانند بیماری اور شکم مادر میں رنج اُٹھانا اور پیدا ہو کر تکالیف اُٹھانا اور خودکشی کرنا اور موذی جانوروں سے آزار مند ہونا اور بیمار رہنا اور موت کی تکالیف و رجنم سے مرن تک بینوا رہنا یہ سب اُس کے پچھلے کرموں کی سزا ہے اور اس کے خلاف نیکی کی این قسم باد در اصطلاح تناسخ فرہنگسار نامند و تناسخ عبارت است از در آمدن روح از کالبد بکالبد دیگر برآن زمان این را گردد نامند و پنجم ساسان بہ تفسیر آن می آید باید دریافت کہ از ہنگام زادن تا مردن ہر چہ از خورمی و خوشی پیش مے آید پاداش ہمہ کفر کردار گذشتہ است کہ این بار مے یابد یعنے این ہمہ نتائج اعمال سابقہ است۔

ترجمہ۔ تناسخ کی اصطلاح میں اس کو فرہنگسار کہتے ہیں تناسخ سے یہ مراد ہے کہ آتما روح کا ایک کالبد سے دوسرے بدن میں واسطے کچھ مدت کے اس کو (گردنہ) آواگون بھی کہتے ہیں۔ ساسان پنجم نے ایسی ہی تشریح کی ہے۔

۷۱۔ شیر و پلنگ و سیر و یوز و گرگ و ہمہ نندبار کہ جانوران آزار دہ رنجکار اند از ببر و روندہ و چرندہ بیرنگی و پرمان دہی داشتند و ہر کس کہ مے کشتند شکاران ورستاران و یاوران ایشان بودہ اند کہ بگفت و یاوری نہ بشت گرمی این گروہ البندی در کشی مے گزید و رمد بار جانوران بے آزار مد و نا کشندہ مے آزردند اکنون از خدا و خود سزا مے یابند۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ جانوران درندہ شیر۔ بھیڑیا چیتا۔ وغیرہ سابق جسم میں بادشاہ اور زبردست لوگ اور جانوران بے آزار جو پھاڑے جاتے ہیں اُن کے شکاری اور ملازم تھے۔ جو اپنے حکام کی حمایت سے بے آزار جانداروں کو آزار پہنچاتے تھے پس اس جنم میں یہ اپنے مالکوں کے ہاتھ سے سزا پاتے ہیں اور پھاڑے اور زخمی کئے جاتے ہیں۔

۷۲۔ انجام این برگان نندبار بکیفر رنجے و بیماری یا زخمے در خور کار گذرند و اگر گناہ بازمانہ باز دیگر آمدہ با یاوران خود سزا خواہند یافت و بہ تفسیرش مے فرماید بکیفر خود رسند تا ہر گاہ و بکرات کہ یک بار یا دہ بار یا صد بار۔ و مانند آن یعنے این گردش بپایان رسیدن نتائج اعمال برکشیدہ اند و استدادو پذیرد شمارہ آن معین نیست ✦

ترجمہ۔ یہ جانوران موذی آخر کار قالب میں رنج و بیماری اور زخم مناسب اعمال اُٹھاتے ہیں۔ اور اگر گناہ باقی رہ جاتا ہے پھر دوبارہ مع اپنے مددگاروں کے آکر سزا پاویں گے تاوقتیکہ اُن کی کا دورہ ختم ہووے ایک بار یا دس بار یا سو بار اور اسی طرح یعنے اس آواگون کے چکر کا ختم ہونا صرف اعمال پر ہے۔ سوائے اعمال کے اور گنتی ان جونوں کی مقرر نہیں ہے

۷۳۔ بنام یزدان جاندار۔ بار نہین و خشور آباد مے پرماید۔ نندبار کہ جانور بے آزار و ناکشندہ جاندار است چون اسپ و گاو و اشتر و استر و خر و مانند آن نکشید و بیجان نکنید کہ سزائے کردار و پاداش کار اینہا دگرگونہ است از ہوشیار خردمند۔ چنانچہ اسپ را سواری کنید۔ و گاو و اشتر و استر و خر را بار۔ چہ اینہا مردم را بزور بار کردند۔ یعنے این جانوران کہ سزائے اعمال شان کہ در چنین قالب کردہ اند ایزد تعالیٰ بحکمت خود مقرر کردہ است ہیچ رکوب و عمل شما اینہا را مکشید ✦

۷۵۔ اگر ہوشیار دانستند بار کشد و این بار پاداش و سزائے کار راز نہان سو یا مزین نباید در بار آئندہ کیفر و پاداش افزایش یسد۔ نہان سو غیب۔ ترجمہ جو بے آزار جانور ہیں۔ اور جانوروں کو نہ مارنے والے مانند گھوڑے اور گائے اور شتر اور خچر اور گدھے اور علی ہذالقیاس۔ اُن کو مت مارو اور بیجان کرو کیونکہ ان کے کاموں کی سزا اور طرح پر ہے عقل کل کی جانب سے۔ جیسا کہ گھوڑے پر سواری کرنا اور بیل اور اونٹ و خچر اور گدھے پر بوجھ لادنا۔ یہ جانور پچھلے جنم میں آدمیوں کو بیگاری پکڑتے اور جبراً بوجھ اُٹھواتے تھے۔ پس ان کی سزا خدا تعالےٰ نے یہ مقرر کی ہے کہ ان پر سواری کی جاوے اور بوجھ لادا جاوے

اِن کو مت مارو۔ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر بے آزار جانوروں کو مارے اور اس وقت سزا نہ پاوے تو ضرور بعد مرنے کے دوبارہ جسم لیکر سزا پاویگا۔

۷۶ ۔ کشتن زندار برا بر کشتن مرد بے آزار ست یعنے برائے قتل حیوان غیر موذی سزا سخت مقرر است

۷۷ ۔ داشد کہ کشندہ زندبار بار کشش خشم یزدان والا گرفتار آید زیرا کہ خلاف فرمانش کرد۔

۷۸ ۔ یہ تر سیدار حسم خدائے والا کہ گرفتش سخت است۔ ترجمہ۔ مارنا غیر موذی جانور کا مثلاً گائے گھوڑا گدھا۔ اونٹ بکری وغیرہ گویا انسان کا قتل ہے۔ مطلب یہ کہ اُسکی سزا سخت مقرر ہے۔ اچھی طرح جانو کہ اُس کے مارنے والا خدا کے غضب میں گرفتار ہے۔ کیونکہ اُس نے خدا کے حکم کے برخلاف کیا ڈرو خدا تعالیٰ کے غضب سے کیونکہ پکڑ اُس کی سخت ہے۔ [illegible]

۷۹ ۔ بتا م یزدان اگر تند بار کہ جانور جاندار آزار دہ جاندار کشندہ است۔ زندبار را کشند سزائے کشتہ شدہ کیفر کردار خون ریختہ و مادا ش کنش بیجان کشتہ باشد چہ تندباران برائے سزا و کیفر دادن اند یعنے قتل حیوانات موذی بہ نسبت جانداران بے آزار نتیجہ اعمال مقتولان است کہ ایزد تعالیٰ سزا دادن ایشان آفریدہ۔ ترجمہ۔ اگر موذی جانور غیر موذی جانور کو مارڈالے تو یہ غیر موذی کے اعمال کی سزا ہے کیونکہ تمام درندہ جانور صرف اُن کے اعمالوں کی سزا کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

۸۰ ۔ کشتن تندباران را شائستہ و ستودہ درخواست چہ آنہا از رفتہ و گذشتہ خون ریز و کشندہ بودہ اند بے گناہان را مے کشند سزا دہندہ ایشا را بہرہ باشد ساسان پنجم از خود شرحش می فراید و میگوید چہ سزا دادن با آنہا نیکی کردن و سرمان و الا یزدان رہ سپردن است و این دانستہ شدہ پیمان داد تا تندباران را بکشند چہ سزائے تندباران ست کہ او را بکشند یعنے حصول قتل سباع موید از بہر آنست کہ ایزد تعالیٰ بقتل ایشان فرمان دادہ پس ہر کس کہ سباع را بکشند بفرمان خدا کار کردہ باشد ترجمہ۔ تندباروں یعنے موذیوں کو مارنا اچھی بات ہے۔ کیونکہ وہ پچھلے جنم میں بے گناہوں کو مارتے تھے۔ اِن کے سزا دینے والے کو پُن ہوگا۔ اِس آیت کی تشریح ساسان پنجم کرتا ہے کہ اِن کو سزا دینا گویا خدا کے حکم کی تعمیل کرنا۔ (دخشوران دستور مہ آباد آیت ۷۰ سے ۸۰ تک)

۸۱ ۔ و روان ہمبد بہ فسود پایندگان تنانی برائے آنکہ ایشان جز تن و تنانی کے بایندروان نہ تن است و نہ تنانی۔ یعنے نفس ناطقہ جو قوت باصرہ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کا سبب یہ کہ جسمانی چیزوں کو دیکھنے والی طاقت و توانائی نہیں رکھتے۔ سوائے دیکھنے جسم کے اور جسمانی چیزوں کے لیکن روح نہ جسم ہے اور نہ جسمانی پس اُس کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

و پروازش روان پیدائی از آنجا روشن است چہ در یابد پایندگان و بینا بدیرگ و پے مانند ودخشور آنرا گوید بہرام یعنے فرشتہ موکل بامن گفت۔

۱۹ ۔ روان از تنے بہ تنے روندہ است از ہمہ چیز آزادان خداوند انگر بدور زمین فرو تر ان

باسمانہا مانند و زیر زمین ستان از تنے بہ تنے اخشیجانی روند بتوضیح این فقرہ میباید پس دخشور

بزرگوار گوید کہ خوشی دریافت پسند ہست و درود دریافت ناپسند یعنے خوشی کہ بعربی آن را سرور گویند عبارت است از ادراک ملایم و مناسب و درد کہ الم گویند ادراک نامرضی و ناپسندیدہ۔

ترجمہ۔ روح کا حال خدا پر بالکل ظاہر ہے کیونکہ وہ تمام حالات کو جانتا ہے پیغمبر کہتا ہے مجھے بہرام فرشتہ نے کہا کہ روح ایک تن سے دوسرے تن میں تناسخ ہوتا ہے۔ بڑے نیکی لوگ یعنے سنیاسی لوگ اِبتوں کا درشن پاتے ہیں اور اُس سے نیچے درجہ کے لوگ آسمانی گردوں میں رہتے ہیں اور اُن سے نیچے کے درجہ والے مختلف قالبوں میں کرم کے مطابق جسم لیتے ہیں۔ اور پسند کے مطابق چیز کا حاصل ہونا خوشی ہے اور دُکھ مرضی کے مطابق چیز کا نہ پراپت ہونا۔

و دریافت گوہر والا فروزہ ہائے روانی ہست و ادراک بذات خود از صفات نفسانی است نہ کہ آنجہ حاصل برا روان را علت نیست۔ پس پس جدائی تن خوشی و درد فراہم تواند شد زیرا کہ نفس ناطقہ ہیچ یعنی بالفعل ادراک ندارد پسندیدہ و ناپسندیدہ مے کنند پس اگر پسندیدہ باشد دریافت

اور اُس سرور حاصل مے شود ورنہ الم درمیان شدن و تنہ گشتن قوائے جسمانی ادراک نفس یا مرتبہ رسا نمی رزاکہ ادراک نفس بذات خود است نہ بوساطت قوائے جسمانی چنانکہ پیش ازین مرقوم شد۔ تن و ہر دو ہائے او اگرچہ دریافت بودا تاں یار دیکھتے درون جہاد ماں گ یے۔ و بیرا فراز نا پیدا باس یا پائدار باشند۔ یعنے جسم و قوائے جسمانی اگرچہ در ادراک محسوسات و جزئیات مستحسنہ کلیات والہ واسطہ شدن از بہر نفس در کار اند لیکن پائدار نمے باشند و خوشی و درد خرد ہی استوار باشد از خوشی و درد و تنانی بوزہ پس از کسودہ شدن پیوند تن زیرا کہ ہرچہ استوار تر دریافت است آن بود و گوہر روان از بیر دہائے تنانی استوار تر است پس در یافت اور او دریافت تنانی استوار تر بود چہ تیرد ہائے تنانی جز بیروں و مدا۔ بیند و مدا سد و تر وسے خردی فرو رود در درون و یافتہائے او بیزار یافتہائے سر سائی رسا تر باشد۔ یعنے مدرکات و دریافت کردہ ہائے عقل کامل تر باشند از مدرکات حواس۔ چہ یافتہائے خرد سے آرا را ان اند چون بمادیان و خردان و بیدان و یافتہائے ماندگان تن چون رنگہائے و برتہ ہا و بوئیہا و در تراشندہ است کہ آزادگان ستودہ تر اند بہوں دانستہ گشت کہ دریافتہ وہم دریافتن وہم دریابد۔ دریافتہائے خرد بے رسا تر۔ بادکہ خوشی روانی رسا تر از خوشی تنانی بود و این خوشی را ماسد بخوشی تنانی را نتواند کرد۔ چہ ستر سائیہا را چہ خوشی ما ند و مائے بوزہ بگرد سیعنے محسوسات را نسبتے نیست با مجردات خصوصاً بذات یزدان پاک۔ پس گروہے کہ پرور سرور ان اند کہ در گفتار و کردار بپایۂ رسائی رسیدہ باشند ہر آئینہ بجگتی شیداں رسند۔ و زیرین فرود تر گروہے تنگ تخت کہ از تنگنائے تنگی بیروں آمدہ باشد دیگش دگاہ بجائے آزادان نرسیدہ بودند۔ بہر کسا را آسمانہا کہ خویش پیدا کردہ باشند بوند و خوشی سکر نیکو و زیبائے پسندیدہ کہ در روان سپہر است ہمے یابند و عالم اعشندان منش پیوان نا مدہ اند و نیکوئی ایشان فرود سب از تنے بہ تنے ہمے روند۔ بہراہ فرا پیش تا بہ فقرہ رستگاری پوی و اس گردش را فرہنگسار گوید۔ و اربد ی در تن جانوران تا گریا در خورد خویش وایند و آن را سنگسار گویند۔ (نامہ دست ساسان نخست آیت ۸۰ و ۱۹ اسفر تک وسا تیر سنہ ۱۲۸۰ ھجری)

ترجمہ۔ روحانیات کا جاننا اور اپنے آپ کا جاننا روح کا کام ہے اور کسی قوت جسمانی کو اس میں دخل نہیں۔ پس بعد جدائی تن کے خوشی اور درد جمع ہوتے ہیں کیونکہ نفس ناطقہ نہیں مرتا قدرت خدا سے اچھی اور بُری باتوں کو جانتا ہے۔ پس اگر وہ اچھی باتوں کو جانتا ہے اُس کو ضرور حاصل ہوتا ہے نہیں تو رنج جسمانی طاقتوں کے مخفی یا گم ہونے سے نفس کے علم کو ضرر نہیں پہنچتا زیرا کہ ادراک نفس کو خود بخود ہے۔ نہ کہ قوائے جسمانی کے [illegible] سے جیسا کہ پہلے ظاہر کیا گیا ہے اور تن اور بدنی قوتیں اگرچہ روح کو محسوسات کے جاننے کے لئے واسطہ ہیں۔ لیکن پائدار نہیں ہوتے ہیں اور عقل کے مدرکات خود زیادہ کامل ہوتے ہیں حواس کے مدرکات سے اور محسوسات کو کوئی نسبت نہیں ہے تمام مجردات کے ساتھ اور خاص کر خدائے تعالیٰ کے ساتھ پس وہ گروہ کہ جو سب سے اعلیٰ تر ہے وہ ضرور موکش پا جاتے ہیں۔ اور اس سے نیچے گروہ جو جسمانی لالچوں سے بری ہو گئے ہیں وہ دیوتا ہوتے ہیں اور جو جسم کے جیلخانہ سے نہیں نکلے ہیں اور نیکی کرتے ہیں وہ ایک انسانی قالب سے دوسرے انسانی قالب میں جاتے ہیں تاکہ نجات پا جاویں اس کا نام فرہنگسار ہے۔ اور جو بدی کرتے ہیں وہ حیوان مطلق کے بدن میں جنم لیتے ہیں اس کا نام سنگسار ہے۔ حکیم الٰہی جمشید فرماتے ہیں۔ روان پایندہ و پاستانی ست نا دہ شدہ و نیز چہ پر لوہ شدہ اند و بیشتر مایہ ہی باشد پس اگر روان پاستانی نہ بود و سپاکی (مادی) ہے حکیم الٰہی ہی از ام فارسی فرماتے ہیں پایندہ در فرودین جہان معلق است۔ دیگر چیز پادم یعنے روح ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہے جدید یا نو پیدا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر نو پیدا چیز پیدا ہونے سے پیشتر مادہ ہوتا ہے۔ پس اگر روح قدیم نہ ہو تو مادی ہوگی نہ کہ جوہر مجرد۔

ہمیشہ رہنے والی جان ہیں۔ روح ہے۔ اور سب چیزیں درجہ بدرجہ ہو جاتی ہیں۔

فاضل عبدالکریم شہرستانی لکھتا ہے بذکر فرقہ مجوس منہم قالوا بتناسخ [illegible]

الی الاجساد والانتقال من شخص الی شخص وما یلقی من الراحة والتعب والاعتد والنصب فمرتب علی ما سلف قبل وهو فی بدن اخر جزاء علی ذلک والانسان ویدابی احد امرین ومانی فعل واما فی جزاء وما هو فیه فاما مکافاة علی عمل قدمه واما ینتظر والمکافاة علیه والجنة والنار فی هذه الابدان واعلی علیین درجة النبوة واسفل السافلین درجة الحیة فلا وجود اعلی من درجة الرسالة ولا وجود اسفل من درجة الحیة ومنهم من یقول المدارج الاعلی درجة الملئکة واسفل درکة الشیاطنه ویخالف هذا المذهب سائر التنویه (یعنی قائلین ظلمت و نور) فانهم یقولون بایام الخلاص رجوع اجزاء النور الی عالم شریف الحمید وبقاء اجزاء الظلام فی عالم الخسیس الذمیم (از ملل والنحل عربی) ✤ ترجمہ۔ (ذکر کرتا ہے فرقہ مجوس کا) اُن میں سے تناسخ ارواح کو جسموں میں اور انتقال ایک وجود سے طرف دوسرے وجود کے مانتے ہیں۔ اور جو اس کو ملتا ہے خوشی اور رنج سے اور مراتب کا انحصار ہے اوپر پہلے افعال کے اور وہی ہے مابعد کے بدن پر اور اسی طرح انسان ہمیشہ اُن اعمال کی کیفیت پر ہے نہ افعال میں بلکہ جزا میں۔ اور اس کا جسم نہیں ہے الا اپنے کرموں کے بدلے بھگتنے کے واسطے لیکن کرم مسطور بدلے گا۔ بہشت و دوزخ انہیں اجسام میں ہے۔ اور سب سے بڑا درجہ نبوۃ کا ہے اور سب سے نچلا درجہ جونوں کا ہے۔ بس نہیں ہے وجود درجہ رسالت سے اعلیٰ اور نہ کوئی درجہ ہے اسفل درجہ جنی سے۔ اور اُن میں سے ایک فرقہ کا کہنا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ملائک ہے اور سب سے نچلا درجہ شیطانوں کا ہے۔ اور مخالف کرتے ہیں اس فرقہ کے تمام ثنویہ لوگ۔ اور وہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ نجات کا ہے۔ کہ رجوع ہے طرف بڑے عالم نور کے اور پیچھے چھوڑ جانا اجزا کا طرف اندھیرے عالم کے ✤

باب سوم

بدھ مذہب اور تناسخ۔ یہ مذہب مسیح سے ۶۲۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اس کے بانی مبانی ساکھی سنگھ گوتم بدھ قوم راجپوت تھے اس قوم کے نشانات افریقہ۔ ایشیا۔ یوروپ و امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں فی الحال چین۔ جاپان۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ تبت لنکا۔ چینی تاتار وغیرہ جگہوں میں اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ۷ کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور بدھ کہلاتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ کرم کے مارے بار بار جنم لینا پڑتا ہے جو جیو آتما کہلاتا ہے سو کوش خزانہ میں نہیں کنتو پانچ سکندھوں میں بتلاتے ہیں اُن کے یہ نام ہیں۔ روپ ویدنا سنگیا سنسکار۔ وگیان۔ مرتیو کے سمے یہ سب سکندھ نشٹ ہو جاتے ہیں (سُتیا آواگون وچار صفحہ ۷) ✤

بدھ مذہب کے مقلدوں کا بڑا مقصد یہ ہے کہ نروان (مکتی) حاصل کریں یعنی فنا ہو جاویں کیونکہ بدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور رغبتوں اور آتما وانشی آواگون یعنی تناسخ سے اسی طرح نجات پا سکتا ہے (صفحہ ۱۵ مختصر تاریخ ہند تصنیف حکام) بدھ اس نے یہ تعلیم کی کہ انسان کی موجودہ و گذشتہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت محض انہی کے اعمال (کرم) کا نتیجہ ہے۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹیگا۔ اور چونکہ ہر بدی کی سزا اور ہر عمل نیک کی جزا لابد ہے۔ لہذا جس فعل کے لئے جو نتیجہ لازم ہے وہ تو ہو جاتا ہے اور نہ دیوتا کے روکے رک سکتا ہے۔ راحت و رنج جو اس دنیا میں لاحق ہوتے ہیں اُن کو ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہئے۔ اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے آئندہ کے جسم کی راحت و رنج منحصر ہوگی جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے موافق ادنٰے یا اعلیٰ حالت حیات آئیندہ میں پھر جنم لیتا ہے اور اُس کا واجب الجزا اور واجب التعزیر ہونا اُن افعال کی میزان کُل پر جو اُس سے پہلے جنموں میں سرزد ہوئی موقوف ہے" (صفحہ ۱۰۵ مختصر تاریخ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب ۱۸۸۴ء) ✤

یہ قدرتی بات ہے کہ دل ہمارا اُن مسائل کی تردید کا مقابلہ دیر تک کریگا جن سے عقدہ لاینحل حل ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ خواہ بروئے عقائد برہمنان مانیں خواہ بروئے مسائل مذہب بدھ۔ یہ کسی طرح قابل تردید نہیں ہے۔ بلکہ اس کمی بیشی رنج و راحت کی جو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اُس کا پورا تسلی بخش جواب ہمیں اس مسئلہ سے مل جاتا ہے مثلاً ایک بچہ اندھا ہے سو اس کا اندھا پن پچھلے جنم میں آنکھ کے برے اعمال کا نتیجہ ہے مگر وہی اندھا جو طاقت شنوائی اعلٰے درجہ کی رکھتا ہے اُس کا یہ سبب ہے کہ وہ پچھلے جنم میں دھرم شاستر کے سننے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک کی وجہ قوی اور تسلی بخش مل سکتی ہے۔ اِن واقعات کے تسلی بخش جواب کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُن امور کی دریافت انسانی طاقت سے باہر ہے ✤

(بدھ مذہب مصنفہ ٹی۔ ڈبلیو۔ ڈیوڈ صاحب صفحہ ۹۹) ✤

مذہب دوم۔ مردم چین راشکیا۔ (یعنی شاکرہ سنک منی) داسنونت سے مانند واس مذہب ار ملک ہندوستان آوردند کہ اکنون آں را ہندوستان سے نامند و مردم چین بہ پنج عنصر قایل اند اہل مذہب سکیا سے گویند کہ جمیع موالید عالم سفلی ازین عنصر مرکب اند و عالم ہائے بسیار اند و بہ تناسخ قائل اند۔ و مطلقاً گوشت خوردن جائز ندارند کہ نفس را لابموت میداشتند۔ (از تاریخ چین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱) ✤

باب چہارم

مختلف ممالک کے حکماء و فلسفہ دانوں کی رائیں طالیس الملیطی یونان کے سب سے پہلے فیلسوف کا اعتقاد

قال من الروح ان الارواح غیر فانیة بل هی ازلیه۔ ابدیة۔ جمیع الاسرار الخفیة لا تخفی علی الابدیه علیهم۔ وکان اول الیونانیین الذین عرفوا علم الطبیعة وعلم الهیئة وکان یزعم ان الماء هو الاصل الاول۔ وان جمیع الاشیاء تتغیر دائما من حالة الی حالة الی ان یؤول امرها الی رجوعها ماء وان سائر ما فی الکون لا یخلو عن احساس ما وانه مملوء بما لا یدرک الطرف من المخلوقات وکلها متحرکة ذات ارواح وان الارض فی وسط العالم تتحرک علی مرکزها الاصلی۔ (تاریخ الفلاسفہ صفحہ ۶ و ۷) ✤

ترجمہ۔ ارواح غیر فانی اور ازلی و ابدی ہیں۔ اور کوئی اسرار ان سے مخفی نہیں ہیں۔ یونانیوں سے یہ پہلا تھا۔ جنہوں نے علم طبعیات والہیات کو جانا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اصل اول جو ہے وہ پانی ہے۔ اور تمام چیزیں ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہیں۔ اور آخر رجوع کرتی ہیں طرف پانی کی اور یہ تمام

چیزیں جو کائنات میں ہیں محسوسات سے ہیں۔ اور وہ تخفیف بھرا ہوا ہے ان چیزوں سے جو نہیں جانی جاتی ہیں۔ یعنے کل کائنات میں دو قسم کی چیزیں ایک محسوس دوسری غیر محسوس جو غیر محسوس ہیں وہ بھی مخلوق کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ ایک چیز جو ارادہ سے حرکت کرتی ہے وہ روح رکھتی ہے۔ اور زمین وسط عالم میں اپنے اصل مرکز میں حرکت کرتی ہے۔

سولون فیلسوف طالس کا شاگرد تھا اور وہ بھی اسی طرح سے فیثاغورث اور مسئلہ تناسخ کا قائل تھا + اسی طرح انکسیمانس فیلسوف بھی جو انکسیمنس حکیم کا شاگرد تھا اور وہ انکسمندر نامی ایک حکیم کا شاگرد تھا۔ چونکہ طالس کے شاگردوں میں سے تھا۔ یہ بھی سارے کے سارے تناسخ کے ماننے والے اور ارواح کی قدامت کے ماننے والے تھے۔ اور فیلولیوس وارضی غاس الطارنتی اور سوس وغیرہ مشہور فیلسوف تناسخ پر یقین رکھتے تھے +

حکیم دیموقریطس تاریخ فلسفہ میں لکھا ہے۔ ان سافر بلاد الھند للعلم علم ما وما لاسمعتہ" ورعم دیموقریطس کمعلم "لوقسس" ان اصول الاشیاء الذرات والفراغ وانہ لا یکون شئ من العدم کما لا یؤول موجود الی العدم ان الذرات لا یعتریھا فساد ولا تغیر لان صلابتھا التی لھا وھی کل شئ حفظتھا من سائر التغیرات وکان یزعم ان تلک الذرات یکون منھا ما لا یحصی من العوالم التی کل عالم منھا یھلک من زمن معلوم ویکون من آثارہ عالم آخر وھکذا۔

وکان یقول الارواح الانسانیۃ التی ھی نفس العقل علی رأیہ مرکبۃ من اجتماع ذرات وکذالک الشمس والقمر وغیرھما من الکواکب ان ھذہ الذرات لھا حرکۃ دوارۃ تتولد منھا جمیع الموجودات ومن حیث ان ھذہ الحرکۃ الدوریۃ مستویۃ فی جمیعھا کان سبباً لقولہ بوجود القضاء وان سائر الاشیاء تکون قھراً وجبراً وابیسقورس" سلک فی مذھب دیموقریطس لکن لما لم یقل بالقسر والجبر کما ستأتی توضیحہ فی ترجمۃ لزمہ ان یقول بالسبب الاختیاری ودیموقریطس کان یزعم ان الروح منتشرۃ فی اجزاء الجسم وان السبب فی وجود الاحساس فی سائر اجزاء الجسم ان کل ذرۃ منہ قائم بھا جزء ما کانھا فی ذرات الروح ۔۔ صفحہ۔ تاریخ فلاسفہ۔

ترجمہ اُس نے ملک ہند کا سفر کیا تاکہ وہاں کے قدیم فلاسفروں کی تعلیم کو حاصل کرے اس نے اپنے اُستاد لوکسیس کی طرح خیال کیا کہ کل دُنیا کی اصل ذرات ہے اور یہ کہ کوئی چیز عدم محض سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ موجود چیز نیست نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ذرات میں کسی قسم کا فساد نہیں ہو سکتا اور نہ تغیر۔ کیونکہ وہ صلابت جو ہر ایک چیز کا قیام رکھتی ہی اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ کل تغیرات سے اور وہ اس بات کا خیال کرتا ہے۔ کہ کل بے شمار عالم ذرّوں سے بنے ہیں۔ پس ہر ایک عالم اُن میں سے ہلاک ہوتا ہے ایک عرصہ معلوم کے بعد پھر ہو جاتا ہے اُس کے آثار پر دوسرا عالم اور ایسا ہے +

اور کہتا تھا کہ انسانوں کی آتشکرہ ذرات سے مرکب ہیں اور ایسا ہی سورج چندرمان اور دیگر ستارے اور ان تمام ذرات کے لئے دائرہ کی طرح حرکت ہے۔ جس سے کہ تمام موجودات پیدا ہوتی ہے اور چونکہ یہ حرکت دورہ مستویہ اُن تمام میں ہے۔ سو یہ دلیل ہے اُس کے قول پر کہ قضا کا وجود ہے اور وہ کہتا ہے کہ کل چیزیں جبر اور قہر سے بنائی گئی ہیں۔ نہ کہ اپنی مرضی سے ابیقورس حکیم اُس کے مذہب پر چلا لیکن چونکہ اُس نے قہر اور جبر نے جیسا کہ اس کی توضیح ہے۔ ترجمہ میں پس اُسے لازم [illegible] اتفاقی سے دُنیا پیدا ہوئی ہے اور یہ حکیم دیمقراطیس خیال کرتا ہے کہ روح اجزاء جسم میں ویاپک ہے اور یہی سبب ہے کہ کل اجزاء جسم میں روح محسوس کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جسم کا ہر ایک ذرہ اُس سے قائم ہے اور روح اُن کل ذرات میں مشارکت حاصل کئے ہوئے ہے +

فیثاغورث حکیم نے جب یونان میں **فیری سائی ڈس** ایک نامی فلاسفر سے تعلیم پائی جس کی وہ زیادہ تعظیم کرتا تھا۔ خدا کے بعد وہ عزت کے لائق والدین اور دھرم شاستر کے مصنفوں کو تعین کرتا تھا۔ خدا کی بابت فیثاغورث کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ عالمگیر چیتنا اور تمام چیزوں میں ویاپک اور محیط۔ تمام حیوانی زندگی کا منبع۔ تمام حرکتوں کا اصلی باعث۔ پرکاش سروپ سدا آنند اور دُنیا کا نست کارن سروپ مطلق۔ لاشکل۔ لاتغیر۔ جس کا گیان صرف روح اور دل سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ ظاہری حواسوں سے۔ فیثاغورث کے اس بیان کی سسرو تائید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ خدا کو سروویاپک تمام قدرت میں موجود بتلاتا ہے وہ کہتا ہے۔ خدا ایک ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ دُنیا سے باہر ہے۔ وہ تو سب میں موجود ہے وہ تمام عالم میں ویاپک ہے وہ منتظم ہے۔ تمام سائنس اور نیچر کا وہ نشت ساہ ہے۔ وہ ازلی اور تمام شکتیوں کا منبع ہے۔ تمام چیزوں کا آدی اصول اور ہستی کا چشمہ ہے۔ تمام دُنیا کا پتا اور یونیورس کا روح اور جان ڈالنے والا اصول۔ تمام کرموں کا پہلا حرکت دینے والا۔ اس تمام بیان کو پہلے کے ساتھ ملانے سے وہ کہتا ہے کہ جس طرح انسانی روح اس جسم کو زندہ کرتی ہے۔ اسی طرح وہ تمام جہان کو زندہ کر رہا ہے مادے کے تمام خواص سے بری اور چیتنا اور گیان سروپ اگنی ہے۔ وہ یونیورس کے بانی اور اُس کے قائم رکھنے میں کسی اور کا محتاج نہیں۔

(ہسٹری آف فلاسفرس صفحہ ۲۹۳ و ۳۹۴) +

کتاب چیمبرس انفارمیشن فار دی پیپل میں لکھا ہے کہ فیثاغورث جو مشہور حکیم ملک سی ماس کا تھا وہ لوگوں کو مسئلہ تناسخ کی ہدایت کرتا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں خبردار ہوں کہ میرا پہلا جنم کیا تھا۔

اماس بادشاہ کے وقت میں فیثاغورث حکیم مصر میں آیا اور پولی کراٹیس بادشاہ ساماس کے وسیلے سے جو اماس کا بہت بڑا دوست تھا۔ بادشاہ تک اُس کی رسائی ہوئی۔ اُس نے چند مدت وہاں قیام کر کے پوجاریوں سے بڑے بڑے باریک مسئلے حاصل کئے اور اُن کے مذہب کی دقیق و فیق باتیں سیکھیں یہاں تک کہ تناسخ کا مسئلہ بھی وہیں سے اُڑا لایا۔ (تاریخ مصر صفحہ ۱۱۰) +

فیثاغورث حکیم نے تناسخ کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا۔ مصریوں کو یہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد انسانوں کی جانیں پھر انسانی اجسام میں انتقال کرتی ہیں۔ اور اگر وہ بدکار ہوتی ہیں تو وہ ناپاک اور بُرے حیوانوں کی جون میں آ جاتی ہیں۔ تاکہ اپنے فعلوں کی سزا پائیں۔ اور کئی صدیوں کے بعد اُن کو پھر آدمی کی جون میں جنم لینا نصیب ہوتا ہے۔ (تاریخ مصر صفحہ ۴۴) +

تاریخ الفلاسفہ میں لکھا ہے۔ وکان یزعم ان العالم لہ روح وادراک وان روح ھذا العالم العظیم ھو الابر ونہ جمیع الارواح الجزئیۃ للآدمیین وسائر الحیوانات وکان یقول ان الارواح لا تبقی غیر انھا تسرح فی الھوی من جھۃ الی اخری الی ان تصادف جسماً یکات تدخل فیہ مثلاً اذا خرجت الروح من جسد الانسان فیتفق ان تدخل فی جسم فرس او ذئب او حمار او فار او طائر او سمکۃ او غیر ذالک من باقی انواع الحیوانات کما یتفق انھا تدخل فی جسد الانسان ایضاً

من غیر فرق کما انها اذا خرجت من جسم ای حیوان تدخل فی جسم انسان او فی جسم حیوان فلذلک کان فیثاغورث یشدد فی منع اکل الحیوانات وکان یزعم ایضاً ان ذنب من یقتل الذبابة او الزنبور او غیرهما من الهوام من ذنب الذی یقتل انساناً حیث ان سائر الارواح واحدة منتقلة فی جمیع الحیوانات واراد فیثاغورث ان یثبت الجماعة مذهبه فی تناسخ الارواح فاخبرهم انه کان سابقاً فی جسد یسمی اثالیدس والذی کان ابن عطارد من الهة الیونان ۔ وکان عطارد یقول له اردت ان تسئل ما تحب نعطه ما عدا البقاء والدوام حتی یتم غرضک فی مقصودک فطلب منه ان یعطیه قوة تذکر جمیع اشیاء التی تحصل له فی الدنیا فی حیاته وبعد مماته ومن ذالک الوقت صار عالماً بجمیع ما یقع فی الدنیا واخبرهم ایضاً بانه لما خرج من جسم اثالیدس انتقل الی جسم اوفوربه وکان حاضراً فی حصار مدینة تروادة وجرحه شخص یسمی منیلاس جرحاً شدیداً وبعد ذلک خرج الی جسم هرموتیموس وفی هذا الزمن اراد ان یثبت للناس ما وهبه له عطارد فذهب الی بلاد برانجیدس ودخل هیکل ابولون واذا هو فیه درقة البالیة التی کان سلبها منیلاس حین جرحه وبذرها الی ذلک الهیکل لدلالة علی النصر ثم انتقل الی جسم صیاد یسمی پوروس ثم الی ذالک الجسم الذی هو فیثاغورث وانه لم یعد انتقاله الی جسم دیک کذا او طاووس کذا ونحو ذالک وقال انه حین سفر فی اودیة جهنم رای روح الشاعر هزیودس مسلسلاً فی الاغلال ومصلوبه و عمود ویقاسی الشدائد جداً ۔ ورای ایضاً روح هومیرس معلقة فی شجرة واحاطت بها الافاعی من کل جانب وذلک عقاب له علی الاکاذیب التی کان ینسبها للآلهة ورای ارواح الرجال الذین کانوا لا یحسنون العشرة مع نسائهم ویسیئونهن فی غایة العذاب فی تلک الاودیة واتفق ان فیثاغورث بنی له تحت الارض حجرة صغیرة وعندما اراد النزول فیها عاهد امه ان تکتب مع التحقیق سائر ما تحصل فی مدة غیبته وسجن نفسه فیها سنة کاملة ثم خرج منها نحیفاً اشعث اغبر فی صورة مهولة وجمع الناس واخبرهم انه کان فی جهنم وکان یحدثهم علی تصدیقه فی ذالک شرع یذکر لهم ما حصل فی مدة غیبته فظنوا انه فوق سائر البشر ورثوا لحاله وبکوا وتصیح الرجال الیه ان یعلم نساءهم ۔ کان یقول ان الآلهة تکره القربان من ذوی الارواح وانها تغضب علی من یزعم تقریبها بقربان

ترجمہ ۔ خیال کرتا ہے کہ جہان کے روح ہے اور راک ۔ اور اس روح کے لئے لمبا دورہ ہے ۔ یہ جہان کی روح تمام آدمیوں اور حیوانات کی روح کو پھرانی ہے یا ٹالی ہے ۔ اور وہ کہتا ہے کہ روحیں کم و بیش یعنی فنا پذیر نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ اکاش میں پھرتی ہیں ۔ ایک طرف سے دوسری طرف اور جس وقت کوئی جسم ملتا ہے پس اُس میں داخل ہو جاتی ہیں مثلاً جس وقت ایک روح انسان کے جسم سے نکلتی ہے ۔ اور اُن کو اتفاق پڑے گھوڑے اور بھیڑ گدھے ۔ موش یا پرند و ماہی وغیرہ حیوانات کے جسم سے مسا کر ہو ۔ پس وہ داخل ہوتی ہے ۔ ایسا ہی انسان کے جسم میں بغیر کسی فرق کے جیسا کہ نکلتی ہے کسی اور حیوان کے جسم سے اور داخل ہوتی ہے ۔ انسان کے جسم میں یا کسی حیوان کے جسم میں ۔ پس اسی واسطے فیثاغورث حیوانات کے کھانے کی

ممانعت میں سختی کرتا تھا ۔ وہ خیال کرتا تھا کہ ایسا ہی گناہ ہے ۔ مکھی ۔ زنبور ۔ اور ایسے اور گزندہ کے مارنے کا جیسا کہ انسان کے قتل کا ۔ اس لئے کہ تمام روحیں ایک جیسی ہیں ۔ انتقال کرنے والے تمام حیوانوں میں اور ارادہ کیا ہے فیثاغورث نے ایک جماعت کے روبرو ۔ روحوں کے تناسخ کے ثابت کرنے کا ۔ اور اُس نے اُن کو خبر دی ہے کہ میں پہلے اثالیدس کے جسم میں تھا ۔ جو ابن عطارد کے نام سے یونان کے دیوتاؤں میں موسوم ہے ۔ اُس سے میں نے دعا مانگی ۔ عطارد نے میرے تئیں کہا تھا کہ تو مانگ جو کچھ کہ مانگتا ہے ۔ تاکہ میں تجھے دوں ۔ جو کہ تیرے لئے لازوال زندگی کو مہیا کرے ۔ یہاں تک کہ تیری غرض اور مقصود پوری ہو وے ۔ پس میں نے مانگا کہ وہ دیوے قوت یادداشت تمام اُن اشیاء کی جو حاصل ہوویں گی مجھ کو دنیا میں میری زندگی میں اور بعد موت کے اور اُس وقت سے مجھے تمام چیزوں کی سرگذشت یاد ہے اور پھر بتلایا کہ ایسا ہی جب اثالیدس کے جسم سے انتقال کر آوفوربہ کے جسم میں آیا اور وہ ایک شہر کے قلعہ میں بحالت محاصرہ تھا اور مجھے زخم پہنچا تھا ایک آدمی سے جس کا نام منیلاس تھا ۔ یہ زخم بڑا سخت تھا ۔ پھر وہاں سے نکل کر ہرموتیموس کے جسم میں گیا اور اُس زمانہ میں یہ ارادہ کیا کہ میں لوگوں پر ثابت کروں کہ جو کچھ کہ مجھے عطارد نے بخشا تھا ۔ پس گیا میں طرف شہر برانجیدس کے اور داخل ہوا اپولو کے عبادت خانہ میں اور پھر جا کر اُن کو دکھلائے وہ پرانے پھٹے ہوئے کپڑے جو بحالت زخمی ہونے منیلاس کے چھینے گئے تھے ۔ اور بعد ازاں اُسی عبادت خانہ کی نذر کر دیئے بطور اعتقاد کے پھر میں نے انتقال کیا طرف جسم صیاد کے جس کا نام پوروس تھا بعد ازاں یہ جسم ملا جس کا نام فیثاغورث ہے اور تحقیق اس کے سوائے میں مرغ اور طاؤس کے جسم میں بھی رہا ہوں تھے ✦

اور بیان کیا گیا کہ جس وقت میں سفر کر رہا تھا نرک کے مقاموں کا ۔ دیکھا میں نے ہزیودس شاعر کی روح کہ وہاں زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی ۔ اور ستونوں کے بیچ میں تھا ۔ اور سخت تکالیف جھیل رہا تھا ۔ اور پھر میں نے دیکھا ہومر کی روح کو کہ وہ درخت سے لٹکا ہوا تھا ۔ اور اُس کے گردا گرد سانپ تھے ۔ یہ عذاب اُس کو اُن بطالتوں کے بدلے میں تھا ۔ جو اُس نے دیوتاؤں کے بدلے میں بولا تھا ۔ پھر اُس نے دیکھا اُن آدمیوں کی روحوں کو جو اپنی عورتوں سے خوش گذران نہیں کرتے اور اُن کو سخت تکالیف دیتے ہیں ۔ انہیں دُکھ کے مقامات ہیں ۔

پھر اتفاق ہوا فیثاغورث کے واسطے کہ اُس نے بنایا زمین کے نیچے ایک چھوٹا سا حجرہ اور جس وقت وہ اُس میں اُترنے لگا تب اپنے پیروؤں کو کہا کہ جو کچھ اُن کو حاصل ہووے اُس کے غیب میں اُسے بالتحقیق لکھیں اور خود حجرہ میں ایک برس بند رہا ۔ بعد ازاں اُس میں سے نکلا ۔ نحیف البدن ۔ پراگندہ مو ۔ غبار آلودہ ۔ خوفناک صورت میں اور سب کو اکٹھا کیا ۔ اور کہا کہ میں دُکھ میں تھا ۔ اور اُن کو پورا تصدیق کرنے کے لئے اپنے بیانات مذہب کے لئے اُس نے اُن کو سال بھر کی غیب کی باتیں دیں جس سے اُنہوں نے یقین کر لیا کہ وہ سب آدمیوں سے بڑا ہے ۔ اور اِس کے حال پر گریہ و زاری کی ۔ یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے جان لیا کہ وہ کہتا تھا کہ دیوتے جانوروں کی قربانیوں سے کراہت کرتے ہیں ۔ اور جو قربانی سے اُن تک پہنچنا چاہتے ہیں اُن پر غضب کرتے ہیں (از تاریخ الفلاسفہ) ایڈورڈ ٹیلر صاحب ڈی ۔ سی ۔ اف ۔ ایل ۔ ایل ۔ ڈی ۔ کہتے ہیں ۔ کہ جسم روح کے رہنے کی جگہ ہے ۔ جو کہ مرنے پر نکل جاتی ہے ۔ جیسے کہ آدمی چلتے ہوئے گھر کو چھوڑ دیتا ہے ۔ ترقی کے زینہ پر ایک روح بہت اجسام میں جا سکتی ہے

یعنے ایک کے بعد دوسرے میں۔ نو فٹ سے آئیسٹر میں۔ اور اُس سے مدّے میں اور اُس سے عقاب میں۔ اور پھر اُس سے مگر مچھ میں۔ اور اُس سے کُتّے میں حتّٰی کہ آدمی میں آجاتی ہے اور پھر انسان سے بڑھکر برا تنوں یا وستوں میں جو عالم بالا میں رہتے ہیں اور اُس سے اعلیٰ حالت میں جس کے اصل ارادوں کو مسٹر فوجی آر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ ہماری تحقیقات کے قرائن یہاں تک پس ہو چلے ہیں۔ سب سے بڑھکر آدمی کی آخری جگہ سورج لوک ہے۔ پاک روحیں جو کہ اس کے نورانی کنبوں کا مجموعہ ہیں۔ وہی نظام شمسی کے قیام کا باعث ہیں۔ (اپنے ڈکشنری جلد ۷ صفحہ ۱۴) زمانہ حال کے جرمن فلاسفر جی۔ ٹی۔ فی نگ صاحب روح کی بابت لکھتے ہیں کہ روح مفرد ہے اور بیحد خیالات کو رکھ سکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ خود حد والا ہے اس واسطے ایک ہی وقت بیحد خیالات رکھنے کے ناقابل ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ آہستہ آہستہ اُن خیالات کو حاصل کرتا ہے تو ضرور ہے کہ اِن خیالات کے حاصل کرنے کے واسطے ایک ترتیب وار سلسلہ ہو۔ فی الحال روح پانچ حواس رکھتا ہے لیکن نہ تو کوئی ایسی دلیل ہے کہ جس سے ہم پائیں کہ وہ پانچ حواس کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ اور نہ یہ کہ وہ پانچ ہی کے ساتھ ختم ہو جاویگا۔ مگر چونکہ قدرت چھلانگیں نہیں مارتی اس واسطے روح تمام چھوٹے درجوں سے گذر کر اُس حالت میں جا پہنچا ہے۔ اور چونکہ قدرت میں بہت سے مادّے اور طاقتیں اس قسم کی موجود ہیں۔ جن کو حواس محسوس نہیں کر سکتے۔ اس واسطے یہ ضرور مان لینا چاہئے۔ کہ قدرت میں آئیندہ ایسے مدارج ہونگے جن میں کہ روح اِس قسم کے حواس پیدا کریگا۔ جو قدرت کی طاقتوں کے مطابق ہوں۔ (چیمبرس این سائیکلوپیڈیا) +

حکیم سقراط کا مذہب۔ یہ حکیم عام طور پر تناسخ کی تعلیم دیتا اور بازاروں میں اِس مسئلہ کی وعظ کیا کرتا تھا۔ یہ یونان کے نامی حکیم افلاطون کا اُستاد تھا وہ روح کے انادی اور غیر فانی ہونے کا قائل اور بڑے مضبوط دلائل سے اُس کے وجود پر بحث کیا کرتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سقراط سے اُس کا شاگرد سی بی ز سوال کرتا ہے کہ اے سقراط اگر علاوہ اِس کے تمہارا یہ اصول جس کے بیان کرنے کے تم اکثر مشتاق ہو۔ کہ ہمارا علم صرف ایک یادداشت کے طور پر ہے سچ ہو تو میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اُس کو جس کو کہ اب ہم اپنی یادداشت میں لے آتے ہیں۔ کسی پہلے وقت میں پڑھ چکے ہونگے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ سوائے اُس حالت کے کہ ہماری روحیں بیشتر اِس کے وہ اِس انسانی جسم میں آئیں موجود رہ چکی ہوں۔ اِس طرح یہ روح کو انادی ماننے کے لئے اور ایک دلیل ہو سکتی ہے۔

اِس پر سمّیں دوسرے شاگرد نے کہا کہ اے سی بی از اِس کا کیا ثبوت وہ دلائل مجھ کو یاد دلا۔ کیونکہ اس وقت وہ مجھ کو صاف طور پر یاد نہیں ہیں سی بی از نے جواب دیا کہ ایک دلیل اور جو کہ وہ سب سے زبردست ہے۔ یہ ہے کہ اگر تم آدمیوں کو سیدھی طرح سے کسی بات کی بابت سوال کرو تو وہ تم کو صحیح صحیح خود بخود جواب دینگے۔ لیکن وہ اس کے جواب دینے کے قابل نہ ہوتے اگر اُن میں علم اور سچی عقل نہ ہوتی۔ اِس کے علاوہ تم اُن کو ایسی چیزیں جیسی اقلیدس کی شکلیں دکھلاؤ۔ تب اِس مسئلہ کا ثبوت تم کو پورا پورا مل جائیگا

"اسلام اس پر مصنف زور دیتا ہے۔ کہ اس کی مثال کے لئے صفحہ ۸۲۔ الف کا ضمیمہ جہاں کہ اسی جگہ اسی طرح سقراط دوبارہ یاد آجانے کے مسئلہ کو ثبوت کرتا ہے اور وہ ایک غلام کو جو کہ اقلیدس کا بالکل ناواقف تھا۔ اقلیدس کی بابت معقول سوال کرنے سے روح کے پہلے سے موجود ثابت کرتا ہے اور شکلوں کی مدد سے اس سے ٹھیک جواب حاصل کرتا ہے۔"

(دیکھو ٹرائل اینڈ ڈیتھ آف ساقراطیز مترجمہ چرچ صاحب ایم۔ اے سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۳۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ اور وہ بحث ہے جو روح کے انادی ہونے پر ہے اور مسمور ریپبلک آف ساقراطیز میں ایسا ہی ہے۔ (۱۸۹۰ء ترجمہ زمنوفن مترجمہ اڈورڈ پی۔ سی) +

جب سقراط نے اپنی آسودہ زندگی اور فلاسفروں کا موت پر خوشحالی کا ذکر کیا۔ کہ وہ لوگ موت سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ تو سی بی از نے پوچھا کہ اے سقراط جو تو کہتا ہے اُس کا بہت سا حصہ ٹھیک ہے۔ لیکن بعض اشخاص روح کے اُس بیان پر جو تم نے کیا ہے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بدن سے نکلنے کے بعد نہیں رہتی بلکہ موت کے دن ہی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اُسی لحظ جب کہ وہ بدن سے جدا کی جاتی ہے وہ سانس یا دُھواں کی طرح پراگندہ ہو جائیگی اور اِس لئے وہ نابود ہو جاتی ہے۔ اگر وہ جسمانی بُرائیوں سے کسی خاص جگہ پر رہتی تو بیشک ہم مان لیتے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اِس بات کے واسطے کافی وجوہات اور دلائل ہونی چاہئیں کہ وہ موت کے بعد رہتی ہے۔ اور اُس وقت کو دانائی کی طاقت رہتی ہے۔ سقراط نے کہا کہ اے سی بی از یہ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا اب تمہاری مرضی ہے کہ ہم ان مسائل پر گفتگو کریں اور پھر دیکھیں کہ آیا جو کچھ میں کہتا ہوں ممکن ہے +

سی بی از نے کہا کہ میں بیشک ان مسائل پر آپ کی مفصل رائے یعنے بحث خوشی سے سنونگا۔ سقراط نے کہا کہ بس اگر تم چاہتے ہو تو آؤ ہم اِس سوال کی پڑتال کریں۔ یعنی یہ بات کہ آیا آدمیوں کی روحیں موت کے بعد دوسری دُنیا میں رہتی ہیں یا نہیں۔ اِس طرح سوچنا چاہئے۔ یہ ایک پُرانا اعتقاد ہے جو کہ ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ روحیں اِس دُنیا کو چھوڑنے کے بعد یہاں دوسری دُنیا میں رہتی ہیں اور یہ بھی کہ وہ یہاں سے پھر اِس دُنیا میں واپس آتی ہیں۔ اور پھر مُردوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی پُنر جنم لیتی ہیں +

لیکن اگر یہ ٹھیک ہے۔ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ ضروری ہے کہ ہماری روحیں دوسری دُنیا میں رہیں۔ کیونکہ بغیر اِس کے وہ پُنر جنم نہیں لے سکیں۔ یہ ایک کافی ثبوت ہوگا۔ اور ٹھیک ہے کہ اگر ہم سچ مچ یہ ثابت کر دیں کہ زندہ صرف مُردوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر ہمیں ضرور کوئی دلیل ڈھونڈھنی پڑیگی +

سی بی از نے کہا کہ بس ٹھیک اسی طرح ہے۔ سقراط نے کہا کہ سب سے آسان طریقہ اِس سوال کے جواب دینے کا یہ ہوگا کہ ہم نہ صرف آدمی کی بابت سوچیں بلکہ تمام حیوانات اور پودوں بلکہ تمام چیزوں کی بابت جو پیدا ہوتی ہیں۔ کیا ہر ایک چیز جس کا کوئی متضاد ہے صرف اپنے متضاد سے ہی پیدا ہوتی ہے؟ ضدین سے میری مُراد یہ ہے۔ شریف و رکمینہ۔ انصاف و ظلم اور اسی طرح اور ہزاروں مثالیں ہیں +

ہمیں اب دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ ایک چیز کے واسطے کہ جس کا کوئی متضاد ہے ضروری ہے کہ وہ صرف اپنے متضاد سے پیدا ہو۔ مثلاً جب کوئی چیز کسی دوسرے سے بڑی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ پہلے ضرور چھوٹی ہوگی۔ تب پھر بڑی ہوگی

سی بی از نے کہا کہ ہاں۔

سقراط۔ اور اگر کوئی چیز چھوٹی ہوتی ہے تو ضرور وہ پہلے بڑی ہوگی۔ اور پھر بعد ازاں چھوٹی ہوئی ہوگی +

سی بی از بیشک ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور پھر کمزور جو طاقتور سے پیدا ہوتی ہے اور طاقتور کمزور سے۔

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ اور بدتر پیدا ہوتا ہے۔ خوب سے اور زیادہ منصف زیادہ ظالم سے۔

سی بی از۔ بے شک

سقراط۔ تو اب کافی طور پر ہم کو ظاہر ہو گیا کہ تمام چیزیں اسی طرح پیدا ہوتی ہیں۔ یعنے متضاد چیز اپنے متضاد کو پیدا کرتی ہے۔ **سی بی از**۔ ایسا ہی ہے +

سقراط۔ اور کیا متضاد کی ہر ایک جوڑی میں جوڑی کی دو چیزوں کے درمیان دو تبدیلیں نہیں رہتیں۔ یعنے ایک سے دوسرے میں اور پھر دوسرے سے پہلے میں بڑی اور چھوٹی کے درمیان بڑھنا اور کم ہوتا۔ اور کیا ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ ایک بڑھتا ہے تو دوسرا کم ہوتا ہے + **سی بی از**۔ ہاں۔

سقراط۔ پھر اسی طرح جدائی ہے۔ اور ملاپ ہے۔ اور سردی ہے اور گرمی وغیرہ کیا یہ عام قاعدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم اس کو ہمیشہ انہی الفاظ میں نہیں بیان کرتے کہ متضاد ہمیشہ ایک دوسرے کو پیدا کرتے ہیں اور یہ کہ اُن کے درمیان ایک شے کے دوسرے میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔

سی بی از۔ ضرور یہ ہے۔

سقراط۔ تو اچھا بتاؤ کہ زندگی کا کوئی متضاد ہے؟ اسطرح کہ جسطرح نیند جاگنے کی متضاد ہے

سی بی از۔ بے شک ہے۔

سقراط۔ وہ کیا چیز ہے

سی بی از نے کہا کہ موت۔

سقراط۔ تو اگر زندگی اور موت متضاد ہیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ دو ہیں اور اُن کی دو تبدیلیاں ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں؟

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ نے کہا کہ اب میں تم سے ان دو باہمی متضاد جوڑوں میں سے جنکا ابھی ذکر ہوا ہے۔ ایک کا ذکر کرونگا۔ اور دوسرے کا بیان تم نے کرنا۔ نیند جاگنے کی متضاد ہے۔ نیند سے جاگنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جاگنے کی حالت سے نیند پیدا ہوتی ہے۔ ان کی دو تبدیلیاں پہلے سونا ہے اور دوسری جاگنا۔ کیا یہ ظاہر ہے۔

سی بی از۔ ہاں یہ بالکل ظاہر ہے۔

سقراط۔ اور تم مجھے اب زندگی اور موت کی بابت بتلاؤ۔ کیا موت زندگی کی متضاد ہے یا نہیں

سی بی از نے کہا کہ ہاں یہ باہمی ضدین ہیں +

سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں یا نہیں +

سی بی از نے کہا کہ ہاں پیدا ہوتی ہیں +

سقراط نے کہا تو پھر وہ کیا چیز ہے جو زندہ سے پیدا ہوتی ہے اُس نے جواب دیا کہ موت اور مُردوں سے کیا پیدا ہوتی ہے اُس نے کہا کہ مجھے کہنا چاہئے کہ زندہ۔ تو پھر اے سی بی از زندہ چیزیں اور زندہ آدمی مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ پھر **سقراط** نے کہا کہ ہماری روحیں اگلی دُنیا میں رہتی ہیں۔ سی بی از نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے

سقراط۔ اب ان دو تبدیلیوں میں سے ایک تو بالکل ٹھیک ہے۔ یعنے میں خیال کرتا ہوں کہ موت ٹھیک ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے۔ سی بی از بولا کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے +

سقراط۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں اس کے مخالف ایک اور تبدیلی نہیں ماننی چاہئے؟ کیا قدرت اس جگہ پر نامکمل ہے؟ کیا یہ ضرور نہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد بھی کوئی مخالف تبدیلی ماننی چاہئے +

سی بی از بولا کہ میں بیشک ایسا ہی خیال کرتا ہوں +

سقراط۔ اور وہ کیا ہونا چاہئے۔

سی بی از۔ دوبارہ جنم لینا۔

سقراط۔ اور اگر پھر زندگی میں واپس آنا ٹھیک ہو تو یہ ایک تبدیلی مُردوں سے زندہ میں نہیں ہوگی۔

سی بی از۔ ہاں۔ ضرور ہوگی۔

سقراط۔ تب ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی طرح جیسے کہ مُردہ زندوں سے۔ لیکن ہم نے یہ بھی مانا تھا کہ اگر یہ ایسا ہو تو یہ کافی وجہ ہوگی۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کہ مُردوں کی روحیں ضرور کسی نہ کسی جگہ رہتی ہیں۔ جہاں سے کہ وہ دُنیا میں آکر جنم لیتے ہیں +

سی بی از بولا۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری بحث کا یہ ضروری نتیجہ ہے۔

سقراط بولا۔ اے سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہ نتیجہ غلط نہیں۔ کیونکہ اگر متضاد ہمیشہ متضاد کی مطابقت نہ کریں جیسا کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح جیسا ایک دائرہ میں پھرتے ہوئے اور اگر یہ تبدیلیں صرف خط مستقیم میں ہوتیں صرف ایک متضاد سے بغیر دوسرے متضاد میں واپس آنے کے۔ تب تم جانتے ہو کہ آخرکار تمام چیزیں ایک ہی شکل اور ایک ہی حالت میں آجاوینگی۔ اور پیدا ہونی بالکل بند ہو جاویگی؟

سی بی از نے پوچھا کہ تمہاری مراد کیا ہے۔

سقراط۔ نے جواب دیا کہ میری مراد سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر ایک ہی متضاد ہوتا۔ مثلاً سونا بغیر دوسرے متضاد یعنے جاگنے کے جو کہ پہلے سے پیدا ہوتا ہے۔ تو تمام قدرت آخرکار اینڈی می اَن کے وعدہ کو بے معنے کر دیگی۔ اور پھر وہ بالکل مشہور نہ ہوگا۔ کیونکہ اور ہر ایک دوسری چیز بھی اُسی نیند کی حالت میں ہوگی جس میں کہ وہ تھا۔ اور اگر تمام چیزیں آپس میں ایک ہوتیں اور کبھی جُدا نہ ہوتیں تو انکسا غورث کا قیاس جلد سمجھ میں آجاویگا۔ اسی طرح اے میرے پیارے سی بی از اگرچہ تمام چیزیں کہ جن میں زندگی ہے مریں اور پھر مرنے کے بعد اُسی حالت میں رہیں اور پھر زندگی میں نہ آویں تو ایک ضروری اور لابدی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک شے آخرکار مر جائیگی۔ اور کوئی چیز زندہ نہ رہیگی۔ کیونکہ اگر زندہ چیزیں موت کے سوا کسی اور حالت سے پیدا ہوں اور پھر مر جائیں تو یہ نتیجہ لابدی ہے کہ تمام چیزیں مر جائینگی کیا یہ ایسا نہیں ہے

سی بی از نے اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کہتے ہو بالکل ٹھیک ہے +

سقراط۔ ہاں سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سچ مچ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ مرے ہوئے پھر جسم لیتے ہیں۔ اور زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مُردوں کی روحیں باقی رہتی ہیں۔ جن میں سے نیک آدمیوں کی روحوں کی حالت اچھی اور بد آدمیوں کی روحوں کی حالت بُری +

سی بی از نے کہا کہ اے سقراط اس کے علاوہ اگر وہ مسئلہ جو کہ تم اکثر بیان کرتے ہو کہ ہمارا علم صرف یادداشت کا عمل ہے ٹھیک ہو تب میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ وہ چیز جو اب ہم یاد کرتے ہیں ضرور کسی پہلے وقت سیکھی ہوگی۔ اور یہ نا ممکن ہوگا۔ جب تک کہ ہماری روحیں پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آویں موجود ہوں۔ بس یہ ایک اور دلیل ہے اس بات کے ماننے کے لئے کہ روح انادی ہے لیکن درمیان میں سمّیس بولا اے سی بی از اس دعوے کا ثبوت کیا ہے۔ مجھے یاد دلاؤ اس وقت مجھے پورے طور پر یاد نہیں +

سقراط۔ نے کہا اے سمّیس اگر یہ دلیل تمہیں قائل نہیں کرتی تو اس پر

ایک اور طرح سے غور کرو۔ اور پھر دیکھو کہ تم ہم اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارے شکوک ہیں۔ کہ کس طرح وہ جسے ہم علم کہتے ہیں یادداشت ہو سکتی ہے
سمیس۔ نے جواب دیا کہ میں اس میں شک نہیں کرتا۔ لیکن یادداشت کے بارے میں دلیل کو پھر یاد کرنا چاہتا ہوں۔ جس بات کی سی بی از نے تشریح کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ تمہارے مسئلہ کے قریباً مطابق ہے۔ اور میں قائل کردہ بات لیکن میں سننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم اسے کس طرح بیان فرماتے ہو +
سقراط نے کہا کہ اس طرح۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اس بات میں متفق ہیں کہ اگر کوئی بات ایک آدمی یاد کرتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ بات اس نے کسی پہلے وقت میں سیکھی ہو
سمیس نے کہا بے شک۔
سقراط۔ اور کیا ہم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جو کوئی علم مفصلہ ذیل طریق سے آتا ہے تو ہم اسے یادداشت کہتے ہیں۔ جب ایک آدمی کوئی چیز دیکھتا یا سنتا ہے یا کسی اور حس سے محسوس کرتا ہے تب نہ صرف اس چیز کو جانتا ہے بلکہ اپنے دل میں کسی اور چیز کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جس کا علم اس سے بالکل مختلف ہے کیا ہم اس بات کے کہنے میں ٹھیک نہیں ہیں۔ کہ وہ اس چیز کو یاد کرتا ہے جس کا کہ خیال اس کے دل میں موجود تھا +
سمیس۔ تمہاری مراد کیا ہے۔
سقراط۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کا علم ایک سارنگی کے علم سے علیحدہ ہے کیا یہ نہیں + سمیس بے شک۔
سقراط۔ اور تم جانتے ہو کہ جب عاشق ایک سارنگی یا ایک کپڑا یا کسی اور چیز کو جس کو کہ ان کے معشوق دیکھنے کے عادی ہیں تو اس وقت ان کے دل میں اس معشوق کی تصویر نقش ہو جاتی ہے جس کی کہ وہ سارنگی ہے۔ یہ یادداشت ہے۔ مثلاً کوئی شخص سمیس کو دیکھ کر اکثر سی بی از کا خیال کر لیتا ہے۔ اور اس بات کی بے شمار مثالیں ہیں۔
سمیس نے کہا کہ بیشک ہیں۔
سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک قسم کی یادداشت نہیں اور خاصکر ایک آدمی جب یہ خیال ان اشیائے کی بابت کرتا ہے جنکو کہ زمانے نے اور عدم توجہی نے بھلا دیا ہے
سمیس نے جواب دیا کہ بیشک اسی طرح ہے۔
سقراط۔ اچھا کیا یہ ممکن ہے ایک آدمی کو یاد کرنا ایک گھوڑے کی تصویر یا ایک سارنگی کی تصویر کے دیکھنے سے یا سی بی از کی تصویر دیکھکر سمیس کو یاد کرنا
سمیس۔ بے شک ممکن ہے۔
سقراط۔ اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ خود سمیس کو یاد کرنا سمیس کی تصویر دیکھنے سے
سمیس۔ بے شک۔
سقراط۔ تب ان تمام حالتوں میں یادداشت متشابہ اشیاء اور غیر متشابہ اشیاء سے بھی پیدا ہوتی ہے +
سمیس۔ ہاں پیدا ہوتی ہے۔
سقراط۔ لیکن جبکہ ایک آدمی ایک متشابہ چیزوں سے پیدا شدہ یادداشت رکھتا ہے۔ کیا اس کو اس سے آگے اور خیال نہ آئیگا اور نہ سوچے گا کہ آیا وہ مشابہت جو کہ اسے یاد ہے کسی طرح سے نامکمل ہے یا نہیں؟
سمیس۔ ہاں وہ سوچیگا +
سقراط۔ اب دیکھو کیا یہ ٹھیک ہے کہ ہم برابری کی ہستی کو نہیں مانتے

دوسری مراد لکڑی کے ٹکڑوں یا پتھروں کی برابری سے نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ یعنی خاص صفت مساوات کو۔ کیا ہم کہیں کہ ایسی چیز کوئی ہے یا نہیں +
سمیس۔ ہاں بے شک ہم کو ضرور ماننا پڑیگا۔
سقراط۔ اور کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ مساوات کیا ہے
سمیس۔ بیشک ہم جانتے ہیں۔
سقراط۔ ہم نے اس کا علم کہاں سے حاصل کیا۔ کیا لکڑی کے ٹکڑوں و پتھروں وغیرہ اشیاء جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے کے دیکھنے سے نہیں حاصل ہوتی۔ کیا ہم نے اس صفت برابری کا خیال ان چیزوں سے حاصل نہیں کیا جو کہ ان سے مختلف ہیں اور کیا تم اختلاف کرتے ہو کہ یہ مخالف نہیں۔
اس سوال کو اس پہلو سے سوچو کیا ہم کو لکڑی اور پتھر کے برابر ٹکڑے بعض وقت برابر اور بعض وقت نابرابر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ ہمیشہ ویسے ہی ہوتے ہیں۔
سمیس۔ ہاں بیشک ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ لیکن کیا مطلق برابر کبھی نابرابر معلوم ہوتے ہیں یا مطلق برابری کبھی نابرابری معلوم ہوئی۔
سمیس۔ نہیں کبھی نہیں اے سقراط۔
سقراط۔ لیکن یہ ان چیزوں سے ہی تھا جو مطلق برابری سے مختلف ہیں کہ ہم نے مطلق برابری کا علم یا گیان پایا۔
سمیس نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔
سقراط۔ اور یہ بھی کہ یہ ان کے متشابہ ہیں یا غیر متشابہ۔
سمیس۔ بے شک۔
سقراط۔ لیکن اس سے کچھ فرق نہیں ہوتا جب تک کہ ایک چیز کا دیکھنا ایک دوسری چیز کو تمہارے دل میں لاتا ہے ضرور ہے کہ وہاں یادداشت ہو۔ خواہ وہ دونوں چیزیں متشابہ ہوں یا نہ ہوں۔
سمیس نے کہا کہ ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ اچھا کیا لکڑی کے ٹکڑے اور اسی طرح اور برابر چیزیں جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے۔ ہم پر اسی طرح تاثیر کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں اسی طرح برابر معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ مطلق برابری برابر معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ مطلق برابری سے کچھ کم ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا ہمارا اس بات پر اتفاق ہے۔ ایک آدمی ایک چیز دیکھتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے یہ چیزیں جو میں دیکھتا ہوں ایک دوسری چیز کے متشابہ معلوم ہوتی ہیں لیکن یہ اس سے کچھ نامکمل ہے اور اس چیز کے متشابہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس سے نکمی ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں کہ وہ آدمی جو کہ یہ خیال کرتا ہے اس چیز کو کسی پہلے وقت میں جانتا ہو جسکو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ متشابہ ہے اور جس سے کہ یہ نکمی ہے +
سمیس۔ ہاں یہ ضرور ہے۔
سقراط کیا برابر چیزوں کے بارے میں بھی اور مطلق برابری کے بارے میں ہمارا خیال اسی طرح تھا +
سمیس۔ ہاں بے شک۔
سقراط۔ تب یہ ضروری ہے کہ برابری کا علم ہمارے پاس پہلے موجود تھا۔ پیشتر اس کے کہ ہم نے اول دفعہ برابر چیزوں کو دیکھا اور معلوم کر لیا۔ کہ وہ تمام برابری کے متشابہ ہونے کے کوئی کام کرتی ہیں اور تمام اس سے ادنیٰ ہیں +

سمِمیس۔ یہ لازماً ہی ہے۔

سقراط۔ اور اس پر بھی ہم متفق ہیں کہ ہم نے برابری کا خیال نہ حاصل کیا۔ اور نہ کر سکتے۔ بجز دیکھنے اور مس کرنے کے۔ حسوں کا بھی یہی حال ہے۔

سمِمیس۔ ہاں اے سقراط دلیل کے واسطے یہ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ تو ان حواس کا ہی ذریعہ ہے کہ ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ تمام محسوسات مطلق برابری کے مشابہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس سے کم ہیں یعنی برابر نہیں بلکہ کم ہیں کیا یہ بات نہیں۔

سمِمیس۔ ہاں اسی طرح ہے۔

سقراط۔ سو پیشتر اسکے کہ ہم نے دیکھنا سننا اور دیگر حواسوں کا استعمال کرنا شروع کیا۔ ضروری ہے کہ ہم نے حقیقی اور مطلق برابری کا گیان حاصل کیا ہوگا۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ہم برابر محسوس چیزوں کو مطلق برابری کے ساتھ مقابلہ کر سکتے اور نہ یہ دیکھ سکتے کہ اول الذکر یعنی محسوس اشیا تمام موخر الذکر کے ساتھ مشابہت کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ اس سے ادنیٰ رہتی ہیں۔

سمِمیس۔ اے سقراط جو کچھ کہ ہم کہہ چکے ہیں یہ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔

سقراط۔ تاہم ہم دیکھنے اور سننے اور دیگر حواسوں کو رکھتے تھے جیسے ہی پیدا ہوئے۔

سمِمیس۔ ہاں بیشک ضرور رکھتے تھے۔

سقراط۔ اور ضرور ہے کہ ہمنے مطلق برابری کا گیان پیشتر ان حواسوں کو حاصل کیا ہوگا۔

سمِمیس۔ ہاں بیشک

سقراط۔ تو پھر یہ ظاہر ہے کہ ہمنے وہ گیان پیشتر پیدا ہونے کے پایا ہے۔

سمِمیس۔ ہاں پہلے ہی پایا ہوگا۔

سقراط۔ اب اگر ہمنے اس گیان کو پیدائش کے پہلے حاصل کیا اور اس گیان کو رکھتے ہوئے پیدا ہوئے تو ہم پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے وقت نہ صرف برابر۔ بڑے اور کم کو جانتے تھے۔ بلکہ اس قسم کی ہر چیز کو جانتے تھے۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے اور ہماری یہ دلیل نہ صرف برابری ہی کے واسطے ہے بلکہ اسی طرح مطلق نیکی اور مطلق خوبصورتی اور مطلق انصاف اور مطلق پاکیزگی کے واسطے بھی ہے۔ حاصل کلام میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ یہ دلیل ہر ایک چیز پر عائد ہو سکتی ہے۔ جس کو ہم اپنے مباحثہ کے سوال و جواب میں حقیقی کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ پس یہ ضرور ہے کہ ہم نے اپنا تمام حقیقی چیزوں کا گیان پیدائش سے پہلے حاصل کیا ہو۔

سمِمیس۔ یہ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اس گیان کے ساتھ ہی پیدا ہوں۔ اور ضرور ہے کہ اپنی ساری زندگی میں ہمیشہ اس گیان کو ساتھ رکھیں۔ اگر ہم اس گیان کو ہر وقت حاصل کرنے کے بعد بھول نہیں جاتے کیونکہ جاننے کے معنی کسی چیز کو حاصل کرنا اور اسے رکھنا ہے۔ نہ کہ اسے کھو دینا۔ اے سمِمیس کیا ہماری مراد کسی چیز کو بھول جانے سے اس گیان کا کھو دینا نہیں ہے۔

سمِمیس۔ اے سقراط بے شک۔

سقراط۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسا ہو کہ ہم نے پیدائش کے وقت اس علم کو کھو دیا جو کہ پیدائش سے پہلے حاصل کیا تھا۔ اور پھر بعد اس کے اپنے حواسوں کو محسوسات پر استعمال کرنے سے اس گیان کو جو ہمارے پاس پہلے تھا پھر حاصل کیا۔ تو علم آموز گیان کا حاصل کرنا ہے جو پہلے ہی ہمارا ہے تو کیا اسے ہم یادداشت کہیں تو یہ ٹھیک نہیں۔

سمِمیس۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔

سقراط۔ کیونکہ ہم اسے ممکن پا چکے ہیں کہ کسی چیز کو دیکھ کر یا سن کر یا سامعہ یا لمس اور حواس سے معلوم کرنا اور پھر اس سے کسی اور مشابہ یا غیر مشابہ چیز کا خیال کرنا جو کہ ہمیں بھول گئی تھی۔ لیکن جس چیز سے یہ چیز متعلق تھی۔ اور اس لئے میں کہتا ہوں کہ دو باتوں سے ایک بات ٹھیک ہونی چاہیئے۔

(۱) یا تو ہم تمام گیان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اپنی تمام زندگی میں اسے ہمراہ رکھتے ہیں (۲) یا پیدائش کے بعد وہ شخص کہ جن کو ہم کہتے ہیں کہ سیکھتے ہیں۔ صرف یاد کر رہے ہیں۔ تو ہمارا گیان صرف یادداشت ہے۔

سمِمیس۔ اے سقراط یہ بلاشبہ ٹھیک ہے۔

سقراط۔ اے سمِمیس۔ ان دونوں میں سے تم کسے پسند کرتے ہو۔ کیا ہم پیدائش کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں یا ان چیزوں کو ہم یاد کرتے ہیں۔ جن کا گیان ہم نے پیدائش کے پہلے حاصل کیا ہے۔

سمِمیس۔ اے سقراط میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سقراط۔ کیا اس سوال کی بابت میں تمہاری کچھ رائے نہیں ہے کیا ایک آدمی جو کچھ جانتا ہے اس کا جو کچھ کہ وہ جانتا ہے کچھ حال بیان کر سکتا ہے یا نہیں۔ تمہاری اس کی بابت کیا رائے ہے۔ اور تمہارا اس پر کیا خیال ہے۔

سمِمیس۔ اے سقراط البتہ وہ اس کا بیان کر سکتا ہے۔

سقراط۔ اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہر ایک شخص ان خیالات کا جن کا کہ ہم ذکر کر رہے ہیں بیان کر سکتا ہے۔

سمِمیس۔ مجھے کہنا چاہیئے کہ بیشک میں چاہتا ہوں کہ میں کر سکتا لیکن میں بہت ڈرتا ہوں کہ کل اس وقت کوئی زندہ آدمی موجود نہ ہوگا۔ جو کہ ایسا مباحثہ کر سکے جیسا کہ ہونا چاہیئے۔

سقراط۔ اے سمِمیس کیا تم یہ نہیں خیال کرتے کہ ہر ایک آدمی ان باتوں کو جانتا ہے۔

سمِمیس۔ ہر ایک نہیں جانتا۔

سقراط۔ تو کیا وہ یاد کرتے ہیں جو کچھ کہ انہوں نے پہلے سیکھا۔

سمِمیس۔ بے شک ضروری ہے۔

سقراط۔ اور ہماری روحوں نے اس گیان کو کب حاصل کیا۔ یہ ہماری شکل انسانی میں پیدا ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا۔

سمِمیس۔ بے شک نہیں ہو سکتا۔

سقراط۔ تو کیا پیشتر تھا۔

سمِمیس۔ ہاں۔

سقراط۔ تو اے سمِمیس ہماری روحیں پہلے موجود تھیں ہمارے جسم سے علیحدہ اور پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آئیں وہ عقل رکھتی تھیں۔

سمِمیس۔ اے سقراط جب تک کہ ہم اس گیان کو پیدائش کے وقت حاصل نہ کریں وہ وقت تب تک باقی رہتا ہے۔

سقراط۔ اچھا اے میرے دوست اور وہ کونسا دوسرا وقت ہے جبکہ ہم اسے کھو دیتے ہیں۔ ہمنے ابھی اتفاق کیا تھا کہ ہم اس کے ساتھ نہیں پیدا ہوئے کیا ہم اسی وقت کھو دیتے ہیں جس وقت کہ ہم اسے حاصل کرتے ہیں

ما تم کوئی اور وقف بتلا سکتے ہو۔
سمیس - اے سقراط میں نہیں بتلا سکتا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں فضول بول رہا ہوں۔
سقراط - نے کہا کہ اے سمیس تو کیا سچائی یہ نہیں ہے؟ اگر جیسا کہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں۔ خوبصورتی اور نیکی اور دوسرے خیالات حقیقت میں موجود ہیں۔ اور اگر تمام محسوس چیزوں کو ان خیالات سے نسبت دیں جو کہ پہلے ہمارے تھے اور اب تک ہمارے ہیں اور محسوس چیزوں کا ان سے مقابلہ کریں۔ تو ٹھیک اُسی طرح جس طرح کہ وہ موجود ہیں۔ ضرور ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے۔ لیکن اگر وہ موجود نہیں تو ہماری دلیل رد ہو جائیگی کیا یہ ایسا ہے؟ اگر یہ خیالات موجود ہیں تو کیا اُس سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر ہماری روحیں بھی موجود نہیں۔
سمیس نے کہا کہ اے سقراط تو نے اسے بہت ہی عمدہ طرح بیان کیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ضرورت ایک کے لئے بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ دوسرے کے لئے (یعنے خیالات کے لئے اور روحوں کے لئے) ہماری روحوں کی ہستی پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے اور ان خیالات کی ہستی کہ جن کا آپ نے ذکر کیا۔ ان کے تمام ثبوت کی دلیلیں اب ایک محفوظ جگہ میں پہنچ گئی ہیں۔ مجھ کو اس سے زیادہ اور کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی کہ خوبصورتی اور نیکی اور دیگر خیالات کہ جن کا تو نے ابھی ذکر کیا ہے۔
سقراط - بولا لیکن سی بی از کا کیا حال ہے۔ ضروری ہے کہ میں اُسے بھی قائل کروں
سمیس نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اُس کی پوری تسلی ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ دلیل میں سب سے زیادہ متشکی آدمی ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا پورا قائل ہو گیا ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے۔ لیکن اے سقراط میں خود بھی نہیں خیال کرتا کہ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ روح زندہ رہیگی۔ جبکہ ہم مر جائینگے۔ عام خطرہ جس کا کہ سی بی از نے ذکر کیا یعنے یہ کہ روح موت کے وقت ہوا میں تتر بتر ہو جاوے اور موت اُس کی ہستی کا خاتمہ کر دے ابھی تک دور نہیں ہوا۔ یہ فرض کر کے کہ روح چند دیگر مفردات سے بنتی اور زندہ رہتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آوے۔ تو کیوں یہ ممکن نہیں ہے کہ اُس کا خاتمہ ہو جاوے اور وہ فنا ہو جائے بعد اس کے کہ وہ جسم میں داخل ہووے۔ جبکہ وہ اس جسم سے آزادی پا جاوے۔
سی بی از نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی صرف آدھا ثبوت ہی دیا گیا ہے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہماری روحیں ہمارے پیدا ہونے سے پیشتر موجود تھیں۔ لیکن یہ بھی بتلایا جانا چاہئے۔ کہ ہماری روحیں ہمارے مر جانے کے بعد موجود رہینگی۔ اُسی طرح کہ جسطرح وہ ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھیں تاکہ ثبوت مکمل ہو جاوے۔
سقراط نے کہا کہ اے سمیس اور سی بی از یہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ اگر تم اس دلیل کو ہمارے پہلے نتیجہ (یعنے تمام زندگی موت سے پیدا ہوتی ہے) کے ساتھ ملاؤ گے۔ کیونکہ اگر روح اس سے پہلے کسی حالت میں موجود تھی جس حالت سے وہ قالب انسانی میں آئی تو وہ صرف موت سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر موت کی حالت سے ہی پیدا ہوتی ہے تو کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہے کیونکہ اُس نے پھر جنم لینا ہے۔ بس وہ امر جس کا کہ تم ذکر کرتے ہو۔ وہ پہلے ہی ثابت کیا جا چکا ہے۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ تم دونوں اس سوال پر مباحثہ کرنا چاہتے ہو۔ تم بچوں کی طرح ڈرتے ہو۔ کہ سچ مچ ہوا روح کو اُڑا دیگی اور تتر بتر کر دیگی۔ جب وہ قالب سے جُدا ہو گئی اور خاص کر اُس حالت میں جب کہ آدمی کسی طوفان وغیرہ میں مرے۔
سی بی از ہنس پڑا۔ اور کہا کہ اے سقراط کوشش کرو اور ہمیں قائل کرو اگر ہم سچ مچ ڈرتے ہیں ورنہ یہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم ڈرتے ہیں۔ شائد ہمارے اندر ایک بچہ ہے جس کو یہ ڈر ہے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اور اُسے ترغیب دینی چاہئے۔ کہ موت سے نہ ڈرے جس طرح کہ بچے ہوتے سے ڈرتے ہیں۔
سقراط نے کہا کہ تمہیں اُس پر روز منتر مارنا چاہئے۔ یہاں تک کہ اُس کا خوف بالکل دور ہو جاوے۔
سی بی از نے کہا اے سقراط اب ہم ایسا اچھا منتری کہاں پائینگے۔ جب کہ تم بھی ہم سے جُدا ہونے لگے ہو۔
سقراط - نے جواب دیا کہ ہیلاس ایک بڑا بھاری ملک ہے۔ اور عموماً بہت سے اچھے آدمی اُس میں پائے جا سکتے ہیں۔ اور وحشیوں کی قومیں بہت ساری ہیں (یہاں وحشیوں سے مُراد یونانیوں کے سوا غیر ملک کے باشندوں سے ہے) نہیں ایسے منتری کو ان تمام جگہوں میں کوشش سے تلاش کرنا چاہئے۔ خواہ کتنی ہی محنت اور روپیہ خرچ ہو کیونکہ ایسی اور کوئی چیز مفید نہیں جس پر تم روپیہ خرچ کر سکو اور تمہیں اُس کو اپنے آپ میں بھی ڈھونڈھنا چاہئے۔ کیونکہ تم ایسے آپ سے اچھا منتری مشکل سے پا سکوگے۔
سی بی از نے کہا کہ خیر وہ دیکھا جاویگا لیکن اب اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم پھر مضمون مباحثہ کو آگے سے شروع کریں۔
سقراط - ہاں بیشک کیوں نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو یہ سوال پوچھنا چاہئے وہ کس قسم کی شے ہے۔ جو کہ تتر بتر ہونے کے قابل ہے اور کس قسم کی شے سے ہمیں تتر بتر ہو جانے کے خطرہ میں رہنا چاہئے۔ تب پھر ہمیں دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا روح اُس قسم سے ہے یا نہیں اور پھر اُس کے مطابق اپنے ارواح کے واسطے متفکر یا متیقن ہونا چاہئے۔
سی بی از نے جواب دیا کہ یہ ٹھیک ہے۔
سقراط نے کہا کیا وہ مرکب اور مصنوعی نہیں ہے جو کہ قدرتاً تتر بتر ہو جانے کے قابل ہے اُسی طرح کہ اُسکو ترکیب دی گئی تھی اور کیا وہ غیر مرکب نہیں ہے۔ جو کہ صرف تتر بتر ہو جانے کے قابل نہیں اگر کوئی چیز ایسی ہے۔
سی بی از نے کہا میں خیال کرتا ہوں ایسی ہی ہے۔
سقراط نے کہا اور وہ چیز جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ اور لاتبدیل ہے بسا اغلب ہے کہ غیر مرکب یعنی مفرد ہو اور وہ جو ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک جیسی کبھی نہیں رہتی بسا اغلب ہے کہ مرکب ہو۔
سی بی از - ہاں میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔
سقراط - نے کہا کہ اب ہم اپنے پہلے مضمون پر پھر واپس آ دیں کیا وہ موجودہ چیز جس کو ہم اپنی بحث میں ہستی مطلق کہتے آئے ہیں۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ یا بدل جاتی ہے۔ کیا مطلق برابری مطلق خوبصورتی اور علاوہ اس کے دوسری مطلق ہستی پر کیا یہ تبدیلی آ سکتی ہے یا کیا مطلق ہستی ہمیشہ ایک حالت بالکل ایک ہی اوستھا میں رہتی ہے اور تبدیل نہیں ہوتی۔ اور کبھی کسی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی اُس پر عاید ہوتی ہے۔

سی بی از نے کہا اے سقراط ضرور ہے کہ وہ تبدیلی سے رہت ایک جیسی رہے۔
سقراط نے کہا اور خوبصورت چیزوں مثلاً آدمی۔ گھوڑے۔ کپڑے وغیرہ اور تمام چیزوں کی جو کہ کسی خیال کے نام سے نامزد ہیں خواہ برابر ہوں یا خوبصورت وغیرہ کی بابت کیا رائے ہے کیا وہ کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں خواہ اپنے آپ میں خواہ اپنے رشتوں میں
سی بی از۔ یہ چیزیں کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں۔
سقراط۔ تم انہیں چھو سکتے ہو۔ دیکھ سکتے اور دیگر حواسوں سے معلوم کر سکتے ہو۔ مگر لاتبدیل چیزوں کو تم صرف دلیل اور ادراک سے ہی جان سکتے ہو۔ یہ متذکرۃ الذکر دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے
سی بی از نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔
سقراط۔ نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم فرض کر لیں کہ موجودات کی ہستی دو قسم کی ہے ایک قابل دید۔ دوسری ناقابل دید۔
سی بی از نے کہا اچھا۔
سقراط نے کہا اور ناقابل دید چیزیں لاتبدیل ہوتی ہیں۔ مگر قابل دید چیزیں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔
سی بی از نے کہا اچھا۔
سقراط۔ کیا ہم انسان جسم اور روح کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔
سی بی از نے کہا کہ ہم ان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔
سقراط۔ ان دو ہستیوں میں بسا اغلب جسم کس میں سے ہے۔
سی بی از نے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ قابل دید ہے۔
سقراط۔ اور ارواح کس میں سے کیا وہ قابل دید یا ناقابل دید۔
سی بی از۔ اے سقراط روح تو انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔
سقراط۔ لیکن ہماری مراد بھی تو قابل دید اور ناقابل دید سے وہی ہے۔ جو انسان کے قابل دید اور ناقابل دید ہو۔ کیا یہ نہیں۔
سی بی از۔ بے شک ہماری یہ مراد ہے۔
سقراط۔ تو ہم روح کی بابت کیا کہیں آیا قابل دید ہے یا ناقابل دید۔
سی بی از۔ قابل دید تو نہیں ہے۔
سقراط۔ تو پھر کیا یہ ناقابل دید ہے۔
سی بی از۔ ہاں۔
سقراط۔ تو روح جسم کی نسبت زیادہ ناقابل دید ہے اور جسم قابل دید ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط بالضرور ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ کیا ہم نے یہ نہیں کہا کہ جب روح جسم کو اس کی کسی تحقیق یا تشخیص کے واسطے کام میں لاتی ہے اور قوت باصرہ۔ سامعہ یا کسی اور حواس کو استعمال کرتی ہے۔ کیونکہ جسم کے ساتھ کسی چیز کی تحقیقات کرنے سے حواسوں کی تحقیقات سے مراد ہے۔ اس تحقیقات سے وہ ان چیزوں کی طرف کھینچی جاتی ہے جو کبھی ایک حالت میں نہیں رہتی۔ اور اندھوں کی طرح ادھر ادھر پھرتی ہے اور تبدیلی ہونے والی چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے وہ شرابی کی طرح گڑبڑا جاتی ہے اور مخبوط الحواس ہو جاتی ہے۔
سی بی از۔ بے شک۔
سقراط۔ لیکن جب وہ خود بخود کسی سوال کی تحقیقات کرتی ہے تو وہ پاک اور ابدی اور لافانی اور لاتبدیل کے پاس جاتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ تعلق رکھتی وہ ان کے ساتھ اس طرح رہتی جیسے کہ اپنے ساتھ۔ اور تب وہ اپنی آوارہ گردی سے آرام پاتی ہے اور اس میں لاتبدیل طور پر رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کا تعلق لاتبدیل سے ہوتا ہے اور کیا روح کی اس حالت کا نام ہی عقل نہیں ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط بیشک تم سچ اور خوب کہتے ہو۔
سقراط۔ ہماری پہلی اور حال کی دلائل سے تم کیا خیال کرتے ہو کہ روح کس قسم کی ہستی کے مشابہ اور متعلق ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ اس تحقیقات کے بعد ایک بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی مانیگا کہ روح تبدیل کی نسبت لاتبدیل سے بہت ہی مشابہ ہے
سقراط۔ اور جسم کس کی مانند ہے۔
سی بی از۔ وہ تبدیل ہونے والوں کی قسم میں سے ہے۔
سقراط۔ خیر اب اس کو ایک اور پہلو سے سوچو۔ جب روح اور جسم ملائے جاتے ہیں تو قدرت ایک کو غلام اور محکوم اور دوسرے کو مالک اور حاکم بناتی ہے۔ تو تم مجھے پھر بتلاؤ کہ ان میں سے کونسی چیز الٰہی کی مانند اور کونسی فانی کی مانند ہے اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ الٰہی شے قدرتاً حکم کرتی اور اختیار رکھتی ہے۔ اور فانی شے قدرتاً محکوم اور غلام ہوتی ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط یہ صاف ظاہر ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے جسم فانی کی مانند
سقراط۔ اے سی بی از اب بتلاؤ کہ کیا اس تمام کا جو کچھ کہ ہم نے کہا یہ نتیجہ ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے اور لافانی اور ذہین اور مجرد اور لاتبدیل اور لاتغیر ہستی۔ اور جسم انسانی ہے۔ فانی۔ انجان اور تبدیل اور ترکیب رکھنے والا۔ اے میرے بھائی سی بی از کیا ہمارے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس سے ہم ثابت کریں کہ ایسا نہیں ہے
سی بی از۔ بیشک ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔
سقراط۔ اگر یہ ایسا ہی ہے۔ تو کیا جسم کی خاصیت فوراً جدائی اور تتر بتر ہو جانا نہیں ہے۔ اور روح کی بخلاف اس کے لاتغیر اور تتر بتر ہونے سے رہت ہے اور تم جانتے ہو کہ آدمی کے مر جانے کے بعد اس کا قابل دید حصہ یعنی اس کا جسم جو کہ اس قابل دید دنیا میں ہوتا ہے اور جس کو کہ ہم مردہ کہتے ہیں اور جو کہ تتر بتر ہو جانے اور سڑ جانے والا اسی وقت تتر بتر نہیں ہو جاتا۔ اور نہ اسی وقت سڑ جاتا ہے بلکہ یہ ایک معقول عرصہ تک اسی طرح رہتا ہے۔ جس طرح کہ ہوتا ہے۔ اور بہت دیر تک بھی اگر کوئی عمدہ صحت میں اور عالم شباب میں مرے اور جب کہ جسم رکھا جاتا ہے اور مصالح اس کو لگائے جاتے ہیں مصر کی ممی کی طرح۔ تو یہ ایک بہت ہی دیر تک قریباً ویسا کا ویسا ہی رہتا ہے۔ اور اگر سڑ بھی جائے تو اس کے بعض حصے مثلاً ہڈیاں اور پٹھے عموماً دیر تک رہنے والے کہے جا سکتے ہیں کیا یہ ایسا نہیں +
سی بی از۔ ہاں۔
سقراط۔ اور کیا ہم یہ مان سکتے ہیں کہ روح جو ناقابل دید ہے۔ اور جو یہاں سے ایک ایسی جگہ پر جاتی ہے نیک اور دانا خدا کے پاس رہنے کے لئے جو کہ اس کی مانند پاک ناقابل دید اور جلال والی ہے یعنی ہیڈیز کو جس کا

لہ جب ثبوت صاحب کی بابوی حصہ اول ماسا قبل کا اسی مقابلہ کر دیجا نہ کہ ایسی ہی دلیل کا استعمال کیا گیا ہے کہ روح لاتغیر ہونے کے باعث لافانی ہے اور روح کی الٰہی صفت رکھنے کی دلیل الستہ رایہ حال کی بھی بجا لائی ہے مثلاً دیکھو لارڈ ڈنی سن کی کتاب (ان میمو یم صفحہ ۵۴-۵۶) تک۔ مر

تمام ان دیکھی دنیا کو جاتا ہے۔ جہاں پر کہ اگر خدا کی مرضی ہو تو میری روح بھی تھوڑی دیر کے بعد جاویگی کیا ہم مان سکتے ہیں کہ روح جس کا سوبھاؤ پُرجلال۔ پاک اور خود ناقابل دید ہے۔ وہ جو اوّل سے تتربتر اور تباہ ہو جاتی ہے۔ جیوں ہی کہ وہ جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟ نہیں پیارے سی بی از و سمیس ایسا نہیں ہے۔ میں تمہیں بتلاؤنگا کہ اُس روح کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو کہ اس جسم سے جدائی کے وقت پاک ہوتی ہے اور جس نے اپنی زندگی میں بھی جسم سے کوئی ایسا گہرا تعلق نہیں رکھا۔ جس سے کہ وہ بچ سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ جسم کو چھوڑتی ہے تو بھی جسم کا کوئی داغ اُس پر نہیں لگ جاتا۔ یا وہ اُس کے داغ سے واغدار نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس سے علیحدہ رہتی ہے۔ اور اپنے آپ کو اپنے آپ میں لپیٹ لیا ہے۔ کیونکہ یہی اُس کا دائمی مطالعہ رہا ہے اور اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اُس نے دانائی کو ٹھیک طور پر پیار کیا ہے اور اس بات پر پورا عمل کیا ہے۔ کہ کس طرح مرنا چاہیئے کیا یہ موت کا عمل نہیں ہے۔

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تو کیا پھر وہ روح جو کہ اس حالت میں ہے ناقابل دید میں جو کہ اُس کی مانند الٰہی دانا اور لافانی ہے نہیں جاتی جہاں کہ وہ خطا، بیوقوفی۔ خطرہ۔ اور تُندشہوتوں سے بری کی جاتی ہے۔ اور اُن تمام بُرائیوں سے جو کہ انسان پر عائد ہوتی ہیں۔ اور خوش ہے اور باقی وقت کے لئے سچ مچ دیوتاؤں کے ساتھ رہتی ہے۔ اے سی بی از! کیا ہم اس بات کو مان لیں؟

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ لیکن اگر جسم کو چھوڑتے پر اُس کے ساتھ ہمیشہ رہنے سے اور اُس کی خدمت کرنے اور پیار کرنے سے اُس سے اور اُس کی خواہشوں۔ اور خوشیوں سے ناپاک اور گندی ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی بات کو سچ نہیں مانتی سوائے اس کے جو جسمانی ہے اور محسوس اور کھایا پیا جا سکتا ہے اور انسانی شہوتوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر اُس نے اس بات سے جو کہ آنکھ کے واسطے ناقابل دید اور اندھیرے میں ہے اور صرف فلاسفی سے ہی جانی جا سکتی ہے۔ حقارت کرنا اور ڈرنا اور دور بھاگنا سیکھا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک ایسی روح موت یا جسم سے جدائی کے وقت پاک اور مصفا ہوگی۔

سی بی از۔ نہیں۔

سقراط۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جسمانیت اُس میں گھس جاتی ہے جو کہ جسم کے دائمی تعلق اور گہری دوستی وغیرہ سے اُس کے سوبھاؤ میں ہی داخل ہو جاتی ہے +

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ اور اے میرے عزیز دوست! یہ ضرور ہے کہ جسمانی بوجھل دُنیاوی اور قابل دید ہو۔ اور یہ اسی کا ذریعہ ہے کہ روح اس قابل دید دُنیا میں پھر واپس لائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ کی ناقابل دید دُنیا سے ڈرتی ہے۔ اور یہ سب لوگ کہتے ہیں کہ وہ قبروں اور مزاروں پر پھرتی رہتی ہیں۔ جہاں پر کہ روحیں عموماً دیکھی گئی ہیں۔ اور جو کہ اُن روحوں کے سایہ ہیں جو جسم سے جدائی کے وقت پاک نہیں۔ اور ابھی تک قابل دید دُنیا میں پھر رہی ہیں اور یہی باعث ہے کہ دکھائی دیتی ہیں۔

سی بی از۔ نے کہا کہ اے سقراط یہ اغلب ہے۔

سقراط۔ اے سی بی از یہ نیک آدمیوں کی روحیں نہیں ہیں بلکہ بُرے اور بدچلن آدمیوں کی ہیں جو کہ ایسی جگہ پر پھرنے کے لئے مجبور کی جاتی ہیں اپنی بُرائی اور شرانگیز زندگیوں کی سزا میں اور وہ اسی طرح پھرتی رہتی ہیں جب تک کہ وہ اپنی جسمانی خواہش کے سبب پھر کسی قالب میں بند نہ کی جاویں اور وہ اغلباً اُن حیوانات کے قالبوں میں قید کی جاتی ہیں۔ جن کے عادات اِن آدمیوں کی اپنی زندگی کے عادات سے متشابہ ہوتے ہیں۔

سی بی از۔ اے سقراط اس سے تمہاری کیا مُراد ہے۔

سقراط۔ میری یہ مراد ہے کہ وہ آدمی جو بسبب حرص اور کاہلی اور تن پروری میں مشہور ہیں وہ اغلباً گدھوں اور ایسے ہی حیوانوں کے اجسام میں داخل ہوتے ہیں کیا تمہارا اس سے اتفاق ہے۔

سی بی از۔ بے شک یہ ممکن ہے۔

سقراط۔ اور وہ جو اپنی زندگی میں ظالم۔ بے انصاف اور چور وغیرہ رہے ہیں وہ بھیڑیوں۔ بازوں۔ چیلوں کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور ہم کس جگہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی روحیں جاتی ہیں۔

سی بی از نے کہا کہ وہ ایسی ہی حیوانوں کے جسموں میں داخل ہوتی ہیں۔

سقراط۔ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ایک روح کہاں جاتی ہے صاف ظاہر کہ اُن حیوانوں کے قالب میں داخل ہوتی ہے جن کی عادات کہ اُسکے اپنے مطابق ہوتی ہیں۔

سی بی از۔ نے جواب دیا کہ سچ مچ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور اُن میں سب سے خوش جو کہ سب سے عمدہ جگہ پر جاتی ہیں وہ ہیں جنہوں نے کہ مجلسی اخلاقی اور ہر دلعزیزی کے صفات کو اپنا پیشوا بنایا تھا اور وہ صفات پرہیزگاری اور انصاف وغیرہ ہیں۔ اور یہ صرف عادات اور مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بغیر کسی دلیل یا فلاسفی کے۔

سی بی از نے کہا اور وہ روحیں سب سے زیادہ خوش کیوں ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کیونکہ یہ اغلب ہے کہ وہ ایک حلیم اور مجلسی طبیعت میں جو کہ اُن کی اپنی طبیعت کے موافق ہوتی ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی یا بھڑوں یا چیونٹیوں کے قالبوں میں واپس آتی ہیں۔ یا آدمیوں کے اجسام میں واپس آتی ہیں اور یہ وہی ہیں جو کہ یہاں اکثر لائق اور معتبر باشندے بنتے ہیں۔

سی بی از نے کہا یہ عموماً صحیح ہے اور یقین ہے کہ ایسا ہی ہو۔

سقراط لیکن صرف فلاسفر یا علم کے عاشق جو کہ اس دُنیا سے جاتے وقت بالکل پاک ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کے گروہ میں جا سکتے ہیں۔ اور اس واسطے اے میرے دوستان سی بی از و سمیس ایک سچا فلاسفر پرہیزگار ہوتا ہے اور تمام جسمانی خوشیوں سے دور رہتا ہے اور نہ اپنے آپ کو ان کا مغلوب بناتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے خراب ہو جانے اور مفلسی سے نہیں ڈرتا۔ جیسا کہ عام لوگ اور خصوصاً دولت کے بندے کرتے ہیں اور نہ وہ بد معاشی کی ذلت اور بے شہرتی۔ اور بے حیائی کا خوف کھاتا ہے جیسا کہ طاقت اور عزت کے پیارے کرتے ہیں۔ وہ اِن باعث کے سبب پرہیزگار نہیں ہوتے۔ (ٹرائل ان ڈیتھ آف سقراطیس صفحہ ۱۲۷ ۱۵۱ تک مترجمہ چرچ صاحب) +

حکیم افلاطون کا مذہب - قد دون مذهبه من ثلاثة من مذاهب الفلاسفة فتبع هرقليطس فى الطبيعات والمحسوسات وتبع فيثاغورث فيما وراء الطبيعات وفى المعقولات - وتبع سقراط فى القوانين والآداب وفضله على الاثنين فاقتدى به وحده فى ذلك ذكر لوطرقس المقالة الاولى من كتابه المسمى آراء الفلاسفة فى الفصل الثالث ان افلاطون

قال سلانتہ اصول الالہ والمادۃ والادراک فالالہ شبہ عقل العقول والمادہ نسبہ السبب الاول للتولد والفساد والادراک کجوہر روحانی قائم بذات الالہ نعم عرف ان العالم خلقۃ اللہ ولکنہ لم یعن انہ مخلوق من عدم محض بل عنی ان الالہ انما نظر فی تلک المادۃ القدیمۃ ہذا العالم وشکلہ بالاشکال المتنوعہ ای ان الالہ اخرج المادۃ من حیز العمی الی حیز الظہور ومیز اجزاءہا بعضہا عن بعض حتی صارت ہذا العالم الشبیہ بمعمار یصوغ البیت بالالات الحاضرۃ کالحجر وغیرہ"۔ صفحہ ۷۸ تاریخ الفلاسفہ - کان افلاطون یعلم بتناسخ الارواح بالطریقۃ التی تعلمہا من فیثاغورث ثم اتخذ ذلک طریقۃ لہ وسلک فیہا مسلکا خاصا بہ غیر متوال فیثاغورث کما یوجد فی محاوراتہ وملامہ بخاطبۃ المعلقۃ ببقاء الروح" صفحہ ۸۸ تاریخ الفلاسفہ

ترجمہ فیدور نے فلسفہ کے طریقوں کے تین نوع بیان کئے ہیں۔ اُس نے ہرقلیطس کی طبعیات اور محسوسات میں پیروی کی ہے۔ اور فیثاغورث کی بعد الطبعیات اور شرقیات میں اور سقراط کے قوانین اور آداب میں اور اُس پر مادہ کیا ہے وہیں اُسی ایک خیال کا۔ لوطراقس نے اپنی کتاب ارا الفلاسفہ کے مقابلہ اول کی فصل تیسری میں بیان کیا ہے کہ افلاطون تین چیزوں کو ازلی مانتا ہے۔ خدا۔ پرکرتی۔ روح۔ پس خدا بطور عقل العقول یعنی کارن کے ہے۔ اور مادہ بطور اُپادان کارن کے ہے۔ اور ادراک جوہر روحانی ہے۔ قائم بالذات اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ خدا عالم کا صانع ہے۔ لیکن یہ بات بہت بوچ ہے کہ خدا نے عدم محض سے دُنیا کو مخلوق کیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے پرکرتی کی صورت سے اس قدیم پرکرتی سے اس عالم کو نظام دیا اور رنگارنگ کی شکلوں میں مختلف قسم کے متشکل کیا۔ اس طرح پر کہ خدا احاطہ اور شیہ سے اس پرکرتی کو احاطہ ظہور میں لایا ہے۔ اور اُس کے بعض سے اُس کو تمیز دی یہاں تک کہ اس دُنیا کو معمار کی طرح جو گھر کو موجودہ مصالح پتھر وغیرہ سے بناتا ہے۔ افلاطون تناسخ ارواح کو اس طرح جانتا ہے۔ جس طرح پر کہ اُس نے فیثاغورث سے سیکھا۔ پھر اُس نے اُسے اپنا طریقہ بنایا اور کچھ نئے قاعدے بھی داخل کئے۔ فیثاغورث کے طریقوں کے سواء جیسا کہ اُس کے مخاطبات میں پائے جاتے ہیں۔ باب بقائے روح میں حکمائے متقدمین مثل افلاطون الٰہی نفس ناطقہ را قدیم می شمارند کہ علت تامہ وجود نفس ناطقہ اگر قبل از بدن موجود نباشد۔ لامحالہ نفس قبل از بدن موجود خواہد بود و اگر قبل از بدن موجود نباشد بلکہ بدن ہم شرط یا جزو علت تامہ نفس باشد پس وجود نفس موقوف خواہد شد بر وجود بدن۔ و وجود بدن از شرائط و علل وجود نفس خواہد بود۔ لیکن ما میدانیم کہ وجود بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ نیست چہ بدن فاسد و منفسخ میگردد و نفس ناطقہ تا ابد باقی است نامیہ۔ پس اگر بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ باشد فساد بدن موجب فنا و نفس خواہد بود حالانکہ چنین نیست پس ثابت شد کہ نفس موجود قبل از بدن است و بہ بقا و قدیم نفس [illegible] حدوث بدن بنا بر این بدن نا شرط وجود نفس است تو ابد بود [illegible] ایں عقیدہ موافق است با حکمائے ہند کہ

نفس را قدیم مے شمارند"۔ (تحقیق التناسخ صفحہ ۲۷)۔

ارسطاطالیس کا مذہب

ولیم انفیلڈ ایل ایل ڈی لکھتے ہیں۔ کہ ارسطو کی تحریرات یا کتابوں میں کوئی اس قسم کا نوشتہ نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ روح کو فانی مانتا تھا۔ یا غیر فانی لیکن بہلا یعنے فانی ہونا اغلب ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ روح کی بابت اُس کا یہ خیال تھا کہ اُس کو ایک ہمیشہ رہنے والی چیتن طاقت نے انسان کے جسم میں ڈالا ہے۔

تمام چیزیں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ جس کا وجود قدرت میں ہے۔ یعنے فسٹ مٹر سے نہ کہ اُس سے کہ جس کا ظاہر میں وجود ہے اور نہ نیستی سے مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں کہ جس پر وہ سب آخر مل جائنگی ہر ایک چیز کی شکل اُس کی طبیعت اور جوہر ہے یا وہ جو کہ بناتی ہے اُس کو جو کچھ کہ وہ ہے۔ مادہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا شکل اور اصل وجود سے"۔

"خدا اس طرح کام کرتا ہے بالائی گردن میں اُن کو حرکت دینے کے لئے جس طرح انسان کی روح انسان کے بدن میں کام کرتی ہے"۔

یہ تحقیق ہے کہ جب اس پیوسی پس اپنے چچا فلاطون کی رحلت پر دار العلوم میں اُس کا جانشین ہوا تب ارسطو اس بات سے اتنا ناخوش ہوا کہ وہ اتھنس چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر جب مدت کے بعد اتھنس میں واپس آیا اور معلوم کیا کہ وہ دار العلوم جس میں اُسے گدی نشین ہونے کی ہوس یا خواہش تھی۔ اُس میں زینی کریٹیز گدی نشین ہے۔ تب اُس نے فلاسفی کا پیشوا ہونے کا ارادہ کیا۔ اور اسی ارادہ سے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی یہ فرقہ اس دار العلوم کا مخالف تھا اور ایسے علوم کی تعلیم دیتا تھا کہ جو فلاطون کے مخالف تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے آپ کو تمام فلاسفروں سے زیادہ مشہور کرنے کی خواہش نے ارسطو کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک فرقہ کی بنیاد ڈالے۔ یعنے ایک نئے فرقہ کا بانی ہو۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اپنے اصول کو زیادہ رونق دینے کے واسطے اُس نے حتی الوسع ہر ایک طرح کی کوششیں کیں۔ کہ دوسروں کے اصول کی وقعت کم کرے اُس کا مقصد یہ تھا کہ اپنا عالیشان مکان دوسروں کے مکان تباہ کر کے بنا وے۔ چنانچہ لارڈ بیکن نے اس بات کو اچھی طرح ظاہر کیا ہے جیسا کہ روم کے ایک ظالم بادشاہ کے اُس نے خیال کیا کہ وہ امن سے حکومت نہیں کر سکتا کہ جب تک اُس کے تمام خویش و اقارب نہ مارے جائیں۔

آلسس کی لی پس بیان کرتا ہے کہ جب سکندر نے ارسطو سے شکایت کی کہ اُس نے اپنی تحریرات میں ظاہر کر دیا ہے اپنے دقیق پوشیدہ اصول کو۔ تب ارسطو نے جواب دیا کہ یہ اصول عوام پر ظاہر کر دئے گئے اور نہیں بھی ظاہر کئے گئے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے ان مضامین پر لکھا ہے۔ اُسے صرف وہی آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے کہ مجھے لیکچر دیتے سُنا ہے"۔

ارسطو اپنی تصنیف کردہ کتابیں اور اپنا کتب خانہ مرتے وقت اپنے جانشین تھیوفرسٹس کو دے گیا جو کہ بلا شبہ اُن کی قدر جانتا تھا کہ اُس نے

اپنی موت پر وہ کتابیں فی لکس کو دیں۔ کچھ اُن سے ٹالمی فلیڈ نفس کے پاس فروخت کی گئیں۔ جنہوں نے حصہ لیا۔ سکندریہ کی لائبریری کی قسمت کا بیتے جلائی گئیں۔ (دیکھو ہسٹری آف فلاسفرس جلد اوّل صفحہ ۱۲۶ سے ۲۸۵ تک ۱۸۱۹ء موجودہ لائبریری جے پور مطبوعہ لنڈن۔) +

نامی گرامی حکیم فیرری سائی ڈیس کا اعتقاد

ولیم اِن فیلڈ۔ ایل ایل ڈی اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں "ایک مسئلہ جو عام طور پر معلوم ہے کہ وہ مشرقی اور مصر کے حکیموں کے درمیان رائج تھا وہ فی ری سائی ڈیس مانتا تھا۔ یعنی تین چیزوں کا اناد ی ہونا۔ جو سیسر ڈیورتین کے اُس اور یہ بھی وہ مانتا ہے کہ تمام چیزوں کا جو ہلا باعث ہے۔ وہ نہایت عجیب ہے۔ یہ ارسطو لکھتا ہے کہ فی ری سائی ڈیس ایسا مانتا ہے اور سب حکماء نے اُس کی بابت بالاتفاق یہ رائے لکھی ہے کہ وہ روح کو انادی مانتا تھا۔ جس کو غالباً اُس نے مصر کے حکماء سے سیکھا تھا۔ سیسرو کہتا ہے کہ یہ پہلا فلاسفر تھا جس نے علمی تجربہ کر کے کتابوں میں اس مسئلہ کو ظاہر کیا۔ اس میں بھی شک نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ مسئلہ تناسخ کو مانتا۔ بلکہ سکھلاتا تھا۔ کیونکہ یہ مسئلہ تمام پُرانے مصر کے حکماء میں عام طور پر رائج تھا۔ اور یہی فاضل اور محقق حکیم فیثا غورث کا اُستاد تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۳ و ۳۶۴ جلد اوّل لنڈن موجودہ لائبریری اجمیر) ——

فیلسوف امبیدوقلیس کا مذہب

" وکان امبیدقلیس متعلما بمذھب معلمہ فیثاغورث مو العابدو سبق من اصحاب فیثاغورث" "وکان امبیدقلیس یزعم ان الاصل الاول الجمیع الاشیاء ھو العناصر الاربعۃ التی ھی التراب والماء والھوا والنار وکان یقول ان بین تلک العناصر و بعضھا علاقۃ التألیف تارۃ والتنافر اخری وانھا دائما متقلب و متغیر وانھا لا تفنی ابدا وان تربیتھا بتلک الحالۃ قدیم باقی"

وکان مذھبہ تناسخ الارواح فلاان یزعم انھا تنتقل فی الاجسام وکان ان فی حفظی ان کنت بنتا صغیرۃ ثم طائرا ثم ابدا کرانی کنتا نباتا" صفحہ ۳۷ و ۴۷ تاریخ الفلاسفہ۔

ترجمہ۔ امبیدوقلیس کا مذہب اپنے معلم فیثاغورث کے مذہب کی طرف اغب تھا۔ اور وہ اصحاب فیثاغورث سے بھی سبقت لے گیا۔ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ سب کے اصل الاصول خاک باد۔ آب و آتش ہیں۔ اور یہ بھی کہتا تھا کہ ان عناصر میں الفت اور نفرت کا علاقہ پایا جاتا ہے اور یہ عناصر ہمیشہ ہی پلٹتے اور تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی معدوم نہیں ہوتے اور وہ اپنی حالت میں ہمیشہ قائم ہیں۔ اس کا مذہب تناسخ ارواح تھا۔ جو کہ اجسام میں نقل مکان کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے یاد ہے کہ پہلے میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوتی تھی۔ پھر میں مچھلی بن گیا۔ پھر میں پرند بن گیا۔ بلکہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ میں نباتات میں تھا۔" (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۳۷ و ۴۷) +

فیلسوف ابیقور کا مذہب

یہ فاضل لوگوں کو منع کرتا تھا۔ اُن چیزوں کے کھانے سے جس سے وہ شہوی خیالات کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ گویا وحشی خیالات کو دور کرا کر عمدہ صفات سکھلاتا تھا۔ اور تھوڑی چیز پر صبر کرنا سکھلاتا تھا۔ لالچ کی خرابیاں کو بھی سمجھایا کرتا تھا چنانچہ اس کے شاگرد ایسے ہی ہوئے۔ دودھ اور میوہ جات کے کھانے کے فوائد بتلاتا تھا۔ فیثاغورث کے طریقہ کا قائل تھا۔ نیکی اور اچھے عمل اور غم سے بچنے کی ہدایت دیتا تھا۔ وہ صبر کی بہت مدح کرتا تھا۔ اور نفس کو خیالات شہوی کی تباہی سے روکتا تھا۔ یہ آخری صفت ہی اُس کی عقل کی صفائی کا سبب اور حفظ عافیت کا موجب ہوئی۔ اور اسی سبب سے اُس کی عقل اور بدن میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ ہمیشہ حقائق الموجودات کی بابت بحث کرنا اور سوچتا تھا۔ روح کو جسم کا حرکت دینے والا مانتا تھا اور روح کو دائم زندہ اور موجود مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ موافق طبیعت کے (اعمالوں کے) اور اعلےٰ اور ادنے درجہ حاصل کرتی ہے۔ عقل کو خدا کے تصور کا ذریعہ مانتا تھا۔ نیستی سے یعنی عدم سے وجود نہیں مانتا تھا۔ اور گردش ستاروں کی ہیئت نُہانی مانتا تھا۔ مادہ کی بابت اُس کی یہ رائے ہے مادۂ اول ایک اجسام رقیق اور بسیط ہیں۔ انہیں سے سائر اجسام ترکیب پاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب متحرک ہیں۔ یہ ذرات قدیم ہیں۔ اور عقل ان کی عدد اور صورتوں کو نہیں جانتی اور نہ یہ کہہ سکتی ہے کہ سب ذرات کی ایسی اشکال ہیں سب چیزیں انہیں ذرات سے بنی ہیں مگر تقدم و تاخیر میں فرق ہے جیسے ایک ہی مقررہ حرکات سے سب کلمات بنتے ہیں مگر تقدم و تاخر کا فرق ہے۔ مثلاً کبر رکب۔ کربو۔ ربک۔ کبر وغیرہ۔ یہ بیشمار چھوٹے ذرہ دائم التحرک ہیں۔ اور ان کی حرکت دُنیا کی اُتپتی یعنی پیدائش کا سبب ہے۔ اگر یہ کسی جسم کے ساتھ ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے تو ترقی و تنزل بالکل نہ ہوتا۔ اور پیدائش یا موت کا بڑھنا گھٹنا نہ ہوتا۔ پس کوئی چیز کبھی فساد پذیر نہ ہوتی۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتی۔ ذرات کی حرکات کا ہی سبب ہے کہ ہم کسی چیز کو ایک حال پر قائم نہیں دیکھتے۔ اور نہ کسی مصنوعی چیز کو باقی دیکھتے ہیں مگر وہ ذرات کبھی معدوم نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ سب اشیاء کا اصل ہیں اور عالم بے شمار ہیں تناسخ کو مانتا تھا۔ گویا مذہب فیثاغورث کا رکھتا تھا۔ اور کئی امورات میں زیادہ بھی ترقی کی تھی۔ (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۱۳۹ سے ۱۵۱ تک) +

امام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ میں لکھا ہے کہ فلاسفہ کے افضل متاخرین یعنے حکیم بو علی سینا نے اپنی کتاب نجات اور شفا میں جسم کی طرف اعادہ روح کا نہ محال ہونا ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ بعضے اجسام مساوی اس لئے بنائے گئے ہوں کہ (روح) موت کے بعد ان میں حلول کرے۔ اور اس نے اسی کی ایک حکایت اپنے شیخ سے یوں بیان کی ہے۔ کہ اس عدم استحالہ کے قائل بعض اہل علم ہوئے ہیں جو بیہودہ گو نہیں۔ اس سے معلوم نہیں ہوا۔ کہ بو علی کو اس قاعدہ میں شک ہے اور اس کے محال ہونے پر کوئی دلیل اس کے نزدیک قائم نہیں ہوئی۔ اگر یہ محال ہوتا تو اُس کے قائل کو یوں نہ کہتا کہ وہ بیہودہ گو یا دروغ گو نہیں۔ محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا ہے۔ کہ بو علی سینا کی اس سے مراد

فارابی سے ہے۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ نفوس جس وقت اپنے بدن سے الگ ہوتی ہیں۔ وہ متعلق دوسرے اجسام سے ہو جاتی ہیں"

اعمال و تناسخ

انگریزی عملداری کے اوائل میں کرسچانٹی ہند میں پھیلی۔ جس میں ہر طرح کے وہمی خیالات ملے ہوئے تھے۔ اور یہی سب باتیں ہر ایک اشیاء میں جو کہ انگلستان سے آئیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر ہم وطنوں کی آنکھیں اس جھوٹی چکا چوند سے ایسی بے نور ہو گئیں کہ جس سے وہ لوگ ہند کے رواج کو سراسر تعصب کہنے لگے۔ لیکن جب کہ ہند کے لوگوں نے اُس جھوٹی جھلک سے باہر آنے کا موقع پایا۔ اور خود قابل استعمال اپنی قوت مدرکہ کے ہوئے۔ تب سے اپنی ہند کی چیزیں اُن کو ٹھیک اور مناسب اور اصلی حالت میں ظاہر ہونے لگیں۔ سچی تعلیم سے حالات بالکل تبدیل ہو گئے اب تعلیم یافتہ لوگوں نے اُسی طرح کرسچین لوگوں کے جہل و تعصب کو ثابت کر دیا ہے۔ جس طرح قبل از تعلیم کرسچین ہندوؤں کی نسبت کہتے تھے۔ یہ دھوکہ اب بالکل رفع کر دیا گیا ہے۔ مغربی مذہب اب ہمارے روبرو اپنی بدشکل حالت میں اُسی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ ہے۔ پادری لوگ ہند کے مذہب کی اُن باتوں کو جن کو وہ ناممکن جانتے ہیں۔ اور نیز ایسی باتوں کے اظہار میں جو قابل اظہار نہیں ہیں نہایت کوشش کرتے ہیں اور اپنے دلائل کے استحکام کے واسطے اُن کو ہمارے روبرو پیش کرتے ہیں وہ لوگ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند کے لوگوں میں چند مراسم کس قدر خلاف ہیں مثلاً۔ لوہا۔ تانبا۔ پتھر یا عمدہ دھاتوں کی مورت کے آگے پرستش کرنا کس قدر مخالف منطق اور عام فہم کے خلاف ہے۔ ایسے مذہبی کاموں اور مراسم کا بجا لانا برخلاف حال کی تربیت کے کس قدر نادانی اور نافہمی کا کام ہے ہم ایسی حقارت آمیز باتیں پادریوں سے سُن کر اپنے مذہب سے برگشتہ ہوتے چلے گئے ہیں۔ لیکن آدمی صرف ان باتوں کے انکار سے تسلی نہیں پاتا ہے ہم لوگوں نے بے فائدہ مذہبی امور میں ایسے لوگوں سے مدد لینی چاہی جن لوگوں نے اپنے ہی یہاں کے ایک عیسائی شاعر کی صلاح کا فائدہ اُٹھایا جس کا قول یہ ہے۔ کہ "اوروں کو وہی تعلیم دے سکتا ہے جو اُن سے فائق ہو" نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ آسمان سے گر کے کھجور میں اٹکے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہم بہ سبب اس خداشناس سوسائٹی کے اس زبردست گرداب سے محفوظ ہوئے۔ اس مفید انجمن کے اثر سے ہمارے ہم وطن لوگ جو چند روز سے بہکے ہوئے تھے۔ پھر اپنی اصلی اور عمدہ حالت پر آ گئے۔ اور اپنی ترقی راہ راست (آریہ دھرم) پر آتے جاتے ہیں۔ جس کو اب تک وہ نظر حقارت سے بہ سبب پادریوں کے دھوکہ دہی کے دیکھتے تھے۔ اب ہمارے لوگوں کو ان کی مشکلات کے حل کرنے کا طریقہ ہاتھ آ گیا ہے۔ اب اُن کو تحقیق ہو گیا ہے کہ آریوں کا مذہب صداقت سے بھرا ہوا ہے۔ سچ ہے کہ بیان تناسخ اور اعمال کا بالکل حکمت۔ منطق اور بڑے بڑے علوم پر مبنی ہے بہ نسبت پادریوں کے اُس مسئلہ دوزخ و بہشت جس کا وعظ وہ دیا کرتے ہیں۔ اس مقام پر عمدہ ترین الفاظ مسٹر سنٹ کے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور وہ الفاظ یہ ہیں

"یہ عام خیال کرسچین لوگوں کا مبنی بر غلطی ہے۔ کہ انسان کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ اول دنیوی دوم روحانی۔ اوّل یعنی دنیوی فقط ساٹھ یا ستر برس تک قائم رہتی ہے۔ اور دوسری یعنی روحانی ہمیشہ۔ اور یہ بیان اور بھی ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ یہی کرسچین لوگوں کا بیان ہے کہ ہماری روحانی زندگی جو غیر محدود ہے۔ ہمارے اس ساٹھ ستر برس کے محدود اعمال کے موافق ہوگی۔ اور یہ کہنا کرسچین لوگوں کا کچھ کم بیجا نہیں ہے کہ ایک دفعہ مر جانے کے بعد پھر تغیر و ترقی کے قانون قدرت کا عمل نہ ہوگا"

مسئلہ اعمال سے خواہ مخواہ اعتقاد تناسخ پیدا ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ ناممکنات سے نہیں ہے۔ ایک بڑی بھاری مثال قاعدہ علت و معلول کی ہے اور اسی بڑے قاعدہ علت و معلول کو جس طرح جان اسٹوارٹ مل صاحب نے بیان کیا ہے۔ اُس سے یہ بالکل قیاس میں آتا ہے۔ اسی قاعدہ پر زمانہ حال کے بڑے علوم مبنی ہیں۔ اور بغیر اس قاعدہ کے کسی بات کی اصلیت قیاس میں نہیں آ سکتی۔ بڑے بڑے علماء کا اسی قاعدہ پر دارومدار ہے۔ اب اگر ہم اُس شہادت کی جانچ کریں۔ جس پر یہ قاعدہ مبنی ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ خاص ثبوت اُس کا یہی ہے کہ اسی قاعدہ پر سب کا عمل درآمد ہے۔ قاعدہ علت و معلول کا اچھی طرح قیاس میں آ سکتا ہے۔ اور اس قاعدے سے مستثنے کوئی بات اس وقت تک انسان کے تجربہ میں نہیں آئی ہے۔ اگر مستثنے ہوتی تو ضرور انسان کے تجربہ میں آتی۔ پس یہ قاعدہ درست مانا جاویگا۔ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے۔ کہ آدمی کے تجربہ کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ اس دُنیا میں سب پر حاوی ہے۔ تو کیا ہم ایک قدم اور آگے بڑھنے کے مجاز نہیں ہیں جو بالکل جائز ہے۔ بموجب اُس تناسب اور تشابہ اور تطابق کے جو ایک شے دوسری شے سے رکھتی ہے۔ سب اس لئے کہ انسان اُس عملی ترین قوت یعنی گیان یا روشن ضمیری کو حاصل کرے۔ جس کے ذریعہ سے روحانی اصلیت نہایت صداقت کے ساتھ بدیہی طور سے دریافت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی قاعدہ انسان کے سمجھنے کے لئے ہے۔ تو یہی ہے ٭ لائق حکیموں (فلاسفروں) کی رائے ہے کہ قانون علت و معلول کا ایک امر بدیہی ہے۔ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور ہم لوگ اس قانون کے جان لینے کے واسطے اپنی خلقی قوت متخیلہ کے قاعدہ سے مجبور ہیں۔ اگر یہ رائے حکماء کی عالم مادی میں صحیح مان لی جاوے تو دیگر لطیف تر عالموں میں ہمارا رہنما بجز ایسے قدرتی قانون علت و معلول کے جو ہماری خلقت میں داخل ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے ٭

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے بموجب اصول فلاسفی کے کافی بیان کیا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ قاعدہ علت و معلول کا کچھ قدرت کے مادی اشیاء پر محدود نہیں ہے۔ ایک اور بھی وجہ ہے۔ کہ جس سے اس سوال کے حل کرنے میں ہم کوشش کر سکتے ہیں ٭

کوئی قوت زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ یا تو وہ فوراً کسی نہ کسی قوت کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یا وہ خود بجنسہ باقی رہ کر اپنے موقع پر اُس قوت کو ظاہر کرتی ہے۔ کسی چھت یا دیوار پر ڈھیلہ پھینکنے میں جو قوت صرف کی جاتی ہے وہ ضائع نہیں۔ بلکہ ڈھیلے میں اپنی اصلی حالت میں رہتی ہے۔ اور اُس چھت یا دیوار سے جب ڈھیلہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو زور اُس کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو قوت کہ ایک شیشہ ظرف میں برق ڈالنے کے۔ قوت صرف کی جاتی ہے وہ اپنی اصلی حالت میں

رہتی ہے۔ لیکن وہ صرف معدوم ہو کر اس وقت نکل جاتی ہے۔ جب اُس ظرف کا بیرونی و اندرونی تعلق اُس آلہ سے جس کے ذریعہ سے برق نکل جاتی ہے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہے۔ تو کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جو قوت ہماری عادات اور خیالات و حرکات سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ زائل نہیں ہوتی ہے۔ جب ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ قوتیں اپنا اثر ضرور پیدا کرینگے تو پھر ہم کو مسئلہ تناسخ بھی ضرور ماننا پڑیگا۔ اور ان ظاہری قوتوں کے لئے ظاہری عالم کا ہونا بھی ضرور ہے تناسخ کا مسئلہ جس سے مادی لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ علم حکمت کے رو سے نہایت ضروری پایا جاتا ہے۔ اب تک میں نے علم حکمت کے رو سے بیان کیا اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ علم مابعد الطبیعیات کی رو سے بھی مسئلہ اعمال و تناسخ کا جس سے ابھی تک اہل یورپ ناواقف تھے بخوبی حل ہوگیا۔ میرا مطلب اُن مختلف حالتوں سے ہے۔ جن میں کہ لوگ پیدا ہوتے ہیں اور وہ مختلف قوتیں اور باتیں جو اُن میں خلقی ہوتی ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنی پہلی زندگی میں چند باتیں اور چند قوتیں حاصل کیں۔ جو کہ اُس کے روح کے ساتھ بطور جزو لایتجزی کے بحیثیت خود موجود ہیں۔ اور جبکہ روح پھر جسم میں آتی ہے تو وہ قوتیں پھر آسانی کے ساتھ کام کر سکتی ہیں۔ ایک ایسا مسئلہ بہت مسئلوں میں سے ہے۔ جس سے کہ اُن امور کا ثبوت۔ جو کہ ہم دیکھتے ہیں بہت عمدہ طور سے ملتا ہے۔ اس لئے میں یہ خیال کرتا ہوں اور اصول حکمت سے بھی درست ہے کہ ہم کو اور کسی مسئلہ پر فی الحال خیال کرنا نہ چاہئے۔ بلکہ اسی مسئلہ پر مضبوط رہنا چاہئے۔ اور جبتک پورا پورا گیان اس کا ہم کو نہ ہو لیوے۔ اُس وقت تک اور کسی طرف نہ بھٹکنا چاہئے۔

اب اخلاقی مسئلہ پر نظر کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اخلاق کا مسئلہ علم مابعد الطبیعیات والہیات سے بھی مفید ہے۔ جسقدر لوگوں کے اخلاق ترقی پاتے جاوینگے۔ اُسیقدر اُن کے مذہب کی بھی ترقی ہوتی جاوے گی۔ انسان کے لئے سوائے مسئلہ علت و معلول اور کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اُس کو تھوڑا یا بہت اس قابل کرے کہ اُس میں جرأت پیدا ہو اور اپنی آپ مدد کرنی اور اپنی کوشش پر بھروسہ کرنے کی ہمت بندھے۔ جب انسان چاروں طرف سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ اُس وقت وہ نہایت مایوسی کے ساتھ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ سب مصیبتیں نتائج ہیں میرے گذشتہ جنم کے اعمال بد کے گو وہ اپنے اُن گذشتہ اعمال سے واقف نہیں ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اُس کو اور کسی بات سے تسلی نہیں ہو سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ یقین کرے کہ اُس کی زندگی آئندہ کی ہوگی اُسی۔ کے اس جنم کی عمدہ کوشش اور نیک اعمال اور نیک چلن پر منحصر ہے ہند کے لوگ کبھی ایسی حالت میں نہ ہوتے اگر وہ اپنے دل کے تختہ پر اس بات کو بخوبی ہمیشہ نقش رکھتے کہ اُن کی حالت کا اچھا و بُرا ہونا خود انہیں کے اختیار میں ہے یعنے ہم اگر نیک اعمال کرینگے تو اچھی حالت اور اگر بد اعمال کرینگے تو خراب حالت میں رہینگے۔ ہرگز نہ ترقی ہند کی اُسی حالت میں ہو سکتی ہے۔ جب اہل ہند اس سچے اور پاک مسئلہ کی دل و جان سے پوری پوری مدد کریں۔ اور پورے پورے اعتماد کے ساتھ ہمہ تن اُس پر کاربند ہو کر تسلیم کریں" (از رسالہ تھیوسافسٹ ماہ مئی ۱۸۸۵ء)

اماٹیلیٹی آف دی سول (بقائے روح) میں فلاسفر ہیوم صاحب فرماتے ہیں "تجربہ کے عام قاعدہ کے موافق اگر دلیل کیجاوے اور سبب اشیاء کے کوئی نئے دخل فرض کر لئے جاویں جن کو فلسفہ سے ہمیشہ علیحدہ کرنا چاہئے تو جو کچھ کہ تغیر ہوسکتا ہے وہ ضرور ناقابل پیدائش ہے۔ اسلئے اگر روح غیر فانی ہے تو ضرور ہماری پیدائش کے پہلے بھی موجود ہوگی۔ اور اگر پہلی زندگانی سے ہمارا کچھ تعلق نہیں ہے تو پچھلی سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے یہ تنزل جنم (تناسخ) ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کی طرف فلسفہ توجہ کر سکتا ہے"

پروفیسر میکس میولر صاحب نے لندن میں ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کو ایک لکچر دیا جس میں بیان کیا کہ کرم کا مسئلہ بدھ دھرم کو مذہب اور فلسفہ کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ تم اس اصول کی بابت جو کچھ خیال کریں مگر اس نے آدمیوں کے چال چلن پر نہایت ہی عجیب اثر ڈالا ہے۔ اگر ایک آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ اس زندگی میں مصیبت (بغیر قصور کے) بھوگتا ہے یہ تمام اُس کے پہلے جنم کے برے کاموں کا نتیجہ ہے۔ تو وہ اپنے مصائب کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے جس طرح کہ ایک مقروض اپنے پہلے قرض کو ادا کرتا ہے۔ ماسوائے اس کے اگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ اس زندگی میں نہ صرف پہلا قرض ادا کرنے کے لئے مصیبت بھوگتا ہے بلکہ علاوہ برآں وہ اخلاقی سرمایہ آئندہ کے واسطے بھی جمع کرتا ہے۔ اور اس میں اس کا نیک ارادہ ہے۔ جو کہ اگر غور کیا جاوے تو خود غرضی پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا کہ چاہئے۔ یہ اعتقاد کہ کوئی کام خواہ وہ نیک ہو یا بد ضائع نہیں ہوسکتا۔ مذہبی دنیا کا یہ اصول کہ کرم کا ناس نہیں ہوتا علمی دنیا کے اس اصول کے برابر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ طاقت کا ناس نہیں ہوتا۔ یعنے کوئی چیز دنیا میں معدوم نہیں ہو سکتی۔ یہ آخری دلیل یورپین سائنسدانوں کے واسطے ایک زبردست دلیل ہے جن کی تازہ دریافتیں (ڈسکوریز) یہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ دنیا میں طاقت ہمیشہ قائم رہتی ہے +

ان لیکچروں میں ایسے الفاظ ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آواگون کا مسئلہ ایسا ہے جس پر بہت سے لوگوں کا اعتقاد ہے۔ جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ آدمیوں کو وہ کام یاد نہیں جو کہ انہوں نے پہلے جنم میں کئے تھے۔ تو پروفیسر صاحب ممدوح اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم کس طرح سے اپنی پہلی زندگی کے کاموں کو یاد رکھیں جبکہ ہم صرف اس زندگی میں دو تین یا چار برس کے پہلے زندگی کی باتیں یاد نہیں رکھ سکتے"

ورڈس ورتھ۔ انگلستان کے بڑے مشہور شاعر نے (جو ۱۸۰۰ء ۱۸۵۰ء میں ہوا ہے) اس اعتقاد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہماری روح کے ستارہ کا جو اب یہاں طلوع ہوا ہے۔ اس کا کسی اور جگہ پر پہلے غروب ہوچکا ہے جس کی شعاعیں بہت دور سے یہاں آرہی ہیں" اس زمانہ تک یہ عام اعتقاد ہے لیکن یہ اعتقاد جو کہ اس نیچی ہے کہ ہمارا اس زندگی کا ستارہ جو ہمنے پہلے زندگی میں پایا تھا بہت سے کانوں میں یہ الفاظ عجیب سنائی دیتے ہیں لیکن انگلستان میں مسئلہ تناسخ کی سچائی کے بھی پائے جانے کے امکان کو دیکھنا چاہئے۔ مگر ابھی تک کرم کے فلسفی تشریح اُن کو اچھی طرح سے معلوم نہیں" (ویدانت فلاسفی پر لیکچر صفحہ ۱۶۵ رسالہ انڈیا لنڈن) +

(اتہ ایڈیٹر امرت بازار پتریکا) "کرم کے مسئلہ پر یہ رائے فاضل پروفیسر کی ہے ان دو مسئلوں یعنے کرم اور تناسخ کو ایک بڑے فاضل نے ایک پکی بنیاد پر قائم کیا ہے۔ ہندوستان کے باشندوں کے لئے ایک نہایت ہی تسلی بخش ہے" (امرت بازار پتریکا ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کلکتہ) +

مسیون پرنسپل آف بیٹنا میں مسز اینی بیسنٹ صاحبہ فرماتی ہیں "ماں سے یہ تناسخ یعنے بار بار جنم لینے یعنے جسم انسانی اختیار کرنے کے ذریعہ سے کمال کو پہنچنے کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اور انسان کا پہلا جنم اس موقع سے شروع ہو کر تیسرے چکر کو طے کر کے جب چوتھے چکر کے عین وسط میں پہنچتا ہے تو اس عرصہ میں درجات لانگنے سے جتنے حیوان انسان بن سکتے تھے بن چکے اور پھر حیوانات کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی اور یہاں تک جسقدر انسان بن چکے ہیں۔ انہیں میں آواگون یعنے آنے جانے کا سلسلہ جاری رہ کر بار بار انسان کے جسم میں داخل ہو کر انسان مکمل بنتا ہے جب جیو جسم انسان میں داخل ہوتا ہے تب سے اُس کی ترقی کا طریق بدل جاتا ہے یعنے اُس کی آئندہ کی ترقی اپنے اپنے اعمال کے موافق بار بار جنم لینے سے ہوتی ہے۔ اور یہ طریق اس سے پہلے کے درجات ا

پس جبوتکہ مجموعی طور سے وریہ ست ہوتا چلا آتا ہے وہ طریق ختم ہو جاتا ہے "

تصیوبانی کہتے ہیں کہ انسان اس پانچویں چکر میں پہنچا ہے اور چونکہ ہر ایک چکر کے سات سات حصے ہوتے ہیں اس لئے ہم نسل انسان اس کرۂ زمین پر موجود ہیں انہوں نے ان سات حصوں میں سے چار حصے طے کر لئے ہیں اور اب پانچویں میں ہیں جب پانچواں چکر پورا ہو جائیگا تو پھر اسی طرح چھٹا اور ساتواں بھی پورا کرنا پڑیگا تب انسان مکمل ہوگا۔ چنانچہ جب سے انسانی نسل اس کرہ پر نمودار ہوئی ہے۔ تب سے بار بار جنم لینے والی روحوں کی تعداد میں کچھ بیشی نہیں ہوئی۔ اور اسی تعداد مقررہ میں کسی خاص وقت کسی قدر جماعۂ انسانی میں موجود ہوتے ہیں کہ جو دنیا کی آبادی کہلاتی ہے اور باقی روحیں حالت روحانی میں رہتی ہیں۔ اسی طرح کچھ حالت روحانی سے جسمانی میں اور کچھ حالت جسمانی سے حالت روحانی میں آتی جاتی ہیں جو باعث کمی بیشی آبادی کا دنیا میں ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی خاص سبب سے کسی جگہ تعداد اموات کی کثرت غیر معمولی ہوتی ہے تو وہاں تعداد پیدائش کی کثرت ہو جاتی ہے اسلئے گو بظاہر کسی جگہ دنیا کی آبادی بڑھتی ہوئی نظر آتی ہو تو اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ نئی روحیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ کسی وقت کسی خاص مقام پر زیادہ روحیں حالت روحانی سے حالت جسمانی میں لوٹ کر آتی ہیں "(۶۸-۷۰ ک) *

حکیم مولوی قلندر علی صاحب پانی پتی مرحوم اپنی کتاب حلاوت دلپذیر میں لکھتے ہیں کہ "احد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو ہرگز کسی وجہ سے قسمت نہ ہو سکے۔ اور نفس ناطقہ واحد حقیقی کو تصور کرتا ہے۔ یعنے اس واحد کا اس میں منقش ہوتا ہے۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے جسم قابل قسمت کے ہے۔ اور ہر دانا کو ظاہر ہے کہ محل کا تقسیم ہونا سبب ہے حال کی تقسیم ہونے کا یعنے جب محل منقسم ہوا جو چیز کہ اس محل میں ہے وہ بھی منقسم ہوگی۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے قابل قسمت کے ہوگا۔ اُسکے انقسام سے لازم آتا ہے کہ جو چیز اُس میں منقش و حلول کی ہوئی ہے وہ بھی منقسم ہووے اور ناطقہ میں یعنے واحد حقیقی کا منتقش ہوتا ہے۔ واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو کسی وجہ سے قابل قسمت نہ ہووے۔ پس جسمیت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت کو اور نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت یعنے واحد حقیقی کو اور یہ بالکل باطل ہے ورنہ واحد حقیقی نہ ہوگا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ ہرگز جسم نہیں ہو سکتا "

دوسری دلیل یہ ہے کہ خاصہ جسم کا یہ ہے کہ جو صورت اُس کو بالفعل حاصل ہے یہ صورت جب تک زائل نہ ہو دوسری صورت اُس میں حاصل نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک جسم کی شکل مثلث ہے جب تک کہ شکل مثلث اس سے زائل نہ ہوگی دوسری شکل کہ مربع و کروی و اسطوانہ و مخروطی وغیرہ ہیں ہرگز ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک ٹکڑا موم کا اگر اول اُس کو مربع یا کروی شکل بنائیں جب تک اُس میں یہ شکل خاص ہے۔ دوسری شکل مثلث و اسطوانہ و مخروطی ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہو سکتی اور ایسا ہی ہم نے اس پارہ موم پر جو زید کی لگا دی جب تک نام زید کا اس پارہ موم میں منتقش ہے۔ دوسرا نام خالد و لبید کا اُس میں منتقش نہیں ہو سکتا۔ جب نام اول زید کا اُس سے زائل ہووے تب دوسرا نام خالد کا اُس میں منتقش ہووے۔ اور ہر جسم کا ایسا ہی خاصہ ہے۔ خاصہ نفس ناطقہ کا اس جسم کے خاصہ سے برخلاف ہے۔ اور اُس میں یکبارگی صورتیں بہت منتقش ہوتی ہیں۔ جس وقت ایک لشکر کثیر کو دیکھا صورتیں اشخاص لشکر کی اُس میں مرتسم ہوگئیں اور جس وقت شب کو آسمان کی طرف دیکھا صورتیں ستاروں کی بے شمار بھی اُس میں مرتسم ہوئیں۔ بلکہ زیادتی صورت علمیہ کی نفس ناطقہ میں مدد دیتی ہے۔ اُس کو اور صورتیں حاصل ہونے پر۔ پس خاصہ نفس ناطقہ کا برخلاف خاصہ جسم کے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ جسم نہیں ہے "

حکیم ارسطو طالیس نے نمبر چہارم کتاب اثولوجیا میں لکھا ہے۔ من تدر علے خلع بدنہ والصعود الی العالم العقلی فانہ هوی علی ان یعرف نور العقل والا نعرف نورا لا نوار۔ ترجمہ۔ جس نفس ناطقہ کو یہ قدرت ہے کہ اپنے بدن کو ترک کر کے عالم مجردات و افلاک ملکوت کی سیر کرے تحقیق اُس میں طاقت ہے کہ ملائک کے نور کو دیکھے۔ بلکہ پروردگار کو دیکھے۔

حکیم افلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ اگر علت تامہ وجود نفس کی قبل بدن موجود ہووے تو نفس ناطقہ بھی ضرور قبل بدن کے موجود ہوگا۔ اس واسطے کہ مختلف و جدائی معلول کی علت تامہ سے محال ہے واگر علت تامہ نفس ناطقہ کی قبل بدن کے موجود نہ ہووے بلکہ علت ناقصہ قبل بدن کے موجود ہووے اور علت تامہ اُسکے بعد بدن کی ہوئی ہے تو اب بدن بھی نفس کی علت ناقصہ ہوگا۔ یا جزو علت تامہ کا ہوگا۔ یا شرط اُس کی اور ظاہر ہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے وجود پر موقوف ہے تو اُس چیز کے عدم سے اُس کا عدم ضرور لازم آتا ہے۔ پس جب وجود نفس ناطقہ کا وجود بدن پر موقوف ہوا تو لازم آتا ہے کہ فساد و ہلاکت جسم سے نفس ناطقہ بھی فساد و فنا ہووے اور اس کا کوئی قائل نہیں سب کا اتفاق ہے کہ نفس ناطقہ فساد و فنا بدن سے ہرگز فاسد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن فاسد و ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور نفس ناطقہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ حادث بحدوث بدن نہیں۔ بدن سے نفس بیشتر ہے اور قدیم ہے۔ البتہ نفس ناطقہ حادث بالذات ہے یعنے اتنی علت سے اُس کو فقط تاخر عقلی ہے۔ حادث بالزمان ہرگز نہیں *

اور بعض حکماء نے نفس ناطقہ کے ازلی ہونے پر یہ دلیل لکھی ہے کہ اگر نفس ناطقہ حادث زمانی ہووے۔ ہرگز مجرد نہ ہوگا۔ بلکہ وہ صرف مادی ہوگا۔ اس واسطے کہ جملہ حکماء اس کے قائل ہیں کہ حادث زمانی کا وجود موقوف ہے مادہ پر اور مدت پر۔" پس نفس ناطقہ بھی قدیم اور ازلی ہے البتہ بدن انسانی شرط و علت تامہ تعلق نفس ناطقہ کی ہے ساتھ بدن کے نہ شرط وجود نفس ناطقہ کی۔ یہ فرق ومتی و بیں ہیں۔ اکثر فضلا کو جو تنبہ رہے اس غلطی سے وہ قائل اس کے ہوئے۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن۔ یہ سب غلط ہے۔ نفس ناطقہ قدیم ہے البتہ تعلق بدنی اُس کا حادث بحدوث بدن ہے۔ اس طائفہ نے وجود و تعلق میں فرق نہ کیا۔ اس واسطے خبط و غلط اُن سے صادر ہوا"*

علمائے متاخرین سے جو اس کے قائل ہیں۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن اپنے اس دعوے پر انہوں نے چند دلائل و اہیات قائم کی ہیں۔ درست تر اُن سب دلائل سے یہ دلیل ہے۔ اگر نفوس ناطقہ قبل ابدان کے موجود ہوویں یا یہ سب نفوس ایک ہونگے۔ یا بہت۔ اور یہ ہر دو قسم باطل ہیں۔ اور بطلان ثانی کا دلیل ہے بطلان مقدم کی جیسا کہ کتب منطقیہ میں مذکور ہے۔ نفوس ناطقہ قبل بدن کے اس وجہ سے واحد نہیں ہو سکتے۔ اگر جملہ نفوس قبل از تعلق با بدان واحد عددی نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے کہ عالم و مدرک نفس ناطقہ ہے جب نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہی ہو لازم آتا ہے کہ جس قدر علم زید کو ہے وہی علم جنب کو ہووے پس اشخاص انسانیہ جملہ برابر ہوں علم میں نہ کوئی اُستاد ہوا اور نہ کوئی شاگرد اور نہ کوئی ذکی ہو اور نہ کوئی غبی اور یہ امر بدیہہ باطل ہے۔ واگر قبل از تعلق با بدان نفوس انسانیہ کثیر ہوویں۔ بالضرور متمایز ہونگے یعنے ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ تمایز لوازم کثرت سے ہے۔ اور یہ تمایز نفوس کا از تعلق با بدان یا بالماہیتہ ہے یا بلوازم ماہیتہ ہے۔ یا بعوارض مادہ کے ہے۔ اور یہ ہر سہ شقوق باطل ہیں تمایز اُن کا ماہیتہ اس واسطے نہیں ہو سکتا۔ کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی ہیں یعنے جملہ نفوس انسانیہ کا ماہیت ایک ہے۔ جب ان سب کی ماہیت

ایک ہوئی۔ اب تمائز اُن میں بہ سبب ماہیت کے نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وجہ سے تمائز اُن میں بہ سبب لوازم ماہیت کے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تمائز اُن میں قبل از تعلق بابدان بہ سبب عوارض محل کے اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ نفوس ناطقہ مجرد و بسیط ہیں۔ پاک ہیں محل سے اور مادہ سے اور قبل از تعلق بابدان کسی طرح سے مادہ اُن کے واسطے نہیں متصور ہو سکتا۔" یہ دلیل اُن کی جملہ ادلہ سے بہتر ہے

اس میں چند وجوہ نظر ہے

اوّل یہ کہ علامہ شیرازی نے شرح حکمت اشراق میں لکھا ہے کہ قول مستدل کا اگر نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہووے لازم آوے کہ جس جس چیز کو زید ادراک کرے بکر و خالد وغیرہ بھی اُن سب جزوں کو ادراک کریں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اگر مراد ادراکات سے وہ ہے جو ادراکات موقوف ہیں آلات پر اس واسطے کہ ادراکات موقوفہ بالآلات مشروط ہیں۔ ساتھ انہیں آلات کے پس وہ نہیں معلوم ہو سکتے۔ مگر ساتھ انہیں آلات کے اور اگر مراد وہ ادراکات ہیں جو غیر موقوف ہیں آلات پر پس جملہ نفوس انسانیہ کا اُن میں مشترک ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے آیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ جملہ نفوس انسانیہ مشترک ہیں اس میں کہ اپنی ذات کو بلا واسطہ جانتے ہیں یعنی اُن کو اپنی ذات کا علم حضوری ہے +

دویم۔ یہ قول اُس کا کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی ہیں۔ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ایک گروہ قدمار آلہی سے یہ کہتے ہیں کہ نفوس ناطقہ انسانیہ تین نوع ہیں نوع اوّل وہ ہے جو نہایت درجہ کے ذکی و سعید۔ نوع ثانی داوسط وہ نفوس ہیں کہ جو اوسط درجہ کے ذکی و سعید ہیں۔ گاہ گاہ اُن کے فکر میں خطا واقع ہوتی ہے اور گاہ گاہ اُن سے کوئی امر قبیح بھی ظہور میں آتے ہیں۔ نوع سوم وہ ادنےٰ درجہ کے نفوس ہیں۔ جو غبی محض و شقی مطلق ہیں۔ ہرگز ہرگز علم و حکمت کے کلام نہیں سمجھتے اور اعمال صالحہ اُن سے کبھی صادر نہیں ہوئے ہیں +

نفوس انسانیہ جملہ ان ہر سہ انواع میں منحصر ہیں۔ انسان نوع واحد حقیقی نہیں اور اُس کی وحدت حقیقی پر کوئی برہان قوی ہنوز قائم نہیں ہوئی۔ کلام ربانی بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہا خدا تعالےٰ نے فمن ھم ظالم لنفسہ ومن ھم مقتصد ومن ھم سابق بالخیرات۔ معنے اس آیہ شریفہ کے یہ ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں کہ بہ سبب جہل و بدکاری کے اپنی ذات پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہیں کہ اُن سے اعمال صالحہ و قبیحہ ہر دو صادر ہوتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہیں کہ اُن سے سراسر نیکی و بہتری ظاہر ہوتی ہے +

وجہ سوم۔ یہ کہ جملہ متاخرین ملائکہ کے تجرد کے قایل ہیں۔ اور اس کے بھی قایل ہیں۔ کہ ملائکہ کثیر ہیں۔ اور اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ وہ کثیر نہ ہوویں۔ اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ کثرت ملائکہ کو تمائز ضرور ہے۔ اور یہ تمائز یا بالماہیت ہے یا بلوازم ماہیت یا بالعوارض مادی ہے۔ نوع ملائکہ کی واحد حقیقی ہے تمائز بالماہیت و لوازم ماہیت نہیں ہو سکتا۔ اور ملائکہ مجرد ہیں۔ پاک ہیں۔ مادہ سے پس بعوارض مادی بھی تمائز نہ ہوئی۔ اس سے لازم آیا کہ ملائکہ ہرگز کثیر نہ ہوویں۔ حالانکہ جملہ حکما و انبیا علیہم السلام ملائکہ کی کثرت کے قائل ہیں۔ حکمار فارس کا بھی یہی ایمان ہے۔ حکیم آلہی پارسی خدا آباد کہ جس کو پارسی لوگ پیغمبر اول کہتے ہیں۔ اور اُس کی کتاب کو آسمانی کہتا ہے کہ سروشان بسیار اند و شمارہ آنہا را نزداں پاک داند"

وجہ چہارم۔ یہ کہ ہم کہتے ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ کو ہم نے نوع واحد حقیقی تسلیم کیا اور یہ جملہ قبل از تعلق بابدان عالم بالا میں موجود تھے۔ تمائز اُس کا بسبب علوم و صفات کے تھا۔ جیسا کہ ملائکہ مجردات میں تمائز بہ سبب ادراکات و صفات نفسانیہ کے ہے

وجہ پنجم۔ یہ کہ جملہ علمار متاخرین اس کے قائل ہیں کہ نفس ناطقہ بہ سبب فساد بدنی کے فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اب اس میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ جن نفوس ناطقہ نے بدن کو ترک کیا اُن میں تمائز کس طرح سے ہے۔ یا بماہیتہ یا بلوازم ماہیتہ یا بعوارض مادیہ۔

ماہیتہ نفوس انسانیہ کی واحد ہے۔ تمائز بماہیتہ و بلوازم ماہیتہ نہیں ہو سکتا۔ اور بعد ترک بدن نفوس عوارض مادیہ سے بھی پاک ہیں۔ بہ سبب عوارض مادیہ کے بھی بعد مفارقت بدن کے تمائز ممکن نہیں۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ نفوس ناطقہ کثیرہ بعد مفارقت ابدان کے متحد ہو جاویں۔ اور یہ امر شرعاً و عقلاً بالکل باطل ہے البتہ جو قوم تناسخ کی قائل ہیں اُن پر یہ اعتراض وارد نہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو نفس ایک بدن خاص کو ترک کرتا ہے۔ بعد اُس کے دوسرے بدن کے متعلق ہو جاتا ہے تمائز اِن نفوس میں بسبب عوارض مادیہ بدنیہ کے ہے اور یہ علمار متاخرین ہرگز تناسخ کے قائل نہیں۔ ان پر یہ اعتراض سخت وارد ہوتا ہے۔ ہرگز دفع نہیں ہو سکتا بعض علمار متاخرین کہ جن کو علم حکمت سے نصیب کامل اور فن فلسفہ سے بہرہ وافر حاصل نہیں۔ کہتے ہیں کہ حکمار اشراقین کا یہ مذہب ہے کہ نفس ناطقہ انسانیہ ازلی و ابدی ہے۔ اور فلاسفہ مشائین کا یہ مسلک ہے کہ نفس ناطقہ انسانی ابدی ہے۔ ازلی نہیں۔ بحدوث بدن نفس ناطقہ حادث ہو جاتا ہے"۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قول ان کا سراسر افترا و بہتان ہے۔ استاد جملہ مشائین کا حکیم ارسطو طالیس ہے۔ اُس نے کسی اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن بلکہ اُس نے یہ لکھا ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق ببدن عالم اعلےٰ ملکوت میں موجود تھا۔ اُس نے میمر ثانی اثولوجیا میں لکھا ہے۔ ان النفس کانت وھی فی عالمھا قبل تخطات الکون حساسۃ الا ان حسا کان حسا عقلیاً فلما حدثت فی الکون ومع الاجسام حادث ھی ایضاً حسا جسمیاً۔ ترجمہ۔ نفوس ناطقہ ما قبل از تعلق بابدان عالم اعلےٰ میں موجود تھے۔ اور اُس عالم میں بھی اُن کو حواس تھے۔ مگر وہاں حواس اُن کے عقلیہ تھے۔ جب یہ نفوس اس عالم دُنیا میں متعلق باجسام ہوئے۔ یہاں بھی اُن کے ساتھ حواس ہیں۔ ان کے حواس سے حس جسمی اُن کو ہوتی ہے"۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ارسطو اس کا قائل ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بہ بدن عالم اعلےٰ میں موجود تھا۔ وجود اس کا قبل وجود بدن کے ہے۔ کوئی حکمار مشائین و اشراقین سے حدوث زمانی نفس ناطقہ کا قائل نہیں (از کتاب اخلاق دلپذیر) +

ڈاکٹر لوئیس فگیر صاحب فرانسیسی اُن لوگوں سے یہ سوالات پوچھتے ہیں۔ جو کہ پُنر جنم کو نہیں مانتے +

" ہم دُنیا میں کیوں آئے۔ ہم نے یہاں آنے کی کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ ہم نے پیدا ہونے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اگر ہم سے پوچھا جاتا تو ہم دُنیا میں آنے سے انکار کرتے۔ یا کسی اور زمانہ میں پیدا ہونے کی خواہش کرتے۔ ہم اس زمین کے سوا کسی اور سیارہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت مانگتے۔ ہماری یہ زمین فی الحقیقت رہنے کے لئے خراب ہے۔ ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ زمین کی محوری حرکت سے موسموں

کی تقسیم خوش گوار نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو گرم کپڑوں سے نہ ڈھانپیں تو ہم سردی سے مرجائیں یا ہم کو سخت گرمی جلا دے۔ اخلاق کے لحاظ سے بھی انسانوں کی حالت بہت خراب ہے۔ دنیا میں بدی زیادہ ہے۔ بدی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے نیکی کی ہر جگہ اس قدر بدسلوکی ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیانت دار بنکر رہنا چاہے تو اُس پر ضرور مصیبت پڑنے کی امید ہے۔ ہماری محبت سے غم اور رنج پیدا ہوتا ہے اگر کچھ زمانہ کے واسطے باپ ہونے کی خوشی اور محبت کی خوشی اور دوستی کی خوشی کو بھوگتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ محبوب کی حسرت موت کے باعث ہم سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ابدی زندگی کے حادثوں کے سبب وہ ہم سے الگ ہو جاتی ہیں۔ جو بعضا کہ ہم کو ایسی زندگی میں کام کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ وہ بیماری پیدا کرتے ہیں۔ اور بیماریوں کے تابع ہوتے ہیں۔ ہم رنج میں گرے ہوئے ہیں۔ اور ہمارا بڑا بھاری حیثیتا بڑی تھکاوٹ کے بعد بدل سکتا ہے۔ اگر بڑے اچھے جسم والے آدمی ہیں۔ جن کو اچھی صحت بخشی گئی ہے تو دنیا میں ایسے کتنے ہیں جو کہ بالکل کمزور مخبوط الحواس۔ گونگے اور بہرے اور ابتدی زندگی سے اندھے دیوانے اور نکمے۔ میرا بھائی بہت خوبصورت جوان ہے۔ میں بدصورت کمزور نحیف البدن اور کوتہ قامت ہوں۔ حالانکہ ہم ایک ہی ماں کے لڑکے ہیں۔ بعضے بڑی دولتمندی کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بعضے نہایت مفلسی کی حالت میں تاسکری اور سرکش زمین پر ایک غریب مزدور کی بجائے میں جلیل القدر شہزادہ اور لارڈ کیوں نہیں ہوں۔ میں یورپ اور فرانس میں کیوں پیدا ہوا ہوں۔ جہاں کہ ہر طرف تہذیب سے زندگی آرام سے کٹتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ اور منطقہ حارہ کے جلتے ہوئے آسمان کے نیچے کیوں نہیں پیدا ہوا۔ جہاں کہ سر اجیوانوں کا سا گندہ۔ کالا اور وحشی چہرا۔ اور پشم کی طرح بال ہوتے اور جہاں بڑی سخت آب و ہوا اور سوسائٹی کے وحشیانہ سلوک کی سخت تکالیف میں بُری زندگی گذارتا۔ افریقہ کا کوئی بدبخت حبشی سب ہی جگہ کیوں پیدا نہیں ہوا۔ جو کہ اچھی طرح زندگی گذارتا اور خوش گذران ہوتا۔ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ جس سے ہم دونوں کو زمین پر مختلف جگہ ملتی۔ میرا کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ سے رعایت کی جاتی۔ اور نہ اُس کا کچھ گناہ کہ اُسے بُری حالت میں رکھا گیا ان سب ہولناک بدیوں کی کم و بیش تقسیم کا کیا باعث ہے۔ جو کسی پر شیت ہیں اور کسی پر تھوڑی۔ جو کہ اچھے ملکوں میں رہتے ہیں۔ وہ اس رعایت کے کیوں مستحق ہوئے جبکہ اُن کے اور بھائی دنیا کے اور حصص پر گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ بعضوں کی عقل بڑی تیز ہوتی ہے اور انہیں ہر قسم کی عقل بخشی گئی ہے اور بعض برخلاف اِن کے ہیں عقل بیچ اور قوت حافظہ سے بالکل بے بہرہ ہیں زندگی کے مشکل سفروں میں وہ قدم قدم پر گرتے ہیں اُن کی تنگ ظرفی اُن کے ناقص قوا اُن پر ہر قسم کی مصیبت اور دُکھ لاتے ہیں۔ وہ کسی چیز میں کامیاب نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسمت اُنکو اپنے بڑے زبردست صدمات کی برداشت کے واسطے منتخب کر لی ہے۔ ایسے بھی جیو ہیں جن کی ساری زندگی پیدا ہونے سے موت تک دُکھوں اور مایوسیوں کی ایک لمبی اور درد انگیز کہانی ہے اُنہوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ وہ سطح زمین پر کیوں ہیں۔ اُنہوں نے پیدا ہونے کی درخواست نہیں کی۔ اور اگر وہ آزاد ہوتے تو وہ التجا کرتے۔ یہ کڑوا پیالہ اُن کے منہ سے ہٹا ما جاتا وہ یہاں اپنے ارادہ کے خلاف جبراً کھینچے پڑے ہوئے ہیں۔ اسنا تو ٹھیک ہے کہ بعض سخت مایوسی کے عالم میں اپنی رشتہ حیات کو قطع کر ڈالتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اُس زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔ جس کو کہ سخت تکلیفوں نے اُن کے لئے ناقابل برداشت بنا چھوڑا ہے ✚

ان جیوؤں کو (جنہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے وہ مستحق ہیں) اور جنہوں نے اِس کی خواہش نہیں کی۔ خدا کا بے گناہ سخت تکلیف دینے والی زندگی دینا بے انصافی اور شرارت ہے۔ لیکن خدا نہ بے انصاف ہے اور شریر ہے۔ اور اِس کے بالکل برخلاف صفات اِس کے ہیں۔ یعنے عادل وغیرہ بنا بریں ان آدمی کی زمین کے مختلف حصوں میں موجودگی اور زمین پر بدی کی کمی بیشی کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر میرے ناظرین میں سے کوئی بھی ایسا مسئلہ یا ایسا فلسفہ یا ایسا مذہب جس سے کہ یہ تمام دقتیں رفع ہو سکیں بتا سکتا ہے تو میں اِس کتاب کو پھاڑ ڈالونگا۔ کہ میں مغلوب ہو گیا ✚

اگر برخلاف اِس کے آپ آدمیوں کی بہت سی زندگیاں اور بار بار جنم کو یعنے ایک ہی روح کا بہت سے قالبوں میں آواگون مانیں تو ہر ایک چیز بڑی خوبی اور صفائی سے بیان ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے جنم کا دنیا کے خاص خاص حصوں میں ہونا اندھا دھند قسمت یا اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ صرف اُس بڑے سفر کا ایک سٹیشن ہے جو کہ ہم دنیا میں کر رہے ہیں (از کتاب دی آف ڈیتھ باب ۱۵ صفحہ ۲۰۲ سے ۲۰۵ تک) ✚

پھر وہی ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "اگر بار بار جنم لینا نہیں ہے۔ اگر ہماری زندگی الگ تھلگ واقعہ ہے جو پھر دوبارہ نہیں ہوگا جیسا کہ زمانہ حال کی فلاسفی اور معمولی مذاہب کا اعتقاد ہے تو اس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم بنتا ہے اُسکے ساتھ ہی روح بنتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی کے پیدا ہونے پر اُس کے جسم کو رونق دینے کے لئے ایک روح کا بننا ضروری ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ سب روحیں ایک ہی قسم کی کیوں نہیں اور جب کہ انسان کے جسم یکساں ہیں تو روحوں میں اس قدر کیوں فرق ہے یعنے قوائے عقلیہ اور اخلاقیہ میں ہم پوچھتے ہیں کہ قدرتی جھکاؤ ایسے کیوں مختلف و زبردست ہیں کہ بہت دفعہ تعلیم۔ تہذیب اور ضبط کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ بچوں میں جو بھاؤ نیکی بدی کے ہیں وہ کہاں سے آتے ہیں۔ اور وہ بھاؤ غرور اور کمینگی کے جو اُن کے خاندان اور سوسائٹی کے درجہ کے مطابق نہیں ہیں۔ کس طرح پیدا ہو جاتے ہیں بعض لڑکے تکلیف کی یاد سے کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اور حیوانوں کو دُکھ دیکر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ اوروں کو دوسرے حیوانوں کی تکلیف دیکھتے ہی پہلے درجہ کا رحم آجاتا ہے اور زرد رنگ ہو جاتا ہے۔ اور کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اگر سب آدمیوں کا روح اُس ایک ہی ڈھانچہ کا ڈھلا ہوا ہو تو تعلیم اُن پر وہی بنا یکساں اثر کیوں نہیں کرتی۔ دو بھائی ایک ہی کلاس اور ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ اُن کے ایک ہی اُستاد ہیں۔ اور اُن کے سامنے ایک ہی سی مثالیں ہیں۔ باوجود اس کے اُن سبقوں سے ایک کو اعلےٰ فائدہ پہنچتا ہے اور وہ حرکات و تعلیم و چال چلن میں لاثانی بن جاتا ہے ایسکے برخلاف اِس کا بھائی کودن محض اور اکھڑ رہ جاتا ہے۔ اگر ان دونوں زمینوں میں وہی بیج بوئے جانے پر مختلف پھل پیدا ہوتا ہے کیا اِس کا یہ باعث نہیں ہے کہ وہ زمین جس میں کہ بیج بویا گیا یعنے روح ہر ایک اپنی حالت میں جدا جدا ہے۔ قدرتی طبیعتیں اور بھاؤ اپنے آپ کو ابتدائے عمر سے ہی ظاہر کر دیتے ہیں۔ قدرتی بھاؤ میں یہ اختلاف نہ ہوتا۔ اگر روحوں کی ایک ہی بناوٹ ہوتی۔ حیوانوں کے جسم آدمیوں کے جسم اور درختوں کے پتے ایک ہی طرز پر بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو ان میں بہت ہی کم فرق معلوم ہوتے ہیں ایک آدمی کا پنجر ہمیشہ دوسرے آدمی کے پنجر کی طرح ہوتا ہے۔ دل معدہ۔ پسلیاں اور انتڑیاں ہر ایک آدمی میں ویسی ہی ہوتی ہیں۔ روحوں میں اور ہی بات ہے اُنکا ہر ایک آدمی میں بڑا اختلاف ہے۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ فلانے لڑکے کی حساب کی طرف طبیعت راغب ہے۔ فلانے کی راگ کی طرف۔ اور فلانے کی نقشہ کشی کی طرف اور بعض میں بدی ظلم اور جرائم کرنے کے بھاؤ بہت زبردست ہوتے ہیں اور یہ بھاؤ ابتدائی زندگی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں

سہ قدرتی بہاؤ بڑے درجہ تک ترقی پا جاتے ہیں۔ اس کے ہمارے پاس بہت بڑے تاریخی ثبوت موجود ہیں۔ اور وہ کئی دفعہ پیش کئے جاتے ہیں۔ ۱۲ برس کی عمر میں ہم دیکھتے ہیں کہ پیس کل بلیز جامیٹری کے بڑے حصّہ کو دریافت کر رہا ہے۔ اور جب کہ اُس کو علم حساب کا کچھ علم نہیں ہے وہ اپنے کمرے کے فرش پر اقلیدس کے پہلے مقالہ کی شکلیں کھینچ رہا ہے اور اُن کے باہم تعلق کو ٹھیک ٹھیک جانچ رہا ہے یعنے اپنے واسطے ڈس کریٹو جامیٹری بنا رہا ہے۔ ہمارے پاس سبنگ ماسیلو جیرداہے کی ایک اور مثال موجود ہے جو کہ پانچ برس کی عمر میں ایک حساب کی مشین کی طرح حساب لگا رہا ہے اور اسی طرح موزرت کی ایک اور مثال ہے جو چار برس کی عمر میں انگلیوں سے ایک راگ کا باجا بنا رہا تھا۔ اور رات کے وقت سُروں کو سنا کرتا تھا۔ یعنے راگ کا ڈراما اور سنہری سا ولسو شہ ی عقل اور کاریگری سے وائیولن نام باجا بجاتی تھی جس پر کہتے تھا کہ اُس نے پیدا ہونے سے پیشتر ضرور باجا بجایا ہوگا۔ رتھم یارڈٹ کی ہمارے پاس ایک اور مثال موجود ہے۔ جو کہ اُس سے پیشتر کہ وہ کچھ لکھ پڑھ سکتا تھا ایک ماسٹر کی طرح نقشہ کھینچا کرتا تھا + ہر ایک آدمی ان مثالوں کو جانتا ہے لیکن خیال رکھنا چاہئے۔ کہ یہ مستثنیات میں سے نہیں تھے وہ ایک عام بات کو کرتے ہیں۔ جو کہ ان میں اسقدر بڑھکر تھی کہ جس سبب سے لوگوں کی توجہ ان کی طرف کھینچی گئی +

بعض لڑکوں میں خاص بہاؤ کے بڑھکر ہونے کا مسئلہ عام فلاسفی سے جو کہ یہ بتلاتی ہے کہ ہر ایک بچہ میں نئی روح پیدا ہوتی ہے حل نہیں ہو سکا۔ برخلاف اس کے یہ عقیدہ آواگون سے بہت آسانی سے حل ہو جاتا ہے اور درحقیقت یہ ایک قسم کا اُس مسئلہ کی کورالری یعنے دوسرا نتیجہ ہے ہر ایک بات سمجھ میں آ سکتی ہے بشرطیکہ اِس زندگی سے ایک پہلی زندگی مانی جاوے۔ آدمی اس زندگی میں اُن سنسکاروں کو لاتا ہے جو کہ پچھلے جنم میں اُس نے حاصل کئے ہیں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ بہاؤ اور ہر دفعہ ایک پچھلی زندگی کا نتیجہ ہوں جس کی کہ ہم کو کوئی یاد نہیں ہے ہم اُس اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ہمیں سب واقعات جو کہ ہوتے ہیں بھول جائیں اور پھر ہماری روح میں ایسے قوا باقی رہیں جو کہ خاص اور بڑی باتوں پر منحصر نہیں ہے اور خاصکر جبکہ یہ قوا بہت مضبوط ہوں ہم ہمیشہ ان بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے ہیں جنکو اپنی زندگی کے تمام واقعات بھول گئے ہیں اور جنکو اپنے زمانہ کی تاریخ کی کچھ یادداشت نہیں ہے۔ اور نہ اُن کو اپنی ہی ہسٹری معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے قوا بالکل زائل نہیں ہوگئے +

لیتس اپنی بوڑھی عمر میں اپنی کتابوں کو پڑھکر خوش ہوا کرتا تھا اور بھول گیا تھا کہ میں ہی ان کا مصنف ہوں اور بار بار کہا کرتا تھا کیا دلچسپ ہیں کیا خوبصورت ہیں کاش کہ میں بھی ایسا لکھتا"۔ القصہ آدمی کے مختلف بہاؤ قدرتی قوا اور روزمرہ کے جیسے مسئلہ تناسخ سے آسانی سے حل ہو سکتے ہیں اگر ہم اس مسئلہ کو ترک کر دیں تو ہمکو خدا پر بے انصافی کا الزام لگانا پڑیگا کیونکہ ہم کو ماننا پڑیگا کہ اُس نے بعض آدمیوں کو اچھے قوا بخشے ہیں اور دیگروں کو نہیں دیئے اور سمجھ اور تہذیب کی کم و بیش تقسیم کی ہے۔ جو کہ چال چلن اور روش زندگی کی بنیاد ہیں +

ہمیں یہ دلیل بھی کافی زور سے پُر معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ فرضی بات پر نہیں بلکہ واقعات مبنی ہے۔ یعنے آدمیوں کے قوا اور انکی عقل و تہذیب کی کمی بیشی پر یہ باب جو کہ موجودہ فلاسفی کے خیال کے مطابق حل نہیں ہو سکتی صرف مسئلہ تناسخ سے حل ہو سکتی ہے اور یہی

ہماری بحث کی بنیاد ہے" (۲۱۲ - ۲۱۸ تک) +

ایم اینڈر پی رینبی صاحب "پہلے حاصل کئے ہوئے ہیں یا وہ طاقتیں جو کہ اسی طرح حاصل کی ہیں اُسے نئی جد و جہد میں مدد دیتی ہیں لیکن ایسے مادر شور پر جس کی انسان کو کچھ خبر نہیں رہی۔ کیونکہ (اِن پرفیکٹ) نامکمل روح اِن میں جاتا ہے تاکہ پہلی پیدا کی ہوئی صفات کو مکمل کرے اور اُن گناہوں اور غلطیوں کو دور کرے۔ جو کہ اعلیٰ مدارج پر عروج کرنے کے لئے رکاوٹ ہیں۔ (از کتاب اولڈ ڈس ایگزسٹنس سنز ڈی لینے صفحہ ۴۰۵) +

" اخلاقی دُنیا کے درست رہنے کے لئے اس مسئلہ تناسخ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دُنیا زندگی کی فزیکل حالتیں قابل نفرت ہیں۔ آدمی شہید ہے ہر قسم کی تکالیف کے لئے بے بس ہے بیرونی اسباب کے خوف سے ہر وقت ہراسان ہے۔ سردی و گرمی کی زیادتیوں سے ڈرتا ہے کمزور اور بیمار۔ دُنیا میں ننگا آتا ہے۔ اور آب و ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے قدرتی ہتھیاروں سے بے پناہ ہے۔ اگر یورپ و امریکہ کے ایک حصّہ میں تہذیب کی ترقی کی لہر نے دولتمندوں کے لئے آسائش و آرام پیدا کر دیئے ہیں۔ تو انہیں ملکوں میں غریبوں کی تکالیف کا کیا حال ہے۔ ایک بڑے بھاری مجمع کے لئے جو کہ ایشیا۔ افریقہ۔ و شینیا کے ناخوشگوار حصّہ میں رہتے ہیں۔ زندگی بے درپے وبال ہے۔ انسان کے جینے کی حالت اخلاقی طور سے بھی ایسی ہی خراب ہے جیسے کہ جسمانی طور پر۔ اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ خوشی اس دُنیا میں ناممکن ہے۔ زمین ایک آنسوؤں کی (دیلی) وادی ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ آدمی کی قسمت سوائے تکلیفات کے اور کچھ نہیں ہے اُسکو اپنی محبتوں اور اپنی ناپوری ہوئی خواہشوں میں رنج ہوتا ہے۔ اپنی روح کی ترقی کی خواہشات میں وہ بدم دھکیلا جا رہا ہے۔ حیران کیا جا رہا ہے اور بیشمار رکاوٹوں اور رکاوٹوں سے گرایا جا رہا ہے۔ خوشی متبع کی ہوتی حالت ہے بہت تھوڑی خوشی کے لمحہ جو کہ کبھی کبھی آتی ہیں۔ وہ بھی سخت رنج سے بدلائے جاتے ہیں ہمیں محبتیں ہیں کہ ہم عزیز خواہشوں کو گنوا کر اُن کے واسطے روویں۔ ہمارے باپ ہیں۔ مائیں ہیں۔ لڑکے ہیں۔ ہم اُن کو مرتے ہوئے دیکھیں ناممکن ہے کہ ایسی نادرست حالت ٹھیک ہو۔ ترتیب۔ مفارقت۔ مادی دُنیا میں بے نشان ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ وہ اخلاقی دُنیا میں بھی پائے جاویں"

ڈی سی کریپٹس اور ری نالٹس نے ان باتوں کو ثابت کیا ہے کہ انسان کی سمجھ ان خیالات کو رکھتی ہے جو کہ اندرونی ہیں یعنے وہ خیالات جو کہ ہم اپنی پیدائش کے وقت ساتھ لاتے ہیں یہ بات سچ ہے ہمارے اپنے وقت میں سکاٹلینڈ کے ایک فلاسفر ڈوگلڈ سٹیوورٹ نامی نے ڈی سی کرپٹس کی تصویر ہی کو ایک اچھے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ایک ہی اندرونی خیال جو کہ موت کے بعد آدمیوں کی ضمیر میں ہوتا ہے وہ علت اور معلول کا اصول ہے۔ وہ اصول جو کہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ بغیر کارن کے کاریہ نہیں جس سے دلیل کا آغاز ہوتا ہے۔ علت و معلول کے اندرونی اصول بار بار جنموں کے مسئلہ سے بڑی اچھی طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت وہ اس مسئلہ کے نتائج ہیں۔ آدمی کی روح جو کہ پہلے سے ہی آدمی کے یا حیوانوں کے جسم میں موجود ہے۔ اُن سنسکاروں کو جو کہ پہلے جنموں سے پیدا ہوتے ہیں قائم رکھتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کرم جس نے پہلی زندگی میں کئے تھے۔ وہ بھول جاتے ہیں۔ لیکن علت و معلول کا سلسلہ جو کہ خاص خاص واقعات پر موقوف نہیں ہے زندگی کے تجربہ کا عام نتیجہ ہے۔ اور روح میں بروقت ملنے دوسرے جسم کے قائم رہتا ہے"۔ (ڈی آفٹر ڈیتھ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳) +

باب پنجم

بائبل سے تناسخ کا ثبوت

نمبر ۱۔ بی بی لوط کی عورت کا ذکر۔ "لیکن لوط کی عورت نے پیچھے پھر کر دیکھا جس سے وہ نمک کا کھمبا بن گئی۔" (مفصل دیکھو توریت پیدائش فصل ۱۹۔ آیت ۲۶۔ اور اُس سے ما قبل و ما بعد کی آیات)

نمبر ۲۔ سو گدھی نے پرمیشور کے دوت کو اپنے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے مارگ میں کھڑا دیکھا۔ تب گدھی مارگ سے الگ کھیت میں پھر گئی۔ اُس مارگ سے پھیرنے کے لئے بلعام نے گدھی کو لاٹھی سے مارا۔ تب پرمیشور نے گدھی کا منہ کھولا اور اُس نے بلعام سے کہا کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے کہ تو نے مجھے اب تین بار مارا۔ (توریت گنتی کی کتاب باب ۲۲۔ آیت ۲۳ سے ۳۰) +

نمبر ۳۔ خداوند تعالیٰ نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش توریت باب ۳۔ آیت ۱۴ و ۱۵) +

نمبر ۴۔ طوفان نوح کا ذکر کرتے ہوئے ایک فاضل عیسائی لکھتے ہیں کہ علمائے یہود یہ بات کہتے ہیں کہ اُس زمانہ کے چوپائے بھی بدکار تھے۔ یعنی اپنی غیر جنس کے ساتھ نر و مادہ کی طرح رہتے تھے اس لئے خدا نے اُن پر عذاب کیا۔ (تفسیر کلاں برکتاب پیدائش صفحہ ۴۹۹) +

بادشاہ بنوکد نضر کے واقعات میں لکھا ہے وہ این ہمہ بنوکد نضر ملک رسید و بعد از انقضائے دوازدہ ماہ در قصر مملکت بابل گردش میشود۔ ملک متکلم شدہ گفت کہ آیا این بابل بزرگ نیست کہ آن را من بقوت اقتدار خود قصر مملکت و بجاہ عزم بنا نمودم۔ ہنوز کہ این سخن در دہان ملک بود آوازے از آسمان نازل گردید کہ اے بنوکد نضر ملک بدایت گفتہ شدہ است کہ مملکت از تو رفت و ترا از انسانان راندہ خواہند گردانید و مسکنت با حیوانات صحرا خواہد بود و ترا مثل گاوان علف خواہند چرانید و ہفت زمان از تو خواہد گذشت تا بدانی کہ متعال بر ممالک انسانان مسلط است و آن را بہر کہ میخواہد میدہد ہمان ساعت این حادثہ بر بنوکد نضر واقعہ شد و از انسانان راندہ شد علف را مانند گاوان میخورد و جسدش بہ شبنم آسمان تر میگردید تا وقتے کہ مویہایش مثل پرہائے عقاب رو شد و ناخن ہایش مانند چنگال مرغان گردید۔ و بعد از انقضائے آن روزہا منکہ بنوکد نضرم چشمان خود را باسمان برداشتم و عقل من عود نمود و متعال را متبارک نمودم و آنکہ ابدالآبادی است تسبیح و تمجید نمودم کہ سلطنتش سلطنت ابدی است و مملکت او دور بدور است۔ (از کتاب دانیال فصل چہارم از آیہ ۲۰ تا ۳۴ مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء)

از ترجمہ اردو۔ یہ سارا حادثہ بادشاہ بنوکد نضر پر پڑا۔ جب ایک برس گذر گیا تو وہ بابل کی مملکت کے قصر میں ٹہلتا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا اور کہا کیا یہ وہ بڑی بابل نہیں جسے میں نے اپنی توانائی کی شدت سے بنایا تھا تاکہ وہ دارالسلطنت ہو اور اس سے میری شان و شوکت جلوہ گر ہووے۔ بادشاہ کے منہ سے جیوں یہ کلام نکلا آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے بادشاہ بنوکد نضر تجھے کہا جاتا ہے کہ سلطنت تجھ سے جاتی رہی اور تجھے آدمیوں میں سے ہانک کے نکال دینگے۔ اور میدان کے حیوانوں کے ساتھ تیری سکونت ہوگی اور تجھے بیل کی طرح گھاس کھلاوینگے اور سات دور تجھ پر گذر جائیں گے۔ تا کہ تو جانے کہ خدا تعالیٰ آدمیوں کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے۔ اور جسے چاہے اُسے بخشتا ہے۔ اُسی گھڑی بنوکد نضر بادشاہ پر یہ بات انجام تک پہنچی اور وہ آدمیوں میں سے نکالا گیا۔ اور بیلوں کی طرح گھاس کھاتا رہا اور اُس کا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا یہاں تک کہ اُس کے بال عقابوں کے پروں کی مانند اور اُس کے ناخن پرندوں کے چنگل کے سے بڑھے۔ اور ان ایام کے گذرنے کے بعد میں بنوکد نضر نے آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھائیں۔ اور میری عقل پھر مجھ میں آئی۔ اور میں نے حق تعالیٰ کا شکر کیا اور اُس کی حمد و ستائش کی جس کی حیات ابدی ہے اور اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور اُس کی مملکت نسلاً در نسل۔" اسی طرح زبور نمبر ۱۲۱ میں ہے

عربی۔ الرب یحفظ خروجک ودخولک من الآن الی الدھر (از کتاب المقدس عربی مطبوعہ نیویارک) +

فارسی۔ خداوند خروج و دخول ترا از حال تا ابدالآباد حراست خواہد کرد (از زبور مطبوعہ ۱۸۳۰ء کلکتہ مشن پریس صفحہ ۲۰۰) +

دوسرا فارسی ترجمہ۔ خداوند خروج و دخولت را از حال تا ابدالآباد نگاہ خواہد داشت (از کتاب المقدس فارسی ۱۸۳۵ء مطبوعہ ادنبرا جلد اول صفحہ ۱۶۹) +

اردو۔ خداوند تیرے جانے آنے میں اس وقت سے لیکے ابد تک تیرا حافظ رہیگا۔ (از زبور ۱۸۶۵ء مطبوعہ مرزاپور صفحہ ۶۶۴) +

حنوک یعنی ایلیاہ تشبی کا کئی بار دنیا میں آنا۔ بار اول۔ بقالب حنوک "حنوک کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لئے کہ خدا نے اُسے لے لیا۔" (پیدائش توریت ۵/۲۲ و ۲۴) مسیح سے ۳۳۱۷ سال پیشتر +

بار دوم۔ قالب ایلیاہ تشبی۔ تب ایلیاہ تشبی نے جو جلعاد کے باشندوں میں سے تھا اخی اب سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا جس کے سامنے میں کھڑا ہوں زندہ ہے ان برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا۔ مگر میرے کلام کے مطابق۔" (سلاطین باب ۱۷۔ آیت ۱) مسیح سے ۹۱۰ سال پیشتر +

بار سوم۔ اُس دم خدا کے فرشتہ نے تشبی ایلیاہ کو حکم کیا کہ اُٹھ اور شاہ سمرون کے قاصد سے ملنے جا۔ پھر اُسی سال ایک رتھ اور آتشی گھوڑے نے درمیان آکر (الیسع اور ایلیاہ) ان دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ (۲ سلاطین ۱۱/۲) مسیح سے ۸۹۶ سال پیشتر +

بار چہارم۔ بقالب یحییٰ نبی المعروف یوحنا ابن ذکریا کے پیدا ہونا۔ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ (ملاکی کتاب ۴/۵) مسیح سے پیشتر ۴۱۰ سال +

مسیح کہتا ہے الیاس (ایلیاہ) جو آنے والا تھا یہی ہے (یوحنا) جا ہو جو سننے کے کان رکھتا ہو سُنے۔ (متی ۱۱/۱۴) +

تب اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے ایلیاہ کا آنا فرض ہے یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ ایلیاہ البتہ پہلے آویگا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا۔ لیکن اُنہوں نے اُس کو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی دُکھ اُٹھاویگا تب شاگرد سمجھے۔ کہ اُس نے اُن سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا۔" (متی ۱۷/۱۰-۱۳) اور بھی کرسٹن صاحب لکھتے ہیں کہ انسان تو انسان ہی ہے اُسے تناسخ سے کب گریز ہے جبکہ خود خدا کو بھی تناسخ کے چکر میں آنا پڑا +

یسوع نے ناصرت گلیل سے آکر یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسما پایا اور جونہیں وہ پانی سے باہر آیا اُس نے آسمان کو کھلا اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا۔

مرقس ۱/۱ + یوحنا نے یہ کہہ کے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس پر ٹھیری (یوحنا ۱/۳۲) اور ایسا ہوا کہ جب سب لوگ بپتسما پاچکے اور یسوع بھی بپتسما پاکر دعا مانگ رہا تھا۔ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اُتری۔ (لوقا ۳/۲۲)۔ ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ (یوحنا ۱/۱-۳)۔ عیسائی کہتے ہیں کہ کلام سے مُراد یہاں خدا یسوع مسیح ہے۔ کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال یوحنا نے اُس کی بابت گواہی دی (یوحنا ۱/۱۴) + عیسائی دلی اعتقاد سے باپ بیٹا اور روح القدس کو جُدا جُدا اور واحد خدا سمجھتے ہیں یعنی اُن کا اعتقاد ہے باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق اُن کے مسئلہ تثلیث کے یہ تین اقنوم ہیں۔ دوسرا خدا یعنے مسیح جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا بلکہ خدا تھا گنہگاروں کی نجات دینے کے واسطے پاک حالت سے نکلکر مریم زوجہ یوسف کے حمل میں آیا اور پورے نو ماہ حمل میں رہ کر پیدا ہوا۔ اور ۳۳ سال کی عمر میں وعظ کرتا ہوا اپنے اعمال کے مطابق یا ہیرودیس کے ظلم کے سبب یا شمس تبریز و منصور کی طرح دعوئے خدائی کرتا ہوا صلیب پر لٹکایا گیا۔ جیسا مفصل اناجیل اربعہ میں مذکور ہے پس عیسائی اور یہودی عملی طور پر تناسخ ارواح کے قائل ہیں۔ بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے کہ مسیح ایکدفعہ پھر دنیا میں آویگا اور وعظ کریگا۔ کئی آدمی اصلی مسیح یا مثیل مسیح ہونے کے دعویدار ہیں اور ہوچکے ہیں۔ پس جتنے آدمی اس مسئلہ کو اس طرح مانتا خواہ وقتی ہو وہ صدق دل سے مسئلہ تناسخ کی صداقت کا قائل ہے اور جب وہ الہی بے بنیاد اور بے ثبوت مذہبی روایات کو ملتے ہیں تو پھر وہ اس مقدس مسئلہ سے جس سے خدا کے عدل و انصاف کی زبردست شہادت ملتی ہے کسی طرح اور کبھی انکار نہیں کرسکتے +

مورخ اڈورڈ گبن صاحب بہادر فرماتے ہیں جبکہ فلسفہ یونان یا کالدیاں سے رواج پایا تھا تو یہودیوں نے روح کے تناسخ اور غیر فانی اور پہلے سے موجودگی کے مسئلہ کو تسلیم کرلیا (دیکھو رومۃ الکبریٰ باب ۱۵)

باب ششم

قرآن سے تناسخ کا ثبوت

اب ہم اس مضمون کی قرآن سے تحقیقات کرتے ہیں۔ نمبر ۱۔ قرآن سورۃ بقر۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ وہر آئینہ دانستہ اید آنکسان را کہ از حد در گزشتند از شما در سبت پس گفتیم ایشانرا بوزنہ شوید خوار شدہ تفسیر۔ وہر آئینہ شناختہ آمد شما آنرا کہ در زمان داؤد از حد فرمان گزشتند از قوم شما در شہر ایلیاہ در حکم روز سبت کہ منع کردہ بودیم ایشانرا از صید ماہی وایشاں مخالفت نمودہ دراں روز بحیلہ ماہی را گرفتند پس گفتیم مر ایشانرا کہ چوں خلاف کردید باشید بوزنگاں خوار شدگاں ہا از تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۱ نولکشور) اسی کا مفصل ذکر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے (صفحہ ۸۵ جلد اول نولکشور)

نمبر ۲۔ قرآن سورہ اعراف۔ فلما عتوا من ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ پس چونکہ تکبر کردند از ترک آنچہ منع کردہ شد ایشانرا ازاں گفتیم ایشانرا شوید بوزنگاں خوار شدہ تفسیر چوں آں بے ہنگام گردن کشیدند ازاں چیز یکہ نہی کردہ شدہ بودند ازاں یعنے صید ماہی گفتیم مر ایشانرا کہ گردید بوزنگان دور شدگان و ناامیداں از رحمت آوردہ اند کہ ماہیاں بعد ازانکہ از پند پذیرفتن ایشاں ناامید شدند گفتا شروہ میان خانہائے خود ایشاں دیوارے کشیدند و دری بجانب مجلہ نشاندہ راہ آمد و شد پیدا کردند ایشاں دریستند روزے از محلہ خود بیروں آمدند و کسے از محلہ اسقاں بیروں نیامدہ بود در تفحص افتادند ہمہ را مانند بوزنہ شدہ۔ دہر بوزنہ کرد کسان خود گرد یکان میگشت و روئے در جامہائے ایشاں میمالید۔ سہ روز تا بہ بودند۔ و روز چہارم مردند و آں دہ ایلیہ بودہ است میان مدین وطور بر ساحل بحر قلزم گفتہ اند۔ نام آں دہ مقنا بود و در میان مدین و طور بر ساحل بحر بر تقدیر مردم آن دیہ متشرع بہ شریعت توریت بودند۔" (صفحہ ۲۲۴ جلد اول) حاشیہ پر عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں (محمد صاحب) نے یہ احوال اس اُمت کو سنایا ہے کہ ایسا ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس اُمت میں بھی بعضے بندر اور سور ہوجاوینگے۔ اللہ گمراہی سے بچاوے۔" صفحہ ۲۰۷ نولکشور) +

تفسیر علامہ ابی سعود عربی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور زیادہ یہ ہے کہ وہ کُل آدمی ۱۲ ہزار تھے جس میں سے تیسرا حصہ بندر اور سور ہوگئے۔ (دیکھو صفحہ ۴۰ مطبوعہ مصطفیٰ اور تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی صاحب فرماتے ہیں و نقل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ ان شباب القوم صار وا قردۃ والشیوخ خنازیر (صفحہ ۵۴۲ جلد ۳) اور معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۲ میں بھی ایسا ہی درج ہے +

نمبر ۳۔ سورۃ مائدہ۔ قل ھل انبئکم بشرٍ من ذلک مثوبۃ عنداللہ من لعنہ اللہ و غضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل۔ ترجمہ کہہ کہ خبردوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے اُن پر اور غضب کیا اور اُن میں سے کئے ان میں بندر اور سور اور جنہوں نے پوجا طاغوت (بت یا دیو یا شیطان) کو۔ وہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھے سے + تفسیر حسینی۔ بگو اے محمد آیا خبر دہیم شمارا بہ بدتر از آنچہ گفتہ کردین شما بدترین ادیانست اہل این دین کم بہرہ تر اند یعنی شمارا آگاہ گردانیم و خبر دہیم از دین قومی کہ بدتر اند از جہت جزا کہ ثابت است ایشانرا نزدیک خدائے پس بیان میکند کہ بدترین کسیست آنکہ لعنت کرد خدائے او یعنی خشم گرفت خدائے بروئے و آن یہود اند کہ خدائے تعالیٰ ایشانرا از رحمت خود دور ساخت بسبب معصیت غضب خود در آوردہ و ساخت از ایشاں بوزنگاں یعنی مسخ کرد اصحاب سبت را بوزنگان ساختہ مکذبان مائدہ عیسیٰ را خوکان ساختہ و عبد الطاغوت اما آنرا کہ پرستید گوسالہ را یعنی اصحاب سبت را بوزنگان ساختہ و مکذبان مائدہ عیسیٰ را کہ بدترند معصیت فرمانبرداری او کردند آن گروہ ماجونان بدترند ازجہت منزلت زیرا کہ مقر ایشاں دوزخ است روز قیامت یعنی بازگشت ایشان بہ ترین مکانے باشد و گمراہ تراند از میان راہ راست (صفحہ ۱۵۱ جلد اول) ایسا ہی معالم التنزیل صفحہ ۲۸۰ جلد اول میں ہے مولوی محمد طاہر صاحب کہتے ہیں (ذکر عیسیٰ) حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں اس کا اور کفران نعمت پر بموجب اعتقاد کے عذاب نازل کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے اُن لوگوں کو خبر دی صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چار سو یا سات سو آدمی سور کی شکل ہوگئے اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور گند کھاتے تھے حضرت عیسیٰ کے روبرو آن کر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے لیکن وقت علاج گذر چکا تھا اس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی نعوذ باللہ من غضب اللہ" (صفحہ ۹۴ روضۃ الاصفیا ۱۸۹۰ء) +

دوسری جگہ تفسیر حسینی میں ہے اس آیت پر قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مآئدۃ من السماء تکون عیدا لاولنا واخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال اللہ تعالیٰ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العٰلمین۔ پس حواریان از حضرت بازی ترسان شدہ ازان مائدہ نخوردند و عیسیٰ فرمود تا بیماران و معلولاں از اطعمہ خوردند گفت بخورید کہ شمارا عطا ہست و دیگرانرا بلا ہست ہزار و سہ صد تن ازاں طعام بخوردند و ہیچ چیز سیلان خوان اینا کہ بود کم نشد پس ہیچ فقیرے ازاں طعام بخورد الا کہ توانگر شد و ہیچ بیمار نے نخورد الا کہ شفا یافت پس اندہ با آسمان رفت دیگر روز چاشت گاہ باز آمد اغنیا و فقرا ہم آمدہ تنا ول نمودند تا چہل روز ہمچنیں نیز بعد ازاں کوہی نہ آمد و روز بے بعد ازیں مائدہ صالح

پس وحی آمد کہ اے عیسیٰ مائدہ را فرستادہ ام با عصیان تو آنگہ ان زین حکم مضطرب شدہ در مائدہ شک آوردند و آنرا بمیعاد در سے حمل کردند ہشتاد و تن و بقول صاحب معالم سی صد و سی تن مسخ شدند بصورت خوک بعد از سہ روز بمردند ۔ (صفحہ ۱۶۳ تفسیر حسینی) +

تفسیر بیضاوی میں ہے ۔ وانھما کم فی المعاصی بعد وضوح الایات مسخ بعضھم قردۃ وھم اصحاب السبت و بعضھم خنازیر وھم کفار اھل مائدۃ عیسیٰ علیہ السلام وقیل کلا المسخین فی اصحاب السبت مسخت شبانھم قردۃ ومشایخھم خنازیر

صفحہ ۳۳۲ سنہ ۱۲۸۲ء جلد اول ۔ اور تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں ۔ انہ جعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت قال اھل التفسیر عنی بالقردۃ اصحاب السبت وبالخنازیر کفار مائدۃ عیسیٰ وروی الضحاک ان المسخین کانا فی اصحاب السبت لان شبانھم مسخوا قردۃ ومشایخھم مسخوا خنازیر ۔ (جلد ۳ صفحہ ۴۲۶)

تاریخ طبری[1] میں ہے ۔ بدانکہ خدائے تبارک و تعالیٰ دو گروہ را از خلق مسخ گردانید از بنی اسرائیل یکے اصحاب المائدہ را کہ ایشان را خوکان گردانید و گروہے بیشتر از ایشان از قوم داؤد علیہ السلام بود کہ پیش از سلیمان علیہ السلام قومے مردم اندر دیہہ روز شنبہ ماہی گرفتند و حق روز شنبہ نگاہ نداشتند خدائے عزوجل ایشان را مسخ کرد ۔ ''

نمبر ۴ ۔ سورۃ اعراف ۔ واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان تقولوا یوم القیٰمۃ انا کنا عن ھذا غافلین ۔ اور جب نکالی تیرے رب نے اولاد آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم ۔ ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل ۔ تفسیر حسینی ہے ۔ و یاد کن اے محمد چون فرا گرفت از فرزندان آدم از پشتہائے ایشان فرزند ایشان را و گواہ گردانید ایشان را بر نفسہائے ایشان باقرارے کہ کردند بعضے ابر بعضے گواہ ساختند و گفت آیا نیستم پروردگار شما حق سبحانہ تعالیٰ ذریت آدم را بیرون آوردہ بعضے از اصلاب بعضے ہمچون توالد انبیاء از آبا و ذکر آدم نکرد چہ ہمہ کس را معلوم است کہ پدر بشر او ست و ہمہ از صلب او بیرون آیند ۔ حاکم ابو عبد اللہ در صحیح خود از ابن عباس نقل میکند کہ حضرت رسالت پناہ فرمود کہ خدائے فرا گرفت میثاق از ذریت آدم بہ نعمان و آن وادی ایست نزدیک عرفات و آنرا نعمان سحاب گویند و بقولے بطن نعمان خوانند ۔ در لباب آوردہ کہ از میثاق در دہینا بودہ و آن زمینے ست در ولایت ہند و بعد از خروج آدم بودہ از بہشت و در مدارک میگوید کہ جمہور مفسران بر آنند کہ بعد از خلق آدم و قبل از دخول جنت بودہ بر فضائیکہ بر در بہشت است و عرض آن سی ہزار سالہ راہ است ۔ حق تعالیٰ ذریت آدم را از صلب او بیرون آورد بر مثال مورچہائے خرد و ریزہ و بعضے میگویند کہ سفید باسرخ و گروہے برآنند کہ از جانب راست مورچہ سفید و از جانب چپ مورچہ سیاہ و بعضے برآنند کہ تو الد و تناسل از پشت آدم یکبارگی بودہ نہ بر وجہ توالد و تناسل پس ہمہ نمودہ و حیات و عقل و نطق در ایشان بیافرید و ربوبیت خود را بر ایشان عرض کرد و ایشان قبول کردہ گفتند گواہ شدیم ما بر اقرار خود و گفتہ اند چون ذریت آدم بلےٰ گفتند حق سبحانہ تعالیٰ از خود و فرستگان خبر رسید کہ بر اقرار ذریت آدم گواہ شدیم ''۔ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۶) +

از حسین منصور قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ اند غایت از حقائق سوال الست چگونہ جواب دہد پس سر خطاب مجیب بغایت نازک است ۔ بیت ۔ تو در میان ہیچ نہ ہر چہ ہست اوست ۔ ہمہ خود الست گوید و خود بلیٰ کند ''۔ (تفسیر حسینی ۲۲۶) +

اور حدیث میں لکھا ہے ۔ وعن ابی الدرداء عن النبی قال خلق اللہ ادم حین خلقہ فضرب کتفہ الیمنیٰ فاخرج ذریۃ بیضاء کانھم الذر وضرب کتفہ الیسریٰ فاخرج ذریۃ سوداء کانھم الحمم فقال للذی فی یمینہ الی الجنۃ ولا ابالی وقال للذی فی کتفہ الیسریٰ الی النار ولا ابالی ۔ ترجمہ ۔ روایت است از ابی الدرداء از پیغمبر گفت آنحضرت پیدا کرد خدا تعالیٰ آدم را ہنگامیکہ پیدا کرد او را پس زد حق تعالیٰ بدست قدرت خود یا فرشتہ را کہ بزند شانہ راست آدم را پس بیرون آورد ذریت سفید گویا کہ ایشان مورچہا خوردہ اند و زد شانہ چپ او را پس بیرون آورد ذریت سیاہ گویا کہ ایشان انگشتان اند در سیاہی پس گفت مر آن گروہ را کہ در جانب راست بود یعنی برید بسوئے بہشت و باک ندارم کہ ایشان را حکم جنت کردہ ام بیش از صدور عمل ۔ زانکہ متصرف مطلق ام ہر چہ بخواہم بکنم و گفت مر آن گروہ را کہ در جانب چپ بود یعنی بسوئے آتش دوزخ و برید و باک ندارم زانکہ ایشان را حکم دوزخ کردہ ام پیش از صدور عمل زانکہ متصرف مطلق ام ہر چہ بخواہم بکنم پروردگار تعالیٰ بے نیاز است و قادر مطلق ہر چہ خواہد میکند و گفتہ کہ در آرم در بہشت ہر کرا خواہم و در آرم در دوزخ ہر کرا خواہم و باک ندارم ہیچکس را نمی رسد کہ بگوید کہ چرا کردی ۔ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۱۰)

ابن عباس نے پیغمبر سے روایت کی ہے ۔ اخذ اللہ المیثاق من ظھر ادم بنعمان فاخرج من صلبہ کل ذریۃ ذراھا فنثرھم بین یدیہ کالذر ثم کلمھم قبلا قال الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا وھو علیٰ کل شئ قدیر +

ترجمہ ۔ گرفت خدا تعالیٰ عہد را از ذریت کہ بیرون آورد از پشت آدم بنعمان یعنی بیرون آورد حق تعالیٰ از استخوان پشت آدم ہر ذریتی را کہ پیدا کرد آن را پس پراگندہ کرد ایشان را در پیش آدم مانند مورچہائے خورد پس سخن کرد با ایشان رو برو گفت پروردگار تعالیٰ آیا نیستم پروردگار شما گفتند آرے ہستی تو پروردگار ما گواہی دادیم بر ربوبیت تو و این سخن کردن او واین مرا ازین مثل سخن کردن نملہ سلیمان ہست و او بر ہمہ چیز تواناست (صفحہ ۱۱ جلد اول) ۔

مولوی محمد طاہر صاحب اپنی کتاب روضۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں ۔ کہ حضرت آدم بہشت سے کعبے کو واسطے حج کے جایا کرتے تھے ۔ ایکبار کوہ عرفات پر سوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی پشت سے تمام اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہو گی نیک بختوں کو سیدھی طرف اور بدبختوں کو الٹی طرف کیا اور ان سب کو حکم الٰہی ہوا الست بربکم آیا میں ہوں پروردگار تمہارا قالوا بلیٰ کہا سب نے ہاں تو رب ہمارا ہے ۔ حق تعالیٰ نے اُن کے اقرار پر گواہی فرشتوں سے لکھوا کر حجر الاسود میں امانت رکھی اسی واسطے حضرت مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج کریگا تو حجر الاسود اُس کی گواہی دیگا '' (مطبوعہ مصطفائی لاہور سنہ ۱۲۸۱ھ) اسی طرح اخذ میثاق کا مسئلہ تفسیر علامہ ابی مسعود میں بھی لکھا ہے ۔ اور امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر کبیر میں ایسا ہی لکھا ہے ۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۶۳) +

نمبر ۵ ۔ سورۃ واقعہ ۔ ما نحن بمسبوقین علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون ۔ ترجمہ ۔ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تمکو مانند تمہارے اور پیدا کریں تم کو دوبارہ اس صورت اور شکل میں کہ جس کو اس وقت نہیں جانتے ہو ۔ اور تحقیق جان لی تم نے پیدائش پہلی ۔ پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے ۔ تفسیر حسینی میں ہے ۔ و نیستم ما پیشے گرفتہ یعنی کسی بر ما پیشی نتواند گرفت برائے آنکہ تبدیل کنیم از شما کسان را کہ مانند شما اند یعنی شما را میرانیم و دیگران را بیافرینیم و بیافرینیم دیگر بار شما را در صورتہا و ہیکلہا کہ نمیدانند امروز یعنی کافران را در زشت ترین صورتہا موشان را در بدترین ہیکلہا و بدرستیکہ دانستہ اید شما آفرینش نخستین را پس چرا یاد نمی کنید '' (صفحہ ۳۴۷ جلد ثانی) +

محمد صاحب نے اپنی ایک حدیث میں جو تفسیر عزیزی میں درج ہے ۔ ہمیشہ رہنے تناسخ کا اقرار کیا ہے ۔ انکم خلقتم للابد وانکم تنتقلون من دار الیٰ دار +

[1] تاریخ طبری صفحہ ۲۴۵ جلد دوم سنہ ۱۲۹۲ء نولکشور ۔

ترجمہ۔ تحقیق تم انداز مکئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے اور تحقیق تم استعال یعنے کوچ کرتے ہو ایک دُنیا سے دوسری دنیا کی طرف یعنے ہمیشہ تم اسی حالت میں رہوگے اور کوچ کیا کروگے +

نمبر ۷۔ سورۃ النساء۔ ان الذین کفروا باٰیٰتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما ترجمہ۔ جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے اُن کو ہم آگ میں ڈالینگے اور وہاں پر) جس وقت گل جاوینگے بدن اُن کے۔ ہم اُنکے جسموں کے بدلے میں دوسرے بدن اُن کو دیوینگے تاکہ چکھتے رہیں عذاب تحقیقاً خدا عزیز اور حکیم ہے +

تفسیر حسینی میں ہے۔ بدرستیکہ آن کسانیکہ حق را بپوشیدند و نگرویدند۔ بدلائل وحدیث یا آیات قرآن یا معجزات پیمبر زود باشد کہ در آریم ایشان را در آتشی وچہ آتشی ہرگاہ پختہ شود یا بسوزد پوستہائے بآتش بدل کنیم برایشان ببائے ایشان پوستہائے پیر آنکہ پختہ و سوختہ شدہ و این تبدیل ہر ساعتے صد بار باشد و از حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ منقول است کہ درشبان روزے ہفتاد ہزار بار تبدیل جلود یابد" (صفحہ ۱۱۱) +

نمبر ۸۔ سورۃ انعام۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طیر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربھم یحشرون۔ ترجمہ اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اُڑے ساتھ دو بازوؤں اپنے کے اگر استیں تھیں مانند تمہارے نہیں کم کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے جاوینگے +

تفسیر حسینی میں ہے کہ نیست ہیچ جنبندہ و پرندہ الا کہ ایشاں امتاند مثل شما در آفرینش مردن و زندہ شدن یا در اداے تنائے الٰہی چہ ہیچکدام از تسبیح حق سبحانہٗ تعالیٰ غافل و ذاہل نیست و ان من شیء الا یسبح بحمدہٖ فروگذاشتیم در لوح محفوظ ہیچ چیزے را بلکہ آن مشتمل است بر دلائل و حقائق امور علوی و سفلی پس بسوئے پروردگار خود حشر کردہ خواہند شد این امم تا انصاف بعضے از بعضے بستانند +

اس سے اگلی آیت میں مفسر تیسی کے مطابق صاف لکھا ہے کہ جو اُمتیں حق سے مُنہ چھپاتی ہیں اور جو بہرے ہیں گونگے ہیں غافل ہیں اور صراط المستقیم پر نہیں آئیں اُن کو ہم فناس طرح یعنے مختلف قالبوں میں فی الظلمت یعنے اندھیرے میں کھتے ہیں وہ آیت یہ ہے۔

والذین کذبوا باٰیٰتنا صم و بکم فی الظلمٰت من یشاء اللہ یضللہ ومن یشا یجعلہ علی صراط المستقیم ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھوٹ سمجھا وہ بہرے اور گونگے ہیں اور جہل کی تاریکی میں ہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ راست چلاتا ہے

تفسیر کبیر میں اول تو امام فخر الدین نے بحوالہ اکثر مفسرین واحادیث کے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ حیوانات خدا کی معرفت اور تسبیح اور حمد میں اسی طرح مصروف ہیں جس طرح انسان۔ یعنے وہ بخوبی وحدانیت الٰہی کے قائل ہیں اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن اُن کو بھی اعمال کا بدلہ ملیگا۔ انسانوں کی طرح ان کا حشر ہوگا اُن کی طرف بھی رسول بھیجے گئے ہیں۔ جیسے انسانوں کی طرف بس وہ رسولوں کی اُمتیں ہیں۔ انسانوں کی طرح بھڑیا۔ ریچھ خنزیر۔ اُلو۔ ہُدہُد اور چیونٹی وغیرہ کی بہت سی مثالیں دی ہیں۔ جلد ۴ صفحہ ۷۵ مفصل دیکھو تفسیر کبیر مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۰۷ء)+

اور تفسیر حسینی میں سورۃ الانبیاء و کلا آتینا پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ مومن موقن باید کہ اعتقاد بدین وجہ کرکوہا و مرغان بموافقت داؤد بر وجہ تسبیح می کنند کہ سامعان را ترکیب حروف و کلمات آن مفہوم می شد۔ و درین معنے از قدرت الٰہی غریب نیست (جلد ۲ صفحہ ۵۸)+

نمبر ۹۔ سورۃ اعراف۔ فاخرج انک من الصٰغرین ۔ ترجمہ پس باہر جا بہشت سے تحقیق تو خواروں سے ہے۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ بیرون رو از صورت فرشتگی و مبائن صورت فرشتگان پس حق تعالیٰ تبدیل کرد صورت او را بزشت ترین صورتہا (صفحہ ۲۰۴ جلد ۱ مطبوعہ لکھنؤ)

رجلاً ہر آئینہ متمثل گردانیدیم جبرئیل را بصورت آدمی یعنی بصورت وحیہ الکلبی متمثل میساختیم (انعام صفحہ ۱۶۵) + تفسیر کبیر میں ہے۔ ان رسول اللہ کان یری جبرائیل فی صورۃ دحیہ الکلبی وکان یری الابلیس فی صورۃ الشیخ نجدی (جلد ۴ صفحہ ۲۰) ترجمہ۔ رسول سے ہے کہ جبرئیل کو دحیہ الکلبی کی شکل میں اور شیطان کو شیخ نجدی کی شکل میں دیکھا

نمبر ۹۔ سورۃ کہف۔ ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم وہ سات ہیں۔ اور آٹھواں اُن کا کتا ہے۔ اس پر مترجم قرآن سعدی کہتا ہے۔ ۵

سگ اصحاب کہف روزے چند ۔ پئے نیکاں گرفت مردم شُد

اس پر فاضل مولوی محمد ہادی علی صاحب فرماتے ہیں ہفت تن اصحاب کہف و ہشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غارے پنہان شدند۔ حق تعالیٰ روز قیامت سگ را از پیروی ایشاں در بہشت بشکل بلعم باعور (کہ قربان ستائے مرد کامل بود و بسبب شرارت نفسانی خود آخر کافر و مرتد شد) در بہشت خواہد برد و بلعم را بقالب سگ در دوزخ (حاشیہ گلستان صفحہ ۱۴ مطبوعہ ۱۲۹۶ء) +

سورت اعراف کی آیت میں مصنف قرآن نے بھی بلعم باعور کو فمثلہ کمثل الکلب کر اُس کی مثال مانند کتے کے ہے۔ لکھا ہے مفصل دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۲۲۷ جلد اول) +

نمبر ۱۰۔ سورۃ بقرہ۔ علی الملکین ببابل ھاروت وماروت تفسیر حسینی میں ہے نام دو فرشتہ است انساں بر آدمیان گنہگار طعنہ مے زدند حق تعالیٰ فرمود کہ ایشان بستہ نفس و ہوا اند اگر شمارا نیز ہمان حالت کہ ایشان راہست بودے صدور علمائے بد از افعال ایشان از شما امکان داشتے ایشان استعداد کردند حق تعالیٰ نفس بشری را بسر ایشان او و برائے حکومت خلق بر زمین فرستاد و ایشان بر زمین آمدہ بر زنے زہرہ نام عاشق شدند و بسبب شراب خمر و قتل ناحق و سجدہ صنم اقدام نمودند و حق تعالیٰ ایشان از صعود آسمان منع کرد و عذاب برایشاں در این جہان مقرر شدہ و حالا در چاہ بابل بموئے سر آویختہ معذب اند (صفحہ ۱۷) اس پر مولوی رومی لکھتا ہے :۔

چون زنے از کار بد شد روے زرد ۔ مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود ۔ خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

نمبر ۱۱۔ سورۃ بقرہ۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ۔ ترجمہ کس طرح کافر ہوا ایسے خدا سے جس نے حالانکہ تم مرے ہوئے تھے پھر زندہ کیا تم کو پھر ماریگا تم کو پھر زندہ کریگا۔ پھر اُسکی طرف پھر لئے جاؤگے اس سے ظاہر ہے کہ اول زندہ تھے پھر موت آئی پھر دوبارہ خدا نے زندہ کیا یعنے روح کو قالب میں ڈالا۔ پھر ماریگا اور پھر زندہ کریگا۔ یہانتک کہ اُس کی طرف پھیر لئے جاؤگے یعنے مکتی پاؤگے اس سے پتیل سلسلہ جنم مرن نیز تناسخ صاف ثابت ہے +

نمبر ۱۲۔ سورۃ بقرہ۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ۔ ترجمہ۔ صفا اور مروۃ نشان ہیں اللہ کے جو کوئی حج کرے خدا کے گھر کا یا زیارت کرے تو اُس کو گناہ نہیں ان دونوں کے طواف میں تاریخ انبیاء میں ہے۔ منجملہ بتاں کعبہ کے ایک بُت نائلہ اور دوسرا اساف تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اساف بن عمر ایک مرد تھا قبیلہ جرہم سے اور بنت سہیل ایک عورت تھی اُسی قبیلہ کی اُن ہر دو فریب خوردہ شیطان نے خانہ کعبہ میں زنا کیا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ نے اُنکو اس گناہ کے بدلے پتھر کے بتوں سے بدلکر بے حس و حرکت بنا دیا تھا۔ (تاریخ انبیا صفحہ ۳۵) وکشف اللغات میں ہے۔ میگویند کہ ایشان ہر دو در کعبہ زنا کردہ بودند۔ حق تعالیٰ ایشان را مسخ کرد (صفحہ ۵۶۵) + اور ملل و النحل شہرستانی صفحہ ۱۰۸ میں بھی ایسا ہی بیان ہے بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ دونوں بت قریش کے دو برگزیدہ شخص تھے۔ ایک کا نام اساف

بن عمرو دوسرے کا نام نائلہ بنت سہیل تھا۔ جب اُنہوں نے کعبہ میں زنا کیا تو پتھر ہو گئے عمرو بن اسحاق نے اُن کو اٹھا کر صفا پر رکھ دیا تھا۔ (از حاشیہ بیضاوی) +

اعظم التفاسیر میں ہے: ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ اساف اور نائلہ دو آدمی تھے۔ جنہوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا بعضوں نے کہا ہے کہ عین طواف میں زنا کا ارادہ کیا تھا۔ اور جس سے اُن کی صورتیں مسخ ہو کر پتھر بن گئی تھیں۔ قریش نے ان دونوں کو وہاں سے اٹھا کر کعبہ کے سامنے لوگوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد لوگ انہیں معبود سمجھ کر پوجنے لگے اور اس مقام سے اٹھا کر صفا و مروہ پر لیجا کر رکھ دیا اب جو کوئی حج کے موسم میں حج یا عمرہ کا طواف کرتا اُن کا بھی استلام[۵۱] ضرور کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) +

نمبر ۱۳۔ سورۃ عمران میں ہے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً ترجمہ۔ مت گمان کر اُن کو مرا ہوا جو کہ خدا کے راستہ میں قتل ہوتے ہیں +

تفسیر حسینی میں ہے۔ حضرت رسالت پناہ صحابہ را گفت چوں برادران شما در روز احد شہید شدند حق سبحانہ جانہائے ایشاں را در اجواف[۵۲] مرغان سبز بال جائے داد کہ در جوہائے بہشت طواف کنند و بر شاخہائے طوبیٰ آشیانہ سازند و از جویبار فردوس آب خورند و بوقت استراحت خوابگاہ ایشاں قنادیل زرین در سایہ پایہ عرش آویختہ (جلد اول صفحہ ۸۹)

نمبر ۱۴۔ سورۃ الدہر۔ نحن خلقنٰھم وشددنا اسرھم واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا۔ ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا اُن کو اور محکم کیا اُن کی پیدائش کو اور جب چاہیں بدل کریں اُن کو اُن کی مانند بدلی + تفسیر حسینی میں ہے۔ یعنی ایشاں را نمرہ و در نشأۂ ثانیہ باز بہمیں صورت و ہیئات باز آریم (صفحہ ۴۴۲) +

و در جلد اول روضۃ الصفا مرقوم است کہ الیاس ادریس بودہ است کہ صورت شخصیہ او در سابق ایام از نظر خلائق غائب شد و حقیقت روحیہ او بر آسمان رفت و بعد دیگر درین اوقات بجہت تکمیل ناقصان بصورت شخصیہ الیاس معاودت کرد تا غافلان بدانند کہ اگر فساد بصورت حسیہ او بسیار بد موجب فنائے حقیقی نمے شود و حقیقت روحیہ کہ تکلیف معرفت و طاعت بر آنست ہمچناں باقی می ماند خدا تعالیٰ قادر است کہ آں حقیقت روحیہ را کسوتے دیگر پوشانیدہ بار دیگر بمیان خلق فرستد۔ (از تحفہ صفحہ ۲۶) +

نمبر ۱۵۔ سورۃ النبا۔ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً۔ ترجمہ جس روز پھونکا جائے نرسنگا تیس آؤ فوج فوج +

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے بحوالہ تفسیر کشاف کے بیان کیا ہے۔
عن معاذ انہ سال رسول اللہ صلعم فقال علیہ السلام یا معاذ سالت عن امر عظیم من الامور ثم ارسل عینیہ وقال تحشر عشرۃ اصناف من امتی بعضھم علی صورۃ القردۃ وبعضھم علی صورۃ الخنازیر ومنکوسون ارجلھم فوق وجوھھم یسحبون علیھا وبعضھم عمی وبعضھم صم بکم وبعضھم یمضغون السنتھم وھی مدلاۃ علی صدورھم یسیل القیح من افواھھم یتقذرھم اھل الجمع وبعضھم مقطعۃ ایدیھم وارجلھم وبعضھم مصلبون علی جذوع من نار وبعضھم اشد نتنا من الجیف وبعضھم ملبسون جبابا سابغۃ من قطران لازقۃ بجلودھم واما الذین علی صورۃ القردۃ فالقتات من الناس واما الذین علی صورۃ الخنازیر فاھل السحت واما المنکسون علی وجوھھم فاکلۃ الربوا واما العمی فالذین یجورون فی الحکم واما الصم والبکم فالمعجبون باعمالھم واما الذین یمضغون السنتھم فی العلماء والقصاص الذین یخالف قولھم واما الذین قطعت ایدیھم وارجلھم فھم الذین یوذون الجیران واما المصلبون علی جذوع فی النار فالسعاۃ بالناس الی السلطان واما الذین ھم اشد نتنا من الجیف فالذین یتمتعون بالشھوات واللذات ومنعوا حق اللہ تعالیٰ من اموالھم واما الذین یلبسون الجباب فاھل الکبر والفخر والخیلاء۔ (صفحہ ۳۴۴ جلد ۸ تفسیر کبیر ۱۲۹۷ھ قسطنطنیہ) +

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ آوردہ کہ حضرت پناہ را از افواج پرسیدند فرمود کہ حشر کردہ شوند دہ صنف از امت من اول بصورت بوزنگان و دوم بہیئات خوکان و سوم نگون ساران کہ ایشاں را بروئے دوزخ مے کشند و چہارم نابینایان و پنجم کران و گنگان و ششم بخایند زبانہائے خود را و آں بر سینہائے ایشاں افتادہ باشد و ریم از دہنہائے ایشاں سیلان کند و اہل محشر را از آن کراہیت باشد۔ و ہفتم دست و پائے بریدہ باشند و ہشتم از دارہائے آتشین آویختہ و نہم را نتنی[۵۳] تمام باشد بدتر از مردار و دہم را جبہائے آتشین پوشیدہ باشند و از قطران[۵۴] جبہ بر سینہائے ایشاں اما بوزنگان سخن چیناں باشند و خوکان حرام خوران و نگون ساران خورندگان ربوا و کوران جور کنندگان در حکم و گنگان و کران آنہا کہ بعمل خود معجب بودہ اند و زبان خایندگان علما کہ گفتار ایشاں مخالف کردار ایشاں بودہ است و دست و پا بریدگاں رنجانندگان ہمسایگاں بغرض سوء و آویختگان از دار غمازان و سعایت کنندگان بسلاطین و حکام و آنہا کہ نتن عظیم دارند متابعان شہوات و باز دارندگان حق خدائے و پوشندگان لباس قطران اہل تکبیر و نازش" (صفحہ ۴۴۵ جلد ثانی تفسیر حسینی) +

مشکوٰۃ میں ہے۔ فقال ابن عمر انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون فی امتی او فی ھذہ الامۃ خسف ومسخ او قذف فی اھل القدر۔ پس گفت ابن عمر پس شنیدم از پیغمبر خدا کہ مے گفت مے باشد در امت من یا گفت مے باشد درین امت خسف یعنے بزمین فرو بردن و مسخ یعنے تبدیل صورت کردن یا قذف یعنے سنگ از آسمان باریدن۔ در اہل قدر یعنے آنہا کہ منکر اند۔ آں را" (رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ جلد اول فصل ۲ صفحہ ۱۱۷) +

زواجر ہندی میں بحوالہ کتاب الحدیث لکھا ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا ہے جو شخص لڑکے سے لواطت کریگا۔ قبر میں خنزیر بن جائیگا" (صفحہ ۴۸ مطبوعہ علوی بمبئی) +

حدیث جامع ترمذی میں ہے۔ ابن مالک ابی عامر اشعری سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت سے ایک قوم حلال کریگی۔ فرجیں عورتوں کی۔ یعنے زنا اور ریشمی کپڑے اور شراب یعنی اس طرح استعمال کریگی۔ جیسے حلال اور اتریگے۔ ان میں سے کچھ قومیں نزدیک ایک علم کے شام کو آئیگا انکے پاس کوئی آنیوالا کسی حاجت کو۔ وہ کہینگے کہ کل ہمارے پاس آنا پھر صبح کردیگا۔ اللہ تعالیٰ اُن میں سے کچھ لوگوں کو سور اور بندر" (مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱۴۴)

و در احادیث دیگر آمدہ کہ فرمود ہمیشہ بود خدائے تعالیٰ کہ نقل میکرد مرا از اصلاب طیبہ بارحام طاہرہ مصفا مہذب منشعب نمی شد دو شعبہ مگر آنکہ بودم من در بہترین دو شعبہ گفت ابن عباس در تفسیر قول وے سبحانہ و تقلبک فی الساجدین یعنی من نبی الی نبی دیدہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقلیب کرد در اصلاب انبیا تا آنکہ برآئید۔ او را مادر وے" (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳ سنہ ۱۲۸۱) اور روضۃ الاحباب +

---

[۵۱] استلام ہاتھ یا منہ سے چومنا پتھر کا۔ (از کریم اللغات) +
[۵۲] اجواف شکم خالی مراد قالب مرغان است +
[۵۳] نتنے یعنے بدبو۔ [۵۴] و قطران روغن معلوم درخت عرعر یعنی سرو [۵۵] [illegible] کرنا +

مقصد اول میں بھی ایسا ہی لکھا ہے - نقلت من اصلاب طیبۃ لطاہرات طاہرۃ ترجمہ محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں میں پڑتا ہوا چلا آیا ہوں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے - باب الحشر وعن ابی ہریرۃ عن النبی قال یلقی ابراہیم اباہ آزر یوم القیامۃ - گفت آنحضرت کہ پیش مے آید ابراہیم پدر خود را کہ نام آزر است روز قیامت حال آنکہ بر روئے آزر سیاہی و غبار است پس بگوید ابراہیم مر آزر را آیا نگفتم من ترا کہ نافرمانی مکن مرا و بدار اطاعت کن مر را آنچہ ترا جانب حق بگویم و خبر دہم پس بگوید مر ابراہیم را پدر وے کہ آزر است پس امروز نے نافرمانی کنم ترا شفاعت کن مرا پس بگوید ابراہیم اے پروردگار من بدرستیکہ تو وعدہ کردہ مرا و اجابت کردہ دعائے مرا کہ رسوا نکنی مرا روزیکہ برانگیختہ شوند مردم و حشر کردہ شوند پس کدام رسوائے سخت تر و افزون تر از رسوائی پدر من کہ ہلاک است و دور تر است از رحمت تو پس بگوید خدائے تعالیٰ بدرستیکہ من حرام گردانیدہ ام بہشت را بر کافران و دعا کہ امروز بحق وے کنی والتماس کردی بمغفرت وے داری سود مند نیفتد پس گفتہ مے شود مر ابراہیم را نگاہ کن کہ چیست در زیر ہر دو پائے تو و بہ بین پس نگاہ میکند ابراہیم بسوئے پائے خود پس نگاہ مے کند ناگہاں دمقرون است - بذیخ یعنی کفتار کلیہ سے شدہ آلودہ بگل سرگین پس گرفتہ مے شود و کشیدہ مے شود بپائے آن ذیخ یعنی انداختہ مے شود در آتش دوزخ و این آزر است کہ مسخ گردانیدہ و خوار ساختہ شدہ و چشم ابراہیم چوں مسخ شدہ دید تا امید شد و تبری او نمود (جلد رابع صفحہ ۴۰۱ لکھنؤ فارسی) *

باب ہفتم

تناسخ کی بابت اولیاء و علماء اسلام کی رائیں

ابی الفتح الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل میں اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں - فرقہ کیسانیہ - اصحاب کیسان مولیٰ امیر المؤمنین علی وقیل تلمیذ السید محمد بن حنیفہ و منہم بعضہم علی القول بالتناسخ والحلول والرجعۃ بعد الموت (صفحہ ۸۳) * ترجمہ - یہ کیسان حضرت علی کا غلام تھا - اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمد بن حنیفہ کا شاگرد تھا - اس کے شاگرد کہتے تھے کہ وہ تناسخ و حلول و رجعت بعد موت مانتا تھا - فرقہ ہاشمیہ - اتباع ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ وکان من مذہب عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ جعفر بن ابی طالب - ان الارواح تتناسخ من شخص الی شخص ان الثواب والعقاب فی ہذہ الاشخاص اما اشخاص بنی آدم واما اشخاص الحیوانات وقال روح اللہ تناسخت حتی وصلت اللہ وصلت فیہ وکفروا بالقیامۃ لاعتقادہم ان التناسخ یکون فی الدنیا والثواب والعقاب فی ہذہ الاشخاص وتاول قولہ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الایہ (صفحہ ۸۵ و ۸۶) * ترجمہ - اس فرقہ والے ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ کے تابع ہیں جو عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ جعفر بن ابی طالب کے مذہب کے تھے اُن کا اعتقاد ہے کہ روحیں ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف متناسخ ہوتی ہیں - اور سزا اور جزا ان اجسام کے بیچ ہے - چاہے آدمیوں کے جسموں میں یا حیوانات کے جسموں میں وہ کہتا ہے کہ خدا کی روح بھی منتقل ہوتی رہی - یہاں تک کہ وہ ان تک پہنچی ہے - اور اُنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے اعتقاد کا بسبب اپنے اعتقاد کے مسئلہ تناسخ پر کیونکہ یہ دُنیا میں ہوتا ہے بذریعہ ثواب و عذاب کے ان جسموں میں اس مذہب والے قرآن کی اس کلام الٰہی سے بھی اپنے قول کی تاویل کرتے ہیں لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا الایۃ

فرقہ البیانیۃ - اتباع بنان سمعان الہندی ثم ادعی بنان انہ قد انتقل الیہ الجزو الالٰہی بنوع من التناسخ " (صفحہ ۸۶) *

فرقۃ الرزامیۃ " وقالوا بتناسخ الارواح " (صفحہ ۸۸)

الغلاۃ - علی اصنافہا کلہم متفقون علی التناسخ والحلول لقد کان التناسخ مقالۃ لفرقۃ فی کل امۃ تلقوہا من المجوس والمزدکیۃ والہند والبراہمۃ ومن الفلاسفۃ والصابئۃ ومذہبہم ان اللہ تعالیٰ قائم بکل مکان ناطق بکل لسان ظاہر فی شخص من اشخاص البشر وذلک معنی الحلول قد یکون الحلول بجزء وقد یکون بکل اما الحلول بجزء ہو کاشراق الشمس فی کوۃ او کاشراقہا علی البلور واما الحلول بالکل فہو کظہور ملک بشخص او کشیطان بحیوان ومراتب التناسخ اربعۃ النسخ والمسخ والفسخ والرسخ وسیاتی شرح ذلک عند ذکر فرقہم من المجوس علی التفصیل واعلی المراتب مرتبۃ الملکیۃ او النبوۃ واسفل المراتب الشیطانیۃ او الجنیۃ وہذا ابو کامل کان یقول بالتناسخ ظاہراً من غیر تفصیل مذہبہم (صفحہ ۸۹) * ترجمہ غلاۃ کے تمام فرقے تناسخ و حلول پر متفق ہیں - تناسخ اُس کے ہر ایک امت میں تصرف رکھتا ہے - یہ تناسخ اُن کو ملا ہے - مجوس سے مزدکیہ سے - ہندوستان اور برہمنوں سے اور فیلسوفوں سے اور صابئین سے ان کا مذہب ہے کہ خدا ہر مکان میں رہتا ہے - اور ہر ایک زبان میں بولتا ہے اور ہر ایک انسانی جسم میں ظاہر ہے اور یہی معنے حلول کے ہیں - ہوتا ہے حلول خدا کی جزو سے جیسا شمس کا طلوع جھروکہ میں یا مانند اس کے چمکنے کے بلور میں لیکن حلول کا کل ظہور ایسا ہے جیسا کہ ظہور فرشتہ کا جسم میں یا شیطان کا حیوان میں مراتب تناسخ کے چار ہیں - نسخ - مسخ - فسخ - رسخ - ان تمام کی تفصیل مجوس کے بیان میں ہوگی - اور مذہب میں اعلیٰ مرتبہ فرشتہ کا نبوت کا ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطان اور جنوں کا -

" بغیر کسی تفصیل کے ہم نے یہاں تناسخ کے متعلق بات ظاہر کردی ہے - "

فرقۃ الکاملیۃ " وکان یقول الامامۃ نور یتناسخ فی شخص الی شخص وذلک النور فی شخص یکون نبوۃ وفی شخص یکون امامۃ وربما یتناسخ امامۃ الا نبوۃ وقال بتناسخ الارواح وقت الموت "

تحفہ اثنا عشریہ میں غلات کا حال اس طرح لکھا ہے - فرقہ پنجم از غلات کاملیہ اند اصحاب کامل میگویند کہ ارواح تناسخ مے شود یعنی انتقال میکند از بدنے ببدنے و روح الٰہی اول در بدن آدم بود پس ازاں در شیث در آمد و ہم چنیں بیا گشیدہ در سائر انبیاء و ائمہ نقل نمود و ارواح بنی آدم نیز در میان خود ہا تناسخ میکنند " (صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی فرقہ ہفتم تھا - کا حال لکھا ہے

فرقۃ السبائیۃ اصحاب عبد اللہ ابن سبا وقالت بتناسخ الجزء الالٰہی فی الائمۃ بعد علی " (۱۰۰ و ۱۰۱) * فرقۃ الغالیۃ - ویدع الغلاۃ محصورۃ فی اربع التشبیہ والبداء والرجعۃ والتناسخ ولہم القاب بکل بلاد لقب یقال لہم بالصفہان الخرمیۃ والکودیۃ وبالری - المزدکیۃ والسنباذیۃ وباذربیجان الذقولیۃ وبموضع المحمرۃ وبما وراء النہر المبیضۃ " (صفحہ ۱۰۰) مفصل دیکھو صفحہ ۸۷ سے ۱۰۱ تک جزو اول مطبوعہ ۱۲۶۳ء ملک مصر

اصحاب التناسخ قد ذکرنا مذاہب التناسخیۃ وما من ملۃ من الملل الا وللتناسخ فیہا قدم راسخ وانما تختلف طرقہم فی تقریرہ فاما تناسخیۃ الہند فاشد اعتقاداً فی ذلک - (الملل والنحل جزو ثانی صفحہ ۱۱۸ موجودہ لائبریری نجیبور)

مُلا محمد علی شہدی نے شرح باب البدایۃ النہایۃ میں اور سید عبد الاول حاشیہ شرح حکمت العین میں اور فاضل صدر الدین شیرازی سوا ایدر بوبیہ میں لکھتے ہیں - ما من مذہب

الاولتناسخ فیہ قدم راسخ یعنی تناسخ در مذہب قدم محکم افشردہ است" + شیخ الاشراقیین - در حکمۃ الاشراق و نیز علامہ شیرازی بشرح آن میگوید و تمسک بعض الاسلامیین لصحۃ التناسخ بایات من الوحی الی آخرہ - یعنے بعض اسلامیین بصحت تناسخ تمسک بایات وحی نمودہ و قایل شدند - (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۲) +

قاضی عضد الدین جو اہل سنت جماعت میں معتبر فاضل گذرا ہے - اپنی کتاب مواقف میں تناسخ کے برخلاف لاین لکھا کرتا ہے - ولیس شیئی منہا بالمتعول - یعنے ہیچ دلیل از دلایل بطلان تناسخ قابل اعتماد نیست" (صفحہ ۴۰ تحقیق التناسخ) +

تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں "الفرقۃ اہل شیعہ ازامیہ و کاملیہ و منصوریہ و ہمیریہ و اسمعیلیہ وغیرہ گویند کہ بدن را معاد نیست زیرا روح بعد این عالم مقر نیست بلکہ در ہمین عالم تناسخ میشود و انتقال میکند از بدنے بر بدنے دیگر و آنجہان کتاب میگویند کہ جماعہ علما مسیحیہ دیگر اہل شیعہ قایل بہ جہت بودہ اند و آن ام تناسخ است + تناسخیہ گویند چون جان از قالب بدر رفت در قالب دیگرے در آید" (غیاث اللغات ردیف ت صفحہ ۔۔۔) + سید شریف شرح مواقف در مبطلین تناسخ میگوید کہ از بعضے اشقیا مرویست کہ میگفت کہ من یاد دارم زمانہ را کہ در بدن شتر بودم و بحث میکردند آن گفتہ آن شخص شیخ مبارک شاہ سلجوقی بود کہ میگفت محققے بود کہ من در بدن شتر بودم" (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۰) +

علامہ شیرالدین نے زبدۃ الاسرار میں لکھا ہے - ان النفس الانسانیۃ ان لم تستکمل و بقیت محتاجۃ الی بدن فان لم تکن ہیئۃ ردیئۃ یحتمل ان تبقی قائمۃ بنفسہا بعد البدن و یحصل لہا الخلاص عن العذاب ہو الجحل بما یجب ان یعلم و یحتمل ان یعذبہا العاقبۃ الی الکمال الی التعلق ببدن آخر انسانی وان کان فیہا ہیئات ردیئۃ یحتمل ان تبقی معذبۃ بتلک الہیئات دائما و یحتمل ان یعذبہا تلک الہیئات الی التعلق ببدن آخر حیوانی"

ترجمہ روح انسانی کامل نہیں ہوتی اور محتاج رہتی ہے بدن کی اگر وہ ردی حالت میں ہو تو بذاتہ قائم رہتی ہے ترک بدن کے بعد اور شاغل ہو جاتی ہے اسے خلاصی عذاب سے وہ محض الہانی ہے تاکہ واجب ہو وے علم ذکیات) اور احتمال کہ اُس روح کو کھینچے آخر طرف کمال کے واسطے دوسرے قالب انسانی کے اور اگر ہو بالا اُس میں حیات ردیہ پس اُٹھا ئینگے عذاب اسی طرح ہمیشہ تک اور وہ عذاب پاوینگی تعلق میں دوسرے حیوانوں کے +

مفتاح التواریخ میں ہے "در نفحات از مولوی رومی نقل کردہ کہ در کلام خود فرمودہ کہ نور ستور بعد از صد و پنجاہ سال بروح فریدالدین عطار تجلی کردہ مربی او گشت" (باب ہفتم صفحہ ۵۲ نولکشور ۱۸۶۲ء) + ہم برین طریق در نیرو شاعرے بود متخلص بہ زمانے تبریزی - و علت این تخلص آن بود کہ مذہب تناسخ داشت و خود را شیخ نظامی گنجوی می پنداشت و این خیال را در عالم قال آوردہ چنین گفتہ - بیت

در گنجہ فرو شدم پے دید + از یزد بر آمدم چو خورشید

ہر کس کہ چو مہر بر سر آید + ہر چند فرو رود بر آید

وفات او در ۱۰۷۱ھ یک ہزار و ہفدہ ہجری واقعہ شدہ شیخ فریدالدین عطار می فرماید

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام + ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(از مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۸) +

حضرت محمد بن ملک داد ملقب بہ شیخ شمس الدین تبریزی المشہور شمس تبریز ولی مادر زاد جنہوں نے ۶۴۵ ہجری میں وفات پائی تناسخ کے قایل ہیں - اور ایسا ہی اُن کے دوست مولانا جلال الدین رومی بھی اسی مذہب کے تھے - (از دیوان شمس تبریز) +

ردیف		
ردیف الف	روئے محمد یک شود روئے پلنگ و سگ شود	گراشتر بدرگ شود گہ نفی جالدین قسررا
ردیف دال	فروشدن چو بدیدی برآمدن بنگر	غروب شمس و قمر را چرا زیان باشد
	ترا غروب نماید ولے شروق بود	لحد مضیق نماید خلاص جان باشد
	کدام دانہ فرو رفت در زمین کہ نرست	چرا بدانہ انسانت این گمان باشد
	کدام دلو فرو شد کہ آب در نامد	ز چاہ یوسف جان را چرا زیان باشد
	دہان چو بستی ازین سوی آن طرف بکشا	کہ ہائے وہوئے تو در جہاں لامکان باشد
ر	آن سبز قبائے کہ چو مہ بار بیامد	امروز درین خرقہ گلگونہ بیامد
	وان ترک کہ می رفت بیغماش پذیری	آنست کہ امروز چنین وار بیامد
	آن بادہ ہمانست کہ از شیشہ دگر شد	بنگر کہ چہ خوش بر سر اعیان بیامد
	آن شمع بصورت مثل مشعلہ شد	وان مشعلہ زین روزن اسرار بیامد
	گر شمس فرو شد بغروب جیب او نہ فرو شد	از برج دگر آن مہ انوار بیامد
	زانسو کہ ترا شادی و ہندی غم رسد	اندیشہ لیست دائم وابستہ تا پدید
	زان راہ ناپدید معاکر بوئے پدید	آن گر شراب عشق ازان جوید یا چشید
ر	شب مردہ زندہ گشت حیات بو ترتیب	اے غم بکش مرا کہ بیہم تو فی پدید
	پیش از ین کاندر جہان باغ و می انگور بود	از شراب لایزالی جان ما مخمور بود
	پیش از آنکہ نقش ایر آب و گل ہموار بود	در خرابات حقایق جان ما مسرور بود
	ما ببغداد وفا انا الحق مے زدیم	پیش از ان کین دار و گیر نکتہ منصور بود
	شمس تبریز از خیداری تجوان عہد را	آنزمان کان شمس دیں دو فلک مشہور بود
	ولیک قوت و فرح از نسیم روح است	کہ اسپ خوف نماند و دولت و شکست جماد
	گہے تو اگر آئی شوم بالا تر + +	ز نیش جان نبینی کہ ہر چہ باد باد
ر	ششدہ بان بیکے شکر کہ راست ظفر	کہ دار ہم زکشاکش شدم خوش بنیاد
	ہزار اندیشہ مینا بیک ارتج دولت عشق آمد	کجا یابم دگر یارش اگر این بار بگریزم
ردیف	ورنہ بہر بود عشق تو مقصدم	کہ نہ آدم بدو آنگاہ و نہ عالم
میم	نہ این تن بود نہ آن اول نہ این نفس	کہ بودم حامل از عشقت چو مریم
	چون ماہ پے آفتاب رفتم	گہہ کاستم و گہے فزودم
	بار گر از چاہ سوئے جاہ رسیدم	وز غربت اجسام بباشد رسیدم

من از برائے مصلحت در حبس دنیا ماندہ ام	من از کجا سخن از کجا مال کرا وزدیدہ ام
شکل نبات اندر زمین از آب گذر دارم غذا	یک بار مے بالد گیاہ من بارہا بالیدہ ام
چند آنکہ خواہی در نگر در من کہ نشناسی مرا	بدتر از ان کم دیدۀ من صد صفت گردیدہ ام
مانند طفل اندر شکم من پرورش دارم بخون	یک بار زاید آدمی من بارہا زائیدہ ام
من طرفہ مرغم کز چمن با اجتہاد خویشتن	بے دام و بے گیرندۀ اندر قفس غریدہ ام
ایں قفص با دوستان بہتر ز باغ و بوستان	بہر خلاصی یوسفے در چاہ آرامیدہ ام
بر زخم او زاری مکن دعوئے بیماری مکن	صد جان شیرین دادہ ام تا این طرف بخریدہ ام

ہر کجا باشیم و ہر جا کہ رویم	حاضران کاسہ و خون تو انم
آز بودم زندگانی بیشمار	در بقا و در فنا شگیفتم +
گرچو عیسے جہاں گشتم زبان	گاہ لب خاموش چو مریم شدیم
آنچہ از عیسے و مریم فوت شد	گہ مرا او در کشتی آن ہم شنیدہ
باز آمدم باز آمدم از پیش آن یار آمدم	در من نگر در من نگر بہر تو غمخوار آمدم

ثبوت تناسخ

شادآمدم شادآمدم وز جملہ آزاد آمدم ۔۔۔ چندین ہزاران سال شد تا من بگفتار آمدم
بالا روم بالا روم آنجا شوم آنجا شوم ۔۔۔ ما آمدم باز آمدم رہاں کا تیا بربہار آمدم
من مرغ لاہوتی بدم دیدم کہ ناسوتی شدم ۔۔۔ دامش بدیدم ناگہی در وے گرفتار آمدم
ما را بچشم سر مبین ما را بچشم سر نگر ۔۔۔ آخر صدف من نیستم چو در شاہوار آمدم
ار چار مادر برترم بر ہفت آبا مانہم ۔۔۔ من گوہر کانی بدم کا بیجا بدیدار آمدم

باز آمدم باز آمدم تا وقت را ممنون کنم ۔۔۔ باز آمدم باز آمدم تا درد عشق افزون کنم
باز آمدم باز آمدم تا بہر ہمیاراں دل ۔۔۔ از اشک چشم و آہ تپ احوال دل بیچون
بار آمدم بار آمدم تا سوز و درد عشق را ۔۔۔ در گوشہائے دل ہم در گنج سر مدخون کنم
باز آمدم باز آمدم تا غل یاران دلبر ہم ۔۔۔ و ز ہر چہ جز دلبر بود از شہر دل بیرون کنم
بار آمدم بار آمدم کز حسن جانان دل پر کنم ۔۔۔ چون مرغ دل عرش آشیان حضرت بیچون کنم
باز آمدم باز آمدم دل مادہ شوریدہ ۔۔۔ خود را اگر لیلی کنان در عشق او مجنون کنم
بار آمدم بار آمدم چیزے ندارم چون الف ۔۔۔ قد الف را ہر شبے در خدمتت چون نون کنم

افگند در سر من آنچہ از دین برآید ۔۔۔ تو کرد عشق کہنہ ار شش ہزار سالہ

	ز آنچہ کردم کنون پشیمانم	دل اسال یار بالستی	
	تا بدانستی رد دشمن و دوست	زندگانی دوبار بالستی	
	چون رضائے تو در غم دل ماست	دہ چہ باشد ہزار بالستی	
	صد ہزاران سخن نہان دارم	گوش را گوشوار بالستی	

دیوان مغربی میں ہے

صد بار جستہ ام برون از حصار تن ۔۔۔ تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں

ہزار بار گل و کوزہ کردہ اند مرا ✚ ۔۔۔ ہنوز تا نہ فزا چیز نیش سر ناتمام

مولوی جلال الدین رومی سوارم السات میں فرماتے ہیں مستزاد

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار بر آمد	دل برد و نہاں شد	خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ	خود رند سبو کش
ہر دم بلباس دگر آن یار بر آمد	گہ پیر و جوان شد	خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد	بشکست و روان شد
گاہے بدل طینت صلصال فرو شد	غواص معانی	خود گشت ہمی می ساغر و ساقی	خود بزم نشین شد
گاہے ز بن کہ گل فخار برآمد	زان پس بجہان شد	خود ران مست بیا بر بر بد	شد دل و جان شد
گہ نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق	خود رفت بکشتی	این حملہ ہماو ہمہ کی می شد	ہر قرن کہ دیدی
گہ گشت خلیل و بدل نار برآمد	آتش گل از آن شد	ما عاقبت آن شکل عرب وار برآمد	دارائے جہان شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے	روشن کن عالم	تسخیر نباشد چو تناسخ چہ حقیقت	آن دلبر زیبا
از دیدۂ یعقوب چو انوار برآمد	تا دیدہ عیان شد	شمشیر شد و در کف کرار برآمد	قتال زمان شد
حقا کہ ہم او بود کہ اندر ید بیضا	مے کرد شبانی	نہ نہ کہ ہم او بود کہ میگفت انا الحق	در صورت بلی
در چوب شد و بر صفت مار برآمد	زان فخر کنان شد	منصور نبود آنکہ بر آن دار برآمد	نادان بگمان شد
بوتش شد و در جلوہ گہ وقت بیاسا	از بہر طہارت	رومی سخن کفر نگفتہ است و نگوید	منکر مشوید
موسیٰ شد ...	بر طور روان شد	کافر شود آنکس کہ بانکار برآمد	از دوزخیان شد
بگذشت ... زمین ...	از بہر تفرج	مولوی رومی نے ایک دوسرے مستزاد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے	
عیسیٰ شد و بر گنبد دوار برآمد	تسبیح کنان شد		

خود نقد شد از مخزن اسرار برآمد	خود گنج عیان شد	خود بود کہ خود بہ سر بازار برآمد	ہم خود نگران شد
در کسوت ابریشم و پشمینہ آمد	ما حلق بپوشید	خود بر صفت پیر دستار برآمد	لبس ہمگان شد
در عشق تماشا خواست کہ خود را ببیند	خود را بہ پرستید	خود گشت بیت خانہ پر زنار برآمد	خود عین عیان شد
در موسم نیسان ہما شد سوئے دریا	در ہیئت قطرہ	از بحر بکلی در شہوار برآمد	در گوش نہان شد
خود بزم شد و خود خود ساغر و ساقی	خود پیر خرابات	خود می شد و خود از خم خمار برآمد	خود کوزہ کشان شد
خود بر تن خود تیغ جفا زد پیر فہم	خود مرہم او گشت	خود بر صفت مردم بیمار برآمد	خود فاتحہ خوان شد

ایسا ہی مولوی قاسم صاحب بھی مستزاد میں لکھتے ہیں

چو خسرو عمان سوئے بازار برآمد	انوار دو کان شد	بر سر سر صرف خریدار برآمد	نقد نگران شد
ما ما ز ورات بجہاں کرد نگاہے	از دیدۂ جادو ✚	تسخیر جہاں کرد بانکار برآمد	ما ناز روان شد
خود خواست کہ ہر طوع پرستار برآید	از بہر تماشا	خود گل شد و بلبل شد و گلزار برآمد	خود باد خزاں شد
خود کرد بنا مسجد و ہر عبادت	خود گشت مؤمن	خود صورت شد بت و خمار برآمد	خود جام کشاں شد
از بہر نفع خواست سفر کردن با	کشتی حطب ساخت	خود در آگینہ شد و بخار برآمد	خود باد طوفان شد
خود بود کہ آدمی رقب برآمد	در پردۂ مخفی	گاہے بجہان محرم اسرار برآمد	بنگر کہ عیان شد
خود خواست کہ از داد شفا خلق بیابد	خود گشت طبیبے	خود گشت سقیم و تن بیمار برآمد	خود لایہ کناں شد
خود روح سیدان تن عالم	خود قابض آن گشت	خود باد رود ختر شد عمل بر آمد	خود گور کنان شد
گر رفت خود آراست قد یوسف کنعان	محبوب دو عالم	خود گشت زلیخا و طلبگار برآمد	خود طعنہ زنان شد
خود می شد و خود ساغر و خود قاضی	خود پیر خرابات	خود مست شد از ساغر سرشار برآمد	خود رہ زنان شد
در داستہ سخن گفت قاسم مجاز	از دیدہ جہان بین	مقصود جہان بہر آن یار برآمد	سالار جہان شد

ایک دوسرا فاضل کہتا ہے ✚

در عشق ببا در بجہد	خود بود کہ خود ہمیری کرد

ایک اور ولی کا قول ہے ✚

خود پیغمبر شد و پیام آورد	گشت خود کافر و نمود انکار
خود کند ساز بگناہ کہ ہست	خود کند باز توبہ استغفار

مولوی عبدالرحمٰن جامی کہتے ہیں ✚

شے بود از سر آسمانی	از رو کون و مکان راز نہانی
مقدس نورے از قید چہ و چون	سراز جلباب چون آورد بیرون
جہان ہیون دس چون کرد آرام	بے رو پوش کردہ پوسف نام

ظہیر فاریابی اپنے بادشاہ کی بابت ذکر کرتا ہے

خدایگانا برہ ترائے افلاطون	و	مرا خدائے زہے مصالح جمہور
بیا فرید دانیال صورے لیس آن		حلول کرد در وجان ہمین شاہید

مشہور ولی عمر خیام اپنی رباعیات میں لکھتے ہیں ✚

چون رفت جسم جوہر روشن تو	تا چند ز دیگر گزین کند مسکن تو
آمد ورود از سچلس فنا سد	تا زیر زمین چہ میرود برتن تو
خیام تنت بخیمہ آید راست	جان سلطان است منزلش دار بقا
فراش اجل ز بہر دیگر منزل	ار یا فگند خیمہ چو سلطان برخاست

جنگ نامہ ... میں لکھا ہے کہ جب امام ... سے یزید بھاگا اور امام حسین نے انگوٹھی ... کان کے اندر گھیر لیا۔ ... ایک مار ... نکلا جو اصل میں یزید تھا۔

تنبوت تناسخ

امام حنیف نے اُس کو تیر مارا اور مار کر آگ میں جلا دیا ؏

پیر شاہ مخدوم جہانیاں - اپنے مناقب میں فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہؤا - راستہ میں جہاز بہ سبب طوفان کے ٹوٹ گیا - اور میں ایک تختہ پر بیٹھا ہؤا رہ گیا - وہ تختہ بہتا ہؤا ایک جگہ خشکی پر جا لگا - تب میں اُتر کر خشکی پر پہنچا - وہ مجھے دھوپ لگی - تو میں نے وہیں ایک گڑھا کھود کر اُس میں بیٹھ رہا - وہاں جنگل سے ایک ہاتھی آیا - اور سر سے ایک تیر کے فاصلہ پر خشکی میں لید کی - لید کرنے کے بعد وہ پانی پینے چلا گیا - پیچھے اُس لید سے ایک آدمی پیدا ہؤا - اور اپنا بدن جھاڑنے - اور رونے لگا بعد ازاں ہاتھی آیا اور اُس کو پیچھے سے پکڑ کر اُس کا بند بند جُدا کرنے لگا - وہ آہ و زاری کرتا ہؤا روتا ہؤا بعد مارنے کے ہاتھی اُسے اُٹھا کر چلا گیا - ایسا ہی چالیس روز تک میں برابر دیکھتا رہا - کہ ہر روز ہاتھی آتا اور اسی طرح کرتا - اور مار کر اُٹھا لے جاتا - آخر کار چالیسویں روز میں نے اُس سے سوال کیا - اُس نے کہا کہ میں بدبخت یزید ہوں - مجھے یہہ عذاب قیامت کے روز تک ہوتا رہیگا - (صفحہ ۲۱۷ - ۲۱۸) ؏

قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں لکھا ہے روح پُرفتوح حضرت **محمد صاحب** کا ہزار برس تک بصورت طاؤس رحمت کے دریا میں غریق رہا۔"

روایت ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوع تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا - حق تعالےٰ نے اِس گناہ کے سبب اُس کی صورت کو مسخ کیا - اور خاک اُس کی خوراک ٹھیرائی اور پیٹ اور سینہ کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے - اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی - چنانچہ پاؤں اُس کے بدصورتی میں ضرب المثل ہیں" (روضۃ الاصفیا و قصص الانبیا صفحہ ۷ ذکر آدم مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۹۰ء) ؏

غیاث اللغات میں لکھا ہے - "مسخ بالفتح و خاک - بمعنیٰ گردانیدن صورت بصورت دیگر کہ بدتر از صورت نخستین باشد و سیزدہ چیز است کہ حق تعالےٰ بہ سبب افعال بد ممسوخ گردانیدہ - اول فیل کہ مرد لوطی بود - دوم خرس کہ کودکان را محبت مے کرد - سوم خرگوش کہ زنے بود از حیض غسل نہ کردی - چہارم کژدم کہ غماز بود - پنجم سوسمار کہ غارتگر - ششم خوک کہ خلاف امر پیغمبر کارہائے کہ کردے - ہفتم روباہ کہ دزد بود - ہشتم باخہ کہ زانی بود - نہم دُراج کہ متکبر بود - دہم فاختہ کہ سوگند دروغ خوردی - یازدہم گنجشک کہ مال حرام مے خورد - دوازدہم کہ موش کہ زنے بود با جرت نوحہ کردی - سیزدہم بوم کہ تغیر مذہب خود کردہ و بعضے بست و نہ نوشتہ" (از غیاث و منتخب ردیف میم صفحہ ۳۴۵) ؏

اب ہم آخیر میں اسلامیوں کے کتب احادیث سے چند واقعات (ناظرین کی تفریح طبع کے واسطے) جن کی صحت میں کسی مسلمان کو انکار نہیں - درج کرتے ہیں -

مدارج النبوۃ و معارج الفتوۃ - میں ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی اور کہا لبیک و سعدیک - حضرت نے فرمایا تو کس کی بندگی کرتی ہے بولی کہ اُس اللہ کی بندگی کرتی ہوں کہ جس کا عرش ہے آسمان میں اور اُس کی حکومت ہے زمین میں - اور بہشت میں اُس کی رحمت ہے - اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہے حضرت نے فرمایا میں کون ہوں - بولی تو رسُول ہے رب العالمین کا اور خاتم ہے پیغمبروں کا - جو کوئی تجھ پر ایمان لاوے - نجات پاوے - اور جو کوئی تجھ کو جھٹلاوے دوزخ میں مبتلا ہو - (حجۃ الہند صفحہ ۱۱۲) ؏

معلوم ہوتا ہے کہ گوہ پچھلے جنم میں کوئی مسلمانی تھی - جو شامت اعمال سے اُس قالب میں آئی ؏

روضۃ الاحباب میں ہے ربانی عقیل کی کہ ایک مقام پر پہونچے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا ہؤا آیا - اور حضرت کے آگے دوزانو ہو کر کہنے لگا - کہ الامان الامان اور اُس کے پیچھے ایک اعرابی تلوار کھینچے ہوئے آیا - حضرت نے فرمایا - اے اعرابی تو اِس سے کیا چاہتا ہے - عرض کیا کہ اے خدا کے رسول میں نے اِس اونٹ کو اِس لئے خریدا ہے کہ میرا کام کرے اور مجھ کو اِس سے نفع ہو اب یہ نافرمانی کرتا ہے میں نے یہہ قصد کیا ہے کہ اِس کو ذبح کر کے اِس کے گوشت سے نفع پکڑوں - حضرت نے اونٹ سے فرمایا تو کیوں باغی ہؤا - اونٹ نے عرض کیا کہ اے رسُول خدا میں اِس واسطے اِس سے نافرمانی نہیں کرتا کہ اِس کا کام نہ کروں - بلکہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عشاء کی نماز نہ پڑھے اللہ کا اُس کو عذاب پہنچیگا - اور یہ اعرابی اپنی قوم کے ساتھ عشا کی نماز نہیں پڑھتے ہیں - میں اِس واسطے بھاگتا ہوں کہ مبادا اِن کی شامت سے مجھے بھی عذاب پہونچے - آپ نے اُس کو نماز کی تاکید کی پھر اونٹ اسکا فرمانبردار ہؤا - (حجۃ الہند ۱۲۴) اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اونٹ یا تو پچھلے جنم کا کوئی مولوی اور یا کوئی اعرابی مسلمان ہے جو کہ نماز کا اس قدر دلدادہ رہا ہے اور بہشت قرآنی کا خواستگار ہے۔

یعفور نام ایک گدھا تھا جس پر حضرت اکثر سوار ہؤا کرتے تھے - وہ گدھا بھی عربی بولتا تھا - اور سوال و جواب کیا کرتا تھا - اور جب حضرت سواری کی نیت سے گدھے کے پاس آتے تو وہ السلام علیکم بولتا تھا - (دیکھو کشف اللغات) معلوم ہوتا ہے کہ یعفور کبھی مسلمان ہو چکا تھا اور دین اسلام سے اُسے اُلفت تھی ؏

روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ عقیل نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت کے ساتھ تھا - حضرت سے میں نے اپنی پیاس کا حال عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جا اور اِس پہاڑ سے کہہ کہ رسول خدا کہتا ہے کہ مجھ کو پانی دے - میں نے بموجب فرمانے حضرت کے عمل کیا - پہاڑ مجھ سے باتیں کرنے لگا اور کہا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کر کہ مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ڈرو اے بچو دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اشارہ یا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۳) ؏

معارج النبوۃ میں بریدہ سے روایت ہے کہ ایک درخت حضرت کے پاس آیا

اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۴) +

حدیث ترمذی اور دارمی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نواح مکہ میں جب حضرت کے ساتھ تھا ہر پتھر درخت سامنے آ آ السلام علیکم یا رسول اللہ کہتا۔ (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۵) +

حدیث ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک کھجور کے درخت نے بھی حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی۔ (صفحہ ۱۲۵) +

صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ مسجد کے ایک ستون سے جو کھجور کی لکڑی کا تھا تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر تیار کیا گیا حضرت منبر پر تشریف لائے۔ وہ ستون ایسا روئے اور چلائے گویا ابھی پھٹ جاتا ہے۔ حضرت منبر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگایا۔ تب وہ ستون اس طرح سسکنے لگا جیسے کوئی چھوٹا لڑکا روتا ہے۔ اور کوئی اُسے پیار کرکے رونے سے چپ کراوے اور وہ رو رہا ہے۔ آخر وہ ستون خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا اس لئے غم سے رونے لگا تھا۔ (صفحہ ۱۲۶) +

حکیم آدم سنائی فرماتے ہیں ؎ کردہ از رہبری شش مہر گربہ را نیز سگے را پیر

اس پر حکیم علامی حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ و گربہ را بہ اشارت سگ پیر شیخ اخی فرخ زنجانی رحمۃ اللہ کہ اور اگر یہ بود خانہ پرور کہ چون عابدان نماز گذاردے — اور اگر یہ عابد ہم بگویند چنانچہ جائے حافظ شیراز ذکر آن مے فرماید۔ اما این گربہ روزے بجائے خود کاسے کرد کہ چون گربہ از آشنایان بخانقاہ شیخ آمدند جامہ مریدے بود تا آنکہ ہر یکے از آنہا بایستا دو بول انداخت چون تفحص کردند آن شخص از دین بیگانہ بود۔ و مراد از سگ پیر منشا یدسگ شیخ سعد الدین جمہوری باشد کہ مرتبہ منظور نظر شیخ گشت و از شر بایستا د از شہر رُے تافت و بگورستان رفت (حدیقہ سنائی مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۳ سنہ ۱۲۹۰ء) +

اگر یہ واقعات پورے صدق رکھتے ہیں جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ان صحت پر ایمان ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام حیوانات و جمادات مذکورہ بالا پچھلے جنم کے ضرور مسلمان تھے اور شامت اعمال سابقہ سے ان قالبوں میں متناسخ ہوئے ہیں ہر کہ شک آرد کافر گردد +

قرآن و حدیث و تفاسیر و دیگر اولیاء اللہ کے کلام سے ہم نے تناسخ کی بہت سی شہادتیں پیش کردی ہیں۔ جہاں تک کہ ہم نے کتب اسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے اسکا خلاصہ صرف یہی ہے کہ محمدیوں میں سے خدا رسیدہ ہوئے ہیں جنہیں اُن کے محاورہ میں اولیاء اللہ قطب یا غوث کہا جاتے ہیں وہ مذہب کے سارے تناسخ کے قائل تھے۔ اسلام کے ۷۳ فرقوں میں سے کئی فرقے تناسخ کو مانتے ہیں خود ایک فرقہ کا نام ہی تناسخیہ ہے۔ اعمال اور سزا و جزا نتیجہ بغیر تناسخ کے ملنا سراپا ناممکن ہے۔ مگر پھر بھی عموماً اولیاء اللہ اور خاص خاص فضلاء کے سوائے دیگر محمدی دین کے پیرو تناسخ کو کھلے طور پر نہیں مانتے مگر ان بزرگواروں کی کلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور انہیں فارسی زبان کے قرآن کا درجہ دیکر کہتے ہیں ؎

مثنوی مولوی معنوی + ہست قرآن در زبان پہلوی

من چہ گویم وصف آں عالیجناب + نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جو جو حکماء ہوئے یا جنہوں نے حکیمانہ طور پر مذہب کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا فیصلہ کیا ہے وہ سارے کے سارے تناسخ کے قائل ہیں جیسے امیہ و کاتبہ و منصوریہ و ہمیریہ و تناسخیہ و کاملیہ وغیرہ ان کے علاوہ خاص علماء میں سے جو تزکیہ نفس کے سبب درجہ معرفت پر پہنچ گئے۔ وہ چونکہ کن فیکون سے خلقت کی ابتدا نہیں مانتے تھے انہوں نے جہاں تک غور کی عام اصلاح تو کیا خود خدا کو تناسخ کے چکر میں ڈال دیا۔ اور ہمہ اوست کے قائل ہو گئے۔ پھانسی پر لٹکائے گئے۔ تو بھی اپنے ارادوں سے باز نہ آئے۔ اور اپنے یقین پر قائم رہے جیسے منصور حلاج شمس تبریز بایزید وغیرہ باقی رہے متعصب ملّاں اور علماء ظاہر کے دلدادہ مولوی وہ تقدیر کے درجہ میں ہمہ اوست اور ہمہ از اوست [illegible] کے قائل ہیں۔ مگر وہ نا جانتے ہیں کہ مطلب دونوں کا ایک ہے۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ جو تناسخ کو نہیں مانتے اور [illegible] ہیں۔ [illegible] وہ سوچتے ہیں اپنے [illegible] خدا [illegible] دینی [illegible] ہیں۔ ثبوت کے واسطے ہم چند ایسے لوگوں کے قول پیش کرتے ہیں +

عرفی

ای بخت جہان من کہ آخر | ستون اثر کنم دعا را
از دست دعائے چیست برید | یا بخل عطائے مدعا را
یا رب چہ عداوت ست با من | این کار کستان کبریا را
تا کے شکیب در بیابم | آفات نجوم قضا قدر را

عرفی بتعریف علی رضا

گر بعصیان درنہ آید انبیے قوت نیست | دیب بعینہ چون حیص شہ دست و منتہا
تاب مہر و ستم گناہ ناسخ خویش | چشم کاتب اعمال بارد انتصار
دیگر نہ در پناہ دولاے تو ام چہ غم بود | معاصیم نہ باندازہ قیاس شمار
گر نہ ام مختار فاعل ہر چہ ہست از حکم تست | پس بپاداش گناہم این ہمہ تشنیع چیست

چو این بنیاد دیدہ را خود افگندی | کن دو خویش را سر راچہ بندی
قضائے افگند از رہ ما را | خدایا از خدا و خواہ ما را
در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند | گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را
گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ | تو در طریق ادب کوش گناہ من است
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام | کہ بد را حوالت بخود کردہ ام
من میخورم و ہر کہ چو من اہل بود | میخوردن من نیز او سہل بود
مے خوردن من حق باز لے دانست | گر مے نخورم علم خدا جہل بود
مے خور کہ ہزار بار پیشت گفتم | باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی
ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو | آنکس کہ گناہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی | پس فرق میان من و تو چیست بگو
مشنو سخن بہشت و دوزخ از کس | کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت
اے آمدہ از عالم روحانی تفت | حیران شدہ در پنج چہار و شش و ہفت
مے خور چو ندانی ز کجا آمدہ | خوش باش کہ ندانی بکجا خواہی رفت

تناسخ کے حکیمانہ مسئلہ سے ناواقف امیر خسرو نے جب قرآن کی پیدائش پر غور کیا اور اُسے ہر طرح انصاف و راستی کے خلاف سمجھا تو قرآنی خدا کی نسبت بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا۔

نیائے نہ کین میں ٹھکرائی | ین کینے لکھ دین برائی

یعنے خدا نے انصاف نہیں کیا۔ بلکہ مکر اور دھوکہ کیا جبکہ بغیر کرنے گناہ لوگوں کے اُن کی قسمت میں بدی لکھ دی +

باب ہشتم

مسئلہ تناسخ پر کبیر صاحب و بابا نانک جی کی رائے

پیدائش ۱۴۶۹ء - وفات ۱۵۳۹ء

بابا نانک جی بعہد بہلول لودی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اور دور دراز دیشوں میں جاکر ہندو و مسلمان دونوں کو ویدک دھرم کا اُپدیش دیا اور اکثر مسلمانوں کو اپنے توحید بھرے اُپدیش سے راہ راست دکھایا اور توہمات سے ہٹایا۔ اور مسئلہ پرجنم کا قائل کرایا۔ ہندوستان کے سواوہ عرب دیس میں فقیرانہ لباس میں گئے۔ علی مرداں ایک جنم کا مسلمان (جو بابا جی کے اُپدیش سے ہندو دھرم کا قائل تھا) بھی اس سفر میں ہمراہ تھا۔ مکہ کی سیر کرنے کے بعد وہ مدینہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں کہ محمد صاحب کا مزار ہے۔ وہاں اُنہوں نے علی مرداں کو جسے وہ پنجابی محاورے کے مطابق مردانہ کہا کرتے تھے۔ یہ اُپدیش دیا۔

ص دانیک۔ ایجے محرودت جنم آوناہے۔ پترگنا وچ آہے نرگنا وچوں نکلیا نائیں اُس پھیر ہندو دے گھر جنم آوناہی۔ ہندو سو برس اُسکی ہنسنت وچ اربلا ہے ہندو سے وربا پورا ہوسی تابہرادہ ہندو دے گھر جنم کیسی پر سو ہندو دے گھر اُس تائیں پورن سکوپر لوکی ہے گا تا اُس دا جنم مرن رہت ہووے گا۔ اُس وچ جرات بہت آہی اک جنم اُسدا رہندا ہے (دیکھو جنم ساکھی نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۸۴ مطبوعہ سلطانی لاہور حسب فرمائش چراغدین کتب فروش گورمکھی باہتمام منشی قادر بخش۔ نانک کی بابت دبستان مذاہب میں لکھا ہے۔ نانک قائل توحید باری بود و بہ تناسخ سرایحان داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمرده ترک حیوانی کرده با جتناب آزار سیوان امر میفرمود و گوشت خوردن بعد از دور مریدانش شہرت یافت و ارجن مل نہ از خلفائے بواسطہ او ست چوں قبح آن را دریافت مردم را از اکل حیوانی مانع آمد و گفت این عمل مرضی نانک نیست (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۰۔ مطبوعہ نولکشور) +

بابا نانک کی تناسخ کی بابت رائے ۔

نمبر ۱۔ آپے بیج آپے ہی کہا۔ نانک حکمی آوے جاہ۔ (جپ جی)

نمبر ۲۔ پتیا اندر کیٹ کر دوسس دو س دھرے۔ نانک نرگن گن کرے گن و تیا گن دے۔ (جپ جی)

نمبر ۴۔ تیرتھ نہاواں جے تس بہاواں بن بہانے کے نائیں کرے جیتنے سرسیٹ اوپائے و یکھاں بن کرماں کے ملنے نہیں۔ (جپ جی)۔

نمبر ۴۔ دے دڑ آپ جانے آپ آپ نانک ندری کرمی نات (جپ جی)

نمبر ۵۔ چنگیاں برایاں واچے دھرم حضور۔ کرمی آپو آپنی کیا نیڑے کیا دور ۔

نمبر ۶۔ گورمکھ ریکھے آون جان۔ نانک بانی درگاہ مان۔ (سدھ گوسٹ)۔

نمبر ۷۔ جن ہر جپ رام نہ جپیو سوا اوگن آوے جائے (راگ سری محلہ پہلا)

نمبر ۹۔ آوا گون مٹی گور سبد ہن آپے کرنے بخش لیا (سدھ گوسٹ)

نمبر ۹ بن گور مرے آوے جاوے بن گور کھال نہ پاوے تہا محمد محلہ ۳)

نمبر ۱۰ ٹوٹے بندھن جنم مرن سادھ سیو سکھ پائے۔ نانک منوہو سرے جن

گوبند رائے۔ (باون اکھری شلوک ۳۶)۔

نمبر ۱۱۔ اکھیں اندھ جیسے ریس ماہیں رہے نہ اکرم تاما۔ گن انتر ناہیں کیوں سکھ پاوے۔ سن آون جانا (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲۔ جیوں مچھی پھاتی جم جال۔ بن گور داتے مکت نہ بھال۔ پھر پھر آوے پھر پھر جاوے ایک رنگ راچے رہے لو لائے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳۔ جو آوے سو جائے مر پھر آکے گئے پچھتائے۔ لکھ چوراسی میدنی سود و تا ناہیں (دکھنی اونکار)۔

نمبر ۱۴۔ اہو ہیں ایتھے سندے۔ پھر پھر جونی پائیں (آسا دی وار)۔

نمبر ۱۵۔ سبھو سوتک بھرم ہے۔ دوجے لگے نہ آوے۔ جمن مرن حکم ہے بھانے آوے جائے (آسا دی وار)۔

نمبر ۱۶۔ جس کے اندر راج ابھمان۔ سو رک پاتے ہوتے سوان۔ جو جانے میں جوبن ونت۔ سو ہووے وشٹا کا جنت۔ آپس کو کرم ونت کہاوے۔ جنم مرے بھرماوے (سکھمنی محلہ ۵)

نمبر ۱۷ ایہو جنم میں بھرمت ہار۔ اسہر مت نہیں پائے مانس دیہہ پائے بدہر پچ نانک مات سہلتے (محلہ ۹ راگ سورٹھ)۔

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھی کیٹ پتنگا۔ کئی جنم گج مین کرنگا۔ کئی جنم پنکھے سرپ ہیو کئی جنم ہیور برکھ جیو۔ مل جگدیس ملن کے بریا۔ چر کال اہہ دیہہ سنجریا۔ (راگ سورٹھ محلہ ۹)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم سیل گر کریا۔ کئی جنم گربھ ہر کریا۔ کئی جنم ساکھ کر اپایا۔ لکھ چوراسی جون بھرمایا۔ سادھ سنگ بھو جنم پرایت۔ کر سیوا بھج ہر ہر گورمت۔

نمبر ۲۰۔ تد بن سدھی کتے نہ پایاں کرمی ملیں نہیں ٹھاک رہایاں (مدر محلہ پہلا)

نمبر ۲۱۔ دہ ٹھیاں بچے بادشاہ مل جنم جنم دی کٹیئے۔

نمبر ۲۲۔ پھرت پھرت میں ہار بو پھر بو شرمائی۔ نانک کی بینتی اپنی بھگتی لائی

ترجمہ نمبر ۱۔ انسان خود اعمال کا تخم بوتا ہے اور خود ہی اس کا پھل کھاتا ہے انشرتے حکم کے بموجب اس کا مختلف جونوں (قالبوں) میں تناسخ ہوتا ہے ۔

" نمبر ۲۔ بُرے اعمال جو ہیں وہ جیونتی کے بیت نیچ چھوٹے بناتے ہیں خطا کاروں سے اور خطا کار کر دیتے ہیں اور اسی طرح اچھے اعمال نرگن سے گن والا اور گن والوں کو زیادہ گن والا کر دیتے ہیں۔

" نمبر ۳۔ جو تیرتھ اللہ کے حکم اور منشا کے مطابق ہے ایسے تیرتھ میں غسل کیا جانے۔ کیونکہ اچھے اور واجبی کرموں کا ہی پھل ملتا ہے جتنی مخلوقات نظر آتی ہے سب کو اعمال کے مطابق پھل مل رہا ہے ۔

" نمبر ۴۔ ایشور کی مہان یا عظمت کا پورا حال وہ خود ہی جانتا ہے مگر نانک اتنا جانتا ہے کہ اُس کی عنایت اور اعمال کے موجب ہوتا ہے ۔

" نمبر ۵۔ اعمال حسنہ اور افعال قبیحہ اس دھرم راجے پرمیشور کے آگے ظاہر ہیں اس لوک میں سبکو اپنے ہی اعمالوں کا پھل ملتا ہے اور کا نہیں۔

" نمبر ۶۔ جو پرمیشور کے مقبول ہوتے ہیں وہ آواگون سے رہت ہو کر اُس کے پرم پد میں موکش پاتے ہیں۔

" نمبر ۷۔ جو پرماتما کی بھگتی نہیں کرتے اور اُس کا درونس کرتے وہ پاپی ضرور مبتلائے تناسخ رہا کرتے ہیں۔

" نمبر ۸۔ اودم جو گورپرمیشور کا ۔۔۔ اس کی ۔۔۔ ۔۔۔ دل

سے رہائی پاتا ہے۔

ترجمہ نمبر ۹۔ جو لوگ ایشور سے ہٹ کر اوروں سے مراد مانگتے ہیں اور سید ھے ایشور ہی آگیا کو پالن نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ صراط المستقیم سے پھرے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی لوگ آواگون میں آتے ہیں۔ اُن کو دار نفا یعنی مکتی نہیں ملتی ہے کیونکہ سچائی کو انہوں نے بھلا یا اور گمراہ ہوگئے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ سادھو جنوں یعنی مہاتماؤں کی صحبت سے جو کہ اُتم کرم ہے۔ اُس کے سبب سے جنم مرن یعنی آواگون کی زنجیر ٹوٹتی ہے وہ فیض صحبت کہا ہے۔ ایسے نیک کام یعنی ایسا عمدہ کام کبھی دل سے فراموش نہ کرنا چاہئے۔

نمبر ۱۱۔ اگیانی آدمی کی حالت بیان کرتے ہیں یعنی قریب المرگ ہے آنکھ سے بصارت ہوگئی۔ زبان لذت سے رہت ہوگئی تو بھی ملکھ یعنی دل کا ملازم انسان گیہست کے دھندے کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کا جنم مرن چھوٹنا بہت مشکل ہے ایسا آدمی مکتی کیسے پا سکتا ہے۔ کیونکہ اعمال حسنہ کا کوئی گن اُس کے پاس نہیں۔

نمبر ۱۲۔ جس طرح مچھلی صیاد کے دام میں پھنسکر گرفتار ہو جاتی ہے اسی طرح یہ انسان بھی لوبھ کے بندھن میں پھنسا ہوا آواگون کے جال میں آجاتا ہے۔ جب تک ہرس کا دل نہیں ملتا۔ خلاصی محال ہے ایک جال یعنی قالب سے نکلتا ہے دوسرے قالب میں پڑ جاتا ہے۔ اے انسان اگر تو نجات کا طالب ہے تو ایک پرمیشور کے رنگ سے رنگین ہو تب خلاصی پاوے گا۔

نمبر ۱۳۔ آواگون میں روحیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ بار بار مر کر بھی وہ دکھ سے نہیں چھوٹتیں۔ یہاں تک کہ چوراسی لاکھ جونوں یعنی قالبوں کے تمام ہیں۔ اُن میں وہ پھرتی رہتی ہیں۔

نمبر ۱۴۔ اہنکار بہت بری بلا ہے دنیاوی کاموں اور چیزوں پر مغرور آدمی آواگون کے بندھن سے نہیں چھوٹتے یہاں بار بار جنم لیوینگے۔

نمبر ۱۵۔ سوتک کا ماننا بالکل بھرم یعنی خیال باطل ہے۔ کیونکہ وہ سوتک کوئی چیز نہیں۔ جو ایک آدمی سے دوسرے پر اثر کر سکے۔ البتہ پیدا ہونا اور مرنا ایشور کا حکم ہے۔ اور انکا مبارک ارشاد ہے آواگون جیوون کو ہوتا ہے۔ اس سے کوئی بڑی نہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے سوتک نہ کرنا چاہئے۔

نمبر ۱۶۔ جو لوگ راج اور سلطنت پر مغرور ہوتے ہیں وہ کتے کے قالب میں جنم لیں گے۔ اور اس نرک کو بھوگیں گے۔ جو حسن پر غرور کرے وہ پنر جنم میں بنا کیڑا بنے گا۔ جو دکھلاوے کے واسطے اور دنیا میں جھوٹی مشہوری چاہتا ہے وہ بہت جونوں میں جاتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ ایک جونوں میں پھرتے ہوئے ہیں تھک گیا مگر مجبور عقل میں بیسے کا کچھ نہیں ہو جائے نہ ملی انسانی قالب یا کر ایشور کی بھگتی کر یہ بات ... کہتے ہیں کہ مجھے نانک جی کے اپدیش سے معلوم ہوئی

نمبر ۱۸۔ کئی جنم میں ہم بیوٹی اور پتنگوں کے سنسار میں گئے۔ کئی جنموں میں ہم ہاتھی۔ مچھلی اور گھوڑے ہوئے اور کئی جنم پرندوں اور سرپوں میں ہوئے اور کئی جنموں میں بنا سینگ کے جیووں کے قالب میں گئے اب ایشور کی کرپا سے مدت مدید کے بعد انسانی قالب ملا ہے۔

نمبر ۱۹۔ کئی جنم ہم کو پتھر وغیرہ دھاتوں کے قالب میں جانا پڑا اور کئی دفعہ اشتر جنگل میں سے اسقاط ہو گیا یا اندر ہی حمل سوکھ گیا۔ کئی دفعہ درختوں کے قالب میں آیا پڑا۔ اسی طرح ہم چوراسی لاکھ جونوں میں پھرتے رہے مگر اب اس انسانی قالب میں سادھوؤں کی سنگت حاصل ہوئی اب گورو نے ہمت دی۔ نیک سنتوں کی سیوا کرو اور ایشور کا بھجن کرو۔

ترجمہ نمبر ۲۰۔ طاقت اور فیصلہ جس کو دیتا ہے ملتی ہے اور اُسکو بھی تو اعمال کے مطابق دیتا ہے۔ انصاف کے رو سے نہ کہ بے وجہ۔ جب تک انسان مجملہ جنموں میں اچھے کام نہ کرے تب تک مکتی۔ مالک جی کا حکم نہیں۔

نمبر ۲۱۔ اے مادھو یعنی پرماتما سب لین نسلوں سے آپ کا دیدار ہوتا ہے۔ تب جنم جنم کی میل کٹ جاتی ہے۔

نمبر ۲۲۔ اے پرماتما جنموں میں ... ہوا میں ہار گیا اب آخر لاچار ہو کر تیری پناہ میں آیا ہوں۔ اب نانک کی اے ایشور پرارتھنا ہے کہ آپ کی عبادت کے سوائے میرا من کہیں نہ جائے۔

نانک چرتر کے مصنف نے لکھا ہے کہ گورو نانک صاحب نے تناسخ کا مسئلہ بتلایا ہے۔ کہ بُرے کرم کرنے اور برہم کو نہ سمجھنے سے آواگون ہوتا ہے۔ اور آواگون سے چھوٹ جانا اور پرمیشور سے مل جانا مکتی یا نجات ہے۔ اور اُس کا ذریعہ ایشور کی بھگتی اور گورو کی سیوا ہے اُن کی تعلیم کے مواقف جس نے جنم لیا۔ وہ مریض ہے اور اُس کو اگیان اور خودی کی مرض دکھ دیتی ہے۔ اس مرض سے وہ شخص بچ سکتا ہے۔ جس پر ایشور کی مہربانی ایسی ہو کہ وہ گورو کی خدمت کرکے اُس پرمیشور کے نام کا آب حیات حاصل کر سکے۔ باہر کے اڈمبر چاہے کتنے اور کوئی ہوں نجات نہیں دے سکتے۔ بلکہ الٹے خود بندھن بن جاتے ہیں جو شخص گورو کو ملکر ایشور کی رضا میں ہے جب کچھ اسی کا تصور کرے اور اُس کو اپنا تن من نذر کر دے۔ وہ جنم مرن سے چھوٹ جاویگا۔ اور ملجاویگا۔

گورو نانک صاحب کے تناسخ اور مکتی کا اسلام کے ساتھ دور سے بھی دور کا تعلق کبھی نہ تھا۔ تناسخ کے مسئلہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھ مذہب کا علم الٰہی وہی رہا جو ہندو مذہب کا تھا (صفحہ ۲۲۳)۔

کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ کی رائے

کبیر جی کا اصلی نام عبد الکبیر اور باپ کا نام نورا یا نور علی تھا کبیر جی اگھن شدی ... سمت ۱۴۵۵ بکرمی میں پرلوک سدھارے۔ یہ مشہور سادھو رامانند جی کے چیلے ہوئے اور مذہب اسلام سے تائب ہو کر ویشنو مت سویکار کیا۔ انہوں نے مورتی پوجا کی تردید کی اور دیگر مذہب کا بھی اچھی طرح اپنی حسب لیاقت تھا کہ اڑایا اپنا مذہب ہندو اور مسلمان کو بتلایا اور قرآن اور محمدی مسائل کی بخوبی تردید کی۔ یہ بنارس میں پیدا ہوئے اور ... میں پران تیاگے ان کے مرنے پر بھی ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا۔ لاش کسی طرح ... غائب کر دی گئی راجہ بیر سنگھ نے بنارس میں انکی سمادھی بنائی۔ اور علی خان پٹھان نے ... میں قبر تیار کی اور اس زیارت پر منصور علی خان نے جاگیر لگا دی جس کی نصف آمدنی بنارس کے کبیر چورے والے بانٹ لیتے ہیں۔

کبیر جی نے جس طرح دین اسلام سے تائب ہو کر ویدک دھرم یعنی وشنو مت قبول کیا۔ اسی طرح مسئلہ تناسخ کو بھی سویکار کیا اور یہی حال تمام کبیر پنتھیوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ جیو مطابق اپنے اعمال کے جسم پاتا اور یہ سلسلہ برابر لگا رہتا ہے۔ جب تک کہ انسان اپنے آتما کی شدھی نہ کرے اور پرماتما کو جانکر پاپ سے نہ بچے آواگون سے بری نہیں ہو سکتا وہ ہندوؤں کے سورگ اور نرک اور مسلمانوں کے بہشت

وہ دوزخ کو دکھ کی کٹھی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو راحت و آرام ہے یہی سورگ اور جو تکلیف و رنج یہ نرگ ہے وہ گوشت خوری اور جاندار کے قتل کو گناہ عظیم جانتے اور مسئلہ حلال و حرام کو انسانی ایجاد اور اس کو برذات برالزام مانتے ہیں۔ ہندوؤں کی اعلیٰ ذاتوں میں سے سوائے دیش اور کابستھوں کے اور لوگ اُن کے پیرو نہیں اس مت نے اپنے کام کا میدان زیادہ تر شودر قوموں میں رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ لاکھوں کوری۔ چھیپے۔ چمار۔ دھنے۔ نائی لوہار۔ بڑھئی۔ سائیس۔ گھسیارے وغیرہ محنت کرنے والے گرویدہ اور ماننے والے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ صرف ہندو بلکہ ہزاروں مسلمان صاحبان بھی محمدیہ طریقہ کی عبادت ترک کر کبیر جی کی مالا پھیرتے اور اُن کا ورد کرتے ہیں۔

اب ہم چند بھجن اُن کے مع ترجمہ نذر ناظرین کرتے ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تناسخ کے قائل تھے۔ **نمبر ۱۸**۔ لکھ چوراسی دھار میں نہاں جتو پاس چودہ یم رکھوار ہے چار دیدو نسواس۔ **ترجمہ** چوراسی لاکھ کی لہر میں جیو کا نواس ہے چودہ یم کی تابعیت میں اور چار وید دن بروشواس کرنے سے اسکا نستارا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ **نمبر ۱۹** آپ آپ سکھ سب رمے ایک انڈ کے ماہیں۔ اپنی رہے دکھ سکھ بھر تو ان بجھ جائیں **ترجمہ** سب جانور اپنے اپنے آرام میں مصروف ہیں اس ایک نظام شمسی کے اندر پیدائش اور موت کے دُکھ اور سکھ میں بار بار پیدا ہو کر جسم دھارتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں **نمبر ۲۴**۔ گھر گھر ہم سب سوں کہی شبد نہ سنو ہمار سے بھوساگر ڈوبے ہیں لکھ چوراسی دھار **ترجمہ** ہم نے سب لوگوں سے دھرم کا اپدیش کیا گھر گھر جا کر پر انہوں نے ہماری بات نہ سنی پس یہ سب لوگ دنیا کے سمندر کی چوراسی لاکھ لہروں اور موجوں میں ڈوب کر ہمیشہ تک کبھی ظاہر ہونگے اور کبھی غائب ہو جائیں گے **نمبر** گرو رہی اور من لاکھنی ماری برس و جار نے نر چوراسی پھرے ہیں جب تک سنی دن کار **ترجمہ** اُستاد کے ساتھ دھوکا کرنیوالا اور من کے پیچھے چلنے والا اور بیگانی استری یا بیگانے مرد سے دل لگانیوالا جو انسان ہے وہ جب تک سورج چاند ہیں وہ چوراسی کے چکر میں مبتلا رہے گا۔ لکھ چوراسی یونی جیو یہ بھٹکے بھٹک دُکھ پائے۔ کہہ کبیر جو رامہ جانے سو موہے سکی بھاوے **ترجمہ**۔ چوراسی لاکھ قسم کی جونیوں میں یہ جیو سرگردان اور پھرتا رہتا ہے ان میں سے جو سرب بیاپک پرمیشور کا بھجن کرتا ہے وہ مجھ کبیر کو اچھا لگتا ہے۔ فقط

پادری غلام مسیح صاحب ٹیچر مدرسہ علم آلہی سہارنپور کی رسالہ رد تناسخ کی تنقیح

انہوں نے رسالہ مندرجہ عنوان کو تین فصل میں تقسیم کر اپنے خداوند کا جلال ظاہر کرنیکی غرض سے بزعم خود تثلیث کی مشکل شکل حل کر دی مگر ہمیں دو تین بار اسکے مطالعہ سے سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا کہ انہوں نے مولوی نوردین صاحب کی تصدیق اور رد تناسخ اور مرزا صاحب کے سرمہ چشم اسلام و براہین اور پادری برہم بند ہو کے رسالہ سولی سے اور زیادہ حصہ پنڈت شیو برائن کے رسالہ سے ماخوذ کر کے ایک نئی ترتیب سے بھرتی کر دی ہے جن سب کا جواب ہم مفصل طور پر عرض کر چکے اس پر بھی ہم آپ کی کسی قدر خدمت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ **پادری**۔ جو چیز تغیر پذیر ہے وہ قدیم نہیں اور چونکہ دنیا اور اجسام انسانی متغیر ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی بھی مانتے ہیں کہ دنیا ہزاروں لاکھوں دفعہ بنائی گئی اور پھر بگاڑی گئی اور جسم انسانی پیدا ہوئے اور پھر مٹ جاتے ہیں پس جو چیز قدیم نہیں اُس کا شروع بھی کسی وقت ہوا ہماری دوسری دلیل

یہ ہے کہ ہر شے سے جس میں ترکیب پائی جاتی ہے اُس کے اجزا کا جن سے اس چیز نے ترکیب پائی ہے وجود مقدم ہے دنیا اور اجسام انسانی ترکیب شدہ چیزیں ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسانی سے پہلے اور دنیا کی ترکیب موجودہ سے پہلے جسم اور دنیا کا مادہ مقدم ہے لہذا اجسام انسانی اور دنیا موجر ہوئی اور سلسلہ کا ہر جز اپنی ابتدا اور انتہا میں متناہی ہے تو وہ سلسلہ بھی غیر متناہی نہیں ہو سکتا پس جب خدا نے دنیا کو ابتدا میں پیدا کیا تو انسانوں کے کون سے اعمال تھے جن سے اُن کو جنم ملا **آریہ مسافر**۔ بیشک یہ دنیا لاکھوں دفعہ بنائی گئی۔ اور اسی طرح بگاڑی گئی اور یہی سبب ہے کہ اُس کا آغاز و انجام ہے اور اسی کا نام آریہ سمت یا سرشٹی سمت ہے اور اسی کو برہم دن کہتے ہیں مگر اُن کی تجلیوں کے پہلے آغاز اور انجام میں وہ پرکرتی یا مادہ موجود رہتا ہے جس سے وہ جلو ہوتے ہیں ورنہ اُن کا بننا ناممکن ہے وجود مادہ صرف مقدم ہی نہیں بلکہ انادی بھی ضرور ہے کیونکہ وہ پیدا شدہ چیز نہیں ہے اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ تمام دنیا کے علمائے سائنس دان ویدک دھرم کے اس علمی اصول کی تائید کرتے ہوئے اُس کی صداقت کے شاہد ہیں مگر ایسا ماننا عیسائی دین سے بہت بعید ہے کیونکہ علمی باتوں سے اُسے تعرب ہے دیکھو کا نفلکٹ بٹوین ریلیجن اینڈ سائنس) آپ نے باوجود ہندو اور محمدی مذہب کا تیچر ہونے سے آج تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مادہ کیا چیز ہے کیونکہ آپ اُسے آب د آتش و خاک سمجھ رہے ہیں جیسا کہ صفحہ ۲۱ سے ظاہر ہے مگر یہ بالکل غلط ہے آپ مادہ کی تعریف علم طبعی کی کتابوں میں مطالعہ فرمائیے یا ستیارتھ پرکاش کے حصہ سرشٹی اُتپتی پر دل لگائیے ورنہ سمجھنا دشوار ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ سوال کرنے وقت انادی کے معنے بھول گئے یا تجاہل عارفانہ کو کام میں لائے ورنہ ایشر جیو اور مادہ کو سروپ سے اور سرشٹی کو پرواہ سے انادی مانتے ہوئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا یہ اعتراض اس قبیل سے ہے جیسے کوئی متوازی کے معنے جانتے ہوئے بھی سوال کرے کہ دو خط متوازی کبھی ضرور ملنے چاہئیں ایسے اعتراض وہی کرتے ہیں جو ایک طرف خدا کو اجنما مانتے ہیں اور دوسری طرف قادر مطلق کے معنے نہ جانتے ہوئے اُسکا مریم کے حمل میں آ کر اوتار لینا مسلم جانتے۔ براہ مہربانی آپ لفظ انادی اور پرواہ روپ سے انادی کے معنے کوش میں مطالعہ فرمائیے اور پھر اعتراض کے لئے میدان میں آئیے انادی کی تعریف ایک فاضل نے اچھی کی ہے کہ اول او اول بے ابتدا است + آخر و آخر بے انتہا است * دوسری انسانی طاقت کو دیکھکر یہ نتیجہ نکالنا کہ خدا بھی بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتا غلط منطق و فلسفہ پر مبنی ہے **آریہ** ہم نے انسان کی طاقت نہیں بلکہ خدا کی طاقت سے نتیجہ کیا ہے کیونکہ پرماتما بھی تمام دنیا کو مادہ سے بنایا ہے اور اُس کا ازل سے ابد تک یہی قاعدہ ہے بغیر مادہ کے اُس نے نہ آج تک کچھ بنایا اور نہ آئندہ امید ہے اور صرف یہی نہیں کہ یہ آپکی نتیجہ ہے بلکہ عیسائی دین کے دوسرے ہمدا نے بھی بغیر مادہ کچھ بنا کر نہ بتلایا کہ اس طرح مسیر آسمانی باپ بغیر مادہ کے بنانا ہے بلکہ یوں سمجھے کہ اُس غریب میں یہ مادہ ہی نہیں تھا وہ ساری عمر تک گو کہ بہت تھوڑا جیا تو بھی مادہ کے مرکبات ہوا پانی اور روٹی اور شراب اور گوشت سے زندگی کے دن بسر کرتا رہا پھر ہم کسی اور کی شہادت پر کس طرح اعتبار کریں جب آپ کے خداصاحب بھی یوسف کے نطفہ سے اُس کی شادی شدہ بیوی مریم کے حمل میں ٹھہر کر غذا خون حیض نوش جان کرتے ہوئے پیدا ہوئے تو پھر ہم کس طرح تسلیم کریں کہ دنیا خدا نے بے مادہ پیدا کی اپنے خداوند کے واسطے کوئی ... بیش سمجھتے نہیں ... یہی ...

ہی سہی اور اگر بودا سہی ادھورا ہی سہی ہم ماننے کو تیار ہیں ؛

۲۸۔ پادری۔ از روئے علم جیالوجی خلقت حیوان، انسان سے قبل مخلوق ہوئی یا اگر قبل نہ مانو تو ساتھ ہی ساتھ مانو تو محال ہیں کہ از روئے انصاف خدا کسی کو جانور اور کسی کو ذی عقل انسان نہیں بنا سکتا کیونکہ جانور انسان کی بہ نسبت بہت دکھ و تکلیف کی حالت میں رہتے ہیں تو تاوقتیکہ سینکڑوں ہزاروں برس انسان گناہ کرتے کرتے نہ گذر گئے ہوں حیوانات کی خلقت وہ پیدا نہیں کر سکتا یا تو علم جیالوجی باطل ہے یا مسئلہ تناسخ۔ پھر عورتیں جو از روئے شاستر و وید وغیرہ کے بہ نسبت مرد کے کمتر درجہ کی ہیں تو اُن کی خلقت بھی مرد کے بعد ہونا ضروری ہے کیونکہ عورت پیدا ہونا بھی تو ایک طرح کی سزا ہے ؛

آریہ۔ یہ اعتراض بھی اگرچہ پرانا ہے اور اُس کا بھی کئی بار جواب دیا جا چکا ہے مگر آپ نے اُس کو نئے سرے سے بیان کیا ہے سو بریں ہم اس کا جواب عرض کرتے ہیں شکر ہے کہ آپ جیالوجی کی طرف متوجہ ہوئے شاید آپ کو معلوم نہیں کہ جیالوجی سے دین عیسوی کو کتنا صدمہ پہنچا اس علم نے بائیبل کی ساری تاریخ تاریکی میں ڈال دی۔ آدم کی ہستی سے انکار کر دیا اور اُس کے تمام نسب نامہ کی دھجیاں اڑا دیں اسی علم نے ثابت کیا ہے کہ ابھی آدم و نوح کتم عدم میں پنہاں تھے کہ اُن سے کروڑوں برس پہلے دنیا میں انسان زندہ موجود تھے (مفصل دیکھو برائس ہاروی فوچر مصنفہ ایس لینگ صاحب) جیالوجی سے سب سے بڑا خطرہ عیسائیت کو ہے ہمیں ذرا بھی نہیں بلکہ وہ تو ہمہ وجوہ ہماری ممد ہے سرشٹی کو پرواہ روپ سے انادی مانتی ہے نہ تمام عقدے حل ہو جاتے ہیں مگر بشرطیکہ کوئی انادی کے معنے جانتا ہو اور سائنس یہ بھی سمجھتا ہو کہ لاکھوں نظام شمسی ہیں صرف یہی ایک دنیا نہیں جس کے واسطے خدا کا اکلوتا بیٹا مصلوب ہو لبا بریں ساٹھ ہفت ہیں نہ وید میں بار بار ارشاد ہے اور سائنس پکار رہی ہے کہ سورجوں کی بے شمار تعداد ہے مگر بائیبل اس بات سے قطعی محروم ہے اور اس علم کا اس میں نشان تک بھی معدوم ہے اور سچ پوچھئے تو تین خداؤں میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں بھی ورنہ ضرور لکھ دیتے پس سرشٹیوں کے بیشمار اور سلسلہ پیدائش عالم کے بار بار ہونے سے وہی حیوانی اجسام کی روحیں نئے قالبوں میں آتی ہیں اور پچھلے بعد دیگرے ہر جسم کو براست ہو کر اعلٰے و ادنٰے مراتب کو حاصل کرتی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ بدستور غیر متناہی رہتا ہے کبھی متناہی نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے جیالوجی کے خلاف ہے۔ نوح کا عالمگیر طوفان اور آدم کا نسب نامہ۔ اور اُس کی اکیلی پیدائش اور میڈیکل سائنس کے خلاف ہے حوا کی آدم کی پسلی سے پیدائش اور مسیح کا بے باپ پیدا ہونا اور علم ہیئت کے خلاف ہے مسیح کے ستارہ کا نکلنا اور آگے آگے چلنا اور یسوع کے سورج و چاند کا دن بھر کھڑا رہنا اور پچھم کی طرف نہ ڈوبنا اور کشش ثقل کے خلاف ہے۔ حنوک اور مسیح کا معراج آسمانی اور خود آسمانوں کا وجود۔ پس اب بتلائیے کہ ہم ان علوم کو غلط سمجھیں یا اُس کتاب کو جس میں علوم کے خلاف ان واقعات کا ذکر ہے۔ ہم از روئے وید شاستر عورتوں کا درجہ کمتر نہیں سمجھتے بلکہ شاستر میں باپ سے زیادہ ماں کی تعظیم کرنے کا حکم ہے۔ ہاں بائیبل عورتوں کی بے عزتی کرتی ہے (دیکھو استثنا باب ۲۱ آیت ۱۰ سے ۱۴ تک) اور اسی طرح حوا کا آدم کو گنہگار بنانا وغیرہ ✦

باب نہم

شری سوامی دیانند جی کے مسئلہ تناسخ پر مباحثے

پیدائش ۱۸۸۱ بکرمی وفات ۱۹۴۰ بکرمی

مباحثہ اول۔ مولوی احمد حسن سے بمقام جالندھر

مولوی۔ وجود کا بغیر ملنے صورت حال کے ممکن نہیں۔ جب وجود صورت کا حادث ہے تو ضرور مادہ بھی حادث ہونا چاہئے کیونکہ مادہ کو وجود بذریعہ صورت ملا۔ ذریعہ سے کا مقدم ہوتا ہے۔ سے سے۔ تو اب قائل تناسخ پر لازم آتا ہے۔ کہ عالم حادث ہو حالانکہ اُنہوں نے مانا تھا کہ قدیم ہے۔

سوامی۔ صورت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک گیان سے گرہن ہوتی ہے لیک آنکھ آدی (وغیرہ) سے سو کارن میں صورت ہے۔ پرنتو وہ اندریوں سے یعنے حواس سے گرہن نہیں ہوتی۔ کیونکہ جو (سوکھشم) باریک چیز ہوتی ہے۔ وہ جو دہی نہیں دکھائی دیتی تو اس کی صورت کیا دکھائی دیگی۔ اور حواس کارن کی کسی طرح صورت نہ ہو تو کارج میں نہیں آسکی، کیونکہ جو کارن کے گن ہیں وہی کارج میں آتے ہیں جیسے ایک تل کے دانہ میں تیل ہوتا ہے۔ وہ کروڑ دانہ میں بھی برابر ہوتا ہے۔ لوہے کے ایک ذرہ میں تیل نہیں ہوتا۔ من بھر میں بھی نہیں ہوتا۔ جو چیز نت یعنے قدیم ہیں۔ اُس کے گن بھی نت ہیں۔ کارن کا ہونا نہ ہونا نہیں کہا جاتا ہے۔ وہ تو قدیم ہے۔ اور جو چیز قدیم ہے۔ جیسے صورت اُس کی کارن کی حالت میں قدیم ہے۔ صورت بغیر شئے کے الگ رہ نہیں سکتی۔ وہ صورت اُسی شئے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ کارن سامان بھی قدیم ہے ؛

مولوی۔ یہ نہیں جو چیز بدوں کسی چیز کے نہ پائی جاوے تو اُس کا عین یعنی وہی ہے۔ مثلاً حرکت ہاتھ اور چابی کی۔ حرکت چابی کی بغیر حرکت ہاتھ کے نہیں پائی جاتی۔ بلکہ جب حرکت چابی کی ہوگی۔ یعنی ان دونوں حرکتوں میں کوئی زمانہ کسی کے واسطے مقدم یا موخر نہیں نکلتا۔ اور بالیقین عقل سلیم جانتی ہے۔ کہ کنجی کی حرکت بغیر ہاتھ کے نہیں۔ یعنے حرکت کنجی (کلید) کی محتاج ہے۔ حرکت ہاتھ کی اگرچہ زمانہ موجودہ میں اکٹھی ہے۔ ایسی ہی مادہ عالم اور اُس کی صورت اگرچہ زمانہ میں اتحاد ہو۔ مگر عقل جانتی ہے اس بات کو مادہ مقدم ہے۔ اُس کی صورت سے کیونکہ موصوف اور قابل مقدم ہوتا ہے۔ وصف اور مقبول سے وجود مادہ کا تشخص اور تعین یعنے محسوس اور دکھائی دینا وہ کسی چیز کے لگنے سے ہوتا ہوگا یا تو شکل کے لگنے سے ہوتا ہوگا۔ یا کسی اور چیز کے لگنے سے۔ بہر صورت جبکہ وہ شئے جس کے لگنے سے وہ مادہ موجود عالم ہوا اس طرح کے ساتھ کہ

۱؎ مباحثہ مابین سوامی دیانند جی سرسوتی و مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی محمد تبادری کے ۲۴ ستمبر ۱۸۷۷ء بوقت ۷ بجے صبح کے سردار بکرمان سنگھ صاحب بہادر اہلووالیہ کی کوٹھی پر شہر جالندھر میں ہوا۔ اور اُسی وقت مولوی مرزا موحد جالندھری نے لکھکر حسب الارشاد سردار صاحب موصوف ماہ دسمبر ۱۸۷۷ء میں مطبع پنجابی اخبار میں طبع کرایا اُس رسالہ کے صفحہ ۹ سے ۱۵ تک یہ درج ہے ✦

محسوس اور دکھائی دے وہ کسی امر سے ہٹا جو بعد اُس مادہ کو عارضی ہوا۔ اور یہ جو جواب میں لکھا گیا کہ کارن کا ہونا نہیں کہا جاتا ہے عجب وہ شے ہے کہ جس کی علت مادے میں ہو یا نہ ہونا نہیں کہہ سکتے۔ وہ شئے کہ جس کی علت مادی ایسی ہو۔ اُس کو ہونا کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی شئے موجود معدوم سے نہیں بن سکتی۔ اور اگر اُس کے قدیم ہونے سے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ موجود ہی ہوگا تو یہ غلط ہے کس واسطے کہ عدم سے خاص کا مثلاً زید کا ہر مذہب کے موافق قدم ہے یعنی زید کے مادہ کو ایک شکل خاص اور وہ ہیئت خاص اسی ہیئت سے پہلے کبھی موجود نہ تھی۔ لہذا اُس کو یعنی اُس کے عدم کو قدیم کہا جاوے گا۔ صورت یعنی روپ کے جو دو قسم کئے۔ ایک وہ جس کو شکل کہتے ہیں۔ اور ایک ماسوائے اس کے معلوم ہوا کہ صورت غیر مادہ ہے۔

سوامی۔ سبھاوک (ذاتی) گن روپ یعنی شئے کے پیچھے کبھی نہیں ہونے اور جو پیچھے ہوا سے سبھاؤ نہیں کہتے۔ جیسے اگنی کے پرمانوں کا سبھاوک اتی اندری روپ یعنی آنکھ سے نامحسوس سبھاوک سب دن اُس کے ساتھ ہے۔ جب نمت کارن کے سنجوگ کرنے سے اسھول کارج (ربطا) ہونے سے اُس کا اندریہ گراہیہ یعنی محسوس بحواس ظاہر ہوا۔ جیسے جل کے پرمانوں آکاش میں اڑ کر ٹھہرتے ہیں اور جب تک بادل نہیں ہوتے تب تک نہیں دیکھ پڑتے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ وہ مادی نہیں ہے یا مادہ کے سبھاوک گن مثلاً جیسا لڑکے کا ہونا اور لڑکے کا نہیں ہونا۔ جیسا کارج میں یہ ہونا یا نہ ہونا گن ہے ایسا ہی کارن میں نہیں ہے۔ جو کارن اور کارن کے سبھاوک گن ہیں وہ انادی یعنی قدیم۔ کارج جو ہے اُس کا سیوگ سے ہونا اور وِیوگ سے پیچھے نہ رہنا وہ ایک شکل یعنی صورت [illegible] سنجوگ جن جو ہے وہ کارج کی صورت کہاتی ہے۔ اُس کا پرواہ یعنی دور تسلسل سے انادی ہی ہے۔ سروپ سے نہیں۔ اور اسور کے جو کہ سروگیہ ہے اور اُس کا نمت کارن (یعنی بنانے والا ہے) گیان میں سدا ہے اور رہیگی۔ (آخر کے فقرہ کا جواب اوپر آگیا)

مولوی۔ تقدم یعنی اول ہونا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ذاتی اور ایک زمانی مقدم ذاتی جیسا پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ جیسا کہ حرکت ہاتھ کی اور چابی کی۔ اور ایسا ہی تقدم ذات کا اپنی صفات اصلیہ پر مثلاً تقدم ذات پانی کا اپنی رطوبت پر عقل سلیم جانتی ہے کہ رطوبت کا قیام پانی کے ساتھ ہے اس تقدم کو تقدم ذاتی کہا جاوے گا۔ الغرض تقدم ذات کا اُن صفات پر جو اُس کے صفات ذاتی ہے۔ کیونکہ موصوف اپنے صفات پر بالضرور مقدم ہوتا ہے۔ اور شبہات تب وارد ہوں جب تقدم زمانی ہو اور دوسرا تقدم زمانی جیسا کہ باپ کا تقدم اپنے بیٹے پر اب ذات کا خالی ہونا اپنے صفات اصلیہ سے لازم آتا ہے اگر زمانی متقدم ہو۔ الغرض مادہ کا تقدم اپنی صورت پر وہ تقدم ذاتی ہے۔ کیونکہ قابل مقدم ہونا چاہیئے مقبول پر۔

سوامی۔ درب اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں گن۔ کریا۔ سنیوگ۔ ویوگ ہونے کا سبھاو ہے۔ پرنتو جو درب پر یکش یعنی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اُن کا یہ لکھشن ہے جو وبھو یا ویاپک دیپ ہیں وے سنیوگ ویوگ سبھاو سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور کسی ویاپک میں گن ہی رہتے ہیں کریا نہیں۔ جیسے کہ پرمیشور اُس میں سنیوگ ویوگ ہوتا نہیں۔ پرنتو کریا اور گن ہیں اور آکاش۔ دِشا کال۔ یہ ویاپک ہیں۔ پر ان میں کریا نہیں گن تو ہیں۔

مولوی الغرض یہ جواب پہلے سوال سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان جوابات کے درمیان ذاتی اور زمانی فرق نہیں کیا گیا صورت علمیہ کی نسبت مادہ خاص یہ یعنی اُس کے جسم معین پر جو ایک زمانہ تعین حادث ہوا تھا وہ اُس کے جسم سے وجود سے پہلے وہ عدم قدیم تھا۔ اور یہ جو خیال کیا گیا کہ وہ عدم تقدم اس جسم خاص کا نہیں ہے۔ اُس کی صورت علمیہ علم واجب میں موجود ہے۔ محض غلط ہے۔ کیونکہ خدا کے علم میں یہ جسم خاص موجود نہیں ہے جس کا طول تین ہاتھ کا ہے قدامت تو اس کے وجود سے کا نہیں لازم آتا۔ باقی رہا صورت علمیہ کا حال تو خدا کا علم صورت علمیہ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ صورت علمیہ وہ ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے عالم کو شئے خارج سے۔ جب کہ ہیئت خاص اور شکل خاص کو قدیم نہیں مانا جاتا۔ تو اب خدا کے درمیان صورت علمیہ کہاں سے حاصل ہوئی۔ اگر قدیم تھا تو موافق مذہب آپ کے مادہ قدیم تھا۔ اور جو چیز کہ ممکنات سے محسوس ہو۔ جیسے کہ آپ مادہ اور صورت کے قائل ہیں۔ کہ پہلے شکل عارض کے محسوس تھا۔ تو اُس کا علم کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ طریقہ علم سے کا یہی ہے کہ بذریعہ کسی حس کے حس مشترک اور حاسہ مدرکہ میں اس کی شکل حاصل ہو۔ اسی کو صورت علمیہ کہا جاتا ہے اور باقی رہا حال ذات باری کا تحلیل ہو کر نمایاں ہے۔ گو وہ اُس کو سمجھ نہیں ہے تو کسی کسی حس کے ساتھ وہ مدرک ہے بہر صورت وہ اور صورت جو اُس قسم کی مانی گئی کہ مدرک بحواس نہیں ہے تو اس کا وجود بھی نہیں ہے۔ جب قدامت باطل ہوئی۔ باقی تناسخ کی کیا صورت ہے اگر یوں کہا جاتا ہے کہ علت ایک بدن کو چھوڑ کر دوسرے بدن سے متعلق ہونے کی اُس کے افعال ہیں۔ جو بدن اول میں حاصل کئے تھے تو یہ ظاہر ہے کہ افعال حرکت سے صادر ہوتے ہیں اور حرکت منطبق زمانہ پر ہے۔ اور زمانہ کا اول و آخر اور اوسط جمع نہیں رہ سکتا۔ تو علیٰ ہذا القیاس افعال جو بذریعہ زمانہ کے صادر ہوتے ہیں۔ وہ بھی معدوم ہوتے۔ یا تعلق بدن ثانی سے کسی مرجح کی جانب سے نہ ہوگا۔ جب نسبت نفس اول کی نسبت اجسام سے مساوی ہے تو اب تعلق خاص سے ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی۔ نیز اس تعلق سے نقصان بہت پیدا ہوں گے۔ کیونکہ پہلے کمالات جو بدن میں حاصل کئے تھے سو وہ دور ہو گئے۔ اور دوسرا تعلق فرض کرو کہ اگر مثلاً گدھے سے یا کتے سے ہوا تو اُس بدن گدھے اور گدھے میں وہ کمال نہیں حاصل کر سکتا۔ جو بدن انسان میں حاصل کر سکتا تھا۔ اب آپ کو لازم ہے اول طریقہ حاصل کرنے علوم کا بیان کیجیئے۔ بعد اُس کے پھر علت تعلق کی قائم کی جائیے۔ تو اُس پر پھر اعتراض کیا جائے۔

سوامی۔ دس اندریاں یعنی دس حواس سے مولوی صاحب کا بیان درست نہیں چنانچہ جیو آتما یعنی روح کسی اندری سے نہیں دیکھا جاتا۔ مگر وجود اُس کا ہے جو مولوی صاحب نے کہا کہ انادی وستو باطل ہے۔ یہ کس نے کہا۔ کیا یہ بات آپ نے اپنے دل سے جوڑ لی ہے۔ کیونکہ جب میں لکھوا چکا کہ پرمیشور جگت کا کارن اور جو یہ تین سناتن ہیں۔ اس سے قدامت ثابت ہے اور ابھاو سے بھاؤ کبھی نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے اُس کا کہنا پرمان رہت ہے۔ جو گدھے کے بدن میں منش کا جیو جانے سے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کیونکہ سب کمائی کی ہوئی چلی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب ایسا کہتے تو مولوی صاحب کو سونا کبھی نہ چاہیئے۔ کیونکہ نیند میں جاگرت کی کمائی سب بھول جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کہیں کہ پھر جاگنے سے وہ علم آجاتا ہے تو سنئیے

گدھے کے سریر (جسم) ہیں پاپ کا پھل بھوگ کے جب پاپ بن برابر ہوگا۔ سب پھر بھی منش کے سریر میں آجاوے گا۔ اور پھر علم حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے کہ آدمی سو کے جاگ کر۔ اس سے میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب کی تقریر اور میری بدہی مان لوگ آپ ہی دیکھ لیں گے۔ پرنتو میری سمجھ میں ایک جسم ان مانوں سے سدھ نہیں ہوتا۔ کنتو پنرجنم (تناسخ دوبارہ جنم لینا) سدھ (ثابت) ہے۔

مباحثہ دوم۔ درمیان پادری جی ٹی اسکاٹ صاحب وسوامی دیانند جی کے بمقام کتب خانہ بریلی۔

واقعہ ۲۵ اگست ۱۸۷۹ء

ثبوت آواگون منجانب سوامی دیانند جی سرسوتی۔

جیو۔ جیو کے سبھاؤک گن کرم اور سبھاؤ انادی ہیں۔ اور پرمیشور کے بھی کرما آدی گن بھی انادی ہیں جو کوئی ایسا نہیں مانتا کہ جیو کے اور اس کے گن آدی کی ابتدا ہوئی ہے۔ اُس کو اس کا ناس ماننا بھی اوشیہ ہوگا اور بس کے کارن آدکا بھی نسچے کرنا ہوگا۔ کیونکہ کامل کے سا کاسج کی ایسی سرونشا سمبھو ہے جو جیو کے سب اور ین آدی کرم پرواہ سے انادی چلے آتے ہیں اُن کا ٹھیک ٹھیک پھل پہنچانا ایشور کا کام ہے۔ کیونکہ جیووں کا بہا سنہول سوکشم ادر کارن سریر کے سنجوگ کا بھوگنا سمبھو ہے جب یہ بات ہوئی سب بارم بار سریر کا دھارن کرنا بھی جیو کو اوشیہ ہے۔ کیونکہ کریہ مان کرم نئے نئے کرنا جاتا ہے ان کا سنچت اور پراربدھ بھی بنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب اس سرشٹی میں ودیا کی آنکھ سے سب دیکھو تو سرشٹی کرم (قانون قدرت) اور پرتیکش آدی پرمانوں سے ٹھیک ٹھیک سدھ ہوتا ہے کہ دیکھو جو آج سو ہوا ہے وہی پھر بھی آتا ہے۔ ہمیشہ رات دن آدی چھتہ پہر (سہر پہر) آتے ہیں۔ اور گیہوں کا بیج بونے سے پھر ہی گیہوں آتے ہیں

(دستخط دیانند سرسوتی)

اعتراض منجانب پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب - اس آواگون کے بارہ میں صرف حق کے واسطے جستجو کرنا چاہئے۔ ہار جیت کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تعلیم پرانی تو ہے لیکن دنیا میں سے مٹتی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیو آتما ہیں ہمیشہ جنم لیتی رہتی ہیں کبھی انسان کے بدن میں کبھی بیل کے بدن میں کبھی سور کے کبھی کیڑہ مکوڑہ کے تن میں پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ایسی تعلیم ہے کہ تعلیم یافتہ قومیں اس کو چھوڑتی جاتی ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اسی طرح یونانی اور رومیوں نے اور انگریزوں نے بھی چھوڑ دیا۔ ہمارے پرانے ڈروڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے۔ یہی سکھلاتے تھے۔ اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے۔ لیکن روشنی کے پھیلنے اور تعلیم حاصل کرنے سے اس پرانی اور بے بنیاد تعلیم کو چھوڑ دیا سو ہمارا سوال پنڈت جی سے یہ ہے کہ آیا اس مسئلہ کے لئے کونسی دلیلیں ہیں۔ جب کچھ خاص ثبوت دیا جاوے تو ہم اُن کے رد کے لئے اعتراض کریں گے۔ بالفعل میرے دوچار سوالات یہاں رہیں۔

۱۔ آیا علاوہ ایشور کی سعی کے اور ارواح اناد سے یعنی ازل سے ہیں یا نہیں۔

۲۔ اس جنم لینے سے کبھی فراغت ہوگی یا نہیں۔

۳۔ آپ کا یہ دعوے کہ کل تکلیف جو دنیا میں ہوتی ہیں سزا کے واسطے ہے پر جنم فقط سزا کے واسطے ہے یا اور کوئی سبب ہے۔

۴۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ آیا پرمیشور ہر وقت سگن ہے یا کبھی نرگن بھی ہوتا ہے۔

۵۔ جنم لینا اُسی کی خاص قدرت سے ہر دم ہوتا ہے یا کسی قدرتی قانون سے ہوتا ہے۔ جیسے بیج کا اُگنا۔ پھل کا پکنا۔ پانی کا برسنا وغیرہ۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ تین پدارتھ انادی ہیں۔ ایک ایشور ایک کارن اور سب جیو۔ جنم سے کبھی فراغت نہ ہوگی۔ پُنر جنم فقط سزا جزا دونوں کے لئے ہے۔ پرمیشور سگن اور نرگن ہمیشہ رہتا ہے۔ قدرتی قانون اُس کا یہ ہے کہ جو سادھن نے بتایا۔ اس کو ایسا ہی اپنے سنت بیانتے تھے جیسا ہے اب پادری صاحب نے جو کہا تھا کہ پرانی تعلیم بھی پنر جنم کی ہمارے بیچ میں تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب دیشوں میں پنر جنم مانا جاتا تھا اور یہ جو کہا کہ جو قوم مہذب ہوتی جاتی ہے وہ ہی پنر جنم کے مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہے اب اس پر ایک سوال ہے کہ پرانی باتیں بالکل جھوٹھ یا کچھ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور نئی تعلیم سب سچی یا اس میں کچھ جھوٹھ بھی ہے جو پادری صاحب کہیں کہ پرانی ماننے کے لائق نہیں تو بائیبل۔ زبور۔ اور انجیل کی تعلیم آپ ہی کی اپنے کہنے سے پرانی ہے یہ بھی نہ ماننی چاہئے۔ یہ کوئی بات ثبوت کی نہیں کہ پہلے مانتے تھے۔ اب نہیں مانتے۔ اس لئے سچی یا جھوٹھی ہے۔ یا پہلے نہیں مانتے تھے اور اب مانتے ہیں اس لئے جھوٹھی یا سچی ہے۔

اب پادری صاحب نے کہا کہ کچھ ثبوت ہو تو ہم اس پر کچھ اعتراض کریں اُس کے ثبوت کے لئے میں نے پرتھم لکھا تھا کہ جیو کے کرم آدی انادی اور ایشور کا سب آدی بھی انادی ہیں جو کرم کی بات نہ مانی جائے تو سرشٹی میں بدھ وان۔ نربدھی۔ دردر۔ اور راجہ اور کنگال کی اوستھا ایشور کس طرح سے کر سکے۔ کیونکہ اُس میں طرفداری آتی ہے۔ اور کس بات سے اُس کا سابھی نسٹ ہو جاتا ہے۔ جب کرم کے پھل ہیں تو پرمیشور برابر نیا کاری رہتا ہے۔ انیتا نہیں اور ایشور ایسا کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کے کہنے سے تمام جیو یعنی ارواح ازل سے ہیں تو اس حساب سے ہماری اور اُس کی ازلیت میں کچھ فرق نہیں۔ یعنے دونوں ازل سے ہیں۔ ایک طرح سے دو پرمیشور ہوئے۔ میرا اعتراض ہے کہ توریت اور زبور اور انجیل کے بالکل خلاف یہ ہے اور میں دریافت کرتا ہوں کہ کس تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ یعنے ہمارے روح ہمیشہ تک حیرانی میں پھرتے رہیں گے۔ کبھی بیل کے بدن میں۔ کبھی سور کے بدن میں۔ کبھی مکوڑا کیڑہ کے بدن میں اور کبھی کسی اچھی دیہہ میں۔ ایسے ازلی دور میں زیادہ تسلی ہے۔ یا توریت و زبور۔ انجیل کی تعلیم میں کہ آخر کار جو لوگ نیکی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور نیک بنتے ہیں ایک ایسی آرامگاہ میں پہنچیں گے کہ پھر جسم لینا نہ ہوگا۔ نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی۔ تو کہیئے کہ کس کتاب کی تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ علاوہ اس کے پرمیشور کس طرح نرگن اور سگن دونو ہو سکتا ہے کہ اُس میں صفت بھی ہے اور وہ بلاصفت بھی ہے وہ کیا شے ہے کہ جس میں کوئی صفت نہیں ہے۔ کہئے اُس میں پیار کی صفت نہیں تو دنیا کیونکر کرے اور پنر جنم کے راہ سے لوگوں کو سزا کیونکر دیوے۔ ایسے ایسے حالات کے سبب سے تعلیم یافتہ قومیں اس مسئلہ کو چھوڑتی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پنر جنم سزا کے واسطے ہے تو اس میں کیا سزا ہوئی۔ مثلاً جب بندر جانتا ہی

نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا یا کوئی پادری صاحب مانند صاحب مثلاً مکوڑا کیڑا کے بدن میں پیدا ہوتے تو اُن کو سزا کیسے ہوئی وہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا۔ آیا کبھی کسی کو یاد ہے کہ میں فلاں زمانہ میں بندر تھا یا میں کسی زمانہ میں گیدڑ تھا۔ اور جب کُل دنیا میں کسی کو یاد نہیں ہے تو ایسے ہر جنم میں کسی کو دنیا سزا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تکلیف کبھی کبھی سزا کے واسطے ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جیو۔ دونوں انادی ہونے سے برابر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اُن کے سب گن برابر نہیں۔ پرمیشور انت جو سانت پرمیشور سروگیہ جیو الپگیہ۔ پرمیشور سدا پوتر اور مکت۔ سہا جیو کبھی بدھ کبھی مکت اس لئے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

توریت۔ انجیل۔ ویدوں کے خلاف ہونے سے سچی بات جھوٹھ نہیں ہو سکتی کیونکہ توریت آدی میں بھی بھرم سے سچ کو جھوٹھ جھوٹھ کو سچ بہت جگہ لکھا ہے۔ سچی تو اُس سب کی بات ہو سکتی ہے کہ جس میں شروع سے اخیر تک ایک بھی جھوٹھ نہ ہو ایسی کتاب سوائے ویدوں کے بھوگول میں البتہ ورکرت کتاب کوئی بھی نہیں کیونکہ ایشور کے گن کرم سوبھاؤ کے انوکول ویدہی پستک ہے دوسری نہیں سوائے وید کے اور کسی کتاب میں ٹھیک ٹھیک سب باتوں کا لکھنا نہیں نظر آتا اس لئے سب سے اتم وید کی تعلیم ہے۔ دوسرے کی نہیں۔

پرمیشور اپنے گنوں سے سگن ہے یعنی سروگیہ آدی گنوں سے اور کاسل کے جڑتا آدی گن اور جیو کے اگیان۔ جنم۔ مرن۔ بھرم آدی گنوں سے رہت ہونے سے نرگن ہے اس لئے یہ نتیجہ جاننا چاہئے کہ کوئی پدارتھ اس ریت سے سگن اور نرگن ہونے سے رہت نہیں۔

جب جیو کا پاپ زیادہ اور پن کم ہوتا ہے۔ تب پشو وغیرہ کا شریر لینا پڑتا ہے اور جب پاپ پن برابر ہوتے ہیں تب آدمی اور پن ادھک اور پاپ کم ہوتا ہے تب دیوان وغیرہ کے شریر پاتا ہے۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ سب پورانی تعلیم جھوٹی نہیں اور نہ سب نئی تعلیم سچی ہے لیکن جب تعلیم یافتہ قومیں سوچتے سوچتے کسی رسم کو باطل ٹھہراویں۔ تو قوی دلیل ہے کہ وہ باطل تو ہے اور ایک ہی دفعہ جنم لینے کے بارہ میں سوچ لیجئے کہ یہ نئی نہیں ہے یہ بہت پرانی ہے توریت وید سے نئی نہیں ہے اُس میں پنر جنم مطلق نہیں۔ توریت اور انجیل کے جھوٹھے ہونے کے بارہ میں اب مقدمہ نہیں ہے نہیں تو اس فضول دعوے کو رد کرتے کہ یہ جھوٹھی ہیں وید کے بارہ میں کچھ نہیں کہا اُس کا بھی مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیجئے کہ تعلیم یافتہ قومیں توریت اور انجیل پر قائم رہتی ہیں۔ بلکہ ہندو لوگ خود جو تعلیم یافتہ ہیں اور جس قدر تعلیم یافتہ ہیں اور جس قدر تعلیم یافتہ ہوتے جاتے ہیں وید کو چھوڑتے جاتے ہیں ضرورت ہو تو سو دلیلیں دے سکتا ہوں۔ اور یہ کہنا کہ کرم ازل سے ہیں۔ اس لئے پنر جنم ہوتا ہے تو پرمیشور کو بھی پنر جنم لینا چاہئے اور اگر کوئی کہے کہ اُس کے کرم سب اچھے ہیں تو کیا مشکل ہے کہ اُس کے کرم و فضل سے ہم بھی ایسے پکے ہو جاویں کہ پھر سدا پاکیزہ بنانا پڑے جیسے ہماری کتاب مقدس میں لکھا ہے ایک دفعہ انسان کے لئے مرنا ہے بعد اُس کے نیاو۔

نرگن سگن کے بارہ میں سوامی جی کے ارتھ کو میں نہیں مانتا۔ نرگن کے معنے یہ نہیں ہیں کہ کچھ گن نہ ہو جب اُس میں گن نہیں ہے سگن تو اس وقت جنم لینے کا بندوبست کون کرتا ہے اب پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سزا کے واسطے جنم لینا ہے تو یہ بھی چاہئے۔ سزا یہ ہے کہ سزا اُٹھانے والا یاد کرے کہ مجھے سزا کیوں ملی ہے۔ نہیں تو سزا عبث ہے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کسی کو یاد کیوں نہیں رہا کہ ہم نے گناہ پچھلے جنم میں کئے۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ پہلے بدن کے وشئے میں اب جیو الپگیہ ہے اس لئے پورب جنم کی بات کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے۔ پادری صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی بات کیوں پوچھتے ہیں۔ کیونکہ اسی جنم میں جنم سے پانچ برس تک کی بات کیوں یاد نہیں۔ بہتی اور ست سوپتی اوستھا بہت نیند میں جب سو جاتا ہے۔ تب جاگرت کی بات ایک بھی یاد نہیں رہتی ہے اور کارج کارن کے انومان سے اوستھات کارج کو دیکھ کارن کا نشچے کر لینا سب ودوان لوگ مانتے ہیں۔ جب پاپ پن کا پھل سکھ دکھ نیچ اونچ جگت میں دیکھتا ہے تو کارن جو پورب جنم کا کرم ہے سو کیوں نہیں۔ پورا ان کی تعلیم درست ناٹ کے لئے کافی نہیں کیونکہ بالکل سچ نہیں۔ اور جن کو تعلیم یافتہ مانتے ہیں ان قوموں میں کوئی آدمی ارسطو فلاسفر سد سے انسان کو جنم ہر بار ماننا ہے۔ کیا یہ بالکل جھوٹھ ہے۔ یہ وید کی باتیں ہیں کہ سیدھی کا نشانہ کہ ابراہیم کو خدا نے کہا کہ اس سے میں موجود ہوتا ہوں۔ تم جگت کیا کرو۔ ایسا دی وید کی بات بائبل میں موجود ہے اور جیسے بھی شاکھشی دیتی ہے کہ اُس کا لفظ بھی جوں کا توں ہے اس لئے اور دوسری دلیل دیتا ہوں کہ آج کل میکس مولر آدمی بیکھر سی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رگ وید سے پہلے کی کتاب بھوگول میں کوئی نہیں اب میں سینکڑوں گواہی دے سکتا ہوں کہ بیبل ان اٹما کے بنانے والے وغیرہ اور آج کل کے فلاسفر سینکڑوں کی تعداد سے میں نے سنا ہے کہ ہم بیبل اور انجیل کو نہیں مانتے۔ اور کرنیل اسکاٹ وغیرہ نے بھی بیبل کی بہ اسلوب کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور ہمارے آریہ لوگ ایل۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی وغیرہ لاکھوں لوگ بیبل کو نہیں مانتے اور تعلیم یافتہ ہیں۔ سو یہ نظیر پادری صاحب کی کافی نہیں ہے۔ پرم ایشور کا پنر جنم نہیں ہوتا کیونکہ انت اور سرب بیاپک ہے شریر میں نہیں آنے کا اور سب نکلتا ہے بدھن کا کام کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کا دعوے کہ بچہ کی مثال سے کہ وہ کسی بات کو یاد نہیں کرتا۔ جو لڑکپن میں ہوئی سو یہاں باطل ٹھہرتی ہے۔ کس واسطے کہ بچے کچھ تو یاد بھی کرتے ہیں اور یہ سوال لازم آتا ہے کہ جب ہماری ارواح ازل سے ہیں تو اب تک بچہ نہیں جانیئے کہ کچھ بڑھ گئے ہوں تو اس جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی۔ اس دلیل پر غور فرمائیے۔ ممکن معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم ازل سے چلے آتے ہیں اور جسم میں آ کر سب بات بھول گئی۔ اور پھر جنم لینے کی سزا کا کچھ مطلب بھی نہ نکلا اور نیند کا جو ذکر ہوا سو جواب یہ ہے ہوتا ہے کہ نیند کی بات بھی یاد رہتی ہے۔ بعض آدمی نیند کے وقت بڑے خیالات نکالتے ہیں۔ یہاں پر ایک بیجا اعتراض کا ذکر کیا چاہتا ہوں اس تعلیم سے دنیا میں گناہ کا بہت سہارا ہوتا ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ جو پاپ

سو کریں کھو گئیں گے پھر کسی وقت میں اچھا جنم بھی ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دور ہمیشہ رہے گا۔ کیا کریں ہم مانتے ہیں کہ جو تکلیف وغیرہ دنیا میں ہیں ان کا کوئی سبب ضرور ہوگا۔ کبھی سزا کے واسطے کبھی نیکوں کو کہ ان کو تعلیم طرح طرح کی ملی ہے۔

کہانی ہے کہ بادشاہ کا لڑکا تھا۔ پنڈت کے ہاں تعلیم کے لئے رکھا۔ پنڈت نے اس کو سب طرح ہوشیار کیا پھر بادشاہ کے پاس لایا اور اس سے کہا کہ فقط ایک ہی کام باقی ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس نے کچھ قصور کیا۔ کہا کہ نہیں۔ کہا کہ مجھے چابک دینا اور خود سوار ہو کر لڑکے سے کہا کہ دوڑو اور اس کو خوب مارتا گیا پھر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیوں کیا۔ پنڈت نے کہا کہ اوروں کی ہمدردی کو سیکھے رحم دل ہو جائے۔ سو ممکن ہے کہ نیکوں کو بھی تکلیف ملے کسی اچھے مطلب کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کہ برائے جنم کے سبب سے۔ ڈارون صاحب آواگون نہیں مانتے صرف یہی کہتے ہیں کہ دو ایک نسل نسل سے جانور اور پنچ نسل میں ہو گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی جانور اب اور پیشتر بھی تھا۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ذکر ہوا۔ سو اس کا دعوے سن لیجئے تو معلوم ہوگا کہ کیسے آدمی ہیں۔

(دستخط دیانند سرستی)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ لڑکے کی نظیر سے میرا یہ مطلب کہ وہ جو جو دکھ سہتا ہے اس کی یادگیری اس کو پیچھے سے نہیں ہوتی۔ کہیں کسی کے پیچھے سے ہوتی ہے اور جیسا کہ ماں کے پیٹ میں ایک ساز بنتا ہے لیکن سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ اس لئے جیسا ایک سا ہے۔ لیکن اس کے گیان کی سامگری پیچھے نتیجہ میں کم بڑھتی جاتی ہے۔ جب پادری صاحب اس کو کوئی پوچھے کہ دس برس پہلے کسی سے ایک دن پھر بات چیت کی برابر ہوا کسی روز سے یاد ہے تو یہی کہا کہ ٹھیک ٹھیک نہیں سب سدا ہے جو نہیں آتے تو کہاں سے ہوئے۔ کیا ... کے قبول کئے گناہوں کو سب لوگ ٹھیک ٹھیک گن کے نہیں جانتے۔ ... کرتے ہیں کہ کسی گناہ کے کرنے سے جیل خانہ میں پڑا ہے اس سے ہیں بھیجی گئی ... ایسا ہی سال ہوگا پادری صاحب میرے مطلب کو نہیں سمجھے۔ ... کی بات نہیں ... سرسوتی کی ... بید میں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اس نسبت ایک ہی حال کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ جو پنر جنم نہیں مانتے ان کی تعلیم سے ... بڑھتے ہیں کیونکہ آگے جنم لیا ہی نہیں ہے۔ جو عمل میں آوے ... ہوا اور بے فائدہ دوزہ سپرد ہوا یعنی آپ مرا اور قیامت تک ویسا ہی حالات میں پڑا رہا اور کچہری کا دروازہ ... اور سدا اسی کا ... ہے۔ اور جو گیا دوزخ میں وہ وہاں کا ہی ہوا ... وہاں ہی کا ہوا۔ کرم تو حد والے کئے جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ بے حد ملتا ہے ... میں یہ بہت ایسا آتا ہے اور امیدواری کی خوشی کے بغیر آدمی ... نہیں ہو سکتے کیوں رنج سے تکلیف کا کونسا سبب ہے اور جو نصیحت کے واسطے نکالا جاتا ہے وہ سب ... کے لئے ہے لیکن اس کا پھل دو یا دین۔ اور پادری صاحب نے کہا تھا کہ ایک مکان میں ہمیشہ شکھ ... سو گئیں سے دوزستان تو بساتے اور کہاں۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ایک ... موجود ہے کہ جس میں عیسائیوں اور پادریوں کی اور دین عیسوی کے بارہ میں ایسی فضول اور سخت کلامی ہے کہ میں کسی بازاری بدمعاش کے حق میں نہ کہتا۔ کہتے ہیں کہ یہ سخت دل بے رحم ہیں۔ دنیا میں یہ ساری خرابی کا بانی اور دین عیسوی کی لڑائی کی جڑ ہے۔ علاوہ اس کے اور طرح کی بھی سخت کلامی ہے غور کیجئے کہ اس شخص کا دل اور عمل کیسی ہوگی۔ خود غور کیجئے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وید توریت سے پرانا ہے اس واسطے کہ توریت میں قربانی کا ذکر ہے ہم دعوے کر سکتے ہیں کہ اول اس میں ہوا۔ وید والوں نے توریت سے لے لیا۔ دونوں بات کا دونوں میں ذکر ہے۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس میں اول ہوا۔

اور یہ کہنا کہ بعض صفتیں دائم ہیں اور بعض نہیں ہیں اسلئے جنم کی نہیں یاد نہیں رہتی بعض صفت تو قائم رہتی ہے اور چاہئے یہ بھی کہ کوئی بات یاد ہو پرانے جنم کی اگر ہماری اوستھا تین کی گفتگو دس برس ہوئے کہیں ہوئی ہو بعض بات تو ضرور یاد رہتی ہیں۔ بچہ کی مثال تو درست نہیں۔ کیونکہ اگر کبھی نیند میں بات یاد نہیں رہتی ہے تب بھی اکثر بات یاد رہتی ہے۔ سو پرانے جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی ہے۔ جیل خانہ کی مثال ہے سو وہ بھی پوری نہیں۔ کیونکہ سزا کا فقط ایک مطلب اس میں ظاہر ہوا۔ سزا میں دو مطلب ہیں ایک تو سزا یافتہ کے سدھارنے کے واسطے دوسرا مطلب دیکھنے والوں کو نصیحت لیکن پنر جنم میں صرف دیکھنے والوں کو نصیحت ہے۔ یہ نہیں کہ اس شخص کو سزا کا حال معلوم ہو کہ سزا مجھے کیوں ملی۔ رہا یہ سوال کہ روحیں کہاں سے آتی ہیں تعلیم یافتہ قوموں میں آج کل یہ دعوے ہے کہ جیسا بیج سے بیج درخت سے درخت پیدا ہوتا ہے اور کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ درخت میسر ہوا اس طرح روح سے روح۔ بدن سے بدن پیدا ہوتا ہے تاہم یہ بات عقل سے بعید ہے کہ خاص کر بدن کس طرح پیدا ہوتا ہے اور روح کس طرح پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہ یہ روح جواب موجود ہے سو پیشتر کسی بدن میں تھی ابھی پیدا ہوئی اور جب یہاں سے جاتی ہے اس کا ساتھ ٹھیک ٹھیک کرم اوپر ہوا تو پرمیشور ایسا نہیں اس سے بھی ... ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ہمیشہ روح کہاں رہتی ہے ہم ... نہیں کرتے ہیں کہ ہم عالم الغیب میں سکونت کی جگہ بتلا دیں کہ وہ کہاں ہے ... روح کو جگہ سکونت کی دے سکتا ہے۔ ہمارا جاننا نہ جاننا کیا ہوا۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی۔ جو کرنیل الکاٹ صاحب کے بارہ میں پادری صاحب نے کہا کہ وہ اچھا پرش نہیں سو میں نشست گاہ کے نہیں مان سکتا کیونکہ جن سے بڑا دکھ ہوا ہے وہ دونوں پر ... میں الٹا ... کہے ہیں۔ وید توریت سے بہت پرانا ہے۔ کیونکہ جس کی بات توریت سے ... لکھی ہو وہ اس سے پہلے ہوتا ہے۔ لڑکپن میں ... گیان کم ہوتا ہے ... برابر سب وقت رہتا ہے اس بات کو پادری ... ٹھیک ٹھیک ... جو کہ آگ کے ... گرمی آتی ہے ... آگ میں ... ہے ... ہے جو جیسے ... نہیں ... ہوتے ... ہوتے ہیں ... جو پادری صاحب نے کہا کہ ... خوف ہوتا ہے کہ میں ... کا برج ... کو ... نہ ... ہے اس کو یاد ہی نہیں ... کا برج ... کا ران کرتے ہیں ... جانیگا ایک جنم کو ... ایک جاہل کو ... علم ... نہیں ... کی ... گر لگنا ... یہ ... کہ کسی ... مجھ کو سجا ... اسلئے ہم کو سزا ... جو میں برا کام کرونگا تو ... جیسا

کہ اُس کو ہے وہ مجھ کو ملیگا۔ جب جیو سے جیو اور شریر سے شریر پیدا ہوتے ہیں تو آپ کا بنانے والا پرمیشور نہیں۔ اس لئے آپکا قول ٹھیک نہیں رہا اور پرتھم پرتھم آپ کے قول کے مواف جو جو جیو ہوئے وے کن کن جیوؤں اور شریروں سے ہوئے۔ جو کہیں کہ پرمیشور سے تو پرمیشور بھی آدمی گھوڑے اور درخت اور پتھر کے سوا ہی ہوا۔ کیونکہ جس کا کارج جیسا ہوتا ہے اُس کا کارن ویسا ہی ہوتا ہے اور درمیان میں دورہ پسر کرنا بہت دن تک کہ جو سزا سے بھی بھاری ہے پھر اس کو سرگ یا نرگ کن کرموں سے مل سکتا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ جب آپ سروگیہ نہیں تو کیوں دعوے کرتے ہیں کہ پنر جنم نہیں اس سے آپ کا ایک جنم سدھ نہیں ہوتا۔ اور پنر جنم سدھ ہو گیا۔

(دستخط دیانند سرسوتی جی)

تیسرا مباحثہ۔ بمقام چاندا پور ضلع شاہجہانپور

بتاریخ ۲ مارچ سنہ ۱۸۷۷ء

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب معہ دو پادری صاحبوں کے ۲۰ مارچ ۱۸۷۷ء کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ سوامی صاحب نے سائباں کے نیچے کرسئیں بچھوا کر بڑی خاطرداری سے پادری صاحبوں کو بٹھلایا اور آپ بھی بیٹھ گئے پھر آپس میں بات چیت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ مسئلہ تناسخ یعنے آواگون کی نسبت پادری صاحبان نے پوچھا کہ آواگون سچا ہے یا جھوٹھا۔ اور اِس کا کیا ثبوت ہے۔

سوامی جی نے فرمایا آواگون سچا ہے اور جو جیسے کرم کرتا ہے ویسا ہی شریر پاتا ہے اگر عمدہ کرم کرتا ہے تو آدمی کا جسم پاتا ہے اور خراب کرم کرنے سے جانور وغیرہ کا جسم ہوتا ہے اور جو سب اچھے کرم کرتا ہے تو وہ دیوتا یعنی ودوان وید وان ہوتا ہے دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ ہے کہ اس کو پہلے جنم کا ابھیاس بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت تناسخ کا ہے۔ نیک بخت اور بدبخت اور قسم قسم کے درجہ و مرتبہ اور سکھ دکھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جیو انادی ہے کہ جس کا آدا اور انت نہیں اور جس جون سے جیو جنم لیتا ہے اُس جون کا کسی قدر سبھاؤ یعنی عادت وغیرہ بھی بنی رہتی ہے۔ اسی سبب سے انسان وغیرہ مختلف طبیعتوں اور عادتوں وغیرہ کے ہوتے ہیں یہ بھی ایک ثبوت آواگون کا ہے اور بہت سے ثبوت آواگون کے ہیں۔ لیکن ایک بار ہی روح کا پیدا ہونا اور پھر کبھی نہ پیدا ہونا اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ جو میں نے بیان کیا اُس کے برخلاف ہونا پایا جائے سو ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ اور پھر یہ بات کہ مرا اور حوالات ہو گئے یعنے جب قیامت ہوگی تب اُس کا حساب کتاب ہوگا۔ جب تک بیچارہ حوالات میں رہا ایسی بیوستھا ماننا اچھا نہیں۔ بعد ازاں پادری صاحب تشریف لے گئے۔ (دیکھو صفحہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ مباحثہ مذکور اردو مطبوعہ لاہور)۔

منقول از ستیارتھ پرکاش

پرشن۔ جنم ایک ہے وا انیک۔

اتر۔ انیک۔

پرشن۔ جو انیک ہوں تو پہلے جنم اور موت کی باتوں کا "سمرن" یاد کیوں نہیں؟

اتر۔ جیو الپگیہ ہے ترکال درشی نہیں اسلئے سمرن نہیں رہتا۔ اور جس من سے گیان کرتا ہے وہ بھی ایک سمے میں دو گیان نہیں کر سکتا۔ بھلا پورب جنم کی بات تو دور رہنے دیجئے اسی دیہہ میں جب گربھ میں جیو تھا شریر بنا پشچات جنما۔ پانچویں برس سے پہلے تک جو جو باتیں ہوئی ہیں اُن کا سمرن کیوں نہیں کر سکتا؟ اور جاگرت یا سپن میں بہت سا بیوہار پرتیکش میں کر کے جب سُشپت ارتھات گاڑھ نِدرا ہوتی ہے تب جاگرت آدمی بیوہار کا سمرن کیوں نہیں کر سکتا؟ اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس کے بعد تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ پر تم نے کیا کیا تھا تمہارا مکھ ہاتھ کان نیتر شریر کس کس پرکار کا تھا؟ اور من میں کیا وچار تھا؟ جب اسی شریر میں ایسا ہے تو پورب جنم کی باتوں کے سمرن میں اعتراض کرنا مکمل لڑکپن کی بات ہے اور جو سمرن نہیں ہوتا ہے اسی سے جیو سکھی ہے نہیں تو سب جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ دکھ ہو کر مر جاتا۔ جو کوئی پورب اور پچھلے جنم کے ورتمان کو جاننا چاہے تو بھی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ جیو کا گیان اور سروپ الپ ہے یہ بات الیشور کے جاننے یوگیہ ہے جیو کے نہیں۔

پرشن۔ جب جیو کو پورب جنم کا گیان نہیں اور ایشور اس کو ڈنڈ (سزا) دیتا ہے تو جیو کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب اُس کا گیان ہو کہ ہم نے فلاں کام کیا تھا اُسی کا یہ پھل ہے۔ تبھی وے پاپ کرموں سے بچ سکیں؟

اتر۔ تم گیان کتنے پرکار کا مانتے ہو؟

پرشن۔ پرتیکش آدمی پرمانوں سے آٹھ پرکار کا۔

اتر۔ تو جب تم جنم سے لیکر سمے سمے میں راج۔ دھن۔ بدھ۔ ودیا۔ دلدر۔ نردھن (?)۔ مورکھتا آدمی سکھ دکھ سنسار میں دیکھکر پورب جنم کا گیان کیوں نہیں کرتے۔ جیسے ایک حکیم اور ایک مورکھ کو کوئی روگ ہو اس کا ندان (علت) یا سبب یعنی کارن حکیم جان لیتا ہے اور مورکھ نہیں جان سکتا۔ اُس نے علم حکمت کو پڑھا ہے۔ اور دوسرے نے نہیں۔ لیکن بخار وغیرہ مرض کے ہونے سے مورکھ بھی اتنا جان سکتا ہے کہ مجھ سے کچھ بدپرہیزی ہو گئی (کو پتھ ہو گیا) جس سے مجھے یہ روگ ہوا ویسے ہی جگت میں وچتر (عجیب) سکھ دکھ آدمی کی گھٹتی بڑھتی دیکھکے پورب جنم کا انومان کیوں نہیں جان لیتے؟ اور جو پورب جنم کو نہ مانوگے تو پرمیشور پکشپاتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنا پاپ کے دلدر آدمی دکھ اور بنا پورب سنچت (اکٹھے کئے) پن نیکیوں کے راج دھنادیہ اور نربدھتا اُس کو کیوں دی؟ اور پورب جنم کے پاپ پن کے انوسار دکھ سکھ کے دینے سے پرمیشور نیاکاری یتھاوت رہتا ہے۔

پرشن۔ ایک جنم ہونے سے بھی پرمیشور نیاکاری ہو سکتا ہے جیسے سرو وپری راجا (شہنشاہ) جو کرے سو عدل۔ جیسے مالی اُپ بن (باغیچہ) میں چھوٹے اور بڑے برکھش لگاتا کسی کو کاٹتا۔ کسی کو لگاتا اور کسی کو رکھیا کرتا بڑھاتا ہے جس کی جو وستو ہے اُس کو وہ چاہے جیسے رکھے اُس کے اوپر کوئی بھی دوسرا نیاؤ کرنے والا نہیں جو اُس کو ڈنڈ دے سکے یا الیشور کسی سے ڈرے۔

اتر۔ پرماتما چونکہ نیا (عدل) چاہتا۔ کرتا۔ انیائے ظلم کبھی نہیں کرتا اس لئے وہ پوجنے یوگیہ اور بڑا ہے جو نیائے یعنی انصاف کے برخلاف کرے وہ الیشور ہی نہیں جیسے مالی بکسی کے بنا مارگ (راستہ) وستھان میں برکھش لگانے سے کٹنے یوگ کو کاٹنے ایوگ کو بڑھانے۔ یوگ کو نہ بڑھانے سے دوشت ہوتا ہے اسی پرکار بنا کارن کے کرنے سے الیشور کو دوش لگے پرمیشور کو اوپر نیائے یکت کام کرنا اوشیہ ہے۔ کیونکہ وہ سوبھاؤ سے پوتر اور نیاکاری (عادل) ہے۔ جو امت (دیوانہ) کی طرح کام کرے تو جگت کے سریشٹ نیاؤ آدیس سے بھی کم اور بے عزت ہوئے کیا اس جگت میں بنا یوگیتا کے اونچ کام کئے پرتشٹھا اور دشٹ کام کئے بنا ڈنڈ (سزا) دینے والا نندنیہ (مطعون) اور بے عزت نہیں ہوتا اس لئے الیشور ظلم نہیں کرتا۔ اسی لئے کسی سے نہیں ڈرتا۔ **پرشن۔** پرماتمانے پرتھم ہی سے جس کے لئے جتنا دینا

دیتا ہے اتنا دیتا۔ اور جتنا کام کرنا ہے اتنا کرنا ہے۔ **اُتر** سب کا ودچار جیووں کے کرم انوسار ہوتا ہے۔ برخلاف نہیں۔ جو الٹا ہو تو وہی اپرادھی انیا کاری ہووے۔

پرشن۔ بڑے چھوٹوں کو ایک سا ہی دُکھ سُکھ ہے بڑوں کو بڑی چنتا اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ جیسے کسی ساہوکار کا مقدمہ راج گھر میں لاکھ روپیہ کا ہو وہ اپنے گھر سے پالکی میں بیٹھ کر کچہری میں گرمی کے موسم میں جاتا ہو۔ بازار میں ہو کر اُسے جاتا دیکھ کر انجانی لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو پن پاپ کا پھل ایک پالکی میں آنند پوروک بیٹھا ہے اور دوسرے بنا جوتی پہنے اوپر نیچے سے جلتے ہوئے پالکی کو اُٹھا کر لیجاتے ہیں۔ پرنتو بدھی مان لوگ اس میں یہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے کچہری نزدیک آتی جاتی ہے ویسے ویسے ساہوکار کو بڑا شوک اور سندیہ بڑھتا جاتا ہے اور کہاروں کو آنند ہوتا جاتا ہے جب کچہری میں پہنچتے ہیں۔ تب سیٹھ جی ادھر ادھر جانے کا وچار کرتے ہیں کہ وکیل کے پاس جاؤں و سرشتہ دار کے پاس۔ آج ہار ہوگا یا جیت نگا نہ جانے کیا ہوگا اور کہار لوگ پیپل کے نیچے پرسپر باتیں کرتے ہوئے پرسن ہو کر آنند میں سو جاتے ہیں۔ جو وہ جیت جائے تو کچھ سکھ اور ہار جائے تو سیٹھ جی دُکھ ساگر میں ڈوب جائیں اور وے کہار جیسے کے ویسے ہی ہیں۔ اسی پرکار جب راجا سندر کومل بچھونے میں سوتا ہے تو بھی جلدی نیند نہیں آتی اور مزدور کنکر پتھر اور مٹی اونچے نیچے پر سوتا ہے اُس کو جھٹ ہی نیند آتی ہے ایسے سرتر سمجھو۔

اُتر۔ یہ سمجھ اگیانیوں کی ہے کیا کسی ساہوکار سے کہیں کہ تو کہار بن جا اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کبھی کہار بنتا نہیں اور کہار ساہوکار بننا چاہتا ہے۔ جو سُکھ دُکھ برابر ہوتا تو اپنی اپنی اوستھا چھوڑ کر نیچ سے اونچ بننا نہ چاہتے دیکھو ایک جیو ودوان رعالم، پن آتما دھرم النفس اشریان راجا کی رانی کے گربھ میں آتا۔ اور دوسرا مہا دلدر گھسیاری کے گربھ میں آتا ہے ایک کو گربھ سے لیکر سرب تھا (ہر طرح) سکھ اور دوسرے کو سرب پرکار دکھ ملتا ہے۔

ایک جب جنمتا ہے تب سندر سوگندھ یکت جل آدی سے سنان یکتی سے ناڑے چھیدن گلے پان آدی یتھا یوگیہ پراپت ہوتے ہیں جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے تو اُس کے ساتھ مصری آدی ملا کر مرضی کے مطابق ملتا ہے اُس کو پرسن رکھنے کے لئے نوکر چاکر کھلونا سواری اوتم سنہانوں میں لاڈ سے آنند ہوتا ہے دوسرے کا جنم جنگل میں ہوتا ہے۔ سنان کے لئے جل بھی نہیں ملتا۔ جب دودھ پینا چاہتا تب دودھ کے بدلے میں گھونسا۔ تھپیڑ آدی سے پیٹا جاتا ہے۔ نہایت عاجزانہ و بیکسانہ آواز سے روتا ہے۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا۔ ایسے ہی جیووں کو ساپن پاپ کے سکھ دکھ ہونے سے پرمیشور پر دوش آتا ہے۔

دوسرا۔ اگر بنا کئے کرموں کے سُکھ دُکھ ملتے ہیں تو آگے نرک سورگ بھی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور نے اس جگہ بنا کرموں کے سکھ دکھ دیا ہے۔ ویسے ہی مرے پیچھے بھی جس کو چاہے گا اُس کو سورگ میں اور جس کو چاہے گا نرک میں بھیج دیگا۔ پھر جب جیو ادھرم یکت ہو جاویں گے دھرم کیوں کریں۔

کیونکہ دھرم کا پھل ملنے میں سندیہ ہے پرمیشور کے ہاتھ ہے جیسی اُس کی مرضی ہوگی ویسا کریگا تو پاپ کرموں میں بھی (خوف) نہ ہو کر سنسار میں پاپ کی ترقی دھرم کی کمی یا معدوم ہو جاوے گی اس لئے پہلے جنم کے کئے ہوئے پن پاپ کے انوسار موجودہ جنم اور موجودہ اور پہلے کرموں انوسار آئندہ جنم ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش (آدمی) اور دیگر پشو آدی (حیوانوں وغیرہ) کے جسم میں جیو ایک سا ہے یا جدا جدا قسم کے؟

اُتر۔ جیو ایک ہی طرح کے ہیں۔ الا پاپ پن کے یوگیہ سے ملین اور پوتر ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش کا جیو پشو آدی (حیوان۔ چرند۔ پرند۔ حشرات الارض۔ مچھلی) میں اور پشو آدی کا منش کے شریر میں اور استری کا پرش کے اور پرش کا استری کے شریر میں آتا جاتا ہے یا نہیں۔

اُتر۔ ہاں جاتا آتا ہے کیونکہ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم ہو جاتا ہے تب منش کا جیو پشو آدی نیچ شریر میں اور جب دھرم ادھک تھا ادھرم نیون ہوتا ہے تب دیو یعنی ودوانوں کا شریر ملتا ہے اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے۔ تب سادھارن (معمولی) انسانی جنم ملتا ہے اس میں بھی پن پاپ کے اعلیٰ۔ اوسط۔ ادنیٰ ہونے سے انسانوں وغیرہ میں اعلیٰ۔ درمیانہ ادنیٰ شریر وغیرہ سامگری والے ہوتے ہیں اور جب زیادہ پاپ کا پھل پشو آدی کے شریر میں بھوگ لیا تب پھر پاپ پن کے برابر رہنے سے منش کے شریر میں آتا ہے جب شریر سے نکلتا ہے اُس کا نام موت اور شریر کے ساتھ ملاپ ہونیکا نام جنم ہے۔ جب شریر چھوڑتا ہے تب یم آلہ یعنی آکاس استھ وایو میں رہتا ہے کیونکہ یمین وایو نہ وید میں لکھا ہے کہ یم نام وایو کا ہے۔ گرڑ پران کا فرضی یم نہیں پھر دھرم راج یعنی پرمیشور اُس جیو کے پاپ پن انوسار جنم دیتا ہے وہ وایو۔ ان۔ جل یا شریر کے چھدر کے دوسرے کے شریر میں ایشور کے حکم (پریرنا) سے داخل ہوتا ہے اور داخل کر باقاعدہ ویریہ حمل میں استھت ہو کر شریر دھارن کر باہر آتا ہے جو استری کے شریر دھارن کرنے لوگ کرم ہوں تو استری اور پرش کے شریر دھارن کرنے یوگ کرم ہوں تو منش کے شریر میں پرویش کرتا ہے اور پیسک گربھ کی سمتی سمے استری پرش کے شریر میں سمبندھ کرکے رج ویریہ کے برابر ہونے سے ہوتا ہے۔ اسی پرکار نانا پرکار کے جنم مرن میں تب تک جیو پڑا رہتا ہے کہ جب تک اوتم کرم اوپاسنا۔ گیان کر کے مکتی کو نہیں پاتا کیونکہ اوتم کرم آدی کرنے سے منشوں میں اُتم جنم اور مکتی میں مہا کلپ پریتنت جنم مرن دکھوں سے رہت ہو کر آنند میں رہتا ہے۔

پرشن۔ مکتی ایک جنم میں ہوتی ہے۔ یا ایک جنموں میں۔

اُتر۔ ایک جنموں میں کیونکہ منڈک اُپنشد میں لکھا ہے۔

(منڈک ۲ کھنڈ ۲ منتر ۸)

بھدیتے ہردے گرنتھی چھدینتے سروسنشیا
کشی ینتے چاسیہ کرمانی تسمن درشٹے پراورے

ترجمہ۔ جب اس جیو کے ہردے کی اودیا اگیان کی عدم گیانتا کٹ جاتی سب سنشے (بھرم) چھن بھن یعنی قطعی دور ہوتے اور برے کرم کشئے (زوال) کو پراپت ہوتے ہیں تب اس پرماتما میں (جو اس روح کو ہمیشہ اندر اور باہر محیط ہو رہا ہے یعنی ویاپت ہو رہا ہے) نواس کرتا ہے۔

پرشن۔ مکتی میں جیو پرمیشور میں مل جاتا ہے یا جدا رہتا ہے۔

اُتر۔ جدا رہتا ہے کیونکہ اگر مل جائے تو مکتی کا سکھ کون بھوگے اور مکتی کے جتنے سادھن ہیں وے سب نشپھل ہو جائیں وہ مکت تو نہیں کنتو جیو کا پرلے جاننی چاہئے جو جیو پرمیشور کی آگیا پالن اتم کرم ست سنگ یوگ ابھیاس وغیرہ سب سادھن کرتا ہے وہی مکتی کو پاتا ہے۔

ستیم گیانم اننتم برہم یو وید نہتم گوہا پرمے ویومن
سو اشنتے سروان کامان سہہ برہمنا وپشچتا

(تیتریہ آنند ولی۔ انوواک ۱-۱)

ترجمہ۔ جو جیو آتما اپنی بدھی اور آتما میں استھت ست گیان اور انت آنند سروپ پرماتما کو جانتا ہے وہ اُس ویاپک برہم میں استھت ہو کے اُس انت ودیا یکت

برہم کے ساتھ سب کاموں کو پراپت ہوتا ہے۔ اتھہات جس جس آنند کی کامنا کرتا ہے اُس اُس آنند کو پراپت ہوتا ہے یہی مکتی کہاتی ہے۔

پرشن۔ جیسے شریر کے بنا سنسارک سُکھ نہیں بھوگ سکتا ویسے مکتی میں بنا شریر کیسے بھوگ سکیگا۔

اُتر۔ اس کا جواب مفصل ہم پہلے لکھ آئے ہیں مگر علاوہ بریں کچھ خلاصاً یہاں بھی لکھتے ہیں۔ جیسے سنسارک سُکھ شریر کے آدہار سے بھوگتا ہے ویسے پرمیشور کے آدہار مکتی کے آنند کو جیو آتما بھوگتا ہے وہ مکت جیو اننت ویاپک برہم میں حسب مرضی سو چھند گھومتا شدہ گیان سے سب سرشٹی کو دیکھتا اور مکتوں کے ساتھ ملتا ہے سرشٹی ودیا کو ماقاعدہ دیکھتا ہوا سب لوک لوکانتروں میں (اتھہات جتنے یہ کرے دیکھتے ہیں اور جو نہیں بھی دیکھتے) اُن سب میں گھومتا ہے وہ سب پدارتھوں کو جو اُس کی گیان کے آگے ہیں دیکھتا ہے جتنا گیان ادہک ہوتا ہے اُس کو اتنا ہی آنند ادہک ہوتا ہے۔ مکتی میں جیو آتما نرمل ہونے سے پورن گیانی ہو کر اُس کو سب چیزوں کا گیان (علم) یتھارتھ ہوتا ہے یہی (افضل راحت) یعنی سکھ وشیش یا راحت کامل ہے۔ اسی کا نام سورگ ہے اور وشئے ترشنا میں پھنس کر دُکھ وشیش بھوگ کرنا نرک کہاتا ہے۔

سورگ لفظ اس طرح ویاکرن کی ریتی سے بنتا ہے (یعنی) سوا سکھ کا نام ہے۔

> سواسو کھم گچھتی یسمن سہ سورگا
> اتو وپریتو دُکھ بھوگو نرک اتی

جو دنیاوی سُکھ ہیں اُن کا بھوگنا معمولی سورگ ہے اور جو پرمیشور کی پراپتی سے آنند ہے وہ سب سے اعلے و افضل ہونے سے وشیش سورگ کہاتا ہے سب جیو عادتاً سُکھ پراپتی کی اچھا اور دُکھ کا ویوگ ہونا چاہتے ہیں لیکن جب تک دہرم نہیں کرتے اور پاپ نہیں چھوڑتے تب تک اُن کو سُکھ کا ملنا اور دُکھ کا چھوٹنا نہ ہوگا جس کا کارن اتھہات مول ہوتا ہے وہ نشٹ کبھی نہیں ہوتا جیسے

> چھنّے مولے برکشو نشیتی تتھا پاپے کشیطرین دُکھم نشیتی

جسطرح مول کٹ جانے سے برکس نشٹ ہوتا ہے ویسے ہی پاپ کر چھوٹنے سے دُکھ نشٹ ہوتا ہے (ارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۱ تک سمولاس ۹ شُدہ ریاگ)

منقول از ویدبھاشیہ بھومکا

پرشن۔ ایک مسن ایسا پرسن کرتے ہیں کہ جو پورب جنم ہوتا ہے تو ہم کو اُس کا گیان اس جنم میں کیوں نہیں ہوتا۔

اُتر۔ عقل کی آنکھ کھول کر دیکھو کہ جب اسی جنم میں جو جو سکھ دُکھ تم نے بال اوستھا میں یعنی جنم سے پانچ برس تک بھوگے ہیں۔ ان کا گیان نہیں رہتا۔ اتھوا جو کہ روز پٹھن پاٹھن (درس تدریس) اور ویوہار کرتے ہیں ان میں سے کتنی ہی باتیں بھول جاتی ہیں نہ تھا انسدرا یعنی خواب میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے کہ اب کے کئے ہوئے کا بھی گیان نہیں رہتا جب اس جنم کے بیوہاروں کو اسی شریر میں بھول جاتے ہیں تو پورب شریر (جسم سابقہ) کے بیوہاروں کا کب گیان رہ سکتا ہے۔

پرشن۔ جب ہم کو پورب جنم کے پاپ پن کا گیان نہیں ہوتا اور ایشور انکا پھل سُکھ دُکھ دیتا ہے۔ اس سے ایشور کا نیاء (عدل) واجیوں کا سدہار کبھی نہیں ہو سکتا۔

اُتر۔ گیان دو پرکار کا ہوتا ہے ایک پرتیکش۔ دوسرا انومان آدی سے۔ جیسے ایک وید (حکیم) اور دوسرا اوید (حکمت سے محروم) ان دونوں کو جور (بخار) آنے سے وید تو اسکا پہلا ندان جان لیتا ہے اور دوسرا نہیں جا سکتا لیکن اُس پہلی بدپرہیزی کا نتیجہ جو بخار ہے وہ دونو کو پرتیکش ہونے سے وے جان لیتے ہیں کہ کسی بدپرہیزی سے یہ بخار

ہوا ہے اتھا یعنی اس کے سوا نہیں۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عقلمند (یا عالم) اسکے ٹھیک روگ کی کارن اور کاریہ کو نشچے کر کے جانتا ہے پرنتو کارن میں اُس کو جیسا چاہئے پورا نشچے نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور نیاکاری ہونے سے کسی کو بنا کاموں کے سکھ یا دکھ کبھی نہیں دیتا۔ جب ہم کو پن یا پاپ کا کاریہ سُکھ اور دکھ پرتیکش ہے تب ہم کو ٹھیک نشچے ہوتا ہے کہ پورب جنم کے پاپ و پنوں کے سا یعنی گناہ و صلہ کے بغیر اوتم۔ مدہ او نیچ شریر تھا بدہی آدی پدارتھ کبھی نہیں ملسکتے اس سے ہم لوگ نشچے کر کے جانتے ہیں کہ ایشور کا نیاء (عدل) اور ہمارا سدہار یہ دونو کام یتھاوت (ٹھیک طور پر) بنتے ہیں (ار صفحہ ۲۰ و ۲۰۸)۔

خاتمہ

تناسخ کا مسئلہ بہت قدیم ہے اور ایک وقت ساری آباد دنیا اس کو مانتی تھی تمام مہذب ممالک کے فضلا اور علماء اس کے قابل تھے۔ یونان۔ مصر۔ روم۔ آریہ ورت۔ ایران۔ چین۔ مکسکو اور پیرو کے دانشمند لوگ جس طرح اس کے پیرو تھے اُسی طرح عرب۔ تاتار۔ روس۔ اسٹریلیا۔ حبش اور شمالی امریکہ کے باشندے بھی اس کے گرویدہ تھے۔ دنیا کی کوئی انسانی آبادی ایسی نہیں تھی جسے اس علمی مسئلہ سے کسی نہ کسی طرح گہرا تعلق نہ ہو۔ تمام پورانی تواریخ متفق البیان ہیں۔ کہ جس وقت دنیا میں سچائی۔ شانتی اور امن کا راج تھا تمام دنیا میں ایک ہی ویدک دہرم پھیل رہا تھا اُس وقت بھی یہ بارک مسئلہ سب کے دلوں کی پیاس بجھانے والا تھا کتاب الملل و النحل شہرستانی میں ہے و من العرب من یعتقد التناسخ صفحہ ۹۰ جلد دوم یعنی اہل عرب تناسخ پر اعتقاد رکھتے تھے۔

پادری۔ ٹی۔ جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا اسی طرح یونانیوں نے رومیوں نے اور انگریزوں نے ہمارے پورانے ڈرئڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے بھی سکھلاتے تھے اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے (مباحثہ بریلی صفحہ ۷)۔

بشپ واربرٹن صاحب لکھتے ہیں کہ پہلی زندگی کے خیالات بہت سی داناؤں وعاقلوں سے ہر ایک زمانہ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری کئی قسم کی تکالیف کے دور کرنے کے واسطے کالیر صاحب کہتے ہیں۔ قدیم مصری۔ یونانی رومی اور انگریز تناسخ یعنی آواگون کو مانتے تھے۔ (تاریخ انگلستان صفحہ ۱۱)۔

کیا ایشیا کے ایرانی آریہ چینی۔ جاپانی اور ترک لوگ اور کیا یورپ کے یونانی ڈروڈ رومی اور جرمنی والے اور کیا افریقہ کے قبطی۔ یانشر اور راج خاندان تھے ترک اور کیا امریکہ کے تانبے رنگ والے بھیل یعنی سورج بنسی۔ پیرو و میکسیکو کے پروہت اور آچاریہ اور سریں خاندان کے پیشوا سارے کے سارے قابل تھے گو وہاں میں قدری اختلاف اور جزوی تفریق ہونے پر بھی اعتقاد اور اصول میں سب بالاتفاق اس امر کے قابل تھے۔[1] ارواح انادی ہیں ایسا وقت یا سمے کبھی نہیں تھا کہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ وہ نیست یا معدوم ہو سکتی ہیں ہر ایک کو اُنکے اعمال کا بدلہ ملتا ہے اور الٰہی عدالت میں یہ اٹل قانون ہے جسے کوئی درمیانی ٹلنے والا نہیں عرب کے ملک میں عام اعرابیوں سے زرا مہذب اور قدامت پڑھے لکھے صابئین لوگ تھے جنکا اعتقاد تھا کہ تناسخ ارواح ضروری ہے اور جسم ابدالکل جاتے

[1] اس مذہب کی بابت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام عبرانی لفظ سابا یا صبا سے جسکے معنے ستارہ کے ہیں مشتق ہے اور اس دین کی اصلیت کو سباء کی لڑکیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ مذہب صابی پسر شیت پیغمبر کا نکالا ہوا ہے جو اُنکے خیال میں اپنے بھائی اینوک اور باپ سمیت مصر کے میناروں میں مدفون ہے بعض لوگ اس دین کا مخرج اس سے اعلےٰ تر ایک اور چشمہ سے بتلاتے اور بڑی پختہ سند سے دعوے کرتے ہیں کہ طوفان نوح سے پہلے تمام دنیا کا یہی مذہب تھا انکا بیان ہے کہ یہ مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور احد اوالاقوام یعنی تمام قوموں کے بزرگ

مو اسی مذہب کے پیرو تھے ابراہیم بھی اسکی تلقین کرتے رہے ہیں اُنکی اولاد یعنی اسماعیل نے بھی یہی مذہب اختیار کیا

اس سے اپنے اصل مادہ میں جو قدیم ہے مل جاتا ہے اور پھر اُسی مادۂ ہیولائی سے بذریعہ خوراک بموجب مشیت ایزدی دوسرا جسم طیار ہوتا ہے۔

قرآن سورۃ جاثیہ میں عرب کے اس فرقہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا۔ ترجمہ۔ گفتند (منکران بعث یعنی قیامت) نیست زندگانی مگر زندگانی دنیا کہ مادر او ایم مے میریم و زندہ مے شویم۔ اس پر ملا حسین واعظ تفسیر کرتے ہیں۔ احتمال دارد کہ قائلان این سخن مذہب تناسخ داشتہ باشند و نزدیک ایشان آنست کہ ہر کہ مے میرد روح او با جسم دیگرے تعلق گیرد و ہم در دنیا ظہور کند تا دیگر بار بمیرد و بار دیگر با دیگرے مے آید شاکلوکہ بزعم ایشان پیغمبر است نقل کردہ اند کہ میگفت من خود را دو ہزار و ہفت صد قالب دیدہ ام" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۱۷)

جب تک یورپ میں جہالت رہی تب تک عیسائی دین خوب زور سے پھیلتا رہا۔ علم کے دشمن پادریوں نے علم معقول کے علماء کو پھانسی دی۔ شکنجہ میں کھینچا۔ قتل کیا۔ سیپ کے تیز ٹکڑوں سے اُن کا تمام گوشت نچوا دیا۔ تیشوں سے اُن کا بدن چھیلا۔ کاٹا اور ٹکڑے کیا۔ کوہلو میں پڑوا دیا اور مٹی کے تیل وغیرہ سے جلایا۔ اور بڑی بڑی اذیتوں سے مارا اور برباد کیا۔ (مفصل دیکھو فروٹ آف کرسچیانٹی)۔

لیکن جب آفتاب علم کی روشنی یورپ میں پھیلنے لگی تو عیسائی دین میں تنزل شروع ہوا۔ لوگوں نے اُن کے بے بنیاد مسائل جیسے تثلیث فی التوحید۔ کفارہ۔ الوہیت مسیح۔ معجزات مسیح۔ بلکہ مسیح کی لائف سے ہی انکار کر دیا۔ سب سے زیادہ خوفناک صدمہ جو عیسائی دین کو پہنچا وہ بشپ کلولنسو صاحب کا کرسچن مذہب ترک کرنا تھا۔ یہ بزرگ کئی گرجاؤں کا مالک اور صدہا پادریوں کا گورو رہنما تھا جب اس نے اچھی طرح نتیجہ کر لیا کہ عیسائی دین باطل ہے تو اُس نے کئی کتابیں اس کی تردید میں شایع کیں۔ ہادی حقیقت ایک برہمو اخبار میں لکھا ہے "چنانچہ بشپ کلونسو صاحب مذہب عیسائی کے برخلاف تھے۔ اس سبب سے ملکہ معظمہ نے باوجود سفارش جوڈیشل کمیٹی اور پریوی کونسل کے اُن کی جاگیر متعلقہ ارگرجا سال سے محروم رکھا" جلد اول نمبر ۱۳ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء اور یوں ہی علم پھیلنے لگا محقق لوگوں نے عیسائی دین سے نفرت شروع کر دی چنانچہ اُسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ کے ملک میں عیسائی لوگوں میں سوا اسی لاکھ عیسیٰ کو خدا نہیں مانتے اور ملک یونائٹیڈ سٹیٹ کے باشندوں کا ایک ثلث بھی عیسیٰ کی الوہیت کا قایل نہیں (جلد ۱ نمبر ۱۳ صفحہ ۴۳ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء)۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ مسٹر ہوٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں لکھتے ہیں کہ "قریب تمام جرمن۔ بوہیمیہ۔ ہنگری کے مدارس میں ناستک پن غالب ہو گیا ہے۔ فلاسفہ نے ان ملکوں میں دین عیسوی کے بازو توڑ ڈالے۔ عہد عتیق و جدید کی کراماتی باتوں کو لوگوں نے قصہ و کہانیاں جان لیا۔ طالب علموں کے گروہ سے بارہ آدمی بھی ایسے نہ نکلیں گے جو پکے ملحد نہ ہوں۔ جن کو شبہ ہووے وہ آپ جاوے اور دیکھ لیوے عیسائی دین کے آدمی اُن کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور پادری کیک صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ملک فرانس اور اُس کے متعلقات کی بابت آدمی دون لکھتا ہے کہ ہر سیاح کو معلوم ہے کہ زمانہ حال میں ملک فرانس کے اندر بیس ملحدوں کے مقابلہ میں ایک ایماندار پایا جانا دشوار ہے۔ ان کے پادریوں نے خود اس الحاد کو پھیلایا ہے"

اسی طرح مسٹر گلیڈسٹون صاحب وزیراعظم انگلستان اپنی کتاب صدیوں کے مضبوط حصّار میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فرانس میں ۷۴۸۴۹۰۶ آدمی ہیں جنہوں نے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں اپنا کوئی مذہب نہیں بتلایا (صفحہ ۱۲۱)

اور پروشیا کی بابت گنگ صاحب فرماتے ہیں کہ "ساری سلطنت پروشیا میں سالہا سال سے اب تک بائیبل کا مذہب نہیں رہا۔ سب لوگ ملحد ہیں اور الہام اور اعجاز کی باتوں کو کہانیاں سمجھ کر ہنسا کرتے ہیں"

خاص ملک انگلینڈ کا حال دین کے بارے میں اور بھی غور کے قابل ہے اس ملک میں جب لارڈ ہربرٹ اور مسٹر بلاؤنٹ اور ہوبس اور اول شاف ٹشٹ بری اور

بقیہ حاشیہ اور یہ سب لوگ جو احکام کو مانتے تھے وہ بھی اسکی تصدیق و تقدیس کرتے تھے اس واسطے یہ مذہب بالکل صاف اور محض روحانی تھا اسکی تعلیم یہ تھی کہ خدا کی وحدانیت کو ماننا اور تناسخ ارواح یعنی پیر جنم کا قایل ہونا کوئی خاص شہوت پرستی کا ماوا و ملجا بہشت نہیں اور نہ کوئی ابدی جہنم ہے۔ بلکہ پیر جنم میں ہی دوزخ و بہشت یعنی سرگ و نرک ہے حیات ابدی یعنی نجات کے لئے نیک کردار ہو کر نجات لوٹ زندگی کی ضرورت جانتے تھے۔ اگنی ہوتر کے قابل اور سفر یجری اور بری کے ہوم کی ضرورت جانتے تھے اور قمری طریقہ کے مطابق اپنے برسوں کا حساب شمار کرتے تھے۔

مگر جب ہم زیادہ غور سے سوچتے ہیں تو یہ نام سنسکرت زبان کا شیالو معلوم ہوتا ہے یعنے پیروان شیو یا دوسرے معنوں میں برہما پار برہم کو ماننے والے اور جب ہم تورت کو دیکھتے ہیں تو اُس میں صاف پایا جاتا ہے کہ پرانے نبی ایک پتھر کھڑا کر کے اُس پر تیل ڈالتے اور قربانگاہ بناتے اور اُس کے گرد طواف کرتے اور منت مانتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۸ آیت ۲۰ و ۲۱۔ اور پیدائش توریت باب ۳۱۔ آیت ۱۳ و ۴۵ و باب ۳۵۔ آیت ۱۴۔ احبار باب ۸ آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ اور اُسی توریت کے باب ۲۸۔ آیت ۲۲ میں لکھا ہے "خداوند میرا خدا ہوگا اور یہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا۔ خدا کا گھر ہوگا" اور دبستان مذاہب میں موسےٰ و عیسےٰ و محمد صاحبان کی ستارہ پرستی کا ذکر موجود ہے (دیکھو تعلیم و ہم صفحہ ۳۲۹)۔

اسی کے مطابق آنریبل سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ "حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک بن گھڑا پتھر کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اس کے گرد ہوتی تھی۔ اسی لئے حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا ہونا بجز اُس نشان کے جس کو وہ قایم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا بنی اسمٰعیل میں اسی طرح شروع ہوا کہ جب اُن میں سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں سے ایک پتھر اُٹھا لیتا تھا اور مکہ و کعبہ کے شوق میں جہاں اُترتے تو اُس پتھر کو رکھ لیتے اور اُسکے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے" (تفسیر احمدی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)۔

شیو کی بابت تمام پرانے ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ مختلف جگہ شیو کی پوجا مختلف نام سے ہوتی تھی مکہ میں جو شیو کی مورتی تھی اُس کا نام مکیشر مہادیو تھا اور وہاں ایک اور بھی مورتی مہادیو کی تھی جس کا نام سوماناتھ (منات) تھا۔ اور اس بات کی مسلمان مورخ بھی شہادت دیتے ہیں۔ چنانچہ ابوالقاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ "براہمہ ہندوستان پیش از ظہور اسلام جہت زیارت خانہ کعبہ و پرستش اصنام ہمیشہ آمد و شد مے کردند و آں موضع را بہترین معابد مے پنداشتند" (مقالہ ششم صفحہ ۴۱ سنہ ۱۸۸۶ء تاریخ فرشتہ) اور پھر بذکر فتح سومنات لکھا ہے "در تواریخ نوشتہ شدہ کہ در زمان حضرت ختمی پناہ بتی بزرگ را کہ سومنات نام داشت از خانہ کعبہ آوردہ و بدانجا رسانیدہ در سومنات گجرات) آوردہ بنام آوان شہر را بنا کردند" (مقالہ اول جلد ۱ صفحہ ۳۲)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو جی کا مندر تھا اور یہی سبب ہوا کہ سومنات میں کر اپنے مورتی پرستک لوگوں نے قایم کیا اور پھر بدستور وہی پیروان شیو اُس کے پوجاری بنے علاوہ براں دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ مکہ مرکب ہے ماہ۔ کہ سے یعنی چاند کی جگہ یعنی جس مقام میں

بقیہ حاشیہ چاند کا بت ہے اور ہندو لوگ چاند مہادیو کے مستک پر مانتے ہیں اور مولوی ذکاء اللہ صاحب نے سومنات کے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے کہ وہ فی الحقیقت مہادیو جی کا لنگ تھا۔ پس اس میں ذرا جائے شک و تعجب نہیں ہے کہ صابئین شیو کے پوجاری اور اوائل میں زمانہ بت پرستی سے قبل محمد تماماً آریہ قوم سے تھے اور وید کے دھرم کے ماننے والے تھے۔

تو لنڈ جو بڑے بڑے عہدوں پر تھے پہلے پہل عیسائی دین سے منکر ہو گئے تو اُنہوں نے بہت کتابیں کرسچن مت کے خلاف تصنیف کیں اخبار موسومہ ٹامبیٹ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۵۳ء میں لکھا ہے۔ کہ خاص انگلینڈ میں انچاس مدرسہ ہیں جن میں عیسائی دین کے خلاف تعلیم ہوتی ہے۔ اور تین لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کچھ مذہب نہیں رکھتے اور روز بروز الحاد ترقی پر ہے۔"

کفارہ مسیح نے عام لوگوں کو گناہ پر حد سے زیادہ دلیر بنادیا اُن کی طبیعتیں راستی سے منحرف ہو کر شہر پرستی۔ نشہ۔ قمار بازی۔ دنیا پرستی۔ جھوٹھ۔ فریب۔ دہریت کی طرف کلنا راغب ہو گئیں اخبار ہمسر ہند لاہور یکم فروری ۱۸۷۳ء میں لکھا ہے۔ تیرہ کروڑ ساٹھ ہزار پونڈ ہر سال سلطنت برطانیہ میں شراب کشی اور شراب نوشی میں خرچ ہوتا ہے۔ اور خاص لنڈن میں شمار مجملہ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی کے دس ہزار ہو نگے۔ جو شراب نہ پیتے ہوں ورنہ سب مرد و عورت خوشی اور آزادی سے شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔ اہل لنڈن کا کوئی ایسا جلسہ اور سوسائٹی اور محفل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور شیری اور لال کا انتظام نہ کیا جاتا ہو۔ ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شراب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ برآں یہ کہ لنڈن کے بڑے بڑے کمیشن اور پادری صاحبان بھی باوجود بیدار کہلانے کے مے نوشی میں اول درجہ کے ہوتے ہیں۔" اور شراب نوشی کے طفیل اور برکت سے لنڈن میں اس قدر خودکشی کی وارداتیں واقع ہوتی رہتی ہیں کہ ہر ایک سال ان کا ایک مہلک وبا پڑتا ہے۔ زنا کاری و بدنظری شیر مادر سمجھی گئی۔ قمار بازی کی از حد ترقی ہو گئی۔" المختصر۔

اور یہی حال محمدی دین کا ہے۔ اس میں سوائے اُن لوگوں کے جو عابد و زاہد و خدا پرست لنڈرے ہیں۔ جو تمام ہی تناسخ ارواح کے قایل تھے۔ باقی عموماً خونخوار خلاف فطرت کے مرتکب۔ مردم کش۔ غازی و جہادی۔ کوڑی مرغی اور چہار سم بکر مارنے والے یا مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے غرض رکھنے والے جو سوائے راج نامہ سنانے یا سنگ اسود چومنے یا ختنے سے اور پاجامہ پہلنے یا ختنے کے پیسے وصول کرنے کے اور کوئی روحانی بات نہیں جانتے۔ گور پرستی جن کا شیوہ اور مردہ پرستی جن کا وتیرہ ہے۔ دن رات قبروں سے مراد مانگ کر اُن کے آتما مردہ ہو گئے وہ اگر روحانی علوم یا ابدیت روح کے مسایل پر غور کرنا نہیں جانتے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ جن کا خدا قتل خلایق سے شاد اور جن کے بہشت میں جانے کا مشہور مسئلہ جہاد ہے۔ عرب ایران۔ روم۔ افغانستان۔ تاتار۔ بلوچستان۔ مصر ہر ملک میں جہاں جاؤ ویسی کی بری حالت بدچلنی کا زور شور مردہ پرستی کی گھنگھور گھٹا چاروں طرف سے امنڈتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ عرب کے بدو محمد صاحب کے وجود سے پہلے جیسے ڈکیت تھے ویسے ہی اب مردم کش اور غارت گر ہیں۔ اور یہی حال تاتاری اور افغانوں کا ہے۔ پس ایسے آدمی تناسخ جیسے لطیف مسایل کے سمجھنے سے معذور ہیں اور کچھ تعصب اسلامیہ کے سبب وہ غیر مذہب کی بات پر تامل کرنا جایز بھی نہیں جانتے۔ مگر ایشور کی کرپا اور سائنس اور فلاسفی کی برکت سے یورپ و امریکہ میں اب کچھ روحانیت کا چرچا شروع ہے۔ ایک طرف تھیوسافیکل سوسائٹی کے محقق ہر جا مسئلہ تناسخ ارواح کا پرچار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سوامی شنکر اچاریہ کی فلاسفی لوگوں کو اپنے چرنوں میں جھکا رہی ہے۔ تیسری طرف عیسائی دین کی زبردست اور پیچیدہ زنجیر سے لوگوں نے پاؤں کو باہر نکال کر تحقیقات حقہ کے میدان میں قدم رکھا ہے اور اب سائنس اور مادہ کی قدامت مانتے ہوئے کسی ادنیٰ طاقت کا بھی زایل ہونا اسمبھو نسچت ہو کر فاضل لوگ کثرت سے اسی قسم کے مبارک مسائل کی طرف جھک رہے ہیں (۱) پرکرتی کا انادی ہونا سائنس نے ملحدوں سے بھی منوا دیا اور بغیر ہماری کوشش کے خود علما سائنس داں اُس کے ثبوت میں لاکھوں جلد چھپوا کر ممالک میں شایع کر رہے ہیں۔ بلکہ عام کالجوں اور سکولوں میں اس کی علانیہ تعلیم جاری ہے۔ مادے کے انادی ہونے سے انکار کرنے والا خواہ وہ کوئی ہو جاہل شمار ہوتا ہے۔

(۲) مردوں کا جلانا جو آریوں کا آخری سنسکار ہے اور جس کی ہدایت وید مقدس میں موجود ہے عام طور پر بڑھی ماؤں اور عالموں میں پرچار ہوتا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل ڈاکٹر اور سائنس داں بعوض دفن کرنے کے مردوں کو جلانے کی تجویز کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نعش کے گلنے سے اس میں ایک قسم کی ہوا پیدا ہو جاتی ہے جو کہ پانی کو خراب کرتی ہے اور موجب کئی ایک متعدی امراض کا ہوتی ہے۔" اور کئی ایک انجمن مقرر ہو رہی ہیں جن کا منشا ہے کہ بجائے دفن کرنے مردوں کے اُن کے جلانے کی رسم یورپ میں عام رائج کی جاوے۔ لوگ خوشی خوشی وصیت نامہ لکھ کر ممبر ہوتے ہیں۔ کہ بعد مرنے کے میری نعش گاڑی نہ جاوے بلکہ جلائی جاوے۔ یورپ کے پڑھے لکھے لوگ تو رفتہ رفتہ برائی کی بات چھوڑ کر جو بات عقل کے نزدیک بہتر ہے اُس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ مگر متعصب پادری صاحبان اس بات سے بڑے نازاں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے باعث سے آدمیوں کے دلوں سے قیامت کے روز اٹھنے کا عقیدہ جاتا رہیگا اس پر اخبار ہادی حقیقت کہتا ہے کہ حقیقت میں پادری اور مُلّا نے ہر ایک ملک میں ترقی کے مانع ہوتے ہیں۔" (جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۶۵)۔

(۳) تناسخ کا مسئلہ اور کرموں کا انوسار ارواح کا دوبارہ قالب میں آنا ہر ایک زمانہ میں حکما اسے مانتے رہے اور جہلا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ اب بھی علما کے گروہ در گروہ اس کی تصدیق پر کمربستہ ہیں۔

(۴)۔ زمین کا گول ہونا اور سورج کے گرد گھومنا جو سوائے وید مقدس کے کسی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں اُن پر تمام مذہبی مان متفق ہیں۔

(۵) آسمان باطل ہے وہ خلا کے سوا کچھ نہیں یہ کس نے بتلایا اور کس نے اس کا پرچار کیا۔ کہ نہ آسمان کے دروازے ہیں اور نہ وہاں برج اور قلعے ہیں اور نہ اُن پر کوئی محافظ ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہونے سے آسمانی خدا۔ آسمانی فرشتے اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا

(۶) دنیا کا بار بار پیدا کرنا اور بگاڑنا اور خدا کا ہمیشہ سے اس کا مالک اور صانع ہونا اور اس نظام شمسی کی پرلے یعنی قیامت کی میعاد کس مذہب نے سنائی۔ قرآن سورت اعراف۔ و ذریات۔ و نازعات۔ و احزاب میں یہ سوال کہ قیامت یا اس دنیا کا خاتمہ یا جزا کا دن یا جزا کی گھڑی کب اور کتنی مدت کے بعد ہوگی۔ اس کا جواب باوجود سایلوں کے بار بار پوچھنے کے یہی دیا گیا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے + اسی طرح خدا کے اکلوتے بیٹے یا دوسرے لفظوں میں خود خدا مسیح سے جب لوگوں نے یہی سوال کیا۔ تو مسیح جواب دیتے ہیں "مگر اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا۔ کوئی نہیں جانتا ہے۔" مرقس ۱۳/۳۲ +

دوسری جگہ خود مسیح کہتا ہے۔ لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کو میرے باپ کے

سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا مرقس ۲۴-۳۶- اور یہی حال توریت کا ہے۔

(۷) ہزاروں سورج ہیں اور نظام شمسی بھی ہزاروں ہیں ایک دو نہیں اور سب جگہ جاندار رہتے ہیں اور ایشور کی سرشٹی موجود ہے جو خدا ایک دنیا ہی بنا کر تھک گیا۔ گھبرا گیا۔ اور آرام کرنے لگا۔ اور ایک دنیا کا ہی نہ اُسے پورا علم اور نہ گیان ہے جس غریب نے ایک ہی آدم پیدا کیا اور وہ بھی گنہگار نکلا اور جس خدا کو اُس ایک کے ہی سدھارنے کے واسطے خودکشی کرنی پڑی یا ظالم لوگوں جباروں نے مصلوب کر دیا اُسے ہزاروں نظام شمسیوں کا کب اور کس طرح علم ہو سکتا ہے۔

(۸) ایک مرد کے بیاہ کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک مرد اور عورت کو اردھنگی یعنی آدھا جسم کس نے ارشاد فرمایا۔

(۹) گوشت خوری وحشی اور جنگلی لوگوں سے چلی اور آہستہ آہستہ جوں جوں ودیا سے اودیا دور ہوتی گئی اُس کا بھی رواج مردم خوری سے حرام و حلال پر اور پھر خاص خاص دنوں کو نہ کھانا وغیرہ وغیرہ طریقوں سے کم ہوتی رہی اب یورپ کے فاضل ڈاکٹروں نے دلائل قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ انسان کی خوراک نہیں۔

(۱۰) برہمچریہ آشرم یعنے سب سے پہلے علم اور پیچھے شادی سولہ برس کے طرح پر بالغ ہو کر کونسی مذہبی کتاب بتلاتی ہے۔ اور اسی طرح چار آشرموں کی تقسیم اور انسان کی زندگی کا وبھاگ کسی فاضل نے پہلے بتلایا ہے۔ جس کی طرف اب یورپ والے متوجہ ہو رہے ہیں۔

(۱۱) سب دنیا کے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں یہ کس نے سنایا [illegible] کی سائنس نے اپنی زبردست دلایل سے دھجیاں اڑا دیں۔

(۱۲) گربھ ہونے کی حالت میں اور جب تک بچہ گربھ میں رہے [illegible] مرد اور استری کو برہمچریہ رکھنے اور بعد پیدا ہونے کے جب تک کہ بچہ [illegible] نہ نکلیں۔ یعنی دودھ پیتا رہے۔ جو کہ بہت ضروری مسئلہ تھا اس کی بابت کس نے ارشاد فرمایا اور سنسکاروں کی مبارک ہدایت کس مذہب میں ہے۔

اسی طرح تو سدھ کا پہلا علم یا مادی دنیا میں سوائے وید مقدس کے کون ہے اور آریہ دھرم کے سوائے کونسا مذہب ہے جو معقولیت کی کسوٹی پر رکھا جا سکتا ہے۔ جب خود مذہبی کتابوں میں یہ نسخ و رد و بدل و تحریف کا ہاتھ صاف ہو تو ایسے ادیان کبھی کسی محقق کی تسلی کر سکتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ پادری صاحبان اناجیل کی تفسیریں لے کر سائنس اور فلاسفی کے بطلان کے واسطے دوڑ ہانک رہے ہیں مگر تو بھی مسیح کے پیدا ہونے پر جس ستارہ کے نکلنے کی خبر انجیل متی باب ۲ میں ہے اور جو مجوسیوں کے آگے چلتا تھا اُس کا علم ہیئت سے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ مسیح کا اوپر اٹھایا جانا علم سے ثابت ہوتا ہے اور نہ یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ "اور بھی بہت کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں نہ سما سکتیں" یوحنا ۲۱/۲۵۔ تین سالہ زندگانی کے لئے اتنے کام۔ مبالغہ کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

پورانے مولوی صاحبان تو منطق کی کتابوں سے استنجا کرنا جائز جانتے تھے۔ باقی ہر حال کے علما وقت [illegible] کہتے ہیں۔ کہ تناسخ کا مسئلہ حکماء کا ہے روح اور مادہ کے مسایل اور اسی طرح زمین چاند و سورج کے مسئلوں کا الہام سے کیا تعلق ہے۔ منطق اور بحث کو دین سے کیا واسطہ۔ ایک دانا مولوی جس کے برابر فاضل اسلام میں اس وقت کوئی نہیں یعنی مولوی رومی صاحب فرماتے ہیں کہ "کوہ قاف اپنی رگ ہلاتا ہے اُس سے تمام دنیا کے پہاڑوں میں جہاں اُس کی مرضی ہو زلزلہ ہوتا ہے اور جن کی عقل اس علم لدنی سے محروم ہے وہ جاہل ہیں۔ اور ایسے ہی جاہل کہتے ہیں ع

زلزلہ ہست از بخارات زمیں

ایک اور عقل کا دوست مولوی فرماتا ہے ؎

یہ ہیں مذہب حکمائے ناپاک نہیں ہے التیام و خرق افلاک

اسی طرح آج کل کا ایک الہامی نبی کہتا ہے ؎

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود گرچہ سخن ما سدو با بوعلی سینا بود

جب یہ حال ہے تو اُن سے کسی بہتری کی امید رکھنا اور کسی معقول و علمی مسئلے کے حل کرنے کی کوشش کرنا سراپا فعل عبث ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دُعا مانگتے ہیں۔ یا اُن کو ایسی خوابیں ہی آیا کرتی ہیں کہ فلاں ڈپٹی صاحب مر جائیں گے یا فلاں صاحب کے مر جانے پر اُن کی بیوی الہام ربانی کی برکت سے میرے نکاح میں آوے گی۔ یا ایک دوسرا کافر کافر جو ہمارے باطل خیالات کی تردید کر رہا ہے اُس پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ ایسے نبی جب چاہتے ہیں اور جب موقعہ جیسے مناسب سمجھتے ہیں طلاق دیدیتے ہیں۔ اور جو رو ماننے اسے عاق کر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عام جاہل و نادان لوگ نفس معجزوں کے قابو میں نہیں آتے اور دانا بلکہ ہی مان ایسے ہتھکنڈوں سے پہلے ہی اپنی عقل خداداد کی برکت اور الٰہی روشنی کی ہدایت سے ایسے فریبوں میں نہیں پھنسنے ایسے ہی ہمیشہ یہی دعا کرتے ہیں اور یہی وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔

عقلمنداں بمیرند و جاہلاں جائے ایشاں بگیرند۔

کسی نے سچ کہا ہے ؎

تو وقعت کسی خود را بگور ریکے مرد۔ من وقعت کسی بانعم کو جان جہاں دارد

پس ہم نے ایسی ابلہ فریبیوں سے لوگوں کو بچانے اور ست ویدک دھرم کا راہ راست دکھلانے کے لئے یہ کتاب **ثبوت تناسخ** طیار کر کے منصف مزاجوں کی خدمت میں پیش کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں سبز باغ دکھلانے والے ہزاروں ہیں۔ اور صراط المستقیم (ست مارگ) بتلانے والے بہت تھوڑے ہیں اور اُس پر بھی خود غرضی سے خالی نصیحت گو تلخ دارو معلوم ہوتی ہے مگر حق بات یہ ہے کہ وہ ہی دفعیہ امراض کے حق میں اکسیر ہے۔ آریہ سماج کا مبارک نیم ہے کہ "سچ کو اختیار کرنے اور جھوٹھ کو چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے" اسی کو مد نظر رکھ کر ہم نے برسوں اس مسئلہ پر غور کی اور جو کچھ راست معلوم ہوا اُسے بے کم و کاست ناظرین کی خدمت والا میں پیش کر دیا۔ اب اس پر وچار کرنا اور حق بات کی پرکھنا کہ باطل کو تیاگنا آپ صاحبان کا فرض ہے۔

آپ کا پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

سماپت

سری کرشن جی کا جیون چرتر

دُنیا کی مذہبی تاریخ پر غور کرنے والے محقق اور مشہور کارناموں پر سچار کرنیوالے متوجہ ایسے بزرگ کے نام کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ خاصاً آریہ ورت کے اتہاس و سا تو کسی طرح ممکن نہیں کہ انہیں بھول جائیں۔ بھارت کا انقلابِ عظیم خاص آپکی بدولت ہوا مہابھارت کی مشہور تاریخ میں شاید کوئی پرب آپ کے نام سے خالی ہو۔ ورنہ اصل میں سچ پوچھیے۔ تو بھارت کے ہیرو آپ ہی ہیں۔ جیلخانہ کی ذلت میں پیدا ہونا۔ ستیاں کرنا۔ کرم انوسار چھتری کے گوال کہلانا۔ اور پھر اس والتیں پن سے نکلکر کھشتری بجانا اور تمام عمدہ صفات سے موصوف ہونا مظلوم کی امداد اور بانی فساد کو سزا دینا بلکہ برباد کر ڈالنا۔ کھشتریوں کے دھرم کا ہر طرح پورا پالن کرنا۔ وعدہ کا پکا اقرار کا پورا ہونا۔ باوجود موجودگی سلطنت کے بیوفائی نہ کرنا۔ ماں باپ کو قید سے چھوڑانا۔ بہادری میں بینظیر ہونا۔ انسانیت کا کامل دکھلانا یہ تمام اعلےٰ صفات ہیں جن کے سبب سے ہم اس نیک انسان فرشتہ خصلت اور شجاعت مجسم کی سوانح عمری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم اس بزرگ کی سوانح عمری مورخانہ طور پر مد ناظرین کرینگے اور بتلائینگے کہ ان کی پاک اور شستہ زندگی سے انسان کیا کیا سبق سیکھ سکتا ہے۔ اُپ نشد۔ مہابھارت۔ گیتا۔ بھاگوت۔ کرشن جنم کھنڈ وکمی شکل سپیم ساگر وغیرہ سنسکرت گرنتھ اور کرنل ٹاڈ صاحب وغیرہ انگریزی مورخوں کی تحقیقاتیں ہماری تحقیقات کے سامان ہونگے ✦

انگریزی مورخ کہتے ہیں کہ آریہ ورت کی تاریخ پر ایک ایسا تاریک پردہ پڑا ہوا ہے کہ کوئی حال صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ اور نہ سنسکرت دان پنڈت متوجہ ہو کر اصلیت نکالنے کا خیال کرتے ہیں۔ توہمات اور تخیلات کی بھرمار جہاں تک مبالغہ سے ہو سکتا ہے وہ تو سب کچھ موجود ہے۔ لیکن صداقت شعاری اور لایق انسان کا صحیح فوٹو جیسے کہ ہونا چاہئے ہرگز نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے آدمیوں کو پر لگا کر ہوا میں اڑایا۔ بعضوں نے ان کی ہستی کو ہی موہوم و معدوم کر دیا۔ کسی نے جہاں تک ان سے بن پڑا تمام عیوبوں سے مرتب کر دیا۔ اور بعضے شیرہ مزاجوں کو کسی کی روشنی پسند نہ آئی انہوں نے سب کو کلنک لگا سیاہی پھیر دی۔ سچی تاریخیں اگر ہیں تو وہ بہت ہی تھوڑی ہیں اور مبالغہ پسند طبیعتیں انہیں پڑھ کر ہرگز شاد نہیں ہوتیں۔ پروفیسر مکسلی صاحب ایک مضمون میں فرماتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جائے۔ اگر پہلی شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی اور نہ مشہور کی ہم سب کے دلوں میں چھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہوتی ہے۔ جہاں پر کوئی کہانی کا تخم پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً پھل لاویگا۔ بغیر اس بات کے کہ ہماری صفائی یا سچائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اس کے جیسا کہ اس نے کہا کہ جب تک میں اُن کو نئی ٹوپی اور نئی سوٹی نہ دیدوں۔ ہم سے بہتوں کا فلکر والٹر سے یہی فرق ہے کہ ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانیوالی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یہ قصہ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی۔ نہ ایک ہی دل کی ہر حالت اور ہر ایک حصوں میں ✦

ڈیوڈ ہوم در حقیقت اِس قصہ بنانیوالی طاقت کا اس قدر مغلوب نہ تھا جس قدر کہ دوسرے مل پیڈیا کے چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جا سکتا ہے۔ (رسالہ نائینٹینتھ سنچری فروری ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۷۵ سے ۱۸۰ تک) یہی نہیں۔ بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر حال اپنے دلیسی مورخوں کا ہوا۔ افسوس کہ ہم ایسے ناقصاء اور عالمان لفظ مورخ کو ایسے لوگوں کے حق میں موزون کرتے ہیں مگر کیا کریں ؎

ماہمیں مرداں بباید ساخت چہ تواں کرد مرداں ایں اند

अन्धेनैव नियमाना: यथा न्धा ॥ سنسکرت میں ایک مثال ہے۔ ”جیسے اندھے کے پیچھے دوسرا اندھا بغیر تحقیق کے چلتا ہے“ اسیطرح بعضے لوگ حق بات خصوصاً تاریخ جیسے عزیز کام میں بھی کارروائی کرتے ہیں۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ کیا وے دو گڑھے میں نہ گرینگے ؟

ناظرین! جب مورخوں اور محققوں کا یہ حال ہو تو مقلدوں کی کیا دشا ہوگی یہی بڑا زبردست باعث ہے کہ جس کے سبب سے کئی صدیوں سے آریہ ورت کی صحیح تاریخ پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ پس ہم اکیلے ہی آریہ ورت کی مکمل اور صحیح تاریخ کس طرح جمع کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ عظیم کام بہت سے ودوانوں کا ہے مگر ہمارے ودوان بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں۔ وہ سراپا اُمید کے خرمن کو آگ لگا رہے ہیں۔ اُن کے دل سے دیش کی ہتیشتا۔ دھرم کی ہتشتا۔ قوم کی ہمدردی بالکل معدوم ہو گئی ہے۔ کاش کہ ہمارے دیش کے فاضل اور عالم لوگ ودیان دیتے اور ست کی سہایتا پر مستقل مزاجی سے کمر باندھتے!

پہلا باب

نسب نامہ اور پیدایش کے حالات میں

کرشن جی مہاراج مشہور و معروف شاہی خاندان چندر بنسی میں سے تھے۔ اُن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :-

چندر۔ بدھ۔ پرودربا۔ ایو۔ نہوش۔ ججات۔ جدو۔ کروشٹ۔ برجنوان۔ سواہ۔ ادرسیک۔ چترتھ۔ ششت بند۔ پرتھوشربا۔ مروچک۔ جیامگھ۔ بدرتھ۔ کرتھ۔ گنت۔ دھرشٹ۔ نربرت۔ دشارہ۔ بیوم۔ جیموت۔ بکرت۔ بھیم رتھ۔ نورتھ۔ دشرتھ۔ کرنبھ۔ جیورت۔ ویہ چھتر۔ مدہو۔ انو۔ پرہوتر۔ آیو۔ ساتیت۔ پرشن۔ چترتھ۔ بدورتھ۔ شورشین۔ بسدیو۔ کرشن ✦

یعنی چندر سے پرتھوشروا تک ۱۴ چودہ پشت اور مروچک سے دشرتھ تک ۱۴ چودہ پشت اور کرنبھ سے کرشن تک ۔ پشت۔

اِس نسب نامہ کو بجنسہٖ درج کرکے اب اُن کی پیدایش کا حال لکھا جاتا ہے۔ متھرا جو لب دریائے جمن ایک مشہور شہر ہے اُس میں پانچ ہزار سال گذرے کہ راجہ اگرسین جی راج کرتے تھے۔ علم و ہنر میں شہرۂ آفاق تھے اور نیکی سخاوت میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جہاں تک اُس زمانہ کے حالات کتابوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ رعیت آباد اور دلشاد تھی گویا گلشنِ دہر کو بادِ خزاں کی ہوا نہ تھی۔ عرصہ تک سلطنت میں امن رہا۔ مگر جب سے اُن کی رانی پون ریکھ کے حمل سے کنس دیو نام فرزند تولد ہوا۔ تب سے خرابی کے آثار نظر آنے لگے۔ راجہ نے ہر چند

اُس کی تعلیم و تربیت کے واسطے کوشش کی۔ مگر وہ خرابی اور شرارت میں دلیر ہوتا گیا بدچلن اور الٹے دھرم سرداروں کی صلاح سے اُس نے پوری جوانی میں پہنچ کر اپنے باپ کو قید کر لیا۔ اور خود جور و ظلم سے سلطنت کرنے اس نے راجہ بردوان کے ساتھ مگدھ دیس سے جا کر جنگ کی اور اس کو شکست دیکر اس کی دو بیٹیوں سے بیاہ کر لیا مگر بیاہ کے بعد اُس کا راج اُسے واپس دیدیا اور خود متھرا کو چلا آیا اس کے ظلم ستم کا شہرہ روز افزوں ہوتا رہا کسی اینا چار کرنے میں اس نے کسر نہ چھوڑی۔ اسی اثنا میں اس کی ایک حسین بہن قابل شادی ہو گئی جس کا نام دیوکی تھا۔ اسے اُس کی شادی کا فکر ہوا۔ آخرش بعد تلاش بسیار راجہ سورسین (جن کی راجدھانی جسے پہلے ہی برباد کر چکا تھا۔ جس میں جو نامی گرامی خاندان تھا اُس نے جستجو کی راجہ سورسین اس وقت ضعیف ہو چکے تھے صرف اُن کا ایک نوجوان لڑکا بسدیو نامی موجود تھا۔ جو لڑکی بھی ۱۶ سال کی اوستھا میں پہنچ گئی تھی۔ اور بسدیو کی عمر ۲۵ سے اوپر تھی۔ اِس سے بڑھ کر شادی کا سماں اور کیا ہو سکتا ہے ✚

آخرکار ایک شبھ لگن مقرر کر کے بسدیو اور دیوکی کا ویدوکت طریقہ سے پاڑی گرہن سنسکار کیا گیا۔ اور جہیز میں بہت سا زر و مال دیا گیا۔ ایک شاعر نے اُس موقع کے حسب حال کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

بہن تھی جو اُس دیو کی دیوکی ہوئی بیاہ ہم عقد بسدیو کی

کہتے ہیں کہ جب برات رخصت ہونے لگی تو آکاش بانی ہوئی۔ بقول شاعر ؎

عیاں قدرتِ آسمانی ہوئی پئے کنس آکاش بانی ہوئی

فنا ہشتم اولادِ خواہر کرے سب اسرار مخفی کو ظاہر کرے

سرے تکلم تا حشر تاراج راج تبر ادم عدم سر ہو محتاج تاج

کنس نے اُس ہمشیرہ کے قتل کا ارادہ کیا مگر اُمرا و وزرا کے سمجھانے سے اپنے اس ارادہ سے تو باز آیا۔ لیکن دونو کو جیلخانہ شاہی میں قید کر دیا۔ آکاش بانی کا ہونا کچھ مہمل سا معلوم ہوتا ہے مگر بہت کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ شاہِ فریدون کے طاق کرتے وقت آکاش بانی ہوئی تھی۔ مسیح کی تلاش کے واسطے ایران سے جوتشی یعنی پارسی نجومی گئے تھے۔ مسیح کی تلاش کے واسطے کئی مرتبہ آکاش بانی ہوئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ ہیرودیس بادشاہ پر بھی جب اُس نے لڑکے مروانے کا حکم دیا تھا ایسی ہی آکاش بانی ہوئی تھی۔ ہم نے مصر کی تاریخ میں بھی ایک جگہ ایسی ہی آکاش بانی کا ذکر پڑھا ہے مسمریزم والے بھی ایسی ہی آکاش بانی بذریعہ باجے وغیرہ کے کرتے ہیں جن کی بہت سی اصلیت مدراس کے ایک انگریزی اخبار نے ظاہر کی تھی۔ یہ سب فریب ہے مسلمانوں کی کتابوں میں بھی ایسی بہت سی ندائے غیبی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ باعث اس کا سب جگہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی کسی آدمی کو شہرت دینے کے واسطے ایک عجیب طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ اور شاید کنس دیو کے اندر کے آکاش سے ہی یہ منوے نکلا ہو۔ غرض کچھ ہی ہو۔ کنس کو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو یہ بسدیو ہی۔ جس کا باپ کا میں نے راج بگاڑا ہے میری خرابی کا کارن ہو۔ ایسا کچھ سوچ کر اُس نے اُنہیں بند کر دیا اور لوگوں کے لڑکوں کو مروا ڈالنے کا حکم دیدیا ✚ ناظرین! جب مجرم سے ڈر آتے ہیں۔ یہ نامراد انسان ایسے ہی منصوبے باندھا کرتا ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے موت سے تو بچنا سراپا محال ہے۔ کیونکہ کال سے سوائے اکال پرماتما کے کسی کی رہائی نہیں ہے۔ مسیح کی پیدائش کے وقت بھی انجیل میں لکھا ہے کہ ہیرودیس نے ہزاروں لڑکے قتل کرائے۔ اگرچہ اس کا کسی تاریخ معتبرہ میں پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ ہیرودیس کے زمانہ کے کسی مورخ کی شہادت ملتی ہے۔ مگر انجیل میں ضرور لکھا ہے۔ اور عیسائی و پادری ضرور بصدق دل مانتے ہیں۔ اسی طرح شاہنامہ میں لکھا ہے کہ فریدوں کے پیدا ہوتے وقت ضحاک نے بہت لڑکے مروا دئے تھے۔ اور ایسا ہی موسےٰ کی پیدائش کے وقت بھی ہوا۔ القصہ کئی سال تک بسدیو اور دیوکی قید خانہ میں رہے۔ اور اُسی قید خانہ کے اندر آٹھ لڑکے پیدا ہوئے۔ اول کے چھ لڑکے کنس نے اپنے ہاتھ سے مار ڈالے۔ اور ساتواں حمل پیدا ہونے کی خبر ظاہر ہونے سے پہلے ہی روہنی کے پہنچایا گیا۔ جو جدو بنسی خاندان کی ایک عفیفہ پارسا عورت کنس کے تشدد سے بھاگ کر گوکل میں پنہانہ شد کے رہا کرتی تھی۔ اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام بل رام رکھا اور وہاں یہ پیدا کیا گیا۔ کہ گربھ سوکھ گیا یا اسقاط ہو گیا۔ آٹھویں حمل میں مہاراج کرشن جی کی اُتپتی ہوئی جس کو ایک نازک مزاج شاعر ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔ ؎

شمیم قدم گل سے یکبار ہوئے مادر پدر شاداب و سرشار

بروز اشٹمی و چار شنبہ بماہ نیک بھادوں سال زیبا

بوقت نیم شب سوئے روہن ہوا وہ غیرت مہ جلوہ افگن

ایک دوسرا شاعر اسی مطلب کو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

چلی بادِ ہشتم جو بادِ بہار تو پھر نخل امید میں آیا بار

عجب بادِ بھادوں کی تاریک شب عیاں جلوۂ برق تاباں غضب

وہ تاریخ ہشتم وہ ابر بہار وہ کیفیت موسم خوشگوار

گئی تا کمر اندلیلائے شب ہوئے کرشن جی رونق آرائے شب

اُن کا چہرۂ زیبا اور روئے بیضا دیکھ کر ماں باپ دل و جان سے فدا ہوئے اور اپنی تکلیف جیلخانہ کو بھول کر اُن کے بچانے کی تدبیر سوچنے لگے۔ آخر یہی ٹھیک سمجھ کر جمنا سے پار گوکل میں جا کر نند جی کے سپرد کریں۔ لڑکے نے بھی زبان حال سے اسی کی تائید کی۔ ؎

سوئے گوکل مجھے لے چل شتابی نہ دے کچھ اپنے دل کو پیچ و تابی

جس کو پرمیشور بچاتا ہے ہزاروں سامان اُس کے واسطے مہیا ہو جاتے ہیں خوبی قسمت سے محافظ و دربان سو گئے اور بسدیو جی لڑکے کو لیکر روانہ ہوئے جمنا سے پار ہو نند جی کے گھر میں پہنچے۔ اتفاقاً اُسی رات نند جی کی رانی یشودھا کے بھی لڑکی پیدا ہوئی تھی بسدیو جی لڑکے کو اُس کی گود میں ڈال کر لڑکی لیکر متھرا میں پہنچ گئے۔ اُن کے واپس آنے پر جب لڑکی روئی۔ تب دربانوں کی آنکھ کھلی اور کنس دیو کو خبر کی گئی ✚

دربانوں کے سونے اور بسدیو کے جیلخانہ سے نکل جانے اور جمنا سے پار ہو جانے بارہ میں بہت سے لکھنے والوں نے معجزات کی رنگتیں چڑھا کر لکھا ہے کہ کرشن جی کی پابوسی کے واسطے دریائے جمن بڑھا اور ان کے قدموں کو چوم کر پھر پایاب ہو گیا۔ بقول شخصے

جو چوما آب نے پائے گرامی ہوا پایاب وہ دریا تمامی

مگر یہ صرف ہمارے ہی لکھنے والوں کا قصور نہیں بلکہ ہر ملک میں بزرگوں کے حالات لکھنے والوں کا دستور ہے۔ محمد صاحب کی شب معراج کی کہانی۔ موسےٰ کے دریائے قلزم والی معجز بیانی۔ کیخسرو بادشاہ کا دریائے عماں سے پار گذر جانا۔ مہاراج رنجیت سنگھ کا اٹک سے پار ہونا۔ عیسےٰ کی پیدائش کے وقت کی خارق عادات ابراہیم۔ زردشت اور جیسی لوگوں کے حالات سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ کس نے کسی کی جو ہم اپنے تاریخ نویسوں کو بُرا کہیں۔ نانک صاحب اور کبیر صاحب کے حالات پر بھی لوگوں نے ایسے ہی مبالغہ چڑھائے ہیں۔ اور سوامی آنند سنیاسی کے مت والوں نے بھی ایسے ہی کراماتی طوفان باندھے ہیں۔ جب کنس دیو کو خبر ہوئی۔ تو ظالم جلاد نے اس پر بھی رحم نہ کیا۔ اور اس معصوم بیکس کو پتھر کی سیل پر اپنے ہاتھ سے پٹخا

اور مار ڈالا۔ اُدھر نند اور یشودا کرشن دیو کی پرورش میں مصروف ہو گئے۔ ادھر آئندہ اولاد نہ پیدا ہونے کے خیال سے یا مایوسی کا سامنا دیکھ کر کنس دیو نے ہر دو کو جیلخانہ یعنی کار اگار سے خلاص کر دیا ✤

اُدھر بلرام اور کرشن جی ایکم کے چاند کی طرح بڑھنے لگے۔ اُن کے جمال ظاہری و کمال باطنی میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ کبھی کبھی بسدیو اور دیوکی بھی پوشیدہ طور پر آ کر آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ مگر یہ بات مدت تک نہ چھپ سکی۔ کنس کو بھی لوگوں نے اس کی خبر دینی شروع کی۔ جس پر اس نے چند شریر النفس عورتیں اور مرد ایسے بھیج دیئے جو کسی حیلہ سے جا کر کرشن جی کا کام تمام کریں۔ جن کے نام یہ ہیں مسماۃ پوتنا۔ بچھاسر۔ بکاسر۔ اگھاسر۔ برکیپ۔ کیشی۔ بوماسر۔ وغیرہ بدمعاش گمنام سرتیدھر براہمن۔ کاگاسر۔ ترناورت۔ بنسا۔ دھینک۔ سکھ چوڑ۔ ان میں سے صرف ایک عورت ہے اور چودہ مرد۔ جن کو مختلف اوقات میں راجہ کنس نے کرشن مہاراج کے قتل کے واسطے بھیجا۔ جو سب کے سب اعمال بد کی سزا پاتے رہے ✤

اگرچہ ان سب کو راکھشش یا دیت لکھا ہے۔ مگر یہ ہمارے نزدیک نہ تو راکھشس تھے اور نہ دیت بلکہ انسان تھے اور انہیں چار ورنوں (یعنی براہمن، کھشتری، ویش اور شودر) میں سے تھے صرف برے اعمالوں کے سبب سے لوگ انہیں راکھشش اور دیت پکارتے ہیں۔ راجہ کنس اصل میں کرشن دیو کا ماموں تھا۔ اُسے بھی دیت لکھا ہے۔ عقلمند بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ راکھشس یا دیوتا سے کیا مراد ہے۔ راکھشس وہی ہے جو بھلے لوگوں کو تکلیف دے۔ گوشت خوری کرے۔ شراب پئے۔ بدچلن ہو۔ دیوتا وہی ہے جو بھلے لوگوں کو سہایتا (مدد) کرے۔ ماس نہ کھاتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ اور چال چلن اچھا رکھتا ہو

मत्येन पन्था वितनोदेव यान

"دیوتے سچے سیدھے راستے پر چلا کرتے ہیں"

منو جی میں یگ یعنی اگنی ہوتر کرنے والوں کا نام دیوتا لکھا ہے اور دوسرے لوگوں کا اسر۔ مہابھارت میں ودوان (عالم) کا نام دیوتا لکھا ہے۔

देवाइति परीडता इत्यर्थः

کرشن جی کی ان کہانیوں کے ساتھ بھی وہی دیو شکتی کا ذکر کیا گیا ہے مجھے اس میں انکار نہیں کہ وہ ایک غیر معمولی آدمی تھے۔ وہ یادو بنش کے چاند کیا سورج تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے شک دیوتا تھے۔ راج رشی تھے۔ لیکن یہ کہانیاں صداقت سے بہت دور ہیں۔ ضرور انہوں نے اپنے دشمنوں کو مار ڈالا اور بلرام جی نے بہتوں کو پچھاڑا۔ مگر صرف عقل و زور سے نہ کہ غیر معمولی کرامات سے ✤

کرشن جی کے گوکل اور بندرابن کے واقعات سے تعلق رکھنے والے امور بہت مشہور صرف تین ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم اُن کا صاف صاف بیان کریں ✤

اول۔ گوپیوں کے ساتھ بیبھچار (زنا) اور راس بلاس اور مکھن چرانا

کتاب مہابھارت (جو آریہ ورت باشیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے) کے اٹھارہ پرب میں جہاں تک ہم نے خود دیکھا اور لائق کتاب سمجھنے والے ودوان پنڈتوں سے پوچھا کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان نہیں ہے اور نہ سراغ ملتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف جتنی چاہیں شہادتیں مل سکتی ہیں۔ یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ خورد سالی میں بیبھچار کرنے والے لوگ بہت جلد ہی کمزور ہو جاتے ہیں اور حافظ و شجاع نہیں ہوتے ہیں۔ وہ جنگ کے لائق ہرگز نہیں رہتے۔ اور نہ بہادر کہلا سکتے ہیں۔ اور چھوٹی عمر سے بیبھچار میں پھنس جانے والے آدمی نہ یوگ جانتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ مگر کرشن جی کی مت مہر

کتاب گیتا میں بیسیوں جگہ اس کی شہادت ملتی ہے۔ خود ویاس جی فرماتے ہیں اور ایک لائق فاضل بیان کرتا ہے۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ॥
गीता

اور سب سے بڑھ کر ایک اور شہادت ہے۔ یعنی اُپنشدوں کی معتبری کا اندازہ کرنے کے واسطے بڑے عالم کی ضرورت ہے ✤

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُپنشد کرشن جی کے زمانہ میں اختتام کو پہنچے۔ جن میں نہایت عمدہ طور سے اُنکے برہمچریہ کی مثال دی ہے وہ اصل عبارت اُپنشد کی یہ ہے۔

सद्योषा ङ्गिरस कृष्णायदेवकी पुत्राय प्राह स ह्यपी
पास राव स्रभवत् ॥ (دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد)

ترجمہ۔ ودگھور انگرس کی نسل کا رشی۔ کرشن دیوکی کے بیٹے کو یہ ودیا پڑھاتا ہوا جس سے انہوں نے (برہمچریہ دھرم پورا کر) کامل اور فاضل ہو کر شانتی حاصل کی یعنی تحصیل علم سے فراغت پائی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے برہمچریہ میں یہ ودیا حاصل کی تھی ✤

پھر ہم صرف برج بلاس کے کہنے پر کس طرح اعتبار کریں کہ وہ ضرور ان باتوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ برج بلاس صفحہ ۳۰۰ سے آگے راس لیلا اور مہاراس لیلا کا آغاز ہے۔ جس میں اخلاق۔ تہذیب اور وید مریادا کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں مگر یہ صرف مہاتما لوگوں کو کلنک لگانے کی نیت سے لکھی گئی ہیں۔ جب لوگوں کا دل بیبھچار کو چاہتا ہے۔ تو بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔ برج بلاس سمت ۱۸۲۷ ماگھ شکل پنچمی بروز دو شنبہ لکھنی شروع ہوئی۔ جیسے کہ اس میں خود لکھا ہے ✤

سمت ششدھر ران ست حالہ تاپر اور کپھشٹرن آنو

یعنی اٹھارہ سو ستائیس میں یہ کتاب تصنیف ہونی شروع ہوئی۔ اس کا حال کچھ بھگت مال کے اکیاسی ادھیائے میں بھی لکھا ہے۔ اصل نام ترمبرداس تھا۔ ایسے ہی خیالات پریم ساگر میں ہیں۔ مگر وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیونکہ پشٹی مارگ کے چلنے کے بعد بہت سے ایسے کلنک مہاراج جی کی ذات پر لگائے گئے ہیں ✤

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "بدھ جی کی وفات کے بعد وشن کی روحانی پرستش کا زوال شروع ہوا۔ تخمیناً ۱۲۵۰ء میں بلبھ سوامی نے شمالی ہند میں درس دیا کہ روح کی آزادی جسم کی ایذا دہی پر موقوف نہیں ہے۔ اور خدا کی تلاش رنج۔ فاقہ کشی اور تنہائی میں نہیں بلکہ اس زندگی کی عیش و عشرت میں کرنی چاہیئے ایک دولتمند فرقہ قدیم زمانہ سے کرشن اور رادھا اُس کی زوجہ کی پرستش کا گرویدہ تھا کرشن اور رادھا کے عشق مجازی کو حقیقت کے راز سے منسوب کرتے ہیں" (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۶۵) پھر کہتے ہیں "بلبھ سوامی کو وشن کے عیش و عشرت کے دین کا پیشوا سمجھنا چاہیئے وہ وشن کی پرستش خاصکر کرشن کے اوتار میں کرتا تھا۔ جبکہ اُس نے ایک نورانی اور حسین جوان کا روپ لیا اور جنگل اور دیہات میں عیش و آرام سے زندگی بسر کی۔ اُس کی پرستش کے ساتھ ساتھ رنگیلی اور نازنین عورتیں اور عمدہ کھانے غرض ہر ایک چیز جو گرم ملکوں کے رہنے والوں کی مرغوب الطبع ہوتی ہے" شامل ہے (صفحہ ۱۶۶)

بھگت مال میں بھی ایسی ہی بہت سی کہانیاں بھری پڑی ہیں۔ عرصہ تین سو سال کا گزرا کہ اس کتاب کو نابھاجی نے تالیف کیا تھا (دیکھو قیصر التواریخ ہند صفحہ ۱۵۲)

یہ بھی ایک یاد رکھنے کی بات ہے کہ کرشن جی کا کنہیا نام مہابھارت میں نہیں۔ اور نہ رادھا کا اس میں ذکر ہے۔ مگر ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت میں اُن تمام کہانیوں کا

ذکر ہے۔ جو ان کتابوں میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ مگر بھاگوت نہ تو بیاس جی کی بنائی کتاب ہے۔ اور نہ اسی پرانی ہے جیسی کہ لوگ فرض کرتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک تحقیقات کی ہے شروع سے پہلی کتابوں میں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ اور چودہ سو برس سے یعنی راجہ بھوج کے زمانہ سے پہلے کسی پران کا نام و نشان نہیں ملتا۔ جو دیوی بھاگوت سنسکرت کے دیباچہ میں لائق ٹیکا کار نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ کرشن بھاگوت بوپ دیو کا بنایا ہوا ہے۔ جس کے بھائی جیدیو نے گیت گوبند بنایا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت کے بعد یعنی ایک ہزار برس سے اِدھر یہ سب کہانیاں کرشن جی کی نسبت گھڑی گئیں۔ اور راس لیلا کھیلنے والے لوگوں یعنی کتھک لوگوں کی معرفت اِن اخلاق کی بگاڑنے والی کہانیوں سے زیادہ رواج و فروغ پایا۔ جو اب مذہب کی صورت پکڑ گئی ہیں۔ ہم کو مہابھارت۔ گیتا اور اُپنشدوں سے کرشن جی کی زندگی ایک یوگیشر۔ مہاتما اور اولوالعزم شہزادہ کی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن برہم ساگر بھاگوت۔ برج بلاس اور سور ساگر بالکل اُن تمام مذکورہ بالا کتابوں کے مخالف ہیں۔ ہمیں اخلاقی شہادت اور روحانی چیز سکھلاتے ہیں۔ کہ بھارت اور گیتا اور اُپنشدوں کی قدر کریں۔ جیسا کہ خود ایک فاضل نے لکھا ہے۔

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा, गोपाल नन्दन ॥
पार्थो वत्सः सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥

یعنی سرب اُپنشدوں کو غور کر کے اور مطالعہ کر کے کرشن جی نے گویا کر نکالا ہے۔ اُپنشد گائے ہیں۔ کرشن جی گوالے ہیں۔ اور ارجن بچھڑا ہے۔ گیتا دودھ ہے۔

پھر ہم گیتا کے ایسے اچھے ارشاد کو چھوڑ کر کس طرح بے تعصب ساغروں کے قول پر اعتبار کر کے ایک بزرگ کی ذات پر کلنک لگاویں۔ حق تو یہ ہے۔ کہ کرشن جی کی زندگی کا ہنوز بہت زمانہ گزر گیا۔ لوگوں نے نہایت خراب خاکے زمانے شروع کر دئے۔ سارا ہر ایک آدمی خیر خواہ قوم اور ملک کا فرض ہے کہ ان کی زندگی پر جو حراست اور فضول کتھاؤں کے ذریعہ بیہودہ رسالوں کے حوالوں سے کلنک لگائے گئے ہیں۔ اُن کو دور کر کے اُن کی اصل اور عمدہ زندگی جیسی کہ در حقیقت اُن کے کلام اور اُن کے ہمعصروں کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کریں۔ ہماری موجودہ تحقیقات سے جو برسوں کرشن مت میں رہ کر اور وید اور اپنشدوں و دیباچات کے مطالعہ اور پڑھ کر اور گیتا کے پاٹھ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ مہاتما کرشن چندر سے اُس چال چلن کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے جو کہ بھاگوت وغیرہ میں لکھا ہے اور نہ پریم ساگر سے ان کا کچھ نسبت ہے۔ مؤرخ آنریبل ماؤنٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں" متھرا کے راج بنس میں کرشن پیدا ہوئے۔ لیکن ایک گوالے نے جو اُسی شہر کے نواح میں رہتا تھا۔ ایک ظالم راجہ کنس کے پنجہ ظلم سے بچا کر اُن کی پرورش کی" (تاریخ ہندوستان موجودہ مذاہب صفحہ ۱۴۱ سلسلہ ۵) اور یہی ذکر کرنیل ٹاڈ صاحب نے اپنی کتاب راجستھان کی جلد اول صفحہ ۵۳۴ میں لکھا ہے۔

پھر سر جونس صاحب اپنی ایشیا کے حالات کی کتاب جلد ایک میں لکھتے ہیں "کرشن کے اس زمانہ یعنی بچپن کے وقت کا ہندوؤں کی طبیعتوں پر نہایت درجہ کا اثر ہوا ہے وہ کرشن کے بالے پن کی حرکات مثل دودھ چرانے اور سانپوں کے مارنے کے بہادرانہ ... سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھ کر بالے پن کی صورت میں ان کی پرستش کرتا ہے۔ اسی طرح کرشن کی جوانی کا عالم جب انہوں نے گوپیوں کے ساتھ اپنی رنگ رلیاں کیں بانسری بجانے

میں بسر کیا۔ اُن کی پرستش کرنے والی عورتوں میں ایک جوش و خروش پیدا کرتا ہے کرشن پر کچھ گوالنیں ہی فریفتہ نہ تھیں۔ بلکہ تمام ہندوستان کی امیرزادیاں اور رانیاں جو اُن کا حسن و جمال دیکھتی تھیں۔ مائل اور شیفتہ ہو جاتی تھیں" (دیکھو صفحہ ۲۵۹) اسی طرح جلد ۳ صفحہ ۱۸۵ میں بھی جو جیدیو کے راگ کے ترجمہ کے متعلق ہے۔ اسی قسم کے ذکر ہیں۔ اور تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۱۷۳ پر اسی کا ذکر موجود ہے۔

گیت گوبند مصنفہ جیدیو کو اور اسی قسم کی اور نظموں کو یورپین مؤرخ اور فاضل سنسکرت دان دہقانی نظم کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ چنانچہ اسکی بابت کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں لکھا ہے۔" دہقانی نظم گوبند یا جیدیو کے گیت دہقانی نظم کا وہ خالص نمونہ ہیں۔ جن سے ہم واقف ہوں۔ اِن گیتوں میں اعلےٰ درجہ کی کیفیت اور نزاکت پائی جاتی ہے۔ مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں ہوتا۔ جو ہندو شاعروں کے عیب و ہنر سمجھے جاتے ہیں۔ اِن گیتوں میں چٹکلے اور لطیفے بھی ہیں۔ اُنکا مصنف چودھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ اِس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا ہوگا"۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۸۵) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۵ جلد اول)

مؤرخ لتھبرج صاحب فرماتے ہیں "گیت گوبند ایک ایسی نظم ہے۔ جو کسی قدر ناٹک کی قسم میں سے ہے۔ اِس میں کرشنچندر گوالے اور رادھکا اُس کی گوالن کے عشق کا قصہ ہے جو جیدیو نے بارھویں صدی میں تصنیف کیا تھا۔ اِس شاعرانہ نظم کا ایک حصہ ہے" (صفحہ ۱۴۲ تاریخ ہند) بھاگوت بقول مسٹر ... بوپ دیو بھاگوت کے ... اور اُس کی طرز شاعری کے بوپ دیو جی کی تصنیف مسلم ہو چکی ہے۔ اور جیدیو اور بوپ دیو دو حقیقی بھائی تھے۔ مگر گیت گوبند کا بنانا چند سال پیچھے معلوم ہوتا ہے۔

غرضکہ ایسی الزامات کسی طرح بھی اُن کے شایاں نہیں ہیں۔ بقول بھاگوت کے اُنکی عمر جب تک کہ وہ گوکل اور بندرابن میں رہے۔ صرف آٹھ یا دس سال کی معلوم ہوتی ہے۔ کسی طرح اس اندازہ سے زیادہ نہیں پائی جاتی۔ پس ایسی حالت میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا پھرنا۔ ہنسنا تو ممکن ہے۔ مگر ایسے اندھیر اور ظلمت کی پھیلانے والی باتیں کرنا سراپا ناممکن ہے۔ علاوہ بریں بھچار کا تو کسی طرح بھی خیال نہیں آسکتا۔ پھر ایسے دور از قیاس فسانے کبھی قبول کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ بنابریں ہم کو ان کے ماننے میں تامل ہی نہیں بلکہ سخت انکار ہے۔ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر بھی ہمارے مدعا کی شاہد ہے۔ جنہوں نے اچھی طرح غور اور تجربہ کر کے لکھا ہے کہ ایسے خیالات اور ویسے شہوت انگیز فسانجات عیاش لوگوں کے خوش کرنے کے واسطے لکھے گئے ہیں (کرشن کی پوجا کرنے والوں کے فرقہ کی بابت) اس فرقہ میں تمام دولتمند اور عیاش اور فربہ اور سب عورتوں کے اور ہر درجہ کے بہت سے آدمی شامل ہیں" (تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۶۵ و ۶۶) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۷۵)

دوسرا باب

سری کرشن جی مہاراج کی برہمچریہ اوستھا کا حال بہت سا ہم باب اول میں بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ بریں ان کی اخلاقی دلیری کا بھی یہاں ذکر ضروری ہے اُس وقت کے اکثر لوگ بارش کا دیوتا راجہ اندر کو سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ بغیر اُسکی مہربانی کے بارش نہیں ہوتی۔ اِسی خیال کے مطابق گوالوں میں (جنھیں ہمیشہ گھاس و چارہ کا زیادہ فکر رہتا تھا) بہت کا ریک راجہ اندر کے نام پر کسی طرح کی پوجا ہوتی تھی۔ خواہ اُس کے نام پر برہمنوں کو کھلاتے تھے۔ خواہ گنڈوں کو کھلاتے تھے۔ اگرچہ

یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کس طرح پوجا کرتے تھے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ کسی طرح ضرور کیا کرتے تھے۔ مطلب جن کا اُس سے صرف یہ تھا کہ بارش وقت پر برسے۔ اور سبزی ہرا ہو۔ گائیں بھینسیں خوب دودھ دویں۔ اور بیل اور سانڈ مضبوط ہوں۔ اور اسی طرح کھیتی باڑی بھی اچھی طرح ہو۔ یہ اگرچہ قدرتی بات ہے اور ہر ایک مذہب و غیر مذہب کا دلی شوق ہے کہ ایسا ہو کیونکہ ہم کو توریت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے "ہم خداوند اپنے خدا کی بندگی کرو۔ وہ تمہاری روٹی اور پانی میں برکت بخشیگا۔" خروج ۲۳:۲۵ اور اچھی زمین کو صرف یہی سمجھا۔ کہ اس میں دودھ اور شہد بہتا ہے یعنی باران ہے۔ پس دودھ کی ادھا در حقیقت خدا کی رحمت کی نشانی ہے۔ اور یہی گوکل و برج ابن کے گوال لوگ بھی خدا سے مانگتے تھے۔ غلطی صرف یہ تھی۔ کہ وہ راجہ اندر کو اس کا داتا سمجھتے تھے آخر کار جب سری کرشن جی نے ہوش سنبھالا۔ اور بلوغت کو پہنچے تو ایک بار اس کی موجودگی میں ماہ کارتک وہ دن آیا جب کہ سب گوکل والوں نے اندر کی پوجا کا ارادہ کیا۔ اُن کے حسب حال ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

سلف سے برج میں آتی تھی اقبال — پرستش اندر کی ہوتی تھی ہر سال
مبارک ماہ کاتک روز پڑوا — ظہور نور ماہ عالم آرا
تمامی برج میں اُس روز سارا — سرود و رقص ہوتا تھا ہر اک جا
لباس تو بدل کر ہر زن و مرد — زنانے بین کے گاتے تھے پُر درد
جو آئی ماہ کاتک کی وہ پڑوا — ہوئے خوش مرد و زن اعلےٰ و ادنےٰ
سبھوں نے اپنے اپنے قصر و ایوان — کئے آراستہ مانند بستان
نگار و نقش سے ہر بام سنگیں — بنائے گلشن جنت سے رنگیں
ہر اک نے نو بنو پوشاک بدلی — کہ ہو ہر رنگ کی جس طرح بدلی
طعام[1] مشکبو نے و میوۂ تر — معطر اور حلواے معطر
بنائے سب نے بانواع ایجاد — شہ روحانیاں ہو وے دلشاد
شہ گوکل نے با شان مباہی — کیا ترتیب جشن بادشاہی
مغنی مطرب رنگ گل و شمع — سر انجام پرستش سب کیا جمع
چھپے میوہ وہ طیب درختاں میں — جو عمدہ مل سکے باغ جہاں میں
لباس فاخرہ پہنے حسودہا — خوشی سے کرتی تھی سامان پوجا
زبان برج رشک لالہ و گل — بہ انساں برہمن بھنے جزو و کل
ہر ایک بار و سے رشک تار و تارنج — بہ نک کوئل و طوطی نوا سنج
جو دیکھا کرشن نے یہ ساز و سامان — بہ ماں و سے پوچھا بیکسے ماد ان
یہ میوہ یہ حلوا سے معطر — یہ رقص۔ دلنواز و نغمۂ تر
یہ رنگ آمیزی سقف و در و بام — یہ مشک عود و عنبر نور و بادام
یہ فرش قاقم و سنجاب و دیبا — نہیں ہے جو کہ شاہوں کے زیبا
مرتب کس لئے ہے برج میں آج — مگر آئیگا کوئی صاحب تاج
تو واضح آج ہے کس بادشاہ کی — نوید جلوہ ہے کس رشک ماہ کی
شہ گوکل نے فرمایا صدق سے — کہ ہے یہ رسم گوکل میں سلف سے
شہ روحانیاں کی آج کے دن — پرستش ہوتی ہے باصدق باطن
اُسی کے واسطے ہے سب سامان — شبستاں میں وہ ہو گا آج مہمان
جو حق پاتا ہے وہ شاہ نکو فال — تو رحمت خلق پر کرتا ہے ہر سال
زروے لطف برساتا ہے پانی — کہ جس سے خلق کی ہے زندگانی
کرم ہے اُس کے اے ماہ جہانتاب — درخت و کشت سب ہوتے ہیں سیراب
کہا موہن نے میں آگاہ ہوا آج — کہ راجہ اندر ہے کھانے کو محتاج
جو رشوت خلق سے پاتا ہے ہر سال — تو برساتا ہے پانی ہو کے خوشحال
جہاں وہ حق نہ پاتا ہو گا اس سے — وہاں بارش نہ ہوتی ہو گی مطلق
ویلے باور نہیں ہے مجھ کو یہ بات — کہ ہو وے اندر کے قابو میں برسات
فضا و باد و آب و آتش و خاک — کئے ہیں جس نے پیدا سب بے باک
یہ پانچوں ہیں اُسی بجا کے محکوم — کرے موجود پل میں چاہے معدوم
پرستش ناروا ہے اُس کی شاہا — وہ دنیا جس سے حاصل ہوں نہ حقے
جو ہے یکتائے عالم وہ نرنکار — جسے کہتے ہیں چاروں وید کرتار
کرو اُس کی پرستش با دل و جان — کھلا دو راہ میں اُسکے یہ سامان
ہو راضی گر وہ دیگا سب کو بے رنج — زر و سیم و زر و مال و دولت و گنج
فرو ماہ ہر سال سے برسیگا پانی — رہ راحت ہنسی سب جاودانی
یہ سنکر تھے جو دانشمند ذی ہوش — رہے وہ صورت تصویر خاموش
رکی سے کیا دل میں تامل — کیا قبال بے عذر و تعلل
جو تھے وہ چار گوال گوسِ ناداں — ہوئے رہ سکے نادانی سے حیراں
کہ شاہ ملایک کی سلف سے — پرستش ہوتی ہے عز و شرف سے
اُسے موقوف کرتے ہو جسے کہ وہ — نہایت بچہ ہیں حال عبرا مدؤ
یہ د ماغی میں نے شاہ ذی عزن — کہ یہ طفل ناداں کا سخن گوش
شہ روحانیاں کی قدرت شاہا — بھلا کیا جانتے یہ ناداں لڑکا
کرشن نے سب کو دیکھا اے تماشا — میرے کہنے سے ہیں سب پہ گمراہ
رہ خوبی سے کی معقول تقریر — ہوئے قائل جوان و کودک و پیر

अन्नाद्भवंति भूतानी पर्जन्याद न्नसंभवः। यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भवः॥ कर्म ब्रह्मोद्भव विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम्॥ तस्मात्सर्वगत ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम्॥ अग्नौ प्रास्ताहुतिः सम्यगादित्यमुपतिष्ठते॥ आदित्याज्जायते वृष्टिर्वृष्टेरन्न ततः प्रजाः॥ वेदप्रामाण्यात्कर्मापूर्वस्योत्पादक भवेत्। न तु पाषण्डसिद्धिधर्मस्योत्पादक भवेत्॥

مطلب

"غلہ کے کھانے سے یہ بھوتک شریر پیدا ہوتا ہے اور غلہ بادلوں کے برسنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بادل یگیوں سے ہوتے ہیں اور یگیہ آہوتیوں سے مگر آہوتی کرم سے اور کرم وید سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن وید پرماتما اوناشی سے پرگٹ ہوئے ہیں۔ بنابراں سرب بیاپک برہم کے ست روز یگ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگنی میں آہوتی ڈالنے سے ہوا بذریعہ بخارات کے سورج کو جاتی ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے۔ اُس سے ان اور ان سے پرجا کی پالنا ہوتی ہے۔ بس وید سے پرمانک یعنی وید کے مطابق جو اگنی ہوتر کرم ہے اس کے کرنے سے آنند پورک بارش ہوتی ہے اور تندرستی ملتی ہے۔ اِس الٹ ور آگیا کے برخلاف جو اندر پوجا دی پاکھنڈ ہے

[1] لسبب پیار کے ماں نے اُسے موہن کہا اور موہنی بھالی صورت کے سبب سے بھی موہن کہا۔ [2] مراد ارآکاش
[3] معدوم سے مراد ایسب ابھاؤ نہیں ہے۔ صرف اور سپید نظر نہ آنے کیونکہ انست ابھاؤ کسی چیز کا کبھی نہیں ہوتا۔ (مولف)

اُس سے دھرم کی کسی پر دھی نہیں ہوسکتی *

خلایق بست دگوکل کی شتامی ہوئی راہی بسوے کوہ نامی
تمامی عورتیں اشراف وارزل کوئی چنڈول میں اور کوئی پیدل
بچنے ہر طشت میں میوے تر و خشک کہ تھی پر وردہ جن کی نکہت مشک
سپاری ناریل برگ و تنبول لئے سب تھالیوں میں غول در غول
گھرت لوبان اگر گوگل و عود شکر کافور و مانسی لیلئے زود
شہ گوکل ہوئے اسوار رتھ پر بٹھائے گود میں پور دلادر
جسودھا پالکی میں تھی بصد شاں یہ ستار یں لئے پوجا کا ساماں

بمقام گوبردھن جا کر سری کرشن چندر جی مہاراج نے معہ بلرام جی کے ہون کنڈ بنایا اور ایک عظیم الشان ہون یگیہ رچا۔ تمام گوکل و برندابن کے لوگ جو بیگ کی سامگری لائے تھے اُس سے ہون کیا گیا۔ سب لوگوں نے باری باری آہوتیاں ڈالیں۔ تمام علاقہ اُس ہون کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ برہمنوں سادھوؤں اور سنیاسیوں کے واسطے بھوجن یگیہ بھی کیا گیا۔ اندر اں کی ہر طرح خاطر تواضع ہوئی۔ عالم بالا میں بر اراست نے اپنا اجماع کیا اور مہاست رور وشور سے بارش ہوئی۔ کرشن جی کی اس عمدہ او نیک تجویز سے اندر کی پوجا گوکل سے بند ہو کر ویدوکت پوجا شروع ہوئی۔ برست بلاس میں ایک بات لکھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تو ناظرین خود نکال لیں۔ ہم اُس کو کسی نتیجہ کے بغیر درج کرتے ہیں *

لطیفہ ۱

باتیں رادھیکا یا سدھی اور کرشن جی کے کر رہی ہیں۔

کرسناں بدگرہ آئے یوساہت حما حل لیائے
تلسی دل اور کمل پھولتا پر بھومٹ آئے ات ریتا
پاست دھوئے پر بھو مندر آئے کرت ڈنڈوت پریم بڑھائے
اشنحل لیپ پاسے ست بسوئے پوجا کو سب ساج سنجوئے
چھایئے ملک سب انگ ستوارے پر بھو پوجا پدھ کرت سنبھاری
لمورکا ہہ کھیلت نتماں آئے دیکھت پوجا نڈر چیت لائے
پدھ دھت سدہ پوا نہوائے چندن تلسی پھول چڑھائے
بجوش بس اکیکرت لیپے دھوپ دیپ ات ہیت کرتے
بیت استر دے بھوگ لگا یو آرت کرچہ تن سر نایو
تب ایک سیام بھجن ہس بولے آہستہ تاسوں کین اموے
بابا تم جو بھوگ لگایو سو تو دیو کچھو نہیں کھایو
تن ہر تہ سرورں سکھدائی چپے رہے مکھ ہس سدرائی

دوہا

کہت سند شکھ پا سکے یوں کتنے نہیں بات
دیون کو کر چوڑ سبے کشل رہے جدگات

ملہ گوبردھن لفظ دو شبدوں سے مرکب ہے۔ گو بردھن۔ گوکل کے تمام زمیندار لوگ اُس ڈھیری پر گوبر کے ڈھیر لگایا کرتے تھے۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آویں۔ اسی سے اس ڈھیری کا نام گوبردھن پڑا۔ ورنہ اصل میں گوبردھن کوئی پربت نہیں ہے۔ اور نہ جغرافیہ میں کہیں اسکا ذکر ہے۔ یہ ایک ٹیلہ گوکل کے قریب ہے۔ جہاں آج کل بھی میلہ ہوتا ہے۔ مگر یہ بہت تھوڑے سالوں سے رائج ہوا (مولف)

لطیفہ ۲

دیکھت سکھی نہاں در ٹھاڑھی گمس رسم اِس آنند باڑھی
بیٹھے نند سمادھ لگائی تب یہ لیلا رچی کنہائی
سالگ رام مل مکھ ماہیں میٹھے رہت ہر بولت ناہیں
دھیان بسرجن کر سد جاگے سالگ رام یہ دیکھے آگے
کہو جت جکیت جت سد رائی اِسٹ دیو کس لئے چورائی
اِت اُت کھوجت پاوت ناہیں کھبوبڑو اچرج من ماہیں
دیکھت ہر کے مکھ میں جانے دیکھت مُہر مُہر مُسکانے
سنو تات سنی بل جائی اوگلو سالگ رام کنہائی
نکھتے نہیں کوڈہ برج ناتھا دلو دیوتا سند کے ہاتھا

(برج بلاس صفحہ ۸۰ و ۸۱ نول کشور سمت ۱۹۲۳ بکرم)

اسی طرح اچھے اچھے اُپدیس گوکل و برندابن والوں کو سری کرشن جی فرماتے رہے۔ اُن کے اُپدیشوں سے بڑا لابھ پہنچا۔ اور لوگوں کو اُن سے کمال محبت ہو گئی جب یہ جوانی کی اوستھا کو پہنچے۔ تو والدین کے دُکھ کا بدلہ لینے پر کمر باندھی۔ اتنے میں کنس نے یہ صلاح کی کہ کسی بہانہ سے کرشن کو یہاں متھرا میں طلب کرکے قتل کرا دوں۔ چنانچہ اس کے واسطے ایک آدمی جو بڑا عقلمند اور فاضل تھا جس کی نند سے بھی کچھ رسائی تھی۔ اُس کو اپنے چار گھوڑوں کا رتھ دیکر گوکل کو روانہ کیا۔ کہ متھرا میں یگیہ ہے۔ نند راؤ جی کو معہ کرشن اور بلبھدر کے اس بہانہ سے متھرا میں لے آؤ۔ اکرور اِس راز سے ماہر تھا کہ وہ اِن کو مروا ڈالیگا۔ سارا راہ وہ افسوس کرتا ہوا گوکل میں گیا۔ اور ایک یا دو دن ٹھیر کر سب کو متھرا جانے پر راضی کیا۔ متھرا اُس وقت بڑی شان و شوکت پر تھی اُس کی آبادی۔ اُس کی دولت۔ اُس کی حشمت اور اُس کی عمارتیں آنکھوں کو حیران کرتی تھیں۔ گولڈن انڈیا یعنی سنہری ہندوستان کے لوٹنے کے لالچ پر اسکندر آیا۔ دارا کو اِسی سنہری ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب کے چند اضلاعوں نے شہنشاہ دارا بنا دیا۔ محمود کے وقت جو متھرا کا حال تھا۔ اُس کا اندازہ ہم اسلامی تاریخوں کے سوا اور کسی طرح صحیح نہیں لگا سکتے۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک خط لکھا تھا کہ یہاں بیشمار مندروں کے سوا اور بھی ہزاروں عمارتیں ہیں۔ جو کہ اسلام کے موافق مضبوط بنی ہیں۔ جن میں اکثر سنگ مرمر کی ہیں۔ بے شمار ہزاروں۔ یہ ارجح ہوکر تیار ہوا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تاریخ بلند سنہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱) لوٹ میں پانچ سونے کی مورتیں آئیں جن کی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں بیش بہا یاقوت تھا۔ اِس کے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو کہ ایک سو اونٹوں پر لادی گئیں (تاریخ سند صفحہ ۱۱۲ کلکتہ) ۲۰۔ ۲۶ روز محمود متھرا میں رہکر اس کو تباہ کرتا رہا۔ اور مورتوں کو توڑ دا کے مندروں میں بُرا بُرا کام کیا۔ ایک سو اونٹ ٹوٹے ہوئے چاندی کی مورتوں سے بھر کے لے گیا۔ پانچ خالی سونے کی تھیں۔ اُن میں سے ایک کا وزن بچارے ایک کے ۲ من سے اوپر تھا" (اتہاس تمر نا سک حصہ اول صفحہ ۱۴ سنہ ۱۸۹۳ء)

ناظرین! ہم آپ کو کہاں تک سنائیں۔ سومنات وغیرہ کی لوٹ کا حال اور

دہلی کی لوٹ اور کانگڑہ کی تباہی اور قنوج کا حال پڑھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آریہ ورت عموماً اور متھرا خصوصاً اُس وقت کس عروج پر ہوگی۔ سری کرشن جی نے بڑے شوق سے متھرا کو دیکھا اور تمام بازار میں سیر کرتے ہوئے سنہری قلعہ راجہ کنس کے دروازہ پر پہنچے۔ گرداگرد اُس قلعہ کے ایک گہری خندق تھی۔ جب اُس سے پار ہوئے۔ اوّل ایک پُرزور کمان راستہ میں اُن کو دی گئی۔ جس پر بہت لوگ زور کرتے تھے۔ مگر توڑ نہیں سکتے تھے سری کرشن جی نے جو نہایت پُرزور اور طاقتور جوانمرد تھے۔ اُس کمان کو توڑا اور سب پہلوانوں کو سرمندہ کیا۔ راجہ کنس نے جب کمان کا حال سُنا تو پُر ملال ہوا۔ پھر کنس نے سل۔ دتسل۔ چانڑور۔ مشٹک چار نامی پہلوانوں کو کشتی کے واسطے بھیجا۔ جس احاطہ کے اندر یہ پہلوان کشتی کے لئے موجود تھے۔ اُس کے دروازہ پر ایک مست ہاتھی بھی اُن کے مقابلہ کو چھوڑ رکھا تھا۔ ان بہادروں نے مثل سام و نریمان اُس کا بھی کام تمام کیا۔ اور اُس کے خوبصورت دانت اکھاڑ کر آگے چلے۔ جب پہلوانوں کے اکھاڑے میں پہنچے۔ تو اُن میں سے دو نامی گرامی یودھے مشٹک و چانڑور ان دونو کے مقابل ہوئے۔ سری کرشن جی سے چانڑور کی کشتی ہوئی۔ اور بلدیو جی سے مشٹک مقابل ہوا۔ آخرکار دونو نے دونو کو مار اور اکھاڑے میں پچھاڑا۔ سل اور دتسل نے جب یہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ موت کے مقابلہ سے بھاگے بقول شاعر ؎

اکھاڑا چھوڑ کے سد پی بھاگے　　دلیر و مرد کشتی گیر بھاگے
رہے استھا فقط دونو برادر　　نہ آیا سامنے کوئی دلاور

بعد ازاں راجہ کنس نے دیکھا کہ اب اِن سے مقابلہ کرنیوالا کوئی نہیں رہا۔ خود شمشیر لیکر اُٹھا۔ مگر کچھ نہ کر سکا۔ اُن کا رُعب اُس پر غالب ہو گیا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ شری کرشن جی نے اس کی تلوار چھین لی۔ اور اُس کی چھاتی پر چڑھ کر اُسے مار ڈالا۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ محلوں میں گریہ و زاری کا شور بلند ہوا۔ راجہ کنس کی لاش لیکر جلائی گئی۔ اور شری کرشن جی نے سب اُس کے متعلقین کو تسلی دی۔ بعد ازاں جیلخانہ میں ماں باپ کے دیدار کو گئے۔ بقول شاعر ؎

عدو کو قتل کرکے کرشن بلدیو　　وہاں آئے جہاں تھے قید بسته
جو دیکھا باپ نے پیارے فرزند　　ہوئے جان حرب دونو کی خرسند
نظر آئے جو دونو نور دیدے　　ہوئے دیدار سے مسرور دیدے
کیا یکبار دونو کو ہم آغوش　　غم زنداں کیا دل سے فراموش
نکل کر جیلخانہ زنداں سے فی الحال　　سوئے کاشانہ گئے فارغ البال
ستان پدر و مادر خوش خرم　　ہوئے رونق فزا دونو برادر

نئے سرے سے خوشی کے نزالے اور مسرت کے شادیانے متھرا میں بجنے لگے۔ گھر گھر میں آنند اور بشاشت کا ظہور ہوا۔ ظالم کا دَور دُور ہوا۔ انصاف کا زمانہ آیا۔ اور گلستان متھرا نے اپنا اُترا تازہ باغباں پایا۔ یعنی کرشن جی و بلرام جی نے دوسرے دن راجہ اگر سین کی تلاش کی۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک تاریک زنداں میں قید ہے اور اپنی زیست سے ناامید ہے۔ دونو بھائی وہاں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے اُن کے بند توڑ کر سر تخت شہنشاہی رونق افروز کرایا۔ اور تاج سلطنت اُن کے سر پر رکھا۔ اُن کے نام کی منادی ہوئی۔ گھر گھر میں آنند و شادی ہوئی۔ اسیران بلا ستم کی قید سے آزاد ہوئے۔ سب بدکاروں کو سزا ملی۔ اور سب کرداروں کو جزا ملی۔ ملک میں امن قایم ہوا۔ نند جی گوکل کو تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اور فاضل پنڈت سندیپن جی سے دونوں بھائی مختلف علوم کی تعلیم پاتے رہے۔ اور کئی سال تک تعلیم پاکر شہرہ آفاق ہوئے۔ جو کامیابی شری کرشن جی و بلدیو جی کو کنس کے مقابلہ اور پہلوانان جری سے جنگ کرنے میں ہوئی۔ اُس سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ بات سوائے کرامات کے کیسے ہو سکتی ہے۔ اِس لئے ہم اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ مہربانی کرکے رستم۔ زرو۔ سہراب۔ فریبرز اسفندیار۔ سام و نریمان کے واقعات کو پڑھیں۔ شاہ بوناپارٹ کی تاریخیں دیکھیں۔ سکندر اعظم کی کامیابی کا مطالعہ کریں۔ تب ہرگز ایسا باطل خیال اُن کے دل میں نہ آویگا۔ اِس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ بڑے نامی گرامی وسیع تیر ہیں جودھا تھے۔ دودھ مکھن جو سب سے عمدہ اور مقوی غذا ہے وہ اُنھوں نے افراط سے کھایا۔ اور مردانہ ورزشیں کیں۔ شب و روز سوائے کھیل کود کے جو برہم چرج کے واسطے لازمی ہے۔ اُن کا کوئی کام نہ تھا۔ ۴۸ برس تک اُنھوں نے پورا برہم چرج کیا۔ اور سوائے تعلیم دھرم اور سیر آزادی کے فضولیات سے قطعی متنفر و مجتنب رہے۔ یہی سب سے اعلیٰ کارن اُن کی شہ زوری اور بہادری کا ہے۔ ۲۴-۲۵ برس کی اوستھا میں وہ متھرا پہنچے۔ اور اس کے بعد مگدھ کے راجہ جراسندھ سے اٹھارہ مرتبہ جنگ ہوا۔ جس میں کہ کسی حالت میں بھی ۲۴ سال سے کم نہیں گذرے ہونگے۔ اُپ نشد سے معلوم ہوتا ہے جیساکہ ہم باب اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ وہ پورے برہم چاری رہے۔ پس ضرور ۴۸ برس تک انھوں نے برہم چرج کیا ❊

حصہ اول

شری کرشن جی کا جیون چرتر سماپت ہوا

نیازمند
لیکھرام آریہ مسافر

ستری شکشا

یعنی

تعلیم النسوان

تمہید

شعر

نمسکار کرتا ہوں جگدیش کو　　سرا کار داتا مہان ایس کو
پربھو مہیما تو سے چت کو ہٹا　　کہوں ستری شکشا کی ٹیکا سا

آج کل آریہ ورت میں جو دُردشا عورتوں کی ہو رہی ہے۔ اُس سے کوئی انسان بھی ناآشنا نہیں۔ وہ دیا ہین حیوان مطلق کی مثال ہیں نہ اُن کو گرہست آشرم کے دھرم کی خبر۔ اور نہ ہمارے ملکی بھائیوں کو اُن کے سکھلانے کا مطلب۔ خودغرضوں نے اُن کو فہرست شودروں میں شمار کر رکھا ہے۔ اُن کو اپنے حقوق سے آگاہی نہیں۔ کیونکہ تعلیم میں لاپروائی ہے۔ اس واسطے بمنشاء عالی بھاشا سمبندھی سبھا منتیبی علی گڑھ سبھا آریہ ورتی ۱۵ مئی ۱۸۸۵ء اس کی ضرورت جان کر ارادہ تیاری کا کیا ✚

اس کے ۵۔ ادھیاء ہیں۔ پہلے میں وِدّیا دہن یعنی حصول علم سیلا ادھیا اتھروید کے گیارھویں کانڈ میں پرشور آگیا دیتا ہے۔ کہ جب کنیا برہمچریہ آشرم سے پورن وِدّیا پڑھ چکے اور جوان اوستھا کو پراپت ہو تب اُس کا وِواہ کرنا چاہئے پر یہ جب ہو سکتا ہے کہ سات آٹھ برس کی اوستھا میں کنیا کو پاٹھ شالا میں بھیج دینا چاہئے پندرہ سولہ برس کی اوستھا تک وہاں شُدھ عمدہ ودیاؤں کی ترقی کر کے پورن ودوشی ہو جاوے۔ سب سے بڑا کام ستری کے واسطے تعلیم اور وِدّیا کا ہوتا ہے کیونکہ اول تو مرد و عورت کا قدرتی تعلق ہی کچھ کم نہیں بہت زیادہ ہے۔ دوسرا مقتضائے انصاف نہیں ہے کہ کسی چیز سے ایک فایدہ اٹھائے اُس سے دوسرا محروم رہ جائے۔ تیسرا لوازمات انسانی کے لحاظ سے جو منصب مردوں کو حاصل ہے وہی عورتوں کو۔ وہی عقل کی وسعت اور وہی حواسوں کی طاقت وہی قوت حافظہ کی رسائی۔ وہی قوت باصرہ کی بینائی۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھائیوں کو طریقہ تعلیم یاد نہیں۔ ورنہ اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جو عورتوں کی تعلیم کی مانع ہو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر طریقہ تعلیم نسوان تحریر کروں۔ جس سے کل بیوستھا وِدّیا کی ظاہر ہو ✚

واضح ہو کہ ہر ایک ناری پاٹھ شالا میں چھ جماعتیں قایم کی جاویں۔ اور پستک مندرجہ ذیل پڑھائی جاویں ✚

جماعت اول۔ حروف تہجی اور بارہ کھڑی۔ ستری شکسا حصہ اول ایضاً حصہ دوم۔ و سوم۔ نام لکھنا۔ ایک سے سو تک گننا ✚

جماعت دوم۔ ستری شکسا سبھود ہنی حصہ دوم۔ ہت اُپدیش۔ ستری شکسا حصہ چہارم۔ پہاڑے یاد کرنا اور لکھنا۔ بودھ اودے۔ من بھلاونی۔ سنگیت مالا سے بھجن حفظ یاد کرنا۔ چٹھی لکھنا۔ سیکھنا۔

جماعت سوم۔ ستری شکسا سبھود ہنی حصہ سوم۔ مانو دھرم سار۔ بھوگول درپن۔ بھارت بھوگول۔ گنت پرکاش حصہ اول۔ پتر تیشی۔ خطوط لکھنا سیتل رتناکر۔ لکشمن ودنے ✚

جماعت چہارم۔ ستوپتر کا۔ باما منورنجن۔ ستری گرہستھ چار کھک۔ بھوگول چندر کا گنت پرکاش حصہ دوم۔ آریہ اتہاس۔ بھوجن بنانے کی پستک۔ پستک جیپک۔ پستکات بھاشا چندر اودے۔ پنچ مہایگ ودھی۔ ستری شکسا سبھود ھنی حصہ چہارم۔ المواد کرالا

جماعت پنجم۔ ستو بودھنی۔ کیمیائی پستک۔ گنت پرکاش حصہ سوم و چہارم۔ سنسکرت واک پربودھ۔ سنسکار ودھی۔ ویدک پستک۔ تعلیم ترقی ملک ✚

جماعت ششم۔ آکرشن ودیا پستک۔ کتاب علم نباتات۔ ریکھا گنت۔ کھیتر چندر کا۔ وید بھاشا بھومکا۔ شلپ وِدّیا پستک۔ سنسکرت پاٹھ اُپکارک۔ کتاب علم منطق۔ ودیا کھیان لکھنا ✚

بجھو بی منجت ہے کہ اگر استریوں کو اس طریقہ کے انوسار پڑھایا جاوے تو نہایت عمدگی سے پندرہ سولہ برسوں کی اوستھا تک لیلاوتی کے بہنیں بنجا وینگی اور سرسوتی کا اوتار کہلاوینگی۔ ہمارے بزرگ ریفارمروں کا قول کہ جب تک تعلیم یافتہ مادروں کے شیر سے آریہ ورت نواسی پرورش نہ پاوینگے عقلمند نہ کہلاوینگے۔ پھر پایہ ثبوت پہنچ جاویگا اور درجہ اثبات پاویگا ✚

آج کل جس قدر بحث تعلیم عورتوں کی حالت پر ہو رہی ہے۔ ایسی بحث شاید کسی اور مضمون پر کم ہوگی۔ واضعان قانون کی کونسل۔ ملکی انجمنوں کے جلسے دھرم کی بہتری و بھلائی بتلانیوالے سماجوں میں۔ جہاں دیکھو یہی چرچا ہے۔ ویاکھیان کہنے والے خلایق کے خیرخواہ بُری رسموں اور خراب دستوروں کے مٹانے والے زور و شور سے اس بارے میں تحریریں کرتے ہیں۔ ملکی اخبارات علیحدہ زور دے رہے ہیں۔ جس قدر آریہ ورت میں عورتوں کے حق میں ظلم ہو رہا ہے اُس کے کہنے کو زبان قلم میں طاقت نہیں۔ اول ستی ہونے کا ظلم۔ جس کی تشریح سے بڑے بڑے بہادروں کے کلیجے پاش پاش ہوتے ہیں۔ یہ ظلم فرقہ عورتوں کے واسطے ایسا تھا کہ جس سے ہمیشہ ½ حصہ کانپ اُٹھتا ہو تا پایہ ثبوت کو پہنچتا تھا۔ اُن دنوں میں تمام ملک ہند میں جہالت و بھرم کا اندھیر بھرا ہوا تھا اور مخلوق پرستی اور بت پرستی یعنے مورتی پوجن گھر گھر پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں دنوں ایک قومی بہتری پر جان قربان کرنیوالے ملکی ریفارمر۔ پورے ستی یعنی سچ پر جان قربان دینے والے ۱۷۷۴ء میں راجہ رام موہن رائے پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ابتدائی تعلیم میں ہی بقول شخصے (ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) اگرچہ ذات سے برہمن نہ تھے۔ لیکن وہ وہ جوہر دکھلائے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں معقول پنڈت کہلائے۔ ساتھ ہی حق شناسی و حق جوئی کی اُمنگ۔ دل کو لگ رہی تھی۔ صحبت سنیاسیاں سے بھی فیضیابی حاصل کی۔ علے ہذا القیاس علم عربی و فارسی میں بھی ملکہ حاصل کر کے دستار فضیلت باندھی۔ قومی بھلائی اور ملکی خیرخواہی اُن کے سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ عورات پرستی ہونے کا غضب دیکھ کر قوم کی جہالت پر سخت افسوس آیا اور ارادہ کیا۔ کہ جب تک اس بدرسم کو بیخ و بنیاد سے نہ اکھاڑونگا۔ تب تک آرام مجھ پر حرام ہے۔ اِسی اثناء میں تحصیل علم انگریزی کا ارادہ کیا۔ اور ملکی اخبارات و قومی جلسوں میں اس مضمون کے مباحثہ و مضامین شروع کئے اور انگریزی میں بھی پورے جنٹلمین بنکر قومی خدمت میں مصروف ہوگئے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اُن کی کوشش کی تاثیر نے اِس بات کو گورنمنٹ تک پہنچایا۔ انہوں نے ساتھ اُس کے مذہبی کتابوں یعنے وید مقدس وغیرہ سے ثبوت کر دکھلایا۔ کہ آتم گھاتی مہا پاپی ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کی توجہ سے واضعان کونسل کی بھی مسودہ پیش ہوا۔ ان کے دلایل معقول و منقول نے ثابت کر دکھلایا کہ یہ ظلم ایسی عادل گورنمنٹ کے عہد میں فرقہ نسوان کے واسطے بالکل خلاف انصاف ہے۔ آخرالامر ممبران کونسل نے مسودہ قانون ایکٹ انسداد رسم ستی پاس کیا۔ جس سے لاکھوں بندگان ناکردہ گناہ کی جان بچ گئی اور خون ناحق کا دھبہ آریہ ورت سے دھو ڈالا۔ دوم بال بدھوا۔ سوم بیوگان کی شادی نہ کرنی۔ جس کا ذکر بہ تفصیل علیحدہ رسالہ نوید بیوگان میں موجود ہے۔ اِس مقام پر یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ ذکر ہے۔ کہ ویاس جی نے مہابھارت اِس لئے بنایا کہ عورتوں اور ان لوگوں کو بھی جن کی رسائی وید مقدس تک کم ہوتی ہے۔ مذہبی علوم سے واقفیت ہو۔ جو لوگ منو کو عورتوں کے حق میں ناانصاف اور بے رحم ٹھہراتے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے

ہیں۔ کہ منوجی کی اس واک کا ذکر کہ عورتوں کے نام پسندیدہ اور مرغوب طبع اور دل کے لبھانے والے رکھنے چاہیئے۔ کیا مطلب ہے ✤

چونکہ ستریوں کی خوب صورتی اور برکت پر عمدہ تام ایک اور سہارا ہے اس لئے آریہ دھرم ساستر منوجی کا یہ مقولہ اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ عورتوں پر نامہربان نہیں ہے۔ بلکہ صرف غلط ترجمہ کرنے والا کا قصور ہے۔ ورنہ ایسے بزرگ سے یہ ناانصافی صداقت سے دور ہے۔ منوجی نے جس قدر تعلیم نسوان اور پاس ادب عورتوں کے واسطے ہدایتیں کی ہیں۔ وہ بالکل اس کو عورتوں کا پورا درد خواہ ثابت کر رہے ہیں۔ جو ادب اور لحاظ منوجی نے والدین اور بوڑھوں اور فاسلوں اور نیک چلن اور مالداروں اور ہوشمندوں کا مقرر کیا ہے۔ وہی پاس عورتوں کے واسطے بھی مرقوم ہے۔ ایک جگہ منوجی نے فرمایا ہے۔ کہ جس گھر میں عورت خاوند کی مرضی پر اور خاوند عورت کی مرضی پر اور عورت خاوند کی صلاح کار اور خاوند عورت کا صلاح کار رہے وہ گھر ہمیشہ آباد اور رہا بہار رہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔ کہ جب راستہ میں سے کوئی گاڑی یا نوے برس کا بوڑھا یا بیمار۔ یا بوجھ وار یا عورت یا برہمن یا راجہ یا دولھا آتا ہو تو ہٹ کر کنارہ ہو جانا چاہیئے۔ اگلے زمانہ میں آریہ ورت کی عورتیں ہر جگہ آ جا سکتی تھیں۔ اور ان کی حفاظت کے واسطے ان کی شرم اور اُن کے ہموطنوں کا پاس ادب کافی ہوتا تھا۔ چنانچہ دھرم شاستروں میں درج ہے کہ جو باپ پندرہ برس سے پہلے اپنی دختر کی شادی کر دے۔ یا جو وقت مقررہ پر اپنی ستری کے پاس نہ جاوے۔ یا جو بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد بیوی ماں کی حفاظت اور خدمتگاری پر پرورش نہ کرے وہ دھتکار کے لائق ہے۔ اور بیٹی کے عوض روپیہ لینے کی بھی سخت ممانعت ہے۔ منوجی فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے داماد سے ایک کوڑی بھی بطمع بیٹی کے لیتا ہے گویا وہ بیٹی کو بیچتا ہے۔ جملہ امورات خانگی و مذہبی میں خاوند اور بی بی یعنی بھرتا اور ستری کو دل و یکجان رہنا چاہیئے۔ یہ سچ ہے کہ عورت کو صرف اپنے مکان پر بیٹھ کر پرمیشور کا بھجن کرنا۔ اور خاوند کی خدمت کرنے میں مستعد رہنا۔ اور اولاد کی پرورش اور ان کو تعلیم دینا فرض ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ ٹھاکر دواروں۔ دھرم سالوں وغیرہ معبدوں میں نہیں جانا چاہیئے۔ اور نہ دامن میں جیبی ڈال کر سیتلا ماتا کے واہن گدھے کی پوجا کرنی چاہیئے۔ دل بہلانے کی باتیں مثلاً دستکاری و مطالعہ کتب وغیرہ مباح ہیں۔ جن میں کسی طرح کا گناہ نہیں۔ ایسی باتوں میں خاوند کو بھی اپنی بی بی سے تعرض نہ کرنا چاہیئے۔ منو کے ساستر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آدمی سختی سے عورت کو باز نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اس کو چاہیئے۔ کہ بیوی کو امور خانگی۔ انتظام اور آمد و خرچ کے اہتمام اور اسباب دھیان میں معروف رکھے۔ منو کے چند قول جو درج ہیں۔ وہ اس امر کے شاہد حال ہیں۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا بڑا پاس اور لحاظ تھا (نمبر۱) اگر بیاہی ہوئی عورتوں کے باپ اور بھائی اور خاوند اپنا بھلا چاہیں۔ تو اُن کی زینت و عزت و ملمت کا خیال رکھیں (نمبر۲) جہاں عورتوں کی توقیر ہوتی ہے وہاں سامان خوشنودی مہیا رہتے ہیں۔ اور جہاں ان کی بے عزتی ہوتی ہے وہاں سارے صواب کے کام اکارتھ جاتے ہیں (نمبر۳) جو شخص اپنی رشتہ دار عورتوں کو تکلیف میں رکھتا ہے۔ اُس کا سارا خاندان اس طرح تباہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جس گھر میں عورتیں ناخوش نہیں رہتیں وہ خاندان ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے (نمبر۴) پس جو لوگ دولت کے خواہاں ہیں۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ اپنی عورتوں کو جشنِ الوسع خوراک و پوشاک اور زیور سے خوش رکھیں۔ لیکن عورت کو بھی چاہیئے کہ خاوند کو اس معاملہ میں تنگ کر کے قرضدار نہ کر دیوے۔ اور جیسی چادر دیکھے ویسے پاؤں پھیلاوے۔ غالباً اگر بیوی کی پوشاک اچھی نہ ہوگی تو خاوند کا دل اُس سے خوش نہ ہوگا۔ اور جب دل ہی خوش نہ ہوگا۔ تو اولاد کیا ہوگی۔ ان اقوال سے ثابت ہے۔ کہ ایسی ذلت اور سخت تحقیر کی حالت میں ہندوؤں کی عورتوں کو لوگ سمجھتے ہیں۔ انساں کا حال نہیں ہے۔ جہاں باپ اپنی بیٹی کو نہایت عزیز سمجھتا ہو۔ اور اس کا پسندیدہ نام رکھنے کی اُس کو تاکید ہو۔ اور اُس کی تعلیم ہے کہ اس کے واسطے از روئے دھرم ساستر خاص اجازت ہو جہاں عورت کے ساتھ نہایت اخلاق سے گفتگو اور بڑھاپے اور دولت اور فضل کے برابر اُس کی توقیر کرنے کا حکم ہو۔ جہاں بعمر طمع ز رکے اچھے خاوند کے ساتھ اُس کی شادی کرنی پڑتی ہو اور مباح بہلاؤں میں اُس پر کچھ تعدی نہ کی جائے۔ جہاں یہ بات نہ ہو کہ خاوند بیوی کو مثل جزو بدن سمجھے اور ہمیشہ اُس کو زیور اور خوراک و پوشاک سے حتے الوسع خوش رکھے اور آمد و خرچ کے بندوبست اور گھر کے انتظام میں اُسے معروف رکھ کر محبت کے ساتھ پیش آوے۔ اور اُس پر اعتبار کرکے کاروبار میں اُس سے مشورہ لے۔ جہاں یہ بات ہو کہ عورت کا مال خاوند کے مال سے الگ گنا جاوے اور کسی رشتہ دار کو اس پر تصرف نہ ملے۔ وہاں عورت کی عزت ایسی ہی سمجھی چاہیئے جیسے اگلے زمانہ میں لوٹ جہالت آریہ ورت کے ہندوؤں اور یونان کی شائستہ قوموں میں تھی۔ یا آج کل سہذب اقوام مغرب میں ہوتی ہے۔ جو پاس اور لحاظ ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا ہوتا ہے۔ وہ کسی راجپوت سے پوچھنا چاہیئے۔ راجپوت کے نزدیک عورت اور تلوار اور گھوڑے سے عزیز چیز اور زیادہ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جتنی عزت عورتوں کی راجپوتوں میں ہے۔ اُتنی ایشیا کی کسی قوم میں نہیں راجپوت کو اپنی عورت سے ایسی الفت ہوتی ہے کہ وہ اُس کی محبت کی ایک نظر کو بادشاہت سے بہتر سمجھتا ہے۔ ہند کی عورتوں کی پہلی اور حال کی حالت میں ایک بڑا فرق ہے۔ جس کو لوگ خیال نہیں کرتے۔ بچپن میں عورت کی شادی نہ کرنا کئی عورتیں کرنا۔ بیوہ کا دوسرا بیاہ نہ کرنا۔ ستی ہونا۔ عورت کو جاہل رکھنا اور اس کو گھر سے باہر نہ نکلنے دینا اور سادھوؤں اور پوجاریوں اور بھائیوں کی خدمت کی ہدایت کرنا۔ یہ ساری باتیں ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان میں سے ایک بھی نہ تھی۔ بہت سی عقل عورتوں کے احوال سے جن کا بیان آگے آئیگا۔ ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ کی عورتیں بہت سی پڑھی لکھی گذری ہیں۔ اُس دور میں لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد تین برس تک شادی کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد اپنا خاوند پسند کرتی تھی۔ اُس زمانہ میں عورتوں کو یہ بھی اجازت تھی۔ کہ اپنے خواستگاروں کی جماعت سے جس کو چاہیں پسند کر لیں۔ چنانچہ رامائن میں سیتا کا سوئمبر۔ مہابھارت میں دروپدی کا سوئمبر رگھو بنس کالیداس میں اندومتی کا سوئمبر۔ ارین نامی ایک یونان کا مورخ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ اپنی بیٹیاں اُن لوگوں کو دیتے تھے کہ جو زور اور قوت کی آزمائش میں پورے اُترتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی عمر کی شادی کا رواج اُن گرم ملکوں میں ہے۔ جہاں لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ ہندوستان میں ہے۔ کہ ابھی لڑکی گڑیاں کھیلنا بھی نہیں چھوڑتی۔ کہ اُسکی شادی ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جن لڑکیوں نے اپنے خاوندوں کو آپ پسند کیا۔ وہ حد بلوغت کو پہنچ گئی ہونگی۔ جب دیوی یانی نے کنوئے کے آگے چند سلوک پڑھے۔ اور کنجوتے

اُس کو اگلے زمانہ کے قصّے اور اشعار سنائے تو ضرور ہے کہ ہر دوشیزہ بلوغت کو پہنچ چکی تھی۔ سیتا نے سری رام چندر جی کو سوئمبر میں پسند کیا۔ اور گلے میں پھولوں کی مالا ڈالی تو صاف ظاہر ہے کہ سات آٹھ برس کی نہ تھی۔ دروپدی کو جب ارجن نے سوئمبر میں جیتا اور مالا اُس کے گلے کا ہار ہوئی۔ تو دونو کی خوبصورتی اور جوانی بہار پر تھی رکمنی نے جب کرشن جی کو اشتیاق نامہ کے ذریعہ سے اپنا حال جتلایا تھا۔ اور ششپال کے وصال سے گریزاں تھی۔ تو بھی واضح ہے۔ کہ دونو بالغ تھے۔ یشودھرا کے ماں باپ نے جب اُس کے سوئمبر کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہ جوان تھی۔ شکنتلا نے جب اپنے باپ پرواہ کی جو اُس سے ظاہر کی تھی۔ تو وہ عالم شباب میں تھی۔ آریوں میں کئی بیاہ کرنے کا بھی اتفاق نہ تھا۔ رواج نہ تھا۔ خاوند اور بی بی کو اِس بات کی سخت تاکید تھی۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کریں اور غیر کے ساتھ محبت نہ کریں۔ اور نہ نگاہ ڈالیں یعنی عورتوں میں جو خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت ہے وہ انہیں صورتوں میں ہے۔ جو واسطے امر ضروری کے مخصوص ہیں۔ مقدس ویدوں اور قدیم شاستروں میں بیوگان کے واسطے بھی مکرر شادی کی اجازت ہے۔ منوجی کے دھرم شاستر میں بھی بیوہ کو مکرر شادی کرنے کی قطعی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ سمرتی میں ستی ہونے کا نام و نشان نہیں اور نہ بالپن کے وواہ کا نام و نشان اُس کو یہ ہرگز خیال ہی نہ تھا۔ کہ آئندہ لوگ ایسی قبیح رسومات میں مقیّد ہو جاویں گے۔ اس امر کا تحقیق کرنا مشکل ہے۔ کہ اس دستور خلاف و جہالت خصال رسم کا آغاز کب اور کیونکر ہوا۔ البتہ اس بات میں شک نہیں کہ یونانی مؤرخ ارسطو ... سو برس کی بات ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ رسم راجہ ٹیکسلا کی عملداری میں جاری تھی اور ایک مؤرخ بھی اس قسم کی واردات کا ذکر لکھتا ہے۔ جس کو دو ہزار ایک سو چھیاسی برس ہو چکے ہیں جو میلیہ کی ... اس مؤرخ کا نام ڈاؤڈورس ہے۔ اس رسم کے رواج پانے سے بیوہ کی خستہ حالی بحال رہتا ہے۔ جس میں اُسے اپنی تمام عمر بسر کرنی پڑتی ہے۔ ایک نہایت کا واقعہ ہے۔ کہ ستی کی رسم انسان کے مکروہ خیالات سے پیدا ہوئی۔ خود غرضی سے اُس کا نشو و نما اور جھوٹ سے اُس کا فروغ اور بے رحمی پر اُس کا خاتمہ ہوا۔ جہالت جس سے ایسے مکروہ خیالات پیدا ہوتے۔ جب تک کہ عورتوں سے بالکل دور نہ کی جاوے۔ تب تک ناممکن ہے کہ ہندوستانی سچّے مہذب کہلا سکیں۔ ودیا وہ گوہر بے بہا اور لطیف جوہر ہے جس کے لینے اور کھانے کو ہر ایک روح انسان محتاج ہے سوائے حصول ودیا انسان حیوان مطلق کے برابر ہے۔ نیکی اور بدی کی پوری تمیز سے آگاہ نہیں۔ اگرچہ روزانہ تجربہ سے کچھ کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کرنا اُس کا نسبت غلط فہمی کے نہ کرنے کے مساوی ہو رہا ہے۔ اگلے زمانہ کی ساری نامی گرامی عورتیں یا اہل مردوں ہی کے نام سے نامزد ہیں۔ عورتیں بیچاری علم سے عاری اس بات سے بے نصیب ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستان کی بہت سی عورتیں لائق گذری ہیں۔ یونانیوں کی ساری تاریخ میں پانچ چھ مشہور عورتوں سے زیادہ کا ذکر نہیں ہے۔ اہل روما کی کتابوں میں جن کا عروج پندرہ سو برس تک رہا۔ صرف پانچ ہی عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ فرانس میں دو تین عورتوں کا ذکر زبان زد خلائق ہے۔ برٹش کی عورتوں کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ آریہ قوم کی پرانی تواریخوں کے ملاحظہ سے علاوہ مردوں کی لیاقت علمی کے بہت سی لائق عورتوں کے حالات درج ہیں جو کہ حصول ودیا سے جہالت کے کلنک کا ٹیکا مٹا کر کمالات ظاہری و باطنی میں آراستہ ہوئیں اور انہیں مہذب ماؤں کے شکم سے تہذیب یافتہ قدیمی آریہ پیدا ہو کر ملک کو علم و حکمت کی کان بنانے اور یونان وغیرہ کو خوشہ چین کرایا۔

بعض نادان خارج تعلیم نسواں فرماتے ہیں کہ ہم کو کچھ زیادہ فائدہ یا بہبودی قوم عورتوں کے پڑھانے میں نظر نہیں آتی۔ اُن سورداسوں کے واسطے بھی سرمۂ سلیمانی کافی ہے۔ کہ اگر عورتوں کو جاہل رکھنا ہی منظور ہے۔ اردھنگی کا خطاب بھی بمنزلہ دُم لنگور ہے۔ ایک آنکھ میں سرمہ ڈالنا اور دوسری میں سفیدہ لگانا شایان شان عقلمندان نہیں ہے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است ٭

دوسرا ادھیا

ودوان عورتوں کے حالات میں

باوجودیکہ قدیم زمانہ کے حالات قلمبند کرنے کی طرف عرصہ سے آریہ لوگ لاپرواہ رہے۔ مگر اُن کی مشہور عورتوں کے نام یورپ کے کسی ملک کی مشہور عورتوں کے نام سے کم نہیں ہے۔ میتریی۔ گارگی۔ تارا۔ مندودری۔ سیتا۔ کنتی۔ دروپدی۔ گاندھاری۔ شکنتلا۔ علیٰ ہذا القیاس ان کے سوائے اور بہت سی عورتیں ایسی ہیں۔ جن کے نام یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ بعد امتیاز سچ اور جھوٹ کے ہر ایک کے حالات درج ہیں ٭

نمبر ۱ حال میتریی

یہ عورت یاگولک رشی کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ ویدوں کی ایک اُپنشد میں اِس کا حال یوں لکھا ہے کہ جب اُس نے دُنیا چھوڑنے کا ارادہ کیا تو اوّل اپنی بی بی سے صلاح پوچھی اور کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں فقیر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور جس قدر میرا مال و اسباب ہے وہ تم اور میری دوسری بی بی کاتیائنی آپس میں تقسیم کر لو۔ میتریی نے کہا کہ اگر ساری زمین اور اُس کی دولت میرے قبضہ میں آ جاوے تو کیا میں امر ہو سکتی ہوں۔ خاوند نے کہا کہ دولت سے زندگی آسائش سے بسر ہو سکتی ہے مگر وہ حیات ابدی کا ذریعہ نہیں۔ میتریی نے کہا کہ ایسی دولت مجھے نہیں چاہیے مجھے وہ راستہ بتاؤ جس سے ہمیشہ کی زندگی اور عمر جاودانی حاصل ہو ٭

یاگولک عورت کا استفسار دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ اور اُس کو سامنے بٹھلا کر نجات کا راستہ اس طرح بتلانے لگا کہ انسان ہمیشہ کی زندگی اُس وقت حاصل کر سکتا ہے جس وقت سب چیزوں سے اپنا دل ہٹا کر پرماتما اور ویدوں کا دھیان دھرے۔ خوشی اور رنج جو کچھ انسان پر گذرتا ہے سب روح کے واسطے ہے اس لئے چیزوں کو ذی روح ہی کا دھیان کرنا چاہیے کیونکہ جس ایک نے سب چیزیں پیدا کی ہیں۔ انجام کو سب کا خاتمہ اُس کی عبادت پر ہے اور نجات اُسی کو ہوگی۔ جو پرماتما کو ایک جانے اور مانے۔ اپنے اندر پرماتما کا دھیان کرے۔ برہم کی معرفت اور گیان کے واسطے برہم ودیا حاصل کیا ہے۔ کہ بعد اسی طرح کے اُپدیش کے وہ رشی مع عورت کے بن کو واسطے عبادت کے چلا گیا۔ اور دو ایسے مہان رشی ہوئے کہ اُس وقت رشیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اس فاضلہ عورت نے کئی دفعہ پاکھنڈی پنڈتوں سے مباحثہ کر کے اُن کو پاکھنڈ سے بچنے کی ہدایت کی اور ہزاروں کو راہ راست پر لائی۔ ایک دفعہ پنڈتوں کا مباحثہ راجہ جنک کے حضور میں ہو رہا تھا اور وہاں میتریی جی مردانہ ہمت سے اُن کے ہمراہ مباحثہ کر رہی تھی۔ یکایک یاگولک جی آ گئے۔ میتریی اُن کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ راجہ جنک نے پوچھا کہ تو اتنے مردوں کے سامنے خاموش نہ ہوئی۔ لیکن افسوس کہ ایک رشی کے آنے سے تیری زبان بند ہو گئی۔ میتریی نے کہا کہ اے راجہ میدان معرفت کے مرد یہی ہیں۔ تو اول تیرے پنڈت واچک ... در اصل یہی نامرد ہیں ٭

نتیجہ

یہ حکایت ایک ایسی عالی حوصلہ عورت کی ہے جو ایک بڑے رشی کی بی بی اور اُسکی بی بی ہونے کے لائق بھی اور اس بات کی نظیر ہے کہ اگلے زمانہ میں استری لوگوں کی بڑی خاطر منظور تھی اور بغیر ان کے صلاح و مشورہ کے کسی بڑے کام کرنیکا ارادہ نہ کرتے تھے۔ اور فقط اُن کی دُنیوی بہبودی مدنظر نہ ہوتی تھی۔ بلکہ آخرت کا فکر بھی ہوتا تھا ✦

نمبر ۲۔ حال گارگی

اس مشہور عورت نے اپنے علم و فضل اور ودیا کے سبب سے بہت بڑی شہرت پائی۔ ویدوں کے ایک اُپنشد میں اُس کے اور یاگولک کے مباحثہ کا ذکر اس طرح لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ راجہ جنک فرمانروائے ودیہ اس کے ہاں بڑا یگیہ ہوا۔ اور کورو اور پنچال دیش کے بڑے بڑے مشہور اور فاضل پنڈت وہاں جمع ہوئے۔ راجہ نے اس خیال سے کہ دیکھیں اس مجلس میں کون سا برہمن بڑا فصیح اور عالم ہے۔ ہزار گائیں خرید کرا کر اور اُن کے سینگوں پر سونے کے خول چڑھوا کر برہمنوں سے کہا۔ کہ تم میں سے جو شخص شاستر میں اعلیٰ لیاقت دکھاوے۔ وہ انعام پاوے۔ یاگولک کے سوائے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ ان کو ہاتھ لگاوے۔ البتہ اس کے کہنے سے اُس کا ایک چیلا سب گائیں ہانک کر اُس کے گھر لے گیا۔ اس بات پر تمام برہمن برافروختہ ہوئے۔ اور راجہ کے پروہت نے اُس سے کہا کہ تم بغیر ثبوت لیاقت اور فضل اسکے کس طرح اِس دان کے مستحق ہو سکتے ہو۔ یاگولک نے اس مجلس کے تمام فاضلوں کو ڈنڈوت کر کے کہا۔ کہ میں اپنے ہی کو اس دان کا مستحق سمجھتا ہوں۔ جن کو کچھ دعویٰ ہو مجھ سے بحث کر لے۔ اُس وقت مجلس میں چھ آدمی جن میں گارگی بھی تھی مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ برہمن تو تھوڑی دیر کے بعد ساقط ہو کر ہٹ گئے۔ اور گارگی بھی اگرچہ آخر کار ہار گئی۔ مگر اُس نے بڑی دیر تک ایسی فصاحت اور متانت سے گفتگو کی کہ اہل مجلس عش عش کرنے لگے اور مباحثہ ختم ہؤا ✦

نتیجہ

گارگی کے مباحثہ سے اگلے ہندوؤں کے اطوار کی نسبت کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اوّل یہ کہ جس زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں ودیا ہی بڑی دولت سمجھی جاتی تھی اُس وقت میں بھی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں (دوم) یہ کہ اگلے وقتوں میں پردہ نہ تھا۔ اور عورتیں مکان کی چاردیواری کے اندر ہی بند نہ رہتی تھیں۔ بلکہ مجلسوں اور سبھاؤں میں شریک ہوتی تھیں (سوم) یہ کہ جس طرح اس وقت لوگ اپنی رایوں کو اخباروں اور کتابوں میں چھاپ کر مشتہر کرتے ہیں۔ یا کسی مجلس میں کھڑے ہو کر سناتے ہیں اُس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ اُن دنوں میں جو بات کسی کو لوگوں سے دل میں جمانی ہوتی تھی۔ وہ مباحثہ کی انجمنوں میں پیش کرتا تھا۔ اور ایسی انجمن کسی یگیہ یا جگ کے موقع پر ہوتی تھی۔ ان انجمنوں میں برہمن اپنے کرتب دکھاتے تھے۔ اور اہل مجلس سے اپنی لیاقت کی داد پاتے تھے۔ اُسی کے قریب قریب یونان میں بھی دستور تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُس ملک کے مشہور و معروف مورخ ہیروڈوٹس نے اولمپیا کے اکھاڑے میں اپنی تاریخیں پڑھی تھیں۔ بعضوں میں اب بھی دستور ہے کہ جو پنڈت اور شاعر نوں پر اپنا فضل ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کسی بڑے موقع پر اپنا کمال جوہر دکھاتا اور سب سے زیادہ دان لے جاتا ہے ✦

نمبر ۳۔ حال تارا رانی

اس کا ذکر بالمیکی راماین میں ہے۔ یہ ملک مال کے راجہ کی بیٹی تھی اور کرناٹک میں مہاں ملی پور کے راجہ بالی سے اُس کی شادی ہوئی تھی اور اُس کے حسن و لیاقت علمی اور جوہروں کی تعریف اس قدر ہے کہ جس قدر ایک عقلمند دانا رانی کی ذات میں چاہئیے چنانچہ مفصل حال اس کا راماین میں درج ہے۔ راجہ بالی اور راجہ رام چندر جی کی لڑائی کا حال جو راماین میں لکھا ہے۔ اُس سے یہ صاف پایا جاتا ہے۔ کہ راجہ بالی کے گھر تارا کے سوائے دوسری مہاراجہ سوی کوئی نہ تھی۔ جب راجہ بالی اس لڑائی میں مارا گیا تو تارا رانی اپنی سہیلیوں کے ساتھ اُس کی لاش پر آئی اور ایسے درد و غم کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ کہ دیکھنے والوں کو افسوس آتا تھا۔ اُس نے بموجب قاعدہ دھرم شاستر کے اُس کی لاش کو جلوا دیا۔ بالی کی وفات کے بعد رام چندر جی نے اپنے وعدہ کے موافق اُس کے بھائی سگریو کو راجہ بنایا اور سگریو نے حسب اپنے بھائی کا تخت ہی نہ پایا بلکہ موافق اُس دستور کے جو اب بھی اُڑیسہ میں جاری ہے۔ بموجب ہدایت رام چندر جی کے تارا سے نکاح ثانی کر کے اُسے اپنی رانی بنایا ✦

نمبر ۴۔ حال مندودری

یہ عورت لنکا کے ملک تامل کے راجہ کی بیٹی تھی اور اُسکا بیاہ لنکا کے راجہ راون سے ہؤا تھا۔ یہ لنکا ملک آریہ ورت کی دکن کی طرف سمندر کا ایک ٹاپو ہے۔ اور اسی کو سراندیپ بھی کہتے ہیں۔ سوائے حسن اور جمال ظاہری کے بہت سی لیاقتیں اور خوبیاں اس میں پائی جاتی تھیں۔ جیت کا ہونا عاقل اور سمجھ دار آدمی اپنی بیویوں میں پسند کیا جاتا ہے۔ یہ جو لکھا ہے۔ کہ راون کے گھر کئی ہزار رانیاں تھیں۔ یہ اگلے شاعروں کی گھڑت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس ملک کے کبیشروں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی راجہ کی بڑائی اور مہمان نوازی شروع کرتے ہیں۔ تو پہلے اُس کی رانیوں کی کثرت بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر مان لیا جائے کہ راون کی بہت سی عورتیں تھیں۔ تو بھی اس میں کلام نہیں کہ مندودری سب میں بڑی رانی تھی۔ اور اُس کے بطن سے راون کے ہاں کئی بہادر بیٹے پیدا ہوئے۔ جب راون نے سیتا کو جبراً رام چندر جی سے لے جا کر اشوک بن میں قید کیا تھا۔ تو مندودری نے کئی بار اُس کی رہائی کی شفاعت کی بھی۔ مگر راون نے ایک نہ سنی۔ عورت کو عورت پر اکثر رحم آجاتا ہے۔ اور اس رحم کا جانا داخل آدمیت ہے۔ یہ شطرنج کا مشہور کھیل جو کئی صدیوں سے چلا آتا ہے۔ اور ہندوستان میں اُس کا اکثر رواج ہے۔ یہ بھی مندودری ہی کی عقل خداداد کا ثمرہ ہے۔ اس کھیل کے نکالنے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ راون کو جنگ اور خونریزی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے مندودری نے اپنی طبیعت سے شطرنج کا کھیل نکالا۔ مطلب یہ تھا کہ خاوند اُس کا اس کھیل میں شطرنج کے مہروں کی لڑائی سے دل بہلا کر خلقِ خدا کو تباہ نہ کرے۔ شطرنج کی ایجاد کا دعویٰ بہت سی قومیں کرتی ہیں۔ مگر سر ولیم جونس اس کا موجد ہندوؤں کو جانتے ہیں۔ اور ہندو اس کو مندودری سے منسوب ٹھہراتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کھیل کو چترنگ کہتے ہیں اور شطرنج اسی لفظ سے بگڑا ہؤا معلوم ہوتا ہے۔ بعضے اِسکی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ سنسکرت میں شترو دشمن کو کہتے ہیں اور شتروں اُسکی جمع ہے۔ جب اُس کے ساتھ ہی لفظ جے آیا۔ تو اس کے معنی دشمنوں پر فتح پانے والے ہو گئے۔ چترنگ۔ فوج کے چار حصوں رتھ۔ ہاتھی۔ سوار۔ پیادہ کو کہتے ہیں۔ پہلے اِس کھیل کے مہرے ان چار ناموں سے موسوم تھے۔ پیچھے رتھ کی جگہ کشتی مقرر ہو گئی۔ چنانچہ ہندوستان کے ہاں رخ کو ناؤ کہتے ہیں۔ سر ولیم جونس صاحب لکھتے ہیں کہ گھوڑوں اور ہاتھیوں پیادوں کے ساتھ رخ کا ہونا بے میل معلوم ہوتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ کشتیوں سے یہاں بحری فوج مراد ہے اور رتھوں سے کشتیوں کا بدلنا اس وقت

پر دلالت کرتا ہے۔ کہ پچھلے زمانہ میں ہندو راجاؤں کے وقت حفاظت ملک کے لئے فوج بحری کا رکھنا بھی ضروری ہو گیا تھا ہندوؤں ہی نے جاوا اور ٹاپوؤں۔ کے دریافت پانے کے بعد بادشاہت و موجودہ رامچندر جی کے اپنے دیور ... سے منعقد ہوئی۔ کیونکہ ... بہ سلسلہ ... خود راجاؤں کے مرنے کے بعد ملک لنکا اُس کے بھائی ببھیشن کو دے دیا گیا تھا ۔

نتیجہ

جس طرح ملک پنجاب میں حاملہ عورات سوہاگ حال کا برت رکھتی ہیں۔ اور اُس سے دلی منشا یہی ہوتا ہے۔ کہ خاوند دور دراز سفر جانی وبلائے ناگہانی سے محفوظ رہے۔ اگر ان کو ذرا بھی تمیز ہوتی تو مثل ستوری جی کے ایسے ساوتری برت سے بری ہو کر خاوند کو مرض والم سے سبکدوش کرنے کے واسطے دستکاری وغیرہ ایجاد سے مددگاری کریں ۔

نمبر ۵ - حال رانی سیتا جی کا

جو شہرت آریوں میں رامچندر جی کی رانی سیتا نے پائی وہ کسی عورت کو نصیب ۲ میں ہوئی۔ طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا۔ اور عجب عجیب قسم کے ستموں کا دکھنا خاندان ومزیہ کی شرافت سُسرال داد کی لطافت اور خصائل کی خوبی یہ ساری باتیں ایسی ہیں جس کے سبب سے ہر فرقے اور ہر قوم کے ہندو اُس کے نام کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔ ہندو سیتا کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسے عیسائی بی بی مریم کی اور مسلمان بی بی فاطمہ کی۔ سیتا کے باپ کا نام جنک تھا اور مملا دیس جس کو آجکل ترہٹ کہتے ہیں۔ راجہ تھا۔ اس لڑکی کے سوائے اُس کے گھر اولاد نہ تھی۔ اِس لئے بڑی محبت اور نعمت سے اسے پالا تھا۔ حسن وجمال میں اس عورت کا اس وقت کوئی نظیر نہ تھا۔ اور خصائل برگزیدہ و صفات حمیدہ نے اُسے اور بھی چمکا رکھا تھا۔ ایک عقلمند آدمی کا قول ہے۔ کہ بہادر مرد کے سوا حسین عورت کا کوئی مستحق نہیں ہے۔ بموجب اس قول کے اُس کے باپ نے یہ عہد کر لیا۔ کہ جو کوئی ایک سخت کمان کو جو اس کے ہاں رکھی ہوئی تھی چڑھائیگا وہی سیتا کو پائیگا۔ اُس زمانہ میں بہادری ہی لیاقت سمجھی جاتی تھی۔ تمام سردار اور چھتری ایسی سختیاں انہیں لوگوں کو دیتے تھے جو لڑائی کے کرتبوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ یہ کمان کوئی آسمانی کمان نہ تھی اور نہ کوئی کرامات رکھتی تھی۔ بلکہ بڑی بھاری اور ایسی کڑی تھی کہ اُس کا کھینچنا دشوار تھا۔ ایرین نامی ایک مؤرخ تحریر فرماتا ہے کہ ہند کے لوگ کمانوں کو پاؤں سے کھینچتے تھے۔ اور ان کا تیر چھ فٹ لمبا ہوتا تھا۔ ایسی کمان اب بھی پہاڑی قوموں میں پائی جاتی ہے پس راجہ جنک کے پاس ایسی کمان کا ہونا تعجب سے نہیں ہے۔ جب سیتا کے حسن وجمال اور اُس کے باپ کے دولت و اقبال کا شہرہ آریہ ورت میں پھیل گیا۔ تو نزدیک و دور کے بہت سے راجے جنک کے دربار میں آنے لگے۔ اُس وقت رامچندر جی کی جوانی کا آغاز تھا۔ اور تیر اندازی میں انہوں نے بڑا کمال پیدا کیا ہوا تھا۔ کوئی راجہ رامچندر کے سوائے اُس کمان کو نہ کھینچ سکا۔ اور انہوں نے فقط کھینچا ہی نہیں بلکہ دو ٹکڑے بھی کر دئے۔ اُن کی شہزوری دیکھ کر سیتا کے باپ نے اُن سے اُس کی شادی کر دی اور وہ اُس کو لیکر اپنی اجودھیا میں جہاں اُن کے باپ کی دارالحکومت تھی چلے آئے۔ یہاں رہتے ہوئے رامچندر جی کو تھوڑے دن گذرے تھے۔ کہ ان کے باپ راجہ دسرتھ نے اپنی ایک چاہتی رانی کے بہکانے سے رامچندر کو چودہ برس کا بن باس دیدیا۔ رامچندر جی سیتا اور لچھمن کو ہمراہ لیکر وہاں سے روانہ ہوئے۔ الہ آباد سے ہوتے ہوئے چترکوٹ پہاڑ پر پہنچے۔ اور کئی برس تک اِدھر اُدھر پھر کر آخر پنچوٹی پر جو گوداوری ندی کے منبع کے قریب ہے مقام کیا جلا وطنی کے باقی دن وہاں گذارے۔ بن کے جانے کے بعد راجہ دسرتھ کو اس قدر رنج و تنہائی ہوئی۔ کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اُسکی وفات کے بعد رامچندر کے لینے کے واسطے بھرت اُن کے پاس آیا۔ مگر انہوں نے موجب اقرار کے بالانفصال واپس جانے سے انکار کیا۔ حاصل یہ کہ رامچندر جی مع عورت اور بھائی کے جھونپڑی میں رہے اور جنگل کے پھل پھلاری سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے اِس عالم مسافرت میں جس خاطر اور تسلی کے ساتھ رامچندر لچھمن اور سیتا کے ساتھ پیش آتے تھے اور جس محبت سے اُسکی خبرگیری کرتے تھے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندو اپنی عورتوں سے بہت اُنس رکھتے تھے۔ رام اور لچھمن اور سیتا کو کبھی اکیلا نہ چھوڑتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً ہرن کا ایک خوبصورت بچہ اُس راستہ سے گذرا سیتا کا دل اُس کی الفت میں مائل ہو کر رامچندر جی سے مستدعی ہوئی۔ کہ مہاراج اگر یہ زندہ مل جاوے۔ تو اِس بن باس میں ایک گونہ دل تسلی ملے۔ رامچندر جی اُس کے تعاقب میں گئے اور بخیال زندہ پکڑنے کے بہت دیر کی۔ لچھمن جی واسطے خبرگیری کے گئے۔ قصداً لنکا کا راجہ راون میدان خالی پا کر سیتا کو زبردستی سے لیگیا۔ باعث لیجانے کا صرف یہی تھا کہ سروپ نکھا ہمشیرہ راون رامچندر جی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ بولے۔ کہ میں اپنی عورت ہمراہ لایا ہوں لچھمن یہیں لایا اُس سے کہو۔ جب اس کے پاس گئے۔ تو وہ انکاری ہوا۔ لیکن سروپ نکھا جب بطور آخر سیتا کو ڈرا رہی تھی۔ لچھمن نے اُس کی حرکات ناشایستہ سے تنگ ہو کر اُس کا ناک کاٹ ڈالا۔ ناچار مجبوری راون واسطے مدد کے آیا اور بغیر حاضری میں سیتا کو لے گیا۔ لنکا میں لے جا کر ہر چند نفسانی کی راہ سے بہتیرے جال ڈالے۔ بلکہ سیتا کو قید بھی کر دیا۔ مگر سیتا کی عصمت اور پاکدامنی کے آگے اُس کی ایک پیش نہ گئی۔ رام اور لچھمن نے جب واپس آ کر سیتا کو گھر میں نہ پایا۔ نہایت بیقرار ہوئے۔ اور جنگل میں جا بجا تلاش کرنے لگے۔ آخر کو جب پتہ اُس کا مل گیا۔ تو کرناٹک کے راجہ بالی کے بھائی سگریو سے مل کر سیتا کو قید سے نکالنے اور راون سے لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ لڑنے سے پہلے سگریو کے سپہ سالار اور وزیر اعظم ہنومان کو ایلچی بنا کر راون کو سمجھانے کو بھیجا مگر اُس نے نہ مانا۔ ہنومان سیتا کو تسلی دیکر واپس آگیا اور رام چندر جی ہمراہی سگریو سمندر کی کھاڑی پر پل باندھ کر لنکا پر چڑھ گئے۔ جو معرکہ آرائیاں اور خونریزیاں اس موقع پر ہوئیں۔ اُس کے بیان میں بالمیک نے نہایت مفصل بیان کیا ہے۔ آخر رام اور راون کا مقابلہ ہوا۔ اور رام نے راون کو مار لیا۔ راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس وطن کو پھرے الا قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گرنا پڑا۔ اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اِس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تھی۔ تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی۔ سیتا کی آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔ اور راجہ رامچندر جی سیتا کے ساتھ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے وہ جس قدر اپنے حسن وجمال سے اُن کے دل کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ وہ اُسی قدر اپنی فرمانبرداری اور نیک اخلاقی سے اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بوتے تھے۔ ان دونوں کی محبت کا حال جو بالمیک وغیرہ شاعروں نے لکھا ہے۔ وہ نری شاعری نہیں ہے۔ بلکہ عورت اور پتی کی محبت کی ایک مثل ہے۔ سیتا کا دل اکثر لذات دنیاوی سے برگشتہ رہتا تھا۔ آخر چند سال کے بعد تنہائی کی اجازت مانگی۔ اجودھیا کے پاس جہاں ایک سنسان جنگل ہے۔ حسب خواہش سیتا۔ لچھمن جی وہاں اُس کو چھوڑ آئے۔ اجودھیا کے روانہ ہونے سے پہلے سیتا کو ایک دو ماہ کا حمل تھا۔ لیکن ناتجربہ کاری خیال نہ کیا اور جنگل میں پہنچے

سفر ہی سکتا

کے سات آٹھ ماہ بعد لَو اور کُش تو توام دو لڑکے پیدا ہوئے۔ بالمیک مُنی جو اُس وقت کے رشیوں میں مہاتما دھرماتما تھے ایسی حالت میں بسبب قریب ہونے کے سیتا اُن کی جھونپڑی میں چلی گئی۔ علٰی ہٰذا القیاس بارہ برس تک اس عالم تنہائی میں لڑکوں کی پرورش اور رشی کی خدمت اور پرماتما کی عبادت میں مصروف رہی۔ جس وقت رامچندر جی نے اپنے ہاں ایک بڑا یگیہ کیا۔ تو اُس وقت تک بالمیک جی رامائن تصنیف کر چکے تھے۔ اور لَو اور کُش کو حفظ کرا ئی تھی۔ اِس یگیہ میں بہت سے رشی منی اور دو نو لڑکوں کے ساتھ بالمیک جی بھی اجودھیا کو آئے۔ اور لڑکوں نے کل رامائن ایسی خوش آوازی سے راجہ رامچندر کو سنائی۔ کہ اُس عالیشان جلسہ میں سب کو سیتا کی جدائی ناگوار گذری ہنومان وغیرہ سپہ سالاروں کو بھیج کر سیتا کو اجودھیا میں طلب کیا۔ جو مدت سے تکلیفیں اُٹھاتی اُٹھاتی نہایت نحیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ اجودھیا میں پہنچتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ ہر چند اُس کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کی گئیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی جان نکل گئی۔ رامچندر جی کو اُس کے مرنے کا ایسا رنج ہوا۔ کہ انہوں نے اپنے تئیں دریائے سرجو کے حوالہ کیا۔ بعد رامچندر جی کی وفات کے چند روز ماتم کر کے لَو راجہ گدی نشین ہوا ✦

نتیجہ

سیتا کی داستان سے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں:۔

اوّل۔ یہ کہ لڑکی کی شادی دیکھ بھال کر کرنی چاہیئے۔ دوم۔ جوانی کی عمر میں جبکہ پوری زوجیت کے حقوق و فرائض سے آگاہی ہو۔ سوم جوانمرد کے ساتھ نہ کہ بطمع زیور سپرد سال کے ہاتھ بیچنا۔ چہارم۔ صبر اور استقلال اور اطاعت اور فرمانبرداری سے خاوند کی مصیبتوں میں شریک ہونا۔ پنجم مصیبت اور قید میں بھی خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کو یاد سے نہ بھولنا۔ ششتم۔ تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ حمل کے قیام وغیرہ حالات سے آگاہی ہو۔ بلکہ ان معاملات کی جیسا کہ بیہرے ادھیاء میں ذکر ہوگا۔ عورت کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ ہفتم۔ ایک ادنےٰ چیز پر مبتلا نہ ہونا چاہیئے جس سے خاوند کی جان مصیبت میں پڑ جائے۔ اور خود بھی تکلیف اُٹھائے ✦

نمبر۶۔ حال شکنتلا

یہ عورت ہندوستان میں ایسی ہوئی ہے۔ جس کے حوال سے کالیداس ایک مشہور شاعر نے اپنے ناٹک کو زیب دی ہے۔ شکنتلا جی ایک رشی کنو نام کی بیٹی تھی یہ رشی ہردوار کے قریب ایک چھوٹی ندی مالنی کے کنارے ایک ایکانت استھان میں بود و باش رکھتا تھا۔ اُس کی جھونپڑی کے گرد سرو و صنوبر اور قسم قسم کے خودرو پھولوں کے درخت تھے۔ کنو کے اولاد یہی ایک بیٹی تھی۔ اس لئے بڑے ناز و نعمت سے پالا تھا اور جو باتیں علم و اخلاق کی عورتوں کو سکھلانی چاہئیں وہ سب اسے تعلیم کی تھیں۔ جانوروں کی ٹہل کرنی اور پودوں کو پانی دینا اِس لڑکی کا شغل تھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو اتفاق سے ایک روز راجہ دُشینت شکار کرتا ہوا اُدھر آ نکلا۔ کنو اُس وقت جھونپڑی میں نہ تھا۔ دستور کے موافق شکنتلا نے اُس کا استقبال کیا نظروں کا چار ہونا تھا۔ کہ دونو کا کام عشق کی شمشیر نے تمام کیا اور نگاہوں ہی میں ایک دوسرے کا راز سمجھ لیا۔ اُسی وقت راجہ نے اپنا حسب و نسب بتا کر اُسکے ساتھ گندھرب بواہ کر لیا۔ یہ وہ بیاہ ہے جو طرفین کی رضامندی سے ہو جاتا ہے۔ اور کسی رسم و آئین کا اُس میں دخل نہیں ہے۔ اس طرح کی شادی اگلے زمانہ میں کوہ ہمالہ کے نزدیک ایک پہاڑی قوم گندھرب میں رائج تھی۔ منو نے بھی شادی کے اقسام میں اُس کا ذکر لکھا ہے۔ مگر اُس کو پسند نہیں کیا۔ بیاہ کے بعد راجہ دو چار دن

وہاں رہا۔ اور پھر اپنے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ چلتے وقت شکنتلا کو انگوٹھی دیکر یہ کہا۔ کہ چند روز میں تجھ کو اپنے پاس بلا لونگا۔ تھوڑے عرصے کے بعد شکنتلا کو حمل کے آثار نمودار ہوئے۔ تو اپنے خاوند کی طرف ہستناپور کو روانہ ہوئی۔ مگر راستہ میں جو ایک تالاب کے اندر اُسے نہانے کا اتفاق ہوا تو وہ انگوٹھی اُس میں گر پڑی۔ مگر جب راجہ کے پاس پہنچی اور اُس نے اپنی نشانی نہ دیکھی تو اُس کی بات کو نہ مانا۔ اور جنگل میں جو قول و قرار کئے تھے سب دل سے بھلا دئے۔ یہاں ناظرین کو ایک بات جتلانی ضرور ہے۔ ایک زمانہ میں آریہ ورت میں دستور تھا کہ سردار کو چھتری کہتے تھے اور حکومت اور سلطنت کی باگ بھی اُسی کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پچھلے راجاؤں نے رعیت اور ملک گیری کا کام تو اپنے ہاتھ میں رکھا اور عبادت اور رہنمائی کا کام برہمنوں کے حوالہ کیا۔ اس زمانہ میں جب برہمن چھتریوں کے ہاتھ بکنے والے بنے تو چھتریوں کے دل سے اُن کی قدر و منزلت جاتی رہی بلکہ اُن سے رشتہ کرنا بھی بے عزتی سمجھنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دُشینت راجہ بھی اُسی زمانہ میں گذرا ہے اور شکنتلا کو جب اُس نے غریب برہمن کی بیٹی دیکھا۔ تو اُس کو اپنے گھر میں رکھنا عار سمجھا۔ غرض کہ جب شکنتلا کو راجہ نے قبول نہ کیا۔ تو اُس کی ماں آنکھر اُس کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئی۔ یہاں پہنچ کر شکنتلا کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور بھرت اُس کا نام رکھا۔ اِس لڑکے کی جرأت کا یہ حال لکھا ہے۔ کہ وہ جنگل میں شیر سے نہ ڈرتا تھا۔ اور اُس کے سامنے اُس کے بچوں سے کھیلا کرتا تھا۔ آخر جب وہ انگوٹھی جو شکنتلا کے ہاتھ سے گر پڑی تھی۔ کسی طرح راجہ کے پاس پہنچی۔ اور بھرت کی جوانمردی و بہادری کا شہرہ بھی اُس نے سنا۔ تو واسطے تفتیش حال کے جنگل میں آیا۔ اور اُس کو معہ ماں کے شکنتلا کے ہمراہ لایا۔ اور پٹ رانی بنایا۔ چنانچہ بھرت بڑا بہادر اور جنگجو ہوا۔ اور ہندوستان کے بہت سے علاقہ اُس نے فتح کئے۔ اور اِسی بھرت کے نام سے آج تک ہندوستان بھارت ورش کہلاتا ہے ✦

نتیجہ

(نمبر۱) لڑکیوں کو تعلیم دیکر جوہر علم سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ زیور نہ ہونے یا پہننے کا دھڑکا دل سے دور ہو کر اپنی اخلاقی و روحی و راستی سے مسرور رہیں (نمبر۲) ایسے مساوی شخص سے شادی کرنی چاہیئے جو علم و اخلاق میں مساوی ہو (نمبر۳) راجہ دُشینت کی مانند عہد شکن نہ ہونا چاہیئے۔ کہ آخر کو پچھتانا پڑے کیونکہ حسن اخلاق حسن اتفاق سے ہوتا ہے ✦

نمبر۷۔ کنتی کا حال

کنتی کا نام آریوں کی تاریخ میں ایسا ہی مشہور عام ہے جیسا اہل روما کی تاریخ میں کورنیلیا کا۔ اِس کورنیلیا کی بابت ذکر ہے۔ کہ اِس کے دو بڑے بیٹے جوانمرد اور بہادر اور محب وطن تھے۔ اور یہ خود نہایت نیک اور پارسا تھی۔ یہ عورت مسیح سے ۲۰۰ برس پہلے گذری ہے ✦

نقل ہے کہ ایک بار ایک عورت اپنا تمام زیور پہن بدن کر کے اُس کے پاس آئی اور اپنا زیور اُسے دکھا کر کہنے لگی۔ کہ تو بھی اپنا زیور مجھے دکھا۔ اُس نے اپنے دونو بیٹوں کو اُس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ ان دونو زیوروں کے سوا میرے پاس اور گہنا نہیں ہے۔ مگر مجھ کو ان کے سبب سے کمال فخر ہے۔ کنتی راجہ سور کی بیٹی تھی۔ جو متھرا کا راجہ تھا۔ ان دنوں متھرا کی سلطنت بڑی سلطنتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اس لئے پانڈو جیسے راجہ کا جو چندر بنسی خاندان میں

اسباب تھا۔ مصر اکے راجہ کی بیٹی سے بیاہ کرنا دو لوگ کے فخر کا باعث تھا۔ راجہ پانڈو کے ہاں دو رانی تھیں۔ ایک کنتی دوسری مادری۔ کنتی سے یدھشٹر۔ بھیم اور ارجن بیٹے اور مادری سے نکل اور سہدیو دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ان پانچوں کو قدیمی لوازمات میں پانڈو کہتے ہیں۔ پانڈو زبردست راجہ تھا۔ کئی برس تک اُس نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ لیکن انجام کار راج کاج چھوڑ کر کوہ ہمالیہ کو چلا گیا۔ کہ اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ وہاں گوشہ تنہائی میں بسر کرے۔ اور پہاڑ کی سیر ا بادل بہلائے جب پانڈو نے انتقال کیا۔ تو کنتی پانچوں لڑکوں کو لیکر ہستناپور کو اپنے دیور کے پاس چلی گئی۔ راجہ دھرتراشٹ بڑی خاطرداری سے پیش آیا۔ محل میں اپنی بی بی گندھاری کے پاس اُسے رہنے کو جگہ دی۔ اور اُس کے بچوں کو اپنے بیٹوں کی طرح پرورش کرنے لگا۔ اور سب کو تعلیم کے لئے درونا چاریہ کے سپرد کیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان یتیم بچوں کو درونا چاریہ اُستاد کامل ملا تھا۔ مگر ماں کی تعلیم بھی اُن کے حق میں اُستاد کی تعلیم سے کم مفید نہ ہوئی۔ جب پانڈو اول مرتبہ جلاوطن ہوئے۔ تو کنتی اُن کے ہمراہ جنگلوں اور بنوں میں پھرتی رہی۔ بنوں سے نکلنے کے بعد سب کے سب درن وت یعنی الہ آباد میں پہنچے۔ یہاں اُن کے دشمنوں نے اُن کے مارنے کی یہی تدبیر کی تھی۔ کہ وہ سب جل کر راکھ ہو جاتے۔ مگر اُن کا بال بیکا نہ ہوا۔ اور وہاں سے تھہر آرہ میں پہنچے۔ اور کچھ دن تک ایک برہمن کے مکان میں چھپے رہے۔ ایک دن انہوں نے اُس گھر میں آہ و زاری کا شور سنا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ اس شہر کے قریب ایک نام مردم خور وحشی رہتا ہے۔ اُسکا معمول ہے کہ ہر روز ایک آدمی کھا کر اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ اور بوبت سو بہ اس شہر سے ایک آدمی اور کچھ کھانے کا اسباب اُس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ آج اُس کی معمولی خوراک اور آدمی بھیجنا ہمارا ذمہ ہے۔ اس پر کنتی نے کہا کہ تم کچھ فکر نہ کرو۔ کہ میں اپنے ایک بیٹے کو بھیج دونگی۔ جو اُس آدم خور کو مار ڈالیگا۔ چنانچہ بھیم سین اس کام کے لئے متعین ہوا۔ اور بڑ کے درخت کے نیچے جہاں وہ مردم خور آدمی کو آ کر کھاتا تھا۔ جا بیٹھا۔ جس وقت وہ مردم خور آیا۔ اور چاہا کہ اُس کا لقمہ کرے۔ یہ اُس کے مقابل ہو گیا۔ اور بڑی دیر تک دونوں میں سخت لڑائی رہی۔ آخر بھیم اُس پر غالب آیا اور اُس کا کام تمام کیا۔ الغرض آرہ سے نکل کر پانڈو پنچال کی سلطنت کی طرف اس غرض سے روانہ ہوئے۔ کہ وہاں کے راجہ کی بیٹی دروپدی کے سوئمبر میں شامل ہوں اور اپنی ماں کو اُس برہمن کے ہاں چھوڑ گئے۔ جب دروپدی اُنکے سوئمبر میں ہاتھ آئی۔ تو پانچوں بھائی معہ اپنی ماں کے چند روز کمپلا میں رہے۔ اس کے بعد راجہ دھرتراشٹ نے ہستناپور میں اُنہیں بلوایا۔ جب پانڈو دوسری مرتبہ جلاوطن ہوئے تو کنتی اُس وقت بہت ضعیف ہو گئی تھی۔ اور جنگل جنگل ساتھ پھرنے کی طاقت اُس میں باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اُس کو اپنے چچا ودر کے پاس چھوڑ گئے۔ اس جلاوطنی کے عرصہ کو پورا کرنے کے بعد پانڈو نے کرشن کو کوروں کے پاس بھیجا۔ کہ صلح اور آشتی سے اُن کا راج اُن کو مل جائے۔ اور فساد تک نوبت نہ آئے۔ جب کرشن ہستناپور میں پہنچے تو کنتی کو نہایت حیران اور پریشان پایا۔ اُنہوں نے اُس کی تسلی کی اور کہا کہ تھوڑے روز صبر کر۔ پانڈو کا راج عنقریب اُن کو مل جاتا ہے۔ اس وقت جو پیغام کنتی نے اُن کے ہاتھ اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ وہ سننے کے قابل ہے۔ اور اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کی عورتیں کس بلا کے دل و دماغ رکھتی تھیں ✦

پیغام مذکور یہ تھا۔ اے بیٹو! موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے باپ کی میراث پر لڑنے میں ذرا تساہل نہ کرو۔ دشمن کی سرکشی اور اس کی فوج کی کثرت کا کچھ خوف دل میں نہ لاؤ۔ اور فوراً اُس سے راج چھین لو۔ جان لو کہ تم چھتری ہو۔ بندہ کرنے یا بھیک مانگنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ ہتھیار اٹھانا اور مرنا مارنا تمہارا کام ہے۔ بے عزتی کے ساتھ جینے سے مرنا لاکھ درجہ بہتر ہے۔ یہی وقت ہے کہ تم اپنے کو پانڈو کی اولاد کر دکھاؤ۔ اور لوگوں پر ثابت کر دو کہ کنتی بہادر و شریف بیٹوں کی ماں ہے۔ تمہارے دشمنوں کے سبب سے جو مصیبتیں تمہارے حال پر پڑیں وہ کچھ کم نہیں ہیں۔ جب میں اس بات کا خیال کرتی ہوں۔ کہ ... جا جی دروپدی سے ... اُنہوں نے کس طرح گھسیٹا۔ تو سب مصیبتیں اس بے عزتی کے آگے ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ اگر تم نے کوروں سے اس بے عزتی کا انتقام نہ لیا تو دنیا میں تمہارا جینا عبث ہے۔ تم کو لازم تھا جس روز یہ ہتک ہوئی تھی۔ اُسی روز اُس کا بدلا لیتے۔ یا وہیں مر کر ڈھیر ہو جاتے۔ اب جو وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اس لئے اب اس میں ہرگز دیر کرنی زیادہ ضرور ہے۔ اس پیغام کے سننے سے ہمیں سپارٹا کی عورتوں کا وہ مقولہ یاد پڑتا ہے کہ جب اُن کے لڑکے لڑائی پر جاتے تھے۔ تو اُن سے کہ دیتی تھیں کہ یا ڈھال لیکر آنا یا ڈھال کے اوپر آنا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں آریہ قوم کی سب عورتیں ایک ہی سی طبعیت رکھتی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ مہابھارت کی لڑائی میں پانڈو فتحیاب ہوئے۔ اور کنتی اپنے بیٹوں سمیت پھر راج کی مالک ہوئی۔ اور پرمیشور نے اُس کو وہ راج اور اقبال دیا کہ اُس کے بیٹے اشومیدھ یگ کرنے کے قابل ہوئے۔ جب اُسکی ساری مرادیں پوری ہوئیں تو وہ دھرتراشٹ اور گندھاری کے ساتھ ہستناپور سے چلی گئی۔ اور گنگا کے کنارے ایک مقام تنہا میں رہنے لگی۔ جب عمر کے دن پورے ہونے کو تھے تو اتفاقاً اُس بن میں آگ لگ گئی اور کنتی اور گندھاری اور دھرتراشٹ سب جل کر خاک ہو گئے ✦

نتیجہ

(اول) عورت کو نیک اولاد اور بہادر فرزندوں پر ناز کرنا چاہئے۔ نہ کہ زیورات پر۔
(دوم) ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بیٹوں کے واسطے حکم اکسیر اعظم ہے۔
(سوم) سوائے خانگی معاملات کے معاملہ ملکی میں بھی عورات صلاحکار ہوتی تھیں۔
(چہارم) عورات میں بزدلی کے خیالات ہونے سے اولاد بھی ڈرپوک عادت ہو جاتی ہے۔

نمبر ۹ حال گاندھاری

گاندھاری بڑی عقلمند اور نیک عورت تھی۔ یہ مہاراجہ گندھار کی بیٹی اور راجہ دھرتراشٹ والی ہستناپور کی رانی تھی۔ باوجودیکہ اس کا خاوند نابینا تھا۔ مگر اُس نے اُس کی تعظیم و توقیر میں کبھی قصور نہیں کیا۔ گاندھاری سے راجہ دھرتراشٹ کے ہاں دو بیٹے دریودھن اور دُشاسن اور ایک لڑکی دشلیا پیدا ہوئی۔ اسکی عصمت اور پارسائی کا یہاں تک شہرہ تھا کہ تمثیلاً آج تک بھی اس کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔ جب دریودھن کا پانڈو کے ساتھ بگاڑ ہوا تو صرف اسی عورت کی عقلمندی کے سبب مہاراج نے اُس کو دربار میں دریودھن کے سمجھانے کے واسطے بلوایا تھا۔ مگر اُس ڈھیٹ نے جس طرح اور بزرگوں کی نصیحت کو نہ مانا۔ اِس کی بات پر بھی کان نہ دھرا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کورو کھشیتر کے میدان میں دونوں کی لڑائی ہوئی۔ اور تمام کورو اس لڑائی میں مارے گئے۔ اِس واقعہ کے بعد جب پانڈو کو دھرتراشٹ و گاندھاری کے قلق اور اُنکی بیقراری کا حال معلوم ہوا۔ تو اول انہوں نے اُن کی تشفی کے لئے کرشن جی کو اُن کے پاس بھیجا۔ جب یہ وہاں پہنچا۔ تو اول انہوں نے رسم تعزیت

ادا کرکے مہاراج کی تسلّی کی۔ اُس کے بعد چلتے بنے کہ محل میں جاکر رانی کو صبر لائیں۔ مگر اُن کا آنا سنکر اُس سے رہا نہ گیا اور وہ ماہی تصویر سامنے ہوئے وہیں آگئی اور کرشن کو دیکھتے ہی غش کھاکر گر پڑی۔ کرشن یہ حال دیکھ کر بہت گھبرا گئے۔ اور یہ سمجھ کر کہ گاندھاری مر گئی۔ بے اختیار رونے لگے۔ پھر کیوڑا و گلاب ہمسگار اُس کے چہرہ پر چھڑکا دھرتراشٹ بھی جہاں وہ بیہوش پڑی تھی۔ آیا اور اُس کا سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھ لیا بڑی دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آیا۔ تو کرشن نے اسکی بہت تشفی کی۔ اِس عورت کو جس قدر اپنی اولاد کے مارے جانے کا غم تھا۔ اُسی قدر اپنے ضعف اور شکستہ خاطر خاوند کا بھی فکر تھا۔ مہابھارت میں جس جگہ سب ان جنگ میں عورتوں کے بیٹے اور بیٹوں اور بھائیوں اور خاوندوں کی لاش کو دیکھ کر رونے اور آخری رسم کے ادا کرنے کا حال ہے وہ ایسا پُر اثر ہے کہ پتھر دل بھی اُس مقام پر پانی ہوکر موم ہو جاتا ہے جیسا یہ مقام مہابھارت میں درد انگیز ہے۔ شاید تمام مہابھارت میں دو چار ہی ایسے مقام ہونگے ؛

خلاصہ یہ کہ گاندھاری نے اپنی عقل اور دانش کے سبب زندگی بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ کاٹی اور آخری عمر میں اپنے خاوند کے ساتھ گنگا کے کنارے پر جا بسی اور وہاں جنگل میں آگ لگ جانے کے سبب وہ اور سب ساتھی موکلتی کے جل کر مر گئیں ؛

نتیجہ

اس حکایت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں دریائے اٹک سے اِس پار آنا جیسا کہ اب حسب قول اکثر گوبر گنیش لوگوں کے پاپ ہوتا ہے اُگناہ نہیں گنا جاتا تھا۔ بلکہ لوگ نہایت خورمی اور رضا سے اِس طرف شادی کرتے تھے۔ سنسکرت میں قندھار شہر کا نام گندھار لکھا ہے۔ اور اِس داستان سے فرمانبرداری پتی کی سخت مثیل اور ضروری معلوم ہوتی ہے ؛

نمبر ۹۔ درو پدی کا حال پُر ملال

دروپدی کی داستان لکھتے ہوئے زبان و قلم میں آبلہ پڑتے ہیں۔ یہ راجہ پنچال کی لڑکی اور ستم وقت دروپدی کی ہمسر تھی۔ حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ اور جوہر علمی و خلقی سے پیراستہ ہوکر جس قدر اوصاف ایک نیک و بزرگ بی بی میں چاہیئے۔ اِس میں سب موجود تھیں۔ عین عالم شباب کو پہنچ کر اُس کی دھرم پتا کے بموجب شادی کی تیاری کا آرنبھ ہونے لگا۔ سنسکرت کا عالم پنڈت دروپدی کے اِسم مبارک کو سن کر چو ور او ماکرن کی ترکیب پر توجہ کرتا ہے۔ تو اُس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دروپدی کس پایہ کی عورت تھی متحمل و باحیا اور نخوت و غرور سے مبّرا تھی۔ جس طرح سیتا کا سوئمبر دھوم دھام سے ہوا دمعیپدی کا سوئمبر اُس سے کچھ کم سرانجام میں نہ تھا۔ العرض دروپدی کے سوئمبر کی خبر چاروانگ آریہ ورت میں پھیلی۔ بڑے بڑے راجا اور مہاراجا اور ٹھاکر راجپوت سوئمبر میں رونق افروز ہوئے۔ یودھشٹر بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو پانڈو بحالت جلا وطنی اُن دنوں شہر آرہ میں ایک برہمن کے گھر خفیہ طور پر مسکین تھے۔ سوئمبر کی خبر سنکر پانڈو شہر کمپلا دار السلطنت شہر پنچال میں پہنچے اور بروز سوئمبر واسطے ادائے شرط کے بہ مصلحت برادران ارجن جی آگے بڑھے۔ شرط سوئمبر کی یہ تھی۔ کہ ایک سونے کی مچھلی بناکر لٹکائی گئی تھی۔ اور گرد اُس مچھلی کے ایک چکر بہت تیز گردش کرتا تھا۔ جس پر نظر پڑی شکل سے پھیرتی تھی۔ اور ادائے شرط اس طرح پر تھی کہ جس شخص کا تیر زد چکر میں سے گزر کر مچھلی کی آنکھ میں لگے وہی جوان مستحق ہاتھ دروپدی کا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دروپدی لباس تکلف پہنے ہوئے جلسہ سوئمبر میں آموجود ہوئی اور جب چند آدمی ناکامیاب ہوکر بیٹھ گئے۔ تو ارجن جی نے بڑھکر اور پرمیشور کو یاد کرکے تیر و کمان اُٹھایا۔ ایسا تاک کر نشانہ لگایا کہ تیر نے چکر میں سے گزر کر مچھلی کو اڑا دیا دروپدی نے اُسی وقت مالائے گل کو زیب گلوئے ارجن فرمایا۔ راجہ نے نہایت جاہ و شان سے دروپدی کو بیاہا۔ اور کوئی دقیقہ کسی طرح کا نہ اُٹھا رکھا۔ وہاں کئی برس رہے جب راجہ دھرتراشٹ کو یہ حال معلوم ہوا کہ دروپدی کا سوئمبر بھی پانڈوں نے جیتا ہے تو اُس نے اُن کو ہستناپور میں بلوایا۔ ہستناپور پہنچ کر پھیر وہی آتش نفاق کوروں میں بھڑک اُٹھی جس کی علت میں یہ دو بیرہ پانڈوں نے اپنا مال و متاع و جان و مکان کو کھیل و داو میں ہارا۔ سوم حالت میں پاپی ہوکر اُس مظلوم بیگناہ دروپدی پر بھی داؤ لگے یا تو خود غرضی کا دو بود احساس کے رہ رہو نے سے شادی تک منظور تھی جہالت کے دام میں پھنسکر نصر بیکانو مانگ۔ اور تہیدست ہوکر جلاوطنی پر مستعد ہو گئے ۔ حسب ارشاد دریودھن کے دساسن بد باطن واسطے حاضری دروپدی کے محلوں میں گیا۔ اور اُس کے واویلا پر دھیان دیئے بالوں سے گھسیٹتا ہوا دربار میں لایا اور نہایت سخت جور ناگفتہ و ظلم ناشنیدہ شروع کیا۔ اور برہنہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اُس وقت ہر پانچ برادر موجود تھے۔ لیکن نہیں معلوم کس مصلحت سے جو دھشٹر جیسے صف شکن اور ارجن جیسے تیغ زن خاموشی کی پالیسی پر چلے۔ آخر بھیم سے نہ رہا گیا اور نہایت جوش میں آکر دساسن کے ہاتھ سے اُس کو چھین لیا۔ اور ایسے سخت کلمے زبان سے کہے جو قریب تھا کہ حون کے نالے بہ جاتے ہیں۔ اور سینکڑوں گرداب مضامین تیرتے نظر آتے ہیں۔ مگر دریودھن وغیرہ ساکن معہ اہل دربار کے بالکل خاموش ہو گئے۔ اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالا۔ آخرش پانڈو معہ دروپدی کے جلاوطنی کو بموجب شرط کے روانہ ہوئے۔ اور بعد گزارنے ایام بن باس کے ہمراہ کوروں کے نوبت بہ جنگ و جدل پہنچ کر مقام کروکشیتر جو متصل ہردوار کے ہے محاربہ عظیم واقعہ ہوا۔ اور پانڈو فتحیاب۔ اور کورو گرداب اجل میں غرقاب ہو گئے۔ پھر دروپدی کا ستارہ اقبال چمکا۔ اور سلطنت ہستناپور پانڈو کو ملی۔ دروپدی سے ارجن کے ہاں ابھیمنیو پیدا ہوا۔ دروپدی دستکاری میں عمدہ مہارت رکھتی تھی۔ ہنگام جلاوطنی ایسے ایسے جوہر دکھلائے کہ کل مصائب سفر اُنکے دل سے بھلائے۔ آخرش شاد و خورم زندگی کے دور اختتام کو پہنچ گئے ؛

نتیجہ

آج عورات جو بروز دیوالی جوا کھیلتی ہیں۔ یا جن کے خاوند اِس علت بد کے عادی ہیں۔ اُن کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ اس عادت بری سے پرہیز کریں۔ ورنہ دروپدی کی مثال رنج و ملال میں دن گذارنے پڑینگے ؛

نمبر ۱۰۔ رانی سنگیتا کا حال

رانی سنگیتا قنوج کے مہاراجہ جے چند کی بیٹی پرم سندری اور روپ وتی تھی۔ اور اِس کے ساتھ گن وتی بھی بہت بڑھ کر تھی۔ اُن دنوں راٹھوروں کا راجہ جے چند اور چوہانوں کا پرتھوی راج تھا۔ ان دونوں اقوام راجپوت میں مدّت سے بغض و حسد چلا آتا تھا۔ جب پرتھوی راج نے دھوم دھام سے ایک یگیہ کیا تو جے چند کی اور بھی آتش حسد نے بھڑکایا۔ اُس نے اپنے دشمن سے زیادہ ناموری کی خواہش کرکے راجسو یگیہ کی تیاری کی۔ نہایت عمدہ ترک و احتشام سے یگیہ کا سرانجام ہو گیا۔ بھارت ورش کے کل راجہ سوائے راجہ پرتھوی راج اور چتوڑ کے سوم راسی کے یگیہ شالا میں سوشوبھت تھے۔ کیونکہ اُن کو اُس سے بغض و حسد تھا۔ چونکہ ایسے موقع یگیہ پر سب کام راجاؤں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس واسطے جے چند نے انکی

سنگنری سنگتا

مختبر کرنے کے واسطے اُن کی زری کی تصویریں بنا کر ایک کو دربان اَور ایک کو حجوتے رتن ملنگنے پر مقرر کر دیا۔ یگیہ سماپت ہونے پر جے چند رجی نے راج کماری سُنکیتا کا سوئمبر کرنے کا وچار کیا۔ راج کنیاں جے مال ہاتھ میں لیکر یگیہ ستھان میں آئی۔ یعنی ان مہاراجوں سے جس کو پسند کرے۔ اپنا سُنی دھارن کرے۔ لیکن اُس نے جب سے پرتھوی راج کی بہادری و دلاوری سُن رکھی تھی۔ کسی پر اُسکی نظر نہیں پڑتی تھی۔ اور اُس نے بھی ارادہ ٹھان لیا تھا۔ کہ سوائے پرتھوی راج کے اور سے شادی نہ کرونگی۔ باپ کے بغض وحسد کا کچھ خیال نہ کرکے بلاخوف سب کے سامنے پرتھوی راج کی مُورتی کے گلے میں جےمال ڈالدی۔ پرتھوی راج نے یہ سماچار سُنکر وچار کیا۔ کہ کسی وسیلہ یا حیلہ سے اُس پیاری کو اُس کے پتا کے گھر سے لانا چاہئے۔ ایک دن اتفاقاً سب سوار و عُہدہ دار فوج کے ہمراہ لیکر قنوج کے راج محلوں میں گھُس کر سب کے سب دیکھتے ہوئے پرتھوی راج اُسے نکال کر رواں ہؤا۔ راستہ میں پانچ روز تک جنگ ہوتا رہا۔ راجہ کے بہت سردار و بہادر مارے گئے۔ لیکن اُس کی بہادری میں کسی طرح کا فرق نہ آیا۔ اور سُنکیتا کو دہلی میں لایا۔ جب پرتھوی راج سُنکیتا کو لیکر دہلی آیا۔ تب سے اُسے راج کاج کی کچھ پرواہ نہ رہی۔ عیش و عشرت میں مصروف ہوگیا۔ ایک برس کے بعد راجدوتوں نے آکر خبر دی۔ کہ مہاراج اسلامی فوجیں چڑھتی آتی ہیں۔ یہ سُنکر مہارانی صورت حال بدلکر اُپدیش کرنے لگی۔ ہے پریتم اُٹھئے اب یہ بھوگ بلاس کا وقت نہیں۔ آپ کھشتری ہیں۔ استر شستر پہن لیجئے۔ سنگرام کی تیاری کیجئے۔ کھشتریوں کے لئے اپنے دیش و دین اور ناموری کے واسطے پران دے دینا مرگ نہیں ہے۔ بس اُٹھئے اور شستروں کا سنگار کیجئے۔ یہ فوج شہاب الدین غوری کی تھی۔ پہلے وُہ تلوار کے میدان میں اسی راجہ سے ہار کھا کر چلا گیا تھا۔ اب فوج دوبارہ سنبھالکر ہندوستان پر چڑھ آیا اُدھر پرتھوی راج بھی کمر باندھ کر تیار ہوگیا۔ لیکن افسوس تھا۔ کہ جتنے بڑے بڑے بہادر سردار تھے۔ سب قنوج کی جنگ میں فوت ہو چکے تھے۔ سب متفق اور قریبی راجاؤں کو جمع کر جنگ پر مستعد ہؤا۔ جب پرتھوی راج اپنی پیاری رانی سُنکیتا سے ملنے آیا۔ دونو میں بولنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر ہزار ضبط و صبر رانی سے جُدا ہوکر میدان میں آیا۔ اگرچہ اس جنگ میں راجپوتوں نے بہت جوہر دکھلائے۔ لیکن بسبب ناتجربہ کاری فوج کے پرتھوی راج مارا گیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔ رانی سُنکیتا اکیلی میدان میں پاس شہاب الدین کے گئی اور کہا کہ میرے راجہ کا سب دیہہ میں ستی ہوتی ہوں۔ اُس نے اول بہت سمجھایا۔ لیکن جب اس کو مستعد پایا۔ تو سر راجہ کا حوالہ فرمایا۔ اُس کو لیکر رانی سُنکیتا ستی ہوگئی۔ پورانی دہلی کے کھنڈروں میں اب تک سُنکیتا کے محلوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شہاب الدین سُنکیتا کی دلیری و بہادری پر نہایت دلدادہ ہوکر بہت مدت تک افسوس کرتا رہا۔ اِس کی علمی لیاقت و ذاتی جوہر کا ذکر جس قدر شاعر (کوی) چند نے اپنی ہندی کویتا میں لکھا ہے۔ سنگدلوں کو بھی موم کرتا ہے ✽

تیسرا اُوصیا

در بارۂ پرورش اطفال چند ضروری متعلقہ حمل جن آگاہ سترلوکیو الابدی سے امورات تحمیل شنے ہونا واسطے جوہر عقل کے نہ ہونے سے ورقہ نسوان کو ایام حمل و ہنگام ولادت میں جسقدر تکالیف عاید حال ہوتی ہیں۔ اُن کا مفصل بیان کرنا طاقت قلم سے باہر ہے۔ اِس جگہ چند علامات درج کرنے واجب ہیں۔ جن سے بخوبی انعقاد حمل کا حال معلوم ہو۔ اوّل معمولی وقت پر حیض کا نہ آنا۔ دوم صُبح کے وقت جی کا متلانا۔ سوم کاہل و بیہودہ ہوکر سُستی کا آجانا اور کام کرنے کو دلی رغبت نہ پانا۔ چہارم قبض ہوکر تھوک زیادہ آنا بےچینی اور بےخوابی میں نہ سونا۔ پنجم چہرہ پر مردگی کے آثار۔ غذا سے نفرت گرین ہونا۔ ششم شروع حمل میں بھٹنوں کے چوگرد ایک سیاہ حلقہ پڑ جاتا ہے۔ اور شکم بھی چلتا جاتا ہے۔ اور تیسرے مہینے اُس کی ادبجائی معلوم ہوتی ہے۔ اور پستان بھی دوسرے مہینے بڑھنے لگتے ہیں۔ اور تیسرے چوتھے مہینے دودھ کی مانند رطوبت نکلتی ہے۔ اور ترش اشیاء کے کھانے پر دل اکثر متوجہ رہتا ہے۔ غلیظ مزاج عورتوں کے دل اکثر ایام حمل میں مٹی کھانے یا کوئلہ چبانے پر بھٹکتے ہیں۔ اور جُہلا کہتے ہیں کہ بچّہ کا دل مٹی کھانے کو چاہتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے۔ کہ عورتوں کی بےجا یہ اشتہا کوئی خواہش ایام حمل میں حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اگرچہ زیادہ ترشی کھانا بھی اچھّا نہیں۔ لیکن مٹی کھانا بہت ہی بُرا ہے۔ اور کوئلہ چبانا اس سے بدتر۔ عُمدہ یہ ہے۔ کہ معمولی غذا جو طبیعت کے موافق ہو اُسے کھانا اور گھر کے کام دھندے میں مشغول رہنا چاہئے جس وقت کسی عورت کو ایسے میں یہ علامات معلوم ہوں تو اُس کو غالب گمان گربھ کا کرنا چاہئے اور اُس وقت مندرجہ ذیل احتیاط کرنی چاہئے۔ اول ایسے دنوں میں غم و غصّہ و رنج و فکر کرنا دوم وزنی یا گراں چیز اُٹھانا۔ سوم سخت محنت کرنا۔ چہارم زیادہ پا چلنا۔ پنجم سخت بیمار کی عیادت کو جانا۔ ششم وحشت انگیز اور خوفناک و بھیانک عورتوں و تصاویر کو دیکھنا۔ ہفتم مُسہّل چیز کا کھانا۔ ہشتم کسی عورت کے وضع حمل کے وقت جانا۔ نہم تیز جُلاب کا لینا۔ دہم فصد کھلوانا۔ یازدہم بخار کے لئے زیادہ مقدار میں کونین یا کوئی اور گرم خشک دوائی کھانا۔ دوازدہم کمر کو کس کر باندھنا۔ اِن بارہ امور کا کرنا ایام حمل میں منع ہے۔ اور ساتھ ہی بالکل بیٹھا رہنا یا کام کاج کو ہاتھ نہ لگانا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور واضح ہووے۔ کہ جن ایام میں عورتوں کو خون حیض آتا ہے۔ اُس کا ذکر کرنا بھی اس موقع پر ضروری جانا گیا ✽

حیض کیا ہے۔ ایک سُرخ سیاہی مائل پتلی رطوبت جو بالغ و تندرست و قوی عورتوں میں دو چھٹانک سے پانچ چھٹانک تک ہر مہینے بچّہ دان سے خارج ہوتی ہے۔ گرم ملکوں میں ۱۱-۱۲ برس کی عمر میں اور سرد ملکوں میں ۱۸-۱۹ برس میں یہ سیاہی آنی شروع ہوتی ہے۔ جو لوگ اسکو خون سمجھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اگر یہ خون ہوتا تو بعد نفوذ کرنے کے جم جاتا۔ اور یہ منجمد نہیں ہوتا۔ اِسی سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خون نہیں ہے۔ اگر حیض نہ ہووے تو اولاد بھی نہیں ہوتی۔ کمزور عورتوں کو شروع حیض میں بخار آجایا کرتا ہے۔ اور اس کا زیادہ مُدت تک آنا قوت پر منحصر ہے۔ غایت درجہ حد اس کی ۴۴ سے ۴۵ برس کی عمر تک ہے۔ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ ۶ روز میں عورت فارغ ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ روز ہوتا ہے تو مرض سمجھی جاتی ہے۔ ایام حیض میں سردی سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اور حتے الوسع ٹھنڈے پانی میں پاؤں نہ بھگونا چاہئے اور نہ ہولناک آواز یا تصویر یا گفتگو کا اثر دل پر پڑنا چاہئے۔ ورنہ حیض کے یک لخت بند ہو جانے سے اندیشہ مرگ ہولناک کا ہے۔ حیض ایسا ہے جیسے کہ درختوں میں پھول ہوتے ہیں۔ ایام حمل میں دانت اکھاڑنا بھی نہایت بُرا ہے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ اسقاط حمل کا ہے۔ اور وقت دردِ زہ کے کسی ہوشیار دائی

سے کام کرانا چاہئے۔ اور سیدوں کے جھاڑو یا تاویز کے حسب منتر یا امر بانڈھ کی بھبوت لگانا۔ عین سعادت اور جہالت کی نشانی ہے۔ اکثر بچے بیوقوفی اور جہالت سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے ماں باپ کف افسوس ملکر روتے ہیں۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایک امیر کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ دائی نا تجربہ کار تھی۔ اُس نے جب جھلی میں لڑکے کا روپ رنگ نہ دیکھا۔ تو اُسکو مُردہ قرار دیا۔ اور گھر والوں نے جو قوم سے ہندو تھے۔ ساونی چھوت چھات کی پابندی کر کے اُس کو ہاتھ نہ لگایا۔ دایہ نے لڑکے کو لیجا کر کہیں باہر دفن کر دیا۔ بیمار تیمار کھسا کرے تو مارے کون۔ اتفاقاً دوسرے روز کوئی راہرو اُس طرف سے گذرا۔ اور لڑکے کے رونے کی آواز سُنی۔ جب آہستہ آہستہ اُس جگہ کو کھودا۔ تو لڑکا صحیح وسلامت موجود پایا۔ اُٹھا کر اُس کے والدین کے گھر لایا۔ نادان دائیوں کی جہالت سے اکثر ہندوستانی بچے اسی طرح ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب اُن ضروری باتوں کا ذکر ہے۔ جو بچوں کے پالنے میں کام آویں ٭

جب لڑکا پیدا ہووے۔ جس قدر زیادہ سووے۔ اُسیقدر صحت اور عمدہ ہے۔ کیونکہ پہلے دوسرے تیسرے مہینے میں پورا تندرست ہے۔ تو جلد جلد سو جایا کریگا۔ صرف اُس وقت جاگیگا۔ جس وقت اُس کو بھوک ہوگی۔ جتنی اوستھا بڑھتی جائیگی۔ اُسی قدر جاگنے کی اِچھا ہوتی جائیگی۔ اگر رات کو بچہ کو نیند نہ آوے۔ تو اُس کا علاج یہ ہے۔ کہ دن میں اُسے جگائے رکھیں۔ بعد دودھ پلانے کے اُسے فوراً نہ سُلائیں۔ کیونکہ ایسے سونے سے بعض وقت ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا اور سُستی وغیرہ رہ جاتی ہے۔ اے اولاد والی عورتو! اگر تم بچہ کو جان سے عزیز رکھتی ہو۔ تو اپنے یا کسی بچہ کو پوست یا افیون یا کوئی نشئی چیز نہ دو ٭

افسوس کس طرح تمہارا ہاتھ چلتا ہے۔ جبکہ تم ایسی خراب کرنے والی دوا بچہ کو دیتی ہو۔ تم یقین جانو۔ کہ اپنے پیارے بچہ کو دوائیں پلاتی ہو۔ بلکہ زہر کھلاتی ہو۔ اور غارت بلکہ موت کا شربت پلاتی ہو۔ تم ظاہر جانتی ہو کہ بچہ ہمارا خاموش ہو گیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھو۔ تو موت سے زیادہ کوئی خاموشی نہیں۔ اِس ہمارے آریہ ورت دیس میں ہزاروں بچے اس تمہاری خاموش کرنے والی دواؤں سے نامراد و ناشاد چلے گئے۔ پھر تمہاری حالت اب تک خاموش نہ ہوئی۔ مجھے غالب گمان ہے کہ اگر تم کو یہ اعتبار ہو کہ اِس سے بچے مر جاتے ہیں۔ تو اُن کو کبھی زہریلی گُھٹیوں کا استعمال نہ کراؤ۔ مگر یہ تمہارا اعتبار لانا سوائے تعلیم پانے کے نہیں ہو سکتا۔ جب کبھی تم اپنے بچوں کو زیادہ سُلانا بذریعہ سونے والے نشوں کے چاہو۔ تو یہ ذرا سی بات یاد کر لیا کرو۔ کہ شاید تمہارا بچہ ایسا سوئے۔ کہ پھر نہ اُٹھے۔ بچوں کا مرنا یا قتل ہونا بذریعہ نشوں کے بہت کچھ ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے لڑکے ان نشوں سے ضائع ہوتے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں سے یہ خیالات ضائع نہیں ہوئے۔ بہ نسبت اِس کے وہ لڑکے خون آلودہ زبح کے بیہ جگن ناتھ پر قربان ہوں۔ یا بچہ خوار جانور رکھا جاوے یا نذرانہ منت کے طور پر گنگا کے دریا میں بلدان کریں۔ یا دھوکا وغلطی میں آئی ہوئی غریب مائیں اِس مصنوعی نیند کو بہت مبارک سمجھتی ہیں۔ لیکن یہ نشے جو علامت مغز کے خراب کرنے کے ہیں۔ اے نیک بخت عورتو! اِن افیونی قطروں کو قطرہ زہر ہلاہل جانو اور صدق دل سے مانو کہ بچہ مر جاویگا۔ جگن ناتھ کی رتھ یا مورتی سے بچہ مانگنا۔ اور پھر اُس پر قربان کرنا یا گنگا مائی کی بھینٹ دھرنا کمال جہالت کی نشانی اور پورے اول درجہ کی نادانی ہے۔ ہمارے ہندوستان میں ایک فرقہ نسوان جس کو جُہلا لوگ چوڑیلاں و ڈائیناں کہتے ہیں۔ بحال جوروں کے موجود رہتی ہیں۔ سُنا جاتا ہے۔ کہ اُن کے پاس ڈھائی اکھر ہوتے ہیں۔ وُہ پڑھ کر بچوں کے کلیجے نکال کر کھا جاتی ہیں۔ چونکہ یہ پُستک موسوم بہ ستری سکشا ہے۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ یہاں اُن کی پُوری پُوری تشریح کروں اور ایسا اٹل منتر بتا دوں۔ تاکہ آئندہ جو کوئی اِس کتاب کو اپنے گھر رکھے۔ اور جو عورت اِس کو من چت لگا کر پڑھے۔ اُس کے گھر بلکہ خاندان میں دخل نہ ہووے۔ واضح ہووے۔ کہ عام طور پر ڈائین وچڑیل کی اصطلاحی مراد عورت مہیب شکل سے ہے۔ چھوٹے وہمی بچے جب کسی مہیب وخوفناک صورت یا تصویر کو دیکھتے ہیں۔ تو دل میں مخوف ہو کر ڈر جاتے ہیں۔ اور خیالی وہم کی مورت اُن کے دل میں راستی کی صورت دکھائی دیتی ہیں۔ جس کے باعث رنگ زرد بدن لاغر۔ آنکھیں سمٹی ہوئی رہتی ہیں۔ لوگ سایہ۔ جن وپری کا یا درشٹ جوگنوں کی۔ نظر ڈائین وچڑیل کی بیان کرتے ہیں۔ اور اُسی کے [illegible] میں مصروف رہ کر۔ بسبب نہ ہونے علاج مرض کے بچے بہت مر جاتے ہیں۔ جاہل بچوں کے مرض سے بیخبر رہ کر اُنکی بیماری کو بیچاری چڑیلوں کی مکاری خیال کرتے ہیں ٭

حکیم حاذق وبہتر وید بھی فرماتے ہیں۔ کہ وہم کی بیماری کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میرے خیال میں خیالی وہم۔ پریوں کے بھرم۔ چڑیلوں کے سلطگان۔ ڈائنوں کے جھوٹے نشان سوائے معجون علم کے جانے کے محال وناممکن ہیں۔ جیسے آفتاب کے نکلنے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اور رات کافور۔ ویسے سُورج دریا کے سامنے اودیا کے غلط گمان بھی یکلخت دور ہو جاتے ہیں۔ اے بچہ والی عورتو! تم کو واجب ہے۔ کہ اپنے نونہال فرزند کسی بے اولاد ڈائین کی گود میں مت دو اور نہ اُس کا دودھ پلاؤ ورنہ ڈھائی اکھر جن کا زخم وِش یعنی زہر ہے۔ ملا کر تمہاری گود خالی کر دیگی اگر بچہ تمہاری گود میں ہو اور دور سے کوئی لاکھ چھو چھا کرے بالکل بیمار یا بیقرار نہ ہوگا۔ تمہاری تسلی کے واسطے ایک مثال بطور نصیحت کے لکھتا ہوں خوب غور سے سمجھو۔ کہ سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں [illegible] کا بھرم نہیں ہے۔ تو پھر بچارنا چاہئے۔ کہ وہاں عورتوں کو کیوں تکلیف نہیں ہوتی۔ ہم نے کبھی اخبارات میں نہیں دیکھا کہ فلاں عورت کو ستارہ سامنے تھا۔ اِس باعث سے جہاز غرق ہو گیا۔ اگر شراب شراب ہے۔ تو جاہل و نادان دونو کو نشہ ہوگا۔ ورنہ بمنزلہ آب ہے۔ اِس سے تمہاری سب تکلیفیں دور ہو جاویگی۔ اٹل منتر یہ ہے۔ اِس کو ہر صبح منہ ہاتھ دھو کر بچہ کے کان میں پھونک دیا کرو۔ اگر تمہارا بچہ نہ سووے بے چین ہووے۔ ضد کرے روووے۔ غالباً دودھ ہضم نہ ہونے کے سبب پیٹ میں درد ہوگا۔ کیونکہ بچے بغیر کسی سبب کے نہیں روتے۔ جبکہ بچہ بے چین ہو۔ تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے بعد ایک چمچہ چاء کا یا دو چمچہ ڈِل واٹر کے دو۔ یا شام کے وقت تھوڑے پانی میں کولنگ پوڈر ایک دوائی ہے

جو ہسپتال میں ملتی ہے۔ دو بوند معدہ کی کُل تکلیف و ہر دو غذا کو ہضم کر دیگا اور یہ نسبت اُن قطرات حیات کے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ جب مائیں دودھ پلاتی ہیں۔ تو اُس وقت کسی حالت میں کسی قسم کی منشی مال مرچ وغیرہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بچہ کا خون گرم ہو جائیگا۔ اور جوش کھا جاویگا جس سے بچہ کو مسوڑوں کا درد یا بیماری دندان یا اور بہت قسم کی تکلیف ہوا کریگی۔ یہ امر تصدیق ہو چکا ہے۔ کہ دو صد بچے ضائع ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ دائی کو دئے جاتے ہیں۔ یہ بہتر اس سے ہے کہ اُن کو خود دودھ پلاوے یا اپنے ہاتھ سے پرورش کرے۔ ہمیشہ بچوں کو بہت جلد جبکہ ماں اپنی تکلیف اور محنت سے چلنے سے ہوش و حواس میں آوے۔ تو بچہ کو دودھ پلانا شروع کرے۔ یہ شروع کا دودھ بچہ کو بہت صاف کریگا۔ بہ نسبت کسی دوا کے یہ قدرتی جلاب ہے۔ علاوہ اس کے شروع کے ملانے سے اور دودھ کی صورت درجہ بدرجہ قایم کرنے سے چھاتیوں کے زخموں اور زیادہ تکالیف سے بچیگی۔ غالباً سوزش اور سینہ کی بیماری سے جو اکثر پہلے رسا ہوا کرتی ہے۔ بری رہیگی۔ دودھ قدرتی غذا بچوں کے واسطے ہے۔ اس لئے جب تک اُس کے دانت نہ نکلیں سوائے چھاتیوں کے دودھ پلانے کے اور خوراک نہ دی جاوے کیونکہ ایسی اور چیزیں اس عمر میں ہضم نہیں۔ بچہ کے منہ میں جب تک دانت نہ نکلیں اُس کو کوئی غذا ملایم دینا اصلی غذا سے محروم رکھنا ہے۔ اگر اُس کا معدہ نرم غذا سے بھر جائیگا تو پھر دودھ کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔ ہر چند کہ عقلمند سمجھاتے رہے ہیں لیکن اس پر بھی اکثر حریص مائیں بچوں کو اور کھانا کھلا دیتی ہیں۔ اس بات سے ڈرو کہ تمہارا بچہ صرف دودھ پینے کی وجہ سے بھوکا مر جائیگا۔ دیکھو کس طرح سے جانوروں کے بچے پرورش پاتے اور موٹے تازے ہوتے جاتے ہیں۔ اگر تم کو عقل ہو تو سمجھو۔ کہ دودھ کُل پرورش کنندہ اور قوت بخش چیزوں کا عطر ہے۔ البشور مت شکتی مان کا دل سے دھیان کرو۔ اُسکی کیا عمدہ شکتی ہے۔ جملہ کھانوں سے جو ماں اُس کی کھاتی ہے۔ ان میں سے وہ سفید عطر جن کا نام مادہ شیر ہے بکر پستان میں آتا ہے۔ جو ہر بچے کے بڑھنے کی خواہش کے لئے کافی ہوتا ہے۔ گویا تم نکلتے دانتوں کے عوض پہنچتے ہیں کھاتی ہیں۔ ہر روز بروقت شروع دودھ پلانے کے سر پستان دھو ڈالنا چاہیئے ہیں۔ اگر ماں کے کافی سیر نہ ہووے زیادہ بیماری یا ناطاقتی کے سبب سے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو۔ تو اُس کا عمدہ عوض تندرست گائے کا دودھ ہوگا۔ جس میں تیسرا حصہ گرم پانی ملا ہووے۔ اور کچھ سفید شکر بھی واسطے میٹھا کرنے کی ہو۔ اور یہ دودھ بچہ کو بذریعہ بوتل کے پلانا چاہیئے۔ جس کی چاروں طرف ایک سفید چمڑی کی چوچی ہووے۔ بچے کی خوراک ایسی تازہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ سب کا دودھ ہے۔ کھٹا اور باسا دودھ بچہ کے حق میں مضر ہے۔ ننھے بچے کو شروع ایام میں دو تین گھنٹے کے بعد بار بار دودھ پلانا چاہیئے۔ اور رات میں قریب تین دفعہ کے۔ لیکن چند ہفتہ گزرنے کے بعد صرف تمام روز میں تین مرتبہ دودھ دینا واجب ہے۔ یعنی چار چار گھنٹے کے بعد۔ اور رات کو بالکل دودھ نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ پھر رات کو دودھ پلانے سے کئی طرح کی بیماریاں بچہ کو ہو جاتی ہیں۔ اول معدہ میں فساد۔ دوم دست۔ سوم درد شکم۔ چہارم قے آنا۔ جس سے ماں باپ کا آرام بالکل دور ہو جاتا ہے اور بچہ بھی سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔ ہم تحقیق کرو۔ کہ بچہ کو سوائے دودھ بہ تشریح بالا کے اور کسی قسم کی خوراک کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بچہ کو پورا مادہ قوت ہاضمہ کا نہیں ہوتا اس واسطے اگر کوئی مائی جانا چاہے۔ کہ بچہ کی بدہضمی کی کیا علامات ہیں۔ اور وہ کس طرح پہچانی جاتی ہیں۔ کہ بچہ کو غذا ہضم نہیں ہوتی۔ تو ہم صرف اتنا بیان کر سکتے ہیں۔ کہ سوتے سوتے ایکدم جاگنا۔ ہلانا۔ چلانا۔ رات کو ڈرنا۔ ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا۔ دفعتہً پسینہ پسینہ ہو جانا چونکنا اُس کی علامات ہیں۔ اس کے واسطے سہل اور آسان علاج یہ ہے۔ کہ ماں کو چاہیئے۔ کہ پہلے روز بچہ کو اتنا کھلاوے۔ کہ جس سے وہ تکلیف اٹھاوے ہر وقت جبکہ بچہ رووے تو اُسے دودھ پلاوے۔ کیونکہ دودھ کا پلانا ہی اُس کے ضدی ہونے کا سبب جانا گیا ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دودھ زیادہ پلا دیا جاتا ہے۔ تو وہ معدہ میں سڑ کر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ بچوں کی بیماریاں اکثر سبب بھر جانے معدے کے ہوتی ہیں۔ اگر بچہ بالکل تندرست ہوگا۔ تو ہر چوبیس گھنٹے یعنی رات دن دو سے چار مرتبہ دست جائیگا۔ اور اس کا عام پاخانہ رقیق یا ہلکے زرد رنگ کا ہوگا۔ اور اُس میں کھٹی قسم کی بو نہ ہوگی۔ اگر پاخانہ دہی جیسا یا پھٹکی دار ہووے۔ تو بیماری کی علامات ہیں۔

بچہ کے نہلانے کا بیان

بچہ کو صحت اور تندرست رکھنے کے لئے دل میں دو امر پہ عمل کرانا چاہیئے ہر صبح کے وقت ملایم اسفنج سے سر اور گردن و چہرہ اور بول و براز کی جگہ کو اور ہر رات کو کُل بدن دھونا چاہیئے۔ صابون کا لگانا بچہ کے کُل جسم پر منع ہے۔ یعنی اُس سے اُس کے جسم میں خشکی ہو جاتی ہے۔ البتہ ہاتھوں کو صابون سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ پانی نہلانے کے واسطے نیم گرم ہو۔ بعد نہلانے کے کسی ملایم کپڑا سے بچہ کو خشک کرنا یعنی پونچھنا چاہیئے۔ اور اُس کی بغلوں اور گلو پر روغن بادام۔ یا روغن گاؤ کا ذرہ گرم کر کے آہستہ سے لگانا چاہیئے۔ اور بہت تھوڑا سا نہ کہ زیادہ۔ اگر یہ باتیں نہ کروگے تو جوڑوں میں خراش یا زخم ہو جاوینگے۔ اور عورتیں کم کوشش اور غفلت شعار نکلینگی غرضیکہ بچہ کی حفظ صحت کا خیال رکھنے سے بچہ کی زندگی کا بڑا بھاری بھلا ہوتا ہے۔ اور عمر طبعی کو بڑے آرام سے پہنچتا ہے ٭

دانت نکلنے کا بیان

دانتوں کے نکلنے کا وقت معمولی عام طور پر سات ماہ سے بارہ مہینے تک کا ہے اور اُن کا بہت مدار بچہ کی تندرستی پر منحصر ہے۔ علامات ذیل ہیں:۔ اول دانت کے نمودار ہونے سے پہلے کا چھٹے ماہ سے شروع ہونا چاہیئے۔ اور اُن دنوں بچہ کے لئے بجائے صرف دودھ کے سادی روٹی دودھ میں دینا چاہیئے کیونکہ یہ بہت ہی پرورش کنندہ اور قوت بخش غذا ہے۔ واجب ہے۔ کہ جن بچوں کے دانت نکلتے ہوں۔ اُن کو روٹی اور دودھ کی خوراک دو۔ جو لڑکے کہ اس خوراک کو کھاتے ہیں۔ خوب موٹے اور تازے ہو جاتے ہیں اور ایک نمونہ بچپن کی طاقت اور خوبصورتی کا تصور کراتے ہیں۔ اور بچپن کی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں۔ بچوں کو طاقت ور گوشت اور وہ خوراک کہ جس سے خون

جون جوس کھا جاوے۔ کھانے سے حسرہ یعنی سوکڑہ کی بیماری ہو جاتی ہے
تم ایسے بچوں کو بھوری روٹی دودھ میں آمیزش کر کے دو۔ سفید روٹی
میں اکثر پھٹکڑی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یہ پھٹکڑی اُس مادہ کو جس سے
ہڈی بنتی ہے دُور کر دیتی ہے۔ اگر بچہ کو بھوری روٹی کھلاؤ گے۔ تو اُس
کی ہڈیاں مضبوط اور ٹانگیں خوبصورت ہونگی۔ جب مسوڑھوں کے
دانت نکلتے ہیں۔ تو شہد میں ذرا سا نمک ملا کر تین بار دن میں مسوڑھوں
پر ملنا چاہئے ÷

کپڑوں کے بیان میں

بچوں کے کپڑوں میں مضبوط بند مت لگاؤ۔ کیونکہ اُس سے بچہ کا آدھا دم
رک جاتا ہے۔ ہر ایک کپڑا کشادہ اور ڈھیلا اور آسان پوش ہو۔ یہ
بات یاد رکھو۔ کہ نئے بچوں کی ہڈیاں شروع میں چربی اور جھلی کے موافق
ہوتی ہیں۔ اور وہ کسی شکل میں ڈھل سکتی ہیں۔ بہت سے بچے عمر بھر سینہ
کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یا اُن کی پسلیاں دب جاتی ہیں۔ وجہ اس
کی یہ ہے۔ کہ وہ شروع سے کپڑوں میں کسے جاتے ہیں۔ بچوں کو کپڑے
پہنانے میں یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ بارہ مہینے میں بچہ کو سردی
و کھانسی نہ ہو۔ ایک حکیم کا قول ہے۔ کہ بچوں اور بڈھوں کو ملائم کپڑے
کے برابر پہنے چاہئے ÷

ٹیکا لگانے کے فائدے

یہ قول ایک حکیم حاذق کا ہے کہ جب جنوبی ہوا کثرت سے چلتی ہے۔ اس
کے بعد چیچک کی پیدائش ہوتی ہے۔ غذاؤں میں بھی ایسی چیزیں ہیں۔
جن کے کھانے سے چیچک جلد پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسی غذائیں۔ کہ
جن کے کھانے کی عادت نہ ہو۔ اور اُن کے اوپر گرم غذائیں زیادہ ایسی
کھائی جاویں۔ جیسے اونٹنی یا گھوڑی کا دودھ اول بکثرت پیا جاوے۔ اور
ازاں بعد شراب یا اور کسی گرم چیز کا استعمال ہو۔ تو چیچک نکلیگی۔ چیچک
کی بیماری گویا ایک مواد خارجہ سے ہے۔ یہ اکثر بچوں کو ہوتی ہے۔ اور جوان
اور بوڑھوں کو کم۔ جس بدن میں رطوبت زیادہ ہو۔ اُس میں چیچک بہت
نکلتی ہے۔ اور جس بدن میں خشکی بہت ہو اُس میں بہت کم۔ زمانہ فلاسفہ
یعنی ست جُگ۔ دواپر و ترتیا میں اس مرض سے بہت کم بچے مرتے تھے۔
اور زمانہ جہالت یعنی کلجگ میں جبکہ وید مقدس و شاستر ہائے متبرک کی
تعلیم چھوٹ گئی۔ تو اکثر جُہلا عورتوں نے اس مرض کو سیتلا مائی دیوی کے
نام سے تعبیر کیا۔ مقام افسوس ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ
لاکھوں بچے ہماری قوم کے اس مرض دیوی کے بھینٹ ہوتے ہیں۔ لیکن
پھر بھی علاج کرانا پاپ کرنا سمجھ رہے ہیں۔ تجربات روزمرہ سے بخوبی ثابت
ہو چکا ہے کہ جن لوگوں کو ٹیکا لگایا جاتا ہے۔ وہ بہ نسبت اُن کے جن کو
ٹیکا نہیں لگایا گیا بہت کم مرتے ہیں مثلاً
ایک سو بچہ ایک محلہ میں ہے۔ جن کو ٹیکا لگایا گیا۔ اور دوسرے محلے کی
بھولی مادروں نے جہالت کی مہربانی میں آکر اپنے ایک سو بچوں کو ٹیکا لگانے
کے وقت چھپا دیا۔ تو میں اقرار کرتا ہوں کہ نمبر ۱ میں سے ۹۰ کو چیچک نکلیگی
اور ۸۰ صحتیاب ہونگے اور ۱۰ کو بالکل نہ نکلیگی۔ اور نمبر ۲ میں ۱۰۰ کو نکلیگی
۵۰ مر جائینگے اور ۲۰ اندھے کانے لولے اور بدشکل ہو جائینگے۔ اور ۳۰
بفرض محال صحتیاب ہونگے۔ یہ مثال صرف من گھڑت نہیں۔ بلکہ تجربات
سالہا حکما سے اثبات ہے۔ سفید رنگ کی چیچک سب سے بہتر ہے۔ اور یہ
خصوصاً چند دانے بڑے بڑے نکل آویں۔ اے عورتو! اگر تمہاری یہ خواہش ہو
کہ ہمارے بچے خوبصورت ہوں۔ عمر طبعی بھوگیں۔ اندھے۔ کانے۔ لولے
کمزور نہ ہوں۔ تو راستی سے کہتا ہوں۔

شفا بایدت داروے تلخ نوش

نمبر۱۔ ترجمہ۔ صحت گر چاہئے تجھے تو کڑوا دارو نوش کر
عافیت درکار ہو۔ تو بہ نصیحت گوش کر × × ×
نمبر۲۔ ہے اگر اولاد سے الفت تمہیں اور پیار کچھ
بچوں کو ٹیکا لگاؤ سمجھ کر اور ہوش کر ״ ״
نمبر۳۔ جس طرح نکلا کریں ہیں پھنسیاں ہر ایک کو
اس طرح چیچک نکلتی ہے موادی جوش کر ״
نمبر۴۔ یہ نہیں ماتا نہ دیوی اور نہ ہے سیتلا
مرض ہے بیماری ہے روگ ہے جہالت پوش کر
نمبر۵۔ سرد ملکوں میں بہت کم مرض چیچک ہو ظہور
تم بھی اے عورات بھارت سمجھو اس کو گوش کر

جب لڑکا برس کا ہو جاوے۔ تو اُس کا دودھ چھڑانے کی تجویز
واجب ہے۔ آہستہ آہستہ دودھ چھڑانا چاہئے۔ یعنی پہلے دن میں ۵
دفعہ دودھ پلایا جاتا تھا۔ پھر تین دفعہ پھر دو دفعہ پھر ایک مرتبہ۔ پھر بالکل
بند۔ آخر الامر اس تدبیر سے بلا دقت بچہ دودھ چھوڑ دیگا۔ اور نہ کوئی عارضہ
ہوگا۔ لیکن احتیاط شرط ہے۔ اور اُس وقت بہ سبب دودھ نہ نکلنے کے
ماں کو تکلیف ہوگی۔ سو یہ علاج کرنا چاہئے کہ چھ ماشہ کھریا مٹی اور چار رتی
کافور پانی میں گھس کر پستان پر لگانی چاہئے۔ اور غذا معمولی کو کم کر دینا
واجب ہے۔ جس سے تکلیف رفع ہو جاویگی ÷

جس قدر تمہاری تعلیم بچوں کو فائدہ بخش ہوتی ہے۔ اور کسی گرو یا مرشد
یا معلم یا اُستاد یا ماسٹر کا اُپدیش وغیرہ اُسی قدر مفید نہیں پڑتا۔ وہ جاہل مائیں
جو بچوں کو دُشنام دہی وغیرہ بداخلاقی سکھلاتی ہیں وہ گویا یہ کوشش کر رہی
ہیں کہ ہماری اولاد جوہر آدمیت سے برخوردار نہ ہو۔ اول تم کو واجب ہے کہ
تم خود تعلیم یافتہ ہو کر بچوں کو جب سے کہ وہ بات چیت کرنا شروع کریں۔ اُن
کو ہر ایک بات ایسی سکھلاؤ۔ جس سے وہ گلزار بہشت میں ایک نمونہ دکھلائی دیویں
دُشنام دہی بتانا یا داڑھی پکڑنے کی عادت سکھانا۔ بگڑے الفاظ یاد کرانا۔
بھوت۔ شیطان۔ ہوّا۔ چڑیل۔ ڈائن۔ بلا سے ڈرانا۔ یا ایسی مہیب
صورتوں کے نقش دکھانا۔ اولاد کو شروع ہی سے نادانی کا سبق پڑھانا ہے
تم کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ آغاز بات چیت میں بچہ کو ایشور کے نام یاد کراؤ
اُس کو پرماتما کے اوصاف بتلاؤ۔ اُس کا حاضر و ناظر ہونا اچھی طرح اُن کے
ذہن میں بٹھاؤ۔ ساتھ ہی ماتا پتا بزرگوں کی رواجی تعظیم اُسے بتاؤ۔ آگ
میں ہاتھ ڈالنے سے اُسے ڈراؤ۔ اور نہ اُسے گہنے پہناؤ۔ بلکہ صاف کپڑے
کشادہ وضع کے استعمال کراؤ۔ اور ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں کے نام سکھاؤ
گویا ۵ برس کی عمر تک اُسے حرفوں کو شناخت ہو جاوے۔ اور ہونہار کہلاوے
اُس کے بعد اُسے سنسکرت کی تعلیم باقاعدہ سکھلانی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اُسے

مار مار کر ہوٹا چکر۔ یا چند طبی پاٹھ یاد کرایا جائے۔ یا مثل رسنو تر طوطے کی طرح سکھلایا جائے۔ بلکہ طرز تعلیم ایسا ہونا چاہئے۔ جس سے قوت حافظہ پر بوجھ نہ پڑے اور اچھی اچھی فایدہ مند باتیں ذہن نشین ہو جائیں۔ سندھیا اور یاستامہ ترجمہ وہ تو سکھلانے چاہئیں۔ اور ضروری مسایل متعلق خوبی دھرم اسے اچھی طرح سمجھانے چاہئیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ گرگان روبہ لباس یعنی واعظان غیر مذہب تمہارے صاف دل لڑکے کو باتوں کے دام حوران زاہد فریب میں پھنسا کر گمراہ کریں۔ اور تم کو کف افسوس ملنا پڑے۔ میری یہ مراد نہیں۔ کہ تمہارے بچے راستی پسند نہ ہوں۔ بلکہ وہ مثال نہ ہو سکے ایک کوہستانی آدمی بقدر ایک من سنگریزہ ہائے یاقوت و مرجان کوہستان سے لایا اور ایک بقال کو کہا۔ کہ ہمارے گھر میں نمک نہیں ہے۔ اگر ان پتھروں کے عوض کچھ نمک دیویں۔ تو کمال مہربانی ہے۔ اس نے پانچ چھ سیر نمک دیدیا۔ اور وہ خوشی سے گھر لے گیا۔ لیکن بعد ازاں جب اس کو کسی جوہری کی زبانی اُن کی قیمت معلوم ہوئی۔ تب لعل و گوہر جان ضائع کی۔ اور جوہری نے کہا۔ کہا سے پچھتا سے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ باقی خود سمجھ لو۔ اگر تمہارا لڑکا وید مقدس سے پورا پورا واقف ہوگا۔ تو بخوبی تشفی رکھو کہ منزل راستی سے کبھی نہ پھسلے گا۔ بلکہ فلاسفر و پنڈت یا بہادر صف شکن کہلا کر قوم کے علاج تمہارے کاج سنواریگا ٭

چوتھا ادھیاء

متعلقہ انتظام و امور خانگی

ایک مہا رشی کا واک ہے۔ کہ کھانا طریقہ سے اور پہننا بھی طریقہ سے چاہئے امور خانگی و کار و بار دنیاوی بھی بگت بینے طریقہ سے کرنے چاہئیں۔ کیونکہ گرہست آشرم کی تکلیف کے سوائے انتظام کے سر انجام نہیں ہو سکتی ہے اب دیکھنا چاہئے۔ کہ سوائے ودیا کے عورات ان امورات کو کیسے نبھاتی ہیں۔ نہ پکانے کا سلیقہ اور نہ کھانے کا شعور۔ خیر کہ پہر دن چڑھے سوتے سوتے بیدار ہوئیں۔ جی میں آیا۔ تو ایک آدھ چھینٹا پانی کا منہ پر ڈال لیا نہیں تو یوں ہی مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ ہاتھوں سے آنکھوں کی غلاظت پونچھ پانچھ۔ جلے دل دو ٹکڑے چاول دال حوالہ کر دئے۔ دال پکائی تو ادھ کچی۔ چاول الگ پانی الگ۔ کھانے والے کی بالکل رغبت نہ آئی۔ چاول پکائے تو نیم پخت۔ مطلب کہ دلی توجہ سے بات پر نہیں۔ ہر کام کو سر سے ٹالنا ہی مطلب سمجھا۔ خاوند بیچارے نے کسی بات سے ڈانٹا تو قہر آگیا۔ جیسے سقراط کی بیوی کی مثال دھوون برتنوں کا اس کے سر پر ڈالا۔ حرکت بیجا بجائے اس کے پیچھے پڑ گئی۔ روس کر گھر کا کام کاج ترک کر دیا۔ وہ زن مرید جب روٹی کھانے سے لاچار و بیقرار ہوا۔ تو ناچار اُسے منتوں شرطوں سے منایا۔ بلکہ اس کے نخوت و غرور کو اور بڑھایا۔ تمام دن کھاتے رہنا۔ یا ہمیشہ منہ ہاتھ دھوتے رہنا۔ اگر عمدہ کپڑا پہنا تو اس کو سنبھالنے کا ہیچ نہیں ایک دو دن میں گندہ کر دیا۔ ساس سے جھگڑا۔ نندوں سے لڑائی۔ عداوت پچھڑی کناری کی تیاری۔ یونہی بیاہی ہوئی آئی۔ خاوند سے اول ہی یہ شرط ٹھہری۔ کہ اگر ماں باپ سے علیحدگی کروگے تو میں رہونگی۔ ورنہ مجھ سے کسی کے طعن و تشنیع نہیں اٹھائے جاتے۔ میں کسی کے برتن مانجھنے کو نہیں آئی۔ مجھے لوگوں کے سامنے کھایا ہوا ہضم نہیں ہوتا۔ اُن کے زیور ہو اور مجھے نہ ہو۔ یہ ظلم میرے سے سہا نہیں جاتا۔ تمام عمر میرا تمہارا گذارہ ہے۔ ماں باپ سے ہر کوئی الگ ہوتا آیا ہے۔ واجب ہے کہ الگ ہو جاؤ۔ گویا اس کاٹھ کے اُلو کو ایسا دریا پال سکھایا۔ کہ نہ شرم و حیا کی لی اور نہ مشکل کی لی۔ الگ شہر سے راہ جنگل کی لی۔ جب ماں باپ کو معلوم ہوا کہ بیٹا ہاتھ سے جاتا ہے۔ تو انہوں نے بھی فی الفور جایداد منقولہ و غیر منقولہ تقسیم کر اس کو علیحدہ مکان تیار کر دیا۔ پہلا نفاق کا بیج بویا ہوا کیا زمین میں جل جاویگا۔ جو نتیجہ ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ امورات خانگی میں سے اول نمبر اسراف بیجا ہے۔ جس کی بدولت سینکڑوں گھرانے ویران ہو گئے۔ قرضداری جو تپ دق کی بیماری سے بھی زیادہ مضر ہے۔ اسی اسراف بیجا کی برکت ہے۔ ایک دانا آدمی کا قول ہے۔ کہ ؎

باندازہ بود باید نمود   خجالت نبرد آنکہ بنمود بود

مطلب یہ کہ جتنی چادر دیکھے اتنا پاؤں پھیلائے۔ ورنہ شرمندہ و بدنام و قرضدار ہونا پڑیگا اور سارے خوشامدی بینے کے یار ہیں۔ آن ہونے کو کوئی مددگار نہیں۔

امورات خانگی کے انتظام کے لئے اگر عورات اس دستور العمل پر عملدرآمد کریں اور کراویں تو یقین واثق ہے کہ دنیا میں اول درجہ کی نیک عورتوں کا خطاب پاویں ٭

دو پیسے کے مزدور سے لیکر راجے مہاراجے تک دولت ہر ایک کو عزیز ہے کیونکہ امور دنیاوی میں یہ ایک بہت کار آمد چیز ہے۔ مگر یہ جاننا واجب ہے کہ جب تم اسکی واجبی حالات پر دھیان دوگے یہ ہر دلعزیز چیز کوڑی کوڑی معمول یکجا ہوگی نہ اسکی اصل قدر قیمت اور واجبی حالت یہ ہے۔ اول کماؤ۔ دوم بچاؤ۔ سوم خرچو۔ یہ تین باتیں ایسی ضروری اور لازمی ہیں۔ کہ اگر ان میں سے کسی کی کمی ہو تو تمہارے حق میں متفرق خرابیوں کا باعث ہوگا۔ یعنی اگر بچاؤ اور خرچ نہ کرو۔ تو ممسک اور شوم کہلاؤ گے۔ اور یگانہ بیگانہ اہل محلہ ہمسایہ سے ناپاک خطاب اور پھٹکار کا تمغہ پاؤ گے۔ رات دن حرص و ہوس کی مردار خواہشیں تمہارے دل کو بھکاتی رہینگی۔ اور کنجوس مکھی چوس طمع زر میں سراپا محبوس تمنائیں تمہیں ترساتی پھرینگی۔ اور تمہاری کمائی میں ذرا بھی برکت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو فایدہ چلتا پرزہ پہنچا سکتا ہے۔ وہ گڑے ہوئے خزانہ سے غیر ممکن ہے۔ کمانے کے ساتھ خرچنا ملزوم ہے اور بچانا لازم۔ جس طرح پڑی ہوئی غیر مستعمل تلوار کو مورچہ کھا جاتا ہے۔ اسی طرح ممسک کی جان کو فاقہ مستی و زر پرستی کا گھن لگ جاتا ہے۔ اور اگر تم کماؤ اور خرچو یعنی باقی بچاؤ نہیں تو کسی نہ کسی وقت دھوکا کھاؤ گے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی دن ایسے بواعث میں مبتلا ہو جاؤ۔ کہ کمائی کے دروازہ تک نہ پہنچ سکو۔ اُس وقت اگر تم کچھ مال گرہ میں نہ رکھو گے۔ تو تمہاری حاجت براری کی امید بالکل مفقود ہو جاویگی اور لوگوں کے ہاتھ تکتے رہ جاؤ گے۔ یا یہ کہ بچاؤ اور خرچو تو بھی تمہارے حق میں بھلائی نہیں ہے۔ کیونکہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ آخر ایک دن گلا اور چھری ہوگی۔ ادھر کمانے سے ہاتھ اور پاؤں تھکے ہوئے۔ ادھر آبائی کوڑیوں کا دیوالہ نکلا۔ تو پھر نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے۔ اس وقت ذلت و خواری کے سوا کچھ میسر نہیں ہوتا۔ بڑی بد قسمتی سے زندگی کے دن

پہنچتے ہونگے۔ ایک تجربہ کار ہوشیار فرماتے ہیں۔ کہ جس نے امور خانگی میں متذکرہ تجاویز کا لحاظ نہ رکھا۔ وہ ایک دن خطرہ میں پڑنے والا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ بنظر انصاف اگر دیکھا جاوے۔ تو بڑے دور کے نکتے ہیں۔ ان تین باتوں میں ہی مبارک عادتوں کا سبق ملتا ہے۔ (اول) کمانے میں محنت (دوم) بچانے میں دور اندیشی (سوم) خرچنے میں کفایت شعاری۔ یہ تین عادتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر کوئی ان کا پابند ہووے۔ تو تمام دنیاوی کوششیں اُس کی ہمیشہ عمدہ پھل لاتی رہینگی۔ اور اُس کی اُمیدوں کے پودے خوشی و فارغ البالی سے بار آور ہوا کرینگے۔ کیونکہ نو نہال پودے جب تک مادر صحرا پر داہی سے بچائے نہ جاویں۔ ممکن نہیں کہ گلزار ہستی میں خوشرنگی کے نمونے بنیں۔ اور اپنے بوجھ کو خود اٹھاویں۔ ایسے غلط و گمراہ کرنے والے اور سستی کا سبق پڑھانے اور فقیری کا اُپدیش پھونکنے والے نفرے۔ بابا اٹل پکی پکائی گھل۔ یا اُن پُورنا بھورنا اور بتی سے ہی ہمارے ہندوستانی حصہ میں فقیری و ٹکر ٹکڑے شکنی کی کثرت ہو گئی۔ اور برہمنوں نے ہمدردی کو ترک کر کے سادھوں کا بہت بڑا حصہ اپنی شکم پوری کے واسطے مقرر فرمایا۔ جو شخص محنت دور اندیشی و کفایت شعاری کو مد نظر رکھتا ہے۔ وہ دُنیا میں ایک ٹھوکر بھی کھاتا ہے۔ تو بھی تندرست نکلتا ہے۔ یہ تینوں منتر ایسی ہی ہیں۔ کہ زندگی کا راہرو خوش و خرم دُنیا میں چلتا پھرتا نظر آویگا۔ ایک اور مہاتما کا قول ہے۔ کہ محنت و دور اندیشی و کفایت شعاری وہ بیش بہا تدبیریں ہیں۔ کہ مشکل وقتوں میں کام آتی ہیں۔ اور زمانہ کی جگر خراش مصیبتوں سے بچاتی ہیں۔ جو شخص ان تدابیر پر عملدرآمد کرتا ہے۔ اُس کو دُنیا میں کوئی مصیبتیں جھیلنی نہیں پڑتی ہیں۔ وہ ایک تنگ و تاریک جھونپڑی میں رہ کر اپنا ایسا مناسب بندوبست کر سکتا ہے۔ جس کو شاید بڑے بڑے عقلا نہیں کر سکتے۔ جاننا چاہئے۔ کہ اگر سنسار میں سلامت روی و فارغ البالی چاہتے ہو۔ تو اول اودم لینے محنت۔ دوم بچار یعنی دور اندیشی۔ سوم بکت یعنے کفایت شعاری سے برتو۔ سستی ایسی بُری بلا یا زحمت ہے۔ جو محنت جیسے مجرب و قوت بخش غذا سے نکما و محروم کر دیتی ہے۔ سوائے چند ٹکڑ ٹیڑے بہں نانکے سادھوان کے تمام جانداروں کی امید و تن کا دار و مدار اسی پر منحصر ہے۔ بلا محنت کے کامیابی درجہ غیر ممکن ہے۔ جانور و انسان سب اپنے چل پھر کر اور محنت سے پیٹ بھرتے ہیں۔ جو لوگ صرف رسیدہ پر شاکر بیٹھے ہیں۔ اور محنت سے علیحدگی رکھتے ہیں۔ میری رائے میں ان کی زندگی کا جینا مثل حباب کے ہے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ دُنیا میں کسی نے بلا محنت کے بھی عروج پایا ہے۔ تو اس کا جواب سوائے نفی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ تم چاہتے ہو۔ کہ روپیہ جمع کرو تو کماؤ۔ اور اگر کمانا چاہتے ہو۔ تو محنت کرو +

امورات دُنیا میں گرہستی یا دنیا دار آدمی کو بہت بہت رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ اگر عورت ہوشیار اور دانا ہو۔ تو ان رکاوٹوں کو ہٹے کرنا کچھ مشکل نہیں پڑتا۔ مثل مشہور ہے۔ کہ اگر مرد ناتجربہ کار اور عورت واقف کار ہو۔ تو کاروبار خانہ داری میں خلل نہیں پڑتا۔ ولیکن اگر معاملہ برعکس ہو۔ تو تین کانے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ عورت سوئی ہش سے خانہ برباد کر سکتی ہیں۔ اور مرد بیلچہ سے بھی خراب نہیں کر سکتا۔ کل امورات خانگی کی تجاویز عورتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ بشرطیکہ عقلمند ہوں۔ قدرت کے اُبج پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے۔ کہ ستریوں کی درستی و تعلیم اولاد انسانی کے واسطے کمالیت روحانی و جسمانی کا سبق ہے۔ ایک دانا آدمی کا قول ہے۔

زنان بار دار اے مرد ہشیار　　اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند　　کہ فرزندان ناہموار زایند

ترجمہ

بے علم عورات جو بچے جنتی ہیں نا خلف　　اُس سے ہوگی کیا بھلا دنیا کی اندر بہتری
ایسے لڑکوں سے تو اچھا ہے اگر بچے بجائے　　وقت جننے کے شکم سے سانپ لائے استری

ہمارے ملک کی عورات کو جس قدر گہنے پہننے کا شوق اور ٹھٹھیاں اور سیاپا کرنے کا ذوق ہے۔ اُس سے بڑھ کر اور کسی چیز کی تمنا نہیں۔ مردوں نے عورتوں کی نسبت کلمہ ناقص العقل کا ایسا مشہور کیا کہ انہیں خود اس بات کا معترف ہونا پڑا اور اس اقرار نے اُن کی زبان بالکل بند کر دی۔ افسوس اے اودّیا چڑیل تیرا ستیاناش ہو۔ تو نے کیسی کیسی غلط رسومات و توہمات ان بھولی بھالی دیویاں سے رہت ستریوں کے ہردے میں بطور زیور ہو لدلی کے پہنا دی۔ جس کے باعث انہیں اپنے مدارج پر غور کرنا اور باوجود مادہ ترقی ہونے کے اُس کی ماہیت سے انکاری و بیخبر رہنا۔ بدھ ماتا کی تقدیر و قلم قدرتی کی تحریر سمجھ بیٹھے ہیں۔ اے اودّیا دیوی جلد تشریف لا۔ اور اس چڑیل کے جادو سے ہمیں بچا +

پانچواں ادھیاء

در باب طریقہ عبادت متعلقہ زنان

عبادت یا بھگتی وہ پاک جوہر ہے۔ کہ جن کے استعمال سے منش بناوٹی بھیم جا کو توڑ کر سچی شانتی کو پراپت ہوتا ہے۔ اِس پاک جوہر کو ہمارے گوبر گنیشوں نے اول تو صرف برہمنوں کے واسطے۔ دوم ہزار مشکل سے صرف مرد کو ادھکاری سمجھ کر رکھا ہے۔ ستری کو ودیا کا گرہن داخل عیب سمجھ رہے ہیں۔ چونکہ آجکل وہ زمانہ نہیں رہا۔ کہ خود غرضی کے پودے پھل لاتے۔ اور اندھادھند کاسی مرنات مکتی پر لوگ جہالت کی پٹی باندھ کر چکر پر جان گزرتے تھے۔ زمانہ نے بہت کروٹیں بدلیں۔ خود غرضیوں کے پودے پھلے نہیں تو کملائے ضرور ہیں علے ہذا القیاس تعلیم نے ہماری آنکھیں کھول کر ہمیں بخوبی ذہن نشین کر دیا ہے۔ کہ بعلم نتواں خدا را شناخت۔ یعنے بنا ودیا ایشور نہیں جانتے۔ کہ ودیا تیسرا نیتر ہے۔ اور بغیر حصول ودیا عبادت یا بھگتی ناممکن بلکہ وہم و خیال ہے۔ کمبھ کے سنان کو گنگا کو جانا۔ یا علے الصباح دھرم سالوں میں جا کر کوڑا اٹھانا۔ مہادیو جی پر جل چڑھانا۔ سالگرام پر تلسی ڈھال لانا۔ موہن بھوگ ٹھاکروں کا کھانا۔ سنتوں کے چرنوں پر سیس نوانا یا اُن کی ٹہل کمانا۔ مندر کے گرد اگرد سات سات پھیر و کشنا پھرانا۔ گھنٹہ گھڑیال بجانا۔ تلک چھاپ لگانا۔ بلند آواز سے سیتا رام۔ رادھے کرشن۔ شیو شکتی ادا فرمانا وغیرہ جملہ امورات کا عبادت میں کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ عبادت صرف دلی صفائی و صداقت کی کارروائی پر منحصر ہے۔ در حقیقت عبادت یا جماعت چہ تعلق۔ جس چیز کو مہاتما رکھیشروں نے طریقہ عبادت قرار دیا ہے۔ وہ مندرجہ باتوں سے

بستری سکتا

علیحدہ ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔ کہ جسم جل سے اور من راستی سے ودیا اور تپ سے جیو اور گیان سے بدھی شدھ ہوتی ہے۔ جب یہ جملہ چیزیں شدھ ہو گئیں۔ تو اُسی کا نام بھگتی یا عبادت ہے۔ (جسم جل سے) جو لوگ گنگا سنان سے مہاتم یا مکتی مانگتے ہیں۔ اُن کو واضح ہو وے۔ کہ جل صرف بیرونی صفائی یا شدھی کرنے والا ہے۔ رُوح یا من یا بدھی سے اُس کا کچھ تعلق نہیں۔ وہ کسی اور علاج کے محتاج ہیں۔ چنانچہ یہی باعث ہے۔ کہ گنگا لوا سی اکثر ٹھگ ٹھوڑ مسن ظالم حال اور کھال نکال ہوتے ہیں۔ ورودیا سے سوائے دان لینے کے اور کچھ سنسکرت نہیں جانتے (من راستی سے) راست گفتاری و راست کرداری و راست رفتاری سے من کی صفائی منحصر ہے۔ ورنہ مکر مالا پھیرنی اور رام رام جپنا پرایا مال اپنا خیال کرتا ہے۔ اکثر مالا ریا کی نشانی ہے۔ ہمیں تو شمار کرنے کی کوئی ضرورت آن پڑی ہے۔ کوئی سود یا بیاج تو ہم نے کسی سے لینا نہیں کہ حساب کرتے رہیں اور علاوہ بریں مالا ہی کے شمار سے ایک گونہ تفاخر دل میں سما جاتا ہے۔ کہ اوہو ہمنے آجتک ہزار مرتبہ گایتری جاپ کی ہے۔ یا لاکھ مرتبہ مالا پھیرنی من کی مالا پھیرنی چاہئیے۔ نہ کہ چوب رودراچھ دانوں کی +

اے پوٹ پوشکھہ بجا ہمیں ہشیار گردن میں تیرے لا رودراچھ ریدار
باطن میں ہیچ ظاہر میں ہیچ و تاب ہے ایشور کا تمکو خوف نہیں فیلیں تیرے نہار
عورت کو تو آپ نے شودر بنا دیا پیدا ہوا اُسکے شکم سے آئی نہ تمکو عار
من پھیر حرام خلق سے گر ہوش ہے تجھے مالا اٹھوتری کو پھرا مت تو بار بار

(ودیا اور تپ سے جیو) مسافر راستی سے دُور پڑا ہوا گیانی جیو صرف گنگا سنان یا بدرک آشرم کی گھاٹی پر چڑھ کر کبھی ہوشمند نہ ہو گا۔ کیونکہ اب تک جنم سے اس کو موہ جال کی تمنا وہوا وہوس گھیرے ہوئے ہے۔ پس اس کا صداقت پسند ہونا سوائے ودیا دان اور عالم باعمل ہونے کے نہیں ہو سکتا۔ وہ ودیا بھیجے جاننا اور تپ بھیجے تحمل کمانا یہ وہ ایسے اصول ہیں کہ جیو کی شدھی کے واسطے کافی سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔ ورنہ سوائے ان کے ناممکن بلکہ محال ہے۔ کہ جیو شدھ ہو۔ اس موقعہ پر یہ مناسب معلوم ہوا۔ کہ جُہلا کے اِس قول کو تردید کی جاوے۔ جو وہ کبھی کبھی غرور تا کہتے ہیں (کہ جیتا پڑھیا جتا گڑھیا) لیکن افسوس کہ قومی جہالت نے ہمیں اِس اونے سوال کے جواب دینے کی بھی ضرورت بیان کی خیر سایل کا سوال پورا کرنا واجب ہے کہ بھائی اس مثال میں آپنے سخت غلطی کھائی۔ اصل اس طرح پر ہے۔

جتنا پڑھیا اتنا گڑھیا بدھی عقل سوائی کڑھیا مورکھ بھلا نہ پایا۔ برتھے عمر گنوائی

(گیان سے بدھی شدھ ہوتی ہے) گیان پہچاننا پار برہم پرماتما کا ہے۔ جسکی بدھی میں گیان نہیں۔ وہ اگرچہ بدھی ہے۔ لیکن اشدھ ہے۔ جیسے جس آئینہ پر قلعی نہیں وہ آئینہ تو ہے۔ لیکن اندھا ہے۔ اول جسم کا گیان چاہئیے۔ کہ اُس کی ماہیت و اصلیت و پرورش کس طرح پر ہے۔ دوم کرم اندریوں کا۔ سوم گیان اندریوں کا۔ چہارم جیو۔ پنجم پرماتما کا۔ جب پرماتما کا گیان من میں سمایا تو یقین کامل ہے۔ کہ حقیقی سرور یا سچا آنند پراپت ہو گا۔ میری رائے میں عورتوں کے واسطے اسے علاوہ اور عبادت نہیں ہے۔ کہ اول علے الصباح اُٹھ کر نہانا بعدہ اُس کے حسب موجب پنچ مہایگ ودھی کرنی چاہئیے۔ اُس سے پیچھے تمام روز حسب موقع امورات خانگی میں سرانجام کریں۔ سہانا اور سدھیا کرنے۔ خاوند کی متابعت اور فرمانبرداری اور بال بچوں کی پرورش و تعلیم دینی اور کاروبار خانگی میں مصروف رہنا ستریوں

کے دھرم کی درستی کے واسطے اِس سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں۔ آجکل کے دھرمسالوں کے بھائیوں اور ٹھاکر دواروں کے مہنتوں اور مندروں کے پجاریوں یا زیارت کے ملاؤں کے جیسے نیک خیال ہیں۔ وہ آنکھ والوں سے پوشیدہ نہیں۔ راستی سے کہتا ہوں کہ آجکل کے مندر اور معبد پرستش اور پوجا کے بجائے حرامکاری و بدمعاشی کے واسطے کمین گاہیں بنا کر سبی ہوتی ہیں۔ اگر ان کے ستیارتھ کی تحقیق کو انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو میری دس سکی نہیں ہیں۔ بقول اخبار ولیش اولکارک وصبکر کے مرب سر کے مندر کو دیکھنا چاہئیے۔ کہ جہاں اہل ہنود کی عورات کثرت سے صبح و شام جاتی ہیں۔ یا مندر ان کے ٹھاکر دواروں پر بوسہ کرنی جاتی ہے۔ کہ اہل ہنود کی عورات ہر دو شہر کی اخلاقی زندگی پر ہر دو مندروں کا بہت بُرا اثر ہوا نہیں جب سوامی لوجن جو کل ان خرابیوں کا محرک ہے اُٹھایا گیا۔ تو یہ کل اعتراض رفع ہو جاوینگے۔ اگر عورات آریہ ورت حقیقی عبادت مندرجہ وید مقدس جسکا خلاصہ سری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پنچ مہایگ ودھی میں لکھ دیا ہے۔ اختیار کریں تو غالب ہے۔ کہ بنا وٹی گرہیوں کے رنجبر یا دستاں کو کہیں نہ ہوویگی اور ہمیشہ راحت اور آرام میں رہینگی۔ خانگی جھگڑوں و قومی سارے ہستی اصل بنیاد زن زر زمین ہے۔ بین میں سے دور ہوجاوینگے۔ ودیا سے رہت ہو کے مسبب عورات بھارت ورش جسقدر رذیل حالت میں ہیں۔ اگر اُسکی تفصیل کیجاوے۔ تو علیحدہ دفتر تیار ہونا ممکن ہے گویا اسی جہالت کی بدولت وہ فرقہ جہلا میں شمار ہو کر شودر بن گیا۔ مجھے جہانتک بجربہ ہے میں کہ سکتا ہوں۔ کہ سوائے ہنود نے تعلیم کے اور عورات میں کچھ جہالت نہیں ہے۔ اور نہ کچھ اور قدرتی طور پر اُن کا وٹ دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کی عورات تو گاپیر کا برت دھار کر گھر میں سانپوں کی تصویریں ڈالنا یا ست نارائن کی کتھا سننی گئیں۔ جو تھ۔ اکادستی پورنماسی۔ اشٹمی۔ اماوس وغیرہ دنوں کو دودھ پینا یا پھل پھاکا کھانے کو عبادت سمجھتی ہیں۔ اور اکادشی یا ستیہ نرائن وغیرہ برتوں کی ترقی مہاتم سن سن کر اپنا وقت ضائع کرتی ہیں اور اگر کوئی شخص کے مارے کل تیرتھوں پر جا کر خاوند کی دولت برباد کر آئے یا جس کوئی مندر یا دھرمسال بنوا دے۔ اُسکے مکت پانے میں تو شک لانے والے کافر کہلاتے ہیں۔ یا اگر کوئی عورت مندرجہ بالا روزوں میں دیہانت ہو گئی۔ تو بس بیکنٹھ دھام کو پراپت ہو کر مکت شدہ سمجھی گئی۔ وائے جہالت اور افسوس نادانی تونے کیا کیا جال اور بھولی بھالی دیویوں کو تونے کچھ پلیں ڈالنی نہیں بتایا۔ اے پرماتما آریہ ورت کی ستریوں کو جھوٹے برتوں و روزوں سے چھوڑا کر نادانی پرستش سے بچا اور اپنی الکھنڈ و اٹل بھگتی پر راغب کر۔ اپنا گیان ان کے جہرا انکو عطا کرتا کہ وہ نیک و بد آئینی سے آگاہ ہو کر نیکی کا سبق سیکھیں اور نیکو کار و ملا سفر بچے پیدا کریں +

آخری پرارتھنا

اے بال بچوں سے پاک و بے جنم مرن سے بیباک! اے نزدھی آتما تو ہر نہ رہنے والے سے رنج و غم سے راس لیلا کرنے و بن باس پھرنے سے آزاد ہے ہمیشہ شدھ بدھ مکت سوامی اور انند کا سچا بخشش حقیقی الہام کرنیوالے پرماتما! استریوں کے آتما کو جہالت سے شانتی دیکر عمدہ تعلیم۔ نیک چال چلن بہتر زندگی۔ اچھے انتظام اور اپنی بھگتی کے زیوروں سے آراستہ کرتے رہیو۔ عارضی خوفوں بناوٹی توہمات۔ فضول رسمیات۔ بھکڑ بکھاشا اور لا یعنی خرافات سے انہیں بچا کر تہذیب کی پالیسی پر چلا۔ ہزاروں ہزار دہنواد یا پر برہم کو ہے۔ جسکی کرپا سے آج یہ لیکچر سما پت ہوئی اور جسقدر متعلق بہبودی عورات کے واجب جاننا تحریر کر دیا۔ مجھے اس سے شہرت مطلوب نہیں صرف بہبودی انسان کی التجا ہے۔ زیادہ نیاز

اوم تت ست برہم

سماپت

ستری سکھشا

پر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مضمون

لیکھرام ورڈہ وسوانسی پوسارتھی لیکھرام اُن پرسوں میں تھا جو ستری سکھشا کے مہت کو سمجھتے ہیں۔ اور جو اس کام کے لئے جہاں تک اُن سے بن پڑا ہے کام کرتے ہیں اُس وقت جبکہ آریہ سماجوں میں سب پرکار سے سانتی تھی۔ جبکہ پارٹی کا لفظ جو بدقسمتی سے سماج کے ممبران نے ابھی تک نہیں سیکھا تھا اور جبکہ ہر ایک آریہ کیول دہرم بھاؤ سے پریرا جاکر مضموں اور کتابیں لکھتا تھا اُس وقت جسے (جہاں تک ہمیں معلوم ہے) قریباً دس سال ہوئے۔ پہلا رسالہ جو ستری شکھشا پر سماجوں میں نکلا۔ پنڈت لیکھرام کی قلم سے نکلا اور شائع ہوا۔ اس رسالہ کا نام "کماری بھوشن" ہے اس میں پنڈت جی نے تکی اور پرمان سے ثابت کیا ہے کہ ستری شکھشا نہایت ضروری ہے۔ وید اس کی آگیا دیتا ہے شاستروں کی اس کے لئے ہدایت ہے اور بدھی مان لوگ اِس کے لئے سخت تاکید کرتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام پہلا شخص تھا جس نے سامانے دنیا کو ایک پراچین رسی کا یہ پرمان سُنایا کہ یگیوپویت سنسکار کا ادھکار جیسا بالکوں کو ہے ویسا ہی کنیاؤں کو ہے چنانچہ دہرم آریہ مسافر کی دلی خواہش تھی کہ کنیائیں بھی یگیوپویت سنسکار کریں۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے پراچین سمے میں یگیوپویت اور ودیا آدہین سنسکار رشی پتنیوں اور رسی کنیاؤں میں رائج تھا۔ اسی طرح سے اب بھی ستریوں میں ان سنسکاروں کا رواج دینا اتی اوجت ہے۔

لکچروں میں ذکر۔ اپنی زبردست تحریر کے سوائے پنڈت جی کے آریہ سماجوں میں ستری شکھشا پر بہت لکچر ہوئے ہیں۔ اور پنڈت جی کمارل آچاریہ کی اس گفتگو کو جو راج مندر میں بیٹھی ہوئی راج کنیا نے کی تھی۔ اکثر لکچروں میں ذکر کیا کرتے تھے بھٹ کمارل آچاریہ کا برتانت یہ ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ویدک دہرم لوپ ہوگیا تھا شاستروں کا پڑھنا پڑھانا چھوٹ گیا اور سب لوگ ناستک ہوتے جاتے تھے۔ تو بھٹ کمارل آچاریہ ایک دن پھرتے پھرتے ایک راج مندر کے نیچے سے گزرے۔ ایک کنیا اوپر بیٹھی ہوئی ورلاپ کر رہی تھی۔

"ویدوں کا دھرم لوپ ہوگیا۔ ناستک پن پھیل رہا ہے شاستروں کا تراد رہو رہا ہے ہائے کیا کوئی اس کی رکھشا کرنے والا نہیں!" رشی نے پیچھے سے سُنا۔ جھٹ کھڑے ہوگئے اور راج کنیا کی طرف مخاطب ہوکر بولے "مت روائے کنیا مت رو۔ میں ابھی جیتا ہوں میں ویدوں کی رکھشا کرونگا" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت جی ستری جاتی کے کہاں تک مشکور تھے اور انکے دل میں کہاں تک خیال تھا کہ بھارت ورش میں ایسی ستریاں ہوگذری ہیں جو دہرم ناؤ کو ڈوبتے ہوئے دیکھکر ورلاپ کیا کرتی تھیں۔ اور رشی ان سے پریرے جاکر دہرم دہجا کو پھر سے اُڑانے کے لئے اُدیت ہوتے تھے۔

ستریوں کا سنسکار۔ مجھے اچھی طرح سے ایک دفعہ کی بات یاد ہے جبکہ ایک

دہماڈنہ ٹرس یک ستری کی نسبت سخت سست الفاظ کہہ رہا تھا۔ تو پنڈت جی ان شبدوں کو نہ سہہ سکے اور اُس پُرش کو بہت سرزنش کیا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم اپنے آپ کو آریہ کہتے ہو۔ کیا تمہیں دیدوں کا بھی کچھ خیال نہیں تم آریہ کہلا کر مستحق نہیں اگر تم آریہ ہوتے تو ستریوں کے لئے ایسے سخت لفظ کبھی استعمال نہ کرتے۔

جالندہر میں جن لوگوں کو پنڈت جی کے گھر آنے جانے کا موقعہ ملتا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پنڈت جی سب ستریوں کو ماتا۔ مائی۔ دیوی جیسے الفاظ سے پکارا کرتے تھے اپنی دہرم پتنی سے انکا بہت ہت تھا۔ اکثر جلسوں پر وہ اپنی دہرم پتنی کو ساتھ لے جاتے تھے۔ اور سبل شبدوں سے اُسی سوشیلا بہادر سے بات چیت کیا کرتے۔ گو ان کو وقت نہیں تھا۔ تاہم ستری متی لکشمی جی ستری سماج میں جانے لگیں۔

پنڈت جی اُن آدمیوں میں سے نہ تھے جو ستریوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور گرہست کی ضروریات کو ناروا ہی سے دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ ہر ایک ضروری حسن کو موقعہ پر پہچانتے اور دہرم پتنی کی اچھیا کو پرسنتا سے پالن کرتے تھے درحقیقت یہ جوڑا خوشی سے زندگی کاٹ رہا تھا۔

اسی دہرم پتنی کے ساتھ وانوسیوں یعنی ہوا خوری۔ بہت سے لوگوں کو شاید یہ بات نئی معلوم ہوگی۔ کہ لیکھرام جی اسی دہرم پتنی کی صحت درست رکھنے کے لئے اُن کو شام کے وقت سورج غروب ہونے کے قریب۔ کھلے کھیتوں میں وایوسیون (ہوا خوری) کے لئے لیجاتے تھے۔

کنیا آشرم کی کنیاؤں کے ساتھ باہر جاتے ہوئے میں نے کئی بار اُن کو اپنی دہرم پتنی لکشمی جی کے ساتھ جاتے دیکھا۔ اور کئی بار اُس خوش نصیب جوڑے کو کسی کھیت کے کنارے پر بیٹھے اپنے پسر کو کھلاتے ہوئے ملاحظہ کیا۔

کنیا مہاودیالہ کے ساتھ پریم۔ پنڈت جی مہاودیالہ کے بڑے حامی تھے۔ جالندہر جب وہ آتے مہاودیالہ کی کشل کھیم اوسیہ پوچھتے اور اُس کی ترقی کے وسائل پر غور کرتے۔ اپنے دوستوں سے جالندہر جانے اور مہاودیالہ کا معائنہ کرنے کی پریرنا کیا کرتے تھے۔ اُن کا آخری خط جو مہاودیالہ کے پربندہ کرتا کے نام آیا تھا۔ قتل ہونے سے کچھ دن پہلے کا تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا "لالہ ماروبل رئیس جگادھری۔ جبکہ آریہ سماج کو دل سے مانتے ہیں گو ممبر نہیں ہیں۔ وہ کسی کام کے لئے لاہور آئے تھے آج مجھے ملے۔ انکا منشاء مہاودیالہ دیکھنے کا ہے وہ پرسوں وہاں آوینگے۔ آشا ہے کہ آپ اُن کے واسطے دوپہر کی گاڑی میں اگر آدمی یا گاڑی بھجوا دیں۔ تو مہربانی ہوگی انہیں اپنے مکان پر ٹھہراویں اور ودیالہ دکھلا دیجئے نتیجہ نیک نکلیگا۔"

لیکھرام از لاہور۔ ۴ فروری ۱۸۹۷ء

انعامی مضمون جس مضمون کی یہ بھومکا ہے اسکا اتہاس یہ ہے کہ اگست ۱۸۹۴ء میں کنیا مہاودیالہ کی ترقی کے لئے ایک چاندی کا تمغہ انعامی مضمون کے لئے رکھا گیا تھا۔ تمغہ پر "ستری شکھشا" یہ الفاظ کھدے ہوئے تھے۔ مضامین کی جانچ پڑتال کے لئے تین صاحبان کی ایک کمیٹی نیت ہوئی تھی۔ مضمون میں حسب ذیل وشیوں پر وچار کرنا تھا:۔

اوّل کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے؟ یکتی اور پرمان سے۔

دوم۔ کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے؟

سوم۔ پرشوں کو ستری شکشا کی طرف رُچی دلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

ستری سکشا کے وسائل

چہارم۔ ستری شکھشا کو ترقی دینے کے کیا کیا وسائل ہیں ؟
پنجم۔ ستریوں کو پورن ودوتی بنانے یعنی اِن میں اعلےٰ تعلیم پھیلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں ؟

اور گو تمغہ لالہ جھبا داس بی۔ اے کو پراپت ہوا۔ مگر پنڈت جی کا مضمون ایسا ہے۔ جس سے پبلک بہت لابھ اُٹھا سکتی ہے۔ اور جو ستری سکھشا کے پرچارک اور سبھاؤں کو بہت مفید ہوگا۔

مضمون پر ایک سرسری نظر پنڈت جی یکتی اور پرمان سے ثابت کرتے ہیں کہ وِدّیا کا ادھیکار ستریوں کو ہے۔

سب سے پہلے ودیا کا ستریوں کو ادھکار ہے۔ وہ یہاں تک زور دیتے ہیں۔ "علاوہ بریں ودّیا خود ستری لنگ ہے اور اس کی دیوی سرسوتی بھی ستری ہے ودّیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ بس سب سے پہلے عورتوں کو وِدیا کا ادھیکار ہے۔ بعد ازاں مردوں کو۔ افسوس اگر ماتا یعنی سرسوتی کی جائداد سے بیٹیاں محروم ہوں"۔

ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی بہت ضرورت ہے کیونکہ جیسا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ "اگر ستریوں کو سبھیتا۔ سوشیلتا۔ کوملتا شکچھا۔ دھرم اور موکھش کی ضرورت ہے تو بے شک انہیں ودّیا کی ضرورت ہے اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے نہیں آسکتیں۔ اس لئے ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

ستری شکھشا کے اپاؤ پنڈت جی سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس مضمون کی اشاعت اور پرشوں کی رُچی اس طرف بڑھانے کے لئے اور اپاؤں کے ساتھ کچھ لکچرار ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو ملک میں اس وشے پر اپدیش کریں "۔ اُمید کریں کہ پنڈت جی کی اس سفارش پر ہمارے وہ بھائی خواہ اپدیش دیتے ہیں۔ زور دینے پر غور کریں۔ اور بھارت ورش میں ستری شکھشا کی ضرورت کا ناد بجائیں۔ یہاں تک اور اس زور سے کہ بہرے ہیں جن کے کان وہ بھی سنیں۔ اور سُننے کے لئے مجبور ہوں۔

ستریوں کو سکھشا کی طرف رُچی دلانے کے لئے وقت نکالو۔ ستری شکھشا کے حامیاں کو پنڈت جی کے یہ الفاظ کبھی نہ بھولنے چاہئیں بلکہ ان پر عمل کرنا چاہئے۔ کہ کنیا پاٹھشالاؤں میں اپنی لڑکیاں داخل کریں اور اپنی ستریوں کو تعلیم دینے کے لئے گھر میں وقت نکالیں۔ تاکہ تعلیم حاصل کرکے اُنکی ستریاں ودیا کی قدردان ہونگی۔ اور پھر وہ ستریاں اولاد کو بے وقوف رکھنا ہرگز ہرگز گوارا نہ کرسکیںگی۔

پرشو! ہمت کرو۔ ہمت کرو اور ہمت کرو۔ پنڈت جی سماپتی پر پُرشوں کو اس کام کیلئے اور پورنا رتھ سے تن من۔ دھن لگانے کی پریرنا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ "ستریوں کو پورن ودوتی بنانے کے لئے ستری شکھشا کی ضرورت جاننے والے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس مرض کے ناس کرنے کے لئے سعی کریں۔ بڑی ہمت اور ہٹ کرنے کی آوشکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرکے تن و من جان اس کے واسطے معروف ہو جائیں"۔

ودیالہ قائم کرو۔ "اور سب مریضوں کو ایک شفا خانہ میں داخل کریں جسکا نام مہا ودیالہ ہوگا"۔

نیک عورتوں کی زندگی پر ویاکھیان۔ پنڈت جی کی تجویز نہایت عمدہ ہے۔ اور شکر اور خوشی کا مقام ہے کہ کنیا مہا ودیالہ جالندھر اس تجویز کو عمل میں لا رہا ہے یعنی سب کنیاؤں کو ہال میں جمع کرکے پربندھ کرتا دھرتا لوگوں کے جیون چرتر پر ویاکھیان دیتا ہے۔ اور ادھیاپک ادھیاپکائیں۔ کنیاؤں کو اچھی اچھی اور نیک ستری یا کنیاؤں کی کتابیں یاد کراتی ہیں۔ اِن پر رُچی دلاتی ہیں۔ اور کنیاؤں کو سکھشا دیتی ہیں۔ کہ تم بھی ایسی ہی ہو"۔ اسی تجویز سے وہ نیک عورتوں کی لائف پر سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد۔ وہاں ویاکھیان دیا کریں۔ اور دوسرا اپاؤ یہ ہے کہ انعام کسی اچھے موقعہ پر۔ لڑکیوں کو اُن کے ماں باپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے دیا جاوے"۔

دیوراج

ستری شکھشا پر مضمون

بحوالہ اشتہار ست دھرم پرچارک ۴۔ اگست ۱۸۹۷ء

(۱) کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے۔ یُکتی اور پرمان سے ؟

زمانہ کے انقلاب اور ست دھرم کی ناؤ کے گرداب میں آنے کے کارن ایسے ایسے۔ وال بھی آریہ سنتان سے ہونے کا سمے آگیا۔ وہ لوگ کہ جن کی صداقت اور ... چار دانگ عالم میں مشہور تھی سماج اور ودّیا کے زبردست دھکے سے ایسے گرگئے کہ اُنہیں آتمک سچائی سے انصاف کا ذرا خیال نہ رہا۔ بیہودہ توہمات میں پھنس کر وہ جیسا کہ یونرگس کو یک لخت ترک کر بیٹھے ہائے رے کال نہری لیلا کا جاننا سراپا محال ہے۔ اونشیہ ہی ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھیکار ہے۔ اور یہ بات تمام دنیا کے ودانوں کی سمی انوسار سوبکار کرنے کے لوگ بجز حس مُلک اور قوم میں ستری جاتی کے سدھار کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ روز بروز ادھوگتی کو جُھکتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہم لوگ ستریوں کی تعلیم میں سب مہذب قوموں سے پیچھے ہیں۔ بر نتواب بھی دُنیا کی قوموں سے گئے گزرے نہیں ہیں۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی کی بعض اقوام میں تعلیم نسواں کا بہت چرچہ ہے۔ ... کائستھ۔ کشمیری۔ اور بنگالی عموماً عورتوں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن میں جاہل عورتیں بمقابلہ اور قوموں کے کم ہیں۔

ادھکار کا خیال ... پورا ... بلکہ نویں اور دسویں صدی کا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ... ستریوں میں ... پتہ نہیں ملتا۔ چنانچہ ادھکار اور اِن ادھکار کے محقق اور پورے فیصلہ کرنے والے مہرشی جیمنی جی نے فرمایا ہے۔ کہ ست شاستروں یعنی ویدوں کا سب منشیہ ماتر کو ادھکار ہے کسی کو ان ادھکار نہیں۔ جب سب کو ادھکار ہے تو کیا ستری جاتی سب میں نہیں یا وہ انسانی فہرست سے خارج ہے۔ اگر اس شاستر کے وِاک سے سب کو ادھکار ... تو پھر ویدوں سے بڑھ کر کون مشکل پُستک ہے اور کونسی اعلےٰ تعلیم ہے۔ جس کا انہیں حق نہیں اور جب وید ست ودیاؤں کا پُستک ہے۔ تو سب ست ودیاؤں کا تحصیل کرنا جو نہیں پڑھ سکے کسی کے واسطے رکاوٹ نہیں شاستر ... سے کرم کانڈ کا ریا وہ تعلق میمانسا سے ہے۔ اور وہ سب کو ادھکار بتلاتا ہے اُسکا اُتر بھاگ ویدانت شاستر ہے جو اپ نشدوں اور ویدوں کی برہم وِدّیا کا

وہ دان کرنیوالا ہے۔ اس میں بھی کوئی ایسا سوتر نہیں جس سے پایا جائے کہ عورتیں اعلے تعلیم کی ادہکاری نہیں ہیں بلکہ سب کو برہم ودیا کا ادھکار لکھا ہے۔ اور اس سے بڑھکر عورتوں کی تعلیم کو نہایت ضروری سمجھ کر گرہھادہان سے ہی اس کا ارتھ بتلایا ہے۔ بدیں الفاظ:-

अथ य इच्छेद्दुहिता मे पण्डिता जायेत सर्वमायुरियादिति तिलौदनं पाचयित्वा सर्पिष्मन्तमश्नीयातामीश्वरौ जनयितवै ॥

خود اُپنشدوں میں بیسیوں وِدُسی عورتوں کے نام ہیں جو برہم وِدیا میں کامل ہو چکی ہیں۔ مہاتما کپل جی کی والدہ دیوہوتی جی بھی انہیں برہم ودیا ستریوں میں سے ایک تھیں۔ یہ اُپنشد یجروید کی ہے۔ خود یجروید میں بھی سب منش ماتر کو وید کا ادہکار لکھا ہے۔ ادہیائے ۲۶ منتر ۲۔

"پرمیشور کہتا ہے کہ جیسے میں سب منشوں کے لئے اس کلیان کرنیوالی رگ وید آدی چاروں بیدوں کی بانٹری کا اپدیش کرتا ہوں۔ ویسے تم بھی سب برہمن کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ اور سمبندھیوں اور اتی شودر آدی جنگلی قوموں کے لئے وید ودیا کا اُپدیش کیا کرو"

جب پرمیشور نے سب سے اُتم اور اعلے وید ودیا کا سب کے واسطے اپدیش کرنا ارشاد کیا ہے تو ہم کون ہیں جو سب کو محروم رکھیں۔ اور اُسکا اپدیش نہ کریں۔ یہ تو وہی مثل ہے۔ داتا دان کرے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ یعنی داتا پرمیشور نے تو وید کا سب کے واسطے دان کیا۔ اور خود غرض بھنڈاریوں کے پیٹ میں درد ہوتا ہے کہ ہائے انکو کیوں ملتا ہے۔ وید کے جاننے کے کھٹ انگ اور کمٹ اپ انگ کا جاننا ضروری ہے یعنی شکشا۔ کلپ۔ نروکت۔ چھند۔ جیوتش۔ ویاکرن۔ میمانسا۔ ویدانت۔ نیائے۔ ویشیشک۔ سانکھیہ۔ یوگ۔ آیوروید۔ ارتھ وید۔ دہنروید۔ گندھرب وید بھی بلکہ چودہ وِدیا ہیں۔ پس ان کا سب کو ادھکار ہے۔

اتھروید کے گیارھویں کانڈ کے تیسرے انوواک اور چوتھے پرپاٹھک میں کنڈکا ۱۴ سے ۱۶ تک ۲۶ منتروں میں برہمچریہ کا ذکر ہے۔ اور جس خوبی سے وہاں اس آشرم کا ورنن کیا ہے۔ کوئی اعلے تعلیم اس سے باہر نہیں رہ سکتی وہاں کنیا اور بالک دونوں کے واسطے برہمچریہ کی تاکید ہے۔ برہمچاری اور برہمچارنی کے سوبھاؤ۔ برتاؤ اور طریقہ تعلیم اور آریہ سمبندھی فرائض۔ یگیوپویت وغیرہ سب کا بیان کرتے ہوئے منتر ۱۸ میں یہ ارشاد کیا ہے۔

"کہ کنیا برہمچریہ سیون سے وید آدی سب شاستروں کو پڑھکر پورن ودیا اور اُتم شکھشا کو پراپت ہو۔ اور یووتی (پورن جوان) ہوکر اپنے مطابق (سدرش) پورن جوان پرش سے بیاہی جائے"۔

گارگی اور میتریئی اور کاتیائنی۔ سدآلسا۔ اور منڈن جی کی ستری ایسی ایسی فاضلہ ہو چکی ہیں۔ جنہوں نے صدہا پنڈتوں کے اوسان باختہ کر دیئے۔ اپنشدوں کے خزائن میں ابھی تک ایسے ایسے جواہر اُن کے دماغوں سے نکلے ہوئے موجود ہیں۔ جیسے آج کل کے اعلے تعلیم یافتہ پرش عموماً نہایت مشکل سے سمجھ سکتے ہیں چہ جائیکہ ویسے خیال پیدا کر سکیں۔ ویاکرن کی پُستکوں میں صاف اُداہرن (مثالیں) ملتی ہیں کہ جس طرح آچاریہ یعنی پرش ماسٹر ہوکر لڑکیوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ ویسے ہی آچاریانی یعنے ستریاں بھی لڑکیوں کو پڑھایا کرتی تھیں جب ماتا کو سب سے پہلے دیوتا گنا ہے

मातृदेवो भव

اور دیوتا کے معنی ہیں विद्वांसो हि देवाः اور مہابھاشیہ میں لکھا ہے کہ देवा इति पण्डिताः تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح وہ دوان لوگ عورتوں کی تعلیم سے انکار کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں خود ماتا لفظ کے ارتھ ہی ودیا والی کے ہیں یعنے جو بچہ کے خیال۔ سوبھاؤ۔ عادت۔ صحبت۔ آچار بیوہار وغیرہ سب چیزوں کی مانند یعنی شدہار کرے۔ یہ شبد موقوف پر کبھی نہیں گھٹ سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ شاستروں میں جہاں کہیں تعلیم کا ذکر ہے۔ وہاں ماتا کی تعلیم کا بہ نسبت پتا کے اول ارشاد ہے ایک مشہور اخلاق سکھلانیوالے نے لکھا ہے

माता शत्रुः पिता वैरी येन बालो न पाठितः

علاوہ بریں وِدیا خود ستری لنگ ہے۔ اور اُس کی دیوی سرسوتی بھی ستری ہے جہاں تک ہم نے ست شاستروں کو دیکھا شاوِدیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو ودیا کا ادھکار ہے۔ لعنت اُن مردوں کو افسوس کہ ماتا یعنی سرسوتی کی جایداد سے بیٹیاں محروم ہوں۔

دلائل

یکتی نمبر ۱۔ عورتیں مردوں کی اردھنگی ہیں۔ یعنے گرہستی انسان بغیر ستری کے ناقص ہے چونکہ وِدیا سے بڑھکر کوئی شئے نہیں اور عورتوں کا جاہل رکھنا گویا نصف بدن کا دُکھی رکھنا ہے۔ جسے کوئی عقلمند تسلیم نہ کریگا۔

یکتی نمبر ۲۔ وِدیا کا تعلق دماغ سے ہے اور ستریوں کو ایشور نے دماغ عطا کیا ہے اور آنکھیں بھی دی ہیں۔ اور زبان بھی پھر وِدیا سے کس طرح محروم رہ سکتی ہیں۔

یکتی نمبر ۳۔ ستریاں وِدیا پڑھ سکتی ہیں اور پڑھ رہی ہیں۔ بلکہ اعلے سے اعلے ایم اے بی اے کی ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں۔ مسز بیسنٹ اور میڈم بلیوٹسکی[1] پاربتی۔ بنارس کی بائی جی[2] وغیرہ بہت سی فاضلہ ریفارمر ہونیکا دعوے کر چکی ہیں۔ پس انکی اعلی تعلیم سے انکار کرنا اور انہیں ادھکار نہ دینا مانو جبر حق سے روگردانی کرنا ہے۔

یکتی نمبر ۴۔ مورکھ انسان بہت جلدی بہک سکتا ہے بہ نسبت پڑھے لکھے کے آجکل کئی عورتیں جو مسلمان ہو جاتی ہیں یا سادہوؤں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ اور دھرم کرم کی کچھ پرواہ نہیں کرتی ہیں اسکا باعث بھی یہی جہالت ہے۔ کیونکہ تعلیمیافتہ عورتوں سے ایسے فعل نہایت ہی کم صادر ہوتے ہیں۔

یکتی نمبر ۵۔ ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کے راج میں رہ کر تعلیم نسواں سے انکار کرنا سراپا اودیا ہے اور صرف یہی نہیں کہ عورتیں وِدیا پڑھ سکتی ہیں بلکہ انتظام سلطنت بھی عمدہ چلا سکتی ہیں۔ جھانسی کی رانی جمنا بائی اور اُس کا مشہور جنگ اور انتظام مرہٹہ عورتوں کی شہسواری۔ رانی کیکئی کا راجہ دسرتھ کے ساتھ یدھ میں جانا۔ بیگم صاحبہ بھوپال کی بیدار مغزی اور نور جہان کی لیاقت کیا کسی سے مخفی ہے۔ یہ ساری کی ساری ملک کی ملکہ اور ریاست کی مالک کہلاتی ہیں اور ان میں سے نمبر ۲ و ۳ و ۵ گزر چکی ہیں اور نمبر ۱ و ۴ ابھی تک سریر آرائے سلطنت ہیں۔ کوئی بتلاوے تو سہی کہ کسی ہندوستانی راجہ یا نواب سے بیگم صاحبہ کا راج اور کسی شہنشاہ سے ملکہ معظمہ دامت حشمتہا کا راج بدانتظامی میں

× یہ آپکا نہایت پرانا اور دقیق شاعری کا استعارہ ہے تو بائی لیش پاسی وغیرہ سب ہیں آگر تیرے ملتی ہیں

[1] یہ پہلی ناستک اور برڈلا کی مددگار مشہور فاضلہ تھیں اب کچھ عرصہ سے تھیاسوفکل سوسائٹی میں ہیں اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں [2] یہ مشہور فاضلہ رشین میڈم ہیں جنھوں نے ہمراہ کرنل الکاٹ صاحب کے آکر ہندوستان میں تھیاسوفسٹ اخبار جاری کیا۔ اور کئی کتابیں بڑی ضخیم تصنیف کیں [3] یہ فاضلہ جین دھرم کی اودیشکا ہیں [4] یہ سنسکرت کی فاضلہ بنارس میں برنا ندی کے سنگم پر ایک گپھا میں رہتی اور ست اپدیش کرتی رہتی ہیں۔

ہو۔ بلکہ اس وقت دنیا کی کوئی سلطنت بھی امن امان اور وسعت میں بھارت کی سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یکنی نمبر ۳۔ ست نارائن کی کتھا، سنگل گنیش چوتھ وانت کتھا۔ گورگیتا۔ اندھے کھوہ بھائی لالو وغیرہ کی دور از قیاس باتیں سنا کر آج کل جو ٹھگ لوگ ستریوں کے من۔ دھن ہر لیتے ہیں۔ یہ خرابی اُن کے تعلیم یافتہ ہونے سے نہ رہے گی کیونکہ وہ ودیا پڑھ کر ایسی کتھائیں بلکہ ان سے عمدہ عمدہ خود بنا سکیں گی اور ان فضولیات کی تردید بھی کر سکیں گی۔

یکنی نمبر ۴۔ مالوں۔ جوتشیوں۔ ڈکوتوں۔ کمہاروں فال گیروں۔ گوربرہمنوں مسانڑوں۔ مڑھیوں۔ مزاروں کی رونق کم ہو جائے گی۔ عورتوں کی تعلیم سے آزردہ ہونا چاہئے اُنکو نہ کہ ہمارے تعلیم یافتہ ہند دبھائیوں یا آریہ بھائیوں کو۔

یکنی نمبر ۶۔ ستریوں کی بدچلنی کے ۶ اسباد مص ہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔ اکیلے باغوں کی سیر کرنا۔ سرائے میں سونا۔ ایک کو دوسرے کے گھر جانا اور وہاں رہنا۔ محض گپ لگانا۔ غیر مردوں کے سامنے بےحیائی سے ناچنا اور ہنسی ٹھٹھا کرنا۔ چلنا۔ زیادہ لالچ۔ زیادہ آرام طلب ہونا۔ زیادہ دکھی ہونا۔ اکیلے دیہات میں سفر کرنا تیوہاروں کا میلا۔ خاوند کا بدمعاش ہو جانا۔ خورد سالی میں شادی اور پھر ماں باپ کے گھر ہمیشہ رہنا۔ خود رائی اور خود پسندی۔ مندروں میں جا کر جگرانا کرنا۔ ان سولہ باتوں سے کسی نیک اور خاندانی عورت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ساری خرابیاں بغیر تعلیم کے کسی طرح دور نہیں ہو سکتی ہیں۔ سارا ان تعلیم کا انہیں ادھکار اور ضروری ادھکا ہے۔

۲۔ کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔

جن کو قدرت نے دل و دماغ دیا ہے انہیں اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ اگر ستریوں کے پاس دل و دماغ زبان و آنکھ موجود ہیں تو اُن کو اُن چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو ان اعضاء کے ساتھ ہمدردی رکھنے والی ہیں۔ اگر ستریاں ماں کے پیٹ سے پڑھی لکھی پیدا ہوتی ہیں تو انہیں کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب یہ معاملہ برعکس ہے۔ اور عرصہ سے مردوں کی تعلیم کا زیادہ پرچار ہونے کے کارن اور خود مردوں کی خود غرضی اور شرارت سے ستریوں کی حالت زیادہ گر گئی ہے۔ تو نہایت ہی زیادہ ضروری ہے کہ ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جاوے اور پھر آہستہ آہستہ اعلےٰ درجہ تک اُن کو تعلیم دی جاوے۔ انگریزی قاعدہ کے مطابق نہیں بلکہ سناسی رشیوں منیوں کے قاعدہ کے مطابق یعنے سب سے زیادہ انہیں اخلاق۔ خانگی امورات۔ دھرم۔ صحت وغیرہ مضامین یا اعلیٰ تعلیم ہونی چاہئے۔

ودیا کا کام ہے سُدھار کرنا۔ جو زیادہ بگڑا ہوا ہے اُس کو ہی زیادہ سدھار کی ضرورت ہے۔ زیادہ بیمار کو زیادہ اوشدھی کی ضرورت ہے نہ کہ تندرست کو امورات خانہ داری کا زیادہ تعلق عورتوں سے ہے۔ اس واسطے زیادہ ضرورت ودیا کی خاص ان کے واسطے ہے۔ اگر ستریوں کو نمرتا۔ سبھیتا۔ سوسیلتا۔ کو ملتا۔ سکھ دھرم اور موکش کی ضرورت ہے۔ تو بے شک انہیں ودیا کی بھی ضرورت ہے۔ اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

بالمیکی رامائن اجودھیا کانڈ سرگ۔ ۱۲ شلوک ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ رامچندر جی جب کوشلیا سے ملنے گئے تو اُس وقت وہ سب ریشمی بستر دھارن کئے براسدت رت کے برت میں لگی ہوئی منتر پڑھ پڑھ کر اگنی میں آہوتی دے رہی تھی۔

اور سیتا بھی دھرم شاستر وغیرہ پڑھی ہوئی تھی۔ (دیکھو سیتا اور راون کا مباحثہ) سب سے اعلےٰ تعلیم ویدکی ہے۔ اور ویدوں پر فاضل قدیم زمانہ کی عورتوں کے مباحثہ موجود ہیں جنہیں آجکل کے شاستری اور آچاریہ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں اور آجکل عورتوں کی بہت دُردشا ہو رہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اُن کی خبر لیں (دیکھو منتی سک سلوک نمبر ۱۴) پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں گنوپن سے نکلکر تہذیب کے میدان میں آویں۔ اور ہمارے گرہست درحقیقت آریہ گھرانے بنیں تو انہیں اعلےٰ تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔

۳۔ پرشوں کو ستری سکھشا کی طرف راغب کرنے کے کیا کیا اوپاؤ ہیں۔

پہلا اپاؤ۔ چھوٹے ٹریکٹ عورتوں کی تعلیم کے متعلق فاضلوں کی قلم سے لکھوا کر اُن کو اس دیش میں پھیلایا جاوے۔

دوسرا اپاؤ۔ عام اخباروں میں پُرزور آرٹیکل عورتوں کی اعلےٰ تعلیم کی ضرورت کے بارے میں دئے جاویں اور بغیر عورتوں کی تعلیم کے ہندوستان کی بُری حالت کا خاکہ کھینچا جاوے۔

تیسرا اپاؤ۔ پڑھی ہوئی منتظم اور لائق ستریوں کی سوانح عمریاں شائع کی جاتیں۔

چوتھا اپاؤ۔ کچھ لیکچرار بھی ایسے ہوں جو ملک میں اس مسئلہ پر اپدیش کریں۔

پانچواں اپاؤ۔ جس بات پر بطور نقص کے عام خاص کو اعتراض ہو اُسے حتے الوسع رفع کیا جاوے۔ اور جہاں تک ہو سکے لڑکیوں کی نیک چلنی کے واسطے نیک چلن عورتیں (شادی شدہ) ملازم رکھی جاویں۔ اور بورڈنگ ہوس میں بھی ایسا ہی انتظام کیا جاوے۔

۴۔ ستریوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کے وسائل کیا ہو سکتے ہیں۔

وسیلہ اوّل۔ ~~جو لوگ تعلیم نسوان کے~~ حامی ہیں اُنہیں چاہئے کہ اپنی لڑکیاں پاٹھ شالا میں داخل کریں۔ اور اپنی ستریوں کو پڑھانے کے واسطے گھر میں وقت نکالیں۔ جب وہ ودیا کی قدردان ہونگی تو اولاد کا موقوف رکھنا اُنہیں ہرگز گوارا نہ ہوگا۔

وسیلہ دوم۔ جو عورت سکول کی معلمہ ہوں چاہئے کہ وہ لڑکیوں کے سدسکار بجائے بناوٹ کے کام کریں۔

وسیلہ سوم۔ بڑے بڑے رئیسوں کی ستریاں لڑکیوں کو مختلف شبھ موقعوں پر انعام دیا کریں۔ اور کبھی کبھی دیسی اعلےٰ افسروں کی ستریاں بھی ایسا کریں۔

وسیلہ چہارم۔ لڑکیوں کو ماں باپ کی تعلیم اور عزت کرنا عملی سکھلایا جاوے۔ اور اُن کا وقت زیادہ دستکاری میں خرچ کیا جاوے تاکہ شادی ہونے پر وہ خاوند کا ہاتھ بٹانے والی ہو جاویں۔

وسیلہ پنجم۔ جب لڑکی کا بیاہ ہو تو پاٹھ شالا کی طرف سے کوئی عمدہ چیز بطور انعام دیجاوے۔

۵۔ استریوں کی پورن ودوشی بنانے کے کیا کیا اُپاؤ ہیں۔

جس طرح بیمار کو تندرست بنانے کے لئے دوائی اور ڈاکٹر اور پرہیز کی ضرورت ہے اسی طرح ستریوں کو پورن ودوشی بنانے کے لئے ستری شکھشا کی ضرورت جاننے والے پُرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس مرض کے ناش کرنے کے لئے تعین کریں۔ ایک معمولی روگ کے ورنش کے لئے بڑی ہمت اور بندن کرنے کی اوشیکتا ہے چہ جائیکہ ایک راج روگ کو دور کرنے کی

صلاح کی حاجت ہے۔ اور پھر لگاتار ہر سے کام کیا جاوے جیسے موقعہ پہ حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جانوروں کے لئے ولسطے ہی مرد ہیں شہر ہمہ جان اس کے واسطے مصروف ہو جائیں۔ وہ سب مرہموں کو ایک ساتھا میں داخل کر دیں۔ جس کا نام مہا اوشدھالیہ ہوگا۔

مہاودیالہ کی نگرانی کرنے والے ایسے شرفا ہوں جو کہ منتظم ہونے کے علاوہ نہایت ہی نیک چال چلن ہوں کیونکہ لوگوں کی عزت و ناموس کا اس سے زیادہ تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ایسی غلطی سے کلنک ہو کر ساری محنت کو برباد کر دیں۔ اور پھر ہم کو مایوس ہونا پڑے۔

آپ خیال رکھیں کہ راماباری نے عیسائی بنانے کے تعلیم نسواں کو بہت سخت صدمہ پہنچایا ہے اس قسم کی ساری خرابیوں کو جڑ سے روک دیا جاوے البتہ سب سے زیادہ ضرورت ہے اس کتاب کی تعلیم اور قاعدہ تعلیم کی اصلاح کرتا ہے۔ ہمارے منتظموں کو چاہئے کہ وہ دیگر مہاودیالوں کی نگرانی کرنے والوں سے صلاح لیں۔ شاستر ریتی سے ۱۶ سے ۲۴ تک کنیا کے بیاہ کا سمے ہے اور وید آریہ کا ... سے ۶ سے ۲۴ تک۔ ۱۰ برس۔ ۶ سے ۱۶ تک ۱۱ برس اور ۸ سے ۱۶ تک ۸ ور ۲۲ تک ۱۶ برس ہوتے ہیں۔ اگر طریقہ تعلیم آسان ہو اور تاریخ و جغرافیہ و حساب کو بھی آسان کیا جاوے تو پڑھائی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اور کالج میں کا سبق آریہ بھی کئے جاویں اور ان کے بدلے ملکی یا مستند ... کے اوصاف رکھے جاویں۔ تو کم سے کم ۱۸ برس اور زیادہ ... ستیارتھ پرکاش کے واسطے سمے کافی ہے۔ اقلیدس اور تو لکھو پڑھو کاری میں زیادہ مدد دیگی۔ اور میرے خیال میں وہ ان کی طبیعت کے زیادہ لوگوں سے وید (مت) کی کتابیں شروع سے آخر تک پڑھائی جاویں کسی طرح خیال رکھنی چاہئیں۔ اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کبھی کبھی امتحان لیا کرے علاوہ بریں نیک عورتوں کی لائق پر کبھی کبھی سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد وہاں پر لکچر دیا کریں۔ اور دوسرا اپائو یہ ہے کہ انعام یا کسی اچھے موقعہ پر لڑکیوں کو ان کے ماں باپ برادری کے لوگوں کے سامنے عزت دیجاوے۔

۳۰ ستمبر ۱۸۹۳ء — لیکھرام آریہ مسافر شہر جالندھر

آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آپہنچا ہے۔ اور او دیا نے وہ دن دکھلایا جسکہ لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کہلانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر عمدہ اور مہذب و حقیقی نام بھلا کر ایک گمنام۔ فرضی غیر مہذب اور ناموزوں کلنک سے ہمارے بھائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور سچے و اصلی نام کی عزت اور واقفیت دور ہو کر اسکا جاننا و ماننا بھی ہٹ گیا۔ اور یہاں تک اودیا کا بسیرا ہوا۔ کہ بجائے آریہ کے ہندو اور بجائے آریہ ورت کے ہندوستان کہلوانے اور کہنے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس !!!

نظر براں مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر ان کی تشریح کرکے حق و باطل کا پورا اظہار کیا جائے۔ تاکہ اہل خلاف کو موقعہ لاف و گزاف کا نہ رہے۔

... اچھی ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان ... ہندو نام کو کسی وجہ سے برا سمجھتے ہیں یا ...

نمبر ۱۔ ہماری قوم کا ہندو نام نہ سنسکرت شبد میں درج نہیں ویدوں سے سے کر ... تک کسی ... ان ... کی کتاب میں ... ہمارا نام ہندو نہیں۔

نمبر ۲۔ کبھی کسی بادشاہ کے دور میں ... سنسکرت ناٹک میں ... وغیرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام نہیں لکھے گئے۔ ... سے ... کہ ہم ہندو ... ہیں۔

نمبر ۳۔ ہمارے ... ان کی ... اول ... مسلمان سے پہلے کی تصنیف میں۔ لیکن زمانہ اسلام کی تصنیف کتابوں میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ جیسے کہ کسی مذہبی یا قومی رسوم کے ادا کرنے وقت تا ہنوز بھی ہندو وغیرہ مستعمل نہیں ہیں۔ پس کسی طرح قابل قبول نہیں۔ کہ ہندو ہمارا نام ہو۔

پادری ٹامس ہ ول اپنی شرح اسمائے ہنود میں فرماتے ہیں کہ ہندو لفظ اس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی میں آگئے ہیں وہ اس طرح سے بدل جاتے ہیں۔ مثلاً سپتاہ سے ہفتہ۔ سم سے ہم ... سے ہزار۔ اسی طرح سندھو ہندو ہو گیا ہو معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے دریائے سندھ کے کنارے کے باشندے۔

جواب۔ پادری صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے مگر سنسکرت سے آیا ہوا۔ یعنی سنسکرت کے سندھو سے ہندو بنا ہے ایسا فرماتے ہیں واضح ہوئے کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یونانی لوگ براہ روم۔ ایران۔ اور افغانستان کو آریہ ورت میں آئے۔ اور راستہ میں جیسا کسی ملک کا نام سُنا وہی استعمال کیا۔ حرف س کا ہ سے بدل جانا ہم نے مانا۔ مگر فارسی میں سنسکرت کسی طرح نہیں۔ ہاں سنسکرت میں سندھ ہوا اور سندھو ہوا دیکھو نگھنٹو۔ ۱۳۔ اونادی کوش ۱۔۱۔ دونوں ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھو کبھی باشندگان آریہ ورت کی نسبت استعمال نہیں ہوا۔ ورنہ شایاں ہے۔ لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس لفظ کے معنے ہیں وہ البتہ ضرور معلوم ہوتے ہیں۔

سند۔ در فارسی بکسر سین بمعنے حرام زادہ و بندہ و شریر و قافیہ سعیوساز کشف و سراج منتخب و غیاث و برہان و لطائف وغیرہ۔

چونکہ سرحد کے لوگ غیر ملک والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اسلئے ان کا نام غیر ملک والوں نے سند ہو یا ہند رکھا۔ اور دونوں لفظ فارسی زبان سے مترادف ہیں اور اس ملک کے محاورہ میں بھی لفظ ... سیہ ... کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان میں دریا کو سین کہتے ہیں جس سے لفظ ... کا نام ہے۔ یہ سندھ ہو یا ہندو ثابت ہوتا ہے۔ کسی بھلے مانس کا نہیں۔ چہ جائیکہ آریوں کا۔ پس آپ کا یہ قول بھی ہر طرح ناجائز ہے۔

پادری۔ ممکن ہے کہ یہ ہندو نام سنسکرت کے لفظوں سے بنا ہو یعنی ہین اور دوش سے جن کے معنے بے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب ان میں سے چند الفاظ چھوٹ بھی گئے ہوں جیسا کہ ہندو استھان کی بجائے ہندوستان بولا جاتا ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے کہ ہندوان کے بزرگوں نے

جو ہوشمند تھے۔ اسی نام کو جسکے معنے بد دوس کے ہیں اپنی قوم پر عاید کر لیا ہو۔

جواب۔ آپکا فرضی تخمین سنسکرت کے رو سے بالکل ناممکن ہے کیونکہ سنسکرت کی کسی لغات یا اتہاس میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندوؤں کے بزرگوں کا جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے اور یہ لفظ استھان بھی بالکل اشبہوا اور بے محاورہ ہے۔ کیونکہ ایک فارسی۔ دوسرا سنسکرت ہے۔

البتہ اس کے تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے استھان سے فارسی کا ستان بنا ہے۔ مگر عربستان۔ افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ زابلستان۔ بلوچستان۔ ترکستان گلستان۔ بوستان۔ دبستان۔ تاکستان۔ نخلستان۔ چمنستان کی امثال ہندوستان بھی ہے۔ کوئی لفظ اس میں سے جھوٹا ہوا نہیں ہے۔ بس یہ فرمانا بھی آپ کا محض بے بنیاد ہے۔ کہ یہ ہندوؤں کی ایجاد ہے۔ نہیں نہیں غیر ملک کے باشندوں کا الزام ہے اور سب سے زیادہ کثرت استعمال اس کا بدولت اسلام ہے۔ چنانچہ اُس کے اثبات میں شہادتیں یہ ہیں :-

(۱)۔ حضرت معاویہؓ کے والدہ کا نام ہندہ تھا۔ کیونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ مطالب

(۲)۔ ہند بالکسر نام زنے کہ قاتل امیر حمزہؓ بودہ است۔ منتخب

(۳)۔ ہندو در محاورہ فارسیاں بمعنے دزد و رہزن۔ غلام مے آید۔ خیاباں۔ غیاث

(۴)۔ ہندو زن۔ زن ساحرہ را گویند یعنی جادوگرنی عورت۔ غیاث۔ کریم۔

(۵)۔ ہندو با۔ یعنی ہندوستان بادوات (سیاہی) گفتند۔

(۶)۔ ہندوئے سر۔ زحل کہ در آسمان ہفتم است و پاسبان فلک است و رنگ سیاہ دارد۔ اگر پاسبان ہند کہ ایشاں را ساد ہی گویند۔ رنگ سیاہ مے باشد۔ کشف۔

(۷)۔ ہندوئے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ نحس و سیاہ است۔ کشف برہان)

(۸)۔ ہندوئے بارک بیں وہندوئے سپہر ہفتمی۔ و ہندوئے گنبد گرداں۔ زحل کشف

(۹)۔ ہندویو۔ بالکسر غلام وشؤ لو۔ کشف۔

(۱۰)۔ ہندو بکسر غلام وبندہ۔ کافر و تبع۔ کشف۔

(۱۱)۔ چار ہندو در یکے مسجد شدند + بہر طاعت راکع و ساجد شدند

(۱۲)۔ زلف دلبند من۔ صبا را بند در گردن نہد • ماہو اداراں زہر و جلد ہندو مں۔

(۱۳)۔ اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

(۱۴)۔ خواجہ را بود ہندو بندۂ + پروریدہ کردہ او را زندۂ (مثنوی رومیؒ)

(۱۵)۔ دو ہندو بر آیند ز ہندوستاں + یکے رو باسد یکے پاسباں (نظامیؒ)

(۱۶)۔ دو ہندوئے از پس سنگے سر بر آوردند۔ (گلستان)۔

(۱۷)۔ ہندوئے لفظ اندازی مے آموخت + حکمی گفت کہ خانہ نیست آب باری نہ این است گلستان۔

(۱۸)۔ ہندو ہندوئے کافر جہ کافرے رہزن + جہ رہزنے رہزنے ایماں جمن منظر

(۱۹)۔ لے برعارض آں ساہ ہست اسپ • ہندو بچہ ایست کہ خوشند بر سر آتش

(۲۰)۔ جہاں ہندو سے بار حلقست کہ پد۔ بگر شست نا محتسب نگیرد سیرین خسرو

(۲۱)۔ دو ہندو دو ہندوسے بار • رسمشاد سیرادارس رسن ساز زلیخا)۔

(۲۲)۔ یکے خال سیاہ جا کردہ گنج بر لب لعلش • تو گوئی بر لب آب بقا بنشست ہندوئے + ظہیر فاریابی۔

(۲۳) سکند در پیش پائے آں نگار ہیں سجدہ ہائے نیس • بلکہ کار سے بہ ادا آتش

پرستی بدست ہندو را۔ دیوان غنی

(۲۴) من آں ترک سیاہ چشم بریں نام + کہ ہندوئے سعادت شد مرا نام نسیرین خسرو

اور یہی لفظ فارسی۔ عربی۔ عبرانی وغیرہ زبانوں میں قریب قریب انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہو گی جس میں یہ لفظ ان معنوں میں نہ آیا ہو۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں۔ قطعی ترک کرنے کے لائق اور عداوت اور عناد سے موضوع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اُن کے لئے یون ملیچھ وغیرہ۔

پادری۔ سنسکرت زبان سنسکرت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی دونو ہی ایک مصدر یعنی یا دہاتو آر سے نکلی ہیں۔ اور آریہ اور ایرانی کے اصل معنے ہل چلا کر کھیتی کرنے والے کے ہیں اور خصوصاً یہ نام آریہ قوم کے لوگوں کا اس وقت تھا۔ جب نہ صرف کھیتی کر کے ہل واہی کرنے سے روٹی کماتے تھے۔

جواب۔ افسوس کہ جن کو مصدر یا دہاتو کی بھی تمیز نہیں۔ وہ بھی اعتراض کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ حضرت آر دہاتو نہیں۔ بلکہ رِی دہاتو ہے جس سے سنسکرت میں آریہ اور آریہ نام بنے ہیں۔ اور اسی سے فارسی پہلوی میں ایرانی بنا ہے۔ مگر آریہ اور آریہ بھی ایک نہیں وہ رِی سے بنا ہے۔ یہ اور سے۔ پہلا تمام قوم زیر ہیں۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا چنانچہ ویشوں کے (منوسمرتی ادھیا شلوک ۹۰ ہیں) نشوونکی رکھشا۔ دان دینا یگ کرنا۔ پڑھنا۔ بیوپار کرنا۔ بیاج لینا۔ کھیتی کرنا۔ سات کام لکھے ہیں۔ اور پنجابی مثال ہے۔ اُتم کھیتی مدھ بیوپار۔ نکھد چاکری بھیک ندان۔ آریہ کے معنے سنسکرت کے رو سے فاضل شریسٹ۔ ودوان۔ دھارمک۔ ایشور بھگت کے ہیں۔ اور یہی ذکر میکس میولر صاحب نے بھی کیا ہے۔ (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۷۵) آریہ کے معنے فاضل ودوان اور دیوتا اور خوش اخلاق دونوں تعظیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ دسیوں کی ضد ہے!!

اور کل آریہ کھیتی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتدا سے اس کی چار حصوں پر تقسیم ہے۔ جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے گویا اُسی ہدایت پر اس تمدنی تقسیم کی بنیاد ہے۔ یعنی ودیا کا پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگ کرنا۔ کرانا۔ دان دینا۔ لینا۔ جو مکھ کام ہیں اُن کا کرنیوالا برہمن۔ ودیا کا پڑھنا۔ یگ کرنا۔ دان دینا۔ ملک و قوم کی حفاظت کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اُس کا کرنیوالا کھشتری۔ اور بموجب تشریح بالا کے دیشاٹن کر کے تجارت کرنیوالا۔ ویش اور جاہل محض اور خدمتگذار کا نام شودر ہے لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے دیش کھیتی کرنیوالے رہے یا کھیتی کرنیوالے کا دیش لقب رہا۔ مگر تمام بنی نوع انسان کا کام بموجب قانون قدرت کے صرف کھیتی کرنا نہیں۔ ورنہ علم شجاعت۔ حفاظت ملک کی خدمت پر اونکا کون کرے اور یہی تقسیم ایرانی قوم میں بھی اسی طرح بلحاظ تمدن کے موجود ہے اور کتاب دبستان مذاہب اور اُستا وژند اور آبحیات سے واضح طور پر مشہود اور اسی کی تائید۔ میکس میولر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے یعنی پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اُٹھکر ایران میں آباد ہوئے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۸ اور تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ قدیم یونانی۔ اور اہل روما اور اہل انگلش اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ (دیکھو تواریخ ہند) پس مناسب ہے کہ آپ اِس غلطی کا بھی علاج فرما دیں۔ اور اس قسم کے فرضی و خیالی دعووں سے باز آویں۔

پادری۔ جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کھیتی کرنیوالے آرائیں کہلاتے ہیں۔

جواب۔ جناب آرائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ پنجابی ہے۔ جہاں تک بطرِ امعان و غور دیکھا جاتی ہے۔ آرائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے۔ ہندو کوئی نہیں۔ جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نام انکا عربی کے راعی سے بگڑا ہوا ہے۔ اور بہت تھوڑے تغیر میں سے جو فراعی کی طاقت میں بولنے کی وقت کے سبب اُسکا رائیں یا آرائیں بولنا دراصل بھی دشوار نہیں (راعی۔ ستان۔ نگہبان یعنی چراسندہ چارپایاں رعیت) اور یہی آپ کا منشا ہے۔ بس یہ لفظ بھی عربی کے راعی سے بنا ہے سنسکرت کا نہیں

پادری۔ اگر اس بستہ کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں پر ظلم کیا کرتے ہیں اور شریاتی جانوروں کو اپنی چھڑی سے جس کے سر پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے۔ چبھو چبھو کر ہانکا کرتے ہیں اور اس سبب سے وہ نوکدار کیل آر کہلاتی ہے۔

جواب۔ حضرت یہ اُن بیرحم جاہلوں کا کمال ظلم اور دہرم شاستر کے رو سے ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق ہیں۔ جناب علاقہ مہاراجہ جموں یا کپورتھلہ۔ نابھہ یا جیند یا جودھپور وغیرہ میں کوئی اسکا استعمال نہیں کرتا۔ اور کرنیوالا سزا پاتا ہے (دیکھو رہبر ہند وغیرہ) اور بٹالہ میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی صاحبان کی کوشش سے انجمن ہمدردی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون سرکاری بھی ایسے لوگوں کی تنبیہ کے واسطے جاری ہے (دیکھو ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۹ء دفعہ ۴ ۳) آر لفظ بھی سنسکرت کا نہیں بلکہ فارسی کا ہے۔ جناب ازہ کابل وافغانستان و پشاور میں لکڑی چیرنے۔ جوتی سینے والے آہنی آلہ کو کہتے ہیں۔ غالباً فارسی کے ان الفاظ سے ہی ان بیرحم جاہلوں نے لفظ شیں سا کر رائج کیا ہو تو تعجب نہیں بلکہ یقینی ہے۔

پادری۔ پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم وہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو جو صرف کھیتی کرنیوالے کو مخصوص تھا چھوڑ دیا اور بہ سبب اس آریہ نام کے (اعلیٰ شان) ہونے۔ دوش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے۔ اسی قوم پر عاید کر لیا ہے اور یہ ہندو بہ نسبت آریہ نام کے اِس قوم میں زیادہ رواج پا گیا۔

جواب۔ آپ کا یہ الزام بھی بالکل خام ہے۔ کبھی کسی فاضل سنسکرت یا پراکرت نے یہ نام (ہندو) اسی قوم کی نسبت عاید نہیں کیا۔ مگر المحصوری ومعذوری حکم حاکم مرگ مفاجات جاکر مسلمانوں کے وقت سے فارسی کا رواج ہو جانے سے دفتروں میں یہ نام تحریر ہونے لگا۔ اور آخرکار تمام ملک مسلمانوں کا ہندو (غلام) ہو گیا۔ آپکا یہ فرمانا کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم وہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو چھوڑ دیا بالکل فضول اور لغو ہے بلکہ دھوکھا دہی ہے جبتک علم وہنر وسوداگری وغیرہ میں ترقی رہی تب تک آریہ نام رہا۔ اور جب سے سُستی اور کاہلی اور آرام طلبی نے گھر کر لیا۔ علم وہنر وسوداگری وسفر وسیاحت سے دستکش ہو گئے۔ ہندو۔ کافر۔ غلام۔ بیم وحشی بن گئے۔ چنانچہ تواریخ بھی شاہد ہے۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے فلاسفی کے شوقین رہے اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول یہی ہیں۔ اسی سبب سے وہ آریہ یعنی سریشٹ کہلاتے تھے۔ ایران کا دارا بادشاہ بھی آریہ ہونیکا اقراری تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے بزرگوں کا نام اریارمیا تھا (دیکھو سائنس آف لنگویج مصنفہ میکس مولر صفحہ ۲۸)

پادری۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنوں یعنی مسلمانوں نے رکھا ہے۔ وہ محض غلط نہیں بلکہ دھوکھا ہے۔

جواب۔ چونکہ یہ نام ہماری کسی مذہبی پستک یا تواریخی یا علمی کتب میں کسی جگہ مذکور نہیں ہے اور مخالفوں اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صدہا مقام پر موجود ہے۔ جس سے نمونہ کے واسطے چند مقام ہم نے پیش کر دیئے۔ پس اسی حالت میں انکار محض کو سوائے تجاہل عارفانہ کے ہم اور کیا کہیں۔ مگر صرف یہ تا کہ ہندو بھائیوں کو ست ویدک دھرم سے محروم رکھ کر و ساتھ چاپلوسی کر کے عیسائی بنا لیا کریں اور اُن کو آریہ نام سے نفرت ہو جائے۔ پادری صاحب نے ایک دام تذویر بچھا کر اُن کو گمراہ کرنا چاہا۔ ورنہ اور کچھ نہیں۔

پس ہر ایک دانا جان سکتا ہے۔ کہ یہ نام جب ہمارے مخالفوں کی کتابوں میں (خواہ وہ ایرانی ہوں یا اعجابی یا یونانی یا اعرابی یا رومی) موجود ہے۔ تو اُن کا دعوے کس قدر دروغ بے فروغ ہے جس پر ہمیں کہنا پڑا کہ پادری نے دہوکھا بازی کو کام فرمایا اور حق سے منہ چھپایا ہے۔ ہم اُن کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ یا اُنکا کوئی اور الہامی یار غار یا فصلہ خوار (مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنسکرت کی کتاب میں بتلا دے اور ثبوت کرا دے۔ ورنہ یہ دہوکھا بازی کا طوق مثل بیہودہ اسکر لوطی یار مار کے قیامت تک دغاباز کے گلے میں رہیگا۔

پادری۔ کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ جو محمد صاحب کی پیدایش سے بہت پہلے لکھی گئی تھیں (مثلاً استر کی کتاب جو حضرت محمد صاحب کی پیدایش سے ایکہزار برس پیشتر لکھی گئی تھی) اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ہندوستان ہے اور اسی طرح فلاولس جوسفس یہودی مورخ بھی اپنی کتاب میں ہندوستان کا نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدایش سے ۶ برس پیشتر ہوا ہے۔ (دیکھو اُس کتاب کی ۵ ۸ باب) پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدایش سے بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور معروف تھا اور اغلباً اُسکے باشندے ہندو کہلاتے تھے۔

جواب۔ یہ ثبوت بھی آپ کے وسواس کی مضبوطی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے۔ کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور نہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ باقی رہا استر میں یا تواریخ یہودیہ میں ہونا۔ اول کتاب سکندر کے قریبی زمانہ کی بنی ہوئی ہے (دیکھو استر کی کتاب عبرانی بائبل صفحہ ۱۱۸۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ء لندن مسیح سے ۴۲۱ برس پہلے) اور دوسری مسیح کے بعد کی ہے۔ اور جہاں تک تحقیق ہو چکی ہے۔ غالباً یہی زمانہ ہے جب سے یہ بُرا نام ہمارے اور ملک کے واسطے غیر ملک والوں نے استعمال کرنا شروع کیا۔ چونکہ آپ کے بیان سے بھی٭ ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ اور آپکے حق میں مضر کیونکہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ یہ نام یونی لوگوں نے موضوع کیا۔

عام اعتراض۔ ہندو نام اندو سے بنا ہے اور اندو کہتے ہیں چندر ماں کو یعنی چندر بنسی۔

جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ اندو چندر ماں کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں یہ کس طرح بن گیا۔ اور علاوہ بریں کیا تمام ہندو چندر بنسی یا سورج بنسی ہیں۔ برہمن۔ ویش۔ سودر نہیں ہیں۔ اور اندو صرف چندر ماں کو کہتے ہیں۔ بنسی کہاں سے آ گیا۔ اور کس کے معنے ہوئے اور کیوں یہ نام اس دہاتو سے بھی کسی سنسکرت پستک میں آج تک مندرج نہیں ہے۔ اور کیا سوائے چندر بنسی کے اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلاتے یا سورج بنسی سے کوئی اور نام نکلا ہے اور کیا آپکے سوائے دنیا بھر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں جسکہ ان مندرجہ بالا باتوں سے کوئی بھی یوگ نہیں ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ دعوے بھی محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اب تک چندر بنسی سورج بنسی وغیرہ صدہا گوتروں کی قومیں آریہ ورت میں موجود ہیں۔ مگر ہندو کا نام ونشان ندارد۔

اب کچھ تھوڑا سا اِس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا آریہ نام کن کن پستکوں میں مندرج ہے۔ زیادہ اسات کے خیال سے اصل عبارت معہ حوالجات کے تحریر ہوگی۔

٭ یہ نام غیر ملک کی کتابوں میں مندرج پایا جاتا ہے ہمارے ملک کی پستکوں میں نہیں بس یہ بھی

نمبر اول رگ وید منڈل اسکت ۱۰۳ منتر ۳

मजातुभर्मा श्रद्धधान ओजः पुरो विभिन्दन्नचरद्वि दासीः
विद्वान् वज्रिन् दस्यवे हेतिमस्यार्यं सहो वर्धया
द्युम्नमिन्द्र ॥

نمبر ۲ رگ وید منڈل اسکت ۵۱ منتر ۸

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान्। शाकी भव यजमानस्य चोदिता विश्वेत्ता ते सधमादेषु चाकन ॥

نمبر ۳ رگ وید منڈل ۱ سکت ۱۰ منتر ۴

नन ··· गा यां यचार्यः ··· प ··· यं ··· ज ···
··· म स्ती यं यच कु स्वाथ ··· ९ ··· ६।४२

نمبر ۴ ··· ··· باب ۲ شلوک ۲۰

आ ··· नु द ··· तु वि पू वी दा ··· ··· ··· मा ···
··· विष्टु ··· ॥

نمبر ۵ منو ··· ادھیا ۱ شلوک ۴۵

मुख बाहूरु ··· जाना ··· ··· ···
च आर्य वाचः सर्वे ते दस्यवः स्मृताः ॥

نمبر ۶ ··· ··· ادھیا ··· ··· ··· ···

نمبر ۷ ··· ··· پارا ···

··· ··· ···
केवल ··· ··· ··· ··· ···
··· ··· ··· ··· ॥ ३०॥

نمبر ۸ ··· ··· ادھیائے ··· ماہا سور ··· ۱۴

··· ··· ··· ··· ··· ··· ··· ···
तुला चार्यं ··· मानुष ···

نمبر ۹ اس ··· کاشد ···

आर्य ··· यो वाच्यो ··· ···

نمبر ۱۰ گیتا ادھیا ۲ شلوک ۲

अनार्यजुष्टमस्वर्ग्यम् अकीर्तिकरमर्जुन ॥

نمبر ۱۱ مہابھارت ···

श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा असम्भिन्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः ॥

نمبر ۱۲ ··· ··· باب اول

آرے ···

आर्य	باب اول		نمبر ۱۲
आर्य	باب دوم	"	نمبر ۱۳
आर्य	باب سوم	"	نمبر ۱۴
आर्य	باب چہارم	"	نمبر ۱۵
आर्य	باب پنجم		نمبر ۱۶

نمبر ۱۷ ··· ··· کانڈ سرگ ··· اشلوک ۱۷ و ۳۰

सर्वदाभिगतः सद्भिः समुद्र इव सिन्धुभिः। आर्यः सर्वसमश्चैव सदैव प्रियदर्शनः ॥

···ने राम सत्य परा क्रमम् आर्य ··· आर्य भाव पुरस्कृत

نمبر ۱۸

वाल्मीकि रामायणे

نمبر ۱۸ ۔ بالمیک رامائن کشکندھا کانڈ سرگ ۱۹ اشلوک ۲۸

सुलक्ष्मीनु ··· आर्य ··· ···
··· ··· ···

ڈکشنری کلاں سنسکرت ··· ··· ··· صفحہ ۱۲۷ ···

نمبر ۲۰ ۔ آریہ ··· نمبر ۲۱ ··· ۔ نمبر ۲۲ آریہ ··· ۔ نمبر ۲۳ ۔ ··· پوتر ۔ نمبر ۲۴ ··· پرایہ ۔ نمبر ۲۵ ۔ آریہ ··· نمبر ۲۶ ··· آریہ ··· ۔ نمبر ۲۷ آریہ ورت ۔ نمبر ۲۸ ··· نمبر ۲۹ ۔ ··· ۳۱ ··· ۔ نمبر ۳۲ ··· आर्य ··· پہلا کانڈ ۔
نمبر ۳۳ ··· ··· ··· ۔ ···
··· ··· لاہور) نمبر ۳۴ ۔ آریہ ۔ نمبر ۳۵ ۔ آریک ۔ نمبر ۳۶ ۔ آریہ نمبر ۳۷ ۔ آریہ ··· نمبر ۳۸ آ ··· نمبر ۳۹ آ ··· ہی ایران اور آریہ ··· نکلتے ہیں ··· کہ آریہ سے ··· ۔ آرمینیوں کے ہاں اس کے معنے بہادر کے ہیں ۔ ردیکھو ··· لنگوئج صفحہ ۱۲۱ ۔

نمبر ۴۰ ۔ ··· آریوں کی ··· ··· اسکا نام ایریہ ··· ۔ یہ ··· اُستاد ژندہ میں لکھا ہے ردیکھو سائنس آف دی لنگوئج صفحہ ۲۱ ··· میکس مولر صاحب ۔

نمبر ۴۱ ··· جو ··· ہمارے آریہ ··· کے ··· ۔

نمبر ۴۲ ··· وِلاس گرنتھ میں بودھوں کا مت ایسا لکھا ہے ۔

बौद्धानां सुगतो देवो विश्वं च क्षणभङ्गुरम् आर्यसत्याख्यया तत्त्वचतुष्टयमिदं क्रमात् ॥

نمبر ۴۳ ۔ روزمرہ کا شلوک

··· ··· ··· ···
··· ··· ··· ··· इत्यादि ॥

اس سے ہر ایک ··· جان سکتا ہے ۔ کہ ہمارا نام آریہ ہے یا ہندو اور ملک کا نام آریہ ورت ہے یا ہندوستان ۔ ہم نے تحقیق حق اور باطل کے خیال سے بہت سی شہادتیں دونوں ناموں کی نسبت پیش کر دی ہیں ۔ ناظرین ··· اور ··· میں تمیز کر کے ملک و قوم کو ان کلمک ناموں سے بچانے کی کوشش کریں ۔

نقل ۔ ورخط ۔ جناب ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ۔ نمستے مضمون ذیل کو جو کہ ··· اعتراضات نور افشاں کے لفظ آریہ کی تشریح کی بابت ابلاغ خدمت ہے اپنے بیش بہا اخبار کے کسی گوشہ میں شایع فرما کر بار ممنون فرمائیے ۔

پادری صاحب کو آریہ شبد کی تحقیقات سے پیشتر اس امر کی تحقیق ضرور تھی ··· سب زبانوں میں ··· کون ہے اور کس کو دعوے قدامت ہے یقین کامل ہے کہ اس امر کو تحقیق کرنے ہی خلاصہ اور واضح طور پر سوائے دیوبانی سنسکرت کے اور کسی زبان کا دعوے قدامت اور ··· ہو یگا ··· ثبوت کو نہ پہنچیگا ۔ پس جب سنسکرت ہی ··· ہے تو خصوصاً اور جب تحقیق طلب آریہ شبد اسی زبان کا ہے تو عموماً سنسکرت ہی میں تلاش کرنا راست اور درست ہے ۔ ··· سنسکرت کی لغات ··· ادھاتو (مادہ) کو چھوڑ کر دوسری آفٹر ··· زبان ہائے ··· آریہ شبد کا مادہ اور مخرج تلاش کرنا ··· ویسا ہی ہے جیسا کہ ··· کی ··· طلائی پر بیٹھ کر ··· سے سونا نکالنے کی فکر میں سر مارنا خیر ۔ پادری صاحب

کی تو کیا رُوئے زمین پر کوئی بھی ایسا ملک نہیں کہ جہاں کے علماء سنسکرت کی فضیلت اور قدامت کا دم نہ بھریں اور معقول دلائل اور ثبوت کی طرف توجہ دلانے پر اس کی مدرٹنگ ہونے کے دعوے میں کلام کریں۔ پس پادری صاحب کو اگر نہ معلوم ہو تو اب معلوم کریں۔ کہ آریہ شبد کا دھاتو پرتیہ اور معنے حسب ذیل ہیں :-

आर्यं पुल्लिङ्ग अर्तुं योग्य आर्यते वाक्य गतो स्वहतो सा धेत इति स्वामिनि पुरौ सुहृदि श्रेष्ठ कुलोत्पन्ने पूज्ये थे हे स ङ्कृते न्याय्यौ क्ते मान्ये उदार चरिते शान्त चित्ते कर्तव्य माचरन् कामम कर्तव्य मनाचरन् तिष्ठति प्रकृताचारे सतु आर्य इति स्मृतः

اگر پادری صاحب سنسکرت جیسی دیوبانی کے سمجھنے کی عدم استطاعت کی وجہ سے باآنکہ بیچون و چرا کا تعصبی چشمہ آنکھوں پر لگانے سے صرف آفرنوراں (پیچھے سے پیدا ہوئے) زبانوں ہی میں اچھی طرح مہارت رکھتے ہیں تو بھی لفظ آریہ کے معنے قریب قریب اُن زبانوں میں بھی پائیں تقاضائے کہ وہ سب باتیں سنسکرت ہی کی فروعات ہیں۔ اعلےٰ اور افضل کے پائے جاتے ہیں جیسا کہ :-

(۱)۔ آر۔ آراے۔ ف۔ آراستہ کرنے والا۔ (۲) آرج۔ ف۔ قدر۔ مرتبہ۔ (۳) عربی۔ ع۔ بلند۔ اونچا۔ (۴) آرین نام ایک شاعر کا + اگر آریہ شبد کی لفظی تحقیقات سنسکرت جیسے اعلےٰ ترین زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں کرنا محض حمق اور جاہلانہ حرکت ہے۔ تاہم دو فائدوں سے خالی نہیں اول کہ یہ کہ ہر زبان میں آریہ شبد قریب قریب ہم معنی ہونے سے سنسکرت کا مدرٹنگ ہونا ثابت ہو سکتا ہے دوسرے ہمارے ایک امریکن بھائی کے دل میں لفظ آریہ کے معنے اور وقعت کی طرح بالکل زبان کے ذریعہ سے ممکن ہو ناور جو پیٹے اپنے اس دعوے کی رکہ لفظ آریہ کی تحقیقات ہر طرح سنسکرت ہی زبان میں ہونا درست ہے تاکید نہ کر کے جو چند الفاظ مترادف اور ہم معنے دوسری زبانوں کے لکھے ہیں۔ وہ محض بغرض تسکین پادری صاحب اور نیز آریہ شبد کے معنے اُن کے دل نشین کرنے کے بجنسہ اسی طور پر لکھے ہیں۔ کہ جس طرح صاحب لوگ اپنے بچوں کو حرف شناس کرنے کی غرض سے تصویر دار حروف دکھلاتے ہیں۔ تاکہ ہماری قوم اصلی اور پُرانا نام اور دھرم پر توجہ کر کے خواب غفلت سے جاگے۔ اور راہ راست پر قائم ہو سکے (؟) سے اجتناب کرے۔ اوم۔ شانتی شانتی شانتی۔

آپ کا بہی خواہ
ریکلم سنتبر ۱۸۹۶ء
ہنسو پالی پرشاد ماسٹر اینگلو ویدک سکول از مقام جہیر پور ضلع فرخ آباد

اب لفظ نمستے کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے ہندو بھائیوں میں جس طرح انہیں اپنا اصلی نام آریہ بھول گیا ہے۔ اسی طرح باہمی میل جول کے وقت بھی بہت سے اور رشی منی کرت گرنتھوں کے برخلاف اور بیہودہ الفاظ بے سمجھے بوجھے رائج ہیں مثلاً جے رام جی کی۔ گنگا رام جی۔ سیتا رام۔ رام رام۔ ہری رام جی۔ ہری۔ ہری۔ پیری پونا۔ بندگی۔ پا لاگے۔ متھے ٹیکنا۔ نمونارائن۔ آدیس۔ جے شنبھو جے۔ دیوی ماتا کی جے۔ آشیرباد وغیرہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے۔ ان باتوں کا پُرانی پستکوں میں سراغ نہ دارد ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ پرانے آریہ مہاتما اُس وقت میں (جن دنوں کہ ست دھرم کی ترقی تھی) ان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ اور جب سے ان باتوں کا استعمال ہوا ہے تب سے گھر گھر نفاق و بغض و حسد و فساد کے گوہر سے جو کہ بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ مت

مت شانتروں کے جھگڑے علیحدہ علیحدہ اِشٹ دیو وغیرہ بھی اسی نفاق اور پھوٹ کی برکت سے دکھائی پڑتے ہیں۔ ورنہ ایک ایشور کے بھگت ہونے سے اُنکا سُراغ بھی ملنا ناممکن ہوگا۔ آریہ ورت کی پوتر بھومی میں روز بروز بطالت و مخلوق پرستی کا پھیل جانا اور تنزل سے آئے دن رونق پانا صرف ایسے واقعات کا نتیجہ ہے۔ اور تاوقتیکہ معقولیت سے ان فضولیات کی تردید نہ ہوگی نفاق کا دور ہونا اسنبھو ہے۔ جہاں تک سناتن رشی منی پرنیت آریہ گرنتھوں کو دیکھا جاتا ہے نمستے کا لفظ باہمی استعمال کرنا پایا جاتا ہے۔ جو محبت اور اتفاق و ملاپ و اخلاق کے بڑھانے کے لئے نہایت موزوں ہے شاید کسی بھائی کو اعتراض ہو کہ نمستے کا لفظ سناتن گرنتھوں میں کہاں پر آیا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ چند حوالجات گذارش کی جاویں۔

چونکہ بعضے برہمن صاحبان (جنہیں حق پسندی سے خود پسندی زیادہ عزیز ہے) مساوات میں تو نمستے استعمال منظور کرتے ہیں۔ مگر چھوٹے سے بڑے یا بڑے سے چھوٹے کے واسطے پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ناجائز جانتے ہیں۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ ہم تینوں کا نمبروار ثبوت دیویں :-

نمبر(۱) تتریئی اوپ نشد واک ا

ओ३म् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः नमो ब्रह्मणे नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि। त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं वदिष्यामि तन्मा-मवतु तद्वक्तारमवतु अवतुमाम् अवतु वक्तारम् तैत्तिरीयोपनिषद् ॥१॥

نمبر(۲) اتھروید

नमस्ते अस्तु विद्युते नमस्ते स्तनयित्नवे नमस्ते अस्त्वश्मने येना दूडाशे अस्यसि ॥ अथर्ववेदः व १३ का १ मंत्र ॥१॥

نمبر(۳) یجروید ادھیا ۱۶

नमस्ते। नमस्ते रुद्र मन्यव उतोत इषवे नमः बाहुभ्यामुत ते नमः ॥

نمبر(۴) یجروید

नमस्तु रु। ये ये दिवि येषां वर्षमिषवः। तेभ्यो दश प्राचीर्दश दक्षिणा दश प्रतीचीर्दशोदीचीर्दशोर्ध्वाः। तेभ्यो नमोऽस्तु ते नोवन्तु ते नो मृडयन्तु ते यं द्विष्मो यश्च नो द्वेष्टि तमेषां जम्भे दध्मः ॥

نمبر(۵) گیتا ادھیا ۱۱ شلوک ۳۹

नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते ॥

نمبر(۶) وشنو سہسر نام شلوک نمبر ۳۳

नमः कमलनाभाय नमस्ते जलशायिने नमस्ते केशवानन्त वासुदेव नमस्तु ते

نمبر ۷ وشن سہر نام شلوک نمبر ۱۳۴

वासनावासुदेवस्य वासितं भवतं त्रयं सर्वभूतन
वासीनांवासुदेव नमस्तुते ॥

نمبر ۸ وسن سہنسر نام شلوک نمبر ۱۳۵

नमो ब्रह्मण्यदेवाय गो ब्राह्मणहिताय च जग
द्धिताय कृष्णाय गोविन्दाय नमो नमः ॥

نمبر ۹ ۔ جدی یاٹھ ادہیاہ سلوک ۷ سے ۴۴ تک

نمبر ۱۰ ۔ شیو پران اُترکھنڈ ۱۴ ۔ ادہیا شلوک ۲۴

तवाव वोधो भगवन भूतानामुदयाय च प्रलयायभवे
द्राग्निर्नमस्ते कालरूपिणे

نمبر (۱۱) شیو پران اُترکھنڈ ۱۴ ۔ ادہیا شلوک نمبر ۲۸

जगदीश त्वमेवासि त्वत्तो नास्ती वइ श्वर जगदादि
रनादिस्त्वं नमस्ते स्वात्मवेदिने

نمبر (۱۲) سیو پران اُترکھنڈ ۱۴ ۔ ادہیا سلوک نمبر ۳۹

नमस्सूक्ष्मरूपाय सद्भावकठिनाय च स्थूलाय जु
रूवे तुभ्यं रूयात्माय लघवे नमः

نمبر (۱۳) ۔ سارسوت سوترہ ۲۸۵ ۔

नमस्तेभगवगवन भूयो देहि मे मोक्षम व्ययमूल
सीवासजहासी त्रैह स्हावौ दनयाच नम ॥

نمبر (۱۴) ۔ گورو گوبند سنگھ کا جاپ جی پوڑی ۲ سے لیکر ۸۴ تک اور ۴۴
سے ۵۰ تک اور ۶۵ سے ۷۱ تک اور ۱۴۴ سے ۱۸۷ تک و ۱۹۸ جاپ جی ۔

نمبر (۱۵) ست نارایَن کی کتھا ادہیا پہلا سلوک ۵۲ ۔

नमः सत्यनारायणस्य व द्वंनमः शुद्ध शारदाय सि
न्धस्यभर्तिकरालायकालात्मकायास्यकर्त्रे नमोस्तु
जगन्मंगलायायात्ममूर्तये

نمبر (۱۶) یجروید $\frac{16}{32}$

नमो ज्येष्ठाय च कनिष्ठाय च नमः पूर्वजाय च
परजाय परचतमो मध्यमाय च पालभाष च ।
नमो

اور اسی طرح بھوشٹ پران اور آدیتہ ہردے میں بھی بہت جگہ اور مقام میں نمستے کا لفظ موجود ہے ۔

نمبر (۱۸) منوسمرتی ادہیاء ۲ سلوک نمبر ۱۲۷
نمبر (۱۹) ادہیاء ۲ سلوک ۲ 〃 نمبر ۱۳۶
نمبر (۲۰) 〃 〃 نمبر ۱۳۷
نمبر (۲۱) 〃 〃 نمبر ۱۳۸
نمبر (۲۲) منوسمرتی ادہیاء ۳ شلوک نمبر ۳
نمبر (۲۳) 〃 〃 نمبر ۵۵
نمبر (۲۴) 〃 〃 نمبر ۵۶

نمبر (۲۵) منوسمرتی ادہیاء ۳ سلوک نمبر ۵۷
نمبر (۲۶) 〃 〃 نمبر ۵۸
نمبر (۲۷) 〃 〃 نمبر ۵۹

اور دیگر سمرتیوں میں بھی صدہا جگہ اس نمستے شبد کا ذکر و بیان ہے ۔
نمبر ۲۸ ۔ والمیک رامائن میں بن کانڈ میں وشوامتر اور وسشٹ کی باہمی رخصت کا ذکر ہے ۔

नमस्ते स्तुग मिश्यामी

نمبر (۲۹) شبدارتھ سہاو صفحہ ۱۸۵ ۔

नमस्य नमस्काररणीय (त्वी) (स्यी) पूजा ताजीमके
लायक नमस्ते वाता

نمبر ۳۰ ۔ سروانوکرم سوتر نمبر ۸ واک ۲۴ میں نمستے کو یا گویا کہ جی نہایت آداب آمیز اور عموماً بول چال میں استعمال کرتے ہیں تعصب اور ضد کا تو کوئی نسخہ و ہنر اور لقمان کے پاس بھی نہیں تھا ۔ اگر غور سے جو صاحبان خیال فرمائینگے ۔ اُن پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ نمستے شبد موزون و سیع فصیح اور عمدہ اور معنے خیز کیا کوئی مذکورہ بالا ناموں سے ہے ۔ جہاں تک سوچا گیا ہے کوئی نہیں ۔ بس ضروری ہے کہ ہم اس محبت اور اتفاق اور اخلاق سکھانے والے کا نام استعمال کریں ۔ تاکہ ملک و قوم کے تنزل کا حال ہو کر اُس کے ابھار و ترقی کی طرف کمر ہمت باندھیں اور ہندوستان کو پرمیشور کی برکت و کرپا سے آریہ ورت ساویں ۔

پادری صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے ۔ کہ اگر بندہ نام فارسی میں بُرے ہونیکے سبب متروک ہے ۔ تو نام فارسی میں غلام و فرما سردار کو اور اسی طرح آریہ عربی میں کمینہ ور قوم کو اور سید سنسکرت میں حکیم اور فارسی میں درحب بے مہر کو اور نادہ جس کے معنے سنسکرت میں جسکا شروع نہ ہوا اور عربی میں دشمنی کو کہتے ہیں ۔ وغیرہ ترک کیوں نہ کئے جاتے ہیں
اسکا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ رام اور آریہ اور وید اور نادہ سنسکرت کی کتابوں میں صدہا مقاموں میں موجود ہیں ۔ مگر بندہ و لفظ کا نام و نشان تک ادہر اسواسطے پہلے نام قابل تسلیم اور دوسرے لائق ترمیم یا منسوخ ہیں اگر بندہ بھی کبھی آرش گرنتھ میں ہوتا تو ہمیں تسلیم کرنے سے کب انکار تھا ۔ مگر بعد میں ہوئی رجیسا کہ تاہنوز ہو چکا ہے) ہمیں کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہے بس ہر ایک آدمی کو واجب ہے کہ بعد مطالعہ کے حق کو اختیار کرکے آریہ کہلانے اور نمستے بولانے سے کسی طرح کبھی انکار نہ کرے

پادری ۔ جب دیانند نے سُنا کہ زبان فارسی میں آشیرباد کے معنی قابل بد ہونیکے ہیں ۔ تو اس لحاظ سے اُنھوں نے سنسکرت آشیرباد کو تیاگ دیا اور بجائے اُس کے نمستے قرار دیا حالانکہ جو آشیرباد ہے وہ سنسکرت میں اچھے معنی رکھتا اور بہت پرانا لفظ ہے اور منوسمرتی اور دیگر معتبر کتب میں بہت جگہ پایا جاتا ہی نہیں بلکہ اُس کے استعمال کے لئے نہایت درجہ کی تاکید کی گئی ہے (دیکھو منوسمرتی ادہیاء ۲ سلوک ۱۲۶)

جواب ۔ پادری صاحب آپنے غلطی کی اور مہاراج ممدوح کو خواہ مخواہ الزام دیا اور سوامی جی نے کہیں بھی آشیرباد کے تیاگنے کی ممانعت نہیں کی ۔ اور نہ کبھی اسکا رواج دیا ۔ جو لفظ سابق رشیوں کے گرنتھ میں مروج دیکھا ۔ چونکہ وہ بہت عمدہ تھا بنابراں اُسی کا رواج دیا ۔ اور نفاق کے پھیلانے اور صداقت اور محبت کے دور کرنیوالے کو دور کیا ۔ آپنے جو منو کا حوالہ دیا ہے ۔ اُس اصلی سلوک میں لفظ آشیرباد نہیں ہے البتہ ابھیوادن اور پرتیوادن ہے جو ایک ست کار اور دوسرا اُسکا اُتر ہے ۔ جسکو سوامی جی نے بھی جائز بتلایا ہے تیاگ نہیں کیا ۔ دیکھو وید انگ پرکاش بھاگ ۴
نمبر ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ یہ اعتراض بھی صرف دھوکھا ہی ہے کسی طرح جائز نہیں ہے

* یہ شلوک میں تمیز مدارج السابق کے استعمال کے واسطے کافی و وافی ہیں جن کے رو سے چھوٹے بڑے مساوی کے واسطے بولنا نمستے کا درست ہے ۔

پادری۔ ہندو راجوں اور عالموں نے سوائے دیانند جی اور اُس کے ماننے والوں کے کبھی کوئی اعتراض (ہندو) نام پر نہیں کیا۔ اور ہندو کی پستکوں میں اس نام کا رواج پایا جاتا ہے مثلاً گورو نانک صاحب کے آدگرنتھ میں بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا ہے۔ اور پیر گورو گوبند صاحب جو فارسی زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اُن کو کبھی نہ معلوم نہ ہوا کہ جس قوم میں سے ہم لوگ ہیں۔ اسکا نام محمدیوں کی جانب سے بہت بُرا رکھا گیا ہے۔ اس لئے وہ نام تبدیل کیا جاوے۔

جواب۔ ہندو راجوں کی عملداری میں عموماً ورن گوت کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ اور ہندو نام مسلمانوں کے آنے سے پہلے بالکل ندارد اور اب بھی النادر کالمعدوم کے طور پر ہے۔ اور وہ اردو فارسی کی مہربانی ہے۔ مگر راجوں کے خطاب میں اب بھی آریہ کُل دیواکر اندر مہندر وغیرہ سنسکرت کے بیھاریکھ القاب مزین ہوتے ہیں۔ ہندو بالکل نہیں۔ باقی رہا ست اوپدیشک بابا نانک جی مہاراج کے آدگرنتھ صاحب میں ہندو لفظ کا ہونا وہ ہمیں تسلیم مگر اثر فارسی کی تعلیم کا ہے اور مسلمانی عملداری و ملکی بولی کی تفہیم ورنہ کبھی نہ ہوگا۔ اور نہ تحریر طور پر انہوں نے اس کا ذکر کیا۔ بلکہ سادھارن طور سے ست دہرم کا اپدیش پنجابی زبان میں دیا۔ جس سے لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے بچایا اور ست دہرم پر قایم رکھا (مفصل حال سرمہ چشم آریہ کے جواب میں دیکھو) باقی رہا یہ کہ شجاعت مجسم صداقت مرسم عالم میدان جنگ شیر مرد۔ فوجی آہنگ گوبند سنگھ صاحب کو اس نام کا پتہ نہ معلوم ہونا یہ آپ کی بکمال غلطی و ناواقفی ہے۔ اگر آپ کو ذرا بھی اُنکی تواریخ وارشادوں سے وقفیت ہوتی تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ اُنہوں نے بہ سبب اچھی مہارت حاصل کرنے فارسی کے اسکے بُرے معنے بخوبی سمجھ کر اُسکو بالکل متروک کر دیا۔ اور سکھ یا سنگھ نام مردانہ مقرر کر کے تمام اپنے پیروؤں کا نام مجموعی قوم خالصہ (جو آریہ کا نام فارسی میں مترادف بالعطی ترجمہ ہے۔ قرار دے کر اُسی کے استعمال کا ارشاد فرمایا (دیکھو غیاث اللغات منتخب وکشف۔ خالص و خالصہ و نیا سحتہ۔ بیچنرے و پاک و بے آمیغ یعنی بے آمیزش) چنانچہ اُن کے تمام پیرو اور تمام پڑھے لکھے سنگھ بھائی ہندو نام کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سکھ اور سنگھ واسطے سمجھانے آریہ بھائیوں کے اور خالصہ واسطے سمجھانے محمدیوں وغیرہ کے ہے۔ اسواسطے یہ آپکا دعوے سراسر اساس ہے۔

پادری۔ غور کا مقام ہے۔ کہ اکبر بادشاہ جو بے تعصب مشہور ہے اور جسکے عہد میں بہت ہندو دانا امیر اور وزیر اور زبان فارسی میں پوری پوری لیاقت ; و آزادانہ طور پر گذارہ کر چکے ہیں۔ اسوقت اُنہوں نے بھی اس نام پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ بس جس حالت میں ہندوؤں کے بزرگ اُسی کو رواج دیتے اور اپنے پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اسپر نہیں کیا۔ تو اس سے معلوم ہوتا کہ وہ اِس نام کو اچھا جانتے تھے نہ کہ بُرا

جواب یہ قاعدہ ہے کہ جب تک دو زبانوں کا مقابلہ و موازنہ نہیں ہوتا۔ اور جبتک مقابلہ و موازنہ کے واسطے آزادی نہیں ملتی۔ جبتک انسان دونوں زبانوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتا۔ تب تک کسی طرح کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ امرا رؤسا۔ لوگ آرام طلب یا مصروف بکار سرکار ہوتے ہیں۔ اسواسطے ۔ ۔ ۔ پڑتال یا رسومات قبیحہ کے دور کرنیکا موقعہ کم ملتا ہے۔ یہ بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ جس طرح نہیں کیا صرف کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیا ہو تو کیا شک ہے۔ جدا صرف تحریر ثبوت نہ ہو سکتا ہے سو سکا اثر یقین پر مساوی ہے وہ ہندوؤں کے بزرگ بھی نہیں تھے بلکہ صرف دولتمند انسان تھے۔ بسوائے دنیاوی عزت کے ہندو کسی عزت کی نگاہ سے یا فخر کی نگاہ سے اُنکو معزز نہیں سمجھتے۔

پادری۔ ہندو اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنے اپنی زبان سنسکرت میں دیکھنے چاہیئیں نہ کہ زبان فارسی وغیرہ ہیں۔

جواب۔ ہر ایک شخص جسکو کچھ عقل بھی ہو۔ اور اُس کی عقل کو کسی غرض نے اندھا نہ کر رکھا ہو سو وہ ضرور انصاف سے کہیگا۔ کہ ہم نے جسقدر آریہ و آریہ ورت کے متعلق اقرار اور ہند و ہندوستان سے انکار کیا ہے وہ اُسی تحقیقات سے ہے جو ہم نے سنسکرت کے مطابق (بقول پادری صاحب کے) کی ہے چونکہ سنسکرت میں ان دو لفظوں کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ اور نہ کسی کوش (لغات) اتہاس (یعنی تواریخ) یا دھرم پستک میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اسواسطے بقول آپ کے بھی ہم کو اور سب اہل مُلک کو اِن بُرے ناموں کا تیاگ یعنی ترک کرنا ضروری ہے ہم ایسا بالکل نہیں کرتے۔ کہ سنسکرت الفاظ کو فارسی کے مقلوب سمجھ کر ترک کر دیں بلکہ ہم تو جو سچی اور راست اور مطابق دھرم بات ہے اس کو قبول کر کے جھوٹھ اور بُرائی کو جو الزامی طور پر متعصبین غیر ملک نے لگائے ہیں۔ ترک کرتے ہیں۔ اور یہی آریہ سماج کا مبارک اصول نمبر ۴ ہے۔ کہ ست کے اختیار کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروتھا تیار رہنا چاہیئے۔ اس واسطے ہم نے اس اصول کے لحاظ سے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب عرض کر دیئے۔ ہر ایک حق پسند کو ضروری ہے کہ بُری باتوں بُرے ناموں اور بُرائی سے بچنے کے واسطے نہایت مستعدی سے جہاں تک جلد ہو سکے تیار ہو۔ پرماتما آپ کے دلی نیک ارادوں میں برکت دے۔ زیادہ ساز۔ راقم لیکھرام آریہ مسافر۔

مردہ ضرور جلانا چاہیئے

مُردے کے ساتھ مختلف ممالک اور اقوام میں مختلف سلوک ہوتے ہیں جلانا دفن کرنا۔ جانوروں کے آگے ڈالدینا۔ ہوا میں یا مصالح ڈال کر خشک کر دینا۔ پانی میں بہا دینا۔ آریہ لوگ قدیم سے مردہ جلاتے ہیں۔ یہودی عیسائی۔ محمدی دفن کرتے ہیں پارسی جانوروں کے آگے ڈالدیتے ہیں اور قدیم مصری ہوا میں یا مصالح ڈالکر خشک کر دیتے تھے بعض خاص قومیں پانی میں بہا دیتی ہیں۔ ہمارا مطلب اس تحریر سے یہ ہے کہ جو حق ہو جو علم و عقل کے مطابق ہو جس سے نقصان بالکل نہ ہو یا بہت ہی کم ہو اُس کو رواج دینا چاہیئے۔ اور جو طریقہ علم حکمت کے خلاف ہو بیماری پھیلانے والا بت پرستی کے پھیلانے والا۔ گناہ میں لوگوں کو ڈالنے والا۔ لوگوں کو تباہ کرنیوالا۔ اُس سے نفرت کر کے ترک کرنا چاہیئے کیونکہ مذہب اور رواج وہی سچا ہے۔ جو سچے علم کے مطابق ہو باقی سب باطل ہے۔

مردہ دفن کرنے کی بابت بحث۔

توریت پیدایش باب ۴۔ آیت ۱ سے ۱۶ تک قائن اور ہابیل کا قصہ ہے کہ ایک کی قربانی خدا نے منظور کی اور دوسرے کی نامنظور جس پر قائن (جسے مسلمان قابیل کہتے ہیں) نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور اس واسطے کہ ظاہر نہ ہو جاوے۔ اُسے دفن کر دیا۔ خدا نے پوچھا کہ اے قاین تیرا ہابیل بھائی کہاں ہے اُس نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں اُسکا نگہبان ہوں؟ خدا نے کہا کہ تیرے بھائی کا لہو زمین سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ تو نے اسے قتل کر دیا۔ آخر قاین نے اقبال کیا جس پر خدا نے اُس کو وہاں سے نود کی زمین میں چلے جانے کی اجازت دی +

اس کے متعلق قرآن میں لکھا ہے "فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ۔ قال یٰویلتیٰ اعجزت ان اکون

ثم بعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوءۃ اخیہ قال یویلتی اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوءۃ اخی فاصبح من الندمین (سورۃ المائدہ)

اس پر تفسیر حسینی میں صاف طور پر قابیل و ہابیل کا سارا قصہ لکھا ہے کہ جب قابیل ہابیل کے مارنے کے فکر میں تھا تو اُس وقت شیطان آدمی کی شکل بن کر اسے نظر آیا ایک مرغ ہاتھ میں پکڑا ہوا۔ پس شیطان نے اُس مرغ کے سر کو پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اُس پر مارا تا وہ کوفتہ ہو گیا اور مر گیا۔ قابیل نے تدھ اس سے یہ تاہ وہ سیکھا کہ جب ہابیل کو پتھر پر سر رکھے سویا پایا۔ اُسی طرح پتھر اُس کے سر پر اٹھا کر مار ڈالا اور مردہ ہوا۔ قیامت کے روز دوزخ کا آدھا عذاب اُس کو ہوگا۔ اب قابیل نہیں جانتا تھا کہ اُسے کیا کرے۔ چنانچہ اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چالیس روز ہر طرف پھرتا رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سال تک پھرتا رہا تاکہ وہ گندہ اور بدبودار ہو گیا جانور اس پر گرتے تھے کہ پھینک دے اور ہم کہتے ہیں کہ اس سے وہ بہت تنگ آ گیا اتنے میں ایک کوے کو قابیل نے دیکھا کہ اپنے پنجوں یا چونچ سے ایک گڑھا کھودا اور دوسرے سے مُردہ کوّے کو لا کر اُس میں دفن کیا اور اوپر خاک ڈال دی۔ قابیل نے کہا کہ میں اس کوّے سے بھی کم عقل ہوں اس کے بعد قابیل نے ہابیل کو کوے کی طرح دفن کیا۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ جلد اول نولکشور) سید آنریبل سر سید احمد خان صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں ہابیل و قابیل کا کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے جب ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو اُس کی لاش چھپانے کے لئے متردد تھا دیکھا اس نے ایک غراب یعنی کوّے کو کہ وہ ہڈی مٹی میں چھپاتا ہے انسان نے مردہ کا دفن کرنا حقیقت میں اسی وقت سے سیکھا ہے۔

(تہذیب الاخلاق جلد ا نمبر ۴ صفحہ ۴۵)۔

پس صاف ظاہر ہے کہ مردہ کا دفن کرنا انسان نے غراب یعنی کوّے سے سیکھا ہا اور تقلید کی ہے کوئی مذہبی بات نہیں اور نہ دین کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

ان امور کے سبب یعنے مردہ دفن کرنے کے سبب قبرستان کے متصل کے کنوؤں کا پانی نہایت ہی مضر صحت ہے اُنکے قریب کے کنوؤں کا پانی صحت کا مخرب ہے۔

علاوہ بریں لاکھوں بیگہ نہیں بلکہ صدہا میل زمین قبرستان کے سبب سے کھیتی کرنے کے بغیر بیاں پڑی ہوئی ہے قبرستان عموماً میدان میں ہوتے ہیں اور میدان ہی کی زمین عمدہ قابل کاشت ہوتی ہے جب وہ صدہا میل عمدہ زمین زیر قبرستان آ گئی تو بتلائیے کہ کاشت کا کتنا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا۔

آبادی بڑھ رہی ہے اور قبرستان زمین تنگ کر رہے ہیں اور بیماری اس کے علاوہ۔ پس مُردوں کا دفن کرنا اصل میں زندوں کا گلا کاٹنا ہے۔ کروڑوں انسان خدا کا آسرا چھوڑ دوائیوں سے منہ موڑ۔ حکمت اور علم طب کے خلاف قبرستان پر جا کر اوقات ضائع کرتے اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا وبال آئے دن کثرت سے اٹھا رہے ہیں۔

علاوہ بریں شیطان کی ترغیب سے قتل ہوا اور کوّے کی ترغیب سے دفن کیا گیا۔ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے ہم وہ طریقہ اختیار کریں جس سے بنی نوع انسان کا فائدہ۔ بیماریوں کی کمی۔ غلہ کی افراط ہو۔ امن اور صحت سے دنیا آباد ہو۔

مردے کا جانوروں کے آگے ڈال دینا۔ یہ طریقہ پارسی لوگوں میں زردشت پیغمبر کے بعد چلا ہے ورنہ ژند اوستا میں اس کا ذکر مطلق نہیں۔ وہاں صرف دو طریقے لکھے ہیں "مردہ را در خم تند آب یا در آتش یا خاک سپردید این طریق دفن مردہ است" اس پر تفسیر کی ہے کہ آنچہ فرزندان یعنے پیروان کیش و آباد درباره مردہ کردہ اند آنست کہ بس از جدائی روان تن را با آب پاک شوئند و جامہ ہائے نیکو در بر ساختہ بس بدین گونہ تن او را در خم تند آب (تیز آب) اندازند چوں گداختہ شد آں آب را بجائے دور از شہر بردہ ریزند تا از آن مردہ مردم را پامال نباید بسر برد و کہ بفرمائی نکوں در سپردند بدیں آرائش یعنے جامہ ہائے نیکو پوشانیدن با آتش سوزانند" (فرازآباد و خشتوران و خشنور آیۃ ۵۸ صفحہ ۳۰) اس کے آگے اس آیت کے تفسیر کرنے والے نے موجودہ طریقہ سے چاہ کھود کر دخمہ بنانے کا بھی ذکر کیا ہے مگر یہ طریقہ بیماری کے پھیلانے والا اور تہذیب سے گرا ہوا ہے اب مہذب پارسیوں نے مردہ کا جلانا منظور بھی کر لیا ہے پس سب سے عمدہ یہی جلانے کا قاعدہ ہے۔

ہوا میں یا مصالح لگا کر خشک کرنا۔ یہ طریقہ مصر کے بادشاہوں کا تھا چونکہ وہ خدا سے منکر فرعون کے ہم خیال تھے پس اپنی پرستش کے خیال سے انہوں نے خود یا اُن کے چیلوں نے اس کا رواج دیا اور اب چونکہ وہ مذہب یا طریقہ نہیں رہا اور نہ وہ عمدہ ہے کیونکہ اُس سے بھی احتمال بیماری پھیلنے کا ہے اور جو عرض ہے وہ قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانوں کے واسطے یہ قاعدہ نہیں چل سکتا اور اسی زمین بھی نہیں کہ اُس ابتدائی دنیا سے آج تک جتنے آدمی پیدا ہوئے اگر مصالح لگا کر رکھے جاویں تو گنجائش ہو سکے پھر زندوں کو آبادی چھوڑ کر شاید سمندر میں مکان بنانے پڑیں اس واسطے یہ طریقہ محض خود پرستی ہے۔

پانی میں بہا دینا۔ یہ طریقہ گنگا کے کنارے پر رائج ہے اور وہ صرف مکتی کے واسطے تاکہ گنگا میں پڑ جانے سے مکتی ہو ورنہ یہ مذہبی یا علمی بات نہیں ہے ڈاکٹروں اور وید نے ثابت کر دیا ہے کہ پانی میں غلاظت ڈالنا پینے والوں کے واسطے سخت نقصان رسان کر دینا ہے آپ لوگ دیکھتے ہوں گے کہ اگر کسی کوئیں یا تالاب میں کوئی مردہ جانور پڑ جاوے یا مر جاوے تو پانی کیسے بدبودار ہو جاتا ہے اور کتنا مضر صحت ہے درحقیقت لوگ گنگا کا امرت روپی پانی اسی طرح کی عفونتوں کے ڈالنے سے خراب کر دیتے ہیں ہاں یہ طریقہ چور چکاروں ٹھگوں رہزنوں کے واسطے ہے وہ لوگ البتہ واردات کے غائب کرنے یا سراغ چھپانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں مہذب دنیا کے واسطے نہایت ہی غیر معقول ہے۔

مردوں کا جلانا۔ مردوں کا جلانا ایک وقت (جبکہ تمام دنیا میں ویدک دھرم یا آریہ دھرم کا پرچار تھا) ساری آباد دنیا میں جاری تھا آریہ قوم (جس کے اندر یونانی۔ رومی۔ پارسی۔ انگریز۔ جرمن۔ فرنچ بلکہ تمام یورپ شامل اور ایشیا کی تمام مہذب قومیں آریہ خاندان سے ہیں) ہمیشہ اور ہر جگہ مردہ جلاتے تھے۔ چنانچہ آنریبل ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب مشہور مورخ فرماتے ہیں[1] "آریہ کیا ہندی کیا یونان اور اٹلی میں اپنے مردوں کو چتا پر جلاتے تھے"۔ اب ہم آریہ ورت کی مقدس کتابوں سے تحقیقات کرتے ہیں۔ یجروید میں ہے۔

भस्मान्त ँ शरीरम् अ० ४०-मं० १५ ترجمہ۔ اس جسم انسانی کا گروہ انسان سے آخری (سمبندھ) تعلق جلانے یعنے (بھسم) کر دینے تک ہے اس پر مہرشی منوجی تفسیر کرتے ہیں۔

निषेकादि श्मशानान्तो मन्त्रैर्यस्योदितो विधिः मनु अध्याय २ श्लो० १६ ॥

ترجمہ قیام حمل سے لیکر شمشان میں جلانے تک جسم انسانی کے واسطے منتروں (یعنی ویدک) کا ودہی یعنے طریقہ ہے یعنے حمل سے لیکر جلانے تک جو جو کام انسانی

[1] تاریخ ہند ۱۸۸۴ء صفحہ ۷۔

بہبودی کے واسطے خود یا لوگوں کو کرنے چاہئیں۔ اُنکا ابتدا ویدوں میں ہے جسم کے جل جانے کے بعد منتروں میں پیچھے کرنے کی اُس کے واسطے کوئی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کو کچھ پہنچ سکتا ہے رگ وید منڈل ۱۰ سکت ۱۶ منتر ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۱۳ اور رگ وید منڈل ۱۰ سکت ۱۴ منتر ۱ سے ۱۶ تک اور رگ وید منڈل ۱۰ سکت ۲ منتر ۶ و یجروید ادھیائے ۳۵ منتر ۱ سے ۳ تک اور اتھروید کانڈ ۱۸ سکت ۲ منتر ۱ سے ۶۰ تک اور ستری رشی کی تفسیر میں بھی ان منتروں کے متعلق مفصل ذکر ہے یہ یا پٹھک ۱۶ انوواک ۱ سے ۱۶ تک میں صاف طور پر مردہ جلانے کے فائدے اور اُس کی ہڈیوں کو جلانے کے بعد پانی یا کھیت میں ڈالنے کا ذکر ہے جن کا فائدہ اظہر من الشمس ہے۔ چونہ۔ ہڈی۔ کوئلہ۔ ریت وغیرہ سے پانی صاف ہوتا ہے +

مُردہ جلانے کے فوائد

فائدہ اول۔ مردوں کے جلانے میں زمین کم خرچ ہوتی ہے ایک بیگھہ ناکمال یا مرلہ زمین میں خواہ تمام جہان کے مُردوں کو جلاویں اور پھر وہ زمین ویسی کی ویسی باقی رہے بلکہ اس سے بھی بہت کم میں آسانی اور آرام سے گذارہ ہو سکتا ہے +

فائدہ دوم۔ بت پرستی یا شرک کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے کیونکہ قبریں ہونگی اور نہ کوئی اُن سے مُراد مانگیگا اور نہ گناہ کے مرتکب ہوں گے اصل میں اسی پیر پرستی یا گور پرستی سے مردہ پرستی کا رواج جاری ہے +

فائدہ سوم۔ بیماریاں جو گورستان کے تعفن سے وقوع میں آتی ہیں قطعی سد ہو جاویگی آب و ہوا اور غلہ خراب نہ ہوگا اور نہ خلق خدا تباہ ہوگی غلہ عمدہ پانی مصفے ہوا لطیف اور پاک استعمال کرنے کے واسطے ملیگی +

حال میں تمام یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا ہے اور تمام زندہ دل لوگوں کا تجربہ ہے اور عمدہ اور صاف کھلی ہوا۔ صاف اور پاکیزہ پانی انسان کی صحت کے واسطے کیسے ضروری ہیں ایک منٹ بھر بھی اگر ہوا نہ ملے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسی طرح پانی بھی کیونکر سب سے زیادہ عمدہ اور اعلےٰ اشیا میں سے اور جن پر انسانی زندگی کا اعلےٰ مدار ہے وہ یہی ہیں۔ درستی طبیعت اور ہر ایک ذکر یکٹر کا عمر کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے جس کی اعلےٰ اور عمدہ بنیاد آب و ہوا ہے۔ جس وقت مردوں کے جلانے کا تمام دنیا میں رواج تھا۔ یعنی تین ہزار سال سے پہلے اُس وقت آدمیوں کی عمریں (زندگیاں) مضبوط۔ صحیح۔ کامل۔ درست ہوتی تھیں وہ پورے جوان اور قوی ہیکل اور تندرست ہوتے تھے۔ اگر مردہ جلانے کا رواج دستور سابق ہو جاوے تو صحت نہایت ہی عمدہ ہو جاویگی +

فائدہ چہارم۔ وحشی جانور جواب اکثر مردہ نکال کر لے جاتا یا لٹیرے کفن کش جو قبریں اکھاڑ کر کفن اوتار لیتے ہیں اور ان افعال سے مُردہ کی بے عزتی ہوتی ہے اور جرائم وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کا انسداد ہو جاویگا +

فائدہ پنجم۔ قبریں اور مجاوران گورستان جو ایک بدخواہی خلایق و حرامخوری کے ذریعہ روٹی کماتے اور بسا اوقات اور مرتکب واردات ہوتے ہیں ایسے لوگ کسی اچھے پیشہ میں لگ جاویں گے +

فائدہ ششم۔ صدہا مردوں کی خانقاہوں پر جو ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں روپئے خرچ کر کے بڑے بڑے مقبرے اور عمارتیں بنائی گئی ہیں اور بنائی جاتی ہیں وہ روپیہ آئندہ مقابر پر خرچ نہ ہو پاویگا۔ بلکہ وہ روپیہ کسی عمدہ مفید خلایق کام مثلاً تعلیم یا یتیم خانہ یا ہسپتال وغیرہ میں خرچ ہوگا +

فائدہ ہفتم۔ لوگ بتے یا شیطان کی تقلید چھوڑ کر ہم عقل۔ علم۔ سائنس اور صداقت کے مُقلد یا پیرو کہلاویں گے۔

فائدہ ہشتم۔ تیل یا عرس وغیرہ کا خرچ جو لاکھوں روپے سالانہ کے قریب ہے وہ بھی بالکل رہیگا۔ ایسا خرچ بھی ملک کا مفید خرچ ہوگا۔ اب تو صرف مُردہ کے سرہانے تیل جلتا ہے جس سے اُسے مطلق خبر نہیں پھر سمجھ لو کہ ہر سال مندروں میں جلیگا یا شارع عام پر جہاں خلق خدا کا بہت فائدہ اور ثواب ہوگا +

فائدہ نہم۔ چرس۔ گانجا۔ افیون اور تمباکو نوشی۔ زناکاری۔ قمار بازی جو اکثر ایسے مقاموں (تکیوں) میں زیادہ ہوتی ہے اُسکا بھی انسداد ہو جاویگا۔

اب چند سالوں سے مردہ جلانے کی طرف ڈاکٹروں اور فاضلان علم سائنس کی توجہ ہوئی جنہوں نے بالاتفاق اسے پاس کر دیا کہ درحقیقت دفنانے کی بجائے جلانا نہایت مفید ہے اور تمام قسم کی بیماریاں جو دفنانے سے پیدا ہوتی ہیں اُن کے معدوم ہونے کا احتمال بلکہ یقین ہے +

جاپان۔ امریکہ اور یورپ کے مہذب ملکوں میں اس کا زیادہ رواج ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ علم اس کا ساتھی ہے اس واسطے امید ہے کہ ایک وقت تمام مہذب اور علم دوست دنیا میں یہ کام مروج ہو جاوے گا +

اہل مذاہب میں سے چونکہ عیسائی زیادہ علم دوست ہیں اور معقول ایک مسلّم محقق کے اور یورپ میں آجکل تمام قوت علم کی ہے اور علم ہی کی وہاں عملداری ہے۔ اس واسطے یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں نے بھی انصاف اور علم کی آنکھوں سے عیب و صواب پر نظر رکھ یہی معقول طریقہ اختیار کیا ہے جس کی تصدیق تمام معزز انگریزی و اردو اخباروں سے ہوتی ہے +

مُردوں کے جلانے کی بابت ڈاکٹروں اور عیسائی مسلمان ہندو (آریہ) اڈیٹران اخبار کی رائے۔ نور افشاں جو ہمارہ کا عیسائی اخبار لکھتا ہے۔

ہندوستان کے انگریزی اخبار پایونیر و انگلش مین نے لندن کی کانگریس صحت کی اس تجویز کو پسند کیا ہے کہ مُردوں کا جلانا بہ نسبت دفنانے کے مفید ہے (مورخہ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۱)۔

اخبار اختر روم جو قسطنطنیہ دارالسلطنت ٹرکی سے نکلتا ہے لکھتا ہے کہ در انگلستان میں جنازوں کا جلا دینا چند سال سے یورپ اور ملک انگلستان میں آتش پرستوں کی ایک آئین جاری ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ مرجاتے ہیں اُنکی لاشوں کو آگ میں جلا دیتے ہیں چنانچہ ۱۸۸۵ء میں جنازوں کے جلانے کے لئے ایک تنور بنام دوسیع جاری ہوا۔ سال مذکور سے ۱۸۹۱ء تک تین انگریزوں کو اُنکی وصیت کے موافق اور ۵۴ آدمی بلا وصیت جلا دئے اور سال پیوستہ میں بھی ۹۹ آدمی کے جنازوں کو اُنکی وصیت کے مطابق جلا کر اُن کی خاکستر کو ہوا میں اُڑا دیا۔ عنقریب منچسٹر اور دیگر بلاد میں ایسے تنور تعمیر پانے والے ہیں (از اخبار اختر روم فارسی قسطنطنیہ ۱۸۹۲ء)

اور شمس الاخبار مدراس نے بھی جس کے مہتمم سیف الدین آفندی ہیں اپنے پرچہ ۲۸۔ مارچ ۱۸۹۲ء جلد ۲۴ ص ۱۲ میں اس کی نقل کی ہے۔

رفیق ہند لاہور جس کے اڈیٹر ایک مسلمان محرم علی صاحب چشتی ہیں اس میں لکھا ہے کہ علمائے یورپ نے اس کو تصدیق کیا ہے کہ یورپ میں مردہ جلانیکا

وستو پھیلتا جاتا ہے۔ اٹلی کے روم شہر میں ۱۸۸۵ء میں ۱۵ مردے جلائے گئے ۱۸۸۶ء میں ۵۵، مگر اس سال میں ۲۰۰ سے زیادہ آدمی مرنے کے بعد جلائے گئے۔

انگلستان میں دوکنگ نامی جگہ میں مردہ جلانے کی اجازت دی گئی ہے تب سے ۷۹ مردہ جلے ہیں۔ علمائے انگریزی کی یہی رائے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ جو ہیضہ و چیچک وغیرہ وبائی بیماریوں سے مرے ہیں دفن کئے جاویں گے تب تک ان بیماریوں کی جڑ کٹ جانا بالکل غیر ممکن ہے کیونکہ قبروں میں انکی پیدائش کے بیج اکٹھے ہوئے موجود رہتے ہیں۔" (ارشیق ہند ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۹)

کانسٹنٹیمنہ کانفرنس گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "جاپان اور یورپ میں مردہ جلانے کی رسم بڑھتی جاتی ہے۔ گذشتہ چار مہینہ کے عرصہ میں انگلستان کے مانچسٹر لسٹر اور دوسرے قصبوں میں مُردہ جلانے کی تائید میں سوسائٹیاں قایم ہوگئیں۔"

(۱۸ استمبر ۱۸۹۱ء جلد ۲ نمبر ۴۷)۔

بحوالہ دبدبہ قیصری بریلی کے آریہ سماچار میرٹھ جلد ۴ سمت ۱۹۳۹ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۹۸ ماہواری رسالہ میں لکھا ہے "یورپ کے ممالک اٹلی۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ اور امریکہ کے علاقہ یونائیٹڈ سٹیٹ میں مُردوں کو دبانے کے بجائے جلانیکی اجازت ملی ہے اور ممالک مذکور میں جا بجا مرگھٹ تیار ہوگئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔"

اس پر اڈیٹر سماچار نے رائے دی ہے کہ ایسے امور سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ دین عیسوی کا اعتقاد تعلیم یافتہ دنیا کے دل سے روز بروز رفع ہو رہا ہے"۔

کھتری ہت اپدیس لکھتا ہے کہ سال گذشتہ میں انگلستان میں ۵۴ مردے جلائے گئے اب مردہ جلانے کے لئے ایک بھٹی شہر لنڈن میں بنائی جاوے گی چندہ جمع ہو رہا ہے ڈیوک آف بیڈفورڈ نے اس کے واسطے پچاس ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔" (جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۲۲ ۱۸۹۱ء)

اخبار عام لاہور "۱۸۹۰ء میں پیرس دار السلطنت فرانس میں ۳۳۸۸ مردے جلائے گئے اور ٹوکیو میں ۲۹۰۱۳" (اخبار عام ۷ جولائی ۱۸۹۱ء)۔

آریہ ورت اخبار کلکتہ میں لکھا ہے کہ "امریکہ میں ۲۲ سمشان مردہ جلانے کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور بہت ہی مُردے جلائے جاچکے ہیں۔ لنڈن میں بڑا اندولن اس بات کے واسطے بنانے کا پرستہ ہو رہا ہے"۔ (آریہ ورت ۱۵۔ اگست ۱۸۹۱ء)

ضمیمہ دھرم جیون میں لکھا ہے۔ بعنوان مردہ جلانا۔ کانگرس حفظان صحت لنڈن نے ایک رزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا ہے کہ جب کوئی متعدی مرض سے فوت ہو جاوے تو مردہ کو جلانا ضرور ہے (۳۰۔ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)

آریہ پیترکا لاہور میں لکھا ہے کہ اخبار پایونیر میں یہ لکھا ہوا کر سبھوں کو حیرت کے ساتھ پسند ہوگا کہ [illegible] انٹرنیشنل کانگرس (یعنی کمیٹی حفظان صحت) نے جو رزولیوشن جلانے کے متعلق پاس کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ مغربی ہیلتھ اور حفظان صحت کمیٹی کی کوششیں آخرکار اپنا اثر کرنے لگی ہیں اور وہاں عام لوگوں میں یہ خیال پھیلتا جاتا ہے جہاں مدتوں سے تعصب نے سلطنت جاری رکھی تھی یہ بات سچ ہے کہ اس کانگرس نے صرف ایسے آدمیوں کے جلانے کو جایز رکھا جو کہ وبائی بیماری سے مریں مگر یہ دلیل انکے مذہبی خیالات کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ کیونکہ جو شخص جو کہ وبائی بیماری سے مرا ہے اُس کی آیندہ حالت ویسی ہے جیسے کہ اُسکی جو کہ وبائی بیماری سے نہ مرا ہو۔ یہ بات سچ ہے کہ یہ خیال کہ تمام کو بین دفن کرنے چاہئیں۔ بہت ہی واہیات ہے۔ علم۔ عقل و سائنس جس کا زمانہ مقابل ہے ایسے تعصب اور بغیر مطلب کے رسم کے اوپر آخرکار فتح پاوے گا

خواہ یہ ایک ایسی مقدس کتاب کی مدد اپنے اوپر رکھتے ہوں یہ بات یعنے جھوٹ سے درستی کی طرف متوجہ ہونا ایک دلیرانہ کام مگر سچائی کے برخلاف جانا کوئی بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے"۔ (آریہ پیترکا لاہور ۱۵ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۲)۔

وکٹوریا پیپر روزانہ اخبار سیالکوٹ لکھتا ہے کہ "برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن مُردوں کے جلانے کے مسئلہ کی تائید کر رہی ہے"۔ (۱۔ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)

ست دھرم پرچارک ہفتہ وار اخبار شہر جالندھر لکھتا ہے کہ "میڈیکل کانگرس نے جو اس سال ولایت (انگلینڈ) میں زیر پرستی پرنس آف ویلز ولیعہد انگلستان جمع ہوئی تھی اور جس میں دو ہزار تین سو بڑے بڑے لایق ماہران ہر فن یورپ امریکہ۔ جاپان۔ ایران۔ مصر اور ہندوستان وغیرہ سے شریک ہوئے تھے پاس کردیا ہے کہ مردوں کو جلانا بسبب دبانے کے بہت اچھا ہے۔ اور کہ وبائی بیماریوں سے مرنے والوں کو ضرور جلانا چاہیئے"۔ (ست دھرم پرچارک ۲۹ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۰)

وکٹوریہ پیپر لکھتا ہے "پیرس میں مردہ جلانے کی رسم ترقی پکڑتی جاتی ہے۔"

دوست ہند بصیرہ۔ ضلع شاہ پور لکھتا ہے کہ "فرانس اور امریکہ میں مُردوں کا جلانا بسرعت رواج پکڑتا جاتا ہے۔ انگلستان میں سب بڑے مقامات میں مردے جلانیکو مرگھٹ بن رہے ہیں"۔ (۱۹ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

قیصر الاخبار کرنال لکھتا ہے کہ "فرانس و امریکہ میں مُردوں کا جلانا۔ دبانے کی نسبت بہتر سمجھا گیا ہے روز بروز اس کی ترقی پائی جاتی ہے۔ انگلستان میں مُردوں کے جلانے کے لئے مرگھٹ طیار کر رہے ہیں"۔ (۱۹ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر لکھتا ہے کہ "مردہ جلانے کی رسم فرانس میں ترقی پر ہے۔ سال گذشتہ میں تین ہزار چار سو اکتالیس مُردے فرانس میں جلائے گئے۔ (جلد ۴ نمبر ۶ صفحہ ۷ کالم ۱ مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۹۲ء)

مقام نیویارک امریکہ سے ہنری ایس کرنیل الکاٹ صاحب پریزیڈنٹ تھیوسافیکل سوسائٹی اپنی چٹھی نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۸ء میں لکھتے ہیں کہ "ابھی اٹھارہ مہینے گذرے اس بڑے شہر میں جس میں دس لاکھ سے زیادہ عیسائی آبادی ہے ہم نے ایک کو اپنی جماعت میں سے ساتھ اُن رسومات گنواری کے دفن کیا اور علامات آگ و روشنی اور پرانی کنچلی جو کہ سانپ کی ساتھ لے گئے تھے معہ اور علامات کے استعمال کیا چھ مہینے کے بعد ہم نے لاش کو اُس چند روزہ آرام کی جگہ سے نکال کر اُس کو بموجب رسومات بزرگان اپنی نسل آریاؤں کے جلاکر خاک کر دیا"۔ (دیکھو صفحہ ۴ مطبوعہ جوالا پرکاش میرٹھ)۔

یورپ میں مردہ جلانے کی رسم

پہلے یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ یورپ میں مُردہ جلانے کی رسم دن بدن ترقی پر ہے۔ حال میں خبر آئی ہے کہ میلان میں مُردوں کے جلانے کے واسطے عام چندہ سے ایک مرگھٹ بنوایا گیا۔ پوپ آف روم نے بہت مخالفت کی اور کہا جلانے سے مُردہ دوزخ جائیگا۔ لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہ رائے صحیح نہ ٹھہری اور سبھوں نے اس رائے کو نامنظور کیا اور بہت سے حامیان دین کی لاشیں جلائی گئیں۔ یورپ میں یہ خیال اب عام ہوتا جاتا ہے کہ وبائی امراض کے انسداد کا بڑا ذریعہ مُردوں کا جلانا ہی ہے"۔

(تاج الاخبار راولپنڈی ۹ جولائی ۱۸۹۲ء)۔

مردوں کے جلانے کی رسم

شہر برلن (دار السلطنت پرشیا) میں ایک انٹرنیشنل کانفرس پچھلے مہینے میں ہوئی کہ دریافت کرے کہ کون ذریعہ لاش کے دور کرنے کا سب سے عمدہ ہے کانفرس نے اتفاق رائے سے قرار دیا کہ جلانے

کی رسم بہت اچھی ہے چنانچہ ایک ریزولیوشن بعد مباحثہ کے پاس ہوا کہ تمام یورپین سلطنتوں سے درخواست کی جاوے کہ وہ اس طریقہ کی عمدگی کو قبول کریں اور اپنے یہاں بھی یہ رسم جاری کریں"۔ (رسالہ آریہ درپن۔ ماہواری۔ شاہجہان پور۔ جلد ۱۰ نمبر ۴ صفحہ ۸۱۔ ماہ اپریل ۱۸۹۱ء)۔

مردہ جلانے کی رسم

"برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن انگلستان نے تجویز کی ہے کہ آیندہ دفن کرنے کا رواج اٹھا دیا جاوے اور مردہ جلانے کا رواج ہونا چاہئے یہ ایک بہت بڑی مجلس میں کہا گیا اور کو یہ میٹنگ ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ دفن کرنے سے آب وہوا خراب ہو جاتی ہے اور صدہا بیماریاں خاص اس وجہ سے پھیلتی ہیں وبا وغیرہ کا باعث بھی یہی بتلایا جاتا ہے غرض اس خیال کو ترقی ہے کہ مردے جلایا جایا کریں"۔ اس پر اسلامی اخبار آزاد لکھتا ہے "ہمیں اس بات سے سخت اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس رواج پر انگلستان میں زیادہ زور دیا تو ممکن ہے کہ اس کا اثر رفتہ رفتہ ہندوستان پر بھی پہنچے۔ مسلمانوں کا قانون شریعت انہیں صرف دفن کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے یہ ایک مذہبی رسم اور مذہبی حکم ہے ہم اس رسم کے بالکل مخالف ہیں اور ایسے امور جو اسلام کو اپنی مذہبی رسم کا زیادہ تر خیال ہوگا وہ ہرگز اس کو روا نہیں رکھ سکتا۔ جو طریقہ اس کے مذہب نے بتا دیا ہے وہی مناسب ہے اگر خدانخواستہ اس رواج کا کوئی اثر ہندوستان پر بھی پڑا اس وقت گویا گورنمنٹ ہندوستان کے ایک بڑے مذہبی مسئلہ میں دست اندازی کریگی جو شاید مسلمانوں کو بہت ہی برانگیختہ کرنے والی ہے"۔

اس پر ایڈیٹر آریہ سماچار نے نوٹ دیا ہے "یہ قبل از وقت واویلا ہے گورنمنٹ کیوں اس معاملہ میں دست اندازی کریگی۔ جیسے تعلیم نے اہل یورپ کی آنکھیں کھولیں اور اس مسئلہ کو مفید سمجھ کر اپنے یہاں رواج دیا حسب مسلمانوں میں علم کی ترقی ہوگی اور وہ دفن کی رسم کو مضر سمجھیں گے تو اس میں مذہب کی زبردستی چلے گی۔ سو سیانے ایک مت"۔ (آریہ سماچار ماہواری میرٹھ ماہ اگست ۱۸۹۲ء جلد ۱۳ نمبر ۷ صفحہ ۲۰۳)۔

ایک اور مسلمانی اخبار لکھتا ہے "گذشتہ سال میں فرانس میں تین ہزار مردے جلائے گئے۔ اور اٹلی میں مردے جلانے کی بھٹیاں بیس کے قریب ہیں"۔ (رفیق ہند اخبار لاہور ۴ جولائی ۱۸۹۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)۔

نجابت سدھار میں لکھا ہے "امریکہ میں مردوں کے جلانے کی رسم روزافزوں ترقی پر ہے"۔ (۱۷ ستمبر ۱۸۹۲ء جلد ۴ نمبر ۳۲)۔

اخبار عام۔ "برٹش ڈاکٹروں نے رائے دی جو ہیضے سے مریں اُنکی لاش جلائی جاویں"۔ (اخبار عام ۱۲ ستمبر ۱۸۹۲ء)۔

اخبار عام "ڈاکٹر بیلو صاحب سابق کمشنر حفظان صحت پنجاب مر گئے اُنکا جسم مردہ جلایا گیا"۔ (۱۲ ستمبر ۱۸۹۲ء)۔

کریمیشن یعنے مردہ جلانا۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ہوا ہماری زندگی کے لئے کتنی بڑی ضروری ہے بغیر ہوا کے کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پیدائش سے موت تک ہم ہر ایک لحظہ ہوا ہی سے دم لیتے ہیں۔ ہماری تندرستی زیادہ تر اُس ہوا کی پاکیزگی اور صفا پر جس سے کہ ہم سانس لیا کرتے ہیں منحصر ہے۔ وہ لوگ جو خراب ہوا سے دم لیتے ہیں جیسا کہ گنجان آبادیوں کے لوگ ایسے تندرست نہیں ہوتے جیسا کہ وہ لوگ جو کھلے میدان میں رہتے ہیں جہاں بہت سے درخت لگے ہوتے ہیں اور اُنکے اردگرد سبزی کے کھیت ہوتے ہیں۔ اُس بُری ہوا کی تاثیر جس سے ہم بڑے آلودہ یا بیماری والی جگہ میں دم لیا کرتے ہیں۔ سردرد۔ زکام پیدا کرتی ہے یا کئی دن تک صحت میں فرق آتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ہمیں بُرا ہوا مادہ پھینکا جاتا ہے ہوا کی ہوا اُس کے اخراجات سے کثیف ہو جاتی ہے اگر تم کسی بوچڑ یا مچھلی بیچنے والے کی دوکان سے یا کسی ذبح خانہ کے پاس سے گزرو یا کسی مالی پھول بیچنے والے اور گلستان کے قریب سے نکلو تو تم فوراً ان دونوں جگہوں کی ہواؤں کا فرق معلوم کر لوگے بعض جگہوں میں زہریلی ہوا میں ایسا پھیلا ہوتا ہے کہ قوت شامہ کو اُس کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ قوت شامہ کا عصب بھی ایسی ہوا کے متصل ہونے سے ہمیشہ کند ہو جایا کرتا ہے لیکن جسمانی ساخت پر آخر میں اُس کا بھاری اثر پڑتا ہے۔ تندرستی کے محفوظ و قایم رکھنے کے لئے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہوا کے خراب اور بدرست کرنے والے اسباب کو کم کیا جاوے اُن اسباب میں سے جو ہوا کو بگاڑتے ہیں ایک سبب لاشوں کا دفن کرنا ہے۔ جو کہ چند دنوں میں بوسیدہ اور سڑ کر زہردار گیس نکالتی ہیں یہ گیس پہلے زمین میں سرایت کرتا اور پھر قبروں سے باہر نکلتا۔ اور ادھر اُدھر اڑ کر آس پاس کی ہوا کو کثیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے حالات سنے گئے ہیں کہ جن میں نکالنے قبروں کے کھلنے سے کوئی بیماری تپ یا ہیضہ پھیل گیا بہت سے لوگوں نے قبر کے نزدیک ایک روشنی دیکھی ہے جو کہ سوائے فاسفورس کے اور کچھ نہیں ہوتی اور یہ فاسفورس لاشوں کے سڑنے سے قبروں میں سے نکلتا ہے۔ لہٰذا یہ ہوا کی کثافت کا سبب آسانی سے کریمیشن جلانے سے دور کیا جا سکتا ہے جس سے فوراً لاش کی بے ضرر راکھ ہو جاتی ہے۔ اور لاش نہیں سڑتی ہوا کو پاک اور صاف رکھنے کی غرض سے جانوروں کے طبابت کے محکمہ نے مردہ گھوڑوں کی لاشوں کا جلانا اختیار کیا ہے۔ طریقہ لاشوں کے ٹھکانے لگانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ذیل کے اقتباس سے جو کہ ایک مشہور تصنیف سے لیا گیا ہے صاف ظاہر ہوگا یہ تجویز ہے کہ مردہ جلانے کی طرف رغبت دلائی جاوے اور اس کا باقاعدہ عمل اور انتظام کیا جاوے۔ ایک قانونی فیصلہ ۱۸۸۴ء میں ہوا تھا کہ مردہ کو جلانا جائز ہے جلانا کسی طرح نہیں روکا جا سکتا ہے سوا اس کے کہ اس طریق پر کیا جاوے۔ کہ اس کا عمل عام کے لئے مضر ہو (ہوم سکرٹری کے کنٹرول میں ازروئے اُن قواعد کے جو وہ مقرر کرے جلانے کے لئے مقرر کئے جاویں۔ ایک قسم کا سرٹیفکیٹ جو موت کا سبب ظاہر کرے جلانے سے پیشتر پیش کیا جاوے اور کسی افسر سے لاش کو بلا روک ٹوک دیکھا یا جاوے اس تجویز کے جاری کرنے کے لئے دلائل ذیل سے تائید کی گئی ہے۔

(۱) الف زندوں کا خیال مردوں سے زیادہ مناسب ہے اور دفن کرنیکا موجودہ قاعدہ انسانی زندگی کے لئے مضر ہے کیونکہ قبرستان بہت بڑھتے جاتے ہیں اور ان میں اور اُن کے حوالی میں مضر مادے اور گیس سرایت کرتے جاتے ہیں۔

(۲) قبرستانوں کے بننے سے خطرہ بہت ہے اور زیادہ آباد مقاموں میں دقتیں بڑھتی جاتی ہیں۔

(ب) بہت سے قبرستان جو آبادی کے حدود سے باہر تھے اب وہ گھروں سے گھرے ہوئے ہیں۔

(۳) دفنانے کا کوئی طریقہ اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ وہ جسم کے اجزا کی

علتی کی گروہ کے کیسی طرح دفنائیں علامات ایک ہی ہے لیکن جلا جا ہوا کا نقیہ ہے اور معمولی دفن کرنا اجسام کا سڑانا ہے یا یوں کہو کہ ایک جلد جلانے والی آگ کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ بوسیدگی ہے +

(۴)۔ اگرچہ دولتمند آدمی اچھی طرح دفنائے جاسکتے ہیں مگر غریب آدمیوں کی قبریں (آباد مقامات میں) صرف گندگی کے گڑھے ہیں۔ غریب جلد سڑنے والے کفن میں دفنائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ مشکل سے ہونے بلکہ ورثے میں ہوا کرتے ہیں اور بہت ہی کم مٹی میں ڈھکے جاتے ہیں اور حدت ہونے سے پہلے ہی کھودے جاتے ہیں +

(۵) الف۔ اگر ٹھیک قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے تو جلانا کسی طرح عزواجب سہیں بدن کے جل کر سفید بلور جیسے ٹکڑے ہو جاویں گے جو نقصان دہ نہیں اور مدت تک رکھے جا سکتے ہیں +

(ب)۔ کریمشن کمال شائستگی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اس سے مذہبی عائد میں کوئی فرق نہیں آسکتا معمولی رسمیات بھی اس موقعہ پر ادا ہو سکتے ہیں +

(ج)۔ اس سے عام لوگوں کے حالات پر کوئی صدمہ نہ پہنچے گا۔ اگر پہلے ہی پہل عوام کے چھوٹے اور تنگ حالات پر اگر کچھ برا اثر ہوگا تو وہ دور ہو جائیگا اور جلانے کے فواید جلد تسلیم کرلئے جاویں گے +

(د)۔ موجودہ جلانے والے آتشکدوں سے فائدہ اٹھانے کے راہ میں بہت سی دقتیں ڈالی گئیں ہیں اور جو رغبت باقاعدہ طریقہ اور معقول حوصلہ افزائی سے ہوتی ہے اسکا اندازہ اس تھوڑے سے استعمال سے جو آج کل ہو رہا ہے نہیں ہو سکتا

(۶)۔ ایک کنبہ کے قبرستان اور گاؤں کے گرجا گھر کا لوگوں کو بہت انس ہے مگر یہ انس وہاں نہیں رہتا جبکہ مردہ کو کسی بعید قبرستان یا احسوں میں سے جا کر دفن کرتے ہیں جہاں نہ کوئی اسکا نگران ہے اور نہ کوئی قبر کی تعظیم کرنیوالا ہے۔

(۷)۔ الف۔ اس تحریر کی پسندیدگی کا سب کو اعتبار ہے نہ ضرورت نہیں کہ کوئی آدمی اپنے یا اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے خلاف جلا دیں۔ اور اس میں نہایت خود غرضی پائی جاتی ہے کہ جو لوگ خود یا اپنے رشتہ داروں کو جلانا چاہتے ہیں انہیں اس گذارش سے انکار کیا جاوے جو معقول اور مناسب ہے۔

(ب)۔ مراد یہ ہے کہ کریمیشن کو قواعد میں لایا جاوے اسکو ترقی ہو اور اشاعت دی جائے۔ جلانیکی نسبت کوئی قاعدہ بھی ہونا چاہئے۔ ورنہ یہ روکا جائے فی الحال اس کی اجازت تو ہے مگر اس کے قوانین نہیں +

(۸) الف۔ زہر خورانی یا دھوکہ سے قتل کرنے کے جرم کو کریمشن کے جائز کرنے سے ترقی نہیں ہوگی۔ برخلاف اسکے جو سخت قواعد تجویز کئے گئے ہیں انسے یہ معاشرہ کو معلوم ہوگی کہ وہ اسی طرح ہوئے آدمیوں کے جسموں کو نہ جلانے پاوینگے۔ کیونکہ بوجہ سرٹیفکٹ لازمی ہونے کے اور نیز مداخلت معائنہ کی وجہ سے زہر خورانی یا مارپیٹ کے راز کھل جاوینگے۔

(ب)۔ فی الحال دفنانے کے متعلق قوانین ایسے ناقص ہیں کہ تیس ہزار آدمی جا کر بچے ہر سال بغیر ڈاکٹر کے سرٹیفکٹ یا کسی قسم کے سارٹیفکٹ کے دفنائے جاتے ہیں اور اس طرح زہر خورانی اور دفنانے سے قتل کو جرأت ہوتی ہے۔

(ج)۔ مشتبہ جلائے نہیں جاتے ہیں اگر مناسب معلوم ہو تو تشخیص و چھان کے لئے انتڑیوں کے رکھے جانے میں آسانی ہوگی +

(د)۔ نباتاتی اور حیوانی زہروں کا دریافت کرنا تمام حالتوں میں بہت مشکل ہے اور معدنی زہروں کا امتیاز آسانی سے ہوگا۔

(ہ)۔ سنکھیا کو کسی قدر آگ میں کم ہو جاتا ہے تو بھی تحقیق اجزا اور تشخیص کیمیائی کے لئے اس کا کافی مادہ باقی رہ جاتا ہے۔

(و)۔ بوسیدہ یا سڑا جسم خود بعض زہروں کو پیدا کرتا ہے اور بہت سے زہروں پر بھی اپنا کیمیائی اثر ڈالتا ہے کیونکہ موت کے تھوڑی دیر بعد ہی اس اصلی زہر کا جو باعث ہوا علم فزیالوجی سے کم حقہ دریافت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۹)۔ آج کل جسم بہت کم قبروں سے کھود کر نکالے جاتے ہیں +

(۱۰)۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات مردہ جلانے سے تشخیص میں دقت اور رد ہوکا ہو کر یہ نتیجہ اکثر موجودہ انتظام کی وجہ سے عاید ہوتا ہے (مارننگ آف ہیلتھ فروری ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۰)

سارے ناظرین ایک ضروری اور مفید مسئلہ غور کرنیکے واسطے ہم آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں علم اور عقل دونوں اس کے ساتھی ہیں تمام فاضل اور محقق ڈاکٹر اور حکیم اس کے مددگار ہیں مہذب دنیا اس کے ماننے کے واسطے طیاری کر رہی ہے مگر ہمارے ملکی بھائی ابھی تک غافل ہیں خدا کرے کہ یہ بھی اس مفید اصول کی مقبولیت میں جلد کوشش کر کے صحت اور تندرستی پھیلانے کے حامی ہوں۔

راقم آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

پتت اُدھارن

(آریہ) ہندو لوگ کیوں مسلمان ہوگئے؟ ویدوں کا سیدھا دھرم اور سانسکرتی کی تو مریادا جسکے واسطے اب تک بھی مخالف و موافق اُنکی پاکیزگی کے گیت گا رہے ہیں اگر آج تک دنیا میں ہی رہتی یا اسکو لوگ آچار و بیوہار کرتے رہتے تو یقین غالب تھا کہ کوئی ادھرم اور جبر سے نہ نکلا یا اور نہ کوئی بیاہ میں بیہانہ ہوا۔ ویدک زمانہ کے لاکھوں واقعات میں سے ایک راجہ رامچندر جی کا واقعہ ہے جسکو فقرہ فقرہ سے ست دھرم کی روشنی جھلکتی ہے اور قدم قدم پر صداقت کی بو آتی ہے۔ تمام لچھمن شترگھن بھرت کی دلی محبت سے کون آگاہ نہیں جو اپنے برادرانہ کے معاملہ میں وہ راج کو ناچیز و حقیر جانتے تھے۔ رامچندر کی کھڑاؤں کو بھرت کا تخت شاہی پر رکھکر رامچندر جی کا دھیان کرنا اور ہم اس کا ایسا کرنا کیا دنیا میں عدیم المثال نہیں اور اسی طرح رامچندر جی کا بن باس سے واپس آکر بھی کیکئی کے محل میں نمسکار کے واسطے جانا کیا کوئی دنیا میں نظیر رکھتا ہے وہی آریہ دھرم یا ویدک دھرم کا زمانہ تھا اور اس کے بعد بھی مدت تک رہا اور آخر کار دوسری بار مہابھارت کا سمہ آیا۔ پانڈوں کے عارضاً عطا کردہ راج پر دریودھن کا قبضہ ہوا جنگ عظیم کی نوبت پہنچی تب کرشن جی خود مدد لب سمجھانے کو واسطے گئے اور صرف یہ کہا کہ کم از کم پانچ گاؤں پانڈوں کو دے دیں۔ سمجھوتہ کے واسطے کم از کم پانچ گاؤں پانی پت۔ سونی پت۔ باغپت۔ تل پت۔ اندر پت دیدی جاویں تو سب فساد ختم ہو۔ دریودھن نے کہا सूच्यग्रं नैव दास्यामि विना युद्धेन केशव یعنی اے کرشن تم تو پانچ گاؤں مانگتے ہو میں انکو سوئی کے اگلے سرے برابر زمین بھی بغیر جنگ نہ دونگا زمانہ کے اس عجیب بدل کو دیکھکر کون ہو جسے شک ہو گا کہ دھرم کی بیوستھا دیوی کی دیوی قایم رہیگی اتنا بڑا بھاری قتل عام بہت اس دل کو خوش کرتا ہے۔ حفاظت کے پیدا ہونے کی حالت روز بروز ردی ہونے لگی عیاشی کو پھیلے

ملہ پہلے ہوم سکرٹری صاحب لائڈ کراس نے اپنی ایک تقریر میں ۲۳ اپریل ۱۸۸۳ء میں ہوئی تھی اقرار کیا تھا کہ سب سے بہتر طریق یہی تھا تو پہلے درکنگ ہام کے آتشکدوں میں کریمیشن ہوئے کی کونسل قاعدہ طور پر کی تھی۔

کے سبب راجاؤں اور راج دہرم کی جو سبھا نہایت خراب ہو گئی اور یہ بھار جاتا رہا پرجا کا ہو نا ضروری ہوا۔ یہی وجہ ہوئی کہ اُنکے بُرے آچرنوں کا اثر راجاؤں کی ذات تک محدود نہ رہ کر راج گورو یعنی پروہتوں نے سب سے پہلے اس میں حصہ لیا اور تمام ساسر کی ایجاد ہوئی اور بام مارگ مت سب گھڑا القول سمجھے۔ کفر گیرد کاملے شود۔ تمام برہمن راج پروہتوں کی آدتیں ہوتی ہیں۔ یہی بڑی بھاری خرابی تھی کہ وہ الحجیو معذور خاموش ہو۔ باقی ساتھ سرکے نہ تھے اور جو خاموش رہے انہوں نے بام مارگ کی پیروی مارگ خلاف۔ لوپتی مارگ نام رکھ ساتن دہرم کو بیت ہونے سے بچایا اور بکھیار کے گرنتھ میں یہ گرنے دیا۔ بام مارگ کے اپنے جاری ہونے دہرم سے آگیا جس نے ویدک دہرم کو سخت صدمہ پہنچایا اور سنسکرت ودیا کو کس مپرسی کے عالم میں ڈالکر پراکرت بھاشا ایجاد کی۔ ناستک مت کا پرچار ور ویدک مت کا سنگھار ہونے لگا۔ کہ اسی عرصہ میں دو سرمرد فاضل علم کے میدان میں نکلے اور ناستک مت کا حصہ اکھیڑا گیا پہلے کا نام کمارل بھٹ یا بھٹا چارج تھا جس نے بام مارگ کا ناس کیا اور دوسرے کا مبارک نام سوامی شنکر آچاریہ تھا جس نے ناستکتا کی درخت بربریت دامن کو اکھاڑ رکھا اور اسکو آریہ ورت کی مقدس بھومی یعنی جہر سیوں کی سرزمین سے جڑ پیڑ سے کاٹکر سمندر میں گرادیا پھر ویدک دہرم کا پرچار اور شاستروکت سنسکار ہونے لگے۔ لاکھوں ست سند ناستک پھر گنگا اور گوداوری کنارے پگیوپویت پہنا شدھ کئے گئے اور نئے سرے سے ان میں رس سو ستھا گن کرم انوسار قایم کی اسوقت شدھی کا طرز سرل تھا کہ بہت ملک غیرہ جیلی موجب حکم سوامی کے ایک دن میں پرائشچت کرا۔ گایتری سکھلا پگیوپویت پہنا کر سبھا میں لاکر شدھ کر دیتے تھے اس سے زیادہ کوئی برا نہ سمجھتا تھا شنکر سوامی کے کئی صدی بعد راماپج آچاریہ ہوئے یہی ماتھا کہ جن میں محمدی کا عرب میں ظہور ہوا۔ اور جس عرصہ کے بعد لوٹ مار کی نیت سے بد خواہ اور ملک ہند پر حملے شروع ہوئے یعنی ۲۳ ہجری میں ابوالعاص عامل یمن نے تھانہ متصل بمبئی پر حملہ کیا پھر ۴۴ ہجری میں مہلا ابن ابی صفرہ نے کہ کابل ملتان تک آیا پھر ۹۳ ہجری محمد بن قاسم عامل حجاج نے سندھ پر یورش کی اور پھر ۳۹۱ ہجری سے ۴۱۶ ہجری تک محمود غزنوی کے سترہ حملے اور اسی طرح محمد غوری شمس الدین التمش علاؤ الدین خلجی۔ قطب الدین۔ سلطان محمد تغلق۔ فیروز شاہ اور ۷۹۸ ہجری میں تیمور شاہ کی حملہ سے ۱۱۷۵ ہجری تک جسکہ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ درانی کا آخری حملہ ہوا۔

جس ظلم و ستم سے ظالم لٹیروں نے ہندو مظلوموں کے ساتھ سلوک کئے اور جسقدر سرحی دھاکا دی سے ان بیچاروں کی گردنوں پر تلواریں چلائیں اور بیچر متیاں کیں اُنکے حالات مطالعہ کر لینے سے دل کانپتا اور کلیجہ تھر تھراتا ہے (مفصل مجموعہ رسالہ جہاد) ایسی صورت میں ہزاروں میں سے ایک بھی مشکل نکل سکتا ہے۔ جو بجبر بالفعل و بیچر متی کر دیں اسلام کو قبول نہ کرے اور دہرم پر قائم رہے۔ آفت پر آفت یعنی آپتی پر آپتی پڑنے سے جو ثابت قدم رہ سکے جب تلوار کے دھنی راجپوتوں نے مقابلہ کی طاقت نہ پائی ہونیکے بزدلی کی پناہ لے کلنگ کا ٹیکا لگوا بیٹیاں دینا قبول کر لیں۔ جب نابا جیسے بہادر ہونکے پیچھے مسلمان بچ گئے اور اسی طرح ہزاروں راجپوت محض کسی غرض سے بخوف تلوار یا بیچر متی کے مسلمان بننے پر راضی ہو گئے اور کولا دیوی اور ڈیول دیوی اور جودہا بائی جیسی بغیر حرم سرا بنیں شاہی میں داخل کیگئیں جب جیپا اور علیا جیسی تعداد میں اونچوں سے یاؤں سے بے عصمت کی گئیں اور عام لوگوں کی کیا گنتی ہر ایک اچھوت کے منہ لگانا پڑا۔ اسکا مہاراج سیوا جی جیسا دل نہیں اور نہ ہر ایک گھر میں حقیقت رائے جیسا استقلال ہے اور جبکہ ہر ایک برہمن میں اُن میں پریوں جیسا بھی صحیح نہیں ہے جنہیں فیروز شاہ۔ سکندر لودھی۔ اورنگ زیب جیسے متعصب مسلمان بادشاہ کے سامنے زندہ آگ میں جلایا تھا اور نہ ہر ایک شنکر ہنسی بیٹیوں جیسے سب جینیوں تھا سب ہے تو پھر تلوار اور بیچر متی اور اسلام کے مقابلہ میں ٹھہر ناکتنا مشکل ہے ذرا ایک منٹ کے واسطے دل تھام کر سوچئے کہ آپ میں کتنے ایسے بہادر

ہیں جو اگر اُن کے سر پر تلوار اور ہاتھ میں قرآن رکھا جاوے تو تلوار کو قبول کریں اور قرآن کو انکار
کریں۔ ایسی آفتوں کے پڑنے سے جو برابر (۶۳۶ ہجری سے ۱۷۶۱ء تک) ۱۱۳۱ سال ہندو پر پڑتی رہیں اور جنکا مقابلہ عام کے واسطے مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ لاکھوں برہمن کھتری راجپوت۔ ویش۔ سودر تمام ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں جبراً و قہراً زور شمشیر مسلمان بنائے گئے۔ یہ پہلا سبب ہے جس سے ہندو مسلمان بنائے گئے۔

اس زمانہ کے ہونے سے ویدک تعلیم بالکل گم ہو گئی تھی سنسکرت کا پرچار چھوٹ گیا تھا پھر بتلائے کہ کون مقدس ویدوں کو پڑھتا۔ یا کون ویدوں کا مطالعہ کرتا اور کون انہیں پڑھکر عقاید اسلام سے مقابلہ کرتا۔ ایسی نے اسی کی حد ہے یعنی سکندر لودی کے زمانہ میں ہندوؤں نے فارسی تعلیم شروع کی۔ ہندو دہرم سے ناواقفیت اور عدم تعلیم اور ساتھ ہی اگر کوئی سمجھانے والا ہے تو وہ مارا جاوے۔ ان وجوہات پر غور کرنے سے صاف ظاہر تھا کہ فارسی کی مذہبی تعلیم ایسا کیا رنگ لائیگی چنانچہ اس سبب سے بھی بہت آسانی سے مبتلا ہو کر نادان مرد و زن اپنی آپتی میں مبتلا ہو کر بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے جنکا ذرا بھی قصور نہیں اور جو ظاہر طور پر مسلمان نہ ہوئے وہ دل ہی دل میں محمدی مذہب کے قائل رہے اور جیوں کو مانیں۔ جو چند پشتوں کے بعد عامہ مسلمان ہو گئے یہ دوسرا سبب ہے۔

ادھر معصوم اور بیگناہ لڑکیاں ہندوؤں کی جبراً پکڑی جاتی تھیں۔ ادھر طوائفوں کے طایفے مجرا سب۔ نوجوانوں کے سکار کے واسطے دانہ و دام بچھائے ہوئے تھے جو بھند دام میں پھنساں۔ ہائے افسوس جگ ساتھ جیسے پنڈت بھی پھنس گئے تو عوام ان ٹرھ شودروں ناجاہلوں کا کیا کہنا وہ تو پہلے سے ہی مورکھ ہیں کیکے مسلمان ہونے میں کیا دیر تھی۔ مرغ دل کسی نہ پھنسے دانہ بھی ہو دام بھی ہو اور جسکہ وہ ابھی ابھی قرآن پڑھی ہو نمازیں پڑھنے والی اور رمضان کے روزے رکھنے والی ایماندار مومنہ تمام ہو تو کیا ردیہ مسجدوں پر صرف کرنیوالی اور محرم میں شربت کی سبیلیں لگانیوالی صلوٰۃ اور صوم روزہ ہوں تو انہیں ہندو لڑکے مبتلا کرنے میں کیا دیر لگ سکتی ہے اسی سبب سے دو کروڑ سے زیادہ ہندو مسلمان طوائفوں کی کالی ناگنیوں نے ڈس لئے اور وہ اس طرح کا اثر ہو کر مست ہو گئے یہ تیسرا سبب ہے جس سے ہندو مسلمان بنے۔

مسلمانی ملکوں کے جاری ہونے سے ہزاروں ہندو خاص علم مولویوں کی شرارت اور ہکاوٹ میں آکر پھسل گئے اور یہ تو سب پر ظاہر ہے کہ اُستاد کا شاگرد پر کتنا رعب و داب ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں تمام ہندو علم سے مستفید ہیں یہ چوتھا سبب ہے۔

بیوہ ہو جانے کی حالت میں ہندو عورت کے واسطے پوراؤں نے دو ہی علاج لکھے ہیں یا ستی ہو جانا یا تمام عمر رانڈ بنکر بیٹھے رہنا۔ ایسی تعلیم کے مطابق لاکھوں ستی ہو گئیں (دیکھو تواریخ ہندوستان) مگر جو کرو ڑوں ستی ہوئیں بچ گئیں اُنکی جانب پر غور کرنے سے اولاد نہونیکی صورت میں ہو کی کا زمانہ کتنا کٹھن ہے اور کیسا دشوار گذار سہار کرنا پڑتا ہے۔ جوانی مستانی اور جوانی دیوانی کی حالت مست ہاتھی کے برابر ہے۔ اسکا ٹھیک روکنا سراسر دیوانہ پن ہے ہزاروں نیک بخت اور پاکدامن بیوہ کے سوا اور لاکھوں سے یہ مشکل نہ سہاری گئی کیونکہ مکان سہارا در حقیقت مشکل ہے وہ مسلمان کٹنیوں کی بہکاوٹ سے بیوہ ہوئیں جن کا ذرا بھی قصور نہیں اگر قصور تو خود ہندو سماج میں شادی کرنیوالوں کا یا بیوہ دیکھنے والوں کا ہے کا سی ناقد کا شتہ بیوہ پیدا ہو نیکے اور اس کو پیرا کیا پھر بیاہ بعد کرنیوالوں کا کیونکہ پراشر جی مہاراج نے جنہیں سناتن ہندو مانتے ہیں ایسی سمرتی میں اس طرح لکھا ہے

न टेमृते प्रव्रजिते क्लीवे च पतितेप
तौ पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते ॥

یعنی بیاہ والا مر جاوے یا گم ہو جاوے سادھو ہو جاوے نامرد ہو جاوے مسلمان۔ یعنی غیر دہرم میں جاکر یا کسی اور طرح سے پتت ہو جاوے۔ ایسی حالت میں عورت کو چاہئے کہ دوسرا خاوند

کرسے اور ماسو جی کا بھی یہی قول ہے۔ اگر اس پر عمل ہوتا رہتا تو ابھی تک مسلمانوں کی ترقی نہ ہوتی اور غالباً دو کروڑ سے زیادہ نہ بڑھتے اور ایسا ہی ہوا ہے کہ جوان ہندو جو کسی بیوہ سے (بسبب نہ ملنے کنوارا رہنے یا ساری عمر رنڈوا رہنے کے) شادی کرنا چاہتا اور ہندو اسے برادری سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو وہ معہ بیوہ کے مسلمان ہو جاتا ہے تاکہ طعن و تشنیع سے بچ رہیں یہ پانچواں سبب ہے۔ جس طرح بدھ مذہب کے پھیلنے سے باوجود بدھ کے ناستک اور وید نندک ہو سکنے بھی پرانوں کے مصنفوں نے بدھ کو اوتار مان لیا۔ اسی طرح باوجود ہندوؤں کے قتل کرنے اور ان کی بے حرمتی کرنے کے بھی کروڑوں جاہل ہندو مرد و عورات نے مسلمان پیروں فقیروں کی خانقاہوں سے اولاد ہندو مرادیں مانگنی شروع کیں اور خورد سالی کی شادی اور برہمچریہ نہ بگاڑنے کے سبب عموماً نامردی نے منہ دکھلایا قبروں سے بیٹے مانگنے لگے اور یہ ظاہر ہے کہ فقیروں کے عطا کردہ یا مسلمان پیروں کے عطا کردہ بیٹے ہندو نہیں رہ سکتے ایک دو پشت کے بعد ضرور مسلمان ہو جاتے ہیں۔

درست پرستی کا نتیجہ یہ ہونا بھی تھا۔ کیونکہ قبر پرستی اور مردہ پرستی بت پرستی کی دوسری صورت ہے۔ بت پرستی سے مانوس ہندوؤں نے جب دیکھا کہ قبر پرست مسلمان ہم کو ہر دو شٹ ہیں تو جا جا کر سید کے سب قبروں پر مرادیں مانگنے لگے۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں قبر پرستی شروع ہوئی ... ہر ایک پیر کے مرنے کے بعد بھی انکے پیروؤں میں بت پرستی و گور پرستی کے مقابلہ میں روضے صاحب۔ پاٹھی صاحب۔ پیر جی صاحب۔ سہرہ صاحب۔ ... صاحب۔ ... صاحب۔ بال صاحب۔ ٹاٹ صاحب۔ قول صاحب۔ بچہ صاحب۔ بابا کی پیر چوہا صاحب قائم کئے گئے۔ پیروں کی پیروی نے ہی بت پرستی میں گرا دئے جس سے عام گور پرست و بت پرست بیس کروڑوں راجپوت۔ براہمن۔ مرہٹہ۔ سکھ۔ کھتری۔ اروڑہ۔ بنئے اور شودر جو اکثر ... پیر صاحب سکھی سرور کا داتا۔ ننگا ہنسے والا۔ سرور۔ ڈھولکی۔ یوسف شاہ۔ پیران کلیر۔ پاک پٹن۔ امام بخش۔ شمس الدین۔ بہاؤالحق۔ سالار مسعود شہید۔ دین پناہ۔ غازی مسلمان وغیرہ کی خانقاہوں میں دھکے پھرنے اور سر رگڑنے لگے جس سے آئے دن لاکھوں مسلمان ہوتے اور ست دھرم سے بے سب ہو جاتے ہیں۔ یہ چھٹا سبب ہے مسلمان ہونے کا +

بہت سے غریب ہندو شادی نہ ہونے کے سبب تمام عمر کنوارا گذارنے کی سخت مشکل سے گھبرا کر شادی کی لالچ سے مسلمان ہو جاتے ہیں جسکی تعداد کبھی کسی حالت میں ایک کروڑ سے کم نہ ہوگی اور ہر ایک شہر و قصبہ اور گاؤں میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں یہ ساتواں سبب ہے۔

جتنی لاگت تیرتھوں پر لگی ہوئی ہے اس سے کئی گنا زیادہ مسلمانوں نے قبروں پر لگائی ہے اور بڑے بڑے گورخانے مردہ پرستی کے واسطے بنا دئے ہیں اور غالباً ہندوستان کے ۵ کروڑ مسلمانوں میں سے ۴ کروڑ بت پرست یعنی گور پرست ہیں اور جس طرح یہاں ایسے ایسے مٹھ بنائے اسی طرح عرب میں بھی ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب کی قبر پر تین کروڑ روپیہ کی قیمت کے ہیرے اور لال جڑے ہوئے ہیں انکا نام بت پرستی نہیں بلکہ گور پرستی ہے (از اخبار ...)

یہ مجملاً انکی تکالیف و آفات ہیں اور صدمات و مشکلات ہیں جنکے سبب سے ... سے ۱۸۹۱ء کی مردم شماری تک ۲ ۲ ۳ ۴ ۵ ۲ ۲ ۷ ۹ کروڑ ہندو مسلمان ہندوؤں کی اولاد آریہ ورت میں موجود ہیں +

لطیفہ۔ شہر ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک شیخ یوسف کی خانقاہ ہے جس پر صدہا ہندو مرد و عورت مرادیں مانگنے جاتے ہیں وہاں کے مجاور اول منہ پر تھوکتے پھر جوتے لگاتے ہیں۔ ایک دفعہ ڈیرہ میں چند ہندو مجھ سے پوچھنے لگے کہ وہ تھوکتے تو ہیں مگر جوتے کیوں لگاتے ہیں میں نے کہا تھوکتے اسواسطے ہیں کہ تم پرماتما پاربرہم کو چھوڑ کر قبر پر سر رگڑنے آتے اور چونکہ تھوک جلدی سوکھ جاتی ہے اسواسطے جوتے بھی لگاتے ہیں تاکہ تم جلدی نہ بھول جاؤ
ع الحذر اے قوم نادان الحذر

مادہ جو تیرہ سو سال مسلمان ہو چکے بھی ابھی تک ہندوؤں کے مختلف حصص میں تمام اقوام مسلمانوں کے اسی ہزاروں دستور ہندوؤں کے موجود ہیں۔

لاکھوں مسلمان رسموں سے پھیرے پھروانے اور بیاہ پڑھوانے اور انکو پروہت مانتے ہیں۔ گنگا یاترا سے ہیں اور ہندو مسلمان دو نام حقدار رکھے ہیں اور یہی حال عورتوں کا ہے اور شاید ایک کروڑ ایسے ہونگے جو بالکل گائے کا گوشت نہیں کھاتے لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جنکو سوائے ختنہ کے یا اسکے اسلام سے کچھ لگاؤ نہیں ہوا اسلام رنگڑوں کا یہی حال ہے (از لکچر سید احمد خان صاحب)۔

لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو سوائے مردہ دبانے کے اسلام سے کچھ آگاہ نہیں اور نہ مسلمانی قواعد کو مانتے ہیں۔

لاکھوں مسلمان ہندوؤں کے جوتش پر اعتقاد رکھتے اور پنڈتوں کے مرید ہیں۔ اور جب ملتے ہیں انھیں پالاگن انمسکار کرتے ہیں۔

لاکھوں ان میں سے شادی گوت بچاتے ہیں اور قریبیوں میں شادی بالکل نہیں کرتے اور نہ اپنی مسلمان شدہ قوم سے باہر شادی کرتے ہیں۔

لاکھوں ایسے ہیں جو چوٹی رکھتے اور پگڑی بڑھتے جیسے بمبئی کی طرف کے بوہرے اور جنکے نام کانہ جی۔ رام جی۔ ساہ جی ہوا کرتے ہیں۔

لاکھوں صدق دل سے واپس آنے کو طیار ہیں۔ بشرطیکہ آریہ قوم کا ذرا اشارہ انکو ملے یا اُن کی کوئی مدد کرنیوالا ہو۔

پس بھائیو اسے آیت کے ماروں اور آفت زدوں کی حالت زار پر رحم کرو۔ فراخدلی اور عالی حوصلگی اور دوراندیشی سے شاستروں پر غور کرو اور براہ مہربانی اور پریم کے ان کے واسطے واپسی کا دروازہ کھولو۔

دھرم شاستروں میں آپت کال کا کیا دھرم لکھا ہے اور اگر لوگ ست دھرم سے گر جائیں تو کیا پرائشچت لکھا ہے۔

جیسے چرک سشرت آیوروید میں سب جسمانی امراض کا علاج ہے۔ اسی طرح دھرم شاستر میں سب روحانی روگوں کی اوشدھی ہے۔ پس دھرم شاستروں اور ویدک شاستروں میں مول وید ہیں اور یہی سبب ہے کہ ویدوں میں جسمانی روگ دوری ارتھ ترتیم چ یہ گرہستھ اور مال پرست اور سنیاس کا ارشاد ہے اور اشٹ انگ آہار وہار کا ذکر کیا ہے کہ جس پر عمل کرنے سے انسان جسمانی روگوں سے بچ سکتا ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے وید نے ودیا۔ اپاسنا۔ دھیان۔ دھارنا۔ سمادھی۔ یوگ کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ شاریرک اور آتمک دونوں طرح کے آنند بھوگ کر جیو موکش دھام کو پراپت ہو۔

ویدوں کے بعد راج نیتک دھرم شاستر کار منو ہوئے ہیں جنکی سمرتی موجود ہے۔ اگرچہ سمرتیاں تعداد میں ۱۸ ہیں۔ مگر سب میں منو کی تعریف ہے اور اسی کو معزز مانا گیا ہے۔ برہسپتی سمرتی میں خود لکھا ہے۔

वेदा द्दौपति कस्य त्वा साधास्य हिम वो: सातम् । नन्व
चंपि पसी ता नु या स्य पि: सा नश्य स्य ते ॥

ویدارتھ کے انوکول کے ہونے سے سب سمرتیوں کی سرواں منوسمرتی ہے جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ عزت کے لائق نہیں جن باتوں کو منو نے پرائشچت کے یوگ لکھا ہے۔ اگر اُن کے مطابق پرائشچت کرایا جاوے تو غالباً ایک ہندو بھی ہندوستان میں نہ نکلے جو پرائشچتی نہ ہو۔ مفصل دیکھو ادھیائے ۱۱ شلوک ۵۵ جس میں لکھا ہے کہ برہم ہتیا کرنے والا۔ شراب پینے والا۔ گرو یا استاد کی استری سے زنا کرنیوالا۔ یہ تینوں مہاپاپی ہیں۔ انکی صحبت کرنیوالا بھی ایسا ہے۔ اول اور آخر بات کو چھوڑ کر شراب پینے والے اس وقت ہر ایک ورن ہر ایک کلین گھرانے میں کم و بیش موجود ہیں۔ اور ہمارے

س سجال دیس میں تو کئی مقام پر برہمن شراب کے ٹھیکہ دار ہیں بلکہ شراب کی دوکانوں پر جو دہ ووس ہیں۔ سودر تو کس میرسی کی حالت میں ہیں اور مام ہ گ میں داخل ہونے والے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں انہیں ضرور شراب پینی پڑتی ہے۔ ماس کھانیوالے جیسے دہرم شاستر میں بہت نندنی کرم لکھا ہے وہ بھی ہندوستان کے ہر ایک حصہ خصوصاً پنجاب۔ کشمیر۔ بنگال۔ میتھل۔ مدھ دیش میں لاکھوں ہیں۔ اگر کوئی دہارمک راجا منو[11/19] کے مطابق سزائیں دینے لگے تو شاید آبادی نصف ہو جاوے۔ مگر ساتھ ہی شاستر یہ بھی کہتا ہے کہ جب راجا آریہ دہرم انوکول نہ ہو تو وہ آپت کال ہے اور آپت کال کے واسطے یہ بھی ارشاد ہے۔

न्यापत काले मूं या दा नास्ति

یعنی آپت کال میں کوئی مریادا نہیں جو ہو سکے اور جس طرح ہو سکے اپنے دہرم کو قایم رکھے اور یہی حال کابل۔ قندہار۔ غزنی۔ ہرات۔ بلوچستان۔ قلات۔ سب کشمیر بخارا خیوا۔ بوشہر۔ بصرہ۔ سکندریہ۔ سٹال۔ عدن۔ جاوا اور مانٹی۔ جاپان۔ مالٹا۔ ہانگ کانگ اور رنگمار کے ہندوں کا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف ہندو کہتے ہیں ورنہ کوئی صداقت دہرم کی اُن کے پاس نہیں۔ پس کیا ہم اُن کو دہرم سے خارج سمجھیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ استقلال اور ہمت میں ہم سے بڑھ کر ہیں اور اُنکی تعداد بھی ہم سے زیادہ ہے اور ہندو دہرم سے جیسا اُن کا پریم ہے اُس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا مگر وہ آپت کال میں ہیں بنابراں المجبور معذور ہیں۔

ہمارے رشی منی اس بات سے ناواقف نہیں تھے وہ دور اندیش تھے اور اسی دور درسی و کیان شکتی سے اس بات کو جانتے تھے۔ بنابراں اُنھوں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے (دیکھو منوسمرتی ادہیاء ۱۰ اسلوک ۱۸ سے ۱۳ تک) چنانچہ شلوک ۱۰۶ [illegible] ہے۔ کہ بام دیو دھرم اور ادہرم کے جاننے والے نے بھوکھ سے زارت) و تی ہو کر کتے کا ماس کھا لیا۔ مگر وہ پتت نہ ہوا۔

۷ ۱۔ بھوکھ سے لاچار بھردواج رشی مہاتپسوی نے لق و دق جنگل میں معہ اپنے بیٹے کے ایک نیچ آدمی سے دان لیا۔

۸ ۱۔ بھوک سے نہایت بیزار دہرم ادہرم کے واقفکار وشوامتر رشی نے ایک چنڈال سے کتے کی ٹانگ کی جوڑی کھانے کے واسطے لی۔

پریم سے گرست رامچندر نے بھیلنی شودرانی ملکہ اتی شودرانی کے جوٹھے بیر کھائے اور پریم سے گرست کرشن مہاراج نے کبجا مالن کے گھر کا بھوجن پایا۔

رامانج کے اوپدیش سے کبیر وکمال وغیرہ مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہو گئے اور لاکھوں ہندو اب ان مسلمان سادہوؤں کو استاد اور مہاتما مانتے ہیں۔

چیتن سوامی بنگال والے کے اوپدیش سے بھی کئی جم کے مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہوئے اور برابر بنگالیوں میں انکا پرتاؤ رہا۔

آدمی کا مردہ کھانیوالے اگھوری سادہوؤں کے بھی کئی ہندو چیلے ہیں جن کے ساتھ تمام ہندو برتتے ہیں۔

منوجی نے ایک جگہ لکھا ہے[۱۰۴/۱۰] جو آدمی پران کے رکھنے کے واسطے کسی نیچ جاتی کا اَن کھا لیتا ہے۔ وہ انترکش کی طرح پاپ سے نہیں لپایمان ہوتا۔

منوسمرتی میں لکھا ہے۔ کہ اگر گوہتیا وغیرہ کرے تو تین ماہ میں شدہ ہوتا ہے۔ دیکھو ادہیاء ۱۰ شلوک ۱۱۶۹۔

اور منو[۱۱/۴۴] میں لکھا ہے کہ بغیر اچھا یعنی جبراً کیا ہوا پاپ وید کے ابھیاس سے دور ہو جاتا ہے مگر جو اچھا سے پاپ کیا جاوے تو دہرم سے اُسکا پرائشچت ہے۔

سخت سے سخت کوئی گناہ نہیں جسکا دہرم شاستر نے پرائشچت نہ کہا ہو۔ اور پُرانے زمانہ میں نہ ہوتا رہا ہو۔ اور جبکہ اُن کے واسطے پرائشچت ہے تو جو لوگ آپت کال کے مارے جون ریز سمسر کے خوف سے مسلمان ہو گئے یا اپنی عزت بچانے کے واسطے مسلمان ہو لیئے۔ تاکہ اُنکی مستورات سے بدچلنی کے مرتکب نہ ہوں تو وہ صرف گایتری کے جاپ سے ہی شدہ ہو جاتے ہیں۔ جنم کے مسلمانوں یا عیسائی یا یہودیوں یا جینیوں یا بودہ کے واسطے شاستر نے صاف بتلایا ہے کہ وہ نعیر کا ساکی داخل ہیں۔ اسواسطے وہ صرف گایتری منتر سے یا اگنی ہوتر کرنے سے شدہ ہو کر آریہ دہرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ سوامی شنکر آچاریہ نے ہزاروں بودہوں کو صرف گایتری کا جاپ کرا شدہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ہونا چاہئے جو باقی رہے جو مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہو کر شدھی کی ابھلاشا رکھنے والے اُنکے واسطے شاستر کہتا ہے کہ وہ بین کال ماترہ دیکھ کر پرائشچت کرا کر شدہ کر کے آریہ قوم میں شامل کرو۔ شاستر میں لکھا ہے کہ ساوتری کے جاپ کرنے سے برہم ہتیا اور گوہتیا کا پاپ چھوٹ جاتا ہے گایتری منتر سب سے پور ہے اسی واسطے اسکی بابت سب کا اتفاق ہے۔ کہ اس سے ہر طرح کے پاپ جھوٹ جاتے ہیں تو کیا محمدی یا عیسائی یا بودہ شدہ نہیں ہو سکتے۔ ناعموم ہو سکتے ہیں

اب کس طرح اور کس مذہب سے پرائشچت کرا کر شدہ کرنا چاہیئے۔

آج تک آریہ سماجوں میں تقریباً ایک ہزار آدمی محمدی۔ عیسائی پتت شدہ شدہ کیئے گئے۔ لیکن کسی خاص موسبھا کے موجود نہ ہونے سے ہر جگہ دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ پشاور۔ گوجرانوالہ۔ لودھیانہ کی سماجوں نے جس قدر دلی اُمساہ اور دہرم بھاو سے اس میں زیادہ حصہ لیا۔ اُسی قدر وہ زیادہ دہنواد کے یوگ ہیں۔ آریہ سماجوں نے جسقدر بد دہارمک خدمت زیادہ کی۔ ویدک دہرم کی عظمت کے بیشتر قایل ہوتے گئے۔

کسی ست کو شدہ کرنے کے واسطے سب سے اول ضروری ہے کہ اُسکو باطل عقائد سے کچھ جاویں اور اُسے جسقدر کہ وہ سمجھ سکتا ہے سب دہرم کی بزرگی سلائی جاوے ورنہ کسی سنان یا جو راگ یا عضو کٹوانے یا داغ علامی لگانے یا طوق علامی ڈالنے سے کوئی شدہ نہیں ہو سکتا۔ پوراتک لوگ گو بکھلا۔ اور گنگا جی بھیجا اور وہاں کے بھنگیوں سے جوتے لگوا کر اور برہم بھوج کروا کے ہندو دہرم سے پتت لوگوں کو شدہ کرتے ہیں۔

سورگباشی مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں وکشمیر نے بصرف زر کثیر اس سخت سزا کو بہت نرم کر دیا تھا اور یہ فیصلہ شائع کی تھی کہ نمبر ۱ و ۳ ضروری نہیں نمبر ۲ و ۴ ہی شدھی کے واسطے کافی ہیں چنانچہ کئی ہندو اسی کے مطابق پاوں کئے گئے۔ سکھ لوگ اگرچہ عام طور پر شدھی کے مخالف ہیں مگر اُن میں سے چند صاحبان بعض پاپتاشوں کا سربت گھولکر اُس میں لوہا گرم کر کر پلاتے ہیں اور ایسے سور (خنزیر) کا گوشت کھلاتے اور کچھ سربت کو اُس کے سر میں ڈالتے اور کچھ منہ اور آنکھوں پر ملکر شدہ کر لیتے ہیں۔ اور بہت سے جوتے بھی اُسے جھاڑنے پڑتے ہیں مگر یہ متعصبانہ کارروائی جس کو ملانوں کی کارروائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ جو وہ ہندوؤں کے ساتھ یا سکھوں کے ساتھ جبکہ اُن کو مسلمان بنانے ہیں۔ کیا کرتے ہیں جس سے سوائے دل دکھانے کے اور کوئی پاکیزگی ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر کیا گو یا سور کا گوشت یا بھنگیوں کے جوتے یا عالم بھوکے کے جوتے یا مظلوم اور عاجز گائے کا گوشت یا حقہ یا عیسائیوں کا گلو بھر پانی وداع یا استشکروں کو رائی کے برابر بھی شدہ کر سکتے ہیں بھگت کبیر جی نے سچ کہا ہے۔

اوہ جاوے مکے تے اوہ جاوے کاستی ۔ کہے کبیر دوہاں گل پھانسی

اوہ لوچن مڑھیاں اوہ لوچن گوراں ۔ کہے کبیر دوئے لٹ لئے چوراں

پھر دوسری جگہ بھگت کبیر جی فرماتے ہیں۔

اُن حضرت کا اُس سمے بھی یا دو ہاسو بھاگی کھے کبیر سنو بھائی سادھو ٹک دو ہاں کو لاگی

{ سکھ و اچھوت مسلمان } { عیسائی و ہندو }

اور یہی سبب ہے کہ پنجاب میں بہ نسبت عام ہندوؤں کے سکھ لوگ حالانکہ وہ بلحاظ آبادی کے نہایت ہی قلیل ہیں زیادہ مسلمان ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور اسی طرح پہاڑی ڈوگرہ۔ راجپوت اور سور کھانے والے کئی یہی حضرات ہیں۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو شاید معلوم نہیں کہ محمدی دین میں سور کھانے جوا کھیلنے شراب پینے زنا کرنے سے زیادہ گناہ کوئی نہیں مانا گیا۔ حالانکہ ہندوستان۔ روم۔ عرب افغانستان ایران وغیرہ میں کروڑوں مسلمان سر سے پا تک گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ مرغا اور سور اور بھیڑ جیسے غلاظت پر دلدادہ جانوروں کے کھانے سے کیا روحانی پاکیزگی حاصل ہو سکتی ہے

بابا نانک جی جو کہ سکھی مذہب کے بانی مبانی ہیں وہ تمام گوشتوں اور خاصکر سور کے گوشت کو بھی حرام جانتے تھے اور شراب کو بھی۔ چنانچہ ایک غیر متعصب مصنف جس کی تصنیف کو سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کی سکھوں کے پانچویں گورو ارجن مل جی سے نہایت دوستی تھی لکھا ہے کہ نانک قائل ہو حیداری بود و تناسخ سیر ایمان داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمردہ ترک حیوانی کردہ ما صنائب آزار حیوان امر میفرمود گوشت خوردن بعد از و در مریدانش شہرت یافت وارجن مل کہ از خلفائے او بود سطر او سب یعنی چون آزار در یافت از اکل حیوانی مانع آمدہ گفت ابن عمل مرضی نانک نیست "(دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳)۔

شدھی کا صحیح طریقہ وہی ہے جس طریقہ سے بابا نانک نے مردانہ کو شدہ کیا یعنی پرمیشور کی بھگتی ویدک طریقہ پر سکھلا کر نہ کہ سور وغیرہ کا گوشت کھلا کر اور سب سے زیادہ غلطی ہمارے بھائیوں کی یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کو بھی اسی غلط طریقہ سے شدھ کرتے ہیں۔ یعنی خنزیر کا گوشت کھلا کر حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ عیسائی دین ترک کرنے کو حرام نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ عموماً کھاتے ہیں۔ اور صرف سور ہی کیا ان کے مذہب میں تمام جانور حلال ہیں۔

پس صحیح اور سیدھا مذہب پاول یا ست اُدّیاں کا طریقہ وہی ہے جو ستیارتھ شاستروں میں درج ہے۔ جسکے مطابق پیروان سناتن دہرم (و با مقدس) کا فرض ہے کہ وہ تمام غیر مذاہب میں پیت شدہ آدمیوں کو شدھ کرکے سب سناتن دہرم کا پیرو ساد ہیں۔

شدھی بیوستھا

اوّل اُن لوگوں کے واسطے جن کا غیر مذہب والوں کے گھر جنم ہو	اُن کو اول اچھی طرح کئی روز تک ست دہرم کی اصلیت بتلا کر دیگر مذہب کا رنگ اُنکے آئینہ دل سے اُتار دینا

چاہیئے جب اچھی طرح دہرم لکھیں ہو جاوے تو اُسے سندھیا گائتری اپدیش دے سکھلا کر اور ویدک طریقہ سے اُسکا نام کرن سنسکار و اگر یگیوپویت سنسکار کے لائق ہو تو یگیوپویت۔ کرا کر یہ سمجھانے کل طریقوں کے سبھا میں شدھ کر لینا چاہیئے اور کل کرم الو سارا ن ورن میں شامل کر لینا چاہیئے۔

دوم جو کہ جبراً قہراً یا ہوش پیت ہوئے ہوں اُنکو کیا پرائشچت	جب اچھی طرح تسلی ہو جاوے۔ کہ وہ جبراً یا قہراً کسی سخت ناجائز دباؤ سے غیر مذہب میں داخل

ہوا تھا۔ تو اُسے بلا عذر بحسہ خوشی خاطر تو ابیع سے شامل کر لینا چاہیئے۔ اُس کے واسطے صرف اُس کا آجانا ہی کافی ہے۔ کسی اور پرائشچت یا سزا کی ضرورت نہیں۔

سوم جو اپنی خوشی سے طمع زر یا شادی یا عشق یا مطالعہ کتب وغیرہ طریقوں سے پیت ہو جائے اُسکا پرائشچت۔	جتنے سال تک غیر مذہب میں رہا ہو۔ اتنے دن اور جتنے مہینے رہا ہو

اتنے دن اور جتنے دن رہا ہو اتنے گھنٹے اُسکی پریکشا کرکے جب اچھی طرح یقین ہو جاوے کہ وہ پھر پیت نہیں ہوگا اور اس کی شردھا بھی زیادہ معلوم ہو اور تعلق بھی ٹوٹ گیا ہو یا پیت کرنیوالی عورت بھی اُس کے ساتھ ہی واپس آنا چاہتی ہو تو ایک ہفتہ تک برت رکھوا کر چوٹی رکھوانے اور نام بدلوانے کے بعد سب حاضرین کی مت و سماحت کرانے کے نتیجات اُس برائی کی خرابی اور ست دہرم کی فضیلت اچھی طرح سمجھا کر ہون کرا کے شامل کر لیا جاوے اور اُسکی ساتھ والی کو بھی اور اگر وہ کسی طوائف کو بھی ہوا ہے تو اُس سے حسب توفیق (حسب الوسع) کچھ ڈنڈ لینا چاہیئے ورنہ کسی دہارمک سوسائٹی یعنی آریہ سماج وغیرہ میں اُس سے نوکر خدمت لینا چاہیئے اگر سب کو وہ منظور کرے تو اُسے بحوبی دہرم سے آگاہی کرانے کے بعد شدہ کر لینا چاہیئے۔ اور اگر کوئی جدا سو اسے ایک دفعہ پرائشچت کرانے کے بعد پھر کسی بری صحبت سے پیت ہو جاوے تو دوبارہ اُس سے دُگنی سزا اور دُگنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

نوٹ۔ شدھی سے پہلے اُس سے مفصل حالات پیت ہونے کے ایک درخواست لی جاوے اور پھر شدہ کرکے اُسکو شدھی پتر کا دیجاوے مضمون ذیل۔ ایک نقل اُسکی دفتر سماج میں رہے بطور یادداشت کے۔

اوم

شدھی پتر کا

آج واقعہ ماہ سدی یا بدی سمت بکرمی مطابق ماہ سنہ ء کو سب رو برو ست اچھی طرح تحقیقات کرنے کے بعد مسمی ولد قوم ساکن عمر کو موجب قاعدہ دہرم شاستر موافق کھشترادیا سلوک کے شدہ کرکے آریہ دہرم میں شامل کیا گیا ہے۔ اب اس سے کوئی پرہیز نہیں ہے۔ یہ بطور ہمارے میں شامل ہو کوئی اس سے نفرت نہ کرے۔ اسی واسطے یہ سند دی ہے اور ظاہر کرتے ہیں کہ تیار کیا۔ ساراں جلسہ حاضرین مندرجہ ذیل کے سامنے شدھ کیا گیا ہے۔ العبد سکریٹری العبد پردھان

دہرم پرچار

ہماری ہندو قوم غفلت کی نیند میں سو گئی ہے جب اسے جاگتے ہوئے شرم دلیا معلوم ہوتی ہے کہاں وہ رشی منیوں کا مبارک زمانہ اور کہاں اُنکی موجودہ اولاد کی یہ بری گت ترا ہ مان۔ تراہ مان۔

سارے بھائیو! عرصہ ۵۰۰۰ سال کا گذرا جبکہ مہاراجہ جودہشٹر کا چکرورتی دہرم راج برتھوی میں موجود تھا۔ اُس وقت کوئی مسلمان کوئی عیسائی کوئی بدھ کوئی جینی اس بھارت ورش میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کہیں سارے سنسار میں بھی اُنکا پتہ نہ تھا ساری کی ساری پرجا ویدک دہرم اور ساستروکت کرم میں مصروف تھی اس کو صدہا سال بعد جب اودھیا کے سبب مانس شراب۔ بیہار آدک اس ملک میں بڑھنے لگا تب عرصہ ۲۴۰۰ سال کا گذرتا ہے کہ علاقہ نیپال میں ایک شخص ساکھی سنگھ نامی نے جو کہ ناستک تھا اور وقت چاندر راج کا رو بھی ساتھ تھا اور اچھی لائق سے بہت سے سیٹھ نالک بن گئے ہو گئے جس سے بدھ مت سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ کاشی۔ کشمیر۔ قنوج کے سوائے کوئی شہر ہندوستان میں ایسا نہ رہا جو بدھ نہ ہو گیا۔ جب یہ مت بہت بڑھ گیا اور لوگ ویدہرم سے پیت ہو گئے۔ یگیوپویت آدک سنسکار چھوڑ بیٹھے تب تقریباً دو سو برس گذرے کہ ایک مہاتما شنکر سوامی رہتے لوگ شنکر آچاریہ بھی کہتے ہیں نے کمر ہمت باندھی اور پنڈتوں کو ساتھ لے بدھ لوگوں سے شاستر ارتھ کرنا شروع کیا بہتا ناستک لوگوں

دلائل ویکسان وید اور شاستر کے جاننے والے کے سامنے کیا اثر کر سکتی ہیں ؟

ایک دو خاص خاص مقامات میں شکست ہونے کے سبب شنکر سوامی کا آوازہ بلند ہو گیا۔ بہت سے جاہلوں نے ویدک دھرم قبول کر لیا ۱۰-۱۲ سال کے اندر ہی شنکر آچاریہ کے شاستراتھوں کے سبب بدھ مذہب میں بودھوں کے ہل چل پڑ گئی۔ شنکر آچاریہ کے مباحثوں میں یہ شرائط ہوتی تھیں۔

نمبر۱۔ جو ہار جائے یعنے مباحثہ میں شکست کھائے وہ دوسرے کا دھرم قبول کرے۔

نمبر۲۔ اگر سادھو ہو تو جیتنے والے سنیاسی کا شاگرد ہو جاوے۔

نمبر۳۔ اگر دونوں نامنظور ہوں تو ملک آریہ ورت کو چھوڑ جائے

ان ہی شرطوں کے سبب کروڑوں بودھ اور جین پھر ویدک دھرم میں آ گئے اور پرائشچت کروائے گئے۔ انکو شنکر سوامی جی گائتری بتلائی اور یگنوپویت پہنائے جو ہٹ دھرمی تھی اور تعصب کی آگ میں جل رہے تھے اس قسم کے لاکھوں آدمی آریہ ورت سے جلاوطن کئے گئے۔ راجگان کی طرف سے کشمیر۔ نیپال۔ کنیا کماری۔ سورت۔ بنگال وغیرہ سب کے سرحدی مقامات پر سنیاسیوں کے مٹھ بنائے گئے اور وہاں فوج بھی رہی تا کہ جو بدھ لوگ خارج کئے جاویں وہ پھر واپس نہ آ سکیں۔

اس کا صاف بین ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں سے بودھ دھرم پیدا ہوا اور ایک وقت سارا ہندوستان بودھ تھا۔ مگر اب ہند میں اس مت کا ایک آدمی بھی نہیں نظر آتا۔ ہند کے چاروں طرف لنکا۔ برہما۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ افغانستان۔ کافرستان۔ بلوچستان وغیرہ میں کروڑوں بودھ موجود ہیں۔

جینی لوگ اب بھی ہند میں بہت ہی کم یعنی ۶-۷ لاکھ ہیں اور یہ ہی لوگ ہیں جو ... نام شودر رہ گئے مہاراجہ شنکر آچاریہ جی ۳۲ سال کی عمر میں مر گئے ورنہ دیکھتے کہ جینی مذہبوں کا نام بھی موجود نہ ہوتا۔ شنکر آچاریہ کا حکم جینیوں اور بودھوں کے واسطے صرف یہی پرائشچت تھا کہ ایک دو روز برت رکھوا کر یگنوپویت پہنایا جاوے اور گائتری منتر سنایا جاوے جس سبب سے ۲۵ کروڑ آدمی پرائشچت کرا۔ گائتری پڑھ یگنوپویت پہن ورن آشرم دھرم میں آ گئے۔ حالانکہ ۴-۵ سو برس تک وہ بودھ اور جین رہے بودھ لوگ ورن آشرم کو نہیں مانتے تھے بلکہ ان کے ہاں دبد ورود ہے وہ سب طرح کے ماس کھا لیتے ہیں۔ جس کی تاریخ اور برہما کے حالات سے یہ بات سب لوگ دریافت کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ ۱۲ سو برس کا ہوا کہ یہاں پر مسلمانوں نے سورت اور افغانستان کی طرف سے چڑھائی کی آریہ ورت کے اندر ویدک دھرم چھوٹ جانے اور پورانوں کے پرچار کے سبب صدہا مت موجود تھے اور آپس میں وید ورودھ متوں کے سبب گھر گھر میں پھوٹ ہو رہی تھی دھرم کے نہ رہنے سے اور وام مارگ کے پھیلنے سے بیبھچار (زنا) بھی بہت پھیلا ہوا تھا اور کثرت بیبھچار اور خورد سالی کی شادی کے سبب بل طاقت۔ برہم چریہ اور انساہ کا نسٹ ہو رہا تھا۔ ایسی حالت میں ایک وحشی قوم کا ہمارے ملک پر غالب ہونا کونسا مشکل امر تھا۔ ہماری کمزوری یعنے برہم چریہ نہ ہونے کی ایک موٹی سی دلیل یہ ہے کہ سومنات کی لڑائی میں محمود کے ساتھ ۱۰-۱۵ ہزار فوج تھی اور ہندو راجاؤں کے پاس ۱۰-۱۵ لاکھ فوج تھی۔ مگر آخر کار ہندو ہی ہارے اور محمود جیتا آپ جانتے ہیں کہ سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے گویا ایک افغان کے مقابلہ میں سو ہندو تھے۔ ایسے موقعہ پر ہارنے کی سوائے برہمچریہ اور دھرم کے نہ ہونے کے اور کوئی وجہ نہیں ہے آپ غور سے بچار لیں۔

اس ملک میں سب سے پہلے پاپا راجہ جے پال[۱] ایک مسلمانی پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا تر غزنی میں تھا۔ مارے شرم کے خراسان چلا گیا اور وہاں مر گیا۔ پیچھے اس کے ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا۔

دوسرا[۱] مسلمان اس ملک میں سکھ پال راجہ انند پال کا نواسہ جو ... کے لالچ سے محمود کے وقت میں ہوا جس کو محمود نے ... کر دیا مگر محمود کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ہندو ہو گیا اور ... نے ملا لیا۔

ملک کشمیر ایک بادشاہ کے ظلم سے جبراً مسلمان کئے گئے ابھی تک ان کی ذاتیں بٹ۔ کول وغیرہ موجود ہیں۔

برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر ان سب میں سے جو جو مسلمان ہوئے اکثر جبراً مسلمان ہوئے کوئی جینی یا ہندو بادیں اسلام کو پسند کر کے مسلمان نہیں ہوا۔ بہت جاگیر وغیرہ کے لالچ سے بھی مسلمان ہوئے۔ جن کے نسب نامے صاف گواہی دیتے ہیں کہ باپ دادا یا دو تین پشت سے پیشتر ہندو تھے۔

بہت سے نوجوان ہندو مسلمانی رنڈیوں کے دام زلف میں اسیر ہو کر بے دین ہوئے جو یاروں کو اسی دین کی تعلیم دیا کرتی ہیں جن کی بھلے وقت بھی ہزاروں لاکھوں مثالیں ہر ایک صوبہ یا احاطہ میں موجود ہیں۔

بڑے بڑے لائق پنڈت بھی رنڈیوں کے جادو میں غوطہ کھا گئے نمونہ کے واسطے پنڈت گنگا لہری کے مصنف پنڈت جگن ناتھ شاستری جی موجود ہیں۔

لاکھوں بہادر اور سورما دل چلے ... دھرم پر قربان ہوئے سیس دیدئے لیکن بے دین نہ ہوئے نمونہ کے واسطے دیکھو حقیقت رائے ... احسان

آپ جانتے ہیں جب مسلمان یہاں آئے تھے تو اُن کی زبان پر ... منقرے جاتے ہیں۔ قبرستان بھی اس ملک میں نہ تھے جب ۸-۹ سو برس سے مسلمان آئے تب سے ہی ہندوستان میں قبر پرستی شروع ہوئی۔ ظالم مسلمان جب ہندو بہادروں کے ہاتھ سے مارے گئے مسلمانوں نے انکو شہید بنا دیا اور ہندوؤں کو بھی ... افسوس صد ہزار افسوس۔ ہمارے باپ دادوں کی سمجھ کی ... کہ جن ظالموں کو قتل کر ہمارے بزرگوں کے ہاتھوں سے جو واصل جہنم ہوئے۔ ہم نالائق اولاد اور ناخلف فرزند انہیں شہید سمجھ اُن پر چراغ جلاتے ہیں وائے نادانی اور افسوس جہالت اور اسے بے غیرتی کی حد نہیں رہی اسے پرمیشور یہ بُری گت کب تک رہے گی۔

اے ہندو بھائیو! سارے ہندوستان میں جہاں پختہ اور اونچے اونچے قبرستان دیکھتے ہو وہ تمہارے ہی بزرگوں کے ہاتھوں سے کشتہ ہیں اُن کے پوجنے سے تمہاری بھلائی کبھی اور کسی طرح بھی ممکن نہیں اول اچھی طرح سوچ لو۔

اگر بسر مردہ نگار آمدے ۔۔۔ رستاہیں مردہ شکار آمدے

مسلمانوں نے مندر توڑے۔ بت پھوڑے۔ لاکھوں کو قتل کیا اس سے مجبوری پر لوگ مسلمان ہوئے دیکھو تیمور کا روزنامچہ۔

مگر ہندوستان ایسا بدبخت نہ تھا کہ ایران۔ روم۔ مصر اور عرب کی طرح کبھی نہ جاگتا بیچ بیچ میں اس کو جگانے والے بھی ہوتے رہے۔

مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونے کا دستور ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں رانی پدمنی کا ستی ہونا اور علاؤ الدین کا ظلم۔ تاریخ غور سے پڑھو۔

پہلا پرائشچت۔ سب سے پہلے آریہ ورت کے اندر شنکر آچاریہ جی نے ۲۵ کروڑ آدمی کا پرائشچت کرایا اور انکو ویدک دھرم پر چلایا۔

دوسرا پرائشچت مہاراجہ چندر گپت نے کیا۔ جسے سلوکس ... یونانی کی بیٹی سے شادی کی جس کو آج دو ہزار ایک سو سال ہوئے۔

[۱] تاریخ ہند۔

تیسرا پرائشچت راجا اودے پور نے کیا جس نے نوشیرواں والی ایران پارسی کی لڑکی سے جو کہ ساسان شاہ قسطنطنیہ کی دھی تھی شادی کی جسے تیرہ سو سال ہوئے ہیں۔

چوتھا پرائشچت لاہور کے پنڈتوں نے راجہ سکھ پال کا کرایا جس کو آٹھ سو برس ہوتے ہیں۔

پانچواں پرائشچت مرتد مسلمان کا نانا نانک جی نے کرایا جس کو عرصہ ۴۔۵ سو سال کا گذرتا ہے اور اُس کی لاش کو بمقام جورہ آگ میں جلایا۔

چھٹا پرائشچت سیٹھ بیربل و راجہ ٹوڈرمل نے اکبر بادشاہ کا کرایا اور مہابلی اُسکا نام رکھا گایتری سکھلائی اور سندھیا پڑھائی۔ تگ و دت پہنایا اور ہندو بنایا۔ گاؤکشی کی ممانعت و عموماً گوشت خوری سے نفرت ہو گئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ حکم دیا کہ جو ہندو غلطی سے ناواقفی سے عشق کے لالچ سے مسلمان ہو گیا ہو اگر وہ اپنے ہندو دھرم پر آنا چاہتا ہو مختار ہے اُسے منع مت کرو اور اگر کوئی عورت ہندو والی کسی مسلمان کے عشق میں مسلمانی ہونا چاہے ہرگز نہ ہونے پاوے وارثوں کے حوالے کی جاوے۔ مفصل دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۳۵ و ۳۳۸ تعلیم دہم نولکشور)

ساتواں پرائشچت گورو گوبند سنگھ جی نے کرایا بعہد اورنگ زیب ظالم کے جس میں اُنہوں نے تمام مذہبوں کو سکھ بنایا و ویدک دھرم میں شامل فرمایا۔ اس کے سوائے دو سکھ اُن کے ایک مرتبہ مسلمانوں نے پکڑ کر جبراً مسلمان کر دیئے تھے جب وہ بھاگ کر اُن کے پاس آئے تو اُن کو پھر ہندو بنا لیا سکھ بنایا اور دھرم میں ملایا

آٹھواں پرائشچت رتنا مل گیانی نے کرایا بعہد اورنگ زیب بادشاہ کے جبکہ ایک لڑکا ہندو مسلمان ہو گیا تھا اُس کو شدھ کر کے ویدک دھرم میں ملایا۔ دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ۲۳۹ سنہ ۱۲۹۶ ہجری نولکشور)۔

نواں پرائشچت رنجیت سنگھ مہاراج نے کیا۔ خود اپنے واسطے اور کئی سرداروں کے واسطے مسلمانوں کی بیٹیاں لیں اور اُنکو ہندو بنایا۔

دسواں پرائشچت مہاراجہ رنبیر سنگھ والی ریاست جموں و کشمیر نے کیا جبکہ تین راجپوت سپاہی لداخ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ نہایت خوشی سے تینوں کو واپس ہندو دھرم میں شامل کیا۔ جموں کے وِدوان پنڈتوں نے رنبیر پرکاش ایک گرنتھ بنایا جس کی رو سے ۴۰-۵۰ سالہ مسلمان شدھ ہو کر بموجب ست دھرم میں شامل ہو سکتا ہے۔ کانسی کے پنڈتوں نے بھی اُس سے اتفاق کیا۔ اور فتویٰ دی۔ چنانچہ ایک ضخیم پُستک ہر ایک سبھا کو جموں سے مفت مل سکتا ہے۔

گیارھواں پرائشچت شری مان سوامی دیانند جی مہاراج نے کرایا یعنی قاضی محمد عمر صاحب ساکن سہارنپور کو مسلمان سے آریہ بنایا اور ویدک دھرم پر چلایا وہ اب تک زندہ ہیں جنکا نام الکھ دھاری ہے اور جو کہ ڈیرہ دون سماج کے ممبر ہیں۔

بارھواں پرائشچت سوامی جی کی وفات کے بعد شریمتی پروپکارنی سبھا نے کرایا یعنی جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کو جو پنجاب یونیورسٹی کے فاضل کے ڈگری یافتہ ہیں اور جو اب گورداسپور ضلع پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں شدھ کیا اور آریہ بنایا جنکا نام نامی اب رائے بہادر ہروس رام جی ہے۔

تیرھواں پرائشچت سنت جوالا سنگھ جی نے کرایا۔ جنہوں نے کم سے کم ۴۰ آدمی مسلمانوں کو ویدک دھرم پر لا کر شدھ کیا۔

چودھواں پرائشچت۔ عرصہ ۱۵ سال کا ہوا ہے مسٹر امیداس عیسائی نے ۷ لڑکوں کو عیسائی کیا تھا۔ قصور کے پنڈتوں اور مہاتما لوگوں نے اُن کو شدھ کیا چنانچہ وہ لڑکے اچھے عہدوں پر موجود ہیں۔

پندرھواں پرائشچت آریہ سماج کے ممبروں نے کیا یعنی راجپوتانہ پنجاب ممالک مغربی و شمالی میں کم سے کم دو ہزار مسلمانوں اور عیسائیوں اور جینیوں کو شدھ کر کے ویدک دھرم پر لا کر آریہ بنایا۔ سینکڑوں کو گایتری سکھا کر پرائشچت کرایا۔ گویا انہیں ہمیشہ کیلئے ضلالت سے نکلوایا۔

چونکہ یہ تعداد روز بروز ترقی پر ہے اس واسطے ٹھیک بتلانا ممکن نہیں +

عزیز بھائیو!! اس عرضداشت کو پڑھکر ۵ منٹ تک دل میں سوچا کرو کہ اگر آپ اسی طرح غافل رہے تو آپ کا کیا حال ہوگا۔

۸ سو برس کے اندر آپ ۲۴ کروڑ سے کم ہوتے ہوتے ۲ کروڑ رہ گئے ۴ کروڑ تمہارے میں سے مسلمان ہو گئے۔ آپ حساب جانتے ہیں ذرا اس علم حساب کو تو کام میں لائیے۔

سوال

چار کروڑ ہندو ۸ سو برس میں مسلمان ہو گئے تو ۲ کروڑ کتنے سال میں ہوں گے۔

حل

سال		کروڑ		کروڑ
۸۰	×	۲	÷	۴

= ۸۰۰ × ۲ / ۴ = جواب ۴ سال ہیں۔

بھائیو ضرور سمجھ لو۔ آنکھیں کھول کر دیکھ لو کنبھ کرن کی نیند میں مت سوؤ۔ دھرم ناش ہو رہا ہے۔

لوگ وید دھرم کو نشٹ کر رہے ہیں لوبھ۔ لالچ۔ فریب میں پھنسا تمہارے بچوں کو ملیچھ کر رہے ہیں۔ اگر آپ اسی طرح سوتے رہے کروٹ نہ لی تو ۴ سال کے بعد ایک بھی ویدک دھرم کا پیرو نہ رہیگا۔ سب ملیچھ ہو جاویں گے۔ صرف یہی ایک بلا آپ کی دھارمک عمارت کو گرانے والا نہیں ہے بلکہ ایک اور بھی ہتیارہ بلا جاری ہوا ہے اور وہ کون ہے عیسائی مذہب۔

عرصہ دو سو سال کا گذرا کہ عیسائی پادریوں نے یہاں آکر اصل تبلیغ شروع کی اُس وقت اس ملک میں ایک بھی عیسائی نہ تھا۔ تمہارے ہند سے قحط زدہ بھائیوں کو مدراس اور دیگر مختلف حصوں میں ان پادریوں نے لالچ دیکر عیسائی بنا لیا۔

مردم شماری سال سے معلوم ہوا کہ اس وقت عیسائی ۲۰ لاکھ ہیں۔

کیا کبھی آپ نے سوچا کہ اس وقت تک کیسے عیسائی ہو چکے ہیں بھائیو پرمیشور کے واسطے آنکھیں کھولو نیند سے جاگو منہ دھو کر سناں کرو اور اسی حالت کو سنبھالو تمہارے دھرم کے پیڑ کو دونوں طرف سے دیمک لگ رہی ہے اپنے آپ کو بچا لو ورنہ تمہارا ٹھکانا نہ ملیگا پتہ نہ رہیگا۔

مدراس آجکل خوش قسمت ہے جہاں صدہا گھروں نے جو قحط کے سبب عیسائی ہو گئے تھے عیسائی دین چھوڑ دیا براہمنوں نے اُن ہزاروں آدمیوں کو ویدک دھرم میں ملا لیا۔ عیسائی رو رہے ہیں کچھ بس نہیں چلتا۔ تمہیں بھی چاہئے دیا کرو۔ رحم کرو۔ اپنے نادان بھولے بھالے بچوں کی جان ضائع نہ کرو اُن کو بچا لو جو سرن آوے اُسے درست کر لو پرائشچت کرا کر شاستروکت ریتی سے شنکر سوامی کی طرح بابا نانک کی طرح۔ جانکی رسی کی طرح مہاراجہ رنبیر سنگھ کی طرح ملا لو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مسلمان اور عیسائی رہ کر جتنی ہتیا کرے گا اُس سب کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔ پراُپکاری بنو جگت کا بھلا کرو۔ بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پرائشچت سے شدھ کر ملا لو۔

الراقم

آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

دھرم بیر جابر

حصہ دوم

پوران کس نے بنائے

ہمارے بہت سے سادے ہندو بھائی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ[1] پوران اٹھارہ[2] اپ پوران ویاس جی نے بنائے ہیں۔ جو کہ پراشر جی کے بیٹے تھے اور مہاراج یدھشٹر کے وقت میں موجود تھے جس وقت کہ حال کے زمانہ کلجگ کا آغاز شروع ہوتا ہے۔ جس کو آج تک ۴۹۹۱ سال ہوئے ہیں لیکن پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال اُنکا درست نہیں ہے یہ بات مندرجہ ذیل ثبوتوں سے بخوبی ثابت ہو جائیگی امید ہے کہ دھرم کے متلاشی تعصب کو چھوڑ کر اس کو پڑھینگے +

ثبوت نمبر اول۔ اٹھارہ پورانوں میں بدھ کو اوتار قبول کیا ہے اور جن عبارات میں ذکر ہے اُس میں سے گذشتہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے مستقبل نہیں اور جو اُنکے اوصاف اطوار بیان کئے ہوئے ہیں وہ آجکل کے بودھوں (ریو جیوں) گرنتھوں سے ٹھیک ملتے ہیں اُس سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت اٹھارہ پوران بنائے گئے اس سے پہلے بدھ کا اوتار ہو چکا تھا۔ بھوشیہ پوران پرتی سرگ کھنڈ پانچواں ادھیائے ۳ سے ۹ تک مکرر متواتر جنوں نے نشانات دئے ہیں۔ اور وہ ہندوؤں اور آریہ ورت کے لکھے ہیں۔ اور ملک نیپال کی کتابوں اور عجائب گھر کے بتوں سے دریافت کیا ہے کہ بدھ بکرماجیت کے سمت سے ۴۱۶ برس پہلے ہوا تھا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مر گیا جس کو آج تک دو ہزار پانسو باسٹھ سال ہوئے ہیں اور ویاس جی کو چار ہزار نو سو اکانوے برس ہوئے ہیں یعنی بدھ دو ہزار چار سو انتیس برس ویاس جی سے پیچھے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ویاس جی پورانوں کے مصنف نہیں تھے +

ثبوت نمبر ۲۔ تمام مورخ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ رامانج بکرماجیت کی بارہویں صدی میں ہوا۔ لیکن وشنو مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے +

शरवचक्रे तापयित्वा यस्य देह प्रदह्यते। स जीवन कुणपस्त्याज्यः सर्वधर्मबहिष्कृत ॥ १ ॥

ارتھ۔ جس کے جسم پر تپا کر سنکھ چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ اور تمام دھرم کاموں سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لائق ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رامانج کے مت کے بعد اس کی تردید لنگ پوران میں ہوئی۔ کیونکہ مانا ہوا اصول ہے کہ جو بات نہ چلی ہو اُس کی تردید نہیں ہو سکتی اور لنگ پوران اٹھارہ پورانوں میں شمار ہو چکا ہے۔ اور چونکہ رامانج بکرماجیت کی بارہویں صدی میں ہوئے ہیں یعنی آجتک ان کو گذرے ۷۴۸ برس ہوئے ہیں اور جیسا کہ اوپر ظاہر کیا ہوا ہے۔ کہ بیاس کو ۴۹۹۱ برس ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بیاس سے رامانج ۴۲۴۳ برس پیچھے ہوئے ہیں۔ اس لئے لنگ پوران کا مصنف بیاس نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر سوم۔ کتاب بنام توزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ میرے باپ کے زمانہ میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تین چیزیں لایا تھا۔ تمام مورخ اس بات پر متفق الرائے ہیں لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے کہ

प्राप्ते कलियुगे घोरे सर्ववर्णाश्रमे नरः॥ तमालं भक्षितं येन सगच्छेन्नरकार्णवे ॥ २ ॥

ارتھ۔ اس گھور کلجگ میں جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے۔ اور پدم پوران میں لکھا ہے +

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कुर्वन्ति ये नरः॥ दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकर ॥ ३ ॥

ارتھ۔ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے وہ خیرات کنندہ نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن (گرام سوکر) گاؤں کے سور کا جنم لیتا ہے۔ ہندوؤں کی کسی دھرم پستک میں تمباکو کا تذکرہ نہیں ہے اور تمباکو امریکی زبان کا لفظ ہے اور اسی واسطے سکھوں کے بابا نانک جی سے لیکر اُن کی ساتویں بادشاہی تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا کیونکہ اُس وقت یہ موجود نہ تھا جب جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں آیا اور اسکا رواج ہوا تو اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں بادشاہی کے وقت اسکا نشیدھ کیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران دونوں جہانگیر کے والد اکبر کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور اکبر بادشاہ کا زمانہ بکرماجیت کے سمت ۱۶۱۳ سے سمت ۱۶۶۲ تک ہوا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران بیاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں کیونکہ بیاس جی کو ہوئے ۴۹۹۱ برس گذر چکے ہیں اور ان پورانوں کو تصنیف ہوئے (۱۹۴۸ - ۱۶۶۲) ۲۸۶ برس ہوئے ہیں ۰

ثبوت نمبر چہارم۔ سوامی شنکر آچاریہ رامانج سے پہلے ہو چکے ہیں کیونکہ رامانج نے شنکر مت کا کھنڈن کیا ہے تمام میں یہ بات ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ مہادیو کا اوتار مانے جاتے ہیں اور لوگ آپ کو برہم کہتے تھے۔ اور سارے ہندو لوگ شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں اور اُنکا اوتار بدھ سے پہلے نہیں ہو سکتا کیونکہ اُنہوں نے بدھ کا کھنڈن کیا ہے اب پدم پوران میں پاربتی جی کے سوال میں مہادیو کہتے ہیں +

मायावादमसच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च। मयैव कथितं देवि कलौ ब्राह्मणरूपिणा (४ ॥

ارتھ۔ اے دیوی کلجگ میں میں نے برہمن کا روپ دھارن کرکے ویدانت کا اسرار گپت (جو چھپا ہوا بودھ مت ہے) رچا ہے سو پدم پوران بودھ اور شنکر رامانج سے پیچھے سے بنا ہے۔ ویاس جی کا بنایا ہوا کبھی بھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر پنجم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۰۳ بکرمی میں راجہ اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا اس سے پہلے نہیں تھا۔ اس میں سب مورخوں کی رائے متفق ہے اور مندر میں بھی سمت لکھا ہوا ہے لیکن مندر کا ماہاتم اسکند پوران میں لکھا ہے اس لئے اسکند پوران سمت ۱۲۰۳ سے پیچھے بنا۔ اور ویاس دیو کا بنایا ہوا کبھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر ششم۔ سارے عالموں کی اس بارہ میں بھی ایک رائے ہے کہ اٹھارہ پوران مہابھارت سے پیچھے بنائے گئے اور پورانوں میں مہابھارت کا ذکر ہے مگر مہابھارت میں پورانوں کا ذکر نہیں ہے اور سب جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے راجہ پریکشت کو بھاگوت سنایا تھا تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یدھ سے پیچھے مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوئے تھے اُنہوں نے ۳۶ سال ۸ مہینے اور ۲۵ دن راج کیا انکے مرنیکے بعد راجہ پریکشت نے ۶۰ برس راج کیا بھاگوت میں لکھا ہے راجہ پریکشت کے راج کے خاتمہ پر یعنی مہابھارت کے ۹۶ برس کے بعد شکدیو جی نے ان کو بھاگوت سنایا۔ مگر مہابھارت کے شانتی پرب کے ادھیائے ۳۳۲ و ۳۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمے پہلے یدھشٹر ان سے اپدیش سننے گئے تب اُنہوں نے شکدیو جی کا ذکر کیا اور کہا کہ بہت زمانہ ہوا ہے کہ وہ مر گئے ہیں اُنکے

سلہ [1] مارکنڈے۔ بھوشیت۔ بھاگوت۔ برہم ویورت۔ برہمانڈ۔ شیو۔ وشنو۔ وراہ۔ لنگ۔ پدم۔ نارد۔ کورم۔ اگنی۔ متسیہ۔ برہم۔ وامن۔ سکند۔ گرڑ +

سلہ [2] آدی۔ نرسنگ۔ وایو۔ شیو دھرم۔ درواسا۔ کپل۔ نارد۔ نندی۔ اُشنس۔ برہمانڈ۔ ورن۔ سامب۔ کالی۔ مہیشور۔ پدم۔ دیو۔ پراشر۔ مریچ۔ بھاسکر +

مرنے پر ویاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے بدھشٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا اور اس وقت راجہ پریکشت حمل میں تھے جب پریکشت کے جنمنے سے پہلے ہی شکدیو جی گئے تھے تو انکا ۶۰ برس پیچھے بھاگوت سنانا ناممکن ہے اور یہ سچ ہے جیسا کہ دیوی بھاگوت کے مترجم نے لکھا کہ اصل بھاگوت بعید ہونے بنائی ہے اور جب بھاگوت شکدیو جی نے سنائی نہیں اور پریکشت نے سنی نہیں جن سے ویاس دیو بہت پہلے گذر چکے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ ویاس جی نے ان کو نہیں بنایا +

ثبوت نمبر ہفتم۔ پدم پوران کے اتر کھنڈ کے بھاگوت مہاتم کے اول ادھیا میں ۴۸ شلوک سے ۲۲ تک لکھا ہے۔ کہ نارو جی دوارکا ادھیامیں منکاوک کو کہہ اور بیان کیا کہ کاشی سومنات رامیشر وغیرہ مقامات پر مسلمانوں نے مندروں کو گرا دیا اور ان پر قبضہ کر لیا یعنی مسجدیں بنالیں اور یہی حال آشرموں کا کیا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حال محمود کے زمانہ سے اورنگ زیب کے زمانہ تک ہوتا رہا۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ پدم پوران کو بنے ہوئے سمت ۱۰۱۴ سمت ۱۷۲۶ تک نہ ہوا ہے +

ثبوت نمبر ہشتم۔ اٹھارہ پورانوں میں رشی منیوں اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور ان پر مفصلہ ذیل کلنک ہیں جیسے کہ (نمبر۱) برہما جی کو بیٹی سے ہم بستری کا کلنک اور (نمبر۲) کرشن جی کو کبجا ن اور رادہکا (نمبر۳) مہادیو کو شیو ن کی استریوں سے (نمبر۴) وشنو کو جلندھر و بیت کی ستری برندا سے (نمبر۵) اندر کو گوتم کی ستری سے (نمبر۶) سورج کو کنتی سے (نمبر۷) چندرما کا اپنے گورو برہسپتی کی ستری تارا سے (نمبر۸) وایو دیوتا کو کیسری بندر کی ستری انجنی سے (نمبر۹) ورن دیوتا کو اگست دیوتا کی ماتا اور وشی سے (نمبر۱۰) برہسپتی کو اپنے بھائی کی ستری ممتا سے (نمبر۱۱) وشوامتر کو اور بشی سے (نمبر۱۲) پراشر کو مچھودری سے (۱۳) دیو کو داسی سے (نمبر۱۴) دروپدی کو پانچ خاوندوں سے (نمبر۱۵) دیویوں کو پاس بھکشن کا (نمبر۱۶) بامن کو چھل کا (نمبر۱۷) مہادیو کو شراب نوشی کا (نمبر۱۸) رامچندر کو دھوکہ سے بالی سورے کے مارنے کا وغیرہ وغیرہ کلنک۔ شب رشی منی دیوتاؤں پر لگائے گئے ہیں دید وپک کوئی کلنک۔ نہیں لگا یا اس نے نا شکنت کو ہر جگہ ظاہر کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پورانوں کے مصنف بیودہ والے ہیں نہ ویاس دیو جی +

ثبوت نمبر نہم ویاس جی کے بنائے ہوئے ویدانت۔ سوتر اور ویاکھیا یوگ بھاشیہ دنیا میں ظاہر ہے انکا دھرم بھی سب وو دانوں پر ظاہر ہے کہ یہ اٹھارہ پوران ان کی عین ضد ہیں ان کا مطلب انکے بنائے ہوئے شاستروں سے نہیں ملتا جس سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پران ان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت نمبر دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ایک ملیچھ ویشیا پر عاشق ہو کر دھرم سے پتت ہو گیا۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمان رنڈیاں بھی موجود نہ تھیں اور جب مسلمان رنڈیاں نہ تھیں تو ان پر کوئی عاشق بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے زمانہ میں بنا ہے اور ویاس دیو نے نہیں بنایا .... دھرم شاستر کے موافق برہمن کا کام پڑھنا اور پڑھانا ہے جیسا کہ منو سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ (۵) योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः

ارتھ جو برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا۔ اور دیگر کام کرتا ہے تو وہ زندگی ہی میں قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے۔ اور دیکھو اتری کی سمرتی میں کیا لکھا ہے۔ کہ

वेदविहीनाः पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवता भवन्ति । ६ ॥

ارتھ وید سے ہین لوگ شاستر پڑھتے ہیں شاستر سے نیت پوران پڑھتے ہیں پُران سے ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے نیت بھاگوت پڑھتے ہیں۔ جہانگیر کے زمانہ میں بھگت تلسی داس مرے تھے۔ جیسے

संवत सोलासौ असी असी गंग के तीर ॥ सावन शुक्ला पंचमी तुलसी तज्यो शरीर २ — ॥ ६ ॥

جہانگیر سمت ۱۶۸۴ میں فوت ہوا تھا اس سے ثابت ہوا کہ رامائن کو تصنیف ہوئے ۱۹۲۰ = ۱۶۸۴ = ۲۳۶ سال ہوئے۔ ان ثبوتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کل پوران نویں ہیں۔ صرف چاروں وید ہی سناتن ہیں +

اوشم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

دیوی بھاگوت پریکشا

ہمارے ہندو بھائی پورانوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی کتھاؤں کو بہم سنا کرتے ہیں علاوہ براں وہ بہت کچھ تن من دھن بھی ان کے اوپن کرنے سے دریغ نہیں کرتے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ وہ اصلیت کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے اس واسطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ انہوں کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ ؎

بہ نزد من آنکس نکو خواہ تست | کہ گوید فلاں خار در راہ تست

ورنہ خود غرض دھوکہ دینے والے آدمی طمع کے دام میں پھنسکر کیا کچھ اندر جال نہیں رچتے واضح ہو کہ برہما۔ اگنی۔ اندر۔ برہسپتی۔ چندرماں۔ بدھ۔ شنکر۔ بزرگان ہم زمانہ سابقہ میں بڑے نامی گرامی وودان۔ راجہ مہاراجہ گذرے ہیں۔ ست شاستروں میں ان کی نہایت عزت کی گئی ہے۔ وہ رشی منی دیوتا خطابوں سے مخاطب کئے گئے ہیں۔ مگر الزام نہیں لگاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ برہسپتی جی چندر دیوتا کے گورو تھے۔ برہسپتی جی کی ستری تارا چندرماں کے گھر گئی اور فریقین ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہو کر عرصہ تک کام چیشٹا کرتے رہے برہسپتی دوبارہ مانگنے کے واسطے آئے مگر چندرماں نے انکار کیا۔ برہسپتی نے کہا کہ تو پاپی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تو کون دھرماتما ہے تو نے اپنے چھوٹے بھائی کی استری گھر میں ڈالی ہوئی ہے جیسا میں خوبصورت ہوں ویسی ہی تیری استری پر میرے لائق ہے تیرے جیسے بدشکل کے لائق کوئی نہیں اس پر اس نے اندر سے شکایت کی۔ اندر نے وکیل بھیجا۔ چندرماں نے جواب دیا کہ اندر دیوتا لوگوں کو تو سمجھاتے ہیں۔ مگر اپنے اعمالوں پر توجہ نہیں فرماتے۔ اہلیا رشی گوتم کے ساتھ انہوں نے کیوں زنا کیا تھا اور کیوں ہزاروں برس تک سہنسر بھگ ہو کر مان سروور کی جھیل میں کنول پھول نال کے اندر شرمندگی سے پوشیدہ چھپے رہے جب یہ جواب پہنچا تب اندر غصہ ہو کر خود کشتی کر کے لڑنے کو آیا۔ اسکی مدد کو برہما جی آئے اور ادہر چندرماں کے مددگار پرشنکر دیو جی آئے اور مہادیو بھی آئے اور چندرماں کو سمجھایا کہ خبردار برہسپتی کی استری دینا۔ برہما نے چندرماں کو سمجھایا کہ اس کی استری دیدے یہ بڑا پاپ ہے چندرماں نے جواب دیا کہ اس نے خود

ا؎ دیوی بھاگوت اسکندا۔ ادھیا۔ ۱۱ سے شروع ہوتا ہے آخیر تک سنسکرت مطبوعہ بمبئی +

۲؎ دیوی بھاگوت اسکندا۔ ادھیا۔ ۱۱۔ شلوک۔ ۱۔

۳؎ " " " ۱ " ۱۱ " ۱۸۶۵۵۔ اوسلی ٹیکانیل کنٹھ گرنتھ صفحہ دوم بمبئی +

۴؎ " " " ۱ " ۱۱ " ۱۴

۵؎ " " " ۱ " ۱۱ " ۲۲ و ۲۷ و دیکھو برہسپتی سمرتی ادھیا ۲ تک +

ہی اپنی برہسپتی سمرتی میں کہا ہے کہ استری کو ترنا کرنے سے جو پاپ ہوتا ہے وہ تجھ سا ہوتے پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے برہمن کا پاپ وید پڑھنے سے۔ غرضیکہ کئی سال تک جنگ ہوا آخر الامر شنکر کے کہنے سے چندرماں نے وہ استری برہسپتی کو دیدی جس کو دو مہاراج خوشی خوشی گھر میں لے گئے۔ مگر وہ حاملہ ہو چکی تھی۔ برہسپتی کے گھر جا کر بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بدھ و بوتا رکھا گیا چندرماں نے تکرار کیا کہ بیٹا میرا ہے اس پر برہسپتی نے دینے سے انکار کیا جس پر جنگ کی نوبت ہوئی۔ آخر الامر برہما جی نے دیوی تارا سے پوچھا کہ یہ کس کا حمل ہے اس نے جواب دیا کہ چندرماں کا۔ برہما نے بدھ کو چندرماں کے حوالہ کیا۔ پھر اسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک وقت دیوتوں اور رشیوں سے لڑائی کرتے ہوئے دس ہزار سال کے منقضی ہونے پر تھک کر ایک جگہ جا کر کمان کے سرے کو سر کے نیچے رکھ کر سو رہے دیوتوں نے بیکنٹھ میں تلاش کی۔ جب وہاں نہ ملے تو تلاش کرتے ہوئے اس جنگل میں آئے اب سوتے کو جگانا گناہ سمجھ کر لال ہو جلد دن کی طرح عقل دوڑانے لگے۔ آخر یہ قرار پایا کہ دیمک یعنی بھورے جانور پیدا کر کے اس سے یہ خدمت لی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر اس نے انکار کیا۔ کہ مجھے اس پاپ جگانے سے کیا لابھ ہوگا۔ دیوتوں نے کہا کہ ہم تجھے یگیہ میں بھاگ دیا کرینگے جس پر راضی ہو کر اس نے اس کمان کی رسی کو کاٹا۔ مگر کاٹتے ہی بڑا شور ہوا۔ اس کمان کی ضرب سے وشنو کا سر کٹ کر سمندر میں جا گرا۔ سب دیوتا حیران ہوئے۔ پھر برہما جی بولے کہ بھائیو کرنی کا پھل اوشیہ بھوگنا پڑتا ہے چنانچہ سب سے پہلے خود مجھے پھل بھوگنا پڑا۔ یعنی میرا سر شیو نے کاٹ ڈالا۔ اور خود شیوجی بھی محروم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اس کا لنگ بدن سے کاٹا گیا اور اندر دیوتا اہلیا کے ساتھ زنا کرنے سے سہسر بھگ ہو کر مان سرور کے تالاب میں شرمسار رہے آخر سب نے دیوی کی تعریف کی جس پر وہ راضی ہوئی۔ اور حکم دیا کہ گھوڑے کا سر کاٹ کر لگا دو۔ چنانچہ لگایا گیا۔ جس پر اس روز سے وشنو ہیگریو اوتار ہوا ہے۔ بدن آدمی کا سر گھوڑے کا ہے۔ اس ادھیا سننے کا مہاتم یہ ہے جو سنے گا اس کی مکت ہو جاویگی پھر اس بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ اوپری چر उपरिचर جنگل میں شکار کے لئے گیا وہاں پر اپنی استری گرگا کی یاد میں اسے احتلام ہوا اس نے نطفہ کو کسی درخت کے

۱؎ دیوی بھاگوت اسکندھ ۱ ادھیا ۱۱ شلوک ۳۷
۲؎ ″ ″ ″ ۱ ″ ۱۱ ″ ۳۸
۳؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۵ و ۶ و ۷
۴؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۸۹ و ۹۰
۵؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۴ و ۵
۶؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۵ و ۶ و ۷ و ۸
۷؎ ″ ″ ″ ″ ۵ ″ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ سے ۴۲ تک
۸؎ ″ ″ ″ ″ ۵ ″ ۲۵
۹؎ ″ ″ ″ ″ ۵ ″ ۱۶ سے ۲۹ تک و ۳۰ سے ۴۳ تک
۱۰؎ ″ ″ ″ ″ ۵ ″ ۴
۱۱؎ ″ ″ ″ ″ ۵ ″ ۴۵
۱۲؎ ″ ″ ″ ″ ۱ ″ ۹۶ سے ۱۰۰ تک
۱۳؎ ″ ″ ″ ″ ۱ ″ ۱۰۴ سے ۱۰۹ تک
۱۴؎ ″ ″ ″ ۲ ″ ۱
۱۵؎ ″ ″ ″ ۲ ″ ۱ ″ ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۷

پٹنہ میں بند کر کے بطور پارسل کے شاہین باجرہ شکاری پرندے کے ذریعہ گھر کو روانہ کیا۔ رستہ میں بعالم ہوا ایک اور جرہ مل گیا۔ جنگ شروع ہوا۔ دو جگہ دریائے جمن کے اوپر تھی۔ وہ پارسل گر پڑا۔ پیچھے ایک اچھپرا نام جو کسی رشی کی بد دعا سے مچھلی بنی ہوئی تھی۔ دریا میں تیر رہی تھی۔ گرتے ہی اس نے منہ میں لے لیا۔ وہ حاملہ ہو گئی جب میعاد حمل منقضی ہوئی تو وہ ایک نشا یعنی ماہی گیر نے گرفتار کر لی۔ شکم چیرنے پر ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکل آئی۔ وہ ہر دو کو راجہ وسو کے پاس لے گیا۔ راجہ نے لڑکا لے لیا۔ اور لڑکی اسے واپس دیدی اس نے اسے پالا اور اس کا نام مچھودری یا ستودری۔ کالی کا لکا تن گندھا ہوا اور بڑی ہونے دریا جمن پر باپ کے ساتھ کشتیبانی کرتی تھی۔ ایک دن اتفاقاً پراشر منی وید کے جاننے والے وہاں آئے۔ اور عبور دریا کا ارادہ کیا۔ ملاح روٹی کھا رہا تھا۔ لڑکی کالی کو اجازت دی کہ تو کشتی میں لیجا کر انہیں پار کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب دریا کے بیچ پہنچے۔ منی جی بھی بدگمان ہوئے۔ غلبہ شہوت نے مجبور کیا۔ اور اس کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑا کالی نے انکار کیا۔ اور منی کو بہت نصیحت کی۔ مگر اس نے نہ مانا۔ آخر اس نے اقرار کیا۔ کہ دریا کے پار جا کر کام کرینگے۔ جب کنارہ پر پہنچے تب منی نے ہاتھ پکڑا اس نے پھر نصیحت کی مگر وہ نہ مانا تب کالی نے کہا کہ میرے بدن سے مچھلی کی بڑی بدبو آتی ہے رشی نے دعا کی جس سے وہ جوجن گندھا ہو گئی۔ یعنی اس کے بدن سے ۴ کوس تک مشک کی بو آنے لگی۔ اس نے کہا کہ میرا باپ کنارہ پر دیکھتا ہے روز روشن ہے رشی نے دعا کر کے کہر پیدا کر لی پردہ ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ تو کام چھپا کر کے چلے جاوینگے میرا پھر کیا حال ہوگا۔ مجھے بکارت سے زائل ہو جانے کے سبب سے کون قبول کریگا۔ میرا گذارہ کس طرح چلیگا۔ میرا باپ کیا کہیگا۔ لوگ کیا کہینگے۔ رشی نے دعا کی۔ کہ بکارت سے پھر بدستور ہو جاوے گا۔ کہ آخر الامر ان سب شرائط کے پھر اس نے مباشرت کی۔ میرا لڑکا تیرے جیسا ہوا اور خوبصورتی روز افزوں اور خوشبو ہمیشہ رہے کہ ان سب کے بعد وہ بدفعلی ہوئی وصحبت کے بعد لڑکا ہوا۔ اسی جگہ پر جس کا نام بیاس یا کرشن دوپائن رکھا گیا۔ پراشر جی بھی چلے گئے۔ اور بیاس جی ستیا ماتا سے اجازت لیکر جنگل کو چلے گئے اسی شیوجی یا مچھودری پر راجہ شنتن بد چیکم عاشق ہوا اور اس سے شادی کی جس کے شکم سے چترانگد اور بچتر بیرج دو راجہ پیدا ہوئے۔ اور جب یہ دونو مر گئے تو ان کی تفصیل عورتیں بیوہ رہ گئیں۔ اسی کا امبا امبالکا۔ ان تینوں عورتوں کے ساتھ بیاس جی نے نیوگ کئے جن سے دھرتراشٹر اندھا۔ پانڈو اور بدر پیدا ہوئے جو ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے۔ جو کورو پانڈو مشہور ہیں + فقط

۱؎ دیوی بھاگوت اسکندھ ۲ ادھیا ۱ شلوک ۲۸ سے ۳۲ تک
۲؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۳۵ سے ۴۰ تک
۳؎ ″ ″ ″ ۲ ″ ۲ ″ ۱ سے ۵ تک
۴؎ ″ ″ ″ ۲ ″ ۲ ″ ۸ سے ۱۶ تک
۵؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۲۰ سے ۲۴ تک
۶؎ ″ ″ ″ ″ ″ ۲۵ سے ۲۷ تک
۷؎ ″ ″ ″ ۲ ″ ۲ ″ ۲۸ سے ۳۰ تک اور ۳۶ و ۳۷ سے ۴۴ تک
۸؎ ″ ″ ″ ۳ ″ ۶ ″ ۱ سے ۱۴ تک
۹؎ ″ ″ ″ ″ ″
۱۰؎ ″ ″ ″ ″ ۶ ″ ۲ و ۳ و ۴ تک

مورتی پرکاش

سب سے پہلے پرماتما نراکار کی ستتی سزاوار ہے جسے مورتی کی نشانی اور حسو کو گیان ہوتا ہے۔ ست گیان سے رہت حیوان کی طرح کے اندھکار میں پھنسا ہوا نجات یا موکش سے وہ ہوتا ہے۔ پس اس سنسار ساگر سے پار ہونے کے واسطے سچا۔ مضبوط معقول ہمارا رستہ گیان ہے۔ اور اس کے بغیر نجات کا دم بھرنا یا وشواس دلانا یا بھول و گیان ہے۔ نادان ہو وہ انسان جسکو اسکی ضرورت نہیں اور ایسا ہی وہ شخص جس کسان کا ظہور یا مورتی پوجا جو اس وقت گھر گھر دکھائی دیتی ہے اسکی حقیقت و صداقت کی اس رسالہ میں تلاش ہے اور بڑی بڑی مستند پرمانک کتابوں سے اسکی ثابت شہادتوں اور پرمانوں کا پریکشن ہے۔ مجھے اس سے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں اور نہ کسی بات کا تکرار مطلب ہے۔ پس جو ہمراتما سچائی کا طالب ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مطالعہ کریگا۔ وہ من نہ کہو ہمراہ سے صرف نگا۔ اسے پرماتما ودیا کا پرکاش کرا اور اودیا کا ناش +

دلائل عقلی

(۱) جس طرح دریا لوٹے میں بند نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بند ہو تو دریا نہیں اسی طرح کوئی سرب بیاپک ایک جگہ رک نہیں سکتا۔ اور مورتی پوجا ہونے سے سرب بیاپک نہیں رہتا +

(۲) ہر ایک جسم یا شریر کے واسطے ضروری ہے۔ کہ طول و عرض و عمق رکھتا ہو۔ اور اس کے واسطے مکان اور زمان کی بھی ضرورت۔ پس کوئی جسم انادی او ناش رہت نہیں ہے۔ اور پرماتما چونکہ انادی اور ناس رہت مکان و کشت کال و سنو سے نیرا ہے۔ وہ اس واسطے شریر دھاری نہیں ہو سکتا +

(۳) مورت یا تصویر عکس یا سایہ مانند کے نہیں ہو سکتی ہے اور جبکا جسم نہیں اسکا عکس نہیں۔ و سایہ عند العقل محال ہے پس نراکار پرماتما کی مورتی کبھی نہیں ہو سکتی +

(۴) سری کرشن۔ رامچندر۔ ہنومان۔ بھیرو۔ دیوی۔ شیوجی۔ گنیش۔ برہما۔ وشنو۔ درگا۔ جگن ناتھ۔ بدری ناتھ۔ کال وغیرہ۔ بزرگوں کی تمام مندروں میں مورتیں دکھلائی دیتی ہیں۔ اگر پرماتما یا برہم کی مورتی کسی مندر میں نہیں ہے بس سے خود ہی ظاہر ہے۔ کہ ایشور کی کوئی مورتی نہیں +

(۵) بزرگان متذکرہ بالا نمبر ۴ کو ہر ایک نہ ہی مان جاتا ہے کہ کسی ایک وقت میں موجود تھے۔ اور ایک وقت پیدا ہوئے اور اب نہیں ہیں۔ شریر چھوڑ گئے۔ اُن کی عمدہ نصیحتیں البتہ کارآمد ہیں۔ اور فائدہ مند ہو سکتی ہیں۔ مگر اُن کی فرضی تصویروں کی پرستش سے گیان کا پراپت ہونا عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی ہے +

(۶) آجتک کسی جیوتے پرماتما یا برہم کو جسم ظاہری سے یا اور حواس متعلقہ سے نہیں دیکھا ہے پس اس کی تصویر بنانی اگیان کی نشانی ہے +

(۷) جو چیز جسمانی یعنی شریر والی ہے۔ وہ ہمیشہ متغیر و تبدل ہوتی رہتی ہے۔ ایک حالت میں نہیں رہ سکتی۔ پرمیشور چونکہ ہمیشہ ایک رس اور اچل ہے۔ اس واسطے اُس کی مورتی نہیں +

(۸) جسم یا شریر کی خاصیت ہے۔ کہ روگ بیماری۔ خوف۔ گھٹنا۔ بڑھنا۔ جلنا۔ خشک ہونا۔ کٹنا۔ ان سے ایک نہ ایک میں مبتلا رہتا ہے اور سنسکرت کی اصطلاح میں شریر کو جس شبد کہا گیا ہے اور شری پرماتما چونکہ ان عوارض سے شدہ ہے پس وہ جسمانی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے +

(۹) اکثر ہمارے مورتی پوجک بھائی یہ سندیہ کرتے ہیں۔ کہ مورتی پوجا پرماتما کے دھیان و گیان کی برنہم سیڑھی ہے۔ ہم وقت حاصل کرنے گیان کے چھوڑ دینگے مگر یہ عذر ان کا بھی معقول نہیں ہے کیونکہ اول تو آج تک کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی مورتی پوجک نے انت کال تک مورتی کو چھوڑا ہو۔ بلکہ سنکڑوں مرتے وقت بھی گلے میں لٹکا کر مرتے ہیں +

دوم۔ سیڑھی سے مراد منزل مقصود تک پہنچنا یعنی گیان کا حاصل کرنا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ گیان کے پراپت ہونے کے واسطے کونسی سیڑھی بہتر ہے آیا وید کی تعلیم سے گیان ہو سکتا ہے یا مورتی پوجا سے چونکہ اس میں سب بدھی مانوں کا اتفاق ہے۔ کہ گیان کے حصول کی ودیا ہی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ مورتی پوجا۔ بس مورتی پوجا کسی طرح جایز نہیں ہے +

(۱۰) بعضے بھائیوں کا یہ عذر ہے۔ کہ چنچل من بغیر مورتی کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور ہم مورتی کو آگے رکھ کر پرماتما سے لو لگاتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ ان کا فرمانا کہاں تک معقول ہے۔ بینے خود مورتی پوجا کے زمانہ میں سینکڑوں مرتبہ دل کو آزمایا۔ مگر کبھی اُس کو برقرار قایم نہ پایا۔ جوں ہی کرشن جی کی تصویر پر دھیان جاتا تھا۔ فی الفور بھاگوت کا وسم سکندہ یاد آتا تھا۔ اور آنکھ کان ناک جسم وغیرہ پر خیال جانے سے من کی حالت بیقرار تھی۔ اور گرنتھ اور ست شناگ اور کبیر سمندر کے واقعات سوچ سوچ کر طبیعت کی ایک اور یادگار تھی۔ رامچندر کی تصویر سے حس تھا اور مہادیو کی مورت سے تباہی بدست ہوتی تھی۔ چونکہ تجربہ میں آچکا رانی باتوں سے عمدہ ہے پس یہ ہر طرح سے مجرب ہے۔ کہ مورتی پوجا سے من کو سانتی دشوار بلکہ محال ہے اور بغیر ودیا کے اودیا کا جانا جھوٹے بلکہ خام خیال ہے۔ اور علاوہ ازاں من کا دیگ بہت بڑا ہے وہ کسی مورتی مان مار سے رک نہیں سکتا۔ پس اس کا دیگ روکنے کے واسطے ایک سرب بیاپک عرفی پرماتما ہی ایسا ہے۔ جو اُس کے دیگ کو متفرقات کی طرف جانے سے روک دے۔ اس لیئے پرماتما کا گیان سروت کا دھیان بہتر ہے۔ اور مورتی پوجا سے من کا رکنا اسمبھو ہے +

وید کے پرمان

نمبر (۱) یجروید مقدس کا ادھیا ۳۲ - منتر ۳ - न तस्य प्रति

मा अस्ति यस्य नाम महद्यशः हिरण्यगर्भ इत्येष मामा

हिंसीदित्येषा यस्मान्न जात इत्येषः॥

ترجمہ۔ جو پرمیشور مایا کے سنیوگ سے نہ کبھی اوتپن ہوا۔ ہوتا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ نہ شریر دھارن کرکے بالک۔ جوان اور بردھ ہوتا ہے اس کی پرماتما یعنی ناپ کا سادھن پرتی مب عکس یا سدرش یا تصویر کسی پرکار کی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مورتی رہت۔ انت سیما رہت اور سب میں بیاپک ہے۔ جو تیج والے سوریہ آدکوں کی اتپتی کا کارن ہے۔ اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔ اور کی نہیں +

نمبر (۲)۔ یجروید ادھیا ۴۰۔ منتر ۸۔ स पर्य्यगाच्छुक्रमका

यमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम् ॥ कविर्म्म

नीषी परिभूः स्वयम्भूर्य्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधा

च्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥ यु० अ० ४० मं ८

ترجمہ۔ جو سب کے جاننے والا۔ سب کے من کا ساکشی سب کے اوپر بیاجمان اور انادی سروپ ہے اور جو اپنی انادی پرجا کو اپدیش روپ اور وید کے دوارا سب بیوہاروں کا اوپدیش کیا کرتا ہے۔ سو سب میں بیاپک انت پراکرم والا۔ سب پرکار کے شریر سے رہت اور سب روگوں سے رہت ناڑی کے بندھن

ست رہت سب دکھوں سے الگ - اور سب پاپوں سے مارا ہے - وہی سب کی اوپاسنا و گیہ ہے - دوسرا کوئی نہیں ﴿

نمبر ٣ - یجروید ادھیا ۴۰ منتر ۹ + अन्धन्तमः प्रविशन्ति ये-
सम्भूतिमुपासते । ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्यां रताः ॥ य० अ० ४० मं० ९ ॥

ترجمہ - جو اسنبھوتی ارتھات - انوتپن انادی پرکرتی کارن کی برہم کے استھان میں اپاسنا کرتے ہیں - وہی اندھکار یعنی اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور سمبھوتی جو کارن سے اوتپن ہوتی کاریہ روپ پرتھوی آدی بھوت یا کھان اور برکھ آدی ادیو اور منش آدی کے شریر کی اوپاسنا برہم کے استھان میں کرتے ہیں - وہ اس اندھکار سے اودھک اندھکار - یعنی مہا مورکھ چرکال - گھور - دکھ روپ - نرک میں گر کے مہا کلیش کو بھوگتے ہیں ﴿

نمبر ۴ - یجروید ادھیاۓ ۳۱ - منتر ۱۸ - वेदाहमेतं पुरुषं म-
हान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात् । तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥ य० अ० ३१ म० १८

ترجمہ - اس منتر میں یہ عقدہ حل کیا گیا ہے - کہ کس پدارتھ کو جان کے منشیہ گیانی ہوتا ہے (وید فرماتا ہے) کہ پرمیشور کو ہی تحقیقات جاننے ٹھیک ٹھیک گیانی ہوتا ہے جو سب سے بڑا سب کا پرکاش کرنیوالا ہے - اور اودیا اندھکار یعنی جہانی آلائشوں سے اور اگیان آدی دوشوں سے الگ ہے - وہی پرمیشور سب کا اشٹ دیو ہے - اس کو پائے بنا کوئی منشیہ کامل گیانوان نہیں ہوتا - اس پرماتما کو جان اور پراپت ہو کے منشیہ جنم مرن آدی کلیشوں کے سمندر سے پار ہو کر پرمانند یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے پرماتما ملنے سوا کسی کا کوئی راستہ نہیں ﴿

نمبر ۵ - شویتاشوترائے اپنشد ادھیاۓ ۶ - انوواک ۱۱ + एको देवः सर्व-
भूतेषु गूढः सर्वव्यापी सर्वभूतान्तरात्मा । सर्वाध्यक्षः
सर्वाधिवासः साक्षी चेता केवलो निर्गुणश्च ॥

ترجمہ - ایشور ایک ہے - اور سب کا پرکاش کرنیوالا - سب میں سروویاپک ہے - اور سب جگت کے بھوت پرانیوں میں بیاپک ہو رہا ہے - اور انتریامی ہے - اور کرموں کا ادھی پتی یعنی سوامی ہے - اور سب کا ادھار بھوت ہے - سب کا ساکشی ہاتا دینے والا لیکن خود کسی کی سہائتا لینے سے ہر طرح مُبرا ہے - سب کا سہایک اور جگت کے گنوں سے رہت ہے (یعنی کبھی ساکار نہیں ہو سکتا) ﴿

نمبر ۶ - یہ یوگ درشن کا سوتر ہے ﴿ क्लेश कर्म विपाकाशयै-
रपरामृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः ॥ योग सू०

ترجمہ - اس کا مطلب یہ ہے کہ اودیا آدی کلیشوں یعنی جہالت وغیرہ آلائشوں سے پاک اور کشل اور اکشل یعنی سکھ دکھ اور تعصب اور ہٹ دھرمی - طرفداری وغیرہ نا مائم سے بری پھل - ایک کرموں کی واسنا سے رہت وہ سب جیووں سے اعلےٰ اور ییاپک ایشور ہے ﴿

اپنشدوں کے بیان

نمبر ۱ - تیتریی اپنشد ولی ۲ انوواک ۱ सत्यं ज्ञानम-
नन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायाम् ।

ترجمہ - برہم ست سروپ گیان سروپ اور اننت سروپ ہے - جو ویسے پراپتی یوگ ہے ﴿

نمبر ۲ - کٹھ اپنشد - ادھیا - ولی ۳ - واک ۱۵ ﴿

अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम् । तथाऽरसं नित्यम-
गन्धवच्च यत् ॥ अनाद्यनन्तं महतः परं ध्रुवं निचाय्य
तं मृत्युमुखात् प्रमुच्यते

ترجمہ - پرماتما - شبد - سپرش - روپ - رس گندھ (جو کان چھم زبان آنکھ - زبان و ناک کے وشے ہیں) ان سے پرے ہے - یعنی وہ نہ شبد اور نہ روپ - اور نہ سپرش - اور نہ گندھ اور نہ رس میں آ سکتا ہے - وہ نت اور انادی ہے اننادی اور اننت ہے - مہا آتما سے سرلیشٹ اور اٹل ہے - اس کی آرادھنا کر کے منشیہ موت کے منہ سے چھوٹتا ہے - یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے ﴿

نمبر ۳ - شویتاشوترائے اپنشد ۶ - ۸ + न तस्य कार्यं करणं च
विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते । परा-
स्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञान बल क्रिया च ॥

ترجمہ - اس پرماتما کا نہ شریر ہے اور نہ اندریہ ہیں - اس کے برابر اس سے بڑا کوئی دکھائی دیتا ہے اس کی شکتی سب سے بڑی ہے اور نانا پرکار یعنی بہت قسم کی سنی جاتی ہے - اس کے گیان اور بل اور کریا سبھاوک ہے ﴿

نمبر ۴ - شویتاشوترائے اپنشد - ادھیا ۶ - انوواک ۹ + न तस्य कश्चित्
पतिरस्ति लोके न चेशिता नैव च तस्य लिङ्गम् ।
स कारणं करणाधिपाधिपो न चास्य कश्चिज्जनिता न चाधिपः ॥

ترجمہ - پرماتما کا جگت میں کوئی پتی نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا حاکم ہے جسکا کوئی نشان ہے اور سب کا وہی پتی بھی ہے اسکا کوئی اتپتی کرتا ہے اور نہ ادھی پتی ہے ﴿

نمبر ۵ - کین اپنشد ۱ + यद्वाचानभ्युदितं येन वाग-
भ्युद्यते । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपा-
सते ॥ केन ३० ॥

ترجمہ - جو بانی کا ساوھن نہیں ہے یعنی اودیا یکت بانیوں سے پرسنّ نہیں ہو سکتا جو سب کی بانیوں کو جانتا ہے اسے تم اسی کو پرمیشور جانو اور کو نہیں ﴿

نمبر ۶ - کین اپنشد + यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो
मतम् । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
केन ३ ॥

ترجمہ - جو من سے اچھا کے من میں نہیں آتا - اور جو من کو جانتا ہے اسی برہم کو تو جان اور اس کی اپاسنا کر ﴿

نمبر ۷ - کین اپنشد ۳ ﴿

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति । तदेव
ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ क० ३

ترجمہ - جو آنکھ سے نہیں دیکھ پڑتا - اور جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں - اسی کو تو برہم جان - اور اسی کی اوپاسنا کر یعنی اس سے بھن جو سورج بجلی آگ آدی پدارتھ ہیں - ان کی اپاسنا مت کر ﴿

نمبر ۸ - کین اپنشد ۴ + यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन
श्रोत्रमिदं श्रुतम् । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदि-
दमुपासते ॥ केन - ३ ॥

ترجمہ - جو شروں یعنی کان سے نہیں سنا جاتا - اور جس سے شرون سنا ہے اسی کو تو برہم جان اور اسی کی اپاسنا کر ﴿

नम्बर ۶ - کین اپنشد ۱-۵ यत्प्राणेन न प्राणिति येन प्राणः प्रणीयते । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन ३ ॥

ترجمہ - جو پرانوں سے [illegible] نہیں ہوتا - اور جس سے پران [illegible] [illegible] سو تو برہم جان - اور [illegible] کی [illegible] اسے [illegible] جو اس سے [illegible] [illegible] [illegible] ۔

نمبر [illegible] - [illegible] ۵ - ۲ - ۱۳ नित्योऽनित्यानां चेतनश्चेतनानामेको बहूनां यो विदधाति कामान् । तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम् ॥

ترجمہ - [illegible] نِت اور چیتن اور [illegible] سب کے [illegible] ہے - اور سب کو [illegible] ایک اور سب جیو کا [illegible] اور [illegible] ہے - جو ایسے پرماتما کو [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] ہیں - وہی [illegible] پاتے ہیں اور کسی طرح سے [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کے طالب کو ایسے سچدانند سروپ پرماتما [illegible] [illegible] [illegible] سوائے اکیان کے اور کوئی [illegible] [illegible] ہے ۔

نمبر ۱۱ - شویتا شوتر اپنشد ۳ - ۱۹ अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः । स वेत्ति वेद्यं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं महान्तम् ॥

ترجمہ - پرمیشور [illegible] [illegible] ہے - [illegible] [illegible] [illegible] سب [illegible] - [illegible] اس کے [illegible] [illegible] ایسی ہے کہ سب [illegible] کو پکڑ کے [illegible] رکھا ہے - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والا ہے - آنکھ [illegible] [illegible] [illegible] سب کا [illegible] [illegible] ہے - کان نہیں جو [illegible] کی [illegible] سنتا ہے - [illegible] [illegible] سب اسکا [illegible] نہیں لیکن [illegible] [illegible] [illegible] ہے - اور اپنے سروپ کا آپ ہی جاننے والا ہے - وہ [illegible] کچھ جانتا ہے - لیکن کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کیسا بڑا ہے کس طرح کا ہے یا کسی سا [illegible] کیسا ہے - اس پرمیشور کو [illegible] اور [illegible] سب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] ۔

نمبر ۱ - کرشن گیتا ادھیائے ۷ شلوک ۲۴ ۔

अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यन्ते मामबुद्धयः । परं भावमजानन्तो ममाव्ययमनुत्तमम् ॥

ترجمہ - [illegible] سے [illegible] جو پرمیشور ہے - اُس کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والا سمجھتے ہیں اور [illegible] سمجھا و [illegible] مطلب اصلی کو نہیں جانتے کہ وہ سب [illegible] [illegible] سے [illegible] ہے ۔

نمبر ۲ - [illegible] گیتا ادھیائے ۹ شلوک ۱۱ ۔ अवजानन्ति मां मूढा मानुषीं तनुमाश्रितम् ॥

ترجمہ - [illegible] لوگ [illegible] [illegible] [illegible] کرنے والا - اور پیدا ہوا [illegible] کرتے ہیں - کہ وہ سب کا [illegible] یعنی مالک ہے - اور سرب [illegible] ہونے سے ایک [illegible] [illegible] نہیں ہو سکتا ۔

نمبر ۳ - [illegible] میں درج ہے ۔ यस्यान्तःस्थानि भूतानि येन सर्वमिदं ततम् । ... [illegible] ॥

ترجمہ - جو [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] میں تم بدھی کرتے ہیں - اور [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] سمادھی [illegible] [illegible] [illegible] دان مطلق کے گروہ سے گدھے حاصل ہیں ۔

नम्बर ۱ - [illegible] [illegible] ہے ۔ न तत्र सूर्यो भाति न चन्द्रतारकं नेमा विद्युतो भान्ति कुतोऽयमग्निः ॥ [illegible]

ترجمہ - سو جیسے [illegible] [illegible] [illegible] سب [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] - [illegible] [illegible] [illegible] - سو [illegible] [illegible] [illegible] مورتی [illegible] ہیں - [illegible] ایک ہی اور [illegible] ہیں ۔

نمبر ۵ - ایک مہاتما کا واک ہے ۔ तीर्थेषु पशुयज्ञेषु काष्ठपाषाणमृण्मये प्रतिमायां मनो येषां ते नराः मूढचेतसः ॥

ترجمہ - تیرتھوں اور [illegible] [illegible] میں کاٹھ پاشان اور مٹی کی پرتماؤں یعنی تصویروں میں جنکا من ہے وہ آدمی مورکھ جت والے ہیں ۔

۱ - محلہ ایک - بابا نانک صاحب - [illegible] ٹھاکر [illegible] [illegible] - گلے میں پاہن [illegible] - [illegible] بھولا سا [illegible] [illegible] - [illegible] - [illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] بابا نانک اور دیگر گورو صاحبان کی رائے [illegible] [illegible] صاحب ۔

یا [illegible] [illegible] - [illegible] - [illegible] کرم [illegible] ہے سبھ - (۲) بابا نانک صاحب - پاہن [illegible] [illegible] - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آدمی [illegible] جیوں کرم کریں (۳) بابا نانک - [illegible] [illegible] پوجے [illegible] گوار - جواب [illegible] تم کہاں [illegible] (۴) نانک صاحب - [illegible] [illegible] کا [illegible] رہیا سمائے - وہ [illegible] [illegible] [illegible] مر جائے (۵) [illegible] - [illegible] آوے - بابے نانک کا [illegible] رہیا سمائے - (۶) محلہ [illegible] - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] - [illegible] ہو جاوے نانکا - جس ہو [illegible] (۷) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گوبند جبنا سی - بھرم بھولے [illegible] پھر اس جنم مرن [illegible] (۸) محلہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیٹھے [illegible] ٹھاکر جس [illegible] (۹) محلہ [illegible] - [illegible] پاہن پوج [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گلے [illegible] - کاہو [illegible] [illegible] - کاہو [illegible] [illegible] کیوں انکو پوجت ہے - اور کیوں پشان کو پوجن [illegible] [illegible] سارا سری بھگوان بھید [illegible] (۱۰) تاہن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیتیوں پایئں - پوجتیں - پرمیشور کو جی کے [illegible] پرلوگ [illegible] - پاپ کرو - [illegible] [illegible] انی پاپ [illegible] - پائی پڑھ پرمیشور کی جڑ پاہن میں پرمیشور نہیں (۱۱) سو یا پاہن پرمیشور کیا پوجے سب سنسار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (۱۲) کبیر صاحب جو پاتھر کو کہتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] - جو پاتھر کی [illegible] [illegible] [illegible] (۱۳) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس مورت کے [illegible] چار (۱۴) پاشان گھڑ کے مورت کینی [illegible] چھاتی پائے - جو وہ مورت ساچی ہے تا [illegible] [illegible] - اور [illegible] سے ۱۵ - کبیر صاحب پتھر پوجے ہر ملے تو ہم پوجیں پہاڑ - اس پتھر سے چکی بھلی جو پیس کھائے سنسار (۱۶) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] - [illegible] صاحب - [illegible] دنیا باوری [illegible] پوجیں [illegible] - آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (۱۸) [illegible] [illegible] [illegible] پتھر پوجے [illegible] ۔

است کمال پنچہ بھنج بھوڑ لے اس کیاں (۱۹) ، اس کی بوجا کرے کرائے آتما گھات مست کھول سنت ہیں۔ برا ہی دوزخ جات ۔ **ایک مہاتما کا واک** (۲۰) اینھر کو اربھوگ لندت سے وہ کبھا جت کو داوے رے ۔ اندھے آگے وسک مالے رکھا جا چلا سے رے

اسے برہما پر کاس سروپ ۔ ایسی رم دیا لاسے اسکے پڑھنے ڈھ دیو الوکہ ست مارگ وید کی طرف چلنے کا گیان عطا کر۔ جس سے بد اودیا کا حال آریہ ورت سے جلد دور ہووے ۔ اوم ساسی ساسی ۔ موربی پرکاس سماپت ہوا ۔

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

جنے بھول جہان کے اُس پرمس مت بھول سربکھڑی جساں ہے ہوگا بہت ملول
آؤ مدھ اور راست سے جو بیارا ہے ایک لیسدن ورڈ کر پریم سے اُسکی لڑ و ٹیک
نرگن سگن پار برہم کبھو نہ ہوئے اُتار سرب شکتی اور گیان سے پردھاراں دیھار
سرشٹی کے آرمبھ میں وید کئے پرکاش رشی جار کے ہرد ے میں جیسے آوے سواس

کبت

دیانند اور آنند ملکے نے سوامی دیانند سورج اور چاند کی مثل مشہور ہیں
دھیان اور گیان اکیلے جہان ہیں تباہ کئے پوپ جوت کے مزدور ہیں
اپدیشے ہیں جو بوبڑ مد اس والے لوجاکا وہیں اپنے کیا ہے قصور ہیں
پول ان کا کھول سماں حال کو جلا دیا ڈھول کی امار کھال کئے جگہ سایہ ہیں

خلاصہ از پوتھی گلاب چمن مصنفہ گلاب داس موسنتھ

پوتھی ایک گلاب جس بھاسا املا جان گلاب داس کی کرت ہے خاص پنجاب رہاں
جس سے بہت وید انتی چھپے اندر بھوگ باپ پن بھی ماننے کرنے یوگ لوگ
کیہ پر یوجن یہی ہے اِس پوتھی میں جان شند کا دل سے دور کر بھوگ کرے انسان
آو سے لیکر انت تک دیکھی چمک گلاب آئی گندی باسنا من ہو بابے تاب
راہ میں ملے مہاتما اُن سے پوچھا حال بولے پوتھی گلاب چمن دشٹ جان کمال
اس کارن سے سوچکر کہوں جواب بتائے تا اِس جھوٹے باغ پر مت کوئی من ڈھرمائے
پہلے ماتو ماتو کہہ دیر کہنے داس گلاب یہ بیکار ملین ہے تیج تمام خراب
دو جیا ہیں ما باپ جو بھائی بند اور میت اِن سے موہ تیاگ دے کر فقیری ریت
پہنچا جو ہے استری آوے وہ کس کام مت کر محنت چاکری بھوگ سدا آرام
کر دیک کی پار نا کہے ہیں مہاراج کل لوگ اور وید کی سبھی تیاگو لاج
لکریلے دور اندلینیاں منہ سے جھڑے گلاب لگے ہو ہو بیٹھتے بن دیکھے در باب
کر نکھید تن دیکھو جیو نہ تن میں کوئی بُدھی وِداسے جو ہے دیہہ سچے ہوئی
وید پوران کو کھو جکے کہتے کیا وچار ایک پرماتم ست ہے اور نہ کو وستار
تات پرج کل گرنتھ کا یہ ہے نشچے جان جیو کہے ہوں آہنگ برہم اور نہ دوجا مان

بھوگ اندریوں کا کرم ہے جو سدا نرلیپ یا بیٹیں ہمیں یہ کچھ سمجھو سمجھتے وکھ ۔

چوپائی

سرگیان بن گئے برہم ۔ اہنگ ہماسی اسک آتما برہم ۔ تنوم اسی
چار ویدوں کے چار مہا واک مول یہی ہے کہوں بیبا ک
کرم کانڈ ہے سار ، وید کرم گیان میں بہتا بھید
اس کارن سب دھندے چھوڑ جہاں اِسٹ من کو جوڑ
سو سنگ جاپ بکاسے وید یو برہما نما ہو نا نہ بھید
جو چپ چاپ ہے وہ کھاؤ نسنک یہی جو پیہہ مانگے انگ
بجوں سے ایسور ہو گیا جو گیان ہوئے پھر ایسور بھو
اور دوجا کوئی ایشور نا ہیں جو کچھ ہے سو ہے من ماہیں
اور گیان پر تھا سب جان گیان یہی سکھ بھوگ جہان

دوہا

پرشارتھ کو چھوڑ دے اودم پرمت ڈول
کرشن گھنیا کی طرح تم ہر دم کرو کلول

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

برہما سے لے ہاس تک جتنے گیانی ہوئی جار وید منتب تجھے نسچے جانو سوئی
مانو کہہ و پہر ور لبھ ہے ملنے نہ بارم بار اس کارن اس دیہہ سے کر اپنا نستار
کرم اپاسنا اور گیان تینوں ملکر جان یک بھگتی تب ہوئی ہے پورن لے ترجان
کرم سے ریت اپاسنا برفی ہوتی صاف اور اپاسنا کرم بن جان گیان خلاف
بن گیان کے پرم بھی بھرماویں دن رات سنا کیان اپاسا کی بھی آدھی رات
اصل پر یوجن جان لے کرکے سوچ وچار اس مثال پر غور کر تسوں بات تیار
بھوجن بنانا کرم ہے اپاسنا کھانا جان ترپتی ہونا گیان ہے اور سبھی اگیان
دنتر بنانا کرم ہے اپاسنا پوشش جان گرمی سردی شرم کو ڈھکنا جان گیان
ودیا پڑھنا کرم ہے عمل اپاسنا جان بھرم تو ارن گیان ہے تینوں تو پہچان
پیدا ہونا کرم ہے ودیا اپاسنا جان پر ایکار گیان ہے جس سے ترے جہان
جن کو بدھی گیان کی وہ سمجھے ہیں خوب بن ملنے ان تینن کے کب پاسے محبوب
دیہہ کو چھوڑیں جھگڑیں مل بنک کرم تیاگ مکھ سے مت کھو گیان جیسا اندر دشیں آگ
جو جلنے ہے بھوگ کو پیدا ہوا انسر وہ اگیانی سور ہے یا سوال یا خر
نہیں کچھ جلوہ گیان کا اُسکے من پرکاش وہ چمگادڑ اندھ ہے یا اُلو بن باس
کرم اپاسنا گیان سے جو ہے ان کو ہین اُسکو وید لکھا رتے دشٹ مہاں ملین
سند ھیا کرنا کرم ہے اپاسنا یا نا بام اپدیش ست جو دھیان ہے گئے ہیں سب نام
سیوا ماتی اور باپ کی نت کرم پہچان یجر وید میں حکم ہے دیوتا ان کو مان
ترد ھا سلتی ٹہل کر پریت کر دھت لائے یہی ترین ترادھ ہے ہو اس کھوجیں تھام
جب میں ماں باپ کو ٹہل کریں دن رات دکھ دھا رس انت کشٹ ہو تیں رک آیات

ہر جا لکھا پرانوں ہے سیوا کرن ہمیش — ان کی سیوا کا سیئے جان یہی اپدیش
رام چند مہاراج جو پورن تھے ودوان — آگیا پالن باپ کی من کو کئے سمجھان
اور ہزاروں بدھی مان ہیں کرتے فرمان — ماتا باپ کے سرن پر ہو گئے بن مال
جا ہے سونا سکھ شرت آپ کہائے جگ دے — گھر سے بھئے فقیر سے کہا پرشا رہے بھئے
پر سنیاسی ہووناء تم یہ شر بان — پرشارتھ کا مول ہے اور بچاؤ گیان
ودیادان سنیاس لئے اُندیشی سنسار — مورکھ جو سنیاس لئے آپ ڈوبے منجدھار
ودیادان سنیاس سے یہ جیوں جگت اپکار — مورکھ جو سنیاس لئے دکھی سنسار
ودیادان سنیاس لئے ویدک پرچارے کا — مورکھ جو سنیاس لئے چرس بھنگ کا پان
مورکھ جب سنیاس لئے بنے اگوری جان — مانو کہ گندگی کھانے ہے کھوپڑی سوں سمان
رن کی پاوے کے کاٹنے جو کوئی بنے فقیر — دین دلی کے بیچ میں سمجھو ہوئے حقیر
جگت چھوڑ کر جائیگا تو بتلا کس کون — سارے رنگ کی جگت ہے جس پر کیسے گون
جیتی رہنا کب دھرم ہے بن دیکھے برہم چرج — سب جگ حلد جیتی ہوئے تھے سور اور برج
بند ہووے کرونگا سب ٹوٹے جاوے پرواہ — ناں تم سمجھو سوچ کر کچھو نہ ہووے نباہ
استری کرنا دھرم ہے وید حکم سچ جان — گرہست آسرم کیوں تجو میں من سے ہوئے حیران
استری ڈھال رلنا کی رہے پاپ سے دور — جو کچھ پاپ ابھوگ کا اُس سے بچے ضرور
اول کرو برہم چرج اور پیچھے کرو گرہست — تیجا بان پرست ہے چوتھا ہے سنیاست
اردہنگی ہے استری حکم منو کا جان — بن استری جگ ہے کہاں تیاگو سمجھو گیان
چھوٹھی لاج جہان کی تیاگو کرو وچار — ست حکم جو وید کا وہ نہیں تیاگن ہار
وید کہے جب ایک برہم تیاگو اور پکھنڈ — پاپی لکارن جگت میں سنے سام اور دنڈ
برہم گیا ناجگت کا جو بھرا اگیان — برہم بیاپک سرب میں جیو اور کال
اس تاثیں جیو کو سمجھو کر کے خیال — بدھی دو آرسے پرکھیات ہے مات محال
بدھی اور من چت سب آسرے جیو کے جان — بناں سہارے جیو کے چیت نہ پانچ پران
دیہہ کو تیاگے جیو جب پڑی رہے تب یہ — تب ہے نہ شدھ بدھ جتونا کرے نہ کوئی سدھ
دیہہ کا مالک جیو ہے اور شاکھی پرپھیچان — دیہہ ریل جیو ڈرائیور اور انجن ہے جان
لکھا صاف ہے وید میں شوکلم ویسے من — من سے پرے بدھی ہے بدھ سے جیو پرشیں
پرے جیو سے برہم ہے جس کا سب پرکاش — سرب بیاپی برہم ہے ست چت آنند بھاش
بدھی من اور چت سب ذرا سوچ کر دیکھ — آشرت سب ہیں جیو کے پرتھو بیار ایک یہ
ادھیائے چالیسواں تو نت یجر وید کا مان — اُس میں جیو اور ایش کا برنن کیا بکھان
رگ وید میں دیکھئے برہم گیان کے چار — حالت پوری جیو کی تجھ پہ ہوئی اظہار
سام وید میں برہم کو نشچل کھوج ہمیش — اتھرو وید برہم جیو کا کامل ہے اپدیش
نشچت ویدوں میں نہ فرق مہا واک — پوچھ کسی ودوان سے کھول بھرم کی تاک
لیکن ان کا ارتھ بھی آپ نے سمجھا اور — ایکتا جیو اور برہم کی نہیں ان میں کر غور
سارے فرق تیاگ کر دو انکشر لئے دہار — ان سے واس گلاب جی سمجھو ہے نستار
ایکتا جیو اور برہم کی نیشٹ استھو جان — یہ سراپا بھرم ہے نہیں گمان اگیان

چوپائی

کرم اُپاسنا تیرا گیان — ان سے ملکر ہے وگیان
ان چاروں کا کامل حال — ویدوں میں ہے پڑھکر بھال
کرم اُپاسنا پورتی جان — پورا گیان ہے کل وگیان
ستیں گر تجھ سپر لکھے ہے وید — گیان دیدیں پادیں کھید

موہ نگ جاپ نہیں رچ وید — اس کا سن ہے علم اور کھید
مہاواکھ کا ارتھ ہے اور — ویدانت ہواتی لو پڑھکر غور
ودیا بن کب ہووے گیان — بن ودیا سر پشو سمان
ودیانت ساشتر جو کرت وناس — اس سے مٹنے سب وسواس
صاف لکھا ہے پڑھو وچار — سب سکھ منتھا برہم اک مار
بھوگوں پرست ڈول اگیانی — منت وسو کی ساہ نہ جانی
وہ گرونتھے یان بھوگ کرے — آوت جاوت جیسے مرے
بل سے وہووے ہووہ انیت — شدھ کہاں آوے کا جی جیت
وتنے کا ماش دن کرے — من میں وہیاں یر بھو نہیں ٹھہرے
جیسا اس کے ہو آدھین — پھنسے جال میں جیسے مین
من کامنا بھوگ میں چپکے — گرہ گیان نہ من سے مٹے
بھگ بھاوترے سنسار — بن بھگتی سر ہوئے خوار

دوہا

پار برہم کرتار میں بھول کبھوں جان — سرب گیاتا پار برہم کیسے ہوئے نادان
برہم مثال سمدر کے جیو مچھلی جان — نہ ہو میں سمدر اور نہ ساگر میں جان
بھوگ لکھے جو کرشن کے گوپیوں سنگ جا — وہ سب بھاگوت کار کے کبول کلپیا جان
کرکے اُت متاپتی کہدیا صاف پکار — سچا ہمیں ہے وید کا جس میں سدا بہار
نہیں دکھیں نہ دیکھیا سچ سچ کیا بیان
بن ودیا ادسود کے کبھو نہ ہوئے گیان

سانچ کو آنچ نہیں

سام آنکہ نامش حی جاوید — رساند ناامیداں را بامید

بھومکا

دھرم سبھاؤں کے عموماً اودیدیشک اپنے دیا کھیانوں میں جب اُن سے اور کچھ بن نہیں آتا تو سری سوامی جی مہاراج کو ہی کوس کر دل کو ٹھنڈا کر لیا کرتے ہیں۔ مگر اُن کے چار پانچ مشہور اودیدیشک علمیت دکھلانے کو ستیارتھ پرکاش کی غلطیاں بھی نکالا کرتے ہیں جو اُن پڑھوں کے مقابلہ میں ذرا وقعت کے قابل سمجھی جاتے ہیں۔ ہم نے فیروزپور۔ لاہور۔ امرتسر۔ لودھیانہ۔ پشاور۔ وزیرآباد۔ گجرات راولپنڈی۔ ملتان۔ ناہن۔ سہارنپور۔ بنارس۔ وہردوار کے مقامات میں اُن کے دیا کھیانوں کو سنا اور اُن کے ماہوار رسالے اور تین چار چھوٹے ٹریکٹ بھی مطالعہ کئے۔ سب میں مجموعی طور پر وہی اعتراض اور دلایل دیکھے۔ اِن دنوں ہمارے پاس ایک مہربان نے رسالہ سری سوامی دیانند سرسوتی کی جیون نامی ارسال کیا جنہیں ایک صاحب شیو نرائن پرشاد کایستھ سکینہ نے تصنیف کیا ہے *
انہوں نے اُن سب اعتراضوں کو یکجا کر کے ۲۱۵ صفحے کی چھوٹی تقطیع میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ ہم اعتراضوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اور ایشر جانتا ہے۔ کہ اگر ست کی تحقیقات سے اعتراضات کئے جاویں تو چشم ما روشن دل ما شاد ہم ہر وقت حق کے مخالفوں کو جواب دینے پر تیار اور کسی صریح اعتراض کے قبول کرنے

سے کبھی انکار نہیں کرتے۔ اور انکار کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ایک ایسے بیمثل کتاب ہیں جن کے سبب سے ہمیں تمام مذاہب باطلہ سے نرالا فخر ہے۔ یعنی "سچ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے" یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اس رسالہ کو بھی اپنی عادت کے موافق غور سے کئی بار پڑھکر اُس کے جواب لکھنے پر قلم اُٹھاتے ہیں۔ امید غالب ہے کہ اِسے پڑھکر حق کی متلاشی طبیعتیں اور ست سے کسی طرح بہکے ہوئے دل ضرور راستی کی طرف متوجہ ہونگے ✣

اعتراض۔ جو لوگ سوامی جی مہاراج کے زیادہ معتقد ہیں۔ وہ تو یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مذہب کے متعلق جتنے امور ہیں۔ سب ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پستک ہے وید اور دھرم شاستر اور سب ست شاستروں کا کام دے سکتی ہے۔ اگر اس بھارت ورش کا بھلا ہونا ہے۔ تو اسی کے وسیلہ سے ہوگا۔ اور اگر ویدک دیش کی اُنتی ہوگی۔ تو اسی کے ذریعہ ہوگی۔ سوامی جی نے ہمارے اوپر بڑی کرپا کرکے دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ (صفحہ ۲) ✣

عتراضوں کا جواب

تردید۔ یہ اپنے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے والے الفاظ لکھے ہیں ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے ہیں کہ وید اور ست شاستروں کا کام بھی ایک پستک دے سکتی ہے۔ آریہ سماج کے ہر ایک ممبر کا اعتقاد ہے۔ کہ "وید ست ودیاؤں کا پستک ہے" "وید کا پڑھنا پڑھانا۔ سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ ویدوں سے بڑھکر ہم کسی کتاب کو قابل قدر نہیں سمجھتے اور وید مقدس کے سوا کسی اور گرنتھ پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔ بھارت ورش اور سنسار کا بھلا جو کچھ ہوگا۔ وہ وید مقدس پر عملدرآمد کرنے سے ہوگا۔ اور ویدک دھرم کے ماننے سے لیکن اب یہ سوال باقی رہا۔ کہ پھر ستیارتھ پرکاش کیا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ آریہ سماج کے بانی اور وید مقدس کے فاضل شارح شری سوامی دیانند جی مہاراج کی تصنیف ایک ویدک پستک ہے۔ اور ایسی اُن کی تصنیف کردہ ۳۰ کتابیں اور ہیں جن میں ۱۵ ویاکرن کے متعلق اور باقی تمام دھرم سمبندھی ہیں۔ اُنہیں میں سے ایک ستیارتھ پرکاش ہے اس میں سوامی جی نے ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے ادیان کا نہایت عالمانہ تحقیقات سے خلاصہ مگر صحیح حال لکھا ہے۔ اور اُن کے مقابلہ میں ویدک دھرم کی خوبیاں بھی بتلائی ہیں۔ اور یہاں تک ہی صبر نہیں کیا۔ بلکہ ویدک دھرم کے متعلق کئی ضروری باتوں کا خلاصتاً بیان بھی کیا ہے۔ اور زیادہ تر یا پورا کے معقول دلایل سے صدہا اعتراضات کی تردید کی ہے۔ پس ستیارتھ پرکاش غیر مذاہب کے متعلق سوامی جی کی تحقیقات کا ذخیرہ اور ویدک دھرم کی طرف لوگوں کا رہنما ہے لیکن بھومکا اور وید بھاشیہ نہایت اعلیٰ درجہ کی بے بہا کتابیں ہیں جن میں وید مقدس کے متعلق پورانک اور تانترک مت والوں کے سراپا باطل اعتراضوں کا ابطال اور یورپین فلاسفروں کے دہریہ پن کے خیالات کا بطلان نہایت واضح علمی و عقلی شہادتوں سے کیا ہے۔ بام مارگیوں اور بت پرستوں کے تمام شکوک کو مٹا کر دیوتا پرستی اور عناصر پرستی کی بنیاد کو منہدم کر دیا ہے جنکے سبب آفتاب وید مقدس اپنی اصلی روشنی میں جہاں تاب ہو رہا ہے۔ یہ انہیں مبارک تصنیفات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ سنسکرت زبان اور ویدک تعلیم سے بام مارگی بھاشیہ کاروں کی بدولت لوگوں کو جتنی نفرت ہو گئی تھی۔ ہمارے بیان کرنے کے سوائے آپکی دھرم سبھا اور اُس کے حامیوں سے بھی مخفی نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ✣

ہے سیتہ پھاش ترا مظہر مطالب وید زباں ہوتی ہے جس طرح ترجمان دل

اعتراض۔ پہلے ستیارتھ پرکاش میں مُردوں کے صفحوں کے شرادھ کی تائید میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے ستیارتھ پرکاش میں مُردوں کے

شرادہ کا اُلٹا کھنڈن کیا۔ یہ پریس والوں کی غلطی نہیں ہے۔ سوامی جی کی ہے۔ المختصر ۴ و ۵ ✣

تردید۔ یہ آپ کا اور دھرم سبھا کے اگرپنڈتوں کا بے بنیاد الزام ہے۔ اور ممبران آریہ سماج کی نظر میں اس کی ذرا بھی وقعت نہیں ہے۔ تعصب کے سبب آپ واقف نہیں ہیں۔ مگر ہم آپ کو اصل واقعہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ و ناظرین اُس پر غور کریں ✣

ستیارتھ پرکاش بار اول بسال ۱۸۷۵ء بنارس میں طبع ہوا ہے لیکن اُس ہی سال کی طبع شدہ چند اور کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ اُس سے ایک دو سال پہلے کی سب سے اول کتاب جو آریہ سماج کے واسطے طبع ہوئی۔ وہ بھاشیہ سہت سندھیا اُپاسنا ہے۔ یہ بزبان سنسکرت بمبئی میں طبع ہوئی۔ راشوں سمت ۱۹۳۱ کو مطابق ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء۔ آریہ پرکاش پریس میں) اُس کے صفحہ ۲ و ۲۱ پر مرتک شرادہ کا کھنڈن ہے۔ پھر یہ گرنتھ اُسی سال میں مطبع نولکشور میں طبع ہوا ہے اُس میں بھی صفحہ ۱ سطر ۳ میں مرتک شرادہ کا کھنڈن ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۲۔ اگست ۱۸۷۵ء کو جو سوامی جی نے پونا میں دیا کھیان دیا ہے۔ اُس میں بھی مرتک سرادہ کا کھنڈن کیا ہے اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ پہلی سنسکار ودہی میں بھی مرتک سرادھ کا کھنڈن کیا ہے۔ جو سمت ۱۹۳۲ بکرمی کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے سوا جو لکچر سوامی جی نے ۱۸۷۳ء میں بمقام ہاتھرس دیا اُس میں بھی مرتک شرادہ کا کھنڈن کیا تھا پنڈت کنہیا لال صاحب الکھ دھاری نے اپنے رسالہ میں اُس پر نوٹ کیا ہے۔ اِن کے علاوہ وید بھاشیہ بھومکا جو بھادوں سُدی ۱ سمت ۱۹۳۳ مطابق ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے صفحہ ۲۵۱ سے ۲۶۶ تک مرتک شرادہ کی تردید موجود ہے۔ وید بھاشیہ کے ساتھ پہلے ہی دگیاپن دیا گیا کہ مرتک شرادہ وید ورودھ ہے اس کے علاوہ سوامی جی نے بروقت معلوم ہونے اُس مطبوعہ غلطی کے ایک نوٹس بھی چھاپکر شایع کر دیا تھا۔ بنابریں کبھی بھی آریہ سماج میں بحیثیت مجموعی ویدک حکم تسلیم ہوکر مرتک شرادھ جائز نہیں جانا گیا۔ اور نہ کسی ممبر کا اعتقاد ہے۔ یا کبھی آریہ سماج کے قیام کے بعد ایسا عقیدہ رہا۔ پس یہ اعتراض سراپا بے بنیاد ہے۔ ضرور پریس والوں کی بھول ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کے قایم کرنے سے ایک مدت پہلے سوامی جی اس خیال کو چھوڑ چکے تھے۔ ممبران آریہ سماج ایسے واہی اعتراضوں سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے۔ کیونکہ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبت چہ باک ✣

اعتراض۔ سوامی جی پیشتر کے سارے رشی مُنیوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے۔ وہ خود اِس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ جو برہما آدک رشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں۔ اُن کو پرتہ مان ارتھات ویدوں کے انکول ہونے سے پرمان اور جان میں وید ورودھ بچن ہیں۔ اُن کا اپرمان کرتا ہوں۔ اِس آخری فقرے میں سوامی جی نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ براہمن وغیرہ گرنتھوں میں وید ورودھ بچن ہیں۔ (۱۲۔۱۳) ✣

تردید۔ بھائی صاحب آپ اِس کا مطلب بالکل نہیں سمجھے۔ سوامی جی نے چونکہ وید کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ اور تمام رشی مُنی بھی انہیں سوتہ پرمان مانتے تھے۔ پس ضروری ہوا کہ سوتہ پرمان اور پرتہ پرمان کے معنے کئے جاتے۔ اگر سب رشیوں نے ویدوں کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اُنہوں نے کسی رشی یا کسی گرنتھ کی کسی بات کو جو وید ورودہ ہے۔ اُسے پرمان نہیں

سماج کو آنچ نہیں

स्मृतेर्वेद विरोधेतु परित्यागो کیا۔ ایک مہاتما کا قول ہے +
यथाभवेत् तथैव लौकिकं वाक्यं स्मृति बाधे परित्यजे
त् ॥

یعنی جس طرح سمرتی کا قول وید کے وِرودھ ہونے سے تیاگنے کے لائق ہے اسی طرح لوکک باتیں سمرتی کے خلاف تیاگ دینی چاہیئے۔ ایک اور مہاتما نے بھی کہا ہے +

श्रुति स्मृति पुराणानां विरोधोयत्र दृश्यते ॥

یعنی شرتی۔ سمرتی پرانوں (اتہاس) کا جہاں وِرودھ ہو۔ وہاں شرتی سمرتی کے وِرودھ میں شرتی کو ماننا چاہیئے۔ اور سمرتی اور پرانوں کے وِرودھ میں سمرتی بلوان ہے۔ ایسا ہی منو نے لکھا ہے۔ کہ جو سمرتی وید کے خلاف ہو۔ وہ تیاگنے کے لائق ہے +

मैवं स्मर आम्नायपयति नापि धर्मे مہابھاشیہ میں لکھا ہے +
सूत्रकारः पठति ॥ अ० १ पा० १ आह्नि० ६ सू० ४१ =

یعنی نہ تو ایشور نے وید میں اُپدیش دی۔ اور نہ دھرم سوترکار رشی فرماتے ہیں۔ پھر ہم شرتی اور سوتروں کے خلاف منو کا قول کیسے تسلیم کریں۔ حضرت من یہی مطلب سوامی جی کا ہے۔ اور اس سے تو شاید کسی خود غرض کے سوائے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا کہ سمرتیوں اور براہمنوں۔ اتہاسوں اور سوتروں تک میں ملاوٹ کر دی گئی ہے۔ خواہ وہ بالارادہ ہو یا بغیر ارادہ کے۔ نروکت میں بھی صرف دو گرنتھوں کے مقابلہ کرنے سے پچاسوں جگہ پاٹھ بھید دکھلائی دیا ہے۔ جو پنڈت ست برت ساماشرمی جی نے ظاہر کر دیا ہے (دیکھو نروکت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور یہی حال منوسمرتی کا ہے۔ اور نہ اس سے براہمن گرنتھ مستثنےٰ ہیں۔ اور وام مارگیوں کے دَور سے وہ ہرگز نہیں بچے۔ اور نہ بچ سکنا اُن کا ممکن تھا۔ کیونکہ اول تو اُن کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ دوم اُن کی حفاظت کا کوئی معقول قاعدہ نہیں۔ اور وام مارگیوں کے زمانہ میں خاصکر اُنہیں کو وید مانا جاتا تھا۔ اور اندھیر نگری چوپٹ راجا کی طرح اُنہیں کو ویدوں کا قائم مقام سمجھا گیا۔ تنتروں کے مول بھی یہی گرنتھ ٹھہرائے گئے۔ اور اُنہیں کے حوالہ ہر جگہ وام مت کے گرنتھوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان میں وید وِرودھ بچنوں کے ملانے سے کون مرد میدان ہے جو ممبران آریہ سماج کے سامنے انکار کر سکے۔ ہم ایک دو نہیں۔ بیسیوں مقام دکھلانیکو حاضر ہیں +

اعتراض۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے۔ کہ رام نام سمرن نشپھل ہے۔ ہری۔ رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شیو اور بھگوتی نام سمرن سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا۔ چلو بھگوت بھجن اور نام رام سمرن سے تو چھٹکارا ملا +

تردید۔ بیشک رام۔ ہری وغیرہ کے ناموں کے سمرن سے پاپ نہیں چھوٹتے اور نہ پاپ ایسی چیز ہے کہ بغیر سزا لیے کے چھوٹ سکے۔ نروکت طریقہ کے مطابق رام۔ ہری۔ کرشن یہ تینوں پرمیشور کے نام نہیں ہیں۔ بلکہ پہلا نام پرشرام۔ بلرام۔ رامچندر۔ ان تینوں کا یا تینوں میں سے ہر ایک کا ہے۔ ہری۔ بندر اور گھوڑے کا نام ہے۔ کرشن۔ کرشن چندر۔ اور بیاس کا نام ہے۔ اور کرشن پکش یعنی اندھیری ۱۵ راتوں کا بھی نام ہے۔ پرمیشور کا ہرگز نہیں۔ اور وید مقدس کے کسی منتر میں یا نروکت وغیرہ کسی ویدک کوش میں بھی یہ پرمیشور کے نام نہیں لکھے۔ اور رام اجودھیا باشی۔ شیو کیلاش باشی اور کرشن دوارکا باشی کے پرمیشور اور ایشور اوتار مانے جانے کے بعد یہ نام پرمیشور کے گھڑے گئے ورنہ اس سے پہلے کسی گرنتھ میں یہ نام پرمیشور کے نہیں۔ بنا براں انکا وِرد کرنا پاپ چھڑوانے کے عوض پاپ کا بھاگی بناتا ہے۔ کیونکہ شاستر میں لکھا ہے کہ ایشور کو چھوڑ کر جو کسی دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے۔ وہ پشو ہے۔ باقی رہے نارائن اور شیو۔ بھگوتی یہ سانسے تو نہیں۔ مگر ایک دو ضرور وید میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور رشی منیوں نے تینوں نام ایشور کے واسطے استعمال کئے۔ ان کے وِرد کرنے میں پاپ نہیں ہے۔ بلاشبہ وید اُتم ہیں۔ مگر پاپ انکے جاپ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ پھل بھوگنے سے چھوٹیگا۔ توبہ والوں کی طرح نام سمرن سے اور خصوصاً مالا ٹنک ٹنک دل ہے وِدیہ بدر + باتسبیح بدست زاہد چشم بجال مردم۔ بقول کبیر جی کے مالا پھیری نہ من پھیرا گھس گھس گئی شمرن۔ بالکل فضول اور لایعنی حرکت ہے اور محض اپنے اوپر خوش اعتقادی جمانے کے واسطے یہ ایک قسم کا دام ریاکاری ہے۔ اسی واسطے سوامی جی نے اس کو منع کیا ہے۔ ہاں ایکانت میں ایشور کے دھیان اور اُسکے سمرن کو کسی جگہ برا نہیں کہا۔ بلکہ اُس کی ہدایت کی ہے۔ (دیکھو وید بھاشیہ بھومکا پراتھنا ودھی) جس طرح سوامی نے لکھا ہے۔ اُسی طرح پاتنجلی جی نے یوگ میں لکھا ہے +

तस्य वाचकः प्रणवः ॥२१॥

तज्जपस्तदर्थभावनम् ॥२८॥ पा० १

یعنی ایشور پرماتما کا واچک یعنی جتلانے والا۔ یا سنبھودن کرنے والا سب سے اُتم نام اوم ہے۔ یوگی جن یا اُپاسک کو چاہیئے۔ کہ اس اوم اکھشر کا جپ کرے لیکن اُس کے ارتھوں کو سمجھ کر۔ کیونکہ سمرت میں دتوتر جی فرماتے ہیں +

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्य वेत्ता न तु चन्दन
स्य सर्वाहि शास्त्राणि बहून्यधीत्य अर्थेषु मूढाः खरवद्वहन्ति ॥

یعنی جیسے گدھے کے اوپر چندن لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے۔ نہ کہ چندن کو ایسے ہی شاستروں کے پاٹھ ماتر کرنے سے اگر ارتھ (معنے) سے محروم ہے۔ تو صرف گدھا ہے +

اعتراض۔ ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے۔ ہوم کیا ہے۔ وایو شدھی کی ترکیب (۱۶) +

تردید۔ یہ آپ نے آریہ سماج سے یا سوامی جی سے ہی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ تمام رشیوں اور منیوں بلکہ خود وید مقدس سے۔ حضرت رشیوں وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔ اور آپکے مانے ہوئے خدا یعنی کرشن جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۱۴ و ۱۵) منو جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (ادھیائے ۳ شلوک ۷۶ و ۷۷) اور آپکے مانے ہوئے شو سروپ شنکر اچارج نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے۔ دیکھو گیتا بھاشیہ (ادھیائے تین) بیشک ہون کا پھل وہی ہے۔ جو وید میں ارشاد ہے۔ اور ویسا ہی سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش و سندھیا اور بھومکا میں اندراج فرمایا ہے۔ آپکا اعتراض قلت تدبر سے ناشی ہے۔ پس سب کو اُس ایشور آگیا کی حتی الوسع تعمیل کرنی چاہیئے +

اعتراض۔ بھلے چنگے میں آچمن اور مارجن کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ آچمن بموجب تحریر سوامی جی کے کف اور پت کی نودتی کے لیے ہے اور مارجن آلس دور کرنے کے ہیتو ہے اور جل پراپت نہ ہو تو نہ کرے۔ (۱۴) +

جواب۔ آچمن کا پھل وہی ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ مگر فہم سخن گر نکند مستمع + قوت طبع ز متکلم مجو۔ دیکھو منو سمرتی میں بھی لکھا ہے (ادھیائے ۲-

شلوک ۵۳ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۷۰) ان میں آچمن کا ذکر ہے۔ ۵۳ میں تو آچمن بھوجن کے بعد لکھا ہے وہاں مطلب صرف بقاعدہ طب مدد ہاضمہ کے واسطے جل کا استعمال ہے۔ کیونکہ ویدک شاستر کے مطابق بھوجن کے بیچ میں جل پینا نہیں چاہیئے۔ ۶۰-۶۲ تک سندھیا میں آچمن کی ودھی ہے۔ وہاں بھی مطلب پاکیزگی اور صفائی سے ہے۔ مگر شاید آپ کے نازک خیال میں کف دور کرنی اور پیٹ دور کرنی صفائی نہیں۔ گلے کی خشکی کا دور ہونا ہی وہاں مطلب ہے۔ کیونکہ پرانایام میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ علی الصباح آنکھ بھی عموماً یہ حالت ہوتی ہے۔ جو لوگ سندھیا کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ کی بلا جانے اپنے حقیقی رشتہ دار آریہ بھائیوں سے آچمن کے فوائد پوچھئے۔ جو نت پرتی سندھیا کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح آچمن سے کف اور پیٹ کی دور کرنی مراد ہے۔ خواہ وہ گلے کی ہو۔ یا زبان کی۔ شلوک ۷۰ میں بھی وید پڑھنے سے پہلے آچمن کرنیکا حکم ہے مطلب وہی گلے کی کف و پیٹ کی دور کرنی ہے۔ کیونکہ سوانس کی آمد و رفت سے گلا خشک ہوجاتا ہے اور لکھیں پانی پینے سے بھی یہی مطلب ہے اگر یہ باتیں نہ ہوں یا پانی نہ ہو۔ تو سندھیا میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر ہم آچمن یا مارجن نہ کریں۔ پانی سے آلس کا دور ہونا تو ایک بدیہی بات ہے خون کی دورانی کا بھی یہ ایک اعلیٰ ذریعہ ہے اور ایک قسم کا سلف میسمیرزم بھی ہے یہ تو ہے سو بی ہی کی فلاسفی۔ اب آپکو چاہیئے کہ ہوم اور مارجن اور آچمن کے متعلق شیو اور نارائن کے واسطے کوئی پورانک فلاسفی ہم کو بتلایئے +

اگر صدق داری بیار دیا

اعتراض۔ سنسکار ودھی میں یگوپویت کرنیوالے بالک کو تین دن کا اپواس کرنا لکھا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۱ پر لکھا ہے کہ کسی کا اپواس ست نہیں ہے۔ برت سے کشٹ ہوتا ہے ان دونوں میں پرسپر ورودھ ہے۔ سوامی جی کا آخری حکم بھی ہے کہ اپواس کرنا ست نہیں۔ جس میں آرام ملے وہی ست ہے (۱۶) +

تردید۔ افسوس کہ لوگ دیدہ دانستہ حق سے منہ چھپایا کرتے ہیں دیکھئے کیسی بری بات ہے حضرت من وہاں ایسا ہرگز نہیں +

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱ میں سوامی جی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جینی لوگ جو عام ہندوؤں کے برتوں کو برا کہتے ہیں اور اپنے برتوں کو اچھا یہ ان کی غلطی ہے وہاں کی اصلی عبارت یہ ہے۔ اپنے پاکھنڈ آدمی برتوں کو اتی سرشٹ اور لوبھی آدمی کو دُشٹ کہنا مؤرکھتا کی بات ہے کیونکہ دوسرے کے اُپ داموں کی تو نند اور اپنے اُپ داموں کی ستتی کرنا سجنوں کا کام نہیں۔ ہاں جو ستیہ بھاشن آدمی برت دھارن کرتے ہیں۔ وے تو سب کے لیئے اُتم ہیں۔ جینیوں اور انیہ کسی کا اپواس ستیہ نہیں ہے۔ باقی رہی سنسکار ودھی۔ اُس میں بھی ایسا نہیں ہے وہاں تو تین دن دودھ۔ جو۔ آملکیا۔ (جو دودھ کھنڈ۔ کیسر کے مرکب سے بنتا ہے)۔ کے کھانے پینے کا ارشاد ہے۔ یعنی تین دن صرف ان تینوں میں سے کوئی خوراک کھاوے۔ مطلب یہ ہے کہ ستوگنی خوراک کھاوے جس سے وہ نیم میں رہنا سیکھے۔ اور اس سے آگے تمام برت یعنی نیموں کو پالن کرنے میں تت پر ہو۔ وہ تو یگوپویت کا ایک سادھن یا طریقہ رشتی پر ہیت ہے پس آپ کا الزام سراپا بے بنیاد ہے۔ بتلایئے آپ نے یہ کتنا خلاف واقعہ لکھا۔ کہ کسی کا اپواس ست نہیں برت سے کشٹ ہوتا ہے مگر یہ بالکل ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۱ میں نہیں ہے۔ اور وہ نہ سنسکار ودھی میں ایسا ارشاد ہے۔ افسوس کہ لوگ الزام دینے کی خاطر حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتے +

۱۷۔ اعتراض۔ جنیؤ کی معجزاس سے زیادہ کچھ توقیر نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے اُسے ودیا کا چنہہ مانا ہے۔ ستیارتھ پرکاش ۳۸۵ +

تردید۔ بھائی کالیستھ صاحب۔ آپ یگیوپویت کو کیا جانیں۔ معاف رکھئے۔ خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے باز آیئے۔ یگیوپویت فی الحقیقت ودیا کا چنہہ ہے بڑا صاف بیان اس کا یہ ہے کہ اُس کے بعد ہی ودیا چنہہ ارپنہ کرایا جاتا ہے خود یہ لفظ بھی یگ اُپویت سے مرکب ہے جس کے معنی کبھی بھی اُسکے علاوہ نہیں ہیں۔ جو سوامی جی نے بیان کیئے۔ پنچ یگیہ کا ادہکار۔ (یعنی برہم یگیہ۔ دیو یگیہ۔ پتری یگیہ۔ اتتھی یگیہ۔ وشو دیو یگیہ) بھی یگیوپویت کے بعد ہوتا ہے۔ اور برہم یگیہ کے دوسرے معنے وید ادھین بھی ہیں۔ اُسی وقت سے اُسے گایتری سکھلائی جاتی ہے۔ شاستر میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ جو ودیا نہ پڑھے اُسے یگیوپویت پہنایا جاوے۔ تینوں آشرم جنہیں پنچ مہا یگ کرنیکا بموجب وید کے فرض ہے تینوں ورن جنہیں وید ادھین فرض ہے۔ وہی یگوپویت پہننے کے مستحق ہیں کیونکہ انہیں یگیہ کا ادہکار ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ یگیوپویت کے تین تار ہوتے ہیں۔ خود اوم پرماتما کا مقدس نام بھی تین ہی اکشروں سے مرکب ہے۔ ودیا ہرتیاں تین ہیں۔ اور گایتری کا اچارن بھی تین حصہ کرکے کیا جاتا ہے یہی تین تار ہونیکا باعث ہے تین گانٹھ بھی تین مشہور عقدوں کا حل ظاہری اور باطنی سربستہ راز ہے۔ برہمچریہ۔ ودیا ادھین۔ ایشور کی فرمانبرداری یعنی بھگتی۔ غرضیکہ ایسے ایسے بیسوں پوتر اصولوں پر اس کی بنیاد ہے اور سب کی جان ودیا ہے۔ ہمارے مقبل دوست پنڈت بھیم سین جی نے بھی اس پر اچھی بحث کی ہے۔ اور اسی واسطے منو جی نے لکھا ہے کہ جو ودیا نہ پڑھے۔ یا سندھیا وک پنچ یگیہ نہ کرے اُسی جنیو اتار کر شودر ورن میں داخل کرنا چاہیئے۔ اور اسی واسطے مہابھارت میں لکھا ہے +

ब्राह्मणो पिक्रियाहीनः शूद्रात् प्रत्यवरो भवेत् । शूद्रो
पि व्रत संयुक्तः ब्राह्मणः स युधिष्ठिर ः

کہ برہمن یعنی درجہ اپنے مقررہ ویدادھین کرما سے رہت ہونے پر شودر ہو جاتا ہے۔ اور شودر برہمچریہ آدی برت کرنے سے برہمن ہو سکتا ہے۔ شاستر کی ودھی یہ ہے۔ کہ جنیو ناف سے اوپر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ زانو تک تاکہ کان پر چڑھانیکی ضرورت نہ ہو خرابی یہ واقعہ ہوئی۔ کہ برہمن یا پروہت اپنے جسم کے پیمانہ سے بناتے ہیں۔ ذکر مہمان کے حساب سے۔ رشی چونکہ آزاد۔ مہاتما ایکانت سیوی ہوتے تھے بنانا یہ ان کا کام خرچ بالا نشین تحفہ ہے۔ اگر راجہ لوگ اس کے موجد ہوتے تو غالباً سنہری ہوتا۔ مگر۔ برگ سبز است تحفہ درویش۔ کے بموجب ایک سادھارن چیز یعنی سوت سے اسے بنایا جاتا ہے تاکہ کچھ خرچ نہ ہو۔ اور سب لوگ ست دہرم کے پوتر اصول کو گرہن کرسکیں۔ ایک وقت عورتیں بھی اسے پہنتی تھیں۔ وید میں کوئی ممانعت نہیں۔ اور نہ کسی رشی کا کوئی سوتر ہے کہ نہ پہنے۔ مگر مردوں کے شودر ہونے کے سبب وہ مہا شودر ہوگئیں۔ ایک وقت یہ مقدس دہرم اور دہرم کا رشتہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ جیسے کہ آجکل تار برقی۔ مگر اب صرف پارسیوں اور آریوں کے سوا کسی قوم میں نہیں ہے۔ ایشور کرے کہ لوگ ست دہرم کو گرہن کر اس پوتر رشتہ کو سویکار کریں +

اعتراض (۱۷ و ۱۸) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ ڈاڑھی مونچھ کبھی نہ رکھنا چاہیئے اور گرم ملک میں چوٹی تک منڈوا ڈالنی چاہیئے چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے۔ یہاں کے باشندوں کو

سانچ کو آنچ نہیں

سوامی جی کے اِس اُپدیش کے بموجب چوٹی تک منڈوا دینی چاہئے اور ڈاڑھی مونچھ چٹ کرا دینی چاہئے۔ ورنہ گرمی کے سبب عقل میں فتور ہو جائیگا +

تردید۔ آپنے سخت مغالطہ کھایا۔ اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالن چاہا۔ یہ سوامی جی نے منوسمرتی کا ترجمہ لکھا ہے۔ منو ۲/۶۵ براہمن کے سولھویں کھتری کے بائیسویں اور ویش کے چوبیسویں برس میں کیشانت کرم کتھور سنڈ ہو جانا چاہئے +

منو ۲/۲۱۹ میں ہے۔ بالکل مونڈ مونڈائی۔ یا جٹا جوٹ رہے۔ الغرض صرف شکھا رکھے۔ جیسے اُس کی مرضی ہو۔ برہمچارتی کے واسطے کوئی ممانعت نہیں۔ ایسا ہی سیاسی کے واسطے ۶/۵۲ میں لکھا ہے۔ اور ۶/۴۴ میں بھی ظاہری نشانات کو دہرم نہیں مانا ہے اور بنیاد اِن سب کی وہی ۲/۴۴ ہے۔ اس سب کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ اختیاری باتیں ہیں مایرتے اچی دہرم سے ان کا کوئی سمبندہ نہیں ہے۔ اِسی کے متعلق دیکھو۔ چھاپ کی رگھیشر کا مباحثہ اُپ نشد ہیں۔ اِن باتوں کا دھرم سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف قوم کے رواج ہیں۔ اور جہاں تک ان میں فائدہ ہے۔ اِنہیں رکھنا چاہئے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں +

آپ غور کریں۔ انڈیا میں۔ مہتر۔ جھنگی۔ چمار۔ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی۔ باوریئے۔ میگھ۔ سب چوٹی رکھتے ہیں۔ اِن پنچ قوموں کے سوا چاروں ورن کے صدہا فرقے ہیں۔ مگر سب چوٹی رکھتے ہیں۔ گو سب کہنے کو ہندو ہوں۔ مگر اور کسی بات میں شریک نہیں۔ آریہ ورت کے سوا۔ چین۔ برہما۔ انام۔ سیام۔ جاپان۔ تبت۔ لنکا۔ میں بودھ جینی سب چوٹی رکھتے ہیں۔ بلکہ چین کے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ اور شیعہ صاحبان بھی اکثر چوٹی رکھتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں میں صدہا لوگ اپنے بچوں کے تبرکاً چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی بنگال کے لاکھوں ہندو چوٹی نہیں رکھتے اور نہ گجرات و بمبئی کی طرف کے ہزاروں آدمی چوٹی رکھتے ہیں علاقہ گجرات۔ کاٹھیاواڑ میں ہزاروں ہندو گرمی وغیرہ کے سبب بیچ کے تمام سر کے بال معہ چوٹی کے کترواد یتے ہیں۔ اور پھر بھی ہندو ہیں۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ نیچ لوگ۔ بلکہ برہمن اور راجپوت لوگ اور ویش لوگ۔ وہاں کے بوہرے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کی طرح ہندوستان کے کروڑوں فقیر سنیاسیوں کے سوا بھی چوٹی نہیں رکھتے۔ اور ہزاروں مسلمان فقیر رکھتے بھی ہیں اب بتلایئے کہ چوٹی سے آپ کیا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مرغ کے سر پر بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہد ہد کے سر پر بھی چوٹی اور شکھا کے معنے اصل میں اُس چیز سے جس کی بابت ہم ذکر کریں۔ سب سے اونچے کے ہیں۔ تمازو کی بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہمالہ پربت اور درختوں کی بھی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر اس سے کوئی دہرم کا فرق نہیں ہوتا۔ ہزاروں پکے ہندوؤں کی چوٹی بڑھاپے میں گر پڑتی ہے۔ یا بیماری میں اور بعضوں کی جوانی میں بھی چاند نکل آتی ہے کہاں تک اِس کا شمار کر سکتے ہیں ہم حیران ہیں کہ اِسے کس طرح دہرم کا نشان مقرر کریں +

باقی رہی داڑھی اور مونچھ۔ کاشی کے تمام برہمن ہر دو کو چٹ کر دیتے ہیں۔ صرف کاشی پر ہی کیا منحصر ہے۔ کشمیر اور پنجاب کے سوا اور سب ہندو ماتر منڈاتے ہیں۔ صدہا راجپوت بھی منڈاتے ہیں۔

اور بعد اپنے تو سب ہندو ماتر منڈاتے ہیں۔ پھر بتلایئے دھرم کہاں رہا۔ جن قوموں کا مسلمانوں سے زیادہ میل ملاپ رہا۔ وہی زیادہ ڈاڑھی کے دلدادہ ہیں۔ مثلاً کشمیری پنڈت۔ راجپوت۔ کایستھ۔ ورنہ اور کسی گروہ ہندو میں ڈاڑھی کا رواج نہیں۔ پس اِس کا رکھنا یا نہ رکھنا دہرم کی بات نہیں۔ اگر کوئی رکھے تو اُس کی مرضی اور منڈا دے۔ تو اُس کی مرضی۔ اکبر بادشاہ جیسے زبردست بادشاہوں نے بھی ہندوستان کے رواج کے مطابق رستں کو خیرباد کہنا ضروری سمجھا تھا۔ تا دیگراں چہ رسد۔ مگر اِسکا مذہب یا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں میں ہزاروں منڈاتے ہیں اور ہزاروں رکھتے ہیں۔ فوجی مسلمان تو اکثر ترکی میں بھی منڈاتے ہیں ولایت میں مصنوعی ڈاڑھیاں بھی بکتی ہیں۔ بعضے جانوروں کے بھی ڈاڑھی مونچھ ہوتی ہیں ایک مہاتما نے کیا اچھا کہا ہے +

سائیں سیتی پریت رکھ منشا سِل بھاؤ + بھاویں لمبے کیس رکھ بھاویں گھوٹ منڈاؤ

ہمیں آجتک کوئی ایسی دلیل نہیں ملی۔ اور نہ کوئی شرتی کہ ہم اُنہیں دہرم میں شامل کریں۔ نا بران لاچار ہیں۔ مگر ہمارا اور ہمارے کئی مہربانان کا یہ خیال ہے کہ غیر مذاہب والوں کے حملہ کے بعد ہمارے بھائیوں نے تفریق قومی کا یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کہ جو چوٹی رکھے وہ اپنا حامی یا اپنی قوم کا شمار کیا جاتا ہے اس واسطے وہ نشان جس میں برہمن سے لیکر بھنگی تک سب ہمارے حامی ہیں۔ وہ چوٹی کا رکھنا ہے۔ جب تک سب دنیا کے لوگ ہمارے مت کو سویکار نہ کریں۔ تب تک ہمیں چوٹی رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اِن متوں میں سے بعضوں کے ہاں چوٹی رکھنا گناہ ہے پس ضروری چوٹی رکھنا چاہئے +

اعتراض نمبر ۷۔ چھوت چھات کا بچار فضول ہے۔ اس میں بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳ کے سِدھ کیا ہے۔ کہ سوامی جی نے لکھا ہے کہ شودر کے ہاتھ کی رسوئی استعمال کرنی چاہئے۔ یعنی سکھری نکھری کچھ نہیں۔ (صفحہ ۱۸) +

تردید۔ یہ اعتراض اُس نافہمی اور بے علمی کا ہے جس کی حد تصور سے باہر ہے۔ حضرت آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہندوستان کا کیا رواج ہے اور کیا ہو رہا ہے ہم آپ کو اس کی تمام کیفیت سناتے ہیں اور پھر دریافت کرینگے کہ آپکی سکھری اور نکھری کہاں ہے +

پنجاب میں سب قومیں کہاروں کے ہاتھ کی بنی رسوئی کھاتی ہیں کانگجوں میں اور گوڑوں میں کہار کا آٹا گوندھا ہوا جایز ہے کہ استعمال کیا جاوے۔ بلکہ کہار چوکے کے باہر بیٹھکر روٹی بیل بیل کر چوکے میں دیتا جاتا ہے اور اندر کا کچا پکاتا جاتا ہے۔ اور حجام اُن کی پکی ہوئی پوری کو اٹھا کر برادری میں پہنچا سکتا ہے۔ کشمیری پانی بھرنیوالی عورتیں یا مرد مسلمان ہیں۔ وہاں کے لوگ جب بھات پکاتے ہیں۔ تو مسلمانوں کی چھوت چھات کا کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ اگر خاوند دفتر میں ملازم ہو تو بھات برتن میں رکھکر مسلمانوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اُسے کچہری میں پہنچا آوے۔ کابل میں پانی بھرنیوالی چوکہ دینے والی۔ آٹا گوندہنے والی۔ دال چڑھانیوالی۔ برتن مانجنے والی۔ مسلمان عورتیں ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کے بھونے ہوئے دانے کھاتے ہیں۔ علی گڈھ بلکہ انڈیا کے ممالک متوسط میں یعنی اکثر جگہ میں مسلمانوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی ریوڑھی کھاتے ہیں۔ اور پاپڑ بھی۔ کہاروں کے بنے ہوئے چڑوے۔ سب برہمن کھاتے ہیں۔ خصوصاً کانگچ گروہ اور سارسوت چھینٹہ کا پانی راجپوتانہ۔ نواح فیروزپور۔ حصار۔ اور ہندوستان میں سب پیتے ہیں۔ کشمیری

میتھل کانگج - بنگال کے برہمن اور سارسوت گوشت کھاتے ہیں - بیراگیوں کے چیلے سب پرساد کھاتے ہیں - اور گوکلی گوسائیوں کے چیلے اُنکے جوٹھے بھوجن کو کھاتے ہیں - ہزاروں - لاکھوں ہندو ہر ایک ورن کے رنڈی بازی کرتے ہیں - اور بنارس و متھرا - میرٹھ و بریلی و دہلی جیسے شہروں میں تو اکثر معزز قوم کے ہندوؤں نے رنڈیاں رکھی ہوئی ہیں - سندھ میں پرہیز کا نام و نشان بھی نہیں ہے - رامچندر جی نے بھیلنی کے جوٹھے بیر کھائے - کرشن جی نے کُبجا کے گھر میں بھوجن کھایا - جراسندھ کے گھر کال یمن مہمان رہا - مسوریہ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور میں ایک کھتریوں کے برات گئی تھی - آگ جلانے کا کام چوہڑوں کے سپرد تھا - اور تائی رنڈی بکانی تھی - پہاڑ میں پیچ سے نیچ جاتیوں سے برتن منجھاکراتے ہیں - گجرات کاٹھیاواڑ میں راجپوتوں اور مسلمانوں کا حقہ ایک ہے - سارے ممالک مغربی و شمالی میں مسلمان اگر ویس پر مختار ہے - تو ہر ہندو لوری کھالیا کرتے ہیں - سنگھل کی رنڈیوں کے ہاں برہمن اکادشی آوک کی کتھا کرتے اور سرادھوں کی رسوئی جیمتے ہیں - تمام ہندوستان کے لوگ چوہڑوں اور بھنگیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گوڑ کھاتے ہیں - اور روغن زرد - دودھ تو سب کے ہاتھ کا لوگ استعمال کرتے ہیں - راجپوتانہ میں سکھری - نکھری کا کوئی بھید نہیں - بھیلوں کے ہاتھ کا پانی استعمال اور حقہ بھی - لوا ح بمبئی اور مدراس میں بھی سکھری نکھری کا سوائے چند پاکھنڈوں کے کوئی بھید نہیں ہے - تمام ہندوستان کی قومیں شودروں کے ہاتھ کا کھانی ہیں - کیا سکھری - نکھری دونوں یعنی قومیں بموجب قول پورانوں کے شودر ہیں سب ان کے ہاتھ کا کھاتے ہیں - سب تماکو پینے والے چوہڑوں کا بنایا ہوا تماکو پیتے ہیں - مٹی کے برتن مسلمان کمہاروں کے بنائے ہوئے استعمال کرتے ہیں کایستھ لیوں تیستی - اور پنجاب کے عموماً شراب خور مسلمانوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی شراب لیکر - مسلمان تو کب ہاتھ لگاتے ہونگے - اُس سے نیچ قوموں کی بنائی ہوئی شراب اور سوڈا واٹر استعمال کرتے ہیں - بام مارگی بھنگنوں تک صحبت کرتے - اور سب ورنوں کو بھیروی چکر میں ایک سمجھتے ہیں - اور یہ مت سب ورنوں اور چاروں احاطوں میں موجود ہے - ارٹ کے کنوئیں کا پانی سب پیتے ہیں - ہزاروں ہندو کبیر جولاہے مسلمان کے پیرو ہیں - ہزاروں کالستھ حسنؓ - حسینؓ کو مانتے ہیں - اور تعزیہ بناتے ہیں - کئی لوگوں کے نام ہی حسین بخش ہیں - حیدرآباد دکن حیدرآباد سندھ - گوالیار - کشمیر - لکھنؤ - پٹیالہ میں اس کا رواج ہے - ہمارے ایک کایستھ دوست نے فیروزپور میں تعزیہ کے نیچے سے اپنا بچہ نکلوایا تھا - کئی تعزیہ کے ساتھ عرضی باندھتے ہیں - سخی سرور کے پیرو ہندو وہاں سب ناجائز کارروائی کرتے ہیں - اور یہی حال نگاہے اور شیخ سدو کا ہے - کئی کایستھ نمازیں پڑھتے اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں - کشمیری ماس کھاتے - مگر پیاز نہیں کھاتے - بنئے - برہمن گوڑ پیاز کا بیج کلونجی کھاتے پیاز نہیں کھاتے کا بکج لسن کھاتے - پیاز نہیں کھاتے - مگر گوشت کھاتے ہیں - بمبئی والے خشک پیاز کھاتے - سبز نہیں کھاتے - گجراتی سبز کھاتے - خشک نہیں کھاتے - اسی طرح کسی کو لسن سے انکار اور کسی کو پیاز سے - باوجود اس رواج کے بھی سکھری نکھری کی بحث چھیڑی جاتی ہے - اور ابھی تک چند جاہل ہندو کوئی بیٹے کے ہاتھ کی نہیں کھاتا - اور کوئی باپ کے ہاتھ کی - اور باپ کو جواب دیتا ہے - کہ ہم تو تمہارے نطفہ سے ہیں - تم معلوم نہیں کہ کس کے نطفہ سے ہو - اس واسطے ہم تمہارے ہاتھ کی نہیں کھاتے - شاید کایستھوں کی شراب تاب کے نبانے والے گوڑ ہو سکے یا گومتی جبر کے بنانے والے دکھتی برہمن ہونگے - افسوس جہالت اور رواج کی نادانی کہ باوجود موجودگی اور رواج اتنے امور کے پھر بھی ایک خیرخواہ قوم ہادی ہندوستان رہبر عالم و عالیان کو جس نے ایک دساگوسٹ وید ک مارگ سمجھایا - الزام دیا جاتا ہے - اور دینے والے کون - وہی کا لسنجہ صاحبان - پتل مشہور ہے "نو سو چوہا کھاکے بلی حج کو چلی" - "صد موش خوردہ گربہ بزرگ حج رواں شد" یہ ہے حج اور واہ حاجی - بھائی صاحب سوامی جی نے تو صرف شاستر کے بموجب بھکس ابھکس کی وہی بتلائی ہے - سکھری نکھری کا ایسا بیہودہ ذکر ست شاستروں میں نہیں ہے - وہاں تو صاف لکھا ہے +

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्तारः स्युः आपस्तम्ब धर्म सू
२ पट ल २

کہ ویدمت کے ماننے والے دوجوں کے گھروں میں شودر ستری پرش رسوئی بنانا وغیرہ سیوا کو کریں - منوسمرتی میں جو تین ورنوں کے کرم لکھے ہیں - اُن میں کہیں رسوئی بنانے کا ذکر نہیں - ہاں شودر کے واسطے لکھا ہے - کہ وہ تینوں ورنوں کی ہر طرح کی سیوا کرے - بلکہ رسوئی بنانے کا ایک جگہ ارشاد کیا ہے - یہی حال بطور خلاصہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے بھکس ابھکش وشے میں لکھا ہے - اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں - کہ آپ ہمیں سکھری نکھری کا بھید بتلایئے اور غور سے بتلایئے - بھائی صاحب آپ نے جس کو ہندو دھرم مانا ہوا ہے اُس کا تو کوئی ٹھکانا نہیں - اور نہ کوئی اُس کے اصول ہیں - اُس کی حالت زار نہایت قابل رحم ہے - اُس مریض ہندو دھرم کی نزع رواں کی نوبت ہے - ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

پس بہتر ہے - کہ آپ سکھری اور نکھری کی نخرہ بازی کو چھوڑ کر ویدک ست دھرم کو سویکار کریں - اور اپنے دیگر بھائیوں کی صحت کے خواستگار ہوں +

اعتراض - سدابرت نہ لگاؤ - کتنے گرہست لوگ سدابرت اور کھشتر کرتے ہیں - وے انچت کرتے ہیں - ۱۱۸ - (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۵ -)

تردید - بھائی صاحب وہاں کی عبارت یوں ہے - "کتنے گرہست لوگ سدابرت اور کھشتر کرتے ہیں - وے انوچت کرتے ہیں - کیونکہ بڑے دھورت گانجا اور بھنگ پینے والے تتھا چور اور ڈاکو بھی لیکے ہی سدابرت سے ان لیتے اور کھشتروں میں بھوجن کر لیتے ہیں - پھر کوکرم ہی کرتے رہتے اور حرامی ہوجاتے ہیں - بہت سے لوگ اپنا کام کاج چھوڑ کر سداورتوں اور کھشتروں کے ادبھر تے سب کام اور نوکری چاکری چھوڑ کر سادھو و بھکیاری بنجاتے ہیں - پرسینت کا ان کھاتے اور سوئے پڑے رہتے ہیں - اس سے سنسار کی بڑی ہانی ہوتی ہے سو جو کوئی سدابرت کھشتر کرتا ہے - اُس میں سجن واست پرش کوئی نہیں جاتا اس سے اِن گرہستیوں کا پن کچھ نہیں ہوتا - کنتو پاپ ہی ہوتا ہے - اس سے گرہست لوگ ان آدک دان کرنا چاہیں - تو پاٹھ شالا رکھ لیویں - اُسی میں سب دان کریں - اتھوا جو سرشٹ دھرماتما گرہستی اور ورکت ہوویں - اُن کو ان آدک دیویں - اور یگیہ کریں - تب ان کو بڑا پن ہووے - باپ تیجھی ہووے پس آپ ذرا اسے دو تین بار غور سے پڑھیں - اور ملک کی درد شا پر بچاریں - کسی نے سچ کہا ہے + ع

ایک جو تھائی بھارت باشی بھیک مانگ کر کھاتے ہیں

اعتراض (۹) تیرتھوں کی برائی کی ہے - (۱۹) +

تردید۔ سوامی جی نے برائی نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اصلیت بتلائی ہے۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ جو جل ستھل ستھ ہیں۔ وے تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے۔ جل استھل ترنے والے نہیں۔ کنشو ڈبا کر مارنے والے ہیں۔ نوکا آدمی کا نام تیرتھ ہے۔ کیونکہ اُن سے سمندر آدمی کو تیرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۲۵)

آپ سنسکرت نہیں جانتے۔ بنا براں آپ کو معلوم نہیں۔ کہ شاستروں میں کن کو تیرتھ کہا ہے۔ برہم چریہ دن۔ ودیا دہن تیرتھ ہیں۔ جن کو آ۔ لوگوں نے تیرتھ مانا ہوا ہے۔ اُن کا ذکر ہرگز کسی ست شاستر میں نہیں ہے۔ شنکرمت الوسارد س نام سنیاسیوں میں سے ایک تیرتھ بھی ہیں۔ اور ست شاستروں کے خلاف بام مارگی لوگ وہ شراب کو تیرتھ کہتے ہیں گنگا آدک کو تیرتھ ماننا اور اُن کے سنان سے مکتی جاننا نہ صرف وید و شاستر کے خلاف بلکہ یوگ ابھیاس کے خلاف ہے۔ اور سب سے بڑھکر علم و عقل کے خلاف کیونکہ معمولی امراض تو ان سے دور نہیں ہو سکتے۔ پھر مکتی کے کیا معنی اور کب ہوگی۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ ہے یدہشٹر سنجم جس پر جہاز ہے۔ ست جس میں جل ہے شیل سنتوکھ جس کے کنارہ اور دیا روپی جس میں لہریں ہیں۔ اُس آتم روپی تیرتھ میں تو سنان کر۔ کیونکہ جل سے انترآتما شدھ نہیں ہو سکتا۔ اگر اب بھی اعتبار نہ ہو۔ تو ہردوار اور سکھل اور جوالا پور کے پنڈوں۔ متھرا کے چوبوں اور کانشی کے گنڈوں کی حالت خود جا کر دیکھ لو۔ اور کانشی مہاتم ہریشچندر کا بنایا مطالعہ کرو۔ کسی نے سچ کہا ہے ۔۵

رانڈ سانڈ سیڑھی سنیاسی ان سے بچے تو پرسے کانشی

اور کبیر جی کا قول ہے

بہو تیرتھ ہم پھر پھر آئے دیکھا دیکھی جا جا نہائے
چلتے چلتے کمر پیڑا ئی بات نہ پوچھی پتھر پانی

اعتراض (۱۰)۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار اول صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ پنچ مہایگیہ کرنا اور اودوانوں کا یعنی مورکھوں کا کام ہے

تردید۔ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے ''پانچ یگیہ اپنے سامرتھ کے انوکول یتھا شکتی کرے۔ انہیں کبھی نہ چھوڑے'' مگر یہ کام یوگ سے نیچے ہیں۔ پورن گیان کے ہو جانے پر یوگ ابھیاس کرے۔ ان کو ترک کرے۔ کیونکہ یہ سب پورن گیان سے نیچے جنتیوں کے واسطے ہیں۔ اور جو گیانی ہیں۔ یہ یتھارتھ پدارتھ ودیا اور پرمیشور کو جانتے ہیں۔ یوگ ابھیاس کرے۔ ست شاستروں کو وچارے۔ برہم ودیا کو پراپت اور اوپدیش بھی کرے۔ اس میں منو بھگوان کا پرمان ہے ''اتیادی ینگ مہایگیہ یعنی جتنے گیانی ہیں۔ وے پانچ مہایگوں کو گیان کریا سے ہی کرتے ہیں۔ واہیہ چیشٹا سے نہیں کیونکہ وے یگیہ شاستر کے تتوں کو جانتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا دیکھ پڑے۔ گیان اور یوگ ابھیاس سے وشیوں کو اندریوں کو ہوم کر دے۔ اندریوں کو من میں من کو آتما میں اور آتما کو پرمیشور سے یوگ کرتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا کرنا اوشیک نہیں'' اب بتلایئے آپ نے کس قدر حق سے روپوشی کر کے یہ بیہودہ اعتراض گھڑ مارا بتلایئے آپکے اُس اعتراض اور نیت کا اِس سے کیا تعلق ہے

اعتراض متعلق نیوگ۔ صفحہ ۱۲ سے ۴۲ تک اور اپنے زعم میں بتلایا ہے۔ کہ یہ بھیچار ہے۔ جیسے کہ عموماً دھرم سبھا کے پیرو نکتہ چینی کیا کرتے ہیں

تردید۔ مہاشی آپ عورتوں کی دوسری شادی کو اپتی و شال مجہی سے بھچا وغیرہ الفاظوں سے یاد کرتے ہیں۔ مگر جو مرد ہو کر ۳ سے ۴۔ اور ایک سو تک بلکہ ۱۶۱۰۸ ڈال لیتے ہیں۔ اُن کو آپ بھیچاری یا بھچاری نہیں کہتے۔ اور کہہ کس طرح سکتے ہیں۔

جبکہ یہ کام بڑے نامی گرامی دیوتا کے ذمہ پورانوں نے لگائے ہیں۔ بام مارگی زنانہ کرنیوالے کو کنٹک کہتے ہیں۔ اور ماتا بہن تک رتا کرنے کو گناہ نہیں جانتے۔ اور ایسا ہی چولی مارگ اور بیج مارگ ہے۔ مگر آپکے ہندو بھائی خوشی خوشی اِن متوں کو سویکار کرتے اور مہا ودیاؤں کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔ موہنی اوتار اور آپکے شیو نارائن کی کہانی تو آپ کی من مانی ہے۔ بھلا آپ اُس سے کب انکار کر سکتے ہیں۔ شیو جیسے لوگ نارائن بھی مانتے ہیں۔ اُس کا رشیوں کی عورتوں سے جھگڑا آپکے شیو پوران منظوم۔ سکر دیال کے ادھیائے اکتالیس میں مطالعہ فرمانا۔ سکھ۔ چنڈ۔ اور برنڈا۔ جالندھر اور تلسی مہارانی کی کہانی اور وشنو کو بسبب زنا کے سراپ ملنا اور سالگرام بنجانا آپ نے دیوی بھاگوت اور کارتک ماہاتم میں کا ہے کو مطالعہ فرمایا ہوگا۔ کرشن کا گوپیوں کے ساتھ بھیچار کیا بھاگوت میں موجود نہیں۔ اور نہ برہنہ دیکھنے کی کتھا موجود ہے وہ شیو اور نارائن جنکا آپ اپنے کو پرستار سمجھتے ہیں یہ حال تو انکا ہے بعد اسکے برہمن مطالعہ کرو۔ اور اُس کے ۳۲ شلوک میں برہما کا اپنی بیٹی سے بھچار مطالعہ فرمایئے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ برہمن مانتے ہیں یا۔ اور شاید اِس بات کو زنا بھی جانتے ہیں یا نہ۔ اور شیو پران منظوم کا ۱۸ واں ادھیا بھی نظرانداز نہ کرنا۔ اور اُس کے ساتھ جوگ بسشٹ ویراگ پرکرن سرگ شلوک ۵۷ سے ۶۶ تک بھی ہماری خاطر کے واسطے مطالعہ فرمانا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ رامچندر کن کن پاپیوں کے باعث شاپت ہو کر پیدا ہوئے تھے (یوگ بسشٹ سنسکرت مطبوعہ سمت ۱۹۳۶ بمبئی)

افسوس لوگ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نکالنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نیوگ جیسے پاک مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ نیوگ پر ہم مفصل رسالہ لکھ چکے ہیں۔ اور ایسا ہی دو تین رسالہ اور بھی نکل چکے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش (باب ۴ ۱۵۔ ۵) پر بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ پس ایسے اعتراض سراسر فضول ہیں۔ توجہ کے قابل نہیں

اعتراضوں کا جواب صفحہ ۳۰ سے ۳۳ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی انکار کی تشریح کر کے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایسا ہی یہ آدمی ست شاستروں میں سپشٹ ویاکھیان ہے۔ چاہے کسی وید میں دیکھ لو۔ اس قسم کی تشریح کہیں بھی نہیں لکھی

جواب۔ افسوس کہ آپ تعصب کے وش ہو کر حق و باطل کو ایک ہی طرح خیال کر رہے ہیں۔ خود ستیارتھ پرکاش میں سارے پرمان وید آدک ست شاستروں کے موجود ہیں (دیکھو ۔ ۲ سے ۹ تک) اور خاصکر یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷۔ اور یوگ شاستر پاد ۱ اور مانڈوکیہ اوپنشد تمام

اعتراض (۲) گائتری منتر چاروں ویدوں میں ہے ایسا سوامی جی نے پنچ مہایگیہ کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے۔ مگر ہم نے کتنے پنڈتوں سے دکھلوایا۔ اتھرووید میں کہیں بھی نہیں ملا

جواب۔ بے شک یہ منتر چاروں ویدوں میں یا ان کے ماننے والے رگویدی و یجرویدی و سامویدی و اتھرویدی برہمنوں کی سند جیسا ہیں یکساں ہے۔ یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۳۔ رگوید منڈل کے ۳ سکت ۶۲ منتر ۱۰۔ سام وید پرپاٹک ۶۔ اُتراک ۳۔ ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۴ منتر ۱۰۔ اور اسی کے بھاشیہ میں سائن نے ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ یہ منتر اتھروید میں بھی ایسا ہی ہے چنانچہ وہاں یہ عبارت ہے

भवराष्ट्र स्यान्नपर त्रै व मा या र्वशाक षे ब्रन्दसि ॥

دیکھو جلد ۴ صفحہ ۵۳۸ مطبوعہ ۱۸۷۰ء کلکتہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی ✤

اعتراض (۳) پہلے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۷ پر لکھا ہے۔ مدوہی کنچد مسور دوت تدبیلچم بہکپہاتا۔ اُب نستدبں۔ جہان ماروحال ہے کسی میں ملجائے ✤

جواب۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ یہ چھاندوگ کا وچن ہے اور چھاندوگ کے دو حصے ہیں۔ یا دو بھاگ۔ اول براہمن۔ دوم اُپ نشد اور کل کو چھاندوگیہ براہمن ہی کہتے ہیں۔ یعنی رشیوں کی تصنیف کردہ کتاب۔ جس میں صرف وید کے مضامین کا دھارہو۔ سب سے پہلے کلوک بھٹ نے اس کا پرمان دیا۔ بعد ازاں منوسمرتی کی اور ٹیکا کارن نے منشی اندرمن نے صولت ہند میں بھی یہی پرمان دیا ہے۔ اور راجہ شیو پرشاد نے مانو دھرم سار میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱ منو وید میں لکھا ہے۔ کہ وید میں جو کچھ لکھا۔ اُسے جیو کے لئے اوشدہی سمجھنا۔ آگے وہی ٹکڑا ہے۔ مطبوعہ ۱۸۸۱ء اس کی شدہی یہ پانچ مشہور ییڈلوں کے دستخط ہیں ✤

اعتراض (۴) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ میں یہ آدھا شلوک دودھا پنچ رتنانی دوکیے شوپہا دیت۔ منو کے پتہ سے لکھا ہے اور اس کا بھاکھا ارتھ یہ کیا ہے کہ نانا پرکار کے رتن سورن آدی دھن دولت ارتھات سنیاسیوں کو دیویں۔ یہ شلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا۔ اور کسی میں نہ ملیگا۔ اس پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ سوامی جی نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے اپنے من سے یہ شلوک گھڑ دیا تھا۔ یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ انہیں لالچ ایک دمڑی کا بھی نہیں تھا۔ فقط دیش اُنتی کا خیال تھا۔ اگر لالچ ہی ہوتا۔ تو اپنے گھر کی مہاجنی کیوں چھوڑتے۔ پھر علانیہ کہتے تھے۔ کہ ہم کو دھن دولت کچھ نہیں چاہیئے نہ کچھ چھپائی پر دھر لے گئے ✤

جواب۔ علم زبان اور پورانی چیزوں کی تحقیقات سے ناواقف لوگ اکثر ایسے ہی بیہودہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پورانی کتابوں میں زمانہ سلف اُن کے جو برزبان یاد ہوا کرتی تھیں۔ یا جن کے واسطے سخت قواعد یاد رکھنے کے بنائے گئے تھے۔ یا جن کے ایک ایک حرف پر مذہبی نگرانی ہوا کرتی تھی۔ جیسے کہ وید مقدس) کاتبوں کی بے پرواہی کے سبب اور خصوصاً خیانت پسند شاعروں کی طبع کی اندھی جولانی کے باعث یا یاد نہ رہنے کے سبب کہ یہ شلوک کس کا ہے۔ ایسی کتابوں میں بہت سی تعریف ہو رہی ہے۔ مہابھارت اور شاہنامہ جیسی ضخیم کتابوں پر سب سے زیادہ ایسے کام ہوئے ہیں۔ اور سینکڑوں ہزاروں شلوک حضرات حضرات کی مہربانی سے ایزاد کئے گئے۔ (مفصل دیکھو مہابھارت اور شاہنامہ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور ایسا ہی نروکت میں بھی پاٹھ بھید ہے منوسمرتی چونکہ بہت بڑی کتاب نہیں ہے۔ اس لئے اُس پر کارستانی بھی بہت زیادہ نہیں ہوئی۔ آریہ سماج کے فاضلوں کے سوائے اور بھی ودوان پنڈتوں کی ایسی ہی رائے ہے۔ دیکھو منوسمرتی ۸ ٹیکا والی مطبوعہ بمبئی۔ راؤ صاحب وشوناتھ نارائن منڈلیک سی ایس آئی۔ ایڈوکیٹ بمبئی نے جو ان ستی گھوٹ آف منو یعنی منوسمرتی کی شرح کی ہے۔ اُس میں بھی اقبال کیا ہے۔ کہ بہت جگہ پاٹھ بھید اور ملاوٹ ہوگئی یہانتک کہ شلوکوں کے شلوک ملائے گئے ہیں۔ یوروپ کے فاضلوں نے بھی ایسا ہی نتیجہ کیا ہے۔ دیکھو پروفیسر جالی صاحب کی سمرتی جس میں صدہا شلوک کا پاٹھ بھید اور مول بھید بتلایا ہے۔ اور اکثر ایسے بھی لکھے ہیں جو بالکل اب منو

سلیچ کو آنچ نہیں

میں نہیں ہیں۔ اس شلوک کا بھی یہی حال ہے۔ ہمارے پاس ایک بہت پرانی منوسمرتی قلمی ہے۔ اُس میں نہ تو وہ شلوک ہے جو عام منوسمرتی میں ہے۔ اور وہ نہ جو سوامی جی نے لکھا یعنی دونوں نہیں پروفیسر جالی صاحب والی منوسمرتی میں اس $\frac{11}{4}$ کا بھی پاٹھ بھید ہے۔ جیسا کہ اور ہزاروں کا ہے۔ بوہلر صاحب نے بھی اس شلوک پر شک کیا ہے اصل شلوک یوں ہے ✤

دو ہانچ رسانی دوکیے شوپہا دایت وبدوے سوپچ وترشتو
پریت سورگم سہ مشتنے

اس کا پاٹھ بھید بعضے گرنتھوں میں یوں ہے ✤

دہناانی توسھا سکتی وترے شوپہ یا وایب ویدوت سو دو کتے شو
پریت سورگم سہ مشتے

چوتھا ٹکڑا دونوں میں ایک ہے۔ دوسرے ٹکڑے میں وترا اور دوکت کا پاٹھ بھید ہے۔ تیسرے ٹکڑے میں بھی وترے تشو۔ اور دوکتے شو کا پاٹھ بھید ہے۔ اور اول ٹکڑے میں رتنانی اور دہنانی کا فرق ہے۔ اور کچھ نہیں اول کا ارتھ ہے۔ انیک پرکار کے رتن سنیاسی کو دیوے۔ کیا بنیلے جو وید کا ودوان ہو۔ ایسا دان دینے والا مرنے کے بعد سکھ (سورگ) کو پراپت ہوتا ہے دوسرے پاٹھ بھید کا یہ ارتھ ہے۔ حسب توفیق دھن ودوان کو دیوے۔ کیسا ودوان ہو جو سنیاسی اور وید کو جاننے والا ہے۔ ایسے کرنے سے مرکر سکھ یا سورگ کو پراپت ہوتا ہے۔ بتلایئے مطلب کا کیا فرق ہوا۔ اس مقام پر یہ جتلا دینا بھی ضرور ہے کہ دوکت کا ترجمہ بعضے سنسکرت کے ناواقفوں نے گرہستی کیا ہے جو تمام کوشوں کے خلاف ہیں۔ دوکت کا ارتھ ہے۔ علیحدہ کیا ہوا۔ گوشہ نشین اکیلا۔ محسوسات دنیاوی سے آزاد۔ یعنی تارک الدنیا۔ یعنی جیون مکت۔ دیکھو سنسکرت انگلش ڈکشنری وامن شیورام آپٹے ایم اے پرنسپل و پروفیسر سنسکرت پونا کالج ۱۸۹۱ء اور شبدارتھ چنتامنی کوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۴) ✤

شنکراچارج۔ درونا چارج۔ کرپاچارج وغیرہ مہاتما پراوپکار کیواسطے دھن لیکر پراوپکار میں خرچ کرتے تھے۔ اور ایسا دھن لینا نہ تو برا ہے۔ اور نہ گناہ۔ بلکہ لوگوں کو دان کرنیکا عمدہ طریقہ سکھلانا ہے۔ اسی طرح سوامی جی نے بتلایا ہے۔ کہ ودوان فاضل مہاتما سنیاسیوں کو دان دو۔ جس سے تمہارے اوپکار زندگی میں پہنچ دیں۔ کوئی کوئی مہاتما سنیاسی دان لیکر تالاب بنوا دیتے ہیں۔ یگیہ کر دیتے ہیں۔ گوشالہ بنوا دیتے ہیں۔ یہ سارے پن ہیں۔ اور ایسا دان کسی حالت میں برا نہیں۔ ملک میں وید بھاشی کی ضرورت تھی۔ وید کا ترجمہ بالکل شانتن رشی منیوں کے منشاء کے مطابق نہیں ملتا تھا۔ اور سنسکرت کے سمجھنے والے لوگ بھی کم تھے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ وید کا ترجمہ عام سہل بھاشہ میں کیا جاتا۔ اور ساتھ ہی جبکہ لوگ ویدک دھرم کو چھوڑ کر مسلمان اور عیسائی بھی کثرت سے ہو رہے تھے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو ویدوں کے نام ماترحامی کہلاتے تھے۔ وہ بام مارگ۔ چولی مارگ۔ بت پرستی۔ پیپل پرستی۔ دیا پرستی۔ بیج مارگ۔ گور پرستی۔ تعزیہ پرستی ہمہ اوست وغیرہ مکروہات میں مبتلا تھے۔ پس ایسے وقت میں اس بات کی نہایت ہی ضرورت تھی۔ بنا بران اس ضرورت کو مدنظر رکھکر سوامی جی نے ویدک یتر الہ کے واسطے چندہ کیا۔ اور وہ چندہ کر کے ایک پراوپکارنی سبھا کے سپرد

کردیا۔ جواب۔ ایک دو لاکھ کے قریب اِس سبھا کے پاس موجود ہے۔ اور جن لوگوں نے چندہ دیا تھا۔ اُن سب کو واپس بھی دیدیا۔ اور جنہوں نے نہیں لیا چاہا اُن کی مرضی وہ دھرم ارتھ رہا۔ تبلایئے اس میں کونسا لالچ اور مطلب سوامی جی کا تھا۔ پس یہ تمام اعتراض وزبان اور حیلہ ناری آپکی عقلمندی سے بالعید ہے ✤

اعتراض (۵)۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے۔ کہ اکر ورجی کنس کے بھیجے سے واسدیو کے سنگ نئے سمان دوڑنے والے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھ کر سورج اُدے سے چلے۔ اور چار میل گوکل میں سورج است سمے پہنچے۔ اب لوگ کہتے ہیں۔ کہ بھاگوت میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اِس سے ثابت ہے۔ کہ ان کی بھاگوتیں نامکمل ہیں ✤

جواب۔ بھاگوت میں یہ لکھا ہے۔ جو انکار کرتا ہے۔ خواہ کوئی ہوں۔ یا آپ وہ سچا آدمی نہیں ہے مفصل دیکھو بھاگوت سکند ۱۰۔ ادھیائے ۳۸ شلوک ۲۴ سے ادھیائے ۳۹ شلوک ۳۸ تک۔ ترجمہ اردو مطبوعہ بمبئی۔ ایسے لفظ وہاں موجود ہیں ✤

نمبر ۱۔ ادرستھوا رتھم ماستھانسے برہتو۔ سد گوکلو۔ یعنی صبح اُٹھ کر رتھ پر سوار ہو کر گوکل کی طرف جانا تھا ✤

نمبر ۲۔ رتھس وائیو ویگین۔ کیسے رتھ پر جو ہوا در فتار تھا ✤

نمبر ۳۔ سوریہ ارتھ گرم۔ جب پہنچا تو سورج است ہو گیا تھا ✤

آپ جو نکہ سنسکرت نہیں جانتے۔ سا ہاران ہم آپ کو اردو بھاگوت سے ہی بتلاتے ہیں ✤

سحرگاہ کاروان اختر و ماہ　　ہوا لشکر رواں جب خیل و خرگاہ
ہوا بیدار مرد پاک اکرور　　حضور کنس آیا شاد و مسرور
ہوا رخصت چڑھا رتھ پر ستابی　　چلا شاداں براہ کامیابی
غرض اِس شان میں اکرور تنہا　　بوقت شام برندابن میں پہونچا

از بھاگوت منظوم جگناتھ خوشتر ادھیائے سی ونہم صفحہ ۳۵۳۔ نولکشور ۱۸۶۶ء ✤

اور اس کے ساتھ دیکھو بھاشا کی بڑی بھاگوت مطبوعہ نولکشور۔ وہاں اور بھی مفصل ہے۔ پس سوامی جی کا اعتراض بالکل صحیح ہے۔ اور جب تک بھاگوت دنیا میں موجود ہے۔ بھاگوت ماننے والوں کا اس اعتراض سے چھٹکارا نہیں۔ اور ایسے ایسے گپاپاٹ ہونے کے سبب وہ ویاس جی کی بنائی ہوئی نہیں۔ بلکہ بوپ دیو بامرارگی کی ہے جس نے لگدہ بودہ بنایا ✤

اعتراض (۶)۔ سوامی جی نے بحوالہ بھاگوت پرہلاد کی کتھا میں لکھا ہے۔ کہ لوہے کے تپے ہوئے کھمبہ پر چیونٹیاں چلتی ہوئی نظر آئیں۔ تب پرہلاد کی ہمت بندھی۔ اور کسی کے پاس شاید ہی ایسی بھاگوت ملے جس میں یہ لکھا نکلے ✤

جواب۔ سوامی جی نے نہ تو وہاں بھاگوت کا نام لکھا ہے۔ اور نہ اُس کا کوئی حوالہ دیا ہے صرف پرہلاد کی کہانی جن جن کتابوں میں۔ اور نرسنگ اوتار کی۔ اِن کتابوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ اور جہاں تک ہم نے غور کیا۔ یہ اعتراض سوامی جی کا جو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۵ پر ہے۔ نہایت ہی معقول ہے مگر ہاں یہ چیونٹیوں کی کہانی بھی اُسی قدر سے سمبندھ رکھتی ہے۔ کوئی راس لیلا دیکھنے والا آدمی جس نے کبھی نرسنگ اوتار کی لیلا دیکھی ہے۔ اِس سے انکار نہیں کر سکتا۔ بھاگوت کے ٹیکا کار مشہور کرشن بھگت شری دھر نے بھی اس کا خیال کیا ہے۔ بھاگوت کے ترجمہ فارسی میں صفحی ۔ اور اُس کے خلاصہ میں سلطان علی ایرانی نے لکھا ہے۔ "پس نکنب چنگ باشند و ستمبر کنبد و درہ بان ستون زدو بارہ گرد آید خورد۔ مورچہ سیاہ آمد کنان از میان ستوں بر آمد" دیکھو بھاگوت فارسی نمبر ۱۰ مطبوعہ ۱۸۷۶ء ✤

اس مقام پر ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ پورانوں کے متعلق تمام حوالہ جات کا ایک ہی دفعہ فیصلہ کر لیں ✤

صفحہ ۳۳۶ نمبر ۱۔ دیکھئے۔ گیانم برم گوہیم شٹ مدوگیان سمنوتا۔ بھاگوت میں سکند ۲۔ ادھیائے ۹۔ شلوک ۳ ✤

صفحہ ۳۳۶ نمبر ۲۔ بھوان کلپ وکلپے شو دموہی کرہ جت۔ بھاگوت سکند ۲ ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۶ ✤

صفحہ ۳۳۷ نمبر ۳۔ جے وجے کا قصہ۔ بھاگوت سنسکرت۔ سکند ۳۔ ادھیائے ۱۵۔ شلوک ۳۲ سے ۳۶ تک۔ اور اردو بھاگوت گنیش رائے کرت صفحہ ۴۶ مطبوعہ آریہ پنجاب ۱۸۷۶ء ✤

صفحہ ۳۳۹۔ نمبر ۴۔ پوتنا کا شرجیہ کوس لمبا ہو پڑا۔ دیکھو بھاگوت ۱۰۔ سکند ۱ ادھیائے ۶۔ شلوک ۱۰ و ۱۴۔ اور اُسکے ٹیکا سنسکرت مطبوعہ بمبئی ✤

اعتراض (۷)۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش ۲۸۷/۹ میں لکھا ہے۔ کہ دو جینی اور برسے شخص ماہر ویدمت اور شہر سے کہتے جین اربھات کپٹ سے شنکراچارج اُن بر اتی برسن تھے۔ اُن دونوں نے او سر پا کر شنکراچارج کو ایسی بکت دسوکھلائی کہ اُن کی جٹھر اگنی مند ہو گئی۔ لینحاث شریر میں پھوڑے پھنسی ہو کر چھ مہینے کے اندر شریر چھوٹ گیا ✤

اکثر۔ سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل ست اور سراپا واقعات کے مطابق ہے۔ اور ایسا ہی سنکروگ وجے میں لکھا ہے۔ اُن کی تیس سالہ یا بتیس سالہ عمر۔ خود اس بات کی شاہد ہے کہ اُن کی موت غیر معمولی ہوئی۔ اور جتنے ریفارمر اِس جہان سے بنی سی عمر میں مرے ہیں۔ اُن کی موت ایسے ہی بواعث۔ سے ہوئی۔ (دیکھو الفت نامہ) ✤

اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ کہ شنکروگ وجے میں لکھا ہے۔ ابھی نوگت نامی ایک منتر شاستری نے عقل سے حیران ہو کر شنکراچارج کے مارنے کے واسطے ایک ابھی چار کرم کیا۔ جس سے اُن کو بھگندر روگ ہو گیا۔ اس سے وہ ایک مدت تک سخت بیمار رہے۔ آخر انہوں نے بہت دکھی ہو کر مہادیو کی پرارتھنا کی اور مہادیو نے اشنی کمار دو حکیم کو بھیجا۔ جنہوں نے آکر اُسے راضی کیا۔ اور پھر وہ شیو لوگ کو گیوں پر بیٹھ کر چلے گئے۔ المختصر دیکھو مادھو سی شنکروگ وجے سرگ ۱۶ شلوک ۱ سے لیکر اخیر تک۔ یہ گرنتھ بمبئی میں طبع ہوا ہے۔ اور اس پر گیرا فی ٹیکا بھی ہے۔ اور اسی کے ترجمہ ہندی بھاشا کی نظم میں ہو کر مطبع نولکشور لکھنؤ میں بھی طبع ہوا ہے۔ سمت ۱۹۳۵ میں اُس کے صفحہ ۳۴۳ سے ۳۴۶ تک یہی حال مفصل لکھا ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مہادیو کی پرارتھنا اور اشنی کمار کا آنا تو سارے خیالی پلاؤ۔ تعریفی الفاظ ہیں۔ اور گیوں پر بیٹھ کر شیو لوک جانا بھی علیٰ ہذا القیاس مگر ابھی نوگت وغیرہ کے ابھی چار کرم۔ یعنی کسی چیز میں زہریلی چیز یا دُکھدایک اوشدھی کے کھلا دینے سے وہ تقریباً چھ ماہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے یا بموجب محاورہ پورانوں کے شیو لوک کو گئے۔ یہی مطلب سوامی جی کا اُس تحریر سے ہے ✤

اعتراض (۸)۔ ستیارتھ پرکاش $\frac{۳۲۸}{۳۴۳}$ میں سدھانت شرومنی کا جو حوالہ دیا ہے۔ محال ہے۔ کسی اور کو اس کا پتہ لگ جاوے ✤

اُتر۔ یہ مضمون سورج گرہن اور چندر گرہن کے متعلق ہے۔ سوامی جی نے بتلایا ہے۔ کہ اس پرکار یعنی جب سوریہ اور بھومی کے مدھ میں چندرماں آتا ہے تب سوریہ گرہن اور جب سوریہ گرہن اور چندر کے بیچ میں بھومی آتی ہے۔ تب چندر گرہن ہوتا ہے''۔ اور نوین پوران والوں کے راہو کیت کی کہانی کا کھنڈن کیا ہے۔ پس جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے۔ ویسا ہی سوریہ سدھانت شرومنی میں ہے۔ اور جو ٹکڑہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ گرہ لاگھو کا ہے۔ دیکھو ادھیائے ۴ شلوک ۴ مگر اُس نے بھی انہیں کے حوالہ سے لکھا ہے ✤

اعتراض (۹)۔ ستیارتھ پرکاش $\frac{۱۹۷}{۱۹۶}$ میں سنیپ نار برک اور نار برک کھاسہ کا پرمان دیا ہے۔ یہ بھی کہیں نہیں ملتا ✤

اُتر۔ یہ سوامی جی نے پرماں نہیں دیا۔ نوین ویدانتیوں نے دیا ہے۔ اور شار برک کھاشیہ میں۔ کا رکا بھی ہے۔ اس سے بھی تو کوئی مدعی مان انکار نہیں کرسکتا۔ اور ویدانتیوں کی تو یہ مشہور ڈھال ہے۔ خود ہم سے مباحثہ میں کئی مرتبہ اُنہوں نے یہ شلوک پیش کئے۔ آپ جان بوجھ کر مغالطہ نہ دیں ✤

اعتراض (۱۰ و ۱۱)۔ $\frac{۱۸۴}{۱۸۶}$ و $\frac{۵۸۶}{۲۰}$ مضمون کے محولہ اُپنشدو چنوں پر ہے۔ یہ دونوں حوالہ اگر کسی گرنتھ کے نہ بھی ہوں۔ تو بھی نہایت عمدہ ہیں ایک تو ینگ سمادھی اور برمانند کی بابت اور دوسرا مت کی فضیلت پر ہے۔ چونکہ سوامی جی نے انہیں اُپنشدوں کے حوالہ سے لکھا ہے۔ مگر نام نہیں دیا۔ اور ہمیں ابھی تک ملا بھی نہیں۔ غالباً اِن دس اُپنشدوں میں نہیں ہے۔ تو کیا حرج۔ ہم آریہ سماج کے اصول نمبر ۴ کے مطابق انہیں قبول کرتے ہیں۔ اور تحریر وید انگی ست یتی پرم حرکھشامے کے مطابق ہم اُن کو صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ بتلایئے۔ ان میں غلطی کونسی ہے تاکہ ہم اُسے سویکار کریں۔ یا ان میں کونسی بات وید کے خلاف ہے۔ جس پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ سواریتی دوشوتتے ✤

اب اُن اعتراضوں کا جواب عرض کرتے ہیں۔ جو آپ نے اس خیال سے کئے ہیں تاکہ لوگوں کو سوامی جی سے تنفر کریں یعنی یہ کہ سوامی جی نے شرتی اور سمرتی میں اصلاح کی ہے؟ حالانکہ بالکل غلط ہے (صفحہ ۲۲ سے ۴۱ تک)۔

اعتراض (۱)۔ دوسرے اور تیسرے چھاپہ کے ستیارتھ پرکاش کے ۱۸۸ صفحہ میں شرتی پرمان میں वैद्य کی جگہ دشوم महांत اور دہام व वृ کے بجائے (पुरा गा) ساما ہے۔ اور ایسا ہی منوسمرتی $\frac{۲}{۱۰۳}$ میں شودرورت کی جگہ سادھو بھی بنا دیا ہے ✤

اُتر۔ یہ تو بیتاشتر اُپنشد کا واک ہے۔ وید منتر نہیں۔ اور یہ اس کا پاٹھ بھید ہے۔ نہ کہ سوامی جی کی اصلاح۔ آپ مختلف گرنتھ قلمی و مطبوعہ مطالعہ فرمایئے۔ آپ کا شک رفع ہو جائے گا۔ یہ اعتراض سرتاپا صداقت سے دور ہے ✤

اعتراض (۲) اسی طرح منوسمرتی کے ادھیائے ۲ کے ۱۷۶ ویں شلوک چہارم حصہ صفحہ ۱۱۰ پر بالکل بدل دیا ہے اور منڈک اُپنشد کی سرتی صفحہ ۱۵۶ پر صحیح لکھی ہے اور ۲۴۰ پر بدل دی۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش بار سوم ✤

تردید۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ اُس پستک کا غلط نامہ دیکھئے۔ مطبوعہ بار دوم پستک کے اخیر میں ایسے ہی کئی دفعہ آپ نے دھوکھا دینا چاہا۔ یا دھوکھا کھایا۔ اور صفحہ ۱۵۰ بھی غلط لکھا ہے۔ اصل میں صفحہ ۱۲۵ ہے۔ ان دونوں کیواسطے بار سوم میں غلط نامہ موجود ہے۔ ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمایئے۔ اور اول کے صفحہ ۵۴۸ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ پس آپ کا یہ اعتراض سراسر بے بنیاد ہے ✤

اعتراض (۳)۔ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے۔ جو کلین سب لکشن یکت شودر ہووے۔ تو اُن کو منتر سنگھتا چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے۔ اور صفحہ ۴۷ پر اُس کے برخلاف وید کے انوسار سب کو وید کا ادھیکار لکھا ہے۔ شاید اس واسطے کہ اُن کے سماج میں سودروں کی کثرت ہے ✤

اُتر۔ یہاں بھی آپکی سمجھ کی غلطی ہے وہ سوامی جی کی رائے نہیں۔ بلکہ شاستر کے مصنف نے اپنی عبارت میں لوگوں کی رائے لکھی ہے۔ کہ ایسا بھی مت ایک آچاریوں کا ہے۔ اور جو سوامی جی نے صفحہ ۴۷ پر وید منتر لکھا ہے وہ تو خود ہی صدہا رشیوں سے بڑھکر ارشاد ہے۔ اور ایسا ہی ہزاروں رشیوں کا مت ہے۔ کہ سب کو وید پڑھانا چاہیئے۔ اور ہزاروں رشی۔ بالمیک۔ وششٹ۔ گوتم۔ ویاس۔ وشوامتر آدک شودر کل میں اوپن ہو کر برہمن ہو گئے ✤

آریہ سماج میں سودروں کی کثرت نہیں ہے۔ بلکہ برہمن اور کھتری اور ویشیوں کی کثرت ہے۔ مگر ہم جب ورن سوستھا کرم سے مانتے ہیں۔ تو ہم اس کو اگر ایسا ہو بھی تو بھی اعتراض کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر سودروں کی کثرت۔ وام مارگ۔ بیراگیوں۔ کبیر پنتھیوں۔ دادو پنتھیوں۔ رام سنیہیوں۔ چکرانکروں۔ اور نرملوں اور اوداسیوں میں ہے۔ اور ایک سوال ہمارا آپ پر بھی ہے۔ کہ دھرم سبھا والے کالیستھوں کو کس ورن میں شامل کرتے ہیں۔ ذرا یہ سوچ سمجھ کر بتلایئے۔ کیونکہ ان میں سے ہزاروں ماس شراب کے عادی اور صدہا ایسے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانی رنڈیاں گھر میں ڈالی ہوئی ہیں؟ ✤

اعتراض (۴)۔ آریوولس رتن مالا کے گیارھویں صفحہ پر آریہ کی تشریح کی ہے کہ جو آریہ ورت میں سب دن سے رہنے والے ہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش نمبر ۳ صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے۔ کہ منشوں کی آدی سرشٹی تبت میں ہوئی۔ پھر آریہ لوگ آریہ ورت کی بھومی کو اُتم جان یہاں آکر آباد ہو گئے ✤

تردید۔ آپ کی ساری تحقیقات ناکمل۔ غلط اور دھوکا دینے والی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سوامی جی نے اس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب شاستروں کے مطابق ہے۔ جسے سوامی جی نے آریوں کی آدی کی اوپتی ستھان مانا ہے۔ وہ ہمالہ کے شمالی حصہ میں ہے۔ اور وہ پورانے یعنی منو کے زمانہ میں جس کا نام ترشٹھوپ منو تھا۔ آریہ ورت کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ بھوگول استھا ملک میں بھی لکھا ہے کہ ''تبت۔ (حدود اربعہ) اِس دیش کی حد جدا جدا سمے میں جدا جدا طرح پر رہی کبھی لوگوں نے برہما۔ سیام۔ ملاکا۔ اور کو چین کو بھی اس میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اس میں ملایا'' (صفحہ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء) ✤

امریکہ کے مشہور ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ آدی سرشٹی آدمیوں کی تبت یعنی ہمالہ کے شمالی دامن میں ہوئی۔ (دیکھو اُن کی کتاب ہارمونیہ جلد ۵) ✤

اور یہ منو کے بھی مطابق ہے۔ دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۱۷۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ برہم ورت ندی یعنی سرسوتی ندی سے لیکر درشدوتی یعنی سات پتھروں والی سندھ تک جو ملک ہے۔ وہ برہم آورت کہلاتا ہے اب خیال کرو۔ کہ وہ ملک کونسا ہے۔ آپ انگریزی جانتے ہیں۔ اٹلس کھولکر آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور دیکھو کہ برہم پترا اور سندھ کے درمیان میں نسبت

تبت خورد آجاتا ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی دیکھو کہ تبت کلاں کا بھی بہت سا حصہ اُس میں مل گیا ہے۔ اگر انگریزی اٹلس موجود نہ ہو۔ تو اردو دیکھئے۔ جو ۱۸۹۰ء میں منشی گلاب سنگھ کے پریس میں طبع ہؤا ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ اِن دو ندیوں کے درمیان تبت خورد اور کچھ حصہ تبت کلاں آجاتا ہے۔ تو ہرگز سوامی جی کی بات میں خلاف نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے۔ اور بالضرور ہے۔ اور یہی غیر ملک کے محققین کی بھی رائے ہے بیشک سوامی جی انہیں رشیوں کی اولاد سے تھے۔ جو آدی سرشٹی میں ترسبشٹھ یعنی تبت میں (جس کا نام دوسر سورگ یعنی سکھ بھومی بھی ہے) پیدا ہوئے۔ اور انہیں بزرگوں کی طرف منو جی نے ادھیائے ۲ سلوک ۲۰ میں اشارہ کیا ہے۔ اور مہا بھاش وغیرہ کے رو سے اُس کا نام کورو کھشیتر بھی ہے۔ اور اُس کا پتہ بتلایا ہے۔ उत्तराः कुरवः یعنی کورو کھشیتر اوتر میں ہے۔ اگر ہم سوامی جی کی تحقیقات کو صحیح مانیں۔ اور بام مارگی پنڈتوں کے قول پر اعتبار کریں۔ تو یہ کورا کھشیتر نام کورو پانڈو کی لڑائی کے بعد پڑا۔ اور منو سمرتی اُس سے بعد تصنیف ہوئی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اِس جنگ سے صدہا برس پہلے کے گرنتھوں میں کورو وغیرہ نام موجود ہیں۔ پس سوامی جی کا ارشاد بالکل صحیح ہے کیونکہ اُسکے خلاف ماننے سے تمام ست گرنتھوں سے انکار کرنا پڑتا ہے ✤

اعتراض (۵) ۔ سوامی جی نے کہیں لکھا ہے۔ کہ پرم پد کو پراپت ہو کر نتیہ آنند میں رہتے ہیں۔ اور پھر کئی جگہ مکتی سے لوٹ آنا بھی لکھا ہے ✤

جواب ۔ یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے۔ وجہ اول یہ کہ لفظوں کی پھیر پھار کے سوا علمی زندگی میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ تمام تر ثبوت اِس کے خلاف ہیں۔ کرشن مہاراج جو یوگیشر اور رمنیشر مسلم فریقین ہیں۔ وہ خود گیتا میں فرماتے ہیں ✤

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन

یعنی اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے ہیں ✤

شنکر آچارج بقول آپ صاحبوں کے تبلو سروپ وہ بھی مکت سے واپس آکر ملشیہ شریر دھاری ہوئے ✤

جے بجے بیکنٹھ سے یعنی موکھش پدوی سے خارج کئے گئے۔ اور وہی آدن کنس وغیرہ ہوتے رہے ✤

برہما بیاس جی کا اوتار ہوئے۔ اور اسی طرح دتاترِیہ۔ رامچندر بقول تلسی داس یا پورانوں کے ساکشات وشنو سروپ۔ مگر نش جنم میں ضرور آئے۔ سیتا۔ ہنومان لچھمن وغیرہ سب کا یہی حال ہے۔ انسانی روحیں تو درکنار۔ خود خدا کو بھی پورانک لوگوں نے بیکنٹھ میں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ سور۔ مچھ۔ کچھ۔ شیر۔ گھوڑا۔ کتا۔ عورت وغیرہ کے قالبوں میں آنا تسلیم کیا۔ اور نوین ویدانت نے تو دنیا کو نا شک بنانے کا گویا ٹھیکہ ہی لے لیا۔ یہ مکتی جو نیں ہیں۔ یا جتنے جیو ہیں۔ سب ہی خدا ہیں۔ صرف اودیا کے کارن یا مایا کے موہ میں برہم بھولکر جیو کہلاتا ہے ذرا بقول شنکر آچاریہ۔ شمے دھارتم۔ دھیان۔ نہ دیہے ام تدریکو دشٹا شواکیو لوہم ✤

بھائی شیو نراین جی آپ غور سے خیال فرماویں۔ مکتی سے لوٹ آنے کا عقیدہ نیا نہیں ہے۔ تمام مہاتماؤں نے کارک کوٹی یعنی مکتی یافتہ جیوؤں کے آنے جانے کی اجازت بتلائی ہے۔ وجہ دوم جس کی آد ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے۔ ایک طرف جیسا نجات کا آغاز ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس کا انجام نہ ہو۔ وجہ سوم۔ مکتی کرموں کا پھل ہے اور کرم محدود ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ مکتی محدود ہو۔ وجہ چہارم۔ کوئی وید منتر مکتی کے غیر محدود ہونے پر نہیں ہے۔ البتہ ایسے منتر ضرور ہیں۔ کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ مکتی محدود ہے اور پرانت کال کے بعد واپس آنا پڑتا ہے ✤

چونکہ وہ اتنا بڑا زمانہ ہے کہ انسانی علم حساب درحقیقت اُس کا حساب نہیں کر سکتا۔ اِس واسطے مہاتماؤں نے بعض مقام پر اُسکی تشریح میں ہمیشہ کا لفظ استعمال کر دیا ہے مگر مطلب ہر جگہ اور ہمیشہ اُسی پرانت کال سے ہے ہم نے رسالہ نجات میں اور بھی توضیح کیساتھ لکھدیا ہے ✤

پس آپ کا یہ فرمانا۔ کہ جالندھر میں ایک مولوی سے مباحثہ کرنے پر سوامی جی نے معقول جواب آنے پر دائمی مکتی سے انکار کر دیا۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ نہ تو یہاں تناسخ اور کرامات کے سوا کسی اور مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ اور نہ ایسا معاملہ پیش آیا۔ یہاں کا سارا مباحثہ غیر مذہب والوں کی طرف سے مطبوعہ موجود ہے اُس میں ہرگز اِس کا ذکر نہیں۔ پس بھائی صاحب مناسب ہے۔ کہ اول اعتراض دل میں تولو۔ پھر منہ سے بولو۔ ؎

نگفتہ ندارد کسے باتو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

> سوامی جی نے شاستر کے بھیوں کے اُلٹے ارتھ کئے۔ صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۵ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ پر گیتا کے $\frac{۱۸}{۴۳}$ کا یہ ارتھ کیا ہے۔ کہ جو بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکھہ دینے سے جیت ہوتی ہو۔ تو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ مگر بظاہر گیتا کے اِس شلوک کا اُلٹا یہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے سے بھاگنا چھتریوں کا دھرم نہیں ہے ✤

آریہ ۔ بھائی صاحب دھوکھہ نہ دیجئے۔ سوامی جی نے جس خوبی سے اِس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ جنگی اصول کے بالکل خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے وہ لکھتے ہیں وہ سینکڑوں سہنسروں سے بھی یدھ کرنے میں اکیلے کو بھی نہ ہوتا۔ سدا نجیوی اربھات ونیتا رہنا درڑھ رہنا۔ دھیریا وان ہونا۔ یعنی مستقل مزاج۔ راجا اور پرجا سمبندھی بیوہار اور ست شاستروں میں اتی چتر ہونا۔ یدھ میں بھی درڑھ نشنک رہ کے اُس سے کبھی۔ ہٹنا نہ بھاگنا۔ اربھات اِس پرکار سے لڑنا کہ جس سے نشچت وجے (فتحیابی) ہووے۔ آپ بچے جو بھاگنے سے واشتروں کو دھوکھا دینے سے جیت ہوتی ہو۔ ایسا ہی کرنا۔ درن شیلتا رکھنا۔ پکشپات رہت ہو کر سب کے ساتھ یتھا یوگیہ ورتنا وچار کے دینا۔ پرتگیا پوری کرنا۔ اُس کو کبھی بھنگ نہ ہونے دینا۔ یہ گیارہ کھشتری ورن کے کرم اور گن ہیں" ✤

یہ بھاگنا جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ بزدلی کا بھاگنا نہیں ہے۔ بلکہ ایک ملٹری ٹرم ہے۔ یعنی جنگی اصطلاح اور دنیا کی تمام فتحیابیوں کو کسی نہ کسی موقعہ پر اِس پر عملدرآمد کرنا پڑا۔ بونا پارٹ اور سکندر کی لائف پڑھو۔ اور روزنامچہ تیمور کا مطالعہ کرو۔ اور سوامی جی اِسے مفصل نہ لکھتے۔ تو بھی کرشنچند جی کی لائف پر کون پڑتال لگا سکتا ہے۔ کال یمن سے بھاگے۔ اور دو بار متھرا سے بھاگ کر دوارکا میں جا بسے خود شیوجی کرشن جی کے مقابلہ میں بھاگ گئے اسی واسطے کرشن جی کا نام رن چھوڑ مشہور ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا اگر ہے تو کرشن جی پر ہے۔ نہ کہ سوامی جی پر۔ مگر یہ اعتراض نہیں۔ بلکہ علم جنگ کا ایک داؤ ہے۔ یا دشمن کی ضرب کا اغماض ✤

اعتراض (۲) منو سمرتی ادھیائے $\frac{۱}{۹۵}$ کا ترجمہ غلط ہے ✤

آریہ۔ ترجمہ غلط نہیں ہے آپ کو تعصب نے شکر دیوتا کی طرح مکتہ چینی کے سوائے انصاف سے کام کرنا آپ کی طبیعت سے محو کر دیا ہے۔ سوامی جی سے بہت پہلے بھی وِدوان پنڈتوں نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ چنانچہ آریہ سماج کے وجود سے پہلے سمت ۱۹۲۳ بکرم مطابق ۱۸۶۶ء میں بمقام کلکتہ ایک برہمن فاضل شاستری نے بھوجن وچار گرنتھ لکھا تھا۔ اس کے صفحہ ۲۳ پر اس شلوک کا ارتھ اسی طرح کیا ہے "شودر براہمنتا کو پراپت ہوتا ہے۔ اور برہمن شودرتا کو۔ اسی پر کارکشتری اور ویش کو بھی جانو"۔ (دیکھو پستک مذکور مطبوعہ رامائن پریس کلکتہ) اور انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ لفظی ترجمہ شلوک کا یہی ہے۔ اور ایسا ہی سوامی جی نے لکھا۔ نرا کھشروں سے ہمیں مطلب نہیں۔ اور نہ متعصبوں سے غرض ہے۔ منوسمرتی کے مضمون سے ناواقف لوگ بہت سی لمبی عبارت اس کے اندر گھسیٹ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ جو سراپا ناجائز ہے اِسی کے ساتھ دیکھو منو $\frac{9}{24-22}$ اور مہا بھارت میں اس کے سوائے اور بھی بالتفصیل سے لکھا ہے۔ ہم نے اسی کتاب میں اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ لالہ منشی رام پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی مصنفہ ورن بیوستھا میں اور آریہ سماج میرٹھ نے بھی اسی نام کی ایک پستک میں کافی ثبوت دے دیئے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارہ ✤

اعتراض نمبر ۳۔ منوسمرتی ادھیا شلوک ۹ ۷ کے اُتراردھ کا ارتھ بھی غلط کیا ہے۔ سوامی جی اُسے نیوگ پر لگاتے ہیں۔ اور دیگر ٹیکا کاروں نے کچھ اور ہی سمجھ رکھا ہے ✤

آریہ۔ موجودہ دھرم سبھا کے پنڈتوں کی حالت اور ان کے چیلوں کی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ چنانچہ قومی اصلاح کی باتیں اور جس قدر سارک بھلائی کے کارن ہیں یہ لوگ اُن کاموں سے ہی کتراتے۔ خاطر رہتے ہیں۔ پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر جیسے فاضلوں اور بڑے تجربے لائق پنڈتوں نے نیوگ کو جائز بتلایا ہے اور سوامی جی نے بھی اسکے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ قوم کی اصلاح کرنیوالی کمیٹیاں ساری کی ساری اسکی حامی ہیں۔ لیکن اگر مخالف ہیں تو صرف یہی من مانے القابوں سے ملقب مہامہوپدیشک صاحبان پراشر نے پراشر سمرتی میں (جسے دھرم سبھا والے مانتے ہیں) صاف نیوگ کی اجازت دی ہے اور پنڈت گورو پرساد جی نے اِس شلوک کا ارتھ بھی سوامی جی کے انوکول ہی کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگوں پر جو خواہ مخواہ خیرخواہان قوم کی نیک باتوں اور سُت اُپدیشوں سے مستفیض نہیں ہوتے۔ لیکن کسی رشی کی اُس رائے پر جو وید شاستر کے خلاف ہو عمل نہ کرنا چاہیئے۔ اور سگائی سے اس شلوک کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ سگائی یا منگنی لفظ خود وید و شاستر کے خلاف ہے۔ دیکھو سارا تیسرا ادھیا سگائی۔ منگا وہ۔ گویا۔ دراگمن ساری کی ساری پوپ لیلا کے رواج ہیں۔ اور اگر آپ کا ارتھ صحیح مانیں تو بالکل اسنگت ہیں کیونکہ لاکھوں لڑکیوں کی سگائی ہونے پر منگنی شدہ لڑکے مر جاتے ہیں۔ تو کیا وہ رانڈ ہو جاتی ہیں یا اُن کا شلوک ۶۹ و ۷۰ کے مطابق عملدرآمد ہوتا ہے۔ یا کبھی ہوا۔ پس یہ آپکا کہنا یا کسی اور کا اس پر ہٹ کرنا محض افترا ہے اور اگر اسی ادھیا کے شلوک ۷۱ و ۷۲ پر کھیت نہ مانیں جیسا آپ لوگ نہیں مانتے۔ تو شاید سارا ہندوستان رانڈ ہو جاوے پس کیا ایسا ارتھ کبھی ممکن ہے۔ اب اسکے اصلی لفظی ارتھ سنئے۔ جس لڑکی کا صرف وید منتروں یعنی ستیہ بانی سے بیاہ ہؤا ہو۔ مگر ابھی صحبت نہ ہوئی ہو یعنی اکشت یونانی ہو۔ ایسی حالت میں اگر خاوند مر جاوے۔ تو شاستر کے مشہور قاعدہ کے مطابق اُس خاوند کے دوسرے بھائی یا قریبی رشتہ دار سے اُسکی شادی کی جاوے"۔ پس آپکا اعتراض سراپا باطل ہے ✤

اعتراض ۴۔ منوسمرتی کے ادھیا ۹۔ شلوک ۷۰ کا بھی غلط ارتھ کیا ہے

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۹ ✤

آریہ۔ بیشک ان شلوکوں کا اصل ارتھ تو یہی ہے۔ کہ "وِواہت ستری کا اگر وِواہت پتی دھرم کے ارتھ پردیس گیا ہو۔ تو آٹھ برس اور کبرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن کے لئے گیا ہو تو تین برس تک بات دیکھے"۔ اور آپ کا یہ قول بھی ٹھیک ہے کہ "چونکہ فقط اتنی عبارت سے پورا پورا مطلب ادا نہیں ہوتا۔ سب ٹیکا کار اِسکے آگے اپنی سمجھ کے مطابق جو کچھ مناسب سمجھتے ہیں اضافہ کر دیتے ہیں"۔ لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ لوگ کیا کیا کیوں کیا اضافہ کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کو درج نہیں کیا۔ تو ہم بتلاتے ہیں۔ سنیئے۔ کسی رشی کی رائے ہے کہ میعاد مقررہ کے منقضی ہونیکے بعد عورت دوسرا بیاہ کرلے۔ کسی کی یہ ہے۔ کہ اپنے خاص شوہر کی تلاش کرنے کو جاوے۔ کسی کی یہ رائے ہے کہ خوراک کم کرکے یوگ میں اپنی زندگی گذار دے۔ کسی کی یہ رائے ہے کہ محنت مزدوری کرکے عمر گذار دے۔ ایسی ایسی بہت سی رائیں ہیں ✤

اے ناظرین انصاف فرمائیں اور نشیب و فراز سوچکر جواب دیں کہ عمدہ بات کیا ہے۔ اور اردو منوسمرتی مطبوعہ نولکشور کے ٹیکا کاروں نے لکھا ہے کہ اِسکے بعد کیا کرنا چاہیئے۔ اِسکا بیان ناردسمرتی میں بحوالہ قول منو کے درج ہے اور اس موقعہ پر بھی ۲۴ شلوک ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ (دیکھو صفحہ ۳۴) ✤

اور جو ٹیکا والی منوسمرتی میں ایک دو ٹیکا کاروں کی یہی رائے ہے میکس مولر صاحب نے اپنے ترجمہ انگریزی مطبوعہ ولایت ۱۸۸۶ء میں بھی ایسا ہی نوٹ دیا ہے پس ہم اپنے ناظرین کو زیادہ متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں کہ مرد جب برہمچریہ آشرم کے بعد شادی کرکے عورت سے اقرار کرلیوے۔ کہ ہم اور تم اکٹھے اور ایک دوسرے سے تمام دنیاوی کاموں میں شامل اور دھارمک فرائض ادا کرتے رہینگے۔ پس جب مرد نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا۔ یعنی وہ بغیر اطلاع دیئے گھر سے چلا گیا۔ ودیا۔ یا دولت۔ عزت کے واسطے مگر عورت کے واسطے نہ گذارہ کا بندوبست کر گیا۔ اور نہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور نہ تین سے ۸ برس تک واپس آیا۔ اور نہ ستری کو ساتھ لے گیا۔ اور مردوں کی حالت پردیس میں جا کر جس قدر نیک چال چلن پر قائم رہتی ہے۔ تو وہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ پس عورت کیا کرے۔ اِن چار اموروں میں سے کس کو وہ سویکار کر سکتی ہے اور کسی سے عام طبیعتیں اور خصوصاً فرقہ نسواں کی طبیعتیں قبضہ میں رہ سکتی ہیں۔ عمدہ تو یہ بات ہے۔ کہ مرد جب پردیس جاوے تو ستری کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے۔ جیسے رامچندر جی سیتا کو یا برہسپتی ارندہتی کو یا سری کرشن رکمنی کو اور صاحبان یورپین میم صاحبوں کو۔ اگر کسی کارن سے ساتھ نہ رکھ سکے۔ تو خرچ ارسال کرتا رہے۔ یا خط و کتابت جاری رکھے یا اُس کے واسطے اہل برادری کی نگرانی میں خرچ کا انتظام کر جائے۔ اگر اِن میں سے وہ کسی شرط کو پورا نہیں کرتا۔ تو اُس کی ستری کو شاستر کا حکم ہے۔ کہ وہ باضابطہ بشرط نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کرے۔ اب بتلایئے۔ اس میں کچھ قباحت ہے یا کہ تمام قباحتوں کی جڑ کاٹنے والا یہ حکم ہے۔ اس کے ساتھ ناردسمرتی کو غور سے دیکھو ✤

اعتراض ۵۔ ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۱۰۵ و بار سوم صفحہ ۱۰۳ میں سری سوامی جی مہاراج نے منوسمرتی کے چوتھے ادھیائے کے ۱۹۰ شلوک کا جو ارتھ کیا ہے وہ اور ٹیکا کاروں کے خلاف ہے اور دوں نے یہ ارتھ لکھا ہے کہ جو برہمن تپ اور وید ابھیاس نہیں کرتا ہے اور دان لیا کرتا ہے وہ معہ اُس دان دینے والے کے ڈوبتا ہے جیسے پانی میں پتھر کی ناؤ۔ اب ذرا غور کیجئے۔ کہ سوامی جی کے کیئے ہوئے ارتھ میں کس قدر عمدگی ہے یعنی اگنی ناویل کے بموجب اتینیت دھرم ارتھ ان نیشو والا بھی ڈوب جاتا ہے اس ہٹ کر کے زیادہ صفائی کیا ہوگی

تردید بھائی صاحب۔ سوامی جی کا بھی یہی مطلب ہے مگر ذرا آپکی سمجھ کا پھیر ہے اُنہوں نے تفصیل زیادہ کی ہے یعنی جو برہم چریہ آ۔ک تپ ہٹ ہے اور دان لیتا ہے اور جوان پڑھا ہے اور دان لیتا ہے اور جو سرف دان ہی اسے لگا رہتا ہے کچھ برم دھرم نہیں کر سکتا یہ بھوں گن والے ہوں وہ ایک سب ہی دکھ ساگر میں ڈوبینگے۔ اسی کیساتھ سوامی جی کی رائے کی تشفی کرنیوالے سوسمرتی کے شلوک ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ ۳/۲ د ا ۹ بس یہ اعتراض سراپا اندرونی مخالفت کا باعث و تعصب حق سے کوسوں دور ہے اعتراض صفحہ ۴۵ (سوامی جی کی الوکھی تحقیقات) کہ اُنہوں نے ویدوں کا پرکاش اگنی آدی چار رشیوں کے آتماؤں میں لکھا ہے اور برخلاف تمام رشیوں کے برہما پر نہیں لکھا تردید۔ برہما کو وید کے الہام ہونیکا ذکر کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ پورانوں کی جھوٹھی نقلیدہے۔ ہم اگر پورانوں اور اُس کی اس روایت کو صحیح مانیں تو عوض برہما پر وید کے الہام ہونیکے خود برہما کی زندگی پر ایک بڑا بھاری کلنک کا ٹیکا لگتا ہے۔ برہما اور اُسکے چار منہ کی کہانی دیکھو بھاگوت تیتیو پوران۔ دیوی بھاگوت۔ اور مہمن شلوک ۲۳۔) اور اُسکی پوجا کا منع ہونا بھی ہی عبرتناک ہے پس۔ تو ایسے عجیب الخلقت کوئی برہما ہو گئے۔ اور نہ انکا کسی ست شاستروں میں ذکر ہے۔ وید وداربرکاش کے مصنف پاکوئی اور اگر برہما کی کہانی کو ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمالیتے۔ تو ہرگز ایسے کانی نہیں اور اُسکی رسالت اور اُسکی بہداالبتی پر یقین نہ کرتے۔ مگر وہ غریب کیا کریں ع۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است۔ اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ گو بتھ برہمن اور ستھ پتھ برہمن اور منوسمرتی وغیرہ سناتن رشیوں کے گرنتھوں میں اگنی۔ وایو۔ آدِت۔ انگرہ۔ ابتدائی مہرشیوں کے آتماؤں میں ویدوں کے پرکاش کا ذکر ہے (مفصل دیکھو وید بھاشیہ اندو سنسکرت مصنفہ پنڈت دیوودت جی شاستری) برہما جی پر ویدوں کا ظہور تو مورتی کے عقیدے کی طرح وید مقدس اور ست شاستروں کے خلاف ہے ہم رسالہ الہام وید میں اس پر مفصل بحث کرینگے۔ اعتراض صفحہ ۴۶۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۰ میں برہمن آدی کے پورانوکت اُتپتی بیداالبتی پر سوامی جی نے جو اعتراض کیا ہے۔ اُس پر تمسخرانہ گفتگو کی ہے تردید۔ ہمارے کاسنجے مہربان کو اپنے نام کی طرح نسخہ شکنی کی نسکل کے سوائے اور کوئی اعتراض کرنا آتا ہی نہیں۔ اچھا اُن کی مرضی مگر ہم اس موقعہ پر پھر اُن سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ستیارتھ پرکاش کی اِس تحریر کو پھر مطالعہ فرماویں۔ اور بیہودہ طور پر ست پرشوں کے منہ نہ آویں۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ÷ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ÷ تو بصورت رفتۂ در ماندۂ ÷ وید اقدس را نہ مطلق خواندۂ۔ سوامی جی نے اول تو وید مقدس کے اُس منتر کا ترجمہ برہمن نصیبۂ وغیرہ کے انوکول کیا۔ جو فرماتے ہیں جیساکہ سب انگوں میں مکھ سرشٹ ہے ویسی ہی پورن ودیا اور اُتم گن کرم سبھاؤ سے یکت ہونے سے منشیہ جاتی میں اُتم برہمن کہلاتا ہے۔ جب پرمیشور کے نرِاکار ہونے سے کھ آدی انگ ہی نہیں ہیں تو مکھ سے اُتپتن ہونا اسنبھو ہے جیساکہ بندھیا ستری کے پتر کا ویواہ ہونا۔ اتنا لکھکر اب پورانوکت ہٹھی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ جو مکھ آدی انگوں سے برہمن آدی اُتپتن ہوتے تو اُپادان کارن کے سدرش برہمن آدی کی آکرتی اوشیہ ہوتی جیساکہ مکھ کا آکار گول ہوتا ہے ویسے ہی اُن کے شریر کا بھی گول مکھ آکرتی کے سمان ہونا چاہیئے۔ کھشتریوں کے شریر بھجا کے سدرش۔ ویشوں کے اُرو کے تل۔ شودروں کے شریر پگ کے سمان آکار والے ہونے چاہیئے (کیونکہ اُن کی اُتپتی مختلف اُپادان کارنوں سے ہے) مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی تم سے پرشن کریگا۔ کہ جو جو مکھ آدی سے اُتپن ہوئے تھے۔ اُنکی برہمن آدی سنگیا ہو۔ پرنتو تمہاری نہیں جیسے کہ سب لوگ گربھ آشے سے اُتپن ہوتے ہیں۔ ویسے ہی تم بھی ہوتے ہو۔ تم مکھ آدی سے اُتپن نہ ہوکر برہمن وغیرہ سنگیا کا ابھمان کرنے ہو اس لئے تمہارا کہنا ارتھ دیرتھ یعنی اپرمان ہے اور جو ہم نے ارتھ کیا ہے وہ سچا ہی ہے۔ یعنی وہ افسوس کرتے ہیں اُن لوگوں پر جنہوں نے جھوٹی کہانیاں بناکر برہما جی کے مکھ کو کلنک لگایا یعنی اُنکے مکھ کو بچہ دان بنایا۔ اور اسی طرح اُنکے سارے شریر کو۔ اور پھر اُس سے وضع حمل بتلایا۔ پورانوں کے حسب حال کسی دانا نے فرمایا ہے ع تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی۔ نتیجہ۔ ارباب دانش و بینش سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ سوامی دیانند کے ظہور میں آنے سے پیشتر ہندو قوم کی حالت کسی ردی اور بدتری ہو رہی تھی۔ یہ دین کا ٹھکانہ مذہب کا۔ سادھو بدر خاک بسر نگر انتے پھرتے تھے۔ برہمن جنکا دھرم وید و شاستر کا پرچار تھا وہ عوض اسکے کہ لوگوں کا سُدھار کرتے خود جینی اور بام مارگی بلکہ بیج مارگی ہو کر سیاہی کا ٹیکا لگا چکے تھے۔ کھشتری کچھ راستہ دکھاتے بنا اور کچھ رنڈی بازی و شراب نوشی وغیرہ خرابیوں میں مبتلا ہو کر گئی گذری حالت میں ہو گئی تھی اور مذہب کیطرف سے سوائے لگتا ہے اور سندوا دیکھ پاتا اور دھونکل پر جانے یا دخل اور بچھوں سے مراد میں مانگنے کے یا کثرت ازدواج وغیرہ کچھ بالکل جانتے ہی کیا تھے ویش سوائے اصلی ہونی اور ردی کی چھوت چھات کے دھرم کا نام تک نہ جانتے تھے ہمارے معزز دوست منشی اندر من صاحب نے کچھ فارسی عربی کی تعلیم پاکر اپنے دھرم کی حفاظت پر کمر باندھی مگر سنسکرت کی ناواقفی کے سبب وہ کسی مرحلہ پر چلنے کیواسطے کامیاب ہو سکے۔ اور وانسی کے پرائشچت کیواسطے اُنکے پاس سکوت کے سوا اور کیا جواب تھا۔ وہ جو دویش ہونیکے کارن اور برادری کی زنجیر میں جکڑے ہونیکے سبب باوجود دل سے ماننے کے کبھی ایک قدم نہ باہر دھر سکے ریفارمنس کا معاملہ تو امر دیگر ہے اسی طرح برہم سماج کا ابھار اور اُنکی ناکامیابی دنیا سے کچھ مخفی نہیں بنا بران آریہ سماج ایک قومی مذہبی بھار کے مندرجہ ذیل اصلاحوں کیواسطے ضرور تھی۔ روز بروز ہندوؤں کا عیسائی اور مسلمان ہوجانا۔ ویدک دھرم سے شکر مختلف دیوتا پرستی۔ ساتھ ہم دھرم کرم کی مخالفت۔ ایک دوسرے کے ہاتھ کے کھانے پینے کو ہی دھرم جاننا۔ ویدانت کا طوفان بے تمیزی اور قوم کا دھرم کرم سے بے پرواہ ہوجانا سنسکار و ودیا سے لاپرواہ ہوجانا۔ بام مارگ اور چولی مارگ وغیرہ سے جو بیرحمی اور بداخلاقی آگئی تھی اُسکا دور کرنا۔ اسی طرح کے اور بھی کئی امورات تھے جنکو واسطے ایک ریفارمر کے آنے اور ریفارمیشن ہونیکی اشد ضرورت لگ رہی تھی۔ جسکے پورا کرنیکے واسطے سوامی دیانند جی کا ظہور ہوا۔ اور یہ بھی ایک سابق قاعدہ ہے جسکے مطابق مخالفت بھی گھر سے ہی شروع ہوئی زیادہ مخالف اپنی قوم ہی ہوئی۔ اِس نامراد قوم کی اصلاح کا جس نے بیڑا اُٹھایا اُسی سے اس نے مخالفت کی۔ اُسے دشمن سمجھا۔ پتھر اور اینٹیں ماریں۔ بلکہ سنگسار کیا۔ زہر کا پیالا پلایا اور بدنام کیا۔ ملزم بنایا۔ اسی گری ہوئی حالت میں غافل اور لاپرواہ ہندو قوم بات دھرم سے پتت اور گمراہ نام نہاد آریہ قوم سے تمہیں کو جگاتا تھا شنکر بیچارا ÷ تمہیں کو اُٹھاتا رہا کمار سدھارا۔ ہوا دنیو بھی تھا قربان تمہارا ÷ دیانند نے تم پہ سرد سوارا ہی مگر قوم حالت وہی ہے ÷ ہوئی صبح پر خواب غفلت وہی ہے ÷ ہمارے رشی شتر دھاری نہ ہوئے۔ اب اِس عدل و انصاف کے زمانہ میں اور خصوصاً ایسی ماور مہربان کے راج میں جسکی سلطنت میں آفتاب بھی غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ روشنی بخشتا ہے آپ کا سوتے رہنا اور اُس کے سایۂ عاطفت آرام پاکر بھی ست ویدک دھرم کیطرف متوجہ نہ ہونا کتنی بدبختی کی علامت ہے اگر اس وقت بھی آپنے کروٹ نہ لی اور ویدک وبھوتی شکشا بھی آپکے کان نہ کھلے۔ اور بدستور بت پرستی بلکہ بام مارگ کی گھنونی تعلیم کی خونریزی سے بیاہ دل اور سارے کے تن سے چور اور مجنون رہے تو سمجھا ہے کہ ابھی جاگنا کٹھن ہے

تمہیں اپنی مشکل کو آساں کروگے ۔۔۔ تمہیں اپنی منزل کا ساماں کروگے
تمہیں درد کا اپنے درماں کروگے ۔۔۔ کروگے تمہیں کچھ اگر یاں کروگے
چھپا دست ہمت میں دست قضا ہے ۔۔۔ مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سماپت

آریہ سماج میں شانتی پھیلانے کا اصلی اوپاؤ اور رامچندر جی کا سچّا درشن

حصّہ اول

مانس کھانا پاپ ہے یعنی وید مقدس اور ست شاستروں کے حوالہ سے گوشت خوری کی تردید اور مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب۔

پرانے سمے میں ویدک دھرم کا پرچار تھا۔ اور ست شاستر انوسار لوگ اپنے جیون کا نربہار کرتے تھے۔ اُس وقت نہ تو عناصر پرستی کا نام تھا اور نہ بُت پرستی کا وہم و گمان تھا۔ نہ دیوتاؤں کے ویراٹ۔ نرسنگھ وغیرہ اوتار بنائے جاتے تھے اور نہ اُنسے گوپیوں کے ساتھ ہاس بلاس اور راس لیلا کرنے کے کلنک لگائے جاتے تھے۔ ایک جگدیشور کے سوا کسی دیوی دیوتا کی پرستش نہیں جانتے تھے اور پنچ مہایگوں کے علاوہ کسی سرسری ناکرو یوجا کو ست کرم نہیں مانتے تھے۔ اُس سمے ماتا پتا اتھتی۔ آچاریہ اور پرماتما۔ ان پانچ کے سوا کسی اور سے سروکار نہ تھا۔ اور نہ کوئی اور پرستش کے قابل شمار ہوتا تھا۔ چاروں ورن اور چاروں آشرم گن کرم انوسار جاری اور ساری خدائی کا اس پر عملدرآمد تھا۔ اُس زمانہ کے دیوتے دیپ تپ نُحت۔ ستوگنی۔ سات۔ آتما۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ یعنی پانچ وکاروں سے آزاد۔ سادہ اور نیک نہاد ہوا کرتے تھے۔ نہ تو اُن دنوں کالی۔ جوالا۔ بھوت ناتھ۔ بھیرو جی صفحہ دُنیا پر بیاجمان تھے۔ اور نہ چامنڈا اور ڈاکنی شاکنی [illegible] کا نام دہر میں دونوں قابل زمان تھے۔ اور اگر کہیں خدا کا اسم موجود تھے تو [illegible] قالب اور اس خوراک سے۔ سراپا مفقود تھے۔ نہ اُن کی یہ صورتیں تھیں [illegible] ایسی تھا ایک مدت ایک معظم الشان زمانہ تک اسی طرح سب کا دور دورہ رہا۔ اور حق پرستی کا نام عالم میں مشہور۔ آخرالامر دو سو صدی ۲۸ [illegible] تک گذر جانے کے بعد جو تھے تگ (کلجگ) کی سندھی کے سپہ پر کمالے راجواڑے کے نتیجہ اُن کی بکھر دھونی، سرچڑھی ہوئی آریہ قوم کو کاہلی نے آگھیرا۔ اور عیاشی اور بد معاشی نے اُن کے کسو دل مرڈر جما دیا۔ شراب خوری۔ گوشت خوری۔ مچھلی کے کباب۔ زنا۔ مدیرا بجے بعد دیگرے پھیلنے لگے۔ اول اول راجاؤں میں اس کا آغاز ہوا۔ کیونکہ یہ نسبت اوروں کے یہ سامان انہیں جلدی اور آسانی سے میسّر ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی ڈنڈ دینے والا (بھی) نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کا خوف ہوتا ہے۔ راجاؤں کے بہ وجہ ایجاد عموماً پالیسی باز ہوتے ہیں۔ جدھر راجا کی رُچی دیکھی۔ جھٹ اُسی کے مطابق سلوک بنے شروع ہو گئے بقول سعدی ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

اور ایک دوسرے موقعہ پر لکھا ہے۔

خلافِ رائے سلطان رائے جُستن
ز خونِ خویش باید دست شُستن

ست پُرشوں اور مہاتماؤں یا عوام الناس سے پوشیدہ رکھنے کے واسطے عام بول چال میں اِن اشیاء کے دوسرے نام رکھے گئے۔ مد کا نام تیرتھ۔ مانس کا نام شُدّھی اور پشپ یعنے پھول اور مہارسا مچھلی کا نام جل تُمبکا۔ مدرا کا نام چترتھی یہتیھن کا پنچمی۔ طوائف کا نام ودیا انگناں۔ ابھیچار اور رنگ بُھبھو۔ اور اِن چیزوں کے استعمال کرنے والوں کے نام کول۔ آردر بھیرو سامبھوگن۔ اور جو لوگ انہیں بُرا سمجھتے اُن کا نام کنٹک۔ بیوقوف۔ شتشک۔ پشو رکھا۔ مطلب اس تمام مکاری اور فریب کا یہ تھا کہ کوئی پہچان نہ کر سکے۔ اور کسی پر یہ راز ظاہر نہ ہو۔ اول پوری چوری۔ شراب اور زنا سے اس کا آغاز ہوا۔ گوشت اُس کے بعد شامل کیا گیا۔ بلکہ اختیاری رکھا گیا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا یا تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا کہ زنا و شراب کے ساتھ گوشت جیسی سے انسان بچ نہیں سکتا۔ اور پھر اس گوشت خوری کے دو حصّے کئے گئے۔ خشکی کے جانوروں کا مانس۔ اور بحری جانوروں کا مانس۔ حتیٰ کہ آہستہ آہستہ مرغی مرغا سے لے بکری بکرے تک پہنچے۔ مگر یہاں صبر کس طرح ہو سکتا تھا۔ گائے۔ بھینس اور آدمی تک نوبت پہنچی۔ اور اُس وقت بام مارگ نہ رہا۔ بلکہ اگھور اور کول ہو گیا یعنے سراپا ظلمت و اندھکار۔ چنانچہ اُن کے گرنتھوں میں لکھا ہے

अघोरात् परतर नास्ति । कोलात परतर नास्ति

زنا بھی صرف خاوند والی عورتوں تک محدود نہ رہا۔ طوائفوں۔ بیواؤں سے گذر کر چوڑھی چماری۔ دھوبن۔ قصائن۔ کلال۔ منڈالن تک پھیل گیا۔ اور ماتا اور بہن کی تمیز رہی سہی تراپنوتی کے حوض بھر دیئے گئے۔ مد چلن اور رانی راجاؤں کے خوش کرنے کے کارن جنہوں نے سب سے اچھے سلوک بنائے۔ وہی زیادہ منظور نظر ہو کر جاگیردار اور منصبدار بنائے گئے۔ اس نامبارک مت کے روپ کرنے کے واسطے وید منتروں کے ارتھوں میں تاویلیں ہونے لگیں۔ اور بعض شخصوں کا ماتر اتام نہ بھسم نہ کیجیا۔ اور جب ویدوں سے اُن کی خاطر خواہ کامنا پورن نہ ہوئی اور نہ پنچ مکاروں کے سیدھ کرنے کے واسطے واجب سہر مل سکے۔ تو لاچار ہو کر ویدوں کو سکنڈ کلاس میں ٹھہرا کر اُن سے اور فرسٹ کلاس میں سامبھوی ودیا کے گرنتھ مقرر کئے گئے۔ جیسا کہ ہٹ دسکا میں لکھا ہے۔

वेदशास्त्र पुराणानि समस्तगणिकाय था ।
एकैव शांभवी विद्या गुप्ता कुलवधूरिव ॥

کہ وید اور شاستر اور پران برہمن گرنتھ یہ تو طوائفوں کی طرح ظاہر ناز کا اظہار کرتے ہیں۔ صرف ایک سامبھوی ودیا یعنے بام مارگ کے گرنتھ ہی ہیں جو پردہ نشین عورت کی طرح نقاب میں باتیں کرتے ہیں۔ (مفصل دیکھو ستیا ستیہ چار مطبوعہ سنہ [illegible] ۶) *

ناظرین آپ سمجھ گئے ہونگے۔ اس سلوک کا خاص مطلب اور مخفی منشا خود بام مارگیوں نے بھی جب وید سے اپنی اچھا پورتی خاطر خواہ صدہا تاویلیں کرنے پر بھی نہ دیکھی تو لاچار کنارہ کیا اور صاف کہہ دیا کہ وید ان کشٹ باتوں یعنے پانچ مکاروں کی ہدایت نہیں دیتے۔ وہ تو ظاہر کرم کانڈ اور سندھیا گائتری کے ہادی ہیں *

پھر بام مارگی راجاؤں نے اور اُن کے توکول گرہستیوں نے سرادھ وغیرہ ست کرموں اور انتی سنسکاروں میں بھی مانس ہی دینا شروع کیا۔ اُس زمانہ کی کتابوں میں لکھا کہ صدہا مرتبہ اِن لوگوں نے اور پشو تو درکنار غریب لوگوں کے بال بچّے قتل کر خود کھا لئے یا آئے ہوئے مہمانوں کو کھلا دئے۔ اور لاکھوں مرتبہ دیوتاؤں پیاسا توں کا خون بہا دیا۔ بھاگوت جاننے والے جڑ بھرت کی کہانی سے اچھی طرح واقف ہیں۔

وام مارگ کے واسطے نہ تو زندہ ودوانوں کو دیوتا مانا گیا اور نہ کسی مرے ہوئے رشی منی کی پوجا کی گئی۔ بلکہ نئے دیوتا اور نئی دیویاں ایجاد ہوئیں۔ جن کا ست شاستروں میں اشارہ و کنایہ بھی نہیں مثلاً پشوپتی (د۔ کالی۔ چنڈی۔ چانڈالی۔ مہاکالی۔ کامکھشیا۔ جوالا چامنڈا۔ بھوت ناتھ۔ بھیرو۔ ڈاکنی۔ شاکنی۔ بگلامکھی وغیرہ اور ایسے ہی اُن کو [illegible] بھی تمام رشی منیوں کے خلاف مقرر کیا گیا ہے۔ مانس۔ شراب۔ [illegible] مُدرا۔ اور ایسے ہی مکروہ اُن کے لباس اور سواریاں قائم کی [illegible]

ماتشرک - کول - ستھل کساں - ذاکریا - اسماعیلی وغیرہ سب ابھی وام مارگ کی شاخیں ہیں - اب تک بھی جو ہندو لوگ دیوی اور بھیرو کو نہیں مانتے اور ویشنو کہلاتے ہیں وہ ماس و شراب کے استعمال کو سخت گناہ سمجھتے ہیں - منتروں اور جنتروں کے لکھنے کے واسطے بھی خون کی سیاہی اور ہڈی کے قلم اور چمڑے کے کاغذ سے کام لیا گیا پوتر گنگا ورشت وہ بھون کنڈ ماس مدرا سے اپوتر کئے گئے - اور سے ایک کتنا او دو اکشری منتر بنا کر گومیدھ اور اشومیدھ اور اجامیدھ سیدھے کئے گئے - اور جاہلوں اور معترضوں کو تسلی دی گئی کہ ہم جانوروں کو پھر منتروں سے زندہ کر لیا کرتے ہیں مہابھارت کے زمانہ سے لیکر بودھ کے زمانہ تک یہ طوفان بے تمیزی ہر کتا مدیران مزید کر و کبھی کبھی آہستہ اور کبھی کبھی خوب زور سے جاری رہا - ودوان مہاتما ہمیں بھی مختلف اوقات میں ساہس کے ساتھ مخالفت کرتے رہے اور ان مذموم رسوم کے مٹانے میں ہمہ تن کوشاں رہے مگر بہتیرا چاہتے تھا بہ جا قطعی اس خرابی کی جڑ سے کاٹ سکے - سب سے پہلے اس کا کھنڈن مہاراج کرشن دوپائن شری وید بیاس جی نے کیا - چنانچہ وہ فرماتے ہیں -

सुरा मेतस्यः पशोर्मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा ।
धूर्तैः प्रवर्तितं ह्येतत् नैतद्वेदेषु कथ्यते ॥
म० शा० अ० २६४ श्लो० ६

ترجمہ - شراب - مچھلی - اور دیگر پشوؤں کا ماس اور انسانوں کی بلی دھورت لوگوں نے چلائی ہے - وید میں ہرگز اس کی اجازت نہیں ہے -

بیاس کے فرزند رشید شکھدیو منی جی فرماتے ہیں -

यूपं कृत्वा पशून् हत्वा कृत्वा रुधिरकर्दमम् ।
यद्येवं गम्यते स्वर्गो नरकं केन गम्यते ॥ १ ॥

ترجمہ - لکڑی سے باندھ اور پشوؤں کو مار کر زمین کو خون آلودہ کرنا اگر اس طرح انسان سورگ میں جاتا ہے - تو بتلائیے نرک میں کس طرح جاویگا -

सत्यं यूपं तपोऽग्निश्च प्राणाः समिधो मम ।
अहिंसापरमो धर्मः एष धर्मः सनातनः ॥ २ ॥

ترجمہ - ست برت ہمارا تپ ہے - تب ہماری اگنی ہے اور پران ہماری سمدھا ہے کیونکہ اہنسا پرم دھرم ہے اور یہی سناتن سے مانا گیا ہے -

प्राणा यथात्मनोऽभीष्टा भूतानामपि ते तथा ।
आत्मौपम्येन भूतानां दयां कुर्वन्ति साधवः ॥ ३ ॥

ترجمہ - پران جیسے انسان کو پیارے ہیں - ایسی طرح اور جیوؤں کو بھی ہیں - اس طرح سے اپنی طرح ودوان لوگ سب پر دیا کرتے ہیں -

ایسی طرح اور کئی مہاتما میدھاوی یدھانشن وغیرہ ست دھرم کا اپدیش اور ان دردود باتوں کا کھنڈن کرتے رہے مگر دشت پرچار بڑھ رہا تھا - اور یہاں تک بڑھ چکا تھا - کہ استریوں کو پشوؤں کے سنگ صحبت کرائے جانے کی بھی نوبت آگئی تھی - اور صرف آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ سب دیشوں میں یہ خرابی پھیل چکی تھی - پشتو ہی روی میں روم و سیل کی ایک کہانی درج ہے - اسماعیلی فرقہ جہاں موجود ہے اس کا یہ عام دستور ہے - اٹلی میں بھی ایسے ہی کام ہوتے تھے - سائٹ مٹھوٹ روم جیسے بدکار مستورات کے مکان جن کے سب نمونے نیپلز کے عجائب خانہ میں موجود ہیں - یہ کارروائی سب شہر پومپائی میں ہوتی تھی - جو سنہ ۷۹ء میں آتش فشاں کے لاوہ کے سبب تباہ ہو گیا - (مفصل دیکھو آریہ سماچار میرٹھ ماہ ... ۱۸۸۹ء) ... کیا ہے ؎

زمن با وشعل کشتاں دور دار ٭ چراغ مرا ور برو ردار

عرضیکہ جب یہ بام مارگ بہت زور پکڑ گیا - اور اس نے نہایت درجہ تک خرابی پھیلا دی تو کرم سے ۲۵۰۰ برس پہلے کپل وستو میں بودھ نے پیدا ہو کر اور اس گھور وام مارگ سے تنگ ہو کر دیا دھرم کا پرچار شروع کیا - بودھ مت کی بنائے گرنتھوں میں ویدوں پر خیالی فرضی بیجا الزام لگائے ہیں اور بڑے زبردست اعتراض کئے ہیں مگر حقیقت میں کوئی اعتراض صحیح نہیں کیونکہ جو اعتراض ہیں وہ وام مارگ مذہب پر ہیں - اور انہیں کی بیان کردہ کلنکت باتوں پر ہیں - نہ وید مقدس پر - وام مارگ سے لیکر بودھ وغیرہ مت ساسروں نے جو جو اعتراض وید مقدس پر کئے ہیں وہ سارے کے سارے فضول ہیں ٭

خیر کچھ ہی ہو - بودھ نے وام مارگ بالفعل خود ویدک مت والوں پر اعتراض کئے - اور اس خوبی سے کئے کہ لوگوں نے ناستک بننا سویکار کیا - مگر گوشت خور وید کے ماننے سے متنفر ہو گئے اور ایسے ویدوں کو بھی انہوں نے جواب دیا - کیونکہ اگر مہیدھر اور ساین کے ارتھ صحیح ہیں - تو ایسے دھرم شاستر کے ماننے سے ناستک ہونا ہزار درجہ بہتر ہے؟ اور اگر وام مارگ صحیح ہے - جیسا کہ عموماً ہندوؤں کا اعتقاد ہے - تو لامذہب ہونا اس سے عمدہ ہے - بودھ کی تعلیم سے اگرچہ لوگ ناستک اور وید سے منحرف ہو گئے - اور اس ویدک دھرم یعنے بام مارگ کی نندا ہونے لگی - لیکن صحیح ماسیرہ ہے کہ عملی طور پر ایک بات (ایشور کی ہستی کے انکار) کے سوا اور تمام پر ویدوں پر عملدرآمد ہونے لگا یعنے پشوؤں کو مار کر یگیہ کرنا بند ہو گیا - اور بلی وشو دیو یگیہ ہر روز ہونے لگا - اندھے - لولے - لنگڑے عاجز محتاج آدمی اور جانوروں کے واسطے شفاخانے اور غریب خانے تیار ہو گئے - یتیم خانے جاری کئے گئے - (دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۲) ساخ اور شبہ کرموں پر زندگی کا مدار رکھا گیا - اگرچہ بودھ خود اتنا کامیاب نہ ہوا مگر اس کے بعضے اصول بالکل وید کے مطابق تھے - جس طرح قرآن کے بعضے آدمی پرانوں یا وید کے ترجمے پڑھ کر عیسائی ہو جاتے ہیں - بجنسہ یہی حال اس وقت تھا - نہ اس کا قصور اور نہ ویدوں کا - یہ سارے کا سارا قصور بام مارگیوں کا تھا - جنہوں نے بودھ کے اتنا کو مجبور کیا - کہ وہ اس دھرم کو ترک کرے ٭

اس بودھ کے ناستک مت کی تردید کرنے والے سب سے پہلے بھٹ پاد کمارل آچاریہ ہوئے ان کی بابت ذکر ہے - کہ وہ جس وقت وید شاستر کو پڑھ چکے - تو ایک دن ایک مکان کے نیچے سے گذر رہے تھے - محل کے اوپر ایک راجکماری دھرم کی بُری حالت کو سوچ سوچ کر یہ آدھا شلوک پڑھ رہی تھی -

किं करोमि क्व गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति ।

کہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں - اس اندھہ کار بودھ مت کے زمانے میں کون ویدک دھرم کی حفاظت کریگا - تب اس کے جواب میں کمارل آچاریہ بولے -

मा विभेषि वरारोहे भट्टाचार्योऽस्ति भूतले ॥

کہ اے پیاری مت سوچ کہ بھٹ آچاریہ پرتھوی پر موجود ہے اس کے بعد یہ عام پرسدھ ہے - کہ انہوں نے بودھ مت کا کھنڈن شروع کیا - مگر ساتھ ہی بام مارگ کا بھی - ان کے بنائے گرنتھوں میں بھی ماس شراب کا برابر کھنڈن موجود ہے - اس کے بعد ۱۱ سو برس کا عرصہ ہوا - کہ شنکر آچاریہ ہوئے - انہوں نے بھی ماس شراب کے پرچارک متوں کا اسی طرح کھنڈن کیا جس طرح کہ بودھ اور جینیوں کا اور ابھی تک ان کے مت انوتائی ماس اور شراب کو برا جانتے ہیں - سوائے چند بام مارگی گوسائیوں کے - بعد ازاں سنہ ۱۱۵۰ء میں رامانج ہوئے - انہوں نے تو کھلم کھلا برخلاف بام مارگی اور ماس آہاریوں کے ویشنو مت کا پرچار کیا - ان کی زندگی کا سارا تمام تر رامچندر جی کی زندگی تھی اور ان کا نشچے تھا کہ وہ ہرگز ماس آہاری نہیں تھے - انہیں کے مت میں سنہ ۱۴۵۰ء میں کبیر ہوئے - اس نے بھی دین اسلام ترک کرکے ویشنو مت سویکار کیا - اور گوشت خوری وغیرہ کے مسائل کی تردید شروع کی - کبیر جی کا قول ہے ؎

ان جھٹکا اُن بسمل لیا دیا دوہاں سے بھاگی | لے کنسر سو بھائی سادھو آگ وہاں گھر لاگی
جیو بدھ دھرم کرتا سیاو دھرم کہاں کو بھائی | آپس کو مسی ور کرتھا سیو کا کو کہت دکھائی
کسیرا تری جھوٹھی بڑی گل کٹین کے پاس | کرن گے سو کھرن گے لوکوں بھوگو اوس

اسی ایام میں اس سے کچھ بعد ایک سادھو ہو گئے۔ انہوں نے بھی کئی عمدہ باتوں کا پرچار کیا جن کا نام دادو تھا۔ اُن کا قول ہے۔

ماہن پر مستور کیا کر لائے آہما گھات | سب کہوں سنتے نہیں سرالی دوزخ جات

اس سے کچھ پہلے ایک مہاتما جامبھو جی دہلی کے گرد نواح میں ہوئے ہیں انہوں نے علمائے اسلام سے مباحثہ کر کے بہت کچھ انہیں قائل معقول کیا۔ اور صدہا آدمیوں کو دین اسلام سے نفرت دلا کر ویدک دھرم کا پیرو بنایا۔ اور ایسا ہی اوپدیش چیتن نے کیا۔ لیکن بام مارگی دنیا سے بالکل کم نہ ہوئے۔ وہ بدستور پوشیدہ پوشیدہ اپنا کام جیسا ہو سکا کرتے رہے اور بدکاری میں قدم دھرتے رہے۔

مسلمانی جور و ستم کے زمانہ میں ایک اور مہاتما اودھو جی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بھی ہزاروں آدمیوں کو گوشت پرستی اور گوشت خوری اور جیو برہم کی ایکتا سے ہٹا کر ایشور کی بھگتی کا امرت دیا مگر دین اسلام کا کھنڈن بھی ساتھ ہی کرتے تھے۔ بنا برآں متعصب بادشاہ کے حکم سے قتل کرائے گئے۔ بابر کے عہد میں بابا نانک جی نے بھی جہاں تک ہمیں علم ہے۔ گوشت خوری کی تردید کی۔ اور گوشت خوروں کو اس کے ترک کرنے کا اوپدیش دیا جاتا ہے۔

جیاں مچھلی سریاں جو پورا ای کھائے + دھرم ہم جتنے کئے سبھی رساتل جائے
جے رت لگے کپڑے جامہ ہوئے پلیت + جے رت کھاوے مانسا تن رلکھاں چیت

شاہ سو کہاندھ گھو اسنا کہ جو جر مخور	+ اسنا کہ امر کو جائیں جور
اسنا کہ گل دو بنیا کمائیں	+ اسنا کہ مائی باپ کر جائیں
اسنا کہ تجمل کچھ کھائیں	+ خوب کھا کچھ ٹسی جائیں امر سون

ہیارو ٹی کارنے گلا کٹا دے کون

ماس کھا رشتے کرے تواج	چھری وگائیں پر گل ماگ
سن گھر برہمن پورے ناد	اُتان ہی آوے آدھے سواد
کوڑی راس کوڑا بہو مار	کوڑ بولیں کریں آدھار
سرم دھرم کا ڈیرا دور	نانک کوڑ رہیا بھرپور
متھے ٹیکا تیڑ دھوتی لگائی	ہتھ چھری جگت قصائی

عرصہ ۵۰۰ برس کا ہوا کہ سائیں آچاریہ اور اُس کے قریب زمانہ میں ہی مہیدھر ہوئے یہ دونوں بام مارگی تھے۔ انہوں نے راجاؤں کو بس میں کر کے ویدوں کے ذریعہ سے بام مارگ کے پرچار پر مضبوط کمر باندھی اور انہیں ایام میں ایک گوسائیں تلسی ہوئے۔ انہوں نے بھی بام مارگی ہونے کے کارن مانس شراب کا خوب پرچار کیا اوّل نے رگوید پر بھاشیہ بنایا۔ اور دوسرے نے یجروید اور تیسرے نے رامائن۔ ہم زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ کہ ان کی کتابوں سے اصل عبارت نقل کریں کتابوں کے نام سے ہی آپ سمجھ جاوینگے شمس مہیدھر نے سرمہ دہی سایا۔ اور مشٹر ساد نے شادر سرمیں آپ جان سکتے ہیں کہ انہوں نے ان بھاشیوں میں سب دھرم کا کس قدر ستیاناس کرنے کی کوشش کی سب کچھ بام مارگ کا چرچا ان کے بھاشیوں میں بھی ہوا۔ اور لوگ سب دھرم سے گمراہ ہوئے اور یہ طوفان بدتمیزی روز بروز بڑھتا گیا۔ انہیں بھاشیوں کی برکت ہے کہ سندھ حکمن ناتھ شاستری جیسے پنڈتوں کے جا و فن میں غوطہ کھا کر مسلمان ہو گئے +

مانس کی بابت شری سوامی دیانند جی مہاراج کا اُپدیش

عنقریب تھا کہ صدہا پنڈت لامذہب ناستک۔ محمدی یا عیسائی ہو جاتے۔ اور ویدک دھرم کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر کنارہ کش ہو جاتے۔ کہ یک لخت ایک مہاتما روح نے اس سنسار میں بتاریخ مبارک سمت ۱۸۸۱ بکرمی گجرات میں جنم لیا۔ اور عین جوان ہو کر سب شاستروں کے پٹھن پاٹھن اور ویدوں کے ابھیاس سے نتیجہ کر لیا۔ کہ اس وقت کی تمام حالت بالکل ویدوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ کاشی وغیرہ میں صدہا پنڈتوں کے ساتھ شاستراتھ کر کے دل کھول دیے بقول شخصے ~

کیا کاسی آدمی میں شاستراتھ بھاری | ہوئے ساب سب پنڈت کرم جاری
دیا رامسدہ ہے مول جس کی + | گھو دھرم تک سوا پیا دتن کی +

کرتے ہوئے شروع سمت ۱۹۳۲ میں بمقام بمبئی سب سے اوّل آریہ سماج قائم کیا۔ اور کئی ویاکھیان مانس اور شراب وغیرہ کے کھنڈن پر دئے۔ اور اسی طرح پونا جا چیرہ وید ... بعد ازاں جولائی ۱۸۷۵ء میں مقام پونا ویکھیان دئے۔ جو اُسی وقت بزبان مرہٹی طبع ہو گئے۔

۴۔ جولائی ۱۸۷۵ء "اہنسا پرمو دھرم" پر دھرتی کھیا تادی۔ دھرم اور ادھرم ایسے ہی رستوں میں بستی ہے یہ دھرم اور یہ ادھرم ہے اس کو ہم پہلے کہتے ہیں اوّل اہنسا کا لکشن

ग्रहिंसासत्यास्तेय ब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमा:

دیکھو یوگ شاستر پاد ۲ سوتر ۳ +

اہنسا اس کا ارتھ عام طور پر یہ ہے کہ پشوؤں کو نہ مارنا۔ مگر ویاس جی نے اس کا خاص ارتھ اس سے بڑھ کر کیا ہے۔

सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानाम नभिद्रोह, अहिंसाहेया

یعنے سب طرح اور ہمیشہ سب پرانیوں سے ورودھ تیاگ کرنے کا نام اہنسا ہے (صفحہ ۱) پھر ایک ویاکھیان ۲ جولائی ۱۸۷۵ء کو سنسکار پر دیا۔ اس میں یگیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے "مگر میں مانس ہون پنڈتوں کی بناوٹ ہے۔ ہوم دیپ آدی کا ہوا اور مانس پشوؤں کا ڈالا جاوے۔ یہ ویوستھا پرمیشور کی ہو۔ ہمیں اعتبار نہیں کیونکہ پرمیشور کی ویوستھا میں ایسا انیائے نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہم نے پشوؤں کے نہ مارنے کی بابت کہا۔ لیکن کیا کسی ہوم میں پشو مارے بھی جاتے ہیں۔ اس شنکا کا اُتر دیتے ہیں۔ ہوم دو پرکار کا ہے۔ ایک راج دھرم سمبندھی۔ دوسرا پارمارتھک۔ تو بہت سا مارتھک ہوم کا ورنن کیا۔ اور باقی رہا راج دھرم سمبندھی ہوم اس کی ویوستھا پاری کی ساری جُدا ہے اس میں پشوؤں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے اس میں بہت سے بھی مارے جاتے ہیں یعنے راج دھرم سمبندھی ہزاروں منش کے پران ہنے راج دھرم میں درست ہیں۔ جو جنگلی جانور دُشٹ کھیتوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کا مارنا ٹھیک ہے۔ اور جنگلی شیر وغیرہ کا بھی مارنا صحیح۔ مگر ہوم سمبندھی مانس آہار یعنے گوشت خوری جو کہتے ہیں وہ بالکل لوگ ہے کسی پران دھاری کو تکلیف دینا کیسے ہو سکتا ہے۔ کسی جیو کے پران لینے سے یہ دھرم اُنشو کا نہیں ہو سکتا" (صفحہ ۶) +

سوامی جی نے جو اُپدیش بمبئی میں بسال ۱۸۷۵ء دئے۔ اور جس اصول پر بمبئی آریہ سماج قائم ہوا انہیں کے مطابق لالہ دھرمسی داس نے ایک کتاب سنسکار پستک وچار ۱۸۷۶ء طبع کرائی۔ اس کے صفحہ ۲۸ سے ۴۳ تک مانس شراب وغیرہ کا کھنڈن موجود ہے۔ پھر سوامی جی نے بھادوں سمت ۱۹۳۳ مطابق ستمبر ۱۸۷۶ء میں بھومکا تصنیف کرنا آرمبھ کیا۔ اس کے صفحہ ۱۷۱ و ۲۰۱ پر لکھا ہے "سب جیووں سے ہمیشہ اور ہر طرح ویر نہ کرنا دھرم ہے۔ جو انسان کے واسطے ضروری ہے۔" المختصر پھر صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۸ تک شراب وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایسا دی ایک اور کھیا تستر گرنتھوں میں لکھی ہیں۔ وہ سب وید آدی شاستر سچی ریاتوں سے ورودھ ہونے کے کارن شرشٹ پُرشوں کے گرہن کرنے یوگ نہیں۔ کیونکہ مدھ آدی سیون سے کسی بھی

ہو سکتی۔ سوامی جی کا اپدیش منجری پرکاش کی سرلیکھی "پرکھا کال کہانی ہے"
سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء میں سوامی جی نے آریہ ابھی ونے بالالتصنیف کی اور مطبع لاہور
لیع کروائی۔ اُس کے نمبر ۴۱ میں لکھا ہے۔ (آریہ) جو سریشٹ سوبھاؤ۔ دھرماتما۔
پروپکاری۔ ستیہ وادی گن یکت اور آریہ ورت ویش میں سب دن سے رہتا ہو وہ آریہ ہے
نمبر ۵۰۔ پروپکاری کی تشریح کی ہے۔ اسی سامرتھ سے دوسرے پرانیوں کے
سکھی ہونے کے لئے جو تن من دھن سے یتن کرتا ہے۔ وہ پروپکار کہلاتا ہے +
نمبر ۴۲۔ دسیو۔ انارید جو اناڑی آریوں کے سوبھاؤ اور ودیا سے رہت ڈاکو
چور۔ ہنسک کرودھ شٹ منش ہیں۔ وہ دسیو کہلاتے ہیں +
پھر سوامی جی نے لاہور میں جو ۱۸۷۷ء میں لیکچر دیئے ہیں۔ اُن میں سے ایک ویاکھیان
میں فرمایا کہ میں جو ایسا مضبوط اور ہرشٹ پشٹ ہوں۔ ماس کھانے اور شراب پینے سے
نہیں ہوا بلکہ ان آدہینک کے کھانے اور برہمچریہ سے" اور بھی کئی دفعہ انہوں نے
ماس کا کھنڈن کیا +
پھر سوامی جی نے گوکرونا ندھی سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء میں تصنیف کی اور یہی گرنتھ
اُن کی زندگی میں دوبارہ ۲۰۔ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق بیساکھ سمت ۱۹۴۰ کو شائع ہوا اُس
کے صفحہ ۱۰ سے ۱۴ تک ہر طرح کے ماس و شراب کا کھنڈن کیا ہے۔ اور بڑے پُر زور
دلائل سے۔ پھر سوامی جی نے بھادر بدی ۱۱ سمت ۱۹۳۹ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کے ستیارتھ
پرکاش سماپت کیا اُس میں بمقامات ذیل ماس کا کھنڈن لکھا ہے۔
صفحہ ۴۴۔ پر لکھے ہیں کیونکہ جیسے پشو بلوان ہو کر نربلوں کو دُکھ دیتے اور مار بھی
ڈالتے ہیں۔ جب منش شریر پا کے ویسا ہی کرم کرتے ہیں تو وے منش سوبھاؤ یکت
نہیں کنتو پشووت ہیں۔ اور جو بلوان ہو کر نربلوں کی رکھشا کرتا ہے وہی منش کہاتا
اور جو سوارتھ وش ہو کر پر ہانی ماتر کرتا رہتا ہے۔ وہ جانو پشوؤں کا بھی بڑا بھائی ہے"
(ستیارتھ پرکاش کا دسماچار) +
صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ ماتا اور پتا کو اتی اُچت ہے کہ گربھادھان کے پہلے میں
اور بعد مادک دریہ۔ مدیہ۔ دُرگندھ۔ روکھے۔ بدھی ناشک پدارتھوں کو چھوڑ کر جو
شانت آروگیہ۔ بل۔ بدھی۔ پراکرم۔ اور سوشیلتا سے سبھیتا کو پراپت کریں ویسے
گھرت (روغن) دوگدھ (دودھ) مشٹ (شیرینی) ان پان آدی سریشٹ پدارتھوں کا
سیون کریں۔ کہ جس سے رج ویرج بھی دوشوں سے رہت ہو کر اتی اُتم گن یکت ہو" (سمولاس ۲)
صفحہ ۳۵ جس پرکار آروگیہ ودیا اور بل پراپت ہو۔ اسی پرکار بھوجن چھادن اور
ویوہار کریں کراویں۔ ارتھات جتنی کھسدھا ہو اس سے کچھ نیون بھوجن کریں۔
مدیہ۔ ماس آدی کے سیون سے الگ رہیں" (سمولاس ۱) +
صفحہ ۵۰ و ۵۱۔ برہمچاری اور برہمچارنی کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر مدیہ
ماس۔ پرانیوں کی ہنسا۔ جوا۔ جھوٹ وغیرہ وغیرہ کی ممانعت کی ہے (سمولاس ۲) +
صفحہ ۱۴۴-۱۴۶ راج دھرم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں "کام سے اٹھارہ وسنوں
میں سے سب سے بڑے یہ ہیں۔ نشہ بازی۔ جوابازی۔ زناکاری۔ شکار کھیلنا۔ یہ چاروں
کے سارے ایک دوسرے سے بڑھکر ہیں۔ دُشٹ عادتوں میں پھنس جانے سے مر جانا اچھا
ہے۔ المختصر (سمولاس ۶) +
صفحہ ۲۶۴۔ جو لوگ ماس بھکشن اور مدیہ پان کرتے ہیں۔ اُن کے شریر اور ویریہ آدی
دھاتو بھی دُرگندھ آدی سے دوشت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کے سنگ کرنے سے آریوں
کو بھی یہ کولکشن نہ لگ جائے۔ یہ تو ٹھیک ہے" (سمولاس ۱۰) +
صفحہ ۲۶۵۔ اتنا اوش جانتے ہیں کہ مدیہ ماس کا گرہن کداپی بھول کر بھی نہ کریں (سمولاس ۱۰)

صفحہ ۲۶۶۔ ہاں مسلمان۔ عیسائی آدی۔ مدیہ ماس آہاریوں کے ہاتھ کے کھانے
میں آریوں کو بھی مدیہ ماس آدی کھانا پینا اپرادھ پیچھے لگ پڑتا ہے۔ پرنتو آپس میں آریوں کا
ایک بھوجن ہونے میں کوئی بھی دوش نہیں دیکھتا۔" (سمولاس ۱۰) +
صفحہ ۲۶۷۔ اور مدیہ ماس آہاری ملیچھ کہ جن کا شریر مدیہ ماس کے پرمانوؤں ہی
سے پورت ہے۔ اِن کے ہاتھ کا نہ کھاویں۔" (سمولاس ۱۰) +
صفحہ ۲۶۸۔ گائے۔ بکری۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ بھیڑ۔ گدھے وغیرہ سے بھی
بڑے اُپکار ہوتے ہیں۔ اِن پشوؤں کے مارنے والوں کو سب منشیوں کی ہتیا کرنے
والے جانیئے گا۔" (سمولاس ۱۰) +
پرشن۔ جو سبھی اہنسک ہو جائیں تو سانگھر آدی پشو اتنے بڑھ جائیں کہ سب گائے
آدی پشوؤں کو مار کر کھا جائیں۔ تمہارا پُرشارتھ ہی ویرتھ ہو جائے۔
اُتر۔ یہ راج پُرشوں کا کام ہے۔ کہ ہانی کارک پشو یا منش ہوں اُن کو ڈنڈ دیویں
اور پران سے بھی وِیُکت کر دیویں +
پرشن۔ پھر کیا اُن کا ماس پھینک دیں۔
اُتر۔ چاہے پھینک دیں۔ چاہے کُتّے آدی ماس آہاریوں کو کھلادیں۔ یا جلادیں۔ یا اتفاق
کوئی ماس آہاری کھاوے تو بھی سنسار کی کچھ ہانی نہیں ہوتی۔ کنتو اُس منش کا سوبھاؤ
ماس آہاری ہو کر ہنسک ہو سکتا ہے۔ جتنا ہنسا اور چوری وشواس گھات چھل کپٹ
آدی سے پدارتھوں کو پراپت ہو کر بھوگ کرنا ہے۔ وہ ابھکشیہ اور اہنسا دھرم آدی
کرموں سے پراپت ہو کر بھوجن آدی کرنا بھکشیہ ہے۔ جن پدارتھوں سے سواستھیہ
روگ ناش۔ بُدھی بل۔ پراکرم۔ ورِدھی اور آیو ورِدھی ہووے۔ ان۔ تنڈل آدی
گندم۔ پھل۔ مول۔ کند۔ دودھ گھی۔ مِشٹ آدی پدارتھوں کا سیون یتھا یوگیہ
پاک میل کر کے یتھوچت سمے پر متاہار بھوجن کرنا۔ سب بھکشیہ کہاتا ہے۔ جتنے پدارتھ
اپنی پرکرتی سے ورُدھ وکار کرنے والے ہیں۔ اُن اُن کا سرودھا تیاگ کرنے اور
جو جو جس کے لئے وِہت ہے۔ اُن اُن پدارتھوں کا گرہن کرنا یہ بھی بھکشیہ ہے"
(سمولاس ۱۰)
صفحہ ۲۷۶۔ جیسے کہ مدیہ سیون۔ ماس اور سمبھاس وداہ اور سوپیا چار آدی دوش
بڑھ جاتے ہیں۔" (سمولاس ۱۱) +
صفحہ ۲۸۲۔ ستیہ ہے جب ودیا شکت ہوئے تو ماس مدیہ کا سیون گپت گپت کرنے
لگے (سمولاس ۱۱) ۲۸۶ و ۲۸۷۔ ارتھات یگیہ میں ماس کھانے میں دوش نہیں
ایسے پامرن کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں۔ ماس بھکشن کرنے۔ مدیہ پینے
پرستری گمن کرنے آدی میں دوش نہیں۔ یہ کہنا چھوکراپن ہے۔ کیونکہ بنا پرانیوں کے
پیڑا دیئے ماس پراپت نہیں ہو سکتا۔ اور بنا اپرادھ کے پیڑا دینا دھرم کا کام
نہیں۔" (سمولاس ۱۱)
صفحہ ۳۰۲ پشو مار کر ہوم کرنا وید آدی ستیہ شاستروں میں کہیں نہیں لکھا۔" (سمولاس ۱۱)
صفحہ ۳۴۴ اور جو ماس کھانا ہے یہ بھی انہیں وام مارگی ٹیکاکاروں کی لیلا ہے اس لئے ان کو
راکھشس* کہنا اُچت ہے۔ پرنتو ویدوں میں کہیں ماس کا کھانا نہیں لکھا۔

---

* راکھشس کا لکشن تو ستیہ ہے۔ ویدک میں اس ارتھ یہ ہیں۔

[illegible]

[illegible] ॥

ترجمہ۔ [illegible] مارنے والا [illegible]
[illegible] ہیں۔ +

ایشندر جی کا سچا درشن

سو اسلئے ساری مہیما اوں کا پاپ اُن ٹھکا کاروں کو اور بیہودہ رسالوں کے جاننے والوں اور ان کے ماننے والوں پر ہی لاگو ہے۔ انسدہ ہہ اُن کو لگیگا۔ سچ تو یہ ہے کہ جنھوں نے ویدوں کو بدنام کیا اور کرتے ہیں اور کرینگے۔ وے اوسیہ ادوبار روپی ادہ کار میں پڑ کے نرکھ کے مدے دارن دکھ بھوگتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں ہے۔ اس لئے منش ماتر کو ودوانوں کا اُپدیش سمجھنا چاہیے جو بام مارگیوں نے سیتھا کیول کلپت کرکے ویدوں کے نام سے اتنا ادھرم سیدھ کیا۔ بھات حسب دلخواہ۔ مدھ پان۔ مانس کھانے اور پرستری گمن کرنے والے آدمی دُسٹ کاموں کی پر ورتی ہونے کے ایسے ویدوں کو کلنک لگایا۔ اِنہیں باتوں کو دیکھ کر چارواک۔ بودھ سمتا جینی لوگ ویدوں کی نندا کرنے لگے۔ اور برہسپت ایک رودہ اننسروادی (منکر از خدا) ارتھات ناستک مت چلایا۔ جو چارواک آدی ویدوں کا مول ارتھ وچارتے۔ تو جھوٹے ٹیکاؤں کو دیکھکر ویدوکت مت سے کیوں ہاتھ دھو بیٹھتے؟ کیا کریں بچارے विनाशकाले विपरीत बुद्धि جب نشٹ بھرشٹ ہونے کا سمیہ آتا ہے تب منش کی اُلٹی بدہی ہو جاتی ہے۔" (سمولاس ۱۲) + صفحہ ۲۷۹ و ۴۸۱ پر عیسائیوں اور یہودیوں کے خدا کی بابت گوشت خوری کا الزام لگایا ہے اور گوشتخوری پر اعتراض بھی کیا ہے۔ اعتراض نمبر ۹ و ۱۵ (سمولاس ۱۳) + صفحہ ۵۳۱ وغیرہ میں مسلمانوں پر گوشتخوری کی بابت اعتراض کئے ہیں (س ۱۴) صفحہ ۵۷۹ کے نمبر ۲۲ میں سومنتیہ (اپنے اعتقاد) کے بیان میں فرمایا ہے یہ تو ہم آدی کا ذکر ہے۔ اور یہ کی نسبت (دیکھو صفحہ ۴ سمولاس ۳) +

نمبر ۸۲۔ یگیہ کی تشریح جس میں سب جیئوں کو سکھ پہنچتا ہے۔ اس کو ہم سمجھتا ہوں اور ایسا ہی نمبر ۱۲ و ۱۴ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور انت میں پرکرن دوسرے کا حوالہ دیا ہے دیکھو صفحہ ۱۸۱ اور دوسرے پرکرن میں دیکھو مانس کا کھنڈن۔ (صفحہ ۱۰۴ نمبر ۶ منو محقق شدت مارتا ہے پرکرن جس میں اسے کو تین مار لکھے ہیں +

गभाचार पु वामः वेदा दिविरु द्धे आचारः तन्त्रे के मद्यमो मादि सेवन रु पेआ च्छ रो ॥ शब्द स्तो म-हानिधि पष्ठ १०१६

سید سنو جہاندھی مطبوعہ بار دوم ۱۸۷۶ء کلکتہ صفحہ ۱۱۶۔

ترجمہ۔ یہہ مت بام مارگ وید آدک ست شاستروں کے خلاف طریقہ کو کہتے ہیں۔ یہ بالکل تنتروں کے مطابق ہے۔ اس طریقہ میں مدھ مانس وغیرہ چیزوں کا سیون کرنا پڑتا ہے +

ویدسے مانس کھنڈن کے پرمان (۱) منتر اتھروید

यथा मे मास म दंति पौरुषेय च ये क्र वि। गर्भा न खा दं ति केश वा स्ता नि तो वाश या म सि ॥ अथर्व का० ८-६-१२ ॥

ترجمہ۔ جو کچے مانس کو کھاتے ہیں اور جو آدمی کے بنائے ہوئے مانس کو یعنی پکا کر کھاتے ہیں۔ اور جو انڈوں کو کھاتے ہیں۔ ایسے دُشٹوں کا میں ناس کرتا ہوں۔

(۲) منتر اتھروید۔

यथा मां से यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने यथा पुंसो वृषण्यत: स्त्रियां निहन्यते मन:। एवा ते अघ्न्ये मनोऽधि वत्से निहन्यताम॥ अथर्व का० ६।७०।१ म १

ترجمہ۔ جیسے مانس۔ جیسے شراب۔ جیسے جوا۔ (سرانی اور بایرانی سے داؤ لگانا) اور جیسے زنا (بیبھچار) سے من پتت ہوتا ہے۔ ایسے ہی اے ستری تیرا من بھی پرپرش میں پتن ہوتا ہے۔ اسی وید منتر کی تفسیر پو سمرتی میں کی گئی ہے۔

यानमद्या-स्त्रियश्चैव मृगया च यथा क्रमम्। एतत्कष्टतमं विद्याच्चतुष्कं कामजे गणे॥ म० अ० ७ श्लो० ५०

ترجمہ۔ مدیا پینا۔ جوا کھیلنا۔ رنڈی بازی۔ شکار کھیلنا۔ یہ چاروں کام سے اُتپن ہونے والی خرابیاں بمقابلہ ایک دوسرے کے بہت دکھدائی ہیں۔

اور شکار میں صاف بتلایا ہے۔ کہ دشٹ دسنوں میں پھنسنے سے مر جانا اچھا ہے کیونکہ جو دُسٹ آچاری پُرش ہے۔ جتنا وہ زیادہ جیئے گا۔ اتنا زیادہ پاپ کریگا۔

(۳) منتر رگوید۔ ये वाजिनं परि पश्यन्ति पक्वं य ईमाहु: सुरभिर्निर्हरेति। ये चार्वतो मांसभिक्षामुपासत उतो तेषामभिगूर्तिर्न इन्वतु॥ ऋ० मं० १ अ० १२ सू० १६२ मं० १२॥

بھاوارتھ۔ جو لوگ ان اور جل کو شدھ کرنا۔ پکانا اور اس کا بھوجن کرنا جانتے اور مانس کو چھوڑ کر بھوجن کرتے ہیں۔ وے اُدتمی ہوتے ہیں۔

(۴) منتر رگوید۔ यन्नीक्षणं मांस्पचन्या उखाया या पात्राणि यूष्ण आसेचनानि। ऊष्मण्यापिधाना चरूणामङ्काः सूनाः परि भूषन्त्यश्वम्॥ ऋ० मं० १ अ० २२ सू० १६२ मं० १३

بھاوارتھ۔ جو منش مانس آدی کے کھانے کے دوش سے رہت پتلوں کے دھرے جل آدی اس میں چھوڑے اگنی کو جلاتے اور اس کو ڈھکنوں سے ڈھانپنے کو جانتے ہیں۔ وے ناک ودیا میں کوشل ہوتے ہیں۔ یجروید کے ادھیائے ۳۵ منتر ۴ میں سوامی جی لکھتے ہیں۔ جو کوئی گھوڑے آدی اپکاری پشوؤں اور اُپکاری پنکھیوں کا انس کھاوے ان کو بھاری راجدھ اوسمڈ دینا چاہئے + اور اسی طرح یجروید ادھیائے ۱۳ ادھیائے ۵ منتر کے بھاوارتھ میں لکھتے ہیں۔ ہے منشیو جیسے ودوان جن لوگ ماروں کو مروک گھوڑے آدی پشوؤں کی بردھی اور رکھشا کرتے ہیں۔ ایسے تم بھی کرو۔ اور انکو آری گھوڑوں کو انکا کرو۔

(۵) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ میں मा हिंसी: पशुन्मे पाहि

ترجمہ۔ جگدیشور آپ سری رہو اور پشوؤں کی پالنا کیجئے۔

(۶) یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۱۸ میں مित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे ॥

ترجمہ۔ میں مترکی درشٹی سے سب پرانیوں کو دیکھوں۔ پرکار دیکھوں۔

(۸) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴ میں शं नो अस्तु द्विपदे शं चतुष्पदे

ترجمہ۔ اے پرمیشور آپ کی کرپا سے دو پائے اور چوپائے سب کا کلیان ہو۔

(۹) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵ کا بھاوارتھ۔ منشوں کو واجب ہے۔ کہ بکری اور سور آدی سرپشٹ پشوکھتوں کو نہ ماریں اور اُن کی رکھشا کرکے اونکا ۔۔ کے لئے سنگت کریں۔

(۱۰) یجروید ۱۳ ادھیائے منتر ۵ کا بھاوارتھ۔ ہے راجن۔ جن بھیڑ آدی کے روم اور دودھ منشوں کے سکھوں کے لئے ہوتے ہیں اور جو اونٹ بھار اٹھاتے ہیں۔ منشوں کو سکھ دیتے ہیں اُن کو جو دُشٹ جن مارتا ہے۔ ان کو سدا پرلئے دکھدائی سمجھو۔ اور اُن کو اچھے پرکار ڈنڈ دیا چاہئے۔

(۱۱) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ کا بھاوارتھ۔ ہے راجن پرشو تم لوگوں کو چاہئے۔ کہ جن بیل آدی پشوؤں کے پرتاپ سے کھیتی آدی کام ہوتے ہیں۔ اور جن گو آدی سے دودھ۔ گھی آدی اُتم پدارتھ ہوتے ہیں۔ اور جن کے دودھ آدی سے سب پرجا کی رکھشا ہوتی ہے ان کو کبھی مت مارو۔ اور جو جن ان اُپکارک پشوؤں کو مارے۔ اُن کو راجہ آدی سبھا اتینت ڈنڈ دیویں۔

(۱۲) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ منشیوں کو اُچت ہے۔ کہ ایک کُھر والے گھوڑے آدی پسوؤں اور اُپکارک بن کے پسوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ جن کے مارنے سے جگت کی ہانی اور نہ مارنے سے سب کا اُپکار ہوتا ہے۔ اُن کا سدیو پالن پوشن کرے اور جو ہانی کارک پسو ہوں اُن کو مارے۔

(۱۳) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ کا بھاوارتھ۔ کوئی بھی منش سب کے اُپکار کرنے ہارے پسوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کِنتو اِن کی اچھے پرکار رکھشا کر۔ اور اِن سے اُپکار لے کر سب منشیوں کو آنند دیویں۔ جن جنگلی پسوؤں سے گاؤں کے پسو کھیتی اور منشیوں کی ہانی ہو۔ اُن کو راج پُرش ماریں اور بندھن کریں۔

(۱۴) ایسا ہی اتھروید کانڈ ۵ ورگ ۲۱ منتر ۲-۱ اور کانڈ ۲ ورگ ۳۵ منتر ۵ و کانڈ ۱۲ ورگ ۴ منتر ۱۵ میں صاف طور پر گاؤ۔ اسپ۔ بکرا۔ کوچ۔ بھیڑ۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکری وغیرہ بے آزار جانوروں کے مارنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اور کانڈ ۴ ورگ ۳۶ منتر ۷ و ۸ اور کانڈ ۵ ورگ ۲۹ منتر ۱۰ و ۱۲ میں ماس کھانے والوں کو راکھشس۔ پشاچ۔ یاتو دھان یعنے دُشٹ بیان کیا گیا ہے۔

اِسی طرح کُل رشی منی وسیشٹ سا شاستریں لکھتے ہیں۔

तद् दृष्टभोक्त-

ने न विद्यते॥ वै० अ० ६ आ० १ सू० ६

ترجمہ۔ وہ آتمک گیان دُشٹ کھوجن میں نہیں ہے۔

दुष्टहिंसायाम। वै० अ० ६ आ० १ सू० ९

ترجمہ۔ دُشٹ بھوجن وہ ہے جس میں ہنسا ہو۔

नस्वम मभिव्याहारतोदोष। वै० अ० ६ आ० १ सू० ८

ترجمہ کسو کیا اُس کے کھانے والے کو سنگ سے دوش لگتا ہے۔

तद् दृष्टे न विद्यते॥ वै० अ० ६ आ० २ सू० ६

ترجمہ۔ لیکن ہنسا سے رہت بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے۔

पुनर्विशिष्टे प्रवृत्ति वै० अ० ६ आ० १ सू० १०

ترجمہ۔ اور ہنسا رہت بھوجن سے ہی عمدہ کاموں میں پرورتی ہوتی ہے۔

اِس کے بھاشیہ میں گوتم مہاشی جی نے لکھا ہے۔ صفحہ ۳۵۔

तत्रसामान्यानि धर्मसाधनानि अहिंसा भूतहितत्वं सत्य-

वचनमस्तेय॥

اِسی کے مطابق سو کھی لکھا ہے ۔۔ اہنسا۔ ست۔ استے۔ شوچ۔ اندری نگرہ۔ یہ سادھارن دھرم چاروں ورنوں کے واسطے ہے۔

مہامنی پتنجلی جی کی رائے۔ از یوگ شاستر۔

अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमा यो० पा० २ सू० ३०

ترجمہ۔ اہنسا۔ ست۔ استے۔ برہمچریہ۔ اپری گرہ۔ یہ پانچ یم ہیں۔

तत्राहिंसा सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामनभिद्रोहः

उत्तरे च यमनियमास्तन्मूलास्तत्सिद्धिपरतया त-

त्प्रतिपादनाय प्रतिपाद्यन्ते।

اِس پر ویاس جی نے تفسیر کی ہے۔ سب پرکار سے سب کال سے سب پرانیوں سے ویر وِرودھ تیاگ کرنا اس کو کہتے ہیں۔ یہ اہنسا ستیہ آدی اتی سوتر کا مول ہے۔ اِس کے سدھ ہونے سے سب سیدھ ہوتے ہیں۔ اور سب سیاسی کو لستی کرنے کے لئے اُپدیش کئے گئے ہیں۔

ایں ویاس بھاشیہ کے اوپر بھوج دیو راج رشی ایسی رتی میں کہتے ہیں۔

तत्र प्राणवियोगप्रयोजनव्यापारो हिंसा च सर्वा

नर्थहेतुस्तदभावोऽहिंसा॰

ترجمہ۔ کسی پرانی کے پران کا سوگ کرنا۔ اِس کا نام ہنسا ہے۔ وہ سب انرتھوں کا کارن ہے۔ اُس کے نہ کرنے کو اہنسا کہتے ہیں۔ ہنسا سب پرکار سے کئے لوگ ہے۔ مادھی پراس کرنے میں پہلا سادھن یم ہے۔ اور یم میں پہلا اہنسا ہے۔ (دیکھئے اِس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ گو شودری اسوار یاتی کی جڑھ کاٹتی ہے)۔

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्र-

तम् यो० पा० २ सू० ३१

ترجمہ۔ جاتی۔ دیس۔ کال۔ اور سمے کے لحاظ سے ہنسا چار پرکار کی ہوتی ہے۔ پس سیاتوں کو سب وقتوں میں ہر جگہ اور ہر حالت میں اہنسا دھرم کو پالن کرنا چاہئے۔

वितर्का हिंसादयः कृतकारितानुमोदिता लोभक्रो-

धमोहपूर्वका मृदुमध्याधिमात्रा दुःखाज्ञानानन्तफ-

ला इति प्रतिपक्षभावनम्॥ योग अ० २ सू० ३४

ترجمہ۔ ماس کھانے کے لئے ہنسا کرنا کرانا دانو منی دیا ہوتا ہے۔ لوبھ۔ موہ آدی کے وجہ سے ہنسا کے تین بھید ہیں۔ وے سب ہی دُکھ اگیان آدی انت پھل کے۔ اِستور کی سو سمجھ سے دینے والے ہیں۔ یعنی اِن سب پرکار کی ہنساؤں کے کرنے سے کرنے والے کو اِس دُکھ اور اگیان روپی پھل پراپت ہوتے ہیں۔

अहिंसाप्रतिष्ठायां तत्सन्निधौ वैरत्यागः यो० पा० २ सू० ३५

ترجمہ۔ جب اہنسا (کسی پرانی مات کو کسی پرکار کا دُکھ نہ دینا) یہ دھرم نشچے ہو جاتا ہے تب اُس پُرش کے من سے ویر بھاؤ چھوٹ جاتا ہے۔

مخالفوں کے پیش کردہ منتروں کا ترجمہ جن سے وہ بخیال خود ماس بھکشن سدھ کرنا چاہتے ہیں

अपूपवान्मांसवांश्चरुरेह सीदतु। लोककृतः पथिकृ-

तो यजामहे ये देवाना हुतभागा इह स्थ॥ अथर्व का० १८

वर्ग ४ म० २०　　　صفحہ ۳۴۸

यंत्रमेध्यं यमोदनं यन्मांसं निपृणामि ते। ते ते सन्तु स्व-

धावन्तो मधुमन्तो घृतश्चुतः॥

अथर्व का० १८ वर्ग ४ म० ४२

منتر ۲ کے مشکل شبدوں کے ارتھ۔ اپوپ وان (پوڑے) ماس (آدی دماس) مردار سر (دیکھو ناوی کرتن ماد ۳ سوتر ۴۶)۔ (چرو) ہون کی سامگری (سیدھ وقوں) یہ بیاہتے لوگ سدھ ہاو سے جس کے معنے نشٹ کرنے کے ہیں۔ (دیکھو ہاتو پاٹھ صفحہ ۱۲ سطر ۲۴)۔ دونوں منتر ۲۰ و ۴۲۔ ایک ہی کنڈ کا کے اور یہ تمام سولھویں سنسکار یعنے مرتک سنسکار کے حالے کی بابت ہیں۔ اِس کنڈ کا میں ۸۹ منتر ہیں۔

ہم ناظرین کو اِس تمام کنڈ کا کے دیکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اور چند منتروں کے ٹکڑے اپنے ارتھ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اِس ورگ کا پہلا منتر جو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ جس جیوے شریر چھوڑ دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ پرمیشور جگت سرشٹی کے پیدا کرنے والے کھنڈ ارتھ پیدا کر کے سبروں کے مارگ سے۔ دوسرے منتر میں دیو یان اور شورگ لوک لفظ موجود ہیں۔ جس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ لوگ دِوّ اِسنوں سے جاتے ہیں جن سے بھجن کرنے والے شورگ لوک کو جاتے ہیں۔ دو مارگ یعنے پتری یان اور

دو مان ریسرچ میں رمفصل دیکھو وید بھاسیہ بھومکا صفحہ ۲۰۵) سے کہ منتر میں ہی سورگ ناترا۔ آتما وغیرہ شبد موجود ہیں۔ دسویں منتر میں بھی ذکر ہے۔ کہ ہے اگنی آپ اس جیو کو سورگ لوک میں سیکڑوں سوکھشم سکتیوں سے رشمی والی بجلی دوارا لیجاؤ۔ جہاں مکت جیو آنند ہوگئے ہیں۔ ۱۱ ویں منتر میں رسی اور آجکل کے اعلےٰ فلاسفر سورج کی کرنوں دوارا جیو کی گتی مانتے ہیں (دیکھو ٹنڈل صاحب کے فقرے ڈی آف ٹرڈ ٹھ مطالعہ کرو)

منتر نمبر ۲۰ کا ترجمہ۔ گھی اور ہون کی سامگری کے ساتھ مرتک سریر کو جلا دو۔ اِس میں مانس کھلانے یا جیو کو مارنے کا ہرگز ذکر نہیں۔

منتر نمبر ۴۲ کا ترجمہ۔ جو گھی۔ چاول۔ مردہ سریر کا مانس تجھ میں ڈالتا ہوں۔ وے سب پرمیشور ان یادھو رنہ اور جل کے جھرنے والے ہوں۔

چونکہ۔ ساری کنڈ کا مرتک سنسکار کے بارے میں ہے۔ اِس واسطے اِس سے مانس بھکشن سِدھ کرنا بڑی بھاری بھول ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کہ بھوکھے سے کسی نے پوچھا کہ چاند اور سورج کیا ہیں۔ جواب دیا کہ دو روٹیاں۔ ایسے ہی جہاں لفظ مانس دکھا نہ مضمون سے مطلب اور نہ منشا سے غرض گوشت خوری کا خیال آگیا۔

صفحہ ۳۶۰۔ एतद्वाउ स्वादीयो मद्धिगव क्षीरं वामासं वातदेवनाश्नीयात। अथर्व का० ९ व० ६ कं ड का ३ म० ३९ ॥

(سنسکرت الفاظ کے معنی) (سوادیہ) لذیذ۔ سوادلذت کو کہتے ہیں۔ (ادھی گوم) ادھی کے معنے اوپر کے ہیں (دیکھو ودانگ پرکاس ادہ آریہ صفحہ ۳) مثلاً ادھی راج راجا ... وغیرہ۔ گوم بنا ہے گو+اج پرتہ سے گو کے معنے وشٹا یا گوبر کرنے کے ہیں۔ (دیکھو دھاتو پاٹھ صفحہ ۹۴ سطر ۱۸) (کھشیر) دودھ۔ مانس کے معنے گوشت (نہ اسی بات) نہیں کھانا چاہیئے۔ ایتی دھاتو کھانے کے ارتھ میں ہے جیسے بھل اسی سبھا اور اِن پراتش سنسکار وغیرہ (لفظی ترجمہ) وہ دودھ جس میں گوبر یا موت اوپر سے ملگیا ہو۔ وہ اگر لذیذ بھی ہو۔ اور مانس اُن کو کبھی نہیں کھانا چاہیئے۔ بعضے ویدک محاورہ سے ناواقف ماکسی کے بہکائے ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اِس منتر میں اتتھی یوردم سے اتتھی سے پہلے محذوف ہے کیونکہ یہہ الفاظ اوپر کے منتر میں آتے ہیں۔ مگر یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اوّل۔ ودّیا شا دھیائی کے سوتر نہیں ہیں۔ کہ وہ خود اسا ارتھ نہیں دے سکتے جس کہ پہلے سوتروں کے الفاظ نہ جوڑ دیئے جاویں اور نہ وید کے کسی منتر میں محذوف الفاظ ہیں۔

وجہ دوم۔ ویدمیں انوورتی کا سلسلہ نہیں ہے۔ کیونکہ اِن میں خبر و مبتدا موجود رہتے ہیں۔

وجہ سوم۔ اِس کنڈکا کا ہر ایک منتر بذاتِ خود مکمل اور مبتدا اور خبر اُس میں موجود ہے۔

وجہ چہارم۔ وید میں پیسپرو دودھ نہیں ہے۔ حالانکہ اِس سے پرسپر دیدودھا آتا ہے۔ (دیکھو رگوید منڈل اسکت ۱۶۲ منتر ۱۲ کا سوامی جی کا بھاشیہ) +

اب ہم بتلاتے ہیں کہ اِس کنڈکا میں کیسا اُتم ریت سے اوپدیش کا سلسلہ ہے۔ اِس کنڈکا میں ۳۱ سے ۵۹ تک ۹ منتر ہیں۔ ۳۱ سے ۳۶ تک کے منتروں کے رکھنوں کا خلاصہ ہے کہ اتتھی یعنی مہمان سے پیشتر بھوجن نہیں کھانا چاہیئے۔ ۳۷ میں مہمان کے صفات بتلائے ہیں۔ کہ وہ شروتری وید کے جاننے والا ہونا چاہیئے۔ منتر ۳۱ سے ۳۶ تک لفظ پورا ہی اتتھی آتا ہے۔ اور اِن سب میں موجود ہے۔ وید کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ وید منتروں میں جب اخیر میں دوسرے منتروں میں ٹکڑے آنے لگتے ہیں تو ایک صفر لگا کے اِس منتر کو لکھ دیتے ہیں۔ پہلا منتر پورا لکھتے ہیں۔ اور جب مضمون ختم ہوتا ہے۔

تو آخری منتر بھی پورا لکھتے ہیں وہی بات یہاں پر موجود ہے۔ ناظرین اتھروید نکال کر ملاحظہ فرمالیں۔ منتر ۳۷ میں اتتھی کی تعریف ہے۔ وہاں وہ لفظ نہیں۔ اور ۳۸ میں مہمان کے لئے اُتساہ بڑھانے والی آگیا ہے۔ اور ۳۹ میں دونوں کے لئے ہدایت ہے۔ اِس لئے اِس میں نہ اتتھی کا لفظ ہے۔ اور نہ مہمان کا۔ اور شکوتی وقت کی حد ہے۔ اِس واسطے نہ ساد ہارن اور مدامی ہدایت ہے۔ جو اصحاب اِس ۳۹ منتر کا اور طرح ارتھ کریں۔ وہ اپنا ثبوت پیش کریں۔ یا کسی پُرانے رشی کا بیان دیں۔ جس سے ہم فوراً سمجھ لیں۔ کہ یہاں اُنکے من مانے الفاظ محذوف ہیں۔

منتر (۴) सायस्र्व विद्वान मांस मुपसिच्योपहरति। यावद्दादशाहेने ष्टा सुसमृद्धेनावरुन्धे तावदेवे नावरुन्धे॥ अथर्व का० ९ व० ६ कं ड का ४ म० ४३ صفحہ ۳۰۶

ترجمہ۔ وہ وِدوان جو اور کسی عمدہ چیز کو دھو کر بھوجن دیتا ہے۔ دو وادش آہتی یگیہ سے جتنا پھل ہوتا ہے۔ اُتنا اُس کو پھل ہوتا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اِس سے اوپر تین منتر اور ہیں۔ ایک میں گھی یا مکھن دینے کا ذکر ہے اور دوسرے میں دودھ دینے کا ذکر ہے۔ اور تیسرے میں شہد دینے کا۔ اور پانچویں میں پانی دینے کا ارشاد ہے۔ بعد ازاں یہہ ورگ سماپت ہوگیا۔ بے ترتیبی ویدک مضامین میں نہیں ہے۔ بنا بر آں بوجوہات ذیل ثابت ہے کہ یہاں عموماً مانس لفظ کے معنے کسی مرغوب الطبع چیز کے ہیں۔ نہ کہ مانس یعنے گوشت کے۔

وجہ اوّل۔ نروکت میں جو ویدوں کا نہایت مستند کوش ہے۔ مانس شبد کے معنے لکھے ہیں۔

मांसमानं वा मानसं वा — मनोऽस्मिन्त्सीदतीति वा॥ निरुक्त पू० ष० अ० ४ पा० १२ ख०

ترجمہ۔ مانس (مان) دھاتو سے بنا ہے۔ اُس کا ارتھ مان ہے مانس کی سمید ھی یا جس میں من لگتا ہے۔ یہہ سب معنے مانس شبد کے ہوتے ہیں۔

وجہ دوم۔ اِس ورگ میں گھی۔ دودھ۔ شہد۔ پانی سب بہنے والی چیزیں ہیں۔ بنا بر آں یہہ بھی کوئی مرطوب چیز ہے۔ یعنے بہنے والی سریر کا مردار ٹکڑہ نہیں۔

وجہ سوم۔ اِس میں نکالنے۔ کاٹنے۔ ناخون سے جُدا کرنے کا ذکر نہیں۔ بنا بر آں یہ گوشت نہیں کوئی اور چیز ہے۔

وجہ چہارم۔ اِس میں نہیں بتلایا کہ کس جانور کا گوشت۔ اگر یہہ ویشن ہوتا تو ضرور آپ آپکا مطلب سِدھ تھا۔ مگر وہ تو بالکل نہیں۔ آپ نہیں سِدھ کر سکتے ہیں۔ کہ گئے کا مانس آدمی کا مانس۔ یا اُلّو کا مانس۔ صرف مجمل لفظ کے وہی لوگ معنے ہیں جو پرو کٹ کا ریا سکشی نہیں۔ نہ کہ جو۔ اور حالانکہ اِس کے اوپر پہلے ورگ میں ہی لکھا ہے کہ مانس ہرگز نہ کھاوے۔

وجہ پنجم۔ یہہ کوئی چیز دھو کر یا صاف کر کے پروسنے کی ہے۔ نہ کہ پکانے کے لائق چیز یا ایسی گھسوانی چیز۔ جیسے کہ گوشت۔ مطلب اِس کنڈکا کا یہ ہے۔ کہ گھی۔ دودھ۔ شہد۔ اور دیگر کوئی عُمدہ چیز جیسے عرق۔ سوم شربت۔ انبہ رس۔ جو حاضر الوقت ہوں دیویں۔ بعد ازاں پانی دیوے۔ پس کسی طرح اِس ورگ میں مانس کھانے کا ذکر نہیں۔

ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سارے پانچوں منتر اگر سادھارن اتتھی یا آہار کی بابت ہیں۔ تب تو ہم نے بتلا دیا۔ کہ نروکت کے مطابق وہاں مانس شبد کے معنے کسی مرغوب الطبع اشیاء کے ہیں۔ اور اگر ہون کا ونہ ہے۔ جیسا کہ کئی وِدوان پنڈتوں کا خیال ہے۔ تو مانس لفظ کے معنے جٹا مانسی یعنی بال چھڑ کے ہیں۔ جو ہون کی سامگری میں سے ایک چیز ہے۔ (دیکھو رچرڈسن صاحب کی سنسکرت وانگلش ڈکشنری) اور ایسا ہی شبد ستوم مہا ندھی میں بھی لکھا ہے۔ (دیکھو ویدم) اِس کے سوا ہون میں مانس نہ ڈالنے کہ ایک

اور بھی مفصل طور سے ہے۔ سو رس میں لکھا ہے۔ ॥ होमय च मास व जं ॥

आश्वलायन गृह्य सूत्र अ० १ खंड ९ सू० ९

ترجمہ۔ یعنی ہوں کی سامگری کے بدارتھوں میں مانس ہرگز نہیں ست۔ اور منو $\frac{11}{95}$ میں بھی لکھا ہے۔ کہ سراب اور مانس لشاحوں اور راکھسوں کی خوراک ہے۔ و دیر ہمنوں کو۔ کھانا چاہئے۔ کہ نکہ وہ دیولوں اور منشوں کے اتی پھل۔ پھول۔ کند۔ مول۔ کے کھانے والا ہے۔ تو ہوں کے لائق حتزیں ہیں۔

اور اتھروید کا نڈ ۱۲۔ انوواک ۵ منتر۔ امس رسسور نے کھان مان کی پاس صاف طور پر ارسا دقر ا ہے۔

पय स्वरस अत्र च ताद्य च कृतंच मसंवे ह्च पूतंच प्रजाच पशव श्च ॥ अ० १२ — ५ — १०

ترجمہ۔ جو دودھ اور پھل آدمی۔ اور جو رس ارتھات شکرا و سارھی اور گھی آدمی اپنی اُن کو وید کی شاستروں کی ریتی سے یتھاوت شودھ کرکے بھوجن آدمی کرتے۔ ہو۔ وید شاستر کی ریتی سے ناول آدمی غلہ دان) کا یتھا وست سسکار کرکے بھوجن کرنا چاہئے (دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ وید بھاشیہ بھومکا)۔

لس سب وید کے ماننے والوں کو یوگ ہے کہ بیخار تحقیق ست شاستر کی رسی الو ساترہ مانش آدمی دُشٹ چیزوں کا تیاگ کرکے ہمیشہ اُس خوراک کا استعمال کریں۔ جو جوں آلودہ۔ ہو۔ جس کے واسطے بیس بے آزار جانوروں کے گلے پر چُھری نہ چلانی پڑی یسی ایسور کی آگیا ہے ✦

مانس کھانا پاپ ہے

دوسرا حصّہ

رامچندر کا سچّا درشن یعنے بالمیکی رامائن کا رسا

رامائن کے مطالعہ سے کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ کہ رامچندر جی مہاراج کس قوم سے تھے۔ اور وہ کس خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ تمام وید شاستر کے ماننے والے متفق اللسان ہیں کہ وہ سورج بنسی خاندان کے مشہور راج رشی تھے۔ اُن کا جیون تمام ہی ہمیں اوپدیش دے رہا ہے۔ کہ وہ آریہ قوم کے سرتاج اور ویدک دھرم کے ماننے والے ست کے پیرو صداقت کے دلدادہ تھے اُن کا دھرم ہمیں رامائن کے اس ایک ہی شلوک سے مفصل معلوم ہو جاتا ہے۔

रक्षिता स्वस्य धर्मस्य स्वजनस्य च रक्षिता । वेद वेदाङ्ग तत्त्वज्ञो धनुर्वेदे च निष्ठितः ॥ बा० का० स० १ श्लो० १४

ترجمہ۔ اپنے دھرم کی رکھشا کرنے اور رعیت کے پالنے والے وید اور ویدانگ کے تتو کو جاننے والے خصوصاً وید کے پورے ماہر تھے۔

وہ الیشور کے بھگت وید کے ماہر اپنی سری کے پیارے رعیت کے دُکھ دور کرنے والے یعنی بھائیوں کو بیان سے عزیز ماں باپ کے فرمانبردار۔ آریہ بھگت تھے۔ اقرار کے پکے۔ قول کے سچے۔ وعدہ کے وفادار۔ اپنے سری روں۔ راکھسوں مانس اہاری کے دشمن اور رسیوں کے صدق دل سے خدمت گذار تھے۔ چنانچہ رامائن ایودھیا کانڈ

سرگ ۱۸ اسلوک ۳۰ میں اور کئی دیگر استھانوں میں اس بات کو مصنف رامائن نے اچھی طرح ظاہر کیا ہے۔ علاوہ بریں بال کانڈ سرگ ۱ سلوک ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ میں لکھا ہے۔

धर्मज्ञः सत्यसन्धश्च प्रजानांच हितेरतः । यशस्वी ज्ञानसम्पन्नः शुचि र्वश्यः समाधिमान ॥ प्रजापति समः श्रीमान्धाता रिपुनिषूदनः । रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता ॥ सर्वशास्त्रार्थतत्वज्ञ स्मृतिमान्प्रतिभावान । सर्वलोक प्रियः साधु रदीनात्मा विचक्षणः ॥ सर्वदाभिगतः सद्भिः समुद्र इव सिंधुभिः । आर्यः सर्वसमश्चैव सदैव प्रियदर्शनः ॥

ترجمہ۔ وہ ہر گمہ۔ سب بہ لکیہ۔ پرجا کے ہت میں لگے ہوئے۔ اقبال والے۔ گیان سے سجت۔ اتی نونر اور بھگتی میں تت پر ہیں۔ شرنا گت رکھشک ہیں۔ پرجاپتی کی طرح پرجا پالنے والے اور جلال والے۔ سب اچھی باتوں کے دھارن کرنے والے دشمنوں کے وناش کرنے والے۔ سب جیوں کی رکھشا کرنے ہارے۔ دھرم کے نہایت محافظ سب شاستر ارتھوں کے سمجھے جانے والے۔ حافظہ کے نہایت مضبوط۔ مہانیجسوی سب لوگوں کے پیارے۔ پرم سادھو۔ پرسن چت۔ مہان پنڈت۔ ملاذ العلماء۔ والفضلاء۔ والغرباء۔ یعنے سجنوں کے جائے پناہ۔ ودوانوں کے قدردان۔ جیسے سمندر میں سب ندیوں کی پہنچ ہوتی ہے۔ ویسے ہی سجنوں کی وہاں۔ پرم سریشٹ ہنس مکھ پیشانی۔ دکھ سکھ کو سہن کرنے والے۔ پریہ درشن سب گن یکت اور آریہ برتی تھے اسی رامائن میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کوشلیا کے آنند بڑھانے والے سمندر کے سمان گمبھیر سو بھاؤ۔ ہمہ دان۔ (ہمالہ) کے سمان دھیریہ دان۔ (استقلال مزاج) پراکرم (ہمت) میں سنگھ کے سمان۔ چندرماں کی طرح پریہ درشن۔ کرودھ میں کال اگنی کے سمان۔ رکھشا کرنے میں پرتھوی کے سمان۔ دان دینے میں کوبیر کے سمان۔ ست بولنے میں گویا دوسرے دھرم رامچندر جی ایسے گنی اور پراکرمی تھے۔ ایودھیا کانڈ سرگ ۳۲۔ سلوک ۱۲ میں لکھا ہے۔

आनृशंस्यमनुक्रोशः श्रुतिशीलंदमःशमः राघवं शोभयन्त्येते षड्गुणाः पुरुषर्षभम् ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ دیا۔ وید آدک سکل شاستروں میں ابھیاس۔ ست سو بھاؤ۔ اندریوں کو اپنے قابو میں رکھنا۔ شانت چت رہنا۔ یہ چھ گن راگھو (رامچندر) کو زیب دیتے ہیں۔ رامچندر جی کی لائف ہم کو رامائن سے معلوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کی زندگی گربھادہان سنسکار سے آخر تک ساری کی ساری ایک سریشٹ آریہ دھرم جیون ہے۔ چاروں ویدوں کے فاضل اس گربھادہان سنسکار کے یگیہ میں بھی موجود تھے ✦

المختصر رامچندر جی چندرماں کی طرح روز بروز ودیا کی اہم کلاؤں سے سمپورن ہوتے گئے۔ جب وہ عالم شباب کو پہنچے۔ ابھی برہمچریہ آشرم پورا نہیں کیا تھا۔ بہت شاستر اور شستر ودیا میں مصروف تھے۔ کہ اتفاقاً ایک دن وشوامتر رشی مہاراجہ دشرتھ کے حضور تشریف لائے۔ اور آن کر اپنی سرگذشت سنائی اور کہا کہ جب ہم یگیہ کیا کرتے ہیں۔ تسمس دوکام چاری راکھشس وگھن (خلل) ڈالا کرتے ہیں۔ جب ہم بہت دنوں تک یگیہ کرتے رہتے ہیں۔ اور یگیہ سماپت ہونے پر پہنچتا ہے۔ تو وہ بڑے پراکرمی۔ بڑے چھتر دھاری اور سوبا ہو نامی دو راکھشس

آکرد ، سی بر مانس اور رُوہیر (گوشت اور خون) کی برتا کرنے لگے ہیں جس سے ہمارے یگیہ کی ویدیکا ان کے ایسا کرنے سے بھرشٹ ہو جاتی ہے چنانچہ وہاں یہ شلوک موجود ہے۔ بال کانڈ سرگ ۱۹ شلوک ۶

मारीच श्र्मु बाहू श्र्वीर्य बतो मम् शिक्षितौ। तौमांस
रुधिरौघेरावेदिं तामभ्यवर्षताम ॥

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک وام مارگ کا نام ونشان بھی دُنیا میں موجود نہ تھا۔ اور قوں یہ دُوسٹ مدہ اور مانس بھوجن کی سامگری میں شمار نہ ہوتے تھے۔ سوائے جنگلی وحشی دسیوں کے کوئی آریہ نر اس کا استعمال کرتا تھا۔ بلکہ پوتر رشیوں کے ہون یگیہ اور ان کے مقدس کنڈ مدہ مانس کے ڈالنے سے بھرشٹ ہو جاتے تھے۔ نہ کہ پوتر اور پاک +

مہاراج دسرتھ نے جب یہ حال سُنا تب فرمایا کہ میں جی مہاراج میں بوڑھا ہوں۔ دُکھ سنتوں کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ تیر روگ گرست ہے۔ رامچندر ناتجربہ کار اور ودّیارتھی ہے بلکہ نو عمر ہیں۔ کبھی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ تب وشوامتر نے کہا کہ مہاراج ایسا نہیں ہے۔ رگھو بنس بیروں کا بنس ہے۔ اس کے چھوٹے بچے بھی بہادر ہوتے ہیں۔ اور رامچندر تو اب پورن جوان ہیں۔ آپ کو بوجہ زائد محبت کے سبب ناتجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ایسا نہیں۔ آخر کار ویشٹ جی نے کہہ سُن کر مہاراج دسرتھ کے دو عزیز تخت جگر رام چندر و لچھمن رشی کے ساتھ کر دئے۔ وہاں سے کئی منزلوں دور وشوامتر جی کا آسرم تھا۔ اس تمام سفر میں رام و لچھمن جی رشی کے برابر دونوں کال سندھیا اور اگنی ہوتر کرتے رہے۔ اور پرمیشور کے بھجن میں تپت رہے۔ اور کئی پرکار کی وِدّیا بھی رشی سے حاصل کی۔ منزل مقصود پر پہنچ کر کچھ مدت وہاں قیام فرمایا اور رشی کا یگیہ سمپورن کیا دُوسٹ ، مانس اہاری راکشسوں کو مار کر اُن کا کام تمام کیا۔ اور بھی کچھ وِدّیا مہاتما وشوامتر سے حاصل کی۔ انہیں ایام میں سیتا کے سوئمبر کا اشتہار بھی وہاں پہنچ گیا اور رشی ان کے ہمراہ دونوں بھائی وہاں جا پہنچے۔ چنانچہ وہاں بھی خوبیٔ قسمت سے تمام مہاراجگان کے جلسہ عظیم میں رامچندر جی نے ہی دہنش توڑا یعنے شرط سوئمبر کو پورا کیا۔ اور سیتا نے بھی انہیں کے گلے میں مال ڈالی۔ مہاراجہ دسرتھ اجودھیا سے برات ساتھ لے کر رونق افروز ہوئے۔ اور ایک ہی دن چاروں بھائیوں کا چار کنیاؤں سے وواہ ہو گیا +

اجودھیا میں برات کے واپس آنے کے بعد کئی برس تک رامچندر جی اجودھیا میں رہے جب پورن ۲۵ برس کی اوستھا میں انہیں ولی عہد کا ٹیکا ملنے لگا۔ تو اُن کی سوتیلی ماں کیکئی دختر شاہ ایران ناراض ہوئی۔ اور اُس نے مہاراج سے اپنے گذشتہ اقرار کے پورا کرنے کی خواہش کی۔ مہاراج دسرتھ چونکہ وعدہ کے سچے تھے۔ پورا کرنے پر تیار ہوئے۔ اُس نے شری رامچندر جی کے لئے چودہ برس کے بن باس کی اجازت مانگی۔ اور بھرت جی کے لئے راج بخشنے کی صلاح دی۔ آخر کار مہاراج نے طوعاً و کرہاً اجازت دیدی۔ رامچندر جی بسر و چشم قبول فرما کر بن جانے کو راضی ہوئے سیتا جی نے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ لچھمن جی ہمقدم چلنے پر کمربستہ ہوئے۔ آخر کار تینوں خوشی خوشی شاہی لباس اوتار کر رشیوں کی طرح سادہ لباس پہنکر مہاراج کو نمسکار کرنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ اُس وقت کیکئی ناسکہ ماتا نے یہ ارشاد کیا۔ کہ تم ابھی اس بُھوشن (आभिषक) کو چھوڑ چودہ برس تک ڈنڈکارنیہ میں جا کر باس کرو۔ وہاں جٹا دھاری جو تپسوؤں کو پہننے چاہئے۔ دھارن کئے رہنا۔ (اجودھیا کانڈ سرگ ۳۷ شلوک ۳) ۔ پھر راجہ دسرتھ نے سب دولت وغیرہ ساتھ لے جانے کو کہا۔ رامچندر جی نے اُتر دیا۔ کہ اے راجن جب ہم سب بھوگ بلاس چھوڑ کر تپسوی ہوئے۔ بن کے

کند مول آدمی بھوجن کر جیونگے۔ تو ہمارے سنگ دھن دولت سینا آدمی کا کون کام ہے۔ اب ہم کو وچ سنگ چلنے سے کیا ہے۔ ہمارے لئے اب اپنیوں کے پہننے کے لوگ چیر بلکہ آدمی چاہئے۔ سو منگنے ہیں جس میں چودہ برس بکمل ہمیں بن میں بسنا ہے۔ بیچ میں ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ کند مول کھودنے کے لئے ایک کُنتھا (کندال) و ایک پٹاری چاہئے۔ سو کہئے کہ کیکئی کی داسیاں منگوا دیں۔ ہم بن کو چلے جاویں،، (اجودھیا کانڈ سرگ ۳۷۔ سلوک ۲ و ۴ و ۵) چنانچہ کیکئی نے یہ سب چیزیں خود جلدی جا کر تیار کر دیں۔ یہی کند مول پھل پھول کھانے کا اقرار کر منیوں کی طرح رہنے پر دوڑہ ہو رامچندر جی گھر سے نکلے +

اسی طرح رامچندر جی جب ماتا کوشلیا سے ملے گئے۔ تو وہاں بھی یہ اقرار کیا اجودھیا کانڈ سرگ ۲۰ شلوک ۲۹ -

चतुर्दश हि वर्षाणि वत्स्यामि निर्जने वने। कंदमू
ल फलैर्जीवन हित्वा मुनिवदामिषम ॥

کہ اے ماتا میں چودہ سال تک بیابان جنگل میں منیوں کی طرح کند مول اور پھلوں سے اپنا جیون گذارتا رہونگا۔ نہ کہ گوشت سے۔ (کیونکہ وہ راکشسوں کی خوراک ہے) اور ایسا ہی آخر کار اگنیسویں شلوک میں بھی لکھا ہے۔ "اس لئے بن کے کند مول پھل۔ آدمی بھوجن کرتے ہوئے چودہ برس تک جن (لق و دق) جنگل میں بسینگے۔،، اس کے بعد جب کوشلیا نے رامچندر جی کے رخصت کے وقت الوداع کہی ہے۔ وہ بھی سُننے کے لائق ہے۔ "منی بھیس دھارن کئے جہاں میں جیتے ہوئے تم کو لے پتر سب دیوتا سُکھدائی ہوں۔ راکشس پیشاچ دیت آدمی۔ جتنے کرور کرم کرنے والے و مانس بھکشی ہیں۔ بن میں ان میں سے کسی کا خوف اے پتر تم کو نہ ہو۔ ان کو چھوتا اور جو بھرشٹ جاتی منش مانس بھوجن کرنے والے بن میں رہتے ہیں۔ اُن سب کے واسطے بھی میں ایشور سے پرارتھنا کرتی ہوں۔ کہ تم کو بن میں نہ ماریں،، (اجودھیا کانڈ سرگ ۲۵ شلوک ۱۹ و ۲۰)

پھر وہ مقام بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ جہاں رامچندر جی بن کا حال سیتا کو سُناتے اور وہاں کی تکالیف کا ذکر بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں "پھر برکش سے اپنے آپ گرے ہوئے پھل بھوجن کرنے کو تھوڑے بہت ملتے ہیں۔ رات دن انہیں کے بھروسہ سنتوش کر بیٹھنا پڑتا ہے" "پھر پھل پر بھی من نہیں ملتے۔ کبھی کبھی اپواس بھی کرنا پڑتا ہے" "پھر جتنا مل جائیگا۔ اُتنی ہی سے نرواہ کرنا ہوگا۔ بن داسیوں کو من مانا بھوجن کبھی نہیں ملتا۔ اس سے بن دکھدائی ہے،، (اجودھیا کانڈ سرگ ۲۸ شلوک ۱۲ و ۱۳)

بھردواج اور رامچندر جی کی ملاقات میں لکھا ہے "پھر دھیرے دھیرے آگے کو بڑھے دیکھا۔ تو مہاتما بھردواج جی اپنے شِشوں کے سنگ بیٹھے ہوئے تپسیا کرتے اور اگنی میں آہوتی دے رہے تھے۔ اسی سمہ میں رام لکشمن بہت جان کی پرنام کرنے لگے۔ پرنام کے پیچھے اپنے کو بتلایا کہ ہے منی راج ہم دونوں مہاراجہ دسرتھ جی کے پُتر ہیں۔ اور رام لکشمن ہمارے نام ہیں۔ یہ جنک کی کنیا ویدیہی ہماری استری ہیں۔ جب ہم بن کو چلے تو یہ بھی پیچھے بن کو چلی آئیں۔ ہمارے پتا جی نے بن واس تو ہمیں کو دیا تھا۔ پر یہ ہمارے بھائی لکشمن بھی برہم درڑھ برت دھارن کو مارے سنیہہ (محبت) کے ساتھ آئے۔ اب سب آدمیوں کو پتا ہی کی آگیا سمجھئے۔ جو بیتو بن کو آئے ہیں۔ یہاں منیوں کے جہاں کند مول پھل ہی بھوجن کرتے ہیں۔ مہاراج تمہارا شری رگھوراج کے ایسے بچن سُن۔ منی راج نے کسل پرسن پوچھ جل دھونے اور پینے کے لئے جل دیا۔ بعد ازاں نانا پرکار کے رس ان پھل

سول آدمی۔ تینوں آدمیوں کے بھوجن کے لئے منگائے" (اودھیا کانڈ سرگ ۹۵ شلوک ۱۱ سے ۱۸) +

پھر بھرت جی نے جو سوگندیں مہارانی کوشلیا کے سامنے اس بات کے ثبوت کے واسطے کھائی ہیں۔ کہ میری بھی سے رام جی کو بن باس نہیں ہوا۔ میں بالکل بے دوش ہوں۔ وہاں بھی ان بڑے کاموں کو نندنی لکھا ہے "جس کی صلاح سے رام جی بن کو گئے ہوں اس کو وہ دوش لگے جو مدیہ پینے۔ ماس۔ زہر۔ آدمی لپسدہ دسوؤں کو بیچ بیچ دریہ اکٹھا کرانے سے گرہ والے وکٹبوں کے پالن پوشن کرنے والوں کو ہوتا ہے" (اودھیا کانڈ سرگ ۷۶ شلوک ۳۸) +

پھر جب بھرت جی رامچندر جی سے ملنے چترکوٹ پر آئے۔ اُس وقت رامچندر جی نے اُن کو جو نصیحتیں کی ہیں اُن میں اتھروید کانڈ ۶ منترا۔ اور ستو ادھیائے ۷ سلوک ۵ وغیرہ کے مطابق شکار کھیلنا۔ جوا کھیلنا۔ شراب پینا۔ زناکاری وغیرہ باتوں کی سخت ممانعت کی ہے۔ (اودھیا کانڈ سرگ ۱۰۰ سلوک ۶۷) +

جب جاوال ناستک بن کر رامچندر جی کو بہکانے لگا تب رامچندر جی نے کہا ہے "جاوال جی ہم سے پہلے جتنے برہمن ہوئے۔ سبھوں نے وید کے انوسار شبھ کرم کئے اسی سے یا ستائے تمہارے اب بھی جو برہمن موجود ہیں۔ یہ لوک پرلوک سب چھوڑ کر کلیان کارک یگیہ کرتے۔ اور ستیہ بولتے ہیں۔ تمہاری طرح ہٹ دھرمی نہیں کرتے" اور دھرم سے یکت سجنوں کے ساتھ تحسوی دان دینے والے سب شبھ گنوں میں سودھان جیو ہنسا رہت نرمل چت ایسے وششٹ آدمی منی لوک میں پوجیہ ہیں" (اودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳۶) +

جب ڈنڈکارنیہ میں رام جی نے پرویش کیا۔ تو وہاں رامائن میں لکھا ہے۔ "دوتا بار سکار کے پھل مول کند آدمی منیوں کے بھوجن کے لئے اکٹھے ہیں۔ بن کے بڑے بڑے پُن دائک برکش موجود ہیں۔ جن میں اسی سوادیشٹ پھل لگے ہیں" اور جب رامچندر جی وہاں کے رشیوں سے ملے تو انہوں نے انہیں کیا دیا۔ لکھا ہے "یہ شلوک نے برہم آنند ہو سوستی واچن آدمی منگل دائک عمدہ سروں سے پڑھنے لگے۔ بعد ازاں مول پھل لیسب آدمی دیا۔ پھر سندر سنگھاسن بیٹھنے کیلئے دیا" (ارنیہ کانڈ سرگ ا شلوک ۱۵ و ۱۷) نکھاؤ کاراحہ گوہ جب عمدہ چیزیں لایا تھا۔ رامچندر جی نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس سب کو ہم نے حاجا گرہن نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم کشا دھیر مرگ چرم دھارن کئے ہوتے ہیں۔ دیکھتے ہو اور پھل مول آدمی ہی بھوجن کرتے ہیں۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۵ شلوک ۴۴)

جب سوتیکشن رشی سے ملے۔ تو وہاں لکھا ہے "پھل مول ادی بھوجن کر سری رام لکشمن و جانکی جی سوتیکشن سے پوجا پائے۔ رات بھر وہیں سوئے۔ بڑے پرات کال جاگے۔ اور شبھ سنان کر سندھیا اور اگنی ہوتر کیا۔" (ارنیہ کانڈ سرگ ۷ سلوک ۱۸ و ۲۱ و ۴۷)

جس سمے رامچندر جی بن باس کو گئے۔ اور دھنش بان کاندھے پر دھارن کر رشیوں کی محافظت کا ارادہ کیا۔ اس کا باعث رامائن میں یہ لکھا ہے "رامچندر جی نے جاوال سے کہا۔ کہ جو پُرش وید مریادا رہت ہیں۔ وے پاپ آچار یکت ہوتے ہیں۔ اسی سے وید سے باہر چلنے کے کارن سجنوں کی سماج میں اُن کا مان نہیں ہوتا۔ پھر آپ کے بھی وچن وید ورودھ ہی ٹھہرے۔ اس لئے سجن لوگ نرادر کرتے ہیں۔"

کلین۔ اکلین۔ بیر وا ڈرپوک۔ پوترا و را اپوتر پُرش اپنے آچرن سے ہی جان پڑتا ہے جو وید کے انوسار کام کرتا وہ کلین جانا جاتا۔ جو وید ورودھ آچرن کے لچھن تا سکتا (وچن نستکے) تو بیارہ چال چلن رکھتا وہ اکلین۔ اسی طرح سر۔ ڈرپوک۔ پوترا اپوتر میں بھی جانو" (اودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ اشلوک ۳ و ۴) +

اودھیا کے ورن میں بالمیک نے سب شہروں کا ورنن کیا ہے۔ جو اُس وقت موجود تھے مگر قصاب کی دوکان کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ اور نہ بکرے لٹکتے یا اُن کی گردن مارنے کا کہیں بیان ہے۔ فی الحقیقت اُسوقت اودھیا سورگ ہو رہی تھی۔ شعر

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

فساد۔ خون۔ قتل۔ بدمعاشی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ملتا +

مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب

ست دھرم کے مخالف اور ماس اہاری لوگ رامچندر جی کی زندگی پر کلنک لگانے کے واسطے مشہور کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے مرگ مارے ہیں اور شکار کیا ہے علاوہ بر آں انہوں نے گوشت کھایا ہے۔ بنا بریں ہم مخالفین کے تمام اعتراضوں کا کھنڈن کرتے ہیں۔

اعتراض اوّل۔ رامچندر جی نے بن باس کے وقت سوپ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اب پھر کب سریو کے کنارے پشپت بن میں شکار کھیلیں گے۔ واپس ماتا و پتا سے ملینگے۔ (اودھیا کانڈ سرگ ۴۹ شلوک ۱۵) +

اتر۔ شکار کھیلنا بالکل بُرا نہیں ہے۔ اور خصوصاً اُس وقت جبکہ دُشٹ لٹیروں شیر بھیڑیا۔ وغیرہ کا مارنا مقصود ہو۔ اور یہ شاستر انوکول ہے۔ مگر بے آزار جانوروں کا مارنا سخت گناہ ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی بھرت جی کو اس کی ممانعت کی ہے۔ اور ہمہ تن موذی جانوروں کے مارنے کے واسطے بھی مصروف رہنا اور اُس کو ایک ضروری کام فرض کرنا بھی منع ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی اس سے اگلے شلوک میں فرمایا ہے۔ کہ کچھ شکار کھیلنا ہمکو بہت پریہ نہیں۔ پس اس سے کسی طرح ماس کھانا مقصود نہیں۔ کیونکہ وہ صرف دُشٹ جیوؤں کے ڈنڈ دینے کے واسطے شکار کھیلتے تھے۔ نہ کہ شکم پرستی کے واسطے یا پیٹ [illegible] والوں کا گورستان بنانے کے واسطے (دیکھو اُسی سرگ کا شلوک ۱۶ و ۱۷) +

اور خود رامائن میں بھی لکھا ہے۔ وہ وہاں جو دُشٹ مرگ دیکھتی ہے۔ اُن کو ڈراتے ہوئے سری رام ایک سہورت بھر میں پریاگ منی بھردواج کے پاس جا پہنچے" (اودھیا کانڈ سرگ ۵۴ سلوک ۹) +

جنگل میں باس کرنے والے مُنی لوگ جانوروں کو پالا کرتے تھے۔ نہ کہ بھکشن۔ رامائن کے اسی سرگ میں لکھا ہے "منی راج کے چاروں اور پالتو مرگ وانکھتی اور مُنی لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے ساتھ رامچندر جی کی پوجا کر بھردواج جی دھرم یکت وچن رامچندر سے بولے" (شلوک ۱۹ و ۲۰) +

اعتراض دوم۔ رامچندر جی مرگ مارنے کے واسطے گئے۔ اور پیچھے راون سیتا کو لے گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ہرن مار کر ضرور کھایا کرتے تھے +

اتر۔ اس مقام پر یا کسی اور مقام پر مرگ کو کھانے کے واسطے مارنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ سونے یعنی (طلاء) کے رنگ کا سنہری ہرن دیکھ کر سیتا کا من للچایا۔ وہ اُس کی شکل پر موہت ہوگئی۔ اور رامچندر کو اُس کے پکڑنے کے واسطے سفارش کی۔ اُس کے صید کرنے پر اول رام پھر لچھمن دونوں گئے۔ اور جب پکڑا تو معلوم ہوا کہ وہ چھل تھا۔ اصل ہرن نہیں تھا۔ ماریچی نام ایک دیشت یا وحشی آدمی ہرن کا سوانگ دھار کر یا کھال اوڑھ کر پھر رہا آیا تھا۔ تاکہ راون سیتا کو بھگا لے جاوے۔ چنانچہ رامائن میں اس مقام پر لکھا ہے۔

इदहिर हो मृग संनिका शं प्रलोभ्य मां हर मनु प्रया
तम् । हतक यन्वि न्महता ह्रमेरा हरा दा सोभुन्मृ य

मा रा गृ व ॥ मन श्च मेदी नमिहा प्रहृष्ट च हृ श्च मव्यक रुते विकारम् । असंशयं लक्ष्मण नास्ति सीता हृता मृता वा पथि वर्तते वा ॥ रामा० अरण्य का० सर्ग ५७ श्लो० २२ — २३ ॥

ترجمہ - مہربانی روپ راکشس ہم کو للچائے بہت دور چلا گیا تھا - وہاں بڑے سورما (کوسو ...) سے جو ہمارے اُس کو مارا تو وہ مرتے کے سمہ کھڑا ہو کر، یہ کہا میرا من دُکھی ہے - بائیں آنکھ پھڑکتی اور دکارو الی ہو رہی ہے - کچھ ... ہے اے لچھمن کہ اب سیتا وہاں نہیں ہے - کوئی ہر لے گیا - یا مر گئی یا کہیں بھاگ گئی اور اسی موقعہ پر رامچندر کو فاصل لوگوں نے مطعون کیا ہے - کہ وہ ایسے دانا ہو کر کس طرح طلائی ہرن کی بات پر اعتبار کر بیٹھے - چنانچہ ہر ایک اور مدلس سے مصنف وشنو سرما جی کہتے ہیں -

अस भवे हेममृगस्य जन्म तथापि रामो लुलुभे मृगाय । प्रायः समापन्न विपत्ति काले धियोऽपि पुंसां मलिना भवन्ति ॥

ترجمہ - طلائی یعنے سونے کے ہرن کا ہونا محال ہے - مگر پھر بھی رامچندر جی لالچ میں آ گئے - اِس میں کوئی شک نہیں کہ وپتی کال میں عقلمندوں کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے -

اعتراض سوم - سیتا نے جمنا سے پار اُترتے وقت ماس اور گھڑے شراب کی ندی میں ڈالنے کے اقرار پر ندی سے پار اُترنا کی ہے - کہ اگر میرا پتی سلامت پورا ہو کر گھر آوے تو میں ایسا کرونگی +

تردید - یہ بات کئی وجوہات سے باطل ہے -

وجہ اوّل - یہ ہے کہ جمنا اور گنگا دونوں ندیاں تیرتھ ہیں - اُن کی پوجا ان پداتھوں سے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے - اِس کو وہ مانے جو نہیں جیتن یا اِس بُت پرستی اور دریا پرستی کو جائز جانتا ہو -

وجہ دوم - جب سیتا واپس آئی - تو یہ اقرار ہرگز پورا نہیں کیا گیا اِس واسطے بھی باطل ہے - کہ کسی ماس اور شراب کے عاشق بام مارگی نے یہ شلوک ڈال دئے ہیں - ورنہ ان کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ واقعہ ہوا -

وجہ سوم - اِس شلوک میں ماس شبد نہیں ہے - اور نہ کسی جانور کے مارنے کا ذکر ہے - بلکہ شلوک میں تو گوسہسر ستیتن لکھا ہے - (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۵ شلوک ۱۹ و ۲۰) +

پس ماس کا اِس سے کوئی تعلق نہیں باقی رہی شراب اِس کی تردید رام لچھمن کی زبانی خود موجود ہے - چنانچہ جب ایک دفعہ سگریو نے شراب پی - تو رام لچھمن نے وہاں اُسے بہت ہی بُرا کہا - بھرت جی نے سوگندوں میں بھی اِس کا کھنڈن کیا ہے - پس یہ واقعہ ہرگز نہیں ہوا +

اعتراض چہارم - جب رامچندر جی چترکوٹ میں پہنچے - تو جھونپڑی بنا کر لچھمن کو حکم دیا - کہ ہرن مار کر لاوے - تا کہ یگیہ کیا جاوے - لچھمن جی اِس ارشاد کے بموجب ہرن مار لائے - جو پکایا گیا - (از ماس پرچار صفحہ ۵۶) +

اُتّر - وہاں تو ایسا نہیں بلکہ اِس کے خلاف لکھا ہے - دیکھو نمبر ۲۲ - ہے لکشمن ایک مرگ پکڑ لاؤ - اُس کو پرن سالا (کٹیا) کے دوار پر باندھیں گے - تب واستو کی پوجا کر بیٹھینگے - کیونکہ جو لوگ بہت دن جینا چاہتے ہوں - اُن کو چاہئے کہ بنا

واستو کی پوجا کئے اُس میں نہ رہیں +

نمبر ۲۳ - ہے لکشمن اِس سے اتی شگر مرگ لاؤ - سندھیا نہ ہونے پاوے - جیسا مجھے شاستر میں ... جو ودہی لکھی ہے ... کل کی ریت ہے ویسا وحشن کرو -

نمبر ۲۴ - بھائی کے ... لکشمن جی جلدی ایک مرگ لائے - تب رامچندر جی پھر بولے -

نمبر ۲۵ - ہے لکشمن اِس مرگ کے ... کیونکہ کچھ پھل لاؤ - ... من سمان اِس کے پوجن کے لئے ... - اور تین پھلوں سے ... اسو ... کی ... ہیں - ... کیونکہ ... ہے ... ہو جائے -

نمبر ۲۶ - ... - ... مرگوں کے کھانے ... - ... لکشمن ... +

نمبر ۲۷ - جب ... پھلوں کی سُرخی جاتی رہی تب لکشمن جی ترسوں میں ... روپ رامچندر جی سے بولے

نمبر ۲۸ - ہے دیوتاؤں کے سمان روپ والے شری رام - ... مرگوں کے کھانے والے پھل ہم نے لٹکائے ہیں - آپ دیوتاؤں کی پوجا کیجئے - کہ آپ اِس کرم میں کُشل ہیں +

نمبر ۲۹ - یہ سُن ... کر جب کرنے میں ... ایک اور سب منتر پڑھ پڑھ کر آہوتی دینے لگے - یہاں تک کہ واستو پوجن سماپت ہوا +

نمبر ۳۰ - سب واستو دیوتاؤں نے آ کر ... ایسا بھاگ لیا - اُن کو دیکھ پرسن چت ہو - رامچندر جی نے اِس کُٹیا میں پرویش کیا +

نمبر ۳۱ - اُس سمے انہیں ہوم کے پیچھے بڑے پھلوں سے بلی وسو دیو اور دور بلی سب کیا +

نمبر ۳۲ - تس کے پیچھے جب کر ندی میں ... وہی پھر سنان کر پاپ ناشن اور یہ پھر پھلوں سے بلی پروان کیا +

نمبر ۳۳ - پھر اُس پتوں کی کُٹیا میں ویدیاں بنائیں - دیوتاؤں کی سہائیا کی ان کے لئے الگ الگ چبوترے بنا دیئے - جس پرکار کا وہ ستھان تھا - اُس کے انوروپ چھوٹے چھوٹے ستھان دیوتوں کے بنائے - اور اُن دیوتوں کو ستھاپن کیا " (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۶) +

پس دیکھئے اِس میں مرگ مارنے اور پھر اُس کے کھانے کا کہاں ذکر ہے - بالکل نہیں - اگرچہ اِس میں فرضی دیوتاؤں کی پوجا کے آثار پائے جاتے ہیں - جو کسی طرح بھی جائز نہیں مگر گوشت خوری تو اِس میں ہرگز نہیں - مفصل دیکھو رامائن مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۵ء صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ جس میں بالمیکی کا لفظی ترجمہ موجود ہے +

فارسی جہا بہارت میں جو فیضی نے رامچندر کی لائف لکھی ہے وہاں لکھا ہے "تا آنکہ رامچندر در چترکوٹ دیدند کہ بصورت سنیا سیان بر آمدہ لباس از چرم آہو ساختہ موہائے ژولیدہ بر سر دارد و تیر و کمان بدست گرفتہ با لچھمن و سیتا در بیابان بسر میکردند - و اوقات ببرگ درختان و گیاہ صحرا و میوہ جنگل بسر برا میکردند" بعض رامائنوں میں اِس جگہ پاٹھ بھید ہے - اور خصوصاً مطبوعہ بمبئی میں اور شاید اُس سے چھکا پرچارک یا ماس پرچارک صاحبان کچھ ناجائز ... کر کے گوشت خوری سیدھ کرنا چاہیں بنا بر آں ہم بوجوہات ذیل اُن کی تردید کرتے ہیں

وجہ اوّل۔ بفرض محال اگر انہوں نے ہرن ہوں کے واسطے مارا اور پھر خدا بھوا سے کھایا۔ حالانکہ یہ ثابت نہیں تو اُن کا فعل خود اُن کے زبردست اقراروں کے خلاف ہے جو وہ ماتا کو تلسا اور کیکئی اور دشرتھ اور بھردواج وغیرہ کے سامنے درستی ہوش و حواس میں کر چکے ہیں۔ اور رامائن میں یہہ بھی بیسوں مقاموں پر لکھا ہے۔ کہ وہ ست پرتگیہ تھے۔ (دیکھو ارنیہ کانڈ سرگ ۱ اشلوک ۱۸ و ۱۹)

وجہ دوم۔ اُن کا ایسا کرنا رسی مُنیوں اور سوتر کاروں کے خلاف ہے۔ کاتائن جی لکھتے ہیں۔

आहवनीय मां॰ सं प्रति षध: ॥

کرہون کی اگنی میں ماس ہرگز نہ ڈالنا چاہئے۔ اور اسولائن رشی فرماتے ہیں۔ کہ ہون کی سامگری ماس نہیں ہے۔

وجہ سوم۔ اِس سرگ میں صاف ذکر ہے۔ کہ اُس جگہ پھل مول کند بہت زیادہ تھے۔ دیکھو (شلوک ۹۔۱۴ تک) پس اور ارلوٹنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی +

وجہ چہارم۔ دیوتاؤں کی سخا نابلے بُت رسی جو گوستحوری سے بھی سخت گناہ ہے وہ بھی اِس سرگ میں اُن کے ذمہ عاید کیا گیا ہے۔ حالانکہ اُس وقت اِن بُتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر واستوپتے گرہ اور بسنٹ دیوتا کی پوجن خود وید کے خلاف ہے۔ پس کسی طرح یہ بات جائز نہیں ہو سکتی۔ اور رامچندر جی کے سچے اور ست وادی ہونے کے کارن یہہ الزام سراسر باطل ہیں +

وجہ پنجم۔ اور بیسیوں جگہ رامچندر جی جھونپڑی بنا کر رہے۔ مگر اِس خرابی کا کہیں ذکر نہیں۔ یا تو ہر سب جگہ پاپی رہے اور یہاں دھرماتما۔ اور یا اور سب جگہ دھرماتما اور یہاں پاپی۔ مگر بات یہ ہے کہ وہ ہر حصے دھرماتما تھے۔ کسی پاپ مارگی نے پاٹھ بھیہ کر دیا ہے۔ اور صحیح وہی ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر نے سرگ۔ اشلوک ۱۲ میں لکھا ہے کہ ماس کھانا راکھسوں اور دُشٹوں کا کام ہے۔ آریہ لوگوں کا نہیں علاوہ بریں مہابھارت میں جو وید دھرم کے ماننے والوں اور ست کے برتنے والوں کی فہرست درج ہے۔ جنہوں نے تمام عمر نہ تو گوشت کھایا۔ اور نہ مدہ پان وغیرہ ڈرا چار میں پھنسے۔ اُن میں بھی ہمارے راج رشی رامچندر جی کا نام مبارک موجود ہے۔

اعتراض پنجم۔ بھردواج نے جو بھوجن بھرت جی کی فوج کو دیا۔ اُس میں ماس و شراب موجود تھا +

جواب۔ بے شک وہاں فوج کی مہمانی میں اِن دو باتوں کا ذکر ہے مگر وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ اندر کی تمام استریاں اور برہما کی تمام استریاں اور دیوکنیاں۔ دیوتا۔ کوبیر

یم راج۔ اندر وغیرہ سب کا آواہن کر کے بلایا۔ تمام دُنیا کی ندیوں کو وہاں بلایا اور سب سے عجائب بات وہاں یہہ لکھی ہے۔ کہ وہ جنگل جو اُتر کورودیس میں ہے جن کے درختوں میں خوبصورت استریاں ہی پھل لگتی ہیں۔ اُن کو سب بتوں کو بلاتے ہیں عرصہ تمام بن۔ پربت۔ سمندر۔ ندیاں وہاں بلائی گئیں۔ ایک ایک آدمی کی خدمت کو ۱۵-۱۵ عورتیں مقرر کی گئیں۔ غرضیکہ ایسی ایسی اندھیر کی باتیں اِس سرگ میں لکھی ہیں جو ساری کی ساری کرامات ہوئیں۔ مفصل دیکھو (سرگ ۹۱۔ ایودھیا کانڈ شلوک ۱ سے ۸۰ تک) پس جو انِ تمام کرامات اور بیہودگیوں پر یقین کرے۔ حوالِ سب اسنبھو باتوں کو ماننے اور عقل کو فارغ خطی دے۔ اُس کا اختیار ہے کہ کسی کو ماس اہاری کہے بنا بریں یہہ سارا فسانہ بیہودہ ہونے سے قابلِ اعتبار نہیں۔ مگر با وجود اِس قدر کراماتی بیانات کے بھرت و رامچندر کے ماس کھانے کا یہاں بھی ذکر نہیں۔ پس ہم تو اِن مہاتماؤں کی زندگی بتلاتے ہیں۔ نہ کہ اور خدمتگاروں کی +

اعتراض ششم۔ رامچندر جی نے بنا ارادہ ہرنوں اور راکھسوں کو کیوں مارا۔

جواب۔ ایسا ہرگز نہیں کسی کو بنا ارادہ نہیں مارا۔ خود رامائن میں بھی اِس کی وجہ لکھی ہے۔ رشیوں نے رامچندر جی کو کہا کہ کچھ بات بناوٹ کی نہیں کہتے۔ آپ یہاں آیئے دیکھئے کہ مہاتما تپسیوں کے ہاڈ پڑے ہیں۔ جن کو راکھشوں اور جنگلی لوگوں نے مار مار کر کھا لیا ہے۔ سو اکثر جو منی لوگ پمپا ندی سے لیکر مندا کنی کے کنارے تک کے بنوں میں بستے ہیں اور جو چتر کوٹ پربت پر بستے ہیں۔ انہیں لوگوں کا ناش یہہ راکھش لوگ کرتے ہیں۔ (دیکھو سرگ ۶۔ ارنیہ کانڈ شلوک ۱۶ و ۱۷) اِسی لئے رامچندر جی نے اِن دُشٹوں کے مارنے کا ارادہ کیا۔

مرگ کے معنے تمام جنگل کے پشو ہیں۔ صرف ہرن نہیں۔ بلکہ شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ چنانچہ یہہ بات کسی سنسکرت دان [illegible] شدہ نہیں رامائن میں جہاں راکھشوں کا ورنن لکھا ہے۔ وہاں صاف صاف بیان کیا ہے ماس اہاری لوگ تھے۔ تقریباً دو تین سو جگہ رامائن میں ماس آہاری کو راکھشس لکھا گیا ہے خود راون کی تعریف میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اُس کے مرنے پر کئی پشوؤں کا بدھ کیا گیا۔ (دیکھو لنکا کانڈ سرگ ۱۳ اشلوک ۱۷) پس درحقیقت ماس کھانا یا پشوؤں کو کھانے کے واسطے مارنا راکھسوں کی ودھی ہے۔ راون کے کاموں اور راکھسوں کے فعلوں سے ہمیں کچھ غرض نہیں وے تو ہمیشہ شاستر وِرُدھ کرم ہی کرتے تھے۔ بلکہ شاستر کے خلاف ہمارا مطلب تو رامچندر جی کی لائف بیان کرنے سے ہے۔ کہ اِس یوگ راج رشی نے کہیں بھی ماس نہیں کھایا۔ علاوہ ازیں اکثر شُتوں کا بھوجن بتلایا ہو۔ چنانچہ ہم آخری ایک واقعہ سُنا کر ختم کرتے ہیں +

حاشیہ۔ اُس میں پاٹھ بھید ہے۔ اور ترکانٹر تو ملا تعلق پیچھے سے کسی تصنیف کر کے ملا دیا ہے باقی یہہ جو کانڈ اُس میں بھی ملا ملا دو سرگ کے پیچھے ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایک تو ایودھیا کانڈ میں دیکھو صفحہ ۸۔۲۳ اور [illegible] ارنیہ کانڈ میں دیکھو صفحہ ۵۵ مطبوعہ بمبئی ۱۸۹۸ء گنگا ایشتی کا سرگ بھی تلسی اُس وقت موجود نہیں تھا۔ کیونکہ رامائن چتر کوٹ سے تلسی اس کی لکھی ہوئی برآمد ہوتی ہے اُس میں اُس کا ذکر نہیں۔ بال کانڈ سرگ ۳۹ ۔ ۴۴ تک) اور [illegible] کانڈ میں [illegible] ثابت ہیں جو رامائن لکھنؤ میں [illegible] چھپی ہے ۱۸۹۵ء میں اُس کے [illegible] کانڈ کے ۱۲۸ سرگ ہیں۔ اور جو بمبئی میں طبع ہوئی ہے اُس میں ۱۳۰ ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کلکتہ اور بمبئی والی میں بہت فرق ہے۔ اشلوک کا تو اکثر جگہ فرق ہے [illegible] جگہ بہت گیا بھی ہے جو کسی طرح قابلِ اعتبار نہیں۔ رامچندر جی نے دسہرا بریس تک لنکا کانڈ سرگ ۱۲۸ اشلوک ۹۵ و ۹۹ و ۱۰۰) کبھی کرت [illegible] اسکا [illegible] زمانہ بسیکھ [illegible] ایک پاؤں پر کھڑا تپسیا کرتا رہا۔ راون و شہرا [illegible] تپسیا کرتا رہا اور [illegible] ۔ (اُتر کانڈ سرگ اشلوک ۳۔۱۲ تک) ایودھیا کانڈ سرگ ۳ اشلوک ۹ و ۱۰ و ۱۲ میں رامچندر جی کی رہائی [illegible] بیان کیا ہو۔ اور بال کانڈ سرگ [illegible] [illegible] اور اسیطرح بال کانڈ سرگ ۴ میں [illegible] اور جو کوئی سارا امام [illegible] دیکھنا چاہیئے تو مہربانی کر کے بال کانڈ سرگ اشلوک ۱۳ او [illegible] ملاحظہ کرے۔ [illegible] سلوک ۲ و ۳ وغیرہ [illegible] اخلاق کے برخلاف [illegible] ایودھیا کانڈ کے سرگ ۷ اشلوک ۱۷ وغیرہ [illegible] اور اسی طرح سرگ ۱۰ سلوک ۳ بھی [illegible] +

جب رامچندر جی سوبیکشن مُنی راج (جو سب برانیوں کے ہِت میں تت پر تھا) کی کُٹیا میں پہنچے اور اُس سے ملے اور کوئی اُتم جگہ رہنے کی پوچھی۔ تب رشی نے اُتر دیا "ہے رام میں ایسا جانتے ہو؟ ب تو یہی آسرم سب گن یکت ہے۔ آس سے رہئے رشی لوگ بھی یہاں وچرا کرتے ہیں۔ اِس سے کسی طرح کا خوف بھی نہیں۔ اور پھول پھل یہاں سب کالوں میں ملا کرتے ہیں۔ ہاں ایک بات ہے یہاں بڑے دہاگھر سنگھ۔ آدی مرگ آیا کرتے ہیں۔ پر وے بھی کسی کو مارتے نہیں۔ کیول اپنا روپ ہی دکھلاتے۔ سب کو لبھائے ترپیے یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ اُن پر سے تِر ڈینگے گا۔ نہ انہیں ماریئے گا۔ یہی ایک دوش مرگوں کے آنے جانے کا یہاں کچھ پڑتا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں۔ مہا رشی کے ایسے وچن سُن انی دھر رامچندر جی نے دھنش پر بان چڑھائے بولے کہ ہے مہا راج اُن آئے ہوئے مرگ سموہوں کو انی تیز بان سے ہم مار ڈالینگے۔ کیونکہ جو آپ کو اُن سے کشٹ ہوا۔ تو اِس سے ادہک کون کشٹ ہوگا۔ یہ سُن مُنی راج کچھ نہ بولے۔ رامچندر جی نے جانا کہ مُنی کو مرگوں کا بدہ (مارنا) پسند نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اس مرگ بادہ بہت سمعان پر ہم بہت دنوں تک بسا نہیں جاہتے۔ یہ کہہ رامچندر جی سندھیا کرنے لگے۔ سائنبتگ سندھیا اُپاسنا کر وہیں سوبیکشن جی کے آسرم پر لکشمن جی کے سمیت نواس کیا" (ارنیہ کانڈ سرگ ۷ شلوک ۱۷-۲۳ تک) ◆

اِس سے آگے سرگ ۹ میں سیتا جی نے منوہر بانی سے رامچندر جی کو کہا کہ من پر تین بھاری پاپ کہے ہیں ایک پرستری گمن۔ دوسرا استھیا بولنا تیسرا بنا دشمنی کے کسی کو مار ڈالنا۔ اِن میں سے اول و دوم تو آپ بالکل نہیں البتہ مسراہے۔ کہ آپ بلا ارادہ و دشمنی کے راکششوں کو مارتے ہیں۔ اِس پر سیتا جی نے رام جی کو ایک پُرانا اِتہاس سُنایا کہ ایک رشی کسی بن میں تپسیا کرتے تھے۔ اُنکی بڑی تپسیا دیکھ حسد کرکے (اندر مہاراج) کا راجہ اندر تلوار لئے یودھا کا روپ بنائے مُنی کے آسرم پر آیا۔ اتی اُتم روپ تپسیا کرتے ہوئے مُنی کے سپرد اپنی تلوار امانت رکھ کر چلا گیا۔ مُنی اُس تلوار کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ کہ کوئی اُٹھا نہ لیجائے۔ اکثر اُسے پاس رکھتا تھا۔ روز روز شستر دھارن کئے پھرنے کے کارن مُنی کی بدھی اتی رودر روپ (قہر مجسم) ہو گئی۔ تپسیا کرنیکا وشواس جاتا رہا۔ ہر روز انہوں نے جیووں کو مارنے لگے ایسا رودر سوبھاؤ ہو گیا کہ مہا ادرشٹ ہو گئے۔ ست دھرم جاتا رہا ایسے شستر کے بار بار دھارن کرنے سے پیچھے مُنی راج نرک کو گئے۔" یہ کہہ سیتا جی بولی کہ آپ بھی بلا ارادہ اور ویسے کسی مرگ آدیکوں (ماس) کے مارنے کی بُدھی نہ کیجئے۔ کیونکہ بے بلا ارادہ کسی کو مارنا ہرگز بہادری نہیں ہے اور نہ اِس کی پرسنسا ودوان لوگ کرتے ہیں۔ کھشتریوں کو دھنش دھارن کرنا بلا ارادہ جیووں کے مارنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ دُکھیوں عاجزوں کی حفاظت سہائتا کے واسطے ہے۔ المختصر (ارنیہ کانڈ سرگ ۹ تمام)۔ اِس کا اُتر رامچندر جی نے اگلے سرگ ۱۰ میں یہ دیا کہ رشی مُنی لوگ اتی کرور کرم کرنے والے راکششوں سے سُکھ نہیں پاتے۔ کیونکہ وے لوگ ماس بھکشی ٹھہرے۔ [illegible] ہونے ہی ہیں۔ وہ آ آ کے یگیہ وہون کرتے اور رشیوں کو مارتے ہیں۔ اِس لئے ہم رشیوں کی حفاظت کے واسطے دُشٹوں کی سزا کے واسطے شستر دھارن کرتے ہیں۔ دین عاجز ستوں کے مارنے کے واسطے نہیں۔ اِس کے سوا جب بالمیکی رامائن کی بنیاد ہی ایک ایسے واقعہ سے ہوئی جو سراسر رحم پر مبنی ہے۔ تو ہرگز اُسکا مشار بالیہ ہیرو کا ہو جن ماس بھکشی ہو سکتا۔ وہ یہ تھا کہ بالمیکی نے ایک شکاری کو دیکھا کہ اُس نے ایک کرونچ کو مارا تو ہمیں بڑی دیا آئی۔ اور اُس کو شراپ دیا۔ تو بھلا وہ دست اوگن انکے ہیرو رامچندر میں کس طرح ہو سکتے ہیں۔ (دیکھو رامائن [illegible]) [illegible]

मा म न जै मुखाया नै मुर्दे श्राद्ध ... । पशुभि पूज
श्रा फरे ... क्रा ता कित मे ... । अ० ८ श्लो० २२

ترجمہ۔ ماس کھانے والا شراب پینے والا سود اسے ہیں۔ ترک سر ہمیشہ جانے جس میں ایسی مذموم صفات ہیں۔ وہ فی الحقیقت ستو ہے شکل آدمی اور دین کا بوجھ ہے پھر اُسی ہی میتی میں لکھا ہے

त्यजेद्धर्मं दयाहीनं विद्याहीनं गुरुं त्यजेत । त्यजेत क्रोधमुखीभार्यां निःस्नेहान्बान्धवांस्त्यजेत ॥ अ० ४ श्लो० १६

ترجمہ۔ جس دھرم میں دیا نہیں ہو اُسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور جس گرو میں ودیا نہیں اُسے بھی اور غصے والی اور کرودھ مکھی استری تیاگ دے۔ اور جو تم سے محبت نہ رکھے ایسے متر کو تیاگ دے پھر اُسی میتی میں لکھا ہے۔

यवद्दिंसापरो धर्मः पापिष्ठस्तत्र को दशा । मांसाहारी द्विजो यत्र राजहंसस्तत्र को दश ॥

ترجمہ۔ جس مت میں جیووں کا مارنا دھرم ہو وہاں اُس سے بڑھ کر پاپ کیا ہوگا اور جہاں [illegible] اور ماس کھاتے ہیں نہیں معلوم وہاں [illegible] ایسا ہی عالم لوگ [illegible] نام پر بھی توجہ فرماویں [illegible] جیسا کہ بھیشم کے قول کے مطابق ہے فارسی عبارت میں لکھا ہے [illegible] ناحق کشتہ باشد [illegible] شراب گوشت خوردہ باشد [illegible] ([illegible]) [illegible] عظیم الشان سلطنت کا مالک تھا [illegible] ہوا۔ [illegible] اور زناکاری [illegible] لوگوں کو [illegible] [illegible] ایک [illegible] تعجب کی نگاہ [illegible] سوال کیا۔

भिक्षो मांसनिषेवणं प्रकुरुषे किं तेन मद्यं विना । मद्यं चापि तव प्रियं ? प्रियमहो वाराङ्गनाभिः सह । तासामर्थरुचिः कुतस्तव धनं ? द्यूतेन चौर्येण वा । चौर्यद्यूतपरिग्रहोऽपि भवतो ? नष्टस्य

ترجمہ۔ اے سنیاسی تو ماس کھاتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

یہم دین تو رکن خوش ہم دین اے جملہ شہہائے فرو ترزنہ [illegible]

[illegible]

کرسچن مت درپن

دیباچہ

انسان [illegible] آدم [illegible] حیوانات کی طرح [illegible] بلکہ [illegible] مذہب [illegible] کرتا ہے [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پہنچنے کی سب ہمارے [illegible] [illegible] چھپا ہوا دھوکہ ہے اصلی غرض [illegible] دنیا میں [illegible] جانا ممکن ہے [illegible] دھوکا کھا سکتے ہیں [illegible] پڑھ کر اسکی مثال [illegible] رکھتے ہوئے عقل اور آنکھوں کی موجودگی میں ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں کہ ہم اپنے اعمال کے ذمہ وار نہیں۔

جب ہر ایک مذہب اور عقل بلکہ قانون قدرت کے رو سے بھی ہم اپنے اعمال کے ذمہ وار ہیں تو پھر کیوں سوچ بچار کر کام نہ کریں کیوں آنکھیں موند کر پاؤں رکھیں جس سے چاہِ جہالت و ضلالت میں گر پڑیں [illegible] اندیش و آنکھوں والے کہلا کر ایسے [illegible] دیوار [illegible] دنیا میں بہت سے مذہب ہیں اور سبھی اپنی طرف دعوت کرتے ہیں از انجملہ ایک عیسائی مذہب ہے جس کی بابت ہم اس کتاب میں تحقیقات کرینگے۔

ہم اپنے مہربان عیسائی بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے دست بستہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری عرضداشت کو تعصب کی نگاہ سے نہیں بلکہ انصاف و صداقت کی آنکھ سے دیکھیں معقولیت کو مدنظر رکھ کر مدِ نظر فرما دیں اس کتاب کے پڑھتے وقت فلاسفی کو دل سے بھلا نہ دیں۔ سائنس اور طبیعیات کو اپنے کانشنس (جو بالکل حق پسندی کا حامی ہے) سے کنارہ نہ کر دیں کیونکہ ہم اور آپ بھائی ہیں۔ آریہ سنتان ہیں مدت کے بچھڑے ہوئے ملے ہیں دھرم کا اختلاف جو درحقیقت بڑا سخت اختلاف ہے کیا اچھا ہو۔ اگر صداقت کے پابند ہو خود غرضی کو چھوڑ علم و عقل سے کام لے قوت فیصلہ کا استعمال کریں؟ ممبران آریہ سماج بصدق دل حاضر ہیں کہ اسے کو چھوڑ دیں مگر کیا آپ لوگ بھی کسی طرح مستعد ہو سکتے ہیں کیا گلیلیو وغیرہ فلاسفروں کے دکھ دینے والے تاریک خیال آپ کے دل سے ابھی تک نہیں بھولے۔ جو مذہب جیسی معقول چیز کو نامعقول پیمانوں سے ناپتے ہو لہذا فلاسفی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہو۔ یہ بات انصاف سے بہت بعید ہے۔

ناظرین! اپنی برسوں کی تحقیقات آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے مطلب راستی کا اظہار کرنا کرانا ہے کسی کا دل دکھانا نہیں بائیبل کے متعلق مدتوں کی محنت سے جو ہمیں لابھ (فائدہ) ہوا وہ سب آپ کی نذر ہے۔ جگت پتا پرماتما سب کو سرد تعریر کرے تاکہ راستی کا پرکاش اور راست کا ناش ہو۔

باب اوّل

مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ یوسف نجّار کا بیٹا تھا

جس طرح ہم ماں باپ سے پیدا ہوتے۔ حمل میں رہتے ہیں۔ ہمارے ماں باپ شادی کرکے خلوت کرتے ہیں مدت معہودہ کے بعد حمل سے باہر آتے ہیں۔ پیتے۔ کھیلتے کودتے ہیں جس طرح ہم بالک سے جوان۔ جوان سے بوڑھے ہوتے اور آخر مر جاتے ہیں۔ یا بعہد جوانی جرم کرنے والے ہوتے ہیں مصلوب پھانسی یا تلوار سے گلا کٹا لیتے ہیں یہی حال مسیح کا ہے۔ مسیح آسمان سے نہیں گرا اور نہ زمین سے پھوٹ نکلا۔ بلکہ مسیح نطفۂ یوسف سے اُس کی عورت مریم کے پیٹ میں بغیر کرمدت مقررہ کے بعد مقام مخصوص سے برآمد ہو کر وہ بیٹا رہا۔ اور صرف وہ ایک ہی اُس ماتا سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بھائی اُسکے اُسی مریم کے حمل سے پیدا ہوئے۔ تمام عمر وہ اُنکا بیٹا کہلاتا رہا۔ مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے اُسے خدا کا بیٹا مانتے اور مریم کو یوسف سے نہیں بلکہ باکرہ ہونے کی حالت میں روح القدس سے حاملہ مانتے ہیں۔

واضح ہو کہ عیسائی اگرچہ اُس کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مگر مریم کو خدا کی زوجہ اور یوسف کو خدا کا رقیب نہیں جانتے۔ بلکہ عموماً اصطلاح میں اُسے معقولیت کے برخلاف صرف ایمان کے طور پر خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور درحقیقت اُن کا ایمان یہی ہے کہ باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق۔ اور ان سب کی بنا مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا ہے کیونکہ اگر وہ کنواری سے پیدا نہیں ہوا تو خدا کا بیٹا بھی نہیں اور گناہ سے پاک بھی نہیں اور دنیا کا منجی بھی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ عیسائی عموماً و پادری لوگ خصوصاً اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح کنواری سے پیدا ہوا اور یہی ماننا اُن کی نجات کا باعث ہے اور اسی کی ہر روز ہزاروں عیسائی بازاروں میں وعظ کرتے ہیں مگر افسوس کہ جہاں تک ہم بائیبل کو دیکھتے ہیں اس بات کا پتہ نہیں ملتا۔ اب عیسائیوں کے پاس سب سے بڑا ثبوت (درحقیقت عیسائی دین کی بنیاد) یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوائیل رکھے گی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ" (متی کی انجیل باب ۱ - آیت ۲۲ و ۲۳)

اب پڑتال کرنی چاہیئے کہ وہ پیشگوئی جس کا متی نے حوالہ دیا ہے کہاں درج ہے اور کس نبی کی ہے۔ پادریوں نے جو اس کا فیصلہ کیا ہے اور فرنس میں لکھا ہے وہ یہ ہے دیکھو یسعیاہ* ۷ - ۱۴) اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ اصل عبرانی بائیبل میں یہ عبارت ہے۔

(۱۴) - اجیس سمن ادونائی یہوا لاخم اوت ہنہ ہا علماہ ہارہ و یلدت بین وقارات شمو عمانوائیل۔

(۱۵) - حماہ و دیبش یواکل لدع توما اوص بارع و با حور بطواب

(۱۶) - لطرم یدع ہن سو ما اوص بارع و با حور بطواب تعاذیب ہا ادماہ اشرانا و قاص مضنی شنی ملاخیہا - دیکھو یسعیاہ باب ۷ - آیت ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

ترجمہ (۱۴) باوجود اسکے کہ خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو نوجوان حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام عمانوائیل رکھے گی۔

* اور پادری ایک جویل صاحب نے بھی اپنی کتاب واتار پرکیشا میں یسعیاہ ۷ - ۱۴ کو مسیح کے حق میں لگایا ہے۔ دیکھو ان کی کتاب صفحہ ۲۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۳ء اور یہی شہادت پادری سمتھ ولسن ٹھاکر صاحب نے ست مت پرکیشا میں دی ہے دیکھو صفحہ ۳۹۵ سنہ ۱۸۹۳ء)

(١٥) وہ دہی اور شہد کھائیگا جسوقت کہ وہ بُرا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنیکا امتیاز پاوے ٭

(١٦) پر اُس سے آگے کہ یہ لڑکا بد ترک کرنے اور بھلا پسند کرنیکا امتیاز پاوے یہ زمین جسے تو برباد کرتا ہے اپنے دونو بادشاہوں سے چھوڑی جاویگی ٭

پیشگوئی کئی وجوہ سے مسیح کے حق میں ثابت نہیں ہوسکتی ٭

وجہ اول۔ عبارت کے اوّل و آخر میں خیال کرنے سے صاف واضح ہے۔ کہ یہ کس کے حق میں ہے اس باب ہفتم کے شروع سے آخر تک کا خلاصہ یہ ہے کہ آخز بادشاہ یہودیہ پر فقح بادشاہ اسرائیل اور رصین شاہ ارام نے فوج کشی کی۔ پر فتحیاب نہ ہوئے۔ پھر شاہ یہودیہ کو خبر ہوئی کہ شاہ ارام افرائیم اور رملیا کے بیٹے کو ساتھ لیکے فوج بڑھاتا ہے یعنی دوبارہ فوج بڑھاکر پھر حملہ کریگا۔ اُس وقت شاہ یہودیہ اور اُس کے لوگوں کے دل کانپ گئے تب خدا نے اُس وقت کے نبی حضرت شعیاہ سے فرمایا کہ تو یہودیہ کی تسلی کر اور اُسے کہہ کہ ہوشیار ہو اور تیرا دل نہ گھبراوے اور ان دھوئیں والی لکڑیوں سے مت ڈر کیونکہ جو تیرے خلاف مشورت کرتے ہیں اُن کے منصوبے کو پائیداری نہیں۔ بلکہ ایسا نہ ہوگا۔ پھر خداوند نے شعیاہ نبی سے آخز شاہ یہودیہ سے کہو کہ اپنے خدا سے کوئی نشان مانگ۔ اُسنے مانگنے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں خداوند کو نہیں آزماتا۔ اُس پر شعیاہ نبی نے کہا باوجود اسکے (یعنی نہ مانگنے کے) خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو کہ ایک نوجوان عورت حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوائل رکھے گی۔ وہ لڑکا دہی اور شہد کھایا کریگا۔ یعنی یہ اوسکی خوراک ہوگی اور اُسکے ہوشیار ہونے سے پہلے یہ دو نو بادشاہ تیرے مخالف غارت ہوجاوینگے (باب ٧ آیت ١ سے ١٦ تک)٭

وجہ دوم ۔ یہ لڑکا جسکے پیدا ہونیکی یشعیاہ نبی نے خبر دی تھی انہیں دنوں میں پیدا بھی ہوگیا تھا اور اُس کا پیدا ہونا اُسی کتاب کے اگلے باب سے اُنہیں ایام میں ظاہر ہے (دیکھو یشعیاہ کی کتاب باب ٨ آیت ٣ و ٤۔ اور باب ٩ آیت ٦ و ٧) معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یشعیاہ نے اپنی عورت سے وہ لڑکا پیدا کیا۔ جیسا کہ لکھا ہے "باہلیہ نزدیکی کردم و حاملہ شدہ پسرے را زائید ٣"

ترجمہ میں نبیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی۔

اس پر خود پادریوں نے۔ فرس میں یشعیاہ کی کتاب باب ٧۔ آیت ١٦ لکھا ہوا ہے۔ جو بالکل اُسی گذشتہ لڑکے کے متعلق ہے (دیکھو بائیبل صفحہ ٧٣٦۔ ١٨٨٣ء لندن) اور اُسی لڑکے کی بابت آگے چل کر بائیبل میں لکھا ہے "وہ ہمہ سلاح پہلوانان در ہنگامہ رزم و لباسہائے غریق خون۔ سوختہ لعمہ آتش گردید۔ زیرا کہ برائے ما طفلے زائیدہ شدہ و فرزندے بما بخشیدہ شد۔ کہ حکمرانی بردوش او خواہد بود۔ افزائش حکمرانی و سلامتی وے انتہا نیست بر تخت داؤد۔ و بر سلطنتش تا آنرا بانصاف و نکوکاری از حال تا ابد الآباد معزز و پائیدار نماید" (یشعیاہ باب ٩۔ آیت ٥ و ٦)

ترجمہ۔ جنگ میں گھس پڑے (سلاح) پہنے ہوئے لوگوں کے سب ہتھیار اور کپڑے جو لہو سے سنے ہوں۔ جلانیکے لئے آگ کا ایندھن ہونگے۔ کیونکہ ہمارے واسطے لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ یہانتک ہمکو اردو کے ترجمہ میں اس سب میں ایسا ہی ہے چنانچہ دیکھو بائیبل ناگری مطبوعہ ١٨٦٦ء خاص شہر لندن میں اسی طرح لکھا ہے باب ٧ آیت ١٦ کیونکہ اُس لڑکے کے بدی کو تیاگنے سے اور بھلے کو چن لینے کے گیان سے آگے وہ بھومی جسکے دو راجاؤں کے کارن تو وہ کشٹ ہے اُجاڑ ہو جائیگی اور باب ٩ آیت ٥ و ٦ کیونکہ ہمارے لئے ایک بالک اوتپن ہوا اور ہمیں ایک پتر دیا گیا جسکے کاندھے پر راج ہوتا ہوئی اور اُس کا نام یہ کہا جاویگا۔ اچرج منتری شکتی مان ایشور۔ سداتن کا پتا کسل کا راج پتر۔ اور اسکی تفسیر میں بھی کئی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ یہ خبر اُسی وقت اور انہیں ایام میں پوری ہو چکی تھی کسیح کے وقت اسکا کوئی تعلق نہیں

ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا کہ حکمرانی اُسکے کاندھے پر ہوگی اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت پر اور اُسکی مملکت پر آج سے لیکے ابد تک بندوبست کریگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قائم بخشے گا۔" اسی پر پادریوں نے ریفرنس دیا ہے یشعیاہ $\frac{٧}{١٤}$ دیکھو صفحہ ٧٣٧ لودہیانہ ١٨٨٣ء

وجہ سوم مسیح کے پیدا ہونے سے آخز بادشاہ کو کیا فائدہ تھا۔

اور اُس جنگ اور گھبراہٹ کے موقعہ کو مسیح کی بشارت سے کیا تعلق تھا۔

اور آخز بادشاہ اور مسیح کا باہمی کیا تعلق تھا۔

کیونکہ وہ بادشاہ مسیح سے ٧٤٠ برس پہلے ہو چکا ہے۔ جب کہ مسیح کے والدین بھی صفحہ ہستی پر جلوہ پذیر نہیں ہوئے تھے

اور یہ تو بطور ظاہر آتی ہے کہ اُسی وقت کا حزقیاہ بادشاہ اس لڑکے کا مصداق ہے کیونکہ وہی حضرت داؤد کی چودھویں پشت میں تھا اور اُسی کو تخت اور اُسی پر آسکے واسطے بقول بائیبل کے اُنہیں دنوں میں الہام ہوا تھا؟

پادری ہربانی جی اسکاٹ صاحب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (متی $\frac{١}{٢٢}$) یہ نبوت یسعیاہ نبی سے آخز بادشاہ کے وقت میں۔ ٧٤٠ برس پیشتر مسیح سے لکھی گئی ٭ (دیکھو یسعیاہ $\frac{٧}{١-١٤}$) ان دنوں صور اور اسرائیل کے بادشاہ ملک یہودیہ پر لڑائی کے لئے چڑھنے والے تھے اور آخز یہودیہ کے بادشاہ سے مدد چاہنے ہی کو تھے کہ یسعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا تعالیٰ سے ایک نشان مانگ جس سے معلوم ہو کہ وہ بچ جاویگا لیکن آخز نے نہ مانگا تب یشعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا آپ تجھے یہ نشان دیگا یعنی ایک کنواری حمل سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی اب اس مقدمہ کی صداقت پر غور کیا جاوے کہ پہلے معنے اس نشان کے یہ ہیں کہ اُس وقت کے یہودی صور اور اسرائیل کے بادشاہوں سے بچینگے اور ہر چند پہلے معنے صریح ہیں۔ مگر دوسرے معنے یہ بھی نکلتے ہیں کہ یہ نشان یسوع مسیح سے مراد رکھتا ہے۔ جو کنواری سے پیدا ہوا اور عمانوایل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے اور جو ہمیں اپنے دشمنوں سے بچاتا ہے لیکن جو کوئی سمجھے کہ یہ دوسری مراد اُس ثبوت سے نہیں نکلتی تو یہی اُس کی تشریح ہوسکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُس لڑکے کے حق میں مسیح کی صورت کہا تھا۔ وہ یسوع کے تولد ہونے سے سب مطابق ہے یعنی مطابقت کی رو سے پورا ہوا کہ ایک بات کا بیان ہوا اور دوسری بات اس کی مانند وقوع میں آئی (متی $\frac{١}{٢٢}$) یسعیاہ نبی کے بیان سے اُسکا ظاہر مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ خدا اپنے لوگوں کا حافظ و ناصر ہوگا۔ لیکن اغلب ہے کہ اس مقام پر ایک افضل معنے نکلتے ہوں کہ خدا مجسم ہوکر ہمارے درمیان موجود ہے۔ ہر چند یسوع کی الوہیت صرف اس نام سے ثابت نہ ہو تو بھی اگر ہم غور کریں کہ متی کس قرینہ اور کس موقعہ پر اُسکا ذکر کرتا ہے تو ایک دلیل بیشک اسکی ثبوت الوہیت کی نکلتی ہے" (دیکھو تفسیر صاحب موصوف بر انجیل متی جلد سوم صفحہ ٢٥ مطبوعہ الہ آباد) اب ایک بات غور کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یشعیاہ باب ٩ آیت ٦ میں ایک ٹکڑہ باقی ہے جس کا ترجمہ اردو بائیبل میں یہ کیا گیا ہے "عجیب مشیر خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ"

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ جس لفظ کا ترجمہ خدائے قادر کیا گیا ہے وہ اصل عبرانی کی بائیبل میں ایل گبور ہے جسکے معنے ہیں سردار زور آور نہ کہ خدائے قادر (دیکھو ولیم ہوپر صاحب کی لغات عبرانی صفحہ ٥٩ اور اردو بائیبل مطبوعہ ١٨٧٠ء مرزاپور کلاں صفحہ ١١ حزقیل ٣٢ آیت ٢١ میں ایل گبور یعنی عبرانی گبور کا لفظ کا ترجمہ پہلوان کیا گیا ہے اور عبرانی خود بائیبل میں بھی یہ لفظ بہت مرتبہ انسان کے واسطے آیا ہے۔ غور سے دیکھو بائیبل عبرانی کے مقامات ذیل کو)

پیدائش ۱۸/۱۱ میں سارہ نے ابراہیم کو کہا۔
خروج ۳/۱ میں خدا نے موسیٰ کو کہا۔
زبور ۲/۱ میں حاکموں کے لئے بولا گیا۔
جبرائیل اور گبرائیل لفظ بھی اسکے ہم معنی معلوم ہوتا ہے ارامیوں اور عبرانیوں میں گبر اور عربی میں جبر ایک ہیں گبرائیل کے الفاظ سے ایل گبور ترجمہ ہے۔ پس اسکا ترجمہ سردار زور آور ہے یعنی خدائے قادر

دوسرا لفظ جس کا ترجمہ ابدیت کا باپ کیا گیا ہے وہ عبرانی میں ابی عد ہے اسکے معنے ابدیت کا باپ نہیں کیونکہ عد کے معنے وقت کے ہیں اور اسی کے قریب عربی کا عہد ہے اور ابی کے معنے باپ کے ہیں جسکے قریب عربی اب ہے اور ابی الو بھی اس معنے میں آتے ہیں۔ مگر یہودی محاورہ میں باپ مربی کے واسطے آتا ہے۔ پس معنی ہوئے وقت کا مربی۔

اب ذرا غور سے دیکھا جاوے تو بائیبل کا جاننے والا آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ساری صفات حزقیاہ بادشاہ میں موجود تھیں یعنے عجیب مشیر سردار زور آور وقت کا مربی۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ کیونکہ اسکو عجیب فتحمندی ہوئی اسکے مقابلے میں شاہ اسور کی ایک لاکھ پچاسی ہزار فوج بغیر لڑائی کے مر گئی اور شاہ اسور بھاگ گیا مفصل دیکھو (سلاطین کی کتاب ۲ باب ۱۹ آیت ایک سے ۳۶ تک اور دیکھو سلاطین ۲ باب ۱۸/۱۶)

وجہ چہارم وہ لڑکا جسکے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے جسکی بابت آحاز کو خوشخبری دی گئی تھی وہ انہیں دنوں میں پیدا ہو کر جوان ہو کر اور فتحیاب اور کامیاب ہو کر یہودیوں کو سلامتی دیکر عظیم الشان فتح پا لینے کے تھوڑے عرصہ بعد آحاز مر بھی گیا (دیکھو سلاطین ۲ باب ۲۰ آیت ۲۱)؟

اب کنواری حاملہ ہوگی۔ اس لفظ کی تحقیقات ضروری ہے اور اسی پر عیسائیوں کا مدار ہے اسکو ذرا زیادہ غور سے دیکھو۔ اصل لفظ یسعیاہ کی کتاب میں علما ہے جس کا ترجمہ پادریوں نے بپاس خاطر مسیح کنواری کیا ہے اور ہمارے بادانف بھائی جو کہ مذہب کی جادۂ راستی سے پھسل کر مسیح داس و عیسیٰ پیران بن گئے۔ افسوس

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے علما کے معنی ہیں جوان لڑکی کے ہیں (دیکھو لغات عبرانی ولیم ہومیس صفحہ ۲۹)

کنواری کے واسطے عبرانی میں لفظ بتولا ہے (دیکھو وہی لغات صفحہ ۵۹)

پروفیسر رابن سن صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ علما اولین یا اس عورت کو کہتے ہیں جسکی نئی شادی ہوئی ہو اور اس پروفیسر نے اپنے اس قول کے ثبوت میں یونانی زبان کے مشہور نامی شاعر ہومر کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے اور پروفیسر مذکور کا خیال ہے کہ آیات مذکورہ میں نبی کا لفظ علما سے نوجوان زوجہ کی طرف اشارہ ہے (دیکھو کیٹھوسا انگلو پیڈیا روس کیتھولک)

ولیم گزنیس صاحب جنہوں نے زبان انگریزی میں لغت عبرانی کے بیان میں کامل تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے فرماتے ہیں کہ علیم صیغہ مذکر ہے۔ اسکے معنے جوان بالغ قابل شادی کے ہیں دیکھو اُس کی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۸ء)

سموئیل ۱ باب ۱۷/۵۶ میں یہی لفظ ہے وہاں بھی معنی لئے گئے ہیں علما اسکی تانیث ہے اسکے معنی ہوئے لڑکی جوان خاتون عورت۔ قابل نکاح اور یہی معنی علما کے قدیم ترجمہ یونانی اور ترجمہ اکوئیلا اور تھیوڈوشن سیمکس میں کئے گئے ہیں جو کہ پہلے کئے۔

اس زمانہ کے پادریوں نے مسیح کو کنواری سے ثابت کرنے کے لئے (تاکہ کہیں معجزہ نہ جاتا رہے اور یوسف کا بیٹا نہ ٹھہر جائے) بائیبل کے سب مقامات کو بپاس خاطر عیسائی

دین کے بدلکر سب جگہ ترجمہ کنواری کر دیا۔ خذلک اللہ

مگر ہم آں کو ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اس لغت کا علما میں بکارت کسیطرح داخل نہیں ہے باکرہ کے واسطے عبرانی میں لفظ بتولا ہے (دیکھو عزل الغزلات باب ۶/۸) اور یہ بات جسکی تحقیقات کرنے کو ہم نے قلم اٹھائی ہے عام عیسائیوں سے قطع نظر خاص محقق مزاجوں کو معلوم بھی ہے مگر وہ بھی (خدا جانے کس بات کا انتظار کر رہے ہیں) باوجود سمجھنے کے پہلو تہی کرتے ہیں اور صداقت پر کمر بستہ نہیں ہوتے اسلئے مستعد نہیں ہوتے چنانچہ ایک محقق مزاج پادری یعنے مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو ہم کو بھی معلوم ہے کہ لفظ علما اور بتولا میں یہ فرق ہے کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط کچھ نہیں جبکہ بتولا بن بیاہی کو کہتے ہیں" (دیکھو اُن کی کتاب نمونہ آزادی صفحہ ۱۲ مطبوعہ امرتسر)

جناب بیشک ہمارا بھی تو یہی منشا ہے۔ کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط خاص نہیں ہے یعنے بیاہی اور بن بیاہی شادی شدہ کو کہتے ہیں۔ یا بالغ۔ جوان قابل شادی کو کہتے ہیں۔ بیاہی کو بھی علما کہتے ہیں اور جوان بالغ عورت کو بھی علما کہتے ہیں مگر ذرا فرمایئے تو سہی کہ پھر عیسائیوں نے کیوں خواہ مخواہ بپاس دینداری خداوند مسیح کنواری حاملہ ہوگی ترجمہ کیا۔ حالانکہ کنواری کے واسطے لفظ بتولا ہے۔ پس ترجمہ یہ چاہیئے تھا۔ اور ایسا ہی ہے کہ شادی شدہ عورت حاملہ ہوگی یا عورت بالغہ حاملہ ہوگی۔

کیونکہ مریم کسی حالت میں اور کسی طرح کنواری نہیں تھی بلکہ بالغ۔ خاتون کتخدا شادی شدہ تھی اور رومن کیتھولک فرقہ کی طرف سے جو انجیل اردو آگرہ کیتھولک چرچ میں چھپی ہے اُس میں بھی کنواری ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بیاہی ہوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔

ہمارے مہربان پادری آتھم صاحب نے ایک دلیل دی ہے علما کے معنے کنواری کرنے پر جس دلیل سے بڑھ کر کسی پادری کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہم اس پر نہایت غور سے توجہ کرتے ہیں۔

ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب اُسی کتاب میں فرماتے ہیں "سیپٹواجنٹ میں جو ترجمہ عہد عتیق کا عبرانی سے یونانی میں ستر یہودی عالموں نے قریب تین سو برس پہلے ظہور مسیح کے کیا اسمیں ترجمہ لفظ علما کا کنواری ہی کیا گیا ہے"

تردید۔ مگر اُسی سیپٹواجنٹ والے ترجمہ میں علیم کا ترجمہ بالغ جوان ہوا ہے اور علما اُسکی تانیث ہے پس مذکر کے معنے جوان مرد اور تانیث کے معنے جوان عورت کے ہونے چاہئیں جسمیں کنوارپن بابت سب ہی حالت کسی طرح داخل نہیں پس سیپٹواجنٹ میں کتاب یسعیاہ کے علما لفظ کا ترجمہ غلط ہوا ہے۔ کیونکہ وہ یسعیاہ بیاہی کی عورت تھا جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ پہلے مرد کی زوجہ ... ... میں نبیہ کے پاس گیا۔ سو وہ بیٹے سے ہوئی اور ایک بیٹا ... (یسعیاہ باب ۸/۳)

علمائے مسیح بھی اس بات (ظاہری اعتراض) سے واقف نہیں ہیں کہ علما کے معنے جوان یا کتخدا یا بالغ عورت کے ہیں مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ وہ عیسائی ہو کر کسی حالت میں بھی اس میں شک نہیں کر سکتے جیسا کہ ہمارے فاضل مہربان جناب عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں "کہ تحقیق نکاری کا ... اور ... میں سے صرف لوقا کو ہی ہے یعنے متی کو نہیں) (دیکھو نمونہ آزادی صفحہ ...)

* متی کی غلطیوں کا اور پادریوں نے جو اضافہ کیا ہے اور یہی سبب کر دیا۔ پادریوں کو اس

* بائبل یسوع مصنفہ جناب ... ... صاحب بہادر میں متی کی بہت سی غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں ... آج تک کوئی عیسائی سے نہ بتا وہ لکھتے ہیں کہ متی سے تاریخ لکھنے میں بہت سی غلطیاں ہوئیں اسواسطے اسکا کلام قابل اعتبار نہیں۔

بشارت اور متی کی انجیل میں مطابقت کرتے ہوئے سخت مشکل پیش آرہی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ مسیح چونکہ مریم باکرہ سے پیدا ہوئے تھے اسواسطے زن نوجوان سے یہ طریق اولے پیدا ہوئے اور وہ بشارت جس میں ان کا بظاہر زن بالغہ نوجوان سے پیدا ہونا بیان ہوا ہے۔ اور بتاویلات بعیدہ باکرہ سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔ نہایت کامل طور سے پوری ہوئی ؛

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب رائیں ایسی غلط خیال پر مبنی ہیں کہ مسیح درحقیقت مریم باکرہ سے (خدا نخواستہ) پیدا ہوئے تھے۔ مگر اسطرح استدلال کرنا اور مسیح کی ولادت کو خلاف فطرت پہلے فرض کرلینا۔ اسکے بعد حضرت یشعیاہ نبی کی بشارت سے مطابقت کرنیکے واسطے کھینچ تان کرنا کو سس معاندہ ہے جو دیانتداری اور تحقیقات حقہ کے بالکل خلاف ہے

کیونکہ یشعیاہ کی بشارت احاز بادشاہ کے واسطے ہے جو مسیح سے سات سو سال پہلے ہوا اور اُسی کے بچاؤ کے واسطے ایک لڑکے کے ہونے کی اُسے خوشخبری دی گئی اور وہ لڑکا ہو بھی گیا۔ مخبری بھی کرگیا۔ یہودیوں کو سلامتی بھی دے گیا۔ پس مسیح سے یشعیاہ کی کتاب کا کسی طرح اور ہرگز رائی برابر بھی تعلق نہیں ؛

معزز اور لائق پادری رچارڈ واٹسن صاحب فرماتے ہیں "کہ یہ عام یقین تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُن کا معجزہ کے طور پر پیدا ہونا (جیسا کہ آج کل عیسائی مانتے ہیں) بالکل مشہور نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں میں مخفی تھا اگر یہ بات مشہور ہو جاتی تو لوگ اکثر حضرت مریم کو تنگ کیا کرتے۔ لوقا کے اس فقرہ سے کہ "وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عروج مسیح یہ امر معلوم ہوا اور بغیر کسی شبہ کے (صرف مذہبی اعتقاد اور یقین سے بلا عذر و حیلہ) مان لیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ بات متی اور لوقا نے انجیل میں داخل کی ہے "

یہاں پر ہم یہ بھی بتلایا چاہتے ہیں کہ یشعیاہ کی پیشین گوئی کا مسیح سے کسی طرح تعلق ہو بھی نہیں سکتا۔ بدلائل ذیل ؟

(۱) مسیح کا نام عمانوائل نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یسوع رکھا گیا۔ جو دونوں نام۔ نام اور معنے کے لحاظ سے بھی باہمی مخالف ہیں۔ کیونکہ یسوع کے معنے ہیں لوگوں کو گناہوں سے بچانیوالا (دیکھو متی ۱/۲۱)

اور عمانوائل کے معنی ہیں خدا ہمارے ساتھ (متی ۱/۲۳)

مگر حزقیاہ بادشاہ کا دوسرا نام بھی یا اصل نام بھی عمانوائیل رکھا گیا (دیکھو یشعیاہ کی کتاب باب ۸ آیت ۸)

(۲) دہی اور شہد کھایا کریگا۔ مسیح نے۔ جو اک ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی نہیں کھائی مگر حزقیاہ بادشاہ کھایا کرتے تھے۔ بلکہ اُس کے وقت میں اسکی بہت ہی ارزانی تھی۔ (دیکھو یشعیاہ باب ۷ و ۲۲)

(۳) دونوں بادشاہوں کے مرنے کا مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر آحز اور حزقیاہ سے ہے (دیکھو یشعیاہ کی کتاب اور سلاطین کی کتاب)

نوجہ پنجم۔ داؤد کے تخت پر بیٹھنا بھی حضرت مسیح کے نصیب نہیں ہوا اور نہ ہونا چاہیئے تھا پادری صاحبان متی کا حوالہ دیتے ہیں "نبی کی معرفت یوں کہا ہے اے بیت اللحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں ہرگز کمتر نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا"۔ (متی ۲/۶)

اور یوحنا کی انجیل کا بھی حوالہ دیتے ہیں "کیا کتابوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت اللحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہے"۔ (یوحنا ۷-۴۲)

اور لوقا کا حوالہ بھی دیتے ہیں "خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (لوقا ۱/۳۲)

اور ان ہر دو کے ریفرنس میں پادری صاحب میکا نبی ۵/۲ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر وہاں مسیح کا کوئی نام بھی نہیں ہے ؟

اب ہم ان سب حوالوں کا زبانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ خود بائیبل سے ہی رد کرتے ہیں جہاں پر لکھا ہے "اس لئے یہوداہ کے بادشاہ یہویقیم کی بابت خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ اُس کی نسل میں سے کوئی نہ رہے گا جو داؤد کے تخت پر بیٹھے" (یرمیاہ نبی کی کتاب ۳۶/۳۰)

اب ذرا مہربانی کرکے متی ۱/۱۱ کو دیکھئے جہاں لکھا ہے۔ کہ مسیح اُسکی نسل سے ہے پس وہ کسی طرح تخت داؤد پر نہیں بیٹھ سکتا۔

سوائے متی اور لوقا کے مرقس اور یوحنا مسیح کی پیدائش کا ذکر تک بھی نہیں کرتے (ان کے یوسف کا بیٹا ہونیکے اقبالی ہیں)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا ۱/۴۵)

اور انہوں نے کہا کہ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جسکے باپ کو ہم جانتے ہیں (یوحنا ۶/۴۲)

کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ و شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اُسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں"۔ (مرقس ۶/۳)

ان کے سوا خود متی اور لوقا میں اُس کو یوسف کا بیٹا لکھا ہے۔

کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اُسکی ماں مریم نہیں کہلاتی (متی ۱۳/۵۵)

اور جس وقت✗ ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے۔ تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں (لوقا ۲/۲۷)

وہ یوسف کا بیٹا تھا (لوقا ۳/۲۳)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا ۱/۴۵)

اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم جاتے تھے (لوقا ۲/۴۱)

وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہ گیا۔ پر یوسف اور اُسکی ماں نے نہ جانا (لوقا ۲/۴۳)

اُس کی ماں نے اُس سے کہا اے بیٹے کس لئے تونے ہم سے ایسا کیا کہ روپوش ہو گیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے (لوقا ۲/۴۸)

ان مندرجہ بالا آٹھ حوالوں سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ یسوع مریم کا اور یوسف کا بیٹا تھا کنواری سے (معاذ اللہ) خدا کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اُس جیسے اُسکے اور بھی بھائی اور بہنیں تھیں البتہ ماں باپ کا جس طرح میں پہلوٹھا بیٹا ہوں وہ بھی پہلوٹھا بیٹا تھا ؛

✗ پادری ٹھاکرداس صاحب فرماتے ہیں کہ متیک انجیل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اول سوائے مریم اور یوسف کے اوروں پر یہ امر پوشیدہ تھا اور ہم یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ اگر مریم یا یوسف اسبات کو مشہور کرتے تو لوگ انکی تحقیر کرتے کیونکہ عام خیال ایسی سرائیں سے خلاف تھا اور نہ خلاف عادت پیدائش کی امید کیجاتی تھی۔

اور جب مریم اور یوسف کو یہ خوف تھا اور دوسری طرف لوگوں کے خیال اور طرح کے تھے تو ایسے خیالوں کے سبب وہ بیت اللحم کے دفتر میں یوسف کا بیٹا لکھا گیا جس خیال کا لوقا ذکر کرتا ہے جسے سنی دیکھا تاکہ مسیح کا نسب نامہ لکھے اور اپنی طرف سے یہ بڑھایا کہ جیسا خیال کیا تھا اور پھر اُسی نسب نامہ کو پیش کرتا ہو (انفصال قرآن و مسیح ۱۸۸۲ء سیالکوٹ صفحہ ۲۹) یہ فرماتے ہیں "کہ آپ لوگ انکے خیال سے سمجھتے ہیں کہ مسیح یوسف کے تخم سے تھا تو ہم لوگ کے ایسے خیال یا گواہی کو اس ــــ سے وہ دی سمجھتی ہیں کہ اس امر میں محض انسانی گواہی کچھ حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ اُس حمل کے آنکھ دیکھے گواہ نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں" (صفحہ ۲۹)

حاشیہ ۲ پادری ٹھاکرداس صاحب اسیر لکھتے ہیں کہ اس مقام پر جو انجیل میں مریم کا کلام بیان کیا ہے جس میں تیرا باپ کا لفظ استعمال کیا لیکن مریم جانتی تھی کہ حقیقت میں یوں نہیں ہے۔ چنانچہ اس کا بھی حواریوں سے بیان کیا تھا تو اس سے صاف نتیجہ یہی حاصل ہوتا ہے کہ مریم نے ظاہر طور پر یا نسبت سے ایسا کہا تھا اور اغلب ہے کہ کہا کرتی ہوگی" (انفصال و لادت صفحہ ۲۶) ناظرین اگر مریم تو یوسف کو مسیح کا باپ بتلاتی ہے تو پادری صاحب انکار فرماتے ہیں مگر کیا ایسے موقعہ کی شہادت ماں سے بڑھکر کوئی ہو سکتی ہے" ؛

نکتہ ایماندار عیسائی بھی مسیح کو جسم کے لحاظ سے انسان مانتے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ وہ بلحاظ جسم کے نطفہ انسانی سے پیدا ہوا۔ ورنہ انسان نہ ہوگا

لطیفہ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ سب جہان کنواریوں سے پیدا ہوتا ہے اسکی کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ سب عورتیں شروع میں کنواری ہوتی ہیں۔

بعضے لوگ اس بات پر گمراہ ہو جاتے ہیں کہ اگر مسیح پیدا نہیں ہوا تھا تو اُسکا بیٹا نہیں تھا۔ تو شاگرد اُسے ربی کیوں کہتے تھے یعنی خدا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پادریوں کا دھوکا اور بھاری نادانی ہے۔ ربی کے معنے خدا کے نہیں ہیں بلکہ اُستاد کے ہیں (دیکھو یوحنا ۱/۳۸)

لفظ ابن مریم نے بھی بہت تحقیق کو دھوکے میں ڈالا ہے لیکن اس کا باعث بہت کم لوگ جانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی چھوٹی عمر میں اور نیز اسلئے کہ مسیح کو شہرت حاصل ہو یوسف کا انتقال ہو گیا تھا۔ کل حالات پر بجز مریم کے کوئی سرپرست نہ رہا تھا (دیکھو سوانحعمری مسیح مصنفہ ارنسٹ رینن صاحب صفحہ ۷۹)

لیکن ابن مریم ذکر کرنے سے مسیح بے باپ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ موسیٰ کی پیدائش جو قرآن میں ہے۔ اُس میں صرف اُس کی والدہ کا ذکر ہے اُس کے باپ کا کچھ ذکر نہیں اور نہ بائیبل ہی میں اُسکے ماں باپ کا نام موجود ہے۔ بلکہ مجمل لکھا ہوا ہے۔ کہ لاوی کے گھرانے کے ایک* شخص نے جا کر لاوی کی نسل میں ایک عورت سے بیاہ کیا وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور اُس نے اُسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا جب آگے کو نہ چھپا سکی تو ٹوکری میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تب جب فرعون کی بیٹی نے دریا سے اُسے نکلوا کر پالا پرورش کیا اور جب لڑکا بڑھا تب وہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا ٹھہرا اور اُس نے اُسکا نام موسیٰ رکھا۔" (دیکھو خروج باب ۲ آیت ۱ سے ۱ تک)

موسیٰ کے سوا اور بہت لوگوں کی نسبت والدہ سے مشہور ہے۔ ابن ہندہ و ابن الامینہ یہ دونوں بڑے مشہور شاعر گذرے ہیں مگر دونوں اپنی والدہ کے نام سے مشہور ہیں (دیکھو دائرۃ المعارف جلد اول)

سوائے ان کے ابن مریم ایک شاعر بھی گذرا ہے (دیکھو ولادت مسیح صفحہ ۷۵)

ہندوؤں میں بھی باوجود باپ ہونے کے چند آدمی صرف ماؤں کے نام سے مشہور ہیں)

کنتی پتر یدھشٹر۔ کنتی کا بیٹا یدھشٹر (دیکھو مہابھارت)

ستونتی سُت۔ ستوتی کا بیٹا بیاس (")

انجنی کا پوت۔ ہنومان (دیکھو رامائن)

گانگئے بھیشم پتامہ جی کا نام یعنے گنگا کا بیٹا (مہابھارت)

بنتے یعنے بنتا کا بیٹا گرڑ جی "

درودپدسُت درودپدی "

کیا معاذ اللہ یہ سب خدا کے بیٹے تھے۔ جس طرح یہ سب والدہ کی نسبت پر مشہور ہو جانے کے سبب بھی خدا کے بیٹے یا فرزند نہیں تھے اسیطرح مسیح بھی باوجود ابن مریم کہلانے کے یوسف کا بیٹا تھا نہ کہ خدا کا۔

بعض عیسائی جہالت سے بپاس محبت مسیح مریم کو تمام عمر باوجود ۵ لڑکے بالے پیدا ہونے کے بھی باکرہ رہنے کے قائل ہیں اور ایسے ہی مسلمان بھی۔ کیونکہ اُن کا تو سارا بھروسہ زبانی تقلید پر ہے کیونکہ حضرت خود اُمی تھے۔

مگر افسوس کہ وہ انجیل سے ناواقف ہیں۔ اگر یوسف مریم کا شوہر ہے اگر مریم یوسف کی جورو ہے اگر عیسیٰ مریم و یوسف کا بیٹا۔ تو یوسیس یعقوب یہوداہ اور شمعون ضرور اُس کے بھائی ہیں یعنے اُس مریم باکرہ کنواری کے شکم سے ہوئے۔ اور اسی طرح اُسکی بہنیں بھی ہیں کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کیا یہ مریم کا بیٹا نہیں ہے اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں۔ (دیکھو مرقس ۶/۳)

مسیح نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف یہ بتایا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبہ اور گھر میں اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھلا سکا (مرقس ۶/۴)

اسی طرح دیکھو اعمال ۱/۱۴ متی ۱۳/۵۵-۵۶ مرقس ۳/۳۱-۳۳ یوحنا ۷/۳ لوقا ۸/۱۹-۲۱

ملک فرانس کے ایک لائق مؤرخ ارنسٹ رینن صاحب نے اس مشکل کو اسطرح حل کیا ہے کہ چار آدمی جو کہ انجیل متی ۱۳/۵۵ مرقس ۶/۳ میں بیان ہوئے ہیں اور نیز دوسرے مقام میں مریم کے بیٹے شمار ہوئے ہیں یہ مشکل اس بات کے سمجھنے سے رفع ہوتی ہے کہ ان ہمنام مریم نے بیٹیں میں چار۔ چار لڑکے ایک ہی نام کے تھے جو کہ حقیقی بھائی ہیں اس سے عداوت رکھتے تھے جب انجیل کے لکھنے والوں نے کلیاس کے لڑکوں کو ہر وقت مسیح کے ساتھ دیکھا اور انکا بھائی کہلاتے سنا۔ تو غلطی سے بعض مقامات میں حقیقی بھائیوں کے نام کی جگہ انکا نام لکھدیا۔ مسیح کے حقیقی بھائی۔ اپنی والدہ کی طرح ان کی وفات کے بعد مشہور ہوئے لیکن پہلے پہل اُن کو اس قدر شہرت حاصل نہ ہوئی تھی۔ جیسا کہ اُن کے خالہ زاد بھائیوں کو ہوئی مسیح کی بہنیں ناصرہ میں بیاہی گئی تھیں۔ اور مسیح نے اپنی ابتدائے جوانی کے دن وہاں ہی بسر کئے"۔ (دیکھو سوانح عمری مسیح مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۹)

ایک اور محقق اور فاضل مؤرخ بھی اس کی تائید کر کے لکھتا ہے بدیں الفاظ "کہ انجیل سے ہر طور ثابت ہے کہ مسیح کے حقیقی بھائی بہنیں بطن مریم باکرہ سے تھیں"۔ پھر وہی مصنف لکھتا ہے "کہ اس بات کے ماننے میں بجز اُن لوگوں کے جو مریم کی بکارت ابدی کے قائل ہیں کسی کو کچھ مشکل معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر سب اعتراضوں کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی انجیل متی ۱/۲۵ کا کیا جواب ہوگا جہاں لکھا ہے کہ یوسف اپنی جورو کو اپنے پاس لے آیا۔ اور اُس کو نہ جانا جب تک وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا نہ جنی اسی طرح انجیل لوقا ۲/۶-۷ میں لکھا ہے کہ اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی"۔ پس اگر حواریوں کو یہ یقین نہ ہوتا۔ کہ مسیح کے اور چھوٹے بھائی بہنیں بھی ہیں۔ تو وہ ہرگز اُس کو پہلوٹھا بیٹا نہ کہتے۔" (دیکھو سائکلوپیڈیا برطانی جلد چہاردہم)

لائق اور ایماندار پادریوں نے جنہیں مسیح سے بہت زیادہ محبت تھی بہت کوشش کی ہے کہ مریم کو ہمیشہ کے لئے کنواری ثابت کریں۔ اس کثرت محبت نے اُن کے دل میں یہاں تک تاثیر کی کہ انہوں نے مسیح و مریم پر بہت زیادہ تنگ کرنے والے فقرے انجیل سے قصداً نکال دئے۔ چنانچہ فاضل یورپین مارٹن صاحب نے ... صاحب کی کتاب سے انجیل پر دینداروں کی تعریف کرنیکی بابت مفصل ذکر کیا ہے مثلاً متی ۱/۱۸ میں یہ الفاظ "قبل اُسکے کہ وے ہم بستر ہوں" اور متی ۱/۲۵ میں لفظ اُسکا پہلوٹھا بعض پرانے نسخوں میں قصداً چھوڑے گئے ہیں۔ تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر شبہ نہ پڑے" (دیکھو مارٹن صاحب کی کتاب جلد ۲ باب ۸ مطبوعہ ۱۸۶۲ء اور تفسیر رومن میں ہنری ٹی اسکاٹ صاحب نے بھی متعصب پادریوں سے ڈرتے ڈرتے دبی زبان اُس کا اقبال کیا ہے۔ (دیکھو تفسیر مذکور مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۵ مشن پریس)

متی کے اس فقرہ "جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو اُن کے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (متی ۱/۱۸)

* افسوس کہ بائیبل سے [illegible] موسیٰ کے اصل ماں باپ کا پتہ نہیں لگتا۔ ورنہ ضرور تحریر کرتے جبکہ [illegible] نسب نامہ [illegible] خلاف ہے۔

لئے عیسائی مت سے واقفوں کو وہم میں ڈالا ہے اور یہ اصل میں دو مسئلے ہیں فقرہ میں اول منگنی دوم اکٹھے آنے سے پہلے۔

واضح ہو کہ یہ منگنی کا اُس وقت ایک طریقہ یہ بھی تھا۔ کہ شوہر اور زوجہ مباشرت کریں ساتھ ہی اس کے منگنی کے شرعاً جائز ہونے کے لئے ضرور تھا۔ کہ طریق تلائے میں ایک پر عمل کیا جاوے ۔

نمبر۱۔ مال یا مالی چیز جو منگنی لڑکی یا اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔

نمبر۲۔ خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُس کے باپ کو مرد دیں

نمبر۳۔ مباشرت جبکہ مرد و عورت دو گواہوں کے سامنے بست کا کلمہ کہکر خلوت میں جدا جاتا تھا۔ مگر یہ معیوب گمان تا تھا۔ اور مرد کو ترجیح دینے کی باتی ہیں۔

دیکھو کلنتور صاحب کا سائکلو پیڈیا تشریح لفظ میرج یعنی شادی،

اور ایسا ہی ڈاکٹر سمتھ صاحب کی بائبل ڈکشنری میں بھی طالمود یہود سے یہ تین باتیں منسوب ہوئی ہیں یعنے زر۔ معاہدہ اور مباشرت اور اس کا پادری ٹھاکر داس صاحب نے بھی العفصال صفحہ ۳۶ پر اعمال کیا ہے۔

اس سے صاف ثابت ہو کہ بموجب شریعت یہود کے وقت منگنی یوسف و مریم دونوں اکٹھے ہو رہتے تھے اور مباشرت کی تھی۔ اور اُسی پہلی مباشرت میں جیسا کہ زیر مرتبہ ہوا ہے مریم حاملہ ہو گئی تھی پس ثابت ہی کہ منگنی والی عورت بجز ایکدفعہ مباشرت ہو کر جیسا کہ یورپ کی شریعت مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ اُسے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا۔ نہ کہ نکارت کو اگر اس کے صاف ثابت ہی کہ مریم بوقت منگنی یوسف سے حاملہ ہوئی اور ان دونوں کے جانے یوسف اکٹھا ایک جگہ بسنے سے پہلے ہی وہ حاملہ پائی گئی۔

اکٹھے ہونے کے لئے یونانی میں دو لفظ ہیں۔ ایک سوو دوسرا التھاین سو کے معنے ہیں اکٹھا باہم اور التھاین کے معنے ہیں آنا جانا پس معنی ہوئے اکٹھا آنا یا جانا یعنے باپ کے گھر کے سوا اپنے علیحدہ گھر میں یا باپ کے گھر سے آنا یا شوہر کے گھر سے باپ کے گھر میں جانا یعنے مریم اُس وقت حاملہ ہوئی کہ جب وہ باپ کے گھر میں پہلے موجود خلوت میں یوسف کے پاس گئی تھی اور اسی وقت وہ یوسف کے گھر میں اکٹھے آنے سے پہلے حاملہ پائی گئی اور اس اکٹھا آنے کے معنے جیسا کہ ہم نے سمجھے ہیں ویسے ہی انجیل میں بھی موجود ہیں (دیکھو متی ۱/۲۴)

پس صاف بات ہے کہ یہ حمل یوسف کا تھا۔ نہ کہ معاذ اللہ خدا کا۔

باقی رہا یہ امر کہ اگر یوسف کا اپنا حمل تھا تو وہ ڈر کیوں۔

٭ یہودی شریعت مندرجہ توریت اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرے پایا جائے تو دے وہ دونوں مار ڈالے جائیں اور جو لڑکی کسی کی منگیتر ہو اور کوئی اور شخص اُسے شہر میں پاکر ہم صحبت ہو تو اُن دونوں کو پتھراؤ کر دکر دے مر جائیں اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا“

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگیتر ہے میدان میں پاوے اور زبردستی کرکے اُس سے ہم صحبت ہو تو صرف مرد مار ڈالا جائے“ اور اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پاوے جو کسی کی منگیتر نہ ہو اور اُسے پکڑ کے اُس سے ہم بستر ہو اور وے پکڑے جائیں تو مرد جو اُس کے ساتھ ہم بستر ہوا لڑکی کے باپ کو ۵۰ مثقال روپا دے اور وہ اُسکی جورو ہووے دیکھو استثنا ۔ (باب ۲۲ آیت ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۹)

ہم نے توریت کو بھی دیکھا کہیں بھی شادی کا طریقہ اس سے زیادہ مفصل بلکہ مجمل بھی نہ پایا گیا ہے۔ تو کوئی عیسائی بتلاوے۔ پادری ٹھاکر داس صاحب نے بھی العفصال صفحہ ۳۶ و ۳۷ پر اس کا اقبال کیا ہے اور آگے چلکر لکھا ہے کہ یہودیوں کی رسم منگنی میں مرد اور عورت کے شوہر اور زوجہ ہو رہنے کے عہد و پیمان پکے اور پورے ہو جاتے تھے۔ اور بصورت شوہر مانے جاتے تھے۔ اور اس لئے مرد عورت کو بلا طلاق نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور لڑکی شریعت کی نگاہ میں اُس ایندہ خصم کی جورو سمجھی جاتی تھی (صفحہ ۳۸ العفصال ولادت)

اس کا جواب با صواب یہ ہے کہ قواعد یہودی کے مطابق اگر اُسکی عورت پہلے مباشرت میں حاملہ ہو جاتی تھی۔ تو اُسے غالباً خوشی رحم و تسلیہ کرنی نا صرف بزرگوں کی نگاہ میں بخشش سا جلد باز معلوم ہوتا۔ جو بسبب پہلا موقعہ ہونے کے موجب شرمندگی کا ہوتا ہے اس سے بقول متی کے یوسف تھوڑا سا ڈرا اور خیال کیا (جیسا کہ جلد باز جب تکلیف خیال سامنے آتی ہیں تو گھبراتا ہے) کہ چھوڑ دوں مگر یہ نہ۔ غریبی سا جس مریم پاس آجانے کے چپ ہو گیا سمجھ گیا کہ سب کے سر پر یہی معاملہ گزرا کرتا ہے پس اس نہ چھوڑ سکا اور یہ بھی واضح ہو کہ بات صرف متی کی جوش فہمی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس کو تحقیق نگاری کا دعویٰ بھی نہیں۔ بلکہ ایسا ٹھیک وعوے صرف لوقا کو ہے جیسا کہ ہم اللہ آتھم کے سال سے پیچھے ہم ثابت کر چکے ہیں اب دیکھئے کہ لوقا جیسا محقق مزاج کیا کہتا ہے وہ اُس وقت سے پہلے یوسف کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ نام نویسی کے واسطے یوسف مع مریم ۔ وجہ جو د کے بیت اللحم کو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے“ اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا۔ اسلئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھا جائے اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلا بیٹا جنی“ (دیکھو لوقا ۲/۴ و ۵ و ۶ و ۷)

پادری صاحبان منصف مزاج ذرا غور سے دیکھیں کہ متی ۱/۲۵ میں لکھا ہے کہ وہ اپنی جورو کو یہاں لے آیا۔ پر اُسکو نہ جانا جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا نہ جنی اور اُس کا نام یسوع رکھا۔

لوقا محقق لکھتا ہے کہ یوسف مریم سامرکب ساتھ نام لکھانے گیا جس سے معلوم ہوتا کہ اُسے حمل تھا اور وہ میرا ہے کیونکہ اُسنے وہاں دوبارہ کسی طرح کا تعجب یا افسوس یا غم تک نہیں کیا اور پھر باقاعدہ طور خوشی خوشی اُس کا نام رکھا۔ ختنہ کرایا۔ اور خداوند کے آگے حاضر کرنے کو دونوں جورو خاوند پہلوٹھے بیٹے کو یروشلم میں لائے اور پھر لکھا ہے کہ جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں تب یوسف اُسکے باپ اور مریم اُسکی ماں نے ان باتوں سے تعجب کیا اور جب وے خداوند کی شریعت کے موافق سب کر چکے تو جلیل میں اپنے شہر ناصرت کو چلے گئے اُس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم کو جاتے تھے“ (لوقا دیکھو باب ۲ آیت ۲۲ سے ۴۱ تک)

افسوس کہ ایسے کام ہوتے ہیں لڑکا ہوا۔ ختنہ ہوا۔ موسیٰ کی شریعت کی تعمیل و بجز عید وغیرہ مریم بیچاری ابھی تک منگیتر ہی منکوحہ نہیں لکھا اور نہ نکاح کا ذکر کسی انجیل میں ہے بغیر نکاح کے جماع رہا ہے۔ پس وہ منگیتر نہیں تھی۔ بلکہ بیاہی تھی اور یوسف کے نطفہ سے ہی حاملہ تھی اور صرف یہی ایکدفعہ نہیں بلکہ ۵-۶ مرتبہ حاملہ ہوئی بال بچے ہوئے۔ مگر افسوس کہ انکی کنواری اور منگیتر رہی۔ کنوارپن ٹوٹا اور نہ نکاح ہوا لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ لوقا کی انجیل ہی میں لکھا ہے“ اور آشیر کے گھرانے سے انا نام فنوایل کی بیٹی ایک نبیہ تھی۔ جو بہت بوڑھی تھی اور اُس نے اپنے کنوارے پن سے سات برس ایک خصم کے ساتھ بیاہ کیا تھا۔ اور وہ بیوہ قریب چوراسی برس کے تھی“ (لوقا ۲/۳۶)

اصل بات یہ ہے کہ لڑکی ماں باپ کے گھر میں ہمیشہ لڑکی ہی کہلاتی ہے خواہ چند لڑکے بالوں کی ماں بھی ہو اور سسرال کے گھر میں بیٹی بیاہی ہوئی بھی بہو (جورو) کہلاتی ہے۔ اور بوڑھی ہونے تک بھی وہ بہو ہی کہلائیگی۔ خواہ اُس کے بیٹے کی بہو بھی آ جاوے تب کیوں ماں کے نام پر لڑکے کیوں مشہور ہوتے ہیں؟ وجوہات ذیل ہیں۔

نمبر۱۔ ماں کسی امیر کی لڑکی اور باپ غریب ہو تو بھی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے یا ماں مشہور خاندان سے اور باپ غیر مشہور سے

سلہ نمبر۲- ننسال میں لڑکا پیدا ہو یا اُس کا باپ بھی ساتھ طرح ورد کے باپ کے گھر سا رہے ۔

سلہ نمبر۳ باپ چھوٹی عمر میں مر جائے اور گھر کا انتظام عورت کے سپرد رہے -

سلہ نمبر۴- یا کسی شخص کی بہت عورتیں ہوں تو بھی لڑکے ماؤں کے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں +

شہ نمبر۵ یا خاوند کے جیتے جی عورت بدمعاش ہو یا مرنے پر بدمعاش ہو یا حرام کا لڑکا ہو رنا سے لیا گیا ہو تو بھی ماں کے نام سے مشہور رہتا ہے +

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ عیسائی عیسے کو خدا کا کیسا بیٹا کہتے ہیں ؛

نمبر۱- خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے بتلا دیا (یوحنا $\frac{18}{1}$)

نمبر۲- کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا (یوحنا $\frac{16}{3}$)

نمبر۳- کیونکہ خدا نے اپنے بیٹے کو جہان میں اسلئے نہیں بھیجا کہ جہان پر سزا کا حکم کرے (یوحنا $\frac{17}{3}$)

نمبر۴- باپ بیٹے کو پیار کرتا ہے (یوحنا $\frac{35}{3}$)

نمبر۵- یہی خدا کا بیٹا ہے (یوحنا $\frac{34}{1}$)

نمبر۶- ابتدا میں کلام تھا - کلام خدا کے ساتھ تھا - اور کلام خدا تھا - وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا - (یوحنا $\frac{1}{1\,و\,2}$)

نمبر۷- کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے (یوحنا $\frac{23}{4}$)

نمبر۸- یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی $\frac{17}{3}$)

نمبر۹- اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے (متی $\frac{18}{12}$)

نمبر۱۰- اُس بادل سے ایک آواز آئی اُسے سنو جو کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (متی $\frac{5}{17}$)

نمبر۱۱- اور اُنہوں نے جو کشتی پر تھے آ کے اُسے سجدہ کیا کہ تو سچ مچ خدا کا بیٹا ہے (متی $\frac{33}{14}$)

نمبر۱۲- اور بادل سے ایک آواز نکلی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اُسکی سنو (لوقا $\frac{9}{35}$)

نمبر۱۳ بادل سے ایک آواز آئی اور یہ کہتی تھی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (مرقس $\frac{9}{7}$)

نمبر۱۴- روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُتری اور آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے (لوقا $\frac{22}{3}$)

نمبر۱۵- ایسی آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں (۲ پطرس $\frac{17}{1}$)

نمبر۱۶- جس فضل سے اُس نے ہمیں اُس پیارے میں قبولیت بخشی (افسیوں $\frac{6}{1}$)

نمبر۱۷- باپ مجھے اسلئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں (یوحنا $\frac{17}{10}$)

نمبر۱۸- اپنے پیارے بیٹے کی بادشاہت میں شامل کرنا - (قلسیون $\frac{13}{1}$)

نمبر۱۹- خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع (مرقس $\frac{1}{1}$)

نمبر۲۰- آپ کو بچا اگر خدا کا بیٹا ہے (متی $\frac{40}{27}$)

نمبر۲۱- کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (متی $\frac{43}{27}$)

نمبر۲۲- آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے (مرقس $\frac{11}{1}$)

نمبر۲۳- وہ بزرگ ہوگا اور خداوند تعالےٰ کا بیٹا کہلائیگا (لوقا $\frac{32}{1}$)

نمبر۲۴- سردار کاہن نے کہا کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا تو ہم سے کہہ - یسوع نے کہا ہاں وہی جو تو کہتا ہے (متی $\frac{63}{26}$)

نمبر۲۵- اسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھو گے (متی $\frac{64}{26}$)

نمبر۲۶- تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے (یوحنا $\frac{31}{20}$)

نمبر۲۷- قدرت کے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا (رومیوں کا خط $\frac{4}{1}$)

نمبر۲۸- اُس کے بیٹے یسوع مسیح کا لہو ہے کہ سارے گناہ سے پاک کرتا ہے (یوحنا کا خط ا)

نمبر۲۹- باپ خدا - اور باپ کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی طرف سے یوحنا کا خط ۲ $\frac{1}{3}$)

نمبر۳۰- اسلئے تم جا کر انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دو (متی $\frac{19}{28}$)

مندرجہ بالا ۳۰ حوالے ہیں جن کو پادری صاحبان کتابوں یا وعظوں میں سیکڑوں بار اردو میں سنایا کرتے ہیں اُن میں سے نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۲۲ - وہ حوالے ہیں - جو بادلوں کے سمعل کی آوازیں یا آسمانی آوازیں یا فاختوں یا کبوتروں کی آوازیں عجیب غریب ہیں جن کا سوائے مسیح یا محرران انجیل کے اور کوئی گواہ نہیں ؛

باقی* نمبر ۱ و ۲ اُسے اکلوتا بیٹا کہتے ہیں ؛

نمبر ۳ و ۵ و ۹ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ میں صرف بیٹا کہا ہے -

نمبر۴ میں پیارا بیٹا کہا ہے -

نمبر۶ میں اُسے خدا کہا ہے -

نمبر۷ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ میں صرف پیار کرنے کے سبب بیٹا کہا ہے کہ چونکہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں اسواسطے اُس کا بیٹا ہوں -

ان تمام مندرجہ عنوان شہادتوں سے ثابت ہے کہ وہ صرف پیار کرنے کے سبب سے خدا کا بیٹا اپنے آپکو کہتا تھا - اور چونکہ خدا کو پیار کرتا تھا - اسواسطے اُسے اپنا باپ کہتا تھا جس سے کوئی خاص خصوصیت ثابت نہیں ہوتی -

کیونکہ اُسی انجیل میں اسے ابن آدم - ابن داؤد - ابن ابراہیم - ابن یوسف - ابن مریم - اور یہی بھی کہا ہے +

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ اور لوگ بھی دنیا میں خدا کا بیٹا - پہلوٹھا - پیارا - خدا - یہی مسیح کہلائے ہیں - کہ صرف مسیح - بعض دیکھو انجیل کے مقامات ذیل کو

اسرائیل خدا کا بیٹا - بلکہ پہلوٹھا بیٹا - خروج $\frac{22}{4}$)

فرشتے خدا کے بیٹے (ایوب $\frac{6}{1}$)

انبیا خدا کے بیٹے (ایوب $\frac{7}{38}$)

میں نے تو کہا کہ تم سب الٰہ ہو اور سب حق تعالےٰ کے فرزند ہو (زبور $\frac{6}{82}$)

داؤد بادشاہ بھی سے خدا کا مقولہ ہے خدا اُس کا باپ ہے وہ خدا کا پہلوٹھا ہے (زبور $\frac{96}{21\,و\,26\,و\,27}$ و $\frac{136}{14}$)

سلیمان پیغمبر خدا کا بیٹا اور خدا اُس کا باپ اور سلیمان مسیح اور برگزیدہ ہے (سموئیل ۲ - $\frac{14}{14}$ وسلاطین ا $\frac{1}{39}$ وتواریخ ا $\frac{29}{1\,و\,22}$)

یسعیاہ نبی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے ($\frac{61}{1}$)

سلہ بمطابق شمس آ) ضلع فرخ آباد کے نواب اپنے والد کے نام کی لکھے جاتے ہیں مثلاً نواب جعفر حسین خاں سب نواب جعفر بیگم جان اور جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند کے شہزادگان عالیشان اپنی والدہ کے نام سے -

سلہ بشنو ماں اخنی کا بیٹا ؟

سلہ مسیح ابن مریم ؟

سلہ کوشلیا رامچندر کیسکے بھرت کیکئی پتر دیو دت ترا - کونتی (ارگن)

منزوسہ طوائفوں کے لڑکے عموماً ماؤں کے نام سے پکارے جاتے ہیں با ادرحرام لڑکے بھی ماؤں کے نام سے نامزد ہوتے ہیں +

* یہ لفظ یونانی ہے اور عبرانی میں بیات سے بیٹے کی +

* سلہ متی $\frac{21}{1}$ و $\frac{3}{24}$ و $\frac{25}{21}$ و $\frac{26}{4}$ یوحنا $\frac{1}{15}$ متی $\frac{16}{13}$ و $\frac{19}{22}$ و $\frac{15}{11}$ +

سلہ متی $\frac{1}{1}$ مر $\frac{2}{2}$ متی $\frac{2}{1}$ سلہ و شہ یوحنا $\frac{1}{1}$ و $\frac{6}{3}$ مرقس $\frac{3}{6}$ متی $\frac{55}{13}$ لوقا $\frac{3}{4}$ و $\frac{4}{22}$ و $\frac{3}{23}$ -

سلہ متی $\frac{21}{11}$ یوحنا $\frac{14}{1}$ و $\frac{2}{8}$ متی $\frac{1}{19}$ = لوقا $\frac{4}{22}$

جو تین دستہ مسیح ہے (یسعیاہ کی کتاب ۹/۶)

صلح کروانے والے خدا کے فرزند (متی ۵/۹)

آدم خدا کا بیٹا ہے (لوقا ۳/۳۸)

سب خدا کے ... (یوحنا ۱۰/۳۴)

ہزاروں لاکھوں بیٹے بلکہ سب جہان کے لوگ خدا کے بیٹے ہیں (پیدائش ۶/۲) ان کے سوا فرعون۔ نمرود۔ شداد۔ ہرن کشیپ۔ بہلول۔ محمود۔ بایزید۔ بہلا شاہ وغیرہ تمام دنیا کے صوفی لوگ ویدانتی یا پیدائشی آپ اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو مسیح کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ بلکہ عام انسانوں کی طرح وہ بھی ایک انسان ٹھہرا۔ اب ہم دکھلاتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کہنے کا خیال عیسائیوں کو کہاں سے سوجھا اور مسیح کو کیوں خدا کا بیٹا کہنا اور ماننا پڑا۔

واضح ہو کہ یونانیوں کے یہ معمولی محاورہ کی بات تھی کہ ہر ایک عمدہ اور بزرگ اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ جیسا کہ مشہور فاضل اور لائق لوگ خدا کا بیٹا کہلاتے تھے۔ جیسا ہرقلیس، اپولوس، ہرکولیس ... اور سکندر کو یونانی خدا کا بیٹا پکارتے تھے۔ سکندر بادشاہ بھی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہلاتا اور سب تماشے ... حالانکہ ان سب کے باپ موجود تھے۔

جب یونان کے لوگوں کا لحاظ اسکی لیاقت مصیبت کے خیال سے ہوا تو اسکو مدنظر رکھکر جب حواریوں نے انجیل کا یونانی زبان میں ترجمہ کر دیا اور دین کی اشاعت منظور ہوئی تو انہوں نے موجب لوگوں کے اس خیال کے کہ ... خدا کی سچائی اسکے حال سے زیادہ ظاہر ہو ... تو گنہگار کیطرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں برائی کریں تاکہ بھلائی نکلے (رومیوں ۳/۸) کا اصل ہے۔ یہ مہلک اصول پھیلانا شروع کیا کیونکہ جب تک مسیح کو ایسے اعلے القاب سے ملقب نہ کرتے تب تک یونانی لوگ کبھی ان کی باتوں پر کان نہ دھرتے۔ اسی واسطے انکو ایسے بزرگ خطاب سے مسیح کو ملقب کرنا پڑا کیونکہ ایسے ہی خیال یونانیوں کے عین حسب حال تھے اور ضرور ایسا ہی کیا گیا۔

اس پر پادری ٹھاکر داس صاحب فرماتے ہیں کہ یونانی اپنے بزرگوں کو اُن خداؤں کو بیٹا کہتے تھے جو خود انسان تھے اور حقیقت میں ہرکولیس و جوپیٹر وغیرہ کے باپ تھے۔ مگر موت کے بعد خدا بنائے گئے تھے۔ کیا یہودی جو ایک خدا خالق کے ماننے والے اور اسکے ایمان میں غیرت مند تھے۔ اس بت پرستی کے خیال کو اپنے خیالات کا سایہ سمجھتے اور اسکی تقلید سے اپنے خیالات کو صورت دیتے ہرگز نہیں (الاصل ... صفحہ ۳۳)

افسوس کہ پادری صاحب نے جواب لکھنے سے پہلے یہ نہ سوچا کہ یہودیوں کا خدا وہی ہے جس نے ... میں ہو کر بنی اسرائیل کی رہنمائی کی آگ میں موسیٰ سے باتیں کیں اور ... کہلانے والے ... مخلوق خدا نہیں۔ جو کہتا ہے تو دلیر ہوتا ہے جس نے شیطان کے بہکانے سے ... یونانی حکمت عملیاں تو یونان کے ساتھ رہیں دیکھئے ہم تو

لہ انجیل سے معلوم ہے کہ مسیح خدا کا ... نہیں کیونکہ وہ خود کہتا ہے کہ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ سے اور بیٹی کو اسکی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کروں اور آدمی کے دشمن اسکے گھر ہی کے لوگ ہونگے (متی ۱۰/۳۴-۳۶)

لہ پھر جناب مسیح ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ اب تک سلگ گئی ہوتی۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی (لوقا ۱۲/۴۹) ... مسلمانوں کی ... حدیث ہے الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔ تمام لوگ خدا کے کنبہ ہیں پس محبوب ترین خلقت کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ ... اسی حدیث پر مولوی رومی مثنوی میں لکھتے ہیں سہ
حضرتم و تفسیر خواہ ، گفت الخلق عیال اللہ

آپ کو ہندوستان میں بھی وہ ساری کارروائی بتلاتے ہیں۔ دیکھئے عیسائیوں کا ایک بھجن ہے ست عیسائے ... رام ... عیسائے ... کرشن کنہیا۔ منہ سے عیسے عیسے بول۔ تیرا کیا لگے گا مول۔ حال میں ہی مکتی فوج (سالویشن آرمی) والوں نے ٹھاکر داس، ایشر داس، رام داس، پریم داس، بھگوان داس وغیرہ نام اپنے رکھکر اور گیروے بستر پہنکر ہندوؤں کو سخت مغالطہ میں ڈالا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ یسوع مسیح پر ... والی گایتری بنالی ہے ننگے پاؤں پھرتے اور چندن کا تلک وغیرہ لگاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں پر غور کیجئے کہ ٹھاکر۔ ایشر۔ رام۔ بھگوان۔ کشن وغیرہ نام ہندوؤں کے بزرگوں کے ہیں جنہیں وہ خدا مانتے ہیں اور وہی یہاں عیسائیوں نے اس روشنی کے زمانہ میں بھی اختیار کر لئے تو کیا اُس تاریکی جہالت کے زمانہ میں ان کے بزرگواروں نے ایسی کارروائی نہ کی ہوگی یا کرنے میں کچھ کسر رہی ہوگی۔ ہرگز نہیں۔

جب یہ حال ہے تو کسی طرح بھی مسیح کا خدا ہونا یا خدا کا بیٹا یا اکلوتا۔ یا پہلوٹھا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک غلط اور دھوکا دینے والا بیان پیچھے سے پولوس وغیرہ نے شامل کر کے انجیل کو بڑھا دیا۔ جو محققین بلا تعصب کی تحقیقات سے پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکا اور اسی واسطے خارج اور دھونے کے لائق ہے پرماتما جسم نہیں ... دیکھو رگ وید شلوک سے ثابت ہے وہ سرب بیاپک سرب انترجامی ہے وغیرہ بجسم نراکار ہے اُسکی ذات میں کوئی کسیطرح کا عیب نہیں یہ سارے عیب انسان میں ہیں خدا میں نہیں۔

اب ہم اخیر میں یہ بتلاتے ہیں کہ بائیبل کی رو سے بھی اکثر جگہ صرف خدا کے ایک ہونے کی تعلیم ملتی ہے تین کی نہیں اور نہ تین اقنوم کا ذکر پایا جاتا ہے۔

دیکھو یسعیاہ ۴۵/۵ و ۴۶/۹ و استثنا ...

ایک دفعہ فیروز پور چھاؤنی میں راقم ... بابو ... سکرٹری آریہ سماج ... کے پادری جوکس صاحب مسٹری مسن ... سے ملنے گیا۔ باہمی بات چیت میں پادری صاحب نے دعوے کیا کہ بائیبل میں خدا کو باپ کہا ہے۔ ایسی عمدہ تعلیم اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں ہے۔

میں نے جواب دیا کہ نہیں اور مذہبی کتابوں خصوصاً آریہ گرنتھوں میں اس سے بڑھکر موجود ہے فرمایا کہ کسی میں بھی نہیں۔ بلکہ انکو سوجھی ہی نہیں انکی اس لاف زنی پر میں نے کہا کہ آریہ تو درکنار وہ تو فاضل ہی تھے۔ بابا نانک جی نے بھی بائیبل سے بڑھکر تعلیم دی ہے۔ فرمایا کہاں؟ میں نے کہا دیکھیے "تم مات پتا ہم بالک تیرے۔ تمری کرپا سکھ گھنیرے"۔ دیکھئے بائیبل سے ہزار گنا بڑھکر ماتا بھی کہا ہے کہ ایشور تو ماتا پتا ہے مجھے زیادہ ماتا پتا کی طرح محبت کرو۔

بتلائیے ایسی تعلیم بائیبل میں کہاں ہے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ماتا کی محبت پتا سے زیادہ ہوتی ہے اور غالباً اسی کثرت محبت کے سبب مسیح بھی ابن مریم کہلایا۔ نہ کہ ابن یوسف۔ پادری صاحب لاجواب ہوگئے۔

اجمیر میں پادری گرے صاحب سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ بائیبل سے چرا کر کہتے ہو کہ یہ تعلیم وید کی ہے۔ حالانکہ وید میں کوئی اچھی تعلیم خدا کی بات نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی آریہ ایسا کرتا ہے۔ تو میں اسے مکار سمجھتا ہوں آپ مہربانی کر کے کوئی ایسی تعلیم بائیبل کی بتا دیں۔ جو وید میں نہ ہو۔ اور آریہ لوگ وید کی بتلاتے ہوں حالانکہ اصل بائیبل کی ہو۔ فرمایا کہ ایشور کو پتا کہنا یہ تعلیم صرف بائیبل کی ہے۔ میں نے کہا پادریوں کی دنیا دیکھی خدا کو باپ کہتے ہو۔ ہمارا تو سبھی یہ ویدوں میں کمال ہے۔

میں نے عرض کی کہ تعلیم وید کی ہے بائبل کی نہیں - دیکھئے وید مقدس کی شرتی - स नो बन्धु-
र्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा
अमृतमानशानास्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त ॥ यजु॰ अ॰ ३२ म॰ १० ॥

ترجمہ وہ پرماتما ہمارا بندھو - پتا - ماتا - وہ سب کاموں کا پورن کرنے ہارا تمام لوک لوکانترنام استھان جنموں کو جانتا ہے اور جس تیسرا آنند کو امرت لوگ پراپت ہو کے سو اچھا کے وچرتے ہیں وہی ہمارا ہادی - راجا عدالت کرنے والا ہے اسی کی بھگتی کرنا ضروری ہے - اور اسی طرح دیکھو رگ وید منڈل ۱۰ - انوواک ۷ - سوکت ۸۲ - منتر ۳ - اس پر پادری صاحب لال سرخ ہو گئے - اور کچھ جواب نہ دے سکے ۔

باب دوم

مسیح بیگناہ نہیں بلکہ گنہگار تھا

عیسائی پادری کہتے ہیں کہ مسیح بے گناہ تھا اس واسطے ہمیں نجات دے سکتا یا دلا سکتا ہے ہم کہتے ہیں - کہ ایسا نہیں بلکہ وہ گنہگار تھا - اور اسی واسطے عیسائیوں کی نجات سراپا محال ہے ۔

افسوس کہ عیسائیوں نے اپنے اس بے بنیاد دعوے کے پورا کرنے کیواسطے مسیح کی سوانح عمری کہیں نہیں رہنے دی اور نہ انجیل ہی کچھ بتلاتی ہے - کیونکہ ۳۲ سال کی اس کی عمر تھی جن میں سے ۳۰ سال کا کوئی صحیح حال کسی کو معلوم نہیں ۳۰ سال کی زندگی میں اس نے وعظ شروع کی - اور دو سال ہی لیکچر دے کر صلیب پر لٹکائے گئے ۔

ہم اس کا ثبوت کسی بیرونی شہادت سے نہیں بلکہ انجیل سے ہی کرتے ہیں دیکھو لکھا ہے "اور یسوع آپ برس تیس ایک کا ہو جب شروع کیا" - (لوقا ۳/۲۳)

تیس برس کی اندرونی زندگی کا صحیح اور مفصل حال کسی عیسائی کو معلوم نہیں - اور اگر کسی کو معلوم ہے تو وہ بپاس خاطر مسیح ظاہر کرنا نہیں چاہتا - تا کہ کہیں سارے کے سارے کلنک ظاہر نہ ہو جائیں - مقام غور ہے کہ مہذب قوم عیسائی دنیا بھر کے محقق عیسائی - کل جہان کے مورخ عیسائی اور گھر کے ہادی کی تاریخ پر یہ تاریک گھٹا چھائی ہو افسوس - صد ہزار افسوس ۔

چونکہ مسیح کی سوانح عمری ساری نہیں ملتی - صرف ۲ سالہ زندگی کے حالات تھوڑے تھوڑے انجیل سے دستیاب ہوتے ہیں - اس واسطے ہم مجبوری اسی پر اکتفا کر کے مسیح کے چال چلن کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں - ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقفی سے دھوکا کھا لیے اور جان و ایمان کو کسی کی چاپلوسی میں آ کر نقصان پہنچا لیے ۔

نمبر ۱ - مسیح کی بے رحمی - "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں - کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہو کو اسکی ساس سے جدا کروں" - (متی ۱۰/۳۴ و ۳۵)

پھر وہ خود فرماتا ہے "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ لگ چکی ہوتی پر مجھے ایک بپتسمہ پانا ہے اور میں کیسا تنگ ہوں جبتک کہ وہ نہ ہو لے کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر میل کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی" - (لوقا ۱۲/۴۹ - ۵۱)

پھر مسیح ہدایت دیتا ہے "اگر کوئی میرے پاس آوے اور اپنی ماں باپ اور جورو - لڑکے بھائی بہن بلکہ اپنی جان کی دشمنی نہ کرے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا" (لوقا ۱۴/۲۶ و ۲۷)

پھر فرماتا ہے "اور اس وقت زمین کے سب گھرانے چھاتی پیٹیں گے" - (متی ۲۴/۳۰)

پھر سوران مسیح کی بابت لکھا ہے "اور ان سے کچھ دور بہت سوروں کا غول چرتا تھا سو دیووں نے اسکی منت کر کے کہا کہ اگر تو ہمکو نکالتا ہے - تو ہمیں ان سوروں کے غول میں جانے دے - تب اسنے انہیں کہا کہ جاؤ - اور وے نکل کے سوروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوروں کا سارا غول کنارے پر سے دریا میں کود پڑا اور پانی میں ڈوب مرا" (متی ۸/۳۱ - ۳۲)

پادری کلارک صاحب نے اسپر تفسیر کی ہے کہ وہ سور تعداد میں دو ہزار تھے" اس پر مولوی نور الدین صاحب نے کیا اچھا کہا ہے "کہ بودھ اور آریوں اور جینیوں کے اصول عیسائی کے رحم سے زیادہ رحم پر مبنی ہیں کہ کسی ایک ذیروح کو ستانا مذہبا و حیاتا نہیں سمجھتے ۔

پھر مسیح نے تلواریں خریدنے کا سب شاگردوں کو حکم دیا - چنانچہ لکھا ہے "اور جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے" - (لوقا ۲۲/۳۶)

انجیل میں مسیح کے تلوار چلانے کا ذکر بھی موجود ہے "جب یہوداہ جو ان بارہوں میں سے ایک تھا - آیا - اور اسکے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کی بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی - اسکے پکڑوانے والے نے انہیں پتہ دیا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا - اسنے وہیں یسوع پاس آ کر کہا - اے ربی سلام اور چوم لیا - یسوع نے اس سے کہا اے میاں تو کاہے کو آیا - تب انہوں نے یسوع پاس آ کر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اسے پکڑ لیا - اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی - اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا (متی ۲۶/۴۷ - ۵۱)

پھر لکھا ہے "جب انہوں نے جو اسکے ارد گرد تھے وہ حال ہونے والا تھا دیکھا تو اس سے کہا کہ اے خداوند کیا ہم تلوار چلا دیں ۔

ان میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر کو لگائی اور اس کا دہنا کان اڑا دیا" (لوقا ۲۲/۴۹ و ۵۰) (یوحنا ۱۸/۱۰) (مرقس ۱۴/۴۶ و ۴۷)

۲ - مسیح کا جھوٹ: لکھا ہے تب اسکے بھائیوں نے اس سے کہا یہاں سے روانہ ہو اور یہودیہ میں جا تا کہ ان کاموں کو جو تو کرتا ہے تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو کچھ کام چھپ کے کرے اور چاہے کہ آپ مشہور ہو اگر تو یہ کام کرتا ہے - تو اپنے تئیں جہان کو دکھلا - کیونکہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے - تب یسوع نے کہا کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا - پھر تمہارا وقت ہر دم تیار ہے - دنیا تم سے عداوت نہیں رکھتی پر مجھ سے عداوت رکھتی ہے - کیونکہ اس پر گواہی دیتا ہوں کہ اسکے کام برے ہیں تم عید میں جاؤ میں ابھی عید میں نہیں جاتا - کہ میرا ہنوز وقت پورا نہیں ہوا - سو وہ باتیں انہیں کہکے جلیل میں رہا - لیکن جب اسکے بھائی روانہ ہوئے تھے تب وہ بھی عید میں گیا - ظاہر نہیں بلکہ چھپ کے) تب یہودی عید میں اسے ڈھونڈنے لگے (دیکھو یوحنا باب ۷ آیت ۵ سے ۱۱ تک)

۳ - مسیح شرابی تھا - انجیل میں لکھا ہے "ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ - شرابی اور محصول لینے والوں اور بدمعاشوں کا یار ہے" (متی ۱۱/۱۹)

پھر مسیح فرماتا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں انگور کا رس (انگوری شراب) جس دن تک خدا کی بادشاہت میں اسے نیا نہ پیوں - پھر نہ پیوں گا - (مرقس ۱۴/۲۵)

پھر جلیل میں ایک بیاہ ہوا - یسوع کی مع شاگردوں کے مہمان دعوت تھی پیتے پیتے شراب گھٹ گئی - مسیح نے وہاں چھ مٹکے شراب کے (بقول عیسائیوں کے معجزہ سے) پیدا کر دیئے ہر ایک مٹکے میں دو یا تین من شراب کی سمائی تھی - پس ۳ × ۶ = ۱۸ من شراب یہاں پر مسیح نے لوگوں پر فی سبیل اللہ بانٹی اور پلائی (مفصل دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۲ آیت ۱ سے ۱۱ تک) ۔

۴- ماں کی بےعزتی۔ لکھا ہے "اُس کی ماں اور اُس کے بھائی باہر کھڑے ہوئے اُس سے بات کیا چاہتے ہیں۔ پر اُس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی" (متی ۱۲/۴۸ و لوقا ۸/۱۹ و مرقس ۳/۳۳) +
یہ لکھا ہے کہ جب شراب گھٹ گئی تو یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُنکے پاس مے نہیں۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یوحنا ۲/۴)

۵- چوری سرقہ مویشی۔ مسیح نے ایک گدھی مع بچّہ کے چُرائی اور یہ سکھلایا کہ اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ مالک نے مانگا ہے +

۶- فریب- چنانچہ انجیل میں لکھا ہے اور جب وے یروشلم کے نزدیک پہنچ کے بیت فگا میں زیتون کے پہاڑ پاس آئے تب یسوع نے دو شاگردوں سے یہ کہہ کر بھیجا کہ سامنے کی بستی میں جاؤ۔ اور وہاں ایک گدھی بندھی ہے اُسکے ساتھ ایک بچّہ پاؤ گے کھولکر میرے پاس لاؤ۔ اگر کوئی تم کو کچھ کہے تو کہو کہ خداوند کو درکار ہے۔ وہ اُسی دم اُنہیں بھیج دیگا۔ شاگردوں نے جیسا یسوع نے فرمایا تھا بجا لائے اور اُس گدھی کو بچّہ سمیت لے آئے اور کپڑے اُن پر ڈالے اور اُسے اُن پر بٹھلایا" (متی ۲۱/۱-۷) +

انجیلوں کا اس میں باہم اختلاف ہے۔ چونکہ متی کی انجیل نمبر اول ہے بنابراں ہم بھی اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اتنا اختلاف کیوں ہؤا۔ متی جو سیدھا سادہ آدمی تھا۔ اُس نے صحیح طور پر گدھی اور بچّہ دو لکھے اور سب جگہ صیغہ جمع کا استعمال کیا۔ مگر دوسرے حواریوں کو یہ بات سوجھ گئی۔ کہ یہ تو چوری ہے۔ اور مسیح گنہگار ٹھہر جاتا ہے۔ بنابراں گدھی کو دور کر صرف گدھی کا بچّہ رہنے دیا (دیکھو مرقس ۱۱/۲ و لوقا ۱۹/۳۰ و یوحنا ۱۲/۱۴) جس سے جرم بہت خفیف ہو جائے اور مسیح مجرم نہ کہلائے + مگر اظہر من الشمس بات کب چھپ سکتی ہے +

دیکھئے ایک تو مسیح نے گدھی چُروائی یا چُرائی اور دوسرا گدھی کا بچّہ۔ چوری کیا ہے اِس کا جواب تعزیرات ہند میں دیکھو۔ کہ بغیر اجازت مالک کے چیز لیا سو مسیح نے کیا۔ گدھی کی قیمت کم سے کم ۱۰ روپیہ اور بچہ کی قیمت ۵ روپیہ کل ۱۵ مال مسروقہ ہوتے ہیں (دیکھو تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۹) +

فریب اِس واسطے ہے کہ شاگردوں کو کہا کہ اگر پوچھے تو کہنا کہ خداوند مانگتا ہے۔ خداوند کے لغوی معنے مالک ہیں۔ اور ایسا ہی عام طور پر مالک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مسیح کو شاگرد بھی خداوند کہتے تھے۔ مطلب یہ۔ کہ جب کوئی راستہ گذرنیوالا دیکھ کر پوچھے۔ تو خداوند کے معنے مالک سمجھ کر چلا جاویگا اور ان کا مطلب دو دھاری تلوار کی طرح مالک اور عیسےٰ سے تھا جس سے صاف چوری و فریب ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی مکان کا مالک ہے۔ اور اس کا نام ابراہیم ہے اور ایک چور ہے اُس کا نام بھی ابراہیم ہے۔ مالک کی غیر حاضری میں ایک شخص اس کے اندر جا کر اُس کا چوغہ اُتارتا ہے اور لیجاتا ہو جب کوئی نوکر یا معمولی واقف کار آدمی اُس سے پوچھے کہ کہاں لے جاتا ہے۔ تو وہ کہے کہ ابراہیم نے مانگا ہے۔ اور وہ وہاں بازار میں کھڑا ہے۔ تو بلاشک اُس پر اعتبار کر کے جانے دیگا اور ایسی فریب آمیز چوری اکثر شہروں میں ہوتی ہے۔ بعینہٖ یہی حال اِس جگہ ہؤا۔ بنابراں یہ دو جرم ہیں ایک سرقہ مویشی۔ دوم دغا یا فریب (۳۷۹ تعزیرات ہند و ۴۲۰ تعزیرات ہند) اور مسیح ان دو دفعات کے جرم کا مجرم ہے۔ واضح ہو کہ یہ گدھی و گدھا دو تو مسیح کی زندگی تک مالک کو واپس نہیں دئے گئے اور نہ اُن کی قیمت دی گئی۔ پس صاف چوری ہے۔ کوئی محقق

مراد حج اِس سے انکار نہیں کر سکتا اور اُس کے مرتکب کو بری کر سکتا ہے +

۷- مسیح کی بےعلمی۔ انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح جو وہ بیت عنیا سے باہر آئے۔ اُس کو بھوک لگی اور دور سے انجیر کا ایک درخت پتوں سے لدا ہؤا دیکھ کے وہ آیا کہ شاید اُس میں کچھ پاوے۔ جب وہ اُس پاس آیا۔ تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ یسوع نے اُس سے مخاطب ہو کے کہا کہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھاوے اور اُس کے شاگردوں نے سنا (مرقس ۱۱/۱۲-۱۴ و متی ۲۱/۱۹) +

ایک یورپین فاضل نے اس پر کیا اچھا فرمایا ہے کہ "اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسائل اور توہمات و جہالت دیکھنی چاہو۔ تو متی و مرقس کی انجیل کھولکر انجیر کی کہانی پڑھو۔ اُس درخت کے لئے جو مسئلہ پیدا کرنے کے واسطے بھوک کے وقت بددعا دیکر سوکھا دیا تھا۔ اگر عیسےٰ دراصل خدا تھا۔ تو انجیر کے درخت کو اُس نے خود بنایا تھا۔ اُس کے بڑھنے کی حد تو مقرر کی تھی اور نہ ہی اُس کے پھل دینے کے واسطے موسم ٹھیرا دیا تھا۔ اور اِس طرح پر خود ہی اُس کو بے موسم پھل دینے سے روکا تھا۔ اور خود ہی اُس درخت سے پھل کی امید کی جس پر کہ پھل کا ہونا ناممکن بنا دیا تھا۔ اور اپنی بے انتہا محبت سے اِس قصور پر غصہ ہؤا کہ درخت نے وہ چیز کیوں نہیں دی۔ جو جس کے پیدا کرنے سے خود خدا نے اُس درخت کو منع کیا تھا۔ اگر عیسےٰ کی یہی محبت ہے۔ تو اُس کی یہ رحمت (اگر کوئی ہے) ہم جان چکے۔

۸- غیر عورتوں سے بےجا محبت۔ جیسا کہ واقعہ انجیل میں ہے "کہ وہ ایک بستی میں پہنچا اور مرتھا نامی ایک عورت نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا۔ اور مریم نامی اُس کی بہن تھی جو یسوع کے پاؤں پاس بیٹھ کے اُس کا کلام سنتی تھی۔ پر مرتھا نے بہت خدمت سے گھبرائی ہوئی اُس کے پاس آکر کہا کہ اے خداوند کیا تجھے پروا نہیں۔ کہ میری بہن نے مجھے اکیلا خدمت میں چھوڑا ہے۔ اب اُسے کہہ کہ میری مدد کرے تب یسوع نے جواب میں اُسے کہا مرتھا مرتھا تو بہت چیزوں کے واسطے فکر و گھبراہٹ میں ہے۔ سو مریم نے وہ اچھا حصہ چنا ہے۔ جو اُس سے چھین نہ لیا جاویگا (لوقا باب ۱۰- آیت ۳۸ سے ۴۲ تک) +

تیسرا لکھا ہے سو مرتھا نے جب سنا کہ یسوع آتا ہے اُس کا استقبال گیا پر مریم گھر میں بیٹھی رہی"۔ (یوحنا ۱۱/۲۰) +

پھر لکھا ہے۔ کہ مرتھا یہ کہہ کے چلی گئی اور چپکے اپنی بہن مریم کو بلا کے کہا کہ اُستاد آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ وہ بات سنتے ہی جلد اُٹھی۔ اور اُس کے پاس آئی (یوحنا ۱۱/۲۸) -

دوسری دفعہ شاگرد کھانے کو مول لینے شہر میں گئے سامریہ کی ایک عورت کنوئیں پر پانی بھرنے آئی۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ مجھے پینے کو دے۔ سامریہ کی اس عورت نے اُس سے کہا کیونکر تو جو یہودی ہے مجھ سے جو سامریہ کی عورت ہوں پانی پینے کو مانگتا ہے۔ کیونکہ یہودی سامریوں سے محبت نہیں رکھتے ہیں۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ کہ اگر تو خدا کی بخشش کو۔ اور اُس کو جو تجھ سے کہتا ہے۔ کہ مجھے پینے کو دے۔ پہچانتی کہ وہ کون ہے تو تو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے جیتا پانی دیتا ہے"۔ پھر لکھا ہے۔ یسوع نے اس سے کہا کہ جا کے اپنے شوہر کو بلا اور یہاں آ۔ عورت نے جواب دیا۔ کہ میں بے شوہر ہوں۔ یسوع نے کہا کہ تو نے درست کہا۔ کہ میں بے شوہر ہوں کیونکہ تو پانچ خصم کر چکی ہے۔ اور وہ جو اب تو رکھتی ہے تیرا خصم نہیں تو نے یہ سچ کہا کہ اُتنے میں اُس کے شاگرد آئے اور تعجب کیا کہ وہ عورت سے باتیں کرتا تھا۔ پر کسی نے نہ کہا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ یا اُس سے کس

سے لئے مانس کرنا ہے'' (یوحنا ۲ باب و متی ۱۲/۳۶) +

نمبر ۷ واقعہ یسوع نے ایک زانیہ عورت کو جو جہ حیلہ سازی سے بچا دیا حالانکہ اُس نے زنا کرایا اور پکڑی گئی تھی نہ معلوم اس پردہ ڈالنے سے کیا مطلب تھا (دیکھو یوحنا باب ۸)

۸ چوتھا واقعہ مقام بیت عنیا میں ایک عورت مریم نامی زنالیا دہی پہلے واقعہ والی شکسدر کے عطر دان میں قیمتی عطر اُس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا تو اُس کے سر پر ڈالا شاگردوں نے چند مرتبہ اعتراض کیا۔ مگر مسیح نے اُس کو منع نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جہاں انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی اُس کی یادگاری کے لئے کہا جائیگا (دیکھو متی ۲۶/۶-۱۳ و یوحنا ۱۲/۳)

۹ سبت کے روز کام کیا۔ لکھا ہے اُس وقت یسوع سبت کے دن کھیتوں میں سے جاتا تھا اور اُس کے شاگرد بھوکے تھے اور وے بالیں توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ تب فریسیوں نے دیکھ کے اُس سے کہا دیکھ تیرے شاگرد وہ کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرنا روا نہیں (متی ۱۲/۱-۲)

اور خدا کا حکم تھا کہ سبت کو کام کرنے والا مار ڈالا جائے (استثنا ۲۱/۲۲)

۱۰ مسیح گالی نکالتا تھا۔ انجیل میں لکھا ہے مسیح کی زبانی اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس اے اندھے راہ دکھانے والو تم پر افسوس اے نادانو اور اندھو! تم ظاہر میں راستباز دکھائی دیتے ہو پر باطن میں ریا اور شرارت سے بھرے ہو وغیرہ وغیرہ (دیکھو متی ۲۳ باب) (لوقا ۱۲ و مرقس ۱۲) +

اس قدر جرائم ہم نے اُس چنے ہوئے اور مسیح کے خیر خواہ شاگردوں کے بنے ہوئے نسخہ انجیل سے نقل کئے ہیں جو درحقیقت قسم کھا کر بیٹھے تھے کہ مسیح کی برائی کو کتاب میں درج نہ کرینگے۔ مگر خیر باوجود اس سخت احتیاط کے بھی مسیح مجرم ہیں۔

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے

"انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا صادق ٹھیرے" (ایوب ۱۵/۱۴) +

"کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں" (ایوب ۱۴/۴) +

"کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھیریگا" (ایوب ۴/۱۸) +

"انسان خدا کے آگے کیونکر صادق ٹھیرے گا" (ایوب ۹/۲) +

"بس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوتا ہے کیونکر پاک ٹھیرے" (ایوب ۲۵/۴) +

"کوئی انسان جیتی جان تیرے حضور راستباز نہیں ٹھیر سکتا" (زبور ۱۴۳/۲)

"اگر ہم کہیں کہ بے گناہ ہیں تو ہم جھوٹے ہیں اور آپ کو فریب دیتے ہیں" (یوحنا کا خط ۱/۸)

"کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (رومیوں کا خط ۳/۱۰-۱۲)

"کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے میں گناہ سے پاک ہوں" (امثال ۲۰/۹) +

"کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ نیکی کرے اور خطا نہ کرے" (واعظ ۷/۲۰)

نتیجہ - ۱

مسیح چونکہ عورت کا بچہ ہے۔ اس واسطے نیک نہیں مریم۔ حوا کے سمیت ناپاک نفس اسواسطے اُس سے پاک نہیں نکل سکتا اور نہ کوئی نکال سکتا ہے پس مسیح نہ تو نیک ہے اور نہ پاک ہے۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود مسیح کو بھی اقبال ہے "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔" (مرقس ۱۰/۱۸) (متی ۱۹/۱۷) +

شریعت کا پابند لعنتی ہے

مسیح کہتا ہے "یہ مت خیال کرو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورے کرنے کو آیا ہوں"۔ (متی ۵/۱۷) +

مسیح نے اپنا ختنہ کرایا۔ بپتسمہ پایا۔ یوحنا کا شاگرد ہوا۔ وغیرہ سب رسومات شریعت کو پورا کیا + اب حضرت پولوس کہتے ہیں "پس کوئی آدمی شریعت پر عمل کرنے سے راستباز نہ ٹھیریگا" + (رومیوں کا خط ۳/۲۰) +

پھر لکھا ہے "جو شریعت پر تکیہ رکھتا ہے وہ لعنت کے تحت میں ہے" (گلتیوں ۳/۱۰) پھر صاف لکھا ہے "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا" (گلتیوں ۳/۱۳) +

نتیجہ - ۲

مسیح لعنتی ہے کسی طرح پاک نہیں ہے۔ اس واسطے نہ خود اُسکی نجات ہوئی اور نہ کسی کو معاذ اللہ نجات دلا سکتا ہے اس واسطے اُس پر بھروسا رکھنا معرض خطر ہے
ع زنہار از قرین بد زنہار +

مسیح لکڑی پر مصلوب ہوا اس واسطے ملعون ہے

چنانچہ موسیٰ پیغمبر فرماتے ہیں "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (استثنا ۲۱/۲۳) +

پھر پولوس فرماتے ہیں "کیونکہ لکھا گیا جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" (گلتیوں ۳/۱۳)

ججمینٹ (فیصلہ)

حضرت پولوس فرماتے ہیں "چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنیوالا۔ لٹیرے۔ خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" (قرنتیون ۱، ۶/۱۰) +

ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا گناہ نہیں کرتا اور جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے۔ (یوحنا ۱، ۳/۸ و ۹) +

لعنتی ہمیشہ کی آگ میں رہینگے چنانچہ لکھا ہے اے ملعونو میرے سامنے سے چلے جاؤ اُس ہمیشہ کی آگ میں جو ابلیس اور فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵/۴۱)

عیسائی لوگ نہ تو ایمان دار ہیں اور نہ نجات پائیں گے

انجیل میں ایمانداروں کی یہ علامتیں لکھی ہیں" اور وے جو ایمان لاوینگے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی۔ کہ وے میرے نام سے دیوؤں کو نکالینگے اور نئی زبانیں بولینگے سانپوں کو اٹھا لینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنیوالی چیز پینگے۔ انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جائینگے (مرقس ۱۶/۱۷ و ۱۸ و ۱۹)

کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو چلا جاتا۔ اور کوئی بات

سرسنجیں مشاورپی

تمہاری نامکمن ہوئی مگر اس طرح کے دیوالعبرت کا اور روزہ کے نہیں نکالے جانے (متی ۱۷ / ۲۱ و ۲۱) ❖

چونکہ ایسا دنیا میں کوئی نہیں پس گذشتہ راصلوٰۃ کہکر ہم بطور رد ہونے کے کہتے ہیں کہ اِس وقت کوئی ایماندار نہیں کیونکہ ایسی علامتیں بقول عیسے کے کسی کے شامل نہیں ❖ بلکہ بقول یوحنا کے سب گنہگار ہیں اور ہم ثابت کرچکے ہیں کہ مسیح بھی گنہگار تھا اور یہ تو انجیل میں ہی لکھا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے ❖

چنانچہ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں " اسی واسطے انجیل مقدس میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ کلام و احکام ربانی سے واقف نہیں ہیں اور گناہ کرتے ہیں کم سزا پاوینگے۔ مگر جو کلام اللہ پاکر اور جان بوجھکر سرتابی کرتے اور مرتکب گناہ کے ہوتے ہیں وہ زیادہ سزا پاوینگے۔ پس یہ حکم بلاشبہ خدائے عادل کا ہے جس کے روبرو کسی کی طرفداری نہیں ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۴۰ ۱۸۸۲ء لکھنؤ)

اِن سب حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نجات نہیں پائی اور نہ عیسائی نجات پاوینگے۔ اگر بائبل سچی ہے تو بھی عیسائیوں کی نجات بائبل کے رو سے ناممکن ہے

توریت کی رو سے نیوگ جائز ہے

حد نیوگ۔ اگر کئی بھائی ایک جا رہتے ہوں اور ایک اُن سے بے اولاد مر جائے تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جاوے بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے اور اُسے اپنی جورو کرلے اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے اور یوں ہوگا کہ اُس کا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو۔ تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا۔ تاکہ اُس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے" (توریت استثناء ۲۵ / ۵ و ۶)

نیوگ نہ کرنے پر سزا۔ اور اگر وہ مرد اپنے بھائی کی جورو لینا نہ چاہے تو اُس مرحوم بھائی کی عورت دروازہ پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا۔ اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے شہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں اور اُس سے گفتگو کریں۔ سو اگر وہ اس بات پر قایم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ اسے لوں۔ تب اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے۔ اور اُس کے پاؤں سے جوتی اُتار لے۔ اور اُس کے منہ پر تھوک دے اور جواب دے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بناوے۔ یہی کیا جاویگا۔ اور اسرائیل میں اُس کا نام یہ رکھا جاویگا۔ کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے۔ جس کا جوتا نکالا گیا" (توریت استثناء ۲۵ / ۷-۱۰) ❖ اور پھر روت کی کتاب میں روت کا قصہ پڑھو اور راحل اور لیاہ دو اور عورتوں کے حالات مطالعہ کرو اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا جس کا پوتا داؤد نبی تھا۔ اور اسی کے خاندان سے بقول عیسائیوں کے مسیح پیدا ہوا" ❖ (دیکھو روت کی کتاب ۴ / ۱-۲۲)

پادری ڈی جی صاحب اسکاٹ فرماتے ہیں " ایک نسب نامہ لوقا کی انجیل میں بھی ہے۔ اُس میں ہر کچھ اس کے خلاف پایا جاتا ہے (لوقا ۳ / ۲۳-۳۸)۔ لیکن ان دونوں کی مطابقت مشکل نہیں۔ اکثر مفسروں کو یہ گمان ہے۔ کہ یوسف جو یسوع کا باپ کہلاتا ہے۔ یعقوب کا حقیقی بیٹا اور شرع کی رو سے ہیلی کا وارث اور بیٹا تھا۔ یعنی جب ہیلی بے اولاد مر گیا تو اُس کے بھائی یعقوب نے شرع کے حکم بموجب اپنے بھائی کی جورو لیکر اُس کے واسطے نسل جاری کی (دیکھو متی ۲۲ / ۲۴ و استثنا ۲۵ / ۵)۔ چنانچہ یہ بات شجرہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اِس کی تشریح یہ ہے کہ سلیمان اور ناتھان داؤد کے دو بیٹے تھے اور متھان سلیمان کی نسل سے ہوا۔ اور متھات ناتھان سے جب متھان نے استھا کو جورو کیا۔ اور اُس سے یعقوب پیدا ہوا۔ پس یہ دونو یعنی یعقوب اور ہیلی ایک ہی ماں کے بیٹے تھے اور جب ہیلی جورو کرکے بے اولاد مر گیا۔ تب اُس کے بھائی یعقوب نے اُس کی بیوہ کو اپنی جورو کرلیا۔ جس سے یوسف پیدا ہوا۔ پس یوسف یعقوب کا حقیقی بیٹا اور ہیلی کا شرعی بیٹا تھا۔ اور اس سے دونو نسب ناموں کی صفائی ظاہر ہے۔ (تفسیر متی مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۱ و ۲۲) شجرہ یہ ہے ❖

داؤد

ناتان سلیمان

متھات استھا متھان

ہیلی ایک جورو یعقوب

یوسف

تیسرا باب

مسیح کے معجزے

جاہل ہندوؤں کو پھسلانے اور دام میں پھنسانے کے واسطے عیسائی لوگ کرامات کا ذکر کیا کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی سچائی کا یہ ثبوت ہے کہ مسیح نے معجزے دکھلائے۔ اس واسطے وہ خدا تھا۔ وغیرہ

واضح ہو کہ اگر کرامات دکھلانا۔ معجزہ بتلانا ہی مذہب کے سچا ہونے کا ثبوت ہے۔ تو دنیا میں کوئی مذہب بھی جھوٹا نہیں ہے اور سبھی معجزہ دکھلانے والے خدا ہیں مثلاً یہودیوں میں نوح۔ ابراہیم۔ داؤد۔ موسیٰ۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یشوع وغیرہ نے بائبل کی رو سے معجزہ دکھلائے اور محمدیوں میں محمد۔ عبدالقادر جیلانی۔ شمس تبریز۔ معین الدین وغیرہ نے احادیث و کتب اسلامیہ کے رو سے کرامتیں اور معجزے بتلائے ❖

بدھوں اور جینیوں میں بُدھ۔ آدناتھ۔ پارس ناتھ۔ مہابیر وغیرہ نے اشچرج یانی معجزے بدھ شاستر وغیرہ کی رو سے کئے ❖

پارسیوں میں زردشت نے بیشمار معجزے دکھلائے ❖ (دیکھو زند اوستا)

ہندوؤں میں گورکھ ناتھ۔ شنکر آچارج۔ نانک۔ کبیر۔ پورن۔ مہادیو۔ وشن۔ کرشن۔ رام۔ نارد۔ کالی۔ بھیرو وغیرہ نے صدہا معجزہ کئے۔ لیکن عیسائی ان سب مذاہب کو باطل اور معجزوں کو جھوٹا جانتے ہیں۔ اور ہم نہیں باتوں سے مسیح کو اور بائبل کو کس طرح سچا مان سکتے ہیں ❖

حالانکہ خود بائبل میں بھی لکھا ہے۔ "بہتیرے لوگ میرے نام پر آوینگے اور کہینگے۔ کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے۔" (متی ۲۴/۵)۔
"بہت سے جھوٹے نبی اُٹھیں گے جو بہتوں کو گمراہ کرینگے اور بدی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جاویگی" (متی ۲۴/۱۱)
"اگر کوئی تم سے کہے کہ مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اُسے نہ مانیو کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھینگے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائینگے۔ کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلے" (متی ۲۴/۲۴)۔
"انبیا میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وے جھوٹی رویا اور جھوٹے علم غیب اور بے اصل باتیں اور اپنے دلوں کی مکاریاں نبوت کی طرح پر ظاہر کرتے ہیں۔" (یرمیاہ ۱۴/۱۴) "میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا خواب دیکھا۔ کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہیگا۔ کہ جھوٹی نبوت کریں ہاں وے اپنے دل کی فریبکاری کے نبی ہیں" (یرمیاہ باب ۲۳۔ آیت ۲۵ و ۲۶)
"بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں نکل آئے ہیں" (۱ یوحنا ۴/۱)
"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں" (متی ۷/۱۵)
"جھوٹے نبی بھی اُس قوم میں تھے جیسے کہ جھوٹے معلم تم میں ہونگے" (۲ پطرس ۲/۱) "کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھینگے۔ اور نشانیاں اور کرامات دکھلاوینگے اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے" (مرقس ۱۳/۲۲)۔
"وے تم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں کہ تم کو تمہارے ملک سے آوارہ کریں" (یرمیاہ ۲۷/۱۰) "جھوٹے نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جاوینگے" (یرمیاہ ۱۴/۱۵)
اب ہم مسیح کی بابت ان مذکورہ بالا یادداشتوں سے پڑتال کرتے ہیں)
نمبر۱۔ مسیح نے معجزے دکھلائے۔
نمبر۲۔ مسیح صلیب سے مارا گیا۔ یعنی اپنی موت سے نہیں مرا۔
نمبر۳۔ ملک میں نفاق ڈلواتا اور لوگوں کو گھر بار سے آوارہ کرنا چاہتا تھا۔
نمبر۴۔ مسیح کے معجزات کے سب گواہ بے ایمان ہیں بحوالہ ذیل
الف۔ یہوداہ بے ایمان ہے متی ۲۶/۱۴ و ۲۶/۲۱-۲۵
ب۔ پطرس نے ایمان اور تعلیمات کا عہدہ ہے متی ۲۶/۶۹-۷۵ و ۱۴/۲۹ و ۱۴/۲۶
ج۔ یعقوب و یوحنا بے ایمان ہے متی ۱۷/۱
د۔ سب بارہ شاگرد بے ایمان ہیں مرقس ۱۶/۹-۱۵ و متی ۱۶/۴-۹ و ۲/۱ و پطرس ۲/۱ و یوحنا ۶/۶۶ و متی ۱۷/۱۴-۲۱
پس مسیح جھوٹا نبی ہے۔ جب اور کرامات دکھلانے والے جھوٹے ہیں۔ تو مسیح کس طرح سچا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جہاں کسی عالم فاضل یہودی نے معجزہ کی بابت سوال کیا۔ وہاں حضرت مسیح صاف ٹال گئے۔ معجزہ بالکل نہ دکھلا سکے۔ پس ہم یا کوئی حق پسند اُن کے سچا ہونے پر کس طرح اعتقاد کر سکتا ہے۔

مسیح کے معجزوں کے اقسام

(۱) مُردوں کا زندہ کرنا۔
(۲) اندھوں کو آنکھیں دینا کوڑھیوں کو تندرست کرنا۔
(۳) جنوں۔ بھوتوں دیوؤں۔ بدروحوں کا عورتوں و بچوں سے نکالنا۔
(۴) مچھلی کا شکار جال سے مارنا۔
(۵) تھوڑی چیز بہت آدمیوں کو کھلا دینا۔

ان پانچ اقسام سے بہت زیادہ معجزے مسیح نے جنوں بھوتوں اور دیوؤں اور بدروحوں کا عورتوں اور بچوں سے نکالا۔ جس کی تردید نہیں کرتے۔ بلکہ پڑھے لکھے عیسائی عموماً اور خصوصاً یورپین ڈاکٹر صاحبان اس قسم کے معجزات کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بیوقوفی کے زمانہ کی باتیں کرتے ہیں۔
اندھوں کو آنکھیں دینا وغیرہ آج کل کے علمی زمانہ میں بہت سے ڈاکٹر آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ آنکھیں نکال کر بنا دیتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آدمی شفا پاتے ہیں۔ یہ حکمت کی بات ہے۔ معجزہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور ہندوستان میں بھی سینکڑوں سیانے اندھوں کا علاج کرتے اور اُن کی آنکھوں میں ناک ڈال صفائی دیتے ہیں۔ اور اُن دنوں وہاں ایک حوض میں بھی ایسی ہی تاثیر موجود تھی (یوحنا ۵/۱-۹)۔ مُردوں کا زندہ کرنا یہ تو محض فسانہ ہے۔ کیونکہ مسیح صاحب کا وہاں یہ ارشاد موجود ہے۔ یہ مرا نہیں بلکہ صرف بیہوش ہے۔ لڑکی مری نہیں۔ بلکہ سوتی ہے" (متی ۹/۲۴ و مرقس ۵/۳۹) دیکھو مسیح بقول عیسائیوں کے سا آدمی تھا۔ غیبی نہیں تھا۔ پس اُس نے ضرور سچ کہا کہ وہ سوتی ہے مری نہیں۔ اس واسطے یہ کسی طرح کا معجزہ نہیں ہے۔
مچھلی کا شکار بھی صدہا ماہی گیر کیا کرتے ہیں اور لاکھوں ابتک موجود ہیں۔ جو مسیح سے بہت زیادہ مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ دریائے گنگ پر مقام نرورہ راج گھاٹ ضلع بلند شہر جہاں سے بڑی نہر نکلی ہے صاحبان انگریز نے ایسی حکمت بنائی ہے کہ منٹوں میں منوں مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ پس یہ اُس سے ہزار گنا بڑا معجزہ ہے۔ باقی رہا تھوڑی چیز سے بہتوں کو سیر کرنا اگرچہ یہ معجزہ بروئے زمین بھی موجود ہے مگر ایسے ہی علانیہ معجزے ہزاروں آدمی مانتے ہیں۔ کہ محمد صاحب۔ پیر زمن شاہ صاحب و خواجہ معین الدین صاحب نے کئے آگے دروغ برگردن راوی اور اصل بات سب کے واسطے یہی ہے کہ پیراں نمے پرند مگر مریدان مے پرانند۔
اب صرف ایک معجزہ باقی ہے یعنی مسیح کا مُردوں سے جی اُٹھنا۔ ناظرین اسکو بھی دیکھ لیں کہ یہ کئی وجوہات سے باطل ہے عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان پر خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے داہنے بائیں ہاتھ بھی ہیں؟ اگر نہیں تو بیٹھنا خود محال ہے۔ دوم کیا آسمان کوئی چیز ہے؟ اگر نہیں جیسا کہ تمام علم و عقل والے مانتے ہیں۔ تو مسیح کا جانا اور بیٹھنا اور زندہ ہونا تینوں دروغ محض ہیں۔ علاوہ بر آں مُردوں سے زندہ ہونے کے جتنے گواہ ہیں۔ وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔
نمبر۱۔ حاکم وہ مسیح کا حامی تھا (دیکھو متی ۲۷/۱۹) نمبر۲۔ حاکم کی عورت وہ بھی مسیح کی بہت خیرخواہ تھی۔ (متی ۲۷/۱۹) نمبر۳۔ نگہبان وہ سارے یہی بات چاہتے تھے (متی ۲۸/۱۴)
پیلاطس حاکم کو مسیح کے مرنے پر تعجب ہے (مرقس ۱۵/۴۴)
بہت لوگ زندہ ہوتے ہی رہے (متی ۲۷/۵۲)
پس ضرور لاش غائب کی گئی اور اُس کا آسمان پر اُٹھ جانا مشہور کیا گیا۔ اور جس طرح اب تک بھی ہزاروں سالوں کے مُردہ پیر مُریدوں کو بطور سبز طوطے کے تنہائی میں نظر آتے ہیں ایسے ہی مسیح بھی شاگردوں کو دکھلائی دیا اور آنکھوں کے سامنے اُڑ جانے سے اُس کا آسمان پر چلا جانا مان لیا۔ مگر افسوس میں قید ہیں رہے اور

اب جو آسمان ہی ثابت نہیں ہوتا تو تمام عیسائی اور یہودی سخت شبہے میں ہیں کہ وہ بدہا میں دو برس گئے۔ مایا ملی نہ رام۔

مشہور و معروف فاضل مسٹر ہیوم صاحب معجزات کی بابت فرماتے ہیں۔ "معجزہ قوانین قدرت کی شکستگی ہے۔ اور چونکہ ان قوانین کو ایک مستحکم اور غیر متبدل تجربہ نے قائم کیا ہے۔ پس اس حقیقت کی واقعی جانب ہی سے معجزہ کے خلاف ثبوت ایسا کامل ہے۔ جیسا کہ بالامکان تجربہ سے کوئی دلیل متصور ہو سکتی ہے۔"

اب اخیر میں ہم انگلستان کے نامی فاضل اور سائنس کے عالم اجل پروفیسر ہکسلی صاحب کی رائے درج کرتے ہیں جو انہوں نے عموماً انجیلوں اور خصوصاً معجزات انجیلی کی نسبت ظاہر کی ہے۔

پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں "دوسری (انجیل مرقس) میں ایک حال بیان ہوا جس کی شہادت ظاہری طور پر اسی قدر ہے۔ جسقدر کہ کسی اور واقع کی جو کسی تاریخ میں ہیں۔ یہ مشہور دیووں یا بھوتوں کا قصہ ہے جو کہ ایک آدمی سے نکالے گئے تھے۔ اور ان کو حکم یا اجازت دی گئی تھی۔ کہ وے ایک سوروں کے گلے میں داخل ہو جاویں۔ جس سے گدرینوں یعنی سوروں کے غریب اور معصوم مالک کو بہت نقصان پہنچا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ راوی پڑھنے والوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ اس کا خواص ہے۔ کہ یہ نکالنا اور داخل کرنا یسوع ناصری کی طرف سے ہوا۔ کہ بات اور کام جنہے یسوع نے اس سوائے برتر دیا۔ اور کوئی فلوتی یا اخلاقی اعتراض اس کے دل میں پیدا ہوتے۔

برخلاف اس کے جو کچھ میں تاریخ اور سیکالوجی کی بابت جانتا ہوں اس سے مجھے یقین کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ واقعات جو یسوع کی بابت منسوب کئے جاتے ہیں وہ ایسے عدیم ہیں جیسے کہ جیسے مرقس اور جو کچھ کہ میں انتھراپالوجی کی بابت جانتا ہوں وہ علاوہ یقین مجھ میں پیدا کرتا ہے۔ کہ دیووں اور ان کی پکڑ کا بسواس جو راسخ جہالت کے زمانہ کے توہمات باطلہ میں سے بقیہ جہالت ہے۔ اور اس وقت میں اس کا رواج معمولی تعلیم عقل اور صائب رائے کے آدمیوں کے خیالات سے معکوس نسبت رکھتا ہے (یعنی جوں جوں علم و عقل و رائے لوگوں کی بڑھتی جاتی ہے یہ خیالات کمزور ہوتے جاتے ہیں)۔

اور جو کچھ مجھے قانون اور انصاف کی بابت معلوم ہے۔ مجھے یقین دلاتا ہے کہ ان شخصوں کی ملکیت کو بے وجہ ضائع کرنا ایک بڑے نمونہ کی بدمعاشی ہے تواریخ اور خاصکر پندرھویں سولھویں اور سترھویں صدی کی تاریخ کا مطالعہ میرے دل میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہنے دیتا۔ کہ پکڑ اور بھوت ودیا کی سچائی میں بسواس جو رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ لوگوں نے اس باب اور دیگر متعدد فقروں پر جو نئے اور پرانے عہد ناموں میں پائے جاتے ہیں۔ ٹھیک طور پر مبنی کیا۔ اس بسواس نے بہت سی خوفناک تکلیفیں اٹھائیں بے گناہ آدمیوں عورتوں۔ بچوں کو خدا الہی حکم سے قتل کرانا۔ جو عیسائیوں اور پادریوں کے خاص رعب و داب سے وقوع میں آئے اور جبکہ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسے موقع پر ایک سیدھے سادے بیان کی تحریر کر بھوت ودیا اور پکڑ میں بسواس ایک فضول شرارت کی بات ہے۔ مثل انجیل کے طول طویل درد کو ناممکن کر دیتی میں اس خیال کو ایسا بیان صرف عام غلطی کی پیروی کے لئے نہیں لکھا گیا۔ ایک بے عزت کرنے والا سمجھ کر رد کرنے کو تیار ہوں۔

"اے ناپاک روح تو آدمی میں سے نکل آ" یہ الفاظ ہیں جو یسوع سے منسوب کئے گئے ہیں (مرقس کی انجیل باب ۵۔ آیت ۸)

اگر میں یہ کہوں جیسے کہ مجھ کو کہنے میں کوئی دریغ نہیں ہے کہ میں ناپاک روحوں کی ہستی اور بلحاظ اس کے انسانوں سے ان کے باہر نکلنے کی امکان پر بالکل اعتبار نہیں رکھتا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر واک مجھ کو یہ کہیگا۔ کہ میں اسے خداوند کی شہادت کو ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ فی الحقیقت استعمال کئے گئے تھے تو تطبیق کرنے والوں میں سے بہت ہوشیار آدمی بھی اس بات کے کہنے کے لئے مشکل سے دلیری کریگا کہ یہ الفاظ ان چیزوں میں بے اعتباری سے مطابقت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ عالم اور منصف مزاج اور ایماندار ڈاکٹر الگزینڈر ببلیکل سائیکلوپیڈیا میں۔ ڈی۔ موتی انکس آرٹیکل پر ڈسٹوریل نوٹ میں کہتے ہیں۔ "کم سے کم ہمارا خداوند اور اس کے حواریوں کو ایک راست باز آدمی ماننا چاہئے۔ اگرچہ سچی تعبیر کی ضروریات میں سے یہ نہیں ہے کہ لفظوں کو ہمیشہ اور صرف ان کے اصلی لغوی معنوں میں استعمال کرنا چاہئے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ اس طور پر استعمال کئے جاویں۔ کہ جس سے وہ معنے نکلیں جن کو متکلم سچا سمجھتا ہے۔ اس لئے اگرچہ ہمارا خداوند اور اس کے حواری پکڑ وغیرہ کے الفاظ کو چند ایک بیماریوں کی نسبت معمولی الفاظ کے طور پر استعمال کر سکتے تھے۔ بغیر اس بات پر یقین کرنے کے کہ اس قسم کے شریف ارواح بیماریوں کے باعث تھے۔ مگر وے شیطانوں کا آدمیوں میں داخل ہونا یا ان سے باہر نکالا جانا نہیں کہہ سکتے جب تک کہ وے اس امر کو تسلیم نہ کریں۔ کہ آدمی درحقیقت دیووں سے پکڑے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کا یہ اعتقاد نہیں تھا۔ تو وہ راست باز آدمیوں کی طرح نہیں بولے۔" (دیکھو ببلیکل سائیکلوپیڈیا جلد ۱ صفحہ ۶۴۶ کا نوٹ)

یہ قصہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں صرف دوسری انجیل کی شہادت پر ہی مبنی نہیں ہے تیسری انجیل دوسری کی تصدیق کرتی ہے خصوصاً ناپاک روحوں کو آدمی سے باہر نکلنے کے حکم کے معاملہ میں اور اگرچہ پہلی انجیل بالخصوص اسی قصہ کو مختلف پیرایہ میں بیان کرتی ہے۔ یا اسی قسم کا اور قصہ بیان کرتی ہے مگر ضروری فقرہ اس میں بھی درج ہے۔ "اگر تو ہم کو باہر نکالتا ہے تو سوروں کے گلے میں ہم کو بھیج دے۔ اور اس نے ان کو کہا۔ کہ جاؤ (متی ۸/۳۱ و ۳۲)

اگر تینوں انجیلوں کی شہادت ایک ایسے معاملہ میں تمام عقلی شک کے رفع کرنے کو فی الحقیقت کافی ہے کہ جو کہ عملی اور علمی طور پر بہت وزن رکھتا ہے۔ اور جس میں یقین پانے یعنی آدمیوں کی زندگی اور ان کا دوسرے آدمیوں سے برتاؤ بڑی سنجیدگی سے اثر رکھتی ہے۔ تب میں اس بات کے یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ یسوع نے ایک بلیسٹ طور پر بیان کیا۔ کہ مجھ کو ان دیکھی دنیا کا علم ہے۔ جس نے بھوتوں اور پکڑوں میں یقین کی۔ جو کہ اس وقت اس کے ہمعصروں میں موجود تھا۔ پورے طور پر تصدیق کی۔ اگر یہ قصہ سچ ہے تو مڈل ایجز یعنی وسطی زمانہ کا قیاس ان دیکھی دنیا کی بابت ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ بالکل سچ ہو اور سپرنگر سے لیکر ہاپکنس اور میتھر تک جڑیاؤں کی تلاش کرنے والے بہت بدنام کئے ہوئے شخص ہیں۔

برخلاف اس کے انسانیت اس یقین کے بہت خطرناک نتیجہ دیکھ کر اور معمولی عقل ان سب معاملات میں جن کی واقف اور پورے طور پر تحقیقات کی گئی ہے۔ شہادت کی ناقابلیت مشاہدہ کر اور سائنس ودیا پکڑ کے معاملات کو تھیالوجی سے

حکمت کے دائرہ میں رفتہ رفتہ لا کر جہاں تک کہ وہ پولیس کے احاطہ میں نہیں آتے یہ تمام زور دار طاقتیں ہم کو اِس یقین کو اُس شہادت پر جس پر کہ یہ مبنی ہے۔ بہت زور سے تحقیقات کرنے کے بغیر قبول کرنیکے برخلاف مطلع کرنے میں متفق ہوتے ہیں ٭ میں اس متحمل الضدین سے کوئی بچاؤ کی صورت نہیں دیکھتا کہ یسوع نے وُہ کہا جو تحریر میں ہے جو کہ اُس نے کہا یا اُس نے نہیں کہا۔ پہلی حالت میں یہ ضروری ہے کہ اُس کی عاقبت ایسے معاملات میں جو ان دیکھی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں خوب زور سے ہلائی جاوے دوسری حالت میں انجیلوں کی شہادتوں پر چوٹ لگتی ہے اگر انجیلوں کی رپورٹ ایسی بڑی بھاری اور دور تک اثر رکھنے میں عملی معاملہ میں نا قابل اعتبار ہے۔ تو ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اور معاملات میں قابل اعتبار ہو وہ مُنہ چڑھا جواب جس میں بہت دفعہ پناہ الطعن کرنے والا پناہ لیتا ہے کہ بائبل سائنس سکھلانے کے لئے نہیں ہے"۔ اِس معاملہ میں ٹھیک نہیں ہو سکتا کہ بھوتوں اور اُن سے مکڑ کی ہستی کا سوال اگرچہ سائنس کے احاطہ میں ہے۔ مگر ساتھ ہی اخلاق اور مذہب سے بھی مضبوط تعلق رکھتا ہے اگر جسمانی اور روحانی بیماریاں بھوتوں کے سبب سے ہوتی ہیں تو گریگری آف ٹاورس اور اُس کے ہمعصروں کا یہ خیال ٹھیک تھا۔ کہ "بزرگ قبروں بھوتوں کے نکالنے والے ڈاکٹروں سے زیادہ مفید ہیں"۔ اور بڑے بھاری سوال اُن شخصوں کی اخلاقی اور قانونی جوابدہی کے لئے پیدا ہوتے ہیں جو کہ آسیب زدہ ہوں اور دُنیا اور اُس سے ہمارے تعلقات کے سارے خیالات بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم دوسرا خیال نہ رکھیں۔ ایک معمولی وسطی زمانہ کے عیسائی کی زندگی کا خیال ایک معمولی انیسویں[19] صدی کے انگریز سے اُس قدر مختلف تھا جس قدر کہ ایک مغربی افریقہ کے حبشی کا اِن معاملات میں اس وقت ہے۔ آج کل کی دُنیا آہستہ مگر یقیناً اِس اور اِسی قسم کے باقی وحشیانہ توہمات کو دور کرتی جاتی ہے۔ اور خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ پھر کیچڑ میں آلودہ ہونے کے لئے نہیں آئیگی۔ جب تک کہ اس کے برخلاف ثابت نہ کیا جائے ٭

میں اس شک کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اس وقت میں آیا کوئی پروٹسٹنٹ علم روحانی کا ماہر جس کے پاس کوئی عزت کھونے کو ہے کہیگا کہ وہ گیڈرین کے قصہ پر اعتبار رکھتا ہے۔ اس لئے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا چاہئے یا تو یہ کہ جنہوں نے انجیلیں لکھی انپر اعتبار نہ کرنا یا خداوند پر اعتبار نہ کرنا میں خداوند کی وے سادہ لوگ شیطان کی ناشائستہ دُنیا پر حکومت کی ایسی روایتیں تسلیم کرنے سے عزت کرنا چاہتے تھے یہی متحمل الضدین ہے جس نے ڈالی گیا ہے۔ کیسی بڑی بھاری حدیث کے اور سوا سے روایت ڈورتن یعنے تصحیح شدہ ترجمہ کے جس کے واسطے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ علمیت کر سکتی ہے کر چکی ہے۔ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور نہ معمولی عقل کے علم کے بغیر معمولی اصولوں کے برتاؤ کے کسی اور بات کی حاجت ہے۔ ہم اس بات کے قائل بنانے کے لئے کہ ان دو باتوں میں سے ایک بات چن لیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں ہو سکتا کہ قصہ جو کہ پہلی انجیل میں لکھا گیا ہے وہ دوسری اور تیسری انجیل کی نقل ہے تاہم جو اختلافات ہیں وہ بھاری اور اس قسم کے ہیں کہ اُن میں تطبیق نہیں ہو سکتی اور اسی وجہ پر کم سے کم ہم کو چاہئے کہ رائے دینے سے خاموش رہیں۔ مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اُس وقت سے جبکہ علمی طور پر بائبل کی تحقیقات شروع ہوئی۔ اس وقت تک اِس دیرپا خیال کے برخلاف کہ یہ تینوں تینوں ایسی ہی پنڈت شخصوں کی سی ہوئی ہیں۔ جن کو خدا کی طرف سے الہام ہوا شہادت مضبوطی سے جمع ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ اس وقت اس نتیجہ سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ کہ اِن تینوں میں سے ہر ایک ایک تالیف ہے۔ جس کے دو اجزاء ہیں ایک تو بنیاد جس کے تینوں کے لئے مشترک ہے۔ یعنی تین طرح کی روایت اور دوسری عمارت جس کا ایک حصہ تو وہ ہے جو تینوں میں مشترک ہے۔ اور دوسرا وہ جو ہر ایک کے لئے خاص ہے الفاظ بنیاد اور عمارت سے یہ ہرگز معنے نہیں لگانے چاہئیں کہ عمارت بنیاد سے پیچھے طیار کی گئی برخلاف اس کے کچھ حصے ممکن ہے کہ ہوں اور اغلب ہے کہ ہیں زیادہ پرانے بنیاد کے کچھ حصوں سے ٭

گیڈرین کے سوروں کا قصہ بنیاد سے تعلق رکھتا ہے۔ کم سے کم اس کا وہ ضروری حصہ جس میں بھوتوں کی پکڑ کا یقین ظاہر کیا گیا ہے اور اس لئے پہلی دوسری اور تیسری انجیلوں کے مؤلف جو شخص کہ وے تھے اس یقین کو انہوں نے قبول کیا۔ جو کہ در حقیقت اِس زمانہ کے یہودیوں اور غیر قوموں میں عام تھا اور یسوع سے منسوب کیا۔ اِس بنیاد (یعنے اس تین قسم کے روایت) کے جس پر کہ یہ تینوں گواہ متفق ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کرنے والوں کی بابت ہم کو کیا معلوم ہے کہ جس سے ہم صرف اُن کے بیان کو اتنا وزنی سمجھیں کہ جس سے انسانیت عقل اور علم کے برخلاف دلیلوں کو کم قدر کر دیا جاوے۔ اور اُن کے اُستاد کی اس عزت کو خطرہ میں ڈالا جاوے۔ جیسے کہ بہت لوگ کرنے میں تامل ہونے کے لئے خوش ہونگے۔ بالکل کچھ بھی نہیں۔ اس بات کے لئے کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ اور معمولی پیرزم شناسی سے بڑھ کر بھی کچھ نہیں کہ کوئی انجیل جس حالت میں کہ ہم اُس کو تصحیح شدہ ترجمہ میں پاتے ہیں۔ دوسری صدی سے پہلے یا اور لفظوں میں واقعات جو بیان کئے گئے ہیں۔ اُن کے بعد ساٹھ یا ستر برس کے اندر موجود تھی۔ اور اُس وقت سے اور سب سے پرانی انجیل سے موجودہ قلمی نقلوں کے درمیان یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کتنی تبدیلیں اور تحریفیں ہو گئی ہوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام صرف خیال ہی خیال ہے مگر یہ بہت کچھ زیادہ یقینی خیال سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے مترجم چونکہ وہ لائق عالم اور ایماندار آدمی ہیں۔ وے اِس بات کے ظاہر کرنے میں مجبور ہوئے ہیں۔ کہ ایسی چیزیں یعنی تبدیلیں اور تحریفیں سب سے موجودہ پورانی تاریخوں کے پیچھے بھی واقع ہوئی ہیں۔ دوسری انجیل کی سب سے وہ پورانی کاپیاں [16/8] تک ختم ہو جاتی ہیں۔ باقی کی بارہ آیتیں پری کھیپت یعنے پیچھے داخل کی گئی ہیں اور یہ بات قابل توجہ کے ہے کہ پری کھیپت کرنے والے نے اس کلام کے داخل کرنے میں دیر نہیں کی۔ جہاں کہ یسوع اپنے شاگردوں کو وعدہ

ؔ کیا کوئی شخص یہ بات کہ سکتا ہے کہ کوئی اندرونی یا بیرونی وجہ ہے۔ کہ جس سے ایک بائبل کے بیان کے ثبوت کے لئے تو بلا جس میں کوئی علمی بات ہو۔ اس بات کے لئے فیصلہ کر سکے۔ کہ اُس کو سچ سمجھنا چاہئے یا نہیں۔ کیا طوفان کا حال جو کہ پہلی انجیل میں ٹھیک طور پر مانا گیا ہے وہ کم واضح ہے بہ نسبت ابراہیم کی طلب کے جو کہ اُس میں ٹھیک مانی گئی ہے۔ کس نشان سے مکل۔ کے سوا ہے میں پر رتھ پانے کا قصہ جس میں کہ بہت کچھ عجیب علمی سوال پیدا ہو سکتے ہیں ظاہر ہو سکتا۔ ہے کہ یہ صرف بھگتی کے لئے ہے) اور نابون کا جو آگے ہاتھ سے پیچھے لکھے جانے کا قصہ یعنی شمار ہے اگر آدم کے نکالے جانے کا قصہ ایک تواریخی واقعہ کا ٹھیک بیان نہیں ہے تو پولوس کا مذہب کہاں رہتا ہے ٭ مد پولوس کا قصہ قیاس کے آسانی سے برخلاف بہت ہی اعتبار شدہ باتوں سے اہم مدرسے مہروسے ہیں۔ بید الش اور طوفان کا ہے۔ میں کہ لمبا قصہ ترتیب وار قصوں کا سلسلہ جو ملتا ہے ٭

کرتا ہے کہ وے میرے زمرت دیوں کو لکا لیکے دوسرا ٹکڑا جو کہ کنارہ پر بعد کا لکھا لگا ہے اس سے بھی زیادہ تعلیم دہ ہے یہ وہ موثر خاتمہ اُس عورت کا جو زنا کاری میں پکڑی گئی تھی ہے۔ کہ جس کے اخلاقی طور پر بڑے بھاری معنے ہیں۔ جسکی بابت اگر اندرونی شہادت سے خطار ہنما ہوتی۔ یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ مسیح کی تعلیم کا بڑا بھاری موتی ہے۔ تاریخ ریویو لے پیرجی سے کہتے ہیں کہ بہت ساری پُرانی تحریریں یوحنا ۵۳ سے ۱۱ تک داخل نہیں کرتی ہیں۔ اب کوئی عقل والا آدمی اپنے آپ سے یہ سوال پوچھے اگر بعد اس کے جب تقریباً یہ فیصلہ ہو گیا کہ یا عہدنامہ کیا ہے اور چوتھی اور پانچویں صدی سے پیچھے بھی محرف لوگوں میں اسقدر دلیری اور ہنر تھا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریفیں اور ملاوٹیں کر سکے۔ پس اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہوگا جبکہ کسی شخص کو یہ سوال پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ کونسی یعنے اصلی انجیل کس کو سمجھا جاوے جبکہ زبانی روایت جو کہ ابھی تک مکمل نہیں ہو چکی تھی اُن لکھی ہوئی باتوں سے زیادہ بیش قیمت سمجھی جاتی تھی جو کہ پہلی صدی کے آخری حصہ میں موجود تھیں یا دوسرا خیال پیش کرنے پر اگر وے شخص جنہوں نے کینن داس میں وہ انجیل داخل ہیں جو قبول کی جاتی ہیں) کی بابت آہستہ آہستہ فیصلہ کیا۔ وے ان پُرانی تحریروں کی ہستی سے واقف نہیں تھے جو کہ ہمارے پاس موجود ہیں یا اگر واقف ہیں۔ تو ان کی شہادت کو رد کیا لیعنے ہم انا محققوں کی حیثیت میں اُن کی لیاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے وہ لوگ جو کہ عیسائیوں کی پاک کتاب کی آزادانہ تحقیقات پر اعتراض کرتے ہیں۔ بھول جاتے ہیں۔ کہ جو کچھ کہ وہ ہیں اُسی آزادانہ تحقیقات کے سبب سے ہیں جب تک الہام کے معتقد اس بات کے کہنے کے لئے تیار نہ ہوں کہ بہت سارے معزز پادری بہت ساری صدیوں میں غلطیوں سے بچے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس بات کو بھی قبول کر لیں۔ کہ اُس زمانہ کی چند ایک کتابیں الہامی تھیں تو وے بہتوں میں سے تھوڑی ہی تھیں اور اُن لوگوں کو جنہوں نے کینن کی کتابیں انتخاب کیں صرف محقق ہی سمجھنا چاہئے جب تک کہ وے الہامی نہ ہوں اور اُس شہادت سے جو کہ وے اپنے عقلی تجربہ کی بابت چھوڑ گئے ہیں بالکل نا تحقیقات کرنے والے محقق تھے۔ جب کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ ایسے نازک سوال ایسے شخصوں کے ہاتھ میں پڑے۔ جیسے کہ پی پی اس جس کا کہ مشہور انگور کے قصہ میں اعتقاد تھا۔ اور ایری نی اس جو اپنی دانست کے موافق اس نے صرف چار انجیلوں کے واسطے دیں۔ اور ایسے شانت (سادہ) مصنف جیسے ٹرٹولی ان جس نے کہا کہ میں اعتبار کرتا ہوں۔ سو وہ چونکہ ناممکن ہے تعجب رہے کہ وہ انتخاب جس سے ہمارا یہ عہدنامہ بنا ہوا ہے ظاہراً اعتراض والی باتوں سے اس قدر بری ہے جس قدر کہ وہ اپاکرفا (یعنے وہ انجیلیں جو نئے عہدنامہ میں داخل نہیں کی گئی ہیں) والی انجیلیں فی الحقیقت اسی لائق ہیں۔ کہ وہ اپاکرفا ہوں۔ مگر آدمی شک کر سکتا ہے کہ ذرا زیادہ محققانہ امتیاز اپاکرفا کو

بہت بڑھا دیتی ہے۔ اس جگہ ایک صریح اعتراض پیدا ہوتا ہے جس پر توجہ دینی چاہئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ محققانہ شک اس درجہ پر جہاں تک کہ لیجا چکے ہیں تواریخی طور پر سیر و نرم ہے کہ اگر ہمیں کسی پُرانے یا نئے مورخ پر بالکل اعتبار نہیں کرنا ہے کیونکہ اس نے ایک جھوٹے معاملہ کو سچا قبول کر لیا ہے تو بہتر یہ ہوگا۔ کہ ہم تواریخ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں۔ یہ کہا جا سکتا ہے اور بہت ہی انصاف سے کہ اختن ہارڈ کی لائف اف شال میں کم اعتبار کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ مسٹری آف دی ٹرنسلیشن آف دی بلیسڈ مارٹرس مارسی لی نس اینڈ پال میں حد سے زیادہ اعتبار کی عجیب حالت عقل سلیم کی کمی اور ساتھ اس کے آٹھویں حکم کی تعظیم کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ یا اس رسالہ کے آخری طور سے اگر ہم نیچے نہ جاویں۔ تو یقیناً اُس لائق عورت مس سٹرک لین کو اُس جیمس دوم کے بقیہ استخوان کی بابت لکھنے کے سبب سے جس کو کہ اُس نے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعیر جان بوجھ کے بنائی ہے۔ بالکل ناقابل اعتبار نہیں سمجھا چاہئے۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جاوے۔ اگر پہلے شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی۔ اور نہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں جھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں۔ جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہو سکتی ہے جہاں پر کہ کوئی کھانے کا بیج پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً پھسل بھول لاولجا بغیر اس بات کے کہ ہماری سچائی یا صفائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹرسکاٹ کو معلوم تھا۔ کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اُس کے کہ جیسا کہ اُس نے خود کہا کہ جب تک میں اُس کو نئی ٹوپی اور سوٹی نہ دیدوں۔ ہم میں سے بہتوں کا سر والٹر سے یہی فرق ہے ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانے والی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے مگر یہ بھی بالکل سچ ہے کہ یہ قصہ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی نہ ایک ہی دل کی سب حالتوں اور ہر ایک حصوں میں ڈیوڈ ہیوم درحقیقت اس قصہ بنانے والی طاقت کا اسقدر مغلوب نہیں تھا جس قدر کہ دستے رے مل بیڈ یا کہ چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جا سکتا ہے اور مقرر و قوی سے بڑا ہی آدمی بھی اگر اُس نے پانچ پونڈ دیئے ہوں کبھی یہ خیال نہیں کرتا کہ مجھے سٹو دیئے ہیں۔ معمولی عقل کا اصول تو یہ ہے کہ ایسے گواہ پر ان سب معاملات میں اعتبار کرنا چاہئے۔ جس میں اُس کی خود غرضی یا اُس کی آلودگی یا اُسکے تعصب یا اُس مذہب کی محبت جو کہ سب انسانوں میں تھوڑی بہت موجود رہتی ہے۔ بہت زور سے موجود نہ ہوں۔ اور اگر وہ ہوں تو اُس وقت اتنی تصدیقی شہادت کا مانگنا جتنی کہ وہ چیز جس کی شہادت دی گئی ہے احتمال کے برخلاف ہو۔ گیڈرینوں کے قصہ پر بغیر دلیل کے میں شکی نہیں ہوں اگر میں یہ کہوں کہ اُن دیوؤں کی ہستی جو کہ انسان سے سوروں میں اس طرح لائے جا سکتے ہیں۔ احتمال یعنے پرابیبلٹی کے برخلاف ہے ✦

میں قبول کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی اسے پرایوری یعنے اتی اعتراض نہیں ہے مادی چیزیں ایسی ہیں جیسی کہ ٹی بی اور ٹرکی نی جو سوروں سے آدمیوں میں اور آدمیوں سے سوروں میں لائی جا سکتی ہیں اور جو وقوعہ بہت سٹیطانی اور مہلک تاثیر پیدا کرتی ہیں۔ ممکن ہے کہ روحانی چیزیں بھی ایسی موجود ہوں جو اس طرح سے تبدیل ہو سکیں اور جن کی تاثیر میں یکساں ہوں ساتھ ہی میں یہ بھی کہنے کو مجبور ہوں کہ بہت ہی سچے آدمی جن کے واسطے میری بڑی بھاری

سلہ واصل پیٹس کی کتاب سا ئیو ڈیکل کی انجیلوں کے انتخاب کی بابت ایک عجیب و غریب کرشمہ مسٹر م ملیو ٹسکی صاحب تحریر کرتی ہیں۔ کہ جب بہت سی انجیلیں (جو چالیس سے زیادہ تھیں) جمع ہو گئیں تو کونسل نائس نے اُن کے الہامی و غیر الہامی ہونے کے تمیز کے لئے یہ تصفیہ کیا کہ گرجا میں میز کے نیچے کل کتابیں اکٹھی کر کے رکھ دی جائیں اور تمام شب اس طور سے دعا کریں۔ کہ اے خداوند جو کتابیں الہامی ہیں وہ میز پر چڑھ جائیں اور جو غیر الہامی ہیں وہ نیچے پڑی ہی رہ جائیں چنانچہ اسی کے موافق ہوا"

(دا آئیلس الوبینڈ جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ ۱۸۸۶ء نیو یارک) ✦

تعظیم ہے۔ آج کل بہت سی روحوں کی ایسی کہانیوں میں اعتبار رکھتے ہیں جو کہ زیر بحث قصہ کی طرح احتمال سے بعید ہے۔ اس لئے جہاں تک کہ صفائی سے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی وجہ نہیں کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ ان تبدیل ہونے والے دیوؤں کی ہستی نہیں میں انکار کر سکتا ہوں۔ کہ صرف تمام رومن کیتھلک چرچ ہی نہیں۔ بلکہ بہت مشہور روحے سینٹ کاور ڈیسے جن کو ولیں صاحب کا ذکر کرتے ہیں) اس بات میں ایمانداری اور مضبوطی سے اعتقاد کرتے ہیں۔ کہ ایسے دیوؤں کی کام کرنے والی طاقت اس ۱۸۹۹ء میں بھی بڑے زور سے ہے مگر تاہم جیسا کہ بک لشپ بٹلر کہتا ہے کہ "ہماری بلیٹی زندگی کی ہادی ہے اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان حالتوں میں سے ایک ہے کہ جہاں اسرار اور روایات کا وہ اصول جسکو میں نے بیان کیا پورا زور رکھتا ہے پس پورانی اور نئی بھوت ردیا کی سچائی کے لئے بہت سارے (کسی سبب سے سارے نہیں) گواہوں کے لئے تعظیم کے ساتھ بھی میں خیال رکھتا ہوں کہ ان کی اس خاص معاملہ میں شہادت ان کے نتیجہ نکالنے کے اس قدر تھوڑی ہے کہ ہنسی آتی ہے۔ جو کچھ کہ کہا جا چکا ہے۔ اس کے پیچھے میں کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کوئی لائق آدمی اگر وہ خفا ہو تو مجھ پر خداوند اور اس کے حواریوں کے برخلاف کہنے کے سبب تہمت لگائیگا۔ اگر میں دوبارہ اس بات کو کہوں کہ میں تمام گیڈرین کے قصہ میں اعتبار نہیں رکھتا۔ لیکن اگر وہ سارا قصہ اعتبار رکھنے لائق نہیں ہے تو اور تمام بھوتوں کی پکڑ وا کے قصوں کی نسبت شک پڑ جاتا ہے۔ اور گر بھوتوں کی پکڑ میں وشواس ہو کہ ابتدائی عیسائی مذہب کی بنیاد ہے۔ مل جاوے تو اس حالت میں انجیلوں کے غیب (پیشگوئی) آیندہ دنیا کی بابت ان تصدیق شہادت کے واسطے کیا کہا ہوگا" (رسالہ نائنٹینتھ سنچری انگریزی مطبوعہ لنڈن فروری ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۷۱ سے ۱۷۸ تک) ✤

چوتھا باب

بائبل کا خدا نہ رحیم نہ عادل بلکہ ظالم ہے

پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے پادری کھڑک سنگھ جی کے رسالہ نمبر ۲ و ۳ میں پرمیشور کے پریم وعدل کی بابت بموجب مذہب وید کے نکتہ چینی کی تھی جس کا جواب ہم نے صداقت اصول تعلیم آریہ سماج ممتاز میں دیا اور بائبل کے خدا کی بیرحمی وظلم اور ناانصافی بھی بقدر ظاہر کر دی تھی مگر اب ہم اس رسالہ کرسچین مت درپن میں بائبل کی بابت اسی مسئلہ پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں ✤

پادری صاحبان! کیا آپ لوگوں نے کبھی سوچا بھی۔ کہ اس مسئلہ پر عیسائی مذہب کی کیا تعلیم ہے ✤

ذرا انصاف کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے جسکے پورا کرنے کو بقول عیسائیوں کے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو (جو اصل میں باپ تھا) بیٹھا کہ ابو البشر آدم کو اس تمام علم نسل الانسان کی نسلوں میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان پیدا ہیں ایک سے نہیں بلکہ بہت سے مختلف اشخاص سے ہوئی۔ اور انسان حضرت آدم کے وجود

ے پادری صاحب کے لکچروں کے جواب میں ہم نے لکچر جو بابی شائع کئے ہیں جنکا نام صداقت اصول وتعلیم آریہ سماج ومتعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج ہے ✤

سے کروڑوں سال پہلے موجود تھے اسکا رد بائبل کرنے اور ثابت کرنے) یہ خصلت اور بہشت حضرت آدم کے بیٹے ہی بیا ہو) ایک ایسے درخت کے پھل کھانے سے (جو دیکھنے میں خوشنما تھا کہ اس کی دانش بخش تھا) منع کر کے خود اور نیز بواسطہ شیطان نافرمانبرداری پر آمادہ کیا۔ کیونکہ لکھا ہے "خداوند خدا نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش $\frac{4}{15}$)۔ اے خداوند تو نے ہماری خبر جب دیا کیں اور وہ بری ہی مرضی سے ہیں (مکاشفات $\frac{4}{11}$)۔ "جب شیطان نے اپنی دغابازی سے حوا کو ٹھگا (کرنتھیاں $\frac{11}{3}$) کیونکہ لکھا ہے فریب کھانے والا فریب دینے والا دونوں اسی (خدا) کے ہیں (ایوب $\frac{12}{16}$) کیونکہ تو نے (خدا نے) ان کے دل سے دانش کو چھپایا" (ایوب $\frac{17}{4}$)۔ اور پھر اس نا قادر مطلق نے جس نے سب کچھ اپنے ہاتھ رکھا ہے حضرت آدم سے اس نافرمانبرداری کا مواخذہ کیا اور نہ صرف حضرت آدم سے بلکہ ہم سب سے اب تک بائبل کا کیا قصور ہے صرف یہ کہ موجب تعلیم نسل حضرت آدم کی اولاد گنے جاتے ہیں۔ واہ واہ کیا روشن انصاف ہے اور شیطان ابدی کو بھی شاباش۔ کہ خود ہی لوگوں کو شرارت جیسا کہ لکھا ہے "خدا نے ایک کج رو روح ان کے درمیان ڈالی ہے" (یسعیاہ $\frac{19}{14}$)۔ پھر لکھا ہے "خدا نے ابی ملک اور سکم کے لوگوں کے درمیان بری روح بھیج دی" (قضاۃ $\frac{9}{23}$)۔ "خدا نے اس کو دانش سے محروم کیا" (ایوب $\frac{39}{17}$)۔ "خدا نے تم پر سلا دینے والی روح کو غالب کیا اور تمہاری آنکھیں موند دیں" (یسعیاہ $\frac{29}{10}$)۔ "خدا کی سانس دنیا کے منہ میں لگام ہے کہ گمراہ کرے" (یسعیاہ $\frac{30}{28}$)۔ "اس نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ان کے دل سخت کئے تا نہ سمجھیں" (یسعیاہ $\frac{6}{10}$ ملاحظہ ہو)۔

جیسا کہ لکھا ہے "کہ خداوند نے آج تک انہیں اونگھنے والی روح اور ایسی آنکھیں کہ نہ دیکھیں اور ایسے کان کہ نہ سنیں دی ہیں" (رومیوں کا $\frac{11}{8}$)۔

اب کہئے کیا یہ تو ہے اور یہی ہے محبت و عدل کرنے والے خدا کیلئے ضرور تو ہے۔ کیا انسان الہی طاقت خداوندی کا کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے اور سب برا کام کر لے جو ہر ایک کو اجازت دے جیسا کہ (حزقی ایل $\frac{20}{25}$ نسخہ ۱۸۹۵ء) سے ظاہر ہے کہ خدا نے اہل اسرائیل کو بت پرستی کی رغبت اور اجازت دی کہ کون ان سے انحراف کرتا اور بد مسئلہ کئی یا مرضی الہی کی فرمانبرداری کرتے اگر وہ ایسا مستوجب عقوبت ہو تو ان سے کوئی دوسری کی امید رکھے اور حقیقت اس سے کسی کو امید بہبودی کی نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ وہ بالکل خود مختار اور خود اپنی مرضی اور اختیار کو ناقدر کرتا ہے اور کسی کی خواہش یا اعمال یا اقوال پر مطلق توجہ نہیں کرتا۔ غرض یس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے" (رومیوں کا $\frac{9}{18}$ (خروج $\frac{7}{3}$ و $\frac{9}{12}$)۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے خود مختار اور معنوی صفت خدا کو کوئی نسبت اور عدل کیسا نسبت ہو سکتا ہے۔ جیسا بائبل میں داؤد سی نے کہا ہے "داؤد نے جب اس فرشتہ کو جو لوگوں کو مار رہا تھا تو خداوند سے کہا۔ گناہ تو میں نے کیا۔ اور بدی مجھ سے ہوئی پھر ان بھیڑوں کا کیا قصور ہے۔ (سموئیل ۲۔ $\frac{24}{17}$)۔

بائبل کے ان مندرجہ حوالوں سے ذرا بھی محبت اور عدل کی بو آتی ہے ہرگز نہیں کسی نے کیا اور کسی کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ واہ ہم نے تمہارے لئے اپنا گلا کٹایا اور گلا کٹا کر بھی ہر شخص کو نجات نہیں بخشی بلکہ صرف انہیں کو جو محض عبدیت و اقرار

الوہیت سنبھالی۔ گویا اس کا خون اپنی ہی کے جھینٹے کی مدد کے بغیر کسی کے گناہ کا دُھبہ نہیں دھو سکتا اور پھر حسن حسیدت بھی بموجب حوالجات صدر الشان کے ہاتھ نہیں وہ یا تو اُس کے ہاتھ میں اُسی لیسے زبردست کے قبضہ میں جس کے مارے وہ خداوندی بھی بھاگی ہے۔ اور وہ کون حضرت سلطان مخرب دین و ایمان جس کی طاقت کا اقرار خود خدا نے یوں کیا ہے۔ باوجودیکہ تو نے مجھے اُبھارا ہے کہ بے سبب (شاید بتقاضائے انصاف یا محبت) اُسے یعنی الوب کو ہلاک کروں" (ایوب ۲/۳) اور جسکی قوت کا نمونہ حضرت مسیح اقنوم ثانی ذات باری پر اس طرح کمالیت سے ہوا۔ جزاک اللہ چنانچہ خود محرران انجیل کا بیان ہے کہ "تب شیطان یہوداہ میں سمایا اور اُس نے جا کے سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے صلاح کی کہ اُس یعنے مسیح کو کس طرح اُن کے حوالہ کرے" (لوقا ۲۲/۳ و ۴) (یوحنا ۱۳/۲۲)۔

اور انجام کار بر سردار پہنچایا جس کے صدمہ سے مسیح (خدائے ثانی) یوں چلایا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ مگر افسوس کہ کام کے وقت کتنا مکّا فی ہے۔ خدائے اول یا مسیح کا باپ اُس وقت بالکل مدد کو نہ پہنچا عالباً ڈر گیا۔ نہ البتہ ہو کہ اس وقت سلطان علیہ الرحمۃ مجھے بھی صلیب پر چڑھا دے در حقیقت اچھی سوچی ورنہ خدائی اسنہ ستکل پڑجاتی ۔

شیطان کی طاقت کا متی ۴/۱ و مرقس ۴/۱۳ میں اسطرح اظہار کیا گیا ہے "تب شیطان آ کے اُس کلام کو ان کے دل سے نکال لیجاتا ہے تا نہ ہو کہ ایمان لا کے نجات پاویں" اس جہان کے خدا (شیطان) نے اُنکی عقلوں کو تاریک کر دیا تا نہ ہووے کہ مسیح جو خدا کی صورت ہے اُسکی جلال والی انجیل کی روشنی اُنپر چمکے۔ (قرنتیان ۲ ۴/۴) "اُس نے اُنکی آنکھیں اندھی کیں اور اُن کے دل سخت کئے ہیں تا نہ ہووے کہ وے آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں اور میں اُنہیں چنگا کروں" (یوحنا ۱۲/۴۰) ۔

اے خداوند تو نے کیوں ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کیا کہ تجھ سے نہ ڈریں" (یسعیاہ ۶۳/۱۷) ۔

اسی واسطے بائبل کا رحیم خدا فرماتا ہے "میں مہربانی نہ کرونگا اور نہ چھوڑونگا اور رحم نہ دکھاؤنگا بلکہ انہیں ہلاک کرونگا" (ارمیاہ ۱۳/۱۴)۔

"سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ جو اُن کا ہے بالکل حرام کر اور اُن پر رحم مت کر بلکہ عورت و مرد بچے اور شیر خوار سب کو قتل کر" (سموئیل ۱- ۱۵/۳)

"اُنکا خالق اُنپر رحم نہ کرتا اور اُن کا بنانے والا اُن پر ترس نہ کھاتا ہے" (یسعیاہ ۲۷/۱۱) خدا تو فرما دیجئے کہ اس حالت میں ہمارا حضرت مسیح پر ایمان نہ لانا قصور میں داخل ہے یا مجبوری میں۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا جو غلبہ غضب یا جوش انتقام میں اکثر بغیر سوچے سمجھے کے جو چاہتا سو کر بیٹھتا تھا۔ مثلاً جب اُس نے نوح کے زمانہ میں جلدی کر کے لوگوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف لوگوں کو بلکہ اُن کے ساتھ ہی (بمقتضائے انصاف یا محبت) بیگناہ حیوانات اور نباتات کو بھی اور انجام کار پچھتایا اور دلگیر ہوا۔ کہ میں پھر ایسا کام نہ کرونگا ۔

یا جیسا ہی اسرائیل کو معہ داؤد (اس وجہ سے کہ داؤد نے باغوائے شیطان بلکہ بقول سلیمان باب ۲۱ مطبوعہ ۱۸۴۵ء الہ آباد بادشاہ کا من پرمیشور کے ہاتھ میں نہر کی نالیوں کی مانند ہے وہ اُسے جدھر چاہتا ہے اُدھر پھیرتا ہے باغوائے خود خدائے رحمٰن بنی اسرائیل کی مردم شماری کرانی چاہئے) جو محض بیگناہ تھے بتقاضائے انصاف یا محبت اوّل مار ڈالا اور پھر اُداس ہوا۔" (تواریخ ۲۱/۱ سموئیل ۲)

آ چلیے خدا اب نتو نے سزا سے جو اُس نے ستر گان شہر نینوا پر بوقت یونس ظاہر کیا تھا پچھتایا اور "خدا نے اُن کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی بُری راہ سے پھرے اور خداوند اس بُرائی سے پچھتایا جو اُن پر لانے کو اُس نے کہا تھا اور اُس نے اُن سے وہ بدی نہ کی" (یونہ ۳/۱۰) خداوند فرماتا ہے تو اُس سے برگشتہ پیچھے پھر گئی۔ اس لئے میں تجھ پر اپنا ہاتھ بڑھاؤں گا۔ اور تجھے برباد کرونگا۔ پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا" (ارمیاہ ۱۵/۶)۔

ایسا خدا انجام کار اپنے کرتوتوں سے یہاں تک مجبور ہوا کہ ایماندار کی شکلیں بغیر اُس کا حسب منشا نہ ہوا۔ ورنہ کہاں کا کفارہ اور کیسی نجات"

عادل گنہگار کو کبھی نہیں چھوڑتا اور نہ بیگناہ کو کسی کے گناہوں کی عوض سزا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ جو اپنی ذات پاک کو جسے انجیل کے بموجب اختیار تھا کہ حیات بغیر خونریزی حضرت مسیح کے سب کے گناہ یک قلم موقوف کر دیتا اور جو بکہ اس حکم سے سب کو فائدہ پہنچتا مندرجہ انجیل امثی (عبرانیوں ۹/۲۰)۔ تب ایک کو کٹوانے کا حق ہوتا۔ اور اب تو بیچارے کی جان گئی اور اُن کے پچھتاوے ہی نہیں۔ بہت سے لوگ شکایت کا حق رکھتے ہیں مثلاً وہ لوگ جن کے کان تک ہنوز مسیح کی انجیل ہی نہیں پہنچی۔ دوئم وہ بچے جو پیدا ہوتے ہی مر گئے یا تھوڑے دن بعد فوت ہو گئے۔ سوئم وہ مادرزاد پاگل جو مدت العمر اسی مرض میں گرفتار رہے اور بمجبوری نہ مسیح پر ایمان لا سکے اور نہ بپتسمہ پا سکے۔ اگر بخشے نہ جاوینگے۔ تو عدالت کی زنجیر ضرور کھڑکا وینگے اور اگر بخش دئے گئے تو عقل سے بہرہ ور ہیں اور بتقاضائے عقل و علم جادوگر۔ ساحر۔ شعبدہ باز۔ جھوٹ پیشاچ اور جھوٹے معجزوں کے باعث ایمان نہ لائے یا حسب مرضی رحمٰن یا حضرت شیطان ایمان نہ لاسکے۔ اپنی بے قصوری پر حجتیں کرینگے اور بارگاہ باتر حجتیں یا شیطان یا پادری صاحبان (جنہوں نے خواہ مخواہ انجیل سنا گنہگار بنایا) کے سر دھرینگے تب معلوم نہیں غلبہ کرے یا انصاف۔ ہم کو تو انجیل سے مسیحی خدا کے مغلوب الغضب تھا اور خونخوار ہونے کے بیشمار ثبوت دستیاب ہوتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان ثبوتوں کے مقابل کون اُنکو محبت کر سکتا ہے اور اگر کہے تو سوائے اس کے کہ عاقل یوں سمجھیں کہ بکتا ہے اور کیا کہا جا سکتا ہے ۔

(۱) دیکھو خدائے آدم سے اُس کے اُس فعل کی جو بحسب مشیت ایزدی بترغیب شیطان وجبر حالات خاص و فروع میں آیا تھا کیسا مواخذہ کیا اُسے تو اُسے اُسکی اولاد کو بھی چھوڑا بلکہ بیٹے کے گلے پر بھی چھُرا چلائے بغیر نہ رہا ۔

(۲) شیطان جیسا زبردست ملاوحہ ہمارے اغوا پر جس کا نتیجہ سزائے ابدی ہو گا مامور کیا کیا وہ قادر مطلق رحمٰن شیطان کے وہ تو کام انجام دینے سے معذور تھا۔ نہیں شیطنت سے ہنوز دستبردار نہیں ہوا۔ جیسا کہ مندرجہ صدر حوالوں سے ظاہر ہے تو بھی اُس نے اپنے لئے ایک نائب مقرر کیا جو زور و قوت میں اُس سے بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ اُسے دھوکا دینے لگا اور فتنوں میں اور تکلیفوں میں ترغیب کرنے لگا۔ جیسے کہ مسیح پر ظاہر ہے میں آیا کہ وہ ایلی ایلی لما سبقتانی ترجمہ اے خداوند خداوند تو نے

ٹ مسیح ہی کیا آدم بھی خدا کی صورت تھا (پیدائش ۱/۲۶ و پیدائش ۹/۶) پیدا ہوتے ہی سے شیطان کی اُمت میں داخل ہوا حد اُسکے بھی محض بسبب آنا (۳/۱۲ و ۳/۲۴) اور جسکی اولاد اصولاً محض بغیر انصاف حسب منشاں کے باوجود بے گناہ ہونے کے ماپے آدم کے اور مصلوب ہو جانے مسیح کا نہ گناہ انسان کے بدل برت میں گرفتار ہے۔

سپہ میٹ و پیا

مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی ۲۷/۴۶) "اے باپ اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے" (مرقس ۱۴/۳۶) "اور دعا مانگی اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے" (مرقس ۱۴/۳۵) پکارتا پکارتا فوت ہوا۔ نہ معلوم اُس نے کس سے دعا مانگی اور پھر کیوں خالی گئی۔ وہ تو آپ ہی خدا تھا۔ سب کچھ کر سکتا تھا۔ خدا ہی نے بیٹا بنکر اوتار لیا تھا۔ یا یوں کہو کہ باپ خدا ہی بیٹا خدا بن گیا تھا۔ اگر وہ چاہتا تھا کہ ایسا ضرور ہونا ہے اور شیطان کے پنجہ سے چھٹکارا غیر ممکن ہے۔ تو اپنی کمزوری ظاہر کرنے سے کیوں نہ شرمایا۔

نمبر ۳۔ طوفان نوح اُسی کے قہر کا نمونہ تھا۔ نمبر ۴۔ سدوم و عمورا پر (بکمال رحم سے) آگ اور گندھک برسائی۔ نمبر ۵۔ بنی اسرائیلوں کی خاطر مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور انہیں رود نیل میں غرق کیا۔ نمبر ۶۔ وقتاً فوقتاً بنی اسرائیلوں کو ابھارتا اور ان سے دیگر اقوام کو ہلاک کرواتا رہا اور ہر موقع پر مصر کی غلامی سے نکال لانیکا تنگ ظرفوں کیطرح احسان دھرتا رہا۔ موجودہ زمانہ میں تھیوڈور پارکر کی سوانح عمری پڑھو۔ کس طرح اُس نے غلامی کا ستیاناش کیا۔ مگر غلاموں کو کبھی نہیں جتلایا کہ میں نے تم کو یوں خلاص کیا ہے۔ بائبلی خدا سے تو تھیوڈور پارکر ہزار درجہ عالی حوصلہ رہا۔ احسان کر کے فراموش کر دینا نہ جتلانا بلند خیالی ہے۔ مگر افسوس کہ بائبلی خدا نے اُس کے برخلاف کیا۔ مفصلہ ذیل حوالہ خدا کے قہر و غضب کو ثابت کرتے ہیں نہ کہ محبت و الفت کو۔

نمبر ۱۔ میں افرائیم کے لئے شیر ببر کی مانند اور یہوداہ کے گھرانے کیلئے جوان سنگھ کی مانند ہو کر انہیں پھاڑ دونگا" (ہوسیع ۵/۱۴) (نوحہ یرمیاہ ۳/۸ سے ۱۱)۔

نمبر ۲۔ اس لئے میری مصیبت کو دیکھ کہ وہ زیادہ ہوتی ہے۔ تو شیر کی مانند مجھے شکار کرتا اور پھر عجیب صورتوں میں ہو کے اپنے تئیں مجھ پر ظاہر کرتا (ایوب ۱۰/۱۶)۔

نمبر ۳۔ اور میں مصریوں کو آپس میں مخالف کر دونگا اور انہیں سے ہر ایک اپنے بھائی سے لڑیگا۔ یسعیاہ —۔

نمبر ۴۔ "اور میں نے انہیں وہ شریعتیں دیں جو بھلی نہ تھیں۔ اور وہ قانون کہ جن سے وہ جیتے نہ رہیں" (حزقیل ۲۰/۲۵)۔

نمبر ۵۔ "پرمیشور تمہارے بزرگوں پر حد سے زیادہ خفا ہوا" (زکریا ۱/۲)

نمبر ۶۔ "اور میرے ہمراہی فرشتہ نے مجھے کہا کہ یہ کہکے پکار کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ مجھے یروشلم کے لئے صیہون کے لئے غیرت آتی ہے بلکہ بڑی غیرت اور میں ان غیر قوموں سے جو اب بڑے چین سے ہیں نہایت ناخوش ہوں کہ میں تھوڑا سا بیزار تھا اور انہوں نے اس آفت کو زیادہ کر دیا" (زکریا ۱/۱۴ و ۱۵)

نمبر ۷۔ "اے مکتیس کے رہنے والو تم ماتم کرو۔ کیونکہ سارے بیوپاری مارے گئے وے جو چاندی کو اٹھالے لئے جاتے تھے سو منقطع ہوئے اور اس وقت یوں ہوگا کہ میں چراغ لیکے یروشلم میں تلاش کرونگا اور جنہوں نے اپنے تلچھٹ پر جم گئے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ خداوند نہ بھلا کریگا نہ برا کریگا ان کو سزا دونگا تب ان کے مال و اسباب لوٹے جائینگے اور انکے گھر اجڑ جائینگے" (صفنیاہ باب ۱/۱۱ سے ۱۳)

نمبر ۸۔ میں ملک کی سطح پر سے سب کے سب کو بالکل نیست کر دونگا" (صفنیاہ ۱/۲)

نمبر ۹۔ پرمیشور غضبناک اور انتقام لینے والا ایشور ہے اور بیریوں کے لئے غصہ رکھتا ہے۔ پرمیشور غصہ میں دھیما ہے پر نہایت قوی ہے وہ پاپیوں کو نشپاپی کبھی نہ ٹھیراویگا۔ پھر کفارہ اور رحمت کیسی۔

نمبر ۱۰۔ "اور میں اپنا منہ ان کے خلاف پھیرونگا۔ وے ایک آگ سے نکلینگے اور دوسری آگ انہیں جلاویگی اور جب میں اپنا منہ تمہارے خلاف پھیروں تب تم جانوگے کہ میں پرمیشور ہوں (غضبناک سے سبھی ڈرا کرتے ہیں)۔ اور پھر پرمیشور کہتا ہے کہ اُنکے گناہ کی وجہ سے ملک کو اُجاڑ ڈالونگا۔ (حزقیل باب ۱۵/۷ و ۸) ضرور انصاف بھی بھی چاہتا ہے۔

نمبر ۱۱۔ "اور پرمیشور نے مجھے کہا کہ اگر موسےٰ یا سموئیل میرے سامنے کھڑا ہو تو بھی ان لوگوں پر رحم کرنیکو میرا من نہیں جھکتا۔ میرے آگے سے انہیں دور کر کہ وے چلے جائیں" (یرمیاہ ۱۵/۱)۔

نمبر ۱۲۔ "اس لئے تو ان لوگوں کے لئے دعا نہ مانگ کیونکہ مصیبت کے وقت میں ان کی نہ سنونگا" (یرمیاہ ۱۱/۱۴)۔

نمبر ۱۳۔ "اور رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ان پر سزا نازل کرنیکو ہوں جوان تلوار سے مارے جاوینگے اور انکے بیٹے بیٹیاں اکال سے مرینگے" (یرمیاہ ۱۱/۲۲)

نمبر ۱۴۔ "اس لئے خداوند یہوداہ کہتا ہے کہ دیکھ میرا غضب اور میرا قہر اس مکان پر اور انسان پر اور حیوان پر اور میدان کے درختوں پر اور زمین کی پیداوار پر ڈالا جائیگا اور وہ بھڑکیگا اور بجھیگا نہیں" (یرمیاہ ۷/۲۰ و ۲۱)

نمبر ۱۵۔ "اس لئے پرمیشور یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں ان پر مصیبت لانیکو ہوں جس سے وے اپنی کو نہ چھوڑا سکینگے اور گو وہ مجھ سے دعا مانگیں تو بھی میں نہ سنونگا (یرمیاہ ۱۱/۱۱)

نمبر ۱۶۔ مگر تمہاری برائیوں نے تمہاری اور تمہارے رب کی باہم علیحدگی کی اور تمہارے گناہوں نے اُس کے منہ کو تم سے چھپایا ایسا کہ وہ نہیں سنتا" (یسعیاہ ۵۹/۲) معلوم ہوتا ہے کہ خدا گنہگاروں پر رحم نہیں کرتا بلکہ منہ چھپاتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ "اور جب خداوند ایوب سے یہ باتیں کہہ چکا تو خداوند نے الیفز تیمنی سے کہا کہ میرا غضب تجھ پر اور تیرے دونوں دوستوں پر بھڑکا کیونکہ تم نے میری بابت میرے بندہ ایوب کی طرح نہیں کہا" (ایوب ۴۲/۷) پہلے خدا بات بات پر خفا ہو جاتا تھا۔ مگر جب سے مرگیا ٹھنڈا ہو گیا۔ دیکھو ان بیچاروں سے رشوت لیکر اُن کا پیچھا چھوڑا اور رشوت بھی لی۔ مگر ایوب کی سفارش سے چنانچہ لکھا ہے "سو اب اپنے لئے سات بیل اور سات مینڈھے لیکے میرے بندے ایوب پاس جاؤ اور اپنے لئے سوختنی قربانی گذرانو۔ اور میرا بندہ ایوب تمہارے لئے دعا مانگیگا۔ کہ میں اُسکی خاطر قبول کرونگا نہ ہو کہ میں تمہاری جہالت کے لائق تمہارے ساتھ سلوک کروں" (ایوب ۴۲/۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پرانا عہدنامہ خدا کی محبت کل بنی نوع آدم کے لئے ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ ہاں اسکی صفت قہر و غضب کے ہزاروں بھڑکتے ہوئے ثبوت اس سے جمع کر لیجئے۔ اب پرانا عہدنامہ ہم چھوڑ سکتے ہیں کہ خود مسیح دنیا میں محبت و الفت کا بیج بونے نہیں آیا اُس نے خود یوں کہا ہے دیکھو نیا عہدنامہ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر اتفاق کرانے آیا ہوں میں ملاپ کرانے نہیں۔ تلوار چلانے آیا ہوں کیونکہ میں بیٹے کو باپ سے بیٹی کو ماں سے اور بہو کو اُسکی ساس سے پھوٹ کروانے آیا ہوں اور انسان کے دشمن اُس کے گھر ہی کے لوگ ہونگے جو کوئی ماں باپ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں۔ اور جو کوئی بیٹا یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے میرے لائق نہیں ہے" (متی ۱۰/۳۴-۳۷)

اب خدا مسیح صاحب کے انصاف کی بابت بھی غور کر لیجئے۔ کہ گو بموجب اسناد نمبر ۸ و ۱۲ کے پاپیوں کو سزا بغیر ہرگز نہ چھوڑیگا۔ تاہم وہ ان افعال کے لئے جن کے کرنے میں وہ حسب تحریر سابقہ مجبور مطلق ہیں۔ سزا دینے میں بھی نہیں ہچکچاتا۔ "یروشلم

کو تسلی دو اور اُسے پکار کے کہو کہ "اُس کی مصیبت کے دن جو جنگ جدل کے تھے گذر گئے اُس کے گناہ کا کفارہ ہوا۔ اور اُس نے خداوند کے ہاتھ سے اپنے سب گناہوں کا بدلہ دو چند پایا۔" (یسعیاہ ۴۰/۱و۲) پادری کھڑک سنگھ جی کو اس ورک سدھانت پر کرموں ہی کا پھل ماننا ہے بڑا تعجب ہے مگر انہوں نے انجیل کی ان آیات کو دیکھنے سے مطلق آنکھیں موند لیں۔

نمبر ۱۔ "دھوکے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا" (گلتیوں ۶/۷)

نمبر ۲۔ "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا۔" (متی ۱۶/۲۷)

نمبر ۳۔ "کیونکہ تو اپنی باتوں سے ہی بیگناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرایا جاویگا" (متی ۱۲/۳۷)

نمبر ۴۔ "پھر اُس نے اُنہیں کہا ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو۔ جس ماپ سے تم ماپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا۔" (مرقس ۴/۲۴)

نمبر ۵۔ "کہ حاکم نیکوکاروں کو نہیں بلکہ بدکاروں کو خوف کا باعث ہے۔ پس اگر تو چاہے کہ حکومت سے نہ ڈرے تو نیکی کر۔" (رومیوں ۱۳/۳)

نمبر ۶۔ "اسواسطے اگر اُس کے خادم بھی اپنی صورتوں کو راستبازی کے خادموں سے بدل ڈالیں تو کچھ بڑی بات نہیں پر انکا انجام اُن کے کاموں کے موافق ہوگا۔" (۲ قرنتیوں ۱۱/۱۵)

نمبر ۷۔ "کیونکہ پربھو کی آنکھیں دھرمی لوگوں پر ہیں اور اُسکا کان اُنکی دعاؤں پر لیکن پرمیشور کا منہ بُرے کرنیوالوں کے خلاف ہے۔" (۱ پطرس ۳/۱۲)

نمبر ۸۔ "کیونکہ جس حال کہ خدا نے فرشتوں کو جب انہوں نے گناہ کیا نہ چھوڑا بلکہ تاریکی کی زنجیروں سے باندھا اور جہنم میں ڈالکے حوالہ کیا کہ عدالت کے دن تک اُنکی نگہبانی ہو اور اگلی دُنیا کو بھی نہ چھوڑا بلکہ طوفان کے پانی کو بیدینوں کے عالم میں بھیجکر نوح سمیت جو راستبازی کا منادی کرنے والا تھا آٹھ کو بچالیا اور سدوم و عمورہ کے شہروں کو خاک سیاہ کرکے اور نیست و نابود ہونے کا حکم فرماکے انہیں آیندہ کے بیدینوں کی عبرت کے لئے نمونہ بنا رکھا اور اُس نے راستباز لوط کو جو شریروں کی ناپاک چالوں سے دق ہوا۔ رہائی بخشی" (۲ پطرس ۲/۴ سے ۷)۔

ان تمام حوالوں سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گو انسان فاعل بالاختیار بھی ہو۔ اور چاہے خدا ہی اُس سے گناہ کرائے تو بھی اپنے افعال و اعمال کی جزا و سزا سے بچ نہیں سکتا۔ کسی کے ساتھ کچھ رعایت نہ ہوگی ہاں زیادتی ہو جاوے۔ تو مضائقہ نہیں جیسا کہ یسعیاہ کے باب ۴۰/۲ محولہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے یا کال کی پستک باب ۲۱/۱۷ کے ان لفظوں سے واضح ہوتا ہے۔ "تب داؤد نے خدا سے کہا کہ کیا میں نے لوگوں کو نہیں گنوایا بلکہ میں نے ہی پاپ کیا۔ اور بالتحقیق بُرائی کی پر ان بھیڑوں (یعنی اسرائیل) نے کیا کیا ہے کہ یہی بلا ان پر پڑی۔ اے میرے خداوند سا اے میرے خدا میں تیری منت کرتا ہوں کہ تیرا ہاتھ مجھ پر اور میرے باپ کے گھرانے پر پڑے نگراں پر نہیں۔" داؤد کی یہ دعا ستر ہزار انسانوں کے فوت ہو جانے کے بعد قربانی چڑھانے سے قبول ہوئی۔

پادری صاحبان! وید مقدس میں باقی باقی کی کوئی تمیز نہیں اسکی تعلیم و تعمیل کل انسانوں کے لئے عام ہے (جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۳ کے جواب میں ثابت کر چکے ہیں) مگر تو بھی بوجہ ناواقفیت آپ زیادہ متعجب نہ ہوجئے۔ خدا سے مسیح کی ابتدائی حالت آپ بھول گئے۔ یہ بیچارہ خدا۔ بنی اسرائیل کے گھر جاکر بچھڑے کھاتا رہا۔ کہیں آگ میں یا آگ کے ستون میں یا بادل کے ستون میں دلیل راہ ہوا۔ کہیں لڑا۔ یعقوب سے کشتی میں مغلوب ہوا۔ کبھی من اور کبھی بٹیر لاکر کھلاتا۔ اور میٹھا پانی چٹان سے نکال کر پلاتا رہا۔ غرض ادنی خدمتگاری میں مدت اوقات گذاری جتنے کہ خصموں کی چوکیداری کرتا رہا۔ انجام کار وہی قوم اُسکی نہ ہوئی بلکہ اُس کے اور اُس کے رسولوں اور انبیا کو خوب ذلیل سمجھا اور خوار کیا اور مجبور بیچارے کو مثل اس راجہ کے (جس کی تمثیل متی کی انجیل باب ۲۲۔ آیت الغایت ۱۶ میں درج ہے) اور جس کی دعوت میں مدعو لوگ شامل نہیں ہوئے۔ اور مجبوراً اُسے غیر لوگوں کو بلاکر کھانا دینا پڑا اور غیر قوموں سے اپنے لئے لوگ چننے پڑے۔

اگر ہم آپ کے بیان کو (جو درحقیقت لغو اور بے بنیاد ہے) تسلیم بھی کرلیں کہ نجات کی تمیز وغیرہ کتب مسلمہ میں پائی جاتی ہے۔ تو سچ کہنا وہ نمبر بنی اسرائیل اور اقوام غیر سے زیادہ سخت ہے ہم تو عہد عتیق (اولڈ ٹسٹمنٹ) میں پڑھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے لئے خدا و مدعالم نے وہ وہ کام کئے جو اسکی شان ایزدی کے ہرگز شایاں نہیں تھے۔

پانچواں باب

عیسائی دین دُنیا میں کس طرح پھیلا

تمام اکثر پادری صاحبان ناواقف بھولے گاؤں کے رہنے والے گنواروں کو اس طرح بہکایا کرتے ہیں اور بعض اوقات شہر کے معززوں کو جو تاریخ کا نام تک بھی نہیں جانتے۔ یہی دم دلاسا دیا کرتے ہیں کہ کرسچن مت کی سچائی اور اُسکی کارروائی کا یہ بدیہی ثبوت ہے کہ وہ ساری دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اُسکی سلطنت میں امن ہے وہ صلح سے بائبل سے پرچار کرتے ہیں۔ جبر سے نہیں وہ تلوار نہیں چلاتے بلکہ معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ چھاپا۔ ریل۔ انجن۔ گھڑی۔ تار برقی۔ ڈاکٹری۔ کالج سکول سب عیسائی دین کی برکات ہیں۔ اور بعضے اپنے سفید چمڑے کو بھی شہادت میں پیش کیا کرتے ہیں۔

بیشک ناواقف آدمی ایسی باتیں سنکر پھسل جاتا ہے اگر عیسائی دین کا درحقیقت یہی نظارہ ہے تو بیچارہ گنوار کیا۔ عقل کو بھی اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیسائی دین ایسا نہیں ہے۔ جواب ہرگز نہیں اور اُس کو ہم مفصل طور پر بذریعہ ایک کامل تحقیقات کے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

واضح ہو کہ اول تو عیسائی مذہب تمام دُنیا میں نہیں پھیلتا جاتا اور نہ پھیل چکا ہے۔ اس وقت بھی عیسائی مذہب سے بدھ مذہب بہت زیادہ ہے فرانس۔ جرمن انگلینڈ۔ ناروے اور امریکا اور افریقہ کے مختلف حصوں میں لوگ عیسائیت کو ترک کر رہے ہیں بیسیوں اخبار بائبل کے خلاف جاری ہیں۔ آریہ سماج کی مبارک کوشش عیسائی درخت کو بار آور نہیں ہونے دیتی۔ ویدا ازم۔ بودھا ازم۔ یورپ کے اکثر مقامات میں پھیل رہا ہے اور سندر ان رہتے ہیں۔

ے سرا کہتے صاف واضح کر دیا کہ کوئی بھی بری نہیں ایک بھی بری نہیں عاملہ حرداء ہو جاؤ۔ کہ ہم بھی بسبب نہیں۔ (مولف)

کو تحن مت دیں

امرتسر مقامات انڈیا میں بھی لوگ عیسائی دین کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ مدراس اور پنجاب کے حالات شاہد ہیں۔ ابھی ایک دو سال ہوئے کہ یورپ کے ایک مشہور پادری مسٹر ایرک ٹیڈ صاحب نے عیسائی دین کا روز بروز تنزل پانا نہایت عمدگی سے بیان کیا تھا۔ جس پر بہت سی کھلبلی مچی۔ مگر جتنا عیسائیوں کے پاس ترقی کرنے کا سامان ہے اتنا اگر آریوں کے پاس ہو تو وہ عیسائیوں سے صدہا درجہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ اس بے سروسامانی میں بھی تنخواہ دار پادریوں اور بشپوں کے مقابلہ میں بہت کچھ کر رہے ہیں۔ عیسائی مذہب کے سبب سے سلطنت میں امن نہیں بلکہ مہارانی کوئین وکٹوریہ کی خوش انتظامی اور پارلیمنٹ کی عمدہ کونسل کے سبب سے امن ہے۔ اگر عیسائی دین کے سبب سے امن ہے تو روس میں بدانتظامی کیوں ہے۔ کیا وہ عیسائی نہیں یا وہاں گرجے اور [illegible] نہیں۔ پہلے یورپ کے بادشاہوں کے وقتوں میں بدانتظامی کیوں تھی۔ اگرچہ اس وقت انجیلیں۔ بشپ۔ گرجے سب کچھ تھے۔ مگر جتنا ایک ہزار برس تک یورپ میں پوپ کا راج (یعنی ۵ صدی سے ۱۶ صدی تک) رہا۔ اس میں اسقدر خرابیاں۔ ظلم [illegible]۔ بدمستیاں۔ بے ایمانیاں۔ تباہیاں بداخلاقیاں۔ خود غرضیاں [illegible] جن کا شمار حد سے زیادہ ہے جو کہ تمام تر عیسائی [illegible] پوپوں کے ہاتھوں سے تمام یورپ کے حق میں [illegible] عیسائی دین کی برکت سے [illegible] ہوئیں سوائے ان ترقیوں کے اور کسی [illegible] ڈاکٹر ڈریپر صاحب کی کتاب ہسٹری آف دی کنفلکٹ بٹوین ریلیجن اینڈ سائنس باب [illegible] صفحہ ۲۵۵ سے ۲۸۵ تک مطبوعہ [illegible] لنڈن ۱۸۹۱ء)

بائبل کی پیشینگوئی بھی امن وامان سے نہیں ہوئی اور نہ موقع ملنے پر عیسائیوں نے تلوار چلانے اور [illegible] سے پہلو تہی کیا بلکہ [illegible] موقع صدیوں تک تلوار چلائی۔ [illegible] عیسائیوں نے باہمی مذہبی جنگ سے عرصہ تک خون کی ندی بہائی۔

رومن کیتھلکوں کا برتاؤ پروٹسٹنٹوں سے اور انکا دوسروں سے نہایت ہی عبرت انگیز تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہے۔ پس خوش اخلاقی بھی کوئی عیسائی دین کی خوبی نہیں۔ چھاپا وریل کی ایجاد بھی عیسائی دین سے نہیں۔ بلکہ مختلف ملکوں کے فضلا وعلما کی کوشش کا نتیجہ ہے نہ کہ پادریوں کی ہمت یا عیسائیوں کی برکت۔ ان چیزوں کے موجد اکثر ملحد اور کچھ دہریے تھے پس بائیبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا علم۔ اخلاق۔ علمی محبت۔ اور علمی کتابوں اور عالموں سے سلوک اور خود عیسائیوں کا باہمی برتاؤ ان امورات کو یورپین فضلا اور فلاسفروں کی واضح شہادتوں سے عرض کریں تاکہ ہمارے ناواقف بھائیوں کو معلوم ہو کہ ظاہری سفید رنگت کے عیسائی عارضی ٹیپ ٹاپ میں پوڈر اور صابون سے دھلے ہوئے عیسائی اندرونی صفائی سے کتنی منزلیں دور ہیں۔

سنگین دل ست گرچہ بظاہر ملایم است [illegible] درون بینہ نگر بینہ دا ہر را

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (متی ۷-۲۰)۔ تین سو برس مسیح کے مرنے کے بعد قسطنطین بادشاہ اس نئے دین کا بڑا رکن تھا۔ وہ نسیا کی کونسل میں حاضر تھا جہاں عیسائی تثلیث کے تین خداؤں کے درجے مقرر ہوئے۔ اس نے کفر کے بند کرنے کے لئے قانون پاس کئے اور ایمان والوں کے فائدوں کے لئے کافروں کی جائیداد کو ضبط کیا۔ اس نے دولت کے ذریعہ ہزاروں کو عیسائی دین کی طرف گرویدہ کیا۔ گرجے کی گود میں بہت دولت ڈالی۔ اور سرکاری خزانہ کو اس پر خرچ کیا اور اپنے حکم سے بشپوں کو روپیہ دیا۔ غرضیکہ جو کچھ ایک بادشاہ دین کے واسطے کر سکتا تھا وہ قسطنطین نے عیسائی دین کے واسطے کیا۔ اور جو عیسائی دین کا نتیجہ ہونا تھا وہ بھی اس بادشاہ میں ظاہر ہو گیا یعنے یہ کہ وہ اخیر دم تک بپتسمہ سے ٹال مٹول کرتا رہا۔ تاکہ وہ آزادی سے دلیر ہو کر گناہ کر سکے اس نے اپنے لڑکے کو مارا اپنی جورو کو قتل کیا۔ وہ ایک ظالم بادشاہ اور فضول خرچ تھا۔

پہلی صدی کے عیسائیوں کا حال چلن

اگر پال پیٹر جیوڈ کی نوشتیں پہلی صدی [illegible] لکھی گئی ہوں۔ تو اس وقت بھی عیسائیوں کا اخلاق سخت [illegible] تھا (دیکھو پہلا فقرہ ن[illegible])

دوسری صدی

مشہور مورخ کہتا ہے وہ کہ جو شخص نیکی و بدی کا خیال نہیں رکھتا تو وہ اخلاق کا خراب رہبر ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو یہ خطاب پہلے عیسائی واعظوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جعلسازی سے وضعی نوشتے بنانے اور دین پھیلانے کے لئے بہت سے دینی فریب کئے۔

تیسری و چوتھی صدی

تیسری صدی میں وہی مورخ موشیم عیسائیوں کے [illegible] کیا نیا سچ [illegible] بشپوں اور پادریوں کی اسی طرح بد حال بیان کرتا ہے اور چوتھی صدی [illegible] کے حال میں وہی مورخ افسوس سے بیان کرتا ہے کہ پہلوں [illegible] گرد [illegible] عیسائی دین کلنکت ہو رہا ہے گنہگار [illegible] مستوں کی کثرت کے سبب [illegible] آدمی بہت ہی قلیل رہ گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی دین ادنیٰ درجہ کی نیکی بھی لوگوں میں پھیلانے میں ناکامیاب رہا۔

پانچویں صدی

[illegible] سیلوی ان پانچویں صدی کے اپنے ہم مذہب والوں [illegible] ان الفاظوں میں کھینچتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کون ایسا شخص ہے جو ناکاری کی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہو۔

اگر اس سے زیادہ پوچھنا چاہتے ہو تو میں آگے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت سنجیدہ مگر رنج سے پُر ہے۔ خود خدا کا گرجا اور اس میں یہ خرابیاں۔ [illegible] کس طرح خدا کو غصہ دلا سکتے ہیں چند آدمیوں کے سوا جو برائی سے بچ گئے ہیں تقریباً ہر ایک عیسائیوں کا مجموعہ برائیوں کا بدبو دار چھپڑ ہے کیونکہ تم [illegible] سے ایسے شخص کو ڈھونڈ نکالو گے جو شرابی۔ شکم پرست زناکار۔ فاسق [illegible]۔ آدم کش نہ ہو اور سب سے خراب بات یہ ہے کہ یہ سارے قسم کے آدمی بے شمار ہیں۔ میں اب تمام عیسائی لوگوں کو ایمان سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایک بھی آدمی پا سکتے ہو جو ان تمام برائیوں اور گناہوں میں جو میں نے بیان کئے سب مبتلا نہ ہو۔ بلکہ کون ایسا ہے جو سب کا مجرم نہ ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا عیسائی پانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اسکے ایسا عیسائی جو کسی کام کا مجرم نہ ہو۔ عنقریب تمام ہی پادریوں کا مجموعہ اس قدر بدکاری میں ایسا ڈوبا ہوا ہے کہ تمام عیسائیوں میں اس کو ایک طرح پاک شمار کرتے ہیں جو اوروں سے کم بدکار ہو (دیکھو میلانز ہسٹری آف ارلی کرسچانٹی صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷)

جان ڈیونپورٹ کہتے ہیں۔ در حقیقت پیشوایان دین مسیحی کی بدکرداری سے

عیسائیوں سے کیسے بھر گئے تھے۔ جیساکہ بروس صاحب اپنی کتاب مسمی بہ ٹراولس جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ میں لکھتے ہیں۔ پیشوایان دین عیسوی ایسے کاذب، دغاباز گو اور مکار تھے اور جھوٹی کرامتیں دکھلاتے تھے۔ اور ان سب امور سے بڑھکر یہ تھا۔ کہ ان لوگوں نے امور مذہبی میں ایسی تساہل اور غفلت اختیار کی تھی کہ نصاری عرب کا نام بدنام ہو گیا تھا" (صفحہ ۷) "اسی پانچویں صدی میں ایک فلاسفرہ عورت ہیپیٹیا نام [illegible] تھی۔ اُس کی اس جرم میں کہ فلاسفری پھیلاتی ہے پادری سرل کے مریدوں کی فوج نے اُس کے خدا کے بائبلی حکم کے مطابق (خروج ۲۲/۱۸) جبکہ وہ اپنے لکچر کیلئے روم کو جاتی تھی۔ رستہ ہی سے گھسیٹکر اسکندریہ کے عظیم الشان گرجا میں لے گئے۔ اول ننگا کیا پھر گرادیا۔ اور اُس کے بدن کو صدف کے ٹکڑوں سے کاٹا پھر جلا دیا۔ دیکھو (ذوٹ آف کرسچیانٹی صفحہ ۵ پیراگراف ۳) "شارل مین نے سکسن کے درمیان فوج بھیجکر بذریعہ آگ اور تلوار کے اس قوم کو عیسائی کیا۔ جن کو پادری اور راہب لوگ صرف اُپدیشوں سے کرسٹان نہ کرسکے کیونکہ انھوں نے اپنی کوشش جبر اور دھمکی کے بغیر کی۔" دیکھو (موشیم کی اکلیزیسٹیکل ہسٹری یعنی دینی تواریخ صفحہ ۱۷)۔

یہ لکھا ہے۔ "سنکس لوگوں نے جب ترقی کی تو ان میں سے چند عیسائی دین سے کافر ہو گئے۔ جن میں سے آخر ایک کاڈس کیلس راہب ۸۴۹ء میں بسبب کی کونسل میں یہاں تک کوڑوں سے مارا گیا کہ اُس نے اپنے نوشتے جلا دئے" (اسی واسطے مارا گیا تھا) (دیکھو صفحہ ۵ ورٹ آف کرسچیانٹی)

"جو پھل عیسائی دین کا درخت مغرب میں لایا اُس سے مشرق بھی بار در ہوا چنانچہ آرمینیا میں تھیوڈورا بادشاہ کے حکم سے پالیشی ان کافروں کے مذہب کے ایک لاکھ آدمی پکڑے گئے۔ اُن کا مال ضبط کیا گیا اور وہ خود شکنجوں کے عذاب میں پڑے رہے۔" ہیم صاحب اپنی تواریخ مڈل ایجز میں لکھتے ہیں۔ "دو عیسائی لاکھ کروسیڈر گے جہاد میں مارے گئے۔"

| دسویں صدی | اس صدی میں نارمن۔ پولینڈ۔ روس۔ ڈنمارک۔ ناروے ان سب نے عیسائی دین اختیار کیا ✤

نارمن لوگوں نے ایک بہت سا بڑا قطعہ زمین کا مانگا تھا۔ جسکے عوض میں دین عیسوی اختیار کیا اور پولینڈ والوں نے اس سبب سے کہ کافروں کے خلاف بڑے سخت قانون بادشاہ نے بنائے تھے۔ اس ڈر کے مارے پرانا دین چھوڑ کر جدید مذہب عیسوی اختیار کیا۔ ناروے اور ڈنمارک والوں نے ایک سخت شکست کے بعد عیسائی دین قبول کرکے جان بچائی۔ ورنہ تہ تیغ کئے جاتے۔

۱۰۹۹ء میں یروشلم فتح ہوا۔ پاک شہر میں ڈی ڈی ام کا بھجن گایا گیا اور مسیح کے سپاہی گھٹنوں پر سے اٹھکر شہر کے کوچوں گلیوں میں گئے اور بیرحمی سے آدمی۔ عورتیں لڑکوں کو قتل کیا ✤

اُس کے بعد دوسری صدی میں پی ٹانی رئیس شہر صوبہ البی جنس کا ذکر ہوا "نیدرلینڈ میں الوا نے ۱۸ ہزار آدمی ۵ یا ۶ سال کی حکومت میں قتل کئے۔" "بکل کی ہسٹری میں لکھا ہے۔ کہ ایک سال میں آٹھ ہزار آدمی جلائے گئے اور جب ہیوگناٹ لوگوں پر حملہ ہوا تو اُس میں پچیس سو آدمی قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے محل کی کھڑکی سے بھاگتے ہوئے لوگوں پر گولیاں مارتا تھا۔ گرجا گھروں کے گھنٹے قتل عام کا بجا۔ اور قاتلوں کا نشان صلیب کا تمغہ تھا۔ یہ تمغہ پوپ گریگری سیزدہم نے اسی جہاد کی یادگاری میں بنوایا تھا ✤

۲۴۔ اگست ۱۵۷۲ء میں سینٹ بہارتھالمی کا قتل بھی اسی جرم میں ہوا۔

۱۶۱۵ء میں پروٹسٹنٹ لوگوں پر رومن کیتھلکوں نے حملہ کیا۔ جب کہیں کوئی بدی لیسی نہ رہی جو دین کے قبول کرانے میں انھوں نے نہ کی ہو۔ انھوں نے اپنے مخالفوں کو باندھا اور شکنجہ میں رکھا۔ اور اُسی حالت میں ٹونی (نل) سے اُنکے حلق میں یہاں تک شراب ڈالی گئی کہ اُس کے بخارات سے اُنکی عقل ماری گئی اور انھوں نے اُسی حالت میں رومن کاتھلک ہونے کا اقبال کیا۔ بعضوں کو بالکل ننگا کر دیا۔ اور ہزار ہا طرح کی بے عزتی کرکے اُنکے سر سے پاؤں تک پن (سوئیاں) چاروں طرف ٹھونک دیں اور چاقو سے اُنکو آہستہ آہستہ کاٹا اور گرم چمٹوں سے اُن کی ناکیں کھینچیں۔ اور اُن کو کمروں کے اندر گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے رومن کاتھلک دین منظور کیا۔ یا کہ بعضوں کو خوفناک چیخیں مارنے اور خدا کے واسطے ڈالنے سے مجبور اچھوڑ دیا اور بعضوں کے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن جبرًا نکلوائے۔ جس سے بیشک بڑا درد ہوا ہوگا۔ بعضوں کے پاؤں جلا دئے۔ بعضوں کے جسموں کو دھوئیں سے اس قدر دھونکا کہ وہ بھٹ جانے پر تیار ہو گئے۔ اگر اس طرح پر بھی دین چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے تو اُن کو تنگ و بدبودار جیلخانوں میں بند کیا گیا جہاں اُنپر خوب سرگرمیاں کی جاتی تھیں اور بعضی جگہ انھوں نے پہلے اُن کو چارپائی پر باندھا۔ اور اُنکی آنکھوں کے سامنے اُنکی جورو اور بیٹیوں کے ساتھ حرام کیا" (دیکھو بکل کی ہسٹری)

عورتوں پر خاصکر سخت ظلم کئے گئے وہ ایسے گندے ظلم ہیں جنکا بد ترین گندہ معز بھی خیال نہیں کرسکتا۔ مگر یہ سب صرف اسی واسطے کیا گیا کہ وہ عیسائی ہو جاویں" اب حکیم اس کیو لی لنس چند مشاہدوں کے سبب سے ۱۲۳۳ء میں جلایا گیا"

جان ہنس ۱۴۱۵ء میں جلایا گیا

جیروم مشہور و معروف موسٹ ۱۴۱۶ء " "

سہوان اور ارد لار راسب چند برائیاں دور کرنے کے سبب ۱۴۹۸ء " "

جی آر برونو نجومی روم میں ۱۶۰۰ء " "

دسے نی نی کی زبان نکلوائی گئی اور ٹولوس میں ۱۶۱۹ء میں "

پادری کالون کے فتوے سے سروی ٹس تثلیث کے خلاف ہونے کے سبب اور گرو آٹ تمام کرسچیانٹی کے خلاف ہونے کے سبب سوئٹزرلینڈ میں جلائے گئے۔

جب پروٹسٹنٹ لوگ ایڈورڈ ہشتم کے عہد میں زور آور ہوتے گئے تو بشپ کرین کو حکم ہوا کہ پراٹسٹنٹ کے خلاف لوگوں کی تحقیقات کرو۔ جس تحقیقات کے سبب سان بوچر اور وین پیرس انگلینڈ میں زندہ جلائے گئے ✤

ملکہ مری کے وقت میں پھر رومن کیتھلک نے زور پاکر پروٹسٹنٹ کے ۲۸۴ آدمی زندہ جلائے ✤

ملکہ الزبتھ کے وقت میں پروٹسٹنٹ لوگ غالب آئے تو انھوں نے ۱۵۹۲ء میں

حاشیہ۔ جان ڈولوسورٹ لکھتے ہیں ۱۴۷۱ء میں جان گلیڈن اور چارلس اسمتہ فلڈ میں بہمت کفر جلادئے گئے اور ۱۴۹۴ء میں ایلیس ٹوسم۔ گلاسٹر ا حربانگ رنگ اور کیس۔ سو مقتول مار جری ... اور جان ہم سخرم سحر متہم ہو حرمیں بالنگ بہ گئے سان سے پانی اور اسکو ماسہ ح تشہیر ... لیا۔ ... اپنے ملک سے نکال دئے گئے۔ صفحہ ۱۴۰

روشنٹ ماننے کے لئے شکنجہ۔ پھانسی۔ جلد اُتارنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اس طرح کے ظلم کام میں لاکر انگلینڈ والوں کو پروٹسٹنٹ بنایا ✚

"بکس میں لانے کا یہ رحمدلی کا نرم طریقہ تھا جس کے ذریعہ سے ان رحمدل پراٹسٹنٹ عیسائیوں نے رومن کیتھلکوں کو پروٹسٹنٹ کیا۔ یعنے بلوط کی لکڑی کا ایک بڑا چوکھٹا بناتے اور اُسے تین فٹ زمین سے اونچا لگاتے تھے اور قیدی اس کے پیچھے رکھا جاتا تھا۔ یعنے پیٹھ کے بل زمین پر لٹایا جاتا تھا۔ اسکی ٹانگیں اور ہاتھ رسی سے باندھ کر وہ رسیاں بیلنوں سے باندھی جاتی تھیں۔ یعنے جو کھٹے کے آخر کے دو بیلنوں میں۔ ان بیلنوں کو دو ڈھیلے لمبے ملبوں یا چھڑیوں سے چلاتے تھے۔ جس سے وہ قیدی پیچھے سے اُٹھنا شروع ہوتا تھا۔ تب اس سے سوال ہوتے تھے۔ اگر جواب ناموافق ہوتے تو ملزم کو اور زیادہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ مظلوم کی ہڈیاں جوڑوں سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی نرم اور ملائم طریقہ سے پروٹسٹنٹ لوگوں نے رومن کیتھلکوں کو اپنے دین میں ملایا۔ اور یہی انگلینڈ والا حال سکاٹلینڈ اور آئرلینڈ میں کیا۔" (مفصل دیکھو انگل سٹری جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ سے ۳۴۶ تک) ✚

اور ایسے ہی ظلم امریکہ میں پروٹسٹنٹ لوگوں نے کوئیکر لوگوں پر کئے۔ کرسچیانٹی بہت بیرحمی ہی نہیں بلکہ روشنی کے مقابل تاریکی پسند کرتی ہے کیونکہ اُسکی حکومت کی شرط جہالت ہے اُس نے علم کے خلاف جہاد کئے اور بہت صدیوں تک آدمیوں کو ترقی کرنے سے دور رکھا"۔ پادری لوگ شروع سے ایسے جاہل رہے کہ سیا آٹھ صدیوں تک بھی بہت کم پادری تھے جو لوگوں کے پڑھنے لائق کتاب لکھ سکتے۔ دسویں صدی کے شروع میں علم آنے لگا اور نجوم کو تو اس قدر نفرت کیا کہ پندرہ سو سال تک عیسائی دین میں کوئی نجومی نہیں ہوا۔ اور جب کہ پرنکس کتاب چھوڑ مرا تو عیسائی پادریوں نے اُس کے شاگردوں کا پیچھا کیا۔ اور گلیلیو کو ڈرا دیا اور کتاب کو جلوا دیا"۔ (دیکھو فرولش آف کرسچیانٹی مصنفہ مسٹر ڈبلیو اے بی ہسٹ صاحب) (مطبوعہ لنڈن) ✚

ہندوستان میں عیسائیوں کی حکمت عملیاں

ریورنڈ۔ انج باور صاحب فرماتے ہیں کہ "سنہ ۱۵۹۹ء میں جو مجلس ملابلم میں منعقد ہوئی تھی اور جس کا پریسیڈنٹ آرک بشپ مینس تھا۔ اُسمیں مفصلہ ذیل فتوٰی دیا گیا دستہ ۹ فتوٰی ۲" نیچ ذات کے آدمیوں سے ساتھ عیسائیوں کو اُس وقت تک نہ چھونا چاہئے جبکہ وہ بڑی ذات والے ہندوؤں کے ساتھ ہوں۔ لیکن جب وہاں عیسائیوں کے سوا کوئی نہ ہو تو کچھ ہرج نہیں"۔ (دیکھو پادری صاحب کا مضمون ہندوؤں کی ذات صفحہ ۳۵ مطبوعہ کرسچین ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی بیپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۵۱ء)

رابرٹ دی نوبی لی لس صاحب سنہ ۱۶۰۶ء میں ہندوستان میں آیا یہ حال اُسکے وقت میں تھا جو اُس نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ پادریوں نے شروع میں بات مشہور کی تھی۔ کہ ہم یورپ کے برہمن ہیں اور جمودیپ کے مغربی حصہ میں ۵ ہزار کوس کے فاصلہ سے آئے ہیں کہ اپنے بھائی ہندوستانی برہمنوں سے علم سیکھیں اور اپنا علم اُن کو سکھلا دیں۔ جب ان پادریوں نے اپنے آپ کو برہمن مشہور کر دیا تب انہوں نے اس قوم کی تقلید بھی شروع کی۔ وے پیتامبر دھوتی پہننے لگے۔ جیسا کہ ہندوستان کے مذہبی پیشوا اور فقیر پہنتے ہیں اور جل دینے لگے جبکہ وہ عام آدمیوں کے سامنے جاتے تھے ماتھے پر چندن بھی لگانے لگے۔ جیسا کہ برہمن لگاتے ہیں"۔ (دیکھو خطوط اے بی ڈبوبائس صفحہ ۵۵ و ۶۱ اور دیکھو پادری باور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴)

(صرف یہاں تک ہی صبر نہ کیا) "بلکہ اس کام کے لئے ایسے برہمنوں کو اپنے میں شامل کرنے کی غرض سے انہوں نے انجیل کی سچائیوں اور مذہب معتقدوں کی آزادی کو گڑبڑ کرنے کا وقت بھی دیا اور سوچا اپنے آپ کو بڑے درجہ کے برہمن مشہور کرکے جو کہ مغربی دنیا سے آئے ہیں اُن پادریوں نے ہندوؤں کے اصلی نام بھی اختیار کر لئے۔ اور اس ذات کی رسوم کی ہر ایک طرح سے تائید کی۔ برہمنوں کے بہت سے درجے ہیں اور اس فریب کو زیادہ موثر کرنے کی غرض سے نوبی لس نے اپنے آپ کو سب سے بڑے درجہ والا بنا کر جتلایا۔ اور اپنے مخالفوں کی زبان بند کرنے کے واسطے اور ان جیلاں متعصبوں کو جو اس کو برہمن ہونے کو فریب جانتے تھے اُس نے ایک پرانا میلا پارچمنٹ یعنے چمڑے کا کاغذ پیش کیا جس میں کہ اُس نے پرانے ہندوستانی لفظوں (یعنے سنسکرت) میں ایک کاغذ معاہدہ جعلی شادی کا بنایا اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ روم کے برہمن ہندوستان کے برہمنوں سے بہت پرانے زمانہ سے ہیں اور روم کے جسوئٹس برہمن بالکل خاص برہما دیوتا کی نسل سے ہیں پادری جوونسی، ایک جسوئٹ اس فرقہ کی تاریخ میں اس سے زیادہ بتلاتا ہے جبکہ اس جعلی دستاویز کی صداقت کی نسبت ہندوستانی نکتہ چینوں نے شبہ کیا۔ تو نوبی لس نے برہمنوں کی مجلس کے روبرو حلفاً بیان کیا کہ میں برہما دیوتا کی نسل سے ہوں کیا یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے کہ ایک معزز پادری نے ایسا جھوٹ بولا اور کیا ایک کفر یاد ہوا نہیں ہے۔ کہ اس نے اس حلف دروغی اور دغا کو ایک پاک عقلمندی بیان کیا"۔ (دیکھو تاریخ جسوئٹس مصنفہ جاوانسی ایسینا ٹک آرچری سہ حس کی جلد ۳ صفحہ ۲۰۶ اور ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۵ و ۵۶) ✚

پادری رابرٹ دی نوبی لی لس صاحب نے اپنا نام تتو بودھک سوامی رکھا اور پادری آرجی لس جی صاحب نے اپنا نام ویرام منی رکھا۔ ہندو لوگ اُن کو اور اُنکے بھائیوں کو ہمیشہ اُن کے ہندو ناموں سے جانتے تھے (دیکھو ریورنڈ باور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۸ کا نوٹ)۔ "غریب پیاریوں کے واسطے صرف کینیٹ کسٹ ہی علیحدہ نہ تھے۔ بلکہ ان کے واسطے گرجے بھی علیحدہ تھے۔ اگر وہ کبھی بڑی ذات والوں کے گرجے میں جانا چاہتے تھے تو وہاں سے باہر نکال دئے جاتے اور انکو کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ بلکہ جب وہ مر جاتے تھے۔ تو عیسائی سنیاسی اُنکے گھرانے میں داخل ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور مرنے والا بدبخت آدمی جانکندنی کے وقت بستر سے گھسیٹ کر میدان میں لایا جاتا تھا۔ یا کسی دور کے گرجا میں لے جایا جاتا تھا تاکہ وہ سنیاسی جو اُس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ آخری مذہبی رسوم ادا کرے۔ لیکن تب بھی وہ اُس کو چھو نہیں سکتا تھا"۔ (دیکھو کلکتہ ریویو نمبر ۳ صفحہ ۹۴ اور ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۷)

ایکدن ایک فوجی افسر نے (جو ٹرنکوبار سے دہلی کو سفر کر رہا تھا، ایک فرانسیسی پادری کو جو اس بنگلہ میں آیا۔ اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے اخلاقاً بلایا۔ اُس پادری نے جبکہ اُس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ کھانا ایک پریار نے پکایا ہے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور اُس کو صرف میٹھے کھانے اور یہ عذر کیا کہ اس کھانا کھانے کی وجہ سے شودر لوگ عیسائی دین سے نفرت کرینگے"۔ (دیکھو ریورنڈ باور صاحب

کی کتاب صفحہ ۹۵) اور (ہندوستان میں تعلیم صفحہ ۲ لیں صفحہ ۲)۔

عیسائیوں کا علمی کتابوں سے سلوک۔ ڈریپر صاحب فرماتے ہیں۔ عیسائی حامیوں نے ٹریپولی کی لائبریری کو جس میں کہتے ہیں ۳۰۰۰۰۰ کتابیں تھیں جلایا۔ جس وقت وہ پہلے کمرہ میں گئے۔ اُس میں صرف قرآن اور وہ کتابیں تھیں جو عربی امپاسٹر کی تصنیف تھیں اس کی حالت تھی اسی سے وہ جلا دی گئیں ۔

اسپین والے سپاہیوں نے مکسیکو میں امریکہ کی تصویروں کے نشانوں کے بڑے انبار جلا دئے۔ جو ایسا نقصان ہے کہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا اور کارڈنل زیمنیز نے گریناڈا کے چوکوں میں عربی نسخوں کی ۸۰ ہزار کتابیں جن میں بہت مصنفوں کی بہت سے ترجمے تھے جلا دئے" (دیکھو ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ لنڈن ۱۸۷۶ء ۲۰ ویں بار)۔

ایڈورڈ گبن صاحب فرماتے ہیں ”میں اُن زیادہ ترقی یافتہ لائبریریوں پر افسوس کرتا ہوں جو کہ عیسائیوں کی بربادی سے ... تباہ ہوگئیں“ (دیکھو جلد ۳ باب ۵۱ صفحہ ۵۶۹ تاریخ زوال روم)۔

اخبار پایونیر کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے ”کروسیڈرز عیسائی مذہب کے حامیوں نے طرابلس کا کتب خانہ جس میں تیس لاکھ یعنی تیس لاکھ کتابیں تھیں جلا دیا۔ اسپین کے لوگوں نے مکسیکو میں امریکہ والوں کی تصویروں کے تحریرات ایسے انبار جلا دئے کارڈنل زیمنیز نے گریناڈا کتب خانہ میں ۸۰ ہزار عربی زبان کی قلمی کتابیں جلا دیں (دیکھو پایونیر اخبار الہ آباد مورخہ آٹھویں اکتوبر ۱۸۹۵ء)

پھر ایک مورخ فرماتا ہے ”جب وکلف کے ترجمہ جلانے کا حکم ہوا تو ۱۴۱۰ء میں ایک کتاب ٹیلر نے تصنیف کی اور ۱۴۲۸ء میں کونسل منعقد ہوئی جس کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلائی گئیں“۔

۱۵۲۵ء میں کارڈنل ولسی اور بشپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ پڑھا نہ جائے اور اس مضمون کے اشتہار ایسے علاقوں میں جاری کئے کہ لوتھر کے بعض پیروؤں نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور خدا کے کلام کو جھوٹے ترجموں اور ایجادی حاشیوں سے خراب کیا ہے اس لئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہوں تیس دن کے عرصہ میں جنرل وائیکر کے پاس حاضر کرے۔ ورنہ کلیسا سے نکالا جائیگا اور بدعتی کہلائیگا اور اسی سال ٹونسٹل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نسخے خرید کرکے پالیکراس میں جلا دئے۔ پھر ۱۵۲۹ء یہ نسخے چھپے سار میں علانیہ جلا دئے گئے۔

جب ۱۵۳۰ء میں ٹنڈیل نے اس پر نظر ثانی کرکے دوبارہ چھپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی اشاعت کی تو لنڈن کے بشپ نے شائع کرنے والوں کی تشہیر کی اور ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ ۸ پائی جرمانہ کیا۔

پھر ۱۵۴۶ء میں ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمے اور نیز وہ کتابیں جن کی پارلیمنٹ نے اجازت نہیں دی اور نیز فرخت وکلف کی کتابیں نہ پڑھی جاویں۔ بلکہ ملکی اور کلیسائی افسروں کو دیجاویں کہ وہ جلا دی جاویں۔

پھر ۱۵۵۵ء میں نماز کی کتاب معہ انجیل جلا دی گئی۔

پھر ۱۵۵۵ء میں اشتہار جاری ہوا کہ بدعتی کتابیں کہیں نہ بیچی جاویں اور نہ کوئی اپنے پاس رکھے۔ (دیکھو کتاب والٹن مطبوعہ ۱۸۵۵ء جلد سوم)۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں کہ نائسا کی کونسل میں یہ امر واقع ہوا تھا کہ شہنشاہ قسطنطین اوّل نے پادریوں کی جماعت کو وہ اختیار دیا تھا کہ جس سے نہایت ہیبت ناک نتیجے پیدا اور نمایاں ہوئے تھے۔ چنانچہ اُن سے چند خرابیاں ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔ خونریزی اور بربادی اُن احمقانہ صلیبی جنگوں کی جو عیسائیوں نے قریب دوسو برس کے عرصہ تک ترکوں پر کئے تھے۔ اور جن میں کئی لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔ قتل کرنا اُن شخصوں کا یعنی (فرقہ اناباپٹسٹ) کا جو اس عقیدہ کو نہیں مانتے تھے کہ انسان کا دوبارہ اصطباغ ہونا چاہئے لوتھر کے پیروں اور رومن کیتھلک مذہب والوں کا دریائے راین سے لیکر انتہائے شمال تک قتل ہونا۔ وہ قتل جنکا حکم ہنری ہشتم اور اُس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا تھا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل ہونا یا تیس برس تک اور بہت سی خونریزیوں کا ہونا۔ فرانسس اول کے عہد سے ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک اس قتل عام میں پچیس ہزار سے زیادہ اور دس ہزار آدمی عوام میں سے فقط پیرس دار السلطنت میں قتل کئے گئے عدالت مذہبی کے حکم سے قتل ہونا جو نہایت خوفناک ہے کیونکہ وہ عدالت پادریوں کی رائے سے تھا علاوہ اس کے اور بھی بہت سے عنوان ہیں اور اُن تیس برس کی خونریزی کا بھی کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ [illegible] کے معاملہ اور ویسٹ [illegible] خونریزی اور قتل [illegible] گستاخانہ [illegible] گیلیگولا سے نہایت دور لے گئے تھے۔ آخر کار اس خوفناک فہرست کا خاتمہ ہونے کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ نئی دنیا (امریکہ) کے باشندوں کا عیسائیوں کے ہاتھوں سے قتل ہونا۔ القصہ یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ایک ایسا مکروہ اور [illegible] ایسا غیر منقطع سلسلہ مذہبی لڑائیوں کا چودہ برس تک سوائے عیسائیوں کے اور کہیں ہرگز جاری نہیں رہا۔ اور جن قوموں کی نسبت بت پرست ہونے کا طعن کیا جاتا ہے اُن میں سے کسی قوم نے ایک قطرہ خون کا بھی مذہبی دلائل کی بنا پر نہیں بہایا (از اعجاز التنزیل صفحہ ۴۰۳ و ۴۰۴ اور اُن کی کتاب اپالوجی لکھنؤ ۱۹۸-۱۹۹)۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں عیسائیوں کی ایک مشہور مذہبی عدالت کا حال یوں لکھا ہے ”اس مذہبی عدالت کا نام انکویزیشن تھا۔ اور اس کا یہ کام تھا کہ جو لوگ مذہب عیسوی کی نسبت ملحدانہ اعتقاد رکھتے ہوں یا اُس سے بالکل منحرف ہوگئے ہوں اُن کو تلاش کرکے پکڑے اور سزا دے یہ ہولناک محکمہ اس غرض سے قائم کیا گیا تھا کہ معاملات مذہبی میں آزادانہ تحقیقات نہ ہونے پاوے اور مذہب بالکل یکساں طور پر رہے۔ پہلے پہل تیرھویں صدی میں قائم ہوا تھا جبکہ پوپ انوسینٹ سوئم نے ایک کمیشن اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ ناریوں کے ملحدوں کو مجرم قرار دیکر انکو سزا دے۔ ۱۲۰۸ء میں پوپ نے دو راہبوں کو جو ایک خانقاہ سے تعلق رکھتے تھے اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ البجنس لوگوں کے کفر کے برخلاف وعظ کریں اور اُن کو ایسے کام میں خصوصاً تولوس میں بہت کامیابی ہوئی۔ اسلئے لوگوں کی ہدایت ہوئی۔ [illegible] کیتھلک چرچ [illegible] انکوئزیٹر احکام محکمہ انکوئزیشن مقرر کرے۔ جن کو بشپ لوگوں سے کچھ تعلق نہ ہو اور جو بطور وکلاء محکمہ مقدس پوپ کے کام کریں اور اُن کو ملحدوں کی سزا دینے کا حق حاصل ہو۔ پوپ نے اپنا یہ مقصد پورا کرنے کی غرض سے فلیپ دوم بادشاہ فرانس اور امراء [illegible] کو بھی اس کام میں مدد دینے

نے کے لئے لکھا اور بطور انعام اُنکی کوشش و سرگرمی کے انکو ہر قسم کے منتلذات نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دی۔ ملک فرانس میں انکویزیشن ۱۲۰۸ء سے بخلاف البجنس اور ان کے محافظ ریمنڈ ششم کونٹ آف ٹولوس کے شروع ہوا۔ اور ہر طرح کی مخالفت مذہب سلب کر جاکر چرچ کو بہت جلد ایسی مقدرت حاصل ہوگئی کہ وہ اپنے مخالفوں سے جو اس کے قابو میں آجائیں جس طرح چاہے سلوک کرے چنانچہ ایسا بدنصیب المحصول کی تعداد اور قرار رونا جو ۱۲۰۸ء کے بعد آگ میں جلا جلا کر مارے گئے کچھ آسان کام نہیں ہے اور ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اُس زمانہ کی تاریخ کو پڑھے۔ اُس کے دل میں نہایت سخت طور کا ہول اور رحمدلی کا خیال پیدا نہو کیونکہ اُن حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس طور پر ہزارہا آدمی قسم قسم کی نہایت بیرحمانہ تکلیفوں کے ساتھ ایک ایسے مذہب کی تحمندی کے لئے قتل کئے گئے۔ کہ جس میں اُس کے بانی نے فیاضی اور رحمدلی کی تلقین کی تھی۔ ۱۲۱۵ء میں پوپ انوسنیٹ سوم نے دسویں دفعہ ایک جنرل کونسل قایم کرکے انواع و اقسام کی نئی نئی سزائیں ملحدوں کے لئے ایجاد کیں جنکی تفصیل نہایت طوالانی ہے پوپ انوسینٹ کے بعد پوپ ہونوریس سوم نے بھی جو اس کا جانشین تھا اس طریقہ کو جاری رکھا۔ اور رفتہ رفتہ ایک ایسی جماعت واعظوں اور سزا دینے والوں کی قایم ہوگئی۔ جنہوں نے اپنا نام معاونین و مددگاران عدالت تحقیقات مذہبی رکھا ٭

۱۲۲۴ء میں انکویزیشن اٹلی میں بھی قایم ہوگیا۔ اور جب باوجود ان تمام تشددات کے لوگوں نے اپنے عقائد کو نہ چھوڑا۔ بلکہ اُن کو خاص شہر روم میں بھی پھیلا دیا پوپ نے برہم ہو کر پہلے سے بھی زیادہ سخت سخت سزائیں دئے جانے کا حکم دیا مثلاً سر دھڑ دیا جانا ہا اگر تب لوگ ملحدین پر رحم کا اظہار کرنا چاہیں۔ تو بجائے اس کے زبان کاٹ ڈالی جاتی تاکہ وہ آئندہ خدا کی نسبت کوئی کلمہ کفر کا نہ کہ سکیں ٭

فرانس اور اٹلی کے بعد انکویزیشن اسپین میں قایم ہوا۔ اور اس سرزمین میں یہ پودا خوب ہی پھولا پھلا اور بادشاہ فرڈنینڈ اور ملکہ اسابیلا کے زمانہ میں تو انکویزیشن نہایت ہی عام ہوئی اور بڑے تردد کیساتھ مدت تک جاری رہ کر آخر میں موقوف ہوا۔ اس ملک میں ایک عہدہ گرانڈ انکویزیٹر جنرل کا اور اسکے ماتحت انکویزیشن قایم کی گئی جسکی شاخیں تمام اضلاع اسپین میں پھیلی ہوئی تھیں اور اس محکمہ کی استحکام اور اسکی کارروائی کی یکساں جاری رہنے کی کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ محکمہ ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی ایک ایسی کل بن گیا کہ جسکا نمونہ تاریخ عالم میں اُس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک مجموعہ ہدایات تمام سرکل چھپایا جاکر مشتہر ہوا۔ جس کی اٹھائیس دفعات تھیں۔ جن کی تفصیل نہایت طوالانی ہے۔ مثلاً چھٹی دفعہ میں درج تھا۔ کہ جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کرے اور بخشدیا جائے پھر بھی اُس کو بطور بقیہ اُس سزا کے جو اُس کے لئے تجویز کی گئی ہے یہ سزا دی جائے۔ کہ وہ کسی قسم کے باعزت پیشے کے اختیار کرنے۔ اور سونا چاندی موتی ریشم کے اور عمدہ ململ کے استعمال سے محروم کیا جائے ٭

پھر بیسویں دفعہ میں لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کے مر چکنے کے بعد اُس کی کتابوں یا زندگی کے طور سے یہ ثابت ہو کہ وہ ملحد تھا۔ تو اُس پر کفر و الحاد کا فتویٰ لگایا جائے اُس کی لاش قبر سے پھینک دی جائے اور اُس کا کل مال اسباب ضبط کیا جاکر اُسکے وارثوں کو کچھ نہ دیا جائے۔ پھر بائیسویں دفعہ میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کفر کا فتویٰ پاکر سزایاب ہو اور اس کی اولاد کم عمر ہو تو اُس کے ضبط شدہ مال کا ایک تھوڑا سا حصہ خیرات کے نام سے اِن کو دیا جائے۔ اور وہ تعلیم مذہب عیسوی کے لئے کسی

مال اس شخص کے سپرد کئے جائیں ٭

جو الزامات محکمہ مقدسہ انکویزیشن کے نزدیک قابل مواخذہ تھے وہ یہ ہیں ٭

(۱) ہر قسم کا کفر و الحاد مذہب عیسوی میں (۲) یہودیت (۳) اسلام (۴) جرائم خلاف فطرت اور تعدد ازدواج ٭

المختصر یہ عدالت مقدسہ ایسی غالب اور ایسی ہولناک بنگئی کہ ماں باپ اپنے بچوں اور خاوند اپنی جوروؤں اور مالک اپنے نوکروں کو بجز زبان ہلانے کے چپ چاپ اُسکے حوالہ کر دینے تھے ملکہ اُسکی قوت زیادہ تر خوف ہی تھا۔ جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا۔ اور خلائق کے دلوں میں اُسکی ہیبت ایسی عام ہوگئی تھی کہ رئیسوں اور بادشاہوں تک اسکے نام سے کانپتے تھے۔ جسقدر انسانوں کی جانیں اس بیرحم عدالت مذہبی نے تلف کرائیں اُنکی تعداد ٹھیک ٹھیک بیان کرنی آسان نہیں ہے چنانچہ صرف اسپین ہی میں بقول سیر لارنیٹی تین لاکھ چالیس ہزار آدمی اس محکمہ سے مستوجب سزا قرار دئے جاکر کسی نہ کسی طرح کی تکلیف سے برباد کئے گئے جن میں سے تقریباً ۳۲ ہزار آدمی تو زندہ آگ میں جلا کر مارے گئے۔ اور اگر اس تعداد میں وہ تمام بدنصیب لوگ شامل کر لئے جائیں جو بد انتہاے مقامات میکسیکو۔ لیما۔ کارٹھی جینا۔ سسلی۔ سارڈینیا۔ اوران۔ مالٹا۔ فیلپس۔ میلان اور فلینڈرس سے جبکہ ان ملکوں میں اسپین کی حکومت تھی سزایاب ہوئے تھے۔ تو غالباً یہ ثابت ہوگا کہ نصف ملین سے زیادہ بدنصیب آدمی اس سنگدل مقدس محکمہ سے طرح طرح کی سزائیں پاکر دنیا سے گئے" (دیکھو انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۲) (اعجاز التنزیل صفحہ ۷۴۰ سے ۷۴۵ تک) یہ کیفیت تو رومن کیتھلک فرقہ کے عیسائیوں کی جور و ظلم کی تھی اب پروٹسٹنٹ فرقہ کا حال جبکہ انہوں نے فروغ پایا سنئے مورخ ہالم صاحب فرماتے ہیں اس دین مہذب (فرقہ پروٹسٹنٹ) کے مختلف شعبوں اور فرقوں سے سب سے بڑا گناہ جو سرزد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بندگان خدا پر دین میں زور و زبردستی کرتے ہیں اور یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر ایک ایماندار انصاف پسند جسقدر ان لوگوں کی کتابوں کی سیر کرتا جاتا ہے۔ اُتنی ہی اُس کو اُن سے نفرت اور کدورت ہوتی جاتی ہے" (دیکھو تاریخ آئین سلطنت انگلستان جلد اوّل باب دوم اور (اعجاز التنزیل صفحہ ۷۴۵) ٭

مورخ لیکی صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ جب کالون نے سرویٹس کو صرف اس وجہ سے زندہ جلا دیا کہ اُس کے اعتقادات تثلیث کے باب میں جمہور علماء کے برخلاف تھے۔ تو سب پروٹسٹنٹ فرقوں نے کالون کے اس فعل کی بڑی تعریف کی اور ملانکتھن اور بلنجر اور فارل نے اس گناہ کی تعریف میں نامے لکھے اور بیزیلے جو بڑا عالم تھا۔ اِس فعل کی تعریف میں ایک بڑا رسالہ تصنیف کیا" (تاریخ مذہب معقول پسند جلد دوم صفحہ ۴۹) ٭

پھر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں۔ "اِس زمانہ میں مذہب عیسائی سے زیادہ کوئی چیز بالتصریح خراب نہ تھی۔ وہ دونوں شاخیں مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا و افریقہ میں پھیل گئی تھیں۔ انہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور بد اعتقادیاں اختیار کر لی تھیں۔ اور ہمیشہ باہمی مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتی تھیں اور ایرین۔ نسٹورین۔ سیبلین اور یوٹیچین مذہب والوں کے تکراروں سے نہایت دق تھیں اُنکی پادریوں کی عادات مثل شہوت پرستی اور عہدوں کے فروخت کرنے کے جنہوں نے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور سب عیسائی لوگوں کو نہایت بد رو بنا دیا تھا ٭

عرب کے جنگلوں میں جاہل اور شوریدہ مغز راہب بکثرت تھے جو بیہودہ تخیلات

میں دماغ سوزی کرکے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے۔ اور اکثر اُن کے غول کے غول شہر میں آکر اہل شہر کو اپنی توہمات تلوار کے زور سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے" (دیکھو اُن کی کتاب)

(فار محمد ایالوجی اینڈ دی قرآن) مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۶ء صفحہ ۳) اور اس کا ترجمہ اردو صفحہ ۷ +

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں "انہوں نے اپنے خیال میں ایک نیا اولمپس قایم کر لیا تھا۔ اور اُس میں اپنے مذہب کے ولیوں اور شہیدوں کو فرشتوں کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بُت پرست اپنے دیوتاؤں سے اولمپس کو آباد سمجھتے تھے اِس زمانہ میں ایسے عیسائی بھی تھے جو یوسف کی زوجہ مریم میں الوہیت کی شناعت قایم کرتے تھے" (دیکھو جان ڈیون پورٹ صاحب کی اپالوجی صفحہ ۴ ۱۸۸۲ء)

پھر وہی فاضل فرماتا ہے "اِن ناپاک و ناریبا و ناقابل شعر گرداؤں۔ اور اُنکی تصویروں اور تہواروں اور تقریبوں کی رسوم سے جنکی بنا بقول مسٹر گاڈ فری ہگنس صاحب اُن خراب باتوں پر تھی جن کو بت پرستی کا فضلہ کہنا چاہیئے اور جس میں نہ صرف ایشیا و افریقہ بلکہ یونان و روم بلکہ تمام فرنگستان کے عیسائی مستغرق تھے اور جو بقول مسٹر ہیگنس پیشوایان مذہب بلکہ خود پوپ روم کی اغوا و تحریک سے عمل میں آتی تھیں" (دیکھو اپالوجی اور اعجاز صفحہ ۱۴۳) +

کلارک صاحب اپنی کتاب تاریخ ڈیڈیا انگلنڈ میں عیسائی مجاہدین کا حال لکھتے ہیں کہ سلف سے آجتک کسی قوم اور کسی ملک میں عیاشی اور بدفعلی کا اِس قدر غلبہ نہیں ہؤا جسقدر کہ مجاہدین سفا ہی میں ہؤا تھا (دیکھو صفحہ ۳۲۹ و اپالوجی صفحہ ۱۴۱) +

چھٹا باب

تثلیث اور اس کا آغاز

عیسائی دین کے بموجب خدا کے تین اقنوم ہیں اور ہر ایک اُن تینوں میں سے خدا ہیں کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس یا فادر و سن پوترا تما خدا ہونے پر بھی ایک دوسرے سے ہر طرح جُدا ہیں عیسائی لوگ یوں تو ان تینوں کو خدا کہتے ہیں۔ مگر دُنیا وی شرم کے مارے لوگوں کے سامنے تین خداؤں کے قایل نہیں۔ جب اس مسئلہ پر کبھی اُنسے گفتگو آتی ہے۔ تو جواب دیتے ہوئے اُنکی روح سخت طرح کے پیچ و تاب کھاتی ہے تثلیث فی التوحید۔ توحید فی التثلیث۔ ایک تین ہیں اور تین ایک میں عجب عقدۂ ناقابل حل اُن کے سامنے آجاتا ہے جس کو وہ کسی طرح ظاہر نہیں کر سکتے۔ جب خود عیسائی پادری اور بشپ صاحبان اِس کے سمجھنے سے عاری ہیں تو ہم کیا کہیں

ہمارے ہزاروں مہربان پادری صاحبان یہ جانتے ہیں کہ تثلیث کا ماننا بائبل کا مسئلہ ہے انجیل سے نکلا ہے۔ مسیح اِس کا موجد ہے۔ اِسواسطے وہ اِس کو زینت ایمان جان طوعاً و کرہاً اسے مان رہے ہیں۔ اور ہر چند کہ عقلا کے سامنے اور معقولیت کے روبرو انہیں بارہا شرمسار ہونا پڑتا ہے۔ تو بھی اِس سے انکار نہیں کرتے +

اِس واسطے ہم نہایت عاجزی سے معزز پادری صاحبان کی خدمت میں دست بستہ عرض کرکے جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ تثلیث کا مسئلہ آپکی مقدس بائبل میں کہاں سے آیا؟ اور کب اور کس کے وسیلے سے رائج ہؤا۔ اُمید کہ ہماری عرضداشت کو آپ غور سے مطالعہ فرماوینگے +

جان ڈیوینپورٹ صاحب لکھتے ہیں "نیوٹن صاحب اور گبن صاحب نے بڑی تحقیقات و کوشش سے ثابت کیا ہے کہ جن آیات انجیل سے مسئلہ تثلیث مستنبط کیا ہے یوحنا ۱/۵ وہ آیات اختراعی ہیں اور کامٹ صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت درباب تثلیث کسی قدیم نسخہ انجیل میں نہیں۔ مسیح نے تو ایک ہی خدا کے اعتقاد کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن پولوس اور یوحنا نے جو پیرو فلاطون میں سے تھا۔ مسیح کا مذہب خراب کر دیا۔ اور اس میں سے عقیدہ توحید باری تعالےٰ نکالکر عقیدہ مہملہ تثلیث مخترعہ افلاطون داخل کیا" (صفحہ ۹۳) +

ایک لایق اور مشہور مورخ فرماتا ہے "تین سو ساٹھ برس مسیح سے پہلے افلاطون نے اِس مشکل سے (کہ ایک رشد نامحدود خدا سے کس طرح یہ سب طرح کی دُنیا پیدا ہوئی) نکلنے کے لئے اُس نے فرض کیا۔ کہ رمبور کی ذات "ب تین حصے ہیں یا یوں فرسٹ کاز یعنی آدمی کار ن پرمیشور دوم عقل یا لوگاس سوم ذی دنیا کی روح یا نکو فلاطون کے فلسفہ میں تین دیوتا سان گئے تھے اور یہ تینوں ایک عجیب طور پر اپنی ذات میں ملے ہوئے تھے۔ لوگاس کو حاکم اول باپ کا رجوڑ دنیا کا بنانیوالا اور گورنر یعنی حاکم ہے بیٹا بیان کیا تھا۔ اِس کو فلاطوں نے بہت ہوشیاری سے ادا کیا تھا اور یہی اُس کے مدرسہ کا راز تھا۔ جس کو تیس برس کی محنت میں طالبعلم سمجھتے تھے۔ دیکھو رکڈ ورتھ کی انٹلکچوال سسٹم صفحہ ۵۶۸) +

ایڈورڈ گبن فرماتے ہیں "یہ فلاطون کی فلاسفی سکندریہ کی فتوحات کے سبب سے تین سو برس مسیح سے پہلے لیبیا اور مصر میں پھیل چکی تھی سکندریہ کے مدرسہ میں یہودی اسکی تعلیم پاتے تھے۔ لوگاس کا لفظ یہودیوں نے موسےٰ کی جگہ اسے منسوب کر دیا۔ اور خدا کے بیٹے کو ظاہری طور پر۔ بیان اُن کاموں کے لئے داخل کیا۔ جو خدا کی صفت اور عادت کے خلاف معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ دینی تعلیم فلاطون کی یونانی فلاسفی کی طرح (بے پرواہی) سے خیال کی جاتی۔ اگر اسکی آخری حواری یوحنا کے قلم سے تصدیق ہونی جو ۹۷ء میں تصدیق ہوکر نروا بادشاہ کی حکومت میں پوری ہوئی۔ جس سے یہ عجیب بھید دُنیا پر ظاہر ہؤا۔ کہ لوگاس نے جو خدا کے ساتھ شروع سے تھا۔ اور جو خدا تھا۔ جس نے تمام چیزیں بنائی تھیں اور جس کے لئے تمام چیزیں بنی تھیں۔ اُسی نے ناصرت کے جیس یعنی مسیح ناصری کے جسم میں اُتار لیا۔ جو کنواری کے پیٹ سے پیدا ہؤا۔ اور جو صلیب پر مارا گیا +

اونیہ والے مسیح کو رسول تو مانتے تھے۔ لیکن یوحنا کی انجیل کے بموجب مسیح کی تعریفیں نہیں مانتے تھے کہ وہ خدا تھا یا خدا کے ساتھ تھا +

دوسرے ناسٹکس لوگ مسیح کو آدمی اور خدا دونو مانتے تھے کیونکہ وہ خدا کے جسمانی ہونے کے قایل تھے۔ ابھی مسیح کا خون کالوری کے پہاڑ پر سلگ رہا تھا یعنی اُس میں سے دھواں اُٹھ رہا تھا کہ ناسٹکس لوگوں نے ایک اور کفر اور بیہودگی کا خیال پیدا کیا۔ کہ بجائے کنواری کے پیٹ سے نکلنے کے مسیح پوری جوانی میں جارڈن ندی کے کنارہ پر اُترا تھا۔ اور اُس کے چیلوں اور مخالفوں کا دھوکا ہؤا اور ایسا ہی پایلٹ کے وزیروں کو دھوکا ہؤا۔ کیونکہ صلیب کے اوپر ایک ہوائی صورت مصلوب ہوئی تھی +

پس اِسی رسول یوحنا کے لکھنے سے فلاطون کی فلاسفی عیسائیوں میں مسیح کی دوسری اور تیسری صدی میں رائج ہوئی۔ کیونکہ اِسی یوحنا نے پہلے ہی سے

الہام کی عجیب و غریب باتوں کا مکاشفات سے معلوم کر لیا تھا (یعنی یہ مکاشفات بھی اسی یوحنا کی ایک حکمت تھی) افلاطون کے معزز نام کو عیسائی لوگ تو عزت سے یاد کرتے تھے اور لوگ اس کی شکایت کرتے اور اسے بدنام کرتے کہ اس نے سچائی اور غلطی والوں کی تائید کی ٭

تثلیث کے مسئلہ پر اسکندریہ کے فیلسوفوں اور عیسائیوں میں بحث ہوتی تھی۔ اُستاد اور شاگردوں کی سیدھی لفظوں کی بھرمار سے ہو جاتی تھی۔ لیکن سب سے بڑا عقلمند عیسائی اور علم دین کے جاننے والا اتھنی سی ایس خود صاف صاف صدق دل سے کہتا ہے کہ جب کبھی اس نے اپنی عقل لوگاس کی الوہیت سوچنے پر دوڑائی تو اسکی سب کوششیں ضائع ہو گئیں کیونکہ اُس نے جتنا زیادہ سوچا اتنا ہی کم سمجھا۔ اور جتنا اُس نے زیادہ لکھا اتنا ہی وہ کم اپنے خیالوں کو ظاہر کر سکا ٭

اول تو یہ لوگاس کا راز فیلسوفوں میں رہا لیکن جب مسیحائی ایمان کی اُمید اور عبادت کا مدعا بن گیا۔ تو روم کی سلطنت کے ہر ایک صوبہ میں عوام الناس اس کو کثرت سے اختیار کرنے لگے۔ مرد اور عورتیں جو کہ اس کی بابت بالکل ناقابل ہیں۔ وہ کبھی اس کی بات چیت کرنے لگے ٭

ایسے وقت کی بابت ٹرٹولین فخر سے کہتا ہے کہ "عیسائی کاریگر آسانی سے ایسے سوالوں کا جواب دے سکتا تھا۔ جس سے نہایت دانا یونانی گھبرا جاتے تھے ٭

جب ایسا ہو گیا۔ یعنی تثلیث عام میں پھیل گئی۔ اور دینی جوش بھی ساتھ ہوا۔ تو عیسائی لوگ اس کو یونانیوں کے دیو مالا یعنی میتھالوجی کی اصطلاح میں بیان کرنے لگے اس کے ۰۰ برس بعد بتھنیا کے پادری لوگوں نے پلنی کی کچہری میں اقرار کیا کہ وے اس کو یعنی مسیح کو مثل خدا کے یاد کرتے ہیں ٭

آخر کار جب اس مسئلہ پر جھگڑے۔ مناظرے اور مباحثے ہونے لگے تو ایک مشہور و معروف فاضل عیسائی ایریس نے اس سے انکار کیا۔ اس کے نہایت سخت دشمن بھی اس کے علم اور صداقت کا اقرار کرتے تھے۔ اور وہ ایسا بے پرواہ تھا کہ اُس نے پادری کا تخت لینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ ایریس کے مریدوں میں سے اُس وقت مفصلہ ذیل اشخاص نہایت عہدوں پر ممتاز تھے۔ بشپ۔ پریسبیٹر۔ ڈیکن۔ کنواریاں۔ ایسا کہ بہت سے پادری ہیں۔ یہ سب اُس کے ہم خیال تھے۔ ان کے سوا سب سے بڑے عالم پادری یوسی بی ایس نے اس کی امداد پر قلم اٹھائی۔ جب اس طرح زور و شور سے مباحثے ہونے لگے تب بادشاہ اور لوگوں کی توجہ اس دینی بحث پر ہوئی۔ اور چھ سال تک خوب جھگڑے ہوتے رہے آخر کار اس کے بعد ۳۱۸ سے ۳۲۵ کی نیس شہر کی عام کونسل کے آخری قطعی فیصلہ پر یہ معاملہ چھوڑ دیا گیا۔ اور یہ کونسل خصوصاً اسی فیصلہ کیواسطے منعقد ہوئی۔ اس وقت تثلیث کے متعلق امورات ذیل تنقیح طلب تھے۔ جن میں سب باہمی ایک دوسرے کو کفر کے فتوے دیتے تھے۔ کیونکہ غلطی اور کفر سے کوئی خالی نہ تھا

اول رائے یہ تھی جس کو ایریس اور اُس کے مرید مانتے تھے کہ لوگاس مطیع تو ہے مگر خود پیدا شدہ ہے۔ باپ کی مرضی عدم سے پیدا ہوئی ہے۔ اگرچہ بیٹے کے لئے تمام چیزیں بنائی گئیں اور تمام دُنیا کے وہ پہلے بھی پیدا ہوا۔ اور جس کی عمر کے مقابلہ میں بہت بڑے سے بڑا نجوم کا دور ایک فانی لمحے کے برابر بھی نہیں ہے۔ تو بھی اسکا وقت بیحد نہیں ہے اور اسکی خصوصی پیدائش کے پہلے کچھ وقت گذر چکا ہے۔ یعنی اس بیٹے اکلوتے لڑکے پر قادر مطلق باپ نے اپنی بہت روح ڈال دی اور اپنی جلال کی چمک سے اُس کو منور کر دیا۔ وہ پوشیدہ کمالیت کی ظاہری صورت تھا اور اُس نے اپنے پاؤں کے نیچے بیحد فاصلے پر نہایت بڑے چمکیلے فرشتوں کے تخت دیکھے تو بھی وہ عکسی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور مثل رومی بادشاہوں کے بیٹوں کی جو کہ آگسٹس یا سیزر کے خطاب سے پکارے جاتے تھے وہ باپ اور بادشاہ کی مرضی کے مطابق دُنیا کی حکومت کرتا ہے ٭

دوسری رائے یہ تھی کہ لوگاس ذاتی اور دوسرا دل میں خیال ہوا ویسی کیا تین رکھتا ہے جیسے کہ فلاسفی اور دین کی رُو سے خدا میں ہیں۔ تینوں مختلف اور یہی روحیں خدا کی ذات میں مساوی طور پر برابر اور بیحد ہیں اور انہیں سے کوئی مقدم و مؤخر نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے اور جس رائے میں تین مختلف خدا معلوم ہوتے تھے منٹ کانز کی وحدانیت قائم رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ جو نیتہ کے الفاظ میں خوب واضح ہے ٭

تیسری رائے یہ تھی کہ تین خدا اپنی ہستی کی ضرورت سے کمالیت کے طور پر تمام خدائی صفات سے موصوف ہیں اور جنکا وقت بیحد ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تمام دُنیا میں موجود ہیں۔ یہ تینوں آدمیوں کو ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جو دُنیا کے انتظام میں مختلف صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے ٭

اس رائے کے موافق اصلی تثلیث تین ناموں اور تین صفات کی ہے جو سوچنے والے کے دل میں رہتی تھی۔ لوگاس کوئی خاص شخص نہیں بلکہ ایک صفت ہے اور لفظ بیٹے کا اُس پر بطور استعارہ کے لگاتے ہیں اور وہ عقل ہے جو خدا کے ساتھ ہے اور جس سے چیزیں بنائی گئی ہیں لوگاس کا اوتار صرف خدا کی عقل کا الہام ہے ٭

جس سے مسیح آدمی کی روح بھری تھی۔ اور اس کے کاموں کی ہدایت ہوتی تھی یہ تینوں رائیں مقدمہ کے طور پر پیش کرنے کے لائق تھیں ٭

ایریس کو کامل امید تھی کہ اگر نیس کی کونسل کے پادری ایمانداری اور بلا طرفداری سے غور کرتے تو اُن کی رائے قبول ہوتی مگر آخرکار کونسل کی رائے سے باپ اور بیٹا دونوں کی ایک ہی اصلیت قائم کی گئی۔ جس کو اب پراٹسٹنٹ گریک۔ لیٹن اور نیٹیل عیسائی اپنے دین کا اصلی عقیدہ مانتے ہیں ٭

کونسل ہونے کے بعد جو باپ اور بیٹے کے متعلق کونسل نے لفظ ہوموشن لکھا اس لفظ کی مختلف رائے کے مطابق واسطے قائم کرنے اپنے اپنے عقاید کے مختلف معنی کئے اسی لفظ کو اوروں نے ہوموائی اوشن کر لیا تھا۔ غرضیکہ مختلف طرح کے پیچ بنا کر اس کے جدا جدا معنے تراشے۔ مگر دو مشہور پادریوں نے جو اس وقت چرچ کے پیل پائے شمار ہوتے تھے (کونسل کے معنی قبول کئے یعنی وہ ایک ہی ذات ہیں ٭

انہیں متنازع کے دنوں میں اور ۸ فرقے کھڑے ہو گئے جو سب ایریس کے دشمن تھے۔ چنانچہ اُس وقت کی حالت کو سینٹ ہلیری صاحب جو اُسی چوتھی صدی میں فرقہ پوئیکرس کے بشپ ہیں ان الفاظوں میں بیان فرماتے ہیں "جہاں کہیں میں گیا میں نے بہت کم پادری پائے۔ جن کے درمیان سچے خدا کا علم تھا۔ یہ بات بہت افسوسناک اور خوفناک ہے۔ کہ آجکل آدمیوں کے درمیان اتنے مذہب ہیں جتنی کہ اُنکی رائیں ہیں۔ اور اتنے اُن کے عقیدے ہیں جتنی کہ اُنکی خواہشیں ہیں۔ اور اتنے ان میں کفر ہیں جتنے کہ اُن میں عیب ہیں۔ کیونکہ مذہبوں کو بغیر وجہ اور بغیر صلاح کے لوگ طبعزاد بناتے ہیں۔ اور اسی طرح اُنکو بیان کر دیتے ہیں۔ ہوموشن کا لفظ کبھی رد کیا جاتا ہے اور کبھی اختیار کیا جاتا ہے۔ اور متواتر جلسوں میں اُس پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ آج کل کے کمبخت لوگ زمانہ میں بحث کا یہ ایک مضمون ہے کہ باپ اور بیٹے میں جزوی مشابہت ہے یا کلی۔ ہر سال بلکہ ہر ایک ماہ ہم نئے دین ان بھیدوں کے بیان کرنے کے لئے بناتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے لکھا

ہم اس سے بچاتے ہیں۔ جو لوگ پچھتاتے ہیں۔ ہم کبھی انکی حمایت کرتے ہیں پھر ہم انہیں لوگوں پر کفر کا فتوے دیتے ہیں جن کو پہلے ہم نے بچایا تھا۔ کبھی ہم دوسروں کے عقیدوں کو اپنے درمیان آنے وقت خراب کہتے ہیں۔ کبھی اپنے عقیدوں کو دوسروں کے درمیان پاکر برا کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ اور ایکدوسرے کی بربادی کا سبب ہو رہے ہیں'' (دیکھو فلاسفر لاک صاحب کی کامن بلیس بک فصل ۳۰ صفحہ ۴۷۰) اور تاریخ ڈکلاین اینڈ فال صفحہ ۱۱۵ اور اپالوجی صفحہ ۱۹۷ ۔

اِس جھگڑے کے بعد سلوسیہ کی کونسل ہوئی۔ مگر اس میں بھی کوئی خاطرخواہ فیصلہ نہیں ہوا ۔

اُس وقت عقاید عیسوی پر ایسا اندھیر پڑا ہوا تھا کہ پادری ہلاری خود ۳۰ برس کونسل کے بعد یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ میرا عقیدہ کیا ہے ۔

جب یہ چرچا مغرب میں پھیلی تو ۳۶۶ء میں ایک اور کونسل ریمنی کی ہوئی۔ اسمیں نیس کی کونسل سے زیادہ پادری حاضر تھے۔ یعنی چارسو بشپ سے زیادہ اٹلی۔ افریقہ اسپین۔ گال (فرانس) برٹن۔ الیریکم کے جمع ہوئے تھے۔ اِس کونسل میں ۸۰ آدمی ایرین کی رائے کے تھے۔ مگر ایریس کے نام سے نفرت کرتے تھے۔ اور اِس کونسل کے اٹھنے سے پہلے ہی ایسے عقیدہ پر جو مشکوک تھا دستخط ہو گئے۔ مگر پیچھے سے اِس کونسل کی بھی غلطی معلوم ہو کر وہی نیس کی کونسل کے فیصلہ کو منظور کیا گیا۔ کیونکہ اِس میں ایریس کے کئی فقرہ داخل ہو گئے تھے ۔

آخر جب یہ فساد بہت زیادہ بڑھ گیا تو قسطنطین بادشاہ نے الگزنڈر اور ایریس کو چٹھی لکھی جس میں اُس نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ باوجود ایک خدا۔ ایک دین ماننے کے عیسائی لوگ ایسی چھوٹی سی بات پر ایکدوسرے کے خلاف جھگڑے کر رہے ہیں اور یونانی فیلسوف کی مثال دی۔ کہ تم بھی انہیں کی طرح رہا کرو۔ دلیل کے وقت دوستانہ طور پر بحث کرو۔ اگر اسوقت بادشاہ کوشش کرتا تو صلح ہو جاتی۔ مگر اُسکی (بُت) مورت کی ہتک سے اُس کو خیالی خوف ہو گیا۔ جس نے باہمی صلح کی امید کو مٹا دیا کیونکہ اُس نے تین سو بشپ اپنے مکان میں جمع کئے ۔

جہاں بادشاہ ہونے کے سبب خوب زور شور سے بحث ہوئی اور خود بادشاہ بھی مباحثہ میں شامل ہوا۔ لیکن اوسی ایس جو کہ نیس کی کونسل کا پریزیڈنٹ تھا۔ اس کی ترغیب (یعنی اِس بات کے کہنے) سے کہ یوسی بی ایس نے جس کے پاس ایریس کافر تھا۔ اُس نے بادشاہ کے دشمن کو مدد دی تھی) بادشاہ نے نیس کی کونسل کے عقیدہ کو تسلیم کیا۔ اور حکم دیا کہ جو لوگ کونسل کے الٰہی فیصلہ کو رد کرینگے یا نہ مانینگے وہ جلاوطن کئے جاوینگے۔ اِس بادشاہ کی دھمکی پر اول جو ۱۷ مخالف تھے پھر دورہ کے آخر کار تین ماہ انتظاری کے بعد یوسی بی ایس جلاوطن کیا گیا اور کافر ایس بھی الیریکم کے صوبہ کی طرف جلاوطن کیا۔ اور تمام ایرینیس فرقوں کی قانوناً ہتک کی گئی۔ اور ان کو پورفیرین کہا گیا اور انکی کتابیں جلائی گئیں اور انکے قتل کا حکم ہوا۔ جن کے پاس اُنکی کتابیں نکلیں'' (مختصر دیکھو گبن ہسٹری جلد ۱ باب ۲۱ صفحہ ۱۷۵ سے ۵۸۷ مطبوعہ چنڈاس لنڈن)

جان ڈیونپورٹ صاحب لکھتے ہیں کہ ان فرقہ عیسائی کو ماریانیڈس کہتے ہیں۔ اور اِس فرقہ کے لوگوں نے چاہا تھا کہ تثلیث باکل عقاید سفارے میں داخل کریں۔ یعنی بعوض روح القدس حضرت مریم کو اقانیم ثلاثہ میں داخل کریں'' صفحہ ۸ سنہ ۱۸۲۸ء

اب ہم اس مسئلہ تثلیث پر چند مکرم و معظم پادری صاحبان کی رائے بیضا ضیائی کی نقل عقلا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔

نمبر ۱۔ پادری ڈی ڈبلیو ٹامسن صاحب تثلیث کے حل سے عاجز آکر لکھتے ہیں کہ ''خلقت (نیچر قانون الٰہی) کے استدلال اور عقلی دلایل اس میں چل نہیں سکتے۔ اس کا ثبوت بہ جہت کلام الٰہی پر موقوف ہے'' (تشریح التثلیث صفحہ ۲۲)

نمبر ۲۔ مشہور و معروف پادری فانڈر صاحب فرماتے ہیں (تشریح مسئلہ تثلیث) ''وہ عقل انسانی محدود ہے۔ پس ذات الٰہی اور اس کے اسرار کو مانند تثلیث سمجھ درک نہیں کرسکتی'' (مفتاح الاسرار صفحہ ۹۹ باب ۱ سطر ۱۶)

پھر فرماتے ہیں ''تثلیث اُن بھیدوں اور اُن مسئلوں میں سے ہے۔ جن میں عقل کو راہ نہیں۔ اور دلیل سمعی یعنی کلام الٰہی پر اُس کی تسلیم واجب ہے'' (مفتاح الاسرار صفحہ ۹۲ سطر ۳) ۔

پھر فرماتے ہیں کہ ہم ان بھیدوں (تثلیث) کے ثابت کرنے کے لئے انسانی عقل اور اس جہان کے علوم سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح کے کلام اور انجیل و توریت کی واضح آیتوں سے دلیل لائینگے۔ کسواسطے کہ انسان کی ناقص عقل میں ہرگز اتنی طاقت نہیں ہے'' (صفحہ ۴ سطر ۱۰ و ۱۱ باب اول) ۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''ان تعلیمات کا مباحثہ نہ دلایل عقلیہ سے بلکہ صرف کلام الٰہی کی آیتوں سے ہوسکتا ہے'' (مفتاح الاسرار صفحہ ۵)

نمبر ۳۔ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں کہ ''مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت ذات مغیب و مستتر خدائے ذوالجلال سے ہے دلایل عقلی سے اُس کا ثبوت و بطلان دونوں ناممکن ہے'' (نیاز نامہ صفحہ ۱۰ ۱۸۸۶ء)

پھر لکھتے ہیں ''اور اگر کتاب مقدس خدا تعالیٰ کا برحق کلام نہوتا تو صرف مسئلہ تثلیث کیا بلکہ اسکی جملہ تعلیمات قابل اعتماد و اعتقاد نہوتیں'' (صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں ''اسی تثلیث کے بارہ میں اگر کوئی کہے کہ یہ بات مطلق میرے فہم میں نہیں آتی ہے۔ تو اس بات پر اسقدر عرض کافی ہے کہ سچ ہے۔ مقام تعجب نہیں'' (نیاز نامہ صفحہ ۸ ۱۸۸۶ء لکھنو)

نمبر ۴۔ مشہور و معروف پادری عماد الدین لاہز فرماتے ہیں ''تثلیث مبارک پر دلیل عقلی کو طلب کرنا خلاف عقل ہے۔ جیسے توحید مجرد پر۔ یہود کے سوا جو اور لوگ ہیں۔ اُن کو تثلیث پر اس طرح قایل کر سکتے ہیں۔ کہ اولاً ضرورت الہام۔ اور ثانیاً کتب مقدسہ میں اُس کا انحصار دلایل عقلیہ سے اُن پر ثابت کرینگے۔ اور جب وہ اُس کے قایل ہوئے۔ تو الہام کی اطاعت سے اُن کو بھی تثلیث کا قایل ہونا پڑیگا'' (دیکھو اُن کی کتاب نغمہ طنبوری لاہور بار اول ۱۸۷۴ء صفحہ ۳۴)

نمبر ۵۔ ایک اور پادری صاحب فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی اس تثلیث پر اعتراض کرے تو چاہئے کہ اِس سے باز رہے کیونکہ خدا کی کامل شناخت کے لئے ہماری عقل میں نقصان ہے۔ یہاں ہمارے ہوش بھی پریشان ہیں غرض شناخت اِس کی محال ہے۔ اور دریافت اِس کی وہم و خیال ہے ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ خدا نے فرمایا ہے۔ یعنی اپنی روح کی بابت سنایا ہے اُس پر اعتراض نہ کریں۔ کچھ عیب نہ دھریں۔ اُس کو سچ جانیں۔ اور یقین سے مانیں (فارقلیط صفحہ ۹۷)

لطیفہ

تین اشخاص نے اساس ایک عیسائی کے پاس جاکر نصرانی ہوئے اور عقاید (اصول) اُن کے طوطے کی طرح یاد کئے۔ حسن اتفاق سے ایک دن اُس عیسائی

کے ہاں ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ بعد سلام و کلام پادری صاحب سے پوچھا کہ یہ میموں صاحب کون ہیں۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ یہ میموں نئے نصرانی ہوئے ہیں۔ اور اب تعلیم عقاید میں دل مشغول ہیں اس دوست نے اُن سے پوچھا کہ مسئلہ تثلیت کی کیا شکل ہے۔ اور تمہارا اعتقاد اس مسئلہ پر کیا ہے۔ ایک نے اُن میں سے جواب دیا کہ میرے اُستاد نے ایسا سکھایا ہے کہ تین خدا ہیں۔ ایک آسمان پر ہے جس کو ہم مسیح کا باپ مانتے ہیں اور دوسرا وہ جو بطن مریم سے پیدا ہوا جس کا نام یسوع ہے۔ اور تیسرا وہ جو مثل کبوتر دوسرے خدا یعنی مسیح کے سر پر اُترا اس پر اُس کے اُستاد صاحب نے غضبناک ہو کر اُس کو دھکیل دیا۔ کہ یہ دیوانہ اور کم فہم ہے۔ اسکی سمجھ پر پتھر پڑیں۔ مدت سے کمبخت کو بتلاتا ہوں اور مغز کھپاتا ہوں۔ آجتک ایک مسئلہ تثلیث کا نہ سمجھا ✤

دوسرے کو پوچھا گیا تو فرمانے لگی کہ میرے اُستاد نے مجھے یوں سکھایا ہے کہ پہلے تین خدا تھے۔ مگر اب اُن سے دو زندہ ہیں۔ کیونکہ ایک بیچارہ سولی پر چڑھا کر مارا گیا۔ پس یہ تقریر اُس پر بھی وجہ غضبناک ہوئے۔ آنکھیں لال پیلی کر کے کہا کہ تیرا ستیاناس جائے۔ کسی دیر سے تجھے سمجھاتا ہوں کھول کھولکر بتلاتا ہوں مگر یہ مشکل مجھ سے حل ہونے سے رہی ✤

اب تیسرے صاحب یا فہماندہ فلسفی کھولنے لگے۔ فرمایا کہ مجھے تو یہی تعلیم ہوئی ہے۔ اور اس کو نفس کا تحریر کر رکھا ہے اور اس عقیدہ سے میرا دل بہت خوش ہے مُتیقن ہے کہ اگلے زمانہ میں تین خدا تھے اور تینوں ایک ہی تھے اور آپس میں اتحاد کامل رکھتے تھے۔ سو ایک اِن سے مارا گیا۔ اب تینوں بسبب اتحاد کے فنا ہو گئے ✤ (نعوذ باللہ من ہذا اللغوات)

اصل بات یہ ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ایسا برخلاف عقل و علم و فہم کے ہے کہ خدا کی پناہ۔ آجتک اور لوگ تو کُجا خود عیسائیوں کی ہی سمجھ میں نہیں آیا ✤

ایک فاضل عیسائی جب اِس کے سمجھنے سے نہایت لاچار ہوتا تو یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسلی دیا کرتا تھا ✤ ؎

ہے تثلیت الہی عقل انسانی کے گو باہر
خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جسکا جی چاہے

ساتواں باب

عیسائی فرقوں اور بائیبل کی تحقیقات

چونکہ ناواقف لوگ نہیں جانتے۔ کہ عیسائی مذہب کی اندرونی حالت کیا ہے اور خود عیسائی قبل از عیسائی بنانے کے وہ کتابیں جو اُنکی اصلیت ظاہر کرنیکے واسطے عالی دماغ مُصنفوں نے بنائی ہیں۔ نہیں دکھلاتے۔ بلکہ ہمیشہ چھپاتے ہیں تاکہ کسی طرح لوگ فریب دام سے نہ نکل جائیں۔ اور یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ جب کسی عیسائی نے انصاف سے عیسوی مذہب کی کتابوں کو دیکھا جھٹ عیسائی تعلیم سے کنارہ کر گیا۔ افریقہ کے بشپ کولنسو صاحب بہادر کا حال پادریوں سے مخفی نہیں۔ فرانس کے لوگ اور امریکہ کے فاضل بھی بہت کچھ عیسویت سے بیزار ہو رہے ہیں بائیبلی خدا کی کرتوتوں سے اب تمام تعلیم یافتہ لوگ تنگ آگئے ہیں۔ کہ وہ اُس کا نام کتابوں سے نکلوا دیا چاہتے ہیں ✤

واضح ہو کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے فرقوں کا سال جنہیں تحقیقات مزید سے معلوم ہوا ہے۔ وہ اِس طرح پر ہے ✤

ایبونیہ۔ مارسیونی۔ اَنی کنبز۔ روم کا کیتھلک۔ یونیٹرین۔ یونکٹین۔ پیپکانیہ۔ پروٹسٹنٹ ✤

نمبر اول فرقہ ایبونیہ | تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ جو اول صدی میں ہوا تھا عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسٰی صرف ایک آدمی تھے۔ اور حضرت مریم اور یوسف نجار سے مثل اور آدمیوں کے پیدا ہوئے اور اطاعت شریعت موسوی کی صرف یہودیوں پر ہی نہیں بلکہ اور لوگوں پر بھی واجب ہے اور اس کے احکاموں پر عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور جو پولوس اُس پر عمل کرنے کو ضروری نہیں کہتا۔ بلکہ بڑے زور سے اُس کا مقابلہ کرتا ہے۔ سو اس کو بہت بُرا کہتے تھے۔ اور اُس کی تحریروں کی بسبب بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے (دیکھو موشیم کی تاریخ جلد اول صفحہ ۷۰)

لارڈنر نے تصدیق قول اوریجن کے اِس فرقہ کی بابت فرمایا ہے کہ اِس فرقہ کے دو گروہ پولوس کے نامجات کو رد کرتے اور پولوس کو دغا باز اور ایک آدمی نہیں جانتے تھے۔ (دیکھو انکی تفسیر جلد ۷ صفحہ ۳۸۳) ✤

یوسی بس کہتا ہے "کہ یہ فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا اور اُس کو مرتد بتلاتا تھا" (دیکھو تفسیر لارڈنر صفحہ مذکور) ✤

سیل صاحب فرماتے ہیں "کہ فرقہ عہد عتیق کی ساری مقدس کتابوں میں صرف توریت کو ہی مانتا اور داؤد۔ سلیمان۔ ارمیا۔ حزقیل کے نام سے نفرت رکھتا تھا اور عہد جدید سے اُن کے پاس صرف انجیل متی تھی۔ اور اُس میں بھی بہت جا انہوں نے خرابی کی تھی۔ اور خاص کر دو باب اوّل کے خارج کر دئے تھے۔" دیکھو کتاب الاسناد جلد ۶ صفحہ ۳۸۳) ✤

نمبر دوم۔ فرقہ مارسیونی اِس فرقہ کی بابت سیل صاحب فرماتے ہیں "کہ انکا عقیدہ ہے کہ دو خدا ہیں۔ ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا۔ الغرض انکا اعتقاد ہے کہ توریت اور سب کتابیں عہد عتیق کی دوسرے خدا کی عطا ہوئی ہیں اور یہ سب مخالف عہد جدید کے ہیں اور عیسٰی بعد مرنے کے جہنم میں اُترا اور وہاں سے قائن اور سدوم کے لوگوں کی روحوں کو نجات دی۔ کیونکہ وہ عیسٰی کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں خدا خالق شر کی اطاعت نہ کی تھی اور ہابیل اور نوح اور ابراہیم اور پہلے سارے پیغمبروں کی روحوں کو دوزخ میں رہنے دیا۔ کیونکہ گروہ اوّل کے خلاف کیا تھا۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ خالق جہان کا وہی خدا نہیں ہے جس نے حضرت عیسٰی کو بھیجا ہے۔ اور اسی لئے وہ عہد عتیق کو الہامی نہیں مانتا اور عہد جدید میں سے انجیل لوقا کو مانتا تھا۔ اور پولوس کے نامجات سے دس نامہ مانتا تھا۔ لیکن اُن میں بھی جو اُن کے خیال کے مخالف تھا اُن کو رد کر دیتا تھا ✤

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں "کہ مارسیونی فرقہ نے عہد عتیق کی کتابوں کو بالکل الگ کر دیا۔ یہ فرقہ کہتا تھا کہ یہ کتابیں اُسکی بھیجی ہوئی ہیں جو سارے گناہوں اور برائیوں کا خالق ہے اور یہ بھی کہتے تھے۔ کہ توریت اور انجیل ایک شخص کی بھیجی ہوئی نہیں اسلئے کہ بہت سی چیزیں اوّل میں دوسرے کے مخالف ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اول میں بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے۔ کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہاں ہے اور اسی طرح متلون ہے کہ مختلف حکم دیتا ہے۔ اور جہان کے پیدا کرنے اور ساؤل کے بادشاہ کرنے سے پچھتاتا ہے" (دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ۸ صفحہ ۴۸۴) ✤

پھر لکھا ہے کہ یہ فرقہ عہد عتیق سے اس قدر نفرت کرتا تھا۔ کہ جدید عہد کی اُن

کتابوں سے جسکو وہ مانتا تھا اُن سب فقروں کو جنمیں ذکر توریت یا اور پیغمبروں کا تھا یا اُن میں اُن کتابوں سے حوالہ لیا گیا تھا جنمیں حضرت عیسیٰ کے آنیکی پیشگوئی تھی - یا اُن میں باپ کو دنیا کا خالق کہا تھا) نکالکر بہت سے فقرے اپنی طرف سے لگا دئے -

او کہتے تھے کہ یہودیوں کا خدا اور ہے اور عیسےٰ کا باپ اور اور عیسے توریت کے احکام کے مٹانے کو آیا تھا - کیونکہ وہ مانیں انجیل کی مخالف تھی ،، دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ۸ صفحہ ۴۸۷)

پس اسی جلد میں لکھا ہے کہ مارسیونی عہد جدید سے کل گیارہ کتابیں مانتا تھا اور ان گیارہ کو بھی ناقص اور تبدیل کئے ہوئے اور ان کو ۲ قسم کرتا تھا - ایک انجیل دوم مامجات - انجیل سے فقط انجیل لوقا مانتا تھا - اور ناموں سے پولوس کو مامجات کو اور اُن سے بھی بہت کچھ نکال ڈالا تھا - اور بہت جا الحاق کیا تھا +

فرقہ مانی کنیر اس فرقہ کی بابت لارڈنر صاحب اپنی جلد نمبر ۳ میں بہ تصدیق قول آگسٹائن صاحب کے لکھتے ہیں - کہ یہ اعتقاد اس فرقہ کا تھا کہ خدا جسنے موسیٰ کو توریت دی اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولا - سچا خدا نہیں بلکہ ایک شیطان ہے شیطانوں میں کا - اور عہد جدید کی مقدس کتابوں کو مانتا ہے لیکن الحاق کا ان میں قائل ہے اور جو اسکے پسند آتا ہے لے لیتا ہے - اور باقی کو ترک کرتا ہے اور بعض چھوٹی کتابوں کو اُنپر ترجیح دیکر کہتا ہے - کہ یہی کتابیں بالکل سچی ہیں اور سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ تمام فرقہ مانی کنیر کا ہر وقت میں مقدس کتابوں عہد عتیق کو نہیں مانتا تھا اور اعمال از کلاس میں اُن کا عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان نے یہود کے پیغمبروں کو فریب دیا ہے اور شیطان ہی موسیٰ اور پیغمبروں کے یہودیوں سے بولا ہے جسکے واسطے یہ فرقہ یوحنا کی انجیل باب ۱۰ آیت ۸ کو سند پکڑتا ہے کہ مسیح نے ان سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے" اور اعمال حواریین کو خارج کر دیا تھا - اور فاسٹس کہتا تھا کہ اگر تم انجیل کو مانتے ہو تم کو چاہیئے کہ سب اِن چیزوں کو مانو جو اسمیں لکھی ہیں یقین کرتے ہو - بلکہ اُن پیشگوئیوں کے جو اُس بادشاہ یہود کے حق میں تھیں جس کو تم مسیح کہتے ہو اور سوا بعض اخلاقی نصیحتوں کے تم اسکی کچھ قدر زیادہ نہیں کرتے بہ نسبت پولوس کے جو اسکو گندگی خیال کرتا ہے -

پس تب میں کیوں عہد جدید کے ساتھ ایسا ہی نہ کروں کہ جو میری نجات کے لئے ممد اور درست ہے تم سے ہی مانوں اور اُن چیزوں سے انکار کروں جو فریب سے ہمارے باپ دادوں نے اُس میں الحاق کر دی ہیں اور اُسکی بعض ابہتری کو بدشکل اور خراب کر دیا ہے - کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اس عہد جدید کو نہ حضرت عیسے نے لکھا ہے اور نہ اُس کے حواریوں نے بلکہ ایک مدو کے بعد کسی گمنام شخص نے لکھا ہے اور جو اُس نے اس لحاظ سے کہ مبادا اسکو اُن حالات سے جو لکھتا ہے غیر واقف سمجھ کر اعتبار نہ کریں حواریوں اور حواریوں کے رفیق کے نام لگا دئے ہیں اور اُسنے عیسےٰ کے مریدوں کو بڑی تکلیف دی کہ اُن کے نام سے اُن کتابوں کو جنمیں بہت سے غلطیاں اور متضاد ہیں شائع کیا یہ حضرت عیسے کے مریدوں کے ساتھ جو باہم متفق اور یکجا تھے بھلائی کرنی نہیں ہے -

اور ہم نے ایکبار یہ طور درست جان لیا ہے کہ ہر چیز کو قاعدہ عقل اور ادراک کے دریافت کر کے اُن چیزوں کو جو ایمان میں مفید اور مسیح اور اسکے باپ خدائے بزرگ کی عزت کے قابل ہیں قبول کریں اور اُن چیزوں کو جو مفید اور قابل نہیں رد کریں اور جب حضرت عیسے نے عہد عتیق میں بعض چیزوں کو سکھایا اور اور وں

کو نشٹ دیتا

کو رد کیا - اُسی طرح سے روح القدس جسکی بابت عیسے نے انجیل میں وعدہ کیا تھا ہمیں سکھاتا ہے کہ کیا ہم مانیں اور کیا رد کریں اور کس لئے ہم روح القدس کے وسیلے سے عہد جدید میں وہی نہ کریں جو تم نے مسیح کے وسیلے سے عہد عتیق میں کیا خصوصا اُس حال میں جیسا کہ پیشتر کہا گیا - کہ اُسے عیسے نے لکھا نہ حواریوں نے - بالجملہ جیسا تم عہد عتیق سے صرف پیشگوئیاں اور باتیں اخلاق کی لیتے ہو - اور حکم ختنہ اور قربانی اور یوم السبت وغیرہ کو رد کرتے ہو - تو پھر اسمیں کیا قباحت ہے - کہ ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزیں مانیں جو اِن کی عزت کے قابل ہیں اور اُن کے اُسنے یا اُسکے حواریوں نے کہا ہے اور خارج کریں - اُسکو جو حواریوں نے جہالت سے کہیں یا جھوٹ اور بیحیائی سے اُن کی طرف منسوب ہوئیں ہیں "-

فرقہ رومن کا تھلک یہ فرقہ اب بھی عیسائی مذہب کے سارے فرقوں سے ۱۰ حصے زیادہ ہے اور کئی سلطنتیں بھی اسکے قبضہ میں ہیں - اسی مجموعہ بائیبل میں یہ فرقہ نو دس کتابیں اور الہامی ٹھہرا کے داخل کرتا ہے اور عشاء ربانی میں عیسے کی ظہوری کا قائل - اور اُس کو سجدہ کرنا فرض سمجھتا ہے - اور بت پرستی کے بھی کرتا ہے +

یونیٹیرین اس فرقہ کا قول ہے کہ خدا لاشریک ہے کسی کو اختیار اور منصب بچانے اور سزا دینے کا نہیں ہے نیک افعال کا بدلہ بہشت اور بد افعالی کا بدلہ دوزخ ہے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک وغیرہ سب فرقوں کو بُرا سمجھتے ہیں +

یوٹلکین اس فرقہ کا بانی ایک شخص یونانی یوٹیکس نام تھا - جو پانچویں صدی میں گذرا ہے اس نے یہ عقیدہ اپنے تابعین کو تعلیم کیا تھا کہ ہر دو حرفت طبیعت اُس وقت کی دو نو فصات مسیح میں باہم ایسی متحد ہو گئی تھیں کہ اُن میں کوئی فرقہ و امتیاز وغیرہ (اور صفت انسانیت مسیح صفت الوہیت میں اس طرح ایک قطرہ آب دریا میں آمیختہ ہو جاتا ہے" آیا لوجی ترجمہ اردو صفحہ ۷ کا حاشیہ +

فرقہ ملکانیہ یہ لوگ مریم عؑ کو خدا کی وحدت میں شریک کرتے ہیں " دیکھو جان رچرڈسن صاحب کی عربی وفارسی و انگریزی ڈکشنری صفحہ ۹۸۸)

فرقہ پروٹسٹنٹ اس فرقہ کا بانی مبانی مارٹن لوتھر صاحب ہے اس نے انجیل میں بہت سی اصطلاح کی ہے اس کا قول ہے کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور ہم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں - ہم نہ قبول کرینگے موسیٰ کو اور نہ اُسکی توریت کو کیونکہ وہ دشمن عیسے ہے - موسیٰ تو جلادوں کو سردار ہے دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں ان دس حکموں کو خارج کرنا چاہیئے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جاویگی - کیونکہ یہ سب کام سب بدعت کے چشمہ ہیں (وارڈ صاحب کا اغلاط نامہ نمبر ۱۸ صفحہ ۳۷ و لوتھر کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۴۰ و ۴۱) +

وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ میں لکھتے ہیں کہ پولوس شاگرد رشید لوتھر لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات باتوں میں تمام کرتا ہے اور کتابوں کا حوالہ ایسا خلاف دیتا ہے کہ جسمیں روح القدس نہیں رہ سکتا - اسلئے وہ نامہ الہامی کتابوں میں نہ شمار کیا جاوے" (صفحہ ۳۷)

جان کالوین صاحب فرماتے ہیں کہ پطرس حواری نے کلیسیہ میں بدعت بڑھائی اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا ہے اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا (مباحثہ مطبوعہ ۱۲۷۰ ہجری صفحہ ۳۶)

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں جب قسطنطنیہ میں مسالہ حاکم تھا کل انجیلیں مصنفوں کی

جہالت کے سبب سے بحکم بادشاہ اما۔ طینوشس یہی ٹھیرائی گئیں۔ اور اُنکی پھر کر تصحیح ہوئی" دیکھو (کتاب الاسنا دجلد ۵ صفحہ ۱۲۴) *

رہن صاحب تذکرہ مسیح میں کہتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں سے ہر انجیل پر ایک شخص مشہور کا نام درج ہے جس کا حال تذکرہ حواریں اور تاریخ انجیل میں مرقوم ہے لیکن یہ صحیح نہیں کہ یہ چار شخص عنصر اناجیل اربعہ ہے اس قول سے کہ یہ متی نے کہا ہے اور یہ مرقس کہتے ہیں اور یہ لوقا کہتے ہیں اور یوحنا رقمطراز ہیں یہ مراد نہیں کہ قدیم علمائے عیسوی کا یہ اعتقاد تھا کہ یہ آیات کل انہوں نے تصنیف کی ہیں بلکہ اس قول سے یہ مراد ہے کہ یہ آیات اُن سے مروی ہیں۔ اور اُنکی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ صفحہ ۸۔ اپالوجی صفحہ ۱۱"

ڈاکٹر کیسی کاٹ لکھتے ہیں کہ "قریب تمام نسخ موجودہ عہد عتیق ماہین سنہ ایکہزار اور چودہ سو سنتاوں کے لکھے گئے ہیں۔ اور اسی سے استدلال کر کے یہ بات کہتا ہے کہ تمام نسخے جو ساتویں یا آٹھویں صدی کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی کونسل کے حکم سے بہ سبب اس کے کہ وہ نسخے اُن نسخوں سے جن کو وہ بہتر سمجھتے تھے۔ بہت مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کئے گئے" *

(دیکھو ریس کے سائیکلوپیڈیا کی جلد ۴ بیان بائبل)

انجیل متی ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتا ہے کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اسلئے کہ یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں اور جیروم کہتا ہے کہ بن ٹی ٹس نے ایک جلد عبری اس انجیل کی حبش میں پائی تھی۔ اور اُس نے اُسکو اسکندریہ میں لا کر سی سربل کے کتب خانہ میں رکھا تھا۔ کہ وہاں سے وہ جاتی رہی۔ مگر ترجمہ اُسکا یونانی باقی رہا اور نام مترجم کا معلوم نہیں ہے" *

اور تفسیر میری اسکاٹ میں لکھا ہے کہ "سبب مفقود ہو جانے نسخہ عبری کا یہ ہوا کہ فرقہ ابیونیہ نے جو منکر الوہیت مسیح کا تھا۔ اُس نسخہ میں تحریف کی تھی اور بعد تباہی یروشلم کے نسخہ اصل عبری کا جاتا رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ ناصریوں یا یہودیوں نے جو نئے عیسائی ہوئے تھے انجیل عبری کو منحرف کیا تھا اور فرقہ ابیونیہ نے بہت سے فقرے اُس کے نکال ڈالے تھے" *

بالاتفاق لیکلرک۔ کوپ۔ میکس۔ لینگ۔ بیمبر۔ الکورن۔ مارس صاحبان جو عیسائی دین کے نامی گرامی محققین ہیں فرماتے ہیں کہ اصل میں ایک عبری نسخہ تھا۔ اور اس کے کئی ترجمے بھی تھے۔ مگر وہ مترجموں کے یقینی ثابت ہے۔ کہ مفقود ہے" *

اور یوتسی بیس بھی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ "ارنیس لکھتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبری میں لکھی ہے" *

ایک اور محقق کہتا ہے کہ سب سے پہلی کمیٹی جو الہامی کتابوں کے فیصلہ کیواسطے ہوئی وہ قسطنطین کے حکم سے سنہ ۳۲۵ء میں شہر نائیس میں منعقد ہوئی اُسمیں ایک کتاب جوڈتھ بھی کتب الہامیہ میں شامل کی گئی *

پھر سنہ ۳۶۴ء میں ایک اور کمیٹی لوڈیسیا نامی سے قائم ہوئی جس نے علاوہ جوڈتھ کے توریت و انجیل میں اور سات کتابیں حسب ذیل واجب التسلیم قرار دیں۔ کتاب آستر۔ نامہ یعقوب۔ نامہ پطرس۔ نامہ دوم یوحنا۔ نامہ یہودا اور نامہ پولوس عبرانیوں کو اور اس حکم کو حسبنا مشتہر کرا دیا"

پھر سنہ ۳۹۷ء میں ایک اور کمیٹی قائم ہوئی جسکو کارتھیج کہتے ہیں جس میں علاوہ آگسٹائن کے جو بڑا عالم تھا۔ ایک سو چھبیس اور بڑے بڑے عالم تھے۔ اس

کمیٹی نے پہلی کمیٹیوں کے حکم کو بحال رکھکر معہ مندرجہ ذیل سات کتابیں اور الہامی قرار دیں کتاب وزڈم۔ کتاب ٹوبیاس۔ کتاب باروق۔ کتاب ایکلز یاسٹیکس۔ کتاب مقابیس اول و دوم مکاشفات یوحنا *

اِس کے بعد اور تین کمیٹیاں مقرر ہوئیں جن کو کمیٹی ٹرلو اور کمیٹی فلورنس اور کمیٹی ٹرنٹ کہتے ہیں اِن کمیٹیوں نے کمیٹی کارتھیج کے حکم کو بحال رکھا۔ پس یہ کتابیں بارہ سو برس تک عیسائیوں میں واجب التسلیم رہیں *

بعد ازاں سنہ ۱۵۳۰ء میں فرقہ پروٹسٹنٹ قائم ہوا اس نے کتاب باروق۔ کتاب ٹوبیاس۔ کتاب جوڈتھ۔ کتاب وزڈم۔ کتاب ایکلز یاسٹکس اور مقابیس کی دونو کتابوں کو رد کر دیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستھر کے چند بابوں کو بھی الہامی بتاتا اور اُس کے سولہ بابوں میں سے ۹ باب اور دسویں کے بعض آیات کو مانتے ہیں اور باقی سب کو جعل بتاتے ہیں۔" از لوبدن اندق ذیل صفحہ ۱۷" *

مگر ان میں سے بعض اب تک فرقہ رومن کیتھلک کے نزدیک الہامی اور واجب التسلیم ہیں *

لارڈنر فرماتے ہیں کہ "پی پیش کہتا ہے کہ متی نے انجیل عبری میں لکھی اور ہر کسی نے اپنی لیاقت کے موافق اس کا ترجمہ کیا" (کلیات لارڈنر جلد ۲ صفحہ ۱۹) *

پھر وہی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "یوسی بیس لکھتا ہے کہ بین ٹی نس جب ہند میں آیا۔ اُس نے وہاں ایک نسخہ وہی انجیل متی کا پایا۔ جو وہاں کے لوگونکو برتھولما حواری سے پہنچا تھا اور اُسوقت سے اُنکے پاس محفوظ اور جیروم لکھتا ہے کہ پین ٹی نس اُس نسخہ کو وہاں سے اسکندریہ میں لایا۔ جو مفقود ہو گیا" دیکھو (جلد ۲ صفحہ ۲۱ و جلد ۴ صفحہ ۹۵) *

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "متی نے اپنی انجیل عبری میں یہود یروشلم میں لکھی تھی۔ دیکھو (جلد ۴ صفحہ ۱۴ و ۷۴ و ۸۷ و ۳۹ و ۴۴ و ۵۰ و ۵۳۸) *

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں بحوالہ اسی وڈ کے کہ ان چاروں میں سے متی نے صرف عبرانی میں لکھی اور باقیوں نے یونانی میں" (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۳۷) *

انجیل یوحنا اِسکی بابت محقق برٹشنیڈر اور استاڈلن اور فرقہ الوجین رجو دوسری صدی میں تھا متفق ہو کر کہتے ہیں کہ یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اور غالباً کسی طالبعلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے" (کاتھلک ہیرلڈ جلد ۷ سنہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵) *

دوسری صدی میں جب لوگوں نے انکار کیا تو انکے جواب میں ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارپ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے۔ حالانکہ ارنیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا مرید اگر ہوتی۔ تو اُسے ضرور معلوم ہوتا۔ اور وہ اُس کو بتلا دیتا *

رسالہ اعمال یہ بھی الہامی نہیں اور نہ اسکی بابت کوئی ثبوت عیسائیوں کے پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ لوقا کی تصنیف ہے مگر لوقا مرغیرہ الہامی تھا۔ علاوہ بر آں اس رسالہ کو پولوس و یوحنا کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ناظرین ذرا غور فرماویں کہ یہ کتابیں و رسالہ و خطوط کب الہامی ٹھیرائے گئے۔ بہت سے خطوط تو کونسل کے حکم سے (جبراً) الہامی اور حواریوں کی تصنیف ٹھیرائے گئے جیسا کہ نامہ عبرانیہ۔ نامہ یعقوب۔ نامہ یہودا۔ دوم نامہ پطرس و دوم و سوم نامہ یوحنا۔ و مشاہدات یوحنا۔ یہ کونسل کارتھیج سنہ ۳۹۷ء میں ہوئی تھی۔ مگر جب اس کونسل نے مشاہدات یوحنا کو الہامی ٹھیرا کے داخل قانون کیا تھا۔ تب اُس نے کتب ذیل کو بھی تو الہامی ٹھیرایا تھا۔ کتاب جوڈتھ

کتاب نوبیاس۔ کتاب وذڈم۔ کتاب ایکلیریاسٹکس اور وہ کتابیں مقابیس۔ مگر ان سب کتابوں کو آجکل کے موجودہ علمائے پروٹسٹنٹ جھوٹے اور غیر الہامی مانتے ہیں اور اسی واسطے اب اُن الہامی بائبل سے خارج ہیں اور نہ حواریوں کی تصنیف شمار ہوتی ہیں ✤

باقی رہے ۱۳ نامہ پولوس اور ایک نامہ پطرس اور ایک نامہ یوحنا سو اُنکے لکھنے کے واسطے الہام کی حاجت نہیں ہے اور نہ وہ کبھی اسکا دعوٰے کرتے ہیں۔ پس یہ سارا کا سارا مجموعہ غیر الہامی و غیر معتبر ہے۔ تواریخ پولوس مصنفہ یولینے صاحب جو زبان فرانسی ہے اُسکے باب دوم میں لکھا ہے کہ کوئی ساسٹن نے اپنی تفسیر اعمال حواریں جو چوتھی صدی میں لکھے ہیں بیان لکھا ہے کہ بہت لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو نہ پولوس اور نہ اُسکے مانی مت کو مانتے ہیں اور فرقہ نظاریئی جو کہ شروع ہی مذہب عیسوی میں عیسائی ہوا تھا یہ پولوس کو نہ مانکر بسبب اُسکی مکاری کے یہ کہتے تھے۔ کہ وہ اصل میں بت پرست تھا جو یروشلم میں آیا اور وہاں پر اس امید سے ٹھیرا رہا کہ اپنا بڑے کاہن یہودی کی لڑکی سے جس پر وہ عاشق تھا۔ شادی کرتا چنانچہ اسی سبب سے اُس نے اپنا ختنہ کرایا لیکن جب اپنی دلی مراد کو نہ پہنچا تو اُس نے یہودیوں سے جھگڑا کیا۔ اور ختنہ یوم سبت سے لعظیم سدہ اور مذہبی معاملات میں برخلاف یہود کے کہنا شروع کیا (ریذہ الاقاویل صفحہ ۱۴۱)

ناواقف عیسائی بھائیوں کو ہم ایک خاص اطلاع دیتے ہیں کہ انہیں انجیلوں کی طرح مسیح کے اور حواریوں کی بھی انجیلیں تھی۔ جنکو جیوں جیوں عقل آتی گئی۔ غلط سمجھنے لگے۔ معقولیت کے سامنے شرمسار ہوتے رہے چھوڑتے گئے۔ اُن کی کل فہرست یہ ہے ✤

برتولما کی انجیل۔ توما کی انجیل۔ پطرس کی انجیل۔ یوحنا کی اول انجیل۔ یوحنا کی دوسری انجیل۔ اندریا کی انجیل۔ متی کی انجیل۔ فلپ کی انجیل۔ لوقا کی انجیل مسیح کی طفولیت کی انجیل۔ یعقوب کی انجیل۔ مرقس کی انجیل۔ متیا کی انجیل۔ برناس کی انجیل۔ کسی وقت یہ چودہ اناجیل مانی جاتی تھیں۔ اور انہیں کے الہامی ہونیکا وعظ تھا مگر جیوں جیوں انجیلوں کی اصلیت تعلیم یافتہ پارٹی پر ظاہر ہوتی گئی لوگ انجیلوں کو ترک کرتے گئے۔ یہانتک کہ صرف ۱۸۰۰ برس کے اندر ۱۰ انجیلیں ترک کی گئی ہیں۔ اب صرف ۴ باقی ہیں مگر انکو بھی بعضے عیسائی اسواسطے کہ جب باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تین خدا ہیں۔ تو انجیلیں چار کیوں۔ تین ہونی چاہیئیں۔ چنانچہ اب لوقا کی انجیل عیسائیوں کے دل میں کھٹک رہی ہے۔ غالباً ہمت کرتے کرتے کبھی ضرور نکال دینگے۔ کیونکہ راستی موجب رضائے خدا است ✤ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ✤

طامس پین صاحب فرماتے ہیں۔ بیبل کی پہلی پانچ کتابوں کا مصنف موسے کو کہتے ہیں۔ دلیلوں سے ثابت کرتا ہوں کہ اُن کا مصنف موسٰی نہیں ہے بلکہ موسٰی کے عہد میں بھی رقم نہیں ہوئیں۔ اُسکے کئی سو برس گذرنے کے بعد کسی معلم افسانہ گو نے موسے کے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کے مورخ ہزاروں سال گذشتہ کے تواریخ کو قیاس سے کہتے ہیں اگر اُسکی شہادت قدیم زمانہ کی مورخوں کی کتابوں سے لکھوں۔ شاید بعض پادری قبول نہ کریں جیسا کہ میں اُنکی تحریر کو باور نہیں کرتا۔ پس بائیبل سے میں اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں ✤

موسیٰ کی کتاب فاضل مورخ ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ علماء ذیل یعنی اکھارن سلر۔ ڈاتہ۔ روزن ملر اور ڈاکٹر جیڈس اس بات کے قایل ہیں کہ موسے الہامی نہیں تھا۔ بلکہ اُس نے اپنی پانچوں کتابیں اسوقت کی مشہور روایتوں سے جمع کیں" (دیکھو ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۸۰ و ۷۹ و ۸۱) ✤

آگے پھر طامس پین صاحب اپنی ایج آف ریزن میں لکھتے ہیں اول اچھی طرح اس بات کا رد کرکے موسے کی تصنیف نہیں کہتے ہیں فضیلت اِس کتاب کو اِس وجہ سے ملی کہ موسٰی کی تصنیف مظنون ہے جب صاف معلوم ہوا کہ اسکی تصنیف نہیں پس بیہودہ قصہ و کہانی ہے جیسے آدم کی زوجہ اور سانپ سے باتوں کا اور نوح کی کشتی کا ذکر میری رائے میں الف لیلا کی حکایات توریت کی کہانیوں سے دلچسپ ہیں آدمیوں کی عمر کہیں ۸ سو اور کہیں ۹ سو سال کی لکھی ہے جیسے کہ برستوں نے اپنی دلوی اور دلوتاؤں کی لکھی ہے جب مضامین توریت و موسے کے افعال نفرت انگیز ہیں۔ تو ایسی کتاب کو بہتر سمجھنے سے بجز خونریزی دجبر و زیادتی موسے کے نیک افعال کا کچھ نشان نہیں ملتا ہے ✤

گنتی ۳۱ باب میں لکھا ہے جب یہودیوں کی فوج خونریزی و غارتگری کرکے واپس آئی۔ تو موسٰی نے حکم دیا کہ جتنی لڑکیاں ہیں سب کو قتل کرو اور جو عورتیں مرد سے ہمبستر ہوئی ہے اُنکو بھی قتل کردو لیکن وہ لڑکیاں جو باکرہ ہیں اُنکو اپنے واسطے زندہ رکھو اگر یہ حکم موسٰی کا ہے تو موسٰی سے زیادہ مغلوب شہوت و غضب و ظلم و جہل اور کوئی نہیں خدا کے قانون سے کبھی ایسا روا نہیں ہو سکتا اور ایسے فعل کا حکم دینے والا کبھی خدا کا مقرب ہو نہیں سکتا ✤

اشعیا کی کتاب

:۔ مورخ و محقق اسٹاہلن جرمنی فرماتا ہے کہ اشعیا کے ۴۰ باب سے ۶۶ باب تک اشعیا کی تصنیف نہیں ہے (دیکھو کاکرن صاحب کا رسالہ نمبر ۲)

سلیمان کی کتاب :۔ تفسیر ہنری و اسکاٹ کی اخیر جلد میں لکھا ہے کہ "ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی یا قانونی ہووے۔ اگرچہ سلیمان نے بعض الہامی کتابیں لکھیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو انہوں نے بطور تاریخ کے لکھا وہ بھی الہامی ہو اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پیغمبر اور حواری خاص مطلب اور موقع کے لئے الہام کئے جاتے تھے ✤

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ قصداً تحریف اُن لوگوں نے بھی کی ہے جو دیندار کہلاتے تھے۔ اور بعد اُس کے وہی تحریف ترجیح دی جاتی اور مقبول ٹھیرتی تھی" (جلد ۲ صفحہ ۱۳۳) ✤

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ محققین بائبل نے جو سامریوں کو تحریف کا الزام لگایا ہے وہ الزام یہودیوں کو دینا چاہیئے کیونکہ سامریوں کی عبارت اصل ہے اور ہارن صاحب نے بھی اسکی تائید کی ہے" (دیکھو جلد ۲ صفحہ ۱۴)

محقق کنی کاٹ کتاب سموائیل کی ۷ باب آیت ۱۲ سے ۱۳ تک ۲۰۔ آیتوں کو الحاق اور قابل اخراج جانتا ہے اور یہی ذکر بشپ ہارلی سی صاحب نے بھی کیا ہے" دیکھو (جلد اوّل صفحہ ۳۰۲) ✤

بشپ ہارسلی مقامات ذیل کو بھی محرف مانتا ہے یعنی گنتی (باب ۲۶ آیت ۳ و ۴) کتاب یوشع (باب ۱۳ آیت ۷ و ۸ و ۲۵) ✤

کتاب قضات (باب ۱۲ آیت ۴) اور سموائیل ۱ (باب ۳۰ آیت ۲۰) ✤ اور سموائیل ۲ (باب ۴ آیت ۶) ✤ اور مقامات ذیل کو الحاق مانتا ہے کتاب یوشع (باب ۳ آیت ۱۲) (اور باب ۱۰ آیت ۱۵) اور (باب ۱۳ آیت ۱۴) قضات (باب اول آیت ۱ سے ۹ تک) ✤ ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ "باب ۷ یوحنا آیت ۵۳ سے باب ۸ آیت ۱۱ تک اکثر علماء کو اعتراض ہے اور وہ اس کی سچائی پر گفتگو کرتے ہیں اور کریز اسٹم اور تھیوفلکسٹ اور تونس کی شرح میں یہ درس نقل ہوئی اور نہ اسکی شرح لکھی گئی

اور یہی درس کیپرئیوس اور برتو لیا نوس کے حوالوں میں بھی نہیں ہیں" (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۴ صفحہ ۳۱ مطبوعہ لنڈن مارسیم ۱۸۴۲ء)

متی کی باب ۲۷۔ آیت ۳۵ کی بابت ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت ۱۲ یونانی نسخوں میں اور ترجمہ سریانی اور کاپٹک اور سہاڈک ایتھو پیکا اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور کریزاسٹم اور تیتوس بسٹرا اور یوتھمس اور یتھو فلکٹ اور اریجن اور تھوس کے پرانے نسخوں کے پرانے مترجم اور آگسٹائن اور جون کوس کے حوالوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے۔

گریس باخ نے جو اس کو بلاشبہ ساقط سمجھ کر چھوڑا۔ خوب کیا" دیکھو ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۳ و ۳۳۱)۔

نامہ اول فرنتیوں کے باب ۱۰ آیت ۲۸ کی عبارت بھی کوڈکس الگسنڈریانوس اور واطی کانوس اور دیگر بارہ نسخوں میں اور کئی ترجموں اور اکثر حوالوں میں نہیں پائی جاتی اس کو بھی گریس باخ نے متن میں سے خارج کیا ہے۔

(ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)۔

مورخ ہارن متی صاحب باب ۶ آیت ۳۳ کو بھی زائد سمجھا ہے مفصل دیکھو (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۳۲)۔

پھر ایک مورخ لکھتا ہے "کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام گزارشات الہامی ہیں وے اپنے دعوے کو آسانی نہیں ثابت کر سکینگے اور اگر از راہ تحقیق ہم سے استفسار کیا جاوے۔ کہ تم عہد جدید کے کونسے حصہ کو الہامی جانتے ہو۔ تو ہم جواب دینگے کہ مسائل اور احکام اور پیشینگوئیاں یہی جو دین عیسوی کے اصل اصول ہیں۔ ان سے الہام کا خیال علیحدہ نہیں ہو سکتا گذار شات کے لئے حواریوں کی یادداشت کافی تھی" مفصل اور مشرح دیکھو (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ صفحہ ۲۰)۔

اور پھر لکھا ہے کہ جیروم۔ گروٹیس۔ ارامس اور پروکوپس اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی سب کتابیں الہامی نہیں ہیں دیکھو سائیکلوپیڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۴) اور ایسا ہی ہارن صاحب کی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۸ میں لکھا ہے۔

مشاہدات یوحنا ۴۰۰ برس تک کلام الٰہی نہ مانا گیا و یوشیس مورخ بھی اس کو یوحنا کا مصنفہ نہیں جانتا۔ اور پروفیسر اسٹے والٹہ نے بھی خوب تحقیق سے ثابت کیا کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعضے قدماء عیسائی تو اسے سرنتھس ملحد کی تصنیف بتلاتے ہیں (دیکھو مباحثہ صفحہ ۳۳ سنہ ۱۸۵۴ء) اور روسی یوس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بعض نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات یوحنا کو الہام سے علیحدہ کر دیا اور اس کے رد میں کوشش کی اور لکھا ہے کہ یہ سب بے معنی اور بے عقلی سے پر اور بڑا بھدی جہالت کا حجاب ہے" (جلد ۷ باب ۲۵)۔

لوقا کی انجیل۔ جب لوقا نے انجیل کا لکھنا اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ "اس نے ان چیزوں کا حال ان لوگوں سے جو آنکھ سے دیکھنے والے تھے۔ سنکر لکھا اور اس لئے کہ وہ سب چیزوں سے واقف تھا اس نے مناسب جانا کہ وہ مانند پہلی انجیلوں کے پشتوں کو پہنچا دے دیکھو (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱ سے ۴ تک) اور دیکھو انجیل لوقا مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء مرزاپور صفحہ ۱۷) اور دیکھو ڈاکٹر واٹسن کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

مورخ ارنیوس صاحب کہتا ہے کہ "وہ چیزیں جو لوقا نے حواریوں سے سیکھی تھیں ہمیں پہنچائی"۔

مورخ جیروم لکھتا ہے کہ "لوقا نے نہ صرف پولوس سے بلکہ اور بھی حواریوں سے انجیل کی تعلیم پائی ہے۔

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ پولوس نے بہت باتیں بغیر الہام کے کہیں جو موجودہ الہامی کتابوں میں درج ہیں چنانچہ مقامات ذیل کو غور سے دیکھو خط تمطاؤس باب ۵۔ آیت ۲۳۔ خط ۲ تمطاؤس باب ۴۔ آیت ۱۳ اور خط فلیموں آیت ۲۴ اور خط ۲ تمطاؤس باب ۴۔ آیت ۲۔ اور خط ۱ قرنتیوں باب ۷۔ آیت ۱۔ اور باب ۷ آیت ۱۲ و باب ۷۔ آیت ۲۵ و ۲۶۔ اور اعمال باب ۶۔ آیت ۶ و ۷۔ اور اعمال باب ۲۳ آیت ۲ و ۵۔ اور رومیوں کا خط باب ۱۵۔ آیت ۲۴ و ۲۸۔ اور خط ۱ قرنتیوں باب ۱۶۔ آیت ۵ و ۶ و ۸ و خط ۲ قرنتیوں باب ۱۔ آیت ۱ سے ۱۸ تک (دیکھو واٹسن صاحب کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

ریو نگلیس کہتا ہے "کہ پولوس کے ناموں میں سب پاک کلام نہیں ہے اس نے چند چیزوں میں غلطی کی ہے"۔

مسٹر فلک صاحب کہتے ہیں کہ "پطرس حواری نے اکثر انجیل کے بارہ میں غلطی اور جہالت کی ہے۔

ڈاکٹر کوٹو صاحب اپنی کتاب مباحثہ میں جو فادر گنینین سے ہوا تھا کہتا ہے کہ "پطرس نے بعد نزول روح القدس کے ایمان میں غلطی کی ہے۔

فاضل برینشش صاحب فرماتے ہیں کہ "سب حواریوں کے سردار پطرس نے اور برنباہ نے بھی بعد نزول روح القدس کے معہ کلیسیا یروشلم کی غلطی کھائی۔

وائی ٹیکر صاحب کہتے ہیں کہ "بعد صعود مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی۔ نہ صرف عوام نے بلکہ خاص نے بھی اور حواریوں نے بھی غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیح کی طرف کی دعوت کی اور پطرس نے رسم تقدیم میں بھی غلطی کی ہے۔ اور یہ غلطی حواریوں سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہے"۔ محقق پاسو یرا اور لیا قان کہتے ہیں کہ بعضے ایسے معاملہ ہیں جن میں الہام کی حاجت بھی نہیں۔ مثلاً جب ان لوگوں نے بچشم خود دیکھ کر یا بقیہ گواہوں سے سن کر لکھا۔

آٹھواں باب

وقایع عیسوی

جس طرح ہم اور تاریخوں میں پیدائش وغیرہ کا صحیح حال سلسلے وار وقت کے کسی مورخ کی تحریر دستیاب نہ ہونے سے واقعات پر پورا اعتبار نہیں کر سکتے دیتی حال مسیح اور انجیل کا ہے چاروں اناجیل میں باہمی اختلاف ہے۔ جن کا تھوڑا سا حال ہم اخیر میں ظاہر کرینگے۔

مسٹر طامس پین صاحب اپنے رسالہ ایج آف ریزن میں لکھتے ہیں کہ مریم نے کہا کہ وہ بغیر ہمبستر ہونے مرد کے حاملہ ہوئی اور یوسف اس کے شوہر نے فرشتہ سے بطور گواہ کے کہا۔ ہم ایسے بعید العقل قول یوسف و مریم کو کس دلیل سے باور کریں مریم سے یوسف نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ اس زمانہ کے کسی مورخ نے ایسے عجیب واقعہ کو لکھا جن آدمیوں نے کہا ایک دوسرے سے سن کے میں ایسا بیوقوف نہیں جو بے اصل قول پر ایمان لاؤں" (از رسالہ اجر راہ یزداں صفحہ ۲۴۵)۔

واضح ہو کہ ہمارا حریف مختصر ہے۔ ۱۳ سال اور مہاراجہ بکرم سے ۵۷ سال بعد یوسف نام ایک ترکھان (نجار یا بڑھئی) شہر ناصرت صوبہ جلیل ملک روم میں رہتا تھا۔ اُس کی مریم نامی ایک بالغ جوان عورت سے شادی ہوئی۔ مگر وہاں پہلے موقع پر ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ اپنے خاوند سے حاملہ ہو گئی (عیسائیوں نے اگرچہ اس شادی کو منگائی لکھا ہے۔ مگر ہم اس واسطے اُس کو شادی کہتے ہیں۔ کہ بعد ازاں کوئی شادی نہ ہوئی ورنہ ضرور منگنی لکھتے)۔ جب بتقریب مردم شماری یوسف مع زوجہ خود کے بیت لحم میں گیا۔ تو رات کو ایک حویلہ میں رہے اور وہیں یسوع لڑکا پیدا ہوا۔ بعد آٹھ روز کے مسیح کا یہودی شریعت کے مطابق ختنہ ہوا +

یوسف کو بادشاہ کی طرف سے کچھ خوف ہوا۔ اس واسطے دو لڑکے اور اپنی جورو کو لیکر گدھے پر سوار ہو کر مصر کو بھاگ گیا جب تک ہیرودیس زندہ رہا وہیں مصر میں رہے۔ (مگر معلوم نہیں کہ کتنے سال تک) + اُس کے مرنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ یسوع اپنے ملک قدیم کو پھر آیا۔ اور ناصرت میں جاکر اپنے باپ یوسف کے ساتھ بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ ۱۲ سال کی عمر میں وہ ایک دفعہ یروشلم کی ہیکل میں مصول کرتیں رو در رہ بھی گیا تھا۔ جیسے اکثر نابالغ بچے میلوں میں مصول جایا کرتے ہیں۔ ۲۰ سال تک مسیح ناصرت میں باپ کے ماتحت بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ اس کے بغیر اور کسی طرح کا حال اناجیل سے نہیں مل سکتا ہے +

مگر ایک مورخ کہتا ہے کہ "حضرت مسیح لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اُنہوں نے قصبہ ناصرہ کے مدرسہ میں بائبل کی تعلیم پائی تھی" (دیکھو ڈین ملمین صاحب کی تاریخ کلیسیہ جلد اوّل باب سوم) +

پھر ۲۸ یا ۳۰ سال کی عمر میں ۴۰ روز تک ایک شخص سے (جس کو انجیل کے مصنف شیطان کہکے پکارتے ہیں) تعلیم پاتا رہا (دیکھو متی باب ۴/۱-۱۱) +

اُس کی ... سالہ زندگی کا حال مصریوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں حالیا ایسے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی درحقیقت ٹھیک ہے کہ کچھ فاضل بودھ مت کے جن دنوں کہ مسیح مصر میں تھا پرچار کرنے سکندریہ میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے کئی سال تک بودھ دھرم کی وعظ کی۔ مسیح کئی سال تک اُن کے وعظ سنتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصر سے لوٹ کر اپنے وطن میں آکر وہی الفاظ اپنے منہ سے جدید مذہب قائم کرنے کے خیال سے کہنے شروع کئے۔ اور یہ صرف ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ ایک مشہور ومعروف فاضل یورپین مسٹر آرتھر للی صاحب نے اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف کی ہے "کہ عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے" +

ایک اور شخص یوحنا نام کی بھی مسیح نے شاگردی کی اور اس سے بپتسمہ پایا۔ بارہ شاگرد مقرر کئے۔ شمعون جو پطرس کہلاتا تھا۔ اندریاس شمعون کا بھائی۔ یعقوب زبدی کا بیٹا۔ یوحنا یعقوب کا بھائی۔ فیلبوس۔ برتھولما۔ تھوما۔ متی محصول لینے والا یعقوب حلفا کا بیٹا۔ لبی جو تھدی بھی کہلاتا تھا۔ شمعون کنعانی۔ یہودا اسکریوطی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی خدا کو اپنا باپ اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ اور کہتا ہے گا ہے اس ملک کے ویدانتیوں یا صوفی مسلمانوں کی طرح اپنے آپ کو خدا کہہ دیا کرتا تھا۔ جس طرح محمدیوں نے محمد صاحب سے اور دیگر مذہب والوں نے اپنے مذہبوں کے بانیوں کے معجزے مشہور کر رکھے ہیں وہی حال عیسائیوں کا ہے +

اُس وقت بادشاہ کی تاریخ میں مسیح کا کوئی معجزہ درج نہیں تمام یہودی بھی انکاری ہیں ۴۰ یا ۱۰۰ برس اس کے مرنے کے بعد خود مسیح نے نہیں بلکہ اس کے چیلوں شاگردوں نے بقول پیراں نمے پرند مگر مریداں مے پرانند کے خیال سے مسیح کے حالات کو معجزوں کی زینت چڑھا کر قلمبند کیا +

مسیح نے کل ۲ یا ۳ سال وعظ کی لیکن یہ مدت بھی صحیح طور پر انجیلوں میں نہیں لکھی۔ اُس کے دو سالہ وعظ سے ہی لوگ بہت دُکھی ہو گئے۔ چنانچہ لکھا ہے "وہ لوگوں کو بہت دکھ دیتا تھا"۔ (یوحنا ۷/۱۲) +

جب یہ شکایت عام ہو گئی تب یہودیوں کے کاہنوں اور فریسیوں نے کمیٹی کی۔ کہ ہم سنا کرتے ہیں کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے دین کے خلاف ترغیب دیا کرتا ہے۔ ہمارے مذہب کی اہانت کرتا ہے۔ ایک آدمی کا قوم کے بدلے مرنا اچھا ہے۔ کہ ساری قوم ہلاک ہووے سو بچے یہ دنیا آتش کہ جلتے دماغ +

قیافا نام سردار کاہن نے یہ اپنی طرف سے نہ کہا لیکن اس سبب سے کہ اُس سال وہ سردار کاہن تھا۔ یہ اُس نے پیش خبری کی یعنی یہ فتویٰ اُس نے الہام سے دیا خود اُس کے شاگرد رشید یہودا اسکریوطی نے پکڑوا دیا۔ اور مفت نہیں بلکہ ۳۰ روپیہ کے انعام کے لالچ سے گرفتار کروایا کیونکہ مسیح کی گرفتاری کے واسطے اُس ملک کے بادشاہ نے ۳۰ روپے کا انعام جاری کیا تھا +

جب یسوع گرفتار ہو کر عدالت کے سامنے لایا گیا۔ اوّل تو انکار کرنے کے واسطے بہت کوشش کی۔ لکھا ہے۔ کہ جواب طلب کرتے وقت مسیح چپ رہا۔ مگر آخر کار اُسنے بیان دیا۔ جس پر سردار کاہن نے (جو ایک الہامی سچا نبی تھا) کپڑے پھاڑ کر کہا کہ یہ کفر کر چکا۔ اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور۔ تم نے آپ اس کا کفر سنا۔ اب تمہاری کیا صلاح۔ اُنہوں نے جواب میں کہا۔ کہ وہ قتل کے لایق ہے۔ تب اُنہوں نے اُس کے یعنی مسیح کے منہ پر تھوکا اُسے گھونسا مارا۔ اور دوسروں نے اُسے طمانچہ مارکر کہا۔ بتا تجھے کس نے مارا۔ پکڑے جانے سے پہلے خدا کے آگے بڑی استدعا کرتا رہا مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی۔ ہر چند روتا رہا۔ مگر نہ سنا گیا۔ پکڑے جانے کے بعد شاگردوں نے شاگردی سے انکار کر دیا بلکہ ایک نے تو مسیح پر لعنت بھیجی +

چنانچہ فاضل محقق گاڈفری ہگینس صاحب فرماتے ہیں "عیسیٰ کے اصل مریدوں کی کم رتبگی میں مو تہیم صاحب دین عیسوی کی خوبی سمجھتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں میں مجبوری مقرر ہوں کہ اگر لاک نیوٹن جیسے شخاص مذہب عیسوی کے اوّل محققین میں ہوتے تو مجھ کو بھی اطمینان کامل ویسا ہی ہوتا" (دیکھو اُن کی اپالوجی فقرہ ۲/۱۸) +

پھر یہی مورخ لکھتے ہیں "تعجب جیسا کو مثل یسے کہ وہ اُس کے پیرو بھاگ گئے۔ اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دیئے۔ اگر بالفرض اُن کی طاقت کسی کی اُنکو مخالفت تھی۔ تو اُنکی تسلی کے لئے تو موجود رہتے۔ اور جی سے اُسکے ایذا دینے کو دھمکاتے" (دیکھو سترہ ۱/۲۳) +

سر ولیم میور صاحب فرماتے ہیں "مسیح کے تمام پیرو خوف کی آہٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے۔ او ہمارے خداوند کی تعلیم نے اِن پانسو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے اُسے دیکھا تھا خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو۔ مگر ظاہر میں اس کا نتیجہ کچھ

۱؎ متی ۱/۴ + ۲؎ یوحنا ۱۱/۵۱ ۳؎ متی ۲۶/۴۸-۵ متی ۲۶/۶۵-۶۰ ۴؎ متی ۲۶/۱۲ ۵؎ متی ۲۶/۶۸-۶۵ ۶؎ متی ۲۲/۴۶-۳۴ ۷؎ لوقا ۲۲/۴۴ مرقس ۱۴/۳۶ ۸؎ متی ۲۶/۷۴ لوقا ۲۲/۵۹ مرقس ۱۴/۷۱ +

دکھائی نہیں دیا (لائف آف محمد جلد دوم) ✤

مورخ ڈین ملمین صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ حواریوں سے جو ضعیف اعتقاد اور غیر ثابت قدمی ظہور پذیر ہوئی وہ خود حضرت مسیح کے اختلاف اقوال کا ثمرہ ہے"۔

(دیکھو تاریخ کلیسیا جلد اول) ✤

آخر کار پلاطوس نے پکڑ کر اُسے کوڑے مارے۔ سپاہیوں نے کانٹوں کا ٹوپ اُس کے سر پر رکھا اور اُسے طمانچے مارے۔ اور اُسی لباس میں اُسے باہر لائے۔ پیٹ ملا ہوا سر کہ اُس کے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کر نہ چاہا کہ اُسے پئے۔ آخر الامر اُسے صلیب پر کھینچ کر اُسکے کپڑوں کو بانٹ لیا۔ دو چور بھی اُس کے ساتھ پھانسی دئے گئے ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ آنے جانے لوگ اُسے ملامت کرتے تھے۔ سب لوگ اُس سے ٹھٹھے کرتے تھے۔ کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگوں کو بچانے آیا تھا۔ مگر اپنے آپ کو بھی بچا نہ سکا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آوے۔ تاکہ ہم اِس پر ایمان لاویں۔ اِسی طرح وہ چور بھی اُسے طعنہ مارتے تھے ✤

نویں گھنٹہ کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ ترجمہ اے خدا اے خدا تو نے مجھ کو کیوں بھلا دیا یہ کہتے ہوئے جان دی۔ لاش حسب قاعدہ قبر میں رکھی گئی اور تثلیث کا خاتمہ ہوا ✤

مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے کہتے ہیں کہ وہ تیسرے دن مُردوں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شاگردوں کو نظر آیا اور آسمان پر جا کر خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا۔ مگر یہ بیان عیسائیوں کا کئی وجوہ سے باطل ہے ✤

وجہ اوّل یہ ہے کہ جتنے اِس امر کے گواہ ہیں اُن میں سے ایک بھی ایماندار نہیں یہودی قایل نہیں۔ بادشاہ قایل نہیں۔ شاگرد خود ڈبدھے میں رہے ✤

وجہ دوم۔ یہ کہ اس قسم کی باتیں معقولیت سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ اِس وقت علوم سے اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی حق پسند مانتا ہے کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہے۔ پھر مسیح کا اول مردوں سے زندہ ہونا۔ دوم آسمان پر چڑھ جانا۔ سوم خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھنا ہر طرح باطل ہے جس طرح عوام نانک پنتھی اور کبیر پنتھی نانک جی اور کبیر جی کا مرنا نہیں مانتے بلکہ لاش کا غائب ہو جانا مانتے ہیں۔ لیکن تمام عیسائی اُسکو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ مُردہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ پس یہی جواب ہمارا مسیح کے حق میں کافی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا میں آئے جنہوں نے جنم دھارا وہ سب اپنی مدت مقررہ کے بعد مر گئے اور مر جاوینگے۔ خاک میں مل گئے اور مل جاوینگے۔ خود بابا نانک جی نے کہا ہے۔ اِس سنسار میں استھر نہیں رہیں کوئی) رام گیا۔ راون گیا جا کے بھو پریوار۔ کہو نانک استھر کچھ نا ہیں سپنے جوں سنسار۔

پس کوئی جسمانی چیز باقی نہیں رہ سکتی اِس واسطے مسیح کا جسم بھی ضرور فانی تھا اور یہاں ہی فانی ہوا۔ روح جاودانی تھا۔ وہ کرموں انوسار دوسری جگہ چلا گیا۔ پس یہ ساری کرامتوں کے سبز باغ جاہلوں کے پھسلانے کو ہیں اصل بات یہی ہے کہ وہ مصلوب ہو کر مارا گیا۔ پھر اتار کر زمین میں گاڑا گیا۔ جس طرح موسیٰ مر گیا گاڑا گیا۔ مگر اُس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ لکھا ہے "اور اُس نے اُسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اُس کی قبر کو نہیں جانتا (استثنا ۳۴/۶) اِسی طرح مسیح ۳۳ سال کی عمر میں بھوگ کر صلیب پر چڑھا کر مارا گیا۔

متی ۲۷/۲۴ تا ۴۹ لوقا ۲۳/۱ ✤

اور پھر گاڑا گیا مگر شاگردوں کی چالاکی کے سبب اُسکی قبر کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں اونچی قبر نہیں بنائی گئی تھی۔ صرف یہودیوں میں کرامات جتلانے کے واسطے کہیں گمنام دفن کر گئے "ثابت کر دیا ہو کہ پیراں نے پرند مگر مُریداں مے پرانند"۔

مذہبی ہتک تو ایک بہانہ ہو گئی تھی۔ ورنہ بادشاہ کے خلاف وہ سازش کرنا چاہتا تھا۔ اُس کا خود قول ہے۔ کہ میں دنیا میں تلوار چلانے آیا ہوں'۔ بادشاہی کا طالب تھا بلوہ کرانا چاہتا تھا۔ دنیا میں جنگ کی آگ لگانا چاہتا تھا شاگردوں کو کہتا تھا۔ کہ کپڑے فروخت کر کے بھی ہتھیار خرید لو۔ اِسی حال پر پولیس نے پکڑوا کر مصلوب کرا دیا۔ اور دو مجرم بھی اُس کے ساتھ لٹکائے۔ لکھا ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے جو لعنتی ہے وہ ابدی جہنم میں رہیگا" پیارے ناظرین پڑھو اور خدا کے واسطے بچار کرو کہ کیا ایسے آدمی کی زندگی تمہیں کوئی بھی عمدہ سبق دے سکتی ہے !!!

انجیلوں کے چند تاریخی اختلاف

نمبر ۱۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح کو پہچانا کہ یہ مسیح ہے یوحنا ۱/۲۹ یوحنا نے نہ پہچانا متی ۱۱/۲ و ۳ ✤

نمبر ۲۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا الیاس تھا متی ۱۱/۱۴ ✤ یوحنا الیاس نہ تھا یوحنا ۱/۲۱

نمبر ۳۔ سلح کا باپ ارفکسد تھا پیدائش ۱۱/۱۲ ✤ سلح کا قینان اور وہ ارفکسد کا بیٹا تھا لوقا ۳/۳۵ و ۳۶ نمبر ۴ مسیح کو جب وہ بچہ تھا مصر لے گئے متی ✤ یسوع کو مصر میں نہیں لے گئے۔ لوقا ۲/۲۲-۳۹ ✤ ۲/۱۵-۱۹ و ۲۳ ✤

نمبر ۵۔ بپتسمہ پانے کے بعد مسیح چالیس دن ✤ بپتسمہ پانے سے تیسرے دن مسیح جلیل میں ایک بیاہ ✤ متی ۴/۱ جنگل میں شیطان سے آزمایا گیا مرقس ۱/۱۲ و ۱۳ ✤ میں گیا ✤ شاگردوں کے یوحنا ۲/۱ و ۲ ✤

نمبر ۶۔ دو اندھوں نے دعا مانگی متی ۲۰/۳۰ ✤ ایک اندھے نے دعا مانگی لوقا ۱۸/۳۵

نمبر ۷۔ مسیح تیسرے گھنٹہ صلیب دیا گیا مرقس ۱۵/۲۵ ✤ چھٹے گھنٹے کے قریب تک صلیب پر نہیں دیا یوحنا ۱۹/۱۴

نمبر ۸۔ دو چوروں نے مسیح پر ملامت کی ✤ ایک نے مسیح پر ملامت کی لوقا ۲۳/۳۹ ✤ متی ۲۷/۴۴ مرقس ۱۵/۳۲ ✤

نمبر ۹۔ یہودا نے روپیہ واپس لوٹا دئے ✤ نہیں لوٹائے بلکہ اپنے پاس رکھے اعمال ۱/۱۸۔ متی ۲۷/۳ ✤

نمبر ۱۰۔ یہودا نے اپنے آپ کو پھانسی دی ✤ نہیں بلکہ وہ اوندھے منہ گرا اس کا پیٹ پھٹ گیا متی ۲۷/۵ ✤ پھانسی سے نہیں مرا اعمال ۱/۱۸

نمبر ۱۱۔ یہودا نے کمہار کا کھیت خریدا اعمال ۱/۱۸ ✤ سردار کاہنوں نے اُس کے مرنے کے بعد خریدا متی ۲۷/۶ و ۷ ✤

نمبر ۱۲۔ صرف ایک عورت مسیح کی قبر پر آئی یوحنا ۲۰/۱ ✤ دو عورتیں قبر پر آئیں متی ۲۸/۱ تین عورتیں قبر پر آئیں مرقس ۱۶/۱ ✤ بہت عورتیں تھیں۔ لوقا ۲۴/۱ ✤

نمبر ۱۳۔ دو فرشتے کھڑے ہوئے۔ قبر کے دیکھے لوقا ۲۴/۴ یوحنا ۲۰/۱۱-۱۲ صرف ایک فرشتہ دیکھا اور وہ بھی بیٹھا ہوا متی ۲۸/۲ و ۵ مرقس ۱۶/۵

نمبر ۱۴۔ عورتوں نے اسکے شاگردوں کو خبر کی متی ۲۸/۸ لوقا ۲۴/۹ عورتوں نے ان کو خبر نہیں کی مرقس ۱۶/۸ ✤

سر شتھی مسنہ دوسری

نمبر ۱۵۔ فرشتوں کے آنے سے پہلے ہی پطرس اور یوحنا دیکھ گئے۔ یوحنا ۲۰/ ۳ و ۶ و ۱۰ و ۱۲ ✦	دو نہیں بلکہ صرف اکیلا گیا پطرس۔ مگر فرشتوں کے آنے سے پیچھے۔ لوقا ۲۴/ ۴ و ۸ و ۱۲ ✦
نمبر ۱۶۔ صرف مریم میگدلینا کو ہی مسیح نظر پڑا مرقس ۱۶/۹ یوحنا ۲۰/۱۴	دو تو مریمونکو نظر پڑا متی ۲۸/۹ دو دو میں سے کسی کو نظر نہیں پڑا لوقا ۲۴/۱۰ و ۱۱
نمبر ۱۷۔ مسیح تین دن اور تین رات قبر میں رہا متی ۱۲/۴۰	صرف دو دن اور دو رات قبر میں رہا مرقس ۱۵/۴۲ و ۴۶ ۱۶/۹
نمبر ۱۸۔ مسیح زیتون کے پہاڑ سے اُٹھایا گیا اعمال ۱/۹ و ۱۲	مسیح بیت عنا سے اٹھایا گیا لوقا ۲۴/۵۰ و ۵۱ ان دو جگھوں سے نہیں اٹھایا گیا مرقس ۱۶/۱۴ سے ۱۹ ✦

یہ اٹھارہ اختلاف انجیل سے ہم نے اُس کے تاریخی واقعات کی بابت ہدیتاً پادری صاحبان کے پیش کش کئے ہیں ✦

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دوسرا۔ مسیح کا عرب میں اوتار

اخبار کرسچن لکھتا ہے کہ "عرب میں ایک جھوٹا مسیح اور پیدا ہوا ہے بہت سے سردی اُس کے ساتھ ہیں۔ یہ شخص بہت بڑا تعلیم یافتہ اور خوب مستقل مزاج ہے یہودی ت میں کہ ہمارا یہی حامی ہے۔ اور اسی کی ہم کو امید ہے۔ اس کی محافظت کے لئے جوان عبرانیوں کا گارڈ قایم ہوا جو ہر وقت چوکی پہرہ رکھتے ہیں" (اخبار تحفہ ہند جلد ۲ نمبر ۶ سہ ۴ صفحہ ۴) ✦

تیسرا۔ مسیح کا امریکہ میں اوتار

یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں شہر لبرٹی کے جنوب میں مقام سوانہ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر کچھ عجیب و غریب معاملات در پیش ہیں وہاں کے حبشی باشندوں نے اپنے گرجے چھوڑ دئے فصلیں اپنے مویشیوں کو چرا دیں۔ اپنے اپنے کھیتوں اور مکانوں کو چھوڑ کر ایک مصنوعی مسیح کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ جو اُن کو روزمرہ اُپدیش کرتا ہے ان نو مریدوں کے دلوں میں جوش مذہبی اسقدر زور پر ہے کہ وہاں کے اخلاقی اور سوشل طبائع پر ایک عجیب اثر مرتب ہو رہا ہے۔ ان حضرت کا حکم پاکر عورتیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کے لڑکے اپنے ماں باپ سے بھاگ اور اکثر جگہ خاندان کے خاندان اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ ہوئے ہیں۔ اِس کا حکم ہے کہ ۲۰ اگست کے جمعہ کے روز جانب شمال کنعان کو طیاری ہے۔ اِس عرصہ میں روزہ اور نماز سے فارغ ہو کر تیار رہنا چاہئے۔ یہ گورہ رنگ کے ہیں۔ عمر ۳۵ و ۴۰ کے درمیان ہوگی۔ قد میانہ اور بناوٹ مضبوط اُن کے جسم کثیف کا نام کرنٹو مرار خد ہے۔ اور لطیف جسم کا نام مسیح ہے۔ سر سے لمبے لمبے بال لٹک رہے ہیں جو بہت بڑے اور خوب صورت ہیں ۵۰۰ سے زاید مرد اور عورت اور بچے اُس کے منظور شدہ ہیں اور اُس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُس کے گروہ میں عورتیں زیادہ ہیں وہاں کے اصلی باشندے تو اُس پر پورا پورا ایمان لائے ہوئے ہیں۔ اور صرف یہ ۸۰ ہی آدمی نہیں جو اس کو مان رہے ہیں۔ اس کے ظہور سے دو ہفتہ تک حبشی عیسائی مُنادوں نے لوگوں کو بہت روکنے کی کوشش کی کہ اُس کی نہ سنیں۔ آخر میں مجبور ہو کر کہ اُنکی کوئی نہیں مانتا تھا۔ انہوں نے اور گورے صاحب لوگوں کی مدد لینا چاہی۔ اور ان لوگوں نے بھی اِس معاملہ میں خاص توجہ ظاہر کی۔ کیونکہ مزدوری گراں ہو چلی تھی جس سے انکا ہی نقصان تھا۔ آخر ش یہ آپس میں فیصلہ ہوا۔ کہ اِس کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اسٹاپلیس نامی ایک دیسی مناد کے حسب اظہار پر کہ وہ خانہ بدوش ہے کہ اس کی گرفتاری کے سمن جاری کر دئے گئے۔ اور کرنیل نارووڈ پیروی مقدمہ کے لئے مقرر کئے گئے ✦

مذہبی جوش پھیلنے کا ڈر تھا۔ نگار ینہ یعنی مسیح نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کچھ فکر مت کرو یہ سری پیشین گوئی ہے۔ کہ میں گرفتار کیا جاؤنگا۔ مگر مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ✦

اِن مسیح صاحب کے در اشارے پر ممکن تھا کہ افسران گرفتاری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر وہ رضامندی سے گرفتار ہو کر چلے گئے۔ اور اُس مقام تک جہاں کہ اُن کا مقدمہ ہوگا۔ بیچارہ کو ۱۲ میل پا پیادہ جون کی سورج کی دھوپ میں جانا پڑا ۱۰۰ کے قریب عورت اور مرد اُن کے ہمراہ تھے۔ اِن میں سے نصف بالکل مسلح تھے۔ بہت سی عورتوں کے پاس بھی سدوقیں وغیرہ تھیں جبکہ مسیح کو مجسٹریٹ کے روبرو کھڑا کیا انہوں نے چند سکہ ڈالر کے پیش کئے۔ اور خانہ بدوشی کا جرم یعنی اپنی روزی آپ نہیں کرسکتا ہے ڈسمس ہوگیا۔ اُسی وقت دوسرا سمن جاری کیا گیا۔ کہ وہ مجنون ہے۔ قانوناً دس روز کی تخفیفات ضروری تھی ایک روز وہ دو چند جماعت کے ساتھ تشریف لائے کرنیل نارڈ نے بڑے سوال اور سخت اظہار اُن سے لئے۔ باہر اُن کے ساتھ کا گروہ یہ چلا رہا۔ کہ ہمارے کرائیسٹ کو لے لیا ہے۔ مگر آدمی ہمارے بیٹے کو مار سکتا ہے۔ مگر یہ غیر ممکن ہے۔ ارنجنہ نے بیان کیا کہ وہ اول لبرٹی ولی او ہیو میں رہتے تھے۔ اس کی انجیل کی واقفیت نے عدالت جوری اور تماشائیوں کو ششدر کر دیا۔ نارووڈ نے کہا کہ اگر تم مسیح ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ اس کا جواب یہ ملا کہ۔ شیطان کو میرے پیچھے لگاتے ہو۔ میں تمہارے پھسلاوے میں نہیں آؤنگا۔ تم کو جنون کا جرم لگایا گیا ہے۔ پس اگر جوری کی رائے میں اور کچھ ثابت ہوا تو تم پاگل خانہ بھیجے جاؤ گے ؟ وکیل نے کہا کہ اپنے ناخن دکھاؤ اور ثابت کرو۔ کہ تم وہی ہو جسے جن کو سولی دی گئی تھی۔ مسیح نے جواب دیا۔ کہ یہ قدرتی جسم ہے جو کہ دیکھنے سے بدل جاتا ہے اور گل جاتا ہے۔ یہ وہ جسم نہیں ہے جو کہ اس سے باندھا گیا تھا۔ اگرچہ روح مجھ میں وہی ہے جو پاس بر لٹکائی گئی تھی۔ مگر روح ہر ایک جسم میں ہے۔ سوال کیا وہ جارج واشنگٹن میں بھی۔ جواب ہاں۔ اور ابراہیم لنکن میں بھی۔ سوال کیا وہ جفرسن ڈیوس میں بھی تھی۔ جواب وہ بھی۔ اِن مسیح صاحب کو بہت دم دیا جاتا ہے مگر معجزہ دکھانے کے دم میں نہیں آئے انہوں نے پانی کو شراب بنانا اس بنا پر منظور نہیں کیا ہے۔ کہ ٹمپرنس واسطے چیز کے استعمال کی اجازت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ میں نے یہ کہا تھا۔ مگر لوگوں نے میری منشا کو بالکل غلط کر دیا ایک شخص نے کہا کہ میں تم کو جانتا ہوں۔ اگر آپ میرے ہاتھ کو روک دیں تو میں اور جوری آپ کو عیسٰے مان لیں۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو کچھ مطلب نہیں۔ کہ تم پھانسی پا جاؤ۔ میں کچھ تم کو زندگی کے لئے نہیں روکنا چاہتا ہوں ✦

کمیشن نے حکم پاس کر دیا۔ کہ بیشک یہ مجنون ہے ایک سرکاری پاگل خانہ میں بھیج دیا جاوے۔ اس پاگل خانہ میں آجکل اسقدر کثرت تھی کہ وہاں کے سپرنٹنڈنٹ نے لینے سے انکار کر دیا۔ لبرٹی کاونٹی میں جیل خانہ نہیں ہے اور اگر وہاں رکھا جاتا ہے تو ملک پر صرف زاید پڑیگا۔ پس وہ مجنون رہا کر دیا گیا۔ بیشک اُس شہر کے جج لوگ کوئی تجویز نہ منظور کر لیں۔ اب پھر وہ اُپدیش کرتا ہے اور اُس کے ساتھ

سے وہاں کے باشندوں کو اب پورا یقین پاک قدرت کا ہو گیا - اور جوش مذہبی زیادہ شدت سے پھیل رہا ہے" (آریہ پتر کا بریلی صفحہ ۴ سے ۵ تک)

امریکہ کے مشہور و معروف فاضل یوکیسی میسٹر اے جے ڈیوس صاحب فرماتے ہیں :-

اے پتی پربت اور دھرتی کے — اے مالک مینہ اور آندھی کے
پھول چمن میں کھلانے والے — تیتریوں کے بچھانے والے
اندھیارے اور اجالے کے — مالک گورے اور کالے کے
دیا سے ایسی شانتی دیجئے — من کی چنچلتا ہر لیجئے
تیرے پتی برت دھرم سے برم — سب کے سب سنتشٹ رہے ہم
بھگتی میں تیری چت لگائیں — آپس میں بھی پریم بڑھائیں
بھائی کو بھائی دل سے چاہے — مرتے دم تک پریت بجھائے
پورا تک ست پھندے ٹوٹیں — راگ و دویش کے دھندے چھوٹیں
تیری مدد سے ہو کر ستنتر — سب ہوں بچ اُدلش پہ تت پر
ستہ بردھے ہوں سبکے ایسے — ست دھرم پر شاریہ سونے جیسے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالمگیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو نفرت سوز ہے اور جو ہر جسم کو حلال صاف کر رہی ہے - امریکہ کے چٹیل میدانوں - افریقہ کے صحراؤں ملکوں ایشیا کے قدیم پہاڑوں اور یورپ کی وسیع سلطنتوں پر مجھے اس سوز اور ہمہ ساز آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں - اسکا جرچا جملہ پست مقامات سے شروع ہوا ہے - اپنی آسائش اور ترقی کے لئے انسان نے خود روشن کیا ہے - روئے زمین پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اُسے بقا دے سکتا ہے - چونکہ ارضی مخلوقات میں ناطق بھی یہی ہے لہذا اپنے مساکن میں دورخی آگ بھڑکانے کو سب سے اول ہے پرمیشور کی طرح جسمی مکانات کو محبت سے پاک اور عقل سے سوز کرنے والی آسمانی آگ لانے کے لئے بھی یہی پیش قدم ہے ✤

اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو بالیقین بادشاہتوں شاہنشاہوں اور دنیا بھر کی سیاستی تجاویں کو پگھلا ڈالیگی میں غایت درجے مسرور ہو کر ایک مستقل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں سب اونچے اونچے پہاڑ جل اٹھینگے گھاٹیوں کے خوشنما شہر بھنجانیگے - پیارے گھر اور پُرمحبت طبیعتیں ساتھ ساتھ پگھلینگی نیک و بد مخلوط ہو کر یوں غایت ہونگے جیسے آفتاب کی سنہری شعاؤں میں شبنم

لامحدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے - آج اُسی کی فقط چنگاریاں جانب آسمان اُڑتی ہیں - نقاروں شاعروں اور مصنفوں کی ایجوں میں ادھر اُدھر شعلے نظر آتے ہیں یہ آگ سناتن آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک انگیٹھی میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں - یہ ہدایت کی آگ انڈیا میں ایک بندۂ خدا یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی اور نورانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی - ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ کو بجھانے کے لئے جو چاروں طرف ایسی تیزی سے مشتعل تھی کہ اُس کے بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا دوڑ پڑے - مسیحیوں نے بھی جن کے معابد کی آگ اور جن کی متبرک شمعیں پہلے مشرق میں روشن ہوئیں تھیں ایشیا کی نئی روشنی گل کرنے کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر یہ مبارک آگ اور بھی بھڑک اُٹھی اور پھیل گئی ✤

قوم کی خدمت میں اپیل

ہم خیال کرتے ہیں کہ اب وہ وقت آگیا ہے - کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں اس سرے سے اُس سرے تک مذہبی جوش جگا دیا جاوے اور خالص اور پاک آریہ دھرم کے اصولوں کو جیسا کہ ہمارے ویدوں میں ہے - عام طور اس کا نقارہ بجا دیا جاوے - اور آریہ اپدیشک شہر بشہر موضع بموضع ویدک دھرم کے اُپدیش کریں - یہ اصول آریوں کے لئے مشہور شدہ کتاب میں ہے ہوں اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ کس و ناکس کے دلوں میں پیوست کر دئے جاویں - ہم کو اوّل ایسے واعظوں کی ضرورت ہے - جو اپنے بھائیوں کو اپنے دھرم پر برقرار رکھیں - اور کہ ایسے کہ غیروں کو اپنے دھرم میں ملاویں ہمارا مقصود یہی ہے - کہ ہم در اصل عمدہ ہندو یعنی آریہ بنجاویں یہ سب کچھ درست ہے کہ ہندوستان بہت ترقی کر رہا ہے - مگر جو کچھ کر رہا ہے - وہ اصلی ترقی نہیں ہے - جیسا ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں - ملک میں نئی نئی تحویریں روزمرہ نکالی جاتی ہیں - مگر نہیں ترقی پکڑتیں کیونکہ سچے مذہبی اصول پر نہیں چلتے - ہم نے ہمیشہ اس بات کو زور کے ساتھ کہا ہے - کہ ہر قسم کے سدھار کی جان مذہب ہے - بغیر اس کے کسی قسم کا سدھار سچا اور مستقل خیال نہیں کیا جاسکتا ہے - ہم اپنی قدیمی عظمت کو از سر نو زندہ کرنے کی خوشی میں بارہا یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچینگے - کیونکہ ہم نے مذہب کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا ہم دیکھتے ہیں کہ پولٹیکل ترقی کے لئے بھی کافی انتظام ہو رہا ہے اور سوشیل معاملات میں بھی لوگ کوشش کر رہے ہیں - اور اُس کے متعلق ✱ ہر ایک چاروں طرف اثر پذیر ہیں - مگر مذہبی سدھار ایک ایسا دستے ہو رہا ہے - کہ عام رائے کے سرغنا جو ہر قسم کے معاملات میں کوشش کر رہے ہیں - اُن سب نے ایک دل ہو کر یہ ٹھیرائی ہے - کہ اُس کو امانتاً یکسں میں رکھ چھوڑو - مگر ہماری رائے ہے کہ اب ایسے بھاری معاملہ میں تغافل نہیں چاہئے مذہبی سدھار کے لئے ٹھیک ٹھیک تیز ہمدرد کوشش ہونی چاہئے ✤

کیونکہ یہ بات قریب طے ہو چکی ہے - کہ بلا مدد سچے مذہب کے یہ ناممکن ہے - کہ عظیم الشان قوم کہلانے کے خیال کو بھی پورا کر سکیں - یہ بات بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ مذہبی خیالات سے بہت ہی پرہیز کرتے ہیں - کیونکہ وہ پولٹیکل خیالات میں غرق ہو رہے ہیں - اور ایک اسی خیال کی بدولت ہم اپنے دیگر نفعوں کو کھوئے ہوئے ہیں - اور یہ بھی نہیں سوچتے - کہ قومی ترقی کا جو سب سے اوّل ذریعہ ہے - اس کو ہم نے علٰحدہ ڈال رکھا ہے - اس سے اب ضروری ہے - کہ ایک بڑا بھاری جوش مذہبی سدھار کے لئے پھیلایا جائے - اور وہ ایسا جوش ہو - کہ اب تک کبھی نہ ہوا ہو - عیسائی مسلمان - برہمو - اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرتے پھرتے ہیں - اور لوگوں کو اپنے جعل میں پھانستے جاتے ہیں - مگر افسوس ہے - کہ ہم لوگ یعنی آریہ لوگ جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے کوئی بھی باقاعدہ گروہ اپنے ہادیوں اور اپدیشکوں کا نہیں رکھتے - بلکہ وہ مہنت اور پوجاری لوگ جو خود بخود

اُنہیں بنا رہے ہیں۔ اُن کے حالات ایسے محدود ہو رہے ہیں کہ وہ اُس روحانی تاریکی کو جو تمام ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔ ہرگز ہرگز رفع نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں کے لئے اِس سے زیادہ اور کیا افسوس اور ناامیدی کی بات ہو سکتی ہے۔ جب کل ملک میں اُنہیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کو ایسے واعظ بھی میسر نہیں۔ جو اپنے دھرم کا اُپدیش کر سکیں۔ اور اِسی جانب اپنا من دھن ارپن کر کے ایک گروہ اُپدیشکوں کا قائم کر دیں۔ ذرا لنکا ہی کو اور وہاں کی محدود رعایا سنگلدیپوں کو خیال کیجئے +

مثل اور جگہوں کے عیسائیوں نے وہاں بھی بڑا زور لگایا۔ مگر بدھ گوتم کے مت کا اب بھی وہاں زور و شور ہے۔ وہاں کے گیروے بھگوے کپڑوں کے سنیاسی اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کو پھر سنوار رہے ہیں اور واپس لیتے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں لوگ آپ اِس قسم کے صبح و شام دیکھیں گے۔ جو اپنا مت اپنے بھائیوں کو سنا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہاں کوئی بھی ہندوؤں کو ان کا دھرم نہیں بتاتا۔ ہندو گھر سے باہر جاتے بھی ہیں۔ تو وہی کمپنی فوج کا ڈھول یا اور اِسی قسم کی آواز کانوں میں جاتی ہے +

ہندوستان بڑا بھاری ملک ہے۔ یہاں دولتمندوں۔ عقلمندوں۔ عالموں کی کمی نہیں ہے۔ مگر افسوس تو یہی آتا ہے۔ کہ باوجود ان سب موجودگیوں کے بھی کسی کو بھی اُس قدیمی دھرم کے از سرِ نو زندہ کرنے کا خیال نہیں ہے۔ جس میں وہ پیدا ہوئے ہیں +

غور کا مقام ہے۔ کہ اپنے آپ کو ایک قوم نہیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر اپنے پرانے وید مقدس کے مذہب کو جو سراسر معقول ہے۔ اختیار کریں۔ اور اُسی کی تعلیم کو رواج دیں۔ اور اشاعت کریں۔ اور اسکی تائید میں چھوٹے چھوٹے رسالے اور پیمفلٹیں انہیں خیالات کے شائع کریں۔ اور اپنے بچوں کو شروع سے وہی پڑھاویں۔ تاکہ وہ ایک سرٹیفیکیٹ ہندو یعنی آریہ ہونے کا دم بھریں۔ جب تک ہم کو یہ سُدھار نصیب نہ ہوگا۔ ہم اپنے پولیٹیکل حقوق کے لئے جس قدر چاہیں چلاویں۔ اور پکاریں۔ کبھی ممکن نہیں۔ کہ سیلف گورنمنٹ کی قابلیت ہم میں پیدا ہو۔

(راقم اڈیٹر انڈین مرر کلکتہ)

آتھم صاحب کے ریویو پر جواب

ہمارے کرسچن مت درپن پر آتھم صاحب نے ریویو بھی لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اُسے بہت کچھ دکھایا۔ مگر کچھ بھی نہ پایا +

دفعہ اوّل میں وہ ہمیں دہریہ بتلاتے ہیں اور یہی الزام ہمارے ہادی سوامی جیو مہاراج پر لگاتے ہیں۔ پرمیشور انہیں راہ راست دکھائے اور ایسے باطل توہمات سے بچائے +

دفعہ ۲ میں انہوں نے پھر وہی پرانا گیت گایا ہے۔ جسے ہم باب اول میں اچھی طرح لکھ چکے ہیں +

دفعہ ۳ میں وہ تہذیب کے جامہ سے باہر ہو کر سخت کلامی پر اُتر آئے۔ بس آتھم صاحب ہم نے تو درخت کو پھل سے پہچان لیا آپ موجودہ انجیل مسیح جو ادھوری و ناقص ہے۔ اُسے چھوڑ کر مسیح کے اصل لائف جو تبت سے نکلی ہے۔ اور جو اب ورتھ سے انگریزی میں ترجمہ ہو گئی ہے۔ اُسے مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و باطل کا انکشاف ہو +

دفعہ ۴ میں مدروحوں کے ثبوت میں الف لیلہ کے الٰہ دین کے چراغ جیسی کہانی گھڑتے ہیں۔ اور مثل ہی منہ دیکھ کر سکہ کی صورت جانا بتلاتے ہیں۔ پادری صاحب کیا ایسے ہی موروں کے جادو ٹونے کی طرح اپنے معجزات عیسوی پر یقین لاتا ہے۔ اِس واسطے ایک نقل لکھتا ہے۔ کہ قریب ہے وہ زمانہ کہ سوائے گرجا کے پادریوں اور بے علم کاشتکاروں اور نادان بوڑھیوں کے زمانوں کے اِس کا اثر کسی کے دل پر نہ رہیگا +

دفعہ ۵۔ تورت اور وید کے مسئلہ نیوگ میں جو فرق آپ نے سمجھا۔ وہ نہیں ہے۔ بلکہ نہ کہ وید میں نیوگ نہ کرنے پر سزا کا حکم نہیں۔ مگر تورت میں سزا ابھی موجود ہے۔ یعنی جو انکار کرے اُس کے منہ پر سب برادری کے سامنے تھوکا جاوے +

دفعہ ۶ کی تین سطریں اگر آپ نہ لکھتے تو اچھا ہوتا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ اِس سے بہتر اور واقفی ہم کیا مانیں۔ جواب یہی ہے۔ کہ ان تمام ظلم و اندھیر سے اگر بچنا چاہتے ہو۔ تو دھرم کر کے پرماتما پر ایمان لاؤ +

دفعہ ۷ میں آپ تمام معجزہ بازیوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور جن سے یہودی عالموں کو دفعہ ۲ میں پہلے معجزہ مان چکے ہیں۔ یہاں اُنکو اور تمام یہود کو یہ لکھ کر رد کرتے ہیں۔ بس یہود اور سرسید صاحب کے معنے درست نہیں ہو سکتے۔ جناب من یہ تحکم دانائی سے بعید ہے ناظرین! ہم نے اِس دفعہ کرسچن مت درپن کو کوٹیشنوں اور دیگر حوالوں سے اور زیادہ مصفا و اُجلا کر دیا ہے۔ یقین ہے۔ کہ آپ اِس میں عیسائی دین کا نقشہ بمقابلہ طبع گذشتہ کے نہایت اچھی طرح سے ملاحظہ فرما کر خلق خدا کو اُن کے دام زنا سے بچانے کی کوشش کریں گے +

خادم ویدک دھرم

آریہ مسافر پنڈت لیکھ رام

۲۔ نومبر ۱۸۹۶ء۔ از لاہور

صداقتِ الہام

قولہ کتابوں میں دھرا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالیں ہمارے دل پہ نقش کالجبہ ہے تیرا فرمانا

جواب اقول کتاب پاک بن تعلیم کب ہوتی ہے عالم ہیں۔ بغیر از علم ناممکن ہے ایمان جہل کا جانا
کتابیں گر نہ ہوتیں کس طرح تعلیم پاتے تم - کسی کا حکم ادیں نہ عالم بن ہوا آنا -
کتابوں میں دھری وید یا انہیں دھونا جہالت ہے یہی باعث غلط ہے سر بسر یہ تیرا فرمانا
اگر افواہ ہے خوبی نہ مانو تو شکایت کیا - ولیکن کوئی بن تعلیم عالم ہوگا بتلانا

اُردو کتاب نوروشنی الفانی یا بائبل کا اُردو ترجمہ و ذیل الفاظ الہام مقالہ سے گذرا جس کے مصنف ایلین ہیوم صاحب اور شائع کرنے والی برہم سماج ہے۔ معترض نے افسوس کہ تہذیب سے چند مقام پر کنارہ کرکے + نہایت سخت الفاظ مستعمل کئے ہیں +

شروع میں باعث اس تمام کشیدگی کا یہ ہے کہ سوامی دیانند صاحب نے آریہ سماج کے بنیادی اصول کو کسی کتاب کی تقدیس کامل پر کیوں قرار دے رکھا ہے۔ ایلین ہیوم صاحب اگر غصہ کو کام میں نہ لاویں تو عرض کرتا ہوں کہ جس قدر روح انسانی کو گیان کی ضرورت ہے جس قدر کامل ہدایت پانے کا محتاج ہے جتنی حقیقی شانتی روح کو چاہیے عقل انسانی کو جس صراط المستقیم پر چلنا ہے۔ گوہر مقصود کے پانے میں جس قدر تکالیف عائد حال ہیں۔ جو جو چیزیں یا تکالیف اس کی مانع ہیں۔ ان جملہ امورات کو وید مقدس نہایت معقولیت سے ظاہر کرتا ہے۔ اخلاق محبت اتفاق کی عمارت کو ایسی پختہ بنیاد سے اٹھا سکتا ہے جس کا نتیجہ روز بروز ترقی و درستی ہے۔ بیشک کوئی ورق الہام نہیں نہ اسکی جز بندی الہامی ہے مگر وہ کامل گیان اور کامل تسلی جس پر ہر طرح غور کرنے سے کاملیت و محدودیت کا ظہور ہو الہامی ہوتا ہے اور فیض عام کے لئے وہی وید مقدس میں مرقوم ہے۔ جو جو صداقتیں آپ چاہیں یا کوئی اور آپ کا یار غار مانگے وہ وید مقدس سے بتلانیکو حاضر ہوں دینی ہوں یا دنیاوی روحی ہوں یا جسمانی۔ پرماتما کی معرفت جس قدر وید مقدس میں موجود ہے اوروں میں اس کا عشر عشیر بھی مفقود ہے ظلم و ستم کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ قتل و آتش زنی کا بیان ہے۔ جن عقاید باطلہ نے مظلوم نوع انسان کو لعنت کے تیروں کا نشانہ بنایا ہے اور جن منحوس خواہشوں نے انسان کو منزل راستی سے گرایا ہے وید مقدس نے نہایت خداوندانہ طریقوں سے انکی تردید کرکے ان کے خطروں سے آگاہ فرمایا ہے۔ زمانہ فلسفہ میں جب وید مقدس کی تعلیم عام تھی۔ انسانی بیعت کا مکروہ پودا نام و نشان کو نہ تھا چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد ہے "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے۔ اور فلسفہ و ہندسہ و طبعیات وغیرہ کے استاد اول یہی ہیں۔ ۶ مختلف وقتوں میں ۶ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ "اول سانکھیہ جس کا مصنف کپل۔ دوم یوگ جس کا مصنف پاتنجل سوم نیاء جس کا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جس کا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جس کا مصنف جیمنی۔ اور چھٹا ویدانت جس کا مصنف ویاس ہے" از تواریخ ہند۔ ہاں اگر انسانی بیعت سے مراد نیکی صداقت کا قبول کرنا ہے جیسا کہ آریہ سماج کے اصول نمبر ۴ میں ارشاد ہے۔ تو ہم کو کیا بلکہ کل بنی نوع انسان کو ضروری اور لابدی ہے کہ وہ انسانی بیعت جو کسی نفسانی یا حیوانی غرض سے پاک ہو ضرور کرے اور ہم کیا بلکہ سب عقلمند کرتے چلے آئے ہیں افلاطون نے سقراط کی بیعت کی اور آریہ سماج والے بھی اس سے زیادہ بیعت نہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کسی کو ہدایت دیتے ہیں +

جب سے وید مقدس کی تعلیم کم ہوئی جس کا باعث ایک نہایت مشہور اور عظیم تواریخی واقعہ ہے مخلوقات توہمات پرستی میں مشغول ہوگئی اور اسی زمانہ کے بعد میں کئی فرضی کتابیں خدا کے نام سے تصنیف ہوگئیں جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے وہی نسبت وید مقدس کو اور الہاموں سے ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ آج تک معدنی و نباتی یا حیوانی قسم کے زہر سے ایسا نقصان نوع انسان کو نہیں پہنچا جتنا کہ اس زہر دینی سے پہنچتا ہے جس کے سبب سے تمام مذہبی خونریزیاں تمام قتل ہائے ناتمام تمام آتش زدگان تمام عذاب بربادی کبیر ہلاک کرنا تاراج خانمان وغیرہ ہوتے رہے اور جس سے یہ زمین دوزخ کا نمونہ بلکہ اس سے صد گونہ بنایا گیا ہے مگر لے بیس مہربان و زود رنج بھائی کیا یہ شرط انصاف ہے اور اسی کا نام برہان قاطع ہے اور کانشنس۔ کہ ہم نیک کو بھی بدوں کے ساتھ ترک کریں عادل کو بھی ظالموں کے گروہ میں شامل کریں۔ عاقل کو بھی جہالت کا خطاب دیں۔ اگر آپ سنسکرت جانتے ہوتے یا اسکے پڑھنے کی کوشش کرتے تو غالب گمان تھا کہ ایسے غلط نتایج نہ نکالتے۔ انسان خواہ کسی براعظم کے رہنے والے ہوں بغیر تعلیم و تدریس کے وحشی و جاہل مطلق اور حیوانوں سے بدتر ہیں اور رکھتے تجربات روزمرہ نے یہ بات ہر ایک فرد بشر پر بشرطیکہ حق پسند ہو ثابت کر دی ہے۔ کہ کوئی بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کرسکتا۔ یہ ثبوت تواریخی شہادتوں سے اور بھی مضبوط ہوگیا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں آفرینندہ مطلق کی طرف سے نصرام عالم اور انتظام دنیا کے واسطے الہام ہدایت کامل کا ہونا ضروری تھا ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کرکے اسکے انتظام کا بندوبست نہ کرنا۔ بنانیوالے کے گیان کا نقص بتلاتا ہے اور یہ بات تو فریقین کے مسلم ہے کہ وہ عالم کل اور مالک کل ہے نقص و سہو سے مبرا اور اس کا گیان کامل ہے اور ہم وید کو اس واسطے الہامی مانتے ہیں کہ اس میں جس قدر روح انسانی کو چاہیے کامل گیان درج ہے اور یہ بات تو تواریخ سے بھی پایہ ثبات پہنچ چکی ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں وید ہائے مقدس سے پرانی کتاب نہیں ہے +

آپ کہتے ہیں کہ ویدوں کی یا اور کتب مقدسہ کی تقدیس کامل کے معنے کیا ہیں صرف اس ہادی کی تقدیس کامل سے مراد ہے اور اس کو آپ برہانی تواریخ سے اور [illegible]

جناب اسمیں آپنے غلطی کی ہادی کی تقدیس یا صداقت جگت کا اپکار کرنا اور بلا غرض نفسانی راستہ کا اظہار کرتا ہے طمع سے پاک و سمدرشٹی ہوتا ہے۔ انہیں شرایط سے ہی جو اپدیشک کیواسطے ضروری ہیں۔ کوئی نیک اپدیشک اپنی طرف لوگوں کو نہیں جھکاتا بلکہ حقیقی زندگی سے پرماتما کے گیان کی طرف رجوع کراتا ہے۔ توہمات سے ہٹاتا اور بطلان سے بچاتا ہے اور ایسی حالت میں جو تکالیف عاید حال ہوں نہایت آنند و سعادت سے اٹھاتا ہے اور جتلاتا ہے کہ ان وصف تمام پرونشنتی ہے سبھو تیام او پاستے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اُپاسنا یا پرستش کرتا ہے وہ مہان اندھکار میں پرویش کرتا ہے اور منزل راستی سے دور جاتا ہے۔ پس انہیں قدیم گوتم بششٹ بیاس وغیرہ مہاتماؤں کی طرح پر ہمارے سوامی جی نے بھی جگت کا اپکار کیا۔ اور ہم گمراہان کوئے ضلالت کو تا یا ورتان جہاز سرا کو ساحل مراد بتایا جیسے آفتاب کے نکلتے ہی اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور سیاہی کافور ہی نوبت آریہ ورت کی ہوئی جوں ہی اس نیک مرد نے اپنے فیض علم سے ہمارے پر اپکار کیا اور ہم کو نشیب و فراز بتلایا سب جگت کی غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ نفسانی الہام اور زبانی احکام جو خود غرضی کی سیاہی سے تحریر ہوئے تھے ترک ہونے شروع ہوئے اگرچہ لوگوں نے لاکھ سانگ بنائے جھوٹے الزام لگائے کالموں کے کالم اپنی ذاتی غرض کیواسطے سیاہ کئے مگر آخیر کو وہی راستی کا بول بالا ہوا۔ بڑے بڑے عالم فاضل پنڈت آریہ سماجوں کے ممبر ہوگئے اور باقی ہو رہے ہیں کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎
ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ بخوبی جانتے ہونگے کہ آریہ سماج والے کسی انسان کے مرید یا امت نہیں ہیں مگر نہیں معلوم کہ آپ کی قلم نے اس مقام پر لغزش کیوں نہ کھائی جبکہ آپ نے حقیقی و سچی

بات کے بدلے ایک معمولی و ناکامل بات کو لکھدیا کیا یہ لکھتے ہوئے شرم آتی تھی کہ ویدوں کی تقدیس کامل سے اُن کے ہدایتوں کا ٹھیک و کامل و معقول ہونا شرط ہے و مقدس ہونا اور یہی آریہ سماج کا اصول سوم ہے کہ وید ست و دیاؤں کی پستکیں ہیں۔ ویدوں کا پڑھنا پڑھانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ اب اسی کو تواریخ سے بھی بطور برہان ثابت کرتا ہوں اور دلایل معقول بطرز نہ بیان جی کے ظاہر کرتا ہوں آریاؤں کے نزدیک وید کی کتابیں نہایت متبرک ہیں ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے* جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں از تاریخ ہندوستان۔ چنانچہ مورخ ایک منتر کا ترجمہ بھی کرتا ہے "پرماتما کمال صدق اور عین مسرت ہے اُس کی ذات بے مثل اور بے ثانی ہے وہ واحد حقیقی ہے۔ نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے نہ عقل کو اُسکے اور اُسکی قدرت وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے اپنے علم بے حد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان کی منزل ہے اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے کان نہیں لیکن ہر آواز کو سُنتا سب کو سمجھتا ہے۔ اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں ہے وہ سب پر حاکم ہے اور سب پر غالب ہے۔ پیدا کرنے والا بچانیوالا اور کُل اشیاء کی صورت پلٹنے والا وہی ہے" جب یہ تواریخ سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ ویدوں کی ایسی ہدایتیں ہیں اور قدیم آریاؤں کی کتابیں وہی ہیں اور اُسی قسم کی ہدایت اُنہیں ویدوں سے سوامی جی نے ارشاد فرمائیں تو سوائے جہالت یا ہٹ دھرمی کے اور کیا باعث ہے۔ اگر ہم قبول نہ کریں۔ آریہ ورت کے بڑے بڑے پنڈت جن سے میری ملاقات ہوئی وہ اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سوامی دیانند جی ہم سے سنسکرت میں بہت بڑھ کر ہیں۔ اور وید دوان ہونے میں لاثانی۔ ویاکرن میں کامل چھ شاستروں کے ماہر ہیں۔ و... ترجمہ تو درست کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پورانوں کو نہیں مانتے جس سے ناخواندہ برہمنوں کے جو سدھ ہوتے تھے اُن کا رزق مارنا سوامی جی کو زیبا نہ تھا بڑے بڑے متعصب ہندو آریہ ہو گئے۔ سینکڑوں پنڈت صدق دل سے آریہ ہیں + مباحثہ چاندا پور۔ مباحثہ ہگلی مباحثہ بمبئی مباحثہ کاشی مباحثہ مسودا مباحثہ اجمیر۔ غرض کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں کہ کہیں بھی پورا نک مہاتما مقابلہ کو نہ آئے اور جہاں آئے وہاں عام منڈلی میں آریہ ہو گئے۔ آگرہ کا مباحثہ اور سوامی جی کا لیکچر اظہر من الشمس ہے جہاں کہ کئی پرچیاں جمنا میں ڈالے گئے جتنی سنسکرت کی مستند کتابیں ہیں سبھی ویدوں کو شُرتی اور غلطیوں سے پاک اور توہمات سے بری ایک پرماتما کی عبادت کرانے والی بتلاتی ہیں۔ ہمارے لایق پنڈت علانیہ پُکارتے ہیں کہ ویدوں میں تو یہ نہیں مگر پورانوں میں ضرور ہے اور پوران صدہا دلایل سے تواریخ اور کہانیاں اور غیر مستند ہیں اور اُنکے مصنف خود ہی ویدوں کو الہامی اور قدیم مانتے ہیں۔ پس اگر ایک آریہ کا جواب رسالہ ستیہ دیپک کلکتہ جو ہمارے بزرگ بھائی لالہ سائینداس جی پردھان آریہ سماج لاہور کی قلم معجز رقم سے نکلا ہے۔ آپ مطالعہ کریں تو اس میری تحریر کا مشرح ثبوت کافی مانیں گے۔ جس کا جواب آج تک پنڈت صاحبان نہ دے سکے۔ اور دنیا خالق جی کا گھر تو تھا ہی نہیں ہمارے ساجگی پہلے کوئی پیدا تو کرے۔ چونکہ جہاں تک بلاتعصب ہو کر تشخیص کی گئی ہے وید مقدس صداقت کا مخزن پایا گیا پس اس صداقت کی علت سے راستی کا مخزن معلول وید مقدس ہے آپ نے کوئی اثبات تواریخی یا ثبوت دلیلی باوجود دعوے کے تحریر نہ کیا۔ نہیں معلوم کہ کسواسطے چھپا رکھا +

آپ فرماتے ہیں کہ کوئی کتاب مقدس خواہ کتنی ہی صحت اور صفائی سے کیوں نہ لکھی گئی ہو بعض مقاموں پر اسمیں ایسے جملہ ضرور ہونگے جو کم سے کم دو معنوں میں لئے جاسکتے ہیں اور ہادی ہی سے اس بات کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کونسے معنے قبول کئے جائیں پھر آپ کا قول ہے کہ سب کُتب مقدسہ میں بہت سے حصص صفائی اور صحت لکھے ہونے کے برعکس ہے جناب من اگر آپ بکطرفہ رائے نہ دیتے تو شاید مجھے لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی اور عموماً قابل تسلیم ہوتی۔ قدرتاً بھی اگر آپ غور فرماوینگے تو ہر ایک کے کم سے کم دو معنے پائینگے اور بہت سے ایسے فعل ہونگے جن کے حقیقی معنے صفائی اور صحت سے آپ نہ سمجھ سکینگے پس اُس کے دریافت کی کسی ماسٹر یا ریفارمر یا فلاسفر یا ڈاکٹر سے ضرورت پڑیگی اور اُس کا بلاغرض ارشاد لایق تسلیم ہوگا۔ بہت سے امورات علمی ہم کو پڑھنے تجربہ کرنے لغات دیکھنے سیکھنے وغیرہ سے حاصل ہوتے ہیں اور اُسی سے ہماری ادھوری تمیز یا نامکمل عقل بکڑتی ہے جس سے ہم نئے ایجاد پر توانا ہوتے ہیں ٹھیک مادہ علمی کا حاصل کرنا اور چیز ہے۔ عامل بننا اور چیز ہے اور اُس سے ایجادات پر قادر رہنا اور چیز ہے جس طرح علمی باریک دقایق ریفارمر یا ماسٹر وغیرہ یا ڈکشنری سے حل ہوتی ہے۔ ویسے سنسکرت کی مقدسہ کتب کے ذو معنی الفاظ کوش اور ویاکرن سے مبرہن ہو کر فاضل پنڈت کے ارشاد سے ذہن نشین ہوتے ہیں مگر اُس فاضل کا بموجب میرے پہلے جواب کے خیر خواہ قوم اور بلاغرض ہونا شرط اولی ہے + پھر آپ کا ارشاد ہے کہ اُن کی زبانیں اب عموماً بولی یا سمجھی نہیں جاتیں اور اُن سے بہت سی تحریفات حاصل ہو گئی ہیں۔ ہر ایک حصہ میں افسدا و اغلاط پیدا ہو گئی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے حصے صحیح اور مستند ہیں اور کونسے غیر مستند" افسوس یہ تحریر فرمانا آپ کی ناواقفی کا ایک بڑا بھاری ثبوت دے رہا ہے۔ کیا کوئی زبان یا کوئی علم بغیر پڑھائے کسی طرح آسکتا ہے جن لوگوں نے منگوج کی تحقیقاتیں کی ہیں اونہی کی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ سنسکرت اُم اللسان ہے اور اُس کے محاورے اور گردانیں اور ضمیریں بھی نہایت سلیس اور کامل کنگھتی ہیں واسطے ہر قسم کے اظہار کے الفاظ کے ہر حصہ کے معنے بتلانا علی الخصوص سنسکرت پر ختم ہے پس اس کے سب سے شائستہ و عمدہ و قدیم اور پاک ہونے میں کیا کلام رہا۔ وید ہائے مقدس میں تحریفات بالکل نہیں ہوئی ہیں۔ قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید نسخہ جات بالکل مطابق ہیں۔ ہاں سہو کاتب اور بات ہے جس کے واسطے ویاکرن موجود ہے پس اُسکی صحت میں سوائے کسی ضدی یا ناواقف کے اور کون شک لا سکتا ہے جیسے ہر مرض کا علاج ہے ویسے ہی ناواقفیت و جہل کا علم دارو ہے بلکہ اندرایں جلاب ہے پس جس طرح آپ اور چیزیں پڑھ کر حاصل کر سکتے ہیں اُسی طرح علم سنسکرت یا وید مقدس کو بھی تعلیم سے حاصل کر سکتے ہیں چونکہ وید مقدس کی کسی سنگتا میں اختلاف و انحراف نہیں ہے۔ اسیواسطے وہی کامل معتبر و مستند ہے۔ مگر تحقیق و تدقیق شرط ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "اگر یہ باور کر بھی لیا جاوے کہ فلاں کتاب مقدس کسی زمانہ میں مقدس کامل ہی تھی تو زمانہ آخری میں جسے مقدس کامل پایا جاویگا۔ اُس کا اظہار کسی خاص علم یا ہادی یا سکول یا جماعت وغیرہ کی رائیوں پر ہوگا" لے صاحب بہادر کیا اس سے سوائے تعصب اندرونی کے اور کوئی نتیجہ نکلسکتا ہے۔ جو کتاب کسی زمانہ میں مقدس تھی اور اب تک صحیح و سالم پہنچی تو اُس کی تقدیس کا اب کیا نقصان ہو گیا کیا پورانی تحقیقاتیں اور قدیم شہادتیں صرف نفی سے ٹلسکتی ہیں۔ قدیمی رشیوں اور فلاسفروں نے جنہوں نے طب منطق ہیئت۔ سائنس اور کمسٹری یوگ الٰہی اخلاق وغیرہ علومات میں کامل دسترس حاصل کی تھی" اُن کو الہامی مانا اور اُن کے مقدس ہونے پر ہزاروں شہادتیں دی ہیں ہمارے پاس اُن کے صحیح ترجمہ موجود اُنکی مذہبی تحقیقاتوں سے بڑھ کر کوئی ایسا دقیقہ نئی روشنی والے حاصل نہ کر سکے۔ تاریخ شاہد ہے کہ "خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے علم کے رُو سے اُسی زمانہ میں ایسے انکو حاصل ہو گئے تھے جس میں اتھنس کے اعلیٰ ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے

+ چنانچہ اکثر مقامات پر ویدمیں درج ہے کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد ہے ۱۲

عقیل اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت تھوڑی سی چمکی"۔ از تاریخ ہند صفحہ ٩١۔ آریہ لوگ نانیوں سے شائستگی اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے"۔ از تاریخ ہند صفحہ ٩١ پس کسی طرح وید مقدس کے پاک ازاغلاط ہونے میں شک نہ رہا۔ ایشور کی کرپا سے اس زمانہ میں بھی ہمارے مخالف ہزاروں برہمن حافظان وید موجود ہیں جو ویدوں کے خالی از نقص ہونے کا چوہرہ ثبوت ہے کہ وید مقدس تحریر سے سرتاپا پاک ہے +

آپ کا فرمانا کہ "کتاب کی تقدیس ماننے کا نتیجہ خواہ مخواہ روحانی قید انسانی حکومت اور بہت ہدایت انسانی کو پیدا کرتا ہے" عدم واقفیت کا باعث ہے اگر وید مقدس کے کسی ایک منتر گائیتری وغیرہ کا ہی ترجمہ مدنظر کرتے تو یہ اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔ ید وید مقدس عقل کو صندوق میں بند کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ صداقت انسانی محبت رحمانی کے ساتھ عقل کی روا کی بھی تعلیم دیتے۔ ترقی دانش۔ افزونی عقل کی ایسی کامل ہدایت دیتے جس سے روحانی سرور حاصل ہو کر جسمانی فتور سے آزادی ملتی ہے اور حقیقی نور کا ظہور ہوتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ "ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے سے سوامی جی ایزد متعال کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتا ہے اور کامل القائے غیبی کا ثبوت دیں" اور ایک جگہ اپنے اشارتاً معجزے بھی طلب کئے ہیں" اے بھائی وید مقدس کا صحیح ترجمہ کرنا اُن کی لیاقت علمی اور لاغرضی کا ثبوت ہے آریہ ورت کے تنزل کو دیکھ کر اُس کی حقیقی ترقی کے سامان مُہیا کرنا خیر خواہ قوم ریفارمر ملک مہان پرایکاری کا کام ہے کیا کسی خودغرض وخودپسند آدمی سے یہ کام ممکن تھا جس کے واسطے اُن کو بموجب ارشاد اُن کے اُستاد کامل یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کے ترجمہ کی ضرورت ہوئی۔ نروکت نگھنٹو واشٹادھیائے ومہابھاشں وغیرہ قدیم پُستکوں سے اپنی لیاقت علمی کے زور سے بھاشا و سنسکرت میں آسان ترجمہ کرکے پرکاش کیا ہے جو ہر ایک فلاسفر ملک کا بموجب ارشاد وید مقدس کے ستیہ کا پرکاش اور اَسَت کا ناش" فرض ہے اُسی پر اُنھوں نے عمل کیا۔ کرامات معجزہ اور بار بار الہام ہونے سے وہ خود انکاری تھے اور اُن کی تردید کے واسطے تیار رہتے گویا یہ کل دعویٰ ہی آپ کا فضول ہے۔ پس برخلاف جوش وخروش کے ہم نیازمندی سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ بغیر علم کے عالم ہو کر کتابیں بناتا ثابت کریں۔ آپ ماں کے شکم سے کسی بچہ کا پڑھا ہوا پیدا ہونا بتلاویں آپ وید مقدس سے کوئی عمدہ رموز معرفت کے بتلاویں اور وید مقدس سے پہلی کتاب ازروئے تواریخ صفحہ دنیا پر نشان دیں تب کسی آریہ سے مقابلہ کو آئیں ورنہ ابتدائے آفرینش میں اُس عقل کل کی طرف سے انتظام جگت کے واسطے الہام کا ہونا ضروری تھا۔ اور وہی لاتبدیل بکلمات الآیہ یعنی لاتبدیل الہام پرماتما کا تاانقیام عالم کافی ہے وید مقدس میں مسطور ہے اگر آپ اپنے دعویٰ کے اثبات سے عاری ہیں تو مخالفت میں میرے پاس ہزاروں شہادتیں موجود ہیں جن کو اس وقت بخیال طوالت رسالہ نظر انداز کیا گیا مگر موقعہ پر پیش کرنے کو حاضر ہوں۔ ہاں اخلاق حمیدہ سے جواب ہو انصاف کو ہاتھ سے دینا مدنظر نہوگا آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو ایک کامل تقدیس الہام بھیجنا منظور ہوتا تو اُس کام کو خدا ادھورا نہ چھوڑتا۔ اُس کے الفاظ مبہم نہ ہوتے اور اُن میں اختلاف معنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ انسانوں کو اُس میں مختلف تحریفات کا کرنا مشکل ہو جاتا جیسے مدار ارضی کا بدلنا" بھائی میرے خدا تعالےٰ کو جیسے جسمانی آنکھوں وغیرہ کے واسطے آفتاب کا بنانا منظور تھا ویسے ہی روحانی آنکھوں کے واسطے آفتاب علم وگیان (وید) کا دینا بھی منظور تھا۔ وید مقدس ادھورا نہیں ہے اور نہ اُس میں تحریفات ہو سکتی ہیں۔ اور نہ اُس میں کلام مبہم ہے وید مقدس کی خوبی کسی عالم سنسکرت وید خوان غیر متعصب ولاغرض سے پوچھنی چاہیئے مارگزیدہ از ریسمان پیچیدہ میترسد۔ انجیلی تعلیم آپ کو وید مقدس سے مجتنب کر رہی ہے مگر میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ وید مقدس قصہ کہانیوں اور طوفانی باتوں سے خالی اور معرفت وگیان سے پُر اخلاق وسیاست مدنی سے کامل اور مکمل ہے پس انصاف سے اُس کا مطالعہ کرنا شرط ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ صداقت ایزدی کا کوئی الہام کامل مُقدس ہم بشروں کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتا کیونکہ ادراک انسان کی محدود اور تنگ عقل سے ضرور باہر ہوگا۔ اور ایسا الہام کوئی نہیں اُتر سکتا۔ اور پھر آپ آگے چلکر بیان کرتے ہیں کہ سب کتابیں کم وبیش صداقتوں کا اظہار کرتی ہیں سب میں کم وبیش الہام پایا جاتا ہے اور جب صرف پڑھنے سے ہی ہمیں سچوں میں اس قدر بے بہا امکانی نور اک ملتی ہے اور جس وقت انسان کسی مقدس کتاب کے مطالعہ میں محو ہوتا ہے جو پُرانی آیت کے مُردہ الفاظ کو یا کسی خیال کو طرز زندگانی سے منور کرتا ہے اور جو ازاں وہی زندہ صداقتیں اور ربانی الہام بن جاتے ہیں مگر صرف اُس کے لئے اُس وقت میرے مہربان ڈاکٹر ٹھاکرداس صاحب پردھان آریہ سماج شملہ کا قول مجھے یاد آیا جنھوں نے پنڈت شیونرائن کے ایک خاص بازاری اپدیش کے جواب میں فرمایا تھا کہ "مُردہ وہ چیز ہوتی ہے جو کبھی زندہ نہ ہو کبھی زندہ تھی وہ مُردہ نہیں ہو سکتی پس الفاظ کو مُردہ کہنا سراپا غلط اور حقارت آمیز کلمہ ہے سہ باطل است آنچہ مدعی گوید + خفتہ را خفتہ کے کند بیدار +

پیارے بھائی اگر الہام فائدہ مند نہ ہوتا تو آجتک وحشی انسانوں کی طرح ہو کر اُن کی مانند دولت علم وروپ وہنر سے محروم الارث رہتے افسوس نمک خوروں ونمک داں شکستن کی ہدایت دے رہی جو ست ہے ہمیشہ ست رہیگا کبھی ناش نہ ہوگا پس جو پہلے مقدس کامل تھی۔ وہ اب مقدس کامل ہے اور اُن کا پرچار کرنا عین عالموں کا فرض اور منشاء اعلیٰ ہے کوئی ذاتی رائے یا خودغرضی کے الہام تقدیس کے زیور سے کبھی آراستہ وفرض نہیں ہو سکتے پس جس طرح یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ بغیر کتاب کے علم نہیں آسکتا ویسے ہی بغیر علم کے کتاب نہیں بن سکتی اور نہ کسی دلائل کو حل کر سکتا ہے رموز علمی ومعرفت روحی سے سراپا محروم رہتا ہے علم کے سوا اور کسی کا نتیجہ نہیں ہے جب تک پڑھے پڑھائے بچے [illegible] سے پیدا نہ ہوں تب تک علمی کتابوں کی نہایت ضرورت ہے اور اسی سر [illegible] کو حل کرنا عالم کُل علیم مطلق کی توجہ والہام کا محتاج کرتا ہے۔ پس عقل سلیم فتویٰ دیتی ہے کہ صفائی ذہنی کے واسطے حقائق روحانی کے واسطے تسلی باطن کے واسطے رہنمائی معرفت کے واسطے اگاہی یوگ کے واسطے کاروبار دنیاوی کے واسطے باہمی محبت کے واسطے اتفاق کے مبارک پودے کے واسطے۔ انسانیت کامل کے واسطے پرماتما۔ اور بندوں کے رشتہ محبت کے واسطے غرضیکہ تمام مشکلات حل کے واسطے۔ پاک وتقدیس الہام کا ابتدائے آفرینش میں کامل وغلطیوں سے پاک ہونا ضروری ہے اور واسطے یادگاری آئندہ کمزوری انسان کے اُس کا تحریر ہونا ساتھ ہی لابدی ولازمی ہے سب سے قدیم ہر طرح مکمل نہایت معقول ومعرفت کا کامل رہنما وید مقدس کا الہام ہے جس پر عمل کمانے سے دھرم ارتھ کام موکش کا دروازہ خداوندانہ حکم کے مطابق کھلا ہوا ہے اور آفتاب کی طرح اُس کے علوم کی شعاعیں منور کر رہی ہیں وہ خود کاشتی ہدائتیں۔ وہ خود زہریلی مٹھائی (یعنے برہمو دھرم) جو آزادی آزادی کہکر لوگوں کو مادر پدر آزاد بنا رہے ہیں پرماتما اُس سے ہمارے بھائیوں کو محفوظ رکھے + جواب اس کا اگر معقول ہو تو عین زیبا ہے   صبا پیغام یہ میری طرف سے اُن کو پہونچانا

راقم
لیکھرام آریہ مسافر

سچے دھرم کی شہادت

دیباچہ

جو ترا کا رسرب جگت آدہار ہے۔ اُسی کی عبادت سب بنی نوع انسان کو سزاوار ہے جو روپچوں سے مُبرا ہے۔ وہی ایک سب کا خدا ہے پچھتانا تھک جانا دلگیر ہوتا۔ فاختہ بننا

ان سب الزامات سے اُس کی ذات پاک ہے اس واسطے زادن۔ مُردن۔ خوردن۔ خُفتن۔ جوانی پیری وغیرہ سے بھی وہ پاک ہے چونکہ سب دنیا کا وہ عالم الغیب ہے۔ پس انسان کی شناخت سے بھی وہ سب سے جسطرح وہ خود قدیم اور پاک ہے۔ ویسے ہی اُس کا کلام بھی ہونا چاہئے اور وہ وید مُقدس ہے دوسرے کوئی نہیں واضح ہووے کہ ایک پادری ہیں جنکا نام عالم اسمہ صاحب ہے ۱۸۷۶ء میں ایک کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودہیانہ مشتہر برائے اصلاح اہل اسلام و اہل ہنود کے چھپوائی ہے جو میرے پاس موجود ہے اُس کے صفحہ ۱۱۲ سے ۱۲۸ تک دین ہنود پر اعتراض کئے ہیں چونکہ وہ کتاب سہو و خود مغالطہ پر مبنی ہے اس واسطے ہم اپنے دھرم کے ناخواندہ لوگوں کو مغالطے سے بچانے اور جس پوس چاہ کے جتانے کی خاطر اُس کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں تاکہ ناواقفی سے کہیں اندھا دھند گمراہ ہو کر اس چاہ میں گر پڑیں اور پشیمانی اُٹھاویں۔ اے پرماتما تیری کرپا سے اُمید ہے کہ اس سے اہل ہنود کے اطفال جو مشن سکولوں میں پڑھتے ہیں فیضیاب ہونگے +

اعتراض صفحہ ۱۱۲۔ ہندوؤں کے دین کی کتابیں حقیقت میں چار وید اور چار اُپ وید اور چھ ویدانگ اور چار اُپ انگ ہیں +

جواب آریہ یہاں پر پادری صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ ہندوؤں سے ہم مراد کس قوم کی لیتے ہیں کیا وے لوگ بنام آریہ جن کے مذہب کی حقیقی کتب مذکورہ بالا ہیں یا کہ وے بت پرست بے علم جو نافہمی سے صرف پورانوں کے پیرو ہو گئے اور کتب مذکورہ بالا کو برائے نام کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی کتابیں ہیں۔ بصورت اول اُن کا نام آریہ لینا تھا جو قدیم باشندے اس ملک آریہ ورت کے ہیں۔ اور ہندو نام تو مسلمان بادشاہوں کے عہد میں [illegible] آرش کے رکھا گیا ہے حقیقی کتابوں کا نام لے کر اُن کی حقیقی مُعتقد قوم کا نام [illegible] نہیں ہے۔ بصورت دوم بت پرستوں اور اپنے مذہب سے گمراہوں کو جتلانے کے واسطے پہلے یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ اس ملک کے اصلی باشندے آریہ ہیں غلطی اور نافہمی نے تمہیں ہندو اور بت پرست بنایا اور تمہاری رہنمائی کی یہ کتابیں ہیں اور تم اصل میں آریہ ہو۔ خیر اس سے درگذر کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے قول اول میں کئی غلطیاں ہیں آپ نے صرف نام اُن کا سُنا ہے گا ہم آپ کو اُن کے اصول سمجھاتے ہیں ایک آیور وید ہے اُسمیں اول سے آخر تک سرجری کمسٹری میڈیسن الولاجی یعنی طبابت وغیرہ کے اذکار ہیں۔ دین کی بات ایک بھی نہیں ہے دوم دھنر وید ہے جس میں تمام قواعد فوجی و جنگی کے جو راجوں کو سکھائے جاتے ہیں اور تلوار بندوق توپ تیر چکر وغیرہ کے فن جو جنگ میں کام آتے ہیں مفصل طور پر درج ہیں دھرم کا کچھ ذکر نہیں تیسرا گاندھرب وید ہے اس میں علم موسیقی کا مفصل و مشرح حال لکھا ہے دین سے کچھ تعلق نہیں ہے چہارم ارتھ وید ہے اسمیں قواعد سیاست مدنی اور ہر قسم کی کاریگری مثلاً انجنیری وغیرہ کا ذکر مندرج ہے اسکو بھی دھرم سے واسطہ نہیں افسوس کہ ان چار اُپ ویدوں کو جو دُنیاوی کتابیں ہیں دین حقیقی کی کتابوں میں لے شمار کیا۔ پس ہو اگر ہم کل علوم کی کتابوں اور مصنوعی اکسلوں کو الہامی کتابیں مان کر آپ سے جواب مانگیں۔ دوسری بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ چار اُپ انگ میں حالانکہ وہ چھ ہیں اور اُن میں بھی اصولات علمی پر بحث ہے۔ اور وہ یہ ہیں میمانسا۔ سانکھیہ۔ نیائے۔ ویشیشک ویدانت۔ اور چھ انگ یہ ہیں شکشا۔ کلپ۔ جوتش۔ نرکت۔ چھند۔ ویاکرن۔ انہیں بھی متعلق وید ہائے مُقدس کی گرامر ڈکشنری قواعد مرتب کئے گئے ہیں۔ پس ان کا بھی معاملات دھرم سے کچھ تعلق نہیں وید مقدس چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید پُستک ہمارے دھرم کے ہیں جن کو آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے آج تک الہامی مانتے آئے ہیں انہیں کتابوں سے پادری صاحب کو اعتراض کرنا واجب تھا نہ کہ بلا سوچے سمجھے اندھا دُھند کاروائی شروع کر دی +

صفحہ ۱۱۲ (پادری) لیکن ان میں چار وید اور چھ شاستر اور اٹھارہ پران مشہور ہیں۔ جو خاص کر دین اور نجات کی بات سے علاقہ رکھتے ہیں سو اُن کتابوں کی باتیں اُوپر کے بیانوں سے پرکھ جانی ہیں پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کتابوں کے رُو سے خُدا دو طور پر سمجھا جاتا ہے ایک نرگن کہلاتا۔ دُوسرا سرگن۔ نرگن کے یہ معنے کہ جس کو گن یعنے صفت نہیں اور خُدا نرگن جب رہتا ہے کہ خلقت نہیں رہتی اور اُسکی اُس حالت کا کچھ بیان ہی نہیں +

جواب آریہ پادری صاحب کا اول وہ نربان اور پھر اٹھارہ پرانوں کا شامل کرنا کس قدر غلطی کی آڑ میں تسکا چھپانا ہے جب سوچا کہ ویدوں اور شاستروں میں اعتراض کی گنجائش نہیں نہایت آوں یعنی پرانوں کو بھی شامل کر لیا۔ افسوس امتحان کرنے والے کی لیاقت جو الفاظ کی مراد بھی نہ جانتا ہو درکنار معنے بھی نہیں سمجھا پھر اُنکے گہرے خیالات کی ماہیت کس طرح جانے گا۔ ہمارا خدا کبھی بے صفت کبھی باصفت اِس طرح سمجھ لیا ہوگا کہ جیسے اپنے گھر میں خُدا کو غیر محدود اور کبھی ایک لاشریک کبھی تین اور کبھی لطیف اور غیر محسوس کبھی کثیف اور کبھی دیکھ اور چکھ اور چھو اور رواحت اور جسم کی شکل کبھی ہمہ دان اور کبھی آنکھ سے بھی اندھا کہ باغ عدن میں آدم کی تلاش کرتا رہا۔ اور بُلایا کہ تو کہاں ہے اور موسیٰ کو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جناب من ہمارا معبود آپ کی طرح نہیں ہے اب نرگن اور سگن کے معنے جو ہماری کتابوں میں لکھے ہیں سُنئے پادری صاحب سرگن لفظ غلط ہے۔ اصل میں سگن ہے خدا ہر حالت میں ہمیشہ ایک صورت میں رہتا ہے متغیر نہیں ہوتا۔ اس میں ۱ بدی۔ ۲ ظلم۔ ۳ فریب۔ ۴ تعصب۔ ۵ رعایت۔ ۶ کینہ۔ ۷ بُغض۔ ۸ حسد۔ ۹ غضب۔ ۱۰ جہل وغیرہ مُطلق نہیں اس لئے وہ نرگن ہے۔ یعنی ان صفتوں سے مُبرّا اور منزّہ ہے کیونکہ یہ صفات اُس کی خُدائی کے لائق نہیں اور سگن اس واسطے ہے کہ اس میں قدوسیت قدرت۔ عدل۔ علم ہمہ دانی وغیرہ صفات ہیں یعنے اُن صفات سے موصوف ہے جو اُسکی خدائی کے لائق ہیں نرگن کے یہ معنے نہیں کہ کوئی صفت مُطلق اِس میں نہ رہے اور سگن سے یہ مُراد نہیں کہ دُنیا کی تمام صفات نیک و بد اُس میں آجاویں اپنی ذاتی صفات کے رُو سے سگن اور غیر صفات نہ ہونے سے نرگن ہے۔ چنانچہ اس کا عمدہ فیصلہ مباحثہ ستیاستیہ بیک بریلی میں جو مابین سوامی دیانند سرستی جی مہاراج اور پادری اسکاٹ صاحب کے ہوچکا ہے اور یہی مراد و مطلب تمام شاستروں میں لکھا ہے +

صفحہ ۱۱۳ (پادری) وہ گویا نیند کی سی حالت ہے کہ اس میں اُسے کچھ کہا نہیں جاتا کہ پاک ہے یا ناپاک۔ سچا ہے یا جھوٹا قادر ہے یا عاجز۔ دانا ہے یا نادان۔ کیونکہ وہ بالکل نرگن ہی ہے اور اسی واسطے وہ برہم کہلاتا ہے یعنے نہ پُرش لنگ اور نہ استری لنگ بلکہ نپنسک ہے۔ ان کتابوں کے رُو سے خدا سرگن کب ہوتا ہے جب اسکا پیدا کرنے کا ارادہ ہوتا اور مایا کی اس میں جُنبش ہوتی اور برہم میں اہنکار سماتا تب تین گن یعنے ست رج۔ تم اُبھرتے ہیں اور اُن سے دُنیا پیدا ہوتی اور وہ سب چیزوں میں دریا یک ہو جاتا ہے اور شیر و شکر کی طرح سب میں مل جاتا +

جواب آریہ۔ یہ تو کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہا جاتا ہے کہ پاک یا ناپاک نعوذ باللہ یہ تو ایسی باتیں جیسے ہم فرقہ ماربونی کی شہادتیں دین عیسوی کے اصولوں میں پیش کریں اور کہیں کہ سچ مچ موسیٰ اور عہد عتیق کے پیغمبروں کا معبود شیطان تھا علاوہ ازیں اُس کا نام برہم اس غرض سے نہیں رکھا کہ نہ وہ مرد نہ عورت اس واسطے نپنسک ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ہر شے میں ہے اور برہم لفظ کے معنے بھی

یہی ہیں اگر اس غرض سے ہو تو اُس کے پرش ننگ نام کیوں ہیں اور استریلنگ نام کیوں ہیں۔ پرمیشور کے نام فقط اُس کی صفات بیان کرنے والے ہیں۔ ان سے یہ غرض نہیں کہ کیا صحیح ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ دُنیا کے رہنے پر نرگن ہوگا۔ وغیرہ یہ صرف آپ کا دلی بناوٹی مسئلہ ہے کسی آریہ کامل و ماہر علم سے پوچھ کر لکھنا واجب تھا۔ ورنہ اس میں وید مقدس کا پرمان لکھا ہے پس دعویٰ بلا دلیل ہیچ و پوچ ہے +

صفحہ ۱۱۳ (پادری) چنانچہ وید میں لکھا ہے کہ سرشٹ ہونے کے وقت خدا کہتا ہے۔

एको हं बहुस्याम یعنے میں ایک ہوں بہت ہو جاؤنگا پھر وید میں لکھا ہے کہ وہی کسان ہو کر زمین کو جوتتا بوتا اور پانی بن کر اسے سینچتا ہے اور اناج ہو کر سب کا پیٹ بھرتا ہے اور است اُسی سے ہے +

بیت بیت است ہیں وہ لوجس سے پھر اُن کے نسبتے ہیں کس سے

جواب آریہ۔ واہ پادری صاحب خُوب اعتراض کیا ہے۔ اگر ہم کہیں مسیح مصلوب نہیں ہُوا یہ انجیلوں میں لکھا ہے تو عیسائی کب مانیں گے بلکہ کہیں گے دکھلاؤ کہاں لکھا ہے ہم بھی پُوچھتے ہیں کہ آپ وید میں لکھا کہیں۔ وید تو چار ہیں۔ رگ یجر۔ سام۔ اتھرو۔ ان میں سے کس میں لکھا ہے۔ تب جواب دیا جائیگا۔ اے صاحب کسی نافہم لکا کے لالچی نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ یہ مسئلہ وید مقدس کے خلاف ہے اور کسی وید میں نہیں ہے پس اس کو وید کہنا سراسر انصاف سے برخلاف ہے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶** بہت کچھ اُپنشدوں اور لبشٹ اور دیوداس وغیرہ کے شلوک لکھ کر خُلاصہ لکھا ہے کہ ہنود کی کتابوں میں خدا جو نرگن ہے اُس کا بیان ہی نہیں اور خُلاصہ کا یہ شلوک ہے +

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म नेह नानास्ति किंचन

ترجمہ یعنے ایک ہی برہم ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ وید شاستروں و پُران کا خلاصہ یہی ہے

جواب آریہ۔ آپ نے یہاں بالکل گڑبڑ مچا دی۔ اول جو شلوک لکھے اُن کا مطلب اور ہے اور اس شلوک کا اور ہی مطلب ہے۔ آپنے نہ معلوم کیونکر اُن شلوکوں کا یہ خلاصہ سمجھ لیا اور علاوہ براں اُس کا ترجمہ بھی غلط سمجھا۔ لیکن اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے (آپ کی طرح تین خدا اس میں نہیں مانتے ہیں اس واسطے تین کی ہدایت نہ پا کر اعتراض کرنے کا موقعہ آپ کو ملا ہوگا) اس میں شرکت کو ہٹا کر وحدت کا اشارہ کیا ہے دوسری شئے کی مطلق ہستی سے انکار نہیں کیا۔

افسوس آپ کی دانشمندی پر بلا سوچے سمجھے شاستر و پُران کا خُلاصہ نکال لیا +

(پادری) **صفحہ ۱۱۶**۔ خدا جب سرگُن ہوا۔ اور سرب دیاپک ہو کے سب باتوں کا کرتا یعنے فاعل ٹھہرا اُس کی پاکیزگی ثابت کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے نیز اس بات کے دریافت کرنے میں کیا چاہئے کہ ان کتابوں کے رُو سے وہ سرگن ہونے کے پہلے وہ دیو بنا پس آیا وہ تو دیو بن ہو کر قدوس ٹھہرتا ہے یا نہیں کیوں کہ اگر اُن میں جو سب دیوتوں کے سردار (برہما۔ وشن۔ مہیش) ہیں پاک نہ ٹھہرے گا۔ تو کس میں ٹھہرے گا +

جواب آریہ۔ پادری صاحب کہتے ہیں کہ بھینس کا اگر کوئی مذہب ہوتا تو ضرور وہ اپنے معبود کو بھینس تصور کرتی۔ جس کا ہر عضو دلربا اور شکل مرغوب قد و قامت میں درست مضبوط اور بہت عمدہ سبز چراگاہوں میں چرنے والی مانتے یہ سچ ہے +

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست +

ہر ایک اپنے اعتقاد اور قیاس کے بموجب کہتا ہے۔ دیکھئے بائیبل میں خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا عدن میں آدم سے ہمکلام ہوا۔ پھر یعقوب سے کشتی لڑ کر مغلوب ہوا اور پناہ مانگی موسےٰ کو زنا کے واسطے رغبت دلائی جیسا کہ موسےٰ کی کتابوں سے مِن وعن

ظاہر ہے اس قسم کے بیہودہ خیالات نے مصنف تحقیق دین حق کو دھوکا میں ڈال دیا ہوگا۔ اور سمجھا ہوگا کہ جیسے مسیح ہمارے اعتقاد میں خدا مجسم ہے ان کے مذہب میں بھی برہما بشن مہیش تین خدا مجسم ٹھہراؤں اور ان کا نام تثلیث روپ رکھوں۔ اگر ہم آریہ اس کے قایل ہوتے تو ہم مسیح کو کیوں رد کرتے یا برہما بشن مہیش کے طور پر تثلیث کے گرداب میں کیوں نہ پھنستے مگر یہ خیال بیشک سیدھا دوزخ میں پہنچانے والا ہے اور چاہِ جہالت و ضلالت میں گرانے والا ہے۔ لہٰذا ہم ہرگز ان کو مجسم خدا مسیح کی طرح نہیں مانتے البتہ نیک اشخاص جانتے ہیں جاہل لوگوں نے اُن پر الزام اور اتہام واسطے شکم پروری خود لگائے ہیں جیسے کہ متی نے برمیا نبی کا نام بہکٹ اپنی کتاب میں لکھا ہے اسی طرح خود غرض ابلہ فریب لوگوں نے برہما بشن مہیش مہاتماؤں پر الزام لگائے ہیں مگر دانا لوگ جو اُن کی تعلیم پڑھتے ہیں اور اُس سے روز روشن کی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۷ یا ۱۱۸**۔ بحوالہ چینڈی پاٹھ ستینہ۔ وشنو۔ لنگ۔ وایو وغیرہ پورانوں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک روز متوالا ہو کے اپنی کنیا پر بُرا ارادہ کیا۔ وغیرہ

جواب آریہ۔ مثل مشہور ہے (چھاج تو بولے مگر چھاننی کیا بولے) جس کو ہزاروں سوراخ ہیں۔ ہم پر کسی طرح الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ اوّل تو چنڈی پاٹھ وغیرہ معتبر کتابیں نہیں۔ اور علاوہ براں آپ پُرانوں کی شہادت لاتے ہیں مگر اپنی الہامی کتاب پیدایش (بائیبل) کی طرف ذرہ غور سے نہیں دیکھتے۔ جہاں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز نبی حضرت لُوط نے اپنے دو بیٹیوں سے شراب پی کر زنا کیا ۲۰ / ۳۶ تا ۳۰ خدا کے حکم اور موسےٰ کے ارشاد کے بموجب بتیس ہزار باکرہ چھوکریوں سے زنا ہوا اس کو پڑھ کر شرم نہیں آتی کہ برہما پر بلا ثبوت کے اتہام لگاتے ہو اور انجیل کو زیر مطالعہ نہیں۔

بیت

تو براوج فلک چہ دانی چیست   چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

(پادری) **صفحہ ۱۱۸**۔ بحوالہ پدم پُران کے وشنو جالندھر (دیت یا دیو) کی صُورت بن کر اُس کی جورو سے ہم بستر ہُوا وغیرہ +

جواب آریہ۔ اپنی آنکھ میں شہتیر نہیں سُوجھتا۔ مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے پدم پُران جو کسی شہوت پرست کی تصنیف ہے اُسی کی شہادت پیش کی حالانکہ اُن کتابوں کی شہادت ہمارے مہاتما لوگوں کے بارہ میں صادق نہیں آتی ورنہ ٹامس پین صاحب بہادر کی ایج اوف ریزن بائیبل کے بارہ میں شاید ماننی پڑیگی۔ جاہلوں کی بات کو سند پکڑنا واجب نہیں ہے وید شاستر سے شہادت چاہئے چونکہ یہ ناممکن ہے۔ پس ہم انجیل سے شہادت لاتے ہیں کہ داؤد نے اوریا کی جورو سے زنا کیا اور اوریا کو عمداً قتل کیا جس کی اولاد سے حضرت مسیح خدا مجسم پیدا ہوا۔ تاک اپنا کتا ہوا ہے ننگا لوگوں کو بتاویں افسوس۔ دیکھو سموایل ۲ باب ۲ آیت ۳ سے ۵ !!

(پادری) **صفحہ ۱۱۸**۔ مہادیو اپنے بیاہ میں ننگا ہو کر بیل پر چڑھا۔

جواب آریہ حضرت نوح نے بھی انگوری شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی تھی آپ کی الہامی کتاب کہتی ہے۔ دیکھو توریت پیدایش باب ۹ آیت ۲۲ اور اس طرف ایک بدعتی اور شہوت پرست کی کتاب میں ہے۔ یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ معترض نے بے سرو پا باتیں بلا ثبوت وید شاستر کے لکھدی ہیں۔ کل اعتراض ان کتابوں پر ہیں جن میں ۶۰۰ یا ۷۰۰ سو برس کے اندر لوگوں نے عجیب و غریب قصہ جات اپنی مطلب براری کے لئے درج کر دئے ہیں۔ پس اس صُورت میں جو کل اعتراض ہیچے دھرم پر غلطی سے کئے ہیں سب بے بُنیاد ہیں۔ ہم کس کا جواب دیں۔ اگر کوئی اعتراض

وید مقدس پیرکرتا ہم بخوشی جواب دینے کو حاضر تھے مگر پادری صاحب بیچارے سائنس کے رو سے بھی وید مقدس پر اعتراض کرنا سے اتنے ور اپنی استعداد و لیاقت کہاں البتہ یہ لوگ بیجا اعتراض کئے ہیں۔ اور اُسی ... والے رشیوں سے قصے ... کر اعتراض کئے گئے ہونگے۔ کیونکہ ... پادریوں کے پڑھنے کی بھی کچھ استعداد ... ایسے ... جواب اس لئے ... بشرطیکہ کوئی منصف مزاج ہو ... صداقت کے پادریوں ... حاصل ہو ... واسطے کہ آپ سائنس ... ہے۔ بس ہم ... کی ... اعتراض ہی بے بنیاد ہیں۔

پادری صفحہ ۱۲۰ — ... کے بارہ میں لکھا ہے ... رام چندر پر الزام لگائے ... کہ ... ایسی عورت کو جو ... کے گھر میں داخل ہوئی تھی۔ پھر ... لیا اور ... نے اسکو ... ٹھہرایا۔

جواب آریہ اول تو ... قیاس کی ... کی طرف دیکھ کر عیسائیوں کو چاہئے کہ اس کو ... سمجھیں۔ آج دنیا کے مہذب اور عالم قوم ... سے ... مثل سمجھی ہے اور وہ بھی ... کے بعد اگر پڑتا ہے اس ... نے ... کو ... کر لنکا میں بڑی بھاری لڑائی کر کر فتح پائی یہ فقط ایسے ... کی ... ضروری بھی اور نہ اس کی عصمت تھی۔ اس لئے غیروں کے پاس رہنا قبول نہ کر کے ... اگر اس عالم ... میں کسی نے ... اس کی عورت کو چرا لیا اور انہوں نے اس ... اور خود مدد نہ لیتے ایسے ... تھے ... حاصل کر کے اُسکو جو ایک ... مشہور ہے بقول فیضی بیت

... یاں ندیدہ — خوجیاں اندرتن وں جاں ندیده

گھر میں لایا تو ... یا الزام آیا۔ — تعصب تیرا خانہ خراب ہو تجھے انصاف سے عداوت ہے سیتا جی تو ... کے گھر میں چلی گئی۔ مگر مریم تو یوسی سے ذکریا کے گھر میں چلی گئی تھی اور وہاں سے حاملہ بھی ہو آئی تھی اور اُسکی پاکیزگی کی شہادت بھی یہودی خوب دیتے ہیں پھر یوسف نے گھر میں رکھ لی تھی جسکا ذکر لوقا کی انجیل ۱/۲۶ میں ہے۔ اور یعقوب نبی کی پیاری دختر ... نام سکم کے گھر میں رہی اور اُس سے ہم بستر بھی ہوئی مگر یعقوب نے اسے گھر میں رکھ لیا جس کا ذکر ۳۴ پیدائش میں ہے افسوس کہ خدام ... آنکھ کے اندر ہے نام ... کر ... ڈال کر بائیبل کو نہیں سمجھتے۔

(پادری) صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲ (معترض کرشن جی کی بات لکھتا ہے) کہ بھاگوت پران کی رو گوپیوں کے ساتھ بداعمالی کرنا اُس کا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ گو ... نے گوپیوں کے ... کا امرت پایا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دین کے رُو سے خدا پاک نہیں۔

جواب آریہ اول آپ اپنے گھر میں بائیبل کو غور سے وچار کیا وہ بھاگوت سے زیادہ خدا کی ذات پر الزام نہیں لگاتی ہے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کے مقربین نے کیا کیا نہیں کیا۔ یہودہ نبی نے اپنی بیٹے عیر نام کی تمر نام جورو سے زنا کیا جس کا ذکر پیدائش باب ۳۸ آیت میں ہے اور سلیمان نے ایک ہزار سے بڑھ کر عورتوں سے بداعمالی بلکہ بُت پرستی بھی کی سلاطین باب ۱/۱۱ آیت میں ذکر ہے موسےٰ نے ... اور ابراہیم نے تا ... تیں داؤد نے ... بلکہ ... الغرض کیا کہوں یسعیاہ کے تیں باب آیت ... میں خدا بھی ... کی ... ننگا کرے گا۔ اے پادری صاحب ذرا سوچ کر اعتراض کیا کرو کرشن جی مہاراج جو نہایت عالم باعمل نیک سیرت ... جو اکمل الانسان تھے اُن کو مجرم ٹھہراتے ہو اور سند بھاگوت کی لاتے ہو جو بالکل بے سند کتاب ہے صفحہ ۱۲۱ میں جو

معترض نے گیتا کا شلوک لکھا ہے۔ اُس سے صاف ثابت ہو گیا ہے کہ معترض سنسکرت سے ناواقف گیتا سے ناآشنا ہے افسوس کہ گیتا میں یہ شلوک بالکل نہیں ہے پس اُس کے کل اعتراض بے ثبوت ٹھہرے جس شخص نے ... اور ... گیتا کا ... کیا ہے وہ کرشن جی کی روحانی تاثیر کا قائل ہو سکتا ہے۔ اب آگے چلکر مغترض خدا کے پاک، عادل، ... عالم الغیب، ہمہ داں، صادق وغیرہ صفات پر تماشا ... مہیش و رام کرشن میں ... کرتا ہے افسوس کہ ... مہیش وغیرہ جو کسی زمانہ میں انسان تھے اُن کو ... ان پر جھوٹے الزام ... سے لگا کر ... کرتے میں جوائن کی تہذیب کا حقیقی ثبوت ... ہم ... کرتے ہیں کہ بائیبل کے خدا میں یہ چند صفات مذکورہ بالا پائی ... فقط **قدوس** انجیل میں ہے۔ مگر اس کی قدوسیت ظاہر نہیں ہوتی۔ ... بنانا ... قدوسیت ہے کیا **لوط۔ داؤد۔ سلیمان۔ یہود۔ موسےٰ** وغیرہ کو دوست رکھنا اور سزا نہ دینا قدوسیت ہے کیا ایک آدم کے گناہ کے بدلے کل دنیا کو گنہگار ٹھہرانا عدل ہے۔ کیا ایک کے پھانسی دئے جانے سے اوروں کے گناہ بخشے جانے عدل ہے کیا ایک بے گناہ کو پھانسی دینا انصاف میں داخل ہے برخلاف صفت رحمت کے عیسائیوں کا خدا جلاد ہے۔ موسےٰ نے کروڑوں آدمی مارے ... کا خون بہایا اس کے مرید یشوع نے ہزاروں کا ستیاناس کیا۔ سموئیل ۶ باب ۱۹ آیت میں خدا نے پچاس ہزار ستر مار ڈالے خدا حکم دیتا ہے۔ ... اور عمالیق کو مار اور سب کچھ جو اُن کا ہے بالکل برباد کر اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد ... بچے ... تیر سوار اور بیل بکری اونٹ گدھے تک سب قتل کر سموئیل ۱/۱۵ ... کو مار ڈالا گیا ... گوشت دانتوں ہی تلے تھا کہ سخت مار مارا ہوسیع ۱/۱۳ کی لڑکیاں ... حاملہ ... عورتیں چیری جاوینگی سموئیل ۹/۵ ... کو ... سے مارا پیدائش باب ... طوفان سے مارا ... قتل ... سے ... تلوار چلاؤنگا پس رحیم کہاں رہا بلکہ رحیم ہو گیا عالم الغیب ہونے کی بھی انجیل تردید کرتی ہے عاموس باب ۹ میں خدا فرماتا ہے میں اُن کی اولاد کو تلوار سے مارونگا اُن میں سے کوئی بھاگ نہ سکیگا۔ اور اگر نکل بھاگے رہائی نہ پاویگا۔ اگر وے پاتال میں پیٹھ جاوے میرا ہاتھ وہاں سے کھینچ لاویگا۔ اگر آسمان پر چڑھ جاوے تو وہاں سے اُتارونگا۔ اگر سمندر کی تہ میں میری نظر سے چھپ جاوے تو وہاں سانپ کو حکم کرونگا کہ وہ اُن کو وہاں سے جاکر کاٹے کیا خوب عالم الغیب ہے جو زمین اور آسمان کے قلابے ملا رہا ہے اور یہ خیال نہیں کہ سانپ نافرمانبردار پہلے ہی لعنتی ہو چکا ہے خدا طوفان کو بھیجکر پچھتایا اور زمین کے باشندوں کو غرق کر کے دلگیر ہوا اور توبہ کی کہ آیندہ میں ایسا نہ کرونگا۔ پیدائش باب ۹ باغ عدن میں پکارا کہ اے آدم تو کہاں ہے تجھے کس نے جتایا کہ ننگا ہے کیا اُس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے منع کیا تھا۔ پیدائش ۹/۱۱ خدا نے قائن سے کہا تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے پیدائش ۲۱/۱۸ میں اب اُتر کے دیکھونگا کہ اُنہوں نے سراسر اُس چلانے کے مطابق جو مجھ تک پہنچا کیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو میں دریافت کرونگا پیدائش ۲/۱۷ خدا نے آدم سے کہا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کچھ نہ کھانا کیونکہ جس دن تو کھائیگا ضرور مریگا۔ پیدائش ۵/۵ برخلاف اس کے بائیبل کے رُو سے آدم کی عمر نو سو تیس ۹۳۰ برس کی ہوئی حضرت ہمہ دانی کی قلعی کھل رہی ہے اب خدا کی صداقت بھی معترض کو دکھاتا ہوں۔ خدا نے موسےٰ کو کہا تو فرعون کو جاکر ہدایت دے اور میں فرعون کے دل کو سخت کرونگا۔ اور فرعون تمہاری نہ سنیگا خروج ۴/۲ وغیرہ میں صداقت اسی کا نام ہے اور قدوس کا یہی کلام و کام ہے۔ تو ہمارا بھی سلام ہے۔

پادری پھر مہا بھارت میں کرشن کی بابت یوں لکھا ہے کہ جب اُن کی آنکھ لگ رہی تھی تو ایک دن سمندر میں گھونس کی ... ان دونوں کو ایک ... اس لئے ... گئی

اور کرشن سے کہنے لگی کہ وہ میرے خصم سے یہ باتیں کہہ دیگی اور وہ آکر مجھے مار ڈالیگا۔ کرشن نے اسے کہا کہ تم مت ڈرو اگر شاید وہ آویگا تو میں کالی بن جاؤں گا۔ اور تو میری پوجا کرنے (اسکے رہتے) بیچ میدان جب لیجیو۔ افسوس ہزار افسوس بھلا ایسے شخص میں بھی کہیں سچائی پا سکتے ہیں ٭

جواب آریہ۔ نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے جھوٹ بولنے کا پیشہ کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ اور کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ دیکر بہکا کر گمراہ کیا کرتے ہیں ہم نے مہابھارت میں پڑتال کی کہیں اسکا نشان موجود نہ پایا۔ بلکہ یہ ذکر پوتھا گوشت میں بھی نہیں ہے اسواسطے ہمیں کہنا پڑا کہ مصنف دین حق کی تحقیق کی عقل پر اور اس کے جھوٹے اعتراضوں پر افسوس صد ہزار افسوس بھلا ایسے پادریوں میں بھی کہیں سچائی کا نشان پا سکتے ہیں۔

(پادری) **صفحہ ۱۳۲ تا ۱۴۴**۔ ہندوؤں میں پیدائش کی بات بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی منوجی۔ کوئی ویاس۔ کوئی کالی کوئی دیوی کو پیدا کرنے والا مانتا ہے۔ پہلے مایا سے ست۔ رج۔ تم۔ پھر اہنکار پھر آکاش۔ پھر وایو آگ پانی پرتھوی۔ اس سے انسان پیدا ہوئے۔ اور حوالہ صرف کرم پران وشنو پران اور برہم ویورت پران و مارکنڈے پران و بھاگوت پران وغیرہ کا دیا ہے۔

جواب آریہ۔ معترض سے ہم پوچھتے ہیں کہ بائیبل میں جو لکھا ہے کہ کہیں دنیا کا بنانیوالا گاڈ۔ خداوند کہیں۔ جہوواہ۔ کہیں لارڈ۔ کہیں فادر۔ کیا تمہارے بہت خدا ہیں یا سب ایک ہی خدا کے نام ہیں اگر قول اوّل درست ہے تو اعتراض تمہارے پر عاید حال ہے۔ اگر حصہ دوئم ہے تو منو۔ ویاس دیوی بھی ایک ہی پرمیشور کے نام ہیں علاوہ براں اگر وید مقدس سے پیدائش کا حال پڑھتے جو پرمیشور نے خود ہم کو بتلایا ہے تو کوئی شک نہ رہتا اور علم و عمل کے مطابق تھا۔ جاہلوں کی تصنیفات میں دیکھ کر خود غرضوں کی زبانی سنکر اور اپنی دینی کتابوں میں برخلاف عقل پیدائش کا حال پڑھ کر دل میں عصابہ کرنا (مثل آسیب من است واسپ دیگراں جوں مچھر است) بائیبل کی پیدائش کیسی اوٹ پٹانگ ہے۔ دیکھئے سات دن میں دنیا کو پیدا کیا سدن میں باغ انگور لگایا۔ شام کو خدا اسمیں ٹہل رہا تھا۔ (کیسی بھول ہے) ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور پیڑول اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ اور خدا نے کہا اُجالا ہو اُجالا ہو گیا۔ اور پھر خدا نے اُجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اُجالے کو اندھیرے سے جُدا کیا اور خدا نے اُجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا۔ سو شام اور صبح پہلا دن ہوا۔ پیدائش $\frac{1}{1}$ تا $\frac{1}{5}$ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ازلی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ ازلی ہے۔ تو ازل میں ابتدا نہیں ہوتی کیونکہ ازلی کے معنے ہیں جس کی ابتدا نہ ہو اور ابتدا کہتے ہیں شروع کو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ازل سے بیکار تھا اور دنیا پیدا کرنیکے علم سے بے خبر تھا۔ جو کہو کہ خدا ازلی نہیں۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ آسمان سے کیا مراد ہے خدا کے رہنے کی جگہ۔ یا خلا۔ اگر حصہ اول درست ہے تو جب تک آسمان نہیں بنا تھا۔ تب تک خدا کس جگہ رہتا تھا۔ صاف طور یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ خانہ بدوش رہا ہوگا یا مکان بنانے کے فکر میں ہو مگر کوئی نقشہ سمجھ میں نہ آیا ہوگا جو حصہ دوم پر اعتقاد ہے تو بائیبل نے بنیاد ہے کیونکہ اسمیں اس کا ذکر نہیں البتہ شرح کرنے والوں نے مراد آسمان از خلا رکھی ہے خیر باشد

تو اس کی پیدائش نہیں ہو سکتی کیونکہ۔ اور پہلے ایک سا ہے جب پول نہیں تھا تو کیا تھا اور خدا کہاں رہتا تھا۔ خدا کا علم کامل تھا یا بے دول۔ اگر سوال اول درست ہے تو اس سے زمین بے ڈول کیوں پیدا ہوئی اور پھر بے ڈول پیچھے اسکے تئے کو کس نے برابر کیا۔ جو حصہ دوم ٹھیک ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا محیط کل ہے یا محدود۔ حصہ اول میں خدا کے روح پانیوں پر جنبش کرتے تھے (جس کو بائیبل نے معانی کتنی سمجھ کر رکھا ہے) نہیں ہو سکتا جب روح پانیوں پر جنبش کرتی مانو گے تو خدا کے جسم کو پانیوں میں ڈوبا ہوا یا کسی اور جگہ قبول کرنا پڑے گا۔ جو خدائی اوصاف کے عین برخلاف ہے۔ سوال دوئم جو محدود ہے وہ خدا نہیں بلکہ انسان۔ یا حیوان یا کوئی اور نباتات وغیرہ ہے۔ خدا نے اُجالے کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہے۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا اور اُجالا اُس کے علم میں نہ تھا اگر ہوتا تو دیکھ کر اچھا نہ کہتا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ آسمان ہو اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے تب خدا نے آسمان کو بنایا وغیرہ وغیرہ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا $\frac{1}{1}$ تا $\frac{1}{8}$ غور کیجئے اگر پانیوں کے بیچ آسمان نہ ہوتا تو پانی رہتے ہی کہاں آسمان کو بھی آپ نے پہلے دن میں بنا یا تھا اب دوسرے دن اُسکا کیا بنایا کہاں تک تحریر کیا جاوے مختصر یہ ہے کہ تیسرے دن خدا نے سمندر اور نباتات اور چوتھے دن چاند سورج غرض چھ دن میں سب کچھ پیدا کرکے آدم کو اپنی صورت پر بنا کر ساتویں دن آرام کیا۔ پیدائش باب پہلا۔ ہم حیران ہیں کہ بلا سورج چاند۔ پہلے دوسرے تیسرے جو کہتے ... کی کسطرح ... ہوئی۔ افسوس بائیبل نے لامحدود کو ہمہ ساکو ... تک ... کی شکل ٹھیرا دی۔ جس پر آدم بنا۔ سچ ہے تب ہی تو انسان ... بیت کر ساتویں دن آرام کیا۔ خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی وہ سو گیا۔ اُس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اُس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند نے اُس پسلی سے ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا پیدائش $\frac{2}{21}$ تا $\frac{2}{23}$ سبحان اللہ اور یہ کام پرمیشور سرب وبایک۔ یعنے خدائے بطولی ہے۔ وہ کیونکر تمام عالم کی سرداری حضور کر ایک بیچارے آدم کے پیچھے پڑ گیا جبھی تو شاید درد ... حد ہو گئی سب ہی تو اعظا بھاری کرر ہوا ہے شاید نیند سے بائیبل کی مراد بیہوشی قاتل ہو گی کیونکہ پسلی کاٹتے ہوئے آدم کو خبر نہ ہوئی۔ اُسجگہ چاقو یا کارد خنجر کا تو ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے سر ناخنوں سے جو شیر کے برابر پہاڑ سوانے ہونگے پسلی کاٹی ہو گی۔ وہ گوشت کہاں سے آیا۔ جو پسلی کے عوض بھرا گیا کیونکہ اُسوقت سوائے آدم کے اور کوئی پیدا نہ ہوا تھا خدا نے شاید اسی ران کاٹ کر بھرا ہوگا۔ آدمی کی بناوٹ سے صاف ظاہر ہے کہ اسکی کوئی پسلی کم نہیں اور عورت مرد دونوں کے اعضاء بدنی کی بناوٹ یکساں ہے۔ بھلا ایک پسلی سے تمام اعضاء بدن کسطرح بنے مثلاً آنکھ۔ کان۔ سر۔ ناک۔ ہاتھ۔ پیر وغیرہ وغیرہ یورپین سرجن صاحبان غور فرماویں شاید جواب میں پادری صاحبان ذرا افتائل کرینگے۔ کہ خدا قادر مطلق ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں بقول آپ کے وہ قادر مطلق بغیر پسلی کے عورت نہیں بنا سکتا تھا۔ جناب من قادر مطلق کے یہ معنے نہیں کہ جو ناپ شناس دل میں آیا کر دیا یاد ... وہ اپنے قوانین سے برخلاف کچھ نہیں کرتا (چنانچہ اسکا فیصلہ ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے دیکھ لینا) ذرا گریبان

میں نظر ڈال کر دیکھیئے کیسی جہالت وضلالت سے بیدائش کا ذکر ہے ۔ اول
تو اگر یہ تحقیق ہے ۔ ہر چند کہ بیدائش کا ذکر ہے تاہم اس میں بید کنندہ
کی بے رنگی دکھائی ہے کہ اُس نے جہان کو ایک آن میں پیدا کیا ۔ برخلاف
عیسائیوں کے خدا کے چھ روز میں پیدا کر کے ساتویں روز تھکان کے دور
کرنے کے لئے آرام کیا (مفصل مباحثہ پیدائش کا ستیہ دھرم وچار میں

ست سمبد اور دودھ ۰ مرہ کے
یران کا دیتے ہیں ۔ ان کا بھی
بس ٹھکانا ہے ۔ س لکتا سر ۔ میں قریب مرتا ہے ۔

جواب آریہ ۔ پادری صاحب کو خروج کے تیں باب کی آٹھویں آیت کو
دیکھ کر رہا جانئے ۔ خدا فرماتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کو مصریوں کے
ہاتھ سے نجات دونگا اور اس زمین سے نکال کر اچھی وسیع زمیں میں جہاں
دودھ اور شہد بہتا ہے پہنچا دونگا ۔ اور اسی طرح یشوع کے باب ۵
میں مرقوم ہے ۔ خداوند نے اُن کے باپ داداؤں سے قسم کر کے کہا کہ میں
تم کو دونگا وہ زمین جس میں شیر و شہد بہتا ہے ۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں
ملنے شہد اور دودھ کے سمندر بنائے جس جگہ یہ سمندر ہوں گے ہمارے
۔ نزدیک بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کیا ہم اگوت سے انجیل زیادہ
سمجھی ۔

۱۴۱ ۔ ہندوؤں کے دین میں ۔ ۔ ہیدان کنول
اچھے اوپر کچھوے کی پیٹھ پر ہے اور یعنے پُران میں لکھا ہے
ہے ہندوؤں کے شاستروں کی ۔ سائنس علم ہیئت
منطقی ٹھیرتی ہیں اگر نے مصنف لے ۔ رکھتے اور زمیں
ستاروں کا ۔ ۔ تھے
سمجھتے کیونکہ ۔ ۔ ۔ سات سمجھے
۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اسے سمجھا ہوگا ۔ بیشک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
جس نے باپ آپ ۔ ۔ سورج کو کہا کہ
ٹھیر ۔ اور اے مہتاب ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ اور مہتاب ٹھیر گیا ۔ جہاں [illegible] کہ اُن لوگوں
۔ ۔ ۔ سے انتقام لیا اور آفتاب آسمان کے بیچ ٹھیرا رہا اور
۔ ۔ ۔ کی طرف کو مائل نہ ہوا جہاں میں ۔ ۔ ۔ ایک سورج
اور ۔ ۔ ۔ جلنے لگا اسلئے چاند اور سورج دونوں ٹھیر گیا
اب ۔ ۔ ۔ نے اُس کو الگ الگ کر دیا ۔ افسوس اس کا کیا جو
۔ ۔ ۔ ۔ کا کھڑا رہنا دل میں ضرور رہا ہوگا ورنہ زمیں کو کو ۔ کہنا ادا
مکاشفات یوحنا کے ۱۲ باب ایک دم بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ۔ ت
سورج کو اوڑھے ہوئے تھی اور چاند اُس کے پاؤں تلے اور ۔ ۔
ستاروں کا تاج وہ عورت حاملہ تھی اور دردِ زہ سے چلاتی تھی ۔ جب
ایک لال رنگ کا بڑا اژدہا آسمان پر دیکھو بڑا جس کے ۔ ۔ ۔ ۔
ہیں اور سروں پر سات شاہی تاج تھے ہوئے ہیں اور ۔ ۔ نے تہائی حصہ
ستاروں کو کھینچ کر زمین پر دے مارا ۔ ۔ ۔ بائیبل میں ہے برخلاف علم

سے بھی معترض کو شرم ۔ سورت کا وجود ستاروں پر اور سورج گویا ایک کپڑا تھا ۔
جس کی چادر اس نے اوڑھی ہوئی تھی اور آسمان پر حاملہ کھڑی ہوئی کیا یہاں پر
بھی خداوند روح القدس کی نظر عنایت ہوئی ہے ۔ اور اس بیچارے اژدہا کی دُم کتنی
بڑی ہوگی جس نے تہائی حصہ ستاروں کو زمین پر دے مارا علم ہیئت کے دعوے
کرنے والو ذرا غور تو کرو کہ جتنے ستارے ہیں سب بڑے بڑے کرہ زمیں سے
ہیں اور ایک بھی اس زمین پر نہیں آسکتا کیونکہ اُس سے ہر ایک کئی حصے
بڑے ہیں وہ ۱/۳ حصہ ستارے کس زمین پر گرے شاید پادری صاحب کے
گھر پر گرے ہونگے ۔ افسوس کہ یہ مسائل ہیچ ملکہ ان کا اعتقاد رکھنا اور وہ
شخص جو تمام سائنس سے واقف اور علم نجوم کے ۔ وجد اُن کے قول
ہیئت کے خلاف وارد ۔ ۔ ۔ ۔ تیری ہیئت دانی و ستارہ شناسی ۔

(پادری) صفحہ نمبر ۱۴۶ ۔ یجروید میں لکھا ہے کہ سورج آگ سے اور
چاند سورج سے ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ چاند سے ہوتا ہے ۔ کہ بجلی دو بادل کے مل
جانے سے پیدا ہوتی ہے ۔ اور بادل تین کوس سے اونچا نہیں ہوتا وغیرہ ۔

جواب آریہ ۔ آپ نے وید کا نام تو لیا مگر وید کا حوالہ کیوں نہ دیا شاید لکھا تو
مگر یہ بھی لکھا کہ کس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اصل پر وید کا دھوکہ ہوا ہوگا ۔
جہاں لکھا ہے اُسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی
کھڑکیاں کھل گئیں ۔ پھر خدا کہتا ہے جب میں زمین کے اوپر بادل لاؤں ۔ تو
میری کمان بادل میں دکھائی دیگی ۔ پیدائش ۹ تب خداوند نے سدوم اور عمورہ
پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی ۔ ایضاً ۱۹ واہ صاحب
کیا آسمان میں کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں کیا قوس قزح خدا کی کمان ہے ۔ لیکن
علم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے سورج اور بارش ہے تب سے پانی پر
سورج کی روشنی پڑنے سے دکھتی ہے خالی آسمان پر گندھک اور آگ
کے انبار کر رکھے ہیں ۔ ۔ ۔ یہ مسائل بائبل کے ہیں ۔ اس لئے معترض
کو علم سے ۔ ۔ ۔ کرنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ ایک عام قاعدہ بھی ہے کہ
اپنی آنکھ کا شہتیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دکھلائی دیتا ہے جس طرح ہم نے
ہر ایک اعتراض کو حوالہ سے ۔ ۔ ۔ ویسا ہی معترض کو بھی اگر اعتراض
اُسکی صداقت کی ۔ ۔ ۔ ہیں مع حوالہ کے تحریر کرنا چاہئے ورنہ دعوے بلا دلیل
سے سوائے ذلیل ہونے کے اور کسی طرح کی سرخروئی نہیں ٭

پادری ۔ صفحہ ۱۴۷ تا ۱۵۱ ۔ ہندوؤں کی کتابوں میں معبود کون ہے ۔
آیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مارکنڈی ۔ پُرانات
بھاگوت پُران ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پُران کا رتبہ ہے ۔
اور باہم اُن کی ۔ ۔ ۔

جواب آریہ ۔ یہاں پر معترض نے اپنی رفیقی کے موافق مسئلہ بنا دیا تھیا
ملکہ ہندوؤں کے معبود ۔ ۔ ۔ اس جگہ تثلیث ثابت کرنے کا ارادہ ٹھیرا ہوگا ۔
پُرانوں کے سلوک لکھ کر معترض کہتا ہے کہ وید شاستروں میں اختلاف ہے ۔
ہم اگر انجیل برناس اور مصنوعی اناجیل سے اختلاف پیش کریں تو قائل تسلیم
ہوگا یا نہیں معترض نے سخت غلطی کھائی اور بے فائدہ محنت اُٹھائی ٭

پادری ۔ صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۶ ۔ شاستروں میں ہی اختلاف دکھانا ہے ۔
جو شاستروں میں ایسے ایسے جھگڑے ہیں اور یوں تو اختلاف ۔ ۔ بعضوں
سے بھرے پڑے ہیں ٭

جواب آریہ - اے صاحب اوّل تو اختلاف نہیں ہے۔ بالفرض اگر ہوں - تو ہمیں کچھ خوف نہیں - کیونکہ وے انسانوں کی تصنیف ہیں الہامی نہیں - لیکن آپ نے کسی شاستر کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور پُران کسی طرح یہاں کے قابل نہیں مگر آپ کی الہامی کتابوں میں جتنا اختلاف ہے اُس کا ہم پورہ اندازہ نہیں کر سکتے مولوی رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر وزیر خان صاحب نے آپ کی کتابوں ہی سے ثابت کر دیا اور تم معترف ہوئے کہ چالیس ہزار اختلاف ہماری کتابوں میں ہیں اور ڈاکٹر گریساخ نے ڈیڑھ لاکھ اور وٹیس تن صاحب نے دس لاکھ اختلاف انجیل مقدس سے نکالے ذرہ مُنہ گریبان میں ڈالکر غور کیجئے - کیونکہ آفتاب لب بام ہے - اے معترض چھ شاستر فلاسفی ہیں جن کے اصولوں پر حکما نے بحث کی ہے ان میں اختلاف صرف دلائل یا پیمانوں کا ہے - معنوی یا حقیقی اختلاف نہیں ہے مگر اُن کے سمجھنے کے واسطے سنسکرت کے اعلےٰ درجہ کی لیاقت درکار ہے اور وہ معترض میں دشوار ہے - پس اسکے نہ سمجھنے سے اعتراض سراپا بیکار ہے ہم قطع نظر اور اختلافوں کے صرف روح کے بارہ میں اختلاف دکھلاتے ہیں - اور مصنف بھی آپ کو ساتھ روح کے بارے میں انجیل محض دھوکھا دیتی ہے - خود اس کو سمجھتی ہے اور نہ بتلا سکتی ہے پیدائش ۹/۴ استثنا ۱۲/۲۳ احبار ۱۷/۱۱ زبور ۱۰۴/۲۹ پیدائش ۱/۲۰ استثنا ۱۲/۲۳ زبور ۶/۵ و ۱۴۶/۴ امثال ۲۰/۲۷ پیدائش ۲۵/۸ و گنتی ۳۱/۲۵ و ۱۶ و ۲۷/۲۲ اور ایوب ۱۰/۱ و ۳۲/۸ و ۱۲/۱۰ واعظ سلیمان واعظ ۳/۱۹ و ۱۲/۷ میں باہمی سخت مخالفت ہے - یہ نقص روح کے بارہ میں بطور نمونہ درج ہیں ٭

العاقل تکفیہ الاشارہ اگر زیادہ اختلاف دیکھنے ہوں تو بائبل پر سیر دروزہ شروع سے اخیر تک ملاحظہ فرمائیے -

(پادری) صفحہ ۱۵۷ - وید میں چاند - سورج - اندر - رودر - ہوا - آگ پانی - ورن اور ہر شے کی پوجا ہے اور پرانوں میں اکثر چیزوں کی پوجا ہے اور ہندوؤں کے پرستش اور پوجا کے وشے میں بڑا اختلاف ہے -

جواب آریہ - اے صاحب وید مقدس میں چاند سورج ورن آگ وغیرہ مخلوقات کی پوجا نام کو نہیں ہے مگر صرف ایک پرماتما پاربرہم کی عبادت کا ارشاد ہے مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱ سے ۲ تک کسی سنسکرت دان سے پوچھکر تسلی کر لیجئے آپ کو صفحہ ۷ کے حاشیہ کی عبارت بھول گئی ہے - جہاں آپ نے لکھا ہے کہ رگوید کے بھاشیہ میں وشسٹ منی لکھتا ہے کہ رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے کہ وہ قادر مطلق اور خدا واحد اور سب سے اُونچے اور ہمہ دان اور کام - کرودھ - لوبھ - موہ - مدہ اور تینوں کال اور تینوں اوستھا سے پرے ہے اور صفحہ ۱۴۶ میں آپ لکھتے ہیں کہ آیا ہندوؤں میں خدا واحد ہے یا نہیں اور اس بات کے قائل بھی کہ ہندو مانتے ہیں - ایک خدا کو اور اپنی طرف سے ایک شرتی ایکو برہم دوتیو ناستی درج کی ہے اور یہ کہ بولتا وہی ہے یعنے سب میں خدا ہی بولتا اور مایا کے بس ہو گیا وغیرہ وغیرہ معترض کی اس سخت غلطی پر جی چاہتا ہے - کہ اُس کے ایک ایک حرف کا دندان شکن جواب دیا جاوے مگر خوف طوالت دامنگیر ہے - دیکھئے اول شرتی ہی غلط لکھی - ایکو برہم دوتیو ناست لکھا ہے دوم اگر مایا کے بس میں بھی ہوا - تبھی اُس خدا سے جو نو مہینے ما کے شکم میں رہ کر خون حیض سے پرورش پاتا رہا - اور مرنے وقت نہایت سوگواری سے چاندی بدرجہا اشرف و افضل ہے ہاں اگر بیان برخلاف واحدانیت کی تثلیث کے دلائل میں

کریں تو ایک میں سہ باتیں میں ایک سے کشتی دروں دریا در دریا دروں کشتی کچھ گرداب بلا کا سامنا ہوتا ہے ٭

پادری - صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲ - کتنے پرانوں میں شراب کباب منع ہے - اور بھاگوت میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے شراب پی اور گوشت کھایا - رام اور لچھمن نے بھی گوشت کھایا - رگوید میں لکھا ہے کہ گو کا بلیدان چاہیئے - وغیرہ وغیرہ -

جواب آریہ - خود غرضوں کی تصنیف پرانوں سے ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم کرنا دانشمندی سے بعید ہے - مگر ہاں دانشمندی کا کیا کام - جہاں تعصب اور خود غرضی نے آنکھیں نابینا کر دی ہوں اعتراض کرتے ہوئے اتنا نہ سوچا کہ گیتا میں کرشن جی نے ہزارہا جگہ گوشت کی ممانعت کی ہے بلکہ گوشت خور وغیرہ کو حیوان قرار دیا ہے اور کسی ذی روح کو دُکھ نہ دینا ہی پرم دھرم کہا ہے بھلا جس شخص کے ایسے خیالات ہوں وہ شراب نوش اور گوشت خور ہو سکتا ہے مگر پادری صاحب کا بھی کچھ اعتبار نہیں کیونکہ سنسکرت کے تو نام سے بھی ناواقف - ہوئے پڑھا شئے دیگر ہے جو کچھ واہی تباہی کسی سے سنا بات بنا لکھ مارا گو میدھ کے یہ معنے نہیں کہ گو کو مار کر بلیدان دیتا گو نام زمین کا اور علہ یا ہے اور میدھ نام ہے صاف کرنیکا یعنی زمین کو اور غلہ کو صاف کر کے ایک کرنا چاہئے تسلی کے لئے ستیارتھ پرکاش و بھومکا و نرکت و نگھنٹو دیکھو جو ویدوں کی گرامر ہے - اب بائبل سے دیکھنا چاہئے [illegible] اب کی کسی زیادتی ہے - نوح کی [illegible] پیدائش ۹/۱ خدا کا ابراہام کے گھر میں گوشت کھانا پیدائش ۱۸/۸ [illegible] ایضاً ۱۲/۲ وغیرہ وغیرہ جہانتک دیکھو بائبل [illegible] اور اب بھی تجربہ سے ثابت ہے کہ تمام دنیا سے زیادہ [illegible] عیسائی ہیں ٭

[illegible] کر سالست خو اُس کی پیسلول

حداوند سے دھرم

اور

(پادری) صفحہ ۱۷۴ - پھر شاستر کے دوسرے بل کھریں پربت بھوبل میں ڈار یومار ٭ یہ تو کلام کھلا بھرتری شک کا بھی حوالہ دیا ہے -

جواب آریہ - قابل غور ہے کہ معترض نے کس قدر کجا دوہرے کجا دھرم بھرتری شتک -

(پادری) صفحہ ۱۷۶ - چنانچہ وید میں - کہ

मा द स्तु विशा प्रसादन्तरेण न लभ्यते ॥

یعنے وشنو کی کرپا نا مو کش نہیں ہوتی ٭

جواب تیکھ سام - الصرداں ویدوں میں تو ہنچ کہیں

نہیں یہ میں ہوگا شاید اسواسطے حوالہ نہیں دیا کہ کس وید میں اور

کہاں ناپچن سے ہمارا نقصان ہے جس کے سہارے سے تمام

عالم ٹھہرے ہوئے اور جو سب اشیاء کو جانتا ہے وہ ہیطل

ہے وشو ہے اُسکی کرپا بنا نجات نہیں ہوتی - اور اس کی

کر سب پورے طور پر اُس کے حکم کی پابندی کیجاوے مسیح

کو نجات کا با آدھرم میں نہ سمجھ کر اعتراض کا موقع ملا ہوگا -

(پادری) ۱ - دکسی گو پر گیش سے اودھرتا گایتری لکھو اگر اسکا

ترجمہ لکھتا ہے) یعنے اوم بھو آکاش سورگ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان

پیچھے دھرم کی شہادت

، وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ معترض نے ترجمہ بہت غلط اور اُستدہ اور ناسمجھی سے لکھا ہے یہ ہے کہ پرماتما جو پیاراوں سے پیارا سب طرح کے بندھن سے رہت کے دینے والا حقیقی آنند کا جسم سب جگت کا روشن کرنیوالا نہایت ے اور دھیان کرنے لوگ شدھ وگیان سروپ ہے اور سب کے آتماؤں ں کرنے والا ہے۔

لو ہم ایسے آتماؤں میں دھارن کریں۔ وہی ہماری بل بدھی۔ گیان ے یہ سب خلاصتاً گایتری کا ارتھ لکھا ہے۔ مفصل پنچ مہایگ ودھی ح ہے۔ اہل دانش خود انصاف فرماویں۔ کہ معترض نے کس قدر غلطی ئے حلکہ سکتا سد ترنگی وکلارلو و سنام رتیس وغیرہ سے اعتراض لکھتا لکل ہیچ و لوچ ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں۔ معترض کی غلطیاں کہاں ہر کروں۔

ہی کی بیتیں کوئی وید شاستر میں لکھی ہے کہ ہندؤں دین اُٹھ جاویگا تر میں یہ بات کہیں نہیں لکھی آپ کا مال سراپا دروغ سے ضرور دو۔

۔ معجزات اور بیں کوئی ہندو مذہب میں نہیں ہے بڑے بڑے ، اتیہاس رام وکرشن کے حق میں لکھی ہیں مگر بھیرے راکھشوں نے کے بڑی بڑی کرامات دکھائی ہیں تردید وید دھرم کے رو سے کرامات وکو نہیں اور نہ کسی مستند گرنتھ میں ایسے مصوفیات کا بیان ہے

مگر بائیبل ایسی

راکھشس پیسے

لیے نہیں۔ دیکھو متی

شاستر میں گیتا

ایک کے ہمارے مت شاستر میں وغیرہ

ں طرح ہے لہ اندر ورج کا اہلیارات کا اور گوتم چاند کا مات گویا ... کی عورت ہے اور سورج اُسکا یار ہے سورج کے رات کو ... سنگار بگڑ جاتا ہے۔ جیسے دوست کے بھوگ کرنے سے ... میں فرق آجاتا ہے اور وہ دوست کے پاس نہیں رہ سکتی ... سورج کے نکلنے سے رات کی حالت ہوتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ... ہیچ لوچ پر اعتراض کرتا ہے اور اپنے بائیبل کی طرف آنکھ اُٹھا کر ... شرم آتی ہے۔ کہ خدا کے عزیز نبی اسرائیل کا پیارا بیٹا روبن ہے ... باپ کی ... ہمبستر ہوا۔ پیدائش ۳۵ باب ۲۲ تمام نبی نے باپ ... دی کی ... اصول ہی کے تحریم ہمشیرہ خود کے عشق ... دادا کا اسکا باپ ... دیکھنے کو گیا تب اُنھوں نے اپنے باپ لیے داؤد

سے کہا کہ میری بہن تمر کو میرے پاس آنے دیجئے وہ میرے واسطے پھلکے پکا دے اور میں کھاؤنگا۔ حاصل کلام جب اکیلی تمر اس مکان میں آئی تو امنون صاحب اُس سے زنا بالجبر کیا۔ سموئیل ۲ باب ۱۳ آیت ۱۴ واہ صاحب سترم جہ کتی است بیس مردان بیایئد۔

پادری صفحہ ۲۰۳۔ پھر کہتے ہیں کہ وید انادی ہے سو اسکا بھی ثبوت کہیں نہیں پہلے تو یہی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے اور کس سے ہے۔

جواب آریہ۔ درحقیقت سچ ہے کہ ایک شخص سنسکرت کی محض سُنی سنائی باتوں پر کارروائی کرنے والا۔ وید مقدس کی ماہیئت کیا جان سکتا ہے غور سے سُننے خدا کی طرف سے وہی کتاب ہوسکتی ہے جسمیں یہ چند ثبوت پائے جاویں۔

اول۔ یہ کہ وہ کسی خاص ملک کی زبان نہ ہوتا کہ سب کو اس کے پڑھنے میں یکساں محنت ہو۔

دوم۔ اس میں کسی خاص قوم کی طرفداری نہ ہو۔

سوم۔ دنیا پیدا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو۔

چہارم۔ ایک حکم اسکا دوسرے حکم کو رد نہ کرے۔

پنجم۔ قانون قدرت حواسی کا ماننا ہوا اسکے برخلاف نہ ہو

ششم۔ علم منطق وہیئت بھی اس کو جھوٹا نہ ثابت کریں

ہفتم۔ کسی خاص انسان پر ایمان لانیکی ترغیب دے بلکہ ایک ما... اسمیں پرستش ہو۔

ہشتم۔ عقل انسانی کی ترقی دینے والی ہو۔

نہم۔ اسمیں قصہ جات نہ ہوں۔

دہم۔ تمام علوم کا منبع ہو۔ وغیرہ وغیرہ پڑتال کرنے سے معلوم ہو جاویگا کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوائے ویدوں کے خارج عالم میں نہیں ہے۔ جب قبول کیا ... وید ایشر کا علم ہے ... ایشر انادی ہے اور اُسکا علم بھی انادی یعنی ازلی ہونا چاہئے۔ پس ویدوں کا انادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے۔ دنیا کی ابتدا میں ایشور نے۔ اگنی۔ وایو۔ آدت۔ انگرا ان چار رشیوں کے دل میں اُپدیش کیا کیونکہ ان چاروں کے عمل سابقہ عالم کے ایسی ہی تھے کہ ان پر یہی وید نازل کئے جاتے ہیں۔ ان چاروں سے برہما نے پڑھے جس کا اعتراض کنندہ آگے قائل ہے۔ مفصل حال ویدوں کے ظاہر ہونے کا سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی مصنفہ کتاب رگوید آدی بھاش بھومکا میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنا چاہئے۔ بائیبل میں ان سے ایک بات کا بھی نشان نہیں۔ پس وہ کسی طرح الہامی نہیں ہوسکتی۔

پادری صفحہ ۲۰۳۔ رگوید کے آٹھویں اشٹک میں ایک رچا ہے۔ جسے ایک راجہ نے اپنے دان پُن کی تعریف میں لکھا۔

جواب آریہ۔ اے صاحب وہ رچا کہاں پوشیدہ کر لی ہے اور کس لئے تحریر نہیں کی۔ تاکہ ماہیئت آپکے اعتراض کی ظاہر ہو جاتی کہ جادہ راستی سے کس قدر گرا ہوا ہے۔

پادری صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۵۔ وید میں اندر کی لڑائی اگنی اور سنو وغیرہ کا بیان ہے اور ایک منتر ہے جسے لسشٹ رسی نے اپنے ابلاج کرتے وقت ایک

[illegible] سے باز رکھنے کے لئے پڑھنا - اور پھر بلی دان بھیڑ - بکری - گھوڑے - گائے وغیرہ کا لکھا ہے اور زیادہ ادتاروں کا بھی ذکر ہے - جیسے کہتے ہیں - کہ [illegible] نہیں ہوا -

جواب آریہ - افسوس کہ کوئی آیت وید مقدس کی صحیح نہیں دی اور جن کو بات وید سمجھ کر نقل کیا ہے وہ رگ - یجر - سام - اتھرو ان چاروں ویدوں میں تو بالکل نہیں ہیں - معترض کو کسی خود غرض خیالی شدہ برہمن نے دھوکہ دیا ہے جو ویدوں سے تعلق نہیں رکھتا - اور رام تاپنی اور گوپال تاپنی وغیرہ کتابوں کی عبارات لکھ کر اس کو سام وید کی رچا لکھا ہے اور کرشن جیو کی پیدائش ظاہر کی ہے وہ بھی دروغ بے فروغ ہے کیونکہ وید مقدس میں اس کا بالکل سراغ نہیں ہے اور کوئی قصہ کہانی یا انسانی واقعات پاک ویدوں میں نہیں ہے - کسی خاص گروہ یا قوم یا انسان سے بھی اسی واسطے وید مخاطب نہیں - اور انسانی شخصوں کی اسی واسطے ضرورت بیان نہیں کرتا ہے ❊

پادری صاحب صفحہ ۲۱۰ سے لیکر ۲۳۰ تک جو آجکل کے برہمنوں کی خود غرضیاں ظاہر کی ہیں - وہ درحقیقت اسی قابل ہیں - کیونکہ یہ سب باتیں اپنی بڑائی کی پوتھیوں میں انہوں نے ڈال دی ہیں - تاکہ ہماری عزت رہے - مگر اصل میں وید مقدس و شاستر شبرک کے برخلاف ہیں چنانچہ اس سے بڑا گننا زیادہ ممبران آریہ سماج ان کی تردید کرتے رہتے ہیں - اور صفحہ ۲۳۰ سے ۲۴۲ تک جو تیرتھ تپسیا - بت پرستی کی بابت لکھا ہے وہ بھی بیشک تھوڑے عرصہ سے [illegible] مہاراجوں نے خود کاشتی طبعزاد شلوک بنا کر بطور جعلی انجیلوں کے جاری کر دیئے تھے جن کو بعد پڑتال کامل کے سوامی دیانند جیو مہاراج نے منسوخ کر دیا صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک بار بار جنم پر قدرے لکھا ہے - مگر کوئی دلیل کامل نہیں ہوتی - کیونکہ جب یہ اصول معقولیت اور فلسفی دعوے سے بھرا ہوا ہے - مگر یہ ظاہر ہے کہ معترض عدل الٰہی سے بھی منکر ہے اس امر کا مفصل مباحثہ جو مابین سوامی دیانند سرستی جیو مہاراج و پادری سکاٹ صاحب بمقام بریلی ہوا تھا دیکھنے کے لائق ہے (اور وہ ست است بیپک کے نام سے چھپا ہوا علیحدہ فروخت ہوتا ہے) ❊

پادری - صفحہ ۲۴۹ - راماین جس کا ذکر پوران میں لکھا ہے [illegible] میں رچا تھا -

جواب آریہ - آپنے یہ ایک غلطی پورانوں کی نکالی ممبران آریہ سماج ہزاروں لگاتار غلطیاں پورانوں کی خود نکالتے ہیں پس تمام پوران کسی طرح قابل پرمان نہیں ہیں -

پادری - اگر وید میں یہ رچا درج ہے -

ममा ने योग आभुवन स [illegible]
[illegible] : ॥

ترجمہ [illegible] ہمیں بڑے لوگوں میں ملا اور ہمیں دستری اور گیان [illegible] کے واسطے [illegible] اسی صفحہ کے حاشیہ پر بائیبل کی یہ آیت لکھی ہے [illegible] آسمان پر ہے [illegible] زمین پر بھی ہو ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے تقصیر داروں کو معاف کرتے ہیں -

جواب آریہ - دیکھئے اس جگہ کیسی چالاکی ہے [illegible]

بنایا اور پہلا حصہ چھوڑ دیا - دوسرا لکھا پھر جتنا لکھا اس کا بھی ترجمہ کیا - ذرا اعتراض کی حقیقت دیکھئے ہمارا منتر دعا کا نہیں فقط خدا کی صفت [illegible] بائیبل میں ہے جس کو اول درجہ کی دعا [illegible] ایک بناپ [illegible] ترجمہ منتر کا یہ ہے ❊

"[illegible] پاک [illegible] اور ان کے دل کو روشن کرتا [illegible] اور وہ لوگ کل [illegible] ہیں [illegible] اے خدا جو تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہیں [illegible] تو ان کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے - دولت اور عزت دیتا ہے و علوم سے ماہر ہوتے ہیں" - اب بائیبل کی دعا کی طرف دیکھئے جس پر کہ خدا فخر ہے یعنی "اے باپ جو آسمان پر ہے" مقام غور ہے کیا اس کو محدود نہیں کیا - کیا خدا آسمان پر ہی رہتا ہے - کیا حاضر اور ناظر [illegible] کل [illegible] (تیرے نام کی تقدیس ہو) تو پھر کیا اس کا نام غیر مقدس [illegible] (تیری بادشاہت آوے) کیا زمین پر آگے شیطان کی بادشاہت - خدا کی آوے - افسوس بائیبل کے بنانے والے کو یہ عام بات بھی [illegible] کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - "تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے [illegible]" اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آسمان ایک ملک ہے اور وہاں [illegible] ہے اور وہاں رہنے والوں کی خواہش پورے طور سے پوری [illegible] آفرین ہے اعلم ہیئت کے جاننے والو زمین پر خدا کی مرضی کے [illegible] ہوتا اور یہ کیونکر خدا کی صورت پر جو انسان بنایا گیا - زمین [illegible] وہ خدائی بنا [illegible]

ہوگا اگر آنے د [illegible] ... [illegible] دیا
روز کی روٹی آج [illegible] ... [illegible] دما
اعضا [illegible] بدنی ہم کو رو [illegible] ... [illegible] کھا کر
ہیں اس سے یہ مطلب [illegible] ... [illegible] ضائے
ہے اور روز کی روٹی ہم کو [illegible] ... [illegible] دشمنی دا
روٹیوں کا مانگنا مقابلہ [illegible] ... [illegible] ماہوں
جیسے ہم اپنے تقصیر دا [illegible] ... [illegible] عادل

گناہ معاف کر دیگا کیا جو تقصیر وار کو معاف کرے وہ اسبات سکتا ہے کہ خدا اس کے گناہ معاف کرے کیا اس فقرے سے گنا ترغیب نہیں ملتی - افسوس بائیبل کی دعا ہے جس کو بڑے ناز نے تحریر کیا ہے - ہ

بریں عقل و دانش بباید گریست

ناظرین خود انصاف فرما دیں کہ کس کی تعلیم دل و دماغ کو [illegible] والی ہے اور کسکی بیکار - کون دولت عزت دینے والی اور کون چا[illegible] میں گرانیوالی ہے - کون خدا کے جملہ اوصاف کو صاف اور [illegible] بیان کرتی ہے اور کسکی ادھوری بلکہ خدا کو خدائی اوصاف سے [illegible] کرتی ہے افسوس صد ہزار افسوس ❊

پادری صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸ - ہندؤں کے دیوتا اور رشی چلچلن اچھے نہیں تھے - اندر - رام - کرشن - سورج - چندرما [illegible] - ورن - بھیم - بیاس - وغیرہ [illegible] نے چوری کی اور زنا بھی کیا -

آریہ۔ اے صاحب ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم نہیں ہو سکتا۔
…نے کسی معتبر کتاب کی شہادت نہیں دی۔ اور بھاگوت وغیرہ
…پ ہی صفحہ ۲۰۹ میں تواریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ …کے
…ہیں پھر ان کو معتبر سمجھکر اعتراض کرنا لاحاصل ہے۔ لو ہم بائبل
آپ خدا کی کلام مانتے ہو خدا کے عزیز نبیوں کا چال چلن دکھاتے ہیں
دم اس نے خدا کی نافرمانی کی لعنتی ہوکر باغ عدن سے نکالا گیا اور …
…ین لعنتی ہوئی۔ پیدائش باب ۳:۔
آدم کے بیٹے قائن نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا اور خدا کے ساتھ جھو…
…باب ۴:۔
نوح نے اپنے رشتہ داروں کو کشتی پر چڑھنے نہ دیا اور سب کو مروا دیا۔
…شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی پیدائش باب ۱۰:۔
… ابرام نے اپنی بہن سے شادی کی اور برابر جورو کو بہن کہتا رہا۔ اور …
…ا وغیرہ ایضاً باب ۲۰۔ اسکی خدا سے خوب تمسخر آمیز باتیں ہوئیں

…شراب پی کر اپنی دونوں دختروں سے زنا کیا اور اپنی دختریں
…تھا۔ ایضاً باب ۱۹:۔
…اس نے بھی اپنی جورو کو بہن کہا پیدائش باب ۲۶۔ اس
…کتنی اپنے بڑے بیٹے کا حق چھوٹے کو دے دیا۔
…نے اپنے باپ کو دھوکھا و فریب دیکر پیغمبری حاصل کی اور
…ہتا رہا عورت کے عشق میں چار برس
…نے سکم سے زنا کیا ایضاً باب ۳۴:۔
…حرم بیٹے والدہ سے زنا کیا ایضاً باب ۳۵۔
…پسر کی جورو سے زنا کیا۔ جس کا نام تمر تھا۔

… بھائیوں کو فریب دیا۔ ایضاً باب ۴۳۔
دوازدہ … بیٹے دہارون موسےٰ نے اول ایک مصری بے گناہ کو
…لو بائیبل میں تمام دنیا سے حلیم کہتے ہیں اور یہ بڑی بڑی خونریزیاں
…کے حکم سے ننھے ننھے بچے اور شیر خوار عورتیں بھیڑ۔ بکری اونٹ
…ہوئے اور اپنی فوج کو زنا کے واسطے رغبت دی۔ خروج و گنتی
…ایک … نے کا بچھڑا معبود بنایا اور پھر انکاری ہوگیا۔ خروج گنتی۔
… داؤد نبی نے اوریا کی جورو پر عاشق ہوکر اوریا کو قتل کروایا اور
…زنا کیا اس کو خدا نے کہا کہ اوریا کے جرم میں تیری جورو تیرے ہمسایہ
…ور وہ تیرے سامنے اس سے ہمبستر ہوگا۔ صموئیل باب ۱۱۔
… افنون نے اپنی ہمشیرہ سے زنا کیا بالجبر:۔
… سلیمان اس نے خدا کی نافرمانی کی بت پرستی بھی کرتا رہا اور …
…تھا۔

…ت جیسے اسکی ماں کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی۔ اور
…حاملہ پائی گئی یوسف نے نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے۔
…کے فتوے دیئے اور کہا میں تلوار چلانے آیا ہوں ایک
…قیمت کے چورایا اخیر میں نہایت سوگواری سے پھانسی پائی

اور اسکے شاگرد بھی دروغ گو اور بدچلن اور شرارتی تھے چنانچہ ایک …
تیس روپیہ کے لالچ سے حضرت کو پکڑا دیا مشتے نمونہ از خروارے۔
کیا پادری صاحب چلو پھر پانی میں غوطہ لگاکر متی کی انجیل باب ۲۶ سے ۲۸ تک
… کی بابت درج ہے صداقت کی نگاہ سے دوبارہ مطالعہ میں لا…
آپ کو بہت کچھ دال میں کالا نظر آوے گا۔ کیونکہ اسکی یادگاری ہمیشہ …
ساتھ رہے گی۔

پادری۔ صفحہ ۲۷۸ میں کہتا ہے کہ "وید میں مورتی پوجا نہیں ہے" اور پھر
معترض صفحہ ۲۸۲ میں لکھتا ہے۔ کہ "وید میں پرمیشور کی تعریف اس
طرح پر کیگئی ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے چلتا پکڑتا۔ اور بن آنکھ کے دیکھتا۔
اور بغیر کان کے سنتا۔ وہ سب کچھ جانتا پر اسے کوئی نہیں جانتا۔ مہاپرش
اسی کو کہتے ہیں۔ باوجود اس عمدہ بیان کے پھر بھی معترض کہتا ہے کہ خدا شناسی
جو مذہب کی بیخ و بنیاد ہے۔ اسکی بابت ہندؤں میں تذبذب اور گڑبڑ ہے۔

نتیجہ اعتراضات تحقیق دین حق

پادری صاحب کے اعتراض عموماً پرانوں پر ہیں۔ وید مقدس پر بہت کم ہیں
اور جو ہیں وہ بھی خودغرضوں کا دھوکا دیا ہوا ہے کیونکہ جو شلوک وغیرہ لکھے
ہیں وہ وید مقدس میں بالکل نہیں پائے جاتے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ رام
کرشن وغیرہ جو بزرگ انسان تھے اُن کو ہمارا پرمیشور جان کر اُن پر نکتہ چینی
کی ہے جو بالکل بیفائدہ اور عبث ہے کیونکہ کوئی آریہ اُن کو پرمیشور نہیں جانتا
اور نہ وید مقدس اور شاستر متبرک انکی شہادت دیتے ہیں اور پُران قابل پرمان
نہیں ہیں۔ پس نتیجہ یہی ہے کہ پادری صاحب کے کل اعتراض بے سود ہیں۔
اور ان سے حاصل ہونا مقصود کا مفقود ہے۔

خاتمہ

اے ناظرین کتاب دیکھئے کہ کلام الٰہی کون ہے۔ آیا انجیل یا وید اور کس
کی تعلیم میں عمدگی زیادہ ہے کون خدا عادل کا انصاف و بزرگی و سرب شکتی
ماننا کو قائم کرتا ہے اور کون اسے دھبا لگاتا ہے۔ عقل انسانی کو کس کی تعلیم
لطف دینے والی ہے اور کون چاہ جہالت میں گرانے والی۔ ودیا اور ست
کی کان کون ہے جہل کذب کے طوفان کس میں ہیں۔

بیت

خوش بود گر محک تجربہ آید میاں ⁂ تا سیہ روے شود ہر کہ در وغش باشد

اس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کو بغیر ودیا کے ناقص
کی دلدل سے نکلنا محال ہے اور انسان کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے
پایا جاتا ہے کہ بغیر الہام یا کلام الٰہی کے وہ کسی طرح ترقی کی سیڑھی تک نہیں
پہنچ سکتا اور تو درکنار روزمرہ کی بول چال میں بھی بغیر تعلیم کے عاجز ہیں جس
سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی خصوصاً مدد کا محتاج ہے۔ ہمارے …
ابتدا سے کام کرنے کے لئے بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر … …

، مایسکار عصر ، وقتا ' ' ' ' ا جو نکہ ابتدا میں ناوانی کی حالت میں تھا اور ہوتا
' ناوانی رکھ ، و اور اپنا گیان جا بیکو ایک عالم سے آگاہ کرنے کو
ا ، سرشٹ ، ، ما واجب ہے - پرماتما میں نیا کاری استر یامی سرب سکتمان
، ' ' ، ما فظ عالم وعالمیاں وغیرہ اوصاف کا بھی ہمیشہ سے
، ' ' ورا ہے ' ور ، ہ کو درجہ معطلی پر پہنچ جاتی ہیں - پس ثابت ہے کہ کلام
لہام کا عالمد ، سے پاک اور ابتدائے عالم سے ہونا ضروری ہے - اس
دیکھا چاہیئے کہ ' ، ل موجودہ کتابوں سے پرانی کون ہیں آیا انجیل شریف
یا توریت شریف ، ، ر زبور شریف یا وید مقدس اس بات سے کہ انجیل متی اور لوقا
سے اور زبور ، ، سے توریت موسیٰ سے پہلے نہیں تھی - کسی شخص کو انکار نہیں
ہے پس ، ، ، ، ر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتابیں قدیم سے نہیں ہیں صرف ما
ولائل - ' ' ت ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں رگ وید یجر وید - سام وید -
اتھروید ، ' ' پہلے کی کوئی کتاب نہیں ہے اور اکثر یورپین محققوں وغیر
متعصب ، ، ے گواہی بھی دی ہے اسے مختصراً وید مقدس کی تعلیم کا اظہار
کر ' ' ' ' ، ' ' ' ' ۔

، ، ، رگوید اس میں پرماتما اور جیو اور سرشٹی وویا اور گن کرم اور کل اشیائے
عالم کا حال درج ہے -

دوئم - یجروید اس میں انسانی فرائض کا ذکر کر کے مختلف وو یاؤں کی ترقی
کا طریقہ بتلایا ہے اور پرماتما کے گیان دھیان کی بھی ہدایت ہے جس سے
انتشکرن شدھ ہوتا ہے -

سوئم - سام وید میں علوم روحانی اور یوگ وغیرہ -

چہارم - اتھروید اسمیں سب ست وویا اور گیان وعبادت پرماتما کی جو تینوں
ویدوں میں ہے تشریح اور تفصیل ہے - یہ ہر چہار وید مقدس سرشٹی کے آدمیں
بذریعہ الہام سری اگنی - وایو - آدت - اور انگرا جیو مہاتماؤں کو پرماتما نے دیئے
تھے تا کہ وہ اُن کے مطالعہ اور اُپدیش سے واقف ہو کر کامل ہوویں - ہر چہار
وید مقدس میں کوئی داستان کوئی کہانی کوئی قصہ کوئی واقعات کسی قوم کسی
گروہ کی نہیں ہے - اب بائیبل شریف کو دیکھئے -

اوّل - آدم کے گناہ کرنے سے اسکی اولاد کے گنہگار ہونے کا قصہ ابراہیم اور
سرہ و حاجرہ کا قصہ نوح کے طوفان اور اسکی شراب نوشی کا قصہ یعقوب اور
خدا کا کشتی یوسف اور اُس کے بھائیوں کا قصہ - موسیٰ اور اُسکے جلا وطن
و قتل عام کے فتوے لوط اور اس کے بیٹیوں کا قصہ داؤد اور اوریا کی جورو کا
مارا جانا - سلیمان کا قصہ - متی کا قصہ - لوقا کا قصہ - مرقس کا قصہ - یوحنا کا
قصہ - ذکریا اور اسکے گھر بی بی مریم کے جانے کا قصہ - کنواری مریم سے عیسیٰ
مسیح کے پیدا ہونے کا قصہ - عیسیٰ مسیح کے بھاگ جانے کا قصہ اور اُس کے
بھوت پریت نکالنے کا قصہ - اور اُس کے صلیب پر چڑھانے کا قصہ وغیرہ وغیرہ
مختصراً عرض کیا گیا ہے - اس مقابلہ کے بعد ہر ایک منصف مزاج شخص را
دے سکتا ہے کہ کون کتاب الہامی ہے اور یوں منصفہ جامی و نظامی کہاں کہئے
تعلیم والیشور کرت تسک اور کہاں لوط اور داؤد کی داستانیں

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

انجیل خدا کے عدل اور انصاف کو بٹہ لگاتی ہے ہمارے مہربان بھائی منصف
تطبیب وحستابیج فرماتے ہیں - کہ عدل کے معنے ترازو کے ہیں عادل پرماتما

گنہگاروں کو اُسی قدر سزا دیگا جسقدر واجب ہے اور نیکوکاروں کو اُسی
سزا دیگا جس کے وہ مستحق ہیں - کم و زیادہ ہرگز نہ ہوگا مگر انجیل اس
کے برخلاف ہے وہ کہتی ہے کہ جو کوئی عیسےٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا مانے گا
اُس کی ہی نجات ہوگی باقی سب جہنم میں ڈالے جاوینگے ۔

سراسر غلط ہے کہاں عدل خدائی کہاں یہ لایعنی کارروائی -
میرے بھائی نے فرمایا ہے میں اُس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں
مگر صرف ایک بات - چونکہ اب نے کل اختیار بیٹے کو سونپ دیا ہے -
درست ہووے - وید مقدس میں حکم ہے ۔

।त्यभूतानि परात्यलोका न परी ससवां प्रदिशोदि श
॥

تب جو اخلاق کا جزو اعظم ہے - اُس کی تاکید فرما کر پرماتما حکم دیتے
کہ بلا تمیز ذات ظاہری کے اے بنی نوع انسان اپنے رشتہ دار
و اقعوں شہر والوں سے مختلف ملکوں میں جا کر محبت و پریتی کرو
میں حکم ہے ۔

दे॰ षि तृदेवो भव आचार्य देवो भव ऽति
दे॰ ॥

اے انسان تو مائی باپ بزرگوں اچھیا گنوں عالموں کو ۱۱
ان کا ادب کر - پھر وید مقدس میں لکھا ہے
اے سرب جگت کے پرکاشک انتر کمار
کچھ باہر نہیں ہے تیرے پیدا کردہ انتر گر
کرتے ہیں - تو سرب - الشور - ست ۵
تیرے ہی سے سب کو پرکاش ملتا ہے تو انو روڈیا
نہیں بدلے - سرا لشو رح اور جلال سب ہے ورنہ
آدھار ہے - سرب گیاتا ہے - تو آتما کا بھی آتما سے
ہے - ہم تیری بھی بھگتی کریں اور رگوید سکت ۲ ۶ ر (۱۰) پرماتما
اور سرب شکتی ماننا ویدوں میں اس خوبی سے موجود ہے کہ جس بڑ
ہی محال ہے - اور سب کتابیں اس معاملہ میں ویدوں کی خوشہ چیں
گایتری کا مقدس منتر ویدوں میں پرماتما کی توحید کا ایک اعلےٰ نمو
اس ایک ہی منتر میں نو نام برہم کے نہایت واضح طور پر توحید کیط
دینے والے موجود ہیں - انسانی کتابوں میں اس خوبی کا ہونا ایک نا
صفحہ دہر میں جس قدر کتابیں ہیں وید سب سے پرانی کتاب ہے اور انجیل
سب اس کے بعد کے ہیں پس ان کا ویدک خوشہ چیں ہونا کچھ تعجب
نہیں ہے - بلکہ ہر طرح واجب التسلیم ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ
کہ ان باتوں میں کوئی ان سے لی ہو پس وید ہی الہامی کتاب ہے
ہی صداقت کا چشمہ ہے - وید ہی سچا گیان ہے اور وید ہی دھیان کا
ہے اس سے زیادہ کیا لکھوں کیونکہ وید کے معنے ہی گیان کے ہیں ا
کے معنے کتاب کے ہیں - سب صاحبوں کو جو راستی اور صداقت کے با
طالب ہیں اُنکو واجب ہے کہ غلام مسیح - عبد المسیح عیسےٰ بخش مسیح دا
سے چھوٹ کر ارجن - دریودھن - بیاس جنگ - سکھدیو بھیشم کو تم

کیونکہ -

بیت

عیش و دنیا و ُدوں دمے چند است ۔ آخرش کار با خداوند است

پادریوں کی سفید رنگت پر مت بھولئے

بیت

سنگیں دل است ہر کہ بظاہر ملایم است ۔ پنہاں درون سبحہ سبہ دانہ را

آریہ سماج کے مقدس اصول بھی انند کے دلانے والے راستے کیطرف لیجانے والے عقل و علم کے بڑھانیوالے ہیں ۔ تعصب کو بالائے طاق رکھکر غور سے پڑھنا چاہیئے ۔ پرماتما سب کو اندھکار سے بچا کر سناتن دھرم کی روشنی میں لائے ۔

غزل اوّل

ذرا دیکھو بچارو دلمیں میری بات کو پیارے ۔ کہ اک جگدیش ہے سبکا اُسی کے بندے ہیں سارے
خدا مالک ہے سبکا عادل ۔ وہ انتریامی جانتے ہے سبھوں کے ما بین سارے
سفارش نہ وہاں ہیں چلتی ۔ سفارش اور رشوت کے سبھی حیلے ما کا تیرے
جو مرد رشوت لیوے کرتا تھا میرا ۔ خدا پھانسی میں لا حیرت کی جا ہے سرم کے مارے
نجات دائمی چاہے ۔ تعاشکل ہے پاتے ہیں جہاں میں ایسے دھکار
عیب جا دو و کامل ۔ جو مرض جہل کو کاٹے ہٹادے روح کے دُکھ سارے
عوض تقصیر خالد کے ملے گر زید کو پھانسی ۔ سرپہ ظلم ہے دھوکا بھی ہے حیلہ اور حیارے
جو غیر از نیک کرم ہے نجے مینگا مکت کا طالب ۔ بھٹکتا رہیگا ناداں نہیں پاویگا سکھ بارے
صداقت معرفت اور قدامت اور وحدت بھی ۔ مقدس وید رکھتے ہیں گواہ الہام کے چارے
نہیں ہے بائبل میں یک بھی ان چار کے کامل ۔ نکالیں پھر کہاں سے خادمان دیں بیچارے
یقیں اے نر یقیں ہے علم ایزدی الہام ربانی ۔ مقدس وید ہے اسکو بڑھو تب ہوئنگے نسارے

غزل دیگر

اتارہ دھرم کا بجا ہے آئے جسکا جی چاہے ۔ صداقت ویدِ اقدس آزمائے جسکا جی چاہے
بنادی جگت میں دو کہ اک جگدیش ہے سبکا ۔ بغیر اُسکے بتوں کو سر جھکائے جسکا جی چاہے
نہیں ہے سالک ایسا پوتا جگت کرتا کا ۔ کلنک اس قسم کے جھوٹے لگائے جسکا جی چاہے
سفارش اور رشوت ... کی وہ نہیں سُنتا ۔ تہمت الزام رشوت کے لگائے جسکا جی چاہے
نہیں بیت المقدس میں نہ کعبہ ہے مکان اُسکا ۔ محیط کل کو محدود ی ٹھیرائے جسکا جی چاہے
نہیں وہ کا ... پتھر آہن و سیم و زر وہ گوہر ۔ ہزاروں بتکدہ میں بت بنائے جسکا جی چاہے
نہیں ایسا کرتا تھا ۔ حق نے کی مددگاری ۔ تو پھر خاطر بہ اُسکے جان گنوائے جسکا جی چاہے
... وید کے ... شک نہیں ہے ماننے لائق ۔ پڑانے سست ہے اور سچے دکھائے جسکا جی چاہے
... و جان ... کرو ست دھیان پڑھو یہ مقدس کو ۔ ہمیں سے پورے دہن کو بچائے جسکا جی چاہے

نہیں ہے سترادھ مردوں کا الکھا وید مقدس ہیں ۔ یہ ہنڈی جعل کی جھوٹی جلائے جسکا جی چاہے
صدق دل سے کرو بھگتی پربھو کی وید کے دوارے
وگرنہ سرمساری کو اوٹھائے جسکا جی چاہے

نجات کی اصلی تعریف

شرائط مباحثہ

(۱) فریقین تہذیب اور اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرینگے ۔
(۲) مباحثہ تحریری ہوگا ۔ سوال و جواب کے لئے فریقین سات سات منٹ لوینگے ۔
(۳) منتظم جلسہ ہذا سردار ٹھاکر سنگھ صاحب ہونگے ۔
(۴) مباحثہ ۱۲ بجے دوپہر سے دو بجے شام تک ہوگا ۔

مباحثہ

سید غلام قادر شاہ ۔ لفظ نجات کے معنے اور تعریف بیان ہو ۔ اور اُس کی ضرورت بھی ۔

پنڈت لیکھرام ۔ نجات چونکہ عربی زبان کا لفظ ہے اسواسطے اس کے وہ معنے ہمارے خیال میں آریہ دھرم کے انکول ٹھیک نہیں ۔ آریہ دھرم میں اس کے لئے موکھش لفظ ہے جسکے معنے دُکھ سے چھوٹنا اور سکھ کی پراپتی ہے چونکہ ہر انسان دنیا میں آکر کچھ کرم کرتا ہے ۔ اور وہ کرم یا بد یا نیک ہوتے ہیں اور نیک کرم بھی بعضے دنیاوی اور بعضے پرماتھک جو دنیوی ہوتے ہیں ۔ اُنکا پھل شاریرک اور دیوہارِک ہیں ۔ اُنکا پھل روحانی ہونا چاہیئے ۔ اسواسطے ہر انسان کے دلمیں یہ قدرتی خواہش ہے کہ میں دُکھ سے چھوٹ کر سُکھ کو پراپت ہوں ۔ اسواسطے سچے گیان و بدوں کے ذریعہ سے نجات کا راستہ بتلایا گیا ہے ۔ جسطرح ہماری بھوک کے رفع کرنے کے لئے اَن اور آنکھوں کے نور کے لئے آفتاب ضروری ہے ۔ اس طرح آتمک بھوکھ کی تورپتی کے لئے موکھش آنند بدا کیا ہے ۔ اور وہ شاریرک اندریوں کا آنند نہیں ۔ وہ ستری پُتر وغیرہ کے آنند سے اور ہے ۔ کیونکہ وہ صرف روحانی آنند ہے ۔ اور یہی اِسکی ضرورت ہے ۔

سید غلام قادر شاہ ۔ پنڈت صاحب کے جواب میں یہ معلوم ہوا ہے کہ عمل نیک و بد ہر انسان کے اختیار میں ہے ۔ تو کیا نجات بھی ہر ایک انسان کے اختیار میں ہے یا نہیں ۔

پنڈت لیکھرام ۔ بے شک عمل بد یا نیک انسان کرتا ہے اور وہ اس کے اختیار میں ہے اور یہی سبب ہے ۔ کہ وہ انکا جوابدہ ہے ۔ ورنہ کرے زید اور مارا جائے عمرو ۔ یہ تمام قانون عدالت کے خلاف ہے ۔ مار روٹی کھائے مگر اور بھوکھ خالد کی دور ہو ۔ یہ بھی ناممکن ہے ۔ اور اسی لئے ہر ایک انسان کو اپنے ہی کرموں کا فائدہ ہونا پڑتا ہے ۔ چونکہ نجات یا دُکھ ہمارے ہی کرموں کا پھل ہے اور ہمیں ہی ملنا ہے ۔ اور چونکہ خدا عادل ہے ۔ اور عادل کے معنے

یہی ہیں کہ کرموں کے مطابق پھل دیوے - اس لئے نجات کا حصول کرنا ایشور کی آگیا کو مانتے ہوئے ایشور کے بنائے ہوئے حکموں کے جو تمام دنیا میں عالمگیر ہیں - اور جن پر شروع دنیا سے آج تک اور آج سے مہا پرلے تک ہر ایک غیر متعصب کی روح (ضمیر) ساکھشی ہے - اس لئے نجات وہ پھل ہے - جو انسان کے شبھ کرموں کے بعد گیان کی پراپتی ہوکر ایشور اُسے عنایت کرتا ہے - وہ بغیر کرموں کے نہیں ہے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی نظیر نہیں کہ کسی انسان کو کوئی بدلا بغیر کرموں کے ملا ہو - ہر انسان وہی کاٹتا ہے - جو بوتا ہے - جو نہیں بوتا وہ ہرگز نہیں کاٹیگا - ؎ ہر آنچہ تخم بدی کاشت ... الخ شاستر کا واک ہے - ؎ کرو تیو بہ کرمانی . . . الخ یعنے جب تک تم زندہ رہو - شبھ کرموں کو کرو - کیونکہ آدشیہ میو . . . الخ ضرور ہے - اپنے کرموں کا پھل خواہ اچھے ہوں - خواہ بُرے بھوگنا پڑیگا - اور ممکن نہیں کہ ہمارے کرموں کا پھل نہ ملے -

ہم روزمرّہ دیکھتے ہیں - کہ ہمارے ہر ایک فعل ہمیں سُکھ یا دُکھ دینے والے ہوتے ہیں - عرب کا ایک مشہور ہدایت کنندہ کہتا ہے - ؎ الدنیا مزرعۃ . . الخ دنیا آخرت کی کھیتی ہے - انجیل میں خداوند یسوع بھی فرماتا ہے تم دھوکوں میں نہ رہو - خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا - جو ہر ایک بوئیگا وہ کاٹیگا - میں الفا و میگا ہوں میں آؤنگا - تاکہ ہر ایک کو موافق اعمال پھل دوں - پھر اُن لوگوں کو جو کہ لفظی ایمان رکھتے ہیں عمل نہیں کرتے - جن کے چال چلن احکام خدا کے مطابق اچھے نہیں - جنہوں نے اچھے کرم نہیں کئے اُن کے لئے خداوند یسوع فرماتا ہے - نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے - خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگا - بلکہ وہ جو خداوند کے حکموں کی تعمیل کرے -

سید غلام قادر شاہ - پنڈت صاحب نے فرمایا کہ نجات انسان کے اختیار میں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ فعل بد ایک ایسا فعل ہے کہ جسکا نتیجہ کوئی انسان اپنی قدرت سے زائل یا جدا نہیں کر سکتا ہے - اور اگر پنڈت صاحب کے خیال کے مطابق انسان میں یہ قدرت ہے - کہ اپنے بُرے فعل کا نتیجہ اپنے سے دور کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اُس ایسے ایک قادر مطلق کو مانا جاوے اور دوسری بات - پنڈت صاحب نے یہ فرمایا کہ نجات یا دُکھ کرموں کے پھل ہیں - تو جب نجات اور دُکھ کرموں کے پھل ہیں - تو کرم یا قدرت کرم یہ کاہیکا پھل ہے - کیونکہ آریہ دھرم کے مطابق یہ شریر یا یہ کرم روح کے ساتھ ہی نہ پیدا ہوئے ہیں - اور نہ مثل روح کے انادی ہیں تو جب کہ یہ انادی نہیں ہیں - یعنی یہ شریر یا کرم - تو پھر اُن کے کرنے کی قدرت روح کو کس کرم کے سبب سے پراپت ہوتی ہے -

پنڈت لیکھرام - جس طرح فعل بد کرنے کے بعد کوئی انسان اُس کی سزا سے بچ نہیں سکتا - اور علیٰ ہذا القیاس - نیک تو پھر فعل بد کا کرنے والا سوائے انسان کے کوئی نہیں ہو سکتا - اور چونکہ روح چیتن ہے - اور چونکہ روح مدرک بالذات ہے اور متصرف بالآلات ہے تو کرم کا کرنا چیتن کا گُن ہے جب تک چیتن چیتن ہے - وہ جسوقت چاہے کرم کر سکتا ہے - اور جبکہ شریر روح نکلنے کے بعد کچھ بھی نہیں کر سکتا - تو بالکل صحیح بات ہے کہ بد یا نیک انسان کے اپنے فعل ہیں - کسی اور طاقت کی ترغیب سے نہیں - اور اگر بد انسان کا فعل نہیں شیطان کا ہے تو نیک بھی انسان کا فعل نہیں ہوگا - خدا کا ہوگا اس صورت انسان نہ نیک کرتا ہے - نہ بد - دونوں سے چھٹکارا ہوا - اور سزا جزا نہ کوئی چیز رہی - اور نہ کوئی اسکا بھوگنے والا اور اگر بفرض محال کوئی بھوگنے والا ہے - تو بد کا بھوگنے والا شیطان اور نیک کا بھوگنے والا رحمان ہوا - اور چونکہ یہ دونوں مسئلے جہاں تک میری ذاتی واقفیت ہے - فریقین سے کوئی نہیں مانتا - اسلئے باطل ہیں - مجھ سے پوچھا گیا ہے - کہ نجات اور دُکھ اگر کرموں کے پھل ہیں - تو کرم یا قدرت کرم کا پھل ہے - اسکا جواب یہ ہے - کہ کرم پھل نہیں ہے - بلکہ کرم فعل ہے - اور فعل پھل نہیں ہوا کرتا - فعل کرنے کے بعد پھل ملا کرتا ہے جس طرح بیج بونے کے بعد پھل یا جھوٹ بولنے کے بعد آتما میں خرابی یا زنا کرنے کے بعد آتشک - آتشک کے بعد زنا نہیں ہوا کرتا - بلکہ پہلے - تو اس صورت میں کرم جیو کا ایک فعل ہے اور قدرت کرم جیو کا ایک گُن ہے - جیو چونکہ کرم کرنے میں مختار یعنی آزاد ہے اسواسطے جسوقت وہ چاہے - نیک یا بد کرم کر سکتا ہے - لیکن چونکہ روح خدا نہیں چونکہ روح اپنا آپ مالک نہیں - بلکہ تمام دنیا کا مالک پار برھم پرماتما ہے تو اس صورت میں اس جگت پتی نے روح کو نجات کا راستہ بتلانے کے واسطے اپنے سچے گیان کا پرکاش کیا ہے - اور اُس سے ہم کو معلوم ہو گیا ہے - روح انادی ہے اور کرم کرنا روح کی صفت ہے - شریر [illegible] ہے - اور سنسکرت [illegible] میں اسکا نام چھتر [illegible] انادی نہیں [illegible] سے پیدا شدہ کرم کرنیکا گھر [illegible] اور شریر سے کرم کرنا یا [illegible] ہے

سید غلام قادر شاہ - یہ جو پنڈت صاحب . . . . کرتا ہے - وہ بُرائی کا نتیجہ اُٹھاتا ہے - تو فی الحقیقت یہ درست - کوئی شریر اپنی بُرائی کے نتیجہ کو از خود دور نہیں کر سکتا - تو اس نتیجہ سے آرام یا موکھش پانے کے واسطے ایک غیر کی ضرورت ایک ایسا ہونا چاہئیے کہ جو نشاپ ہو - اور جسکو نشاپ کہیں اصول کے موافق یسوع ہے - جسکے معنے ہیں گناہوں یا نقص سے . . . والا - اسیواسطے ہر ایک انسان کو موکھش کی حبیا کہ ضرورت ہے - ویسا ہی ایک موکھش داتا کی - اور پنڈت صاحب کے بیان میں یہ بھی دیکھا گیا کہ پرمیشور صرف جزا یا سزا دینے والا ہے - تو جبکہ جزا و سزا دینے والا ہے - تو ہر ایک گنہگار اپنے گناہ کے نتیجہ سے اگر کسی مکتی داتا کو نہ مانے تو کس طرح رہائی پاوے اور اگر پرمیشور میں صرف یہی گُن ہے کہ وہ نیائی ہو تو اسکی کرپالو یا صفت زائل ہو جاتی ہے - اور وہ کبھی ایک صفت کو چھوڑ کر پوری نہیں کرتا - تو ایک ایسا دھرم ہونا چاہئیے - کہ اُسکی کل صفات تو دین مسیحی میں اسکے کل صفات پورے ہوتے ہیں - اور انسان موکھش پوری ہوتی ہیں - خصوصاً اسوقت اسکے نیاءکاری اور کرپالو کرنے کی بابت ہم خداوند یسوع مسیح کے کفارے کو دیکھتے ہیں - جو اُس اپنی مرضی سے گنہگاروں کے واسطے کیا - پھر پنڈت صاحب نے یہ لکھوایا چیتن ہے اور جبکہ آتما چیتن ہے اور انادی ہے - تو پرمیشر کے ساتھ ذات کی نسبت کوئی تعلق نہیں ہے - اگر تعلق نہیں ہے تو اُس کے

دل میں بھی اُسکا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور پھر پنڈت صاحب نے لکھوایا کہ ہم جو کما ایک گن ہے۔ اگر یہ گن روح کا ذاتی ہے۔ تو روح کو کچھ ضرورت نہیں کہ پرمیشور کی دست سائل ہو اور جبکہ روح ہی صرف انادی ہے۔ اور سب کچھ اُسکا ہی پھل پنڈت صاحب کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے تو جبکو ستر رہا ہیں۔ اور جو آتما کے لئے بھاری تحتیں ہے تو یہ اسکے کس کرم کے سبب سے ہے۔ اگر مانا جاوے۔ کہ کسی کرم کے سبب ملی ہے۔ تو پنڈت صاحب دکھائیں کہ آتما انسانی بغیر شریر کے کوئی فعل کر سکتا ہے یا کر سکتی ہے۔

پنڈت لیکھرام - یہ ٹھیک ہے کہ روح بُرے فعل کرتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ وہ اُس کے نتیجہ کو دور نہیں کر سکتا۔ کرم کرنا فعل ہے۔ اسکا پھل ایشور دیتا ہے۔ اور سزا بھگتنے کے بعد نتیجہ دور ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کے ہمارے اور ایشور کے درمیان درمیانی ہونیکی ضرورت نہیں۔ بوجوہات ذیل۔ دنیا کے شروع سے آج تک کوئی آدمی زندہ نہیں۔ جسکے چال چلن کو ہم پورے طور پر جان سکیں۔ اور بغیر پورے چال چلن جانے کے کسی پر ایمان لانا دانائی سے بعید ہے۔ اور یہ کہنا کہ فلاں شخص نجات دیتا ہے۔ صرف خیال ہے جسکا آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ لیکن میں بائیبل سے ثبوت دیتا ہوں۔ کہ وہ نجات یاب نہیں تھا بلکہ گنہگار تھا۔ مسیح بے رحم تھا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ آیات ۳۴ و ۳۵ و لوقا ۱۲ - ۴۹ - ۵۱ - مسیح نے دو ہزار کے قریب سواروں کی جان برباد کی۔ متی ۹ - ۳۱ - ۳۳ - پادری کلارک صاحب اپنی تفسیر میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مسیح نے شاگردوں کو تلواروں کے خریدنے کا حکم دیا۔ اپنے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدو۔ لوقا ۲۲ ۳۶ اور جب مسیح پکڑا گیا تب اُسی تلوار سے دشمن کے ساتھ مقابلہ کیا گیا۔ لیکن جب مقابلہ میں دیکھا کہ حواریوں کی تلوار بغیر مخالفوں کا کان اڑانے کے کچھ نہ کر سکی۔ متی ۲۶ - ۴۷ - تو لاچار ہو کر مسیح خاموش رہے۔ یوحنا ۱۸ ۱۰ یوحنا کی انجیل باب ۷ میں مسیح کے جھوٹ بولنے کا بھی ذکر ہے۔ مسیح کے شرابی ہونے کا ذکر انجیل متی ۱۱ ۹ مرقس ۱۴ میں ہے۔ مسیح کا بے فائدہ بددعائیں دینا اور اُسکے شیطانی مرقس ۱۱ و ۱۲ اور متی ۲۱ و ۱۸ سے ثابت ہے۔ دیکھو انجیل کی کہانی اس پر ایک فاضل انگریز کی رائے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسائل اور بیوجہ ظلم وجہالت دیکھنا چاہو۔ تو متی اور مرقس کی انجیل کی کہانی پڑھو۔ کرشچین مت درپن صفحہ ۴۵۔

پس مسیح گنہگار تھا اور وہ نجات یاب نہیں۔ اور اُس پر ایمان لانے سے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔

سید غلام قادر شاہ - اگر پنڈت صاحب کے خیال کے موافق انسان اپنے بد فعل کے نتیجہ از خود رہائی پا سکتا ہے۔ تو اُسوقت پنڈت صاحب یہ بھی دکھا سکتے ہیں کہ ایک شخص اگر اپنی مرضی سے زہر کھا لیوے۔ اور اُسکی تاثیر خون میں سرایت کر جاوے تو وہ از خود اسکو نکال سکتا ہے۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے بلکہ وہ ضرور دوسرے کا محتاج ہوگا۔ اسی طرح ہر ایک گنہگار دوسرے کا محتاج ہے۔ جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے۔ متی ۱۰ ۳۴ و ۳۵ کا مطلب ۳۷ آیت میں لکھا ہوا ہے۔ جو پنڈت صاحب نے نہیں سمجھا۔ لوقا ۱۲ ۴۹ و ۵۱ کا مطلب فی الحقیقت یہ ہے کہ سچائی کی مخالفت ہوتی ہے۔ اور اسی مخالفت کا ہمارے خداوند نے بیان کیا ہے۔ نہ کہ مخالفت سکھائی ہے۔ متی ۹ ۳۱ و ۳۲ [illegible]

حوالہ سراسر غلط ہے۔ لوقا ۲۲ و ۳۶ پنڈت صاحب نے فرمایا۔ کہ لوقا ۲۲ و ۳۶ پر حکم دیا۔ کہ تلوار خریدو اور جب دیکھا کہ اب کام نہیں چلتا تو خاموش رہا۔

پنڈت لیکھرام - مسیح نجات یاب نہیں ہے اور جو حوالے میں نے دیئے۔ وہ سارے کے سارے بعینہ اناجیل میں موجود ہیں۔ بے شک انسان کو موکش داتا کی ضرورت ہے۔ اور وہ موکش داتا پرمیشر ہے۔ وہ کوئی کمی ضرورت۔ خواہش یا حاجت ہے جسکو خدا پورا نہیں کر سکتا۔ تاکہ انسان کو خدا کا درمیانی ماننا پڑے اور اگر کوئی انسان درمیانی ماننا پڑے۔ تو بائیبل صاف کہتی ہے۔ کہ کوئی انسان درمیانی نہیں ہو سکتا۔ ایوب ۱۵ ۱۴ - ۱۹ - ۴ - ۲۹ - ۲۵ - ۴ - زبور ۱۴۳ ۲ یوحنا ۱ ۸ - ۱۰ رومیا ۳ ۱۱ و ۱۲ امثال ۲۰ ۹ واعظ ۷ ۲۰ ان سے صاف ثابت ہے کہ عورت سے پیدا ہوا وہ صادق یا پاک یا بیگناہ نہیں ٹھیر سکتا۔ مسیح سے پوچھا گیا۔ اور مسیح نے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا مرقس ۱۰ ۱۸ میں مسیح نیک نہیں اور نجات دینے والا نہیں ہو سکتا۔ صرف پرمیشور ہی تمام دنیا کو نجات دینے والا ہے۔ اور اُسی پر ایمان لانے سے ہر ایک کی نجات ہو سکتی ہے۔ پادری فانڈر صاحب کے مباحثہ سے جو مولوی ابو رحمت کے ساتھ ہوا۔ صاف ثابت ہے کہ مسیح مرنے کے بعد تین سے زیادہ دن دوزخ میں رہا۔ تو جب مسیح خود دوزخ میں تو کسکو نجات دے سکتا ہے۔ پرمیشور کے ساتھ روح کی نسبت ہے مالک اور مملوک کے کرم کا نتیجہ ہی روح کو بھوگنا پڑتا ہے۔ ورنہ اگر یہ ہو تو خدا کا ہمارے ساتھ تعلق کیا خدا ہمارا حج ہے۔ اور ہم اُس کے بندے شریر ہیں۔ سب ہمیں پرماتما نے عطا کیا۔ لیکن کیوں ؟ ہمارے شبھ کرموں کے بدلے میں۔ اسکا رحم اور ہے۔ اور عدل اور۔ رحم اسکا دید بھیجے۔ پارس بھیجے آفتاب پیدا کرنے سے ہے۔ اور عدل اُسکا مجرموں کو سزا دینے سے آپ مجھے پوچھتے ہیں۔ کہ آتما بغیر شریر کے کوئی کرم کر سکتی ہے۔ یا نہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کرم نہیں کر سکتی۔ لیکن پھل بھوگ سکتی ہے۔ علم یوگ جسکا آج کل بگڑا نام مسمیریزم ہے۔ اس کے رو سے روح بہت سے کرم بغیر شریر کر سکتا ہے۔ اور وہ ساری باتیں شاستروں میں لکھی ہیں جسطرح زہر کے رفع کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ اُسی طرح مکتی کے لئے خدا کی ضرورت ہے۔ روح میں داخل شدہ زہر کوئی نہیں دور کر سکتا۔

سید غلام قادر شاہ - لقیہ یوحنا ۱۸ ۱۱ - پطرس کو فرمایا کہ اپنی تلوار میان کر اور دوسری جگہ لکھا ہے۔ کہ جو تلوار چلاتے ہیں۔ تلوار سے ہی مارے جاوینگے۔ یہ بطور آزمائش کہا گیا۔ کہ تلوار خریدو۔ اس کے سوائے جتنے حوالے پنڈت صاحب نے بیان کئے ہیں۔ اُن کا بیان مطلق نہیں سمجھا۔ اگر سمجھنا چاہیں تو ہم سمجھا سکتے ہیں۔ اور میزان الحق کا حوالہ جو لکھوایا۔ کہ مسیح تین دن سے زیادہ دوزخ میں رہا یہ غلط ہے۔ اور قانون قدرت جس کے کہ قائل ہیں دیکھا جاتا ہے کہ کل کام وسیلوں سے سرانجام پاتے ہیں۔ اور خدا کی خواہش یہ ہے کہ انسان ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔ تو خداوند فرماتے ہیں متی ۱۱ ۲۸ کہ جتنے گنہگار ہیں۔ میرے پاس آکر آرام پاویں۔ اور جو کچھ ہمارے خداوند کی بابت اُنہوں نے ناد رست فرمایا۔ وہ فی الحقیقت بائیبل میں نہیں ہے۔ جیسا کہ اپنے دشمنوں یہودیوں کے سامنے ہمارے خداوند نے فرمایا۔ کہ اگر تم میں سے کوئی مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے۔ تو کرے۔ پھر وے خاموش رہے اور اب پنڈت صاحب سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ نجات کسطرح شروع ہوتی ہے اور حاصل

کس طرح ہوئی ہے۔

پنڈت لیکھرام۔ آپ نے جو یہ فرمایا۔ کہ جو تلوار چلاتے ہیں۔ تلوار سے مارے جاتے ہیں۔ یہ غالباً تلوار چلانے کے لئے حکم ہے۔ اور تلواریں خریدو۔ پہلے کا حکم ہے جبکہ ہیرودیس کی پولس گرفتاری کے لئے پھرتی تھی۔ تو اسوقت پہلا حکم تھا۔ اور جب گرفتار ہو گئے۔ تو یہ اُس کے بعد کا حکم ہے۔

(۱۰) پچھلے حوالے میں سے۔ یہ۔ سارے انجیل و اناجیل میں موجود ہیں۔ میں نے خداوند کی بات کوئی بار سے نہیں کہا بلکہ جو الفاظ کہ سب بائیبل کے تھے۔ پھر کہا کہ یہ دعا سے کوئی جرم بات نہیں کیا۔ یہودیوں کی کون سی کتاب ہے۔ جسمیں یہ لکھا ہے۔ تا اگر وہ اُستاد پر ایسا اعتقاد رکھتے۔ تو اُن کی مرضی ورنہ وہ آج تک مسیح کو گنہگار مانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اس مذہب پر نہیں آتے اور یہودی کیوں۔ مانتے جبکہ انجیل کہتی ہے۔ شریعت کا باسد لعنتی ہے۔ متی ۵ ۱۷ توریت کہتی ہے۔ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے توریت ۲۱ ۲۳ حضرت پولوس فرماتے ہیں۔ چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنے والے کوئی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکے۔ اور جب مسیح ایسا تھا۔ تو اسواسطے وہ نجات کا مستحق نہیں۔ اور جب اُسکی نجات نہیں ہوئی۔ تو دیگر لوگ کس طرح نجات پاسکتے ہیں۔ اور جو لعنتی ہیں۔ اُسکے واسطے متی کہتا ہے وہ ہمیشہ کے واسطے جہنم کی آگ میں رہینگے۔

دستخط
سید غلام قادر شاہ عیسائی

دستخط
پنڈت لیکھرام آریہ

دستخط
پریذیڈنٹ بحروف انگریزی
ٹھاکر سنگھ

صداقت رگوید

پادری دفعہ ۱۔ اسلئے کہ رگوید ایک بہت پرانی کتاب دینی معروف ہے راقم (یعنے عبد اللہ آتھم) کو بھی شوق اُس کے مطالعہ کا ہوا۔ بایں نیت کہ اس میں انسان کا دُکھ اور اُس دُکھ کی دوا اور اُس دوا تک دسترس کی صورت بیان ہوئی ہے ترجمہ کی صحت پر راقم کو کوئی شک وارد ہوا۔ اسواسطے کہ کچھ آلودگی غرض یا خیال بیجا کی مترجمان میں نظر نہ آئی۔ اور مطلب اصل زبان کا اعتبار مترجمان سے بڑھکر معلوم نہ ہوسکا۔

جواب آریہ دفعہ ۱۔ بیشک رگوید مقدس دنیا کی تمام کتابوں سے بہت پرانی دینی و دنیوی کتاب ہے۔ اسواسطے سنسکرت کی اعلٰے لیاقت حاصل کر کے ہر ایک طالب حق کو اس کے مطالعہ سے فیضیاب ہونا ضروری ہے جسمیں روحانی بیماریوں اور دکھوں کا علاج کامل اور اُس علاج کے استعمال کا شناخت ہونا اُس کے دسترس کی صورت و تدبیر معقول یعنے علاج کا طریقہ بخوبی نہایت صفائی و دانائی و ملائمت سے پرماتما نے وید میں ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن [illegible] ترجمہ کی صحت اُس وقت تک نہیں ہو سکی

حتی کہ فضلائے آریہ ورت اُنکی فضیلت اور وید دانی کی گواہی۔ یورپ اور ساتھ ہی کوئی غرض دنیاوی وا سنگ نہ ہو آریہ ورت کے تمام رشیوں و علماء نے ظاہر کیا ہے کہ وید ایشور پرماتما کا گیان ہے اور کسی انسان کا تصنیف نہیں اسی واسطے وید مقدس کا نام شروتی (یعنی سنا ہوا) ہے یعنے کسی انسان سے ویدوں کے کرتا ایشور کو آشکار ہوا۔ یہ نہیں دیکھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس ابتدائے آفرینش میں پرمیشور نے جگت میں پرکاش کئے جوا[illegible] تاریخ بھی شہادت دیتی ہے۔ کہ اہل روما۔ اہل فرانس۔ اہل انگلستان وغیرہ سب کے بزرگ ایسے تھے۔ پس ویدوں کی تاریخ وہی صحیح ہے۔ جو سورج سدھانت آدمی (جو علم نجوم کی) پستکوں کے رو سے آریہ لوگ مانتے آئے ہیں۔ نہ کہ پادریوں کی تاریخ جن کا غیر قوموں کے ساتھ تعصب ظاہر ہی اُس ہے۔ جو ہر دم ہمارے بھائیوں کے ننگا کرنے کے درپے لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے انصاف کی امید رکھنا گویا چیل کے گھونسلے سے گوشت تلاش کرنا ہے مطمح النظر آلودگی غرض یا خیال۔ بلکہ وہی مترجم خود بھی مضامین وید کی نافہمی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اُسی ترجمہ کے صفحہ ۲۱ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ بیس سال کے بعد جو ہیں نے رگوید کے منتروں اور اُس کی شرحوں کے جمع کرنے اور چھاپنے میں صرف کئے ہیں۔

رگوید کے ایسے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں مگر تاہم اُن میں سے تمام منتروں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا۔ کیونکہ گو میرے پاس سائن آچاریہ کا ترجمہ اور اُسکے متعلق شرحیں لغت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں سب کچھ موجود ہیں۔ تو بھی رگوید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوتے۔ اس امر کا کہنا کہ جن کو میں بارہا کہہ چکا ہوں کچھ ضرورت نہیں کہ رگوید کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا ممکن ہے تاوقتیکہ سائن آچاریہ کا ترجمہ برہمن۔ بلکہ نروکت۔ پرہدیولی اور سوتر وغیرہ اور بہت سی سنسکرت کے علم عروض و اصول فلسفہ اور دوالوں وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائن آچاریہ کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی زبان میں مکمل ہے کہ جس میں سر اصل شرح کے سبب سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہونا ہی ناممکن ہے آج کل جو کہ یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اسقدر ترقی ہے کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل فضول بتا دینگے جنکی برائیوں اور غلطیوں سے جسقدر میں واقف ہوں اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اُن شخصوں کی ترقی کے واسطے جو کہ بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ اور اُس کے ذریعے سے وہی شخص ہمارے آباو اجداد کے خیالات کو اُن کی نسبت جنکی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے۔ اور بھی تصنیفات جو ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اب دانا لوگ خود سوچ لیں کہ جن کے ترجموں کو معترض آیت و حدیث سمجھتا ہے وہ کہاں تک درست ہونگے۔

حاشیہ معترض نے جو اسی دفعہ کے نیچے نوٹ کر کے لکھا ہے کہ الہام ایک

فعل ہے۔ حاصہ متکلم اور فعل حال ہے۔ زمانہ کے ضرور ہے کہ اسنے عامل سے مالعد ہی کسقدر رہے لہذا دعوے قدامت بمعنے حقیقی تو دربارہ رگوید کے قایم نہیں ہو سکتا"۔

تردید۔ ہم آریہ لوگ پادری صاحبان کی طرح کوئی کلام خداوند خدا کا نہیں مانتے۔ بلکہ ہم تو ویدوں کو ایشور کا گیان مانتے ہیں اور گیان صفت ہے۔ اور صفت اپنے موصوف کے ساتھ رہتی ہے اور جب سے موصوف ہے تب سے صفت اُس کے ساتھ ہے۔ مثلاً جب سے سورج ہے تب سے روشنی ہے اور جب تک سورج ہے تب تک رہیگی اور کوئی صفت فعل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے معترض کا غلط دعوے ہے کہ وید قدیم کوئی نہیں۔ سراسر فضول ٹھہرا اور وید مقدس کی قدامت بحال رہی *

پادری حاشیہ۔ مصنف آریہ ڈیفنس کا رگ میں لفظ یہوا موجود کہلاتا ہے جو توریت کا لفظ ہے *

جواب آریہ۔ پادری صاحب غیروں کی تقلید کو عین سعادت سمجھتے ہیں۔ جس سے صاف واضح ہے کہ اپنی عقل نہیں رکھتے اگر ثبوت موجود ہے تو منتر کا حوالہ دیں ورنہ بے دلیل سے انکار کرنا بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ پادری صاحب نے بہت دھوکہ کھایا *

پادری دفعہ ۲۔ دکھ انسانی رگ کی رو سے وہی منصور ہوتے ہیں کہ جن کے دفعیہ کے واسطے اُس کے راگوں کے مصنف التجا ایسی دکھلاتے ہیں۔ جیسا کہ اے معبود ہم کو دودھیلی گائیں دو۔ اور روٹیوں کے واسطے جو اور سواری کے واسطے گھوڑے اور دشمن کے مارنے کے واسطے بہت سی اور مضبوط اولاد اور قربانیوں کے واسطے مولیشی اور سوم کا رس اور کہ جنموں سے چھڑا کر عافیت کا معبودوں میں ملالو اور دعا اس دکھ کی معبودوں مندرجہ رگ کا رکھا ہی متصور ہے جو حیوانوں اور انسانوں کی قربانیوں کے چڑھانے اور سوم رس کی پوجا رچھڑکنے اور رگ کا راگ گانے سے رنجھتے ہیں اور دسترس اس دعا بر بوسیلہ اعتقاد وہمت طالبان ہی کے حاصل ہوتی ہے۔

جواب آریہ دفعہ ۲۔ معترض نے لفظ راگ بہت مزہ سے استعمال کیا ہے۔ جو لوگ علم راگ کی روحانی تاثیر کے قایل ہیں وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ پادری صاحب لعنترانیاں کے سُر الاپتے ہیں جس طرح وید مقدس فلسفہ کی کان ہے۔ اُسی طرح وحدانیت کی بھی جان ہے آپ کا ایسا تحریر کرنا کہ "اے معبود وغیرہ" صاف دلالت کرتا ہے کہ معترض علم سنسکرت سے محض ناواقف ہے۔ شائید بائبل کی اس آیت کا دھیان آگیا ہوگا "اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا"*

پیدائش باب ۲۔ گائے کا دودھ۔ روٹیاں۔ گھوڑے۔ اولاد وغیرہ پرمیشور سے مانگنا۔ کیا کسی حق پسند و عاقل کے نزدیک قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ وید ہائے مقدس میں عموماً۔ اور رگوید مقدس میں خصوصاً وحدت کی نہایت مشرح تاکید ہے جس کے مفصل حوالاجات دفعہ ۳ کے جواب میں درج ہوں گے۔ پادری صاحب نے قربانیوں کی بابت بھی کوئی حوالہ نہ دیا ہے پس قابل توجہ نہیں کیونکہ ہم نہایت صداقت و دلیری سے دعوے کرتے ہیں کہ وید ہائے مقدس میں قربانی کی بابت کہیں ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ نام و نشان درج ہے اگر معترض کے پاس کوئی منتر ایسی ہے تو پیش کرے۔ ورنہ مترجموں کی غلطی اور اپنی نافہمی

و متعصبانہ رائے کا اقرار کرنا پڑے گا۔ روحانی و جسمانی گناہوں سے بچنے کے لئے آوارگوں کی معقول سزا جو وید مقدس نے بطور علاج بیان کی ہے افسوس کہ اُس کے مطلب فہمی سے محروم رہنے کے سبب پادری صاحب کو ہر جگہ تین گلے سوجھتے ہیں بائبل کی آتشی قربانیاں اور آسمانی دیوتوں اور روح القدس کی ذہانی و سوختنی مہمانیاں علے ہذا القیاس اُسی لوح کی کہانیاں ابھی تک آپ کی یاد سے نہیں بھولیں جس کے عوض آپکے بارک حال کے رُو سے وید مقدس بھی مخلوقات کے گلے پر انجیل کی طرح چھری چلا رہا ہے۔

ار گفتہ ناصواب توبہ۔ اخلاق کی وحدانیت کی کمالیت رحم کی حقیقت غرضکہ ویدوں نے جملہ امورات کو کما ینبغی مشرح بیان کیا دیدہ بینا و گوش شنوا چاہئے۔

پادری دفعہ ۳۔ حاصل الاصول رگ کا تو تعلیم ہمہ اوست ہی معلوم ہوتی ہے کہ جسمیں عناصر و ارواح قدیم ہی تصور کئے گئے ہیں اور عدم محض سے بوجود آنا کسی کا نہیں مانا گیا۔ تاہم عملی تعلیم اُس کی یہی ہے کہ زمین و آسمان و ما فیہا کے ۳۳ دیوتے ہیں جو غالباً تثلیث کے تکرار سے بنے ہیں۔ یعنے خواص ست رج تم سے پھر ویسے ہی ۳۳ اور انجام ۳۳ کروڑ بھی بن گئے۔ جن میں خاص الخاص اگنی۔ وایو۔ اندر۔ وشنو ہیں۔ جو مظہر چار عناصر کے معلوم ہوتے ہیں۔ میکس مولر صاحب و دیانند سرستی صاحب تو سب دیوتاؤں کو صرف نام ہی واحد وجود کے ٹھیراتے ہیں۔ مگر مصنفان ویدات اور برہمن کے اُن سے کچھ کم عالم وید کے نہ تھے۔ اور قریب تر زمانہ میں ہو کر زیادہ تر لحاظ کے لائق ہیں۔ مظہریت کے سبب علامات جسمانی بھی دیوتاؤں کے ساتھ لگائے گئے ہیں مگر اُن میں بھی نکتہ مانے ہیں۔ غرضیکہ رگ کو دعوے فلاسفی اور الہام کا تو ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے تاہم لطائف شاعرانہ اور معاملات زمانہ سے وہ خالی بھی نہیں ہے اور سراسر بے حکمت اسکو ہم کہہ سکتے ہیں *

جواب آریہ دفعہ ۳۔ رگوید مقدس تعلیم ہمہ اوست کے قطعی مخالف ہے ویدوں میں عبارت کی عمدگی سے تشریح کی گئی ہے۔ فلسفہ توگ خاص اس مرحلہ کے طے کرنے کے لئے ہے جس کا آخری نتیجہ نجات ہے۔ اس پاک طریقہ کا اور نو ایجاد مذہبوں میں نام و نشان ندارد ہے۔ عدم محض سے کسی کا بوجود آنا ایک ایسا امر ہے جسکا علم و عقل دونوں ساتھ نہیں دیتے۔ قطع النظر دیگر علوم کے علم مروجہ سائنس سے بھی معترض ناواقف معلوم ہوتا ہے ورنہ یہ بات اُسکی بالکل بے مان ہوتی ہے حکماء آریہ ورت اور فلاسفران یورپ نے بھی مادہ کو قدیم مانا ہے۔ اور اگر روح کی کیفیت جاننا چاہتے ہو تو علم یوگ سے معلومیت حاصل کرو۔ ورنہ روح القدس سے پوچھ کر تسلی کر لو "یہ روح کو کس نے کس چیز سے کس وقت اور کیوں بنایا" گمان غالب ہے کہ تسلی ہو جاوے گی۔ عرصہ چار ماہ کا گذرا ہوگا کہ میں نے حضرت کے بنگلہ پر جا کر بھی اس مسئلہ قدامت مادہ کا ثبوت دیکر اُسکی تردید کی درخواست کی تھی۔ جس کی بابت آپ کو بخوبی یاد ہوگا پس دوبارہ بھی صرف اتنا کہنا بہتر ہے کہ بلا دلیل دعوے اُنکی تکمیل تحصیل لاحاصل ہے۔ دیوتا کے مادہ میں آپنے غلطی کھائی ہے اس کے معنے چمکانے والے اور عالم فاصل کے ہیں۔ پس رگوید اشٹک ۱۔ ادھیاء ۲ ورگ ۳۵ منتر ۱ یجروید ادھیاء ۱۴ منتر ۲۰-۳۱- الوواک ۴ منتر ۲۳ و ۲۷۔ اور [illegible]

ستھ پتھ کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۱۶ منتر ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - وغیرہ کے مطالعہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ جہاں پر مفصل استاد ہے کہ سوائے ایک پرماتما کے کوئی اُدیاسنا یوگ نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اُدیاسنا کرتے ہیں۔ وہ حیوان مطلق سے زیادہ جاہل ہیں ⁕

اے ناظرین میکس مولر صاحب و دیاسد سرستی صاحب تو مستغرق دیوتاؤں کے مستغرق نام ہی واحد وجود کے ٹھیراتے ہیں مگر معترض (چونکہ سنسکرت نہ جانتا ہے) کی تسلی نہیں ہوتی کیا پرماتما کے متفرق نام ہونے سے خدا بیشمار ہوسکتے ہیں۔ شاید یہاں بھی "ایک تین میں اور تین ایک میں" گردانے کی صلاح کی ہوگی۔ مصنفان ویدانت و شاستر کو معترض خواہ مخواہ بدنام کرتا ہے۔ پس اول تو معترض کو میں علانیہ اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اگر اس کے پاس کوئی ویدانت کا یا شاستر کا سوتر ہو۔ یعنی اسکے برخلاف تو پیش کرے۔ ورنہ بصد افسوس سوائے اس کے اور کیا کہونگا۔ کہ پادری صاحب اپنی مالیخولیت کا علاج کریں نہ فسانہ عجائب جیسے الہاموں کا وید کو دعوے ہے۔ اور نہ منقولی باتوں اور قصہ جاتوں کا وید خزانہ ہے۔ آپ کا مسئلہ منطق (شاستر) میں کیا بلکہ کسی فلاسفر یا حکیم کی کتاب میں بھی پتہ ندارد ہے۔ یسوع بد مقدس ایسی فلاسفی سے جو پرانے عہدنامہ و نئے عہدنامہ کے مکاشفات باب ۱۴ آیت ۳ میں بھری ہے۔ اس کا معقولیت و علمیت کے ساتھ اثبات ہونا یہاں تک ہے۔ کہ آج کل کے فلاسفر خصوصاً آپکے محقق میکس مولر صاحب اور بھی تائید کر رہے ہیں۔ دیکھو لکچر ڈاکٹر صاحب موصوف مطبوعہ آریہ پتر لاہور۔ ہاں اسکا بیان کرنا بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ بائیبل کا اصل الاصول ہمہ اوست ہے با۔ اگرچہ بہت مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائیبل کے ملک میں کوئی ہندوستانی نوین ویدانتی جا پہنچا ہوگا جس سے تعلیم ہمہ اوست کی بہت کچھ پائی جاتی ہے۔ (۱) ابتدا میں کلام اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جو بغیر اُس کے ہوتی۔ یوحنا باب آیت ۱ سے ۳ تک (۲) اُس روز تم جانو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں یوحنا باب ۱۴ - آیت ۲۰ (۳) یوحنا باب ۱۴ - آیت ۱۱ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے (۴) یوحنا باب ۱۷ - آیت ۱۲ سے ۲۳ تک تاکہ وے سب ایک ہوویں جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وے بھی ہم میں ایک ہوں جس طرح ہم ایک ہیں۔ میں اُن میں اور تو مجھ میں تاکہ وے ایک ہو کے کامل ہوویں۔ (۵) قرنتیوں کا خط پہلا باب ۱۵ - آیت ۲۸ تاکہ خدا سب میں سب کچھ ہووے۔ (۶) پیدائش کی کتاب باب ۱ و ۲ - اسی روز آدمی کو بھی یہ کہکے بنایا کہ ہم انسان کو اپنی صورت و اپنی مانند بناویں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ (۷) ایک وبدی کی پہچان میں اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کتاب پیدائش باب ۳ (۸) یسوع نے کہا کہ تم خدا ہو۔ یوحنا باب ۱۰ - آیت ۳۴ - زبور ۸۲ کی آیت ۶ ⁕

تحریر پادری - (۱) پس جب پادری صاحب جب ابتدا سے میں سوائے خدا کے اور کوئی چیز نہیں تھی جس سے جگت کو بنایا تو کیا اُسی ایک واحد کی کثرت نہیں ہے اور ہمہ اوست میں کیا شک ہے۔ (۲) جب بیٹے احد ہے اور ہم جیسے ہیں اور جیسے ہم ہیں تو کیا ہمہ اوست نہ ہوا۔ (۳) بیٹے احد میں اور خدا بیٹے میں کیا بلکہ سب جہان باپ اور بیٹے میں جو مانتے ہیں ہم اُس سے ہمہ اوست کے معنے ضرور دریافت کرتے ہیں (۴) کیا مسیح صاحب نے ان آیتوں میں صاف بیان نہیں فرمایا۔ ؎

دریا سے حباب نے کہی یہ صدا تو اور نہیں میں اور نہیں
سب کچھ تیرا ہی جلوہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں

(۵) خدا کا سب میں سب کچھ کیا ہمہ اوست کے سوا کچھ اور مطلب رکھتا ہے۔ (۶) پادری صاحب کیا خدا کی صورت خدا نہیں ہے اور اگر کسی شیطان کی صورت کہیں تو شیطان نہیں ہوا (۷) کیا وہ جتنے خدا اُسوقت موجود تھے درجہ میں مساوی اور قادر مطلق تھے؟ اگر ہیں تو آدم جب اُن میں سے ایک کے مانند ہوا تو جب ۹ = ۳ × ۳ × ۳ کئے تو کیا اور ایک جز مساوی ہے ان تین میں ایک کے اُن میں سے ہر ایک کے مساوی نہیں ہوا۔ پادری صاحب مربع کے چار کونے برابر ہوتے ہیں پس صریحاً ثابت ہے۔ کہ بائیبل کا اصل الاصول تعلیم ہمہ اوست ہے۔ آگے ماننا نہ ماننا آپکے اختیار سے۔ ہاں وید مقدس میں پرماتما کی سروگت (ہمہ جا) اور اننت اکاء (بیحد اور غیر مجسم) وغیرہ اوصاف کا بیان تو ہے۔ مگر ہمہ اوست کی مدد یا حامی کوئی شرتی نہیں ہے۔ اگر ہے تو مخالف۔ یعنے پادری صاحب کو ہم چیلنج یعنے میدان میں بلاتے ہیں کہ وہ شرتی پیش کریں ورنہ اپنے غلط دعوے کو واپس لیں۔

پادری دفعہ ۴ - (۱) ادھیاء ۸ انواک ۱ سکتا ۹ میں رودر کی لگا ڈ اور انسان کش تیر سے پناہ مانگی ہے ⁕

(۲) پھر ادھیاء ۱ - انواک ۱۸ - سکتا ۶ میں راجہ سیودا دیا اُسکی رانی لوماتا کی تعریف یہ ہے کہ اُنہوں نے ہزارہا قربانیوں کے واسطے سو گھوڑے اور سو بیل اور بہت سی گائیں۔

(۳) پھر ادھیاء ۳ - انواک ۲۲ - سکتا ۵ میں بہیش دیوتا کی تعریف قربانی کے پارچات کرنے میں ہے۔ اور راستی انواک کے سکتا ۶ میں گھوڑے کی قربانی کی بڑی دھوم دھام ہے۔ جو دیوتاؤں کی سواری کے لئے آگے بھیجا جاتا ہے۔ اور جس کے آگے آگے جنگلی بکری بھی ممیاتی جاتی ہے۔

(۴) پھر رگ کی جلد ۱۰ - ورب ۱۲۱ - شلوک ۲ میں بیان ہے کہ خدا نے اپنے آپ کو قربانی دے دیا جس کے سایہ اور موت سے حیات ابدی ملتی ہے۔ (ست یتھ برہم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ خدا انسانوں کے لئے قربانی ہوا۔ ایسا ہی تیزیا ارنیکا کے صفحہ ۱۳۱ ۲۳ میں ہے۔ پھر اور گوشت کو بھی دیوتا کھاتا ہے۔ اور اسکے کھانے والے کو نہیں۔

جواب آریہ دفعہ ۴ - معترض کی لیاقت علمی تو ان حوالجات سے ظاہر ہو رہی ہے جن سے مفصل ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ مگر پھر بھی بہزار جد و جہد سے جہاں تک معترض کے وسوسات کا نشان مل سکا مع صحیح ترجمہ کے نذر ناظرین کرتا ہوں۔ واضح ہووے کہ رگ کے آٹھ اشٹک ہیں اور ہر ایک اشٹک میں آٹھ آٹھ ادھیاء اور ہر ایک ادھیاء میں مختلف برگ و منتر ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ جناب کا منشاء کس نمبر اکس اشٹک کے آٹھویں ادھیاء پر ہے۔

هذا الظرتال مایاگیا کہ رگوید کے اشٹک اول ادھیاء ۸ سوکت ۴ ۱۱ منتر ۸ میں لفظ رودر گو موجود ہے جس سے انوواک و سکت کے نشان حائل الطمسان نہیں اور نہ ادھیاء ۸ میں انوواک اور سکت ۹ کہیں موجود پایا گیا - اصل منتر یہ ہے -

मा नस्तोके तनये मा न आयौ मा नो गोषु मा नो अश्वेषु रीरिषः। वीरान्मा नो रुद्र भामितो वधीर्हविष्मन्तः सदमित्त्वा हवामहे॥

تردید - ۴ ۱۱ سکت کے ۱۱ منتر ہیں اور سب کل امورات سلطنت کی بابت میں اور منتر ۶ سے لیکر ۹ تک خصوصاً اُن امورات کا ذکر ہے جنکا کہ سلاطین یا راجوں کا نہایت ضروری ہے - لفظ رودر کے معنے راجا یا سنا پتی کے ہیں - جن کا اعلےٰ فرض یہ ہونا چاہئے - کہ اپنے بار رعایا کے مالکوں - کماروں اور گھوڑے وغیرہ پر آپکاری یعنے مفید خلائق جانوروں کو کبھی قتل نہ کریں اور وہ سبب جس سے اُنکا نقصان ہو ہمیشہ اُن کو دور کرے - ایسے عادل ظلم سے رہت راجا کی رعایا کو اطاعت ضروری ہے -

جناب من اس منتر میں کہاں انسان کُش تیر اور رودر کی لگاؤ کا ذکر ہے بلکہ گستاخی معاف سمجھ کا قصور ہے -

وشواس نمبر ۲ - ادھیاء ۱ - انوواک ۸ اسکت ۹ میں تمام رگوید میں میں نے پڑتال کیا - مگر آپ کے بتلائے ہوئے راجہ رانی کا وید مقدس میں نشان مدارد ہے اور نہ کہیں ان بیرحمی کی قربانیوں کا نام و نشان دکھائی دیا اور نہ کوئی اس قسم کا بیان پایا گیا پس اس کا جواب صرف یہی ہے کہ براہ مہربانی الطارئف تعلیٰ عزشہ دعوے فیلسوفانہ سے باز آئیے -

وشواس نمبر ۳ - حضرت رگوید کے تیسرے ادھیاء میں کہیں ۲۲ انوواک نہیں ہے اور نہ منڈل تیسرے میں کوئی ۲۲ - انوواک درج ہے - میں حیران ہوں کہ آپ کو ایسے خوارق عادات - جھوٹے الزامات کہاں سے اور کیوں سوجھتے ہیں اور جس دیوتا اور قربانی کا گھوڑا - یا دیوتاؤں کا واہن - اور چتلی بکری کہاں اور کس منتر میں ہیں - کہیں مسیح کے گدھے کا تو خیال نہیں آگیا جو اُنہوں نے کسی شخص کا چرا کر سواری کی تھی - دیکھو انجیل متی باب ۲۱ - آیت ۲ سے ۷ تک *

وشواس نمبر ۴ - اے ناظرین رگوید میں یہ وشلوک نہیں ہیں بلکہ وہ مہابھارت میں ہیں خیر بپاس صداقت اسکا جواب باصواب عرض کرتا ہوں اشٹک ۸ ادھیاء ۷ - ۳ - سوکت ۱۲۱ - اور منڈل ۱۰ میں یہ منتر ہے -

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः। यस्य छायामृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम॥

یہ اوپاسنا کے متعلق منتر ہے - جو جگدیشور (یہ آتم دا) پران اور آتم گیان کا داتا ہے (بل دا) جو قوت اور اُتو اہ پراکرم کا دینے والا ہے (یسیہ وشوا) جس وسو دیسے یعنے جگت کے مالک کی وودوان اُپاسنا کرتے ہیں (پرشاشم دیوا) گیانی لوگ جس کو سویکار کرتے ہیں - (یسیہ چھایا امرتم) جس کے آسرے اور کرپا سے موکش سکھ حاصل ہوتا ہے - (یسیہ مرتیو) اور جس کے نہ آسرے اور اوٹ سے جنم روپ دکھ ملتا ہوگتا ہے - (کسمی دیوا ہو ہوشیا ودھیم) اس سکھ سروپ پرماتما کی عبادت خلوص نیت سے ہمیشہ کرنی یوگ ہے *

معترض اگر لیاقت علمی رکھتا ہوتا تو کبھی کسی خود غرض کے پیچھے چلکر ایسا کہ لفظ ملدن سے معترض نے اپنی دور اندیشی سے نتائج مسیح کا مصلوب و کفارہ ہونا گمان و وشواس کیا ہوگا - جیسا کہ بڈرولے بائیبل میں لفظ کرشن سے کرسٹ کا نام استخراج کیا اور نا واقف ہندوؤں کو سکی کرنا چاہا - مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا - ۱

زمانہ بساط نو آئش بہاد شد آں مرغ کو بیضہ زریں بہاد

برہمنوں کی غفلت اور بھولاپن کا زمانہ دور ہو گیا - اور آفتاب صداقت طلوع ہو کر آریہ ورت مطلع انوار ہو گیا - اور آئے دن آریہ ورت باشی خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں -

وید مقدس کی تقلید گھر گھر میں ہو رہی ہے - عنقریب بائیبل کی سنہری جلدیں اور کتابوں کو لگنے والی ہیں - اے ناظرین ۱

دیکھو عقدہ ترتیا اُسے انگور کی سوجھی * قربان ہوں اس سمجھ کہ کیا دور کی سوجھی جیسے کوئی شخص دستگیر کے لفظ سے قیدی کے معنے نکالے اور حطا بحش کے لفظ سے خطائیں عنایت کرنے والا مان لے اور جو فروشی و گندم نمائی سے معجزات و خوارق عادات کی ہی تان گائے - تو کسطرح قابل لحاظ - ہوگا - ویسے ہی معترض کی دوڑ دھوپ ہے - یہ لوگ عموماً ایسے ہتھکنڈے چلایا کرتے ہیں تاکہ کسی طرح لوگوں سے بات کرنے کا موقع ملے - جیسا کہ تمام گرنتھ صاحب سے یہ شلوک نکالا ہے - پن رکھس کا کانا سیا - سری اسکیت حکمت سے ایسا - تمام ناظرین جانتے ہیں کہ گورمکھی میں حرف ش نہیں ہے جس سے عموماً حرف ش کی جگہ س مستعمل ہوتا ہے - اصل لفظ ایشر کا مخفف ہے - نہ معاذاللہ عیسے کا ذکر ہے - ستھ برہمن داتیری کے نسخے جو سنسکرت کے ہیں - اُن میں آپ کی دعادی کا پتہ مدارد ہے منتر اور گوشت خوری دیا نتا اندر وید کے مخالف ہے - ہاں مطبع بائیبل میں اُن کی گرم بازاری ہے - وہاں سے خرید فرمائیے - ہمارے ہاں یہ جنس مدارد ہے - براہ مہربانی خواہ مخواہ دخل در معقولات عقلا سے بعید ہے -

پادری دفعہ ۵ - (۱) ادھیاء ۳ - انوواکا ۳ ۲ میں اندر دیوتا کلاں اگست منی سے کہتا ہے کہ آج کل ٹھیک نہیں کہ ہم پر کیا بیتنے والا ہے -

(۲) اور انوواکا ۶ سکتا ۲ میں مصنف راگ رنگ کا کہتا ہے کہ عوام کی نسبت ہم بھی خطاؤں سے کچھ زیادہ محفوظ نہیں -

یہ ہے تعریف کم یزلی - والہام وید کی جو اُس نے خود بھی اپنی کی ہے پیروان وید و پُران کے جو چاہیں مانیں اور کہیں - مگر ویدوں کو نہ تو دعوے معجزات کا ہے نہ مقدس تعلیمات کا نہ فلاسفی کا اور پیچ وید ہیں - تو شاخ پُران و شاستر کیا کچھ ہونگے - سو ٹھیک معلوم - مگر جہل بھی ایک برکت ہے جو عیز بہاں میں رہنے ویدسے پیدا ہو رہا ہے - ۱

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد - چوں باز کنی مادر مادر باشد

جواب آریہ دفعہ ۵ - اے ناظرین میں افسوس کرتا ہوں کہ رگ وید کے ادھیاء ۴ میں انوواک ۳ ۲ کوئی نہیں اور نہ منڈل ۴ میں کوئی انوواک ۲۳ ہے ہاں منڈل ۴ میں سوکت ۳۰ ہے - مگر وہاں کیا تمام رگوید میں کسی رشی کی گفتگو درج نہیں - بالکل اگست وغیرہ کسی رشی کا نام و نشان نہیں ہے - اور نہ کوئی

۱ چونکہ آپ کا متعلق تمام دنیا سے نرالا ہے - اسواسطے آپ کو ایسے اعتراضات میں خوب مہارت ہے مگر سوائے ویدک محاورات سے آگاہ ہونیکے وید مقدس کے مدعا کو سمجھنا آسان نہیں *

تو واقف ہو ہیں حکمت اُنکا کہیں جوا ملتا ہے۔ پس ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ویدوں کو جعلی انجیلوں کی طرح پر معجزات کا اور توریت موسوی کے طرح پر خوارق عادات[۲] (جیسا کہ موسٰے کو خدا نے کہا کہ میں فرعون کا دل سخت کرونگا۔ اور تو اُسے سمجھا نا موسٰے کی کتاب) و کرامات کا اور اناجیل اربعہ کے طور پر جنوں بھوتوں کے نکالنے اور لایعنی امورات پر گرداب جہالت میں ڈالنے کا دعوےٰ کہیں نہیں اور نہ ایسے تمسخرات کو صداقت سے کچھ تعلق ہے جس طرح ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتی ہے۔ پادری صاحب کو بھی ویدوں میں ویسے ہی تسبیحات کا پتہ ملتا ہے اور نہ فلاسفی۔ کیونکہ وید کی فلاسفی اور ہے۔ بائیبل کی اور۔ کیمیا گری حقیقی اور ہے اور جعلی اور علمی و عقلی صداقت کا وید کو دعوےٰ ہے اور فلاسفی اور روحانی امورات کا ثبوت مگر بائیبل کو برخلاف اس کے قصہ جات و لغویات[۱] از عقل باتوں پر دعوےٰ ہے اور ضلالت و دھوکہ دہی کا شوب

؎ کجا وہم و کجا تعلیم ادراک

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اے ناظرین انصاف پسند حق و باطل کو عقل خداداد تعلیم صداقت بنیاد سے تمیز کرو اور دیکھو کہ آیا طمع کیا عمدہ چیز ہے۔ جو خواہ مخواہ انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے ؎

اے بلبل بند بانگ شد ربا طمع ہیچ ٭ بے تو شبہ چہ تدبیر کنی وقت بہیچ

رو بکش طمع از خلق بہیچ از مردی ٭ انصاف گزین بہ بطلان مپیچ

پادری دفعہ ۶ ۔ دیانند سرسوتی صاحب کے انشٹنٹ کے ٹے ہوئی ہے۔ اور آفتاب انشٹنٹ کا صریح غروب پر ہے۔ دیانند صاحب پر اگر سیو برہمو کے منہ بدم تو پھونکتے ہیں مگر غالب نہیں کہ اُنکی حکمت عملی ان پر کارگر ہو۔ اسلئے کہ ان کا دم صرف جہل ہی پر موثر ہے۔ جبکہ انہیں علم بڑھتا جاتا ہے اور بعد بھی یہی ہے کہ سریع الاعتقادی اول بے اعتقادی کو جگہ دیتی ہے۔ اور بعدہ کے بے اعتقادی اعتقاد کو جگہ دیتی۔ کیونکہ سریع الاعتقادی کوئی دلیل اور بنیاد اپنی نہیں چاہتی۔ بلکہ محض جہل ہے اور بے اعتقادی عین مخالف سریع الاعتقادی پر اُٹھ کر دلائل کو بھی رد کر ڈالتی ہے مگر واقعات کا اسرار کسی صورت سے مٹ نہیں سکتا۔ لہذا آخر کار دلائل پر اعتقاد لابد ہے ٭

آریہ جواب دفعہ ۶ ۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے انشٹنٹ (پرانے) برہمو کا ساتھ نہیں دیا۔ اور نہ پر اگر سیو (موجودہ) برہمو کی تعلیم کی تائید کی بلکہ آریہ سماج و برہم سماج کا باہمی بعد المشرقین ہے جس کو حق بین آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ سوامی جی مہاراج کی تعلیم و اُپدیش کا سہایک دھاوی وید ہے اور برہم سماج کی پرار بھتنا و اُپدیش صرف وہم و خیال کی بے آئینی یا انجیل یا قرآن و وید کی خوشہ چینی برہم سماج کا زور ہاتھ کاٹنے پر اور آریہ سماج کا علاج کرنے پر مگر کاٹنا یہاں قطعی نامنظور ہے۔ کیونکہ ؎

کہ سہل است لعل بدخشاں شکست ٭ شکستہ نیاید دگر بار بست

---

[۱] خدا کی سرخ فاختہ یا کبوتر بن کر عیسٰے پر اُترتی (متی کی انجیل ۲۸) کا رنگ سنگ شیشم اور عقیق سا ہے یوحنا کی مکاشفات)

[۲] خدا نے موسٰے کو کہا میں فرعون کا دل سخت کرونگا اور تو اُسے نصیحت کرنا (موسٰے کی کتاب)

پس پادری صاحب خود انصاف کریں ٭ ؎

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا ٭ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہیں کیا بالکل معقول پسند ہیں کہ دلائل پر اعتقاد لابدی ہے مگر بیدلیل و منقول امورات پر معتقد ہونا کونسی دانشمندی ہے اگر آپ کو دلائل پر اعتقاد ہے اور درحقیقت فلاسفروں میں قدم دھرتے ہیں تو میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آدم کا گناہ اور وجہ بھرم اور مسیح کے کفارہ کو دلائل سے اثبات فرمائیے۔ ورنہ بے فائدہ اونچی دوکان پھیکے پکوان کا مصداق نہ بنئے ٭ ؎

باندازۂ بود باید نمود ۔ خجالت نبرد آنکہ ننمود و بود

پادری دفعہ ۷ ۔ عقل جو خواہش و خیال بیجا کی مخالف ہے اور آخر کار غالب آنیوالی ہے۔ نیز دلیل قطعی کی اول درجہ میں طالب ہے۔ اور جب وہ میسر ہو تو اسی سمت کو دوانی ہے۔ جو محفوظ تری میں رکھتی ہو۔ شک پرستی۔ دہریت ہمہ اوست۔ جبریت۔ عنصریت۔ علیت۔ دی ازم یہ سب وہ امور ہیں کہ جن کی مدد کوئی دلیل قاطع ہے۔ اور نہ جنہیں کچھ حفاظت بلکہ حق و حفاظت کے یہ سراسر برخلاف ہیں۔ نیچر انسانی میں خالق نیچر نے یہی دین دیا ہے کہ صداقت کے نام کو اور اُس رحم سے خالق کی لو لگا کر جس نے تقاضاء عدل اُس کے کا یورا ہی کیا ہو نہ پامال اور اُسی کے حضور جو تیرا خالق و مالک ہے فروتنی سے چل۔ انہیں اصولوں کی شرح بائیبل کا دین کرتا ہے اور بطور کامل کے کرتا ٭

جواب آریہ دفعہ ۷ ۔ بیشک عقل جو خواہش نفسانی و خیال بیجا کی مخالفت و نیز دلیل قطعی کی اول درجہ کی طالب ہے۔ جب وہ میسر ہو تو اُس چشمۂ صداقت یعنے پرمیشر کی نسبت انسان کسی طرح کے الزام لگاتا ہے اور مختلف طور کے خیالی پلاؤ پکاتا ہے۔ کوئی بیٹے کو باپ کے دائیں ہاتھ بٹھاتا ہے۔ اور کاروبار خدائی سے خدا کو معزول کر تخت آسمانی سے گراتا ہے اور بیٹے کا بے اختیار محض بتلاتا ہے۔ کوئی غزل الغزلات میں (قابل شرم) اور کسی قسم کی دعناری لگاتا ہے اور اُسے خدا کا الہام بتلاتا ہے۔ کوئی خدا کو فرضی عرشوں پر بیٹھلاتا ہے اور کوئی اُسکے تخت کے اٹھانے کے واسطے آٹھ فرشتے لگاتا ہے۔ کوئی اُسکے ملنے کے واسطے معراج یعنے ہفتاد ہزار ڈنڈوں والا زینہ لگاتا ہے۔ یہ سبھی عقل کے نہ ہونے کا قصور ہے اور اندھا دھند تقلید پرستی و سریع الاعتقادی کا ظہور ہے ورنہ ایک کے گناہ کرنے سے کل دنیا گنہگار ہو گئی اور ایک کے مصلوب ہو جانے سے رستگاری مجھے اس مقام پر ایک لائق عیسائی کا قول یاد آیا ہے۔ ؎

ہے تثلیث الٰہی عقل انسانی کے گو باہر ۔ خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جسکا جی چاہے

جسکی بدولت بچہ بچہ انجیلی تعلیم پر نکتہ چینیاں کر کے حاشیہ چڑھا رہا ہے اگر بنیادی طمع دامنگیر نہ ہو تو پھر دیکھا جاوے کہ کتنے صحیح آنکھ والوں کو تین تین نظر آتے ہیں جوں جوں تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے انجیل کی تعلیم لاحاصل سمجھ کر دہریہ ہوتے جاتے ہیں خود یورپ ہی اسکا ثبوت ہے کہ وہاں پر انجیل نے کیا کیا خرابیت پھیلائی ہے اب موجودہ علوم (سائنس و جیالوجی و ہیئت وغیرہ) نے انجیلات کی اور بھی قلعی فاش کر دی ہے۔ اسکا یہی سبب ہے۔ کہ بائیبل کی عمارت کی بنیاد ریگ پر ہے جس پر ہزار سنہری تصاویر چڑھانے اور سفیدی لگانے سے بھی اُسکے قیام کی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ اے ناظرین کیا کوئی راستی کا بیر دیکھ سکتا ہے کہ عیسٰے کی مصلوبیت نے خدا اُسکے عدل کا

اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ پولا لیا ہو عدا ظاہر ہے کہ وہ اور وہ وقت گناہ کرنے کیواسطے ہوئے اور خوف جاتا رہا وہ بھی دور کردیا اور کھلم کھلا آزادی دے دی۔ دفعہ ۵ میں خوف خدا کو دور کردیا گیا ہے۔ مجازاً جیسا ہے کہ دوسرے کی سزا دیتا ہے۔ کیا گیا وسیلہ ہے کہ کسی کا قتل کرے یا کہ اس کی کفارہ ہوجاتا ہے۔ کیا یہ کہ راستی کی نجات گناہ میں گنہگاری کرنا یا کسی لعارہ ہوسکتا ہے اور ایسے ہی بد مستی اور ہر ایک کو بد اور کوئی نرالا قاطع ہے اور ان حق سے معقول ہے ہیں اور ان کرنے تباہی با سکتی ہے۔

پادری دفعہ ۸۔ یہ ایک نرالی ہی بات ہے۔ اس سیا ہر ایک خورشی عدل کے ملک کرنے سے شرح کو ہمیں لازم ہوتا کہ لگا مقبول اور تیرت محبت اور رحمت کے طرف ہوتی۔ ورنہ نہیں۔ مگر برعکس اس کے صورت کہ طرف ہے ہم جملہ کہ کہیں یہاں کلام کرتے ہیں۔ علم کل کا برا دو سب مسئلہ یہی ہے کہ انسان کو خود پرستی مرتب سے ہے خدا پرستی۔

آریہ جواب دفعہ ۸۔ پادری صاحب کی بات درحقیقت عجیب ہے کیا ممکن ہے کہ خدا اسکو کھرے کھوٹے کی پرکھ نصیب کرے۔ بس جو ہر امتحان پر پورا ثابت ہوا ہے۔ جو ردی سے مثل اصل سلیم ہی سچا جوہری بننے کے لائق ہے۔ مستند ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں اور کھرے کو ڈر نہیں۔ کھوٹ کی ترلک پھڑک جاہل کی کہ پادری کرتی ہے۔ مگر جوہری کے سامنے اگر مانتے ہیں تو دیگر ہے۔ مانند ہٹ دھرمی و تجاہل عارفانہ ہمیشہ دیگر ہے۔ میست کا کوئی علاج نہیں اور نفس پرستی کا حق پرستی کی طرف رجحان ہونا البتہ دشوار ہے۔ جیسا کہ ایک اور ایک کا تین ہونا یا تین مختلف ناکامل عنصر کا ایک جوہر ہونا بہرحال بائبل کے دعاوی کا ثبوت عقلی ہر طرح محال بلکہ ناممکن ہے۔

پادری دفعہ ۹۔ سچا دین خدا کا وہی ہے جو عدل الٰہی سے اطمینان مباقی کی کردے خواہ ایسا کرنا اسکا دلائل معقولہ سے یا گواہی معجزات امر ممکنہ سے اور مبارک وہ شخص ہے جو خطرہ سے منہ کو چھپاتا نہیں بلکہ اُس کے مٹانے کی کوشش کرتا اور حال کو مال کے مقابلہ میں ستانے کے ندامت آخرت سے بچتا۔ محبت و خوف الٰہی کا بندہ ہے صرف اُس کو منزل مقصود رحمی تک پہنچاسکتا ہے اور صداقت سے انکی بھی آج سیر نہ ہوسکتا بخلاف اسکے محال ہے۔

آریہ جواب دفعہ ۹۔ سچا دین خدا کا وہی ہے جو عدل الٰہی پر کسی طرح حرف آنے دے اور پرماتما کی ذات کو ہر طرح کے کلنک (الزامی) امورات سے مبرا ثابت کرے اور ایسا کرنا اُس مذہب کا دلائل معقول سے ہو۔ نہ کہ داستان ہا۔ ہے معقول ہے دھوکہ دہی و امورات زیادہ پر طمع۔ سفلہ حتی باتوں اور خوارق عادتوں و کرامتوں وغیرہ سے جو کا صورت اُس سے تقلی ہزار گنا زیادہ دشوار ہے۔ صداقت کی پیروی میں خطرہ سے ڈر نامردوں کا کام ہے اور اسکے مٹانے میں دل و جان سے توجہ کرنا اور دنیاوی عزت اور سیادت ننگ و سرد مہری پر نجھاور کرنا داناؤں وعقلمندوں پر اختتام ہے ہمارے بھولے بھالے سیکڑوں ہندو بھائی پادریوں کی چاپلوسی پر خوش ہو جامہ سے باہر ہو کر عقل وعلم کو گروی رکھ باہر نکھا چکے ہیں اور آخرت یعنے مآل کے مقابل میں مال سے حال کو ساتھ دربادلی سے شرط لگادیا جس سبب سے کچھ تھا وہ سب کھو بیٹھے اور جب کچھ نہ رہا تو آگے اللہ اللہ خیر صلا میم صاحب کی لگی ہانکنے کے لائق ہو گئے مبارک وہ لوگ ہیں جو طمع کے واسطے زندگی کو برباد نہیں کرتے اور دھوکہ کی ٹٹی سے بچکر حقیقی شانتی کی تلاش کرتے ہیں اور کسی اسے حش ایش حیاہ میں نہیں گرتے اور جھکا اسکے اس فرمان پر عمل ہے کہ یعنی صداقت کی آخر فتح ہوتی ہے ضد و تکذیب کی سہ۔

مسئلہ نیوگ

آج تو پادری کے مسٹر ڈی ویمس صاحب نے اصیل ان لوگوں کا نہ سے بار دیا ہے۔ سالیب کو آریہ سماج اور ویدوں سے مشکل ترشی ست ۱۸۹۱ء ایک چھٹی یہ ہے کہ لاہور میں شایع کرائی تھیں۔ اصول وید پر کچھ اور کچھ ستیارتھ پرکاش بلکہ نیوگ پر اعتراض کیا کہ اصل تھا اور کتنی کی کہانی ہے۔ اور صرف اس پر سے نیوگ کے مسئلہ پر نہایت غیر مہذبانہ الفاظ میں۔ امی خط جوں برعم خود ثابت کرانا یا۔ ادیبہ نے دیانند اسے زنا میں رہ کے مانے پر مطابق ترس لکھے۔

اُسی پر یہ واصل ہے کہ پنڈت گورودت ایم۔ اے کی طرف سے پادری صاحب کا جواب لکھی پنڈت جی نے بہ سبب عدیم الفرصتی اور علالت طبع کے صرف ان کے ضمنی اعتراض کے جواب میں اُسی قسم کی باتیں اُن کی بائیبل سے ثابت کیں۔ دکھایا کہ ایسی دلائل منطقی اسے اُن کے اعتراض کا رد کیا۔ جس پر بعض مخالفین کی یہ رائے ہے کہ مسٹر گورودت نے پادری ویمس کے اعتراضوں کو بجا یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ بائیبل کے رو سے آپکے خدا و خداوند یسوع مسیح کی نسبت بھی اس قسم کے الزام عائد ہوتے ہیں۔ مگر اس سے کیا۔

پنڈت جی کا ارادہ کل مکتب کے ترجمہ کرنے اور مفصل جواب دینے کا تھا مگر افسوس کہ وہ جاتے ہے ۱۹۔ مارچ ۱۸۹۰ء کو سرگباش ہوگئے۔

پادری صاحب نے وہی اپنا مضمون علاوہ رسالہ کی صورت انگریزی میں شائع کیا ہے جسکا نام نیوگ بعنوان پنڈت رکھا۔

آریہ سماج کے ہمدرد عرصہ دشمن ملک صدمی اور ناصح مالک مسٹر شیونرائن اگنی ہوتری لاہوری ہیڈ ماسٹر نے جواب بخواہ پادری صاحب کے اعتراضوں کو انگریزی و ناگری سے اردو میں ترجمہ کرا ایک ٹریکٹ کی صورت میں لکھ اور اُس کا نام پنڈت دیانند کا جھوٹ اور اُن کی گناہ آلودہ تعلیم رکھ اپنے پریس میں شائع کیا۔

میں اپنے مرحوم بھائی کے ارادہ کی تکمیل پر مستعد ہو کر پورا آریہ تے اور پادری صاحب اور مسٹر اگنی ہوتری کے اعتراضوں کی اصلیت بتلاتے ہیں۔

کہو ۔ سہ

کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن — آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

بام مارگ کے جھوٹ اور لیڈروں کے فتور کے سبب عرصہ سے لوگوں نے تمام قسم کے توہمات ویدوں کے ذمے مڑھنے شروع کئے۔ دیوتاؤں کی قربانیاں اور بتوں کی خو نفشانیاں بھی لوگ ویدوں سے منسوب کرنے لگے۔ مہی دھر اور سائن آچاریہ جیسے بام مارگیوں نے صدہا قسم کے کلنک ویدوں کو لگائے۔ ادیہ

لہ ... پورا کرنے کے لئے مندرین یا ساگ کے جریدوں میں نیچی کو مرنے ... چھوڑا سے کی بیرحمانہ رسم تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۰۰ کے ذیل ۱۸۹۱ء میں منع کیگئی ہے۔

کوشش کی کہ اُنکی مکروہ تعلیم ویدوکت تسلیم کیجاوے۔ طبع زاد کہانیاں سا اُنہیں ویدوں سے ثبوت پہچانا۔ اور دست کتھا میں رچکر وید بریت ٹھیرانا کتنا سخت اور پہلے درجہ کا کفر تھا۔ مگر شک لوگ بالکل نہ چونکے اور ذرا بھی خوف دل میں نہ لائے۔ گوتم[۱] اور اہلیا اندر اور چاند کی کہانی۔ برہما[۲] اور سرسوتی کے بسچار کی کتھا اندر[۳] اور بر تراسر کا جنگ۔ ناؤلی او مار۔ اور پرتھوی کا میں فدموں میں ناپنا۔ صد[۴] ہا قسم کے تیرتھ محنت[۵] دلوتا اور عناصر پرستی۔ گیا شرادھ کرانا۔ عورتوں[۶] کا ستی ہونا۔ دختر کشی۔ انسان کی قربانی۔ کروٹ[۷] لینا۔ سب ناس سچاری لوگ ویدوں کے ہی منتروں سے کرتے اور کراتے تھے۔ اور پرمان پیش کیا کرتے تھے۔ بنگالہ کا ہری بول۔ اور ہمالہ کا برفانی سورگ۔ ویدوں کے ہی پرمان دیکر ثابت ہوتا تھا۔ ہم کہاں تک حال بیان کریں۔ اور اس رام کہانی کو کتنا وستار دیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ویدوں کی تعلیم۔ ویدوں کی بزرگی۔ ویدوں کا مہتو۔ ویدوں کی توحید۔ ویدوں کی سچائی۔ اور ویدوں کا درس بالکل معدوم ہو چلا تھا۔ ویدک جہاز کے کپتان درحقیقت ناخدا۔ (ناستک) ہوگئے تھے۔ اگر اس سمے شری سوامی دیانند جی مہاراج اُدیوگ نہ کرتے۔ اور محنت شاقہ اُٹھا کر ویدوکت تعلیم نہ بتاتے۔ اور نہ ویدک دھرم پھیلاتے۔ تو یہ پادری صاحبان کیا کسی کو باقی چھوڑتے۔ کیا سب کے سب ہندو عیسائی نہ بنائے جاتے۔ مگر فتح میں حرج کر سکتے تھے۔ بیرہ اور ہمیں نہ پہچانتے۔ اور ست دھرم کا خاتمہ کرا دیتے۔ کیا یہ آفتاب دوم کی طرح اس اس دھن اریں کرانہیں کورانہ بناتے۔ اسمیں کسی طرح کا شک نہ تھا۔ پس ویدک سورج کے طلوع سے اب چمگادڑ پیچیں کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔ جوہی کی یہ مثال اسی موقعہ کے حسب حال ہے۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بقول شاعر

صداقت آمد و باطل رواں شد
طلوع شمس شد شپرہاں شد

اب ہم پادری صاحب کے اعتراضونکا جواب شروع کرتے ہیں

اب معلوم ہو کہ ویدوں میں کوئی قصہ کہانی نہیں۔ اور نہ کسی خاص آدمی

مارا جانا واردات کا ذکر ہے۔ کیونکہ ویدوں میں تمام یوگک لفظ ہیں۔ رُڈی نہیں یعنی مصدر و مشتق ہیں جامد نہیں۔ اور یہی ساتھ سے رشی منیوں کا اعتقاد ہے۔ اور اسی پر آریہ دھرم کی بنیاد۔ اور یہی ویدک۔ الہام کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اسمیں کوئی قصہ کہانی نہیں۔ جیسا کہ ہم اس کے مصنف سچی رشی و ملتے ہیں۔

उणादयो बहुलम् ॥१॥ बहुलवचनकिमर्थम्।
बाहुलकं प्रकृतेस्तनुदृष्टेः तन्वीभ्य प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यो दृश्यन्ते। प्रायसमुच्चय नापि तेषाम। प्रायेण खल्वपि ते समन्विता न सर्वे समन्विता। कार्यसशेष विधेश्च तदुक्तम्। कानि खल्वपि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। किंपुन कारणं तन्वीभ्य प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्य। किंच कारणं कार्याणि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन प्रतिसमाप्तानि। नैगमरूढिभवं हि सुसाधु॥ नैगमाश्च रूढिभवाश्चौणादिकाः सुसाधव कथस्यु। नाम च धातुजमाह निरुक्ते। नाम खल्वपि धातुजमेवाह नैरुक्ते। व्याकरणे शकटस्य च तोकम्। वैयाकरणानां च शाकटायन आह धातुज नामेति। अथयस्य विशेषपदार्थो न समुत्थितः कथ तत्र भवितव्यम्। यन्न विशेषपदार्थेसमुत्थं प्रत्ययतः प्रकृतेश्च तदूह्यम्+। प्रकृतिं दृष्ट्वा प्रत्यय ऊहितव्य। प्रत्ययं च दृष्ट्वा प्रकृतिरूहितव्या। संज्ञासु धातुरूपाणि प्रत्ययाश्च ततः परे। कार्याद्विद्यादनूबन्धमेतच्छास्त्रमुणादिषु॥

अ ३ पा ३ सू १

ایسا ہی ذکر نروکت میں یاسک منی جی نے بھی کیا ہے۔ (دیکھو نروکت ادھیائے ۱ کھنڈ ۱۲ ادھیائے ۱ ات ۔ مطبوعہ کلکتہ) اور یہی مطلب مہابھاشیہ کے فاضل مصنف مہرشی پتنجلی جی کا ہے۔

परन्तु श्रुतिसामान्यमात्रम्। अ० १ पा १ सू० ३१
علیٰ ہذا القیاس جس سے صاف ظاہر ہے کہ بموجب اعتقاد رشی منیوں کے ویدوں میں کوئی قصہ کہانی تلاش کرنا گویا وادیٔ نادانی میں سرگرداں ہونا ہے۔ مفصل دیکھو سوامی جی مہاراج کی وید بھاشیہ بھومکا دیباچہ صفحہ ۳۴۱ سے ۳۹۷ تک اور وید بھاشیہ کا دگیا پن پیپر (مطبوعہ بنارس سمت ۱۹۳۳ بکرمی صفحہ ۱ سے ۸ تک)
پس صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس میں یم یمی کی کہانی ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ ہے کیونکہ یہ بات تمام رشیوں کی رائے کے خلاف ہے۔
اب کاتیائن اپنی سروانکرمنکا میں لکھتے ہیں۔

वैवस्वतयोर्यमयम्यो संवाद

یعنی اس سکت میں ویوسوت کے یم اور یمی کا سمواد ہے۔ اب غور بانت

[۱] بنارس کی مانند مقاموں میں گورج کی رسم تھی وہ ۱۸۳۱ء میں قانوناً ممانعت کیگئی۔
[۲] ستی ہونا تمام ہندوستان سے ۴ دسمبر ۱۸۲۹ء کو بموجب ایکٹ ۱۷ کے ہمیشہ کے واسطے انتظام سے بند کیا گیا۔ [۳] دختر کشی ۱۸۷۰ء میں موقوف ہوکر اسکے مرتکب کے واسطے سزا مقرر کیگئی۔
[۴] پادری گیری بیٹھنے کی رسم جو اکثر برہمن لوگ عمل میں لاتے تھے ۱۸۲۶ء میں ایک جرم ٹھیرائی گئی۔
[۵] دختر کشی کی روک کے واسطے اول بہت کوشش ہوئی۔ مگر جب متعصب اور مغرور قومیں اس طرح باز نہ آئیں تو ایک جدید محکمہ جاری ہوا جواب تک موجود ہے۔ [۶] ٹھگ جو بھیرو کالی چنڈی درگا وغیرہ کے نام پر لوگوں کو مارا کرتے تھے۔ اور رسمی طور پر منتروں کو پڑھکر مسافروں کے گلے کاٹا کرتے تھے ان کے واسطے جدا محکمہ قائم ہوگیا (دیکھو ٹھگ تاریخ) اور مسودہ قانون ۱۸۳۶ء
[۷] بیواؤں پر بھی جبر سے زیادہ ظلم دیکھو ۱۸۵۶ء و ۱۸۶۶ء میں ایکٹ پاس ہوگیا۔ نہ تھا کہ یہی بہت سے مالدار لوگوں کی تلاوت کرتا اور پھر انہیں مندروں میں رام جنی کسبی بنا کر رکھتا گورنمنٹ نے روک دیا دیکھو پیسہ اخبار۔ مطبوعہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء۔

طلب یہ بات رہی کہ وِوسوپیہ کون ہے۔ جب کوش یعنی لغات میں دیکھتے ہیں تو وِوسوتہ کا ارتھ سورج لکھا ہے۔ دیکھو (امرکوش کانڈ ۱ ورگ ۳ سلوک ۳)

اب وِوسوپیہ کے لڑکے یم اور یمی کون ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دن اور رات النکار شاستر کے جاننے والے لوگ اس طرلقہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ خود نروکت کے رشی کا یہی اعتقاد ہے۔

विवस्वन सूर्यस्य पुत्री। रूपकमेतद्‌ व्याख्यानम्॥

کہ یم اور یمی کا سورج کی اولاد کہنے سے مراد النکار ہے۔ یمی نام راتری کا ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیا ۱ کھنڈ ۷) اصل میں لفظ یمی نہیں ہے۔ بلکہ یمی سے پرے وبھگتی کو اٹ کا آگم ہوتا ہے۔ اس سے یمیا پر یوگ رکھا گیا۔ راسو میں یمی سا ہے۔ اسکا پلنگ یعنی صیغہ مذکر یم ہے۔ پس یم اور یمی رات دن کے نام ہوئے۔

صبح کیوقت کی سُرخی (اوشا) کو بھی یمی کہتے ہیں۔ اور شاستروکت النکاروں میں سورج اور دن اور صبح کی سُرخی یعنی اوشا کا بہت ذکر آتا ہے۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ قدرتی نظاروں سے اوپدیش فرمانا اتھروید میں جو اس کے متعلق بہت منتر ہیں۔ وہاں یمی سے مراد اوشا معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو اتھروید کانڈ ۱۸ انوواک ۱ منتر ۲۷ و ۲۸ بلکہ سورج کی کرن اور راتری کا بھی النکار ہے۔ دیکھو نگھنٹو (۵ ادھیا کھنڈ ۵) اور ایسا ہی اُتّا ندی کو نن ہیں اور نگھنٹو میں یہ بد کا نام بھی ہے۔ ۔ اسی طرح وِیاکرن کے رو سے یم کرنیوالے استری پُرش کے واسطے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ یم وایو کا نام بھی ہے۔ (نگھنٹو ۵ ۱) اور یم یوگ شاستر کے رو سے ایک خاص عبادت اور من روکنے کا ذریعہ بھی ہے (دیکھو یوگ شاستر سوتر ۳۰) اور اُس کے دھارن کرنیوالے کو یمی کہتے ہیں۔ نیاءکاری ہونے سے یم پرمیشور کا بھی نام ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ اور منوسمرتی ادھیا ۸ سلوک ۹۲) یاد رہے۔ نیوگ بھی ایک پرکار کا نیم یعنی اقرار ہے۔ پس یہ معنے یم اور یمی کے ویدک طریقے ہوتے ہیں۔

باقی رہا لوراک محاورہ اُس کے رو سے موت کے دیوتا کا نام بھی یم ہے۔ یمنا ندی کا بھی نام یمی ہے۔ جو لوگ لوگوں نے یم راجا کی بہن بنائی اور کرشن سے بیاہی ہے مگر ہم کو ایسے معنے منظور نہیں۔ کیونکہ ویدک دھرم کے ماننے والے ہیں نہ کہ پورانوں کے۔

ان مندرجہ بالا ارتھوں کے سوائے لغات میں روکنا بند ہوجانا نتیجہ اُتسو۔ گوتا۔ سنیچر کا ستارہ بھی یم یمی کے معنے میں آئے ہیں۔

رگوید کے اس دسویں منڈل کے دسویں سُکت کے کل ۱۴ رچا ہیں۔ جنمیں سے صرف ۴ میں یمی اور یم سبد ہے باقی دس میں بالکل نہیں۔ اس دسویں سکت کے اندر ۶ و ۷ و ۸ ورگ ہیں۔ منتر نمبر ۱ سے ۵ تک ورگ ہے جسمیں یم یا یمی کا لفظ بھی نہیں ہے۔ منتر ۶ سے ۱۰ تک ورگ ۷ ہے۔ جسمیں صرف منتر ۷۔ ۹ میں یہ لفظ ہے۔ ورگ ۸ منتر ۱۱ سے ۱۴ تک ہے۔ جسکے ۱۳ و ۱۴ میں یم اور یمی لفظ آیا ہے۔ باقیوں میں نہیں۔ یہاں تک یہ سکت سماپت ہوا۔

ان تینوں ورگوں میں مندرجہ ذیل مضمون ہیں۔

ورگ ۶ منتر ۱ ــــ ۵ تک سوئمبر بیاہ کی بابت ہدایت یا طریقہ

ورگ ۷ منتر ۶ ــــ ۱۰ تک نیوگ یا پُنر لواہ کی ہدایت

ورگ ۸ منتر ۱۱ ــــ ۱۴ تک بہن بھائی کے بیاہ یا سگوتر میں بیاہ کا امتناع و ممانعت۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پادری صاحب کے شکوک دور کرنے کے واسطے اس سکت کے تینوں ورگوں کا ترجمہ بذر ناظرین کریں۔

ورگ ۶ کا ترجمہ سوئمبر بیاہ کی بابت ہدائیت یا طریقہ

منتر ۱ ۔ ہے ستری میں سرا پتر تیرے سامنے ورنماں اور سمدر کی مانند گمبھیر یا کو رایت (گرہست آشرمی) ہوکر تیرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ اُس سے پرتھوی پر نرنتر پرکاشمان سوریہ کا تک پرماتما پرجاپتی کی کرپا سے سنتان اُتپتی ہو۔

منتر ۲ ۔ (اگر ستری برھمچارنی رہنا چاہے تو یوں کہ سکتی ہے) اگرچہ میں تُل گُن والی بھی ہوں۔ تو بھی آپ کے ساتھ سنجوگ سے ہونے والی متر تا کو نہیں چاہتی۔ پس آپ کسی اور سے جو آپ کے یوگ ہو۔ ایسی خواہش کریں (اُپ لشدوں سے ظاہر ہے کہ گارگی آدک صدہا عاصلہ تمام عمر تک برھمچارنی رہیں)

منتر ۳ ۔ ہے ستری جو عالم اور فاضل لوگ ہیں۔ وے ہی ایسے اہم طریقہ کو جانتے ہیں (لیتو آدک نہیں کیونکہ اُنھیں کلیان کا مارگ نہیں) اس لئے اے اُتّم شریر والی تیرا من میرے من میں مستعمل ہو میں تیرا اسمان کرنے والا پتی ہوؤں۔ تیرے ساتھ میری شادی سُبھ پھل نہ ہو۔ تو میرے شریر کو پراپت ہو۔

منتر ۴ ۔ دھرماتما لوگ جو متھیا سو ہار (جھوٹھ وغیرہ) کبھی نہیں کرتے وہ ہم بھی کبھی نہ کریں۔ تیج سروپ شکتی اور پران کو دھارن کرنا ہو آپرس اور جل آدی کے کومل گُنوں کو دھارن کرنیوالی ستری کو (یعنی دونوں کو) پرمیشور نے سدا کیا ہے اُسی سمبندھ کیطرح ہم دھرم سے گرہست کرم کریں۔

منتر ۵ ۔ سب شلپ کرما سے بنے ہوئے جگت کے منتظم و صانع حقیقی پربرک۔ وائیں کرنیوالے پرماتما نے گربھادہاں استھان اُتپتی کا مارگ پیدا کیا ہے اسلئے پرماتما کے ان نیموں کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ پرتھوی انترکھش۔ سورج آدی لوک باوجود جڑ ہونے کے بھی اُسکے انتظام میں چل رہے ہیں۔

ورگ ۷ نیوگ یا پُنر لواہ کی بابت ہدائیت اور وقت

منتر ۶ ۔ انسان کے سابقہ کرم کو وہ پرمیشور جانتا ہے۔ اور سب گیت کرم یعنی پوشیدہ خیالات کا بھی وہ محرم ہے۔ وہی سب کا ساکھشی ہو گیہ بھوگتری شکتیوں (متر۔ ورن) کا بڑا استھان ہے۔ یعنی دونوں کو اُسی نے اُتپن کیا ہے۔ وہی اُن کے نقصان اور جسم کو جانتا ہے۔

یہ دونوں پرسپر نسبت رکھتے ہیں - کیونکہ ایک کی ہانی میں دوسرے کی ہانی ہے - (اس کے ساتھ دیکھو رگوید منڈل اشٹک ۸ مندر ۲ - اور نروکت نگم کانڈ ۳ منتر ۱۵ مطبوعہ ولایت صفحہ ۵۹ -

منتر ۷ - جس طرح وند وکت وواہت ستری اپنے پتی کے لئے سرو سوارپن کرتی ہے - ویسے ہم بھی ایک دوسرے کے ارپن ہوں - شم پوریک کاریہ (بھوگ) کرنے میں ادیت پرش پتر سنسکار کے نیموں کو پالن کرنیوالی ستری کا طالب ہو - دوار سیکت ہوکر گرہ آشرم کی رکشا کو چلانیوالے ہوں -

منتر ۸ - (جوند ہوا ستری برہم بریچاری رہنا چاہئے وہ ایسا کہے) ہے ستری رہت پرش مادی سنسار کے گن وکاری یعنی تغیر و تبدل والے ہیں - ایک دم بھر میں قائم نہیں - اسی طرح اس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں - پس میں تیرے ساتھ بیاہ یا بھوگ نہیں کرنا چاہتی - تم بیاہ کی خواہشمند کے ساتھ گہست روپ جگر کے چلانیوالے ہو (اپنند آدکوں سے ظاہر ہے - کہ کئی فاضل عورتیں پتی مر جانے کے بعد برہمچاری رہکر سب او پدیش کرتی رہیں - اور ایسے ہی مرد بھی)

منتر ۹ - سے جو سورج اُدے ہونے سے ہوتا ہے - وہ نیم کرنیوالے پرش کے لئے ہو اور رات دن اُس نیم میں رہیں (جیسے دیولوک اور بھولوک آپس میں آکرشن رکھتے ہیں - ویسے ہی سنگت ستری پرش آپسمیں نوگ سمبندھ کو دھارن کریں -

منتر ۱۰ - ایسے یگ (زمانہ) جب پیش آویں - کہ کل بدھو کا ماتر وغیرہ خاص آپتیوں میں مبتلا ہوکر بیمار کیطرف جھکنے لگیں - اور اپوگ کرم میں مصروف ہوں اُن وقتوں میں یوگ ہے - کہ اُن کو کہا جاوے کہ ہے سو بھگے تو مجھ سے ابھ یعنی دوسرے پتی کی اچھا کر اور اُسکا پانی گرہن کر -

(اس منتر کا نروکت کارنے بھی یہی ارتھ کیا ہے -

आगमिष्यन्ति तान्युत्तराणि युगानि यत्र जामयः करिष्यन्त्यजामि कर्माणि जाम्यतिरेकनाम बालिशस्य वासमानजातीयस्य वोपजनउपधेहि वृषभाय बाहुमन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मदिति व्याख्यातम् ॥ निरु॰ नैगमका॰ अ॰ ४ पा॰ ३ खं॰ ४

یامی اور جامی کل بدھو کیواسطے استعمال ہوتا ہے - اور عموماً انہیں معنوں میں آیا ہے دیکھو منوسمرتی ۲۸/۱۲۴ و ۵۸/۵ و ۵۷/۱۸۴ و ۵۸/۱۸۵ و ۵۷/۸۵ -

ورگ ۵ بہن بھائی کے بیاہ کی تردید کہ سگوت میں بیاہ نہیں ہوسکتا

منتر ۱ - جسکی موجودگی میں بہن اناتھ ہوئے کیا وہ بھائی ہے - ؟ اور جو دُکھ کو دیکھے کیا وہ کسی کی بہن ہے ؟ ارتھات اُسکا کا بھائی نہیں

تو یدی بھائی کو بہن کہے کہ میرا دُکھ دور کرنے کے واسطے میرے شریر سے اپنا شریر سیکت کر تو بھائی کیا کرے - (اسکا جواب اگلے منتر میں ہے) یہ صرف سوال ہے -

منتر ۱۲ - ہے اکامانت میں تیرے شریر سے شریر نہ ملاؤں گا کیونکہ جو پرش ممتسرہ سے صحبت کرتا ہے - اُسے پاپی کہتے ہیں اس کارن میرے بغیر کسی اور گن کرم الوسار پرش سے ساتھ رتی سے شادی کر - تیرا بھائی اس پاپ کو نہیں کرنا چاہتا

منتر ۱۳ - ہے انیموں کو پالن کرنے میں سمرتھ پرش تم بہت دربل ہو رہے ہو کیا میں تمہارے ہردے کے برتاب کو نہیں جانتی ؟ تم کو اس ستری کے بجائے اور ستری پراپت ہو - جیسے لتا برکش کو پراپت ہوتی ہے -

ایسا ترجمہ اسکا نروکت کارنے بھی کیا ہے - دیکھو نروکت ۶ - ۵ - ۵ - اور مطبوعہ ولایت صفحہ ۱۰۲ -

बतो बलातीतोभातिदुर्बलोबतासि यमनैवते मनो हृदयञ्चविजानीमो ऽन्याकिलत्वां परिष्वङ्क्ष्यते कक्ष्येयुक्तलिवृजेव वृक्षं लिवुजा व्रततिर्भवति लीयते विभजन्तीति व्रतति वरणाश्चशयनाच्च ततनाच्च वातायमुदक भवति बात एतदाप्याय यति पुनानो वा माप्यं वि स्व श्च न्द्र मित्यपि निगमो भवति ॥ नि॰ अ॰ ६ पा २ ख॰ ५

منتر ۱۴ - ہے انیموں کے پالن کرنیوالی ستری تو انیہ کسی پرش کو اسطرح پراپت ہو - جیسے لتا برکش کو - تم پرش کے ساتھ سندر کلیان کرنیوالی سمتی کر - جس سے پرسپر سکھ کی بردھی اور دُکھ کا ناش ہو - (اس منتر کا ایسا ہی اور اس کے قریب قریب ترجمہ نروکت کارنے کیا ہے - (دیکھو نروکت ادھیا ۱۱ پاد ۳ کھنڈ

अन्यमेवहित्व यमन्यहत्वां परिष्वङ्क्ष्यते लिवुजेव वृक्षं तस्य वा त्वमन इच्छ सवातवाथानेन मे कुरुष्व संविदं सभद्रां कल्याणभद्रां यमीयमं चकमे तत्प्रत्याचचक्षे त्याख्यानम् ॥ नि॰ अ॰ ११ पा॰ ३ खं॰ १३

جسکا ترجمہ یہ ہے - ہے یمی تو دوسرے کو پراپت ہو اور مجھ سے دوسرا ہی سمبندھ کرے جیسے لتا برکش کی ولیے تو اُس کے من کی اچھیا کر وہی تیری دھارنا سے تیرے گیان کو رکھے وہی تیرے کو سو بھدرا (کلیان والی) کرے -

یمی یعنی اوشا - یم یعنی دن کو برکاشت کرتے ہوئے اُس اوشا کو وقت کے گزر جانے پر دن منع کرتا ہے -

اب ہم پادری صاحب کے بقیہ اعتراضونکا جواب دیتے ہیں

۱ - پادری - ہم جانتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی کا نیوگ سے کیا مطلب ہے

یعنی جب کسی شوہر اور بیوی کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو اُن دونوں میں سے جو ربل (باقابل) نہیں ہے۔ سنتان پیدا کرنے کی نیت سے کسی پرش کے سنگ پرسنگ کرے۔

آریہ۔ سوامی جی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ لکھتے ہیں "بیاہ و نیوگ سنتانوں کے ہی ارتھ کئے جاتے ہیں۔ پشووت کام کریڑا کے لئے نہیں (صفحہ ۱۱۹ سطر ۹)

اور جیتے جی نیوگ یا پُنر لواہ جو کہا ہے۔ اُسکا یہ مطلب ہے "کہ سری کبھی جب روگ آدی دوشوں سے گرست ہو کر سمان اُتپنی میں اسمرتھ ہو وے۔ تب اپنے پتی کو آگیا دیوے کہ ہے سوامی آپ سنتان اُتپتی کی اچھیا سے مجھ کو چھوڑ کر کسی دوسری دوہوا استری سے سوگ کر کے سنتان اُتپتی کیجئے (صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۰) پس یہ جیتے جی سوگ صرف سخت مریض ہو جانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہو جانے کے سبب سے ہے۔ ساری دنیا مسیح یا سوامی دیانند جی کسطرح حتیٰ نہیں رہ سکتی۔ لاکھوں عورتیں اپنے مریض خاوندوں کی خدمت کرنے کو پرم دھرم سمجھتی ہیں اور ایسے ہی لاکھوں مرد بھی پس یہ حکم وید مقدس کا اُنکے واسطے نہیں ہے۔ یہ تو صرف آپت کال کا دھرم ہے جب وہ خاوند کی شرم میں نہ رہ سکے یا خاوند استری کی شرم میں نہ رہ سکے۔ یعنی جب پتی استری برت دھرم اور جب استری پتی برت دھرم کو نہ پالن کر سکے۔ تب ضرور ہے کہ سب اہل برادری کے سامنے مثل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کرے۔

۲۔ پادری۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ویدوں میں کوئی بے شرمی کی تعلیم موجود نہیں۔ بلکہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ اُن میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔

آریہ۔ جناب من۔ یہ صرف آپ کی بائیبل تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وید مقدس میں معاذاللہ ہرگز ہرگز کوئی بے شرمی کی تعلیم نہیں ہے۔ البتہ صدہا بے شرمی اور بد اخلاقی اور بد تہذیبی کی باتیں آپ کی ہولی بائیبل میں موجود ہیں دیکھو مندرجہ ذیل نبیوں کے حالات مقامات ذیل ہیں

ابراہیم نبی کا اپنی ہمشیرہ سے شادی کرنا (پیدائش ۱۲/۱۱–۱۹ و ۲۰/۱۲)

داؤد نبی کی زناکاری (۲ سموائیل ۱۱/۱–۵)

داؤد نبی کے بیٹے کا اپنی بہن سے زنا مفصل دیکھو (۲ سموائیل ۱۳/۱–۱۴)

داؤد نبی کے بیٹے ابی سلوم کا اپنے باپ کی عورت سے زنا (۲ سموائیل ۱۶/۲۲)

لوط نبی کا اپنی دونوں جوان بیٹیوں سے زنا جو شرابی ہوتی (پیدائش ۱۹/۳۰–۳۶)

یعقوب نبی کا فریب سے پیغمبری حاصل کرنا (پیدائش باب ۲۷ کل)

مسماۃ تمر کا اپنے سسر یہوداہ سے زنا کروانا (پیدائش ۳۸/۱۱–۳۰)

خدا کا موسےٰ کو فریب سکھلانا (خروج ۳/۱۸)

سلیمان نبی غزل الغزلات میں کہتا ہے "اے میرے بوا میری زوجہ تو نے میرا دل غارت کیا۔ اے میری بہن زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ باب ۴ اس کے ساتھ ہی دیکھو (یشعیاہ ۳/۱۶–۱۷ و ۴۷/۲–۳ و احزقیل ۱۶/۱۵–۲۵ و ۲۳/۱۴–۲۰)

اب اخیر میں بائیبل کے خدا کا ایک اخلاقی حکم بھی درج کرتا ہوں اور اسکا آپ ہی کو منصف بناتا ہوں۔

کتاب استثنا میں موسےٰ کو خدا حکم دیتا ہے "اور جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے۔ اور خداوند تیرا خدا اُنکو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرے۔ اور تو اُنہیں اسیر کر لائے۔ اور اُن اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بناوے۔ تو تو اُسے اپنے گھر میں لا۔ اُسکا سر منڈوا۔ اور ناخن کتروا۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اُس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر اور اُسکا خصم بن۔ اور وہ تیری جورو بنے۔ بعد اُسکے اگر تو اُسسے خوشوقت نہو تو جہاں وہ چاہے۔ اُسے جانے دے۔ (باب ۲۱ آیت ۱۰–۱۴) افسوس صد ہزار افسوس ایسے برہم زن اخلاق اور زناکاری کے حکم خدا کے ذمہ لگائے گئے۔

۴۔ پادری۔ یہ تعلیم ویدوں کے سر منڈھنے کا یکتا اور لاثانی فخر پنڈت دیانند جی بانی مبانی آریہ سماج نے ہی حاصل کیا ہے۔

آریہ۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ سوامی جی کا تو اعتقاد یہی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خود وید بھاش کے ایک امر میں لکھا ہے "یہ سب کو ودت ہو کہ جو باتیں ویدوں کی اور اُنکے انکول ہیں۔ اُن کو میں مانتا ہوں۔ وردھ باتوں کو نہیں اس سے جو جو میرے بنائے سنیارتھ پرکاش وا سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گریہ سوتر و منوسمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں۔ وے اُن اُن گرنتھوں کے منوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں اُن میں سے ویدارتھ کے انکول کا ساکھشی دت پرمان اور وردھ کا اپرمان مانتا ہوں جو جو بات ویدارتھ سے نکلتی ہے۔ اُن سب کو پرمان کرتا ہوں کیونکہ وید ایشورو اکیہ (کلام الہی) ہونے سے سرو تھا مجھکو مانیہ ہے" ایسا ہی (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۸۔ نمبر ۲)

جناب پادری صاحب ہم نے آپ کو صرف مسئلہ بواہ پُنر لواہ یا نیوگ کا جیسا کہ ویدوں اور شاستروں میں ہے۔ وہ بتلا دیا۔ اور جیسا سوامی جی مہاراج نے لکھا ہے اُسی طرح آریہ سماج کا بھی اصول ہے "وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ آریہ سماج سوامی جی کو رسول یا نبی یا اوتار یا ابن اللہ نہیں مانتا۔ بلکہ ست دھرم پرچارک اور ریجس ریفارمر مانتا ہے۔ ویدوں کے انکول اُنکی باتوں کو جو تمام تر معقول ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔

۵۔ پادری۔ گویا اس جگہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں میں پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت دیانند کو معلوم تھا۔ کہ بات کرنے والا کیا ہے۔ پس یہ جھوٹ کسقدر خوفناک ہے۔ کہ جسکے وہ مجرم ٹھیرتے ہیں۔ ہاں خوفناک ہے۔ اسلئے کہ وہ صاف طور پر ایک ایسی کتاب کے برخلاف جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ جسے وہ الہامی مانتے ہیں۔ اور جس کے الہامی ہونے کی وہ منادی کرتے ہیں"۔

آریہ۔ سوامی جی نے جو کچھ لکھا۔ اُنہوں نے اپنے آتما میں رشیوں کی رائے اور علمیت کے مطابق راست سمجھ کر لکھا جیسا کہ اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں بھی بیان کر دیا۔ اُن کی آزادی۔ نیری۔ مستقل مزاجی اور صداقت پسندی کی شہادتیں ہزار در ہزار موجود ہیں۔ مگر ہم آپکو

بتلاتے ہیں۔ کہ آپ کے خداوند مسیح صاحب پر یہ سارے الفاظ عائد ہوتے ہیں۔ نہ کہ سوامی جی پر۔

پہلا جھوٹھ۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے واسطے بسیرے ہیں۔ پر ابن آدم کے لئے جگہ نہیں (متی ۸/۲۰) اسکا بطلان یوحنا ۱۹/۲۷ سے ہوتا ہے۔

دوسرا جھوٹھ۔ متی ۱۲/۴۰ تین رات تین دن رہنے کا اقبال ہے مرقس ۱۵/۴۲ بروز جمعہ شام کے وقت دفن ہوئے۔ متی ۲۸/۱ آتیوار۔ علی الصبح قبر سے لاش غائب ہوئی۔ اس حساب سے دو رات اور ایک دن قبر میں رہے۔

تیسرا جھوٹھ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں۔ بعضے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتا دیکھ۔ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے متی ۱۶/۲۸۔

چوتھا جھوٹھ۔ لوقا ۲۳/۴۳ میں اُسی روز بہشت میں جانیکا وعدہ ہے۔ مگر خط اول پطرس ۳/۱۹ کے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بہشت میں نہیں گیا۔ بلکہ دوزخ میں گیا۔ جیسا کہ کتاب حل الاشکال ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۳ میں پادری فانڈر صاحب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح اُسوقت سے تین رات اور تین روز دوزخ میں رہا۔ اور اعمال ۱/۳ سے ظاہر ہے کہ وہ چالیس روز تک زمین پر رہا۔ پس ۴۳ روز تک مسیح کو بہشت نصیب نہیں اور نہ اُس چور کو یہ بائبل کے خدا کا ایک بڑا جھوٹھ ہے

مسیح کا پانچواں جھوٹھ بھی ہم لکھ دیتے۔ مگر چونکہ انجیلیں چار ہیں اسواسطے ہم بھی چار ہی پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر آپ اور دیکھنا چاہیں تو ہمارے بنائے ہوئے کرسچین مت درپن صفحہ ۴۲ تا ۵۱ دیکھ لیں۔ سوامی جی نے اپنی کتاب کی نسبت کوئی جھوٹھ نہیں بولا۔ مگر متی رسول اور الہامی نے جھوٹ بولا۔ غور سے دیکھو متی ۱/۲۲ و ۲/۱۵ و ۲/۲۳ و ۲۷/۹۔

۱۲۔ پادری۔ پنڈت دیانند اپنے زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خوفناک دشمن تھے۔

آریہ۔ جب آپ کے اعتراض باطل ہوگئے اور ہم اُن کی تردید کر چکے تو پنڈت دیانند جی اپنے زمانہ کے نہایت ہی خوفناک دشمن نہ رہے بلکہ سب سے زیادہ وید دھرم پرچارک اور وید ارتھ پرکاشک ست مت کے حامی ثابت ہوگئے۔ یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں۔ بلکہ آپکے پادری ایف ایل نیلڈ صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

"سوامی دیانند سرسوتی کے پھرنے اور گفتگو کرنے نے یہ ہوا کہ انہوں نے دینی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گیان کو سچے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں شرمندہ کیا۔ اور ہزار ہا سال سے جو پرانا دھرم بطور معدوم کے ہوگیا تھا۔ اُسکو روشنی میں لاکر ہندوستان کے فواید کیا (دیکھو اُن کی سالانہ رپورٹ) اسی طرح ایک اور یورپین صاحب فرماتے ہیں "پانچ برس سے ایک شخص جسکی علمیت و فضیلت میں ذرا جائے کلام نہیں۔ اس ملک میں ظاہر ہوا ہے وہ شہر بشہر پھرتا اور ویدوں کے احکامات کا اپدیش کرتا ہے۔ ایک ایشور کی اوپاسنا کی ہدایت ہے۔ اور اور دیوتوں کی مخالفت اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس نے ثابت کر دیا کہ رسم ستی اور بت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو پورانوں میں درج اور خود غرض پوجاریوں کی ایجاد۔

وید کے متنا کے بالکل صاف ہیں" (اخبار پانیر الہ آباد ۳۔ دسمبر ۱۸۷۹ء) مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)

۸۔ ۹ و ۱۱۔ پادری تیرھویں منتر میں کم مناہی ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ ادیم اور چودھویں پد میں یمی بھی مناہی ہے یعنی اومی۔ سردو آخری منتر میں تشریح سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سوائے شادی کے یہاں اور کچھ نہیں بن سکتا۔ پس رات جیت کرنے والوں کے صاف نام ہیں اب اگر اسکے بعد کوئی بھی یم۔ اور یمی کے رشتہ دار ہونے کی بابت شک کرے۔ اور جھگڑنے لگے تو اُس کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے۔

آریہ۔ ہم نے نہایت واضح دلائل سے اور صحیح پرمانوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یم تیم کرنے والے رس کے اور یمی نیم کرنے والی ستری کے معنے ہیں۔ اور دن اور رات یا دن اور راتا کا اِن تمام منتروں میں النکار یعنی استعارہ ہے کوئی قصہ کہانی نہیں یہاں پرماتما نے اظہار قدرت سے اپدیش دیا ہے۔ فارسی زبان زمان میں ایک محاورہ ہے۔ در ترا مسگویم دیوار تو گوش کن۔ اور ایسے ہی ایک اور محاورہ ہے۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ * قضا گفت گیر و قدر گفت دہ۔ اور ایسا ہی بائیبل میں بھی محاورہ ہے آسمان خوشی کرے اور زمین شادیانہ بجاوے۔ قوموں کے درمیان کہو کہ خداوند سلطنت کرتا ہے سمندر اُس سمیت جو اُس میں بھرا ہے شور مچاوے۔ میدان بھی اُن سب سمیت جو اُسمیں باغ باغ ہو جاوے۔ بن کے سارے درخت خداوند کے حضور گائینگے (۱۔ تاریخ ۱۶/۳۱-۳۳ اور (زبور ۱/۱۹-۵)

اے پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو۔ اور اے ابدی دروازو اونچے ہو۔ اسی طرح زبور ۲۴/۷-۱۰ و ۹۸/۸ و ۱۱/۱۴۸ و ۱۰/۱۴۵ اور یشعیاہ ۴۴/۲۳ و یرمیاہ ۲/۱۲ میں دیکھو بہت سی بیجان چیزیں منادی سنائی گئی ہیں جو سمجھانیکا ایک طریقہ ہے۔ جس سے مطلب صرف نصیحت یا اچھے کام کی ترغیب یا بدی سے نفرت کرانا ہے۔ یہی حال یم اور یمی کے مضمون یا دن اور رات کے مضمون سے ہے اور یہی مطلب دلیو۔ اُسر۔ سنگرام۔ یا سورج اور بادل کے جنگ سے ہے پس ہم کو بقول آپکے کہنا پڑا۔ کہ اگر اسکے بعد بھی کوئی اس استعارہ اور محاورہ کو نہ سمجھ کر یم اور یمی کو بھائی بہن یا حقیقی رشتہ دار سمجھے یا وید میں درحقیقت کہانی سمجھے اور آریوں سے جھگڑنے لگے تو اُس کے بڑے درجہ کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے؟ ہرگز نہیں۔

لاہوری پیغمبر مسٹر شیونرائن کی نقلی غلطیاں

اور اُن کی علمیت کا نمونہ

۔۔۱۰۔ ۱۱۔ بارھویں منتر میں یم اُس سے ہم بستری کا تعلق پیدا کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ جو شخص ہمبستری کی نیت سے اپنی بہن کے پاس جاتا ہے اُسے نیہت پاپی کہتے ہیں۔ اور اس بد کے آخر میں وہ کہتا ہے۔ اے خوبصورت تیرا بھائی اس کام کے لائق نہیں۔ زنا نے بھرا تا سمجھا یا ڈشٹ تک

पापमाहुर्यः स्वसारं निगच्छात्

آریہ - بالکل غلط ہے اور آپکی علمیت کی شہادت کیونکہ اس منتر میں - تو نیجہت شد ہے - اور نیجہت کا ارتھ پانی ہے - اور - اسی سنسکرت وید میں موجود ہے - اس منتر میں لفظ (پایم) جدا موجود ہے جسکا ترجمہ پانی ہے - ہم آپ کی سنسکرت فہمی کی مہارت سمجھ گئے - اپنے (چونکہ خود نہیں پڑھ سکتے یا نہیں سمجھ سکتے) لفظ نکھات नि ग ल्का त کو نیجہت سمجھا - جسکا ترجمہ سجوگ کرنا ہے - اور اپنے خیال سے اُسکا ارتھ پانی سالا - باقی کا سنسکرت کا ٹکڑا بھی آپنے بالکل اشدھ لکھا - وہ اصلمیں یوں ہے -

नतेभ्रातासभगेव ह्येतत

- تے بھراتا سو بھگے وتت ہئے نت - اسکا ترجمہ بھی آپنے بالکل اشدھ کیا - کیا اسی لیاقت پر فاضل اجل سوامی دیانند جی سے ہم مدہونیکا ارادہ کرتے ہیں - اور اسی لیاقت پر وید منتروں کا ارتھ کرنے لگے تھے -

صفحہ ۶ سطر ۱۲ میں آپ نے تت سخہ کو تت بت لکھا - کیوں - ہو - آپ بڑے خدا سنسکرت کی لیاقت کیطرح اگلی ہو رہی بھی ہیں - اصل بات یہ ہے کہ آپ حق و ناحق آریہ سماج کی مخالفت کے دوست اور آریہ سماج کے دوست کے ذاتی دشمن ہیں - پادری صاحب نے اپنے ٹریکٹ کا نام رکھا نیوگ کھنڈن اور آپنے وہ بالا یا زیادہ اپنی نقل کا نام پنڈت دیانند کا جھوٹھ اور اُنکی گناہ آلودہ تعلیم رکھا - اور ترجمہ میں بھی جہاں مصالحہ کم تھا - وہاں اور نون مرچ اپنے مطبخ سے چھڑکدیا - سعدی نے سچ کہا ہے - ع

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے حسود را چہ کنم کوز خود برنج درست

- ۱۰ - آئندہ ایک جوان کے رشتہ دار اچھی آپسمیں وہ برتاؤ کیا کرینگے کہ جو انہیں اس قسم کی رشتہ داری کے شایاں نہیں ہے (بحوالہ منتر ۱۰)

آریہ - اس منتر میں اب ہرگز نہیں ہے - آپ کو سنسکرت نہ ہے کے سبب اور پادری صاحب کو سائن آچارج کے ترجمہ سے دھوکہ ہوا - وہاں صاف یہ الفاظ پڑے ہوئے ہیں -

उपबर्हिहि वृषभाय बाहुमन्य मिछ स्व सुभग पतिं मत्

اور ایسا ہی اسکا ترجمہ نروکت کار نے بھی کیا ہے - جو ہم نے منتروں کے ترجمہ میں درج کر دیا - پس اس منتر میں نیوگ یا پنر بیاہ کا وشے ہے - جو آیت کمال کا دھرم ہے آپ کے بیہودہ خیال کا اس سے کچھ تعلق نہیں -

اب ہم سائن آچاریہ کی اظہر من الشمس غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں

اگرچہ خود یوروپین فضلا کا بھی خیال ہے - کہ سائن نے کہیں کہیں غلطی کی ہے - جیسا کہ تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۸ سے ۱۷۵ تک مشرح درج ہیں اگر اس سکت میں خاص خاص موٹی غلطیاں اُن سے واقع ہوئی ہیں -

منتر ۱ - اس کے آغاز میں - سائن آچاریہ نے ایک طبعزاد کہانی یم اور یمی کی داخل کی جو اُسکی جان بوجھ کر مغالطہ دہی ہے - اور پورانوں کے ردی قصوں کا نتیجہ ورنہ منتر یا سکت سے اُسکا کوئی سمبندھ نہیں -

منتر ۲ - میں اُس نے اپنی طبعزاد کہانی کے سدھ کرنے کے واسطے سلکشنا کا ارتھ بالکل غلط کیا ہے - یعنی (سلکشنا) ... (समानयोनि त्वलक्षणा) مگر اسکا یہ ارتھ نہیں ہے اُسکا ارتھ سلکشن یا اچھے لکھشن والی کا ہے اور ... کا ارتھ بھگنی کیا ہے - حالانکہ اسکا ارتھ خوبصورت ہے -

منتر ۳ - میں جب سائن سے کچھ ارتھ نہ بن سکا - تو کیول کلپت ایک جھوٹھی کہانی برہما کا بیٹی اور بہن سے بیہچار کرنیکا بلا ثبوت گھڑ کر دھر دی جسکا وید منتر سے کوئی اور کسی طرح کا تعلق نہیں -

منتر ۴ - میں بھی سائن نے بلا سبب بلا وجہ ... بلا ثبوت پر جاپتی کی کہانی جوڑ دی - تاکہ وہ کسی طرح اپنا ... خود ... - اور یم اور یمی کی کہانی کی بنیاد رکھی اور ایسی ہی فضول کوشش ... بھی کی -

منتر ۶ - میں دیچیا ... کا ارتھ ترک کیا ... غلط ہے اور کہیں بھی اُسکا پرمان نہیں ملتا - مگر اُسکو تو اناف ... یہ مطلب تھا نہ کہ وید ارتھ سے دیچیا کا ارتھ ترنگ ہے - دیکھو (اماد ... ۴-۷۲) اور اسی طرح امر کوش (کانڈ ۱ ورگ ۱۰ اسلوک ۵)

ہم کو بڑا افسوس ہے کہ پا سک منی نے تو ... سکت میں اس سکت کے تین منتر نمبر ۱ و ۱۳ و ۱۴ کی تفسیر کر ... تاکہ ہم ترجمہ میں درج بھی کر چکے - چونکہ وہ سائن آچاریہ کی بام مارگ ... معت کے سخت مخالف تھے - اسواسطے اُن کو بالکل درج نہیں کیا ... اُن کا حوالہ دیا جس سے صاف ظاہر ہے - کہ وہ وید مقدس کا طبعو ... کلبت ... پرانوں کی کہانیوں کے ماتحت ارتھ کرنا چاہتے تھے - ورنہ ... سائن آچاری مہاراج کے ایسے ضروری موقعوں پر نروکت کا ضرور پرمان ... کرتے - مگر اُنہوں نے نہیں کیا - پس اُنکی نیت اور انکا انصاف اور سچائی سب لوگ اچھی طرح جان سکتے ہیں -

پادری صاحب کی علمی غلطیاں

- ۱ - ۲ - پادری - وہ یہ لوگ ... دیتا ہے کہ ... نستان ... کی ستری اپنے پتی کے جیتے جی دوسرے دوا ... رز ... کے سنگ بھوگ کرے -

آریہ - یہ آپ کی بڑی بھاری غلطی ہے - سوامی جی نے ایسا نہیں لکھا - بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ جسکی ستری دایم ... مریض ہے - انہیں کا نیوگ ہوتا ہے - کمار کماری کا نہیں" (صفحہ ۱۴۲) مطلب یہ کہ ... رنڈوے ستری کا اور رنڈوے مرد کا ہو سکتا ہے - ستری والے پرش ... پتی والی ستری کا نہیں - اور وہ بیاہ کیطرح نیم پورک ہوتا ہے نہ کہ بائبل کے حکموں کی طرح صرف خلوت -

- ۳ - پادری - ابجیج ... بتلاتا ہے ... سن بھاشن کرتا ہے - مگر دیانند سمجھ بوجھ کر متھیا ارتھ ... کا ... بتاتا ہے -

آریہ - یہ لفظ اسی صفحہ ۳ میں تین مرتبہ ... مرتبہ لکھا ہے - بیج لفظ کے معنی بھگنی نہیں ہے - بلکہ بیٹی - ... آپ کی علمی لیاقت اسی سے ظاہر ہے - بیج کا ارتھ اس پرکار ہوا ...

यमाज्ज्ञायत ... य य म

اسی طرح ज ल ज ... جو الاکل ہے۔ اور وید کے منتر میں
یہ لفظ نہیں ... امی جی پر اعتراض۔ اب بتلائیے منتھیا
لولنے کا پاپ کس کو ہے ... ن ننا۔ سوامی جی یا آپ۔
۴ — پادری ... ۱۳ میں یدیہ ۱۴ کا۔ ورن کرتا ہے۔

यमा यम च क मे ता म

ارتھات یہی نے ... بھوگ کرنا چاہا۔ اُسنے سویکار کیا۔ تاکتات
ہے اسمیں تبدیل یتی کا ... ہے۔
آریہ۔ اس سے ... وقت ظاہر ہے۔ کسی لالچی یوپ جی سے ایسا
ارتھ کرالیا۔ ... اسکا ہرگز نہیں ہے۔ سُنیئے اسکا اصل ارتھ
یہ ہے۔ ... تانے دل کی اچھیا کی۔ دن نے منع کیا۔ مگر یہاں تبدیل
تو نہیں ... خود ہے۔ دیکھو منتر ۱۳ لیکن ہاں۔ وہ مضمون منتر
ایک ... منتروں میں دوسرا مضمون ہے۔ جس سے کوئی کسی
کا اعتراض ... نہیں ہو سکتا۔ البتہ آپ کی لیاقت خوب ظاہر ہو رہی ہے
۵ — پادری — دوسرے بد میں یم یمی کو اپنی سلکھتما کہتا ہے
ارتھات کُٹھ

آریہ۔ ... یم یمی کا لفظ نہیں ہے۔ اور نہ سلکھتما کا ارتھ
رشتہ دار یا بہن ... پنے سائین کے بھاشیہ کو بھی نہیں سمجھا۔ یہ آپ کی
علمی غلطی ہے
۵ — ... چوتھے بد میں یوں لکھا ہے۔ گندھرب اور الپسیر
اتیتی اُن سے ... کی اُتپتی ہوئی ہے۔ اس کارن ہم ہم عامی ارتھات
سگوتر ہیں۔
آریہ ... ایسا ارتھ نہیں ہے۔ اصل ارتھ ہم نے لکھدیا ہے اور
اس کے علاوہ ... ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اگر یہ ارتھ ہو تو وہ دیوتو
کی اولاد ... گندھرب کی ہو گئی۔ جو بالکل باطل ہے۔ حالانکہ یہ
ارتھ آپکے ... دونوں کے مخالف ہی نہیں۔ بلکہ ناواقفی کا ثبوت
ہے۔ ویدکے ... میں ایسا شبد نہیں ہے۔
۶ — پادری ... میں بد میں یم اُتر دیتا ہے۔ य न जा मय یعنی
بھی ... اس کرم کو نہیں کرینگے جو گوتر دھرم کا ایک ہے۔
آریہ۔ ناظرین ... آج تک य न کا ارتھ ابھی ہے کہیں سا اور
نہ کسی پستک میں ... اسکا ارتھ صاف ہے۔ جہاں جس جگہ
اور جیت ... جہاں کل بدھو۔ بڑے کاموں کیطرف
... لگیں۔ تب ... کرنا چاہیئے۔ پس اس سے پادری صاحب کی
لیاقت ... ظاہر ہو گئی۔ وہ خواہ مخواہ ... میں داخل ہونا یا پھول
سونگھنے میں ... ہونے کے خواہشمند ہیں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے
کہ اُن سے اعتراض ... صداقت سے بالکل گرے ہوئے ہیں۔ وہ تعصب
کے سبب ... کرتے ہیں۔ کہ صداقت ہے
۷ — پادری ... امد کا یوگ ... گوروبت اپنے سوامی جی کے
وقتے میں ... سمہ کا ایک ہی پنڈت ہے ... میں اسکو
... ارتھات اس کارن سے کر دیا ہے کہ وید کا منتھیا
... ارتھ نشکشا کا دوش لگایا ہے۔ دیانند

اپنے سمہ میں وید کا سب سے مہان ستر و ٹھہرا ہے

آریہ۔ ناظرین! مرحوم فاضل پنڈت گورو دت ایم اے جنکی سنسکرت کی لیاقت اور ویددانی کے مخالف و موافق قائل ہیں۔ جنکی ویدک مگزین اور اُپندیشاس اُن کی تحقیقات حقہ و فضیلت کے شاہد ہیں۔ وہ تو سوامی جی کو اپنے سمہ کا ایک ہی ویدک پنڈت مانتے ہیں۔ اور اسی طرح مشہور و معروف سنسکرت دان پنڈت بھٹا کردت آچاریہ۔ و پنڈت جوالا پرشاد جی شاستری و پنڈت آریہ منی جی وغیرہ صدہا پنڈت اور نامی گرامی فاضل تو سوامی جی کو ادوتی فاضل اور ویدک دھرم کا حامی مانتے ہیں۔ مگر پادری ٹی ولیمس صاحب جن کو معمولی بھاشا پڑھنے کے سوائے سنسکرت کی ذرا بھی لیاقت نہیں وہ سوامی جی کو ویدوں کا مہا شترو ٹھہراتے ہیں۔ کیوں نہ ہو پادری صاحبان کو اصل میں سوامی جی کے وجود سراپا جود سے بہت نقصان پہنچا۔ اُن کے حیلے موعظے گم ہو گئے۔ ہزاروں آدمی دین عیسوی سے ہاتھ دھو بیٹھے کر آریہ دھرم میں شامل ہو گئے۔ آریہ سماج کے چھوٹے چھوٹے ہونہار ودیارتھی پادریوں کو ہنگام مباحثہ میلوں گرجا گھروں بازاروں میں سخت لاجواب کر دیتے ہیں۔ اُن کو ہر طرح اور ہر طرف مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔ اب لاچاری سے سراسیمہ ہو کر عوض اسکے کہ عیسوی دین کا ثبوت دیں۔ یا عقدہ لاینحل تثلیث کی گرہ کھولیں۔ یا بائیبل کو الہامی ثابت کریں۔ یا اسکی تعلیم کی خوبی جتلا دیں۔ یا اُس کے شیوں کی بدچلنی کا جواب دیں۔ اُلٹے لوگوں کو مشتعل کر کے بھرمانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی وید کے دشمن تھے نہیں بلکہ مہاشترو قربان ایسی سمجھ کے سوامی جی وید کے دشمن بلکہ مہادشمن اور پادری صاحبان وید کے دوست اور حامی۔ جزاک اللہ اگر سوامی جی دشمن ہیں۔ اگر دیانند ویدوں کے شترو ہیں۔ تو ایسا شترو مہاشترو مبارک ہزار بار مبارک ہو۔ جس نے ہم کو پادری صاحبان کے جال سے چھوڑایا۔ جس نے پوپوں کے پھندے سے بچایا۔ جس نے وام مارگ دھرم کے اندھکار کو مٹایا۔ جس نے بت پرستی مخلوق پرستی تثلیث پرستی اور تصویر پرستی کی خرابی کو سمجھایا۔ اور گمرہانِ تلاطمِ جہالت کو راہ راست دکھایا۔ اور صداقت اور حقانیت کے چشمہ پر پہنچایا۔ نہیں نہیں معرفت الٰہی کا جام پلایا۔ اور آئندہ کے واسطے صراط المستقیم بتلایا۔ وہ ہمارا شترو اور پادری صاحبان دوست۔ بھائیو! ماڑکھیتی کو کھاتی ہے۔ مگر بکری اور گدھے بچاتے ہیں۔ ما ہم باین دانش۔

پادری صاحبان! ہم آپ کے حیلے حوالوں بلکہ سب چالوں سے من و عن واقف ہو گئے۔ اب ہم آپکے جال میں نہیں پھنس سکتے ہیں۔ کیونکہ

بداں مرغ کو سعدہ دریں نہاد
زمانہ بساط نو آئیں نہاد

اب آپ اُس لومڑی کی طرح جو بارسائی سے انگوروں کو ترش کہہ کر ہاتھ ملتی ہے۔ افسوس کرلے بیٹھئے۔ بقول سعدی

کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت

اب آخر میں ہم بائیبل کے رو سے بتلاتے ہیں۔ کہ یوگ موسائیوں اور عیسائیوں کے ہاں بھی جائز ہے۔

بھائی کے لئے نسل جاری کرنے کی شرع

حکم نیوگ - اگر کئی بھائی ایک جا بستے ہوں - اور ایک اُن سے بے اولاد مرجائے - تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جائے - بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے - اور اُسے اپنی جورو کرلے - اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے - اور یوں ہوگا کہ اُسکا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو - تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا - تاکہ اُسکا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے (توریت ۲۵/۵ استثناء)

نیوگ نہ کرنے پر سزا - اور اگر وہ اپنے بھائی کی جورو نہ لیا چاہے - تو اُس مرحوم بھائی کی جورو دروازہ (پولس اسٹیشن) پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے کہ میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا - اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں - اور اُس سے گفتگو کریں - سو اگر وہ اس بات پر قایم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اُسے لوں - تو اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے اور اُسکے پاؤں سے جوتی نکالے اور اُس کے مُنہ پر تھوک دے - اور جواب دے اور کہے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بساوے - یہی کیا جاویگا - اور اسرائیل میں اُسکا نام - رکھا جاوے - کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے جس کا جوتا نکالا گیا - استثناء ۲۵/۱۰)

اور پھر روت کی کتاب میں مسمات روت کا قصہ پڑھو - اور راحل اور لیاہ وغیرہ عورتوں کے حالات مطالعہ کرو - جنہوں نے بموجب حکم توریت کے نیوگ کیا - اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا - جسکا پوتا داؤد یسی تھا - اور اسی کے خاندان سے بقول بائبل کے مسیح پیدا ہوا (دیکھو روت کی کتاب ۴/۱۳-۲۲)

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب نے اپنی تفسیر متی میں اناجیل کا سلسلہ ملاتے ہوئے صاف اقبال کیا ہے کہ مسیح کے بہت سے بزرگ صرف نیوگی بیٹے یعنی نیوگ زادہ تھے - ہم نے کرسچن مت درپن صفحہ ۵۳ بار اول پر مفصل درج کیا ہے - پادری صاحب غور سے پڑھیں -

صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج

یعنے

متعصب پادریوں کی نافہمی کا قرار واقعی علاج

لکچر نمبر ۱ کا جواب

بس کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

ہم پنڈت[1] صاحب اور رسالہ کا نام ٹائیٹل پیج پر دیکھ کر سمجھے تھے کہ شاید پانڈتیہ کے ساتھ آریہ سماج کے اصول اور تعلیم پر بحث کیگئی ہوگی اور ہر موقعہ پر معقولیت مدنظر رہی ہوگی - مگر افسوس ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - پنڈت صاحب تو شمشیر و تیر ہی نکلے یا مدیہ آپ کے مقابل کس طرح ٹھیرتا ہاں اسامت آتی تو آپ کی طرف مُنہ پھیرتا - اگر آپ عیسائی اور سچے عیسائی ہیں - تو کیا پیارے پنڈت جی (رام کہے) آپ کو ان مضامین اہم کی بابت قلم اُٹھانے سے پہلے انجیل کو ہاتھ میں لیکر یہ تو سوچنا چاہیئے تھا کہ آپکے خداوند یسوع مسیح نے یوں فرمایا ہے - "عیب نہ لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے - کیونکہ جسطرح تم عیب لگاتے ہو - اُسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جاویگا - اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو - اُسی پیمانے سے تمہارے لئے ناپا جاویگا - اور اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے تو کیوں دیکھتا ہے - جب کہ اُس شہتیر کو جو تیری آنکھ میں ہے تو نہیں دیکھتا - اور پھر تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے - کہ رہ جا - اس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکالوں - اور دیکھ تیری ہی آنکھ میں ایک شہتیر ہے - اے مکار پہلے اپنی ہی آنکھ سے اس شہتیر کو باہر کر تب اپنے بھائی کی آنکھ سے تنکا نکال سکیگا" (دیکھو متی کی انجیل باب ۷ آیت ۱ سے ۵ تک) کیونکہ وہی اعتراض جو آپ ضبط تحریر میں لائے ہیں - آپ ہی کے عہد عتیق و جدید پر عائد ہوتے ہیں - اور جو نقص آپ ویدک مت میں دکھلانا چاہتے ہیں - وہی بلکہ اس سے کہیں بڑھکر تعلیم عیسوی میں نظر آتے ہیں - اور جب آپ بلا لحاظ احکام حضرت عیسے محض تعصب کے جوش میں اُس کتاب پر جو درحقیقت اعتراضات سے پاک ہے - اور جسکے مضامین ادق آپ کی تحریرات کو دیکھ کر گستاخی معاف ہم آپ کی حسن لیاقت کا اندازہ کرنے کہہ سکتے ہیں کہ) آپ کی عقل و فہم کی رسائی سے باہر ہیں - خواہ مخواہ اعتراض جڑنے پر آمادہ ہوگئے - تو ہم آپ کو ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا حال والے لوگوں کی زمرہ میں نہ سمجھیں - تو فرمایئے سچا مسیحی کیونکر سمجھ لیں ع قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری - آپ اس لیاقت کے ساتھ و بکمال

[1] چونکہ اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ایک کے مولف اعتراضات میں معترض عیسائی کا نام پنڈت کھڑک سنگھ تحریر ہے لہذا یہ اسکیطرف اشارہ ہے ۱۲

پر مشتمل کھولئے - ابھی تو آپ کو اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں لگی معلوم ہوتی - وید کی تعلیم اور سماجوں کی تنقیں پڑھنے آنا تو بڑی بات ہے - ابھی آپ یہ بھی نہیں جانتے ہیں - کہ مضمون نگاری کسے کہتے ہیں اور لکچر کس کا نام اور لکچرار کو اپنا مافی الضمیر کسطرح ظاہر کرنا چاہئے - جن دلائل سے آپ نتائج نکالتے ہیں - سچ تو یہ ہے کہ اُن پر لفظ دلیل ہرگز صادق نہیں آتا - ہاں - ؏ برعکس نہند نام زنگی کافور - آپ انہیں دلائل نہیں دلائل والی سمجھئے جہاں تک ہم نے اس پمفلٹ کے ورقوں کو لوٹا پلٹا - وہاں تک یہی بات ظاہر ہوئی کہ ہمارے (نام کے) پنڈت جی نے محض خیالی باتوں سے اُن دلائل مستقیم کی تردید کی ہے - جنہیں وہ کیا پڑھے پڑھے لائق سے بھی بے اعتباری کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے اور جنکا وثوق ہمارے بیان کا ہرگز محتاج نہیں -

مسٹر پنڈت جی ۹ تو اول ہی ہم آپ کی تحریر کی غلطی آپ ہی کے بیان یا اُن کتب کے حوالوں سے ظاہر کرتے ہیں - جنہیں آپ یا آپ کے بھائی مستند خیال کرتے ہیں - اور اس کے ساتھ ہی - یہ بھی دکھلا دیتے ہیں کہ آپ کے یہ الفاظ کہ انہیں[1] سے بہت سے جو اپنے آپ کو آریہ نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے اس مذہب سے جو انہوں نے اختیار کیا ہے بہت ہی ناواقف ہیں - جو کچھ دوسرے کہتے ہیں اُسی پر وہ یقین جما بیٹھے ہیں اور وہ دونوں اپنے لئے اس معاملہ میں تحقیقات نہیں کرنے پائے ہی نہیں سکتے - ان کا ویدوں کی قدامت اور پاکیزگی کے بارہ میں اور دانائی اور فلسفہ کے اس ذخیرہ کی نسبت جو انمیں شامل ہے ایک باطل خیال ہے" - تبدیل الفاظ تبدیل طلب (مثلاً ویدوں کی بجائے لفظ بائیبل پڑھنے اور آریہ کے بجائے عیسائی قائم کیجئے - بالکل آپ پر صادق آتے ہیں -

پہلے نمبر کے صفحہ ۵ کے آخری پیراگراف میں جو آخری سطر سے شروع ہوکر صفحہ ۶ کی پہلی تین سطروں میں ختم ہوا ہے - آپ یوں فرماتے ہیں مگر پیشتر اس کے کہ ہم ویدوں کی قدامت کی بابت غور کریں ہم اُن کتابوں[2] کی فہرست پیش کرینگے - جنکو پنڈت دیانند نے سچا مانا ہے اور جس پر

انہوں نے (سوامی جی نے) آریہ مذہب کی بنا ڈالی ہے - پس ہماری بحث کی بنیاد بھی انہیں کتابوں پر ہوگی - اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے"

اس تحریر سے ہمیں یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ ویدوں کے خلاف اپنے اس دعوے کے بموجب انہیں کتب سے جنکی فہرست آپنے ذیل پیراگراف مذکور میں درج کی ہے کچھ حوالہ لکھ کر نتیجہ نکالینگے - مگر افسوس ہے کہ آپنے تو صفحہ ۸ کی آخری سطر کے آخری جزو سے صفحہ ۹ کی پہلی دو سطروں میں یہ لفظ لکھ مارے "اُنکی (یعنی قدامت وید موجب دل آریہ) تردید میں ہم نامور اور مشہور پنڈتوں کا حوالہ دینگے - جوکہ دو ہزار برس سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے تاکہ آریہ لوگ خیال نہ کریں کہ ہم نے دلائل کو خود بخود گھڑ لیا ہے -

واہ جناب پنڈت صاحب واہ ہ ! یا اس صورت میں کیا اسی لئے تھی یا آپ کی نرالی تھی - کہ ہماری بحث کی بنا وہی انہیں (اپنے کتب مستندہ سری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج) کتب پر ہوگی - اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی - انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے - یا ایسے گرے کہ انجام کار انہیں کے مشہور اور نامی پنڈتوں کے دامن میں منہ چھپانا پڑا - کیوں پنڈت صاحب در اصل کس لئے سچ کہنا کہ جب آپ اپنے پہلے دعوے کے موجب کتب مستندہ مندرجہ فہرست صفحہ سے تردید کا مواد جمع نہ کر سکے تو آپ کا اور بیان ناظرین کی نگاہ میں کچھ وقعت پیدا کر سکتا ہے - ہرگز نہیں - مگر آپ کیا کریں - مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد جب آپ صفحہ ۸ پر پہنچے ہوں گے تو صفحہ ۶ کا مضمون بھی یاد نہ رہا ہوگا - اچھا اب دیکھئے آپ کون سے پنڈتوں کی سند پیش کرتے ہیں - جو بقول آپ کے دو ہزار برس سے پہلے گزر چکے ہیں - صرف ایک یعنی بدھ کی -

گو آپنے صفحہ ۱۱ کی سطر ۶ میں ایک برہمن مسمی نہ کرنک تیرتھ کا نام تیو پرشاد صاحب کے اتہاس تمر ناسک کے بھروسہ نام لکھدیا - لیکن یہ بیان کتاب محولہ بالا کے خلاف ہے - کیونکہ راجہ صاحب انمیں یہ لفظ صاف صاف درج فرماتے ہیں - پھر ۶ ۵ پشت راجہ اندر سے سمر تک اجودھیا کے تخت پر بیٹھے سمتر اجودھیا کا پچھلا راجہ تھا - اور ٹاڈ صاحب کے ونڈ کرتک تیرتھ کے لکھنے کے موجب سمر مادینہ کے عہد میں موجود تھا (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ سوم ناگری مطبوعہ مڈیکل ہال بنارس مورخہ یکم جنوری ۱۸۸۶ء کے صفحہ ۲۲ سطر ۲۲ و ۲۳ جسمیں کرنک بیچارہ کا مطلق ذکر نہیں اور نہ بیان ہے کہ ٹاڈ صاحب کی یہ رائے کن دلائل پر مبنی ہے - اور اگر ٹاڈ صاحب کی یہ رائے ہوئی تو عجب سی کیا ہے - کیونکہ یہ بیچارہ بھی تو اُسی عیسائی گروہ کا ممبر تھا جو مسیح سے صرف ۴۰۰۴ برس پہلے آدم کا وجود دنیا میں مانتے ہیں اور جن کے پنڈتوں میں سے ایک نے راہ محواہ راجہ جی کی کتاب کا نام لیکر (مگر احتیاطاً) اور صفحہ وغیرہ کا نہ چھپا کر) بظاہر کرنک تیرتھ کا نام اس لئے لکھدینے کی خراب کی - کہ ذرا بیان موثر ہو جائے - اگر اور کوئی نہیں تو بعض ناواقف ہی (کیونکہ واقف تو اصلیت جانتے ہی ہیں - دھوکھا کھا کر اس بیان کو صحیح سمجھ لیں واللہ چال تو اچھی چلی شاید عیسائی پنڈتوں کا ایسا ہی شعار ہوتا ہے ؟

[1] یہ عبارت اُن کے صفحہ ۲ سطر اخیر اور صفحہ ۳ سطر ۴ تک کی ہے -

[2] اس جگہ بھی پنڈت جی نے غلطی کی اور وہ یہ ہے کہ انہیں دس اپنشدوں کے نام بھی معلوم نہ تھے - کٹھ اور کھٹولی واپنشدیں نہیں ہیں ایک ہی ہے اور متوتیا شر اُن دس اُپنشدوں میں نہیں ہے - وہ دس اُپنشدیں یہ ہیں - ایش - کین - کٹھ - پرشن - منڈک - مانڈوک - تیتری - ایتریہ - برہدارن - چھاندوگ - بس اس سے - تو صاف ظاہر ہے کہ پنڈت جی صرف نام کے پنڈت ہیں - ورنہ اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ کٹھ اُپنشد کون سے اور کھٹولی اُپنشد کون - تمام ناظرین جانتے ہیں کہ اُپنشد کا نام کٹھ ہے اور کانڈ کی طرح اُسمیں ولی نام متعمل ہے جس کے معنے باب وغیرہ کے ہیں - لیکن کثرت استعمال سے کھٹولی ہوگیا اصلمیں وہ دو تو نہیں بلکہ ایک ہی ہے لہذا یہ غلطی پادری صاحب کی واقفیت و علمیت دونوں کے متعلق ہے جیسے کوئی کہے کہ توریت کے کتاب میں بھی لکھا ہے - اور خروج بھی حالانکہ دونوں ایک ہی کا نام ہے

دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۶ سطر ۱ - اور بھومکا صفحہ ۱۲۰۵ -

صداقت اصول آریہ سماج

بایں ہمہ اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ جو برہمن جس نے اپنی تحریر میں (صرف آپ کے قول کے موجب کیونکہ سند محولہ بالا تو کچھ اور ہی بتلاتی ہے) راجہ چندر جی کی نشستوں کا حال شمر یک (جو راجہ وکرماجیت کے زمانہ میں موجود تھا) لکھا ہے۔ کوئی بڑا ہندو سانی محقق گزرا ہے۔ اور اُس نے اسے بیان کے ثبوت میں بعض کتب پر (کہ تواریخ قدیمہ پر جو ایک مدت سے عوام کا حواس رکھتے ہیں ہاں آپ ناظرین کی نگاہوں میں وقعت پیدا کرنے کے لئے ان کا نام بھی نہ لکھ ماریں) استدلال بھی کیا ہے تاہم آپ[1] وثیقہ اعلیٰ صحت کتب مستندہ کے جب تک کہ یک سرتھ کو زائد از دو ہزار برس کا ثابت کر لیں اُسکی تحریر یک دو سطر کے ساتھ استدلال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ صفحہ ۹ کی سطر ۱ و ۲ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ ”ہم اور مشہور پنڈت ان کا نام اس دینگے۔ جو دو ہزار سال سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے۔“

لیکن یہ امر آپ کے احاطہ امکان سے خارج ہے اکیا معنے۔ کہ زنک سرتھ زیادہ سے زیادہ ہمعصر وکرماجیت (حالانکہ یہ شخص بہت پیچھے گذرا معلوم ہوتا ہے) ثابت ہو سکتا ہے۔ جسے خود اسوقت (سمت ۱۹۴۴ بکرمی) بھی دو ہزار برس سے کم ہی گزرے ہیں ہاں آپ ویاس اور پاتنجلی کی تحریرات سے بھی (جنکی اصلی کیفیت آئندہ عرض کیگئی ہے۔) ایک تحت تاویل نہیں کر رہے ہیں سکی دراصل آپ کی واہمہ کی تخلیق ہے۔ اور بس وجہ یہ کہ آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ ”ویاس جی بدھ جی کے اور راجہ چندر گپت کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں“ اُسی اتہاس تمر ناشک کے خلاف ہیں جن پر آپ پہلے ہی صاد کر چکے ہیں۔ السوریمت راستی کی تحقیق کا خیال رکھکر راجہ شیو پرساد کی اسی تصنیف کا حصہ سوم ناگری مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۳ء کے صفحہ ۲۷ کا سب سے آخری نوٹ جو لفظ مہابھارت پر دیا گیا ہے۔ مطالعہ و ملاحظہ فرمایئے اسکی عبارت لفظ بلفظ یہ ہے۔ کہ ”مہابھارت کی لڑائی کے وقت مگدھ راجہ سہدیو تھا۔ اور اُس سے پینتیسواں راجا راجات شترو ہؤا۔ جس کے وقت میں ساکھ منی گوتم بدھ نے سن عیسوی سے ۵۴۳ برس پہلے نروان پایا۔ اب اگر ان پینتیسوں راجوں کے راج کا پڑتا راجہ پیچھے ۲۶ برس لیں سائیڈ لنکل اور خود رائی سے) تو مہابھارت کا وقت سن عیسوی سے فقط ۱۴۵۳ برس پہلے ٹھہرتا ہے“۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شری ویاس جی مہاراج جو ایک طور سے مہاراج یدھشٹر کے دادا تھے۔ دیکھو بھارت آدی پرب ادھیا ۱۰۶ اعین ہنگامہ مہابھارت کے وقت تک اس کے بعد تک رہے۔ اور اس لئے بدھ جی سے ۹۱۰ برس پہلے موجود تھے۔

بدھ کا وکرماجیت کے سمت سے ۴۷۵ - اور مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہونا آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۵ میں تسلیم کرتے اور لکھتے ہیں کہ ”اسوقت راجہ چندر گپت راج کرتا تھا“ لفظ اسوقت سے ہم نہیں سمجھتے۔ کہ آپ کونسا زمانہ مراد لیتے ہیں۔ آیا بدھ کا زمانہ یا ویاس جی اور پاتنجلی کا (ویاس کے ساتھ پاتنجلی کا نام ہم نے اسواسطے لکھدیا ہے کہ جب صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۲ میں پاتنجل لوگ سوتر پر ویاس مہرشی کا بھاشیہ کرنا تسلیم کرتے ہیں تو اگر پاتنجلی کو ویاس سے پہلا نہیں تو ہمعصر ضرور مانیں گے) اگر بدھ کا زمانہ مراد ہے تو یہ تحریر صرف آپ کی مستند کتاب اتہاس تمر ناشک محولہ بالا کے خلاف ہے بلکہ آپ کی واجب التعظیم ڈاکٹر ہنٹر صاحب بھی اپنی مختصر تاریخ ہند حصہ اول ترجمہ تاریخ آر ولیم صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول شاہجہانپور مطبوعہ گورنمنٹ پریس الٰہ آباد سال ۱۸۸۴ء دفعہ اول کے صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۲ میں آپ کے خلاف اس طرح شہادت دیتے ہیں ”چندر گپت نے گنگا کے وادی میں قبل ۳۱۶ سے ۲۹۲ تک سلطنت کی“ پس چندر گپت جو بدھ کے ۳۱۶ برس بعد تخت نشین ہؤا۔ بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بموجب نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۳۹ اتہاس تمر ناشک حصہ دوم ناگری کے تخمیناً ۲۷۱ برس بعد کیونکہ اسمیں سن عیسوی سے ۲۷۲ برس قبل چندر گپت کا تخت نشین ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پس کسی طرح چندر گپت بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا۔

اور اگر ویاس یا پتنجلی کا زمانہ مراد سمجھا جاوے تو آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ کے جسمیں آپ ویاس جی کو بدھ اور چندر گپت کے بعد قرار دیتے ہیں۔ کیا معنے ہونگے لفظ بعد یعنے ہمعصر تو ہم نے آج تک نہیں پڑھا۔ مگر سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کی تاویلوں کو مانیں یا تواریخ کو صحیح جانیں۔ جونکہ آپ عیسائی ہیں غالباً ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی عزت کرتے ہونگے۔ وہ بھی مہابھارت کی تصنیف کا زمانہ جسکے مصنف مسلماً ویاس جی ہیں۔ جنھوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا ہے۔ مسیح سے ۱۲ سو برس پہلے قرار دیتے ہیں دیکھو ہنٹر صاحب کی تواریخ محولہ بالا کا صفحہ ۹ سطر ۸۔ اور اس صورت میں ویاس جی بدھ سے ۵۶۸ سال پہلے ٹھہرتے ہیں۔

مگر ذرا ٹھیریئے ہمیں ابھی آپ کے بیان کی ایک غلطی اور دکھلانی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اسی تاویلات لاطائل کے صفحہ ۱۵ کے آخری پیراگراف میں یوں نتیجہ نکالتے ہیں کہ ”یوں معلوم ہوتا ہے ۳۰۰۶ برس گزرے ہیں کہ رگوید شروع ہؤا۔ اور ۲۴۱۷ برس گزرے ہیں کہ وہ ختم ہوگیا“ کاش نتیجہ نکالنے سے پہلے آپ یہ سوچ لیتے کہ بدھ کو اب تک کیا زمانہ گزر چکا ہے آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بدھ مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہؤا۔ اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ برس کچھ اوپر منقضی ہو چکے ہیں۔ پس اب تک بدھ کو کل ۲۵۱۹ برس چند ماہ گزرے۔ اور چونکہ آپ کے قول کے موجب وید کے اختتام کو صرف ۲۴۱۷ برس گزرے۔ اسلئے بدھ جی جو ۱۰۲ برس قبل از اختتام وید بقول آپ کے موجود تھے۔ دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۹ سطر ۶ بحوالہ بدھ شاستر ادھیا ۲ سوترا ۔ جونکہ اُن کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن میں پرتیتیہ کے نشان نہیں ہیں اور خلاف عقل ہیں۔ اسلئے وید پر میشور کا کلام نہیں

[1] مستند اور مسلسل تواریخ کی عدم موجودگی سے یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ لوگوں نے صرف ایک نام کے دیکھنے سے زمانہ قدیم کر لیا۔ حالانکہ علم تواریخ کے ماہر جانتے ہیں کہ ایک ہی خاندان میں ایک ہی نام کے کتنے ہی راجہ گزرے ہیں اور علے العموم آجکل دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی نام کے کئی آدمی زمانہ مختلف آگے پیچھے گزرے ہیں اور ہم نے یہاں تک دیکھا ہے۔

بقیہ حاشیہ ہوہ۔ کہ بیٹے پوتے اور باپ دادا کے نام بھی کبھی کبھی صاف طور پر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پس تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کیا جائے کہ سہدیو جس سے حساب شروع کیا گیا ہے۔ وہی تھا جو مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا یہ محض خیالی نتیجہ ہے۔

ہوسکتے" یہ بات ہرگز نہیں کہتے بلکہ صاف لکھ دیتے کہ ویدوں کی تصنیف میرے زمانہ میں جاری ہے وہ ہرگز قدیم نہیں۔ چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کہا۔ بلکہ نہایت مذبذب اور گول بیان کیا۔ اسلئے بالضرور انہوں نے بھی آپ کی طرح دھوکا کھایا۔ یا جان بوجھ کر حق کو چھپایا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو عبث ہی کیا ہے جب وہ وجود خدا ہی کے منکر تھے۔ تو کلام الٰہی کیونکر مانتے۔ اور اس صورت میں اگر آریہ بدھ کے اُس کلام پر کلام رکھتے ہیں۔ تو غلطی نہیں کرتے۔ آپنے حواشی صفحہ ۹ کی سطر ۵ و ۹ میں یہ لکھ کر کہ بدھ جی جو کہ قدیم پنڈتوں میں سے ایک نہایت ہی مشہور اور معروف گزرے ہیں۔ بدھ شاستر میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اسمیں پرمیشور کے نشان نہیں اور خلاف عقل ہیں اسلئے وید پرمیشور کا کلام نہیں ہوسکتے"۔ اسپر رائے دی ہے کہ آریہ اسکا جواب دیتے ہیں۔ کہ بدھ جی وید مت کے دشمن تھے۔ لیکن یہ کسی طرح سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو کچھ انہوں نے کہا جھوٹھ ہی کہا۔ اس لئے یہ کوئی جواب نہیں ہے پادری صاحب اگر آپنے خواہ مخواہ تعصب سے راستی پر کمر جنگی کرنیکا بیڑا اٹھایا ہے۔ تو ہمارا اسمیں ذرا انکار نہیں۔؟ ہاں ہم بدھ کے معاملہ میں مسٹر چارلس برڈلا ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی تصانیف پڑھنے کی تمام مسیحی بھائیوں کو سفارش کرتے ہیں۔ جنمیں اُس نے بائیبل کی تمام تعلیم کی وہ دھول اوڑائی ہے۔ کہ گرد باد کو گرد کر دیا۔ اور علاوہ برآں برخلاف بدھ کے بائیبل کی سرحداً اصل آیات اور حوالے بھی درج کر کے معقولیت سے الہام کی کیا عمدہ قلعی کھلائی ہے اور پادری صاحب کے اعتراض پر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اوّل تو بدھ جی نے کوئی دلیل نہیں دی۔ دوم وہ ایشور کو مانتے نہیں تھے۔ تیسرے پرمیشور کے نشانوں کی موجودگی میں وہ خواہ مخواہ حق سے روپوشی کرتے ہیں۔ دیکھو وید بھاشیہ بھومکا صفحہ (۵۶ سے ۹۲ تک اور ۱۴۸ سے ۱۶۰ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۸۴ سے ۸۹ تک اور اسی طرح ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۷۱ سے ۲۳۱ تک۔[۵۰] پس بدھ جی نے ضرور جھوٹھ کہا اور آپ کا مذہب جو بدھ مت کی خوشہ چینی سے نکلا ہے۔ آپ نے اُس کی پیروی کر کے خواہ مخواہ جھوٹھ کی تائید کی۔

گو ہم آپ ہی کی مانی ہوئی اور ماننے لائق تواریخ سے ویاس کا قبل بدھ ہونا ثابت کر چکے۔ تاہم ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اسکا زمانہ ہم اپنی تحقیقات کے بموجب ظاہر کریں مسلم ہے کہ مہا بھارت کا مصنف شری مہاراج یدھشٹر کا ایک طرح جدا مجد تھا (دیکھو مہا بھارت آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) اور یدھشٹر کا ہمعصر نوح ہونا آئینہ تاریخ نما مطبوعہ دفعہ اول گورنمنٹ پریس الہ آباد اور آئین اکبری مطبوعہ مطبع اسماعیلی ۱۸۷۲ء صفحہ ۲۱۸ اور غیاث اللغات مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۴ء صفحہ ۳۲۵ سطر ۱۲ سے بخوبی ثابت ہے۔ اور لوزانا عہدنامہ توریت مطبوعہ نارتھ انڈیا بائیبل سوسائٹی مرزا پور ۱۸۷۰ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ کے درس درس

ہیں نوح کی پیدائش ۲۹۴۸ برس قبل از مسیح کے لکھی ہے اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ سال ہوئے پس ۲۹۴۸ + ۱۸۸۷ = ۴۸۳۵ یہ زمانہ قریب قریب وہی ہے جو ہم لوگ مہاراجہ یدھشٹر کے سمبت سے وکرم کے موجودہ سمبت تک حساب کرکے نکالتے ہیں۔ یا بحساب یُگوں کے دریافت کرتے ہیں۔ اور وید بھاشیہ بھومکا میں بھی شری ۱۰۸ سوامی دیانند جی مہاراج نے کل جگ کے سال گزشتہ ۴۹۷۶ بکرماجیت کے سمبت ۱۹۳۳ تک لکھے ہیں۔ پس ۱۹۴۴ تک ۱۱ + ۴۹۷۶ = ۴۹۸۷ کے ہوتے ہیں۔ (دیکھو بھومکا صفحہ ۲۳ سطر ۲) اور اسکی تصدیق بلکہ تائید حال میں ایک اور عمدہ اور قابل اعتبار شہادت سے بھی ہو گئی ہے اور وہ یہ ہے۔

"سورت میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دینی مباحثہ ہوا جسکی بابت میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا جسکی تاریخ سمبت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی۔ یعنی یہ سرٹیفکیٹ مسیح سے ۴۳۴ برس پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند کے زمانہ سے کچھ پیشتر ہوتا ہے" دیکھو امریکن مشن کی نور افشاں اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ ۵ مئی ۱۸۸۰ء۔

(یعنی مسیح سے ۴۳۴ برس پیشتر یدھشٹر کا سمبت ۲۶۶۳ تھا۔ تو اب ۴۳۴ + ۱۸۸۷ + ۲۶۶۳ = سمبت ۴۹۹۳ ہوا)

جیوتش[۵۱] سے معلوم ہوتا ہے کہ کل یُگ کے اب تک ۴۹۸۷ برس گزرے ہیں اور مہاراجہ صاحب عین ابتدائے کلجگ کے یعنی دواپر کے خاتمے کے زمانہ احتیاط میں زندہ تھے۔ اور یہ آپکے مستند اکابر تاریخ سے بھی ان کے حساب کی مطابقت ہو سکتی ہے۔ اس کتاب میں راجہ یدھشٹر سے راجہ کیتھمک تک ۲۶ پشت لکھی ہیں گو افسوس ہے کہ زمانہ حکومت کا درج نہیں۔ لیکن اسوقت توریت کے باب پیدائش کے بموجب اُنکی عمر بہت بڑی ہوتی تھیں۔ مثلاً اسی کتاب مقدس میں عہد عتیق کے باب چہارم کے ابتدا لفظ یہ ہیں "اگلے آدمی بہ نسبت اسوقت کے بہت قوی تھے اُن کی عمر نہایت دراز ہوئی۔ آدم ۹۳۰ برس کا ہوا۔" اُسوقت کے لوگوں کی عمر اکثر اتنی ہوتی تھی چنانچہ سیت ۹۱۲ متوشالح ۹۶۹ اور نوح کی ۹۵۰ برس کی ہوئی۔ اور باب پنجم میں لکھا ہے کہ اسکا بیٹا (نوح کا) سام بھی طوفان کے بعد ۵۰۰ برس جیتا رہا۔ یہ خبر نہیں کب پیدا ہوا تھا۔ اسکا پوتا ارفکشاد ۴۳۸ برس اور اس کا بیٹا ۴۳۳ اور پوتا ۴۶۴ برس کا ہوا لیکن اس کے بعد آدمیوں کی عمر گھٹتی گئی یہاں تک کہ پھر کسی کی عمر ۲۰۵ برس سے زیادہ نہیں ہوئی۔

پس اگر فی پشت[۵۲] ۶۸ سال اوسط (کہ اُس زمانہ کی عمر مذکورہ توریت کے مقابل کچھ بھی زیادہ نہیں بلکہ بہت ہی کم ہے۔) قائم کیا جاوے تو ۲۶×۶۸ سال

۵۰ ایک مشہور اور فاضل انگریزی مسٹر ارجن علی صاحب بہادر نے ایک کتاب تیار کی ہے۔ اور اسمیں بتلایا ہے کہ عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یسوع اسوکا کے مبلغوں کے ہمراہ یہودیہ میں آئے تھے (دیکھو مہر نیمروز مورخہ ۷ نومبر ۱۸۸۹ء صفحہ ۶ و ۷ کالم میں پہلا۔ اور اسی طرح امپیریل پیپر لاہور سال ۱۸۸۶ء)

۵۱ دیکھو جیوترودابھرن کا ادھیائے مصنفہ کالیداس جسمیں زمانہ تصنیف سمبت ۲۴ وکرم کا بعد انقضائے ۳۰۶۸ سال کلجگ کے بیان ہوا ہے۔

वर्षैस्सिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्यातेकलौ सम्मिते मासे माधव संज्ञके ऽत्रविहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः।

۵۲ پشتوں سے مراد (نسل یعنی پشتوں سے) یا بیٹا پوتا وغیرہ سلسلہ وار بلحاظ پیدائش نہیں بلکہ بلحاظ سلطنت

حاصل ہوتے ہیں۔ اسکے بعد کی پشتوں کا زمانہ مندرجہ آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۶ء سے سمبت ۱۹۴۴ تک جوڑ لیجئے۔

(اول) راجہ پسروا سے لغایت راجہ سرمال ۱۴ پشت ۵ برس
اوسط فی پشت ۱ء ۳۵

(دوم) راجہ سیرماہو سے لغایت راجہ ارہت ۱۶ پشت ۳۴ برس
اوسط فی پشت ۸۷ء ۲۶

(سوم) راجہ رندھیر سے لغایت راجہ راجپال ۹ پشت ۳۶ برس
اوسط فی پشت ۱ء ۴

(چہارم) راجہ وکرماجیت سے اب تک ۱۹۴۴ (میزان کل ۳۲۲۴)
از یدھشٹر تا کتیمک ۱۷۶۸+۳۲۲۴=۴ ۵ سال

پس تعداد ۴ ۵ برس قریب ایام طوفان نوح کے مطابق حاصل ہوجاوینگی۔ اور اسکی مدد (مطابقت) کسیقدر آئین اکبری کے اس سال سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اب تک بنگال میں ہندو راجہ حسب ذیل راج کر چکے ہیں۔ ؏

کھتری راجہ ۲۴ ایام سلطنت ۲۴۱۸ اوسط ایام سلطنت ۷ء ۱
کائیت راجہ ۹ ایام سلطنت ۲۵۰ اوسط ایام سلطنت ۷ء ۲۷
کائیت راجہ ۱۱ از خاندان ادیسیر ایام سلطنت ۷۱۴ اوسط سلطنت ۹ء ۶۴
۱۰ از خاندان راجہ بھوپال ایام سلطنت ۶۸۹ ؍؍ ۹ء ۶۸
۱۰ از خاندان راجہ پال زمانہ درج نہیں

اور کھرو مدراجاؤں نے ۱۰۶۳ء سے لغایت ۱۲ یعنی ۱۳۷ برس راج کیا۔ پس اکبر بادشاہ کے زمانہ تک بنگال میں ہندوؤں کے راج کو علاوہ زمانہ سلطنت خاندان پال کے ۸ ۲ ۴ برس گزر چکے تھے۔ اب اگر ہم یہ فرض کرلیں۔ کہ آئین اکبری اکبر کی تخت نشینی سے ۳۰ برس بعد لکھی گئی تو اُسوقت سے اب تک ۷ ۳ سال منقضی ہوئے۔ کیونکہ سنہ ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ پھر ۴۲۰۸+۳۰۷ سال میں خاندان پال کے راجاؤں کی سلطنت کا زمانہ درمیان ایام راجگان کائیست اور بھوپال کے حساب اوسط ۳ء ۷۴ فرض کر کے ۳۷۴ ۔ اور اضافہ کردیں۔ تو ۴۹۸۸ برس حاصل ہوتے ہیں۔

چونکہ آپ کی کتابوں کے موجب طوفان نوح کے بعد دنیا میں حیوانی زندگی ازسر نو شروع ہوئی۔ اور اسوقت میں (بلکہ قبل از طوفان نوح۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا طوفان نہیں آیا۔ ہاں برج سے لوٹتے ہوئے میکھ مالا مغرب پر لوٹ پڑے ہوں تو کیا عجب ہے) شری کرشن دویپاین جی مہاراج مخاطب بخطاب ویدویاس نے شاریرک سوتر ادھیاء اول نمبر ۲ میں وید کو ایشور وکت اور انادی مانا ہے۔ تو کیا آپ کو اگر حق پسند ہیں۔ تو نہ ماننا چاہئے خدا کے لئے ذرا تعصب کو چھوڑ کر سوچئے کہ جب بدھ اور کرتک سیر کتھ سے بہت پہلے بڑے بڑے فاضل (جنکے مقابلہ میں یہ بیچارہ کسی شمار میں نہیں اور تمام دنیا کے سنسکرت دان جنکی فضیلت پر معترف ہیں) ویدوں کے ایشور کرت اور قدامت کا بلا دلائل واضح اقرار کرگئے ہیں۔ تو آپ کی اسناد کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ ناظرین اب ذرا اس بات پر بھی غور کریجئے۔ کہ پنڈت جی نے کس چالاکی سے ویاس اور پاتنجلی کو بدھ اور چندر گپت کے بعد ثابت کرنا چاہا ہے مگر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے آپنے تو ناواقفوں کے دھوکہ دینے کے لئے لکھدیا تھا کہ ویدانت درشن کے دوسرے ادھیاء کے ۲ پاد کے ۳۲ سوتر سے ۳۸ تک میں ویاس جی نے بدھ مذہب کے اصولوں کا تذکرہ کیا ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۵ سطر ۳ و ۴) لیکن ہم اب اصل سوتر لکھکر قلعی کھول دیتے ہیں ؏

नैकस्मिन्नसम्भवात ॥ ३३ ॥
एवं चात्माकार्त्स्न्यम् ॥ ३४ ॥
नच पार्यायादप्यविरोधो विकारादिभ्यः ॥ ३५ ॥
अन्त्यावस्थितेश्चोभयनित्यत्वादविशेषः ॥ ३६ ॥
पत्युरसामञ्जस्यात् ॥ ३७ ॥
सम्बन्धानुपपत्तेश्च ॥ ३८ ॥

جن کے معنے یہ ہیں نمبر ۳۳۔ ایک ہی پدارتھ میں دو دردو ہی دھرم ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔ ؏ نمبر ۳۴۔ اگر آتما (روح) کو جسم کے برابر مانا جاوے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۹۰ ۱۲ ایک کے بعد دوسرا حکمران ہے خواہ ملحاظ پشت وہ پہلے کا بیٹا ہو یا پوتا یا کوئی اور رشتہ قریب و بعید بلکہ بعض موقعوں نے تو لشتوں کے حساب سے دو چھوٹے چھوٹے راجہ خارج کردیئے ہیں جنہوں نے تھوڑے دن یا برائے نام راج کیا۔

سلہ ان اوسطوں پر دھیان دینے سے معلوم ہوگا کہ یدھشٹر سے کتیمک تک جو ۲۴ پشت کا اوسط ۸۶ سال قائم کیا وہ بعید القیاس نہیں اور نہ اپنے ثبوت کے لئے بائیبل کی شہادت کا محتاج ہے۔

نمبر ۱۔ در سر آغاز اس کلجگ راجہ یدھشٹر ہمگی جہاں بر کشادہ سرایئے تاریخ فرمانروائی خویش را سر آغاز گردانید دو درین سال چہل الہی چہار ہزار و شش صد و دو و شش سال از گذشتہ سہ ہزار چہل و چہار سال روائی داشت و پس بکرماجیت ازا درنگ نشینی خویش برگرفت۔ و کار سنجی بر مردم آسان ساخت۔ صد و سی و پنج سال فرمانروائی کرد و درین سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (۱۶۵۲+۲۹۲=۱۹۴۴+۳۰۴۴=۴۹۸۸) دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۶۹) +

نمبر ۲ سدھانت شرومنی میں جو ایک مشہور نجوم کی پستک ہے۔ لکھا ہے کتاکا تالاہن کے قائم ہوتے وقت یدھشٹر کا سمت ۳۱۷۹ تھا دیکھو شلوک مندرجہ ذیل

اور اب شالباہن کا ساکا سمت ۱۸۰۹ ہے (۳۱۷۹ + ۱۸۰۹ = ۴۹۸۸ سال ہوئے۔

نمبر ۳ اور وراہی سنگتا میں بھی لکھا ہے کہ وکرم سے ۲۵۲۶ برس پہلے یدھشٹر کا سمت ۲۵۲۶ تھا۔ پس اسطرح بھی ۵۱۸+۱۹۴۴+۲۵۲۶=۴۹۸۸ کے ہوتے ہیں ؏

سلہ اس سوتر کے بھاشیہ میں سوامی شنکر آچاریہ جی نے سپت بھنگی نیاء کے لحاظ سے روح میں سات قسم کی صفات متضادہ ماننے والوں کی تردید کی ہے ان سوتروں کو اگر شنکر آچاریہ جی اور بھاشیہ کاروں نے (باوجود اسکے کہ وہ بودھ مت کے بعد ہوتے رہے) بودھ مت کھنڈن پر لگایا) تو یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ ویاس جی نے بھی انہیں اسی غرض سے رچا تھا۔ ممکن ہے کہ کسی فاضل نے نظر پیش بندی ممکن الوقوع اعتراض کا دفعیہ کیا ہو۔ جیسے کہ وحید العصر فضلا کی کلام میں ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے شنکر آچاریہ جی نے اپنے زمانہ میں بودھوں کو ایسا ماننے ہوئے دیکھ کر ان سوتروں سے اُن کے مت کی تردید کی ہو۔ پس ان سوتروں سے ویاس کا بدھ کے بعد ہونا ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔

پونرجنم گت نہ رہیگا۔ نمبر ۳۵۔ جو آگمایائی (آنے جانے یا گھٹنے بڑھنے والا) بھی مانیں تو بھی وہ دوش رہتا ہے۔ بوجہ وکار کے۔
نمبر ۳۶۔ موکش اوستھا میں جیو کی پرمان کی پیمائش میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں حالتوں لے سب ہو جاتے ہے۔
نمبر ۳۷۔ الیو رکا؛ وہاں اور برس کا آدھ ہت تا مگدھ بکال ہتا سطر،
نمبر ۳۸۔ ہمیشہ ... ہوئے ہے ۔

ناظرین! ویاس جی کی عمر ... اور سوتر ... ہمیں ان سوتروں میں بدھ مذہب کا کہیں ذکر بھی نہیں ملتا۔ حالانکہ نام ونشان البتہ فاضل سوتر کار کی فضیلت لفظ لفظ سے مترشح ہے کیا معنے کہ روح کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے کس عمدگی کے ساتھ اُن تمام اعتراضات کا جو اس بیان پر مخالفین کی جانب سے پیش ہو سکتے تھے جواب شافی دیدیا۔ اور اُن کی سماعیتی دلائل کی رد کیسی برہان قاطع سے کی؟ ہائے ع

نہر کہ چشم عداوت بزرگ عیب است

تعصب بھی کیا بُری بلا ہے؟ بجائے اِس کے کہ مصنف ویدانت درشن کی فضیلت کا سچے دل سے اقرار کیا جاتا آپ اُس پر یہ اعتراض جڑنے کو موجود ہو گئے۔ متعلق بہ سب سوال جو اہم بحث ہیں پیش کئے جا سکتے تھے۔ اسطرح دکھلا کر صاف کر دیئے گئے ہیں کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ اور اگر کوئی اچھی طرح سمجھ جاوے یا کسی کو اچھی طرح سمجھا دیا جاوے تو شاید بلکہ طبیعت انسانی کے لئے کوئی نیا شق نکالکر اس مسئلہ پر بحث کرنا غیر ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاوے۔

حفظ ما تقدم کی داد تو ندی گئی۔ الٹے کہنے لگے کہ بودھ مذہب کی تردید جو کہ ویدانت شاستر سے نکلی ہے۔ اسلئے بعد میں تصنیف ہوا۔

دیکھو مصنف کتاب کا کمال کہ اپنی عقل خداداد کے ذریعہ سے وہ رموز و دقائق حل کر دیئے کہ ہم اس کتاب کو پڑھکر و سمجھ کر دیگر مذاہب موجودہ و غیر موجودہ دنیا کی تردید کر سکتے ہیں۔ گویا اُس نے اپنی کمال علمیت سے انسانی طبیعت کا اپنے آئینہ ذہن میں فوٹو کھینچکر پہلے ہی اسکے تمام خط و خال ایسی صفائی کیساتھ صفحہ قرطاس پر ظاہر کر دیئے ہیں کہ ہر شخص اس سے آگے اور پیچھے کے لوگوں کی طبیعت کو بخوبی پہچان سکتا ہے اور یہ بات بھی کون کہے کہ ویاس سے پہلے ایسے خیال کسی کے جی میں گذرے ہی نہ تھے۔ جنہیں بدھ نے ظاہر کیا اور ہمیں تو دنیا میں کوئی نئی بات نظر نہیں آتی سوا بدل لباس کے ساتھ ہم تو وہی پہلی صورتیں (بلحاظ حقیقت) دیکھتے ہیں رنگتیں چاہے بدل جاویں حالتیں چاہے پلٹ جاویں۔

کیفیتیں کچھ سے کچھ ہوتی رہیں۔ جب بھی کم و بیش ملتی رہیں۔ مگر کہیں حقیقت میں بدلی ہیں۔ پس بدھ نے جن اصول پر زیادہ ... کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوں گے اور طبیعت انسانی میں انکا حدوث لگا رہا ہی ہوگا بس ساس بھی ... مسئلہ ... واقفیت حاصل کر کے ایسے معاملات ... رائج شدہ مذاہب کی تردید پر بھی ... کسی کے مذہب کے اصول کی تردید کریں اور اُسکا نام ... ہمارے آریہ رشیوں کا دستور ... دوسرے کی رائے بتلاکر اپنا سدھانت جتلاتے رہے ہیں۔ اسی ویدانت درشن میں بھی اس کی بہت مثال مل سکتی ہیں۔ مثلاً ادھیائے چہارم کے چوتھے پاد اور بائیسویں سوتر میں جیمنی اور چھٹے میں اڈلومی کی رائے دکھلا کر ساتویں میں اپنا سدھانت لکھ دیا۔ علیٰ ہذا دسویں میں بادرائن اور گیارھویں میں جیمنی کی رائے لکھ کر بارھویں میں اپنا سدھانت ظاہر کیا لیکن یہ سب باتیں تو اُسوقت سوجھیں جب پنڈت صاحب عقل سے ذرا بھی کام لیتے اور تعصب کو دم بھر کے لئے چھوڑ دیتے۔ مگر یہ کیوں ہوتا تھا ایسا کرتے تو جھوٹے حوالے لکھ کر عیسائیوں میں ناموری کہاں سے پاتے۔ آریہ سماج کے مخالفین کو کیا منہ دکھلاتے۔ کیونکہ انکا تو اسے پولوس رسول کے اس قول پر عمل ہے۔ کہ "اگر میرے جھوٹھ کے سبب خدا کی سچائی اُس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں بُرائی نہ کریں۔ تاکہ بھلائی نکلے پھر اگر ہماری ناراسی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں (دیکھو رومیوں کا خط باب ۳ آیت ۵ و ۷) حضرت آپ نے صرف ساس کا نام لکھ کر ہی دھوکہ نہیں دیا۔ بلکہ پاتنجلی جی کے نام کی آڑ میں بھی دام فریب بچھایا ہے۔ مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "رشی پاتنجلی نے ایک کتاب جسکا نام یوگ درشن ہے لکھی ہے۔ جسمیں اُس نے پانینی کے ویاکرن (گرامر) کے دوسرے ادھیائے ۴ پاد ۲۳ سوتر پر شرح کرتے ہوئے کہا کہ "راجہ کو ایسی مجلس قائم کرنی چاہئیں جیسے کہ راجہ چندرگپت نے کیں"۔ دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۵ اسطر ۷ سے ۹ تک) واہ! واہ! پنڈت جی مہاراج! واہ الوہیم تو آپ کی پنڈتائی کو ہاتھ جوڑتے ہیں آپ کورے پنڈت ہی نہیں بلکہ مورخ بھی پورے ہی ہیں۔ سچ سچ۔ تو وہی بات ہوئی کہ ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا۔ حضرت یوگ درشن تو پاتنجلی جی کی تصنیف ہے۔ اُسکی شرح ویاس نے لکھی ہے۔ نہ کہ خود مصنف نے اور اُسمیں پانینی کے سوتر کی شرح لکھا گیا؟ یوگ کی کتاب کو ویاکرن کے کسی مسئلہ کی شرح سے کیا مطلب؟ مگر اب کیا کہیں جو سمجھیں ... اپنی کا قصور ہے ہاں البتہ پانینی کے اسی سوتر پر رشی پاتنجلی جی نے مہابھاش ویاکرن میں پہلے ادھیاء کے پہلے پاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں اس طرح

۱؎ مثلاً انسان کے جسم میں جو روح ہے۔ وہ اگر اسی جسم کے برابر ہے تو اگر آواگون کے باعث سے چیونٹی کے جسم میں چلی جائے تو باہر رہیگی اور ہاتھی کے جسم میں جاوے تو کم رہیگی۔ اور جو شئے گھٹا بڑھا کری ہے اور متغیر ہوتی ہے۔ وہ باقی نہیں کہلاتی۔ مطلب یہ کہ اگر کہا جاوے جیسے چھوٹے بڑے جسم میں جیو جاتا ہے اُسی جسم کے برابر ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ آخری یعنی مکتی کی حالت میں تو جو اُسکا مقدار ہے اُسے مت مانو گویا اُسکی مثال ویسے ہی ہوگی جیسے پہلی دو حالتوں میں۔ کیونکہ پرمان (مقدار) ناش ہونیکا آتما کا ناش ہوگا۔ اور اسلئے آخری پرمان نت بھی نہ رہیگا۔ ۱۲

۱؎ حالانکہ اتہاس تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۲۳ پر راجہ شیو پرشاد صاحب یہ نوٹ دیتے ہیں کہ جب ساکیہ منی نے بدھ ہونیکا دعوے کیا تب یہ بتلایا کہ مجھ سے پہلے جو تیں بدھ اور گذر چکے ہیں۔
۲؎ یہ شہر ہندوستان کے دکن میں تھا اور مہابھارت کے یودھاؤں میں سے راجہ کرن والی انگ

شرح کی ہے۔ जिन्पर्यायवचनस्यैव सञ्ज्ञाद्यर्थम * जिन्निर्देश कर्तव्य-तनो वक्तव्यम। पर्यायवचनस्यैव ग्रहणं भवति। किं प्रयोजनम्। राज्ञाद्यर्थम्। सभा राज्ञा मनुष्य पूर्वा। इन सभम्। ईश्वर सभम्। तस्यैव न भवति। राजसभा। तद्विशेषाणां च न भवति। पुष्प मित्र सभा ॥

ترجمہ۔ جب سبھا لفظ کا سمس اور راجہ مد کو چھوڑ کر کے اور سا تھ سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسی اِن سبھم اور ایسور سبھم۔ لیکن راجہ کے ساتھ سمبدھ ہونے سے یہ صورت نہیں ہوگی۔ مثلاً راج سبھا اور جو لفظ اُن کی صفت واقعہ ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبھم نہیں ہوتا۔ مثلاً پشپ متر سبھا (دیکھو مہا بھاشی مطبوعہ ۱۸۸۳ء بمبئی صفحہ ۷۰ سطر ۱) اب بتلایئے کہ چندر گپت کا نام کہاں ہے اور فرمایئے کہ اُس جیسی سبھا سا کا کہاں حکم ہے۔ اس موقعہ پر ہم آپ کے غلط اعتراض کی وجہ بھی بتلائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ آپ کو یہ وہم باطل کہاں سے ہوا۔ غور سے سنیئے جو۔ اسی مہا بھاشی کے طبع کراسوانے اور مثل لنگوریج دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کے ایل ہارن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ”اس پستک میں چیدر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے۔ لیکن اس پستک میں مہا بھاشی کا مول چھیٹے ادھیائے کی آدی تک ہے۔ اس پستک کے دو بھاگ ہیں۔ پہلا تقریباً ۱۲۰ برس کا پُرانا ہے۔ اور دوسرا ۸۰ سے ۱۰۰ برس تک کا ہوگا۔ پہلا بھاگ ۲ ورق سے ۱۲۰ ورق تک کا ہے اور مول پہلی جلد کے ایاد کے ۱۳ سے لیکر ۱۹۶ صفحہ تک کا ہے۔ دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۴۹۳ ورق تک کا اور مول پہلی جلد کا ۱۹۶ سطر ۲۰ تک کا یہ پستک سارا کا سارا ہی بے پرواہی سے لکھا ہوا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکثر اسمیں حذف بھی ہیں۔ دوسرے حصہ میں صفحات ذیل خالی ہیں۔ ۲۲۶۔ الف ۱-۱۸ سے لیکر ۲۲۱۔ الف تک اڈیشن پہلا صفحہ ۴۶۲ سے لیکر صفحہ ۴۶۴ سطر ۲۶ تک ۴۶۲۔ الف ۱-۲ سے لیکر ۲۴۷۔ الف تک اڈیشن دوسرا صفحہ ۱۶-۱۲ سے لیکر صفحہ ۱۸-۱۰ تک علے ہذا القیاس میں یقین کرتا ہوں کہ دونوں کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کیگئی ہیں۔ اور وہ اصل کاپی سے محفوظ حالت میں ہے۔ جبکہ کاپی نمبر ک کی نقل ہو رہی تھی۔ بہت کچھ خراب اور معیوب ہو گئی۔ یہ کشمیر کی کاپی ہے۔ اس کاپی ک میں بعض اوقات صحوں کے صفحے چھوڑ دیئے ہیں۔ دلمیں یاد رکھکر کہ کاپی ک اکثر غلط ہے۔ پاٹھ کا اختلاف بالکل نہ ہوتا تو اس حالت میں صرف حادثاً سمجھا جا سکتا ہے اور ہماری خواہش ہے۔ کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے“

(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک) پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ”ہیں ایسی کتب ہے ۷۰ صفحہ کی ۱۰ سطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھا پتا ہوں اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے ساتھ رونگو میں ہیں چھاپتا ہیں نہیں چھاپا۔ میری دلیل صرف سب مہا بھاشیہ کے چھاپے کی ہے یہ اصل معتبر کاپیاں تھیں۔ وہی اور اسی میں جسکا پاٹھ اور سب کاپیوں پر جنہیں سے صرف یہی غلط لکھا ہوا ہے۔ (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۹ مہا بھاشی کے صفحہ ۱۴ سے آگے مہا بھاشی مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۳ء اصل میں آپ نے کہیں سے سنا یا لکھ دیا ہے۔ کہ یوگ درشن میں ہے مگر آپکو مہا بھاشی لکھنا چاہیئے تھا۔ جو بھول گیا۔ یہ معلوم نہ تھا۔ لیکن یہ بات مہا بھاشی میں بھی نہیں ہے کہ کے ایل ہارن صاحب کی تحقیقات سے ظاہر ہے۔ اور نہ کسی معتبر نسخہ میں موجود ہے۔ باقی رہا یہ کہ اُس مشتبہ کاپی میں کیوں موجود ہے۔ اسکا جواب ہے کہ اول تو وہ نامکمل دوم مشتبہ سوم غلط ہے مگر لفظ چندر گپت سبھا سدہانت کو مدی میں ہے۔ اور ایسے ہی کتابوں میں بھی۔ جو کہ مادب وچیدر گپت کے بعد ہی ہیں۔ پس اُس غلط کاپی میں بھی کسی کو مدی ماننے والے نے ادھر ادھر مثال کثرت استعمال کے بوقت نقل کرنے کے سوا لکھ دی ہو تو عجب نہیں۔ لیکن اصل میں ندارد ہے۔ کیونکہ وہ پستک صدہا برس چندر گپت سے پہلے ہی ہے۔ علاوہ ازاں بالفرض محال۔ ہو تو اُس میں یہ لکھا ہے کہ راجہ چندر گپت جیسی سبھا ساوے اور نہ اس قسم کا کچھ تذکرہ کیا ہے۔ بھلا قواعد میں ایسے تذکرات کا موقعہ ہی کیا تھا۔ کیونکہ گرامر میں تمام فرضی نام ہوا کرتے ہیں۔ فارسی۔ عربی میں۔ زید۔ بکر۔ عمر۔ خالد۔ حامد۔ محمود و بہرام احمد وغیرہ سنسکرت میں دیو دت۔ یگ دت رام۔ چیدر گپت وغیرہ اور اسی طرح انگریزی میں بھی کیا آپ اگر کسی کتاب میں ان ناموں سے کوئی نام تمثیلاً بلا کسی تعلق کے مذکور دیکھتے ہونگے۔ اور اس نام والے کسی شخص کو بھی جانتے ہوں تو ضرور اُس کتاب کا زمانہ تصنیف اُس شخص کے بعد مان لیتے ہونگے۔ جیسے کہ ایک احد نام افغان جب قرآن کی۔ آیت قل ہو اللہ احد یعنی کہو اللہ احد ہے سنا کرتا تھا تو کہتا تھا کہ قرآن میں میرا نام آتا ہے۔ بلکہ اسکا مصنف میری خدائی کا اقرار کرتا ہے اور میری پرستش کی طرف لوگوں کو جھکاتا ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ مطلب نہیں ہے (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ نولکشور سال ۱۸۸۱) سچ ہے آپ ہمارے بیان کو تو سمجھ سکتے ہیں۔ مگر گھر کے معتبر جوتشی کے بیان کی تردید کس طرح ہو۔ مرد خدا کہیں تو غلط نویسی سے شرمائے ہوتے بھلا آپ نے جو منو سمرتی کو نامعتبر قرار دینے کے لئے لکھ مارا کہ ”اسمیں ایک آدمی موسوم بہ ہرن فصب ارشارتاً ذکر ہے۔ اور منوجی اس آدمی کی بابت یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسقدر اونچا تھا کہ سکی کر سورج کے برابر پہنچتی تھی اور اُسکا باقی جسم اسکے آگے سے نکل جاتا تھا۔ منوجی کی شہادت اسی قدر بس ہے (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۲۰ وصفحہ ۱۰ سطر ۱ و ۲ لکچر نمبر ۱)

ہم نے تو تمام کتاب منو سمرتی کو دیکھ ڈالا۔ اس عجیب روائیت کا اس میں کہیں پتہ نہ لگا ہاں آپ نے کہیں خواب میں دیکھ لیا ہوگا۔ یا روح القدس نے کوئی امر بتلا دیا ہوگا یا کسی پورانک کی زبان سے سن لیا ہوگا کہ منو سمرتی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ طرفہ یہ کہ حوالہ اور سند خورد برد بلے دیتے جو

نقشہ حاشیہ۔ (بہار) کے پاس مسیح سے ۳ برس پہلے موجود تھا۔ بس ۳ + ۱۸۸۷ = ۱۸۸۴ برس کے ہوتے ہیں) دیکھو تواریخ کوہ نور موجودہ عجائب خانہ لاہور شاہ ایک اور محقق لکھتا ہے۔ وشا اکنوں کہ ہنگام نوشتن این نامہ سنہ وسال ہجری سہ ہزار و پنجاہ و پنج رسیدہ ار کلجگ چہار ہزار و ہفت صد و چہل و شش رفتہ ۴۷۴۶ + ۹۴۴ = ۹۲۳ - اردو لسان مذاہب صفحہ ایک سو اکاون (یہ حاشیہ ۴ وہ متعلق صفحہ ۱ ہے)

چاہیے لکھ مارے۔ اسکی سند نہیں۔ اگر ادھیاء اور سلوک کا پتہ صاف صاف یاد نہیں تھا (اور ہوتا کہاں سے جبکہ کتاب بھر میں یہ روائت ہی درج نہیں) تو ضبط تحریر میں لانا کیا ضرور تھا۔ مگر آپ تو گویا قسم کھا کر بیٹھے تھے۔ کہ جو کچھ لکھیں گے سب بے پتہ اور غلط یا جھوٹھ۔ اچھا اگر وہ نہیں تو۔ جو آپنے کہا ہے کہ سمرتی میں لکھا ہے کہ "جب پہلے ست جگ کے ۱ ہزار برس ختم ہوگئے اور بھادوں کے پندرہ دن گزر گئے۔ تب منوسمرتی دھرم شاستر ختم کیا۔ اور یہ برہما کے حکم سے ہؤا" (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۱ سے ۱۳ تک) اسکا سراغ تو کہیں بتلا دیجئے کہ یہ کس پستک کے کون سے ادھیا کے کون سے شلوک میں لکھا ہے۔ اور وہ پستک کہاں ہے۔ آیا یہی منوسمرتی ہے۔ (جسمیں اسکا نام و نشان نہیں۔ یا اور کوئی ہے۔ جو لنڈن کے سوائے اسجگہ نہیں ملسکتی) براے خدا ضرور بتلائیے تاکہ ہمیں آپ کی صداقت کا کسی طرح اعتبار ہو جائے۔ پنڈت صاحب کو یہ ایک بڑی حیرت ہے۔ کہ "جب منوسمرتی کو لکھے ہوئے بہت دراز عرصہ گذر چکا ہے تو اسمیں ان بادشاہ اور رشیوں کے نام کیونکر ملتے ہیں جنہیں بہت تھوڑا زمانہ گذر چکا ہے۔ کہ زندہ تھے"۔ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۴ سے ۱۷ تک۔)

مگر ہم اسکا علاج سر دست کیا کریں۔ پنڈت جی کی طبیعت پر بھوت پریت اور جادوگر شعبدہ بازوں کی روایات مندرجہ بائیبل نے وہ اثر جما رکھا ہے کہ عقل سلیم مطلقاً معطل ہوگئی۔ بس کوئی کیسے سمجھائے۔ بھلا صرف ناموں کے مل جانے سے کیونکر ثابت ہوگیا۔ کہ یہ لوگ وہی ہیں۔ جو تھوڑے دن ہوئے کہ موجود تھے کیا یہ نتیجہ صحیح ہے کہ یعقوب جسکا بیٹا یوسف مصر میں غلامی سے سرداری پر پہنچا۔ وہی تھا جو مسیح کا شاگرد اور بھائی تھا یا یعقوب کا بیٹا یوسف ہی مسیح کا باپ تھا۔ لاحول ولا قوۃ کوئی بھی ایسا نتیجہ نکالتا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اسوقت جو لوگ رام کرشن وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں۔ وہی شری مہاراج رامچندر جی اور کرشنچندر جی ہیں۔ جنکے کارنامہ مندرجہ رامائن اور مہابھارت مدت العمر سے صفحہ روزگار پر یادگار ہیں اور رہینگے۔ پس ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب ولدیت قومیت سکونت اور زمانہ (کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ چند باتیں بلکہ بعض اوقات سب ملجاویں۔ اور پھر بھی وہ لوگ ایک نہ ہوں) معلوم نہیں صرف ناموں کی کتابت سے ذات بھی ایک کیونکر مانی گئی۔ اور سکندر وغیرہ بادشاہوں کے حالات و تذکرات کی عدم موجودگی تو ان کتابوں کی قدامت کے قیاس

۱۔ یہ بعینہ ایسی بات ہے جیسے کہ رامائن میں شلوک ذیل سے کوئی بکرم آدت کا ہونا استخراج کرے۔ بالمیک رامائن کشکندھا کانڈ سرگ ۸ اشلوک ۸

नयश्च विनयश्चोभौ यस्मिन्सत्यं च सुस्थितम्। विक्रमश्च यथा दृष्टः स राजा देशकालवित्॥

۔ تعریف بالیہ بالی کے پاس رامچندر جی نے راجہ بھرت کی کی ہے جو اسوقت راج سنگھاسن پر براجمان تھے"۔
اسمیں بکرم لفظ موجود ہے لیکن یہ اسکے اسماء کے ہیں نہ کہ راجہ بکرماجیت کے۔
بس ہمارے پادری صاحب بھی اسی طرح تاویلات سے کام چلاتے ہیں۔

پر وال ہے۔ آپ اُن کو بھی عجائبات سے سمجھتے ہیں گویا یہ فرض کرتے ہیں۔ کہ ایک مدت دراز سے ہمارے مورخین و تارعین ایسے انتظام میں مصروف تھے کہ شری مہاراج پنڈت کھڑک سنگھ جی فلاں زمانہ میں پیدا ہو کر فلاں رسالہ تالیف کی کوشش کرینگے ایسا نہ ہو کہ انہیں مواد کافی ملجائے۔

مگر ہم جب سنسکرت کی قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید پستکوں کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر ایک دھرم سمبندھی پستک سے ویدوں کا قدیم اور اشوری گیان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

رگوید اور شت پتھ اور منوسمرتی اور ویدانت درشن۔ اور مہابھارتھ کے حوالجات تو خود پادری صاحب نے بھی قلمبند کر دیئے ہیں۔ جن سے ویدوں کا ایشور کرت اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۶ سے ۸ تک۔

اب اُن کے علاوہ ہم حوالجات ذیل بھی نظر ناظرین کرتے ہیں کہ وید رامچندر جی سے پہلے موجود تھے۔ اور تمام فضلاء انہیں ایشر کا گیان مانتے تھے۔ اور انکی قدامت کے قائل تھے۔ رامائن بالمیک بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴

रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता। वेदवेदाङ्गविश्चैव धनुर्वेदे च निष्ठितः॥ १४ ॥

یعنی رامچندر جی اپنے دھرم اور اپنے دوستوں کی رکشا کرنیوالے ہیں۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھرووید کے شکشا اور ویاکرن وغیرہ کے جاننے والے۔ اور دھنروید جو اُپ وید ہے۔ اُس کے خصوصاً کامل تجربہ کار اور ماہر ہیں۔ پھر رامائن میں ہے۔

इष्टिं तेऽहं करिष्यामि पुत्रीयां पुत्रकारणात्।
अथर्वशिरसि प्रोक्तैर्मन्त्रैः सिद्धां विधानतः॥

یہ ایک یگ کے وقت کا ذکر ہے۔ کہ جسمیں اتھرووید کے انوسار منتروں سے ہوم کیا گیا۔ آپنے صفحہ ۸ پر ویدوں کی قدامت کے بارے میں منوسمرتی ادھیاء ۱ شلوک ۲۳ سے ۷۵ تک اور برہمنوں کا تتّے سر درج تو کیا ہے مگر صفحہ ۹ و ۱۰ پر اُن کی تردید میں جو دلائل دیئے ہیں۔ اُنہیں سے منو کی نسبت تو تمام اعتراضات کی تردید ہو چکی ہے۔ اور جہاں تک ہم جانتے ہیں کافی و وافی ہے۔

روزنامچہ کی نسبت آپ دلیل فرماتے ہیں کہ "برہمنوں کے روزنامچہ کا ثبوت بالکل ہی ہیچ ہے صرف اسلئے کہ یہ ایک مشہور اور مانی ہوئی بات ہے کہ اصلی روزنامچہ تھی ستر راجہ بھوج کے زمانہ سے چار سو برس پہلے گم ہوگیا تھا۔ یعنی ہندوستان میں بدھ مذہب کے عروج کے زمانہ میں وہ روزنامچہ جو اب برہمنوں کے پاس ہے۔ وہ ایسے اعتبار کے لائق بھی نہیں ہے اسکی بڑی جز منوسنگتا سے تالیف کیگئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسمیں آسمانی اور دیوی چیزوں قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں کا اور اُن چیزوں کا جو صدہا سال گزرے کہ واقع ہوئیں بیان ہے۔ مگر بڑی حیرت کی بات ہے کہ سکندر اعظم کا تو کہیں ذکر تک بھی نہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱ سطر ۷ سے ۱۲ تک)

افسوس کہ آپنے کہیں دلیل سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کبھی ثبوت دیا۔ صاحب

وہ مانی ہوئی اور مشہور بات ہم نے تو آج تک سنی نہیں اور نہ کسی سنسکرت کی مستند پستک میں مندرج ہے - اور نہ کسی آریہ پنڈت کی مسلم ہے - جس طرح کوئی عادل حاکم جب تک کسی کی بھی غلطی ثابت نہ کر لے جھوٹھی نہیں کہہ سکتا - اُسی طرح آپ بھی صرف بالکل پوچ کہہ دینے سے مدلل نہیں کہلاتے اگر کوئی دلیل ہے تو لاؤ - ورنہ مانی بات کو من میں ہی رکھو ظاہر نہ کرنا - ورنہ آسمانی میں وانے کا لقب ہوگا - کس آرش گرنتھ میں لکھا ہے کہ وہ راجہ بھوج کے وقت سے چار سو برس پہلے گم ہو گیا تھا - (حالانکہ اب تک موجود ہے) ہاں اگر صرف بدھ کے کہنے سے اعتبار کے لائق نہیں ہے تو یہودیوں کے کہنے سے مسیح کا ہونا بھی ثابت نہیں ہے - اور نہ ہیرڈولس بادشاہ کے روزنامچہ میں درج ہے - پس اِسکا ماننا محض بے ثبوت اور بالکل پوچ ہے مگر برہمنوں کا روزنامچہ تمام آریہ ورت میں نہایت حفاظت وصحت سے آج تک موجود ہے - اور تمام فضلا اس بارہ میں متفق ہیں۔ نہ کہنا آپ کا کہ اِسکی بڑی جز سوسنگتا سے تالیف کی گئی ہے - اسکا بھی اگرچہ آپنے کوئی ثبوت نہیں دیا - (حالانکہ ہم بلا ثبوت نہیں مانتے) مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر سوسنگتا سے تالیف ہے تو بھی ہرج کیا ہے - حالانکہ جوتش شاستر علیحدہ موجود ہے - اور اسی گنت ودیا پر اسکا تمام انحصار ہے آپ کو اس کے نہ ماننے سے بائیبل میں ۴۰۰۴ سال مسیح سے پہلے کے روک ہو رہے ہیں ورنہ آجکل کے علم جیالوجی (جو درحقیقت ایک بہت پرانا علم ہے - جسے سنسکرت میں بھوگربھ ودیا کہتے ہیں - اور جس کی بابت آریہ لوگ سب سے پہلے اعلیٰ تحقیقاتیں کر چکے ہیں) سے بھی طبقہ زمین کا بہت پرانا ثابت ہو رہا ہے اور ابھی تحقیقات در پیش ہے -

سر ولیم میور صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر نے پنڈت ہرش چندر شاستری دہلوی کو مقام پونہ سے دو کوس پر بہت پرانے قصبہ سوربھاسور میں اُنکی تحریر اتار لانے کے واسطے حکم دیا وہاں بہت سے پتھر ہزارہا برس کے پرانے لکھے ہوئے اور زمین میں گڑے ہوئے موجود ہیں ہرش چندر جی کہتے ہیں کہ میں وہاں گیا اور بہت سے پتھروں کی تحریر اتاری اور مارکنڈے رشی کا بھی اُس مقام سے قریب تین کوس کے فاصلہ پر مکان ہے - وہاں آدمی نہیں جا سکتا - شیر وغیرہ درندہ جانور کثرت سے ہیں - اور ایک پتھر پر لکھا ہوا راجہ یدھشٹر کے ساتھ کا ندی کے سینہ ہوں میں بڑے بڑے گھیرے حروں کا ملا جسمیں فقط دو سطر سالم تحریر ہیں باقی حروف سب ٹکڑے ہوئے ہیں - اُن سطروں کی تحریر سے (موجودہ) پس و ساکھا معلوم ہوتا ہے" (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ایک نمبر ۲ بابت سال ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۸ و ۲۹) -

سنہ جیالوجی وہ علم ہے جس سے طبقات زمین کے اسرار اور انکے اجزا کی حقیقت اور جو تغیرات ابتدا سے اس وقت تک اُس پر واقع ہوئے ہیں یا آئندہ واقع ہوں انکی کیفیت معلوم ہو اور اُس کے طبقات میں جو ذخیرے ودیعت رکھے گئے ہیں اُن کے ٹھکانے دریافت کر سکنے کا طریق بغیر امداد کسی اور علم کے منکشف ہو جائیں - الغرض یہ وہ علم ہے جس سے پہاڑوں اور کانوں اور سنگلاخ زمینوں کا حال بغیر واسطہ کسی اور علم کے معلوم ہوتا ہے - آفرینش زمین کے باب میں ایک مدت دراز سے خیال میں ہوتی چلی آئی ہے اور سب سے پہلے اسبات میں ہندیوں اور کلدانیوں اور مصریوں اور عبرانیوں نے گفتگو کی ہے - اسکے بعد یونانیوں نے اسکی بحث شروع کی (رسالہ باغبان پنجاب بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء) -

غرضیکہ جہاں تک تحقیقات زیادہ ہوتی ہے سچائی کیطرف لوگ متوجہ ہوتے جاتے ہیں اور ایک دن آنیوالا ہے کہ تمام دنیا میں نسل سابق وید دھرم کا زیادہ پرچار ہوگا -

آپنے صفحہ ۱۶ کی سطر ۲ میں لکھا ہے کہ "مثلاً یجروید کے تترا صفحہ ۵۶۳ منتر ۲۲ میں یہ لکھا ہے - کہ میں اُن رشیوں کو دھنیاد دیتا ہوں جنہوں نے ویدوں کو بنایا"-

ہم نے غور کی کہ یجروید کی تتریا کون ہے کیونکہ برہمن تو اسکا شت پتھ ہی جیر ہااس کرتے کرتے تتریئی اُپنشد کی شکھشا کے پرتھم ادھیائے ۱۱ انوواک ۱۱ کیطرف آپ کا اشارہ معلوم ہوا جسکو تحقیق حق کیواسطے ممدہ نقل کرتا ہوں -

تتری اُپنشد شکشا ادھیائے انوواک ۱۱ -

ये तत्र ब्राह्मणाः
सम्मर्शिनः । युक्ता आयुक्ताः । अलूक्षा धर्मकामाः स्युः
यथा ते तत्र वर्तेरन् । तथा तत्र वर्तेथाः । अथाभ्याख्या
तेषु । ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः । युक्ता आयुक्ताः
अलूक्षा धर्मकामाः स्युः । यथा ते तेषु वर्तेरन् ।
तथा तेषु वर्तेथाः । एष आदेशः । एष उपदेशः ।
एषा वेदोपनिषत् । एतदनुशासनम् । एवमुप
सितव्यम् । एवमु चैतदुपास्यम् ।४॥ स्वाध्यायाय
प्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् । तानि त्वयोपास्यानि
विचिकित्सा वा स्यात् । तेषु वर्तेरन् । समस्तं ॥

ایضاً انوواک ۵ -

महदिति ब्रह्म । ब्रह्मणा वाव सर्वे वेदा
महीयन्ते ।

اسمیں گورو (آچاریہ) شِشّ (شاگرد) کو اُپدیش کرتا ہے

ترجمہ - جو اُن میں سمدرشی - یکس بات (ہٹ دھرم) سے رہت - یوگی ایوگی - انرچھ (حلیم الطبع) اور دھرم کی کامنا (خواہش) کرنیوالے سو برہمن ہوں جیسے وے دھرم مارگ میں برتیں نعی کارروائی کریں - ویسے تو بھی برتا کر - یہی آدیش - آگیا - یہی اُپدیش یہی وید کے اپنشد اور یہی شکشا (ہدایت) ہے - اسی پرکار برتنا اور ایسا چال چلن سُدھارنا چاہئے - وید کے پڑھنے اور پڑھانے کے کرنے میں آلس نہ کرنا چاہئے جو ہی سنکا برتاؤ میں لانی چاہئے - اور اُن میں زیادہ جانے کی اچھیا کرنی چاہئے یہ بات (اُپدیش) ہیں -

اب ناظرین اس ترجمہ در اصل واک (اُپدیش) کو غور سے دیکھیں اور بچاریں ساتھ ہی پادری صاحب کے اعتراض کو بخوبی مطالعہ کرکے بعد مقابلہ کے ست اور اسَت کو نتارن کیا ہمیں کہیں بھی آپ کے دعوے کا نشان وگمان ہے - پھر اس آپ کے دعوے کی تردید بھی اسی اُپنشد میں موجود ہے چنانچہ ترجمہ مہا نام برہم کا ہے اور سب (چاروں) وید برہم سے ہی پرکاشت ہوتے ہیں دیکھو سپرتی صفحہ ۸۷ واک ۱۲ -

آپنے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے "کہ ویدوں میں سب سے قدیمی رگوید ہے اور تین اُس سے پیچھے ہوئے ہیں - اسلئے اب ہم رگوید کی قدامت پر خیال کرتے

ہیں - اس وید کا پہلا منتر وشوامتر کی بیٹی مدھوچھندا کی تصنیف ہے - اور آخری منتر ایک رشی سام اگ مرگین کا بنایا ہوا ہے - پھر آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۳ میں لکھتے ہیں - اب رگوید کے آخری حصہ میں پراسر کے منتر ہیں کیونکہ پہلے سروع کا منتر اور پچھلے سیر کا منتر پچھلے ہے درمیانی حصہ سب سے مختلف رشیوں کی تصنیف ہے - ہم صفحہ ۲۰ میں اسکا نام اور ویدوں کے اُن حصوں کی فہرست دینگے - جوا خذ کیے گئے ہیں تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے ''صفحہ ۱۴ سطر ۹ سے ۱۴ تک -

تردید - اگر اور بھی بہت سے ہیں - مگر ہم اختصار پر نظر رکھکر صرف وشوامتر اور برہمنوں کی شہادت اس بارہ میں نقل کرتے ہیں - کہ وید کن سے پہلے ہیں اور سوائے کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں جو انہوں نے پڑھے ہیں - دیکھو پراشر سمرتی ادھیائے اول شلوک ۳ و ۲ و ۹ و ۲۴ و ۲۶ و ادھیائے سوم شلوک ۵ و ۶ و ۲۳ ہیں - ادھیائے ۵ شلوک ۳ و ۱۶ ادھیائے ۶ شلوک ۶۹ و ۷ و ۱ ۷ - ادھیائے ۷ شلوک ۳۸ و ۳۹ و ۳۱ ادھیائے ۸ شلوک ۲ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۸ میں کما حقہٗ طور سے ویدوں کو الشر کرت اور رشیوں کو اُن کا حال سنایا ہے

اسی طرح بالمیکی رامائن اوتر کانڈ سرگ اشلوک ۲۰ و ۱۵۹ رامائن اوتر کانڈ سرگ اشلوک ۱۷ و ۳ -

رامائن اُتر کانڈ سرگ ۱۰۵ اشلوک ۲۲ و ۲۳ - رامائن اوتر کانڈ سرگ ۴ شلوک ۷ میں المبک جی و وشوامتر جی - شٹ وغیرہ کی نسبت صاف درج کرتے ہیں کہ انہوں نے وید پڑھے - ۰ ۔ ۱۹ اوروں کے اصل ہیں چاروں وید یا سوں وید اُن کی یہ زبان ہیں - ۔ انگ یعنی ذرا مرتکھشٹو جوتش ررکت وغیرہ) کے بھی عالم ہیں - -

वसिष्ठः कश्यपा ि जवि-

ग्वा मित्र अ गौ तम चमदग्नि भर द्वाज रस मैते मा पर्मा त्त-

मा वेद वेदा ङ्ग विद्यो ना ना शा स्त्र वि शारदा . द्व स्य

वा च महात्मा गस्त्यो मुनिसत्तम ॥८॥ महर्षयो वेद वि

॥९॥ मानृवेद श्रुति श्रुत्वा १०॥ यस्मा नु वि श्रु नो वेद ॥

११॥ त्रीमा कृष्ण वेद स्य ७॥ इ ति बाल स्य महर्षयो

मश्याया ऽप त्वा चु न वेद मु स्वा च ॥ २॥

ترجمہ - نمبر ۱ وسشٹ - کشیپ - اتری - وسوامتر - گوتم - جمدگنی - بھردواج یہ ساتوں رشی نمبر ۸ ویدوں اور ویدانگوں کے فاضل دیگر شاستروں کے عالم اگست - سریشٹ منی نے دروازہ میں سخت آدمی کو کہا - نمبر ۱۵ - مہرشی لوگ ویدوں کے ماہر نمبر ۱۷ وہ ویدوں کی شرتیاں سکر - نمبر ۱۳ جس سے اچھی طرح وید سناگیا - نمبر ۷ میں ویدوں کے تین ستر - نمبر ۳ ال مہرشی کاسیاں کہ وہ چار ویدوں کا حافظ تھا - وغیرہ -

صفحہ ۱۷ سے ۲۲ تک آپنے فہرست لکھی ہے - مگر اصل ویدوں میں انہیں سے کسی کا نام نہیں لکھا ہے - بلکہ کسی انسان کا بھی نام نہیں - رشی نہ مصنف تھے اور نہ مولف - بلکہ صرف معنی گزرے ہیں اور حاشیہ پر اُن کا نام خاص کرنے کے وقت آریہ فاضل لکھدیا کرتے ہیں مگر اصل ویدوں میں کسی کا نام و نشان نہیں ہے اور وہ خود مثل ہمارے ویدوں کے پیرو گزرے ہیں - بلکہ معاذاللہ مصنف نہیں یہ لوگ ملتے ہیں کہ یہ ویدوں کے محقق ہیں اور رشی

کے معنے بھی یہی ہیں اور کسی سنسکرت کے مستند گرنتھ میں بھی اس آپکے دعوے کا نام و نشان نہیں اور نہ آج تک سوائے آپ کے اعتراض کے کسی کو گمان بھی ہوا - بلکہ جنکو آپ مدنام کرتے ہیں - وہ تو خود ویدوں کو الیسر کا گیان مانتے ہیں - پس یہ اعتراض کسی طرح لائق توجہ نہیں اور سراسر بے بنیاد ہے -

پھر آپ فرماتے ہیں - پس ہم دیکھتے ہیں کہ یا سمعی ایسے لوگ ہیں رگ وید میں مانہ جبکہ رگ وید کا ذکر ہے - اور پھر یاسمعی اس کتاب پر تفسیر لکھتے ہیں - ہیئے اس سے - وہ صحیح بتاتا ہے - کہ یاسمعی بدھ مذہبی اور راجہ چندر گپت کے زمانہ کے بعد ہے ۱۰ دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۱ سے ۱۱ تک -

ہم نے یاسمعی عاطرجات تمام لوگ درس مہ یاس کرتے تھے اس لیے معلوم کیا کہیں بھی چندر گپت کا نام درج نہ پایا - پس سوائے اسکے جناب کچھ نہیں کرسکتے کہ اسکے رشی پر الزام لگانے کے واسطے رسالہ بالطع کرکے صریح دروغ بیانی کی - بہتر ہے کہ آپ راستی کی طرف متوجہ ہوں سچ کو حاصل کریں تاکہ انسانی ریست تو انسی بالوں سے کلنک نہ کریں - مجھے غالب یقین ہے کہ جس طرح بائبل ۹ الاحداد نیا پر طوفان بھیجکر پچھتاتا اور دلگیر ہوا اور اقرار کیا کہ میں آئندہ ایسا کام نہ کرونگا - (پیدائش باب ۸ آیت ۲۱ و ۲۲ و باب ۹ آیت ۱۱ سے ۱۷ تک)

رمن پر انسان پیدا کرنے سے پچھتاتا اور نہایت دلگیر ہوا اور کہا - کہ میں اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہوں - (پیدائش باب ۶ آیت ۶ سے ۸ تک) اور اسی طرح آپ کو ان غلط اعتراضوں سے نہایت دلگیر ہونا پچھتانا پشیمان ہونا پڑیگا - اور اگر تعصباً عبرت سے تعامل کیا تو اس دعاوی کے اخراج کے واسطے خود درخواست کرنی پڑیگی) کیونکہ راستی کا آپ کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ نکلا -

تحقیقات } اب ہم اسی تحقیقات کے مطابق ماہل مورخوں کی مہارت سے دس کا (۴ ۴ + ۱۸۸۷) ۵۸۹۱ سال سے پہلے انسانوں کی آبادی سے آباد ہونا ثابت کرتے ہیں - جو ویدک حکما کی تحقیقات کے عین مطابق ہے -

۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتالا اور اُسکو تین سو ساٹھ دن میں تقسیم کیا - اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا - تاکہ فی سال ۵ ¼ ٹھیک دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے - برہمن چاند کی ہیئتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقہ البروج سے واقف تھے اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنی عیسیٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۵۰ سال ۸۴)

۴۰۰۰ - لب سی الس کے سال کے مطابق مصری ارضیں خاندان کا خاتمہ ۴۰ برس گزرے کہ ہوگیا "

۴۹۷۶ - دو ہزار آٹھ سو سال مسیح سے پہلے ہندیم بادشاہت سبن کی تھی - جسکو یوسیبس مورخ نے ۱۳۱۲ میں اول اولمپیڈ سے پہلے قرار دیا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ سلطنت ہزار برس تک رہی (۲۰۸۹ + ۱۸۸۷ + ۱۰ = ۴۹۷۶) دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۸ و ۱۹ ۱۸۶۵ء)

۴۰۰۰ - در تاریخ ایشاں نوشتہ کہ بیش از چہار ہزار سال بسیار علمائے ہیئت سائنس

نے اساس سماوی آوردند - (تاریخ حسن فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۲۳ - در تاریخ حسن مسطور است کہ صفت و عمل ابراہیم دو ہزار وششصد و سی و شش سال قبل از تولد عیسی در جہان متعارف بود (۲۶۳۶ + ۱۸۸۷ = ۴۵۲۳) (تاریخ ہند فارسی مؤلفہ مادہو ... صاحب کلکتہ سال ۱۸۶۴ صفحہ ۳۰۶)

۴۹۳۰ - ذکر محمود فتح سومنات - درآں اثنا بتیم اعظم را کہ بحسب اعتقاد ہنود از تاریخ عمارت آنہا چہار ہزار سال گزشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۲) (۴۰۰۰ + ۹۳۰ = ۴۹۳۰) -

۴۵۰۰ - لنڈن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں جو ۴۲۰۰ سے زیادہ قدیم ہیں - بت طوفان نوح کا پتہ ملتا ہے - جنکا سال مرحوم سر ولیم جونس صاحب بہادر وغیرہ علما ۴۵۰۰ سال بتلاتے ہیں -

۵۳۱۳ - مصری جو کتنے خاندانوں میں شمار کریں شمار تھے اور یوسی بیس کے بیان کے موجب - خاندان مسیح سے ۳۴۲۶ سال پیشتر یا آج کی تاریخ سے ۳۴۲۶ + ۱۸۸۷ = ۵۳۱۳ سال گزرے کہ شروع ہوا تھا -

۵۰۰۰ - ایک نامی اور مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بت میں بے انتہا ثبوت ملسکتا ہے - جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں - یہ بت ۵۰۰۰ برس کے پرانے ہیں اور زمانہ حال کے **فیلاہ** (کسانوں) کے بالکل مشابہ ہے - جس سے اُس بت کی رنگت کو قائم رکھا ہے - جو اسی تصویر جیسے جو تصویری سے اپنے میں سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے - یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور ہمکو اُس زمانہ کا حال بتلاتا ہے (دیکھو مسٹر پلیٹن صاحب کی آئی کنوگرافی یعنی انگریزی ۱۱)

۶۰۰۰ - کالنس صاحب بہادر نوح کے طوفان کی نسبت اسطرح بیان کرتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے"

۱۱۵۹۱ - کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ بائبل کے لکھے جانے سے پہلے کی جانی ہوئی مصر کی آبادی رفتہ رفتہ مصر کے سامی سمھان اور عبرانیوں یعنی عالیشان مینار کے بننے سے پہلے اُس وقت سے ۷۵ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ لوگ اعلیٰ ترقی و تہذیب رکھتی - اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھی - کہ انکی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے - اگر میری بات کا اعتبار مانا جائے - تو میں یہ پیش کر سکتا ہوں کہ دنیا کی تواریخ میں کون وقت مصر کا دیش بسے اور مینا کے راج کی بنیاد کا (جو کہ باتفاق تمام مورخین کے مصر کا بنیاد ڈالنے والا کہا جاتا ہے) مقرر ہو سکتا ہے - وہ گریجھ کر ایک کتنی مشہور نے اول اس دنیا کا کھوج کیا ہے مینا سے لیکر پچھلے فرعون تک مینھتوں کے راج ونش کا ٹھیک وقت بتلاتے ہیں ڈھونڈھا کرتے ہیں - جو لوگ اس تواریخی معاملہ میں بہت زیادہ واقفکار ہیں وہ لکھتے ہیں کہ وہ راج ونش مصر میں مسیح سے دو ہزار برس پہلے راج کرتا ہے اس سے آگے پچھم والوں کی بدھی کام نہیں کرتی مصر دیش تہذیب و ترقی میں اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ہیروڈوٹس مورخ لکھتا ہے کہ اُس کے (مصر کے) زمانہ ترقی کی تلاش کرنے میں سرگرداں ہے" - اور برگس مورخ لکھتا ہے - کہ "وہ سرشٹی کے شروع تک ترتیب آدمی ملکوں کے وقتوں کا سا ہوا ہے"۔

جب یہ بات ہے تو ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا چاہئے کہ جو وقت مصر کے بسنے کا زمانہ حال کے مورخوں نے لکھا ہے - اصل میں وہ ٹھیک ہے - کیونکہ کسی کو اُس کے ٹھیک وقت کا اندازہ کرنے کی سامرتھ نہیں ہوتی - اسمیں کسی امر کا اعتراض نہیں - کہ مصر دیش کی تہذیب و تعلیم سب سے پراچین (پورانی) ہے اور ثبوت ملتے ہیں - کہ ۸۰۰۰ ہزار سال گذرے تب مصر دیش انتظام - دھرم - قانون - راج نیتی - رسم و رواج سوداگری وغیرہ میں اچھی طرح ترقی کئے ہوئے تھا - اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں آریہ ورت مصر سے پراچین نہیں کہا جا سکتا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ در اصل آریہ ورت مصر سے بہت قدیم ہے - مگر یہ کب اول جبکہ معلوم ہوگا - لیکن اسکا صرف سبب یہ ہے - کہ ۸۰۰۰ برس سے اس ملک میں (قومی زمانہ) کا کچھ احساس نہیں جانا گیا ہے - اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ پچھم دیش والوں کو نہیں جانا گیا - کیونکہ برہمنوں میں ہمیشہ سے علیحدہ **کال نروپن ودیا** چلی آئی ہے - کوئی آج تک لائق عیسائی ماننے والوں سے ثبوت نہیں کر سکا کہ انکی کال نروپن ودیا غلط ہے موجودہ وقت سے پہلے یوروپ والوں کو بھارت ورش کی بات کچھ گمان - تھا - اوزان سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰۰ ہزار برس سے زیادہ گزرے کہ آریہ ورت سے کچھ لوگوں کے جھنڈ (گروہ) اپنا ملک چھوڑ کر اس ملک (مصر) میں جا کر بسے جسکو اب مصر کہتے ہیں -

مورخ برگس صاحب جو مصر کے تاریخ نویسوں میں سے سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حادثات کا جاننے والا ہے وہ لکھتا ہے کہ پراچین مصری لوگ یعنی قدیم مصریوں کی پہلی سنتان (آدمی اُتپتی) آریہ ورت دیش ہی ہے" کابجن دیش کی یہ سانچ جسکو انڈو جرمنک دیش والوں سے بہت تعلق ہے ایشیا کے میدانوں سے آکر سویز کی زمین کے پار اُتر کر نیل دریائے کے کنارے بسے یہ سفر اُس وقت ہوا جسکا کچھ بھی نشان ہماری تواریخوں میں نہیں ہے - تب تک کوئی تواریخ لکھی ہی نہیں گئی تھی -

مصریوں کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ وے پنٹ نامی ایک (پوتر بھومی) مقدس زمین سے آئے جو کہ اب معلوم ہوا ہے کہ ہند کے مہاساگر کے کنارے کہیں ہے اُس دیس کو وہ اپنے دیوتاؤں کی پرانی جگہ بتلاتے ہیں آدمی ستھان کو پراچین مصر والے پان نٹر (پونر) کہتے تھے اب سدھ ہوگیا ہے کہ وہ سنسار کی پوتر بھومی نہیں ہے - دار لحری ستھان میں رانی ہتاپ کی سمادھی کے بیرونی اور چھنہ لکھت لیکھوں کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورش ہے -

بہت عرصہ تک مصری لوگ اپنی پراچین بھومی سے بیوپار کرتے رہے اُس بحر برکلس بہت راجاؤں اور پھولوں پھلوں اور سودیس اور بیش قیمت لکڑیوں کا نام لکھا ہے جو صرف آریہ ورت کے سوا اور کہیں نہیں ہوتی ہیں - اس سے ثابت ہوا کہ مصر سے بہت (پراچین) قدیم آریہ ورت ہے اور آریہ ورت سے ہی سب گن ودیا مصر میں گئی - بہت جگہ سگلدیپ کا نام آیا ہے جو پرانے زمانہ میں ہند کا ہی ایک ٹکڑا تھا (تھاریحہ رکال ... انگریزی

صفحہ ۶ سے ۱۸ تک مطبوعہ سال ۱۸۳۲ء مدراس)

۱۲۰۰۰ - سرچارلس لائل صاحب بہادر کی رائے کے مطابق ۱۲۰۰۰ ہزار سال کے اندر شام کے جنگلی منطقہ پر کوئی غارت گر طوفان واقع نہیں ہوا۔ (جیسا کہ بقول بائبل کے نوح کا) اور آورنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساخت جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کی استخواں ہیں جو کہ کوہ اسا جیسے کامل حد ظاہر کرتے ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں۔

۱۲۳۱۴ - مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کر رہا ہوں حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مشہور یونان کا حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گذرا ہے اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ مصر میں مصوری و سنگ تراشی قریب دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رواج پر تھی۔ (۱۰۰۰۰ + ۴۲۷ + ۱۸۸۷ = ۱۲۳۱۴)

۱۸۰۰۰ - فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۵ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور ان سب کی ریاست ہونے کا قریب ۱۸ ہزار سال کے تھا۔ (تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ سنہ ۱۸۵۲ء)

۲۰۰۰۰ - اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن بنس صاحب بہادر کی کرونالاجی کا حوالہ دیتے ہیں صاحب موصوف انسان کی ہستی دنیا میں قبل از بائیس ہزار برس فرض کرنے کے بعد اور سلوٹنگ کا امتحان کرنے کے بعد معتدل تا تخمین مقرر کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی مسیح سے پہلے دس ہزار برس ۱۰۰۰۰ اسلی بائی لش جو کہ پہلا پریسٹ کنگ تھا۔ اس کی تخت نشینی مسیح سے نو ہزار پچاسی برس ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے سات ہزار دو سو تیس سال ۷۲۳۰ سال مصر بالا اور پایاں میں نسلی بادشاہ مسیح سے پہلے پانچ ہزار ایک سو تینتالیس برس ۵۱۴۳ سال (دیکھو ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر کی اینڈجنس ریسز آف دی ارتھ کا صفحہ ۵۰۷)

۲۷۵۱۷ - مینتھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی علوم کے نہایت ماہر نے ٹولیمی فلاڈلفس کے عہد میں جو تواریخ لکھی ہے اس میں درج ہے کہ اول تو دیوتاؤں (یعنی فاضلوں) بعد اس کے ولادروں نے بیس ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی ولادروں کے بعد ادنیٰ آدمی مصر کے حاکم ہوئے جن کی مینتھان مورخ نے تیس نسلیں بیان کی ہیں مرکیوریٹس کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں۔ اس تاریخ کے ماخذ ہیں اگر ان تیس نسلوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لے کر سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اراٹوسٹینیس کی تاریخ میں جس کو ٹولیمی الرجیٹس نے سکندریہ میں بلایا تھا تھیبس کی ۳۸ بادشاہوں کی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے۔

اور مینس بادشاہ کو تمام مورخ مصر کا پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں اور اسی نے دیوتاؤں کی پرستش کو رواج دیا۔ اور یگ کی رسمیں جاری کیں۔ (از تواریخ مصر مطبوعہ سال ۱۸۶۷ء صفحہ ۲ سے ۵ تک)

۳۱۰۰۰ - مصر میں حضرت علی نے ایک مکان کو دیکھ کر کہا کہ یہ مکان قبل از وجود آدم ۲۵۰۰۰ ہزار سال سے پہلے کا ہے (۶۰۰۰ + ۲۵۰۰۰ = ۳۱۰۰۰) دیکھو تاریخ کشمیر صفحہ حصہ دوم)

۸۰۰۰۰ - ایک فاضل ہیگ وال صاحب فاضلانہ دلائل سے سے دنیا کی پیدائش ثابت کرتا

ہے محمدی و عیسائی اور یہودیوں کی تردید میں اس علم کی سب معتبر مستند کتابوں سے تحقیقات کرتے کرتے ۴۰۰۰۰ ہزار سال تک پہنچا کر رہا ہے کہ دنیا اس سے بہت ہی قدیم ہے۔ جو لوگ ۶۰۰۰ سال سے ملتے ہیں وہ اگر میری دلائل کی تردید کر دیں۔ تب میں اور زیادہ دلائل اس سے بڑھ کر ثبوت کے واسطے پیش کرونگا اُس نے ایسے بُرہان قاطع سے ان جاہل مذاہب کے اور ماء باطلہ کی تردید کی ہے۔ کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ۱۵ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۸۰ سے ۲۸۴ تک دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۶۲ سے ۶۴ تک اکتوبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۲ سے ۴ تک نومبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۴ و ۳۵ دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷ سے ۴۷ تک اور فروری ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۰ تک)

۳۰۰۰۰ - ماہر علم جیالوجی نے لکھا ہے کہ سرسدی میں ایک تہ بالو ریت کیچڑ چونے کی جمی سے زمین کے کھود ڈالے۔ ۲۰ فٹ کے نیچے سے انسان کی ہڈی برآمد ہوئی ہے جس کا سماں ۳۰ ہزار سال سے بیشتر کا اندازہ ہوا ہے (دیکھو مظہر العجائب صفحہ ۲۲۶)

۴۰۰۰۰ - شمس امام جو بیدہ کہ مرد پیر بہاء الدین کہ از ممالک سرہند ہلول سال است علاوہ مسلمانی ورگذرد مسلاحت آمد و سرار طاعت و لقیاب وسرع عدی تجدید بیشتر بہ پرست آمد۔ سلطان لشکر جمع آورد ۵۰۰۰۰ ہم دروے گرد آمد و گروہ سنگ تراش جمعے کثیر ہمراہ آمدہ روی آن دیار نہاد بقصد فیرات یدہ مسخرات ساختہ۔ وظاہرا قرابت جائے کہ سمر دمابین ہند و ترکستان بود لبیار داد۔ وچون حاکم آنجا اطاعت کردہ بیع متوطنان آن دیار اسلام آوردہ و سلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بہ سمربار دیں فرستاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید چنانچہ بردہ اموال بیشمار بدست افتادہ وچون بُت خانہ بزرگ را کہ در آنجا بود شکستہ سنگے منقور و منقش از آنجا بیرون آمد کہ باعتقاد ایشان از بنائے آن چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان بدانجا رفتہ قلعہ ساخت (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱ نولکشور مطبوعہ ۱۸۶۵ء سطر ۱۲ سے ۱۷ تک ذکر سلطان محمود۔)

۳۶۰۰۰ - نظام بطلیموسی کی بابت کتاب مخزن العلوم میں لکھا ہے کہ "دوم فلک ثوابت کہ جمیع کواکب ثابتہ در تحت آں مرکوز اند و آں حرکت میکند از مغرب بمشرق دورہ او بقول قدما در سی و شش ہزار سال تمام کند" دیکھو صفحہ ۱۱۹، ۲۹ مطبوعہ ۱۸۷۲ء آفتاب ہند)

۱۵۰۰۰ - قدامت کی بابت صرف ہند وہی نہیں دم بھرتے۔ بلکہ قدیم قوموں سے ایتھینی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے اور بابل والے قیدی ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے تھے چین والے بھی اسی قدامت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (دیکھو تواریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰ - نیو آرلینز میں جو کھودائیاں چھ سو فٹ گہری ہوئی ہیں۔ اور بلک ورکس کے جو کھودائیاں ہوئی ہیں۔ اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں جہاں پر کہ ہوائر لینڈر کی نسبت پانی کا گھراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے آبی نبودل سوں سے منقسم ہیں۔ دریافت ہوئے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر سمت الراس پر واقع ہیں۔ ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر بےنٹ ڈولر صاحب بہادر نے اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ۱۵۸۰۰۰ ایک لاکھ اٹھاون ہزار کی ہے۔ اور مذکورہ بالا کھودائیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسی سپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ یہاں

نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائیمس صفحہ ۳۰۶ سے ۳۶۹ تک)

۱۸۵۰۰۰ - یونان کے ایک نامی حکیم یوزاسیف کا بیان ہے کہ ایک لاکھ اسی ہزار فصل از میعاد طوفان لوح ایجاد عالم شد۔ یعنی ایک لاکھ پچاسی ہزار سال سے دنیا میں انسان آباد ہیں۔ (تاریخ کشمیر صفحہ ۸۳ ۱۸۸۳ء)

۱۸۴۹۰۳ - اہل فارس گویند کہ دراں ہنگام ہمگی ستارہ دراول حمل بودند تا اکنوں یک لکھ و ہشتاد و چار ہزار و نہصد و سہ سال گزشتہ (غیاث اللغات ردیف ف)

۷۰۰۰۰۰ - تاریخ جواہگی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ کہ حضرت آدم سے پہلے ایکسو آدم پیدا ہو چکے ہیں۔ اُنکی اولاد و حاوم مدتوں دنیا میں رہے (تواریخ کشمیر سال ۱۸۸۳ء حصہ دوم صفحہ ۸) (۷ = ۷ + ۱ لاکھ سال)

۲۴۰۰۰۰ - علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈرسر صاحب کہتے ہیں کہ اسکاٹلنڈ کے پورانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے نقاسل کے (اوزار) ملتی ہیں جنکی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے اُنکی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قائم ہوتا ہے۔ جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قائم کر سکتے ہیں (رسالہ تھیوسافسٹ بابت سال ۷۹۔ ماہ اکتوبر صفحہ ۹ کالم ۲)

۳۰۰۰۰۰۰ - جب ہم اُس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں۔ جسمیں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں۔ اور جسمیں جس جس حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں۔ وہ آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر اُس زمانہ میں ایسے دورہ کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ گزرا ہوگا (رسالہ ناعاں ییجل صفحہ ۳۲ جنوری ۱۸۸۰ء)

۴۰۰۰۰۰۰ - بہت کم شخص ہیں جو کہ اثبات کا دعوے کرتے ہیں کہ کل پیدائش ۶ برس گزرے کہ ہوئی تھی اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دنوں میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن تو دنیا آدم سے ۵ دن بڑی ہوئی۔ یہ بیان کر کے کہ دنیا کو ۶ برس ہوئے بنایا تھا۔ بالکل لغو ہے جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف سنگی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ ۴ برس کا عرصہ چاہئے"۔

۱۵۰۰۰۰۰۰ - اور ایک کروڑ پچاس لاکھ برس ۱۵۰۰۰۰۰۰ دنیا کی قدامت کے لئے بطور اوسط بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں۔ مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادے کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑی مقدار بن گیا ہے۔ جو کہ اسطرح سے اب تک یہ بھی جاتا ہے اور جمع بھی ہوتا جاتا ہے۔ پچھلے تین ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔

فروز کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جبکہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر بڑی آبادی کے ساتھ آباد تھے جنکی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہیئے۔ جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے"۔ (دیکھو ٹائیپس آف مین کا ییڈ مولفہ مسٹر گلڈن صاحب بہادر کا ۳۲۵ صفحہ)

۸۸۸۴۰۰۶ - تاریخ خطائی سر آغاز ارکھیاں آفرینش برسا رندہ برعم ایشاں تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار ون و شصت

سال سپری شد و ہر دلی وہ ہزار سال پندارند باینگی عالم صد ہزار دن بود (۸۸۸۴ + ۱ = ۸۸۴ + ۶ = ۸۸۸۴۰۰۶) آئین اکبری صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء)

ڈاکٹر بے نٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ جو انسانی ہڈیاں سٹانز کے پاس برازیل کے کنارہ پر اور جھیل لیگو اسنٹا کے کنارہ پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اور ہر ایک اُن میں سے پتھر بنگئی ہے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں مسس پی کے اولیا سے پہلے تھا اور اُن انسانوں کو بھی تاریخ تھی کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کی امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیمس صفحہ ۳۵ سے ۳۵۱ تک۔)

مشہور ڈاکٹر ناٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ اتفاقیہ اختلاف یا خصوصیت جو کہ پیدا ہو کر والدین سے بچوں کو لگ جاتی ہیں۔ اور جس سے کہ نئی نسلیں بنجاتی ہیں۔ اس وہمی خیال کے بیان کرنے کے لئے بھی ہم کو تھوڑی دیر تامل کرنا چاہئے۔ مثلاً افریقہ کے حبشی کسی اور نسل کی شاخ نہیں ہیں۔ جو کہ رفتہ رفتہ سیاہ ہو گئے اور آب ہوا کی تاثیر سے اخلاقی اور بدنی صورت میں فرق آگیا۔ بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ انقلاب زمانہ سے اصلی چھوٹے حبشی یا ایسے بہت سے کاکیشن۔ منگولین یا اوپتلے جبڑے والے والدین سے پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر انقلاب پا کر کل جزیروں کی رنگت بدلدی۔ اسی طرح امریکہ میں بیشمار اصلی باشندے جو جزیرے میں پائے جاتے ہیں اور جنگی بابت ہم کو یقین ہے کہ ابراہیم کے وقت سے پیشتر ٹیلے بناتے تھے۔ ایک ایسی نسل کی اولاد ہیں جو اتفاقی اختلاف سے تبدیل ہو گئیں۔ اسی طرح قدیمی چین اور ہندوستان اور اسٹریلیا اور اوسیا وغیرہ والے تمام طبعی اور عقلی اتفاقی اختلاف کے سبب سے ہیں اور آدم و حوا سے اترے ہیں"کیا انسان کی زود الاعتقادی اس بیان بالا سے زیادہ اور بھی پرے جا سکتی ہے یا انسان کی عقل اس سے زیادہ اور بھی بیہودہ دلیل پیدا کر سکتی ہے"۔ (دیکھو کتاب انڈجینس ریسس آف دی آرتھ کا صفحہ ۴۹۶ سے ۵۰۲ تک)

ایک اور لائق انگریز محقق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک تو اس بات کا جواب بائیبل سے حاصل ہوسکتا ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ آدمؑ و حوا پہلے مرد و عورت تھے جنکو خدا نے بنایا اور مسلم یہ بائیبل میں اُن کے بنانے کی تاریخ زمانہ حال سے ۶۰۰۰ ہزار برس سے کچھ کم یا زیادہ ہے۔ دوسری طرف سائنس نہایت واضح دلائل اور پر زور تحقیقاتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ انسان دنیا میں بہت بڑے زمانہ سے موجود ہے۔ اور تصدیق کرتا ہے کہ جہاں تک آدمی کا ہم تاریخی طور پر کھوج لگا سکتے ہیں۔ اُن کو جدا جدا گروہوں میں پاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں۔ یہاں تک کہ تاریخ سے پہلے زمانہ میں اُنکا پتہ نہیں لگتا۔ اور ساتھ ہی سائنس یہ بھی بتلاتا ہے کہ مختلف موجودہ قومیں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔

اہل ہند کے پنڈت جو چار جگ ٹھیراتے ہیں اُنہیں میں موجودہ جگ کا نام کلجگ ہے۔ اس جگ کو ہندو کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال سے چلا آتا ہے۔

اور چار لاکھ بتیس ہزار برس تک اور رہیگا - دواپر جسکے بعد کلجگ آیا - اُن کے حساب کے موافق آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا تھا اور ترتیا جو کہ دواپر سے پہلے تھا کلجگ اور دواپر دونوں کے برابر تھا - یعنی بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا اور ست جگ جو کہ سب سے اول تھا - اسکو کلجگ سے چوگنا بتاتے ہیں - یہ چاروں جگ مل کے ۴۳۲۰۰۰۰ برس کے برابر ہیں اور شاستروں سے یہ بات بھی دریافت ہوتی ہے کہ ایک کلپ میں ان چاروں جگوں کے کل برسوں کے برابر ایک ہزار زمانے اور دور ہوتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ سب نجوم ستاروں کی گردشی حرکتوں سے علاقہ رکھتی ہیں - ہمیں بر وار دانوں سے کچھ نسبت نہیں ہنود و ہندسوں نے حساب کیا کہ جب یہ جگ پورے ہوتے ہیں - سب ستارے کسی خاص طور پر ہمقران ہوتے ہیں - اسواسطے انہوں نے ان جگوں کو دنیا کی تاریخ ٹھیرایا (دیکھو تواریخ ہند صفحہ ۳۴ و ۳۵ سنہ ۱۸۵۲ء کلکتہ)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ کل جگ کی جو سالوں نے تعداد لکھی ہے وہ طوفان کے بعد جا اور قومیں بسی ہیں - اُنکی صحیح تاریخوں کے قریب مطابق ہے - اس سبب سے ہم ہندؤں کے کل جگ کے حساب کو صحیح مان سکتے ہیں - (تاریخ ہند سنہ ۱۸۵۲ء کلکتہ باب ۱ صفحہ ۸)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ ہندؤں کی تواریخ کی ابتداء اُسوقت سے ہے جسکا قدامت کے سبب کچھ صحیح حال دریافت نہیں ہو سکتا ہے - اور اسیطرح جبکہ مسلمانوں نے سلطنت و بادشاہ ہو کر ہندوستان میں غلبہ پایا - اس سے آٹھ سو برس گذرے ہیں - (تواریخ ہند کلکتہ صفحہ ۱ باب ۱)

ایک اور محقق فرماتے ہیں کہ مصر کا وجود جو طوفان سے پہلے د سے بھی زیادہ کا ہے ہم کو آئین رہا - کا صاف حال بتاتا ہے - جبکہ اگر بائبل سچی ہے تو آدم زندہ تھے - مگر تاہم اس سے بہت پہلے ہم بادشاہوں کو مصر میں طاقتور اور حکومت کرتے ہوئے پاتے ہیں (۵۰۰ + ۵۰ = ۱۰۰۰)

قاہرہ کی ایک تاریخ میں مصر کے ہزاروں بادشاہوں کی لاشوں کے صندوق معہ اُنکے کرسی ناموں کے دستیاب ہوئے ہیں جو قبل از وجود آدم ہو چکے تھے (دیکھو تاریخ کشمیر حصہ دوم صفحہ ۸ سنہ ۸۳ء)

اب ان معتبر شہادتوں کے لیے ہم اہل علم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگرچہ ہماری بہت سی علمی تواریخی کتابیں دست تطاول اہل اسلام وغیرہ سے لاکھوں من نابود ہو چکی ہیں - اور صدہا کتب خانے ہمارے خونریزیوں کے ظلم کی آگ اور ستم کی آندھی نے آریہ ورت کے مختلف شہروں میں جلائے اور برباد کئے - (دیکھو تواریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۱۸ صفحہ ۳۴ سال ۱۸۵۲ و تاریخ فرشتہ میں جفاکاروں کے حملے) تاہم اب بھی بہت کچھ تلاش سے دستیاب ہو سکتا ہے پر بانائی کرما سے اور عرصہ ۱۴ اور ۱۵ سال کے سنیاسی سوامی دیانند جی کے ست اپدیشوں سے آریہ لوگ ست پر دوبارہ قائم ہوتے اور سماجیں روز بروز ترقی پر ہیں - اور دل و جان سے پرانی کتابوں کی تلاش میں مصروف ہیں - بعض عالم ہیں کہ مزید تلاش کرکے عمدہ اور صحیح اور کامل کرکے ایک واضح شرح تواریخ بنا دیں - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ست وید دھرم کا سورج روز بروز زیادہ پرکاش ہوتا جاتا ہے - اور جہاں تک تحقیقات زیادہ ہوگی ہماری سچائی کا بڑھکر ظہور ہوگا -

جناب - پادری صاحب ہم نے چند مورخ محققوں سے باوجود عدم اتحاد ہونے کے تقریباً ۹ کروڑ سال تک عمر مذہبوں اور محققوں اور مورخوں اور فاضلوں کی شہادت درج کر دی ہے کہ دنیا اس سے بھی قدیم ہے اور یدشٹر اور جنگ مہابھارت کی بابت اگر لقب نام ولدیت و سال و ماہ کے راجاؤں کی فہرست دیکھنا چاہو تو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سال ۸۴ء کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک موجود ہے - ملاحظہ کر لو -

ہم اور بھی تحقیقات میں مصروف ہیں - بلکہ آپکا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ایک اعتراضی رسالہ لکھکر ہمکو تحقیقات کے واسطے ہمت دلائی -

اگرچہ ہم نے بہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ مدت پیدائش کو ہوئے ۶۰۰۰ سال سے کسی حالت میں کم عرصہ نہیں گذرا اور ساتھ ہی اسباب کی بھی تردید میں کوئی کسر نہیں رکھی کہ دنیا ۵۸۹۱ سال سے نہیں ہے - بلکہ ۹ کروڑ سال سے بھی پہلے کی ہے - اور آدم و حوا سے ہم نسل نہیں ہیں - بلکہ بہت انسان زن و مرد ابتدا میں پرماتما نے پیدا کئے - اور یہی بات تمام فضلاء کی شہادت سے عیاں ہے - ہماری طرف سے زیادہ حاجت بیان نہیں - مسیحی گرجا کی منادی بسبب ایک آدم و حوا اور ۵۸۹۱ سال سے ان کی پیدائش اور گنہگاری ہے اور اسی پر تمام طمع کاری اور جسمانی عمارت جاری ہے - اگر منادی قائم نہیں تو عمارت کا رہنا محال ہے - پس ہر ایک دانا آدمی کو خیال کرنا چاہئے کہ عیسائی دین کا کیا حال ہے - اگر ہمیں چندے فرصت رہی تو اس سے زیادہ بلکہ ہزار درجہ بڑھکر ان غلطیوں کا ہم اظہار کرینگے اور مسلسلہ وار اُن کی اصلیت اور حالت کو حتی الوسع ہم مسیحی کتابوں کی معرفت دکھلا دینگے - اے پرماتما اسکی توفیق کر -

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم ۔ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(بیت)

اب ہم دوسرے لکچر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں -

(لیکھرام آریہ مسافر)

لکچر نمبر ۲ کا جواب

ناظرین یہ پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲ کا جواب ہے جسمیں انہوں نے یسوع کے پریم (محبت) کی نسبت بحال خود ویدوں سے تحقیقات کی ہے جسکو وہ بُرے اور دل دکھانے والے الفاظ سے شروع کرتے ہیں مثلاً "آریہ نہایت ہی بیہودہ دعوے کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ان پر انکا ایمان ہے" (صفحہ ۲ سطر ۱۴) "صرف دعوے ہی اُس کے اعتقاد کا تکیہ ہے" (۲-۱۶) آریہ اپنی کتب مقدسہ کی تعلیم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے" (۲-۹) "کیا ایسا بے بنیاد مذہب ایک ماندہ دل کو تسلی دے سکتا ہے" (۲-۱۶) وغیرہ وغیرہ -

یہ پادری صاحب کے پریم بھرے الفاظ مسیحی تعلیم کے نمونے ہیں - جو بلا ثبوت آریوں کی نسبت بیان کئے گئے ہیں - بے شک اُن کے حقیقی منجی (مسیح)

کی ایسی ہی ہدایتیں ہونگی۔ کیونکہ وہ خود ہی انجیل میں ایسا ہی فرماتا ہے۔ "اُس نے اُنہیں جواب دیکے کہا کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" "اے ریاکارو تم آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکتے ہو پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" (متی کی انجیل باب ۱۲ و ۱۶) اگرچہ ان کے ایسے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کس قسم کی محبت سے تلاش کرتے ہیں۔ اور راستی سے اُنہیں کسقدر دوستی ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں بموجب اصول دھرم کے اُن اعتراضوں پر غور کرنا ضروری ہے۔

پادری - ہم - ہمارا خدا عجب ہے ہم اپنے اردگرد ہر ایک طرف اس بڑی حقیقت کی شہادت پاتے ہیں۔ ہمارا اپنا دل ہم کو اس بات سے قایل کر رہا ہے کہ یہ عجب ہم کو اسلئے عنایت نہیں ہوئی کہ ہم انسان اس کے لئے مستحق ہیں۔ بلکہ وہ ایک کریمانہ عطیہ ہے۔ اور نہ اسلئے کہ ہم اس کے حقدار ہیں بلکہ اسلئے خدا مہربان اور رحیم ہے"۔

آریہ - ایشور اور اُسکا پریم ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسکے ہر ایک پہلو کو ہمیں نہایت غور سے بچارنا چاہئے۔ پرماتما کی نسبت اکثر باتوں کے سمجھنے میں انسان غلطی کرتا ہے اور یہ غلطی اُسکی روحانی تاریکی کا باعث ہے پریم ایک علت سے ہے، اور وہ بغیر کسی لگاؤ کے نہیں ہوتی اس جگہ بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے ہم سے کیوں پریم کیا اور اُسکی کیا وجہ ہے کہ وہ امریکہ کے وحشیوں نیوزیلنڈ کے جنگلیوں یا افریقہ کے حبشیوں ہندوستان کے بھیل گونڈوں سے ایسا پریم نہیں کرتا اور یہ بات تو ہر ایک دانا کی مسلم ہے کہ ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔

پس عقل کل پرماتما کے پریم کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے اگر کہیں کہ پریم اُسکا خاصہ ہے اور بلا کسی سبب کے ہے۔ تو یہ علم و تجربہ کے برخلاف ہونے سے غلط ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بہ نسبت تندرستوں کے دکھی زیادہ ہیں۔ بہ نسبت ڈاکٹروں کے بیمار زیادہ ہیں بہ نسبت عابدوں کے ریاکار زیادہ ہیں کیا کوئی سمجھ والا آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے اُن سے پریم کیا۔ بہشت کی دیا کی ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ پریم ظلم ہے۔ اور نہ پریم رحمت ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اسکا کارن کیا ہے جس طرح اُسکا پریم مسلم ہے اُسی طرح اُسکا انصاف بھی تمام حق پرستوں کو مسلم ہے۔ پھر ایسے بیہودہ خیالوں کو دور کرکے ہمیں ایسا سوچنا چاہئے کہ ایشور کی صفات میں بھی تضاد نہ آئے اور ست دھرم کا پرکاش اور سچا پریم ظاہر ہو جائے اُسکے پریم کو بھی عام کرو اور انصاف کو بھی عام۔ ہمارے واسطے چاند۔ سورج۔ زمین۔ ہوا پانی۔ آگ۔ غلہ وغیرہ گوناگوں نعمتیں پیدا کیں۔ یہ اسکا پریم ہے ہمارے کرموں کے مطابق سزا و جزا دیتا ہے۔ ہماری جسمانی بناوٹ ہمارے اعمالوں کے مطابق بنائی۔ یہ اُسکا انصاف ہے۔ وہ ضرور ہمارے اعمالوں کے مطابق پھل دیتا ہے۔ کیونکہ منصف ہے۔ مجرم کو سزا نہ ملنے سے اُسکی شرارت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور شرارت کا زیادہ بڑھنا راستی کا ستیاناس ہوتا ہے۔ کہ شرارت پسند راستی کا دشمن ہے۔ اسواسطے پریم اعمالوں کے متعلق نہیں مگر جسمانی بناوٹ دکھ سکھ وغیرہ اعمالوں سے وابستہ ہے۔

چنانچہ بائیبل بھی اکثر جگہ اسکا اقرار کرتی ہے "اے خداوند تیرے کام کیا عظیم ہیں۔ تیرے منصوبے نہایت عمیق ہیں۔ نادان آدمی نہیں جانتا اور نادان اسے نہیں سمجھتا جبکہ شریر گھاس کی مانند اُگتے ہیں۔ اور سارے بدکردار لہلہاتے ہیں تو یہ اسلئے ہیں کہ وے ابد تک فنا ہو جاویں" (زبور ۹۲ آیت ۵ سے ۷ تک) پھر لکھا ہے "ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے۔ اور نیک بد کے برابر ہو جاوے۔ یہ تجھ سے بعید ہے۔ کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا" (پیدائش باب ۱۸ آیت ۲۵ و ۲۶) پھر لکھا ہے۔ کیا خدا بے انصافی کرتا ہے۔ یا قادر مطلق راہ عدالت سے بھٹکتا ہے" (ایوب باب ۸ آیت ۳) پھر لکھا ہے "اے صاحبان دانش تم سن رکھو خدا سے ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ شرارت کرے۔ اور یہ کبھی نہیں کہ قادر مطلق بدکار ہے کیونکہ وہ ہر ایک آدمی کو اُسکے عمل کے مطابق بدلا دیتا۔ اور ہر ایک انسان سے اُسکی حال کے موافق سلوک فرماتا یقیناً خدا ناحق نہیں کرتا۔ اور قادر مطلق عدالت میں خلل نہیں ڈالتا۔ (ایوب باب ۳۴ آیت ۱۰) پھر لکھا ہے تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا" متی ۱۶/۲۷ پھر لکھا ہے "دیکھو میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اُس کے کام کے موافق بدلا دوں۔ میں الفا اور امیگا۔ ابتدا اور انتہا اوّل و آخر ہوں۔ مبارک وے ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں" مکاشفات (۲۲/۱۲-۱۴)

پادری - آریہ مت کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ خدا آدمی کو کوئی چیز مفت نہیں دیتا جو کچھ اُسکو ملتا ہے۔ اُسکے کرموں کا پھل ملتا ہے۔

آریہ - بے شک یہی ہمارا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد پر ست دھرم کی بنیاد ہے۔ مستحق کو خلعت واجبی سے سرافراز فرمانا۔ اور غیر مستحق کو محروم رکھنا عین عدالت خداوندی ہے جسمیں کسیطرح بے رحمی نہیں۔ افسوس کہ عاشق لوگ چوری کرتے ہیں۔ ریاکاری کے عادی ہیں بدمعاشی ان کے دلمیں جاگزیں ہے۔ اور اُسپر مسیح وغیرہ کے کفارہ پر بھروسہ رکھکر سلامتی کی امید رکھتے اور شرارت میں ڈوبے ہوئے ہیں بقول شخصے۔ ع

گناہ مرا اگر نبودے شمار ترا نام کے بودے آمرزگار

مگر یہ عقیدہ لغو و بیہودہ نہیں معقول دلایل کے آگے اسکا [illegible] ہونا ہے۔ جب عدالت کی میزان میں پاسنگ نہیں۔ اور انصاف کے آگے دوست دشمن میں جنگ نہیں۔ اسواسطے ایسے [illegible] جنونوں اور امید موہوم پر کمربستہ لوگوں کا قافیہ تنگ ہے اور اس بات میں بائیبل بھی ویدکی حق کی [illegible] ہے۔ "دیکھو ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمانی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی کے مطابق جو آسمان پر ہے عمل کرتا ہے۔ اُس دن بہتیرے مجھے کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اور اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو" (متی ۷ باب ۲۱ سے ۲۳ تک اور اسی طرح متی باب ۸ آیت ۲۲ سے ۲۰ تک اور لوقا باب ۱۰ آیت ۱۳ سے ۹۴ تک اور متی باب ۱۳ آیت ۱۲ جس سے صاف ثابت ہے کہ بڑی بڑی نبوتیں کرامتیں معجزے خدا سے دعا اور جن بھوتوں کے نکالنے [illegible] والے بھی جن کے اعمال ٹھیک نہیں ہونگے۔ بدکار تصور ہو کر دوزخ میں ڈالے جاوینگے۔ تو اور وہ بیچارے جو [illegible]

ہوں چہ جائکہ آجکل کے پادری یا عیسائی یا کیتھی کسٹ لوگ جن کی نجات یا حد اتک رسائی بقول بائیبل کے کسی طرح بھی ممکن نہیں مکتی یا جائیں سیاہ کاری پر میشور عدالت سے کبھی نہیں چوکیگا +

پادری - ۷ - علاوہ ازیں اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انسان صرف اپنے اعمال کی جزا ہی نہیں پاتا - بلکہ وہی کرم کرتا ہے جو پرمیشور اس کے لئے مقرر کئے ہیں یہاں تک کہ اس کو مرضی اور اپنے کاموں پر کسی قسم کی آزادی نہیں +

آریہ - یہ خیال بالکل باطل ہے اور سب شاستروں کے خلاف ہونے سے داناؤں کے ماننے قابل نہیں - جیسا کہ وید میں ارشاد ہے +

कुर्व्वन्नेवेह कर्म्माणि जिजीविषेच्छतं समाः एवं त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे ॥ य० ॥ अ० ४० मं० २ ॥

ترجمہ - پرمیشور آگیا دیتا ہے کہ مستی سو برس پرمینت جب تک زندہ رہے تب تک کرم کرتا ہوا جیسے کی اچھیا کرے - پس صرف ہم ہی آپ کی رائے کے مخالف نہیں - بلکہ تمام رشی بھی حتے کہ خود جگت پتا پرماتما اس عقاد کے برخلاف ہدایت دیتا ہے کہ انسان کام کرنے میں فعل مختار ہے - اسی واسطے جزا و سزا واربا بریں آپ کا قول کسی طرح قابل اعتبار نہیں +

پادری - ۸۰۷ - اس امر کے ثبوت میں فقرات ذیل کا حوالہ دیا جاتا ہے - شاریرک اوپنیشد ۲ پاد ۳ سوتر ۱۷ او ۴۱ و ۴۲ و ۴۴ جن سے صاف صاف یہہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ انسان کو یونہی کچھ نہیں ملتا - جو کچھ اسے دیا جاتا ہے - اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں - بلکہ خدا سے مقرر ہو چکے ہیں - اس تعلیم کی رو سے یہہ جاننا کہ خدا محبت ہو سکتا ہے نہایت ہی دشوار ہے +

آریہ - حضرت اس میں آپنے کمال غلطی کی اور بلا سوچے سمجھے انصاف اور راستی کی طرف سے آنکھیں موند کر رائے قایم کی - ہم اصل سوتر معہ ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں - غور سے مطالعہ اقدس میں لائیں

नात्माश्रुतेर्नित्यत्वाच्च ताभ्यः अ० २ पा० ३ सू० १७
परात्तु तच्छ्रुतेः अ० २ पा० ३ सू० ४१ ॥
कृतप्रयत्नापेक्षस्तु विहितप्रतिषिद्धावैयर्थ्यादिभ्यः । मन्त्रवर्णात् अ० २ पा० ३ सू० ४४ ॥
अ० २ पा० ३ सू० ४२ ॥

نمبر ۱۷ - ترجمہ جیواتما کی اتپتی نہیں ہے - کیونکہ نہیں سنی گئی - اسواسطے کہ وہ ست ہے - شرتیاں (وید) مقدس اسے ابناشی کہتے ہیں +

نمبر ۴۱ - میں سوال ہے کہ جیو کے کرم برہم سے سنے گئے اگر ایسا ہے تو ایشور پر تعصب و ظلم کا الزام لگتا ہے - حالانکہ ایشور ایسا نہیں ہے۔

نمبر ۴۲ - میں سوتر نمبر ۴۱ کے اعتراض یا سوال کا جواب ہے جو کرم پچھلے جنم میں پہلے کئے گئے ہیں ان کی اپیکشا سے ہے - وہ نئے کرم نہیں بلکہ گذشتہ کرموں کا پھل ہے پاپ و پن کی سزا و جزا دینے والا ایشور ہے - اس واسطے تعصب یا ظلم اس پر عاید نہیں ہو سکتا ورنہ وید میں وہ امر و نہی کا حکم نہ دیتا +

ہیاس جی نے اس اعتراض کا کہ جیو برہم کی انش ہے - سوتر نمبر ۴۳ میں جواب دیا ہے کہ برہم کا انش نہیں ہے - مختلف سوبھاؤ کے سبب بلکہ داس کی طرح ہے

نمبر ۴۴ - سوتر کو نمبر ۴۳ کے ثبوت میں پیش کیا ہے - کہ وید میں بھی یہہ ذکر ہے - کہ وہ برہم کا انش نہیں - پادری نے ان ہر چہار سوتروں کا بے طرح اور بے ترکیب بے قاعدہ طور سے اصلی نہیں صرف ساوی ترجمہ لکھا ہے - حضرت کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ کون سوتر سوال اور کون اس کا جواب - ناظرین خود ہی حق و باطل میں تمیز حاصل کر سکتے ہیں - کہ پادری صاحب تحقیق شاستر میں کہاں تک پہنچے ہیں - یہاں پر مناسب ہے کہ نمونہ کے طور پر کچھ بائیبل کے خدا کے ظلم و جور و بے انصافی کا اظہار کیا جاوے - جب نوح بولا کہ کنعان ملعون ہوا - وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا - (پیدایش $\frac{9}{25}$) کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں - اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں ۔ "خروج $\frac{2}{20}$ اور جب ہنوز لڑکے نہ پیدا ہوئے اور نہ نیک و بد کے فاعل تھے - کہ جن پر خدا کا ارادہ جو کاموں پر نہیں بلکہ بلانے والے پر موقوف ہے قایم ہے تب ہی اس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا - جیسا کہا ہے کہ میں نے یعقوب سے محبت رکھی اور عیسو سے عداوت (یہاں تک لکھ کر حضرت پولوس مجمل طور پر اقرار کرتے ہیں - کہ) پس ہم کیا کہیں کیا خدا کے یہاں بے انصافی ہے (یہاں پر اس ظلم سے صاف اقرار کرنا پڑا - مگر عیسوی حکمت سے ٹالتے ہیں) کہ ایسا نہ ہووے - کہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کیا چاہتا ہے اس پر رحم کرونگا - اور جس پر قہر کرنی چاہتا ہوں اس پر قہر کرونگا - پس یہ نا چاہنے والے نہ دوڑ کرنے والے بلکہ خدا سے رحیم پر موقوف ہے - کیونکہ کتاب میں وہ فرعون سے کہتا ہے - کہ میں نے اس لئے تجھے برپا کیا ہے - کہ تجھ پر اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہو وے پس جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے ۔ "رومیوں کا خط $\frac{9}{15}$ لیکن خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا - اس نے ان کا جانا نہ چاہا ۔ "خروج $\frac{2}{10}$ اور جب فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا - کہ یروشلم کو تباہ کرے تو خداوند بدی کرنے سے پچھتایا اور داؤد نے جب اس فرشتے کو جو لوگوں کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند کو کہا دیکھ گناہ تو میں نے کیا - اور یہہ مجھ سے ہوئے پران بھیڑوں کا کیا قصور (دیکھئے صریحاً خدا کے ظلم اور نادانی کا اقرار ہے سموئیل ۲ باب ۲۴ - آیت ۱۶ و ۱۷)

پھر لکھا ہے "کون ہے جو کہتا ہے اور وہ ہوتا ہے - جس وقت خداوند نے اس کا حکم نہیں دیا کیا اللہ تعالیٰ کے منہ سے بھلا اور برا نہیں نکلتا " یرمیاہ کا نوحہ باب ۳ - آیت ۳۷ و ۳۸ پھر لکھا ہے "میں ہی روشنی کو بناتا ہوں اور ظلمت کو پیدا کرتا ہوں - میں سلامتی کو بناتا ہوں اور بلا کو پیدا کرتا ہوں - میں ہی خداوند ان سبھوں کا بنانیوالا ہوں" یسعیاہ باب ۴۵ - آیت ۷ - ان تمام آیات پر غور کرنے سے ہر ایک دانا اور سمجھدار آدمی جان سکتا ہے کہ بائیبل خدا پر کیا کیا الزام لگاتی ہے - اور کن کن خرابیوں اور گناہوں کا اسے مصدر بتلاتی ہے - بائیبل انسان کو جو ٹھیراتی ہے اور گناہ کرنے پر اسے بے قصور بتلاتی - بھلا اس سے بڑھکر بدی پھیلانے والی تعلیم اور کہاں ہوگی - اس کے ساتھ دیکھو یوحنا کی انجیل باب $\frac{1}{4}$)

پادری - اگر فی الحقیقت اس کا ہمارے ساتھ پریم ہوتا اور وہ ہمیں پیار کرتا رہتا تو وہ ہم سے اچھی کام نہ کرواتا - تاکہ ہمیں ان کا اجر ملتا - مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے بقول آریہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعضوں سے بدی کرواتا ہے اور بعضوں سے نیکی - پس ہم کس طرح مانیں کہ خدا محبت ہے -

آریہ - یہ آپکے تمام اعتراض بائیبل کی تعلیم سے چشم پوشی و اغماضی ہے - ہم بھی

پہلے اس کا جواب ماسوائے خود بائیبل سے دے چکے ہیں۔ کہ یہ مبارک تعلیم انجیل کی ہے نہ کہ وید کی جیسے مسیح کو بیگناہ بقول عیسائیوں کے پھانسی دلایا۔ اور اس کی گریہ وزاری پر اس قہار کو ذرہ بھی رحم نہ آیا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۲۶۔ آیت ۳۶ سے ۴۵ تک جس میں مسیح کا رونے اور غمگین ہونے کا مفصل بیان ہے کہ میرا دل نہایت غمگین ہے میری موت کی سی حالت ہے۔ اس وقت سے گھبرانے اور حواس باختہ ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اسی طرح یوحنا کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۲۷ "اب میری جان گھبراتی ہے۔ اور میں کیا کہوں اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔"

پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرانے اور بہت اداس ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان کا غم موت کا سا ہے تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گرا۔ اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے۔ تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا ہے۔ باپ سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے۔ اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے۔ مرقس باب ۱۴۔ آیت ۳۴ سے ۳۶ تک۔ کرے پٹے، بید اور سزا ملے مرد کو زنا کرے خالد آتشک ہو ولید کو۔ چوری کرے ابراہیم او کرائی یعقوب تیس سال کی قید ہو محمود و عیسیٰ۔ بس یہ سراسر اندھیر اور ظلم بائیبل کے ذمہ عاید ہو سکتا ہے نہ کہ معاذ اللہ وید مقدس پر۔ دیکھئے نیکی و بدی کی تمیز حاصل کی آدم نے اور حوا نے کرائی شیطان نے (اگر یہ خدا انجیلی کرتا رہتا) مگر عام بنی نوع انسان ناکردہ گناہ مجرم ٹھہرائے گئے۔ کرے ایک پکڑا جائے سارا جہان۔ اس سے بڑھ کر بدی کبھی صفحہ دنیا پر نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ پس یہ تعلیم کہاں سے ملتی ہے۔ اور اس بے انصافی کا مخرج کون ہے۔ کس کتاب سے ایسے بے بنیاد الزامات بدی پر لگتے ہیں۔ اس سب کا جواب یہی ہے۔ کہ بائیبل۔ بائیبل۔ بائیبل۔ اسواسطے ضروری ہے کہ ہم اسکی تعلیم سے اجتناب کریں۔ اور لوگوں کو اس مہلک مرض سے بچا دیں۔

پادری۔ ۸۔ ۹۔ مگر ایک اور ان سے بڑھ کر اعتراض ہے جو ابھی ہم پیش کرینگے آریوں کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ پرمیشور ہی خود ہر ایک چیز ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں جو کچھ نظر آتا ہے وہ مایا ہے۔ ہر ایک جگہ اور ہر ایک شے میں برہم سرایت کر رہا ہے اور صرف برہم ہی ہے۔ اگر وہ خود سب کچھ ہے۔ تو اس کی محبت اپنی مخلوقات پر ناممکن ہے ذیل کے فقرات سے روشن ہے۔ کہ اس مضمون پر ان مقدس کتابوں کی کیا تعلیم ہے۔

نمبر ۱ شاریرک ادھیا ۱ پاد ۳ سوتر ۴۳ و
نمبر ۲ " ۲ " ۳ " ۴۴
نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا ادھیا ۱۳ و ۱۵
نمبر ۴۔ گوپتھ برہمن۔

یہ وہ مسئلہ ہے جو ویاس جی نے صاف صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ وہ ویدوں اور گیتا کو اپنی سند گردانتے ہیں اور رگ یجر شام اتھرو ویدوں کا پرکاش سکت ہم رگ وید کے پرش سکت سے اقتباس کرینگے۔

آریہ۔ افسوس کہ پادری صاحب خود ہی صفحہ ۹ کی سطر ۵ و ۶ میں اس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں اور آریہ اس بات سے واقف ہیں۔ اسی سے بڑے زور و شور سے اس بات کا (کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز ہے) انکار کرتے ہیں۔ انکا (آریوں کا) قول ہے کہ یہ روح اور موجودات اس سے الگ الگ چیزیں ہیں۔ اگرچہ اناد کا قاعدہ ہے کہ مسلمات پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی لفظوں کے اعتراضوں کا جواب دینا ضروری ہے۔

آریہ دھرم اپدیشک۔ سری سوامی جی مہاراج نے نہایت زبردست ثبوتوں سے ویدانت (نوین ویدانت) (برہم کی ایکتا) کی تردید کی ہے۔ اور اس کی مکروہ تعلیم سے ناواقف لوگوں کو بچایا۔ علاوہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۳ سے ۲۰۰ تک و صفحہ ۲۸۸ سے ۲۹۹ تک بھی مفصل اسکی تردید کی ہے باقی حوالوں کی ہم مفصل تشریح کرتے ہیں۔

نمبر ۱۔ شاریرک سوتر کا اصلی ارتھ پہلے لکھا گیا ہے۔
نمبر ۲۔ کا ارتھ بھی پیچھے لکھ چکا ہوں
نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا سوامی جی کے مستند گرنتھوں میں نہیں ہے۔ آپ نے بڑی نادانی کی ہے (دیکھو لیکچر نمبر ۱ صفحہ ۶)
نمبر ۴۔ گوپتھ برہمن کا کوئی پتہ حوالہ وغیرہ آپ نے درج نہیں کیا جہاں تک ہم نے پڑتال کی گوپتھ میں ایسا ذکر نہیں ہے۔

ویاس جی نے گیتا کو اپنی سند نہیں مانا۔ ہاں ویدوں کو مانا ہے مگر ویدوں میں جیو برہم کی ایکتا نہیں بلکہ بھید ہی ہے۔ پرش سکت کا جو رگ وید وغیرہ میں بیان ہے۔ یا ادرجی جسکے ارتھ و مطلب کا تعلق نہیں ... کہاں شرتوں سے جیو برہم کی ایکتا ظاہر ہوتی ہے۔ خود پرش سکت ... اور برہم کو صفات کر رہا ہے۔ جیسے جو تمام جگت میں ویاپک ہے وہی پورن پرش پرماتما ہے۔ اسی ست پرش نے سورج چند وغیرہ کروں اور انسان و حیوان وغیرہ کو پیدا کیا۔ مگر روحیں اور پرکرتی اس کی اپار شکتی میں سدا سے موجود تھیں۔ وہ پورن پرمیشر جیو اور جگت۔ بلکہ برہم جیو نہیں۔ اور جیو برہم نہیں ہمیشہ جدا ہیں۔ اور ویاپ ویاپک سیو سیوک سنبندھ رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جو اعتراض پادری صاحب نے ہم پر کیا۔ اس سے ہزار درجہ بڑھ کر بائیبل میں موجود ہے (مفصل دیکھو صداقت رگوید) اور پرش سکت کا مفصل ترجمہ دیکھو بھومکا صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۴ تک

پادری ۱۳ و ۱۴۔ ہم ویدوں سے یہاں کوشش کر چکے اب ہم دکھلائیں گے کہ قدیم زمانے کے بڑے بڑے پنڈت انہیں کن معنوں میں لیتے تھے۔

نمبر ۱۔ شاریرک ادھیا ۲ پاد ۱ سوتر ۱۳ و ۱۴
نمبر ۲۔ شاریرک ادھیا ۱ پاد ۴ سوتر ۱۸ و ۲۴
نمبر ۳۔ ستوتیا سنوادھیا ۴ شلوک ۳۲
نمبر ۴۔ ستپتھ برہمن صفحہ ۸۳
نمبر ۵۔ چھاندوگ ادھیا ۶
نمبر ۶۔ کٹھوپادھیا ۲ منتر ۳
نمبر ۷۔ گیتا ادھیا ۲ شلوک ۱۹
نمبر ۸۔ گیتا ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۷
نمبر ۹۔ گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۳۶۔

غرضیکہ زمانہ کے بڑے بڑے رشی سب مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ خود برہم ہی سب کچھ ہے۔

آریہ۔ ہم بھی ویدوں سے تو آپکے دعوے کی تردید کر چکے اب ان حوالوں پر بھی غور کرتے ہیں۔

मौ क्राचने विभाग श्रेनस्या ल्लोकनत १३
नह नन्द नमा रभरा श्राव्दि भ्य :
ऋ०वा० २ प्र० ४ सू० १३ — १४

نمبر ا ترجمہ۔ دیہ سوتر اس سوال کا کہ کرتا ہے کہ وگما ہے۔ جواب دیا ہے۔ کہ بھوگتا جدا ہے اور برہم کو اس کا برہان جگت میں ملتا ہے ۔

ترجمہ پرکرتی کے کارن اور کارن ایک ہیں۔ ایسی شنکا کے سننے سے۔

अन्यार्थं तु जैमिनिः प्रश्न व्याख्यानभ्यामपि चैवमेके ॥ प्रकृतिश्च प्रतिज्ञा दृष्टान्तानुपरोधात् वेदां अ १ पा ४ सू १८—२४

ترجمہ نمبر ۲۔ جیمنی یہ کہتا ہے۔ کہ جیو آدی کا درشن اس لئے پرماتما کے جاننے کے لئے ہے۔ اس میں اوروں کی سمتی بھی ہے۔ کہ اپنشد کے سوال و جواب سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے ۔

اور پرکرتی کا درشن برہم کی تحقیقات کے واسطے ہے کیونکہ ایسا ماننے سے اپنشد کے دعوے اور مثال میں کچھ غلطی واقع نہیں ہوتی ۔

نمبر ۳۔ یہ لنگ گرنتھ مستند ہی سے نہیں ہے۔ اس واسطے ہم اس پر غور نہیں کرتے (دیکھو لکچر نمبر ا جواب صفحہ ۳ کا آخری نوٹ)

نمبر ۴۔ تیتری برہمن مستند گرنتھوں سے نہیں ہے (دیکھو اپنا لکچر نمبر ا صفحہ ۱۶)

نمبر ۵۔ چھاندوگیہ اپنشد میں ادھیائے ۸ کوئی نہیں بلکہ اس کی تقسیم تو پرپاٹھک اور کھنڈوں پر ہے۔ اس میں کل آٹھ پاٹھک ہیں۔ جس کے چھٹے پر پاٹھک کو میں نے پڑھ ڈالا۔ کوئی منتر جیو برہم کی ایکتا کا نہیں ملا۔

نمبر ۶۔ کٹھوپنشد کے ادھیائے ۵ میں کوئی منتر نمبر ۱۹ نہیں ہے۔ ہاں ادھیائے ۲ میں نمبر ۱۹ پر ایک واکیہ ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ۔

جیوت انسان کسی کو مارتا ہے۔ اس وقت جو جیو کو مارنے والا سمجھتا ہے اور جس کو مارتا ہے جو اسے مرگیا سمجھتا ہے۔ وہ دونوں طرح سے لوگ نہیں جانتے ہیں کیونکہ اصل میں جو ایک غیر مادی اور غیر فانی اناوی طاقت ہے وہ مرتی اور مارتی ہے بلکہ صرف شریر کا ویوگ ہوتا ہے اور اسی کا مضمون ذکر واک نمبر ۱۸ میں اس سے پہلے بھی موجود ہے ۔

نمبر ۷ سے ۹ تک حوالجات غیر مستند ہیں دیکھو لکچر نمبر ا کا صفحہ ۱۶۔ اس واسطے ہم بالکل بیجا حوالوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں ۔

پس ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم زمانہ کے رشیوں نے ایسا نہیں مانا۔ اور اگر خدانخواستہ کسی نے مانا ہو تو خود رشیوں کے ہی قول کے مطابق وید کے خلاف رائے دھرم سے سند نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ وید ہی راستی اور معقولیت کی صداقت ہے۔ مفصل دیکھو رگوید منڈل ۱ انوواک ۱۰ سکت ۱۱۹ منتر ۱ سے آنک تک۔ رگوید منڈل ۱۔ انوواک ۲۲ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ ایضاً یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ سے ۷ تک ۔

ویدوں میں پرمیشور کے پریم کا ہونا اصل میں تو خود پادری صاحب کو بھی اقبال ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۵ و ۶ پر سات حوالے ویدوں اور شاستروں کے لکھے ہیں اور ہم نے بھی جابجا اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ ویدوں میں ایشور پریم بھگتی اور جیو اور برہم کا سمبندھ کس خوبی سے ارشاد کیا گیا ہے ۔

اچھا پادری صاحب کہتے ہیں۔ الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وید خدا کی محبت سے معمور ہیں۔ ہم کو بعض فقرات ایسے ملتے ہیں جن میں یہ بیان ہے " (دیکھو صفحہ ۲ و ۱۵) جس طرح پادری صاحب کو کچھ اقبال ہے پرمیشور کریگا۔ کہ ہماری اس دوسری گذارش کو پڑھکر کچھ قائل ہو جاوینگا۔ کیونکہ تمام دنیا میں صرف

وید ہی ہیں جو خدا کے اوصاف کو تمام و کمال نہایت خوبی و عمدگی سے بتلاتے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ بوجوہات ذیل

اولؔ۔ وید انسان کو فعل مختار بتلاتے ہیں۔ اور نیکی بدی کرنے پر مجبور بائبل کی طرح نہیں ٹھہراتے ۔

دوئمؔ۔ پرمیشور سب انسانوں کا مالک اور حاکم ہے۔ جیسے نیک و بد کام انسان کرتے ہیں اس کی سزا و جزا دیتا ہے۔ ہمارے فعلوں کا خود فاعل نہیں

سوئمؔ۔ ویدوں کے مطابق پرماتما کی قدرت اناوی میں مادی زمانہ سے اناوی روح اور مادہ موجود ہے اور سرب شکتیمان ہونے سے وہ ہمیشہ ان کا سوامی ہے بائبل کی طرح ۵۔ ۶ ہزار سال سے ہی خداوند نہیں بن گیا۔ اور نہ دنیا خدا کا حصہ ہے ۔

چہارمؔ۔ وید معقولیت سے راستی کے قبول کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ بائبل کی طرح عقل کو بہرحال میں معطل کرنے کی ترغیب نہیں دیتے

ان مندرجہ بالا وجوہات سے وید مقدس میں پرمیشور کا پریم پرمیشور کا انصاف پرمیشور کا گیان بلکہ وہ سرب شکتیمان ثابت ہوتا ہے۔ تو بے شک ہر ایک بے تعصب آدمی کا دل ان کی سچائی کا قائل ہو سکتا ہے۔ مگر ہٹ دھرمی آدمی باوجود اس قدر صداقتوں کے بھی دنیاوی حید و رہ عیاشی کی خاطر سے قبول کرنے سے ملول ہوتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھیں گناہوں کی تاریکی کے سبب راستی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ حالانکہ وہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اسے پرماتما ودیا کا پرکاش کر اور اودیا کا ناس ۔

لکچر نمبر ۳ کا جواب

پادری صاحب نے اس لکچر نمبر ۳ میں بزعم خود یہ بات ثابت کی ہے۔ کہ وید وکت پرمیشور نجات کاری نہیں۔ ہم نے ان کا لکچر آغاز سے انجام تک پڑھا۔ مگر ان کی کسی دلیل سے بھی تسلی نہ ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی تردید کرتے ہیں ورنہ راستی کے قبول کرنے سے ہمیں کوئی انکار نہیں۔ البتہ اتنا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پادری صاحب نے حق نمک خوب ادا کیا۔ ہم اس جواب میں ان کے دلائل پر غور کر کے جتلاوینگے کہ ان میں کس قدر کمزوریاں موجود ہیں ۔

پادری۔ ۳۔ چاروں ویدوں کا کلی اتفاق ہے۔ کہ پرمیشور نے آدمیوں کو چار ذاتوں میں پیدا کیا ہے۔ جیسے منہ۔ بانہو۔ ران۔ پاؤں سے۔ ہم ایسے پڑھنے والوں کو جتاکر مطلع کرتے ہیں۔ کہ ذات کا مسئلہ برہمنوں کی ساخت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی ہمکو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ یہ تو ویدوں کا مسئلہ ہے اور صریح اور صاف عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ انسان کی پیدائش کا یہ بیان پرش سوکت میں جو رگ۔ سام۔ یجر۔ اتھرو چاروں ویدوں میں یکساں ہے مندرج ہے ۔

آریہ۔ اس بارے میں ہم صرف بہت کچھ پادری صاحب سے اتفاق کرتے ہیں۔ مگر جہاں تعصب کو کارفرما کر حق سے روگردانی ہے اس کے مخالف ہیں بے شک یہ مسئلہ کہ انسانی مدارج کی تقسیم بلحاظ لیاقت چار شریشٹھ حصوں پر کی گئی آریہ سماج کو تسلیم ہے۔ لیکن اگر صرف ذات کے لحاظ سے کوئی اس تقسیم

کا دعویدار ہے۔ ہمیں اس کے رائے سے انکار ہے ہم خود اس تقسیم کو بنیاد عدل کے مخالف جانتے ہیں۔ مگر دوسری طرح عین انصاف مانتے ہیں۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے دوسری طرح کی تقسیم تمام دنیا میں موجود ہے ؛

مسلمانوں میں۔ مولوی۔ شجاع سپاہی۔ تاجر۔ خدمتگار۔ عیسائیوں میں پادری۔ ملٹری مین۔ ٹریڈرز۔ سرونٹ۔ بودھوں میں۔ ستھبی۔ یودھا۔ ڈیس سودر۔ ایرانیوں میں۔ ہرمان۔ ناتورس۔ جیترش۔ وجیفری۔ ناس شودی د سوا۔ آریوں میں برہمن۔ راجنیا۔ ویش۔ شودر۔ ظاہر ہے کہ ودیا کا اوپدیش منہ سے ہوتا ہے اور علم و دانا ودیا ہر ایک کام سے حکماؤں کے سر و ننگ مکھ یعنے اول ہے۔ علاوہ ازاں علم کا حاصل کرنا انسان کے واسطے سب کاموں سے ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے انسان میں کوئی شرافت نہیں اور خدمتگار۔ دولتمند۔ بہادر تینوں سے عالم کا درجہ مکھ یعنے فسٹ نمبر ہے۔ اس واسطے عالم یعنی برہمن کو اس سے نسبت دی گئی۔ اور یہ ہے کیونکہ انسان کے جسم میں جس طرح مکھ کا کام اوچارن ہے۔ ایسا ہی برہمنوں کا اوپدیش کرنا ہے۔

شجاعت جسے قوت بھی کہتے ہیں اس کا بازو سے تعلق ہے۔ اور باصطلاح حکما خصوصاً بازو سے منسوب ہے۔ اور ویدک لغات میں لفظ باہو بازو کے معنے بل کے ہیں۔ پس جس میں قوت بازو زیادہ ہوگا۔ اسے پہلوان یا راجنیہ کہیں گے۔ اور لفظ کشتری کے بھی یہی ارتھ ہیں۔ اس خیال ان کا ظہور بل یا باہو۔ بازو سے ظاہر کیا گیا ہے۔ بیوپار کے واسطے سفر۔ دور دراز یا قلہ رانی وغیرہ کاموں کی ضرورت ہے۔ حرکت کا تمام انحصار رانوں پہ ہے اگر یہ نہیں ہوں یہ نہ ہوں تو بیوپار کا کام خام ہے۔ اسی واسطے ان کا ظہور رانوں سے تلایا گیا ہے ؛

سیوا یعنی خدمت گاری سب ہی قریب ہے۔ اور جاہل محض سے سوائے خدمتگاری کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اس واسطے شودر سے گویا پاؤں سے نسبت دی گئی۔ یعنی انسانیت کے واسطے علم مکھ کام ہے۔ شجاعت دوسرے درجہ پہ اور تجارت تیسرے درجہ اور خدمت سب سے نچلے درجہ پہ ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں بلحاظ فوائد اور خواص اور نیز بلحاظ مقام کے منہ۔ بازو۔ ران۔ پاؤں ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں برہمن کشتری ویش شودر ہیں اگر کوئی تعصب کی نگاہ سے اس قدرتی تقسیم کو دیکھے۔ تب وہ اس کی اعلیٰ ہدایت اور فاضلانہ استعاروں سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ (مفصل دیکھو وید بھاشیہ بھومکا (صفحہ ۲۳۲)

پادری ۴۔ سوامی دیانندجی نے ان کے حق میں یہ بات اچھی نہ کی کہ انہوں نے ویدوں کے علاوہ اور بہت سی کتابوں کی تعلیم کو بھی سچا مان لیا۔ اور انہیں کامل سند تسلیم کر لیا۔ اور انہوں نے آریہ سماج کی عمارت کا ایک حصہ ان کتابوں کے ستونوں پر استادہ کیا۔ لیکن یہ کتابیں ان کے دعووں کو مضبوط کرتا تو کجا بلکہ بیہودہ ٹھیراتی ہیں ؛

آریہ۔ پادری صاحب اخلاق اور معقولیت سے آپ کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں۔ بعوض کسی پر اعتراض کرنے کے بیہودہ گوئی دانائی سے بعید ہے دانا وں کا قول ہے۔

اول اندیش وانگہے گفتار ؛ پائے پیش آمدہ است پس دیوار

آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی کتاب پر نہیں مگر پرانے آریہ مہاتماؤں کی تصانیف۔ اور فلاسفروں کی تالیف کردہ کتب بھی ہم نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی فیض الٰہی کی برکات ہیں قانون اور ہیں مگر نور وہی ہے۔ البتہ کسی کتب کی جو تعلیم وید کے مخالف ہو۔ وہ ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں۔ اور سب مخالفوں سے پہلے ممبران سماج اس کی تردید کرنے پر موجود ہیں (دیکھو اصول نمبر ۴)

پادری ۵۔ برہمن اور راجپوتوں کی ذاتوں کا بیان ذیل عبارت میں پایا جاتا ہے ؛

رگوید منڈل اسکت ۱۰۸ اسر ۷
رگوید منڈل اسکت ۴۴ ۱ منتر ۵ ۴

یہ تعلیم ذات کی ہمیشہ نہیں معنوں میں سمجھی جاتی تھی جیسا کہ آج کل ان معنوں میں جو آریہ بیان کرتے ہیں۔ (دیکھو شنکر آچاریہ اور سائن آچاریہ کی تصانیف) ؛

آریہ ہم افسوس کرتے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے پادری صاحب کیوں غیر مفید حوالہ درج کر دیتے ہیں۔ جن سے سوائے اُن کی ناواقفی کے اور کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ رگوید کے منتر نمبر ۲ میں جس لفظ کا ارتھ آپ راجپوت ہندوؤں کی موجودہ ذات کرتے ہیں۔ وہ اصل سنسکرت ہے۔ جس کے معنے راجا کا گھر ہے۔ نہ کہ راجپوتوں کی قوم کیونکہ وہ چار ذاتوں میں کشتری ہیں کوئی پانچواں ورن نہیں۔ جب یہ حال ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ذات کی تعلیم ہمیشہ سے انہیں معنوں میں لیجاتی ہے۔ جیسا کہ آریہ لوگ مانتے ہیں نہ کہ آپ کے باطل خیال کے مطابق شنکر یا سائن کا حوالہ آپ کو دینا مناسب نہ تھا کیونکہ لکچر نمبر ۱ کے صفحہ ۷ پر اس کا اشارہ تک نہیں۔ مگر واضح ہو کہ شنکر آچاریہ جنم سے نہیں مانتا بلکہ مثل ممبران سماج کے کرم سے مانتا ہے (دیکھو سچ سوچی) اور اگر مفصل دیکھنا چاہو تو ورن بیوستھا مطبوعہ ودیا درپن میرٹھ ۱۸۸۶ء مطالعہ کرو ؛

پادری ۶۔ ۸۔ منوجی جس کو پنڈت دیانندجی اپنی مرضی سند مانتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ دیکھو منو ادھیائے اشلوک ۳۱ و ادھیائے ۱۳ شلوک ۴۲ و ادھیائے ۱۰ شلوک ۵ ۳۲۔ اور تنترہ برہمن ادھیائے ۱ اک ۲۶۔ اور منو ادھیائے ۹ سلوک ۲۶۔ اور سنت پتھ برہمن ۱۴۔ ادھیائے ۴-۲-۲۳ وغیرہ ہم اور بہت سی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ یہی کافی و وافی ہونگی۔ کیونکہ ان سے یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ ویدمت کے مطابق پر میشور نیاکاری نہیں ؛

آریہ۔ کشتری برہمن مستند گرنتھوں میں ہیں دیکھو اپنا لکچر نمبر ۱ صفحہ ۷ سنت پتھ میں کہیں ایسا ذکر نہیں باقی رہے منو کے شلوک ان کی بابت یہ عرض ہے۔

نمبر ۱۔ بیروھی کے لئے برہمن کشتری۔ دیش۔ شودر مکھ باہو اور و پاد سے ظہور ہوئے۔ یعنے گنوں سے

نمبر ۲۔ ہاتھی خیرنگ۔ دور آدمی یعنے بیوقوف اور مدچلن اور شودر یعنے غوک یہ تموگن والے ہیں ؛

یہ اور باقی دونوں شلوک ہمارے کسی طرح مخالف نہیں بلکہ گن کرم سبھاؤ انوسار تاذکر ہیکا ذکر ہے

پادری ۸۔ بنی انسان کی پیدائش مختلف درجوں میں ہے۔ اگر کوئی اونچی

ذات کا آدمی کتنے ہی بڑے گناہ کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ اس کو حنداں خیال میں نہ لانا چاہئیے مگر ایک نیچی ذات کا آدمی سخت سزا کے قوانین کا پابند ہے۔

آریہ۔ حضرت گناہ سب کے واسطے گناہ ہے۔ مگر عیسائیوں کے واسطے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک بڑا بھاری خیال خود قربانی پیدا کیا اسی لئے انہیں گناہ کی پرواہ نہیں کرنا چاہئیے ان کے خیال میں اب گناہ رہا ہی نہیں۔ شیطان کا سر کچلا گیا۔ مسیح سب کے گناہوں کی عوض مصلوب ہو گیا۔ دوسرے

لے لیا تخت حق سبحانے ✦ جو گناہ کیجئے صواب ہے آج

شراب پینا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ گوشت کھانا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ جوا کھیلنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ کوشت نسب کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں پھیلانا اور عالم واقعوں کو گمراہ کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ بن حدا ماننا ان کے ہاں گناہ نہیں جو گناہ ہیں وہ غریب ہندیوں کے واسطے ہیں تو وہ بمثل ظاہری رنگت کے گناہوں سے بھی سرخرو ہیں۔ مگر آریہ دھرم کے روسے اگر کوئی اعلےٰ آدمی گناہ کرے تو وہ بہ نسبت نادان یا ادنےٰ کے زیادہ مجرم ہے۔ دیکھئے۔

गुरुं वा बाल वृद्धौ वा ब्राह्मणं वा बहु श्रुतम्।
आततायिनमायान्तं हन्यादेवाविचारयन्

یہ منوسمرتی ادھیائے ۸ کا شلوک ۳۵۰ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

گورو ہو یا بالک ہو یا بوڑھا ہو یا برہمن ہو اگر آتتائی یعنے دجار ریت سخن لوگوں کو پیڑا (تکلیف) دینے یا قتل کرے تو راجا کو واجب ہے کہ ضرور مار ڈالے پھر منو کے اسی ادھیائے ۸ کے شلوک ۳۸۰ میں ہے کہ برہمن وید کے جاننے والے کو قتل نہ کرے۔ بلکہ اپنی قلمرو سے خارج کر دے۔ جیسے حبس دوام بعبور دریائے شور۔ ساتھ ہی آپ اسی ادھیائے کے شلوک ۳۳۵ و ۳۳۴ بھی مطالعہ فرما دیں اگر اس کو آپ رعایت جانتے ہیں تو قانون انگلشیہ مروجہ ہند میں جو رعایت یورپین کی ہے اس کو کیا کہو گے۔ دیکھو تعزیرات ہند جیسے یہ انسانی قانون ہے۔ ویسے ہی منو بھی انسانی قانون ہے۔ مگر یہ بات مدنظر رکھنی چاہئیے کہ وہ رعایت صرف برہمنوں یعنی فضلائے وید کے واسطے ہے اور یہ تمام یورپین کے واسطے جس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور روزمرہ کے تجربہ میں بھی آپ جانتے ہونگے کہ ہمیشہ ڈاکٹر لوگ گورا اور ہندوستانی کے مقدمہ میں تلی کا پھٹ جانا یا صاحب کا مستی میں ہونا وغیرہ باتیں ڈاکٹ میں لکھتے ہیں جس پر گورہ بری ہو جاتا ہے۔ اس کی مثالیں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ کہ صدہا ہندوستانی گوروں کے ہاتھ سے مارے گئے مگر ایک بھی گورہ پھانسی نہ ملا۔ ساتھ ہی ہوشی کی توریت الہامی کو بھی نظر غور سے دیکھو پھر اعتراض کرو۔

پادری ۸۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ سنیاس کے بغیر سچا گیان ہو ہی نہیں سکتا اور بغیر گیان کے مکتی کا حصول امکان سے باہر ہے۔ لیکن صرف برہمن ہی سنیاس لے سکتا ہے۔ اس لئے دوسروں کو چاہئیے کہ نجات سے ہاتھ دھو بیٹھیں (دیکھو شوتیاشتر اپنشد)

آریہ۔ ویدوں کے رو سے نجات کا راستہ ہر ایک طالب حق کے لئے کھلا ہوا ہے کسی کے لئے بھی بند نہیں مگر تلاش شرط ہے کیونکہ جو صدق دل سے حق کی طرف رجوع کرے وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ سنیاس لینا اسی کے واسطے ضرور ہے جو ست و رِیا جانتا ہو اور جو دیا جانتا ہو وہی برہمن ہے۔ پس ہر

ایک باتمیز آدمی ہر علم سے آراستہ ہو کر نجات کی تلاش کر سکتا ہے۔ آپ نے اسی واسطے شوتیاشتر کا بھی کوئی حوالہ اور پتہ نہیں لکھا۔

پادری ۹۔ وہ کتابیں جن سے مکتی کو پراپت ہونیکا طریقہ ملتا ہے صرف وید ہی ہیں مگر ساتھ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ تمام کو ان کتابوں کے پڑھنے کا ادھیکار نہیں دیکھو شاریرک ادھیائے ا پاد ۳ سوتر ۸

اور ” ” ۱ ” ۳ ” ۳

آریہ۔ جناب آپکا خیال اور حوالہ دونوں آپکے مخالف ہیں۔ اصل سوتر یہ ہیں

भूमा स प्रसादादध्युपदेशात ॥ वेदान्त॰ अ॰ १ पा॰ ३ सू॰ ८ नानुमानमतच्छब्दात। वेदान्त ॥ अ १ पा॰ ३ सू॰ ३ ॥

ترجمہ۔ نمبر ۱۔ بھوما پرمیشور کا نام ہے کیونکہ جیو آتما اسی میں پرساد کیا کرتا ہے اور اسی کے اپدیش سے آنند ہوتا ہے۔

نمبر ۲۔ انومان سے سدھ پرکرتی سے یہاں مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ لفظوں سے ضمیر اور طرف جاتی ہے۔ دیکھئے آپ کے اعتراض کا یہاں نشان بھی نہیں ہے

پادری ۱۰-۱۱۔ پھر منو ادھیائے شلوک ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ شودر کبھی وید پڑھنے کا ادھکاری نہیں ہو سکتا اسی کے پہلے ادھیائے کے شلوک ۹۹ میں مندرج ہے کہ کوئی آدمی شودر کو وید نہ سنائے اور نہ سکھلائے۔

آریہ۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ یہاں بھی پادری صاحب کا منشا نظر نہیں آتا۔ بلکہ بعرایا اس کے برخلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

ब्राह्मणो जायमानो हि पृथिव्यामधिजायते ईश्वर
२ सर्वभूतानां धर्मकोशस्य गुप्तये ॥ ९९ ॥
विदुषा ब्राह्मणेनेदमध्येतव्यं प्रयत्नतः
शिष्येभ्यश्च प्रवक्तव्यं सम्यक् नान्येन केनचित॥
१०२ ॥

ترجمہ۔ جب برہمن کا ظہور ہو تو اس کا ادوار سے دنیا میں ہوتا ہے تب ہی وہ دھرم کا ندھی اور سب پرانیوں میں افضل (اُتم) مانا جاتا ہے۔

وِدوان برہمن کا ہی فرض ہے کہ کوشش سے وید پڑھے اور شِشیوں کو پڑھائے اور کوئی نہ پڑھائے۔

پادری ۹۔ سوامی دیانندجی اس حقیقت کی تہ کو یہاں تک پہنچے کہ انہوں نے اس صاف صاف تعلیم کے اور نقشہ بنانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

آریہ۔ ست گرنتھوں میں صدہا مثالیں اس قسم کی موجود ہیں کہ برہمن کشتری برہمن علیٰ ہذا القیاس دیش شودر کرموں سے ترقی اور تنزل پاتے رہے ہیں۔ اور خود ویدک ہدایت کے مطابق آریہ لوگوں کا ہمیشہ اسی پر عملدرآمد رہا۔ پس سری مہاراج سوامی جی نے نہ تو کوئی اپنا نقشہ بنایا۔ اور نہ کسی نئی تعلیم کا خاکہ جمایا۔ ہاں ویدک ہدایت پھیلانے میں اور رد ویدورد بطالت کے مٹانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جس کی سچی کوشش سے نتیجہ نیک حاصل ہوا خفتگان خواب غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ کروڑوں آدمیوں کے کانوں تک ست دھرم کی منادی پہنچ گئی۔ روز افزوں آریہ دھرم کی ترقی ہو رہی ہے۔ حال میں ایک مشہور ریاست کے ایک لائق پنڈت نے جو سوامی جی کے جیتے جی سخت مخالف

رہے۔ اور آپ بھی کسی آریہ سماج کے ممبر نہیں۔ صاف صاف اپنے اخبار میں چھپوا دیا کہ "اس موقعہ پر ہم کو سوامی دیانند جی مرحوم کی وفات کا کمال افسوس آتا ہے۔ اگر وہ چند سال اور زندہ رہتے تو وید دھرم کی بہت ترقی ہو جاتی"۔

پادری۔ ۱۱۔ ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ وید تمام دنیا کے آدمیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ خاص حقدار جماعتوں کے لئے۔ مگر ہمارے آریہ بھائی کہتے ہیں۔ کہ وہ تمام کے لئے ہیں۔ شودروں کے لئے بھی۔

آریہ۔ جن کتابوں کو آریہ سماج۔ بلکہ آریہ ورت کے تمام فاضل پنڈت مستند دھرم پستک مانتے ہیں۔ ان میں کہیں بھی آپ کے دعوے کا ثبوت نہیں۔ جیسا کہ پرماتما نے اوپدیش ویدوں کے مقدس میں جو کہ تمام جگت کی ہدایت کے واسطے ارشاد فرماتے ہیں۔ سوامی جی پڑھاتے رہے۔ ممبران آریہ سماج پڑھانے کو حاضر ہیں۔ اور نمونے کے طور پر قطع نظر گزشتہ زمانوں کے اس وقت بھی شودر و دیش کشتری ورنوں میں (بقول عوام) اوتپن ہوئے آریہ بھائی برہمن پدوی سے ملقب کئے گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے نامی پنڈت۔ ان کی یہ پدوی سویکار کر چکے ہیں پس ہم آپ کی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ آپکی بات میں راستی نام تک ندارد ہے۔

پادری۔ ۱۱۔ آج کل زمانہ کی روشنی اور ترقی کے باعث آریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام آدمی بھائی ہیں۔ اور ایک ہی والدین کی اولاد ہیں۔ وہ ہم کو بتلا دیں تو سہی کہ یہ تعلیم ان کے پاک ویدوں میں کہاں ہے۔

آریہ۔ آجکل زمانہ کی روشنی سے نہیں۔ بلکہ ویدوکت صداقت کے پھیلنے کے سبب ایک ہی پرماتما کی پیدایش جانکر ہم سب کو بھائی جانتے ہیں۔ مگر سب کو ایک ہی والدین آدم و حوا کی معاذ اللہ اولاد نہیں مانتے (دیکھو پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ا۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۷ سے ۲۱۳ تک)

پس جس بات کو ہم مانتے ہیں اس کو بپاس خاطر جناب پاک ویدوں سے ہی ثبوت کر دکھلاتے ہیں سنئے وہ پاک تعلیم ویدوں میں یہ ہے۔

समानो मंत्रः समितिः समानी समानं मनः सह चित्तमेषाम्। समानं मंत्रमभि मंत्रये वः समानेन वो हविषा जुहोमि॥ समानी व आकूतिः समाना हृदयानि वः। समानमस्तु वो मनो यथा वः सुसहासति॥ ऋ॰ म॰ १० अ॰ १२ सू॰ १९१ मं॰ ३-४

نمبر ۳۔ **ترجمہ** ہے منش لوگو تمہارا ست اور است کے وچار میں دو دو نہ ہو اور ہر ایک کی بات سنکر ہٹ کو چھوڑ کر دیش ہتیشی ہو۔ کہ جس سے سچ جھوٹ کو سمجھ سکو اور جس سے سبھوں کے بل پر اکرم بدھی وغیرہ گن بڑھیں۔ تمہارا من سب پرانیوں سے درودھ رہت پورن شانت ہو۔

نمبر ۴۔ **ترجمہ** ہے منشو تمہارا پورن نشچے سب جیووں کے سکھ کے لئے سدا ہو۔ جس سے میری آگیا یعنی وید دھرم کا نت پالن کرو۔ تمہارے سب بیوہار پریم سہت ہوں۔ کسی کو دکھی دیکھ کر سکھی مت ہو ہر طرح سے سوادھین ہو کر سب لوگ سدا سکھی رہیں۔

پادری۔ ۱۳۔ اگر ایسا ہے (یعنی ذات برادری کوئی چیز نہیں) تو وہ دیانت کو عمل میں لانے کا حوصلہ کیوں نہیں رکھتے۔ جواں مردوں کی طرح وہ میدان میں کیوں نہیں آتے اور سچائی کے حامی کیوں نہیں بنتے۔ اور کیوں نہیں مستعد ہوتے۔ کہ جو کچھ سرپر گذرے سہیں۔ وہ خدا اور ویدوں اور اس سچائی کی خاطر جس کے وہ اپنے تئیں طرفدار اور طلبگار ہیں۔ اپنی ذات کے لوگوں سے خارج کیا جانا کیوں نہیں منظور کرتے۔

آریہ۔ ہم قوم کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر خود گرنا بھی نہیں چاہتے۔ اپنے ایمان کو عمل میں لانے کے حوصلہ آریہ لوگ کامل طور پر بجا لاتے ہیں۔ جواں مردوں کی طرح تمام برادری کے مذہبی معاملہ میں پرواہ تک بھی نہیں کرتے۔ اور صدق دل سے وید مقدس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں ہماری تمام قوم بذاتہ ویدک الہام کو مانتی ہے اور ہم بھی مانتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہیں تعلیم نہیں۔ اور شاستروکت قاعدہ کی دھرم کسوٹی ان کے پاس ہے۔ ۱۸۷۵ء میں کوئی سماج نہیں تھی۔ مگر اب عرصہ ۱۴۔ ۱۵ سال میں پرماتما کی کرپا سے ۵۰ سے زیادہ سماجیں اور ہزاروں آریہ موجود ہیں۔ اور اکثروں میں سے بصدق دل دھرم کے کارن برادری کی لاج کی پرواہ نہیں کرلی۔ اور صراط المستقیم وید مقدس پر قایم ہیں۔ امرت سر۔ لاہور۔ میرٹھ ملتان۔ سہارنپور فیروزپور۔ پشاور وغیرہ شہروں میں ایسے جواں مردوں دھرماتماوں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ جگدیشور کی کرپا سے گانو گانو اب ست دھرم کے عامل ہوتے جاتے ہیں۔ اور تکلفات برادری کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ ایک آریہ مہاتما۔ جناب سردار آریہ سماج لاہور نے اپنے والد کی وفات پر جب برادری نے رسومات رائج کرنیکو کہا یہ الفاظ فرمائے تھے۔ ایک طرف برادری ہے اور دوسری طرف پرمیشور ہیں پاس کی ویدک آگیا کو برادری کی خاطر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا خواہ میری گردن جدا ہو جائے۔

پادری ۱۳ا۔ عقل انہیں کہتی ہے کہ اگر ایک بھائی جو ہمارا ان کے کوئیں سے پانی بھر کر اپنی پیاس بجھائے تو کیا ڈر ہے۔ لیکن شاستر تو کہتے ہیں۔ کہ اسے کسی طرح اجازت نہیں گو وہ جان سے جائے۔ کہاں ہیں وہ بہادر آریہ جو عقل کی رہنمائی پر ذات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

آریہ۔ آپ نے کسی شاستر کا حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ شاستر کا ہمارا شاید یہ ماتر اسکی بنیاد صرف آپ کی ذاتی عناد ہے جسکی بدولت آپ خواہ مخواہ کے الزام آریوں کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ حضرت آریہ لوگ نہایت رحمدل ہوتے ہیں۔ اور اسی رحمدلی کی بدولت جابجا مفت پانی کے واسطے سبیلیں لگواتے ہیں اور عام رہگذروں مسافروں کو پانی پلاتے ہیں۔ چوہڑے۔ چمار۔ گورے۔ انگریز۔ کرانی۔ پادری۔ محمدی۔ یہودی۔ تمام آتے ہیں اور سیراب جاتے ہیں۔ بلا رکاوٹ یا اجرت پانی پیتے ہیں۔ اور ان کی عزت کے گو ظاہر نہیں مگر دل میں قایل ہوتے ہیں۔ اور اس کی نظیریں دور کیوں خاص آپ کے امرتسر میں موجود ہیں۔ ایک گرجا کے پاس دوسرے پادری صاحب کے بنگلہ کے راستہ میں۔ شاید ان سبیلوں کے سرد پانی سے آپکا جوش تعصب سرد ہو۔ چونکہ چوہڑے وچمار غلیظ ہوتے ہیں اور غلاظت اپنی نہیں دھوتے اس واسطے وہ اپنا برتن اہل ہنود کے کنوئیں میں ڈال نہیں سکتے مگر مسلمان وغیرہ تو اکثر شہروں میں ہندوؤں سے یکجا پانی بھرتے ہیں۔ اور اہل ہنود ان سے کسی طرح کا پرہیز نہیں کرتے۔ آریہ

دھرم و ہند و دھرم کے رو سے پرہیز کرنا اتنا ہی ضرور ہے جتنا ویدک شاستر کو منظور ہے زیادہ فضول اور بے بنیاد ہے اور تمام ماننے سے ثواب کو بھی سایہ انکار نہ ہو۔ مجھے یاد ہے کہ بروقت تشریف لانے لالہ روشن لال سرشتہ ایشیا کے پادری مارٹن صاحب بھی امرتسر میں لکچر سننے آئے تھے۔ جہاں سر اُن کو پیاس لگی تو سماج مندر میں ہی انہیں مینل کے گلاس میں پانی دیا گیا تھا۔ پس ایسے اعتراض سراسر بیہودہ اور فضول ہیں

پادری ۱۴۔ جب کبھی ان کو (آریوں کو) احتمال ہوتا ہے۔ کہ یہ خیالات ہم کو گرداب ریج میں لانا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی ہے انہیں دور سے سلام کرتے ہیں بھلا ایسا بے ٹھکانا ایمان خود اس شخص کا تا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے

آریہ۔ یہ بات آپ کی بالکل درست ہے۔ اور یہی آریہ دھرم کا فخر ہے۔ بلکہ یہی آریہ سماج کا مبارک اصول ہے۔ "درست کے گرہن کرنے اور ناراست کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے"

جب کوئی خیال فاسد آریہ سماجوں یا آریوں کو بہ ہیئت مجموعی یا فرداً فرداً خدانخواستہ گمراہ کرنے لگتا ہے۔ تو ہم ان کو بلا تعصب جھٹ پٹ دور کر دیتے ہیں آپ کی عیسائیوں کی طرح نہیں کہ خواہ کوئی مذہبی کتاب کتنی ہی غلط۔ بے بنیاد علم و عقل کے مخالف راستی اور ایمانداری کے دشمن ہو خواہ وہ کس قدر گرداب ریج میں لاویں خواہ عاقلوں کے سامنے بات ہی نہ کر سکیں خواہ معقول علم اس کے پرزے پرزے کر ڈالے بے بنیاد ثابت کر دے تو بھی دنیاوی لالچ کے سبب اسے نہ چھوڑیں خیرباد کہیں۔ بس ایسا ایمان آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا الٹو اور نامعقول باتوں کے اسے بھی سلام ہے۔ پادریوں اور دیگر کیتھولک لوگوں کی حالت ازحد ناگفتہ بہ ہے۔ ہم مفصل کسی اور ٹریکٹ میں ظاہر کرینگے۔ تا مدنگراں خود سمجھ لیں ایسے مذہبوں سے دنیا و دین کی بہبودی ہو سکتی ہے ہم اور کہاں تلاش کرینگے خود یورپ ہی اس کا شاہد ہے۔ جہاں سے انجیل مقدس کی برکت سے لاکھوں کروڑوں لوگ دہریہ اچھے خاصے ناستک ہو رہے ہیں۔ خود لنڈن سے ہی ۶-۷ اخبار عیسائی مذہب کی تردید میں نکلتی ہیں۔ باوجود ہونے صدہا گرجوں کے لوگ خدا کا نام بھی کتابوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ برخلاف اس کے برکت وید مقدس صدہا ناستک جیسی ہمہ اوستی بت پرست گمراہی سے نکلکر وید دھرم پر ایمان لائے اور روز بروز لاتے جاتے ہیں۔ آریہ دھرم کی اس روشنی کے زمانہ میں یہ ترقی ہے۔ اور عیسائی مذہب کا یہ تنزل۔ امریکہ عیسائیوں کی حالت بھی ناگفتہ ہے۔ جہاں تک علم کی ترقی ہوگی عیسائی دین کا تنزل ہوگا۔ خدا کرے بموجب اصول آریہ سماج کے وہ ودیا کا پرکاش اور اودیا کا بالکل ناس ہو جائے۔ پھر دیکھیں کہ عیسائی دین کہاں رہتا ہے۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ اگر اس وقت آپکے خداوند یسوع مسیح پیدا ہوتے تو ایک شخص بھی پڑھا لکھا ان پر ایمان نہ لاتا اور مسٹر بریڈلا کے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکتے کاش کہ وہ موجود ہوتے۔ پس عیسائی دین اور آریہ دھرم کے حسب حال یہ شعر ہے ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا ۔۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بائیبل کا مذہب نیکی و بدی کی تمیز۔ اخلاق اور خدا کے فرمان اور اعمالوں کے سزا و جزا کے درجہ کہ جس پر تمام انسانیت کی بنیاد قائم ہے جڑھ سے اکھیڑ ڈالتا ہے جس سے خوشی یا رنج کو نقصان پہنچانے کے ان کی نجات بھی گا کہ خود ہو جاتی ہے دنیا کا مالک اور عادل ؟ اس بہت مشکل سوال کا بعوض حل کرنے کے بائیبل ایسا بھیدا جواب دیتی ہے۔ جس سے آدمی کی معقولیت سے مردود ہونا پڑتا ہے ہمارے

مہربان پادری صاحبان نیٹو لوگوں کو ایسی تعلیم دیتے ہیں جس سے ایک تو خدا اور اس کے فرمان کی بیقدری۔ اور دوسرے اعمال نیک کا ستیاناس۔ تیسرے گناہوں کی ترغیب جو کہ اخلاقی اور روحانی باتوں کا ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ ان کی تعلیم فلاسفی علم اخلاق تجربہ عقل کی قطعی مخالف ہے۔ وہ خدا کی باتوں کو معقولیت سے نہیں بلکہ بلا سوچے سمجھے سے پامال کرنا چاہتے ہیں جو سراسر محال ہے۔ پس ہمیں خواہ مخواہ حسب قول اپنے معزز مہربان پادری صاحب کے کہنا پڑا کہ ایسا بے ٹھکانا ایمان خود اس شخص کا تا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے۔ کبھی نہیں ہرگز نہیں اس لئے ہندو بھائیو۔ اے مشن سکول کے طالبعلموں۔ لئے تو ستیہ ناس غافل مت رہو غفلت سے بیدار ہو کر سوچو۔ بچارو۔ راستی پر عمل کرو ۔

لکچر نمبر ۴ کا جواب

اس لکچر نمبر ۴ میں پادری صاحب نے ویدوں میں ایشور گیان کو تلاش کیا ہے یا یوں سمجھئے کہ ویدوں کے ایشور کرت ہونے پر اعتراض کئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے یہ دو اصول ہیں ۔

۱۔ آیا وید الہامی اور انادی ہیں یا نہیں

۲۔ آیا وید پرمیشور کا گیان ہیں یا نہیں

ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اسی قاعدہ کے مطابق ان کے اعتراضات کو سوچیں اور جو صحیح ہوں اسے قبول کریں اور نامعقول کو فضول ثابت کر کے یوں ہی پھینکدیں جس طرح ہم ویدوں کو الہامی مانتے ہیں اس کو ہم پادری صاحب کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ "آریہ لوگ ویدوں کا الہامی ہونا اس طرح نہیں مانتے جیسا کہ اور کتب مقدسہ الہامی مانے جاتے ہیں۔ وید بقول آریہ پرمیشور کا گیان ہیں اس سے صاف روشن ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں۔ کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہیں تھا کہ جس میں وہ گیان سے خالی تھا۔ اس لئے اس سے تو یہی نتیجہ نکلیگا۔ کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا جس میں وہ موجود نہ ہوں" یہ قول اور فرمانا آپ کا بالکل ٹھیک ہے اور ہم اسی طرح مانتے ہیں مگر ایک خاص بات یہاں جتلانی ضروری ہے یعنی وید کس کا نام ہے۔

واضح ہو کہ وید نام گیان کا ہے۔ کاغذ۔ سیاہی۔ حروف کا نہیں اور نہ جلد کا چونکہ گیان ان علامات سے غیر ہے۔ بنا بریں وید بھی ان سے جدا ہے۔ اور وہ کیا ہے صرف گیان یعنی جو وید میں گیان ہے وہ انادی ہے اور کاغذ تحریر قلم و دوات سیاہی وغیرہ سب مساوی ہیں۔ پس اس گیان روپ وید کا اچوا ادی کال سے ایشر کے پاس ہے۔ اس سرشٹی کی آغاز میں بموجب انصاف قدیم کے نراکار پرماتما نے سری اگنی سری وایو سری آدت سری انگرہ جی چار رشیوں کے انتہ کرن میں بلحاظ سرب ویاپک ہونے کے خود نہ کسی جبریئل یا گبریئل کی معرفت پرکاش کیا۔ اور انہیں کے ذریعہ دنیا پرکاش جگت میں ہوا اور ست دھرم پھیلا ۔

اس لکچر کا دو حصوں میں جواب دیتے ہیں اول میں آپ کے اعتراض جواب با صواب دوسرے میں ویدوں کے الہامی ہونے کے ثبوت ۔

حصہ اول

پادری ۔ ۵ ۔ یسوعی کی شہادت پر پہلے لکچر میں کافی طور پر بحث ہو چکی ہے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے ۔ کہ اس کی شہادت قابل اعتبار نہیں ۔

آریہ ۔ یسوعی بابت آپ کے تمام اعتراض اچھی طرح جواب میں رد ہو چکے ہیں ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ آپ کی تحقیقات ناکام ہی نہیں بلکہ سراسر خام ہے ۔ اسواسطے یسو کا دعوٰے اور شہادت ہر طرح قابل اعتبار ہے ۔

پادری ۷ ۔ سے ۱۲ ۔ ویدوں میں بہت سے فقرات ایسے ہیں ۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ رشیوں نے اپنے آپ کو ان منتروں کا مصنف قرار دیا ہے اور کہیں بھی انہوں نے کسی قسم کی تائید آسمانی یا الہامی کا اقرار نہیں کیا ہے ۔ علاوہ ازیں رشیوں نے تین مختلف اور مترادف الفاظ منتر بنا ۔ منتر کرتا ۔ منتر پیدا کرتا ۔ جن کا مادہ سنسکرت زبان میں کر ہے بمعنے بنانا ۔ تکس گھڑنا اور جن پیدا کرنا ہے) سے ان منتروں کے مصنف ہونے کا دعوے ثابت کیا ہے وہ فقرات ذیل میں ہیں ۔ (جابجا یہاں رہبر سے تقریباً ۷۴ منتروں کے نمبر اس کے ثبوت میں پیش کئے ہیں ۔

آریہ ۔ پادری صاحب نے ان تمام طول طویل حوالوں سے یہ جتلایا ہے کہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ رشی وید کے مصنف ہیں اور اسی واسطے انہوں نے ۴۴ صفحہ بلا ثبوت اصلی منتروں کے صرف نمبروں سے بھر دیئے مگر یہ بات سراپا اُن کے منشا کے خلاف ہے ہم نے اس خیال سے کہ شاید کسی منتر میں خدانخواستہ پادری صاحب کے دعوے کا ثبوت نکل آوے اور پادری صاحب سچے ہو جاویں تو ان کی محنت رائیگاں نہ جائے مگر ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ۔ وہ ہمارا خیال سراسر باطل نکلا اور ساتھ ہی پادری صاحب کا دعوے بھی ناکارہ ہوگیا ۔ اس تلاش میں ہمارے ۱۰ ۔ ۱۲ روز خرچ ہوئے مگر بے فائدہ ۔ کہیں سے بھی رشیوں کا منتروں کا کرتا ظاہر نہ ہوا ۔ بلکہ کسی رشی کا نام بھی وید سے نہ نکلا ۔ بلکہ کوئی اور روزمرہ ہی شد و بد میں نہیں ۔ پس ہمیں کہنا پڑا کہ پادری صاحب نے صریحاً ان حوالجات میں غلطی کی ۔ یا کسی خود غرض نے انہیں دھوکا دیا ۔

پادری ۔ ۱۴ ۔ سانکھیہ درشن سوترہ ۴۵ میں لکھا ہے ۔ ویدوں کے انادی ہونے کا [illegible] نہیں ہو سکتا ۔

آریہ ۔ حضرت آپ اکثر غلط حوالے دیا کرتے ہیں ۔ شاید مطلب یہ ہوتا ہوگا کہ کسی طرح تلاش کرنے میں آریوں کو تکلیف ہو ۔ مگر آریہ بھی بار بار پرمیشور کی کرپا سے آپ کے داؤ میں آنے کے نہیں وہ اس تکلیف کو عین راحت سمجھتے ہیں جناب من وہ سوترہ ۴۶ سانکھیہ درشن کے ادھیائے ۵ کا ہے ۔ مگر وہ سوال ہے اس کا جواب اسی ادھیائے کے سوترہ ۵۱ میں موجود ہے ۔

وہ ۔ چونکہ پرماتما کی سوبھاوک شکتی سے پرکاش ہوئے ہیں ۔ اور وہ سوبھاوک شکتی پرماتما کی انادی ہے ۔ اس واسطے وید انادی اور سوتہ پرمان ہیں ۔ کسی اور پرمان کے محتاج نہیں ۔ آئندہ ذرا دیکھ بھال کر اعتراض کیا کرو ۔ ع

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

آپ ایسی بیہودہ امید آریہ رشیوں سے ہرگز ہرگز نہ رکھنا

پادری ۱۳ ۔ خود اپنی کتابوں سے بہت سی ایسی آیتیں ملتی ہیں ۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ بناوٹی ہیں ۔ ان آیتوں کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے ۔ ذیل کی آیت ایک نمونہ ہے ۔

اس (پرجاپتی) نے تپسیا کی اس سے جب وہ اس طرح تپسیا کر چکا تو وید اتپن ہوئے (ستپتھ برہمنا ۲ ۔ ۸ ۔ ۸)

آریہ ۔ جو حوالہ آپ نے دیا میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح آپ کے مفید مطلب ہو سکتا ہے ۔ یہ پرجاپتی پرمیشور کا نام ہے جس لفظ کا آپ غلطی سے تپسیا ارتھ کرتے ہیں اس کا ارتھ گیان شکتی کا پرکاش ہے ۔ یعنی ارتھ یہ ہوا پرمیشور نے جب آغاز دنیا میں اپنی گیان شکتی کا پرکاش کیا اس سے چاروں وید ظاہر ہوئے اگنی ۔ وایو ۔ آدتیہ ۔ انگرہ کے آتماؤں میں آپ نے حوالہ صحیح نہیں دیا ۔ یہ ۱۱ کانڈ کا براہمن ہے ۲۰ کانڈ کا نہیں ۔ بلکہ شتپتھ میں کوئی ۲۰ کانڈ ہی نہیں ۔ کیونکہ اس میں کل ۱۴ کانڈ ہیں ۔ کسی نے سچ کہا ہے لیاقت سما ارکاف قابل معلوم شد ۔

اس کے ساتھ ہی شتپتھ برہمن کا کانڈ ۱۴ ۔ الوک ۵ بھی مطالعہ میں لائیے جو ثبوت آپ نے آریوں کو دھوکا دینے کے واسطے یا عیسائیوں میں نام پیدا کرنے کے واسطے یا سرفی تنخواہ کے واسطے ستپتھ برہمن کا دیا ہے ۔ اور جس کا ارتھ اپنے صفحہ ۱۲ پر نہایت بگاڑ کر لکھا ہے ۔ یہ تو سری سوامی جی مہاراج نے وید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۶ پر ویدک الہام کے ثبوت میں دیا ہے گستاخی معاف آئندہ اس قسم کی کارستانی سے باز آئیے ۔

پادری ۔ ویدوں کے انادی ہونے پر دوسرا اعتراض یہ ہے ۔ کہ ان میں بہت سی مختلف تواریخی زمانہ کے آدمیوں کا ذکر ہے ۔ اور چونکہ ویدوں میں ان آدمیوں کے نام مندرج ہیں ۔ تو صاف روشن ہے کہ وید انادی کیونکر ہو سکتے ہیں بہت سے واقعات جو فی الحقیقت عین وقت پر تواریخی زمانہ کے آدمیوں کے ساتھ گزرے ۔ روزمرہ کے عام معاملات کی طرح قلمبند ہیں ۔ اگر وید انادی ہیں تو یہ تمام باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں ۔

آریہ ۔ وید میں نہ تو کسی تواریخی واقعہ کا بیان ہے ۔ اور نہ کسی خاص راجہ کا نام و نشان نہ وید تواریخ ہے ۔ اور نہ تاریخی زمانہ سے اس کا بلحاظ واقعات کے کچھ تعلق ہے ۔ پادری صاحب کا دعوے خود ان کے بیان سے مردود ہے کہ انہوں نے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا ۔ ہر ایک آریہ ممبر کا دعوٰے ہے ۔ کہ وید میں کسی آدمی کا خصوصاً نام نہیں ہے ۔ اور نہ وید کا تاریخ سے کچھ تعلق ہے ۔ اسی واسطے وید انادی ہیں اور بلحاظ تحقیق کے سب سے قدیم ۔ اگر دنیا میں کوئی مرد میدان ہے تو اس کی تردید کرے ۔ اور ثابت کر دکھائے ورنہ دست نہ رسد انگور ترش است کی کہاوت مخالفوں کے حق میں موزوں رہیگی ۔

پادری ۔ ۱۵ ۔ نیائے درشن میں گوتم جی اس مسئلہ پر یوں بحث کرتے ہیں نیائے سوتر ادھیائے ۲ ۔ تی ۲ ۔ ۱۴ ۔ شبد انادی نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو اس کا آغاز یعنی مصدر ہے دوم وہ حس سے محسوس ہو سکتا ہے ۔ سوم وہ بناوٹی کہا گیا ہے ۔ اگلے سوتروں میں وہ ان دلائل کو صحیح ثابت کرتے ہیں ۔ جن کو ان کے جاننے کا شوق ہے ۔ انہیں خود مطالعہ کر سکتا ہے ۔ سوترہ ۱۳ وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شبد انادی نہیں ۔ کیونکہ وہ اچارن سے پہلے محسوس نہیں ہو سکتا ۔ اور اس لئے ہے کہ ہمکو کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی ۔ جو اس کو روکتی ہے اگر شبد انادی ہے تو وہ اپنے اچارن سے پہلے بھی معلوم ہونا چاہئے ۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بذریعہ ہوا کانوں میں آتا ہے ۔ ۱۹ سے ۱۲۲ تک سوتروں میں بدلائل عمدہ اس کی تردید ہے ۔

وہ نتیجہ جو گوتم جی ستر ۶۸ سے نکالتے ہیں۔ یہہ ہے کہ وید انادی ہیں۔ لیکن ان کا ماننا ضروری فرض ہے۔ کیونکہ ایک دانا نے انہیں بنایا ہے۔

آریہ۔ پادری صاحب آپ کی عبارت ایسی خبط ہے کہ اس سے کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جب سوترا ۶ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں تو وہ پہلی عبارت کس نے سوتر کا ترجمہ کرتا ہے۔ سوترون میں سے کہیں سے آگئے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو سوتر اور منتروں کی بھی تمیز نہیں نیا سوتر کا دوسرا ادھیا اور پہلا انگ سوتر ۶۹ پر ختم ہوگیا پھر آپ نے یہہ کہاں سے لکھا ہے کہ دوسرا ۶ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ وید انادی نہیں کیونکہ اس میں ۶۸ کا کوئی سوترہ ۶ بھی نہیں اب ہم اسی ادھیا کے سوتر ۶۷ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ سانکھیہ میں

سوتر ۶۷ - ادھیائے انگ ا

मन्त्रायुर्वेद प्रामाणयवच्च

तत्प्रामाण्यमाप्तप्रामाण्यात १०२-अ० १ सू० ६७ ॥

ترجمہ۔ وید سرب جگت اناادک ست سوروپ گیان مے کے گیان سے ہیں جیسے ان سے الہٰ دیا ہوا آیور وید مرض کو دور کرتا ہے اور بشک ہے کسی کو اس کی صحت سے انکار نہیں۔ ویسے وید مقدس جو اسوری سات اور ست گیان ہیں۔ سب کو مانتی لوگ ہے۔ کیونکہ دانائے کل نے انہیں پرکاش کیا ہے اب دیکھئے اس طرح حضرت آپکے تمام حوالے بے بنیاد ہیں۔

پادری - ۶ - اسی طرح سانکھیہ درشن ۵۷ - اور اگلے سوتر میں کپل جی شبد انادی ہونے کا انکار کرتے ہیں سو وہ کہتے ہیں۔ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ صریح فناوتی معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر نتیجہ نکالتے ہیں کہ ویدوں کے انادی ہو سکا دعوے بالکل ناممکن ہے (سوتر ۵۴)

آریہ۔ یہاں بھی آپ کی منطق دانی کا نمونہ ہے۔ بھلا سوتر ۵۷ کا نتیجہ سوتر ۵۸ میں کس طرح نکل سکتا ہے۔ سبب نہ تحریر کرنے کسی حوالہ کے ہم کو سانکھیہ درشن سارا پڑتال کرنا پڑا بعد تحقیقات بسیار معلوم ہوا کہ یہہ آپکی غلطی یا نجوب اور بیا کے نہ سمجھنے سے ہے۔ بس ہم تمام متعلقہ سوتر یہاں درج کرتے ہیں +

कनिन्यत्वं वेदानां कार्यत्वश्रुते । अ० ५ सू० ४५

निजशक्त्यभिव्यक्तेः स्वतः प्रामाण्यम् अ० ५ सू०

ترجمہ۔ سانکھیہ درشن ادھیاہ سوتر ۵۴ سے ۵۱

نمبر ۵۴۔ ویدوں کو نتیا نہیں ہے۔ کاریہ ہونے سے (یہہ سوتر سوال ہے) اس سے شروع ہو کر سوتر ۵۰ تک رد و قدح کرتے ہوئے کپل جی مہاراج سوتر نمبر ۵ میں صاف و صحیح طور پر فرماتے ہیں۔

نمبر ۵۱ - پرمیشور کی سوبھاوک گیان شکتی سے پرکاشک ہونے کے سبب سے وید سوتر پرمان۔ اور نت یعنی انادی ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کا گیان انادی ہے۔ اور وہ سرب کال سے۔ پرتکشی مان ہے۔

آگے چلکر ایک اور بحث شروع کرتے ہیں۔ سوتر ۵۵ سے ۵۹ تک

प्रतीत्यप्रतीतिभ्याम् न स्फोटात्मकः शब्दः सू०

५६ ॥ पूर्वसिद्धसत्त्वस्याभिव्यक्तिर्दीपेनेव घटस्य

अ० ५ सू० ५८ ॥

ترجمہ - نمبر ۵۷ - یہہ سوتر پریشن ہے انکا جو سپھوٹک کو شبد مانتے ہیں شبد کا گیان ہونے اور نہ ہونے سے کہ وہ سپھوٹ آتمک نہیں ہے +

اسی طرح رد و قدح کرکے سوتر ۵۹ میں اس کا جواب دیتے ہیں۔ نمبر ۵۹ شبد کاریہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا پرکاش ہوتا ہے۔ جیسے چراغ سے گھڑا لیسے چراغ گھڑے کی اونچی نہیں کرتا بلکہ پرکاش پس شبد نت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپکے تمام اعتراض بے بنیاد ہیں +

پادری - ۱۶ - یہہ شبد بقول آریہ پرمیشور سے آیا ہے۔ لیکن اس کی ٹری سد منو جی اس کو ناپاک ٹھہراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی آدمی رگوید یا یجر وید نہ پڑھے جبکہ شام وید کا آواز اس کے کان میں پڑتی ہو۔ بعد ازاں کہ اس نے اس وید کا خاتمہ یا ایک آرنیا کا پڑھ لیا ہے۔ اس کا سبد ناپاک ہے منو ۴ - ۱۲۳

آریہ۔ اس بات کی ہم نہیں بلکہ خود منو سمرتی تردید کرتی ہے +

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यके। नानुरोधो

स्त्यनध्याये होममन्त्रेषु चैव हि म० अ० २श्लो० १०५

ترجمہ - وید کے پڑھنے پڑھانے۔ سندھیا۔ اگنی ہوتر ہون کے کرنے اور ہوم منتروں میں اندھیائے وسے یعنی تعطیل انوردوہ اگرہ کبھی نہیں چاہئے۔

بس وہ شلوک پرکھیپت ہے۔ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ وید دھرم کے بالکل خلاف ہے سناتن کیا دیتے ہیں۔ वेदानधीत्य मध्यापयताम् । یعنے ویدوں کو نت پڑھے۔ تبھی بنا گن نہیں ہے۔ یہ ہم کسی کی مانت نہیں سکے علاوہ ہمارا یہہ شلوک ۱۲۳ انہیں بلکہ ۱۲۴ ہیں +

پادری ۱۹ - چاروں ویدوں میں پیشگوئی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ بلکہ کوئی ایسا ذکر بھی نہیں ملتا جس کو استقبال سے کچھ مس ہو۔

آریہ۔ یہ قول آپ کا درست ہے۔ کسی آریہ کو اس کے انکار نہیں بیشک وید کو پیشگوئی کا گمان ہے۔ اس میں راستی نام کو نہیں۔ بلکہ سرا سر بہتان ہے۔ اور نہ ان سے کوئی پوری ہوئی نہ ہوگی۔ اور نہ وقت پر لکھی گئی۔ ورنہ مسیح جیسے پیشگوئی کرنے والے آج کل ہزاروں رمال وغیرہ ہیں۔ اور رنگالہ شریف میں ایسے لوگوں کا ایک محلہ آباد ہے۔ جتنی چاہے پیشگوئیاں کرا لو۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔ ؎

چوں غرض آید ہنر پوشیدہ شد

افسوس آپ لوگ ان باتوں کو جو صریح دھوکھہ دینے والی۔ بناوٹی۔ نادانوں کے بھلانے والی محض بے سروپا بے اعتبار ہیں۔ ان کو بھی ایمان کی بنیاد راستی کی وجہ جانتے ہو جو سراپا محال ہے

پادری - ۲۰ و ۲۱ - پرمیشور اس انادی گیان کی چند ایسی شکتیں ہیں جن کا خطاب گھی لگائے۔ اور دعاتیں کی طرف ہے۔ اور جن میں ایک نارے ہوئے قمار باز کی نو امیدی کا ذکر ہے۔ تو یہ بے معنے ہذیانات ہیں جن کا نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ بیچارہ گوا اکسل کی سرس دو ڈھیلی ہوتی) بہنے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے اور آسیس دے رہا ہے جناب مہربانی کرکے بتلا دیجئے کہ چاند کے دن ملاقات سے کیا فائدہ ہے" اس قربانی پر کاش موجود ہیں کائیں کیکاش کے درمیان کیا کر رہی ہیں" ہم حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ جملات مذکورۃ الصدر میں وہ کونسی بات ہے جس کو پرمیشور کے گیان کا ظہور سمجھنا چاہئے

آریہ۔ حضرت آپنے کوئی ثبوت یا حوالہ یا نمبر یا نشان کسی وید منتر کا نہیں دیا کہاں تلاش کریں۔ اور کس پادری صاحب سے پوچھیں۔ یا کس کے جا کر کے

کریں۔ ہم ان چیزوں کی جستجو کریں۔ ہمارا قیاس تو یہ کہتا ہے کہ اس جگہ آپ نے ایسی بے علمی کا خود اقبال کیا۔ اور اعتراض کا موقعہ نہ دیکھ کر صرف بیہودہ گوئی اور تراش خراش کا استعمال کیا۔ کہاں وید مقدس اور کہاں یہ مہمل ہرلیات۔ وید ان فضولیات سے مبرا ہے اور اگر تلاش کرنا چاہو تو بائیبل کا مطلع ان فعلوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر یہ بات مانگو تو غزل الغزلیات ملاحظہ کرو۔ اور الہزلیات کو مطالعہ میں لاؤ اور خدا کے مقرب اور معظم اور مقدس داؤد جی کی فحش حرکت (جس کا ابن ہونے پر مسیح کو فخر ہے) جو اوریا کی جورو مسماۃ بتسبع کے ساتھ عمل میں آئی دھجیاں لگاؤ (سموئیل ۲۔ باب ۱۱ آیت) اگر درحا کس سمت ہمیں اشارہ بس ہے ✤

پہلا حصہ جس میں آپ کے اعتراضوں کا جواب ہے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم ویدوں کے الہامی ہونے کا ثبوت یعنے دوسرا حصہ شروع کرتے ہیں ✤

الہام بالکسر۔ آنچہ در دل کسے انداز د خدا تعالٰے۔ از غیاث اللغات و منتخب ✤

پادری کلارک صاحب فرماتے ہیں "کوئی زباندان صدیئیں گذر گئیں کہ اس خیال کے پیدا کرنے کو نہیں نکلا۔ کہ عالمانہ اور عام روزمرہ کی بہت سی زبانوں کو مقابلہ کرے۔ علم سنسکرت کی تعلیم اور اظہار کے متعلق کچھ نہیں معلوم تھا۔ اور اس نے ان کتابوں کے لئے جو کہ تیس سال ہوئے جرمنی میں ظاہر ہوئے ہیں بہت کچھ مصالحہ پیدا کیا۔ سات قسموں کے خیال کرنے میں ہم بہ نہایت ہی مشرفانہ ظاہر کرتے ہیں یعنے اس سنسکرت سے جس میں سب سے پرانے علم ہیں یہ ایک ایسی زبان ہے۔ جس میں بڑی بڑی ضخیم اور عمدہ کتابیں نظم و نثر میں ہیں۔ اور تھوڑے عرصہ سے یوروپ والوں کو معلوم ہوئی ہیں۔ سائنس آف لنگویج کا مطالعہ جیسا کہ اب کیا جاتا ہے بیشک ہندوستان میں انگریزی عملداری کے تسلط کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سرکاری ریزیڈنٹ سر ولیم جونس نے بہت ساحصہ اس بڑے علم کا جس کو کہ جرمن کی زبان والوں نے نہایت ہی عمیق تحقیقات و استقلال سے اپنی اور تمام زبانوں کے حل کرنے میں مفید بنایا تھا جمع کیا تھا" (دیکھو گرامی پادری صاحب موصوف صفحہ ۹۶ سنہ ۱۸۸۲ء)

ایک اور فاضل محقق کہتا ہے۔ کہ جس طرح ایک علم نباتات کا جاننے والا درخت کی عمر اس کی شاخوں کی تعداد اور اس کے تنے کے گھیرے سے بتلا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک زبان دان کسی زبان کی عمر اس زبان کی شاخوں سے اور اس ملک کے رقبہ سے جس کہ پہلے ہی بتلا سکتا ہے۔ چونکہ اور کوئی زبان ایسی بہ ذاتہ کامل اور شاخ در شاخ شاخوں میں مثل سنسکرت کے نہیں ہے۔ اس لئے تمام زبان دانوں کی رائے میں یہ زبان سب زبانوں سے نہایت ہی پرانی عموماً مانی گئی ہے" (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ صفحہ ۲۳۸ بابت ماہ اگست ۱۸۸۰ء)

الفرڈ پادری صاحب بہادر نے اپنی زبانوں کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیم یونانی انسانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا۔ اور حسب ذیل ریمارک قابل توجہ دیا ہے۔

آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں۔ اور اس بات کا خیال کرنا چاہئے کہ زیڈ کی آواز کے مشابہ ہے۔ اس لئے لفظ زی اس دراصل ڈی اس پہنچا تا ہے اطینی اسی خدا کو اس پیٹر یا جو پیٹر کہتے ہیں۔ اب ویدوں میں آسمانی خدا کو دیس پتی کہتے ہیں ✤

اب ہمارے خدا باپ کی اصلیت جھوٹی جو ہمہ تحقیق کا باپ ہے ظاہر ہوئی۔ بہ ریمارک میں اس لئے دیتا ہوں کہ عام قائم کردہ یہ رائے جنبش کھا جاوے کہ عبرانی دفاتر خواہ ملہم ہوں یا نہ ہوں بہرنوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھے گئے ہیں، نہ یہ امر صحیح کہ عبرانی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں۔ اور نہ یہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اس کے جیسا کہ گولڈ ذی ہی صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ قصہ جات اخذ کئے گئے ہیں۔ اور زبان خواہ دوسرے خواہ تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔ اب اس پیدائش کی کتاب کی کیا قدر ہے جس کی آدم و حوا کے شرائط قائم کرنے کے لئے یہ سند ہے۔ کہ چھ ہزار ہوئے کہ وے روئے زمین پر تمام زندہ مخلوقات کے یہ تن بانی مبانی ہیں۔

پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی وا کرن بے تعداد ہے اور لکھنے والوں کی بدھی کی قابلیت اور دلیری کی مصداق ہے اور اصلی بات یہ ہے کہ شبدو دیا (گرامر) میں آریہ لوگ۔ رومن۔ یونانی۔ اور موجودہ زمانہ کی لسانی قوموں سے سب پر کار بڑھ کر ہوئے ہیں۔ ان کی ڈکشنری نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت اور پشد ھار کے اعلیٰ ثبوت ہیں۔" (دیکھو ھارت سرکال دسا انگریزی مطبوعہ مدراس صفحہ ۵)

سو برس گزرے اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا۔ کہ سب زبانوں کی اصل سریانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی۔ تب یہی دریافت ہوا۔ کہ فارسی یونانی لاطن۔ جرمن وغیرہ زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔" (سائنس آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱۷) ایک محقق انگریز نے نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے۔ کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے۔ یونانیوں نے اپنے فعلوں اور دیوتوں کا حال بالکل سنسکرت سے لیا ہے اور کچھ الفاظ اور طریقہ تذکیر اور تانیث بھی آریہ ورت سے اخذ کیا ہے۔" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۷۵)

سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں "کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے یونانی سے وہ زیادہ کامل ہے۔ اور لاطن سے بڑھ کر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۴۴)

رومن کیتھلک فرقہ کے معزز پادری ڈبی صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہ امر علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مشرق سے ہی پھیلی ہیں۔ اور زمانہ حال کے سنسکرت دانوں کی کوشش سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخرج مشرق کی زبان (سنسکرت) ہے" (دی بائیبل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک ۱۸۸۲ء) ✤

لارڈ مان برو صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں ایک ایسی زبان جاری ہے جو ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طور فصیح ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۵) ✤

مسٹر پل بد صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی فارسی لاطن یونانی سے بہت مشابہت ہے اور مشابہت مصطلحات کے ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے تو اس کے ساتھ ہی وہ بھی اخذ کر لی۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصلی لفظوں میں ہے۔ جیسا کہ اسمائے اعداد اور ان چیزوں کے نام جن کی

ضرورت ہر ایک قوم کو شائستگی ہونے پر ہوتی ہے۔" (بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۳)

فریڈرک وان سیگل صاحب فرماتے ہیں کہ "اس میں شک نہیں۔ کہ سنسکرت یونانی۔ لاطینی جرمنی سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ آبا و اجداد سے ہے۔ کیونکہ یہی ان کا مصدر ہے جبکی شائستگی بولی کہتا ہے کہ یہی ابتدائی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور دیا کرن ہی رسمی اور متقدمین کی نہایت کامل ہے۔ اس میں فلاسفی۔ سائنس ودیا۔ علم الوہیت لکھے ہوئے ہیں کہ جس کا یورپ مشکور ہے" (ہسٹری آف دی سٹڈیز صفحہ ۲۱ و ۲۲)

لیب نیز صاحب بہادر نے ثابت کر دیا ہے کہ میں از روئے تحقیقات قریبیں کے بیان کرتا ہوں کہ سب زبانوں کی اصلی زبان سنسکرت ہے اور بنی آدم مشرق سے مشرق سے مغرب کو آئے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۵۲)

اہل جرمن میں سے پہلے بوپ صاحب نے سنسکرت کی طرف توجہ کی اور ایسی زبان میں اس کی صرف و نحو لکھی اس زبان ہی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا۔ تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کے مذہب اور قانون۔ اور علم کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے احکام لکھے ہیں۔ وید ہی کو فلسفی اپنے مسائل کی بنیاد ٹھہراتے ہیں۔ وید ہی کو صرفی اپنے قواعد کا ماخذ بتاتے ہیں۔ غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ (اتالیق پنجاب ۱۸۷۰ء)

واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور جملہ مردم خیز ہے۔ اصل باشندے اس کے آریہ لوگ بالفعل ہندو ہی ملقب بہ ہندو ہیں۔ اور جیسا کہ یہ ملک قدیم ہے۔ ویسا ہی اسکا دھرم بھی قدیم ہے۔ مگر افسوس یہ کہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں۔ کہ جس کے دیکھنے سے حال قدیم معلوم ہو سکے۔ ہاں کتب مذہبی ہیں وید البتہ قدیم اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل مذہب اور قدیم دھرم صرف اس سے دریافت ہو سکتا ہے پس سب دھرم والوں کو لازم ہے کہ وید کی طرف توجہ فرماویں۔ اور اس سے اصل مذہب کی راہ جانیں اور سمجھ لیں۔ کہ جس طرح کسی دریا کے نکاس کی جگہ معلوم کرنے کے واسطے مہا پربت کا پھرنا دیکھنا ضروری ہے اسی طرح دھرم قدیم کی اصل دریافت کرنے کے واسطے وید کا مطالعہ لازم۔ لیکن بسبب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے پڑھانے اور جاننے وید سے معذور اور اصل دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذہب کا منشا بدوں وید کے جاننے کے ممکن نہیں۔ اور اگرچہ تمام۔ اور اگرچہ تمام وید مجموعہ ہدایت ہے مگر اپنشد اس کے خاص کر ہدایت سے بھرے ہیں۔" (دیکھو ترجمہ سماج سری دھرم سبھا کا ماہواری رسالہ بابت جولائی ۱۸۷۶ء جلد ا سلسلہ نمبر ۲ صفحہ ۳۱، ۳۲)

ایک اور نامی مورخ فرماتے ہیں "اہل روما۔ اہل فرانس۔ انگریز یونانی جرمن ایرانی وغیرہ لوگوں کے بزرگ آریہ تھے" پھر وہی مورخ فرماتا ہے "ہندسہ۔ طبعیات۔ منطق کے استاد اول یہی آریہ ہی تھے"

ان مندرجہ بالا شہادتوں سے ہر ایک سمجھدار آدمی جان سکتا ہے۔ کہ سنسکرت زبان سب زبانوں سے کامل و صحیح۔ فصیح اور سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اسی بات کا گو ظاہر نہیں۔ مگر در پردہ آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ "سنسکرت ایک اور زبان سے نکلی ہے جو اس کی نسبت قدیم تھی اور جس کا نام و نشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا" (صفحہ ۱۸ سطر ۷ و ۸)

پادری صاحب جس کا نام و نشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا اس کی بابت آپکا کوئی دعویٰ کرنا ایسی بات کا اقبال کرنا نہیں ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ سب مہذب قوموں کی اصل ایک ہی قوم سے ہے اور وہی ایک ہی آریہ قوم سب سے قدیم اور مہذب اور علم دوست اور سالم ہے۔ اور ان دنوں جنگلی ہر ایک ملک والے جاہل تھے اسی ملک اور قوم میں الوہیت۔ علم۔ اخلاق۔ صنعت۔ حرفت۔ تہذیب۔ وغیرہ کا دور دورہ تھا کیونکہ آریوں کی ترقی کے زمانہ میں سب قومیں جاہل تھیں۔

اب مقام غور ہے۔ کہ جب آریہ ورت کی ترقی سب ملکوں سے قدیم ہے۔ اور آریہ قوم سب قوموں سے قدیم ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور وسیع اور فصیح ہے اور سنسکرت میں وید سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ اور ان کی کتابیں جنہوں نے سب قوموں سے پہلے ترقی کی۔ اور وہ ان کو الہامی مانتے ہیں۔ شاہراں وید ضرور الہامی ہیں۔ کیونکہ بقول تمام مورخوں کے پرانے آریہ لوگ نہایت نیک اور منصف مزاج اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔

اسی کو آپ ایک اور طرح پر بھی سوچ سکتے ہیں کہ علم بغیر تعلیم کے نہیں آتا۔ اور بغیر تعلیم اور علم کی کتاب نہیں بن سکتی۔ اور جو جیسا فاضل ہوگا۔ اسکی کتاب ایسی ہی فضیلت سے مملو ہوگی۔ توریت جس کو آپ لوگ الہامی مانتے ہیں۔ وہ اصل میں دس حکم ہیں جو استثنا کے باب ۵۔ آیت ۶ سے ۲۲ تک اور خروج باب ۲۰۔ آیت ایک سے ۱۷ تک مندرج ہیں جس کے آگے موسیٰ کہتا ہے "یہی باتیں خداوند نے پہاڑ پر آگ کے اور بدلی کے اور نہایت تاریکی کے درمیان سے تمہاری ساری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اور اس نے انکو پتھر کی دو لوحوں پر لکھا۔ اور انہیں میرے سپرد کیا" مگر واضح ہو یہی دس حکم وید میں نہایت عمدگی سے باستثنائے نامی حکم بہت کے موجود ہیں۔ حالانکہ وہ موسیٰ کو مسیح سے ۱۴۹۱ برس پہلے معلوم ہوئے۔ اور اسی طرح وہ حکم سمرتی میں اور بہت سے نہایت عمدہ طور پر ہیں۔

نمبر ۱۔ میرے حضور میرا دوسرا خدا نہ ہووے

نمبر ۲۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت نہ بنا۔ اور نہ اسے سجدہ کر

حاشیہ نمبر ۱۔ نمبر ۱ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ و ۵ و ۸۔ اور اتھروید کانڈ ۱۰ اپرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۲۷ و ۳۰۔ یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۳۱۔ رگ وید اشٹک ۶ ادھیائے ۲ ورگ ۵ منتر ۱۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۲۳۔ شتپتھ براہمن پرپاٹھک ۹ براہمن ۷ کانڈ ۱۰

نمبر ۲۔ یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۳ اور ادھیائے ۴۰ منتر ۸۔ اور شتپتھ براہمن کانڈ ۱۴ منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۷۔ کینوپنشد واک۔ نمبر ۱ و ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ کھنڈ پہلا۔

حاشیہ نمبر ۲۔ مگر ان دس حکموں کی جو بائبل میں ہیں تردید بھی موجود ہے

نمبر ۱ کی تردید۔ پیدائش باب پہلا آیت ۲۶ اور پیدائش باب ۳ آیت ۲۲ و پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۱ سے ۳ تک اور متی ۲۸۔ آیت ۱۹

نمبر ۲۔ کی تردید۔ خروج باب ۲۵۔ آیت ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

نمبر ۳۔ کی تردید۔ متی باب ۲۷۔ آیت ۲۶

نمبر ۴۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۱ سے ۳ تک اور گلیون باب ۴۔ آیت ۱۰ اشعیاہ کی کتاب باب ۱۔ آیت ۱۳۔

نمبر ۵۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۴۔ آیت ۲۶ سے ۵۰ تک

نمبر ۶۔ کی تردید۔ خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۷ و ۲۸ و ۲۹۔ اور سلاطین ۲

باب ۱۰۔ آیت ۱۱ و ۳

نمبر ۷۔ کی تردید۔ استثنا باب ۱۲۔ آیت ۱ سے ۴ تک۔ گنتی باب ۳۱۔ آیت ۱۸۔ یوسیع کی کتاب باب ۱۔ آیت ۲ سے ۴ تک

نمبر ۸۔ کی تردید خروج باب ۳۔ آیت ۲۱ و ۲۲۔ اور خروج باب ۱۲ آیت ۳۵ و ۳۶۔

نمبر ۹۔ کی تردید۔ یرمیاہ کی کتاب باب ۴۔ آیت ۱۔ پولوس رسول کا دوسرا خط تسلنیقیوں کو باب ۲۔ آیت ۱۱۔ سلاطین کی پہلی کتاب ۲۲ آیت ۲۱ سے ۲۳ تک

نمبر ۱۰۔ کی تردید۔ استثنا باب ۱۲ آیت ۱ سے ۲ تک

حاشیہ نمبر ۱ تا ۳۔ ۱؎ تو خداوند کا نام بیفائدہ مت لے۔ ۴۔ سبت کے دن کام کاج نہ کر۔ ۵۔ ۲؎ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر۔ ۶۔ ۳؎ تو خون مت کر۔ ۷۔ ۴؎ زنا مت کر۔ ۸۔ تو چوری مت کر۔ نمبر ۹۔ تو اپنے ہمسائے پر جھوٹی گواہی مت دے۔ نمبر ۱۰ تو اپنے ہمسایہ کی جورو یا مال کا لالچ مت کر۔

۱؎ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۔ منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۹

۲؎ یجروید کی تیتری اپنشد انوواک ۱۱۔ اور منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۳۷۔ ۲ یجروید ادھیائے ۱۲۔ شت پتھ کانڈ ۳ پر پاٹھک ۵ ادھیائے برہمن ۴ کھنڈ کا ۲۰

۳؎ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۴۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۰ شلوک ۶۳ اور یجروید ادھیائے منترا

۴؎ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۔ منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۵۵ و ۶۰ و ۶۱

۵؎ یجروید ادھیائے ۳۰ منتر ۴۔ منوسمرتی ادھیائے ۶ شلوک ۹۲۔ اور ادھیائے ۱۰ شلوک ۶۳

۶؎ یجروید ادھیائے منترہ ۔ منوسمرتی ادھیائے ۶ شلوک ۹۲

۷؎ منوسمرتی ادھیائے ۶ شلوک ۹۲ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱

جب ویدوں شاستروں منوسمرتی وغیرہ میں اس سے بہت اعلےٰ درجہ کے اخلاقی ہدایتیں اور مذہبی ارشاد موجود ہیں۔ اور یہ بھی موجود ہیں۔ تو پھر کوئی دانا کس طرح اس سے پہلی ہدایت چھوڑ کر مابعد کو الہامی مان سکتا ہے حالانکہ یہ ہر طرح ثابت ہے کہ منو تو بہت پرانا ہی ہے۔ مگر بھارت بھی توریت سے بہت قدیم ہے جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۱ میں ثابت کر چکے ہیں۔

ایک لائق محقق یادری صاحب فرماتے ہیں "جیسے ویدوں سے سبق حاصل کیا جس کے معیار اور راق سے ان کے ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جاسکتا ہے اور جس کے درس سے ہزاروں برس قبل اس کے کہ عبرانیوں کا نام و نشان بھی رہا ہو ہر ایک نوجوان طالب علم (برہم چاری) زندگی کے اصول مستخرج کرتا تھا۔ میں نے قدیم زمانہ کے شلوکوں کو جو اربیدا ایشیا حضرت موسےٰ وعیلی کے برہما سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے۔ شاید سوچی کی ان قوانین کے سمجھنے کی کوشش کی۔ جن کا انتظام ہزاروں برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے بخشے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت۔ برہمنوں کے ذریعہ سے انجام پایا تھا۔ غرضیکہ ہندوستان مجھے دوبارہ ایسی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا۔ جیسے اس ذریعہ سے تمام دنیا میں مشتہر

ہوتی ہوئی دیکھی۔ میں نے ہند کے قوانین۔ اخلاق و مذہب کا اثر۔ مصر۔ فارس۔ یونان۔ روم میں پایا۔ جیسے وج منی وید بیاس کو سقراط۔ افلاطون کے زمانہ کے قسم پایا (دیکھو بی بائبل ان انڈیا انگریزی مطبوعہ نیو یارک امریکہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲۵)

"اپنے زمانہ میں سر ولیم جونس کہتے تھے۔ کہ سنسکرت کا اصل نہایت قدیم ہے اور موسیٰ کے زمانہ سے پہلے ہندوستان۔ مصر۔ یونان میں مذہب یہی تھے۔ جہاں تک کہ ہندوستان مصر وغیرہ کی بابت کہا جاتا ہے جو تحقیقات سے اس۔ بی تس۔ و ضمولیس۔ لی آریسٹ۔ گلیڈن وغیرہ نامی گرامی محققین نے کی ہے۔ اس سے ایشیاٹک سوسائٹی کے لایق پریزیڈنٹ کا دعوےٰ ثابت ہوتا ہے" (دیکھو جیمس کا صفحہ ۸۸۰ سے ۸۹۱ تک)

"منوسمرتی کی بابت سر ولیم جونس صاحب بہادر سابق جج سپریم کورٹ فرماتے ہیں کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر دیس تک مروج تھی۔ یعنی رائج تھی۔ اور اس ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا"۔ (دیکھو مانو دھرم سار مولفہ راجہ شیو پرشاد مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۹۱ء صفحہ ۱)

جہاں تک غور کی جاتی ہے۔ ویدوں کے حوالہ تمام کتب قدیم اور جنگ بھارت میں موجود ہیں۔ مثلاً

نمبر ۱۔ بدھ جی اپنے بدھ شاستر میں ویدوں کو اپنے سے پہلے بتلاتے ہیں (بدھ شاستر ادھیائے ۲ سوترا)

نمبر ۲۔ پارسیوں کی کتاب میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو تاریخ بارآباد و حسوران محشور آیت ۳۷

نمبر ۴۔ ویدانت درشن میں ویدوں کے الہامی و انادی ہونیکا اسناد ہے (ادھیائے ۱ پادا سوتر ۳)

۵ یوگ درشن میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو پادا سوتر ۲۶)

۳ میمانسا میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیائے ۱ پادا سوتر ۱

۶ نیادرشن میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیائے ۲۔ اہنک اسوتر ۶۷

۷ سانکھیہ درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (ادھیائے ۵ سوتر ۱)

۸ ویشیشک درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (دیکھو ادھیائے ۱۔ اہنک اسوترا)

۹ رامائن میں وید کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴

۱۰ سوریہ سدھانت میں وید کا ذکر موجود ہے

۱۱ سنسکرت میں وید کا ذکر موجود ہے

۱۲ چرک وید کا ذکر موجود ہے

۱۳ منو میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔ منو ادھیائے ۲۔

۱۴ چاروں برہمنوں میں وید کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو شت پتھ کانڈ ۱۱

۱۵ اپنشدوں میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔ تیتری اپنشد ۲۔ انواک ۱۱

۱۶ دیگر رشیوں کی تصنیفات میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔

جب تمام آریہ گرنتھ ویدوں کو الہامی اور انادی مانتے چلے آئے ہیں اور صرف یقینی نہیں بلکہ دلائل سے بھی اور سب میں ویدوں کا ذکر موجود ہے اور ویدوں میں کسی کا ذکر نہیں اس لحاظ سے بھی وید قدیم اور الہامی ہیں ہر ایک انسان کو اسکا اپنا دل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح اس وقت انسان بغیر تعلیم کے ناکارہ و نادان ہے۔ اسی طرح ابتدائی آفرینش میں بھی تھا۔ اس کے بعد یہ سوال :-

کہ کیا موسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا داؤد کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا عیسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟

پرمیشور نے جب آنکھوں کے واسطے روشنی۔ کھانے کے واسطے انواع و اقسام کے غلے اور میوے۔ رہنے کے واسطے زمین رنگین بسر کرنے کے واسطے آب و ہوا گل گلزار امراض دور کرنے کے واسطے نباتات۔ معدنیات۔ وغیرہ پیدا کئے جو تمام جسمانی ہیں تو کیا روح کے واسطے ابتدا میں کچھ پیدا نہیں کیا
کیا جسمانی ساتھی سے روحانی ساتھی افضل نہیں؟
کیا جسمانی ہدیہ سے روحانی ہدیہ افضل نہیں؟
کیا ڈاکٹری سے لوگ افضل نہیں۔؟
کیا حلوائی سے عبادت افضل نہیں؟
کیا جسم سے روح افضل نہیں؟
کیا جب جسم کے واسطے خدا نے سب کچھ بنایا تو روح کے واسطے کچھ نہیں بنایا۔؟
اور اگر بنایا تو کیا اور کہاں؟

ان سب سوالات پر غور کرنے کے بعد خود غرضوں لالچیوں کے واسطے یقین غالب ہے کہ کسی حق پسند کو انکار نہیں ہوگا۔ کہ روح کے واسطے بھی ابتدائے آفرینش سے ہی علم یا گیان یا ہدایت کی ضرورت تھی۔ ورنہ بعد کو محض بیفائدہ تھی۔ کیونکہ ابراہیم موسیٰ کے وقت لوگ پڑھے لکھے موجود تھے۔ داؤد بھی پڑھا لکھا آدمی اور شاعر تھا تعلیم عام تھی اور وہ خود بادشاہ تھا سلیمان خود شاعر اور داؤد کا فرزند تھا عیسیٰ کے وقت بھی تعلیم عام تھی دنیا میں تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ نامی گرامی حکما و فضلا ہند۔ مصر۔ یونان میں موجود تھے۔ ارسطو۔ افلاطون۔ سقراط۔ زردشت۔ بالمیک۔ وششٹ۔ گوتم۔ بیاس۔ جیمنی کی تعلیم۔ ہدایت اگر کوئی ذرہ بھی غور سے تعصب سے کنارہ کر کے مقابلہ کرے۔ تو اسے کرمک شب تاب اور آفتاب جہانتاب کا فرق معلوم ہو۔ علاوہ بریں تمام دنیا کے موجودہ مذاہب میں مختلف طور پر جیسی عمدہ عمدہ ہدایتیں یا اوپدیش ہیں۔ وہ سب وید ہائے مقدس و شاستر ہائے متبرک میں موجود ہیں پھر ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ باوجود موجودگی آفتاب کے ان کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ ان میں امرت زہر سے ملا ہوا ہے۔ نیم حکیم خطرہ جان و نیم خدا خطرہ ایمان ہے۔ اور ان میں صرف امرت ہی ہے زہر کا نام و نشان نہیں +

خود توریت وغیرہ کو عیسائی صاحبان مسیح کی بشارتوں کے واسطے مانتے ہیں۔ زیادہ نہیں مانتے۔ جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے "جو شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں" پھر کہتا ہے۔ مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا ہے۔ گلتیوں باب ۳۔ آیت ۱۱ و ۱۳ پھر کہتا ہے۔ شریعت مسیح کے پہنچانے کو ہمارا استاد ٹھیرا۔ پھر جب ایمان آچکا تو ہم پھر استاد کے تحت میں نہیں رہتے۔ گلتیون باب ۳۔ آیت ۲۵۔

یہ تو آپ کے بھی مسلم ہے۔ کہ خدا کی ذات تغیر و تبدل سے بری ہے۔ تو پھر اس کی صفات یعنے علم یا گیان تبدیل ہو سکتا ہے؟ کیا قانون قدرت بدل سکتا ہے۔ اگر ان باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو کیا اسکو الہام بدلنے کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

ہمارا آریہ سماج سا اور قدیم زمانہ کے رشی منی لوگ بھی یہی مانتے ہیں کہ وید گیان میں قانون قدرت کا ہی بیان ہے۔ کسی ملک یا قوم یا شخص کی کوئی تواریخی داستان نہیں کہ جس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ پس ایسا گیان کوئی انادی نہیں؟ اور یہ کس واسطے وہ تغیر و تبدل سے پاک نہیں؟ اور اس سے کوئی مذہب والا بھی منکر نہیں ہو سکتا۔ کہ وید کا کوئی حکم آج تک نہیں بدلا۔ اور نہ آیندہ بدلیگا کیونکہ ایشور قدرت کا مالک ہے۔ اور قدرت اس کی ملکیت ہے۔ در کامل گیان سے قوانین قدرت کی موضوعیت ہے۔ اور وہی گیان وید۔ ں میں ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ گیان وید ہے جیسے مصنف کے علم اور اسکی تصنیف یا تعلیم وید میں فرق نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور اور اس کے قانون قدرت اور اس کی تعلیم وید میں ذرا فرق نہیں ہوتا۔ اسواسطے آریوں کی طرف سے دعوے اظہر من الشمس ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں۔ کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہ تھا۔ اور نہ ہوگا۔ جس میں وہ گیان سے خالی تھا۔ جس سے صاف واضح طور پر نتیجہ ظاہر ہے کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا۔ کہ جس میں وید (گیان) موجود نہ ہو۔ بنا بر ایں ثابت ہوا کہ وید الہامی ہیں اور انادی بھی اور یہی ہمارا دعویٰ تھا +

لکچر نمبر ۵ کا جواب

یہ پانچواں لکچر آپ کا خدا کی ذات کے متعلق ہے جسمیں انہوں نے تحقیقات کی ہے کہ ویدوں میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔ اس کے برخلاف نہیں۔ بیشک ہر ایک طالب حق کو حتے المقدور یہہ مبارک تحقیقات کرنی چاہئے۔ اور جو کتاب ایشور کا گیان بتلا دے۔ راہ راست دکھلا دے دھوکھا سے بچا دے وہی الہامی اور سچی ہے اور وہی ایشور کا فرمان ہے اور ایسی ہی کتاب پر ایمان لانا شایان ہے۔

اس حال کو مد نظر رکھ کر ہم انصاف اور محبت سے پادری صاحب کے اعتراضوں کی پڑتال کرینگے اور بموجب سابقہ تحقیقات کے باطل پر حق کو ہمیشہ فوقیت دینگے

پادری ۳ و ۴ ۔ آریہ لوگ مانتے ہیں۔ کہ ایک اعلےٰ ہستی ہے۔ وہ ایک ایسا خدا ہے جو اپنی مخلوقات کی خبرگیری کرتا ہے۔ ان کی حاجت بر لاتا ہے اور ہمیشہ ان پر بافراط رحمت برساتا ہے۔ صرف وہی معبود حقیقی ہے۔ دعائیں اسی کی شان کے شایان ہیں۔ ہدایت اور دستگیری کے لئے آدمزاد کی آنکھ اسی پر لگنی چاہئے۔ اور اسی کو اپنے ایمان کی جائے قرار سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ وہی سب (جگت) کا خالق اور سب (روحوں) کا مالک ہے آجکل کے آریوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے یہ عین درست و بجا ہے۔ اس میں کوئی حرف نہیں آسکتا۔ مگر ہمارا اعتراض یہہ ہے کہ ان کے ویدوں اور دوسری کتب مقدسہ میں تو اسکا سراغ نہیں ملتا۔

آریہ ۔ ہم آپ کے بیان سے بہت کچھ اتفاق کر کے صرف آخری فقرہ کا جواب دیتے ہیں کہ یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور یہی ستیہ ودیا کی پستکوں کا فرمان۔ اگر پوچھو کہ وہ منتر کون سے ہیں تو دیکھو

آریہ بھیونئے نامی پستک جس میں ایک سینکڑہ سے زیادہ منتر معہ ارتھ کے مندرج ہیں۔ یہہ کتاب ہر ایک آریہ سماج سے قیمتاً مل سکتی ہے۔ ورنہ ویدک یںتر آلہ پریاگ سے منگالیں +

پادری ۵ - خدا کی ہستی پر یقین کرنے کی تعلیم کے بجائے وہ ہمہ اوست کا بیہودہ مسئلہ بڑے زور و شور سے سکھلاتے ہیں۔ یعنی ان کی تعلیم یہ ہے کہ خود خدا ہی ہر ایک شے ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کا ظہور نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں۔ جو کچھ اور موجود نظر آتا ہے وہ صرف مایا ہی ہے +

آریہ - پادری صاحب یہ بیان آپ کا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ ہم ایسا سکھلاتے ہیں۔ اور نہ ہمارا ایسا اعتقاد ہے۔ ہم ایسے ایمان کو ملعون سمجھتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ سراپا بے بنیاد باتیں آپ کس نے سنکر کس کے ذمہ لگا رہے ہیں +

پادری ۵ - ویدوں میں ایسی آیات بھی ہیں جن میں خدا کی بابت ایک اعلےٰ خیال پایا جاتا ہے لیکن ہمہ اوست کا ناپاک مسئلہ جسکا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ ان کو آلودگی سے سراسر نہیں بچنے دیتا۔ ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ کی تعلیم اسی قسم کی ہے +

آریہ - ہم صداقت رگوید بجواب بابت رگوید میں اور نیز اسی سلسلہ میں جتلا چکے ہیں کہ ہمہ اوست کا مسئلہ ویدوں کا نہیں۔ وید سراپا اس کے مخالف ہیں اور صرف وید ہی نہیں بلکہ تمام آرش گرنتھ اس کے مخالف اور رد کرنیوالے ہیں جب یہ حال تو خود آپ کے بیان سے ثابت ہے۔ کہ ویدوں میں خدا کی بابت نہایت اعلےٰ خیال پائے جاتے ہیں +

پادری ۵ سے ۷ - ہم ان کتابوں سے چند حوالجات اقتباس کریں گے۔ تاکہ ہر ایک پر روشن ہو جائے۔ کہ فی الحقیقت ان میں کس قسم کی تعلیم ہے +

نمبر ۱ - شاریرک ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۱۱
نمبر ۲ - شاریرک ادھیا ۲ پاد ۳ سوتر ۴۱
نمبر ۳ - شاریرک ادھیا ۲ پاد ۳ سوتر ۴۳ نیز ادھیائے ۲ پاد ا سوتر ۱۳
نمبر ۴ - شاریرک ادھیائے ۱ پاد ا سوتر ۳
نمبر ۵ - تیتریئی برہمن منتر اول ستر ۲۶
نمبر ۶ - تیتریئی برہمنا پتہ ۸
نمبر ۷ - شوتیاشتر منتر ۳ -

دیگر اشارات کے لئے ہم اپنے پڑھنے والوں کو لیکچر نمبر ۲ کا حوالہ دیتے ہیں۔ جہاں انکا مفصل طور پر بیان ہے +

آریہ - ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اصل سوتر تحریر کر کے ان کا صحیح ترجمہ تحریر کریں

نمبر ۱
महद्दीर्घ वद्वा ह्रस्व परिमंडलाभ्याम
अ॰ २ पा॰ सू॰ ११ ॥

ترجمہ - مہدا اور دیرگھ جگت کو ہرسوا اور پرمیڈل پرماڑوں سے ایسور بنانا ہے

نمبر ۲
परात्तु तच्छ्रुते अ॰ २ पा॰ ३ सू॰ ४१ ॥

ترجمہ پرکرتی سے اس جگت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ یعنی جگت پرکرتی سے بنا ہے

نمبر ۳
अंशो नाना व्यपदेशाद न्यथा चापि दाशकितवादित्वमधीयत एके अ॰ २ पा॰ ३ सू॰ ४३ ॥

نمبر ۳۴ - ترجمہ - یہ بھی ایک رشی کا مت ہے کہ جیو انش کے تل ہے جیتن شکتی کے سبب سے۔ کیونکہ دانش۔ کیتو وغیرہ لوگ برہم کو پراپت ہو گئے یہ سوتر نمبر ۳۴ کا ترجمہ ہے جس کا اچھی طرح رد اسی ادھیائے کے اسی پاد کے سوتر ۴۸ میں موجود ہے۔ اور سوتر ۱۳ نمبر ۲ یہ سراپا آپ کے مخالف ہے۔ کیونکہ اس میں یہ لکھا ہے کہ اگر جیو برہم ہو جاویگا۔ تو برہم کو بھوگتا کا الزام لگیگا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ بات عام طور پر ظاہر ہے کہ برہم کرموں کے پھل بھوگنے سے جدا ہے اور جیو پھل بھوگتا ہے +

نمبر ۴ - لیجے سوتر ۱ - ادھیا میں ظاہر کیا ہے کہ جسکو برہم پرماتما کی جگیاسا (تلاش) ہو لیجے جو حق کا طالب ہو۔ وہ اس گرنتھ کا مطالعہ کرے۔ اور نمبر اسی پاد کے سوتر ۲ و ۳ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ برہم کون ہے۔ جس کے جواب میں بیاس جی نے فرمایا ہے کہ تمام جگت کے مرن جنم وغیرہ جس کی آگیا سے ہوتے ہیں۔ جو سب جگت کو سرشٹی سے پیدا کر نیوالا ہے علاوہ برآں رگ۔ یجر۔ سام۔ اور اتھرو ویدوں کا گیان داتا پرکاش کرتا سرب ودیا پد ہو سجد انند سروپ ہے وہی برہم ہے۔ کیونکہ نہ تو جگت کی اتپتی خود بخود ہو سکتی ہے۔ اور نہ بجز ویدوں کے کسی جیو کو گیان ہو سکتا ہے ابتدا میں جونکہ تمام انسان جاہل تھے۔ سا براں ہمیشہ بنی نوع انسان کے گیان کے واسطے وید مقدس کا گیان اسی پرمیشور سے ہے۔ اور کسی سے نہیں کیونکہ ایسے کامل سب ودیاؤں کی پستک سوائے کسی کامل گیان (عقل کل) کے نہیں ہو سکتی۔ بس وہ سرب گیان پرم دھرم ہے +

نمبر ۵ - اتیری برہمن کا کوئی حوالہ آپنے نہیں دیا۔ اور نہ تلاش کرنے سے کوئی پتہ ملا۔

نمبر ۶ - تیتری برہمن اول تو غیر مستند ہے۔ دوم آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ پھر ہم کہاں تلاش کریں +

نمبر ۷ - سوتیاشتر غیر مستند ہے (دیکھو لیکچر نمبر ۱ کا جواب صفحہ ۳ کا حاشیہ) اور اس کا بھی کوئی ٹھیک حوالہ نہیں دیا۔ ہم بھی آپکے لیکچر نمبر ۲ کا جواب باصواب لیکچر نمبر ۲ میں تحریر کر چکے ہیں۔

آپنے صفحہ ۸ سے ۱۰ تک یہی عبارت درج کی ہے۔ جو لیکچر نمبر ۲ میں صفحہ ۱۰ سے ۱۲ - اور لیکچر نمبر ۳ میں صفحہ ۴۰ و ۴۳ پر لکھی ہے۔ سا براں اس کا جواب یہاں ہی بیان فضول سمجھ کر ناظرین کو جواب لیکچر نمبر ۲ کی طرف توجہ دلاتا ہوں - اور اگر زیادہ دیکھنا چاہو تو دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۰ سے ۲۹۹ تک مطبوعہ بار سوم +

پادری ۱۱ - ہم حسب معمول ویدوں اور ان کتابوں کے جن کو سوامی دیانند جی نے سچی تسلیم کر لیا ہے (دیکھو لیکچر نمبر ۱) کے حوالجات کے احاطہ سے باہر نہیں نکلتے ہیں +

ہم اپنے پڑھنے والوں کو پھر یاد دلاتے ہیں۔ کہ جیسا ہم نے لیکچر نمبر اول میں کہا ہے کہ سوامی دیانند جی گیارہ اپ نشد اور چھ درسنوں کو ویدوں کے ہم پایہ مانتے ہیں +

آریہ - آپ بالکل اپنے اقرار سے باہر ہو گئے۔ آپنے یہاں لکھ لکھنے کے بعد پھر نہیں دیکھا وہاں دس اپ نشد ہیں (دیکھو لیکچر نمبر ۱ صفحہ ۷ سطر ۹۰) علاوہ براں ہم آپ کے بہت سے بیجا حوالہ رد کر چکے ہیں۔ (دیکھو جواب نمبر ۱ سے ۴ تک)

پادری ۱۱ - آریوں کا یہ بھی دعوے ہے کہ یہ کتابیں (مراد چھ درشنوں سے ہے) ایک دوسرے سے بالکل متعلق ہیں۔ فقط متعلق ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کو منور و مشرح کرتی ہیں۔ مثلاً وتیشیک درشن میں اسبار کی ہیئت۔ نیاو درشن میں ان کی تفاوت۔ سانکھ میں ان کے اصل اور تحلیل میں ان کتب ...

کی تعلیم سمجھے کی بات لکھا ہے جیمنی میں ایمان اور ایمانداروں کا ذکر ہے۔ اور ویدانت درشن میں نجات اور نجات حاصل کرنے کے لئے طریقہ کا بیان ہے۔ یہہ سوامی دیانند جی کا عقیدہ ہے۔ اگر سچ ہے اختلاف تو در کنار ایک کتاب کے نہ ہونے سے باقیوں کا سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جیسا اتعل بغیر جانی کے کسی کام کا نہیں ✦

آریہ۔ یہاں بھی آپنے غلطی کی۔ سوامی جی کا عقیدہ ایسا نہیں۔ بلکہ ایسا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰ بار سوم سطر ۲ سے ۴ تک

سوال:۔ جیسا سیتاست اور دوسرے گرنتھوں کا پرسپر ورودھ ہے۔ ویسے ہی ان شاستروں میں ہے۔

جواب۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ورودھ کس وشے میں ہوتا ہے۔ کیا ایک وشے میں یا بھن بھن (جدا جدا) وشیوں میں۔

سوال۔ ایک وشے میں انیکوں کا پرسپر ورودھ کتھن ہو اسکو ورودھ کہتے ہیں۔ یہاں بھی سرشٹی ایک ہی وشے ہے۔

جواب۔ کیا ودیا ایک ہے یا دو۔ اگر ایک ہے تو ویاکرن۔ ویدک۔ جوتش وغیرہ کا جدا جدا وشے کیوں ہے۔ جیسے ایک ودیا میں انیک ودیا کے اوئوں کے ایک دوسرے سے بھن (جدا) پرتپادن ہوتا ہے۔ ویسے ہی سرشٹی ودیا کے بھن بھن چھ اویوں کا شاستروں میں پرتپادن کرنے سے ان میں کچھ بھی ورودھ نہیں۔ جیسے گھوڑے کے بنانے میں۔ کرم۔ سنتے۔ مٹی۔ وچار۔ سیوگ دیوگ آدمی کا پورشارتھ۔ پرکرتی کے گن۔ اور کمہار کارن ہے۔ ویسے ہی سرشٹی کا جو کرم کارن ہے۔ اس کی ویاکھیا۔ میمانسا سے کی ویاکھیا۔ ویشیشک میں اپادان کارن کی ویاکھیا یوگ میں پورشارتھ کی ویاکھیا یوگ میں۔ تتوں کے انوکرم پرگنن کی ویاکھیا سانکھیہ میں اور نمت کارن جو پرمیشور ہے اس کی ویاکھیا ویدانت شاستر میں ہے۔ اس سے کچھ بھی ورودھ نہیں۔ ایسا ہی بھی سب ہے۔ کہ کوئی شخص کسی شاستر کو پڑھے بغیر نہیں سمجھتا۔ جو ایک ہے وہ لوگ نہیں جانتا۔ اور جو صرف یوگی ہے وہ سانکھیہ۔ نہیں جانتا جو سانکھیہ کا ہے وہ ویدانت نہیں جانتا۔ اور صرف ویدانت کے جاننے والا مار و میمانسک ان شاستروں سے محروم ہے اگر اصول تمہارے ایسے نہیں ہیں۔ تو ایک جاننے سے بقیہ پانچوں کا عالم ہو جانا ممکن ہے۔ حالانکہ سرزیا ناممکن ہے۔ صفحہ ۰ سابیہ کوئی نظیر نہیں۔ اس واسطے آپ کے الزام تمام و ناکام ہیں ✦

پادری ۱۳۔ یہہ شاستر آپس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ شاریرک ادھیا ۱۔ ۱ سوتر ۵۔ ادھیاء ۲ پاد ۲ سوتر ۱ و ۱۳ و ۱۷ میں سانکھیہ رشی کے ادھیا ۲ پاد ۲ سوتر ۱۷-۱۳ میں۔ ویشیشک رشی کی اور ۱۷ و ۳۳ میں ہار درشن کے ادھیا ۲ پاد کے اور سوتروں میں جیمنی کا خوب خاکہ اڑایا ہے۔

آریہ۔ ہم اسکے جواب میں بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اصل سوتر تحریر کر کے آپ کے اعتراض کی اصلیت ظاہر کریں

مثلاً

इक्षते र्नाशब्दं अ० १ पा० १ सू० ५ ॥
रचनानुपपत्ते श्च नानु पानम अ० २ पा० २ सू० १ ॥
उभयथा पिनक र्मात स्त माव अ० २ पा० २ सू० १३ ।
अपरिग्रहा । श्चा त्यन्तमनपेक्षा अ० २ पा० २ सू०
१७ ॥ नैकस्मिन सम्भवात अ० २ पा० ४ सू० ३३ ॥

یہہ مندرجہ بالا تمام سوتر ہیں بتلاؤ ان میں سانکھیہ ویشیشک اور یہار کا کہاں ذکر ہے ✦

پادری ۱۲۔ علاوہ ازیں دیکھا جاتا ہے کہ ان کتابوں کے مصنف ایک دوسری کو خوب گالی گلوچ دیتے ہیں مثلاً نیائے ویدانت درشن کو کفر کی کتاب کہتا ہے ویدانت اس کے جواب میں نیائے کو کتے کے نام سے پکارتا ہے سانکھیہ ان دونوں کو ملعون بتلاتا ہے۔ اور تیجلی ان تینوں کو لغو اور بیہودہ کتابیں قرار دیتا ہے

آریہ۔ جناب یہہ سراسر بے معنی اور فضول آپکی طبعزاد گالیاں ہیں

؎ خوں محبت نما بد جا جوئے را ✦ سو پر عاشق درہم کشد بوئے را

تمام نیائے درشن میں ویدانت درشن کا ذکر یا نام و نشان نہیں کیونکہ وہ اس سے ہزاروں برس پہلے کا تصنیف ہے۔ اور سانکھیہ میں اس کا بیان نہیں جب بیاس تیجلی کے بعد ہوئے (دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۱۵) جس کا آپ کو خود ہی اقبال ہے۔ تو تیجلی ان کو کس طرح خدانخواستہ گالیاں دے سکتے ہیں۔ اور کیا آریہ رشیوں سے ایسا ہونا ممکن ہے چونکہ آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ صرف بائبل کے مکاشفات کی طرح لایعنی گپ ہانک دی۔ پس ہم کسی طرح نہیں مان سکتے۔ بلکہ سراسر اپریل فول سمجھتے ہیں۔ اگر سچے ہو تو ہماری طرح ثبوت دو۔ ورنہ ایسی فضولیات سے آپ کے حق میں خاموشی بہتر ہے ✦

پادری ۱۴۔ سانکھیہ درشن کے بھاگکے وگیان بھکشو میں ذیل کی حکایت شیو جی ماریچی کی مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ دیو مختلف روپ کر کے انکو مختلف قومیں مختلف طرح سے گھگھتا رہا) اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ رشیوں کا ایک دوسرے کی تصنیف کی بابت کسطرح کا خیال ہوتا تھا ✦

آریہ۔ آپ پھر کہیں گے اور گپ ماریں گے۔ کہ ہم سوامی دیانند جی کی مسند کتب کے حوالہ سے باہر نہیں نکلے۔ دیکھو سوامی جی نے سانکھیہ درشن پر بھاشیہ کو آرت بھاس مانا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷) اور وگیان بھکشو تو آجکل کا ایک توس ودانتی گذرا ہے۔ دوسرا کیا وہ تو ۵ سو برس سے بہت پیچھے ہے۔ اور وہ کوئی رشی مانی نہیں۔ بلکہ ایک نام مانگی تھا یہہ حکایت بیشک اسنے لکھی ہے۔ مگر سانکھیہ درشن کے سوتر کا ارتھ نہیں۔ بلکہ اسی ٹیکا والنے نے پدم پوران کا (دیکھو صفحہ ۷ مطبوعہ کلکتہ) ایک قصہ مسخری کے طور پر دنیا کے سب شاستروں پر اپنے دیباچہ میں لکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ بد معاشوں نے نہیں بلکہ خود شیو جی بھولے مہادیو بھنگ یا چرس یا دھتورے کی ترنگ میں یہہ تمام سرارتیں کرتے رہے۔ جیسے آجکل کے بھنگی چرسی بت استعمال کرتے وقت شیو جی کو پکارا کرتے ہیں۔ وہی حال وگیان بھکشو کی اس حکایت سے ہے۔ کسی وید کسی شاستر کسی اپنشد یا براہمن کا وہ واک نہیں۔ اور نہ کسی میں وہ حکایت ہے۔ بلکہ پدم پوران میں وہ حکایت دیکھی جاتی ہے ہم اسکو بائبل کی ہر بات کی طرح غیر مستند مانتے ہیں ✦

پادری ۱۵۔ دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال کے آریہ لوگ تین چیزوں کو انادی اور غیر مخلوق مانتے ہیں۔ یعنی خدا۔ مادہ۔ آدمیوں کی روح

آریہ۔ یہہ بات آپکی بالکل راست ہے۔ اور ہم اسکے ہر فقرہ سے اتفاق کرتے ہیں ہم لوگ ایسا ہی مانتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دھرم ہے

پادری ۱۵ سے ۳۲ صفحہ تک ایک طول طویل عبارت اس مسئلہ پر لکھی

کہ مایا کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ حالانکہ یہہ بدھ مذہب کی تعلیم ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے آریہ دوست ہمکو بتلائیں کہ مقدس ویدوں میں مایا کے مسئلہ کی تعلیم کہاں ملتی ہے ٭

آریہ۔ یہہ آپکا سراپا ناراست بیان اور فضول بہتان ہے۔ کوئی ممبر آریہ سماج مایا کو نہیں مانتا اور نہ ہی مقدس وید مایا کو مانتے ہیں۔ اور نہ سوامی جی مہاراج نے اسکا کہیں اشارہ کیا ہے۔ آپنے عبث اسقدر وقت ضایع کیا ٭

پادری۔ ۲۳۔ آریہ مت خدا کی نہایت ہی تحقیر کرتا ہے۔ آریہ خدا کی بے عزتی کرتے ہیں۔ اور ان کے بموجب روئے زمین کا تمام مسالا بھی وہی ہے۔

آریہ۔ یہہ بیان آپکا آریہ دھرم سے کسی طرح مطابق نہیں۔ ہم مادہ دنیا کو قدیم مانتے ہیں۔ اور اسکو ہمیشہ انادی زمانہ سے جگت کے پیدا کرنیکا مصالحہ پرمیشور کے قبضۂ قدرت میں جانتے ہیں۔ پس ہم ناکوئی اور آریہ بھی ایسا کبھی نہیں مانتا۔ کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز بنگیا اور دنیا کا میلہ بھی وہی ہے۔ ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے عقیدے پر اور ناستک سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو۔ ہم روحوں کو خدا نہیں مانتے ہیں۔ اور خدا کا حصہ۔ اور نہ اسی طرح پرمانوؤں کو۔ بلکہ تینوں کو جدا جدا انادی زمانہ سے مانتے ہیں۔ پرمانو جڑھ ہیں۔ مگر خدا جڑھ نہیں۔ روح الپگیہ اور دکھ سکھ کے بندھن میں ہیں۔ مگر خدا ایسا نہیں۔ وہ سروگیہ اور سچدانند ہے۔ مگر آپکی بائیبل ایسا ہی مانتی ہے ٭

نمبر ۱۔ "سب چیزیں اس سے (خدا سے) موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی۔ زندگی اس میں تھی وہ زندگی انسان کا نور تھی۔" یوحنا انجیل باب ۱۔ آیت ۳ و ۴

نمبر ۲۔ خداوند کی کلام سے آسمان بنے۔ اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے اس نے کہا اور وہ ہوگیا۔ اس نے فرمایا اور وہ برپا ہوا۔" زبور ۳۳۔ آیت ۶ و ۹ ٭

نمبر ۳۔ اس نے حکم دیا اور وے موجود ہوگئے۔ اسنے اسکو ابدی پایداری بخشی" زبور ۱۴۸۔ آیت ۵"

نمبر ۴ "ایمان ہی کے سبب ہم جان گئے کہ عالم خدا کی کلام سے بن گئے ایسا کہ وے چیزیں جو دیکھنے میں آئیں ان چیزوں سے نہیں بنیں جو دیکھی جاتیں" عبرانیوں کا خط باب ۱۱۔ آیت ۳۔

اس کے ساتھ ہی یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی آیت بھی زیر نظر رکھنی چاہئے "کہ ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا"

اب ہم وہی الفاظ جو آپنے صفحہ ۳۲ کی سطر ۱۴ سے ۱۹ تک ہماری نسبت غلطی سے تحریر کئے ہیں۔ بائیبل کی نظر اور آپکے اپن کرتے ہیں۔ یعنے ایسے جھوٹھے اور بہرمت کہ بولنے مسئلوں کے معتقد سچے راستی سے صدہا کوس دور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ نیچر اپنے دل اور ضمیر کے گنہگار ہیں۔ بیچارہ مرزا وردہ سرد لگا نادی ہونا تو کجا۔ ابھی انہیں علم اخلاق اور مذہب کے اصولوں کی الف بے سیکھنی ہے۔ وہ خیر فانی نابناشی) پرماتما کے جلال کو جھوٹ سے بدل ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکی ذات پاک میں تمام گناہ تجلیاں بدکاریاں۔ (جیسے دنیا آلودہ ہے) مخلوط کرنے سے ایسا۔ بدتہذیب کرتے ہیں" اور ہمارے عقیدہ کی نسبت پادری صاحب نے صفحہ ۴ کی سطر ۱۳ میں فرمایا ہے۔ کہ ان کے عقیدہ پر ہمارا اعتراض نہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے"

پس جو ہمارا عقیدہ ہے۔ وہ ہم عرض کرچکے اور پادری صاحب تسلیم کرچکے اب ہم بتلاتے ہیں کہ بائیبل خدا کی بہت سی کرتی ہے ٭

نمبر ۱۔ بائیبل کا
آیت ۱۹۔ استثنا باب
دوسری سموئیل باب ۲۲
نمبر ۲۔ بائیبل کا خدا لے
آیت ۳۔ اور پیدائیش باب
باب ۱۱۔ آیت ۶ و ۷)
نمبر ۳۔ بائیبل کا خدا عادل
آیت ۵ رومیوں کا خط باب ۹۔
سموئیل ۲ باب $\frac{24}{17}$)
نمبر ۴۔ بائیبل کا خدا محدود۔ اور الپگیہ
باب ۱۸۔ آیت ۲ سے ۳۳ تک۔ خروج باب
باب ۳۔ آیت ۸) ٭
نمبر ۵۔ بائیبل کا خدا بدمعاشی سکھلاتا ہے
آیت ۷۔ حزقی ایل باب ۲۔ آیت ۲۵۔ پیدائیش باب
نمبر ۶۔ بائیبل کا خدا جھوٹھ بولتا اور جھوٹھ بلواتا
کی کتاب باب ۹۔ آیت ۲۳۔ حزقی ایل کی کتاب ۱۴۔ آ
نمبر ۷۔ بائیبل کا خدا استراب کا مبتلا ہے دیکھو پہلی سموا
باب ۷۔ آیت ۱۴۔ اور خروج باب ۱۔ آیت ۱۔
نمبر ۸۔ بائیبل کا خدا ایسے فعلوں سے بچھتاتا
پیدائیش ۸۔ آیت ۲۱ و ۲۲)

اب ہم یہاں پر انجیل کے الہام کا ایک اعلیٰ نمونہ عرض کرتے ہیں

"لیکن اگر کوئی یہ سمجھے۔ کہ میں اپنی کنیا سے ناشبہ کام کرتا ہوں۔ اور ایسا ہونا اوشیہ ہے۔ تو جو وہ چاہتا ہے سو کرے"

(قرنتیوں ۱ باب ۷۔ آیت ۳۶۔ انجیل مطبوعہ الہ آباد ۱۸۴۴ء۔ اس کا نتیجہ اور عملدرآمد دیکھو حضرت لوط پیغمبر کا قصہ توریت پیدائیش ۱۹۔ سے ۳۸ تک) ٭

جب بائیبل خدا کو اس قدر الزام لگاتی ہے۔ اور انسان کے دلمیں اسکی بے قدری نام کراتی ہے۔ انسان کی سرشت کو شقاوت اور بدکاری اور بدمعاشی میں ... سانی ہے۔ وہ ایک بچہ مدبر بیتو رسے بٹاکر تیس کے بجہ میں بھساتی ہے۔ اسواسطے کسی طرح خدا کا کلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہدایت کی کتاب کہلا سکتی ہے۔ مگر وید اس سے بر خلاف سرمایہ کی ذات کو جملہ عیوب سے پاک (سدھ) اور پاپ اور اگیان سے رہت سربشکتی مان شرب آدھار سیار کاری بتلاتے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ ویدونکی تعلیم عقل کو بڑھانیوالی۔ روحانی شانتی کی لذت چکھانیوالی۔ توحید کی صداقت اور تثلیث کی بطالت کو دل میں بٹھانیوالی ہے سارا ان ویدہی اشور کا گیان ہے وید ہی صداقت کی کان ہے ہر ایک انسان کو جسے راستی کی تلاش اور روح کی شانتی منظور ہو وہ اس چشمۂ فیض اور گلزار امرت سے سیراب اور معطر ہونے کے واسطے توجہ مبذول فرماوے ٭

اے ہم نا بہ سما سرے ہی گذارش ہمارے دیشی بھائیوں کے دلمیں جاگزیں کرا اور انہیں کامل گیان عطا فرما ... کہ وہ بیچ ... عیسی بحث عیسی جیت ہو ... حکامو ... عمل فرماویں اور حقیقی ملبی انتک ایتی سے سدرتہ ... کہ پچھے ... منتان ... ہم اسحمتہ ...

لحر ملک کے ساں ہیں ہے جیسے
ں۔ اعط قربانی سے ہی اسکے لکچر
اسرا۔ جیسا کہ ہمارا سروع سے
م کسے محولہ پادری صاحب آنکھوں

ے کے لیئے ایک صرف سہدو کو بھی شریک کیا جیئے
ں کے جواب میں ہیں دو صاحبوں سے مقابلہ
ولہ۔ ساحق و باطل کا موازنہ
ں ۔ ا۔ لو ہیں اسکے جھوٹے میں ذرا بھی انکار
لیے ماننے کے لئے ہیں مجبور یا ملول نہیں کرتے
ذر ہے تو اس بات کا کہ ہمارا دوسرا فریق راستی
ہوگا۔ بہر حال اس قول سے۔

निन्दन्तु नीति निपुणा यदि वा ।
माविशतु यच्छतु वाय यथेष्टम्
मस्तु युगान्तरे वा न्याया त्पथः
धीराः ॥ भ० श० ॥

ہ دالرس یا ستتی رد۔۔ ملے یا سب نسٹ ہو جائے۔ بی العود
ہو مل۔ یدگانی حاصل ہو۔ یا و جود اس کے بھی ہدھی ماں دھرماتما
راستی کو جو سیں صداقت ہے ذرا بھی بیاگ نہیں کرتے" عمل کرکے
۔۔ سے دشمن اگر ہوی سب نگہباں ہو وی تراست + راسی کے یکاں

ج۔ س

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

ے کے ماننے سے کسی آریہ سرشٹ کو کبھی انکار نہیں بلکہ ہمیشہ اقرار ہے۔ اور تمام
ے سنسکاروں کا اسی پہدار ومدار۔ ہر ایک آدمی جسے کچھ بھی تجربہ ہے وہ جانتا ہے
ونیا پر بہات ضروری ہے۔ یگیہ سے ہی ہندوان سکھ کو پراپت ہوتے ہیں یگیہ سے
یسٹ گنوں سے دوری ہتی ہے۔ یگیہ سے ہی دشمن دوست بن جاتے
ایام تمام ستارک سکھ یگیہ میں شامل ہیں اس واسطے آریہ تس ویدوں
یگیہ کو افضل جز جانتے ہیں۔ اور اسی ایشور آگیا پالن کرنے سے
دنیا کی بہبودی مانتے ہیں +

پادری ۵۔ موجودہ ہندو مذہب بدھ مذہب کیطرح۔ اور بہت اسکی تاثیر کے
سخلاف ساتن دھرم بالکل یگیہ کی مردود کرتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر ہمیں بہت افسوس
آتا ہے +

آریہ۔ یہ بیان آپ کا بالکل غلط ہے۔ ہندو مذہب یگیہ کی تردید نہیں کرتا۔ بلکہ
سرد تعظیم تائید کرتا ہے۔ ہاں اگر یگیہ سے آپکی مراد قربانی ہے تو یہی غلط ہے۔ کیونکہ ہندو
مذہب بطور اپنی اور بہت سی بیانتوں کے قربانی کو جایز بتلاتا ہے۔ دیکھو کلکتہ میں کالی
کا مندر اور کالکا جی میں جالا جی کا مندر۔ اور اسی طرح نیپال میں جہاں بکری بھینسے
مندر تا رسہ جاتے۔ اور ان لوگ بقول خود ثواب پاتے ہیں۔ اور لودر کتاب چھج چند ماہ

کی بات ہے۔ کہ ہمارے ایک آریہ بھائی کو ضلع گونڈہ میں چند قصر ہندوں کی بت پرستی کے
واسطے لیگئے۔ ذبح کرلے جاتے تھے کہ بطور امداد غیبی چند سوار سرکاری پہنچ گئے اور انکے
کو اٹھالائے بغیر بھاگ گئے (دیکھو آریہ گزٹ جلد ۳ نمبر)

پادری ۵۔ اور زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج جسکی بنیاد
آجکل صرف اسی غرض پر مبنی ہوئی ہے کہ وہ مذہب ویدک کے اصلی عقیدے اور طریق کو
بحال کرے۔ وید کے اس بڑے مسئلے کی تردید کرتی ہے۔

آریہ۔ آپنے صرف یہی ایک بات دیکھی۔ آریہ سماج تو صدہا باتوں کی (جنکے جاہل لوگ
قایل ہیں) تردید کرتی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے بحال آپکے ایسی ہی مضبوط ہیں
جنکو تمام ہندو لوگ بصدق دل یا طوعاً مانتے ہیں۔ کہ وہ ویدک ہدایتیں ہیں۔
مثل گورکھشا ل۔ بت پرستی ہے جسے صرف آریہ ورت ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگ
مانتے ہیں۔ آریہ سماج کہتی ہے۔ کہ یہ بالکل وید کے خلاف ہے۔ اسی طرح تیرتھ یا
دریا یا پیر پرستی یا مردہ پرستی۔ دیوی دیوتا پرستی برہما۔ انس منش پرستی۔ اوتار
پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ آفتاب ومہتاب پرستی۔ بیل شجر پرستی۔ آتش وآب پرستی۔
غرضکہ ۳۳ کروڑ دیوتا پرستی کو آریہ سماج نے مٹا میٹ کر دیا۔ آریہ فاضل شری سرچکا
چاریہ سوامی جی مہاراج نے ہندو پنڈتوں کو بنارس۔ بمبئی۔ بنگلی۔ امرتسر۔ میرٹھ
اجمیر۔ فرخ آباد۔ ہردوار۔ وغیرہ مشہور مقامات میں ایسی شکست فاش دی کہ شکست
کھاتے ہی صدہا پنڈتوں بااں کے شاگردوں نے مورتی پوجا سے بصدق دل توبہ
کی بعد ازاں نے بہ انسجب کئے۔ کہ ایشور کی مہاں کرپا سے ہم پاس ہیں۔ اور بارہا
ملاقات رستکاری ہوئی۔ صدہا لوگوں نے ٹھاکروں کی پیرسنگ۔ جمن وگنگ
کے اریں کی +

مگر آپکو اور خود غرض جماں کس بردہنتوں کو ابھی تک افسوس ہی رہا ہم کو
بھی افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے۔ کہ دھنتر وید کی موجودگی میں آپ لوگوں کو
شفا نہ ملی +

پادری ۷۔ ڈاکٹر متر صاحب کا قول ہے۔ کہ جب برہمنوں کا بدھ مت والوں
سے معاملہ آن پڑا۔ تو انہوں نے بھی آہستہ اور بے معلوم جیو رکھشا کو اختیار کر لیا

آریہ۔ یہ صرف ان کا قول ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ دھرم کا معاملہ مخول نہیں۔ ہم
ہر ایک کا قول جو دھرم شاستر کے ورودھ ہو ماننے سے انکاری ہیں۔ وید ہمیں اجازت
دیتے ہیں کہ ہر ایک قول کو سنیں مگر ماننے کے واسطے ہمیں ایشور نے صرف ایک بیج اور
ایک ہی زبان دی ہے۔ ہم ہر ایک بات کو بموجب ہدایت تحرو بدا و مینا ۴ منتر ۳)
کے قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمیں صرف معقول ماننے کی آگیا ہے۔ فضول کی نہیں۔
ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بدھ مذہب سے ہزاروں برس پہلے کی کتابوں میں جیو رکھشا کی ہدایت
ہے۔ اور صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ باعث سعادت۔ پھر ہم کس طرح ایک فضول
قول کو قبول کر سکتے ہیں +

پادری ۱۰۔ اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جیسا کہ آگے منکشف ہو جائیگا
کہ ہر قسم قربانی انسانی بھی قدیم آریہ میں جایز ورواج تھا۔

آریہ۔ حضرت ایسا ہرگز نہیں۔ اور نہ ممکن ہے۔ کیونکہ قدیم آریہ مہذب علم دوست
اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔" کبھی انسانی قربانی آریہ دھرم نے نہیں مانی اور نہ وید نے
جایز گردانی ہے +

پادری ۳۲۔ کچھ شک نہیں کہ قدیم آریہ میں قربانی انسان بھی رواج تھی
اور اس کا رواج ویدوں کے قانون کے مطابق تھا۔ یجروید میں انسان کی قربانی

کا صاف صاف حکم ہے - ادھیاے ۲ ستر ۲۶ پرجاپتی کے لئے آدمی قربان کئے جائیں

آریہ - ہم آپ کی غلطی مٹانے اور لوگوں کو اس طوفان سے بچانے کے واسطے ضروری جانتے ہیں کہ اصل منتر لکھ کر اسکا ارتھ کریں ●

प्रजा प त्ये पुरुषा न हस्ति न ऽ ग्रा लभ ते।
य० ग्र २४ मं० ५ २९

دیکھو مارچ سبد ہوا ولیتھروج صاحب

ترجمہ - "جو راجا پرجا پالنے کے لئے آدمیوں اور ہتھیوں کو برایت ہوتا ہے وہی شجاع اور توانا ہوتا ہے ●

پادری - ۳۶ - رماہ وید کی قدیم رسومات میں ایک کا نام مہا پرستھان تھا - اس میں ضرور تھا - کہ صاحب رسم بے کھٹکے سمندر میں چلا جائے - اور یوں اپنی کسی عمر کو دریا میں غرق کرے - ایک اور رسم جو کرنے والے کا باہم ستانا موسوم تھی یہ حکم تھا کہ انسان اپنے آپ کو جلا کر ہلاک کرے

آریہ - یہ بات بالکل وید کے خلاف ہے وید ایسے آدمی کو مہاپاپی اور نرک گامی بتلاتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے یجر وید ادھیاے ۴۰ منتر ۳

असुर्या नाम ते लोका अन्धेन तमसा वृतानता स्ते प्रेत्या पिगच्छन्ति ये के चात्म हनो जनता ॥ यजु० अ० ४० मं० ३

ترجمہ - مہا اندھکار جہاں گیان اور روشنی کا پرکاش نہیں ایسے نرک کو وہ لوگ پراپت ہوتے ہیں جو خودکشی کرتے ہیں ●

حضرت جب وید کا یہ ارشاد ہے تو ہم آپ کی بے بنیاد باتوں پر کس طرح اعتماد کریں ●

پادری ۳۷ - رگ وید منڈل ۱ - ادھیاے ۲ سکتا اول و مابعد میں ایسی قربانی کا بیان ہے ان سکتوں میں ساسیف نامی ایک آدمی کا ذکر ہے - جو کہ جب سدھا ہوا - اور مقتول ہونے کے قریب تھا - وہ درد مندی سے اجازت چاہتا ہے - کہ پھر اپنی ماں اور باپ کو دیکھے - یہی رگوید کی ایتریہ برہمن میں اور مہابھارت برہمن تیا رامائن کے بال کانڈ میں مفصل بیان ہے - منوجی کی شاستر میں بھی اسکا حال لکھا ہے ساسیف اپنے باپ اجی گرتا کو اپنے قتل کے لئے چھری تیز کرتے ہوئے دیکھ کر کلمات نفرت آمیز زبان پہ لایا ●

آریہ - آپکا حوالہ بھی دعووں کی طرح راستی سے دور ہیں - سوائے دھوکہ دینے کے اور آپکا کوئی مقصود نظر نہیں آتا - یہ حوالے اور اشارے آپکے اصل میں انشٹ اول ادھیاے ۲ ورگ ۲ یا منڈل ۱ - انوواک ۶ سکت ۲۴ منتر ۱۲ و ۱۳ کیطرف ہیں - کل اس شور اسیف (جسکو آپ ساسیف لکھتے ہیں) والے سکت کے ۱۵ منتر ہیں جن میں صرف ۱۲ و ۱۳ میں شوناشیپ لفظ ہے جسکا نروکت کار یاسک منی جی ویدک لغات میں یہ ارتھ فرماتے ہیں -

शवाशुपायी शवते वां स्या दृति कर्मणा शवसिते वां ॥ निरुक्त ३ अ० १९ खं० ३-४-९

(वा) शेपो वैतस इति पुंस प्रजननस्य शेपः आपतेस्य प्रातिक र्मणी ७ ३-११ (वा) ३-४-४

ترجمہ - شواشند سائیکی ارتھ میں آتا ہے - شو تی دھاتو سے جسکا ارتھ گتی ہے - وا شوستی دھاتو سے گتی کا ارتھ گیان گمن پراپتی ہے - وہ ارتھ سوفی کا ہے جسکا سوا شبد ہوتا ہے - جسکا سی کا روپ ہوتا ہے ●

شیپ اور ویتس پرجن کے نام ہیں شیپی دھاتو سے جسکا ارتھ سپرش ہے جتنے صاف تاب ہے - کہ شوناشیپ داتک ہے - اس کا جسا ودیا سے پرپت ہو یعنی ودوان - یہ ویدک اصطلاح میں کسی خاص آدمی کا نام نہیں - بلکہ ورج کی جگہ استعمال ہوتا ہے ●

ان منتروں میں یوپ کا نام نہیں اور نہ کچھ ذکر ہے - اور نہ ہی اجی گرتا کا نام اس تمام سکت میں کہیں ہے - اور نہ کوئی ایسا لفظ بھی ہے - ایتریہ برہمن کا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا ●

مہابھارت جو دیے سمجھے ہے اور نہ ہی آپنے اسکا کوئی حوالہ دیا ●

رامائن اگرچہ موجب لکھ نمبر ۱ - آپ کی لے سند ہے - دیکھو صفحہ ۶ مگر اسکا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا - اور نہ کسی ادھیاے یا سرگ یا شلوک کا پتہ بتلایا -

منوجی کی سمرتی کا بھی آپنے کوئی نشان نہ دیا - پھر ہم کہاں تلاش کریں جبکہ اسکی بنا جبکہ وید ہے وہاں ہی نشان نہیں - بس اعتراض کا کسی طرح امکان نہیں

پادری - ۴۱ - ۴۲ - ۴۴ - ۵۸ سے ۶۰ تک - پرش میدھ کے بارے میں ایک شوناسی مختلف دیوتا کے نام مسطور ہیں - اور ہر ایک دیوتا کے لئے خاص قسم کا انسان بھینٹ یا بھوگ مذکور ہے تمام نام تیتریہ برہمن میں منقول ہے اس قدر طویل ہے - کہ اسکی اس اختصار میں گنجائش نہیں - ۳۷ اسی کتاب اندوا یرین جلد ۲ صفحہ ۸۱ سے ۸۲ میں بیان کیا ہے - یہاں اشارہ ہی کہنا بس ہوگا کہ ہر ایک جاندار قربانی کے قابل انسان ہیں - ایک بھی مرا نہیں -

آریہ - ہم نے آپ کے مضمون کو پڑھ کر تیتریہ سوامی جی کا مستند نہیں - اور سوامی جی اسکو سیج آپ کو خود بھی اعمال ہے (دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۶) مگر مستند گرنتھ میں بھی نہیں - معلوم نہیں کہ انکو چھوڑکر سی تلاش کی اسکا پتہ ندارد ہے - پس اول تو بغیر منتر ہم جواب دینے سے معذور ہیں ●

پادری - ۵۱ - تیتریہ ارنیکا صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴

ऋषे पशुं पुरुष त्नमपृन

انہوں نے پرش پشو کو قربانی کیا - پرش جو ابتدا سے پیدا تھا -

اسی طرح شتاپتھ برہمن صفحہ ۸۳۶

४ प्रजापति रात्मानम् प्रददौय ज्ञोह्वा सौमामा ॥

ترجمہ - مخلوقات کے خداوند پرجاپتی نے اپنے آپ کو ان کے لئے دیدیا کہ وہ انکی قربانی دیا تھا ●

آریہ - اصل مطلب تو یہ ہو جانے کے خیال سے نہ یہ ایک ناکمل ٹکڑا خدا نخواستہ خداوند مسیح کی قربانی کے ثبوت میں درج فرمایا - تاکہ کسی طرح مسیح کی صداقت ہو جائے مگر افسوس کہ آپکا ارادہ پورا نہ ہوا - ہم آپکی طرح ناکمل نہیں بلکہ پوری عبارت کو درج کرکے اس کا ترجمہ لکھتے ہیں ●

अयटे त्रा। अन्योऽस्यां न श्वेव जुहूर्न अकस्तेन्व्यः प्रजा पति रात्मा नं प्रं दं ऽ न्नौ रत्तौ हे दामामस् बन्तौ हि देवा मन्त्रे ये ।

श० कां० ११ अ० १ ब्रा० ८ अ० १ कं० ५ ॥

ترجمہ (اس آٹھوں برہمن کے شروع میں देवा श्च वा अ स रा श्च یعنے دیوتا اور رید چلن یا وودوان اور جہلا یا شریر لوگوں کی اپاسنا اور یگ کے قاعدے تبلائے ہیں اور وودوانوں کا ذکر کرتے ہیں، کہ مختلف دیوتا لوگ ہون یگیہ کرتے ہوئے پرمیشور کے دھیان میں روحوں کو مگن کرتے ہیں۔ مگر اس حالت میں بھی یگیہ کو نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ یگیہ سے ہی علماء کی زندگی ہے۔

प्रो प कार य संतो विभुत य

پر ویکار سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں یہی حق پسندوں کی آرائش ہے۔ دیکھئے آپنے کتنا بگاڑ کر لکھا ہے۔

نمبر ۱ - یہ ٹکڑا अवध्य न पुरुष प शुं یجروید کے ادھیائے ۳۱ کا منتر ۹ اسی ہے

نمبر ۲ - اور یہ ٹکڑا पुरु ष जात म ग्रत: اسی ادھیائے کا منتر ۹ سے ہے۔

نمبر (۱) کا ارتھ یہ ہے۔ دیوا یعنی وودوان مہاتما لوگ اسی سرب بیاپک سرب رشٹا پرمیشور پرم پرش کو دھیان کرتے ہیں۔ اسکا نرکت یہ ہے۔

पशु: पश्यते ॥ नि० ३ — १ — २८ ॥

(۲) کا ارتھ یہ ہے پرش یعنی سرب بیاپک پرمیشور سب جگت سے پہلے تھا ترجمہ یہ ہے۔ ان کے لئے پرمیشور نے ان رشیوں کو آتم گیان دیا تحقیق بسمرتی دیکھو منتر ادھیا ۱-۲۳)

کہ ہمیں پھیلانا چاہا مگر سراسر محال ہے۔

بلدا - طاقت دینے والا -

یات ابدی ہے۔

ارتھ صداقت رگوید میں بجواب عبداللہ آتھم صاحب کے

رجناب یہاں دوبارہ سارا منتر اور ترجمہ لکھتے ہیں

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व

स्य देवा: य स्य च्छाया मृतं य

देवाय हविषा विधेम। ऋ० मं०

بدسیور - اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا وگیان دینے والا ہے۔ جو بل اور پراکرم کا داتا ہے۔ جس وشو دیوتی سب وودوان اپاسنا کرتے ہیں۔ ...لی آگیا پالن سے مکتی اور جس کی آگیا نہ ماننے سے موت ملتی ہے۔ اسکی پریتی ...ئے ہم لوگ نت بھجن کریں +

آپ نے صفحہ ۴۹ پر شانڈتا مہا برہمن کا حوالہ دیا ہے۔ مگر وہ ہمیں کسی طرح منظور نہیں۔ کیونکہ غیر مستند ہے۔ اور شت پتھ برہمن کی بابت آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔ "ور شتا پتا برہمن میں بھی ایک جگہ پرش میدا کا اشارہ ہے۔ اور راو ہیا راول میں اس قربانی کی ریتی کا شرح بیان ہے۔ یہ قربانی کو تمثیلی یا نقلی بتایا ہے" الکھا ہے "انسان ذبح نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جنگل میں گوشہ گزین ہو کر اپنی بقیہ عمر بنی نوع انسان سے الگ بسر کرے۔" (صفحہ ۴۲ سطر ۱۸) پھر آپ صفحہ ۴۹ کی سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں "یہ ایک بڑی عجیب اور قابل غور بات ہے۔ کہ وید کی تمام عبارت میں قربانی کے لئے ہمیشہ لفظ یگیہ آیا ہے۔ نہ کہ بلی"

جب یہ حال ہے تو صاف واضح ہے۔ کہ ویدوں میں کہیں بھی قربانی کا نام و

نشان نہیں۔ مستند گرنتھوں کے جتنے حوالے آپنے انسانی قربانی کے ثبوت میں درج کئے تھے ہم نے سلسلہ وار سب کی تردید کر کے اصلیت بیان کر دی +

(اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ حیوانی قربانی بھی ویدوں میں نہیں ہے

پادری ۱۱ - فی الحقیقت قربانی کے وقت حیوان ذبح کئے جاتے تھے۔ جیمنی جی جو یگیہ کے بارے میں سب سے بھاری سند ہیں فرماتے ہیں۔ میمانسا درشن صفحہ ۳۷۲

آریہ - ایسا ہرگز نہیں۔ آپنے کمال غلطی کی اور یہی سبب ہے۔ کہ سوتر یا ادھیا یا پاد کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ شاید آپ کو شو بام مارگی کی بنیاد ڈیکلے بھرم ہوا کہ جو مول میمانسا کے سراپا برخلاف ہے۔ کیونکہ وہاں اس کا ذرا بھی نشان نہیں بلکہ میمانسا میں بھی قربانی کی نشانی نہیں +

پادری ۱۱ - منو جی ادھیائے ۵ شلوک ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ قربانیوں میں حیوان ضرور ذبح ہونے چاہئے +

آریہ - وہ اصل شلوک یہ ہے۔

वभू वुर्हि पुरोडा शा भक्ष्या णां मृग पक्षि णाम।

पुरा णेष्व पि यज्ञेषु ब्र ह्म क्षत्र स वे षु च॥

म० अ० ५ श्लो० २३ ॥

ترجمہ "پہلے رشیوں نے گوشہ گزینی کے سبب بنوں میں رہنے کی حالت میں گھی (روغن زرد) وغیرہ نہ ملنے کے کارن۔ مرگ پنکھیوں کے کھانے یوگ پھل پھول کو ہوشیہ یعنے ہون کی سامگری بنا کر ہوں کیا ہے۔

پادری ۲۷ - منو ایک جگہ ایک برہمچاری کو اپنے گھر واپس آنے پر گائے کے گوشت کے استعمال کی صاف صاف اجازت دیتے ہیں (منو ادھیائے ۳ شلوک ۳)

آریہ - یہ آپکی غلطی ہے۔ وہ شلوک یہ ہے۔

तं प्रतीतं स्व धर्मेण ब्र ह्म दाय हरं पित:।

स्रग्विणं तल्प आसीनम र्हये त्प्रथमं गवा॥

म० अ० ३ श्लो० ३ ॥

ترجمہ - جو سودھرم سے یکت۔ پتا سے ودیا کا گرہن کرنے والا۔ مالا پہنے ہوئے اور پلنگ پر بیٹھا ہوا۔ ودیارتھی ہے۔ اسکا گودان سے پوجا یعنی ستکار کرے

پادری ۱۲ - رگوید کے اس سوکت سے جو ماہ سم اشو موشوم ہے۔ چند منتر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اشٹک ۲ ادھیائے ۳ شلوک ۱۶۲ (چنانچہ ۱۵ منتروں کا ارتھ کیا ہے۔)

آریہ - ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ان ہی ۱۵ منتروں کا صحیح ترجمہ ہدیہ ناظرین کریں تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو جائے +

نمبر (۱) رتور تو دموسم موسم) میں یگیہ کرنے نارسے۔ سنگرام میں جس یگ ان وودوانوں یا دب گنوں سے پرگٹ ہوئے گھوڑوں کے پراکرم کو کہیں گے اس ہمارے پراکرم کو متر سرشٹ نیا دہش۔ گیا تا۔ ایشو رج دان۔ بدھی مان۔ اور رتوج لوگ چھوڑ کر مت کہیں اور اچھے انوکول اسکی پرشنسا کریں +

نمبر (۲) جو نیائے سے سنچت کئے ہوئے دھن سے سکھ دھرم سمبندھی کام کرتے ہیں۔ وے پراو پکاری ہوتے ہیں۔ اور سکھ کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر (۳) جب اپرش نے ویگ وان گھوڑے کے ساتھ بہادر تم شٹی کا بھاگ جاگ

ملے ہیں یا۔ کیونکہ گھوڑوں کی پشٹی کے لئے بچھری کا دودھ بہت اہم ہے۔ واجو ایم پد
سدھ کرنیوالا جن شدر الوں سے پرسیدھا کے لئے وسنس گیان کے ساتھ سب طرف
سے پرپیسد بنا۔ تم ہوئے ان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہی سکھی ہوتا ہے۔

نمبر (۴) جو مس بہت رنووں میں اتم ودوانوں کی بابت سدھ کرنیوالے
رکھکر تن بارست رف سے منت ہوتے ہیں۔ واجو اس جگت میں دیپ
ٹیز ۔ک ست ست ہیں کرانے ذات کا بھلا سوں لوگ بھاگ اٹ گن کو دیکھتا
ہے۔ یہ ہوا۔ یا پی کے لوگ جو اگ سنگ کرے کے ہو کہ سوہار دو پراپت ہوتا ہے
ان کو ستکار ینک کریں۔

نمبر ۶ ۔ جو کھمبے کے لئے کاسٹ کاٹنے والے۔ اور جو کھمبے ویراٹ ایسے
لوگ گھوڑوں کو باندھنے کے لئے وشیش پرکھس کاٹتے ہیں۔ اور جو گھوڑے
کے لئے سٹی وایک مصالحہ کو طیار کرتے ہیں۔ اور جو ایسے کام میں ہر طرح سے آدمی
ہیں وے سکھو نکو پراپت ہوتے ہیں۔

نمبر ۷ ۔ جس نے ودوانوں اور میری وگیان اور پرانی کی خواہش کو دیا ہے
کیا ہے جو سندر ماننا۔ اور اوک گیان اور آتماؤں کو اچھی طرح پراپت ہوتا ہے
جو ویدار کھنے گیان والے بدھی مان اسے پسند کرتے ہیں۔ ایسے سجن کو اوک وودوانوں
کی پشٹی نکسٹ ہو ہار میں لوگ سیوا کریں۔

نمبر ۹ ۔ ہے ودوان جاسے پالو رکھنے والے گھوڑے کے جس کئے ہوئے مل کو
مچھی بھنبھانی مکھی کھاتی ہے۔ یا اُس مکھی کے کھانے سے جو گھوڑا کشٹ سے چلاتا ہے
کرم اور نقصان کرنے والے ہاتھوں اور نخونوں میں سب چیزیں تمہاری درست ہوں
یعنی نوکروں کو گھوڑے درگندھ رہت۔ لیپ رہت۔ شدھ مکھی۔ اور ڈانسی
سے رہت۔ رکھنی چاہئے لئے ہاتھ تھارسی وغیرہ سے اتم قاعدہ کے مطابق اپنی
اچھی انکول چال چلوانا چاہئے ایسا کرنے والے سے گھوڑے اتم کام
کرتے ہیں۔

نمبر ۱۰ ۔ ہے ودوانوں انکو شدھ کرنے اور بنانیوالو جو پیٹ میں تھیر سے پچے
ہوئے کچے اور کرم سے نکلنے یوگ ان کو گندھ پان والو کے ذریعہ جاتا ہے واسطے
کے یوگ ہے۔ آپ انکو ٹھکرا اور پراپت ہوئے تیختہ پدارتھ کو پکاؤ جس سے سے
ساتھ ہو کر کے سدر پدارتھونکا استعمال ہو۔

نمبر ۱۱ ۔ ہے ودوان تیری جلائیمان کر ودھ اگنی سے تپائے ہوئے ہاتھ سے
جو تنشر نکلکر سول کے سمان پیڑا کارک شترو کے شکمہ چلا جاتا ہے۔ وہ بھومی میں
نہ گرے۔ یا گھاس میں نہ اٹکے۔ بلکہ شترو کے لئے ہو۔

نمبر ۱۲ ۔ جو لوگ بھوجن پکانے سے بڑا بھلا نہیں دیکھتے ہیں۔ واجو جل کو لکا
سکتے ہیں۔ اور جو پرانی کے مانس کے نہ پراپت ہونیکو تہک وترک و دلیل و حجت بحر
سے سوں ویرجی کرتے ہیں۔ ان کو اوم اور سگندھ ہم لوگوں کو پراپت نہ ہو
ہے ودوان تو اس پرکار مانس وغیرہ کے تیاگ (ترک) کرنے سے روگوں
کو دور کر۔

نمبر ۱۳ ۔ مانس ہاری جس میں مانس پکاتے ہیں پینے ولٹوئی جو اس کا اچھی
طرح امتحان کرتے ہیں اس سے نفرت کر جو اس کو اچھی طرح سینچے کے آدھار ذریعہ
ہر تن یا کرم میں ولٹوں کے ڈھانپنے کی ڈھکنیاں۔ ان لکانے کے آدھار ولٹوئی
کڑاہی آدی سنتوں کے کرشن ہے اسکو جانتے اور سوشوبھت کرتے ہیں وے
ہر ایک کام میں پیدورٹ ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۴ ۔ گھوڑے سکھلانے والے گھوڑے کو چلانا۔ ٹہلانا۔ پچھاڑنا۔ اور پچھاڑی
باندھنا اور اسکو اوڑھانا اور گھوڑے کا کھانا پلانا۔ یہ سب کام تمہارے ہوں۔

نمبر (۱۸) ہے ودوانوں تم بر کرہ یوں کے سمبدھی دیپ والی اگنی کی جو دو سب پچھے ہے
انکو اور جو تین پرکار کے ٹیڑھی ٹیڑھی گنتیوں کو ٹکڑا لیسے کام کو تاڑ اور تیسرے
گیتوں کو لکا۔ اور ہر ایک جیتنی بڑکلا میدیتی کی ترا کے ونڈ ملک ہوتے ہیں ان کو
اور گنا ان کو متوکو کرو یعنی کھال اور آنک سے ربلکہ سب کام سدھ کرو تاکہ
انسان کے اعضا کو سکھ ملیں گے۔

نمبر (۱۹) تیرے دو یا تسید رکتے ہو۔ بجلی روپ اگنی کا ایک رتو جھس
بھن کرنیوالا اور سکر ہیم میں پھیلے رہتے ہیں تھا جو شریر دل کے دوربو
میں کام ان کو اور اسکے پدارتھوں میں جو ژوں کے جو رنگ ہیں۔ ان کے
کام میں پریوگ میں کراتا ہوں اور اگنی میں ڈالتا ہوں یعنی جو سب پدارتھوں
کے بھسم کرنے والے رتو کے انکو ل بانٹے ہوئے پدارتھوں میں وہ یابی
بجلی روپ اگنی کے کال ادرسرشٹی کے ہیم کرنیوالونکو سدھ کرتے ہوئے موٹی
موٹی لکڑی وغیرہ چیز و نکو آگ میں چھوڑ کر بہت کاموں کو سدھ کریں وہ سب ودوان
کے جاننے والے کہے جاتے ہیں۔

نمبر ۲۰ ۔ ہے ودوان۔ تیرا من مرتے ہوئے تجھے کشٹ نہ دے اور بجر کے
سمان بجلی تیرے شریر کو مت ڈھیر کرے۔ کیونکہ جو منش لوگ ابھیاس کرتے ہیں
دے مرتیو روگ سے نہیں۔ پیڑت ہوتے۔ اور نہ ان کو روگ دکھی کرتے ہیں۔

نمبر ۲۱ ۔ یہہ اتم یگیہ۔ ہمکو گائے۔ گھوڑے وغیرہ اور ریور شار تھی۔ سپوتوں
اور سبکی پشٹی دینے والے دھن کی برودھی اور اکھنڈت۔ پاپ سے رہت راج کو پراپت
کرے۔ اور سب لوگ اس یگیہ میں پورت ہوں۔

بس ثابت ہے کہ اس تمام سوکت میں گھوڑے کی قربانی کا ذکر نہیں۔ اور
نہ اور کہیں ہے۔

پادری ۱۶ ۔ ایک جگہ رگوید۔ اشٹکا ۸۔ ادھیا اسکتا ۵ ا میں لکھا ہے۔
کہ تین سو گاؤ ذبیح قربانی کی گئی تھی۔ اور پھر دوسرے مقام میں رگوید بھاگ ۲
صفحہ ۱۰۴ میں سرستا پرارتھنا کرتا ہے کہ ایک سو بھینسے طرح نذر کئے جاویں۔
آریہ ۔ ہم نے ان دونوں مقاموں کو نہایت غور سے دیکھا کہیں بھی اس مضمون کا
ایک ذرہ نشان نہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ گپ آپنے کہاں سے ہانک دی۔

پادری ۱۶ ۔ چنانچہ فی الحقیقت ایک جگہ گائے کا گوشت سب سے افضل خوراک
لکھا ہے (رگوید منڈل ۶ ۔ سوکت ۱۶)

آریہ ۔ ہم نے تمام سوکت نمبر ۱۶ پڑتال کیا۔ مگر کسی طور سے بھی آپ کا مدعا
نہ ہوا۔ اور نہ کوئی ایسا منتر ملا۔ جس میں اسکا سراغ نظر آئے۔ ہاں ایک منتر سے
سائنڈ آچاریہ سے ہسا سمجھی ہے جس کا ہم صحیح ترجمہ درج کرتے ہیں۔

आ ते अग्ने ऋचा हवि र्हृदा तष्टं भरामसि। ते ते भवन्तूक्षण ऋषभासो वशा उत॥ ऋ० मं ६ सू० १६ मं ४७॥

ترجمہ ۔ ہے اتم شدھ انت کرن ودوان ویدوں کے منتروں سے تمہارے ایشوریہ
کر کے اچھی طرح اوتم پدارتھوں کی کامنا کرو اور اسکی اگنا سے سرشٹی پدارتھوں
کو پراپت ہو۔

ہم نہیں سمجھتے کہ یہی مقدس ہدایت سے سٹر سائیں کس طرح وہ راگو نسف

گرہن کرتے ہیں تمام منتر میں کوئی بھی ایسا فقرہ جس کا گائے یا اس کا گوشت ترجمہ ہو سکے نہیں کسی دانا نے سچ کہا ہے ؂

دیکھ عقد ثریا کو ملے انگور کی سمجھی ۔ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

پادری ۱۶ ۔ یجروید ادھیا ۲۴ منتر ۲۷ ۔ گائیں برہسپتی کے لئے قربان کی جائیں ۔

آریہ ۔ جس منتر میں برہسپتی لفظ ہے وہ ۲۷ نہیں بلکہ ۲۸ ہے ۔ اور اصل اُس منتر کا وہ فقرہ جس پر آپ کو وہم ہوا ہے یہ ہے

बृहस्पतये गवया स्त्वष्टु प्रान

اس کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ مہاتماؤں کی رکھشا کے لئے گایوں کو پراپت ہو ۔

اصل میں اس منتر میں جانوروں کے سبھاؤں کا ورنن ہے ۔ اور اس سارے ادھیائے میں یہی مضمون یعنے جانوروں کے سبھاؤں کا اثر غور کرنے کی بابت ارشاد ہے ۔ مارنے کا کہیں نام ونشان نہیں ۔ بس دعوےٰ باطل ہے ۔

پادری ۱۹ ۔ تیتر برہمن ۳ ۔ صفحہ ۶۵۸ کیمیا اسپیس داولی قربانیاں کے عنوان میں ہم کو قربانی کی یہ ہدایت ہوئی ہے ۔

آریہ ۔ صفحہ ۶۵۸ پر تو ایک لفظ بھی نہیں اور تیتری برہمن کے مول میں کچھ ذکر ہے مول میں صرف یہی لکھا ہے ۔

आग्नेयोऽन्यान पशूनुपारोति अ० १ वा २ ॥

البتہ مسٹر سائن اپنی ٹیکا میں صرف صفحہ ۶۵۵ و ۶۵۶ پر ایسا ذکر کرتا ہے ۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کسکا ارتھ کرتا ہے ۔ بس ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ۔

پادری ۲۰ ۔ اسی براہمنا میں ایک اور رسم کا ذکر ہے جس میں ایک بڑی تعداد گائیوں اور دوسرے مویشیوں کی قربانیاں ہوتی تھیں ۔ یعنی سترہ پانچ سالہ کوہان کو ہونے سانڈ ۔ اتنی ہی بونی بچھیاں کم از سہ سالہ انتخاب کی جاتی تھیں ۔

आ ریہ ۔ تیتری برہمن میں صرف یہ عبارت ہے ॥ समहशा प्रजापते

جس کا ارتھ یہ ہے کہ پرجاپتی کا ہی نام سپت دش ہے ۔ کیونکہ وید میں اس کے ۱۷ استوم ہیں ۔ زیادہ کوئی ذکر نہیں ۔ آپ اس سے خواہ مویشی نکالیں یا انسان آپکا اختیار ہے

پادری ۲۰ ۔ اس گھوڑے کے ساتھ جو اشومیدھ میں قربان ہوتا تھا ایکسو تیس پالتو حیوان ذبح ہوتے تھے ۔ جنمیں گھوڑے ۔ سانڈ ۔ گائے ۔ بکری وغیرہ ہوتے تھے ۔ (تیتر برہمن صفحہ ۶۵۱)

آریہ ۔ یہ سراسر غلط لکھا ۔ تیتری برہمن ۳ ۔ انوواک ایہ پاٹھک ۹ صفحہ ۶۵۱ ہے ۔ اصل عبارت وہاں کی یہ ہے ۔

प्रजापतिरश्वमेधमसृजत। सोऽस्मात्सृष्टो ऽपाक्रामत। तम्। तमष्टादशिभिरनु प्रायुङ्क्त तमाप्नोत्। तमाप्त्वाष्टादशिभिरवरुन्ध। यदष्टादशिन आलभ्यन्ते यमेवतेनाप्त्वा यजमानोऽवरुन्धे। संवत्सरस्य वा एषा प्रतिमा। यदष्टादशिनः। द्वादश मासाः पञ्चर्तवः। ते। ब्रा० ३ अ० ९ प्र० ९ ॥ पुरुषो वाव संवत्सरः मेधस्य ० ५ वा० ३ ॥

ترجمہ ۔ پرجاپتی نے اشومیدھ کو اتپن کیا ۔ وہ اس سے اپین ہوا ہٹ گیا اس کو اشٹادشیوں سے پھر لوٹایا ۔ ان کو پراپت ہوا ۔ ان کو پراپت ہو کر اشٹادشیوں کے ہی دوارا روکا ۔ جو یہ اشٹادشیاں ملتے ہیں ۔ ان کے دوارا یگیہ پراپت ہو کر جھانی اور رودندہ ہوتا ہے ۔ یہی سموت سر کے پرماننا ہے ۔ جو یہ اشٹادشیاں ہیں ۱۲ مہینہ اور ۵ رتو ۔ ایشور نے پرجاپالن کا یگیہ بنایا ہے ۔ وہ یگیہ ایشور سے رچیت ہو کر جگت میں پرورتت ہو رہا ہے اس نے اُس یگیہ کو کرتا ۱۸ چیزو ۔ والے سال یعنے ۱۲ ماہ اور ۶ رتوں میں منشیہ کا دھرم ہے کہ پریوگ کرے جو ایسا کرتا ہے ۔ وہ اس یگیہ کو پراپت ہوتا اور سال بھر میں رکھشا کرتا ہے ۔ جو یہ وقت گزر رہتا ہے ۔ اسی وقت کے ذریعہ یگیہ کو پراپت ہو کر جہان یگیہ کی رکھشا کرتا ہے جو یہ اٹھارہ ہیں ۔ وہی سال کا حساب یعنے بارہ مہینے اور ۶ رتو ہے ۔ چونکہ اس تیسرے کانڈ کے ۹ پرپاٹھک کے ۱۰ ۔ انوواک اسی ورنن پر ہیں ۔ سائن مسٹر سائن نے اپنے من گھڑت خیال سے فی انوواک ۱۸ اٹلا کے ۱۸ × ۱۰ = ۱۸۰ کی تعداد پوری کر کے بخیال خود ۱۸۰ حیوان اپنے راجا کے قصاب خانہ کے واسطے مقرر کر لئے ۔ مگر دیکھئے مول تیتری برہمن وغیرہ میں حالانکہ غیر مستند ہی ہے ۔ ۱۸۰ کا نام ونشان نہیں

پادری ۲۵ ۔ حیوان قربانی بطور خوراک مستعمل ہوتے تھے ۔ گو تنتر برہمن سے اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا ۔ کہ انہیں یعنی ٹکڑوں کو کیا کیا جاتا تھا ۔ لیکن اتھروید کے گوپتھ برہمن میں ہر ایک مفصل بیان ہے ۔

آریہ ۔ گو آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا ۔ مگر ہم نے تلاش کر کے ایسے دالوں کو شک ڈالنے والے الفاظ صفحہ ۵ پر دیکھے ۔ سائن ہم گوپتھ برہمن کا ارتھ پرکاس کرتے ہیں ۔

از صفحہ ۵۵ ۔ اب ہم بتلائیں گے ۔ کہ جیسے پشو کے جس سے دودھ سینچا جاتا ہے ۳۶ انگ ہوتے ہیں ۔ ویسے ہی جس یگیہ سے سورگ روپ آنند کا سیچن کرتا ہے ۔ اسکے کو لتے ۳۶ انگ ہیں ۔ یہاں پر مقابلہ گائے کے زبان وغیرہ تمام اعضاؤں کی پرستوپا ۔ بستی ہرتا ۔ ادگاتا وغیرہ مگ کرتا لوگ اس سورگی یگیہ کے انگ قرار دیئے گئے ہیں ۔ اور دلیل یہ ہے ۔ کہ جیسے گائے کی زبان بولنے کے کام آتی ہے ۔ ویسے ہی اس سورگی یگیہ میں پرستوتا زبان کا کام کرتا یا قائم مقام ہے جسکا صرف ہم ہی نہیں بلکہ خود فاضل رشی کے صفحہ ۵۶ پر صاف ذکر کیا ہے ۔ کہ جیسے ۳۶ انگوں کی گئو ہوتی ہے ویسے ہی ۳۶ انگ یگیہ کے یہ ہیں ۔ اور ۳۶ ہی اکھشروں کا برہتی چھند ہے جس میں اکثر وید کے منتر آتے ہیں جن مقدس منتروں پر عمل کرنے سے ودوان لوگ سورگ کا یگیہ سدھ کرتے ہیں ۔

یہاں تک تو ہم پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲ کے حوالوں کی تردید کر چکے ہیں ۔ اب ہم مسٹر مٹر کی اصل کتاب کیطرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ وہ اپنی کتاب کا یہ باب ولس صاحب کے ترجمہ سے شروع کرتے ہیں ۔ وہ اپنی کتاب میں ان گرنتھوں کا حوالہ دیتے ہیں ۔ میگھ دوت ۔ اوتر رام چرتر ۔ مہا بھارت ۔ جیرک سنگھتا ۔ سمرت ۔ باقی وہ حوالے جنکی ہم تردید کر چکے ہیں ۔ کیونکہ وہ پادری صاحب نے اپنی طرف سے پیش کئے تھے ۔

نمبر اسے ۳ تک تو آرش گرنتھ نہیں ہیں ۔ اور نہ مستند ہیں ۔ بلکہ وہ ہیں جو بام مارگی راجاؤں کے خوش کرنے کے واسطے بطور ناٹک تصنیف ہوئے ہیں ۔ اور

وہ اسی زمانہ کے ہیں جب سب دھرم لوپ ہو چکا تھا۔ اندھکار پھیل گیا تھا۔ بس ایسے حوالے کبھی دانا آدمی کیلئے سند پذیر نہیں ہو سکتے

ماتی چرک اور سسترت کے حوالے ڈاکٹر متر صاحب انڈو آرین جلد اول صفحہ ۳۶۰ میں دیتے ہیں۔ ان کے سلوکوں کی ہم نے پڑتال کی۔ معلوم پڑتا ہے کہ انہوں نے غلطی سے ان کتابوں کا نام لکھ دیا۔ کیونکہ وہ سرود سلوک دونوں گرنتھوں کے ان دھیاؤں میں نہیں (دیکھو چرک و سسرت مطبوعہ کلکتہ سنگ سری بیسر الہ جو پنڈت جیوانند نے طبع کرائے ہیں) مہابھارتھ اور رامائن کی بابت متر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان میں اشارہ تو ہے لیکن مفصل ذکر یا واضح بیان اس بات کا نہیں۔ کہ گائے کا گوشت بطور خوراک استعمال ہوتا تھا۔ (صفحہ ۳۵۹ جلد اول انڈو آرین)

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے کچھ تھوڑا سا اور عرض کریں۔

سوال ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت یہ قربانیاں نہیں ہوتی تھیں تو سائن۔ مہیدھر منتر وغیرہ لوگوں کو یہ باتیں کہاں سے سوجھیں۔ اور کیوں انہوں نے ہندو ہو کر ایسے مذہب کے برخلاف بات تجویز کی۔

اس کا جواب صاف اور واضح یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب کی اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ کونسی خرابی ہے جو اس مذہب میں نہیں۔ بام مارگ اس میں موجود ہے۔ شیو جی اور جلہری کی پوجا اس میں موجود ہے۔ خود خدا بنے ہوئے ہزاروں وید انتی اس میں موجود ہیں۔ اگھوری لوگ اس میں موجود ہیں۔ رادھا سوامی اس میں موجود ہیں۔ چولی مارگ اس میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کی قبروں شہیدوں حتٰی کہ مہتروں تک کے آگے سیتلا کے واسطے گدھا یہ پوجتے ہیں۔ سیتلا کی یہ مہاراج تعریف کیا کرتے ہیں کہ گدھے پر سوار۔ برہنہ بدن۔ ہاتھ میں جاروب۔ سر پر چھاج۔ ایسی سیتلا کو ہندوؤں کا نمسکار ہے۔ بس ایسے مذہب والوں سے راستی کی امید موہوم ہے۔ جھوٹی بات بلکہ پرلے درجہ کی لا یعنی بات۔ اور علاوہ ازاں خود غرضی میں اپریل فول کو مات کر دیا کرتے ہیں۔ انہیں ہندو پنڈتوں میں سے ایک نامی گرامی برہمن رام کرشن کے اوتاروں پر ستر دعا کرنے والا مشن میں ملازم ہو کر ہندو مذہب کی تردید اور عیسائی مذہب کی تائید کے مضمون بنا بنا کر لکھا کرتا تھا جس کا حال پنجاب کے اکثر پڑھے لکھے آدمی جانتے ہیں۔ اُسی کے بھائی سینکڑوں اور موجود ہیں۔ اور خصوصاً نامی گرامی پنڈتوں نے تو وید کو اپنی بدچلنی کے واسطے آڑ بنا رکھا ہے۔ تاکہ لوگ یہ بہانہ ویدک ان پر معترض نہ ہوں۔ انہیں دنوں میں مورتی پوجا کا سلسلہ وید سے نکالا حالانکہ اس کا ویدوں میں نام تک نہیں۔ بلکہ صریح اور واضح طور پر تردید موجود ہے۔ لیکن ابھی تک اور شاید چند سال آئندہ تک خود غرض لوگ یہی کہتے رہینگے۔ کہ ہم وید کے رو سے مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اور یہی ان کی اور دیوتاؤں کا حال ہے۔ ہم پہلے ہی ایک کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ سائن آچاریہ اور مہیدھر وغیرہ لوگوں نے خود بام مارگ میں گمراہ ہو کر عالم کے گمراہ کرنے میں ذرہ کسر نہیں رکھی۔ اور جہاں تک بن سکا تاویلات لا یعنی کر کے اور قصہ جات لے معنے گھڑ کے بام مارگ دنیا میں چلا دیا۔ اور سنسکرت میں ہونے کے سبب کے عام پنڈت تو اعتراض کرتے سے رہے۔ جہلا ان کے پیچھے لگ پڑے۔ اور بڑے پنڈت بسبب شہوت چند روزہ کی ربانی لذتوں اور جسمانی عیاشیوں کے پنجہ میں پھنس گئے۔ جہاں ویدوں میں گو لفظ دیکھا گو ترا کے لئے۔ جہاں اشو لفظ دیکھا گھوڑے کی قربانی مراد لیلی۔ جہاں پرش بمعنے انسان بمعنے انسانی کے واسطے اگھوری لوگوں کی عزت رکھ لی۔ جہاں تشنو لفظ دیکھا سحر کی پوجا یا سورج لفظ سے آفتاب پرستی۔ چندر لفظ سے مہتاب پرستی۔ شیو لفظ سے شیو جی کی پوجا و شنو لفظ سے کہیں سمندر کے رہنے والے کی پوجا۔ غرضیکہ کسی لفظ کے آنے سے منشا رخود پوجا لگا لگا کر گنپتی لفظ سے گیش یعنی مہادیو کا سر کاٹ کر اور ہاتھی کا لگا کر ایک دانت توڑ کر موس پر سوار کرا کر مندر کے دروازہ پر آ بٹھایا اور تھوڑا سا سندور لیکر اس کی پیشانی کو سرخ بھی کر دیا۔ جتنے لورنگے لور ہو گیا۔ بس ایسے شخصوں کے قول قدر کے لائق نہیں۔ سوائے وید مہرشی کرت آرش گرنتھوں اور وید مقدس کے کوئی گرنتھ راستی کے مملو نہیں۔ بلکہ جھوٹھ اور وب سے حلساری کر کے سب گرنتھوں مثلاً مہابھارت میں بھی کہیں کہیں است ملا دیا۔ جس کے سبب سے طالبان حق کو بڑی تکلیف دامنگیر ہوتی ہے۔ مگر منو جی نے اس حق و باطل کی تمیز و تحقیق کا اچھا طریقہ لکھا ہے۔ یعنی جو پستک وید کے خلاف ہو خواہ کوئی ہو وہ دھرم پستک ماننے کے یوگیہ نہیں۔ دلیل۔ ترک اعتراض۔ معقولیت سے ہر ایک بات کو سوچ بچار کر قبول کرو۔ اندھا دھند پیروی کرنے سے سوائے نقصان ایمان اور کسی بہبودی کا گمان نہیں۔

ہمیں سائن یا مہیدھر۔ یا متر سے کوئی غرض نہیں اور نہ ولسن سے کوئی خاص مطلب ہے۔ پرمیشور نے ہمیں آنکھیں دی ہیں۔ اور سنسکرت وید جانتے ہیں لنک موجود ہیں۔ ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں۔ جس طرح مورتی پوجا یا بام مارگ یا دیوتا پرستی کے بارے میں ہم ستوں مرتبہ دیکھ چکے ہیں کہ ان تینوں صاحبوں کی رائے غلط ہے۔ اور نہ صرف غلط ہی نہیں۔ بلکہ باطل ہے۔ وہ ویدکو اپنے پیچھے چلانا چاہتے ہیں۔ اور اپنا طبعزاد مطلب ان مقدس کتابوں سے جن میں ان سب نے بنیاد کہانیوں۔ یا دیومالاؤں کا ایک لفظ تک نہیں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر رسی کرت گرنتھوں سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اور ان میں کبھی بھولے بھٹکے نگاہ ڈالتے ہیں۔ وہ ویدوں سے اپنی غرض نفسانی پوری کرنی چاہتے ہیں۔ وہ ویدوں سے صحیح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ دریافت کرتے ہیں کہ مسیح سے کتنے برس وید پہلے آدم حوا یا نوح کے طوفان سے کتنے برس پیچھے ہوئے انہیں برج بابل کی لاگت کا تو اسٹیمیٹ بنانے کا خیال ہے۔ مگر سینٹ منو اسٹیتر کی طرف خیال بوجی کی تحقیقات کرنا ناگوار گزرتا ہے۔

وہ نوح کی کشتی کا طول و عرض بسر و چشم قبول کر لیتے ہیں۔ مگر قدیم فاضل آریوں کا علوم عالیہ سے ماہر ہونا۔ رنج دہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ ان فاضل لوگوں کی قدر نہیں کرتے اور نہ عمدہ نصیحتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بلکہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں گوشت یا سوم رس کہاں ہے۔ تاکہ ہمیں نوٹ لکھنے میں کام آوے۔ یوگ کا ایک فقرہ نہیں جانتے ہیں۔ اور نہ سمادھی کے قریب آس پاس ہے۔ بلکہ ساری عمر میں کبھی سدھا سن یا پرانا یام بھی نہیں کیا۔ اس ناواقفی میں بڑے زور و شور سے یوگ کا نہایت چھیڑا کرتے ہیں۔ مگر پرماتما کا ہزاراں ہزار دھنیواد ہے۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب لوگ صرف سنتے ہی نہیں بلکہ پڑھتے اور دیکھتے بھی ہیں۔ تو پھر کس طرح غلطی سے کسی کی نامعقول اور راستی اور دھرم کے برخلاف رائے مان سکتے ہیں۔ متر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶۰ پر شرتی سمرتی والے سلوک کا ترجمہ ٹھیک غلط کیا۔ وہ سروت کا ترجمہ سوتر کرتے ہیں۔ حالانکہ شرتی سے مراد ہے۔ کیونکہ اس سلوک میں یہ جتلایا گیا ہے۔ کہ سمرتی۔ شرتی۔ اور دیوالوں میں جہاں درود سے ق پوران

کے دودھ میں سمرتی کو قبولت ہے۔ اور سمرتی سمرتی کے درودھ میں فیصلہ شرتی کو ہے کسی اور لنک سے یہاں نہ غرض ہے اور نہ تعلق۔ خواہ مخواہ بیجا تاویلیں کرکے اپنا مطلب نکالنا دانائی سے بعید ہے۔ ویدوں اور سب شاستروں میں اہنسا کی بہت ہدایت پائی جاتی ہے چنانچہ چند شلوک یہ ہیں:

نمبر (۱) अहिंसा सत्यास्तेय ब्रह्मचर्या परिग्रहा यमाः
योग॰ पा॰ २ सू॰ ३० ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ ست بھاشن۔ چوری۔ راگ۔ اور چوری کا یاگ کرنا برہمچریہ کی رکھشا۔ پرگرہ کا تیاگ۔ یہ یم ہیں جو ست سادھن کرے۔

نمبر (۲) अहिंसन्सर्व भूतान्यन्यत्र तीर्थेभ्यः छा॰
छान्दो॰ प्र॰ ८ खं॰ १५ व॰ १ ॥

چھاندوگ سب جیوتوں سے اہنسا کو رست دھرم ان کو سار جانے

نمبر (۳) अहिंसा परमो धर्मः अहिंसा परमो दमः
अहिंसा परमं दानम् अहिंसा परमं तपः ॥ भारत॰
अनु॰ अ॰ ११ श्लो॰ १६ ॥

ترجمہ۔ جیووں کا نہ مارنا یعنی اہنسا دھرم ہے۔ اور یہی اہنسا اندریوں کا دمن کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر دان اور تپ نہیں۔ بلکہ یہ سب کی بنیاد ہے

نمبر (۴) अहिंसा परमो यज्ञस्तथाहिंसा परमं बलम्
अहिंसा परमं मित्रमहिंसा परमं सुखम् ।
महा॰ अनु॰ अ॰ ११६ श्लो॰ १८ ॥

ترجمہ۔ جیووں کا نہ مارنا ہی پرم یگیہ ہے۔ اور اصلی طاقت یہی ہے کہ ہم جانداروں کو آزار نہ دیں۔ کیونکہ اس کے کرنے سے ہم سب کے متر ہو جاویں گے۔ اور سب کے متر ہو جانے سے پرم سکھ ملتا ہے۔

نمبر (۵) न च धर्मो दया परः । वा॰ अ॰ ६ श्लो॰ ४६ ॥
ترجمہ۔ یعنی دیا سے پرے کوئی دھرم نہیں ہے

نمبر (۶) अघ्न्या गोपतौ यजमानस्य पशून्
पाहि य॰ अ॰ १ म॰ १ ॥

ترجمہ۔ اے منشیو نہیں مارنے لائق جو گئو آدی اپکاری جیو ہیں۔ ان کی اوشیہ رکھشا کیجئے

نمبر (۷) ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा सद्यः प्राणान् परित्यजेत् । म॰ अ॰ ११ श्लो॰ ७९ ॥

ترجمہ۔ برہمن کے بچانے اور گئو کے بچانے کے واسطے پرانوں کی بھی پرواہ نہ کرے

نمبر (۸) अहिंसा सत्यमस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः । एतं सामासिकं धर्मं चातुर्वर्ण्येऽब्रवीन्मनुः अध्या॰ १० श्लो॰ ६३ ॥

ترجمہ۔ جیووں کا نہ مارنا۔ ست بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ پاکیزگی۔ اندریوں کا روکنا یہ پانچ دھرم سنکھشیپ سے چاروں ورنوں کے واسطے منوجی نے کہے ہیں۔

نمبر ۹ ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा देहत्यागोऽनुपस्कृतः । बालाभ्युपपत्तौ च बाह्यानां सिद्धिकारणम् म॰ अ॰ १० श्लो॰ ६२

ترجمہ۔ برہمن۔ گئو۔ بالک۔ استری۔ انکے بچانے کو وقت تکلیف سے چھوڑانے میں آدمی کو چاہئے کہ دکھ جاگنے تک دریغ نہ کرے۔ کیونکہ یہ بہت اہم کام ہے۔

نمبر (۱۰) यक्षरक्षःपिशाचान्नं मद्यं मांसं सुरासवम् ।
तद्ब्राह्मणेन नात्तव्यं देवानामश्नता हविः ।
म॰ अ॰ ११ श्लो॰ ९६ ॥

ترجمہ۔ یکھہ (بدمعاش)۔ راکھس (دستر)۔ پشاچ (سنڈال)۔ لوگوں کی جو خوراک ہے۔ یعنی جسم کے لئے شراب وغیرہ اور گوشت۔ اس کو دیوتا برہمن ہوں گے کبھی استعمال نہ کرے۔ اسی طرح دکھو موسوگ ادھیاۓ سلوک ۴۵ سے ۵۵ تک اس میں ملاتے ہیں کہ یگ لفظ کے معنے اہنسا کے ہیں دیکھو

यजदेवपूजासंगतिकरणदानेषु यो यजति विद्वान् दरिद्र्यते वा स यज्ञः
ترجمہ۔ ودوانوں کا ستکار۔ ملاپ۔ دان میں لوگوں کا نام یگیہ ہے۔

अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञस्तु तर्पणम् । होमो दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनम् ।
म॰ अ॰ ३ श्लो॰ ७० ॥

ترجمہ۔ وید پڑھانے کا نام برہم یگیہ۔ مہاتماؤں کو خوراک بھوجن آدی دینا سری یگیہ اگنی میں ہون وغیرہ ہوی اور مسطور اشیا ڈالنے کا نام دیویگیہ۔ بھوت یگیہ۔ اتتھی کا ستکار کرنا اسکا نام نر یگیہ ہے۔

نمبر (۱) राष्ट्रं वा अश्वमेधः श॰ का॰ १३ प्र॰ १ अ॰ २
ब्रा॰ ११ कं॰ १६
ترجمہ۔ شجاعت اور استحکام سلطنت کا نام اشومیدھ ہے اور یہی ذکر سرپاٹھک ۳ ادھیاۓ ۲ برہمن ۲ میں ہے

نمبر (۲) प्रजा वै पशवः श॰ का॰ १३ प्र॰ १ अ॰ २
ब्रा॰ १४ स॰ २
ترجمہ۔ پشو اور پرجا کے ایک ہی معنی ہیں

نمبر (۳) अग्निः पशुरासीत श॰ का॰ १३ प्र॰ १
अ॰ २ ब्रा॰ १ कं॰ १३ ॥
ترجمہ۔ اگنی اور پشو دونوں لفظ مترادف ہیں

نمبر (۴) कतमो यज्ञ इति पशव श॰ का॰ १४ प्र॰ ६ अ॰ ६
ब्रा॰ ७ कं॰ ७ ॥
ترجمہ۔ یگیہ کا نام پشو ہے اور پشو کا نام یگیہ ہے

نمبر (۵) राष्ट्रं वा अश्वमेधः श॰ का॰ १३ प्र॰ ३ अ॰ १
ब्रा॰ ६ कं॰ ३ ॥
ترجمہ۔ پرجا پالن کا نام اشومیدھ ہے

نمبر (۶) प्रजापतिर्वै जमदग्निः सोऽश्वमेधः
श॰ का॰ १३ अ॰ २ प्र॰ १ ब्रा॰ ११ कं॰ १४ ॥
ترجمہ۔ پرماتما۔ نراکار کی اپاسنا کا نام اشومیدھ ہے

نمبر ۷ श्रीर्वै राष्ट्रमश्वमेधः श॰ १३ प्र॰ २ अ॰ २ ब्रा॰ ३
ترجمہ۔ دولت و دنیا کی ترقی کا نام بھی اشومیدھ ہے

نمبر (۸) तेजो वा आज्यं श॰ कं॰ १३ अ॰ ६ प्र॰ ४ ब्रा॰ २
कं॰ ११—१४ ॥
ترجمہ۔ تیج یا جلال یا بزرگی یا شوکت کو آجیہ کہتے ہیں

نمبر (۹) त्वष्टा वै पशूनामीष्टे पशवो वसु । श॰
का॰ ३ प्र॰ ५ अ॰ ८ ब्रा॰ ६ कं॰ १० ॥
ترجمہ۔ توشٹا ہی کا نام پشو ہے۔ اور وہی توشٹا وسو ہے

نمبر (۱۰) एकादशिनाः सत्त्वाः पशवो भवन्ति गकारः
शाङ्ग्रग्निष्टुब्व श॰ का॰ १३ प्र॰ ३ अ॰ ६ ब्रा॰ १ कं॰ ५

ترجمہ - الکاوشیان بھی پیتو ہی ہیں - کیونکہ تربت ب
کی ایکاوس الکثر ہیں -

نمبر (۱) गौर्वाङ् नाम नि घटु अ० १ ख० ११ ॥
ترجمہ - گو نام کلام بانی کا ہے -

نمبر (۲) गौ पृथिवी नाम नि घटु अ० १ ख० १ ॥
ترجمہ - گو نام زمین کا ہے

نمبر ۳ गो स्तोतृ नाम नि घटु अ० ३ ख० १६
ترجمہ گو نام اسوتنکا ہے

نمبر ۴ - मध्या यज्ञ नाम नि घटु अ० ३ ख० ७ ॥
ترجمہ - مبدہ یگیہ کا نام ہے

نمبر ۱۵ - अन्न हि गौ श० कां० १३ प्र० १ ब्रा० ५ क० ३
ترجمہ ان کا ہی نام گو ہے - اور اسی کے متعلق لفظ گندم کا سسکرت گو دہم بھی بجا کے لائق ہے -

ان تمام حوالوں سے ہر ایک مدعی مان جاں سکتا ہے - کہ راجا نیار (عدل) دھرم سے پرجا پالن کرتا ہے - اور وِدّیا کا پڑھنا پڑھانا اور اگنی ہوتر میں گھی آدی کا ہون کرنا ہی اسومیدہ ہے اور غلہ - اناج کو سدھ اور پرتھوی کا راسطام اور درستی اور پوتر رکھنا ہی گومیدھ ہے - طاقت شوکت وغیرہ بڑھانے کے واسطے یگیہ کرنا اجامیدھ ہے -

یہ صرف بام مارگیوں کی مہربانی ہے - جس سے یہ ناچلنی اور ظلم کی رسوم قوم ہنود میں پرچلت ہو گئیں +

ممبران آریہ سماج اندھا دھند پیروی کرنے کو نہایت برا سمجھتے ہیں - جب ہمارے وید و شاستر اس کے مخالف ہیں - جب ایشور کا پیار اسکے مخالف ہے جب قدرتی حکم اس کے مخالف ہے - جسکا ہمنے بہت کچھ ثبوت دید یا ہے - پس ہم لوگ کسی طرح ان کو قبول نہیں کر سکتے -

پادری صاحب اسی لکچر کے صفحہ ۵۰ پر اس اعتراض کو بھی ٹالنا چاہتے ہیں کہ مسیح کا کفارہ انسانی عقل سے بعید اور معقولیت سے دور بات ہے - آیندہ کیواسطے آریہ لوگ ایسا اعتراض نہ کریں - اور خود حکمت عملی کرتے ہیں کہ تیتری ارنیا کا صفحہ ۹۱۸ کا ایک واک لکھکر اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں " ہائے ہونٹ بغیر ناکھون جال جوفانی آدمی کے لئے ہیں ہم ان سبکا یگیہ کی بعید الفہم طاقت سے ناش کرتے ہیں "

" آج کل جب آریوں سے کفارہ مسیح کی بابت گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کفارہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا - مقام غور ہے کیونکر آئے - جبکہ خود وید ہی جیراں کا کلی دار و مدار ہے قربانی کے راز کو بعید الفہم بتلاتے ہیں -

ہم پادری صاحب کی کوشش پر حیران ہیں - کہ انہوں نے ایک جھوٹی بات کے صحیح ثابت کرنے کے واسطے کیوں اور دو جھوٹ بولے - دیکھئے اول تو اس واک میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنے بعید الفہم ہوں - بلکہ اس کے معنے زبردست طاقت کے ہیں دوم آریہ لوگ تیتری ارنیا کو رگوید نہیں مانتے ہیں پس یہ پھسلانا یا دھوکھا دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟

واضح ہو کہ وہ اعتراض آریوں کا اب بدستور رہا - کہ مسیح کا کفارہ او تثلیث کا تمام پارہ عقل کے ترازو پر سراپا ناکارہ ہے

پادری صاحب نے اپنے اس لکچر نمبر ۵ کے خاتمہ پر دعوت کی ہے - کہ ہم مسیح پر ایمان لائیں - بنا بران ہم بھی اپنے ناظرین کو سنانا چاہتے ہیں - اور پادری صاحب کو بھی

کہ اول تو مسیح گنہگار بقاد دیکھو رومیوں کا خط باب ۸ آیت ۴ - اور انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۶) دوم مرگ سے ڈرتا تھا - (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۲ - آیت ۲۶ - ۲۷ اور متی باب ۲۶ - آیت ۳۸ سے ۴۴ تک)

سوم یہودا اسکریوطی گنہگار ہے جسنے مسیح کو پکڑوا کر کفارہ کرایا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۹ - آیت ۱۱)

چہارم - مسیح لعنتی اور نافرمان بردار ہے - اور نیک نہیں ہے - دیکھو گلتیوں کا خط باب ۳ - آیت ۱۲ و ۱۳ - ایوب کی کتاب باب ۱۵ - آیت ۱۴ و ۱۴ - اور باب ۱۴ - آیت ۱ - اور باب ۴ - آیت ۱۸ - اور ایوب ۹ - آیت ۲ - اور رومیوں کا خط باب ۳ - آیت ۲۱ - اور ایوب کی کتاب باب ۲۵ - آیت ۴ سے ۶ تک - اور زبور ۱۴۳ آیت ۲ و ۳ - اور خروج باب ۳۱ - آیت ۱۵ - اور استثنا باب ۲ - آیت ۲۳)

حضرت عیسٰے دنیا پر امن - یا نیکی پھیلانے نہیں آئے - بلکہ خرابی و گمراہی - چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہیں -

" یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں - میں صلح کرانے نہیں - بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں " (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۳۴) پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں " میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں - اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ آگ لگ چکی ہوتی " (لوقا کی انجیل باب ۱۲ - ۴۹)

پس ہم یا اور کوئی پڑھا لکھا آدمی کسطرح ایسے شخص پر ایمان لا سکتا ہے - اور یہی سبب ہے کہ پرمیشور کی مہاں کرپا سے صدہا لوگ عیسائی دین سے تائب اور برگشتہ ہو کر ست آریہ دھرم پر ایمان لا رہے ہیں اور وہ دن عنقریب آنیوالا ہے - کہ سب گمراہ بھائی صراط المستقیم پر آجائیں - اور سچائی پائیں +

ہم اپنی عادل گورنمنٹ کی عملداری کے بہت کچھ شکر گذار ہیں کہ جسکی برکت سے ستی - دختر کشی - ریلی - جگنناتھ کی رتھ کی خون ریزیاں - کاشی کے کرونٹ - اور بنگال کے بری لول وغیرہ بری اور مکروہ رسومات - اور قوم کو بدنام کرنیوالے امورات حکماً بند کئے گئے -

جس سے آریہ سماج کے مبارک مشن کو بہت کچھ تقویت ملی اور ساتھ ہی ست دھرم کی اشاعت میں اعانت ہوئی - ورنہ عوض موجودہ نیک کاموں اور ویدک سنسکاروں کے ہمیں ان برائیوں کے دور کرنے پر مستعد ہونا پڑتا - اور شاید ایک صدی کے قریب اس گورکھ دھندے میں الجھ کر - آریہ سماج کی ترقی دو صدی تک پیچھے ہٹ جاتی بھولے مہادیو جی کے چیلے جس طرح اس روشن عملداری میں اپنی آمدنی کم ہو جانے کے خوف سے کاشی کرونٹ بند کئے بیٹھے ہیں - اور اس کو زنگ کھا رہا ہے - کیا یہ ست اوپدیشوں سے اتنے جلد ماننے والے تھے - ہرگز نہیں +

کلیں گھرانے کے ہندو جھوٹے گھمنڈ اور ریا و نمائش آن بان کے بہانے لڑکیاں اپنی جلد دختر کشی سے باز آنیوالے تھے - ہرگز نہیں +

پس جتنے یہ مبارک کام ہوئے ہیں - یہ سب اس عادل گورنمنٹ کی نیک سلطنت کی برکت ہے - پرمیشور اسکو اسی طرح روز بروز ست کاموں کے پرچار کی ہدایت دیتا رہے - تاکہ دین اور دنیا دونوں کا سدھار ہو +

چھبیسوں لکچروں کے جوابی لکچر ختم ہو گئے +

حصّہ سوم

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

विश्वानिदेव सवितर्दुरितानि परासुव ॥ यद्भद्रं तन्न आसुव ॥१॥ यजुर्वेद । अध्याये ३० मंत्र : ३

"ہے ست وگیان کے رہنے سدآنند سروپ۔ است سار تھ نکت است ہو دانے وگیان ودیا پرد۔ پرمیشور۔ آپ تمام حکمت اور سب ودیا کے پرکاش کرنیوالے ہو۔ سب آنند کے دوتا سرب مکتی ادتاک ہو۔ ہمیں برے کاموں۔ بُری خواہشوں سے دور کر کے سکھوں سے بہت بھدر۔ کلیان کو پراپت کیجئے۔ آپکی کرپا ہی سے سب دکھوں کا ناش ہوتا ہے۔ ایسی سہاتا دیجئے۔ کہ ہم کامل اُدیوگ سے ست کے پرکاش میں مستعد ہوں"

پرماتما نے انسان کو اس سنسار نا ٹک گھر میں فعل مختار بنا کر آزادی کا جوہر بخشا۔ مگر ساتھ ہی عقل و دلیل بھی عطا کی۔ کہ آزادگی ہمارے احاطۂ بندگی میں محدود ہے۔ یعنی بندگی و عبادت تمہاری کلید در مقصود ہے۔ انسانیت سے باہر آزادی بدا و فساد ہے۔ اور اصل میں وہ آزادی نہیں۔ بلکہ آواگون کی بنیاد ہے۔

پریم دیالو اور مہان کرپالو نے ہدایت عام اور سنا تنی تمام کیواسطے اپنے گیان بابت منشان کو بذریعہ الہام شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ شری انگرہ جی مہاتماؤں کے سرشٹی کی آد میں پرکاشت کیا۔ وہی گیان موسوم بہ چار وید آتک رہنمائے عالم ہے علیم کل کی طرف سے دینا بہت ضروری تھا کہ انسانی حوائج کیواسطے کامل گیان ہادی عرفان کا نمایاں فرمانا۔ پس انھیں سرب انترجامی نے اپنی لا محدود دیا کے کوش سے ہمیں مستفیض بنایا۔ وید مقدس کا جلوہ دکھایا۔

جان لے حق کی اگر پہچان ہے — وید ہر اک درد کا درمان ہے
وید اقدس رازدان غیب ہے — بے نشاں کا محرم لاریب ہے
راستی جز وید کے ناپید ہے — وید کیا ہے روح کا ئیں وید ہے
جو شقی محروم ہووے وید سے — دور ہے وہ دولت جاوید سے

ان دنوں جبکہ آفتاب وید مقدس کا ہماری غفلت کے ابر میں آگیا تھا۔ اور بھارت ہند سا حل سے دور ہو چلا تھا۔ ایک او مراد بیحکم پریم دیالو کا اظہار فرمایا یعنی **شری سوامی دیانند سرسوتی** جیو کو مستعد بنایا جنکے جگت رشار تھ کی بدولت ہمیں خورشید وید کی شعاعوں سے نورانی ملی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں جہاز گم گشتہ کو ساحل مراد دکھائی دیا اور اہل بھارت کو اپنے گئے دن پھر آنے کی امید ہوئی۔

باعث اس تمام انقلاب کا خلاصتاً یہی ہے۔ کہ عرصہ سے آریہ ورت روحانی بھارت کے گیان عیش و عشرت میں پڑ کر خدمت مفوضہ کو بھول گئے تھے اور وہ تمام ہدایتیں اور رہنما وستاویز حقیقی سے الگ ہو گئے تھے۔ خود غرضی اور لاپرواہی سے انھوں نے طمع کے رومالوں میں باندھ کر چھپا رکھا تھا تو انہی سوامی جیو نے صداقت کا جھنڈا اٹھایا۔ اور وید مقدس کا دیا کھیان سنایا۔ جہالت کا بھرا قہر تھرایا۔ گرداب ماداہی کو چکر آیا۔ ؎

چو حقیقت جو ارواح دنیا فتاد — ترلزل دراقوام جہلا فتاد
ترقی گرائی۔ نو سالی تمام — فتادند در پیچ بنیاد جام
بیا درد پھساں ... صدق پیچ — سے سا شہ نگر یزد ... آفتاب
جبیا بند سے ... یادری — شناحق جماعت ستد دستری

ولیکن بہ مہر کہ تف افگند — ہماں ہماں تف بروئیس فند
بہ لغز و صداقت رافسوں گری — چہ پاک ست حق راہ پاس کاری
کسانیکہ خودشیرہ طینت اند — ز خورشید محروم در ظلمت اند
بیا اے طلبگار صدق و صفا — صدا را بگلگر از معنی درآ
بجستم خرد وید ما مقدس ... — گلوتر شوانہ نور دیا و دیں

چونکہ آجکل ہمارا ہنگامۂ مباحثہ گرم ہے۔ اور بر خلاف ہمارے جہالت کے اسلامیں وہ ایت دم دارم ہے۔ اسواسطے اکثر کتب مذاہب مطالعہ میں آتی رہتی ہیں ان دنوں ایک کتاب **براہین الاحمدیہ** (جسکے مصنف مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور ہیں) مطالعہ سے گذری۔ علاوہ وہ شیخی کے اس کا مصنف دس ہزار روپیہ انعام بھی مجیب کے حق میں دینے کا اقراری ہے۔ اور باوجود باداری کے دل و دماغ میں دعوے دھوئے (حیف آف قادیان یعنی) رئیسی و سرداری ہے۔ ماطر حج بحر دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہیں۔ اور تمام سنہرے ساوہی کہلاتے ہیں۔ وہی حال ہمارے رئیس اعظم صاحب کا ہے۔ جائداد صرف خیالی پلاؤ اور تمام ملکیت نیست من کا الاؤ ہے۔ جب جائداد منقولہ اور غیر منقولہ بھی موجود نہیں ہے۔ تو واللہ اعلم خیر الماکرین۔ اس اشتہار سے حضرت کا کیا مقصود ہے۔ سچ ہے۔ **ان کید قادیان عظیم**۔

براہین الاحمدیہ کے مصنف نے روپیہ کمانے کا ایک نرالا ڈھنگ نکالا ہے۔ اور عرصہ آٹھ سال کو کئی طرح کے مکر و فریب اور حیلہ حوالہ سے ٹالا ہے۔ کتاب میں کہیں ہندو دھرم والوں کی گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ کسی جگہ عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی جگہ مسیح کو نا حلف ابن اللہ بنا رہے ہیں۔ اور کسی جگہ آریوں کو برا بھلا کہتے ہیں سمجھے اس جگہ کسی اور سے سروکار نہیں۔ اور نہ میں کسی غیر کا مختار۔ ہاں آریہ دھرم کا پیروکار ہوں۔ اور وید وکت صدا کا بندۂ جان نثار۔ پس اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ براہین احمدیہ کو میزان انصاف میں تولوں اور اُن کا امتحان کروں۔ ؎

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں — تا سیہ روئی شود ہر کہ در وغش باشد

جلد اول میں مرزا صاحب نے ظاہری طور پر تو ملک روپیہ کمانے کے سو و پر ڈسے حرفوں میں ایک اشتہار کامل ۱۲ صفحہ پر لکھا ہے۔ جس سے سوائے ظاہری شیخی کے کوئی کسی طرح کا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اشتہار کا دینا بلند مد کو تصدیق کرتا ہے کہ ظل تھی زار و دیا تک دور۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ ظاہری نمودوں پر مرزا صاحب کا خون کر رہا ہے۔ ایک دانا کا قول ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مطلب انکا اس تمام لاف و گزاف سے صرف یہی ہے کہ کسی طرح روپیہ ہاتھ آئے اور دنیا تسخیر ہو جائے۔ مگر مرزا صاحب کو یہ خیال نہیں ہے۔ ؎

کلید در دوزخ است آن نماز — کہ در روئے عالم گذاری دراز

ان چال بازیوں پر خواہ کوئی جاہل مائل ہو جائے۔ اور حق سے ہاتھ اٹھائے مگر علاء ان ہتھکنڈوں سے سراسر بیزار ہیں۔ اور دانا ان دھوکوں سے آگاہ و واقف کار۔ جہالت کا دور دورہ اب نہیں رہا۔ علم نے آنکھیں کھول دیں۔ محمدی اور عیسوی معجزات قدر کے لائق نہیں رہے۔ معجزہ ماننا ہی رہ گئی ہے۔ کیونکہ اُسکے شائق نہیں رہے۔ ؎

بر اہ لساطے خواہش سامد — سدا آں طرح کو جائے زریں نہاد

اس طرح کی حیلہ بازیوں سے تو ہی بانب بیکار ہے۔ اور بیجا بحر طویل سے قرآنی حفاظت دشوار ہے۔ کیونکہ خود حدیث راوی ہے۔ ستفترق امتی علی ثلثہ و سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی مستقد ہونے ہو نیکے ہیں سب دوزخ کی آگ میں جلینگے اور وست ناسم صا حب مامور دیکھے لیکن ایک بہشتی بھائیگا۔ اور نجات پائیگا۔ من یرطرفہ

تریہ ہے۔ کہ اہل تسنن تشیعہ کے اور اہل تشیعہ تسنن کے باہمی جاکر اوڑا رہے ہیں اور جوشِ مذہبی میں آکر خون بہا رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی ذات کو ناجی اور دوسرے کو ناری جانتا ہے۔ اور اسی قرآن سے بحر بطلاں میں سرگرداں ہو کر مذہب خود کو حق جانتا ہے۔ حالانکہ واللہ اعلم بالصواب سبھی ناری ہیں۔ اور بیابان ضلالت و خواری۔ آتشِ نفاق سے جل جھلس کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور وہ طفلِ نادانی میں حیران و پریشان۔ تمیع انبیاعلیٰ ان۔ سے مرغ سر بریدہ ہیں۔ اور جوش مذہب تعصب حوراں پر دل و جان سے گرویدہ کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

زاہد کو کون کہتا ہے یہ حق پرست ہے حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

مجھے انعام صرف الفاظ خاص و عام دکار ہے نہ کہ زرِ مندرجہ اشتہار۔ کیونکہ ایسے انعام بطور مکر انعام صرف وعدہ اور دکھلانے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ دینے اور دلانے کے۔ ہاں اگر جواب معقول ہو تو اہل انصاف مقبول فرما دیں۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔

عیش دنیائے دوں دمے چند است	جاں بعیش جہاں نہ خورسند است
گر فریبی بمکر خود عالم	گوید حق کایں ہمہ بند است
سیر گشتی و یار بخیری	دل بعصیان و لب بسوگند است
ہر زماں وصل تو ہمی خواہی	با تو ایں خاص رہرو بلبند است
موسیہ کردی انداز بلبیس	آخرت کار با خداوند است
لعنت اللہ بما کریں گوئید	کن حذر گر دلت بایں پند است
بر رسولاں بلاغ باشد و بس	تشو آنکہ راست پیوند است

مجھے طول فضول سے کام نہیں۔ اور نہ دعوئے اسمعینی مجھے کلام حق سے مطلب ہے اور ناحق سے نفرت۔ پس مرزا صاحب کے دلائل کا ضعف نمبر وار بتلاؤنگا۔ اور ابطال انکا بھی استدلال قاطع بہم سو سچائی کا تلوار کے دن۔ اور بیارے کے دھرم کا مقابلہ کر کے میزان انصاف میں رکھ کے قوم کے لئے مسلک دوربین سناؤنگا اور جبر اور اکراہ کو محنت و جہاد کے روبرو لاکر عقل صدق کشندہ سے اُس کی عمدگی کی داد چاہونگا۔

सत्यमेव जयते नानृतं جھوٹ خواہ کتنے ہی رو۔ شور و کھلاوے فریاد اور واویلا مچاوے مگر راستی کی آخر کار فتحمندی ہوگی۔ اور ناراستی کو درمندی پرماتما حق کا پرکاش کرا اور ناحق کا ناش

آغاز کتاب

[illegible]

یہ (آریہ) ایک نیا فرقہ ہے۔ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو آریہ سماج سے موسوم کرتے ہیں۔ سا ندنوں میں سرپرست بلکہ بانی مبانی اس فرقہ کے ایک پنڈت صاحب ہیں جنکا نام دیانند ہے۔ اور اس وجہ سے ہم اس فرقہ کو نیا فرقہ کہتے ہیں۔ کہ وہ عام اصول جنکا یہ فرقہ پابند ہے۔ اور وہ تمام خیالات اور تاویلات کہ وید کی نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہیں۔ وہ بحیثیت مجموعی کسی قدیمی ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ کسی وید بھاشی اور نہ کسی تفاسیر میں یکجائی طور پر انکا پتہ ملتا ہے۔ بلکہ بمجملہ دیگر متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارسازیوں سے اس فرقہ کا قالب طیار کیا گیا ہے

جواب

پوشیدہ نہ رہے کہ اعتراض کرنے سے پہلے فریق ثانی کے کتب کا مطالعہ کرنا شرط اولیٰ ہے مگر وہ معترض نے نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی تواریخ سے بھی محض نا واقف معلوم ہوتا ہے حضرت آپکو کہاں سے دریافت ہوا کہ آریہ ایک نیا فرقہ ہے۔ کیا علام حضلاکے طور آپکو بھی حق سے کنارہ کرنا ضروری تھا۔ کوئی پنڈت وید خواں آریہ مذہب کو نیا فرقہ نہیں کہتا۔ بلکہ اہل جہاں متفق اللسان ہیں۔ کہ آریہ دھرم سب سے قدیم اور سرشٹ یعنی اُتم ہے اُسکے تمام اصول قدیم رشیوں اور منیوں کے دلائل منقول و معقول سے حصول میں وید مقدس جو ام الکتاب ہے۔ آریہ دھرم اُسی کا لب لباب ہے۔ آریوں کے تمام اصولات وید سے مشہور ہیں اور وہ عالمگیر ہدایتوں سے مشرح موجود۔

اب یہاں پر ثابت کرنا واجب ہے کہ آریہ دھرم درحقیقت نیا فرقہ ہے یا نہیں۔ اور ہندو قدیم ہے یا جدید۔ اول خود وید مقدس کی بات غور فرمائیے۔ کہ قرآن انجیل زبور۔ توریت اور وید میں سے کون نئی پستک ہے۔ اور کون قدیم۔ کس میں گیان کی تعلیم اور تفہیم ہے۔ اور کس میں قصہ جات و فسانہ جات کی تقسیم و ترمیم۔ نوشیرواں بادشاہ کے وقت عرب میں آپکے پیغمبر صاحب پیدا ہوئے۔ جنکا نام محمد ہے۔ اور جب دنیا کے تجربات کرتے اور تجارت کے سود و زیان میں نفع و نقصان بھرتے انکی عمر ۴۰ سال کی ہوئی۔ تب قدیم بت پرستی سے دل گھبرایا۔ اور اسی گھبراہٹ میں قرآن کا دھیان آیا۔ جسکو آجکل عرصہ ۱۳۰۳ سال کا منقضی ہو رہا ہے گویا ۱۳۰۳ سال سے دین محمدی اور قرآن جسکی صداقت پر آپکو ناز و گمان ہے ۱۸۸۶ سال سے انجیل ہے۔ جو مسیح کی ہدایت پر دلیل ہے گویا ۱۸۸۶ سال سے مذہب عیسوی کی میعاد ہے۔ جو آپکے دین سے ۵۸۲ سال ار دیاد ہے۔ داؤد سے پہلے زبور مفقود تھی۔ اور موسیٰ سے آگے توریت مسدود و نیمود۔ زردشت موسیٰ سے پہلے خدا کا رسول تھا۔ اور بقول پارسیوں کے مقرب بارگاہ و مقبول جسکی نبوت کا اکثر علمائے محمدیہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ اور اسکی صداقت و حقانیت و معجزات کا مشرح اظہار۔ فاضل شہرزوری۔ علامہ شیرازی و علامہ دوانی و میر صدرالدین وغیرہ اُن سے مشہور ہیں اور انکی تصنیفات میں شہادتیں مذکور ۳۳۴۴ سال سے پہلے موسیٰ کا نشان۔ نہ تھا اور عرصہ ۵۰۰۰ سال سے زردشت کے تنداوستھا کا ذکر و بیان۔ راجہ یدھشٹر کا سال جلوس ۴۹۲۸ سال سے پرکاش مان ہے۔ اور غیاث اللغات کی ردیف (ف) سے یہ امر آپ کی ہدایت کا نشان ہے "بدانکہ پیشتر در ہندیا سمت راجہ جدھشٹر رواج داشت۔ راجہ مذکور بزور دانش در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہان را در گشادہ تا ایں زمان از سبب ایالت (یعنی جلوس و تخت نشینی) او چہار ہزار و نہ صد و ہشت سال گذشتہ" آجتک جنتریوں میں بھی وہ مسطور ہوتا ہے جس سے ہماری صداقت و صداقت کا ظہور ہوتا ہے۔ بلکہ طوفان نوح و جلوس یدھشٹر کا ایک ہی سال ہے۔ جس سے اہل تعصب کا دل سراپا پُر ملال ہے۔ اور اُس ردیف ت سے بھی ہمارے اس دعوے کا اثبات ہے جو ہر مخالف کیواسطے چاروں طرف سے آفات ہے "تاریخ طوفان سر آغازہ از حادثہ طوفاں گیرند سال شمسی حقیقی و ماہ قمری ابتدائے سال از حمل گیرند۔ تا ایں سال چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال گزشتہ"

صحیفہ آسمانی پارسیاں یعنی ژند اوستھا میں۔ زردشت پیغمبر بتلاتا ہے کہ یہی حکم جو میں تمکو بتلاتے ہیں۔ سروان یعنی خدا نے میرے سے بہت پہلے وید میں نازل فرمائے ہیں اور اب آپکے واسطے مجھ کو بھیجا ہے۔ تاکہ میں تم کو سناؤں۔ اور راہ راست پر لاؤں انہی استاوژند کے آخری دساتیری میں تحریر ہے کہ "بیاس نام برہمن ہندوستان سے آیا اور زردشت سے مباحثہ کر کے چند باتوں کو دریافت فرمایا۔ بلکہ یزدان پارسیاں نے زردشت کو بیاس جی کے جواب کا اہل نہ جانکر بیاس کی بات ارشاد فرمایا۔ کہ برہمنے بیاس نام از ہند آید بس دانا کہ بر زمین ہمسر کس نباشد مدعل ہا اندکہ نخست از تو پرسد کہ یزداں چرا کنندہ دگر و۔ گو ز دو یک ہست در ہمہ ہستی گرفتگان یعنی ایزد تعالیٰ کہ بہ ہمہ چیز قادر است عقول را بیرا وسائط وجودات گردانید و خود بیواسطہ دیگراز ہر چیز آفرید۔ گو او راکہ یزداں کنندہ وسازندہ ہمہ چیزہاست بایں در فرمان ہستی بر فرشتہ بالا و سروش دیگر اقرارے در میان نیست و دیگراں را اقرار ہاست یعنی واسطہ ہست" غرضیکہ یہ بات ہر طرح۔ کہ بلحاظ تواریخ کیا

بلحاظ تعلیم ثابت ہے کہ دنیا کی تمام کتابوں سے وید قدیم ہیں۔ اور وید وکت قدامت موافق دنیا کے دونوں کے تسلیم ہے۔ تیرہ سو سال سے یہ قرآن ہے۔ وید سے آگے وہ اکھڑ جواں سے اب رگ وید مقدس سے منتر آتے ہیں سے واضح ہے کہ وید کے رو سے ہمارا نام آریہ ہے نہ کہ اور۔ وہ منتر یہ ہیں ۔

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान । ऋ० म० १ सू० ५१ म० ८ ।

یہ رگ وید کے منڈل اسوکت ۵۱ کا منتر ۸ ہے۔

مہ پرمیشور اُپدیش دیتا ہے جیو کو آریہ یعنی سرشٹ۔ اور دسیو یعنی دشٹ شبھ دکھیت دوکوادی ناموں سے پرسیدہ منتروں کے رو بخبید جان لے۔ اور راسی کا آریہ کر اور راستی سے بہرہ دنیا کے آغاز میں حکمت اور ادھار کی پرماتما کی طرف سے عدالت جدا جدا ہے کے مدد سے نہایت واضح طور پر اظہار کیا گیا۔ کہ سرشٹ اور دشٹ صرف نیک و بد اعمالوں پر ہیں۔ مگر کسی جسمانی تفریق کے لحاظ سے جو نکہ ویدوں میں سوائے ایک آریہ دھرم کے بیان کے اور کسی مذہب کی تردید و تکذیب نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی بخوبی واضح ہے کہ اس وقت دنیا کے صفحہ پر کوئی مذہب موجود نہ تھا ہاں پرماتما نے شکتی ان سے اپنی سرو گیتا سے حق کی پوری دکامل تشریح کرکے حجت ساطع و برہان قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ اسکے برخلاف تمام ناحق سے اجتناب کرو اور اس چشمہ فیض سے زراعت دل کو صداقت الٰہی سے سیراب کرو۔

सजानूभर्मी श्रद्धथान ओज. पुरोविभिन्द न्नचरद्धिदासी विद्वान व ज्रिन्दस्यवे हेतिमस्या र्यं सहोवर्धया द्युम्नमिन्द्र । ऋ० म० १ सू० १०३ मं० ३ ।

یہ رگ وید منڈل ۱ سکت ۱۰۳ کا منتر ۳ ہے۔ پرمیشور فرماتا ہے کہ سبھا کے سوامی مشارک بیدار ہوں کے دہارن کرنیوالے ودوان کو چاہئے۔ کہ ملکی حفاظت و بچاؤ کے واسطے دسیو یعنی دشت لوگوں کو جو تاویوں میں دناش کرتے ہوئے وچرتے ہیں۔ سزا دے کافی دینے کے کارن سکھ کے بڑھانے دیا۔ اس کے کام کرنیوالے بحر ہتسار کو پراکرم سے عمل میں لاوے اور آریہ یعنی سرشٹوں کے مل دہن کی سہائتا کرے۔“

یہ منتر راج نیت ودیا کے متعلق ہے۔ خلاصہ مطلب اس کا یہی ہے۔ کہ راجہ کو ملکی انتظام میں دھرماتما اور اچھے کام میں پیرتی کرنے والے کی سہائتا کرنی و شٹوں کو سزا اور سرشٹوں کو جزا دینی چاہئے۔“ ہر چہار وید مقدس میں چند مقام پر آریہ نام موجود ہے مگر دانا کے واسطے یہ دو نو ثبوت کافی ہیں۔ کہ وید کے ماننے والے بلکہ ویدوکت دھرم والے کا نام آریہ ہے تعصب وطرفداری سے وید سراپا منزہ ہیں۔ اور جھوٹے افسانوں و طوفانی بیانوں سے معرا۔ اس اسی کو منو سمرتی سے بھی ثابت کرتا ہوں۔ اور پھر موجودہ تواریخ سے شہادت دوں گا۔ منو سمرتی کے ادھیاء ۲ کے شلوک ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲ میں مفصل حال اسکا درج ہے

सरस्वतिदृषद्वत्योर्देवनद्यो र्यदन्तरम् । तंदेवनिर्मितदेशं ब्रह्मावर्त्तं प्रचक्षते ॥१७॥ तस्मिन्देशे य आचारः पारम्पर्यक्रमागतः । वर्णानां सान्तरालानां स सदाचार उच्यते ॥१८॥ कुरुक्षेत्रं च मत्स्याश्च पञ्चालाः शूरसेनकाः । एष ब्रह्मर्षिदेशो वै ब्रह्मावर्तादनन्तरः ॥१९॥ एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः । स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन्पृथिव्यां सर्वमानवाः ॥२०॥ हिमवद्विन्ध्ययोर्मध्यं यत्प्राग्विनशनादपि । प्रत्यगेव प्रयागाच्च मध्यदेशः प्रकीर्तितः ॥२१॥ आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात् । तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्तं विदुर्बुधाः ॥२२॥

۱۷۔ مہاراج منو فرماتے ہیں کہ سرسوتی اور درشدوتی جو دو دیوتوں کی ندیاں ہیں ان کے درمیانی ملک کو برہم ورت کہتے ہیں

۱۸ تمام باشندگان خطہ مذکورہ میں جو آریہ ورت ایسے دھرم کرم کو یعنی رسومات دینی اور دنیوی کو برہمنوں یعنی وید کے جاننے والوں سے اخذ کریں یا پڑھ کر حاصل کریں۔

۱۹ آریہ ورت کے قرب و جوار میں متسں اور پنچال اور سورسینی وغیرہ جو ملک ہیں وہ برہم رشیوں کے ہیں۔ اسی وجہ سے ان ملکوں کو لوگ متبرک جانتے ہیں۔

۲۰ مقدس رشیوں اور بزرگ آسرموں کا جو ملک ہیں اسکے حق میں مہاراج منو جی فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فاضلوں سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ اپنے ملکوں میں جا کر راست و یدھرم اور دیا کا پرچار کریں

۲۱ ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیانی دیش کو سرسوتی ندی اور پریاگ کے درمیان جو ملک آباد ہیں ان کو مدھیہ دیش یعنی ممالک متوسط کہتے ہیں۔

۲۲ بحر شرقی سے بحر غربی تک اور ہمالیہ اور بندھیاچل کے وسط میں جو ملک آباد ہیں انکو علما آریہ ورت کہتے ہیں آریہ ورت دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک آریہ دوسرا آورت یعنی آریوں کے رہنے کا استھان یا آریوں کے رہنے کی جگہ۔ آریہ قوم کی تعریف سوامی جی نے یوں کی ہے۔

कर्तव्यमाचरन् कर्मा अकर्तव्यमनाचरन् तिष्ठति प्रकृताचारे स तु आर्य इति स्मृतः ॥

کہ ”کرنیکے لائق اعمال حسنہ کا کرنا۔ اور نہ کرنیکے قابل اعمال قبیحہ کا نہ کرنا جسکا طبعی خاصہ ہو وہ آریہ ہے“۔ حال کے جغرافیہ دان اگر ذرہ غور سے دیکھیں تو بخوبی جان لیںگے۔ کہ اس زمانہ کی تقسیم سے اس وقت کی حد بست کا اتنا بڑا تفاوت نہیں ہے۔ سو جیو تمام سمرتی میں اکثر مقامات پر آریہ ورت اور آریہ قوم ہونیکا ذکر فرماتے ہیں۔ بلکہ وہ خود جا بجا آریہ ہونے کا فخر ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ اور تمام سمرتیاں یعنی دنیاوی قانون منو کے بعد کی تصانیف ہیں۔ مگر تمام متفق اللفظ آریہ دھرم اور آریہ ستان ہونے کے اقراری ہیں۔

نکتہ

ایک فاضل سے کسی نے سوال کیا کہ سوامی دیانند سرسوتی جی کہتے ہیں کہ یہ ملک آریہ ورت

زر رشتی کے آر سے جو حضرت کے وقت تک اسی آریہ ورت کے لوگ دریاؤں میں ہر طرح کے حاصل ہوگئے ہے اور بڑے بڑے حکیم اسی جگہ کی شاگردی سے نامور کہلائے۔ نوشیرواں کا وزیر بزرجمہر یہاں راج نیت سیکھ ہی حاصل کمال کہلایا اور اسی پر عمدہ آمد کرنے سے نوشیرواں نے عادل نام پایا۔ جس کتاب سے انوار سہیلی تحریر ہوئی ہے وہ اب تک سنسکرت میں موجود ہے۔ جس کا نام پنچ تنتر مشہور ہے فیثاغورث یا پتھاگورس جسے فیثا غورث بھی کہتے ہیں۔ یہاں کی فلاسفی سے کامیاب ہوا۔ کئی سال یہاں کے پنڈتوں کی شاگردی کرکے مسائل فلسفہ میں استاد کہلایا۔ یہی تو اریخ آگوان کی کتابوں کا مترجم اول ہے۔ اور ایسی بزرگ کی بدولت یونان اور اور مصر و اٹلی وغیرہ کی طرف اس مبارک مسئلہ کی تعلیم ہوئی۔ یہ وہی حکیم ہے جس کے مرنے کے بعد ۔۔۔ کے شاگردوں کے شاگردوں سے حکیم افلاطون نے خاکر ہندسہ اور ریاضی اور منطق اور تناسخ کی تعلیم کے مسائل سیکھے اور خود بھی آریہ ورت میں آنے کا ارادہ کیا مگر کسی سبب سے راستہ سے واپس چلا گیا اور یہ ارمان اس کے دل ہی میں رہا۔ مگر جیسکہ پہلے سے اور لیں کا برابر چینی جیو کے وقت تک رہا۔ چنانچہ حود ساس جی کا پاتال دام رکہا۔ ہیرو ڈوس دیور یہ ۔ چین۔ جاپان۔ ایران وغیرہ ملکوں میں جانے کا حال ہمارے برابر ایک تواریخ دان پر واضح ہو سکتا ہے۔ جیمی جی مہاراج بھی ایک دو مرتبہ دین دھرم کے اپدیش کے واسطے ایران مصر و یونان وغیرہ کی طرف گئے اور لوگوں کے مختلف شکوک رفع فرماتے رہے۔ علم جہاز رانی میں بھی پورانے آریہ لوگ نہایت ہوشیار ہوا کرتے تھے۔ اور تجارت کے واسطے یہاں کے گروہ کے گروہ اور ملکوں میں جاتے تھے۔ علم اقلیدس یعنی ریکھا گنت بھی اسی ملک سے اور ملکوں میں گیا ۔۔۔

ہے اور یہاں کے باشندے آریہ ہیں۔ مسلمان وغیرہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک ہندوستان اور ساکنان اسکے ہندو ہیں جسکے معنے چور، رہزن و غلام کے ہیں۔ اصل مطلب اس کا کیا ہے اور درست کون ہے۔ اور کس طرح کہنا چاہئے۔ اُس نے جواب دیا کہ بھائی جب تک دنیا کا بذور سوا ایجادوں کا ترقی۔ ست دھرم کی طرف توجہ۔ وید مقدس پر عملدرآمد۔ پیار و محبت توہمات سے رستگاری۔ ایک پرمیشور کی پرستش جاری رہی۔ لوگ عالم باعمل۔ اور ملا ور روحانیت کے پڑھنے پڑھانے والے رہے۔ تب تک یہ ملک آریہ ورت اور یہاں کے باشندے آریہ یا افروح رہے۔ مگر جب سے اُنہوں نے طوق غلامی بباعث بت پرستی اختیار کی ایک کو چھوڑ۔ انیک مورل سمپردوں کے بندے بن گئے اپنا دین۔ انکو اُرگر دو کے آگے سر جھکانے لگے۔ پاک دیانتی کتابوں پر لعنتوں اور سالوں یعنی ویدوں پر پیرالو نکو رحم ای تب سے ہندو بن گئے۔ اور ملک ہندوستان۔ مدعی بھی سچا اور مدعا علیہ بھی جھوٹا صرف قاضی ہے۔

اب تواریخ پر غور کرنی چاہئے۔ لتھبرج صاحب کی انگریزی تواریخ ہند مطبوعہ سنہ ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۱۶ سے ۲۶ تک آریوں کی تاریخ ایک مختصر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ دو آریہ کے بزرگ وید کی کتابیں۔ بہت مشترک ہیں ہندوؤں اور اہل فرنگ۔ اہل روم وغیرہ کے بزرگ آریہ تھے غرض آریہ قوم دریائے سرسوتی اور پنجاب کے اور دریاؤں کے کنارے پر کئی سو برس تک آباد رہی۔ اُس زمانہ میں انکی حکومت کسی راجہ یا حاکم خاص سے متعلق نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک گھرانا ایک بزرگ ہی اپنے اپنے خاندان کا سردار ہوا کرتا تھا۔ اور وہی اُس گھرانے کا پروہت یعنی پیشوا دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگوں کو جب کبھی ضرورت پڑتی تھی تو وحشی باشندوں سے لڑا بھڑا بھی کرتے تھے۔ اور چونکہ آریہ لوگ انکی نسبت بہت بہادر تھے اور ہتھیار بھی عمدہ رکھتے۔ اور زرہ بکتر لگاتے تھے۔ اس لئے اپنے مخالفوں پر فتح پاتے تھے۔ آریہ لوگ روز بروز زیادہ اور آسودہ ہوتے گئے۔ آخر یہ ہوا کہ جو میدان پنجاب سے بھی زیادہ زرخیز اور گنگا اور اُسکے معاونوں سے سیراب ہے۔ اُسکے فتح کرنے پر انہوں نے کمر باندھی۔ آخر دشمنوں یعنی وحشی لوگوں کو بھگا کر بہت سی جمعیت فراہم ہو جانے سے بڑے زبردست ہو گئے۔ آریہ لوگ دریائے سرسوتی کے درمیانی ملک کو برہم رشی دیش اور جو ملک اُسکے مشرق میں الہ آباد تک ہے۔ اُس کو مدھ دیش۔ اور سارے ملک کو آریہ ورت کہا کرتے تھے۔ آریہ لوگوں کے بہادر راجہ رامچندر جی نے جنوبی ہند۔ جزیرۂ لنکا پر حملہ کر کے اُسکو فتح کیا۔ آریوں کی نسبت یونانیوں نے لکھا ہے۔ کہ ایشیا کے ملکوں میں جسقدر قوموں سے ہم کو کام پڑا اُن میں آریہ لوگ زیادہ بہادر تھے۔ اور وہ زبان کے بھی بڑے سچے تھے انہوں نے اُنکی نسبت یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ شراب و کباب نہیں کھاتے پیتے تھے۔ اور ہر ایک امر میں میانہ رو اور صلح اندیش سادگی اور دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے"۔

(حاشیہ: [illegible])

تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۶۶ میں مورخ تحریر کرتا ہے کہ "ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں درج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف خدا واحد ہے جو سب سے بالا و برتر ہے اور تمام عالموں کا مالک ہے اور اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں برہما۔ وشن۔ شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہے۔ اور نہ انکو کچھ فوقیت نہیں دی گئی اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجھے گئے" مورخ **کالبروک صاحب** فرماتے ہیں "مجھکو ویدوں میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جس سے اُن دیوں کا اوتار ہونا ثابت ہو۔ رگ وید کے ایک منتر کا ترجمہ بھی (جو وید کے توحید کے ثبوت میں) یہ مورخ شہادت میں کرتا ہے کہ ایشور کامل صدق و یقین مسرت ہے۔ اُس کی ذات بے مثل اور

خالی ہے۔ وہ خدا حقیقی ہے نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے۔ اور نہ عقل کو اُسکی اور اُسکی قدرت۔ وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے۔ اسے علم کلیہ اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان سے مبرّا ہے۔ اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اور بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور بغیر کانوں کے ہر آواز کو سنتا ہے۔ سب کو سمجھتا ہے اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں پیدا کرنے والا بچانے والا اور کل اشیاء کی صورت پلٹنے والا وہی ہے۔

اُسی تاریخ کے صفحہ ۹۱ پر آریوں کے عام حالت یونانیوں سے مقابلہ کرتا ہے "اگرچہ اُن دونو قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور ہر دو کی کیفیت اور عام تہذیب اور شائستگی اور رقابوں کی پابندی کا مقابلہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آریہ لوگ یونانیوں سے اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ آریوں کے ملکی حملے بہ نسبت یونانیوں کے بہت کم ناشائستہ تھے۔ اور وہ دشمنوں سے بہت ترحم کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ اور ہر قسم کے علوم میں اُنکو بہت زیادہ دسترس تھی اور خدا تعالٰی کی ذات اور صفات کے علم کی درستی بھی اُسی زمانہ میں ایسی اُنکو حاصل ہو گئی تھی جس میں اپنے حصص کے اعلٰی ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے عقیل۔ اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت تھوڑی جگہ تھی"۔

لتھبرج صاحب کی تواریخ ہند سے یہ بھی واضح ہے "آریہ لوگ قدیم سے علم علمی کے شوقین رہے اور فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اوّل بھی ہیں چھ مجامع فنون میں چھ فلاسفی اُنکے ہاں تصنیف ہوئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اوّل سانکھیہ درشن جسکا مصنف کپل۔ دوئم یوگ درشن جسکا مصنف پتنجلی۔ سوئم نیائے درشن جسکا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جسکا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جسکا مصنف جیمنی۔ ششم ویدانت جسکا مصنف بیاس ہے"۔

بموجب تشریح بالا ہر ایک مذہبی یعنی صاحب علم و عقل جان سکتا ہے۔ کہ آریہ دھرم آریہ قوم اور اُنکی پستکیں وید مقدس سب سے قدیم ہیں۔ کیونکہ مہا دوتین ہمارے حق میں غیر قوم کی ہیں پس انصاف کریں کہ آریہ دھرم اور آریہ قوم کس عظمت و شان کے لائق ہے اب ہندو لفظ کی بابت مجھ بھی ہم اسا بیراہ عالی اور بقیہ جو کا کہ پایا لفظ ہندو کا ہے۔ اور کن پستکوں میں اسکا اندراج پایا جاتا ہے۔ اور کون لوگ اسکا استعمال کرتے ہیں سنسکرت لغات میں ہندو لفظ کا نام و نشان ندارد ہے۔ اور نہ اسکے کچھ معنی ہو سکتے ہیں وید ہائے قدیمہ سے لیکر راجہ بھوج کے وقت کی تصنیف شدہ پستکوں تک کی متبرک کتابوں یعنی ست یارتھ کی کتھا و گنیش مہاتم کے زمانہ تک بھی یہ لفظ کسی سنسکرت پستک میں ندارد ہے اور فارسی لغات کے دیکھنے سے اسکے معنے چور۔ سیاہ وغیرہ کے پائے گئے۔ دیکھو غیاث اللغات ردیف (ھ) ہندو منسوب بہ ہند و دریں لفظ واؤ برائے نسبت است و دریں نسبت خصوصیت مدی المعقول دارد و لفظ ہندو در محاورہ فارسیاں بمعنے دزد و رہزن و غلام می آید از خیابان۔ و ہندو در زبان ساحرہ راگوئند از سکندر نامہ فارسی کی کتاب ایسی کوئی شاذ و نادر ہوگی جس میں اس لفظ کو برے طور پر استعمال نہ کیا ہو گلستان سے لیکر بہار عجم و دیوان حافظ وغیرہ تک ہر جگہ انہیں معنوں میں بلکہ اس سے بھی رذیل معنوں میں مستعمل ہے۔ پس زیادہ تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایک طرف سے محض انکار۔ اور فریق ثانی کا اقبال و اقرار ہے۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے۔ کہ یہ نام ہمارے واسطے ملیچھ بادشاہوں نے موضوع کیا تھا۔

آریہ یعنے سرشیٹ، نیک و خداشناس اور سماج یعنے مجلس یا نشستگاہ۔ یا یہی دونو لفظ کہ آریہ سماج کے معنے ہوئے۔ وید کے پیروں یا خداشناسوں یا نیکوں کا جلسہ جس سے کوئی بھی نے اعتراض نہیں کی۔ اب نہیں معلوم کہ وہ کونسا امر ہے جو آپکو ناگوار۔

برخلاف وید مقدس کے کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو ایسا کوئی امر نہیں ہے کہ جسکی ہدایت وید نہ بتلاتے ہوں۔ مگر آریہ لوگ مذہبی طور پر اُسے بجالاتے ہوں۔ معترض نے بھی کوئی بات نہیں بتلائی جسکا جواب دینا ہمارے ذمہ ہوتا۔ اسواسطے دعوے بلا دلیل خود مدعی کی تذلیل ہے۔ جسے کسی طرح سے حاجت تفصیل نہیں۔

رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید میں ہر ایک امور روحانی و جسمانی کی اس خوبی سے ہدایت ہے۔ جو کسی طرح محتاج تکرار و شکایت نہیں۔ ہاں اُنکی ایک ایک تشریح حق پسند طبیعتوں و صداقت کے طالبوں کو رہنمائے سعادت ہے۔ انہیں دونوں امور کا نور الہام کا دارومدار رہا ہے۔ اور ادھورا اور ناکامل نہ چھوڑتا اسکی کلیت کا اظہار بلکہ افتخار ہے۔ ست پتھ ایتری۔ سام و دہاتی اور گوپتھ ان چار برہمنوں میں (جو وید کی تفسیریں ہیں) انکی مفصل تشریح و توضیح آریہ دھرم کی موجود ہے۔ کہٹ ورشنوں (یعنی چھ شاستروں) اور دس اُپنشدوں میں بھی انہیں اصول پر حکماء آریہ ورت کے دیا کھیان مذکور ہیں جن سے ست دھرم کی صداقتوں کے ظہور ہیں۔

قولہٗ ۔ وہ ہیئت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے

اقول ۔ ہندو مذہب کی قدامت کی نسبت سوائے اس کے میں کیا کہوں

پیکے بر سر شاخ و بن مے برید | خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا کہ اس شخص بد میکند | نہ با من و لیکن بخود مے کند

حضرت آپکا سوال سراپا غلط بلکہ وہم و خیال ہے۔ **قولہٗ** اور نہ کسی وید بہاش اور نہ کسی شاستر میں یکجائی طور پر اُن کا پتہ ملتا ہے۔ **اقول** معلوم نہیں کہ کس کو نہیں ملتا۔ آیا مرزا غلام احمد صاحب الہامی کو یا سنسکرت کے فاضل پنڈتوں کو۔ اگر شق اول ہے۔ تو بالکل تسلیم کے قابل ہے اور اُسکا علاج لیاقت کا محتاج ہے۔ مرزا صاحب سنسکرت سے محض لاعلم اور ناآشنا ہیں۔ پس اُنکو وید بہاش اور شاستروں سے پتہ نہ ملنا سراسر بھول و خطا ہے۔ اور اس حالت میں اُنکا معترض ہونا جسقدر رکھوں اُسی قدر بیجا ہے۔ اگر شق ثانی ہے تو محض نادانی ہے۔ یکجائی طور پر اگر پتہ نہ ملتا۔ تو لاکھوں علماء و فضلاء کیوں ایک غریب و فقیر سنیاسی کے پیرو ہوتے۔ اور مولوی محمد قاسم ابو المنصور جیسے کیوں پشیمانی میں سر دھنتے اور روتے۔ جس شخص نے صدق دل و نگاہ غور سے ست دھرم وچار میلہ چاندا پور۔ اور ستیارتھ پرکاش مباحثہ بریلی۔ اور سوال جواب مباحثہ جالندھر۔ و شاستر ارتھ کاشی وغیرہ مباحثہ جات سوامی جی مہاراج کے دیکھے ہوں۔ وہ سوامی جی کی حق بیانی اور راستبازی کا قائل و مُقر ہو سکتا ہے۔ ہم اس مقام پر ناظرین حق پسند کے واسطے چند سطریں خصوصاً پیش کر کے اُنکے مطالعہ کی منصفانہ طور سے سفارش کرتے ہیں

واضح ہو کہ یہ سلسلہ صرف دو روز رہا۔ قبل شروع ہونے میلہ کے بعض مولوی صاحبان نے سوامی دیانند سرسوتی جی کے ڈیرہ پر تشریف لیجا کر فرمایا۔ کہ بہتر ہوا گر اہل ہنود اور اہل اسلام ملکر یا دونوں مذہب کی تردید کریں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اس میلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کسی کی طرفداری نہ کرے۔ بلکہ میری سمجھ میں تو یہی بات ہے کہ ہم اور مولوی صاحبان۔ پادری صاحبان تینوں محبت سے مکر ست کی تحقیقات کریں۔ کسی سے برخلافی کرنی واجب نہیں۔ "دانائوں نے سچ کہا ہے۔

بنائے کار نہ در ثبات و دلیل باش | کہ ہر بنا کہ براصل ست پائدار بود
درتردد رو تجاوست مدار | پیچ فضلت بہ از ثبات مدار
ہلیل ہرشا بر غضب رجات | در معانی ثبات رفتیات

ناظرین اُنکا ایک ... کا راستی اور ست دھرم کی طرف قائم رکھ کر کیٹ اور ... میں شامل نہ ہونا ... صداقت کی پوری چاشنی اُنہیں حاصل

ہو چکی تھی۔ اور عرفت سے اُنکی طبیعت قطعی بیزار تھی۔

مرزا نے جس قدر توہمات کا طوفان اٹھایا۔ اُسکو طوفان نوح سے بھی بڑھا دیا اور اگر سچ پوچھو تو راستی کا خون بہا دیا

قولہٗ وہ بلکہ منجملہ اُن وغیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کار سازیوں سے اس فرقہ کا قالب تیار کیا گیا ہے

اقول ۔ مرزا صاحب اسلامی تعصب کے بخارات نکالنے سے باز نہیں رہتے اور اسی جوش میں جو منہ آتا ہے کہتے ہیں۔ حضرت گھبرائیے نہیں۔ یہ پنڈت جی کے دل کے بخارات نہیں ہیں بلکہ صداقت کے احکامات اور وید مقدس کی ہدایات ہیں۔ ست شاستروں کے فرمان ہیں اور علمی دقائق کے بیان۔ مذہب سے ہمیں کلی نفرت اور توہمات سے قطعی پرہیز ہے بیجا الزام لگانا اور کار سازیوں کا الہام خیانا آفتاب کو دامن سے چھپانا اور چاند پر گرد اڑانا ہے مگر درحقیقت آپکا ذرہ قصور نہیں صرف مذہبی تعصب کا قصور یا اسلام کا الٰہی نور ہے جو آپکو حق کی جانب سے روکتا ہے اور باطل کے گرداب میں جھونکتا ہے۔ پس واجب سمجھتا ہوں کہ آپکو اسکا جواب باصواب گوشگذار کروں۔ اور تمام دفتر منقولات کو آپکے روبرو دہروں۔ مضامین چرانا اور مرغی کا سر اور ٹانگ اوڑانا کسی اور کا شیوہ ہے۔ نہ کہ سوامی جی کا۔ غور سے مطالعہ فرمائیے

موسےٰ و اسمٰعیل و اسحاق و ابراہیم و لوط و یوسف و یعقوب وغیرہ کے قصہ جات کو توریت موسوی سے اُڑایا۔ داؤد و سلیمان۔ ایوب وغیرہ کے واقعات کو سموئیل اور ایوب کی کتابوں سے حفظ فرمایا آدم و حوا۔ اور شیطان کے ورغلانیکی حکایت کو طالموت اور موسےٰ کی پیدائش کی کتاب سے چرایا۔ ابہیم کا بتوں کو توڑنا اور جنات کے قصے فرشتوں کا سوال و جواب قبر اور جہنم کا سات حصوں پر تقسیم فرمانا قیامت کے روز ہاتھ و پاؤں وغیرہ اعضاؤں کا تکلم میں آنا اور شہادت دلوانا غسل اور طہارت و تیمم اور روزہ کھولنے کا بیان یہ سب یہودیوں کی حدیثوں اور تواتر سے نکلوایا۔ چنانچہ طالموت و میدا آس و صمایں مذکور ہیں۔ جو اس ظلمت کے دور کرنیکے واسطے بمنزلہ نور ہیں۔ عیسےٰ کا ہنڈولے میں باتیں کرنا اور لڑکپن کے معجزے جو آل عمران اور مریم اور تحریم کی صورتوں میں ترقیم ہیں۔ اور اسی طرح اصحاف کہف اور قصہ رقیم جنکا سورۃ کہف میں بیان ہے وہ محمد صاحب نے عیسائیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں لکھوایا۔ چنانچہ افراہیم نامی کتاب اور انجیل الطفولیت میں مفصل درج ہیں۔ میزان اور پلصراط کی باتیں قدیم آتش پرستوں کی حکایتوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ اور حیدا نامی کتاب سے چھانا گیا ہے۔ کعبہ اور آدابِ حج قدیم قریشی اور بت پرستان عرب سے اور بیت المقدس کی تعظیم کا عیسائیوں اور یہودیوں سے رواج پایا۔ خضر کا قصہ جو کہف میں ہے وہ بھی یہودیوں کی حدیثوں کا جوڑ توڑ ہے۔ لقمان اور سکندر کے قصص نے (دور اندیشی سے) یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔ کچھ سنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا اور باقی امورات خانگی و جنگ و جدال سے مرکو بھی عروس خیال سے درست کر کے بامحاورہ سجایا۔ غرضیکہ مختلف قصہ جات و فسانہ جات و بیانات کو مع اپنے ... ایک نیا سلسلہ ... یقین ہے کہ ... عیسائی و یہودی مذہب کی بنیاد آتش پرستوں کے مذہب سے قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ شیطان و عزرائیل کا وجود پارسیوں سے چلا ... (شیطان و جبرائیل) اُنکی کتابوں میں موجود ہیں۔ تصدیق اُنکی کتاب ... سے ہو سکتی ہے پہلے ہم کو خیال ... کہ ... نے قائم کیا مگر اب ان کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس قدیم طوفان کے ... آتش پرست ہیں یا کوئی ان دو آتش پرستوں سے بھی پہلے ہوگا جس کی نقل اُنہوں نے کی ہو۔

یہ کسی طرح جائز نہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ روحیں اناؔدی ہیں۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں۔ لہذا یہ ثابت کرنا ہمارا کام تھا۔

۴۔ دعوے۔ روحیں ابدی ہیں اس واسطے ازلی یا اناؔدی بھی ہیں۔

دلیل یہ ہے۔ ابدی ہونا مسلم فریقین ہے۔ اسواسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ابدی کے معنے وہ زمانہ جسکی انتہا نہ ہو۔ اب مقام غور ہے۔ کہ ابدی روحیں کیوں ابدی ہیں۔ جو ظاہر ہیں کہ (۱) وہ مرکب نہیں تاکہ ترکیب پذیر ہو ویں۔ (۲) وہ چیتن اور لطیف جوہر ہیں اسیواسطے وہ مردہ نہیں ہوسکتے۔ علی ہذا۔ اب نہیں وجوہات کو اگر منعکس کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا کا ہونا صرف پیدائش کی غرض سے ہے ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی ابتدا نہیں۔ تو روحیں ترکیب پذیر اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہیں۔ پھر انکی پیدائش کسطرح ہوئی کیونکہ ہر چیز ترکیب پذیر کا استحالہ لازمی وروجود۔ بعد العدم کا نام حادث ہے۔ مگر جبکہ روح اپنے عدم نہیں حدوث بھی لازم نہیں ہوا کیونکہ بحکم علوم متعارفہ ۱۱ کے ناممکن ہے۔ جیسا کہ ایک کنارہ کا دریا ناممکن ہے۔ اور جسطرح آفتاب ناممکن ہیں اندھیرا ناممکن ہے ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ بحکم علوم متعارفہ یہ اجتماع ضدین۔ باطل ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ روحیں اناؔدی ہیں اور یہی مطلوب تھا۔

۵۔ دعوی۔ روحوں میں فنا یا موت نہیں اس واسطے روحیں خدا کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔

دلیل یہ ہے۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے۔ ورنہ موت اور کوئی چیز نہیں اور روحوں کے واسطے بالذات موت نہیں۔ کیونکہ وہ باقی ہیں اور نہ روحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے۔ جو کبھی تحلیل ہوا ہو یا کبھی اُس سے اخراج پذیر ہوا۔ اسواسطے کہ وہ جاندار نہیں۔ پس بحکم (علوم متعارفہ) کے اُس سے روحانیت برآمد بھی نہیں ہوسکتی۔ علاوہ بریں جڑھ چیتن کی اکٹھا ہونے وحدت الوجودی ناممکن ہے اور یہ بموجب حکم علوم متعارفہ باطل ہے۔ لہذا روح کے بالذات چیتن اور مرگ سے مبرا ہونے اور فنا کے آزاد ہونیکے سبب سے اُسکی ابتدا نہیں۔ اسی واسطے بموجب ثابت ہے کہ روح اناؔدی ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔

اب مادہ یعنے حیولےٰ کے اناؔدی ہونے پر چند دلائل بھی ارقام کرتا ہوں۔ گذارش ہے کہ مرزا صاحب انکو بھی غور کے مطالعہ میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں۔

(۱) چونکہ خدا غیر مادی ہے اسواسطے مادی دنیا کا اُس سے نکلنا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے جو پہلے اُسکے اندر موجود ہو۔ اور جو موجود نہ ہو وہ کسی طرح نہیں نکل سکتی (بحکم علوم متعارفہ ۱۰) اسواسطے مادہ اناؔدی ہے۔

(۲) دنیا صرف قدرت سے نہ بن سکتی ہے۔ اور نہ حکم سے کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے موصوف سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔ ۵ بحکم ۵ علوم متعارفہ اور حکم بغیر محکوم عمل پذیر ہوا جو کہ بازی ہے۔ اور حکم صرف نشید ہے۔ بلکہ کا شبہ سے ایسا ناممکن ہے۔ علاوہ ہے۔ پس مادہ اناؔدی ہے۔

(۳) پدارتھ ودیا یعنے علم سائنس کا پہلا اصول ہے کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی میں نہیں آتی مگر ہستی سے یعنے

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः

جو نہیں ہے اس کا کسی طرح بھاؤ یعنی پرکاش نہیں ہوتا۔ اور جو ہے اسی کا بھاؤ یا پرکاش ہوتا ہے۔ ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کبھی نہیں ہو سکتی اسواسطے مادہ اناؔدی ہے۔

(۴) جسوقت بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا کے پیدا کرنیوالا خدا ہے۔ تو قدرتی الصور سوال ہوتا ہے کہ کہاں سے اور کس چیز سے۔ محمدی لوگ اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ عدم میں سے بذریعہ قدرت خود کے بنایا۔ اس پر جب یہ سوال ہے کہ عدم محض ہے عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ اور عدم میں تو قدرت ہے۔ وہ خود عدم محض کا حکم رکھتی ہے۔ تو جواب یہ ملتا ہے کہ یعنے

سے بنایا۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ پیسے سے پیرا ہے کوئی چیز نہیں نکلی۔ پس جو اسے میں سے ہو وہ ایسا حصہ ہے جس سے دنیا خدا کا ٹکڑا یا کئی ٹکڑا معلوم ہوتی ہے۔ اور بطور مشتے نمونہ از خروارے جب یہ دنیا خدا کا ٹکڑا ہے اور بیجان ہے۔ پس جو چیز جُز میں ہے وہی کل میں ہوگی۔ بحکم ۹ علوم متعارفہ) جو کہ یہ مادی اور بیجان بات ہے لہٰذا بریں خدا بھی جڑھ تسلیم ہونا ہے۔ نہ کہ روحانی۔ جلالی اور زندہ اور عالم کل۔ مگر یہ مسلم ہے کہ خدا زندہ اور جلال والا اور عالم کل ہے۔ پس دنیا اُس سے نہیں نکلتی اور نہ اُسکا ٹکڑا ہے۔ بلکہ مادہ سے بنی ہے۔ اور مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں اناؔدی زمانہ سے موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے بموجب قاعدہ قدم کے خدا اُسکا ساسوالا ہے۔ کیونکہ کوئی جزو (چیز) خود بخود بن سکتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے۔ روح چیتن اور زندہ اور غیر مرکب ہے۔

नैनं छिन्दति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः ॥

ترجمہ۔ شستر یعنے اسلحہ اسکو کاٹ نہیں سکتے۔ آگ اسکو جلا نہیں سکتی۔ پانی اسکو بھگو نہیں سکتا اور ہوا اسکو خشک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ مفرد لطیف اور زندہ ہے جسے باصطلاح حکماء بسیط کہتے ہیں وہی اناؔدی روحیں اناؔدی زمانہ سے پرماتما کی مالکیت اور قبضہ قدرت اور محکومیت اور عبودیت میں موجود ہیں۔ اُنکے کرموں کے انوسار پرماتما اسے اپنی شکتی مان اور نیائکاری ہونے سے مختلف اجسام کو مادہ سے خلقت کرکے جزا و سزا دیتا ہے۔ ہاں روحیں اور مادہ سے سب چیزوں کے بنانے کا علم اُس ستیا الکھ کے گیان میں قدیم اور اناؔدی زمانہ سے موجود ہے اور البتہ روحیں کے قبضہ و قدرت و محکومیت و عبودیت میں اناؔدی زمانہ سے نہ روحیں اور مادہ ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا جو یہ اُسکے قبضہ اور قدرت اور عبودیت اور ملکیت سے باہر ہوں یا نہ ہوں۔ پس عدم سے وجود میں آنا۔ ۵

خود غلط املا غلط انشا غلط ہست ایں مضمون سراسر ناغلط

اب ناظرین پر یہ امر ہویدا کرتا ہوں کہ قرآن نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے سورۃ بنی اسرائیل یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی "اے محمد اگر تجھ سے روح کی بات سوال کریں کہو مجمل جواب کہ خدا حکم یا الکمت" اس سے بھی ثابت ہے کہ روح اناؔدی ہے مگر سمجھنا آسان نہیں تھا۔ اسواسطے خلقت کو حیرانی میں ڈالا۔ صریحاً ثابت ہے کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے۔ کیونکہ خدائے قدیم کا حکم و علم وارادہ قدیم ہے اور جب سے حکیم ہے تب سے حکمت ہے بلکہ باہم لازم و ملزوم ہیں۔ مگر اے مرزا صاحب آپ اس [redacted] جرأت کرتے ہیں۔ اور کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جبکہ خود قرآن ہی اس معاملہ میں کم بادیٔ ہے سورۃ بنی اسرائیل وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنے نہیں علم دیا گیا تمکو مگر تھوڑا زیادہ اعتراض مت کرو اور مت پوچھو۔ پنجابی مثال ہے ایک نہیں اور سو سکھ یعنی ایک نفی و انکار اور صد ہا آرام۔ مفسر تفسیر حسینی کہتا ہے کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالیٰ او غیر حق سبحانہ تعالیٰ۔ کسے معدود نا نیست" در حقیقت یہ وہی امر تھا سوال اہل مکہ نے یہود کے سکھلانے سے حضرت محمد سے پوچھا تھا واسطے اُنکے آزمانے کے اور حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتاؤنگا۔ بعد اسکے اٹھارہ روز تک غار میں یا غار میں چھپے سوچتے رہے۔ مگر کوئی جواب نہ بن سکا۔ آخر الامر لاچار ہو کر یہ فقرہ دے رکھا کہ تم کو علم نہیں دیا گیا زیادہ اعتراض مت کرو۔ اور مت پوچھو۔ دیکھو حاشیہ قرآن۔ صفحہ ۴۹۲ ترجمہ عبد القادر صاحب دہلوی مولفہ ۱۲۰۵ ہجری۔

اے ناظرین کیا یہی جلیلہ کیا دسی دعوےٰ کا خدا کی طرف سے خطاب ہے۔ مرزا صاحب جب قرآن قاصر البیان ہے تو براہین احمدیہ کی کونسی حقیقت و شان ہے۔ جو اسکے مقصود

مقامکی حافات کے بیچ کرایا اور کچھ مطابق محاورہ عرب کے قافیہ ملا کر اپنے سفری خیالات کو بھی ساتھ ملا دیا۔ گویا اسی طرح کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ ذرا غور سے دیکھو اور انصاف سے بیان کرو کہ اعتراض کس بیہودہ حال ہے۔ کس کا قالب کاریگریوں سے تیار کیا گیا۔ اور کون کتاب الہام فہو المحال ہے کون مذہب و حیرت متفرق خیالات کا ہے۔ اور کون [illegible] پر اماکی عنایات بیہودات۔

اب ہر ایک منصف انصاف پسند جان سکتا ہے کہ ان فصاحت کے مستحق کرنے کی واسطے کون سے الہام کی مدد کا ہے۔ اور کس نئی بات کو اُن کتابوں سے بڑھ کر قرآن میں اظہار ہے۔ اگر کوئی بات ایسی ہے جو اُن کتابوں میں بے نشان ہے۔ اور قرآن اس بارہ میں فصیح البیان بلکہ ربّ اللسان ہے۔ تو صحیح ہو سکے ضرور دکھلا دیں۔ ورنہ قرآن کی نشانی کچھ جاری ہیں بیہودہ نہ قرار دیجئے طور پر بھی قرآن قابل اعتبار نہیں جس مانند کہ انسانی قرار دیا جاوے۔

قولہٗ اور پہلا اصول اس فرقہ کا یہی ہے۔ جو پرمیشور روحوں اور اجسام کا خالق نہیں بلکہ یہ سب چیزیں پرمیشور کی طرح قدیم اور انادی اور اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشور ہیں۔"

اقول۔ آریہ سماج کا پہلا اصول یہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی شخص جو آریہ سماج سے بھی واقفیت رکھتا ہے۔ آپکی ضرور تکذیب کریگا۔ اور آریہ سماج کے اصول دیکھنے سے آپکو خود ہی شرمندہ ہونا پڑیگا کہ ایسے اعتراضوں کی مدد کے فصل سے بسم اللہ ہی غلط ہوئی سچ ہے دھوکہ دینا اسی کا نام ہے۔ اور فریب بازی آپ پر اختتام ہے۔ آریہ سماج کا اصول تیسرا یہ ہے [illegible] اگر سہ

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن — آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

آریہ سماج کا ویدوکت ریت سے یہ نشچا ہے۔ کہ ایشور سدا سے سرشٹی رچتا۔ پالن کرتا اور ہرن کرتا ہے۔ اور اسی طرح کرتا رہیگا۔ کیونکہ اُسکے گن۔ کرم۔ سبھاو انادی ہیں۔

رگوید میں حکم ہے
सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत्
दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

"پرمیشور نے پہلے کلپ میں سورج۔ چندر۔ بدیت۔ پرتھوی۔ انترکش آدی کو بنایا ہوا تھا ویسا ہی اب بنائے ہیں۔ اور آگے بھی ویسے ہی بناویگا۔ پرمیشور کے انادی ہونے سے انادی کال تمام حکمت کو بنانا بھی ضروری ہے۔ گن۔ کرم۔ سبھاو کے انادی ہونے سے ایسا ہی یقین کا حکم ہے کہ وہ تمام انادی زمانہ سے حکمت کا کرتا ہے۔ اور [illegible] سرشٹی کی پیدائش کے بارے میں ہیں۔ کہ پرمیشور ہمیشہ سے اُسے پیدا کرنا [illegible] پالن کرتا اور نانش یعنی پرلے کرتا چلا آیا ہے اور اسی طرح کرتا رہیگا کیونکہ وہ ہمیشہ سے موصوف بصفات مذکورہ ہے اور اسی کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ مگر محمدی لوگوں کی طرح اُسکو چھ یا سات ہزار برس سے خالق و رازق و مالک رحیم و عادل و قادر مطلق نہیں مانتے۔ اور نہ اُن سالوں سے پہلے اُسکو معزول و بیکار جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ سراسر بیہودہ ہے اور اسکا ماننے والا [illegible] ہوتا ہے۔ اس جگہ ضروری معلوم ہوا کہ روح کے انادی ہونے پر چند دلائل [illegible]

علوم متعارفہ

۱۔ جو چیز جہاں ہوتی ہے۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔
۲۔ جو چیز جہاں نہیں ہوتی۔ وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی۔
۳۔ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُس کی جزو میں بھی ہوتا ہے۔
۴۔ جو کل میں نہیں ہوتا ہے وہ جزو میں بھی ناممکن ہے۔
۵۔ اگر کسی مقدار معین کے برابر حصے کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہونگے۔
۶۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہونگی۔
۷۔ [illegible]
۸۔ قدیم چیز کی سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں۔
۹۔ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔
۱۰۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔
۱۱۔ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا۔

۱۔ **دعوےٰ**۔ ایشور قدیم ہے اور اس کی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اگر روحیں انادی نہ مانی جاویں تو خدا کی صفات زائل ہوتی ہیں۔

اس دعوے کی **دلیل** یہ ہے کہ یہ امر مسلّم نہیں ہے کہ پرمیشور اور اسکی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اس [illegible] کی چیز [illegible] نہیں۔ اور اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا لازم [illegible] رزاقیت۔ مالکیت۔ رحم و لیت و رحم و کرم وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ کہ اس سب صفات اُسکی جدید و حادث ہیں۔ کیونکہ اگر روحیں قدیم نہ مانیں تو سب صفات جدا آ جا ملا کے بھی قدیم [illegible] پرمیشور موصوف رہے (علوم متعارفہ ۸ و ۹) کے ناممکن ہے۔ اسی واسطے **روحیں** قدیم اور انادی ہیں۔ اور انادی [illegible] یا مانا کہ انادی قدرت [illegible] میں موجود ہیں۔ حادث [illegible]

۲۔ **دعوےٰ**۔ روحیں [illegible] عنصر مرکب نہیں ہیں۔ اسواسطے انکی پیدائش نہیں ہو سکتی۔

دلیل۔ [illegible] پیدائش [illegible] طرح ہوتی ہے۔ ایک ایسے آپ سے [illegible] دوسری کسی عنصر ملنے آپ سے پیدائش بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک یقینی۔ دوسری [illegible] **یقینی** جیسے کوئی ایسا جسم کا ٹکڑا یا جدا کر کے ثانی حادث۔ **دوسری** جیسے اندھیری رات [illegible] میں کھوٹ [illegible] یا چڑیلوں کے غلط خیال ہوتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ مانا جاوے کہ خدا نے روح کو پیدا کیا تو ایک سوال ہوتا ہے کیوں؟ اور کس چیز سے؟ اور کب؟ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ اپنی قدرت کے اظہار کرنے کے واسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر جب چاہا بنا دیا یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ تو یہ اعتراض آتا ہے۔ کہ کیا خدا اس سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تھی یا ظاہر۔ صورت اوّل غلط۔ صورت ثانی فعل عبث ہے۔ اپنے جسم سے ٹکڑا کاٹ کر روحیں بنانا اسی وجہ برآمد کا نقشہ ہو جاتا ہے اور بموجب (علوم متعارفہ [illegible]) کے ہر ایک روح خدا ٹھہرتی ہے۔ جو علاوہ [illegible] یقین ہونے سے باطل ہے علاوہ ازیں اُس طرف کمی آ لاحق ہے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے خدا منقسم ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ جب چاہا بنا لیا۔ یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ دونو شق باطل ہیں۔ کیونکہ چاہنا بغیر خواہش کے نہیں ہوتا۔ اور خواہش ایک حالت تغیر کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج و کمزور ثابت ہوتا ہے جو بموجب مذہب فریقین کے باطل ہے جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ یہ انادیت کو ثابت کرتا ہے مگر ہمارا کی تردید۔ کیونکہ تقدم و تاخر صانع و مصنوع میں ضروری ہے۔ اسواسطے ہمارا ثابت نہیں ہوتا بموجب (علوم متعارفہ [illegible]) کے کیونکہ علم و معلوم و عالم لازم و ملزوم ہیں۔ اور بموجب (علوم متعارفہ ۹) کے صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی اور نہ بموجب (علوم متعارفہ ۱۰) کے معلومات کے بغیر علم ہو سکتا ہے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ روحیں **انادی** ہیں اور اُنکی پیدائش نہیں ہو سکتی ہے۔ اور یہی مطلوب تھا۔

۳۔ **دعوےٰ**۔ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہستی سے نیستی ہو سکتی ہے۔ اسواسطے روحیں "انادی" ہیں۔

دلیل۔ نیستی کے معنی یہ ہیں کہ "جو کچھ نہیں" اور ہستی کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو کچھ ہے اگر روحیں [illegible] نہیں تھے۔ تو وہ ضرور کہیں اب بھی نہ ہونگے۔ اور بموجب (علوم متعارفہ ۲) کے دم اس عدم خانہ سے برآمد بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بموجب حکم (علوم متعارفہ ۱) کے جو چیز جہاں ہوتی ہے۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ روحیں اب موجود ہیں اس پر بھی ثابت ہوتا ہے کہ روحیں پہلے بھی کہیں نہ کہیں ضرور موجود تھیں۔ اور عدم اُن

کے پوراکرنے پر ختم ہوتے۔ مثل مشہور ہے کہ ملاں کی دوڑ مسجد تک۔ مگر ہاں آپ بھی تو حتیم بدوہ خدا حافظ ہوتے نام عیب ہیں۔ خیال ہوگا کہ "اگر بید نتوانیم بستر تمام کند" اگر تم کو یوم کا عیر لونی اور عیر حادث ہونا فریں قیاس نہیں ہوتا۔ تو سوائے اس ایک آیت وہمی روایت کے اپنے سائے قرآن شریف سے کوئی اور آیت ثبوت لائیے اور قرآن کی اس کمزوری کو دور فرمائیے۔ اگر بس ہے تو مسار کباد مرگ قرآنستاد۔ اُس دس ہزار انعام میں سے چند سبدعاں نکلوائے یضاوی مقفل کو ہوا لگوائیے۔ یوگ ماستر سکھوائے اور خاطر حزیں کی تسکین فرمائیے۔ اور اگر خود لیاقت نہیں ہے۔ تو۔ ہو بیٹھے سے مباحثہ سی ن"

بیچارہ دشوار ہے اور لوٹے طوطے کا پڑھا ساعر قابل اعتبار ہے۔ مگر آپ کوشش کو نقد سے بڑھتے اور سیر تسو یاسو پر عمل کیجئے۔ افسوس کہ آپ موقعہ پر حاضر رہے۔ تساہل کو کام فرمایا چھ سات سال (دو پیاں کدر و اسپلو رو خادماں) کے صحائف سفر کو گوارا کیا ہوتا اور سر اسر محمود و مسعود سراپا اسعد مقبول بارگاہ خدا و مدرس سوامی دیانند جی کی خدمت میں حاضر ہو کر دل تعصب منزل کی تسلی کرتے۔ تو سرگردانی سرا کہانی پڑتی اور بعد انکی وفات کے تیت تیں کبھی کسکا موقعہ نہ ملتا۔ کسی دانا نے کیا سچ کہا ہے۔

دور گیتی ہر دو چیز جستمند بجور   خو تش ساعد تجسم میو تنگ کور
سور تحتان تا بر رو خواہند   مقبلان را ردا نعمت وجاہ
راست خواہی ہزار چشم چنان   کور بہتر نہ آفتاب سیاہ

اگرچہ وہ مہارشی رحلت گرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ مگر انکے لگائے ہوئے یاک فرد اس گلشن سناد ان کا حکم رکھتے ہیں۔ اور لطف ملی ہمگد بستور روز افزوں ترقی کر رہے ہیں اس کسی طرح انہیں باد مخالف سے صدمہ پہنچے کا اندیشہ نہیں۔ ہدایات وید مقدس اس چمنستان کی حیاپائی ہے اور بفضل برکت دی حقیقی یہ انکی عمر کرانی۔ بڑے بڑے عالم و فلاسفر اُن میں سے احباب ہیں اور دل و جان سے ست دھرم وید پر قربان ہیں۔

(۱) عالیجناب پنڈت شام جی کرشن ورما دیوان ریاست اودے پور (حال سکرٹری کونسل راج اودے پور)۔

۲۔ عالیجناب پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ پردھان آریہ سماج بمبئی۔

۳۔ عالیجناب رائے مولراج صاحب بہادر ایم۔ اے۔ سب جج وائس پردھان پر اوپکارنی سبھا اجمیر۔ (حال جج عدالت خفیفہ امرتسر)

۴۔ عالیجناب پنڈت دوارکا داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ پرنسپل مہندر کالج پٹیالہ (حال وکیل چیف کورٹ مقیم انبالہ)

۵۔ عالیجناب پنڈت گورودت صاحب ورما ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

۶۔ عالیجناب پنڈت امراؤ سنگھ صاحب شرما ماسٹر کالج رڑکی و سکرٹری آریہ سماج رڑکی

۷۔ عالیجناب لالہ سائیں داس صاحب ورما پردھان آریہ سماج لاہور

۸۔ عالیجناب پنڈت نرائن کول صاحب شرما جج عدالت صدر جموں۔

۹۔ عالیجناب رائے نرائن داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ رئیس راولپنڈی۔

۱۰۔ عالیجناب پنڈت بھیم سین صاحب شرما مقیمی پریاگ راج۔

۱۱۔ عالیجناب پنڈت رہ کوت جی شرما اُپدیشک آریہ سماج کلکتہ۔

۱۲۔ عالیجناب پنڈت گنگا دین صاحب رئیس بہلور۔

۱۳۔ عالیجناب منشی جوتش سروپ صاحب ورما سکرٹری آریہ سماج میرٹھ۔

۱۴۔ عالیجناب منشی لچھمن سروپ صاحب ورما پردھان آریہ سماج میرٹھ۔

۱۵۔ عالیجناب منشی آنندلال صاحب ورما سبھاسد آریہ سماج میرٹھ وغیرہ وغیرہ۔

مگر انکی طرف عدم توجہ کا تو اعلے سبب یہی ہے۔ کہ ہمیں پہلے اپنی قوم کی **اصلاح** کرنی منظور ہے اور اول خویش بعدہ درویش کی مثل مشہور ہے۔ ورنہ میدان مباحثہ کی ہر ایک آریہ سماج میں آزادی ہے۔ اور ایک شہر میں ست دھرم کی منادی۔ بھلا یہ وہ وقت ہے کہ جو ملا سو مارا گیا قتل الکافرین کر کر اُسکا کسمہ تپ سے ۔ مارا گیا۔ بلکہ مرزا صاحب **گورنمنٹ برطانیہ** کی طرف سے ہر ایک اپنی مباری مذہبی کے واسطے آزاد ہے عقلاء تحقیق پر مستعد جہلا کے دل ہیں وہی مذہبی جذبہ موجود ہے۔ سری سوامی دیانند جی نے اہل ہند و وید مقدس کا درس حاصل کیا۔ تو دیکھا کہ بعد میں جہالت اور تاریکی بدرجہ اتم ہے۔ محمدی اور عیسائی آریہ نسل کا خون کر رہے ہیں راستی عدم بہمدردی کے سبب بیمار ہے۔ دریا راستی متعصب دشمنوں کی بدولت بربار ہو رہا ہے ویدوں کو چھوڑ کر گونا گوں ساختہ تصنیفات کو اپنا رہے ہیں۔ اور رنگا رنگ وہمی سرپرستیوں کو زندگی کا معراج مان رہے ہیں۔ تعلیم نوری سے مطلب اور دھوکہ دہی سے غرض ہے۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ دھرم کس بلا کی غرض سے ہے اُنہوں نے سوامی برجانند جی سرسوتی استاد کی آگیا اور سارے حکمت کے سدھانت پر کمر ہمت باندھی۔ اور وید مقدس کی تفتیش و تدریس کا دفتر کھولا۔ **سہ**

گوش اہل بھارت پر جن منادیٔ راستی داد   نوید وید جوں آں رہنمائے راستی داد
کشادہ ایر دی دار الشعلۂ وید وجام   ہدر ہیر گرامی گجہ لہاں دعاے راستی داد
رود۔ اردیں دو بیا رنگ کدورت تارہ مذہبا   چو آں رہ مگر صادق حلائے راستی داد
بہ اسلام کا دب سرنگوں گستند در عالم   نشاں جو سنبہ ساجن ہوائے راستی داد
عداوت با بتاں کردن مزدار مرد گا حتی   مدیح ایں ضلالت تنگ مانے راستی داد
شرک ماسوا اللہ ذکر وطاعتش کردن   زو بیر کعبہ پرستش ندائے راستی داد
مدل مقبول ارباب علوم دحی بیداں شد   چو داد علم و دانش درا دہسے راستی داد

تہ بے آں کاشف اسرار علم پاک ربانی
بیٹے بہبود عالم خوش عطائے راستی داد

صد شکر آں حبر شتی تسلیم آریہ ورت   کز وجدنا بجستند ہیم آریہ ورت
زاں گنج علم و دولت با عاقلاں ضرداد   شد بار بحر عالم اقلیم آریہ ورت
سرمست خواب غفلت جستہ چو بخت خود   بیدار کرد و بخشید تعظیم آریہ ورت
بتکدہ ویران و ستہ بر عکس وید یکسر   تکدرت آں بہودہ تقسیم آریہ ورت
از وید جملہ بیشک کر فیض وید ہستند   فرمود آں محقق تعلیم آریہ ورت

نام مبارک او نام کرتند **دیانند**
کردہ دیا و آنند تقسیم آریہ ورت

سوامی جو خود آریہ تھے اور انکے گرو بھی آریہ۔ بیشک بانی مبانی آریہ سماجوں کے وہی ہیں۔ مگر بذریعہ ہدایات وید مقدس کے۔ جیساکہ سناتن سے آریہ مہاتما کرتے چلے آئے ہیں۔ سوامی جی نے ہم کو ایک گنجینہ لا یزالی کا دفینہ بتلایا۔ اور تصدیق زبانی کے واسطے برہان قاطع کا جلوہ بھی دکھایا۔ جسے کہ قرآنی۔ کرانی۔ پورانی۔ اور جینی سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ وہ پردہ بے تمیزی جو کچھ مدت سے لوگوں کے دلوں اور عقلوں پر پڑا ہوا تھا دور ہونے لگا۔ بعض صدہا مسلمان اور عیسائی اور جینی ست دھرم وید مقدس پر ایمان لائے اور بطلان سے برکنار ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ضلع گورداسپور میں بھی ہادی برحق کے فضل سے تین چار۔ شالیں اظہر من الشمس موجود ہیں۔ خدا سب کو ہدایت دیوے۔

قولہ پر میشور تمہارے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بہادری سے انہیں سے

سلطنت کو پہنچگیا ہے اور ایسی جسمی چیزوں پر حکومت کرتا ہے۔ اور انہیں کے مدارج ارتقا سے اُسکی پیشوری ہی ہوئی ہے۔ ورنہ اگر وہ چیزیں نہ ہوتیں تو یہ بیہودہ ترقی ...

اقول مرزا صاحب کو جھوٹ بولنے سے ذرہ بھی عار نہیں بلکہ دینی شعار جانکر اُس پر بلند آواز باعث افتخار جانتے ہیں۔ اپنے طبعزاد خیال مختلف پیرائے میں لاکر لوگوں کو دکھاتے ہیں اور داناؤں کو اپنی نالائقی پر ہنساتے ہیں۔ چونکہ ہمارا اعتقاد نہیں اور نہ کسی وید کی آیت کا اشارہ ہے۔ پس انکا دعوے یا اعتراض محض بے بنیاد ہے ہاں یہ قرآن شریف کے حق میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ بعینہ اس قسم کا مضمون ہے۔

سورۃ بقر: وإذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الأرض خليفة قالوا أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال إني أعلم ما لا تعلمون ۝ وعلم آدم الأسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال أنبئوني بأسماء هؤلاء إن كنتم صادقين ۝ قالوا سبحانك لا علم لنا إلا ما علمتنا إنك أنت العليم الحكيم ۝ قال يا آدم أنبئهم بأسمائهم فلما أنبأهم بأسمائهم قال ألم أقل لكم إني أعلم غيب السماوات والأرض وأعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون ۝ وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس أبى واستكبر وكان من الكافرين ۝ وقلنا يا آدم اسكن أنت وزوجك الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين ۝ فأزلهما الشيطان عنها فأخرجهما۔

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں پیدا کرنیوالا ہوں زمین میں نائب اپنا۔ فرشتوں نے کہا کہ تو رکھیگا اُس میں اُس آدمی کو جو فساد اور خون کرے اور ہم تیری ثنا الصفت کرتے ہیں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو۔ خدا نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ خدا نے آدم کو نام تمام سکھلائے مخلوقات کے۔ پھر فرشتوں کو خدا نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو نام اُنکے اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے کہا کہ تو سب سے نرالا ہے ہم کو کچھ عقل نہیں ہے مگر جو کچھ کہ تو نے سکھلایا ہے تحقیقاً تو دانا حکمت والا ہے۔ خدا نے کہا ہے اے آدم بتا دے انکو نام اُنکے پھر جب اُس نے بتائے نام اُن کے۔ کہا خدا نے کیوں نہ کہا تھا تمکو کہ مجھ کو معلوم ہیں پوشیدے زمین اور آسمان کے۔ اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو وے سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور تھا کافروں میں اور کہا ہم نے آدم کو رہ تو اور زوجہ تیری بہشت میں اور کھاؤ بہشت سے بہت کھانے جہاں سے چاہو۔ اور نزدیک مت جاؤ اُس درخت کے ظالموں اور گنہگاروں سے ہو جاؤگے۔ پس پھسلایا ان ہر دو کو شیطان نے اس جگہ سے اور نعمتوں سے۔

اور اسی طرح سورۃ اعراف میں ہے۔

ولقد خلقناكم ثم صورناكم ثم قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس لم يكن من الساجدين ۝ قال ما منعك ألا تسجد إذ أمرتك قال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين ۝ قال فاهبط منها فما يكون لك أن تتكبر فيها فاخرج إنك من الصاغرين ۝ قال أنظرني إلى يوم يبعثون ۝ قال إنك من المنظرين ۝ قال فبما أغويتني لأقعدن لهم صراطك المستقيم ۝ ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم ولا تجد أكثرهم شاكرين ۝ قال اخرج منها مذءوما مدحورا لمن تبعك منهم لأملأن جهنم منكم أجمعين ۝ ويا آدم اسكن أنت وزوجك الجنة فكلا من حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين ۝ فوسوس لهما الشيطان ليبدي لهما ما ووري عنهما من سوآتهما وقال ما نهاكما ربكما عن هذه الشجرة إلا أن تكونا ملكين أو تكونا من الخالدين ۝ وقاسمهما إني لكما لمن الناصحين ۝ فدلاهما بغرور فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوآتهما وطفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة وناداهما ربهما ألم أنهكما عن تلكما الشجرة وأقل لكما إن الشيطان لكما عدو مبين ۝

ترجمہ: تحقیق پیدا کیا ہم نے پھر صورت دی تمکو۔ پھر کہا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نہ تھا سجدہ کرنیوالوں سے۔ کہا (خدا نے) تمکو کس چیز نے منع کیا کہ سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا۔ شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اُسکو بنایا کیچڑ سے۔ کہا نیچے اُتر جا آسمان سے کہ تجھے لائق نہیں کہ اُس میں سرکشی کرے پس نکل جا تحقیقاً تو خوار ہے۔ کہا اے خدا مجھے فرصت دے جسدن تک جی اُٹھیں (یعنی قیامت تک) کہا خدا نے تحقیقاً تجھے فرصت دی گئی۔ شیطان نے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی آدمیوں کے سیدھے رستے میں بیٹھونگا۔ پھر اُن پر آؤنگا۔ آگے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں سے اور نہ پائیگا تو اُن میں سے اکثر کو شکر گذار۔ کہا نکل جا یہاں سے مردود راندہ ہوا۔ جو کوئی ان میں تیری راہ چلا میں بھر دونگا دوزخ میں تم سب کو۔ کہا اے آدم پس تو اور زوجہ تیری جنت میں رہو۔ پھر کھاؤ جہاں سے چاہو۔ اور نہ پاس جاؤ اُس درخت کے پس ہوگے تم گنہگاروں سے۔ پھر بہکایا انکو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو پوشیدہ ہے۔ اُن سے اُن کے عیب اور وہ بولا کہ جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے کہ کبھی ہو جاؤ فرشتہ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے اور قسم کھائی کہ میں تمہارا نصیحت کرنے والا ہوں۔ پھر گرایا اُن کو فریب سے اور چکھا جو نہی درخت کھل گئے اُن پر عیب اُنکے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر برگ درختوں کے اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے کہ میں نے منع کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہا تھا کہ شیطان دشمن تمہارا صاف ہے"

اور یہی داستان سورۃ بنی اسرائیل میں لکھی ہے۔ وہی لفظ وہی معنے اور وہی مطلب اور اُسی پیرایہ ہونے کو چہارم بار سورۃ کہف میں پیش کیا ہے۔ اور بقول دروغگو را حافظہ نباشد سورۃ ص میں بھی یہاں آتش در کاسہ یافتم مگر اس کو اس لئے ہو بہو درج کرتا ہوں کہ اہل اسلام کو موقعہ لاف زنی کا نہ رہے۔

سورۃ ص: إذ قال ربك للملائكة إني خالق بشرا من طين ۝ فإذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين ۝ فسجد الملائكة كلهم أجمعون ۝ إلا إبليس استكبر وكان من الكافرين ۝ قال يا إبليس ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي أستكبرت أم كنت من العالين ۝ قال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين ۝ قال فاخرج منها فإنك رجيم ۝ وإن عليك لعنتي إلى يوم الدين ۝ قال رب فأنظرني إلى يوم يبعثون ۝ قال فإنك من المنظرين ۝ إلى يوم الوقت المعلوم ۝ قال فبعزتك لأغوينهم أجمعين ۝

خدا نے فرشتوں کو کہا تحقیق میں نے پیدا کیا آدمی کو کیچڑ سے پس جب میں سیدھا کروں اور پھونکوں اُس میں اپنی روح کو پس گر پڑو اُسکو سجدہ کرتے ہوئے پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے سرکشی کی اور کافروں سے تھا۔ کہا خدا نے اے شیطان کس چیز نے منع کیا تجھے اُس چیز کے سجدہ کرنے سے جسکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ آیا تو نے تکبر کیا۔ یا تو تحقیقاً بلند قدر والا تو نکالا گیا ہے۔ اور تیرے پر میری طرف سے لعنت ہووے قیامت تک۔ کہا مجھ کو قیامت تک مہلت دے۔ کہا تجھ کو مہلت دی گئی مقررہ وقت تک (یعنی قیامت تک) کہا کہ مجھ کو تیری عزت کی قسم کہ البتہ ضرور سب آدمیوں کو گمراہ کرونگا" یہ ہے مباحثہ شیطانی اور رحمانی جو قرآنی خدا کے جلال کی اور زندگی کی لاثانی نشانی ہے اور اس گناہ اور جہالت اعور پر بنیاد مسلمانی قائم ہے۔ اور یہ شجر بھی بائیبل کے نیکی بدی کے پہچان کے درخت کی مانند باغ عدن میں موجود ہوگا۔ اب اس تمسخر آمیز داستان سے جو خدائے محمدیاں و حضرت شیطان کے درمیان واقع ہوئی ہے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) خدائے محمدیاں متکلم اور مادہم اور مکار اور دھوکہ باز اور فریبی بلکہ حیلہ پرداز بھی ہے اور وہم ہرگز کی ظاہر ہے۔ (اول) خدا کا فرشتوں سے آدم کے پیدا کرنیکے واسطے صلاح پوچھنا مشورت لینا جس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم الغیب واتریامی ہر ایک کام اپنے گیان سے کرتا ہے نہ لوگوں کی صلاح سے۔ جیساکہ خدائے محمدیاں نے اپنا نائب بنانیکے وقت صلاح پوچھی پس اگر یہ بیان راست ہے تو وہ ضرور معلم ہے جو اپنی عقل نہیں رکھتا اور لوگوں کی صلاح پر چلتا ہے وہ کبھی خدائی کے لائق نہیں (دوم) فرشتوں سے صلاح پوچھا اور فرشتوں کو خدا کو نہایت معقول و فاصلانہ جواب دینا بلکہ آدم کی تمام آئندہ بدچلنیوں اور برائیوں سے خدا کو آگاہ کر دینا کہ عالم الغیب ہونیکا ثبوت ہے مگر خدا کی عقل دیکھئے وہ اُنکے سمجھانے سے بھی نہ سمجھا اور سلوک اُنکے مانے یا نہ مانے پر بحث کرتا رہا آخر الامر جو ہوا۔ جو فرشتوں نے پیشین گوئی کی تھی اسواسطے خدائے محمدیاں ملہم ہے (سوم) خدا نے فرشتوں سے مکر کیا۔ اور اُسکی تفصیل یہ ہے جب فرشتوں نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا سبحانک ولقدس کہ ہم جو تیری حمد اور تقدیس کرتے ہیں۔ کیا خون اور فساد کرنیوالے آدم کو تو ہمارے نائب بنا دیگا۔ جو تیری ذات اور شان کے بالکل برخلاف ہے تب خدا نے پوشیدہ آدم کو تمام مخلوقات کے نام سکھلا دئے۔ اور پھر پارلیمنٹ میں آکر ممبران پارلیمنٹ یعنے فرشتوں کو کہا کہ اگر تم بزرگ ہو میری حمد کرتے ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام بتاؤ۔ جب اس سوال کا جواب فرشتوں سے نہ بن آیا تب خدا نے اپنی یا لتو طوطی کو کہا کہ اے آدم بتا دے اُن کو نام اُنکے جب آدم نے تمام نام بتا دئے فرشتے حیران ہوئے کہ یہ ہمارے سے کیسے واقف ہو گیا تب خدا نے جرالما کرتی فرماتا ہے کہ میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ مجھ کو پوشیدہ زمین اور آسمان کے معلوم ہیں ہر ایک حق پسند بھی جان سکتا ہے کہ اس دینی اور آدم کی بزرگی ثابت کرنے اور فرشتوں کو ملزم گردانے میں خدا نے صریحاً و توضیحاً مکر کیا۔ فریب کیا دھوکہ دیا۔ داؤ کھیلا پس خدا انہیں صفات سے موصوف ہے۔

(۲) شیطان کی پیدائش خدا کے ارادہ سے نہیں ہوئی بلکہ اُسکے احاطہ اقتدار سے باہر یا اُسکی مرضی کے خلاف ہو گئی اور نہ خدا کو معلوم ہے۔ وجہ اسکی ظاہر ہے کہ اگر ہوتا تو خدا کو اسکی پیدائش کا حال معلوم ہوتا یا اُسکے ارادہ سے وہ مخلوق ہوتا تو اسی طرح اگر احاطہ قدرت اُسکے سے باہر نہ ہوتا تو سب سے اول ملاسیے کے اُسکو ایسے مقربین ملائک کا معلم بناتا اور جب عمدہ شیطانیت کی تعلیم دے چکا تو اس وقت کعبہ کرن کی مینہ سے خدائے محمدیاں بیدار نہ ہوتے۔

ازیں معنی کہ حیرت تزاید
معلم کار شیطانی نماید

خدا صاحب کو آئندہ سوچ اور سمجھ کر کارروائی کرنی چاہئے۔ گزشتہ را صلوۃ [illegible] یہ عملہ رہنے کر [illegible] اور جاؤ اقتدار سے قدم باہر نہ دھریں۔ اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

(۳) خدائے محمدیاں عالم الغیب بھی نہیں ہے۔ اگر ہوتا غیب کے جاننے والا ہوتا اپنی عقل میں کچھ سمجھا ہوتا۔ اور اگر حور و غلمان کی محبت سے فارغ ہوتا تو وقت پر یاد رہتا کہ سوچ اور غور کرتا۔ مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح رنڈیوں میں پھنسا ہوا تھا اگر اسکو پہلے معلوم ہوتا کہ شیطان آدم کو سجدہ نہ کریگا اور مجھے شرمندہ ہونا پڑیگا تو ہرگز یہ نہ کہتا کہ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد مجھ کو اے شیطان کس چیز نے منع کیا سجدہ سے زبان الہام بیان سے نہ فرماتا بقول شخصے چودھری وریسی سولت خطاست

(۴) خدائے محمدیاں علم مباحثہ سے ناواقف اور بکزبان ہے اور ساتھ ہی زود رنج اور غصہ والا بھی ہے کہ جو اسکو معقول باتوں سے جتلا دے یا اُسکی بطالت ثابت کرے اُس پر لعن طعن کرتا ہے جیساکہ ظاہر ہے خدا نے کہا کہ آدم کے بت یا جسم کو سب فرشتے سجدہ کرو چونکہ

اور قرب سے حرف کا لو کے بیلے تھے۔ جوں ہی آدم کا بت کھڑا ہوا سب اسکو چھوڑ خدا یا جو سر اٹھا کر سجدہ میں گر پڑے شیطان نے سوچا کہ اس بت کو سجدہ کرنا کفر ہے اور بت پرستی اس میں کوئی عیبیات سوچ۔ اسی دھیان میں مست کھڑا رہا۔ خدا نے کہا کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا شیطان نے جواب دیا کہ اپنی عقل نے۔ خدا نے کہا کہ عقل تجھے کس نے دی کہا کہ تو نے۔ خدا نے کہا کہ آدم کو مخلوق کے نام آنے سے بزرگی ہے شیطان نے کہا کہ مجھ کو تیرے عشق میں محو رہنے سے بزرگی ہے۔ خدا نے کہا کہ آدم خاکی ہے اور خاک پاک ہے اسواسطے وہ بزرگ ہے اُسکو سجدہ کر شیطان نے کہا کہ وہ عنصر کثیف سے پیدا ہوا ہے اور میں جوہر لطیف سے پس کثافت سے لطافت کو ہمیشہ بزرگی ہے۔ خدا نے کہا کہ اس کو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو اسے سجدہ کر شیطان نے کہا مجھ کو تو نے قدرت سے بنایا ہے ہاتھوں سے قدرتی زبردست ہوتی ہے میں اسے سجدہ نہیں کرتا۔ خدا نے کہا کہ آیا تو درحقیقت عزت والا ہے یا تو نے تکبر کیا شیطان نے کہا کہ میں بسبب اُس علم و کمال کے جو آدم کے بھی نصیب نہ ہوگا عزت والا ہوں اور آدمی سے افضل۔ خدا نے کہا کہ یہاں سرکشی مت کر چلا جا تو کافر ہے تیرے ساتھ مباحثہ کرنا ہے ہے شیطان کا کافر ہونا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان سے پہلے لوگ بھی کافر ہو چکے تھے

(۵) خدائے شدہ [illegible] زور آور بھی ہے کیونکہ شیطان کو گالیاں دیتا اور لعنتیں بکریاں اور شیطان کا بال بیکا نہیں ہوتا۔ شیطان کا قول ہے کہ عاجز و کمزور گالیاں نکالتے ہیں اور بزدل اور بے مقدار حیلہ بہانے تاکتے ہیں جب تک سر ہاتھ جلتا رہیگا تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہونگا۔ دیکھو اب تو مباحثہ میں بھی بند ہوا اور برخلاف صداقت کے جواب دے در بدر اور علاوہ براں اے تو ہا ہے اور گالیاں بکر اپنی حرمت کھوتا ہے چونکہ یہ بکان تیرا ہے اسواسطے میں بموجب ہدایت تحریرات ہندکے داخلت بیجا اور تکرار نہیں کرتا اور قدم باہر دھرتا ہوں نہ تیری طرح بھوتے ہتھیاروں پر نہیں آتا۔ اور نہ گالیاں سناتا ہوں جو دہی مجھ کو گمراہ بنایا اور خود ہی گالیاں سناتا ہے اور اپنے مکر و فریب سے نہیں ہرتا میں اس جگہ دست اندازی نہیں کرتا مگر یاد رکھو کہ جس طرح تو نے مجھ کو گمراہی کی اصطلاح بانیکے مطابق میں آدم اور اُسکی اولاد کو (جسکی خاطر کیواسطے تو نے مجھ کو جنت سے نکالا) یہاں سے نکالونگا اور گمراہی اور جہالت میں ڈالونگا۔

اب یہاں پر جواب ترکی بہ ترکی دینا واجب ہے یعنی ہم کو بھی بقول مرزا غلام احمد ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک خدا ایک ایسا شخص ہے جو مکر و فریب با اتفاق سے معرفت کو سہو گیا ہے مگر علم و عقل سے بالکل عاری ہے اور باوا قفوں اور سادہ لوحوں پر یا اُسکے اپنے جیسے لوگوں پر اُسکی حکومت جاری ہے۔ بہادری کا اُس میں نام و نشان نہیں اور خدائی کرنیکا اُس کو ذرہ بھی گیان نہیں فرشتوں کے سہارے اور آسرے سے اُسکی خدائی بنی ہوئی ہے ورنہ اگر وہ کل فرشتے مع معلم الملکوت حضرت ابلیس کے فرشتے [illegible] انتہا کر مقابلہ کو آتے تو عرش کے تخت سے گر پڑتا اور شرمسار ہوتا۔ اور اگر فرشتے اُسکے [illegible] بردار نہ ہوتے تو پھر خیر نہ تھی گویا خدائے محمدیاں سراسر فرشتوں کا محتاج ہے اور انہیں کے سر پر اُس کا تاج ہے۔ ورنہ اُسکی خدائی آج ہی ضرور تاراج ہے۔ پس ایسا شخص کسی طرح خدائی کے سزاوار نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ دانا نہیں دوسرے معاملات ملکی کا تجربہ کار نہیں۔ اب چاہئے غور سے کہ ہم آریہ لوگ خدا کو کمزور یا زور دار بے علم یا بکار جانتے ہیں یا محمدی لوگ [illegible]

جو قرآن کی سورۃ حاقہ میں مذکور ہے والملک علی ارجائہا ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ (ترجمہ) اور فرشتے اُس (آسمان) کے کنارہ پر ہونگے اور اُٹھائے ہونگے تیرے رب (خدا) کے تخت کو اُس دن آٹھ ... تفسیر حسینی ... معالم کے لکھا ہے کہ آٹھ حامل عرش کے یا ایسے ... شاہ ولی اللہ ... بیان کرتا ہے ... ایک فرشتہ کی شکل ... کے ہے جنہوں نے عرش کو ... تفسیر حسینی ... کی شکل ... کرتا ہے۔ اب ناظرین خیال کریں کہ جس تخت کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہے ... [illegible]

قولہ اور وہ سب چیزیں یعنی ارواح اور اجسام ایسے وجود اور بقا میں بالکل پرمیشور سے بے تعلق ہیں۔ یہاں تک کہ اگر پرمیشور کا مرنا بھی فرض کر لیا جاوے۔ تو انکا کچھ ہرج نہیں ہے۔

اقول معترض نے سطح آریہ دھرم کے اصولات سے محض ناآشنا ہے اسیطرح مصنف [illegible] میں بھی لکھا ہے۔ اعتراض کرتے وقت تمام وارد مذہب اُسکا فرضی باتوں پر ہوتا ہے اور یہی فرض کو فرض حقیقی سے ظاہر کرتا ہے آریہ سماج کے کسی ممبر کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ تمام ارواح و اجسام اور اجسام وجود اور بقا میں بالکل پرمیشور سے بے تعلق ہیں بلکہ ہم آریہ لوگ بموجب ہدایات وید کے اسبات کو ایمان دھرم سمجھتے ہیں کہ پرمیشور تمام ارواح اور اجسام عالم وغیرہ کا مالک ہے در حقیقت انادی ہستی انادی سامان سے ہی پیدا ہوئی چیزیں اُسکی ملکیت ہیں جو ہیں۔ اُسکے علم بیحد و حکمت غیر متناہی کے سبب اُسکے کام کسی دوسرے کی مدد کا محتاج نہیں بلکہ عقلاً وید سے سمجھا جاتا ہے کہ اُسکے قدرتی انادی [illegible] کارخانہ موجود ہے۔ نہ کبھی خدا کا ناش ہوا اور نہ ہوگا" اسلئے یہ قیاس [illegible] انادی کمال سے صفت اُسکی ہے۔ خدا کے انادی علم اور انادی ارادہ سے انادی [illegible] انادی روحیں موجود رہتی ہیں اور روحوں کی انادیت سے سلسلہ اعمال بھی بر وقت انادی رواں ہے جگت کا کارن یعنی پرکرتی در یا نو بھی اُس پرماتما کے قبضہ قدرت میں انادی سامان سے موجود ہیں۔ یہ تمام جو جگت اسی سامان پرکرتی سے ایشور نے پیدا کیا اور کرتا ہے۔ منکران خدا و ناستکان کو یا کو یہی تو مقام ہے جہاں جگہ کیا پڑتا ہے اور یہی منزل جہاں سے مذہب ہو کر پرماتما کی طرف رجوع لانا۔ ان میں چیتن اور انتظام محال المحال ہے اور یہی ایک ثبوت اعلیٰ ہستی ذوالجلال پر دال ہے۔ یہ تمام چیزیں پرماتما کی برکت و قدرت انتظام و کاملیت کی محتاج ہیں اور اپنے غرض کو وہی ہیں لاعلاج۔ حتی ان کا تعلق پرمیشور سے ہو آنا کسی دوسری چیز کا بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وید میں ایشور فرماتا ہے

योभूतं च भव्यं च सर्वं यश्चाधितिष्ठति ॥ स्वर्यस्य च केवलं तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः ॥ अ॰ का॰ १ म॰ २३ मं॰ १

برہم پرماتما۔ بھوت۔ بھوشت ورتمان ان تینوں زمانوں کے اوپر براجمان [illegible] کو اپنے گیان ہی سے جاننے والا اور رچنے والا اور پالنے والا اور پرکرتی میں [illegible] سنسار کے سب پدارتھوں کا ادھشٹھاتا یعنی مالک ہے۔ جسکا سکو کیول سروپ ہے جو سکھ دینے والا ہے۔ اور جو سب سے جیشٹھ یعنی بڑا ہے۔ اُسکو نمسکار کرنی یوگ ہے کسی اور کو نہیں اور نہ کوئی اُسکے سوا مالک ہے۔

اس منتر سے پایا جاتا ہے کہ کل الوجود سب کچھ آپ ہی ہے۔ تمام ارواح اور اجسام وغیرہ جگت کا مالک ہی اپنی انادی قدرت سے تمام جگت کے پدارتھوں [illegible] جاننے والا اور رچنے والا اور روحوں کو اُنکے کرموں کے انوسار الگ الگ ملنے سے پھل دینے والا اور پرورش کرنے والا ہے۔ اُس میں کبھی دکھ نہیں کبھی بھول نہیں ہے۔ وہ راستی کا منبع اور گیان کا مجمع ہے۔ دنیا کا ایک ذرہ بھی اُسکے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں ہے۔ تمام انسانوں کو اُسکی عبادت اُسکی پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ نہ کہ کسی اور کی۔ کیونکہ جگت کا سوامی یا ادھشٹھاتا اور کوئی نہیں ہے۔

اعتقاد اختیار نہیں کرتے اور کیا اس ایسا مذہب [illegible] مالک [illegible] مجید [illegible] الزام لگتے ہیں۔ [illegible] پھر نہیں کہ [illegible] العقل [illegible] انسان [illegible] الزامی [illegible] ایمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خدائی کا مالک [illegible] عرش پر [illegible] تقسیم [illegible] خدا [illegible] سے [illegible] عمل [illegible]

سب یہ منتر خود ہی مخالفوں کے مصنوعی و ماورائی اعتراضوں کا تسلی بخش و کامل جواب ہے تو ہمیں زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اور اسراف کریں۔ جو سچی بات کو غلط سمجھ کر [illegible] لوگوں کو راستی سے روگرداں کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دانا جنکے نزدیک سچ ہے اور قرآن کہتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور [illegible] کو بھی شامل کریا [illegible] یہ بات کہ اگر پرمیشور کا مرنا بھی فرض کر لیا جائے تو اُن کا کچھ ہرج نہیں" اسکا جواب یہ ہے اے ناظرین مخالف مذہب میں دکوتاہ اندیش معالیش نے کس قدر بھاری "الزام و بہتان" اس کے حق میں لگایا ہے یہ خدا کے ذات و نیز موت کو لیے سے تر پایا ہے [illegible] سے وہ ہے اور جو اس نرکی بہتر کی دنیا ضرور ہے کہ اگر آپ اپنے کو ہی کچھ تھا فرض کر دیں [illegible] تمام دعوے ہی غلط ہو جاوے اور خلقت خدا کی فرشتہ وہی کا الہام آپ پر [illegible] [illegible] آپ کو [illegible] فرض کر لیویں تو بھی ہمارا کچھ ہرج نہیں صرف [illegible] کے خریداروں کا نقصان ہے۔ اور آپکے فرضی خواہوں کا زیاں و تاوان۔

حضرت فرض کا میدان فرض ہے۔ بالفرض والتقدیر اگر آپکا نبی پیدا نہ ہوتا تو ہمارا کیا حرج تھا۔ کروڑوں جانیں بچ جاتیں۔ لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے۔ کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے اور نہ ملک کا ستیاناس ہوتا۔ اور اسی کے حسب حال ایک ایرانی شاعر خدا آفت کا ماہر فرماتا ہے۔ ع

ز شیر شتر خوردن و سوسمار	عرب را بجائے رسید است کار
کہ ملک عجم را کند آرزو	تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

جناب ہوجئے۔ اس میں کچھ خود غرضی ہے۔ بلکہ یہ سب ہماری گفتگو فرضی ہے تسلیم آپکی فرضی ہے جناب صاحب اگر بالفرض والتقدیر یا اتفاق ہو وے کہ جن فرشتوں نے خدا کا ذولہ اٹھایا ہوا ہے وہ سب مثل شیطان کے فرشتہ یا نبی موجود ہیں اور زمانہ آخر میں اور تخت کے چولوں سے کاندھے سرکا دیں۔ تو پھر آپ ذرہ سا بیان کر جائیے محمدیان کو کس جا میں گرا دیں اور اس کر پڑنے میں بالفرض اگر خدا مر جاوے۔ آپ کا موحد کون کہلائے۔ مرا جانے یہ آپ ہی کی فرضی ہے۔ ہمارا دعوےٰ حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہے۔ بقول محمدیان شیطان نے خدا کا دربار بھی دیکھا۔ اور خدا سے باتیں بھی کرتا رہا اور فرشتوں کا معلم اول بھی تھا باوجود اسکے سوائے خدا کے کسی کو نہ مانتا تھا گویا موحد تھا یا صوفی مذہب تھا۔ عالم اجل تھا۔ اسکا محتاج بیان نہیں۔ فضیلت میں سب سے بڑھ کر کوئی ملائک یا انسان نہیں اس میں شک نہیں ہے کہ اُسکی نجات ہو چکی ہوگی اور [illegible] رضواں میں سیر کرتا ہوگا۔ سب سے بھاری وجہ نجات کی یہ ہے کہ [illegible] [redacted] (دیکھو ادیب کی کتاب) اور بزرگ زندہ جاوید ہیں عقل کسی طرح نہیں مان سکتی کہ ایسے ہوش نصیب شخص کو خدا ملعون ساوے اور گالی گلوچ سے مطعون۔ اور خصوصاً پیران آدم کو اُس کا مرہون ہونا چاہیئے کیونکہ وہی باعث ایجاد اولاد آدم ہوا اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کھلاتا اور نیکی بدی کی پہچان نہ کراتا۔ قدس اللہ و خیر خلائق بھی اُنکا [illegible] عالم میں کون لاتا۔ در حقیقت اگر یہ کارروائی بوجہ اتفاقی ہے تو حضرت شیطان کی مقدس بندۂ رحمان ہوگا۔ اس برہان قاطع سے اسکی تصدیق واجب ہے کہ آیا قرآن کے رو سے یہ بات درست ہے یا برخلاف واقعہ۔

چونکہ شیطان بذاتہ کوئی شخص نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ثبوت دے سکتا ہے لیکن بالفرض محال اگر شیطان ہے تو جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکایا اور خدا سے مقابلہ کر لیا حالانکہ خدا نخواستہ بقول محمدیان مجرم اول وہی ہے حل طلب و قابل غور دو امر ہیں اول پرمیشور دانائے کل ہے۔ کسی کا کوئی ذرہ اُس سے پوشیدہ نہیں اور سب کا سوامی یعنی صاحب کل بھی ہے اور قطع نظر اسکے سجدہ کرنا کسی اور کو سوائے اسکی مقدس ذات کے کفر و شرک

ہے جب کفر کا کرنیوالا کافر ٹھہرا پھر کفر کا حکم دینے والا یا کفر کرانیوالا کافر و مشرک کیوں نہیں ؎

عجب الزام شیطاں پر جو لگا تا | ہیں دانائی ناسیٔ اسلام
مے غالب بقول دوست سیطاں | خداوند گناہش را کہ نیست

ہے موسوا یہ سخت حیرت کا مقام ہے اور قابل الزام کا نام کہ خداوند کفر کا حکم دیوے اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اُسے مطعون ٹھہراوے اور لعنتی گردانے چہ کند و ربیسور ان الزامات و تہمات و سرقت سے مبرہ ہے اسواسطے حرف حرف وہیں فتوے دیتی ہے کہ یہ حکم اسکا نہیں ہے۔ اور نہ شیطان کوئی فرشتہ اور کیطرف سے کہیں ہے چوری کرنیوالیکا نام چور ہے اور کشتی کھیلنے والیکا نام پہلوان ہے۔ جو چوری سے تارک وہ نیکوکار ہے اور زانی کا نام بدکار ہے چنانچہ اسکی تائید ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ؎

ہنسی آتی ہے مجھے بس حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

کتاب وقائع نعمت خاں عالی جسکا مصنف ایک عالی طبع مسلمان ہے وہ بھی ہماری تائید میں گوہر فشاں ہے۔

حکایت

شیخ در خواب دید شیطان را | رہزن دین و دزد ایمان را
از صفا بسکہ دل چو آئینہ ساخت | آں لعین را بہیں کہ و بشناخت
بملامت عتاب پیش گرفت | بر سرش زد بہی و ریش گرفت
کہ چنا بیکنی نواے مردود | شدہ از درگہ خدا مطرود
ایکہ گمراہ کردہ مردم را | طوق اضلال حلقۂ دم را
این ہمہ طاعت در رکوع و سجود | بہر اغواے خلق در مردم بود
ہم دیگر چو شیخ برد بکار | شد از اں ضرب دست خود بیدار
چوں تر خشر و رخواب شیریں جست | دید ریش خود میں دست خود است
جنگ ما ولی نفس آمد یاد | خندہ زد در لب خود سرداد
گر نہ کشف است چیست اینجا | ہر کہ شک آورد شود کافر

در حقیقت یہ بات درست ہے کہ "نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند" اگر اہل انصاف سے اس مقام پر سرسری ایک گذارش ہے۔ کہ دو آدمی یار غمگسار ہوں جن میں سے ایک مجرد اور ایک عیالدار ہو وہ ترغیب اپنے مجرد دوست کے اگر عیالدار زوجہ خود کو مجرد سے ہمبستری کا حکم دیوے۔ تو عورت (بشرطیکہ پاک دامن اور حیادار ہو) کو ان دونوں امروں میں سے کیا کرنا بہتر اور واجب ہے۔ اول کیا بموجب فرمانے اپنے بیحیا خاوند کے اُسکے یار کے پاس چلی جاوے اور ہمبستر ہووے یا اُس سے کہے کہ اے کم عقل بیحیا پاگل پن مت کر اور ایسا حکم ناجائز مت دیوے بلکہ ایسے حکم تعمیل کی اُمید مجھ سے مت رکھ۔ تیری بات سراسر بُری ہے اور سراسر گناہ اور بیغیرتی ہے کسی اہل حیا اور دانشمند سے امید نہیں ہے۔ کہ امر اول کی تائید کرے بلکہ عوام الناس سے بھی دریافت کیا جاوے تو یہی جواب جواب لیگا کہ اگر اسکو اس حکم کے نہ ماننے سے قتل کر دیوے علیحدہ کر دیوے چھوڑ دیوے تو بھی یہ امر قابل پذیرائی ہے۔ کسی طرح منظور نہ کرے چہ جائیکہ لعنت ملامت۔ بقول حضرت سعدی صاحب کے۔

سر بکار بعشق حرم دو پر مکن | در کوچۂ فسق چو گمرہاں سیر مکن
گر صدق ثبوت رہبری شیطاں کن | یک قبلہ گزین و سجدہ با غیر مکن

اب ایک صریح کفر کا اثبات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ عام **محمدیوں** کا عقیدہ ہے کہ **خدا** اسے جبرا و **شیطان** سے سر آفریدہ ہے یعنی خیر کا خالق احسان اھ

شر کا خالق **شیطان** ہے دیکھئے **سورۃ مائدہ** میں لکھا ہے۔

"انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ سوائے اسکے نہیں ہے کہ چاہتا ہے شیطان کہ ڈالے درمیان تمہارے دشمنی اور کینہ بسبب شراب اور قمار بازی کے اور روکے تمکو خدا کی یاد اور نماز سے پس کیا اس وقت تم ہٹ جاؤ گے **سورۃ یٰسین** میں ہے الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون۔ کیا میں نے نہ بھیجا تمہاری طرف اے اولاد آدم کی کہ مت پوجو شیطان کو تحقیقاً وہ تمہارا دشمن ظاہری ہے اور تحقیقاً گمراہ کیا شیطان نے تمہاری طرف سے بہت مخلوق کو کیا تم نہیں جانتے تھے علی ہذا القیاس۔"

اسی طرح صدہا آیتیں قرآن میں موجود ہیں اور ہمارے مدعا کے ہو المقصود۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کارخانہ الٰہی میں اسقدر اندھیر ہو۔ اور دیدہ و دانستہ معاملہ ختم ہوتی برتا جاوے نادان موصوف کے بیچارہ۔ اور ناحق پرست پشیمانی اٹھاوے۔ درحقیقت شیطان کو حاضر کی گولی سمجھ کر گناہوں سے پرہیز چھوڑ دیا اور دلیرانہ گناہ کر کے شیطان کے سر جڑنے لگے ہیں۔ اسی دھوکہ بازی سے شیطان ماننے والی قوموں میں گناہ بڑھنے لگے شیطان کا نام لیتے ہی (مثل سارٹیفکیٹ) مفتی دین متین سے جھٹ خلاصی اور رستگاری ہے اور اکثر گناہ و حرام سے صرف توبہ پکارنے سے آزادی ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیروان عیسے باقی کل فوج شیطان کی ہے

محمدیوں کے نزدیک سوائے پیروان محمد کے باقی کل فوج شیطان کی ہے۔

آتش پرستوں کے نزدیک سوائے پیروان زردشت کے باقی کل فوج اہرمن یعنے شیطان کی ہے اور ہم آریہ لوگ تو اسکی ذات سے منکر ہیں۔ اسواسطے کسی کو لشکر شیطان نہیں کہتے۔ مگر جب دل میں خیال دوڑاتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی فوج سے شیطان کی فوج زیادہ ہے۔ اور شاید یہی سبب ہے کہ قرآن میں خدائے محمدیاں اُس سے مقابلہ کرنے میں ترساں ہیں۔ پس یہاں دوبارہ ہمیں بقول مرزا **غلام احمد** کے کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک دو خدا ہیں۔ ایک خدائے خیر دوسرا خدائے شر اور دونو ہر ایک جگہ حاضر و ناظر ہیں اور دونو مسلمانوں سے غائب ورنہ۔ اور عالم کل بھی دونو ہیں لیس کمثلہ شیئ یعنے لاثانی بھی دونو ہیں۔ رب العالمین بھی دونو ہیں [illegible] بھی دونو خالق بھی دونو ہیں اور رازق بھی دونو۔ اور نظر براں شیطان کی فوج کے ارواح و اجرام اجسام وغیرہ اپنے وجود اور بقا میں بالکل خدا کے خیال سے بے تعلق ہیں یہاں تک کہ اگر خدا کا مرنا بھی فرض کیا جاوے تو بھی مسلمانوں کا کچھ حرج نہیں اور وہ مقصد ہے بلکہ بفیصلہ قائم مقام اسکا موجود ہے جسکا نام شیطان ہے۔

لطیفہ

مرشدے را گفت مردے کاے فلاں | ہیں مسلمانیم یا خوش از مومناں
گفت گر خواہد خدا مومن شوم | ور نخواہد فضل ہم موقن شوم
گفت میخواہد خدا ایمان تو | تا بہ اندر دست دوزخ جان تو
لیک نفس زشت و شیطان لعیں | میکشد جانب کفران و کیں
گفت اے مصنف چو ایشان غالب اند | یار او باشم کہ باشند زورمند
نفس و شیطان خواہش خود میکنند | داں عنایت قہر گشت و خرد مرد

براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۵۶ سے ۶۱ تک اشتہار میں ہے

ہم بطور تمثیل کے اسجگہ اسی قسم کی ایک دلیل و دلائل مرکبہ بستہ حقیقت فرقان مجید سے

تحریر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے جو تعلیم اصولی فرقان مجید کی دلائل حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی فرقان مجید ہر ایک اصول اعتقادی کو مدار نجات کا ہے محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے پایہ صداقت پہنچاتا ہے جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا۔ توحید کو پایہ ثبوت پہنچانا۔ ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا اور کسی احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر نہ رہنا۔ پس یہ امر فرقان مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی بزرگ دلیل ہے جس سے حقیقت و فضیلت اس کی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے"

اور پھر **براہین احمدیہ** کی جلد ۴ کے صفحہ ۳۴۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ "یہ نسبت مقابلہ و موازنہ وید و قرآن کے جو نظر ڈالیگا اُسے فی الفور دکھائی دیگا کہ وید ایسی عبارت میں ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع و اقسام کی بدگمانیوں میں ڈالتا ہے اور کسی عمدہ اس دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کر کے نہیں دکھاتا اور نہ پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ خود معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا دعویٰ کیا ہے اور اگر کچھ معلوم بھی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی اور سورج اور اندر کی پرستش کرانا چاہتا ہے اور پھر اس پر کوئی حجت اور دلیل پیش نہیں کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزوں کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔"

[illegible]

اے پیارے ناظرین! آریہ سماج کا یہ تعلیم ہے کہ "سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں سرگرم اوقات یعنی ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے" ہر ایک حق پسند جانتا ہے کہ یہ کسقدر اعلیٰ اور ارفع کا اصول ہے۔ اور اگر ذرہ تعمیق نظر سے دیکھا جاوے تو بہت سے صداقتوں اور کمالوں پر محمول ہے۔ انسان کیواسطے صدہا روحانی برکتوں و نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور بہت سے کشایش باطنی و عقدہ جہالت کا **مشکلکشا ویدک دھرم** میں اندھا دھند کسی کی تقلید کرنا اور غلط بات پر اعتراض کرنا سراسر واجب و بجا۔ جس بات کے سمجھنے سے عقل عاری ہے اسپر غور کرنا ہر طرح دانائی و ہوشیاری ہے۔ اپنی بات کی اس اصول میں تاکید ہے۔ اور یہ ہی سبب ہے جس سے آریہ سماج میں ہر ایک مخالفت کی علانیہ تردید ہے جس پر بھی اعتراض کرنا یا شک لانا کفر کا نشان ہے۔ اس **ایمان بالجبر یا ایمان بالغیب** کا خود اسی کی بات سے ہی بدیہی البطلان ہے۔ اسی مبارک اور مقدس ارشاد کے مطابق تو یہ ضرورت واجب ہے کہ راستی کو پا کر بھی سچ کی پرکھ کیا کرتے رہیں یعنی صداقت کو سمجھ کر بھی خاموش نہ بیٹھیں بلکہ ناراستی کے دفعیہ پر مستعد رہیں پس باوجود صحیح ماننے وید مقدس کے ہمیں ہر ایک مذہب کی بنیادی کتاب کو (جنہیں وہ الہامی و پاک سمجھتے ہیں) دیکھنا و پڑھنا ضروری ہوا بایں وجہ جب تک سچائی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور جھوٹ کو اسکے سامنے لاکر دلائل قاطع سے شکست فاش نہ کھاوے تب تک راستی کے جوہر خاص و عام پر من وعن انکشاف نہیں پاتے اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہیں

ابیات

کسوٹی پر کھرے سونے سے کھوٹے کو پرکھتے ہیں
مقابل وید اقدس اس لئے قرآن کو رکھتے ہیں

بھرا ویدوں میں ہے ایشر گیاں اے مہرباں دیکھو!
صداقت اور توحید الٰہی کے نشاں دیکھو!

پلندہ قصوں کا مجموعہ ہے قرآں سر تا پا
اساطیر الاولین ہے پر خود اسکا ہی بیاں دیکھو

لدھیانوی اگر سب اچھی چیزیں تمہارا رنج نجات ہوگی وغیرہ۔ اب ان باتوں سے صاف ظاہر کہ جادوانی اور صداقت پر مقدس وید ہائے تو اس وقت آریہ سماجوں کے چمنستان میں یہ مبارک پودے کبھی دیکھنے میں نہ آتے اور انکے واعظین غیر پیدا ہیں کا سوامی جی وید کے لئے کسیوں دلائل سے ہاتھ سامنے رکھنے فرماتے تو ہمارا آریہ سماج کی افراد ترقی پر نظر آتے۔ آنشاں سماجوں اور آریہ دھرم کی برکات مختلف ممالک میں منتشر ہیں۔ اور کہ جو شرک کی ظلمت و بدی روز بروز بدتر تنزل و نقصان ویدوں کی تعلیم و تدریس کا جو روز کلاں کو حال ہے اور ویدک صداقتوں و خوبیوں سے ہر ایک منصف مزاج بہرہ ور ہو رہا ہے۔ ہمارے مرزا صاحب کو اس بات پر بڑا فخر ہے کہ قرآن چار دلائل مندرجہ بالا سے ہماری روز رستگار ہے چونکہ ان چار دلائل کو انہوں نے ایک ہی دلیل گردانا ہے اور ہر کیہ و پستہ کی تشریحات سے قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر بڑا بھاری ثبوت مانا ہے۔ لہٰذا ہمیں نہایت ضروری ہے کہ انصاف اور راستی سے حسب درخواست مرزا صاحب قرآن اور وید مقدس کا مقابلہ و موازنہ کریں اور اس سے حق و باطل کا مشاہدہ و معائنہ۔ پس ہم انہیں چار دلیلوں سے وید و قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں اور انصاف اس کا ناظرین کے ذمہ چھوڑتے ہیں۔

مقابلہ و موازنہ قرآن و وید

قرآن سے ثبوت ہستی صانع عالم

(۱) سورۃ طٰہٰ

وهل اتك حديث موسى اذ را نارا فقال لاهله امكثوا اني انست نارا لعلي اتيكم منها بقبس او اجد على النار هدى فلما اتها نودي يموسى اني انا ربك فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوى وانا اخترتك فاستمع لما يوحى انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني واقم الصلوة لذكري ان الساعة اتية اكاد اخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى فلا يصدنك عنها من لا يؤمن بها واتبع هوىه فتردى وما تلك بيمينك يموسى قال هي عصاي اتوكؤا عليها واهش بها على غنمي ولي فيها مارب اخرى۔

ترجمہ

آئی ہے تیرے پاس بات موسےٰ کی جسوقت دیکھی اُس نے آگ پس کہا واسطے گھر والوں اپنے کے ٹھہرو تحقیق میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ لاؤں

وید سے ثبوت ہستی صانع عالم

तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूरयः दिवीव चक्षुराततं ऋ. १।२।७।५।

نجات یا مکتی کے واسطے اصلی مقصود ما سوم آنگرشٹ پیدا ہے کیسے جانے لوگ سرب سیاپک پرماتما ہے جسکو پورے پریم سے اسکے حصول یا پراپتی کے لئے کوشش اور یتن کرنا چاہیئے اُسکا گیان پر آنند میں رہ سکتے ہیں ست ودیا سے ہی اسکا گیان ہوتا ہے اور گیان سے ہی پرماتما کا جاننا ہے جس طرح آکاش میں نیتر اور سورج کی سمانی اور پرکاش اسمرتات سیاپن ہے ایسے ہی پرمیسر سب جگہ پری پورن ایک رس سیاپک ہے اُسکی پراپتی سے جیو مکتی سے چھوٹتا ہے اور کسی طرح نہیں اس منتر میں پرماتما نے چار اوپدیش فرمائے ہیں

(۱) ایشور کے ہی گیان سے مکتی ہے اور مکتی سے اعلےٰ اسکی ماتحتی اشیا یا ذ... مدارج ترقی انسان کے واسطے کوئی نہیں ہے

حاشیہ اس کتاب کے ضمیمہ میں ایک امریکن فاضل کی رائے تحریری ہے

قرآن

اُس آگ سے تمہارے پاس آگ سلگا کر یا اوں اُس آگ پر کوئی واقف کار راستہ جاننے والا۔ جب آیا اُسکے (آگ کے) پاس آواز آئی (آگ سے) اے موسے تحقیق میں پروردگار ہوں پس اُتار ڈال جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طویٰ ہے اور میں نے پسند کیا تجھ کو پس سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے تحقیق میں ہی ہوں اللہ نہیں کوئی معبود میرے سوا پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز کو واسطے یاد میری کے تحقیق قیامت آنیوالی ہے نزدیک ہے کہ چھپا ڈالوں میں اُسکو تو کہ بدلا دیا جاوے ہر جی ساتھ اس چیز کے کرتا ہے پس نہیں سد کرے تجھ کو اُس سے وہ شخص کہ نہیں ایمان لاتا ہے ساتھ اسکے اور پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی پس ہلاک ہو جاوے تو اور کیا ہے بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے اے موسے بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں کئی کام ہیں۔

اور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ یہی قصہ سورۃ قصص میں بھی ہے مگر سورۃ النمل میں اسکا بیان بہت عمدہ ہے جہاں صاف یہ لکھا ہے۔ فلما جاءھا نودی ان بورک من فی النار ومن حولھا وسبحٰن اللہ رب العالمین*

وید

(۲) جانی سکھ اور سُوری یا گیانی اندانند کا اسیں نام ولشان بھی سار دہے۔

(۳) ایشور محسوس نہیں ہے اور نہ محدود ہے اُس کا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں ہے اور نہ اُسکی حاضری کیواسطے کسی اسیر تیجی کی ضرورت ہے بلکہ وہ سرب ویاپک ہے۔

(۴) وید گیان کا ذریعہ اور گیان مکتی کا اس مکتی کا نتیجہ پرماتما کو پا لیتی ہے دیگر اس سوکھشم بات کے جاننے کیواسطے ایک اس سے بھی سوکھشم دلیل کی ضرورت تھی جو ایشور کی طرف سے ہدایت دی گئی (رشیوں) کو بتایا ہے کہ جس طرح آکاش میں بجلی ویاپتی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بصارت ایسا کام چلا رہی ہے اور دیکھو کہ آگ نہیں دیتی جس طرح سوریہ کا پرکاش آکاش میں آسمان تا ویاپت ہے۔ اور زیادہ سوکھشم ہونے سے آکاش اسکی ماہیت کو نہیں جانتا ہے۔ ایک جہاں شکتی اور برہما انتظام عالم کا کر رہا ہے مگر سورج کی طرح نہیں اور نہ ایک دیتی (محدود بالمکان) ہے چونکہ جانی نہیں اسواسطے محسوس بھی نہیں ہوا اور سرب شکتی مان ہے۔

قرآن

پس جب آیا اُس کے پاس پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا جو کچھ کہ بیچ آگ کے ہے اور جو کوئی کہ گرد اُسکے ہے اور پاکی پروردگار عالموں کے کو۔

(۲) سورۃ فاتحہ

یہ اول سورۃ قرآن ہے

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ (ترجمہ)

تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان۔ صاحب قیامت کے دن کا۔ تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھی راہ اُن لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر اُنکے۔ سوائے اُنکے جو غصہ کیا گیا اوپر اُنکے اور نہ راہ گمراہوں کی۔

چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب کے بڑھانے کو اور اس سورۃ کی تفسیر جاننے کو مرزا صاحب الحسن کئی جلد ہوگئے ہیں کچھ زیادہ ورق سیاہ کر کے بہت سے عیسائیوں یہودیوں وغیرہ کے قصہ اُس میں بھر دئیے ہیں اور انکا دعویٰ اس سورۃ کی نسبت حد سے بڑا ہے بلکہ اُنکے خیال میں یہ کل قرآن کی جان یا جوہر القرآن ہے تو بر اں ہم اس کا امتحان کرتے ہیں۔

(الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم) تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان" مگر خدائے قرآنی موجب ان دو آیتوں کے موصوف ہونا تو بجز بنا بیچ والوں اور حیوانوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے ذبح نہ کراتا۔ کیونکہ ذبح و قتل رحمت و ربوبیت کے برخلاف ہے۔ اور کسی شخص کو بیگناہ قتل کرانا سراسر بے رحمی و سفاکی و جلادی ہے۔ نہ کہ رحمانیت و رحمت جسکے دل میں ذرہ بھی محبت و رحمت کا نشان ہوگا۔ وہ ضرور کہیگا کہ جو خدا عالمو رب اور رحمان و رحیم ہے قرآن اُسکا الہام و کلام نہیں کیونکر (ر ح)

وید

ओ३म् भूर्भुवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात् य॰ अ॰ ३६ म॰ ३

یہ منتر یجروید کا ہے

(اوم) سرب جگت کرتا سرب آدھار سرب سوامی سنگیان مے سرب ویاپک۔ انتریامی اُیشور برنیہ کرتھ۔ سا سچی (سو) پیدائش سے پیدا (سوا) جگت اور سب سکھوں کا داتا (سوا) سکا دھارن کرنیوالا (سوبیو) سب سے شریشٹ کا داتا (ورنیم) جو سویکار کرنے کے لائق (بھرگو) سریشٹ (دیوسیہ) شُدھ اور پوتر کرنیوالا (دیوسیہ) سب کے آتما کو پرکاش کرنیوالا (تت) اُس پرماتما کو (دھی مہی) ہم دھارن کریں (یونہ) جو (دھیو) جو (پرچودیات) جو سوا دیوِ پریشر ہماری بُدھیوں کو ست کی طرف پریریا کرے اور بُرے کاموں سے بچاوے۔

اس منتر میں عالم کل جملہ ریشیوں نے اسقدر بھید بے شمار بھری ہوئی پیار تھا جس کہلاتی ہے جس کے کامل بیان کرنیکو ایک فرشتہ ہے۔ دیباچہ پرشیوروں نے اسقدر ہدایات متعلق آتمک گیان کے دی ہیں۔ انکو سوامی راج اور سوامی دیانند جی و سوامی شنکر آچاریہ جی۔ منی یاگ نک جی نے معہ شرح معانی کے ساتھ واضح کر کے لکھا ہے۔ مگر اُن تمام کی تفصیل اس مختصر بیان میں نا مناسب جان کر خلاصہ چند فضائل ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

فضیلت اوّل اس شرتی میں (اوم) سرب اوتم نام ہے جو مجمع ہے اوصاف گوناگوں و محرِک فضائل بوقلمون کا جیسا سرب جگت کرتا اور سرب آدھار اور سرب سوامی اوصاف موجود ہیں۔ جن سے بدایت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جگت کا کرتا اور سب کا آدھار اور سب کا مالک ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں سو اس تمام و اختیار جہان جگت کا جوڑنے والا اور نا کر آواگمن دکھیے والا یعنی اُس محمد انتظام میں چلانیوالا اور ہمیشہ جہان شکتی ہے اُسکا سوامی کہلانے والا جو تمام گیان کا چشمہ

*اے گمراہی کے تاج پر فخر فرمائیے۔ اور تھوڑا سا بیچ کر کے مستی ان پر لائیے۔ سورۃ طٰہٰ کی اس آیت میں موسے نے آگ نے ماننے کر کے انی انا ربک یعنی اے موسے میں تیرا پروردگار ہوں کہا حالانکہ ان کل آیتوں مندرجہ بالا میں نے وہ آگ کی ستائیاں موجود ہیں۔ عالم کل رب ایک کل کو ایک شعلہ نمی سمجھا ہے۔ وقفا ربنا عذاب النار حفظ کی اکثر جگہوں میں جو اور ہمارا آگ کی تعظیم کرنا آتش پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور اسی واسطے موسے نے قربانیاں کر کے اگنی دیوتا کو خوش کیا کرتا تھا۔ اور اُسی کو معبود سمجھ کو اُس سے مرادیں مانگتا تھا۔ جس سے من کل الوجوہ ثابت ہے کہ موسے آتش پرست اور یہی اور دیکھا تھا۔ کہ اے آگ فرعون کو جلا دے سمندر آگ دریا نیل کو سکھا دے۔ اے اگنی دیوتا میری قربانی قبول کر۔ اے آگ مرنے کے بعد مجھ خدا کر دے ہماری خدا ایسے پوجاریوں کی حفاظت کر ہے آتش اللہ میرے گناہوں کو جلا دے۔ اے جلانے والے ہوا اول جلنوں کی دریا و عُن سردی سے بچا۔ اور گرمی کی تکلیف سے نگہبانی کر۔ وہ آسمان سے نزول کر کے ہمارے بیچ میں نزول نہ رہا۔ اسے تیز تھا۔ مجھے معہ یہ سب دے۔

دیکھئے یہاں پر یہ عوض ثابت کرنے کے قرآن نے ایک بیان کھلا ماننے والا آگ کو پروردگار بتلایا اور موسے کو مسحور کر دیا جنکو خدا نے آنکھیں دی ہیں۔ وہ یقینی طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ یہ صاف

قرآن

کے بات می لف مل دعلی انسان اہم اور اس امر کی زیادہ بائید یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان سب کسی جیوان کو ذبح کرتے ہیں تو اسوقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے بلکہ بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہہ کر قتل کرتے ہیں۔ گویا ایسے خیال خام میں اسوقت وہ اسے مہربان کو رب العالمین اور رحمان اور رحیم نہیں مانتے۔ بلکہ صدق دل سے جانتے ہیں کہ وہ صفات اُسکے عارضی اور دکھلاوے کے ہیں اصل نام اُسکے جبار و قہار۔ حقار و ستار و دانع الحاندار ہیں جو اس موقع کے سراسر زیبا ہیں۔ اگر وہ رب العالمین ہوتا تو قتل انکا فرض و لازم کیوں فرماتا۔ اور ذبح اسکا (صدا کا) کیا بگاڑا تھا۔ جو خواہ مخواہ ایمان بالجبر لانے کے جرم میں تہید کئے گئے۔ خدا کی ربوبیت کے بھی یہ بات بالکل برخلاف ہے۔ عالموں کا رب ورحمن ہو تلوار در غضب سے چلاوے۔ کاتب القلوب ہو کر قتل کا حکم فرماوے۔ صریحاً واضح ہے کہ یہ حکم باہم نقیض ہیں۔ اور ایک غلط بات کو دوسری کی دلیل اثبات گردانا اُسکو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ پس اس تعارض باہمی سے ہمیں قرآن کی صداقت میں شک عظیم واقع ہو کر اُس کو درجہ صداقت الہام سے گرانا پڑا۔

(مالک یوم الدین) صاحب قیامت کے دن کا۔ یہ فقرہ قرآن کا نہایت حیرت افزا ہے جس سے خدا کی ذات پر ایک دو شک (عیب) وارد ہوتا ہے۔ کیا پیشتر بروز انصاف نہیں کرتا۔ کیا آدم کے وقت سے مرے ہوئے لوگ اب تک سشش سپرد ہیں۔ مگر نہیں معلوم کہ ضمانت پر ہیں یا حوالات میں۔ علاوہ بریں اسی قرآن کی سورۃ بقر میں خدا کا نام سریع الحساب رکھا ہوا ہے اگر وہ جلد حساب کرنے والا ہے تو مالک یوم الدین نہیں۔ اور اگر مالک یوم الدین ہے تو سریع الحساب نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عادل [illegible]

وید

اور رحم سے وہ مبرا ہے۔ ہی جانتے ہیں کہ

فضیلت دوم۔ گیان سے مبرا ایک انتریامی۔ سوامی ناوکار ہے یعنی قتل ہو کر اس مہربانی کو مریض بنسیب کہلانے میں تا عقلی کے وہ درد کا تیسرا مطلب کسی کا کار خیر کے گیان سے و تشبید نہیں۔ جو تمام جیووں کے اوپکار ہمیت اپنے گیان سے وید وں کا ظہور فرماتا ہے۔ وہ جسم اور ایک ولایتی یعنی عرش پر بابانی پر بیٹھا ہوا ہے اور اسی سمت طول و عرض و عمق یعنی پریاتما سے مانند سب سایک ہوئے منتر او صورۃ ہو جمل یعنی اودیا سے پاک او صفات کمزوری و ترتیب سے منزہ ہیں۔ یہانتک یوگی جن اور مدھی ان بیار سکتے ہیں۔ اس سے بھی اُسکا گیان نہایت سوکشم۔ وہ سرب انتریامی ہے اُسکا انتریامی کوئی نہیں ہے اپنے احکام کا بدلنا گیان نہ ہونے سے اس پر الزام ہے عرش سے فرش۔ یا مکان میں ہونا سرب ویاپک پر اتہام ہے۔ پر ماتما سر گیہ عیم کل ہے۔ تمام الزامات سے بر کنار اور ہر قسم کی کمزوریوں سے منزہ کا ہے۔

فضیلت سوم۔ پرتیہ گرنتھ ایشر اپناشی یہ نام سرکی فضیلت ہیں۔ تمام کرہ سورج و چاند۔ ستارہ و سیارہ وغیرہ جسکے انوار جلال سے منور ہیں۔ اور جس کے قصہ قدرت میں رہ کر بالکل باہر نہیں ہو سکتی جو سب کو جیتنے والا ہے۔ انصاف سے دین۔ بیش بل اور گیان کا دینے والا اور متغیر و مبدل کا رخانہ دنیا کے برخلاف خود غیر متغیر ہے جو کسی طرح تاریک اور کار مکس بندھن میں نہیں آتا جو نیستی سے نیا دکا بھی نیا و آواگون ہونا کے گرد میں کبھی نہیں آتا۔ بلکہ تمام دنیا کے گرہ جسکے آسرے ہیں۔ جیسے حضور شفاعت و شفاعت و رشوت و ذاتی لیجانا جرائم کبیرہ سے ہیں جسکو جبرئیل و میکائیل وغیرہ کا وحی پہونچانے و رزق رسانی کا محتاج بنانا جہالت کے وتیرہ سے ہے جو انکا کام بھی نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی چھپتا اور نہ گھٹتا ہے بلکہ سدا ایک رس

قرآن

کی اطلاع شود کار، والی شروع کرے اور مجرموں کو سزا دوے۔ بقول مجدیاں کے اسوقت صعب عدل خدا کی معطل محض معلوم ہوتی ہے۔ اور دنیا کا انتظام و انصاف شاید کوئی ختم المرسلین کرا دیگا۔ اور شاید رب العالمین خواب استراحت میں ہوگا ورنہ مالک یوم الدین کے کیا معنی ہیں۔ کب وہ امروستقبال مالک یوم الحال مالک یوم الماضی و استقبال کا نہیں ہے۔ کیا لا تبطل من اللہ درست نہیں ہے۔ اگر کوئی حق پسند دو موسے خیال کرے تو اس پر اس نقص کی اصلیت طشت از بام ہو جاویگی

(ایاک نعبد و ایاک نستعین) "تجھی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں" یہ دو فقرے بظاہر تو اچھے ہیں۔ اور موافق ارشاد وید مقدس کے ہم سہائتا اور مدد چاہتے ہیں کچھ تشریح نہیں کی گئی کہ آیا کس قسم کی مدد چاہتے ہیں۔ برائیوں یا بھلائیوں میں جیسے کہ آجکل کے لاکھوں افغان وغیرہ مسلمان چوری۔ قتل۔ ڈکیتی میں ایاک نستعین کا وظیفہ کرتے ہیں۔ یا ہزاروں ملا لوگ قمار بازوں کو یہ کلام سکھلاتے ہیں کہ یہ پڑھ کر اگر قمار کھیلنے بیٹھیگا تو بہت جیتیگا جو کبھی اتفاقاً کچھ جیت لیا تو کلام کی برکت سے ملا جی کی ہانڈی گرم ہو گئی۔ ورنہ اس طرح ٹال دیا کہ بے طہارت دعا یا کیا ہوگا پڑھا ہوگا۔ غرضیکہ ہزاروں بد معاش اس بھروسہ پر چوری وغیرہ کر کے کچھ حصہ خدا کے نام یا پیر صاحب کی نیاز کر دیتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ برائیوں کے واسطے خدا سے مدد مانگنی چاہیئے

(اھدنا الصراط المستقیم) دکھا ہمکو راہ سیدھی" یہ فقرہ بھی اچھا ہے بشرطیکہ سیدھی راہ سے قتل و خونریزی سے پرہیز اور محبت وسلوک و اخلاق و خدمت و آسایش خلق اللہ (پروپکار) مراد ہو۔ ورنہ آجکل سیدھی راہ ایک مذہبی مشہور

وید

اسا ہی ہے۔

فضیلت چہارم۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو کسی کو پیار کرتا ہے۔ دوسرے کے دل میں اُسکی محبت اتنی ہی اثر کرتی ہے اور وہ الفت بڑھتی جاتی ہے۔ انسان کو سب سے زیادہ پیارے پران ہیں جسکے آسرے جسم کے سارے تاب و قوان ہیں۔ پس پرانوں سے پیارا جاننا گویا جسم و جان کا اُس پر قربان کر ڈالنا ہے۔ اور حصول قرب کا یہی پہلا درجہ ہے۔ جو پرماتما کے پوتر سونام سے پرکاشت ہوتا ہے۔ سچی محبت اسی سے مراد ہے۔ اور اصلی بھگتی کی یہی معا ہے۔ جو اس رموز معرفت سے ذرہ بھی آشنا ہیں اُنکے واسطے حقیقی سرور سے فیضیاب ہونا آسان امر ہے۔

فضیلت پنجم۔ سنسار میں تمام آدمی راحت کے حصول کا دم بھرتے ہیں مگر اسکے وسائل جداگانہ استعمال کرتے ہیں گویا اُس ایک راحت اور آنند کو لوگ حسب مرضی چاہتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ محروم رہ جاتے ہیں۔

مانی سخن ماست ربطے دارد
مطرب بچنگ ودف ضبطے دارد
زاہد نہ کسے رموز اصلی
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

ویدک اصطلاح میں تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے۔ جسکا نتیجہ پرم راحت کامل ہے۔ خانی یا شہوی سکھ جسکا (جو عارضی و چند روزہ ہیں) وہاں گذر نہیں ہے کیونکہ یہ سبھی ماسوائے اللہ ہیں اور حقیقی آنند سے ہٹانیوالے ہیں۔ ست گیان سے پراپت ہونے والا سچدانند کا یتھارتھ آنند ہی وہ سکھ ہے جسکا اس مقدس سونام سے تعلق ہے سچے پریم کا بڑھانیوالا اور حقیقی جوگ کرانیوالا یہی ارشاد ہے۔ جس سے بڑھ کر طالب حق کے لئے اور کوئی مراد نہیں۔

فضیلت ششم۔ جب ہم نظام عالم پر نگاہ دوڑاتے ہیں۔ اور اس سرکھکا

قرآن

ہے اگر خدا سے سدھی راہ کے طلبگار ہو تو علم و عقل کو کیوں دخل نہیں دیتے اور معقولات کے پڑھنے سے کیوں گریز کرتے ہو۔ قرآن میں عقل سے سوچنا کفر بتایا جاتا ہو اور غلطی کو جہاں ہو صحیح مانو۔ ایامسلمانی کا یہی راست سیدھا ہے اگر کوئی اور بھی۔ اگر کوئی اور بھی ہے تو مسلمان اُسکے قبول کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں۔ ایمان نہیں لاتے۔ بھائیو! مقابلہ کرکے دیکھو اور سچ یعنی صراط المستقیم کو گرہن و اختیار کرو۔ (صراط الذین انعمت علیہم) انکا راستہ جن پر تو نے نعمت کی (غیر المغضوب علیہم) سوائے اُنکے جو غضب کیا گیا۔ اوپر اُنکے (ولا الضالین) اور نہ گمراہوں کی چونکہ مسلمان تناسخ کے قائل نہیں ہیں خدا کا کسی کو نعمت دینا اور کسی پر غضب کرنا اور کسی کو گمراہی میں ڈالنا چہ معنے دارد اس سے نہ اُسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اُسکا رحم نہ اُسکا علم۔ انعمت علیہم مغضوب علیہم و ضالین علیہم۔ سب کی ضمیریں خدا کیطرف پھرتی ہیں پس اُن اعمال کا عامل خدا ہو۔ نہ کہ وہ لوگ۔ اسواسطے یہ ارتھنا (دعا) بہت نقصان رساں ہے۔ اور خدا پر اُتہام لگنیوالی ہے۔ یہاں نامہ نگاں کی تائید تفسیر حسینی والا بھی کرتا ہے "ننہ راہ آں کسانیکہ خشم گرفتہ برایشاں قبل الوجود بمعرض غضب آوردہ و بیاں سبب کفر و اقدام نمودہ قبل الوجود جبکہ کسی سے کوئی عمل سرزد نہ ہوا۔ بلا ظہور جرم کا خدا مغضوب الیہ سمجھنا خدا کو ظالم اظلم و جاہل اجہل ٹھہراتا ہے۔
(نعوذ باللہ منہا)

ریلہ

شلوک کو زبان لاتے ہیں تو بایتھنیق حسال سے اس تمام کارخانہ کا ملک حاضر و ناظر ہر طرف موجود ہوتا ہے۔ جو اس بیمار کا وہاں پر نیوالا ہے۔ اور یہ عقدہ ممکن تفسیل النٔی سائل جال موت کم حل نہیں ہو سکتا اس لئے پرماتما نے یہاں اتنا ارشاد فرمایا ہے کہ سقدر حکاوت تم دیکھتے ہو یا وہ جو کہ تمہاری درشتی گو ہمیر نہیں ہے یعنی لوک۔ لوکانتر وغیرہ۔ ان سب کو سرب شکتی مان سرب آدھار۔ جگدیشور نے ہی دھارن کر رکھا ہے! وہ رودہ بیٹ کام بس کسی سے سہائتا نہیں لیتا۔

فضیلت ہفتم۔ وہ سوتیں یعنے سب ایشورج کا داتا ہے۔ ہر ایک اس سے کرم انسار پھل پاتا ہے۔ اُسے چھوڑ کسی اور سے مانگنا قطعی نادانی ہے کیونکہ اس صفت سے موصوف ہونیکے لائق اور کوئی نہیں۔ تمام روحانی برکتوں کا اِظہار بھی مبارک اپدیش سے جانتا کیونکہ امساک قطعی بلا تعلق ہونیکا اس میں ارتا ہے وید مقدس ایک پرماتما کے سوائے اور کسی کو ایشورج یعنی نعمتوں کا داتا نہیں بتلاتے اور نہ قبروں شہیدوں اور شتوں کیطرف جھکاتے ہیں بلکہ تمام عالم کو اس سے دیاوان کیطرف جھکاتے ہیں تا کہ اسوائے اسکے نہایت آزادانہ طور پر ہٹاتے ہیں۔

فضیلت ہشتم۔ ہر ایک کو نیک بننے کی تمنا ہے۔ ہر جاہل سے جاہل بھی اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ سچ کی تحقیقات بہت تھوڑے دلوں میں اثر پذیر ہونیکے سبب اپنے چمکتے جوہر سنا ہونے بھی جہلا کی آنکھوں میں نہیں دکھائی پڑتی اور اسی سبب سے لوگ ست مارگ دست دھرم دست گرنتھوں کے دیکھنے و مطالعہ میں لانے سے معذور رہتے ہیں۔ کسی محمدی کو اگر آپ ہزار کہیں کہ خدا نے دنیا کے گمراہ کرنے کو شیطان مقرر نہیں کیا یہ تعلیم غلط ہے۔ وہ قہر و جبر اور غضب و مکر سے پاک ہے (اسواسطے قہار و جبار نہیں اور نہ مکار ہے) مگر وہ کسی طرح نہیں مان سکتے کیونکہ قرآن کی تعلیم (جس میں جو راہ پکڑ رہی ہو) اُن کو ہر طرح تعلیم ہے۔ ویدک دھرم یا سچا دھرم ہی ہدایت نہیں دیتا بلکہ برخلاف اسکے اُن کے نہایت صفائی و دانہ طور سے کمال عنایت سے بتلاتا

وید

ہے کہ اگر نیک بننا چاہو۔ تو نیکی کا مخزن۔ سو پکار کرنے کے لائق خواتی سربیشٹ و شیشٹھ سرب اوتم ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اُسی کی اوپاسنا منیہ جنم کے واسطے آسرہ واحد ایک ہے۔

فضیلت نہم۔ یہ ارشاد وید مقدس کی ایک اعلےٰ فضیلت و پوترتا اور پاکیزگی کا رہنما ہے۔ شدھتا یعنی برائیوں سے بچا پوترتا یکو اُس کے دھیان میں لگا کر یوگت یعنے اُپاسنا سے جوڑ کر پرارتھنا کرنا کہ اے میرے سوامی آپ جلال والے ہیں۔ اس سرب اتم یعنے مقدس جلال کا ہری آتما میں پرکاش کیجئے۔ آپ اندھکار سے اجھاوت میں ہیں

پس مجھے بھی اگیان سے نکلنے کی سامرتھ دیجئے۔ عبد کی بکری و ہرنیاں سری خوراک نہیں اور نہ تو اس قدر بے رحم و ظالم ہے کہ میرے پیٹ کے واسطے عاجز جانور ذبح کئے جائیں۔ نہ تو تو خونخوار ہے اور نہ قتل کا طلبگار۔ تو بھیڑیوں کی طرح خون نہیں پیتا اور نہ بھوکا ہوتا ہے۔ خون تیرے حضور نہیں پہنچاتا۔ بلکہ تیرے سے دور ہٹاتا ہے۔ پاکیزگی و پوترتائی کی تکمیل صرف تجھ میں ہے نہ کہ کسی اور میں۔

فضیلت دہم۔ اس مقدس ارشاد سے کامل تشفی اور یقین ہوتا ہے کہ حقیقی دعا اور شانتی دینے والی اوپاسنا وہی ہے۔ جس کے کرنے سے اُپاسک کے دل میں کسی طرح کا شک نہ رہے۔ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں۔ اول اُن کا گمان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ تلانا اُس مذہب کا ذمہ ہے جو کاملیت کا دعویدار ہو۔ محمدی بیچارے کیا کریں۔ اور کہاں سے لاویں جبکہ قرآن میں شیر۔ شہد۔ شراب۔ پانی کی نہروں اور حور و غلماں کے انار پستانوں اور سرخ رخساروں کے سوائے روحانی سرور کا نشان ندارد ہے اور صد ہا مقام پر انہیں وعدہ وعید کا تملق و تعشق آمیز بیانوں سے بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ جن سے کسی حق پسند کی تسلی ہونی دور از قیاس ہے حقیقی نجات یا کامل شانتی دینے والی اوپاسنا کے نتیجہ پوچھنے والے کے واسطے اُن کے ہاں ذوالفقار کی دلیل ہے۔ اور برہان عقلی کے بدلے ان نہروں کے پیاسوں کی تسلی کو شراب کی سبیل ایک عمدہ تمثیل ہے۔ مگر اے ناظرین جس طرح دریائے گنگ پر پہنچ کر پیاسی طبیعتیں سیراب ہوتی ہیں اُسی طرح اُس سب کے آتماؤں کے پرکاش کرنے والے پرماتما یعنی گیان کے ساگر پرماتما سے جو حقانیت۔ وحدانیت و معرفت و طریقت کی چار نہریں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید پرکاشت ہیں اُنہیں پر ہم چرج سے پراپت ہو کر ہر قسم کی شانتی ہر طور کی تسلی اُن سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اُن سے ثابت ہے کہ صاحب صفات کاملہ اور بہ حساب برکات افضلہ و مبداء فیوض اعلےٰ و منبع سعادت عظمےٰ مہا پکی پرگ سب کا گیان داتا ایک پرماتما ہے دوسرا کوئی۔

فضیلت یازدہم ستیارتھ جتنے مذاہب ہیں عقل کو صندوق

میں سبد کر قفل لگا دیا ہلا اصول جانتے ہیں - اور ان مذاہب میں سے نسبت نمبر دین محمدی کا ہے - مصنف اعجاز محمدی صفحہ ۱۹۱ میں لایا ہے کہ اہل شرع نے درس علم معقول فلسفی سے منع فرمایا ہے ؎

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

مگر وید مقدس میں ارشاد ہے کہ ستیہ گیان سے بُدھی یعنی عقل پرمیشور سے بدھی کی ترقی اور معقولیت سے روحانی شانتی بڑھانے کی پرارتھنا کرنی چاہئے کہ ہم اس عقل کل کے تمام کام معقولیت سے معلوم ہیں جب بدھی اصاف اور صداقت سلمیت سے پیار کرتی ہے تو صدہا ایک عقیدے جو جاہلانہ طور سے سمجھ میں نہیں آتے نہایت صاف اور عمدہ دکھائی پڑتے ہیں - ہر ایک دانا جانتا ہے کہ سچ اور جھوٹ کی کسوٹی سوائے عقل کے اور کوئی نہیں اور عقل کا علم ہادی ہے یا دونو باہمی لازم و ملزوم ہیں - اس واسطے عقل کل و علیم کامل پرمیشور نے وید کے ذریعہ سے اُدپاسنا کی ہدایت بخشی ہے -

فضیلت دوازدہم عقل کل کی طرف سے نہایت معقولیت سے اس سچی پرارتھنا کی قبولیت کا ارشاد ہے - اور یہی ارشاد پریمی بھگت کے لئے شانتی کا باعث ہے - ہر ایک سچائی کا عاشق - جو وید پوتر وید آیات کے مبارک الفاظ سے روحانی اتحاد کا سبق سیکھ سکتا ہے - جو سراپا قوت عبودیت و خلوص عبادت کے لئے ضروری ہے - سچے دل و نیک نیت و ٹھیک وسائل کو معقولیت سے استعمال میں لاکر اپنے دیا مے سوامی کی حضوری حاصل کر کے اسی مبارک و اتم سلسلہ سے پرارتھنا کرنا نتیجہ دکھلاتا ہے - جس سے روز بروز روحانی کمزوری و جسمانی شقاوت و ناپاکی دور ہو کر اُس گیان سے بدھا کو اپنی ستھرگی سے انسان پاتا ہے - اور یہی اس منتر کا خلاصہ مطلب ہے -

قرآن	وید
۳ - سورۃ نجم والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما	परीत्यभूतानि परीत्यलोकान् परीत्यसर्वाः प्रदिशो दिशश्च उपस्था-

مفت نوٹ - ایک مولوی غلام علی صاحب بڑے فاضل عربی رہا کے امرتسر میں رہتے ہیں ایک دفعہ اُن کی ملاقات کو گیا اس وقت مولوی صاحب مسجد میں اپنے ایک شاگرد کو سبق پڑھا رہے تھے کہ "دنیا وہ بنی نے سب تمام ہو جانے کے آفتاب کو کہا کہ کھڑا رہ میرے کام میں حرج ہوتا ہے - چنانچہ وہ کھڑا رہا غروب نہ ہوا" میں نے عرض کی - کہ آپ فاضل اجل ہیں اور معقول و منقول سے واقف - پھر ان باتوں کی آپ کس طرح تعلیم دیتے ہیں - اوّل تو مولوی صاحب حیلہ و حوالہ میں ٹالتے رہے - بعد

قرآن

غوی - وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی - وھو بالافق الاعلی - ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی - فاوحی الی عبدہ ما اوحی - ما کذب الفؤاد ما رای افتمرونہ علی ما یری - ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی عندھا جنۃ الماوی اذ یغشی السدرۃ ما یغشی ما زاغ البصر وما طغی - لقد رای من ایت ربہ الکبری - خدا کہتا ہے کہ قسم ہے مجھے ستارہ کی جب گر پڑا ہے - گمراہ نہیں ہوا ہے یار تمہارا - اور نہ بہکا اور اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا - قرآن نہیں ہے مگر وحی جو بھیجا گیا طرف اُسکی - اُسکو قوت والے نے سکھلایا ہے پھر سیدھا بیٹھا - اور تھا وہ اونچے کنارے آسمان کے - پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میان یا اس سے بھی نزدیک - پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا - جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا - اب تم کیا اُس سے جھگڑتے ہو اُس پر جو اُس نے دیکھا - اور اُسکو اُس نے دیکھا ایک دوسرے اتار پر پرلی حد کی بیری کے پاس - اُس پاس ہے بہشت رہنے کی - جب چھپا رہا تھا اُس بیری کو جو کچھ چھپا رہا - بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی بیشک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے

اے ناظرین! یہ ذکر اس بات کا ہے جسکو محمدیان ۲۰ سال کی بتلاتے ہیں اسرات کو محمد صاحب کا معراج پانا یعنی زمین سے آسمان تک معراج زینہ لگانا - جسکی تشریح فیضی کرتا ہے

بنہاد و راں بلند منہاج
ہفتاج و ہزار پایہ معراج

بعد اس زینہ پر سے بسواری براق چڑھ جانا اور ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش و کرسی وغیرہ تک پہنچنا

وید

य प्रथमजा ऋतस्यात्मनात्मानमभि सं विवेश ।। यजु० ३२ ।। ११ ।।

پرماتما آکاش آدی سب سوتیں اور سورج آدی سب لوکوں (یعنی کُرّوں) میں - اور پورب آدی سب سمتاؤں میں اور لکھے آدی اُپ دشاؤں میں بھی اپنے لاانتہا لباس سے بیاپک ہو رہا ہے جسکے گیان اور بیاپکتا سے ایک ذرہ ذرہ بھی خالی یا نامعلوم نہیں - جو اپنی بھی سامرتھ کا آتما ہے - جو پہلی کلپ آدی میں سرشٹی یعنی حکمت کی اُتپتی کرنیوالا ہے اُس آنند سروپ پرم کو جو جیو آتما اپنے سامرتھ اور بھات میں دھرمی گیان سے جانتا ہے وہی دکھوں سے چھوٹ کر مکتی پاتا ہے

اس منتر میں پرمیشور نے چار (۴) اُپدیش فرمائے ہیں

(۱) پرماتما سو جو ہر جا موجود اور سب کل ہے آکاش اگرچہ ہر چیز میں بیاپک ہے مگر پرماتما اسکا بھی آنتر اور گیان ہے سورج سکو پرکاش دیتا ہے مگر اُسکا پرکاشک اور گیان اور جیتا ہے حکمت کا کوئی پرماتو بھی اُس سے پوشیدہ یا اُسکی سنتا اور دیا کی تاثیر سے کسطرح کا الگیان نہیں ہے - قطع النظر ان کل کے وہ اپنے ست گیان میں بھی کبھی غلطی نہیں کرتا

(۲) ست - بدھی - دیا سے اسکے گیان کے واسطے اُدیوگ کرنا چاہئے - گویا اسکو من بدھی اور روح یا سے بھی پیارا جاننا چاہئے یعنی اُنکو بیکار کرنا علت غرض ایشور کی پراپتی جاننا جب اس حد تک صفائی ہو جائے کوئی تصویر پرماتما کی تر ناگت ہوتا ہے تب پرماتما یوگ سے پچ کر نتیجات کا مستحق ہوتا ہے

(۳) گناہوں سے بچنے کے واسطے اس منتر کا کوئی علاج نہیں کرتے سوا اس پرمیشور کو سرشٹی جا کر بدیوں سے متنفر ہو - تجربہ کی بات ہے کہ بڑے بڑے ظالموں نے تمام گناہ کی لیدیوں سے احتساب نہ کیا - جبتک کہ انکو ایشور کے ہر جا ہونے کا گیان نہ ہوا -

حاشیہ: تھوڑی دیر کے بعد صاف اقرار کیا کہ اگر ہم نہ مانیں تو لوگ ہمیں کافر مانیں" ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو بات معقول طور سے ثابت نہیں ہے اُسکو کسی غرض سے ماننا برابر مجبول

اور (سدرۃ المنتہیٰ) ایک بیری کے درخت کے ساتھ آسمانوں پر گھوڑا باندھنا۔ اور پیادہ پا چلنا جہاں پر خدا کہتا ہے کہ نزدیک ہوا اور فلک آیا پھر رہ گیا۔ خدا محمد یاں اور محمد صاحب کے درمیان فرق دو کمان کا یا اُس سے بھی نزدیک نیچے تھے

چنانچہ ایک مفسر فرماتا ہے۔ سے

کلام سعدی بے نقل بشنید
خداوند جہاں را بے جہت دید

پھر خدا نے جو حکم دینے تھے۔ صلاح تو حتمی تھی یا مشورت لینی تھی خلوت میں اسکو بیان کرکے خدا صاحب فرماتے ہیں کہ اُس بیری پر کچھ چارہا تھا یعنی وہ کیا

تھا پھر خود ہی عالم کل ہونے کے سبب بطور دلائل قاطع کے احقاق حق و ابطال باطل کو مد نظر رکھ کر سبحان اللہ کیا عمدہ طور سے ظاہر فرماتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ جو کچھ چھا رہا تھا غالباً امر بیل ہوگی اب دوسرا معقول جواب سنئے۔ دال جو کچھ محمد صاحب

(۴) جو کسی خاص جہت میں ہوگا وہ محدود ہوگا اور کوئی محدود انتریامی سرب بیاپک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سراپا غیر ممکن ہے۔ اسیواسطے پرماتما نے ارشاد کیا ہے پرمیشر سروا پر دشو دشا پرپنچ سب اطراف و جوانب میں بیاپک اور گیان سے ہے یعنی خاص اطراف میں وہ محدود نہیں بلکہ اسکو کسی خاص جہت میں جانکر مسجود بنانا سراپا شرک ہے کیونکہ وہ ایک جہتی نہیں اور نہ مکانی ہے بیس ثابت ہوکر اس تمام جراجر کا مالک و منتظم اور سب سے بڑا ادھیارک ہے باہیک چیز و نکا بھی اور شہنشاہ یعنی سوکشم سے سوکشم مگر ساتھ ہی ایسا کامل جو غلطیوں سے شدھ ہے باوجود اس جو نمبر محدود وغیرہ جسم اور درست گیان سے نکیت ہے وہی برہم ہے دوسرا کوئی نہیں ٭

نے وہاں پر دیکھا وہ کیا جواب باصواب۔ جو کچھ اس نے دیکھا سو دیکھا بھلی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ افسوس کہ سونے کی چڑیا جال میں پھنسی تھی اور نکل گئی۔ در حقیقت خدا تعالیٰ بہت مشتاق تھا ایک جگہ معراج النبوۃ میں لکھا ہے کہ دوسو مرتبہ اس رات کو خدا نے آواز دیا کہ نزدیک آ نزدیک آ مفسران اس جگہ نہایت سخت گرداب تفکر میں سرگردان ہیں اور صدہا طرح کی تاویلیں تراشا کرتے ہیں مگر افسوس کہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکتے۔ فکان (لیس ۔۔ (قاب) بمقدار (قوسین) دو کمان کمان کے (او ادنیٰ) یا زیادہ نزدیک خدا اور محمد صاحب کے درمیان دو کمان یا اُس سے بھی کم فرق رہتا خدا کے محدود ہونے کی شہادت ہے۔ سرو بیاپک یا محیط کل کی قرابت کو دو کمان کے فرق سے ناپنا عقل کا قصور ہے اور فضیلت سے دور۔ زمانہ اسلام سے آج تک اس پر اعتراض ہوتے رہے۔ مگر جب کبھی جواب ملا ملواں سے کبھی معقول گفتار سے کسی نے تشریح نہ کی۔ جب نوبت اس حد تک پہنچی اور تاویلیں کرتے کرتے یہ مسئلہ بہت ہی کمزور ہوگیا۔ تو اب بعضے محمدی لوگ دو کمانوں کو ایک دائرہ گردانکر محمد صاحب کو اس پر ایک وتر یا قطر کے طور پر ڈالتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ زیادہ تاویلوں سے منقولی مسائل کی تذلیل ہوتی ہے جو سراپا تحصیل لاحاصل ہے۔ لیکن اسلام کے فکر ایسے ہیں جو کسی غرض مقاصدی سے دین اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہتے اور صرف فرضی تسلیوں سے خاطر جمع رکھتے ہیں ورنہ علم معقول کے آگے اب اس قسم کے مسائل بیہودے اور بودے ہیں سات آسمانوں کی تفصیل مفسر یہ کرتے ہیں۔ ایک دھوئیں کا دوسرا پانی کا تیسرا لوہے کا چوتھا پیتل کا۔ پانچواں چاندی۔ چھٹا سونے کا۔ ساتواں زمرد کا بیری کے بوٹے کی تشریح حدیثوں اور تفسیروں میں بہت سی ہے۔ کوئی اُسکا بیر مٹکے کے برابر

کوئی گھوڑے کے برابر بیان کرتا ہے۔ اسی آیت کے آغاز میں خدا مانند جاہل عورتوں کے ستارہ ٹوٹنے کی قسم کھاتا ہے۔ اے معقول پسند مسلمانو! یہی علم نجوم از طرف رب القیوم جو دہ وحی الہامی کتاب میں محمد دانی سے نازل کرتا ہے۔ اے ناظرین! آنکھیں اس سورہ نجم کی حقیقت و حق بیانی کو آپ صدق دل سے غور فرما کر حق کو قبول اور ناحق کو فضول سمجھیں

وید	قرآن
स पर्यगाच्छुक्रमकायम व्रणमस्नाविरं शुद्धम पापविद्धम् कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः। य॰ ४०। ८। سب کے من کا ساکشی سب کے اوپر براجمان سرب بیاپک نت بل الاسب قسم کے شریر یعنی کایا یعنی جسم سے مبرا۔ گھٹنا بڑھنا اور روگ سے رہت ناڑی آدی کے بندھن رہت سب قسم کے دکھوں سے الگ اور سب عیبوں سے پوتر اور شدھ ہے وہی سب جگت کا پرماتما اپنی انادی پرجا کو انتریامی روپ سے وید کے دوارہ ست ودیاوں کا اپدیش کیا کرتا ہے۔	(۴) سورۃ قلم میں یوم یکشف عن ساق و یدعون الے السجود فلا یستطیعون جس روز جامہ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے اور بلائے جاوینگے لوگ واسطے سجدہ کرنے کے پس نہ کرسکینگے اس آیت کی تشریح شاہ ولی اللہ صاحب یوں فرماتے ہیں کہ حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آویگا جس صورت میں نہ پہچان سکینگے۔ اور خدا فرماویگا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ۔ کہینگے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا۔ تو ہم پہچان لیوینگے۔ فرماویگا۔ کچھ اُس کا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں ہم۔ پھر ظاہر ہوگا اُنکے پہچاننے کے موافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدہ میں گرینگے جو سچی نیت سے سجدہ کرتا تھا اُسکی پیٹھ نہ مڑیگی۔ الخ

تفسیر فتح الرحمن والا لکھتا ہے۔ کہ روزیکہ جامہ برداشتہ از ساق و خوانده شود ایشاں را برائے سجدہ۔ پس نتوانند۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الحشر میں سے بجالہ اس آیت کے یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ یعنی رب ہمارا ساق اپنی کھولیگا پس ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اسکو سجدہ کرینگے تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری واقعہ بمبئی ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۶۷۹ میں لکھا ہے

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ و یبقیٰ من کان یسجد فی الدنیا ریاء و سمعۃ فیذہب لیسجد فیعود ظہرہ طبقا واحدا قولہ عز و جل و یدعون الی السجود فلا یستطیعون یعنی الکفار و المنافقین تصیر اصلابہم کصیاصی البقر فلا یستطیعون السجود۔ ترجمہ۔ محمد صاحب سے سنا گیا ہے کہ اس روز پروردگار ہمارا اپنی نورانی پنڈلی کھولیگا۔ اور سجدہ کرینگے اُسکو ہر مومن مرد اور عورت۔ اور باقی مرد اور عورت جن لوگوں نے دنیا میں سجدہ کیا اور ظاہر داری سے کیا ہوگا۔ پس وہ مکار سجدہ نہ کرسکینگے۔ اور پشت ان کی یک پارہ ہوجاویگی اور حدیث میں ہے کہ پشت کافر اور منافق کی مانند سینگ کے یکسرہ ہوجاویگی پس سجدہ نہ کرسکینگے

اے ناظرین! اس آیت کو توجہ کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا بیچون چرا محمد یوں کو کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں تمکو دیدار دونگا۔ اور تم نہیں مانوگے۔ اور پھر میں تمہاری اقرار کرنے پر پنڈلی جامہ اٹھا کر بتلاؤنگا تب تم سجدہ میں گروگے۔ جائے تعجب و حیرت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بسبب دو رنگی کے جامہ سے باہر ہو جاتا ہے اور نہیں خدا را انصاف کرو کیا ایسی تعلیم الرحمن الرحیم کی طرف سے ہے؟ اور کیا ننگا رہنے کے ساق تمہیں بھی موجود ہیں

وید	قرآن
हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत। स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥	(۵) سورۃ اعراف میں ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ ترجمہ تحقیقاً تمہارا

ऋ॰ म॰ १० ॰ सू॰ ॥

قرآن

وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ روز میں۔ اور بعد ازاں قرار پکڑا اوپر عرش کے ۔

یہ بات بعینہٖ توریت کی منقول ہے قادر مطلق کا دنیا کو چھ روز میں بنانا۔ اور بعد تیار کرنے کے فراغت حاصل کر عرش پر چڑھکر آرام کرنا کیا سرب شکتی مان کی تعلیم ہو سکتی ہے ۔ حالانکہ خود قرآن ہی میں اسکے برعکس موجود ہے۔ دیکھو سورہ انعام کی یہ آیت وھو الذی خلق السموات والارض بالحق ویقول یقول کن فیکون۔ اور وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اور جب کہتا ہے۔ کہ ہو پس ہو جاتا ہے

وید

اے جیوو جو سرشٹی۔ کہے ... سب سورج آدی ... کا سنچالن آدھار اور جو سب جگت کا ... اور رہیگا۔ اس کا سوامی ہوا ہے اور ہوگا۔ وہ پرتھوی سے سورج لوک پریت سرشٹی کو بنا کر اپنی اننت سکتی سے دھارن کر رہا ہے اسی ایک پرمیشور کی بھگتی کرنی ضروری ہے اور کسی کی نہیں ۔

اب اے محمدی فاضلو۔ ہم کس بات کو سچ مانیں اور کس کو دروغ۔ خدا کی کلام اور انسانوں میں یہ ہمیشہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک آدمی موافق اپنی طاقت کے کام کرتا ہے۔ خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے افسوس کہ اسکے بنانے میں ایسا حیران اور سرگرداں ہو وے۔ اور چھ دن رات میں ایک دم بھی نہ سووے۔ اور لگاتار کام کرتا ہے اور حدیث میں ذکر ہے کہ اس نے آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک اپنے دونوں ہاتھوں سے خمیر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا محنتی آدمی ہے۔ جس کے چالیس روز ایک آدم کے قالب بنانے میں خرچ ہوئے۔ بھلا اس کی صنعت کا کیا ٹھکانا۔ وہ حدیث یہ ہے خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحا۔ جس کا خدا دنیا کے بنانے میں اس قدر کمزور اور بیکس ہے۔ کیا ان کی کسی اور علمی معاملہ میں دسترس ہو سکتی ہے یہاں پر بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ آدم کے قالب کیواسطے مٹی کہاں سے لی اور کیوں صرف کن فیکون کہنے سے قالب تیار نہ کر لیا اس فانی جسم کیواسطے تو چالیس روز دونو ہاتھوں سے محنت کر کے تب کامیاب ہوا۔ اور اب اس باقی و جاودانی روح کیواسطے پیدائش کا ذکر نہ کیا کہ کن کن مصالحوں سے اسکو کتنے سالوں میں خمیر کیا۔ مٹی کی پیدائش بھی قرآن سے واضح نہیں ہو سکی کہاں سے آئی۔ اگر مادہ انادی نہیں مانتے ہیں تو مصنف قرآن کو نہایت ضروری تھا کہ اسبات کو صریح دلایل سے واضح کرتا مگر اسنے نہیں کیا۔ بلکہ وہ دنیا کے پیدا کرنے ہی لاچار رہ گیا کہ پیدائش کی گفتگو سے مطلع فرما دے۔ اور خدائی کا انتظام وہ سنبھال بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جیسے بہت سے رب النوع اسکے ساتھ ہیں۔ اب مقام غور ہے کہ مادہ اور روح کی پیدائش کی تشریح یا تفصیل ملتی ہے بلکہ صرف مجملاً دنیائی پیدائش کا حوالہ ہے۔ پس صرف مٹی سے آدم کا جسم بنایا اور انادی مادہ سے زمین بنائی اور انادی روح کو اس میں پھونکا۔ ورنہ کسی طرح کا کامل جواب قرآن میں نہیں ملسکتا۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است

قرآن

العمد ... شئ ...

اب ... اس میں تو لہ ... و لیمان ... الشہدا ... اگر ...

اور ہو کہ ... اسے آدم کہ پہلے ہی مانتے تھے۔ اور صدق دل سے جانتے تھے کہ خدا ایک ہے۔ چنانچہ محمد صاحب کے باپ کا نام عبد اللہ تھا اور حالانکہ وہ مکہ کے مندر کا پوجاری تھا پس اس میں سے کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوئی سورہ فتح۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ترجمہ۔ جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے ۔

یہاں پر محمد صاحب کے ہاتھ کو قرآن خدا کا ہاتھ بتلاتا ہے اور اس سے ہاتھ ملانا خدا سے ہاتھ ملانا بتلاتا ہے۔ کیا یہی توحید کی تعلیم ہے اس آویزش یعنی ہمیں کے ہاتھ ملا کر صریح مشرکانہ تعلیم ہے۔ کہ محمد ہی کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں اور اس سے ہاتھ ملانا خدا سے ملانا ہے۔ تو ان کے دوسرے خدا ہو نمیں کے کلام ہے جو صریح بت پرستی ہے۔ غالباً قیاس ہوتا ہے کہ خدا کی طرف جھکانے کے آخری وقت میں صاحب کو خدا ہونے کا بھی خیال آ گیا تھا۔ اور بہت تمہوں کو اپنی عبادت کی طرف بھی رجوع کرانے لگے تھے اسکی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے جو وقت وفات کے حضرت عمر نے پڑھا تھا۔ (دیکھو محمد صاحب کی زندگی کے حالات) بہر حال خدا کے ہاتھ ٹھہرانے اور پھر اپنے ہاتھوں کو خدا ہی کے ہاتھ قرار دیتے ہیں یا تو ہمہ اوست کی تعلیم ہے یا خود پرستی و مشرکانہ ہدایت ہے جو صداقت و توحید الہی سے کوسوں دور ہے

وید

रऋग्वेद: वृत्रेकं एव सवे ... हिमनैं ... गो ...

गि ॥ ऋ-मं-१३ अ-०८ १६ । ४१६५१२०१२९

ان منتروں سے کولی طور پر سمجھ ہو جاتا ہے کہ پرمیشور ایک ہے اس سے بھن نہ کوئی دوسرا نہ تیسرا اور نہ کوئی چوتھا پرمیشور ہے۔ نہ پانچواں نہ چھٹا۔ اور نہ کوئی ساتواں السر ہے نہ آٹھواں نہ نواں اور نہ کوئی دسواں ایشور ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایک ہی ہے۔ اس سے بھن دوسرا ایشور کوئی بھی نہیں۔ اسی پرماتما کے سامرتھ میں سب پرتھوی آدی لوک ٹھہر رہے ہیں۔ ان منتروں میں جو دو سے لیکر دس تک (اور اس سے زیادہ ایشور ہونیکا نشیدھ کیا ہے۔ وہ اس مطلب سے ہے کہ تمام علم حساب کی بنیاد ان اعداد پر ہے۔ اور سب سنکھیا کا مول ایک انک ہی ہے۔ اسی کو دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ اور نو بار گنے سے ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ انک بنتے ہیں۔ اور ایک پر شون یعنی صفر دینے سے دس کا انک ہوتا ہے۔ ان سے ایک ایشور کا نشچہ کراکے دوسرے ایشور کے ہونے کا سرد تھا نشیدھ ہی لکھا ہے یعنی اس کے ایک ہونے میں کسی طرح کا بھید نہیں اور وہ شون یعنی صفر بھی نہیں۔ بلکہ جو سچدانند آدی لکھشن یکت اکھنڈ پرماتما ہے وہی وید و کت ریت جاننے یوگ ہے سب جگت میں پر پورن اور سب کو ان کو اپنے سامرتھ سے دھارن کر رہا ہے یعنی وہ سرب شکتی مان ہے۔ علاوہ بریں عالم کل ہونے سے اس نے علم حساب کی بہت سی ضرورتوں کو اسمیں حل کر کے ایک نہایت معقول پڑتال کا قاعدہ بھی پرکاش فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ہندسوں میں لکھ کر جمع کرتے ہیں تو حاصل جمع

۲	۳	۴	۹
۵	۶	۷	۱۸
۸	۹	۱۰	۲۷
۱۵	۱۸	۲۱	

اب ۱۵ اور ۱۸ اور ۲۱ اور ۲۷ اور ۱۸ اور ۹ سے اگر ۹ کم کرتے ہیں یا ۳ کم کرتے جائیں۔ تو باقی صفر ہوگا۔ اور یہ صحت کی پڑتال کا قاعدہ نہایت معقول ہے۔ جمع۔ تفریق۔ ضرب

قرآن

(۴) سورہ کہف قرآن

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اللہ واحد۔ ترجمہ میں بھی ایک تمہارے جیسا آدمی ہوں وحی کیا گیا سوائے اس کے کہ اللہ تمہارا

وید

नद्वितीयो न तृतीयश्चतुर्थो नाप्युच्यते न पञ्चमो न षष्ठः सप्तमो नाप्युच्यते नाष्टमो नवमो दशमो नाप्युच्यते त मिदं निगतं सहः स एष

تقسیم کے کسی سوال کی غلطی و صحت کی پڑتال اس سے نہایت عمدہ طور سے ہو سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ حواس کثرت سے سرا اور سنوں یعنی پانچ بھی ہیں وہ ایک اشور ہے اگر کوئی معترض یہ عذر کرے کہ ۲ اور ۸ جو کہ طاق ہیں اس کے سوائے ۵ و ۷ جو طاق ہیں انسے کیوں سعی نہیں ہوئی۔ تو اس وسواس کا یہ جواب ہے۔ کہ اول تو خود استریامی جگدیشور نے لکھی والے ہندسونکی گنتا ۹ مرتبکی ہے اسواسطے ونہی سے کٹی ہونی چاہئے۔ اور وہی قاعدہ معقول ہے دوسرا نہیں دوسرا اسکا یہ جواب ہے کہ شرتی میں نہیں ہیں مرگسکی ہے اسواسطے تین ہی کاٹ کرنا چاہئے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ اور نہ کسی اور غلط قاعدہ کے طور یعنی ۵۔ ۷ سے صحت حساب ہوتی ہے۔ پس یہی دو قاعدے پڑتال کے عمدہ ہیں اسی ترکیب کے قاعدہ سے اور بہت سے علم حساب کے قاعدے اور سفدے حل ہوتے ہیں مگر اختصار منظور ہے اس لئے زیادہ تشریح نہیں کیگئی۔ جنکی آنکھیں صداقت کو دیکھ سکتی ہیں۔ یا جن کے دلوں میں انصاف کی قابلیت موجود ہے وہ بخوبی غور کریں کہ اس ویدک شرتی میں ہادی کامل نے کس عمدہ طور سے توحید کو علمی طور پر ظاہر فرمایا ہے اور کیا معقول قاعدہ سے شرک کی تردید کرکے ایکو برہم دتیو ناستی ثابت کیا ہے ✦

وید	قرآن
دینے والا ہے جو انسان سچی پریم بھگتی سے ویدک معقول طور پر اسکی تہ پاک ہوتا ہے وہی سکھ کو پراپت ہوتا ہے جو دوسرے تیری راہ میں ٹوٹ پڑتا وہ سر وہ گٹ جائے نہ ہو تیمیں سوا تیرا	نقل سورہ والنجم فقرہ ۱۶ ہارسولہ اللہ وحتی بلغ قولہ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و تیمنا ۃ تلک الغرانیق العلی

وان شفاعتہن لترتجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ۔ ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی اور سوائے ان کے جماعۂ مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ ان کی قوم قرآن کو تسلیم نہیں کرتی تو انہوں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل ہووے کہ جو ان میں اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ ایکدن محمد صاحب مجلس قریش میں حاضر تھے کہ خدا نے سورۃ والنجم نازل کی پس رسول اللہ نے اس کو پڑھا جبکہ محمد صاحب اس سورۃ کے اس قول افرایتم سے الاخریٰ تک پہنچے۔ شیطان نے ان کی زبان پر وہ بات ڈالدی جسکی وے تمنا کرتے تھے یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن لترتجی یعنے بت بڑے بزرگ ہیں اور تحقیق ان سے شفاعت کی امید رکھنی چاہئے۔ پس قریش یہ سنتے ہی خوش* ہوئے تفسیر زاد الاخرۃ جو منظوم ہے اس میں اس طرح مرقوم ہے۔

اسکا منشا و کسی طرح آیا | اہل تحقیق نے یہ فرمایا
کہ لگے پڑھنے ایک روز رسول | سورہ نجم کو جو بعد نزول

وید	قرآن
सनो वन्धु र्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। य वदेवा अमृतमा न। शाना स्तृती ये ध्यामन्न धैरयन्त। य अ।३२। मं१०	(۷) سورۃ نجم ۱ افرءیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثہ الاخریٰ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن لترتجی ترجمہ تم دیکھتے ہو لات اور عزیٰ اور منات بتوں کو یہ تینوں بت بڑے بزرگ ہیں اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہئے
" " " پرماتما ہی ہمارا سہایک اور وہی پالن کرنے والا اور وہی تمام جگت کا دھارن کرنیوالا سب دھام انیک لوک لوکانتر کو جو کے اننت سروگیتا سے تمہارا جانتا ہے اسی کے آشرے سے دوکھ رہت موکش پدکو ہم پراپت ہوتے ہیں۔ کبھی اس کے سوا کوئی سہائتا اور عبادت کے یوگ نہیں ہے۔	وقت نزول سورہ نجم کے محمد صاحب کعبہ میں جن دنوں کعبہ میں بت تھے اور پرستش بھی ہوتی تھی بیٹھ کر سورہ نجم سنا رہے تھے ✦
اس شرتی میں پاربرہم جگدیشور نے اگیا فرمائی ہے کہ تمام دھارمک لوگوں کو اس پر نشچے آتمک ہونا چاہئے۔ کہ ہمارا سہایک ہی ایک پرمیشور ہے۔ اس کے سوا کوئی سہائتا دینے والا یا پالن کرنیوالا نہیں ہے تمام لوک لوکانتر (سورج پرتھوی چاند ستارہ سیارہ وغیرہ) یعنی جملہ سنسار کا رچنے والا اور حکم دھارن کرنے والا اور جاننے والا وہی سرب شکتیمان اور سروگیہ ایشور ہے اور کوئی جاندار یا غیر جاندار شفاعت یا عبادت یا سجدہ کے لایق نہیں ہے۔ کرم سادھن اور گیان کا مدعا اصلی اس کی پراپتی ہے اور وہی نیارکاری اپنے بھگتوں کو موکش کے	اس وقت وہاں پر کافر اور مسلمان ملے ہوئے طواف کرتے تھے جب تمام سورۃ پڑھ چکے تو مسلمانوں اور کافروں نے اکٹھا سجدہ کیا اور لوگ نہایت خوش ہوگئے کہ اب محمد انصاف پر آگیا اور جس طرح کہ ہم بتوں کو شفیع جانتے ہیں اسی طرح قرآن میں بھی یاد کیا۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباس و محمد بن کعب القرظی وغیرہما من المفسرین لما رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ وشق علیہ ما رای من مباعدتہم عما جاءہم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان یاتیہ من اللہ ما یقارب بینہ و بین قومہ لحرصہ علی ایمانہم فکان یوما فی مجلس لقریش فانزل اللہ

* یہ خبر چاروں طرف سے مشہور ہوگئی کہ اب بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب نے صلح کرلی تھوڑے عرصہ کے بعد جب کسی حسب جویری مرید کی تمنا سے مراد بر آئی طبیعت اردہ ہوئی تو جھٹ وہ آیت منسوخ کردی کہ وہ خدا کا کلام نہیں ہے شیطان کا ہے شیطان نے میرے منہ میں ڈالدیا تھا اور ایک آیت بھی سورۃ حج کی اتار لی۔ کہ شیطان آگے بھی اور پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ اس آیت کو منسوخ جانو بعض تفسیروں میں صاف ناسخ کرکے بھی لکھا ہے۔ مگر تفسیر حسینی والا اسکو ظاہر کرنا واجب نہیں جانتا۔ جبہ مفصل حال اس کا معالم و جلالین و بیضاوی و معتمدی المتقدمین ذکر ہے اسپر اعتراض یہ ہیں کہ اول تو جو بت پرستی اور بتوں کی تعریف خدا کی جانب سے قرآن میں موجود ہے جس سے یقین حاصل ہے کہ قرآن حق کیطرف سے نہیں ہے۔ صرف محمد صاحب کا طبعزاد ہے۔ دوم جب لاحول پڑھنے سے بقول محمدیاں کے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ تو کیا قرآن پڑھنے اور حج کرنے اور مکہ میں پھرنے سے دور نہیں ہوتا۔ اور علاوہ براں کیا مکہ میں جا سکتا ہے یا نہ۔ سوم معمولی عقل والا آدمی بھی قبول نہ کریگا کہ شیطان۔ محمد صاحب کی عبارت میں اپنی ایک ملادے اور وہ بالکل بیخبر رہیں چہارم وہ دعوے بھی باطل ہوگیا کہ فاتوا بسورۃ یعنی شاید قرآن جیسی کوئی سورۃ نہیں خود ہی بقول محمدیاں کے شیطان نے رحمان جیسی آیت بنالی۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت پر آج تک کسی نے اعتراض نہ کیا۔ اور نہ خود مدعی صاحب نے فصاحت شیطان کی غلطیاں نکالیں جبکہ کوئی معقول پسند مسلمان جیسے سید احمد خان صاحب بہادر وغیرہ کبھی نہیں ٹل سکتا کہ شیطان کوئی چیز ہے۔ پس یہ صرف الزام ہے اور سرا سر الہام۔ مگر یقین و اثق اور امر محقق ہے کہ قرآن بت پرستی کی تعلیم ضرورت کے وقت فرماتا ہے۔ سہ
گر فرصت بود وا مانشد بہ بے ضرورت چنیں خطا باشد

جب یہ آیت زبان پر لائے　　اک توقف کے ساتھ مثل کرئے
دل میں ڈالا جو یہ ہوئے وسواس　　بولے از راہ سہو خیر الناس

افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تلک الغرانیق العلی۔
وان شفاعتھن لترتجی

سنکے مشرک ہوئے نہایت شاد　　سمجھے حضرت نے دوستی کی یاد
الغرض جب آخر سورہ پر　　کرنے سجدہ لگے تو سب سر بر
آئے سجدہ میں جملہ اہل یقیں　　اور ساتھ ان کے مشرکان لعیں
پس کیا عرض حال سرتا سر　　جبرئیل امین نے آ کر
سنکے حضرت ہوئے بسا محزول　　تب تسلی کو بھیجی آیت یوں

ما ارسلنا من قبلک ... الخ

اور نہ بھیجا تھا ہمنے اے مقبول　　تیرے آنے سے پہلے کوئی رسول
اور نہ کوئی نبی کیا ارسال　　یہ لگا جبکہ باندھنے وہ خیال
ڈالے یک یک لگا ابلیس　　اس کے باندھے خیال میں تلبیس
پھر مٹا دیوے خالق اس شے کو　　وہ جو شیطاں نے دل میں ڈالی ہو
پھر کرے حکم استوار خدا　　اپنی آیات اور نشانی کا
اور خداوند علم والا ہے　　حکمت اس کی بیاں سے بالا ہے

منقول از تفسیر زادہ الآخرہ

اب اس مقابلہ سے حضرات انصاف پسند تعلیم حق و ثبوت توحید کا جو بطور مشتے نمونہ از خروارے ضروری عرض کیا گیا ہے۔ اندازہ کر لیویں وید مقدس میں توحید وجود صانع عالم اس کثرت سے موجود ہے کہ جس کا عشر عشیر بھی اور کتابوں میں مفقود ہے۔ مہاتما ویدوان سوامی گوتما چارجی نے وید مقدس ہی اثبات وجود صانع عالم اس عمدگی سے ظاہر کیا کہ جس کے پیرو خوشہ چین حکماء یونان و فارس و مصر و چین ہیں اپنے ابتدائی سیارکوں میں وہ تمام اس مہاتما کی ماریک بینی کے مداح ہیں۔ اسی مقاصد پر اس وحید العصر نے نیا درشن تصنیف فرمایا اور ایک عالم کو منطقی لاجیکی شی ان بنایا۔ وید کی توحید کے بارہ میں شہزادہ داراشکوہ صاحب سرِ اکبر میں فرماتے ہیں۔ و ھو ہذا۔

کہ اکثر کتب تصوف بنظر در آوردہ مگر تشنگی طلب توحید کہ بحر لیست بے نہایت و بدم زیادہ مے شد۔ و مسئلہ ہائے دقیق بخاطر مے رسید کہ حل آں جز کلام الٰہی امکان نداشت۔ و چوں قرآن مجید و فرقان کریم اکثرے مرموز ہست و دانندگان آں کمیاب۔ خواست کہ جمیع کتب سماوی منظور نظر آرد چنانچہ نظر بر توریت و انجیل و زبور و دیگر صحف انداخت۔ اما بیان توحید در آں ہم مجمل و مرموز بود و در پے آں شد کہ از چہ جہت در ہندوستان وحدت عیان گفتگوئے توحید بسیار ست و علمائے ظاہری و باطنی طائفہ قدیم ہند را بر وحدت انکارے و بر موحدان گفتارے نیست بلکہ پایہ اعتبار ایست برخلاف جہلائے ایں وقت کہ خود را علمائے قرار دادہ اند۔ و در پے قتل و آزار و تکفیر و انکار خدا شناسان و موحدان افتادہ راہزن راہ خدا اند چنانچہ بعد از تحقیق بسیار معلوم شد کہ درمیان قوم ہنود چار کتاب آسمانی کہ رگ بید و ججر بید و سام بید و اتھرب بید باشد۔ بر انبیائے آں وقت بہ جمیع احکام ظاہر شدہ و ایں معنی از ہمیں کتاب ظاہر ست۔ و خلاصہ جمیع اسرار سلوک و توحید را ازیں جست آنرا اپکھنت مے نامند۔ چوں نظر بر اصل وحدت [illegible] خواست کہ ایں اپکھنت را [illegible] بود [illegible] فارسی [illegible] ولفظ اپکھنت در سنسکرت بمعنے اسرار پوشیدنی ست [illegible] اہل اسلام [illegible] کرادمان انکار [illegible] [illegible] پوشیدہ [illegible] شناسے [illegible] اولیائے [illegible] در [illegible] ترجمہ [illegible] و [illegible] مخفی کہ صحوا صف و [illegible]۔ از [illegible] کتاب [illegible] اولیں کتب سماوی و [illegible] تحقیق و [illegible] مطابق [illegible] بلکہ تفسیر آنست صریحاً

٭۔ اہل اسلام سے مسلسلہ کا یہ مقام تھا کہ وہ بعض مقامات سے دیگر مذاہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے ایسا نہ ہو کہ اس سب دھرم کی کتابوں کو بھی جلا دیں۔ مگر وید مقدس میں کوئی ایسی ہدایت درج نہیں ہے۔ بلکہ وید تو تمام دنیا کے واسطے ہیں۔ کہ کسی خاص ملک کیواسطے۔ اس کا ثبوت اسی کتاب میں بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی اسلامی انکار کرے کہ اہل اسلام علمی کتابوں کو نہیں جلاتے تھے تو ہم شہادت تبلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سکندریہ کے کتبخانہ کی تباہی

جب سکندریہ پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا اور عمرو سپہ سالار اس جگہ کا ناظم ہوا تو اس نے یحلقوس اسکندریہ کے نامی حکیم اور بڑا فاضل اجل سے ملاقات کی۔ چونکہ عمرو علم دوست اور عالمانہ گفتگو کا از بس شائق تھا۔ اس حکیم کی صحبت اور قیل و قال سے ایسا محظوظ ہوا کہ دل سے اس کی عزت کرنے لگا ایک دن حیلقوس نے سپہ سالار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے سکندریہ کے کل بیت المال ذخائر اور سرکاری گوداموں کا ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اور ہر قسم کے اسباب پر مہر چھاپ لگا دی ہے۔ سو جو چیزیں آپ کے کار آمد ہیں میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو آپکے کام کی نہیں۔ اور ان میں سے بعض شاید میرے فائدے کی ہیں۔ اگر میری درخواست بیجا نہ ہو تو مجھ کو عنایت کی جاویں۔ عمرو نے پوچھا کہ آپ کونسی چیزیں مانگتے ہیں حکیم نے جواب دیا کہ نہیں جواہرات یا کوئی قیمتی اسباب نہیں صرف فلسفی کی کتابیں ہیں جو سرکاری کتب خانہ میں رکھی ہیں۔ عمرو نے جواب دیا کہ اس درخواست کی منظوری میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور میں اس بارہ میں سوائے اجازت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے کوئی حکم نہیں دے سکتا اسپر منظوری منگوانے کے واسطے ایک مراسلہ خلیفہ وقت کے حضور میں بھیجا گیا وہاں سے جواب آیا کہ "ان کتابوں کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں تو گویا ان کے مطالب قرآن میں آچکے اور وہ اب ردی ہیں۔ اور اگر ان میں کوئی بات مخالف قرآن ہے تو ہمکو ان کے وجود سے نفرت ہے فی الفور جلا دی جاویں۔ عمرو نے اس حکم کی تعمیل میں کل جلدیں سکندریہ کے حماموں میں بانٹ دیں اور حکم دیدیا کہ ان کو جلا کر حمام گرم کئے جاویں۔ کہتے ہیں کہ چھ مہینے تک برابر حمام انہیں کتابوں کی آگ سے گرم ہوتے رہے یا ایھا الناظرین ذرا اس واقعہ کو پڑھو اور غور سے دیکھو کہ اس کے پڑھنے سے دلوں پر کیا اثر ہوتا ہے غرض دنیا کے اس اس مشہور کتب خانہ کا خاتمہ بھی یہ تھا۔ اور جہالت اور وحشت کے تشریف لانیکے زمانہ کا آغاز بھی یہی ہوا بعض اقوام ہنود سے مراد بدھ و جین ہیں جو بیجا عیب جوئی انانیت دھرم کی اپنا دھرم جانتے ہیں اور عموماً پرماتما کی ذات سے انکاری ہیں بلکہ اس جگدیشور سے تمسخر کرتے ہیں اسواسطے ان لوگوں کو کتابیں نہیں دیجاتی تھیں۔ علاوہ بریں ان کی بڑی بھاری عداوت بھی تھی کیونکہ سوامی شنکراچارج نے ان سے صدہا مباحثہ کر کے شکست فاش دی تھی جس کا مفصل حال شنکر وگ بجی میں موجود ہے۔ ورنہ کسی اور قوم کو رکاوٹ نہیں تھی ٭

یا معلوم نمی گرد کہ ایں آیۂ مبینہ در حق ایں کتاب قدیم ست۔ سورہ اقعرو انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لایمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین " یعنی قرآن کریم در کتابیست کہ آں کتاب مستورست، واز ادراک منکرہ مگر لیکہ مطہر باشند و ایں نازل شدہ است از پروردگار عالم۔ واز لفظ مکنون صریح معلوم مے شود کہ ایں آیہ در حق توریت وانجیل و زبور نیست چراکہ آں پوشیدہ نیستند۔ " از لفظ تنزیل چنان ظاہر مے شود کہ در حق لوح محفوظ ہم نیست چوں اینکہ تنزیل لفظ است " پس باید ہر گونہ اصالۃ ایں کتاب ست وہمہ آیات قرآن مجید بعینہ ہماں یافتہ مے شوند۔ پس بتحقیق پیوست کہ کتاب مکنون ایں کتاب قدیم باشد "

اے ناظرین! وید مقدس کے ادھیان کے ادعا توحید سے بھر پور ہیں اور بہتان اور قصہ جات سے دور۔ یہاں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود مسلمان موحد کے قول سے ثابت ہو چکا ہے مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گذارش ہے کہ آدم و حوا و شیطان و موسے و نوح و ابراہیم و یوسف و لوط۔ و لقمان و سکندر و اصحاب کہف و یاجوج و ماجوج و عمران و زکریا و عیسے و مریم و محمد صاحب کے خانگی امورات و جنگ و جہاد و سامری و یونس و قصے دوزخ و بہشت کی نہروں کا حال حور و قصور غلمان و خیرات و زکوٰۃ و حج و احرام و سنگ اسود و نکاح و متاع و حلال و حرام و قربانی وغیرہ کے قصہ کہانی نکال کر باقی کو اپنے بچائیو! اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرمائیں گے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کس قدر الہی تعلیم باقی ہے۔

ضرورت الہام پر دلایل قاطع کا لکھنا	بعد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہر چند غور و فکر سے

دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قرآن کی بیان کماں نہیں۔ حتیٰ کہ ثبوت و اطمینان۔ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف سے بات کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں بھی ہو قصہ کلام کا ہو۔ اور علاوہ ازیں یہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں سے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں مگر فریق ثانی کے ذمہ یہی الزام ضرور ہے جس سے اس کی راستی والہامیت مشکوک ہو رہی ہے۔ اگر قرآن میں کوئی بات ایسی ہے جو نامعلوم یا معدوم ہو۔ تب الہام ہونے کی ضرورت کا منہ ہو ورنہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا الاسلام تحفۃ السیف ذیل کا تکیہ ہاں کلام نفس۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ السیف ام الاسلام نہیں۔ قرآن کو دلیل قاطع سے قطعی اقتدا ہے اسی واسطے کمزوری کے وقت لکم دینکم ولی دین کا خطاب ہے۔ جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے۔ وہی نسبت وید مقدس کے ساتھ مصنوعی الہاموں کو جس طرح ماہ بارے آفتاب کے ساتھ کی ضرورت نہیں جس طرح روز روز نئی زمین گھڑنے کی حاجت نہیں اسی طرح ایک ہی دفعہ کامل گیان لا تبدیل لکلمات اللہ جو کبھی

تغیر و تبدل میں نہیں آتا۔ یعنے وید مقدس پر ماتما نے ہدایت عام کے واسطے نازل فرما دیا۔ اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی آنکھیں بند کر لے تو آفتاب کا قصور نہیں۔ بلکہ اس متعصب کو بصارت کی ضرورت نہیں۔

احقاق حق میں جس قدر قرآن کریم	احقاق حق وابطال باطل سے قاصر رہنا

نادان ہے۔ اسی قدر ابطال باطل میں بھی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمان اور ستونوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کے ٹھوکنا تاکہ زمین جنبش نہ کرے سورج کا چشمہ دلدل میں ڈوبنا چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا چشمہ ہائے دودھ و شہد و شراب کا بننا۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جغرافیہ ان کی سروار تردید کر رہے ہیں۔

اسی طرح ابطال باطل میں بھی چشم حق دور ہے۔ اور کہیں بھی روشنی نہیں بلکہ ہر طرف شب دیجور ہے۔

بیت اللہ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی خانہ خدا ہے۔ اس کی طرف سے پھر کر سجدہ کرنا ناروا بلکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف سے ثواب بلکہ گناہ دور ہوتے ہیں چاہ زمزم کے منبع نہر ہائے جنت کے سوتے ہیں۔ آب زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھوتا ہے۔ اور حجر الاسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف اور منہ پاک ہوتا ہے۔ احرام کعبہ و زیارت مدینہ سے دل کی نورانی ہے عمرہ کے دو چرنے و جانور کشی یعنے قربانی سے رضا جوئی ربانی ہے اسی طرح وصال حوران اباریتاں و غلمان لالہ رخان کا علیحدہ طور سے جن کے ہاتھوں سے اہل جنت کو جام ہائے " شراباً طہورا " کا دور ہے کیونکہ حجر الاسود کی تعظیم کو نہ مٹایا۔ سجدہ آدم کا صاف حکم فرمایا۔ برخلاف ابطال باطل کے بیچارہ تردید کرنے والے کو لعنتی ٹھہرایا۔ شق القمر کی سحر آمیز تعلیم۔ عرش کے برابر جا کا وجود ثابت کرنا وغیرہ ابطال باطل کی بالکل کوشش نہیں کی گئی۔ اور صاف مت پرستی کی بنیادی دیواریں (تعلیمیں) موجود و مشہور ہیں۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر اندھیر کے مرزا صاحب کس طرح " النادر کالمعدوم " کا اشتہار دیکر کہتے ہیں کہ " براہین الاحمدیہ و نبوت المحمدیہ " کا ثبوت ہے۔ اور پیچ در پیچ فی الفاظ میں طوالت عبارت سے کاغذ سیاہ کر قرآن کے الہامی ہونے کا لوگوں کو معتقد کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراسر محال بلکہ دور از خیال ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب اس کی توحید کو فلسفی مباحثوں سے بتلاتے ہیں۔ اور ثبوت سوائے گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں دکھلاتے جیسے دونوں کتابوں کی توحید اور بیان کردی اور ہر ایک کی تعلیم و تردید عیاں۔

مرزا صاحب دشنام دہی سے قرآن کی فلاسفی ثابت کرتے ہیں اور مقابلہ مجادلہ میں قدم دھرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ حق کو ان باتوں سے نفرت ہے۔ اور راستی کو بد زبانی سے عداوت۔

اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت و معنی میں کچا اور ناتمام ہے۔ کون توحید کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں کمزور اور جامد ہے موسی کو آگ کے سامنے کس نے سجدہ کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج وکسے خالق درست ٹھہرایا ہے۔ آگ۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کو مدار تکوین ملائکت اور قسموں کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے مگر مرزا صاحب جب سے شرک سے محض بادل ہیں تو ان کا وید دوں سے بدگمان ہونا جہالت کا نشان ہے۔ افسوس کہ سب وہ خود تسلیم

* راجہ رام موہن رائے بانی برہمو سماج کی " اُپنشد اور رسالہ تت بودھنی سبھا کلکتہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۸ سطر ۱۹
" میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے مطالعہ سے آپ کو یقین ہو جاویگا کہ وید میں۔ صرف علم روحانی طب۔ اسلحہ (توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ تیر وغیرہ) ہی ہے بلکہ ان میں اخلاق نیچرل فلاسفی اور تمام علوم و فنون کا بھی بیان ہے۔ نتیجہ تمام علوم جو مختلف شاستروں میں بیان ہے معروف ویدوں سے اخذ کئے گئے ہیں "

کرتے ہیں کہ ہم معلوم نہیں کہ وید کا دعوےٰ کیا ہے" جب انکو وید کا دعوےٰ ہی معلوم نہیں تو پھر باوجود اس ناواقفی کے کیوں بیہودہ جہالت کی دھوم مچاتے اور ایک عالم میں اپنی نالائقی کی رسوائی کراتے ہیں * ؎

سخن! بید بدانش درج کردن
چو زر سنجیدن انگہ خرچ کردن

اعتراض مصنف براہین احمدیہ از صفحہ ۱۰۳ جلد (۲)

قولہ عیسائیوں میں باستثنائے ان لوگوں کے جن کو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہیں - اس وقت ہزارہا ایسے شریف النفس اور منصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہیں کہ جنہوں نے دلی انصاف سے عظمت شان اسلام کو قبول کرلیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب میں مخلوط ہوجانا اپنی تصنیفات میں بڑی شدومد سے بیان کیا ہے - مگر افسوس کہ یہ انصاف ہماری ہموطن آریہ قوم سے مٹتا جاتا ہے - اس قوم کو تعصب نے اس قدر گھیرا ہے کہ انبیا کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں - اور تمام انبیاء کی کسرشان کرکے اور سب کو مفتری اور جعلساز ٹھہراکر یہ دعوےٰ بلا دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کا کلام ہے - جو ہمارے بزرگوں پر نازل ہوئے تھے - اور باقی سب الہامی کتابیں جن سے دنیا کو ہزارہا طور کا فائدہ توحید اور معرفت الٰہی کا پہنچا ہے وہ لوگوں نے آپ ہی بنالی ہیں *

اقول جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی بابت لکھا ہے - اس کا جواب کوئی پادری صاحب دینگے - ہمارا کام صرف انکے دعووں کی تکذیب کرنا ہے *

واللہ اعلم دنیا میں کیا طوفان آیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بعض متعصبین کو نہیں سوجھتا - مگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے - اسلامی تعصب دنیا میں ضرب المثل ہے - اور اس سے ہر ایک دانا کی طبیعت منفعل بیجا تعصب ناواجب طرفداری سے انسان کو بچنا ضرور ہے - مگر حق کا اظہار اور صداقت کا طرفدار ہونا بھی ہر ایک صدق پسند کو منظور ہے جب آریہ سماج کا اصول ہفتم ہے کہ "سب سے بریتی پورک دھرم انوسار یتھا یوگ برتنا چاہئے" پس اگر کوئی آریہ بالفرض محال خدانخواستہ بیجا طرفداری کرتا ہے تو یہ بخلاف دھرم کے اس کا ذاتی قصور ہے - مگر ہاں کسی بُرے کو نیک اور نیک کو بد کہنا - راستی سے دور ہے - جہاں تک مجھے معلوم ہے - ممبران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ غیر مذہب والوں سے گفتگو کرتے ہیں مگر بیجا خوشامد و جھوٹے لیت و لعل اور حق کو چھپانے سے البتہ ڈرتے ہیں - اور یہ بھی اپنا دھرم سمجھتے ہیں کہ کسی پر جھوٹا الزام نہ لگاویں - اور جو بات کہیں کتب غیر مذہب سے بپایۂ اثبات پہنچاویں - چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے ایک واقعی مثال عرض کرتا ہوں مرزا صاحب خود ہی انصاف کو کام میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں *

ایک دن خاص قصبہ قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر بیٹھے ہوئے ایک سال بھر وہاں ٹھہرنے کی شرائط طے ہو رہی تھیں - اثنار گفتگو میں لفظ خوارق عادات کی تشریح ہونے لگی - نامہ نگار کی طرف سے یہ دعوےٰ تھا کہ خوارق عادات کہتے ہیں - عادت یا سبھاؤ کے توڑنے کو - جیسا تو میں چاک کرنے کی عادت ہے - اور آگ میں جلانے کی - درخت میں غیر متحرک رہنے کی - اور انسان میں چلنے کی وغیرہ - آپ اگر ان عادتوں کو خدا کی برکت سے توڑ دیویں - تب مسلمان ہو جاؤنگا - ورنہ آپ آریہ ہو جاویں - اور غلط دعووں سے باز آویں - مرزا صاحب نے فرمایا کہ قرآنی اصطلاح میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں ہیں - نامہ نگار نے کہا کہ یہ لفظ ہی قرآن میں نہیں ہے ورنہ بتلاؤ اگر کہیں ہے - مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ قرآن میں ضرور ہے نامہ نگار کے پاس قرآن تھا - اسی وقت پیش کیا کہ برائے خدا نکالئے اور الہام کی فال ڈالئے چند منٹ تک مرزا صاحب ورق گردانی کرتے رہے مگر بالکل وہ لفظ قرآن سے نہ نکالا اور طوعاً و کرہاً فرمایا کہ "میں دعوے سے دست بردار ہوں - قرآن میں یہ لفظ نہیں ہے" اس وقت حکیم کشن سنگھ صاحب و لالہ نہال چند صاحب و حکیم دیارام صاحب و پنڈت جے کشن صاحب و لالہ لچھمی سہائی صاحب و مرزا کمال الدین صاحب و منشی مراد علی صاحب اور ایک بوڑھا مسافر بیٹھے ہوئے تھے - جس سے عالباً مرزا کو بھی انکار نہ ہوگا - **دوسرا ثبوت** سوال و جواب مباحثہ جالندھر ہے - جو مابین **مولوی احمد حسن صاحب** اور **شریمان سوامی دیانند سرستی** جی کے ہوا تھا - اس کے پڑھنے سے بھی صاف ظاہر ہے - کہ مباحثہ کے بعد مولوی صاحب کی طرف سے مذہبی ہوئی ہے کہ آریوں کی طرف سے تعصب ہٹ دھرمی مولوی صاحب ملہم میں آئی نہ کہ سوامی جی سے چنانچہ وہ رسالہ بھی محمد مرزا موحد صاحب جالندھری کے قلم سے سرسبز ہوا - اسکے صفحہ ۲ کی سطر ۵ سے ۱۲ تک عبارت ذیل موجود ہے

"بعد ختم گفتگو (مباحثہ) کے جو مولوی صاحب کی طرف سے خلاف عمل عالمانہ ایک فعل سرزد ہوا - بنظر انصاف اسکا بھی ظاہر کردینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے گفتگو کے مولوی صاحب خانقاہ امام ناصر الدین کے دروازہ پر گئے اور کچھ فخریہ وعظ سنا کر مسلمانان حاضرین سے اپنے دعوے جوئی کی شہرت کے طلبگار ہوئے - اگرچہ اہل علم اور وضعدار مسلمان تو اس شہرت کی خواہش کو جاہلوں کا کھیل سمجھ کر کنارہ کش ہوگئے - مگر جہلائے عوام جو مرغ اور لال اور بٹیر اور ناگن وغیرہ کی لڑائی کے عادی اور ہار جیت کی شہرت کے شائق ہیں انہوں نے مولوی صاحب کو بازی یافتہ قرار دیا اور گھوڑے پر چڑھا کر شہر کے گلی کوچوں میں خوب پھرایا اور جیت ہار کا غل مچایا - مگر خاص وضعدار اور مہذب آدمیوں نے ایسے ناپسند کیا ہا

حالانکہ یہ پہلے ہی طے ہوچکا تھا کہ "جو اس گفتگو کے ختم ہونے پر ہار جیت تصور کریگا وہ متعصب اور جاہل متصور ہوگا" ناظرین خود ہی اب نتیجہ نکال لیں *

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶

سو اگرچہ یہ دعوے تو اس کتاب میں ایسا رد کیا گیا ہے کہ وید موجودہ کا قصہ ہی پاک ہوگیا - لیکن اس جگہ ہمکو یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر ان لوگوں کے خیالات اصول حسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور ہیں اور کیسے یہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو ان کے رگ و ریشہ و تار و پود میں اثر کر گیا ہے - ان نیک ظنوں کی طاقتوں کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تھیں اور اس کی انسانیت کا زیب و زینت تھیں یہ یکبارگی کھو بیٹھے ہیں *

جواب باصواب

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل - سنسکرت کی حرف شناسی سے جاہل محض - اور وید کے رد کا ٹھیکہ - آنکھیں تیکھا ڈر کی اور آفتاب سے جنگ و جدل

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

بنرس از دروغ و فریب و ریا ۔ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا

ہاں اگر ہم دعویٰ کریں تو شایاں ہے کیونکہ فارسی و عربی جانتے ہیں ۔ اور ہمارے پاس قرآن ہے ۔ آپ جو ان صفات سے محروم مطلق ہیں آپ کو یہ دعویٰ بے دلیل سراپا ذلیل کریگا ۔ ہاں بفضل جگدیشور اس کتاب کے طبع اور شائع ہونے سے قرآن موجودہ کا قصہ پاک ہوگا ۔ اور عالم اس کی زہریلی تعلیم سے سیباک ۔ اسلامی تعصب اور محمدی بغض جو مغلی قوم کی شامت سے آپ کے سینہ بے کینہ میں نسلاً بعد نسلاً جاگزیں ہے اسی سبب سے آپ کو اسلام کے برخلاف بات خواہ وہ کیسی ہی حسنات و کمالات و برکات و تجلیات سے بھری ہو خراب و غلط و پرکاوش و رنجش کا باعث نظر آتی ہے آپ کو نہ تو انسانیت سے غرض ہے اور نہ اخلاق سے ۔ مبلغ علیہ السلام سے غرض ہے اور رسلہ اللہ کا فرض عیش و عشرت کا خیال ہے اور عطر و پھیل لگانے میں کمال ۔ خدائے ذوالجلال اگر آپ کو صد سال سلامت رکھے تو بھی رونق اسلام ہے اور یادگار خیر الانام ۔ مگر افسوس کہ آپ جیسے زیادہ الہامی ہوتے جاتے ہیں ۔ ویسے ہی اخلاقی خوبیوں کو کھوتے جاتے ہیں تحقیق سے آپ کو ذرہ بھی سروکار نہیں اور بیجا شیخیوں اور ناجائز دعووں سے کچھ بھی ننگ و عار نہیں ٭

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۰۷ تک

حوان کے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا ہے جو بجز آریہ ورت دیش کے اور جتنے ملکوں میں نبی اور رسول آئے جنہوں نے بہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر نکالا ۔ اور اکثر ملکوں کو نور ایمان اور توحید سے منور کیا ۔ وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری تھے ٭

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ آپکا بالکل غلط گمان ہے اور بیجا طوفان اور سراسر بہتان ۔ خدا سے خوف کیجئے ۔ اور کسی کو جھوٹے الزام نہ دیجئے ۔ ممبران آریہ سماج ایسے خیالی دعویٰ نہیں جماتے ۔ اور گھر میں بیٹھے ہوئے آپ کی طرح الہامی حلوے نہیں پکاتے ۔ نہ داؤ پیچ کھیلتے ہیں ۔ اور نہ پھندا لگاتے ہیں ۔ آپ جیسے نبیوں کو جو انا انزلنا قریبًا من القادیان کے دعویدار ہیں ۔ صرف آریہ سماج والے ہی مکار نہیں جانتے بلکہ خود ایماندار مومن بھی جھوٹا مفتری مانتے ہیں ۔ اور کفر و الحاد کے فتوے لگاتے ہیں ۔ اور لوگوں میں مشتہر فرماتے ہیں جنہوں نے تمام خانگی اموراتِ پر الہام کا جال پھیلایا ہے ان کو آریہ سماج والوں نے نیکوں کے درجہ سے گرایا ہے جن کا راستی پر نثار و مدار اور فریب سے تنفر و انکار ہے ۔ انہیں ممبران آریہ سماج نیکوکار و صادق جانتے ہیں ۔ اور ان کے اپکار کو جگت کی بہتری کا باعث مانتے ہیں ۔ جو اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو خدا کا قصور ٹھہرا لیے ہیں انکو اگر آریہ سماج والے مفتری اور جعلساز بتاتے ہیں ۔ تو آپ اس پر کیا فتوے لگاتے ہیں غالباً آپ کا اور ہمارا اتفاق ہوگا نہ کہ بغض و نفاق ٭

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷

سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہے ۔ اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اسی وسیع دریائے ہدایت اور رہنمائی کو انہیں کے چھوٹے سے ملک میں گھسیڑ رکھا ہے ۔ اور ہمیشہ اسکو انہیں کا دیش اور انہیں کی زبان اور انہیں میں سے پیغمبر پیدا ہوتے رہے ہیں ٭

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ فرمانا آپکا منصفانہ نہیں ہے تو کیا ہے ۔ خفا نہ ہوجئے ۔ ہمارے اور آپ کے بزرگ ایک ہی تھے ۔ تواریخ بتلاتی ہے کہ رومہ ۔ اہل فرانس ۔ اہل انگلش ۔ اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے ہاں سنسکرت زبان میں جو ویدکی ہدایت لوگوں کو سنا دے ۔ ویدکی وعظ و اپدیش کی تدریس بتلا دے وہ برہمن ہے چنانچہ سنسکرت زبان میں اس کی توضیح اس طرح پر ہے ٭

ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः یعنے جو وید مقدس کو جانے اور وید مقدس کے ذریعہ توحید و گیان کا پرکاش کرے وہ برہمن ہے ۔ برہمن کسی خاص قوم یا ذات کا نام نہیں ہے بلکہ اس ورن کا نام ہے جس کی تشریح اوپر کر چکا ہوں ۔ پس برہمن ہونا دید و کت طور سے کسی کی وراثت نہیں ہے ۔ یہ تو قدرتی طور پر بنی نوع انسان کی تقسیم ہے جو غیر قابل ترمیم ہے ۔ اور داناؤں کو ہر طرح تسلیم ۔ پس سچی رسالت اور پیغمبری کا منصب جس کو ملے اس کو سنسکرت زبان میں برہمن کہیں گے ۔ اور مختلف زمانوں میں جدا جدا نام دھریں گے فاضلوں کو فضیلت کا ٹھیکہ دینا عیب نہیں بلکہ انصاف ہے ۔ مردمک دیدہ کو دیکھنے کا ٹھیکہ دینا سوچکر ملائیے ۔ کہ کس طرح حق کے خلاف ہے ۔ لاف و گزاف کو چھوڑیئے اور ناراستی و بطالت سے منہ موڑئے ۔ اور جواب دیجئے کہ نیکوں کو نیکی کا ٹھیکہ دینا کس طرح قابل اعتراض ہے جس کے ماننے سے آپ کو اس قدر عذر و اعتراض ہے ۔ سچا ہادی اور نیک رہبر دریائے ہدایت کے جہاز کا ملاح ہے ۔ اور اس کے فرمان پر عمل کرنا عین مقصود و فلاح ۔ اس کی نسبت خود وید مقدس سے سنانا بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ ریتی کامدہ طور سے پرکاش ہو ٭

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः। ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय। प्रियो देवानां दक्षिणायै दातुरिह भूयासमयं मे कामः समृध्यतामुप मादो नमतु।

यजु॰ अ॰ २६ म॰ २॥

یجروید میں ایشور اگیا دیتے ہیں کہ جس طرح میں یہ وید کلیان کا سادھن بلاتعصب تم کو اپدیش کرتا ہوں ۔ ویسے ہی تم انسانوں کو اس کا اپدیش کرو بنی نوع انسان کے یہ اقسام ہیں برہمن ۔ کھشتری ۔ ویش ۔ شودر ۔ سو سب وید کے ادھکاری ہیں ۔ کوئی انادھکاری یعنے غیر مستحق نہیں ہے ۔ وید کے اپدیش میں کسی قسم کی طرفداری نہیں چاہئے ۔ جو سچے دل سے ویدکی اگیا کا پالن کرتا ہے وہ ہر طرح کے سکھوں سے مستفیض ہوتا ہے یہ وید ودیا ہمیشہ سب کے کلیان کا ہی ہے ۔ اسپر عملدرآمد کریں ٭

سنسکرت زبان کو تمام متعصب انگریز و مسلمان ام اللسنہ (ردیا) مدر آف لنگوئیجز پکارتے ہیں ۔ اور ہزاروں الفاظوں کو باہمی مقابلہ کر کے سنسکرت سے ثابت کرتے ہیں ۔ چنانچہ آب حیات میں مولوی محمد حسین صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ ایران نام بھی آریہ ۔ این سے بنا ہے یعنے آریوں کے متعلق اصل عبارت یہ ہے ۔ اور اس قوم کا نام ایرین تھا ۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں آکر راجہ مہاراجہ کا خطاب لیا ۔ ایران میں تاج کیانی پہ درفش

کا دیانی لہرایا۔ اپنے مذہب کا نادر طریقہ لیکر چین کو لگا رہا ہے بابا۔ یونان کا طبقہ حکمت سے الگ جما یا۔ روما کی عالمگیر سلطنت کی بنا ڈالی اندلس (ہسپانیہ) اسپکو چاندی نکالی ✱

مرزا صاحب آپ کے دل میں باوجود الہامی ہونے کے تعصب کوکس نے گھسیڑ دیا ہے اس قدر حق سے روپوشی کو اختیار جانتے ہو اور سچ کے قبول کرنے سے تحقیر مسلمانی مانتے ہو خدا سے ڈرو ایسے انصاف سے ہاتھ نہ اٹھائیے۔ اور براہ مہربانی ہسٹری آف لینگویجز یعنے زبانوں کی تاریخ مصنفہ میکس مولر صاحب مطالعہ فرمائیے تاکہ جہالت (اودیا) دور ہو اور صداقت کا ظہور ✱

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

قولہ۔ اور وہ بھی صرف تین یا چار کہ جس سے مسئلہ الہام۔ اور رسالت کا قوانین عامہ قدرتیہ۔ اور عادت قدیم الہیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور امر نبوت اور وحی کا بباعث قلت تعداد الہام یافتہ لوگوں کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ سمجھا جاتا ہے اور نیز بکثرت بندگان خدا اس ملک سے بے خبر ہے۔ یا یہ ملک ان ملکوں سے بے خبر رہا۔ فضل اور رحمت اور ہدایت الٰہی سے محروم اور نجات سے بے نصیب رہ جاتے ہیں اور پھر طرفہ یہ کہ بموجب خوش عقیدہ آریہ صاحبان کے وہ تین چار بھی خدا تعالےٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور نہیں ہوئے۔ بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملوں کے باعث سے اس عہدہ پانے کے مستحق ہو گئے اور خدا کو بہرحال انہیں پیغمبر بنانا ہی پڑا۔ اور باقی سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا۔ اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ قوم اور آریہ دیش سے باہر سکونت رکھنے کے جرم سے الہام پانے سے محروم رہا۔

جواب باصواب

اقول حق سے مخالفت کرنا عموماً مرزا صاحب کا اصول ہے۔ اور خواہ مخواہ طول و فضول عبارت بنا کر تضییع کا دم بھرنا معقول جانتے ہیں۔ ورنہ اگر سچ مچ راستی سے کام ہے اور تحقیق مسئلہ الہام۔ تو ذرہ بیان کیجئے کہ چار آدمیوں پر ایشور کی طرف سے الہام ہونے میں قوانین عامہ قدرتیہ و عادات قدیم الہیہ میں کونسا تغیر واقعہ ہوا جس کا دفعیہ آپ کے وہمیہ وطبعیہ منطق میں ہمارے ذمہ ضروری جانا گیا۔ برائے خدا بیان کیجئے اور جواب لیجئے۔ ایک کے مقابلہ میں شہادت ارجہ طرح قابل اعتبار ہے اور کسی طرح محل عذر و انکار نہیں ہاں قطع نظر اوتر ماتوں کے آپ کی شہادت کمزور ہے۔ اور ہم صحیح مقابلہ میں آپ کے رو رہے ہے۔ کہاں خود غرضی کی صلاحیں اور شکایتیں اور کہاں صداقت کے احکام اور راستی کی ہدایتیں۔ مرزا صاحب ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے انصاف اور خود غرضی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ رب العالمین منصف و عادل ہے نہ کہ خود غرض و نافل۔ ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مذہبی تواریخوں سے ثابت ہے کہ اول اول انسانوں کی پیدائش آریہ ورت میں ہوئی اور دو میں انصرام عالم کے واسطے الہام کی ضرورت ہوئی۔ ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر کے اس کے انتظام کے احکام نہ بتلانے والے کے گیان کو الزام لگاتا ہے پس وہاں ہی ویدوں کا الہام ہوا۔ کوئی سکول۔ کوئی پنڈت کوئی ماسٹر اس وقت موجود نہ تھا۔ جس سے وہ الہام غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہرتا۔ اور نہ کوئی کتاب موجود تھی۔ جس سے منقول تصور ہوتا۔ تمام مشکلات کا غور کر کے ہر ایک سلیم العقل کے دل سے فی الفور یہی جواب ملتا ہے۔ کہ ایسے وقت میں ایسے کامل گیان اور مکتفی ہدایت اور مشرح فرائض اور سچے اپدیش اور اعلےٰ علمی دقائق وحکمی و فلسفی حقائق کا پرکاش ہونا انسانی طاقت و قوت بشری سے بسا بعید بلکہ ناممکن ہے پس ہادی حقیقی اور مالک تحقیقی سچدانند سروو دیاپک کا سک گیان نے پرمیشور سے ہی ان کا ظہور ہوا۔ غیر معتبر تب ہو۔ جبکہ کوئی پڑھا لکھا آدمی راز دار موجود ہو۔ ضعیف تب ہو جب کوئی خارجی ذریعہ موجود ہو۔ محیط و موجود کل کی رسالت کے واسطے وحی کا آنا اس کو ایک ولیتی سے محدود ٹھہراتا ہے بس اس گیان سروپ سے اعتراض اٹھتا ہے وید کے انادی گیان ان کے متشکین سے ... کہ جو بکا غیر متغیر کا گیان لاتبدل ہوتا ہے۔ اسی واسطے وہ گیان آج تک ترمیم و تنسیخ سے مبرا ویدوں میں موجود ہے۔ توریت منسوخ ہو گئی اور اسی طرح زبور بھی۔ انجیل کی تعلیم تم خود بھی غیر واجب جانتے ہو اور اسے ناکامل کر دانتے۔ قرآن کی بھی بہت سی آیات منسوخ ہو گئیں اور بہت سی تمہاری تلاوت سے نکالی گئی ہیں بس وہ گیان ہے اور غیر متغیر کے گیان نہیں ہیں۔ بلکہ انسانی اور ... واقعات ... و جود اور نابود و مساوی ہیں یہی کتاب از آغاز عالم تا اختتام عالم رد و بدل سے پاک رہیگی۔ کسی طرح کا نقص و سہو اس میں بر آمد ہونا محل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اور وہ سفر دنیا کا پستک دید مقدس ہے ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اس کی شامت اعمال جانتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کو متعصب وظالم نہیں گردانتے۔ بلکہ یقیناً پہچانتے ہیں کہ وہ انصاف کے برخلاف کوئی کام روا نہیں کرتا۔ آپ منکر تناسخ ہیں آپ ہی اس کا پاسخ دیجئے کہ خدا کا اپنے ارادہ و مصلحت خاص سے کسی کو منصب نبوت پر مامور کرنا چشم انصاف کو خیرہ کرتا ہیں ہے تو کیا ہے؟ حقدار کا حق غیر مستحق کو دینا خود غرضی و طرفداری ہے اور لائق و حقدار کو اس کے منصب پر پہنچانا معدلت و انصاف شعاری

✱ قطع نظر اسکے کہ ابتدائے آفرینش سے محمد صاحب تک حسب اعتقاد یہود و عیسائی و اہل اسلام کے سوائے بنی اسرائیل کے کسی اور قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر آیا ہے۔ جہانتک بائبل اور انجیل اور قرآن سے پتہ ملتا ہے کوئی نہیں آیا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ آدم سے محمد صاحب تک تمام مرسل اسی کے سب ایک خاص قوم اور گھرانے سے ہوتے رہے۔ بلکہ سارے جہاں کو چھوڑ کر خدا نے عام جہان سے منہ موڑ نعمت نبوت کا رشتہ خاص اس قوم سے جوڑ دیا (دیکھو سورۃ مائدہ آیت ۲۳۔ اور سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۰) اور اسی طرح (سورۃ آل عمران کی آیت ۱۷۸) اب ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہی رسالت اور پیغمبری صرف اسرائیلوں کی ذات اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہو گئی اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دنیا کی ہدایت و رہنمائی کو انہیں کی جلد ذات کے درمیانی ہوا میں گھیر دیا ہے۔ اور بمشیت خدا کو ۶ ... روم کا دین پیدا ہو گیا اور انہیں کی بدولت ... تمام ہوگئی چین۔ جاپان۔ امریکہ۔ سنٹرل ایشیا وغیرہ میں کبھی کوئی پیغمبر پیدا نہ ہوا۔ اور نہ ہندوستان میں کبھی کسی پیغمبری ڈالی گئی ہیں ... بلکہ ... نہیں ہو سکتے۔ اور خدائے محمدیاں کی نسبت یہ تمام سکنا ... ✱

فٹ نوٹ دیکھو مضمون کتاب ہذا ... بجواب ... صفحہ ... تا ... حصہ ...

خدا کو صادق مانکر جیوہ ملکوتی کے واسطے درخواست کرنا بہرحال ایک ایسا امر ہے کہ جس کے قبول کرلے سے مرزا آریہ سماج کو خصوصاً اور تمام اہل دانش کو عموماً انکار ہے افسوس کہ خود ہی محمد صاحب کو ختم المرسلیں ماننا۔ اور لوگوں کو ہمیشہ کے واسطے مرتبہ نبوت سے محروم الارث بنانا ایماں جانتے ہو۔ مگر اس اعتراض کے کرتے وقت اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے ورنہ یہ بیہودہ نہ نکلتے۔ خدا کو جیوہ ملکوتی اور خطرہ دار بنانا آپ کے ہاں آسان ہے مگر حق کو قبول فرمانا نہایت گراں بلکہ نقصان ایماں ہے تناسخ سے انکار بعینہ خدائی تمکری کا اقرار ہے۔ جس کو تم اسی کتاب میں علیحدہ بیاں کریں گے۔ اگر خدا کو ان محروم اشخاص سے نقصان نذر نہیں مانتے۔ دیو۔ ملک ٹھیک ہے۔ تو کسی اور نبی اور کتابت کا نزول قبول کرنا پڑیگا۔ اور محمد صاحب اور قرآن کو درجہ نبوت و الہام سے معزول +

مرزا صاحب ایک کامل الہام کی موجودگی میں کسی اور کامل یا ناکامل الہام کا ارسال کرنا حالانکہ کوئی نئی تعلیم بھی نہ دیتا ہو فعل عبث کے سوا اور کیا حکم رکھتا ہے۔ کوئی کسی تقصیہ سابقی یا خارجی کے سبب تعلیم وید سے محروم نہ رہا مگر اپنے گناہوں کے باعث

ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست

ورنہ تشریف تو بر بالائے کسی کوتاہ نیست

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

اب دیکھنا چاہئے کہ اس ناپاک اعتقاد میں خدا کے مقبول بندوں پر جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کرکے اس اندھیرے کو دور کیا جو اُن کے وقت میں دنیا پر چھایا تھا کس قدر ناحق وبے موجب بدظنی کی گئی ہے۔ اور پھر اسے پرمیشور پر بھی یہ بدظنی ہوئی کہ اس کو غافل یا مدہوش یا مخبط الحواس تصور رکھا ہے۔ کہ جو اس قدر بے خبر ہے کہ گو بعد وید کے ہزارہا طور کی نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان اور اندھیریاں چلیں اور رنگا رنگ کے فساد برپا ہوئے اور اس کے راج میں ایک بری طرح کی گڑبڑ پڑ گئی اور دنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتیں پیش آئیں پر وہ کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا اور کچھ ایسا کھسکا کہ پھر نہ آیا۔ گویا اُس کے پاس اتنا ہی الہام تھا جو وید میں خرچ کر بیٹھا اور وہی سرمایہ تھا جو پہلے بانٹ چکا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا اور منہ پر مُہر لگ گئی۔ اور ساری صفتیں اب تک بنی رہیں مگر تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی۔ پھر باطل ہو گئی۔ اور ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہو گیا +

جواب باصواب

مرزا صاحب کیا یہی الہامی تہذیب ہے۔ اور اسی کا نام محمدی تادیب۔ زبان سنبھالئے ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالئے۔ سقراط۔ بابا نانک جیسے مہاتما لوگ جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کرکے لوگوں کی اودیا کو دور کیا ہم ان کی صدق دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک دانا کو کرنی چاہئے +

"ایک ایرانی سیاح امرتسر میں ایک روز با تمام گفتگو فرمانے لگے۔ کہ دو جہانگشت میں دنیا کے اور مذاہب سے مقابلہ کرتا ہوں۔ نبیوں کی نسبت یہ چار امر شہادت دیتے ہیں۔ اول کتاب۔ دوئم امت۔ سوئم معجزہ۔ چہارم اصحاب۔ مگر کسی نبی کی نسبت غیر قوم نے شہادت نہیں دی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو بابا نانک جی کی نسبت یہ پانچوں امور تصدیق بلکہ موجود ہیں۔ بابا نانک کتاب دارد۔ امت دارد۔ معجزہ دارد اصحاب دارد بزرگتر از ہمہ فضائل یہ کہ مسلمان ہم بکرامت او قائل اند پس بابا نانک بلا شک و شبہ نبی است۔ میں نے سوال کیا کہ محمد صاحب کی نسبت جو ختم المرسلین کا لوگ

گمان کرتے ہیں وہ سنکر جواب دیا کہ در ایں بالکل غلط است۔ علیٰ ہذا القیاس کبیر اجاس وغیرہ بھی اسی تعظیم کے لائق ہیں +

مگر جنہوں نے دنیا میں طوفان بے تمیزی پھیلائے۔ قتل عام کرکے سادوں کے بیڑے اٹھائے آباد شہر ویراں بنائے گئے وہ بھی اسی زمرہ کے مستحق ہیں۔ اگر ہیں تو عیسیٰ وغیرہ اور محمود غزنوی چنگیز خاں۔ تیمور۔ ہلاکو۔ نادر شاہ۔ احمد شاہ وغیرہ کیوں مستثنیٰ رکھے جاویں۔ اور برادری سے خارج کئے جاویں جیسے پرماتما آپ شدھ اور غیر متغیر ہے اسی طرح اس کا الہام بھی شدھ اور تغیر و تبدل سے مبرا ہونا چاہئے نہ کہ ناقص اور متغیر پس کامل اور شدھ چیز کے بدلنے کی ضرورت نہیں اور نہ کامل اور ناقص کا کامل اور سرو گیہ سے ظہور ہونا ہی ممکن یا غیر ممکن ہے۔ ترقی تنزل کا سلسلہ آواگون ہے نئی نئی بدعتوں کے نکلنے اور نئے طوفان اور اندھیریوں کے چلنے سے وہ عالم کل غافل نہیں ہے اور نہ بدعتیں اور طوفان اور اندھیریاں کارخانہ قدرت کو درہم برہم کرسکتی ہیں۔ اور نہ اُس کے راج میں گڑبڑ ہوسکتی ہے چنگ روم وروس کے وقت اسے نئے الہام کی ضرورت نہیں۔ اور نہ نادر شاہ کے قتل عام کرنے پر حاجت تھی۔ جب لارڈ منٹو صاحب بارہ گئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب فرعون نے خدائی کا دعوےٰ کیا تب بھی وہی الہام۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب لاکھوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ تب بھی وہی الہام۔ ابراہیم کے وقت میں بھی وہی الہام تھا۔ اور کیومرث کے وقت میں بھی وہی۔ مکر ناجیت کے وقت میں بھی وہی تھا۔ اور مسیح کے وقت میں بھی وہی۔ وہی الہام کرشن جی کے وقت تھا۔ اور وہی رامچندر جی کے وقت۔ وہی منو جی کے وقت تھا اور وہی اگنی اور انگرہ کے وقت +

آفتاب صداقت ہمیشہ موجود رہتا ہے مگر آنکھیں کھولنا اور بلا تعصب ہو کر دیکھنا اور غور کرنا اور فائدہ اٹھانا قابلیت کی شرط ہے۔ جو آواگون سے لازم و ملزوم ہے الہام اس کا محتاج نہیں۔ اور نہ کلام کا۔ وہ سب کا انتریامی ہے۔ وہ بندوں کو گیان دوارہ پرکاش کرتا ہے۔ مگر دیدہ بینا و گوش شنوا چاہئے +

تم قرآن کو کلام اللہ مانتے ہو پس کلام بغیر منہ کے ظہور پذیر نہیں ہوتی

محمد خاتم المرسلین ہیں۔ یہ اعتراض تمہارے پر عاید حال ہے کہ تمہارے پر پس ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ جو خدا کے پاس ہدایت کا سرمایہ تھا۔ وہ قرآن میں بانٹ چکا۔ اور پھر قیامت تک خالی ہاتھ رہ گیا۔ اور اس کے منہ پر مہر لگ گئی۔ محمد کے بعد کسی رسول بھیجنے کی اس کو طاقت نہ رہی۔ تکلم کی صفت ہونے کے زمانہ تک ہی آگے سے کلیم ہوا اور نبوت اور رسالت کی ڈگری محمد تک اس کے پاس ہی لگے تے پہلے بے بضاعت ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے رسول اور نبی بھیجنے سے اور کتاب دینے سے عاجز ہو گیا +

مرزا صاحب خدا کامل ہے۔ اس کی کتاب اس کا گیان اس کا اپدیش سب کچھ کامل ہونا چاہئے۔ نہ کہ مجمل و ادھورا و ناقص۔ بدلنے کی ضرورت غلطی میں ہوتی ہے اور بڑھانے کی ضرورت ناکامل میں۔ جہاں سہو ہو وہاں کاٹنا پڑتا ہے۔ اور جہاں بھول ہو وہاں سے ہوشیار ہونا۔ مگر ایشور میں مسلم فریقین ہے۔ کہ یہ عیب نہیں ہیں پھر الہام کا بار بار باہمی نقیض اور مختلف اور ناکامل بھیجنا کیا ضروری تھا کیا قانون پروردگار ہے یا ایکٹ سرکار۔ لیکن مرزا صاحب الہام کے بار بار ہونے ہونے میں آپ کے ہو نابرہ ہیں اگر آپ ویدوں پر ایمان لاویں۔ یا الہام کا ایک بار کامل نازل ہونا تسلیم فرماویں تو آپکا الہامی و مجدد و مسیح ثانی رمز شد۔ جھوٹا نبی کون ہے۔ اور رجسٹرار وے

کس کو چڑھیں ۔ ۵

الا اے حذرکن ز آزو ریا
کہ انجام ایں ہست رنج و بلا
طمع را سہ حرف ست ہر سہ تہی
کز و نیست مر طمعاں را بہی

اب نمونہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھلاتا ہوں۔

۱۔ نکاح کے بعد اگر کسی سبب سے جورو پاسند آوے تو اسے طلاق دیدے (استسنا $\frac{24}{1}$)
۲۔ بجز زنا کے اور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں بلکہ جو دیتا ہے زنا کراتا ہے . . . . . . (متی $\frac{5}{31}$)
۳۔ جب خاوند چاہے طلاق دے سکتا ہے . . . . . . (قرآن)
۴۔ جانور ۔ چرند و پرند کا خون مع چربی حلال تھا . . . . . (پیدائش $\frac{1}{29}$)
۵۔ خون جانوروں کا حرام ہوا . . . . . . (پیدائش $\frac{9}{4}$)
۶۔ سوتیلی بہن سے نکاح درست ہے . . . . . . (پیدائش $\frac{2}{12}$)
سوتیلی بہن سے نکاح منع ہے . . . . (احبار $\frac{18}{9}$ استثنا $\frac{27}{22}$)
دو بہنوں کا نکاح کرنا ایک کے جیتے جی درست ہے (پیدائش ۲۹ و احبار $\frac{15}{18}$)
ناواجب شریعت موسوی میں . . . . . (توریت)
پھوپھی سے جماع کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا . . . . . . (خروج $\frac{6}{2}$)
بہن بھائی کی شادی ہوتی تھی . . . . . (توریت)
شراب جائز تھی اور پیتے تھے . . . . . (توریت ۔ پیدائش)
حرام ہوئی . . . . . . (قرآن)
ایک عورت سے زیادہ شادی کرنا گناہ ہے (توریت پیدائش انجیل متی $\frac{19}{5}$)
عام لوگوں کو چار چار ۔ اور محمد صاحب کو ۹ ۔ ۱۱ ۔ ۱۸ ملکہ بے انتہا (قرآن سورہ احزاب)
بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو . . . . . (قرآن سورۃ بقر)
مکہ کی طرف سجدہ کرو پہلا حکم منسوخ ہوا . . . . (قرآن سورۃ بقر)

ماخوذ از اخبار الاسلام جلد ۲ مطبوعہ سال ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۴۸ تا ۲۵۰

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰

یہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جس ہر ایک ہندو کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ اس کو اپنا دھرم بتادے مگر تعجب کہ اس اعتقاد کا وید میں کہیں ذکر تک نہیں ۔ اور کوئی شرتی اس میں ایسی نہیں کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔

جواب باصواب

مرزا صاحب ہم بھی آپ کے اس قول سے اتفاق ہے کہ وید مقدس میں کوئی شرتی ایسی نہیں ہے جو اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو ۔ جب وید مقدس بالکل طرفداری و متعصبانہ اقوال سے بقول آپ کے مبرا ہیں ۔ تو ہر ایک ہندو بلکہ مسلمانوں کو بھی ایمان لانے سے کیا نقصان ہے ۔ اور ابھی آپ کی نصیحت کو مانکر کئی لوگ وید مقدس پر ایمان لے بھی آئے ہیں ۔ یہ دوید پر اعتقاد آریہ قوم کا ہے ۔ اور وید کے ماننے والے آریہ ہیں ۔ پس جو آپ ہی پر خلاف وید کارروائی کرے وہ گنہ گار ہے مگر ہر ایک شخص کا کام کرنے

* قرآن کی اس آیت حرمت علیکم عمتکم سے حرام کیں اوپر تمہارے پھوپھیاں تمہاریاں الخ حکم منسوخ ہوا اب پھوپھی سے نکاح حرام ہے دیکھو سورۃ نساء ۔

میں دخل مختار ہے مجبور و لاچار نہیں ؏

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۰ تا ۱۱۱

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشلوک انہیں دنوں میں گھڑا گیا ہے کہ جب آریہ قوم کے عقلمندوں نے پستکوں اور شاستروں میں یہ بھی لکھ مارا تھا ۔ جو ہمالہ پہاڑ اور کچھ ایشیا کے حصہ سے پرے کوئی ملک نہیں اور اسی طرح اور بھی خام خیالیاں اور وہم پرستیاں کہ جن کا اس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے ۔ اور جواب روز بروز دنیا سے مٹتی جاتی ہیں ۔ اور علم اور عقل کے حاصل کرنے والے خود بخود ان کو چھوڑتے جاتے ہیں ۔ انہیں دنوں میں نکلی تھیں ؏

جواب باصواب

چونکہ مرزا صاحب نے کوئی اشلوک اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا ۔ پس ہمیں بے اختیار کہنا پڑا کہ ان کا یہ دعوے بھی مثل اور دعاوی کے محض بے دلیل ہے مرزا صاحب نے جھوٹھ اور دھوکھے سے شاستروں کا نام لیا چھیوں شاستروں میں ہرگز ایسی تعلیم نہیں ہے نہیں معلوم الہامی لوگ جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے ۔ حضرت آپ کو کہاں سے

* حاشیہ ۔ آریہ لوگوں کی عقلمندی و علمیت کی بات تو ایک جہاں آگاہ ہے اور صدق دل سے گواہ ۔ دیکھو تہذیب الاخلاق جلد چہارم نمبر چہار دہم میں سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں ۔ حساب میں بھی مسلمانوں نے علم تو جس میں کی انہوں نے ہندوؤں سے مراتب اعداد کا رکھنا سیکھا ۔ اور اسی لئے اس کا نام احد ادھند رکھا ۔ اس حروف تقابلہ کی اصل اختلاف ہے ۔ بعض مسلمانوں کو اس کا موجد بیان کرتے ہیں ۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے پنڈتوں اور یونان کے عالموں سے اخذ کیا پھر اس میں بہت سی ترقی کی ۔ علم طب میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی انہوں نے ہندوستان میں سفر کیا زبان سنسکرت سیکھی اور نہایت مشہور کتابیں سنسکرت زبان کی جن کا نام چرک اور سشسرت تھا عربی زبان میں ترجمہ کیں ۔ سب سے پہلے سنہ ۱۵۶ ہجری موسٹی ابن موسی الفزاری نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا ۔ پھر محمد بن اسمعیل خود ہندوستان میں آیا اور اس کے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے علوم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا ؏

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں ۔ " ہمارے بزرگوں کا غیر قوموں سے علوم سیکھنا اور مسلمانوں میں پھیلانا تو اریخ سے بخوبی ثابت ہے یونان ۔ سریانی ۔ سنسکرت سے علوم کا اخذ کرنا مثل آفتاب کے روشن ہے " پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر ہفتم میں لکھتے ہیں " یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا ۔ اور یہ ترقی قریباً ساڑھے چار سو برس تک جاری رہی ۔ پھر یہ قوم ایک اچھالے ہوئے پتھر کی مانند نیچے کو چلی آئی " پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر سیزدہم میں لکھتے ہیں " سب اہل اسلام جانتے ہیں کہ ہماری قوم کے آغاز کو تیرہ سو برس کے قریب گزرے ہیں یہ قوم ایک ایسے ملک میں تھی جہاں درحقیقت علوم عقلی کا نشان بھی نہ تھا ۔ لیکن جیسے اس قوم کا آغاز ہوا چھ سو برس تک اس قوم نے اپنی کوشش سے اپنی ترقیات ایسے اعلے درجہ پر پہنچائیں جس سے وہ بھی دنیا کی قوموں میں اعلے درجہ کی قوم شمار ہونے لگی "

رسالہ مخزن العلوم کی جلد ہفتم کے نمبر گیارہویں مولوی الطاف حسین

تکذیب براہین احمدیہ حصہ اول

الہام ہوا۔ اور سراب القادیان من النواحی جو ہوا سو ہوا
نے کس وحی کے ذریعہ تار بھیجکر آپ کو آگاہ کیا۔ کیا وہ الہام انا اللہ حافظون
کی گارد کے بغیر آیا تھا جو راستہ میں لوٹا گیا۔ جو گذشتہ را صلوات آئندہ را
احتیاط شرط ہے۔ اس جگہ واجب جانتا ہوں کہ اسلامی [illegible] کی غلطیاں تاریخ وار
اور اہل حق کو اُن سے مطلع کراؤں۔ کیونکہ وہ اگرچہ کلام الٰہی [illegible] صداقت
سے دور ہیں۔

۱۔ نوح کے طوفان کا تمام دنیا پر آنا ۔ ۔ ۔ (توریت۔ پیدائش)
۲۔ خدا کا طوفان بھیجکر پچھتانا اور بدلی میں ایسی کمان (قوس قزح) لٹکانا۔ (توریت، پیدائش ۹)
۳۔ نوح کی کشتی میں جانداروں و انسانوں کا معہ ایک سال تک رکھا جانا ۔ (ایضاً)
۴۔ بابل کے برج گرنے سے ایک آواز کا ہونا اور دنیا کی زبانوں کا بدلنا ۔ (ایضاً)
۵۔ دودھ اور شہد کی نہروں کا بہنا اور خدا کا روٹیوں کا مینہ برسانا (توریت)
۶۔ مسیح کا باکرہ عورت سے پیدا ہونا بغیر مجامعت شوہر کے (قرآن سورۂ مریم)

فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے قدیم باشندے ہندو ہیں۔ کل سنسکرت لٹریچر کا حال جو تاریخ میں دیکھا جاتا ہے اس سے اس گروہ کی کمال قابلیت و استعداد ظاہر ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے قدیم علموں سے علوم حکمیہ میں بڑی بڑی ترقیاں کی ہیں۔ یہ بات بالاتفاق تسلیم کی گئی ہے کہ علم ہیئت میں جو ہندوؤں نے کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں نقصان اگرچہ نہایت درجہ کا ہے مگر اس کے ساتھ کمال بھی اعلیٰ درجہ کا پایا جاتا ہے اور ہیئت کے سوا ریاضی کے فروع میں جو انہوں نے ترقی کی ہے وہ علم ہیئت سے بھی زیادہ قدر کرنے کے قابل ہے چنانچہ کتاب سوریہ سدھانت جو عام مورخوں کے نزدیک پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی کی تصنیف مانی جاتی ہے اس میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے جس سے ان کو یونانیوں پر بھی ترجیح نہیں دے سکتے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بعض سوالات ایسے ہیں جن کا علم عموماً اہل یورپ کو سولھویں صدی تک حاصل نہ ہوا تھا۔ علم ہندسہ کے بعض اصول کا علم ہندوستان ہی کے ساتھ خصوصیت رکھتا تھا خصوصاً وہ نسبت جو نصف قطر کو محیط دائرہ کے ساتھ ہے اس کا علم زمانہ حال تک ہندوستان کے سوا کسی اور ملک کے لوگوں کو نہ تھا علم حساب میں سب کے نزدیک عشاریہ کے موجد ہندو ہیں۔ اور ظاہرا اسی امتیاز کے سبب سے علم حساب میں ان کو یونانیوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ جبر و مقابلہ میں بھی برہمن اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ اس علم کی بابت ان کی تحقیقات کا حال برہم گپت کی کتابوں سے جو کہ چھٹی صدی عیسوی میں ہوا ہے۔ اور بھاسکر آچاریہ کی کتاب سے جو کہ بارھویں صدی میں ہوا ہے دریافت ہوتا ہے اور ان دونوں نے آریہ بھٹ کی تصنیفات سے مضامین اخذ کئے ہیں۔ ظاہرا اس شخص کے زمانہ میں علم کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا اور بہادر ڈائی فنٹس جس نے یونان میں جبر و مقابلہ سب سے پہلے لکھا ہے بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ یہ شخص ڈائی فنٹس سے اس علم کی ایسی تحقیقات میں سبقت لے گیا ہے جن کے حاصل کرنے اور سمجھنے پر متاخرین کو فخر ہے۔ اور جو کہ ہندوؤں کی ابتدائی ترقی کے زمانہ میں اور تمام قومیں جاہل محض تھیں اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ انہوں نے یہ علوم کسی غیر ماخذ سے نہیں لئے۔ اور جس زمانہ میں ان علموں کا غیر قوموں سے اخذ کرنا ممکن ہو سکتا ہے اس وقت ان کی علمی تحقیقات کے طریقے ایسے اصول پر مبنی تھے جن سے کوئی اگلی قوم اصلا واقف نہ تھی۔ اور ان سے ایسی تحقیقات کا علم ظاہر ہوتا ہے جن کو اب سے ۲ سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی نہ جانتے تھے۔ اسی طرح الٰہی و طبعی اور منطقی مسائل میں حکمائے ہند کی رائیں اور اختلافات اور مباحثات بقدر ہیں جن سے ان میں اور حکمائے یونان میں ایک نسبت معتدبہ نکل سکتی ہے*

* رسالہ انیسویں صدی مطبوعہ مطبع آگرہ اخبار کی جلد سوم کے صفحہ ۸ سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ ہے ہندوستان جس کے فیض علوم سے تمام جہان مستفیض ہوا۔ اور جس کے قدیم باشندوں نے تمام علوم و فنون و صنعت و حرفت میں سے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ اور اب بھی اس زمانہ کی اکثر تحقیق و صنعت کا پتہ پچھلی کتابوں سے لگ سکتا ہے۔ اس میں بھی عبارات کا عروج ہوگا۔ گو اب ہم کو ہندوؤں کی پرانی پوتھیاں اور کتابیں ایک افسانہ معلوم ہوتی ہیں مگر کوئی عقلمند اس بات کو نادر رد کریگا۔ کیونکہ نہ شائستہ ایسی دانشمند قوم اپنی ملکی اور مذہبی کتابوں کو افسانہ بنا سکتی ہے۔ ہاں یہ امر صحیح ہے کہ اس میں امتداد مدت اور چالاکی برہمن سے کچھ تصرف ہو گیا ہو تو عجب نہیں ہے۔ اب اس تصرف سے اصل اور باطل کی تمیز ہزاروں برس کے بعد دشوار بلکہ محال ہو گئی لیکن وہ قصہ اس شے کی اصلیت کا پتہ بتا رہا ہے کہ اس وقت میں بھی اس چیز کا وجود تھا۔ اور طبائع انسانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو بات اپنے ذہن سے باہر ہو وہ عجیبہ یا معجزہ معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً یہی ریل جس پر لاکھوں آدمی دھوئیں کے زور سے سفر کرتے ہیں اور یہی تار برقی جس سے آن واحد میں ہزاروں کوس خبر چلی جاتی ہے اگر نہ ہوتا۔ اور سو پچاس برس پیشتر کی کتابوں میں لکھا ہوتا تو یہ بھی ایک افسانہ معلوم ہوتے۔ اور غالباً آئندہ کبھی ایسا ہی سمجھا جاویگا۔ لیکن اسکا وجود باقی رہیگا۔ پس اگلے صنائع و حالات کو بھی اس طور پر قیاس کر لینا چاہئے کہ گو وہ اب افسانہ معلوم ہوتے ہیں مگر کبھی نہ کبھی ان کا وجود ضرور ہوگا۔ اور کسی نہ کسی طرح پر ان کا استعمال ضرور کیا جاتا ہوگا۔ اور گو ان حالات کو اہل زمانہ نے اگلے راجاؤں کی کرامات میں داخل کر کے ایک مذہبی خیال بنا دیا ہے مگر درحقیقت وہ اس دانشمند ملک کی حکمت و فلسفیت کا نتیجہ ہیں چنانچہ ہندی پوتھیوں میں ہے کہ فلاں راجہ پاتال کے راجہ سے لڑنے گیا اور آپ سمجھے ہوں گے کہ زمین توڑ کر کسی طرح پاتال میں چلا گیا۔ حالانکہ ملک امریکہ جس کو نئی دنیا کہتے ہیں۔ بوجہ کرویت ارض اس جگہ سے پاتال میں واقع ہے۔ پس اگر اس وقت میں بھی یہاں کا راجہ وہاں گیا ہو تو عقلائے نابغ نظر کے خیال میں بعید نہیں معلوم ہو سکتا۔ اور ہر طرح ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ اس قدر کثیر فوج لیکر اپنے سو کوس چند ساعت میں چلا گیا۔ گو اس میں مبالغہ ہو مگر ریل پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں بھی اگر کوئی ایسا مرکب ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اسی طرح اس غبارہ کی نسبت بھی ہندی کتابوں سے استنباط ہو سکتا ہے مثلاً ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ کے ہاں بمان (بیلون) تھا اور اس کے ذریعہ سے جایا کرتا تھا۔ گو اس کی صورت اس غبارہ بیلون سے دوسری طرح کی ہو مگر اس سے اس کی اصلیت باطل نہیں ہو سکتی۔ اور اس صورت میں کوئی محقق اور صحیح الخیال شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ غبارہ نئی ایجاد ہے۔

گیان پردایینی پتر کا موہر خاص جون [illegible] کے صفحہ ۲ میں بابو نوبین چندر رائے ممبر برہم سماج لاہور بحوالہ مسٹر ای۔ پی وائٹنگ صاحب بہادر کے لکھتے ہیں کہ "امریکہ کے پرانے مذہب اور ریتی کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ

۷- زمین کا مسطح اور ہموار ہونا- اور نہ ہلنا- اور پہاڑوں کا بمنزلہ میخوں کے گاڑا جانا (قرآن سورۃ بقر و سورۃ نوح)

۸- خدا کی باتوں کو سننے کے واسطے شیطانوں کا آسمان پر جانا اور فرشتوں کا آگ کے گولے مارنا جو شہاب ثاقب ہے (قرآن سورۃ حجر و طارق و صافات)

(۹)- یاجوج و ماجوج کا وجود ان کے کان پاؤں تک لمبے ہونا اور ہزاروں سال تک زندہ رہنا (قرآن سورۃ کہف و تفسیر حسینی)

(۱۰)- اصحاب کہف کا صدہا سال تک کس طرح خواب میں رہنا (سورۃ کہف)

(۱۱) سکندر ذوالقرنین کا کل دنیا مسخر کرنا اور وہاں پہنچنا جہاں سورج کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہے اور لوہے اور تانبے کی دیوار بنانا (قرآن سورۃ کہف)

(۱۲) سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا اور چاند کا ان کے بیچ بنانا (قرآن)

(۱۳) جنوں کا ہونا- اور محمد صاحب پر ان کا ایمان لانا- (قرآن)

(۱۴) کوہ قاف کا تمام زمین کے گردا گرد ہونا- اور سکندر سے اس کا باتیں کرنا (مثنوی رومی دفتر چہارم)

(۱۵) مکہ کا زمین کی ناف میں ہونا (مدارج النبوۃ باب دوم)

۱۶- حجر الاسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہو جانا- اور پتھر کا رنگ بسبب گناہوں کے سیاہی پکڑ جانا (مدارج النبوۃ باب ہفتم)

۱۷- عوج بن عنق کا سہ ہزار و سی و سہ گز طول میں ہونا بلکہ تمام دنیا کے پہاڑوں سے چل کر بلند ہونا- اور تین ہزار چھ سو سال تک زندہ رہنا (مدارج النبوت)

۱۸- چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا اور لوگوں کو جادو سکھلانا (قرآن سورۃ بقر)

* رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف — دید کوہ را کز زمرد بود صاف — گرد عالم حلقہ گشتہ او محیط
ماند حیران اندر آن خلق بسیط — گفت تو کوہی دگرہا چیستند — کہ بپیش عظم تو بازیستند
گفت رگہای منند آن کوہہا — مثل من نبوند در حسن و بہا — من بہر شہری رگی دارم نہان
بر عروقم بستہ اطراف جہان — حق چو خواہد زلزلہ شہری مرا — امر فرماید کہ جنبان عرق را
پس بجنبانم من آن رگ را بقہر — کہ بدان رگ متصل گشتست شہر — چون بگوید بس شود ساکن رگم
ساکنم وز روی فعل اندر تگم — ہمچو مرہم ساکن و بس کارکن — چون خرد ساکن وزو جنبان سخن
نزد آن کس کہ نداند عقلش این — زلزلہ ہست از بخارات زمین — (مثنوی مولوی دفتر چہارم)

زمین: پیرو ہندوؤں سے ایسے ملتی ہیں جس سے نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانہ میں ہندوستان کے لوگ امریکہ گئے تھے یا امریکہ والوں سے ہندوؤں کا کسی طرح کا سمبندھ ہوا تھا۔ مثلاً بیاہ میں آگ کے گرد سات پھیرے لینا ان کا بالکل ہندوؤں کے مطابق ہے علیٰ ہذا القیاس پانچویں صدی میں امریکہ میں ایک گروہ بودھ دھرم کا سیوک گیا تھا۔ اُن میں ایک برس یا سیاسی جس کا نام ہوئی شن تھا اکتالیس برس بعد چین میں پھر آیا اور اسنے امریکہ کا حال جیسے کچھ دیکھا تھا لکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ میکسیکو میں گیا تھا وہ بیانات چین کی تاریخ میں چھپ چکے ہیں اور وسنگ صاحب نے ان کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے [illegible] اور [illegible] کرنل ٹاڈ صاحب مصنف راجستھان میں لکھا ہے کہ دو ہزار برس کے قریب ایک جماعت آریہ ورت کی جانب سے مصر [illegible] آباد ہوا تھا [illegible] ہوئی۔ اس عہد میں [illegible] بادشاہ کا نام [illegible] اس نے [illegible] کو تعلیم کیا اور دین مقدس سکھایا۔ اور کام حرفت و صنعت سکھایا وہاں سے وہ علم یونان گیا۔ یونان سے روم اور تمام یورپ میں پھیل گیا۔ اور اب تک ہم وہ علم و فن نہیں جانتے جو آریہ ورت کے قدیم لوگ جانتے تھے۔ انتہیٰ

[illegible]

۱۹- خدا کا شیطان کو دنیا کے گمراہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا اور قیامت تک اسکو مہلت و اجازت دینا (قرآن)

۲۰- شق القمر (قرآن)

غرضیکہ اسی طرح اور کئی خام خیالات اور وہمی ہستیاں جن کا زیادہ ذکر کرنا بھی فضول ہے- اور جو اب مہذب و تعلیم یافتہ مسلمان لوگ چھوڑتے جاتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور علم و عقل کی روشنی ہو جیسے دن [illegible]

* مولوی سید احمد خان صاحب (تہذیب الاخلاق جلد دوم نمبر چہارم) میں فرماتے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم نقلی کا کچھ چرچا تھا اور حکمت اور حسیات فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا۔ مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا۔ آخر اس کی یہاں تک ترقی ہوئی کہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں آمیختہ ہونے لگیں۔ اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ ان سے تفسیریں بھر دی گئیں اور جس طرح تفسیر میں اقوال پیغمبر و صحابہ نقل کی جاتی تھی۔ اسی طرح افلاطون اور ارسطو وغیرہ حکمائے یونان کے قول نقل ہونے لگے۔ اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو ہر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اس کا نقل کرنا یا انتخاب کرنا شروع کیا اور ان قولوں کے قائلین کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔ کہ یہ قول ارسطو کا ہے یا صاحب شریعت کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اسی واسطے ان اقوال پر دین کا مدار ٹھہر گیا۔

تہذیب الاخلاق کی جلد دوم صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے کہ وجود سموات سبع کے ابطال پر جو دلائل ہیں ان کی ترکیب کس کتاب میں لکھی ہے اور اسباب حرکت دوری آفتاب پر جو دلیلیں ہیں ان کی تردید کس سے جا کر پوچھیں۔ عناصر اربعہ کا غلط ہونا جو ثابت ہو گیا اس کا کیا علاج کریں آیت کریمہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً کی جو تفسیر عالموں نے لکھی ہے فن تشریح کے رو سے وہ غلط معلوم ہوتی ہے ہم اپنی آنکھوں سے بوتلوں میں بھرے ہوئے نطفہ سے لیکر بچہ کے پیدا ہونے تک تغیرات کو دیکھتے ہیں جو مفسروں کی تفسیروں کی غلطی کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر اس پر اعتماد رکھیں۔ خدا کی بات اور اس کا کام ایک ہونا چاہئے۔ یہ مسئلہ تمام دنیا نے تسلیم کر لیا ہے پھر اس کی تصدیق مذہب اسلام کی کس کتاب میں ڈھونڈیں اور کس ملا اور واعظ سے پوچھیں۔ جب کوئی بات بھی ان میں سے موجودہ کتب مذہبی میں نہیں۔ تو ان سے لامذہبی جو فلسفہ مغربیہ اور علوم محققہ جدیدہ سے ہوتی ہے کیونکر رفع ہوگی۔ یہ باتیں نہایت صاف اور روشن ہیں ان کو ظاہر میں ماننا دوسری بات ہے۔ مگر کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنے دل میں ان باتوں کو سچ نہ جانتا ہو گا۔ پس ایسی حالت میں ان کتابوں کا نہ چھپنا ان کے چھپنے سے ہزار درجہ بہتر ہے"

تہذیب الاخلاق جلد اول نمبر سوم سے ظاہر ہے "ہیئت اور طبیعیات وغیرہ صدہا علم اس قسم کے ہیں کہ جن کی تعلیم کے واسطے آج تک کوئی نبی مبعوث ہوا۔ نہ کوئی کتاب اس فن خاص میں خدا تعالیٰ نے اس وقت تک کسی نبی پر نازل کی۔ قرآن

وسوسات باطلہ مُشتے جانے جس سرزمین اسلام میں نکلی تھیں اور اب تک بھی متعصب محمدی مثل مرزا صاحب کے انکے انکار کو کہہ جاتے ہیں۔ خدا ہدایت دیوے۔ اور اس قسم کے گرداب ضلالت سے نکال ساحل سعادت پر لاوے۔ چونکہ ان قرآنی فلسفوں کا ساتھ نہ تو عقل دیتی ہے اور نہ علم۔ اور نہ تلوار و زور لغو رکے بغیر کوئی اور شہادت ملتی ہے۔ پس تعجب معلوم ہوتا ہے کہ لوگ باوجود سمجھے کے کیوں بلا سیدھے طور پر حقائق حق پر مستعد نہیں ہوتے اور باوجود بار بار رنج اٹھانے کے پھر بھی اسی غلطی کو روتے ہیں۔ یہ ہے خیالی و لا و بالی تعلیم قرآن کی جس نے ملک عالم کے گلے پر چھری پھیر کر لاکھوں کو شہید کروڑوں کو تباہ کر کے ایمان بالجبر میں گرویدہ کیا اور جس کو اب ہمارے الہامی دوست مرزا غلام احمد بھی بذریعہ نویسی کی آڑ میں بالوں کہہ کر معجزات کے پردے میں بلکہ انعام کے جھوٹے وعدوں اور تیسے سیاہ مسودوں کے فریب میں الہامی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس قدر اس کی زہریلی تعلیم لوگوں کے خون کی پیاسی ہے جس قدر اس کی بابت باب میں خدا پر الزام لگائے گئے ہیں جس قدر اسے حق سے مخالف اور ناحق سے الفت ہے۔ افسوس کہ فرصت کم ہے۔ وگرنہ

زکذب لاف آں جاد و بیانے	بہر حرف ش نویسم داستانے
صداقت گم شد از تعلیم اسلام	ندارد از خدا ترسی نشانے
جہاد ش جہد خونریزی عالم	نہ قرآنے ولیکن تیغ رانے
اگر تا عنبر کعبہ پرستی	کہ بہر لامکاں سازی مکانے
عرق بحر کفر و سرق باشی	ازیں باطل خیال و بدگمانے
پیر ستی شنگ گر بصد سال	جو انمرد بہ سرت یا نی زبانے
خدا را کن جدا ز دین قرآں	کہ مے نالد ز جور او جہانے

وحدیث میں ہیئت یا طبعیات کے متعلق کہیں کسی چیز کا نام آگیا کہیں تذکرہ اور کہیں عام لوگوں کے فہم کے لائق کسی چیز کا کوئی مختصر بیان ہو گیا۔ کہیں کوئی محمل استعارہ کسی چیز کی طرف ہوا۔ مگر عادتاً کسی مقام پر بھی ان بیانات سے بیان مقصود بالذات ملحوظ نہیں ہوتی کہ ان کے ذریعے سے عام خلائق کو ہیئت اور طبعیات کے علم کی تعلیم دی جاوے۔ کما قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ یسئلونک عن الاھلہ یعنی اے محمد لوگ تجھ سے ہلالوں کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ قل ھی مواقیت للناس یعنی کہہ دے کہ ہلالوں کے ذریعے سے لوگ اپنے وقتوں کا حساب ٹھیک کر لیتے ہیں۔ آج کسی ادنیٰ ہیئت دان سے اہلہ کی کیفیت دریافت کیجئے پھر دیکھئے کہ وہ کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہے۔ حساب کے معاملہ میں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا اور اس وقت میں اس پر فخر کیا کہ ہم گنتی کو انگلیوں پر ٹھیک کر لیتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اس وقت میں حساب و ریاضی و طبعیات وغیرہ کی طرف کسی کو مطلق التفات نہ تھا۔

پھر جلد دوم تہذیب الاخلاق کے نمبر ہفتم میں سید صاحب فرماتے ہیں۔ کہ انگریزی علوم تحصیل کرنے کو متعصب بھائی مسلمان ایک گناہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خلفائے بغداد کے زمانہ میں جس قدر علوم عربی میں آیا وہ سب زبان گریک یعنی یونانی سے ترجمہ کیا گیا۔ اور اس زمانہ کے اکثر علما نے گریک کو جو کفار کی زبان تھی بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ مگر ایسا نہ ہوتا تو جس قدر طب کہ ہمارے ہاں موجود ہے کچھ بھی نہ ہوتی اور فلسفہ و منطق کا تو نام بھی نہ ہوتا۔

یہ مدلل رائیں چیدہ علماء و فضلاء اسلام کی ہیں جن کو ہم نے ناظرین انصاف پسند کے مطالعہ کو مختصر درج کر دیا ہے تاکہ وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ مرزا کے دعوے کس قدر بے بنیاد ہیں۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ نمبر ۸

جو حالات ہندو صاحبان کے ماتحت میں وید ہے جن کو رگ۔ یجر۔ سام۔ اور اتھروں سے موسوم کرتے ہیں۔ جن کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں ہو ماکہ وہ کن حضرات پر نازل ہوئے تھے۔ کوئی لکھتا ہے کہ اگنی۔ وایو۔ سورج کو یہ الہام ہوا جو بالکل نامعقول بات ہے۔

جواب باصواب

مرزا صاحب خدا آپکو حق و ناحق کی تحقیق کا مادہ عطا فرماوے اور تعصب و خبث نیت سے نکال کر منزل مقصود تک پہنچا دے۔ ویدہائے مقدس کا ٹھیک ٹھیک حال کس کو معلوم نہیں۔ آیا آریوں کو یا ہندوؤں کو یا مسلمانوں کو۔ اگر شق اول ہے تو سراپا باطل ہے۔ اور اس کے جواب دینے اور سمجھانے کو ہر ایک ممبر آریہ سماج حاضر۔ اگر شق ثانی ہے تو بھی آپکی نادانی ہے کیونکہ اعتراض کا جواب دینا کام واقف کار کا ہے۔ نہ کہ ناواقف کا۔ ہو سکے کہ اگر ہندو اپنے دھرم سے آگاہ ہوتے تو مسلمان و عیسائی بنکر کیوں گمراہ ہوتے۔ انہیں اپنا نام و پتہ تھا نیکی تو تمیز نہیں پھر دھرم انہیں کیسے عزیز ہو۔ آپ ناواقفوں سے سوال نہ کیجئے۔ اور نہ کسی ہندو کو دھوکہ دیجئے۔ اور اگر شق ثالث ہے تو ان کی جہالت ہر طرح ثابت ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب تک وہ تعصب دل سے نکال راستی کی جانب خیال نہ کریں گے کبھی دامن آرزو گوہر مراد سے نہ بھریں گے۔

ہر چہار وید مقدس کا شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ اور شری انگرہ جی مہاتماؤں کو الہام ہوا تھا اور وہ چاروں سرشٹی کی آدی میں رکھیشر بجا و انسان تھے یہ بات نامعقول نہیں۔ بلکہ بالکل معقول و لائق قبول ہے۔ حصول گیان کے اول ماہر وہی ہیں۔ اور نجر ہدایت کے پہلے شناور بھی وہی۔ نامعقول باتیں منہ سے نہ نکالئے اور لفظی نام و معنی پر اسطرح بحث نہ کیجئے ورنہ اللہ۔ رحمٰن۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ مسیح۔ آدم۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ ابوہریرہ وغیرہ ناموں کی نسبت بہی وہی لفظ استعمال کرنا پڑیگا۔ پہلا قصور معاف ہے۔ براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ مذکور میں اور کسی کا یہ دعوے ہے کہ برہما کے چار مکھ سے یہ چاروں وید نکلے ہیں۔

"جواب باصواب" برہما کے چار منہ کی کہانی ایک بناوٹی افسانہ ہے جس کا کسی مستند گرنتھ میں ٹھکانا نہیں ملتا کیونکہ مخرج اعلے اسکے پوران ہیں۔ جو ہر طرح ناقابل پرمان ہیں۔ عندالعقل یہہ زبانی روایت صرف اس قسم کی ہوتی ہے جیسا کہ فی زمانہ ایک پنڈت جی ہفت زبان ہیں۔ حالانکہ یہ فقرات ان کی نسبت تعریفی بیان ہیں۔ بادشاہوں کے ہزاروں کان ہوتے ہیں مگر اصل میں وہی دو کان ہیں برہما جی کا بھی ایک ہی منہ تھا چاروں ویدوں کو بر زبان یاد کرنے سے چترانن مشہور ہوئے انہیں کے حسب حال ایک فلاسفر فرماتا ہے

ہے زبان ایک در چار مزے ✽ اس کی ہر بات میں ہزار مزے

لہ نام آفتاب و نام صبح و جریدہ کشف، لہ نام سید کذاب لغیات، لہ بکر بالفتح شتر جوان و اولیعیہ بدعیاث، لہ بمعنے گوشت از کشف، لہ عثمان بمعنے بچہ مار و سل تر از کشف، لہ نام کوہے ست در کرمان از کشف، لہ آنکہ در روح گوید و اسپ تیز رفتار و مرد تکیہ و جماعت بسیار کند از کشف، لہ بمعنے شتر سفید و آہوئے سفید از غیاث، لہ نام ستر بیاد از غیاث، لہ پدر گرد بلند ز مینگ

مگر مرزا صاحب! اس میں آپ کا ذرہ قصور نہیں۔ صرف ہمارے خود غرض اور بے علم اوپدیشک صاحبان کا قصور ہے۔ عقل کے پیچھے لاٹھی لیکر پھرنا ان کا کام ہے اور بیہودہ اور بیہودہ باتوں سے جھگڑا کرنے پر انتہا [illegible] ان کے دس سوالوں کے بنانے اور سوال [illegible] سر پر چوٹ لگائے۔ تحقیق کے چہرہ پر ناحق کا سو زلگایا اور موتی [illegible] پستک [illegible] لنگ پر ان سب کا کر سفر تی کا سک [illegible] پال [illegible] کی نادانی اور [illegible] کہاں تک بیان کریں ہوفروش اور گندم [illegible] پورانوں [illegible] ان کا [illegible] ہے اور وہی دو ارتقا ساتھ [illegible] کے [illegible] پر [illegible] ۲۰۲ سے ۲۲۲ تک [illegible] مطلب کی طرف [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] کا پرکاش ہوا اور [illegible] ہو [illegible] کا [illegible] صفحہ ۵۲۸ مطبوعہ لنڈن۔

तेभ्यस्तप्तेभ्य स्त्रयोवेदा [illegible]
वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः [illegible]
शा क.११ अ.५ ब्रा.८ [illegible] ३।७।

ترجمہ [illegible] ویدوں کا پرکاش اس طرح ہوا کہ اگنی رکھی سے رگ وید اور وایو رکھی سے یجر وید اور آدت رکھی سے سام وید اور انگرہ رکھی سے اتھرو وید پرکاشت ہوئے۔

اور مہابھاشیہ سے بھی صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ اندر سے برہسپتی نے ست ودیا پڑھی اور برہسپتی نے انگرہ رشی سے اور انگرہ نے برہما جی سے اور برہما جی نے منوشے اور منو نے [illegible] سے اور [illegible] نے برہما سے اور برہما نے اگنی آدک رشیوں سے اور انہوں نے بذریعہ الہام پرماتما سے حاصل کی۔

اسی طرح گو پتھ براہمن کے پرتھم پرپاٹھک کے ۲۹ برہمن سے بھی عیاں ہے کہ اگنی۔ وایو۔ آدت انگرہ رشیوں پر چاروں ویدوں کا ظہور ہوا جن کے شعاع گیان سے کل جہان منور ہوا۔

منوسمرتی کے شلوکوں سے بھی انہیں مہاتماؤں کی تائید ہے بلکہ حق پسندوں کے واسطے صداقت کا ثبوت مزید۔ برہما جی کا اگنی وغیرہ رشیوں سے وید حاصل کرنا مذکور ہے اور یہی شلوک اس کتاب کے صفحہ ۱۲۱ پر مسطور ہے۔ غرضیکہ اور بہت سے شلوکوں میں بھی انہیں چار مہاتماؤں کا اقرار ہے۔ اور کسی فاضل ولائق آدمی کو اس سے انکار نہیں ہے۔ ہر ایک بیان سکتا ہے کہ برہما جی نے وید پڑھے نہ کہ ان پر نازل ہوئے۔ جس طرح انجیل کی تعلیم عرصہ سے کم ہوگئی تھی اسی طرح ویدوں کی معلومات کی نسبت بھی خیال کمزور ہو گئے۔ جیسا کہ یورپ کی طرف قرآن اور انجیل کو پوچھنے کا [illegible] اور رضا نرید [illegible] سے شرماتے ہیں آپکو حق کی قبولیت کی طرف بلاتا ہوں اور [illegible] بعض کہہ کر سمجھاتا ہوں کہ یہ آپ کا دعویٰ بے فروغ ہونے کے سوا [illegible] سامنے دروغ بھی ہے اور نہ کسی رشی منی کرت گرنتھ سے اس کا سراغ ملتا ہے کیونکہ آپ ہمیشہ سنی سنائی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور تحقیق [illegible] طرح کا سروکار نہیں رکھتے اسی واسطے تحقیق کے رجوع سے آپکے اعتراض کا [illegible] دور اور ہم تسلیم کرنے سے معذور ہیں۔

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۷ اور کسی کی یہ رائے ہے کہ الگ الگ رشیوں کے [illegible] اپنے تجربہ کے بیان بنائے ہیں یہاں تک شک ہے کہ کچھ پتا نہیں ملتا کہ آیا ان شخصوں کا کچھ خارج میں وجود تھا یا محض فرضی نام ہیں اور وید پر لحاظ کرنے سے یہی بات [illegible] صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا [illegible] نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

جواب باصواب مرزا صاحب! اپنے پبلک کو سخت دھوکہ دیا اور الہامی فریب کھیل۔ جھوٹ بولتے خدا کا خوف دل میں نہ لائے اور کس طرح اتنی بڑی ناک رہی کہ وید پر نظر ڈالتے۔ ورنہ خدا کو مد نظر رکھ کر دیکھا ہوتا کہ وید میں ایک حرف بھی جاتا ہو یا کہ جھوٹی شیخی بگھارتے ہو گیا ہے۔ [illegible] بھی لکھا ہے۔ افسوس بایں نادانی اس قدر [illegible] ہو گئی۔

باید از [illegible] خجالت ببر آنکہ ہنوز ہنود

حضرت یہ رائے کسی یادری کی ہوگی یا کسی کرسچن ہندو کی یا کسی شیخ جی کی ورنہ اور کسی ہندو یا آریہ کی یہ رائے نہیں ہے اسواسطے آپ تشفی نہ ہوئے اور مستقل ہو کر جواب سنئے۔ وید مقدس کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ پرماتما پاربرہم گیان سے پرکاشت ہوئے ہیں بذریعہ ان چار رکھیوں کے جگت میں ان کا اپدیش ہوا مگر وہ بھی ویدکے روسے کسی کے سفارشی یا تصنیف نہیں۔ آپکا کا ذاتی شک صرف متعصبانہ بکبک ہے اور سنسکرت سے ناواقفیت اس کی محرک ورنہ کسی آریہ فاضل کی یہ رائے نہیں ہے۔ تمام مہاتما لوگ مانتے ہیں کہ جن دنوں ہر ہر آدی رشیوں کا اور بیاس اور بششٹ آدی منیوں کا جنم بھی نہ ہوا تھا اس سے پہلے وید جگت میں موجود تھے اور سرشٹی کی آدی میں چاروں وید جیسے کہ اب ہیں صحیح وسالم موجود تھے۔ رشی منیوں کے الگ الگ درجہ میں ٹیکیں ہیں۔ یا آپ نشد و شاستر۔ نہ کہ وید مقدس۔ پس یہ آپکا بیان محض وہم و گمان ہے جو بسواس باطلہ ہونے سے کسی طرح قابل پرمان نہیں سو وید مقدس پرماتما کے گیان ہیں نہ کہ مصنفہ کسی انسان کے لطیفہ جب عرب میں محمد صاحب فوت ہو گئے تو خلافت کی بابت فساد برپا ہوا۔ اور گدی نشینی کا جھگڑا مچا۔ چند آدمی مجنوں بکواس کرنے لگے کہ تیری کیا صلاح ہے۔ محمد صاحب کی خلافت کس کو ملے ہنسکر جواب دیا کہ مولیٰ کو یہی حال ہمارے مرزا صاحب کا ہے خود ہی رائے دیکر اور آپ ہی اپنی رائے دیکر اور آپ ہی اپنی رائے کے نتیجہ بالمرتب مخیر ہوتے ہیں اور حجت اٹھاتے ہیں کہ اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پہ جدا جدا رشیوں کے نام لکھے پائے جاتے ہیں ما مرزا صاحب یہ آپکا صرف وہم اور سودا ہے جس کو آپ اودھیا سے بڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ رشی وید کے مصنف نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف اوقات میں شارح گزرے ہیں چنانچہ اس امر کو مہاتما یاسک منی کی بنائی نرکت میں کمال توضیح سے پہلے حل کیا گیا ہے اور اصل عبارت وہاں کی یہ ہے۔

ऋषयो मन्त्रदृष्टयः मन्त्रान्सम्प्रादुः یعنے شرح وید منتروں کی جس جس رشی کی زبانی کی گئی۔ اور سب سے پہلے جس نے عمدہ و یا کھیا کسی منتر کی یا چند منتروں کی کری۔ اور اس کے ارتھ کو پرکاشت کیا یا پڑھایا اسی یادداشت کے کارن اس منتر کی شرح کے وقت اور شارحوں نے اس رشی کا نام بھی کنارہ پر لکھ دیا۔ جو کوئی رشیوں کو منتروں کا کرتا یا مصنف بتلادے وہ سراپا جہالت و لغو یعنے جھوٹا ہے۔ وہ تو منتروں کے ارتھ پرکاشک ہیں یعنی شارحان وید۔ اصل پر چاروں ویدوں میں ان کے نام یاد کر نہیں ہیں اس واسطے یہ دعویٰ آپ کا بھی صرف

وہمی بالخارج الوجود ہے۔ کسی طرح قابلِ قدر نہیں ✤

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۰ اور اتھرون وید کی نسبت تو اکثر محقق بید اُس کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ ایک جعلی وید یا برہمن پستک ہے جو پیچھے سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور یہ رائے سچی بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ رگ وید میں جو سب ویدوں کا اصل اصول اور سب سے زیادہ معتبر خیال کیا جاتا ہے صرف رگ اور یجر اور سام وید کا ذکر ہے اور اتھرون وید کا نام تک درج نہیں۔ اگر وہ وید ہوتا تو اس کا بھی ساتھ ہی ذکر ہوتا۔ اور یجر وید کے ۳۱ ادھیائے میں صاف لکھا ہے کہ وید صرف تین ہیں۔ اور ایسا ہی آتم وید میں بھی ویدوں کا تین ہونا بیان کیا ہے ✤

جواب باصواب اے مرزا! آریہ ورت میں چار قسم کے پنڈت ہیں (۱) وہ آپ نام کے پنڈت جو سیچر کے رو زتیل جمع کر لوگوں کے دیوانے ولاتے ہیں اور وید مرزا ایز لئے ہیں۔ وہ جاہلوں کے آگے بے شک پنڈت ہیں مگر قاصد ا لئے لئے شوہ رو ر۔ سے بھی ای شوہ رہیں پس کسی طرح ان کی گفتار قابلِ اعتبار نہیں ✤

(۲) وہ برہمنوں کے بیٹے ہیں کیسے باپ دادا کسی وقت فاضل و عالم گذرے ہیں مگر خود قلب راقی اور دُنیا دار ہیں ملا مت سکا ی رہتے ہیں اور سنسکرت بالکل نہیں جانتے بیدار مشہوری کے سبب بڑے لوگ انہیں بھی پنڈت کہتے ہیں جو بلا سبب بھول والیاں بچا نہیں لوگوں میں سے جب کبھی کوئی طمع نفسانی سے کسی کے دام تزویر میں پھنس گیا تو جھٹ اُسے پنڈت کہکر اپنے دعوے کا گواہ بنا اثبات کرا جاتا اور ایسے لوگ اگرچہ گذشتہ زمانہ میں بہت گذرے ہیں مگر فی الحال بھی دنیا میں موجود ہیں اور بہ قطع نظر اور جگہوں کے یہاں مرزا صاحب کے گواہوں کی طرف اشارہ کرنے ہیں جو سنسکرت کے ایک حرف سے بھی جاہل محض اور مرزا صاحب انہیں پنڈت کے خطاب سے ملقب کہتے ہیں جنہیں مرزا صاحب ایمان محمدی اور الہام رب العالمین جبرئیلی مقدمہ میں اپنی شہادت کا گواہ امر واقعہ بلکہ کاتب الہام غلام احمدی قرار دیکر اپنی براہین الاحمدیہ میں مشتہر کر چکے ہیں۔ قادیان کا بچہ بچہ بلکہ تمام مسلمان بھی اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت نے لوگوں کو ایک دھوکھ عظیم میں پھنسانے کی واسطے ایک فریبانہ چال چلی ✤

(۳) وہ لوگ ہیں جو ودیا کی لیاقت تو رکھتے ہیں مگر شکم کُتے کی محبت سے خواجہ سگ پرست بنے ہوئے ہیں باوجود پنڈت ہونے کے مہاسو رکھوں کے کام کرتے ہیں جیسے اکبر بادشاہ کے وقت میں چند لالچی پنڈتوں نے اشرفی اور روپے کے لالچ اکبر سہسر نام اور الوپ نشد یا الہ سکت تصنیف کر کے بادشاہ کو اس جھوٹی پیغمبری کی مبارکباد دینی چاہی کہ تو خدا کا خلیفہ ہے۔ پیرزادگر ہمارے پیلے میں آیا ہے۔ اندھا سے تمہیں بتھے وہاں ساتھی بادشاہ اور خوشامدی وزیر بلا غور و تفکر ان پنڈتوں کو مالا مال کرنے دین الٰہی اکبر شاہی جاری کرنا شروع کیا چنانچہ مفصل ذکر اس کا قصص الہند و دبستان مذاہب میں درج ہے۔ کلمہ بنا کہ اللہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ✤ سلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر و جل جلالہ پکار استہ ہوئی۔ (دیکھو قصص ہند حصہ دوم)

(۴) وہ لوگ ہیں جو علم و محنت سے با کمال۔ راستی۔ اور حق بیانی میں بے مثال ہیں طمع و لالچ سے بیزار۔ بغض و حسد کینے بر لکار مجبوٹ سے متنفر اور حقیقت کے متقی ہیں۔ ست شاستروں میں انہیں پنڈت بتلایا ہے اور انہیں کی رائے کو قابل

پہچان اور معتبر ٹھہرایا ہے اور آریہ سماج بھی اُنہیں کو پنڈت تسلیم کرتا ہے نہ کسی اور کو جب نچہ ✤

ग्रात्मज्ञानं समारम्भस्तितिक्षा धर्मनित्यता ।
उमर्थो न प्रकर्षति स वै पण्डित उच्यते ॥

جسکو آتم گیان اتنی سے رہت ہو۔ سنتوکھ۔ دو کھ۔ سکھ۔ آتما۔ ابراس۔ یا۔ آپ۔ ... دھرم میں ایسی سنت۔ ... جس کے من کو اوم اور تم لوبھ یا ارتھ۔ ادر قات رشتے سنبندھی و ... میں پنڈت پھنسا سکیں وہی پنڈت کہاتا ہے

क्षिप्रं विजानाति चिरं शृणोति विज्ञाय चार्थं भजते न कामात्
नासंपृष्टो ह्युपयुङ्क्ते परार्थे तत्प्रज्ञानं प्रथमं पण्डितस्य ॥

جس کی بیرگیا منی بوجھی سے ارتھ کے انکول۔ اور جس کا عمرون۔ ... ہو جو کبھی اریا بخات سے رشتے۔ دھارمک پرشوں ہی مرجانا کا فیصلہ کرتا ہے وہی پنڈت سنگھیا کو پہلے درجہ کو پرایت ہو وستے ہیں ✤

پس اے مرزا صاحب شاستر وکت قاعدہ کے انوسار۔ ایمان اور دھرم کو پہچان کر خدا کو حاضر ناظر جان کر فرد تبلائیے تو سہی کہ یہ تحقیق پنڈت کون کا ایسا ماعنی بیان ہے۔ مرزا صاحب ! سچ شیر نالس دکر و شیر بیشا ر نگر ست۔ وہ آپ کے خالی پنڈت اور ہیں۔ اور شنیق وصوف میں حالات ... اور ہیں اب اصل جواب سنیئے ✤

وید بذاتہ واحد ہے چونکہ ایک پستک کے چار حصے ہیں۔ جیسے کہ تو ریت و زبور و صحیف انبیا کو تمام عیسائی اولڈ ٹسٹمنٹ یعنے پرانا عہد نامہ اور مسیح کی تمام انجیلوں کو نیا عہد نامہ یا صرف انجیل پکارتے ہیں حالانکہ وہ انا جیل اربعہ سے چار ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بعضے عیسائی نئے عہد نامہ اور پہلے عہد نامہ کو ایک ہی بائبل کے نام رکھتے ہیں۔ خود حضور نہیں جانتے کیا۔ اسی طرح بعضے پنڈت چاروں کو ایک وید کر کے پکارتے ہیں مگر ویاکرن کے وقت چار حصے شمار کرتے ہیں اسی باعث برہما کا نام مشہور اور اس کے چار منہ کا مذکور ہے۔ مگر چاروں ... لفظ وید کا ہے اس واسطے کسی عقلمند کو جائے اعتراض نہیں۔ اگر بجی ... لیا جاوے تو یہ کہنا روا ہے اور ہر ایک منصف مزاج کے نزدیک ... بعضے پنڈت چاروں کو دو کر کے جتلاتے ہیں۔ اور اسی سے پہلا اور ... یعنے کرم اور گیان نامزد فرماتے ہیں ✤

بعضے ان چاروں کو تین کر کے گنا رتے ہیں اور اسی سے کرم۔ اوپاسنا۔ گیان کی تشریح پکارتے ہیں۔ مگر اس میں کسی طرح کا ہرج مطلق نہیں ہے۔ اور نہ وید کے چار حصے ہونے میں جائے شک ✤

باقی تمام مہاتما و ودوان لوگ ان چاروں کو چار ہی بتلاتے ہیں۔ اور کرم اوپاسنا گیان و گیان کی حقیقی تقسیم کے قابل فعال کہلاتے ہیں اور یہی بات بالکل سچی اور سب سے زیادہ ٹھیک اور ویدک اصول کے مطابق ہے۔ مگر یہ تشریح بالا کسی ودوان کے نزدیک چاروں امور سے کوئی بھی متشکی نہیں۔ اور نہیں تسلیم ہے ✤

اتھرون وید جعلی نہیں ہے مگر آپ مجبور ہو کر جعلسازی کرنا چاہتے ہیں تاکہ کوئی جاہل ہندو کسی طرح متشکی ہو جاوے اور صداقت سے ہاتھ اٹھائے لیکن وہ زمانہ اب نہیں رہا گھبرائیے نہیں اور اس کے جواب میں فرقہ علویہ کے عقاید بلاحظہ

ورلیٹ تاکہ آپ کی تسلی ہو جاوے مت یجروید کے ۲۶ - ادھیاکا نام بھی آپنے چھ۔ ۲
سوشلوک دیا اور رکھتے ہوئے خدا کا خوف دل میں نہ آیا کہ جھوٹھ کی کیا سزا ہے
یجروید کے ۲۶ - ادھیائیں ۲ منتر ہیں اور کسی میں ان سے وید ول کی تعداد
۱۰ کر یہیں ہے سرو خدا جھوٹھ سے اجتناب کرو جدا کو حشر کے روز کیا جواب دوگے
ہاں یجروید کے ۳۱ - انواک ۷ سکت ا منتر ۷ میں ہر چہار وید کا بیان ہے جس سے
آپ کے تمام دعاوی کا صریحاً و توضیحاً بطلان ہے مگر سرم حکمتی مت کر تز و
در وغگو یا جیدنیے کو کبھی لالچ سے دھوکا دیا۔ باکہ علم غیب سے غلطی ہوئی - ورنہ آپ
ایسے اندھے تو نہیں تھے کہ خواہ مخواہ آب ندیدہ موزہ کشیدہ کے مصداق بنے۔

नम्मा घ ह्वा त्सर्वहुन ऋच- मामा नि ज ह्विरे छं
दा सि ज ह्निरेत स्मा द्य जुस्त स्मा द जाय
मं-१० अ-८ सू-१ मं ९

سرب بیاپک - ست جت آنند گیاں سروپ پرمیشور سے جو سب منشوں کے
یاننیوگ ہے رگوید شام وید - اتھرو وید اور یجروید پرکاشت ہوئے ہیں اور
یہ وید ہیک و باؤں سے یکت ہیں - سب منشوں کو اُچت ہے کہ ویدوں کو گرہن
کر کے اس کے مطابق عملدرآمد کریں - اور یہی بیان یجروید کے ۳۱ - ادھیائے
ساتویں منتر میں بھی ہے۔

ان ہر دو وید منتروں سے بخوبی واضح ہے کہ وید چار ہیں اور ابتدا سے
آج تک برابر چاروں پرگٹ ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں شتپتھ برہمن میں
بھی اس کی بابت صاف اندراج ہے جو کسی طرح کی تاویل کا محتاج نہیں۔

एव वा अरे स्पम हतो भूत स्प नि स्व सि तमेतमत
ऋ ग्वेदो य जुर्वेद सामवेदोऽथर्वा ङ्गिरसश्- १४-५

یاگولک رشی بیان کرتے ہیں کہ جو سرب بیاپک آکاش سے بھی بڑا پرمیشور
ہے - اسی سے ہی رگ وید - یجروید - سام اور اتھروید چاروں وید اُتپن ہوئے
ہیں اور کسی سے نہیں

کسی آرش گرنتھ میں تحریر نہیں ہے اور نہ معاذاللہ کوئی دکھلا سکتا ہے
کہ اتھروید جعلی وید یا براہمن گرنتھ ہے جنکو خدا نے آ... ہیں - اور
جیسے سینہ بدماغ میں کچھ راستی کا مادہ موجود ہے وہ بخوبی تصدیق کرینگے کہ وید مقدس چار
ہی ہیں کسی طرح کم و بیش نہیں اسیطرح منڈک اپنشد میں ویدوں کو عمدہ تشریح سے بیان کیا ہے
رشی مہاتما ویدوں کی ودیاؤں کی تقسیم کر کے بیان فرماتے

तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेद सामवेदोऽथर्ववेद। मु० ख० १ म० ५

ہیں کہ وید چار ہیں - رگ وید - یجروید - سام وید - اور اتھروید - اسی طرح دیکھو
تیتری اپنشد انوواک ۳ - اور برہدارنیک برہمن ۲ منترہ - اور مہا بھاش
ادھیا ۱ - پاد ۱ - انوواک ۱ -
قطع النظر ہمارے شاستروں کے تقسیم سے غیر مذاہب والے بھی ایسا ہی مانتے ہیں
(دیکھو غیاث اللغات ردیف ب)

۱۱ منوجی اپنی پستک ساتویں ادھیائے کے سیالیسویں شلوک میں تین وید ہی تسلیم کرتے ہیں۔

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸

جواب باصواب

منوسمرتی ایک راج نیت اصول سلطنت کی پستک ہے جہاں تک سیاست مدنی کی تحقیق اس زمانے میں ہو سکتی تھی اس میں درج کیا - اور در حقیقت موافق شرح تمام آریہ لوگ پہلے زمانے میں اور اب بھی اسی طرح عملدرآمد کرتے ہیں مگر آریوں کا یہ عقیدہ ہمیشہ سے رہا اور اب بھی اسی طرح ہے کہ جو پستک وید مقدس کے مخالف ہو - اُسے ادھرم پستک مانا گیا ہے - چنانچہ منو مہاراج خود بھی اس کی نسبتاً دھیائے ۱۲ سے ۹۵ شلوک میں فرماتے ہیں کہ جو گرنتھ وید کے برخلاف گنت رشیوں کے مانے ہیں سنسار کو دکھ ساگر میں ڈوبانے والے ہیں - اسی واسطے اس جگہ میں بے وید ہیں اور مت یعنی جھوٹے اندھکار یعنی ظلمت کی طرف لیجانے والے پر باد اس لوک اور پرلوک میں دکھ پہنچانے والے ہیں۔

جو ویدوں سے دور ہے یعنی غلط طرف لیجانے والی سمرتی اتپن ہوتی ہیں وہ غیر معقول اور نامکمل ہونے سے جلدی نشٹ ہو جاتی ہیں - انکا ماننا نشپھل جھوٹھا ہے - ویدوں کو ہی سب پرم دھرم جانیں۔

منوسمرتی میں چونکہ بہت حصہ متعلق راج نیت ہے اسواسطے اکثر منوجی کو تین ویدوں سے کام پڑا چوتھے وید سے اس کا تعلق بہت کم رہا کیونکہ راج نیت کا عموماً انشا تینوں میں ہے مگر چوتھے وید سے کسی جگہ انکار نہ کیا جہاں ضرورت پڑی وہاں اقرار کرنے سے کسی طرح گریز نہیں فرمایا - اور گریز کرنے کی وجہ کون سی تھی - علاوہ بریں جبتک کھلم کھلا انکار نہ ہو - عدم تسلیم کا اظہار سوائے کسی ضدی کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہاں یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ منو نے ہر مقام پہ بلا ضرورت اتھروید کا حوالہ نہیں دیا اب اصل شلوک تحریر کرتا ہوں۔

अग्निवायुरविभ्य स्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् दुदो
ह यज्ञ सिध्यर्थ मृग्यजुः सामलक्षणम् । म०

اگنی - وایو - آدت رکھیوں سے سرشٹی کی آدمیں برہما نے سلسلہ وار رگ -
یجر - سام ویدوں کو یگ کرم اور گیان کی سدھی کے لئے تحصیل کیا۔

श्रुतीरथर्वाङ्गिरसीः कुर्यादित्यविचारयन् वाक्शस्त्रं वै ब्राह्मणस्य तेन हन्यादरीन्द्विजः म० अ-११-श-३३

اتھروید جو انگرہ رکھی پر پرکاش ہوا ہے اُس کے منتروں کو آیت کال میں جبکہ
کوئی ظالم یا راجہ کسی فاضل کو تا وسعہ یا تکلیف دیکر لوٹنا چاہے تو اس کی
بیزار رضا سے رنج و تکلیف دور ہو کر اس کو راحت و سرور ہو گا کیونکہ برہمن
کا شستر صرف بانی ہے اور اسکا کام عبادت ربانی۔

واضعان قانون یعنے شاستروں کے جاننے والوں نے ظاہر کیا ہے
کہ وہ منتر جن کا حوالہ منوجی دیتے ہیں وہ اتھروید کے کانڈ ۷ - سوکت ۹۹ کے
۲ منتر ہیں

---

۱۰ غیاث اللغات ردیف ب بیدار مرکب است از بید و آر کلمہ نسبت است و بید بمعنی شعور و گیان ... بید اسم کتاب ہنود کہ برہما آں را کلام خدا گو ... در اصل یکے است منقسم بچہار دفتر و بہمیں سبب چہار بید گویند اول رگ بید بکسر رائے مہملہ و سکون کاف ملفوظ التلفظ ہا - دوم یجروید بفتح جیم اول و ضم جیم ثانی - سوم سام بید بکسر سین مہملہ و بعدہ یائے تحتانی - چہارم اتھربن بفتح الف و فتح تائے

بقیہ حاشیہ - ملفوظ التلفظ ہا و سکون رائے مہملہ و فتح موحدہ و سکون نون - در ہر بید اول از امر و نہی و وعد و وعید و سایہ احکام شریعت الثالث و در بید چہارم از اول و فریش تا آخر و ہر چہ در میان آنست - ایسے معترض کے وسواس صرف دھوکہ ہیں

اب اے ناظرین خود ہی غور فرمایئے کہ منوجی برخلاف انکار کے صریحاً اقراری ہیں کہ رگ وید اگنی رکھی ہے اور یجر وایو رکھی کے اور سام وید آدت رکھی کے اور اتھر وید انگرہ رکھی کے آتما میں پرکاش ہوئے اور وہی علم گیان ربانی ہے نہ کوئی اور۔ انہیں سے برہما وغیرہ تک پہنچے۔ اب کیا ثبوت کرنا ہمارے ذمہ باقی رہا اور منوسمرتی کے ۴۲ اشلوک کا معترض نے حوالہ دیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ دیکھو اصل شلوک یہ ہے

इइ ष्ट्वा विन याइ स्ये प्रा स वा ब नु रेव च कु बेरे स्व
धेनं स्व र्ब सा ला रा यं चैव काधिज: म०। अ०७ सू०४२

ترجمہ پرتھو اور منن نے وتنے یعنے عاجزی سے راج کو پایا۔ اور کوبیر نے دھن ایشیج کو اور گادھیجلے نے علمی فضیلت کو۔

اب اگر انسانیت اور غیرت کا مادہ کچھ بھی موجود ہے تو اس قدر صریح کذب بیانی سے عرق خجالت میں ڈوب جانا چاہئے لعنت اللہ علی الکاذبین کا آپکے حق میں قرآنی فتوے ہے۔

اے ناظرین ایسے واضح طور پر اثبات کے بعد کسی کے انکار کی سوائے جہالت اور ضدیت اور تعصب کے کوئی اور وجہ منکشف نہیں ہوتی اصل میں ان لوگوں نے بنا سوچے سمجھے جاہلوں کی خوشہ چینی کو اپنا ایمان جانا ہوا ہے گویا کہ خدا نے تمیز کا مادہ ہی انہیں نہیں رکھا۔ اور لقبل من پشاہ ہر دم ان کے وردِ زبان ہے۔ آنکھیں تو ہر چہرہ پر موجود ہیں۔ مگر اندھے منکر کا روائی کرنا اپنا اصول جانتے ہیں۔ اس بات کو ہر ایک دانا مان سکتا ہے کہ جس علم میں مہارت نہ ہو اس کی بابت رائے دینا بیجا ہے جب حضرت منوسمرتی جانتے ہی نہیں تو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کے نشتر ملنے پر میشور ایسے آدمیوں کو تعصب شیطان کے پنجہ سے چھوڑا کر راہ راست دلیوے اور گرداب نادانی سے نکالے۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۸۰ جلد ۲ حاشیہ نمبر ۵

اور بیدوں ۔۔۔ جو منو ۔۔۔

ستیارتھ کتاب تمہاری جانی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو جاہر جی کو اُن کے بزرگ استاد نے دی تھیں۔ چاروں وید کی نسبت ایسا جواب کہ بس فیصلہ ہی کر دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اتھروید ہی بید کے نا خوش نہیں بلکہ سارے ویدوں کا یہی حال ہے اور کوئی ان میں ایسا اہلِ جدل اور کجی سے خالی ہو۔

جواب باصواب

یہ سچ ہے کہ تعصب وخود غرضی آدمی کو اندھا کر دیتی ہے اور اسے باوجود دو کچھ نہیں سوجھتا وہی حال مصنف براہین کا ہے جہاں حوالہ دیتے ہیں غلط اور دروغ ہوتا ہے۔ انہیں کتاب بنانے اور جھوٹی شہرت حاصل کر روپیہ کمانے سے غرض ہے۔ نہ کہ اثبات حق سے۔ مسلمانوں میں ڈاڑھی ہلانے کے واسطے جوگ بشسٹ کا نام لکھ مارا۔ اور خیال کر لیا کہ بس اب ویدوں کی نعوذ اللہ تردید ہو گئی۔ مگر معترض کو یاد رہے کہ دعوے بے دلیل اسکو خود ہی ذلیل کریگا۔ ٹھیک کرن کچھ حوالہ دیا کا پتہ نہ اصل عبارت کا سراغ لکھے الہامی ہی الہام ہے کہ جوگ بشسٹ میں ہے حضرت جوگ بشسٹ میں نہیں ہے۔ آؤ اچھی پرکرن بیت کا جوگ بشسٹ ہمارے پاس موجود ہے آنکھیں کھول کر مطالعہ کرو۔ ورنہ کسی برہمن سے سن لو۔ پوچھو تو آپ کے دعوے کا کہیں بھی نشان نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف موجود ہے (دیکھو پرکرن دوسرا مومکش کے باب میں)۔

وہ جب تک تریا اوستھا میں نہ پہنچے رہتے کامل گیانی اور حق الیقین کا درجہ حاصل نہ ہو تب تک صحبت نیکوں اور خدمت استادوں اور بزرگوں سے کنارہ نہ کرے بلکہ لوا جی کرتا رہے اور بموجب شرتی وید اور سمرتی اور شاستروں کے ہمیشہ دھرم کر مست اور بان پرست اور سنیاس کے آداب سب بجا لاوے اور رسومات تہذیب اخلاق اور ترکیب منزلی اور سیاست مدنی ادا کرتا ہے اور جب اس مرتبہ کو پاوے پھر وہ اور فرشتوں سے اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے"

چوتھے استھت پرکرن میں بھی لکھا ہے "مسلے راجندر جس کو کمبکی اچھیا ہو وہ ویدوں کو پڑھے اور بموجب علم وید کے عمل کرے" "آزادی کے پانے اور مکت کے حاصل کرنے کو وید اور شاستر علم معقول ہیں"

اور چھٹے نربان پرکرن میں ہے "اگر آدمی کے سر پہ قیامت بھی پڑ جاوے تو بھی خلاف وید و شاستر و نصیحت استاد و عقل کے عمل نہ کرے"

اگرچہ جوگ بشسٹ خود چاروں ویدوں کو الہامی اور قابل عمل درآمد جانتا ہے مگر مسئلہ وحدت وجودی یعنے ہمہ اوست میں جو ویدوں کے مخالف ہے بہلوئے شنکر اور دھرم پتک نہیں جاتے۔ علاوہ اس کے وجوہات ذیل میں جو اسکے غیر مستند ہونے پر دلیل ہیں

اوّل تو تمام فاضل پنڈتوں اور مہاتما سادھوؤں کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب وشسٹ جی کے نام سے کسی اور نے بنایا ہے نہ اسکا مصنف بالمیک ہے اور بشسٹ بلکہ کسی اور کی تصنیف ہے۔ کیونکہ بالمیک کی نسبت یہ جو مخالف ہے وہ وشسٹ کی ان رائیوں سے جو راست گفتوں میں درج ہیں بھی اس کا درجہ ہے پس اس کا مصنف کوئی اور ہے نہ کہ بشسٹ اور بالمیک اس واسطے غیر معتبر ہے۔

دوم۔ شنکر اچارج کے وقت تک صرف بالمیک کی مصنفہ رامائن ہی تسلیم کی تھی۔ جوگ بشسٹ کا پتہ بھی نہیں تھا اس واسطے غیر معتبر ہے۔

سوم۔ اس میں اٹھارہ پورانوں کا حوالہ بھی موجود ہے جس سے عمدہ ثبوت ملتا ہے کہ پورانوں کے بعد کی تصنیف ہے جو آٹھ نو سو برس کا زمانہ ہے۔ اس لئے غیر معتبر ہے۔

چہارم اکثر فاضل پنڈتوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ شنکر آچارج کے بعد کی تصنیف ہے بلکہ اسکا مصنف اور پنچ دشی کا مصنف ایک ہی ہیں کیونکہ طرز بیان دونوں کا بہت ساملتا ہے اور وہ شنکر آچارج کے چیلوں میں سے ایک نو بید انتی تھا اسواسطے غیر معتبر ہے۔

ممبران آریہ سماج عموماً وخصوصاً مسئلہ وحدت وجودی کی تردید کرتے ہیں ہمارے ہاں یہ کتاب کبھی بھی پرمان نہیں ہوئی اور نہ ہے۔ مگر نہیں معلوم کہ خواہ مخواہ اعتراض کر کے معترض نے کیا فایدہ حاصل کیا۔ اگر اس سے ویدوں کی نندا بھی ظاہر ہوتی تو بھی وہ نقل اور کتابوں کے غیر معتبر ہے۔ پس اس سے ہمیں کسی طرح کا ضرر نہیں اور نہ اسکی نطالت یا اثبات سے آریہ سماج پر کسی طرح کا الزام لہذا اعتراض بالکل فضول ہے اور کسی طالب حق کو قبول نہیں۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۴۱

اب ان صاحبوں کو سوچنا چاہئے کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے سب سے زیادہ شایع ہوئی۔ بھلا کوئی بتلائے تو سہی کہ کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت الٰہی پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس پردہ زمین بستی ہے کہ جہاں

رگ اور یجر اور سام اور اتھروان نے تحمید الٰہی کا نقارہ بجا رکھا ہے۔ جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا [illegible] وہ تو یہی آتش پرستی شمس پرستی۔ بت پرستی یا دیگر انواع و اقسام کی مخلوق پرستی [illegible] لکھنے سے بھی کراہت آتی ہے ہندوستان کے [illegible] سے اس سرے تک [illegible] وہیں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آویں گے۔ کوئی [illegible] کا سوالی اور کوئی مورتیوں کے آگے ہاتھ جوڑے [illegible]

جواب باصواب وید مقدس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی اور تمام جہان کے علما سنتوں اور بزرگوں اور پیغمبروں نے یہاں سے توحید پائی۔ صداقت کی بنیاد وید ہیں اور گو ان کے سوا کہیں صداقت پہلے یہاں سے نکلی۔ [illegible] اپدیش کے [illegible] ہیں۔ اور کوئی جیسا کہ ہم مقابلہ وید و قرآن میں دکھلا چکے ہیں۔

جتنے [illegible] گئے ہیں وہ عدم تعلیم وید کا باعث ہے اور وید کے دروازہ بند کرنے کا سبب۔ اگرچہ یہی مسلمانوں سے ہند و شرک پرستی میں کسی طرح زیادہ نہیں ہیں۔ مگر ہمیں قرآن سے تعلیم ملتی ہے۔ نتیجہ قرآن کی توحید کا نظر آتا ہے وہ [illegible] ہے کہ محمد پرستی [illegible] میں عملی پرستی کہیں غوث الاعظم پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی پیر و مخلوق پرستی پھیل گئی۔ کوئی پیر پرستی کو ایمان جانتا ہے اور کوئی گور پرستی کو [illegible]۔ سخی سرور پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کعبہ پرستی کوہ پرستی تعزیہ پرستی۔ سنگ اسود پرستی۔ زمزم پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کتاب پرستی تقلید پرستی۔ دستار پرستی۔ [illegible] پرستی۔ بلکہ تابوت سکینہ پرستی۔ محراب پرستی۔ منبر پرستی۔ چاند پرستی۔ موسیٰ کی آتش پرستی۔ بیت المقدس پرستی۔ آدم پرستی خضر پرستی۔ ملائک پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ غرضیکہ لاکھوں طرح کی جہالت اور بطالت دنیا میں کہاں سے پھیلی کوئی محمدی نشان دے سکتا ہے کہ اس کا ظہور سوائے قرآن سے پہلے ان جہالت و بطالت کا دنیا میں کہیں رواج نہیں تھا۔ فی صدی پچاسی مسلمان اس بلا میں اسیر ہیں۔ مکہ سے لیکر ہندوستان کے اس سرے تک تمام مسلمان اسی پیر پرستی اور حسن پرستی اور حسین پرستی اور فاطمہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں اگرچہ عرصہ تک ویدک تعلیم کے نہ ہونے سے بہت خرابی پھیل گئی تھی مگر پھر بھی وہ قرآنی پیر پرستی اور مردہ پرستی سے کسی طرح بھی نہیں ہے۔

مرزا صاحب! پہلے اپنی چارپائی کے نیچے لاٹھی پھیر لو بعد ازاں کسی پر آہو گیری کرو۔ چھاج اگر بولے تو بولے مگر چھلنی [illegible] طرح بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ع

یا سخن برجستہ گو اے مرد ناداں یا خموش

اعتراض براہین الاحمدیہ کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۶ تک

قولہ اس جگہ ہمیں پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت و انجیل و قرآن شریف کی نسبت اپنے بعض رسالوں اور نیز وید بھاشیہ بھومکا میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور معاذ اللہ وید کو کھرا سونا اور باقی خدا کی ساری کتابوں کو کھوٹا سونا قرار دیا ہے۔

اقول۔ اگر مسلمان ہو اور ایمان محمدی کا کچھ نشان بھی سینہ میں رکھتے ہو تو کہیں بھی وید بھاشیہ بھومکا میں سے [illegible] کا نشان دکھلاتے اور اثبات کراتے۔ میں نے صفحہ [illegible] سے لیکر [illegible] تک دیکھا اعتراض کے خیال سے۔ پڑتال کی مگر یہ ادعا یعنی آپ کا [illegible] چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی واسطے لیے لفظ بعض

رسالوں کا بھی مددگاری میں لکھ مارا۔ اور خواہ مخواہ الہام کو الزام لگایا۔ خوف خدا دل میں نہ آیا۔ اور بقول سعدی تقلید پر ایمان لایا۔ جیسا کہ وہ سرا دو مومنان ایران اور برگزیدہ محمدیاں بوستاں میں فرماتا ہے ؎

بہ تقلید گمراہ شدم روز چند ۔ برہمن شدم در مقالات زند

توریت و انجیل کا آپ ٹھیکہ نہ لیجیئے اور نہ ان پر ایمان دیجئے۔ ان کے محافظ پادری و انگریز ہیں جو محمدیوں سے عقل و دانش میں تیز ہیں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے سوامی جی نے کبھی کسی عیسائی و محمدی پر وہ اعتراض نہیں کیا جو قرآن و انجیل میں نہ ہو۔ بلکہ عموماً ان کے اعتراض اس قسم کے ہوتے تھے جنکو سنکر عیسائی و محمدی یا تو ادیان باطلہ سے ہاتھ دھوتے تھے۔ ورنہ اگر تعصب کے سبب حق کے قبول کرنے سے ناچار تھے تو منہ پر مہر خموشی کے ضرور داغدار تھے۔ بڑے بڑے عیسوی محمدی مذہب کے دعویدار آئے مگر معقول تردید کے سبب تعصب کی بازی ہار آئے

پنجاب کے ایک نامور رئیس نے مجھے امرتسر کے ریلوے سفر میں باثنائے گفتگو فرمایا کہ "سوامی صاحب درحقیقت اعلیٰ درجہ کے پارسا و نیکوکار تھے۔ مجھے سوامی جی کے اپدیش سے تین فوائد ہوئے۔

اول تو مجھے یقین کامل ہوگیا کہ عدالت خداوندی کے آگے شفاعت صرف دھوکہ بازی ہے نہ وہاں کوئی شفیع اور نہ وکیل مجازی ہے اب میں صدق دل سے مانتا ہوں کہ سوائے اعمال نیک کے اور کسی طرح نجات کا ملنا محال ہے اور [illegible] کی دلیری دینے والی کوئی مثال نہیں۔

[illegible] روح کا انادی ہونا بھی انہیں کی کرپا سے میرے ذہن نشین ہوا اور میرا کامل [illegible] اگر روح کا انادی ہونا نہ مانا جاوے تو خدا پر ان کے پیدا کرنیکی احتیاج لازم [illegible] کو ان کا محتاج بناتی ہے اور پیدا کرنے سے اس کی تمام صفات کی [illegible] سے جاتی ہے اور نہ کوئی معقول وجہ پیدا کرنیکی ضرورت کو اثبات پہنچاتی [illegible] مولویوں سے سوال کر چکا ہوں کہ خدا نے روح کو کس چیز سے کب پیدا کیا۔ مگر آجتک کوئی جواب کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ اس واسطے [illegible] ہوگئی کہ وہ بات بالکل حق ہے اور جھوٹ کا اسمیں مطلق اثر نہیں۔

[illegible] مسئلہ تناسخ بھی جس پر پہلے ناواقفی کے سبب میرا اعتبار نہ تھا۔ سوامی جی کے [illegible] سے میرا کامل اعتقاد ہوگیا۔ بغیر تناسخ کے [illegible] کے الزاموں [illegible] سمجھتے ہیں۔ کسی طرح پرمیشور کی ذات شدھ اور پوتر اور پاک ہیں۔ اسی واسطے اُن کے ست اُپدیش سے اب میں ان وجوہات کامل مانتا ہوں کہ تناسخ یعنی پنر جنم ٹھیک ہے اور اس کے نہ ماننے والا خدا کو ظالم قرار دیتا ہے۔ قطع النظر اس کے گوشت خوری وغیرہ سے بھی طبیعت ایک گونہ بیزار ہوگئی ہے۔"

مرزا صاحب! جبکہ وید مقدس کیا بلحاظ تعلیم کیا بلحاظ توحید غرضیکہ ہر طرح لاثانی ہے تو اس کے کھرا سونا ہونے میں انکار کرنا نادانی ہے۔ ہمیں کسی خاص کتاب سے خصوصاً مخالفت نہیں ہے مگر جو کتابیں حق سے برکنار ہیں اُن سے ہم بھی بیزار ہیں۔

قولہ۔ پنڈت صاحب نہ عربی جانتے ہیں نہ فارسی نہ بجز سنسکرت کے کوئی اور بولی بلکہ اردو خوانی سے بالکل بے بہرہ و بے نصیب ہیں۔

اقول۔ مرزا صاحب نہ سنسکرت جانتے ہیں اور نہ پراکرت نہ گورمکھی جانتے نہ گجراتی۔ غرضیکہ سوائے فارسی کے کوئی اور بولی بلکہ ناگری حرفوں سے بھی حضرت

محروم مطلق اور بے بہرہ اور بالکل بے نصیب ہیں مگر سوامی صاحب سنسکرت کے بہت بڑے عالم و فاضل و آچاریہ تھے اور وید مقدس کے ماہر کامل ہیں کسی طرح عربی فارسی نہ جاننے سے ان پر الزام نہیں آسکتا۔

قولہٗ۔ اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے بھی رسوائی کراتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے پنڈت شور مچاتے ہیں جو ہمارے وید میں توحید کا نام و نشان نہیں اور ہمارے باپ دادا نے یہ سبق کبھی پڑھا بھی نہیں ہے اور وید نے ہمکو کسی جگہ بھی مخلوق پرستی سے منع نہیں کیا ہے۔

اقول۔ سوامی جی مہاراج کی جو وید مقدس کی تفسیریں ہیں انہوں نے تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور وید وکت توحید کا چرچا نئے سر سے عالمگیر کر دیا۔ وہ بالکل وید وکت لغات نگھنٹو و نروکت اور صرف نحو۔ اور برہمنوں کے مطابق ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک منصف مزاج بعد مطالعہ و غور کے حق و باطل کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے مگر حسود را چہ کنم کو زخود برنج درست۔ ہندوستان کے پنڈت جنہوں نے آپ کے یا آپکے ہمعصروں کے پاس شور مچایا ہے۔ میموریل ارسال فرمایا ہے وہ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کیوں منہ چھپاتے ہیں؟ اور میدان میں نہیں آتے۔ وہ پنڈت جو کہتے ہیں کہ وید میں توحید کا نام و نشان نہیں ہے وہ پنڈت نہیں ہیں۔ قرآن کے اندھے حافظ ہیں۔ یا کسی مشن یا محمدن سرکار کے ملازم ہونگے۔ اور جن کوئی سے جبراً اچاریا دم وید ہائے مقدس کو آنکھوں سے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ یا صرف دیا کرنی پنڈت ہونگے۔ یا محض ذات کے پنڈت اور ودیا سے محروم ہونگے۔ ورنہ کوئی وِدوان پنڈت وید وکت توحید اور گیان پرماتما سے منکر نہیں ہو سکتا۔ جن کے باپ دادانے ۱۰۰+۱۰۰=۲۰۰ سال سے توحید کا سبق نہیں پڑھا ہے پنڈت کون پکارتا ہے بلکہ برخلاف اس کے شودر کے لقب سے ملقب ہوئے یوگ ہے منوجی نے ایسے پنڈتوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔ منوسمرتی ادھیائے ۲ کے شلوک ۱۵۷ و ۱۶۸ کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے

यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः। यश्च
विप्रोऽनधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति॥ अ० २।१५७

جیسے کاٹھ کا ہاتھی چمڑے کا ہرن ویسے ہی اور پڑھا برہمن ہے۔ پس یہ تینوں نام ماتر ہی ہیں کام کچھ نہیں کر سکتے۔

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम्। स जी
वन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः॥
मनु० अ०२ श्लो० १६८

جو دوج وید کا پڑھنا چھوڑ کر اور پستکوں کی طرف محنت یا کوشش رکھتا ہے وہ مع لواحقوں کے جیتے جی شودر ہو جاتا ہے۔

وہ بے بنیاد خیالات نہیں ہیں بلکہ بے بنیاد عبارات کے گرانے والے ہیں اور توہمات اور فاسد خیالات کے مٹانے والے۔ جھوٹے نبیوں اور کاذب ولیوں کے وسوسات طبعزاد کو جو لوگ الہام ایزدی قرار دیتے ہیں وہی دین و دنیا میں اپنی سرایات کی رسوائی کراتے ہیں۔ صادقوں کی رسوائی کبھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کی تکلیف اٹھانے سے قوم کی بھلائی اور صداقت کی توقیر سوائی ہوتی ہے۔ آپ بیہودہ شور مچاتے ہیں۔ اور ناحق سے عداوت کرکے اپنی رسوائی کراتے۔ خدا لوگوں کو آپکے تمرد سے بچاوے اور آپ کو سیدھے مرتبہ پر لاوے۔

قولہٗ۔ اور ان صدہا دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک خدا بنا ناچاہتے ہیں تا وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آجائے۔

اقول۔ مرزا صاحب آپ خواہ مخواہ دخل در معقولات دینا پسند کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ صدہا دیوتے وید کے متفرق معبود نہیں ہیں۔ اور نہ ویدک دھرم والوں کا ان سے کچھ عابدانہ تعلق و مقصود ہے۔ بلکہ وید کا معبود حقیقی صرف ایک خدا کا پرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں۔ ہاں دیوتا لفظ کے معنے جاہل لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ دلیل اور تحقیق سے گر کر منشکی ہو کر راہ راست سے دور جا پڑتے۔ دیوتا دو یا مصدر سے بنا ہے اس کے پانچ ارتھ ہیں۔ اول کریڑا۔ دوسرا قبضہ کرنے کی خواہ۔ تیسرا بیوہار اندرونی و بیرونی۔ چوتھا فضیلت۔ پانچواں عمدگی۔ روشنی وغیرہ کے ہیں جن سے یہ کام ہوں یا جس میں یہ کاروائی ہو اس کو سنسکرت کی اصطلاح میں دیوتا پکارتے ہیں۔ مگر کوئی دیوتا مصنوعی ہماری اپاسنا کے لائق نہیں ہے۔ پس خلاصتاً دیوتا کے معنے ہوئے ودوان۔ بزرگ۔ فاضل۔ روشن یا پرکاش مان شے۔ ان تمام معنوں پر اگر کوئی مدعی ان ذرا بھی غور فرماوے اور حق کی قبولیت کی خواہش کو دل میں لاوے۔ تب آسے یقین کامل ہو جاوے کہ معترض کا سوال کس قدر حق سے دور ہے ویدک طور سے اپاسنا یا عبادت کیواسطے تمام دیوتاؤں کا مالک اور سب پرکاشک چیزوں کا پرکاشک ایک وشو دیو یعنے عالم کل پرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں اور یہی وید مقدس کا اعلیٰ منشا ہے ماتا پتا یعنی ماں باپ اور اچاریہ یعنے استاد وغیرہ بزرگوں کو بھی دیوتا کہتے ہیں چنانچہ اس میں اپنشد کا بیان ہے۔

मातृ देवो भव पितृ देवो भव आचार्य देवो भव
अतिथि देवो भव। तै० उप० १

خدا آپکو حق میں آنکھیں عطا کرے اور جہالت کی بیماری سے جو رگ و ریشہ میں موجود ہے شفا بخشے مرزا صاحب جی اگر خود وید ہائے مقدس سے تجلی عیاں ہے مجھے واسطے احتیاط بیاں ایک پرمان درج کرتا ہوں

यस्य त्रयस्त्रिंशद् देवा अङ्गे गात्रा विभेजिरे ता
न्वै त्रयस्त्रिंश देवानेके ब्रह्मविदो विदुः। अथ० १
४—२३—२६ ॥

یعنی تینتیس دیوتا ہیں وہ سب ہو یا رک ہیں۔ عبادت میں ان سے کچھ تعلق نہیں وہ صرف لینی بیہودی یا بہلائی کے کسی کام کے ہیں جس کو ان کی مفصل کیفیت دیکھنی ہو وہ وید بھاش بھومکا صفحہ ۶ سے لیکر ۷ تک مطالعہ کرے۔ اور ان میں سے کوئی اپاسنا کے یوگ ہے۔ ان سب کا مالک جو برہم ہے وہی سب کے اپاسنا یوگ ہے دوسرا کوئی نہیں وہی تنہا ایک مالک ہے۔

کٹھ اوپنشد کے ۵۔ ادھیائے کے ۱۵ شلوکوں میں اسی وید منتر کی تشریح ہے کہ وہ سورج۔ چندرماں۔ تارے۔ بجلی۔ اگنی یہ سب پرمیشور میں پرکاش نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان سب کا پرکاش کرنے والا ایک وہی ہے۔ کیونکہ تینتیس دیوتے جیسے مجموعی طور پر ہم کل جگت کہتے ہیں سب اسی کے پرکاش سے پرکاشمان ہو رہے ہیں۔ پس جاننے یوگ ہے کہ پرمیشور سے بھن کوئی پدارتھ جو منتر میں خود بخود پرکاش کرنے والا نہیں ہے۔ اس واسطے ایک پرمیشور ہی سب کا معبود ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ بلکہ منتر پتھ برہمن جو ویدوں کی بیاکھیا ہے اس میں اس کی بابت اور بھی بڑھکر بالتفصیل تشریح موجود ہے تاکہ کسی جاہل کو بھی کسی قسم کا شک نہ رہے

"سوا اسکے جو کہ چھوڑ کر کسی دیوتا کی اپاسنا کرتے ہیں وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہیں اور ان کی وہ عبادت بالکل وید کے برخلاف ہے۔ پس وہ انسان نہیں بلکہ دیوتوں کے گدھے ہیں۔ ان کی کلیاں دسوار ہے۔"

دو سو برس کی یہ بات ویدوں سے آپ ستاروں اور برہمن گروہوں سے خود صاف علانیہ کوئی سوروتیوں کی مخالفت تو تحقیق کر لی کہ یہ اعتراض ان پر ہمیشہ رہا ہے "اگر وید الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آوے" جناب اور وید کی الہامی ہونے میں فرق آیا تو حیرت کا گویا ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آفتاب جہالت سے گرد اوڑاتا پایا رہا ہے کے تعلیم غارت کرنے سے بند لگانا۔ بعینہٖ وہی بات ہے۔ ویدوں کے مقابلہ میں قرآن و انجیل کا لانا اور ان کے قدامتوں کو دلائل منطقیہ سے ثبوت کر سکنا بڑا کٹھا تھا

شمع ہے جبکہ پروانے کے سر پر موت آتی ہے ۔ بسوے شمع اسکو کھینچ کر الفت سے لاتی ہے
نہ اسکی بتی کو ہمیں ہی دل میں اکساتی ہے ۔ جنون کے جوش کو بھی مغز میں اسکے دوڑاتی ہے
نہ جانے کی ہوش رہتی جسم کی بھی سدھ بھلاتی ہے ۔ یہ روکو سکے تمیز سرمہ کردکھاتی ہے
سو ہیں بصیرت کی جو صدقت ہے ستا جان بھاتی ہے ۔ غرض کچھ ہو مقابل شمع کے آکر اڑاتی ہے
ادھر وہ آتشیں رو اور ادھر پروانہ نازک حال ۔ شہادت اسکی ہوتی اور عالم کو بہاتی ہے
پر پروانہ کی جنبش ہوا اس دم جلاتی ہے ۔ مگر کیا وہ ہوا اس شمع روشن کو بجھاتی ہے
حرارت خون پروانہ کی جو گرمی کھاتی ہے ۔ مقابل شمع کے تیل و تیرہ کیا بسا جاتی ہے
تن پروانہ ایک قطرہ خاکستر جو گرتی ہے ۔ بجھا سکے عوض میں شمع کے تحمل کو گرادی ہے
لپیٹ جسم پروانہ سے جو گرمی تحمل سے خیری ہو ۔ وہی بن کے اشک جسم کو اسکے جلاتی ہے
مقابل گیان کے گیا ہے پایا صادق ہے ۔ نہ کام آتا جہاد اور نے فصاحت کام آتی ہے
بجھ رہوں تھی بہاریں تیرے سو صدیوں تک ۔ ترقی سے تمہارے ظلم کی برکت کہاتی ہے
خدا کیلئے باز آؤ گر کچھ حق کے طالب ہو ۔ دگر یہ اب صداقت جھوٹھ سے کہ نیرا بھاگی
سراپا چشمہ وحدت مقیدہ ہے، وال حق ہے ۔ خداوانی کا نادی وح جس سے شناخت پاتی ہے
گیان اپنشدوں کا اور رہ ہنگت کا گوش و دیا کا ۔ وہ ہے اپدیش وید کا کہ جاجس سے جاتی ہے
تعصب چھوڑ کر انصاف سے میروں کو تم دیکھو
ہر اک منتر سے بس توحید کی تائید آتی ہے۔

مرزا صاحب اب قرآن کے الہامی ہونے میں فرق آتا ہے۔ اور بہت سے تعلیم یافتوں کے دلوں میں سے تعصب کا پردہ ہٹتا جاتا ہے ۵۰ فرقے پہلے موجود ہیں اور انکے علاوہ ان کے دسریہ د زمانیہ۔ آپ کو اسی واسطے اس چودھویں صدی میں رسول بننے کا دعویٰ آیا۔ اور رب المسلمین نے بھی عرش سے اس ابتری کو دیکھا پایا۔ بعوض کہ افسوس ہے وسلم اور ایرانی گئے اب قادیان کی باری آئی۔ اور الہام کی ڈاک جاری ہوتے تھی تاکہ قرآن کے الہامی ہونے میں کچھ فرق آجائے اور محمد صاحب کے شمشیری خزانہ کو غارت ہونے کی نوبت نہ آئے مگر کوشش بے فائدہ ہے وسمہ سرا بر دے کو رہ +

قولہ۔ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہیں آتا جس حالت میں کسی شخص کا کذب ثابت نہیں تو اسپر احکام کذب کے وارد کرنا۔ اور کاذب کاذب کرکے پکارنا حقیقت میں انہیں لوگوں کا کام ہے کہ جن کا دھرم اور پیشہ اور ہمگوان صرف دنیا کا لالچ یا جا بجا ننگ و ناموس یا قوم یا برادری ہے

اقول۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ بناوٹی منطق کہاں سے سیکھی ہے کیا کسی شخص کا ایک چال چلن ثابت نہ ہونے سے اسکی بدچلنی میں کسر رہ جاتی ہے اور صداقت

ری کر سکتی ہے جس طرح آفتاب وغیرہ کی روشنی نہ ہونے سے تاریکی موجود ہوتی ہے اور اندھیر ابھود۔ اسی طرح کے عدم ثبوت میں کذب کا ثبوت ہے کیا جس وقت ہم کہتے ہیں کہ فلاں آدمی سچا نہیں ہے تو سرا ایک آدمی تشخص نہیں جاتا کہ وہ جھوٹھا ضرور ہے۔ نہیں معلوم کہ صدق و کذب کے درمیان آپ کونسا درجہ مانا ہے جسے الہام کے رو سے اعراف گردانا۔ سوامی جی مہاراج نے کبھی کوئی دعویٰ ایسا نہیں کیا جس کا ثبوت یا دلیل طلب ہو بلکہ وہ تو سراسر ایک بات کو مخالفوں سے مسلم کرا کر اعتراض کیا کرتے تھے فرضی طور پر کسی کے ذمہ الزام نہ جڑتے تھے مگر نامعلوم لگا رکھا اگر شتہ راصلوٰۃ کہ کر اب چند آدمیوں کے اعمال نامہ بقت شہادت کے آپ کو بتلاتا ہے اور منصف بھی آپ ہی کو بناتا ہے خدا کرے کہ حق و باطل کی تمیز پاؤ اور جان عزیز کو تعصب میں ضائع کرنے سے بچاؤ +

(۱) جس نے شراب پی اور اپنی دختروں سے جماع کیا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟
(لوط؟ دیکھو پیدائش توریت باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک)

۲۔ جس نے بت پرستی کی۔ صدہا عورتوں سے زنا کیا۔ قتل کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟
(سلیمان؟ دیکھو سلاطین ۱ باب ۱۱)

۳۔ جس نے جھوٹھ بولا۔ بہن سے جماع کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟ ابراہیم؟ دیکھو پیدائش توریت باب ۲۰۔ آیت ۱ و ۲۔ و ۳۳ و ۱۲ باب ۱۲۔ آیت ۱۸ و ۱۹)

(۴)۔ جس نے قتل عام کرائے۔ زنا کرائے۔ بیگناہ بچے مروائے۔ باکرہ چھوکریوں سے زنا بالجبر جھوٹھ بولا۔ خدا کے الہام کی بیقدری کی۔ کیا وہ ایماندار ہے؟
(موسیٰ؟ دیکھو خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۶ سے ۳۱ تک۔ اور گنتی باب ۳۱۔ آیت ۱۴ سے ۱۸ تک و ۳۵ استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱۰ سے ۱۴ تک)

۵۔ جس نے ایک عورت خاوند والی سے زنا بالجبر کیا اور اس کے خاوند کو قتل کرایا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (داؤد۔ دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۲۶ تک اور قرآن سورۃ ص)

۶۔ جس نے خاص و عام کے واسطے چار عورتیں اور اپنے واسطے بے تعداد اور خصوصاً ۹۔ ۱۱۔ ۱۸ جابر بتلائیں۔ قتل و جہاد کرائے۔ گوشت خوری کی۔ بت پرستی کی۔ صدہا علمی کتابوں کو جلوایا۔ بے نکاح عورتوں سے جماع کئے اور اپنے اور لے پالک بیٹے کی جورو سے دل لگایا اور بے نکاح صحبت کی اور بہ سبب الزام بعوض اقراری ہونے کے خدا کے ذمہ لگائے کیا وہ مومن ہے؟ (محمد)
(دیکھو حاشیہ)

۷۔ جس نے بت پرستی کی اور کرائی۔ اور خدا کے نام پر الزام لگایا۔ جھوٹھ بولا۔ لوگوں کو دھوکا دیا قتل کرایا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ہارون؟ دیکھو خروج باب ۳۲۔ آیت ۱ سے ۶۔ اور ۲۲)

(۸) جو خدا کے بغیر کسی کو سجدہ نہ کرے۔ عالم اعلیٰ ہو۔ ایک خدا کو مانتا ہو۔ کیا وہ مومن نہیں؟ (شیطان؟ دیکھو قرآن)

اب اگر آپ میں کچھ بھی سعادت اور رشد کا مادہ موجود ہے تو بہر انصاف فانہ

۱ قرآن سورۃ احزاب (۳) قرآن سورۃ انفال ۳ قرآن سورۃ انعام ۴ قرآن سورہ محمد۔
۵ بوستان سعدی دیباچہ یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست کتب خانہ چند ملت بشست ۶ قرآن سورۃ احزاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰۸ ۷ قرآن سورۃ احزاب و تفسیر حسینی ۸ قرآن سورۃ ساروا حزاب وغیرہ

جواب سنئے۔ ورنہ اعتبار باقی ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اس بارہ میں ایک الہام ہوتا ہے ✽

فوائد اگر یہ حق کو قبول کریں اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دیویں۔ تو پھر ایک غریب درویش کی طرح سب کو چھوڑ چھاڑ دینِ الٰہی میں داخل ہونا پڑے۔ تو پھر پنڈت جی اور گورو جی اور سوامی جی ان کو کون کہے۔ پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو اور اگر ان کا غضب و غصہ نہ بھڑکے تو اور کس کا بھڑکے ✽

اقول مرزا صاحب کا عموماً عندیہ اس قسم کا ہے کہ انہیں اپنی اندھی چشم نورِ عین نظر آتی ہے اور دوسروں کی روشن آنکھیں نابینا دکھائی پڑتی ہیں۔ اور ایمانا یقین رکھتے ہیں کہ حرمال سب واسپ دیگراں حیوں خرسب۔ دینِ الٰہی کو اکبر شاہی یا غلام شاہی کے دھوکھے سے زینت دینا انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ہے۔ واصل کو فاصل لکھنا انسانیت سے دور فرض واجبی بلکہ تعلیمِ حقانی مخوفی آریہ انکو گو وہ نہیں مانتا۔ ہاں آریہ دھرم یا ویدک ہدایت کے پرچارک تھے اور سب دھرم کے سرکاسک۔ سوامی جی صرف سنیاسیوں کا خطاب ہے اور ایک واجبی آداب و القاب حق کی مخالفت کرنا اسلام کا فرض ہے نہ کہ آریوں کا سوامی جیو ایک غریب درویش تھے اور راستی پسند و صداقت کیش۔ آپ اسی واسطے تو مقابلہ سے منہ چھپاتے رہے۔ اور جہاں تک ہو سکا موقعہ کو ہاتھ سے گنواتے رہے۔ وہ گوبرادا آئے اور عرصہ تک بر اجمان رہے وہاں سماج قایم کی اور کئی مباحثہ کئے۔ ویاکھیان دیئے اور قادیان کے معزز ممبر انکی ملاقات کو گئے اور شکوک رفع کئے۔ مگر آپ خوابِ غفلت سے نہ جاگے جا در آ۔ کرایہ یکہ کا گوارا نہ کیا سوامی جی پھر امرتسر میں تشریف لائے اور آپ کو جواب بھجوائے کہ عدالت کے واسطے آئیے اور تسلی فرما جائیے۔ اگر حق سمجھئے تو ایمان لائیے ورنہ تسلی و شانتی کو کام ہے مگر تشریف ضرور لائیے۔ جواب کے پہنچتے ہی لرزہ جاری ہوا اور وسواس طاری۔ الہام فراموش ہوا۔ اور اسلام حلقہ بگوش۔ حالت مرگ نازل ہوئی اور نزع روح کی نوبت حایل قادیان سے باہر نہ نکلے۔ اور بارہ آنہ کرایہ کے خرچ نہ کئے۔ اور نہ مقابلہ کی جرأت ہشرم۔ حیا سے ہاتھ دھو حق سے منہ چھپائے رہتے۔ اور دوبلیں قادیان کے بیت المقدس میں تسبیح ریاء کہ باتیں بناتے رہے۔ اگر اسلام کو چھوڑ آریہ دھرم قبول کرتے اور بیجا طمع و رسالی اور ضدیتِ اسلامی سے کنارہ کر راستی کو دل میں دھرتے یا اگر عدم قبولِ حق کے سبب خدا سے ڈرتے تو ویدک دھرم کے قبول کرنے میں ایک غریب درویش (سوامی جی) کی طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایشر وکٹ دھرم میں داخل ہونا پڑتا اور زبانی الفانوں کے سوا صندوق میں روپیہ کہاں سے آتا۔ حضرت اندھوں میں کانا راجا ہوتا ہے مگر آنکھ والوں کے حضور بیقدر رہتا ہے۔ ویسے ہی آریوں کے نزدیک آپ کی فضیلت نہ چل سکی اور نہ الہام کے مناوٹی احکام چلتے اور خدا کے انادی الہام ویدوں پر ایمان لانا پڑتا۔ سنئے مقتدے کہاں سے تراش سکتے۔ آپ کو مرزا جی۔ مجدد جی۔ الہامی جی۔ مرشد جی۔ گوگا پیر اور دھونکلی پیروں کا جانشین۔ قادیان والا میاں **دسوندھی بیگ** وغیرہ کون مانتا ✽

پس اے **ناظرین** ان واقعات پر غور فرما کر بتاویں۔ کہ اگر ایسے لوگ ویدک دھرم کی راستی و صداقت کے پھیلانے میں مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر مرزا صاحب جیسوں کا غصہ و کرودھ نہ بھڑکے تو کس کا بھڑکے۔ اگر اس قدر مسلمانوں کو آریہ ہوتے دیکھ ایسے طامع لوگوں کی گھبراہٹ نہ بڑھے تو کس کی بڑھے۔ اگر انکے دل میں آگ نہ لگے تو کہاں لگے۔ اگر ان کے اوسان خطا نہ ہوں تو کس کے ہوں۔ اگر یہ لوگ ڈوبتی ناؤ اسلام کے بچانے میں ہاتھ پاؤں نہ ماریں۔ تو کون مارے۔ اگر یہ ملاں لوگ ایسے وقتوں میں الہام کے مدعی نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر یہ لوگ داؤ پیچ کھیل کر فاؤ مسی سے کاغذی روپیوں کا اشتہار نہ جاری کریں۔ تو اور کون کرے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ان کے دانت طمع میں پانی نہ بھرے۔ تو کس کے بھرے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام ہو تو کس پر ہو۔ اگر ایسے نازک موقعہ پر ان کے شکم میں چوہے نہ دوڑیں اور کھلبلی نہ ڈالیں تو کس کے ڈالیں۔ غرضیکہ لوگوں کے زیادہ آریہ ہو جانے سے جو کچھ نقصان ہے وہ انہیں کا ہے اور جتنا گھاٹا ہے وہ انکا ہے ۔ ؎

آریوں نے رزق اس کا لے مرزا آپکا — حق قدر نقصان ہے سارا ہی مرزا آپکا
داؤ جو سمجھا مکر کا ہار ہے مرزا آپکا — معجزہ کی کھل گئی قلعی ساری ان جلوں
اندر وں نامیا سرونیا ہار ہے مرزا آپکا — سکہ نامہ سے معجزہ بلبلیں ثابت ہو گئے
وہ کنواں نامہ ہوا کھاری ہے مرزا آپکا — آب زمزم بلکہ کہتے تھے جسے آبِ حیات

قولہ۔ ان کو تو اسلام کی عزت ماننے سے اپنی عزت پر حرف آتا ہے طرح طرح کے وجوہ معاش بند ہوتے ہیں تو پھر کیونکہ ایک اسلام کو منوں کر کے ہزار آفت خرید لیں یہی وجہ ہے کہ سچائی پر تعلیم کرنے کے لئے صدہا سامان موجود ہیں اسکو تو قبول نہیں کرتے۔ اور جن کتابوں کی تعلیم حرف حرف میں شرک کا سبق دیتی ہے اس پر ایمان لائے بیٹھے ہیں ✽

اقول۔ لعل سے کیسی باتیں کج فہمی تو کون سی اسلامی عزت جو پنڈت ماننے سے انکار تھا۔ کون سی اسلام میں خوبیوں کی جودار تھی جنسے وہ خریدار نہ تھے۔ اسلام میں خوبیاں! اسلام میں عزت کے آثار! ارے ہاں ارے قرآں پر بہار! ۔ ؎

تیغ در کف بیان اسلام است — قتلِ عالم نشانِ اسلام است
در رود و قبضہ نشانِ اسلام است — عزِ شیطان و تخیرِ ازبدوال
کلمۂ شرک جان اسلام است — با خدا مشترک محمد شد
ایں نجات و جنانِ اسلام است — دورِ مے وصل حور و غلماں ہم
دین با تحیر شان اسلام است — گشت ویراں زجورِ او عالم
سنت حامیان اسلام است — دخل در دین نہ علم و عقل حرام
سوختہ در زبانِ اسلام است — بس کتب خانۂ علوم لطیف
یادگار شہانِ اسلام است — قتل و غارت کری مزید بلاں
جو ہر ظالمان اسلام است — نصرتنا نبی بالسیف
ننگ پیغمبرانِ اسلام است — قادیانی زبعد ختم رسل
بے دلیل این بیان اسلام است — ہر کہ شک آورد شود کافر

مرزا صاحب! وہ کون سے وجوہ معاش ہیں جن کے بند ہو جانے کا انہیں فکر تھا۔ خدا کو حاضر ناظر جان اگر آپ بیان کریں تو ہم اسی سے آپکی راستی کا امتحان کریں۔ اور قرآں کے بطلان کو بعد اس کے عیاں کریں۔ ورنہ آپ کی گالی گلوچ سے ہم تسلی یاب نہیں ہوتے خواہ عمر بھر دیتے رہو۔ ہر بات کو دلیل سے بیان کرو اور حق پسندی کے ارادہ سے اول اپنے گھر میں آئینہ خیال دھرو۔ یعنی دلی ثبوت پھر منہ سے بولو۔ **اقول سعدی** کہ برہاں قوی باید و معنوی۔ نہ رگہائے گردن بحجت قوی۔ **وید مقدس** کی سنت ایسے الفاظ جزاک اللہ۔ اگر ایک جگہ بھی کوئی فاضل آدمی وید مقدس سے شرک کا ایک حرف بھی نکال کر ثبوت فرماوے۔ اور علانیہ بتلاوے تو ہم اسی وقت جو شرط کریں دینے کو تیار ہیں اور

اس شرک کی تعلیم کو ترک کرنے پر مستعد۔ مگر کوئی غیر مذہب والا اس معاملہ میں مقابلہ نہیں کرتا مقابلہ تو درکنار حرف اقرار زبان پر نہیں دھرتا۔ ہاں میری مراد اس جگہ مقابلہ کرنے والوں اور مستعد ہونے والوں سے سنسکرت کے فاضلوں سے ہے۔ نہ کہ عربی کے ملانوں اور انگریزی کے بابوؤں سے، تو اس حالت میں ہم ایسے وساوس کو دھیان کہ آپ کرتے ہیں سوائے زبانی بکواس کے اور کیا مانیں۔ اور کس طرح معتبر جانیں ہم قرآن شریف سے شرک و بت پرستی و آتش پرستی بحوالہ آیت قرآنی و ترجمہ مسلمہ کے عوض داسی کتابیں اکر دینگے۔ اول تو کوئی دنیا بھر کا مسلمان جواب ایسے ہیں برہان ساطع چاہئے نہ کہ صمصام قاطع۔

بعدازاں وید سے شرک بت پرستی نکالکر بتلادیں۔ اور مقابلہ کرادیں زبانی جمع خرچ دولتمندی نہیں ہے بلکہ فاقہ مستی گھر بیٹھے گالی گلوچ نکالنا جواب دینا نہیں ہے بلکہ تنگ دستی۔

دہنِ خویش بدشنام میالا صایب
کیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

قولہ۔ اگر ان مقدسوں کو کہ جنکی راستبازی پر ایک نہ دو بلکہ کروڑہا آدمی گواہی دیتے چلے آتے ہیں۔ بغیر ثبوت اس کے کہ کسی کے سامنے انہوں نے مسودہ افترا بنایا۔ اس منصوبے میں کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکروں یا دوستوں یا عورتوں سے بتلایا۔ یا کسی اور شخصوں نے مشورہ کرتے یا راز بتلاتے پکڑا یا آپ ہی موت کا سامنا دیکھ کر اپنے مفتری ہونے پر اقرار کر دیا۔ یوں ہی جھوٹی تہمت لگانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

اقول۔ مریدوں اور امت کی گواہی اگر اعتبار رکھتی ہے تو مرزا صاحب سب کے پو بارہ ہیں۔ چنانچہ مثل مشہور ہے۔ پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند اسی طرح ایک مرید یقین کرتا ہے پیر من خس است و یقین من اس بس است۔ اسی طرح مسلمان بھی یقین کرتے ہیں اور خورد سالی سے ہی مائیں بچوں کو تلقین دیں اگر زیادہ مریدوں والے کا راست بیان ہے تو دنیا میں بودھ سے بڑھکر کسی کا خاندان نہیں اور عیسائی اور ہندوؤں سے زیادہ کسی کا خاندان نہیں۔

تو نہ افترا پردازی و مسودہ بازی و مسودہ سازی آپکے بزرگوں کا اگرچہ بہت کچھ ہے مگر تھوڑا سا نمونہ از خروارے ذیل میں عیاں کرتا ہوں۔ غور فرمائیے

اول۔ ملازمت خدیجہ ایک مالدار عورت کی محمد صاحب کے واسطے حصول نبوت کا پہلا ذریعہ ہے۔ جوں ہی دور دراز ملکوں میں سفر کے واسطے جانا ہوا۔ نئی ہی ہوا لگی۔ نئی نئی باتیں سنی طبیعت نے گرم سرد زمانہ دیکھ کر اور ہی رنگ جمایا اور قدیمی بت پرستی میں چین نہ آیا (دیکھو قرآن ترجمہ عبد القادر دہلوی صفحہ ۶۲۳)

دوم۔ جب خدیجہ بڑھی لکھی عورت نے محمد صاحب کو جوان اور کماؤ ملازم پایا بیوہ تھی شادی کا دھیان آیا۔ اور اس سے نکاح بندھوایا۔ اور سب مال اس نے حوالہ کیا۔ (دیکھو قرآن صفحہ مذکور) (لائف محمد مطبوعہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۱-۱۲ انگریزی مقام کلکتہ)

تب دونوں کی رازداری اور غمگساری سے طبیعت کو تسکین ہوئی۔ دن رات کی صحبت سے تمام حالات گذشتہ انبیاؤں کے بر زبان یاد کئے۔ اور کچھ زیادہ تجربوں نے مختلف مذہب والوں سے فایدہ پہنچایا اور پیغمبری کی ہوا سر میں سمائی۔ اور رنڈ نوشتہ کے موافق نے عالم بالا کی سیر کھائی پہنچی استاد تند والا جبرئیل آ حاضر ہوا اور راستہ اونٹوں کی پرکرائی)

سوم۔ علیؓ نامی پہلوان کو جو حضرت کا چچا زاد بھائی تھا، نہ بادہ راز دار بنانے کی غرض سے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے نکاح کرا دامادی کے سلسلہ میں لایا۔ اور دو دو بڑا کبار لڑکیاں ورنہ عثمان نامی فصیح اور بلیغ آدمی کے حوالہ کر کے بھی تیسرا راز دار بنایا۔ اور ذو النورین کا خطاب دیکر ڈبل دامادی کے زنجیر میں پھنسایا۔ جس نے بپاس محبت مرگ تک اسلام کو عمدہ طور سے چلایا اور اسی طرح عمر اور ابوبکر سے یارانہ بنایا۔ اور کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسی داؤ سے ملایا۔ غرضیکہ پانچ پنچ مل کیجے کاج۔ ہارے جیتے آئے نہ لاج۔

چہارم۔ مکہ سے باہر ایک غار حرا تھی اس کو مصلحت گاہ قرار دیکر ہر رات کو پانچوں وہاں تشریف لے جانے اور مصلحت فرمانے۔ چنانچہ یہ سب حال (معارج النبوۃ و مدارج الفتوۃ مطبوعہ ۱۲۷۹ھ لکھنؤ ماہ نومبر ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۹ سے ۷۰ تک رکن دوم میں اور صفحہ ۹۸ سے ۱۰۰ تک اور اسی طرح رکن چہارم کے صفحہ ۳۵ سے ۴۱ تک اور صفحہ ۹۳ سے بخوبی واضح ہوتے ہیں۔ اور تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۶۳۔ اور یہی ذکر قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اور مدارج النبوۃ جلد دوم نولکشور صفحہ ۲۷۲ میں بھی مذکور ہے۔

ان دنوں میں جس شخص نے کوئی اعتراض اٹھایا۔ حضرت علی نے جھٹ ذو الفقار سے اس کا سر اتار گرایا۔ وہ حاجی مرحوم شہید کہاں سے آنکر افترا پردازی کا ثبوت دلویں۔ اس وقت کئی شخص افترا پردازی کا ثبوت دینے کو تیار ہوئے مگر وہاں تو سنتا کون۔ ایک سے ایک متعصب و رلنا وصد قیانہ کے پیرو۔ اور میں تیرا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ کے اقرار نامہ پر صدق دل سے دستخط کر چکے تھے۔ کئی سمجھیں دگوایان افترا پردازی کے واسطے احکام و انعام گرفتاری جاری کئے کہیں کہیں کھیل کتنوں نے پھر صلح ہوئی۔ مرزا صاحب ان دونوں پیغمبری کی نابالغی کا دور تھا۔ اور ہر طرف دم دلاسے کا مسودہ اور ہی طور تھا۔ غرضیکہ اسی مسودہ کا یہ مضمون ہے جس کے حرف حرف و لفظ لفظ سے صداقت و حق پسندی کا خون ہے۔

قولہ۔ انبیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ہی کامل راستبازی کو قوی حجت پیش کر کے دشمنوں کو بھی الزام دیا۔

اقول۔ ایسے اگر ہم نرسد خر غنیمت ست۔ انبیا اگر دسہی۔ اولیا ہی سہی رسول نہ سہی الہامی ہی سہی۔ کچھ ہو ہمیں تو تحقیق حق منظور ہے۔ آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیجئے اور کسی طرح صرف نہ سمجھئے انبیا تو آپ نہیں بلکہ آپ قادیانی پیغمبر ضرور ہیں۔ سب سے اول آپ اپنی بابت ثبوت دلوائیے اور نیک چال چلن اور خوش معاملگی کی تصدیق کرا لے۔ اگر نہیں ہے تو آپ مشتے نمونہ از خروارے سب انبیا کے مصداق ہیں اور حرکات لایعنی میں طاق ہم آپ کو ہی خاتم الانبیا جانیں گے۔ اور مہر نبوت آپ ہی کی پشت پر مانیں گے۔

بیا مرزا رہا کن شرمساری ٭ ز صاف و درد پیش آر آنچہ داری

براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۴ کے دیباچے کے اعتراضوں
کا جواب

مرزا صاحب اس جلد کے آغاز میں مسلمانوں کی نازک حالت اور انگریزی گورنمنٹ پر کچھ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قولہ۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ جس قدر ہمارے ہمسایوں آریوں کی نظر میں ایک اونٹ

حیوان گائے کی عزت اور توقیر ہے۔ اُن کے دلوں میں اپنی قوم اور اپنے بھائیوں اور اپنے دین کی مہمات کی بھی اس قدر عزت نہیں +

اقول۔ اس جگہ ہمیں شیخ سعدی کا قول یاد آیا جو اس نے گویا اسی موقعہ کے لئے بنایا ہے۔ ؎

گاوان خران باربردارِ بہ از آدمیان مردم آزار

دینی مہمات سے مراد مرزا صاحب کی صرف براہین الاحمدیہ کی امداد ہے۔ یہ کہ کچھ اور چنانچہ اس کی اصلی کیفیت ناظرین کو اس اشتہار کے مطالعے سے (جو از جانب مرزا غلام الدین صاحب کے شایع ہوا تھا) معلوم ہوویگی جو اسی کتاب کے آخر میں مندرج ہے۔

قولہ۔ محقق پنڈتوں کو خوب معلوم ہے کہ کسی وید میں گائے کا حرام ہونا نہیں پایا جاتا بلکہ رگ وید کے پہلے حصہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا گوشت عام طور پر بازاروں میں بکتا تھا۔ اور آریہ لوگ بخوشی خاطر اس کو کھاتے تھے +

اقول مرزا صاحب ہمیشہ راستی سے کنارہ کرتے اور جھوٹے الزام فریق ثانی پر دھرتے ہیں۔ تعصب اندرونی اُن کے تار پود سے ممود ہے۔ بیجا ضد جیسے اور درشت تابی ان کا اصلی مقصود۔ نہیں معلوم کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے اور کس واسطے لایعنی کو اس سے اپنی ہنسی کراتے ہیں۔ ایک شخص کا مقولہ ہے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد" وہ مرزا کے حق میں زیبا ہے اور ہمارے علی عا چنانچہ وہ خود آگے چل کر اسی جلد نمبر ۳ کے صفحہ ۲۳۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ کیا "رحم اور عفو کی تاکید بت پرستوں کی پستکوں میں کچھ کم ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بت پرستوں نے رحم کی تاکید کو اس کمال تک پہنچایا ہے کہ بس حد ہی کردی ان کے ایک شاستر کا اشلوک اس وقت ہمکو یاد آیا ہے جس پر تقریباً سارے ہندوؤں کا عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اہنسا پرمو دھرما۔ یعنے اس سے بڑا دھرم اور کوئی نہیں کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دی جاوے اسی اشلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہیں کرتے"

چونکہ سچ چھپانے سے نہیں چھپتا۔ اور کسی نہ کسی پہلو میں ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ خود متعصب حق کیش کی قلم سے بھی ٹھیک سچی بات تحریر ہوگئی۔ جس سے اس کی پہلی یاوہ گوئی کی خود ہی تردید ہے۔ بلکہ اس کے متعصب اور کاذب ہونے کا ثبوت مزید۔ سچ ہے اس بنت الحرامی کو حرام حلال کی تمیز نہیں اور اسکی طبیعت میں سوائے شکم پروری کے حرام و حلال اور کوئی چیز نہیں +

گر تجھے شرم کچھ ہے اے مرزا
شرمساری سے ڈوب کر مرجا
جھوٹھ کی سزا خدا نے تجھکو سزا
خود تیرے قول سے کیا رسوا
خود لکھی اپنے جھوٹھ کی تردید
اس سے رسوائی اور کیا ہے مزید
ایسے فرضی خدا سے سیکھ لیا
آپ منسوخ اپنا قول کیا
یہ جو بیہودہ بک رہا ہے تو
سگ دیوانہ بن گیا ہے تو
جسکا بدلا ہے جامہ انساں
پھر حیا شرم و عقل و ہوش کہاں
جس تناسخ سے سخت منکر تھا
دیکھ اب مبتلا خود اس میں ہوا
معنی اشتلے للعشم باعور
تجھکو دی ہے خدا نے ایسی کھوپر

ف سوفسطائی ابلیس کی ایک صفت دیکھو ... پادشاہ گریختہ ... پنہاں شد ... [illegible]

اب ہم خوک و خمر کی کیفیت سمجھاتے ہیں۔ اور ان کے حلال ہونے کی شہادت بتلاتے ہیں۔ خوک اگلے نبیوں کے دین میں حلال ہے۔ اور جو آریاں عیسٰے کا اسیر صدق دل سے اقبال انجیل کے رو سے بوسحاق فرماتے ہیں۔ اور حلال و طیب ٹھہراتے (دیکھو انجیل اعمال باب ۱۱۔ آیت ۴ سے ۹ تک، انجیل طیطس باب ۱۔ آیت ۱۵، انجیل رومیاں باب ۱۴۔ آیت ۱۴ کی شرح مطبوعہ سال ۱۸۹۰ء)

شتر جو بمنزلہ سور ہے (دیکھو توریت احبار باب ۱۱ ۴) اس کو تمام مومنین کھاتے ہیں۔ شراب کا پینا تمام گذشتہ نبیوں کے مذہب میں بے وسواس ہے۔ اور قرآن کے رو سے بھی منافع للناس حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسیٰ وغیرہ نبی شراب پیتے تھے۔ اور اسی کے سہارے جیتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۹۔ آیت ۲۱۔ اور باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک۔ اور یوحنا انجیل باب ۲۔ آیت ۱ سے ۱۱ تک۔ اور لوقا باب ۲۲ آیت ۲۔ اور قرآن سورۃ بقر و سورۃ نحل) آپ کے پیغمبر صاحب بھی جنت میں اس کے پیر مغان ہیں۔ اور ان کی بدولت تمام مومنان سرشار و سرگرداں (دیکھو قرآن میں ذکر شراباً طہوراً)

اب اصل جواب تحریر کرتا ہوں کہ نہیں معلوم وہ محقق پنڈت کون ہیں جن کو وید مقدس میں گائے کے مارنے کی ممانعت نہیں دکھائی پڑتی۔ آئیں اور اس منتر کو آنکھیں کھولکر اور اگر کم دکھائی دیتا ہو عینک لگاکر مطالعہ کریں +

अस्मन् गोपतौ स्यात वह्वीर्यजमानस्य पशून्पाहि ॥ यजु॰ अ॰ १ मं॰ १।

یہ منتر یجروید کے پہلے ادھیائے کا پہلا منتر ہے۔ پرماتما آگیا دیتا ہے "اے منش تو رکشا کرنے کی سدھی کے لئے سروا و پکار اور دھن کے سیوں والے ہو کر گائے وغیرہ مفید جانوروں کی حفاظت کو مقدم جانو جس سے تمہاری بل اور بدھی بڑھتی رہے"

یجروید کے شروع میں یہ صریح ہدایت موجود ہے تو پھر معترض کا دعوے سراپا مردود ہے۔ علاوہ بریں رگ وید کے پہلے ادھیائے میں اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ گائے کی نسبت کوئی منتر کہیں ہے۔ البتہ رگوید کے اشٹک ۱۔ ادھیائے ۶ ورگ ۹ کا بارھواں منتر ہے۔

तेह भद्रं रक्षस्विने नावधे नो पया उत। गवे च भद्रं धेनवे वीराय च श्रवस्यते ऽ ने हसो व ऊतय: सुऊतयो व ऊतय:।

ترجمہ۔ اے سرب سوامی درکشک، اشور آپ کلیان داتا ہیں۔ دشٹ آتما اور ہنسک جن (خونخوار آدمی) آپ کے نیائے سے ہمیشہ سزا کو پاتے ہیں اور پوترآتما اور دیاوان درمعل، لوگ ہی آنند اور شانتی یعنے راحت حقیقی کے مستحق ہیں ہمیں اپنی کرپا سے ہی شم دم (ریاضت و عبادت) یکت اندریوں (حواسوں)، اور گؤوں اور اشو ستان یعنے نیک اولاد اور اُتم دھن سے فیضیاب کر کے سدا دیا دھرم، آدی سرشٹ گنوں میں پیدا کیجئے آپ کے سوا کوئی رکشک نہیں ہے +

اس کے مطالعہ سے مرزا صاحب سہوات شیطانی کو دور فرمائیے اور اس قسم کی جلادانہ و ظالمانہ تحریر سے باز آکر جھوٹھ لکھنے سے شرمائیے۔ ورنہ ؎

سر انجام جاہل جہنم بود کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

قولہ۔ اور حال ہی میں ایک بڑے محقق یعنے آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب

بہادر ساتی کو یہ زیبنی ہے آریہ قوم میں ہندو ڈنکی مستند بیکوں کے روتے ایک کتاب مائی ہے جس کا نام تاریخ ہندوستان ہے۔ اس کے صفحہ ۷۹ میں منو کے مجموعہ کی نسبت مصاحت موصوف لکھتے ہیں کہ اس میں شرے تو ہا یہ دوں میں سل کا گوشت کھانے کی برہمنوں کو تاکید کی گئی ہے۔ یعنی اگر نہ کھاویں تو گنہگار ہوں ✦

اقول جو شخص علم سنسکرت سے ناواقف ہو وہ اگر سنسکرت کی کتابوں کی تواریخ سنائے تو کوئی انصاف پسند کبھی مان سکتا ہے کہ وہ صحیح ہوگی۔ اسی طرح معترض نے بھی کوئی عبارت منو سمرتی کی درج نہیں کی گو یہ صاحب بمبئی نے اگر لکھا ہے تو نا واقفیت زبان سنسکرت سے اس کا قول ہمارے واسطے آیت حدیث نہیں ہے۔ البتہ یہاں یہ بحریر کرتا ہوں کہ منو سمرتی میں اس معاملہ کی قطعی ممانعت ہے۔ جیسا کہ شلوک مانے ذیل سے واضح ہے

गोवधो ऽयाज्यसयाज्य पारदार्यात्म विक्रया ।
गुरुमातृपितृत्याग स्वाध्याया ग्न्योः सुतस्य च
उपपातक संयुक्तो गोघ्नो मासं यवान्पिबेत ।
कृतवापो वसेद्गोष्ठे चर्मणा तेन संवृतः ।
अनेन विधिना यस्तु गोघ्नो गामनुगच्छति ।
स गोहत्या कृतं पाप त्रिभिर्मासैर्व्यपोहति ॥
मनुस्मृति अध्या ११ श्लो ६० १०९ ११६

ترجمہ نمبر ۶۰۔ گائے کا مارنا۔ ناٹک کے یوگ سے یگ کروانا۔ پراستری گمن اپنے کو بیچنا۔ گورو ماتا پتا ستریوں کا چھوڑنا۔ شرتی کا نت نہ پڑھنا۔ یہ سب آپ پاتک ہیں یعنے گناہ ہیں ✦

ترجمہ۔ نمبر ۱۰۹۔ گائے مارنے والا گنہگار مہینہ بھر جو پیئے اور داڑھی مونچھ کے سب بال منڈا کر اسی گائے کا چرم اوڑھ کر گوشالہ میں تین مہینہ بھر رہے۔

ترجمہ نمبر ۱۱۶۔ جو گائے کا مارنے والا اس طرح دہی سے گائے کی سیوا اور انوسرن کرتا ہے وہ تین مہینہ میں گئو ہتیا کے پاپ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جب منو سمرتی میں معترض کے اس دعوے کا ذبانہ کا کہیں نشان نہیں ہے اور نہ شہادت نہ کوئی ثبوت کسی قسم کا وہ لکھتا ہے۔ بس اے ناظرین! ہمیں کہنا پڑتا

نہ یک انعالعیں کو نادانی اندیش کہ ہوگا چاہ کس را عار ورنہ ہیں

ان تمام اعتراضات لایعنے سے آپ جان سکتے ہیں کہ کس قدر اس الہامی کے سینہ میں بغض و جہالت و جھوٹھ نے جاگیر کر لی ہے۔ جس سے پرہیز کرنا اسے اعضا رئیسہ کی سطحی معلوم ہوتی ہے۔ مگر سوائے اس کے معترض سی سنائی باتوں اور تعصب محکمہ کو اگر کنارہ کر کے غور کرے تو بھی اسے واضح ہو جاویگا۔ کہ گاؤ کشی کیا بلحاظ صحت اور کیا بلحاظ گناہ اور کیا بنقصان ملک و تنزل نسل کے خیال سے ہر طرح بری ہی بری ہے دیکھو کتاب گئو رکھشا مصنفہ پنڈت جگت نارائن صاحب شرما ساکن بنارس۔ جس میں وید و قرآن اور انجیل و توریت و ڈاکٹروں اور حکیموں اور سنسکرت و فارسی کی اخلاقی کتابوں کے رو سے گاؤ کشی کے نقصان اور گئو رکھشا کے فوائد بتلائے گئے ہیں اور اسی طرح گو کرنا ندھی مصنفہ فاضل اجل سری سوامی دیانند جی مہاراج جس میں انہوں نے دلائل عمدہ سے اس کی شرتوں اور دلائل معقول سے اس کے مارنے کے نقصان نہایت عمدگی سے بتلائے

ہیں اور یہ دونوں کتابیں اس وقت تک نا مانی اور لاجواب ہیں اور ہر ایک آریہ سماج سے مل سکتی ہیں۔

قول۔ اور ایسی ایک اور کتاب منو دیوں میں ایک پنڈت صاحب نے ہم کلکتہ چھپوائی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا کھانا ہندوؤں کے نئے ودسی فرائض سے تھا۔

اقول۔ چونکہ معترض نے کتاب کا نام اور کاتب کا نام وغیرہ نہیں لکھا ہے اور نہ وہ مقام لکھا ہے جہاں سے ملی ہے اور نہ کوئی اور نشان۔ اس واسطے جواب حسنت سنگ آمد مناسب ہے یہ تعدیہ مالع ہے۔ ہم ذرا صاحب کو ما بکہادیتے ہیں کہ ان کے ایک سید صاحب فرماتے ہیں کہ عرب کے جنگل کا کالا سؤر حرام ہے ولایتی سفید سؤر حلال ہے خدا کی کشید عرب کے وحشیوں کے ساتھ کی بنی ہوئی شراب خراب ہے۔ رم و برانڈی حلال و طیب۔ اور اس کے پینے کی شرع میں ممانعت نہیں۔ آپ کا خواجہ صاحب لسان الغیب فرماتے ہیں ۔۔

ببیں ہلال محرم بخواہ ساغر راح	کہ ماہ امن و امان است سال صلح و صلاح
مبوس بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
نگو یمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن	سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا میباش
بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت	کنار آب رکناباد و گلگشت مصلیٰ را
آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائث خواند	اشہیٰ لنا واحلیٰ من قبلۃ العذارا

علاوہ براں آپکے ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی فرماتے ہیں ۔۔

نوروز و نوبہار مے و دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اسی طرح قصص الہند حصہ دوم بذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے صاف طور پر لکھا ہے کہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ "شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کر دے" وغیرہ۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں سے بھی ہمارے پاس بہت ثبوت موجود ہیں۔ مگر زیادہ ثبوت ہمیں اس وقت دینے کی ضرورت ہوگی جبکہ معترض بھی کسی مذہبی کتاب کی عبارت اصلی تحریر کریگا۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ سور اور شراب کے ثبوت ہماری اور مذہبی کتابوں سے نہیں دیئے۔ ہماری طرف سے یہ صاف جواب ہے کہ آپ نے کونسی دھرم پستک سے اثبات پہنچایا۔ القصہ اور ایک گمنام پنڈت کے مقابلہ میں ایک گمنام سید اور ظہیر الدین و اکبر بادشاہ اور حافظ اور انجیل و توریت گواہ کافی ہیں۔ اے ناظرین وید مقدس و شاستر متبرک کے رو سے گوشت خوری عموماً۔ اور گاؤ کشی خصوصاً ممنوع ہے جسکو کلام ہو بمباحثہ کرنے کو ہم موجود ہیں ✦

معجزات وکرامات والہامات وخوارق عادات

براہین الاحمدیہ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ سے ۲۷۸ تک

اور جلد چہارم صفحہ ۴۶۰ سے ۵۲۴ تک

معجزات وکرامات والہامات وخوارق عادات ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جن کے

✦ اور دیکھو متعصب پادریوں کی بدنامی کا علاج مصنفہ مصنف ہذا مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۶۶

نام سے نام ماہرین اعلیٰ و عام آگاہ ہو گئے اور بہتوں کی آنکھیں ان کی اصلیت و ماہیت کے دریافت کی منتظر ہو گئیں کہ یہ کہاں تک درست ہیں۔ واضح رہے کہ باوجودیکہ تمام تعلیم یافتہ ان کی حقیقت سے منکر ہیں۔ اور علانیہ ان باتوں کو مکر و فریب جانتے ہیں مگر بہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ محض چالبازیاں اور دھوکے بازیاں ہیں۔ لالچ ان کا وجود ہے اور خود غرضی انکا بانی۔ مگر بد قسمتی سے گروہ جو عدم تعلیم اور غیر تجربہ کے سبب جہالت و بے یکتا کے درجے سے گرا ہوا ہے۔ وہ برخلاف روز اول عالموں کے ہر ایک فرضی و اختراعی بات کو خواہ کس قدر دروغ بے فروغ ہو، نور ایمان جانتا۔ اور انکار کرنے کو کفر و شرک سمجھتا ہے۔ باوصف اس کے وہ اول درجے کا ضعیف الاعتقاد ہے اور دنیا میں کثرت سے آباد۔ دنیا کے پردہ میں ایسا کوئی ملک نہیں۔ جہاں ان کا بسیرا نہ ہو۔ تمام کیفیات کے محرک یہی لوگ کہلاتے ہیں۔ اور کوئی پیر بنیں اور شتے۔ مگر ایسے ہی مرید اور چیلے ہیں فیصدی ایک سو ان میں سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور خواہ کیسی ہی دور از قیاس بات ہو اس کو معتبر جانتے ہیں۔ میرے اقوال کی تصدیق مولانا دھونکل علیہ الرحمۃ فرماویں گے یا ننگا سے والے یہ خاتہ سے ہم شہادت لاویں گے۔ ساتھ ہی اس کے تمام دنیا کے حال پھیلانے والوں کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے ہیں اور کمیں گاہ میں خیال رکھتے ہیں۔ جہاں موقعہ ملے شکار کھیلنے دانہ پھینکنے دام بچھانے سے تساہل نہیں کرتے۔ بے وقوفوں کے بہکانے و پھسلانے کے واسطے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا عجیب و غریب سوانگ دکھا کر سادہ لوحوں کو لوٹنا۔ دم جھانسے دینا انکی زندگی کا بڑا بھاری مقصد ہوتا ہے۔ شروع میں ان لوگوں کے بڑے طویل طویل دعوے ہوتے اور نہایت شد و مد سے سرخیں لگاتے ہیں۔ کئی شاگرد اور دلال ہمیشہ بھی ان کے مددگار ہو کر ناواقفوں و سادہ لوحوں کو ٹٹولتے اور مرشد جی سے اپنا حصہ ٹھہرا کر ان کو عیش و عشرت کراتے اور خود بھی مزہ اڑاتے ہیں۔ مال مفت و دل بے رحم جان کر قصابوں کی طرح بکری کی جان پر ذرہ رحم نہیں فرماتے۔ ہم اس مقام پر چند معجزانی لوگوں کے حالات لکھنے ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ فریبیوں کا پول کھول کیا جائے۔

منقول از گیان پرکاش مصنفہ منشی گنیا لال صاحب الکھ دھاری صفحہ ۱۹۶ سال ۶۴

ہند کے مردم عجائب پرست ہیں تو کوئی معجزہ اور کرامات دکھا۔ تب تیری عظمت ان کے دل پر اثر کرے۔ اور تیرا قول انکو باور ہو جائے۔ سب چند نادان تیرے فضل و کمال پہ گواہی دیویں گے۔ عام تجھے سدھ جی پیر جی کہنے لگیں گے شراب کو دودھ بنانا اور پارہ سے چاندی اور تانبے سے سونا۔ اور بھوت اور چڑیل (جن اور دیوتی) کو جنتر منتر تعویذ و کلام سے اتارنا تو خوب جانتا ہے وہ عام کو بتا دے۔ اور دل کی منسا بتانے کی ترکیب اور اندھے کو آنکھیں اور بہرے کو قوت سماعت دینے کی ترکیب میرے مجرب لکھدے۔ نامہ نگار نے جواب دیا کہ میں اس قسم کی واہیات کا قائل نہیں ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ عوام ایسے دھوکہ بازوں کے فریب میں نہ آویں۔ پھر جو باتیں دغا بازوں کی میں جانتا ہوں اگر لکھوں تو دغا بازی کا ارادہ نہایں جلاؤں۔ لیکن آپ جو فرمائیں گے وہ رقم کروں گا۔

(۱) اس نے کہا کہ ایک شہر میں ایک بہت مشہور و معروف مہاپرش تھا۔ اور ہر قوم کی گمان میں بہ صفت موصوف تھا۔ علم غیب اگرچہ میسر سے تھا مگر یہ دس ہزار سال میسر اس علم سے نہانخانہ عدم میں موجود ہوا تھا جو طالب کسی چیز کا اس کے حضور میں حاضر ہوتا۔ بعینہ صورت کو دیکھ اس کے دل کی بات بتا دیتا تھا۔ بس وہ تن من اور دھن انکے قربان کرتا تھا۔ اور جو کچھ اس پر گذرتا تھا۔ ان مہاپرش کی زبان کی تاثیر سے تصور کرتا تھا۔ وہ کمال ان صاحب کمال کو اس دست غیب و چہل کاف سے حاصل ہوا تھا انہوں نے ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں آٹھ دروازے آٹھ کراماتوں کے لگا رکھے تھے۔

(۱) دروازے سے بیٹا ملتا تھا۔ (۲) دروازہ سے بیاہ ہوتا تھا
(۳) دروازے سے نوکری ملتی تھی (۴) دروازہ سے دولت ملتی تھی
(۵) دروازہ سے بیماری اچھی ہوتی تھی (۶) دروازے سے قید او مصیبت رہائی ہوتی تھی (۷) دروازے سے مہم مقدمہ یا اپیل وغیرہ فتح ہوتی تھی (۸) دروازے سے مفقود الخبر کی خبر ملتی تھی۔ اور حافظ تھے دروازہ پر ایک چیلہ حاضر رہتا تھا۔ جب کوئی طالب کسی چیز کا آتا تھا چیلا بحکمت عملی اس کے دل کی بات دریافت کرلیتا پھر اس کو کہدیتا کہ باواجی سے تو اپنا بھید نہ کہنا۔ باواجی خود تیرے من کی بات بتا دیں گے۔ اگر من کی بات بتا دیں تو تو جاننا کہ تیرا کاج سدھ ہو گیا۔ وہ الغرض جو ماً چیلے کی ہمراہ اس مکان میں جاتا چیلہ اسکو اس دروازے سے لیجاتا۔ جو جس مراد کے واسطے مقرر کر لیا تھا۔ باواجی فوراً پکارنے لگتے کہ تو بیٹا چاہتا ہے یا مفقود الخبر کا حال دریافت کرتا ہے۔ وہ کوتاہ عقل ان کو عالم الغیب تصور کر کے جو کچھ اپنے پاس نقد و جنس رکھتا ہے نذر کرتا ہے۔ ہونے کو جو اس کی قسمت میں ہوتا۔ وہی ہوتا۔ غرضیکہ ایسے ہزاروں روپیہ ان حضرت نے کمائے۔ اور آخر لوٹ لاٹ کر رفوچکر ہوئے۔ (۲) ایک صاحب کمال چار یار ہمراہ لے دوسرے ولایت میں گئے۔ وہ سرجی ایک مسجد میں لے سر واہن کے بیٹھے رہے۔ ایک چیلے نے اندھے کا سوانگ بھرا۔ اور شہر کے ایک طرف میں رہا۔ دوسرے چیلے نے بہرہ کا سوانگ بنایا۔ اور دوسری سمت میں رہا۔ تیسرا لنگڑا بنا۔ چوتھا یاروں کو کھانے پینے کا سامان بیگانہ وار پہنچاتا گیا۔ ایک برس تک اس آئین سے عمل کیا کہ اس نقل کو اصل پر فوقیت دیا۔ اور ہر ایک رئیس شہر نے فقیر کو پیرزادہ اور لنگڑے کو لنگڑا۔ اور اندھے کو اندھا۔ اور بہرے کو بہرہ یقین کر لیا۔ ایک روز فقیر صاحب واسطے زیارت کسی غازی مرد کے جاتے تھے۔ لنگڑے نے حضرت کا پاؤں پکڑ لیا۔ اور کہا کہ مجھے شب کو خواب ہوا کہ تم میرے لنگ کو دور کرو گے۔ بس مجھ پر رحم کرو اور دعا کرو کہ مجھے صحت ہو۔ شاہ صاحب بہت خفا ہوئے۔ او رمفت کو بیکھنے لگے اور صاحبی جتانے لگے۔ لنگڑے نے ایک پاس بہ خیال نکیا۔ اور ان کے پاؤں کو نہ چھوڑا فقیر صاحب نے خفا ہو کر لات ماری۔ اور کہا کہ خدا کرے تیری دوسری ٹانگ بھی ٹوٹے بمجرد لات کے لگنے کے وہ لنگڑا بندر کی مانند کودنے لگا۔ یہ معجزہ صاحب کمال کا جب بازاریوں نے دیکھا ہر ایک شخص پر پیرزادہ ہو گیا۔ اس ہی تک تو مسجد تک پہنچتے پہنچتے ہزار ہا روپیوں کی نذر چڑھے۔ شاہ صاحب نے لا پرواہی سے اس ہی لنگڑے کو دلا دیئے۔ چند روز میں تمام شہر میں غل ہو گیا کہ آسمان سے فرشتہ اتر آیا ہے یہ خبر سن اندھا اور بہرہ بھی آیا۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور فقیر صاحب کا کمال زیادہ ہوا۔ پھر سب لطف جمع ہو گئے۔ اور ہزاروں مرید بھی ہوئے اور لاکھوں روپے کمائے جب خاطر خواہ آسودہ ہو گئے۔ ایک شب بے اطلاع چلدیئے۔

(۳) اسی طرح ایک فقیر جو کچھ کسی سے نقد پاتا تھا۔ اس کو گلا چاندی کا کوئی وزن بنا محتاجوں کو دیتا تھا۔ چند دنوں میں مشہور ہوگیا۔ کہ یہ کیمیا ساز ہے۔ ہر ایک اسکی خاطر اور عزت کرنے لگا +

لے گھنیا لال جب تک ایسے باکمال آدمی پیدا نہ کرے صاحب کمال کیونکر ہو۔ کہ بیٹے جواب دیا۔ کہ جب تک ایسی حکائتوں سے آدمی واقف نہ ہووے۔ بدذاتوں کے فریب سے امن نہیں رہتا +

(۴) ضلع راولپنڈی میں ایک حافظ صاحب کراماتی مشہور ہوئے اور قریب و دور سے پانچ چار چیلے بھی اکٹھے ہوگئے۔ وظائف قرآن ورد زبان۔ اور رومال سے منہ ڈھانک رکھتے تھے۔ دعوے یہ تھا کہ جو جتنے روپے خدا کے نام کے دیوے۔ بعد ایک میعاد مقرر کے اس سے دو چند لیوے۔ صدہا پڑھے لکھے سید و مسلمان ڈپٹی تحصیلدار وغیرہ تک اس پر ایمان لائے۔ بہت سے لوگ فائز المرام بھی ہوگئے۔ اور دوگنے چار گنے روپیہ تک لیئے۔ اور عرصہ تک اس کا دور دورہ رہا۔ خزانچی سررشتہ دار وغیرہ بھی ملازم ہوگئے۔ ہزاروں کا خزانہ جمع رہنے لگا۔ آخر الامر گورنمنٹ نے تحقیقات شروع کی تو تمام راز فاش ہوگیا۔ اور ثابت ہوا کہ ھذا جعل المستہم ہے۔ ایک لاکھ کے قریب یا کچھ زیادہ لوگوں کے روپے اس کے ذمہ نکلے۔ آخر الامر چند سال قید کا سزایاب ہوا۔ اور کوئی وظیفہ یا کلام بچا نہ کرسکی۔ مسل اس کی محافظخانہ راولپنڈی میں موجود ہے۔ اور ایک عالم پر ظاہر و مشہور ہے۔ بلکہ ابتک بہت سے امی لوگ اس کے مرید ہیں اور اسکی تیغ معجزہ کے شہید۔

(۵) یہ واقعہ میرے لائق آریہ برادر لالہ ھیرا نند صاحب ڈاکٹر شفاخانہ ڈسکہ کا چشم دید ہے۔ اور گذشتہ کراماتوں کی شہادت مزید۔ کہ ایک سید کراماتی دعوے سے اُن کے پاس آیا۔ اور اثنائے گفتگو میں اظہار فرمایا۔ کہ اسلامی دین کی برکات و محمدی مذہب کی تجلیات اس حد تک ہیں کہ باوجود گذر جانے تیرہ سو سال کے اب بھی ان کے نام مبارک کی تاثیرات تیز ہیں۔ اور خاص بنفس جو کہ صدق دل سے نماز و تلاوت قرآن میں سرگردان رہتے ہیں۔ اُن خاص کرامات کا ظہور و حلول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر کچھ صدقاً موجود ہو تو بتلاویں ورنہ لاف زنی نہ فرماویں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں جو ایک احقر بندہ رب العالمین ہوں۔ بطفیل و برکت مولانا و سیدنا پیغمبر صاحب کے مجھ پر بہت سی برکات کا ظہور ہے از انجملہ ایک میں اب بھی بتلا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات کسی قسم کی کسی زبان میں آپ اندر پوشیدہ جا کر اس مقدس قلم سے جس پر کلام کندہ ہے تحریر کریں اور وہ کاغذ بھی آپ اپنے پاس رکھیں۔ میں ہو بہو وہی بات بتلا دونگا۔ مگر کچھ عرصہ مجھے اکیلا بیٹھنا پڑیگا۔ تمام حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ تو علانیہ کرامات ہے۔ آخر الامر سب نے دیکھنے پر اصرار کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید صاحب کی کتاب کی جلد پر رکھ کر ایک کاغذ پر ان کی قلم سے پوشیدہ جا کر کچھ حرف لکھے اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔ سید صاحب نے حسب کنارہ بیٹھ کر سوچ کر بعد درود و وظائف کے فرمایا۔ کہ کرپھنا آپنے نام تحریر کیا تھا۔ جب اصل کھولا گیا تو وہی نام تھا۔ سب حیران ہوئے۔ کہ مولوی صاحب نے معجزہ دکھلایا۔ مگر دانا دل کے آگے فریب چلنا دشوار ہے۔ یار تہ بالا گئے بیکیل چیز ہوئی ہے۔ آخر الامر سوچتے سوچتے معلوم کیا۔ کہ اس جلد کے اندر ایک طرف ایک کاغذ سیاہ موجود ہے۔ جون ہی کوئی جلد کے باہر کی طرف سے کسی

کاغذ پر کسی زبان میں کوئی حرف تحریر کرتا ہے اُس کا زور اُس سیاہ کاغذ پر پڑتا ہے۔ اس کے روبرو ایک کاغذ سفید ہے اس کی حرکت و زور کے مطابق اس سیاہ کا نشان اس سفید کاغذ پر بیٹھ جاتا ہے۔ جب کنارہ میں لیجا کر دیکھتے ہیں تو اس سفید کو نکال کر یہ فریب کرتے ہیں۔ جب سید صاحب کو اس حال سے آگاہ کیا گیا کہ یہ تمہارا فریب ہے جس کو تم کرامات جتلاتے ہو۔ تب وہ خود بھی اقبالی ہوئے اور بمشت سماجت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ یہ بات ڈاکخانوں کے رسید بک کے کاغذ سے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ زیادہ تشریح کی حاجت نہیں +

اب مرزا غلام احمد کے الہاموں کی تردید کرتا ہوں

اور ان کو پوست کندہ کرکے ناظرین کے روبرو دھرتا ہوں۔ اور قرآن سے محمد صاحب کا معجزات دکھلانے سے انکار بھی اس کے ذیل میں ہوگا۔ تاکہ اس قادیانی رسول کی ماہیت ظاہر ہووے +

اول۔ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مسمی جان محمد کشمیری جو مرزا صاحب کی مسجد کا امام ہے اس کا لڑکا جس کی عمر اس وقت قریباً پانچسال ہوگی عارضہ بخار سے بیمار ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے مرض اس قدر بڑھ گئی کہ بخار کے ساتھ ہی اسہال آنے شروع ہوگئے۔ اور لڑکے کا خورد و نوش بالکل بند ہوگیا۔ اور ایسا کمزور نحیف اور ضعیف البدن ہوگیا کہ استخوان ہی استخوان معلوم ہوتے تھے۔ غرض ایک روز لڑکا عین نزع کی حالت میں تھا اور اس وقت اُس کی حالت کو دیکھ کر مجہول سے مجہول بھی یہی کہتا تھا کہ لڑکا کوئی دم کا مہمان ہے۔ غرض اس اضطرابی اور بیقراری کی حالت میں جان محمد مذکور مرزا صاحب کی خدمت میں گئے اور مرزا صاحب اس لڑکے کو دیکھ بھی چکے تھے۔ خیر امام صاحب نے کل احوال عرض کیا اور کہا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس لڑکے کے لئے دعا کیجئے۔ . . . . مرزا صاحب کو اس لڑکے کی طرف پہلے ہی خیال تھا۔ کیونکہ ان کی مسجد کا امام زادہ تھا۔ فرمایا کہ جان محمد آپ کے آنے سے اول ہی مجھ کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس لڑکے کے لئے قبر کھودو۔ مرزا صاحب کے منہ سے یہ کلمہ نکلنا تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہوگئے۔ اور سان خطا کیوں نہ ہوتے اور ہاتھ کے طوطے کیوں نہ اوڑتے۔ کیونکہ اس کا یہی ایک بیٹا تھا وہ بھی پچھلی عمر کا۔ غرض امام صاحب اسی یاس اور مایوسی کی صورت میں جو اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو الہام کا اثر برعکس ظہور میں آیا۔ اور جادو نے الٹا شعبدہ دکھایا۔ یعنے لڑکے کے آثار صحت دیکھے مرزا صاحب کا الہام فرمانا ہی تھا کہ خداوند کریم کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ لڑکے کو دمبدم آرام ہونا شروع ہوا۔ اور ایک ہی ہفتہ میں لڑکا تندرست ہوگیا۔ اب مرزا صاحب اپنی دروغ بیانی و کذب لسانی و غلطی الہام کی یہ تاویل فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا الہام تو ہرگز غلط نہیں ضرور کسی نہ کسی وقت پورا ہو جاویگا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی وقت بلکہ عنقریب ہی آپ کے واسطے قبر کھودیگے۔ انالے جذرکن زکذب صریح + کہ بیش خرد سبت فعل قبیح +

دوم۔ واقعہ ۲۔ دسمبر ۱۸۸۵ء کو مرزا غلام احمد نے مسمی بشنداس ساکن قادیان کو بلا کر کہا کہ مجھے تمہاری نسبت الہام ہوا ہے۔ جبکہ میں انبالہ کے سفر میں تھا، کہ تو لڑکے پڑھاتا ہے۔ اور نام تیرا عزیز الدین ہے نتیجہ یہ ہے کہ تو ایک سال تک مسلمان ہو جاویگا۔ ورنہ مر جاویگا۔ بشنداس نے پوچھا کہ اگر

نکذ مہ ابعض احمدیہ نطبقا

ہوا۔ بات ہو ہونی ہے تو میرا کیا جا رہا ہے۔ مگر میں آپ سے صلاح پوچھتا ہوں کہ میرا مرنا اچھا ہے یا مسلمان ہونا۔ مرزا صاحب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ مسلمان ہونا۔ پھر شنا اس نے ایک دو روز بعد دریافت کیا تو کہا کہ مجھے خواب آئی تھی الہام نہ تھا۔ مگر میری خواب بھی الہام ہوتی ہے۔ اور اکثر الہام خوابوں میں ہوتا ہے۔ اور خواب نامہ بھی نکال کر دکھلایا۔ نتیجہ اس خواب کا لکھا تھا کہ زود مسلمان شود۔ تم اپنا سبد دست کرو میری خواب ضرور سچی ہوگی۔ اگرچہ وہ شنداس سادہ لوح تھا نہایت گھبرایا۔ مگر اس تاریخ نامہ نگار کا سا بھی وہاں صاحب اس کو کامل طور پر سمجھا یا گیا۔ کہ یہ حرف فریب بازی اور چالاکی ہے۔ اور آریہ سماج کے اصول اس کو سمجھائے۔ جس کو وہ سمجھ کر ممبر آریہ سماج ہوگیا۔ اس مبارک سوسائٹی کی برکت سے تمام کمزوریاں اُس کے دل کی دور ہوگئیں۔ تب وہ علانیہ طور پر مرزا غلام احمدؐ سے مقابلہ کرنے لگا۔ پھر مرزا صاحب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اور وہ سونے کا مرغ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ چونکہ اب عرصہ ایک سال کا گذر گیا ہے۔ اور وہ بات بالکل واہیات اور مرحوفات سے بھی کمتر ثابت ہوئی جھوٹے کی بیتابی پر سیاہی کا داغ قایم رہا اور تا قیامت قایم رہیگا۔ انہیں دنوں میں مرزا صاحب کے کئی مجاوروں اور صد ہا خوردوں یا مریدوں نے تمام خط بھی بنام شنداس بطور خیر خواہی کے ارسال کیئے اور وہ تمام خطوط شنداس نے نامہ نگار کے پاس بھیج دیئے افسوس کہ مرزا صاحب دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے اور باتہاتہ چالاکیوں سے نہیں شرماتے حالانکہ بار بار رک اٹھاتے ہیں۔

سوم ڈھائی سال کا عرصہ گذرا کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ اُن کے گھر میں سے عنقریب ایک احمدؐ مر جاویگا کیونکہ تثلیث قایم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے بڑے بیٹے کا نام سلطان احمد چھوٹے کا نام فضل احمد ہے۔ اور سادہ لوحی نے یہ بات مشہور بھی کر دی مگر آج تک باوجود گذرنے ڈھائی سال کے ایک احمدؐ بھی نہ مرا اور بدستور زندہ ہیں ۔ ؎

دروغ آدمی را کند شرمسار مگر جھکو ہو روسیاہی سے عار

چہارم ماہ محرم ۱۲۹۹ھ میں مرزا صاحب کو خواب میں خدا نے کہا۔ کہ کسی نے تجھے کتاب کے واسطے ۵۰ روپیہ روانہ کیئے ہیں۔ اور ایک آریہ صاحب نے بھی وہی خواب دیکھا کہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ چنانچہ جونا گڈھ سے مرزا صاحب کو ۵۰ روپیہ آگیا۔ اور ہندو کی خواب میں ۱۹ حصہ جھوٹھ نکلا کیونکہ وہ دین اسلام سے دریچ تھا۔ کئی لوگ اور کئی آریہ گواہ ہیں" افسوس کہ مرزا صاحب نے اس دعوے بے معنی کی تصدیق کے واسطے کسی آریہ کا نام نہ لکھا۔ اور لکھتے کس طرح جب وجود ہی مفقود تھا۔ کئی آریہ لوگ تو ان دنوں قادیاں میں موجود نہ تھے۔ اور نہ ان کئی آریوں کے نام ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے صرف جعلسازی کی اور پہلے اندرونی طور پر بالفرض سچ ہوتے کہ مرزا صاحب کو خط آچکا تھا۔ چونکہ روپیہ کمانے کے لئے یہ سب چالاکیاں ہوتی ہیں اس لئے خواب میں بھی اگر دیکھا تو کیا عجب ہے۔ بمصداق اس قول کے ع

تشنہ آب و جواہر رسگ استخواں بیند بخواب

پنجم ایک مرتبہ خدا نے ایک راجہ کے مرجانے کی خبر دی۔ اور ہم نے ایک ہندو کو بتلائی جب وہ خبر پوری ہوئی تو ہندو نے کہا کہ کھلم کھلا عالم غیب حال نہیں کیونکر معلوم ہوگیا"۔ واہ رے قادیانی الہامی ہم تیری چالاکی کی کیا تعریف کریں نہ تو اس راجہ کا نام لکھا اور نہ اس ہندو کا۔ پس ہمیں کسی طرح اعتبار نہیں۔ اور علاوہ بریں ایک گواہی سچی کی تباہی ہے بلکہ روسیاہی ردیکھو سورہ نور قرآن)

ششم" ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے امتحان دیا۔ اور لوگوں نے بھی امتحان دیا۔ وہ پاس ہوگئے باقی اس ضلع سے کوئی پاس نہ ہوا۔ ہم نے ان کو پہلے کہہ دیا تھا۔ اور ۱۲۸۰ھ میں اس وکیل نے اطلاع دی کہ میں پاس ہوگیا" اے ناظرین یہ بشرہ سے بھی زیادہ فریب ہے۔ چالاک آدمی بہت سی ایسی باتیں کر کے اکثر لوگوں کو گرویدہ کرتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے وکیل کا نام نہ لکھا۔ اور ساتھ ہی کوئی گواہ بھی نہ بتلائے۔ مرزا صاحب کے بڑے بھائی ضلع کے سررشتہ دار تھے۔ اور مرزا صاحب خود بھی عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور تجربہ کار ہوئے۔ آج کل یہ بات تو کرامات نہیں کہلاتی بلکہ چالاکی اور واقفیت چاہتی ہے۔ لاہور میں بیسیوں آدمی ایسے ہیں جو اس قسم کی پیشگوئی تیر بہدف کرتے ہیں او خطا نہیں ہوتی۔ پس یہ امر کسی طرح پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ یاوہ گوئی ہے۔

ہفتم۔ ایک مجمل بات لکھی ہے کہ ہم نے ایک آریہ کو ایک پیشگوئی بتلائی۔ اور اسنے تعجب کیا۔ مگر ہم اس پیشگوئی کی اس جگہ تصریح نہیں کرتے" مرزا صاحب خدا کے چور کیوں بنتے ہو اور ظاہر نہیں کرتے۔ ذرہ محمدؐ صاحب کے واسطے آریہ کا نام اور پیشگوئی کا الہام ظاہر کرو۔

ہشتم" ۱۲ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو آریہ ممبر آریہ سماج قادیاں معجزات محمدیہ سے منکر تھا۔ اتفاقاً اس کا ایک عزیز قید ہوگیا۔ ایک ہندو اور بھی اس کے ہمراہ قید ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ اس مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ غیب خدا کے پاس ہے اس نے اصرار کرنے پر میں نے دعا کی اور خواب میں مجھے خدا نے ظاہر کیا۔ کہ وہ نصف قید تخفیف ہو کر بعد بھگتنے نصف باقی کے رہا ہوگا اس میں پنڈت دیانند سرسوتی کے پیرو کی گواہی ہے۔ اسی طرح ہوا" اسے چالاک ہی کیوں راست بیانی سے روگردانی کرتا ہے نہ تو اس ہندو کا نام لکھا اور نہ اس آریہ کا پتہ بتلایا۔ جن دنوں نامہ نگار قادیاں گیا تھا اس کی تحقیقات بھی کی۔ مگر کوئی گواہ اس قسم کا نہ ملا۔ جو آپ کی تائید کرتا ہو البتہ یہ الہام کتاب میں درج پایا گیا۔ جو ہندو قید سے چھوٹا تھا وہ اس کی اصلیت سے انکاری ہے۔ پس یہ بھی آپ کی مکاری ہے۔ پنڈت صاحب کے کسی پیرو کا آپ نے نام نہ لکھا۔ اور نہ وہ آپ کے الہام کا مصداق ہے۔ وہ تو کوئی گمنام ہوگا۔ میں علانیہ معجزات محمدیہ و عیسویہ و غلام احمد کا انکاری ہوں۔ اور لاکھوں آریہ اور صدہا مسلمان بھی میرے شریک ہیں یہ مقدمہ بازیاں کی نشانیاں ہیں اور دلالوں کی دست گردانیاں۔ وکیل خصوصاً ان معاملوں کے لائق ہوتے ہیں اور اس قسم کی پیشگوئیوں میں بیباک۔

نہم جب سردار محمد حیات خاں صاحب معطل ہوئے۔ تو ہم کو خواب میں خبر ملی۔ کہ کچھ خوف نہ کرو۔ خدا قادر ہے۔ وہ تمہیں نجات دیگا۔ چنانچہ حیات خاں بری ہوگئے۔ ساٹھ ستر آدمی گواہ ہیں جن سے دس بارہ آریہ ہندو ممبران آریہ سماج بھی ہیں۔

جن دنوں سردار محمد حیات خاں صاحب معطل ہوئے تھے۔ ان کے تمام خیر خواہ بریت چاہتے تھے۔ اور اکثر دست بدعا رہتے تھے۔ جس میں ہر کوئی

اہل ہنود اور ہزاروں مسلمان ہیں۔ گو گورنمنٹ عادل نے بعد تحقیق کامل کے ان کے ذمہ کوئی قصور ثابت نہ پایا اور بری فرمایا۔ جس کا مفصل حال گورنمنٹ گزٹ میں مطبوع ہو گیا۔ آپ کا الہام تو سراسر غلط نکلا۔ الہام کے فقرے یہ ہیں "خدا قادر ہے تمہیں بچا دے گا" کیا اس سے کوئی ذی عقل جناب حال کی برئیت ظاہر کر سکتا ہے۔ جب اس طرح سردار صاحب بری ہوئے اور ان کے ہزاروں روپے خرچ ہوئے تو آپ نے براہین احمدیہ کی امداد کے خیال سے خواہ مخواہ خیر خواہوں سے بننا چاہا۔ مگر وہاں دال گلنی آپ کی مشکل ہے ہم د خیال ہے اور ان کا گواہ آریہ بھی انکاری ہے۔ اور کوئی ہندو بھی شہادت نہیں دیتا خدا آپ کو شرمندہ کرے ✤

دہم ایک دفعہ خواب میں الہامی صاحب نے مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی اور دونوں کی باہمی برادرانہ محبت ہوئی۔ یہ خواب کیسی عظیم الشان ہے۔ اگرچہ اب تک پوری نہ ہوئی مگر پوری ہو جاوے گی "مسیح کے ساتھ روٹی کھائی تو فخر کی نشانی نہیں ہے۔ اور وہ بھی خواب میں۔ مگر مسیح کی زندگی میں یہودا اسکریوطی وغیرہ تمام شاگرد اس کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور آخر کار اس کو اسیر کرایا۔ اس سے اگر آپ عیسائیوں کو فریب میں لانا چاہیں تو دشوار ہے وہ آپ کے مکر و فریب سے از دست بردار ہیں ✤

یازدہم "میں نے براہین الاحمدیہ کے بنانے کی اجازت بھی خدا سے پائی اور دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ۱۸۶۵ء میں یہ خواب میں نے دیکھا تھا اور اسی روز محمد صاحب کی زیارت بھی ہوئی۔ اور بی بی فاطمہ نے یہ کتاب مجھے دی" مرزا صاحب یہ تو کوئی الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے۔ ؎ تشنہ را بیما ید اندر خواب ✤ ہمہ عالم بچشم چشمہ آب۔ دس ہزار روپیہ کے اشتہار کی صلاح آپ کو خدا نے نہیں دی۔ آپ نے صریحاً جھوٹھ بولا۔ بلکہ یہ صلاح تو شفقتی لالہ حکیم کشن سنگھ آریہ نے آپ کی جہالت و سفلہ پن کو تمام عالم میں منتشر کرنے کے خیال سے دی تھی کیا وہ آپکا خدا ہے۔ یا خلیفہ ہوا۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔

دوازدہم "ایک ہندو آریہ باشندہ قادیان طالب العلم مدرسہ بیمار ہوا۔ عمر اس کی بیس سال کی تھی وہ مرض دق مبتلا تھا۔ اور میرے پاس آیا کرتا تھا (کیونکہ آپ حکیم ابن الحکیم ہیں) خدا نے مجھے الہام دیا۔ کہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما یعنے ہم نے تپ کی آگ کو کہا تو سرد اور سلامت ہو جا۔ چنانچہ کئی ہندوؤں کو اس کی بابت اطلاع دی۔ اور اس کو بھی۔ اور خدا کے بھروسے دعوے کیا گیا۔ کہ ضرور صحت یاب ہو گا۔ آخر وہ ہندو صحت یاب ہو گیا" ✤

جہاں تک قادیان کے باشندوں سے واضح ہوا وہ صرف اسی قدر ہے کہ مرزا صاحب کے مسہل دینے اور نیز اپنے خانگی علاجوں سے اسے صحت ہوئی نہ کہ الہاموں سے۔ عربی عبارت مرزا صاحب بنا سکتے ہیں۔ پس صرف دعوے ہی دعوے ہے اگر آپ حکیم نہ ہوتے اور وہ آپ کی دوا اور اپنے خانگی علاج نہ کرتا۔ اور آپ بیماد مقرر کرتے۔ اور انگریزی کرنے والے نامہ لگار جیسے ہوتے۔ تب الہام کی حقیقت کی قلعی فاش ہوتی۔ بغیر ثبوت کے دعوے ربانی صرف لن ترانی ہے نہ کہ الہام آسمانی ✤

سیزدہم "مرزا صاحب کو ۱۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کو خداوند کریم سے [illegible] روپیہ کا الہام ہوا [illegible] اور بڑے ہندو [illegible] ان سے [illegible] روپیہ [illegible] الہام [illegible] کا گواہ ہے" اس کی بابت وہی آریہ کہتا تھا کہ

ان دنوں ہم کو بسبب ضرورت کتاب کے روپیوں کی خواہیں آ کر تی تھیں نذر مرزا صاحب کے لوگ خطوط ارسال کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں روپیہ آتے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کی خوابوں سے تو میری اکثر راست ہوا کرتی تھیں۔ اور مرزا صاحب کی دروغ بے فروغیکہ قادیان آجکل خدا سے مجبوریاں کی الہاموں کی خوابگاہ ہو رہی ہے مرزا صاحب کی فریب ریزی دیکھ کر بچہ بچہ الہام کا مدعی ہے مرزا صاحب کے الہاموں کے گواہ لالہ ملاوامل صاحب و لالہ شرمپت صاحب ہیں جنہوں نے آجکل **اشتہار** بھی مرزا صاحب کے برخلاف طبع کرایا ہے جو اسی کتاب کے اخیر میں درج ہے۔ سال ۱۸۸۳ء میں میں نے مرزا صاحب کی اس قدر زبانی درازیاں دیکھ کر ایک خط بنام سکرٹری آریہ سماج قادیان کے ارسال کیا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ "مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ بعض آریہ سماج قادیان والوں کو کرامات وغیرہ خوارق عادات سنائے۔ اور الہامات کی لذتیں چکھائی ہیں اور ان کے دل کی بابیں پوچھی ہیں۔ آیا یہ سچ ہے یا نہ" اس کے جواب میں ایک خط قادیان سے میرے نام آیا جس کی نقل لفظ بلفظ ذیل میں درج کی جاتی ہے ✤

جناب مکرم و معظم بندگان لیکھرام صاحب۔ نمستے

نوازشنامہ در بارہ استفسار احوال کرامات وغیرہ کے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیان کی نسبت براہین الاحمدیہ میں لکھا ہوگا۔ یہی کمال جو سی حاصل ہوئی جناب من یہاں پر سماج نہیں ہے۔ ہم صرف چار پانچ اشخاص آریہ مت والے یہاں قادیان میں ہیں۔ سو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کرامات وغیرہ کا مصداق نہیں ان کی کا قایل نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے جو اصول آریوں کے ہیں وہی ہیں۔ فقط بیار

العبد

سرسیت رائے واچھرومل و کشن سنگھ و دوتا رام و حکیش ارمعام قادیان ضلع گورداسپور ۲۵۔ مارچ ۱۸۸۳ء

اب بعد اس کے یہ بھی بتلانا ہوں کہ معجزات محمد صاحب سے بھی ظہور میں آئے ہیں یا نہ شہادت اس بارہ میں صرف قرآن سے لانی ضرور ہے۔ نہ کسی اور کتاب سے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل

ما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون یعنے کوئی سبب ہم کو مانع نہ ہوا کہ تجھ کو ہم معجزات کے ساتھ بھیجتے۔ مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں کو جھٹلایا ساتھ ان کے یعنے ان کے معجزے لوگوں نے نہ مانے اس واسطے ہم نے تجھ کو معجزے نہیں دئیے)

(۲) سورۃ بنی اسرائیل

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا۔ او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانہر خللہا تفجیرا۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ اور بولتے بزرگان قریش کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا۔ جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیرے باغ کھجوروں اور انگوروں کا۔ پھر بہا لو

تو اس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرادے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن۔ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا۔ جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا"۔ (افسوس کہ باوجود اس قدر اس عذر اقراروں اور شرطوں اور وعدوں کے محمد صاحب نے معجزوں سے انکار کر کے لاچاری ظاہر کی کہ میں صرف آدمی بھیجا ہوا ہوں نہ کہ کراماتی یا معجزہ نما۔ تم میرے سے کیوں معجزے مانگتے ہو۔ میرے پاس معجزہ نہیں ہیں)

(۳) سورۃ انعام

واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون یعنے وہ قسم کھائی ہے انہوں نے (کافروں نے) ساتھ سخت قسم اللہ کے کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاویں گے۔ کہہ اے محمدؐ کہ معجزات خدا کے پاس ہیں۔ اور تم نہیں جانتے ہو اگر معجزہ ہوگا تب بھی ایمان نہ لاوینگے"۔ (اے مومنو! انصاف سے غور کرو کہ یہ کیسا صاف معجزہ دکھلانے سے حیلہ بنا لیا ہے ورنہ کافروں کا خدا کی قسم کھانا صریح تصدیق کرتا ہے کہ وہ ضرور ایمان لاتے)

(۴) سورہ انعام میں ہے۔

ماعندی ما تستعجلون بہ ان الحکم الا للہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین۔ قل لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم۔ یعنے کہہ اے محمدؐ وہ چیز یعنے معجزہ جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو نہیں میرے پاس۔ کیونکہ خدا کی طرف سے اور وہی حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور وہ سب حاکموں سے بہتر اور برتر ہے۔ کہہ اے محمد وہ چیز یعنے معجزہ جسے تم چاہتے ہو کہ جلد ظہور میں آجائے۔ اگر میرے پاس ہوتا تو میرا تمہارا جھگڑا فیصل ہو جاتا"۔ یہاں سے صاف فیصلہ ہو گیا کہ حضرت کے پاس معجزے نہیں تھے بلکہ یہاں پر تو بے معجزہ کا صاف اقبال کیا)۔

(۵) سورہ آل عمران

الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صادقین وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہہ رکھا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کسی رسول کا۔ جب تک نہ لاوے ہمارے پاس ایک نیاز جس کو کھا جاوے آگ۔ تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لیکر۔ اور یہ بھی جو تم نے کہا۔ پھر کیوں قتل کیا تم نے ان کو اگر تم سچے ہو۔ (معجزہ کے لغوی معنے عاجز کرنے کے ہیں افسوس کہ خدا نے محمد صاحب کو کوئی معجزہ نہ دیا۔ ورنہ اس قدر قتل عام اور ظلم وجور کی ضرورت نہ ہوتی خدا کا نبیوں کو محمد صاحب سے پہلے معجزہ دیکر ارسال کرنا اور لوگوں کا قتل کر دینا ایک تماشہ معلوم ہوتا ہے)۔

(۶) سورۃ انعام۔

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم باٰیۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ اور اگر چہ بھاری ہے ان کا تغافل کرنا۔ تو اگر تو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لاوے ان کو ایک نشانی اور اگر اللہ چاہتا جمع کر لاتا ان کو راہ پر (افسوس کہ محمد صاحب معجزہ دکھلانے سے گھبرا کر غاریں تلاش کرتے ہیں تاکہ بھاگ جاویں۔ یا آسمان پر زینہ لگا دیں اور چڑھ جاویں۔ تاکہ معجزہ کے طالبوں کے ہاتھ سے نجات پاویں۔ جو حالت معجزہ دکھلادیں یا مومنین!

نہیں معجزہ حق کو مسطور ہے + زمیں سخت اور آسماں دور ہے

(۷) سورۃ رعد میں ہے۔

یقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب کہتے ہیں منکر کیوں نہ اتری اس پر (محمد صاحب پر) کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہہ اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا۔ اس جگہ معجزہ دکھلانے سے متنفر ہو کر گالیاں نکالنی شروع کر دیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ کیا ہی معجزہ نمائی ہے) +

(۸) پھر سورۃ رعد میں ہے۔

لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد کہتے ہیں لوگ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے (کہہ اے محمدؐ) تو تو ڈر سنانے والا ہے۔ اور قوم کو ہو لیے راہ بتانے والا (یہاں پر معجزوں سے قطعی انکار بلکہ صرف ڈرانا ہی اپنا فرض کہکر مانند عام راہ نماؤں کے بن گئے سچ ہے معجزہ دکھانا خالہ جی کا گھر نہیں ہے)

(۹) سورہ عنکبوت میں ہے

وقالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین اور کہتے ہیں (کافر) کیوں نہ اتریں اس پر آیات اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے۔ اور میں تو ڈر (یا قرآن) سنانے والا ہوں کھول کر۔

اے ناظرین صداقت قرین! آپ مندرجہ بالا آیتوں سے بطور حق الیقین کے جان سکتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کو معجزہ کا اختیار نہ تھا۔ اور جو لوگ معجزہ بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے عبارتوں میں مضمون باندھتے ہیں۔ ورنہ قرآن میں کوئی ثبوت اس امر کا نہیں۔ کہ محمد صاحب نے معجزہ دکھلائے بلکہ یہ نو شہادتیں مندرجہ بالا نفی میں موجود ہیں جن سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا بلکہ بعوض چار گواہوں کے ہم نے ۹ گواہ اس امر کے پیش کئے کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے۔ اور در حقیقت تمام فلسفی جاننے والے مولوی فاضل لوگ علانیہ انکاری ہیں کہ قرآن میں معجزہ نہیں ہیں۔ اب اس وقت تک کہ کوئی ان ۹ شہادتوں کو رد کر کے ۹ شہادتیں اور ثبوت معجزہ کی قرآن سے نہ نکالے تب تک ہمارا دعوے بدستور موجود رہیگا +

جب خدا نے محمد صاحب کو معجزہ نہیں دیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی دکھلایا اور نہ دعوے کیا تو غلام احمد کا دعوائے نبوت و معجزہ و الہامات و کرامات وغیرہ کا علانیہ کرنا کس قدر قرآن کے خلاف اور لاف گزاف ہے بلکہ اگر راست پوچھو تو دور از انصاف ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہ تمام چالاکیاں مرزا صاحب کی حضرت لطن علیھا اللعنہ کے واسطے ہیں نہ کوئی کرامات ہے نہ خوارق عادات ہے نہ الہامات ہیں۔ نہ آسمانی نشانات۔ بلکہ کسی طرح کا عجوبہ دنیا بھی ان کے پاس نہیں +

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

ایک دفعہ مرزا صاحب کے مکان پر نامہ نگار بیٹھا ہوا تھا۔ اور چند معزز آریہ صاحبان اور چند مسلمان بھی تشریف رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کرامانی مثلہ ہانکنے لگے اور اثناء گفتگو میں فرمایا۔ کہ محمد کو فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے کہا کہ کیا سچ کہتے ہو۔ جواب دیا کہ ہاں میں نے ایک دفعہ کے سہم بہ پنسل سے حرف اوم کا لکھ اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ اور پوچھا کہ براہ مہربانی فرشتوں سے پوچھ کر بتلاؤ کہ میں نے کونسا حرف لکھا ہے۔ ایک عرصہ تک کچھ سر میں گن گناتے رہے بعد ازاں کہا کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے اپنی پاکٹ میں ڈال دیا۔ پھر پوچھا تو تھوڑی دیر خیالی اور وہمی اور ساوی فرشتوں سے پوچھتے رہے۔ مگر کچھ نہ بتا سکے۔ اور شرمندہ ہو کر لاجواب ہوگئے۔ اس امر کے وہاں دس بارہ آدمی متفق اللفظ گواہ ہیں۔ اور مرزا صاحب بھی غالبًا حلفًا انکار نہ کرسکے۔

لطیفہ ۱۸۔ ایک حافظ قرآن آنکھ سے اندھا تھا مگر اکثر خواب میں اپنے آپ کو بینا دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن اسی بینائی کی دھن میں جو بہ دستی کا سہارا ترک کر کے چاہ میں گر پڑا۔ اسپر کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

دیکھ عقد ثریا سے انگور کی سوجھی ہے ۔ اے مادر کہتا سکے بھی کیا دور کی سوجھی

نتیجہ۔ صیاد جب بلبل کو دام تزویر و رحنت میں پھنسے کرتا دیکھتا ہے۔ تو پھر اسے دانہ دکھلا کر پکارتا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ نادان بلبل میرے دام میں آپھنسے۔ اور میری بد رزی چلتی رہے۔ اگر بلبل دانا کو آزادی بغت غیر مترقبہ کا خیال آگیا اور قید کی تکلیف نہ بھلا بیٹھی۔ تو بے پرواہ کرکے بیلی گئی۔ ورنہ پھر وہی آب و دانہ قفس نصیب ہوا۔ بعینہ وہی حال ان کا سمجھ لو ہے کہ جب کوئی محمدی العلم کی چمک سے فلسفی دلائل پر متوجہ ہوا۔ اور صانع ارادی کا دیکھ کر راستے دینے کے قابل بتایا جاتا تو جھٹ اُسے ڈرانا دھمکانا شروع کیا۔ او۔ فتوے لایعنی ملنے لگے۔ یہی حال ہمارے مرزا کا ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان قرآن کے الہامی ہونے سے منکر معلوم ہوا تو نئے اور دام پھیلانے لگے۔ اور الہام کے دعوے سنانے لگے۔ کہ اس تیرھویں صدی میں ہم بھی ملہم کلام غیب ہیں۔ خدا ہماری تعریف میں بھی اب تک عربی میں آیتیں نازل کرتا رہتا ہے۔ ہر وقت نماز جبرئیل ہمارے کان میں وحی پھونکتا ہے۔ ہم بھی کراماتی ہیں جاہلوں کے بہکانے کو لال ہو چکے ہیں ہم نے خلاف ہمارے آریہ کو درد وصل علی سے صحت بخشی۔ ہم نے فلانے مقدمہ میں فلانے شخص کا خدا کی درگاہ میں اپیل کراکے سفارش پہنچا کر مقدمہ جتایا۔ اور ہم نے فلدنے لوگوں کی پیشگوئی کی اور اسی روز ڈاکخانہ سے ملے۔ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔ درحقیقت ان کے لایعنی دعوؤں نے اگلوں کے معجزوں کا بھی ستیاناس کر دیا۔ خدا مرزا صاحب کو ہدایت دیوے۔ اور ان کے فریب سے ایک عالم کو بچا دے۔

مصنف براہین الاحمدیہ (جلد چہارم صفحہ ۲۹۷ سے ۳۲۷ تک) کے اعتراضوں کا جواب

معترض نے کامل ۳۰ صفحوں کے حاشیوں پر آریہ سماج والوں سے مخاطب ہو کر نہایت تعصب سے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اور حالانکہ مخالفت میں تمام بخارات نکال دیئے مگر بالکل لایعنی و بلا ثبوت اصلی کتاب کے دیکھنے تمام دعوؤں کے بیان میں جو بزعم خود انہوں نے ہفت خوان کی منزل طے کی ہے کوئی شرتی وید مقدس کی درج نہیں کی۔ اور اس طرح فحش و اہانت آمیز اور بد تر سے کلمات ایمان دار سینہ سے نکالے ہیں کہ جن کا کورد درج کرنا نقل کفر کفر نباشد کا حکم رکھتا ہے۔ مہذب لوگ اس قسم کے مباحثوں کو تہذیب سے گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس لئے عطاسے او بلقائے او بخیتید م پر عمل کر کے مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

معترض نے اسی تمام کتاب میں جہاں وید مقدس کی نسبت کوئی اعتراض لکھا ہے وہ اپنی لیاقت سے نہیں بلکہ اس غلط و مہمل و بیقاعدہ اور بے ترتیب اُردو ترجمہ سے ہے جو سال ۱۸۷۰ء میں دہلی سوسائٹی کی اجازت سے لالہ لچھمن داس مدرس سینٹ سٹیفن کالج دہلی و مشن کالج سے ایم اے پروفیسر ولسن صاحب کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں کیا ہے جو بنام نہاد ترجمہ رگ وید کے طبع ہوا ہے۔ اور پروفیسر ولسن صاحب نے وہ ترجمہ سایانا کے ترجمہ سے کیا ہے۔ اب مجھے سب سے پہلے ان باتوں کا واضح کر دینا ضروری ہوا کہ اس خرابی کی بنیاد کہاں سے نکلی

چودھویں صدی عیسوی میں جن دنوں کہ ابر ظلمت و تاریکی تمام آریہ ورت پر پھیلا ہوا تھا۔ جن دنوں کہ ست دھرم ویدک کرم کی طرف بہ سبب حملات مغربی کے لوگوں کا رجحان کم ہو گیا تھا۔ انہیں دنوں میں اہل ہنود میں ایک ایسا فرقہ قایم ہوا۔ جو گوشت خوری و شراب نوشی کو اصولات دینی سے سمجھنے لگے۔ زنا و طوائف بازی ان کے مذہب کا ایک پہلا فرض ٹھیرا عیاشی و تماش بین پنڈت جو روپیہ کے مقابلہ میں دین کو کچھ چیز نہ جانتے تھے۔ انہوں نے اس مذہب میں بڑے بڑے درجہ و عہدہ حاصل کئے چنانچہ جس مذہب کا سنسکرت میں وام مارگ اور عمومًا اصطلاح میں کتک نام ہے انہیں دنوں میں نکلا تھا سایناچاریہ اور مہی دھر وغیرہ بہت سے ایسے پنڈت ان کے پیشرو بنے۔ اور نہایت ہمت سے نئی نئی اصطلاحات نکال کر ویدوں کی طرف سے لوگوں کو متشکک کرنا چاہا یا یوں کہو کہ وام مارگ کے ثبوت کرنے کو ترجموں میں کئی طرح کی تاویلیں جوڑنی پڑیں اور جاہلوں کے طعن سے بچنے کے واسطے وید کے ذریعہ وام مارگ مت چلانا شروع کیا۔ چونکہ اس کا دوسرا بھائی ایک راجہ کا وزیر تھا۔ لہذا رعب داب حکومت سے بھی بہت سی ناجائز کارروائی کرائی (دیکھو ترجمہ مذکور صفحہ ۴ سطر ۳ سے ۹ تک)

ایک تو سایناچاریہ کا ترجمہ خود بھی ویدک لغات اور برہمن گرنتھوں سے دور و مخالف ہے۔ دوسرے میکس مولر صاحب اور ولسن صاحب جو اس کے ترجمہ کو بھی سمجھنے اور سمجھانے اور دوسری زبان میں لانے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ قطع النظر آلودگی غرض یا خیال بیجا کے وہی مترجم خود بھی مضامین وید کی ناسمجھی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے صفحہ ۱۵ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ ۲۰ سال کے بعد جو میں نے رگوید کے منتروں اور شرحوں کے جمع کرنے اور چھاپنے میں صرف کئے ہیں رگوید کے اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ مگر تاہم ان سب سے تمام منتروں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا کیونکہ گو میرے پاس سایناچاریہ کا ترجمہ اور اس کے متعلق شرحیں لغت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں موجود

ہیں تو بھی رگ وید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوئے اس امر کا کہنا کہ جس کو میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ رگوید کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ تا وقتیکہ سائن آچاریہ کا ترجمہ نہ ہیں لینک۔ پرکت۔ پرہدونی اور سوسروغیرہ اور بہت سے سنسکرت کے علم عروض واصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے۔ اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائنا چاریہ کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی زبان مکمل ہے کہ جس میں نیز اصل شرح کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہو ہی ناممکن ہے۔ آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہے۔ کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل بھول جاویں گے۔ جس کی برائیوں اور غلطیوں سے جس قدر میں واقف ہوں اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ ان شخصوں کی ترقی کے کہ جو میرے بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے اس کے ذریعہ سے وہ شخص ہمارے آباو اجداد کے خیالات کو ان کی اصل جن کی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے اور جنکی تصنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اسی طرح اس ترجمہ اردو کے دیباچہ میں بھی ماسٹر لچھمن داس صاحب بصفحہ نمبر ۶ لکھتے ہیں۔ اس حصہ میں بعض بعض رچائیں ایسی ہیں جن کے معنے بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔ ان کے ملاحظہ سے ناظرین یہ تصور نہ فرماویں۔ کہ قصور ترجمہ کا ہے بلکہ ان کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ اس زمانہ میں بعض بعض خیالات ایسے بھی تھے جو اب بخوبی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔

پھر صفحہ ۸ میں کہا ہے۔ اور نیز منتروں کے مضمونوں کے نام اور دیوتا جنکی مہما میں یہ منتر ہیں وید میں درج نہیں ہیں۔ یہ حال بہت کچھ اور پستکوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جو وید سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں۔

پھر صفحہ ۹ میں تحریر کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں ہے بلکہ اب تک ہم قطعی نتیجہ نکالنے یعنے اپنی رائے لکھنے کے مستحق نہیں ہیں۔

پھر صفحہ ۱۱ میں تحریر کرتا ہے۔ بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے۔

پھر صفحہ ۱۳ میں تحریر کرتا ہے۔ کہ قدیم منتر اور قواعد مذہبی جمع کرنے میں اور ان کے ملحوظ رکھنے میں جو غرض ظاہر کی گئی ہے عجیب تر ہے کیونکہ جس قدر کہ ہم اب تک تمیز کر سکتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں مذہبی اور مجلسی قوانین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ جو بلاشبہ ویدوں کے ترتیب کے زمانہ میں بخوبی مکمل ہو گئے تھے شاید ہم اب تک کوئی قطعی اقرار در باب مذہبی عقیدے اور طریقہ رواج کے جو رگوید میں پایا جاتا ہے اور مجلسی حالت کی نسبت جو ان منتروں کی تصنیف کے وقت تھے نہیں کر سکتے۔ اور یہ سراسر بیجا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے عقیدوں کی بڑی بڑی علامتوں کی مشطوری نہیں پائی جاتی جب تک ہم سارے رگوید کا مطالعہ نہ کریں۔ اور بخوبی تحقیق نہ کر لیں۔ کہ ایسی باتوں کا رگوید میں کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ بات سمجھنی چاہئیے۔ کہ ان معاملات میں رائے دینے میں جو کچھ حال ہمیں معلوم ہوا ہے وہ بذریعہ رگوید کی اول کتاب کے ہوا ہے جس کا اب ترجمہ ہوا ہے اور کوئی بات ہم کو آئندہ معلوم ہو۔ اور وہ اس کے خلاف ہو تو اس سے ہماری رائے بدل سکتی ہے۔ اور اگر موافق ہو تو نہیں"

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ لیکن غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیا رویں کے کچھ اور معنی ہوں اور اس کو کوئی نہیں جانتا ہو۔

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کر سکتے۔ کہ وہ ان دیوتاؤں کے ایسے معتقد تھے تاکہ وہ ایسے صرف ظاہری عناصر کی پرستش ان کو کچھ اور تصور کر کے کرتے ہوں۔ سوائے اس کے کہ یہ عناصر پیدا کنندہ کی طاقت کی نشانیاں ہیں۔ گو ان دیوتاؤں کی توصیفوں میں کسی قدر مبالغہ ہو لیکن ہم یہ خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالنص منہ سے نکالے ہوں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ یہ منتر ان لوگوں کی تصنیف سے ہیں جن کی لیاقت اور غور میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کو علمی استعداد اور تیزی ادراک حاصل تھی۔

صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے۔ کیونکہ اگرچہ سائنا نے جو معنے لگائے ہیں ان میں کہیں کہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے۔

مندرجہ بالا رائوں کا نتیجہ

جب مترجم خود ہی صفحہ ۶ میں تحریر کرتا ہے کہ اس حصہ میں بہت سی رچائیں ایسی ہیں جن کا مطلب بخوبی معلوم نہیں ہو سکتا" جن رچاؤں کے مطلب مترجم نہیں جانتا کیا وہ کسی طرح ممکن ہے کہ اس مترجم کا خوشہ چیں اس کے مطلب کو جان سکے۔ پس یقیناً معلوم ہوا کہ وید منتروں کے الفاظوں کا مطلب خود مترجم نے بہت مقاموں پر بالکل نہیں سمجھا اور نہ رچاؤں کے ٹھیک معنے سمجھ سکا۔ پس اس کی خوشہ چینی اور اس کی نقل نویسی اور اسکے ترجمہ یعنے پتیوں سے راستی کی امید ناپدید ہے۔

اے ناظرین پروفیسر ولسن کہتے ہیں صفحہ ۹ پر۔ کہ "ہم ابھی اس ترجمہ کی نسبت کسی طرح کا نتیجہ نکالنے یا رائے دینے کے مستحق نہیں ہیں" صاحب اس کا راہنما انگریز مترجم خود ہی نتیجہ نکالنے کا مستحق نہیں اور نہ رائے دینے کا مجاز ہے تو پھر مرزا صاحب کا اس ترجمہ مشکوک پر رائے دینا کس قدر جہالت کو ثابت کر رہا ہے۔ جبکہ وہ ترجمہ خود مترجم کے خیال میں بھی اعتبار کے درجہ سے منزلوں دور ہے۔

اے مطالعہ کرنیوالے بچا رکھو کہ صفحہ ۱۱ میں مترجم نے جب خود ہی کہہ دیا کہ "بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے" تو پہلے مترجم کا نہ سمجھنا دوسرے کا غلطی کھانا۔ تیسرے کا دھوکا سے بادھوکہ دیے کے خیال سے اس غلطی کو صحیح مان کر حق سے چشم پوشی کر کے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا کس قدر ایمانداری ہے۔ بیشک سچ ہے کہ بہت سے فقرے وید کے بغیر فاضل سنسکرت کے امی محض کی سمجھ میں نہیں آتے اس واسطے مرزا صاحب کا اس غلط ترجمہ پر اعتماد محض تقلید پرستی کرنا سراپا فریب بازی اور جعلسازی ہے۔

صفحہ ۱۳ میں مترجم لوگوں کی ان رایوں پر سخت تعجب کرتا ہے۔ کہ یہ وید خلقت کے

زمانہ کے برخلاف ہیں۔ مذہبی مجلسی قوانین ویدوں کے زمانہ میں کامل ہو چکے تھے۔ مگر آج کل کے ترجموں سے ہمیں وہ مطلب نہیں ملتا۔ اسی واسطے ہم ابھی تک کوئی اقرار قطعی درباب مذہبی عقیدے اور مجلسی قوانین کے جو ویدوں سے نہیں کر سکتے ہیں"۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ سراسر سچا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے مذہب کے عقیدوں کے بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی۔ جب تک کہ ہم کل وید کو مطالعہ نہ کریں"۔ اے ناظرین خدا کے واسطے فرمایئے کہ جس نے ترجمہ کرنے کے وقت چار وید پڑھے ہی نہیں بلکہ ایک رگوید بھی نہیں پڑھا۔ یا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا وہ ترجمہ کرنے کی لیاقت رکھ سکتا ہے۔؟ کیا وید ایسی چیز ہے کہ معمولی سنسکرت کی چند کتابوں کا مطالعہ والا اس کا ترجمہ کرے؟ ہمیں نہایت افسوس ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اس کو سنسکرت کا سر و فسر یا کوئی اور خطاب دیویں اور اس کے فرضی ترجمہ کو جو سنسکرت سے انگریزی اور انگریزی سے اردو میں کیا گیا ہے قابل قدر جانیں جو بالکل غلط اور نا مکمل اور غیر قابل اعتبار ہے۔ بلکہ وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ "اگر ہم کو کوئی بات آئندہ معلوم ہو اور وہ اس کے خلاف ہو۔ تو ہماری رائے بدل سکتی ہے"۔ اب تو ان کے ترجموں کی علانیہ طور پر تردید ہو گئی ہے اور تمام دنیا میں نوٹس دیئے گئے ہیں جس سے غالباً پروفیسر کی رائے بھی بدل گئی ہو گی۔ علاوہ بریں ان کی رائے بدلوانے کے واسطے ہمیں انگلینڈ سے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے جو آریہ سماج لنڈن کے سکرٹری کا ذمہ ہے۔ مگر مرزا صاحب اگرچہ زندہ ہیں تو ان کے واسطے ہمیں قادیان سے رائے بدلوانی آسان ہے۔ کسی طرح دشوار نہیں اور سب سے زیادہ عمدگی یہ ہے کہ وہ سنسکرت سے محض ناآشنا ہیں اگرچہ اس حالت میں ان کی رائے کی پہلے ہی کچھ وقعت نہیں مگر پھر بھی خدا کرے کہ اس غلط نما ہادی کی پیروی سے مرزا صاحب اپنی غلط و بدگمان رائے کو واپس لے لیں اور راہ راست پر آویں۔

صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ "غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیا ہوں کہ کچھ اور معنی ہوں گے اور وہ اب کوئی نہ جانتا ہو گا۔ خوب جب وید کے کسی لفظ کے معنے اور ہیں جو کوئی اب جانتا ہو۔ تو لغات اور نروکت اور برہمن گرنتھ کس کام کے ہیں۔ وید میں ایسا لفظ کوئی نہیں جس کے معنے کتب قدیم سے دریافت نہ ہو سکتے ہوں اور یہ بڑی بھاری سند ہے کہ وید میں مہمل یا بے معنی لفظ کوئی نہیں فاضلان لغات وید نے نہایت عمدگی سے اس خدمت کو سر انجام کیا ہے۔ مگر بغیر لیاقت اور لغات وغیرہ دیکھنے کے حاصل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر یہ حال ہے کہ جس بات کو مترجم نہ سمجھے اسکے معنے کون جانتا ہو گا۔ بیشک یہ صرف دعوے تو ہے۔ مگر اسے کوئی آریہ با اتفاق رائے نہیں کر سکتا۔ بلکہ ماوانفی کا ایک ثبوت ہے۔

صفحہ ۲ میں لکھا ہے وہ "لیکن ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں"۔ حضرت جب آپ نے بالیقین منہ سے نہیں نکالے ہیں تو آپکا ترجمہ کرنا اور مرزا غلام احمد صاحب کا رائے دینا اور لوگوں ناواقفوں کو دھوکا دینا کس قدر دیانتداری ہے صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے کہ "سائنا چارج نے جو معنے لگائے ہیں انہیں کہیں نہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہو گا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے۔ جب سائنا چارج کے معنے پر مترجم کو خود اعتراض ہے تو مترجم کے معنوں پر کس قدر اعتراض کی گنجائش ہے۔ اس حالت میں صریحاً غلطی نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر ہم یا کوئی اور حق پسند آدمی کبھی ان پر اعتبار و بھروسہ کرے جب سائنا کے ترجمہ پر اعتراض ہیں تو ان فرنگستانی عالموں کے ترجمہ میں (جن میں سے کوئی بھی اس کی لیاقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے) کس قدر اعتراض و اغلاط کے ہونے کا یقین ہے اسواسطے سائنا چارج کے ترجمہ کے ہوتے سے فرنگستانی عالموں کا ترجمہ مکرر غلط سمجھتے ہیں غلط ہو گیا۔ اور ان ترجموں سے ماسٹر مجیمنداس کا ترجمہ سہ کرر غلط ہو کر مرزا غلام احمد کے اعتراض جو بنا فاسد بر فاسد و سقف فاسد و تعمیر فاسد کا حکم رکھتے ہیں وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں اور نہ وقار کے لائق ہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔ جو بفضلہ تعالیٰ طور پر ادا ہوا۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۹۹ سے ۴۰۱ تک حاشیہ نمبر ۲

رگ وید ستھا اشٹک اول سکت ۶۱ کی بہ شرتی جس میں لکھا ہے۔ اے اندر در ترا پر اپنا بجر چلا اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بو جڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ ایک تو یہ تشبیہ غیر موزوں ہے اور ایک برگ کو بوچڑ سے تشبیہ دینا گویا اس کی ہجو ملیح کرنا ہے جو درجہ بلاغت اور شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے وغیرہ

جواب نامہ نگار نے معترض کی صداقت کا متلاشی ہو کر کل اشٹک اول سکت ۶۱ پر تال کیا مگر اس بات کا کہیں نام و نشان نہ پایا نہیں معلوم کہ حضرت کو یہ بات کہاں سے سوجھی لیکن ساتھ ہی جب دہلی والا ترجمہ اردو ملاحظہ کیا گیا تو الہامی کی لیاقت ظاہر ہو گئی ناظرین بیشک اس ترجمہ سے جس کی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں مرزا جی کو بڑا دھوکا ہوا۔ اسی نمبر ۱۲ کی سبت جس کی مرزا صاحب نے نقل کی ہے۔ شارح حاشیہ پر نمبر ۲ کا نشان لگا کر تحریر کرتا ہے "وید کی رچا میں صرف اس قدر عبارت ہے در ترا کے عضو گو کی مانند جدا جدا کر ڈالو (باقی عبارت شارح اپنی طرف سے زیادہ کرتا ہے) جیسے دنیا دار آدمی گوشت کاٹنے والے حیوانوں کے اعضاء الگ الگ کرتے ہیں۔ یہ بیان واجب الملاحظہ ہے۔ تو نہ مخفی عیاں نہ ہو کہ شارح جو لفظ لکھتا ہے یعنے وکا تا کاٹنے والے یا تراشنے والے اس کے کیا معنے ہیں شاید یہ لفظ وکر تیرا ہو۔ جس کے معنے گوشت بیچنے والوں یا قصابوں کے ہیں۔ کچھ ہی ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ٹکڑے گوشت کھانے سے زمانہ سلف کے ہندو متنفر نہ تھے"

مفسر نے اس جگہ جتنا زہر اگلا ہے اور جتنا جھوٹھ کہا ہے وہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے اور اسی طرح عقل کے اندھے مرزا صاحب نے اس کی تقلید کی۔ اپنی عقل کو ذرا بھی دخل نہ دیا کہ آیا یہ بات کس قدر بناوٹی اور غلط ہے۔ غرضیکہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے ہم منتر وید کا مع ٹھیک ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں تاکہ معترض کی اور غلطیوں کی بھی اسی سے اصلیت واضح ہو جاوے۔ اور آئندہ لکے دھوکے میں کوئی نہ آوے۔

अस्मा इदु प्रभरा तूतुजानो वृत्राय वज्रमीशानः कियेधाः। गोर्न पर्व विरदा तिरश्चेष्यन्नर्णांस्यपां चरध्यै। ऋ० अ० १ अ० ४ स० ६१ मं० १२

(اس سکت ۱۶ کے کل ۱۶ منتر ہیں۔ اور یہ تمام سکت متعلق راج دھرم در منتر و دیا کے ہے۔ یہ بارھواں منتر بھی سبھاپتی کے متعلق ہے ہے سبھا دھکش (کمس جنا) کتنے گنوں کو دھارن کرنیوالے (اشانا) ... نیو یہ

مکت (توتو جا ماہ) سیگھم کرنے مارے آپ جیسے سورج (اپام) جلوں کے سمندر سے (اررالنی) جلوں کے بہ واہوں کو (چہ ددہی) بہانے کے ارتھ (وریزائی) بادل کے واسطے ورشتا ہے۔ ویسے (اسمی) اس شترو کبواسطے (اتر سچا جرم) ٹھری گتی والے شستر کو (دیہ بہر) اچھے پرکار دھارن کر۔

(گورن) بانڑیوں کے دبھاگ کے مانند (سرد) اس کے حصہ جدا کر ٹکڑے کہیں (اجھیاکر ماہوا اود) جیسے ہی (دورد) اینک پرکار ہنن کیجئے۔

تشریح

اس منتر میں پرمیشر نے سبھا دیکش کے واسطے عمدہ ہدایتیں اپدیش کی ہیں (۱) سبھا دیکش گنوان اور رانیتو ریہ والا اور تیجسوی ہو۔ (۲) اشستر ودیا سے بھی اچھی طرح ماہر ہو اور موقع استعمال سے من وعن آگاہ ہو۔ (۳) اشیب وفراز جو انیک پرکار کے معاملات سلطنت میں ہوتے ہیں ان سے بھی واقف رہنا سبھا دیکش کے واسطے ایک فرض اعلےٰ ہے (۴) ظالموں کو کیفر کردار کی جلدی سزا دینا غفلت نہ کرنا اور امن و امان کے قایم کرنے پر مستعد رہنا جو سلطنت کا اصل منشاء ہے (۵) جیسے سورج کی کرنیں جلوں کے سمندر سے بارش کی پرواہ کو رواں کرنے کے واسطے بادل سے ورتتے ہیں (۶) جیسے بانڑیوں کے دبھاگ کو مختلف ستھانوں میں اس کے چھن بھن کرنے کی اچھیا کرتے ہیں (۷) ویسے ہی شستروں کے مقابلہ میں باقاعدہ فوج کو عمدہ شستروں سے مسلح کر کے نشیب وفراز ستر و میدان جنگ سے آگاہی حاصل کر کے کامیابی کرے۔

خلاصہ

ہے سبھاپتی جیسے معاملات ودیا میں پران وایو سے تالو آدی ستھانوں میں زمان کو تاڑن کر بھن بھن اکشر یا بدوں کے دبھاگ کرتے ہو ویسے شستروں کے بل کو اپنی سینا کی باقاعدہ لڑائی سے چھن بھن کرو۔

ریمارک

جبکہ بقول ولسن صاحب کے وید میں صرف یہی عبارت ہے کہ وو رترا کے عضو گو کی مانند جدا جدا کر ڈالو۔ وو رترا میگھ یعنے بادل کو کہتے ہیں۔ اور گو نام بانڑی کا ہے یعنے بادل کے عضو کو بانڑی کی مانند جدا جدا کر ڈالو۔ افسوس کہ لوگ بغیر کسی قسم کی لیاقت کے بڑے بڑے دعوے کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں شاید لکھا ہے کہ وکاتیا کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔ ہم جہاں تک وید مقدس کی اس شرتی کے حرف حرف پر نگاہ دوڑاتے ہیں وکاتیا لفظ بالکل نہیں ملتا۔ جس سے ولسن صاحب اور رسائیلا۔ قصائی اور گوشت کاٹنے والے کے معنے نکالتے ہیں۔ اور ہمارے الہامی دوست بغض باطنی و کدورت روحانی سے بوچڑ کے معنے لگاتے ہیں۔ جب یہ لفظ ہی اس منتر میں نہیں ہے۔ پس اعتراض بھی محض جھوٹا اور بے بنیاد ہو گیا۔ ہم یہاں پر ولسن صاحب اور مرزا صاحب یا کسی اور ان کے خیر خواہ ملک الہام لانے والے کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یا تو وید مقدس کی اس شرتی سے جو ہمنے اوپر درج کی ہے وکاتیا لفظ نکال کر بتلا دیں اور قصائی یا بوچڑ بننے کی تصدیق کرا دیں۔ ورنہ اس خونخواری اور بدکاری کا علاج فرما کر اس کی تکذیب چھپوا کر شایع فرما دیں۔ اور آئندہ ان او باشانہ دعووں سے باز آویں ہم دوبارہ پھر اس بات کو دوہراتے ہیں اور ناظرین کو جتلاتے ہیں کہ اس کا ثبوت و جواب تو کجا بھی کسی طرح مہاپرلے تک نہیں دے سکیگا کبو کشتی سے بھی کسی طرح نہیں ہو سکتی اسی طرح جو ویدوں میں نہیں ہے

س کا ان سے نکالنا بھی محال بلکہ ناممکن ہے مرزا صاحب کے تمام غلط دعاوی اور ترجمہ اردو کی نسبت یہ ہماری طرف سے اتمام حجت ہے جو انکے ایسے ہی تمام بکواس کے ہوائے آسمانی کے سنانا س نشانہ کے واسطے ہل من مبارز کی التماس ہے۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۰۴ حاشیہ ۳

قولہ ایک جگہ بھی کھولکر وید نے بیان نہیں کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ۔ اگ وغیرہ کی پوجا مت کرو۔ بجز خدا کے اور کسی سے مرادیں مت مانگو۔

اقول۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب آیئے اور ان پوتر شرتیوں کو آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمایئے۔ وید مقدس مخلوق پرستی کی بڑی سخت تردید کر رہے ہیں۔

(۱) یہ منتر سام وید کا ہے

न त्वावाँ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो न जनिष्यते । अश्वायन्तो मघवन्निन्द्र वाजिनो गव्यन्तस्त्वा हवामहे ॥ सा॰ उ॰ प्रपा॰ प्र॰ १ अ॰ १ मं॰ ११ ॥

ہے سروایشور جو کہ مالک سب کے جو ان مول پرماتما آپ جیسا دیو لوک یا پرتھوی میں اتینوں کالوں میں) نہ کوئی پیدا ہوا۔ ہو رہا ہوگا۔ اور نہ ہے۔ آپ تمام چیزوں کی آمدنی سے پوتر ہو۔ ہم گھوڑے وغیرہ آرائش کے سامان بل کے بڑھانے والے آتمک اور شریرک کلیان اور ضروریات کی خواہش رکھنے والے آپ ہی کی شرن میں آتے ہیں آپ کے سوا ہمارا مالک کوئی نہیں۔

(۲) یہ رگ وید کا منتر ہے

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः । यस्य छायामृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम ।

ऋ॰ अ॰ ८ अ॰ ७ व॰ ३ मं॰ २

جو جگدیشور اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا گیان دینے والا ہے۔ جو سب ودیا اور سب سکھوں کی پراپتی کا ہیتو ہے۔ جس کی اوپاسنا سب ودوان لوگ کرتے آئے ہیں۔ اور جس کے انوشاسن کو سب اتم لوگ کرتے ہیں جس کا آشرا کرنا ہی موکش سکھ کا کارن ہے۔ اور جس سے غفلت میں رہنا ہی جنم مرن روپ دکھوں کا دینے والا ہے۔ جس کی آگیا کا پالن ہی سب سکھوں کا مول ہے جو سب سنسار کا پتی ہے اسی پرمیشور کی ہم اوپاسنا کریں۔

(۳) یہ یجروید کا منتر ہے۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते । ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्यां रताः ॥ यजुर्वेद। अ॰ ४० मं॰ ९ ।

جو (اسمبھوتی) یعنی پرکرتی کی برہم کے ستھان میں اپاسنا کرتے ہیں وے اندھکار استھان اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور جو سمبھوتی یعنے پرتھوی آدی کروں اور پاشان درخت اور انسان وغیرہ کے شریروں کی اپاسنا برہم کے ستھان میں کرتے ہیں وے اس اندھکار سے بھی زیادہ دکھ میں پڑتے ہیں

(۴) ایضاً

भयादस्याग्निस्तपति भयात्तपति सूर्यः । भयादिन्द्रश्च वायुश्च मृत्युर्धावति पञ्चमः । य॰ क॰ अ॰ २ व॰ ६ ३ ।

پرماتما کی ربوبیت کے باعث سے ہی سورج چمکتا ہے اور اسی کے فیضان سے آگ جلاتی ہے۔ اس کی برکت سے ہوا چلتی ہے اور اسکی ہی کرپا سے بارش برن وغیرہ اپنے اپنے کام کرتے ہیں۔ سب دیوتے کال اسکے کال گیں اذ سارسادہ سے تمام جگت کی فنا میں مصروف ہیں۔

(۵) یہ بھی یجروید کا منتر ہے
तद जति तन्नैजति तद्दूरे तद्द
न्तिके तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यत
यजु॰ अ॰ ४ म॰ ५।

پرمیشور سب جگت کو تیھا لوگ اپنی اپنی چال پر چلا رہا ہے مگر آپ نہیں چلتا۔ ایک رس ہر جگہ ہے ادھرم سے وہ بہت دور اور دھرم سے بہت ہی قریب ہے دیکھے ادھرم سے اس کا جاننا ناممکن ہے اور دھرم سے اس کی پراپتی سہل ہے) وہ سب کا انتر یامی یعنے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ اسی کے جاننے سے کلیان ہوتی ہے نہ کسی اور سے۔ وغیرہ صدہا منتر ویدوں میں پرماتما کی وحدانیت کے موجود ہیں*

اب مرزا صاحب خود ہی انصاف فرماویں کہ ویدوں نے مخلوق پرستی سے کس قدر ممانعت کی ہے۔ تمام ویدہائے مقدس میں کسی فانی یا مخلوق چیز کی عبادت یا پرستش کا حکم نہیں ہے سوائے اَدوتی پرمیشور کے۔ اور نہ کوئی آریہ کسی قسم کی مخلوق پرستی کرتا ہے*

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۲ تک حاشیہ در حاشیہ

معترض نے ۵ ورقوں کے حاشیہ نمبر ۳ میں اُسی غلط ترجمہ اردو دہلی والہ سے جس کا ہم مفصل حال پہلے بیان کر آئے ہیں) اگنی۔ سورج۔ چاند۔ منتر۔ وَرُن۔ اندر وغیرہ کو کریوں کا پرمیشور جال کرپا دیوتا کر دو انکا اعتراض کئے ہیں کہ یہ مخلوق پرستی ہے۔ اس قدر شرمیوں سے جنکا ایک ذخیرہ کلاں بیان لکھ کر کئی صفحہ ہم نے سیاہ کئے ہیں۔ کیا کچھ خدا کا بھی ستلما ہے۔

جواب باصواب

معترض نے اپنی تمام کتاب میں ہر جگہ بلا دلیل زبان درازی کی ہے۔ اور کہیں بھی ٹھیک حوالہ و پتہ نہیں بتلایا اس کو واجب تھا کہ اول وید منتر لکھتا۔ بعدہ اس کا ترجمہ کرتا اور مفصل حوالہ دیتا۔ تاکہ اس کی زبان درازی کی ماہیت معلوم ہوتی۔ اور اگر یہ لیاقت نہیں تھی اور نہ ہے تو عبث خامہ فرسائی کی۔ مگر خیال کیا ہوگا۔ کہ ان دنوں جو آفتاب وید اظہر من الافق ہوکر تمام دنیا پر روشنی پھیلا رہا ہے۔ اور ہر جگہ آریہ سماجیں ہوتی جاتی ہیں۔ جہاں پر اہل اسلام بدنام کنندہ نکونامے چند ہو کر پشت دکھا دکھا مباحثے سے بھاگ رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایسے وقت میں کچھ تو ضروری جانا اور قرضداری نے بھی ضروریات کا منہ دکھانا شروع کیا۔ ایسے موقع پر قرآنی خدا کو اپنے تلواری دین کے بچاؤ کی فرشتوں سے مشورت کرنی شروع کی اور اسی حالت میں مرزا نے سوچا کہ ہم بھی کچھ ہاتھ پاؤں ہلاویں۔ اور گپیات واہیات و کرشمات لعیبا اشات کو گھر بیٹھے منادی کرادیں۔ تاکہ مشہور ہو وے یاروں میں ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ امام مناظرہ۔ مجدد وقت۔ ملہم کلام ربانی مسیح ثانی۔ محمدیوں کی زبان پر ہمارا نام بھی ورد ہو جائے اور بیٹھے بٹھائے ایسے واہی بیچ میں عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں سے کچھ روپیہ بھی ہاتھ میں آئے بقول

سہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
یکے حمایت قوم و دگر بدست مراس

وید مقدس میں کسی مخلوق یا مملوک چیز کی پرستش قطعی نہیں ہے۔ اور نہ کسی مصنوعی یا اختراعی کی ہو جاوے ہے۔ بلکہ صاف و انکشاف طور پر معقولیت و کمالیت کے ساتھ ان کی پرستش کی ممانعت موجود ہے۔ مگر کیا کیا جاوے آنکھ والیکو آدمی دکھلا سکتا ہے اور اندھے کو سوا سکتا ہے۔ جن کے دونوں نہیں وہ معذور ہے*

تو ہم آنکہ فیا زارم اندرون کے حسود را چکنم کو زخود برنج در ست
بمیرتا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

کھائیو ظاہری دو آنکھ اور دو کان والے لوکروڑوں آدمی موجود ہیں۔ مگر ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی آنکھیں تعصب نے اندھی کردیں اور جن کے کان ہٹ دھرمی کی گرمی سے بہرے ہوگئے ان کے واسطے ہمارے پاس کوئی علاج نہیں وہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ سنسکرت ودیا کیا بلکہ اس کی حرف شناسی سے بھی محض ناآشنا ہیں۔ وید مقدس کی آج تک پرمیشور جانتا ہے شکل بھی نہیں دیکھی آریہ سماج کی کتابیں مطالعہ فرمانے سے تعصب مانع ہے کسی آریہ کی ملاقات کے لحاظ اس کا اپدیش سننے سے وہ بالکل محروم ہیں۔ پس ایسی حالت میں ہر ایک شخص یہی ان جان سکتا ہے کہ ان کے خیالی اعتراضات کس قدر درجۂ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کسی واقف کار ممبر آریہ سماج سے ایک گھنٹہ بھی گفتگو کرتے تو ان کے سو سالہ باطلہ توہمات ہاطلہ یک لخت دور ہو جاتے مگر یہ بھی انہوں نے نہیں کیا اس واسطے بسبب محروم رہنے سنسکرت اور پستک وید کے مرزا صاحب اندھے ہیں اور کسی آریہ کے اپدیش نہ سننے یا حالات نہ معلوم ہونے سے مرزا صاحب بہرے ہیں ورنہ ایسے متعدد اور پرزور دھرم اور عقائد کی نسبت ایسے منتکی اور بلید خیال دل سے نہ نکالتے جناب مرزا صاحب وید مقدس میں اگ ہوا و پانی و خاک و معدنیات وغیرہ سے اوپکار لینا تو ضروری لکھا ہے۔ جس سے حوائج انسانی کا رفع کرنا۔ اور کلاؤں و حکمت و صنعت وغیرہ کی ایجادات کو عمل میں لانا مراد ہے۔ مگر ان فانی اور غیر مدرک چیزوں کو پرمیشور ماننے کی کہیں بھی آگیا نہیں ہے الفاظ سورج۔ چاند۔ آگ۔ پانی۔ دھرتی۔ منتر۔ اندر۔ باسو۔ اسولوں وغیرہ جن کو وید نے ہزاروں جگہ مخلوق بیان کیا ہے۔ اس پر معترض بھی مثل جاہل مسلمانوں کے اعتراض کرکے فخر حاصل کرتا ہے۔ مگر اسرائیلہ حساب پاکست از محاسبت چہ باک۔ ہم کو آپ کے اعتراضات سے کسی طرح کا خوف نہیں ہے اگر خطرہ ہے تو تلوار کے ذمہ داروں کو جن کے قرآن میں ہوبہو ہی اعتراضات موجود ہیں جن کو ہم آگے اسی کتاب میں مشرح لکھیں گے۔ اور ایسے دعادی کے آیات قرآنی سے شہادت لادینگے آپ کی طرح مکرر غلطی کرنا ہمارا خیال نہیں اور نہ فرضی اور غیر مسلمہ باتوں پر چیل ڈھال۔ جس بات کا دعویٰ ہے اب اس بات کی اس سے شہادت دلاتے ہیں۔ اور ثبوت کے واسطے صرف زبانی حدیثوں سے کام چلاتے ہیں* سہ

اگر کوشش کنی تا حشر اے جاں ٭ نیابی زیں سخن سر گزیستانے

ان یعنے موقعہ پر اگنی وغیرہ نام پرمیشور کے بھی ہیں۔ جس کی تشریح ویدک کتب لغات میں مفصل موجود ہے۔ بلکہ خود وید مقدس میں ہی سکا فیصلہ کر دیا گیا ہے تا کہ بت پرستی یا آفتاب پرستی یا آتش پرستی وغیرہ کی طرف انسانوں کو بچالیا

ہو۔ وہ سوائے سچ اسد کے کسی کو اپنا معبود نہ مانیں۔ جسے ہر ایک طالب حق کے لئے تحقیق ہو جاوے۔ اور کسی طور کا شک نہ آنے پاوے

علیٰ ھذا القیاس پنڈت سوامی جیو مہاراج نے ان ناموں کی اصلی عمدہ طور سے تحقیق اس کر دی ہے کہ اب ادنے سے ادنے سنسکرت داں بھی انصاف کے طور پر دیکھنے سے اصل ماجرا پا سکتا ہے۔ چنانچہ ان وہموں یعنی ہر تیرتھ کو دور کرنے کے واسطے سوامی جی نے ایک پستک علیحدہ بھرانتی نوارن نام بنایا ہے جس سے ایک گمراہ عالم کو راہ راست دکھایا ہے۔ چنانچہ چند منتر یہاں بھی تمادنا پیش کرتا ہوں تاکہ حق و باطل کا کامل اظہار ہووے۔

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यः स सुपर्णो
गरुत्मान् एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं
मातरिश्वानमाहुः । ऋ॰ मं॰ १ सू॰ १६४ मं॰ ४६ ॥

یہ رگوید کا منتر ہے۔ وہ جو ایک ادوتی (لاشریک) ست برہم ہے اسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی۔ ودیا۔ سپرنا۔ گورتمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں۔

منوجی بھی ادھیائے ۱۲ کے شلوک ۱۲۳ میں کہتے ہیں

एतमेके वदन्त्यग्निं मनुमेके प्रजापतिम् इन्द्रमेके
परे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम् । म॰ अ॰ १२ श्लो॰ १२३

وہ جو سب کا پرماتما ہے۔ اسی کے اگنی۔ منو۔ اندر۔ پران۔ پرجاپتی۔ برہم بھی نام ہیں۔

اور اسی طرح یجروید و سام وید و اتھروید سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اگنی وغیرہ نام بعض جگہوں پر ایشور کے بھی ہیں۔ مگر یہ بھوتک اگنی اور سورج وغیرہ ایشور نہیں ہیں بلکہ اسکی مخلوق ہیں۔

اگنی لفظ جو رگ وید میں اکثر جگہ آیا ہے اوس سے کم فہم اور کم علم آدمیوں کو مغالطہ ہوتا ہے۔ اول تو خود ان لوگوں کو اتنا مادہ کہاں ہے کہ اس لفظ کے اصلی اور حقیقی معانی کو پورا پورا دریافت کر سکیں۔ اگرچہ رگ وید کے منتر اور منوسمرتی کے قول سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں جس سے کامل یقین ہے کہ کسی حق پسند کو کلام نہیں ہے مگر وہ لوگ کہ جن کی چشم تمیز کو زمانہ موجودہ کے شمس العلماء نے ایسا خیرہ کر دیا ہے کہ جہالت کے تاریک گوشہ کو اپنا مامن خیال کرتے ہیں انہیں سچ کے قبول کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اگر کبھی طوعاً و کرہاً سر اٹھاتے ہیں تو برقعہ تعصب چہرہ حق پسندی پر ڈال لیتے ہیں پھر فرمائیے کہ وہ شاہد مراد جو نصف النہار الصاف میں عقل حق بین کے آئینہ حقیقت سے نظر آ سکتا ہے۔ وہ ان کے دل میں یا آنکھوں میں کیسے جلوہ گر ہو۔ ہم ناظرین کی خدمت میں لفظ اگنی کے معنے بطور التماس پیش کرتے ہیں کہ عنانِ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں اور نتیجہ نیک استخراج فرماویں

अग्नगति पूजनयोः अग्न्यते प्राप्यते सत्क्रियते वा
वेदादिभिः सत्यशास्त्रैर्विद्वद्भिः सोऽयमग्निः ॥

اس دھاتو سے اگنی لفظ ماخوذ ہے اور رگ ویدادک ست شاستروں کے رو سے وددوان لوگ جس کا ستکار کرتے ہیں۔ اور گیان سروپ اور سرب بیاپک ہے وہ اگنی ہے اس کے علاوہ شت پتھ براہمن کے مندرجہ ذیل واکیوں سے یہ بات اور بھی زیادہ صاف ہو جاتی ہے کہ اگنی کا لفظ ایشور کے نام کی طرح

کی تاویل نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور پچھلی تمام رشیوں نے ایسا ہی مانا ہے اور وید آدی ست شاستروں میں ایسا ہی ارشاد ہے جو بالکل ٹھیک اور بجا درست اور صرف نحو اور لغت کے مطابق اور ہر طرح معقول ہے اس کو زیادہ واضح کرنے کے واسطے اصلی اقوال کو نقل کرتے ہیں

ब्रह्माग्निः । श॰ ३—४—२—११
आत्मा वा अग्निः । श॰ ७—२—१—२
अयं वा अग्निः प्रजाश्च प्रजापतिश्च । श॰ ९—१—२—४२

تحقیق ترجمہ آتما۔ پرجاپتی۔ اور آگ لفظ کے معانی و مفہوم میں داخل ہیں الغرض مندرجہ صدر حوالوں سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اگنی لفظ کثیر المعانی ہے اور اس کے بہت سے معانی میں بجملہ ایشور۔ آتما۔ پرجاپتی کے بھوتک اگنی بھی شامل ہے۔ اگر اس قسم کے ثبوت موجود نہ ہوتے اور وید مقدس میں خود ہی اس کا کامل تصفیہ نہ ہوتا۔ اور سمرتیاں نہ ملتیں اور قطع النظر اس کے محض اصول علم معانی و بیان مدنظر رکھ کر اگنی منتر کا مفہوم پرماتما بیان کیا جاتا ہے۔ تو بے شک کوئی دانشمند معترض نہ ہوتا۔ عموماً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنی میزان واقفیت میں دوسروں کے معلومات کو تولتا ہے۔ اور خواص حیوانیہ کے غلبہ سے اس کو یہی منظور ہوتا ہے کہ میرا ہی پلہ وزنی رہے۔ ایسے مہاتما بہت تھوڑے ہوتے ہیں کہ خواص حیوانیہ کو مغلوب کر کے ہر بات کو صداقت یا اصلیت سے نیاو کی کسوٹی پر جانچنے اور ٹھیک اور درست نکل آنے پر گو اس کے پہلے خیال کے کتنا ہی یا بالکل خلاف ہو بخوشی خاطر قبول کر لیتے ہیں۔ مرزا جی آفتاب خاک اور ڈلے سے کچھ نہیں چھپتا۔ اور ماہتاب شب تاریک میں بھی چمکتا ہے۔ اسی طرح تاویلات اور توجیہات اور اعتراضات سے اصلی معانی مخفی نہیں رہ سکتے۔ چونکہ ہر کامل عیار محک امتحان سے زیادہ پایہ اعتبار کو پہنچتی ہے اس لئے اگنی وغیرہ لفظوں کی بابت ہم نے اوپر مسرح لکھ دیا۔ ایشور کے نہت ناموں میں سے تقریباً ایک سو کا ارتھ واضح طور پر ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے جو مانکل ویاکرن یعنے گرامر کے مطابق سنسکرت ودیا سادوں میں درج ہے۔ جس سے کسی بدھی مان کو وہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ ان مندرجہ بالا منتروں کے ترجمہ دیکھنے سے ہر ایک حق پسند صداقت کی داد دے سکتا ہے اور اگر آتش پرستی ہون یگ کا کرنا ہے۔ تو یہ محض انصاف اور عقلمندی اور فلاسفی کے گلے پر چھری دھرنا ہے۔ پرانے نبیوں کا آگ کو جلا کر بارش کا کرنا قربانی کا جلانا۔ اور خدا کا خوشنود ہونا (جو توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں درج ہے)، اور براق پر چڑھ کر آسمانوں کی سیر کو جانا۔ گنہگار زناکاروں قاتلوں۔ سفاکوں۔ ڈاکوؤں کا صرف شفاعت سے بخشا جانا (جو قرآن اور تفسیروں اور حدیث میں ہے) تو مرزا صاحب ضرور مانتے ہیں۔ اور ان کا ایمان باعث نجات جانتے ہیں۔ مگر ہون سے بارش اور صحت کا ہونا معلوم دکھائی پڑتا ہے۔ اور اس کو بزعم باطل مخلوق پرستی گمان کیا جاتا ہے بڑی بھاری وجہ اس تعصب اور حق پوشی کی یہ ہے کہ وہ باتیں پشتہا پشت سے مانتے چلے آتے ہیں اور بخصوصاً قرآن میں ہیں۔ پس انکار کرنے سے دنیا کے لعن و طعن کا اندیشہ ہے خیر کچھ ہو ہم اس بارہ میں تھوڑا سا تحریر کرنا مناسب جانتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب بھانسے کے اس بیان کو فلسفہ محمدیہ سے رد کر دیویں تو اس وقت ہمیں اور دلیل دینے کی حاجت نہ پڑیگی۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ اسی سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاویگا اور زیادہ امتحان کی ضرورت نہ رہیگی۔

اس تحریر کے شروع کرنے سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بارش صرف مرضی خدا پر منحصر ہے یا کہ اس کے وسائل بھی ایشور نے بنا چھوڑے ہیں۔

جن فلسفہ دانوں اور حکمت خوانوں کو علم بارش سے آگاہی ہے ان کی اس میں گواہی ہے کہ بارش کے ہونے کا یہی طریقہ مقرر ہے کہ زمین سے پانی کے بخارات اوپر چڑھ کر بارش ہو کر برستے ہیں چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے اکثر فلسفیوں نے بارش کا امتحان بھی کرا دیا۔ بلکہ ایک فاضل فلسفی نے اشتہار دیا تھا کہ جس کسی کو خواہش بارش دیکھنے کی ہو۔ میں برسا کر کے دکھلا سکتا ہوں۔ پس اس کل تحریر کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح بذریعہ کونین کے تپ کا افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور جلانے سے لکڑی راکھ ہو جاتی ہے۔ کھانے سے جسم کو تقویت ملتی ہے۔ اسی طرح اگر باقاعدہ بخارات چڑھائے جاویں تو بارش ہو سکتی ہے۔ یہ تو صاف جہالت ہے کہ محض خدا کی مرضی سے بلا قاعدہ مقررہ کے بارش ہو جاوے۔ پس جبکہ بارش کا ایک خاص قاعدہ ہے۔ تو اب ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ کونسا قاعدہ بارش کا عمدہ ہے چونکہ محمدی لوگ بھی ہر ایک امر کو خدا کی مرضی پر اکتفا نہیں کرتے۔ روٹی کے واسطے تو محنت مزدوری کرتے ہیں۔ بیماری کے واسطے دوا دارو بھی کھاتے ہیں۔ نفسانیت کے خیال سے بیاہ شادی کی بھرمار کرتے ہیں۔ کسی امر میں محض خدا کی امید پر بیٹھے نہیں رہتے۔ ایسا ہی ہمکو بارش پر غور کرنا چاہیئے۔ البتہ یہ امر تو بہت معقول ہے کہ ہر ایک فعل کے ساتھ پرمیشور کی مدد کا خواہاں ہونا لیکن بلا افعال محض خدا کے بھروسہ پر پڑا رہنا کسی قاعدہ کے مطابق روا نہیں ہے اب ہمکو بارش کے اصول پر خیال کرنا چاہیئے۔

محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے رو سے بارش کے لئے یہ قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ مسجدوں یا گرجا گھروں میں جمع ہو کر خدا کے آگے التجا کرنا۔

اور آریہ دھرم کے مطابق ہون یگ کے ذریعہ ایشور سے پرارتھنا کرنی کہ آپ دیا کر کے ہمیں دیا لتا سے بارش بخشئے۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ بارش کے لئے کونسا قاعدہ عمدہ ہے آیا محمدیوں کا یا عیسائیوں یا آریوں کا۔

اول سوچنا چاہیئے کہ یہ قاعدہ ناقص ہے کاروبار کرنا اور دل سے ایشور کو مدد گار جان روزی کا طلبگار ہونا عمدہ ہے یا یہ قاعدہ کہ ہاتھ پاؤں دھر کر بیٹھے رہنا اور ایشور سے روزی کا طلب کرنا بہتر ہے۔

یقین واثق ہے کہ اخیر کے قاعدہ کو کوئی عقلمند پسند نہ کریگا۔ اور ہر طرح نحوست اور جہالت مانے گا۔ اس لئے قاعدہ اول کی صورت ہون کے ذریعہ ایشور کے آگے پرارتھنا کرنے کی ہے۔ کیونکہ ہون قاعدہ قدرت کے مطابق خاص ذریعہ بارش اور صحت جسمانی اور صفائی ہوا کا ہے۔ ہون کا یہ قاعدہ ہے کہ روغن زرد اور معطر اور مقوی اشیا کو وید کے منتروں سے آگ میں باری باری اہوتی دینا۔ زمین سے پانی کے بخارات دو طریقوں سے بشکل مینہ چڑھ سکتے ہیں (۱) سورج کی گرمی سے (۲) آگ کی حرارت سے۔ پس جس وقت آگ جلا کر ہون کیا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے گھی وغیرہ معطر اور مقوی اشیاء کے بخارات اوپر کو چڑھتے ہیں۔ یہ بات بھی بخوبی مسلم ہے کہ بعض اشیاء کو سورج کی گرمی حسب ضرورت اوپر نہیں اٹھا سکتی۔ پس بیٹھے ہوں کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہے۔ یہ جو گھی ہون میں ڈالا جاتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ بارش کو بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جو بخارات پانی کے سورج کی حرارت سے اوپر چڑھتے ہیں۔ ان کو منجمد کرنے کے لئے گھی کے بخارات بطور جاگ کے ہیں جیسا کہ ہزار من دودھ میں ایک ماؤ دہی ڈالنے سے تمام کو دہی بنا دیتا ہے۔ ویسا ہی جب وقت گھی کے بخارات پانی کے بخارات سے ملتے ہیں ان کو منجمد کر دیتے ہیں اور وہی بخارات فوراً بارش کا ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ اور گھی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سورج کی گرمی سے اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ تم غور کرو کہ ہر ایک شے کو سورج کی گرمی خشک کر دیتی ہے مگر گھی ہزار برس پڑا رہے۔ تو ویسا کا ویسا ہی بنا رہتا ہے۔ کم خشک نہیں ہوتا۔ اس لئے بذریعہ آگ کے اس کو اوپر چڑھایا جاتا ہے تاکہ بارش میں مدد کرے اور ساتھ ہی اس کے مقوی و معطر اشیاء ڈالی جاتی ہیں انکا بھی یہی فائدہ ہے کہ پانی نصیب اور جلدی منجمد ہو کر گرے۔ کیونکہ جس وقت پانی کے بخارات لطیف ہوتے ہیں اس وقت کم منجمد ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ کثیف ہوتے ہیں۔ تو جلد منجمد ہو کر بارش کو کرتے ہیں اب معترض یہ کہینگے کہ جس جگہ ہون نہ ہوگا۔ وہاں بارش نہ ہوگی۔ یہ خیال ان کا درست نہیں۔ کیونکہ بارش کا ذریعہ محض ہون ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی ایک مثلاً درخت عمدہ ذریعہ بارش کا ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ سورج کی گرمی سے جو پانی کے بخارات چڑھتے ہیں وہ محض پانی کے ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کے ساتھ لطیف بخارات۔ اور مقوی اور معطر اشیاء کے بھی چڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اور یہ معاملہ دانائی اور معقولیت کا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ جنگل میں قدرتی میوے ہزار طرح کے پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیا درخت لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کوئی دانا اس امر کو پسند نہ کریگا۔ پس باغ وغیرہ لگا کر عمدہ طور سے میوہ جات بافراط پیدا کرنا قدرتی عطیہ کا باقاعدہ برتنا ہے۔ اسی طرح اگرچہ قدرتی طریقہ خاص بھی بارش کا ہو۔ لیکن تاہم انسان اس میں کئی طرح کے اعمال سے اپنی کوشش کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے اگر ہم خاص قاعدہ بارش کے نازل ہونے کا مدنظر رکھ کر اس کے ساتھ ایشور کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو وہ اس نکمے اور بیہودہ اور نامعقول طریقے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

اب اگر محمدیوں کا بارش کیواسطے قاعدہ دیکھو گے۔ تو ہر نوع ناکارہ اور بیہودہ ہے یعنے مسجد میں جا کر کچھ زبان سے کہنا بارش کو کیا مدد دیتا ہے۔ بلکہ سستی و کم ہمتی کا مصداق ہے اور یہی حالت عیسائیوں کی ہے۔

بڑا افسوس ہے کہ جس طرح اور کاموں میں محمدی لوگ تعصب نامعقول و سینہ زوری کو عمدہ ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ اس بارش کے بارہ میں بھی وہی پالیسی برتے جاتے ہیں اور عقل و علم کو استعمال میں نہیں لاتے اگرچہ اکثر کاموں میں محمدی لوگ تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ مگر بارش کو صرف باری سے چاہتے ہیں کیا معاذ اللہ وہ نادان ہے جو تمہارے دھوکا میں آ جاویگا۔ اگر بارش چاہتے ہو صحت مندی کے خواستگار ہو اس کے مقررہ طریقہ ہون کی تعمیل کرو۔ بھائیو! کیا کبھی بلا کام کرنے کے بھی معاوضہ مل سکتا ہے؟ جب آپ ایشور کے حکم کی تعمیل کروگے تو وہ دنیا کا رچنے والا اپنی قدرت سے ہر ایک چیز کو دے سکتا ہے۔ مہاتما کرشن جی کا قول ہے۔

अन्नाद्भवन्ति भूतानि पर्जन्यादन्नसम्भवः । यज्ञाद्भवति

तिपर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भव कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ॥

ترجمہ: کہ جسم خوراک سے بنا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے ہون سے بارش ہوتی ہے۔ اور ہون وغیرہ کرم سے ہوں ہوتا ہے سو بد منتروں سے ہوتی یعنی کرم پیدا ہوتا ہے۔ اور وید منتر برہم پرماتما سے پرکاشت ہوتے ہیں اس واسطے سب کا مالک برہم ہے اور اس کی آگیا پالن کرنیکا نام ہون ہے۔ ایشور کو اپنا مالک اور ہون کو اس کا حکم اور بھگت اوپکار کا سبب جان کر روز یگ کرنا چاہیے"۔ اس تمام مندرجہ بالا اشارات سے ہر ایک دانا جان سکتا ہے کہ جس طرح کو نبی کھانا کوئی بت پرستی نہیں۔ آگ سے روٹی پکانا اور اس میں عمدہ خوشبودار چیزوں کا جلانا آتش پرستی نہیں بلکہ صحت جسمانی کا سبب۔ درستی ہوا کا باعث اور بارش وغیرہ صدہا سکھ دایک باتوں کا ذریعہ ہے۔ پس کوئی وید کا پیرو آتش پرست یا مخلوق پرست نہیں ہے۔ بلکہ ایشور بھگت اور برہم پرست ہیں۔

مجھ کو مصنف براہین الاحمدیہ کے ایسے خیالات پر کہ جن کی تائید کسی فلسفہ سے نہیں ہو سکتی سخت تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ کیوں اس گرداب بلا سے خلاصی کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ هل من مزید کا دم بھرتے ہیں۔ حجر الاسود کی بت پرستی اور مکہ کے یاترا یا تیرتھ پرستی سے گناہوں کا دور ہونا اور کعبہ کو مکان خدا یعنی بیت اللہ سمجھنا۔ اور اس کے حج سے ثواب آخرت اور نکوئی جاوید ماننا۔ یہ دو تو خاصکر ایسے امر ہیں جن کے ماننے سے عقل و علم دونوں رخصت ہوتے ہیں۔ بقول ایک فاضل کے۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر ست ✤ از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر ست
کعبہ بن گاہ خلیل آزر ست ✤ دل گذرگاہ جلیل اکبر ست

بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ جب مرزا صاحب کے ایسے خام خیالات ہیں تو ان کو آریہ لوگوں کی نسبت کسی طرح کا حرف بھی زبان سے نہ نکالنا چاہیے کیونکہ دانا ئیں کا قول ہے "اپنے سر پر صد من بوجھ نہ دیکھنا۔ اور دوسروں کے بال بھر بار کو بار برداری سمجھنا"۔

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست
چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

میں یقیناً بیان کر سکتا ہوں کہ آریہ لوگ کبھی کسی نامعقول بات کو پسند نہ کریں گے خواہ آپ لوگ اپنے متعصبانہ خیال سے جان سے عزیز اور مقبول خیال کریں ✤

اگر وید میں مخلوق پرستی یا بت پرستی ہوتی تو صدہا پنڈت جن کا سوامی جی سے مقابلہ ہوا کوئی شرتی پیش کرتے۔ یا آجکل اپنے دعوی کا ثبوت دیتے۔ اور روز بروز کثرت سے آریہ سماجوں میں داخل نہ ہوتے۔ مزید براں واضح ہو وے کہ ایک سیٹھ صاحب ساکن شہر بمبئی نے عرصہ چھ سال سے ایک اشتہار دیا ہوا ہے کہ جو پنڈت صاحب بمقابلہ آریوں کے وید سے بت پرستی یا مخلوق یا کسی قسم کی شرک پرستی کا نشان دیوے۔ بشرط ثبوت وہ پانچ ہزار روپیہ کا انعام پاوے۔ مگر آجتک باوجود ہونے لاکھوں ہزاروں دشمنوں کے (جو ابھی تک کسی خاص سبب سے) آریہ سماج میں شامل نہیں ہوئے، کوئی بھی اس بات کا ثبوت نہ کر سکا۔ اور وہی راستی کا بول بالا ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا۔ انہیں دنوں میں جب وہ اشتہار طبع ہوا تھا۔ اخبار آفتاب پنجاب لاہور وغیرہ اخباروں میں بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی ✤

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مطبوعہ ہفتہ دوم جولائی ۱۸۸۳ء حصہ ۲ صفحہ بعنوان "ہمیں چاہئے چڑیوں کا دودھ" (میں یہ مضمون طبع ہوا تھا) کہ بقول آفتاب پنجاب لاہور بمبئی کے ایک متمول بھائی نے پانچ ہزار روپیہ اس پنڈت کو دینے کئے ہیں جو یہ ثابت کرے کہ وید و شاستر بت پرستی کی اجازت دیتا ہے وکٹوریہ پیپر اسے دیتا ہے کہ میں ڈنکہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ شاستر وید خدا پرستی کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ بت پرستی کی۔ پنڈت جی کیوں جھگڑتے ہیں۔ مار آ جاویں بیجا اصرار سے۔

"سائینا اور مہیدھر وغیرہ کے ترجمہ برخلاف لغات (نگھنٹو) اور برہمن پشکیا کے درود ہونے سے قابل پرمان نہیں ہیں اور انہیں کی شاگردی کرنے سے میکس مولر اور مونیر ولیم اور ولسن صاحبان کے ترجمہ بھی حق سے برگران ہیں اور انہیں ترجموں کو آپ نے (مرزا صاحب) آپنے وعدہ ماناہے جو بالکل غلطی اور جہالت کی بات ہے کیونکہ وید کا ترجمہ وہی صحیح اور درست ہے جو شتھ پتھ۔ ایتریہ۔ گوپتھ۔ سام ودھان۔ برہمنوں اور نروکت اور نگھنٹو لغات کے انوسار یعنے موافق ہو۔ اور انہیں کے رو سے رد سے اس کی پوری تائید ہو سکے۔ مہاراج سوامی دیانند جی نے عظیم الشان علمی عمارات سنسکرت کے ویرانہ میں مدتوں سرگرداں اور پریشان رہکر بیخزاین اور دفاین دریافت کئے تھے۔ اور انہیں ساتن تفسیروں کے انوسار لگر اور وحدت نگار وید کے ترجمہ میں وہ وہ توحید بیانی اور گلفشانی کی ہے جن کے خیالات حقانی اور فہمید سمائی اور عالی روانی کی مخالفان دھرم بھی داد دیتے ہیں۔ جب کہ آپ سنسکرت جانتے ہی نہیں تو مذاق سنسکرت سے آپ کا آگاہ ہونا معلوم۔ بھلا آپ کے ایسے اعتراضوں سے جن کی بنیاد ہی غلطی پر ہے۔ ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے بقول شخصے کہ "چنا اگر کودیگا تو کیا بھاڑ گرا دیگا"۔ مرزا صاحب آپ کی تحقیق کی سیڑھی درجہ صداقت سے چھوٹی ہونے کے سوائے نادرست اور کمزور بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر ایک مقام سے پرزے پرزے ہو کر ٹوٹ رہی اور آپ کو منزل راستی سے پھرا کر سرگرداں وادیہ جہالت کر رہی ہے۔

ہاں اگر کسی آریہ کی زبانی سنتے اور وہ مقابلہ میں ان کو یا ان میں سے کسی کو لائق پرستش کہتا یا حوالہ دیتا۔ تب جائے اعتراض ہوتی۔ آپ سے بڑھکر ہم اور ہمارے بھائی اس قسم کی روایت کی تردید کر رہے ہیں اور ہند و مسلمانوں کو بت پرستی۔ قبور پرستی۔ کعبہ پرستی۔ پیر پرستی سے ہٹا رہے ہیں جو خدا کے فضل سے روز بروز کامیابی ہے۔ آپ نے تحفہ وھوکھا کھایا اور بیفائدہ کاغذ سیاہ کئے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

گو سالہ ما پیر شد و گاو نشد

کیا آپ کو پہلے کسی بے صلاح ندی تھی کہ اے غافل جس منزل کا راستہ نہیں جانتے جس سفر کے واسطے تمہارے پاس خرچ نہیں۔ جس علم سے امی محض ہو اسکی بابت لاف و گزاف مت مارو اور نہ اس کے دعویدار بنو ورنہ اول و دوم میں حیرانی و ناوانی اور سوم میں پشیمانی و سرگردانی ہوگی ✤

براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۰۹ حاشیہ نمبر ۳ کی عبارت

کہ اندر کو سینکا رشی کے بمر حملہ آ۔ اور محمد رسی کو بڑا مالدار کر دے۔ تمام پورانوں کے تحریر میں لکھا ہے کہ تسیکا کا بیٹا وسواسر تھا۔ اور رسالہ ناید کا ایک شکار اس کی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر بیٹا ہو گیا۔ یہ قصہ بیان کرتا ہے۔ جو کہ وید کے منتر اوکرمنیکا میں درج ہے کہ کوسیکا آسرا نہا کے ستر لے یہ دل میں خواہش کرکے کہ اندر کی توجہ سے میرے بیٹا ہو تب حد اختیار کیا۔ جس تپ کی جلدی میں خود اندر ہی نے اس کے گھر میں جنم لیا اور آپ ہی اس کا بیٹا بن گیا۔

جواب باصواب

یہاں سے صاف واضح ہوگیا کہ معترض یا اس کے ہادی نے وید مقدس کی شکل بھی کبھی نہیں دیکھی۔ اور یہی سبب ہے کہ اس کی تحقیق خام ہے۔ افسوس بابن بے علمی اور نافہمی دعوے الہام

کجا توحید خاص ایزد پاک — کجا افسانہ ہائے عشق بیباک
کجا راز حقیقت معرفت خیز — کجا شرک و جہالت ظلمت انگیز
کجا علم الٰہی راحت بیسر — کجا وہم و خیالے راہ عیبہ
کجا امی کجا آن نور ادراک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہاں وید اور کہاں پوران۔ کہاں وحدانیت اور کہاں افسانہ جات۔ مرزا صاحب وید قصہ جات نہیں اور نہ اُن میں کسی راجہ اندر کی داستانیں بھری ہیں۔ اور نہ کوئی افسانہ جات اس میں۔ وہ تمام پورانوں کا شجرہ کیا ہے کس وید خواں کی تصنیف ہے۔ اور کہاں ہے۔ افسوس کہ جہالت و تعصب نے لوگوں کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں جس سے راستی کو دیکھنا اور قبول کرنا گناہ تصور ہونے لگا۔ ویدوں میں ایسے نام کسی انسان کے نہیں ہیں اور نہ کوئی بات وید کی کسی خاص شخص سے متعلق ہے۔ جس طرح ہمارے مرزا نے ویدوں کا کوئی منتر ثبوت کے واسطے پیش نہیں کیا۔ اسی طرح کوئی پوران کا شلوک بھی معہ حوالہ درج نہیں کیا۔ پس دعوے ہر طرح بلا دلیل ہے۔ کیونکہ یہ قصہ یا اور کوئی ویدوں میں بالکل نہیں ہے۔ اب اس کا اصلی ترجمہ عرض کرتا ہوں۔

"ہے سب و دیاؤں کے اپدیشک اور ان کے ارتھوں کے منتر پرکاش کرنے والے انگرے میرے سب استتی کے یوگ آپ ہی ہیں۔ کرپا کرکے ہماری استتی کو گرہن کیجئے اور ہمیں تازہ زندگی دیجئے تاکہ ہم لوگوں میں ایک ودیاؤں کے پرگٹ کرنے والے روشنی طبع۔ بیدہ ہوں اور صحبت کا اوپکار کریں"۔ رگ وید منڈل ۱۔ انوواک ۳ سکت ۱۰ منتر ۱۱ کا یہ ترجمہ ہے جس کو نادانی سے الہامی صاحب نے ایک پوراتی فسانہ کرکے لکھا ہے۔ خدا انہیں راہ راست دکھائے اور دروغگوئی کی عادت سے بچائے ؂

اسی طرح تمام منتروں کے ترجموں کی نسبت خیال فرماویں کہ کس طرح جادۂ تسلیم سے پھرے ہوئے ہیں۔ وید بھاشیہ میں سوامی جی نے ان انگریزوں کے ترجموں کی بہت معقولیت سے تردید کی ہے جس کسی کو مرزا صاحب کی تمام منشکی تحریرات کا جو متعلق وید منتروں کے ہیں صحیح ترجمہ دیکھنا ہو وہ وید بھاشیہ ملاحظہ فرماکر تسلی پا سکتا ہے۔

چونکہ مرزا صاحب کی غلطیاں حد سے افزوں ہیں اور ان کا اگر اسی طرح مشرح ہم جواب تحریر کریں تو کتاب کے بہت بڑھ جانے کا خوف ہے اور جواب ان کا صحیح طور پر چونکہ وید بھاشیہ میں عجیب کیا ہے۔ پس دوہرانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی ہر ایک طالب حق وید بھاشیہ کو خرید کر یا سماج سے دیکھ سکتا ہے۔ اور حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے ؂

اعتراض مصنف براہین الاحمدیہ صفحہ ۴۰۲ حاشیہ نمبر ۳

لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اور کیا تحریر میں بتلا دیں جس میں بجائے حقائق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں۔ کہ ہزارہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے دھکیلا۔ وید نے آریوں کو صدہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنا دیا وید نے ؂

جواب باصواب

وید وکٹ وحدانیت کی ہم مفصل تشریح پہلے کر آئے ہیں۔ اب قرآن کی نقصان رساں تعلیم کا اظہار کرتے ہیں ؂

۴۰۶

منقول از غیاث اللغات ردیف (لا) صفحہ

باید دانست کہ ہمگی ملتہا ہفتاد و سہ اند یکے ازاں سنت و جماعت و ہفتاد و دو سوائے آں۔ بدانکہ در اصل شش گروہ اند۔ رافضیہ۔ خارجیہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ جہمیہ۔ مرجیہ و ہر گروہے ازینہا دوازدہ فرقہ دارد ؂

بیان فرقہ ہائے رافضیہ و عقائد ایشاں علویہ کہ حضرت علی را نبی گویند۔ ابدیہ علی را در نبوت شریک دانند۔ شیعیہ گویند ہر کہ حضرت علی را از جمیع صحابہ دوست تر ندارد کافر است۔ اسحاقیہ گویند کہ نبوت ختم نشدہ است۔ زیدیہ گویند در امامت نماز بجز اولاد علی دیگری را نشاید۔ عباسیہ بجز عباس ابن مطلب کسے را امام ندانند۔ امامیہ زمین را از امام غیب خالی ندانند و نماز نگذارند۔ مگر پس بنی ہاشم۔ ناؤشیہ گویند ہر کہ خود را بہ دیگرے فاضل داند کافر است۔ تناسخیہ گویند چوں جان از قالب برآید روا است کہ در کالبد دیگرے درآید۔ لاعنیہ طلحہ و زبیر و عائشہ را لعنت کنند۔ راجعیہ گویند کہ علی بار دگر بدنیا خواہد آمد و حالا در ابر است۔ مرتضیہ گویند کہ بجنگ پیش آمدن با بادشاہ مسلماں روا است ؂

بیان فرقہ ہائے خارجیہ و عقائد ایشاں ازرقیہ گویند کسے کہ در خواب نکوئی بہ بیند زیرا کہ وحی منقطع شدہ است۔ ریاضیہ گویند کہ ایمان قول صالح و عمل صالح و نیت سنت۔ ثعلبیہ گویند کہ کارہائے ما حاصل شدہ اند بخواست حق تعالیٰ نہ بقدرت و خواہش او۔ حازمیہ گویند فرضیہ ایمان شناختہ شدہ است۔ خلفیہ گویند کہ گریختن از مقابلہ کفار کہ دو چند باشند کفر است۔ کوزیہ گویند کہ بدن را بسیار مالش پاک نشود۔ کنزیہ گویند دادن زکوٰۃ فرض نیست۔ معتزلہ گویند کہ تعذیر الٰہی نیست و نماز ہا با ماست فاسق روا نیست و ایمان از کسب بندہ است و قرآن مخلوق است و مردگاں را از دعا و صدقہ نفع نے رسد و معراج بیش از بیت المقدس نیست و کتاب و حساب و میزان ہیچ نیست و فرشتگاں از مومنین افضل اند و رویت حق در قیامت نخواہد شد و کرامت اولیا ہیچ نیست

واہل جنت را صحن و مردن ہست و مقتول بموت خود مے میرد و علامات قیامت مثل دجال وغیرہ ہیچ نیست میمونیہ گویند ایمان بالغیب باطل ہست۔ محکمیہ گویند حق تعالیٰ را بر خلق حکم نیست۔ مراجیہ گویند کہ احوال پیشینیان نہ حجت ہست وانکار کردن آں واجب۔ احنبیہ گویند کہ رسد حزائے عمل و احوال بہ بندہ ＊

| بیان فرقہ ہائے جبریہ و عقائد ایشاں |

مضطریہ گویند کہ خیر و شر ہمہ از خداست و نیست بندہ را دراں ہر دو اختیار۔ افعالیہ گویند برائے بندہ فعل ہست ولیکن بدون قدرت و اختیار۔ معیۃ گویند برائے بندہ فعل و قدرت ہست بغیر طاقت دادن خدا تعالیٰ۔ تارکیہ گویند کہ بعد از ایمان چیز دیگر فرض نیست۔ بخیتیہ گویند ہر کہ ہست نصیب خود رسد خورد و بیش جیسے دادن کسے را عوض نیست۔ متمنیہ گویند کہ خیر آں خیر ہست کہ عشق بداں تسلی یابد۔ کسانیہ گویند ثواب و عذاب زیادہ نمیشود بعمل۔ حبیبیہ گویند کہ دوست ہرگز عذاب نکند دوست خود را۔ خوفیہ گویند کہ دوست ہرگز نترساند دوست را۔ فکریہ گویند کہ فکر در معرفت حق از عبادت بہتر ہست۔ حسبیہ گویند کہ در عالم قسمت نیست۔ محیتیہ گویند کہ چون کارہا بہ تقدیر خداست بر بندہ ہیچ حجت نیست کہ بداں گرفتار شود

| بیان فرقہ ہائے قدریہ و عقائد ایشاں |

احدیہ گویند کہ مار ابغرض اقرار ہست بر سنت انکار۔ ثنویہ گویند کہ نیکی از یزدان ہست و بدی از اہرمن۔ کیسانیہ گویند کہ افعال ما مخلوق ہست یا نہ۔ شیطانیہ گویند کہ شیطان را وجود نیست۔ شریکیہ گویند ایمان غیر مخلوق ہست۔ گاہ باشد و گاہ نباشد۔ وہمیہ گویند کہ فعلہائے ما را امکان نیست۔ رویدیہ گویند دنیا فانی نیست۔ ناکثیہ گویند۔ خروج بر امام جائز ہست۔ تبریہ گویند کہ توبہ گنہگار مقبول نیست۔ قاسطیہ گویند کہ کسب علم و مال و حکمت و ریاضت فرض ہست۔ نظامیہ گویند کہ حق تعالیٰ را گفتن رواست۔ متوقفیہ گویند نمیدانیم کہ شر مقدر ہست یا نہ۔

| بیان فرقہ ہائے جہمیہ و عقائد ایشاں |

این دوازدہ فرقہ متفق اند بر اینکہ ایمان بالقلب ہست نہ بزبان و منکر عذاب قبر و سوال منکر و نکیر و حوض کوثر و ملک الموت و کلام حق بوسیلہ اند۔ اختلاف دارند در میان خودہا۔ معطلیہ گویند کہ اسمائے حق تعالیٰ و صفات او مخلوق اند۔ متربصیہ گویند علم و قدرت و مشیت مخلوق اند و خلق غیر مخلوق ہست۔ مترافیہ گویند کہ حق تعالیٰ در مکان ہست۔ واردیہ گویند ہر کہ در دوزخ رود باز برون نخواہد آمد و مومن در دوزخ نخواہد رفت۔ حرقیہ گویند کہ اہل دوزخ چناں سوزند کہ از ایشاں یک اثر در دوزخ نماند۔ مخلوقیہ گویند کہ قرآن و توریت و انجیل و زبور مخلوق اند۔ عبریہ گویند کہ محمدؐ رسول اللہ مرد بود عاقل و حکیم نہ رسول۔ فانیہ گویند کہ جنت و دوزخ ہر دو فنا خواہند شد۔ زنادقیہ گویند بود معراج بروح نہ بہ تن۔ و حق تعالیٰ مرئی ہست در دنیا۔ عالم را قدیم و قیامت را منکر اند۔ لفظیہ گویند قرآن کلام قاری ہست نہ کلام الٰہی مگر معنے کلام الٰہی ہست۔ قبریہ عذاب قبر را منکر اند۔ واقفیہ گویند کہ در مخلوقیت قرآن ما را توقف ہست۔

| بیان فرقہ ہائے مرجیہ و عقائد ایشاں |

ہمہ متفق اند کہ پیغمبراں برائے نظام کار عالم خوف و رجا مے نمایند و گرنہ حق تعالیٰ بے نیاز ہست از عذاب کردن بر بندگان۔ تارکیہ گویند ہیچ چیز دیگر بعد ایمان فرض نیست۔ شائیہ گویند ہر کہ گفت لا الٰہ الا اللہ بکند ہر چہ خواہد ہیچ عذاب نیست۔ راجیہ گویند بندہ بطاعت مقبول و بمعصیت عاصی نگردد۔ سالبیہ شک دارند در ایمان خود گویند کہ ایمان علم ہست ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آن کافر ہست۔ عملیہ گویند کہ ایمان علم ہست ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آن کافر ہست۔ عملیہ گویند کہ ایمان عمل ہست۔ منقوصیہ گویند ایمان گاہے زیادہ میشود و گاہے کم۔ مستثنیہ گویند ما مومنان ہستیم انشاء اللہ تعالیٰ۔ اثریہ گویند قیاس باطل ہست و اصلاً حجت و دلیل ندارد۔ بدعیہ گویند اطاعت امام واجب ہست اگرچہ امر کند بمعصیت۔ مشبہیہ گویند حق تعالیٰ آدم را بر صورت خود آفریدہ ہست۔ حشویہ گویند واجب و سنت و مستحب ہمہ واحد اند۔ و الواہ ما ہم راری ہست فرقہ دیگر ہم از ایشاں برآوردہ۔ کرامیہ۔ دہریہ۔ حالیہ۔ باطنیہ۔ اباحیہ۔ سراجیہ۔ اشعریہ و اسمائے بعضے از ایشاں سوفسطائیہ و فلاسفہ و سمنیہ و مجوسیہ ہم یافتہ شدہ ＊

تحجب اللہ سلام امام محمد غزالی اپنی تصنیفوں میں فرماتے ہیں کہ بنیاد ان بہتر فرقوں کی چھ مذہب میں ہے۔ تشبیہ و تعطیل و جبر و قدر و رفض و نصب ＊

عمدۃ المتقدمین شہاب الحق فضل اللہ بن یوسف النوری نے لکھا ہے کہ تشبیہات خدا کو لائق صفتوں سے منسوب کرتے ہیں اور جوہر اور عرض سے نسبت کرتے ہیں۔ اور تعطیلیاں خدا کے منکر ہو گئے اور اس کی صفتوں کا نفی کر دیا۔ کہ اس میں خدائی کی کوئی صفت نہیں ہے بلکہ اصلی یہ ہے کہ اس جہان کا کوئی صانع نہیں ہے یہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ اب ہے اور بعضے بزرگ ان سے فلاسفی کے اس عقیدہ کے معتقد ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام دنیا کی چیزوں کی علت ہے اور مادہ عالم ہمیشہ اسکے قبضہ میں ہے ＊

جبریہ تمام کاموں کا جو انسانوں سے صادر ہوئے ہیں فاعل خدا کو بتلاتے ہیں اور خود فاعل ہونے سے انکاری ہیں۔ **قدریہ** تمام کاموں کے فاعل خود کہلاتے ہیں اور خالق افعال خدا کو نہیں جانتے اور روافض علیؑ کی محبت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور عثمان اور ابوبکر اور عمر کی نسبت بہت بری باتیں استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو بعد محمد کے علیؑ پر بیعت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور نواصب وہ دوسروں کی محبت میں بڑھ کر علی کو برا کہتے ہیں اور اس کے پیروؤں کو دایرہ ایمان سے خارج جانتے ہیں ＊

| اموبدینیہ فرقوں کا حال |

مشرق کے پہاڑوں میں ایک مشہور سرزمین ہے جس کو سلوند کہتے ہیں۔ حاکم اس ملک کا معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد سے کہلاتا ہے اس سرزمین کے لوگ بہادر و جنگجو اور نماز گذار ہیں۔ اور محمد کی نبوت کے قایل۔ اور معاویہ کی خلافت اور امامت کے پیرو۔ علی کے حق میں لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنی خدائی کی بابت لوگوں کو دعوت کرتا تھا۔ اور خطبۃ البیان سے شہادت لاتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعوے دار ہے ＊

انا اللہ وانا الرحمٰن وانا الرحیم وانا العلی وانا الخالق وانا الرزاق وانا الحنان وانا المنان وانا مصور النطفۃ فی الارحام

ترجمہ علی کہتا ہے میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں اور میں رحیم ہوں اور میں علی ہوں اور میں خالق ہوں اور میں رزاق ہوں اور میں حنان ہوں اور میں منان ہوں اور میں پیٹوں میں نطفہ کا مصور ہوں۔ اور ایسے بہت ہی قول اس کے ہیں اور ایسے ہی دعاوی فرعون اور نمرود کے تھے۔ اسی سبب سے

وہ خونریزی اور بیرحمی اور رہزنی جو محمد صاحب سے اکثر ہوئے انہوں نے سلوک کیا
کرنا۔ اور یہہ آیت قرآن (سورۂ بقرہ) کی علی کے حق میں ہے ومن الناس
من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ و
ھو الد الخصام ترجمہ۔ اور آدمیوں سے کوئی ہے جو خوش لگتا ہے تجھے
بات اس کا دنیا کی زندگانی میں اور گواہ لاتا ہے خدا کو اوپر جو اس کے
دل میں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول کی آل سے نہیں ہیں بموجب
اس آیت (سورہ احزاب) کے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین ترجمہ۔ محمد کسی آدمی کا باپ نہیں لیکن رسول ہے
خدا کا اور مہر ہے سب پیغمبروں کی۔ اور کہتے ہیں کہ حسین بن علی تسخیر ملک کے
واسطے عراق میں آیا تھا جس سبب سے یزید کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ لوگ
محرم کی دسویں کو سوار ہو کر شہر سے باہر نکلتے اور حسین کی صورتیں بنا
کر ان پر گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اس دن کو مبارک اور خورسندی کا روز
جانتے ہیں اور عیدین سے شادی زیادہ کرتے ہیں کیونکہ اسی روز یزید علیہ
السلام نے باغی پر غلبہ پایا تھا اور ان میں ایک گروہ کے لوگ شمشیر کشیدہ
اس روز دوڑتے ہیں اور علی اور اولاد اس کی کو نفرین کرتے ہیں۔ اور
اسی طور سے روزی جمع کرتے ہیں اور ان کو سانت کہتے ہیں ان کا اعتقاد
ہے کہ پیغمبر ہمارا مارنے اور جلانے پر قادر تھا اور جو کچھ چاہتا تھا کرتا تھا لیکن
وہ امر اس کے پیروؤں پر جائز نہیں۔ مثلاً محمد صاحب حیوانوں کو مارتے تھے
کیونکہ وہ جلانے پر قادر تھے اور ہم کو نہیں چاہئے کہ کسی جاندار کو بیجان کریں
کیونکہ ہم اس کو زندہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہمارے واسطے بدا ہوا۔ اور اسی
طرح پیغمبر صاحب جس کی جورو چاہتے تھے لے لیتے تھے کیونکہ جہان انکے
واسطے تھے۔ لیکن ہم کو واجب نہیں ہے کہ کسی کی جورو لیں۔ اسی واسطے شکوہ
میں جاندار کو نہیں مارتے ہیں۔ سبزیات کے کھانے پر گذارہ کرتے ہیں اور
شہد اور روغن اور ایسی مقوی چیزیں کھا کر عیش سے زندگی گذارتے ہیں۔
اور خونخواری نہیں کرتے ۔

مذہب اہل شیعہ شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مذہب مستقیم وہ ہے جو توحید
اور عدل اور نبوت اور امامت اور معاد پر ایک پر
ایمان رکھے۔ اور پانچوں کی تصدیق کرے محمد نے علی کو چن لیا۔ اور وصی
اور خلیفہ اپنا بنایا محمد کے بعد علی تمام پیغمبروں اور اولیاؤں سے بہتر ہے۔
اور ابوبکر اور عثمان وغیرہ کو بیگناہ اماموں کا حق غصب کرنے والا جانتے
ہیں اور ان کو نفرین کرتے ہیں اور محبت سے ان میں یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ عثمان نے بعضی صورتیں جو علی اور اس کی آل کی بزرگی میں تھیں قرآن
سے نکال دیں۔ اور ان سورتوں میں سے ایک یہہ سورۃ ہے جو عثمان نے
قرآن میں درج نہیں کی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا آمنوا بالنورین انزلناہما یتلوان علیکم
آیاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضہما من بعض
وانا السمیع العلیم ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ
فی آیات لہم جنات نعیم والذین کفروا من بعد ما آمنوا
بنقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ یقذفون فی
الجحیم ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول اولئک یسقون
من حمیم ان اللہ الذی نور السموات والارض بما شاء واصطفی
من الملٰئکۃ والرسل وجعل من المؤمنین اولئک خلقہ یفعل اللہ
ما یشاء لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم قد مکر الذین من قبلہم
برسلہم فاخذتہم بمکرہم ان اخذی شدید الیم ان اللہ
قد اہلک عادا وثمود بما کسبوا وجعلہم لکم تذکرۃ فلا
تتقون وفرعون بما طغی علی موسی واخیہ ہارون اغرقناہ
ومن تبعہ اجمعین لیکون لکم آیۃ وان اکثرکم فاسقون
ان اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یستطیعون الجواب حین یسئلون
ان الجحیم مأواہم وان اللہ علیم حکیم یا ایہا الرسول
بلغ انذاری فسوف یعلمون قد خسر الذین کانوا عن آیاتی
وحکمی معرضون مثل الذین یوفون بعہدک انی جزیتہم
جنات النعیم ان اللہ لذو مغفرۃ واجر عظیم وان علیا
من المتقین وانا لنوفیہ حقہ یوم الدین ما نحن عن ظلمہ
بغافلین وکرمناہ علی اہلک اجمعین فانہ وذریتہ لصابرون
وان عدوہم امام المجرمین قل للذین کفروا بعد ما آمنوا
طلبتم زینۃ الحیوٰۃ الدنیا واستعجلتم بہا ونسیتم ما
وعدکم اللہ ورسولہ ونقضتم العہود من بعد توکیدہا
وقد ضربنا لکم الامثال لعلکم تہتدون یا ایہا الرسول قد
انزلنا الیک آیات بینات فیہا من یتوفہ مؤمنا ومن یتولہ
من بعدک یظہرون فاعرض عنہم انہم معرضون انا
لہم محضرون فی یوم لا یغنی عنہم شیء ولا ہم یرحمون
ان لہم فی جہنم مقاما عنہ لا یعدلون فسبح باسم ربک
وکن من الساجدین ولقد ارسلنا موسی وہارون بما استخلف
فبغوا ہارون فصبر جمیل فجعلنا منہم القردۃ والخنازیر ولعناہم
الی یوم یبعثون فاصبر فسوف یبصرون ولقد آتینا لک
الحکم کالذین من قبلک من المرسلین وجعلنا لک منہم وصیا
لعلہم یرجعون ومن یتول عن امری فانی مرجعہ فلیتمتعوا
بکفرہم قلیلا فلا تسئل عن الناکثین یا ایہا الرسول قد
جعلنا فی اعناق الذین آمنوا عہدا فخذہ وکن من الشاکرین
ان علیا قانتا باللیل ساجدا یحذر الآخرۃ ویرجوا ثواب
ربہ قل ہل یستوی الذین ظلموا وہم بعذابی یعلمون
سنجعل الاغلال فی اعناقہم وہم علی اعمالہم یندمون
انا بشرناک بذریتہ الصالحین وانہم لامرنا لا
یخلفون فعلیہم منی صلوٰۃ ورحمۃ احیاء وامواتا یوم
یبعثون وعلی الذین یبغون علیہم من بعدک غضبی انہم
قوم سوء خاسرین وعلی الذین سلکوا مسلکہم منی رحمۃ
وہم فی الغرفات آمنون والحمد للہ رب العالمین ۔ اسی طرح
اور بھی صدہا باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔

علی الٰہیان کا حال کوہستان مشرق میں ختا کے نزدیک انیل

نام ملک ہے اور اسے ارمال بھی کہتے ہیں اس ملک کے باشندوں کا اعتقاد ہے کہ جب کوئی اس کی ماہیت کو نہیں جانتا اس واسطے خدا کو ضروری تھا کہ مجسم ہو کر لوگوں کو اپنے حکم کی تعمیل کرا دے۔ اور اپنے مذہب چلا دے اور یہ بات کسی طرح غیر ممکن نہیں۔ اس واسطے خدا جسمانی ہو سکتا ہے تاکہ دنیا کا انتظام چلتا رہے اور کوئی غلبہ نہ کرے۔ اسی واسطے اس حکیم مطلق کی حکمت نے اقتضا کیا کہ اپنے آپ کو انسانوں میں ظاہر کرے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وجود مقدسہ یہ کمال سوائے علی کے اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ تحقیقاً امیر بعصر ہمارے لئے علی کے مبارک وجود کو چندیں دانا نبیوں کے برابر گنا۔ اور تمام انبیاؤں کی صفات اس کے مبارک وجود میں موجود دیکھیں۔ اور یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اس ابوالبشر کی تصویر کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کو نوح کی کشتی کا بچانے والا اور اسی کو ابراہیم کے لباس میں آگ سے کھیلنے والا اور اسی کو موسےٰ کے قالب میں کلیم اللہ جانتے ہیں اور حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ آدم اولیاؤں کا اور ابوالبشر اصفیاؤں کا سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی نہیں ہے ایک سوا ایک نام علی مرتضےٰ کا ہمیشہ صبح جاپ کرتے ہیں۔ اور سراف ساقی صورتہ امر کی حدیث کا بھی مشارالیہ علی مرتضیٰ سمجھتے ہیں اور باواز بلند سناتے ہیں۔ بیت

عرض زبن شکنی تاچہ این نبودی را
کہ دوش خود ملقب پائے مرتضیٰ برساند

اور خانہ کعبہ کو اسی سبب مسجود جانتے ہیں اور تناسخ نور حق کے بھی آدم سے علی تک قائل ہیں۔ اور عموماً وردا یا علی اللہ کہتے ہیں اور محمد کو پیغمبر اور بھیجا ہوا علی اللہ کا تعین کرتے ہیں۔ یعنے جبکہ خدا نے دیکھا کہ میرے پیغمبر سے کام نہیں چلتا خود تشریف ارزانی کی۔ اور قالب علی اللہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ موجودہ قرآن عمل کے لائق نہیں کیونکہ یہ وہ قرآن نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا۔ بلکہ یہ ابوبکر و عمر و عثمان کی تصنیف ہے۔ بعضے ان سے اس قرآن کو ناکامل جانکر علی اللہ کی نظم و نثر کو بھی اس مصحف میں تکمیل کرتے ہیں بلکہ اس کو قرآن پر بہت ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ بذریعہ محمد کے آیا اور یہ بلا ذریعہ کی خود علی اللہ سے حاصل ہوا اور ایران میں ایک فرقہ ہے جسکو علویہ کہتے ہیں۔ جو اپنے کو علی کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور موجودہ قرآن کو عثمان کا بنا ہوا بیان یقین کرتے ہیں جس جگہ قرآن پاتے ہیں میزان غضب جلاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ علی اللہ کا جسم آفتاب سے مل گیا اس واسطے اب آفتاب بجائے اس کے سہارا مددگار ہے اور بیان کرتے ہیں کہ علی کے حکم سے آفتاب غروب ہو کر پھر واپس چلا آیا تھا اور اس کو عین شمس کہتے ہیں اور شمس کو علی اللہ جانتے ہیں اور بڑے بڑے الہام و کرامات و معجزوں کے قائل ہیں اور گوشت نہیں کھاتے بموجب علی اللہ کے اس ارشاد کے لا تجعلو بطونکم مقابر الحیوانات یعنے مت بناؤ شکموں کو حیوانوں کی قبریں۔ اور جو قرآن میں بعضے حیوانات کا کھانا لکھا ہے وہ گوشت ابوبکر و عمر و عثمان اور ان کے پیروؤں کا ہے۔ اور یہ ضرور رکھنا چاہئے کیونکہ علی اللہ کے مخالف ہیں۔ اور علی اللہ کی مورت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور تناسخ کے قائل ہیں

اور ممالک ہوکہ کے باشندگان بھی اسی مذہب کے ہیں اور علی کو اللہ جانتے ہیں ✦

فرقہ صادقیہ کا حال

یہ لوگ محمد اور مسیلمہ دونوں کو نبی جانتے ہیں اور اپنے کو محمدیہ مانتے ہیں کیونکہ رحمن مسیلمہ کا نام ہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا یہی حاصل کلام ہے یعنے مسلمہ کا خدا رحیم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر مومن پر فرض ہے کہ مسلمہ کو نبی جانے ورنہ اس کا اسلام مشتبہ ہے۔ اور اکثر آیات فرقانی✦ و فاروقی✦ کو گواہ بتلاتے ہیں کہ مسیلمہ ضرور نبی ہے۔ اور محمدؐ کا شریک۔ بلکہ برہان قاطع سے سناتے ہیں کہ شاید دو چند ہو یا اس سے زیادہ کیونکہ الہام و رسالت جیسا امر خطیر جس قدر مضبوط شہادتوں سے مبرہن ہووے بہتر ہے اور اس کے فضائل و معجزات بھی مثل محمدیاں کے حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں بلکہ محمدی بھی اس کے معجزات کے قائل ہیں چنانچہ مصنف ختم الاصحاب نے لکھا ہے وہ خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات نبویہ بود حق تعالےٰ بردست او ظاہر کرد از برائے استدراج وے و باینہا سحر و شعبدہ،، چاند کو بھی اس نے مثل محمد صاحب کے بلایا اور گود میں بٹھلا دیا۔ اور اس کے معجزوں کے مفصل حالات مدارج النبوۃ رکن چہارم کے صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱ میں درج ہیں اور صادقیہ ہزاروں لاکھوں اس کے گواہ ہیں اور فصاحت و بلاغت اس کی اس حد تک تھی کہ تمام فصحائے عرب کی زبان اس کے مقابلہ سے بند تھی خدا نے اس پر کتاب بھیجی جس کا فاروق ہے اور وہ بھی دعوے فصاحت فاروق کا ابتدائے زمانہ نبوت سے اس کو ۱۳۰۰ برس کا عرصہ ہوا ہے، کرتے ہیں اور فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین کو نہایت جوش و خروش سے پڑھتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ایسی سورہ بناؤ اور میدان میں آؤ مگر آج تک کوئی بھی نہ بن سکا۔ صادقیہ کہتے ہیں کہ قرآن اور فاروق کو بغیر محمدؐ اور مسیلمہ کے کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ صدہا اس کے حافظ موجود ہیں۔ بعد وفات محمد کے خدا نے مسیلمہ پر ایک اور کتاب یعنے فاروق ثانی ارسال کی۔ اور یہی سبب ہے کہ بعضی باتیں صادقیہ اور محمدیہ کے برخلاف ہیں کیونکہ چند امور خدا نے بعد وفات محمد کے منسوخ کر دئے جیسا کہ محمد کے وقت میں بھی بہت سی آیات فرقان سے منسوخ ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ خدا ہاتھ منہ وغیرہ سب اعضاء رکھتا ہے مگر نہ مثل مخلوقات کے۔ اور خدا کے دیدار کے بروز قیامت قائل ہیں اور مثل محمدیہ کے وہ بھی عقل کو فاروق کی بعضی باتوں میں دخل دینا کفر جانتے ہیں اور فاروق ثانی میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف نماز کرنیوالی آیت منسوخ ہو گئی ہے۔ اب جس طرف چاہو سجدہ کرو جیسے کہ محمد کی زندگانی میں بیت المقدس والی آیت منسوخ

✦ فرقان یعنے جدا کنندہ حق از باطل و این کتابیست کہ محمدیان او را کلام اللہ گویند و مشہور است و قرآن ہست و تسلیم کنند کہ نازل شدہ است بر محمد کہ نبی شان بود
✦ فاروق یعنے فرق کنندہ میان حق و باطل و این مشتمل بود حضرت فاروق اول و فاروق ثانی کتابیست کہ صادقیہ او را کلام اللہ دانند و تسلیم میکنند کہ نازل شدہ است بر مسیلمہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ نبی شان بود ✦

ہو گئی تھی۔ پس اب بعد وقت نازل ہوئے فاروق ثانی کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا کفر ہے کیونکہ یہہ خدا کی نسبت الزام ہے اس واسطے کسی گھر کو یا محراب کو قبلہ کرنا بت پرستی ہے اور نیز دوں نماز میں ایک ہی طرف منہ کر کے نہ پڑھے بلکہ مختلف جوانب رخ کرے کیونکہ ایک طرف توجہ کر کے نماز پڑھنا بت پرستی ہے یعنے کسی مکان خاص کا تعین نہ کرے کیونکہ یہہ شرک ہے اور کعبہ کو بیت اللہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ خدا کا کوئی گھر نہیں۔ اور نماز میں نام پیغمبر کا نہ لینا چاہیے کیونکہ یہہ گستاخی ہے۔ اور نماز تین وقت پڑھنی چاہیے کیونکہ دو وقت کی نماز (عشا و فجر) خدا نے مسیلمہ کی خاطر معاف کر دیں۔ ابلیس کو جو آدم کے سجدہ کا حکم قرآن میں ہے یہہ کفر ہے فاروق کے رو سے یہہ بات گناہ قرار پا کر منسوخ ہو گئی۔ یہہ حکم خدا کی طرف سے نہ تھا۔ نکاح میں صرف رضامندی فریقین کافی ہے اور چچا اور ماموں وغیرہ کی لڑکی جو محمد کے عہد تک جائز تھی۔ بعد مرنے اس کے خدا نے حکم بھیجی کہ یہہ بات حرام ہے۔ فاروق مسیلمہ میں حکم ہے کہ لڑکی اس کی لو جس سے سابقہ رشتہ داری نہ ہو۔ ایک عورت سے زیادہ نکاح روا نہیں ہے۔ البتہ متعہ جائز ہے۔ مرغ خانگی کا کھانا درست نہیں کیونکہ یہہ اور نوالا خوک ہے۔ روزہ رمضان کے منع ہو گئے کہ بجائے روزہ کے شب کو روزہ رکھو۔ آفتاب کے ڈوبنے سے آفتاب کے نکلنے تک کچھ نہ کھاؤ اور نہ پیو اور نہ جماع کرو اور ختنہ کرنا یہودی ہو جانا ہے۔ اس واسطے منع ہے۔ تمام مسکرات جتنے کہ افیوں اور جو بھی حرام ہے۔ مسیلمہ کو خدا نے حکم دیا کہ جب لڑکا پیدا ہووے بہتر ہے عورت سے جماع نہ کرے۔ اور دونوں خدا کی یاد میں رہیں ورنہ ایک بار روز سے زیادہ صحبت نہ کرے فاروق ثانی میں زنا مباح ہے کیونکہ بخل اور بازاری سوداؤں کے ہے۔ ابوبکر کو برا کہتے ہیں کہ اس نے طمع خلافت کیواسطے مسیلمہ کو مروا دیا جیسے یہودا اسکریوطی نے عیسےٰ کو مروا دیا تھا۔ مسیلمہ کی چند بدایتیں یہہ ہیں۔

یا ضفدع نقی الیکم تنقین ۰ لا الشراب تمنعین ۰ ولا الماء تکدرین ۰ ولا الطین تفارقین ۰ ولا المعذ دیتہ تمغین ۰ لنا نصف الارض ولقریش نصف ولکن قریش قوم یعتدون ۰ اس کے واسطے (مسیلمہ کے واسطے) فرقان کی سورۃ الذاریات کے جواب میں خدا نے یہہ آیتیں نازل کیں۔

(از فرقان محمد) والذریت ذروا ۰ فالحملت وقرا ۰ فالجریت یسرا ۰ فالمقسمت امرا ۰ انما توعدون لصادق ۰ وان الدین لواقع ۰ والسماء ذات الحبک ۰ انکم لفی قول مختلف ۰ یوفک عنہ من افک ۰ یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔

(از فاروق مسیلمہ) والذاریات ذرعا ۰ فالحاصدات حصدا ۰ فالذاریات قمحا ۰ فالطاحنات طحنا ۰ فالخابزات خبزا ۰ فالثاردات ثردا ۰ فاللاقمات لقما ۰ اھالۃ وسمنا لقد فضلتم علی اہل الوبر وما سبقکم اہل المدر ۰

(دیگر) الم تر ان اللہ خلق النساء افواجا ۰ وجعل الرجال لہن ازواجا ۰ فنولج فیہن ایلاجا ۰ ثم نخرجہا اذا نشاء اخراجا ۰ فینتجن لنا انتاجا ۰ (دیگر) الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی ۰ اخرج

منہا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی

جب ابوبکر خلیفہ نے یہہ آیتیں سنیں اس کی بلاغت وفصاحت پر بہت ہی تعجب کیا کیونکہ عرب میں اس کی فصاحت اعلیٰ درجہ کی مشہور تھی اور فرمایا کہ ایسی لغو کلام اس نے تمہیں سنا کر گمراہ کیا۔

اسی طرح وہابیہ۔ نیچریہ۔ و شیعہ وغیرہ اور فقیروں و قلندروں کے صدہا گروہ موجود ہیں ماسوائے اس کے اور بھی کئی فرقے ہیں جو باوجود مسلمان کہلانے کے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ علی ہذا القیاس قرآن کی اسی برخلاف تحریر و دور از انصاف تعلیم سے محمدی مذہب میں* ۱۳ سو برس سے سخت طرح کی گڑبڑ پڑ گئی کوئی کسی زیارت کا پوجاری۔ کوئی روضہ کا مجاور۔ کوئی ننگا ہے والیکا بندہ۔ کوئی محمد کا پرستندہ کوئی مدینہ کا دیندار۔ کوئی سرور کا سروریہ۔ کوئی شیخ سدو کا صدقہ خوار اور متوال بن گیا۔ کوئی خاک کربلا پر قربان ہے کوئی نجف کی تلاش میں سرگردان ہے کوئی خدا کو لاجواب کر رہا ہے۔ کوئی علی کو خدا مانکر اس کے نام پر مر رہا ہے۔ کوئی سورج کو خدا جانتا ہے اور کوئی رعد کو۔

اب ہر ایک منصف مزاج بعد ملاحظہ تمام حالات کے حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور کس قدر اندھیر ہو رہا ہے۔ کیا کہیں معقولات کی تعلیم کا نشان بھی موجود ہے؟ خلاف اس کے کہ قرآن ایک خدا کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یا کفر و بت پرستی کو اکھیڑتا ہے۔ بالعکس اس کے دقائق معرفت و حقائق وحدت کو بتلانے میں قاصر رہا۔ بالعوض محبت و توحید کے اس میں طرح طرح کی شرک و خونخواری موجود ہے۔ ان کروڑہا محمدیوں کو خونخوار کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کو مکان پرست کس نے بنایا؟ قرآن نے کبھی بیت المقدس اور کبھی کعبہ کی طرف کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کے ہاتھوں سے لہو کا دریا کس نے بہایا؟ قرآن نے۔ علی کو خدائی کی گدی پر کس نے بٹھایا۔ قرآن نے خدا کو مکار و فریب باز و گمراہ کرنے والا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آدم کو فرشتوں کا خدا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آگ کے آگے موسےٰ کو کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ شیطان کو بت پرستی نہ کرنے سے لعنتی کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ سورج کو خدا سے بڑا کس نے سمجھایا؟ قرآن نے* عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ۔ اپنے کھیت میں جس راستہ سے تمہاری

*فٹ نوٹ۔ دیکھو روضۃ الاحباب مقصد اول باب دوم اور تاریخ ابوالفدا عربی

**فٹ نوٹ۔ دیکھو مدارج النبوۃ صفحہ ۲۴۵ رکن چہارم "عمر فاروق بعد وفات محمد یہ خطبہ خواند من کان یعبد محمدًا قد مات ومن یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنے جو محمد کو پوجتے ہیں انہیں معلوم ہو کہ محمد مر گیا اور جو خدا کو پوجتے ہیں وہ جانیں کہ خدا زندہ ہے

*نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم (سورۃ بقر) عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے مرضی ہو تمہاری تفسیر حسینی الاتحاف تشریح کرتا ہے کہ انی شئتم یعنے خواہ بطریق دبر خواہ بطریق قبل عورت سے صحبت کرو مفسر سیوطی و امام فخرالدین رازی وغیرہ کا علانیہ دعویٰ ہے کہ بحالت حیض عورت سے اغلام روا ہے کتاب [illegible] میں امام مالک کی سند سے یہ فعل جائز ہے۔ اور در منثور سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ مصنف اعجاز محمدی [illegible] کہتا ہے کہ طریقہ شیعہ اثنا عشریہ میں بھی [illegible] یہ مسئلہ جائز ہے

مرضی ہو کس لئے ارشاد فرمایا ؟ قرآن نے عورتوں کو حیوان مطلق سے کم قدر کس نے کیا ؟ قرآن نے ۔ خدا کو غافل کس نے بنایا قرآن نے ۔ پیر پرستی و ماہک پینی سب کے دروازہ مشرک کس نے بنایا ؟ قرآن نے ۔

تناسخ کا قرآن سے ثبوت

براہین احمدیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱

قولہ جو آریہ ہیں وہ خدا کو خالق نہیں سمجھتے ۔ اور اپنے روحوں کا اس کو رب قرار نہیں دیتے ۔

اقول ۔ جھوٹ ہے ہم تمام آریہ ایشور کو سب سنسار کا خالق جانتے ہیں اور اپنی روحوں کا رب بھی مانتے ہیں بلکہ تمام جہان کی روحوں کا رب وہی ہے اس کے سوا ہمارا سوامی اور معبود کوئی نہیں ہے خدا سے ڈرو اور جھوٹ بکنے سے پرہیز کرو ۔

قولہ ۔ اور جو ان میں بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالےٰ کا شریک ٹھیراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں ۔

اقول ۔ اگر تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدا سمجھتے ہیں ۔ تب تو آپکی جانب اعتراض ہے ور نہ کسی بت پرست کا درجہ حاجی وغیرہ مومنوں سے کم نہیں ہے ۔ وہ جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ فرشتوں کو ربوبیت کے کاروبار میں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں ۔ اور ان کا نام رب النوع بتلاتے ہیں یعنی ایک ایک قسم کا رب اور اسی طرح کروڑہا مسلمان پیر پرستی ۔ غوث الاعظم پرستی سخی سرور پرستی ۔ مدینہ پرستی ۔ خاک نجف پرستی ۔ علی پرستی ۔ شمس پرستی ۔ قبر پرستی ۔ کعبہ پرستی ۔ ابو تخت سکینہ پرستی میں ہمہ گردان اور غاماں کے متوالے ہو رہے ہیں اور یا محمد یا علی یا غوث الاعظم یا جبرئیل کا وظیفہ کرتے ہیں پس ان سے وہ بت پرست کسی طرح بدتر نہیں ہیں ۔

قولہ ۔ اور یہ دو فریق خدا تعالےٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی ؛

اقول ۔ جھوٹ بکتے ہو خدا تمہیں ان کاذبانہ حملوں کا عوض دیوے اور اس بیہودہ اعتقاد سے بچا کر سچائی کی طرف رجوع کرے ۔ لعنت اللہ علی الکاذبین بے انتہا دیا تو کرپا ندہان ہے اور ضرور ہے ہاں اگر رحمانیت سے مراد

؎ رب بالفتح ۔ تسند مدنا خدا و ندو سوامی) پروردگار ، پالنے والا اصلاح کرندہ اسکی طرف ہدایت کرنیوالا روایت لکھے غیاث اللغات صفحہ ۱۲۱ ۔

رب النوع عرشتہ کہ حق تعالیٰ سپرد کردہ حفاظت ہر یک نوع از انواع حیوانات و جمادات مقرر فرمودہ چنانکہ ہر یک یعنی ہر نوع فرشتہ علیحدہ ہست (غیاث اللغات ردیف راء)

؎ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینہ دیکھو سورۃ بقرہ یعنی کہ تو ہے تمہارے پاس تابوت جس کے تسکین ہے پروردگار تمہارے سے ۔ تفسیر حسینی والا کہتا ہے ۔ کہ آنست کہ بیاید بشما تابوت سکینہ ۔ و آں صندوقی بود صورت ہمہ انبیاء دراں منقوش بود ۔ از نزد پروردگار شما یعنی چیزے کہ تسکین خاطر شما بداں باشد

طرفداری و ظلم اور انصاف کا خون کرنا ہے تو آپ کا اختیار ہے ہمارا کیا بلکہ سب عقلمندوں کا [illegible] نکالا ہے ۔

قولہ ۔ جو کچھ دنیا کے لئے مل رہا ہے ۔ وہ خود ہماری نیک عملوں کی وجہ سے مل رہا ہے اور پرمیشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی ۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کو کامل رحیم نہیں سمجھتے ۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ توبہ کی کچھ بھی خواہ کیسے ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشے گا ۔ جبتک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پاوے ۔

اقول ۔ افسوس ہم مرزا کی غلطیوں کو کہاں تک تحریر کریں ۔ دھوکہ دینا اس کا روحانی مشن ہے ۔ اور گمراہ کرنا اس کا اعلےٰ فن ۔ زانی کو سزا نہ دینا والی دنیا ظلم کی نشانی ہے اور نیکوکار کے حق میں قربانی نہ کہ انصاف رانی ۔ پس بدکار کو سزا دینا اور نیکوکار کو جزا دینا عین انصاف و عدل ہے اس سے منہ موڑ کر خدا کی نسبت الزام جوڑنا ہے ۔ اس واسطے جو جیسے اعمال کماتا ویسے ہی سزا جزا پاتا ہے مالک و حاکم خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ۔ جزا و سزا ہے ۔ ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو مجرم ہو اسے خواہ رستگاری ہے اور یہی عدالت ایزدی کا انصاف جاری ہے ظالم و زانی کو بموجب قانون خداوندی کے نرک دوزخ میں جانا پڑا اور عابد پارسا کو سورگ (بہشت) میں آنند ملنا پرمیشور کا خاص ارادہ سے کسی سے نیکی کرنا محال بلکہ مہمل بات ہے ۔ اگر کوئی سبب نہیں تو سراپا تعصب و طرفداری ہے جو ذات باری کے حق میں الزام جاری ہے ۔ کسی خاص سبب سے ہمیں بھی انکار نہیں بشرطیکہ عدالت پر نقصان عاید نہ ہو ۔ ہم رحیم تو مانتے ہیں مگر وہ رحم جو انصاف کی تردید و ترمیم کرے ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں اور نہ معقول طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے ۔ پس ہرتا بالاتفاق اور بیہودہ ہوس لگائی ہے جس کا نتیجہ دین و دنیا میں سوائے پشیمانی اٹھانے کے اور کچھ نہیں ۔ توبہ کا قبول ہونا بالکل فضول اور نامعقول امر ہے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ۔ ؎

توبہ حاصلے دارد خاک بر سر طاعت ؞ این نماز دارین روزہ ریحتی نہ ایمان

خدا اس توبہ کے مسئلے نے دنیا میں گناہ پھیلایا ۔ شاید اتنا کسی اور مسئلہ سے ظہور میں نہ آیا ۔ جس طرح مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا مگر کھانے سے ۔ اور پانی پانی کہنے سے جسم کی صفائی نہیں ہوتی مگر نہانے سے ۔ اسی طرح ۔ ؎

توبہ توبہ اگر بگوئی صد سال ؞ از گفتن توبہ نشوی فارغ بال

سالہا سال کی تضرع و زاری اور اعمال حسنہ میں مشغول رہنا ضرور باعث نجات ہے مگر گناہوں کے دور ہو جانے سے ۔ ورنہ جبتک آلائش گناہ ساتھ ہے جبتک نجات ایک موہومی بات ہے ۔ ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت ؞ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

از مکافات عمل غافل مشو ؞ گندم از گندم بروید جو ز جو

باقی رہا کئی لاکھ جونوں کا بھگتنا ہر ایک کے واسطے ضروری نہیں بلکہ ہر ایک اپنے گناہوں کے موافق سزا پائیگا ۔ اور جو بد بھگتنے کے کردار کے جیسا دلے النسان میں آئیگا اور عمل کمائیگا یہی قاعدہ اگر غور کرو تو مطابق انصاف ہے اور ذرا بھی تعلق ظلم یا عقل کے خلاف نہیں ۔ الا یہی الزام آپ کے قرآن پر عاید حال

ہے اور اس کے مطالعہ سے تمام مفسرین کی زبانیں گنگ و لال ہیں یعنے قرآن کے رو سے جہنم میں جانا سب نیک و بد کے واسطے لابدی ہے۔ اور ان کے جواب عقیدے میں فرمان سیدی سورۂ مریم وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا۔ ترجمہ :- کوئی آدمی نہیں جو دوزخ میں نہ جاوے۔ برج مات تھی آیکا اس قرآنی آیت کے جواب میں موزوں ہے جسکے حرف حرف سے انصاف و رحم کا خون بہہ رہا ہے تو یہ استغفار و شفاعت کے عدم تسلیم کی رسول ہے اور اسی سبب سے جملہ علماء محمدیہ مفسرین قرآنیہ اسکے جواب میں سرنگوں و سرنساہیں ملکہ نہ رہے رستہ نہ روئے ماندن کے محصد میں گرفتار۔ البتہ جونوں کا ہوگیا ہر طرح قائل ہونا پڑی ہے اور جہاں تک تسلیم العقل کو اس کا تسلیم کرنا موجب دانائی ہے۔ ہم قطع النظر از عقلی دلائل کے قرآن سے اثبات للبیکیں اور حقانیت اس مسئلہ کی جانے دیکھیے

(۱) سورۂ بقر ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق جانتے تھے تم ان لوگوں کو جو حد سے نکل گئے تم میں سے بیچ ہفتہ کے۔ بس کہا ہم نے انکو ہو جاؤ بندر ذلیل

یہ قصہ ایک قوم کی بابت ہے جو بقول محمدیاں کے داؤد کے زمانہ میں شہر ایلہ کے رہنے والے تھے انہوں نے شنبہ کے روز برخلاف حکم خدا کے مچھلی کا شکار کیا اس پاپ کے بدلے خدا نے اس قوم کو بندروں کی جونوں میں ڈالدیا

(۲) سورۂ انعام وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ثم الی ربہم یحشرون ترجمہ اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتھ دو بازوؤں اپنے کے مگر امتیں ہیں مانند تمہاری نہیں کم کیا ہمنے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے کی جاویں گی ؛

مصنف قرآن فرماتا ہے کہ جس قدر جاندار زمین پر اور زمین کے بیچ چلنے والے ہیں مثل حشرات الارض و ماہی و سانپ وغیرہ اور انسان و حیوان و چرند و پرندہ وغیرہ اور جسقدر پرندہ ہوا پر بازوؤں سے اڑنے والے ہیں وے سب مسلمانوں کی طرح اگلے سمعون وغیرہ کی امتیں تھیں جو گناہوں کے سبب تناسخ کے سلسلہ میں خداوندی سے مختلف قالبوں میں آگئی ہیں۔ بعد ازاں دعوے کرتا ہے کہ یہ سب پھر خدا کی طرف یعنے انسانی قالبوں میں آکر عبادت کی طرف اکٹھے کئے جاویں گے اور سنے کوئی بات قرآن میں درج کرنے سے نہیں چھوڑی ؛

(۳) سورۂ اعراف واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین۔ او تقولوا انما اشرک اباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون ترجمہ اور جب لیا پروردگار تیرے نے بیٹوں آدم کے سے پیٹھوں ان کے سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اوپر جانوں انکی کے کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم ایسا ہو کہ تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل یا کہو سوائے اس کے نہیں کہ شرک کیا تھا ہمارے باپوں نے پہلے اس کے اور تھے ہم اولاد پیچھے انکے سے کیا پس ہلاک کرتا ہے تو ہمکو ساتھ اس چیز کے کہ کیا جھوٹوں نے ؛

تفسیر حسینی والا مفسر لکھتا ہے کہ حق تعالی غمینہ مثل آدم را از جنت بیرون آورد بر بہشت ہندوستان ہو بچہا ئے خمد زند۔ بعضے گویند سفید یا سرخ وگرد ہے بر آسمند کار جانب راست مو رپر سفید انجانب چپ مو رچہ سیاہ۔ وبعضے برانند کہ اول ولی تناسل از پشت آدم بکمار گی بود۔ بعدہ تو الد تناسل روئے نمود و خطاب و عقل و نطق در انسان پیدا فرمود۔ بعدہ تو دو امانت را برایشان عرض کردند و انسان قبول کردہ گفتند گواہ شدیم ما بر اقرار خود نگہت از جنان در بیت آدم پیدا گشت حق سبحانہ ملائکہ را گفت گواہ باشید ملائکہ گفتند شہدنا۔ اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ کے رکن اول کے باب ۲ کی فصل دوم میں بھی اسکا مفصل بیان موجود ہے اور زیادہ لیہ ہے کہ بہنام اقرار و پیماں میں حجر اسود کو و رمان رکھکر لی گئی ہیں اور قیامت کے دن وہ گواہی دیگا اس وقت تمام اس کی سند ہے۔ بس اے ناظرین ایک تو چیونٹیوں کے قالب جو انکو پہلے ملے تھے دوسرے اب انسانوں کے پیس سے قیامت کے روز ملینگے بموجب قواعد کے دوسے زیادہ بیچ ہوتی ہے۔ اس سے بھی ہم جو میں ثابت ہیں ایک بار جنم لینا کسی طرح ثابت نہیں۔ اور اس سے محمدیوں کا وہ اعتراض بھی بالکل بے بنیاد ہوگیا جو لطوہ دسواس باطلہ کے پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر تناسخ ہے تو یاد کیوں نہیں رہا۔ حالانکہ بموجب قرآن یہ تمام بنی آدم کا ذکر ثابت ہے اور قیامت کے روز اس کی بازپرس بھی ہوگی مگر وہ چیونٹیوں کی جونیں کسی محمدی کو اسی انسان کو یاد نہیں ہیں ورنہ ان کے ثبوت سے انکار ہوا کافر ہوتا ہے۔

(۴) سورۂ المائدہ قل ہل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل ترجمہ کہ کیا خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے برابر بدلہ کا نزدیک اللہ کے۔ وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے ان پر اور غضب کیا اوپر انکے اور کئے ان میں بندر اور سور بنا اور جنہوں نے پوجا طاغوت پتا یا دیو یا شیطان کو یہ لوگ بدترین جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے سیدھی راہ سے ؛

مفسر لکھتے ہیں کہ یہ قوم یہودی تھی جن کو بسبب گناہوں کے خدا نے بندروں اور سوروں کی جونوں میں ڈالدیا تھا۔ کیونکہ مصنف قرآن اس آیت سے پہلے لکھتا ہے وان اکثرکم فاسقون یعنی تم بہت بدکار ہو سوا سکے بدکاری کی سزا یہ ہے کہ بندروں اور سوروں کی جونوں میں جاؤ گے بدکاری سے پرہیز کرو چنانچہ اخیر میں یہ بھی جتلا دیا کہ جو لوگ بت پرستی یا جن بھوت پرستی یا نفس و شیطان پرستی وغیرہ میں مصروف ہیں وے اس سے بدتر جونوں میں جگہ پاویں گے کیونکہ وہ بہت ہی راہ راست سے گمراہ ہیں۔ افسوس کہ آجکل کروڑوں مسلمان پیر پرستی و قبر پرستی و نفس پرستی وغیرہ میں پھنسے ہیں۔

(۵) سورۂ الواقعہ میں ہے۔ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون ۰

ترجمہ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تم کو مانند تمہاری اور پیدا کریں تمکو دوبارہ اس صورت اور شکل میں جس کو اس وقت نہیں جانتے ہو اور تحقیق جان لی ہے پیدائش پہلی پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے ہو

مصنف قرآن کہتا ہے یعنے خدائے محمدیاں کہ میں اس بات سے عاجز نہیں ہوں یعنے اس بات کی طاقت مجھ میں ہے کہ تمہیں دوسری جونوں میں ڈالوں اور کسی جگہ اور صورت اور شکل میں پیدا کروں جسکو تم نہیں جانتے اور جس سے بالکل غافل ہو اور کہا تھے اے لوگو پیدائش پہلی جان لی ہے کہ پہلے اس سے تم کس جون میں تھے اگر جان دہے اور عقل رکھتے ہو پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے

(۶) سورۂ نساء قرآن میں ہے ان الذین کفروا بایتنا سوف نصلیہم

* فٹ نوٹ دیکھو قرآن مترجمہ مولوی عبد القادر دہلوی کے صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ ۱۳۰۷ جا بجا لکھا ہے محمد صاحب نے حدیث میں فرمایا ہے کہ اس میری امت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے

* تکذیب براہین احمدیہ جلد اول ؟

کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودًا غیرھا ترجمہ یعنی جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے انکو ہم آگ میں ڈالدیں گے۔ وہاں پر جس وقت کل جاوینگے بدن انکے ہم انکے بدلے میں دوسرے بدن لگو دیتے ہیں۔

مصنف ان لوگوں کو ڈراتا ہے کہ سہواً نے ہماری آیتیں نہیں مانی دوزخ کا دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور جلانے والے دکھوں میں مبتلا ہونگے اور وہاں پر دکھ بھوگ کر ایک قالب کو چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب پاتے رہینگے۔ اور بار بار مختلف قالبوں میں سزا پاتے ہونگے۔ تاکہ چکھتے رہیں عذاب۔

(۷) توریت پیدائش۔ باب ۱۹۔ آیت ۲۶ "پر اسکی جورو نے اسکے پیچھے پھر کے دیکھا اور وہ نمک کا کھمبا بن گئی" یہ لوط پیغمبر کی جورو کی بابت ہے جو بنا ہ کرنے کے سبب پتھر کی جون میں تناسخ کی گئی تھی۔ اس سے قطع النظر اوروں کے پتھر وغیرہ تک تمسل الغالب ہونا بھی صحیح اور ہر ایک مسلمان کو قبول کرنے کے لائق ہے۔ اور کلام الہی سے منکر ہونا کسی طرح واجب نہیں۔

(۸) تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ روح شہدا فی سبیل اللہ یعنی جہادی لوگوں کی روحیں بہشتی جانوروں کے قالب میں چنانچہ محمد صاحب نے بحالت معراج انکا جسد لمبا ہی کے مرغزار میں دیکھا۔

(۹) حدیث مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا باپ آذر بارہ روز حرام ایک بن جانور کے قالب دھیم باجون میں ڈالے جائیں گے۔

(۱۰) حدیث میں لکھا ہے نقلت من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاھرۃ (یہ حدیث روضۃ الاحباب کے مقصد اول میں مذکور ہے) محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں (شکموں) میں پیدا ہوتا چلا آیا ہوں۔ اور قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں ہے کہ روح پر فتوح حضرت محمد صاحب کا بصورت طاؤس کے ہزار برس جنت کے درخت غرلیق رنا ؟؟ عورکر دیا

(۱۱) اور تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبدالعزیز صاحب کہتے ہیں کہ "اکثر فرقہ اہل تشیع از امامیہ کاتبہ ومنصوریہ وہمیریہ و باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن کا معاد نیست و روح راعیزاں عالم مقررنیست بلکہ ہمیں عالم متناسخ مستبود و انتقال مے کند از بدلے بہ بدلے دیگر" یعنے اکثر فرقہ شیعوں کے امامیہ اور کاتبیہ و منصوریہ اور ہمیریہ اور باطنیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جسم کو عالم آخرت میں پانا نہیں ہے اور نہ روح کیلئے بعیر اس عالم کے کوئی ٹھہرنے کی جگہ ہے بلکہ اسی جہان میں بہ ہر جسم آواگون میں آتا ہے اور ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتا ہے۔

ان مندرجہ بالا آیات قرآنی واحادیث محمدی و تفاسیر وغیرہ کی شہادتوں سے ہر ایک جان سکتا ہے کہ قرآن کے روسے تناسخ ہر طرح قابل تعمیل ہے اور محمدیوں کو اسکا ماننا ہدایت اہل المسلمین و رستا دین ہے اور انکار کرنا موجب کفر و باعث ہراز تعریب

قولہ جب کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ وہاں تو کام آتی ہے اور نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق الٰہی اور نہ کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے بکلی ناامید ہوگیا

اقول جھوٹھ بکتے ہو یا رتعصب میں جلو گے البتہ باستثنائے او ربایوں کے آپکی تو جھوٹھ کی ٹٹی ہے جس کی آڑمیں لوگوں کو گمراہ کررہے ہو اور گناہ سے نہیں ڈرتے خدا کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں مگر فریب اور چاپلوسی نہیں اور نہ رحمت ہے بندگی خوف الٰہی اور عمل صالح کا پھل نجات ہے مگر گناہ کا پھل دکھ بھی وہ دکھ کے بھگتنے کے بعد مکتی پا رہی ہے اور یہی عدالت الٰہی کا فرمان جاری ہے مرزا صاحب رشوت وسفارش وشفاعت کی وہاں گنجائش نہیں اور نہ توڑ جالیسی

کی ہدایت ہے۔ یا آواگون تو ہمارے بے معنے ہے۔

قولہ علی ھذا القیاس یہ لوگ یوم جزا پر جس کے رو سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں مذکورہ بالا سے انسان تک سعادت عظمی تک پہنچتا ہے یا شعادت عظمی میں پڑتا ہے اس کامل سعادت یا شقاوت کے ظہورات الکرے تیار اور سچا آخری کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں۔

اقول یوم جزا مالک ایک شاوتی اقرار ہے خدا ہر وقت منصف، عادل، رحیم ہے اور ہمیشہ مالک و رازق، رحیم ہے ہم تمہاری طرح اس وقت اس کو عادل ظالم کامل جاہل نہیں مانتے اور نہ اس وقت کسی اور کو عادل و منصف رحیم کریم مانتے ہیں۔ آپ اس غلط خیال سے باز آئیے اور خدا کے ہمیشہ موصوف بصفات کاملہ ہونے پر ایمان لائیے جو رو غلمان کے وہمی گمان سے بچکر راستی و صداقت کے گیان کیطرف توجہ فرمائیے۔ تاکہ نجات حاصل ہو۔ ورنہ حوروں کی تمنا پر ہمہ تن لگا یا صورت حقیقی کا ٹھکانا ہے جو سراپا وہم و گمان اور خیال و جنجال ہے۔ مولانا غالب مرحوم فرماتے ہیں

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ بلکہ وہ نجات ابدی کے قائل ہی نہیں اور انکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے نہ اس جگہ آرام ہے اور نہ اس جگہ۔ اور شہر انکے زعم باطل میں وہ سادھی آخرت کی طرح ایک کامل دارالجزا ہے جس کو دنیا میں بہت سی دولت دی گئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں جو کسی جنم میں اسنے کئے ہونگے دیگئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اس جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دینا کہ وہ اس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کیلئے اکٹھا کرے یہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ کی نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے گویا عیسائیوں کا یہ منشور آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو اسکا نفس پاک ہو یہ فیضانی الذات کے وسیع دروازے ان پر کھولتا ہے اور پہلے جو نکے نیک عملوں کا اجرا انکو یہ دیتا ہے کہ پچھلی جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پا کر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔

اقول مرزا صاحب آپ دھوکہ میں پھنسکر اوروں کو گمراہ کر سکتے کوئی آریہ وغیرہ آپکے دام تزویر میں نہ پھنسے گا۔ محدود اعمالوں اور محدود نیکیوں کے عوض میں غیر محدود نجات اور بے عدد سکھ کا غیر منتہی زمانہ تک بھوگنا ایک سہو اور غیر ممکن امر ہے جیسے محدود خوراک کھانے سے محدود زمانہ تک بھوک بند ہوتی ہے نہ کہ غیر محدود زمانہ تک حدوالے کاموں کا پھل غیر محدود ملنا کوئی سلیم العقل تسلیم نہ کریگا جیسے محدود چیز کی کشش محدود ہوتی ہے ویسے ہی محدود روح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود اعمالوں کا نتیجہ بے حد نہیں ہو سکتا۔ سو واسطے نجات ابدی روح حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ابدی دوزخ بھوگ سکتا ہے بموجب اعمالوں کے عدالت خداوندی سے سکھ دکھ کی سزا و جزا پاتا رہتا ہے اور نیک و بد کرم کرنے میں فعل مختار ہے۔ اور قرآن بھی اسی مذہب اصول کی تائید کرتا ہے مگر خدا جانے کہ صاف کہنے سے کیوں ڈرتا ہے۔

سورۃ ھود۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خلدین فیھا مادامت السموات والارض الاماشاء ربک عطاءً غیر مجذوذ ترجمہ اور جو لوگ کہ نیک بخت کئے گئے سو بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے جبتک کہ رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش بے نہایت والا ہے۔

اور اسی سورۃ میں ہے فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق خٰلدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔

ترجمہ۔ پس جو لوگ کہ بدبخت ہوتے۔ پس بیچ آگ کے ہیں۔ واسطے اُن کے بیچ اُس کے چلانا ہے۔ آواز باریک اور موٹی سے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار۔ تیرا تحقیق پروردگار تیرا کرنے والا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔"

ان مندرجہ بالا آیتوں سے اگر کوئی ذرا بھی غور سے دیکھے اور بچارے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ لوگ بہشت اور دوزخ میں اُسی عرصہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں اور اس سے کوئی مسلمان انکاری نہیں کہ آسمان اور زمین ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ پس ضرور بہشت و دوزخ اور حور و غلمان فانی ہیں۔ ان فانی مکانوں میں جاودانی نجات والے کسی طرح نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ضرور واپس آنا ہوگا۔ ہاں ہم آسمان اور زمین کی میعاد سے کئی ہزار گنا زیادہ عرصہ نجات کیواسطے تسلیم مانتے ہیں جس کو مہا کلپ پکارتے ہیں۔ آپ نے بالکل جھوٹ بولا اور خواہ مخواہ نامہ اعمال سیاہ کیا۔ ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے اور نہ دنیا کو کامل دارالجزا جانتے ہیں۔ البتہ نجات کے سوائے باقی تمام سزاؤں اور جزاؤں کیواسطے دارالجزا مانتے ہیں جو ہر طرح مسلم عقلا ہے اور اعتراضات سے مبرا و منزہ۔ حق حقدار کو دینا کسی طرح ناواجب و ناسزا نہیں۔ ہاں خدا کسی سے بُرے کام نہیں کراتا۔ اور نہ شیطان کو کسی کے گمراہ کرنے کیواسطے مقرر فرماتا ہے۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔

سورۃ اعراف۔ من یھد اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخسرون

ترجمہ۔ جسکو راہ دکھاوے اللہ پس وہ راہ پانیوالا ہے اور جس کو گمراہ کرے۔ پس وہ لوگ ٹوٹا پانے والے ہیں۔

سورۃ مریم۔ الم تر انا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزھم ازا۔ ترجمہ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطان کو بیچ اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں انکو بہکانے کر۔

جو چیز جسکی ہے وہ اس کے خرچ کرنے میں فعل مختار ہے۔ مجبور و گرفتار نہیں۔ ہاں ہر ایک انسان کو ضروری ہے کہ بدیوں سے اجتناب کرے اور ثابت قدمی راہ صواب۔ انسان اپنے فعل میں مختار ہے کے سبب تو سزا و جزا کا حقدار ہے اور اس کے بہکنے میں مجبور و لاچار۔ ورنہ اگر ایک مفت و مال ہر شخص کے مقولہ پر (بقول آپکے) فلسفہ ہوتے تو موجودہ دولت وغیرہ کو برباد کرے اور آئندہ کا اندیشہ نہ کرے۔ ہندوؤں کا پرمیشور عادل و منصف حقدار کو حق دینے والا ہے آپکے حضرت اللہ کی طرح ظالم و جابر و غافل و خود غرض نہیں ہے جو خواہ مخواہ لوگوں کو بدعتی اور بابیدی کا رستہ اور معاذ اللہ بدچلنی اور فعل شنیعہ کا مرتکب ہے۔ اور یہ باتیں کبھی حق پرست کیطرف سے خدا کے حق میں ہر طرح بُری اور ناسزا ہیں۔ اور کسی طرح واجب اور روا نہیں۔

قولہ۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ جما ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جس قدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہیں یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلا ہے۔ وہ اپنے نفس امارہ کی پیروی نہ کریگا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دارالجزا نہیں ہے بلکہ دارالابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے۔ وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اس میں تصرف کرتا ہوں۔ کوئی ایسی شے نہیں ہے۔ جو میری ملک اور میرا حق ہو۔ تو ایسا سمجھنے سے وہ اسی بات میں دیکھتا کہ اپنا مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ غایت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی حلاوت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا۔ اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے۔ غرض آریہ لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے۔ نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے (صفحہ ۱۰۹ سے تک حاشیہ نمبر ۱۱)۔

اقول۔ کسی شخص کا نفس امارہ کی پیروی کرنا خود اس کا مجرم ہونا ہے۔ نہ کہ کسی اور کا۔ نیکی کا پھل کچھ ضرور ہونا چاہئے۔ مگر جو بدی کی جاوے۔ اس کا پھل دُکھ کے سوائے اور کیا ہے۔ آزمائش جاہل اور نادان کرتے ہیں۔ نہ کہ عالم الغیب پرمیشور۔ دنیا کا صرف دارالابتلا ہونا کوئی بے وقوف سے بیوقوف بھی تسلیم نہ کریگا۔ ورنہ گناہوں کے بدلے دُکھ اور نیکیوں کے بدلے سُکھ اس جگہ نہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ نہ تو میرا حق ہے۔ اور نہ کوئی سبب خاص بلکہ اتفاقی غلطی سے میرے قبضہ میں دیا گیا ہے خواہ میں ہزار نیکیاں کروں یا ہزار بدیاں۔ جو کچھ ہونا ہے وہی ہوگا۔ میں مجبور محض ہوں۔ بقول

دور تو جام سے گذرتی ہے + سب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے

خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا۔ پس اعمال یکسر معزول و باطل ہیں۔ بقول سعدی شنیدم کہ در روز امید و بیم + بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم"۔ "بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" ایسا شخص ضرور بدی سے پرہیز نہ کریگا۔ اور کبر و غفلت کی غار عمیق میں مدہوش ہو رہیگا۔ لیکن برخلاف اس کے جو یہ جانے گا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے یہ میرے ہی اعمال کا بدلہ پرماتما نے عدالت خداوندی سے دیا ہے۔ اگر میں اس سے زیادہ نیکی کرونگا۔ تو زیادہ پھل پاؤنگا۔ اور اگر گمراہی و بدکاری کیطرف رجوع ہونگا تو اس کا معاوضہ بھی بھرونگا۔ ایسا شخص ضرور نیکی کریگا اور بدیوں سے مجتنب ہوگا۔ یہی باعث ہے کہ اہل ہنود یعنی آریہ صاحبان نیکی۔ رحم۔ محبت میں لاثانی ہیں۔ اور حقانیت و صبوریت کے باعث ہیں۔ اس کے آپکے مسلمان صاحبان "مفت ایمان" مان کر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور خدا کا خوف نہیں رکھتے۔ افغانستان کے مسلمان (جو نماز روزہ و قرآن خوانی و احکام مسلمانی سے بہ نسبت ہندوستانی لوگوں کے ہزار درجہ آگاہ ہیں) ان کا ارشاد ہے اور پختہ اعتقاد ہے کہ موذی کو اور کافر کو مار دو اور خدا تو بہ لئے کر دے۔ یعنی نماز پڑھو۔ اور مارو توبہ کا گھر بڑا ہے"۔ اس کے علاوہ آپکے مقتدی و سید المرسلین محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بھارت کو ان کے والد بزرگوار نے جبکہ وہ شہزادہ تھا زندہ ہی ناپسند کے ناگفتنی اسیر کئے۔ یہ شعر لکھا ہے۔

آفرین باد ہندوان را باپ + مردہ را مید ہند آب آب
اے پسر تو عجب مسلمانی + زندہ باپ را آب نہ رسانی

پس ثابت ہوا کہ آریہ سماج ہر طرح پرماتما کو کامل الصفات و قدرت اور کامل صفات مانتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ خصوصاً مرزا صاحب کے نزدیک خدا تعالیٰ رب العالمین نہیں ہے اور نہ عادل اور انصاف کنندہ ہے۔ ابدی اور نہ ازلی۔ نہ اس کی رحمت عام ہے اور نہ رحمانیت۔ نہ وہ سب کا رزاق ہے اور نہ مالک۔ بلکہ معاذ اللہ وہ گمراہ کرنے والا۔ بہکانے والا شیطان بھیجنے والا۔ ظلم پر کاربند نہایت بے گناہ کو بڑا بنانے والا۔ پھر اس کا یار۔ بدمعاشوں کا مددگار ہے۔ وہ برخلاف قادر ہونے کے عاجز اور برخلاف عالم الغیب ہونے کے آزمانیوالا ہے۔ حالانکہ آزمائش امر مجہول کا معلوم کرنا ہے جو انسان بے علم کا کام ہے نہ کہ خدائے ہمہ دان کا۔ آپ لوگوں کے اعتقاد سے صاف ظاہر ہے۔ خدا نے منعم اور بادشاہ ولی کو نعمت و راحت وغیرہ بلا نتیجہ اعمال کے دی ہے پس ہمارے اعتراض والے انسان کے نزدیک بھی آپ پر مندرجہ ذیل اعتراض شدید وارد ہوتے ہیں۔

(۱) جب خدا نے اپنے دریائے بخشش کو جاری کیا۔ تو ایک جماعت کثیر اس سے پیاسی یعنی محتاج مفلس کیوں رکھا؟ جس سے اس کی رحمت عامہ نہ رہی اور صفت ربوبیت بھی معطل ہو گئی۔

(۲) تھوڑے آدمیوں کو دینا اور کثیر التعداد کو نہ دینا علاوہ نقص صفت کے ان لوگوں کو گناہ کرنے پر مجبور کرنا ہے وہ ضرور مجبور ہو کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونگے بقول سعدی۔ خداوندی کی بخشش ...

باگرسنگی قوت پرہیز نماند + افلاس عنان از کف تقویٰ بستاند

اور محمد صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی مفلسی دونو جہان کی روسیاہی ہے اور اس کا ثبوت آجکل بھی عیاں ہے کہ جماعت بیکاران و نادار لٹیروں نے مالداروں پر لوٹ مچائی۔ اور مکہ کے بدو ہمیشہ حاجیوں کو لوٹتے رہے ہیں اور داناؤں کا اتفاق ہے کہ از دست تہی چہ مروت آید و معدہ خالی چہ قوت و از پائے ستہ چہ سفر و از دست گرسنہ چہ خیر۔ پس اس ناپاک اعتقاد کے روسے ان تمام بلاؤں کا بانی مبانی خدا ٹھہرتا ہے۔ نعوذ باللہ من الشرار قوالهم و النفاسهم و اوهامهم یعنی اے پرمیشور ایسے شریر قولوں اور باتوں اور وہموں سے ہم کو پناہ دے۔

سنسکرت کی فضیلت

براہین احمدیہ از صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۸ جلد چہارم

قولہ۔ بعض ناداں آریہ ایک سنسکرت کو پرمیشور کی بولی ٹھہرا کر دوسری تمام بولیاں جو صدہا عجائب و غرائب صنع باری سے بھری ہوئی ہیں۔ انسان کا ایجاد قرار دیتے ہیں۔

اقول۔ اول سب سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ پیدائش انسانی آریہ ورت میں ہوئی اور اسی جگہ سے تمام دنیا پر پھیلی ہے **تفسیر حسینی** (جو قرآن حاشیہ پر دہلی میں ماہ ذیقعد بمطابق ۱۲۹۳ء میں طبع ہوئی ہے) کے صفحہ ۲۸۸ پر سورۃ اعراف کے روز میثاق کے وعدہ کی بابت لکھا ہے۔ "در لباب آوردہ کہ اخذ میثاق در دہیا کہ بودہ و آں زمینیست در ولایت ہندو لجدار خروج آدم بودہ از بہشت" اور تفسیر قادری میں بصفحہ ۳۰۶ بھی مذکور ہے۔

در **معارج النبوۃ** فی مدارج الفتوۃ رکن اول صفحہ ۴۴ باب ۲ مذکور است

آدم بزمین ہند در کوہ سراندیپ فرود آمد و آں کوہیست کہ فرود وے بر آسمان از ہمہ کوہہا نزدیکتر است۔ الحدیث فی الرائس عن حذیفۃ الیمانی از حضرت رسالت روایت میکند کہ فرمود چوں آدم بزمین فرود آمد بروے اوراق جنت بود کہ ستر پوشی عورت مے نمود۔ بواسطہ تغیر ہوائے دنیا آں ورقہا خشک شدہ بضرب باد در اقطار زمین متفرق شد نفحات اشجار و در وایحہ اثمار جنت در آں مملکت منتشر گشت و اثر آں بماند تا قیامت بوئے عود و صندل و مشک و عنبر از آں نفحات اوراق جنت است آدم باحوا در آں زمین بفراغ بال بمیامن الطاف خدائے ذو الجلال بعد از محنت مفارقت براحت مواصلت بہرہ مند گشتہ عمر باقی بفراغت در فاہیت گذرانید مدد و در قبول کلام الٰہی و اطاعت فرمان بادشاہی جل ذکرہ اہتمام تمام مرعی میداشتند و بغیر از شاں در تمام روئے زمین و ہلکے نبود۔ اور البابہی روضۃ الاحباب وغیرہ میں بھی ذکر ہے کہ آدم ہندوستان میں رہا تھا۔

پیدائش توریت باب ۱۱۔ آیت ۱ و ۲۔ اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی۔ اور جب وے پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انھوں نے سنعار کی ملک میں ایک میدان پایا۔ اور وہاں بسنے لگے"۔ کوئی آدمی کسی مذہب کا پیرو اس بات سے باوجود اس قدر شہادتوں کے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ سرشٹی کی ابتدا آریہ ورت میں ہوئی اور جسکو وہ آدم مانتے ہیں وہ بھی یہاں ہی ہوا۔ وہ دلیل جاہیئں آدم کی وجہ تسمیہ بھی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ **غیاث اللغات** ردیف الف میں یہ عبارت درج ہے آدم وجہ تسمیہ آنکہ از ادیم الارض یعنی از روئے زمین است از خاک روئے زمین مخلوق شدہ بود و بعض گویند کہ او گندم گون بود و دریں صورت از ادمت ماخوذ است و ادمت بالضم بمعنے گندمی است۔ وجہ دلیل از تفسیر جلالین و بعض محققین نوشتہ اند کہ لفظ آدم را اسم ابو البشر است از ادیم یا از ادمت مشتق گفتن صحیح نباشد۔ چراکہ آدم لفظ عجمی است و ادیم و ادمت عربی است۔ پس اشتقاق لفظ عجمی از عربی متصور نمے شود۔ یعنے آدم کا نام لفظ ادیم سے بنا ہے کیونکہ وہ زمین کی خاک سے مخلوق ہوا تھا۔ پھر کہتا ہے کہ نہیں کہ وہ گندم رنگ تھا اور ادمت گندم کو کہتے ہیں پس یہ لفظ ادمت سے بنا ہے مگر پھر خود ہی ان کی تردید کرتا ہے کہ یہ دونوں لفظ ادیم اور ادمت عربی کے ہیں اور آدم عربی کا لفظ نہیں بلکہ زبان عجم کا ہے پس یہ اشتقاق اور یہ معنی اور یہ وجہ تسمیہ درست نہیں ہے۔ اب ہمیں تلاش کرنا چاہیئے کہ آدم کے معنی کیا ہیں چونکہ مذکورہ شہادتوں سے بحوالہ تفسیر و حدیث و تواریخ کے ثابت کیا گیا ہے کہ آدم ہندوستان (آریہ ورت) میں ہوا ہے پس آریوں کی منزہ و مصفا و مقدس زبان میں جسے سنسکرت کہتے ہیں اس نام کے معنے ہوتے یعنی جو آدی میں پیدا ہووے۔ اس کو آدم کہتے ہیں آدی آغاز کو کہتے ہیں جس کو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے اور یہ نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے اور ہر طرح ٹھیک و قابل یقین ہے جب آدم کا نام بھی سنسکرت کا ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور امّ السنہ ہے۔ پس یہی ایک شستہ و کامل زبان بذریعہ الہام وید کے پرکاش ہوئی۔ اب اگر ناداں کہتے ہو تو توریت والے کو کہو کہ جو کہتا ہے کہ اسوقت تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی یا حدیث والے کو کہو۔ پس ثابت ہوا کہ بقول عیسائیوں و محمدیوں کے بھی ابتداء میں صرف ایک ہی بولی و لغت تھی کہ آدم سے لے کر نوح کی اولاد اور بابل کے برج بننے تک جسوقت کہ آدم اور نوح مر بھی چکے تھے یعنی دنیا کی پیدائش سے لیکر مسیح سے ۲۲۴۴ سال پہلے تک آدم اور اس کی اولاد اور نوح وغیرہ تمام سنسکرت بولتے تھے اور دوسری کسی بولی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ تو اے ناظرین اس سے منکر ہونا صداقت پر مامار اور ہٹ دھرمی سے بے ایمان ہونا ہے جو سخت نادانی اور کور باطنی کی نشانی ہے۔ ہر ایک دانا کو اس بات پر یقین ہے کہ خدا ہر صفات ہماری سے برتر ہے پس جس زبان میں اس کا الہام ہو۔ وہ زبان بھی نہایت کامل اور آراستہ و پیراستہ اور مہمل باتوں سے معرا اور محاورات علمی و تلفظ میں نہایت مضبوط ایسی کامل ہو کہ کوئی فقرہ معنی سے خالی نہ ہو۔ چنانچہ مصنف آبحیات فرماتے ہیں۔ (آریوں نے اس بھید سے تاکہ بزرگوں کی زبان ہمیشہ خالص رہے) اس واسطے کہا کہ ہماری زبان الٰہی ہے اور الٰہی بھید ہے اسی طرح چنانچہ اس کے قواعد اور اصول باندھے اور ایسے جانچ کر باندھے کہ جس میں لفظ کا فرق نہیں آسکتا۔ اس کی پاکیزگی نے غیر لفظ کو اپنے دامن پر ناپاک دھبہ سمجھا اس سخت قانون نے بڑا فائدہ یہ دیا کہ زبان ہمیشہ اپنی اصلیت اور بزرگوں کی یادگار کا عالم ہو کر نمایاں رہیگی"۔ جب مسلمان حملہ آور ہندوستان پر آئے اور زبانوں کی باہمی ملاوٹ ہونے لگی۔ اسوقت کی بابت آبحیات میں لکھا ہے کہ ادھر سنسکرت تو دیو بانی یعنے زبان آسمانی تھی۔ اس میں ملکھوں کو دخل کہاں۔ البتہ برج بھاشا نے ان بن بلائے مہمانوں کو جگہ دی۔

پس یہ ہر طرح ثابت ہو گیا کہ اول میں سنسکرت تھی۔ اور وہی بموجب ریت کے تمام دنیا کی بولی تھی۔ چنانچہ معنے آدم کا بھی زبان سنسکرت کا ہے نہ کہ کسی اور زبان کا۔ پس پرمیشور کی طرف سے یہی ایک بولی انسان کو آدی میں دی گئی اور وہ کل زبانوں کی ماں سنسکرت ہے۔

قولہ۔ گویا انسان کے ہاتھ میں ہی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پرمیشور نے تو صرف ایک بولی ظاہر کی۔ مگر آدمیوں نے وہ قوت دکھلائی کہ سینکڑوں بولیاں اس سے بہتر ایجاد کیں۔

اقول۔ کفر کے کلمے کیوں استعمال کرتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ خدا نے آدمی کو

مجبور و مقید پیدا نہیں کیا بلکہ فہم عطا کر کے دنیا میں سوچنے سمجھنے کیواسطے۔ ترقی کرنے کے
واسطے فائدہ لینے اور حاصل کرنیکے واسطے بموجب انصاف قدیم کے پیدا کیا۔ اور ساتھ ہی ترقی
کرنے کا آلہ یعنی الہام بھی بدیا جو نہایت ضروری تھا کیونکہ ان پہلے انسانوں کیلئے کہ جن کے
واسطے کوئی مدرسہ یا مکتب یا سکول نہیں تھا اور نہ کوئی استاد تھا اور کوئی رفیق شفیق نہ
تھا جو انکو بولنا سکھلاتا اور گونگے پن سے نکال کر تہذیب و تادیب علمیت کے مرتبہ
عالی تک پہنچاتا۔ پس وہ صرف پرماتما پربرہم پرمیشور ہی تھا جس نے آدی گیان ارشدہ عرفان
سے تمام جوامع انسانی اور ضروریات جسمانی و روحانی کے پورا کرنیکے واسطے تا سبیل کھلے
ازلی کامل اور غیر متغیر گیان عنایت فرمایا جو سلسلہ تعلیم و تدریس کا جاری ہو کر تمام
عالم میں بمقدار آبادی کے منتقل ہوتا اور رواج پاتا گیا۔ عقل صحیح رکھنے والا آدمی
بھی گیان سکتا ہے کہ حقیقتاً وہ واجبا ابتداء میں پرمیشور کی طرف سے الہام و اپدیش
کی ضرورت تھی۔ مگر آئندہ انسان اپنی حاجتوں و ضرورتوں کو اسی الہام کے فیض
و برکت سے ہمیشہ حل کرتا ہے اور تھوڑے تھوڑے تغیرات و تبدلات کر کے اپنا ایجاد
کر کے ترقیات کرتا جاتا ہے۔ مگر اس کامل گیان سے منہ موڑ کر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔
جو فاضل لوگ غیر متعصب ہو کر سوچتے ہیں۔ یا جنہوں نے زبانوں کی حالت پر غور کی
ہے۔ وہ ٹھہرائے دیتے ہیں کہ سب زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہیں یا وہ زبان سب کا
مخرج سنسکرت ہے۔ چنانچہ ابتک بھی بہت سی زبانیں سنسکرت سے صاف نکلی ہوئی معلوم
ہوتی ہیں کوئی زبان سنسکرت کے مساوی کامل نہیں ہو جاوے گی بلکہ تمام زبانیں فصاحت
بلاغت و وسعت میں اس سے کمتر ہیں مگر آپ جیسے نادان محض سنسکرت کی فضیلت سے
محروم مطلق ہیں اور سچ بھی ہے کہ ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ❊ شیشہ گر نادان چہ داند میوہ فروشد سنگہا

قولہ۔ بھلا ہم آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشور کے منہ سے
نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسان کی صنعت ہیں اور پرمیشور کے منہ سے دور رہی ہوئی
ہیں۔ تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کون سے کمالات خاصہ ہیں جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں۔
اور دوسری زبانیں ان سے عاری ہیں کیونکہ پرمیشور کے کلام کو انسان کی مصنوع پر فضیلت
ہونی چاہئے کیونکہ وہ اسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کاموں
میں سب سے افضل و بے مثل و یگانہ ہے۔

اقول۔ آپ بیجا زبان درازی کو عمدہ بتلاتے اور مسلمات پر اعتراض کرتے وقت منہ بناتے
ہیں مگر یہ بات شایان شان عقلمندی نہیں۔ پرماتما حوائج فانی اور حلق۔ ناک۔ زبان
وغیرہ اعضاء جسمانی کا محتاج نہیں۔ البتہ سنسکرت کو اس نے اپنے کامل گیان سے بذریعہ
الہام وید مقدس پرکاش کیا ہے۔ زبان سنسکرت کو دیگر تمام دنیا کی زبانوں پر وہ فضیلت
ہے جو والدین کو فرزندوں پر۔ یا استاد کو شاگردوں پر۔ یا مرشد کو مریدوں پر۔ یا ماہی
کو پیر جوان پر۔ ہاں سنسکرت میں بہت سے کمالات خاصہ ہیں جن سے دوسری زبانیں محض
عاری ہیں۔ ہم ان فضائل کو بھی محققین کی شہادتوں سے بتلاتے اور آپ کے اعتراضات
کی بطالت کرتے ہیں۔

یا زبان سنسکرت کو ان لوگوں (آریوں) نے ایسا سمجھا ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اسکی برابری
نہیں کر سکتی اور یورپ کے بڑے بڑے فاضل جنہوں نے اس کی تحصیل میں بڑی بڑی کوششیں کی
ہیں اس کو سب زبانوں سے وسیع اور فصیح اور کامل بتاتے ہیں (قصص الہند حصہ اول سال ۱۸۸۳ صفحہ ۴)
رسالہ مخزن العلوم مطبوعہ شہر بریلی جلد ہفتم کے نمبر ۱ میں مولوی الطاف حسین صاحب حالی
ممبر دہلی سوسائٹی نے سنسکرت زبان کی نسبت فرمایا ہے "سنسکرت زبان کی نسبت ایک
بہت بڑے محقق کا قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے
زیادہ وسیع اور دونوں سے بڑھکر فصیح و بلیغ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے
بزرگوں نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی چاہئے۔ ویسی ہی توجہ کی ہے۔ لکھا
ہے کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے
زیادہ قائم نہیں ہو سکتے۔" اگر کوئی زیادہ ثبوت چاہے تو یورپ کے محققین کی رائے ملاحظہ فرمائے

قولہ۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ سنسکرت پرمیشور کا کلام ہے جو ہندوؤں کے باپ
دادوں پر نازل ہوا اور دوسری زبانیں دوسری قوموں کے باپ دادوں نے بوجہ اس
کے کہ وہ ہندوؤں کے باپ دادوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے آپ بنالی ہیں مگر کیا ہم
یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پرمیشور سے بھی کچھ بڑھکر تھے جن کی قدرت
کاملہ نے صدہا عمدہ زبانیں بنا کر دکھا دیں اور پرمیشور صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا۔

اقول۔ آپ کو بغض باطنی سے غرض کہنی مرض ہے۔ مگر حق و صداقت سے کسی طرح
کی غرض نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے تشریح کر آئے ہیں کہ سب انسانوں کے باپ دادا آریہ
ہی تھے اور سب کی زبان بہت مدت تک ایک ہی تھی یعنی وہ قدسی جو ابتدائے
آفرینش سے دائرہ قدرت کی گود میں تھے۔ وہ آریہ تھے اور وہ قدسی زبان جو قادر مطلق
نے قدسی کارخانہ کے انصرام و اہتمام کیلئے کارکنوں کو بتلائی وہ سنسکرت تھی۔ وہ
قانون جس پر عملدرآمد ہوا اور جس کے مطابق کاروائی کرنیکا ارشاد فرمایا۔ وہ وید مقدس
ہیں ان (آریوں) کی دانائی اور نیکی ایک عالم میں ضرب المثل ہے ان کی وحدانیت
و صداقت و شجاعت دنیا میں بے بدل ہے۔ جن کو آپ عمدہ بتلاتے ہیں وہ زبانیں
خجالت سے سر نہیں نکال سکتی ہیں اور اپنی ثقالت و ناکاملیت کی معترف ہو کر اس
مادر مہربان کی قدمبوس ہو رہی ہیں۔ چنانچہ عربی زبان کے ثقیل اور غیر موزون ہونے
کی نسبت خود قرآن کی شہادت کافی ہے (سورۃ المزمل) انا سنلقی علیک قولا
ثقیلا یعنی اے محمد عنقریب ہم تیرے پاس قول ثقیل نازل کریں گے چنانچہ ع اور غین کے
ادا کرتے وقت زبان نکالنا۔ ط اور ظ کیوقت منہ پھاڑنا اور ق کے زبان پر لانے سے گلا
جلانا اور منہ بنانا خود عربوں کی شہادت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ثقیل اور غیر مانوس
زبان ہے اور غرغرائے شتران سے ہم الحان۔ بقول سعدیؒ

اشتر بشعر عرب در حالت ست و طرب

مرزا صاحب تعصب کا علاج ہدایت حقیقی کا محتاج ہے۔ اسی پرماتما کے کامل الہام
(وید مقدس) سے دنیا میں گیان کا نور چمکا۔ اسی سچی کتاب سے تمام مکتب جاری ہوئے
اسی چراغ عرفان سے ظلمت کدہ روشن ہوئے۔ اسی ہادی کامل کی برکت سے سب نے
راہ پائی۔ اور اسی ایک کامل زبان سے لوگوں کو بولنے کی طاقت ملی۔ اسی کی حلاوت سے
معانی نے دنیا کو زبان دانی سکھلائی۔ اگر آپ سنسکرت سے ذرا بھی آگاہ ہوتے۔ تو
ایسے الفاظ اور بیجا کلمات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔

قولہ۔ جن لوگوں کے ویدوں میں شرک گھسا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے پرمیشور
کو بہت سی باتوں میں ایک برابر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ نہ ہو انادی
جو ہوئے۔ خدا کے شریک جو ٹھہرے۔

اقول۔ یہ وہم جو آپ کا اندرونی مرض ہے۔ تا مرگ آپ کے رگ و ریشہ سے
نہ نکلیگا۔ ؎

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست ❊ نرود جز بوقت مرگ از دست

کوئی آریہ کسی بات میں برابری کا دعویٰ (معاذ اللہ) نہیں کرتا بلکہ خداوندیت اور بندگیت
و عبودیت کا دعویٰ ہم ضرور رکھتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ بلکہ عرضداشت ہماری قدیمی
زمانہ سے ہے۔ شرک تو آپ کرتے ہیں جو اسے انسانوں کی طرح منہ۔ آنکھ

مالک کان والا تخت پر بیٹھا ہوا۔ حاج کی مثال روشن ساق سیمیں والا۔ رشوت لینے والا۔ سکان آسمان میں رہنے والا۔ دوست و دشمن والا۔ وکالت سفارش والا۔ آدمی کی شکل والا۔ ما اکا نشانے پر بیٹھنے والا۔ جمعہ کے روز مسجدوں میں آنیوالا۔ یکطرف والا۔ فریب کھینے والا۔ شیطان سے ڈرنیوالا۔ ملتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہو غیر فانی جو ہو۔ گناہ کرنے پر مجبور ہو ہوتے۔ خدا کے شاہکار ہو ہوتے۔

قولہ۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک ہی بولی پر کیوں نہ کفایت کی۔ یہ وہم بھی قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبائع منہ پر نظر کرے۔ تو بہ یقین کامل اس کو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب حال نہ تھی (پھر مرزا صاحب نے چند سطروں کے بعد لکھا ہے) کہ کیا مناسب ہے کہ وہ جدا جدا طبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پنجرہ قید کر دیتا۔

اقول۔ اس کے جواب و بے بنیاد و متضاد کا ہم توریت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اختلاف السنہ کے مسئلہ کو ناظرین کے آگے دھرتے ہیں۔ **توریت پیدائش** باب ۱۱ آیت ۳ سے ۹ تک۔ اور آپس میں کہا۔ آؤ ہم اینٹیں بناویں اور آگ میں پکاویں سو ان کو پتھر کی جگہ اینٹ اور گچ کی جگہ گارا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں۔ اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ ... نام کریں ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند ... برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے۔ دیکھنے اترا۔ اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ... کی ایک ہی بولی ہے اب ... کرنے لگے۔ سو وے جس کا ارادہ کریں ... نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں تاکہ وے ... دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ اس لئے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبان میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔

اس کے بخلاف قرآن میں دیکھئے۔ وہاں لکھا ہے۔ سورۃ الروم ومن ایاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لایات للعلمین۔ اور نشانیوں اس کی سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف بولیوں تمہاری کا۔ اور رنگوں تمہارے کا تحقیق بیچ اس کے نشانیاں ہیں واسطے لوگوں کے۔

محمدی لوگ توریت اور قرآن دونوں کو خدا کی زبان مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان میں اسقدر اختلاف ہے۔ توریت سے ظاہر ہے کہ اس وقت لوگوں کا بڑا اتفاق تھا۔ اور نفاق سے نفرت تھی۔ اور نہایت محبت و پیار سے گذران کرتے تھے۔ خدا کو ان کی حالت پر رشک آیا اور ان کا اتفاق اس کو سمانی باپ کو نہ بھایا۔ نفاق کا نشان جمایا۔ اور غصہ کے مارے برج کو گرایا۔ تاکہ اتفاق نہ کر سکیں اور باہم میل ملاپ سے رک جاویں اور برخلاف اس کے قرآن میں طرز ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جیسا نشان ہے ویسا ہی بولیوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ایک نشان ہے مگر کیونکر مانا اور اہل علم جانتا ہے کہ آسمان صرف ایک وہم و گمان ہے اور حد نظر کا نشان نہ کہ کوئی سقف اور سات کی تقسیم ہر ایک بدھی مان کو تسلیم ہے اور زمانہ جہالت کی تعلیم جسطرح آسمان کوئی چیز نہیں اسیطرح اس کو نشان سمجھنا بھی ایک صریح بطلان ہے۔ ہاں بیشک زمین کا پیدا کرنا ایک نشان ہے اور اس سے کوئی حق بیان منکر نہیں بولیاں کا بیشک خدا سے نشان کو لقب تا نفاق پیدا کرنا ہے اور آدمی کو مجبور محض جاننا اور اعتقاد ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں

سو ہمیشہ وہ ہم آور ... کست خود کا فرد محمود انکا۔

باعتقاد وحدت الوجودیوں کا بنہ ہمہ وست کو مانتے ہیں۔ ہمارا باعتقاد وید ہیں اور ہم ان کو دلائل ذیل سے رد کرتے ہیں۔

(۱) اگر سب بولیوں کا موجد خدا ہے تو سانسیوں کی بولی جس سے وہ لوگوں کو لوٹتے اور قتل کرتے ... والوں کی بولی جس سے وہ جانوروں کے گلے پر چھری پھیرتے ہیں۔ ٹھگوں کی جس سے وہ لوگوں کے زر چراتے ہیں طوائفوں اور کنجروں کی جس سے وہ فعل بد کیواسطے داؤ پیچ کرتے ہیں بھی خدا کیطرف سے ماننی پڑیگی جس سے خدا چوروں ٹھگوں اور طوائفوں و کنجروں کا ہادی و معلم بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو بالکل نا سزا ہے۔

(۲) ہر ایک صحیح العقل و سلیم الفکر پر روشن ہے کہ پرمیشور اپنی ذات و صفات و افعال میں لا ثانی (لا ثانی) ہے پس جس کو وہ دیا وہ بھی تمام ہی سب سے زیادہ اور بے نظیر ہوتی ہے اس اپشکوں کے پرکاش کو سے جن وقت چرا جانا ضروری ہے غور کرنیکا مقام ہے کہ ایشور کی قدر و منزلت گیانی کی لیاقت و بزرگی کا شاہد ہے ناواقف اور نادان بچہ کا گیان سر گیان سے پر مت ورسے جو صداقت کا چشمہ ہے۔ ریاست کیا منبع کسی طرح مقابلہ نہیں کیا سکتا ہے۔ جو گیانی اور دنیا میں کامل اور علمی اور عقلی فنون میں افضل ہے اس کے فیض اور گیان کی کمالیت و معقولیت اور فضیلت بھی سب سے زیادہ ہونی چاہئے جب یہ بخوبی وجہ ثابت کیا گیا ہے کہ ابتدا میں قادر مطلق کی طرف سے گیان کا پرکاش بذریعہ وید مقدس ہوا اور جو زبان ویدوں کی وہ سنسکرت تھی پس انسان کی علمی طاقتیں خدائی علمی طاقتوں سے ہرگز برابری نہیں کر سکتی ہیں اور جو ویدوں میں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ فاضل و جاہل۔ قوی اور ضعیف مرد کیا اور الکیہ کا تفاوت ہوتا ہے وہی فرق سنسکرت و غیر زبانوں اور دیگر کتابوں ویدوں میں ظاہر ہے پس یہ غیر زبانیں اور غیر کتابیں اس کامل گیان ہیں ... ویدوں سے نہیں ہیں بلکہ اسی کے فیض کامل سے انہیں بھی قدرے زبانی اور علمیت ملی ہے اور ان کا حوصلہ حسب ظرف بانٹ کے انسان ہے نہ کہ وہ سرب گیان ہے سرب شکتیمان پرماتما۔

باقی رہا رنگوں کا اختلاف۔ یہ آب و ہوا اور سردی و گرمی موسم و ملک کے متعلق ہے ہاں ان کا مدار انتظام قدرت پر ہے اقالیم مختلفہ کے اوضاع اور انسانوں کے متفرق طبائع مختلف ملکوں کی آب و ہوا سے بہت سے متغیر نظر آتے ہیں۔ مگر آج تک دنیا میں ایسے نہ تھے اور نہ ان دونوں کا علم تھی۔ قدرت کیطرف سے ترقی و انصرام ضروریات کے سامان دیئے گئے جن پر انسانوں نے موقعہ بموقعہ کاروائی کی۔ ایک ہی بولی ابتدا میں سب کے حسب حال تھی اور اگر رہتی تو کچھ حرج بھی نہیں تھا۔ مگر جیسے ہم کسی بیش کو ابھی بیان کر چکے لیکن اس پاک و کامل و مقدس زبان کے مقابل میں قدر و منزلت کے لائق نہیں جاتی اور اس پر ہر ایک فاضل غیر متعصب خیال کر سکتا ہے۔

مرزا صاحب سنسکرت زبان ایک تنگ پنجرہ نہیں ہے بلکہ ایک وسیع بحر اعظم یا عظیم الشان اور ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں بود و باش اور شناوری کرنے سے کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہے۔ تنگ پنجرہ تو عربی زبان ہے جس کے اندر بضرب شمشیر و ظلم عاجز مرغیوں کو ذبح کے خوف سے بند کیا گیا ہے اور اب ان کی نسلیں بالعادت طبیعت ثانی کی پابند ہو کر اس کو (بمثل مرزا صاحب کے) اپنی زبان یا وطن مالوف یا الہامی جان رہی ہیں غالب یقین ہے کہ جس دن حق و باطل کی تمیز یا صداقت کی تحقیقات عروج پر پہنچی۔ تعصب کو ناچیز جان کر بست دریا کا گرہن کریں گے۔ اور وہ من آرزو گوہر مراد سے بھر دیں گے۔ پرمیشور کرے کہ وہ دن جلد آوے۔

قرآن کی تعلیم کا فوٹو گراف

ہمارے مرزا صاحب اکثر اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قرآن [illegible] بہت ہیں اور کسی بات سے وہ قاصر نہیں اور کوئی تعلیم اس میں [illegible] بتلایا گیا موجود نہ ہو۔ سوائے گالی اور بُرا کہنے کے کوئی ثبوت [illegible] انکی سقط کلامی سے آزردہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ [illegible] تعصب و صداقت [illegible] داناؤں نے کہا ہی ہے کہ المذکورہ ہمارے [illegible] لیکن ہم اس کتاب [illegible] جاتے ہیں کہ اصلیت و ماہیت قرآن کا بیان قرار واقعی کریں۔ اسواسطے ہم سب سے پہلے تمام قرآن کا فوٹو گراف نذر کرتے ہیں اور اس کو حق و باطل کی [illegible] اظہار کیواسطے ناظرین کے روبرو دھرتے ہیں۔

نمبر	نام سورۃ	خلاصہ مضمون اور مشہور قصہ یا کوئی خاص یادداشت
۱	فاتحہ	شروع میں دعا ہے کہ اے خدا مجھے گمراہی سے بچا اور [illegible] لوگوں کے ہمقدم چلا۔
۲	بقر	آدم و حوا و شیطان و خدا و ملائکہ کا مباحثہ و مجادلہ۔ سامری کی گوسالہ پرستی اور موسیٰ کا حال اول بیت المقدس کیطرف سجدہ کرنیکا حکم پھر مکہ کی طرف۔
۳	آل عمران	عیسیٰ اور آل عمران اور ابراہیم کے کل قصہ جات اور حرام و حلال کا بیان اور عیسیٰ کا حرام چیزوں کو حلال کرانا۔
۴	نساء	مسلمانوں کو واسطے چار عورتوں سے نکاح کرنیکا حکم اور لونڈیاں کے ساتھ علاوہ ان کے۔ اور ایک منکوحہ عورت سے کوئی بدلنا چاہے تو بدلا سکتا ہے۔
۵	مائدہ	جانوروں کے حرام و حلال کی تشریح اور موسیٰ کا ذکر اور بنی اسرائیل کے قول و قرار کی تکرار توریت و انجیل کی تصدیق اور عیسیٰ کا حال۔
۶	انعام	اس میں بھی حرام و حلال اور ابراہیم کا ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو خدا ماننے کا فسانہ برخلاف توریت کے قرآن کا مکہ والوں کے ڈرانیکے لئے نازل ہونا۔
۷	اعراف	اس میں پھر شیطان اور آدم اور خدا کا مباحثہ ہے اور کافروں کے واسطے آسمانوں کے دروازوں کا نہ کھلنا اور خدا کا آسمان و زمین بنا کر عرش پر بیٹھ رہنا۔
۸	انفال	غنیمت یعنی لوٹ کے مال کی تقسیم کرنے کی بابت ہدایتیں کہ اتنا حصہ خدا کو دو۔ اتنا رسول کو دو۔ اور لوٹ مار کی ہدایت اور خدا کا مکر کرنا۔ اور خدا کا مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ پر جانیکے واسطے تخفیف کرنا کہ اب بجائے پہلے کے دس گنا زیادہ کافروں سے جنگ نہ کرو۔ بلکہ اب ایک سو مسلمان دو سو سے جنگ کرو! افسوس!!
۹	توبہ	کافروں کے ڈرانے اور دھمکانیکا ذکر مسلمانوں کو جنگ سے نہ بھاگنے کی ولیری اور [illegible] کا بیان۔ اور ماہ شوال کی اجازت اور حرام و حلال اور کافروں سے بداخلاقی کرنیکا بیان۔
۱۰	یونس	[illegible] نصیحت اور یونس پیغمبر کا مچھلی کے پیٹ میں جانیکا قصہ اور خدا کا آسمان و زمین بنا کر عرش پر جا کر تدبیر کرنا اور خدا کا مکر کرنا اور موسیٰ اور فرعون اور ہارون کا قصہ
۱۱	ھود	خدا کی روح کا پانی پر تیرنا اور نوح کی داستان اور کشتی کا بنانا [illegible] طوفان کا پانی ابلنا اور ہود و صالح کی حکائتیں اور شعیب و لوط کا قصہ
۱۲	یوسف	[illegible] تمام یوسف [illegible] کی داستان اور انکو [illegible] کا اور [illegible] رقیبانہ حسد اور واپسی میں بھی کرتہ کا یہ پھر کہانی پر سری کی تہمت لگائی اور [illegible] کا بیان۔
۱۳	رعد	خدائے محمد اس سورۃ میں رعد یعنی کڑک کو ایک فرشتہ بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کی تسبیح پڑھتا ہے۔
۱۴	ابراھیم	اس میں ابراہیم پیغمبر کا حال [illegible] بتوں کا [illegible] حال ہے اور نمرود کا دوبارہ عقل [illegible] اور اس کا آسمان [illegible]
۱۵	[illegible]	ایک قوم کی کہانی ہے جس پر خدا نے [illegible] پتھر [illegible] برسایا اور شہاب ثاقب کے گولہ مارنا فرشتوں کا شیطانوں پر جو خدا کی باتیں سننے اوپر چلے جاتے ہیں۔ تاکہ اوپر نہ آویں۔
۱۶	نحل	[illegible] حرام و حلال کا انفصال اور زمین سے ہلنے کا [illegible] کا پہاڑوں کو بطور میخوں کے ٹھوکنا تاکہ کہیں ہل نہ جاوے اور زمین کا غیر متحرک ہونا۔
۱۷	بنی اسرائیل	[illegible] اور [illegible] کا بیان اور داؤد بادشاہ کا ذکر اور محمد صاحب [illegible] بیت المقدس [illegible] میں خدا کا لے جانا اور معشوق کا [illegible] اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دینا۔
۱۸	کھف	[illegible] کا ذکر اور ان کے کتے کا بیان جو کئی ہزار برس سے آجتک بلکہ [illegible] سوتے ہیں اور نہیں جاگتے اور آفتاب بھی وہاں سے چال بدل جاتا ہے [illegible] کا قصہ اور لوہے اور رانگ کی دیوار بنانا اور یاجوج ماجوج کی [illegible] اس داستان اور سکندر کا تمام دنیا کو مسخر کرنا۔
۱۹	مریم	عیسیٰ اور مریم کا [illegible] اور فرشتہ کا اترنا اور اس کے حاملہ ہونیکا بیان
۲۰	طہ	[illegible] کا ہے موسیٰ کی داستان اور طور کے جنگل کا بیان [illegible] آگ میں حلول فرمانا اور اس آتشی خدا کی پرستش۔
۲۱	انبیاء	داؤد و سلیمان و زکریا و یحییٰ و الیاس و موسیٰ و ابراہیم و [illegible] کا [illegible] بطور خلاصہ۔ اور خدا [illegible] [illegible]
۲۲	حج	قوم نوح اور قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کا جنکو خدا نے غرق کیا [illegible] آداب حج [illegible] کی تشریح اور بہشت کے لباس و زیورات کا ذکر۔
۲۳	مومنون	نوح کے طوفان کا ذکر اور مسلمانوں کی بابت زکواۃ وغیرہ کی ہدایتیں اور خدا کا اپنی کتاب میں لوگوں کا حساب رکھنا۔
۲۴	نور	زنا کی بابت سزا وغیرہ اور بی بی عائشہ کے اتہام زنا کاری کا قصہ [illegible] کا اترنا اور چار گواہ کا مانگنا خدا کا نور ایسا ہے کہ جیسے [illegible] کی معقول مثل ہے۔
۲۵	فرقان	حضرت موسیٰ اور حضرت نوح نبیوں کے قصہ جات اور کچھ قرآن کی تعریف اور کافروں کا سوال کہ کیوں قرآن اکٹھا نہ اتارا۔ اور خدا کا صرف ایسا غیر معقول جواب کہ ہم تیرے دل کو ثابت کریں [illegible]

[illegible] ۲ ہزار روں فاضل مولوی ان دونوں سورتوں کو ایک ہی جانتے ہیں اور ہزاروں برخلاف کہتے ہیں اور محمد صاحب کے اصحاب کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ ۱۲

ر	ر	کوئی تفسیر والا اس کا جواب معقول نہیں دیتا ہے ۔
۲۶	شعراء	حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر اسطرح نوح کے طوفان کا سات اور کچھ شاعروں کی بابت گفتگو اور خدا تعالیٰ کا ایک پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کیواسطے سائبان بنانا ۔
۲۷	نمل	حضرت موسیٰ اور سلیمان اور داؤد کے قصے اور حضرت سلیمان اور سبا کی عورت ملکہ بلقیس کا عشق آمیز فسانہ اور سلیمان کا مراسلہ نامہ ملکہ سبا اور مورچگان کے واقعات ۔
۲۸	قصص	مجموعہ و خلاصہ قصہ جات موسیٰ و فرعون کا ہے ۔
۲۹	عنکبوت	عنکبوت یعنی مکڑی کا قصہ اور کچھ نصیحت و معجزہ سے انکار اور بہشت کا ذکر
۳۰	روم	قیصر روم کے مغلوب ہونے کا قصہ ۔ اور خدا کا لوگوں کے دلوں میں حق کیطرف سے پھیر دینے واسطے مہر لگانا اور ابراہیم کی پیروی کرنیکا حکم
۳۱	لقمان	حکیم لقمان کا قصہ اور آسمانوں کو خدا تعالیٰ کا بغیر ستونوں کے کھڑا کرنا اور لقمان کا نصیحت نامہ بیان کرنا اپنے بیٹے کو ۔
۳۲	سجدہ	تھوڑا ذکر سجدہ کا اور باقی عذاب و ثواب اور بہشت و دوزخ کے حالات ۔ خدا آسمان سے اتر کر زمین پر کام کرتا ہے اور پھر چڑھ جاتا ہے اور بھول جانا خدا کا ۔
۳۳	احزاب	ان عورتوں کا حال جو نفس اپنا پیغمبر کو بخشدیں اور اس کی تشریح اور کفار کے لشکر سے عہد و پیمان کا بیان اور نوح موسیٰ ابراہیم وغیرہ کے قصہ جات ۔
۳۴	سبا	خدا کا پاک ہے بک میں لوگوں کا حساب لکھنا ۔ اور پہاڑوں کا باتیں کرنا داؤد کے ساتھ اور گیت گانا ۔
۳۵	فاطر	کچھ ہدایت ہے اور فرشتوں کی دو دو تین تین اور چار چار پروں کا بیان اور سورج اور چاند کا دن رات میں چلنے کا حال ۔
۳۶	یٰسین	اس میں فرشتہ کا ذکر ۔ اور اسکو کرتا د رسنگا) پھونکو کا حال جو قیامت کے دن پھونکیگا اور خدا کا قرآن کی قسم کھانا ۔ اور بہشت دوزخ کا بیان
۳۷	صافات	خدا کا فرشتوں کی قسم کھانا ۔ اور لوگوں کا قرآن کو کلام الٰہی نہ جاننے کا حال اور الیاس پیغمبر کا قصہ ۔ اور شیطان کا لوح محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کیواسطے جانا اور خدا کا شہاب ثاقب مارنا ۔
۳۸	ص	خدا کا قرآن کی قسم کھانا اور داؤد اور سلیمان کا ذکر ۔ اور آدم و شیطان کی حکایت ۔ اور خدا کا دونوں ہاتھوں سے آدم کا بنانا ۔
۳۹	زمر	جو قرآن کو نہ مانے اور دین مانگے اس کیواسطے عذاب دوسرا کا بیان یعنی گالی گلوچ ۔ اور خدا کا جسکو چاہے گمراہ کرنا ۔ اور جسکو چاہے راہ دکھانا اور بہشت کی زمین کا بیان ہے
۴۰	مومن	مسلمانوں کی بابت عذاب دوزخ سے خوف ۔ اور خدا کے تخت کو فرشتوں کا اٹھانا اور خدا کا جلد حساب کرنا ۔
۴۱	حٰم السجدہ	خدا کا قرآن عربی میں ارسال کرنا واسطے ان کی جو عربی جانتے ہیں اور قوم ثمود کا ذکر اور موسیٰ اور محمد کی ہدایتیں ۔ اور خدا کے نزدیک کان اور [illegible] اور آنکھوں کا گواہی دینا ۔
۴۲	شوریٰ	آسمانوں کیلئے [illegible] عربی کا آنا اس واسطے ہے تاکہ لوگ محمد [illegible] قیامت کے خوف سے

ر	ر	اور خدا کا روح کی بجھی باتیں کرنا ۔ اور محمد صاحب کا چالیس سال تک ایمان کا نہ جاننا کہ کیا ہے ۔
۴۳	زخرف	قرآن عربی میں اسواسطے ہوا تاکہ جسکی بولی ہے وہ سمجھیں اور موسیٰ اور عیسیٰ کے وصیت کا خلاصہ ۔ اور خدا کا لوگوں [illegible] سمجھاں [illegible] ہوں ۔
۴۴	دخان	قیامت کے روز آسمان دھواں بن جاویگا ۔ اس کا ذکر اور بنی اسرائیل اور فرعون کا ذکر ۔
۴۵	جاثیہ	قیامت کو سب کی کارروائی کا ذکر اور اعمال ناموں کا ملاحظہ کرانا اور بعض کا سبق ہو ۔ بنی اسرائیل کا قصہ ستاروں اور حور و دوزخ کا ذکر ۔
۴۶	احقاف	قوم عاد کا ذکر اور کچھ ماں باپ کی بابت نصیحتیں ۔ عرب کے ڈاکوؤں ظالموں کیواسطے عربی قرآن کا نازل ہونا ۔
۴۷	محمد	بہشت کا نقشہ اور حلیہ اور محمد صاحب کا حال اور انکی بابت (بقول محمدیاں) خدا تعالیٰ کا شہادت دینا ۔
۴۸	فتح	محمد صاحب کی گناہ گاری کا حال اور جنگ کی فتح اور لوٹ کے مال کی تقسیم اور عمرہ میں کسباعث حج کا بیان اور خواب کا جو خدا نے بتلائی تھی محمد کو وہ جھوٹی ہوئی ۔ اور آیت اتری ۔
۴۹	حجرات	محمد صاحب کی عزت کرنیکا بیان اور اسی طرح اور عزت والوں کی اور جہاد کرنیوالوں کی تعریف اور مبارکبادی ۔
۵۰	ق	خدا قرآن کی قسم کھاتا ہے اور محمد کی پیغمبری کی قسم کھاتا ہے کہ جس نے دنیا کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور خدا نے یادداشت کیواسطے کتاب رکھی ہے ۔ تاکہ بھول نہ جاوے ۔
۵۱	ذاریات	خدا ہواؤں کی قسم کھاتا ہے اور راہوں والے آسمان کی قسم کھاتا ہے اور ابراہیم کے مہمانوں کی کیفیت اور فرعون اور موسیٰ کی حکایت ۔
۵۲	طور	خدا اس سورہ میں کوہ طور کی اور کتاب قرآن کی اور گھر کی اور دریا کی قسم کھاتا ہے اور بہشت کا ذکر ۔
۵۳	نجم	اس میں محمد صاحب کا (سواری براق) آسمانوں پر جانیکا ذکر ہے اور خدا اسپر گواہی دیتا ہے تاکہ کسی طرح لوگ یقین کریں اور موسیٰ اور ثمود اور عاد کے قصہ جات ہیں ۔
۵۴	قمر	چاند کی دو ٹکڑے ہونے کی سے معجزہ ۔ نبی اور حضرت لوط علیہ السلام کے اہل خانہ کی حکایت ۔
۵۵	رحمان	اس میں جنات کا بیان اور بہشت کی دو باغوں کی نوعیت اور یاقوت اور مرجان کی حوروں کا دلفریب اور جوشدار واقعہ ۔
۵۶	واقعہ	اس میں بہشت کی نہروں و میووں و مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اصلی قرآن کا کسی اور کتاب میں پوشیدہ ہونیکا بیان اور زمین کو پہاڑ ہلائے اور اڑائے جائیں گے ۔
۵۷	حدید	نوح اور ابراہیم کے قصہ جات اور بہشت اور دوزخ میں کافروں اور مومنوں کی تقسیم درجات ۔
۵۸	مجادلہ	حضرت محمد صاحب اور ایک عورت کا باہمی تنکائیت نامہ ۔
۵۹	حشر	قیامت کا عنوان ہونا اور مسلمانوں کو جنگ کیواسطے [illegible] بیان
۶۰	ممتحنہ	کچھ مسلمان دینے ہم ہو کر کافروں کی طرف [illegible]

[illegible] احمدیہ [illegible]

	"	چلے گئے تھے ان کو ڈرانے اور باقیوں کو آراستہ کی بابت
۶۱	صف	عیسیٰ ہو موسیٰ ہے واقعات کو شامل کیا بابت کر کے بابت اتفاق رکھنے پر نتائج اتفاق سے ہو جاتے ہیں
۶۲	جمعہ	یہودیوں سے موت مانگنے کا قصہ اور ... کے پاس اُمّی پیغمبر کا آنا اور جمعہ کے دن کی بزرگی۔
۶۳	منافقون	منافق لوگوں کی بابت ہدایت اور ترغیب۔
۶۴	تغابن	روز جزا (یعنی قیامت) کا ذکر کر کے بہشت کی تحریص اور قدرت کی نصیحت اور خدا کا رسول سے مدد لینے محمد صاحب کے قرض مانگنا۔ اور دگنا دینے کا اقرار۔
۶۵	طلاق	عورتوں کی بابت طلاق وغیرہ کا بیان اور سات زمینوں اور سات آسمانوں کا پیدا کرنا اور ہدایت کا بیان۔
۶۶	تحریم	خاص محمد صاحب کی عورتوں کی بابت ہدایتیں اور انتظام۔ حضرت نے شہد اپنے پر حرام کر دیا تھا (بیبیوں کے سبب) یہ آیت پڑھی کہ کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کیا۔
۶۷	ملک	سات آسمان اور جہنم اور چراغوں کا ذکر کر کے قدرت کی ہدایت اور خدا کا آسمانوں میں ہونا۔ اور شیطانوں کو شہاب ثاقب مارنا جو وہیں ستارے ہیں۔
۶۸	قلم	خدا قلم کی قسم کھاتا ہے اور ایک باغ والے کا قصہ اور خدا کا اپنی پنڈلی قیامت کے روز دکھلانا اور مکر کرنا۔
۶۹	حاقہ	خدا کا تخت فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے اور اس پر خدا براجمان ہے اور قیامت کا ذکر اور دوزخ کا ڈراوا۔
۷۰	معارج	قیامت کا ذکر اور اس کی میعاد کہ پچاس ہزار سال تک رہے گی خدا کا سیڑھی لگانا اور فرشتوں کا اوپر سے نیچے اترنا۔
۷۱	نوح	نوح کا قصہ ہے۔
۷۲	جن	محمد صاحب کا قرآن پڑھنا اور جنوں بھوتوں کا فریفتہ اور مسلمان ہو جانا اور خدا کا قرآن کی آیتوں کو وحی کے ساتھ بحفاظت چوکیداران کے ارسال کرنا۔
۷۳	مزمل	قرآن کے پڑھنے کی بابت ہدایات اور دوزخ اور قیامت کا ذکر بحوالہ موسیٰ و فرعون کے۔
۷۴	مدثر	ذکر انیس فرشتوں کا جو دوزخ کے موکل ہیں۔
۷۵	قیامت	خدا قیامت کی قسم کھاتا ہے۔
۷۶	دھر	زمانہ اور ایک آدمی کی حالت کا ذکر اور قرآن حوالی اور بہشت کا ذکر۔
۷۷	مرسلات	خدا اُن ہوا کی قسم کھاتا ہے جو بھیجی گئی ہیں۔
۷۸	النبا	اس میں بھی ذکر زمین اور آسمان کا کر کے علم لدنی سے بیان کیا جاتا ہے کہ زمین بچھونا ہے اور پہاڑ میخیں ہیں اور سات آسمان اور ان کے دروازوں کا بیان ہے۔
۷۹	نازعات	فرشتوں کے باہمی جھگڑے اور عروج کا ذکر ہے اور موسیٰ اور جنگل طویٰ کا ذکر ہے۔
۸۰	عبس	نابینا جو محمد صاحب کے پاس آیا اور انہوں نے اسے مکروہ سمجھا اسکا قصہ ہے۔
۸۱	تکویر	یہاں پر فرشتوں کا [illegible] اٹھانا ہے۔
۸۲	انفطار	آسمان کے پھٹنے کی بابت اور قیامت کے ظہور کا ذکر اور کراماً کاتبین دو روحوں کا مقرر ہونا آدمی کے اعمال نویسی کے لئے۔
۸۳	تطفیف	کم تولنے کی بابت ذکر ہے اور بہشت میں شراب نوشی کی بابت حوض تسنیم اور باغ کا بیان۔
۸۴	انشقاق	اسمیں بھی آسمان کے پھٹنے اور قسموں کا اور شور سے بیان ہے۔
۸۵	بروج	اس میں خدا آسمان کے برجوں کی قسم کھاتا ہے۔
۸۶	طارق	زمین کی قسم اور آدمی کی پیدائش باپ کی پشت سے بیان کی ہے اور خدا کا مکر کرنا۔
۸۷	اعلیٰ	پرانے صحیفوں کا حوالہ دیکر خدا کی بزرگی کا ذکر ہے۔
۸۸	غاشیہ	اس میں قیامت کا ذکر ہے۔ اور بہشت کی تحریص۔
۸۹	فجر	خدا فجر کے وقت کی قسم کھاتا ہے اور جفت و طاق کی بھی قسم کھاتا ہے اور خدا کا اگلی قوموں کی صفت یاد کرنا اور فرعون و ثمود کا قصہ۔
۹۰	بلد	خدا بلد یعنی شہر مکہ کی قسم کھاتا ہے۔
۹۱	شمس	خدا سورج اور چاند اور دن کی قسم کھاتا ہے۔
۹۲	لیل	خدا رات کی قسم کھاتا ہے۔
۹۳	ضحیٰ	خدا روشنی کے وقت کی قسم کھاتا ہے۔
۹۴	انشراح	خدا محمد صاحب کو حوصلہ دیتا ہے تاکہ گھبراوے نہیں۔
۹۵	تین	خدا انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور طور اور سینا پہاڑوں کی قسمیں کھاتا ہے۔
۹۶	علق	خدا بیان کرتا ہے کہ آدمی کی پیدائش خون سے ہے اور اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ یہ سورۃ سب سے پہلے خدا نے آسمان سے نازل کی ہے۔
۹۷	قدر	شب قدر کی رات کا ذکر ہے کہ اس رات کو فرشتے اور روح اترتے ہیں۔
۹۸	بینہ	قرآن و نماز و زکوٰۃ کی بابت ذکر ہے۔
۹۹	الزلزال	زلزلہ کی بابت اور زمین کا باتیں کرنا۔
۱۰۰	عدیات	خدا گھوڑوں کی قسم کھاتا ہے۔
۱۰۱	قارعہ	قیامت کی بابت۔
۱۰۲	تکاثر	طمع کی بابت نصیحت ہے۔
۱۰۳	عصر	خدا زمانہ کی قسم کھاتا ہے۔
۱۰۴	ھمزہ	عیب پکڑنے کی ممانعت ہے تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔
۱۰۵	فیل	فیلوں اور ابابیلوں کا قصہ درج ہے۔
۱۰۶	قریش	خاص قوم قریش کی بابت (جسمیں کہ محمد صاحب پیدا ہوئے تھے) ذکر ہے۔
۱۰۷	ماعون	برتنے کی چیزوں کے استعمال کرنے کا بیان۔
۱۰۸	کوثر	حوض کوثر کی بابت ہے (یہ حوض کہتے ہیں کہ آسمانوں کے اوپر جنت میں ہے) اس حوض میں بیٹھ کر محمد صاحب شہیدوں کو پانی پلائیں گے۔
۱۰۹	کافرون	کافروں کا سوال و جواب جنہوں نے انکی پیغمبری پر ایمان نہ لایا۔
۱۱۰	نصر	مسلمانوں کی دل دہی بالیقین واسطے فتحمندی کا ذکر۔
۱۱۱	لھب	مسمّی ابی لہب (جو کہ محمد صاحب کا بڑا سخت مخالف تھا) کی بابت خدا صاحب اور محمد صاحب کا بددعا اور گالیاں دینا۔
۱۱۲	اخلاص	خدا کی تعریف ہے۔
۱۱۳	فلق	دعا ہے اور شرارت سے پناہ مانگی ہے۔
۱۱۴	الناس	آخری دعا اور شیطان کی وسوسہ کے واسطے خدا سے پناہ مانگی گئی ہے۔

خلاصہ تعلیم قرآن

نمبر شمار	تعداد سورۃ	قسم مضمون و مقدمہ جات	تعداد آیت
۱	۳۰	قصہ جات گذشتہ پیغمبروں و بادشاہوں کی بابت	۱۰۰۰
۲	۱۷	لوٹ گھسوٹ ڈاکہ زنی جنگ و جہاد و جانکشی وغیرہ	۱۱۵۰
۳	۲۰	بد دعاؤں اور دوزخ اور قیامت کی بابت اور کعبہ پرستی وغیرہ	۲۰۶۶
۴	۱۵	بابت قسموں سوگندوں کی جو خدائے محمدیان بار بار کھاتا ہے وغیرہ۔	۲۰۰
۵	۱۴	بابت عورتوں کی اور حضرت محمد صاحب کی خانگی مقدمات میں	۵۰۰
۶	۵	بابت بہشت اور حوروں اور غلمانوں اور نہروں اور مکانوں کے وعدے جو جنگجو اور جہادی مومنوں سے کئے گئے ہیں۔	۱۶۵۰
۷	۳ ½	بابت دعا اور عبادات الٰہی کے۔	۱۰۰
		میزان	۶۶۶۶

٭اس فوٹوگراف کو جو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ میں لاوینگے کچھ شک نہیں کہ وہی اسکی اصلیت کو پاوینگے۔ اب تھوڑا سا اسکی قسموں کی بوچھاڑ کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ ان سے کس قدر معقولیت آشکارا ہو رہی ہے۔

سورۃ الفجر۔ والفجر ولیال عشر والشفع والوتر والیل اذا یسر ہل فی ذالک قسم لذی حجر ٥

سورۃ البلد۔ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ووالد وما ولد ٥ لقد خلقنا الانسان فی کبد ٥

سورۃ الشمس۔ والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا والنہار اذا جلّٰھا والیل اذا یغشٰھا والسماء وما بنٰھا والارض وما طحٰھا ٥ ونفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا

سورۃ الیل۔ والیل اذا یغشٰی والنہار اذا تجلّٰی وما خلق الذکر والانثٰی ٥ ان سعیکم لشتّٰی ٥

سورۃ الضحٰی والضحٰی والیل اذا سجٰی ٥ ما ودعک ربک وما قلٰی ٥ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولٰی ولسوف یعطیک ربک فترضٰی الم یجدک یتیما فاٰوٰی ٥ ووجدک ضالا فھدٰی ووجدک عائلا فاغنٰی فاما الیتیم فلا تقھر ٥ واما السائل فلا تنھر ٥

سورۃ التین والتین والزیتون ٥ وطور سینین ٥ وھذا البلد الامین ٥ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنٰہ اسفل سافلین ٥

سورۃ الطور۔ والطور وکتٰب مسطور فی رق منشور ٥ والبیت المعمور ٥ والسقف المرفوع ٥ والبحر المسجور ٥ ان عذاب ربک لواقع ٥

سورۃ العٰدیٰت والعٰدیٰت ضبحا فالموریٰت قدحا ٥ فالمغیرٰت صبحا ٥ فاثرن بہ نقعا۔ فوسطن بہ جمعا ٥ ان الانسان لربہ لکنود ٥ وانہ علٰی ذالک لشہید ٥ وانہ لحب الخیر لشدید ٥ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور ٥ وحصل ما فی الصدور ٥ ان ربھم بھم یومئذ لخبیر ٥

سورۃ القریش۔ لایلٰف قریش ٥ ایلٰفھم رحلۃ الشتاء والصیف فلیعبدوا رب ھذا البیت ٥ الذی اطعمھم من جوع وّاٰمنھم من خوف ٥

سورۃ الکوثر۔ انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر ٥ ان شانئک ھو الابتر ٥

سورۃ الکٰفرون قل یاایھا الکٰفرون ٥ لا اعبد ما تعبدون ٥ ولا انتم عٰبدون ما اعبد ٥ ولا انا عابد ما عبدتم ٥ ولا انتم عٰبدون ما اعبد ٥ لکم دینکم ولی دین ٭

سورۃ اللھب۔ تبت یدا ابی لھب وتب ٥ ما اغنٰی عنہ مالہ وما کسب سیصلٰی نارا ذات لھب ٥ وامراتہ حمالۃ الحطب ٥ فی جیدھا حبل من مسد

سورۃ المرسلٰت والمرسلٰت عرفا ٥ فالعٰصفٰت عصفا۔ والنٰشرٰت نشرا۔ فالفٰرقٰت فرقا۔ فالملقیٰت ذکرا ٥ عذرا او نذرا ٥ انما توعدون لواقع ٭

ترجمہ بموجب ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ

سورۃ الفجر۔ قسم ہے مجھ کو صبح اور دہ گانہ راتوں کی۔ اور قسم ہے مجھ کو جفت اور طاق کی اور قسم ہے رات کی جب روانہ ہووے آیا اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے عقلمند کو۔

سورۃ البلد۔ میں قسم کھاتا ہوں شہر مکہ کی۔ اور تو حلال ہوجاویگا اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں جننے والی کی اور جو جنا ہے۔ اسکی تحقیق پیدا کئے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے مشقت میں۔

سورۃ الشمس۔ قسم ہے آفتاب کی اور اسکی روشنی کی۔ اور قسم ہے اس چاند کی جو بعد آفتاب کے نکلتا ہے اور قسم اس دن کی ہے جب آفتاب کو ظاہر کرتا ہے اور قسم رات کی جو آفتاب کو چھپاتی ہے۔ اور قسم آسمان اور اس کے بنانیوالے کی اور قسم زمین کی اور خدا کی اس کی درستی کرنیکی۔ اور قسم آدمی کے نفس کی اور خدا کے درست کرنیکی۔ اور قسم اس کے دل میں تقویٰ اور گناہ ڈالنے کی۔

سورۃ الیل قسم رات کی جو چھپاتی ہے۔ اور قسم دن کی جو ظاہر کرتا ہے۔ اور خدا جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ اس وجہ سے کہ تمہاری سعی مختلف ہے۔

سورۃ الضحٰی۔ قسم روشنی کے کہا ہے وقت کی اور قسم ہے رات کی جو چھپاتی ہے تجھکو نہ چھوڑا تیرے پروردگار نے اور تیری آخرت تحقیقاً دنیا سے بہتر ہوگی اور البتہ نعمت دیوگا تیرا پروردگا۔ تو خوشنود ہوجاویگا۔ تجھ کو یتیم دیکھا جگہ دی اور گمراہ دیکھا رستہ دکھلایا۔ تنگدست دیکھا تونگر کیا۔ پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ۔

سورۃ التین۔ قسم ہے انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور قسم ہے سینا کی پہاڑ کی اور قسم ہے اس شہر (مکہ) امین والے کی۔ ہر آئینہ پیدا کیا ہے آدمی کو پیدا کیا ہے اچھی صورت میں۔

سورۃ الطور قسم ہے کوہ طور کی۔ اور قسم کتاب لکھی ہوئی کی کشادہ کاغذ میں اور قسم ہے بنی ہوئی گھر کی۔ اور قسم بلند چھت کی اور قسم بھری ہوئی دریا کی تحقیقاً تیرے پروردگار کا عذاب ہونیوالا ہے۔

٭حاشیہ ٭۔ غیاث اللغات ردیف ق۔ قرآن بالضم و مد ہست (باعتقاد محمدیان) کلام اللہ است و آن صد و چہاردہ سورۃ و شش ہزار و شش صد و شصت و شش آیت و پانصد و چہل رکوع و منجملہ آیات مذکورہ بروایت جار اللہ زمخشری صاحب کشاف ہر یکہزار آیت قصص است و یکہزار امثال و یکہزار وعد و یکہزار وعید و یکہزار امر و یکہزار نہی یکہزار و بعدہ پانصد حلال و حرام و یکصد دعا و شصت و شش ناسخ و منسوخ و لفظ قرآن مصدر است بمعنے خواندن کہ مستعمل شدہ بمعنے مفعول۔

سورۃ العٰدیٰت۔ قسم ہے مجھ کو گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں۔ اس سبب سے کہ دم سے بھر جاتے ہیں۔ پس قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو آگ سی نکالتے ہیں اپنے سم ہائے سے جبکہ پتھر پر لگتے ہیں۔ پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنے والوں کی۔ جبکہ صبح کے وقت آتے ہیں اور جس وقت وہ صوت (گرد) اڑاتے ہیں۔ پس اُس وقت دشمنوں کی جماعتوں میں آتے ہیں۔ تحقیقاً آدمی مال کے دوست رکھنے میں مبالغہ کرنے والا ہے۔ آیا نہیں جانتا کہ جب پریشان ہوگا جو قبروں میں ہے اور ظاہر ہوگا جو سینوں میں ہے تحقیقاً خدا اُن کے اُس روز سے خبردار ہے۔

سورۃ القریش۔ واسطے شکر الفت دینے قریش کے (جو محمد صاحب کی قوم تھی) واسطے الفت اُن کے زمستان کے سفر میں اور تابستان میں۔ چاہیئے کہ عبادت کریں مکہ کے گھر کی خدا کی۔ جس نے ان بھوکوں کو طعام دیا۔ اور ڈرنے والوں کو امن دیا۔

سورۃ الکوثر۔ ہم نے تجھ کو (اے محمد) کوثر کا چشمہ بخشدیا۔ پس اس احسان کو یاد کر۔ اونٹ کو قربانی کر تحقیقاً تیرا دشمن وہی دُم کٹا ہوا ہے۔

سورۃ الکافرون۔ کہہ اے کافرو میں نہیں پوجتا ہوں جس کو تم پوجتے ہو اور تم نہیں پوجتے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ نہ میں تمہاری چیز کو پوجوں گا۔ اور نہ تم میری چیز کو پوجو گے۔ واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین۔

سورۃ اللھب۔ ہلاک ہوویں دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہووے ابی لہب کچھ دفع نہ کیا اُس کے سر سے مال اُس کے نے اور جو کچھ پیدا کیا ہوا تھا۔ آویگا آگ شعلہ والی میں اور عورت اُس کی بھی آوے گی۔ مراد رکھتا ہوں میں اُٹھاویں گے لکڑی کو اُس کی گردن میں ایسے ہی کھجوروں کے لیف سے۔

سورۃ المرسلات۔ قسم ہواؤں کی جو نرمی سے بھیجی گئی ہیں پس قسم ہواؤں کی جو تیز چلنے والی ہیں۔ اور قسم ہواؤں کی جو ابر کو اٹھاتی ہیں۔ پھر جدا کرنے والوں کی پھر اُن فرشتوں کے گروہ کی قسم تحقیقاً جو وعدہ کردوں گا ہونے والا ہے۔"

نتیجہ اگرچہ اسی طرح اور بہت سی آیات موجود ہیں مگر اُن کو بخیال طوالت کے چھوڑ دیا تمام دخاص قاعدہ ہے کہ قسمیں تین قسم کی اُٹھائی جاتی ہیں۔ اول اپنے سے بڑے کی۔ دوم اپنے مساوی کی۔ سوم اپنے سے چھوٹے کی یا عزیز کی۔ مگر یہاں ان تینوں میں سے کسی قسم کی بھی تمیز نہیں کی گئی اور نہ تفریق بتلائی گئی ہے۔ کہ کیوں اس قدر قسموں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ اور کس نے خدا محمدیہ کو اس قدر قسمیں اُٹھانے اور سوگند کھانے پر مجبور کیا تھا۔ جو یہ ضرورت پڑی۔ اور اس قدر قسموں کی حاجت کیا تھی؟ ایک فاضل فلاسفر کا قول ہے کہ جو جتنا قسمیں زیادہ اٹھاتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ کاذب کہلاتا ہے اور اُس کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔" خلاصہ ان تمام قسموں کا اس طور پر ہے کہ خدا کہتا ہے کہ مجھ کو صبح بہار کی قسم اور جفت وطاق کی قسم اور رات کی قسم ہے کہ تیرے اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے۔ غالباً جوا کھیلتا ہوگا ورنہ جفت وطاق کی قسم کے اور کیا معنے ہیں۔

شہر مکہ کی قسم عورت حاملہ کی قسم اور اُس کے جنین کی قسم ہے کہ میں نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے۔ واے نادانی کے بیفائدہ قسموں کی بھرمار ہو کر انصاف وتمیز کی خون ریزی ہو رہی ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنا اوچھا پن جتلایا جاتا ہے جو اُس کے جلال و استغنا کے برخلاف ہے۔

سورج دیوتا اور اُس کی روشنی کی قسم چاند دیوتا اور اُس کے حسن کی قسم دن اور رات کی قسم۔ آسمان دیوتا کی قسم اور دھرتی کی قسم۔ آدمی کے نفس کی قسم کہ میں سچ کہتا ہوں۔ نہیں نہیں اے خیر الماکرین! واللہ آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ کی راستی کا ثبوت کیا ہے؟ دعویٰ بے دلیل قابل تسلیم نہیں۔

قسم رات اور قسم دن کی اور خدا کی قسم جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں۔ اے خداء محمدیان! اتو کونسا خلجان ہے جس کی آپ قسم کھاتے ہو۔ ذرا اے محمدیو غور سے سوچو، اور یہ کون سی مشکل بات ہے کہ ہمارے اعمال مختلف ہیں یہ تو ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ واہ واہ آپ کی غیب دانی اور دور اندیشی۔ اگر سچ مچ قسم کھانی ہی تھی تو کوئی عمدہ بات فرماتے۔ ز کندن کوہ در آمدن موش دم بریدہ۔

روٹی کھانے کے وقت کی قسم۔ رات کے چھپانے کی قسم ہے کہ تجھ گمراہ کو رستہ دکھلایا تیری آخرت بہتر ہوگی۔ مثل مشہور ہے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ اگر خدا تعالیٰ اُس کو رہنمائی نہ کرتا تو دنیا میں خون کی ندیاں کہاں سے بہتیں۔ لاکھوں زن و مرد کیوں آوارہ ہوتے عورات کو مویشی کی طرح کیوں جائز رکھتا کہ گلہ بھرا جاوے۔ یہ تمام رب الملک کی رہنمائی ہے جس سے مخلوق کے واسطے شامت بلکہ قیامت آتی ہے۔

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

قسم ہے انجیر کے درخت کی اور کھو کی لکڑی کی قسم۔ قسم سینا پربت۔ قسم مکہ کے رہنے والوں کی کہ میں نے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ کوہ سینا اور انجیر اور زیتون کی قسمیں کھانا کوئی دلیل نہیں ہے کہ تم نے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ واہ عالم کل۔ کمتر کی قسم اور اعلیٰ کی صداقت کا ثبوت عمدہ فلاسفی کی بنیاد نکالی ہے۔

چنامی کہ مولائے نام تو ام ـ بحیرت ز قسم و کلام تو ام

قسم تیز گھوڑوں کی اور قسم اُن کے دوڑنے کی۔ قسم اُن کے ہانپنے کی۔ قسم اُن کی نعلبندی کی۔ لوٹ پڑ جانے والے گھوڑوں کی قسم تحقیقاً آدمی ناشکر گذار ہے۔

واہ رے رسالدار میجر۔ آپ نے تمام جنگی قواعد کی قسموں میں تعمیل کرادی ہم نے مانا کہ آپ جنگ جو ہیں۔ اور قہار بھی ہیں۔

قسم کوہ طور کی۔ قسم کتاب کی۔ قسم گھر کی۔ قسم چھت کی۔ قسم پون دیوتا کی۔ قسم اُس کے جلد چلنے کی۔ اور قسم اُس کے بدلی لانے کی۔ اور قسم تمام دیوتاؤں کی۔ تحقیقاً جو میں وعدہ کردوں گا ہونے والا ہے۔ جناب! ہم کو تو آپ پر اعتبار نہیں۔ آپ نے جو موسیٰ سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی پورا نہ کیا۔ آپنے جو قابیل سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی بھلا دیا اور نہ آپ نے نوح کے طوفان کے بعد ایفاء وعدہ کو کام فرمایا آپ کے قول وفعل پر ہمیں اعتبار نہیں ہے۔ آپ نے مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت مددگاری نہ کی۔ اور نہ ذکریا کے سر پر آرہ چلانے کے وقت آپ نے سہایتا کی بلکہ حضرت ایوب کا گھر شیطان کے بہکانے سے خراب کیا۔ پھر اُس ناکردہ گناہ کے جسم جان ومال پر عذاب کیا۔ شیطان کو جہان کے گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا۔ میں آپ پر کس طرح اعتبار کروں۔ آزمودہ را آزمودن خطا ست۔

ترمذی میں اس طرح پر لکھا ہے۔ **حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک۔ ترجمہ**۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول سے سنا کہ جس نے خدا کے بغیر کسی اور کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا۔

قرآن میں حسب مندرجہ بالا خدا۔ چاند سورج وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے۔ اور آپ کا پیغمبر ایسے قسم کھانے والوں کو مشرک ٹھہراتا ہے۔ اب ہم کیا کہیں کہ دونوں میں سے کون سچا ہے۔ ناظرین خود ہی انصاف فرماویں۔

حرام وحلال کا بیان از روئے قرآن

اب ہم قرآن کی کمزوری کا بیان اور مسئلہ حرام وحلال کے نقصان و زیان عرض کرتے ہیں کہ مصنف قرآن کس قدر قاصر البیان اور ناواقف

اور بیان ہے ÷

سورۃ النحل۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کیا جاوے واسطے غیر خدا کے ساتھ اسکے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ اور سے چھین لینے والا۔ پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۲) پھر سورہ النحل میں ہے۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ ترجمہ۔ اور مت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹھ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔ تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹھ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹھ نہیں فلاح پائیں گے۔

(۳) سورۃ البقر میں ہے۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم۔ ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے غیر اللہ کے بس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ چھیننے والا۔ پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ میں ہے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ۔ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے، اور گلا گھوٹے اور لاٹھی مارے۔ اور اوپر سے گر پڑے اور سینگ مارے اور جو کھا گیا درندہ مگر جو ذبح کرو تم۔ اور ذبح کرو اوپر تھانوں کے۔ اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے۔ یہ فسق ہے آج کے دن ناامید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے۔ پس مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا۔ اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ پس جو کوئی بے بس ہووے۔ بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۵) سورۃ انعام میں ہے وقد فصل لکم ما حرم علیکم۔ ترجمہ۔ تحقیق مفصل بیان کر دیا واسطے تمہارے جو کچھ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے۔

قرآن بنانے والے نے سوائے سور اور لہو اور مردار وغیرہ مذبوح جانوروں کے سب حیوانات اور پرند اور دریائی جانور اور حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے حلال کر دیئے کیونکہ آیت نمبر ۱ و ۲ و ۳ میں فقط سور اور لہو اور مردار اور غیر مذبوح جانوروں کے سوا سب کو حلال کر دیا اور چھری چلا دی اور آیت نمبر ۴ و ۵ میں نہایت صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو کچھ حرام ہے وہ مفصل بیان کر دیا مگر علمائے اسلامیہ نے جب اور مہذب قوموں کا آچار دچار دیکھا تو پھر قرآن کی اس تعلیم سے جی کیونکہ اس سے کتا۔ بلا۔ آدمی کا گوشت اور نیز ہاتھی اونٹ وغیرہ جانوروں کے کھانے کی اجازت ہو کر وہ حلال وطیب قرار پا گئے تھے اور بلحاظ دور اندیشی کے قرآن کی اس تعلیم کے برخلاف علمائے اسلامیہ نے تین درجہ قرار دیئے اور یہ تمیز قرآن کو محمد صاحب کے مرنے سے کئی سو برس بعد نصیب ہوئی (۱) حلال۔ (۲) مکروہ (۳) حرام۔ لیکن اس پر بھی علمائے اسلامیہ کا اتفاق نہ ہوسکا۔ بڑا بھاری خلاف ہو گیا۔ نمونہ اسکا ذیل میں دکھلاتا ہوں۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کتّا	[illegible]	[illegible]			〃	
[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃		〃
[illegible]	حرام	〃		〃		
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حرام
[illegible]	حرام	〃	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]
[illegible]	حرام	[illegible]	حرام	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	〃	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	حرام	〃	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	حرام	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	〃	[illegible]	[illegible]
[illegible]	حرام	[illegible]	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	[illegible]	〃	حرام	[illegible]	〃
[illegible]	حرام	[illegible]	〃	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃	〃

نام فرقہ

[illegible]

ناظرین غور فرمائیں۔ جس حالت میں حرام کی تشریح مفصل قرآن میں آچکی اور قطعی ممانعت ہو گئی کہ آپ اور افترا نہ کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تو علماء نے کیوں قرآن پر اکتفا نہ کیا اور جو چیزیں جو قرآن نے حلال کر دی تھیں۔ انہیں سے بعضوں کو کیوں اپنی اپنی عقل کے موافق حرام اور بعضوں کو مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور پھر بھی آج تک اس کاٹ پر اتفاق نہ کر سکے اور من گھڑت ماولس کرنے لگے حالانکہ مصنف قرآن نے آیت نمبر ۴ و ۵ میں بطور دعوے کے کہدیا کہ میں نے حرام و حلال کا بیان مفصل کر دیا ہے۔ پھر اسمیں ترمیم کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کیا وہ اپنے خدا سے زیادہ سیانے پیدا ہو گئے؟ کیا خدا کی عقل اُن سے کم تھی؟ سچ تو یہ ہے کہ قرآن کی اس تعلیم سے محمدی لوگ غیر قوموں میں شرمندہ ہونے ہونگے۔ اور ان کتا۔ بلا۔ گدھا۔ بندر۔ کرگس وغیرہ کے کھانے سے غیر قومیں ان سے نفرت کرتی ہونگی۔ اسلئے یقین ہوتا ہے کہ علمائے اسلامیہ نے مآل اندیشی سے اپنی عقل کے موافق قرآن کی اس تعلیم کی اصلاح کی۔ اور غالباً شروع میں یہی وجہ ان سے اس سخت نفرت کی ہوئی ہوگی۔ جو آج تک چلی آتی ہے۔ حقیقت میں اگر انسان تعصب نہ کرے تو اس بارہ میں قرآن کی تعلیم نہایت ہی مکروہ ہے۔ اور جنگلی وحشیوں کے آچار کے موافق جس سے آدمی تک کا کھانا حلال وطیب و پاک حکم خدا قرار پا گیا۔ بھلا کوئی مہذب قوم ایسی تعلیم کو خدا سے مان سکتی ہے؟ ہرگز نہیں اسی پر غور کر لو کہ آریہ ورت میں جو مسلمان لوگ آباد ہیں وہ اب تک کبھی مدت سے ایسے مکروہ جانور

کے کھانے سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ عذاب سے قرآنی اور خدا کے آسمانی اوامر و نواہی کے بتلانے سے کیوں کر اچھی ہو گئی۔ ایسی ہی بہت سی باتیں جو برخلاف عقل و حکمت و شائستگی کے تھیں لوگ غلط سمجھ کر خود بخود چھوڑتے جاتے ہیں۔ دیکھو ختنہ یعنی سنت کا مسئلہ ابراہیم نے قائم کیا۔ عیسائی لوگ جو ابراہیم کی نبوت کے قائل ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ختنہ کا حکم ابراہیم کو خدا سے ملا تھا اور احکام ایزدی کے منسوخ کے بھی قائل نہیں ہیں مگر تاہم انہوں نے بمقتضائے ننگ و عار و شائستگی کے اس مسئلہ کو چھوڑ دیا۔ دیکھو پیدائش کا خط باب ۲۔ آیت ۲۲ سے ۲۹ اور باب ۳ کی پہلی آیت۔ لیکن عرب کے جنگلی لوگوں میں یہ تو قائم ہے یہاں تک کہ عورتوں کا بھی ختنہ کرتے ہیں اور اسکو سنت سارہ بتاتے ہیں۔ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۳ سطر ۲ تا ۱۰ رکن اول باب ۱۱ فصل ۱۱ میں اسطرح مذکور ہے (سارہ) از غایت قلق و اضطراب سوگند یاد کرد کہ عضوے از اعضائے ہاجرہ را قطع کند و تغیر خلق او نماید۔ ہاجرہ ایمعنی را دانستہ از سارہ بگریخت و درنا و بہ متواری شد۔ ابراہیم از سارہ شفاعت نمود و التماس کرد کہ تا خاطر از کدورت او صافی کند و با سے تحملۃ القسم فرمودہ کہ گوش ہاجرہ را سوراخ کند و از اندام نہانی او چیزے قطع نماید و سارہ بقول ابراہیم عمل نمود و ایں سنت در میان زنان باقی گذاشت۔ اور لغات میں لکھا ہے۔ ختان بالکسر فرج بریدن در وقت ختنہ کردن ازکشف ردیف خے صفحہ ۳۰۷ ختانہ سرِ فرج بریدن آنقدر کہ سنت باشد (ازکشف ردیف خ صفحہ ۳۷۵)

اے ناظرین! دیکھنا چاہیئے کہ کتنی شرم کی بات ہے اور اسمیں کس قدر خرافات بھرا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اگرچہ طوعاً و کرہاً مردوں کا ختنہ جور و ستم سے مان لیا ہے مگر عورتوں کے ختنہ کو مارے شرم کے ابھی تک نہیں مانا اور مانتے کس طرح کیونکہ ایک عربی کی مثال ہے الحیاء من الایمان حیا داری ایمان ہے حیا کے چلے جانے سے ایمان بھی کوچ کر جاتا ہے۔ ہمارے ایک فاضل مہربان نے ہمیں اطلاع دی۔ کہ ملتان اور بہاولپور کی طرف ختنہ زنان بدستور جاری ہے اور علی العموم شب زفاف کو اس سنت کی باری ہے یعنی مومنات ختنہ پاتی ہیں۔ اور بمقابل مختونوں کے نامختون بنائی جاتی ہیں *

خطاب بمرزا

مرزا کیوں مبتلا ہے قرآن کا　　تجھ کو سودا ہوا ہے قرآن کا
تو اسی پر گھمنڈ کرتا تھا　　دیکھ فوٹو کھنچا ہے قرآن کا
مکر کرتا ہے اور فریب و دغا　　خوب جعلی ہے خدا قرآن کا
خادع و ماکر و مضل نازل　　واہ کیا کبریا ہے قرآن کا
آسمان سقف و کوہ میخ زمیں　　فلسفہ کھل گیا ہے قرآن کا
فانی اشیاء کی کھائی ہیں قسمیں　　اعتبار اٹھ گیا ہے قرآن کا
آدم و کعبہ سجدہ گاہ کئے　　شرک یہ برملا ہے قرآن کا
بیم جاں۔ طمع مال غارت کی　　یہی دام بلا ہے قرآن کا
پھنس گئے اسمیں وحشیانِ عرب　　سخت جور و جفا ہے قرآن کا
چھن گئی قتل عام کی تلوار　　زور مارا گیا ہے قرآن کا
اب تو ہے عدل و امن قیصر ہند　　ترک کرنا روا ہے قرآن کا
دین گبر و یہود سے ابلیس　　خالق غیر بنا ہے قرآن کا
خوف شر سے اسکے خالق خیر　　عرش پر جا بسا ہے قرآن کا
اس کے حملوں پہ روز تیر شہاب　　وہ خدا مارتا ہے قرآن کا
دیکھو خناس کی شرارت پر　　خاتمہ کر دیا ہے قرآن کا

[illegible]

وہم سے نکل اے غلام احمد　　کیوں بھروسا رکھا ہے قرآن کا
اب قرآں کوئی دم کا مہماں ہے　　خاتمہ ہو چلا ہے قرآن کا

سوامی جی کی نسبت مرزا صاحب کے اعتراضوں کا جواب وغیرہ

براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۱ سے ۵۳۷ تک

قولہ۔ میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ویسا انجام نہ ہو جیسا کہ پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا۔ کیونکہ اس احقر نے انکو ان کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی۔ اور ان کے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے ان پر ظاہر کیا۔ اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے باوجب تمام ان پر ثابت کیا گیا کہ دہریوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں۔

اقول۔ جیسا سوامی جی کا انجام ہوا وہ ایک عالم پر روشن ہے۔ ہزاروں لاکھوں کو مسلمان عیسائی ہونے سے بچایا اور وید کا بھاش کر کے ایک عالم کو راہ راست دکھلایا بت پرستی و مخلوق پرستی و پیر پرستی و کعبہ پرستی کی مہلک بیماریوں سے بذریعہ ادویئے اپدیش و گیان مریضان آریہ ورت کو شفا دی۔ بیوگان کی آہ و زاری کو وید کی تسلی بخش ہدایت سے دور کر کے ست دھرم کا پرکاش کیا۔ نفاق پسند ہندوستان کو اتفاق سے آریہ ورت بنایا۔ قرآنی کرانی مذہبوں کے سفارشی ڈھکوسلوں سے آریہ ورت کی روحوں کو بچایا ع

گل ست سوامی دور چشم دشمناں خار ست

مرزا صاحب! جب آپ خود گمراہ ہیں تو اور لوگوں خصوصاً سوامی جی کو (جو ابر رحمت یزدان اور دریائے علم و عرفان تھے) کیا ہدایت کر سکتے تھے۔ ع ایں گذاف ست با خورشید لاف

بوم شوم۔ آخرت والے فقرے کا جواب میرے پاس اور کچھ نہیں۔ مگر صرف یہ کہ جھوٹھ بولنے کے عوض تم خود رسوا ہو گے۔ ان کے مقابلہ سے دم دبائے رہے روبرو آنے سے برقع میں منہ چھپاتے رہے اور اب باتیں بناتے ہو خدا سے شرماؤ اور جھوٹھ کہنے سے باز آؤ۔ آپ کا قرآنی خدا خود دہریہ ہے جو سورۃ العصر میں زمانہ کے تصدق جاتا اور اس کی قسمیں کھاتا ہے۔ حدیث مشکات و بخاری میں محمد صاحب کی زبانی منقول ہے۔ ولا تقولوا خیبۃ الدھر فان اللہ ھو الدھر۔ **ترجمہ**۔ "اور نہ کہو نا امیدی زمانہ کی اس لئے کہ تحقیق اللہ ہی ہے زمانہ" حدیث نبوی اور قرآن دونوں سے ہر طرح ظاہر ہے کہ دہریوں اور محمدیوں میں ذرہ تفاوت نہیں بلکہ روحانی رفاقت کیونکہ زمانہ ہی انکا خدا ہے اور دہر ہی انکا کبریا۔ پس دہریت اور اسلام باہمی توام ہیں جسمیں کسی کو کلام نہیں۔

آریوں سے زیادہ خیرخواہ آپکا نا معلوم ہے کہ خدا جانے آپکے سینہ پر کینہ میں غم و الم کا کیوں ہجوم ہے۔ حضرت اقطع المنظر مبنع علیہ الرحمتہ و برکتہ کہ ہم آپکے مخالف نہیں بلکہ آپ کی بہتری کے طالب ہیں۔ تاکہ آپ سیدھی راہ پر آویں اور جہالت سے نجات پاویں۔ دہریہ تو عدم ثبوت کے سبب لاچار ہیں۔ مگر آپ مانکر بھی جہالت میں گرفتار ہیں۔ خدا کو عرش پر محدود مانتے ہو اور ہر جگہ اسے موجود نہیں جانتے۔ قتل و خونریزی کو زینتِ ایمان گردانا ہے اور سفارش و شفاعت کو اس کے حضور جائز جانا ہے جہان کو گمراہ کرنیوالا اسے ٹھہرایا ہے اور ضلالت کا بانی مبانی اسے بنایا۔ پس دہریوں سے تمہیں کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہر طرح رذیلت ہے ان کا نہ سمجھنے کے سبب انکار ہے اور آپ سمجھ کر جہالت میں گرفتار ہو ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجا ست تا بہ کجا

قولہ۔ کیونکہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اس کو خالق و رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو یہاں تک کہ ذرہ ذرہ کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اس کے برابر سمجھتے ہیں *

اقول - خدا تعالیٰ کی تحقیر تو قرآن کرتا ہے جو کہتا ہے۔ سورۃ آل عمران میں ہے و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین ترجمہ مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بڑا مکار ہے۔ سورۃ انفال میں ہے۔ یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ ترجمہ۔ وہ مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ۔ اور اللہ بڑا مکر کرنیوالا ہے سورۃ بقر میں ہے۔ اللہ یستہزئ بہم و یمدھم فی طغیانہم۔ ترجمہ اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے اور بڑھاتا ہے اُن کو سرکشی میں سورۃ الدہر میں ہے وانا نخاف من ربنا یوما عبوسا ترجمہ۔ ڈرتے ہیں ہم پروردگار اپنے سے اُس دن کہ جس دن مُنہ بنانے والا ہوگا۔ سورۃ اعراف میں ہے افامنوا مکر اللہ ترجمہ پس بےخوف ہو گئے خدا کے مکر سے سورۃ ابراہیم میں ہے فللہ المکر جمیعاً۔ ترجمہ۔ واسطے اللہ کے ہے مکر تمام سورۃ اعراف میں ہے واملی لہم ان کیدی متین ترجمہ۔ فرصت دونگا اُن کو بلا شبہ میرا مکر مضبوط ہے۔ سورۃ یونس میں ہے اللہ اسرع مکراً ترجمہ۔ اللہ بہت جلد مکر کرنیوالا ہے سورۃ بقر میں ہے یخادعون اللہ والذین آمنوا ترجمہ فریب دیتے ہیں اللہ کو اور لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں سورۃ یوسف میں ہے کذالک کدنا لیوسف۔ ترجمہ اسی طرح ہم نے مکر کیا یوسف کے لئے۔

مرزا صاحب! ہم تو اُس کو سب خداوندی کی صفتوں سے موصوف اور قدیم مانتے ہیں تمام دنیا کا خالق و رب العالمین جانتے ہیں۔ مگر قرآن کی طرح بہت سے خالق نہیں ٹھہراتے اور نہ خدا کو احسن الخالقین یعنے خالقوں میں سے اچھا گردانتے ہیں۔ ہم ذرہ ذرہ کو اُس کے تابع فرمان سمجھتے ہیں اور کسی چیز کو اُس کے حکم سے باہر (جیسا کہ قرآن شیطان کو جانتا ہے) یا روگرداں یا اُس کے قبضہ قدرت سے دور نہیں ٹھہراتے اور قدیم زمانہ سے سب چیزوں کو احاطۂ قدرت قدیم میں بتلاتے ہیں اور دلائل معقول سے شہادت لاتے ہیں۔

قولہ - اگر اُن کو کہو کیا تمہارا پرمیشور کوئی روح پیدا کر سکتا ہے۔ یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے۔ یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے۔ اور بار بار کتا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا کسی اپنے محب خالص کی توجہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہیں۔

اقول - روح اور ذرہ کی پیدائش کی بابت ہم شروع میں جواب دے چکے ہیں مگر صرف ایک فقرہ یہاں کہتے ہیں کہ نیا پیدا کرنا ایک تو خدا کے گھر میں کمی کا الزام ہے دوم وہ محتاج ثابت ہوتا ہے جس طرح وہ جاہل نہیں ہو سکتا۔ بندہ نہیں بن سکتا۔ بھولتا نہیں وغیرہ اسی طرح اُس کے گھر میں ہستی و ناداری نہیں ہے اور نہ روحوں اور ذروں کی کمی ہے۔ پس موجودگی میں پیدا کرنا یا پیدا کرنے کی خواہش فعل عبث سے زیادہ نہیں ہے۔ ہاں پیدا کرنے کے معنے اگر یہ لو کہ ظاہر کرنا تو بیشک روحوں اور ذروں کو جو اُس کے پاس موجود ہیں انادی زمانہ سے مختلف قالبوں میں ظاہر کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ اور آسمان۔ زمین کا پیدا کرنا یہ آسمان لفظ تو فضول ہے مگر زمین کا پیدا کرنا اگر حاجت پڑے تو پیدا کر سکتا ہے مگر حاجت معدوم ہاں سلسلہ انادی سے جیوؤں کی حاجت کے مطابق سرشٹی ہمیشہ پیدا کرتا ہے۔ خدا کوئی حجلہ نشین معشوقہ نہیں ہے جس کے لوگ عاشق ہوں اور وہ اسماں پر ملاقات کرنے کو ننگا کر جاویں۔ البتہ وہ سب کا مالک و سوامی ہے۔ اُس کی عبادت ضروری ہے۔ اُس نے بھگت اُس سے نا واجبی درخواست نہیں کرتے اور نہ بیہودہ عذر دھرتے ہیں۔ بھگتوں رسنتوں۔ رشیوں کو پرماتما کی شرن اگت ہونے سے بُری جونوں میں نہیں جانا پڑتا۔ مگر زانیوں۔ بدچلنوں۔ بدمعاشوں۔ گوشت خوروں۔ شرابیوں وغیرہ گنہگاروں کو ان بُری جونوں میں جانا پڑتا ہے نہ کہ مہاتماؤں کو۔ یہ صرف وہم کر دیا ہے پس آپ کا تمام اعتراض والزام صرف وسواس شیطانی ہے۔

قولہ - تیسوں کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک اُن کا یہی ظن رہا۔ کہ کوئی کیسا ہی اوتار ہو رام چندر ہو کرشن ہو یا خود وید ہی ہو جس پر وید اترا ہو۔ پرمیشور کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اُس پر اتنی فضل کرے کہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی نہیں کو کڑے مکوڑے بنتا ہی رہے گا۔

اقول - مرزا آپ کے نہایت ہی ذلیل اعتقاد اور اہانت و ذلت اور ناپاک بنیاد کا کچھ جواب نہیں دیتا۔ انسان خود ہی آپ کی اصالت جان لیں گے۔ پرماتما وہ ہے کہ جس کا کوئی گیان۔ کاملیت سے خالی نہیں۔ اُس کی کوئی صفت دوسری صفت کی منضاد نہیں۔ اور سب صفتوں کا باہمی کامل تعلق ہے عدالت و صداقت کے حضور سفارش خود غرضی کا آنا سراپا محال ہے اور کوئی منصف مزاج منظور نہیں کر سکتا۔ مگر رشوت خور۔ پس بےفائدہ فضل یا بلا سبب رحمت یا بے اندازہ عدالت یا اسی طرح قہر و رحمت و ظلم غرضیکہ یہ تمام کام سوائے کج فہم و مخبوط الحواس کے صحیح العقل سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے کرشن جی مہاراج خود فرماتے ہیں

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन । तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परन्तप ॥ ४।५

اے ارجن میرے اور تیرے جنم بہت سے گذر چکے ہیں۔ مگر ان سب جنموں کی کیفیت کی مجھ کو یاد داشت اور سب ایک ہی ہونے کے ہے۔ لیکن تجھ کو نہیں ہے۔ ایسے ہی خود رام چندر جی مہاراج والمیکی رامائن وغیرہ میں بھی جنموں کے پانے کا اقبال کرتے ہیں۔ پس وہ مہاتما شخص جیسے ایسے مہاتما جگت اُپکار کے واسطے جنم لیتے ہیں۔ بُری جونوں میں نہیں جاتے یہ آپکا وسواس شیطانی سراپا نادانی ہے۔ ہاں یہی اعتراض اسلامی بزرگوں کی نسبت عاید ہے شیخ سعدی کہتا ہے

پسر نوح با بدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد
با بداں یار گشت ہمسر لوط	خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند	پئے نیکاں گرفت مردم شد

مفصل حال اس کا قرآن اور توریت میں موجود ہے اور ہر ایک غیر متعصب کے لئے باعث نصیحت۔ آپ جھوٹ لکھنے سے اجتناب فرماویں کسی میہ کا آپ کے مطابق مقصد نہیں ہے۔ مگر بموجب فرمان وید مقدس کے۔

قولہ - وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اس کو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ جسمیں خود بخود بنانے کی ذرا طاقت نہیں یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا۔

اقول - مرزا صاحب آپکا خدا بیشک ایسا ہی قہار ہے اور اسی طرح کا جبار وہ ایسا ہی سخت دل ہے۔ اور مخلوق کا قاتل۔ دیکھو قرآن کی سورۃ ابب تمام۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ ترجمہ اے مسلمانو لڑو قتال کرو اُن لوگوں سے کہ پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی۔ اور سورۃ انفال کی یہ آیت یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ترجمہ یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آئتیں۔ واللہ لا یھدی القوم الکفرین۔ واللہ لا یھدی القوم الفسقین۔ ترجمہ۔ اور خدا نہیں ہدایت دیتا کافروں کی قوم کو۔ اور اللہ نہیں فاسقوں کی قوم کو۔

بیشک مسلمانوں کے خدا کو عشق اور محبت کا ذرا پاس نہیں۔ ایوب کا خانہ خراب کیا شیطان کے اغوا سے زکریا کے سر پر آرہ چلایا۔ ابلیس کے ارشاد سے۔ محمد صاحب کے دو دانت شہید کرا کے لوٹ خاک میں دفنانے خواجہ حارث کے ورغلانے سے۔ غرضیکہ

عشق اور محبت کا اُسے ذرا پاس نہیں۔ شہادت کے واسطے دیکھو ایوب کی کتاب باب ۲ سے ۴۲ باب تک اور قرآن اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب ششم صفحہ ۱۰ جنگ احد۔ خود بخود بنانا ایک مہمل بات ہے۔ ہاں تمام دنیا کو بغیر مدد کسی انسان حیوان ملائک وغیرہ کے بنا سکتا ہے اور بناتا ہے البتہ بقول محمدیان کے اپنا جگر کاٹ کے نہیں بناتا اور نہ اپنے ٹکڑے کرنے کی حاجت یا طاقت رکھتا ہے۔ یہی پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا اور یہی پسندیدہ عقیدہ ویدک دھرم میں آرمیدہ ہے مگر نہیں معلوم کہ آپ کس جہل باطنی کے سبب اِس سے کشیدہ خاطر ہیں۔ خدا آپ کو ہدایت دیوے۔

قولہ۔ جس کو پرزور دلائل سے رد کر کے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ادھورا ناقص نہیں بلکہ مبداء ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا۔ اور وحدہ لاشریک ہے اپنی ذات میں اپنی صفات میں اور معبودیت میں۔

اقول۔ مرزا صاحب زبان درازی نہ کرو پنڈت صاحب کے مقابلہ سے ہمیشہ اس طرح منہ چھپاتے رہے جیسے آفتاب سے چمگادڑ۔ اور یہی حال آج تک ہے۔ مقابلہ میں نہیں آتے۔ قرآن میں تو اُسکا رد ندارد ہے۔ مگر ذرا اُن مسلمانوں کے عقائد کو تو پہلے رد کرو جو بطالت اسلام سے متنفر ہو کر آریہ دھرم پر آ گئے ہیں۔ بعد ازاں کوئی بات کسی آریہ پر ثابت کرو۔ بیشک ان صفات کو آریہ لوگ مانتے ہیں اور یہی وید مقدس کا ارشاد ہے۔ مگر قرآن اِن سے رو گردان ہے۔ قرآن خدا کو مکّار بتلاتا ہے اور گمراہ کرنے والا بتلاتا ہے۔ جس کے سوا اور بہت سے خالق اور رب پوجتا ہے کعبہ کی طرف جھکاتا ہے اور بیت الحرام کو سجدہ کراتا۔ سنگ اسود سے گناہ بخشواتا اور شفیع المذنبین ٹھہراتا ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں بس است۔

قولہ۔ اور پھر اس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دین اسلام سے بدلائل واضح اُن کو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیقت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقول دلائل سے جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں۔ دوسری آسمانی نشانات و ربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور روحانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتی ہیں جن سے حقیقی نجات اسی جہان میں سچے ایماندار کو ملتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائے جاتے۔ اور نہ ان کو طاقت ہے۔ کہ اُس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں۔

اقول۔ آپ شیخی مارنے کو تو شیخ چلّی سے بھی بڑھ کر ہیں اور ہے بھی سچ اگر آپ اس شیخی سے کام نہ لیں۔ تو گذارہ کہاں سے چلے۔ آپ نے پرنس بسمارک وزیر اعظم سلطنت جرمن کو رجسٹری بھیجی۔ آپ نے مسٹر گلیڈسٹون کو دعوت کی۔ آپ نے نیو یارک میں لارڈ صاحب کو خط لکھا وغیرہ ایسے ہی بہت صاحبان کے پاس آپ کی رجسٹری پہونچی۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ایک سال تک آ کر میرے پاس ٹھہرو یا خوارق عادات و آسمانی نشانات بتلاؤں گا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے تنخواہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ دوں گا۔ آپ تیس مار خان نہیں بلکہ پچاس مار خان ہیں۔ وہ حقیقت دین اسلام والے خط کیوں طبع نہ کرائے کہاں چھپائے۔ ہمیں نے آپکو اسقدر خط لکھے اور طبع بھی کرا لئے اور آپ چپکے ہو کر بیٹھ رہے۔ اس وقت وہ حقیقت اسلام کا دوہرا ثبوت کہاں تخت تابوت کی طرح بیٹھ رہا۔ جب میں دو ماہ قادیان میں رہا آپ کے بالاخانہ بیت المقدس میں بھی شرائط مباحثہ کے واسطے حاضر رہا۔ وہ دوہرا ثبوت کس تابوت میں گیا تھا۔ اور کیوں آپ نے کیا۔ کرامات کے متعلق جس قدر الفاظ آپ نے جمع کر کے قافیہ باندھا ہے۔ اُن سب کا جواب معجزات کی تردید میں آچکا ہے۔ زیادہ سوائے فضولیات کے بھر اور کچھ نہیں ہے مگر نقطہ دانوں کے واسطے ایک یادداشت لکھتا ہوں۔ **یادداشت۔** جمشید کے وقت میں جب انگشتری ایجاد ہوئی بادشاہ نے اُس کو دست چپ میں پہنا حکیموں نے اعتراض کیا کہ دست راست میں چاہئے تھی بادشاہ نے جواب دیا کہ "راست را راستی بس است" آریہ دھرم کو معجزوں اور شعبدوں کی ضرورت نہیں الا مذہبوں کو ہے۔ آریہ دھرم کو آرمنفی کافی ووافی ہے ؎

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔ فلک پر کیسے خوش لگتا ہے دیکھو چاند بن گہنے

جس سورۂ کہف والے ذوالقرنین کی دیوار روئیں دنیا میں نہیں ہے۔ اسی طرح اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں بھی جانئے۔ دونوں کا مخرج قرآن ہے اگر ایک سچ نہیں تو دوسری کی صداقت کا کیا برہان ہے بلکہ صریح البطلان ہے **زردشت** والے معجزات دنیا میں لاثانی ہیں **مسیلمہ** کی خوارق عادات کی بابت مسلمانوں کو بھی حق بیانی ہے۔ **محمد صاحب** سے بڑھ کر سب کے معجزات ہیں اور طمطراق اس قدر کہ گویا چشم دید مشاہدات ہیں۔ جتنے الفاظ آپ نے استعمال فرمائے ہیں۔ ان سے سوا و چند بڑھ کر ان کے پیرو اپنے بزرگوں کیواسطے لائے ہیں۔ آپکا قرآن محمد صاحب کے معجزات انکاری ہے۔ مگر حدیثوں میں معجزوں کی بھرمار ہے۔ یہ سنسکرت کی ایک مثال ہے۔ **मूलेनास्ति कुतो शाखा ॥** یعنی جس کا مول نہیں اُس کی شاخیں کہاں سے آ گئیں "**اقلیدس**" کا نہ علوم متعارفہ ہے کہ کل بڑا ہوتا ہے اپنی جزء سے۔ پس **محمد صاحب** تمام دین اسلام کے کل ہیں۔ اگر اُن کے پاس معجزہ بالکل نہیں جیسا کہ ہم دلیل قرآنی سے ثابت کر چکے۔ کہ وہ بے معجزہ تھے پس **غلام احمد** میں بالاولیٰ اور اسلام کے کامل متبعین میں بھی معجزہ کا آنا بحکم متعارفہ کے ناممکن ہے اور نہ انکو طاقت ہے کہ اس قسم کی باتوں میں دم مار سکیں۔

قولہ۔ لیکن اسلام میں وجود اس کا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آ کر اپنی تسلی کر لینی چاہیئے اور یہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت کا اور نیز وجہ خرچ خوراک کا ہمارے ذمہ ہوگا۔ اور وہ خط اُن کے بعض آریوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور دونوں رجسٹریوں کی اُن کی دستخطی رسید بھی آگئی۔

اقول۔ ہمیں شک تھا اور اب بھی شک بلکہ دروغ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا افتراء محض ہے۔ ہم قادیان میں بھی گئے مگر آپ نے کسی طرح کی تسلی نہیں کی۔ اور نہ کوئی معجزہ بتلایا جب اُن کے ایک شاگرد سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ تو انکو دعوت کرنی صرف ایک کاذبانہ شرارت تھی۔ آپ سیاں مانگتے اور باہر کھڑے درویش۔ یہ ایک پنجابی مثال ہے اور بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ خود قرضدار اور گذارہ سے لاچار۔ مگر اس قدر اشتہاری روپیوں کے دعویدار ہیں خلاصہ یہ ہے کہ آپ کاغذ پر تمام ہندسہ کی رقوم لکھ سکتے ہیں مگر نقد ندارد ہے ؎ قرض نے مرزا نکما کر دیا۔ ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

لطیفہ۔ "جب مرزا صاحب کی شادی (جیسی خدا کی طرف سے شادی ہوئی تھی) دہلی میں ہوئی تو مشہور کیا کہ نواب ناصر کے گھر میں میری برات جاوے گی۔ قادیان سے چند ہندو برات میں گئے مگر مسلمان ندارد تھے۔ یہ وہاں جا کر حیران ہوئے کہ نہ ریاست۔ نہ ملک نہ فوج۔ نہ حشمت صرف نواب ناصر میں۔ بہت سے جاہل اُن کے مرید۔ اسکو کرامات جانتے تھے۔ مگر جب آخر کو نواب ناصر صرف میاں ناصر نکلے تو تمام قلعی کھل گئی" چونکہ آپ نے بعض آریوں کا نام جن کو خط بتلایا گیا تھا نہیں لکھا۔ پس دعوی آپکا سرے سے قابل اعتبار نہیں۔

قولہ۔ پھر انہوں نے حب دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث سے اس طرف ذرہ

توجہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جس دنیا سے انہوں نے پیار کیا۔ اور ربط بڑھایا۔ آخر بصد حسرت اُس کو چھوڑنا اور ترنا م درہم و دینار سے بمجبوری جُدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے۔ اور بہت سے غفلت اور شبہات اور کفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے ۔

اقول ۔ وہ تو فقیر تھے اُن کی نسبت تو ان باتوں سے ایک بھی موزوں نہیں ہو سکتی اور نہ تھے نہ دنیا سے اُن کا پیار تھا اور نہ درہم و دینار سے ۔ وہ تو لوگوں کو غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر سے نکال کر صداقت۔ حقیقت۔ وحدانیت۔ معقولیت کی طرف رجوع کرا گئے اور صدہا انسانوں کو تعصب و خونریزی۔ شرک وجہالت سے بچا گئے۔ باقی گالیوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

قولہ ۔ اور اُن کے سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اُس کو تیس اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمینا سہ ماہ پہلے خداوند کریم نے اِس عاجز کو دیدی تھی۔ چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بھی بتلائی گئی تھی۔ جو یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہی ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اِس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے۔ مگر یہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقعہ ہدایت پانے کا دیا کہ اِس عاجز کو اُن کے زمانہ میں پیدا کیا۔ مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کے ہدایت پانے سے بے نصیب گئے۔ روشنی کی طرف اُن کو بلایا گیا۔ مگر انہوں نے کم بختی دنیا کی محبت سے اُس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پاؤں تک تاریکی میں پھنسے رہے۔ ایک بندہ خدا نے بارہا اُن کو اُن کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اِس طرف قدم بھی نہ اُٹھایا۔ اور یوں ہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کر کے حباب کی طرح ناپدید ہو گئے۔ حالانکہ اِس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کے اول نشانہ وہی تھے۔ اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ براہین احمدیہ میں بھی اُن کے لئے اعلان چھپوایا گیا۔ مگر اُن کی طرف سے کبھی صدا نہ اُٹھی۔ یہاں تک کہ خاک میں یا راکھ میں جا ملے۔ سوائے بھائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو ۔

اقول ۔ اگر انکی وفات کی خبر رب العرش نے قادیان میں آنکر آپ کو دی تھی تو آپ نے کیوں تین ماہ کے اندر یا اُس کے بعد اشتہار طبع نہ کرائے۔ کیوں عام بازاروں میں منادی نہ کرائی تاکہ ہزاروں لوگ آپ کی (معاذ اللہ و نعوذ باللہ) صداقت سے آریہ دھرم کو چھوڑ دیتے اور حجت قایم ہو جاتی۔ اور کیوں خیانت مجرمانہ کر کے سال ۱۸۸۴ء میں یہ چالاکی کی کہ اسے درج کیا؟ کیوں لاہور یا امرتسر کے آریہ سماج میں خط نہ لکھا؟ اور کیوں اِس جلد سال ۱۸۸۳ء میں بھی کسی آریہ کا نام نہ لکھا؟ او کس واسطے سوامی جی کو رجسٹری شدہ چھٹی نہ ارسال کی؟ اور کیوں اُن کی رسید نہ منگوائی؟ چونکہ ان باتوں سے آپ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس واسطے آپکا معجزہ بالکل باطل ہو گیا۔ اور ہمیں کہنا پڑا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد۔ پنڈت جی کی ہدایت کا حال آفتاب تمثال ایک دنیا پر روشن ہو گیا۔ مگر آپ کی بابت بڑا ہی افسوس ہے کہ جس طرح آپ کے چند بھائی حق پر آگئے ہیں اگر آپ بھی کفر و ضلالت سے نکل کر خدا کو مکار اور فریبی کہنے سے بچکر بیت الحرام کی پرستش چھوڑ کر حجر الاسود پرستی اور تابوت سکینہ کے آگے انکسار کر کے اور خدا کو رشوتی و متعصب ماننا ترک کر حقانیت و وحدانیت وید دھرم کیطرف رجوع ہو جاتے تو کس قدر دنیا کو فائدہ پہونچتا۔ اور آپ کا بھلا ہوتا۔ اگرچہ وہ لوگ برحق تشریف فرما ہو گئے۔ مگر

سنوز آن ابر رحمت درفشان ہست ٭ صداقت راہمان ذکر و بیان است

آپ نے تسلی دلا دی ہے۔ ہم آپ کے خرچ و خوراک کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ نہ روشنی چھوڑئے اور تمامبازی سے منہ موڑیئے۔ آپکے پاس وہی شب معراج والی روشنی ہے۔ یا آپ کی وہ ہی روشنی ہے جو کل تاریک ثابت ہو گئی ہے اور اس روشنی سے جہاں میں خونخوار طوفان بے تمیزی پھیل گیا ہے ۔

آپکی روشنی دوات کی روشنائی ہے اور کسی نے زنگی کا نام کافور کی مثال اسی کے حسب حال بنائی ہے۔ آپ خدا کے بندے نہیں ہیں "غلام احمد" محمد صاحب کے بندہ ہیں اور بقول مولوی عبید اللہ کے۔

نار دوزخ کے الاؤ میں جھلس گئے ٭ جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے

دوزخ کے بندے ہیں۔ اگر آپ خدا کے بندے ہوتے تو خداوند تعالیٰ پر اس قدر الزام نہ لگاتے اور اتنے اتہام نہ پھیلاتے۔ بلکہ تاریکی سے نکلنے کی کوشش فرماتے۔ مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ہم آپ کو خدا کا بندہ کس طرح جانیں۔ آپ تو نفس پرست۔ اور نفس کے بندے ہیں اور روپیوں اور لڈوں کے جمع کرنے کے لئے ہر طرف پھندے لگا رہے ہیں۔ مولوی رومی آپ کے حق میں کہتا ہے۔ "اہل دنیا کافران مطلق اند"

دس ہزار روپیہ کا اشتہار آپ کا سراپا جھوٹ اور فریب اور جعل ہے۔ آپکی منقولہ اور غیر منقولہ کسی قسم کی جائداد اِس قیمت کی نہیں ہے۔ تمام قصبہ قادیان کے ہندو مسلمان آریہ وغیرہ میرے گواہ ہیں۔ بلکہ تمام ضلع گورداسپور کے لوگ آپ کی قلاشی اور وجہ معاش سے آگاہ۔ براہین کا رسالہ سوامی جی کے مطالعہ میں نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ فارسی اردو نہیں جانتے تھے۔ اور پنڈت شیو نرائن براہین کا ڈیٹر سنسکرت نہیں جانتا۔ پس وہ اشتہار محض بے سود و بیہودہ تھا۔ ہاں اگر بھاشا یا سنسکرت اخبار کلکتہ یا کسی اور اخبار ناگری میں چھپواتے تو بھی ایک بات تھی۔ مگر اُن میں نہیں چھپوایا تعجب یہ ہے کہ آپ کو خدا نے مکہ نے جیسا کہ اُس وقت عربی میں الہام ارسال کیا تھا۔ سنسکرت میں کیوں الہام نہ بھیجا تاکہ سوامی جی سے سنسکرت میں مباحثہ کر کے فتحیاب ہوتے۔ اور اُن کے مرنے کے بعد اس قدر نہ روتے۔ اور نہ بیہودہ غم و غصہ میں زندگی کھوتے۔ مگر ایک خیال گزرتا ہے کہ سوامی جی کے اپدیشوں سے جب بہت سے محمدیوں نے نہایت ذلیل اعتقاد سے دستکشی کی۔ تو ایسی ایسی باتیں سُن کر مرزا صاحب نے جو چلہ کشی کر رہے تھے رحمن العرش کے حضور درخواست کی ہوگی کہ تو ہمارے بزرگوں کے نام کی شرم رکھ ہمارا تلوار کی خزانہ مفت میں برباد ہو رہا ہے۔ کچھ لا یعنی خرافات اور واہی اعتراضات لکھ کر اُس کے روکنے کا بندوبست کر۔ اور اُس کو کسی طرح ممانعت فرما تاکہ غلاموں سے ہم محروم نہ رہیں۔ مگر آفتاب صداقت اُن دنوں نصف النہار پر تھا جس نے خفہ کا اُس کے سینہ پر گرا۔ اور جو مقابلہ میں آیا منہ کی کھائی۔ اور وید دھرم پر ایمان لایا۔ خدا نے محمدیاں نے اپنی پاکٹ بک یعنے لوح محفوظ میں دیکھا ہوگا اور عرش پر گھبرایا ہوگا اور اپنے معشوق کی اُمت برباد ہوتی دیکھ کر رمل ڈلوایا ہوگا کہ اُس مہاتما کی میعاد زندگی کس قدر باقی ہے سوامی جی کے انتردھیان ہونے کے بعد رب المسلمین و رب العرش و رب الملکہ و رب القادیان کو اُن کی مرنے کی خبر ملی ہوگی تو جھٹ ناختہ یا کبوتر قادیان میں اُترا ہوگا۔ اور سلام علیکم کہکر حال بتلایا ہوگا۔ سوائے اِس بات کے ہم مرزا صاحب کے دعوے کو اپریل فول سے زیادہ عزت نہیں دے سکتے۔ خدا انہیں ہدایت دیوے۔ اور وید کے دھرم کی طرف رجوع کرے ۔

اب ہم محمد صاحب اور سوامی دیانند صاحب کی زندگی کا مقابلہ دکھلاتے ہیں اور اُن کے چال چلن اور خدا شناسی کے بارہ میں فضلاء اسلام کی شہادتیں لاتے ہیں۔ خدا کرے کہ ناظرین حق و باطل میں تمیز فرماویں ۔

محمد صاحب اور سوامی صاحب کی زندگی کا مقابلہ

سوامی صاحب	محمد صاحب
آپکا سال پیدائش سمت ۱۸۸۱ بکرم اور برہمن بھوجی	اُن کے والدین بُت پرست تھے۔

محمد صاحب	سوامی صاحب	محمد صاحب	سوامی صاحب
مکہ کے مندر کے پجاری۔ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ والضحیٰ و وجدک ضالا فهدی۔ اے محمد تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی"۔ ۲۵ سال کی عمر میں خدیجۃ الکبریٰ ایک مالدار عورت سے مبلغان قرض لے کر اکٹھے نفع کا شام کے ملک میں سفر تجارت کے واسطے گئے اور جب وہاں سے واپس آئے تو اسی خدیجہ عورت سے جس کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت نے شادی کی اور جب تک وہ زندہ رہی دوسری شادی نہیں کی ۲۵ سال تک یہی ایک عورت رہی کیونکہ دولت مند تھی۔ جب وہ مر گئی تو ۵۰ سال کی عمر میں جو پیغمبری کا دسواں سال تھا۔ اول سودہ ـ دوم عائشہ ـ سوم زینب ـ چہارم ام سلمہ ـ پنجم زینب بنت جحش ـ ششم جویریہ ـ ہفتم ام حبیبہ ـ ہشتم صفیہ ـ نہم حفصہ ـ دہم میمونہ کو تصرف میں لائے ـ بہ معہ خدیجہ کے کل گیارہ (۱۱) ہوئیں۔ بعض مصنف ان سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ معارج النبوۃ کے صفحہ ۸۳ رکن چہارم میں لکھا ہے کہ عائشہ بوقت شادی ۶ ساله بود "اور خدا نے ایک فرشتہ کے ذریعہ دو مرتبہ عائشہ کی تصویر حریر میں نقش کروا کر محمد صاحب کو خواب میں دکھلائی تھی۔ قبل شادی کے اور اسی روز عائشہ سے زفاف (ہم بستری) کی۔ یہ تمام حال معارج النبوۃ کے صفحہ مذکور میں درج ہے۔ حضرت امام غزالی صاحب کیمیائے سعادت بصفحہ ۲۰۴ فرماتے ہیں: "رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہر شبے نزدیک زنے بودے و عائشہ را دوست تر داشتے و گفتے بار خدایا آنچہ بدست من است جہد میکنم اما دل بدست من نیست و اگر کسے از ایشاں زن سیر شدہ باشد و نخواہد کہ پیش وے رود باید کہ او را طلاق دہد و در بند ندارد۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سودہ را طلاق خواست داد ان کہ پیر گشتہ بود گفت من نوبت خود بہ عائشہ دادم مرا طلاق مدہ ـ تا روز قیامت از جملہ زنان تو باشم	علاقہ راجہ موروی کاٹھیاواڑ تھا۔ آپ کے والدین مورتی پوجک۔ اودیچ گوت کے برہمن مذہب شیوانی تھے۔ جن کی عمر سے چودھویں برس میں آپ تحصیل ودیا میں مصروف تھے۔ اثناء میں چند شبہات سے والد آپ کو بھی شوالے میں لے گئے۔ کہ بیٹھے تھے۔ اعتراض پیدا ہوا کہ شیو راتری کی رات شیوراتری کو ان کے والد نے ان کو بھی برت رکھایا۔ اور جب آدھی رات شب زندہ داری کے لئے بیٹھے اکثر ... سے شکوک رفع کرنے شروع کیا ... وہ شکوک ایسے تھے جو معقول جواب ... شک اول یہ تھا کہ شیو کا جسم کہاں رہتا ہے؟ شک دوم یہ تھا کہ اس کی پوجا سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ ان کے والد شریف نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ البتہ کہا کہ کبھی مورتی اوامن کرنے سے چیتن ہو جاتی ہے اور موہن بھوگ وغیرہ کو کھاتی ہے آدھی رات کو جب اس مورتی پر چوہے دوڑنے لگے اور مورتی نے کچھ حرکت یا شکست نہ دکھلائی تو آپکی طبیعت بت پرستی سے قطعی بیزار ہو گئی اور مورتی پوجا سے اسی دن کنارہ کش ہو گئے۔ ان شکوک سے لاجواب ہو کر والد نے بھی انکو پڑھنے کی طرف آزاد چھوڑ دیا۔ اس بیابانی تحقیق کے ایام میں انکی والدہ محترمہ انکی مددگاری کیا کرتی چنانچہ ۱۵-۱۶ سال کی اوستھا تک آپ معمولی طور سنسکرت کی کتابیں پڑھتے رہے۔ اسی اثناء میں آپکے چچا اور ہمشیرہ صاحبہ فوت ہو گئے۔ جنسے سوامی جیکو زیادہ الفت تھی انکے وفات پانے سے ان کے دل پر زمانہ کی بے ثباتی بہمہ لوازم ثابت ہو گئی۔ اور دنیا فانی سے دل اچاٹ گیا ہمیشہ طبیعت اداس رہنے لگی۔ اسی تقریب پر والدین نے انکی شادی کا بندوبست کرنا شروع کیا مگر انہوں نے اول تو اس خیال سے کہ ابھی برہم چرج آشرم پورا نہیں ہوا شادی کرنی مناسب نہیں دوم تحصیل علم کا شوق بدستور روز بروز ترقی پر	اور طلاق نداد ـ و وے شب نزد عائشہ بودے و نزد دیگراں یک شب ـ اے صاحبان اس مقام پر قرآن کی سورۃ طلاق کو ذرہ غور سے پڑھو جہاں لکھا ہے۔ واتقوا اللہ ربکم لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان يأتين بفاحشة مبينة وتلك حدود الله ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه ترجمہ۔ ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکالو عورتوں کو ان کے گھروں سے اور نہ نکلیں وہ مگر یہ کہ کریں بےحیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی۔ اور جو کوئی نکل جاوے اللہ کی حدوں سے پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو۔ افسوس کہ محمد صاحب نے اس خدائی حکم کو توڑ ڈالا۔ کیمیائے سعادت کے صفحہ ۲۷۳ سطر ۱۶ میں لکھا ہے۔ "در غریب الاخبار است کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گفت خود ضعف دیدم جبرئیل علیہ السلام مرا ہریسہ خوردن فرمود و سبب آں بود کہ او نہ زن داشت و ایشاں بر ہمہ عالم حرام شدہ بود و بعد ایشاں نہ حلال است" ترجمہ غریب الاخبار میں لکھا ہے کہ رسول نے کہا میں نے اپنے میں ضعف شہوت کا دیکھا اور جبرئیل سے ذکر کیا تو علاج پوچھا جبرئیل نے کہا کہ ہریسہ کھایا کرو۔ حضرت کو ضعف شہوت کا سبب تھا کہ حضرت کی ۹ عورتیں تھیں وہ اور لوگوں پر حرام ہو گئی تھیں اور انکی امید سب جہان سے ٹوٹ گئی تھی یعنی وہ اور کسی کے نکاح میں نہیں آسکتی تھیں۔ یہی ذکر صحیح بخاری میں ہے اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے اور زیادہ صرف یہی ثابت ہے کہ ہریسہ میں چالیس آدمی کی قوت ہے صفحہ ۲۸۳ جلد دوم معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک عورت مسمات میمونہ بنت الحارث اونٹ پر چڑھی ہوئی جا رہی تھی اس پر حضرت کا دل مفتون	تھا سوم پابندی عیال و اطفال سے انکی مزاج میں ویراگ آگیا تھا۔ الحاصل ۲۱ سال کی عمر کے بعد بارادہ تحصیل علم گھر سے نکلے۔ رستہ میں ایک فقیر نے ان سے کپڑے وغیرہ ٹھگ لیا۔ اور فقیر شیو راتری کی رات سے جس میں آریہ ورت کی ترقی و بہبودی کا مبارک پودا بویا گیا تھا۔ دن بدن اپنے گوہر مقصود کی تلاش میں غواص کی مانند پھرتے رہے۔ ان کے والد نے خبر پاکر ایک دفعہ ان کو گرفتار کر لیا تھا مگر وہاں سے بھی بھاگ گئے اور پھر ملک بہ ملک اور شہر بہ شہر گشت و تلاش میں سرگرم رہے۔ کہیں کسی مہاتما سے یوگ ودیا متعلق سیکھا کہیں کسی پنڈت سے ویاکرن یعنی صرف و نحو میں کمال حاصل کیا۔ کسی سے سانکھیا کسی سے ویدانت اور کسی سے جوتش کسی سے مہابھاشیہ اور کسی سے اپنشد کی تحصیل کی۔ ۲۰ سال کے غاروں اور جنگل آشرم کی تپسیا میں ... مشکل مقام حل کئے اور ... گیان میں بھی خوب ملکہ حاصل کیا اس سے فراغت پاکر ویدوں کی حضوری حاصل کرنے کو مہرشی اوست وادی وید و آن فاضل اجل سوامی ورجانند سرسوتی جی کی خدمت میں بمقام متھرا نیاز حاصل کیا۔ وہ سوامی ... اندھے تھے بایں ہمہ انہوں نے ... شاگرد کو وید ... کے شرف کا ذریعہ سمجھا۔ انہوں نے بھی شب و روز کی محنت سے چند سال میں ہی ویدوں میں عبور حاصل کیا۔ جب تعلیم سے فارغ ہو گئے تو مہرشی فاضل نے ان سے گوردکشنا مانگی۔ انہوں نے عرض کی کہ جو میرے پاس ہے دل و جان سے دینے کو حاضر ہوں انہوں نے فرمایا کہ ہم صرف یہ مانگتے ہیں کہ ملک کا بھلا کرو۔ اودیا کو ہٹاؤ۔ وید ودیا کو پھیلاؤ۔ مخلوق پرستی سے خلقت کو بچاؤ۔ انہوں نے معمولی عذر و معذرت کے بعد بسر و چشم منظور کیا فاضل ہادی نے جس قدر ویدک سرمایہ علم موجود تھا وہ بھی ان کے سپرد کیا۔ آخری رخصت کا سمت ۱۹۲۰ کے بعد ہے۔ پھر

۲ اسکے ساتھ دفعہ ۳۷۰ تعزیرات ہند کا مطالعہ کرو

محمد صاحب

ہوا۔ اور فتویٰ جاری کیا کہ اونٹ اور اونٹ والی میری ہے چنانچہ اُس کے ساتھ وہاں ہی خلوت کی اور اسکو اپنے ساتھ گھر میں لائے اور اونٹ کو بھی بیت المال میں رکھا۔ اور اُسی وقت یہ آیت بیان فرمائی۔

سورۃ احزاب) وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین

ترجمہ حلال ہے وہ ایمان والی جو بے نکاح اپنا نفس نبی کو بخشدے اگر نبی بھی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تیرے واسطے حکم ہے۔"

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ مسماۃ زینب جو اُسکے پسر متبنیٰ زید کی جورو تھی اُس سے بھی حضرت نے بلا نکاح مجامعت کی اور عند الاستفسار فرمایا کہ خدا نے آسمان پر میرا اور زینب کا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے۔ چنانچہ مفصل حال تفسیر حسینی میں مسطور بدرج ہے۔

سورہ احزاب۔ فلما قضی زید منھا وطراً زوجنکھا لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاءھم اذا قضوا منھن وطراً وکان امر اللہ مفعولا۔ ترجمہ۔ پس جب ادا کرلی زید نے اُس سے حاجت ہم نے اُس کو تیری زوجہ کردیا۔ تا نہ رہے مسلمانوں پر حرج لے پالکوں کی عورتوں کے حق میں جب ادا کرلیں اُن سے حاجت اور ہے حکم اللہ کا کیا گیا۔ تفسیر سید عالم صلعم (محمد صاحب) بعد از نزول این آیت بخانہ زینب رفت بے دستوری زینب گفت یا رسول اللہ بے خطبہ و گواہ حضرت فرمود اللہ المزوج وجبرئیل الشاہد" زینب دریں سبب بر سائر زنان فخر میکرد۔ کہ اللہ تعالیٰ مرا تزویج کرد و سیعہ متولی تزویج شما اولیائے شما بودہ اند" ایک اور نتیجہ کے زور سے مذہب چلایا۔ قرآن سورۃ البقر کی آیت وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا جلالین میں الا مصر کرتا ہے۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الیھا فلما ھاجر امر باستقبال بیت المقدس تالیفا للیہود فصلی الیہ ستۃ او سبعۃ عشر شہرا ثم حول۔ ترجمہ۔ یعنے محمد صاحب پہلے کعبہ کی طرف منہ

سوامی صاحب

نفس کشی اور من جیتنے کے خیال سے عرصہ تک ہردوار کے پاس جنگلوں میں مصروف رہے جب ہر طرح کامل تعلیم یافتہ دانشمند و شاریرک شانتی پاکر ہو چکے تو ملک کے سدھار پر کمر باندھی اور ہندوستان کو آریہ ورت بناؤ یا ودیا وی عیش و عشرت کو بمقابلہ ملکی بُرائیاں دور کرنے کے ناچیز جان کر ایشور کی توحید کا نقارہ تمام ملک میں بجا دیا اور تمام عمر نفسانی خواہشوں کو روک کر گمراہی و بُت پرستی کا داغ دامن آریہ ورت سے مٹا دیا اور ظلم و جور چلانے کے عوض ست دھرم کے اوپدیش کے لئے نجات کے گیان۔ اودیا۔ اندھکار کی مہلک بیماریوں کو جڑوں سے اکھیڑ دیا۔ صداقت طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور حق پسندی سے مزاج کو روحانی الفت تھی۔ صدہا نا ستکوں کو ایشور کا قایل کرایا۔ ہزاروں جو ورسول (دیدانتیوں) کو پرمیشور کا بندہ بنایا۔ لاکھوں بُت پرستوں کو نرانکار (غیر مجسم) پرماتما کا ساجد بنایا اور اگیان کے عمیق گڑھے سے نکال نکال کر جگدیشور کے آگے جھکایا تین ہزار برس کی قائم شدہ بت پرستی کی لاٹھ تو شت و مدوں کے اپدیش سے نہایت کامل شجاعت سے سخت بحثیں کرکے ایک زلزلہ عظیم ڈالکر بالکل اکھاڑ دیا۔ کلک قدرت نے کھینچیں پانچ تصویریں ہم اوّل اُن چاروں کو انکو نقش ثانی لکھدیا۔ غرضیکہ آریہ ورت کا سُدھار کرتے ہوئے ۱۸۸۳ء کے اخیر ریاست جودھپور میں تشریف لیگئے اور بہت کچھ ست دھرم پھیلایا مگر طبیعت اعتدال پر نہ رہی اور بیمار ہوگئے مہاراجہ صاحب بہادر اُنکی بیماری اور خصوصاً اس بات سے کہ اُنکی ریاست میں سوامی جی بیمار ہوئے نہایت آزردہ تھے چنانچہ وقت رخصت سوامی جی کی پالکی کے ہمراہ بہت دور تک پیادہ پا تشریف لاکر افسوس کا اظہار کیا۔ وہاں سے تقریب

محمد صاحب

کرکے نماز کیا کرتے تھے۔ جب مکہ سے مدینہ گئے تو یہودیوں کی رضامندی کو بیت المقدس کی طرف نماز کرتے رہے پھر اودھر سے پھر گئے اور اُسی کعبہ کی طرف سجدہ کرنے لگے (ذرہ غور سے مطالعہ کرو۔)

مسلمان ہونے کے واسطے روپیہ اور اونٹ وغیرہ بھی دیتے تھے۔ لوٹ میں جو لوگوں کی عورتیں پکڑ لاتے تھے وہ فوجی سپاہیوں کو بھیڑ بکری کی طرح انعام ملتی تھیں۔ (دیکھو قرآن سورہ نساء) والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم۔ ترجمہ۔ حرام ہیں تم پر نکاح بند عورتیں مگر جو تمہارے ہاتھ آجاویں۔ (لونڈی ہو کر حلال ہیں حرام نہیں) حکم ہوا اللہ کا تم پر۔ مترجم عبد القادر شاید ہفتم میں حاشیہ قرآن صفحہ ۸۰ لکھتا ہے کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ اور عورت مسلمانوں کی قید میں آئے جسکو پہنچے اُسکو حلال ہے لوٹ کے مال کی ترغیب دیکر پہنتوں کو گرویدہ کیا اور انہوں نے اُسی لوٹ مار کو دین کا حصہ جانا اور اس لوٹ کے مال سے اپنا اور خدا کا حصہ بھی ٹھہرایا دیکھو قرآن سورۃ انفال واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل ترجمہ اور جان رکھو کہ جو لوٹ غنیمت لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے واسطے اُسمیں سے پانچواں حصہ اور رسول کے اور قرابت والے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے۔ مترجم قرآن صفحہ ۸۰ پر حاشیہ پر چڑھاتا ہے جو مال کافروں سے لڑکر لیویں وہ غنیمت ہے اُسمیں پانچواں حصہ نیاز اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے رسول کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت

سوامی صاحب

تبدیل آب و ہوا کو آبو پر گئے پھر اجمیر چلے آئے مگر افاقہ نہو۔ چنانچہ بروز دیوالی یعنی اماوس ماہ کاتک وقت شام نہایت خندہ پیشانی سے گایتری کا جاپ کرکے یہ الفاظ ایشور تیری آگیا پورن ہو کہکر انتقال فرمایا اور اُسی جگہ ویدک قاعدہ سے سنسکار کیا گیا۔ تاریخ ہوئی۔ غروب مہر در اجمیر گوئی ابجید غیر متعصب ۱۹۴۰ بکرمی مسلمانوں کی رائے تحریر کرتا ہوں۔ اے مولوی واحد علی صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان کی منقولہ از اخبار دس انکار صفحہ ۶ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۸۳ء اے آریہ ورت بڑی بدقسمتی پر مجھے رونا آتا ہے۔ اے آریہ ورت تیری یتیمی پر میرا دل خون ہوتا ہے اے آریہ ورت تیری بیکسی پر مجھے غیرت آتی ہے اے آریہ ورت تیری بزرگی پر میرا دل اُمڈا آتا ہے کیسی جلدی تیری ترقی کے سرچشمہ کو بند کردیا۔ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم نیر خوار ترس پائیں؟ اے خدا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم دنیا کی ترقی کے ساتھ اُٹھنا سیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم بیجا بوجھ بے تقروت اور بیہودہ قیود سے رہائی پاویں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم اُن واہیات رسمیات کے بندوں سے نجات پائیں۔ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم آپس کے نفاق کو دور کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنی اپنی نوع کو اپنا بھائی سمجھکر اُن سے محبت کرنا سیکھیں۔ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم علوم عِلویہ کی تحصیل کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ راست دھرم کو پھر دیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنا کھویا ہوا نام حاصل کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اُس ست دھرم پر چلکر تیری اُن انعام کی کیفیت اُٹھائیں جو تو نے اپنے بندوں کے واسطے مخصوص کی ہیں؟ نہیں! اے خدا یہ سب کچھ تیری مرضی کے مطابق اور شرتے سنقاد کے موافق ہو رہا تھا پھر کیوں اے خدا تو نے ہمکو یک لخت اِسطرح بے سر و سامان اور بے امان کردیا یعنے ہمارے سچے ہادی سری سوامی جی مہاراج دیانند سرستی کو جو ہمیں یہ سب کچھ سکھاتے تھے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء ۶ بجے شام کے بلا یا دیوالی کی رات گو مصنوعی چراغوں سے روز روشن ہے لیکن حقیقی آفتاب عالمتاب غروب ہوگیا۔ ہم بالکل نادان تھے وہ ہمیں ہر ایک چیز کی شناخت کراتا تھا۔ ہم کم طاقتی سے اٹھ نہیں سکتے تھے۔ وہ ہمیں

محمد صاحب

والوں کا اور حاجتمند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے خرچ ہوتے ہیں سردار کو۔ بعد غنیمت میں چار حصے ہیں سو لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک اور جو مال کہ صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا" افسوس اسے

اگر تیغ جفا سے شیر نر مارا تو کیا مارا۔
نہ مارا نفس امارہ کو گر مارا تو کیا مارا

اگرچہ خون کا کھانا پینا قرآن میں حرام ہے۔ مگر جنگ احد میں جب حضرت کا خون جاری ہوا تو مالک ابن سنان نے جو ابوسعد خدری کا باپ ہے اُسکے زخم پر مُنہ لگا کر خون نوشجان کیا اور محمد صاحب نے فرمایا یہ آدمی جنتی ہے اور اکثر جاہل لوگوں کو اپنی تھوک ملایا کرتے تھے (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۴ و ۱۵)

مدارج النبوۃ کے باب اول میں اس طرح مذکور ہے کہ اُم یمن لونڈی نے حضرت کا پیشاب پی لیا اور حضرت نے اُسکو بالائق حرکت سے منع نہ کیا بلکہ ہنسکر کہا کہ اب تیرے شکم میں کبھی درد نہ ہوگا۔ اور مُنہ دھونے یا کُرلی کرنیکا بھی حکم نہ دیا۔

دوسری بار ایک عورت برکہ نے اُنکا پیشاب نوش کر لیا اُسکو بھی حضرت نے خوش ہوکر یونہی ارد بتلا دیا کہ تو کبھی بیمار نہ ہو گی۔ اور ایکمرد نے بھی ایک بار حضرت کا پیشاب پیا تھا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۲۰)

ایک محمدی حجام نے حضرت کا خون بیماری کا نکلا ہوا پیا تھا حضرت نے اُسے ارشاد فرمایا کہ تو کبھی بیمار نہ ہوگا۔ حالانکہ خود اُسی خون سے بیمار تھے*

اسی طرح کسی مرض کے سبب حضرت نے پھر خون نکلوایا تھا اُسکو عبداللہ ابن زبیر پی گیا محمد صاحب نے فرمایا کہ اے عبداللہ اب تو دوزخ میں نہ جاویگا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۵)

حضرت نے ایکبار پانی کے پیالہ میں ہاتھ اور مُنہ دھویا اور اُس پانی میں تھوکا اور یاروں کو پینے کے واسطے دیا جسکو بلال اور ابو موسیٰ نے اور اُم سلمہ زوجہ آنحضرت نے بھی پیا۔

مدارج النبوۃ اور شفاء میں ہے کہ حضرت کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی تھی جب بی بی عائشہ نے پوچھا تو فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی ہے!!!

سوامی صاحب

سکھاتا تھا۔ ہم بے مانگی علم سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ہمیں بولنا سکھاتا تھا۔ ہم ایک دلدل عظیم میں پھنسے ہوئے تھے وہ ہمیں اُسمیں سے نکالتا تھا اور خشک زمین پر لاتا تھا۔ ہم رسومات کی بیڑیاں بیروں میں اور تعصب کی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ہم کو اُن سے نجات دیتا تھا۔ ہم اپنے بھائیوں سے حقارت کرانے تھے وہ ہم کو رفاقت سکھاتا تھا۔ ہم اپنی آنکھوں پر پردے اور دلوں پر مُہریں رکھتے تھے وہ اُن کو اُٹھاتا تھا ہم باں ہمہ کچھ اپنے سب سمجھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں بتلاتا تھا کہ ست دھرم کے واسطے ظاہری بہان فضول ہے۔ ہم اِس غلط امتیاز کو روا جانتے تھے اُس نے اُس کو عیب ثابت کر دیا۔ ہم نے اپنا ننگ و ناموس گنوا دیا تھا۔ وہ ہمیں پھر دلوانا چاہتا تھا اے خدا ہم تجھ سے بہت دور ہو گئے تھے۔

لیکن اے خدا تو ہی جانے تیرے لیں کیا آئی کہ تو نے اُسکو ہم سے اتنی جلدی جدا کر دیا۔ تیری باتیں تو ہی جانے۔

مولوی محمد مراد علی صاحب ایڈیٹر

راجپوتانہ گزٹ کی رائے۔ منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۶۹۴۔

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار کوہ نور تسلیم۔ آپکا اخبار صداقت شعار کوہ نور مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۳ء میرے روبرو رکھا ہوا ہے جس میں آپ نے کمال دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ سری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج بیکنٹھ باسی کی یادگار کے بارہ میں کروڑ روپیہ کی رائے ظاہر فرمائی ہے بیشک مجھے بھی اُسی روز سے جس دن سوامی جی مہاراج نے ہمارے شہر میں انتقال فرمایا۔ یہیں باتوں کا بہت بڑا خیال ہو رہا ہے اور بارہا اِس خصوص میں کچھ نہ کچھ لکھنے کی لئے مشغول ہوا۔ لیکن پھر اِسی خیال سے کہ دیکھیں اہل الرائے علی الخصوص آپ کیسا کچھ

محمد صاحب

(دیکھو شفاء قاضی مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۴ء قسم اول باب ثانی فصل ثالث صفحہ ۲۱۲ سطر ۵ سے ۷ تک) قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت قایل ہوئی ہے محمد صاحب کے پاخانہ اور پیشاب کے پاک ہونے پر۔ اور یہ قول علمائے شافعیہ کا ہے کہ حضرت محمد صاحب کا پاخانہ اور پیشاب دونوں پاک تھا شکی مانند طشت اور طاہر تھے اور جناب مولوی عبدالعلی صاحب فاروقی امرتسری نے بھی اپنی کتاب میں جو بسفارش نواب بہاولپور کے طبع کرائی ہے۔ اِس بات کی اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آفرین را اِسی سے عرب کی جہالت اور اصحاب کی عقلمندی کو جان لینا چاہیئے۔

مذاق العارفین جلد دوم صفحہ ۹۰ و ۹۱ میں لکھا ہے کہ محمد صاحب جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے ہر روز اُنکی چارپائی ایک ایک بیوی کے گھر جاتی تھی آخر یہ قرار پایا کہ حضرت کو بی بی عائشہ سے زیادہ رغبت ہے۔ ان کی چارپائی اُس ہی کے گھر میں رہے اور ایک روز حضرت نے ونہیں ۹ بیبیوں سے مباشرت کی اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے اور یہی ذکر مدارج النبوۃ میں بھی ہے (رکن چہارم صفحہ ۲۸ ستمہ از فضائل عائشہ ویکرا نکہ وحی الٰہی جل وعلا در بستر وے نازل مے شد" یعنی محمد صاحب کے پاس وحی تب ہی آتی تھی جبکہ حضرت بی بی عائشہ کے لحاف میں ہوتے تھے۔ اور ایسا ہی تواریخ حبیب الٰہ میں بھی رقم ہے۔ بس سچ ہے کیوں نہ ہو یہ الجنس نبوت ہے اور تواریخ حبیب الٰہ کے صفحہ ۴ باب ۲ فصل ۳۔ (مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۸۱ھ) میں لکھا ہے کہ مرتے وقت روح نہیں نکلتی تھی بہت گھبرا رہے تھے آخر الامر بی بی عائشہ کی چبی مسواک اُنکے مُنہ میں جا لگی تب روح نکلا۔ اور یہی ذکر مدارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب سیزدہم صفحہ ۴۲۳ میں لکھا ہے۔

بصحت رسیدہ ہم از صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ گفت در حالت نزع سر پاک آنسرور در کنار من بود عبدالرحمن بن ابی بکر در آمد در دست او مسواک بنراز چوب اراک بود حضرت رسالت پناہ صلعم در آں نظر کرد چنانکہ من

سوامی صاحب

جناب ممدوح کی یادگار کے لئے چندہ جمع کرنیکی تجویز کرنے میں یا نہیں اور جو کرنے میں تو اِس چندہ سے کیا یادگار قایم کرنیکی تجویز کرنے میں چونکہ سب سے پہلے اِس بارہ میں آپ نے عمدہ اور صحیح رائے ظاہر فرمائی ہے جسکو میں بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ تو سب پر ظاہر ہے کہ سوامی جی ممدوح ایسے بزرگ کی کوئی نہ کوئی یادگار قایم ہونی ضرور چاہیئے۔ کیونکہ سوامی جی مرحوم جیسے بزرگ بار بار اِس سنسار میں پیدا نہیں ہوتے اگرچہ ہم لوگ اُن کی یادگار قایم کرنے میں دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں اور کریں گے۔ مگر پھر بھی آپ خوب یاد رکھیں کہ اگر سوامی جی مرحوم کی یادگار اُن کے پیروکار نہ بھی قایم کریں تب بھی سوامی جی ایسے نہ تھے کہ اُن کی یادگار اِس دنیا کے رہنے والوں کے دلوں سے فراموش ہو جائے۔ بلکہ میرا خیال ہے جسکو میں نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی مہاراج کی یادگار نہ صرف آریہ مت کے لوگوں میں رہے گی بلکہ انگریزوں ہندوؤں مسلمانوں وغیرہ کے خود اُن کی اُنکی کتابوں اور دلوں میں بھی سوامی جی کی یادگار ہزاروں برس حتےٰ کہ قیامت تک رہیگی جو اُن سے اِس دنیا میں جھگڑتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ اُن کی مخالفت میں سعی کرتے رہے ا

میں وجہ یہ کہ مسلمانوں کی تیرہویں صدی اور انگریزوں کی اٹھارہویں اور اُنیسویں صدی میں ہندوؤں کے مت کا کوئی عالم فاضل ایسا نہیں گزرا جیسا کہ سوامی دیانند جی مہاراج تھے بلکہ اگر میرا خیال صحیح ہے تو سوامی تلسی داس جی مہاراج مشہور ہندی شاعر اور شیو اجی بلبیہ اس کے بعد سوامی دیانند سرستی ہی ایک وید مقدس کے عالم متبحر گذرے ہیں۔ جن کو سوامی تلسی داس اور بلبیہ داس پر بھی ترجیح دیں تو جائز ہے۔ کیونکہ جو کام سوامی دیانند جی مہاراج کی ذات بابرکات سے ظہور میں آئے۔ وہ اُن دونوں بزرگوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے۔ اگر ہم سوامی دیانند جی مہاراج کو تعلقات دنیاوی سے بالکل جدا نہیں بتلا سکتے تو یہ بھی نہیں

محمد صاحب

دانستم کہ آں مسواک را میخواہد۔ پرسیدم کہ یا رسول اللہ مسواک میخواہی بسر مبارک اشارت فرمود کہ آرے مسواک از دست برادر خود برگرفتم و بآب دہن نرم ساختم و بآں حضرت دادم بستد و بہ تعجیل مسواک کرد۔ ہمچناں کہ روئے برسینہ من بود نظر بر سقف خانہ مے انداخت و سوئے مطرش بداالبنا رحلت کرد۔"

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک یہودن کے گھر روٹی کھانیکو گئے اسنے کھانے میں زہر ڈالدیا اسی زہر کی تاثیر سے بہت عرصہ بیمار رہکر فوت ہوئے بابت گدی نشینی کے آخری وقت کچھ لکھنا چاہتے تھے۔ قلم دوات مانگی عمرؓ نے کہا اس وقت پیغمبر کے ہوش ٹھکانے نہیں کچھ کا کچھ کہہ رہا ہے۔ اس کے قول پر اعتبار نہیں ہے۔ مورخ کے دو ہجو ان ہیں ہے خلاصہ یہ کہ خلافت کی بابت کوئی بندوبست نکر سکے مرنے سے پہلے زیادہ سخت بخار آیا اور درد سر پیدا ہوا۔ آخر بی بی عائشہ کے زانو پر سر رکھکر انتقال فرمایا۔ ۶۲ یا ۶۳ سال کی عمر تھی۔ مدینہ میں دفن ہوئے ۔

روضۃ الاحباب میں عادت آں حضرت (بازنان) کی بابت لکھا ہے۔ میگفت خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی و با ایشاں در عادات نرا بود و اگر التماس امرے بیگانہ از یکے از ایشان درخواستے و در آں محذوری بودے آں منبذل داشتے و بہ ثبوت پیوستہ کہ گاہے عائشہ صدیقہ از کوزہ آب خوردے حضرت آں کوزہ را از وے بگرفتے و از موضعے کہ آں آب خوردہ بود آب خوردے و چوں استخواں بدندان باز گرفتے حضرت استخوان را از وے بستدے۔ و از موضع دہان وے گوشت بخوردے و درحالیکہ عائشہ حائض بودے سر در کنار او نہادہ تکیہ زدہ قرآن خواندے و در سفرے دو نوبت بائشہ دویدن مطابقت نمودہ بار اول عائشہ از وے در گذشت نوبت دوم عائشہ فربہ شدہ بود آں حضرت از عائشہ درگذشت پس فرمود ھذا بذاک یعنی ایں سبقت در مقابل آں سبقت واقع شد کہ تو بر گرفتہ بودی۔ گاہ بودے در حضور مجمع ازواج دست بر کسے از ایشاں نہادے و مزاح فرمودے

سوامی صاحب

کبھی لوبھ یا موہ کے بس میں تھے

پس جسقدر لوبھ یا موہ دنیاوی معاملات سے اُن کو تھا۔ وہ اسی لئے تھا۔ کہ خلق اللہ خصوصاً اہل ہند ان اپنے جوہر علمی سے فائدہ پہونچاویں۔ اگر سوامی دیانند جی مہاراج سنیاس لے کر دنیا کو ترک دکرکے اب بھی وہ تارک الدنیا بنے آکر بیٹھتے۔ اور مثل بعض مہاتماؤں کے کسی سے واسطہ نہ رکھتے۔ تو آجکل وہ بیفوائد جو کروڑہا ہنود کو ہوچکے ہیں۔ کہاں سے پہونچتے۔ پس یہی وجہ ہے کہ دیانند جی مہاراج نے ویسا تیاگ نہیں کیا کہ جس سے بالکل بیدل ہو بیٹھتے۔ اور ان کا فضل و کمال اپنی ہی پوستیدہ رکھکر مرجاتے نہیں کے انکا بانکو نفع پہونچاتا۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے سنیاس سے ایسی یہ سنیاس جسمیں سوامی جی مہاراج نے اپنی عمر کو بسر کیا ہزار درجہ بہتر ہے اہل کمال کی پوری قدردانی انکے مرنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ پس اب دیکھنا ہے کہ سوامی دیانند جی کے فیض کو جو سب سے ہزاروں آدمی آسکے دان سیر ہوتے تھے۔ انصاف پسند اور دانا لوگ یاد کر کے روئیں حضرت ہمارا دل تو سوامی جی کے لئے اس قدر روتا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ ایسے باکمال بار بار کہاں پیدا ہوتے ہیں ؟

پس اگرچہ انکی زندگی کے واقعات ہماری یادگار کے متعلق نہیں تو بھی آریہ بھائیوں پر فرض ہے کہ اسمعاملہ میں دامی درمے سخنے سے بہت جلد کوشش کریں تاکہ ممالک غیر کے باشندے اور آئندہ آنیوالی نسلیں بھی سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگ اپنے اہل کمال مرشدوں اور ریفارمروں کی کسقدر خاطر و عزت کرنے تھے۔ اور کیسے دل و جان سے معتقد تھے۔ ایسے کاموں میں بہت اور قومی الفت کے ثبوت کے علاوہ دینی گرمجوشی کا بھی پورا اظہار ہوتا ہے۔ اب یہی یہ بات کہ سوامی دیانند جی مہاراج کی

محمد صاحب

ولیسار بود کہ در یک شب با در یک روز بر مجموعہ حجرہائے نہگانہ طواف فرمودے و اکتفا بیک غسل نمودے دگاہ بر ہمہ طواف کردے و در عقب ہر مجامعتے غسل نمودے و فرمودے آنحضرت را ایں بہ یک غسل نہ کنی فرمود ایں طریقہ ازکی و اطہر و اطیب است آمدہ است کہ گویند رسول صلے اللہ علیہ وسلم بازنان ارزنان خویش صحبت داشتے چشم مبارک بر ہم نہادے و جامہ بر سر پوشانیدے و با آں سن گفتے تمسک بالسکینۃ والوقار و بصحت پیوستہ کہ آنحضرت را در جماع قوت سی مرد از قوم داده بودند لاجرم او در احلال بود کہ ہر چند زن خواہد نکاح کند یا زیادہ بر نہ۔ پیغمبر فرمود حبب الی من دنیاکم النساء و الطیب و جعل قرۃ عینی فی الصلوۃ۔

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲ میں لکھا ہے "روایت از عائشہ آنکہ گفت من ندیدم ہیچ احدے را کہ مرض برو صعب تر بودے از پیغمبر۔ رسول اللہ در مرض موت بسیار اضطراب مے نمود و در فرش خویش منقلب مے شد"

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۳ فصل اول۔ از میمونہ بنت الحارث روایت کنند کہ گفت من و رسول خدا ہر دو جنب بودیم من آب از طرف برداشتم و غسل نمودم و مقدارے آب از آں ظرف بماند رسول از آں بقیہ آب غسل نمود گفتم من ازیں آب غسل کردہ بودم۔ فرمود لیس علے الماء جنابۃ

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲۔ از ذی منت نامہ روز پنجشنبہ کہ مرض پیغمبر اشتداد یافت۔ یاران فرمود بیائید بنویسم تا برائے شما نوشتہ بنویسم کہ بعد از من گمراہ نشوید۔ پس میان اصحاب اختلاف واقع شد و با یکدیگر منازعت کردند بعضے از اصحاب گفتند شان او چیست در چہ حال است آیا ایں سخن از وے مثل آں سخنان است کہ مردم در حین اشتداد میگویند عمر خطاب گفت کہ پیغمبر را غلبہ کردہ و قرآن در دنیا شما است حسبنا کتاب اللہ۔ بخصومت و

سوامی صاحب

یادگار کس قسم کی ہونی چاہیئے اس امر میں آپکی رائے سے مجھے کلی اتفاق ہے۔ سوامی جی کی وہی یادگار انکی ہونے کے لئے قائم کرنی لازم ہے جسکو وہ زندگی میں دل و جان سے پیار کرتے تھے۔ اور صرف پیار بلکہ اسکے پورا کرنیمیں اپنی تمام طاقت کو صرف کررہے تھے وہ کیا ہے؟ وید کا ترجمہ اور تفسیر جسکو سوائے سوامی جی کے ہزاروں برس میں آجتک کسی عالم نے نہیں کیا۔ کرنا تو کیا ارادہ بھی نہیں ہوا۔ ہوتا کیونکر؟ یہ کام کچھ ایسا ویسا تو تھا ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس یادگار سے تمام آریہ لوگوں کو فائدہ عظیم قیامت تک پہونچتا رہے گا۔ اور آریہ دھرم کے علاوہ تمام قومیں اس چشمہ فیض سے ابدالآباد تک سیراب ہونگی۔ اور جب ان تفسیروں کو اپنے روبرو رکھیں گے تو وہی لطف حاصل ہوگا جو سوامی جی مہاراج کے گفتگو کرنے اور انکے وعظ مبارک سُننے میں حاصل ہوتا تھا۔ اب فرمائیے کہ اسکول یا اور یادگار سے ہمیں یہ لطف کب مل سکتا ہے۔

راقم محمد مراد علی ہما۔ از اجمیر۔

آنریبل مولوی سید احمد خانصاحب علی گڑھ کالج کے مہتمم کی رائے۔

۱۸۸۳ء

منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۱۸۸۳ء سال صفحہ

نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرستی صاحب نے جو زبان سنسکرت کے بہت بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے ۳۰ تیسویں اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ۶ بجے شام کے اجمیر میں انتقال کیا علاوہ علم و فضل کے نہایت نیک اور درویش صفت آدمی تھے۔ انکے معتقدات کو دیوتا جانتے تھے۔ اور بے شبہ وہ اسی لائق تھے وہ صرف جوتی سروپ نرنکار کے سوائے دوسرے کی پوجا جائز نہیں رکھتے تھے ہم میں اور سوامی دیانند مرحوم سے بہت ملاقات تھی ہم ہمیشہ انکا نہایت ادب کرتے تھے کیونکہ ایسے عالم اور عمدہ شخص تھے کہ ہر مذہب والے کو اُن کا ادب لازم تھا۔ شاید ہماری سمجھ کی غلطی ہو۔ مگر ہم کو خیال ہے کہ سوامی صاحب مبشر لینے مادی کو جسے وہ

محمد صاحب	سوامی صاحب

محمد صاحب

مناظرت نمودند - چوں لعوذ اختلاف از حد
گزرانیدند فرمود برخیزید از من پیش من کہ سزاوار
نیست نزد ہیچ پیغمبرے ما آنکہ فرمود نزد من
مرویست کہ عبداللہ بن عباس گفت مصیبتیکہ
بزرگ آں بود کہ نگذاشتند کہ رسول صلے
اللہ علیہ وسلم وصیت نامہ بنویسند -"
مرتے وقت وصف عائشہ سے گریاں تھے
اور اس کے حسن وخوبصورتی پر نگران خدا نے
اس کا بُت بنا کر جنت میں دکھلایا تب دل
بیچین کو قرار آیا -

چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہے رسول خدا
فرمود کہ بختیش آسان کردہ شد بر من موت
برا کہ دیدم بیاض کف دست عائشہ را در
بہشت و معلوم شدہ است کہ محبت عائشہ
بہ آنحضرت او را نحافت مر یہ کمال بود تا کہ صبر نمے
توانست کرد از وے لیس او مثل ساختہ شد
عائشہ برائے وے در جنت تا آسان شود
بسبب موت بجہت آں - زیرا کہ زندگانی خویش
در اجتماع محبان است ۞

جس طرح کے جور وظلم سے دین چلایا - ان سے
اگرچہ کوئی عقلمند بھی ناواقف نہیں مگر پھر بھی
ایک خاص واقعہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں ؎

شنیدم کہ طے در زمان رسول ۞ نکردند منشور ایمان قبول
فرستاد لشکر بشیر و نذیر ۞ گرفتند ز ایشان گروہے اسیر
بفرمود کشتن بشمشیر کین ۞ کہ ناپاک بودند و ناپاک دین
زنے گفت من دختر حاتم ۞ بخواہید زیں نامور حاکمم
کرم کن بجائے من اے محترم ۞ کہ مولائے من بود ز اہل کرم
بفرمان پیغمبر پاک رائے ۞ گشادند بندش ز دست و پائے
دراں قوم باقی نہادند تیغ ۞ کہ راند سیلاب خون بیدریغ

(بوستان باب ۲)

غرضیکہ اسی طرح صد سالہ خونریزی اور لشکر کشی
سے عرب - شام - روم - ایران و مصر کی ولایت
نے سپاہ عرب سے مغلوب ہو کر بسر آدین محمدی قبول کیا
(دیکھو سیرۃ الرسل اور تاریخ ابو الفدا کتاب
خامس)

اب اے ناظرین انصاف قرین خدا کیواسطے
حق و باطل میں تمیز کر کے جھوٹھ کو چھوڑ دو ۞

سوامی صاحب

ہاہا سے تعبیر کرتے تھے قدیم ازلی مانتے تھے
اگر ان کا یہ خیال نہ ہوتا تو نسبت ذات
باری کے ان کا اور مسلمانوں کا عقیدہ بالکل متحد تھا
بہرحال ایسے شخص تھے جنکا مثل اسوقت
ہندوستان میں موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو
ان کی وفات کا غم کرنا لازم ہے کہ ایسا نظیر
شخص انکے درمیان سے جاتا رہا -

تاریخ وفات سوامی صاحب طبعزاد مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس مدرسہ وزیر وال

منقول از اخبار آریہ مترا امرتسر مطبوعہ یکم نومبر
سنہ ۱۸۸۳ء نمبر ۳ جلد ۱

بگو عبدالرحیم این سانحہ پر درد و غم افزا
کہ این محبوب حضرت زاحیاں افتاد و ثنا
باہ کاتک و روز دیوالی سی اکتوبر
غبار تیرہ شد از سمت امیر ستان پیدا
کہ شد یوم الضحی لیل الدجے در دیدہ مردم
مگر گوئی کہ گردید آفتاب از چرخ ناپیدا
ز ہر جانب صدائے گریہ احسرتا خیزاں
بلند از ہر طرف شور و آہ و دود و واویلا
دل گفتم مگر محشر بپا شد ہاتف گفت
کہ نشنیدی سفر کرد از جہاں آں زینۃ الحکما
مہاراج سوامی دیانند آں فخر اشراقیں
کہ در ریشاں تند ہدایت بخش در دنیا
ہندوستاں چو شمع آریہ مذہب منور کرد
چراغ منسب ویدانت ہم افروخت در دنیا
شدم اندوہ گیں زیں خبر وحشت اثر غم پرور
شدم در فکر تاریخ وفات آں مقدس را
چو پرسیدم ز ہاتف سن عیسیٰ سمت بکرم
سن ہجری از و شد قصد پیشتر و سہ گفتا
مگر گفتمش تاریخ سن عیسوی گفتے
مگر از سمت بکرم ذکر تاریخ ہم فرما -
بخندہ گفت سن عیسیٰ است ظاہر تر ز ظاہر
ز اعداد حروفش سمت بکرم شود پیدا
بہ ایں صنعت کہ از یک مادہ دو تاریخ حاصل شد
بفضل ایزد چشم انصاف است از اہل ہنر ما را -

تکذیب براہین الاحمدیہ کا خاتمہ بالخیر

اے ناظرین صداقت قرین جس قدر مرزا صاحب نے اپنے الہامی اور قرآنی خزانہ سے سمعی اور خیالی اعتراض کئے تھے ان کے جواب باصواب اول مرتبہ یکم اکتوبر ۱۸۸۴ء کو روبروے ایک جماعت کثیرہ کے آریہ سماج گورداسپور میں سُنائے گئے تھے (باعث اس کا صرف یہی تھا کہ شاید کتاب دیر سے طبع ہووے جہاں پر باوجود فاصلہ قریب کے اشتہار ارسال کرنے پر بھی مرزا صاحب مباحثہ کیواسطے تشریف نہ لائے -

دوسری مرتبہ قادیان میں جاکر تمام باشندگان قادیان کو جواب براہین الاحمدیہ کا اول مرزا صاحب کی کتاب سے اعتراض پھر اپنی کتاب سے اور زبانی جواب سنائے گئے - جس سبب سے اس گرد و نواح کا بچہ بچہ انکی مکاری و عیاری سے خبردار ہو گیا - قادیان جانیکے وجوہات ذیل ہیں:

اوّل - مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ جو آریہ ہمارے پاس آوے اور ایک سال تک اگر اس عرصہ کے اندر خوارق عادات و کرامات و صداقت دین اسلام سے مشرف نہ ہووے تو ہم اُس کو دو سو ماہوار کے حساب سے ہرجانہ ماہواریانہ دلوینگے -

دوم - وہاں آریہ سماج بھی نہیں تھا - اُس کا قیام بھی اس نواح میں ضروری جانا گیا - چونکہ مرزا صاحب نے جواب معقول دینے سے انکار کیا - اس واسطے نامہ نگار سفر دور دراز کی تکلیف اُٹھا کر تا وہاں ہی گیا - اور کامل دو ماہ وہاں رہا - انہیں دنوں میں بفضل پرماتما کی کرپا سے آریہ سماج بھی قایم ہو گیا - ہر روز وید مقدس کا اُپدیش ہوتا رہا - مرزا صاحب کو کسی شرط پر قایم کرانیکے واسطے تین مرتبہ الہامی کوٹھے (مرزا جی کے بالاخانہ) پر بھی گیا - مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے - ایک سن سے لیکر دو سال تک رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جمے - اگر کچھ کرامات کا نام و نشان بھی ہوتا تو ٹھہرتے بلکہ وہاں تو آسمانی نشان کا نام و نشان نہ رہا ہے - ہاں ایشور کے فضل سے اتنا ضرور ہوا کہ انکی آمدنی کے تمام ناجائز وسائل بند ہو گئے - یعنی جو بیچارے دور دراز شہروں سے مسافر انکا مرزا صاحب کی زیارت کو آتا اور نذریں چڑہاتا قطعی مسدود ہوا - آخر نوبت باینجا رسید کہ تمام جمع کئے ہوئے سرمایہ کو کھا چکے اور کچھ روپیہ قرض لے کر انبالہ کی طرف ہجرت کر گئے ؎

وہاں رہاں سے نکالی بُتِ قرآنی نے ۞ جہیں جہیں سے اُتاری ہستم کے بانی نے -
ہزاروں چوچلے کرتا رہا قسم کے ساتھ ۞ نہ ایک بھی پورا کیا مُنکِر زمانی نے
دکھلا کے ناز کرشمہ جہاں کو پھسلایا ۞ بہت ستایا ہے لوگوں کو قادیانی نے
سبھوں کو دیتا تھا بیٹے پر اسکی قیمت ۞ نہ چھوڑا اُس کو صحیح حمل کی گرانی نے
نجومی لوگوں کو بتلاتا تھا فلک کے حال ۞ بلا میں ڈالا اُسے قہرِ آسمانی نے

بُرا جو بول ہے ہر ایک کو گراتا ہے
رُلایا مرزا کو بھی اُسکی لن ترانی نے

افسوس اکہ باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی بپایہ صداقت نہ پہونچایا - اور ہمیشہ عندالاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا - قادیان کے لوگ بچے سے بوڑھے تک سبھی اُنکی حیلہ پردازیوں اور روبہ بازیوں سے آگاہ ہو کر میری اس تحریر کے گواہ ہیں جس قدر معترض نے آریہ دھرم پر اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب معہ حوالجات وید و قرآن کے تحریر کر دینے بسبب وعظ و اُپدیش آریہ دھرم اور بعض دوسرے کاموں کا ساتھ رہنا مشکل ہے - اس سبب سے بھی تاخیر ہوئی ورنہ کب کی طبع ہو جاتی مگر پھر بھی لبقول - دیر گیرد سخت گیرد مر ترا - دیر آید درست آید - پر عمل ہو کر مفصل حوالجات تحریر کئے گئے ۞

بہت سے مسلمان بھائیوں کو بھی اِس کے مطالعہ سے فائدہ پہونچا - اور قلمی

کتاب کی نقلیں بھی دور دور چلی گئی ہیں۔ یہ **تکذیب** براہین الاحمدیہ کے ہر چہار حصوں کے جواب میں **حصہ اول** ہے۔ جو ہر طرح عقلی و نقلی شہادتوں سے مکمل ہے۔ اگر مرزا صاحب کچھ اور بولیں گے تو ہم بھی قرآن کی باقی ماندہ قلعی کھولیں گے۔ ورنہ اہل حق کے واسطے یہ کافی ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو آئینہ قرآن ہے۔ ہر ایک محمدی بھائی سے گذارش ہے کہ مطالعہ فرمانے سے پہلے بغض اور کینہ کو خزینہ سینہ سے کنارہ کر دیویں۔ اور حق کی قبولیت کے واسطے ایشور سے پرارتھنا کریں۔ تب یقین کامل ہے کہ گوہر مراد حاصل کریں گے ؎

گر نیاید بگوش رغبت کس — بر رسولاں بلاغ باشد و بس

التماس

اے محمدی بھائیو اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو! آریستان کے ٹکڑو اور بھارت کے لخت جگرو!! ہندوستان کے پیارو!! پرماتما نے آپ کو اور ہم کو ایک ہی قسم کے عناصر خمسہ سے پیدا کیا۔ ایک ہی دانہ پانی ہمارے لئے مشتمل ہے۔ ایک ہی ہوا پر ہماری گذران ہے ایک ہی زمین ہماری استراحت کی ہے گویا وجود میں ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ بھائیوں کو قصائیوں سے بدتر مخالف جانتے ہیں۔ باوجود قدرتی تعلقات کے ہم بعد المشرقین کی مسافت میں پڑے ہوئے ہیں اس گذارش سے جو میرا مدعا ہے اُسے غور سے پڑھو سنو بچارو سوچو مطالعہ کرو دل میں جگہ دو۔ بعد ازاں جو چاہو سو کہو تخمیناً سات سو سال کا عرصہ گذرا کہ ہم دونو قومیں ایک ہی تھیں۔ ہمارا دھرم ایک تھا۔ ہمارے کرم ایک تھے۔ ہمارے باپ دادا ایک ہی مسلسل سلسلہ میں تھے۔ ہماری خوراک ایک ہی تھی اور ہماری پوشاک بھی ایک ہی تھی۔ ہمارے خون ایک ہی تھے۔ اور ہماری حرکتیں بھی ایک ہی۔ اُسوقت آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپ کی تفریق نہ تھی۔ اور نہ کسی طرح قومی نفاق تھا۔ جب مغرب کیطرف سے تیغ کا طوفان آیا۔ اور بجبر اکراہ سے تلوار چلانے اور جور و ظلم کمانے لگے۔ ایسے وقت میں فاتح اور مفتوح کی جو حالت ہوتی ہے وہ کسی تواریخ دان انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے۔ پس اُس بادشاہ گردی کے زمانہ میں جب کہ جسکی لاٹھی اُسی کی بھینس کی نوبت تھی اور ہر ایک کو جان و مال کی حفاظت کی تشویش پڑ رہی تھی۔ باپ بیٹے کے اور بھائی بھائی کے خبرگیران بلکہ خیر خواہی کے خواہاں کم ہے۔ محمود غزنوی کے جور و ظلم۔ اورنگ زیب کے کشت و خون۔ محمد شاہ اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام۔ احمد شاہ ابدالی اور تیمور وغیرہ کی خونریزیاں جنکے ہاتھوں سے اتہاس یعنے تواریخ خون رو رہی ہے۔ وہی زمانے تھے جن سے آپکی اور ہماری جدائی کی نامبارک بنیاد رکھی گئی۔ وہی دور تھے جبکہ یہ نفاق کی برائی کا بیج بویا گیا۔ وہی وقت تھے جبکہ پھوٹ کے پودے بوئے جانیکا آغاز ہوا۔ پست ہمت اور بزدل اولاد جنہوں نے جان پیاری کی طمع نفسانی کے دام پیچ میں شہوت جوانی کے سبب ہمت ہاری۔ وہی لوگ خواہ دو ریا ناجائز طور سے دین مسلمانی پر مجبور ہوئے۔

فخر قوم آریہ حقیقت رائے کی داستان جس قدر قابل افسوس اور حسرتناک ہے۔ اُس سے کوئی مسلمان بھائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس قدر ظلم سے اُس طفل رستم دل کی جان لی گئی۔ اہل درد و منصف مزاجوں کے دل اُس کے واسطے تا ہنوز آنسو بہاتے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے جور و جفاؤں اور ظلم اور دباؤں سے آپ کے بزرگوں کو دین اسلام قبول کرایا گیا۔ اور ہزاروں لاکھوں بزرگ اُس طفل معصوم کی طرح اُن (حملہ آوروں) کے ہاتھوں اور تلواروں سے شہید ہوئے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش ذوالفقاری پر زوال آیا اور سلطنت نے پلٹا کھایا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ؎

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

پرمیشور نے اُن کے قہر سلطانی سے بچانے کے لئے کمپنی کو تجارت ہند کے لئے مستعد بنایا جس نے اُن ظالموں کے پنجوں سے علم اور تدبیر سے اور عقل اور شمشیر سے ہندوستان کے اسیروں کو چھوڑایا۔ لوگ امن و چین سے زندگی گذارنے لگے اور بیقرار دلوں کو قرار آیا۔ بعد ازاں جب کمپنی کے ٹھیکہ کی میعاد منقضی ہوئی تو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند و انگلستان دام سلطنتہا نے عنان حکومت قبضہ خود میں لاکر علم و عقل کا پھیلانا شروع کیا۔ جسکی برکت و اقبال سے ہر طرف سے امن و امان ہو کر چوروں کے ظلم اور ڈاکوؤں کے تشدد کی تباہی رفع ہوئی۔ لٹیروں سے اہل ملک نے نجات پائی اور سبھی اپنی اپنی حالتوں کو سنبھالنے لگے۔ جب علم نے آنکھیں کھولیں اور ظلم کی تلوار ٹکڑے ہو گئی۔ تب بہت سے ذی دلوں اور بزرگوں کے خون پر فدا ہونیوالوں نے پرائشچت کی تجویز کی۔ مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و رعب گذشتہ سے واپس کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ چنانچہ وہ اُس وقت غلطی یا کسی خاص مصلحت سے شدھ نہ کیئے گئے۔ مثل مشہور ہے کہ سو برس کے بعد کوڑھی کی بھی سنتے ہیں" ہندوستان کی بری حالت نے بھی پلٹا کھایا اور آفتاب صداقت دھرم نے طلوع فرمایا یعنے جب زمانہ نحوست اور ایام برائی منقضی ہوئے تو شریمان پرم سُجان سوامی دیانند سرسوتی جی رونق افروز ہوئے۔ جو اور لوگوں سے طمع اور تلوار سے نہ ہو سکا وہ دلائل و براہین اور نصیحت و اپدیش سے کر دکھلایا۔ اسوقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ کے مسلمان و عیسائی شدھ ہندو بھائی بعد پرائشچت و ست اپدیش کے آریہ دھرم میں واپس کیئے گئے۔ اور صد قتل سے اُنہوں نے بھی ضلالت سے نکلکر وید مقدس پر ایمان لایا۔ اور نہایت محبت و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی اُنہیں بھائی سمجھ برادری میں شریک فرمایا اور گذشتہ قصورات معاف فرمائے کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر مبنی تھے۔ تمام آریہ ورت کے فاضل پنڈت اُس مہاتما کے شکرگذار ہوکر دھنواد دے رہے ہیں۔ بنارس۔ جموں۔ امرتسر۔ لاہور کے مہاتما پنڈتوں نے اس مبارک کام میں فتوے دیدیئے۔ جوق در جوق لوگ شدھ ہو رہے ہیں اور عربی کی یہ مثال و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں پرماتما کے سچے دھرم میں گروہ گروہ یعنے کثرت سے سچا دھرم پھیل رہا ہے اور لوگ بھولے ہوئے پرائشچت کرا رہے ہیں۔ اگر آپ میں آریہ بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان باقی ہے۔ اگر اُن پشتوں کے تسلسل قومی کا کچھ اثر ہے۔ اگر ملکی و قومی ہمدردی نام تک موجود ہے۔ اگر زندگی کی سچائی کی کچھ تاثیر رکھتے ہو۔ اگر پرماتما سے محبت کی حقیقی التجا ہے۔ اگر علمی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو۔ اگر اُس پاک زبان کے مخفی جوہروں کی چمک سے دل منور کرنا چاہتے ہو۔ اگر ظلم و ستم اور تعصب کے عادی نہیں ہوئے۔ اگر تواریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے۔ اگر اخلاق و محبت کا واقعی اثر رکھتے ہو تو اے پیارو عزیزو بھائیو! آؤ ملو!! پریم سے سوچو بچارو!! اُسکو غلط سمجھو چھوڑ دو حقیقی جوش سے چھوڑ دو سچی زندگی کے لئے چھوڑ دو۔ دلی ایمان سے چھوڑ دو۔ خدا کے واسطے چھوڑ دو۔ کفر کو دل میں مت رکھو ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ۔ بغض و تعصب کے نزدیک مت جاؤ۔ کسنے ڈھونڈھا ہے جسے نہ ملا۔ اور کسنے چاہا ہے جسنے نہ دکھائی دیا۔ صداقت اور پیار سے اس کو مطالعہ کرو۔ تاکہ نفاق دور ہو کر ہم اور آپ بھائی بنیں۔ خدا آپ کو توفیق دیوے۔ اے پرماتما ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے دلمیں خصوصاً جاگزین کرتا کہ نفاق کا ستیاناس ہو اور دھرم کا پرکاش۔

الملتمس خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھرام

ضمیمہ کتاب ہذا متعلق خطوط و اشتہارات

خط و کتابت

نمبر ۱

جناب مرزا صاحب ہادی اسلام خدا ہدایت دیوے۔ بعد آداب دوستانہ کے گذارش ہے۔ آپ کا خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور ملا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گذرا۔ جدا آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفر ہند اخبار میں طبع کرایا تھا اُس روز سے آج تک اس بندہ آپ خامہ فرسائی کی سب کو غور سے دیکھتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات رہا۔ خط کے مضمون کو کما حقہ پڑھا۔ یہ خط جس کے لکھنے کی آپ کو لکھوانے مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے۔ کہ ہم آریہ لوگوں اور غیر مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں۔ اور جو کوئی ہم میں سے اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کی نہ دیکھے اور تسلی پا کر مسلمان ہوئے۔ تو آپ اسکو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ۔ بس آریہ سماج کے مبارک اصول نمبر ۴ کے بموجب جس کا مطلب یہ ہے کہ سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔ راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنابر دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونیکو بموجب آپکے وعدہ کے مستعد ہے۔ مگر اس شرط پر آپ اول جناب دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیں اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلا عذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھکو دلایا جاوے۔ اور وہ روپیہ تا انقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں کفول رہے اسکے واپس لینے کا آپکو اختیار نہوگا۔ جواب اس عریضہ کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے پاس ارسال فرماویں۔ اگر حسب شرائط مذکورہ جناب کے یہ شرائط آپ قبول یا منظور نہ فرماویں گے۔ تو سمجھا جاویگا کہ آپنے بجز بیہودہ لاف و گذاف کے اپنے دعوی کو ثابت کرنا چاہا ہے اور اسی آپکو دعوی کی تکذیب بھی لازم آویگی اور تمام ملک میں تشہیر کیجاویگی۔ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرما کر ... مجھے ایک سال تک اپنی شاگردی سچے دل سے منظور ہے۔ بروقت ... اگر آپ کے ... حاصل ہو جانے مبلغان ہرجانہ کے اور جانے شرائط اقرار نامہ کے ... بلا عذر حاضر خدمت ہو جاویگا۔ ۲۳ اپریل ۱۸۸۵ء

پنڈت لیکھرام ... آریہ سماج پشاور بمقام امرتسر

جواب۔ ... بالمقابل پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد جب آپکا خط ... لکھتے ہیں ... مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گذرا لیکن ... سمجھتا ہوں کہ ... خط ... تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے بکلی برعکس ... خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں ... ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے مگر ... اور اگر میں ... سے غلطی ... آپ ... خوب ... کو ... بیان ... خطوط ...

سماج لاہور آریہ سماج امرتسر آریہ سماج لدھیانہ میں جسقدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو شخص لیکھرام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور کوئی نشان مانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف مشرف اسلام ہو جاویں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ بلکہ عام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دینگے۔ کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے ... میرے پاس بھیج سکیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائینگے جو قابل خطاب نہیں۔ بات آپ پر واضح ہے کہ اس معاملہ میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو (دیکھو سطر ... خط مطبوعہ) اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو۔ اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسی کو مغلوب اور قائل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کو خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرت پر حمل کرتے ہیں اور بجائے اسکے کہ کوئی گروہ اسکا اتباع کر کے راہ راست پر آوے حق کی ہدایت پانے کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اسکے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ ہر ایک قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے لیکن ایک عامی آدمی کے قائل اور مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی۔ عامی کا عدم وجود قوم کے نزدیک برابر ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبر تمکی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر موثر ہوگی۔ حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہرحال ہمکو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا امتحان طلب ہونیکے لئے مخصوص نہوں تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہوگا مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اسکا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ مقتدائے قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے امور اسکے بعد طے ہو جاوینگے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سالانہ بصورت مغلوبیت بنا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی اسی لحاظ سے یعنی مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے۔ خواہ وہ نقد تمام روپیہ آپ رکھیں یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کرینگے یعنی اپنے اپنے حصہ کے الگ الگ۔ اب خلاصہ کلام آپ پر یاد رکھیں کہ ہم نے تین ماہ تک حصہ پنجم کا چھپنا ملتوی کر کے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ ایسی ہی رجسٹری بھیجے تھا۔ کیونکہ قوم کے سرگروہ کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے ہم کو کچھ سروکار نہیں اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اول اس کو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ در حقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اس کے قائل اور اقراری ہو جانے سے بلا حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جاویگے۔ سو مناسب ہے کہ آپ سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جسقدر ممبر ہوں اُنسے حلفاً اقرار نامہ لکھا لیں اور نام بنام اُن سے دستخط کرا لیں اور اس اقرار نامہ پر دس بیس معتبر مسلمانوں اور بعض آریوں کے دستخط بھی ہوں تا کہ وہ اقرار نامہ مع آپکے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے۔ لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اس کے منشاء کے مطابق قدم رکھو ان خطوط سے اصل مطلب تو ہمارا یہی تھا کہ قوموں کے سرگروہوں کو قائل یا لاجواب کر کے

کل وہ مومن نہ ہوں یا نہ ہوں تاہم عجب کیا ہے کہ ان کی بات سے سرگروہ بہن کے لاجواب (قائل) ہونے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا اور جس کے چھپنے کی کتب آپ بھی اگر خدا توفیق دیوے تو آپ ہم بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر تمہارے ہی بھائی ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور ۔ اپریل ۱۸۸۵ء

۳۔ (جواب الجواب) مرزا صاحب کا خط مورخہ ۔ مارچ کو آج ۹ اپریل ۱۸۸۵ء کو موصول ہوا اسلئے تاخیر ہے اور یہی کمی معذرت ہے۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ مدتوں انتظار کے بعد اور میرا خیال تھا کہ آپ نے موجب مضمون خط مدت کے بھی پہلے ہی بھیجے ہونگے مگر وہ خط نکلا۔ مگر آپ لوگوں کا شیوہ ہے کہ قرآن شریف و دیگر مذہبی کتب۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد ان کے خلاف ہے۔ آریہ سماج والے تکبر کے وجہ نہیں ہیں اور نہ کسی لشبر وغیرہ کے۔ ان پر ہر ایک سخن مشفق عقل و دوستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممد ہے۔ اور وید مقدس کا یہ ویسا ہی سان کے پیچھے نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گرویدہ کا۔ ہمارا یہی پاک سوامی جی کا اصول ہے کہ وہ ورخ کے ارادے کھل گئے جو کوئی بیدہ ہوگئے بیدک شکئے۔ آپ فضول سمجھتے۔ آپ ہم وموحد و پاکیزہ پرعمل کرتے ہیں مگر وہ اور گروہ ولا خوب نہیں ہے۔ خدانخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک کسی طرح کافر نہیں ہو سکتا۔ جو بیشمن تلوار کے دین اور پیسے کے دین بیاہ کے دین اور ایسی ہی کسی طمع سے ایمان اور صداقت کے بیان ہوتے ہیں وہ آسمان کا معاوضہ ہے۔ ایک معجزہ کے بیان لانے سے باطل قوم مائل ہو جاتی ہے مگر عاقل اور مہذب قوم اس مقصد و مقصد کارروائی سے تمامی ہے۔ مثلاً اس عجیب چال سے دور ہیں۔ اور جہالت سے نفور۔ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

وقتے از ضمیر روشن رائے بر نیاید درست تدبیرے

آپکا تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لودھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کیطرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں۔ جو پنڈت لیکھرام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائینگے۔ اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لینگے تو ہم سب لوگ بلاتوقف شرف اسلام سے مشرف ہو جاوینگے الخ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ جو بھائی بھیا میں اوپر تحریر کر چکا ہوں۔ کہ ہم آریہ دھرم والے صداقت کے پیاسے ہیں۔ طمع کے نہیں کیا آپ مندرجہ ذیل معزز و محقق مسلمانوں کے آریہ ہو جانے سے دھرم کو زرین کرنے کے لئے مجبور ہو سکتے ہیں۔ نام ان بزرگوں کے یہ ہیں جنہوں نے بباعث علمی و صفائی باطنی و روشنی روحی سے تحقیقات کامل کر کے آریہ دھرم کو اختیار کیا ہے اگرچہ وہ تعداد میں کئی ہیں۔ مگر چند بھائیوں کے نام درج کرتا ہوں۔ مولوی محمد عمر صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی غلام شاہ صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ غلام مصطفیٰ صاحب وغیرہ۔ پس یہاں پر اگر آپکا قول درج کر دوں۔ تو عین مناسب ہے۔ کہ اگر خدا آپکو توفیق دیوے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو۔ کیونکہ آخر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں الخ۔

مرزا صاحب اپنے گھر میں بیٹھ کر کچھ کا کچھ سمجھ لینا شایانِ شان عقلمندی نہیں ہے۔ بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں۔ تو کیا آپکے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیان کے رہنے والے یا اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کرینگے۔ کبھی نہیں۔ پس اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں۔ مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے کہ بانداز نمونہ بوید نمود۔ جہالت پسند و آنکہ نمونہ بوید مرزا صاحب ادعائے پیغمبری سے سوائے خجالت کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ آپ جو کامل تحقیقات کر کے آریہ ہو جاویں۔ تو آریہ دھرم کی صداقت کا عمدہ ثبوت ہے۔ ایسا ہی آپ مرزا صاحب کا بہت سے مسلمان ہو جانا دین اسلام کی خوارق عادات کا ایک معجزہ ہوگا۔ چونکہ مجھے آریہ سماج قادیان کے ممبروں سے آپکے کرامات یا ایمان کی نسبت کچھ حال کچھ ہے۔ پس آریہ سماج قادیان کے ممبروں کو قبول ہے۔ علاوہ برآں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر آریہ سماج والے رہتے ہیں۔ آپکا یہ تحریر فرمانا کہ جواب وہ بھی تمام روپیہ بت سماج تم جواب قرار نامہ پر دستخط کرنے کی۔ اپنے اپنے حصہ کے الخ۔

یہ دستخط آپکی خوشنودی پر ہے ورنہ آریہ سماج والوں کا اعتقاد و خواہش نہیں ہے۔ پس بہتر یہی جانتا ہوں کہ آپکا تحریر کیا ہوا بابجی سماج کے ممبران کے اور اس ہی طرح تحریر کر کے ارسال کریں صرف ٹال مٹول اور حیلہ سازی و ظاہرداری معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ جس سماج سے چاہیں آپ کو ہر ایک بات سے ہر ایک معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ آپ کے گنج قارون کے قابل نہ رکھی کسی طرح کی تمنا ہے صرف تحقیق حق منظور ہے مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تہی کرتے ہیں۔ ہاں یہ فضول خود ہی لکھتا ہوں۔ کہ جو ہم آریہ سے نہیں ہیں بلکہ بدمست ہوں میں مصروف و منہمک جو اس پر ہی سمجھے پھر تو اس سبب سے جدا ہیں۔

اگر جواب کامل اس کا ایک ہفتہ تک۔ آیا تو مفصل حال آپکے دعویٰ کا اخبارات میں درج کیا جاویگا۔ ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء

نیاز مند لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور۔ از مقام لاہور۔

۴۔ رد جواب۔ مشفق پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب آپکا خط مرقومہ ۹ اپریل ۱۸۸۵ء مجھ کو ملا۔ آپ نے بجائے اسکے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے۔ ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کر کے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپ نے اپنے خط میں ہنسی اور تمسخر اور ہنسی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کے بیہودہ طرح مکروہ اور تعریفی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس قدر طالب حق ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپکی سخت اور بد لوازمات زبانوں پر صبر کر کے دوبارہ آپکو اپنی منشاء سے مطلع کروں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید آپنے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اس کا سادہ مطلب یہی ہے جواب میں گذارش کرتا ہوں یعنی ان دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے مناسب سمجھا کہ سات سو خط چھپوا کر [illegible] مذہب کی طرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لاکھوں کروڑہا ہوا کرتے ہیں اسلئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ ان چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کیطرف روانہ کئے جاویں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود ہیں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھہرنے کیلئے بلائے جائیں تو ان کی دنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے اگر روپیہ ماہواری ان کے لئے تجویز نہ کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جس قدر اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں۔ وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہوگا۔ غرض جو ماہوار۔ وجہ کی تجویز کی گئی وہ بنظر اندازہ وجوہ معاش ان اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں۔ کہ قادیان میں ٹھہرنے سے ہمارا ماہوار روپیہ ہرج مفقود ہے اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں جن کی مدت

مانا کہ اگر ۱۵ روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دُنیوی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن ہو اُن کو ۱۵ روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۱۵ روپیہ کہ جو اعلےٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دنیوی اُنکے خطوط مطبوعہ میں اصلاح پایا ہے جسقدر روپیہ ملنے کی شرط سے میں قادیان میں آتا ہوں۔ سو آپ خود انصاف فرمالیویں کہ آپ کیونکر اسقدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ ۱۵ روپیہ ماہواری پاتے ہیں تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کردیں کہ میں اتنی حیثیت کا آدمی ہوں۔ اور اگر ایسا ثابت نہ کریں۔ تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے تھے میں وہی تنخواہ حسب منشاء الخط مندرجہ خطوط مطبوعہ آپ کو دونگا۔ لیکن آپ خود انصاف کرلیویں کہ جو تنخواہ اعلےٰ درجہ لوگوں کے لئے انکی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور اُنکے درجہ کثیرہ کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر ان لوگوں کو دیجائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر ہر ایک ادنیٰ و اعلےٰ کے لئے ۱۵ روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اسقدر روپیہ کہاں لاؤں۔ اب تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو بعض خطوط کے چھاپنے کیوقت انتظام کیا ہے اُسکو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیان میں آجائیں اور بالمواجہ گفتگو کر کے اس بات کا تصفیہ کریں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کر کے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جائے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپنے اپنے خط کے آخیر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنیکے لائق ہیں جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمدو رفت رکھتے ہیں ابتک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم کہ آپ نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں۔ اگر آپ سچائی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو ان آریوں سے جو موجود ہیں اُن لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ پر واضح ہو جاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر یہی تہمت لگاتے ہیں۔ ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں نے انہیں آریوں کا نام حصہ سوم وچہارم میں لکھ کر انکا شاہد خوارق ہونا حصص مذکورہ میں درج کر کے لاکھوں آدمیوں میں اُس قصہ کی اشاعت کی ہے۔ تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بے فروغ ہوں تو کیونکر وہ لوگ اب تک خاموش رہتے۔ بلکہ ضرور تھا کہ اس جریح جھوٹ [illegible] رد کرنے کے لئے کئی اخباروں میں اصل کیفیت چھپواتے اور مجھ کو ایک دنیا میں رسوا اور شرمندہ [illegible] سو منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ لوگ باوجود شدت مخالفت اور عناد کے اسوجہ سے خاموش اور لاجواب ہے۔ کہ جو جو شہادتیں انکی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔ اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اس ظن فاسد سے مخلصی حاصل کرنیکے لئے قادیان میں آکر اس بات کی تصدیق کر جائیں۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد جواب سے جلد تر مطلع کریں۔ والدعاء –

راقم مرزا غلام احمد قادیان – ۱۹ اپریل ۱۸۸۵ء

(۵) رد جواب – مہربانمن مرزا غلام احمد صاحب تسلیم – آپکا خط مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۸۵ء بہت انتظاری کے بعد ۲۳ اپریل ۱۸۸۵ء کو مجھے پشاور میں ملا۔ چونکہ پشاور آریہ سماج کا پہلا سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو تھا اس واسطے مجھ کو لاہور سے ۱۸ اپریل سے پہلے بغرض شمولیت جلسہ پشاور آنا پڑا۔ ۵ و ۶ روز کثرت کار جلسہ کے سبب فرصت نہ ملی آج فرصت پاکر جناب کا جواب نہایت اختصار سے تحریر خدمت کرتا ہوں۔ اس قدر دیری کو معاف فرمائیے۔ بخط آپکا بھی میں نے غور سے پڑھا اور تامل سے بچارا اور ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۲ کو حرف بحرف مکرر مطالعہ کیا۔ مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب و ادب اسمیں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپنے اُس خط سے اسقدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب معمولی سے بھی مزاج مبارک برافروختہ ہوتا ہے۔ تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق وکذب سراپا محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر ۲ کی تادیب و تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو۔ اور میرے صاف خط کو بھی مُنہ زور نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی تحکم مسلمانہ مراد ہے تو عجیب امر ہے ورنہ اسمیں کوئی امر خلاف اخلاق نہیں ہے جسطرح آپ نے اتمام حجت کی غرض سے خطوط ارسال کئے ہیں اسیطرح میں نے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپکے پہلے خط مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۷ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور اس خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

واللہ اعلم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے برخلاف یا اُسکی اندرونی تائید کیواسطے بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب براری کیواسطے پوشیدہ ہونگی۔ آپکا خیال نہیں ہے –

نے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم
کہ گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا

جو نتیجے آپکی مختلف تحریروں سے برآمد ہوتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی تسلیم کے لائق نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیگا۔

بماہ ستمبر ۱۸۸۳ء میں بتقریب جلسہ آریہ سماج امرتسر کے گورداسپور گیا تھا اور وہاں پر اس امر کی نسبت کہ آپنے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ درحقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں دریافت کیگئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپکا ہمراز و واقف تھا معلوم ہوا کہ آپ اسقدر جائداد بھی نہیں رکھتے ہیں بلکہ مقروض ہیں۔ اب اُس کی تصدیق آپ کی ہی تحریر سے ہوگئی کہ اگر ہر ایک کے لئے ۱۵ روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اُس سے لاؤ جس نے آپکو بقول آپکے بنی ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیاں کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعویٰ کا نہایت قوی اور مدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین الاحمدیہ کے جواب تکذیب براہین ال[illegible] میں درج ہو کر عنقریب چھپنے والا ہے اور وہ اُنکی خط و کتابت ہے اُن کو تہمت آپنے لگائی ہے کہ اُنکو میں نے کرامتیں بتلائی ہیں جو بالکل صداقت سے خارج امر ہے۔ میں آپکے روبرو بھی آسکتے ہوں مگر جو تھا اگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپکی ملاقات کو گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں تو خیال گذرا کہ شاید ان کی اسقدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کرسکوں۔ اِس واسطے ارادہ ملتوی کیا۔ لاآنہ پہنچا تھا وشاید آپ کے دعوی کی تکذیب بھی برادر چند یا وید باپ کا شک میں کی تھی مگر افسوس کہ مجھے اس وقت اچھی طرح یاد نہیں ہے اور اسمیں میرے مہربان بھائی باوا نرائن سنگھ جی نے بھی وید پرکاش میں بہت مشرح لکھا ہے –

العاقل تکفیہ الاشارۃ –

اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کرچکا ہوں یا جو شہادتیں منہ بہ یا عقلی بیان کی گئی ہیں سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی بلکہ طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی آپ کی کراماتوں کی مفصل فہرست پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں جو نکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بالفعل ایسا ہی چاہتا ہوں۔ کہ اُن لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں صراط مستقیم یعنے ہدایت وید مقدس کی تعلیم دوں –

قرآن و انجیل و توریت و زبور وغیرہ کتب ملّے ادیانِ مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے اُنکی بابت بحث کرنے کو موجود ہوں اور میرے اکثر دوست مسلمان جو آپکی براہین احمدیہ کے خریدار ہیں یا جنکو آپ تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں۔ بہ سبب منکر از کرامات ہونے کے وہی لوگ مجھے آپکی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طول دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گذارش ہے کہ اگر درحقیقت وعدے کے سچے اور قول کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں۔ تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب ۱۰۰ روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرماویں۔ اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر یکسال تک آپ کی ہدایت، و آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پاکر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھکو ملجاویں اور وہ روپیہ تا انقضائے ایک سال کے خزانہ سرکاری میں مکفول رہے۔ اس کے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جلشانہ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں تو اس اقرار نامہ اور حوالۂ روپیہ سے گریز کیوں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپکو اپنے کراماتی سکّہ پر اُمید ہے کہ قلب نہیں ہے تو کل عذر و معذرت و حیلہ جوئی بیکار ہے۔ جب خدا نے پیشگوئی فرمائی۔ اور علاوہ براں آپ نے کئی مرتبہ آزمائی تو ہم کو ملزم و لاجواب و مغلوب ہی ہونا پڑیگا۔ خدا نے وعدہ آپ سے فرمایا۔ اور آپ ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے خطوطات سے ظاہر ہے پس کس طرح مانا جاوے کہ اُسمیں تخلف کا امکان نہیں ہے جبکہ آپ کو ہی اُسکا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا اتمام حجت کا اشتہار دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا مبلغان ادا کرونگا۔ آپ جیسے کی عقلمندی کو بٹہ لگا رہا ہے۔ بسبب اسی آپکے تخلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپکے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر سہ کرر تحریر کرتا ہوں۔ کہ کراماتی ورد کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محک امتحان بنانا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپکی شاگردی اور قادیان کی حاضر باشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی وہی طول طویل عبارت اور مطلب حیلہ حوالہ رہا تو زیادہ خط و کتابت بیفائدہ ہوگی۔ زیادہ نمستے۔

۲۹ اپریل ۱۸۸۵ء راقم پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور از پشاور

(۶) خط مرزا صاحب بجواب خط نمبر ۵ ۔ مشفقی پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ماوجب

اگرچہ اس خاکسار نے آپکے اُن خطوط کے جواب میں جنمیں آپنے قادیان میں ایک سال ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپکا ایسی درخواست کرنا آپکی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ ابتک اِسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپنے اپنے اِسی دعویٰ کو بعض اخباروں میں چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے دکھلانے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور کیوں چوبیس سو روپیہ دینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک ٹھہر کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دیجاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آجتک آپکی درخواست منظور کرنے میں توقف کیا تو اُس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ و منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہر چند ہم نے کوشش کی مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ اُن معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں۔ جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اِس دعویٰ پر غایت درجہ تک پہونچگیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں۔ اِس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپکی درخواست منظور کر لیتے ہیں۔ اور جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرا دینے کو ہم تیار اور مستعد۔ لیکن جیسا کہ آپ شرائط مندرجہ خطوط سے تجاوز کر کے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے مجھ سے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اِس صورت میں مجھے بھی حق پہونچتا ہے کہ میں بھی آپکے اِس اقرار کو جو بعد دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان ہی میں مسلمان ہو جاؤنگا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑ دوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کر لینگے۔ ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور تدبیر کر لوں۔ جس سے مجھے بھی پورا پورا الیقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی درحالتِ انکار اسلام اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے سو عدالت کی بات جسمیں میں اور آپ برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار ۲۴۰۰ سو روپیہ جسقدر آپ کے کسی جگہ جمع کرا دے اور ایک طرف آپ بھی اُسیقدر روپیہ حسب نشا مذہبی اِس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر رکھوا دیں۔ تا جسکو خدا تعالیٰ فتح بخشے اُس کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک یادگار ہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی و سراسر انصاف ہے۔ کیونکہ جیسے آپکو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے اِس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ علےٰ ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے میں بھی بعد مغلوب ہونے آپ کے آپکو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کر لیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کر لوں کہ بحالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اگر آپ اسلام کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں تو آپکو روپیہ جمع کرنیمیں کچھ نقصان اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونیکے مسلمان ہو جائینگے تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ تو صرف اُس حالت میں بطور تاوان آپ سے لیا جاویگا۔ کہ جب آپ عہد شکنی کر کے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا روپوشی اختیار کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپکی طرف سے جمع ہوگا۔ اور صرف عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہوگا۔ نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اسقدر روپیہ کہاں سے لائینگے تو اسکا فیصلہ تو آپ ہی کے اقرار سے ہو گیا جبکہ اپنے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ ایسے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اِس سے بہت زیادہ آپکے دولتخانہ میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کرینگے بلکہ وہ تو مُشکے ہی ہزارہا روپیہ آپ کے قدموں پر رکھ دینگے۔ اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا۔ خدا نخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا۔ کہ آریہ سماج کے دولتمند اور ذی مقدرت لوگ آپ کو چند روز کے لئے بطور امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانت داری اور امانت گذاری میں اُن کو کلام ہو کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ادنےٰ ادنےٰ آدمی جیسے چوہڑے چمار یا سانسی اپنی قوم میں کچھ تھوڑا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اِس قدر مسلّم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدہا روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ اُن کی امداد کرتے ہیں اور آپ تو بقول آپکے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جنکی عزت سارے آریہ سماج

ہیں نسبت وقبول کی گئی ہے۔ ماسوا اسکے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور آپکے پاس رہینگے۔ یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپکی ملک کر دینگے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آج ہم یہ خط رجسٹری کرا کر آپکی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ اور اگر بیس دن تک آپنے ہمارا جواب نہ بھیجا۔ اور قادیان میں آکر ایک سال ٹھہرنے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ اور ان شرائط کو جو منصفانہ اور حق پسندی پر مبنی ہیں۔ قبول نہ کیا۔ تو بعد گزرنے بیس دن کے یہ خیال کیا جاویگا کہ کشتی آپکا صرف دعویٰ تھا۔ ہم اس کو شایع کرا کر لوگوں پر ثابت کر دینگے کہ آپ کا ایک سال تک قادیان میں ٹھہرنے کیلئے مجھ سے درخواست کرنا صرف لاف وگزاف ہی تھا۔ آپکی نیت صاف ودرست نہ تھی نہ آپکی ایسی حیثیت عزت تھی جس کا آپنے وعدہ کیا تھا۔ اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں۔ اور مدت مقررہ تک ضرور آپکے جواب کے منتظر رہینگے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

از قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء خاکسار غلام احمد۔

۷۔ بجواب خط مرزا صاحب المحررہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء مشفقی جناب مرزا صاحب بعد رسوم ملاقات بجواب خط مرقومہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپکے خط وکتابت کے سلسلہ کی بنا فقط آپکا وہ اشتہار ہے جو آپنے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کرا کر شایع کیا تھا۔ اور جس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ جناب الٰہی سے آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی دعوت کریں۔ اور جو کوئی شخص آپکے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی وخوارق عادات وصداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کرے اور تسلی نہ پا کر مسلمان نہ ہو جاوے تو آپ مبلغ مالہ ماہوار کے حساب سے کل اعنی ۲۴۰۰ دو ہزار چار سو روپیہ بابت سالتمام کے اس شخص کو ہرجانہ یا جرمانہ دوینگے۔ جس پر میں نے معقولیت کیساتھ آپکی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپکی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ زر موعودہ اماناً سرکاری خزانہ میں داخل کر دیویں۔ اب اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپکے اماناً داخل کروں تاکہ اگر آپکے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کر کے اور تسلی پا کر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اس جرمانہ میں روپیہ کے جو میں داخل کرونگا۔ آپ مستحق ہوویں۔ صاحب من آپ اپنے عہد مشتہرہ پر کیوں قائم نہ رہے اور کس واسطے اپنے جادہ انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دینداروں یا راستبازوں کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور زیادہ تر لطف یہ ہے کہ آپ اپنے اس اعتراف قطعیہ کو نہایت عمدہ اور حسین خیال کرتے ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپنے جو اس بات کا اشتہار دیا ہے جو آپنے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجوہ ذیل باطل ہوا (۱) اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں ۲۴ سو روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو زر امانت راقم آپ لیویں۔ حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اسکے لکھتے ہیں اسلئے پہلا اشتہار قائم نہ رہا (۲) جبکہ آپنے معجزہ کا دعویٰ بذریعہ اشتہارات کے شایع کیا تو آپکا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہئے تھا کہ ضرور معجزہ دکھا دینگے اور تاثیر اس کی نہایت قوی ہوگی اور مشاہدہ کنندہ بھی ضرور اسلام قبول کریگا کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کر دینے ہیں اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ اعجاز نہیں کہا جا سکتا اسلئے آپکو اپنے دعویٰ پر خود ہی شک پیدا ہو گیا کہ میں آپکے معجزہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کرونگا اسکے عوض آپنے روپیہ مذکورہ میرے کے لینے کی تمنا کی ہے دروغ گو را تا بدر خانہ باید رسانید۔ آپکے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو آپنے نئی حجت اٹھائی ہے میں اسکے واسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں اعنی ۲۴۰۰ روپیہ میں داخل کر سکتا ہوں۔ مگر مجھ کو آپکے استقلال پر شک ہے اس لئے اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہئے کہ کونسا نشان آسمانی آپ مجھ کو دکھا دینگے۔ آسمانی نشان یعنی سورج۔ چاند۔ ستارے ہیں پس علاوہ ان فوق العادت نشانات کے آپ کوئی دلیل کا آسمانی نشان دکھلاویں یعنی دوسرا آفتاب جس کا طلوع مغرب سے اور غروب مشرق ہو یا شق القمر کا معجزہ جس کا اشارہ قرآن میں ہے اور جو عقلا کے نزدیک غیر مسلم اور آپکے خیال میں حق ہے پس اگر اسی کو اعادہ کر کے دکھلا دیں یعنی دو پہر رات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جاویں دوسرا یا چاند کامل اماوس کی رات کو جیسا کہ پورنماشی کو ہوتا ہے ظہور ہو جاوے۔ ان میں سے کل کو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں اور یا ان کے سوا معجزہ کے دکھلا سکا بھی آپ مقرر کریں۔ تاکہ وہ عام میں مشتہر کرایا جاوے۔ اور میں سمجھونگا کہ جو بیس سو روپیہ جمع کر کے ایک تماشا دکھلوا دیا۔ اگر اب بھی آپنے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں ماتحت مانگی کے نہ دیا۔ تو تصور کیا جاویگا کہ ایسے بے بنیاد و لغو دعاوی کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور من بعد آپکے خط وکتابت بند ہوویگی اور چونکہ آپنے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز اختیار کی ہے وہ تہذیب سے گری ہوئی ہے مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں بلکہ اسکو بھی اسی دلیل میں سمجھتا ہوں جس میں آپکے اور دعاوی ہیں اور اس کا باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ سب کا بھلا ہو اور راستی کا فاش ہو۔ جواب اس کا ایک ہفتہ تک آنا چاہئے ورنہ بعد ازاں اشاعت کیجاویگی ۔

۲۰ جولائی ۱۸۸۵ء۔ الراقم نیازمند لیکھرام از آریہ سماج امرتسر۔

یادداشت (۸) جو خط مرزا صاحب کا (بجواب خط نمبر ۷) آیا تھا وہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور سے پس وپیش ہو گیا ہے اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا مگر اسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہم یہ شرائط نہیں کر سکتے اور نہ مطلوبہ نشانات بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ ظاہر ہوگا یا نہ ہوگا غرضیکہ اس بلائے ناگہانی (دعوی کرامات) سے پلہ چھڑانا چاہا بہت سا حصہ اس خط کا جواب ۹ میں بھی موجود ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں (مصنف)

۹۔ جواب خط مرزا صاحب مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء مشفقی مرزا غلام احمد صاحب بجواب خط مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء آپکے عذرات اور بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید مدلل لکھتا ہوں **عذر اول** پہلے اشتہار میں اعنی ۲۴۰۰ روپیہ دینے کا وعدہ ضرور ہوا ہے مگر پیشگی جمع کر دینے کی شرط نہیں کی تھی چونکہ آپنے میرے وعدہ کو معتبر نہ سمجھا اور یہ زاید شرط لگائی کہ زر موعود کسی بنک سرکاری میں جمع کر دیا جاوے اس صورت میں مجھے بھی بر خلاف اس اشتہار کے استحقاق پیدا ہو گیا کہ اعنی ۲۴۰۰ روپیہ بالمقابل پیشگی امانت رکھاؤں تردید دفعہ ۱ آپکو واجب تھا کہ پہلے ہی اشتہار میں صاف لفظوں میں شرط باندھتے کہ بطور قمار بازان کے اعنی ۲۴۰۰ روپیہ وصول کیا جاویگا تاکہ شرائط کی ترمیم وتنسیخ نہ کرنی پڑتی۔ پس یہ سراسر بھول آپکی ہے۔ اگر صاف طور پر لکھا ہوتا تو کوئی عام عقل کا آدمی بھی ایسی قمار بازی کا جواب نہ دیتا چہ جائیکہ راقم اس تکلیف کو گوارا کر کے آپ سے خط وکتابت کرتا۔ مگر افسوس کہ آپ بجائے خجالت اٹھانے کے اپنی بھول کی حجت کرتے ہیں دفعہ ۲۔ آپکے وعدہ پر اعتبار نہ کرنیکا یہ سبب ہے کہ اگرچہ مجھکو ضرور نہیں تھا کہ آپ کی حیثیت کی قلعی کھولی جاوے مگر آپ کی بیجا لاف وگزاف جیسے بے بنیاد دعاوی نے مجبور کر دیا کہ مجملاً آپ کی استطاعت کا ضعف بیان کروں۔ کہ آپ نہ کوئی اہلکار۔ نہ جاگیردار۔ نہ پنشنخوار۔ نہ تجارت نہ حرفتکار۔ نہ کارخانہ دار۔ نہ زمیندار۔ نہ صاحب جایداد اعلیٰ ہیں۔ ہاں موضع قادیان جو ایک گاؤں ہے اسکی ملکیت زمینداری کے بہت حصہ دار ان میں سے ایک حصہ دار ہیں جو ایسی حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ حیثیت تو یہ اور لاف وگزاف یہ کہ آٹھ ہزار دو سو چالیس خطوط بطور اشتہار بنام اکثر معززان و رئیسان و علما وفضلا جاری کر دیئے کہ جو کوئی شخص ایک سال تک موضع قادیان میں رہکر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کرے بحساب ماہوار اعنی ۲۴۰۰ روپیہ بابت سالتمام کے پاویگا۔ اسکا حساب لگایا تو قریب دو کروڑ روپیہ ہوتا ہے اسپر خرافات

بلکہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر اپنے اسم مبارک کے القاب میں رئیس اعظم قادیان دام اقبالہ لکھ دیا۔ مزید برآں طرہ یہ کہ جو کوئی اس کا رد لکھیگا۔ دس ہزار روپیہ انعام پاویگا۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اس قدر مالک وسیع سے سو دو سو اشتہار بھی جداگانہ دیکھینگے تو لکھا دینا چاہیئے۔ دفعہ ۳۔ جبکہ آپ ایک ایسے گنج قارون کے مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کے واسطے ہندوان مسلمانان سے چندہ کیوں مانگتے ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود دورہ گری پانچ سالہ الطماع کتاب کا حرج بھی بہم نہ پہنچ سکے۔ دفعہ ۴۔ سچ تو یہ ہے کہ آپنے اس لاف زنی سے ایک ذریعہ معاش کا پیدا کر لیا۔ جیسا کہ پنجابی کی مثال ہے کہ زور دی کھا سنگ سے دنیا کھائیے مکر سے۔ نظر بحالت مذکورہ جو میری طرف سے درخواست پیشگی زر معہود کی ہوئی۔ تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی منصف مزاج بیجا کہیگا۔ دفعہ ۵۔ آپکا یہ گمان غلط تھا۔ کہ بسبب سختی شرائط کے آپکے پاس ایک گاؤں میں درمیان جہلا و مجہولان کے ایک سال تک قید بے زنجیر رہنا کوئی آدمی قبول نہ کریگا۔ تو بصورت خاموشی معہ نشان کے آپکا دعوے بطور ڈگری یکطرفہ ثابت ہو جاویگا۔ مگر جبکہ آپکے ابطال دعوے پر بندہ استادہ ہو گیا اور بوجوہ شرط پیشگی زر معہود بتشخیص امانت طلب کیا گیا تو آپنے برخلاف اشتہار کے ایک نیا حیلہ اختراع کیا یعنی مجھ سے بھی بالمقابل اعتبار زر مانگا۔ بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کر کے اسی حیلہ جدید کی اوسے بھی آپ کو بھاگ جانیکی فرصت نہ دی۔ یعنی اعتبار زر جمع کرانا منظور کر لیا۔ پس جبکہ زر مشروط طرفین سے مساوی جمع ہوگا۔ تو شرائط بھی مقبول و مساوی طرفین ہونی واجب ہوئیں۔ نظر برآں آپکے اس دعوے پر کہ نشان آسمانی خوارق عادات مشاہدہ کرا دینگے۔ میری طرف سے بجانب مناسب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ آسمانی نشان قدرتی تین قسم کے موجود و مشہور ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ انکی نسبت خرق عادت یعنی خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ مشاہدہ کرا دیجئے۔ اور معجزہ نمائی کا کوئی وقت تجویز کر کے مشتہر کیجئے۔ اسکے جواب میں جو عذرات آپنے لکھے ہیں بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید لکھتا ہوں **عذر اول**۔ اخبر ہم آپ اسی قسم کے نشانوں کو قبول کرتے ہیں کہ شارع آفتاب و مہتاب کے تغیر و تبدل صورت پر مشتمل ہو۔ تردید۔ حضرت اپنے اشتہار میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی صحبت میں ایک سال تک رہکر آسمانی نشانوں کو بچشم خود مشاہدہ کر لیں تو اگر چاند۔ سورج۔ ستارے موجودہ نشانوں میں خرق عادت نہیں دکھا وینگے۔ بالعلاوہ انکے دوسرا سورج یا دوسرا چاند یا اعادہ معجزہ شق القمر نہیں دکھا وینگے۔ تو پھر آسمانی نشان چہ معنی دارد۔ کیا آسمان سے اپنے جھوٹے دعوے پر خاک و دھول برسا وینگے **عذر دوم** پنڈت صاحب ہمارا کام یہ ہرگز نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہئے۔ اس طور سے انقلاب کر کے دکھاویں۔ تردید دفعہ ۱۔ جبکہ آپ اس قسم کے لایق نہیں تو مشاہدہ نشان آسمانی کا جھوٹا دعوے کیوں لکھ مارا۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ آپنے سمجھا ہوگا کہ جس طرح آپ عقل سے کام نہیں لیتے۔ سب کا ایسا ہی حال ہوگا اور کوئی نہ پوچھیگا دفعہ ۲۔ جبکہ آپنے آسمانی نشانوں کا مشاہدہ کرانا لکھا تو اسی پر بحث کی گئی وہی نشان مانگے گئے اگر زمین کے نشان یا اربعہ عناصر میں سے یا موالید ثلاثہ سے کسی قسم کی چیز پر خرق عادت کا دعوے ہوتا تو اسی پر بحث ہوتی اور اسکے مطابق سوال کیا جاتا اگر زمین و آسمان کا انقلاب آپ ناممکن سمجھتے تھے تو آسمان کا لفظ کیوں لکھا تھا۔ سچ ہے ؎

دروغ آدمی را کند بے فروغ ۔ مگو اے برادر تو ہرگز دروغ

کراماتوں کے ادعائے بے معنے سے سوائے پشیمانی کے اور کیا نتائج نکلتے ہیں

عذر سوم۔ ہم صرف بندۂ مامور ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالی کس طرح کا نشان ظاہر کریگا۔ تردید دفعہ ۱۔ اس کلمہ سے کہ ہم بندۂ مامور ہیں اور زیادہ تر آپکے اشتہار کی سطر اول۔ دوم کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ آپنے پیغمبری کا دعوے کیا ہے۔ بدستور علمی کا نام مبارک لکھکر آپنے برابر آپکو ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ دعوے نبوت کی کیا صراحت ہونی چاہیئے۔ اس موقعہ پر بیجا نہ ہوگا۔ کہ اگر ہم حضرات علماء اسلام سے درخواست کریں یعنی خاص عام اہل اسلام۔ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رسالت مآب خاتم المرسلین ہیں پس ایسے دعوے پر نعرہ بے مرعی کا دعوے کیوں نہیں لگاتے کیونکہ وہ مسائل اسلام سے جدائی لاتے ہیں اور گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں اور اگر بمطابق قرآن شریف اسلام حجت اسلام کا دعوے ہے تو بھی نعوذ باللہ کب قرآن شریف فی نفسہ اپنی صداقت میں کامل نہیں ہے بہرحال یہ بات بھی خلاف شرع ہے اور نہ کہیں دین میں الہام باقی اثر کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ پس یہ عذر بدتر از گناہ ہے نہ گفتن شنیدن اختیار است تردید دفعہ ۲ یہ عذر کہ ہم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالی کس طور کا نشان ظاہر کریگا۔ ایک بیجا ہے جبکہ آپ ایک خاص کام پر مامور ہوتے ہیں تو اس کام کے سب سامان ضروری کیوں نہیں اور جب معلوم نہیں کہ کس طور کا نشان ظاہر ہوگا تو بدوں ارشاد الہی نشان آسمانی کا دعوے زبانی کیوں لکھ مارا صرف نشان کا لفظ کافی تھا۔ جبکہ آپکے الہام کی بسم اللہ ہی غلط ہے تو آگے کیا کام کرینگے آپکو واجب تھا کہ وحی آسمانی سے جو آپکے پاس تھی دیا میں نازل ہوتی ہے نشان آسمانی کا صحیح صحیح بینہ معلوم کر کے اشتہار میں لکھ دیتے۔ یہ تو ناواقفی اعلی ترین درجہ ہے۔ بے مامور کرنا خدائے ہمہ دان کا کام نہیں ہو سکتا بلکہ اوروں خدا تعالی کے کسی اور کا کام ہے **عذر چہارم** ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اسی شے کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو تردید۔ ہم نے بھی ایسے ہی نشان مانگے تھے جو طاقت انسانی سے بالاتر ہیں۔ دوسرے نہیں مانگے مگر اس سے بھی آپ گریز کر گئے کہ انقلاب زمین و آسمان نہیں ہو سکتا ہے شامل اس تردید کے عذر دوم کی تردید دفعہ ۲ میں بھی مطالعہ کیجیئے۔ **عذر پنجم**۔ ہمارا دعوے صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالی ضرور ایسا نشان دکھلاویگا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں تردید۔ اب آپنے اپنے دعوے کا نصف حصہ چھوڑ دیا کہ نشان آسمانی سے صرف ایک جزو نشان کا باقی رکھا اور وہ دوسرا حصہ یعنی غلط نشان بھی بے نشان و معدوم کر دیا۔ کیونکہ آپکو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا اور کیسا ہوگا۔ پس بکلی آپکا دعوے ٹوٹ گیا شکر ہے۔ کم از کم خدا خدا کر کے **عذر ششم** فقط نشان کو اپنی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر یہ تعریف لکھتے ہو کہ اسکے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں تو واقعی یہ معنی معجزہ کے درست ہیں کہ مشاہدین فوراً عاجز ہو کر مشاہدہ کرانیوالے پر ایمان لاویں اور دور تک موثر ہووے غرضیکہ اظہر من الشمس ہونا چاہیئے تردید باوجود اپنے مندرجہ بالا اقرار کے نہ معلوم کہ عذر کیوں پیش کرتے ہو کہ آپکے معجزہ پر اثبات یا نفی کی رائے دینے کے لیئے منصفان مقبولہ طرفین جو فریقین کے مذہب سے الگ ہوں مقرر ہونے چاہئیں۔ عموماً ظاہر ہے کہ جو کوئی مقدمہ یا کوئی امر مجہول الکیفیت اور مشکل پیش ہوتا ہے اسکے واسطے ضرورت منصفان کی ہوا کرتی ہے اور وہ منصفان بھی تیر و تاریکی چلاتے ہیں کیونکہ غیب دانی بشریت سے بعید ہے۔ پس اگر آپکا معجزہ بھی ایسا ہی مجہول الکیفیت ہوگا تو اپنے گاؤں کے بھیڑ بکری چرانیوالوں کو مبتلا کریں ہم آپکی لاف زنی کے معجزہ کو دیکھکر خاموش رہنا بہتر سمجھتے ہیں۔ پس یا تو مباحثہ سے اٹھ لو یا میدان اپنا۔ مگر آخر ہی اپنا فرض دوستانہ ادا کرنا بھی واجب جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ سچا مذہب خدا کیطرف سے الہامی ہے اور جسکی صداقت کی شعاعیں ہمیشہ آفتاب کی طرح جہان کو روشن کر رہی ہیں وہ آریہ دھرم ہے اور وید کتاب الہی جو بالکل مکمل و افضل و معقول ہے اور جسکا کام ہمیشہ رد و تبدل و تنسیخ و ناکاملیت سے پاک و مبرا ہیں۔ اور سب وید اپنی صداقت پر ہمیشہ چہرہ یعنی چہار گانہ ثبوت رکھتے ہیں

اوّل وحدانیت دوم قدامت سوم صداقت چہارم کاملیت وہ وید مقدس ہیں۔ پرماتما پاربرہم سے بلا سفارش وشفاعت غیرے کے ملانے والا گیان یا عرفان وید مقدس کے سوا کہیں نہیں سلیس بخیال نیک نیتی کے دعوت کیجاتی ہے کہ جسطرح اور کئی علماء و فضلاء دین محمدی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وید مقدس پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کو بھی اگر صراط المستقیم پر چلنے کی دلی تمنا ہے تو صدق دل سے آریہ دھرم کو قبول کرو آئندہ کو تعصب نفسانی سے پاک کرو۔ اگر بوقت پہونچنے اس اطلاع کے توجہ کرینگے تو خدا کا مو خداو آپ پر ہے گا اور حقیقی سرور اور صداقت کے نور سے ابدالاباد تک معمور و دور رہوگے۔ اور جس قسم کی تسلی روحی دینی یا دنیوی آپ کرنا چاہیں بندہ حاضر و مستعد ہے اور کئی آریہ برادران بھی جنکا کام صداقت کا اعلام اور جہالت کا انہدام ہے۔ حاضر و موجود ہیں۔ خدا آپ کو صداقت حقیقی کے چشمہ سے (جو وید مقدس ہے) سیراب کرے ؎ ما نصیحت بجائے خود کردیم۔ روزگارے دریں بسر بردیم۔ گر نیاید بگوش رغبت کس۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

راقم لیکھرام از آریہ سماج امرت سر۔ تحریرہ۔ اگست ۱۸۸۵ء

یادداشت ۔ اس آخری خط کا جواب جب عرصہ تین ماہ تک کوئی نہ آیا تو پھر چھٹے ایک پوسٹ کارڈ بطور یاددہانی کے ارسال کیا۔ اس کے جواب میں مرزا جی کا کارڈ آیا کہ "قادیاں کوئی دور تو نہیں ہے۔ آن کر کے ملاقات کر جاؤ۔ امید کہ یہاں پر باہمی ملنے سے شرائط طے ہو جاوینگی۔"

غور طلب ۔ یہ خطوط ملاحظہ فرما کر مرزا صاحب کے الہامی دعوؤں وخوارق عادات بزرگی وغیرہ نیز تقامات و دولتمندی وجاگیرداری وزبان درازی وحیلہ سازی و لفاظی واشتہارات کی نسبت رائے لگانے اور نتیجہ نکالنے کے تصفیہ کو ہم تکذیب براہین احمدیہ کی ذمہ داری پر چھوڑتے ہیں *

اشتہارات

(۱) مطبوعہ قانونی ہند امرت سر

اشتہار صداقت اظہار

تحقیق حق کیواسطے باطل کو چھوڑ کر چاہتے ہیں ہم کہ توڑ دیں شیشہ فریب کا۔ ناظرین پر واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیاں ضلع گورداسپور نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مجدد وقت اور ملہم اور صاحب کرامات ہوں اور حضرت قادر جلشانہ کی طرف سے بنی ناصری اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی وفروتنی وعزت وتذلل وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا ہوں اور میرے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انا انزلناہ قریبًا من القادیان بالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان معقولًا اور ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ میں بہت بزرگ ہوں اور کتاب براہین احمدیہ میری مصنفہ کی امداد و مصارف میں مسلمان بھائی جہانتک ہو سکے توجہ فرمائیں۔ بلکہ تعمیر مساجد اور حج اور زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ ضایع اخراجات سے کتاب براہین احمدیہ کی امداد میں جو شخص روپیہ بھیجے گا اسکو ثواب عظیم اور نجات عقبےٰ حاصل ہوگی اور اپنے اشتہارات میں یہ بھی وظیفے کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرے الہامات کی صداقت پر بدظن ہو تو اُس کو چاہیئے کہ قادیان میں آکر تحقیق کرلے۔ چنانچہ اپنے دعویٰ کی مضبوطی کے لئے چوبیس سو روپیہ حرجانہ بحالت عدم مشاہدہ الہام دینا مقرر کیا ہے۔ جاے غور ہے۔

اوّل ۔ تو مرزا صاحب کو اپنے مولیٰ کریم پر بھروسا نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو جن شخصوں نے تحقیق کیواسطے دفعہ بیس کی بھتیں۔ ان سے شرائط کرنے میں تساہل نہ کرتے۔ ازانجملہ پنڈت لیکھرام پرچارک آریہ سماج پشاور اور منشی ملاوامل سکرٹری آریہ سماج قادیان جنکو مرزا غلام احمد صاحب نے بھی گواہ الہامات مشہور کیا ہے اور نیز اس طالب صادق نے ماہا خطوط برادمشاہدہ نشانات آسمانی بھیجے ہیں۔ جن کا جواب معقول آجتک بجز پہلو تہی اور حیلہ حوالہ کرنے کے نہ دیا بلکہ منشی ملاوامل سے اپنی دلی جوش سے یہاں تک بھی لکھا کہ ایسی کرامت کا میں خواستگار نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک ناممکن اور قانون قدرت کے برخلاف ہو میں چاہتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ خواہ کیسی اونٹے کرامت اور خرق عادت کا مشاہدہ کرادیں جو طاقت انسانی اور علوم کی رسائی سے باہر ہو۔ اور بعد مشاہدہ کے میں آپ کی شرط اشتہار کو پورا کرونگا۔ اور عدم ثبوت کی حالت میں ہم حرجانہ کے خواہاں بھی نہیں ہوتے۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر مضبوط وعادی محققوں کے کس لئے تحقیق نہیں کراتے اور کیونکر چوبیس سو روپیہ کا دعویٰ کیا تھا۔

دوم ۔ مسمی شام لال کو جو مرزا غلام احمد نے روزنامچہ نویس الہامات کا لکھا ہے اس کی عمر بوقت ملازمت مرزا صاحب کے تقریباً ۱۲ سال کی بھتی بگروہ پرلے درجہ کا بے تمیز اور بے سمجھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت بھی سو تک مشکل سے شمار کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق واہل تمیز کو بغرض تحقیق الہامات وغیرہ قادیان آنے کا اتفاق ہو تو ان کو ایسے گواہوں کو بچشم خود دیکھنا چاہیئے تاکہ اصلیت حقیقت الہام ظاہر ہو جائے۔

سوم ۔ واقعہ ۱۰۔ اگست ۱۸۸۵ء کو اکثر اہل ہنود ومعزز ومحقق اسکنائے قادیان متفق ہوکر مرزا صاحب کے پاس گئے اور یہ کہا کہ آپنے جو اپنے کو تمام ملک میں صاحب الہام وخوارق عادات وکرامات مشہور کیا ہے۔ ہم کو بالکل یقین نہیں سراسر جھوٹ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ سچے ہیں تو ہم کو بھی تحقیق کرادیں۔ اس پر مرزا صاحب نے صاف جواب نہ دیا مگر اپنے دعویٰ کے بچانے کیواسطے صرف حیلہ سازی میں وقت ٹالنا شروع کیا اور کہا کہ آپ سب اہل تحقیق متفق ہوکر چوبیس سو روپیہ نقد جمع کرو اور اسی قدر ہم بھی کرتے ہیں اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات سے ایک الہام بھی بپایہ صداقت پہونچا تو ہماری حجت قایم ہو جاویگی۔ اور ہم روپیہ لینے کے مستحق بنینگے۔ اس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا کہ ایسے پیشوے تو نجومی ورمال بھی بتا سکتے ہیں۔ اور ضرور دس میں سے دو چار پورے بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ کیا وہ بھی الہامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خواہ میعاد دو سال مقرر کریں۔ مگر جس قدر آپ کو الہام ہوا کریں وہ سب کے سب پورے کر دکھلاویں اس سے لاجواب ہوگئے اور اصل بات کو اور طرف لے گئے۔ اور یہ نامعقول جواب دیا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ مشاہدہ الہام ربانی میں چون و چرا نہ کرے۔ جب اہل تحقیق نے اس پر قناعت کی اور کہا کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی مشاہدہ کرادیں مگر بوقت صدور الہام میعاد مقرر کردیں کہ فلاں تاریخ یہ الہام ظہور پذیر ہوگا۔ ملہم صاحب نے یہ بھی نہ مانا اور کہا کہ ایسا ہونا امر محال ہے بلکہ مجمع عام میں اکثر الہامات سے (جنکے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب امام مسجد وغیرہ لوگ موجود ہیں اور ظہور انکا ابتک نہیں ہوا) صاف منکر ہوگئے کہ ہم کو الہامات ہوئے ہی نہیں۔

چہارم ۔ اب نئی امداد کی توقع پر ایک اور اشتہار جاری کیا ہے یعنے دس آدمی ہنود حسب منشاء خود جو عین حق کو مرزا صاحب کی خاطرداری اور لحاظ کے واسطے قسمیہ خلاف کہدیویں محققین الہامات قرار دیکر ایک مضمون خود تیار کر کے اُن سب کی تصدیقات کرائی ہیں اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ان شخصوں نے خوف خدا اور جوش دلی خیال عقبےٰ سے میرے پاس تحقیق اور آزمایش الہامات کے لئے درخواست کی اور چھ مہینے بھی بنظر رفاہ عام اُن کا کہنا منظور کرلیا اور قرار پایا ہے کہ بعد مشاہدہ الہامات و خرق عادات کے تبدیل مذہب کی کسی کو قید نہیں۔ مگر بشرط اثبات الہام صداقت الہام کا اقرار کریں۔ اس لئے یہ معاہدہ واسطے آگاہی خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے۔

پنجم — اے اہل بصیرت صاحبان تمیز آپ ذرہ توجہ فرما کر خیال کریں کہ اول تو مضمون اشتہار مصنف صاحب نے خود بنایا ہے۔ کیونکہ ان سب معاہدین میں سے کسی کو طاقت ایسے مضمون سازی کی نہیں۔ دوم۔ یہ جانتے نہیں کہ الہام کی کیا حقیقت ہے کیونکہ انہیں سے صرف ایک دو نے کسی زمانہ میں قاعدہ ابتدائی شاید پڑھا تھا۔ اور نہ باقی عموماً ناخواندہ ہیں۔ علاوہ اس کے یہ سب مرزا صاحب کے دست نگر اور خوشامدی ہیں۔ ہاں ایسے برعکس خیال ملہم صاحب کے جس کسی کو توفیق الٰہی شامل حال اور خوف عاقبت دامنگیر ہو کر راست راست بیان کرے تو وہ شخص عاقبت اندیش اور خدا ترس متصور ہوگا۔ بلکہ اس کے راقم کی پیشگوئی کا ثمرہ سمجھنا چاہئے اور جو طالب حق اور صاحب عقل ہیں قادیان میں آکر ان شادی اور زنا وقف از علم گواہوں کو دیکھے گا۔ اس پر ملہم صاحب کی کارستانی و راست بیانی من وعن ظاہر ہو جاوے گی۔ گو اس کارستانی سے مصنف صاحب کو ان کے مریدوں ومشیروں نے ہر چند سمجھایا کہ اس بناوٹی کارروائی سے ضرور خلل عاید ہوگا اور کئی طرح کے شکوک وشبہات پیدا ہو جاوینگے۔ لازم ہے کہ اہل تحقیق و اہل علم سے بھی ایک معزز ومعتبر آدمی معاہدہ میں شامل کیا جاوے۔ مگر مرزا صاحب نے کسی کی نہ مانی۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ من آنم کہ من دانم۔ میر عباس علی شاہ لدھانوی وغیرہ معاونان اس محکمہ نے امداد براہین احمدیہ میں اس قدر سعی وکوشش کی ہے کہ قطع نظر ترغیب دہی روسا وامرا ولوالاموال کے غریب آدمی سے بھی پیسہ پائی تک نہیں چھوڑا اور کئی ایک بیوہ عورتوں کو ترغیب وتحریک دیکر چھلے و مرکی ڈنڈی تک اتار لئے ہیں اور یہاں تک کہ طوائف القول کا مال بھی جس کو قطعی حرام سمجھتے ہیں براہین احمدیہ کی اشاعت امداد میں حلال طیب متصور ہوا ہے۔ خدا معلوم کہ اس متعصب کارروائی کی امداد میں روپیہ دینے سے کس طرح کا ثواب ہوگا

ششم — اہل اسلام واہل ہنود سکنائے قادیان وقرب وجوار قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آج تک کبھی مشاہدہ الہام وغیرہ کا نہیں کیا اور نہ کبھی کسی الہام کا بہ اثبات پہنچنا سنا یا دیکھا ہے اور گواہان مندرجہ کتاب بھی تکذیب اثبات الہامات کی بیان کرتے ہیں مگر ان کا باہمی لین دین ان کی عام اشاعت کا ذرہ مانع ہے۔

ہفتم — مسکینی وفروتنی وعزت وتذلل و تواضع کا دعویٰ بھی سراسر خلاف ہے اگر مسکینی ہوتی تو دس ہزار روپیہ والے الخ کی شرطیں نہ باندھتے اور فروتنی ہوتی تو زعم بیچ اور قصور نہ ہوتے اور عزت کیواسطے لازم تھا کہ تعمیر مکان برمخلوقات کا روپیہ ضائع نہ کرتے اور چوبارہ سے باہر نکل کر اصلاح خلق پر مستعد ہوتے۔ تذلل و تواضع کا یہ حال ہے کہ اکثر سائلوں کو چوبارے سے نکالا جاتا ہے۔

اس لئے بہ نیت خیراندیشی مخلوقات یہ اشتہار عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ سب لوگ مطلع ہو کر دھوکہ میں نہ پڑیں اور جو اس پر زیادہ شوق رکھیں ان کو لازم ہے کہ بنظر تحقیق و انصاف آزما دیں کیونکہ۔ ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر میکنند — چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند

عجب پیدا ہوئے صاحب ولایت ✦ نہیں اثبات کی دیتے روایت ۔
جو ملہم بن کے دنیا لوٹ کھائے ✦ کرامت ایک ہرگز نہ دکھائے ۔
جسے تحقیق حق کی جستجو ہو ✦ مخالف بے یقیں کہتے ہیں اس کو ۔
ہمیں ضد و تعصب سے نہیں کام ✦ فقط چاہتے ہیں ہم تحقیق الہام ۔

المشتہر

مرزا امام الدین رئیس قادیاں برادر مرزا غلام احمد صاحب۔ بقلم خود

۱۴-۱ اگست ۱۸۸۵ء

(۲) مطبوعہ شفیق ہند پریس لاہور

اشتہار

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ناظرین اشتہار اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نامی ساکن قصبہ قادیان کے دماغ میں عرصہ سے اس قسم کی دھن سمائی ہے کہ الہام وخوارق عادات کے ساتھ میری دعا کی درگاہ ایزدی میں رسائی ہے۔ رب العرش مجھے اسرار غیبیہ ونقاط مخفیہ سے ہمیشہ آگاہ کرتا ہے اور انتظام عالم کے سبھی احکام میرے ذریعہ صادر ہوتے ہیں۔ انبیا بنی اسرائیل سے اپنا رتبہ مسیح سے کم نہیں جانتے ہیں اور مسلمانان موجودہ و نیکوکاران زمانہ سے اپنا نظیر کسی کو نہیں گردانتے۔ اول آپ نے باوجود قرضدار ہونیکے دعویٰ کیا کہ جو کوئی میری کتاب براہین احمدیہ کا جواب دیوے وہ دس ہزار روپیہ کا انعام پاوے مگر وہ تین سو دلیل والی کتاب پختہ طور سے سنا گیا ہے کہ باوجود گذر جانے آٹھ نو سال کے ابھی تک مرزا صاحب نے تصنیف نہیں فرمائی اور نہ چھپوائی۔ مگر ہاں اسی دام تذویر کے ذریعہ دس ۱۰ ہزار روپیہ مسلمانوں سے کما لیا۔ مگر مال حرام کا بجائے حرام جانا ضرور ہو کر تھوڑے دنوں کے عیش وعشرت سے وہ روپیہ اڑا دیا۔ براہین احمدیہ کا جواب تکذیب براہین احمدیہ تیار ہو کر ماہ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو گورداسپور میں ان کو سننے کے واسطے بلایا گیا۔ مگر ہٹ دھرمی وغصہ نے ان کے دل کو سیاہ کر دیا جس سبب انہوں نے بالکل سننا واجب نہ سمجھا تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ روپیہ اٹھ چکے تو ایک اور دام پیچ کھیلا کہ جو میرے پاس قادیان میں آکر ایک سال تک رہے وہ ضرور آسمانی نشانات ومعجزات دیکھ کر اسلام سے مشرف ہوگا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایک سال کا ہم حرجانہ وجرمانہ دیوینگے۔ اس پیرایہ میں خط وکتابت شروع کی جو پچھلے سال آفتاب پنجاب وکوہ نور وغیرہ اخباروں میں طبع ہوتی رہی جس سے ناظرین مرزا صاحب کی ابلہ فریبی بخوبی جان گئے ہونگے۔ بعدہ منشی اندرمن صاحب سے بھی انہوں نے وہی حکمت عملی کی اور انکی کسی شرط کو منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک جعلی وفرضیانہ اشتہار بطور درخواست ہندوان قادیان سے لکھا کر ان کے پاس بھیجا اور اخباروں میں چھپوایا۔ جس پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر ایک ٹریکٹ "ان قادیان عظیم" چھپوا کر تمام مشتہر کر دیا کہ یہ مرزا صاحب کا سراسر فریب ہے ہم نے منشی اندرمن کو نہیں بلایا۔ پھر مرزا صاحب ایسا اور چال چلے یعنی دس ہندوان محض ناخواندہ سکنائے قادیان کے نام سے ایک درخواست اپنے نام لکھوائی کہ ہم طالب حق ہیں ہم کو آپ آسمانی نشانات بتلا دیں۔ اور خود بھی پیچھے ایک اقرارنامہ تحریر کیا کہ ہمیں اس جماعت عشو کی درخواست منظور ہے۔ اور اپنے چند فضلہ خور مسلمانوں کو گواہ لکھ کر اعلان چھپوا دیا۔ جس کارسازی پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر اعلان کا بطلان چھپوا دیا جو شائقین کے مطالعہ میں آیا ہوگا۔ اور جس کا علیحدہ ٹریکٹ "قادیان کے دس ہندوؤں کی کارسازی اور مرزا غلام احمد کی [illegible] پردازی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ غرضیکہ مرزا صاحب نے ایک سال اپنے [illegible] کو بھی ملتان کے نامرد ہونیکے سبب حیلہ وحوالہ غصہ وفریب سے ٹال لیا۔ لاچار بندہ دو ماہ قادیان میں رہ کر اور آریہ سماج ستھاپت کرکے وہاں سے چلا آیا۔ اب ایک اور فریب سوچا کہ حضرت کو اس بنا پر منشی اندرمن صاحب کی وفات وحیات وشادی وغمی کی نسبت الہام ہوتے ہیں۔ مگر نہیں بتلاتے ہیں۔ جب تک کہ ہم ان کو اجازت نہ دیویں۔ منشی اندرمن صاحب کا حال مجھے معلوم

فٹ نوٹ۔ دیکھو اعلان نمبر ۲ صفحہ

میں آ گئی ہیں۔ ... الموخر ... بات ... سال کر دیا ... الکتاف میں ہو الخدا الذاکرین سے مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے۔ مرزا ہی طرح مرزا صاحب کو بھی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا تھا کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا معمول یا معری کی صفات والا مظہر ہوگا ... و مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء حکام دل مبارک ... کا موجب ہوگا ... اسکو مقدس روح دی گئی ہے وہ نور اللہ ہے ایک امر ہے جو بہت ہی قریب ہونے والا ہے ایک حمل ہی جاوے ... کرسکتا۔ چونکہ ... مرزا صاحب کے ہاں حمل کا اشتہار ... سال سے ... آباد تھا مرزا صاحب کو چونکہ ... کیا ہوگا۔ بظاہر وہ فوری الہام پیشگوئی ... شہرت ... کئی ناموں سے نامزد کر کے ... مگر ہر اول ہر ایک کے آگے آیا ہے اور جھوٹے دعووں سے ہر ایک آدمی ... اٹھا سکتا ہے ... بدخوئی افزاید ہو جو تس ... آج ایک ... کے خط سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے گھر ... ۱۸۸۶ء کو بجائے ... کے ... لڑکی پیدا ہوئی۔ اور مرزا صاحب کا خط بھی آگیا۔ اس لئے ناظرین مبارک ہو کہ جھوٹ کا ... اور ... مرزا صاحب کو چاہئے کہ آئندہ ایسے جھوٹے دعووں سے باز آویں۔ اور خدا کے نام پر الزام لگانے سے باز رہیں ✢

المشتہر

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور ... مورخہ ۲۳ اپریل ۱۸۸۶ء

(۳) مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

اشتہار واجب الاظہار

اے ناظرین۔ ہماری اس تحریر کو دیکھ کر ... پڑھنا اور اس تحریر کے شائع کرنے سے ہمارا اصلی منشا ہے۔ اُس کو بخوبی سمجھنا۔ شک نہیں کہ انہیں صاحبوں کو ہماری یہ تحریر پسند ہوگی۔ جو منصف اور محقق مزاج ہیں۔ خواہ کسی ملت کے ہوں۔ یہی یاد رہے کہ ہم کو کسی قوم یا قوم کسی شخص کیساتھ بغض و عداوت نہیں۔ بلکہ ہم اپنے دوست مرزا غلام احمد صاحب کے مقابلہ میں اشتہار شائع کرنا موجب شرم کا سمجھتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے یہ اُن کی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے حقیقت میں ہمارے دل کو اس اشتہار کے شائع کرنے سے اس قدر رنج اور تکلیف اور توجہ ہے جو بجز دانائے حقیقی کے غیر جانتا ہوگا مذکورہ بالا فقرات کی تصدیق ذیل کی عبارت سے ہو جائیگی ہمارا ارادہ محض اسی کے ظاہر کرنے کا ہے کیونکہ ہم نے معلوم کرلیا ہے کہ ہمارے خاموش رہنے سے اسی کا خون ہوا جاتا ہے اور ایک قوم مقابل زیر مخالف قوم کی طرف سے بزعم خود حجت قائم ہوتی جاتی ہے اس لئے ایسے نازک موقعہ پر شہادت کا اخفا کرنا یا واقعہ کے برخلاف بیان کرنا سخت گناہ ہے حالت پیش آمدہ دیکھکر خود ناظرین جان سکتے ہیں۔ کہ ایسے وقت پر شہادت میں پیش کرنا یا خاموش رہنا کس قدر گناہ نہیں ثواب ہے۔ کیونکہ اُسکا صدمہ ایک قوم اور گروہ پر پہنچتا ہے۔ نہ واحد جان پر۔ اور سوائے ایسے ہمدردی اور خیر خواہی سے بھی بعید ہے۔ کیونکہ ایک تو مرزا صاحب ایسے اوقات الہام اور خرق عادت کے دعوے ہیں جس کا ثبوت پہنچانا ایسا محال اور ناممکن ہے۔ جیسا کہ غرب سے آفتاب کا طلوع ہونا صرف کر رہے ہیں۔ اور دوسرا لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں کیونکہ دور دراز صعوبت سفر اور ہر ایک طرح کا ہرج اٹھا کر لوگوں کا آنا اور نماسے دلی سے محروم اور نامراد ہو کر واپس جانا کس قدر موجب تکلیف حق پسند کا ہوتا ہے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں تخمیناً مدت ۱۲ بارہ یا چودہ ۱۴ سال سے ہم دونوں کو مرزا غلام احمد صاحب (مولف براہین احمدیہ) سے ملاقات حاصل تھی یا اس عرصہ میں شاید کوئی اسا دن گذرا ہوگا۔ جو تین چار مرتبہ آنکے پاس آنا جانا نہ ہوا ہو خواہ ... سے کوئی شخص ہم کو اُنکے برابر عزیز نہ تھا اور ہم اُن کی سب عزت اور تعظیم کرتے تھے۔ ہاں وہ بھی ہمیں اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ ... عرصہ ... کا ہوا ہوگا یا سال ... وقت تھا کہ حب ... اینا ... جو تمام ... حسین صاحب جو مالیر کوٹلہ ... کو مجددی کا خطاب دیدیا تھا حکیم محمد شریف صاحب کلانوری حال وارد امرتسر ... مرزا صاحب ... دونوں کے سامنے ... صلاح دی یا یوں کہو کہ پٹی پڑھائی یا کسی طرز اور کنایہ سے کہا یہی کالب لباب ہی تھا کہ آپ مجددی کا دعویٰ کریں کیونکہ اس زمانہ میں بھی کوئی مجدد ہونا چاہئے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمد شریف صاحب کی اُس وقت کی گفتگو نے مرزا صاحب کے دل پر ... اثر ... کیا جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے۔ حکیم صاحب کا یہ فرمانا ہی تھا۔ کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا مسودہ بنانا شروع کر دیا۔ اور اخبارات میں اشتہار دیدیئے اور جابجا خط روانہ کر دیئے۔ خوابوں کی تعبیر کا شوق ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو رہا ہے۔ یہاں تک کہ خواب نامہ مرزا صاحب کے سرہانے پر ہی رکھا رہتا ہے اکثر موقعہ اور وقت میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کی خوابیں سننا اور اپنی خوابیں سنانا اور تعبیر نامہ سے تعبیر دیکھنا۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب نے مکاشفہ اور الہام اور خرق عادت کا دعویٰ شروع کیا۔ جبکہ کچھ مسودہ براہین احمدیہ کا تیار ہوا۔ تو مجھے ہر دست ملاوامل پر شہادت الہام کا بہتان لگا دیا۔ اور براہین احمدیہ میں نام جڑ دیا اور ہم بھی بسبب کسی مصلحت کے آجتک خاموش رہے اور ہماری خاموشی کو مرزا صاحب آج سرمہ چشم آریہ میں شق القمر کے بارہ میں سند اور نظیر پیش کرتے ہیں ہم وہ سند اور نظیر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور ہم پر زیادہ کھل گیا کہ اسلام کے پیشواؤں اور پیغمبروں کا بھی قاعدہ چلا آیا ہے جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے سچ ہے کیونکر ... کاش ایک الہام بھی ہماری تسلی کی ہوتی تو بھی ایک بات تھی اور یہ بھی بیان کر دیتے ہیں کہ گواہوں میں نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب ہمارے سے بالکل صلاح و مشورہ نہیں کیا۔ نہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ اُنہوں نے دونوں کتاب کو مد نظر رکھ یا دل میں خیال کر لیا ہوگا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں اِن سے ہوں کیا میرا کہا نہ مانینگے۔ اب سب کچھ ناظرین کے آگے دھر دیا ہے خواہ جھوٹے کو گھر تک پہنچا ئیں۔ مگر اتنا تو ضرور ہوگا۔ کہ صاف باطن اور نیک نہاد الہام اور خرق عادت کے دعوے کی حقیقت بخوبی تاڑ جائینگے۔ اور واضح ہوگا کہ شرمپت رائے ہی کی طرف سے ایک رسالہ بعد طبع ہونے سراج منیر کے شائع ہوگا۔ جس میں تردید اسلام اور مرزا صاحب کے الہامات کی سب کارروائی درج ہوگی۔ فقط ۹ نومبر ۱۸۸۶ء

المشتہر ملاوامل از قادیان ضلع گورداسپور۔

(۴) مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

اعلان کا بطلان

جو اشتہار کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے ہم لوگوں کی نسبت بدیں مضمون کہ یہ لوگ صدق دل سے مذہب اسلام کی صداقت و الہام و کرامات وغیرہ دیکھنے کے لئے برس تک درخواست کرتے ہیں چھپوا کر مشتہر کیا ہے چونکہ وہ سراپا بے بنیاد۔ اس لئے عام لوگوں کو دھوکے سے بچنے کے واسطے واضح کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے پنڈت بہارامل و بشنداس و پنڈت نہال چند و سنت رام و فتح چند و پنڈت سمبرکرن جن کے نام اُس خط میں درج ہیں۔ بالکل علم فارسی و اُردو سے محروم مطلق ہیں و پنجمی رام و تارا چند و بیج ناتھ و بشنداس ولد ہیرانند

تھوڑا سا پڑھے ہوئے ہیں اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس خط کے مساوی بالکہ ومتن مضمون بنا سکے بالکہ سے بلکہ ہم میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے جو اس مضمون کو بخوبی سمجھ سکیں۔ اس مضمون کے سمجھنے کے لئے بھی قدل و ہوشمندی کی بدقت درکار ہے وہ مضمون مرزا صاحب کا سراپا خود تراشا ہوا ہے اور ہم کو مت سماجت سے اپنے چہار لعینی بالاجمال میں مصری طور پر بلا کر ایک کا عدد اس سے وتحقیق کر لینے کو کہ حرام (الہام) بتلایا جاوے گا۔ ہم گواہ رہتا ہے ہم کو الہام کے متعلق اسے میں نہ تلاسے گئے تھے تو ہم کو وید مقدس کے سوا کسی کتابی الہام یا نشانی الہام اعتبار ہے جو کہ ہم کو مضمون خط المشہور اعلان مشتہرہ مرزا غلام احمد سے پہلے آگاہی نہیں تھی۔ اب جو ہم نے اس کے مضمون سے بخوبی اطلاع پائی۔ اور اس کے مطالعہ سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بالکل مرزا صاحب کا طبعزاد ہے ہم وید مقدس کے سوا کسی اور الہام کے طالب صادق نہیں۔ جو کہ مرزا صاحب کی کارروائی تعلّی پر ہو موطا ہے۔ اور مرزا صاحب کو ہم کو ایک وہم محض مدعی کا اعتبار ہے۔ اس واسطے بیہودہ طور پر ایک سال تک اس طرح کے خام خیال بکانا اور لوگوں کو دھوکے کے حال میں پھنسانا ہمیں منظور نہیں آگے مرزا صاحب جانیں اور ان کی ایدنشاب و خراجات کے الہام جانیں۔ اب جسے روح کو تاریکی میں ڈالنا ہو اور بناوٹی الہام سے دنیاوی کاروبار رکھنا ہو ہم اس کو مرزا صاحب کے حوالہ کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ پرمیشور اس طرح کے فرضی الہاموں سے ہندو بھائیوں کو بچاوے۔

العبد	العبد	العبد	العبد
پنڈت نہال چند	پنڈت بھارامل	سنت رام	لچھمی رام بقلم خود
العبد	العبد	العبد	العبد
بیج ناتھ برہمن بقلم خود	نندلال کھتری	نندلال برہمن	شیخ چند کھتری
العبد	العبد	العبد	
ہرکرن برہمن	جھنڈا سنگھ بقلم خود	میلا رام بقلم خود	

تمّت الکتاب

قطعہ تاریخ کتاب تکذیب براہین الاحمدیہ از نتائج طبع عالی سخنور بیمثال مولانا جلالی صاحب زاد الطافہ

اغوائے دولعیں است الہام قادیانی	تکذیب و مکر و آز است اعلام قادیانی
ختم رسل جو گردید ایں دعویٰ رسالت	بشکست از شریعت اسلام بدنامی
ابلہ فریب تصنیف کرد احمدی براہین	کرتار و لیو کید ست آں دام قادیانی
تکذیب آں براہین شد ایں کتاب فائق	زائل شدند و باطل اوہام قادیانی

از وحی دانش آمد تاریخ ایں صحیفہ
طشت ریا در افتاد آں نام قادیانی

۱۳۰۷ھ

لوزافتان ... مشتہرہ کار ریویو

ضمیمہ تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام صاحب ایڈیٹر

آر۔ گزٹ فیروزپور۔ دین کی غیرت ایک ایسی غیرت ہے۔ جس کے برابر دنیا میں انسان کو کسی اور بات کے لئے نہ ہوگی۔ اور یہ کسی خاص نشان پر موقوف نہیں ہے بادشاہ سے لے کر گداگر تک سب اس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہزاروں مذاہب دنیا میں ہیں۔ اور یہ بھی اظہر ہے کہ سب راستی پر نہیں۔ تاہم ہر ایک اپنے مذہب کے لئے مستعد ہو جاتے۔ ہندوستان میں سب سے نیچی ذات کے بھنگی گنے جاتے ہیں۔ مگر ان کو بھی اپنے دین کی ایسی ہی غیرت ہے۔ جیسے سلطان روم کو محمدی مذہب کی۔ اور دانشمندوں کو ویدوں کی۔ اگرچہ اس غیرت کے لئے کوئی کسی کو ملزم نہیں کر سکتا۔ تاہم بعض دفعہ یہ غیرت انسان کو صداقت و بطالت میں امتیاز نہیں کرنے دیتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کس زور و شور کی غیرت سے محمدی دین کا تنزل دیکھ کر براہین احمدیہ جس کو وہ اپنے زعم میں الہامی بھی قرار دیتے ہیں، لکھی۔ اور ہزاروں اشتہار دنیا کے ہر ایک حصہ میں بھیجے۔ اور دعوت دین محمدی کی کی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کر کے دس ہزار روپے کے انعام کا اشتہار بھی دیا دس ہزار روپیہ تھوڑا نہیں ہوتا۔ مگر کسی نے مرزا صاحب کی تحریر کا جواب نہیں دیا۔ اس غرض سے کہ دس ہزار روپے انعام پائے بلکہ صرف اپنے دین کی غیرت سے۔ مرزا نے نہ صرف دین محمدی کو منجانب اللہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ بلکہ دیگر ادیان پر سخت حملے کئے ہیں۔ اور کوشش کی ہے کہ سب مذاہب فضول ثابت کی کتاب میں ذاتی سمجھی جائیں۔ اور نتیجہ صرف اسی مذہب کا ہے جس سے کہ حق و باطل کی ممتاز نہیں رہتی۔ اگرچہ مرزا نے اس مذہب ... کی بابت جوش و خروش کیا۔ آخر کیا ہوا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

جو اعتراض اور حملے انہوں نے مسیحی دین پر کئے۔ جن کو وہ اپنے زعم میں لاجواب سمجھے تھے۔ کس طرح ہمارے فاضل پادری ٹھاکر داس صاحب نے اُن کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ کہ مرحبا مخالف بھی دیکھ کر دعا دیتا ہے وہ سب کچھ ناظرین نور افشاں جانتے ہیں سنہ ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۳ء کے نور افشاں میں شائع ہو چکے ہیں۔ آلسےتحقیق جواب کہ آج تک مرزا نے چوں بھی نہیں کی ہمیں مرزا صاحب کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ جس طرح اُن کو مذہب کی غیرت تھی اور غالباً اب بھی ہوگی۔ اپنی زبان کا پاس مطلق نہیں۔ کہاں دس ہزار کا انعام اور کہاں پیسے سے بھی کوڑی بھی نہ نکلی۔ لیکن طالبان حق جان گئے ہیں۔ کہ یہ صرف مرزا کے دکھلانے کے دانت تھے۔ ورنہ براہین احمدیہ کے ان دلائل کی تردید جو مذہب عیسوی کے رد میں تھیں۔ پادری صاحب موصوف نے کماحقہ کر دی۔

اس وقت براہین احمدیہ کے دوسرے حصہ کی تردید ہمارے پاس آئی ہے۔ جو پنڈت صاحب نے ویدوں پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس کتاب کا نام تکذیب ... عنوان سے ناظرین پر خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ہم عیسائی ہیں اور ثالث بن کر ہر دو کے دلائل پر غور کرکے اپنی رائے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے واسطے دونوں برابر ہیں۔

ہم نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک دیکھا ہے اور بغور دیکھ کر حاشیہ نوٹ بھی دیئے۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے اس میں کمال کیا ہے۔ اول مرزا کے اعتراض کا جواب بہت خوبی کے ساتھ وید سے دیا ہے۔ جہاں ویدوں سے جواب دیا ہے وہاں ویدوں کے اصلی منتر بھی نقل کئے ہیں۔ اور جا بجا مرزا صاحب کو ایسی ڈانٹ دکھلائی ہے کہ مرزا بھی کیا یاد کرے گا۔ اس کو وہ پادری ٹھاکر داس صاحب کی تحریر کا حربہ محققانہ نہ سمجھے گا۔ بلکہ جوابانہ الزامانہ۔

اوّل لفظ آریہ پر بحث ہے۔ پھر آریوں کی قدامت کا جھگڑا تواریخ سے فیصل کیا ہے۔

صفحہ ۴۴ پر تواریخ کے حوالہ سے پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "پرمیشور سب عالم کا خالق ہے"[1] تو اب ہم کہتے ہیں کہ جس حال میں پرمیشور خالق ہے۔ اور وید وں سے یہ بات ثابت ہے۔ تو عالم اناوی نہ ہوئے۔ چلو اناوی کی ٹانگ ٹوٹی۔

صفحہ ۴۷ پر مرزا کا یہ اعتراض ہے کہ "بہت مجموعی کسی قدیم ہند و مذہب میں نہیں پائے جاتے"[2] اس کا جواب پنڈت صاحب سے کچھ نہیں بن آیا۔ سوائے اس کے کہ "حضرت آپکا سوال سراپا غلط بلکہ وہم و خیال ہے"

مادہ اور روحوں کے اناوی ہونے کی نسبت جو بحث ہے۔ اگرچہ وہ مرزا کے اعتراضوں کی کافی تردید ہے۔ مگر ہماری رائے میں کچھ کمزور دلائل ہیں۔

ہر فرعونے را موسیٰ کی مثال یہاں خوب صادق آتی ہے جس طرح مرزا صاحب نے ویدوں پر حملات کئے۔ پنڈت صاحب نے وہ الزامی جواب دیئے ہیں کہ قرآن کا کہیں پتہ بھی نہیں لگتا۔ اور صرف یہی نہیں کہ الزامی جواب ہی پر اکتفا کیا ہے۔ بلکہ مرزا کے دعوے کو پورے طور پر رد کیا ہے۔ کہ جو الزام ویدوں پر مرزا لگاتا ہے۔ وید وں پر نہیں۔ بلکہ قرآن اُن کا مصداق ہے۔ چنانچہ قرآن کی سوروں کی سورتیں نقل اور ترجمہ کر دی ہیں۔

صفحہ ۴۸ پر پنڈت صاحب نے بہت ہی سختی سے لکھا ہے۔ اوّل تو مرزا کو مخالف بد بیں کوتاہ اندیش۔ جفا کیش۔ وغیرہ لکھا ہے۔ کہ "بالفرض و التقدیر اگر آپ کا نبی پیدا نہ ہوتا۔ تو ہمارا کیا ہرج تھا۔ کروڑوں خون نہ ہوتے۔ لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے۔ اور نہ ملک کا ستیاناس ہوتا۔ وغیرہ"

صفحہ ۵۰ سے ۸۴ تک قرآن اور ویدوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ایک طرف قرآن کی آیتیں اور دوسری طرف وید منتر نہایت خوبی سے موازنہ کیا ہے۔ پنڈت صاحب کی لیاقت پر ہم بھی صاد کرتے ہیں کہ آریہ ہو کر قرآن کی اس قدر واقفیت حاصل کی۔

صفحہ ۶۷، ۷۰ میں پنڈت صاحب نے محمدیوں کے اس دعویٰ کی کہ فاتوا بسورۃ ایسی عمدہ تردید کی ہے۔ کہ ہم نے آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ اور نہ کسی عیسائی سے سُنی۔ اور نہ خیال میں آئی۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صاحب نے اہل مکہ کی خاطر لات و عزیٰ کی تعریف اس طرح کی کہ تلک الغرانیق العلیٰ و ان شفاعتہن لترتجیٰ لیکن کچھ عرصہ بعد محمد صاحب نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔ کہ یہ شیطان نے اُن کے منہ میں ڈالدی۔ حق کی طرف سے نہ تھی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ بس فاتوا بسورۃ کا جواب کافی ہو گیا۔ کہ شیطان نے ایک آیت بنا دی اور وہ آج تک قرآن میں موجود ہے۔ اور محمدیوں نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ اُسکی عزت بھی ویسی ہے۔ پس جس حالیکہ شیطان بنا سکتا ہے۔ اور اُس نے بنا دی اور آج تک قرآن میں موجود اور محمدیوں کا ورد ہو رہی ہیں تو قرآن کوئی بے نظیر کتاب نہ ٹھہری۔ فاتوا بسورۃ کا دعویٰ بالکل باطل ہو گیا۔

بعض جگہ پنڈت صاحب نے نئی عربی آیتیں بھی گھڑی ہیں چنانچہ صفحہ ۸۹ میں ہے۔

انا انزلناہ قریباً من القادیان اور صفحہ ۱۰۲ میں ہے سب القادیان من النوحی چو بود است روزی که دمراد گورداسپور)

ہم اس کتاب میں سے کیا کیا بیان کریں۔ یہ تو شروع سے لیکر آخر تک دیکھنے کے قابل ہے۔ قرآن کا الہامی ہونا اور محمد صاحب کا دعویٰ نبوت رد کر کے دکھلایا ہے کہ جب وہ نہیں تو مرزا کہاں سے ملہم ہو گئے۔

الہامات و معجزات مرزا کا بھی خوب خاکہ اُڑایا ہے۔ اور ایسے مسخرانہ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ ہنستے ہنستے لوٹ جاؤ۔ صفحہ ۱۹۱ میں مرزا کی ایک خواب کی نقل کی ہے جس پر مرزا اپنا فخر ظاہر کرتا ہے۔ کہ خواب میں مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی۔

پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور پھر خواب میں یہودا اسکریوطی نے بھی کھائی تھی۔ اسی صفحہ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہمنے براہین احمدیہ کے بنانے کی اجازت خدا سے پائی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ صلاح کشن سنگھ نے دی تھی۔ کیا وہی آپکا خدا ہے۔

صفحہ ۱۹۷ سے ۲۱۰ تک محمدیوں کے فرقوں کا وہ خاکہ اُڑایا ہے دیکھنے پر منحصر ہے۔

صفحہ ۲۱۰ سے ۲۲۵ تک قرآن سے نہایت خوبی کیساتھ مسئلہ تناسخ کا ثابت کیا ہے۔

صفحہ ۲۲۹ سے ۲۳۶ تک سنسکرت کی فضیلت بیان کی ہے۔

صفحہ ۲۳۷ سے ۲۶۱ تک قرآن کی تعلیم کا فوٹو بڑی خوبی اور اعلیٰ لیاقت سے اتارا ہے۔

صفحہ ۲۶۳ سے ۲۷۷ تک سوامی دیانند کی نسبت مرزا کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

صفحہ ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک محمد صاحب اور سوامی دیانند کا مقابلہ کیا ہے۔

ناظرین ضرور ملاحظہ فرماویں ہم اپنی رائے اس پر دینا نہیں چاہتے شاید ہماری تحریر کسی صاحب کو گراں گذرے۔

۳۲۹ صفحہ پر اس کتاب کو ختم کیا ہے۔ بہت محنت اور لیاقت سے کام لیا ہے دینی علماء حوبس مصنف نے بڑی کوشش کی ہے کہ سوائے دین محمدی کے کسی اور دین پر حملہ نہیں کیا۔ اگرچہ بعض باتیں دین محمدی اور عیسوی کی آپس میں ملتی جلتی ہیں مصنف نے بعض جگہ وقت اٹھا کر عیسائیوں سے کنارہ کر کے صرف محمدیوں ہی کو لتاڑا ہے۔ صرف ایک الزام پنڈت صاحب پر ہم لگاتے ہیں۔ کہ الزامی جواب نہایت سختی سے دیتے ہیں ذرا رحم اور نرمی کو نہیں برتا۔

تکذیب براہین احمدیہ اگرچہ دینی جھگڑے کی کتاب ہے۔ مگر ایسی مزیدار ہے۔ اگر اس کو پڑھنا شروع کرو۔ جب تک ختم نہ کر لو ہرگز ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہ کریگا ایک عمدہ ناول ہے قابل دید براہین احمدیہ کی اچھی تردید ہے جسکو ہر قسم کے مذاہب سے دلچسپی ہے وہ ضرور اس کو منگوا کر دیکھیں مصنف کے پاس درخواست کرنے سے عہ قیمت پر مل سکتی ہے محصول اس سے علاوہ ہے۔

ریویو نمبر ۱

لکھنے کے بعد اڈیٹر صاحب کو کسی متعصب پادری کی تحریر نے ریویو نمبر ۱ پر نور افشاں ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء میں مجبور کیا۔ جسمیں اُنہوں نے عیسائی اعتقاد کے مطابق ہماری کتاب کے چند مقاموں پر اعتراض کئے۔ ہم فضول عبارت کو ترک کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن کے تمام اعتراضوں کے جواب دیں۔

اعتراض نمبر ۱ ۔ تکذیب صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ تمام علوم کا مخزن آریہ قوم ہے امریکہ کو آریہ گئے تھے۔ کیسی جھوٹھ اور خرافات باتیں ہیں۔

جواب ۔ پادری صاحب یہ جھوٹھ نہیں بلکہ بالکل راست ہے۔ آریہ قوم درحقیقت پہلے زمانہ میں جنگ بھارت تک تمام علوم و فنون کی عالم و فاضل گذری ہے وہ امریکہ ضرور گئے تھے صدہا نشان اُنکے اب تک وہاں موجود ہیں۔ اُنکی کتابوں کے علاوہ صدہا فضلا غیر مذاہب اس امر کے شاہد ہیں دیکھو ہندو سوپر یلیشن ان واشنگٹن امریکا۔ انگریزی مطبوعہ کلکتہ۔ اور

[1] وہاں ایسی عبارت نہیں بلکہ اسطرح ہے اور "اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" سب عالم پیدا کرنے سے جو مراد ہے کہ مختلف شکل میں متشکل کرنے سے مراد ہے ہستی سے ہستی کسی طرح پائی نہیں جاتی اور یہ مختلف طرح کی کرویکی شکلوں کو ہم اناوی مانتے ہیں۔ بلکہ پرکرتی کو قصور مقابیہ آپکی کچھ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

[2] حضرت ہم ہند ولفظ اور ہندو مذہب کو صحیح مانتے۔ بلکہ ایک قسم کی گالی جانتے ہیں جو وید شاستر کے خلاف ہونیکے سبب ہمیں اس کی قدامت سے انکار ہے۔ اصل میں آریہ اور آریہ دھرم رست ہے۔ اور وہی قدیم ہے۔ شاید کسی اتفاق سے آپنے اس تحریر پر غور نہیں فرمایا اور اصلی مطلب کو نظر انداز کیا۔

گمان ہوا ہی ہنر کالا ہو۔ اور رائیل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک۔ امریکا)

اعتراض نمبر ۲ ۔ افسوس کہ جس عالم کا دعویٰ اِس وقت آریہ کرتے ہیں۔ اس کا نکتہ بھی لفظ ان کے پاس نہیں۔ شاید چورلے گئے۔ آج تک آریوں کی حکمت کے رو سے پانچ عنصر مانے گئے۔ مگر حکمائے یورپ کی تحقیق سے ۶۰ یا ۶۲ عنصر موجودات میں پائے گئے ہیں

؎ بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تابکجا ۔ اس پر دعویٰ لکمالیت

جواب ۔ آریوں کے پاس اگرچہ اب بھی بہت کچھ ہے مگر افسوس کہ وید کے (وید کے خلاف) کارروائیوں نے انہیں غافل کر دیا۔ ہم نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۲۷۱ سے ۴۳۲ تک وید اور آریوں کی علمیت کو ایک سو زرین علما غیر مذاہب و فضلا ممالک مختلفہ کی شہادت سے ثابت کر چکے ہیں اور خاصکر صفحہ ۲۱۹ پر آنک لالق ڈاکٹر کی شہادت واضح کر چکے ہیں۔ کہ یورپ والوں کی موجودہ تحقیقات سے بہت زیادہ آریہ لوگ جانتے تھے اور ۶۵ / ۷۲ عنصر تک مانتے تھے اور نہ صرف جانتے بلکہ تعلیم بھی دیتے تھے (دیکھو صفحہ مذکور) اور کسی قوم کی حالت تنزل موجودہ کو دیکھ کر اس کے گزشتہ ترقی کے زمانہ سے انکار کرنا انسانیت سے بعید ہے۔ یونان موجودہ سے سقراط و جالینوس کے زمانہ کو مقابلہ فرمائیے۔ اور روم اور عرب کے از منہ ترقی و تنزل کو خیال میں لائیے۔

اعتراض نمبر ۳ ۔ آپ کو دو چار ایجادوں کا نام تو بتلائیے۔ افسوس کہاں وہ آہنی سڑکیں جن پر آریہ ریل چلایا کرتے تھے۔ اور کہاں تار برقی کے کھمبے جن پر خبروں کے گھوڑے دوڑے کرتے تھے۔ کیا وہ سب صفحہ ہندوستان سے اُٹھ گئے۔ نام کو بھی نشان نہ رہا۔ جیسا عمارات مصر کی یادگار رین آج تک موجود ہیں۔ پنڈت صاحب کہیں سے کھود کھاد کر کسی انجن کا کیل پرزہ نکالو۔ کہ لوگ کچھ تو یقین کریں۔

جواب ۔ ہم بہت سے ایجادات کے ثبوت تو نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے۔ جو ہماری نسبت غیر مذاہب کے فضلا کی شہادتیں ہیں۔ ہر ایک باتمیز آدمی انہیں پڑھ کر اس تنزل کے زمانہ میں بھی آریوں کی فضیلت کا صدق دل سے قائل ہو سکتا ہے۔ سنسکرت گرنتھوں میں اس کی صدہا شہادتیں موجود ہیں۔ دیکھئے بیلون یا غبارہ کا ذکر رامائن بالمیکی میں بڑے صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے جس سے کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ (دیکھو رامائن لنکا کانڈ سرگ ۱۲۵ شلوک ۱ سے ۱۱ تک) ہوائی گھوڑے راجہ بھوج جی مہاراج کے زمانہ تک بھی دوڑا کرتے تھے۔ جن میں سے بعضوں کی چال فی گھڑی گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ۲۷½ کوس ہوتی تھی (مفصل دیکھو بھوج پربندھ سنسکرت) اِسی کے متعلق دیکھو (کرنیل النکاٹ صاحب کے لکچر انگریزی مدراس) اور کچھ آگے چل کر آپ کو بھی اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے " اسمیں کچھ شک نہیں کہ قدیم ہندو (آریوں) میں علم تھا۔ مگر ایسا ہی جیسے یونان میں۔ نہ کہ ایسا جیسا کہ فی زمانہ اقوام یورپ اور اہل امریکہ میں ہے " (نور افشاں صفحہ ۸ نمبر ۱ جلد ۱۶)

اور یونانیوں کی بابت محقق بیو کاک صاحب نے نہایت اعلیٰ تحقیقات سے بخوبی ثابت کیا ہے کہ یونانیوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ آریہ ورت سے۔ دیکھو (انڈیا ان گریس کال انگریزی) اِسی قسم کی تحقیقات فاضل ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب امریکن نے بھی فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ وید سب سنت دنیا کے خزانہ ہیں۔ دیکھو ان کی تحقیقاتی لکچر مطبوعہ ۱۸۸۵ء نیو یارک امریکہ ایک فاضل نے لکھا ہے کہ کسی علم اور کسی زبان میں کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنسکرت سے باہر ہو۔ علم سنسکرت کی توحید اور معرفت سراپا قبولیت۔ اور حکمت اور نجوم وغیرہ سراسر قابل تحسین ہے۔ غرض کوئی علم اور کوئی کمال ایسا نہیں۔ کہ علم سنسکرت اس کی جڑ نہ ہو۔ ریل اور تار برقی جو اس زمانہ کی عجوبہ چیزیں ہیں اگر ہُو بہو اسی شکل کی) ان کا وجود علم سنسکرت میں موجود نہیں۔ مگر بیمان (بیلون) کی سواری کے اصول اور ہوا پر اڑنے کے طریقے

اور عالم خلا کی سیر لغزش کے عمدہ قاعدے۔ کیا ریل اور تار برقی کی صنعت سے کچھ کم ہے اگر انہیں اصول پر غور و تامل کیا جائے۔ ہوائی ریل کا سمجھنا اور اختراع ممکن تھا۔ اور جو یہ صورت ہوئی تو از روئے انصاف اِس ریل اور ریل ہوائی میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوا۔ بہر حال حکمت اور دانائی کوئی ایسی نہیں کہ جو علم سنسکرت سے باہر ہو۔ دیکھو مخزن العلوم بریلی جلد ۱ نمبر ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۳۵)

اب ہم کچھ تازہ تحقیقات کی رو سے بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کرنے میں ایک محض مزاج صاحب ہمیں اپنے خط میں اِس طرح تحریر فرماتے ہیں ۔

"جناب پنڈت صاحب ۔ سنئے ۔ ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء کا ذکر ہے جبکہ میں تحصیل صوابی میں ملازم تھا اُس وقت ایک صاحب بہادر واسطے دریافت حالات زمانہ سلف اور ملاحظہ عمارات کہنہ تشریف لائے تھے جو حال اُنکی زبانی اِس آریہ ورت کی ترقی اور فضیلت کا معلوم ہوا وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ اور۔ جب صاحب بہادر کے روبرو سے میرزا امیرالدین صاحب تحصیلدار صوابی کے کہا تھا کہ ریل وغیرہ کارگریوں کو لوگ اِس زمانہ میں دیکھ کر شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ ابھی زمانہ میں حاصل ہوئیں۔ لیکن یہ خیال لوگوں کا غلط ہے کیونکہ زمانہ سلف میں اِس سے بڑھ کر آریہ ورت میں موجود تھیں۔ یہ کل حال اُن پتھروں پر کندہ ہے۔ جو کہ موضع شہباز گڑھ علاقہ یوسف زئی ضلع پشاور (جو کہ ہماری تحصیل سے ۷ یا ۸ میل ہے) پر اس وقت بھی موجود ہے اور ایسے پتھر مردان اور لنگا وغیرہ جگہ سے بھی ملے ہیں۔ جیسا اِس زمانہ میں۔ اشتہارات و احکامات کاغذوں پر تحریر ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں جو ایسے احکام جاری ہوتے تھے۔ وہ پتھروں پر کندہ کر کے تمام عملداری کے خاص مقام پر نصب کئے جاتے تھے۔ چنانچہ شہباز کا پتھر منجملہ اُن احکامات کے ایک اشتہار لغت ہے جسکو ایک راجہ نے جسکو چار ہزار برس کا عرصہ گزرتا ہے جاری کیا تھا۔ اور اُس میں چار احکام کی تعمیل کے واسطے راجہ کی جانب سے ملازموں کو تاکید ہے۔ وہ یہ ہیں۔

اول ۔ دھوئیں گاڑی میں لکڑی نہ جلائی جایا کرے بجائے لکڑی کے پتھر کا کوئلہ جلانا چاہئے۔

دوم ۔ تمام عملداری میں انسانوں کے ہسپتال (او شد آلہ) موجود ہیں لیکن حیوانات مثل مویشی کے واسطے کوئی شفاخانہ نہیں۔ مویشیوں کے واسطے ہسپتال مقرر کئے جاویں۔

سوئم ۔ اگرچہ تمام عملداری میں سب جگہ سرائے واسطے آرام مسافروں کی موجود ہیں مگر اب اُس قدر آبادی ہونی چاہئے کہ جو مسافر مسافر خانہ کی جس چیز کو پسند کرے اور لیجانا چاہئے اُس کے ساتھ میرا ملازم کچھ تعرض نہ کرے جو چیز مانگے اُسے دیدینی چاہئے۔

چہارم ۔ سڑکیں موجود ہیں اُن پر درختان سایہ دار گنجان اور میوہ دار لگائے جاویں جس سے مسافروں کو بہت آرام حاصل ہو۔ تکلیف کسی طرح کی نہ ملے۔

ماسوائے اِس کے اور بہت حالات اُن پتھروں کی بابت میں نے ایام ملازمت میں جس قدر ایام متفرقات میں رہا ہوں، سنے ہیں اور تاریخ پتا دریں بھی بہت ایسے حالات درج ہیں اگر جناب کو منظور ہو۔ میں عرض کرنے کو موجود ہوں۔

۲۷ اگست ۱۸۸۹ء کا نشی رام اہلکار۔ ضلع پشاور۔

اعتراض نمبر ۴ ۔ آریہ قوم کی ترقی دیکھئے ایک ہندوستان مگر صوبہ صوبہ کا راجہ الگ کسی راجہ نے ہندوستان پر سلطنت آج تک نہ کی سلطنت کا مادہ کہاں سے لاتے۔

جواب ۔ مہاراجہ بکرماجیت کی فتوحات دیکھو (انڈیا ان گریس باب چہارم) اسی طرح مہاراجہ یدھشٹر کی تخت نشینی کا مفصل حال دیکھو (مہابھارت سنسکرت کا راج دھرم) اور آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ اور متعصب ماد ریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ۱ مادہ سلطنت کی بابت دیکھو انوار سہیلی اور منو سمرتی کا راج ادھیاء اور منو آبد نشی

اور پنچ تنتر سنسکرت جس کا مفصل حال سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھدیا ہے۔ صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۸ تک۔

اس کے علاوہ اگر آریہ راجاؤں کی زیادہ کیفیت دیکھنی ہو تو دیکھو جگدیشر تواریخ کشمیر حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۸۳ء لاہور اور صفحہ ۱۰۰ تک اور راج ترنگنی کی سنسکرت تواریخ۔

اعتراض نمبر ۵ ۔ جس حال میں آپ انادی بھی مانتے ہیں۔ تو پرمیشور کو خالق کیسی کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو صریح ہے۔ اور اجتماع ضدین عقلاً و نقلاً محال ہے۔

جواب ۔ ہم موجودہ عالم یعنی مادہ سے بنی ہوئی دنیا کو انادی نہیں مانتے۔ کیونکہ اس کے بننے کی ابتدا ہوئی ہے۔ اور خدا کو خالق اسی سبب سے کہا ہے کہ اس نے مادہ سے جگت کو رچا ہے نہ کہ عدم سے اور نہ معاذ اللہ عدم کوئی چیز ہے۔ مگر مادہ یا پرکرتی کو انادی مانتے ہیں۔ نہ کہ پرکرتی سے جگت کی بناوٹ کو بھی۔ پس یہ کسی طرح اجتماع ضدین نہیں۔ بلکہ یہاں بھی آپ کی ویسے ہی غلطی ہے جیسے کہ ع

خدا کو بندہ مانا بندہ کو تم کبریا سمجھے — پڑیں پتھر سمجھ پر آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

اعتراض نمبر ۶ — دیانند صاحب کا قول ہے کہ ہم اور سب روحین ہیں انہیں روحوں سے بموجب تناسخ قائم ہے۔

جواب ۔ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے۔ سوامی جی نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اور نہ وید مقدس میں موجود۔ اور نہ آپنے کوئی حوالہ دیا۔ شاید نوح کی کشتی کا بائبلی تخمینہ یاد آگیا۔ یا برج بابل کا ہمت ٹوٹ گیا جسکی چوٹی آسمان تک پہنچی اور خدا آسمان پر سے گھبرا کر اترا اور برج کو گرا دیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ آسمان تخت خدائی سے گرا دیں اور آسمان پر چڑھ جائیں۔ ع

اگر روزی بدانش برفزودے — زناداں تنگ تر روزی نبودے

اعتراض نمبر ۷ — مادہ اور روحوں کے انادی ہونے پر پنڈت لیکھرام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ علوم متعلقہ وغیرہ صرف انسان کی ایجاد ہیں جنکی بنیاد صرف محدود خیالات و ناقص عقل پر ہے۔ خدا تعالے پر جو عقل کل اور غیر محدود ہے۔ کسی طرح انکی پابندی نہیں ہو سکتی۔ ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے۔ اور ہستی سے نیستی بھی۔ آپنے یہ صرف اپنا ہٹ قائم کر رکھا ہے۔ جو کہ بالکل بے بنیاد و ناقص ہے ذات الہی کے سوا کسی شے کو انادی ماننا صرف دیوانگی ہے۔ اور کچھ نہیں یاد ہے کہ خدا قادر ہے اس نے نیست سے ہست کیا۔ وہ قادر ہے کہ پھر ہست سے نیست کر دیگا۔ چنانچہ کلام خدا میں مرقوم ہے۔ زبور ۳۳ / ۶ و ۹ اور پطرس ۲ / ۳ / ۱۰ سے ۱۳ تک۔

جواب ۔ اگر ہم اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں اور علاوہ براں نسخہ خبط احمدیہ باب دوم جگت اتپتی میں اس کے متعلق بیسوں شکوک کا فیصلہ کر چکے ہیں مگر کچھ آپ کی خدمت کرنی بھی ضروری ہے۔ واضح ہو کہ نیستی سے ہستی کا ہونا ایک ایسا علم و عقل و تجربہ کے برخلاف امر ہے جسکو سوائے آپ جیسے آدمیوں کے کوئی عقلمند بے تعصب ہو کر نہیں مان سکتا۔ معتقدان تثلیث کے سوا دیگر تمام فضلاء اس بات کے قائل ہیں۔ کہ عدم کوئی چیز نہیں۔ تمام علماء سائنس کا یہ مقدم اصول ہے کہ نیستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اور آپ لکھتے ہیں کہ آریوں نے گھڑ لیا ہے حضرت ایسا نہیں بلکہ علمی و یقینی مسئلہ ہے۔ دیکھو پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر فرماتے ہیں۔

دفعہ ۸۴ ۔ موجودات میں صرف جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں۔ نہ انکی مقدار بڑھتی ہے ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ جیسے حرارت پہنچانے سے ایک مکعب انچ پانی بھاپ بنکر اڑ جاتا ہے۔ تو وہ نیست نابود نہیں ہو جاتا۔ بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ مائع سے گاس کی حالتیں بدل جاتا ہے

اور اس سے اس کے وزن میں کچھ ترقی نہیں آتا جتنا تھا اتنا ہی رہتا ہے اگر اسے مکعب انچ پانی کے اکسیجن اور ہیڈروجن جدا کریں۔ تو بلاشبہ پانی تو غائب ہو جائیگا۔ مگر اس کا مادہ برقرار رہے گا اسکے وزن میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ اگر پانی کا وزن ۲۵۲۵ گرین ہو۔ تو اسمیں اکسیجن گاس ۲۲۴۴ گرین اور ہیڈروجن گاس ۲۸۱ گرین ہوگی۔ جو کچھ تغیر و تبدل انسان اپنی تدبیروں سے کر سکتا ہے۔ اس سے ان گاسوں کی ایک معینہ مقدار کے وزن میں کچھ ترقی نہیں آتا۔ جہانتک ہم کو معلوم ہے مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اور اسی سبب سے خواہ وہ کسی شکل میں ہوں پہچانے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ بات ٹھیک ہے تو اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ اسکی مقدار جس قدر ہے اسی قدر رہتی ہے۔ نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قدرتی اور مصنوعی چیزیں ایک بات میں مشابہت رکھتی ہیں۔ یعنی یہ بات دونوں پر ثابت آتی ہے کہ جن مادے سے وہ مرکب ہیں۔ وہ نہ معدوم ہوتا ہے۔ نہ زیادہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح مصنوعات کا سلسلہ انسانی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر منحصر ہے اسی طرح قدرتی وقعات کا سلسلہ قدرتی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر مبنی ہے۔ دیکھو (مبادی العلوم ۱۸۸۳ء مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۸۵ و ۸۶)

اسی طرح دیکھو نیچرل فلاسفی جلد ۱ مصنفہ پروفیسر ٹنگسلی صاحب انگریزی جسمیں مشرح مادے کی قدامت کا ثبوت مندرج ہے۔ بائبل کے تمام بے بنیاد دعاوی کی تردید ایک لائق یوروپین مسٹر ٹامس پین صاحب بہادر اپنی مصنفہ کتاب ایج آف ریزن میں کر چکے ہیں۔ بس تمام بائبلی خیالات کی تردید ناظرین اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ بریں ہم نے بھی علیحدہ پادری ٹھاکر داس و ڈاکٹر ہنری مارٹن کے چھ لیکچروں کے جواب میں مشرح ثابت کردیا ہے (دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج ۶ لیکچر)

قادر مطلق کے معنے آپنے غلط سمجھے نیستی سے ہستی میں لانیوالے کے نہیں ہیں۔ بلکہ آزاد طاقت والے کے ہیں یعنی جسکی طاقت کسی سے حاصل شدہ نہ ہو۔ اور نہ محتاج بالغیر ہو جس کے گھر میں نیستی کبھی نہ ہو خدا صانع عالم ہے اور کامل ہے انسان خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو لیکر کچھ تھوڑا سا تغیر تبدل کرتا ہے پیدا اور سے کچھ نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ اسکی قوتوں سے باہر ہیں۔ پس انسان جو کچھ بناتا ہے گویا اس کی حکمت کو نقل میں لاتا ہے۔ ورنہ خود خدا اور علم کے بغیر عاقل نہیں اور نہ عالم ہے۔

جسطرح خدا مرنے پر۔ جسطرح خدا پیدا ہونے پر جسطرح خدا جھوٹ بولنے پر اور جسطرح خدا دو تین۔ چار ہونے پر یا جسطرح خدا صلیب پر چڑھنے پر قادر نہیں اسیطرح خدا نیستی سے ہستی کرنے پر قادر نہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے۔ جسلیں آپ علم سے نہیں بلکہ خدا باپ سے ہستی کرتے ہو کہ جسکو نیستی کا خدا مانتے ہو۔ اور عالم کا مالک گردانتے ہو حالانکہ یہ کافی و ندا اور بانجھ کا بچہ عدم محض سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہی حال انجیلی خدا کا ہے۔ کیونکہ وہ مصلوب ہو گیا۔ افسوس ہے خدا مارا گیا حیرت کی جا ہے ستم کے مارے۔

اعتراض نمبر ۸ — اس سوانح عمری میں جو الہو کے دیو دھرمیوں نے شائع کی ہے پنڈت دیانند کے کسی خاص گورو کا پتہ نہیں لکھا ہے۔ گورو جنہا نے کتنے چیلے جان شریف۔

جواب — اگر دیو دھرمیوں کو جبلی ضلالت کے سبب صداقت نظر نہیں آتی تو نہ آئے مگر ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں۔ کہ وید بھاش کے ہر ایک ادھیا سماپتی (اختتام) پر اور ستیارتھ پرکاش کے اخیر میں انکے گورو یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کا نام مبارک لکھا ہے۔ دگ وجے ارک میں بھی چھپا ہوا ہے علاوہ انکے تمام معزز رؤسا، بلکہ عوام الناس بھی اس بات سے آشنا ہیں تو پھر دیو دھرمیوں کو نہ سوجھنا انکی نظر کا کھوٹا پن ہے۔ ع

اور کیا ہے۔

اب ہم عیسیٰ کی بابت کچھ تحقیقات کر کے صحیح طور پر آپکی تسلی کرتے ہیں۔ یہوداہ جسنے عیسیٰ کو پکڑوا دیا جو عیسیٰ کا گرو تھا۔ (دیکھو متی ۲۶/۴۹) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب خداوند مسیح جلیل کو چلا گیا۔ اور ناصرت کو چھوڑ کر کفرناحوم میں جا رہا۔ (متی ۴/۱۲)

اسی طرح جب عیسیٰ گرفتار ہوا۔ تو لکھا ہے کہ سب شاگرد چیلے اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور انکار کیا۔ کہ یہ ہمارا گرو نہیں بلکہ ایک پرخو... پطرس شاگرد نے عیسیٰ پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا (متی ۲۶ باب ۷۴) اسی چیلے کو عیسیٰ نے آسمان کی کنجیاں بخشی تھیں۔ افسوس (متی ۱۶/۱۹) اب ہم آپ کیطرح بیہودہ طور پر نہیں۔ بلکہ سچائی سے بشہادت انجیل کہتے ہیں۔ کہ گرو بھاگنے سے پہلے چیلے جان بچا گئے۔

اعتراض نمبر ۹۔ عیسائیوں کے نزدیک سے پیروان عیسیٰ کے باقی کل فرقے شیطان کی ہیں۔ اس کے جواب میں ہم صرف کلام الٰہی کی آیت پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ طوالت منظور نہیں۔ تب پطرس نے زبان کھول کر کہا اب مجھے یقین ہوا کہ خدا ظاہر پر نظر نہیں کرتا بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا۔ اُس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال ۱۰ باب ۳۴ و ۳۵)

جواب۔ افسوس! آپ صاف بات سے انکار کرتے ہیں اور ہستی کے معاملہ میں بہت سے اندھے ہیں دیکھئے انجیل کیا کہتی ہے۔ جیسے مسیح خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ اور خدا نہیں جانتا اور جس نے روح القدس کو اقنوم ثانی اور خدا نہیں جانا اور ایماندار نہیں (متی ۲۸/۱۹) اور بے ایمانوں یعنے ان چیزوں کے نہ ماننے والوں کی جگہ جہنم ہے مکاشفات ۲۱/۸ اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھے گا۔ بلکہ خدا کا قہر اس پر رہتا ہے (یوحنا ۳/۳۶) اسکے سوا آپ خود ہی دیکھ لیں کہ جو بائیبلی خدا کو نہیں مانتے اور تثلیث کو نہ مانتے ہیں۔ اور نہ عیسیٰ کو منجی اور نہ خدا کا فرزند جانتے ہیں ان کے حق میں انجیل کیا کہتی ہے متی ۱۳/۴۲ اور باب ۲۵ ... تک اور متی ۲۵/۴۱ کیا سوائے ابدی جہنم کے کوئی اور جگہ ہے اور کیا وہ شیطان کے مرید نہیں بنے جاتے؟ اور کیا اپنے نور افشاں ... کے عدو ... مضمون میں محمدیوں اور آریوں کو بول بیٹے شیطان نہیں لکھا۔ اور کیا عیسائیوں کو خداوند مسیح کے سوا کوئی اور شخص بھی اُنکے ذمہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو ایمان سے بتلایئے کہ آپ نے یہ سفید جھوٹ کیوں کہا۔ ذرا مسیح کے واسطے انصاف سے دل میں غور کرو۔

اعتراض نمبر ۱۰۔ شیطان نے انکار کیا۔ شیطان تو گیا جہنم میں آپ تو ذات الٰہی کے منکر ہیں۔

جواب۔ عیب مت لگاؤ۔ کہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے۔ وہ خدا جو فرعون سے فریب کرتا ہے اُسکے دل کو ایمان لانے سے روکتا ہے۔ (دیکھو خروج باب ۱۰) وہ خدا جو کام کر کے پچھتاتا۔ پھر ہوتا۔ آرام کرتا۔ آیندہ کے نتائج غلطی کا کھٹکا ہے۔ دیکھو پیدائش باب ۶ آیت ۶ سے ۸ تک۔ وہ خدا جسکا الہام علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ سانپ بولا۔ گدھا بولا۔ (گنتی ۲۲/۲۸) سورج دن بھر کھڑا رہا۔ (یشوع ۱۰/۱۳) مسیح مع جسم جو تھے آسمان پر جا کر خدا کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ **مسیح** کے پھانسی ملنے سے لوگوں کے گناہ معاف ہو گئے۔ **بابل** کا برج کرنے سے لوگوں کی زبانیں بدل گئیں۔ **نوح** کا فرضی طوفان تمام دنیا میں آیا۔ ایک **آدم** سے تمام دنیا ہوئی وغیرہ تجربہ اور عقل و علم کے خلاف باتیں جسکے الہامی کتاب میں درج ہیں۔ جو **ایک نہیں** بلکہ تین ہیں۔ جو عیسیٰ کا خدا مادہ اور روح کے علم سے ناآشنا ہے۔ بیشک ایسے خدا سے ہم منکر ہیں۔ ہمارا ایسے خدا سے قطعی انکار ہے اور نہ وہ خدائی کے سزاوار ہے۔ اور نہ اب وہ فعل مختار رہا بلکہ عدالت بیٹے کے سپرد ہے۔ اور وہ خدائی کا حقدار بلکہ تاجدار ہے۔ پس ایسے خدا سے ہمارا بلکہ سب حق پرستوں کا انکار ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ موسیٰ آتش پرست تھا۔ آگ سے مراد ایسا مانگتا ہے۔ چنانچہ اُسکی چند دعائیں بھی لکھی ہیں۔ اس جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے اگر یہ وید کا آتشی خدا ہوتا تو فوراً اس بوٹے کو جلا دیتا۔

جواب۔ آپ بائیبل سے محض ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ہرگز ایسا نہ کہتے دیکھو لکھا ہے "ملک یہواہ ایک بوٹی میں آگ کے شعلہ میں اس پر ظاہر ہوا۔ ... جب خداوند نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو کترا کر آیا۔ تو خدا نے اُسے بوٹے کے اندر سے پکارا" (خروج ۳/۲-۴)

جلانے کی بابت دیکھو۔ اور کوہ سینا پر سے دھواں تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کے اس پر اترا۔ اور تنور کا سا دھواں اس پر سے اٹھا۔ اور پہاڑ بہت ہل گیا۔ خروج ۱۹/۱۸۔ "پھر خداوند کے حضور سے آگ نکلی۔ اور ان اڑھائی سو جنہوں نے بخور گذرانا تھا کھا گئی"۔ (گنتی ۱۶/۳۵) کیونکہ پہاڑ آگ سے جل رہا تھا (استثناء ۴/۱۱) ساتھ ہی مقامات ذیل بھی ملاحظہ کرو۔ خروج ۸/۱ و ۱۸/۲۸ و ... و ... و ... (اور گنتی ۹/۱۵ و ۱۱/۳ و ... و ...) اور استثناء ۵/۴ و ... و ۵/۴) ان مقامات میں صاف صاف آگ اور آتشی الٰہ اور خرقوں خیموں پہاڑ وغیرہ کے جلانے کا۔ اور آتشی قربانی کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اس کے سوا متی ۳/۱۱ میں بھی صاف لکھا ہے۔ کہ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا"۔ یہاں بھی اسی آتشی الٰہ کا اشارہ ہے جو روح القدس کے ساتھ ساتھ دوسرا خدا موجود ہے۔

اب پادری صاحب فرمایئے کہ ہمنے موسیٰ پر جھوٹ باندھا یا بائیبل نے۔ کیا آپکو انکار کرنے سے شرم نہ آئی؟ کیا بائیبل دنیا میں موجود نہیں؟ آتشی قربانی آتش مزاج خدا کا ان کو کھانا۔ بھسم کرنا خیمہ کا جلانا۔ دھواں اٹھنا تنور کیطرح جلنا۔ آگ کی گرمی کے سبب موسیٰ کا چہرہ سرخ ہو جانا۔ انہیں قربانی ڈالنے سے گناہ کا دور ہوتا تھا۔ بلکہ آتش اور آتش مزاج خدا کیواسطے تمام دنیا کے جانور آگ میں ڈالے جاتے۔ اور اس طرح کی سوختنی قربانی سے ہر طرح کے گناہوں سے بہشت کی امید رکھنا۔ کیا موسیٰ کی آتش پرستی نہیں ہے؟ کیا اس سے بڑھکر اور آتش پرستی ہو سکتی ہے؟ کیا اب بھی آپ سختی کی ایک ٹانگ کہہ انکار کر سکتے ہیں؟ ہم ہرگز ہونے کا نہیں۔ اسی واسطے موسیٰ ضرور آتش پرست تھا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اعتراض نمبر ۱۲۔ مکتی پر تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے جسکا دوسرا نام نجات کامل ہے۔ یہ ویدک مکتی ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ اس مکتی کے کیا معنی ہیں۔ دکھوں سے رہائی تو انسان ہر جا حاصل کر لیتا ہے۔ کیا یہی نجات ہے یا امیر جنکو دنیا کی سب نعمتیں حاصل ہیں انکو بھی کوئی دکھ نہیں اسکا نام مکتی ہے کیا آپ کی بہشتی روح نے دکھوں سے رہائی کی ہے۔ اگر یہی ہے تو بھی غلطی۔ کیونکہ بموجب عقیدہ تناسخ کے دکھوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ ایک سے نکلا دوسرے میں پھنسا۔ دوسرے سے تیسرے میں تو پھر مکتی ندارد۔ دکھوں کا باعث آپکو معلوم نہیں۔ یہ نجات یا ہمیشہ کی زندگی کس طرح حاصل ہو انجیل سے ظاہر ہے۔

جواب۔ دکھوں سے رہائی ہم نے ویدوکت حوالہ سے مکتی بتلایا تھا۔ اس پر آپ بسبب تعصبانہ خیالات کے ناخوش ہو انکار کرتے ہیں۔ حضرت مر کر دکھوں سے رہائی نہیں ہوتی اور نہ امیر ہی دکھ سے چھوٹتے ہیں۔ بقول عزیز نان سے امیر غم جہاں میں۔ راجوں کے راج روگ مشہور ہیں۔ **شہنشاہ جرمن** کی حکایت ابھی تازہ ہی ہماری مراد روحانی اور جسمانی دکھوں سے رہائی تھی۔ اور ساتھ ہی نجات کامل بھی جو سوائے گیان کے کسی طرح ممکن نہیں۔ اور انجیل بھی اس کی شاہد ہے "دیکھو ایک نے آ کر اُس سے (مسیح سے) کہا اے نیک استاد میں کونسا نیک کام کروں۔ کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اُس نے اُسے کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنے خدا پر اگر تو زندگی میں

داخل ہوا چاہے تو حکموں پر عمل کر جیسے موسیٰ کے دس حکموں پر (متی ۱۶/۱۹ سے ۱۹) اور اسی طرح (مرقس ۱۸ لوقا ۲۳ سے ۴۴) اور سارے دل اور ساری عقل اور سارے زور سے پرماتما سے پریم کرنا اسی کا نام اوپاسنا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ تعصب کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں۔ تناسخ صرف گناہوں کی سزا ہے۔ سزا بھگتنی اور نیک عمل کرنے سے تناسخ سے بریت ہو سکتی ہے۔ (دیکھو باب نجات نسخہ خبط احمدیہ) اور در حقیقت نجات خالق ہی کا گھر نہیں۔ بلکہ اعمال پر منحصر ہے۔ اور سب نیک اعمالوں سے اوّل نمبر اوپاسنا ہے۔

اب بتلاتا ہوں کہ آج کل کے موجودہ عیسائیوں کی نجات انجیل کے رو سے ناممکن ہے۔ دیکھو لکھا ہے۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اس کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اس وقت ان سے صاف کہوں گا۔ کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو (متی ۷/۲۱ سے ۲۳)

عیسائی تو درکنار خود مسیح کی نجات بھی نہیں ہوئی۔ اور نہ بموجب بائیبل کے ہو سکتی ہے **خدا**۔ باپ دادوں کے گناہ کے بدلے تیسری چوتھی پشت سے لیتا ہے (گنتی ۱۴/۱۸) **عورت کا بچہ** نیک نہیں ہے۔ ایوب ۱۵/۱۴ و ۱۶ و ۱۴/۱ و ۲۵/۴ و ۹/۲ و ۲۵/۴ و ۵ و ۶ و دیکھو کا خط ۳/۲۳ زبور ۵۱ و ۱ و ۲ و ۳

اور مفصل ہم مسیح کے فوٹوگراف میں اسکا حال عام و خاص پر ظاہر کریں گے۔

اعتراض نمبر ۱۳۔ قانون سورۃ پر پہلے ریویو میں ہماری غلطی ہے ایک دوست نے ہم کو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ بات **تواریخ محمدی**۔ اور تحریف قرآن اور سیرت المسیح والمحمد میں بھی اس کا بیان ہے۔ پنڈت صاحب اس میں بھی کمزور ہے۔

جواب۔ حضرت ہم کو اس بات سے تو انکار نہیں۔ کہ اس قسم کا اعتراض اوروں نے بھی کیا ہے۔ مگر ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں۔ کہ ہم نے سوائے اصلی قرآن یا اسلامی تفاسیر و حدیث و تواریخ کے اوروں میں اس کا ذکر کم دیکھا ہے بلکہ کتاب نمبر ۲ کی تو ہم نے شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمارے اعتراض صرف قرآن پر ہیں۔ اپنی معلومات اور اسلامی تفسیرات کے مطابق۔ نہ کہ کسی کے کہنے سننے سے۔ اور آپ اگر ذرا غور سے ہماری کتابوں کو دیکھیں تو بیسیوں اعتراض ایسے ملیں گے۔ جو آج تک کسی کے خواب میں بھی نہیں آئے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اعتراض نمبر ۱۴۔ توریت کے رو سے بہن بھائی کی شادی ہوئی تھی نہ شرم کیجئے۔ کیف جھوٹ کے لئے ایسا منہ کھول رکھا ہے۔ توریت میں کہاں لکھا ہے۔ مہربانی سے پتہ دیجئے۔

جواب۔ اول تو سب آدم کے بیٹے اپنی بہنوں (خواہروں) سے بیاہے گئے ہیں کیونکہ بقول بائیبل کے صرف ایک آدمی اور ایک عورت سے تمام دنیا پیدا ہوئی۔ پس بہن بھائی کی شادی ہوئی تھی۔

دوم۔ ابراہیم نے سرہ کے ساتھ جو اس کے باپ کی بیٹی تھی شادی کی جس سے وہ صاف اقبال کرتا ہے۔ کہ وہ تو سچ میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی پر میری ماں کی بیٹی نہیں سو میری جورو ہوئی۔ (پیدائش توریت ۲۰/۱۲ و ۱۹/۱۱ ملم)

کہوں! پادری صاحب ابھی تسلی ہوئی یا نہیں۔ پتہ لگا یا نہیں ورنہ مجھے اور ثبوت لینا

جہاں تک پادری صاحب نے ریویو نمبر ۲ میں اعتراض کئے۔ ہم نے ان کے سلسلہ وار جواب دیئے۔ باقی رہے ان کے تہذیب سے دور الفاظ اور معمولی طعن و تشنیع انکو ہم دہرانا نہیں چاہتے۔ وہ انجیلی اخلاق کا نمونہ ہے سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے پادری صاحب نے جتنا دشنام دہی پر زور دیا ہے۔ اتنا ہی ہم بائبل کے کھنڈن پر زور دیں گے۔ جس سے راستی کی فتح ہووے تا سیہ روئے شود ہر کہ در و غش باشد

اب قصبہ بھیرہ کے رہنے والے **مولوی نورالدین** صاحب نے **مرزا غلام احمد** کی تعلیم پر عیسائیوں کا جواب دیتے ہوئے کہیں کہیں آریوں پر منہ زوریاں کی ہیں ہم نے اس کتاب کی دونوں جلدوں کو بغور دیکھا۔ اکثر مقامات پر سید احمد صاحب کی تقلید اور کہیں بعض عقائد اسلامیہ کی بھی تردید ہے۔ حالانکہ وہ قرآن میں موجود ہیں مرزا غلام احمد صاحب کے اعتراضوں کا کافی و وافی جواب ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے ہیں۔ قطع نظر ان کے اعتراضوں کا جواب ضمیمہ میں دیتے ہیں۔

جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ فصل الخطاب

اعتراض نمبر ۱۔ نباکاری کا لفظ جہاں تک میں نے تحقیق وید میں نہیں ہے۔

جواب۔ یہ آپکی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ ورنہ وید مقدس میں وہ نام موجود ہیں جسکے معنے نباکاری کے ہیں۔ وہ ایشر مقدس کے نام یم اور اریکا ہیں۔ य सर्वान -

प्राशा नो निय च्छति सयम एकोस हि प्राव दुष्याव दं त्या
ग्नि य मं मात रि श्वानमाहु ॥ ऋ.मं.१ अ.२२ त १४ नं.४६

ترجمہ۔ جو سب پرانیوں کے کرم پھل دینے کی بوجھا کرتا اور سب انیاؤں (ظلموں) سے پرتھک (جدا) رہتا ہے۔ اس پرماتما کا نام (یم) نبارکاری ہے۔ اور اسی کو گیان سے۔ اور ماترشوا بھی کہنے یوگ ہے۔

اعتراض نمبر ۲۔ ختنے کے معقول ہونے پر بھی مولوی صاحب نے ایک دلیل دی ہے۔ (فرماتے ہیں ایک ہندو آریہ) مرض آتشک سے بیمار میرے پاس آیا اس کے اندر کا چمڑا زخموں کے سبب سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا میں نے اس کا ختنہ کیا۔ اور کہا سبحان اللہ آج ختنہ کی حقیقت دریافت ہوئی۔ گویا ایک دلیل سوجھی۔

جواب۔ ہمیں مولوی صاحب کی اس دانش آمیز دلیل پر ہنسی آتی ہے۔ مولوی صاحب کو ہم دانشمند سمجھے تھے۔ مگر افسوس خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ جناب کیا استنجا کرنیکی فضیلت آپکو حضرت معاویہ کے دلداری استنجا سے ثابت ہوئی ہے یا نہیں۔ جہاں بچھو کے لڑنے سے یزید علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور کیا بانی مبانی ختنہ یعنی ابراہیم کو بھی خدانخواستہ یہی مرض پیدا ہوئی تھی یا کوئی اور حضرت اسمٰعیل کس مرض میں مبتلا تھے علاوہ بریں کیا مسلمانوں کو آتشک یا سوزاک نہیں ہوتا۔ کیا مسلمان رنڈیاں ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ اگر ہوتی ہیں تو ختنہ سے کیا فائدہ۔ ڈاکٹر لوگ جو آتشک وغیرہ ہونے سے ناک انگلیوں کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ یا خود گر پڑتی ہیں۔ کیا بقول آپ کے یہاں بھی ختنہ کی ضرورت ہے آپ کی فلاسفی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اعضاؤں کے ختنے کی بھی ضرورت ہے۔ **افسوس!!** قابلیت شما از قاف قابل معلوم شد۔ یہ اکثر متعصب محمدیوں کا دستور ہے کہ جب کوئی ہندو شامت اعمال میں گرفتار ان کے پاس معالجہ کا طلبگار ہوتا ہے۔ عوض کسی عمدہ علاج کرنے کے انہیں ختنہ اسلامی سوجھتا ہے۔ ہمیں ایک فاضل آریہ سے اس مرض کا ایسا مجرب نسخہ دستیاب ہوا ہے کہ اس کے مریضوں کو بھی بقول جاہل طبیبوں کے ختنہ کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ کارخانہ الٰہی میں رخنہ اندازی ہوگی۔ مصرعہ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اعتراض نمبر ۳۔ (آریہ سماج کے اصول پر) آریہ بھی اپنے اصول کے بیان میں اس پہلی اصل میں اسلام کا ساتھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اصل اول جو پدارتھ (اشیاء) ست ودیا (علم حقیقی) سے جانے جاتے ہیں۔ ان سب کا

آدی مول ابتدائے اصل الشئ خدا ہے اور وہ اُن کے دوسرے اصل میں موجود ہے۔ ایشر سرب شکتیمان۔ ودیا و سرشٹی کرتا ہے۔ اور بے ریب یہ کامل صفات ہیں۔ اور اُسکی ذات پاک کو نقائص سے منزہ بھی کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ذرات عالم جنہیں پرمانو کہتے ہیں اور ارواح اور اُن کے خواص۔ ودیا علم سے معلوم ہوتی ہیں۔ حسب اصل اور اعتقاد اول چاہیئے تھا کہ اُن کا خالق اور آدی مول ایشر ہوتا۔ پر آریہ انکاری ہیں۔

جواب ۔ آپنے آریہ سماج کے مبارک اور مقدس اصول کو نہیں سمجھا اس اصل کا مطلب یہ ہے کہ ست ودیا یعنی علوم حقیقی اور اشیاء یعنے پدارتھ جو قدرت سے مراد ہے۔ اِن سب کا آدی مول یعنے مظہر پرمیشور ہے۔ نیستی سے ہستی کا یہاں ذکر نہیں۔ اور نہ خود خدا سے معاذ اللہ بطور ٹکڑے کے دنیا بننے کا ذکر ہے۔ بلکہ ودیا کا ذکر ہے کیونکہ ودیا کا پرکاش کرنے والا بذریعہ الہام اور پدارتھ یعنے دنیا مادہ سے بنانے والا پرمیشور ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔

اعتراض نمبر ۴ ۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں لکھا ہے۔ کہ اگر سوال کرے۔ پرمیشور کی تو زبان نہیں۔ قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا ہے۔ اُس نے وید کس طرح بنائے۔ اور کیسے بنائے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے اُسکو اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کچھ بدون اسباب کر سکتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ سنہ ۱۸۸۴ع) پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

جواب ۔ آپنے غلطی کی۔ وہاں ایسا نہیں۔ بلکہ ستیارتھ پرکاش میں ایسا ذکر مطلق نہیں۔ البتہ بھومکا میں ہے۔ مگر وہاں صرف ایشور کے جسمانی نہ ہونے سے مخالف کے اعتراض کا جواب دیا ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے جگت رچ سکتا ہے۔ مفصل دیکھو (بھومکا صفحہ ۷، اشلوک ۱۹۳) وہاں مادہ یا پرکرتی کا تذکرہ نہیں اُسکا علیحدہ ذکر موجود ہے۔ جگت اُتپتی کے بیان میں یہاں صرف اتنا ہی مطلب ہے۔ کہ ایشر بغیر اعضاء جسمانی کے تمام دنیا کو مادہ سے رچ سکتا ہے۔ اگر ذرہ کسی عالم سائنس سے مادہ عالم کے بارہ میں دریافت کروگے تو اچھی طرح اس غلط خیال سے باز آجاؤگے نیستی سے ہستی کا مسئلہ سوائے اُمیوں یا اڑیل کے کوئی دانا کبھی نہیں مان سکتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب ۲)

اعتراض نمبر ۵ ۔ اکل و شرب میں شراب اور مُردار اور ایسے چند چیزوں کا کھانا حرام کیا۔ جن کا کھانا جسم اخلاق کے لئے مضر ہو۔ مثلاً۔ سور گندگی کا عاشق۔ بیجا حملے میں عاقبت اندیش۔ جانوروں میں ایک ہی ایسا ہے۔ جو نر سے جماع کرے اور لواطت کا مرتکب ہو۔ اور جسکے گوشت میں کدودانے مادہ ہے۔ اور کتا جو بیچاس من مُردار کے پاس اپنے ہم قوم کو نہ آنے دے۔ باآنکہ ضرورت سے زیادہ موجود ہے (صفحہ ۹۳)

جواب ۔ شراب کیواسطے لفظ حرام کا قرآن میں نہیں لکھا۔ آپ جسم یا اخلاق کے لئے مضر بتلاتے ہیں۔ اور قرآن اسکو منافع للناس ٹھہراتا ہے۔ ہم کس کو سچا مانیں۔ دنیا تو دنیا بہشت میں بھی شراب کی سبیل لگا دی۔ نہریں جاری کردیں۔

پس مولوی صاحب حرام نہیں۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ سور تو سو گندگی کا عاشق ہیں واسطے حرام ہے۔ مگر گوسفند۔ بھیڑ۔ بکری۔ خروس۔ جو گندگی کے عاشق۔ اپنی ماؤں۔ بہنوں سے زنا کرنے والے۔ بزدل۔ مخنث مزاج۔ ناعاقبت اندیش۔ کیوں حلال و طیب ہوگئے۔ ۶ سور کا نر سے جماع۔ آپ حکیم ہیں۔ آپ کا تجربہ ہوگا۔ ذرا حلت المشائخ کے معنے کسی لغات میں دیکھ لو۔ لاکھوں مسلمان بخارا شریف۔ کابل شریف۔ اور ایران شریف میں ان مرضوں کے مریض ہیں۔ لواطت اور اغلام کی نسبت حضرت لوط کے نام سے نکلی ہے۔ اور اسی کے متعلق انگریزی کا لفظ سیڈومی سے سڈوم سے جو لوط کا شہر ہے۔ منسوب ہے۔ پس سور اشرف المخلوقات انسان کی تقلید سے کسی طرح مجرم یا حرام نہیں ٹھہر سکتا۔

گائے کے گوشت میں ہیضہ کی بیماری ہے۔ حکماء یورپین گواہ ہیں۔ جالندھر انبالہ کا معاملہ شاہد ہے۔ اور علاوہ بر آں بواسیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کم عقل بھی ہے۔ گندگی بھی کم و بیش کھاتی ہے۔ کدو دانے کی بیماری بھی اسمیں ہے۔ مگر بیعلمی نے حلال کردی۔

ہم نے اِس بات کی تحقیقات کے واسطے کہ آیا سور دفعہ ۳۷۷ کا مجرم ہوتا ہے۔ چند سانہسیوں سے یعنے سور چرانے والے لوگوں سے دریافت کیا۔ اُنہوں نے صاف انکار کیا۔ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ نہایت غیرت والا جانور ہے۔ اور قانون قدرت کا نہایت خوبی سے پابند بلکہ متقی پرہیزگار ہے۔ جب تک سوری طالب مباشرت نہ ہو ہرگز اُس کے نزدیک مثل بیل یا آدمی یا گدہے یا گھوڑے کے نہیں جاتا۔ بلکہ نہایت عقلمندی سے صرف اولاد پیدا کرنے کے واسطے صحبت کرتا ہے۔ اپنی عورت سے کمال محبت رکھتا ہے۔ رقیب سے عداوت رکھتا ہے۔ مولوی صاحب وہ سور جس کا گوشت مقوی باہ۔ مقوی جسم شجاعت بخشنے والا ہے۔ وہ حرام۔ افسوس۔

کتا۔ جیسے وفادار جانور کو حرام جاننا۔ اور اُس کے شکار اور لعاب لگے گوشت کو حلال ماننا۔ اعراب کی عقلمندی ہے۔ مگر قرآن کی زبان بیدی خدا کو یاد نہیں رہا۔ ورنہ ضرور لکھ دیتا۔ قرآن میں ذکر تک نہیں۔ اگر کہیں قرآن میں ہے تو مولوی صاحب نشان دو۔

حلالے سے بھی مولوی صاحب کو انکار ہے مگر وہ کعبہ شریف کے اسرار سے خبردار نہیں جہاں پر یہ حلالہ حلال ہے۔ اور باعث ترقی و اقبال۔ قرآن و حدیث پر عمل جاری ہے اور ہر ایک مولوی اقراری۔ ہم اس کی شہادت بھی ایک فاضل مسلمان کی تحقیقات سے دیتے ہیں۔ جناب حاجی مولوی زین اللہ صاحب اپنے سفر عرب کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مقدمہ طلاق اور حلالہ کا بھی جو عرب میں جاری ہے۔ ظاہرا ناپسند معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں شرع کے رو سے اُسمیں بہت سے فوائد دینی اور دنیوی متصور ہیں۔ علاوہ بریں بمقابلہ علماء عرب کے ہندوستانیوں کی کہاں مجال۔ اور طاقت مقالات عمدہ برائی کی درباب مسائل کے اُن لوگوں سے کہ کوئی کسی امر میں اعتراض کرسکے۔ بڑے بڑے علماء عرب امام اور قاضی۔ اور مفتی جمع ہوکر بطور کونسل منجانب سلطان روم مامور و مقرر ہیں۔ (دیکھو توشہ حجاج صفحہ ۹۴ مطبوعہ نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ ہجری) اور قرآن کے رو سے بھی یہ جائز ہے۔ سورہ بقر

فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ فان طلقہا فلا جناح علیہما ان یتراجعا ۔ ترجمہ۔ پس اگر طلاق داد یعنی سوم بار پس ہرگز حلال نمیشود ایں زن آنمرد را بعد ازیں تا وقتیکہ در آید بہ نکاح شوہرے دیگر یعنے وا دخول کند پس اگر طلاق داد اُسرا ایں شوہر دیگر پس گناہ نیست بر آں ہر دو بار آنکہ باز گردند بہ نکاح باہم (صفحہ ۳۵)

جس قدر مولوی صاحب نے اشارتاً اعتراض کئے تھے۔ اُن کے جواب ہم نے عرض کردیئے۔ ایک دو مولوی صاحبوں نے تکذیب کے جواب کا بھی اشتہار دیا تھا۔ مگر ابھی تک نہیں نکلا قبل از وقت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر صرف یہ کہ ہمارے پاس بھی قرآن کے متعلق بہت سامان موجود ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارہ

تکذیب براہین احمدیہ

جلد دوم

دیباچہ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تصانیف کو چھپوا کر پبلک کرنے کا کام میرے سپرد ہوا تھا یہ ایک ذمہ واری کسی خاص آدمی نے میرے سپرد نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے آنجہانی آریہ مسافر کی آخری سفر کی تیاری کے بعد خود بخود اٹھانے کی پرتگیا کی تھی۔ پرماتما کی دیا سے آج اس فرض سے سرخرو ہوتا ہوں۔ اس کتاب کے علاوہ پنڈت جی کی جتنی دیگر تصانیف میں نے طبع کرائی ہیں ان میں کسی بڑی دقت کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بھاری رکاوٹوں کا سامنا پڑا۔ جیسے اس کام کو ہاتھ میں لیتے وقت سمجھا تھا کہ پنڈت جی کتاب کو مکمل کر چکے ہونگے۔ لیکن جب پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ اکثر باب بالکل نامکمل ہیں بعض جگہوں میں فریق مخالف کے اعتراضات درج کرکے جوابوں کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی تھی اکثر جگہوں میں عبارت پڑھی نہیں جاتی تھی اور کئی جگہ پنسل کا لکھا ہوا تھا جس کے لئے بہت کوشش کی گئی کہ پنڈت جی کی اصلی عبارت ہو بہو درج کی جائے اور اسلئے اس کتاب کی درستی میں اس قدر وقت صرف کرنا پڑا جس میں کہ بڑی آسانی سے ایک نئی کتاب لکھی جا سکتی لیکن مجھے اس کا افسوس نہیں ہے۔ کیونکہ ایک پوتر آتما کے خیالات کو موت سے بچانے کا کام میں اپنے خیالات کے اظہار کی نسبت زیادہ تر ضروری سمجھتا ہوں۔

صفحہ ۲۷ تک اس کتاب کے پنڈت جی کی زندگی میں لکھے جا چکے تھے۔ ان میں کچھ چھپ بھی گئے تھے لیکن چونکہ کتابت ٹھیک نہ تھی۔ اسلئے باقی کل کاپیاں رد کر دی گئیں اور از سر نو لکھوائی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ورقوں کی چھپائی اچھی نہیں ہے۔

صفحہ ۱۰۰ سے آگے اکثر وید منتروں کے ترجموں کے لئے میں ذمہ وار ہوں۔ بعض نوٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی کا بھی ارادہ تھا کہ تصدیق براہین احمدیہ کے اس حصہ کا جواب بھی دیا جائے جس میں کہ صفحہ ۲۲۷ سے ۲۸۷ تک حکیم نورالدین صاحب نے قرآن کی خوبیوں کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے میں نے جب ان آیتوں کا حکیم صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پڑھا اور ان کا قرآن کے اصل ترجمہ سے مقابلہ کیا تو بعض جگہوں میں حکیم صاحب کی اپنی طبع آزمائی زیادہ تر معلوم ہوئی۔ لیکن چونکہ کتاب کے شائع ہونے میں آگے ہی بہت توقف ہو چکا تھا۔ جیسے اس مقابلہ وید و قرآن کو کسی اور وقت کے لئے ملتوی کر دیا اور بشرط صحت و زندگی ارادہ رکھتا ہوں کہ قرآن کی ان آیتوں کا جنہیں کہ علمائے اسلام روحانی تعلیم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ وید منتروں کے مضامین کے ساتھ مقابلہ کرکے پبلک کے روبرو رکھوں تاکہ پبلک کو قدرتی اور مصنوعی الہام میں تمیز کرنے کا موقعہ ملے۔

چاہیے ناظرین آریہ مسافر کی آخری تصنیف اسی حالت میں قبول فرمائیے طبع دوم میں جسکی نوبت کہ میری رائے میں جلد پہنچیگی یہ سب نقص رفع ہو جائینگے۔

منشی رام جگیاسو
ایڈیٹر

सधाता स विधर्ता स वायुर्नभ उच्छ्रितम् ।३। सोऽर्यमा स वरुणः स रुद्रः स महादेवः ।४। सो अग्निः स उ सूर्यः स उ एव महायमः ।५।

(اتھرووید)

پرماتما سب کا ستھتی ہونے سے ست کا دھارن کرنیوالا اور رات کو بھی سب کا بچانے والا ماکاری ورن والو ہی پرماتماؤں کے لئے وہ دیا اور آنند کا داتا اور پاپیوں کے حق میں پرماد سوالا رودر ساتک کیاں پر تمام ملو شاہنشاہ سعادت کرتا ہے۔

قادر قدرت نے آغاز آفرینش میں سورج کو پیدا کیا مطلب اس سے تمام کرۂ زمین کا انتظام اور روشنی کا اہتمام تھا۔ غلہ اور میوہ جات کا پکانا بارش کا برسانا اور قدرتی جلوہ دکھانا اُسی سے انجام ہو گیا۔ جغرافیہ و دریا جیالوجی کے جاننے والوں اور علم ہیئت کے بہت سے ماہروں نے جتنی تحقیقات کی ہے وہ ساری کی ساری اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ نظام قدرت میں آفتاب ہر طرح عالمتاب ہے اور اسکے نیر اعظم بلکہ منور عالم ہونے میں کوئی جائے شک نہیں مگر پھر بھی خفاش اور حشرات کے وہ موافق نہیں۔ اور بہت سے شکیر و جانور اس کے مخالف ہیں۔ حالانکہ سورج ان کو بھی بڑا فائدہ پہنچاتا ہے۔ جو غذا وہ کھاتے ہیں سورج کی حرارت سے پکی ہے۔ جو پانی وہ پیتے ہیں اوس کو بھی سورج کی حرارت ہی نے بخارات کی شکل دے کر برسا دیا ہے سب اسی کی روشنی سے ہے رستان میں جس رستے وہ ڈھونڈیں وہ بھی اسی سے ہے۔ مگر انکی آنکھیں اسکے سمجھنے اور ان کے دل اس امر کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں کہ وہ علم و عقل سے معاملہ نہیں کرتے بلکہ ضد و تعصب سے وہ انصاف کی آنکھ سے نہیں دیکھتے اور سننے و دیکھنے کا مادہ ہی نہیں رکھتے ناداں محجوب ہیں۔

ہر کہ اندر حجاب ماوید است | منتسل او چو چور بست
گر خورشید نورہائے پیرو ست | از پئے ضعف دیدۂ اوست
نور خورشید در جہاں فاش است | آفت از ضعف چشم خفاش است

مگر اس میں بھی صانع کامل کی ایک حکمت ہے اگر یہ مخالف نہ ہوتے تو محققات کا امتیاز نہ ہوتا اور حسب حال روشنی کے مستحق کی تقسیم کیسے ہوتی اور کس طرح اہل علم سے لوگ مستفیض ہوتے اور کس طرح ثابت ہوتا کہ اسے مشاق دیدئی ہیں آفتاب اور سحاب کا جنگ بھی ایک قدرتی منظر ہے اور اسی کی طرف اشارہ وید میں ہے جن ملکوں میں بہت دنوں تک سورج نظر نہیں آتا یا جہاں ایسا ہوتا ہے اکثر لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سورج کی کرنیں کیسی پیاری معلوم ہوتی ہیں جس قدر زیادہ پڑتی ہے اسی وقت سحاب بھی زیادہ اٹھتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ شدت گرما کے بعد بارش ہوتی ہے۔

قدرت مجوزہ یہ سبق سکھلاتی ہے کہ آنکھیں کھولو، دیکھو یہی حال تمام روشنی و دانائی و علم ہی بحث اور بحث تائید اور تردید تکذیب اور تصدیق دونوں سے جو کہ فائدہ ہے وہ تحقیق کو ہے اور تمام پر نقصان نظافت کو دنیا کے آغاز میں جس طرح روشنی کا ظاہری خورشید عالم کو منور کرنے کے واسطے اس نے اپنی مہاشکتی سے بنایا۔ اور تمام کرہ کو اس نے البتہ کرکے اسکے گرد رکھا۔ اسی طرح ہدایت عالمیان کیواسطے خورشید وید کا چار رشیوں کے آتما میں جلوہ دکھایا اسی میں زراعت بخش استعارہ مختلف طور سے سمجھایا ہے کہ اندر اور ورتر کیا کیا اور کس طرح کامیابی کرنا چاہتے ہیں آفتاب از راست ظلمت دونوں کا پیدا کرنے والا چونکہ ایک ہی ہے یہی سبب ہے کہ اس کی ضرورت کو بھی اس

سچے الہام

۱ اُن پیشنے و مطلب خیز الفاظ میں ادا کیا۔ تم آسمیت تمسا گوڑھم اگرے
لیجے ظاہری روشنی کی بڑی ضرورت تھی کیونکہ سورج کے پیدا ہونے سے پہلے اندھیرا
تھا جسم او ستعارہ پر کرتی یعنی میٹر استدلال کی حالت میں مستحق تھا جس میں خود رہنے کی

اور نہ بنانے کی سامرتھ تھی جو اسکو بیت اوستھا میں کتھا گر بھی سدھ نہیں تھی اور نہ اُن سے یہ ہو سکتا تھا اول پرکرتی سے یہ روشنی کا پرنج یعنے مجموعہ روشنی بنایا - ایک جگہ ایشور ہی دنیا کا بنانیوالا اور مالک ہے دوسرا کوئی نہیں ۔

ایک اور منتر میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح ظاہری اندھکار اور انتظام گردش و قیام عالم کے واسطے اس سورج کو پیدا کیا - اسی طرح دنیا کی جہالت دور کرنے اور ظلمت نادانی کے مٹانے کو وید گیان بنانے کو ازلی ابدی الہام کا پرکاش کیا اگر وید کا ظہور نہ ہوتا - تو گیان کا اندھکار کبھی بھی دور نہ ہوتا ۔

گر نہ خورشید جمال وید گشتے رہنموں — از شب تاریک غفلت کس نہ بُردے برون

جگت پتی جگدیشور نے جو کچھ از آغاز عالم تا اختتام عالم ضروری تھا اپنے مخزن العلوم ازلی سے شبھ نیتر دلوں میں الہام کر دیا اور اس طور پر کیا کہ تعصب طرفداری کا نام و نشان نہ رکھا اور ہوتا کہاں سے جب اُس وقت بجز حق کے حقہ ان باتوں کا ظہور ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ان چہار گلزار وحدت - معرفت - طریقت - شریعت میں سے یہ ضلالت قطعی دور ہے ساری دنیا اُس وقت غیر آباد - درس و تدریس کا نام و نشان نہ تھا - قدرتی بچے محض ناواقف و نادان تھے نہ کوئی سکول نہ مدرسہ نہ پاٹھ شالا نہ کالج تھا - بلکہ ان باتوں کا کسی کو گمان نہ تھا - ایران میں ژند اوستھا اور نہ موسیٰ کی توریت تھی نہ بودھ کے سوتر اور نہ مصریوں کے حکیمانہ بات تھی - اُس وقت مسیح پیدا نہیں ہوئے تھے - پھر انجیل کہاں اور جب محمد صاحب کا جنم بھی نہ ہوا تھا - پھر قرآن کی تنزیل کہاں - نہ سقراط و افلاطوں کے ملفوظات تھے اور نہ فیثا غورث (پہتا گورس) کی فلاسفانہ تصنیف ۔

نہ ایران میں روشنی جلوہ گر تھی — نہ یونان کو علم و فن کی خبر تھی
فرمیسن جاری نہ تھی مصر میں تب — نہ توریت و انجیل و فرقان تھے جب
نہ ژند و اوستھا نہ سوتر تھے پیدا — نہ تھا چین میں ہنر کوئی ہویدا
پڑا تب تھا سنسار پاتال سارا — تھا آغاز میں بس یہی حال سارا
نہ داؤد اپنے مزامیر گاتے — نہیں یرمیاہ اپنا نوحہ سناتے
نہ آدم تھا پیدا نہ نوح کا نشان تھا — زبانوں کا بھی اتنا جھگڑا کہاں تھا
فقط ایک سنسکرت یا دیو بانی - — ہویدا ہوئی تب زبانوں کی بانی -
اُسے سنسکرت بھی پکاریں ہیں علما — وہی سب کی مادر ہی سب کی ملجا

چونکہ وہ قدرتی الٰہی یا نیچرل زبان تھی - اور چونکہ وہ عالم کل جگدیشور کی طرف سے تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے دیگئی تھی - اسواسطے ضروری تھا - کہ وہ نہایت کامل ہوتی واجب تھا کہ وہ مصنوعی زبانوں سے اعلیٰ ہوتی - وسعت فصاحت بلاغت کاملیت کا تاج اسکے سر پر ہوتا ہی بنا بر ان یہی ہوا - آج گو ہر چیز کی تحقیقات میں ریلگاڑی کی چال کیطرح تیز رفتاری سے ترقی ہو رہی ہے - تو بھی تمام یورپ و امریکہ بالاتفاق اُسکے مدر آف لینگویج یعنے ام اللسنہ ہونے کے اقراری ہیں پس اسی پاک اور شستہ زبان میں قلب و سل و ید پر پرماتما نے انسانی سرشٹی کے آغاز میں اپنا الہام ظاہر فرمایا - چونکہ وہ انترجامی اور سرب بیاپک ہے سرب شکتیمان اور نیاکاری ہونے کے سبب کسی جبرائیل یا گیبرئیل کی معرفت الہام نہ بھیجا اور نہ سوتے سوتے کئی ہزار برس کے بعد بھیجا نہ عرش نہ کرسی اور نہ آسمان سے وارد کیا - بلکہ اپنی مہان شکتی سے رشیوں کے آتماؤں (قلب) میں اُپدیش کیا کس طرح اور کیونکر اسکو یہ اشعار اچھا ادا فرماتے ہیں ۔

دست لطفش نسخہ علم و حکم — بے قلم در صفحہ دل ہا رقم
علم اہل دل نہ از مکتب بود — بلکہ از تلقین خاص رب بود

جو کچھ انسان کو اپنی بہبودی معاد اور معاش کی بابت روحانی و جسمانی اُپدیش چاہیئے تھا جتنا اُسکے روحانی یا آتمک شانتی کیواسطے ضروری تھا جسقدر کہ اُسکو سعادت دارین حاصل کرنیکے لیئے درکار تھا جس طرح کہ وہ مادی انسانی ضروری جانتا تھا - تمام اپنے کمال فضل و عدل سے اہل جہانیاں کی جسمانی حاجات تھیں - صرف اسی مرتبہ نہیں - بلکہ قدیم سے جیسا کہ وہ کرتا آیا ہے - کیونکہ وہ اُسکی بھاؤنا ازلی و ابدی ہے - اُسکے افعال اور صفات ازلی و ابدی ہیں اُس کے حکم میں اختلاف نہیں اور نہ ہونا ممکن ہے - اُسمیں غلطی یا قصور نہیں اور نہ ہو سکتا ہے - اُسمیں ردو بدل نہیں کیونکہ وہ خود تبدل سے آزاد ہے - اُسکے حکم میں سہو نہیں جھوٹ نہیں فریب نہیں - پس نسخ اور تحریف کی کیا حاجت اور کیا وجہ کہ اُس میں نقص محال ہے ظلم ہو نہیں سکتا جس طرح ہزار لوگ مر جائیں آفتاب و عالمتاب سے انکار کریں - دوسرا آفتاب پیدا نہیں بنا سکیں گے - جب تک ہزار چیزیں رنگ کیواسطے اُسکا ظہور ضروری ہے - اسی طرح بادشاہوں کی شورو شر امراض کے تواتر و تقاضوں سے وید کے گذر جانے سے ایشور یا گیان یا الہام نہیں بدلیگا - کیونکہ ۔

قلم بہ نیک و بد خلق در ازل رفت است — یکقلم گفت خدا کہ دگر نخواہد شد

یعنے تمام اوامر و نواہی کا کماہی و واجبی طور سے حکم ازلی یا ہدایت سرمدی الٰہی ارشاد کے مطابق وید مقدس میں درج ہے جدید الہام یا نئے ہدایت ناموں کی نہ ضرورت ہے اور نہ قانون ایزدی اس کا روادار ہے - کیونکہ وہ حکیم مطلق نسخہ شفا دے چکا - وہ شافی برحق شفایابی کا طریقہ بتلا چکا - جیسے اچھا جبتک کوئی دوسرا خدا (معاذ اللہ) نہ ہو ہونا اور بننا محال ہے ۔

حقتعالے بمحض فضل کریم — دیر کتاب کریم و حکم قدیم
آنچہ در جملہ را بکار آید — گفتہ است آنچنانکہ مے باید

چونکہ وہ صداقت اور حق تھا اسی واسطے اُسکی تبدیل کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جس طرح قانون قدرت میں غلطی نہیں اسی طرح نظام عالم میں قصور نہیں - کیونکہ عقل کل کے زبردست اور نہ غلطی کرنیوالے ہاتھوں نے اُسے بنایا ہے - چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں - اور نہ ایسے پتلی کا تصرف ہے انسانی تصرفات سے بالاتر جگہ ہے - حیرانی یا تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں دنیا کون خلائق ایک اٹل انتظام کے اندر (جس میں انہیں کوئی چارہ و دخل نہیں) دیکھیے کہ انسان پر تو ایک مرتبہ سکتہ کی سی حالت طاری اور حرکت ساکت ہو جاتا ہے - وہ حیران ہو کر کسی معلم کی تلاش کرتا ہے - تاکہ قدرت کے سربستہ رازوں سے اُسے آگاہی ملے - بھلا جس بات کو انسان نہیں جانتا حیوانوں کی اُسکے بتلانے میں کیا سامرتھ ہو سکتی ہے - جب وہ نہایت مضطرب و گشتہ ہوتا ہے تو اُسے رہنما ملجاتا ہے - جو اُسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے یہی حال اُن سچے طالبان حق کا تھا سب سے پہلے اُن کے دل میں طلب معرفت کی پیاس جاگی اُن کی پیاسی طبیعت نے مادی دنیا سے شانتی حاصل نہ کی اور نہ ہو سکتی تھی - یہی وجہ ہے کہ اُنکو الٰہی گیان کے سوا کی تلاش ہوئی - مہاتما پتنجل جی فرماتے ہیں

کہ اُن رشیوں اگنی وایو آدت انگرہ کو جو سب سے پہلے حق کے متلاشی تھے آدی گرو پرمیشور نے ہی گیان کا معلم یعنے بحر العلوم جسکا دوسرا نام وید ہے بتلایا - اور اُنکی پیاسی طبیعتوں کو سیراب کیا اُن کے اندھکار سے بھرے ہوئے دل روشن ہو گئے معرفت کی پیاسی طبیعتیں شانت ہو گئیں صرف انہوں نے اپنی ہی شانتی کافی نہ سمجھی بلکہ پر اپکار کے نمت ہمت کو صرف کر دنیا میں اُس کا پرکاش کیا سب کے دلوں میں اُسکی روشنی پہنچائی - اُپدیش کیا وعظ کیا دھرم اور گیان کا پرچار کیا شریعت اور طریقت کے قاعدے بتلائے ست اور دھرم کی دھونی (آواز) ہمالیہ کی چوٹیوں پر گونجنے لگی اور گھر گھر اوم پرماتما کی بھگتی کا پرچار کیا - آباد دنیا نور صداقت سے منور ہو گئی ۔

چراغے روشن از نور خدائی — جہاں را دادہ از ظلمت رہائی
از و جانرا بدانش آشنائی — دہد چشم جہانرا روشنائی

اسی نور حق کے پھیلانے کے واسطے ہر ایک دور میں رشی و منی لوگ اُپدیش فرماتے رہے کیونکہ بموجب ہدایت وید کے ہر ایک آریہ یعنے پیرو وید کا فرض ہے کہ وہ ستیا اور سچ ست دھرم

کے پھیلانے میں کوشش کرتا ہے مव्रवामशदे: शतम ॥ یجروید کے اس منتر میں جو ہر ایک آریہ کو روزانہ دو مرتبہ پڑھنا پڑتا ہے یہی مبارک ہدایت ہے۔ ہم آریہ تاریخ کے ورق الٹتے ہیں تو ہر ایک صفحہ سے اسکی شہادتیں ملتی ہیں کبھی دیکھتے ہیں کہ اُدیالک اور اشٹیش وغیرہ رشی امریکہ میں اپدیش کر رہے ہیں کبھی ناردجی افریقہ کے سنسان جنگلوں اور ویرانوں میں سے پھرتے ہوئے ایشور آشرت (توکلت علی اللہ) ست دھرم کا جھنڈا لئے سب وید ارتھ کی پرچار کر رہے ہیں کہیں شانڈل رشی لوگوں کے عقدے حل کر رہے ہیں اور کہیں پاتنجل جی وید کے شانتی سروپ سے پیاسوں کی پیاس بجھا رہے ہیں منگل رشی جو منگولین (مغلوں) کے مورث اعلیٰ ہیں اور کرشن کے فرزند ارجمند سام رشی جو عرب والوں کے مورث ہیں دوسرے خاندان سے سابنیہ (جو صابئین فرقہ کے مورث اعلیٰ ہیں) بھی اسی طرح مصر وغیرہ کی طرف اپدیش کے واسطے گئے اور عرب کو بیابان و صحرا دیکھ وہاں ڈیرے جما لئے۔ اس سے پیشتر کوشک رشی معہ اپنے خاندان کے بھی آباد فرما ویدک دھرم پرچار کے واسطے افریقہ گئے تھے حبشی لوگوں میں انہوں نے ہی ست دھرم کی منادی کی اور انکو راہ راست پر لائے مصر کی تاریخ کے پڑھنے سے اس مقدس قوم کے بہت سے آثار مل سکتے ہیں انہیں کی ہدایت سے مصر کے قبطی قوم عرصہ تک ست دھرم پر ستھر رہی ویدک محاورہ میں قبطی कवति ویدک پرچارک کو کہتے ہیں۔ انہی کی اولاد اہلیک رشی کی عمالیقی قوم یادگار عالم ہے۔ اسی طرح پلست رشی بھی معہ خاندان کے دھرم کے اپدیش کے لئے گئے تھے ان کے ست نے افریقہ میں اتنا زبردست کام کیا کہ بالکل کامیاب ہی ہوگئے انکے اپدیشوں نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ لوگوں کو جو سابق ظالم بادشاہ کے ظلموں سے سخت تنگ تھے۔ انہوں نے اس نیک سیر اور پاک طینت رشی کا پہنچنا غنیمت جانا اسے ملک مصر پر قبضہ کرلیا۔ اب تک بھی دنیا میں فلسطی یا پلسٹائن قوم اُن کی یادگار ہے مصر کی پرانی تاریخ میں ان کا ذکر ہکسوس یعنی چوپان بادشاہ کے نام سے ملتا ہے کیونکہ یہ رشی مویشیوں کو بہت پالتے تھے بلکہ اس لفظ کے معنے بھی گوپال کے ہیں غرضیکہ اسیطرح مختلف اوقات میں رشیوں اور منیوں کے طریقہ پر ویدک دھرم دنیا میں پھیلتا رہا ایکوقت تمام آبادی زمین کا یہی دھرم تھا۔ آریہ تاریخ کے سوا بھی جہانتک ہم نظر دوڑاتے ہیں اور جب کبھی کسی تاریخ پر گہری نگاہ سے مطالعہ کی ہیں تو اسی سے بھی ست دھرم کی شہادتیں ملتی ہیں امریکہ کے علاقہ میکسیکو و پیرو کے باشندوں کے حالات و تصاویر ریڈ انڈین کی زبان اور تحریر ایرانیوں کے پرانے کتبے اور اتہاس یونان کے فضلا اور ان کی کتابیں مصر کی عمارات اور ہون کنڈ اور پرانے بادشاہوں کی (ممی) تصاویر۔ چین کے مذہب اور اُن کی زبان روس کے کھنڈرات اور کوہ قاف کی گفائیں ترکستان ایشیا کی تمام مہذب قوموں کے حالات سلسلہ وار آریہ قوم کی بندگی اور آریہ دھرم کی شرافت کے قائل پائے جاتے ہیں کپل منی کے فلاسفی جیسے سانکھیہ شاستر کہتے ہیں اُسمیں کس خوبی سے اپدیش کے مسئلہ پر زور دیا ہے

उपदेश्योपदेष्टृत्वात्तत्सिद्धिः । अ० ३ । सू० ७९

ترجمہ جب اُتم اُتم اپدیشک (واعظ پرچارک مشنری دعاۃ ہادی) ہوتے ہیں تب اچھی پرکار لوگ ست دھرم پر چلتے ہیں تب ہی دھرم ارتھ۔ کام موکش (سدھ) حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب فاضل اور باعمل اپدیشک یا کہیا ناگرو۔ پروہت۔ اچاریہ سوامی نہیں ہوتے اور حق پسند شرونا (سامعین) بھی نہیں ہوتے ہیں تب اندھ پرمپرا یعنے تقلید جاہلانہ یا سخت گرداب ضلالت میں لوگ مبتلا ہوجاتے ہیں۔ عقل کو تیاگ جہالتمیں پھنسکر حق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسیطرح اندھیر کے بعد اندھیر پڑ جاتے سے دوست کم ہوتا ہوا بالکل لوپ ہوجاتا ہے پھر لوگ اسی جہالت کو ہی اپنے بزرگوں کا مذہب جانکر پیروی کرنے لگجاتے ہیں جب کوئی انکو منع کرتا ہے تو وہی عام جاہلانہ قول پیش کرتے ہیں کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے۔ کیا وہ بھولے ہوئے تھے۔ کیا تم نئے عقلمند پیدا ہوئے ہو۔ یہی حالت ہر ملک میں وقتاً فوقتاً منہ دکھلاتی رہی ہے۔ ۵

خلق را تقلید شان برباد داد ۔ کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

المختصر ویدک دھرم کا پرچار برابر بدھ جی کے وقت تک ہوتا رہا بلکہ انکے بعد چار پانچسو برس تک برابر دنیا میں ست دھرم کا نقارہ بجتا رہا۔ مگر مہا بھارت کے عظیم الشان یدھ نے ایک ایسا سخت انقلاب پیدا کیا کہ گویا زمین دھرم کا تختہ ہلا دیا اور اُسکے ساتھ ہی عیاشی نے قدم جمائے بام مارگ پر جیت ہوا اور اتنا تبدیل موثر ہوا کہ کتنے اوستھ میں بہت فرق پیدا ہوگیا دور دور اُسکے نہانخانہ بن گئے سترک کیا اور زنا اسکے تین اعلیٰ اصول تھے عرب ایران افغانستان تک تو اسکے نشانات ملتے ہیں۔ ایک ایرانی شاعر بام مارگیوں ان الفاظ میں پناہ مانگتے ہیں ؎

زمین باد مشعل کشاں دور دار ۔ چراغ مرا روز پر نور دار

بھلا ان تین گردابوں میں پھنستے ہوئے لوگ کس طرح دھرم کے ساحل نجات پر پہنچ سکتے سراپا محال تھا ؎

اس درمیانی زمانہ (۳۰۰) برس زمین جو درحقیقت جاہلیت کا زمانہ تھا چین کی طرف اودیا کا پھیلاؤ شروع ہوا۔ بام مارگ اپنا کام کر رہا تھا جسکے لئے زنا لازمی امر اور وہ شکتی پوجا کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے بدھ مذہب نے مقابلہ کیا۔ اگرچہ رحم پھیلایا مگر ایشور کو جواب دیا۔ وید کو بھلایا اور ناستک مت چلایا۔ وہ بھی ایکوقت عالمگیر ہوگیا اب تک بھی اُسکے پیرو آدھی دنیا سے زیادہ ہیں۔ مگر آریہ ورت سے خارج ہوگیا۔ اس تحریک کے بانی گوڑپاد آچاریہ تھے اور مرد میدان شنکر آچاریہ بنے فتح ان کے نصیب ہوئی اور بودھ خارج کئے گئے۔ مگر اندھ پرمپرا ابھی چھوٹی نہ تھی بودھ کے سبب جہاں رحم پھیلا ساتھ ہی سادہ پرستی اور بت پرستی نے قدم جمایا۔ شنکر آچاریہ کے چیلوں میں بھی بت پرستی بام مارگ کی صورت میں بدل گئی شکتی کے ساتھ شیو کا جوڑا ہوگیا۔ اور لنگ پوجا کا آغاز ہوا ؎

ادھر ہمارے ایرانی بھائیوں میں وید منتر بھولجانے کے سبب ایشور کی توحید کم ہونے لگی۔ خدا پرستی اور اگنی ہوتر کے بجائے آتش پرستی کا آغاز ہوا جسطرح یہاں ہون کی جگہ بام مارگ نے سوختنی قربانی جاری کردی اسیطرح وہاں آتش پرستی کے ساتھ ہی بام مارگ کے جلوہ نے بھی رنگ جمایا۔ ہابیل کا بیل نوح ابراہیم لوط۔ موسیٰ۔ ہارون کی سوختنی قربانی اور کوہ طور کا جلوہ خدا کا دھوئیں میں آنا۔ لال ٹین جگانا۔ آگ کا باتیں کرنا اور ساتھ ہی ستون آتشی کا آگے چلنا آسمان سے آگ کا آنا اور یحیٰی کا پانی اور آگ سے بپتسما دینا یہ ہی ہون کی بگڑی ہوئی اور بام مارگ کی سنہری ہوئی صورت ہے ؎

اب جسطرح کہ ادھر بدھ کے سبب رحم کا پرچار دوبارہ ہوا۔ اور آتشی قربانیاں اور سوختنی قربانیاں اور آتش پرستی بند ہوئی۔ اسی طرح مسیح نے اپدیش سے یروشلم میں کاہنی ہوئی قربانیاں بند ہوگئیں کبوتر بیچنے کی ممانعت کی گئی رحم کا اصول کہ کوئی اس گال پر طمانچہ مارے دوسری بھی آگے کردو اور ایک عام اپدیش کہ میں دنیا کو گناہ سے چھڑانے آیا ہوں اور تمام قربانیوں کے بدلے میں مقدس برہ قربان ہونگا۔ چنانچہ وہ قربان ہوا یا قربان کیا گیا۔ مگر اُس روز سے قربانی عیسائیوں میں بند ہوگئی پہلا اثر مسیح کی تعلیم کا یہ ہوا کہ متی شاگرد رشید نے گوشت کا کھانا چھوڑ دیا اسی طرح یوحنا نے بھی۔ مگر یہ کیوں ہوا اسکا سبب لائق محققوں اور دانا کھوج کرنے والوں نے پرانی تاریخ کے ورق الٹا الٹا کر نکالا ہے کہ مسیح بودھ کے مشنریوں کا جو مصر اور سکندریہ میں پرچار کرنے کے واسطے گئے تھے شاگرد تھا۔ اُن کے اپدیش سے اُن کا دل نرم ہوا وہی اُسکے ہادی تھے انہیں سے ابن اللہ انہیں سے انکساری انہیں سے رحم انہیں سے محبت انہیں سے قربانی سے نفرت انہیں سے سب قوموں نے دھرم پرچار سیکھا تبت سے برآمد انجیل اس بات کی پوری اور واضح دلیل ہے۔ مگر بودھ کے بعد کیا ہوا اور عیسیٰ کے بعد کیا ادھر دیکھو شنکر اچاریہ کے

۵ شریمان سوامی جی نے اس مضمون کو اپنی بے نظیر کتاب ستیارتھ پرکاش کے گیارہویں سمولاس میں نہایت خوبی سے بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ [illegible]) مطبوعہ بار سوم ۱۸۸۶ء

مسلموں سے بعد اگر تو مادی بندوں کے بت مار کر ہمیں کھا لیتے مگر مرا ہوا کھا لیتے ۔ غرضیکہ ہر طرح کا گوشت سوپ کا سب کچھ کھایا ہے ہیں ۔ ہمارا جسمت تت کا حال شاہد ہے ادہر مسیح کے پولوس نے سب لوکھدا ان دینے ہاں ایک واسطے مگر خدا کے نام کو بدنام کیا لیعنے خدا کے نام کی قربانی اور سوتیلی قربانی کو بدرکھا جس طرح یہودیوں نے ۔۔

مگر مسیح کے مرنے کے بعد مخالفوں نے پیچھے ان کے نکالے نکالے نام مارگیوں یا گوشت خوروں نے اُن بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی ہے مسیح سے بیچ کیا تھا ۔ سور کی قربانی کی ۔

پھر ان سو برس کے بعد ادہر ارجان ادھر محمد صاحب نے اصلاح کی فکر کیا گیا ۔ اور کسطرح کیا ۔ دنیا سے محض ہیں ہو ۔ اول اللہ کرنے نام مارگ کو ہٹایا تو بدکا ایدیش دیا ۔ مگر بت پرستی کو جدا جالے کیوں اور کس مصلحت سے قائم رکھا ۔ ہاں ایشور کا اوتار ہونا ضروری طور پر مان لیا ۔ مائی الذکر نے توحید کو پھیلایا ۔ مگر نام مارگ کی قربانی کو سب ٹھہرا دیا ہر ایک فرض کر دیا کہ وہ قربانی کرے گوشت لو سند الطعام ہم بتلایا کثرت ازدواج (بہت تک) کا الہام ہوا ۔ خود اس پر صبر ہی نہیں کیا ۔ ایک واسطے ۹-۱۱-۱۸ جائز بتلائیں اور لونڈیاں ملک یمین ان کے علاوہ بیگانی عورتیں وقتی سیاہیوں کے واسطے حلال کر دیں ۔ عاقبت میں بھی حور و غلمان ملنے کی ہدایت کی یہاں اہل تو ترات جاری رکھا مگر آخر کو ترک کیا لیکن اُسکی کسر بہشت میں نکالدی ۔ بت پرستی کو ہٹایا ۔ مگر کعبہ پرستی کا ایدیش دیا حجرالاسود (جسے اہل ہنود مکیشر مہادیو) کہتے ہیں کی تعظیم بہت زیادہ کر دی اُس کا چومنا اُس کا بوسہ لینا عزت کرنا تمام مسلموں کا فرض ٹھہرایا یہاں تک کی بدیاں بہائیں اور قتل عام کرائے انہیں ایام عرب میں مسلیمہ صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے ہر طرح کے ترک بت پرستی سے لوگوں کو ممانعت کی گوشت خوری کثرت ازدواج قربت میں نکاح کی ممانعت کی ۔ بعد کیطرف ہمارا کا رخ پلٹایا ۔ لاکھوں مسلمان اُسکے پیرو ہو گئے آخر بگناہ فریب سے تہید کیا گیا ۔ بلکہ ادہر عرب سے نجد عرب میں عبدالوہاب صاحب پیدا ہوئے آپ نے قبر پرستی پیر پرستی حجرالاسود پرستی وکعبہ پرستی کی تردید کی مگر اُسکی ہمی پیر پرستوں و کعبہ پرستوں نے سخت مخالفت و ادہر پنجاب کے سید صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے ہر طرح کے اوتار اور بت پرستی سے ممانعت فرمائی مگر افسوس کہ وہ رحم کی ایکتا یعنے ہمہ اوست کے سبب بھی کامیاب ہوئے ۔ اُن کے بعد جیسں صاحب نانک صاحب ۔ دادو صاحب پیدا ہوئے اور وہ بھی بہت کچھ شرک اور بت پرستی کی ممانعت کرنے لیے اور ساتھ ہی گوشت خوری اور جانوروں کی قربانی سے بھی نفرت دلائی ۔ مگر ۔ اور صاحب اور ہو جانا کہ پیروں کے بغیر کوئی بھی نام مارگ کی رو سے بچ نہ سکا ۔ دنیا بھر کی تہ میں کسی نہ کسی طرح میں نام مارگ کے زہریلے درخت کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں ۔

سے گوئم حدیث دام چوں است زسرتا پا عرق مے و خون است

اس طرح یہاں دین محمدی آیا ۔ اور جو کچھ سلوک باشندگان ہند سے فرمایا وہ ہماری سنی کتاب جنہکہ ہر دنیا روس ہر کچھ تو دین محمدی نے اپنی دو اسلحاری حملوں سے ہندوؤں کو مدین کیا اور کچھ عیسائیوں نے اپنی حکمت عملیوں اور پالیسیوں سے گرویدہ کیا ادہر آگے ہی ہند کا میو پھوٹ تعارف سے اوساں بھی ٹوٹ گئے انگریزی اور فارسی کی کثرت تعلیم نے سنسکرت کو مردہ زباں لیعنے ڈیڈ لنگویج کے نام سے نامزد کیا نام مارگیوں کی حرکات اور سب رسموں کی عملیات سے ویدا اور بھی آپا سے کرے اسلام کی تلوار نے ہیضہ اور عیسائیوں کی حکمت عملی نے تپ دق کا کام کیا اور گھر کی پھوٹ نے رہی سہی حالت بھی تباہ کر دی ۔ غرضیکہ تھا کہ ویدک دھرم اور ید ایدیش اور یہ قوم کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ۔ بتاست عمال اس کو چکے خیالی طوفان کے بدلے درحقیقت ستیا ناس کرنے والا طوفان آجائے یا دوارکا ڈوبے کا نقشہ مد نظر ہو جائے ہیں ہے محمد شاہ سہیں مگر کہیں پہ جالے یا ماں ۔ مگر وید دہرم کہلانے ۔۔

سیاسی کی حالت یہ سہی بھی بگڑا ۔۔ تلا طسم نے ڈالا تھا ہر کہیں ٹھیرا

سر اسکی چھا رہی تھی لکا یک — ہرست دہرم پستان وید وں کی پستک
نہ ہیووں کا رہا تھا نام نشاں بھی — و ید کت مرحاوا کا تھا گماں بھی
نہ سدھیان تیں نہ رہا ہوں کھی — رشیوں کے مسکن تیہیوں کے ہیں بھی
نہ رشیوں کے گوتوں کی کچھ یاد رہتی — نہ ما تنحلی لوگ کی نا و رہتی
مُسلم ہی کر بیٹھے تھے موسی لوحا — نہ باقی رہا یار برہم کا بھروسا
ہوا پانی آگ اور سورج کو حس جا — ملا ہو وے حلقت سے رتبہ خدا کا
وہاں کون پوچھے صداقت کا لعدا — کسے ہو سکے راہ حق کی تمنا
وہاں کس طرح سے کسی حق کی چاہ ہو — نہ کیوں ایسے لوگوں کا بیڑا تباہ ہو
نگرحق کو منظور تھا حق دکھانا — زمانہ میں کلجگ کے ست یگ چلانا
وہی دہرم ویدوکت جو ہے پرانا — سناتن سے پیرو رہے جس کے دانا
مایہ مدعا تا کہ ست جھیب نکالے — اور ماہ جانے میں پھولی سماوے
یکایک ہوئی رحمت حق کو حرکت — دیا کی دیا نے اراہ شفقت
کہ بھیجا جہاں میں دیا نند سوامی — تھی حصہ میں اُنکے ہی نیکنامی
بمانند نام مبارک گرامی — کرے صرف دنیا میں آ نو تمامی
برہمچاری جیسوی دودواں گیانا — ہر اکدم برھوکی گیانوا دیگا ما
مخالف جو آئے سوا اس گری بن — نہ وہ دوا نوں نے اُس سے کی کچھ بھی آن بن
کئے کاستی آدمی بین سیاسر ارہ بہاری — ہزاروں شاستر ست وِتی کر یجاری
کرامی کری دگر جیسی آیا — کوئی سامنے بحث کرنے نہ پایا
زبردست تھی دلائل تھے قاطع — بھلا کیسے ماطع ہوں برہان ساطع
کرے دور الزام و مدوں نے ساتے — صداقت بطالت کئے بار سے نمائے
صدف ایک گوہر نعشہ اتارے — کہرے اور کھوٹے لکائے ستارے
جنہیں لوگ سمجھے تھے الماس جوہر — رکھ کر دکھایا ۔ ہیں محض تحجر
جنہیں لوگ اوتار مانے ہوئے تھے — مجسم خدا وند جانتے ہوئے تھے
معدس کتابوں سے کہلائے مت — دلائل سنائے سر دعط اکتسر
کہ وہ تھے بشر ٹیکہ پاکمرہ انسان — عبادت کے بھی نہیں تھے وہ بھگوان
خودی میں خویدمسب اور جو وحد آ — جو منکر الہام پر ماتما تھے
خودرات مدہ مائش بن انکے — جو کھوئے ہوئے جہل میں مبتلا تھے
سبھوں کو صداقت کا رستہ دکھایا — خودی سے ہٹا حق کا بندہ بنایا
تکبر چھوڑا وید مارگ بتایا — کئے ہم پہ احساں کیا کیا خدایا
مخالف تھے سب کھوٹ کا بیج کیا — بہادیا ہم بہا اسر کروں کو دھو یا ۔

سوامی جی کے مبارک اپدیشوں اور مبارک قلم سے نکلے ہوئے دیا کہانوں نے سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا غافلوں کو بیدار کیا ۔ اور جا ہلوں کو خبردار ۔ اور آپکی مبارک دہونی نے دلوں کو تسخیر کر لیا جنکے سدہار کی کسے بھی امید نہ رہی تھی اور جسوقت آفتاب عیسویت نصف النہار پر تھا تثلیث کا نشان تمام گرجاؤں کی چوٹی پر نیک رہا تھا جس برہم سماج سے لوگوں کو کچھ ملک اور قوم کی بھلائی کی امید تھی ۔ وہ راجہ رام موہن رائے کی اعلیٰ درجہ کی حق پسندی سے گر کر خود تثلیث میں قریب ہو گئی ۔ غرض اسکی کہ وہ لوگوں کو سدہارتے خود گڑھے میں گر پڑے ایسے وقت میں ضرور تھا کہ ایک سچا ہما ظاہر ہوتا ورنہ بیڑا جو منجدھار میں پھنسا ہوا تھا اُس دن کا نجات جانا اُس کا پار ہونا مشکل تھا ۔ سوامی جی نے آپ کے آنے کے واسطے حق پسندوں کی آنکھیں منتظر تھیں آخر کار ظاہر ہو گئے ہوئے اور توحید کا دفتر کھولدیا ۔ تثلیث کا گورکھ دہندہ اور فلسفہ ایک آن میں کھولکر اُسکی ساری اصلیت لوگوں پر ظاہر

کردی ست اپدیشوں کے سبب سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ مختلف معبدوں سے نکلکر لوگ اُسکی طرف آنے لگے اور آریہ سماج کی بنیاد قائم ہوئی ؎ چہ گویمت کہ چہ خوش آمدی چہا کردی - بیک نفس ہمہ مردہ مرادہ آکردی ۔ لاکھوں سے بت پرستی - قبر پرستی - پیر پرستی - کعبہ پرستی اور سنگ پرستی چھڑا کر راہ حق دکھایا - اور سیدھے وید مارگ پر چلایا ہر بات دلیل کے ساتھ تھی - اور ہر ایک دلیل معقولیت سے بھری تھی ؎ ست

در گنج معانی برکشادہ ۔ وزاں صاحبدلاں را مایہ دادہ

یہ روشنی کا زمانہ - سائینس کا زور - فلاسفی کا شہرہ - اور علوم کی ترقی تھی - علم ہیئت اور جغرافیہ نے لوگوں کی آنکھیں جھوٹی کراماتوں اور بے دلیل باتوں والے مجہولی مذہبوں کی مسائل سے دشوار کسی اور ہی بات کی منتظر کر رکھی تھیں - امیدوار بہار صداقت کی بند نگاہوں سے دور بیٹھے پر سمجھتے تا خدا خود خدا تھے - انہیں خدا سے کیا مطلب تھا - تثلیث کا مسئلہ لوگوں کی سمجھ میں آتا تھا اور نہ شیطان کا بہانہ اور نہ جہاد کے تلوار چلانا انصاف پسند لوگوں کو منظور تھا - بت پرستی سے نفرت اور برہم سماج کے گھر کی چھوت اور مختلفہ آزادی اور بگاڑ پن کے رواج اور کسی کامل ہدایت نہ ہونے سے بھی لوگ گھبرا رہے تھے - اسلام جو سب سے زیادہ توحید کا لفظی مدعی تھا اسکی قبر پرستی - قدم پرستی و تعزیہ پرستی اور پیر پرستی کی گھنونی حالت لوگوں کو سخت مایوس کر رہی تھی - کیونکہ معقولیت سے اُسے کوئی مس نہ تھا - آریہ سماج تمام مریض طبیعتوں کے واسطے شفا خانہ اور بھولے ہوئے ناخداؤں کے واسطے لائیٹ ہوس ہے جنہوں نے سوامی جی مہاراج کی وعظ سنی ہے وہ جانتے ہیں کہ وید کی فصیح و بلیغ شرتیاں کس خوبی سے لوگوں کو تسخیر کرتی ہیں - علم تسخیر جس کا دوسرا نام موسیقی یا گان ودیا ہے اُسکی جان وید ہے کیونکہ سام وید اُس کا مخزن اور علم ویدوں کی اس پر دہائی تقسیم ہے گان کا اثر جتنا جلد روح پر ہوتا ہے - اُس کا بیان ہمارا محتاج نہیں اور پھر وید وکت گان تو گویا علاوہ تدبیر کے ز صورت کشش جان تازہ گشتے - دل ز ذوق بے اندازہ گشتے ؎ صرف وید کی شرتیوں سے ہی لوگوں کو تسخیر نہ کیا - بلکہ وید کے ہر ایک ارشاد کو دلائل وکتی سے سدھ کیا - منطق باتوں میں بھرا تھا - اور فلاسفی کا تمام آسرا تھا علم معقول پر سارا بھروسا اور سائنس اور رقالوں ندرت ہر ہر مدنظر تھا - اسطرح معقولیت سے اُنہوں نے کیوں کام کیا - اسکی وجہ لوگ کہتے ہیں کہ روشنی کا زمانہ تھا علم کا رواج تھا مگر ہمارے خیال میں یہ سبب نہیں بلکہ اتفاقاً اسکے سوا ایک خاص وجہ یہ تھی کہ وید مقدس کا حکم اور سوامی برجانند جی کا ارشاد تھا - وید فرماتا ہے ؎

यां मेधां देवगणा: पितरश्चो पासते ।
तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविन कुरु स्वाहा ॥

ہمیشہ سے رشی منی لوگ بدھی سے کام لیتے معقولیت سے ہی ایشور کی اوپاسنا کرتے علم و عقل کی مدد سے ہی اُنکے منتر آگت ہوتے تھے گیان سروپ عقل کل پرماتما کے جاننے کے واسطے معقولیت کے بغیر کوئی راستہ نہیں - صرف یہی صاف سیدھا اور نہ گمراہ ہونیوالا طریقہ ہے ؎

نروکت کار یاسک منی فرماتے ہیں ۔ तर्करवऋषि: یعنے رشی لوگ دلیل مجسم ہوتے ہیں اور ہر ایک علم و عقل سے کام لینا فلاسفی کے مطابق چلنا رشی بننا ہے - اسی واسطے مہرشی دیانند جی نے معقولیت پر آریہ سماج کی بنیاد رکھی اور فرمایا سچ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہو - ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہیئے - کیونکہ :-

فرق است میان آنکہ از روئے یقین ۔ با دیدۂ بستا رود اندر رہ دین
یا آنکہ دو چشم بستہ بیدست کسے ۔ ہر گوشہ نہیں دو دزطن و تخمین

یہی سبب ہے کہ آریہ سماج میں پہلے پہل تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوئے اور روز بروز ہوتے جاتے ہیں اور زیادہ باریک بین لوگ اسے زیادہ ہی پسند کرتے ہیں گیان یعنی ودیا آریہ سماج کا ہادی اور آریہ سماج گیان کا پرچارک ہے اور وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے یہی آریہ سماج کا مطلب اور یہی غرض ہے کامل توحید کا علمی اور عقلی دلائل سے پھیلانا - اور وید وکت فلاسفی اور اخلاق کا پرچار تمام بنی نوع انسان کو ایک ست دھرم کا معتقد بنانا ویش و شاستروں میں آریہ دھرم کا پرچار کرنا - اور آریہ سماج بنانا جسمانی اور روحانی بیماریوں کا برہم چریہ اور پرانایام سے دور کرنا - دنیا میں امن و امان قائم کر محبت اور پریم کا بڑھانا اور لوگوں کو پوتر خوراک کی راغب کرنا - پیر پرستی قبر پرستی تعزیہ پرستی کعبہ پرستی بت پرستی اور مادہ پرستی اسی طرح صلیب پرستی اور انسان پرستی سے ہٹا کر ایک ایشور کے حضور میں جھکانا ہر ایک آریہ کا روحانی فرض ہے جو دلائل اور صداقت کے سنہری حرفوں سے دلوں کے اندر کندہ ہے ؎ مسلمان عیسائی بودھ جینی پارسی یہودی ہندو اور لامذہب برہمو اور تھیوسافسٹ سب کے واسطے ہر وقت آریہ سماج کا دروازہ کھلا ہے - پس اے طالبان حق آپ ضرور غور کریں اور سچ کے قبول کرنے پر طیار ہیں قطعہ مدہ فرصت از دست گر بایدت - کہ گوئے سعادت ز میدان بری
کہ فرصت عزیز است گر فوت شد - بسے دست حسرت بدندان بری ؎

اے پرماتما اپنی رحم کرپا اور دیا سے ست کا لوگوں کے ہردے میں باس کرا اور ہمیں اور ہمارے تمام سماجک بھائیوں کو ست دھرم کے پرچار پر مستعد بنا تاکہ ہم آپکے پوتر دھرم کا سب آپکی مخلوق کے آگے پرچار کرسکیں ؎

انسانیت اور دھرم کی (بنیاد) اصلیت

جس طرح ایک علم ٹبلنی کے جاننے والا درخت کی عمر اُس کے تنہ اور شاخوں اور جڑوں کو پڑتال سے معلوم کر سکتا ہے - اسی طرح ایک علم تاریخ کا جاننے والا یا علم زبان کا جاننے والا قوم اور زبان کی اصلیت اور عمر اُسکی پھیلاؤ - اُسکے کارناموں اُسکی شاخوں سے بخوبی جان سکتا ہے دنیا کی تاریخ کو جہاں تک ہم تعصب کی عینک اُتار کر مطالعہ کرتے ہیں بڑی صفائی اور واضح طور پر شہادت دے رہی ہے کہ خواہ ہم امریکہ میں جائیں یا افریقہ میں - ایشیا میں پھریں یا یورپ کی سیر کریں قطب شمالی سے جنوبی تک جس سرزمین (معلوم دنیا) یا پرانی دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں آریہ قوم اور آریہ زبان کو موجود پاتے ہیں - اُنکی شائستگی اور اُس کی شستگی اگرچہ بعضے مقامات پر خراب شدہ اور بگڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر عقلا بالغ نظر کے خیال میں سہ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ - آثار پدید است صنادید عجم را ؎ علم زبان کے لائق محققوں نے بڑی تحقیقات کے بعد یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ

؎ مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں پرانے آریہ خود شائستہ تھے اور جانتے تھے کہ اچھا انتظام اور راحت کا سامان کس طرح حاصل ہوتا ہے - مکان بنانا آتا تھا - رتھوں پر سوار ہوتے تھے جہاز رانی کشتی چلانی آتی تھی - تجارت کرتے تھے" تاریخ ہند صفحہ ۲۳ - حصہ اول باب اول فصل اول) ؎

؎ پھر لکھا ہے کہ قدیم آریہ لوگوں کی زبان سنسکرت ہے - جو اس زبان کی سب سے پہلی حالت ہے وہ وید میں ہم دیکھتے ہیں (آجکل ملک جرمنی زبان سنسکرت کا گھر ہے) اس ملک کے فاضلوں نے انگریزوں کی قدردانی اور امداد سے جسقدر اس زبان کی تحقیق کو رونق دی کسی اور ملک کے آدمیوں نے نہیں دی گو یہ بات مدت سے معلوم تھی کہ سنسکرت اور یونانی اور رومی زبانوں کے الفاظ وغیرہ ملتے ہیں - مگر یہ کام اُنہیں کا تھا - کہ تصریفات کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اُن میں توافق ہے اُن میں سے بڑے بڑے محققوں کا یہ قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے کہتے ہیں کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے زیادہ استحکام کے ساتھ قائم نہیں کئے گئے - جو زبانیں ہندوستان خاص میں بولی جاتی ہیں - وہ اسی کی فروع ہیں صرف و نحو لغت و علم بدیع و بیان و کلام و انشا میں ہزاروں کتابیں اس زبان میں موجود نہیں - یہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوں کے بزرگوں (آریوں) نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی چاہیئے ویسی توجہ کی" تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول)

کو اُس نونہال چمنستان وحدت کا نام بھی ہم نامے آریہ تھا اُسی موحد اور حق پرست قوم کی بابلی ایرانی۔ رومی انگریز۔ جرمن۔ برطانی۔ فرانسیسی جیسے تمام مہذب قومیں موجودہ ناکردہ زمانہ کی شاخیں ہیں سنسکرت زبان کے جس کے تسلسہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہزاروں الفاظ اکثر مشہور زبانوں میں پائے جاتے ہیں اور وہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ کچھ تواریخی خاندان کے سبب سے اور کچھ سیدھے ہی سنسکرت کی طرف۔ کیا ایسی کامل تہ کہ دنیا میں کوئی زبان اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں مانتی جاتی ہیں ۔اور جہلا یا وحشی یا تعصبی زمانہ میں رہنے والے لوگ شاید قیامت تک نہ مانینگے کیونکہ علم منقول کو وہ معقول جانتے ہیں وہ اگر تاریخ کھویں تو عقل اگر جغرافیہ مانیں تو ہزار ہا فکر آدمیوں کو مرلنگا کر معراج پر اڑاتا۔ یا گھوڑے پر چڑھا کر زینہ لگا کر آسمان پر سیر نہیں۔ سات آسمان اور عرش و کرسی پر بٹھلانا اور سیر کرانا اُن کے ہاں تاریخ و جغرافیہ اور علم کی بنیاد ہے علم اگر ہزار دلائل سے سمجھاتا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اُسکے اوپر خدا نہیں رہتا۔ بلکہ وہ سرب بیاپک ہے۔ عرش پر بیٹھنے والا محدود اور ایک ہستی غیر محدود نہیں ہوتا۔ مگر وہ باوجود جغرافیہ اور بھوگول کے بار بار سمجھانے اور معائنہ و مشاہدہ کرانے کے انھی تک وہی مرغی کی ایک ٹانگ گاتے ہیں اور وجد میں آ کر گالیاں دیتے ہیں۔

؎ منزد مذہب حکما سے نا پاک نہیں نابت وجود عرش و افلاک

غیر مذہب کے حالات لکھتے ہوئے علاوہ اور تعصب کے گالی گلوچ تک کچھی دریغ نہیں کرتے فی النار و السقر تو ہر بیگ کہ دینا ایک معمولی بات ہے اُس کی سچی بات بیان چھوڑ جاتے ہیں اپنی جھوٹی بات بھی عمدہ خوبی سے لکھ دیا کرتے ہیں۔ پس گو اُس کے شیاطین اُن کے سر پر سوار ہیں خدا سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر راستی کے شوق والے کو نہیں انہیں کی تاریخوں کے سہارے بعض انگریزوں نے تاریخیں لکھیں۔ بھلا بنیاد ہی کج ہو تو عمارت کیسے سیدھی ہو سکتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ خاص خاص واقعات میں بعضوں کی قیاسی رائے نے دوسرے سے سخت اختلاف کیا۔ پس اُن کی قیاسی رائے نے کسی طرح بھی بغیر مضبوط ثبوت کے یقینی و یر ماک نہیں ہو سکتی ۔

مرد تو مرد ہی تھے عورتیں بھی تہذیب میں بڑھی ہوئی تھیں کسی شائستہ قوم کی عورتوں سے آریہ قوم میں عورتوں کو کم عزت نہیں ملتی۔ نہیں علمی اور خانگی امورات میں عورت کو خرد مندان سمجھا گیا ہے گارگی میری میاکدھاری وغیرہ بہت عورتوں کے نمبر سینکڑوں سے زیادہ آریہ تاریخ میں مل سکتے ہیں۔ درحقیقت عورتوں کی تعلیم بچوں کے بہت سارے کے واسطے سب سے زیادہ ضروری ہے اور اسی واسطے جہاں سا سر ماد مد مقدس میں ذکر آیا ہے۔ باپ کی تعلیم پایا آپ کی تعظیم وہاں ماتا پہنایا मातृमान पितृमान یعنی ماں میری ماں آچاریہ مان پور ستہ ذکر ذکر آیا ہے ॥ आचार्यवान पुरुषो वेद ॥ یعنی ماتا کا نام اول ہے جس سے ماتا سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے پتا سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے آچاریہ سے تعلیم پائی ہو وہ عالم ہو سکتا ہے پھر ایک اور جگہ برہمن گرنتھ میں ارشاد ہے کہ ماتری دیو بھو پتری دیو بھو اسی دیو بھو آچاریہ۔ دیو بھو मातृ देवो भव पितृ देवो भव आचार्य देवो भव । یعنی ماتا دیوتا ہے پتا دیوتا ہے مہمان (غیر مقررہ تاریخ پر آنے والا) دیوتا ہے استاد آچاریہ دیوتا ہے ان چار دیوتاؤں کی روزمرہ خدمت و تواضع و تعظیم و تکریم کرے اور ان کی سیوا کرے ایسی ہی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ وید مقدس کی بیسیوں شرتیاں موجود ہیں کہ ماتا کی تعلیم بچے کے واسطے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ؛

پردہ[1] کی رسم تہذیب اخلاق و قانون نیچر کے خلاف تھی اسی واسطے وید مقدس شاستر منترکت نے اسکی بخوبی تردید کی ہے۔ جہاں جہاں جہالت کا زور ہے وہاں حجاب پردہ کا شور ہے گویا جہالت اور پردہ کا ایک سخت پردہ ہے جو ترقی اور اتحاد کے واسطے سخت مانع ہے یا ہمی عورت اور خاوند کی محبت کو سوئمبر کی شادی اور وید مقدس کے ارشاد اور باہمی ارادہ انگی ہونے کے مراتب نے یہاں تک مضبوط کر دیا کہ جہالت کی سخت تحریر اور ظلم کے دور نے ہی شمشیر نے عورتوں کو ستی ہونے پر مجبور کر دیا۔ ایک مسلمان شاعر نے ستی کی کیفیت کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

زن ہست و میکند کار جوانمرد۔ کردہنگامہ پروانہ سرد۔ عجب در عشق ہاری کم زہندو زن ماش۔ کوبرائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را۔ (مفصل دیکھو یادوت میر ضیاء الدین عبرت)

یہ ساری باتیں محبت صادق کے جوش میں تھیں ظلم سے بچنے کے واسطے تو بہت اچھا تسلیم ہے مگر درحقیقت ویدوکت قاعدہ سے ناجائز تھے وید کے رو سے خودکشی کرنا نہایت برا ہے۔ ہماری

...

---

[1] کھو اسی لائق مورخ نے لکھا ہے آریہ کے معنے معزز و ممتاز (برگزیدہ) کے ہیں (تاریخ ہند مولوی ذکاء اللہ) حصہ اول۔

[2] پھر مولوی ذکاء اللہ صاحب نے لکھا ہے الحاصل انگریزی میں (قبل از آریوں کی) تواریخ ایسی موجود ہیں کہ اُن سے اس ملک کے مذہبی حالات کی تصویر آنکھوں کے سامنے بن جاتی ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ نوع انسان میں (ہندو) کس قدر کے تھے اور ان کی تہذیب و شائستگی نے کیسے کیسے رنگ بدلے حقیقت میں اُن کے حالات ایسے ہیں کہ اُن سے طبیعت انسانی اور فطرت بشری کے ساری حقیقتیں کھلتی ہیں (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل صفحہ ۱۹)

پھر یہی لائق مورخ پروفیسر مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک اور عجیب بات معلوم کی ہے کہ آریا کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یورپ کی تقریباً کل زبانوں کی جڑ ہے۔ غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یونان و اہل روم اور اہل جرمن و اہل انگریز و فرانسیس اور ہندو اور ایرانی غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے اس بات کو سن کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوگا۔ کہ اصل میں ہندوؤں اور انگریزوں کا سلسلہ ایک خاندان سے چلا ہے اور دونوں کی نسل کا دریا ایک ہی چشمہ سے بہا ہے علمائے یورپ اس سرچشمہ کو آرین کہتے ہیں صدہا سال تک یہ دونوں شاخیں بچھڑی رہی ہیں اب پھر آ کر مل گئیں اور ملتی جاتی ہیں ﴿

(دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول صفحہ ۳۲) اور دیکھو مسٹر صاحب کی تاریخ باب چہارم صفحہ ۵۸)

[3] ہندوستان کی تاریخ میں محققین نے قیاسات کو دخل دیا ہے اور قیاسات میں ایسا اختلاف ہے کہ ایک محقق کچھ کہتا ہے اور دوسرا کچھ (مولوی ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۲)

[1] آریہ عورتوں کی تعلیم کے بارہ میں پروفیسر ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں جب کسی ملک کی شائستگی اور تہذیب کا امتحان کرتے ہیں تو اول تو عورتوں کے حالات پر ہوتی ہے اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس وقت میں ہندؤں کے ہاں عورتوں کی ایسی ہی عزت تھی جیسی کہ روم و یونان کی شائستہ قوموں میں شادی کے قواعد عورت کے حق میں بُرے نہیں خاوند بی بی کو اپنا جزو بدن سمجھے ہمیشہ اسکو زیور و پوشاک سے خوش رکھے اور خرچ اور امورات خانگی کا انتظام اُسکے سپرد کرے اور اسکو اپنا مشیر بنائے اُس پر اعتبار کرے بی بی خاوند پر جان نثار ہو (تاریخ ہند صفحہ ۱۵ فصل ششم باب حصہ ۱)

آنریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں وید پورانے سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں جو اس سنسکرت سے جس کا آجکل رواج ہے اسقدر مختلف ہے کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنوں کے انکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ان کے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کی زبانوں میں ہوا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۰)

پھر یہی مورخ فرماتے ہیں ہر ایک فرقہ یا ذات میں عورتوں کا کام یہ ہے کہ وہ دولت کے جمع کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائی اور اُن فرضوں میں جو عورتوں کو کرنے چاہئیں یعنی روزمرہ کا کھانا پکانا نہیں اور گھر کی چیزوں کی حفاظت میں مصروف ہیں (تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۶)

پھر یہی مصنف فرماتے ہیں۔ عورتوں کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ نکاح متبرک سمجھا جاتا ہے میاں بی بی کا ترکہ گھر انتظام میں مساوی تھا بیواؤں کی اپنے خاوند کی جائداد تقسیم ہونے کی رسم سے کوئی واقف بھی نہ تھا وید و منو جیسے برہمنوں نے جائداد کی اس رسم کو جائز ٹھیرایا ہے اسکے خلاف معنی رکھتی ہیں صفحہ ۹)

گورنمنٹ برطانیہ نے بھی وہ کوشش جو آریہ سماج نے اب کرنی تھی یعنی ستی ہونے کے قانون کے اجرا کی ضرورت وہ عرصہ ہوا اپنی رحمدلی کے تقاضے سے تمام آریہ ورت کے پنڈتوں کی لے لیکر پاس کر دیا کہ آئندہ کوئی عورت ستی نہ ہونے پاوے اس ایکٹ کے بموجب جتنی عورتیں بچ گئیں اُن کا ثواب گورنمنٹ عادل کو پورا تما دیگا۔ درحقیقت اُسنے وید کے مبارک منشا پر عملدرآمد کیا دیجر وید ادھیا ۴۰ منتر ۹)

اخلاق سمجھنا اور تحصیل علم کی بنی نوع انسان کے واسطے عام سبیل بھی وید مقدس کی قدرتی تعمیل ہے گائیتری کے مبارک منتر میں بھی علم وید ہی کے واسطے پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے علم سے بڑھکر دیدنے کوئی دولت نہیں بتلائی۔ منو نے دہرم کے ۱۰ انشانوں میں سے آدیا اور بدیہی دو نشان مقرر کر دئے یعنے دو چیزیں بھی دہرم کے واسطے ضروری ہیں علم معقول پڑھنے کی ہمیشہ عام اجازت ہے ایشور چونکہ عقل کل ہے بنابران اُسکے حکم جہالت پر کبھی بھی نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ دیدادہ اُسکے پرکاشک پرماتما نے اور خود مہان وید اور پیروان وید نے علم معقول کے پڑھنے پڑھانے سے کبھی بیپرواہی نہیں کی وید اور اپ وید انگ اور اپ انگ سب معقول ہی معقول ہیں اور یہی باعث تھا کہ آریوں نے ویدک نامہیں یعنے جس وقت تک مہابارت نہیں ہوا تھا یعنے مسیح سے ۳۱۰۰ سال پہلے بہت اعلےٰ درجہ کی ترقی ہر ایک علم وفن میں کی ہوئی تھی اور علم و عقل میں وہ فضیلت حاصل کر لی تھی کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ اُنکی ضخیم تصانیف اُنکی فلسفہ دانی کے مسائل اب تک جہان کے عموماً اور یورپ کے خصوصاً عالمو نکو ششدر کر رہے ہیں حساب دانی میں وہ بچہ نہیں تھے اور نہ ابجد خواں تھے اور نہ انگلیوں پر ہندسہ گنا کرتے تھے بلکہ زمین اور عالم ہائے بالا کے قلابے ملاتے ستاروں کی گردشیں قطر اور بعد دریافت کرتے تھے بیلوں اور اگنی رتہہ کے استعمال سے واقف تھے جہازرانی کے اصول اُنکو معلوم تھے۔ انہیں کے تھوڑے سے باقیماندہ نشان اب بھی پتھر کی لکیر ہو رہے ہیں ۰۰

فریب و مکر کا زمانہ نہ تھا ایک ایشر کا بندہ ہونے کے سبب ایک وید کے ماننے کے سبب ایک دہرم ہونے کے سبب اخلاق عمل پر آج ملیت۔ صداقت سب میں دہرم ہی دھرم تھا وہ دہرم کو چھوڑ کر بات نہیں کرتے تھے ایکتا کی مبارک دھولی ایک اوم کی ہدایت جو شروع سے اُنکے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ جھوٹی شہادت تقیہ پالیسی چالبازی کے برتاؤ النادر کالمعدوم ہوتے تھے گویا نہیں تھے ۰

دوسرے کو دکھ دینے لوٹنے کا مطلب یا غرض کبھی نہیں تھی اور نہ ایمان بالجبر یا قتل کا کہیں

ملہ پھر وہی فاضل مورخ فرماتے ہیں۔ گھر میں خبردار اور شفیق محافظوں کی حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتی ہیں۔ پس وہی عورتیں پاکدامن رہ سکتی ہیں جنکا دل خود ان کا محافظ ہے ستی ہونیکی رسم کا ذرہ سا بھی بیان نہیں پایا جاتا ہے برہمن کی بیوہ کو جسم پاضت اور نیک طریقہ میں زندگی بسر کرنیکی اجازت دی گئی ہے اس سے یہی ظاہر ہے کہ شوہر کے ساتھ جلنا اس کا کچھ بھی ضروری نہیں سمجھا گیا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۶۶ء

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ بیوہ عورتیں بھی قانون کی خاص حفاظت میں ہیں چنانچہ اُنکے رشتہ داروں کو سخت تاکید ہے کہ اُن کے مال ومتاع سے مزاحمت نہ کریں راجہ کو بیوہ عورتوں اور تنہا عورتوں کا محافظ قرار دیا گیا ہے اور اُسکو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے ایسے رشتہ دارونکو چوروں کی مانند سزا دیوے جو اُن کے مال و دولت کے ہضم کرنیکا ارادہ کریں (منو سمرتی ادھیا شلوک

ہ منوسمرتی ادھیا ۸ شلوک) دیکھو گورنر صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶ سنہ ۱۸۶۶ء پھر منوسمرتی میں تمام فرقوں اور رشتہ کے لوگوں کے ساتھ آداب اور اخلاق سے برتنے کے طریق بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۸ سنہ ۱۸۶۶ء)

ملہ پھر وہی مورخ منو کے اخلاق کی بابت فرماتے ہیں ماں باپ اور بڑے بوڑھوں اور عالموں اور خلیق اور دولتمند اور اہل رتبہ سے نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آنے کی نصیحت کیگئی ہے۔ چنانچہ حکم ہے کہ ضرورت کے وقت گاڑیمیں ایسے آدمی کو جنکی عمر ۹۰ برس سے زیادہ ہو اور کسی بیماری میں مبتلا ہو اور نوجوان بھی مریا ہو اور عورت و پوجاری اور راج کنور اور نوشہ کی جگہ دینی چاہئے ہم نہیں جانتا کہ قدیم رسموں کی تعظیم کا جسقدر اس مجموعہ میں حکم ہے اُنکے بخوبی ادا کرنے کے واسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاہئے جنکو بہت معزز قانون اور تمام خداپرستی کی بنیاد بیان کیا گیا ہے۔ یہی رسمیں آجتک ہندوؤں کے مذہب کی جان ہے اور ہندوؤنکے قوانین کے ہمیشہ قائم رہنے کی بھی یہی رسمیں باعث ہیں۔ اس مجموعہ میں علم کو نہایت ممتاز بیان کیا گیا ہے اور ہدایت کیگئی ہے کہ تمام فرقے اُسکو تحصیل کریں سچ ہے کہ وید اور اُسکے مفسرین برہمنوں اور صرف اور چند کتابوں کے پڑھنے کے طالب علم کو ہدایت کی گئی ہے لیکن انہیں کتابوں سے علم الٰہیات اور منطق اور علم طبیعیات حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ان رسالوں میں جو وید کے ساتھ (تعلیم) میں شامل ہیں انہیں مضمونوں پر بحث کیگئی ہے اور برہمن جو ان سب علموں سے ابتدا زمانہ میں اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے یقین ہے کہ انہوں نے ان علموں میں اُسی زمانہ میں جس وقت مجموعہ بنایا گیا تھا بہت سی استعداد حاصل کی ہوگی (دیکھو تاریخ ہند

پھر وہی مورخ فرماتا ہے عجب بات ہے کہ رسم ستی کا ذکر نہیں کیا گیا جسکی نسبت کالبرک صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۵۵ میں بیان کیا ہے کہ از روئے وید ستی کی اجازت ہے اور متقدمین نے بیان کیا گیا ہے کہ کلاس ستی ہونی اس کا ذکر مجموعہ کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا ہے (الفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۷ سنہ ۱۸۶۶ء حاشیہ)

لہ اُس اثر کا بیان جو مذہب نے اخلاق پر کیا ہے مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں البتہ منو کے مذہب کا اثر اخلاق پر عموماً اچھا ہے جائز اور ناجائز کا ضروری فرق شروع میں نہایت اچھی طرح بیان کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور وہ فرق عموماً بجا خوب قائم رکھا گیا ہے بر خلاف اس کے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل انصاف راستی نیکی کی بابت پائی جاتی ہیں اور برے چال چلن کے بہت برے برے نتیجے اس دنیا اور عاقبت میں بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ نیک آدمی کو بسبب تنگدستی ہونیکے دل شکستہ اور پژمردہ نہ ہونا چاہئے اور ظالم اور بدکار کو اور اُس شخص کو خوشی کبھی حاصل نہیں ہوتی ہے جو جھوٹی شہادت کے ذریعہ سے دولت حاصل کرتا ہے (باب ۴ شلوک ۱۷۰ لغایت ۱۷۹) ایک مقام میں صاف یہ کہا گیا ہے کہ سچائی فرضوں سے خلاقی فرض بہتر ہے (باب ۴ شلوک ۲۰۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے گناہوں پر جو لوگوں کی آسائش میں خلل انداز ہوں عاقبت میں ایسی ہی سزا ملیگی جیسی مذہبی معصیت پر ملیگی" (تاریخ ہندوستان سنہ ۱۸۶۶ء علیگڈھ صفحہ ۳۸ و ۴۴) اس اخلاق کا مقصد صاف یہ ہے کہ آدمی اپنے امن و امان کا مزہ اٹھاوے اور کسی جاندار کو تکلیف نہ پہنچاوے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۴)

منو کے قوانین عورتوں کے ناتوان فرقہ کے حق میں بہر حال برے نہیں ہیں ۰۰ اور اولاد باتوں میں عورتوں کی حالت ایسی ہی ہے جیسی قانون سے توقع کیجائے" ایک زوجہ کو اپنے شوہر کا بالکل فرمانبردار اور جان نثار ہونا چاہئے اور شوہر کو لازم ہے کہ اُس کو پابند قانونی قیدوں کا رکھے اور بے قباحت اور جائز شغلوں کی اجازت کہ جس طرح اُس کا جی چاہے اُسی طرح اُس میں مشغول ہو (باب ۹ شلوک ۳) اور جس زمانہ میں اس کا شوہر موجود نہ ہو۔ تو جس طرح اُس کی مرضی کے تابع رہتی تھی اسی طرح اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے تابع رہے (باب ۵ شلوک ۱۴۷)

لیکن برخلاف اسکو شوہر کے رشتہ دار مرد انکو عورت کی عزت کرنیکی بہت تاکید کی گئی ہے ۰

چنانچہ لکھا ہے کہ جس جگہ عورت کی بیقدری ہوتی ہے وہاں جو اچھے اچھے کام مذہبی کیے جاتے ہیں وہ سب اکارت جاتے ہیں اور جسجگہ عورتونکو ذلیل اور مصیبت میں رکھا جاتا ہے اُسکے خاندان کے تمام لوگ تباہ ہو جاتے ہیں اور جس خاندان میں شوہر زوجہ سے اور زوجہ شوہر سے راضی اور خوش ہو تو وہ گھر یقیناً ہمیشہ خوشحال رہتا آباد رہیگا ایسی باتوں میں جس مجموعہ قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے شوہر پر زوائد کی بہ واسطے قانون مقرر کیا گیا ہے چنانچہ تاکید کیگئی ہیں کہ تیوہاروں اور خوشی کے دنوں پر شوہر کو چاہئے کہ اپنی زوجہ کیواسطے عمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور رکھانا مہیا کرے تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶

تاراج۔ تھا محبت و اخلاق کا جوش دبا تھا بیسیوں بات بات پر لڑ مرتے تھے اس سے لوگوں کے بال بچے جو لونڈی غلام بنا لئے جاتے تھے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا۔ اس کی شہادت قرآن میں بھی ہے وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا سورۃ یونس ترجمہ نہ تھے مردماں مگر ایک امت پس اختلاف کر دیا

دھرم اپدیش اور وعظ بھی ہوتے تھے ویاکھیان اور کتھا بھی لوگ شوق سے سنتے تھے مگر نہ ماننے والے یا دلیل سے بحث کرنے والے کو کبھی قتل کی دھمکی نہیں دیتے تھے عربی۔ رومی یونانی مغل روسی مصری سب کو برابر اپدیش سنایا جاتا تھا۔ دلوں میں تعصب نہ تھا۔ اور نہ آج کل جیسی جہالت کی جڑ تھی مطابق اس کے اس نے تعصب خلاف تعلیم کا صرف یہی تھا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور نہ کوئی اپنے کسی ہم نوع انسان کے امن امان میں خارج ہو مصر یونان اٹلی اور جزائر برطانیہ تک اس طرف اور دوسری طرف میکسیکو کے صوبہ تک منو سمرتی کا پرچار رکھتا ہوں ہگ ہوا آئے تھے درمش کا دیا بھی درحقیقت عمر مودی جانوروں کے رہائے کی علامت تھی پارسی مذہب اگرچہ زردشت کے وقت کچھ شعلہ آتش کی طرف جھک گیا تھا مگر درحقیقت جتنی اس میں نیکی باقی تھی وہ مبارک وید منتروں کی تاثیر اور ہوموں کی عالمگیر برکت تھی۔ جہاں تک ہم نے اوستا ژند کو دیکھا ہے اس میں صاف طور پر کہیں ذکر نہیں آیا کہ آگ خدا ہے یا خدا آتش ہے مگر لوگوں نے بات کا تنگڑ بنا کر آتش پرست مشہور کر دیا۔ مگر تا مدتوں ویدوں کا پرچار رہنے کے سبب جہالت کی بجائے ہوموں سے آتش پرستی پر آ گئے تو بھی ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے ان کے اکثر بیانات وید سے منقول معلوم ہوتے ہیں اور ان میں وید کو بڑی عزت سے یاد کیا گیا ہے ان کے چار ورن اور یگیوپوت تو ابھی تک ظاہر میں جس آریہ گوتی کی علامت و یادگاری ہے؟

غرضیکہ آریہ قوم کی مختلف شاخیں ہو کر تمام جنوب مشرق و مغرب کو آباد جانا اور بعضوں میں ویدوں کا پرچار برابر رہنا اور بعضوں میں آہستہ آہستہ کم ہوتے جانا اور پھر صدیوں کے ہیر پھیر کے بعد اعتقادات اور اصولوں کا (جسکی وید میں ہر ایک آریہ کو خاص ہدایت ہے) بھولا یا گم ہو جانا ہر ایک تاریخ دان کے نزدیک ثبوت کا ذرا بھی محتاج نہیں ؟

گویا بھارت کا خاتمہ ہوتے ہی ویدک دھرم کا بھی تنزل شروع ہوا اول پارسی پھر موسائی۔ پھر وام مارگی پھر بودھ پھر جینی۔ پھر نوین ویدانتی پھر عیسائی پھر محمدی پھر چکر نکد وغیرہ ۹۹۹ مت وید دروہ چل پڑے اور چل رہے ہیں ہر ایک کی صدہا شاخیں ہو گئیں اور بعض شاخ در شاخ ہو کر بھی منقسم ہو گئے ہر ایک اپنے آپکو ناجی اور دوسروں کو ناری کہتا ہے اور لاکھوں آدمی ہر ایک کے مرید ہیں بعضوں (بودھ عیسائی۔ وام مارگی۔ نوین ویدانتی۔ محمدی) کے پیروؤں کی تعداد حکومت و دولت۔ زنا۔ لوٹ۔ تلوار۔ لالچ کے سبب کروڑوں تک بھی پہنچ گئی ہے جب سے آریوں نے سندھیا آدی پنچ مہا یگ اور وید شاستر کا پڑھنا پڑھانا چھوڑا تب سے یہ سارے مت متانتر جاری ہو گئے جس ظلم اور جور اور ذوالفقار کے صدمات سے دین اسلام نے ملک کا ستیاناس اور قوموں کے گلے پر چھری پھیری تاریخ فرشتہ و تیمور نامہ وغیرہ سے ہر ایک اہل انصاف واویکہادی سے جان سکتا ہے آریہ قوم جس طرح عقل سخاوت اور صداقت میں یادگار زمانہ اور اعلم تھی اسی طرح بہادری میں بھی سرتاج عالم تھی (دیکھو حاشیہ) جسمانی نہ صرف مالی نہ صرف روحی بلکہ آتمک۔ شاریرک اور سماجک تینوں حالتوں میں اپنی ستوگن اور شوکت کیطرح بے نظیر تھی۔ اسلام نے جہاں جہاں قدم رنجہ فرمایا۔ جہاں جہاں اللہ اکبر کا کلمۂ تکبیر سنایا کروڑوں کے گلے پر چھری پھیری کروڑوں نے زبردستی مذہب محمدی قبول کیا۔ کل عرب نے بھی رو رو کے کشت و خون سے تنگ آ کر لوٹ مار کے لالچ سے محمدی مذہب قبول کیا۔ پھر ایران اور ایرانیوں نے بھی صدہا بہادروں کے گلا کٹ جانے کے بعد مجبوراً دین محمدی قبول کیا۔ وہی حال افغانستان کا ہوا مصریوں بیچاروں نے لاکھوں کا گلا کٹوا کے اور لاکھوں بال بچوں اور لونڈی غلام بنائے جانے کے بعد برسوں تک جنگ سے لاچار ہو کر اول جزیہ پھر دین محمدی قبول کیا اُن مذکورہ بالا ممالک میں اب نام کو پورا نام باقی نہیں ہے ظلم و ستم بھی ہاں صدیوں تک نہیں ہوا۔ بلکہ برسوں تک مگر ہر دل قوم نے لاکھوں تن بے سر کرانے کے بعد دین محمدی قبول کر ہی لیا

مگر واہ رے آریہ ورت تیری بہادری۔ تیرا استقلال اور تیری ہمت اور تیری سچی تصلب باوجودیکہ سات سو سال تک تیرے سر پر تلوار چلی تیرے لاکھوں بیٹے شہید ہوئے مگر پھر بھی تیرے راجپوتوں تیرے چھتریوں تیرے برہمنوں اور تیرے ویشوں (جاٹوں) میں ابھی تک قدیمی سنت دھرم کا اثر موجود ہے اے آریہ ورت تیرے اندر جن لوگوں یا قوموں نے دین اسلام قبول کیا اُن میں سوائے بھی تیرے حقیقی فرزندوں کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں تو نے اب وید مقدس (ادھیا ۲۶ منتر ۲) اور منو

کے ارشاد مبارک کے مطابق واپسی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ غیر قومیں ابھی محو حیرت میں آئیں کہ گویا مر گئیں۔ تیری ناخلف اولاد کے اندر محمدی ہو کر بھی ابھی تک آریہ پن موجود ہے جیں ہر روز برور گم شدہ بھائیوں کی واپسی کی کثرت دیکھ کر اور سماج شدھی کو ہر دلعزیز پاتے ہوئے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تجھ کو اس بے نظیر بہادری کی مبارکباد ہو اس بے تکان ہمت کی مبارکباد ہو۔ اس سچے دھرم کی مبارکباد ہو۔ اس عارضی دین کے چھوڑنیکی مبارکباد ہو؟

لہ یونانی تاریخی زمانہ کے ایک لائق یونانی مورخ ایرین نے لکھا ہے کہ آریہ لوگ لڑائی کی بہادری بہادری اور صنعت میں ایشیا کی باقی تمام قوموں سے برتر و ممتاز ہیں" (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵ ۔ باب ۴ *) پھر فرماتا ہے کہ وہ سنجیدہ طبیعت اور معتدل المزاج اور بے شمار اچھے سپاہی اور اچھے کسان اور سادگی اور صداقت کلام میں مشہور اور ایسے حق پسند کہ عدالت تک نوبت بالکل نہ پہنچانے ہیں اور ایسے دیانتدار کہ لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک ڈالتے تھے (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵ باب ۲۵)

پھر اس بات پر زیادہ زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ آریہ لوگ اپنے عہد و پیماں کی پختگی کیواسطے باہم تحریر نہ کرتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسا ہندوستانی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا جو جھوٹ بولتا ہو (دیکھو اسٹیبر ہو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۸ ۱۸۵۴ء اور ایرین صاحب کی تاریخ ہندوستان باب ۱۲ اور پروفیسر ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند فصل یازدہم باب اول فصل ۲ ۔ ۱۸۷۵ء

پھر وہی یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ وہاں آریہ ورت کی ہر قوم آزاد ہے۔ ان کے ہاں کوئی کسی کا غلام نہیں غرض غلامی کہیں نام کو نہیں"۔

پھر وہی مورخ فرماتا ہے سکندر کا ارادہ تھا کہ پاٹلی پتر میں پہنچے مگر پوڑو سے لڑ کر سپاہ کا جی ایسا چھوٹ گیا تھا کہ ہر چند سکندر نے کتنی منت سماجت سپاہ کی کی بھی ہیبت و سیاست کھائی مگر فوج نے ایک نہ سنی ناچار سکندر الٹا پھرا (تاریخ ہند

ملتان میں مالی قوم سے سخت معرکہ آ پڑا ایک تیر سینے میں آ کر لگا۔ اس لڑائی میں سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جینے کی امید نہ رہی تھی مگر تندرست ہو گیا (   ) تاریخ ہند صفحہ ۶۵

نہایت کامل تحقیقات کے بعد یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ فیثا غورث کے مسائل منو کے بہت کے بعد کے ہیں (دیکھو رائل ایشیاٹک سوسائٹی

منو کے مجموعہ میں ورنوں کے ساتھ۔ اسقدر یا وہ قیدیں لگائی گئی ہیں اور ان کی نسبت اسقدر تاکید کی گئی ہے۔ جس قدر کے وید کے پڑھنے پر تاکید اور قیدیں ہیں۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۶۷ ۱۸۶۶ء

منو کے مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا ہوا ہے جو پاک صاف رہنے کے متعلق ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸ ۱۸۶۶ء

بعض ایسے سخت قاعدوں سے جو ان کے برخلاف ہیں دھیمی انسانیت ظاہر ہوتی ہے جسکی توقع اس مقنن سے نہ تھی چنانچہ لکھا ہے کہ برہمن کا جیسا کبھی ناپاک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ دھوکا

نالائق ہو سکتے ہیں جن کا مالک ہو نا راجہ کے کاروبار کے سبب نہ چاہتے اور نہ تیار ہو گیا تھا جو کاروبار میں مصروف رہتا ہے۔ ہمیشہ مالک ہتا اور سماجی کہ وہ رستہ اور عورتوں کی میں جاتے جاویں اشد بعد نہیں ہوتے اور جو نہایت اچھی خود لیتے غرض کہ اداکرے میں بالا جاوے وہ گو ناہموار نگہہ کرتا ہے۔ اور ہر طرح نالائق ہے وہ ترال صاف ہوجاتا ہے اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کوئی شے نہیں ایسی عمدہ صفائی اور پاکیزگی نہیں سمجھی گئی ہے جیسے کہ وہ صاف دل کی ہوتی ہی جو دولت کے حاصل کرنے اور قصوروں کے معاف کرنے اور فیاضی کرنے اور عبادت کرنے میں ہوتی ہے۔"

(دیکھو الفنسٹن صاحب بہادر کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۶۳ مطبع ۱۸۶۶ء علی گڑھ)

فاضل منشی کنہیالال جی الکھدھاری فرماتے ہیں ریلوں انگریزوں کی ایجاد نہیں ہے اور ان کا خیال پہلے بھی تھا۔ اگلی باتیں جن کا ذکر ہندی کتابوں میں ہے سنا نہیں ہو نہ بھی۔ یہ عبارت کہ ایک تیر مارا ہزاروں تیر ہو گئے۔ کیا یہ کم کا گولہ و چرخا تھا۔ اور رقم ہے کہ مالک مارے میں ہزار کوس پہونچے۔ کیا یہ ریل نہ تھی؟ رقم ہے کہ ہزار کوس پر جو ساگر دیتا تھا اس کو استاد سبق پڑھاتا تھا۔ کیا یہ ... نہ تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسے عجائبات آج انگلستان کے آدمیوں کے ہندوں کو نظر آتے ہیں جب ہندی لائق تھے۔ اُن سے عمدہ رکھتے تھے۔ سامع اس کو ہرگز یقین نہ کرے یا کرامات سمجھے۔"

(دیکھو گیان پرکاش رسالہ ماہواری صفحہ ۱۸۱ نمبر ۲۴ جون ۱۸۷۵ء)

"اگر انگریزی عملداری جاتی رہی اور ریل و تار وغیرہ کا کام ہندیوں کو نہ آئے اور ہزار یا سو برس اس حالت کو بھی گذر جاویں اُس وقت جو کوئی ریل یا تار کا ذکر کرے۔ تو سامع اس کو ہرگز یقین نہ کرے یا کرامات سمجھے۔"

(دیکھو گیان پرکاش)

کوشش کی کہ مرزا صاحب کی طرح بدتہذیبی سے تو بازوہ کام نہیں لیا بلکہ انصاف یہ ہے کہ علم اور عقل کو دخل دیا اور ہندو و آریہ سماج کا بھی بھلا کیا۔ گو آخر میں نمک خواروں و ہمدردان سکھ سماج کا اسلامی سوہ نہیں بتلایا۔ کیسے ہیں بلکہ ابلیس کی طرح مار طاؤس کو بھی بہشت سے نکلوایا۔

مرزا صاحب کے دو درجوار بول سے بھی بے لگام ہو موجد مرزا رام کرشن اور وام دیو استانوں کی طرح جھوٹی کہانیاں ایسی ایسی بتائیں ہیں۔ سب ویدھرم سے خود پسند اور معقول پسند ناظرین! ان لوگوں نے اول ہماری کتابوں کے جواب لکھے۔ مگر چونکہ وہ نامعقول و ناصواب تھے۔ جوابات کو کافی نہ سمجھ قرآنی خدا اور محمدی نبیوں کو بھی بے وقت بانگ سنا سنا کر نیند سے جگایا۔ اور جیسے بعض مخبوط الحواس بڑبڑاتے اور گڑگڑاتے ہیں ویسا ہی اُسے مجبوراً بڑبڑانے پر مستعد بنایا جیسے اُس نے جبرائیل بھیج قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا کر دیوانہ پکار جویں دانائی طرح جس نے اُسے اپنی گذشتہ جہالتوں کی طرح شائع ورما دوسری طرف اپنی عقل کے دشمن حملوں کو بھڑکایا اور عدالت انگلستیہ میں انکار یہ ہر ماہ کرایا۔ مرزا اور الہ آباد دیکھی لستادر لاہور۔ دہلی میں نالشیں کیں اور سب میں بیمار ہوئے اور زہر بعضل الہی ورحمت۔ ناسپاہی مردان ویدک دھرم فتح مات ہوئے اور کامیاب

بس آج دس سال کے بعد پرما ماکی انوگرہ اور ایشوری کرپا سے ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم کی اشاعت کرنے اور دین اسلام کی باقیماندہ کیفیت کو طالبانِ حق کی سیر پر دھرتے ہیں۔

ناظرین تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ نے جس قدر اسلامیوں کو راہ راست دکھائے اور ہندوؤں کو ویدک دھرم پر چلانے میں کامیابی حاصل کی وہ ایشوری مدد کے بغیر ممکن نہیں تھی وہ مسلمان محمدیوں نے دین محمدی چھوڑ کر شرک و کفر سے منہ موڑ اور نسیم ریاض کر راہ راست (ویدک مارگ) پر قدم جمایا اور کعبہ پرستی کو ترک کر اور وید و قرآن میں فرق کر حق و باطل کو پہچان کر رشتہ توحید (ذات باری مقدس) نے گلو ڈالا۔ حکمت بنا پر مشہور ایسی طرح ہندی نژاد ۵ کروڑ محمدیوں کو آریہ دھرم میں لاکر آریہ بنا دے۔ اور باقی تمام محمدیوں کو بھی علم معقول کا جمال اور اضطراب و جہالت سے نکال کر اپنے سناتن دھرم پر چلا دے۔

۹۔ جنوری ۱۸۹۷ء

لیکھرام

آریہ مسافر آریہ سماج لاہور

سببِ تالیف

تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ کی تصنیف کے بعد ہمارا ارادہ دین محمدی کے خلاف کوئی کتاب تالیف کرنے کا نہیں تھا مگر کیا کریں ہمارے مخالف آرام سے نہیں بیٹھنے دیتے بار بار ترغیب دیتے ہیں کہ ہم اپنے تمام معلومات سے دنیا کو آگاہ کریں اور انہیں ویدک مارگ سیدھا راہ بتلا کر اُسے فرائض سے سبکدوش ہوں **مرزا صاحب** آئینہ کمالات میں معقول جواب سے عاری ہو کر گندہ حملوں پر اُتر آئے اور بہت کچھ اس قدر بدزبانی کو کام میں لائے کہ حضرت علی کو بھی شرمایا بلکہ ہیچ و نادان جس قدر بدکلامی میں بڑھتے جاتے اور جہالت کے معراج پر چڑھتے جاتے ہیں اُسی قدر وہ حق پسند ناظرین کی نظروں سے گرتے جاتے ہیں چنانچہ کا دماغی یعنی معجزات **بھی قادیانی** کی جتنی مٹی پلید ہوئی وہ کسی ربتہ اور سعید طبائع سے مخفی نہیں اور اس کی ساری کیفیت طشت از بام ہو گئی۔

مرزا صاحب کے سب سے بڑے حواری مولوی **نوردین** راجا تاجی حکیم نے **براھین** کی تصدیق میں **تصدیق براھین** ترقیم کی اور اپنے زعم فاسد میں **براھین** کی کمی پوری کی۔ حکمت ... کہیں سچائی کو قتل اور کہیں خاک دھول میں ملانے کی

آدم اور شیطان کا مقدمہ - مولوی صاحب کے اسمیں عذرات بطور اپیل

اور ہمارا آخری فیصلہ

۱۱۶ سے ۱۳۶ تک

ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں صفحہ ۳۲ سے ۴۷ تک بحوالہ آیات قرآنی و تفاسیر معتبرہ اور مولوی سراج الدین جیسے علماؤں اور سید جیسے نیچریوں کی تحریروں کے مستند حوالجات سے قصہ خلافت آدم اور سجدہ ملائک اور انکار شیطان کو لکھ کر اس پر انصاف اور معقولیت سے اعتراض کئے تھے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ یہ ساری کارروائی عقل کے مطابق اور حق کے مخالف ہے۔

مولوی نورالدین صاحب حواری نے فصل الخطاب میں صفحہ ۱۱۶ سے ۱۳۶ تک ہمارے اعتراضوں کے رد کرنے کی کوشش کی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حق کو کسی حالت میں بھی جنبش نہیں۔ ہزار لوگ الہام کا دعویٰ کر کے اسکی مخالفت کریں اسکا بال بیکا نہیں کر سکتے چنانچہ ظاہر ہے کہ اس تصدیق میں ہمارے زبردست اعتراضوں سے تنگ آکر مولوی صاحب نے اول تو مان لیا کہ وہ فرشتگان جنکو خدا نے کہا تھا کہ میں آدم کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ اور اُن سے متنازعہ ہوا تھا وہ ارض شام کے صلحا اور عارفین تھے چنانچہ مولوی صاحب کی عبارت یہ ہے "اللہ تعالیٰ نے ارض شام کے صلحا اور عارفین کو الہاماً خبر دی کہ میں ایک ایسا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہوں جو علاوہ صلاح اور تقویٰ کی محافظت کے امور دنیوی کی باگ ہاتھ میں لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ وہ سادہ اور پاک لوگ بولے وہ بھی کوئی ایسا ہی خونریز اور بے رحم ہوگا جسکے عملی نمونے آگے موجود ہیں" (صفحہ ۱۲۰) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ سب فرشتے زمین شام یعنے ملک روم کے باشندے تھے نہ کہ مسلمانوں کے فرضی آسمانوں کے رہنے والے۔

دوسرے - ہماری اس بات کو بھی لاچار ہو کر مولوی صاحب نے مان لیا کہ آدم سے پہلے بھی انسان دنیا میں موجود تھے جیسا کہ کچھ تو اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے اور کچھ آگے لکھتے ہیں - "فرشتوں دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تحمید الٰہی اور باری تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے اور اس طرح وہ بیچارے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اسکے کاموں کے اسرار سے کما حقہ واقف کہ فقط تسبیح تحمید اور تقدس سے دنیوی انتظام اور دینی کام اس طرح انتظام کے نہیں چلتے مرا یہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومیں دنیا میں آباد تھیں اول قرآن کی اس آیت وکان من الکافرین سے ظاہر ہے بلکہ مکذب نے بھی اس امر کو تکذیب میں تسلیم کیا ہے" (صفحہ ۱۲۳) اسکے ثبوت میں انہوں نے قرآن سے تو نہیں مگر اخبار الدول اور آثار الاول کی چوتھی فصل اور تفسیر فتح البیان اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور ابن کثیر اور امام باقر کے قول اور فتوحات مکیہ کے حوالہ دیئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اس آدم سے پہلے لاکھ آدم ہو چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۲۳ - ۱۲۵)

سوم ہمارے اعتراضوں سے گھبرا کر یہ بھی مان لیا ہے کہ وہ جنت جس میں آدم رہتے تھے وہ زمین پر تھی نہ کہ آسمان پر (دیکھو صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اس جگہ ہمارے اعتراضوں سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے انکا جواب دیتے ہیں۔

۱۲۲ - مولوی - وہ ملائکہ بھی ایسے ہی محدود العلم - محدود التجربہ مخلوق تھے کم علمی اور غیب نہ جاننے کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جس کے معنے نائب اور قائم مقام تھے اس غلطی سے سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ آدم بھی آدم ہے یعنی قوموں کی طرح فساد قتل اور سفک دماء کرے۔

آریہ - یہ آپکی غلطی ہے وہ محدود العلم تھے اور نہ محدود التجربہ تھے بلکہ قرآنی خدا سے بھی عمدہ بات کہی اور ایسی کہ جو ہر طرح صحیح اور سچ ہے۔ یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ قرآن کے مفسروں نے بھی ایسا ہی مانا ہے تفسیر میں لکھا ہے "در وقت آن برین حال یا باختیار الٰہی بودہ یا در لوح محفوظ خواندہ بودند یا در عقول انسان مرکوز بود کہ عصمت خاصہ ایشان است و بحسب این معنے گفتہ کہ چنین کسے را خلیفہ مے سازی" (تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۸)

۱۲۵ - مولوی - جب ملائکہ نے اپنے غلط قیاس کے باعث یہ عرض کی جس کا ذکر آیت اتجعل فیها من یفسد فیها میں گذرا تب باری تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کسی تاریخ سے قرآن کی کسی آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ السلام سے کسی قسم کا فساد فی الارض یا سفک دماء ہوا ہو ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا مگر حضرت آدم ان عیوب سے پاک اور بری نکلے۔ اگر حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص انکی طرز پر نہ چلا تو اسکے جرم سے حضرت قصوروار نہیں ہو سکتے

آریہ - آپنے یہاں دھوکا کھایا یا دھوکا دینا چاہا۔ آپکا قول کسی طرح ٹھیک نہیں ہے اور نہ ایسا ہوا بلکہ اُسکے خلاف وقوع میں آیا قرآن یا توریت یا ذریت کے قول سے صرف آدم مراد نہیں ہے بلکہ آدم اور اُس کی ساری اولاد اس میں شامل ہے اسی آدم کے سبب سے زمین لعنتی ہوئی۔ اسی کے سبب گناہ کا بیج بویا گیا۔ اسی کے سجدہ کے سبب وسوسہ شیطانی کا آغاز ہوا دنیا میں اسلئے تو یہی کہ جتنے قتل اور فساد حضرت آدم سے سرزد ہوئے کسی حیوان سے لیتے کبھی نہ ہوئے اور نہ ہونگے۔ یہ اپنے آپکو مجازاً میاں مٹھو اشرف المخلوقات کہنے والا ارذل المخلوقات ہو گیا خود آدم کے بیٹوں میں سے مشہور قابیل اور ہابیل کا جھگڑا ہے بھائی نے بھائی کو قتل کیا۔ آتش پرستی اور بت پرستی کی پھر اُسکے بیٹے نے لمک آدم کے پوتے نے اپنے باپ کو قتل کیا جھوٹ بولا حرامیاں کیں اور زنا ہوئے (مفصل دیکھو قرآن سورۃ مائدہ) حسینی صفحہ ۱۴۷ -

اس آیت کے مغالطہ کی شیطان نے اسیوقت سر اجلاس تردید کر دی تھی سورۃ اعراف اور جن میں تمام آدمیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ وہ مورد اعلیٰ یہاں فرشتوں کا قول سچا نکلا اور آدم گمراہ اور لعنتی ہوا جیسا کہ توریت پیدایش سے ظاہر ہے زیادہ تحقیقات سے آدم کی اور شرارتوں کا حال بھی ہمکو معلوم ہوا ہے۔

۱۲۳ - مولوی - غرض آدم علیہ السلام اسلام میں ہے اور شیطان اول سے عداوت کرتا رہا گویا اس بحث کے کہنے کے پہلے بتانا ہو کہ اس کی مخالفت ہی مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اُس کے ایمان کے قول پر کبھی نہ چلے۔ اور شیطان کا اُسپر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق شر تھا نہ اسکا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تھا۔

آریہ - حضرت آپ مجھے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں مصنف قرآن سے داؤ پیچ کھیلتے ہیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے دیکھئے مقامات ذیل۔

نمبر ا سورۃ بقر فازلهما الشیطان - پس بلغزانید ہر دو را شیطان یعنی آدم و حوا. آن دیو سرکش نافرمان مردار تفسیر حسینی صفحہ ۲۹ - اور تفسیر بیضاوی جلد ا صفحہ ۵۱ -

نمبر ۲ - سورۃ اعراف فدلهما بغرور۔ پھر گرایا اُن کو فریب سے اسکے ساتھ ہی مفصل دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۵ - ۱۴۰ تک) پس یہ آپکی امر حق سے علاحدہ ہو گردانی انکار کیا تحریف دین بیچارہ نہیں؟ ابتدا فرشتے اور شیطان سچے ہو آیا قرآنی سدا انصاف

۱۲۷ مولوی - آدم کو چیزوں کے نام سکھائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالے نے آدم کو دی گئی تھا یہ ثابت ہوا کہ جو چیز آپکو سکھلائی گئی وہ فرشتے نہیں جانتے ہیں اگر جانتے تو اسقدر بتانے سے عاجز آکر یہ کہتے سبحانک لاعلم لنا الاما علمتنا آدم کو ایسی بات تعلیم کر دینی جس کا علم فرشتوں کو نہ ہو ضرور اس امر کا مثبت ہے کہ اللہ تعالی وہ سمجھ جانتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے اگر ویسے جانتے ہیے تو اللہ تعالی نے اگر آدم کو پڑھا دیا تھا - کو ہم نے مانا کہ علیحدہ پڑھایا تھا تو واجب تھا کہ فرشتے مددن اسکے کہ خدا سے پڑھتے بتلا دیتے اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا فرمودہ واعلم مالا تعلمون بالکل سچ تھا جب ایسا علم تھا کہ فرشتے اسکے علوم سے بے خبر ہیں تو اسکے کسی فعل پر کسیکو خواہ ملایکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں -

آریہ - حضرت آپنے کتنی حکمت عملی کیسی چالاکی اور کتنی عبارت آرائی کی مگر وہ فرشتہ چپ سکا جس کا ہمنے تکذیب میں ذکر کیا تھا دیکھو صفحہ ۶۳ نمبر سوم - اسی واسطے قرآنی خدا خیر الماکرین یعنے بڑا مکار ہے اور آپکا وہ فقرہ جس پر ہمنے خط کھینچ دیا ہے صریح ہمارے زبردست اعتراض کے اقبال کا ثبوت ہے - ہاں فرشتوں نے سب جہان یا خدا کے دل کا حال جاننے کا اقرار نہیں کیا تھا جیسا کہ خدا کو آدم کے آیندہ حال سے آگاہی نہ تھی ویسے فرشتوں کو خدا کے فریب سے آگاہی نہ تھی مگر انہوں نے پیشگوئی کی تھی وہ بالکل سچ تھی خدائے محمدیان اگر علیم ہوتا اور دانا ہوتا تو چاہیے تھا کہ فرشتوں سے معقول جھگڑنے پر خاموش رہتا سکوت کرتا مگر ہٹ اور ضد کی جو دانائی سے بعید ہے اور فی الحقیقت یہ ساری نسل انسانی کی خرابی اسی ہٹ اور ضد کا باعث ہے اور فرشتوں کو پیش گوئی کا ظہور - پھر آپکا یہ فرمانا اور بھی تعجب انگیز ہے کہ اسکے فعل پر کسیکو خواہ ملایکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں - حضرت اگر یہی حال ہے تو عیسی کے ابن اللہ کہنے والوں اور انجیلی ارشاد پر کیوں اعتراض کرتے ہو تسلیم کیوں نہیں جھکاتے - یہود و نیز کیوں اعتراض کرتے ہو - بت پرستوں سے کیوں لڑتے ہو **مولوی وقیع** کی طرح کیوں نہیں دم بخود ہو کر کہتے ہندیا بزار اصطلاح ہند مدح + سندیا بزار اصطلاح سند مدح حق کو اعتراض سے خطرہ نہیں اور نہ حق اعتراض کا متحمل نہیں ہو سکتا اور لاجواب ہو کر گالیاں نکالنی شروع کرتا ہے جیسا کہ قرآنی خدا - یا علماء اسلام -

۱۲۸ مولوی - جب باریتعالی نے ملایکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو آدم کا سجدہ کرنا اسکی آگیا کا پالن کرنا در حقیقت باریتعالی کی جناب کو سجدہ تھا نہ آدم کو - سجد کا لفظ اسلامی شرع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیاء اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں (۳) اس بہادر قوم کے آگے جیلے اور پیادے سجدہ کرتے ہیں سجد کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے -

آریہ - جناب آپکے شرک اور مشرکانہ اور کفر کے چھپا نہیں خواہ کتنی ہی کوشش کرنی پڑے مگر نہیں چھپا سکتے کیونکہ بہلا خاک ڈالے سے چھپا ہے چاند - کیونکہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے انکو آدم کو سجدہ کرنیکا حکم دیا نمبر ۱ اور ۲ میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور نمبر ۳ - ایک عرب کے شاعر زید الخیل کا شعر ہے - شاعروں کے واسطے قرآن نے کہا ہے والشعراء یتبعھم الغاوٗن پس قرآن کسی شاعر کی کلام ہے یا القادر کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح جھوٹے محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شعر کے جھوٹے سے خدا کی پناہ - اور پناہ خدا شاعر کی پناہ میں گیا دہریہ تھا لوگوں کے عقیدہ کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوائے خدا کے سب کو منع ہے اور ایسا کرنیوالا کافر ظاہر ہے کہ خدا نے کفر کا حکم دیا اور ایسا خدا معاذ اللہ شرک سے بری نہیں ہو سکتا بار بار قرآن میں لفظ سجد من سجد، تسجد - اسجد و سجد وغیرہ پڑے ہوئے ہیں - اور [illegible] معرعہ در قالب [illegible] در آرام و زندہ گردد پس در روست [illegible] [illegible] الا اسی پر سارا مباحثہ ہے [illegible] صاف طور پر قرآنی خدا نے فرشتوں کو کفر کا حکم دیا - اور کفر کا اپدیش کرنیوالا ماننے والا اسنانیوالا دونوں کافر ہیں - بنا برآں اس الزام شرک و اتہام کفر سے بانی قرآن کی بریت نہیں ہے اور اصل میں آپنے مان بھی لیا ہے آدم کو سجدہ کرنا در حقیقت باریتعالی کی جناب کو سجدہ تھا آریہ کو" (۱۲۹) بہ حصول حتی اور باو صل الامعینی کرنے کا حاصل کفر کا حکم کسیکا ہو ماننا چاہیے زنا کسی کے کہنے سے نہ کرنا چاہیئے - چوری کسی کے کہنے سے نہ کرنی چاہیئے - بت اور اسکے پرستار اور اسکے اپدیشٹا - کفر کا مرتکب اور اسکا معلم - شرک اور اسکا حکم دینے والا اور مشرک تینوں برے ہیں تینوں حرام تینوں سزاوار ہونگے ایسے حاکم اور بیوقوف محکوم دونو گنہگار ہیں تاویل ایسی ہے جیسی بام مارگی کہتے ہیں کہ ہمکو ماہیش نے زنا کرنا اور شراب نوشی خدا کا حکم ہے محمدی کہتے ہیں مخلوق کا قتل اور بیگانی عورتوں سے زنا یا متعہ یا غلام اور قربانیاں ہم خدا کے حکم سے کرتے ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے ہمکو کہا ہے کہ میں تمہارے واسطے ملعون ہوا خدا کی روح فاختہ بنکر اتری خدا مصلوب ہوا یہ ساری باتیں انکے کلام میں درج ہیں ہندو کہتے ہیں ہمکو خدا نے کہا ہے میں تمہارے واسطے اوتار لونگا - وہی خدا - سور مچھ - نر سنگھ کا اوتار ہوا - الہامی صاحب - ایسی فضول باتیں اور کفر کے کلمے اور مشرکانہ الفاظ کسی کو نہ ماننے چاہئیں جس کتاب میں علم اور عقل اور سچی کانشنس کے خلاف حکم ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو شرک سے بری نہیں ہو سکتی یہ انسانی کتاب ہے الہام سے اسکا کوئی تعلق نہیں - محترم مکرم مولوی صاحب پاک خدا یونر پرماتما اودیتی برہم یعنے شرک سے حقیقی نفرت کرنیوالا خدا کل کسی کے سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا -

لقمان حکیم نے بیٹے کو کیا اچھا کہا ہے " اگر تیرے ماں باپ شرک کرنے پر تجھے مجبور کریں تو انکا کہا مت مان " - آگیا پالن اور فرمانبرداری امر دیگر ہے مگر وہ بھی نیک لوگوں کی نہ کہ بدوں کی - آدم جس نے ساری دنیا کو بقول [illegible] ملعون بنا دیا جس کے سبب سے زمین لعنتی ہوئی - گناہ کا بیج بویا گیا قتل اور خونریزی جاری ہوئی زنا گفتنی نا گفتنی جرائم کا آغاز ہوا اسیلئے آدم سے یوسف [illegible] گو نکاح کر کیا [illegible] اور مخفظ الفاظ ومعنی [illegible] مجھ سے پہلے آئے سب چور اور بٹمار ہیں " - اور محمد صاحب نے اپنے سے پہلے نبیو تھا کہ مشکوۃ میں اوتار ہے دیکھو باشاعت جلد ۲ فصل ۱ صفحہ ۴۰۸ ایسی فرشتوں جیسی مخلوق کو آدم کی فرمانبرداری اور سجدہ کا حکم دینا بنظر انصاف ظلم - جہالت اور شرک ہے -

جناب مولوی صاحب انصاف کیجئے اور ذرا خدا کو حاضر و ناظر جانکر فرمائے کہ اگر عزازیل آدم بت کو سجدہ کرتا تو کتنا بڑا بھاری گناہ کرتا اور اگر فرشتوں نے غلطی سے یا خدا کے کہنے سے کر دیا تو کتنا گناہ عظیم کیا - اور کیا وہ کافر ہوئے یا نہیں ؟

مولوی ۱۳۱ - اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس جانے کی الہی ممانعت کو بھول گئے -

آریہ - یہ آپکا فرمانا بالکل قرآن کے مخالف ہے - قرآن میں لکھا ہے [illegible] لکما عدو مبین بدرستیکہ او مر شمارا دشمن است - تفسیر حسینی میں لکھا ہے مر پدر شمارا بوسوسہ بہشت بیرون آورد جلد ۱ صفحہ ۷۰ اور پھر لکھا ہے عصی ادم ربہ فغوی ترجمہ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا پھر لکھا ہے فوسوس لھما الشیطان سورہ اعراف پس وسوسہ کرد آدم و حوا شیطان - پھر لکھا ہے سورہ اعراف یبنی ادم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ اے فرزندان آدم پرہیز باید کہ شمارا در فتنہ نہ اندازد شیطان چنانکہ پدر شمارا اندر اوحق بیرون برد چنانکہ بیرون آورد پدر مادر شمارا از بہشت صفحہ ۱۹۶ یہانتک ہی صبر نہیں کیا بلکہ اسی سورہ اعراف میں کہا ہے ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا کی آیت پر تفسیر حسینی میں ہے کہ جب حوا حاملہ ہوئی شیطان اسکے پاس گیا - وہ حیران تھی کہ کیا پیدا ہوگا اور کہانے لگا اسی طرح آدم اور حوا شیطان

و بہشت میں آ گئے۔ اور اُسکے کہنے پر عمل کیا شیطان کا نام فرشتوں میں حارث تھا اور پس وعدہ کیا کہ جب لڑکا ہوگا اُسکو اُسکا بندہ بنا دینگے چنانچہ جب فرزند تولد ہوا اُسکا نام آدم و حوّا نے عبد الحارث رکھا۔ قرآن کے مصنف نے اُنکے شرک اِن الفاظ میں کر لیا ہے فلما آتیھما صالحا جعلا لہ شرکاء۔ یعنی جبکہ خدا نے اُنکو صحیح جسم بیٹا دیا۔ تب اُنہوں نے شرک کیا۔ یہاں مفسر حسینی کے یہ الفاظ ہیں بعضے بر آنند کہ آن وقت کہ داد حق تعالیٰ آدم و حوّا۔ فرزند شایستہ ایشان غیرے را شریک حق ساختند" پس جا بجا بھی شرک ہی کیا۔ اور سورۃ نساء میں ہے ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا یعنی جو کوئی شریک کیا وہ راہ حق سے بہک کر بہت دور جا پڑا۔ پھر لکھا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اُسکا کوئی شریک ٹھہرایا جائے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد ا سورۃ اعراف صفحہ ۲۲۹ نولکشور) اور اسطرح سنوۃ میں ہے پس حسد برد ابلیس بر آدم و در وسواس انداخت ابر آدم و را از بہشت صفحہ ۵ جلد دوم موجود لائبریری احمدیہ)

اور عبد الحارث کا اسطرح قصہ تاریخ طبری میں ہے دیکھو صفحہ ۷۴ جلد اول اور ایسا ہی ذکر شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۱۶۶ پر و معالم التنزیل صفحہ ۴۰ سطر ۱۸-۲۱ پر ہے۔

۱۳۴ مولوی اب بھی اگر آنا عاقبت اندیشوں کے باعث محرم و دسہرہ وغیرہ کے فساد ہونے سے تو سب ساروں کو حکم ہوگا کہ پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یوں مجبوراً قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض پورٹ بلیر مستقر و متاع الی حین کی تعمیل کرنی پڑیگی۔

آریہ۔ تب ہمکو آپکے اس کرہی حملہ سے اتفاق ہے اسی واسطے محرم اور دسہرہ دونو ںکو نامبارک جانتے ہیں۔ مگر محرم میں تو آپکے بڑے بڑے دستار بڑے بڑے عماموں والے مولوی صاحبان شامل ہیں۔ اُنکا کیا علاج؟

مگر آپنے جو لکھا ہے غرض آدم علیہ السلام عدن کسی زمین میں تھا کہ جسے توریت شریف میں مفصل لکھا ہے پیدائش باب ۲- آیت ۸ و باب ۳- آیت ۲۴- اور باب ۴ آیت ۱۶ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکالتے ہیں کہ تم لوگوں میں باہمی عداوت ہے اور باہمی عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قوموں کو نکلنا پڑتا ہے (صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶)

مولوی صاحب اس آپکے نتیجہ سے اور پورٹ بلیر کے حوالہ سے کون پورٹ بلیر بھیجا گیا صاف ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام کو مکہ یعنی شام کے ملک سے نکالا گیا اور جو محرم ہوتا ہے وہی نکالا جاتا ہے اس پر آپکے قول و تحریر سے بھی فرشتوں کی پیشگوئی سچی اور خدا کی ضد باطل ہوئی آدم ضرور گنہگار ہوکر نکالا گیا ہے۔

۱۳۶ مولوی۔ سو جو آریہ ہند میں کس طرح آئے۔ مقام تامل اور غور ہے۔

آریہ۔ سوسمرنی جو آریوں کی سنہ اور بعضے معاملات میں تاریخ بھی ہے اُسمیں لکھا ہے کہ آریہ لوگوں کے آدمی اپنی اصل ہی آریہ ورت میں ہے کہیں اور سے نہیں آئے۔ مگر اُنکی حد تبت سے اور اٹک اور رسم تیرتھ سے سندھ تک ہے کیونکہ تاریخ میں بھی لکھا ہے سیاحان عرب) اس تبت کی حد حدا ہے میں حد احد الطرحیر بھی کبھی لوگوں نے رہنا ملاکار اور کوچین کو اس میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اس میں ملا یا" (دیکھو گول ہستامالک صفحہ ۲۰ ۱۸۷۶ء)

۱۴۵ انکذیب براہین احمدیہ عام محمدیوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے جزاوتِ شیطانی سرا آوردہ ہے۔

۱۴۶ مولوی ہرگز یہ عقائد محمدیوں کا نہیں اور کہیں یہ تفریق قرآن میں نہیں لکھی۔

آریہ۔ مولوی صاحب ہمکو اس کی سچائی سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صدہا سے منزلوں دور ہیں جب ہی تکذیب میں بھی کئی آیات قرآن کی درج کر دی ہیں جنمیں صاف لکھا ہوا ہے تحقیقاً گمراہ شیطان نے تمہارے میں سے بہت مخلوق کو کیا ہے ابھی اُسکے خالق تیرے بخی میں آپکو نزدیک ہے اور مفصل دیکھو نسخہ خط احمدیہ ۱۵۱ سے ۲۵۵ تک۔ قرآن کو مانکر جو شیطان کی گمراہی سرہونے سے انکار کرتا ہے بے شک وہ قرآن کی رو سے کافر ہے۔

۱۴۷ مولوی مگر شیطان کے قول کی وہی عجب پکڑیں جو اُسے مانیں۔

آریہ۔ شیطان کے ماننے والے یہودی۔ عیسائی محمدی ہیں اور شیطان کی تابعداری بھی یہی زیادہ اور انہیں کا فرض ہے کہ اُسکے قول کو حجت یکر میں ہم تو اُس کی تردید کرنے والے ہیں قرآن میں شیطان کی ایسی تعلیم سلیمان پارسی کی تحت کا نقض ہے۔

ذوالقرنین سکندر رومی کا بیان اور یاجوج ماجوج کی داستان

۱۶۴ ا۔ مولوی سکندر کا نام قرآن کریم میں ہرگز موجود نہیں کسی صحیح حدیث میں رومی سکندر کا قصہ جناب خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ پھر کہتا ہوں ہرگز سکندر کا قصہ قرآن کریم میں نہیں۔ پھر اس رومی سکندر کا جو مشرک اور بت پرست تھا اور آخرکار شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خیال آپکو قرآن کے مطالعہ اور عربی دانی سے نہیں ہوا بلکہ موقع پر اپنے یار صاحبان یا منشی اندرمن صاحب یا کنہیا لال صاحب کی جو تفسیر حسینی فرمائی ہے آپکے ذوالقرنین کے قصہ کو جو قرآن میں موجود ہے سکندر کا قصہ تجویز کیا اور بیہودہ کہا ہے۔

آریہ۔ مہربان من آپنے میری دلیل کی تردید نہیں کی۔ بلکہ جماعہ مفسرین کی تحقیقات پر لکیر پھیری جنہوں نے صاف صاف اقبال کیا ہے کہ یہ ذوالقرنین سکندر رومی تھا۔ ہم نے جو کچھ اعتراض کیا ہے وہ قرآن اور حدیث و تفاسیر عربیہ فارسیہ میں موجود ہے نہ تو ہم نے کسی کی خوشہ چینی کی اور نہ دھوکا کھایا بلکہ قرآن شریف کے قصص کی اصلیت کو کھایا اور تفاسیر اسلامیہ کی تہیب کو معرض خطر میں لا کر جامع مولوی صاحب دیکھئے مفسرین قرآن کیا فرماتے ہیں

(۱) **تفسیر جلالین** میں ہے ویسئلونک ای الیھود عن ذی القرنین اسمہ الاسکندر ولم یکن نبیا" دیکھو جلد ثانی مطبوعہ احمدی پریس کلکتہ ۱۲۵۶ھ صفحہ (۱)

(۲) فاضل اجل جار اللہ **زمخشری** فرماتے ہیں ذوالقرنین ھو الاسکندر الذی ملک الدنیا (تفسیر کشاف صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ)

(۳) **تفسیر معالم** میں ہے وقیل اسمہ الاسکندر بن فیلقوس بن فیلبوس الرومی صفحہ ۴۷ بمبئی ۱۲۹۴ھ)

(۴) **تفسیر سواطع الالہام** میں لکھا ہے ذو القرنین ملک الروم و عادلہ و ھو ملک اھل الارض کلھم سمودہ لمحو مر ملکہ المطلع والمدالک او لانہ رھط احد طرد راسہ حال طوح اللہ لما دعاھم للاسلام وھلا کما ولا عطاء اللہ الروح لدعسہ طولا عودا او لکوم والدہ وامہا ولطول عمرہ او لحلم علم الاحکام و اولو امرہ علم الاسرار و الحلم اولوح وہ الملک و المطلع و ھو رسول کامل مکمل معمر امو رھو اسم للمعود او ملک مسلم صالح و ھو الاصح او امر صالح و اھو رسول و لاملک او ملک (صفحہ ۲۷۴ و ۲۷۳ مطبع نولکشور ۱۳۰۶ھ)

(۵) **تفسیر مدارک التنزیل** میں ہے ویسئلونک ای الیھود علی جھۃ الامتحان او ابو جہل و اشیاعہ عن ذی القرنین ھو اسکندر الذی ھو ملک الدنیا (جلد ۲ صفحہ ۱۴ بر حاشیہ تفسیر حسینی ۱۲۸۰ مطبع احمدی)

(۶) **قاضی بیضاوی** صاحب اپنی **تفسیر انوار التنزیل** و اسرار التاویل میں فرماتے ہیں ویسئلونک عن ذی القرنین یعنی اسکندر الرومی ملک فارس و الروم وقیل المشرق والمغرب ولذلک سمّی ذا القرنین او لانہ طاف قرنی الدنیا شرقہا و غربہا وقیل لانہ انقرض فی ایامہ قرنان من الناس وقیل کان لہ قرنان ای ضفیرتان وقیل کان لتاجہ قرنان و یحتمل انہ لقب بذلک لشجاعتہ کما یقال الکبش للشجاع کانہ ینطح اقرانہ و اختلف فی نبوتہ مع الاتفاق علی ایمانہ و صلاحہ (بیضاوی جلد اول صفحہ ۵۷۲ مطبوعہ لنڈن ۱۸۴۶ء موجود لائبریری الہ آباد)

(۷) **تفسیر العلامۃ ابی مسعود** میں ہے ویسئلونک عن ذی القرنین ھم الیھود سألوہ علی وجہ الامتحان او سالہ قریش بتلقینھم وصیغۃ الاستقبال للدلالۃ علی استمرار

ذلك ان ذا القرنين في الحقيقة هو والا عرف ان الاسم الاكبر هو الاسكندر بن فيلقوس اليوناني والاول هو الاظهر لان من بلغ ملكه من السعة والقوة الى الغاية التي يحقق بها الاسم يحتمل ان يكون الاسكندر اليوناني كما اشتهر في كتب التواريخ فيجب ان يكون هو ذا القرنين اما ان ذا القرنين فلان مات لا يجمعه من ملوك العرب وهو هذا الحرب حتى انه الى الحد الاخر ان سعى دائما الى المشرق لا يسكن به (جلد ۵ صفحہ ۵۴۳ مطبوعہ تفسیر کبیر)

(۸) **امام فخر الدین محمد الرازی** ابن العلامہ ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ ذکر عن ذی القرنین انہ ہو الاسکندر بن فیلقوس الیونانی (صفحہ ۵ سے ۵۴۲ تک) اول تو امام صاحب نے سکندر بن فیلقوس کا ذکر بہت عمدہ دلائل سے لکھا ہے اور ایک دو اور بھی لکھ کر آخر میں بڑی مضبوطی سے بتلایا ہے کہ وہ یہی سکندر بن فیلقوس تھا جس کا استاد ارسطاطالیس تھا اور دو قرن کے معنے بتائے ہیں کہ اسکے تاج میں دو سینگ سے تھے (دیکھو تفسیر کبیر جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ)

(۹) **فاضل شہاب الدین احمد** بن الخطیب القسطلانی المصری الشافعی فرماتے ہیں ذی القرنین انہ کان شابا من الروم وانہ بنی الاسکندریۃ وانہ علا بہ ملک فی السماء وذهب الى السد ... واما الذي كان من الروم فانه كندر الثاني واما اسكندر الاول فطاف بالبيت مع الخليل صلوة الله عليه والسلام اول ملكه وامن به واتبعه كما ذكره الازرقي وكان وزيره الخضر واما الثاني فهو اسكندر الثاني وزيره ارسطاطاليس الفيلسوف وكان قبل المسيح بحو ثلثماية سنة وسمي ذو القرنين لانه ملك المشرق والمغرب ولانه طاف قرني الدنيا شرقها وغربها (دیکھو قسطلانی شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۷۴ نولکشور کانپور) اور یہی ذکر صحیح بخاری صفحہ ۴۲۳ کتاب الانبیاء مطبوعہ ۱۸...

۱۰ **ملا حسین** واعظ فرماتے ہیں دیلومیک عمر ذی القرنین سے پرسید ترا سر گمان کہ سر امحاں بیودانا ذو القرنین کہ وساہ شرق وغرب بودند چنانچہ ذو القرنین عقد ہا کرد مشرق و مغرب طے کرد با در زمان او ... مردم در گرمستند یا ماح اودو شاخ داشتہ یا مدسے از سے حرب منوده یا کرم الطرفین بودہ یا سان علم ظاہر و باطن جمع کرده یا دو ضفیره دبستہ بعضے دو گیسو یا فتہ از ماتت سر داشتہ آنست کہ این سکندر رومی است وو ... واحلاف کرده اند (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۷ نولکشور)

۱۱ **تاریخ الحکماء** میں لکھا ہے در ایام ارسطو یا و شاہے ذو القرنین صوبے تمام یافت و پیچ ترک و کفار بلاد یونان سر کنده گشت

۱۲ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اپنی تاریخ میں بھی اسکندر بن فیلقوس کو اسکندر ذی القرنین لکھتے ہیں (دیکھو صفحہ ۲۱۳ سے ۲۲۱ جلد دوم تاریخ طبری نولکشور)

۱۳ **ظہیر فاریابی** کہتے ہیں لشکر بحر من النحویے حصیم نزند سحاب ... تمنا سد سکندر گرو

۱۴ فاضل حسن **نظامی** گنجوی لکھتے ہیں سمری آنکہ گوہم و رش سکندر بدہ خدا ... معمر ... رضا منہ قال الله تعالی قلنا یا ذی القرنین الایہ وظاہر است کہ مخاطب لعزۃ غیر از انبیا علیہم السلام نبود و در این آیہ اشعار بر سالت نبوت ہست ... ارادہ الاطلاع علیہا مع فی سورۃ کہف (دیکھو سکندر نامہ صفحہ ۴۳ نولکشور)

۱۵ **مشہور مرحوم** قرآن **مصلح الدین سعدی** فرماتے ہیں سکندر بہ دیوار روئین و سنگ + بکرد از جہان راہ یاجوج تنگ + ترا سد یاجوج کفر از زر است + نہ دیوار روئین چو سکندر است۔ اسکے حاشیہ پر بھی سکندر ذو القرنین اور اوس کی سد اور یاجوج و ماجوج کا ذکر موجود ہے اور قرآنی حوالہ بھی مندرج ہے (صفحہ ۱۴ نولکشور)

۱۶ ایک اور فاضل لکھتے ہیں یاجوج و ماجوج قومے اند کبیر کہ باقصائے اراضی شرق بہاشندان طرف از سد سکندری (مفرح القلوب صفحہ ۷۶ ۱۳۰۳ء کلکتہ)

۱۷ یہی ذکر سکندر اور سد سکندری اور یاجوج ماجوج کا روضۃ الصفا میں بھی ہے (دیکھو جلد اول صفحہ ۲۸ اور ۱۴۹۷ مطبوعہ نولکشور)

۱۸ **مجمع البحرین** کہ قرآن و حدیث کی لغات کی جامع کتاب ہے اس میں لکھا ہے و القب سکندر اذ آنکہ دو گیسو داشت چنین گیسو گویند یا آنکہ رسید بر دو طرف عالم کہ شرق و مغرب باشد و یا آنکہ کریم الطرفین بود از پادر و مادر یا آنکہ داخل شده بود در نور و ظلمت

۱۹ **تاریخ الخمیس** عربی میں بھی ذکر ہے کہ سکندر رومی ہی ذو القرنین تھا (دیکھو ورق ۹ سے ۴۹ تک قلمی موجوده لائبریری الہ آباد)

۲۰ **دیوان شمس تبریز** میں ہے لشکری از براو سد سکندر او ... نہ فرشتہ دید ری روس سد ہا کشودی (ردیف ی صفحہ ۲۶۷)

۲۱ **نواب سید محمد صدیق خان** صاحب نے کتاب لقطۃ القرآن چھپوائی ہے اسمیں لکھا ہے قصہ سکندر ذی القرنین و طلوع آن مغرب شمس و دیدن حتمہ گرم و وجدان قومی معذب ظالم و تسیر رموس شدن سکندر باز طلوع آن مطلع الشمس و وجدان قومی و رسید بلوغ ابنا من السدین و شکایت کردن ساکنان آنجا از فساد یاجوج و ماجوج و ساختن سد از زبر حدید با فراغ قطر بر آن و وعده خروج الیشان نزدیک قیامت (دیکھو صفحہ ۵۹ مطبوعہ لاہور موجوده لائبریری لودہیانہ)

۲۲ **مولوی سید ابو المنصور** صاحب لکھتے ہیں حضرت یرمیاہ نبی مصر میں مقتول و مدفون ہوئے اور بعد عرصہ دراز کے سکندر ذو القرنین نے انکی ہڈیاں کو جو گمنامی کی حالت میں تھیں نکلوا کر سکندریہ میں دفن کیا (صفحہ ۱۱۳)

۲۳ **اتہاس تمر ناشک** میں لکھا ہے سلطان الکزاندر سکندر کو ذو القرنین کہتے ہیں ذو القرنین کے دو ... ہیں ایک سینگ سر پر ... اور سینگوں والا سکندر تیس برس کی عمر میں مر گیا تہا اس سے ... برس سے تو کچھ تعلق نہ رہا لیکن دو سینگ والا ... مردود کہہ سکتے ہیں کیونکہ اسکے سکے پر جو اسکی تصویر ہے اسمیں اسکے سر میں مینڈھے کے دو سینگ لگے ہیں اور ... اپنے دیوتا جو پیٹر امن کی نشانات سمجھکر اپنی تصویر میں لگائے ہیں (حصہ سوم صفحہ ۱۰۶)

اب تو تعصبانہ ذرا آپکو سطح انصاف کو کام میں لاکر سلائے تو یہی کہ یا درنعماحان یا متفنی صاحب یا کسی وصاحب نے یہ اعتراض کہاں کیا اور کس کی سمجھ جو یہ حبسی کی اور ہمکو یہ ہو کا ہوا اما انتے جلیل القدر فاضلوں کو؟ تا او سن کے زمانہ میں آپ ہی قرآن اور تفاسیر کی اصلاح کرتے ہیں

اب ہم یاجوج ماجوج کی بابت اعتراض کرتے ہیں

فاضل شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فرماتے ہیں وحد حال کعب ... ذکر تحتہ ان ادم علیه السلام احتلم ... طفة مالتراب فخلق الله من ذلك الماء یاجوج وماجوج (جلد ۵ صفحہ ۲۷۴ قسطلانی مطبوعہ نولکشور)

تفسیر حسینی میں بھی یہی ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ ور بعض المعانی آورده کہ آدم را احتلام شد و منی او بخاک آلوده گشت آدم از ان حال اندوہناک گشت حق تعالی ازین دو قوم یاجوج و ماجوج (۱) ازان خاک آلوده منی ابو البشر بیافرید (جلد دوم تفسیر حسینی سورہ کہف صفحہ ۱۰) **حدیث جامع ترمذی** ہے عن ابی رافع عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في السد الحديث حجۃ ابی ہریرہ سے۔ دیوار سکندر کے باب میں وہی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج اسے روز کہودتے ہیں یہانتک کہ قریب چھیدنے کے ہو جاتی ہے۔ پر کہا ہے جو ان پر حاکم ہے کہ پہر چلو کل اوسکو گرا دینگے۔ فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالی ۔ راتے اول روز سے زیادہ مضبوط کر دیتا ہے یہانتک کہ جب انکا وقت آجاویگا اور اللہ کا ارادہ ہوگا کہ اونکو لوگوں پر نکالے کہیگا ...

حاکم نے لکھا کہ پھر چلو کل اونسو ونشیگو اگر چاہیگا اللہ تعالیٰ اور انشاء اللہ کہیگا تو جائینگے دوسرے روز لوٹ کر اور دیکھیں گے اُسکو ویسا ہی جیسا کہ چھوڑ گئے تھے پس کھود ڈالینگے اُسے اور نکل پڑینگے لوگوں پر اور پی جاوینگے پانی اور لوگ اُن سے بھاگینگے۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکینگے اور اُنپر گریگا تیروں میں خون ملا ہوا سو بولینگے کہ دبالیا ہم نے زمین والوں کو۔ اور چڑھائی کی آسمان والے پر۔ خدا تعالیٰ پر کہینگے ایسے دل کی سختی اور غرور سے سو بھیجیگا اُنپر اللہ تعالیٰ ایک کیڑا کہ سرایت کریگا اُنکی گردنوں میں اور وہ سب مر جاوینگے اور فرمایا آپنے قسم ہے پروردگار کی کہ جان محمدؐ کی اُسکے ہاتھ میں ہے کہ زمین کے جانور اُنکا گوشت کھا کر موٹے ہو جاوینگے اور شکر کرینگے اور سکر کرینگے سختی" (دیکھو حدیث جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن مطبع مرتضوی دہلی صفحہ ۳۶ و ۳۶۱)

پھر لکھا ہے ابن حاتم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے الجن والانس عشرۃ اجزاء فتسعۃ اجزاء یاجوج وماجوج وجزء سائر الناس" ترجمہ اور انسان دس حصہ ہیں جن میں سے نو حصے یاجوج وماجوج ہیں اور ایک حصہ سب لوگ (جامع ترمذی صفحہ ۹۳)

واخرج ابن جریر ... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صفتهم لا یموت احد منهم حتی ینظر الی الف ذکر من صلبه کلهم قد حمل السلاح (الغرض کشاف مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲۷)

قسطلانی میں لکھا ہے فمما ذکرہ الثعلبی انہ قال ان یاجوج وماجوج اثنان وعشرون قبیلۃ بنی ذوالقرنین السد علی احدی وعشرین قبیلۃ وبقیت قبیلۃ واحدۃ دون السد فهم الترک سموا بذلک لانهم ترکوا خارج السد وعن قتادۃ ... ان یاجوج وماجوج ... امۃ لا یموت الرجل منهم حتی ینظر الی الف ذکر من صلبه کلهم قد حمل السلاح وهم ثلاثۃ اصناف صنف منهم ... طولهم عشرون ومائۃ ذراع وصنف طوله وعرضه سواء عشرون ومائۃ ذراع وهؤلاء لا یقوم لهم جبل ولا حدید وصنف منهم یفترش احدهم اذنه ویلتحف بالاخری لا یمرون بفیل ولا وحش ولا خنزیر الا اکلوه ومن مات منهم اکلوه مقدمتهم بالشام وساقتهم بخراسان یشربون انهار المشرق وبحیرۃ طبریۃ (قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۳۷۱)

مترجم جامع ترمذی نے گویا اسکا ترجمہ کیا ہے یاجوج وماجوج بائیس قبیلہ ہیں حضرت سکندر ذوالقرنین نے اکیس پر سد بنائی اور ایک قبیلہ اُس سے باقی رہگیا اور وہی ترک ہیں اور چند لفظ مرفوع مروی ہے کہ یاجوج ایک گروہ ہیں اور ماجوج ایک گروہ۔ اور ہر گروہ چار لاکھ کا ہے نہیں مرتا اُنمیں سے کوئی جبتک نہ دیکھ لیوے اپنے ہزار لڑکے قابل ہتھیار باندھنے کے اور وہ تین قسم ہیں ایک قسم صنوبر کی مانند ہیں کہ طول اُنکا ایک سو بیس گز ہے اور ایک گروہ اُنمیں سے ایسا ہے کہ طول و عرض اُسکا برابر ہے ایک سو بیس گز ہے قد اُنکا۔ اور کوئی ہاتھی اور لوہا اُنکی برابری نہیں کر سکتا اور تیسرا گروہ ایک کان بچھاتا ہے ایک کان اوڑھتا ہے۔ نہیں پاتا وہ ہاتھی کو یا کسی وحشی جانور یا سور یا کسی کو مگر کھا جاتا ہے اور جو اُنمیں سے مر جاتا ہے اُسے بھی کھا جاتے ہیں جب نکلینگے سر اُنکے لشکر کا شام میں ہوگا اور ساقہ اُنکا خراسان میں۔ پی جاوینگے وہ نہریں مشرق کی اور بحیرہ طبریہ کہ ایک دریا ہے غرض خروج اُنکا ایک بڑی نشانیوں قیامت سے ہے۔ دیکھو حدیث جامع ترمذی مطبع مرتضوی دہلی ابواب تفسیر القرآن صفحہ ۹۲ و ۹۳ و ۱۰۰ و ۳۶۰ و ۳۶۱۔

رسالہ حشریہ میں لکھا ہے کہ ملک ان یاجوج ماجوج کا اقصائے بلاد شمالیہ میں ہے ہفت اقلیم سے باہر ہے۔ اور احتمال اُنکے رہنے کا شور ہے کہ باقی اُسکا سبب شدت سرد کے ایسا غلبہ ہے کہ گذر اُدھر کسی کا دشوار ہے اور جانب شرق اور غرب کے وہ کوہ عظیم ایسے واقعہ ہیں کہ چڑھنا اور اُترنا بھی اُنپر ناممکن ہے اور جنوبی اُنکی جانب میں پیچ کی طرف وہ دونوں پہاڑ آہستہ آہستہ نزدیک ہوتے جاتے ہیں کہ درمیان اُنکے فاصلہ قلیل رہ گیا ہے سکندر ذوالقرنین نے اُس فاصلہ پر دیوار آہنی بنائی تھی جو بہ سد سکندر معروف ہے بلندی اُسکی قلہ کوہ کے برابر ہے اور عرض اُسکا پچاس گز ہے اور وہ جنب ہمیشہ اسکو کھودتے ہیں مگر باری تعالیٰ اسکو درست کر دیتا ہے آنحضرت کے زمانہ میں دو انگشت کے حلقہ کے برابر سوراخ ہو گیا تھا۔ اور کتاب کنز العمال میں لکھا ہے ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ یاجوج وماجوج کی عورتیں ہیں اور وہ جماع کرتے ہیں جب چاہتے ہیں بلکہ وہ ناسد درخت کے پھل لاتے ہیں اور بچہ جنتے ہیں۔"

ایسا ہی مولوی ابو محمد عبدالحق نے عقاید الاسلام میں امام مسلم کی روایت سے نقل کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۹۵ سنہ ۱۲۹۲ھ مطبوعہ دہلی)

تفسیر کبیر میں امام صاحب نے بھی اسی طرح کا حال یاجوج وماجوج کا لکھا ہے اور زیادہ بحوالہ تفسیر کشاف کے یہ لکھا ہے قال صاحب الکشاف ... ما بین السدین مائۃ فرسخ۔ (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۷۵۵ سے ۷۵۸ تک)

جناب مولویصاحب! اگر آپ سکندر کا قصہ اُسکے مشرک ہونے اور شراب خوری کے سبب قرآن شریف میں نہیں جانتے تو حضرت لوط علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت داؤد و سلیمان حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی بابت کیا فتویٰ لگاؤ گے جنہوں نے اکثر ایسے کام کئے ہیں۔ اگر آپ فرماوینگے کہ کہاں لکھا ہے تو ہم یہی عرض کرینگے کہ صحائف انبیاء (توریت مقدس) و انجیل شریف یعنے پاک کتابوں اور الہامی کتابوں میں جنہیں تم مسلمان اور خود محمد صاحب الہامی مانتے تھے۔

۴۶۷۔ مولویصاحب! یہ قصہ کتاب دانیال کے ایک مشکل مقام کی تفسیر ہے (دیکھو دانیال ۸ باب ۳ سے ۲۲ تک) جسکا نتیجہ یہ ہے کہ بموجب مکاشفہ دانیال نبی کے اور بموجب تفسیر بائبل کے اُسی دو سینگ والے اور فارس کی بادشاہت کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے اور مفسر خود تفسیر کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ جو دانیال کی خواب میں دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس و مادی کا حکمران ہوا اسکا نام خورس ہے اور اُسکے ساتھ عزرا ۱ باب کا بھی حوالہ دیا ہے۔ المختصر۔

آریہ۔ آپنے ذوالقرنین کا ترجمہ دو سینگ والا کیا ہے اور ایران کے شمال میں مقام دربند سد ذوالقرنین کا پتہ دیا ہے حضرت اگر آپ کتاب لکھنے سے پہلے ساری دانیال کی کتاب ہی مطالعہ فرما لیتے یا کم سے کم تاریخ معتبرہ کو پڑھ لیتے تو ہرگز ایسا مغالطہ نہ کھاتے اور نہ ایسا بے سروپا حوالہ دینے کی آپکو ضرورت پڑتی اور نہ اس خلاف سچ بات کی آپکو تفسیر کرنی پڑتی اور نہ حق بات کو چھپانے پر مستعد ہوتے اور نہ صحیح واقعات سے انکار کر سکتے اب براہ مہربانی انصاف کو کام میں لا کر غور سے سنئے۔

دانیال ہی نے یہ مضمون یوں لکھا اسی کتاب میں لکھا ہے دارا کو لیجئے؟ کہ جو ملک پر ایک سو بیس صوبہ دار مقرر کر رہا تھا) اور لکھا ہے انہوں نے سب سے عرض کی کہ اے دارا بادشاہ ابد تک جیتا رہ ... اور فرمان پر دستخط کیا (باب ۶) ... دارا بادشاہ نے ساری قوموں ... نامہ لکھا ... اسی رات کو بلشضر کو جو کسدیوں کا بادشاہ تھا ... اور دارا مادی نے ۶۲ سال کی عمر میں ہو کے مملکت لے لی (باب ۵: ۳۰ و ۳۱) بلشضر بادشاہ کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے دانیال کو ایک رویا نظر آئی (باب ۸: ۱) ... کے پہلے سال میں جو مادیوں کی نسل سے تھا (باب ۹)۔

ناظرین۔ اگرچہ بزرگی اور اُمور عادت و صنعت کے لحاظ سے یہ کتاب بھی قرآن کی طرح نبوت میں لئے جانے کے لایق نہیں۔ مگر ہم آپکو ایک اور سخت غلطی بتلاتے ہیں کہ جب اخسویرس۔ کورس۔ بادرس اس واقعہ کے بہت پہلے مر گیا تھا اور دارا اُنکی

سلطنت پر عرصہ سے قابض تھا تو پیشگوئی کجا بلکہ نقل میں بھی سخت قصور ہے جس میڈیسے کو ملیاظ دو سینگ کے آپ ذوالقرنین سمجھتے ہیں؟ یہ خورس کسی طرح نہیں ہے بلکہ اُس سے زیادہ موزون ہوتا اگر آپ اُس بکرے کیطرف کوشش کرتے کیونکہ اس سے ذرا آپکی بات باوقعت ہو جاتی مگر ایسے کرتے ہیں آپکو جو بات ملتی نہ تھی اب ہم آپکو مسماۃ آستر کی کتاب کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں غور فرمائیے مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے اسکا آغاز ہوا - اور ۵۰۹ سال پہلے خاتمہ - اور یہ کتاب اُس اخسویرس بادشاہ کے وقت میں تصنیف ہوئی یہ بادشاہ ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تھا ایک سو ستائیس صوبے اُسکے عمل میں تھے فارس اور مادہ کے حاکم سب اُسکے ماتحت تھے دیکھو آستر کی کتاب $\frac{۱}{۱}$)

اب عزرا کی کتاب کو دیکھئے مسیح سے ۵۳۶ سال پہلے اُس کا آغاز ہوا اور ۴۵۶ سال پہلے خاتمہ اور اسمیں بھی وہی خورس کا ذکر ہے ۲ تاریخ کی کتاب باب $\frac{۳۶}{۲۲ و ۲۳}$ میں خورس کا ذکر ہے جو مسیح سے ۵۸۰ سال پہلے ختم ہوئی -

اِن سارے واقعات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی ہیں یعنے اخسویرس یا خورس اور اسکا زمانہ سلطنت بموجب تحقیقات مورخان یورپ قریباً ان بائبل کے اس طرح ہے - اِس بادشاہ کے تیسرے سال جلوس میں آستر کی کتاب کا آغاز ہوا اس اُسکا تیسرا سال مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے تھا بدیں لحاظ اُسکی تخت نشینی مسیح سے ۵۲۴ سال پہلے ہوئی -

مگر دانیال کے خواب نامہ میں لکھا ہے کہ اِس مینڈھے کو وہ بکرا مار ڈالیگا اور وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ ہے دانیال $\frac{۸}{۲۱}$ و $\frac{۸}{۲۲}$ بنا بران اس لحاظ سے دارا موجودہ بادشاہ فارس جو اُسوقت زندہ تھا اُسکے واسطے یہ سارا ذکر ہے کوئی خواب نہیں ورنہ الہام ہے اور نہ رویت ہے فارس کا بادشاہ دارا اور یونان کا بادشاہ سکندر ہوئے ان دونوں کو تمام دنیا جانتی ہے پس اِن ساری تحقیقات کے مطابق ذوالقرنین سکندر یونانی بن فیلقوس کا بسبب دو سینگ تاج پہننے کے نام ہے نہ کہ خورس کا - کیونکہ خورس کو کسی یونانی بادشاہ نے نہیں مارا بلکہ اُسکے بیٹے دارا کو یونانی سکندر نے مارا -

چنانچہ فاضل مولوی سید ابوالمنصور صاحب اپنی ایک مشہور نوفال اعصار تاریخ میں لکھتے ہیں - سکندر بادشاہ یونانی لشکروں کا سردار مقرر ہو کر اول فارس پر چڑھ گیا اور مسیح سے ۳۳۳ برس پیشتر دارا بادشاہ کی فوج کو کامل شکست دی بعد اسکے تمام سریا اور فینیکیہ کو قبضہ میں لایا اور اس سبب سے کہ یہودیوں نے اسکے دشمنوں کو رسد پہونچا کر اُسکی مددگاری سے انکار کیا تھا اُن پر بھی حملہ آور ہوا جب ملا وقامی سردار کاہن نے اُسکے آنیکی خبر پائی تب اُس نے لوگوں سے کہا کہ سب ساتھ ہو کر قربانی گذرانو اور دعا مانگو کہ خدا اُس آنیوالی آفت کو ہم سے دور کرے چنانچہ لوگوں نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور یدو کو خواب میں حکم ملا کہ وہ اور سب کاہن اپنے اپنے کاہنی لباس پہنکر سکندر سے ملاقات کریں تب وہ بڑی بھیڑ کے ساتھ جو سفید پوشاک پہنے تھے ایک ٹیلہ صفا نامی پر جہاں سے ہیکل اور تمام شہر نظر آتا تھا ہو کھڑے ہوئے جب بادشاہ اُنکے نزدیک آیا تو انکی عجب شکل دیکھنے سے اُن کا رعب اُسپر ایسا غالب آیا کہ صف آرائی کا خیال چھوڑ کے آگے بڑھکر یدو نامی سردار کاہن کو سجدہ کیا سب یونانی اُسکی اس عجیب حرکت سے متعجب ہوئے کہنے میں کہ سکندر نے یروشلم کی ہیکل میں داخل ہو کر قربانی گذرانی سردار کاہن نے اُسکو دانیال کی کتاب جس میں لکھا تھا کہ ایک یونانی بادشاہ ملک فارس کو لیگا - دکھلائے - اُسکے پڑھنے سے سکندر نے فتحیابی کی زیادہ امید رکھکر دارا پر چڑھائی کی اور یدو کی سفارش سے اُس نے یہودیوں کو اجازت دی کہ اپنے دین و طریق پر بے روک ٹوک قائم رہیں اور ہر ساتویں سال جس میں شریعت کے موجب بونے بونے کی ممانعت کی ہے خراج دینے سے معذور ہیں سکندر نے دارا کی فوج پر فتح پائی اور دانیال کی پیشگوئیاں فارسیوں کی شکست ہونے سے پوری ہوئیں دانیال باب $\frac{۸}{۲۱}$ و $\frac{۱۱}{۳}$

و $\frac{۱۱}{۳}$ و $\frac{۱۱}{۴}$ دیکھو تاریخ سید المسعد ابن حجر اِرشاد الدوم کلو ہ م صفحہ ۱۸ و ۱۱۷ دہلی اور مفتاح الحساب صفحہ ۱۳)

اگر بزرا ب نوشتی کے سبب سکندر بادشاہ کا قصہ قابل اندراج قرآن نہیں جانتے تو خورس بادشاہ اُس سے بھی زیادہ شراب خور ہے مفصل دیکھئے آستر کی کتاب باب ۱ اور باب $\frac{۵}{۶}$ و $\frac{۷}{۲}$ سا اور ال پر آپکا مفروض ہر ایک باطل ہے ان ذرائع سے کوئی بھی ہری میں بڑے بڑے نبی بھی بموجب توریت مقدس کے اِن حرام کے مرتکب ہیں -

اب ہم یاجوج وماجوج کی بابت آپکی تحقیقات کی اصلیت بتلاتے ہیں -

۶۸ - **مولوی** غیاث اللغات در روضۃ الصفا اور شاہنامہ کے حوالوں سے لکھے ہیں پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج وماجوج اقلیم ہفتم میں ہے -

۳ **آریہ** - افسوس کہ آپنے وہاں کی عبارت درج نہ کی ورنہ سارا جھگڑا ہی مٹ جاتا مگر آپکو حمایت ہرگز منظور نہیں دیکھئے وہاں اصل عبارت یہ ہے -

اقلیم ہفتم - درمیان شمال و مشرق این اقلیم دیار یاجوج و ماجوج آن طرف سد سکندر (غیاث صفحہ ۸۰۰ نو لکشور) یس ایسے ہی تمام حوالہ آپکے غلط اور بے بنیاد ہیں -

۶۹ و ۱۷ - **مولوی** حزقیل نبی کی کتاب باب $\frac{۳۸}{۲}$ - ابت ا سے تک میں ظاہر ہے کہ آدم زاد تو جوج کے مقابلہ میں جو ماجوج کی سرزمین میں بستا ہے اور روس اور مسک اور طوبال کا سردار ہے منہ کر اور اُسکے برخلاف نبوت کر اس سے ناظرین یقین کرینگے کہ روس ہی یاجوج ہے اور حزقیل $\frac{۳۹}{۶ و ۵}$ میں ہے میں ماجوج پر اور اُن پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجونگا - اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آ ہوئے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں بھڑ جائیں -

آریہ آپنے یہ تو لکھا ہے مگر اسکے ساتھ ہی آتے ہی فی الحقیقت قرآن سے انکار کردیا کیونکہ وہ تو اسکے خلاف لکھا ہے اتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا فما اسطاعوا ان یظہروہ و ما استطاعوا لہ نقبا **ترجمہ** تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ - آخر جب اُس نے دونوں پہاڑوں میں برابر کر دیا کہا دھونکو - آخر جب اُسکو آگ سا کر دیا تو لایا میرے پاس آؤ - میں اُسپر گیہلا ہوا تانبا ڈالوں پھر اُن سے نہ ہو سکا کہ اُس سے پہاند جا سکیں اور نہ ہی بن پڑا کہ اس میں چھید کر سکیں -

جناب من نہ کسی چھوٹی سی قوم کی بابت ذکر معلوم ہوتا ہے نہ کہ عرب سے کئی کنارے ملک کے واسطے کیونکہ ایسے لوہے اور پگھلا یا تانبے کی دیوار کوئی بھی موجود نہیں کیونکہ قرآن اُس سد کی تعریف کرتا ہے کہ وہ رو کس کی دیوار ہے جس کی اینٹ لوہے کی اور گارا تانبے کا -

۷۸ - **مولوی** - یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں دربند کرکے مشہور ہے اور اسکے قریب اب تک فتہ نام ایک بستی اسی کیفیا خور ہے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے -

آریہ آپنے دربند کے مقام میں اُس کا پتہ بتلایا مگر یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے (تذکرہ فتح قلاع در سد و باد گوید) این بردو قلعہ را شاہ عباس صفوی در سال بستم از جلوس مطابق سنہ یکہزار و ہفدہ فتح ساختہ میر جلال الدین حسن در تاریخ این فتح گفتہ فتح دربند چو سند ہاتف غیبے میگفت .. فتح دربند زبس فتح کہ مشحون آمد + و مصحف دل چو کشادیم برآمد تاریخ + فتح دربند بہا بون ہمایون آمد

بے شک تاریخ سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندر و ذوالقرنین یہی باب الابواب یا قلعہ دربند ہے مگر مورخین بالغ النظر نے اس سے انکار کیا ہے چنانچہ صاحب عالم آرائے عباسی نوشتہ کہ بین الجمہور مشہور است کہ سد سکندر ذوالقرنین کہ در قرآن آمدہ ہمین باب الابواب

است کہ حسب دفع مضرت یاجوج بسمعان فرستاد زکنار دریا تا البرز کوہ کہ مسدود افتور و وجہ نداردو برآنکہ ذوالقرنین بنا نہادہ در ساحل بحر مشرقی و شمال است کہ ذوالقرنین مابین آدمیان و یاجوج و ماجوج ایں در صامن ترتیب دادہ مسموعہ شد۔ کہ ایں سد را شاہ نوشیروان کسریٰ جہت مضرت دفع آسیب مردم دشت قبچاق کہ در صورت اند و نوعے نشانی از آدمیان ندارند ترتیب دادہ وچوں ہر سنگے را در مقام تعریف و ستودن بعرو کامل سبب می خوانند محمل است کہ ایں سد را از غایت استحکام بطریق مجاز ساں سد منسوب کردہ سد سکندری نامیدہ باشند (تاریخ باب یازدہم صفحہ ۲۱۸ و ۱۹ ومصلح التواریخ مطبوعہ ۱۸۶۷ء) اور ایسا ہی ذکر اناضت میں بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۹۱ و ۹۲ علاوہ بریں سورۃ انبیا میں لکھا ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون تفسیر حسینی میں لکھا ہے یا ولکہ کشادہ شود سد یاجوج و ماجوج تا قیامت کہ فتح سد یاجوج علامت آنست یاجوج و ماجوج از ہر بلندی مے شتابند و مے دوند تا ہمہ عالم را فرو گیرند و تمام دریا ہا را بیاشامند و ارخشک و تر ہر چہ یابند بخورند صاحب معتمد رحمۃ اللہ فی المعتمد در ذکر علامت قیامت آوردہ کہ بعد از ہلاک سد فتح حال و اسلاع او نزول عیسیٰ خروج یاجوج و ماجوج باشد و کشادہ شدن سد النساں ”جلد دوم صفحہ ۱۶) اس دربند قلعہ کا نام جو جہانگیر بادشاہ کے زمانہ اور شاہ عباس صفوی کے زمانہ ۱۰۰۰ھ میں فتح ہوا تھا ذوالقرنین نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اور نہ وہ ایک سو فرسنگ یا تیس میل ہے اور نہ وہ قیامت تک یاجوج و ماجوج کو بند کرنے والی ہے بلکہ وہ تو فتح ہو چکی ہے۔ بنابراں روس و انگریز یاجوج و ماجوج نہیں ہیں۔ یاجوج و ماجوج کی علامت قرآن میں یہ لکھی ہے ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض یعنی ہر آئینہ یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ زمین پر فساد اور خونریزی و خرابی اور تباہی کرنے والے کون ہیں آیا مسلمان یا انگریز۔

ناظرین خود ہی تاریخ پڑھ کر جان لیں کہ اسلامی عملداری میں پہلے کبھی کون سے ملک میں امن و امان ہوا اور اب کہاں امن و امان ہے۔ کہیں بھی نہیں۔ جس کی مرضی ہو اسلامی تاریخیں پڑھ لے یا موجودہ زمانہ میں افغانستان بلوچستان ایران روم مصر عرب سوڈان کے حالات ملاحظہ کرے۔ اور ذرا خدا کو بیچ میں انگریزوں کی سلطنت کے امن و امان کو بھی آنکھوں کے سامنے رکھ کر کیا عدل و انصاف کا زمانہ ہے شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق ہو کر چلتے ہیں جتنی تہذیب و انصاف کا زمانہ ہے یہ سب عملداری سرکار انگلشیہ کی برکت ہے کہ شہنشاہ روم یا امیر کابل کی سلطنت میں جو یہ دین جو ماری ہیں جو لوٹیرے ہیں وہی یاجوج ماجوج ہیں نہ کہ کوئی اور۔

۷۔ **مولوی** یوحنا کے مکاشفات میں لکھا ہے ”جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے“ یہ ہزار سال حضرت محمد صاحب کے وقت سے ہیں اور شمسی و قمری حسابوں کا حساب ناظرین یہاں کر لیں اپنی قید سے چھوٹ جائے گا اور نکلے گا تا کہ ان قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنی یاجوج ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔

آریہ۔ جناب مولوی صاحب ہاں ایسا نہیں آپ کہیں بھی صدق سے کام نہیں لیتے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے شیطان اسی قید سے چھوٹے گا۔ ایک طرف تو آپ لوگ تعصب کی شامت سے یوحنا کے مکاشفات کو ایک ملحد کی تصنیف بتلاتے جاتے ہیں۔ پس یہ پیشگوئی کچھ وزن یا حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

ہمارے موجودہ زمانہ کے دین محمدی کے ریفارمر سر سید احمد خاں نے بھی اس مضمون پر تحقیقات کی ہے اور انہوں نے یاجوج سے مراد قوم اور ماجوج سے مراد ملک لیا ہے

بحوالہ حزقیل ۳۸ ۲ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ اُنہوں نے یوحنا کے مکاشفات ۲۰ ۸ کو نہیں دیکھا جہاں یاجوج و ماجوج دونو قومیں لکھی ہیں نہ کہ ایک جیسے حزقیل ۳۹ ۶ میں ماجوج سے مراد قوم کی ہے۔

پھر آگے چل کر سید صاحب اس دیوار کو چین کی دیوار بتلا کر لکھتے ہیں کہ کچھ شبہ نہیں کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ وہی دیوار ہے جو چین اور تاتار یا سیتھیا کی سرحد پر بنائی گئی ہے اور جسکو چین والے منگنی محفور چین نے درمیان ۲۱۴ء و ۲۱۵ قبل مسیح میں بنایا یہ بادشاہ تیرہ برس کی عمر میں ۲۳۶ قبل مسیح میں تخت پر بیٹھا تھا یہ دیوار ہانگ ہو دریا کی غربی موڑ سے جو ایک پہاڑ کے قریب ۷ درجہ ۲ پندرہ دقیقہ عرض بلد اور ایک سو سات درجہ طول بلد پر واقع ہے بنائی شروع ہوئی اور پھر اس دریا کی دوسری طرف موڑ کر قریب ۳۴ درجہ عرض بلد اور ایک سو گیارہ درجہ طول بلد پر کا گھرا اور جیجان پہاڑوں کی جنوبی سلسلہ کے نیچے ہو کر خلیج لیوٹونگ کے کنارہ پر ٹھیک چالیس درجہ عرض بلد اور ایک سو بیس درجہ طول بلد پر ختم ہوئی طول اس دیوار کا بارہ سو میل سے پندرہ سو میل کا بیان ہوا ہے۔

اگرچہ مولوی نور دین حواری مسیح قادیانی اور سید احمد خان صاحب کی تفسیریں باہم سخت مخالف ہیں مگر یہ تفسیر تو تمام جماعہ مفسرین کے خلاف ہے۔ چنانچہ سید صاحب نے ایک جگہ تمام مفسرین کی تحقیقات کی بابت لکھا ہے کہ سب کہانیاں جھوٹ اور محض غلط اور بے اصل ہیں۔ یہ کچھ کم افسوس کی بات ہے جیسی بے سروپا باتیں قرآن مجید کی تفسیروں میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں مگر اس باہمی مخالفت کے علاوہ ہمارا اعتراض اس پر یہی وہی ہے کہ یہ تو پتھر اور چونے کی دیوار ہے نہ تانبے کی حالانکہ قرآن شریف میں حدید اور روہ لفظ پڑے ہوئے ہیں۔ نہ تو اسکی بابت یہودیوں کا سوال تھا اور نہ ساری بائبل میں اسکا کہیں ذکر نہ یہاں اس کا قرآن کی سد ذوالقرنین سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بادشاہ جسکا آپ نے ذکر کیا خدا پرست تھا بلکہ بت پرست مشرک۔ بودہ تھا اور بہت عرصہ ہوا کہ چینی تاتار اور چین کی سلطنت ایک ہو گئی ہے پس قیامت تک اُٹھنا یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی باطل ہو گیا۔[1] بیضاوی میں لکھا ہے کہ مابین آذربائیجان اور آرمینیہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی اور حالانکہ یہ دیوار بارہ سو میل کی ہے پس اس کا قرآنی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۱۔ **مولوی**۔ اگر انگریزی تواریخ سے یہ نتیجہ صحیح نکلتی ہے اور آریہ قوم بھی انگریز جو اعلیٰ نسل میں سے ہیں جو یہ تحقیق بیتھرج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے تو یہ بھی یاجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اس برتری کو اپنے مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے۔

آریہ۔ بیشک آریہ اور انگریز سب اعلیٰ نسل ہی میں سے ہیں اور اسی طرح ہندوستان و ایران و افغانستان و بلوچستان کے مسلمان بھی اسی نسل میں آریہ خاندان سے ہیں اور پر میشور کریگا کہ پھر تمام قومیں اُسی اعلیٰ نسل کی طرف رجوع کرینگی یعنے آریہ دھرم کو قبول کرینگی۔ مگر آپ کی کتابوں کی صداقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اگر ایسی بیجا تاویلیں کرنے لگیں تو تمام ہاؤں کو قرآن سے بڑھ کر عمدہ ثابت کردیں مگر ہمارے ہاں ایسی تاویل محض بے دلیل اور بیہودہ ہے ہم اسے جائز نہیں جانتے۔

۸۔ **مولوی** سیبنے شاہنامہ میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں بعض سجارائی جانب یاجوج و ماجوج کا مسکن ہے بالکل ٹھیک ہے۔

آریہ۔ شاہنامہ میں جہاں یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے وہاں یہی لکھا ہے کہ

نہ یاجوج و ماجوج گیتی برست	زمیں گشت جلئے نشیم و نشست
ازان نامور سد سکندری	جہان ایمن آمد ز بد گوہری

یاجوج و ماجوج کی یہ تعریف شاہنامہ میں لکھی ہے

ہمہ روئے ہاشاں چو روئے ہیون	زبانہا سیہ و دہانہا چو خون

[1] ملاحظہ الاخبار والادلسی امورہم احوالہم ۱۸۹۰ء میں اور معمول، اس طبع مرا ہما

بسے دوست دیدا آمد بدان گزار | که بر روشنان شد و ایشان قرار | همه تن پر از موئے به تن میل
سروسینه وگوشت دشان چوپایا | سپید و یک گوش بستہ کسد | دگر گوش چون جامه جادر کسد
رسرشان دیجه رائید عـــرار | کم بیش ایشان که آرد شمار | گمدادند پوان ستوران ستوه
تنک سرے و بر میان گوران شوند | ز دیش آن بود سال تا سال تان | کراکسد کرودند ویان شان
کیا ایشان بود زمین سیہ دو | بگویند هر سوئے ورود ـــــــے | چو مرمایو ... ولا هر ستوه
ماو از هر سیال کسته ستد سد | بماران رستنی بکردار گرگ | جهرن تادور ہا سے مرگ

دیوار یعنی سد کا ذکر بھی شاہنامہ میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر میں ہے

سکندر بیاید گرکہ کوہ | بیاوردار ان فیلسوفان گروه | نعرہ رکا ہنگران آور سد
مسن ۰۰ ۵ پنگ کراں مسد | زبنہ تا سر کوه ۱۰۰۱ سے او | چو صد شاہ رش ز دو بہاسے او
اران یکی رش نگشت ابر یکو | بآگند ـ ل در میان ، ریگ | مہر بخیت گو گردش اندر میاں
چنیں شد اسوں والی لیان | (حصد سوم صفحہ ۲۶۳ نولکشور)

اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ

یہہ صدمہ کیا ما رک ہی جسمیں کہ اسلام والوں نے اُن غلطیوں سے جو اُنکے پیشوا یان دین سے ہوئیں - اور جنکا سابق عہد تک مجاہدین اسلام کو فخر تھا انکار کرنیکا ارادہ کیا اور انمیں سے بعضوں نے کر دیا - ہم خوش ہیں کہ وہ اسی طرح انکار کرتے کرتے تمام اعتراضی مسائل سے انکار کر دیں مگر افسوس تو یہہ ہے کہ وہ اس کارروائی کو حکمت عملی سے کرنا چاہتے ہیں - وہ عربستان جاکر (جہاں بقول اُنکے خدا کا گھر ہے) ایک لفظ بھی مُنہ سے نکالنا نہیں چاہتے - مگر صرف ہندوستان ہیں -

خیر این ہم غنیمت است - یہہ مشہور کتب خانہ جسمیں فلاسفی - حکمت - ہندسہ - منطق - الہیات کی بیشمار کتابیں تھیں جسکی لوازمات وہ ہو تھی جسکی کتابوں سے چہ ماہ تک حمام جلتے رہے جسکے واسطے بادشاہوں نے زر کثیر و مبلغ خطیر خرچ کر کے فراہمی کتب کی تھی جسکے اجتماع کیواسطے حکماء و فضلاء نے عمر بھر کا کر سالہا تمام کئے تھے - خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی زمانہ میں جلایا گیا - یعنی الغارت کیا گیا - حماموں کی نذر ہوا -

یہہ واقعہ ایک تاریخی امر ہے - مؤرخین نے اسپر مختلف اوقات میں واضح طور پر شہادتیں دی ہیں - کہ یہہ واقعہ ضرور ہوا - اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اس سے بھی انکار کیا جاتا ہے - سو آج ہم چاہتے ہیں کہ اسپر نہایت واضح طور پر معہ مفصل حوالوں کی تحقیقات کر کے حق و باطل کا اظہار کریں -

تکذیب براہین الاحمدیہ مطبوعہ بار اول صفحہ ۸۷ و ۹۷ میں ہم نے لکھا تھا کہ بُت پرست لوگوں کی ست دھرم کی پستکوں کو اسلام سے مخفی رکھنے میں یہہ مصلحت تھی کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے - ایسا نہ ہو کہ انکو بھی جلا دیں اور ساتھ ہی نمونہ کے طور پر ہم نے شہادت بھی دی تھی کہ امیر المومنین خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو سپہ سالار لشکر عرب نے اسکندریہ کا کتب خانہ حماموں میں ایندھن کی جگہ پھونکدیا جس سے چھ ماہ تک حمام گرم ہوتے رہے

۲۳۹ - تصدیق مولوی - یہہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسہ لیسی کا نتیجہ ہے

آریہ - اگر کسی فاضل کی رائے اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں درج کرنا کاسہ لیسی ہے تو کوئی فاضل بھی اس سے خالی نہیں - اور سب سے پہلے یہہ الزام اسلام پر عائد ہوتا ہے اُس کی رسم اشتہار بازی سوس کی کاسہ لیسی ہے (دیکھو نسخہ خط احمدیہ - ب فصاحت) بیشک ہم نے اس مضمون کو دو افشان کر دیا تھا لیکن اُسکی ہمارے پاس بڑی مضبوط وجہ یہہ تھی کہ ہم ہمیشہ چاہتے ہیں کہ اپنے اعتراض کے ثبوت میں کسی غیر کی شہادت پیش کریں - کیونکہ ہم ایسا کہتے ہیں ہم بلا کسی ثبوت و شہادت کے کبھی کسی پر اعتراض نہیں کیا کرتے اور نہ ایسے اعتراض کو مستند ما کرتے ہیں اور نہ اس کے سوا اور وجہ تھی - ورنہ ہم اسکو غیر صحیح جانتے ہیں بلکہ

ہم اسکو یقیناً صحیح مانتے تھے اور اکثر کتابوں میں دیکھا بھی تھا - مگر سفری طور پر وہ کتابیں ہمارے پاس موجود نہ تھیں اب جو دو رہ چھپوائی گئی تو ہمی وقت درپیش رہی لیکن اچھا ہوا کہ اس سے تمہاری طرف سے انکار کیا - تاکہ ہم یہہ مضمون پورا مفصل کر کے پبلک کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں -

مولوی ۲۳۹ - اگر اسلام کی عادت میں یہہ ہوتا تو اسلام کے ابتدائی عہد میں یہود اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلا دیتے - وہ لوگ تو پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے

آریہ - بیشک اسلام والوں کی یہی عادت تھی لکہ اب بھی ہے - مگر ہمارے مولوی صاحب ہم کو اپنی کس طرح مان لیں جسکو تم دیکھیں اس کے ملاف افسوس سے بچا رہے ہیں - کہ عیسائی اور یہود اسلام کی عملداری میں اسلام سے تنگ کئے گئے - انکی صلیبیں توڑی گئیں - چار ہزار گرجے (کلیسیا) ڈھائے حتیٰ کہ بتاہ کئے گئے - اور انکی جگہ محرابیں اور مسجدیں اور منبر بنائی گئیں - توریت اور انجیل کی بیقدری کیگئی - جلائی گئیں اُنکے پڑھنے دیکھنے کی ممانعت کیگئی - یہیں یہہ ضرور ہوا اسکی بابت میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں (دیکھو فتوح الشام عربی حصہ اول صفحہ ۲۵ و ۳۵ - ۱۲۸۹؁ء نولکشور و فتوح المصر عربی صفحہ ۳۹ و ۴۳ سے ۴۷ تک اور ایڈورڈ گبن صاحب کی تاریخ زوال روم انگریزی جلد ۴ فصل ۴۲ صفحہ ۲ لنڈن اور تاریخ خلفائے صفحہ ۹۵ و ۱۲۳ و ۲۲۲ و ذکر اسکندریہ و مصر - اردو - نولکشور اور سیل صاحب کے قرآن کا دیباچہ صفحہ ۸ مطبوعہ لنڈن اور انگلش سائکلو پیڈیا جلد ۲ زیر ۱ اور میل حلیفہ عمر صفحہ ۷۶ و ۵۹۸ مطبوعہ لنڈن موجودہ لائبریری پشاور - اور کیپٹن ولیم ہانس صاحب کی کتاب صفحہ ۴۰ ۴۴ ۲ سنہ ۹؁ء)

مولوی ۲۳۹ - پیرسی پر اسلام کا پورا تسلط ہوا مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ اسلام نے انکی کتابیں جلائیں - اگر یہہ فعل اسلام یا حامیان اسلام کا ہوتا تو پارسیوں کے ابتدا کے سب صحیفے اسلام میں موجود تھے اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا -

آریہ - بے شک مجوسیوں پر بھی اسلام کا فاروق اعظم کے وقت میں ایران پر تسلط ہوا مگر تاریخ بتلاتی ہے کہ انکی کتابیں بھی جلائی گئیں - انکے آتشکدہ بھی خراب کئے گئے لاکھوں مجوسی قتل اور برباد کئے گئے اور لاکھوں بھاگ کر ہندوستان - افغانستان بلوچستان کو چلے آئے - چنانچہ مشہور یورپین فلاسفر ڈاکٹر لائیٹنر صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت عمر ۱۳؁ء ۶۳۴ میں خلیفہ ہوئے - کسریٰ (نوشیروان) کے ایوان کو خراب کیا - اور کتاب خانوں کو جلا دیا - اور پانی میں ڈبو دیا - اور یہی حال سکندریہ کا کیا" (دیکھو سنین الاسلام ۱۸۹۸؁ء لاہور حصہ اول صفحہ ۳۰)

مولوی ۲۴۰ - اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا اسلامی بادشاہوں اور عوام اسلام کا کام ہوتا - تو یونانی فلسفہ یونانی طب یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے -

آریہ - بیشک مذہبی اور علمی کتابوں کا جلانا اسلام کا کام ہے - اور اسی پر اسکے تمام کمال و عادی کا اختتام - عوام اسلام بھی اسی اعلام کے بندہ بے دام ہیں - اور یہی علماء اسلام کے فتاوی و احکام - ذرا غور فرمایئے - اور تاریخ کو آنکھوں کے سامنے لائیے -

ایک مولوی فاضل فرماتے ہیں "یہ تاریخ دانان تمام عالم اجماع دارند تا آنکہ تا صد سال از ہجرت ہیچ تصنیفے در اسلام واقعہ نشدہ" (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مرہد لکھنو ۱۲۹۵؁ھ صفحہ ۱۰۳) -

اسی طرح آنریبل سر سید احمد خاں صاحب بہادر فرماتے ہیں "یہہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرچا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہوگئے - اور مذہبی کتابوں میں اُنپر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہہ نوبت پہونچی کہ اُن سے تفسیریں بھر دی گئیں"

[illegible]

(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد سوم نمبر چہارم)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "خلفائے بغداد کے زمانہ میں بسقدر علم عربی میں آیا وہ سب زبان گریک یعنے یونانی سے ترجمہ لیا گیا اور اس زمانہ کے اکثر علماء گریک کو جو کہ کفار کی زبان تھی۔ بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جسقدر طب کہ ہمارے ہاں موجود ہے کچھ نہ ہوتی۔ اور فلسفہ اور منطق کا تو نام بھی نہ ہوتا۔" (دیکھو تہذیب جلد ۲ نمبر ۷)

"سب سے پہلے ترجمہ یونانی فلسفہ کا خلیفہ مامون رشید کے وقت ۸۱۲ء میں ہونا شروع ہوا تھا لیکن اُسی وقت سے مامون کا مذہب بھی سلامت نہ رہا تھا۔ قرآنی ملانوں نے فتوے دیدیئے تھے۔" (دیکھو نسخہ خط احمدیہ)۔

پھر ایک اور جگہ سید صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا اور یہ ترقی قریباً ۹۰۰ء تک رہی پھر یہ قوم ایک اُچھالے ہوئے پتھر کی طرح پیچھے کو چلی آئی۔" (تہذیب جلد ۴ نمبر ۲)

مولوی ۲۳۰۔ اگر کتابوں کا جلانا اسلامی لوگ اختیار کرتے۔ تو ضرور تھا کہ مکذب براہین اپنے ملک سے کوئی لٹریچر دیتا اور نہیں سکندریہ میں سے مدد پار نہ جانا پڑتا۔

آریہ بے شک اسلامیوں نے ہندوستان میں بھی ایسی مہربانیاں کی ہیں جو تا قیامت یادگار رہینگی۔ اُنہوں نے یہاں کئی شہر جلائے مندر توڑے۔ لوگ حرامیں کئے۔ کتابوں کی بیقدری کی اور جلایا۔ لوگوں کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑ لے گئے اور مندروں میں گائیں ذبح کیں مفصل دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر شاہ ناصر الدین مقالہ ۸ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ اور ذکر راجہ واہر صفحہ ۳۱۳ اور ذکر شہر دمل المعروف ٹھٹہ صفحہ ۳۱۲ مقالہ دوم ذکر سکندر لودی صفحہ ۱۸۴۔ ذکر اودیپت نگر و ذکر ملک مالوہ صفحہ ۴۸۱ ۱۸۶۴ء نولکشور و تیمور نامہ صفحہ ۲۹۵ سے ۲۹۷ و ۳۰۶ سے ۳۰۸ تک و ۳۱۴ و ۳۱۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۸ سے ۳۴۶ و ۳۴۳ و ۳۵۳ تک قلمی موجودہ لائبریری راولپنڈی و واقعات مسد لاہور ذکر اورنگ زیب صفحہ ۱۶۳) اور ذکر سلطان محمود خلجی تاریخ فرشتہ مقالہ پنجم صفحہ ۲۴۷ نولکشور) اور تاریخ یمینی عربی مطبوعہ دہلی ۱۲۹۳ھ موجودہ پبلک لائبریری الہ آباد صفحہ ۱۶۱ و ۱۸۱ سے ۲۰۷ و ۲۶۱ سے ۲۷۸ و ۳۰۲ سے ۳۰۵ و ۳۰۹ سے ۳۴۲ تک)

مولوی ۲۴۰۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان میں سلطنت کی اور اس عرصہ میں بھاگوت رامائن۔ گیتا۔ مہابھارت اور اُنکے مثل لنگ پوران مارکنڈے کی مشہور کتابیں جو آج تک مقدس یقین سمجھی جاتی ہیں کسی کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہنچی۔ بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔

آریہ۔ بے شک سات سو برس سے کچھ زیادہ یا کم محمدیوں نے ہندوستان میں حکمرانی کی۔ لیکن یہ غلط ہے کہ کسی پستک کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہنچی ہاں توجہ کر صمٌ و بکمٌ ہو جانا امر دیگر ہے۔ ورنہ تاریخ کا ہر ایک ورق بتلا رہا ہے کہ ضرور ہندوستان میں بھی کمال ظلم و جور سے کتابیں جلائی گئیں۔ اور بیگناہ برہمن قتل کئے گئے جو حال ایران میں ژند اوستا اور پارسی مذہب کا ہوا۔ وہی حال آریہ ورت میں آریوں اور اُنکی کتابوں کا ہوا۔

چنانچہ اصل مورخ کرنیل ٹاڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں "ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی تھیں۔ ابھی تک موجود ہیں جیسے جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرا بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی۔" (دیکھو تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۷ جلد اول مطبوعہ ۱۸۲۹ء)۔

پھر کرنیل صاحب موصوف فرماتے ہیں "جبکہ ہندو برابر آٹھ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُنکی زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ اور جب ہر ایک بڑے شہر جنگلی اور متعصب اور مغرور دشمن سے تباہ کئے گئے ہوں۔ تو یہ حد سے زیادہ امید کرنا ہے کہ اور نقصان کے ہوتے ہوئے اس ہر کی چیزیں یعنی کتب تاریخ بچی رہی ہوں سکہ یا شاہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھگائے جاتے تھے۔ اور جبکہ ان کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ روٹی جسکو اب پکا رہے ہیں کھانی نصیب ہوگی یا نہیں تو کیا اسوقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے۔" (تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۹ جلد اول ۱۸۲۹ء)۔

آنریبل راجہ شیو پرشاد صاحب سی ایس آئی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ "نجوم بھی اس دیش میں اتم تو جیوتش کیست۔ بھگول۔ کھگول اتہاس نیتی۔ دیا کرن کا بیہ النکار بیالی ناٹک شلپ۔ ویدک جستر کلا۔ دستو گج۔ انیادی سب وِدیا اچھے اچھے ماں جو دقت پر مسلمانوں کی عملداری میں ہندوؤں کے ستائے ستیاناش کر دیئے۔" (بھوگول ہستامَلک ۱۸۷۳ء صفحہ ۴۶)

ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں "سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ ہند کے حکم سے ایک مسجد بجائے بتخانہ سومنات کے تیار ہوئی جسکی عمارت تمام سنگ مرمر کی تھی اور خاک میں ملگیا اور مورت شدہ کو گرا دیا۔ اور کتب باطلہ رسومات ہنود کو جو موافق طریقہ بیدہ پورانوں کے تھیں جلا دیا اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور **کولا دیوی** بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں لطیفہ ہندوستان کی نذر کشتی ہاتھ آئی۔ یہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی۔ اور کافور مسلمان ہو کر زمرہ نوکران دربار میں مقرر ہوا۔ اور ایسا ہی دیول دیوی کا لوٹ لانا اور حرم سرا میں داخل کر لیا۔" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰ ۱۸۸۳ء)

ایک لائق محمدی مورخ اپنی مشہور و معروف تاریخ الفی میں لکھتے ہیں (بذکر محمد بختیار خلجی حاکم بنگال) "که بہار ملک بنگالہ میں جا کر اس نے برہمنوں کو قتل کیا۔ اور کتابوں کو پانی میں ڈبو دیا چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے۔ ساکنان آن دیار را کہ برہمنان ہیر و سرتاش بودند۔ و ریش و بروت تراشیدہ بودند بتیغ رسانید۔ چنانکہ کتب ایشاں کہ بدست افتادہ بود ہیچ کس از ان جماعت نیز نشد کہ آنرا خواندہ یا بفہماند لیکن از گفتہ مردم چنان معلوم شد کہ تمام آن دیار مدرسہ بود و اہل آن دیار تمام مدرسان کفار بودند و ملعت ہندی بہار را مدرسہ گویند (?) ... ہمہ کتب ایشان را در دریا غرق کردند۔" اور ایسا ہی ذکر تاریخ فرشتہ جلد دوم مقالہ ہفتم صفحہ ۲۹۵ میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ اب ویدوں کی پستکیں جنکی شہادت جینی صاحبان کی کتابوں میں لکھی ہے انکا یورپین محققوں کو آج تک کچھ پتہ نہیں ملا کہ اُنہوں نے کہاں غرق کر دئیں۔

سوائے اسکے کشمیر کے سب وِدوان پنڈت مفسر ہیں کہ سید علی ہمدانی جسے کشمیری شاہ ہمدان کہتے ہیں اور وہاں کشمیر کے گرد و نواح میں ہوئے ہیں مسلمان طالبوں نے وہاں پل باندھنے کے واسطے بجائے سنگ و خشت کے سنسکرت کی مذہبی و علمی کتابوں اور تاریخی پستکوں کو نہایت حقارت سے گاڑ دیا تھا جس سے کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا۔

فتوحات فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ تغلق نے موضع کوہانہ میں ہندوؤں کی پوتھیاں پھونک دیں۔ اور ایسا ہی آئینہ تاریخ نما میں لکھا ہے اور ڈاکٹر برنیر صاحب مشہور فرانسیسی سیاح نے نہایت تحریر سے لکھا ہے کہ ہندو لوگ بڑی ہوشیاری سے چھپائے رکھتے تھے۔ کہ مبادا مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائیں اور بسبب اس کے ہوا جلا دئے جائیں۔ (سفرنامہ جلد دوم صفحہ ۲۲۵)

سید غلام حسین صاحب ایک غیر متعصب مورخ جسے اورنگ زیب کے وقت میں اپنی مشہور تاریخ سیر متاخرین لکھی ہے فرماتے ہیں "**ذکر سلطان سکندر** ... سلطان جیلے متعصب بود۔ در ہنود دربستے اہانت و ذلت می نمود و عصر کردہ ... برہمنان آنہا کے بارچہ سالگول پیراہن ...

کتف پیوند کنند تا اطاعت اسلام بظہور رسد و علامت ہنود ظاہر باشد و کتب ہندو وال راہر جا ہر کس کہ بیافت ہمی سوخت (دیکھو جلد اول صفحہ ۳۴ نولکشور)

جناب مولوی یہہ تو ہمارے اپنے ملک کی شہادتیں ہیں۔ جیسے غیر مذہب خصوصاً مسلمان محمدی مورخوں نے بھی صحیح قلمبند کیا ہے۔ ذرا انصاف کو کام میں لائے اور تجاہل عارفانہ سے باز آئیے۔

اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ جو کچھا بھارت گیتا۔ اٹھارہ پران شاستر۔ سمرتی۔ بھاگوت۔ یوگ بششٹ۔ پنچ دشی۔ اپنشد وغیرہ اپنشدوں کے ترجمے ہوئے وہ کیوں ہوئے اور کیسے کیے گیا تعلیم اسلام کی برکت تھی یا کوئی اور وجہ سو واضح ہو کہ تمام محققوں کا اسبات پر اتفاق ہے کہ ہمیں ٹھیک ہے کہ اکبر بادشاہ کے عہد میں فیضی نے ترجمہ کیں اور خود اکبر کی سبارک عہد میں ابو الفضل نے اور نیز دہ العہد شاہجہان بادشاہ و شہزادہ دارا شکوہ نے کہ اکبر بادشاہ اور دارا شکوہ اور فیضی اور ابو الفضل چاروں دائرہ اسلام سے خارج ہیں نمبر ۱ و ۳ و ۴ تو دین الٰہی کے پیر و پیغمبر اور خلیفہ تھے۔ اور نمبر ۲ خالص ویدانتی تھی۔ اورنگ زیب نے جو حال دارا شکوہ کا انہیں کے جھوٹی بدولت کیا۔ وہ کسی تاریخ دان سے بھی پوشیدہ نہیں چنانچہ لکھا ہے کہ ایکدن علماء کو بلا کر چند رسالے اور کتابیں جو اس نے علم تصوف میں تالیف وترجمہ کروائی تھیں پیش کیں اور یہہ پوچھا کہ جس شخص کا یہہ اعتقاد ہو اُسکے لیے شرع میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ انکے مضامین شریعت کے خلاف ہیں جس مسلمان کا یہہ اعتقاد ہو اُسکا قتل واجب ہے (دیکھو قصص الہند حصہ دوم ذکر اورنگ زیب صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ لاہور۔ اور آئینہ تاریخ نما مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۹ حصہ اول) اور ایسا ہی فتوےٰ علماء ہندوستان کا بر کتاب او حوط نور بخشند کہ دفع شر الیشاں از مسلمان باسیاست و القتل واجب ست (دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دہم جلد دہم صفحہ ۶۳۳) —

مولوی ۴۴۳— اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۴۱۹ و ۴۲۱ و ۴۲۳ کے دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں جو اُنکے واجب القدر گرو دیانند صاحب کی تصنیف ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ دوسری بات یہہ کہ وید آدی ست شاستروں کا چھپ اتینت پرچار کرنے اور جو کوئی جال پستک چھپا کر پڑھا دے اسکو راجہ جیون لگے نذ دیوے جس سے کوئی متھیا جال پستک رہے (صفحہ ۴۱۹ ستیارتھ پرکاش)۔

آریہ وہاں کی اصل عبارت یہہ ہے۔ دوسری بات یہہ کہ وید آدک ست شاستروں کا اتینت پرچار کرے اور جو کوئی جال پستک بچ وا اُسکو راجہ جیون تک نہ دیوے جس سے کوئی متھیا جال پستک نہ رہے۔ یہاں سوامی جی نے منوسمرتی کی مطابق راجہ کا دہرم بیان کیا ہے کہ آریہ راجا کو چاہیے کہ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید چار وید۔ اور آیوروید (علم حکمت و سرجری وکیمسٹری وہومیوپیتھک)۔ دہنروید (علم جنگ و اسلحہ سازی و ہوائی جہاز سازی) ارتھ وید (علم عمارات و انجینری و پیمائش جرثقیل)، گندہرب وید (علم موسیقی) یہہ چار اُپ وید۔ اور نیائے (منطق) یوگ۔ ویشیشک۔ سانکھیہ۔ میمانسا۔ شاریرک یہہ چہہ درشن۔ شکشا۔ کلپ۔ نروکت۔ نگھنٹو۔ ویاکرن۔ چھند۔ جیوتش یہہ چہہ انگ اور اسیطرح جو علم و ہنر کی باتیں ہیں ان سبکا راجا بہت ہی پرچار کرے لیکن راجہ کو یہہ بھی چاہیے کہ کوئی جعلساز کوئی گرنتھ نہ بنا دے اور نہ کوئی اور جعلساز کسی اور مہاتما کے نام سے گرنتھ بنا کر کوئی پرچلت کرے جس طرح بیاس جی کے نام پر ویشنو وغیرہ جعلسازوں نے ۱۸ پران بنا کے جس طرح نارد جی کے نام سے سوتر بنا پوچھے ست نارد جی کی ستھا بنائی جس طرح منشی منیوں کے نام سے بنائے۔ اُپ نشد کے اب ۵۰ اُپ نشد بنا لیا جسطرح ایک لکہ شلوک بیاس جی کے نام سے مہا بھارت میں بڑہا دیا جس ملک میں سخت جھوٹ کا طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا اور ست دہرم کر بجائے تینتیس کروڑ دیوتا پرستی کو قائم کیا جسکی بابت غیر مذہب کے منصف مزاج مورخوں کو بھی اقبال ہے۔

آنریبل سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ جو بڑی تبدیلیاں ہندو گیانی کی مذہب میں ہوئی ہیں۔ یہہ ہیں کہ ویدوں کے بجائے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پرانوں) کا رواج دیتا اور دیوتا

کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جاتا۔ توحید کے اصول سے غافل ہو جانا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱ ۱۸۶۶ء)

جو کچھ ہوتا ہو اہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے روسے قائم ہوتا ہے لیکن اسمیں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی اگر اس کیفیت پر نظر ڈالی جاوے تو شروع زمانہ سے اب تک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا ہے لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے بجائے توحید کے جسکو ویدنے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے بہت بڑے بڑے دیوتاؤں کی پرستش اور بت پرستی کا طریقہ قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہر جگہ بالکل نہیں بھول گئے لیکن بجز حکماء اور علماء الہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲۲ ۱۸۶۶ء)

پس الزام جو مولوی صاحب گرنتھ بنانیوالوں کو سوامی جی نے جعلساز لکھا ہے جس طرح جھوٹی نوٹ بنانیوالے وغیرہ سرکاری مجرم ہیں ویسی ہی تو یہ جعلساز مصنفوں کی نسبت لکھا ہے بس یہہ کوئی ظلم یا جہالت کی بات نہیں بلکہ عین عمل ہے اور خود سوامی جی مہاراج نے بھی اسی مضمون کے اخیر میں لکھدیا ہے کہ آج کل آریہ ورت دیش میں منڈلی کی منڈلی پھرتی ہیں پشودان لاکہ پ تک کوئی ایک پرش مادہوبن دہاری کیا ہے وہ کتنے ہی متیا جال گرنتھ بنا کر ایسا نہیں دت پرگٹ کیا ہے ست شاستروں کو چھپا دیتے ہیں یہہ سب ہی دہا اُن اسیلی ورشا نت آدیکہ گرنتھ بنانے والے ہیں اُنکو تو درست ہی رہنے دے ہیں جیتنے دیبیت ہیں اُن کو بتھیا یوگ بل آدیک کر مونیں راجا انکا بودی اس وستہا کو اوشیہ کرے نیتیا کبھی اُسکے دہو کا نہ ہو (دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول صفحہ ۱۹۵)

پس یہہ بات سکندریہ کی علمی کتب خانہ جلانے سے کیا نسبت رکھتی ہے سوائے اسکے کہ آپنے لکھ لکھ کر کاغذ سیاہ کیا۔

۴۴۳ مولوی— بیاس رشتات کا دشمن۔ بہاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کے پوجاری اور سنیہ داو ولے بیراگی شیو۔ وام مارگی آدک۔ پنڈت مہاتما اور سدہ یہہ تو دہرم کے بنے رہتے ہیں۔ پرنتو ان کو سب جگت کے ٹھگنے والے جاننا چاہیں اور یہہ سب پریسدہ چور ہیں۔ انکو ڈنڈ سے راجا اوپدیش کردے ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس پرکار کا ستہ پرچار میں نہ رہے یا دے تب ہی راجہ او پرجا کی انتی ہو گی انیتھا نہیں (صفحہ ۱۵۸ ستیارتھ پرکاش)

آریہ۔ سہریہ مہربان مولوی صاحب یہ اُنکی اصل عبارت یہہ ہے جسکو ہم یہاں بجنسہ لفظ بلفظ درج کرتے ہیں

तलामानं प्रतीमानं सर्वं च स्यात्सुलक्षितम् । षट्सु षट्सु च मासेषु पुनरेव परी

(یہہ شلوک منوادہیا ۸ شلوک ۴۰۳ ہے) ترجمہ ترازو ترازو کی ڈنڈی اور ترازو کی پرکشا کرے پکش پکش۔ ماہ ماہ یا چہٹے چہٹے ماہ کیونکہ دوکاندار لوگ بیچ کا سوت اور دو تو پلے ڈنڈی کے بیچ میں جہید کرکے پارہ بھر دیتے ہیں اُس کو جب لیتے ہیں تب دکہا لیتے ہیں اور دیتے ہیں تب نیون دکم دیتے ہیں جب مرضی مان جاتی تب اور بہاؤ جب سو رکھہ جاتی تب اوربہاؤ الیسا کرکے موند لیتے ہیں) پرتیمان ترازو کے بہاٹ پرتیمان چہپا کا دک دانکو گھٹا بڑہا لیتے ہیں اُن سے ادہک لیتے ہیں اور نیون دکم دیتے ہیں پھر مہا چلی ورسا ہو کا بن بیٹھے ہیں۔ سو یہہ تو دمہڑی ٹھگ ہیں جیسے کہ دیاس رشتات کا دشمن بہاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کے پوجاری اور سنیہ داو والے ویراگی شیو۔ وام مارگی آدک پنڈت مہاتما اور سدہ یہہ تو اوپر سے بنے رہتے ہیں پرنتو اُنکو سب جگت کے ٹھگنے والے جاننا چاہیے لیتے دو کم تولنے والے) اور یہہ وام مارگی وغیرہ) پریسدہ چور ہیں اُنکو ڈنڈ سے راجا اوپدیش کرے ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس پرکار کا ٹھگ پرچا میں نہ رہنے پاوے تب ہی راجا اور پرجا کی اُنتی ہو گی انیتھا نہیں (دیکھو صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۶ ستیارتھ پرکاش)

اور منوسمرتی کے مطابق قرآنی خدا کی زبانی محمد صاحب نے بھی سورۃ التطفیف میں کم تولنے والے کو خوار کہا ہے اور سورۃ بنی اسرائیل میں لکھا ہے۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم یعنی تولو سچے ترازو سے اور دیکھو تعزیرات ہند دفعہ ۲۶۴ سے ۲۶۷ تک باب ۱۳ جنکی سزا ایک سال قید اور جرمانہ ہے وہ بھی کم وزنی کی دفعات ہیں۔

اب مہربانی فرما کر مولوی صاحب ارشاد کیجئے کہ اس سارے بیان کو سکندریہ کے کتب خانہ جلانے سے کیا تعلق ہے۔

۳۴۲ مولوی اور جو بید آدکوں کی پستک کو پایا اور ریورینڈ سوامی صاحب کا الہام پایا ماش کر دیا جیسے کہ انکو یورپ کا وستھا۔ سمرن بھی نہ رہا پھر جینیوں کا راج اس دیش میں آ گیا تب جینی ہی بڑی مہاتمیں ہو گئے اور کو کرم اپنیار تھی لہرے گئے (صفحہ ۱۲۱ ستیارتھ پرکاش)

آریہ دھرم کا تنزل اور بودھ مت کی ترقی کا حال بیان کرتے ہوئے سوامی جی لکھتے ہیں کہ اس دیش میں ودیا کے نہ ہونے سے بہت منشوں کی اگلے مت کو سریکار کر لیا۔ بہتو قنوج - کاشی پربت وکہیں اور پچھم دیش کے پربتوں سے [illegible] تھا اور نتوں ویب تھوڑے تھے۔ وہی ویدادک پستکوں کا پٹھن پاٹھن کرتے اور کراتے تھے پراپہوں (بودھوں) نے ورن آشرم ویوستھا اور ویدوکت کرموں کو ستھیا دش [illegible] اور ایہ ورتی بہت کرادی پھر یہ یوں سب آدک کرم ہی یہ بیت ہو گیا۔ اور جو وید آدک کی پستک کو پایا اور پورے اقصاسوں کو انکا براہ ناش کر دیا جس سے آریوں کو پورا وستھا کا سمرن بھی نہ رہا۔ پھر جینیوں کا راج اس دیش میں تست جمہ گیا۔ تب جینی ہی شے اسمان میں ہو گئے اور کو کرم انیا بھی کرنے لگے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۱ و ۲۱۲)

اب ہم اپنے مہربان مولوی صاحب سے مودبانہ پوچھتے ہیں کہ اس آپ کے مندرجہ بالا الزامول سے ہمیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ سری سوامی جی مہاراج نے اگیان کی سویا وید و شاستر کا ارشاد یا کسی آریہ راجا کی کارروائی ہو کہ حکمت اور فلسفہ یا مذہب کی کتابوں کو جلادو۔ ورکیا اس سے سکندریہ کتب خانہ جلانے سے کبھی کوئی تعلق ہے۔

اب مولوی صاحب جو کتب خانہ سکندریہ کی نسبت ہماری خلاف شہادتیں لکھی ہیں انپر غور کرتے ہیں۔

۳۴۴ مولوی مشہور محقق ہسٹورین گبن صاحب کی تاریخ کے [illegible] قول دیکھو [illegible] تاریخ گبن صفحہ [illegible] ان کتب اول یہود اور عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے جلانے کی دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام خدا کے نام کی نہایت عزت کرتے ہیں اور انکی کتابوں کو وہ کتب الہیہ مانتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۳۷ میں دیکھو [illegible]

آریہ اگرچہ قرآن کو بطور عام لوگ کتب الہامی مانا ہے مگر حقیقت انکو تمام علماء اسلام نے محرف اور منسوخ کر دیا ہے۔ [illegible] احل مصلح الدین سعدی شیرازی حرف تو [illegible] دیگر مراد گرد کہ توریت انجیل منسوخ کرد۔ اور جامی کہتا ہے مومن خط [illegible] انجیل - تمکیسیح [illegible]

نسخہ [illegible] ہزار کو تقویم پاریہ کا غذر دی سمجھا معمولی مات [illegible] منسوخ [illegible] دیگر یہ معود حضرت عثمان جامع القرآن کی قرآن شریف کے [illegible] اور خدا کے نام کا در الحافظ نہ لیا خلافت عثمان [illegible] ایک قرآن و قرآت یک مصحف [illegible] مصاحف را کر ملقات مختلفہ [illegible] (دیکھو [illegible] صفحہ ۴۷)

اور دوسری جگہ خود محقق [illegible] منقول ہے - دوگر میگوئند کہ [illegible] مصحف [illegible] وصل آنکہ [illegible] ازاں جرات [illegible] اصلاط او میان خلق [illegible] کلام الٰہی [illegible] (صفحہ ۱۴۷ نولکشور ۱۲۸۳ء)

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری تصنیف علامہ ابن حجر عسقلانی میں لکھا ہے قولہ وامر بما سوا من القرآن فی کل صحیفہ او مصحف ان یحرق اور یہ امر اچھی طرح تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں لکھا ہے دیکھو باب جمع القرآن مطبوعہ ۱۲۸۳ھ اور یہی ذکر مولوی رحمت اللہ نے اعجاز عیسوی میں کیا ہے صفحہ ۱۰۶

ہزار ورق اور اگر نیواسے مولوی صاحبان صدہا قرآنی آیات کی دہونی دیتے ہیں اور گناہ نہیں مانتے اور دیکھو تاریخ الخلفاء [illegible] مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ [illegible] اور [illegible] صفحہ [illegible]

اور [illegible] کے مسلمان جو قرآن کا حافظ کرتے ہیں [illegible] آپ کو معلوم نہیں [illegible] کی کتابیں جن میں صدہا جگہ قرآن کی آیات تھیں [illegible] انکو کسی علماء کا فتویٰ؟

جلادیا تا مدینگراں [illegible] دیکھو فتوحات فیروز شاہی اور آئینہ تاریخ نما از عقاید اسلام میں بحوالہ صحیح بخاری کے لکھا ہے کہ عثمان نے قرآن کے بہت سے نسخے اکٹھے کر کے جلا دیئے صفحہ ۹۰ سنہ ۱۲۹۲ھ حدیقہ سنائی کے صفحہ ۵۸ پر بھی قرآن کی بہت سی نسخوں کے جلانے کا [illegible] اغلاط کے پاک سوختند ذکر موجود ہے۔

۳۴۱ مولوی اور یہ بھی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ میں مذہبی کتابیں نہ تھیں جو اصل محل اعتراض ہیں۔

آریہ بیشک یہ کتابیں بہت زیادہ تو علمی تھیں مگر مذہبی بھی تھیں اور نہیں تھیں جیسا کہ بہو [illegible] کتب خانوں کیلئے مونی ٹیلا ڈلفس کے [illegible] رب رب [illegible] صحف انبیا کا عبری زبان سے ستر [illegible] یونانی زبان میں ترجمہ کرایا جو سپٹواجنٹ کہلاتا ہے (دیکھو اخبار [illegible] صفحہ ۱۷)

تاہم [illegible] موقعہ پر مناسب سمجھتے ہیں کہ [illegible] پر [illegible] بھائیوں نے اس کے انکار پر کمر باندھی ہے اسکی اصلی تحریر کا جواب دیں۔

اول اعتراض گبن صاحب فرماتے [illegible] جس پر [illegible] ڈیوڈ فارس کی رجد تواریخ لکھی جنگ انکے خلاف دو اشخاص سے پہلے موئرخ خاموش ہیں اور دونوں [illegible] ملتے [illegible] سے پہلا پادری تو کئی سو برس بعد مصر کے فتح کا مفصل حال لکھا ہے تو انکی گواہی کب معتبر ہو سکتی ہے۔

تردید سن دو آدمیوں کا گبن صاحب [illegible] انہوں نے لائبریری کا [illegible] کیا وہ صاحب [illegible] گر علم کے قدردان رہتے [illegible] زیادہ [illegible] نہیں [illegible] صاحب علم [illegible] کرتے تھے۔ جیسا کہ پادری [illegible] آسی ہزار کتب قلمی [illegible] الگ کے سلوک کا حوالہ کر دی تھیں [illegible] فلکنڈ مور [illegible] پادری لوگ [illegible] کی لائف کو [illegible] بیان کرتی ہیں۔ [illegible] وغیرہ اسکی [illegible] اور خود گبن صاحب کا اپنی افعال [illegible] لوگ کتابوں کی [illegible] تاریخ جلد سوم باب ۸ صفحہ ۲۸۹) [illegible] گبن [illegible] مصنف [illegible] کی تحریر جو [illegible] تھا مقابلتاً ان دونوں [illegible] کی نسبتوں کی بہت زیادہ قدر اور عزت اور تسلیم کے قابل ہے۔

دوم اعتراض خلیفہ کا حکم مسلمانوں کی رائے کے خلاف ہے کیونکہ یہودی و عیسائیوں کی کتابیں جو ان کو حاصل [illegible] جلائی نہ جاویں اور دنیوی علم اور مورخوں اور شاعروں اور حکیموں اور طبیبوں کی تصانیف کو مسلمان لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔

تردید نہیں معلوم [illegible] مسلمانوں سے گبن صاحب کی کیا مراد ہے انہوں نے جو دلیل [illegible] بیت وسیع [illegible] گرجاؤں کے ساتھ جو مسلمانوں نے [illegible] سلطان روم نے دیا تھا سلوک کیا ہو وہ آپکو معلوم نہیں [illegible] انکی [illegible] کی فہرست [illegible] لائبریری کا نام بھی [illegible] کے کہنے کے مطابق اسکی کچھ تعداد [illegible] معلوم ہو [illegible] کتابوں کی فہرست [illegible] اور [illegible] مفصل حال لکھا صرف [illegible] لکھ دیا۔ مگر [illegible] اس طرح ہے جیسا [illegible] لکھا۔ اور جسکو خلیفہ صاحب نے اپنی کتاب میں [illegible] درج کر دیا کہ بیشک خلیفہ عمر کو کتابوں کی کچھ پرواہ نہ تھی [illegible] میں کچھ تامل تھا دیکھو اعجاز التنزیل صفحہ ۱۸۹)

سوم اعتراض شاید یہ بات محمد صاحب کے جانشینوں کے جوش ہی سے ہو سکتی ہے مگر اس معاملہ میں پر سب [illegible] کے آگ [illegible] یہ [illegible] نہیں کہ چھ ماہ تک جلائی جاتیں۔

تردید شاید نہیں بلکہ ضروری طور پر یہ سخت حادثہ محمد صاحب کے جانشینوں سے ہوا [illegible] آپ غم نہ کیجئے [illegible] تھوڑی تھوڑی لکڑی [illegible] ساتھ جلایا [illegible] کتابیں جلائی [illegible] انجیل گبن صاحب [illegible] اگر [illegible] خود [illegible] کے جھگڑوں کی [illegible] تک جلائی گئی ہوں تو [illegible] کہہ سکتا ہو [illegible] گئیں [illegible] دیکھو تاریخ روم مطبوعہ [illegible] جلد [illegible]

بیشک یہ صحیح بات ہے کہ آیرین اور بابو و فرائیٹ فرقوں کی ضخیم کتابیں رومن کیتھلک وغیرہ نے برباد کر دیں اور جلا دیں اور اُن سے نہایت ہی بُرے بُرے سلوک کئے (دیکھو فروٹ آف کرسچانٹی مطبوعہ لنڈن) اور کرسچن مت درپن مطبوعہ ۱۸۹۱ء) اور ایسے ہی سلوک علمی کتابوں اور غیر مذہب کے بااصول اُن کے ساتھ قرون ثلاثہ میں اہل اسلام نے کئے اور سنہ ھ کے بعد بھی اکثر مقامات پر ایسے ہی سلوک کئے۔ سہ تیغ کرم الکرہ قرآن درست ہو کتب سما۔ چہ ملت سست۔

واضح ہو کہ عیسائیوں نے بھی کتب خانہ جلائے ہیں اور محمدیوں نے بھی مگر اُسی وقت تعصب مذہبی کے سبب علم کی قدردانی سے محروم تھے۔ سکندریہ کے ایک ور کتب خانہ کو اس سے پہلے غالباً ۳۰۰ سال عیسائیوں نے جلا دیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی مرتب ہوگیا تھا۔ کیونکہ مذہبی پوجاری اور بادشاہ اسکے حامی تھے۔ اب ہم چند فاضل مورخوں کی شہادت عرض کرتے ہیں کہ آخرکار یہ کتب خانہ مسلمانوں نے جلا دیا ہے نہ کسی اور نے۔

نمبر ۱۔ آنریبل سرسید احمد خان صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی فرماتے ہیں "یہ تحقیق ہے اور عربی تواریخوں میں یہ واقعہ درج ہے کہ کتب خانہ خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا گیا تھا۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اُسکی ضخامت کی نسبت کچھ مبالغہ کیا گیا ہو جو لوگ اس الزام کے رفع کرنے کے خواہاں ہیں وہ صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ مصنفین عرب نے اس روایت کو غلط بیان کیا ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ ایسے ایک واقعہ کے غلط بیان کرنے کی کچھ وجہ ہو وجہ صرف یہی پیش کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کے اسکندریہ فتح کرنے سے پیشتر عیسائیوں نے کتب خانہ کو جلا دیا تھا۔ اور مسلمان مؤرخین نے غلطی سے اس واقعہ کو عمر کے حملہ مصر کے عہد سے منسوب کیا ہے۔ یہ وجہ ایسی کمزور ہے کہ اسکی درستی پر یقین کرنا مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک دفعہ اس کتب خانہ کو عیسائیوں نے آگ لگا کر جلا دیا تھا لیکن یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ عمر کے حملہ کے وقت یہ اُسی تباہی کی حالت میں تھا۔ اور بعد میں پھر جمع نہیں کیا گیا۔ یا یہ کہ مسلمانوں کے حملے کے وقت کوئی مجموعہ کتب سکندریہ میں نہ تھا اصل واقعہ اس طرح پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکندریہ میں ایک کتب خانہ تھا جسکو عیسائیوں نے جلا دیا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر وہ مرتب کیا گیا تھا تواریخ سے اسقدر تحقیق ہوتا ہے۔" (دیکھو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۰ء و سرمور گزٹ ۲۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

آنریبل محقق فاضل نے جب وہ رائے دی تو اسپر ایک مسلمان مولوی کو بڑا افسوس ہوا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ اگر ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ مسلمان جو نہ تو عرب کی قدیم تواریخ سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اور نہ مغربی علوم تک انکی رسائی ہے اس سکندریہ کے کتب خانہ کو مسلمانوں نے جلا دیا۔ مضمون کی ناواقفیت ظاہر کرتے۔ تو چنداں حیرانی کی بات نہ تھی مگر جب سرسید احمد خان جیسے لوگ بھی یہ خیال رکھتے ہوں کہ اس کتب خانہ کے حضرت عمر کے وقت میں جل جانے کی روایت صحیح ہے تو اسپر صرف تعجب ہی نہ ہوگا بلکہ افسوس ہوگا۔"

نامی گرامی مورخ ولیم سمتھ صاحب فرماتے ہیں "اس اسکندریہ کی لائبریری میں ایک روایت کے موجب سات لاکھ کتابیں تھیں۔ (دیکھو روم کی قدیم تواریخ باب ۲۲ فقرہ ۴) اور دوسری روایت کے موجب چار لاکھ (اتھینسی کی تواریخ صفحہ ۳) اس لائبریری کا کچھ حصہ سراپیس کے مندر میں جمع تھا جہاں کہ دو لاکھ کتابیں پرگمس کے بادشاہ نے دی تھیں اور کچھ ایم انٹونی نے کلیوپیٹرا کی نذر کی تھیں۔ عجائب خانہ کی لائبریری جولیس قیصر کے محاصرہ میں برباد ہو گئی۔ اور سراپیس کے کتب خانہ کو اسکندریہ کے لوگوں کے ایسے جھگڑے سے نقصان پہونچا تھا۔ اور خصوصاً اُسوقت جبکہ مندر کو عیسائی مجاہدین نے چوتھی صدی میں برباد کر دیا تھا۔ مگر کتب خانہ کی کل کتابیں اسکے بعد خلیفہ عمر کے حکم سے سنہ ۶۴۰ء میں جلائی گئیں۔" (دیکھو ڈکشنری گریک اینڈ رومن جیاگرفی جلد اول۔ صفحہ ۹۷ سطر ۲۰ سے ۴۱ تک لنڈن)

نمبر ۳۔ مشہور و معروف یورپین فاضل مسٹر جے ایم راڈویل صاحب ایم۔ اے فرماتے ہیں "اگرچہ اسلام میں بہت سی باتوں کے لحاظ سے ایک ناکامیابی ہے لیکن یہ زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک بے آب و علف سرزمین کے باشندے جسکے افلاس کی برابری صرف انکی جہالت ہی کر سکتی ہے۔ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور سچے پیرو بن گئے بلکہ عمرو اور بہت سے اور لوگوں کی طرح اسکے بزور شمشیر پھیلانے والے ہوگئے۔ وہ لوگ مملکتوں کے مالی اور شہروں کے آباد کنندہ اور کتب خانہ اُنہوں نے خراب کئے تھے۔ اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنیوالے ہوگئے۔" (ترجمہ قرآن انگریزی ۱۸۶۱ء کا دیباچہ)

نمبر ۴۔ پھر ایک نہایت قابل قدر اور بے نظیر مورخ فرماتے ہیں "اسی اثنا میں عمرو بن العاص نے جو کہ مصری فوج کا کمانڈر تھا۔ اسکندریہ کے فتح کرنے سے اُس ملک کی فتح کو ختم کیا ۶۴۰ء میں یہ بات اُسی وقت واقعہ ہوئی کہ مشہور لائبریری جسکو بطالمی خاندان نے بنایا تھا اسکو مسلمان فاتحوں نے بالکل تباہ کر دیا جب عمرو نے خلیفہ کو درخواست کی کہ ان کتابوں کی نسبت آپکی کیا رائے ہے۔ تو اُسکا یہ حکم آیا کہ برباد کردو کیونکہ عمر نے لکھا کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کی کتاب یعنی قرآن کے مطابق ہیں تو بیفائدہ ہیں اُنکے رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر وہ برخلاف ہیں تو وہ سخت نقصان رساں مذہب کے واسطے ہیں پس انکو برباد کر دینا چاہئے۔" اس حکم کے بموجب بیان کرتے ہیں کہ چار ہزار حماموں اور بعضوں کے قول کے بموجب پانچ ہزار حماموں کو شہر میں تقسیم کیگئیں جنمیں کہ وہ چھ ماہ تک بطور قیمتی لکڑی کے استعمال کیگئیں۔ اگرچہ گبن نے اس بیان کو غلط ثابت کرنے کے لئے بڑی عقل دوڑائی ہے۔ لیکن پھر بھی ہمکو اس بات کو یقیناً ماننا پڑتا ہے کہ کتابیں صرف خلیفہ کے حکم سے جلائی گئیں" دیکھو انگلش انسائیکلوپیڈیا جلد ۲ ردیف ا مطبوعہ لنڈن بریڈبری اگنو اینڈ کمپنی صفحہ ۵۶۶ و ۵۶۷)

نمبر ۵۔ عربی کے فاضل تواریخ عرب کے ماہر مشہور و معروف ڈاکٹر لیبر صاحب بہادر فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت میں سنہ ۶۴۰ء میں ابوبکر عمرو بن العاص نے مصر پر حملہ کیا۔ شہر اسکندریہ فتح ہوا اور لوٹا گیا۔ کتب خانہ وہاں کا بھی حرم کی جگہ جلایا گیا اس جگہ پہلا کتب خانہ جو بادشاہ ٹولومیز نے مرتب کیا تھا۔ وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جل چکا تھا۔ اس کے بعد یہ کتب خانہ طیار ہوا تھا۔ وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا" (دیکھو سینیہ الاسلام حصہ دوم صفحہ ۸۰ ۱۸۷۶ء لاہور)

نمبر ۶۔ مشہور مورخ ایرانی خلیفہ عمر کے قابل تعریف کاموں کی یہ تفصیل کرتا ہے "کہ اسنے چھتیس ہزار شہر۔ اور قلعہ کافروں سے چھینے اور چار ہزار مندر اور گرجے برباد کئے۔ اور ۱۴ سو مسجدوں کی بنیاد ڈالی" (انگلش سائیکلوپیڈیا جلد ۲ ردیف ا و بیان خلیفہ عمر صفحہ ۵۶۷ و ۵۶۸)

نمبر ۷۔ ایک اور عالی قدر اور فاضل مورخ فرماتا ہے "یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چھاپہ کی ایجاد سے پیشتر دنیا میں یہ سب سے بڑا کتب خانہ تھا جسکی بنیاد بطالمی سوٹر نے مسیح سے ۲۸۴ برس پیشتر ڈیمیٹریس فلیریس کے کہنے سے جسنے ایتھنز کا کتب خانہ دیکھا تھا ڈالی اس کتب خانہ کے واسطے یونان اور ایشیا کے مختلف حصوں میں ایجنٹ مقرر کئے گئے تھے تاکہ نایاب اور نہایت قیمتی کتابوں کو خریدیں حتی کہ آخرش سکندریہ کے کتب خانہ میں ۷ لاکھ کتابیں ہوگئیں ابتدا میں یہ کتابیں بروشیم کے عجائب خانہ میں رکھی گئی تھیں لیکن جب جلدوں کی تعداد چار لاکھ تک پہونچ گئی۔ تو ایک نئی لائبریری سراپیس کے مندر میں بنائی گئی جہاں کہ تین لاکھ کتابوں کے

قریب جمع تھیں جولیس سیزر کے فتح کرنے کے بعد لوٹ مار کے درمیان پرانی لائبریری کو اتفاقاً آگ لگی ستاہم سرپیس کا کتب خانہ بچ گیا جس میں بعد ازاں بہت کتابیں بڑھائی گئیں خصوصاً بیٹرنیگی ان کے جمع کرنے سے جسمیں دولاکھ کتابیں مارک انٹنی نے ملکہ کلیو پیٹرا کو نذر کی تھیں ۔ اور اس طرح یہہ لائبریری پہلی لائبریری سے تعداد اور قیمت کے لحاظ سے بہت بڑھ گئی تھی جب ۳۹۱ء میں تھیوڈوسیس اعظم کے ماتحت تھیوافلس نے مندر ویران کیا لائبریری کا ایک بڑا حصہ کھو یا گیا تھا ۔ لیکن مسلمانوں کے اسکندریہ کو ۶۴۱ء میں فتح کرنے سے یہہ لائبریری بالکل برباد کیگئی بیان کرتے ہیں ۔ کہ جب فاتح جرنل عمرو نے خلیفہ عمر سے کتب خانہ کی بابت ہدائیت مانگی ۔ اسکو یہہ حکم ملا کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کے کلام یعنے قرآن سے مطابق ہیں ۔ تو وہ بیفائدہ ہیں اور انکو محفوظ رکھنا چاہیئے ۔ اور اگر وہ غیر مطابق ہیں تو سخت نقصان رساں ہیں ۔ پس انکو برباد کر دینا چاہیئے بیان کرتے ہیں کہ ان کتابوں سے ۴ ہزار حمام گرم کیگئے اور انکی تعداد اس قدر تھی کہ وہ چھ ماہ تک گرم کرنے کے کام میں آکر جلتی رہیں‘‘ (دیکھو لیمٹر ڈکشنری آف یونی ورسل انفرمیشن جلد اول صفحہ ۱۴ لنڈن)

نمبر ۸ ۔ سامویل مسٹر سائمس آکلی صاحب فرماتے ہیں ’’ایک شخص نام جان اُس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا ۔ عمرو کی اُس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک دن جان نے عمرو سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں ۔ اور کتابیں مجھے عنایت کر دیں عمرو سپہ سالار نے اس بات کے واسطے اپنے افسر یعنے خلیفہ عمر سے اجازت مانگی ۔ خلیفہ ؓ نے جواب دیا کہ اگر مضمون کتب مطلوبہ کا قرآن مجید کی آیات کے مطابق ہے ۔ تو خیر ورنہ تمام کتابیں ردی ہیں ٹھیک دو خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھ کتابیں لوگوں کو تقسیم کر دی گئیں ۔ اور باقی کی حاکم نے اپنے حمام خانہ کے کام میں لاکر جلادیں ۔ اگرچہ بہت مبالغہ دراصل تعداد کتب مذکورہ بالا کی نسبت بیان کیا گیا ہے مگر روائیت ہے کہ یہہ کتابیں پورے چھ ماہ تک جلنے کے کام میں آتی رہیں ۔ یہہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں‘‘ ۔ (دیکھو تواریخ سراسین انگریزی صفحہ ۳۶۲ ایڈیشن دوسرا ۱۸۶۱ء موجودہ لائبریری لاہور اور مسٹر سید احمد صفحہ ۲۵ و ۲۵) ۔

نمبر ۹ ۔ مورخ ابوالفراغیس لکھتا ہے کہ فتح کے وقت عمرو سپہ سالار ۔ جان فلوپس سے گفتگو کرتا تھا ۔ اور اس سے اسکی دوستی بھی اس سبب سے عمرو سے اس نے ہی عظیم الشان لائبریری کی درخواست کی ۔ جو لائبریری فلوپس کی نگاہ میں بیش قیمتی اور وحشیوں اعرابیوں کی نگاہ میں محض ہیچ تھی ۔ اور جو ابھی تک تباہ نہیں ہوئی تھی ۔ عمرو سپہ سالار اس صرف سحر کے جاننے والے فاضل فلوپس کی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا ۔ مگر پسند یا حسب مارے کر وہ ذراسی چیز بغیر خلیفہ کے حکم کے نہیں دینا چاہتا تھا ۔ اس لئے اس نے خلیفہ سے درخواست کی جس کا یہہ حکم آیا کہ اگر یہہ گریس والوں کی کتابیں خدا کی کتاب کے موافق ہیں تو بیفائدہ ہیں اور نہ باقی رہنے دینا چاہیئے اور اگر وہ اُس خدا کے کلام کے خلاف ہیں ۔ تو وہ نقصان دہ ہیں ۔ پس انکو برباد کرنا چاہیئے‘‘ اس حکم کی تعمیل نہایت فرمانبرداری سے کیگئی اور وہ کتابیں چار ہزار سکندریہ کے حماموں میں تقسیم کیگئیں ۔ اور وہ اعداد مشکل سے چھ مہینے انکے جلنے کے لیے کافی ہوئے‘‘ (دیکھو پوکاک صاحب کی ابوالفراغیس صفحہ ۱۱۴)

نمبر ۱۰ ۔ مشہور فاضل ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ ’’اگرچہ اس لائبریری کی کتابوں کی تعداد پر شک کیا جاتا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ خلیفہ عمر ۔ نے یہہ حکم دیا تھا خلیفہ عمر امی آدمی تھا ۔ اور اسکے مجلسی سخت دینی متعصب اور جاہل تھے عمر کا یہہ کام علی کے کہنے کی تعمیل بھی‘‘ آگے عیسائیوں کے ظلموں کا ذکر کر کے فرماتے ہیں) کہ اکثر ایسے کام دینی کے متعصبوں سے ہوتے ہیں‘‘ (ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ لنڈن ۱۸۷۵ء ۔)

نمبر ۱۱ ۔ مشہور و معروف مصنف ارونگ واشنگٹن صاحب امریکن فرماتے ہیں ۔ اسکندریا کو ۶۴۰ء میں فتح کرنے کے بعد عمرو سپہ سالار نے خلیفہ عمر کو اسکا حال لکھا کہ یہاں چار ہزار محل ۔ پانچہزار حمام ۔ چار سو تماشہ گاہ ۔ بارہ ہزار باغبان ۴۰ ہزار یہودی ہیں انکو لوٹنا چاہیئے یا نہیں خلیفہ نے حکم بھیجا ۔ کہ انکو مت لوٹو ۔ اور اُن کے مال و اسباب کی فہرست تیار کرو ۔ عمرو شاعر تھا ۔ اور اُسکی ایک فلوپوس جان گرامرین والے سے دوستی ہو گئی تھی ایک کمبخت گمبد میں جان گرامرین نے عربی جرنل کی لطف عنایت سے حوصلہ پا کر ایک خزانہ اُسپر ظاہر کیا ۔ جو ابھی تک اسکی نگاہ ۔ سے چھپا تھا ۔ یا کہ اس مسلمان حاکم نے اسکی قدر نہیں کی تھی یہہ خزانہ مجموعہ کتابوں یا نوشتہ کا تھا جو اس وقت سے اسکندریہ لائبریری کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے جان نے جب جانا کہ اس نے شہر کی ہر ایک قیمتی چیز کا حساب تو لیا اور تمام اُس کے خزانوں کو مفصل کر دیا ۔ مگر اس کتب خانہ کی کتابوں کی کچھ پرواہ نہ کی تب جان نے عرض کی کہ یہہ کتابیں مجھ کو عنایت ہوں لیکن اس عالم کے پُر جوش بیان سے عمرو کی نگاہ میں ان کتابوں کی قدر بڑھ گئی ۔ اس واسطے اُن کے دینے میں اس نے بلا حکم خلیفہ کے پس و پیش کیا ۔ اُسنے فوراً خلیفہ کو خط بھیجا اور اس میں جان کے اوصاف بھی بیان کیئے ۔ اور درخواست کی کہ آیا اسکو یہہ کتابیں دیجاویں یا نہیں خلیفہ عمر کا جواب مختصر لیکن مہلک تھا ۔ خلیفہ نے لکھا ’’کہ مضمون ان کتابوں کا یا تو موافق ہے یا موافق نہیں ۔ اگر موافق ہے تو قرآن بغیر اُن کے کافی ہے ۔ اگر موافق نہیں ہے تو وہ نقصان رساں ہیں اس لیئے وہ برباد کیجاویں‘‘ چنانچہ پانچہزار شہر کے حماموں میں کتابیں اور نوشتہ بطور ایندھن کے تقسیم کیئے گئے لیکن وہ اس قدر زیادہ تھے کہ اُن کے جلانے میں چھ ماہ لگ گئے ۔ یہہ وحشیانہ حرکت ابوالفراغیس نے بیان کی ہے ۔ اور گبن نے اس پر شک کیا ہے ۔ اسوجہ سے کہ دو پرانے مورخوں الماسین اور یوٹی چی اس نے اپنی تواریخوں میں نہیں لکھا ۔ اور حال میں لوگ (بغیر ثبوت) کہتے ہیں کہ وہ کتابیں جنکا جلا دینا لکھا ہے ۔ وہ ابھی تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں ۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ انکے پاس کیا ثبوت ہے ۔ بہر کیف انکا جلانا اکثر یقین کیا جاتا ہے ۔ اور تواریخ دان اُسپر بہت افسوس کرتے ہیں‘‘ دیکھو (لائف آف دی سکسیسرز آف محمد جلد دوم صفحہ ۲۱۵ سے ۲۱۷ تک موجودہ لائبریری لاہور ۔)

نمبر ۱۲ ۔ مورخ مانڈر صاحب بہادر فرماتے ہیں ’’ٹولیمی لیگس کے لڑکے اور جانشین ٹولیمی سوٹر نے اسکندریہ میں ایک فاصلوں کا مدرسہ یعنے اکیڈمی قائم کیا ۔ اور اسی شہر میں ایک مشہور و معروف کتب خانہ بنایا جسمیں اہل روم کی فتوحات کے زمانہ میں ۷ لاکھ کتابیں موجود تھیں جنمیں سے کچھ اتفاقیہ آگ سے اس زمانہ میں غارت ہو گئیں جبکہ جولیس سیزر نے اسکندریہ پر حملہ کیا تھا ۔ لیکن وہ نقصان آئندہ صدیوں میں پورا ہو گیا یہانتک کہ ساتویں صدی میں مسلمان خلیفہ عمر کے حکم سے وہ عظیم کتب خانہ بالکل تباہ کیا گیا‘‘ دیکھو ٹریژری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۳ کالم پیراگراف آخری سطر ۱۵ سے ۲۰ تک موجودہ لائبریری لاہور)

پھر لکھتے ہیں کہ ’’۶۴۰ء میں سکندریہ کی لائبریری خلیفہ عمر کے حکم سے جلائی گئی ۔ اور وہ لائبریری اتنی بڑی تھی کہ اُسکی کتابوں سے ۶ ماہ سے زیادہ چار ہزار حماموں کی آگ جلتی رہی‘‘ (ٹریژری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۹ کالم ۱)

پادری فائیز صاحب لکھتے ہیں کتب خانوں کے چھین لینے کے بعد عمر نے انکے جلا دینے کا حکم کیا اور اسوقت کے ادھوریوں کا بھی یہہ حال تھا کہ جو پرانی کتاب پاتے تھے برباد کرتے سو اس برباد کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی قدر نہیں جانتے یا یہہ سمجھتے تھے کہ انکا مضمون قرآن کے خلاف ہونے پر گواہی دیتا ہے ۔ اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا محمدیوں کی ایسی بیخبری کا باعث ہوا (میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۱ء باب اول فصل ۳)

مولوی ۔ ابوالفرگیس کا افسانہ اس قدر مشہور نہ ہو جاتا ۔ اگر اس سے یہہ غرض نہ ہوتی کہ روم کے وحشی فقیہوں کو اس بات کا الزام دیا جاوے کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریکی

پھیلانے کی کوشش کی" اس حکایت کو سب سے پہلے ابوالفریس مورخ نے ایجاد کیا ہے جو مدینہ کا ساکن تھا۔ اور چودہویں صدی عیسوی میں یعنے اس واقعہ کے قریباً آٹھ سو برس بعد اس نے اپنی کتاب لکھی تھی۔

آریہ - یہہ آپکی تاریخی غلطی ہے واصل ابوالفراعیس نے یہہ واقعہ سب سے پہلے درج نہیں کیا بلکہ اُس سے پہلے ایک اور مورخ عبداللطیف نے اسے اسکو درج کیا ہے اور یہہ فاضل یعنے عبداللطیف مولف مصر ۲۲ ۵ سال بعد فتح سکندریہ کے ہوا ہے۔ اور ابوالفرجیوس بھی آٹھ سو برس بعد نہیں ہوا بلکہ ۶۸ ۵ سال ہوا ہے۔ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ نہایت مو رو پٹال کے بعد لکھا ہے۔

مولوی - عبداللطیف مورخ مصر حادثہ سکندریہ سے آٹھ سو برس بعد ۱۱۶۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۲۳۱ء میں مرگیا۔

آریہ - یہاں بھی حساب میں آپ سے غلطی کی ۵۲۲ سال ہوتے ہیں۔ مگر آٹھ سو سال ۸ ۲۷ سال کہاں اُڑا دیئے۔

مولوی - نہ اس واقعہ کو تاریخ بحری کے مصنف نے بیان کیا ہے جسنے اپنی قابل تعریف تصنیف کو ۱۰۲ھ یا ۱۳۱۹ء میں ختم کیا تھا۔ تاریخ بحری اول درجہ اور واقعات کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے۔

آریہ - سکندریہ کے فتح کرنے کا کوئی مفصل حال یا مع ذکر تاریخ بحری میں نہیں ہے پھر کتب خانہ کا کیا پتہ یا نشان لگ سکتا ہے۔ وہ تو سب اسلامیکی شامت سے وہ ایسے فضول واقعات کے لکھنے کو متوجہ ہی کب ہوئے تھے۔ اور اگر کچھ تحریر کرتے بھی تھے تو آپ کیا غیرت اسلامی کے تقاضے سے ماننے والے تھے۔ مورخ عبداللطیف صاحب البصری فاضل ابوالفرجیوس صاحب المدلی۔ احمد التقرزی القاہری صاحب۔ ابن خلدون صاحب ان سب کی بے تعداد وفاضلانہ شہادتوں کو کیا آپ مان لیں

مولوی رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں حضرت عمر نے تو صرف کتابیں کہ جنہیں وہ خود بھی ایسا سمجھتے تھے جلوائی ہیں بخلاف عیسائیوں کے کہ انہوں نے وہ کتابیں غارت کیں کہ جنہیں وہ لوگ خدا کا خاص کلام جانتے تھے۔ (صفحہ ۵۰ - اعجاز عیسوی مطبوعہ ۱۸۵۴ء آگرہ)

پس یہہ بات ہر طرح صحیح تحقیقات سے ثابت ہے کہ سکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ جو صحیفہ جات پر ایک نہایت ہی محبوب اور قیمتی یادگار تھی۔ کتب خانہ موصوف میں مصر یونان ہندوستان اور قدیم کی بیش قیمت علمی جواہرات موجود تھے اور اُن میں سے صرف اُن سنسکرت کی تعداد سوا لاکھ پونچے ہو تحقیق سے لاکھوں تھی اگرچہ صرف یہی ایک قیمتی اور قابل قدر علمی ذخیرہ اپنے ثانی نہیں رکھتا تھا اور اسکے ہیرے ہی اسکے لیے کافی تھے تاہم اسی قدر وقعت کا ایک اور کتب خانہ جو بھی اسی مشہور سرزمین کے خاندانی عظیم الاقتدار خاندان بطلیمی کے ہی علوم و فنون ... فراہم کیا گیا تھا انہیں تین لاکھ کتابیں علمی مضامین سے مالا مال رکھی ہوئی تھیں پس ان دونوں کتب خانوں کا جو ہو گیا ... لاکھ یوں کیا جاتا ہے یہ کرتا ہی فرماوے ... نقصانوں کا ایک چھوٹا حصہ مقصود ہوتا ہے

اگرچہ ... ہر ... مگر آخر کار اسکا تمر کزیدہ الاستثنا ... کا وہ غضبناک حکم بہت ... ہو کر اُسکا نام ونشان تک باقی نہ رہا صرف مصر ہی نہیں بلکہ ایران ... ہندوستان ... جہاں اسلام ... علم کا ستیاناش کرتا گیا۔

اس ... احمد شاہ ابدالی ... آج تک اتنے سو سال ... انکار کرسکے کہ وہ لاکھوں ... انکا کیا ... ایمان تھا ... مذہب ... خلق

مولوی کے حوالے ... ایسے واقعات ... جو ...

توایسے ہی جھوٹوں کے اور کیا ملا سکتے ہیں۔ اور اُسوقت اگر کوئی مولوی چراغ علی خان صاحب سے پوچھے کہ مسلمانوں میں تاریخی واقعات میں سامع اور ساہلت ثابت ہوئی ہے اسوجہ سے نکالے جاتے ہیں تو ایسی باتوں کو درحالیکہ صحیح واقعات سے انکار ہو رہا ہے) اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا یطلع لف عبارۃ

القائے شیطانی و توصیف بتان کا قصہ

ہم نے تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۲ پر دو معتبر تفسیروں کے حوالہ سے لکھا تھا کہ یک دن محمد صاحب بانی اسلام مکہ کے مسجد میں سورۃ نجم پڑھ رہے تھے اور اسوقت پڑھتے پڑھتے یہہ فرمایا افرایتم اللت والعزی ٥ ومنوۃ الثالثۃ الاخری ٥ تلک الغرانیق العلی ٥ وان شفاعتھن لترتجی جب یہہ ساری سورت ختم کر چکے تو سجدہ کیا یہہ ایسا وقت تھا کہ کعبہ میں بہت سے موجود تھے بت پرست اور کعبہ پرست دونوں گروہ رہے تھے کعبہ پرستوں نے بہ تقلید رسول خود اور بت پرستوں نے تقلید بزرگان بہت تعریف محمد صاحب بلکہ سجدہ کیا۔ اور باہم صلح صفائی ہوگئی یہہ خبر اُن مسلمانوں کو جو حبشہ واقعہ ملک مصر میں تھے جا پہونچی وہ سنکر بہت خوش ہوئے اور وطن مالوفہ کو پھرے چند روز کے بعد طمع پیری و مریدی کے سبب کوئی تنازعہ ہوا اور پھر آپسمیں بگڑ گئے محمد صاحب نے جھٹ فرما دیا کہ وہ آیت جسمیں بتوں کی تعریف اور شفاعت کی ترغیب تھی میرے منہ سے شیطان نے نکلوادی تھی۔ بنا بر آن منسوخ سمجھو۔

واضح ہو کہ محمد صاحب ہمیشہ دل میں تمنا کیا کرتے تھے کہ خدا کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل فرمادے کہ جس سے درمیان ہمارے اور ہماری قوم کے صلح ہو جاوے چنانچہ ویسی ہی آیت خدا نے نازل کی جسسے کعبہ پرستی اور بت پرستی مدد دی لیکن باہمی جھگڑا ہو جانے سے اسی آیت کو منسوخ کر دیا اور کہہ دیا کہ وہ آیت شیطان نے میرے منہ میں ڈالدی ہے اس واسطے کہا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اسپر ہمارے مہربان مولوی صاحب اُس سے انکار کرتے ہیں۔

۲۳۶ **مولوی** - اسلام کے مختلف فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہہ ذکر نہیں۔

آریہ - شیعہ سنی اسلام کے ۵ مشہور اور ۵۰ غیر مشہور فرقے دنیا میں موجود ہیں لیکن سب کے قرآن ہم نے ابھی تک نہیں دیکھے اور نہ غالباً آپ نے دیکھے ہیں۔ اگر کوئی ایسا ہو تو درج کیا ہے۔ مگر یہ تو تفسیروں میں ہے جس طرح اور بہت سی منسوخ شدہ آیات اب قرآن میں نہیں رہیں بلکہ نکالی گئیں انہیں کے شمار میں ایک یہہ بھی ہے۔

۲۳۶ **مولوی** - اور یہہ کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید میں ایسا مشرکانہ مضمون ہوا حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض رہا۔

آریہ - اگرچہ وہ آیت اس عثمانی قرآن میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہہ تو حضرت عثمان جامع القرآن نے ... کر کے لکھوایا ہے۔ اور باقی سب پرانے نسخوں کو آگ میں جلا دیا (دیکھو تاریخ ملک اسماعیل ابوالفدا مولفی مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۱۶۷)

لیکن اس مجموعہ ... میں جو کہ ... محمد صاحب نے پڑھا تھا یہہ آیت موجود تھی۔ تمام مفسر اس کے قائل ہیں یہہ اور بات ہے کہ القائے شیطانی الفاظ پر محققوں کا اطلاع ہو دونوں طرح حاصل ہے۔

ہم صحائف اسماعیل اور مراد الاخوت دو تفسیروں کی عبارت تو تکذیب ... پیش کر چکے ہیں ... اسی کی عبارت درج کرتے ہیں۔

تفسیر ... صحیح بخاری ... عن ابن عباس قال سجد النبی بالنجم و سجد

معہ المسلمین والمشرکون والجن والانس یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا سجدہ کیا نبی نے سورۃ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ اُس کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور انسانوں نے یہاں بالکل مہمل بیان ہے مشرکوں کے سجدہ کی وجہ کوئی عیاں نہیں جب تک کہ حضرت کی بُت پرستی کا گمان نہ ہو وہ سجدہ نہیں کر سکتے تھے اسکی تشریح شرح بخاری میں مذکور ہے جسے ہم بجنسہ یہاں درج کرتے ہیں۔

نمبر ۲ - فاضل اکمل مولوی شہاب الدین احمد بن محمد خطیب القسطلانی المصری الشافعی فرماتے ہیں۔ فی قولہ تعالیٰ اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ای اذا حدث ای اذا تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا من الآیات المنزلہ علیہ من اللہ تعالیٰ القی الشیطان فی حدیثہ فی تلاوتہ عند سکتہ من اسکتاتہ بمثل نغمہ - ذلک النبی ما یوافق رای اھل الشرک من الباطل فیسمعونہ فیتوھمون انہ مما تلاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مترحمہ لا یحمل حقا باطلا حاشاہ اللہ من ذلک فیبطل اللہ ما یلقی ولا فی ذہن عن الکتبہ ای ما القی الشیطان ویحکم آیاتہ ای یثبتہا وقال ان امنیتہ ھی قراءتہ وان ای حاتم والطبری وابن المنذر من طرق عن شعبہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ النجم فلما بلغ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی فقال المشرکون ما ذکر الہتنا بخیر قبل الیوم فسجد وسجدوا فنزلت ھذہ الآیۃ رواہ البزار وابن مردویہ من طریق امیۃ بن خالد عن شعبہ فقال فی اسنادہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فیما احسب ثم ساق الحدیث وقال البزار لا یروی متصلا الا بھذا الاسناد تفرد بوصلہ امیۃ بن خالد وھو ثقہ مشہور قال وانما یروی ھذا من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس " انتہی (دیکھو قسطلانی المعروف کتاب ارشاد الساری الشرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۹۴ و ۱۹۵ مطبوعہ نولکشور کانپور)۔

نمبر ۳ - تفسیر جلالین میں ہے۔ ما ارسلنا من قبلک من رسول ھو نبی امر بالتبلیغ ولا نبی ای لم یؤمر بالتبلیغ الا اذا تمنی) قرأ القی الشیطان فی امنیتہ قراءتہ ما لیس من القرآن مما یرضاہ المرسل الیہم وقد قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سورۃ النجم بمجلس من قریش بعد افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری بالقاء الشیطان علی لسانہ صلعم من غیر علمہ صلعم بہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی ففرحوا بذلک ثم اخبرہ جبرئیل بما القاہ الشیطان علی لسانہ من ذلک فحزن فسلی بھذہ الآیۃ لیطمئن فینسخ اللہ یبطل ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ (دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ کلکتہ مطبع احمدی ۱۲۷۰ھ)۔

نمبر ۴ - فاضل اجل جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ والسبب فی نزول ھذہ الآیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اعرض عنہ قومہ شاقوہ وخالفہ عشیرتہ ولم یشایعوہ علی ما جاء بہ تمنی لفرط ضجرہ من اعراضہم وطرصہ وتہالکہ علی اسلامہم ان لا ینزل علیہ ما ینفرہم لعلہ یتخذ ذلک طریقا الی استمالتہم واستنزالہم عن غیہم وعنادہم فاستمر بہ ما تمناہ حتی نزلت علیہ سورۃ والنجم وھو فی نادی قومہ وذلک التمنی فی نفسہ فاخذ یقرأہا فلما بلغ قولہ ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان فی امنیتہ التی تمناہا ای وسوس الیہ بما شیئہا بہ فسبق لسانہ علی سبیل السہو والغلط الی ان قال تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی وروی الغرانقہ ولم یفطن لہ حتی ادرکتہ العصمۃ فتنبہ علیہ وقیل نبہہ جبرئیل علیہ السلام او تکلم الشیطان بذلک فاسمعہ الناس فلما سجد فی آخرہا سجد معہ جمیع من فی النادی وطاب نفوسہم وکان تمکین الشیطان من ذلک محنۃ من اللہ وابتلاء زاد المنافقون بہ شکا وظلمہ والمؤمنون نورا وایقانا۔ وقیل تلک الغرانیق اشارۃ الی الملٰئکۃ ای ھم الشفعاء لا الاصنام " (دیکھو تفسیر کشاف العسقلانی مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ صفحہ ۹۱۲ موجودہ پبلک لائبریری الہ آباد)

نمبر ۵ - تفسیر مدارک میں بھی اسی طرح یہ قصہ لکھا ہے کہ پہلے تو روایت پیش کر کے یہی کہا لما بطلت ھذہ الوجوہ لم یبق الا وجہ وھو ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام سکت عند قولہ ومناۃ الثالثۃ الاخری فتکلم الشیطان بھا ملکمات متصلا بقراءۃ النبی مرتفعا بہ صوتہ انہ علیہ السلام ھو الذی تکلم بہا فیکون ھذا القاء فی قراءۃ النبی وکان الشیطان یتکلم فی زمن النبی" (صفحہ ۵۶۰ مطبوعہ مطبع احمدی ۱۲۸۱ھ ارشاد تیسیری)

نمبر ۶ - علامہ ابن سعود اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وقیل تمنی لحرصہ علی ایمان قومہ ان ینزل علیہ ما یقربہم الیہ واستمر بہ ذلک حتی کان فی نادیہم نزلت علیہ سورۃ والنجم فاخذ یقرؤہا فلما بلغ ومناۃ الثالثۃ الاخری۔ وسوس الیہ الشیطان حتی سبق لسانہ سہوا الی ان قال تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی۔ ففرح بہ المشرکون حتی شایعوہ بالسجود لما سجد فی آخرہا بحیث لم یبق فی المسجد مومن ولا مشرک الا سجد" (صفحہ ۵۶۲ حاشیہ تفسیر کبیر)

نمبر ۷ - امام فخر الدین اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ ذکر المفسرون فی سبب نزول ھذہ الآیۃ ان الرسول لما رأی اعراض قومہ عنہ وشق علیہ ما رأی من مباعدتہم عما جاءہم بہ تمنی فی نفسہ ان یاتیہم من اللہ ما یقارب بینہ وبین قومہ وذلک لحرصہ علی ایمانہم فجلس ذات یوم فی ناد من اندیۃ قریش کثیر اھلہ واحب یومئذ ان لا یاتیہ من اللہ شئ فینفروا عنہ وتمنی ذلک فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ والنجم اذا ھوی فقرأہا رسول اللہ حتی بلغ قولہ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ تلک الغرانیق العلی منہا الشفاعۃ لترتجی فلما سمعت قریش ذلک فرحوا ومضی رسول اللہ فی قراءتہ فقرأ السورۃ کلہا فسجد وسجد المسلمون بسجودہ وسجد جمیع من فی المسجد من المشرکین فلم یبق فی المسجد مومن ولا کافر الا سجد سوی الولید بن المغیرۃ وابی احیحۃ سعید بن العاص فانہما اخذا حفنۃ من التراب من البطحاء ورفعاہا الی جبہتہما وسجدا علیہا لانہما کانا شیخین کبیرین فلم یستطیعا السجود وتفرقت قریش وقد سرہم ما سمعوا وقالوا قد ذکر محمد الہتنا باحسن الذکر فلما امسی رسول اللہ اتاہ جبرئیل فقال ماذا صنعت تلوت علی الناس ما لم آتک بہ عن اللہ وقلت ما لم اقل لک فحزن رسول اللہ حزنا شدیدا وخاف من اللہ خوفا عظیما حتی نزل قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من قبلک (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۵۴ قسطنطنیہ)

نمبر ۸ - تفسیر طیبی میں ہے۔ ان النبی حدث نفسہ فقال ذلک الشیطان علی لسانہ یعنی شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ کہہ دیئے۔

نمبر ۹ - مجاہد نے اس قصہ کی یوں روایت کی ہے کہ وہ لفظ جو رسول کی زبان سے نکلے وہ الغرانقۃ العلی تھا اور بڑے بڑے مفسرین نے اسکی یہ توجیہ کی ہے کہ تحقیق ان ھذا کان قرآنا والمراد بالغرانقۃ العلی وان شفاعتہن لترتجی الملئکۃ وھذا الشفاعۃ من الملائکۃ صحیح یعنی یہ آیت کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد غرانقہ سے ملائکہ ہیں اور انکی شفاعت صحیح ہے پھر انہوں نے یہ تاویل کچھ یہ فرمایا ہے کہ اب حکم منسوخ ہو گیا ہے فقط۔

دراں میں نہیں ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ کلمات منسوخ التلاوہ میں داخل ہوگئے۔
قاضی عیاض نے بھی کہاں نسخہ کثیر من القرآن کہ قرآن کی کئی ایسی آیات منسوخ ہوگئی ہیں خدا جانے کیا بتلاتے ہیں کمراہ کرتا ہے ایسا کہ کر محمد صاحب کے ذمہ سے الزام دور کرنے کی کوشش کی ہے (شفا قسم ثالث صفحہ ۱۸۵) **نمبر ۱۰ مولوی روم** لکھا ہے۔

مثنوی دکان وحدت است	غیر واحد ہر چہ بینی آں بت است	سر ۱۹ ہر چہ بینی اندر ہیں
بگمانے حیلہ است آں نفس	بت ستودن بہر دام عامہ را	ہمچناں کان لفظ تلک الغرانیق العلے
خواندش اندر سورہ والنجم رود	لیک آں فتنہ بد از سورہ نبود	جملہ کفاراں ہماں ساجد شدند
	ہم کہ بود آنکہ سر بر در زدند	(دفتر سوم)

اس کی شرح بحر العلوم میں اس طرح کی ہے۔ "ایں حیلہ غیر وحدت است رمثنوی آورده شده تا آنکه عامہ متوجہ مثنوی شدند ازیں وجہ انہا را بتوحید رسانند اگرچہ مفید باسد چنانچہ الفاظ الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی جو داخل سوره شد عامہ مشرکان متوجہ شدند و ساجد اللہ گردیدند و این قصہ مشتمل آنست چنانچہ مروی آورده کہ آں سرور سوره نجم خواند و چوں باین آیت رسید افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ بالقاء شیطان شیطان بر زبان مبارک ایں الفاظ جاری شد تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی و چوں مشرکان ایں شنیدند خوش گردیدند و گفتند کہ محمد مدح الہہ ما کرده و انہا را شفاعت ثابت گردانید چوں بآخر سوره رسید سجده کردند۔ پس جبرئیل آمده گفت کہ ایں الفاظ از شیطان است و مثنوی ہم درین ذکر کرده است
جلال الدین سیوطی نے در منثور میں اور شہاب الدین نے مواہب لدنیہ میں اور قسطلانی نے زرقانی شرح الطال الباطل میں اس حدیث غرانیق کی تصحیح کی ہے اور قول منکرین کی بدرجہ غایت تقبیح (الرشاد صفحہ ۱۷۶)
نمبر ۱۱ — مدارج النبوة میں ہے۔ "بعضے از منہا سیر بعض القائے شیطان در زمن حضرت صلعم درپیش آورده کہ مرضی اہل تحقیق نیست و از تاویلات علمائے اہلسنت و مشہور گشت چنانچہ حضرت صلعم فی المعتد و جیہ الا جابت تا بقول رجال موقن ای یوم المحاسبہ زار تجار از اولی کرده بطریقیہ تحسین اہل سنت آمده اند کہ چوں سوره والنجم نازل شد سید عالم آنرا در مسجد الحرام در مجمع قریش مسجو رند و در انہا توقف سطر موافق مرتبہ ثانی نموده بادگیر بدیں بطریق مذکور و بعد از تلاوت آیت افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ متوقف شد۔ شیطان دران میان مجال یافتہ بگوش مشرکان رسانید کہ تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی حاصل معنے آنکہ ایشان بزرگان قوم یا مرغان بلند پرواز و امید شفاعت ایشان ملحوظ است کفار استماع ایں کلمات موصل شده پنداشتند کہ حضرت رسالت پناه صلعم خوانده تا ایشان را ستائش کرد۔ لاجرم در آخر سورت کہ آنحضرت صلعم با مومنان سجده کردند۔ اکثر اہل شرک اتفاق نموده جبرئیل فرود آمده صورت حال بعرض آنحضرت رسانید و دل مبارک مغموم از ایں معنی آزرده شد۔ حضرت باری تعالیٰ و تقدس بجہت تسلیہ خاطر سید عالم صلعم آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان در جوف تلاوت ایشاں شیطان فی امنیتہ در حرف نسبت تلاوت او چیزے خواست کہ مشتبہ شد کہ آں حرف سحر را چنانچہ بوقت تلاوت پیغمبر شیطانے کہ او را ابیض گویند بیچاره و حضرت صلعم ایں کلمات بخواند تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی در حالتیکہ حضرت صلعم سوره والنجم میخواند تا بجا رسیده بود و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ و چنے گمان بردند کہ ایں کلمات مگر تلاوت پیغمبر صلعم است فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان پس باطل و زائل گرداند خدا آنچہ در افگنده باشد شیطان از کلمات کفر پس ثابت کند خدا آیت ہائے خود را کہ پیغمبر میخواند"
(صفحہ ۴۳۷ جلد ثانی نولکشور ۱۲۸۱ھ)
نمبر ۱۲ — حضرت شاه عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔ آنحضرت را وزده قائم البالغ

واندازه آمده سوره النجم را بر مشرکان خواند چوں بدیں آیت رسید افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ شیطان دران میان مجال یافت و بگوش مشرکان رسانید تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی و چوں آنحضرت سورت تمام کرد و سجده رفت مسلمانان نیز سجده رفتند۔ و در مسجد الحرام ہیچ کا فر نماند۔ الا کہ بسجده رفت مگر امیہ بن خلف حجی بقول مشہور کہ مشتے خاک گرفت و بر روئے شوم خود را و گفت ہمیں بس است۔ پس مشرکان شاد گشتند و گفتند محمد اللہ ما را یاد کرد و مدح نموده بر استان ایشاں اثبات شفاعت کرد و ما نیز ہمیں اعتقاد داریم و الشاء زاخالق و رازق و محی و ممیت لمعبد انیم و چوں محبت در پس مرائفاق نمود۔ ما او را صلح کردیم دوست از ابتداء یاران او ہر دو اسیم ایں خبر در اطراف منتشر شد و سلطان آنرا فاش گردانید۔ و چوں مہاجران حبشہ رسید ایشاں گمان صدق ایں خبر بوطن عود نمودند۔ و چوں دو پختہ ایں واقعہ موجب حزن و ملال خاطر آں حضرت گشت صلعم حق تعالیٰ از برائے تسلیہ خاطر حبیب خود ایں آیت فرستاد وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم۔ چوں ایں آیت بسمع کافران رسید گفتند محمد پشیمان گشت از آنچہ یاد کرده بود از منزلت اللہ ما نزد خدا ایسے ما نیز با او صلح پرستیم ما زبر سر اندایشے مسلمانان آمدند۔ و مہاجران بحبشہ برگشتند چنانکہ مذکور شد (دیکھو مدارج النبوة صفحہ ۵۸ جلد دوم نولکشور ۱۲۸۱ھ)
نمبر ۱۳ — محدث شاه عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں۔ در اثنا خواندن سوره نجم شیطان رجیم بصورت خود الصورت پیغامبر شد چندے از کلمات کہ دلالت بر مدح غرانیق علا کہ لفظ محتمل است۔ ملائکہ و اصنام را مسکرد بلند خواند بوضع کہ کفار آنرا شنیده بر مدح تنا عمل نمودند در اصی شدند۔ (تحفہ اثنا عشریہ کید سیوم)
نمبر ۱۴ — قطب الدین خاں لکھتے ہیں کہ جب حضرت ان آیتوں کو پڑھنے لگے افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تین آیتوں تک تو شیطان نے اپنی آواز حضرت کی آواز کے مشابہ کرکے پڑھا تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی یعنی یہ مرغابیاں بلند ہیں۔ اور تحقیق شفاعت ان کی البتہ امید کی گئی ہے۔ پس مشرکوں نے گمان کیا کہ حضرت نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ پس خوش ہوئے اور حضرت کے ساتھ سجدہ کیا (مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۰۱)
نمبر ۱۵ — اب ہم اخیر میں شاه عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی کتاب سے اسکا آخری فیصلہ درج کرتے ہیں۔ شاه صاحب نے اول قاضی عیاض و امام فخرالدین بیہقی کے اقوال درج کرکے کہا کہ سوائے انکے جمیع کثیر مثل ابو حاتم و طبری و ابن المنذر و ابن اسحق و موسیٰ ابن عقبہ و ابو معشر وغیرہ نے انکے خلاف لکھا ہے اور اخیر میں لکھا ہے کہ "آنرا فی الجملہ اصلے ہست و بہ تف۔ ریعت چاره نیست از توجیہ اخراج آن از ظاہر تا از ہیں محذورات کہ ذکر کرده شد بر آید و محققان سلوک کرده اند در توجیہات و تاویلات مسالک بعیده کہ نہ موجب سعی و تسلی است۔ بس بعضے گفتہ اند کہ جاری شد ایں کلمہ بر زبان آنحضرت صلعم در حالیکہ عارض شد مر او را سنہ کہ آنکہ ظہور باشد مر او را و چوں مستشعر شد باں و دانست آنرا محکم گردانید حق تعالیٰ آیات خود را حکایت کرده است ابن جریر طبری از قتاده و رد کرده است۔ قاضی عیاض ایں سخن را زیرا کہ جائز نیست ولایت شیطان بروے صلعم در نوم۔ و بعضے گفتہ اند کہ شیطان ملجا او مضطر گردانید بروئے اجتناب ایں سخن تا سد ترو تا معقول مر از اول است بقولہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان و اگر شیطان را قوت و قدرت براں بودے بر ہیچ احدے را قوت بر طاعت نباشد۔ و بعضے گفتہ اند کہ مشرکان چوں ذکر میکردند آلہہ خود را وصف میکردند ایشاں را۔ پس متعلق شد آں اوصاف بذہن شریف آنحضرت ماند و حافظہ صلعم۔ پس

تکذیب براہین احمدیہ جلد ثالث

جاری شد بر زبان شریف وے سہواً۔ و ذکر کردہ است ایں را قاضی و سزاوار بود۔ و بعضے گفتہ اند کہ چوں آنحضرت در قرأۃ بقول تعالیٰ و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ رسید ترسید از مشرکان کہ یاد کنند آنحضرت زیادہ برین از ذم الٰہہ ایشاں پس مبادرت کردند بسوئے این کلام و خلط کردند آں را در تلاوت آنحضرت صلعم چنانکہ عادت ایشاں بود در لغو بقرآن و نسبت کردہ شد این کلام بسوئے شیطان از جہت بودن او حامل و باعث برآں یا مراد بشیطان جنس شیاطین است کہ ساں شیاطین انس است۔

و گفتہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترسل میکرد در قرأت و بود وقفہا و سکتہا میکرد بروش آں پس ترصد بند شیطان از سکتات و نطق کرد آں کلمات محاکی و مشابہ نغمہ آنحضرت صلعم بحیلیکہ شنید آنرا کسے کہ نزدیک وے بود پس گمان برد آنرا از قول آنحضرت و اشاعت کرد آنرا۔ و گفتہ است صاحب مواہب لدنیہ کہ ایں احسن وجوہ است و استحسان کردہ است آنرا قاضی ابن عربی کہ از اعاظم علماء مالکیہ است و گفتہ است کہ خبر داد حق تعالیٰ درین اَلبتہ کہ سنت اللہ جاری شدہ است در رسل انبیائے وے تعالیٰ۔ کہ چوں گویند چیزے زیادہ کند شیطان در وے از پیش خود کلمہ را و ایں نص است دراں کہ شیطان زیادہ در قول آنحضرت نہ کہ آنحضرت صلعم گردیداں گفت صاحب مواہب تحقیق نصب کردہ است ایں قول طریق اصلاحت آنرا (از) فرشے و وسعت علم شے و شدت ساعد وے در نظر۔ پس تفویض کردہ است ایں را۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۹ و ۶۰)

اب ہم مولوی صاحب کے سوالات پر نگرانی کرتے ہیں۔

مولوی سیفاوی نے تفسیر دیا ہی قصہ کو کیوں مسمجھا ہے کہ یہ فقرہ کہ تلک الغرانیق العلیٰ الخ پڑھا تھا لکھا کیا ہے وھو مردود عند المحققین اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ اول بیضاوی نے کسی محقق کا نام نہیں لکھا اور نہ حوالہ دیا شروع اسلام سے یہ واقعہ صحیح مشہور ملا کسی حدیث و تفاسیر میں کوئی کسی کے مردود کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اعتراض بحق ڈر کر حقنی باتوں سے آپ انکار کرنے جائیں گے۔ اسلام کو کمزور بنانے گے۔ معالم کے حاشیہ کی تو ایک ہی کہی حضرت وہ کسی آپ جیسے نے بیضاوی سے نقل کردی۔ مگر آگے بیضاوی کا نام نہ لکھا اور یہی نقل میں بھی خیانت کی وہ اسکے آگے واں الحق فاپلاء تمیز بہ الثابت علی الایمان عن المتزلزل فیہ درج ہوتا ہے اور آپ جیسے متعصبوں کو سرا ملتا ہے (جلد ۲ صفحہ ۵۵) کہ حضرت تمام بت پرستی اور بتوں کی تعریف شان ہاں تو مگر ایمان پر ثابت ہوں یہ تزلزل اسی ہو کیونکہ خدا نے وہ آیت منسوخ کر دی۔ اور قرآن سے عثمان وغیرہ نے نکال دی معالم کا تمام متن ان کے حوالہ سے کہا ہے اور سطر ۱۳ سے ۲۰ تک یہ سارا معاملہ لکھا ہے اور اسی میں یہ بیان کیا ہے والتی قرئت علی لسان محمد علی ما حکم من ما ترک الہتنا عند اللہ تعالیٰ فذلک کان من قبل اللہ رایات القی الشیطان علی لسان رسول اللہ۔ ترجمہ کہا دیں کہ محمد نادم ہوا اُس سے کہ اس نے ذکر کیا تھا در بارہ عزت بتوں ہمارے نزدیک خدا کے پس اُس نے بدلا اُن حرفوں کو ان حرفوں سے کہ ملا دیا شیطان نے رسول کی زبان پر (صفحہ ۵۲ جلد ۳ مصری) اور صاف طور پر جس طرح کہ مدینہ جاکر یہودیوں کی خاطر داری بیت المقدس کی طرف تقریباً ڈیڑھ برس سجدہ کرتے رہے اسی طرح یہاں بتوں کی شفاعت درگاہ الٰہی میں مان لی۔ اور یہ کہنا مسلمانوں کا سراسر باطل ہے کہ قریش بتوں کو خدا جانتے تھے بلکہ جس طرح مسلمان حجر الاسود و کعبہ و غیرہ کو شفیع سمجھتے ہیں اسی طرح وہ بتوں کو شفیع جانتے ہیں جو معالم میں لکھا ہے و قالوا قد عرفنا ان اللہ یحیی و یمیت یخلق و یرزق و لکن الہتنا ھذہ تشفع لنا عندہ۔ ترجمہ کہ خدا جلاتا اور مارتا ہے پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے لیکن یہ ہمارے بت شفاعت کرتے ہیں ہمارے لئے خدا کے پاس (سطر ۱۰ بیضاوی) ہم آپ کو ایک نئی بات بتلاتے ہیں کہ محمد صاحب سالہا پہلے کافر تھے اور تمام کام کفر کے کیا کرتے تھے۔ (تفسیر) محمد بد لکھتا ہے قال قوم من الخوارج بجواز ان یبعث اللہ تعالیٰ من کان کافرا قبل البعثۃ

وھو قول ابن فورک من الاشعریۃ لکن بزعم ان ھذا الجائز لم یقع و قال قوم من المسوبۃ قد کان محمد کافرا قبل البعثۃ و احتجوا بقولہ تعالیٰ و وجدک ضالا فھدیٰ (سورہ ضحیٰ) و قال برغوث المتکلم و ھو احد المجبرۃ لم یکن النبی مومنا باللہ قبل ان یبعثہ لان اللہ تعالیٰ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان و روی عن السدی فی قولہ و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک قال الوزر الشرک فانہ کان علی دین قومہ اربعین سنۃ۔

ترجمہ فرقہ از خوارج و ابن فورک از اہل سنت قایل شدہ اند باینکہ جائز است کہ حق تعالیٰ مبعوث کند پیغمبر را کہ قبل از بعثت کافر بودہ باشد و فرقے از حشویہ اہل سنت گفتہ اند کہ محمد مصطفیٰ پیش از بعثت کافر بودہ ایں آیت را حجت گرفتہ اند و وجدک ضالا فھدیٰ کہ دلالت بر گمراہی بحالیکہ محمد است میکند و فرقہ تجار یہ معتزلہ گفتہ اند کہ محمد پیش از مبعوث شدن بخدا ایمان نداشت و ایں آیت دلیل آوردہ اند ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی اے محمد تو نمی دانستی کہ کتاب و ایمان چہ چیز است و از سدی کہ از علمائے اہل سنت است در تفسیر ایں آیت و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک منقول است کہ مراد از وزر شرک است زیرا کہ محمد چہل سال بر دین قوم خود بودہ است" (شرح نہج البلاغت مطبوعہ ہند صفحہ ۴۴۲)

سورہ بنی اسرائیل و ان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ و اذا لاتخذوک خلیلا۔ ترجمہ ہر آئینہ نزدیک بودند کہ بفریبند ترا از آنچہ وحی فرستادیم بسوئے تو تا بہ بندی بر ما غیر آں و آنگاہ دوست گرفتندے ترا۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں وقت نزول آیت قصہ غرانیق دانستہ۔ معالم میں ہے قال سعید بن جبیر کان النبی یستلم الحجر الاسود فمنعتہ قریش و قالوا لاتدعک حتی تستلم بالھتنا و تمسھا فحدث نفسہ ما علی ان افعل ذلک واللہ یعلم انی لھا کارہ۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ گفتہ اند کہ قریش آنحضرت گفتہ کہ مگذاریم ترا کہ استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتان ما را و اگرچہ سر انگشت باشد آنحضرت را از غایت شوق کہ بطواف حرم داشت در خاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر حس کنم و خدائے میداند کہ من ما بکارہم"۔ جلد ۱ صفحہ ۳۹۶)

غرضیکہ ایسے ایسے خطور خاطر حضور میں اکثر گذرا کرتے تھے۔ اور ضرور ہے کہ کیونکہ بتکدہ حجر الاسود کی شفاعت لات و منات کی شفاعت و شہادت سے افضل نہیں دونوں سنگ و بت پرستی ہیں اور دونوں کی تعلیم سے جہالت پرستی ہے۔

اصل معاملہ یوں ہے کہ طبع اول کے مسلمان سارے کے سارے اس پر ایمان رکھتے تھے جوں جوں عقل کا زمانہ آتا گیا دلیلیں ہونی شروع ہوئیں۔ ورنہ ما ننا مسلمانوں کو اسے منسوخ مانا اور محمد صاحب کے دل میں شیطان کا ڈالنا یقین گردانا ہے۔ بعضوں نے محمد صاحب کی آواز میں شیطان کا آواز ملانا اور بعضوں نے شیطان کو شکل محمد میں مشکل جانا ہے۔ یہ سب تاویلیں اور جھوٹی دلیلیں ہیں۔ اسپر سب کا اتفاق ہے اور یہی بات مشہور آفاق کہ محمد صاحب نے تعریف بتاں بپاس خاطر قریش بیان فرمائی اور اصنام کی مدح سرائی اور شفاعت سب کے سامنے زبان پر لائی ہے۔ پھر سورہ حج کی ما ارسلنا کی آیت سے اُسے منسوخ ٹھہرایا اور بہانہ بنایا کہ ترغیب شیطانی سے میں نے دھوکا کھایا۔ دونوں آیات کا مضمون السابلجا ملا اور ایک دوسرے کو مکمل بناتا ہے کہ کسی جاہل کو بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی اور صاف تسلی ہو جاتی ہے کہ شیطان نے محمد صاحب سے بتوں کی تعریف کروائی اور آخر کو شرمندگی دلائی محمد صاحب محزون ہوئے اور سرنگوں۔ مفسرین گواہ ہیں اور محدثین آگاہ۔ آسمان سے جبرئیل جبشہ سے اصحاب جلیل و اپس آگئے۔ محققین نے شیطان کا نام بتلایا جس نے حضرت کو جادۂ راستی سے بہلایا ہے اور آپ قاد یانی بنی کے حواری ہیں تو شرت سے انکاری ہوتے ہیں اور خصوصا ہیں آگر ابن ابی حاتم و طبری و ابن منذر و ابن اسحاق و ابو معشر و موسیٰ بن عقبہ و شہاب الدین و ابن عباس و عبد العزیز و عبد الحق و جلال الدین

سیوطی دہلوی رومی و فاضل نامدار مخشری و حسن واعظ و امام فخرالدین رازی مسعود وغیرہ وغیرہ تمام علماء فضلا اولین و آخرین کے خلاف اپنی کفر کی کیاری بوتے ہیں جنتک شیطان کی ڈالی ہوئی کوئی تمنا اسی کے دل میں بتلاؤ گے اور سیدِ نجم اور سحر کی آیات کی کوئی تطبیق نہ بتاؤ گے۔ قرآن کی کچھ بچ سائی و رات نہیں ہوتی اور آپ کی منافعانہ اسکیم ساری کے درمیان نہیں ہوتی مولوی کا اس سدہ حملہ دافع دانت شکن کیا گیا جملہ شدہ حملہ مار بھگایا گیا۔

عدم ضرورت قرآن

مولوی ۲۹۳-۲۹۶- اگر دنیا کے انتظام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے مختلف ناظم مقرر کئے تو دنیاوی انتظام سے زیادہ روحانی انتظام کے واسطے کئی ناظموں کا آنا ضروری نہیں۔

آریہ۔ ہم بھی منکر نہیں ہیں مختلف وقتوں میں ریفارمروں کی لوگوں کی اصلاح کے واسطے آنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ آ رہے ہیں۔ مہرشی کپل۔ مہرشی گوتم۔ مہرشی کناد۔ مہرشی پتنجلی مہرشی ویاس۔ مہرشی جیمنی۔ سوامی شنکر۔ سو بہو وششٹ ولو رشی وسوامتر۔ راجرشی جنک۔ شری رامچندر۔ سری کرشن۔ لوتھر۔ ابن آچاریہ۔ شنکر آچاریہ رامانج آچاریہ۔ نانک۔ بدھ اور زمانہ حال میں ہمارے مقتدا و پیشوا رہنمائے عالم عالمان سوامی دیانند سرسوتی مہاراج جلوہ گر ہوئے جنہوں نے ویدوں کو پھر دنیا میں ایک زبردست ڈنکا لگا گئے۔ مگر ان میں سے کسی نے الہام کا دعویٰ نہیں کیا سب کا دار مدار تمام تر ویدوں پر تھا۔ اور کسی نے کسی پیرایہ میں سب ویدوں ہی کے پیرو کار ہے سب ویدوں کا الہام مانتے۔ وید پر ایمان رکھتے تھے۔ انمیں سے کسی نے بڑا محمد صاحب کا کام نہیں کیا۔ مثلاً کمبخت۔

اب ہم دوسرے ملک کے ریفارمروں کا حال لکھتے ہیں۔ موسیٰ صاحب سے لیکر محمد صاحب تک اور زرتشت صاحب سے ارسطو صاحب ہم سب ریفارمروں اور حکیموں کی قدر کرتے ہیں مگر کسی کو ملہم ربانی نہیں مانتے ان کے الہامی دعوے کو بلکہ انہوں نے کیا ہو بالکل باطل جانتے ہیں۔ ہاں جس جس حد تک انہوں نے اصلاح کی ہے اس کے لئے انکی تعریف کرتے ہیں مگر خاصکر توریت اور قرآن کے بانیوں کے چال چلن انکو ریفارمروں کے اعلیٰ درجہ تک نہیں ہونے دیتے۔ اور ہمیں بھی مجبوراً انہیں اس رتبہ سے گرانا پڑتا ہے۔ انکا یہ دعویٰ ہے کہ ہم الہامی ہیں باوجود موجودگی الہامات کے ہم قطعی صداقت کے خلاف مانتے اور محض ویدوں کو ہی جانتے ہیں۔ ایک خدا اور اسکے حکموں میں ادھر خلاف یہ سراسر اندھیر ہے۔ بس یہ پہلی ضرورت مردود ہے۔

۲۹۷- مولوی- دوسری ضرورت- جزیرہ نمائے عرب کے لوگ ابتدا سے مدت تک محروم رہے- توریت و انجیل نے عرب کے سمجھنے میں کوئی کامیابی نہ دکھلائی- بھلا سید جبلی تعلیم سے ہم آریہ ورتی لوگ باوجود کوشش کے بھی واقف نہیں ہو سکے کیونکر فائدہ اٹھاتے حساب سے اور بدلسکوں اور مشنریوں نے اس قوم عرب کی نسبت یہ کمزوری دکھائی۔ اور اتمام حجت نہ کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم نے جوش مارا اور اس قوم کو محروم نہ رکھا۔ بلکہ وہاں ایسا ہادی پیدا کر دیا۔ اور اسے قرآن جیسی کتاب دی جس کی قوی تاثیر نے وہ تمام صداقتیں اور امتیازیاں جو دنیا بھر کے ملہموں کے پاس اور پاک کتابوں میں مندرج تھیں مرکز عرب کو بھی پہنچا دیں۔

آریہ۔ تردید ضرورت دوم۔ جس طرح عرب کے لوگ محروم تھے اُس سے ہزار درجہ بڑھکر تمام افریقہ و یورپ۔ امریکہ۔ چین۔ روس۔ ہندوستان۔ افغانستان۔ جزیرہ نما ہند چینی۔ آسٹریلیا وغیرہ محروم تھے۔ اور ابتک محروم ہیں۔ سب سے زیادہ زور جہالت کا افریقہ میں ہے۔ مگر وہاں کوئی جوش نہ مارا۔ اور یہ بھی سن لیجئے۔ عرب میں تو ابراہیم نبی اسمٰعیل نبی۔ پھر موسیٰ اور شعیب بھی ہوئے ہیں۔ مگر افریقہ میں آجتک کوئی نہ ہوا اور سر چین اور امریکہ ہیں۔ یورپ اور آسٹریلیا اور بالکل ہی علم الٰہی سے محروم تھے۔ پس ان ملکوں میں کوئی آثار جوش کے کوشش کے نہ ہوئے۔ ناظران یہ جوش رحم کا نہیں بلکہ طرفداری یا مردم آزاری کا ہے۔ اسی واسطے ہم ایسے معقول جوش سے نامزد نہیں کرتے۔ بلکہ سراپا خود غرضی کا جوش و حیز جانتے ہیں۔ اسوقت تک عربی زبان میں انجیل اور توریت کے ترجمے ہو چکے تھے جناب مسیح کو ہوئے صرف پانچسو برس گذرے تھے مگر آجتک باوجود گذرنے ۱۳۰۰ برس کے قرآن کئی ملکوں اور زبانوں میں نہیں پہنچا۔ پس یہ جوش کی ضرورت تو ایسے جوش مذہبی دعوے سے ظاہر کی جس طرح محمد صاحب نے ہزاروں ملکوں کے حق میں کمزوری دکھلائی۔ قرآنی شمشیر کند ہوگئی۔ باوجود ۱۳۰۰ برس کی ترقی کے ابھی تک مکہ مدینہ اور عدن میں بت پرستی ہوتی ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی سے ساری اسلامی دنیا بھرپور ہے۔ تمام دنیا میں اور تمام مذہبوں میں جو اودھ کے جاننے والوں کے سب یہی موجود ہے۔ ہیرے چاندی سونے کی مورتیاں موجود ہیں۔ لیکن قرآن نے اتمام حجت نہیں کی۔

انکو تعصب مذہبی سنت ہے مکہ والوں جیسی آن کہیں نہیں دکھتی کہ وہی آن جنت میں وہی اصل گوشت ... ہی گورکھوں میں اور وہی امریکہ کے جنگلی باشندوں اور جیسے لینڈ والوں میں موجود ہے۔ اور آئرلینڈ والے بھی وہی آن بان رکھتے ہیں۔ جاکر دیکھو بلوچستان اور مالوہ کے جاٹ بھی کسی حالت میں اُنسے کم نہیں ہیں۔

محمد صاحب کو اگر عرب کا ریفارمر بھی مان لیا جاوے۔ تو انکی اس غلطی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ انہوں نے باوجود گھر میں خدیجہ سے تعلیم پانے اور بحیرہ وغیرہ راہبوں سے ملکر مذہبی واقفیت حاصل کرنے اور سلمان فارسی جیسے لوگوں کی دوستی کے یہ کہا کہ میں گذشتہ لوگوں کی کتابوں سے کچھ نہیں جانتا۔ خواب اور بزبان یاد کر تمکو سناتا ہوں۔ الٰہی الہام کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ تمام محقق مزاجوں نے بالاتفاق مان لیا کہ قرآن عثمان جیسے فصیح لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ اور اسی واسطے اس نے تحریف میں ... کی ایسی تک اور نوبت کیا خود عرب بھی بلکہ بلوچ جہالت ... میں مسلمان ہیں۔ اور علم و عقل سے ناآشنا ہیں ... کا حال اس سے ناگفتہ بہ ہے۔ حضرت معاویہ نے عائشہ طلحہ اور زبیر کا حضرت علی سے جنگ ... اور حسین کی لڑائی۔ کیا قرآن کی نور کی جلوہ نمائی نہیں ہے۔ اسی طرح محمود اور اسمٰعیل اورنگ زیب اور سپاہیان اور تیانہ شاہ۔ بابر بادشاہ اور ابراہیم لودی۔ اکبر اور ... بہادر شاہ اور ... ہمایون بادشاہ۔ نادر شاہ اور محمد شاہ۔ سراج الدولہ ... اسی طرح اسی کے ترب اسلام کے اور فرقے۔ ذرہ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ خاک ... کہاں اُنمیں محبت کہاں انمیں شکیب دیکھتے ہیں ... بردہ فروشی اور غلامی۔ امیر عبدالرحمن خان کا ہزارہ کے مسلمانوں کی عورتوں کا سر بازار نیلام کرنا اور بیچنا۔ عرب روم وغیرہ اسلامی ملکوں میں لونڈیوں کی خرید و فروخت کثرت ازدواج۔ ... حاجیوں کا لوٹنا کیا یہ غیروں سے کرتوا ہیں یا مسلمانوں سے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

پیچ ڈالیں جو یوسف سا برادر بیچ دو ... سے خاک اٹھاتے ہوتے ہیں کیسے بھائی ... پروردگار کے واسطے اور اعتبار کرو اور سوچو حسن اور حسین ابوبکر اور عمر عثمان اور علی کن کے ہاتھوں سے مارے گئے کیا محمد کے ہاتھوں سے یہ انکے سارے بزرگ قتل نہیں ہوئے۔ امام ابو حنیفہ جیسے فاضل شمس تبریز اور منصور حلاج و سرمد دار جیسے موحد کن کے

ہاتھ قسمت مارے گئے۔ پس ابھی تک سیدھا راہ یہی ہے کہ خدا کو حاضر سمجھو اور قرآن کی باطل تعلیم سے ہٹ کر وید مقدس پر ایمان لاؤ۔ اگر محمد صاحب سچے ریفارمر ہوتے تو انکو چاہئے تھا کہ یا تو سوامی کی طرح صرف توحید کی وعظ کرتے کسی کتاب کا ذکر ہی نہ کرتے اور اگر یہی منظور تھا تو صاف کہدیتے کہ میں ان سچی کتابوں یعنی سرو شروتی جنکا نام وید ہے اور ہم لوگ اسی کے مطابق۔ مذہب عربی زبان میں سناتا ہوں۔ ان اولیٰ کیا۔ لیس انہ لتنزیل رب العالمین فی ھذا لتکون علی المرسلین لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ فاتبعوہ وھو الحکیم ترحمون۔ والذین یؤمنون بما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علیٰ ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منھا شفاعۃ ولا یؤخذ منھا عدل ولا ھم ینصرون۔ اگر ایسا کرتے تو دوسری مذہب یا الہام کی ضرورت نہ رہتی اور نہ پیغمبری عزت کی بات رہتی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ انکی آنکھ کے سامنے موجود تھا۔ یہود۔ عیسائی۔ صابئین۔ توریت۔ انجیل۔ زبور۔ عرب اور اسکے بت پرست اور انکو منو سائے وغلط ہیں کا قرآن میں ذکر کیا اور انہیں کے حوالے دیئے۔ عیسیٰ و موسیٰ کی تقلید میں معجزہ کا دعویٰ کیا اور معراج کے بابت بیہودہ زردشت کی نقل کی۔ پس قرآن انکے اور انکے دوستوں کے حالات کا مجموعہ ہے الہامی نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی بدقسمتی سے قرآن کی کوئی ضرورت ہے

صفحہ ۳۳ و ۳۴ مولوی۔ ضرورت سوم دنیا میں ہمارے سادات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہوں نے بقدر امکان راستی اور راستبازی کو دنیا میں پھیلایا مگر انکے بعد ناقص فہم اور جھوٹے بلکہ نا سمجھ سرگروں نے ان کی پاک تعلیم میں باطنیوں کو ملا دیا۔ اور اس میں خلاف مچایا ہندوؤں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ کبھی اوتاروں کچھ مچھ اور سور کے اشکال پر دنیا میں آنا اعتقاد کیا عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے خاکسار بندے مسیح کو خدا یا خدا کا ازلی بیٹا یقین کیا اور انہیں رومن کیتھولک نے مسیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ عیسائیوں نے عیسیٰ کو ملعون بنایا۔ یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہونچائی اور ابراہیم زندہ ہوکر تشنہ کے سب نجات کے وارث بنے۔ اور بعض نے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ بیچارے بہاسک گرے کہ باری تعالیٰ ہمہ اوست سرب شکتی مان ذات کو اپنے حواس کر کے کہدیا کہ باریتعالیٰ سے بھی بدوں مادہ کے کسی چیز کا بننا محال ہے اور سنگ کے قابل ہو کر اسی بات کے منکر ہو بیٹھے انہی غلطیوں کے بچانے کیواسطے قرآن کی ضرورت ہے۔

آریہ۔ مسئلہ ہندو کی غلطی ہے کہ وہ پرماتما پرمیشر کو برخلاف وید و شاستر اوتار آپ شکل کے اوتاری مانتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ صاف ہے کہ ہندوؤں نے غلطی سے جینیوں کے ملے پرانوں کو وید مان لیا جنہیں اوتار کا ذکر لکھا ہوا ہے۔ ویدوں کا کوئی قصور نہیں اور نہ اُنمیں اوتار کا مذکور ہے۔

سوی توریت کی ستاکی میں ہے سچی کیونکہ اُسمیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہونچائی رزشتہ نکلانے کے عوض موسیٰ کو پیٹھ دکھلائی طرح بابل کو دیکھنے کیواسطے خدا آسمان سے اُترا اور کرم سے آدم کو باغ میں تلاش کرتا رہا۔ پس یہ یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ توریت کے الہام کا قصور ہے۔ انصاف کی بات ہے کہ توریت کا خدا تمام دنیا کا خدا نہیں وہ تو ابراہیم کا خدا اسحاق کا خدا یعقوب کا خدا ہے پس یہود ایسا ماننے سے محو ہیں جب توریت میں سب نبیوں کی بدچلنی مذکور ہے تو یہود بدچلن ہو کر مقرب کیوں نہیں۔

عیسائی انجیل کے سبب صاف گمراہ ہوگئے۔ انہوں نے انجیل کو الہامی مان لیا۔ پس جو کچھ اسمیں درج تھا وہ انہیں ضرور ماننا پڑا۔ چونکہ انجیل میں مسیح کو خدا۔ خدا کا ازلی بیٹا۔ لکھا ہوا ہے۔ اگر انجیل سچی ہے تو مسیح سے انکار کرنیوالا ابدیتک ملعون ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ انجیل الہامی نہیں اور خلاف علم وعقل کے خلاف کتاب کو الہام ماننے کا یہی برا نتیجہ ہے۔

اسی بلا میں مسلمان بھی مبتلا ہوگئے جسطرح ہندوؤں نے کچھ مچھ سور کو اوتار مانا اسیطرح آپکے صوفیوں نے کہا اگر ندیا بلا بلکہ سب جہان کو خدا گردانتے ہیں۔ آپکے تمام علماء اور بزرگ مولوی محی الدین عربی شیخ احمد سرہندی شمس تبریز بایزید بسطامی سرخیل عارفان حضرت جامی وغیرہ ہمہ اوست کے قائل ہیں اور تناسخ باریتعالیٰ کو اوتار۔ وہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے کسطرح اچھے نہیں بلکہ برابر ہیں۔ قبر پرستی تعزیہ پرستی اور پیر پرستی مسلمانوں میں عالمگیر ہے۔ جو حق پرست لوگ خدا سے مانگتے ہیں یہ لوگ قبروں اور پیروں سے مانگتے ہیں۔ اگر ہندو اور عیسائی اُن حال سے مشترک ہیں تو یہ اُن سے ہزار درجہ زیادہ کافر ہیں۔ جو فخر یہودیوں کو ابراہیم کی اولاد ہونیکا ہے وہی فخر سیدوں کو حضرت کی اولاد ہونیکا ہے اور اس گناہ سے زیادہ مجرم تمام دنیا کے مسلمان ہیں کیونکہ وہ دربار محمدی کے ساتھ اُسکی اولاد کی پرستش بھی کرتے ہیں اور ان کا نام ورد کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی خدا کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہنچائی اور اُس کی مثال دجھکر مہ کی کہانی ہے۔

باقی رہے آریہ انکی بابت جو کچھ آپنے بعض وغیرہ کے سبب دلی بخارات نکالے ہیں وہ اوساف ناحق مرتد کے بیانات سے پڑھکر وقعت نہیں رکھتے ہیں۔ بدوں مادہ کے کسی کو پیدا کرنا علم و عقل تجربہ اور قانون قدرت کے خلاف ہے۔ یہ محض بیہودہ پن اور اعراموں کی عقلمندی کا نمونہ ہے۔ کسی عقلمند نے یہ کبھی مانا اور نہ مانیگا۔ عقل کل خدا ایسا نہیں کہ جہالت کی تعلیم دے یا بیوقوفی سکھلائے۔ وہ تمام دانائی کا مخزن ہے۔ قرآنی خدا کی طرح وید نہیں اس پر پیغمبر نہیں بھیجا لکھے ناخواندہ نیم ناخواندہ استاد دیکھو سورہ جمعہ جس کی سارے کارخانہ الٰہی میں موجود ہوتا ہے راجاستانی حکم جیون ہوتا ہے جوید لکھنے والے مان لیتے ہیں۔ آریہ لوگ کبھی نہیں مان سکتے۔ ایسے بیہودہ مسئلے اگر کسی کی الہامی کتاب میں ہوں وہم سے مسئلہ تو درکنار اُس کتاب سے ہی انکار کرتے ہیں۔

تناسخ ایک ضروری مسئلہ ہے اور تمام علم معقول اُسکی بنیاد ہے۔ قدرت کے ہر ذرہ میں تناسخ نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ وہاں کی دنیا اسوقت بھی تناسخ کی قائل ہے مسلمانوں میں تناسخیہ فرقہ موجود ہے۔ محمد صاحب بھی سوروں اور بندروں کی جونوں سے انکار نہ کرسکے۔ تمام فاضل مسلمان مجدد وقت و امام زمان تناسخ کو مانتے ہیں۔ ہم ہر ایک چیز میں روزمرہ تناسخ کا ہونا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس اگر تناسخ غلط ہے تو خدا کی خالقیت کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور ایسے ضروری اور علمی مسئلہ سے انکار کرنا دوسرے لفظوں میں خدا سے انکار ہے۔ پس الہام قرآنی کی یہ تیسری ضرورت بھی محض فضول ہے وید مقدس کافی ہے۔

ص ۳۳۔ مولوی۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے آئے۔ انہوں نے الٰہی الہام سے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اور آخر کار لوگوں کی سابقہ بت پرستی یادوں کی محبت کے ساتھ ایسی ملی کہ ہادی ہی معبود بنائے گئے۔ دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رامچندر جی اور کرشن جی کو۔ مگر ہادی اسلام نے اس دعوت توحید کو اسطرح پورا کیا کہ اپنی عبودیت کو الٰہی توحید کا لازمی جزو قرار دیا۔ اور کھول کھول سنایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد۔

آریہ۔ جسطرح مسیح اور موسیٰ نے اور سری رامچندر اور سری کرشن نے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اسیطرح محمد صاحب نے مگر الہام کے نہ ہونیکے سبب سے پیروں نے غلطی کھائی چنانچہ ثبوت حسب ذیل ہے۔

مسیح کا قول۔ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا بلکہ وہی جو باپ جو کہ آسمان پر ہے اُسکی مرضی پر چلتا ہے۔

موسیٰ کا قول۔ تو خدا کی کوئی تصویر نہ بنا اسکے سوا کوئی تیرا دوسرا خدا نہ ہووے۔

سری رامچندر جی کا قول۔ میں اپنی شکتی سے سرشٹی کا کام نہیں کرسکتا میں آدمی ہوں خدا نہیں ہوں۔

سری کرشن جی کا قول۔ اے ارجن تیرے اور میرے بہت جنم ہوچکے ہیں تو ایشور کی بھگتی کر۔ اونکار کا جاپ کر اسی کی بھگتی سے تیری مکتی ہوگی اور کسی کی پوجا سے تیری نجات نہیں ہوسکتی۔

محمد صاحب کا قول۔ الٰهکم اله واحد۔ لا نعبد الا الله۔ مگر بعض کے پیروؤں اور معصوموں سے خود سخت غلطی ہوئی کہ جس سے سب پرستی انکی اُمت میں جاری ہو گئی۔ مسیح نے بڑے صاف لفظ میں اپنے آپکو خدا اور خدا کا بیٹا کہا مخمو یعنی اُسے سجدہ کا مانع نہ ہوا۔ جس سبب سے وہ سارے کے سارے گمراہ ہو گئے۔

موسیٰ نے خدا کو بڑی عبارت سے یاد کیا۔ پچھتانا۔ دلگیر ہونا۔ نفاق ڈالنا۔ جہاد کا حکم لوگوں کو قتل اور خونریزی کا حکم۔ بدکاری کی اجازت۔ آگ میں خدا کا دیدار۔ اور سوختنی قربانیاں وغیرہ جس سبب سے قوم گمراہ ہو گئی۔

راویوں کے مضمونوں نے اوتار کا مسئلہ گھڑا۔ ہزار ڈیڑھ ہزار سال سے اُس کی بنیاد ہے جب سے وحدت ہیولا او وجود خدا سے کا خیال پیدا ہوا تبھی سے ہی ایسے مسائل اختراع ہوئے۔ ورنہ قرآن اور اتھرو وید کی تعلیم اسکے مخالف ہے۔ اور خود وید کے بھی برخلاف ہے۔

محمد صاحب نے ہی عدم سے وجود ما لکن فیکون کے مسئلے کے مطابق ہمہ اوست کی تعلیم دی جس سے اُنکے چیلوں نے بھی آپکو خدا کہا ہے۔

مولوی فریدالدین۔ احمد ہے انتہا احد کے آمد بکار۔ سر مخفی با تو گفتم آشکار
شیخ حمید الدین ۔ در عشق یار بہ محمد ۔ چون بود کہ خود پیغمبری کرد
سید بلھے شاہ ۔ مولا آدمی بن آیا ۔ ہوئے ہر روح کھیل رچایا
مولوی رومی۔ این جملہ جہان کہ مے آمد و مے رفت ۔ ہر قرن کہ دیدی تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد

حدیث میں ہے۔ انا من نور الله یعنی میں خدا کے نور سے ہوں۔

شیخ صدیقی۔ احمد کو ہمہ جان رکھا ہے وہی احد۔ مذہب کچھ اور ہو گا کسی بوالفضول کا

اسی طرح علاوہ یہ لوگ مسلمان کہلانے رسول پر ایمان رکھتے۔ مگر خدا کے اوتار کے قائل ہیں یہی حال بلوچستان کے ذکریوں کا ہے۔ محمد صاحب اگر مردوں کے جلانے کا رواج کرتے تو قبر پرستی نہ ہوتی اور سب طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دیتے تو کعبہ پرستی نہ رہتی اور اگر سنگ اسود کو بھی توڑ دیتے تو بس بت پرستی کا خاتمہ ہو جاتا۔ مگر یہ نہ کیا اور یہی بلکہ اس سے زیادہ قصور ان سے ہوا۔ ہاں وید مقدس نے ازل سے تمام مسائل مذہبی اور خصوصاً بت پرستی کا فیصلہ کر دیا۔ کہ مثل الکافرون صاحب وید کے ہیں یعنی خوبی و عمدگی سے وید نے ہر قسم کی بت پرستی کی تردید کی ہے۔ آج تک کسی مذہبی کتاب سے نہیں ہو سکی۔ اور یہی سبب ہے کہ آریہ لوگ سب سے زیادہ ہر طرح کی بت پرستی کے مخالف ہیں۔

تمام محقق فضلا کا بیان ہے کہ وید بت پرستی کے قطعی خلاف ہیں اور یہی سبب ہے کہ باوجود سوامی دیانند جی کے بعد اعلانوں کے آج تک ایک منتر بھی مورتی پوجا یا اوتار کا ہندو وید سے نہ نکال سکے (مفصل دیکھو مباحثہ جموں اور کاشی جیولا) پس باوجود موجودگی ایسی مقدس ہدایت وید کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳۴۔ مولوی حضرات الہامی وساطت اور اُنکے پیروؤں کی کوشش سے صداقت دنیا میں پھیلتی ہیں مگر انکی قوم سے حفاظت نہ ہوئی۔ یا وہ لٹریچر یا زبان ہی مر گئی جس میں الہام ہوا تھا۔ یا ایسی قوم ادبار میں پھنسی کہ انہیں اپنے ہادی کے جانشین ملہم اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور انکی تعلیمات کو مختلف مدارس سے پھیلایا کریں۔ اُنکا آنا ہی موقوف ہو گیا۔ جیسے آریہ اور عیسائیوں میں اور انکے بعد یہودیوں پارسیوں وغیرہ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اور اس عدم الہام کی تفاسیر بھی ایسی مختصر ہو گئیں کہ حق کا باطل سے جدا کرنا محال ہوا۔ اور قوی التاثیر ملہم جبکہ اللہ کی طرف سے تائید ہوا اس قوم میں پیدا نہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو جو صداقت آگرو بابی مختلف کتابوں اولڈ ٹسٹمنٹ نیو ٹسٹمنٹ۔ سقراط کے ملفوظات۔ چاروں وید۔ ژند۔ دساتیر وغیرہ سے عربی۔ یونانی۔ ویدک سنسکرت ۔ دری کمال اسی چھین ذخیرہ السنہ سے لیتی ہیں اور انہیں انکے مفسرین کے غلط خیالات کو الگ کرتا

پڑتا تو کیسا مشکل بلکہ محال کام ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام تعلیمات کو قرآن میں بھی جمع کر دیا ہے اور ہمیں مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کی حاجت نہ رہی۔ گو مسیح لکھ آگیا کتاب بجو لسانی آدمی۔ عیسائیوں کی کوشش تو اب بھی تمام اہل مذہب سے زیادہ ہیں جتنی زبانوں میں انجیل ترجمہ ہوئی ہے۔ قرآن کی تو کیا کسی کتاب کی بھی اسقدر اشاعت نہیں ہوئی۔ لیکن انجیل کی تعلیم مردود ہے اور یہ انکے سر دشت۔ ہاں عربی زبان مردہ ہے۔ ژند اوستا کا بھی یہی حال ہے اور اس خرابی کی جڑ وہی اسلامی طوفان ہے جسنے ایران کو برباد کیا۔ مگر وید جی میں یہ بات کسی طرح موزوں نہیں۔ کیونکہ سنسکرت زبان مردہ نہیں ہے اور نہ اسکی اشاعت عربی وغیرہ سے کم ہے۔ سنیئے سنسکرت کی گرامر تمام زبانوں کی صرف و نحو سے بڑھکر اور عمدہ ہے۔ انہیں آریہ لوگ دیس بولتے ہیں اور موجودہ زمانہ کی تمام انسانی قوموں سے ہر طرح بڑھکر ہیں۔ فارسی۔ یونانی۔ لیٹن۔ جرمن وغیرہ سب زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے۔ یونانی سے زیادہ کامل۔ لیٹن سے بڑھکر وسیع اور دونوں کی نسبت بہت مہذب ہے۔ سنسکرت کل زبانوں کی ماں اور تمام زبانوں کی مخرج ہے۔ ہزاروں آریہ لوگ ہندوستان سے نکل کر مصر میں بسے اور انہیں سے سب بڑے بڑے فلاسفروں نے موسیٰ سے لیکر ملتوںتک مذہبی اور گیان حاصل کیا۔ (دیکھو کتاب انڈیا ماسٹ اینشنٹ ہسٹری صفحہ) جس جاپان۔ مصر۔ یونان۔ روم۔ ایران وغیرہ نے وید کی دانائی سے روشنی پائی۔ آریوں کی یا سنسکرت یورپ اور ایشیا امریکہ کی سب باتوں کی جڑ ہے۔ اب بھی سنسکرت کی پبلکیں کسی زبان سے کم نہیں ہیں۔ اور نہ سنسکرت بولنے والے پنڈتوں کی تعداد تمام عرب کی آبادی سے کم ہے۔ بلکہ کئی کروڑ آدمی اب بھی سنسکرت میں بات چیت کرنے والے موجود ہیں۔ پس سنسکرت کا لٹریچر اور زبان مردہ نہیں ہے۔ اور نہ وید کسی طرح منسوخ ہونے کے لائق کیونکہ ویدوں کی نہایت نورانی تفسیریں چار براہمن اور دس اوپنشد موجود ہیں۔ ویدوں کے محافظ وید پاٹھی بھی ہزاروں کی تعداد سے اوپر ہیں۔ اور مقدس لوگ اس زبان اور دھرم کے زندہ رکھنے کے واسطے مختلف اوقات میں مختلف تدابیر سے عمل کرتے رہے ہیں۔ انکا آنا موقوف نہیں ہوا۔ دیکھئے مہابھارت کے یودھ کے بعد سے ہم اپنے تنزل کا آغاز جانتے ہیں۔ تاہم یوں سمجھئے کہ جب سے ہر مذہب دنیا میں پہلے شروع ہوئے تب سے کتنے ریفارمر ہوئے ہیں۔ اول بیاس جی۔ دوم جیمنی جی۔ سوم شنکر جی۔ چہارم کمارل آچاریہ جی۔ پنجم سنکراچاریہ۔ ششم چانک منی۔ ہفتم گورکھ ناتھ۔ ہشتم بھرتری ہری۔ نہم رامانند۔ دہم ... یازدہم نانک۔ دوازدہم دیانند سرسوتی۔ اور آیندہ بھی ہوتے جاوینگے۔ ہماری تحقیقات کے مطابق ان سب کا وید مت تھا۔ بیان دلائل کا طریقہ جدا جدا تھا۔ نہیں کسی کا نیا مت چلانے کا مطلب۔ ونہ انکا وید کے سوا کوئی اور مت تھا۔ اِن سب نے اپنے اپنے وقتوں میں بد دھرموں سے مقابلہ کیا۔ اور بہت کچھ دانت کھٹے کئے۔ اور سب سے زیادہ مشکل کا سامنا ہمارے سوامی جی کو ہوا۔ اسوقت ہندوؤں کی غلطیوں کے سوا انہیں محمدیوں اور عیسائیوں کی خرابیوں کا بھی رد کرنا پڑا۔ تمام الزامات متعلقہ وید کے رد کر کے جن جن لوگوں نے کچھ کچھ غلطی کی تھی۔ انکے خیالات صاف ظاہر کر دئے۔ وید کے دھرم کا دوبارہ پرکاش کیا۔ سنسکرت ودیا کا جلوہ نئے سر سے چمکایا اور حقانیت پر اجون کو حیران کر دیا۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ برہما۔ سیام اور انام۔ افغانستان۔ بلوچستان اور ایران۔ چینی تاتار۔ امریکہ۔ یورپ اور آسٹریلیا کے باشندوں کو جتنی محنت قرآن کے شیدے میں لگتی ہے۔ اتنی ہی وید میں۔ اگر آپ کہیں کہ وید کی تفاسیر میں فرق ہے۔ تو یہی جواب ہمارا قرآن کی نسبت ہے۔ وید کیلئے آریہ لوگ محافظ ہیں اور وید ان کے دھرم کی پستک ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ کوئی روحانی صداقت قرآن سے باہر نہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ روحانی صداقت کا قرآن میں ذکر ہی نہیں۔ قرآن میں روح کا کہاں علم ہے۔ قرآن میں نور کہاں اور قرآن میں تزکیہ نفس کی ارشاد کہاں ہیں۔ دنیاوی عیش عشرت کے سوا بہشت کے

جو رو غلاموں کے سوا قرآن میں کیا دھرا ہے۔ جو جرائی ہمہ اوست اور کعبہ پرستی اور قبر پرستی کے متعلق اور محمد پرستی کے سوا قرآن کی تعلیم سے پہلی۔ مثلاً گوشت خوری کثرت ازدواج۔ پردہ فروشی اور لونڈیوں اور لونڈے بازی کا سبجا اور زنا وغیرہ کی مکروہ تعلیم کو جو قرآن نے جاری کیا ہے اور ایران و روم جیسی اسلامی سلطنتوں میں جبر و زور و ظلم سے عملدرآمد ہے بڑی مشکل ہے اگر ہم لوگ دو سو برس تک کوشش کرتے رہے تب ان جڑ بنیادوں سے استیصال ہوگا کیونکہ برائی کا پھیلانا آسان مگر دور کرنا مشکل ورنہ یہ زہریلی تعلیم ملک اور قوم کو بگاڑ چکی ہے۔ قرآن کی سورہ توبہ نے تو بہ اعصب ڈبا دیا۔ جھوٹ۔ فریب۔ دُکیتی اور جہاد کے واسطے جاہلوں کو دلیر بنا دیا۔ قرآن کی شیطانی کہانی نے مسلمانوں کو شرارت سکھلائی کسواسطے کوئی ضرورت باقی نہیں رکھی تھی مولوی صاحب اگر آپ ہیں مانوں کسواسطے قرآن کی ضرورت کہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ قرآن نے نہ تو کوئی روحانی تعلیم دی اور نہ کوئی سائنس کا سبق سکھلایا۔ اور نہ کوئی علمی مسئلہ حل کیا۔ بلکہ عرب کو بدستور سابق عرب یعنی گنوار ہی بنا دیا تا بدگرا ایجہ سدیس فراتکی کوئی حرج نہیں ہم مولوی جیسی ضرورت۔ صداقتیں راستبازیاں قرآن کریم سے پہلے بھی دنیا کے مختلف اقوام کے پاس موجود تھیں گو محرف اور مخلوط ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر پھر بھی وہ صداقتیں صرف دعوے ہی تھے جن کی عوام کو حاجت تھی۔ علی العموم سابقہ کتب میں دعوؤں کے دلائل موجود نہ تھے۔ اگر کچھ ان دعووں کے دلائل بھی ہیں تو پہلی کتابوں میں آئندہ باطلہ مذاہب کی تردید میں مدلل گفتگو کا سامان بخلاف قرآن کے موجود نہ تھا بلکہ یوں کہئے کہ قرآن انہی صداقتوں کی جامع کتاب نازل ہوا ہے جس کی صحبت سے کسی نئی اور پرانی لیک کو مقابلہ کی تاب نہیں سچ کہی دفعہ تمدن کے ایک ضروری مسئلہ نکاح ربعبا تیوں۔ سکھوں ہندوؤں سے سوال کیا کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت ہو۔ اس ممانعت پر کوئی خاص حکم جناب سلسلہ مسیح کا یا اُسکے رسول سایوں کا اپنی کتاب انجیل سے پیش کرو گرو نانک جی کے گرنتھ صاحب سے بتاؤ۔ وید کی خاص شرتی سے یا شرتی کے خاص الہاموں کے اقوال سے دکھاؤ۔ کسی نے بھی آج تک تو کوئی نشان بھی دکھایا جب ایسی ضروری مسائل پر بحث نہیں تو ہمارے کل روحانی ضرورتوں کو کیونکر یہ کتابیں پورا کر سکتی ہیں۔ اگر ایسے مسائل ہیں جنکا ذکر ابدیہ گزار رہے ہوں یا نیچرل اسٹ گوکہ قواعد کام لیتا ہے تو اپنی کتاب کو کامل ہو سکا دعویٰ مت کرو۔ غرض اگر صداقتوں کا ایک جا جمع ہونا اور اُنکا مدلل ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر ہے۔ اور ہے تو قرآن کریم کا نازل ہونا بھی ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ موجود ہے ایک ضروری مسئلہ ہے جس پر قرآن نے یہ دلیل دی ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ایک دوسرا مسئلہ ہے اس پر قرآن فرماتا ہے لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا اور ولئن اجتمعت الانس والجن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ یاد رہے۔ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے اول ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو دوم یہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو قرآن میں ہر دو قسم میں سے کسی کا اختلاف نہیں اس تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی ہی ترقی ہوئی۔ مگر کچھ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہ ہو سکی حال ہی میں اہل اسلام کو دکھلو کیسے کمزور اور ضعیف ہیں مگر اپنی کتاب کے درس اسکی اصلی زبان میں کس قدر دیتے ہیں علیحدگی۔ آریہ ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھیں اور منہ پر سے پردہ اُٹھائیں۔

عملی حالت پر نگاہ کرو۔ ادھر کوئی اسلام میں شریک ہوا مسلمانوں کا بھائی بن گیا جماعت اسلام میں شریک کہا نہیں مصافحہ کا ہاتھ بڑھایا شمس آئندہ۔ قرآن پڑھنے میں قوم کا ساوی حق مسجد میں غرض ہر امر میں جماعت اسلام کے بادشاہ اسلام کا بھی اسلام میں ہم پلہ ہوں جس طرح میں مشہو علما نجوم کے نئے عملی ممانعت کہانے میں انکی حجر کو ہم ذکر کرکے آریہ کے حالات کے تیم پوشی ہی کرنا مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ آجتک آپ ہنوز نہ کسی غیر قوم کو وید پڑھایا

اور نہ وید کو شر کرکے اپنے شتاب سے تکلف آریہ حقوق میں کسکو مساوی حصہ دار کیا۔ ایسی ہی عملی اور علمی ضرورتوں کے پورا کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا جسے فرماتا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا بھر تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

آریہ۔ بیشک جو کچھ صداقتیں قرآن میں ہیں وہ ساری کی ساری اُس سے پہلی کتابوں میں موجود تھیں۔ جیسا کہ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں ثابت کر دیا۔ پس قرآن کوئی نئی صداقت نہیں بتلاتا اور اپنی عدم ضرورت کو خود ہی آپکے منہ سے کھلواتا ہے بیشک یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ جس طرح قرآن میں صداقتیں دربطالتیں مخلوط اور محرف ہیں اُسی طرح توریت اور انجیل میں بھی ہیں مگر وید میں یہ حال ہرگز نہیں ہاں تمام راستباز آیتیں الہام کے نورانی جلوہ سے جلوہ گر ہیں۔ قرآن۔ توریت اور انجیل کی طرح کمی نہیں جیسے کہ مسئلہ نکاح کا آپنے ذکر کیا ہے سکھ سکا جواب انجیل اور گرنتھ صاحب میں نہیں ہے لیکن وید مقدس میں صرف ہے۔ انجیل کی تو کمی ہے۔ لیکن گرنتھ صاحب کی نہیں کیونکہ تمام سکھ شادی غمی وغیرہ مسائل تمدن میں ویدک شریعت کے تابع ہیں اُنکی کوئی جدا شریعت نہیں ہے وجہ ظاہر ہے کہ اُنکا مذہب ویدک دھرم سے جدا نہیں۔ اُنکے پہلے اور بڑے گرو نانک جی نے کہا ہے۔

بید ہوئے سچیار ۔ ٹیڑھی گوڑ ہو جار و جار ۔ ساؤ ہنگ کر بیچ سداؤ۔ تو نانک موکھ انتریاؤ
پھر کہا ہے
چار لگا رہ کو نہیں مانش نہ کہت ہی اسو بات لکھا ہیں
اور اُنکے آخری اور دسویں گرو گوبند سنگھ جی نے کہا ہے۔
دھرم وید مریاد جگ میں چلاؤں ۔ گئو گھات کا دوس جگ سے اُٹھاؤں۔
تیس سکھوں کی بابت اور اُنکے گرنتھ صاحب کی بابت آپکا اعتراض محض فضول ہے۔

باقی رہا آپکا یہ کہنا کہ ہمنے ہندوؤں سے سوال کیا کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت اس ممانعت پر کوئی ویدک خاص شرتی یا شرتی کے خاص ملہموں کے اقوال سے دکھاؤ مگر کسی نے بھی آج تک تو کوئی نشان نہ دکھلایا۔ یہ آپکا سخت مغالطہ اور پرلے درجہ کا دھوکا ہے یا کسی ناواقف کو سنتے ہوئے تم مُغُسل اُنکا ارادہ ہے۔ حضرت حکیم صاحب پنڈت جی کے کاعذ کے سیاہ کرنے سے پہلے ذرا جموں میں پنڈت گنیش شاستری جی سے پوچھ لیتے یا کشمیر میں پنڈت دامودر شاستری جی سے سوال کرتے یا پنڈت گوکل چند جی سے ہی دریافت فرماتے۔ اگر یہ صاحبان نہ فرما سکتے تب البتہ ہم آپکے قول کو سچا مانتے۔ مگر یہ ناممکن تھا کیونکہ وید اور شرتی میں صاف طور پر اسکا فیصلہ موجود ہے۔ منو جی نے منو سمرتی میں لکھا ہے۔

असपिण्डा च या मातुरसगोत्रा च या पितुः सा प्रशस्ता
द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने ॥ ३ श्लो ५

ترجمہ۔ جو ماتا کے سپنڈ (بیت) اور پتا کے گوتر میں نہ ہو اُسکے ساتھ وید دھرم کے ماننے والوں کو شادی کرنی چاہئے۔ اور اسی دھرم شاستر کے حکم پر عموماً تمام آریوں کا عملدرآمد ہے نروکت کار نے اسکا یہ ترجمہ کیا ہے۔

दुहिता दुर्हिता दूरेहिता भवतीति ॥ निरु० ३-४

کہ لڑکی کا نام دوہتا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ جسکی رشتہ داری تو قریب کے رشتہ داروں اور نہ قریب کے شہر وں میں ہونی چاہئے۔ بلکہ اُن آدمیوں میں جو نہ رشتہ دار ہوں اور نہ قریب رہنے والے ہوں۔

ओम् सम्राज्ञी श्वशुरे भव सम्राज्ञी श्वश्र्वां भव। ननान्दरि सम्राज्ञी भव सम्राज्ञी अधि देवृषु ॥
ऋग्वेद अष्ट० ८ अध्या० ३ ॥

ترجمہ (شادی کے اخیر میں دُلہن کو دولہا کہے) اے دُلہن مثل پتا جو کہ تیرا سسر ہے اُسکی عزت کر اور راجا کی رانی کے سمان یکش بات چھوڑ کر بردرت ہو میری ماتا جو کہ تیری ساس ہے اُسمیں پریم بھگت ہو کر اُس کی آگیا مان۔ میری بہن جو تیری نند ہے اُس سے بھی پریم کے ساتھ

منتاؤ کر۔ مار بھائی جو نزاد ہو یا ست ﷺ نے اُس سے بھی سبنہ تحت ادمکار ہو کر انحطاط جب
گہ والوں سے سر بھاؤ چھوڑ کر خوش اسلوبی سے برت۔
مسکلہ صاف مطلب یہ ہے کہ ماں اور بھائی آو بہن سے باہمی رشتہ داری نہیں ہو سکتی
یعنی اپنے خاندان میں بیاہ شادی نہیں ہو سکتا۔ جس کی تشریح اگمی ہتیٰ ملہم کلام ربانی
نے اس طرح کی ہے۔ کہ ماتا کی چھ پشت اور پیا کی گوت میں شادی نہ ہونی چاہیئے۔ اور
اسی کے مطابق آجتک تمام آریہ ورت میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔
تمام برہمو سماجی یا نیچرل اسٹ لوگ اسی وید مقدس کے ارشاد کے مطابق جو در
حقیقت لاآف نیچر ہے عملدرآمد کرتے ہیں۔ یہی قدرتی حکم سرشٹی مالک نے دنیا کے ابتدا
میں مقدس رشیوں کے آتما میں پرکاش کیا۔ اسواسطے ہم وید کے کامل ہونیکا دعوے
ہے۔ مگر قرآن کا بیان بالکل علم حکمت کے خلاف اعرابیت کا نشان ہے۔ جس نے انسانی
شرافت کو دھبہ لگایا۔ اور حیوانیت میں ملا رہا ہے۔

سورۃ النساء حرمت علیکم امہاتکم الخ حرام کی ہیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری
بیٹیاں تمہاری۔ بہنیں تمہاری۔ پھوپھیاں تمہاری۔ ماسیاں تمہاری۔ اور بھائی
اور بہن کی لڑکیاں جن سے تم نے وطی کی ہے۔ اور اگر وطی نہیں کی ہے تو گناہ
نہیں ہے اور تمہارے بیٹے کی عورت مگر وہ بیٹا جو تمہاری پشت سے ہے۔ اور دو
بہنوں سے نکاح مگر جو گزرا وہ معاف ہے کیونکہ خدا بخشنے والا ہے۔ اور حرام کی گئی اور پر
تمہارے شوہر والی عورتیں مگر جو تم لوٹ میں لائے وہ حلال ہیں اگر شوہر دار بھی ہوں۔
قرآن کے اس بیان پر ڈاکٹر ولسن صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی
اُنکی چچیری بہنوں یا اسی طرح کے دوسرے رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی
رشتہ داروں میں شادیاں ہوتی ہیں زن و شوہر باہم طفولیت میں ایک دوسرے کو جانتے ہیں
ہیں اور اسوجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو کتاب موجودہ حالات ایران)
اسی طرح ڈاکٹر غلام نبی صاحب انی ختری میں لکھتے ہیں "قریبی رشتہ داری کا اثر اولاد پر"
ڈاکٹروں کا تجربہ ہے کہ قریبی رشتہ میں شادی ہونیسے جو اولاد ہوتی ہے وہ کمزور دائم
المریض ہوتی ہے۔ اور جو مرض اُس خاندان میں ہے وہ بچہ میں زیادتی کیساتھ ظاہر ہوتی
ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ولسن نے تحقیقات کرکے باہمی رشتہ کرنیوالوں کے بچوں کا حال یوں لکھا
ہے۔ ۵۰۰ خاندان جنمیں چچا زاد بھائی بہن میں شادی ہوئی۔ اور ۲۰۰۷ بچے پیدا
ہوئے جن میں سے ۴۴ مر گئے ۱۵۷ قبل از مرگ مرے ۱۳۸۹ ملکہ نصف سے زیادہ دائم المریض
۱۷۱ گونگے وبہرے ۹۵ نابینا ۲۲۱ بیوقوف ۴۲ یا کل ۲۸۹ کو کنٹھ مالا ۳۵ بد شکل ہوئے۔
ارجسری ڈاکٹر غلام نبی ماہ ستمبر ۱۸۸۶ء
اس قرآن کی غلطی کا اب ہمکو علاج کرنا پڑا۔ سب جانتے ہیں کہ باپ اور اُسکے بھائی دونو
باپ کی جگہ ہیں۔ اور اسیطرح باپکے رشتہ دار ہیں جیسے ماں کی بہن ہے۔ ایسے ہی چاچا اور تاؤ
اور پھوپھی کی بیٹیاں بہنیں ہیں۔ ماں باپ اُسکے بھائی بہنوں نے اکٹھا دودھ پیا ہے جس
طرح ہم اور ہمارے بھائی بہنوں نے بچہ دودھ پیا ہے۔ جب دختران خالہ و ہمشیرہ دختران برادر حرام
ہیں تو دختران چچا تاؤ و پھوپھی کیوں حرام نہیں۔ غالباً محمد صاحب کو یاد نہیں رہا۔
مارے لعزش موسیٰ کے چہل روزہ اقرار کیطرح بھول ہوگئی اور یہی غلطی اسی اور ماموں
کی لڑکیوں کی بابت ہے۔ جن کی خرابیاں جو قریبی رشتہ دار ہونے کے سبب آئندہ اولاد
میں پیدا ہوتی ہیں تمام مذہب محمدی انکا شکار ہو رہا ہے۔ یسج مطلب بد نے ایک منتر
۱۰ منیوے ایک شلوک میں بیان کر دیا۔ وہ قرآن سے کئی آیتوں میں بھی ادا نہ ہو سکا
اور وہ نقص تا حال موجود ہے۔
آپنے جو قرآن کے سے خدا کی ہستی پر دلیل دی۔ اُسکا طریقہ اچھا مگر دلیل ناکارہ ہے۔
کیونکہ اُس سے دلیل پیش کرنے والے کی جہالت ظاہر ہوتی ہے
حضرت آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ اُسکے دروازے ہیں اور نہ سرح اور نہ اسرار سو
پہرے اور نہ سرزنش کرنا۔ یہ علم و عقل کے خلاف باتیں۔ ناواقفوں کو بہکانا ہیں
ہیں سنیئے پر ماتما پر برہم کی ہستی اور اُسکے ثبوت میں وید مقدس نے کیا عقلی ترجمہ
کی دلیل دی ہے۔
رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸۔

ऋतं च सत्यं चाभीद्धात्तपसोऽध्यजायत।
ततो रात्र्यजायत ततः समुद्रो अर्णवः॥१॥
समुद्रादर्णवादधि संवत्सरो अजायत। अहोरात्रा
णि विदधद्विश्वस्य मिषतो वशी॥२॥
सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत्। दिवं च
पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः॥३॥४८॥

مطلب: پرمیشور سرشکتیمان (قادر مطلق) مخلوقات کے ساموا اسنے دنیا کے
اصول اور اُسکے موافق حکمت اپنے گیان کی طاقت سے پیدا کئے۔ جو حکمت کہ پہلے اجتنہ
(وسنہا) رہ رہنے کے قابل حالت میں تھا جبمیں اوس نے حرکت ڈالی جس سے رج
پانی وغیرہ نمودار ہوئے اور اُنکے بعد باقاعدہ حرکت سیاروں اور ستاروں میں پیدا
ہوئی۔ جن سے دن پل مہورت وغیرہ کا ظہور ہوا۔ غرضکہ جس طرح دستور نے
گزشتہ کلپ میں سورج اور چاند بنائے تھے (جن سے دن اور رات ظہور میں آئے)
اور روشن اور غیر روشن کروں کا ظہور کیا تھا ویسا ہی اب بھی کیا (بلکہ ہم اُنمیں کام
کر سکیں) ملکہ ہوکس و مقام بھی ہمارے لئے بنایا۔
خدا کو اسطرح خود ہی انصاف کیجئے کہ قرآن کی اس بیہودہ دلیل سے کتنی زبردست اور قاطع دلیل ہے
اسلئے وہی ہے لا مذہب ہونے کی بات بھی غور طلب ہے۔ یہاں بھی اول تو وہی آسمانی غلطی موجود
ہے۔ دوم یہ دلیل بالکل ناکارہ ہے آپ کہتے ہیں اگر زمین و آسمان کے درمیان ایک اللہ کے سوا
کئی اور بھی ہو جاویں تو یہ دونوں خراب ہو جاویں کیونکہ حالت وہم پرستی۔ نفاق۔
عداوت۔ سب برائی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتوں سے اس آبادی میں ویرانی کا آجانا ضروری
ہے "زمین وغیرہ سب خراب ہو جاوینگی تو کیا یہ کئی معبود ہونے کا باعث ہوگا۔ ہرگز
نہیں۔ اگر خراب ہو جاوینگے یہ جتنے ہیں کہ ابھی خراب ہو جاویں تو بھی غلطی ہے۔ کیونکہ
کوئی باطل معبود زمین و آسمان کو خراب نہیں کر سکتے۔ اور اگر خراب کریں تو قرآنی خدا کی
کمزوری ظاہر ہو۔ جیسا کہ معاملہ شیطان میں سکست فاش کھا چکا ہے۔ اور جو بت پرستی
جہالت وغیرہ کا بیکار کی نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ آئینہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔
جیسا کہ قبر پرستوں یا سنگ اسود پرستوں کا ہو گیا ہے ؎
سنگ اسود و بوسے سے دل بھی کالا ہو گیا   خوب نور حق سے میں برے اور حالا ہو گیا
اور اگر کوئی جہالت کا بازار دیکھنا چاہیئے تو عرب کی سیر کرے یا افغانستان میں پھرے تاکہ
مولویصاحب کی تصدیق ہو۔ جو نکہ یہ آباد دنیا مرد و ویران ہوگی۔ ہر کونے را عیانے لازم است
پس یہ دلیل محض ناکارہ ہے۔ مگر یہ وید مقدس میں جو اسبارہ میں ارشاد ہے۔ وہ اہل
عقل کو غور کرنے کے لائق ہے۔
دیکھو یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे
भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्। स दाधार पृथिवीं
द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥४॥

ترجمہ: "شبھے منو اجو سرشٹی (یعنی جو ہوئی) دنیا سے پہلے سورج وغیرہ تیج والے گولوں کا اوشنی سعان آدھار ہے اور جو کچھ پیدا ہوا تھا اور ہوگا۔ اُسکا سوامی تھا۔ ہے اور ہوگا وہ پرتھوی سے لیکر سورج لوک تک سب ساکو ساکنے کا آدھار کر رہا ہے اُس سکھ سوروپ پرماتما کی بھگتی کیا کرو۔"

قرآن کے الہام ہونے کی بات جو آپنے اندراج فرمائی۔ انہیں سے ایک الف لام کے دو تا جو والی حکایت کا خلاصہ ہے کیونکہ ایسی باتوں پر بڑا نے اعراب کو اعتبار ہوگا۔ اب وشی کا زمانہ ہے جس ثبوت دلیری کوئی مذہبی مال نہیں بن سکتا ہے۔ اور قرآن میں صدہا اختلاف بھی ہیں۔ جو ہم ایک علیحدہ رسالہ میں شائع کرینگے لیکن یہ نا اہل ہدایت ناطل ہیں ہاں مقدس ویدوں کے الہام کی نسبت کئی جگہ شہادت دی ہے جنمیں سے ایک یہ ہے۔

یجروید ادہیائے ۳۱ منتر ۷۔

तस्माद्यज्ञात्सर्वं हुत ऋच: सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत॥ ७॥

ترجمہ۔ اُسی یگیہ سوروپ پرماتما سے سب ودیاؤں کے بھنڈار رگوید یجروید۔ سام وید اور اتھروید ظہور میں آئے۔"

ہاں یہ بات مسلمانوں کی عمدہ ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتاب کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں مگر ایسے ہزار درجہ بڑھکر جب آریوں کی اصلی حالت تھی تب تھا۔ مگر جو آگے ہی تھا ایسے اس کی نزدیک بھی ہوتی ہے چنانچہ صفحہ ۲۲ پر آپنے لکھا ہے "مسلمانو تم نے اپنی کتاب کو طاق نسیاں پر رکھدیا۔ جس کا قول تم پر ... کہ تمہارے کئی فرقے ہو گئے" اب بتلائے حکیم صاحب وہ پہلا قول سچا یا دوسرا کیونکہ فرقوں کا آغاز اوائل اسلام سے ہے۔ گویا اسلام ہیوٹ کا توام بھائی ہے۔

ہمقا سوامی دیانند جی کی ۱۸ سالہ کوشش سے سنسکرت اور ویدوں کا پرچار ہوا اُس سے بہت آئندہ کے واسطے بہت عمدہ مبارک آثار نظر آتے ہیں۔ بیشک پارسی مذہب اسلام کے جور و ظلم سے تباہی میں آگیا۔ مگر یہی حال ایکدن اسلام کا ہوگا۔ جیسا کہ ایک فاضل مسلمان کا قول ہے۔ "اگر ایک اور صدی غیر متوقع اور عجیب سبب پیدا نہ ہو جاتا تو غالب ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قائم ہو جاتی اور مسلمان بادشاہ کی جگہ مہاراجہ حکومت کرتا۔ ہندوستان میں جو ہمارا وجود قایم ہے۔ وہ انگریزی سلطنت کی وجہ سے ہے۔ ہندو اور مسلمانوں میں جو ... اور ایک کی نسبت ہو ... اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں پر سخت ظلم ہوتا اور اُنکا مذہب زد ... ہوتا۔ اور آخرکار ہندوستان میں مسلمانوں اور اسلام کے نشانات ہی باقی رہجاتے۔ مگر تقدیر نے تو اور ہی کچھ لکھ رکھا تھا۔ اس صدی کے اوائل میں انگریزوں نے مرہٹوں کو مار نکال دیا اور ہندوستان کی سلطنت اُنکے قبضہ میں چلی گئی اور اگرچہ حکومت ہم لوگوں کے ہاتھ میں باقی نہ رہی مگر ہمارا وجود اور ہمارا مذہب تو باقی رہ گیا۔" (دیکھو حصہ اول صفحہ ۲۳)

اب شدھی کی حالت کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔ بیشک عیسائی ایسا ہی کرتے ہیں مگر محمدیوں کی یہ بات فخر کے لائق نہیں کہ سیاہ شادی کیواسطے لوگوں کو مسلمان بنا لینا یہ تو بہوس پرستی کا حال ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک ایک بھی وید و شاستر پڑھا ہوا آدمی مسلمان نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ اور جو چوہڑے چمار مسلمان ہو جاتے ہیں انکو تو کوئی سید یا شریف مغل وغیرہ بیٹی نہیں دیتا اور نہ کھانے میں شریک کرتا اور نہ ہاتھ ملاتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان بہتوں سے ایسا ہی پرہیز کرتے ہیں جیسا ہم لوگ مہتروں سے کرتے ہیں پس اسلام سے انکو کوئی دنیاوی فائدہ نہ ہوا۔ آپ جاہل سمجھو۔ یہ بڑی لوگوں کو گمراہ کر انکو اسلامی اسلام کے تابع سمجھکر ... اپنے کو اور سے قلعی کر یا نذر کر دکھلاتے ہیں اور بہکاتے ہیں مگر ہم ایک ... فاضل کی شہادت سے بتلاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب خان بہادر اپنے لکچر میں فرماتے ہیں "یہ بات بھی کچھ کم مسلمانوں کی تباہی کی باعث نہیں ہوئی کہ کبھی مسلمان ایک قوم نہ ہوئی اور متحد المذہب دولتوں نے بھی اپنے آپکو متحد اور آزاد قوم نہ بنایا۔ جسطرح یورپ میں کسی ملک کے لفظ کا اطلاق کسی ملک کے کسی فرقہ کے مسلمانوں پر کبھی نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے انہوں نے اپنے حقوق کا مطالعہ نہ کیا۔ اپنی قومی آزادی کے لئے وہ متحد نہ ہوئے جتنے خود مختار بادشاہ ہوئے وغیرہ محدود اختیارات کی روک تھام ہوئی۔ اور مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے ایکدوسرے کے شریک ہوئے۔ ذرا تاریخ ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جتنی جنگیں ہوئیں کوئی بھی حقوق اور آزادی کے حاصل کرنیکے لئے ہوئیں جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ یا تو مذہبی تعصب یا کسی ذاتی یا قومی عداوت کی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ مگر ہر حالت میں نتیجہ واحد تھا۔ کہ کسی ایک خاندان کے لئے حکومت حاصل کرنے کی غرض سے جنگ ہوئی اور فاتح نے مفتوح کے ساتھ بجائے انتقام میں بہی برائی کا برتاؤ ظالمانہ کیا۔ جو جو اُسکے ساتھ مفتوح نے ایک زمانہ میں کیا تھا کسی صورت میں بھی کہیں یہ بات پائی نہیں جاتی کہ قوم نے ایکدل ہوکر اپنے حقوق اور اپنی آزادی کے حاصل کرنے کی فکر کی ہو" (صفحہ ۴۶ لکچر)

"مسلمانوں کی مختلف قوموں میں اگر کوئی خیال عام ہے تو وہ مذہب ہے۔ اگرچہ یہ سب مسلمان ہیں مگر جو دیکھ ہزار برس گزر چکے۔ مگر قومیت کے لحاظ سے عرب عرب ہیں ترک ترک ہیں تاتاری تاتاری ہیں ایرانی ایرانی۔ افغان افغان اور مغل مغل ایک کو دوسرے کے ساتھ کچھ ہمدردی نہیں" صفحہ ۴۸)

"مسلمانوں میں اختلاف کا پیدا ہونا اور مسلمانوں کے متفرق فرقے ہو جانا بھی ہمارے زوال کے بڑے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے اور انمیں سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے۔ جس کا بیج ابتدا کے زمانہ میں پڑا اور امامت کا جھگڑا اُسکا سبب ہوا۔ جن مسلمانوں کی تعریف میں خدا نے فرمایا فاصبحتم بنعمته اخوانا تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ اور کافروں کو چھوڑ اپنے آپس میں لڑنے لگے جمعیت میں بغض اور عناد کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانوں کے دل میں پڑا وہ بڑے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا۔ اُسنے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائیں اسلام کی مضبوط بنیاد کو ہلا دیا غیروں کے حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنیکی جرأت دلائی۔ باہمی محبت اور اختلاط اور ہمدردی کا نام نہ رکھا۔ اسی سے مسلمانوں کے باہمی سلطنت اور ریاست ہی میں لڑائیاں نہ ہوئیں بلکہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قبیلے اور ہر خاندان بلکہ ہر گھر میں پھوٹ کا اور نہایت وسعت سے وہ ایک ... ہوئی۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھہرا بلکہ دوسری شکل اور دوسرے رنگ میں جلوہ دکھانے لگا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں اور خفیف سے خفیف مسئلوں میں اتنا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت ہی کہیں نظر نہیں آتی۔ اور اختلاف اور جھگڑے کے سوائے اتحاد کا نام و نشان تک کہیں نہیں پایا جاتا۔ ساری اسلامی زمین میں کہیں مجموعی قوت کا سایہ تک نظر نہیں پڑتا۔ چونکہ دین ہی نے اتفاق پیدا کیا تھا۔ اور یہی وہ بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہمکو دی تھی اور یہی وہ بڑا احسان ہے۔ جو ابتدا میں اُسنے ہم پر کیا تھا۔ جسکو گنا کر خود فرماتا ہے۔ الف بين قلوبهم لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت خدا نے ہم سے لے لی اور ہمکو اختلاف اور جھگڑوں کے زمانہ میں ڈالکر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا۔ ملکوں کو جانے دیجئے سلطنتوں کا ذکر نہ کیجئے صوبوں اور شہروں پر خاک ڈالئے کوئی دو خاندان دو گھر دو دل مسلمانوں کے ایسے بتا دیجئے کہ اُنمیں اتفاق ہو۔ (صفحہ ۴۳ و ۴۴)

گو کتنی آفت مسلمانوں پر آئی ہے جس کی بنا خود مسلمانوں کے نفاق پر نہیں ہوتی۔

کونسی ذلت مسلمانوں کے سبب ہوتی ہے۔ جس کا اصلی سبب خود مسلمانوں کا اختلاف نہیں
ہوا۔ دہلی کی سلطنت اس صدی میں کس نے غارت کی۔ نادر شاہ کو پانی پت سے کس نے
نوشتہ دیا۔ اور کون دہلی میں لایا اور قتل عام کرایا۔ ترکوں کو اس آخری جنگ میں
روسیوں کے ہاتھ سے شکست کس نے دلائی۔ سلطان کو عثمان پاشا سے کس نے علیحدہ کیا (صفحہ ۱۵)
"خلفائے راشدین کے زمانہ میں بغاوت پھیلی اور وہ تلوار جو خدا نے دشمنوں کے لئے
مسلمانوں کے ہاتھ میں دی تھی۔ آپس میں چلنے لگی اور مخالفت اور دشمنی اور مذہبی اختلاف کا زہر پھیلا
بیج پڑ گیا (صفحہ ۸ لیکچر ۱) اسکے ساتھ ہی دیکھو ہماری کتاب رسالہ جہاد صفحہ ۲۹ و ۳۰)
جس کا آج کل بھی اسپر رنگ اقبال ہے۔ مسلمانو کیا تم اپنے ناصر اسلام کی برکت سے
اصلیت و معیت احمدیہ کے مخالف نہیں ہو چکے۔ اب تم کو کیا ہو گیا۔ کیا حصہ اعلیٰ
تو نہیں ہو گئے؟ (صفحہ ۳۰ الصادقین)
جناب مولوی صاحب اور دور ہو گئے۔ اسے نہیں حضرت علی و عثمان کے وقت سے
تو حضرت محمد صاحب کی جان کے وقت سے آنکھیں کھولو۔ قرآن کے الہام اور صداقت
سے ہاتھ دھو کر وید مقدس کے پیرو ہو۔ ایسی جھوٹی غلطی باتیں لکھ کر لوگوں کو
نہ بہکاؤ اور مطالب کی تصدیق نہ کرو اور نہ جہالت کے رفیق ہو۔ ایک جگہ آپنے جو لکھا ہے
جو اسمیں یا الہام میں متشابہ ہو کر لکھا ہے "توحید اور تہذیب اور اعلیٰ درجہ کے علوم۔ اتفاق کتابی
کے حامی نہیں بھی۔ (نوٹ ۱) غیر اللہ کی پرستش (۲) خیالی جھوٹے اصولوں پر نقش کرنا ہے یہ ٹیک
ہوئی ہیں سرسری سا بات بتائی۔ مسلمانو ایسی دو آفتیں اب ہیں کہ جو ہو گئیں اور بھی دو تو پاک
اسباب جو ترکوں اور ہندوؤں کی بدولت تمہاری سوسائٹی میں در آئے ہیں انکے ساتھ ہی
دکھلائے جو ۲۳ حضرت یہ باتیں ترکوں اور ہندوؤں کے ساتھ نہیں آئیں بلکہ اسلام کو جاگیر میں ملیں
اور قرآن شریف اور احادیث لطف اور تفاسیر اور تواریخ اسلام ایسی باتوں سے بھری پڑی ہیں۔
اب ہماری عملی حالت پر غور کیجئے ہمارے پیغام بروں اول سکر سوامی نے کروڑوں بودھوں کو
آریہ بنایا بعد ازاں جینیوں پوسے مسلمانوں کو ویدک دھرم کا اوپدیش دیا اور کعبہ پرستی سے ہٹا کر آریہ
بنایا گرجی نے بھی اول خود دین اسلام سے ہاتھ دھویا اور مسجد اسلام کو گنگا کے پانی میں غرق کیا
جو تارک اسلام ہو کر آریہ دھرم قبول کیا اور لوگوں کو اسی سنت دھرم کی منادی کی۔ جسکے اب بھی
صدہا مسلمان مرید ہیں۔
بابا نانک جی نے بھی چند مسلمانوں کو آریہ بنایا۔ اور محمد پرستی سے نکال کر ساتھ اور وید کا قائل
کرایا گرو گوبند سنگھ جی نے اول تو چند ہندوؤں کو جو غلطی سے مسلمان ہو گئے تھے۔ شدھ کر کے متیں شامل کرایا
اور بعد ازاں ایک دل قوم کو وید دھرم کا حامی کیا۔ اور انکو سکھ بنا کر مسلمانوں سے لڑنا اور ڈٹ جانا۔
رنگریٹے گو داد سے بیٹے یعنی رنگریٹے بیٹے وہی لوگ ہیں گورو کی اولاد ہیں۔ اگر وہ اور چند سال
زندہ رہتے۔ تو انکی سب طرح ترکا وٹ بھی اٹھاتی رہی۔ مگر چونکہ خلفا اسلام نے اور نئے قوموں کے ساتھ
سلوک کیا۔ اتنا ہی انہوں نے بھی کر دیا۔ اور عیسائی لوگ دنے تو موں کو کرتے ہیں ایسا تو صرف کر دیا۔
ہزار ہا تعلیم یافتہ ہندو اور سکھ انکے ساتھ ہوتے ہیں پر یہ نہیں کرتے جواب لاکھ سے زیادہ ہیں
اب دامی دیانند جی مہاراج کا حال سنئے انہوں نے تو بالکل عام منادی کر دی اور پوری آزادی سے
سکونت دھرم کی طرف بلایا اور ستیارتھ پرکاش کا امر بیلا با۔ انکے ساتھ سب سے بڑے اندیشوں سے
ہندو اور عیسی لوگوں کے سوا اس وقت تک تعرشاً ہزاروں مسلمان آریہ ہو چکے ہیں اور خدا کے
فضل سے روز بروز ہو رہے ہیں۔
وید دھرم کے مطابق وید کو ماننے والا جو شخص اپنی رسالت کھاتا ہو مرتضیٰ ہو مخلط ہو۔
انکے ہاتھ کا محض کھانے میں ہمکو کوئی حجاب نہیں۔ شاستر کے مطابق تو وید کا بھی کلام
نکالتا ہے۔ یہ نہیں کہ مرزا جی دین کا نہیں۔ پس ایسا شخص ہمارا بھائی آریہ سدھ میں کو بلوچ
شریک ہو کر محمد کے ساتھ عبادت میں ہیں اور وید پڑھنے والے کا برابر حق دار ہے

شریف اور عالم لوگوں سے کہ برہمنوں تک ہاتھ لگا کر آدرش سب سماجوں کے ہم لوگ باقی رہ گئے سادی
دوا اور اسکے واسطے شرط یہی ہے وقت گون کرم انو سار علم اور اجازت ہو۔ آریہ سماج اور سدھی کا
پرچار خود اسکا ثبوت ہے۔ دیکھو منوسمرتی میں صاف لکھا ہے اور یہی وید مقدس کا منشا ہے۔
منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۳۸
شردھا کو دھارن کر کے اچھی ودیا کو شودر سے۔ اور پرم موکش پرم دھرم چنڈال سے
اور استری رتن کو دشٹ کل سے بھی اگرچہ ہو لے (اگر استری کو شادی کرے)
۲۳۹۔ زہر میں سے اگر امرت ہو تو وہاں سے نکال لے۔ عقلمند مفید خود سال لڑکے سے
بھی سیکھ لے۔ اور دشمن لوگ سے بھی اور برے لوگوں کا ٹھیک نمونہ بھی گرہن کرے۔
اور ناپاک جگہ سے بھی طلا کو برابر لے۔
۲۴۰۔ مختلف مذہب کے رسم و دیابت۔ پور تا۔ اچھا لوتا۔ اور ایک کاریگری
کاریگری صنعت اور کلا کوشل وغیرہ سب کو آدمی سبھی جگہ سے حاصل کرے۔
اسطرح شاستروں میں اس کا ثبوت ملتا ہے دکر ہوتا ہے۔ ابھی دور ہوا کہ چند سال ہوئے
عام ہندو سوسائٹی کی دھرم سبھا نے کرنل الکاٹ صاحب کو جزدار میں تکو ہویت سادیا تھا اس جناب
راجہ صاحب جیسی حکیم صاحب علمی و عملی طور پر بھی قرآن کے الہام کی کوئی ضرورت نہیں ہے وید مقدس کا فی اور وافی ہے
۱۱۳۔ مولوی (ساتویں ضرورت) قرآن والی صداقتیں مختلف بلاد۔ مختلف کتابوں
میں اگرچہ پہلے بھی موجود تھیں۔ مگر اول تو ان کتابوں کا عمر محرف ہم تک پہنچنا
اور پھر ان صداقتوں سے ہدایت نورانی بولیوں کے ذریعہ واقف ہونا اور انکی تعلیم میں سے
غلط کو صحیح سے الگ کرنا ایسا مشکل اور محال ہو گیا۔ پھر آخر صداقتوں کے مجموعہ کو بھی کتنی یکسی
پیرایہ میں بیان کرنا ہی پڑا۔ علاوہ اس جو ایک پیرایہ میں حاصل نہ اسے دوسرے پیرایہ
میں سا تا ملی طاہر اور ضروری ہے تو اسی ضرورت پر قرآن نے فرمایا ہے لقد ذکرنا
ما اتیکم من بدنیا سنقرئک امانا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها۔
آریہ۔ یہ ضرورت وہی پانچویں ہے۔ اس سے کچھ زیادہ نہیں جسکی مفصل تردید کر چکے ہیں۔
ہم کسی طرح آپکے مغالطہ میں نہیں آ سکتے۔ اور نہ دھوکا کھا سکتے ہیں خواہ مخواہ ضرور تو نکے
مرتبانے سے آپکا اندرونی بخت معلوم ہو گیا جو دانا ؤں کو ہرگز سزاوار نہیں۔
مرد معجب را اہل دین شود | ہیچ معجب خدائے بین نشود
بیچ رز میں جہاں بہت بگفت | جو بیش بین وقت پر ست نگفت
ایسی ضرورتوں کے مرتبانے سے غالباً آپ ویددھرم سے ناواقف کسی ہندو بچہ کا بہکانا
چاہتے ہیں۔ ورنہ اگر آپ خدا کے واسطے غور کریں تو آپکے روشن ہو جاوے کہ قرآن سے صدہا
درجہ بہتر صداقتیں وید میں موجود ہیں جس طرح اب بھی قرآن کو مختلف ملکوں کی بولیوں
میں ترجمہ کرایا پڑتا ہے۔ وہی حال وید کا ہے کوئی نئی تکلیف نہیں۔ پس وید کا ترجمہ فارسی۔
عربی ترکی۔ لیٹن۔ انگلش زبانہ میں جہاں آریہ لوگ جاوینگے کرتے رہینگے۔ قرآن نے
کوئی خاص ایساد نہیں فرمایا اور نہ گرچہ اتنی منزل صداقت کو کوئی اچھا راستہ بتلایا۔
بلکہ اگر آپ سوچ لیں تو معرف کے بیاسوں کو عرب کے سراب تماشا کلو ہیں ہنکایا۔ جو
آپ آپنے درج کیں۔ اسے تو خود قرآن کی بضاعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ نہ کہ انکی
ضرورت۔ بر اس ثبات کی موجودگی وید مقدس کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔
۱۱۴۔ مولوی (آٹھویں ضرورت) سوچو کہ ایک پیاسے نوجوان نے انگنی ہوتری
کو بائیں کر کے لطف گوشت کو کہتے ہیں کہ جب بری راحت بخش بارگاہ کے پاس لوگوں کو بلایا
جاتا ہے۔ مگر وہ نہیں آتے تھے اچھی دعا کے بعد کہا کہ کیا آپ یقینی طور پر یہ نہیں اس
بارگاہ تک پہنچا دو جسکا دعویٰ کرتے ہو تب انگنی ہوتری نے کہا میں نہیں
کہہ سکتا۔ کہ تم میری تعلیمات کے ذریعہ ضرور وہاں تک پہنچ جاؤ گے۔ کیونکہ ممکن ہے

کبھی بڑا قول کی غلطی ثابت ہو جاوے تب بڑی بیاری نوجوان عزیز نے کہا ہم نجات کے طالب ہیں اور کس صحف ہے غلطی سے محفوظ نہیں۔ ایک طرف محمد صاحب ہمیں بلاتا ہے اِدھر آؤ میں یقیناً تمہیں نجات تک پہنچا دونگا۔ دوسری طرف آسکے ہیں۔ اِدھر آؤ۔ سا مدمیں ہی پہنچا دوں۔ تا دوکس کے پیچھے چلیں اسپر اگنی ہوتری ساکت ہو گئے تب منکر اسلام لگا تعلیں جھاڑنے اور اللہ ظالم بدکار کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا۔

غرض جب اِن اساتذہ حکا ذکر ہو رہا تھا ہم تک تمہیں ابھی تو انسان کو یعنی آرام دہ معتنی۔ محمد نے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے ۔ جب ہم قدرت ہمہ فضل ہمہ طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے پھر جو کچھ ایک ملک میں الہام سے سکھا یا ممکن ہے کہ دوسرے ملک میں اُس الہامی تعلیم کا اثر نہ پھیلے۔ اِس لیے دوسری قوموں میں اللہ تعالیٰ ملہم بھیجتا ہے۔

جب ایک ملہم کی ہدایت و تعلیمات کو پھیلاویں ظاہری یا باطنی یا دونوں صورت میں کچھ رہ کر وری ہوئی۔ اور اسکا پورا اثر اس کے تلامذ یا قوم یا ملک تک بھی ایسا نہ ہوا۔ جسکے بعد قوم کا عذر رہتا ہے۔ تو اور پاک شخص اُس عہد پر مختار کیا گیا۔ غور کرو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی بابت کسی کمزور تاثیرات ہوئی۔ حیات کے تنیش برس کے حواری مسیح کو ملعون کہہ بیٹھے اور کچھ یہودا اسکریوطی نے سلوک کیا وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ اور جو کچھ روحانیت آپکی تعلیم سے آپکی قوم کو حاصل ہے معلوم۔ سو جو حضرت سیدنا مسیح کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان ہے۔ اِس سے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو (متی $\frac{19}{24}$) اور یورپ و امریکہ کی دنیاداری۔

وید والے تو رحم والے۔ الگنی گرہ کہتے ہیں انکی نسبت کوئی شہادت نہیں لکھتا کون تھے۔ کہاں کے رہنے والے تھے۔ کیسے حال چلن کے تھے۔ اور یہ کہ آنحضرت اگر ملہم تھے اور وید سچے الہامات ہیں۔ تو کس قدر وید کا اثر دنیا میں پھیلا یا ہے انکے جانشین اور جانشینوں کے تعلیم یافتہ سو موجودہ حالت آریوں کی دیکھو کہ ہزاروں برس گزرے ہیں کہ وید پنڈتوں دنیا میں چھو پایا۔ اور اِس عرصہ میں وید کے اشاعت میں کسی نے انکا صحیح ترجمہ بھی نہ کر دکھایا۔ سروست کیا لیش لوگوں سے کتنی احتیاط کرتے ہیں رہی یہ بات کہ وید وں پر عملدرآمد۔ یا سوامی آریہ کا حال بھی بتاتا ہے کہ کس قدر وید پر عمل کرتے ہیں

غرض جب کسی نبی کی تعلیم نے بیمار ایسا قوی اثر نہ دکھایا تو اللہ جلشانہ کے فضل سے ایک ایسا آدمی دنیا پر ظاہر ہوا جسنے اِن تعلیمات کو پھیلایا۔ اسد کہ جس طرح عرب شام مصر روم اور ہندوستان وغیرہ تاتار بلاد سلطنت یا یا لو سطح حجت قائم ہو گئی اُس طرح تمام دنیا پر حجت قائم ہو گئی۔

آدیہ۔ آپکے بازنے جوان کو ہم جانتے۔ یہ وہی آوارہ گرد گنہگار اس نام ہمارا ہی لڑکا ہے جسکو آپنے ورغلا اور پھسلا کر گمراہ کر دیا۔ آپکے وعدے جھکے پھروسہ مسلمان ہوا۔ ہم کو سب معلوم ہے بلکہ آپکے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ہمارے پاس ابھی تک موجود ہے۔

آپنے افسوس کا او سنو رابن کا ایک قصہ لکھ مارا۔ مگر اگنی ہوتری جلنے اور آلہ تسلیم رجوع پر گرد راوی ہم دونوں کو ساوی جلتے ہیں۔ البتہ اس کہانی کے عوض ایک لطیفہ سناتے ہیں۔

لطیفہ ایک دن اکبر بادشاہ نے بصلاح مسلمان ارا کین دربار کے بیربر کو حکم دیا کہ دین اسلام محمدی پر مسلمان ہو جاؤ۔ بیربر نے کہا کہ حضرت سلامت دین کا معاملہ ہے سوچ سمجھ کر جواب دونگا چند روز کے بعد ایک رات بادشاہ کی ساتھ شہر کی گشت کو روانہ ہوا۔ پہلے ایک مولوی اہل سنت جماعت کے پاس گئے۔ بادشاہ کو باہر کھڑا کر دیا کہ آپ ہماری گفتگو کو سنتے رہنا۔ خود اندر گیا۔ مولوی سے معمولی تعظیم و تکریم کے بعد اثنائے گفتگو میں پوچھا کہ مجھے بادشاہ نے مسلمان ہونے کا حکم دیا ہے۔ اسلئیں آپسے صلاح لینے آیا ہوں کہ میں سنی مسلمان ہوں یا شیعہ۔ مولوی نے فرمایا۔ بیربر صاحب اگر آپنے مسلمان ہونا ہو تو سنی مسلمان ہونا ورنہ شیعہ کا وہ حال ہے آپکا ہندو رہنا ہی اچھا ہے۔ پھر وہاں سے چلے آئے۔ بادشاہ کو ساتھ لیکر شیعہ مولوی صاحب کے پاس گئے۔ جب اُن سے بیربر نے اپنے مسلمان ہونیکا ارادہ ظاہر کیا اور صلاح پوچھی تب مولوی صاحب نے فرمایا بیربر جی اگر آپ مسلمان ہوتے ہیں تو شیعہ پاک میں داخل ہونا ورنہ سنی ناصبی ہونے سے آپ ہندو ہی ہزار درجہ بہتر ہو۔ بیربر نے پھر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضرت سلامت آپنے سن لیا۔ ہر جب دونوں کی شہادت کے ہر ایک ہندو رہنا اچھا ہے۔ بادشاہ لاجواب ہو گئے آپنے مسیح کے چیلوں کا اُس کی ہدایت سے انکار تو لکھا مگر آپنے گھر کی طرف بالکل بیان نہ کیا مسلمانوں کے بہتر فرقہ ہونیکا سبب حضرت کی تشتکی تعلیم ہے۔ اور حدیثوں کے باہمی گڑبڑ۔ آیات قرآنی کا اختلاف اور ناسخ منسوخ ہونا خود حضرت کے نواسے بلکہ محنت جگر نور العین حسن و حسین کو صحابہ ہونے کے بیچ قتل کیا معاویہ اور علیؓ داماد رسول کا جنگ حضرت کی آخری جیب اور زنا کا ساقی وفات کے ساتھ ہی اکثر اہل عرب کا مرتد ہو جانا اور اسلام سے ہاتھ اُٹھانا ناقص تعلیم کا باعث ہے۔

جواز گوشت خوری پر مولوی صاحب کی سینہ زوری

۱۷۔ **مولوی**۔ معترضوں کے اعتراضوں کا مدار ان چند وجوہ پر ہے۔ پہلی وجہ جانوروں کا ذبح کرنا باریتعالیٰ کی صفت کا منشا نہیں ہے۔ جواب صفت اللہ کا وجود جدا ہے

ذبح کرنا بھی چونکہ ضروری امر ہے حکموں سے خالی نہیں وہ بھی

بھی سامان وجود پیا کی وجود کی صفت کا ابطال کرتے ہیں جیسا ہر کمات میں تغیر ہوا کرتا ہے۔ اور کسی آن میں کنات موجودہ تغیر سے محفوظ نہیں رہ سکتی پس تغیر ایک لازمی ہے جو مصنوعات کیلئے ہے فرج ہوں یا نہ ہوں پھر ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔

تنقید افسوس کہ آپنے اِس صحیح وجہ کے جواب میں بھی اُلٹی راہ اختیار کی اور اعتراض کی اوندی حضرت اِس ذبح کرنا ضروری امر ہے۔ اور نہ حکموں سے بھرا ہے کیونکہ اگر ضروری ہوتا تو اُسکا تارک ہونا محال تھا۔ اور اگر حکمتوں سے بھرا ہے تو جو ذبح نہ کرے یا حکمت ہوتے نہ کر نادہ موقوف۔ پس یہ دونو وسواس باطل ہیں۔

سکرات ذبح صعصعہ حرم کو کام میں لاکر رحمت الٰہی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور صفائی قلب سے تسنیم یا تے ہیں اور بلا ذبح معد نیات کی قدرتی صفات کا ہی ابطال نہیں کرتے بلکہ انکو استعمال میں لا کر حلوۂ خدا کو یاد بھو سجاتے ہیں مگر اسکے برعکس مجوزین ذبح جانوروں کی تمام اصلی صفات کو مٹی کو ملاتے ہوں کی ندیاں بہاتے سنگ میں ہیضہ پھیلا حفظ صحت میں خلل پہنچاتے اعدائی کی نواح کی کہلاتے ہیں۔ اِسمیں شک نہیں کہ ہر کنات میں تغیر ہوا کرتا ہے اور وہ قدرتی طور پر ہوتا ہے کسی ناحق ماتی حاجت نہیں سو حول ہر چہ بود قصار و گار کرد۔ لیکن مارے جانے اور مرنے میں فرق ہے تغل موت و مرگ تعاقبہ میں فاصلہ زمین تا عرش ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔ ہم کیا خود جانوران مذبوح انکار کرتے بھاگتے اور چلاتے بلکہ تڑپتے روتے اور شور مچاتے ہیں۔ شری شکار اور وقت سے لاکھوں طرح کے دست کماتے اور مکر کے دام بچھاتے اور دانہ کھلاتے مگر اس پر بھی اُنکر رشی مکار) انسان کے داؤ میں آتے پکڑے جاتے اور ظلم وستم کی کاردستے مارے جاتے ہیں۔ ع

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

کیا جانوروں کا ذبح کرنا ظلم نہیں ہے کیا اس کیلئے کسی طرح کے پھندے اور فریب۔ جال اور کانٹے کی ملازمت اور جھوٹ۔ دغا۔ جعلسازی اور مکاری اور ہوکا بازی ستم نہیں ہے کیا یہ سب بدی اور طرفی نہیں سب گر میں ہی ہیں عساکر ۔ ہرگز نہیں ہیں تو انکا مرتکب گناہگار کیوں نہیں ؟

مولوی۔ دوسرا طعن یہ کہتے کہ ذبح کرنے میں جانور کو نعمت حیات اور متع زندگی سے محروم کیا جاتا ہے۔ مگر پہلے یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ حیوانات کو اِس محرومی سے ضرور صدمہ پہنچتا ہے حیوانات کے اضطراب اور اُنکے عندالذبح کی حرکات سے اندازہ نہیں لگ سکتا کیونکہ کیا ثبوت ہے کہ انہیں تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ ہے۔ ۔ رگی رہ کو اپنی رکاوٹ سے

سے جبری ہوئی ہے۔

تنزوِ یاد۔ کیا یہ حاجت واضح اور صاف بات بھی ثبوت کے محتاج ہے۔ اگر ہے تو بتلایئے کہ انسان کا کسی سو سے قتل کرنے سے انسان کو بعض حالات اس سے زندگی سے محروم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ موجبِ تمامات اسلامیہ وہ اس سے اعلیٰ درجہ کی سعادت کو محکم سب میں کل کھرے اڑا جاتے ہیں۔

مولوی صاحب کا اپنا جاروناچار سے کام نہیں چلتا۔ سرا ایک علم العقل والعطرب اسکو جان سکتا ہے۔ آپکی راہ سیاہی حکمت کا سمجھنا نہیں کہ جس کی پرتال محال ہو۔ فردوسی کہتا ہے۔ نا ایزو کہ واکسی نیست کہ جان دار و جان شیرین است بے آزار پائی کسانے۔

میازار موری کہ دانہ کش است	کہ جان دارد و جان شیرین خوش است
و ریاں کردے عرب مہمانی	جان تکن کہ بجبار گی سو مند بعو
ہیں کہ با سکمت سرشت نوشتہ	د اہ جانور اندازِ سوجہ و بحور
جہ مار باسب و ورس نورم و ہوام	جہ اغنہاست تو دل جوش و طمور
درست جانور جامی جور و عاقل	دیری کی کسی سر حلق او ساطور
کماع جدِ صبعے تحول دل بسمد	تو جمع آوری کین اطلسِ آں سیعور
بکرم مردہ کعی سکتی در بوستی	ساں اہل مروت کہ دارد معدور

ترجمہ۔ رو نا ملتا نہ یا تو مار پیچا جوں بہا نا۔ عس کہا جا ناست نامس تکلیف و درد کی علامات ہیں۔ نہ کہ جوشی و فار غانی کی۔ مصروع کی حالت بھی اسی وجہ کس نہیں بلکہ کرب نبج سے اوساں ناحیہ سے درد کو محسوس کرتا اور بزور مرو وقت روی ہو جاتا ہے۔ مگر دماغ کے خراب ہو جانے سے وہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیا آپکے خیال میں مرگی بیماری نہیں اور اسکی اضطراری حالت بیقراری نہیں؟ کیا جوشی و فارغانی کا نشان ہے یا ساد کی اور رحمت کا سامان؟ مولوی صاحب کیا اسی حکمت پر حکیم نکر ناسوں کو برباد کرتے ہو سکتا آپکے خیال میں مرگی والے کا ذبح کرنا کوئی گناہ نہیں ثواب ہے؟

بر جانے حکم و انس و ۔	عرق کردی بہ بحر صد و قتر
اے تو مجموعۂ کمال و ہنر	عیب لیکن شد العیب بسر
عیب جو ما ہمہ ملل گشت	کس ندانست عیب آنکہ

۱۷۱۔ **مولوی**۔ مسخ بعض وجود حیات سے حیوانات بے خبر ہیں۔

آریہ۔ یہ بالکل دھوکا ہے۔ ور آپ اپنی کتابوں سے ناآشنا ہیں۔ سانپ نے آدم و حوا کو ورغلایا۔ طاؤس نے دوزخ تک بہشت میں پہونچا یا۔ گدھے نے فرشتہ کو دیکھا مگر بلعم نے نہ دیکھا۔ خدا کی روح فاختہ یا کبوتر بنکر اتری اور کہا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ یہ تو رات و انجیل کی باتیں نہیں۔ اب سنیں قرآن کی روایتیں۔

سورہ نمل میں لکھا ہے گفت سلیمان اے مردمان آموختہ شدیم ما گفتار مرغان را اسکا ترجمہ بھی زبان سے فرمایا ہے (تصدیق صفحہ ۳۲۴)

تفسیر حسینی میں ہے۔ ہر جانورے از طیور را آوازے ہست۔ کہ بہ نوع ایشان از ان فہم معانی۔ اشارہ میکند۔ و آنچہ سلیمان را آموختہ آن بود کہ فہم کند مرغان بیکدیگر و نیز سلیمان شنید ندر براح بسہ سرود می خواندند بدلے میگردید۔ ۔۔۔ گفت میداند کہ چہ میگوید۔ گفت اللہ و رسولہ اعلم۔ سلیمان فرمود کہ میگوید کہ من ۔۔۔

جزو ہوا م ۔ تفسیر سورہ نمل دیکھو جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ و تفسیر جلد سوم ۔۔۔

سچ ہی ہے کہ ۔۔۔ کو ملت نہ پائی ہے یا جگہ کو بکڑ لے ۔۔۔ چیونٹی بھی ۔۔۔ کرتا ہے ۔ اس آیت کس شمل و نکی ۔۔۔

حیوانات سے خبر ہیں۔ کیا جانور بے لطف ہیں۔ جس سے آپ انہیں ذبح کر کے اُن کا علاج کرتے ہیں حضرت وہ تو انسان سے زیادہ ہوش و حواس ہیں۔ اُن کی خوراک تو سارک انسان سے عمدہ ہے۔ وہ موحد تو ل قرآن کے عربی لیتے۔ آب بر بہتے۔ حراب سدا کے معاملہ میں آپکی غذا کو پسند کرے۔ رحم و ظلم کو محسوس کرے۔ ہر بلا پر حراب حرمت عرب کرے۔ قانون تحریک ناسد۔ ایک درمیانی اعرابی جاہلیت۔ نادرو نش سے اُن کی حالت کسی طرح خراب نہیں۔

مولوی۔ حیوانات کے عموماً اضطراری ہیں نا اختیاری۔ ظاہر ہے کہ حیوانات سقاف کتابیں بہی کھانا پینا۔ بول براز اور نفس لینا۔ اور پیر مقام ظاہر ہے کہ بالکل اضطراری ہیں۔

آریہ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اگر گھوڑے یعنی غیرہ کو ناسمجھ سمجھیں سرکس میں دیکھو ہوں تو آپکو ایسی سیاہی حکمت بھول جائیگا۔ اور عقل آ جائے کہ انسان سے وہ کتنی باتوں میں۔ شکاری ہیں۔ اور وفادار بردبار۔ وفادار ہیں ان کی حرکات اضطراری کے علاوہ اختیاری بھی ہیں۔ جس سے کہ جیسے انسان بتوڑی تعلیم سے دانا ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی عموماً حیوانوں کا حال ہے۔

مولوی۔ پس حیوانات کو بند کرکے ایذا دینا ظلم ہوگا اور بے اتفاقی۔ اسی واسطے حدیث میں ہے کہ ایک عورت بلی کے بدلے جہنم میں داخل ہوتی۔

آریہ۔ ہمیں آپ کا تو یہ اتفاق ہی کہ ظلم ہی اور ظالم دوزخ میں جائینگے ہرگز نجات نہ پائینگے۔

اب دیکھئے کہ وہ کون کون ہیں۔ تمام جانوروں کو گرفتار کرکے بیچنے والے۔ تمام مرغوں اور مرغیوں کو روکنے والے تمام ماہی گیر اور چڑیمار اور اسی طرح تمام قصاب اور اُنکے مددگار۔ سبھی گوشت فروش اور خریدار۔ پس اس بدکاری سے باز آؤ۔

ربنا ظلمنا انفسنا ۔ ۔ ۔ وقنا ربنا عذاب النار۔

۱۷۲۔ **مولوی**۔ مگر حیوانات کو ذبح کر دینا اُنکے اضطرار کو ہی قطع کر دینا ظلم نہ ہوگا۔

آریہ۔ واہ قربان جائیں آپکی سمجھ کے بند کرکے ایذا دینا ظلم۔ اور اسکو کھلانے سے روکنا ظلم۔ رہے ایسا فی اور اس کا ذبح کرنا جہنمی اور دوزخی۔ مگر اُنکا ذبح کرنے والا۔ گلا کاٹنے والا ۔۔۔ نہیں۔ یوں بھول کر کہا ہو الا ظالم نہیں۔ احضرت یہ اس سے زیادہ ظلم ہے۔ وہ اگر جہنمی ہے تو یہ ۔۔۔ قتل اس قابلین کے لائق ہے۔ یہ تو آپ کی ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ کسی سانس کو ناک میں بند کرنا تو ظلم۔ مگر اس کا گلا کاٹ ڈالنا رحم ہے۔ آپکے نورانی خیال اور روشن فہم و قیاس پر جزاک اللہ۔ کہیئے تو ظلم نہ کرنا کبھی مقتل ظلم نہیں!!

مولوی۔ جو کہتے ہیں کہ ذبح میں بے جرم جانور کو سخت سے سخت تکلیف پہونچائی جاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کے سب سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ جیسے کہ حسب معجزہ۔ اسی واسطے باری تعالیٰ نے حیوانات کی بناوٹ اور انکے طبعی قوانین کی جیسی مضبوط رکھی ہے۔ اُنکے نفسانی جذبے اور ادراکی طاقتوں میں ایسا استحکام نہیں کہا حیوانی اور انسانی۔ مثلاً لباس۔ خوراک۔ عشق پر نظر کرو۔

تنزو یاد۔ بے شک یہ دعویٰ احق مضبوط ہے مگر اس کا جواب تحویر نہیں کے پاس بالکل بر یہ خیال احتیاط کا مطلع ہے۔ انسان کے سب سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں اصل معاملہ یوں ہے کہ حق اہل حیوانات کی محنت پر انسان کے سب سے کام موقوف ہیں۔ لاکھوں انسان دن رات انکی غلامی و خدمتگذاری میں مصروف ہیں۔ صبح سے شام تک تنہائی کرنے سانسی کرتے ہیں بدنوں کو دھوتے۔ انکے تھانوں کو صاف کرتے۔ انہیں سلاتے دانہ ملاتے۔ چارہ ڈالتے اور انہیں سیر کراتے ہیں۔ پس انسان کی تکلیف پر انکے کام اور انکی تکلیف پر انسان کے کام انصرام پاتے ہیں۔ نہ کہ ذبح کرنے پر۔ سلا والدین کی پرورش کا بچوں کی تکلیف پر اور بچوں کی پرورش و راحت کا۔ والدین کی تکلیف پر

انحصار ہے۔ مگر وقت کا کوئی اعتبار نہیں کیا اور معرفت نہیں کہ جو ہمارے لئے کام میں لائیں ہم انکی پرورش کریں جو ہمارے حاجت روا ہوں۔ ہم انکے خون کے پیاسے ہوں۔ ڈاماد نکالوں ہے۔

کہ پروردہ کشتن نہ مردمی بود ستم دیدہ و دشمن روی بود

مار یعالی اے انکے طفیل ہوئے اسی واسطے ہوئی ساتھ ہیں کہ ہمارے ہی حرف زراعت۔ زراعت تجارت و سفر کے کام آویں اور ہمکو آرام سے دوہ زرد متواتر گرار راہ ہوں سے لیجاویں۔ اس لئے کہ ہم انکو کھا جاویں اور نکا خون بہاویں۔

نگذر در رہ عمر و بر ستی رو آرسوے خدا پرستی
زر او محبتیں رواں سو مگذر در رہ جفا پرستی

حیوانی مسکن اور لباس۔ حیوانی خوراک اور آرام پر نظر کرنے سے جو خدا تعالے کی رحمت کا جوش انہیں کی طرف مانا جاتا ہے۔ دیکھو وید کی کتاب ۳۱ و ۹ و ۳ و ۴۔

اگر جانوروں نا آدمی کی طرح عمدہ گھونسلے بنائے اور غاریں اور ماندیں سجائے ہیں اور بعض وحشی جلسو۔ مدوں میں یہ پوسوں ۔ رنڈ انڈیں۔ یا تاتاریوں کی طرح جہاں چراگاہ اور پانی پایا وہاں ہی ڈیرہ جانے ہیں۔ لباس میں تو ایک ونی حیوان سے تھی اعلی اعلیٰ انسان مقابلہ نہیں کرسکتا۔ طاؤس کی دم کے مال لوگ الہامی کتابوں اور بادشاہی ماحول کی زینت سمجھتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے۔

پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم گفتم این منزلت از قدر تو می بینم بیش
گفت خاموش ہر آنکس کہ جمالے دارد ہر کجا پائے نہد دست ندارند پیش

خوراک میں انسان کی کیا حیثیت کہ اسے مقابلہ کر سکے نام بھی لو نکا عطر تمام میووں کا مزہ تمام میوہ جات کی لذت شیریں ہدہ سے عمدہ عطر یا پانی تازہ سے تازہ ہوا جنگلوں کے جنگل مرغزار اور مرغزار انکے کھانے سر کرنے سے کو موجود۔ سچ پوچھو تو انسان انکا فضلہ خور ہے۔ مانی تھے علاوہ انسان کی عقل موذی پن کی ہے۔ اور انکی انصاف و رحم کی انسان کی ہیں انکا خون پینے اور گلا کاٹنے اور انہیں آگ میں جلانے سے ہے۔ انکی تاد عدت پر عمل کرتا ہے۔ انسان اسی سبب سے ظلوم و جہول یعنی ظالم و جاہل ہے۔ اور اعدال اور انصاف مزائل۔

خدا سے ماتی اور سہوت کا پتلا انسان سجدہ میں وہ عمل کرتا ہے جسکے کرنے سے حیوان جنگلوں میں بھی ڈرتا ہے۔ معام شرم ہے کہ حضرت انسان جانوروں کے خلاف عادت بچے ماحفظہ ہ غذ وعیرہ و قسموں میں بیمار ہوا۔ آتشک سوزاک نام ہی درمیان میں نہ تھا پیدا ہوا ہے جب کثرت ازدواج سے گنہگار ہو۔ طوالف بازی۔ امرد بازی۔ غرض میں پیچر ہوتا ہے یوں مانکے نسخے علاج کرتا ہے۔ خدا سے منکر حکیموں اور بد بختوں نے وہ نسخے بھی جو عرب جانوروں کے گوشت اور خون سے تجویز کئے ہیں۔ (دربار اکبری مات و ملاحظہ العربیا صفحہ ۱۵۴-۱۶۰)

مگر حیوان ہمیشہ ہوتے مبرا ہیں اور تمام حرام سے منزہ انکو نہ انہیں ایسے گندے نسخوں کی ضرورت ہے اور نہ ایسے حکیموں کی حاجت۔

مولوی۔ دیکھو اکثر حیوانات بدون وحشت و خطرے ذبح کے پاس کھڑے رہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے میں انکے قوا ایسی ہی کمزور ضعیف ہیں۔

آریہ۔ یہ آپکی نادانی کا باعث ہے ایسا ہرگز نہیں لوگ انکو باندھکر رکھتے ہیں یا نہایت کمزور کردیتے ہیں تا بر جو بچات پاتے ہیں باکو یجس تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں ۔ دیکھو بکری اور ہرن چیل سے مرغی اپنے بچوں کو اور ہی بچاتی ہیں اور چارکت اور دعا کو ڈر سے دیکھو چڑیا بٹیر۔ بلبل بھی اپنے انڈے اور گھونسلے میں کیسے دیکھتے ہیں۔ ذبح گاہ کی طرف جاتے ہوئے کبھی بکریوں یا بھیڑ دیکھی حالت نہیں دیکھی۔ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ ان لوگوں کو جو جانور وہاں کے سامنے انکی جنس کو ذبح کرتے تھے۔ نہایت خفا ہو کر کہا کہ ایسا

علم مت کرو جب حیرت جانور اپنے ساتھی کو ذبح ہوتے دیکھیں تو انکے دل میں کس قدر خوف کھائیں گے اور کیسا صدمہ انکے جی پر ہوگا (مشکوۃ) معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اپنے دین کی بھی آگاہی نہیں۔ البتہ بعض وقف دماور فہم ہوئے ہیں ایسا خیال سے انسان ہی سے نہیں (مفصل دیکھو مسٹر براف تحقیق)

محمد صاحب نے بھیڑیے رہنے والے کی مہمانی مان لی۔ حالانکہ وہ الہامی اور نبی تھے مگر بکوں کے بھیجنے نے مگر تھے ۔ لے کو ہی تا۔ ور اسے شاگرد بنا لیا۔

۱۷۶-۱۷۷ **مولوی**۔ ہند کے اصلی باشندے تو گوشت خوری مجبور ہو گئے نہیں عقوبتوں کے سبب کمزور ہو کر ہمیشہ مغلوب ہی رہے ہیں عمدہ صفات میں شجاعت ہے اور گوشت اس کا معین ہے اسواسطے گوشت خور ہمیں محمدی ہی مخدوم ہیں۔ اور قناعت نہایت درجہ کی رذالت ہے اور گوشت اس کا دشمن ہے۔

آریہ۔ ہند کے اصلی باشندے آریہ تھے اور وہ گوشت خوری کے مجوز نہیں تھے اور ہم آپ کی عقل کی تیر نال کرتے ہیں (۱) ہند کے اصلی باشندے تو گوشت خوری کے مجوز ہو گئے۔ اچھا اگر مجوز بھی تھے ساکہ عموماً موجود ہے نہیں کہہ سکتے تو کیا سبب ہے کہ وہ دبا کر مار ڈالے گئے۔ اور تیسرے شہر میں آریوں کے غلام ماتا تعداد مارے بیگئے مگر صحیح حال یہ ہے کہ آریہ لوگ یہاں کے اصلی باشندے ہیں۔ ماہر تھے نہیں آپکے گوشت خوری سادی نہیں سکھلائی۔ اکبر بادشاہ۔ عرب اور یکسمہ میں سکھلائی ہے۔ دیکھو سکاریوں اور محو ہیں ذبح کی حرکتیں گھٹیا اور ادنا۔ ہتھیا دونوں سبزی خور ہیں۔ تمام دنیا کے جانوروں سے بہادر رو آور اور قوی ہیں اور شیر انکے پاس تک نہیں پھٹکتا۔ وہ انسے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ دیگر گاو میش صحرائی کہ بہادر جرأت و زور اکثر سر اسکندر دیسر المازن صفحہ ۴) اور گوریلا اور سمانتری کی طاقت اور سچ مچ ان لوگ کے ڈنڈوں اور بلوں کو توڑ دیتے ہیں اور شیر کیا ناگ میں دم کرتے ہیں اور ہاتھی لے ان بعض دیکھو ماشا صاحب کی ٹرمبری آف ہسٹری۔ اور ڈاکٹر اسل صاحب کی ار آمد ڈرسٹری جو خود بھی گوشت کی تعریف کرتا ہے کہ اسکو قرار درہے۔ اور ۲۹۔

بہت ہندوستان کے دوامی مسلمان بادشاہ دل نے گوشت کھانا چھوڑ دیا تمام سال سے زیادہ تندرست رہے۔ اور زیادہ راج کیا اور دونوں سے زیادہ شجاع تھے۔

اول اکبر بادشاہ ابوالفضل میں لکھا ہے۔ مراتب مہربانی و مدارج عطوفت خدیو جہاں از اندازہ گفت سرون ہست و نگاہ از امثال تا نوز نظران گریبان عیش بسر ہر حال متتالاً ادراک مہمان حرد کہ ملامدرک کلمہ لا سرک کلمہ آنچہ دربارت نشود و بہاس گرانسہ شود ہمراہ است۔ کلمہ چیدن گاسہ ہم واعف شود۔ مصر مونہ کہ بیچارہ آدمی باوجود حرص طلمت طبیعت در افتادہ۔ راہ بجانب خوشے جوید وبا چوچیدن نعمت کہ مراد و سراتجام داده اند قصد بار ان نموده سینہ خون اگر محرم ابرانیت کور سنان حیوانات ہمسایہ و ور برسر یرساتین ملیچیدن تا نداز را بیا عانہ عدم سپے ذست سعی موزند کہ کاسکے جسم عنصری من ہمشابہ کلاف بودے کہ اس نامعاملہ فہمان گوشت خوار ہگوشت این کس سرگستہ بجا ندا دیگر بہ پرداختند سے " (دفتر سوم صفحہ ۲۳۳)

شاہ غلام حسین صاحب فرماتے ہیں۔ و سنز در ریافت کہ تاریخ ولادت خود حدر روز کہسا عدد روز بہاں نہ صمتی تحکیمت لے گوشت حوانی نشود۔ ہر سال بعد وزن تعداد روز کہ موافق عدد سنین عمر او باشد گوشت تناول نکند۔ دوران ایام ممالک محروسہ جانور نہ مارا رتد ودرس عزیت گاذ کسی سرا جمالک محروسہ منع گردید۔ مکرر میگفت کہ ترک گوشت بار ہا بخاطر میرسید۔ جوں گوشت از شاخ درخت بر سے آید و نہ باشد نباتات از زمین بر شنے حیز اربعیل جانداران باوجود انواع اعدیہ اقسام نعمائے الٰہی کہ بجانہ انعام الہی تا آدمی عطا شدہ

برائے اتفاک لذت کہ بادہ از آنے بر زبان سے آمد مقصد جانداراں بودن بہایت سخت جانی۔ رگ جان پیوست و صدور خود آنکہ محرم اسرار آن دی ہست شد جدا باشد گردانیدن کمان نادانی و بیعقلی و سر مغز بود کہ شکار شکاراں و نمونہ جلادی مسند دی ہست دیا جلد رسان ہلاک جانداراں بیچارہ را ساگاہ قرار دادہ بکھاں چیدہ را ناحق از جان میکند۔ سعد نمے دانند کہ اینصورت غریبہ و شکلہ بدیع صنائع الٰہی ساختہ رب قدرت اوست و سعی در انہدام آنہا نمودن کمال بے ادبی است (اسرار السالکین جلد ا صفحہ ۱۸۰)

اورنگزیب بادشاہ کی بابت ایک مشہور مورخ ملا صاحب مفصل لکھتے ہیں۔ "اورنگزیب دبلا پتلا اور ضعیف آدمی تھا۔ وہ شراب اور گوشت سے بالکل پرہیز کرتا تھا۔ اور میوہ جات و نباتات سے گزران کرتا تھا" (ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۵۸۸/۱۵۰ آگرہ کالج)۔ فتوحات عالمگیری میں بھی لکھا ہے۔

ڈاکٹر رحیم خان صاحب لکھتے ہیں۔ ہم ہندوستانیوں کو بوجہ ال سعتی جاوی آل برکاری دودھ دہی۔ علاوہ اگر ہم بالکل نباتات موافق پڑتا ہے ہم حیران ہوگئے کہ لو صاحب انہوں نے تو غذا کی فہرست سے گوشت کو بالکل اڑا ہی دیا۔ سو اگر ہم ملک میں گوشت کھانا اچھا نہیں ہے اسکے کھانے سے جگر کے فعل میں فتور پڑ جاتا ہے (صفحہ ۵۱۰) آگے چلکر لکھتے ہیں ہم ہندوستان کے لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ بغیر گوشت کھانے کے آدمی کو طاقت نہیں آتی۔ بھلا جو اچھے ہندو ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے ان کا کیا جگر کمزور رہتا ہے یا انہیں طاقت نہیں ہے۔ البتہ ہمیں اور گوشت خوروں کی مانند یہ ضرور ہے کہ نسل گوشت خوروں کے صبح کو اٹھتے ہی یہ لوگ جگر کے مقام پر مکیاں مارتے۔ تب تشخیص ہوتی ہے بس اس نکتہ کو سمجھ جاؤ (طب جسمی باب سوم صفحہ ۵۱۷)

ہمارا تجربہ کی بات ہے کہ ہندوستان میں چار قومیں زیادہ گوشت خوار ہیں کالبتہ کاشمیری، بنگالی، مدراسی اور چار دل ہی اول درجہ کے بزدل۔ ڈرپوک اور کمزور ہیں شجاعت کے حامی سرہم حرب۔ آزادی۔ ورزش اور استعمال اسلحہ میں گوشت خوری ہرگز نہیں۔ گوشت خوری تو عفونت۔ طاعون۔ حارش۔ تپ دق۔ ہیضہ وغیرہ متعدی امراض کی حامی ہے۔ گرم ملکوں کی بابت تو ڈاکٹر صاحب کی رائے سن چکے۔ اور سرد ملکوں کی بابت مفصل دیکھو کیا سرد ملکوں کے باشندوں کو کھانا چاہئے۔

گوشت خوروں میں فتحمندی نہ رہی بلکہ اتفاق ہمت اور علم و عقل پر فتحمندی محدود ہے اور محدود رہیگی۔

پہلے آریہ گوشت نہیں کھاتے تھے تاریخ میں لکھا ہے۔ "غیر آریہ شکار پر بسر کرنیوالی قومیں تھیں برعکس اسکے آریہ نے شکاریوں کا وحشیانہ طریقہ چھوڑ کر کاشتکاری اختیار کی اور ان لوگوں میں عورت ایک ہی شوہر کرتی تھی" (مختصر تاریخ ہند ہنٹر صاحب باب ۳ صفحہ ۱۴۱)

آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ یورپ کے آریہ اپنے ای بھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور اسکے ترک کو ضروری جانتے۔ لیکن وہ سب سے زیادہ بہادر اولوالعزم اور فتحیاب تھے۔ ملاحظہ ہو گبن تاریخ زوال و عروج (جلد ۱۳۶ و ۱۳۷) جس کا آپنے بھی صفحہ ۲۳۰ پر اقبال کیا ہے۔

۱۷۷ مولوی۔ اگر کاملین کو اجازت ذبح نہ ہوتی تو سرپر خود احکام الٰہی اور احکام فطرت کے باعث ہونے ضرور گوشت کھاتے اور کاملوں کو ستاتے۔ اللہ تعالیٰ نے کاملین کو بھی اجازت دی تاکہ وہ اشرار کا مقابلہ کر سکیں۔

آریہ۔ جتنے غیر یا اور باطلین لوگ سوامی شنکر آچاریہ اور ویدوں کی تعلیم سے سیدھے ہوئے اور جتنے آدمیوں کو سوامی دیانند جی نے راہ راست پر لگایا اس کا عشر عشیر بھی اسلام کا نہیں کیا۔ اسلام کی تعلیم بھی محمد صاحب سے شروع ہوتی ہوتی۔ اگر کاملین

گوشت خور ہیں تو نقصان ضرور مع عقل اور مقابلے دار بن کھانے والے ہونگے۔ اور معلوم نہیں کہ آپ پھر کوئے۔ کتے۔ گدھ۔ شیر۔ بھیڑیا۔ بلی۔ چوہے اور گید۔ گرگس۔ یعنی غلیظ گوہ کو کس فہرست میں شمار کرو گے۔ اور عیسوں اور پادریوں اور یوسوں کو کامل سے اکمل درجہ دو گے۔ یا کامل ترین کہا کریں گے کیونکہ اگر تیرا بیک آدمی کامل ہے تو ناقص ضرور اسکے مخالف ہوں گے۔

مسیح کہتا ہے۔ "بھلا یہ ہے کہ تو گوشت نہ کھاوے اور شراب نہ پیوے اور ایسا کام نہ کر جس سے تیرا بھائی ٹھوکر کھاوے" (رومیوں ۱۴ باب ۲۱) اور اسلامی روایات کے مطابق مسیح خود بھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور یہی سبب ہوا کہ اُس نے رہبانی یعنی جاو کشتی جنگا دو سرا نام خدا کی نافرمانی ہے۔ یہ بھی منع کری اور یحیی وغیرہ رسول بھی گوشت نہیں کھاتے تھے بقول بائبل کے جب دنیا دار گناہ گار ہوئی اور شرارت بڑھ گئی تو کثرت ازدواج اور گوشت خوری کی خرابی کا رواج ہو گیا (تعلیم محمدی ۱۰)

خواجہ معین الدین چشتی لکھتے ہیں۔ "آنگاہ فرمود کہ شنیدم کہ از زبان خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایں درویش خواجہ عبداللہ مبارک گفتہ است کہ ہفتاد سال عمرا بود قسم را مدور ہفتاد سال حقے یاد ندارم کہ مرغ بسمل کردہ باشم (صفحہ ۲۵، انیس الارواح)

عبداللہ بن مسعود روایت کرد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ جیل دہ گاؤ بسمل کند یک چون کشتن گردن اوبیولیند ہر جانور کہ بہ نوعے تیغ ہمچنان باشد کہ ویران کردن خانہ کعبہ باری کردہ باشد"

"رسول فرمودہ است کہ شاید جانور بے را کہ کشتی آتش افگند یا بیرحمی بکشد کفارت اوآنست کہ بردہ آزاد کند و یا نصف مسکین را طعام دہد یا دو ماہ روزہ دارد پیوستہ رسول گفتہ بداند کہ ہیچ جانور را آزار رسد مگر خدا تعالیٰ بسزا العقوبت اندر دنیا و آخرت عذاب خواہد کرد۔ وہر کہ جانوراں را ذبح تین فکندہ جیاف کر ماچیدر ارہا کردہ باشد" (صفحہ ۶۷ ملفوظات حضرت عثمان ہارونی) گویا ملنوں اور سیاہ اندر دنوں کی حالت تو اور ہے وہ گناہ کرتے ہیں اور سزا پاتے ہیں مگر متنبہ نہیں ہوتے۔ مگر نیک سیرت اور اچھے خدا رسیدہ لوگ تھوڑی پر سمجھ جاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔

"وقتیکہ ابوتراب نخشی را ہوس بیضہ مرغ شد کہ امروز بر سد ران افطار کنم قضا را بوقت نماز دیگر برائے تجدید وضو بیرون آمد در صحرا کودکے در آمد دست در دامن خواجہ زد گفت این دزد است کہ بیضہ ہائے من بردہ است ما امروز ما تر آمدہ است مردمان کہ فریاد سد خلق گرد شدند کودک و پدر آن درخت زدن شدند۔ خواجہ تمرد چنانچہ ہمچنان مردے بیداند خواجہ را شناخت گفت ای خواجہ این فرزند خواجہ ابوتراب نخشی است خلق معذرت درآمدند کہ ما ندانستیم بخشید بایہ شود۔ چون آنروز خواجہ بسجادہ پرونماز شام بگزارد دست قضا از خانہ آن مرد بیضۂ مرغ در خوان نہ بود خواجہ گفت چرا امروز آرزوے این کردہ بودم تا بان خوردنی شصت خوردم اگر مدام (ملفوظات صفحہ ۲۷)"

گوشت خوروں میں فتحمندی محدود نہیں

یونان کی مشہور بہادر سپارٹا قوم جو کسی زمانہ میں بہادری میں بے نظیر تھی گوشت خور نہ تھی۔ رومن فوج کے سردار اور سپاہی گوشت خور نہ تھے۔ جنہوں نے یورپ فتح کر لیا تھا۔ بندا سنگھ بیراگی گوشت خور نہ تھا۔ پھر اُسنے لاکھوں مسلمان قتل کیے۔ تمام دھاری سکھ یعنے کوکے گوشت خور نہیں ہیں۔ یہ گوشت خوروں کو گاجر مولی کی طرح کیوں

کاٹتے ہیں اور انکے نام سے ہی گوشت خوروں کے بدن کیوں خشک ہوتے ہیں۔ اور جانور شکاری مردار گوشت خور نہیں ہے پھر گوشت خوروں کے ستیہ نراں سے کس طرح اڑاتا ہے۔

اے ہیر صاحب سی۔ ایس آئی انسپکٹر جنرل آف ہاسپٹل کہتے ہیں جو اٹھائیس سال کا تجربہ جو ہندوستان میں مجھے حاصل کیا ہے درج کرتا ہوں جبکہ سر رابرٹ سیل صاحب کے ہمراہ جنگ جدل کے موقعہ پر جلال آباد کے محاصرہ میں کابل میں تھا اور سر ہیملاک کے جنگ اور یورپی سپاہیوں کی غذا اور دہلی کے محاصرہ میں رہا ہوں اس تمام عرصہ میں ڈاکٹر حکس صاحب کی عملی تائید کر دکھائی۔ جو کہ انگریزی فوج کے ایک مشہور سرجن ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ میری صحت کا مختلف طریقوں سے مختلف آب و ہوا میں امتحان کیا گیا میں بالکل گوشت اور شراب کا استعمال نہیں کرتا میں فلالین یعنی گرم اونی کپڑا نہیں پہنتا۔ اور میں خشکی۔ گرمی۔ سردی کی پرواہ نہیں کرتا۔"

انگریزی دانوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لارڈ ہیتھ فیلڈ کے برابر کوئی بہادر نہیں ہوا جنہوں نے نہایت کوشش و شجاعت سے جبل الطارق کے محکم قلعہ کو فتح کیا۔ لارڈ مذکور گوشت اور شراب کو مطلق استعمال نہیں کرتے تھے۔ صرف روٹی اور نباتاتی غذا انکی خوراک تھی اور چار گھنٹہ سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔

سنہ ۱۸۳۳ء میں جنرل والڈرز صاحب نے جو کہ مشرق واقعہ جنوبی امریکہ کے ستر ارکے ایسی فوج کے ہمراہ ایر کسو ما کے جنوب میں لوتا سہر سرحد پائی کی ۷۰ میل فاصلہ بعد ۲۰ میل کے حساب سے لگاتار گیارہ دن تک کوچ جاری رکھا اور آخر کار بوقت اختتام دشمن کی فوج کو شکست فاش دی اور طرفہ یہ کہ اس سفر میں سپاہی صرف بھنی ہوا اناج پر گزارہ کرتے تھے۔"

سمتھ صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ میں پولینڈ اور ہنگری کے سپاہی سب سے زیادہ چالاک اور طاقتور آدمی دنیا بھر میں ہیں وہ روٹی اور آلو پر گزارہ کرتے ہیں نپولین بوناپارٹ کے ماتحت پولینڈ کے سپاہی اکثر تیس ۳۰ میل سفر کیا کرتے تھے اور لگاتار لڑائیاں مارتے تھے دوسرے دن جب سو کر اٹھتے تھے تو ایسے تر و تازہ ہوتے تھے گویا بالکل تھکے نہیں۔" (دیکھو فرویشن ایڈیشن صفحہ ۵۳)

پھر وہی صاحب کہتے ہیں کہ دنیا میں سب تھوڑی قومیں ہونگی جنکے سپاہی روس کے سپاہیوں کی برابری کر سکیں۔ روس کے سپاہی بڑی بھاری تکلیفیں اور سخت بیماریاں نہایت صبر اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ سادہ اور عام نباتاتی پیداوار کی خوراک پر گزارہ کرتے ہیں۔ روسی فوجی جوانوں میں سے کوئی بھی ۶ فٹ سے کم لمبائی میں نہیں ہوتا۔ وہ اناج جسکو انگریز میں رائی کہتے ہیں۔ اس کی کالی روٹی نباتاتی تیل اور نمک چاول انکی خوراک ہے۔

مسٹر ایک فوجی افسر جے الف وارنج صاحب نے ڈاکٹر نوبس صاحب کو واسطے ایک خط لکھا جس میں ذکر کرتے ہیں کہ ہماری لمبی فوج سوائے افسروں کے پھل اناج کے کھانیوالی ہیں اور اسی واسطے انگریزوں کی بہ نسبت دسویں حصے خوراک کا بندوبست ہمیں دقت نہیں ہوتی۔ میری اپنی ۶۳ رجمنٹ کے سکھ تمام ہی پھل اناج کھانے والے ہیں کبھی کبھی تو بار بار ایک کیلا کھا لیتے ہیں اگر ہمارے ساتھ صرف پھل اناج ہی ہو جاویں تو ہم سفر کی بڑی تکلیف سے بچ جاویں۔" (دیکھو ٹربن میگزین نمبر ۳ و صفحہ ۵۷)

محمود سلطان نے اپنی گوشت خور فوج کے مسور کی لڑائی میں شکست کھایا پلاسی کی لڑائی میں سراج الدولہ گوشت خور کو شکست ملی۔ احمد شاہ نے محمد شاہ کو گوشت خور کو شکست دی۔ بھوکے اور فاقہ مست ماہر نے جیسے غلہ آٹا بھی مشکل سے ملتا تھا ابراہیم لودھی مشہور گوشت خور کو شکست دی۔ تو ان شکستوں کا یہ سبب ہے کہ جیتنے والے گوشت خور نہیں تھے۔ اور نہ یہ کہ کم گوشت خور تھے اور فاتح لوگ

اُن سے بڑھکر گوشت معہ ہڈیوں کے چبا جاتے تھے۔ بلکہ یہ کہ عمدہ اسلحہ۔ اتفاق و قواعد دانی سازشوں میں نہ آنا۔ جفاکشی مرغم حرب۔ فتحیابی کے موجب ہیں۔ جملہ مورخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ فاتح قومیں ہوشیار زیادہ دانا زیادہ اتفاق کرنے والے اور عمدہ ہتھیاروں کے رکھنے والے ہوتے ہیں۔

مرہٹے جنکی بہادری ضرب المثل ہے بالکل گوشت خور نہ تھے اور نہ جاٹ گوشت خور ہیں مگر جب پورا حال بھرت پور کے واقعات پر کون پردہ ڈال سکتا ہے۔

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب (جو کہ گورنر جنرل ہند کے میر منشی تھے) کا اور جملہ محققین فرنگ کا قول ہے۔ کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا بلکہ ہندوؤں سے جسکے یہ معنے ہیں کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا (وہ تو کب کے برباد اور تباہ ہو چکے تھے) بلکہ ہندوؤں سے کیونکہ اُن دنوں دہلی کا بادشاہ کاٹھ کا پتلا تھا جسکی حکومت اس کی محل کی چار دیواری کے اندر محدود تھی مرہٹوں کی سلطنت نوبدا سے اٹک تک قائم ہو گئی تھی۔ اور انکی فوجیں بہو سے بنگال تک پھیل گئی تھیں اور کل صوبوں سے خراج لینا شروع کر دیا۔ اگر اور چند غیر متوقعہ اور عجیب سبب پیدا ہو جاتا تو عجب ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قائم ہو جاتی۔ اور مسلمان شہنشاہ کی جگہ ہندو مہاراجہ حکومت کرتا۔" (حصہ اول صفحہ ۲۲ لکچر نمبر ۱)

راجہ اشوک کی بہادری اور دانشمندی اور سلطنت کا ابھی آج تک کسی دوسرے بادشاہ کو نصیب نہیں ہوا۔ مگر وہ گوشت خور ہرگز نہیں تھا اور نہ چندر گپت گوشت خور تھے۔ معلوم نہیں کہ آپ پھر کس طعام کی مدد سے یہ رتبہ پا سکتے یہ دانشمندی گوشت خوروں میں محدود رہی۔

ڈاکٹر فلٹس صاحب لکھتے ہیں کہ گرین لینڈ کے باشندے جو دنیا میں اعلیٰ درجہ کے گوشت خور ہیں دنیا بھر میں سب سے زیادہ ٹھنگنے دستیاب ہیں۔ انسان پیدائش کے قریباً ۲۰ انچ ہوتا ہے۔ بوڑھا جوان ہونے پر انسان کا قد چار فٹ سے ۶ فٹ تک پایا گیا ہے وہ لوگ جو سرد ملکوں کے بسنے والے ہیں اور نباتاتی خوراک پر گذارہ کرتے ہیں بہ نسبت گوشت خوروں کے جسمانی صحت اور ترقی میں بڑھکر ہیں۔ چنانچہ اسکاٹلینڈ کے آلو کھانیوالے ۵-۱۰ فٹ پائے گئے ہیں چونکہ گوشت میں ہڈی بنانے والے اجزا نہیں ہوتے اسلئے گوشت کھانیوالے ٹھگنے رہتے ہیں الخ۔

مگر اب گرین لینڈ والوں نے بھی آلو کھانے شروع کر دئے ہیں یورپ کے تجار کی بدولت یہ نباتاتی نعمتیں انکو نصیب ہونے لگیں۔ وہ دن دور نہیں کہ ان سے گوشت خوری متروک ہو جاوے۔

۷۷۔ مولوی۔ گوشت خوری ایک ضروری امر ہے۔

آریہ۔ گوشت خوری ضروری نہیں کیونکہ اسمیں وہ مادہ ہی نہیں جس سے انسان کی پوری پرورش ہو سکے۔ چنانچہ ڈاکٹر انا کنگس فورڈ ایم ڈی کہتی ہیں کہ مٹر چنے وغیرہ غلہ اناج میں ۲۴ سے ۳۰ فیصدی تک نائٹروجن اور ۵۰ سے ۶۰ فیصدی تک شارچ یعنی نشاستہ اور قریباً تین فیصدی نمکین مادہ موجود ہے۔ اور حیوانات کے گوشت میں ۱۰ سے ۱۹ تک نائٹروجن ہوتا ہے اور شارچ اس قدر کم پایا جاتا ہے کہ گنتی میں نہیں آسکتا۔ گویا ہمکو کہنا پڑتا ہے کہ نشاستہ گوشت میں بالکل نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ گوشت جس میں ایک بڑا بھاری جزو حرارت پیدا کرنے والا جزو نشاستہ موجود نہیں ہے۔ کسی انسان کی خواہ کسی ملک کا بسنے والا کیوں نہ ہو خوراک نہیں ہو سکتی۔" (پرسکٹ سے ڈائٹ صفحہ ۴۸ و ۴۹)

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کمشنر بنگال نے سرکلر جاری کیا ہے کہ مسور کی دال نہایت طاقت بخش ہے

ہے۔ بنسبت سب گوشتوں کے (بابا رامہ ت مارا ریر کا ۱۴ اعوا شہر ۱۸۹۸ء جلد ۲۳ نمبر ۱۲ صفحہ ۱)

اصلی طور پر اگر کوئی زیادہ سے زیادہ دلیل ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ہمیں مٹھے مایہ الالا ۰ نائٹروجن کم ہے لیکن ۰۰ فیصدی تعداد اکثر اناج گندم وغیرہ کو زیادہ سے زیادہ ۱۹ فیصدی تک ہو سکتا ہے۔ بر خلاف اس کے دودھ اور چاول فیصدی ۸ گھیر وغیرہ کی دالوں میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوشت آجکل کے علمی اور اعلیٰ طبی تحقیقات کے رو سے انسانی غذا کھانے کے قابل نہیں ہے (آریہ گزٹ پروانشیل جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۴۶)

کمشنری کے فیصلے جو نقشہ تیار کیا ہے وہ باب تحریق و ماہیر احساس جو دہلی اُنسے ماں درج کرتے ہیں۔

نام اشیاء	گوشت مایہ	حرارت و گرمی مایہ	حرارت اعصابی	حصہ آبی
چاول	۷	۷۸	۱	۱۴
ساگودانہ اور روٹ	۴	۸۲	۱	۱۳
آلو	۲	۲۳	۱	۷۴
مصری	۷	۱۰۰		۰
مکھن اور گھی		۱	۰	۰
گندم	۱۳	۶۴	۲	۱۳
جوار	۹	۶۴	۱	۱۶
باجرا	۱۰	۶۳	۲	۱۵
کنگنی	۱۳	۷۰	۱	۱۴
آرد جو ولایتی	۱۷	۶۹	۳	۱۱
جو	۱۱	۶۲	۲	۱۵
مچھلی	۱۴	۷	۱	۷۴
گوشت بکرا	۲۲	۱۴	۱	۶۳
دال نخود	۱۹	۶۲	۳	۱۶
دال ارہر	۲	۶۱	۳	۱۶
دال مٹر	۲۵	۵۴	۲	۱۵
دال مسور	۲۴	۵۹	۲	۱۴
دال کہساری	۸	۵۶	۳	۱۳
لوبیا	۲۳	۵۹	۳	۱۴
لونگ	۴	۶۰	۲	۱۳
آرہر	۲۲	۶۲	۳	۱۳
سبز مٹر	۷	۳۰	۲	۵۵
دودھ	۵	۸	۱	۱۸

الساتی ات ڈبلیو ڈگلس صاحب ایف سی۔ جس نے رسالہ کیمسٹری آف فوڈس اور دلیم گو جیمز نے یگانہ نامی کتاب میں جو نقشہ جات دیئے ہیں اُن سے بھی واضح ہے کہ اناج میں گوشت سے زیادہ طاقت ہے۔

نام جنس بحساب سو پونڈ وزن	حرارت کا جز
گندم	۶۲
چنے	۵۱
لوبیا	۶۲
چاول	۸۲
آلو	۲۵
گوشت	۱۴
آم	۴
مٹر	۵۳
کھجوریں	۱۵

گوشت کھانے سے بیماریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور گوشت خوار ہی کے زیادہ شکار ہوتے ہیں جناب ڈاکٹر اینا کنگسفورڈ ایم ڈی اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں کہ بیماریوں کے کرم بکثرت گوشت میں ہی ہوتے ہیں کیونکہ کثرت سے ہوتے ہیں نظر نہیں آتے۔ ان کا اثر کرموں کی بری ہی بعض علامات سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور یہی ہیں جن کا استعمال کرنے سے روک دیا ہے۔ گوشت میں دھوکا دیتا ہے اور صورت میں بالکل ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے یہ بھی مذکورہ بالا کرموں سے پر ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسلم صاحب نے ۱۸۹۱ء کی سٹڈی کا نقشہ دے کر ظاہر کیا ہے کہ گوشت ۹۰ فیصدی بیماری کے کرموں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر جے آئی سلس ایم ڈی لکھتے ہیں کہ میں صاف طور پر دیتا ہوں کہ گندہ مادہ ورزش اور تھکاوٹ کے ہوئے حیوانوں کے گوشت ہوا۔ پس جگر میں بنایا جاتا ہے کھانے کے قابل نہیں۔ بیل گائے جو گھاس کھاتے ہیں وہ اکثر اصلی وغیرہ سے بالکل پاکیزہ حاصل کرتے ہیں اور اسکو اپنے جسم میں پہلی دفعہ گوشت اور لہو کی صورت میں تبدیل کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے گوشت خور اسکو دوبارہ چبانے اور ہضم کرتے ہیں جو کہ ایک قدرتی چیز ہے اور ہضم کرنے سے حیوانی گوشت بنتا ہے۔

مولوی اچھی تجربہ کار ڈاکٹر کو جو مسکا جبر بالقلب بیٹھا ہے۔ جبکہ اس کا کام کو ایک قسم انقاص کر سکے اور اکثر وں کو اپنے زعم میں قسی القلب کہا کرے۔

آریہ جو ڈاکٹر بیشی قائم رکھنے درد کو دور کرنے مریض کے سر سب بنا کی سے علاج کرتے زخموں کو سیتے الائس کو نکالتے اور بعض خاص صورتوں میں اعضاء کو کاٹتے ہیں وہ رحمدل۔ نیک نیت اور رقیق القلب لیکن مشغول ہیں۔ مگر جو ڈاکٹر یا حکیم بیوت سرگرمی کو بیمار سے ہیں اسرار سے اعضاء کو کاٹ لیتے اور خونریزی کرتے ہیں وہ بلاشبہ قسی القلب رحایل ہیں۔ ساف سکتی کہ مسلمان کس نمبر میں ہیں اگر وہ جانوروں کے امراض کا علاج کرتے اور اسی نسبت سے انکے زخموں کو چیرتے اور مرہم لگاتے ہیں تو ضرور رحمدل و نیک نیت ہیں ہمیں اسے کوئی مخالفت نہیں لیکن اگر وہ اپنا ظالم پیٹ بھرنے کیواسطے انکا گلا کاٹتے ہیں اور تواسکی بیست خدا کو الزام لگا کر اسکے نام کو بدنام اور مردہ بیزبان بیقصور کی نام پر جانوروں پر ظلم جلاتے ہیں بالفرض بجز طبع ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو وہ ضرور قسی القلب قصائی بلکہ ظالموں کے بھائی۔

۱۷۴ مولوی مثلاً موت جو ذبح سے حاصل ہوتا ہے بدون وصل انسانی بھی شدنی ہے اور ذبح جانوروں کو تمام امراض اور تدریجی موت کے تشدد سے نجات بخشتی ہے۔

آریہ - افسوس ہے کہ آپ سے تمیز کا مادہ بالکل غائب ہو گیا یہ تو ایسی بات ہے جیسے امراض کی تکالیف سے دور کر خودکشی کرنا یا مریض کو کوئی مارنا یا پانی میں ڈبو دینا یا سنکھیا کھلا کر مار دینا۔ یہ ناشکری اور خدا کی نافرمانی اور کفران نعمت کی نشانی ہے۔ کیا ہم جان گئے کہ آپ نے اسامی حکیم اور دیگر قادیانی بیمار کے بھائی ہیں۔ پس جب کسی مریض کو تدریجی موت میں مبتلا ملتے ہونگے ضرور بسم اللہ اکبر کہکر اُسکا کلا کاٹ دیا کرتے ہونگے الہامی بیٹے کے ساتھ نہ آپ نے ایسا سلوک کیا کہ اسکو زندہ رہنے دیا۔ مگر یہی قادیانی کی بیماری میں یہ علاج نہ سوجھا تاکہ اُن کی جان الہام کے اور مارنے والا سے چھوٹ جاتی۔ اور سیر آتی

سب میں آدم یا بے گیا ہی و مانی ور را جا ساہی طلب ہے۔ امیاں نول سگھ کے رقیب

۷۵ ا۔ **مولوی**۔ تعجب ہے کہ تمام سلک کے حالف ان کا مرتا تمام مدعیان اسلام گئے دیک سزائے مرگ بطرف منسوب ہے۔ بہت تعجب ہے کہ ذبح کے حکم کو کرلی۔ یہ لوگ رحم کے خلاف یقین کرتے ہیں۔

آریہ۔ سب تمام تمام مدعیان اسلام کے منسک برائے رحم کی طرف منسوب ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ فعل و اسعاد حمل نہ ہو رائی کو دیکھتے۔ کیوں یہ رحم کے خلاف عمیر کرتے ہیں۔ آپ کا گدھوا ہوا ہے۔ جس طرح انسان کو مانتا ہے اسی طرح حیوانوں کو۔ جس طرح سور کا مالک ہے اسی طرح گلے کا۔ وہ جس طرح انسان کا خالق ہے ویسا ہی کُتے کا بھی۔ ان کا حکم رحم اور انصاف۔ خداوندی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ ذاتی سے بالاتر ہے۔ لیکن فریح انسانی فساد ہے رحمانی حکم رہتا۔ نہیں جانتا۔ سروی کا حکم ہے انصاف کا نہیں جو خودغرضی ناپاکی اور جفاکاری سے مملو ہے آدمی سنگ ہنستی ہے۔ ورد نہیں۔

سنئے۔ ویدنے علت گوشت بعض سے کالکر سب جلد بدرست ان کی سب حرام جنتی روز وہ سب حلال

ہاتھی	حرام	بلا	حرام	کنڈر	حرام
شیر	حرام	چتا	حرام	ڈیل مچھلی	حرام
گیدڑا	حرام	ریچھ	حرام	(مگر گورمچھ)	حرام
مگرمچھ	حرام	بندر	حرام	کچھلا	حرام
کتا	حرام	بھیڑیا	حرام	کھتار	حرام
سور	حرام	ساہی	حرام	ہیولا	حرام
سانپ	حرام	شاہین	حرام	کرگس	حرام
چیتا	حرام	لکڑ	حرام	سر	حرام
کژدم	حرام	لوتمبار	حرام	چیل	حرام
مکڑی	حرام	بگا	حرام	الو	حرام
زنبور	حرام	سہار	حرام		
گائے	حلال	روباہ	حلال	مرغابی	حلال
بھینس	حلال	معمولی مچھلی	حلال	کلنگ	حلال
گورخر	حلال	فاختہ	حلال	بط	حلال
گوسفند	حلال	کبوتر	حلال	کبک	حلال
ہرن	حلال	لونبڑ (شیر)	حلال	تیتر	حلال
بکری	حلال	کھٹانک	حلال	تلیر	حلال
اونٹ	حلال	(کبھی طاؤس)	حلال	بطخ	حلال
حرام کبھی	حلال	کوا	حلال	راج ہنس	حلال
گھوڑا	حلال	سارک	حلال	لٹور	حلال

عاقر جو رست ہیں سارے حلال ہیں اور جتنے رو رکتے ہیں اللہ کا مال ہیں
ہاتھی سے سانپ تک سارے حرام ہیں اور گائے سے لٹور تک سب حلال ہیں
میں غور کرکے سوچو ذرا مومنو اسے
احکام ایزدی ہیں کہ اپنے خیال ہیں

ہم مصنف قرآن کی غلطی بتلا ایک اور نمونہ بھی بتلانا چاہتے ہیں۔ اگر قرآن کا مصنف

موافق حکماء کی رائے بھی عقل کہتا ہو تو وہ گوشت جس کے واسطے تمام فاضل حکیم اتفاق کرتے ہیں کہ وہ سب گوشتوں سے زیادہ طاقتور ہے اُسے حرام نہ کرتا۔

حکیم بوعلی صاحب فرماتے ہیں لحوم المختار البری قادمہ مع کونہ احف من لحم الاهلی هو قوی الغذاء اکثر لا یسهل الا نهضام و یولد الجود ما یکون فی الشتاء و شبابه نظر فی احوال الحیوانات (قانون صفحہ ۲ مطبوعہ نول کشور)

مولوی امام الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن میڈیکل کالج آگرہ فرماتے ہیں۔ گوشت جوک گرم تر تمام حیوانات وحشی سے بہتر ہوتا ہے۔ کل جزو بدن ہو جاتا ہے جس خلط بہت پیدا کرتا ہے (رسالہ نسل انسان صفحہ ۱۷)

مولوی محمد حسین صاحب آزاد لکھتے ہیں۔ مدبر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ اُن کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے"

"ڈاکٹر مارکس صاحب فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ حرارت پیدا کرنیوالا گوشت سور کا ہے (دیکھو مسول آف بائے جین صفحہ ۲۵۵)

۷۶ ا۔ **مولوی**۔ سکا کہ طرف سے ذبح کرتے ہیں پس گردن کے زیادہ آرام ہے۔

آریہ۔ اسکا جواب باصواب یوں ہے کہ کسی نے اونٹ سے پوچھا کہ چڑھائی اچھی یا اُترائی جواب دیا کہ مرُدو لعنت۔ اسکے مثال مولوی عبدالکریم صاحب المعروف کمگف کیرجی کا قول ہے

اُن جھٹکا ان بسمل کیتا یا دونہاں ہی بھا گو ہے کیر سو ہائی سار ہوا گ ڈاں گل لگے

۷۵ ا۔ **مولوی**۔ قتل اس مخاطرات میں تک مذاہب میں معمول ہے۔

آریہ۔ یہ بات مبدار فساد ہے اور عمر انسان کی ایجاد۔ دانا ؤں اور حق پرستوں کا نواسیر عمل ہے۔

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا — دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام — کہ با دوستانت خلافست و جنگ

دیکر محنت دیگراں بے غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

در اخبار آوردہ اند کہ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز را کہ بکمال عدالت و فرط تقوی و طہارت موصوف بود بعد از وفات در خواب دیدند از حال او سوال کردند گفت یک سال مرا در ورطہ محاسبہ داشتند بسبب آنکہ سوراخے در پل خراشیدہ بود و گوسپندے را پائے در آن سوراخ در رفت مجروح شد مرا من عتاب کردند (اخلاق جلالی صفحہ ۲۹۰ نول کشور)

۷۷ ا۔ **مولوی**۔ علوم طبقات الارض و جغرافیہ کے مشتاق اور قطبین کے رہنے والوں کو گوشت و مچھلی کی حاجت لابدی ہے۔

آریہ۔ یہ ہے ایک جھوٹے اور بے زمانہ مسئلہ کے ثبوت کے واسطے کتنی ناجائز کوشش کی اور عقل کو بڑی طرف متوجہ کیا حضرت پیغمبر قرآن اور ساکنان عربستان کو علم و عقل سے کیا نسبت۔ وہ کونسا علم ہے جس کی انہوں نے تحصیلات کی۔ وہ کونسا مولوی ہے جس نے علم طبقات الارض بجز حرف اور کات کی شرح اسلامیت آج تک کوئی مولوی قطب یا قطبین کے پاس گیا کوئی مولوی امریکہ یا جزیرہ دریافت کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر محمد صاحب کے سامنے کوئی فاضل یہ کہتا کہ زمین گردش کرتی ہے اور آسمان کوئی چیز نہیں تو جھٹ اُس بیچارہ کی گردن اُڑائی جاتی۔ کیونکہ ایسا ماننے سے معراج کی کہانی باطل ہو جاتی ہے۔ علوم کے محقق اگر سکار میں لگے رہینگے تو خاک تحقیقات کرینگے۔ گوشت سید الطعام نہیں بلکہ خبیث الطعام اور وحشی درندوں۔ موذیوں کی خوراک عام ہے۔

جان سمتھ صاحب اپنی فروٹس اور فرنیاشس میں لکھتے ہیں کیپٹن پاری صاحب سیاح کے دیکھنے سے حیران ہونگے کہ ایک گرین لینڈ کا باشندہ جو مچھلی جو سات سیر روزانہ بھی

کھا جاتا ہے۔ بعد کو ایک گرین لینڈ کا رہنے والا دس سیر گوشت اور مچھلی کا تیل کھا جاتا ہے۔ پادری آرمز صاحب کا بیان ہے کہ پیٹیگونا کا باشندہ ایک دن میں دس سیر گوشت آسانی سے کھا جاتا ہے۔ یہ اُسکی معمولی روزانہ خوراک ہے۔ یہ لوگ حالانکہ اتنا گوشت کھا جاتے ہیں تو بھی بزدل۔ کمزور پست قامت ہوتے ہیں۔ ایک سیر گندم کی روٹی چار سیر عمدہ سے عمدہ گوشت کی نسبت نہایت ہی مفید اور بڑھکر نشو ونما دینے والی خوراک ہے۔ روس و یونان کے مزدور دن بھر چالاکی اور زندہ دلی سے کام کرتے ہیں حالانکہ وہ آدھ سیر اناج معہ چند پھلوں کے کھاتے ہیں۔ اگر گوشت میں طاقت اور غذائیت کا مادہ موجود ہوتا تو ظاہر ہے کہ دُنیا میں گرین لینڈ کے رہنے والے کبھی بزدل۔ پست قامت اور پرلے درجہ کے وحشی نہ ہوتے۔" (صفحہ ۹۰)

گرین لینڈ وغیرہ ایک دو برفانی جگہ ایسی ہیں۔ جہاں کے باشندے عموماً گوشت اور مچھلی پر گزران کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ برفانی ملک انسان کی قدرتی جائے رہائش نہیں۔ قدرت میں قاعدہ ہے کہ جس حیوان کی خوراک جہاں بکثرت پائی جاتی ہے۔ وہی جگہ اُس حیوان کی جائے رہائش سمجھی جاتی ہے۔ انسان قطبین کا رہنے والا قدرتی نہیں ہے۔ تمام فضلاء کا اسپر اتفاق ہے۔

ڈاکٹر ٹی۔ آر ایلسن ایل آر سی۔ پی اپنی کتاب میڈیکل ایسیز میں فرماتے ہیں۔ کہ انسان بلا شبہ گرم اور معتدل ملکوں کا رہنے والا ہے۔ جہاں کہ اناج اور پھل اسکی خوراک کے لئے اُگ سکتے ہیں۔ انسان کی کھال پر جو چھوٹے چھوٹے رونگٹے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بلا شبہ گرم اور معتدل ملکوں کا باشندہ ہے۔ سرد ملک کے رہنے والے حیوانوں کی کھال پر لمبے بال ہوتے ہیں۔ مگر سرد ملک کے رہنے والے انسانوں کے نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سخت برفانی ملک کے رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ معترض سوال کر سکتا تھا۔ کہ جب قطبین میں رہنا قدرتی نہیں تو وہ لوگ جو وہاں پائے جاتے ہیں۔ وہاں کیونکر جا بسے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے ہندوؤں نے مسلمانوں کے حملوں سے ڈر کر چھوٹی عمر کی شادی اختیار کر لی ٹھیک ویسے ہی ظالموں کے حملوں سے تنگ آکر جرمن فرینکو دار ہیں جان بچانے کے لئے گرین لینڈ جیسی برفانی ویران جنگلوں میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ مصیبت کے مارے ان لوگوں نے وہاں رہنا اختیار کیا۔ مگر قدرتی طور پر کوئی قطبین پر رہنا پسند نہیں کرتا۔ ایسا عقل کا دشمن کون ہے۔ جو ان برفانی ملکوں میں زندگی بسر کرنا چاہتا ہو۔ اگر قطبین انسان کی رہائش کے قابل ہوتے۔ تو صدہا فرنگی جو آئے دن ہی تعلقہ کی تلاش میں اپنے ڈیرے امریکہ۔ آسٹریلیا میں اتنی دور لیجاتے ہیں۔ وہ کیوں نہ انگلینڈ کے شمال کی طرف قطبین میں ہی جا بستے۔ کوئی بستی یا گاؤں آج تک وہاں قایم نہیں ہوئے یہ واسیات کا ثبوت ہے کہ یہ جگہ انسان کی جائے رہائش کے نا قابل ہے۔

ایسا ہی فاضل الفرڈ رسل والیس ایل ایل ڈی ایل ایس وغیرہ نے ڈاروِن ازم میں بھی مفصل درج کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۰۴ ۱۸۸۹ء لنڈن اور ایسا ہی ملکر بکن صاحب نے بھی لکھا ہے۔ اُسی کے حسب حال حضرت آدم کو خدا کا حکم دیکھو میں تمکو ہر ایک بیجدار نباتات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں۔ اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہے۔ دیتا ہوں اور یہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا۔ اور سب ترکاری سبزی اور حیوانوں کے کھانے کے واسطے دیتا ہوں۔ (توریت ۲۹)

سید احمد خان صاحب بھی کہتے ہیں پہلے آدم کو صرف درختوں کے پھل کھانے کی اجازت تھی حیوانات کے گوشت کی اجازت نہیں تھی۔ (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۳۴)

مشہور سولسٹ کو مینٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہمیشہ سے معتدل یا گرم ملکوں کے رہنے والے باشندے پھیلائینگے۔ کیونکہ وہاں وہ قدرتی پھل اناج کی خوراک کھاتے ہیں اور یہی ممالک انسان کی قدرتی جائے رہائش ہیں۔" (رسالہ ست کامل صفحہ ۲۰)

اب اخیر میں ہم اس اصل کتاب براہان البلاغ فی تحقیق امر الذبائح کے مصنف کی لیاقت کا نمونہ بتلائے بغیر مضمون ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مولوی صاحب اُسی کے حکم پر کو دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں رہا تڑپنا۔ اِن جانوروں کا ہنگام ذبح۔ جائز ہے کہ یہ تڑپنا عین تلذذ کے سبب سے واقع ہو نہ بسبب تالم کے۔ کیونکہ وجد کرنا اور تڑپنا بعض کیفیات استلذاذی میں بھی ہوا کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۵۱ ۱۲۹۲ھ)

تردید۔ وای نادانی اور خود غرضی کہ انسان شرارت میں کتنا دلیر ہو جاتا ہے۔ چور۔ چوری کرتے ہوئے دوسرے کے مال کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ ڈکیت ڈاکہ زنی کرتے ہوئے گناہ کا کبھی خیال نہیں کرتا۔ حبشی لوگ انسان کے قتل اور اُس کے گوشت کھانے میں ذرا دریغ نہیں کرتے اور اسی کو ثواب جانتے ہیں۔ یہی حال اگھوری فقیروں اور وام مارگیوں کا ہے محمد صاحب۔ تمام مسلمان بیگناہ لوگوں کی منکوحہ عورتیں لونڈی سپاہیوں کو زناکاری کیواسطے دیدینا حکم ربانی سمجھتے ہیں یہی عیسائیوں کا حال ہے اور مسلمان غازی عیسائیوں کا گلا کاٹنا ثواب جانتے ہیں۔ اور تمام حبشی اور مسلمان اور یہودی بردہ فروشی کو جائز جانتے ہیں۔ کافروں کو مارنا سب نے جائز ٹھہرا لیا۔ عربیوں کو یہ یاد کرا دیا۔ سب نے صحیح بتلایا۔ غیر مذاہب کا گلا کاٹنے کو ہر ایک خدا سے پروانہ لایا۔

دیندار پنچاں۔ کافروں (عیسائی۔ یہودی۔ کافروں) کا سر کاٹ کر اُس کے گردن پر گرم تلوار رکھ دیتے ہیں جس سے وہ مردہ ناچتا ہے اور وہ خوشی مناتے اور گاتے ہیں اور اس کام کو ثواب بتلاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان ذبح کی خونخواری اور اضطراری کی حالت ذلت وایک نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہی عالی مذہب مسلمانوں کو شاید نہیں نقول ہے ؎

ہر کہ اندر دام نفس است و ہوا | از شیطان است نے از خدا

کسی نے سچ کہا ہے۔

کبھی ہیں در طاؤس گلستان وفاکر دانے | تیری آواز میں جان آئے
تیری تفریح طبع تو اچھا تماشا ہے | تو پرسے ہی تیری لیے ہو ہوا ہے

جو لوگ خدا یا پیروں کے نام بکرے وغیرہ قربان کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اُن کے حق میں داؤد ہی کی زبور میں لکھا ہے۔

"میں تیرے گھر کا بیل نہ لونگا۔ اور نہ تیرے باڑے کا بکرا۔ کہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزار ہا ہزار ہیں پہاڑ کے سارے پرندوں سے آگاہ ہوں۔ اور دشتی چرند میرے ہیں۔ اگر میں بھوکا ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا کہ دُنیا اور اُسکی معموری میری ہے۔ کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں۔ یا بکروں کا لہو پیتا ہوں۔" (زبور $\frac{۵۰}{۸ تا ۱۳}$)۔

یسعیاہ کو خداوند کہتا ہے۔ "تمہاری ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کوں کام میں مینڈھوں کی سوختنی قربانی اور فربہ بچھڑوں کی چربی اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکریوں کا لہو نہیں پیتا ہوں۔ جب تم دعا پر دعا مانگو گے تو میں نہ سنونگا تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں۔" (آیت $\frac{۱}{۱۵}$)۔

خداوند یوں فرماتا ہے کہ "آسمان میرا تخت ہے۔ اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی وہ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے اور میری آرام گاہ کہاں ہے کہ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں۔ اور یہ سب موجود ہوئی ہیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا اُسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے۔ اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے۔ وہ جو بیل ذبح کرتا اُسکی مانند ہے جس نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اور وہ جو ایک بکرہ قربانی کرتا ہے اُسکے برابر جیسے ایک کتے کی گردن کاٹی ہے۔ جو بدیہ چڑھاتا ہے ایسا ہے کہ

اُسے سور کا لہو گذارتا ہے۔ وہ جو یادگاری کے لئے لُبان گذارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جیسے بُت کو مبارک کہتا ہے۔ ہاں انہوں نے اپنی اپنی راہیں چن لیں۔ اور اُن کے جی اُنکی مکروہ چیزوں سے مسرور ہیں۔ میں بھی اُنکے لئے مصیبتوں کو چن لوں گا۔ اور جن سے ڈرتے ہیں۔ اُنہیں اُن پر ڈالوں گا۔ انہوں نے میری آنکھوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار کیا جس سے میں ناخوش تھا (یسعیاہ ۶۶ آیت ۳و۴)

میکہ نبی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کرکے آخر میں کہا ہے۔ خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو انصاف کرے۔ اور رحم دلی کو پیار کرے۔ اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلے ۶/۸۔

مسئلہ روحانی پر مصنف قرآن کی پریشانی

مولوی صاحب نے تصدیق کے صفحہ ۳۷ سے ۱۰۶ تک کوشش کی ہے کہ روح کے بارہ میں وہ ہمارے اعتراضوں کا جواب دیں اور ثابت کریں کہ روح حادث ہے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب باوجود اتنی محنت کے بھی کامیاب نہ ہوئے۔ اور ہوتے کس طرح جبکہ وہ ایک امر حق سے انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے مولوی صاحب کے جوابوں کو کئی بار غور و تفکر سے پڑھا۔ مگر کوئی جواب بھی معقول اور مدلل نہ پایا۔ ہاں اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولوی صاحب بہ نسبت اور محمدی بھائیوں کے بہت مہذب ہیں۔

۷۴ ۔ **تکذیب** آریہ محمدی لوگوں کی طرح پانچ ہزار یا چھ ہزار سال سے خالق رازق مالک رحیم عادل اور قادر مطلق نہیں مانتے۔

۷۴ ۔ **تصدیق** ۔ تمام قرآن کریم اور حدیث نبی رؤف الرحیم سے یہہ بات نکال دیجئے۔ کہاں اسلام نے کہا ہے۔ پس اسی پر فیصلہ ہے۔

تردید ۔ ہم نے اسکا جواب نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۰۶ و ۱۱۴ و ۱۱۵ میں دیا ہے اُس کے سب تاریخ ابی الفدا میں نہایت جانفشانی اور کوشش سے بحوالہ حدیث و آیات قرآنی کے لکھا ہے کہ۔

آدم سے نوح تک۔ ۲۲۴۲۔
آدم سے ابراہیم تک۔ ۳۳۲۳۔
آدم سے موسیٰ تک۔ ۳۸۶۸۔
آدم سے سکندر تک۔ ۵۲۸۱۔
آدم سے عیسےٰ تک۔ ۵۵۸۴۔
آدم سے محمدؐ عرب تک۔ ۶۲۱۶۔

سال ہوتے ہیں (دیکھو اُنکی تاریخ جلد اول صفحہ ۷۴ سے ۷۹ تک مطبوعہ مصر) اور ایسا ہی تاریخ بحری میں بحوالہ احادیث اور قرآن کے لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳ سے ۶ تک مطبوعہ نولکشور پریس) اور توریت عبرانی کے نسب نامہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھو موسیٰ کی کتاب تکوین باب اول سے اخیر تک یعنی ۴۰۰۰ سال مسیح سے پہلے۔ قرآن نے اگرچہ اصحاب کہف کی خواب جسکے رو سے ۳۰۹ سال بیان کئے ہیں۔ اور نوح کے طوفان کے سوا اور کسی کی تاریخ نہیں بتلائی۔ مگر جو کچھ سلسلہ آدم سے قابیل اور ہابیل اور شیث وغیرہ کا اُس نے چلایا ہے وہ تاریخ معتبرہ سے ۵-۶ ہزار سال سے زیادہ نہیں بیٹھتا اور آدم سے پہلے قرآن بالکل خاموش ہے۔ اور قرآن سے بڑھکر کسی علمائے اسلام کے قول کا اعتبار نہیں مانا جاسکتا ہے کہ دین اسلام والے ۵-۶ ہزار سال سے پہلے خدا کو خالق و رازق وغیرہ تمام صفات سے محروم بتلاتے ہیں۔ کیونکہ خلاف علم و عقل حدوث ارواح کے قایل ہیں۔ جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ مولوی صاحب! ابھی فیصلہ ہوا یا نہیں۔

۷۶ ۔ **مولوی** ۔ پہلے اور دوسرے علم میں تمام ارواح اور ساری اشیاء جو ظاہری وجود میں آئیں اور آتی ہیں۔ اور آئینگی۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور موجود رہیں گی اللہ تعالیٰ علیم و خبیر موجود ہے۔ اور اُسکا علم جو اُسکی صفت ہے وہ بھی موجود۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور واقعی ست گیان ست ودیا یعنی حقیقی علم کے مطابق اُسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء جو علم الٰہی میں موجود ہیں اور موجود تھیں حسب تقدیم و تاخیر اور ترتیب سے خارجی وجود پا کر موجود کہلاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے تھے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے۔ اور جو چیز وہاں موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز ہرگز برآمد نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تمام سموات اور زمین کا خالق اور نور ہے وہی تمام ہر شئی اور مخلوق کا پیدا کنندہ ہے عدم محض نہ کسی چیز کا خالق۔ نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شئی کا جزو۔ عدم محض کوئی مخلوق ہے۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود تھی معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے بتدریج خارجی وجود عطا ہوتا ہے جیسے وید اور ویدوں کا گیان خدا کے پاس اور رشیوں کے پاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب آپکی تحریر سے صاف ثابت ہے کہ ہم اور ہماری ارواح اور تمام اشیاء پیدائش سے بلکہ ہمیشہ سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھے۔ عدم محض نہ تھے اور نہ عدم محض کسی چیز کا مادہ ہے اور نہ کسی شئے کا جزو۔ پس عدم یا نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ ہوگی۔ اور آپکی مثال سے تو اور بھی ارواح و مادہ کا انادی ہونا ثابت ہوگیا یہہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ پرکرتی سے جگت کا خارجی وجود یعنی موجودہ حالت بتدریج خدا کے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسی طرح روحوں کو بھی خارجی وجود یعنی جسم انسانی یا حیوانی بتدریج علم الٰہی کے مطابق کرم انوسار ملتا ہے۔ ویسے کہ ایشور کے گیان میں موجود تھے۔ ویسے ہی رشیوں کو ملے۔ جیو اور پرکرتی جیسے کہ ایشور کے علم میں موجود تھے ویسے ہی اب موجود ہیں۔ یاد رکھو کہ عدم محض کا علم عدم محض سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہے پس روح اور پرکرتی انادی ہوئے۔ نہ کہ حادث۔

۷۷ ۔ **مولوی** تیسرے اور چوتھے علم پر۔ یہہ دونوں علوم متعارفہ نہیں بلکہ محض خیالی اور سراسر غلط اعتقادات ہیں۔ پس سے معلوم ہوتا ہے۔ مکذب کا خیال ہے کہ جو کل میں ہے وہ ہر ہر جزو میں ضرور ہوتا ہے۔ صادق غور سے کہہ سکتا ہے کہ یہہ قول غلط ہے کیونکہ ہم ایک ایسا کل فرض کرتے ہیں۔ جو چار اجزائے بسیط سے بنا ہے اس کل میں یہہ بات موجود ہے کہ اُسے ہم کہتے ہیں کہ یہہ مرکب ہے اس میں چار قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ مگر اُس کے اجزا میں یہہ بات موجود نہیں۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزا کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے اس مرکب کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزا سے مرکب ہے۔ ایسا ہی بالعکس یعنی چوتھا علم آپ کے علوم متعارفہ سے بھی علی الاطلاق صحیح نہیں کہ جو کل میں نہیں جزو میں بھی نہیں۔ ایک بڑا موٹا رسہ فرض کرو جو کتنی تاروں سے بنایا گیا ہو اور وہ موٹا رسہ ایک کمزور آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کھینچ کر توڑ ڈال۔ ممکن نہیں کہ وہ کمزور اُس موٹے رسہ کو توڑ سکے۔ اب رسہ کی ایک باریک تار کو جو اُسکی جزو ہے الگ کر لو اور اُسی کمزور کو جسے پہلے کہا تھا کہو کہ اُس تار کو توڑ ڈالے تو یقیناً وہ کمزور توڑ دے گا۔ اب دیکھو وہ چیز (شکستگی) جو کل میں نہ تھی جزو میں پائی گئی۔ اور وہ ٹوٹنا جو کل میں ممکن نہ تھا اسی کل کے ہر ایک جزو میں موجود ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب اور تو درکنار تیسرے اور چوتھے علم کی تردید تو آپنے صرف الہام کی مدد سے لکھی۔ اور اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کی روح سے امداد ملی ورنہ کب ممکن تھا کہ آپ ایسا عمدہ رد لکھ سکتے۔ آپنے اول تو ہماری عبارت بدلانے کی کوشش کی۔ اور پھر چار بسیط مرکبوں کو ایک کل بنایا۔ تا کہ کسی طرح حق کو باطل کر دوں اور ثابت کر دکھلاؤں کہ جو کل میں ہوتا ہے۔ وہ جزو میں نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے اگر آپ یہہ کوشش کرتے کہ ہم تو جزو کو ہی کل مانتے ہیں۔ یا مثلث کو ہی مربع مانتے ہیں۔ تو زیادہ بہتر ہوتا۔ دیکھئے اور غور سے دیکھئے آپنے کتنی غلطی کی چار بسیط جوہروں کو جزو ٹھہرایا۔ اور عربی دانی کے نمونے ہیں

بسیط کا ارتھ بھی یاد نہ آیا یا جان بوجھ کر دل سے بھلا دیا تھا کہ کسی طرح قرآنی عظمت باقی رہ جائے اور الہامیت میں فرق نہ آئے۔ حضرت بسیط جز نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ جزو کا کل ہوتا ہے۔ انگریزی فلسفہ تو درکنار درا یونانی ہی پڑھ لیا ہوتا۔ تاکہ ایسی فاش غلطی نہ کرتے۔ ایک اور غلطی پیدا بھی نظر ڈالئے۔ اور اس طرح گرگ تعصب کو گود علمیت میں بٹھا لیئے۔ ہمارا کیا بلکہ تمام دنیا کے علماء کا اتفاق ہے۔ کہ جو کل میں نہیں وہ جز میں بھی ناممکن ہے۔ آپنے اس سے بھی انکار کیا۔ اور رسن اور شکست کی مثال دی۔ جسطرح تمام رسن میں شکست ممکن ہے۔ اور چند طاقتور آدمی اُسے یقیناً توڑتے ہیں۔ اسی طرح ایک تنکہ میں بھی شکست ممکن ہو۔ کیا آپکے راجہ شاہی حکمت کے آگے بڑے موٹے رسن کو کوئی توڑ ہوا نہیں ہے؟ اگر ہے تو یہ مغالطہ کیوں دیا۔ اور کیوں حق بات سے انکار کیا۔ ایسے ہی ایک مولوی صاحب نے تفسیر قرآنی میں لکھا ہے۔ کہ اگر زمین پھرتی تو جانوران ہوائی اپنے گھونسلوں میں کبھی نہ پہونچ سکتے۔ پس یہ مسئلہ باطل ہے۔ اسی طرح ایک اور مولوی صاحب تعصب کی ترنگ اور دانائی کی امنگ میں ہماری تردید کرتے ہیں کہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اُسکے اجزا ہیں اسطور لیجئے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں۔ نہ کہ اجزا کو یعنی اُن کے ہاتھ پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے۔ اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں۔ نہ اسکے اجزا کو۔ اور نہ اجزا کو کہتے ہیں کہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہستا بولتا۔ لکھتا پڑھتا ہے۔ کہ اُس کے اجزا کو۔ ہر کیف جو کل کی صفت ہے وہ جز کی نہیں۔ اُسکے سوا ایک اور بھی دلیل دیتے ہیں کہ چند آدمیوں کا ایک مجموعہ جو اُن سے ملکر ایک پتھر کو اوٹھایا۔ جو ہر ایک سے نہ اٹھ سکتا۔ تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور اُنمیں وہ بات پائی گئی کہ جو ہر ویعنے ہر ایک آدمی میں نہیں ہے۔" (صفحہ ۸۴ صدقہ جاریہ)

ناظرین! اگر روزی بدانش بر فزودے ز نادان تنگ تر روزی نبودے

اس روشنی کے زمانہ میں علمائے اسلام کے یہ دلایل اور اُن پر یہ فخر و ناز کیا ثابت نہیں کرتا کہ وہ صداقت سے کوسوں دور ہیں۔ معقولیت کی اُنہیں ہوا بھی نہیں لگی سائنس اور فلسفہ کے سامنے ایسے دلایل رد کرنے سے پہلے ہی نفرت کے قابل سمجھے جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی سر سید احمد خاں صاحب کی رائے مندرجہ حاشیہ تکذیب صفحہ ۱۰۸ اسے ۱۰۹ تک مکرر ملاحظہ فرمائیے۔ تاکہ آپکی شانتی ہو۔

۷۸۔ مولوی۔ (پانچویں اور چھٹے علم کو تسلیم کر اور ساتویں پر اعتراض کرتے ہیں) یہ دعویٰ بھی علے العموم صحیح نہیں۔ سبحان اللہ۔ کیسا جمع اضداد ہے۔ چھت کے نیچے لٹکا ہوا جھاڑ چھت سے نیچے اور ہم سے وہی جھاڑ اونچا ہے۔ ہم اُس جھاڑ کو اونچا اور نیچا جمع اضداد کہہ سکتے ہیں۔

آریہ۔ اس آپ کے بیان میں بالکل اجتماع ضدین نہیں ہے۔ مرد خدا کہیں تو تعصب کو چھوڑ کر حق کو قبول کیا ہوتا۔ ایک نادان بھی نہیں کہیگا کہ سقف اور جھاڑ اور آپکا اجتماع ہی جب اجتماع نہیں۔ تو اجتماع ضدین کس طرح نہ باطل ہوا تحت اور فوق کوئی چیز نہیں ہے۔ ذرا سائنس کا کوئی رسالہ مطالعہ کیجئے اور پھر آریہ سماج کے مقابلہ آئیے۔ آپکی ان دلیلوں پر لوگ ہنستے ہیں۔

۷۹۔ مولوی۔ (علم ہشتم پر بہت سے اقرار و انکار کے بعد آخر لکھا ہے) کہ اگر انسان مخلوق اور موجود نہ ہو اور باریتعالٰے کو پھر بھی خالق۔ رازق کہیں تو کیا حرج ہے۔ کیا اس کا خالق رازق ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

آریہ۔ صرف انسانی ہستی نہیں بلکہ انسانی و حیوانی اور تمام سنسار کی ہستی پر خدا کے تمام صفات موقوف ہیں۔ بانجھ کا بیٹا۔ یا اندھے کی بصارت۔ یا بلی نور آفتاب یا بے زمین زمیندار۔ یا بے سلطنت سلطان کی مانند کوئی صفات اُس سے متعلق نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ موصوف کہلا سکتا ہے۔ اور جب صفات نہیں ہیں یا نہیں تھیں تو کس طرح اُسکی خدائی کی بابت وہم و خیال ہو سکتا ہے۔ بغیر خداوندی کے خدا۔ یا بے صفات خدا عدم محض سے زیادہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ معطل محض ایک معدوم و موہوم خیال سے بڑھ کر کچھ نہیں رہتا۔ آپ اچھی طرح سوچ لیں۔ روح اور جگت سے خدا کا تعلق عارضی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

۸۱۔ مولوی۔ نویں علم پر فرماتے ہیں کہ یہ بھی اپنے عموم اور اطلاق میں درست نہیں۔ کیونکہ صفات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لازم ذات اور دوسرے صفات عرضیہ قسم اوّل کا جدا ہونا بے شک محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے۔

آریہ ہمارا بھی یہی مطلب ہے۔ آپنے خواہ مخواہ جامہ فرسائی کی۔ علوم متعارفہ میں جھگڑا نہیں ہوتا۔ بلکہ جھگڑا دلیل میں ہوا کرتا ہے۔

۸۲۔ مولوی۔ (دسویں علم پر کہتے ہیں) یہ علم بھی آپکے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم نہ ہر ایک معلوم کے وجود کا محتاج ہے الا کبھی اس معلوم کا وجود صرف علم ہی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود بھی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو ہر روز اول صرف باری تعالٰے کے علم میں موجود ہے اور اب اس وقت باوجود وجود علمی کے جو علم الٰہی کے باعث ہے ایک اور وجود بھی رکھتے ہیں۔

آریہ۔ آپکا یہ کہنا تو بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک معلوم کا علم نہ ہر ایک معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ کیونکہ علم معلوم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دیدہ ہمیشہ سے ایشور کے گیان میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اب۔ مگر ہم ایسے نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم ایشور کے علم میں صرف علمی طور پر اور اُسکے احاطہ قدرت میں فی الحقیقت موجود ہیں۔ اگر ہم فی الحقیقت نہ ہوں تو صرف علم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر بالفرض کوئی جہالت سے مان بھی لے۔ تو اسکا عدم وجود برابر ہے۔ کیونکہ معلوم کے بغیر علم علم نہیں بلکہ عدم ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب جگت اوپتی) اور علم کے عدم ہونے سے عالم خود معدوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

۸۳۔ مولوی (گیارہویں علم کو کچھ تسلیم اور کچھ ترمیم کرتے ہیں) اس بیہودگی الذہن جیلے کا یہ منشاء ہے کہ فنا اُس ہی کو ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا ہو تو بات سچ ہے یعنی اگر فنا طاری ہوئی تو اُس حادث پر ہی طاری ہو گی جسکا وجود کہیں سے آیا۔ اور اگر یہ معنے لیئے ہیں کہ جو چیز پیدا ہوئی اور جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہو گی تو اول یہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہیں دوم اس معنے پر یہ جملہ غور کے قابل ہے بلکہ اپنے عموم پر غلط ہے اس لیئے کہ فنا کے معنے اگر بالکل معدوم ہو جانے کے ہیں تو یہ جملہ قابل برہان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور محتمل ہے کہ خالق کسی چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو روک سکتا ہے۔ پس ہر ایک جو پیدا ہوا وہ ضرور نہ مرا مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکب اور مخلوق ہیں اور مرکب کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا۔ کل فنا علے العموم اُنپر طاری نہ ہو گی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالٰے کسی چیز کو پیدا کر کے فنا نہ کرے حتیٰ کہ اُسمیں تغیر بھی کچھ نہ پائے۔ ہاں موت اگر ایک خاص تغیر ہے جو مخلوق پر آیا والا ہے جیسے قرآن میں ہے **کل من علیہا فان کل شی ھالک الا وجہہ** تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھ بن جائے۔ البتہ جنت میں پہونچ جانے والے تنزل کا تغیر نہ پاویں گے انکا تغیر ترقی کی طرف ہو گا۔

آریہ۔ افسوس کہ آپنے میرے مطلب کو نہیں سمجھا بلکہ اُسکو اُلٹا بیان کیا۔ گیارہواں علم یہ ہے کہ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا وہی مریگا۔ اسمیں فنا کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ کسی چیز کا خارج میں بالکل معدوم ہو جانا ہم یا پیروان وید مقدس مانتے ہیں پھر ایسے طول و فضول سے میں نہیں سمجھا کہ آپنے کیا سود کیا۔ آپکے تمام ممکن اور

متخیلات اور توہمات انکی مشکردہ قرآنی آیت سے رد اور باطل ہوگئے۔ جیسا کہ مصنف قرآ کہتا ہے کل من علیہا فان یعنے سب مخلوق چیزیں فنا ہو نگی۔ اور پھر کہتا ہے کہ کل شئ ھالک الا وجہ اللہ یعنے سب چیزیں فنا پذیر ہیں سوائے منہ خدا کے بہشت اور دوزخ کے حق میں بھی ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۸ و تکذیب صفحہ ۲۲ میں ثبوت دیچکے ہیں کہ وہ ہمیشہ رہیں گے۔ پس کوئی حادث یا مخلوق چیز تغیر و تبدل سے بری نہیں ہوتی اور کوئی چیز جسکے آدی ہے یعنے پیدائش ہے وہ ضرور مریگی۔ پس اگر ارواح پیدا شدہ ہے تو کسی حالت میں نجات دائمی یا قیام لعذار حتم کے سزا وار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک حادث کو فنا ہے یعنے تغیر۔

حباں ار رنگ بو سارد اسیرت دلے بر دیکہ ارماں بصیرت
نہ رنگ دلکشش را اعتباری است نہ بوئے دلفریبش را قراریست

آگے چلکر مولوی صاحب ہمارے دعاوی اور دلائل کی بخیال خود تردید کرتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک انکو بار بار غور سے پڑھا بالضیع اوقات کے سوا کوئی اعتراض ایسا معلوم نہ ہوا جسکے رد کرنے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ دلائل ایسے مضبوط ثبوت رکھتے ہیں جنکا رد کرنا سراپا محال ہے مولوی صاحب نے بعض دلائل و دعاوی کو سمجھا ہی نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو جان بوجھ کر حق سے روپوشی کی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دلائل کی مضبوطی میں ان گیدڑ بھبکیوں سے کوئی ضعف نہیں آیا مگر فریق ثانی کے گھر میں ضرور ماتم پڑا ہوا ہے وہ اب نہ اسلام کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ دلائل کو توڑ سکتے ہیں۔ نہ راہ رفتن اور نہ روئے ماندن دو بھرا میں مبتلا ہیں ناظرین خود ہی ایک دفعہ تصدیق کا صفحہ ۸ سے ۱۱۶ تک مطالعہ فرمائیے اور ساتھ ہی مکرر سہ کرر تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۱۲ سے ۸۲ تک مطالعہ فرمائیے۔ اور پھر نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۴ سے ۱۹۶ تک پڑھ جائیے۔ ہرگز ہرگز کسی دلیل کا وار رد نہیں ہوا۔ بلکہ ناظرین تصدیق براہین الاحمدیہ پر اسلام کی اور بھی کمزوری ظاہر ہوگی۔

مولوی صاحب نے ہماری دلیل اول سے اسبات کو مطلق نہیں سمجھا کہ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات باری تعالے کے بھی قدیم نہ رہینگے۔ یہ کتنی صاف اور واضح بات تھی۔ کیونکہ ہم نے لکھدیا تھا کہ پرمیشور جو مالکیت و رازقیت و عالمیت وغیرہ صفات رکھتا ہے۔ یہ سارے مقابلہ معلوم مرزوق و مملوک وغیرہ کے ہیں اور وہ کون ہیں ارواح اور مادہ پس انکی عدم موجودگی سے صفات باری تعالے میں نقصان عاید ہوگا۔ اور صفت کے نہ رہنے سے موصوف بھی نہ رہیگا۔ یہی ہمارا اُس دلیل میں مطلب ہے۔ بلکہ اولٹا ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ اجسام مرکبہ معہ تراکیب موجود کے قدم میں موجود تھے یا نہیں؟ اور قدم اور ازل میں انکی یہ جون جسکو آپ اسوقت بھوگ رہے ہیں۔ اور وہ جو نین جو آپ بعد اس جون کے بھوگیں گے موجود تھیں یا نہیں؟ اگر موجود تھیں تو ظاہر ہے کہ آپکی یہ جون اور اور جونین جو ہونگی قدیم ہیں کسی عمل کی سزا یا جزا نہیں۔ اور انکی خلق میں اسی سے مسئلہ تناسخ اور مسئلہ سزا جزا کا بالکل استیصال ہو جاتا ہے۔ اور قدم میں اگر موجود تھیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ خدا اُن سے پہلے ان خاص جونوں کا خالق تھا یا نہ تھا۔ اگر تھا تو عالم بدون معلوم اور رازق بدون مرزوق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہو گیا؟ اور اگر نہ تھا تو اب کیسے ان کا رازق۔ عالم اور خالق ہو گیا ہے۔؟

مولوی صاحب نے اس دلیل سے تو گویا قلعہ خیبر یا در بازندراں فتح کر لیا۔ کیوں کہ اسی سے وہ مسئلہ تناسخ کی تردید اور اسی سے مسئلہ سزا و جزا کا استیصال۔ اور اسی سے ارواح کے انادی ہونیکا رد کرچکے۔ سبحان اللہ حضرت یہ ہمارے اجسام مرکبہ موجودہ معہ ترکیب موجودہ کے قدم میں موجود نہ تھے۔ البتہ ہماری ارواح اور مادہ اجسام موجود تھا اور وہ ہمیشہ سے سرشٹی [illegible] اور منتظم بعمانع ہے۔ آواگون سب کرموں اور سب اجسام اور سب لذتوں کا [illegible]۔ اور مشیت ایزدی سے وابستہ ہے اسکا استیصال کار خانہ ایزدی کا استیصال ہے اصلیت سے ناواقف لوگ۔ اصول حقہ کی نسبت ایسے ہی توہمات و خیالا رکھا کرتے ہیں جیسے نمرود و شداد کار خانہ خدائی کی بابت۔ مگر مسائل علمی اصلاً حقیقت نہیں کھلتے آپنے وہی بیہودہ دعویٰ کیا تھا کیا خبر کرے۔

پھر پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ارواح حادث مانی جاویں تو اللہ تعالے کی اجر اور امر اور اجما۔ اور پوتر پر کیا نقصان عائد ہوتا ہے۔

سنئے صاحب۔ اجر مقابلہ جرا۔ اور امر مقابلہ مرتیو اور اجما مقابلہ جما اور پوتر مقابلہ اپوتر ہے اگر یہ نہیں۔ تو معطل محض سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ اور معطل معدوم سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ فی الحقیقت قرآنی خدا کا شر سٹی اور نیتی سے پہلے اور جہاد کا مسئلہ بھیجدینے۔ اور ختم المرسلین پیدا کر دینے کے بعد معطل سے زیادہ کیا وجہ ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ زمانہ خدا ہے۔ (دیکھو تکذیب جلد اول صفحہ ۲۶۴) اور صرف ان صفات کے خدا بخواستہ ہونے سے ہی وہ ایک ہیکل بسان یا عزازیل سے زیادہ نہیں رہتا۔ مولوی صاحب دیکھا نتیجہ تعلیم قرآنی۔ یہی آخر کو ہوگا۔ اگر آپ نے ویدکی شرتی نہ لی علم سے مقابلہ کرنا گویا اپنے گلے پر چھری پھیرنا ہے۔ زیادہ کیا لکھوں

ہمارے دوسرے دعویٰ اور دلیل کی بابت جو کچھ مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ وہ بہ نسبت تمام کتاب تصدیق کے بہت ہی زیادہ عمدہ ہے ہم نے پیدائش دو طرح کی لکھی تھی مولوی صاحب نے تین طرح کی لکھی۔ ایک پیدائش خالق کی اپنے مخلوق اور اُس مخلوق کے مادہ کو۔۔ اپنی کامل شکتی و قدرت سے۔ اور دوم پیدائش اپنی غیر سے ہے ہماری پیدائش عناصر سے۔ تیسری پیدائش اپنے آپ سے۔ جیسا تم نے خود بیان کیا۔" پس یہ اس کی تین قسمیں ہوئیں۔ نہ دو جیسے تم نے لکھی ہیں۔ ان تین اقسام میں سے پہلی دو قسم کی پیدائش کا ماننا عام مسلمانوں۔ پُرانے فلاسفروں۔ حکما اور فیلسوفوں یہودی اور عیسائی مذہب والوں کا اعتقاد ہے۔ تیسری قسم کی پیدائش بھی ان ہی لوگوں میں سے بعض وحدت وجود اور ویدانتیوں کا اعتقاد ہے۔ افسوس ہے کہ ان اقسام میں سے آپ کسی ایک کا بھی بطلان نہ کر سکے۔"

ناظرین۔ مولوی صاحب نے جو تیسری قسم بتلائی ہے بائسکا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں کیونکہ مخلوق اور اس مخلوق کا مادہ اگر خدا نے اپنی کامل شکتی سے پیدا کیا یعنی قدرت سے تو قدرت میں ضرور وہ موجود ہوگا۔ ورنہ کیسے پیدا ہوسکتا تھا۔ اگر موجود تھا تو انادی ہوا ورنہ خدا اُس سے پہلے نیستی کا خدا ٹھہرا۔ اور محض معطل و رموجود ہوا۔ صرف قدرت سے کوئی روح یا مادہ نہیں نکلسکتا۔ کیونکہ قدرت مادی نہیں ہے بلکہ وہ خدا کی صفت ہے اور صفت موصوف سے جدا نہیں۔ اگر قدرت الٰہی سے سب پیدا ہوئے اور وہ قدرت الٰہی ہی سبکا مادہ ہے۔ تو سب خدا کیوں نہیں۔ اور کیوں ہمہ اوست والوں سے اپنے کو جدا گنتے ہو تم دبی زبان سے کہتے ہو وہ کھلے طور پر کہتے ہیں جیسا کہ تفسیر حسینی سے ظاہر ہے۔ اپنے سے بنانا اپنی قدرت سے بنانا۔ اپنی شکتی سے بنانا جس طرح کہو ایک ہی مطلب ہے۔ اور سب مادہ کو روحیں خدا ٹھہرتی ہیں۔ اور یہی کفر اور الحاد کا مسئلہ قرآن کی تعلیم ہے جسکے تمام مولوی اور محی الدین جیسے فاضل اور محی الدین جیسے ولی لوگ قایل ہیں۔ اب دیکھ لیا قرآنی شرک اور کفر کا نتیجہ۔

اور ایسا ہی عقیدہ عیسائیوں کا ہے۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُس کے ہوئی (یوحنا) اسی واسطے مسیح نے کہا میں کہتا ہوں کہ تم سب ایشر ہو۔ خدا کے فرزند ہو۔ اور اُس کے خود خدائی کے دعوی کا بھی یہی مطلب تھا۔ یہودا کی نسبت یہ الزام آپنے غلط لگایا۔ انکی تعلیم درحقیقت اسکے مخالف ہے۔

कर्मणो वससृति: सर्वेषां नात्मसंशय: । [illegible]

दि विधनाचीवाः कर्मबीज सम्भ्दुवः। देवी भागवत
स्क० ४ अ० २ श्लो० ४

صحیح بخاری میں ہے حدثنا عمر بن حفص بن غیاث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال بینما انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حرث وھو متکئ علی عسیب اذ مر الیھود فقال بعضھم لبعض سلوہ عن الروح فقال ما رابکم الیہ وقال بعضھم لا یستقبلکم بشیئ تکرھونہ فقال سلوہ فسألوہ عن الروح فامسک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرد علیہم شیئاً فعلمت انہ یوحی الیہ فقمت مقامی فلما نزل الوحی قال ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا" صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ سنہ ۱۲۷۰ھ

ارشاد الطالبین میں ہے۔ "و در بیان روح این آیت جو اللہ قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ وجون روح را تحت ظل کن گفت و در حدیث و اخبار صحیح وارد است کہ جسم لطیف است و حضرت رسالت پناہ را بیشتر ازیں آگاہ نہ کرد از بیان او صحیح کرد۔ لیس ما و شما را اولیٰ تر است کہ ہیچ نگوییم و ساکت باشیم" (صفحہ ۴۳)

"آوردہ اند کہ چون حضرت رسالت پناہ علیہ السلام از اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح سوال کردند۔ فرمود کہ فردا بیایند تا جواب دہم و انشاء اللہ تعالیٰ نفرمود یا نزدہ یا دوازدہ یا سیزدہ روز جبریل بر فرود نیامد" صفحہ ۴۶ جلد دوم تفسیر حسینی سورہ مریم
پھر لکھا ہے "آوردہ اند کہ چون سوالات ثلثہ مذکورہ را از حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پرسیدند۔ و فرمود کہ فردا بیائید تا شما را خبر کنم و نگفت انشاء اللہ تعالیٰ یا نزدہ روز یا کم بیش وحی فرود نیامد و قریش طعنہ آغاز کردند و غبار ملال بر دل آنحضرت نشست" (صفحہ ۶ سورہ کہف تفسیر حسینی جلد دوم)

"در مواہب فیاض یا در مواہب الٰہی کہ از حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ الدین سمنانی قدس سرہ وارد آمدہ مذکور است کہ حضرت رسالت پناہ را سہ صورت پیشتر سیری۔ قولہ تعالیٰ انا انزلناہ دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی الست تا حدی کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل واز این روشن ترین دلیل فقد رای الحق وحضرت اللہ تعالیٰ آو برسی سخنے عبارت دیگر واقع شدہ۔ در صورت بشری کلمات مرکبہ چون قرآن واللہ اعلم و در صورت ملکی حروف مفردہ مانند کھیعص خواندہ و در صورت حقی کلام مبہم فاوحی الی عبدہ ما اوحی" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۰ سورہ مریم جلد ثانی)

بیرون زمینوں کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ روح جسکو مادی اور یر کرتی کو آدی ستتے ہیں وہ صرف اومار کے قایل ہیں۔ یہ متنوں کو جنم رہت تو مگر یہی جسم والا ستاتے ہیں۔ ایسے ہی انہیں کبھی باتیں علم و عقل کے خلاف نہیں اور وید کے خلاف ہیں اسکے واسطے ماننے کو کچھ نہیں ورنہ اس مسئلہ میں وہ وید کے مخالف نہیں ہیں۔ کوئی حکیم بھی یا فلاسفر نفیستی سے ہستی بہر مانتا ہیں حکیموں کو اسلامیوں کے ساتھ ہرگز نہیں ہے اور انہیں واسطے اسلام نے کتب حکمت کو جلا دیا۔ اسلام کو حکمت کی باتیں صرف قرآن کی بابت یہ ہیں کہ پیٹے کانا چاہتے ہیں جو مضمون لکھو تفسیر حسینی)
ہمارا اس سوال کے جواب میں روح کو خدا نے کب پیدا کیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سوال بیہودہ وحانی فوائد پر مشتمل نہیں۔ اسواسطے کسی الہامی کتاب میں اسکا جواب نہیں آیا۔ لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہیں کہ جس وقت اوسا شیا کے ہوا جب اسوقت یا اس سے پہلے یا پیچھے روحوں کا بننا بھی۔ روح ہوا۔ تو بہت کہ اس صورت میں کیا اشکال ہے؟ اور اسپر کیا اعتراض ہے۔ اگر ہم سوال دوم یہ کہیں

کہ باسعالی نے روح کو عناصر سے بنا یا تو اسپر آپ کیا اعتراض وارد کر سکتے ہیں۔ ہماری باتیں اسباب یہ کہ عناصر جنس ہیں اور روح جنس ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انکی خاص ترکیب رحیتیا کا فیضان متوجہ ہے جسسے شروع اگنی وایو وغیرہ کے پرانوتجہ ہونے کے بعد خدا تعالیٰ انہیں کو پرکاس کرتا ہے۔ اسی طرح عناصر کی خاص ترکیب رحیتیا کا فیضان تو ہو کر اور پھر ہم تیسرے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ ایک مادہ نے حیوانیہ یا نباتیہ یا دونوں قسم کی غذا کھائی۔ انہیں سے ایک حیوانی منیثرات پیدا ہوا۔ اور اسکے رحم میں گیا۔ اور اس قسم کے مواد سے نر کے جسم میں ایک حیوانی منیثر پیدا ہوا۔ جب یہ منیثر جو نر میں پیدا ہوا تھا اس رحم والے منیثر سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بنگئے۔ غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے۔ اور مختلف ارواح کی پیدایش کے واسطے مختلف اوقات ہیں جنکو ہم روز اپنے مشاہدے میں دیکھتے ہیں

ہم نے اپنے نزدیک راستی اور صفائی سے ان معقول سوالوں کے کہ روح کیوں کس چیز سے اور کب بنی) مختصر مگر معقول جواب دیدئے ہیں (صفحہ ۹۱)
پھر صفحہ ۹۷ پر لکھا ہے اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب سیال کا نتیجہ ہوتا ہے"۔ پھر صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں بے ریب روحوں میں کبھی وہ شامل ہوجاتا ہے اور کبھی وہ مادہ اخراج پذیر ہوجاتا ہے"۔ پھر صفحہ ۱۰۰ پہ لکھتے ہیں جز بدار تخم سے جز کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب رحیتیا کا فیضان ہوجاتا ہے" ایسے ہی تناسب کے خاص حصہ پر چیتاں کا فیضان ہوتا ہے اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح ہے" (۱۰۰) آگے پھر روح کی تفصیل کرتے ہیں صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۲ اغور کرو۔ گلاب کی شاخ ہوتی اوس نے پتے نکالے پتوں کا نٹوں گلاب کی شاخ اور جڑھ سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ اس سے عطر نکلا۔ کیا وہ عطر گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دو نو کا وجود جدا جدا ہے پس خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اب جسمی کے لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے مابطور عناصر کے بعنصر بھی مخلوق ہے" پھر صفحہ ۲۱۶ پر لکھتے ہیں انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا" جو انسان میں تر اتی عروق اور انسانی جھلیوں کے تجانے اور قابل فعل ہونے کے وقت نفخ کیجاتی ہے۔ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے خلق ہوتا ہے۔ اور پھر اسے سمیع و بصیر یعنے مدرک و ذی العقل بنایا جاتا ہے نہ یہ کہ پیچھے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے" اور ایسا ہی صفحہ ۲۱۷ پر لکھا ہے۔ یہ ہیں مولوی صاحب کے الہامی اور اسلامی دلایل جو انہوں نے روح کے بارہ میں ہمارے مخالف پیش کئے ہیں ناظرین کیا انہیں کہیں بھی صداقت اور روحانیت کی بو ہے۔ صفحہ ۱۱۳ پر مولوی صاحب نے یوحنا کی انجیل کا حوالہ بھی غلط دیا ہے وہ ۱۶/۱۴ نہیں ہے بلکہ ۵/۱۶ ہے سطر ۱۳ اور ۱۴ میں)
مادہ کے انادی ہونے پر جو ہم نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں دلائل دئے تھے اسکے جواب دینے کی مولوی صاحب نے تصدیق صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۴ تک خامہ فرسائی کی ہے۔ عوض اسکے کہ مولوی صاحب مادہ کے انادی ہونے کی تردید کرتے یا اس کی رد میں کوئی قرآنی دلائل لاتے۔ یا اگر قرآنی نہ سہی تو الہام قادیانی کے ذخیرہ سے ہی کچھ نمونہ دکھاتے۔ الٹا مادہ کو انادی ماننے کی طرف جھک پڑے ہیں"
ہم مولوی صاحب کی عقلمندی پر صاد کرتے ہیں کہ زمانہ سائنس اور علم فلاسفی کو دیکھکر حق بات سے انکار نہیں کیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں "۔ اسواسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اشیاء اسی طرح معدوم اور ہزاروں ہزار ہی نئی نئی موجود ہوئیں ہونگی یقیناً رحیتیا کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہ ہوگی اور نہ ہوتی ہے جس دلیل سے یہ دنیا مخلوق ہے اسی دلیل سے جس چیز کا یہ دنیا نتیجہ ہے۔ وہ بھی مخلوق ہے کبھی انسان نام

اور کلی نفرین ان اجر لے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ ہوگی صفحہ ۱۰۰ پھر لکھتے ہیں باریتعالیٰ ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا صفحہ ۱۰۷

ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رازق اور متکلم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا تو کیا مخلوق اور مرزوق و مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ نہ رہیگا لازم بریں فلسفہ مولویصاحب ہم مولویصاحب کو نصیحت کرتے ہیں کہ خوف قوم و برادری چھوڑ کر کھلے لفظوں سے دھرم سے پریم کریں جس طرح انہوں نے کئی سال ہوئے بھر میں تمام اسلام والوں کے خلاف کچھ کہا تھا مگر پھر رُک گئے۔ اسطرح اب پھر وقت ہے آزاد ہوکر اور توہمات سے نکلکر ست دھرم کا اوپدیش کریں یہی ہے اصول آریہ سماج اور یہی ہے ہدایت ویا بعدش بقول مسیح مہدی خاں مصنف

حول تو قلموں مباش بر لحظہ برنگ لازم چو موم باش باسخت چو سنگ
مار سر صلح باش یا سر جنگ مارومی روم باش یا رنگی رنگ

مولوی صاحب نے صفحہ ۱۲۷ سے ۲۳۶ تک ہمارے مقابلہ و موازنہ قرآن اور وید کی بابت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور بڑی جد و جہد کر کے وید مقدس کی سرتیوں کے مقابلہ میں قرآن سے آیات لائے ہیں۔

اوّل ایمان بالجبر سے انکار کیا۔ اور تقدیر سے بھی خلاف ورزی کرنے پر کمر باندھی ہے مگر انہیں خبر نہیں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔

قرآن سورہ بنی اسرائیل وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمة کتابا یلقہ منشورا اور آزاد والسلام یحا ہلرح نقل سکتے کہ ہر مولوی کو ڈر اکتانے ست اپنی گردن او آویخہ و ٹرا فرشتہ کہ متقی ام سقہ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۴۰۵) اس کی بحث ہم نہایت مسبسل سے آئینہ تحقیق تناسخ میں کی ہے۔

س قرآن نے حقیقت خدا کی ذات پر بڑے بڑے کلنک لگائے۔

وساں لوگ کسی نہ کسی پیرایہ میں خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ مگر جو سخت غلطی اور ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ لوگوں نے صرف سرما کے کنوں کے مرد میں کھائی۔

یہود نے اُس کی تعریف کیا کی۔ گویا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کئے۔ یعقوب کے ساتھ اُسے کشتی لڑا ابراہیم کا مہمان بنا یا سیاحوں میں پھروا یا دلگیر اور پشیمان کرایا۔ اور آتش خیر پہاڑ کو اللہ ٹھہرایا عیسائیوں نے ایک آدمی کو خدا ٹھہرایا۔ اور کبھی اُسے فاختہ اور کبوتر بنایا۔ ایک پر صبر نہ آیا۔ تثلیث کا دام بچھایا۔ بودھوں نے اُس سے قطعی انکار کیا جینیوں نے اُسے معطل سمجھا۔ قرآن نے شیطان کا رقیب گردانا عرش پر مجسد و بیٹھ ٹھہرایا قتل و جہاد کا بانی ٹھہرایا لاکھوں اونٹوں اور گائے بکریوں کا لہو اُسکے اندر گرایا۔ گویا ہار اور خونخوار کا منہ نہ دکھلایا اُسکو مکار و جبار بنایا اور مسخرا یعنی ہنزال بتلایا کبھی اُسکے بیٹے سے جامہ اُتار برہنہ کرایا کبھی اُسکو تخت پر بٹھلایا اور کبھی تحت الثریٰ میں اور ہمہ اوست کی تعلیم دیکر تمام جہان کے ذمایم سے اُسے مذموم بنایا۔ اور عبادت کے عوض حور و غلمان کا دینے والا بتایا نعوذ باللہ من ہذہ الخرافہ سو بعضوں نے انہیں سے محمد کو خدا ٹھہرایا اور بعضوں نے علی کو اور بعضوں نے یوسف کو اور بعضوں نے سب کو۔ مگر حق اور ست وہ کتاب ہے جسمیں کوئی برائی و خرابی اسکی پوتر ذات سے نسبت نہ کیگئی ہو اور نہ قانون قدرت یا علم و عقل کے خلاف کوئی مسئلہ اسمیں درج ہو۔ وید نے بتلایا کہ وہ صانع قدرت رب شکتیمان یا عادل سرب انتریامی ہے وہ تمام سرشٹی کا خالق ہے۔ مگر نہ تو اُسکے گھر میں کبھی ہیں وہ رب العرش یا رب الملک کیطرح کبھی معطل و بیکار نہیں اور نہ شفاعت یا سفارش کا روادار۔ وہ تمام صفات کاملہ میں انوپم یعنی بیچون و بیچرا ہے پس یہ باری کاملہ صفات سوائے وید کے کسی میں نہیں ہیں۔

۱۵ ا۔ موسیٰ کی آتش پرستی سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے۔ ہم تو لکھتے ہیں کہ

آتش پرستی اظہر من الشمس ہے مفصل دیکھو تکذیب مطبوعہ بار دوم

آتش پرستی کے سوا اُسنے چوری کی بھی ہدایت دی ہے۔ قرآن سورۃ الشعرا۔ در تفسیر آوردہ کہ موسیٰ بنی اسرائیل را فرمود تا پیرایہ و زیور ہا از قبطیان بہ بہانہ آنکہ عید نزدیک شدہ میخواہیم کہ اہل خود را بیارائیں سارا نہم عاریت گرفتند و آخر روز خبر خروج ایشان بقبطیان رسید پس دانستند کہ بنی اسرائیل بکتبہ اسباب در عالیہا خود اقامت نمودند۔ روز دوم دانستند کہ از عقب ایشان روند در غایت ہر قبطی از عزہ ایشان ببرد و تعزیت او مشغول شدند" صفحہ ۱۰ جلد ثانی تفسیر حسینی)

اسی طرح قبطی کا قتل دیکھو سورۃ الشعرا صفحہ ۸۱ اور سورۃ قصص صفحہ ۱۲ تفسیر حسینی میں بھی یہی قصہ موجود ہے پس ایسا آدمی کبھی پیغمبری کے لایق نہیں ہے۔

۴۰ ۲ سے ۲۰۶ تک ساق کے معنے سے انکار ہے

۱۷ یوم اور لفظ ستۃ ایام کے معانی سے انکار۔

آریہ۔ یہ بھی غلط ہے دیکھو تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ سورۃ یونس ان اللہ خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ بیافرید آسمانہا و زمینہا کہ بزرگترین اجسام این عالم اند در مقدار شش روز از ایام پس مستوی شد بر عرش" تفسیر حسینی جلد ۱۷۶ اور جلد ثانی صفحہ ۴۰ پر بھی یہی ذکر ہے مگر خدا کہیں تو انکار نہ کیا ہوتا۔ کہاں تک انکار کرتے جاؤ گے۔ اسلام کے سارے مسایل ہی ایسے ہیں۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

ہم نے جو حدیث حضرت بیبے آدم سدی اربعین صباحا صفحہ ۲۰۷ پر لکھتے ہیں ہمکو صحیح کرنے کے واسطے مولوی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں صفحہ ۲۱۱ پر فرمایا آدمی کا جسمی قالب چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے آپکو طوعًا یہی کرنا حدیث ماننی پڑیگی ۔ ڈاکٹری مثلاً گروہ یکزبان ہوکر محمدی حدیث کی تصدیق کریگا۔ بلکہ ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی شکل اُسکے تمام خط و خال کا پیدا ہونا رحم اور منی چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ جواب غلط ہے ہمکو جس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں بشرطیکہ حق ہے کیونکہ ہمیں دین اسلام کی طرح راستی سے مخالفت نہیں اور نہ حق سے ضد ہے۔ تعصب سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں ہمارا اصول ہے ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ مگر آپنے جاہلوں کو دھوکہ دینا چاہا علم تشریح سے محروم لوگ شاید محمدی حدیث کی طرح سمجھ لیا ہوگا۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ماہران سرجری و تشریح اسکے مخالف ہیں۔ ڈاکٹر گورا اند تریل صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن لکچرار علم دعن قابلہ و طب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر گورنمنٹ پنجاب لاہور اپنی کتاب مدوانی فری میں لکھتے ہیں۔ دوسرے ماہ میں جنین یا ساقی نظر آسکتا ہے اور سر پر بل کھا کر موتا ہے۔ وزن ۲۰ گرین اور طول ۲ سے ۸ لاین ہوتا ہے سر اور اطراف اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہیں اور اطراف پر لوہا ر معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے ماہ کے گذرنے پر گردے اور ان کے کیتول بنجاتے ہیں۔ اور عقب کے ونشر نکل کے بیچ میں ایک سیتم پیدا ہو جاتا ہے تالو بالکل سیدھی ورتم کے بچلے حصہ میں ہوتی ہے بیچے کے جڑے اور ہنسلی کی ہڈی میں استخوانی مادہ پیدا ہونے لگتا ہے تیسرے ہفتہ میں بازو اچھی طرح بنجاتے ہیں انگلیاں بھی بننی شروع ہو جاتی ہیں آنکھوں کے نشان نمایاں ہو پڑتے ہیں دیکھو صفحہ ۷۶۸ و ۷۹ انتہٰی

اسی پر تمام ڈاکٹروں کا اتفاق ہے۔ پس گویا کہ محمدی حدیث سے سب نے انکار کیا۔ اب مسلمانوں کے ہونہار بچوں کو چاہئے کہ طوعًا و کرہًا اس محمدی حدیث سے انکار کریں۔ در حقیقت یہ علمی غلطی ہے پس پیشش و پیدایش اور چالیس روز کا مسئلہ بالکل باطل ہوا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے، ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔ اکثرہم علی انہ الروح الذی فی الحیوان سألوہ عن حقیقتہ فاخبر انہ من امر اللہ ای مما استاثر بعلمہ وعن ابی ہریرۃ لقد مضی النبی وما یعلم الروح وقد عجزت الاوائل عن ادراک ماہیتہ بعد انفاق الاعمار الطویلۃ علی الخوض فیہ والحکمۃ فی ذلک تعجیز العقل عن ادراک معرفۃ مخلوق مجاور لہ لیدل علی انہ عن ادراک خالقہ اعجز ولذا رد ما قیل فی حدہ انہ جسم دقیق ہوائی فی کل جزء من الحیوان وقیل ہو خلق عظیم روحانی اعظم من الملک وعن ابن عباس ہو جبرئیل دلیلہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک وعن الحسن القرآن دلیلہ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ولانہ بہ حیوۃ القلوب ومن امر ربی ای من وحیہ وکلامہ لیس من کلام البشر روی ان الیہود بعثت الی قریش ان سلوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عن الکل او سکت عن الکل فلیس بنبی وان اجاب عن بعض فہو نبی فبین لہم القصتین وابہم امر الروح وہو مبہم فی التوراۃ فندموا علی سوالہم وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی اہو مخلوق ام لا وقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان ہذا جوابا" صفحہ ۳۸۴ جلد اول۔

تفسیر اعلام النبی المسعود میں ہے، ویسئلونک عن الروح الظاہر ان السوال کان عن حقیقۃ الروح الذی ہو مدبر البدن الانسانی ومبدا حیاتہ روی ان الیہود قالوا لقریش سلوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عنہا جمیعا او سکت فلیس بنبی وان اجاب عن بعض وسکت عن بعض فہو نبی فبین لہم القصتین وابہم امر الروح وہو مبہم فی التوراۃ" (صفحہ ۴۳۶ جلد ۵ برحاشیہ تفسیر کبیر)۔

امام محمد الرازی فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "ویسئلونک عن الروح اعلم للمفسرین فی الروح المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ اقوال اظہرہا ان المراد منہ الروح الذی ہو سبب الحیاۃ روی ان الیہود قالوا لقریش اسألوا محمدا عن ثلاث فان اخبرکم باثنتین وامسک عن الثالثۃ فہو نبی اسألوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فسألوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ہذہ الثلاثۃ فقال علیہ السلام غدا اخبرکم ولم یقل ان شاء اللہ فانقطع عنہ الوحی اربعین یوما ثم نزل الوحی بعد ہو ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ ثم فسر لہم قصۃ اصحاب الکہف وقصۃ ذی القرنین وابہم قصۃ الروح ونزل قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وبین ان عقول الخلق قاصرۃ عن معرفۃ حقیقۃ الروح فقال وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ومن الناس من طعن فی ہذہ الروایۃ من وجوہ" (صفحہ ۴۴۰ جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۴ھ)۔

آگے امام صاحب نے لوگوں کے طعن کے وجوہ بتلائے ہیں پھر آگے جاکر کوشش کی ہے کہ روح کے معنے قرآن کریں یا جبرئیل یا کچھ اور تاکہ عقلاء کے اعتراض سے نجات ہو مگر کوئی بچاؤ نہیں کر سکے ہاں عوض معنے بدلنے کے خود روح کے ثبوت دینے شروع کئے ہیں۔ جس سے امام صاحب کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے مگر قرآن کی کمی بدستور ہے وہ ہرگز پوری نہ ہو سکی اور لوگوں کے طعن بدستور ہیں اور جب تک قرآن جہان میں موجود ہے گا ان اعتراضات سے خلاصی نہیں پا سکتا ٭

آریہ اور ہندو کی تحقیقات اور آریہ دھرم کی قدامت تصدیق ۵۶ سے ۶۲ کا جواب

۷۴۔ **مولوی**۔ اسلام کے معنے صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ چین سے رہنا۔ کیونکہ یہ لفظ مسلم سے مشتق ہے جس کے معنے صلح اور آستی کے ہیں۔

آریہ۔ بے شک اس کے معنے تو یہی ہیں مگر یہ نام محمدی بھائیوں پر کسی حالت میں موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ کبھی اس نام کے مصداق نہیں ہوئے۔ نہ تو یہ خود محمد صاحب کے وجود میں صلح و آشتی نہیں تھی۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے "پیغمبر ہمچناں وخط توجہ گفتے و نبان را بہ شتی یاد فرمودے تا ہمہ با دشمنی برا دو حنند" (صفحہ ۶ بدر اسلام) اور یہی حال ابراہیم کا تھا جیسا کہ تفسیر میں لکھا ہے "در تفسیر مذکور است۔ القصہ ابراہیم ہمیشہ مدت سال کردے و پرستندگان ایشاں را دشنام دادے و قوم او با او مجادلہ میکردند" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۷۷ نولکشور) میں علاوہ براں جو کچھ حلم اور آشتی انکے وجود سے دنیا میں ہوئی وہ تو اظہر من الشمس ہے کروڑوں آدمیوں کے سر کٹ گئے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ لوگوں کے بال بچے۔ لونڈی غلام بنکر فروخت ہو گئے۔ لاکھوں انسان غلام بنائے اور اُن کے آلۂ تناسل کاٹکر خواجہ سرا بنائے گئے۔ باہر کیا تلاش کریں خود گھر ہی میں آتش فتنہ وفساد لگا دیئے۔ شاہ نیاز الدین نے صحیح کہا ہے ۔؎

اسرار حقیقت سے خبردار جو ہوتے ہفتاد و دو ملت میں کبھی جنگ نہ ہوتا

پس اسلام کا لفظ آپ لوگوں پر کبھی زیبا نہیں ہندو جیسے پہلے لوٹتے تھے ویسے اب لوٹتے ہیں۔ اسلام نہیں بلکہ غریب مخلوق آلہی کے حق میں قتل عام کا اعلام ہے اس محمدی اسلام کے حق میں تو سارے آدمی اور جانور پکار کر کہہ رہے ہیں ع اسلام نے کھویا ہے بس اسلام ہمارا۔ آپ کی ریاست جموں میں وہ کارروائی جس کے باعث آپ وہاں سے نکالے گئے بھی آپکو زمرۂ اسلام سے خارج کرتی ہے۔

مولوی صاحب نے پادری طامس ہاول صاحب کی تحریر کی جو انہوں نے آریہ لفظ اور ہندو لفظ کی تحقیقات میں لکھی ہے بہت تعریف کر کے اخیر پر سری مان سوامی جی کے حق میں لکھا ہے کہ ایسے آپ کے مُصلح نے اس لفظ ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا یہ بحث اُس نے مختلف اغراض کے واسطے چھیڑ دی میں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاتح لوگوں نے اس نام کو اہانتاً اختیار نہیں کیا تھا۔

آریہ ہم پادری صاحب کے رسالہ کا مفصل جواب آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات میں دے چکے ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پادریوں کی کاسہ لیسی صرف دنیا میں فساد ڈالنے اور آریہ سماج کے مقدس مشن میں ہارج ہونے کے واسطے کر رہے ہیں ورنہ آپکی یہ تحریر کسی طرح بھی موئے صدق نہیں رکھتی ہم نے یا ہمارے مُصلح سری سوامی جی مہاراج نے یہ بحث بالکل انصاف سے کی ہے اور تمام تر غرض اُن کی حق کے ظاہر کرنے سے تھی چنانچہ وہ ظاہر ہو گئی۔ اب کہیں خاک ڈالنے سے چھپنا ہے چاند تاریخ بتلاتی ہے کہ ہم لوگ اصل میں آریہ ہیں اس ونش کا نام آریہ ورت ہے سوامی جی نے اس کا اس طرح فیصلہ کیا کہ آریہ نام ساتن اور ہندو ملیچھ بھاسا کا ہے اور ملیچھ بادشاہوں نے یہ نام رکھا ہے اور اُن کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے وید کے ماننے والے سارے اپنے آپ کو آریہ کہلائیں اور وید پر عمل کریں کیونکہ وہ سارے کے سارے روزمرہ سنکلپوں میں آریہ پڑھا کرتے ہیں لفظ ہندو پس اس کے معنے صاف بُرے ہیں عرب کے فاتح تو یہاں نہ آئے اور نہ کامیاب ہوئے بلکہ شکست کھائی۔ ہاں فارس کے لوگ آئے اور انہیں کی کتابوں سے اس کے بُرے معنے پیش ہیں۔ پھر ہم آپکی حکمت عملی کی باتوں پر کیسے بھول جاویں۔

۷۵۔ **مولوی**۔ ہندو اونٹ کے گلے کا نام ہے ایک عورت کا نام بھی ہے جو عمرو کی والدہ تھی

وہسد ایک قبیلہ عرب کا نام ہے جس کے ایک بھا بڑا کا نام ہے تلوار کے تیز کرنیکو بھی ہند کہتے ہیں۔ ہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو بہت سر ہو۔ ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان میں ہے کیا تعجب ہے کہ آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آتے ہوگئے ہوں اور آری عربی میں طویلہ کو کہتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بجائے آری ہندو کا لفظ اختلاف شریعت کے حکم سے زیادہ نرم نا ہو۔ اور کوئی باعث خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہے اسکی مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے شیخ سمع الهنود کہی ہیں آریہ یہ جتنے معنے متعلق ہند کے آپنے لکھے ہیں ان میں سے حد تو ہم نے بھی آریہ اور ہندو کی تحقیقات میں درج کر دیئے ہیں بعضے آپنے زیادہ لکھے ہیں۔

مگر ہمیں ان معنوں سے انکار نہیں۔ ان سب سے بڑھکر ہندو کش بمائےکوہ لکھدیا جو بہت زیادہ مشہور ہے مولوی صاحب یہ سارے معنے ہندو کے اچھے نہیں ہیں اور یہ آریہ کے بزرگ نہر ہندوان کے کنارے سے آئے ہیں ہندواں کی نہر کے کنارہ شاید اونٹوں کے گلے بہت چرتے ہوں گے اسی واسطے اُس کا نام ہندوان ہوا یا کوئی اور ہندو کے سوا وجہ ہوگی یا اُس کے کنارے کی مٹی کالی ہوگی واللہ اعلم بالصواب مولوی رومی مثنوی کے دفتر میں لکھتے ہیں۔

نقش ماہی را چہ دریا وچہ خاک رنگ ہندو را چہ صابون وچہ زاک (صفحہ ۲۹۳)

سنسکرت کا اصل لفظ آرج یا آریہ یا آرش ہیں اور یہی آرج لفظ فارسی میں عمدہ معنے رکھتا ہے۔ آرج۔ قسمت۔ قدر مرتبہ (حد۔ اندازہ) اسم اسلوب۔

ارجمند۔ صاحب قدر۔ صاحب مرتبہ۔ اسم اسلوب ؛ ارسنہ عرصہ ہدایت یافتہ آدمی ؛ ارتیت ع عقلمند۔ عالم ؛ آرش۔ زیبائش آراسگی۔ آرا۔ آرای۔ آراستہ کرنیوالا عرش۔ تخت۔ چھت۔ خدا کا تخت سات آسمانوں سے اوپر۔ عروج۔ چڑھنا۔ بلند ہونا یہ سارے معنے آرش یا آرج یا عرج یا آریہ کے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں پس ایسے اچھے معنے جب آریہ کے موجود ہیں۔ تو ہم وہ فضول اور غلط کیسے قبول کرتے ہیں۔

جس طرح مسلمان یا محمدی کے معنے سنسکرت میں بُرے ہیں مگر عربی دان اُس کو عربی میں اچھے معنے ہونے کے سبب قبول نہیں کرتے اگر سنسکرت میں اسکے اچھے معنے ہوتے تو ہم ہرگز انکار نہ کرتے ہم بھی فارسی یا عربی کے خراب معنے ہونے کے باعث اُن کے قبول کرنے سے انکاری ہیں پس اسکا ماننا یا عمل کرنا نہایت ہی غلط اور سوامی جی نے جو کچھ لکھا بالکل معقول اور قرین انصاف ہے۔

محمدی اسلام قدیم نہیں۔

۵۸ مولوی۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔

آریہ۔ اگر خدا کا فرمانبردار ہونا اسلام ہے تو یہ اسلام تمام دنیا کو مبارک ہو۔ اور یہی آریہ دھرم ہے۔ کیونکہ شاستر میں حکم ہے۔

यन्नन्य देवताम् पास्तेन स वेद पशुरेव हि स देवा: ॥

جو پرماتما کو چھوڑ کر کسی اور کی تابعداری کرتا ہے وہ گیان وان نہیں ہے وہ وید کے خلاف چلتا ہے۔ وہ بیوقوف اور گدھا ہے۔

اور یہ اسلام محمدی ہونا نہیں ہے بلکہ آریہ بننا۔ کیونکہ قرآن کے رو سے اسلام خدا کا فرمانبردار ہونا نہیں بلکہ صرف فرمانبردار ہونا۔ آپ لوگ بہت زیادہ تو تعصب اور نحوت کے فرمانبردار ہیں اور اُس سے زیادہ حور و غلماں کے۔ رسول کی فرمانبرداری بھی (اور اُس کے چال وچلن پر اعتراض نہ کرنا) اسلام کے اندر ہے ویسا ہی فرمانبردار ہونا اسلام ہے۔ پس یہ اسلام ناتمام اور ناعمل ہے چنانچہ سورۃ محمد میں ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم

اے کسانیکہ ایمان آوردید فرمان برید خدائے را و در آنچہ حکم کردہ فرمانبردار باشید رسول را در آنچہ فرماید و باطل مسازید عملہائے خود را۔ ایسا اور بھی چند مقام پر یہ ذکر ہے۔ پس محمدی ہونا اسلام نہیں۔ مولوی عبید اللہ نے لکھا ہے کہ "نارووری کے ارادے محقق ہوگئے۔ جو کوئی ہندوں کے بندے بن گئے۔ ہم ایمان لائے ہیں کہ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان محمد کے غلام ہیں۔ بندے ہیں۔ کوئی بھی خدا کا بندہ نہیں ہے بلکہ لاکھوں و محمد کو ہی خدا مانتے ہیں"۔ اور یہی آریہ دہرم یعنے سچا اسلام محمد و عیسیٰ و ابراہیم و موسیٰ سے پہلے تمام دنیا کے لوگوں کا مذہب تھا قرآن نے بھی اس کی طرف ایک دو مقام پر اشارہ کیا ہے ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یہ آیت بقرہ اور ہود کی سورتوں میں بھی ہے اور پھر دوسری یہ بھی ہے۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیہا خالدون۔

پس یہی اسلام آریہ پن ہے اور یہی ویدک دھرم ہے۔ مگر محمدی مذہب قدیم نہیں ہے یہ تو نہ موسٰے کا مذہب ہے نہ عیسٰے کا مذہب ہے اور یہی سبب ہے کہ موسائی اور عیسائی دونوں اس کے مخالف ہیں۔

بے شک آریہ کے معنے سریشٹ نیک اور خدا ترس کے ہیں اور ہر ایک آدمی اعمال کے ذریعہ آریہ ہو سکتا ہے کسی خاص قوم اور ایک ملک والوں کے واسطے اس کی خصوصیت نہیں پس ان معنوں کے رو سے بنی اسرائیل کا نیک اور حق شناس آدمی جو سچے الہام وید اور ایشور کو مانتا ہو آریہ ہے گو شام کا رہنے والا ہو۔ یا مصر کا ایک پارسی عیسائی کے گھر میں پیدا شدہ انسان جس کا وید اور ایشر پر اعتقاد ہے آریہ ہے گو وہ ناصرت میں پیدا ہوا اور اسی طرح عرب کا بدو یا ایک جنم کا مسلمان بھی آریہ ہے اگر وہ ویدک تعلیم کو سچا مانتا اور عمل کرتا ہے خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو اور آریوں کے گھر کا پیدا شدہ بدچلن ایشور سے منکر وید سے منکر انسان پرست دسیو ہے۔ خواہ آریہ ورت میں ہی پیدا ہوا ہو۔

قرآن کے مجدوں نے بت پرستی کی جگہ اسود پرستی اور کعبہ پرستی قائم کی۔ اور قبور پرست علماء اسلام نے جاری کر دی۔ اس وقت مکہ سے ملایا تک اور مدینہ سے سوڈان تک ایک بھی ایسا مسلمان نہیں جو مشرک اور بت پرست نہ ہو۔ یا صرف موحد ہو۔ ایک غریب یاندار رحمتہ اللہ علیہ عبد الوہاب نام نجد شریف میں پیدا ہوا تھا مگر اُس کی تمام علماء و فضلاء اسلام نے مخالفت کی اور کفر کے فتوے دیدئے۔ البتہ اُس نے قبر پرستی کی بیخکنی کرنی چاہی تھی پس جبتک مسلمان گور پرستی اور کعبہ پرستی اور مدینہ پرستی اور اسود پرستی اور تابوت سکینہ پرستی سے باز نہ آویں اور توبہ نہ کریں تب تک وہ کسی طرح حلقہ اسلام یا آریہ دہرم میں نہیں آ سکتے۔ وہ خدا کو کلنک لگانیوالے دسیو ہیں آریہ نہیں ہیں۔

پارسی مذہب آریوں سے قدیم نہیں۔

آریہ۔ تکذیب براہین الاحمدیہ ۱۸۲۷۸ (ہم نے ضرورت الہام قرآن پر لکھا تھا کہ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں بھی موقعہ کلام کا نہ ہوا علاوہ براں وہی باتیں با اُس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلے کتابوں میں موجود ہیں پس اِسبات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں۔ مگر نیرق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جس سے اُسکی راستی والہامیت سراپا کافور ہے۔

۲۱۸ مولوی۔ سوا اس پر ایک ریمارک ہے کہ پارسیوں کو دعوے ہے کہ وہ اور اُن کا مذہب اُن کی کتاب آسمانی کتابوں سے اور آریہ ورتی مقدس کتابوں بلکہ ویدوں سے بہت پرانی ہیں۔

آریہ۔ یہ آپ کا خیال بوجوہات ذیل باطل ہے۔

وجہ اول۔ پارسیوں کی کتابوں میں وید کا ذکر ہے اور اُس کو نہایت عزت سے یاد کیا گیا۔ چنانچہ ہوم یشت سوم ینگ کے مضمون میں اتھروید کا نام موجود ہے۔ اور اکثر انگرہ رشی ملہم اور نام رشی کا نام مبارک مذکور ہے بلکہ ایک تاریخی واقعہ بھی لکھا ہے کہ کرسانو راجہ نے حکومت کے غرور میں اتھروید جسکے شروع کا منتر شنو دیوی ابھشٹی ہے اپنے راج میں بند کر دیا اسواسطے ہوم نے اس کو تخت سے اوتار دیا۔ (دیکھو ہوم یشت کی ۲۴ویں آیت کا پاٹ ژند اوستھا) اس پر ڈاکٹر ہاگ صاحب نے لکھا ہے کہ کرتسانو کا ایک ایسا ہی اور بھی بیان آریہ ورت کے پرانے سکوں میں بھی ہے دیکھو اشتری براہمن (۳-۲۶) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ ژند اوستھا میں ایتری براہمن سے لیا گیا اور ایتری براہمن اور ژند اوستھا والوں سے قدیم وید ہیں۔

وجہ دوم۔ محقق فضلاء غیر مذاہب نے جنہوں نے آریہ ورت کے ویدک دھرم اور ایران کے پارسی مذہب کی بابت تحقیقات کی ہے انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ آریہ لوگ آریہ ورت سے اُٹھکر ایران میں آباد ہوئے۔ چنانچہ محقق پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اُٹھکر ایران میں آباد ہوئے۔" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۸)۔

دارا بادشاہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں۔ کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریا اتمبا تھا۔" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۰) یہ دارا بادشاہ دارا سکندر سے بہت پہلے گذرا ہے۔

امریکہ کے ایک مشہور فاضل فرماتے ہیں۔ منوجی مصری۔ ایرانی۔ یونانی اور رومن قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور منو کے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں اب تک پایا جاتا ہے (رسالہ بائبل ان انڈیا)۔

وجہ سوم۔ بیاس جی کا پارسی فرسندرح کس یعنے پیغمبر زرتشت کے پاس بمقام بلخ جانا اور اس سے مباحثہ کرنا (مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ صفحہ ۹۱) حالانکہ بیاس جی سے بہت پہلے پراشر کشیپ یاگولک۔ وسشٹ وشوا متر رامچندر جنک۔ گوتم۔ کپل۔ کناد۔ منی وغیرہ ہو چکے ہیں اور وہ سب ویدک دھرم کے ماننے والے تھے اور رشی دیوسوت۔ سوایمبھو وغیرہ منو اور اُنسے بھی وید پہلے موجود تھے۔

وجہ چہارم۔ اُن کا آریہ کہلانا۔

وجہ پنجم۔ مسئلہ تناسخ کا قایل ہونا اور جیو کو انادی ماننا اور پرکرتی کو بھی۔ دیکھو وسا تیر مرشد آباد و حشوران حشور آیتہ ۶۷ و ۶۸۔

وجہ ششم۔ گو ہتیا کے ترک کو ضروری جاننا اور گوشت نہ کھانا۔ دیکھو آیۃ ۱۴۶ و ۱۴۷۔

وجہ ہفتم۔ چار ورنوں کا ماننا اور اُس کا ویدک قاعدہ کے مطابق ہونا اور نئے ناموں سے نامزد ہونا (دساتیر آسمانی بفراز آباد حشوران حشور آیت ۱۴۵ صفحہ ۴۴)۔

وجہ ہشتم۔ اگنی ہوتر کرنا اور آگ کو خدا نہ ماننا بلکہ ہوا کے صاف کرنیوالی چیز جاننا

وجہ نہم۔ سنسکرت زبانیں جو کل زبانوں کا مخرج ہے اُسکا پارسی سے زیادہ سبب تھا۔

وجہ دہم۔ خاصکر گشور کھشا کرنا اور گوبر کے وہی مشہور فواید جو علم طب کے رو سے ضروری ہیں ماننا (دیکھو ژند پاژند مطبوعہ ایران اصل دری زبان میں اور اُس کا ترجمہ بزبان فارسی)۔

وجہ یازدہم۔ یگیوپوت یعنے زنّار پہننا۔

وجہ دوازدہم۔ مردہ کو جلانا۔ (دیکھو نامہ وحشوران وحشور فراز آباد آیت ۱۵۴) پس کسی طرح بھی وید سے وہ قدیم نہیں اور نہ وید اُن سے نویں ہیں بلکہ بسند وجہ بالا شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ پارسی کیا تمام دنیا کے مذاہب اور سب جہان کی

کتابیں ویدوں سے مابعد کی ہیں پس ثابت ہوا ہمارا دعوےٰ کہ وید نے کسی مذہب یا کتاب سے کچھ نہیں چرایا۔ بلکہ سب نے جو کچھ سچائی یا صداقت یا ہدایت کی وہ وید مقدس سے حاصل کی اس کے ثبوت (دیکھو تاریخ دیباجلد اول و دوم)۔

جان سکسپیر صاحب کے کوش میں ہندو شبد کا ارتھ لکھا ہے کہ نگر وحشی۔ بلاک ارسبن۔ انڈین۔ ایتھوپا۔ اسھوپیٹن۔ اور حبشیو کا ارتھ وولیسٹر صاحب کی بڑی ڈکشنری میں اسکا اصل ارتھ حبشی اہل ہے اور حبشی اہل ہندوں اور نیگرو یہ سب نام کافر کے ہیں۔

رچرڈسن صاحب کی عربی۔ فارسی۔ انگریزی ڈکشنری میں ہندو کا ارتھ چاکر۔ دہن ڈاکو۔ ناستک۔ چوکیدار اور چہرہ پر کالا تل کے کئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶۵۲)۔

سکندر نامہ میں خط دارا بجانب سکندر میں لکھا نامہ۔

تراآں بر اے سرورومیاں · بخدمت چو ہندو بہ بندی میاں

(ہندو بمعنے غلام)

سکندر نامہ میں ذکر جشن نوشابہ لکھا ہے۔

زہندوستان آمدہ خوزنے · زہر جو زدہ سوختہ خرمنے

(ہندوستان بمعنے کوئلہ کی دوکان اور ہندو بمعنے کوئلہ)

پھر اسی میں ہے :۔

زہندو زنے خانہ پرخون سدہ · ہمہ آبنوسش مترحون شدہ

(ہندو بمعنے جادوگر)

بہار دانش میں ہے ۔

گرہست زلف مشکیت خطائے رفت رفت · وز ہندوئے شمار من جفائے رفت رفت

(ہندو بمعنے خال سیاہ)

مسلمانوں نے پارسیوں کا نام گبر یعنے کافر رکھا۔ اور لقب انہوں نے پادلش کا نام حبش رکھا (یعنے غلام) افریقہ کے دکھن دیش کا نام کافریہ رکھا۔ یورپ والوں کا ترسا یعنے ڈربوک وناستک رکھا افغانستان کے اصلی باشندوں کا نام کافر اور ملک کا نام کافرستان رکھا

۲۰۔ تکذیب لقمان اور سکندریہ کا قصہ نئے زمانہ اور یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔

> لقمان اور ابراہیم کا قصہ اور مہدی جہاد کا مختصر ثبوت۔

۲۰۔ مولوی۔ سنئے صاحب قرآن نے لقمان کا قصہ جہاں بیان کیا ہے اس سورہ کا نام سورہ لقمان ہے۔ جو اکیسواں سیپارہ میں موجود ہے مہربانی کر کے وہ قصہ سنئے آپ کو اپنے انصاف اور بے نفسی اور استعداد اور عربی کا خود بخود پتہ لگ جاویگا (آگے لقمان کی نصیحتوں کو جو اُس نے اپنے بیٹے کو دیں بیان کیا ہے) ان آیات کریمہ پر غور فرمائیے اور داد دیجئے نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو مرنا ہے اور بھلائی بُرائی کا نتیجہ پانا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب افسوس کہ آپنے اب تک بھی راستی کی قدر نہ کی۔ اور تفاسیر قرآنی کا مطالعہ فرمایا دیکھئے وہ صاف طور پر دبی زبان سے ہمارے بیان کی تصدیق کر رہی ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے "آوردہ اند کہ قصہ لقمان حکیم و وصایاے او نزد یہود شہرت عظیم داشت و عرب در بہر مہمے کہ رجوع بدیشاں کردندے از حکمتہاے لقمان براے ایشاں نقل کردندے" (صفحہ ۱۸۴ جلد ثانی) اس سے آگے چل کر لقمان کی بابت جو تفسیروں میں اختلاف ہے وہ دکھلایا ہے کوئی نبی کہتا ہے کوئی حکیم اُس کے موطن میں بھی اختلاف اُسکی ولدیت و قومیت وغیرہ میں

بھی اختلاف ہے پس صاف ظاہر ہے کہ یہود اُس کے تمام حالات سے واقف تھے اور محمد صاحب کی موجودگی میں اُسکی حکمتوں اور نصیحتوں کے حالات لوگوں کو سناتے تھے جن کی حد دس ہزار تک تھی اور ایک سو نصیحت اُسکی جو اُس نے اپنے بیٹے کو دی وہ ایک مشہور کتاب بھی ہے۔ وہ ساری یہودیوں میں موجود تھیں پس صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے یہودیوں سے سُنکر قرآن میں درج کر دیں اور جب یہود کی پاس دس ہزار تک نہیں تو یہ دس بارہ نصیحتیں کس شمار میں ہیں جن کے واسطے اس کی ضرورت ماننی چاہیئے پس وہی بات درست ہے جو ہم نے تکذیب میں درج کی ہے کہ لقمان کے قصہ نے یونانیوں کی تاریخوں سے جلوہ دکھایا اور کچھ سُنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا باقی رہا یہ کہ آپ اس قصہ کو دور از قیاس سمجھ بیٹھے ہیں یہ آپ کی علمیت کا معاف رکھیئے قصور ہے تکذیب کی عبارت پھر پڑھیئے وہ دور از قیاس یونانیوں کی تواریخوں کے حق میں ہے کہ وہ دور از قیاس ہیں۔ اُن سے قرآن کے جامع عثمان نے یا محمد صاحب نے نقل کر لیا۔ سُنکر یا دیکھکر۔ اور اسی واسطے اس میں بڑا سخت اختلاف ہے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۰۱۴)۔

سکندر کے بے بنیاد قصہ کے سبب سے ہم نے اُن کو خاصکر دور از قیاس کہا ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی اور در حقیقت وہ دور از قیاس ہی نہیں بلکہ اصلی حالات سے مخالف ہے

ابراہیم کا قصہ۔ ہم نے تکذیب صفحہ ۱۸ پر لکھا تھا کہ قرآن میں صرف پرانے لوگوں کے بائیبل وغیرہ سے منقول قصہ جات بھرے ہیں اور اسی لحاظ سے لوگ اُسے قصص الاولین کہتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں :-

۲۸۷۔ ابراہیم کا قصہ اس وقت سُنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پروازیوں کی ترقیوں کی جڑ ہے۔ (اس سے آگے سورۃ بقر و مریم و شعرا سے نقل کر کے کہانی لکھی ہے) اور کچھ ذکر صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۶ پر بھی کیا ہے)

آریہ۔ آپ نے یہاں بھی ہم سے چالاکی کی یا پبلک سے داؤ کھیلا یعنے صرف ایک مجمل سی بات لکھدی اور سارا فضول قصہ نقل نہیں کیا۔ لیجئے ہم سے سُن لیجئے اور انصاف کیجئے :-

سورۃ انعام۔ واذ قال ابراهيم لابيه آزر اتتخذ اصناما الهة انی اريك وقومك فی ضلل مبين ۝ وكذلك نری ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين ۝ فلما جن عليه اليل رآ كوكبا قال هذا ربی فلما افل قال لا احب الافلين ۝ فلما را القمر بازغا قال هذا ربی فلما افل قال لئن لم يهدنی ربی لاكونن من القوم الضالين ۝ فلما را الشمس بازغة قال هذا ربی هذا اكبر فلما افلت قال يقوم انی بری مما تشركون ۝ انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ۝ وحاجه قومه قال اتحاجونی فی الله وقد هدان ولا اخاف ما تشركون به الا ان يشاء ربی شيئا وسع ربی كل شی علما افلا تتذكرون ۝ وكيف اخاف ما اشركتم ولا تخافون انكم اشركتم بالله ما لم ينزل به عليكم سلطانا فای الفريقين احق بالامن ان كنتم تعلمون ۝ الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون ۝ وتلك حجتنا اتينها ابراهيم علی قومه نرفع درجت من نشاء ان ربك حكيم عليم ۝ **ترجمہ** اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بھٹکی ہو اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور تا اُس کو یقین آوے۔ پھر جب اندھیری آئی اُس پر رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غایب ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے چھپ جانیوالے۔ پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا۔ پھر جب وہ غایب ہوا بولا اگر نہ راہ دے مجھکو رب میرا تو بے شک میں رہوں بہکنے والے لوگوں میں۔ پھر جب دیکھا سورج جھلکتا۔ بولا یہ ہے رب میرا یہ رب بڑا پھر جب وہ غایب ہوا بولا اے قوم میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو میں نے اپنا منہ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شریک کرنیوالا۔ اور اُس سے جھگڑی قوم بولا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ پر اور وہ مجھکو سوجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اُسکا مگر جو میرا رب چاہے سمائی ہے میرے رب کی علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جسکی نہیں اُتاری اُسنے تم پر کچھ سند اب دو فرقوں میں کس کو چاہیئے خاطر جمع کہو اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تقصیر انہی کو ہے خاطر جمع اور وہی ہیں راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کو چاہیں تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار ہے

سورۃ بقر۔ الم تر الی الذی حاج ابراهيم فی ربه ان اته الله الملك اذ قال ابراهيم ربی الذی يحی ويميت قال انا احی واميت قال ابراهيم فان الله ياتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذی كفر والله لا يهدی القوم الظلمين ۝ واذ قال ابراهيم رب ارنی كيف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولكن ليطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل علی كل جبل منهن جزءا ثم ادعهن ياتينك سعيا ۝ واعلم ان الله عزيز حكيم ۝ **ترجمہ** تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر واسطے یہ کہ دی تھی اُس کو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اُسکو مغرب سے تب حیران رہگیا وہ منکر اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھکو کیونکر جلا دیگا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلکو فرمایا تو پکڑ چار جانور اُڑتے پھر اُنکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا پھر اُنکو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے اور جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

سورۃ شعرا۔ واتل عليهم نبا ابراهيم ۝ اذ قال لابيه وقومه ما تعبدون ۝ قالوا نعبد اصناما فنظل لها عاكفين ۝ قال هل يسمعونكم اذ تدعون او ينفعونكم او يضرون ۝ قالوا بل وجدنا اباءنا كذلك ۝ قال افرءيتم ما كنتم تعبدون ۝ انتم واباؤكم الاقدمون ۝ فانهم عدو لی الا رب العلمين ۝ الذی خلقنی فهو يهدين ۝ والذی هو يطعمنی ويسقين ۝ واذا مرضت فهو يشفين ۝ والذی يميتنی ثم يحيين ۝ والذی اطمع ان يغفر لی خطيئتی يوم الدين ۝ رب هب لی حكما والحقنی بالصلحين ۝ واجعل لی لسان صدق فی الاخرين ۝ واجعلنی من ورثة جنة النعيم ۝ واغفر لابی انه كان من الضالين ۝ ولا تخزنی يوم يبعثون ۝ يوم لا ينفع مال ولا بنون ۝

الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۝ وازلفت الجنۃ للمتقین ۝ وبرزت الجحیم للغوین ۝ وقیل لھم این ما کنتم تعبدون ۝ من دون اللہ ھل ینصرونکم او ینتصرون ۝ فکبکبوا فیھا ھم والغاون ۝ وجنود ابلیس اجمعون ۝ قالو وھم فیھا یختصمون ۝ تاللہ ان کنا لفی ضلل مبین ۝ اذ نسویکم برب العلمین ۝ وما اضلنا الا المجرمون ۝ فما لنا من شافعین ۝ ولا صدیق حمیم ۝ فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین ۝ ان فی ذالک لاٰیۃ وما کان اکثرھم مومنین ۝ وان ربک لھو العزیز الرحیم

ترجمہ اور سنا ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن ان پاس لگے بیٹھے رہیں۔ کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو۔ یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برُا۔ بولے نہیں پر ہم نے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہتے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے دشمن ہیں۔ مگر جہان کا صاحب جس نے مجھکو بنایا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھکو مار یگا اور پھر جلاویگا اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے اے رب دے مجھکو حکم اور ملا مجھکو نیکوں میں اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولوں میں اور رسوا نہ کر مجھکو جس دن جی کر اٹھیں جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے۔ مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا۔ اور پاس لائے بہشت واسطے ڈر والوں کے اور نکالے دوزخ سامنے بیراہوں کے اور کہئے اُن کو کہاں ہیں جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوائے کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر اوندھے ڈالے اُس میں وہ اور سب بیراہ اور لشکر ابلیس کے سارے۔ کہنے لگے جب وہ وہاں جھگڑنے لگیں قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے اور ہم کو راہ سے بھلایا سو ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنیوالا اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو کسی طرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

سورۃ الانبیاء- ولقد اٰتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ علمین ۝ اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون ۝ قالو وجدنا اٰباءنا لھا عبدین ۝ قال لقد کنتم انتم واٰباؤکم فی ضلل مبین ۝ قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین ۝ قال بل ربکم رب السموٰت والارض الذی فطرھن وانا علی ذالکم من الشٰھدین ۝ وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین ۝ فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون ۝ قالو من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظلمین ۝ قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم ۝ قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون ۝ قالوا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم ۝ قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون ۝ فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظلمون ۝ ثم نکسوا علی رءوسھم لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون ۝ قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم ۝ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون ۝ قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین ۝ قلنا ینار کونی بردا وسلما علی ابراھیم ۝ وارادوا بہ کیدا فجعلنٰھم الاخسرین ۝ ونجینٰہ ولوطا الی الارض التی برکنا فیھا للعلمین ۝ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین ۝

ترجمہ اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اُس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اُسکی خبر جب کہا اُس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو۔ بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے بولا مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے بولا نہیں پر رب تمہارا وہی ہے۔ رب زمین اور آسمان کا جسنے ان کو بنایا اور میں اسی بات کو قائل ہوں اور قسم ہے اللہ کی میں علاج کرونگا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا اُن کو ٹکڑے مگر ایک بڑا اُن کا کہ شاید اُس پاس پھر آویں کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان اُن کو کچھ کہتا ہے۔ اُس کو ابراہیم کہتے ہیں۔ وہ بولے اُسکو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں۔ بولے کیوں تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکروں پر اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا اُنکے اُس بڑے نے سو اُن سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے جی میں۔ پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر اوندھے ہو گئے سر ڈال کر تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برُا۔ بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ کیا تم کو بوجھ نہیں بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو۔ اپنے ٹھاکروں کی اگر کچھ کرتے ہو ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر اور چاہنے لگے اُسکا برُا پھر انہیں کو ہم نے ڈالا نقصان اور بچا نکالا ہم نے اُسکو اور لوط کو اُس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہمنے جہان کے واسطے اور بخشا ہمنے اُسکو اسحاق اور یعقوب انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا

اس کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ "ابراہیم خلیل کہ تعویذ وار برباز و داشت ویوشانیدے" (صفحہ ۲۱ جلد اول سورۃ یوسف)۔

اسی میں ہے ۔

بہ تعویذ از سرش پیراہنے بود	کہ جدش را از آتش ما منے بود
وساد ش ستر سار وح رضواں	ازانروشد بروآتش گلستان
رسید از سدرہ جبرئیل امین زود	زبازوے وے تعویذ بکشود
بروں آورد از انجا پیرہن را	بداں پوشید آں پاکیزہ تن را

سورۃ مریم- واذکر فی الکتب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا ۝ اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا ۝ یابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا ۝ یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا ۝ یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا ۝ قال اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم لئن لم تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیا ۝ قال سلم علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا ۝ واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعوا ربی عسی الا اکون بدعاء ربی شقیا ۝ فلما اعتزلھم وما یعبدون من دون اللہ وھبنا لہ اسحق ویعقوب وکلا جعلنا نبیا ۝ ووھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیا۔

ترجمہ اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی۔ جب کہا اپنے باپ کو اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے جو چیز نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل سوجھا دوں تجھکو راہ سیدھی۔ اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک

۵

شیطان ہے رحمٰن کا بے حکم۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں آلگے تجھکو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجھکو پتھروں سے مارونگا۔ اور مجھ سے دور جا ایک مدت کہا۔ تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشواؤنگا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سواے اور میں پکارونگا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم۔ پھر جب کنارے ہوا اُن سے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ بخشا ہم نے اسکو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا اور دیا ہم نے انکو اپنی مہر سے اور رکھا انکے واسطے سچا بول اونچا۔

افسوس کہ محمد صاحب اور اُن کے جانشینوں نے بیگناہ لاکھوں مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تباہ کیا اور گردن مارا۔ خدا کا خوف بالکل نہ کیا اور یہ نہ سوچا بقول فردوسی۔

بکردار بد تیز بشتا فتے	مکافات بد را ندی یافتے
کنوں روز ما داوری بر دست	مکافات بد از یزداں بہ بست
زکردار بد بر سرش بد رسید	مجواے پسر بند بد را کلید
چہ خوش بدانی کہ از کار بد	بفرجام بر بدکنش بد رسد
چنیں گفت موبد بہ بہرام تیر	کہ خون سر بیگناہاں مریز
نگہ کن کہ ما تاج با سر چہ گفت	کہ با مغز اسے سر خرد باد جفت
مکن بد کہ ہی بفرجام بد	ز بد گرد د اندر جہاں نام بد
مگیں ہیچ با تن یا ترک و پاک	سپاسیش ہمے کن بیزدان پاک
ہمیں ست فرمان یزداں پناہ	کہ ہر کس کہ ببرد سر بے گناہ
سر تن را ببرند بے ترس و باک	سپارند ناپاک دل را بخاک

جہاد۔ اگرچہ اس مضمون پر ہمنے مفصل رسالہ علیحدہ شایع کر دیا ہے جسکا نام ہی جہاد ہے۔ مگر یہاں ہم مولوی صاحب کے بقیہ دعاوی کی تردید ضروری جانتے ہیں

۷۴۔ **مولوی**۔ میں بڑی جرات سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور انکے رشید جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جبر اور اکراہ سے مسلمان نہیں کیا گیا۔

آریہ۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

ہر کہ گردن بدعوے افرازد   خویشتن را بگردن اندازد

لیجئے ہم آپ کو نہایت واضح ثبوت دیتے ہیں۔ محمد صاحب کے وقت میں بلکہ اُن کے سامنے ابوسفیان[۱] جبراً مسلمان کیا گیا اور خلفا[۲] کے حکم اور زمانہ میں مندرجہ ذیل لوگ جبراً مسلمان کئے گئے۔ ماہان نام ایک بہادر ایرانی خلیفہ عمر کے وقت اور جرجان کا علاقہ علاقہ خلیفہ عثمان کے وقت اور کئی سو قبطی خلیفہ عمر کے وقت جبراً مسلمان کئے گئے اُن کے علاوہ اور بھی صدہا آدمی ہیں مگر ہم نے مشتے نمونہ خروارے عرض کر دیا۔

۷۵۔ ملکہ محمود اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہیں کیا گیا۔ دُنیا میں تاریخ موجود ہے۔ صحیح تاریخ سے اس الزام کو ثابت کیجئے میں نے تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر یہ دعوے کیا ہے۔

آریہ۔ مسلمانوں کے خوش کرنے کے واسطے ایسے فضول دعوے آپ کے کام نہیں آوینگے لیجئے اُن کی تردید سُن لیجئے۔

محمود نے سکھپال کو مسلمان کیا مگر جب وہ بلخ کی طرف گیا تو وہ پھر پیچھے ہندو ہوگیا اور اورنگ زیب نے سمباجی پسر سیواجی کو جبراً مسلمان کرنا چاہا مگر جب اُسنے انکار کیا تو قتل کیا عرض کہاں تک کہوں میری شائع ہوئی کتاب "مُسدہ جہاد" میں آپکی تمام دعاوی کی تردید موجود ہے تاریخ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ محمود کا ہند کی دولت پر دانت تھا ہی مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے اور اسکا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اسکی مذہبی جوش کو دیکھکر ایک گرانبہا خلعت اس کے پاس بھیجا اور امین الملتہ و یمین الدولتہ کا خطاب دیا تھا۔ پس محمود نے یہ عہد کرلیا کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا (دیکھو مختصر تاریخ ہند صفحہ ۴۸ و تاریخ ہندوستان لیتھبرج صاحب صفحہ ۸۶ و آئینہ تاریخ نما صفحہ ۸)۔

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔ محمود نے ہندوستان کا سبق جو باپ سے پڑھا تھا وہ کبھی نہ بھولا اور بار بار جڑھائی کی اسکے دو سبب تھے اول یہ کہ ہندوستان میں اسلام پھیلائے دوسرے یہ کہ ہندوستان کا مال و دولت سمٹ کر لائے" (صفحہ ۸۷)۔

محمود نے سو رماسوار اور جانباز بہادر چن کر ایک لشکر عظیم آراستہ کیا اور روانہ ہوا ہزاروں مسلمان ساتھ ہوئے جو فقط دین کے نام پر تلواریں اٹھانے تھے اور اسلام کے کام پر جانوں کا دینا ایمان سمجھتے تھے" (صفحہ ۸۸)

یہاں کئی راجا بڑی بڑی فوج لے کر آئے اور لڑائی کا میدان گرم ہوا۔ ادہر جب لڑ رہا تھا ادہر دہرم مقابلہ میں اڑ رہا تھا۔" (صفحہ ۱۸۱)۔

اس کے عہد میں عزنی کو دیکھ کر ہندوستان یاد آتا تھا کیونکہ جو غریب آدمی تھا اسکے گھر میں بھی تین چار لونڈی غلام ہندوستان کے بولتے دکھائی دیتے تھے اور یہی لوگ گلی کوچوں میں پھرتے نظر آتے تھے غزنی کے بازاروں میں ایک ایک بندۂ خدا دو دو روپیہ کو بک گیا" (صفحہ ۹) افسوس صد ہزار افسوس آپکو باوجود اسقدر دروغ گوئی کے کچھ نہیں سوجھتا ایک جگہ آپنے بھی محمد صاحب کی تعریف میں فرمایا ہے وہ جو مشرک اللہ کا فرکو تیغ بے دریغ کا عرصہ بنانے سے تذبذب نہیں کرتا جس کے ادنے سے خادم نے سومنات کے ایسے شرک کدہ کو حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے حک کر دیا (دیکھو صفحہ ۲۳ سطر ۲۲ و ۲۳ و ۲۴)

معجزات قرآنی کی تردید

۷۶۔ **مولوی**۔ محمدی معجزات کی بات مجھ سے سُن لیجئے۔ اول تو آپنے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۳ میں کئی آیات لکھدی ہیں جن سے آپنے اپنے خیال میں ثابت کرلیا ہے کہ قرآن شریف میں محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا۔ آپنے کتاب نسخہ خبط احمدیہ میں اور ایسے دلائل دئے ہیں جن سے بزعم خود ثابت کرلیا ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا میں میں کہتا ہوں کہ اگر محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا تو آپکا اعتراض کس قدر خوبی کا رہا اور بطریق اولے آپکو قول کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبدوں سے بری ٹھہرا۔

آریہ۔ داؤد۔ سلیمان۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ عیسیٰ اور اُس کے حواریوں کے توصدہا معجزے قرآن میں بھرے پڑے ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف عیسائیوں اور یہودیوں کے

---

[۱] تاریخ اسیا صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ سنہ ۱۸۸۲ء۔ و کتاب سیرت الرسل و رسالہ بدر اسلام فارسی صفحہ ۲۶۔

[۲] تاریخ اسیا صفحہ ۴۱۲۔ و جہاد صفحہ ۳۵۔ و تاریخ و سنہ صفحہ ۱۶ فتوح المصر صفحہ ۹۹ سنہ ۱۸۸۳ء

تفسیر حسینی سورۃ توبہ میں لکھا ہے۔ والمؤلفۃ قلوبہم کہ ہم آوردہ شدہ است کہ دلہاے ایشاں سوئے اسلام آورند۔ اما یتہاے ایشاں ہنوز خالص نیست پس بجہت تالیف دل ایشاں را محفوظ باید ساخت و مولفہ قلوب اشراف عرب بودند کہ حضرت رسالت پناہ نظر بر الفت دل ہاے ایشاں بدین حق و ترقی اسلام امثال ایشاں را از غنایم حنین قسمتے کامل دادچوں ابوسفیان و عتبہ بن حصن و اقرع بن حابس وغیرہ آں چوں سہم مؤلفہ قلوب براے ایں اغراض بود کہ مذکور شد بعد از ظہور اسلام و غلبہ مسلماناں باجماع صحابہ ساقط شدہ است (صفحہ ۲۶۰ جلد اول) پھر لکھا ہے آوردہ اند کہ جلاس و اصحاب او چوں رفاع و سماک و دیگر منافقان کہ تظاہر اسلام آوردہ بودند پیر ایشاں در کیہ سید عالم علی نمودہ در غائب آنحضرت را چیزہاے کہ زباں را جدا ادائے آں مست نسبت میکردند گفت خاموش باشید۔ اگر سمیع آنحضرت را جمیع سما ر شور شوند (صفحہ ۲۶۰)۔

خوش کیے اور توریت و انجیل کی تصدیق کیواسطے تاکہ وہ کسی طرح ہمارے دین کے قایل ہوں مگر نہ ہوئے۔ خود مصنف قرآن نے انکے معجزات کی تصدیق بھی نہیں کی۔ تو پھر محمد صاحب انکے قایل کیسے ہو سکتے ہیں۔ محمد صاحب کو معجزہ والا ہی ثابت کرنیکی غرض سے مرزا صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہم انکا مطلب بھی رسوم عاشقاں عاشق بدانند سمجھ گئے تھے وہ اپنی نبوت کیطرح لوگونکو جچکانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہلانا چاہتے تھے اسکی پیروی میں مرزا صاحب محمد قادیانی نے کتنے ہاتھ پاؤں مارے اور کتنے ہی اشتہارات دیے مگر کیا کامیاب ہوئے ہرگز نہیں۔ ذرا بھی نہیں احادیث محمدیہ میں معجزات بھرے پڑے ہیں اور کتب اسلامیہ جو محمد صاحب کے مریدوں نے تصنیف کی ہیں انہیں لوگونکو بہکانیکی غرض سے ہزاروں روایتیں درج کر دی ہیں اور صدہا جھوٹی حدیثیں بناکر انکو تمام انبیاء اولین و آخرین سے افضل ٹھہرایا اور اسلام کا خاکہ معجزات کی زمین پر جمایا اور شعراء نے اسپر کس طرح کا سنہری اور روپہری رنگ چڑھایا ہمکو تو اول سے ثابت ہے اور آپکی قوم سے بھی ہویدا ہو گیا کہ وہ بے معجزہ تھے کوئی کرامات کسی قسم کی اُن کے پاس نہیں تھی اور مرزا صاحب کی ساری کوشش آپنے مٹی میں ملا دی مگر حکیم صاحب جب تک قرآن سے اور نبیوں کے معجزات کا چرچا نہ خارج کیا جاوے تب تک وہ بھی کلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اسلام ہر قسم کی شعبدہ بازی سے پاک ہو سکتا ہے۔

۷۳۔ مولوی۔ (دوم) آپ عربی دانی کے بڑے مدعی ہیں قرآن کریم میں کہیں دکھلائیے کہ حضرت نے شعبدہ بازی کا دعوے کیا ہو۔ بلکہ صحیح احادیث کے اعلے طبقہ کی کتابوں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے۔

آریہ۔ ہم جس بات کے انکاری ہیں آپ اُسی کا ہم سے ثبوت مانگتے ہیں۔ یہ آپ کی منطقی لیاقت کا صاف ثبوت ہے ہم تو کہتے ہیں کہ قرآن میں محمد صاحب کا کوئی معجزہ یا کرامات نہیں ہے وہ بے معجزہ نبی تھے ہاں کتب احادیث محمدیہ میں اُنکی صدہا معجزے درج ہیں جو اُنکی وفات کے تین سو برس سے پانچسو برس تک بنائے اور گھڑے گئے مفصل دیکھو معجزات احمدیہ مصنفہ مولوی غلام نبی صاحب امرتسری۔ مواہب لدنیہ۔ شفاء۔ الہند۔ معارج نبوت وغیرہ اور ہمارے بنائے ہوئے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ جلد اول دربارہ تردید معجزات) البتہ قرآن میں لفظ معجزہ نہیں ہے دیکھو سورۃ ہود ۲۰۲ و ۲۰۴ سورۃ سبا صفحہ ۳۸۶ و ۳۹۰ و سورۃ النحل صفحہ ۴۵۵ مطبوعہ بمبئی۔ مگر معجزہ کے معنوں سے ان مقامات میں کوئی تعلق نہیں باقی رہے اور نبی اُنکی معجزے قرآن میں بہت کثرت سے مندرج ہیں۔ دیکھو عیسےٰ کے معجزے سورہ مائدہ اور آل عمران اور مریم ابراہیم اور موسیٰ کے معجزے۔

ہم اعرابی نہیں ہیں اور نہ بدو پھر بڑے عربی دانی کے مدعی کس طرح ہو سکتے ہیں ہم تو صرف اپنے یقین اور ایمان سے دین محمدی کو باطل سمجھتے ہیں کیونکہ ہمنے جہانتک قرآن اور احادیث صحیحہ یعنی صحاح ستہ اور تواریخ اسلامیہ و تفاسیر قرآنیہ کو پڑھا ہم دین اسلام کو حق نہیں جانتے اور نہ منجانب اللہ گردانتے ہیں اور جسکو ہم ایماناً سچ جانتے ہیں اُسکو اوروں پر ظاہر کرتے ہیں جبتک انشور نے سلامت رکھا حق کے اظہار پر طیار اور بطالت سے دست بدار ہیں

۷۴۔۸۔ مولوی۔ (سوم) معجزہ کے معنے عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں آپ لغت عرب میں تحقیق کر لیں اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے افعال معجزہ سے ہرگز انکار نہیں ہوگا اگر شک ہو تو حسب ہدایت وید مقدس دشٹ قوموں کے نکالنے کے واسطے ذرا شاستر اٹھا کر امتحان کر لیجئے خوب واضح ہو جاویگا کہ ان دونوں اہل کتاب قوموں نے بت پرست حریفوں کو عاجز کر دیئے ہیں کیا کیا معجزات اور کارہائے نمایاں دکھائے ہیں اور اب بھی انکا مستعد ہاتھ ویسے ہی معجزات دکھانے کو تیار ہے۔

آریہ۔ یہاں آپ نے جنگ و جدل اسلامیہ و جہاد و قتال عیسوی کو معجزہ مانکر ہمارے انکار کو مقابلہ میں پیش کیا۔ اور اصفیہ میں آخر انجیل مباہلہ کے بموجب ہمارے اعتراضوں سے لاجواب ہو کر لڑائی پر اتر پڑے مگر یہ آپکی ناواقفی اور علم یا حافظہ کی کمی یا غلطی ہے ہم وحشیانہ اور وحشیانہ معجزے سے کبھی انکار نہیں کیا چنانچہ ہم نسخہ خبط احمدیہ میں عرض کر چکے ہیں ہاں ہم صاف احمدی کو تو ہم بھی قایل ہیں اور جہادی معجزہ سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا (صفحہ ۸) مگر کیا یہی معجزہ رنجیت سنگھ والی پنجاب اور بہادر مظفر جنگ شیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے پاس نہیں تھا ؟ کیا یہی معجزہ گورکھیوں اور سکھوں۔ پوربیوں اور مرہٹوں کے پاس نہیں ؟ آپنے شاید سنا نہیں۔ تیغ ہندی کی دھوم شام و روم تک پڑی ہوئی تھی اسفندیار اور رستم کے پاس بھی یہی معجزہ تھا اور رانا پرتاب کے پاس بھی یہی معجزہ تھا جسنے اکبر جیسے شہنشاہ کا ناک میں دم کر دیا اور اسی معجزہ نے اورنگزیب کی آخری زیست خراب کی سکندر رومی کے پاس بھی سوائے اس خنجر دھی کے اور کوئی معجزہ نہ تھا مثلاً گونالی اور چنگیز خاں بھی اس معجزہ سے لاکھوں مسلمانوں کو تہ تار سے روم تک ہلاک کر گئے اور کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا بلکہ لاکھ لاکھ آدمی کو ایک ایک دن میں قتل کر کے اُن مومنوں کے سروں کے مینار بنائے۔ یہی معجزہ یزید کے پاس تھا۔ جس سے وہ حسینین پر غالب آیا ہم افسوس کرتے ہیں کہ آپنے کس عقل کے رو سے اس خونخواری و مردم آزاری وقتل خلایق فعل کو معجزہ گردانا ہے باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کے افعال معجزہ ہیں یا محمدیوں کے ہرگز نہیں۔ آپنے یہاں تو خوشامد پسندی کے لحاظ سے عیسائیونکو اہل کتاب مان لیا مگر ہم آپکی تصدیق براہین الاحمدیہ کے اور مقامات بتلاتے ہیں آپ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں حق سے کتنی مخالفت کر رہے ہیں

یہود کی بت پرستی۔ ” یہود کا بچھڑے کی پوجا کرنا موسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بعد کی بت پرستی قاضیوں کی کتاب سے جو کتب مقدسہ میں کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے “ (تصدیق صفحہ ۳۹ سطر ۹ و ۱۰) ۔ عیسائیوں کی بت پرستی ” عیسائیونکی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار نیک بندے کو خدا یقین کرتے ہیں اگر بیٹا کہتے ہیں تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا ہاں ذاتاً خدا سے متحد بناتے ہیں۔ دوم اسکی انسانیت کے ساتھ اسکی استعانت اور نجات طلب کرتے ہیں کفارات معاصی پر جو کچھ ان قوموں کا خیال ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور اس مسئلہ سے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ عیاں “ (تصدیق صفحہ ۴۰ سطر ۱۱-۱۶) میرے مخاطب آریہ تسلیم کریں گے کہ یہ طرز عیسائیت کا بے ریب شرک ہے “ (صفحہ ۳۹) ۔

عیسائی تو ایسی حالت میں جا پڑے کہ اپنی ساری لعنتوں ملامتوں کے بدلہ میں حضرت سیدنا مسیح کو معاذ اللہ ملعون بنا یا (دیکھو نامہ گلیان ۳/۱۳ و تصدیق صفحہ ۱۳۰) اور ایسا ہی ذکر آپنے صفحہ ۱۳۴ پر کیا ہے۔

مسلمانوں کی بت پرستی۔ سنگ اسود۔ کعبہ۔ مدینہ۔ چاہ زمزم۔ کربلا۔ خاک نجف۔ اور تمام خانقاہیں۔ چاہ کعبہ۔ مقبرے مبارک۔ قدم مبارک۔ قدم ابراہیم و آدم تابوت سکینہ تعزیہ اور گھوڑا پرستی یہ سارے کے سارے صریح شرک اور کفر ہیں جنمیں کروڑوں مسلمان سر تا پا غرق ہیں۔ پس ان تینوں اہل کتاب بت پرستوں کی واعظین نے یہاں لوگوں پر کوئی تاثیر نہ کی اور کبھی تثلیث یا صلیب پرست اور سنگ اسود یا کعبہ پرست ہمارے نام و نر بدیشیر کے پوجنے والوں پر غالب نہ آسکے اور نہ دلایل سے سیدھی سادی بت پرستی کو یہ اندھی بت پرستی دور کر سکتی تھی۔ صاحب گلشن کہتے ہیں :-

مسلماں گر بدانستے کہ بت چیست ۔۔۔ بدانستے کہ دیں در بت پرستی است
اگر مسلم ز بت آگاہ بودے ۔۔۔ چرا در دین خود گمراہ بودے

آریہ سماج کے وجود سے عیسائی اور محمدی دونوں اوسان باختہ ہو رہے ہیں اور اپنی

ساختہ وپرداختہ کی قلعی کھلتی دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں تو آپ بھی خدا کیواسطے مراقبہ کرکے اپنے دل سے ہماری صداقت یا بطالت کی گواہی لے لیجئے تھا۔ ہمارا تو دلی گواہی سے کروڑوں آدمی بجائے خدا پرست کے گورپرست ہوگئے اور بجائے سالک رام کی پوجا کے سنگ اسود جسکے دوسرے معنے سالگرام ہیں یا سالگرام کا ہم شکل ہے کے پوجاری بنگئے جس اسلام نے ایک خندق سے نکالا اور دوسرے گڑھے میں ڈالدیا۔ کسی قوم سے سوائے لونڈی غلام بنانے کے کوئی اچھا سلوک نہ کیا۔

۴۸۳۔ مولوی (چہارم) اب اثبات معجزہ لیجئے۔ یہاں ایسے معجزے کے جو خرق عادت بھی مان لیتے ہیں آپکو تاریخ عرب سے عیاں ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیمیم رہگئے جس ملک میں آپنے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جسقدر لوگ تھے قریباً کل اُسمیں گرفتار تھے اور سخت کند۔ تونا تراش ضدی جاہل تھے۔ عرب کے حدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے آریہ اور پارسی۔ عیسائی اور یہودی سب شرک میں غرق تھے ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ بے شک علمی طور پر توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدس میں موجود ہوگا۔ الا عملی حالت بالکل مفقود تھی۔ عملاً تو اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے لوتھر کے زمانہ میں کچھ ترقی مذہب میں کی مگر شرک سے پاک نہ ہوئے حضرت خاتم الانبیاء نے ایسے وقت توحید الوہیت کی طرف بلایا تمام بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہوگئیں اور سخت سخت ایذائیں دینی شروع کردیں جسقدر موحد جناب رسالت مآب کے ساتھ ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چلدیئے آخر نوبت بایں رسید کہ خود حضور مکہ چھوڑ مدینے چلے گئے بت پرستوں نے وہاں بھی چین لینے نہ دیا اور استیصال کے درپے ہوگئے۔ تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہئیے آخر خدا کی نصرت شامل اہل اسلام ہوئی کہ حضا اسلام ہی غالب ہے۔ حضور ہی کو معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہوگئے۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟

آریہ۔ اگرچہ حضرت کا باپ شروع میں فوت ہوگیا تھا مگر انکے دادا عبد المطلب زندہ تھے وہ پالتے رہے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ دادا کو پوتے سے کس قدر محبت ہوتی ہے۔ علاوہ برآن اُن کی والدہ بھی زندہ تھی جب حضرت کی عمر ۹ سال کی ہوئی تب اُنکے دادا فوت ہوئے مگر فوت ہونے سے پہلے بڑے بیٹے ابوطالب کو وصیت کر گئے کہ آپکی اچھی طرح پرورش کرنا۔ ایک مورخ لکھتا ہے "رحمدل ابوطالب نے اپنے بھتیجے کو چھاتی سے لگایا اور عمر بھر اُسکے ساتھ پدرانہ سلوک کرتا رہا" دوسرا مورخ لکھتا ہے "ابوطالب از وصیت کردہ آنحضرت را در کنار مہر پرورید" جب محمد صاحب نے بعمر ۴۰ سال بصلاح خدیجہ وغیرہ رازداروں کے پیغمبری کا دعوی کیا۔ تب بھی اُنکے چچا ابوطالب زندہ تھے اُسی نے شادی کرائی بیٹے ہوئے بیٹیاں ہوئیں انہیں ایام میں جب محمد صاحب بتوں کو بڑے الفاظوں سے یاد کرتے تھے تب عام لوگ دشمنی کرنے لگے مگر ابوطالب ہمیشہ بچاتا رہا بقول ایک لائق مورخ کے "مگر ابوطالب ہموارہ پیغمبر را از بد ایشان در آمان داشتے" ایک اور دفعہ بھی قریش کی کئی آدمی شکایت لائے کہ یہ ہمارے مذہب و بزرگوں کو بُرا کہتا اور گالی وغیرہ دیتا ہے۔ یا اسے آپ منع کریں یا چھوڑ دیں کہ ہم اسکو سزا دیں اور اسے قتل کریں۔ ابوطالب با پیغمبر گفت کہ اے برادرزادہ ایں چہ کار کردہ۔ پیغمبر دانست کہ ایں ہم بیزار شد فرمود اگر آفتاب بدست راست من و ماہ را در دست دیگر من نہند گویند کہ دست ازیں کار بدار نتوانم۔ و بدیدہ اشک بگردانید و از بر او برخاست۔ ابوطالب آوازش داد و بخواندش و گفت بگو ہرچہ خواہی ہرگز ترا بدشمناں نسپارم" (صفحہ ۷ بدر الاسلام) جب حضرت کو پیغمبری کا دعوے کرتے ہوئے دس سال اور عمر آنحضرت کی ۵۰ سال کی ہوئی اس وقت ابوطالب نے وفات پائی۔ ابوطالب کے مرتے ہی مخالفوں نے پھر زور ڈالا جس سے حضرت کے تمام اوسان باختہ ہوگئے چنانچہ لکھا ہے "پس در شوال سال دہم نبوی ابوطالب بپیام مرگ رسید و پس ازاں خدیجہ ہم وفات کرد۔ ناگزیر بر پیغمبر خدا اندوہ پیاپے رسیدن گرفت و ہمسایگاں بآزارش میاں بستند" (صفحہ ۱۱) اسی سراسیمگی حالت میں ابوطالب مرنے کے بعد ایک سال بھی مکہ میں نہ ٹھہر سکے۔ اتنی ہمت کہاں سے پاتے فی الفور مدینہ کی طرف بھاگ گئے۔ افسوس کہ آپ اُن یتیم کہتے ہیں اور یہ معجزہ کے طور پر۔

باقی رہی بت پرستی وہ عرب کی ایسی ہی خطرناک تھی جیسے عموماً وحشی ممالک کی ہوتی ہے جس طرح اب افغانستان و بلوچستان و عرب و روم و تاتار و مصر کے مسلمان کندہ ناتراش ہوتے ہیں ابوالفضل نے ایسے ہی لوگوں کو افاغنہ ملاغنہ بہائم سیرت وحوش خصلت تحریر فرمایا ہے ویسے ہی اُسوقت وہاں کے بت پرست تھے۔ کیا یہود و عیسائی مذاہب نہ تھے اگر یہ سچ ہے تو خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی تہذیب پھیلائی اور کہاں پھیلائی۔ ذرا افغانستان و بلوچستان میں جاکر دیکھ لیجئے۔ اور کافرستان کا بھی سفر کرکے مقابلہ کیجئے ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی وہ کافر کہتے ہیں۔ پاخانہ پھر کر دھوتے نہیں ویسے ہی غلیظ رہتے ہیں اغلام وغیرہ کا اس قدر زور ہے کہ بڑے بڑے علما اس بلا میں مبتلا ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ اسلام نے کونسا شرک مٹایا اور کونسا ہدایت کیواسطے شاہراہ بنایا۔ محمد نے اپنی تعریف کی ایک حدیث بنائی۔ **لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمت العلمین** مسلمانوں کا اعتقاد ہے "پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کیا یہ شرک نہیں کعبہ کو سجدہ کرنا یا سنگ اسود کو خدا کا ہاتھ ماننا شرک نہیں؟ بالضرور ہے پس اسلام شرک سے پاک نہیں آریہ اور پارسی تو شرک سے پاک ہیں۔ نادان دشمنوں نے انہیں خواہ مخواہ آتش پرست مشہور کیا۔ ورنہ اُنکی ژند اوستا میں آتش پرستی کا مطلق ذکر نہیں۔ البتہ محمدی۔ عیسائی۔ یہودی اس مرض میں مبتلا ہیں اور انصاف یہ ہے کہ ان کے ہاں شرک کا قلزم بہ رہا ہے اس سے ہم کو بھی انکار نہیں کہ لفظی توحید یا قولی توحید قرآن میں موجود ہے اور یہی حال یہود اور نصارا کا ہے مگر علمی اور عملی توحید کا سوائے وید مقدس کے کہیں بھی نشان نہیں ملتا جس طرح بانی اسلام نے اُنکو ایذا رساں کلمہ اور گالیاں سُنائیں انہوں نے بھی اُنکی تلافی کی مثل مشہور ہے غریب کی گالیاں بردست کی ہا ریٹ جب دلائل اور زور سے بمقابلہ لات و منات پرستی کے کعبہ پرستی کو آپکو حضور صاحب ثابت نہ کرسکے تو اوسان باختہ ہوکر کچھ حبشہ کی طرف اور کچھ مدینہ کی طرف بھاگے اور موقعہ تلاش کرتے رہے جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہوگئی تب تلوار اُٹھائی کہ دلیل سے تو مسلمان نہیں کرسکتا ہوں اب تلوار سے مسلمان کروں اور فوجی جمعیت کی واسطے کافروں کے مال و اسباب کو لوٹوں۔ یہ ساری باتیں دنیا کی محبت یلاج کے لالچ امیری کی خواہش۔ پیری و مریدی کی تمنا کے متعلق ہیں۔ حق پرستی یا دین حق سے انکا کوئی واسطہ نہیں۔ آپکی نصرت نے فتح نہیں پائی۔ بلکہ مدینہ کے لوگوں کے جہادی کارروائی نے۔ کیونکہ وہ مکہ والوں کے مخالف تھے مقابلہ میں کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا ایک قدرتی امر ہے اور اسکا اثر طبقہ اول کی مسلمانوں پر ہوتا رہا چنانچہ جب اسلام فتحیاب ہوجاتا تھا تو لوگ مسلمان ہوجاتے تھے اور بحالت شکست وہی لوگ پھر اسلام سے نجات پاتے تھے چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے سورۃ آل عمران کیف یہدی اللہ قوماً کفروا بعد ایمانھم در ایشان دوازدہ تن بودند کہ از مسلمانی روبرتافتہ بدار الکفر پیوستہ چوں حارث بن سوید و طعمہ بن ابیرق و مقیس بن ضبابہ و امثال آن (تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۷۴)۔ عرب کے لوگ جس طرح مسلمان ہوئے ہمنے بڑی واضح شہادت سے رسالہ جہاد میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھو باب اول ذکر عرب) پس یہ کوئی معجزہ نہیں کیونکہ چنگیز خاں ہلاکو خاں پیروان بدھ مذہب بھی اس سے بڑھکر کامیاب ہوچکے ہیں مگر یہ کامیابی فساد و جہاد کی ہے

۔ کہ توحید اور صداقت کی ہم ایمانًا کہتے ہیں کہ خلیفہ عمرو غیرہ سپہ سالاران دین محمدی اگر فوج کشی نہ کرتے اور عرب کے بدعوں کو لوٹ کھسوٹ کا لالچ نہ دیتے اور محمدی بادشاہان ملک کو تباہ نہ کرتے تو دیگر ممالک درکنار خود اہل مکہ و مدینہ بھی دین محمدی قبول نہ کرتے اور نہ اُس کے قایل ہوتے اُس وقت جو کچھ نبوت تھی اور جسے پیغمبری کہتے تھے اور جسکا نام فتح نصرت یا اشاعت دین تھا یہ سارے کے سارے لفظ ایک جبر کا نام تھا جسے ہماری زبان میں تلوار یا شمشیر کہتے ہیں۔ خود محمد صاحب نے بھی اقبال کیا ہے انا نبی بالسیف کہ میں ہی ہوں تلوار سے پس نبی ہیں جو نبوت ہوتی تھی باسکا نام تلوار تھا اور معنی کے علاوہ محمد صاحب تو بالضرور تلوار کے ہی تھے۔ اسی تلوار کا نام ہی آلہی نصرت رکھا ہے ہمیں نام سے جھگڑا نہیں کام سے مطلب ہے اور اُس میں آپکا ہمارے سے اتفاق ہے بس آپ نے بھی دوسرے لفظوں میں مان لیا۔ کہ حضرت یا حضور نے جو کچھ کامیابی کی وہ تلوار کی مہربانی تھی۔ ہم حضرت کو نبی یا رسول آلہی تو نہیں مانتے۔ مگر پولٹیکل ہیرو یا فوجی جرنیل یا کرنل ماننے سے ہم کو کوئی عذر نہیں۔

۴۸۔ مولوی۔ آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن دنوں میں اس آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے مگر آیندہ امید ہے کہ جیسا اسلام کی فیض و برکت سے کسی قدر بت پرستی کی گھنونی عادت کو چھوڑا ہے۔ کامل موحد دیندار بھی ہو جاوینگے۔

آریہ۔ آریہ ورت کی حالت اُس وقت بھی وہی تھی جو سوامی جی کے آغاز سے پیشتر یعنے سمت ۱۹۲۶ و سمت ۱۹۳۰ میں تھی۔ اگرچہ سب ایک پرمیشور کو مانتے تھے مگر بت پرستی اور دیوتا پرستی کے سبب گھر گھر کا خدا جدا تھا۔ جس طرح ایک گور پرست دوسرے مردہ پرست کو بڑا نہیں کہتا۔ اسی طرح عام ہندوؤں کا حال تھا۔ دین محمدی کے سبب یہاں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ ہاں لاکھوں آدمی بے گناہ شہید کئے گئے اور لاکھوں عورتیں لونڈی اور لاکھوں مرد غلام بنائے گئے ان کے علاوہ جو کمزور اور بزدل تھے انہوں نے طوعًا و کرہًا دین محمدی قبول کیا۔ مگر چونکہ جبرًا دین محمدی میں آئے تھے ماسواشا و لپسند سے نہیں بنابراں اُنہوں سے دیوتا پرستی تو بدستور رہنے دی ساتھ ہی پیر پرستی و گور پرستی اور بت بھادی اور کعبہ پرستی مزید براں جس طرح ظلم سے پہلے رام رام کا جاپ کرتے تھے اُسی طرح ظلم کے زمانہ میں اور اس کے بعد یا محمد اور یا علی کا ورد ہونے لگا۔ آپ ہی خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی اصلاح کی اور کہاں تک تہذیب پھیلائی جتنے ظلم و ستم سے ہندوستان کا یہ حال ہوا وہ کسی تاریخ داں سے پنہاں نہیں۔ اور اس کا گناہ نامہ اعمال سلاطین اسلام میں تا ابد رہیگا۔ اور انہیں واصل جہنم کریگا۔ ہاں جب سے رہنمائے عالم و عالمیان ہادی جہان شری سوامی دیانند جی مہاراج نے آفتاب کی طرح صداقت کا جلوہ دکھایا اور رہنمائی کا بیڑا اٹھایا تب سے لوگ کعبہ پرستی وگور پرستی۔ صلیب پرستی اور تثلیث پرستی۔ بت پرستی۔ خود پرستی کی گھنونی تعلیم سے متنفر ہو کر توحید ویدک کی طرف متوجہ ہونے لگے ہیں اس آفتاب کی صداقت کی شعاعیں چاروں طرف پھیل رہی ہیں اور پھیلتی جاتی ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ست دھرم کی طرف آتے جاتے ہیں جس سے یقین کامل ہے کہ ایک وقت یہ پاک ویدوں کی منادی کرنے والے آریہ اُپدیشک سب دنیا کو کامل موحد اور دیندار بنا دیں گے اسلام کے فیض و برکت سے بت پرستی نہیں چھوٹ سکتی ہے بلکہ اس بت پرستی کے ساتھ یا اسکو قایم مقام گور پرستی پیر پرستی۔ مردہ پرستی اور مکان پرستی شامل کر لینے تپ کے ساتھ کھانسی اور شوق تاکر اور اتپ دق کر دیتا ہے جس سے مریض کی صحت سراپا ہی محال ہے ممکن ہے کہ کسی بت پرست یا صلیب پرست کو موحد بنالیں لیکن ہاں اب مشکل ہے کہ گور پرست پیر پرستوں اور مکان پرستوں کو ہم شرک و کفر سے ہٹا سکیں کیونکہ تپ دق کا کوئی علاج نہیں

۴۱۔ مولوی۔ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا اُن کی ایسی قوم اُس بادشاہت میں داخل ہوئی جس میں داخل کرنے کے لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا اور جسکے حصول کی امید میں اُس کے سر پر پاک تیل ڈالا گیا تھا کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی ہی قوم تھی۔ اس سچائی سے نجات یاب ہوئی کیا مسیح اُن کے لئے قربانی ہوا کیا کھوئی ہوئی بھیڑیں اس کے ہاتھ آئیں ؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس بیت المقدس میں جہاں کبوتر وغیرہ سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سور کی قربانی ہوئی۔

آریہ۔ یہ بیان آپکا بالکل صحیح ہے کہ مسیح کی زندگی میں عیسائی دین کی ترقی نہیں ہوئی۔ اور اپنی حین حیات مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ مگر بعد وفات اُنکے حواریوں نے اتنا کام کیا کہ محمدی دین کے کبھی نصیب نہ ہوگا۔ کیونکہ بردباری۔ حلم۔ رحم میں عیسائی دین اس سے بدرجہا بہتر ہے ہم چونکہ آریہ ہیں اور دونوں مذہبوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تو بھی ہم دونوں مذہبوں پر غور کرنے سے انصافًا کہتے انصافًا کہتے ہیں کہ قرآن اخلاقی باتوں میں انجیل کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ محمد صاحب حضرت مسیح کے مقابل ہو سکتے ہیں اُنکی انسانی غلطیوں سے قطع نظر صاف کہتے ہیں کہ مسیح بنی انسان کا خیرخواہ تھا اور محمد بدخواہ مسیح نے زخموں پر مرہم لگائی اور محمد صاحب نے بیماروں کے گلے پر چھُری چلائی۔ مگر افسوس کہ مسیح کا دل ویدک توحید سے منور نہ تھا ورنہ بڑا عالی فیلسوف تا اور عیسائی دین میں تثلیث کی ظلمت نہ رہتی۔

۴۲۔ مولوی۔ کیا بدھ کا بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا سکا آریہ ورت میں اُس نے اپنا کچھ نہوت اور قیام مذہب نہ دیکھا۔ ویدوں اور پورانوں کے حامی برابر آریہ ورت میں موجود رہے۔ علاوہ بریں اُس نے الہام کا دعوے ہی کیا کیا ؟

آریہ۔ بدھ مذہب کے بانی شاکیہ منی۔ گوتم کی تعلیم نے جو اخلاق اور اعمال کے متعلق ہی ایک کام کیا دنیا قایل ہے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہے آپکے سید اور عیسائی خدا کے اکلوتے اور بلوٹھے بیٹے مسیح کی بابت اب علما نے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ گوتم کے شاگرد تھے۔ بلکہ اُس کے مذہب کے پیرو۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ ہمہ اوست یا میں خدا ہوں یا ابن اللہ کی تعلیم اور جتی رہنے کی ہدایت دیتے تھے۔ انجیل کی ساری عمدہ تعلیم بدھ کے شاگردوں کے لکچروں کی نقل ہے اور وہ ساری بودھ پٹارسے میں موجود ہے مفصل دیکھو رومیش چندر دت کی ہسٹری آف سویلیزیشن اِن انشنٹ انڈیا)۔

۴۳۔ مولوی۔ کیا یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ ویدوں کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے ویدک حمایت کا بیڑا اٹھایا مگر اپنی مقدس اور پیاری کتاب کا ترجمہ بھی پورا اپنی قوم کے سامنے نہ رکھ سکا۔ بلکہ اور قوم کی نجات تو خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا وہ کتاب ہی ملک کو نہ دکھلا سکا جسب دعوی آریہ صاحبان ویدوں کو اس موجودہ دنیا میں آئے ہوئے دو ارب کے قریب زمانہ گزرتا ہو پھر اس کتاب کی نسبت نصرت اللہ کا یہ حال ہے۔ کہ آریہ ورت میں ہی یہ کتابیں پورا رواج نہیں پائیں اور اوربلاد کی نسبت دعوے بلا دلیل پرچشم دید حالت سے کہ اُنکی خیالی اشاعت کو کوئی کیونکر مانے اور کیونکر یقین کرے کہ ویدہی کے بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکھے۔ اور توحید ذاتی اور توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ ویدہی سے لگا۔ ہم تو اب بھی آریہ ورت میں جین مت والوں کو اُنکا سخت مخالف پاتے ہیں

آریہ۔ بیشک یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ خام عمارت بنانا اور اسپر چونا لگانا تو آسان ہے اور جلد بن سکتا ہے مگر دیوار چین یا مصر کے مینار بنانا آسان کام نہیں ہے محمد صاحب نے لڑائی بھڑائی سے دین پھیلایا اس واسطے جان کے لالے پڑ جانے سے لوگ طوعًا و کرہًا گرویدہ ہو گئے اور اسی واسطے بہت جلد فساد پھوٹ

اور تفریق ہوگئی۔ خود حضرت کے یار اور نواسہ امت کے ہاتھ سے مارے گئے زہے دین اور خوبی آئین تلوار سے بڑھا اور تلوار سے گھٹا۔ علم کے آگے ایک سکنڈ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جاہلوں کو تلوار سے سوار نا آسان ہے مگر تعلیم کسے مشکل۔ آدمیوں کا گلا کاٹ کر دور کرنا آسان ہے مگر مرہم لگا کر راضی کرنا دشوار ہے اور دیر پا ہے۔ محمد صاحب نے گلا کاٹا اور سوامی جی نے مرہم لگائی دونوں میں یہ فرق ہے اس واسطے محمد صاحب کی کامیابی حمام دیوار پر چونا کرنا ہے اور سوامی جی کی مصر کے مینار سے بھی اور چین کی دیوار سے بھی زیادہ مضبوط۔ غور سے سنئے ملک پر اودیا کے بادل چھائے ہوئے تھے تلبس اور رکھیہ پرستی نے لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا۔ بت پرستی نے دلوں کو پتھر بنا دیا تھا۔ ویدانتیوں نے خود خدا بنا کر علم و عقل معیوب۔ اخلاق سے فارغ کر گناہ کا نام مٹا دیا تھا۔ وام مارگ نے تمام افعال قبیحہ کا مرتکب کرا دیا تھا۔ نہ اب مددگار نہ ماں نہ چاچا نہ تاؤ نہ جورو۔ سارا آریہ ورت دشمن اور حق سے مخالف دلیش مخالف قوم مخالف۔ غرضکہ سب مخالف چاروں طرف باد مخالف چل رہی تھی اس صورت میں کامیابی کتنی مشکل تھی اب سنئے اور سوچئے کہ انہوں نے کیا کیا پہلا سنسکرت کی تعلیم حاصل کی طبیعت کو ایشور پریم میں جگت سدھار کا خیال آیا جھٹ آرام چھوڑ جگت سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ قوم نے پتھر مارے۔ تلواریں لیکر گلا کاٹنے آئے گالیاں دیں۔ جان کے دشمن ہو گئے۔ زہر دی۔ مگر اُس مرد میداں رضا نے ہمت نہ ہاری اور نہ صبر کی اور نہ حق کو چھوڑ چل بسے جاتے کیوں انکا تو ایشور پر بھروسہ تھا نارائن پر تکیہ تھا مستعار زندگی کو ایسے پراپکار میں خرچ نہ کرتے تو کیا کرتے سب تکلیف کو برداشت کیا اور ہر طرح مشکلات پر صبر کر کے حق کا ثبوت دیا سب سے جو مشکل کام تھا اُسکو اول کیا اور وہ کیا تھا ویدوں کا بھاش آپ کہتے ہیں کہ پورا ترجمہ بھی قوم کے سامنے نہ رکھ سکا یہ بالکل غلط ہے انہوں نے ایک وید جس کی بابت سب سے زیادہ اعتراض اور شک اٹھاتے تھے اُسکا اول ترجمہ کیا اور پورا کر دیا۔ مگر چاروں ویدوں کے ترجمہ کے برابر بلکہ زیادہ جو کام کیا وہ وید بھاش بھومکا کا لکھنا تھا جس کے معنے ویدوں کا دیباچہ ہے اس میں انہوں نے نہایت وسعت سے تمام اعتراض باطلہ و توہمات باطلہ کا جواب دیدیا۔ اب ترجمہ اتنا مشکل نہیں اور یہی سبب ہے کہ اب ایک معمولی پنڈت بھی سوامی جی کی کتابوں کو دیکھ مشکل سے مشکل وید منتر کا ترجمہ کر سکتا ہے۔ آریہ نہایت فارغ دلی سے کام کر رہے ہیں۔ تمام آریہ قوم کے سامنے اُنہوں نے بھومکا کے رکھنے کے بعد ایک پر زور صداقت کا ثبوت دیا اور ستیارتھ پرکاش کی تصنیف کے بعد غیر مذاہب کو طشت از بام کر دیا ستیارتھ پرکاش کیا ہے گویا آریہ میگزین کے جسکا کہ ایک ایک گولہ مذاہب باطلہ کے قلعوں کے بیسیوں برجوں کے اڑا دینے کے لئے کافی ہے۔ آریہ پبلک نہایت زور و شور سے ویدکا پرچار کر رہی ہے اور جو کامیابی کہ آریہ سماج کو ہوئی ہے نہ محمدی نہ ہندو نہ پارسی نہ عیسائی غرضیکہ کسی کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ باقی آپ کی تحریر کا جواب ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں دیدیا ہے۔

۴۲۔ مولوی۔ یہ نصرت کسی ہادی۔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اُس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کی خرق عادت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔

۴۳۔ پھر اگر اس کامیابی کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی اگر نظیر دکھلانے سے عاجز ہے اور واقعی عاجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں کون گذرا ہے جسنے ملہم الٰہی ہونے کا جھوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتاتا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی جگہ بے نظیر تھیں مثلاً ہمارے ہادی کے وقت ایران سلطنت جو ایشیا کی بے نظیر اور قریباً کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریباً کل یورپ اور آباد افریقہ پر مسلط تھیں فتحیاب ہوا ہو۔ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار بھی حاصل کر چکا ہو۔

آریہ۔ اس سے بڑھکر کامیابی زردشت صاحب کو ہوئی ہے۔ ایران سے مغرب اور شمال سے یونان تک اور مشرق میں ہندوستان اور چین اور جاپان تک اُسکا مذہب چلا انہی کے وقت میں پھیلا ہوا تھا اور نوشیرواں جیسے نیک لوگ اُسی کے وقت میں سے تھے۔ جسکی بابت محمد صاحب کو بھی فخر ہے۔

دوسری کامیابی بودھ کو ہوئی۔ جسکی نظیر زردشت کے سوا دنیا میں کوئی نہیں محمدی فتح تو کسی طرح بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اُس کے نشانات ملتے ہیں جس طرح اسلام سپین اور پرتگال سے نکالا گیا اسی طرح زردشت اور بدھ کا مذہب ہندوستان اور ایران میں نہیں ہا مگر یہ دلیل ان کی بطالت کی نہیں ہے۔

تیسری کامیابی سنکر سوامی کو ہوئی۔ سارے آریہ ورت سے بدھ مذہب کا خاتمہ کر دیا۔ جن کی وجہ سے اب تک اُس کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ تقریباً ۱۵ کروڑ آدمی اب تک بھی اُس کے مت کو مانتے ہیں۔

چوتھی کامیابی چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں کو ہوئی۔ پانچویں سکندر اور ارسطو کو پہلے تاریخ کو مطالعہ میں لائیے۔ پردۂ غفلت آنکھوں سے اٹھائیے اور تاریخ ایران و یونان و ہند کو مطالعہ میں لا کر خدا کے واسطے انصاف کیجیئگا۔ کہ محمد صاحب سے وہ کسقدر زیادہ معجزہ والے گزرے ہیں بشرطیکہ تلوار چلانا معجزہ ہو ایرانیوں اور رومیوں کی سلطنت اُس وقت بھی زور پر تھی اسی طرح دارا اور ہندوؤں کی سلطنت بھی سکندر کے وقت عظیم تھی اسدوس اور مصر کی حالت بھی عمدہ تھی۔

مولوی صاحب! ایسے بیہودہ فخریہ دعاوی اُس وقت موزون تھے جبکہ فارسی یا عربی کا علم صرف مسلمانوں میں محدود تھا تلوار کے زور سے دین چلایا جاتا تھا اور جہاں اب بھی چلایا جاتا ہے وہاں موزون ہے اس روشنی اور علم کے رواج میں ایسا فضول دعوے عقلاء سے بعید ہے آجکل تو محمدی نبی بھی ایسے ہیں کہ اگر گورنمنٹ کسی پولیٹکل اشارہ سے اُن کے گھر کی تلاشی کرنی چاہے تو خدا کا خوف چھوڑ کر کاغذ پہلے جلا دیں خواہ اسپر خدا کا نام اور قرآن کی آیتیں یا الہامی مضمون ہی کیوں نہ ہو اور بڑھکر یہ کیا دوں اپنے پیر و مرشد سے پوچھیئے وہ الہام کی فال ڈالکر بتلا دینگے کہ کون ہے۔ پس یہ کوئی بھی نظیر کامیابی کی نہیں ہے لو اب تو خدا کے فضل اور ایشور کی کرپا سے لوگ دین اسلام سے تائب ہو کر ویددھرم پر آ رہے ہیں خدا کرے کہ جھوٹھ کا جلد ناش ہو اگرچہ بودھ مذہب آریہ ورت سے نکل گیا مگر اس وقت بھی دنیا میں اسکا نظیر بالکل نہیں ہے اور اب تو یہ فرانس اور سویڈن وغیرہ ملکوں میں پھیل رہا ہے تو کیا یہ معجزہ ہے۔

۴۴۔ مولوی۔ اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے۔ جسے قرآنی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اسقدر ہیں انحضرت صاحب کے آیات کے آیات دیکھکر اسقدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے۔ کہ منکرین کے چھکے چھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم۔ سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔

آریہ۔ منکرین کے چھکے معجزوں سے نہیں چھوٹے اور نہ اُنکی رسالت سے اعتقاد

× ناظرین کیا نہ پنڈت جی کی پیشین گوئی نہیں ہے جب مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی پنڈت جی کے قتل کے بعد ہونیکو تھی تو ایک زمانہ جانتا ہے کہ انہوں نے کسقدر کاغذات جلا کر جا کسنر کئے

ٹوٹے بلکہ تلواروں سے لاکھوں کو قتل کیا اس ظالمانہ اور بیرحمانہ آیات سے اسقدر لوگ اُس کے دین میں داخل ہو گئے۔ اسکو تو ہم بھی آپ کے ساتھ متفق ہو کر کہتے ہیں سبحان اللہ کیا یہی معجزہ ہے کیا یہی صداقت ہے۔ کیا اسی کا نام ایمان لانا اور دین میں بھی کرنا ہے کیا یہی آیات نبوت ہیں۔ کیا اسی کا نام رحمتہ العالمین ہے کیا اسی کا نام شفیع المذنبین ہے یا اسی کا نام سید المرسلین ہے سبحان اللہ۔

قرآن کی پیش گوئیوں کی تردید واضح ہو کہ جو پیش گوئیاں قرآن کی بابت قرآن میں سے پہلی مولوی صاحب نے قبل از تصنیف براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ کے لکھی تھیں اُنکی تردید تو جناب منشی اندرمن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تحفۃ الاسلام و پاداش اسلام و حملہ ہند و صمصام ہند و جواب ہند میں کردی ہیں اور جو مرزا صاحب نے براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ میں کی تھیں اُن کی تردید نیاز مند نے تکذیب براہین الاحمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں لکھ دی لیکن مولوی صاحب نے زمانہ کی کایا پلٹتی دیکھکر ایک دو اور پیش گوئیاں کی ہیں جن کی تردید بھی ضروری ہے۔

۹۹۔ مولوی ہمارے ہادی کی آیات نبوت میں حضرت مسیح کے اتباع اور اُنکے منکروں کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے اسپر غور کرو۔

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمہ ۵

ترجمہ۔ جب اللہ نے فرمایا اے عیسے میں لینے والا ہوں تجھکو اور بلند کرنیوالا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنیوالا تجھے کافروں سے اور کرنیوالا ہوں تیرے اتباع کو کافروں کے اوپر قیامت تک۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام کے اتباع اور اُنکے ساتھ والی مسلمان ہیں یا عیسائی اور اُنکے منکر یا یہود ہیں اور تھی یا اس انڈیا میں آریہ د مختلف بلاد میں کچھ پارسی اور کچھ بدھ یہ تمام منکر قومیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کی ماتحت ہیں اور ہمیشہ ماتحت رہینگی اور یہ پیشگوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھ ظاہر رہکر قایل کیواسطے آیت صداقت و نشان نبوت رہیگی کیا جس کتاب میں اس پیشگوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب میں اس پیش گوئی کا دعوے اس طرح پر ہے کہ قیامت تک اسی طرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم و خبیر کی نہیں جو جزئیات اور کلیات پر محیط اور اُن پر بہ تفصیل واقف ہے۔

آریہ یہ ساری پیشگوئی اور سارا دعوے آپکا بوجوہات ذیل باطل ہے وجہ اول یہ کہ اسلامی تفاسیر میں اسکا سارا نشانہ صرف یہود ٹھہرائے گئے ہیں دیکھئے اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ یہ آیت سورۃ آل عمران کی ہے۔ ”و یاد کن آنرا کہ گفت خدائے آن عیسی بدرستیکہ من فرو گیرندہ توام از دنیا و بردارندہ توام بسوے خود یعنی بقرب ملائکہ خود و پاک کنندہ و نجات دہندہ توام از قصہ و مکر آں کسان کہ کافر شدند بتو یعنی یہود۔ دیں فوقیت بداں بود۔ کہ نصاری غلبہ کردند بر یہود بر حجت و برہان در اثبات رسالت عیسلی یا غالب شدہ بر ایشان بشمشیر بواسطہ معاونت قیاصرہ و پیوستہ ترسایاں بر جہوداں غالب خواہند بود تا روز رستخیز بسوے من است بازگشت ہمہ شما یعنی عیسلی و متابعان و منکران اوپس حکم کنم براستی میان شما دراں چیز کہ شما در وی اختلاف میکنید (صفحہ ۶۹)

وجہ دوم آنکہ۔ اس سے اگلی آیت آپکے دعوے کی اور بھی تردید کرتی ہے فاما الذین کفروا فاعذبہم عذابا شدیدا فی الدنیا و الاخرۃ و ما لہم من ناصرین تفسیر حسینی میں لکھا ہے یہود موسی را تصدیق میکنند و عیسی و محمد را منکر و نصارے عیسلی و موسی را تصدیق میکنند و بہ محمد و علی جمیع الانبیا میگروند و ثالث ثلاثہ قایل میشوند و مومناں میگویند اللہ تعالے بیکے ست موسی و عیسی و محمد فرستادگان و ند بحق پس خدا تعالے فرمود بہ نسبت ایں طوائف حکم کن پس آنانکہ کافر شدند یعنی یہود و نصارے پس عذاب کن ایشان را عذاب سخت در دین سزائے بقتل شدے و لزوم جزیہ و خواری و دراں سرائے بانواع عقوبت و خلود در دوزخ۔ و نیست مرین کافراں را از یاری دہندگاں و منع عذاب ایشاں (صفحہ ۶۹)

وجہ سوم۔ آپکا ترجمہ خوشامد پسندی اور دروغگوئی کے طور پر ہے اصل مطلب کا آیت سے کوئی تعلق نہیں اسی واسطے آپنے آیت بھی آدھی لکھی اور پتہ بھی نہ لکھا کہاں کی ہے۔ ان تین وجوہات سے آپکا دعوے باطل ہوا اور اصل میں آپ کا دعوے نہیں بلکہ قرآن باطل ہوا۔

مث مولوی مکاشفات یوحنا بیسویں باب کی ساتویں آیت سے پڑھو۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے (یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں۔ اور شمسی و قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں صحیح کر لیں) اپنی قوم سے چھوٹیگا۔ اور نکلے گا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنی یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔ اُن کی بھی نوشتوں اور روس اور انگریز۔ جرمن اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا غور کی نگاہ سے دیکھو اور دیکھو ۱۸۹۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط ہو رہی ہیں اگر انگریزی تاریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہے اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہے جو بہ تحقیق لتھ برج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے مگر ہم یقینی رائے قایم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں۔ ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گذرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب کو اور بھی بہت زمانہ گذرا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات والکلیات ہے انکا ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آپہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپسمیں الجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا و ترکنا بعضہم یموج فی بعض جو ہمیشہ سے صادق ہے۔ تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھاوے۔

آریہ۔ یہ پیشگوئی کو چھوڑ پیس گوئی یا پیس غیبت بھی نہیں ہے آپنے اس میں کئی جگہ غلطی کی ہے آپ الہامی اور حواری مسیح ہو کر بڑے سخت بھولے اول تو آپنے مکاشفات یوحنا کی عبارت غلط نقل کی ہے وہاں لکھا ہے ”اور جب ہزار سال ہو چکیں گے تو شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا“ ایک طرف تو آپ اور تمام مولوی یہ کہ رہے ہیں کہ عیسائیوں کی کتابیں بعضے محرف اور بعضے ملحد لوگوں کی بنائی ہیں خصوصاً یوحنا کے مکاشفات کو تو اکثروں نے ایک ملحد کی بنائی ہوئی مانا ہے اور دوسری طرف ایک گپ ہانکنے کے واسطے اُسے الہامی مان لیتے ہیں۔ بنا ہم بخدا۔

دوسرا یہ کہ شیطان کس کی قید میں ہے اور وہ کہاں قید ہے۔ کیا چاہ زمزم میں یا چاہ بابل میں۔ یا پورٹ بلیر میں اگر وہ قید ہے تو دنیا کو گمراہ کون کر رہا ہے۔ یہودا کے دل میں کون کہیگا کہ مسیح قتل ہوئے۔ محمد صاحب کے دل میں کون کہیگا کہ سورۃ الم کچھ نہیں محمد صاحب کے مرنے کی خبر کس نے مشہور کر دی تھی اول تو شیطان کوئی چیز نہیں اگر ہے تو اُس کے ماننے والوں کے دل دماغ میں ہر وقت موجود ہے پس یہ کہنا قرآن اور اُسکی تفسیر کا ابطال ہے

اسی طرح آریوں کی ترقی کی بابت جو آپکا خیال ہے وہ بھی بلحاظ قرآنی پیشگوئی کے باطل ہے کیونکہ پیش گوئی خود باطل ہے ہاں آریونکی ترقی وید دھرم کی برکت اور ست کی فضیلت اور قرآن سے زیادہ فضیلت یوحنا کے مکاشفات کو ہے کہ وہاں مفصل ہے قرآن کامل نہ رہا بلکہ ناقص

و گردانندہ آن کسان را کہ اتباع تو کردند بالاے آنکہ کافر شدند تو

ہمارے خیال میں جہاں تک ہم نے تحقیقات کی ہے یہ یاجوج و ماجوج قدیم مسلمانوں کے بڑے فرقے ہیں یعنی شیعہ اور سنی۔ کیونکہ قرآن میں جو انکا ۔ لکھا ہے وہ یہ ہے ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض مگر یورپ میں کیسا امن ہے۔

مصرع: آنجا کہ آزارے ساسد کسے را کسے کارے نساست۔

اور افغانستان اور ایران و روم و عربستان و مصر و سوڈان میں فساد ہی فساد ہے رمگر مسلمانوں اختیار ست۔ پس یہ کس طرح پیشگوئی نہیں ہو سکتی ہے۔ ابھی امیر کابل نے اوروں سے تو کیا سرا رہ کے لوگوں کی عورتیں سربازار دو دو روپیہ کو نیلام کیں۔

دین اسلام اور قرآن کے رو سے خدا جسمانی ہے

ہاتھ | مشکوۃ میں ہے۔ محمد صاحب نے کہا میں نے پروردگار اپنے کو بہتر صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا۔ پس خدا نے اپنا ہاتھ درمیان مونڈھوں میرے کے رکھا (ر ربع اول)۔

صورت | کیمیائے سعادت میں ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنی پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی صورت پر "رکن اول" اور ایسا ہی مشکوۃ جلد چار صفحہ ۲ میں ہے۔ باب السلام۔ یہی حدیث اور جگہ اس طرح لکھی ہے خلق آدم علی صورۃ الرحمٰن یعنی مخلوق آدم اوپر صورت رحمٰن کے مشکوۃ صفحہ ۳ باب السلام جلد ۱۰ اور ایسا ہی توریت میں ہے۔ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ خدا کی صورت پر

دایاں ہاتھ | مشکوۃ میں ہے ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ۔ یعنی خدا تعالےٰ نے پیدا کرد آدم را پس بر بالید وے تعالےٰ دست آدم را بدست راست خود" صفحہ ۱۰۷ جلد اول۔

طول خدا | پھر مشکوۃ میں ہے عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا۔ ابی ہریرہ نے کہا کہ رسول نے کہا کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر کہ طول اسکا ساٹھ گز تھا صفحہ ۳ باب السلام جلد ۴)

خدا کی پنڈلی | مشکوۃ میں ہے یکشف ربنا من ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ و ھم اذا سوبید خدرے ست کہ گفت کہ شنیدم آنحضرت را کہ میگفت کہ منکشف شاید و برہنہ می کند پروردگار را ساق خود را پس سجدہ می کند مر او را ہر مرد مسلمان و ہر زن مسلمان باب الحشر صفحہ ۴ جلد ۳۹۲۔

مشارق الانوار میں بخاری و مسلم سے روایت ہے کہ خدا اپنی پنڈلی قیامت کو مسلمانوں کو دکھلاویگا اور ایسا ہی طبرزنی اور قرطبی نے بروایت طولانی اپنی جسم میں درج کی ہے

قدم خدا | حدیث حتی یضع الجبار قدمہ فی النار ترجمہ، تاکہ جبار یعنے خداوند نے پاؤں آگ میں رکھو۔ اور ایسا ہی مثنوی رومی میں ہے۔

ہتھیلی | حدیث میں ہے وضع کفہ او یدہ علی کتفی ترجمہ ہاتھ اپنا یا ہتھیلی اپنی میرے کاندھے پر رکھی۔

دونو ہاتھ | حدیث مسلم میں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے دونو ہاتھ کھول کر فرماتا ہے کہ کون ہے کہ قرض دیوے ایسے کو کہ نہ فقیر ہے نہ ظالم ہے صبح تک یہی کہتا رہتا ہے۔

خدا کا ہنسنا اور کاگ اور آخری دانتوں کا نظر آنا | طبرانی و دارقطنی نے لکھا ہے کہ جب خدا تعالےٰ بہشت کے درجوں کی بابت مسلمانوں سے بعد دکھلانے برہنہ ساق کے ذکر کریگا تب مسلمان کہینگے کہ یہ بات بطریق استہزا فرماتی ہو۔ یہ سنکر اللہ تعالےٰ اسقدر ہنسے گا کہ لہات یعنی کاگ اور آخری دانت یعنی بن دندان دکھلائی دیں گے

ہنسنا | مشکوۃ باب القصاص میں ہے کہ رسول اللہ ہنسے صحابہ نے کہا کہ اے رسول اللہ تو کیوں ہنسا فرمایا کہ میں ہنسا بسبب ہنسنے پروردگار عالم کے۔

مکان رکھنا | حدیث میں ہے کہ محمد صاحب نے کہا کہ میں روز قیامت خدا کے گھر جاؤنگا اور اللہ تعالےٰ سے اجازت مانگونگا اور جب خدا تعالےٰ کو دیکھونگا سجدہ کرتا ہوا گر پڑونگا۔

حدیث ترمذی میں ہے لکھا ہے کہ ... نے محمد صاحب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ پروردگار ہمارا کہاں تھا پہلے اس سے کہ اپنی خلق پیدا کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ عما یعنی ابر تاریک میں تھا۔ اور ایسا ہی مشکوۃ میں ہے۔ (صفحہ ... جلد ۴)۔

سایہ | مثنوی دفتر دوم میں ہے۔ زیر سایہ خصر ہیں سایہ خدا۔ اسی واسطے مسلمان بادشاہوں کو ظل سبحانی کہتے ہیں۔

خدا کا صعود و نزول | احادیث میں ہے کہ وتعالےٰ نیمہ شعبان و شب جمعہ میں آسمان دنیا تک نزول فرماتا ہے۔ مشکوۃ میں ہے کہ جب وقت تہائی رات باقی رہتی ہے پروردگار ہمارا طرف آسمان دنیا کے نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے کہ مجھے پکارے پس میں قبول کروں اور کون ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں دوں۔ اور مجھ سے بخشش چاہے اور اُسے بخشوں۔ پھر اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور بابل کا قصہ۔

خدا کا بیٹھنا و چلانا | موسیٰ کا قصہ ۔

باب علمیت قرآن درباره زمین و آسمان

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں کہ چنانکہ فرمود کہ چون زمین را ہفت پارہ کرد بر روی آب نہاد واز ہر زمینے چشمہ آب بر آورد چنانکہ فرمود اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلہن اخرج منہا ماءہا ومرعاہا گفت آب از زمین بر آورد و این زمینہا بر روے آب بر پشت ماہی بنہاد و آن ماہی بآب اندر ہست و آب بر سنگ و آن سنگ بر کف فرشتہ نہاد و بیاویخت پس کوہہا را بیافرید و بر زمین نہاد چنانکہ فرمود والجبال اوتادا کوہہا را میخ زمین کرد تا نلرزد و خلق بر پشت بتوانست بود پس این ہفت آسمانہا را بیافرید و ستارگان و سیارگان در روشن آمد و ہفت عمر نہاد کہ درین جہان بیش ازین ساسند و با وجود ہمہ ویران کند پس از ان قلم آفرید تا روز رستخیز چہاردہ ہزار سال بود ہفت ہزار آفریدن و ہفت ہزار سال نگہداشتن (جلد اول تاریخ طبری صفحہ ۱۱ نولکشور)

عبداللہ بن عباسؓ روایت کرد از پیغامبرؐ کہ آفتاب و ماہ نخست چہ چیز بودند اند ہر روز کہ برآید از کجا برآید و چون فرو شوند ابوذر غفاری روایت کند کہ یکروز در خدمت پیغمبرؐ نشستہ بودم وقت آفتاب فرو بود چون فرو خواست شدن من گفتم یا رسول اللہ این آفتاب ہر شب کجا فرو شود و ہر روز کجا برآید۔ پیغامبر گفت یا اباذر بگوشہ آسمان بچشمہ آب گرم۔ چنانکہ فرمود (سورہ کہف) وجدہا تغرب فی عین حمئۃ گفتم یا رسول اللہ آنجا کجا شود گفت آسمان با آسمان ہمی رود تا زیر عرش آنجا خدا تعالےٰ را سجدہ کند تا وقت سپیدہ دم باشد۔ پس دستوری خواہد گوید بار خدا آنکہ امروز برآیم از مشرق یا از مغرب پس خدائے عزوجل جبرئیل را فرمان دہد تا یک حلہ از نور عرش بروے افگند۔ و آن فرشتگان کہ بروے موکل اند او را بیارند تا مشرق تا آنجا آید ہمچنین تا آنکہ حق سبحانہ تعالےٰ خواہد کہ از سوے مغرب برآید و جہان ویران شود ابوذر غفاری گفت یا رسول اللہ حرما چیست کجا فرو شود گفت ہم بدین چشمہ ہمچنین آسمان با آسمان ہمی رود تا زیر عرش و خدائے را تبارک و تعالےٰ سجدہ کند و چون وقت برآمدن باشد او را دستوری دہد تا از مشرق برآید جبرائیل علیہ السلام یک حلہ از نور کرسی بیارد و بروے افگند (صفحہ الوا تاریخ طبری) عبداللہ بن عباس گفت من شما را حدیث ماہ و آفتاب بگویم۔ چنانکہ از پیغمبر شنیدم کہ گفت خدا تعالےٰ ماہ و آفتاب را از نور عرش آفرید و ہر دو در روشنائی یکے بودند آفتاب را

پنہا بمقدار ایں جہاں ست و ماہ را کمتر است واو بہر این چنیں خورد می نماید کہ از چشم دور است واگر خدا تعالےٰ ماہ را ہمچنانکہ بود بگذاشتے روز از شب پیدا نبودے و وقت آسودن و وقت کار کردن ندانستندے ہمچنیں حساب سال و ماہ را خدا تعالےٰ عزوجل از لطف خود جبرائیل را فرمود تا بر خود بر روے ماہ بمالید چنانکہ یاد کردیم (دیکھو صفحہ ۸ بحری) و تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۵۸۳) پس بیغامبر گفت خدا تعالےٰ آفتاب و ماہ را بیافرید واو را گردونے وجاے او براں گردوں کرد وآن گردوں راسی صد و شصت گوشہ بیافرید و بر ہر گوشہ فرشتہ را از فرشتہاے دنیا موکل کرد تا آفتاب را بر گردون کردہ از مشرق بمغرب ہمیبرندمی آرند و ہر روز از مشرق از چشمہ آب بر می آید و بمغرب بچشمہ آب فرو مے شود تا آن صد و ہشتاد چشمہ مغرب و مشرق سیر نشود و دو صد و ہشتاد کہ سیصد و شصت روز تمام باشد و ہر مارے کہ بر گرد در روز مبکا ہد و مے افزاید و آن مشرقہا و مغربہا را خدا تعالےٰ یاد کردہ است فلا اقسم برب المشارق والمغارب خدا تعالےٰ در زیر آسمان بر روے ہوا دریاے آفریدہ است از مسرق تا مغرب آبے ایستادہ در ہوا و آفتاب و ماہ درمیان آب ہمیبرند وآں پنج ستارہ سیارہ نیز خدا تعالےٰ فرمود فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس و ہمچنیں ماہ و ستارگان ہر یک را گردونی ست کہ از مشرق بر آیند و بمغرب فرو شوند۔ پس بیغمبر گفت بداں حلا کہ جان محمد در امر او ست اگر کتاب را بگذر بعبان آں آب بنودے بر ہیچ نگذشتے از انسان و حیوان و نباتات و ہر چیز رسید با تا ہمہ از تابش او بسوختندے واگر ماہ را نہ براں آب گذر بودے ہمہ خلق او را سجود کردندے از نیکوئی و دیگر ستارگان بجز ان سلسلہ کہ خدا تعالےٰ یاد کردہ ہمہ بر جاے ایستادہ اند بہوا“ (بحری صفحہ ۱۲ و ۱۳)۔

تفسیر کتاب سبا ایش میں سید احمد خان صاحب لکھتے ہیں تمام متقدمین کیا یہودی کیا عیسائی کیا مسلمان یہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم ہے اور زمین کی چاروں طرف محیط ہے اور زمین کے گرد گھومتا ہے اور چاند سورج ستارے سب اس میں جڑے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ پھرتے ہیں جو نفیس صاحب نے لکھا ہے کہ آسمان معلق قائم ہے اور بلوری خاص کی مانند ہے۔ وہ لوگ کتاب ہائے اقدس سے بھی اپنے اس خیال کی پختگی سمجھتے تھے اور مسلمان قرآن مجید کے الفاظ سے اسی طرح کے معنے نکالتے ہیں “الاتصانیف احمدیہ صفحہ ۳۴۵) ذخرفیل $\frac{1}{۴۴}$ وخروج $\frac{۲۴}{۱۰}$ ورویت $\frac{۲}{۴۴}$ سورۃ بقر آیت ۲۲ سورۃ رعد آیت ۲ سورہ مومن آیت ۶۴ سورہ ملک آیت ۳۔ سورہ طور آیت ۵)

محمدی علمیت کے نمونے

تکذیب جلد ا صفحہ ۸۴ پر ہم نے قرآن کے سات آسمانوں اور سات زمینوں کی مشہور و معروف غلطی پر اعتراض کیا تھا جس کے جواب میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

مولوی ۱۲۳ پھر میں کہتا ہوں کہ زمین و آسمان کا سات سات حصص پر منقسم ہونا یہی تقسیم ہے جو سراسر حق ہے اسکے ماننے میں بطلان ہی کیا ہے کہ قرآن کریم نے اس کا ابطال نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے مگر یاد رہے موجودات کی کسی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے اگر اللہ تعالےٰ نے یہ تقسیم فرما دی تو بطلان کیا ہوا۔ اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جسکے سننے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم کے سبع سموات کہنے میں انکار کی جگہ نہیں زمین سے لیکر جہاں تک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر تقسیم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے انکا بیان آیات ذیل میں موجود ہے۔

نمبر ا۔ وہ مقام جس میں ہمارے لئے کھانے کا سامان رکھا ہے۔

نمبر ۲۔ وہ مقام جس کے اندر جانور اڑتے ہیں۔

نمبر ۳۔ وہ مقام جس میں اولے بنتے ہیں اور کھیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔

نمبر ۴ وہ مقام جس میں مینہ آتا ہے۔

نمبر ۵۔ وہ مقام جس میں ستارے اور شہاب ثاقب گرتے ہیں۔

نمبر ۶۔ وہ مقام جس میں ستارے ہیں۔

نمبر ۷۔ وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے اور جس میں اللہ تعالےٰ نے بہشتوں کو رکھا ہے کہ ان مشہور ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔

اقول۔ ہمارے دانا حکیم صاحب نے اس قرآنی کج بیانی کے سیدھا کرنے کیواسطے کتنی حکمت عملی سے کام لیا اور کس قدر وقت ضائع کیا وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ قرآنی علم جغرافیہ و ہیئت کی غلطی ٹھیک ہو جائے۔ اور قرآنی علمیت پر اعتراض نہ آئے جو سراپا محال ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے میں مفصل طور پر ناظرین کی خدمت میں عرض کریں۔

پہلا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ہمارے کھانے کا سامان رکھا ہے حضرت! کھانے پینے کے سامان آسمان پر نہیں بلکہ زمین پر غلہ میوہ جات۔ پانی زمین پر ہیں نہ آسمان پر۔ شاید قرآنی فلاسفی سے مولوی صاحب نے زمین کو ہی آسمان جان لیا ہے۔ سو کوئی آسمان نہیں بلکہ زمین ہے۔ بنا براں پہلا آسمان باطل ہوا۔

دوسرا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس کے اندر جانور اڑتے ہیں لیکن یہ نہ سوچا۔ کہ وہ آسمان ہے یا نہ مولوی صاحب جانور ہوا میں اڑتے ہیں جو خلا میں ہے اور وہ صرف حد نظر ہے اور کچھ نہیں وہ دوسرا آسمان نہیں بنا براں دوسرا آسمان بھی باطل ہوا۔

تیسرا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جہاں اولے بنتے ہیں مگر ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اولے صرف منجمد پانی ہے۔ جو بخارات زمین و سمندر سے اڑ کر اوپر جاتے ہیں وہ سردی میں جا کر دو مخالف ہواؤں سے سخت ہو جاتے ہیں اور قدرتی طور پر تمام سی میعاد معینہ میں برس جاتے ہیں وہ کوئی آسمان نہیں اور نہ کوئی مقام بنا براں تیسرا آسمان بھی باطل ہے۔

چوتھا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں سے مینہ آتا ہے۔ ہر ایک بچہ اور علم طبعی کا جاننے والا اس بات کا قائل ہے کہ زمین کے بخارات سے بادل بنتے اور وہ بادل جب لطیف ہوا سے کثیف ہوتے ہیں تو مینہ برس جاتا ہے اور پہاڑ کے اوپر چڑھنے سے اس کا تجربہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے پرانے آریہ ودوانوں کے علاوہ حال کے فضلا نے مشاہدہ کرا دیا۔ نیویارک بمبئی۔ اجمیر۔ وغیرہ کئی مقامات پر مینہ برسا کر بتلا دیا۔ یہ کسی مقام کا نام نہیں اور نہ کسی آسمان کا بنا براں چوتھا آسمان بھی باطل ہوا۔

پانچواں آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے گرتے ہیں یہاں تو مولوی صاحب نے نور قرآنی کا جلوۂ نورانی دکھلا دیا بھلا آپ کے بغیر یہ بات کسی کو کب سوجھنے لگی تھی مولوی صاحب اتمام فاضل مانتے ہیں۔ کہ ستارے نہیں گرتے بلکہ خلا میں جو ٹکڑے دھاتوں کے گھومتے ہیں وہ دو مخالف ہواؤں کی ٹکر سے شعلہ نما یعنی گرم ہو کر جب کبھی زمین کے قریب آ جاتے ہیں تو کشش زمین سے گر پڑتے ہیں ماہ نومبر میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ بنا براں پانچواں آسمان بھی باطل ہوا۔

چھٹا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے ہیں سو آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔ خوب دو آسمان بنانے کی حکمت کی ایک جس میں ستارے گرتے ہیں دوسرے جس میں ستارے رہتے ہیں۔ درحقیقت مولوی صاحب نے قرآن کی بڑی خدمت کی۔ جزاک اللہ۔

جس طرح عیسائی تین خداؤں کا ایک خدا یا ایک کے تین بنایا کرتے ہیں یہ اس سے واضح حساب ہے پس یہ چھٹا آسمان تو سراسر باطل ہے۔

ساتواں آسمان تو درحقیقت مولوی صاحب نے ثابت کر ہی دیا۔ ہم بھی مولوی صاحب کی لیاقت پر صاد کئے بغیر نہیں رہ سکتے دیکھئے ناظرین! مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ساتواں ان ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے "فی الواقعہ ایک تیر اور دو فاختہ اسی کا نام ہے حضرت! کیا یہ دلیل ہے؟ اور کیا اسی کا نام اثبات سبع سماوات ہے۔ سارا ساتواں آسمان بھی باطل ہے۔

ہم حیران ہیں کہ جب اس مسئلہ قرآنی کو مولوی صاحب جیسا ماجہ بنا ہی حکیم بھی ثابت نہ کر سکا۔ تو کسی اعرابی کی کیا حیثیت ہے کہ کچھ تحریر کر سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اسی پر حکمت قرآن میں یہی سات مقامات پر لفظ سما ملا اسی واسطے انکو سات آسمانوں کا ثبوت گردان لیا مگر ان کو معلوم ہو کہ ایسے تو قرآن میں اور کئی جگہ بھی لفظ سما آیا ہے۔ مگر ہم ان سے قطع نظر کر اور بھی کئی مقامات بناتے اور سموات قرآنی کی شہادت پہنچاتے ہیں۔

آٹھواں وہ آسمان جہاں سدرۃ المنتہی یعنی جبرائیل علیہ السلام کی سیری ہے اور جس کے ساتھ شب معراج کو محمدؐ صاحب نے گھوڑا باندھا تھا۔

نواں۔ وہ آسمان جہاں برف بنتی ہے۔

دسواں۔ وہ آسمان جہاں رعد گرجتی ہے۔

گیارھواں۔ وہ آسمان جہاں برق چمکتی اور بجلی گرتی ہے۔

بارھواں۔ وہ آسمان جہاں خدائی تخت ہے۔ یعنی عرش کبریائی۔

جس طرح مولوی صاحب نے قرآن میں لفظ سما کے بار بار آجانے سے ایک ایک آسمان مراد لیا ہے اگر ہم نکالنے لگیں تو شاید چالیس پچاس تک نوبت جا پہنچے اور قرآنی ہیئت دانی اور بھی بے بنیاد ہو جائے۔ ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ وہ جو قرآن میں ہے خلق سبع سموات طباقاً (سورۃ نوح) اور پیدا کیا خدا نے ہفت آسمان را تو بر تو۔ وہ کہاں ہیں۔ اور انکا کیا ثبوت ہے۔

معرج القلوب میں لکھا ہے "اما در شریعت اطلاق آسمان ہفت افلاک مخصوص است و بر فلکین علیین یعنی ہا من قتا سع لفظ کرسی و عرش وارد یافتہ و ہمہ افلاک تسعہ در گردش اند مقعر ہر فلک علوی مماس محدب فلک ماتحت خود است بے فصل مانند کرۂ عناصر۔ وچوں کرہ ہوا محیط ماتحت خود است یعنی زبر و زیر ارض وما از ہر جہت ہوا است کہ اک بار بر ہوا ہمچناں فلک اول بر کرۂ نار محیط است و فلک ثانی بر اول الی آخرہ مدیراکہ افلاک کردی شکل اند و نسبت زمین با فلک مانند زردۂ بیضہ است ما فتردے۔ و افلاک کلیم از مغرب بمشرق مے روند مگر فلک افلاک کہ وے بعند دیگر افلاک از مشرق بمغرب می رود دیگر افلاک را و نار را نیز با تقسر ہمراہ خود می گرداند ما کہ نیت افلاک و نابودن فصل و بعد بین السمائین در شرع ثابت نیست لیکن علماء بحرکت سما بے خصوصیت جہت قائل اند چنانچہ از آئینہ والسماء ذات الرجع صاحب بیضاوی گردش مراد داشتہ۔ بالجملہ انا قوال حکماء وہر کہ باشد ہر چہ بشرع توافق دارد معتبر است واللہ اعلم" (صفحہ ۱۶۰ مفرح القلوب سنہ ۱۸۳۲ء کلکتہ)۔

اخیر میں مولوی صاحب ہم پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی ہی باتیں آریوں کی کتابوں میں لکھی ہیں۔

مولوی۔ ۱۔۲۔۳۔ یوگ پاتنجل سوترہ ۲۔ ویاس منی کے بھاشیہ ادھیاۓ سوم میں لکھا ہے بھوکے اوپر بھوا۔ سوا۔ مہر۔ جن۔ تپ۔ استر کھ۔ ست۔ یہ سات طبقات آسمانی ہیں جو زمین کے اوپر ہیں اور مہاتل۔ رساتل۔ رتل۔ ستل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہ سات طبقات زمین کے نیچے ہیں اور ایسے ہی سات سمندر۔ لون کا سمندر۔ اکھیورس کا سمندر۔ سورا کا سمندر۔ سرپی کا سمندر۔ دوہی کا سمندر۔ کھیر کا سمندر۔ جل کا سمندر۔ ان دیپوں کا بیان اور تشریح کس جاگرفی دان سے پوچھیں۔

جواب۔ مہاتما ویاس جی نے جو کچھ تشریح کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے مگر اس کے سمجھنے کو فہم رسا اور فکر رسا چاہئے۔ اور سات ہی علم جاگرفی سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کہ پہلی سات طرح کی تقسیم ستاروں کے متعلق ہے اور دوسری زمین کے خشک طبقات کے متعلق اور تیسری بڑے سمندروں کے متعلق۔ اول کی بابت تو خود بیاس جی نے وہاں مفصل ارشاد کر دیا ہے جس کو دیکھنا ہو اصل گرنتھ دیکھ لے۔ مگر دوسری اور تیسری کی بابت ہم عرض کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حصص زمین کے متعلق اُس وقت کی مروجہ تقسیم فاضل بیاس جی کے سنسکرت میں بیان کردہ مگر حال کے جغرافیہ کے مطابق ہم ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تاکہ ہمارے مہربان مولوی صاحب کا یہ شک دور ہو جائے۔

	نمبر	نام سنسکرت مندرجہ بیاس بھاس	نام حال	رقبہ	آبادی
جنبو دویپ	۱	مہاتل	ایشیا	ایک کروڑ ۷۵ لاکھ میل مربع	۸۰۰۰۰۰۰۰۰ ۸ کروڑ
شاک دویپ	۲	رساتل	یورپ	۳۸ لاکھ میل مربع	۲۸۰۰۰۰۰۰۰ ۲۸ کروڑ
کش دویپ	۳	اتل	ایشیا	۴۵ لاکھ میل مربع	
کرونچ دویپ	۴	ستل	افریقہ	ایک کروڑ پچاس لاکھ میل مربع	۱۲۷۰۰۰۰۰
شل دویپ	۵	وتل	انٹارکٹکا یا اسٹریلیا		۴۷۳۰۰۰۰
بلکش دویپ	۶	تلاتل	امریکہ جنوبی	دو کروڑ نوے لاکھ میل مربع	۳۶۴۲۰۰۰۰
پشکر دویپ	۷	پاتال	امریکہ شمالی	۷ کروڑ دس لاکھ میل مربع	۸۹۲۵۰۰۰

سات سمندروں کی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام انگریزی	نام عربی	رقبہ
۱	لون کا سمندر	انڈین اوشن	بحر الہند	۲ کروڑ ۵۰ لاکھ میل مربع
۲	اکھورس کا سمندر	پے سیفک اوشن	بحر الکاہل	۷ کروڑ ۲ " " "
۳	سورا سمندر	اٹلانٹک	بحر اوقیانوس	۳۵۰۰۰
۴	سرپی سمندر	ریڈ سی	بحر احمر	
۵	دوہی سمندر	ایلوسی زمین کا سمندر	بحر ازرق یا بحر زرد	
۶	کھیر کا سمندر	وایٹ اوشن	روس کا سفید سمندر	
۷	جل کا سمندر	بحر منجمد جنوبی	بحر منجمد جنوبی	تین کروڑ

بھوگربھ ودیا یا علم جیالوجی کے مطابق تقسیم

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	مہاتل	جلتی ہوئی گیس کی حالت
۲	رساتل	سیال مادہ یعنی بخارات کی حالت
۳	اتل	اُس سے کثیف یعنی ذرہ سرد حالت
۴	ستل	گھاس وغیرہ کے پیدا ہونیکی حالت اور چھوٹے کیڑے
۵	وتل	درختوں کے پیدا ہونیکی حالت۔ حیوان چرند۔
۶	تلاتل	ابتدائی جانوروں کی پیدائش کی حالت
۷	پاتال	پسلی والے حیوانات کی پیدائش کا زمانہ اور انسانی پیدائش کا آغاز
۸	پرتھوی	پرتھوی کی موجودہ حالت یعنی انسانی آرام کے لائق۔

ستاروں کی تقسیم

بھدرہ ——— سوم
بھوا ——— منگل
سوا ——— بدھ
ہما ——— برہسپت
جنا ——— شکر
تنرا ——— شنیچر
ستنیہ ——— سورج

ملک ایشیا یعنی مہاتل کے سات دیپوں کی پرانی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام مروجہ حال	جنبودویپ یعنی ایشیا کے واسطے
۱	جنبودویپ	ہندوستان و تبت	آریہ ورت
۲	شاک دویپ	روم و عرب	روم و عرب
۳	کش دویپ	جزیرہ نما ہند چینی	افغانستان
۴	کرونچ دویپ	افغانستان و بلوچستان	جزیرہ ہند چینی
۵	شال دویپ یا شاکلی دویپ	روس و تاتار	روس
۶	بلکش دویپ	چین و جاپان	تاتار و چینی تاتار
۷	لینکردویپ	ایران	چین
			جاپان وجاوا و بالی
			ایران

مولوی صاحب۔ اب بھی سمجھے یا نہیں۔ بھوگول یعنی جغرافیہ موجود ہے ہر طرح اسی کے مطابق ہے۔ جزوی فرق النادر کالمعدوم ہے۔

اب ہم مولوی صاحب کے بیان کی قرآن و حدیث سے تردید کرتے ہیں کیونکہ ہمارا اعتراض قرآن و حدیث پر ہے نہ کہ مولوی صاحب کے علم طبعی یا انکی فرضی اور تے بنیاد خیالات پر۔

سورہ بقر جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً۔ مفسر کہتا ہے "ساخت برائے نفع و فائدہ شما زمین را بسلطے ما گسترده جہت آرام در رود حرکت بر وے برگردانیده آسمان را سقفے برافراشتہ و فرو رسادا از آسمان آب"۔

سورہ زمر۔ والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ۔ و زمین ہمہ بدست گرفتہ وے باشد روز قیامت و آسمان ہا در پیچیدہ شدہ بیمین وے۔ مفسر کہتا ہے۔ در معالم آوردہ کہ ابن عمر نقل میکند کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ حق سبحانہ آسمان ہا پیچیدہ روز قیامت فرو گیرد و بیمین خود پس گوید انا الملک و این الجبارون و دین الجبارون و این المتکبرون۔ مقتضاء اہل ایمان در مثال این سخنان تنزیہ اوست از تشبیہ۔ صاحب بحر الحقائق فرمودہ کہ مذہب من در تحقیق این آیت آنست کہ بار گذارم آنرا تا آنچہ مراد اللہ است زیرا کہ امثال این کلمات را از متشابہات دانستہ اند داں ایمان باید آورد و از حقیقت آن سخن نباید گفت"۔ (صفحہ ۲۶۸ تفسیر حسینی جلد ثانی)

سورۃ سبا۔ ان نشا نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفاً من السماء (ترجمہ) اگر خواہیم فرو بریم ایشان را بزمین۔ یا فرو افگنیم بر ایشان قطعۂ از آسمان۔

سورۃ طور۔ یوم تمور السماء موراً۔ روزے کہ بگردد آسمان گرد بلے یعنے در اضطراب آید آنگاہ و پیشگاہ۔

سورہ طور۔ وان یروا کسفاً من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم۔ و اگر ببینید پارہ از آسمان فرو آمدہ بر سر ایشان گویند از فرط عناد و محض استکبار کہ نہ قطعہ آسمان ست بلکہ ابر ست در ہم بستہ و بر ہم چسپیدہ۔

سورہ شعرا۔ فاسقط علینا کسفاً من السماء۔ پارہ از آسمان بر ما فرود آر اگر در وعدہ عذاب راست گوئی۔

سورۃ حم السجدہ فقضھن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرھا و زینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ و بعد از آن آسمان آفریدہ شد آن را شکافت پس پرداخت آن را ہفت آسمان تمام ساخت امور آنرا در پنجشنبہ و جمعہ و وحی کرد بہر آسمانے فرمان آن را یعنی با اہل آن اعلام فرمود کہ عبادت ہر چہ و چگونہ کنند یا مقرر کرد بہر فلکے را آنچہ اسد آید و بیاراستیم آسمان دنیا را یعنی نزدیک تر را بچراغہا یعنی ستارگان چون چراغ رخشان باشند و نگاہ داشتیم آسمان را نگاہ داشتنے از آفات یا از شیاطین کہ در عیہ استراق سمع کنند از بدیع آفرینش مر آفرینش و اندازہ کردن غالب است کہ در ملک ہر چہ خواہد کند دانا کہ ہر چہ سازد از روئے حکمت باشد" (صفحہ ۲۸۴ تفسیر حسینی)۔

سورۃ دخان فما بکت علیھم السماء والارض پس نگریست بر ایشان آسمان و زمین۔ در معالم آوردہ کہ چون مومنے میرد چہل روز آسمان و زمین برو بگریند و از انس منقول ست کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ ہیچ بندہ نباشد الا کہ مر او را آسمان دو در باشد درے کہ روزے او ازاں فرود آید۔ درے کہ عمل او از انجا بالا رود۔ پس چوں وفات کند این دو در نزول رزق و عروج عمل او محروم باشد و برو بگریند" (تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۲ اسکے سوا دیکھو باب علمیت قرآن نسخہ خط احمدیہ صفحہ ۲۳۶ و تکذیب براہین الاحمدیہ حصہ دوم)

سورۃ الملک۔ الذی خلق سبع سموات طباقاً ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاساً وھو حسیر۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنٰھا رجوماً للشیٰطین واعتدنا لھم عذاب السعیر۔

تفسیر حسینی میں ہے "آن خدائے کہ بیافرید آسمان را طبقہ طبقہ یکے بر بالائے دیگرے۔ در معالم آوردہ کہ آسمان دنیا موجے ست محکم شدہ۔ دوم مرمریست سفید سوم آہن ست۔ چہارم رویین ست و گفتہ اند مس ست۔ پنجم نقرہ است ششم زر است۔ ہفتم یاقوت سرخ ست۔ نبینی تو اے بینندہ در آفرینش خدائے مر آسمان را ہیچ خللے و اختلافے و تناقضے و عیبے و اعوجاجی۔ پس باز گردان چشم را بستہ آسمان تا دراں تفکر کنی ہیچ مے بینی شگافے و نقصانے۔ پس دیگر بارہ گردان دیدہ را کرتے بعد کرتے تا ہیچ عیبے مے یابی۔ یعنی اگر بیک نگریستن معلوم نگردد تکرار کن نگریستن را یا باز گردد بسوئے چشم تو دور از یافتن عیب و او ماندہ بود از نگریستن آسمان از کثرت مراجعت بجہت آنکہ ہر چند نگرد عیبے دراں نمے یابد۔ و بد آنکہ بیاراستیم تا آسمان نزدیک را یعنی آسمان را کہ نزدیک تر است بزمین۔ و آرایش دادیم بچراغہا یعنی ستارگانے کہ شبہا چون چراغ درخشانند و گردانیدیم ما ستارگان را رانندگان مر دیوان را وقتیکہ بجہت استراق سمع قصد آسمان کنند و آمادہ ساختہ برائے دیوان و بعد از سوختن ایشان بشہب در دنیا۔ عذاب آتش افروختہ در عقبے" (سورۃ الملک صفحہ ۴۱۲ جلد ثانی تفسیر حسینی)

سورۃ نوح میں ہے خلق اللہ سبع سموات طباقاً یعنی خدائے تعالیٰ ہفت آسمان را طبقہ بالائے طبقہ۔

سورۃ سبا میں ہے وبنینا فوقکم سبعاً شداداً۔ ترجمہ و بنا کردیم بر سر شما

یعنی آسمان سخت یعنی محکم و استوار کہ در وے ہیچ شگافے کہ نشانہ خلل و زوال باشد نیست سورۃ النبا۔ وفتحت السماء فکانت ابوابا و شگافتہ شود آسمان در آں روز پس باشد از بسیارے شگافہا در ہا یعنی جدا جدا در ہا یا کثرت فرجہا گوئی کہ تمام او در ست۔

اب حدیث سے آسمان اور زمینوں کا حال عرض کرتے ہیں۔

اول آسمان کا حال

و رسول اللہ جالس تمرت سحابۃ فقال اصحابہ فقال رسول اللّٰہ ما تسمون ھذا قالوا السحاب۔ قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان قال ھل تدرون ما بعد ما بین السماء والارض قالوا لا ندری قال ان بعد ما بینھما اما واحدۃ واما اثنان و ثلث و سبعون سنۃ والسماء التی فوقھا کذالک حتی عد سبع سموات ثم فوق السماء السابعۃ بحر بین اعلاہ و اسفلہ کما بین سماء الی سماء ثم فوق ثمانیۃ اوعال بین اظلافھن ورکبھن مثل ما بین سماء الی السماء ثم علی ظھورھن العرش بین اسفلہ واعلاہ ما بین السماء الی السماء ثم اللّٰہ تعالٰی فوق ذالک (رواہ الترمذی وابوداؤد)۔

ترجمہ و پیغمبر خدا نشستہ است۔ پس گذشت ابرے پس نگاہ کردند آں جماعت بسوے آں ابر پس گفت آنحضرت چہ نام مے کنید شما ایں را گفتند ایں سحاب ست گفت آں حضرت ومزن مے کنید گفتند مزن ہم نامے می کنند گفت آنحضرت و عنان نیز نام می کنید گفتہ و عنان ہم نام می کنیم گفت آنحضرت آیا در مے یابید و مے دانید کہ چہ چیز ست و چہ قدر ست۔ دوری مسافتے کہ میان آسمان و زمین ست گفتند نمی دانیم گفت آنحضرت کہ دوری مسافت کہ میان آسمان و زمین ست ہفتاد و یک سال ست و ہفتاد و دو یا ہفتاد و سہ سال ست و آسمانے کہ بالائے اوست نیز ہمچنیں ست کہ مسافت میان ہمیں آسمان و آں آسمان ہفتاد و چند سال ست تا آنکہ شمرد آنحضرت ہفت آسمان را بعد ازاں بالائے ہفت آسمان دریائے ست کہ مسافت میان بالائے آں دریا و پایان وے مانند مسافتے ست کہ میان آسمان و آسمانے دیگر ست پستر بالائے آں دریا ہشت فرشتہ است بصورت اوعال یعنی بز کوہی را اوعال جمع وعل بفتح واؤ و سکون عین بز کوہی) مسافت میان سمہائے ایشاں و سرینہائے ایشاں مقدار آنچہ میان آسمان و آسمانے دیگر ست پستر برپشت ہائے ایشاں عرش ست میان پایان عرش تا بالائے آں مقدار آنچہ میان آسمانے با آسمانی دیگر ست۔ پستر خدا تعالٰی بالائے آں است" (مشکوٰۃ شریف جلد رابع کتاب الفتن باب بدء الخلق و ذکر الانبیا فصل ۲ صفحہ ٤٨٥ نولکشور)

در اخبار آمدہ ست کہ حق تعالیٰ زیر عرش دریائے آفریدہ است کہ ارزاق بازکہ عرش را پیدا کردہ است آں دریا آں است" (مشکوٰۃ جلد ٤ صفحہ ٤٨٥)۔

پھر مشکوٰۃ میں ہے "گفت آنحضرت اذن کردہ شد مرا کہ تحدیث کنم و خبر دہم از عظمت فرشتہ از فرشتگان خدا از حاملان عرش و بردارندگان آں کہ میان نرمہ گوش وے تا دوش وے جائے سیر ہفت صد سال ست" (جلد ٤ مشکوٰۃ صفحہ ٤٨٦)۔

پھر لکھا ہے "قال ھل تدرون ما فوقکم قالوا اللّٰہ و رسولہ اعلم قال فانھا الرقیع سقف محفوظ و موج مکفوف ثم قال ھل تدرون ما بینکم و بینھا قالوا اللّٰہ و رسولہ اعلم قال بینکم و بینھا خمس مائۃ عام ثم قال ھل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللّٰہ و رسولہ اعلم قال سماء ان بعد ما بینھما خمس مائۃ سنۃ ثم قال کذالک حتی عد سبع سموات ما بین کل سمائین ما بین السماء والارض ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللّٰہ و رسولہ اعلم قال ان فوق ذالک العرش و بینہ و بین السماء بعد ما بین السمائین ترجمہ پستر گفت آنحضرت آیا در مے یابید شما چیست بالائے شما گفتند خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت بدرستی آں چیز کہ فوق شماست رقیع است بر وزن فعیل (یعنی آسمان رقیع گفتہ اند نام آسمان دنیاست) آسمان سقفے است نگہداشتہ شدہ از افتادن تشبیہ کردہ آسمان را بسقف خانہ و آسمان موجی ست منع کردہ شدہ از سقوط بعراج بر تشبیہ کردہ اند چنانکہ موج معلق ہوا می باشد آسمان نیز معلق ست بے ستون استادہ۔ پستر گفت آنحضرت آیا می دانید چہ قدر مسافت ست میان شما و میان آسمان گفتند خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت میان شما و میان آسمان پانصد سالہ راہ ست پستر گفت آنحضرت آیا مے دانید چیست بالائے ایں آسمان گفتند خدا و رسول خوب مے دانند گفت بالائے آسمان دو آسمان دیگر ست کہ در دو مسافتے کہ میان آں دو آسمان ست مانند پانصد سالہ راہ ست۔ پستر گفت آنحضرت ہمچنیں تا آنکہ شمرد ہفت آسمان را مانند یکدیگر یعنی مسافت میان ہر آسمان بمقدار مسافتے کہ میان آسمان و زمین ست یعنی پانصد سالہ راہ گفت در حقیقت بالائے آں ہفت آسمان عرش ست و میان عرش و میان آسمان ہفتم مثل دوری میان ہر دو آسمان ست" (مشکوٰۃ فصل ۳ جلد ٤ صفحہ ٤٨٦)۔ اور مشکوٰۃ باب معراج فصل اول میں سات آسمانوں کی تشریح اور حدیث جبرائیل کے محمد صاحب کو ساتھ لے کر چڑھتے ہوئے آسمانوں کے دروازے پر پہنچتے جاتے تھے اور ہر ایک آسمان کا دروازہ کھلوا تے جاتے تھے ہر ایک دروازہ پر پہرہ فرشتوں کا تھا اور گذشتہ تمام انبیا اور خاصکر مشہور تر ہوئے پیغمبروں کو بھی سلسلہ آسمانوں پر بٹھلا اسکے بعد لکھا ہے فھم۔ پس کشادہ شد در آسمان قرآن عظیم و احادیث ناطق اند بآنکہ آسمان را درہاست و میگویند کہ آں در مقابل و محاذی بیت المقدس ست و قول فلاسفہ بہ بطلان خرق و التیام بآں باطل ست چہ قدرت پروردگار تعالیٰ ہمہ را شامل ست و آسمان مثل اجسام دیگر ست و ہمہ قابل خرق و التیام اند و دلایل کہ براں اقامت کردہ اند ہمہ مدخول و معلول اند خود چون آسمان را در ہاست شد خرق و التیام نیز لازم آید" (مشکوٰۃ باب معراج جلد رابع فصل ا صفحہ ٥٥٢)۔

حدیث سے زمین کا علم۔

مشکوٰۃ شریف میں آں حضرت کی زبانی نقل ہے کہ ثم قال ھل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللّٰہ و رسولہ اعلم قال انھا الارض ثم قال ھل تدرون ما تحت ذلک اللّٰہ و رسولہ اعلم قال ان تحتھا ارضا اخری بینھما مسیرۃ خمس مائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللّٰہ۔

ترجمہ پستر گفت آنحضرت آیا می دریابید چیست آں چیزے کہ زیر شماست گفتند خدا و رسول او خوب مے داند گفت آنحضرت آنچہ زیر شماست زمین ست پستر گفت آیا می دانید چیست زیر آں زمین گفتند خدا و رسول او خوب مے دانند گفت بدرستی۔ زیر ایں زمین زمینے است میان ایں دو زمین مسافت پانصد سالہ راہ است تا آنکہ شمرد آنحضرت ہفت زمین را میان ہر دو زمین پانصد راہ ست اگر بود کہ شما فرو ہا می کردید رسنے را بسوئے زمین کہ پایان از ہمہ است ہر آئینہ مے افتاد آں رسن بر خدا" (مشکوٰۃ جلد رابع کتاب الفتن فصل ۳ صفحہ ٤٨٩)

پھر لکھا ہے "ازیں حدیث معلوم میشود کہ نسبت مسافت دوری میان زمینہا برابر نسبت آسمانہا ست پس آنکہ می گویند کہ طبقات زمین ہمہ متصل یکدیگر اند بہم پیوستہ و لہذا ارض در قرآن مجید مفرد ذکر میکنند و سموات را بلفظ جمع مخالف ایں حدیث است و شاید افراد ارض بارادہ ہمیں زمین ست کہ زیر ایشان است و بر زمین ہائے دیگر کار ندارند۔ بخلاف آسمانہا کہ از ہمہ فیوض و آثار میرسد صفحہ ٤٨٩ جلد ٤ مشکوٰۃ)۔

اور بھر مشکوٰۃ شریف باب المعراج میں لکھا ہے کہ "فہم ایمعنی از حوصلہ ادراک قاصر مقصص حس و عادت بیرون است اینجا ایمان باید آورد و کیفیت آن بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تامہ اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیرون اند ہر کہ آنرا تابع قیاس و موقوف فہم و درک عقل خود دارد و گوید کہ تا معقول نشود نمیگروم و اعتقاد نمی کنم از نصیب ایمان محروم ماند"۔ (باب المعراج جلد ۴ صفحہ ۵۱۱) اور ایسا ہی تفسیر حسینی سورۃ بنی اسرائیل صفحہ ۳۸۱ و ۳۸۲)۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ "رفتن آنحضرت از مکہ بہ بیت المقدس بنص قرآن ثابت شدہ و منکر آن کافر است و عروج بر آسمانہا و وصول بمرتبہ قرب باحادیث صحیحہ مشہورہ کہ قریب است بعد تواتر ثابت گشتہ و ہر کہ انکار آن کند ضال و مبتدع است"۔ تیسوی میں ہے بہ شاہد معراج بی در وست۔ ہر کہ مقر نیست زین کافر ہست (صفحہ ۳۸۲)

پھر لکھا ہے۔ "معتقد اکثر اہل اسلام آنست کہ عروج آنحضرت بجسد و روح بودہ معاً و در بیداری واقع شدہ و آنانکہ دریں قصہ ثقل جسد را مانع دانند از صعود ارباب بدعت اند و منکر قدرت" (صفحہ ۳۸۲)۔

پھر لکھا ہے۔ "چہ بعد از حدیث معراج۔ بعضے از ضعفائے اہل اسلام مرتد شدند و منافقان آغاز طعن کردند و انکار در انکار افزودند و مومنان تصدیق فرمودند" (تفسیر حسینی صفحہ ۹۳)

اور مدارج النبوۃ جلد اول اور تفسیر کواشی میں ابوہریرہ سے ہے کہ کوہ قاف نے دنیا کو گھیر رکھا ہے۔ اور سب دنیا کے گرد محیط اور بلندی پانصد سالہ راہ ہے اور محیط اُس کا دہ ہزار سالہ ہے۔ اور زمین کے نیچے ایک گائے ہے۔ جس کا حال بھی لکھا ہے کہ زمین اُس کے دو سینگ پر ہے۔ اور اُس کے چہل ہزار سینگ ہیں اور ایک سینگ سے دوسرے تک پانصد برس کا راہ اُس گائے کے پائے۔

علم منطق | شرح منہاج میں بدر الدین نے لکھا ہے کہ واسطے درس علم منطق کے مکان کرایہ پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اہل منطق کو مدارس سے خارج کرنا چاہیئے۔

رسالہ تحریم منطق میں شیخ جمال الدین اشعری سے منقول ہے۔ کہ اوراق کتب منطق و حکمت سے استنجا جائز ہے۔ "جواز استنجا باوراق المنطق"۔

جلال الدین سیوطی نے بھی ایک کتاب منطق کے ناجائز ہونے پر تصنیف کی جسکا نام "القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق" رکھا۔

علامہ ابن الصلاح نے بھی اِسی مضمون کا ایک فتویٰ دیا" (مفصل دیکھو تحفہ حبلہ احمدیہ صفحہ ۲۴۸)۔

علم کلام | نفحات جامی میں شیخ شہاب الدین کا قول ہے۔ کہ مجھکو حالت جوانی میں علم کلام سے کمال ذوق تھا۔ جسے کہ چند کتابیں از بر کیں اور ہمیشہ جمع کرتا رہتا تھا۔ کہ علم کلام مت پڑھو اور ترک کرو۔ ایک دن شیخ عبدالقادر کی خدمت میں مجھکو لے گیا اور میری طرف اشارہ کرکے شیخ سے التماس کیا کہ یا شیخ یہ میرا برادرزادہ علم کلام میں مشغول ہے ہرچند اسکو منع کرتا ہوں باز نہیں آتا۔ پس شیخ نے مجھکو فرمایا کہ تو نے علم کلام میں کونسی کتاب یاد کی ہے۔ جواب دیا کہ فلاں فلاں کتاب۔ پس شیخ عبدالقادر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ واللہ اس وقت سے مجھکو علم کلام کا ایک لفظ بھی حفظ نہ رہا۔ اور تمام مسائل فراموش ہو گئے اسی پر مولوی رومی نے کہا کہ

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

نجوم یا ہیئت | جب مسلمانوں نے ۱۰۰۰ء میں ہند پر یورش کرنا شروع کیا اس وقت سے برہمنوں کا (یہ علم) ہیئت معرض زوال میں آگیا۔ تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے" صفحہ ۴۸ مسٹر ۔۔۔ صاحب کی تاریخ ہند)۔

موسیقی۔ | برہمن خاص اپنا ایجاد کیا ہوا فن موسیقی بھی رکھتے تھے۔ سات سُر جو اہل ہند نے حضرت عیسیٰ کی پیدائیش کے کم سے کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارھویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آگیا" (آنریبل ڈبلیو ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۸۷)۔

نحو | او قعوا انا لہم فے الورطۃ صعوبۃ علیٰ عبادہم کالفرطۃ
گر بوداے فلسفی حکمت ہمیں فاستعذ منہا برب العالمین
دخل در علم خدائے تا کجا کثرہ گوئی ژاژ خائی تا کجے
ادعائے علم در ہرجا غلط ہیچ نافہمیدہ ایں دعوے غلط
بوعلی قوس قزح نشناختہ چند جا تیر و کماں انداختہ
گفت حکمت را خدا خیر کثیر حکمۃ الیونان شرہا بے نظیر
گر شفا اندر شفائے بوعلی است از شفا صد بار خوشتر ناخوشیست
در نجات ایں است اے وا بے نجات از نجات او بہ دا ور نجات
اینچہ علم ست اے حکیم ار عاقلی فاسمع ما ذا یقول العاصلی
علم نبود غیر علم عاشقی ما بقے تلبیس ابلیس شقی
حکمۃ الاسفار صدرا پارہ کن رحمت اشعار خود را چارہ کن
چوں حلول قہر یزدانی بود آں نہ سریانی نہ طریانی بود
چند باشی محفل آرائے خزاں ترک کردی مسند پیغمبراں
ہمنشیں با اہل دیں باید شدن ورنہ خود عزلت گزیں باید شدن
ساقیا مینائے صہبائے بیار بادۂ مالے مُصفّا پر بہار
سینہ ام را کُن مکرر شست و شو تا نماند لوث ایں حکمت درو
جبہ و دستار من در آب دہ ساغرے در رہن اصطرلاب دہ

(ارمن دہلوی صفحہ ۲۱ و ۲۲)

فلسفہ | حبذا تحصیل علم المعرفہ من لسان اسرع لا بالفلسفہ
گندہ مغزی از حکیم بوعلی در مشامت کے رسد بوئے علی
تکیہ کے بر ابن سینا زیبدت سینئہ چوں طور سینا زیبدت
لیت شعری ما علوم الفلسفہ کم اسے الاعمار فیہا متلفہ
چیست حکمت چند قول مختلف نقل اقوال سخیف ما سلف
شیخ ایں گفت و امام ایں وتتم گفت جملہ تقلید سراسر صرف مفت
جسم قسمت ناچہ قابل ست چہ شد جوہر فرد ار چہ باطل شد چہ شد
در میان کیف و کم مضطر مباش صورت نوعیہ کو جوہر مباش
باشد از حکم خدا ابر و عطر از کجا آمد بخارات ایں قدر
غافلی چند از حدیث و از کتاب رعد را دانند آواز سحاب
منع خرق آسماں نادانی ست زانکہ معراج نبی جسمانی ست
از سحاب شتہ کرمے بیچد سہم ہمچناں کشتہ رعد اندر شکم
رعد از روئے خبر باشد فلک میکند آواز در جوّ فلک
کوہ و صحرا گسستہ زیں آواز پڑ وہ کہ دانند ایں حراں گوز شتر

علم تشریح یعنی سرجری۔ | طبابت کے ہر ایک صیغہ میں بجز علم تشریح بڑی ترقی ہوئی۔ اس کے استثنا کی یہ وجہ ہے کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع ہے۔ (تہذیب الاخلاق جلد ۵ نمبر ۲ صفحہ ۵۳)۔

طبابت فرانس کے مشہور سیاح اور سائنس جاننے والے فاضل سنسکرت دان ہمبولٹ صاحب لکھتے ہیں "عرب نے جس قدر نہایت قدیم اور وسیع ماخذ یعنی ہندی طبیب (وید) ملگئے تھے۔ معجون کے بنانے کی کیمیائی ترکیب ایجاد کی۔ اور داؤں کے مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کی ایجاد بھی کی" (رسالہ کوس موس جلد ۲ صفحہ ۵۸۱ ترجمہ لو ہیں) مولوی رومی کے شاگرد رشید بہاؤ الدین آملی فرماتے ہیں ۔

علم رسمے سربسر قیل است و قال ‏ نے از و کیفیتے حاصل نہ حال
زو نہ گردد بر تو ہرگز کشف راز ‏ گر بود شاگرد تو صد فخر راز
طبع را افسردگی بخشد مدام ‏ مولوی باور ندارد ایں کلام
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم ‏ ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم
ایں علوم و ایں خیالات و صور ‏ فضلہ شیطاں بود بر آں حجر
چند ایں فقر و کلام بے اصول ‏ مغز را خالی کنی اے بوالفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف ‏ اے فضول از عشق میخواں یک حرف
علم نبود غیر علم عاشقی ‏ ما بقی تلبیس ابلیس شقی

مشہور ولی محی الدین عراقی لکھتے ہیں:۔

سینہ خالی ز عشق گلرخاں ‏ کہنہ انبانے بود پر استخواں
دل کہ خالی شد ز مہر روئے یار ‏ سنگ استنجا بدانش سمار
لوح دل از فضلہ شیطاں بشوئے ‏ اے مدرس درس عشق ہم بگو
چند چند از حکمت یونانیاں ‏ حکمت ایمانیاں راہم بداں
دل منور کن بانوار جلی ‏ چند باشی کاسہ لیس بوعلی

مرزا غلام احمد صاحب نے کہا ہے:۔

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود ‏ گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود

سوامی جی اور آریہ سماج کے متعلق اعتراضوں کے جوابات۔

مولوی صفحہ ۴۵ "کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟ مجھے یاد ہے میں نے لاہور میں اپنے کان سے سنا کہ دیانند جی فرما رہے تھے کہ "رحیم اور کریم لوگونکی من گھڑت ہے"۔

آریہ کسنے دعوے کیا ہے کہ سوامی جی عربی کے ماہر تھے؟ لیکن کیا انکے اعتراضات ٹھیک ہیں یا نہیں اگر انکے قرآن پر قائم کئے ہوئے اعتراضات ٹھیک ہیں تو پھر یہ اعتراض آپ کا کسی طرح بر معقول نہیں ہوسکتا۔ آپنے بھی تو سوامی جی کے اعتراضوں کا کوئی جواب معقول نہیں دیا۔ باقی رہا یہ کہ سوامی جی نے آپکے روبرو "رحیم اور کریم" کو لوگونکی من گھڑت بتایا۔ اول تو آپنے ظاہر نہیں کیا کہ کس موقعہ پر سوامی جی نے یہ الفاظ استعمال کئے دوم یہ نہ معلوم ہوا کہ آپنے سوامی جی کے اس فرمانے پر کیا اعتراض کیا۔ اگر مراد یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ سوامی جی بلا عربی دانی کے اعتراضات کرتے تھے تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ بے شک جو معنے رحیم اور کریم کے محمدی لوگ کرتے ہیں وہ بالکل من گھڑت ہیں یعنی رحیم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بر مشیت گناہ بخش دیتا ہے اور اس طرح بر انصاف کا خون کرتا ہے۔ بلکہ دیا یا رحم سے مراد وہ ایثار دیا ہے جو کہ ہم پرماتما کی اس گوناگوں سرشٹی میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ رحم اور انصاف (یعنی دیا اور نیائے) دونو صفات باری پر سوامی جی نے مفصل بحث ستیارتھ پرکاش میں کی ہے۔

مولوی صفحہ ۵۴ "تاریخ کے اپنے بڑے ماہر تھے کہ ایک جگہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۳۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ سلطان محمود غزنوی جب قیدیوں کو مکہ میں لیگیا تو فلاں تکلف کی۔

آریہ سوامی جی کی تاریخ دانی پر تو آپنے اعتراض کیا۔ لیکن اپنی تاریخ دانی پر غور نہ کیا۔ کیا محمود نے ہند کے زن و مرد کو لونڈی اور غلام نہیں بنایا؟ کیا اس بت شکن نے کروڑوں کا مال غارت نہیں کیا؟ آپ کس کس تاریخ پر ہڑتال لگا دینگے۔ اب سوال یہ ہے کہ تاریخ سے آپ ناواقف ہیں یا سری سوامی جی مہاراج اگر تاریخ سے بادشاہوں کی تاریخ ولادت۔ جہادی جنگوں کے خاص دن اور لڑائی کے خاص مقامات ہیں تو البتہ سوامی جی تاریخ کے پورے ماہر نہ تھے۔ لیکن اگر تاریخ سے مراد وہ سائنس ہے جو کہ انسانی خیالات کے مختلف اختلافات اور اُن کے تنزل اور ترقی کا پتہ دیتی ہے۔ تو سوامی جی زمانہ حال کے اعلےٰ درجے کے تاریخ دانوں میں سے تھے باقی رہا مکہ کا ذکر سو آریہ ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل نہیں کی ورنہ آپ کے اعتراض کی ورد و عایت معلوم ہو جاتی۔ سومنات کی مورتی توڑنے اور وہاں کی لوٹ کھسوٹ کا حال لکھ کر سوامی جی لکھتے ہیں "پھر آگے اور سب مال کو لاد کے اپنے دیس کی اور (طرف) چلا" اس کے آگے محمود کے اتیاچاروں کا حال لکھ کر لکھتے ہیں "جب مکہ کے پاس پہنچا تب ایک (دوسرے) مسلمانوں نے کہا کہ ان کا فرونکا یہاں رکھنا اچھا نہیں" وغیرہ وغیرہ"۔ انصاف پسند ناظرین! آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کس چالاکی سے مطلب اور کا اور ظاہر کیا ہے۔

مولوی صفحہ مذکور "سوامی جی کا ترجمہ چاروں بیدوں کا باوجود اتنے قومی جوش کے اب تک ناتمام ہے حالانکہ خود سوامی کو عادل اور رحیم سارکاری خدا نے کامیابی کا منہ نہ دکھایا۔ نودشائی اور غیر قومیں اس ترجمہ سے کب نفع اٹھا سکتی ہیں"۔

آریہ سوامی جی دس برس کے عرصہ میں وہ کام کر گئے۔ جو کہ محمد صاحب سے تیس سالوں میں بن نہ پڑا۔ محمد صاحب نے عثمان وغیرہ فصیح زبان دانوں کی مدد کے باوجود اپنی زندگی میں کوئی مکمل ہدایت نامہ اپنے پیروؤں کے لئے نہ چھوڑا اور نہ ہی "رب الملکہ" نے انہیں اپنے حسب دلخواہ حالات کی جانشینی کا فیصلہ کرنے کی فرصت دی۔ برخلاف اُس کے سری سوامی جی مہاراج چاروں ویدونکی بھومکا لکھ کر غیر مستند ترجموں کا نہ صرف فیصلہ ہی کر گئے۔ بلکہ یجروید کا سالم اور رگوید کے قریباً ۲/۳ حصہ کا ترجمہ معہ تفسیر لکھ گئے اور اُن آرش گرنتھوں کا پتہ دے گئے جنکی مدد سے کہ ہر ایک آریہ باسانی ویدوں کے اصلی معنوں کو سمجھ سکتا ہے۔ باقی رہا غیر قوموں کا معاملہ سو آریہ سماج کے ممبر اخباروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ سے ضروری وید منتروں کے ترجمے برابر شائع کرتے رہتے ہیں۔ سوائے اسکے ویدوں کی زبان ہی دیو بانی کہلاتی ہے وہ خود ملہم زبان ہے۔ یورپین سنسکرت دانوں نے اسے ام الالسنہ کا خطاب دیا ہے۔ پس اُسکی اختراع جتنی زبانیں کہلاتی دیتی ہیں۔ وے سب ویدوں کے اعلےٰ معنوں کو صحیح طور پر ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے گو دیگر زبانوں کے ذریعہ سے ویدک دھرم پھیلتا رہا ہے (مثلاً ترمدو غیرہ) اور آئندہ بھی پھیلتا رہیگا۔ لیکن یوگ ابھیاس کے ذریعہ سمادھی میں مگن ہو کر وید منتروں پر وچار کرانیوالونکی ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ عادل اور رحیم پرماتما نے سوامی جی کو اُنکے مشن میں کامیاب کیا ویدونکی اشاعت کے لئے انہوں نے ویدک یننترالہ قائم کیا اور سینکڑوں آریہ سماج قائم کر کے وہ اپنا کام بہت سی پاک روحوں کے سپرد کر گئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ "پر خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دو ارب برس میں تو ابھی دنیا میں کیا آریہ ورت کے اندر بھی نہیں مل سکتے!!!"

آریہ مولوی صاحب۔ یہاں آپکی تاریخ دانی کی بھی حد ہو گئی۔ گو آپ انگریزی زبان نہیں جانتے تاہم کسی محمدی گریجویٹ سے میکس مولر۔ ولسن۔ وھٹنی۔ راتھ اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں کی تصانیف میں سے کچھ بھی اگر آپ سُن لیتے تو ایسے بیہودہ دعوے کا آپ کو حوصلہ نہ ہوتا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آریہ ورت کے رہنے والے

کی زبان مہابھارت کے زمانہ کے کچھ عرصہ بعد تک سنسکرت ہی رہی۔ عام لوگ وید منتروں کے معنی سمجھتے تھے انکے گوڑھ ارتھوں کے بتانیوالے بیسیوں نروکت کار رشی ہوئے براہمن گرنتھ کیا ہیں؟ ویدوں کی شرحیں۔ اوپنشد کا رشی کس کے گن گاتے ہیں؟ ویدوں میں دی ہوئی برہم ودیا کے۔ غرضیکہ ویدوں کی ۷ ۱۱۲ شاکھا نہیں کے گن گاتی ہیں پاپسیلوں کی شرد اوستھا۔ اتھروید کی دیا کھیا کرتی ہے۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ ویدوں کے اعلےٰ معنوں کے اظہار کرنیوالے ہزار ہا رشی ہوتے رہے اس کل سامان کی موجودگی میں آپ کا بے سروپا دعوے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ آجکل کے یورپین سنسکرت دانوں سے ہی پوچھئے وے صاف جواب دینگے کہ باوجود سنسکرت زبان میں اعلےٰ درجے کی مہارت پیدا کرنے کے بھی وے اب تک یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وید منتروں کے ٹھیک ارتھ سمجھ لئے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی تک کے زمانہ کا حال تو ہم آپکو بتلا چکے اُس کے بعد شنکر آچاریہ نے ورن آشرم دہرم کو قائم کرتے ہوئے ویدونکی اصلیت کا پرکاش کیا۔ اور انکے بعد اونٹ۔ ساین وغیرہ ویدوں کا بھاشیہ کرتے رہے آپکو قرآن کے ترجموں پر ناز ہے۔ لیکن کیا آپنے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ قصہ کہانیوں کا ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوا کرتا۔ برخلاف اُس کے روحانی باریک باتوں کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کے لئے زبان بھی مکمل ہی چاہیئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ ”آجتک آریہ ورت کے بہت سے زیادہ قومیں شرعاً گو وہ شرح کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ وید پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں۔“

آریہ۔ مولوی صاحب کا اشارہ شاید پرانوں کے اُس حکم کی طرف ہے جس میں کہ ستریاں اور شودروں کے لئے وید پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ساتھ ہی اسکی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس بات سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ پرانوں کا یہ حکم شاستروں کے مطلب کے برخلاف ہے۔ یجروید کے ادھیائے ۲۶ منتر ۲ میں پرماتما کی خاص اجازت ہے کہ ہر ایک منشیہ خواہ وہ چانڈال ہی کیوں نہ ہو۔ وید مقدس کا ادھیکاری ہے ہم شاستروں کے پرمان کیا پیش کریں۔ اول تو حکیم صاحب انہیں خود سمجھ نہیں سکینگے۔ دوم اگر سمجھ بھی تو انپر دیانندی حاشیہ چڑھانے کا دوش لگادیں گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یورپین سنسکرت دانوں کی رائے پیش کیجاوے جنکے ترجمونکے کہ حکیم صاحب خود مداح ہیں[لہ]۔ یہ بات ہرگز نہیں تھی کہ شودروں کو وید پڑھانیکی کوئی ممانعت ہو اور نہ ہی ایک آدمی جنم سے شودر مانا جاتا تھا بلکہ وہی آدمی شودر سمجھا جاتا تھا۔ جسکا آتما کہ روحانی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو اور ایسے انسان کو وید پڑھانا فضول تھا کیونکہ ویدونکا دہرم یہ نہیں ہے کہ منتروں کو پڑھنے یا وید پر زبانی ایمان لانے سے مکتی ہو جاوے بلکہ مکتی ویدوں کا مطلب سمجھکر اُنپر چلنے کیساتھ تعلق رکھتی ہے چنانچہ ہمارے دعوے کے ثبوت میں مشہور سنسکرت دان پروفیسر میکس میولر کی شہادت آپکی توجہ کے لائق ہیں۔ پروفیسر صاحب موصوف اپنی کتاب چپس فرام اے جرمن ورکشاپ حصہ اول کے صفحہ ۸۷ پر یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیگر مذاہب میں پاک کتابوں کے پڑھنے کا حق عام آدمیوں کو نہ تھا فرماتے ہیں ”یہ ایک غلطی ہے جو کہ اکثر دوہرائی جاتی ہے۔ کہ براہمن لوگ سوائے اپنی ذات کے باقی سب سے ویدوں سے چھپائے رکھتے تھے۔ ایسا نہ تھا۔ ویدوں کے پڑھانیکا ادھکار وہ اپنی ذات کے لئے رکھتے تھے۔ لیکن زمانہ قدیم میں انہوں نے دوسرے اور تیسرے (یعنی کشتری اور ویشیہ) ورن کے لئے اور نیز پہلے (یعنی براہمن) ورن کے لئے ویدوں کا حفظ کر کے پڑھنا لازمی کہا تھا صرف چوتھے ورن (یعنی شودر) کو ادھکار نہ تھا۔ کیونکہ انکے مانسک ورسا ماجک وصف انہیں اس کام کے قابل نہیں کرتے تھے۔“

مولوی صفحہ مذکور ”بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے کہ خود تو دنیا کی عام بولیوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے انہیں پسند نہیں کرتے۔“

آریہ۔ کیا اگر ایک کا ترجمہ اصل زبان کا ماہر نہ کرے۔ تو اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ دوسروں کے غلط ترجموں کو پسند بھی کرلیوے اگر یہی آپ کا منطق ہے تو ع کار ہر بیناں تمام خواہد شد۔ ہم کیا کریں۔ یورپین مترجم خود قبول کرتے ہیں ”چونکہ رگوید کے ترجمے انگریزی۔ فارسی اور جرمن زبانوں میں ہو گئے ہیں اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ وید ہمیں سکھا سکتے ہیں۔ ہم نے سب سیکھ لیا ہرگز نہیں! ان میں سے ہر ایک ترجمہ آزمائشی طور پر کیا گیا ہے۔ گو میں نے بذات خود گذشتہ ۳۰ برسوں میں ۱۲ ضروری سوکتوں کے ترجمے دئے ہیں۔ تاہم میں نے صرف ایک نمونہ شائع کیا ہے ہم ابھی تک ویدک لٹریچر کی بیرونی سطح پر ہی ہیں۔“ (دیکھو انڈیا۔ واٹ۔ کین اٹ ٹیچ اس صفحہ ۱۱۲)۔ افسوس کہ جنکی حمایت پر آپ تلے ہوئے ہیں وہ تو اپنے ترجمونکی نسبت ایسی انکساری کا اظہار کریں۔ اور آپ زبان سنسکرت سے محض ناواقفیت کے باوجود اس قسم کے ونونی دعوے کریں!!!

مولوی صفحہ مذکور ”بلکہ ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ بھی وہ (سوامی دیانند) اردو حرف میں منظور نہیں کرتے تھے اور اردو میں کیوں لکھواتے۔ ادہر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اُدھر دیکھو اسکا وہ سارا کارخانہ لم یکن شیئاً ہوا!“

آریہ۔ افسوس کہ آپ کو بہتان لگاتے ہوئے ذرا بھی تامل نہیں ہوتا یہاں بھی لکھ دیا ہوتا کہ ”میں اپنے کان سے سُنا کہ دیانند جی ویدوں کا اردو ترجمہ پسند نہیں کرتے تھے۔“ سوامی جی نے کبھی نہ لکھا اور نہ کہا کہ ویدوں کا اردو میں ترجمہ نہ کیا جاوے انہوں نے ہندی میں ترجمہ کروا دیا۔ کیا ہندی عام فہم زبان نہیں ہے مولوی صاحب! خدا کے واسطے تعصب کو دور کر کے خیالی بلند پروازیوں سے باز آیئے اور واقعات کی بنا پر تحقیقات کیجئے۔ کل صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودہ۔ کل راجستان۔ کل ممالک متوسط۔ احاطہ بمبئی۔ علاقہ بہار اور بہت سا حصہ بنگال۔ پنجاب اور مدراس کا ہندی یعنی دیوناگری بھاشا بولتا ہے۔ باوجودیکہ کچہری کی زبان اردو ہے تاہم اس وقت بھی ہندوستان میں ہندی زبان سب سے زیادہ بولی جاتی ہے پھر جب اُس زبان میں ترجمہ ہونے سے ویدوں کی قلعی نہیں کھلتی جب انگریزی زبان میں ترجمہ ہوتے ہی ویدوں کی عظمت زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئی[لہ] تو اردو سے اُسے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن دقت یہ ہے کہ اردو زبان علمیں کوئی زبان نہیں فلاسفی اور سائنس کے خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے جب اردو زبان میں الفاظ نہیں ملتے تو آتمک ودیا کے اظہار کے لئے کہاں سے الفاظ آجاوینگے۔ آپ ہی بتلائے کہ پرکرتی۔ پرش۔ آتما۔ پردہان۔ انتہ کرن اور اُس کی برتیاں۔ اور اسی طرح کے دیگر ہزارہا اعلےٰ خیالات کے ترجموں کے لئے اردو زبان کونسے الفاظ دے سکتا ہے۔ جب لاطینی اور یونانی سی وسیع زبانیں ان خیالات کو ایک ایک لفظ

لہ چنانچہ حکیم صاحب نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے ”بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے کہ خود تو دنیا کی عام زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے ہیں انہیں پسند نہیں کرتے۔“

لہ فاضل پروفیسر میکس میولر فرماتے ہیں جس طرح کہ زمانہ حال کی تاریخ نامکمل ہے بغیر زمانہ درمیانی کی تاریخ کے یا درمیانی تاریخ بغیر روما کی تاریخ کے یا روما کی نامکمل ہے بغیر یونان کی تاریخ کے اسی طرح ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ کل دنیا کی تاریخ نامکمل ہے۔ بغیر آریہ انسانیت کے اُس اول باب (رگوید) کے جو کہ ہمارے لئے ایک لٹریچر میں حفاظت کیگئی ہے (دیکھو دی ایجن آف رلیجن صفحہ ۲۴۹)

میں ظاہر کرنے میں قاصر ہیں۔ تو اردو یا سچائی کس لیکھے میں ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اردو میں اب تک ویدوں کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ جو سچائی کے متلاشی ہیں اُنکے لئے رتا کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی وہ بے شوق سے پورے شاستر کرکے سچائی کو دریافت کر سکتے ہیں

مولوی صفحہ مذکور۔ میں نہایت راستی سچائی اور صاف دلی سے چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہوں مگر کوئی صورت ابھی نہیں نکل سکتی کہ انکا سرسری طور پر ہی سن سکوں جب کوشش کرتا ہوں اور ایک دو دفعہ ایسا ہو بھی تو آریہ مہربان بھائی سنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے دلوں میں جھگڑا انصاف کر لو کہ کہاں تک ہمارا دل گوارا کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان مدعی نبوت ماہیت سے واقف ہو"

آریہ۔ ہر ایک آدمی جو کہ اپنی راستی۔ سچائی اور صاف دلی کی نمایش کرتا ہے۔ راستباز۔ سچا اور صاف دل نہیں ہوتا آنکا محض دعوے کافی نہیں۔ کچھ ثبوت بھی چاہیئے افسوس کہ جرمنی اور فرانس اور انگلستان کے رہنے والوں کو ویدوں کے سننے کا موقع ملے۔ اور آپ اُس سے محروم رہیں واقعات تو یہ ہیں کہ آنکا تعصب آپکو ویدوں کے سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بھلا حکیم جی صاحب وہ کون سے آریہ ہیں جو کہ آپکے وید سنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو گئے؟ اور وہ آنکا وید سنانیوالا کون تھا؟ کیا حضرت قادیانی تو نہیں تھے؟ آپکے محمدی بھائی مولوی سید علی بلگرامی کو سنسکرت پڑھنے سے کسی نے نہ روکا۔ لیکن آریہ مہربانوں نے وید نہ سننے دئیے کیا راج انگریزی ہے یا اورنگ زیبی حکومت ہے آپنے سنہ ۱۸۹۶ء میں یہ الفاظ لکھنے تھے براہ مہربانی فرمائیے تو سہی کہ اب تک آپنے ہندی کا ایک لفظ بھی سیکھا؟ کیا آپ چھ برسوں سے زیادہ عرصے میں ہندی پڑھکر جو سری سوامی جی کا بھاشیہ پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکتے تھے اور اگر آپنے ہندی سیکھ لی ہے تو یجروید بھاشیہ اور رگوید بھاشیہ کی قیمت مطبع ... بھیج کر دیکھئے۔ آپکو دونوں ویدوں کا بھاشیہ معہ ہندی ترجمہ مل جائیگا۔ اگر قیمت نہیں دیا چاہتے کیونکہ دے نہیں سکتے کا تو سوال ہی نہیں ہے تو لکھ بھیجئے بشرطیکہ آپکی ہندی دانی کے دونوں ویدوں کا بھاشیہ جہاں تک کہ چھپ چکا ہے بھیج کر نظر کریگے آریہ سماج کا ایک ادنیٰ خادم تیار ہے آپ جو اپنے دل میں جھجک کر انصاف کیجئے یہ قصور کس کا ہے۔

۱۴۔ **مولوی**۔ برہمو مذہب والوں نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا بہ نسبت آریہ کے بہت کچھ اسلام کے قریب آ گئے۔

آریہ۔ برہمو مذہب کے بانی راجہ رام موہن رائے بیشک بہت ... کے بعد سے بہت کچھ راستی پر آ گئے تھے مگر ... جوری نے آپکی طبیعت کو پلٹا دیا پر ہے۔ ... برگزیدہ ہو کر صراط المستقیم پر مستقل طور پر حق کی تلاش کرنے ... وہ سوامی جی کی طرح کامیاب ہو جاتے وہ اسلام کے قریب نہیں آئے تھے بلکہ آریہ سماج کے قریب تھے اور اسی واسطے اُنکے بعد بابو دیوندر ناتھ نے تحریر بھی کی کہ اُنکا آدی برہمو سماج آریہ سماج میں مل جاوے مگر کیشب چندر ... آریہ سماج کی شستنی سے لاپرواہی سے کامیاب نہ ہوئے وہ درحقیقت آریہ سماج سے بہت ہی قریب تھے۔ نہ کہ معاذ اللہ کبھی اسلام سے

۱۲۔ **مولوی**۔ آریہ برہمو تو کیسے ساتھ اس لئے بھی شریک نہ ہوئے کہ ان کی ذات پات کا امتیاز موجود تھا۔ تکبر اور باہمی تنفر کا غلبہ ہے اور بنی نوع انسان کے اتحاد میں محبت حلال اور حرام کا امتیاز نہیں چھوڑ سکے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وقعی جدت اس واسطے بھی تصبب ہوا کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آسایش اور تشفی کا خیال ... پر غالب آ گیا ایسے ہی اسباب نے نور فطرت اور سلیم کانشنس کی بینائی کو دہلا کر دیا

آریہ۔ آریہ برہموؤں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ کامل ناکامل کے ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ جدہر صداقت زیادہ ہوتی ہے اُدھر کشش ہوتی ہے اسی واسطے برہمو سماج کو آریہ سماج نے کھینچ لیا اور شاید بالکل ہی جذب کر لے۔ ہم ذات پات کو بالکل جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے مانتے ہیں جنم سے تو مسلمان مانتے ہیں۔ سید۔ مغل پٹھان کشمیری۔ جولاہے۔ ناگر کھتری۔ خوجہ۔ دلال۔ احمد ... وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کو اسی ذات پات نے بدظنی اور تکبر اور باہمی تنفر کے گڑھے میں گرایا۔ اور اسی نے ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم کر روز بروز اتحاد کی جڑ کاٹی۔ آریہ لوگ دنیوی آسایش کے ایسے طالب نہیں ہیں جیسے کہ مسلمان اور یہی سبب ہے کہ مسلمان مادہ کثرت ازدواج میں مبتلا ہیں اور وصول خرچ میں تمام بیویوں او خواریوں اور صحابیوں یا امیوں کا یہی حال ہے جیسی قریش کی عرب سے اور عرب کی عرب اسلام والوں میں ہے اور کہاں ہے اسی نیشنلٹی کے تاریک خیال نے تو قوتِ امامیہ اور نور فطرت اور ان کے سلیم کانشنس کو دھندلا بلکہ سیاہ کر دیا۔ جتنی مشکلات کا ہم لوگوں کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے موجودہ زمانہ بلکہ سابقہ گزشتہ زمانہ کے کسی قوم کو مشکل سے کرنا پڑا ہوگا۔ افسوس کہ آپ کے تعصب کے مارے ہمارے اخباروں کو نہیں دیکھتے ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔

۲۲۔ **مولوی**۔ ان نئے جاگنے والوں (آریوں) نے قصہ مختصر اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا معلوم ہوتا ہے اور یقیناً ہے بھی یوں ہی کہ کسی سر پر کی یہ خواہش کہ مجھکو بہشت کے دن تک مہلت دے منظور ہو گئی۔ اس منظوری میں کیا حکمت ہے ایک جدا بحث ہے اور یہ فرمان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا۔ یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دی گئی۔

آریہ۔ جن دو آیات کا ذکر کیا گیا ہے یہ دونو قرآن میں شیطان کے حق میں ہیں۔ اور وہی آپنے یہاں آریوں کے حق میں لگائیں۔ ہم آپ کی طرح ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہتے۔ خدا آپ کو جزا دے اور اللہ پرماتما آپکو ... ہدایت دے۔

۲۲۔ **مولوی**۔ اس گروہ نے جس کتاب کو کامل ہدایت نامہ یقین کیا۔ اس کے پورے سمجھنے والے پنجاب کے ملک میں نظر کرو کہیں نہ ملیں گے۔ ویدک سنسکرت کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم وفنون کی معلم اور استاد ہے۔ بہت پوچھئے تو کیا ہوگا۔

آریہ۔ یہ آپکا کہنا تو ایسا ہے جیسا کہ بعضے مسلمان کہتے ہیں کہ جو قرآن کو بالکل صحیح پڑھے وہ شیطان ہے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے مطابق کچھ نہ کچھ غلطی آدمی سے ہو جاتی ہے۔ ابھی ۱۰ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۶ء کے مباحثہ جموں میں معلوم ہو گیا کہ وید کے جاننے والے پنجاب میں کیسے ہیں۔ ہزارہا آدمی پنجاب میں وید سنسکرت کی عبارت بخوبی پڑھ سکتے ہیں اور بیس کے قریب اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔ اور سینکڑوں ایسے ہیں جو روز سوچ سمجھکر وید منتر پڑھتے اور سندھیا گایتری کرتے ہیں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مشہور اور بے نظیر فاضل وید پنڈت گورودت بی اے۔ وفات پا گئے میں نہیں جانتا کہ آپکو ایسا صریح جھوٹ بولنے سے کیا حاصل ہے

۲۲۔ **مولوی**۔ اس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماننے اور بلاد کے لوگ واقف بھی نہ تھے کس ملک میں وید کا ترجمہ پہنچا؟ آریہ صاحبو کوئی مستحکم دلیل چھوڑ ناقص شہادت ہی پیش کرو

آریہ۔ گزشتہ زمانہ میں جو کہ ۴۹۹ سے پہلے کا زمانہ ہے ایک وقت تمام دنیا میں آریہ دھرم تھا۔ دوسرا مذہب مطلق نہ تھا (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (وید اور آریوں کی علمیت) اب ہم آپ کو تھوڑے سالوں میں بتلائیں گے کہ وید کا ترجمہ کس کس زمانہ میں اور کس کس ملک میں پہنچا ہے۔ آریہ میگزین۔ انگریزی رسالہ نے یورپ اور امریکہ تک وید منتروں کا ترجمہ پہنچایا اور اسی طرح آریہ پتر کا انگریزی اور ویدک میگزین نے

بھی اور اسی طرح انگریزی کی کتب ذیل نے ویدک ٹریکٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴۔ آئیں اوینشد ادہیاے چالیسواں یجروید۔ ہاٹ انڈی آریہ سماج۔ ٹرائیف آف ٹروتھ۔ اوس آف مرسی ٹرمی مالوجی آف ویدس۔ ڈاکٹرن آف دی انکارنیس ریلائی۔ ٹودی تھنوسوفسٹ۔ ایسی ہی اور بہت سی کتابیں وید مسروں کی تشریح میں انگریزی میں لکھی ہیں اسوقت تک آریہ سماج کی کتابیں سنسکرت۔ ہندی۔ گجراتی۔ اردو۔ انگریزی۔ کوریکھی بنگالی زبانوں میں ہیں۔ فارسی۔ عربی۔ فرنچ میں بھی ہو جاوینگی ہم سوتے نہیں ہیں بیکار نہیں ہیں۔

۲۳۔ مولوی۔ اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت اسوقت مسلمانوں پر کر رہی ہے اور اس سفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے صرف آریہ ہی نہیں بلکہ ہماری غفلت اور اسی پاک کتاب کی خدمت میں علمی اور عملی طور پر بے پرواہی بھی اسکی علت ہے ہمنے اسی کتاب پاک کو طاق نسیان پر رکھ دیا جسکا وبال ہم پر یہ پڑا کہ ہمارے کئی فرقے ہو گئے۔

آریہ۔ آریہ جماعت جو مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے۔ وہ صرف اپنی سچائی کے سبب سے ہے۔ ورنہ یہ سبب نہیں ہے جو آپنے ذکر کیا ہے آپ بخوبی یاد رکھئے کہ جتنا وہ قرآن کا زیادہ مطالعہ کرینگے اتنا ہی وہ جلدی معقول کی طرف جھکینگے اور آریہ بنینگے کیونکہ جہاں ہمکو محض جاہل مسلمان کے ورسے آریہ ہونیکا خیال ہے وہاں عقلمند اور حق شناسوں کی نسبت اتنی ہی جلد امید۔ اسلام کے فرقے کب سے ہوئے۔ کیا بارہ تیرہ سال سے یا بارہ تیرہ سو سال سے؟ بھائی سوچو اور ایسے ایسے گپ ہانکا کرو۔ عثمان اور علی کے وقت سے بلکہ خاص حضرت کے وقت میں ہی عائشہ اور علی اور عثمان کی مخالفت ہوئی۔ معاویہ اور یزید و حسین کے حالات مطالعہ کرو۔ اسی وقت سے فساد کی بنیاد قائم ہوئی گویا اسلام پیدا ہوتے ہی فساد کو لیکر جنا۔ کیا بڑے بڑے صحابی دن رات قرآن کے مطالعہ کرنیوالے نہیں تھے۔ خود جبرئیل کی بات ہے۔ یا حضرت کی وعظ سننے والے کلامات اور معجزہ والے اس کے بانی ہوئے۔ قرآن کا طاق پر رکھنا اسکا باعث ہرگز نہیں بلکہ قرآن کا زیادہ پڑھنا اور سوچنا۔

۲۳۔ مولوی۔ مسلمانو! ہمارا اللہ ایک تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول ایک۔ عیسائی تین کے بندے۔ آریہ چار کتابوں کے متبع۔ ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں اتنا تفرقہ کیوں ہوا۔

آریہ۔ جس طرح تمہارے صوفی لوگ کہتے ہیں ہمہ اوست۔ خود پیغمبر شدو پیام آورد وگشت خود کافر و بود انکار۔ اصل میں ہزاروں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان محمد میں وحدت و خدائیت کے قائل ہیں۔ یوں نام کو مسلمانوں کا بارہ ایک مگر گروہ در گروہ پیروں کی گیارہویں دیتے ہیں۔ ورنہ رزق میں کمی سمجھتے ہیں۔ کروڑوں قبروں کے پوجاری ہیں مسلمانوں کا رسول ایک نہیں بلکہ سب رسولوں پر انکا ایمان ہے۔ آجکل آپکا مرشد بنی قادیانی بھی رسول بنا ہوا ہے اور مسلمانوں میں فساد کا بانی ہے یہی طرح عیسائیوں کی حالت ہے جنمیں وہ بھی ایک خدا کے قائل ہیں مگر ہاں ضرور تثلیث کے بھی قائل ہیں جس طرح کروڑوں مسلمان مردوں سے بھی مراد مانگتے اور دعا سے بھی۔ ہماری کتابیں چار نہیں جنمیں صرف ایک بھی وہ ہے جس طرح ایک کتاب کے بارہ باب ہوتے ہیں اسی طرح ویدوں کا حال ہے اصل میں وید ایک ہے مگر رگ۔ یجر۔ سام اتھرو اس کے چار باب ہیں۔ اسی واسطے ممکن نہیں کہ آریوں میں اختلاف ہو مسلمانوں میں اختلاف کی وجہ اول تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کتابوں سے تھوڑی تھوڑی طرح لیکر قرآن بنایا۔ دوم یہ کہ سب نبیوں پر ایمان رکھا۔ سوم فرشتوں پر جنکی تعداد معلوم نہیں۔ چہارم ایک آدمی پر جسکی حالت قرآن کی آیتوں کی طرح بدلتی رہی۔ پنجم قبر پرستی اور کعبہ پرستی اور اسود پرستی بھی اسکی باعث ہے۔ ششم چار یا پانچ امام بھی اس اختلاف کی وجہ ہیں۔ ہفتم آپ جیسے الہام کے دعویدار بھی اختلاف کے پھیلانیوالے ہیں۔ ورنہ اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو تفرقہ نہ ہوتا۔

۲۳۔ مولوی۔ بہت کوں سے نکلنے توحید کی طرف آنے ہوئے گروہ بلکہ یوں کہئے کہ اسلام کے قریب آنیوالے دیانندی پیچھ کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی اور دھوکہ میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں کے سعیدوں کو غلطی سے بچانے کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا اور انہیں توفیق دی کہ آریہ اور ان کے سوا جس قدر اسلام کے مخالف ہیں ان سب کو توحید اقوال سے سمجھادیں اور مغالطات کے مواقع سے انہیں آگاہ کردیں۔

آریہ۔ ایسی خام خیالی اکثر جدید مذہب والے پکایا کرتے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں مسیح کے قریب آتے ہوئے۔ برہمو کہتے ہیں برہمو سماج کے قریب آتے ہوئے۔ محمدی کہتے ہیں اسلام کے قریب آتے ہوئے مگر سچ بات یہ ہے کہ برعکس بخیال جو ہیں جتنے وارد یہ تو اسلام کو پسند کرتے ہیں اور نہ اس کے قریب آنیکی کوشش کرتے ہیں ہاں ہم حق کے طالب اور حق پر قائم ہیں اچھا امیرزا صاحب ہماری ہدایت کے واسطے ہوئے ہو واہ واہ جن کی ہدایت کیواسطے ہوئے انکی مذہبی کتابوں سے ناواقف انکی زبان سنسکرت سے ناواقف۔ ڈہاڑی میرزا سی کے رہبر۔ بانکی تھی چڑھنے کو ملی اٹھانے کو۔ خود بیگاری پکڑے گئے۔ سوامی جی دور و دراز سفر کے بعد ضلع گورداسپور میں گئے۔ مگر وہاں حرامشل نے میرزا صاحب کو سوامی جی سے ملنے کو بھی روک دیا۔ یا خدا نے پاؤں میں ورم کردیا۔ یا شیطان نے بہکا دیا۔ غرضکہ کچھ ہوا ان کے مقابلہ سے دم دباتے اور منہ چھپاتے رہے معجزہ الہامی سے باہر نکلے اور کسی اور مولوی یا قاضی یا مجدد کو تاب مقابلہ نہوئی جنہوں نے مقابلہ کیا انہوں نے ہی منہ کی کھائی اور صم بکم ہوکر بیٹھ گئے۔ کیا اسی کے معنے ہیں ہادی ہونا۔ اسی کے معنے ہیں مجدد ہونا اسی کے معنے ہیں مغالطات سے بچانا۔ افسوس باین ریش و فش اور بیہودہ کشمکش۔ ایک آریہ بھی انکی بہکاوٹ میں نہ آیا اور نہ کوئی بقول میرزا صاحب سعید اور بقول ہمارے سعید سے ملیا میٹ۔ کیا اچھا ہوتا اگر خدا نے ذرا آپکو عقل ہوتی اور مرزا صاحب کو سنسکرت میں باوجود مسلمان ہونے کے ویدوں کا حافظ سنسکرت ودیا میں فاضل پیدا کرتا اور پھر ہم دیکھتے کہ وہ نماز پڑھتے یا سندھیا کرتے افسوس کہ بقول قرآن ہمکو کہنا پڑا کہ واللہ خیر الماکرین۔

۲۴۔ مولوی۔ حضرت مرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک کے واسطے ایک کتاب لکھی اور اس کا براہین احمدیہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا سر نکالی! اس کتاب کی تکذیب ایک تو لیکھرام کھڑا ہوگیا۔

آریہ۔ حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہادر کی آپ جتنی تعریف کریں واجب ہے کیونکہ پیراں نمے پرند مریداں می پرانند تولیسمس کوئی حقارت کی بات نہیں ہے بلکہ بد معاشوں کو سزا دلانا نیک معاشوں کی حفاظت کرنا باسرارت سے بچانا ایک قسم کی رسالت ہے اور نبی بالی سے تو کسی حالت میں بری نہیں ہے آپکو شاید یاد نہیں رہا۔ ورنہ سارے ہی کذبہ ہوتے ہیں قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے حل بیت۔ وما من نبی اللہ و قد رعی۔ اے نبیت کدامی نبی بکرا سکہ نسانی کردہ۔ (دیکھو تفسیر الرابع صفحہ ۲۴۴) اسی یوسف زلیخا میں ہے۔

بحکم آنکہ است پروری را ۔۔۔ شبان لایق بود پیغمبری را

اسی طرح شبان دردے امس کے معنے غیاث میں دیکھ لیجئے۔ اور حضرت کی شبانی کا حال ہماری کتاب سابع میں پڑھ لیجئے اگر شبان اور گڈریہ پیغمبری کے لائق ہیں۔ تو بھائی اگر پولیسمین براہین الاحمدیہ کا جواب لکھنے کے لائق نہیں۔ ضرور ہے۔

۴۲- مولوی- اس مکذب نے تمام مباحث ضروریہ کو ایکجا جمع کرنا شروع کر دیا آریہ کے عام مذہب میں گو کاسہ لیسی- اور جوٹھا کھانا ناپسند ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض بھی لے لئے۔

آریہ- بے شک آریہ کے عام و خاص مذہب میں کاسہ لیسی اور جوٹھا کھانا ناپسند اور ممنوع ہے وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی بنیاد عقل اور علم پر ہے ہاں اسلام یعنے محمدی مذہب جس کی بنیاد صرف شخصی تقلید پر ہے اس میں البتہ جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی ایمان ہے اسی واسطے ہم نے کبھی بھی کاسہ لیسی نہیں کی مگر چونکہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے اعتراض جور اکر اور اُن کی میز کا جھوٹھا اٹھا کر اسکا نام الہام سلام احمدی رکھا تھا پس ہمکو اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ ہم نے صرف جواب دیا۔ ہم نے وہ سارے اعتراض یا جواب اصلی کتابوں سے لئے ہیں نہ کسی عیسائی یا پادری کی تصنیفات سے جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی کا فخر اسلام والوں کو مبارک رہے۔ (غور سے اور ایمان سے دیکھو تکذیب براہین احمدیہ کُل-)-

۴۳- مولوی- عیسائیوں کے ایک ریفارمر نورافشاں نے تکذیب کی مدح میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں ایک جگہ لکھتا ہے "تکذیب براہین احمدیہ ایسی دلچسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا شروع کرو تو دل یہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھے لیجائیے سبحان اللہ کیا سچ ہے الم یر الی الذین الخ دیکھو قرآن کتاب والوں کو یقین لاتے ہیں ساتھ بدکاروں اور نافرمانوں حد سے نکلنے والوں کے اور منکروں کو کہتے ہیں یہ اسلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں" اگرچہ عیسائیوں میں ایسے منصف بھی ہیں جنمیں سے ایک نے مجھے لکھا ہے کہ "تکذیب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والوں کا ہو گا" تکذیب براہین کو بندہ بھی دیکھ چکا ہے۔ بجز یاوہ گوئی کے بجری ہاتھ تو کچھ نہیں آتا۔ ہاں کوئی شخص سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے عیسائی اعتراض سمجھنا کر اپنی لیاقت ضرور جتائی ہے۔ ایسے مباحثہ سے جھگڑے کی کہانیاں اچھی ہیں"

آریہ- اسلام کی صداقت اور آپکے الہام کی دکالت ہو چکی۔ دیکھ لیجئے ایک منصف مزاج عیسائی نے اگر ہماری کتاب پر انصاف سے ریویو دیا تو اسے آپ نے کتنا بُرا کہا اور صرف یہی نہیں بلکہ صفحہ ۹۳ پر بھی یہی رونا رویا ہے آپ نو بموجب وعدہ صفحہ ۳ کے قرآنی آیت کی سند لیکر تہذیب سے لکھنے لگے تھے کیا یہی تہذیب ہے جو آپنے ہماری نسبت صفحہ ۳۰ پر لکھی ہے "مکذب! آپ اپنی شرارت سے لے کر کسی قدر معذور بھی ہیں مگر انسانی ملکی قومی سے اللہ کریم نے آپکو محروم نہیں رکھا" آپ نے تصدیق براہین الاحمدیہ میں مکذب لفظ ہماری نسبت بہت ہی کثرت سے استعمال کیا ہے کیا یہی تہذیب ہے تعصب سے ہماری کتاب کا نام بھی صحیح نہیں لکھا اور جھوٹ لکھ دیا کہ تشویش خبط۔ تنقید وغیرہ کا جواب ہے کیا یہ تہذیب ہے جن حق پسندوں نے ہماری کتابوں کو پسند کیا انکو بھی گالیاں دیں کیا یہی تہذیب ہے کہ آپنے عیسائیوں کو مشرک۔ بت پرست وغیرہ الفاظوں سے یاد نہیں کیا۔ کیا کوئی عیسائی بھی مسلمانوں کو اہل کتاب مانتا ہے یا محمد صاحب کو نبی۔ پس یہ سارے خیالات خام اور بیہودہ ہیں اسلام ہی

"پادری ٹامسن ہاول صاحب فرماتے ہیں "لیکن بے دین و بے ایمان لوگ بجز تعصب بیجا دکھانے کے مسیحی دین کی کسی چھوٹی سی دلیل کو بھی ذراسی جنبش نہیں دے سکتے جیسا کہ مصنف فصل الخطاب کی رد باہ بازیوں پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ جب وہ حق نظر دیکر خداوند مسیح کے چند بشارات پر حملہ کرتے بیجا اعتراض جمانے لگے اور اسی طرح بباعث بے علمی تعصب بے جا کے بے سوچے سمجھے وہ حملہ تو کرتے ہیں

مگر چونکہ تعصب و ہٹ دھرمی کے سبب نور ایمان سے بے نصیب ہوتے ہیں۔ اور واضح رہے کہ فی زمانہ محمدیوں کی ایسی ایسی کوششوں سے بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اب انکے پاس بجز مغالطہ دہی و دھوکہ بازیوں کے اور کچھ ہاتھ پلے نہیں رہا۔ کیونکہ آگے جب تک آپ کے ہاتھ تلوار تھی تو اُس سے ایسا کام چلانے انکو ایسے پیشوا کے ساتھ مایوسی کے گڑھے میں گاڑتے تھے لیکن جب سے تلوار چھن گئی تو یہ وطیرہ اختیار فرمایا کہ مغالطہ دہی و روبہ بازی سے بیچارہ سادہ لوحوں کو دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش فرماتے ہیں" (صفحہ ۴ و ۵)-

"مولوی صاحب۔ آپکے قرآن اور رسول محمد صاحب کی غلطی ہے جو خیال کرتے ہیں کہ آدم وغیرہ کی کتابیں تھیں۔ نہ ہم اس بات کے مدعی اور نہ بتا سکتے ہیں کہ وہ اب کہاں ہیں۔ اگر بموجب دعوے قرآن و احادیث محمدی انکی کتابیں کسی زمانہ میں تھیں تو آپ ہی بتائیے کہ وہ اب کہاں ہیں اور کس قوم کے پاس کتنی مدت تک وہ رہیں۔ ورنہ قرآن و اقوال محمد صاحب کی صداقت ہاتھ سے جاتی ہے -" (صفحہ ۲۲)-

پھر نورالدین صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "افسوس کہ تعصب نے اُن کی عقل و بصارت کو کھو دیا" (صفحہ ۶ سطر ۲) -

"اور طرفہ یہ ہے کہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ سے واضح ہے۔ کہ سنگ اسود بڑا کام کرتا ہے کہ لوگوں کے گناہ اس پتھر پر مڑہتے جاتے ہیں اور لوگ اس پتھر کو چوم چاٹ کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی روز بروز اسے دے آتے ہیں۔ پس یہ وہ کام ہے جو جبرئیل بھی محمد صاحب کے واسطے اُن کے دل کو بار بار دھونے سے نہ کر سکا تھا۔ اور وہ سیاہی اُنکے دل میں جوں کی توں سی رہی کہ جسکے سبب وہ نہ صرف بُری تعلیم طلاق و متعہ و حلالہ و دیوار پرستی و سنگ اسود کی چوم چاٹ و جہاد و قتل و بہشت کے حور و غلمان وغیرہ کے موجد ہوئے بلکہ کبھی کبھی باغواے شیطان بتوں کی بڑی تعریف کر کے اُسپر شفاعت کا بھروسہ بھی کرایا کرتے تھے (دیکھو مظاہر حق جلد ا صفحہ ۳۵۸)- اور یہی سبب تھا کہ محمد صاحب لوگوں پر سے عذاب اللہ کا کچھ بھی دور نہ کر سکے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۹۳- مظاہر حق)

پس اب محمدی صاحب بموجب عندیہ و حوش فہمی مولوی صاحب کے مواحد کیوں نہ کہلاویں کیونکہ کعبہ اور بتوں کی چوم چاٹ سے جواب تک گذارہ چلتا رہا ہے صاف رنگی کا نام اکثر کا چھوہی بتایا جاتا ہے (صفحہ ۹۱۹) پس جبکہ مولوی صاحب کی علمیت و دیانت و ایمانداری کا یہ حال ہے تو پھر خداوند مسیح کی شہادت پر اعتراض کیوں نہ کئے جاویں شرم! شرم!! شرم!!! (صفحہ ۹۴ مظاہر حق) +

التماس آخری

اے ہمارے بچھڑے ہوئے محمدی بھائیو! اور بھارت ماتا کے لخت جگرو! آریہ مسافر کا آخری[1] تحفہ میں تمہاری خدمت میں پیش کر رہا ہوں آریہ مسافر نے جو خدمات تمہاری کی ہیں تم جانتے ہو مجھ سے مخفی نہیں ہو تمکو عرب کی جہالت اور تعلیم کے پنجہ سے چھوڑا کر ست دھرم کی روشنی میں لانا میرے مرحوم بھائی کا مشن تھا تمہارے لئے کن کن تکالیف کو اس نے برداشت کیا۔ اور کیسی کیسی خطرناک آفتوں کا سامنا کرتے ہوئے تمہارے لئے وہ ست دھرم کی منادی کرتا رہا آخر کار اسی پاک فرض کی ادائیگی میں ایک ظالم مکار دغا باز کے ہاتھ سے

[1] گو تحفہ شہید کے سلسلہ میں چار دیگر ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں تاہم کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ مضمون یہ کتاب آریہ مسافر کا آخری تحفہ سمجھا جانا چاہئے۔ ایڈیٹر

اُس نے سچے دھرم پر جان قربان کر دی۔

اے مومن ہونے کے دعویدارو! لیکھرام کا خون کس حال سے تمہاری توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ دنیاوی عزت۔ دنیاوی رعب۔ دنیاوی محبت اور دنیاوی تعصب سب یہیں کے یہیں رکھے رہ جاویں گے پرماتما کے حضور جب تمہارے کرموں (فعلوں) کا حساب ہوگا تو صرف ایک دھرم ہی مددگار ہوگا پھر کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ انمول سمے مفت ضائع جا رہا ہے۔ دھرم (دین حق) سے بڑھ کر اور کوئی مطالعہ نہیں ہو سکتا اور یہی سچائی کے قبول کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل۔ ؟ راعود کرو اسے تنگ دائرے سے باہر نگاہ ڈالو یورپ کے فاضل محقق متفق اللفظ ہو کر کہہ رہے ہیں کہ "دنیا کے تمام مذاہب کا سر چشمہ وید مقدس ہے" عقل پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ سامکاری (عادل) پرمیشور اپنے بندوں کو کسی زمانہ میں بھی بغیر سچی ہدایت کے نہیں چھوڑ سکتا۔ جاہل سے جاہل آتما بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پرماتما کا گیان کبھی معطل نہیں رہ سکتا اور اُس میں رد و بدل ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا عقل کل کو ناسخ و منسوخ سے کیا تعلق ؟ ویدک سنسکرت زبان کی کاملیت ہی اس کے الہامی ہونے کا ایک مذہبی ثبوت ہے۔ ایشور یہ گیان (علم الٰہی) کو قصہ کہانیوں سے کیا تعلق دنیا کے کس حصہ میں ریفارمر نہیں ہوئے۔ انکی کس کس جگہ عزت نہیں ہوئی لیکن کیا انکی محدود تعلیم اور ان کے نامکمل عمل جو کہ خاص خاص وقتوں اور خاص ملکوں کے لئے تھے۔ پرماتما کے اَست (سچے) گیان اور اُس کی اَست عمل کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

عرب کے وحشی ملک میں محمد صاحب نے بہت کچھ اصلاح کی گو انہوں نے بجائے قبول ستیہ (صرف سچائی) پر بھروسہ کرنے کے بارہا مصلحت سے کام لئے۔ قریش کی خاطر کبھی اہل کے مجنوں کو خدا کے وکیل ٹھہرایا اور پھر اپنے پیروؤں کی ناراضگی کے خوف سے اُس آیت کو منسوخ بتلایا کبھی (کمزوری کے زمانہ میں) حلم اور بُردباری کی تعلیم دی اور کبھی (طاقت پکڑنے پر) سیف پیغمبری پکڑ لی۔ کثرت ازدواج کو قطعی روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے چار پر خاتمہ کر لیا۔ بت پرستی کو دور کرتے کرتے لوگوں کو اپنی پیغمبری سے مجبور دیکھ کر کعبہ پرستی کا فتوے دیدیا۔ کہاں تک بیان کروں۔ محمد صاحب کا ایک عمل بتلا رہا ہے کہ وہ معمولی انسان تھے۔ اور ایسی ہی عقل سے کام کرتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے اصلاح کا کام کیا اُس کے لئے تم ہی کیا ہر ایک حق پسند اُنکی عزت کریگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے جس قدر اُنکے افعال ناپسندیدہ اور مذموم تھے اُنکے لئے ہر ایک منصف مزاج افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پیارے بھائیو! شرک کو کفر کہتے ہوئے مشرک مت بنو۔ دیگر ممالک کے بتوں سے منہ موڑتے ہوئے خاص سرزمین کے تعصب میں پھنس کر خاص بتوں کی طرف مت بھاگتے پھرو۔ بھلا سوچو تو سہی کہ سنگ اسود اور شالگرام میں کیا فرق ہے۔ دونوں پتھر اور دونوں بے زبان ہیں جو دلیل تمہیں ایک کی پرستش سے روکتی ہے کیا وہ دوسرے کو بوسہ دینے سے منع نہیں کرتی۔ بت پرستی تو صرف روشنی سے محروم کراتی ہے لیکن انسان پرستی اُس سے بڑھ کر خطرناک ہے وہ صرف سچی روشنی سے ہی محروم نہیں کراتی بلکہ ٹھوکریں بھی کھلواتی ہے۔ محمد صاحب عرب کے جاہل اور وحشی بدوؤں کے پیشوا ہو سکتے تھے۔ لیکن تم تو تعلیم یافتہ ہو اور مہذب کہلاتے ہو۔ محمد صاحب کی تعلیم تمہیں کیا سکھا سکتی ہے۔ امیر عبد الرحمن کابل کے وحشیوں کے لئے بے نظیر حاکم ہے۔ لیکن کیا تم اُسے قبول کر سکتے ہو ہرگز نہیں کیونکہ مہذب قوم کے لئے مہذب گورنمنٹ ہی مناسب ہے۔ البتہ تم محمد صاحب کی تعلیم پر نئی روشنی کا خول چڑھا کر اُسکی اصلی بدصورتی کو چھپانا چاہتے ہو۔ لیکن یہ کب تک دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اور اُس سے سبق سیکھو۔ یورپ میں ایک زمانہ تھا کہ مذہب عیسوی کا بڑا زور تھا کوئی معقول سے معقول بات بھی برخلاف بائیبل کے سننا

نہیں گوارا تھا۔ رفتہ رفتہ سائنس نے ترقی کرنی شروع کی اُسکی روشنی کے آگے بائیبل کو منہ چھپانا پڑا۔ متعصب پادریوں نے بائیبل پر اس نئی روشنی کا خول چڑھانا چاہا۔ دنیا کے بننے کے چھ دنوں کو چھ زمانے بتلایا۔ اسی طرح بہت سی دیگر لغو باتوں کو بہتر سمجھایا لیکن کیا انہیں کامیابی ہوئی ؟ یورپ کی مذہبی حالت سے پوچھو۔

تمہارے اپنے ملک میں تمہارے دیکھتے دیکھتے پرانوں کا مذہب کیسے زور پر تھا۔ ویدک سورج کے نکلتے ہی اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ یہاں بھی پرانوں کی تقلید میں۔ نہیں نہیں یورپ کی تقلید سے پرانوں کا الٹا اور استعارے کرنا شروع ہوا مسز اینی بیسنٹ سی فصیح عورت نے اسا سارا زور اسی میں لگا دیا جو آپکے سامنے ظاہر ہے۔ زیادہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے میرے بزرگوں کی اولادو! پورانے آریوں کی سنتانو! عرب سے تمہیں کیا واسطہ اور سنگ اسود سے تمہارا کیا رشتہ۔ پرماتما کو ساری دنیا کا مالک سمجھو وہ نہ صرف بنی اسرائیل کا خدا اور نہ صرف عرب کے بدوؤں کا وہ نہ صرف ابراہیم کا دوست اور نہ صرف مسیح کا۔ وہ تو جڑ اور چیتن سب کا مالک ہے۔ اُسکا بنایا ہوا وید مقدس دنیا ہے اُس کی شرن آؤ اپنے محدود خیالات کو وسیع کرو۔ اور کل بنی نوع انسان کو بھائی سمجھو مہابھارت میں لکھا ہے

अयं निजः परो वेति गणना लघुचेतसाम् । उदारचरितानां तु वसुधैव कुटुम्बकम् ॥

"یہ اپنا ہے یہ بیگانہ۔ یہ تنگ دلوں کا خیال ہے فراخدلوں کے لئے ساری دنیا ہی اپنا کنبہ ہے"! لیکن کیا تمہاری ہمدردی انسانوں تک ہی محدود رہنی چاہیئے کیا جانوروں کو ماں باپ نہیں ؟ کیا حیوان بے حس ہیں ؟ جواب ملتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

मित्रस्य चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम ॥

"ہر ایک جاندار کو اپنا مِتر سمجھو کسی کو ایذا مت دو"! بھائیو! اب سونے کا زمانہ نہیں ہے یہ کیا کوئی زمانہ کبھی سو سکا نہیں رہا۔ اس انمول جنم کو دیکھ (فضول) مت گنواؤ۔ ہٹھ کو چھوڑ کر۔ تعصب کو چھوڑ کر بچپن کی تعلیم کے اثر سے بری ہو کر ایک مرتبہ سچائی پر غور کرو۔ مقابلہ وید اور قرآن تمہارے روبرو ہے۔ کسی کے اندھا دھند وسواس مت کرو۔ اپنی عقل سے کام لو۔ اپنے آتما کی شہادت مانگو اور پھر جو حق ثابت ہو اُسے قبول کرو۔ ہے دنیا کے مالک اور تمام جیو آتماؤں کے شاسی دیالو آپکی پوجا اسوقت دیاکل ہو رہی ہے آپکو اسے انتہ کرنوں میں رکھتے ہوئے روم روم میں آپکی موجودگی کے باوجود آپکو بھولی ہوئی ہے آپکے سچے گیان اور آپ کی سچی ہدایتوں سے بے بہرہ ہے۔ دیا ساگر! اپنی اپار دیا سے اُن کے دلوں کو صاف دو تاکہ وے تمہارے سچے گیان کو حاصل کر سکیں۔ اوم شانتیہ شانتیہ شانتیہ۔

جالندھر شہر
۱۳ اگست ۱۸۹۷ء

ویدک دھرم کا ایک ادنیٰ سیوک
منشی رام جگیاسو

اشتہارات

ذیل کے دو اشتہارات پنڈت جی نے اسوقت نکالے تھے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی چوچلوں کا ابھی صرف آغاز ہی ہوا تھا۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم

انہیں بجنسہ اس جگہ درج کرتے ہیں۔

اشتہار اول

قادیانی شعبدہ۔

دنیا کھائے مکر سے — روٹی کھائے شکر سے

لبریز تماشائے جنش کون و مکان است — فانوس خیال است کہ گوسد جہان آست

من جنس محقر بود این جان و دل من — انداز نثار من نہ بہ لعد دل و جان است

یک قطرہ ز بحر کرمش ہست کہ بینی — صد جوی روانم نہ پی تشنہ لبان است

روزم ہمہ از وہست کہ و بجنگ بد اندیش

تیغ و قلم تحریر ہمہ تیغ و سنان است

مرزا غلام احمد قادیانی بھی عجیب ڈھنگ کا بشر ہے جو ابتدائے اسلام سے آجتک امت محمدیہ میں پر فتنی اور مکاری میں ایسا ثانی نہیں رکھتا۔ دن دہاڑے ایسی چال چلتا ہے کہ عقلا بھی چکرا جاویں۔ پچھلے شعبدے تو بذریعہ اشتہارات فرداً فرداً ایسے شایع ہو چکے ہیں۔ جنکا جواب اشک قادیانی سے نہ بن پڑا۔ اب ایک اور طرفہ قصہ مذکور ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ جسکو عوام براہین احمقیہ کہتے ہیں صرف ایک روپیہ کی کتاب ہے۔ حضرت مذکور نے اس کی قیمت سو سو پچاس پچاس روپیہ لوگوں سے لیکر آیندہ اسکا تالیف کرنا اور طبع کرانا بند کر دیا کہ اُس میں معاد کی صورت نظر آئی اب اور ایک رسالہ شروع کر کے لوگوں کے روپیہ لوٹنے کی نوبت ہے۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے واضح ہوا کہ رسالہ سراج منیر طیار ہوتا ہے جس کے رد و قدح میں ہماری طرف سے بھی شعلہ نور حسب الحکم خداوندی ملتا ہے تو جب شیوع ہدیہ ناظرین ہوگا بالفعل اشتہار ضمیمہ مذکور کے طمع آمیز مالوں کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ اشتہار کی عبارت کے اول لفظ مرزا اور جواب کی ابتدا میں لفظ جواب تحریر ہوگا۔

مرزا۔ یہ رسالہ اس احقر نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ منکرین حقیت اسلام اور مکذبین خیر الانام کی آنکھوں کے آگے چمکتا ہوا چراغ رکھا جاوے۔

جواب۔ براہین احمقیہ کے چھ سو صفحے بھی اسی غرض سے سیاہ ہوئے تھے مگر افسوس کہ حقیت اسلام اور صداقت خیر الانام ظاہر نہ ہوئی۔ اُسکے سارے ساونی الہامات اور تین سو ساٹھ دلائل اور براہین احمقیہ کا لشکر لیکر خدا کا آنا اور قطب کی طرح اُسکا عمر دراز ہونا وغیرہ وغیرہ سب ثبوت رائیگان گئے اور سب نکمے ہو گئے اب سراج بے نور سے کیا اندھیرا چھا جائیگا یہ تو صدیقوں کے صرصر حملہ سے ایکدم میں گل ہو جائیگا۔

مرزا۔ اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہنوز وقوع میں نہیں آئیں مشتمل ہے۔

جواب۔ آج تک جتنی پیشگوئیاں درج براہین احمدیہ ہوئی ہیں اُن میں کیا خاک اُڑی ہے جو آیندہ نہ اُڑیگی نہ کسی کا نام و نشان ایک ہندو۔ ایک آریہ چند مسلمان مجہول عجائب الف اللہ اور بدر منیر کی سی حکایتیں جھوٹے قصے فضول افسانے تمام کتاب خود ستائی سے مملو خدا نے مجھے عیسیٰ بنایا جیسے موسےٰ کے ساتھ کہا گیا۔ محمد صاحب حضرت علی فاطمہ اور حسنین میرے مکان پر آئے اور حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنے زانو پر رکھا اور سب اولیاؤں سے بڑھ کر ہوں فلان جگہ سے میرے پاس دس روپیہ آئے۔ فلان شخص کا بیٹے تپ دق کھویا اور یہ کہا اور وہ کہا۔ اصلیں دیکھو تو نہ کسی کا سر نہ پاؤں طبع زاد قصے ابلہ فریب باتیں اور قادیانی دھوکھے۔

مرزا۔ خدا نے اِس ناکارہ کو اپنے بعض اسرار مخفیہ پر مطلع کر کے بار عظیم سے سبکدوش فرمایا ہے

جواب۔ بھلا تو یہ قیاس بھی ہے کہ ناکارہ آدمی کو خدا نے اپنے مخفی اسرار بتا دیئے اور وہ اسرار یہ ہوں کہ مرزا کے پاس فلاں جگہ سے دس روپیہ آویں اور مرزا کے بیٹا ہو۔ اور مرزا کا فلاں دوست وکالت میں پاس ہوگا اور فلاں ناخود بھلا حضرت قادیانی کی سبکدوشی کیونکر ہوئی جبکہ اعتراضات کا بھاری بوجھ اُسکی گردن پر ہے جس سے قیامت تک نجات وہم و قیاس سے افزون تر ہے۔

مرزا۔ حقیقت میں اُسکا فضل ہے جسنے چار طرفہ کشاکش مخالفوں سے اس حقیر کو مخلصی بخشی ہے

جواب۔ اسکا نام فضل نہیں ہے بلکہ قہر ہے کہ آپکی ضلالت اور بطالت کا باعث ہو رہا ہے اور مخالفین سے مخلصی نہیں بلکہ سخت عذاب میں گرفتاری ہے۔ جو آپکے حق میں نہایت موجب گریہ و زاری ہے۔

مرزا۔ یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور چند ہفتوں کا کام ہے۔

جواب۔ ہمکو بھی یہ الہام ہوئے کہ چند جھوٹے قصوں کا اس میں انضمام ہوا ہے جنکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے۔ بلکہ از اول تا آخر مجموعہ خیال ہے۔

مرزا۔ اس رسالہ میں تین قسم کی پیشگوئیاں ہونگی اول وہ پیشگوئیاں کہ جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں۔ تیسری وہ پیشگوئیاں جو مذہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

جواب۔ یہ سب فریب ہے نہ کچھ رنج کا ذکر ہوگا نہ راحت کا نہ حیات کا نہ وفات کا اپنی تعریف اور اپنے معاونوں کی توصیف جا بجا درج ہوگی۔ انشاء اللہ ہنگام طبع ناظرین پر سب حقیقت کھل جاویگی جیسے براہین احمقیہ سے ظاہر ہے اور اُس کے مطالعہ الہامات سے باہر۔

مرزا۔ ہم نے صرف بطور نمونہ چند نامی آریہ صاحبوں اور چند قادیان کے ہندوں کو لیا ہے جنکی نسبت مختلف قسم کی پیشگوئیاں ہیں۔

جواب۔ چند نامی آریہ صاحبان وہ ہونگے۔ جنہوں نے مرزا کا مکر و فریب جو بذریعہ اشتہارات شائع کیا ہے اور قادیان کے ہندو وہ [illegible] معاہدہ کرنیوالے ہونگے۔ جنہوں نے علیحدہ اشتہار چھپوا دیا تھا کہ نہ ہم نے وعدہ ایک سال تک الہام لکھی کا کیا نہ ہم اُس کے الہام کو راست مانتے ہیں یہ سب مرزا کی جعلسازی ہے۔ خود ہی مسودہ بنایا۔ خود ہی نام لکھ دیا۔ خود ہی چھپوا دیا۔ اگر اپنی ذات کو لیتے تو بہتر تھا۔ کیونکہ جگ بیتی سے آپ بیتی کا قصہ معتبر ہوگا۔

مرزا۔ اور اسی کے قریب یہ بھی حال ہے کہ خداوند کریم ہماری محسن گورنمنٹ کو جسکے احسانات سے ہمکو یہ کامل فراغت حاصل ہے۔ ظالموں کے ہاتھ سے اپنی حمایت میں رکھے۔ روس منحوس کو مجبور کر کے ہماری گورنمنٹ کو فتح نصیب کرے تا ہم وہ بشارتیں اگر ملیگی تو درج کریں انشاء اللہ تعالٰی۔

جواب۔ اس الہام میں مرزا شاید انگریزوں کی فتح اور روس کی شکست بتائیگا تاکہ انگریز خوش ہو کر اُسکو ثانی عیسیٰ مانیں مگر یہ خیال خام ہے۔ دانایان فرنگ ان فریبوں کو خوب جانتے ہیں اور ایسے شعبدوں سے بخوبی واقف ہیں ہاں اگر مرزا کو الہام کا دعوے ہے تو جنگ روس و انگلش کا مفصل حال لکھے کہ فلاں مقام اور سنہ میں لڑائی ہوگی۔ اور فلاں فلاں مشہور اشخاص کام آوینگے اور فلاں گروہ مظفر و منصور ہوگا وغیرہ وغیرہ مفصل حال لکھکر دوسری براہین احمقیہ چھپوائیے۔ تاکہ الہام کی حقیقت روشن ہو جاوے ورنہ ایک نجومی کا قصہ شاہد حال ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ پر کوئی غنیم آیا اُسنے ایک نجومی سے پوچھا کہ اسکے سر پر فتح ہوگی یا شکست نجومی نے کہا کہ آپکی فتح ہوگی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا لکھ دو۔ اُسنے فوراً لکھ دیا۔ جب نجومی گھر میں آیا تو گھر کے لوگ اُسکو تنگ کرنے لگے کہ لکھ دینا مناسب نہ تھا غیب کی بات ہے خبر نہیں کیا ہو۔ اُسنے کہا بیٹے جو کچھ کہا ہے سمجھ کے کہا ہے اگر اسکی شکست ہوگی تو ہم سے کون پوچھیگا اگر فتح ہوئی

تو پانچوں گھی میں ہونگی۔ قادیانی نے یہی سمجھا ہوگا کہ اگر انگریزوں کو فتح ہوگی تو ہم ملہم سچے ٹھہرینگے ورنہ خدانخواستہ غدر میں کون پوچھے گا۔ اور اس کے خیال میں جنگ کا ابھی اُس کی زندگی میں ہونا ہی غیر ممکن ہو۔

مرزا۔ چونکہ پیشگوئیاں اختیاری بات نہیں کہ ہمیشہ خوشخبری پر دلالت کرے۔

جواب۔ شاید خوشخبری آپ کے مخالفوں کے لئے اختیاری نہیں اور اپنی ذات اور معاونین کے لئے درم خریدہ معلوم ہوتی ہے۔ ایسے معاونوں اور ذات خاص کی نسبت کوئی نحوست۔ مذہبی حیات اور ممات کا الہام نہیں دیکھا۔ جناب کا بھی یہ خوب قاعدہ ہے کہ یک طرفی ہی جنم دن کر رہا ہے اور زبانی معرکے سے نیرو کا ذیں ڈر رہا ہے۔

مرزا۔ اس لئے ہم یہ التماس تمام اُن مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع پاویں۔ جیسی کہ خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت ہو تو اس بندۂ ناچیز کو معذور تصور فرماویں۔

جواب۔ عجز و انکسار کا کیا موقع ہے۔ عقلا موت فوت کی خبر سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ احسان مانتے ہیں۔ مگر مکاروں سے ضرور لڑتے ہیں۔ آپ کسی کی وفات ممات کا حال اگر درج رسالہ کریں تو ختم ذکر کے پہلے اپنی اور اپنی اولاد اور تمام کنبہ کو بھی اس نمبر میں شامل کر لیں تاکہ راست سمجھی جاوے اور اگر صرف مخالفوں کی ہی نسبت دریدہ دہنی کی تو پھر ہمارے حملے بھی آپ جانتے ہی ہیں قبر تک بھی سچا جھوٹا متشکل ہوگا اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر پیشگوئی مطابق نہ نکلی تو پھر بھی شرماؤ گے۔ ہاں پیشین گوئی تو اس کا نام ہے ہم کہتے ہیں کہ آپکی پیشینگوئی لغو ہوگی اور اُس کی بلا آپ کے سر پر پڑیگی۔

مرزا۔ بالخصوص منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ کی نسبت غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ ہوگا۔

جواب۔ جو جفت نماید جفا جوئے را + بہ سر جاش درہم شکستند پارا۔ بس حضرت جناب منشی اندرمن صاحب دام اقبالہم و اجلالہم سے مباحثہ تو کر چکے اب بھٹیاریوں کی طرح دست و گریبان ہو جانے پر آمادہ ہو جاؤ گے اور دشنام دہی اور بداندیشی پر آمادہ ہو جاؤ گے ؎ مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند + ہر کسے بر خلقت خود مے تند + اگر آپ کو مخالفین کے ہی بارے میں خبر ہوتی ہے تو اہل اسلام میں سے ملا عبدالرحمن صاحب قصوری اور لودہیانہ و دیوبند کے چند علماء جنہوں نے آپ کے حق میں کفر کا فتوے لگایا اور محضر نامہ بھی بہ ثبت مواہیر تیار کیا آپ کی پیشین گوئی حیات و ممات سے کیوں محروم رہے نہ آپکی سلک کو صاف دھوکے دہی ہے آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔ محض طول و فضول پیچدار عبارتیں لکھنا آپ کا شیوہ ہے جیسی کہ براہین احمدیہ میں پر کر رکھی ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ انشاء اللہ بر وقت سبوح رسالہ مذکور ناظرین خود دیکھ لینگے۔ یہی الہام ہے بجائے پنڈت لیکھرام لیکھ رام لکھدیا اے جناب پنڈت لیکھرام صاحب کی نسبت مخبر ہوا۔ جب دہ چھ ماہ قادیاں میں ہو کر آپ کے الہام دیکھنے کے مدعی رہے اور طرح طرح کے اشتہارات چھپواتے رہے اُس وقت کچھ نہیں آیا اور رگ اٹھاتے رہے۔

مرزا۔ ان صاحبوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہم دل سے کسی کے بدخواہ نہیں۔ خدا جانتا ہے ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔

جواب۔ خدا خوب جانتا ہے کہ آپ جیسا کوئی بدخواہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے آپکی خیر خواہی بدخواہی کا مول صرف پانچ سات روپیہ ہی ہے جسنے کچھ دیدیا اُسکے خیر خواہ ورنہ بدخواہی میں تو کچھ کلام نہیں

مرزا۔ اور بدی کی جگہ نیکی کرنیکو مستعد ہیں۔

جواب۔ آپ میں نیکی کرنیکا مادہ ہی نہیں آپکی نیکی علم متفرع ہے کہ جن مسلمانوں نے کچھ نہ دیا اُنکو براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ وہ جیتے ہی مر جائیں اور جن نواب صاحب نے آپکی کتاب نہ خریدی اُنکی کیسی اہانت کی۔ مرزا امام الدین صاحب ایسے بیچارا دکھائی کے تو آپ بجائے مشکوری دشمن جانی بنگئے کہ انہوں نے آپکو اس مکر و تزویر سے منع کیا تھا۔

مرزا۔ اور ہر نوع کی ہمدردی سے معمور اور مخمور ہے۔

جواب۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد یہی ہمدردی ہے کہ بنی نوع انسان تو ایک طرف خاص اپنے حقیقی بھائیوں کی نسبت اپنے اشتہار کے آخری صفحہ کی سطری سطر میں لکھتے ہو کہ میرے حقیقی بھائیوں کی جڑ کٹ جائیگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہو جائینگے اور خدا اُنپر بلا نازل کریگا یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا اور اپنی نسبت لکھا ہے کہ میری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلیگی اور میرے گھر برکتوں سے بھر جائینگے اور میری اولاد منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی وغیرہ وغیرہ۔ ناظرین غور کریں کہ بنی نوع کی ہمدردی ہے یا خود ستائی والی دردی ہے۔ ہمدردی تو اسکا نام تھا کہ جیسا مرزا نے لکھا ہے اس کے بالعکس لکھتا یعنی اپنی جڑ کاٹتا اور آپ لاولد رہتا اور خود مورد بلا ہوتا اور اپنے گھر بیواؤں سے بھرتا۔ **قطعہ**

شنیدم کہ مردان راہ خدا ۔ دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام ۔ کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

مرزا۔ لیکن جو بات کسی مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کچھ ربح منکشف ہو تو ہم اس میں بکلی مجبور ہیں۔

جواب۔ ہاں اگر اپنی ذات اور عیال و اطفال اور موافقین و مخالفین کی نسبت کوئی خبر یکساں درج ہوگی تو بیشک باعث مجبوری ہے ورنہ قطعی مکر و فریب مفہوم ہوگا اور عام و خاص کی رائے میں قادیانی معلوم ہوگا۔

مرزا۔ ہاں ایسی بات کے درج نکلنے کے بعد جو کسی کے دل دکھنے کا موجب ہوگا۔ ہم سخت لعن طعن کے لائق بلکہ سزا کے مستوجب ٹھہرینگے۔

جواب۔ لعن طعن سے آپکو کیا ڈر ہے۔ بلکہ باعث کرّ و فر ہے آپکے معاونین کہا کرتے ہیں کہ لعن طعن سے ترقی مناسب ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے پیغمبروں پر ہوتی رہی۔ اگر بصورت تخلف ہاتھ و زبان کٹوائے جانے کی شرط ہوتی تو بیشک دوسروں کے لئے کچھ نفع عبرت ہوتی سنا گیا ہے کہ آپ کی طرح پہلے بھائی تھمن سنگھ ساکن موضع بچھوانہ علاقہ پٹیالہ نے بھی مہاراج کرم سنگھ صاحب سرگباشی والی ریاست پٹیالہ کی نسبت ایسی پیشینگوئی کی تھی۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُنکو بلوا کر نظر بند کر دیا تھا تاکہ مدت معینہ تک اگر میں زندہ رہا تو سمجھ لونگا ورنہ آپ غیب داں ہو چکے جب مدت مذکور گذر چکی اور حضور دام اقبالہم کا بال بیکا نہ ہوا تو بھائی صاحب کی زبان کٹوادی گئی۔ تاکہ یہ زبان پھر کسی کے لئے باعث دل آزاری اور موجب اضطراری نہ ہو سچ ہے

؎ بہوش باش کہ سر در سر زبان نہی ۔ زبان سرخ سر سبز میدہد برباد

اب تک تو امن چین رہی۔ لیکن پچاس برس گئے بعد اب آپ میں وہی وصف پائے گئے مبادا کہ حکام انگلشیہ براہ سیاست آپکے حق میں بھی ویسا ہی سلوک کریں کہ ہر کس و ناکس غیب دانی کا مدعی نہ بنے قصہ کوتاہ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔

مرزا۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے۔

جواب۔ جبکہ آپکے نذیر و بشیر نے موافق آیات سورۂ تحریم کے قسم کھائی اور توڑ ڈالی

تو آپکی قسم کا کیا اعتبار ہے جبکا فقط دو چار روپیہ پر مدار ہے نیک نیتی یہی ہے کہ جدی بھائیوں کی جڑ کاٹتے ہو اور اسی نسل پھیلاتے ہو۔ ایک روپیہ کی کتاب کے سو سو سوالچاس لیتے ہو لوگوں کی طرف سے جعلی دستخط کرکے جھوٹے خط چھپواتے ہو بیویوں کے جھلّے مرکیاں تک اتروا لیتے ہو کتاب چھپوانے کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتے ۱۰ برس تک غبن کر اڑا دیئے۔ لوگوں کو زکوٰۃ نکالنے حج کرنے اور مسجد بنانے سے مانع آتے ہو اور جو آپ سے ملنے آتا ہے اس سے پانچ چار روپئے لئے بغیر نہیں کرتے اور یہی نیک نیتی ہے کہ مخالفین کا مرنا چاہتے ہو اور یہی نیک نیتی ہے کہ جناب منشی اندرمن صاحب مرادآبادی کو رجسٹری شدہ اشتہارات بھیجکر مباحثہ کرنے اور الہام دکھانے کے لئے تین سو کوس سے بلوایا۔ جب حسب وعدہ روپیہ دینے پڑے تو فوراً بھاگ گئے اور اساعو چھپوا دیا اور جب جناب منشی اندرمن صاحب وطن کو تشریف لیگئے تو پھر جھوٹھے استہارات کا جاری کرانا شروع کرایا اور کہتے ہو جو مسلمان میرے قدم پر چلیگا اسی کی نجات ہوگی اور دنیا بھی اور ایسے تیئیں سب اولیاؤں سے بزرگ تر بتلاتے ہو الحق کہ آپکی نیک نیتی کہاں تک لکھی جاوے کہ ناحق ناظرین مطالعہ سے کلفت اٹھاویں آپکے استہارات و کتابات کچھ معتمہ نہیں کہ دقت ہو۔ طامایاں سمارا من خوب می شناسم۔ ابن جبہ و عصا را من خوب می شناسم

مرزا۔ ہمکو خدا سے نسبت اپنے بعض جدی اقارب کی نسبت اپنے بعض دوستوں کی نسبت اور بعض اپنے فلاسفر قومی بھائیوں کی نسبت اور ایک دیسی امیر نو وارد پنجابی کی نسبت بعض متوحش خبریں مثل موت فوت کے منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں جو بعد تصفیہ لکھی جائیگی۔

جواب۔ مرزا آجتک تو آپکو اسی نسبت کوئی خبر متوحش نہ ملی۔ خدا کو بھی حرات نہیں کہ آپ کی نسبت بُری خبر بھیجے۔ خوف کے مارے تمام حرب و رد بخش و نشاہ افزا بھیجتا ہے۔ بعض جدی اقارب سے مراد مرزا امام دین صاحب وغیرہ آپکے چچا زاد بھائی ہیں جو آپکا مکر ظاہر کرتے ہیں دوستوں سے مراد قادیان کے دس ساہوکار ہونگے۔ جنہوں نے آپکا بطلان کیا تھا اور فلاسفر قومی بھائیوں سے مراد ابو عبدالرحمن صاحب قصوری اور دیوبند اور لودہانہ کے بعض علماء سے ہوگی جنہوں نے کفر کا فتوے آپکے حق میں دیا۔ اور دیسی امیر نو وارد بھی کوئی ایسا ہی روشن ضمیر ہوگا جس پر آپ کی حقیقت کھل گئی ہوگی۔ اور جب منجانب اللہ آپکی نسبت متوحش خبریں منکشف ہو چکی ہیں تو تصفیہ کس سے ہوگا اور منصف کون بنے گا محقق ہوں تو آپ جیسے ہوں۔ جو اللہ کی خبروں میں بھی مشکک ہیں ؎

نگہدار آں شوخ در کیسہ دُر کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

مرزا اور ایک کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تقدیر معلق ہو تو دعاؤں سے ٹل سکتی ہے اس لئے رجوع کرنے والے مصیبتوں کے وقت مقبولوں کی طرف رجوع کرتے ہیں

جواب۔ آپ تو مقبولوں کے سرغنہ ہیں اور آپکی دعا تو تقدیر معلق کو باسلوبی تمام ٹال سکتی ہے۔ ہم بھی چند نامی اشخاص کے نام لکھتے ہیں ذرا آپکی مراد بھی پوری کیجئے نواب صاحب کوٹلہ کو تھوڑے دنوں سے خلل دماغی ہے۔ رامپور کے نواب کو بھی تھری وغیرہ کی بڑی مرض ہے۔ صدیق حسن خاں بھوپال معزول ہیں اور انکی نسبت جو مقدمات اور غبن مال سرکاری دایر ہیں انسے نہایت ملول ہیں انہیں کے متوسل ایک ناظم صاحب بجرم ظلم و تعدی دس سال کی قید میں مبتلا ہیں۔ جناب بیگم صاحبہ والی بھوپال صدیق حسن خاں معزول کو تین لاکھ روپیہ دیکر خارج کرنا چاہتی ہیں انکا ارادہ فسخ کیجئے ایک ریاست کے ایک معزز اہلکار مشتاق ہیں کہ ممبر کونسل ہو جاویں دعا کا لٹکہ دکھلایئے تاکہ جراء ریاست سے آپکی خوب مدد کریں اور لوگوں کو دو دو چار چار روپیہ کی تکلیف نہ

دس اور ایک نائب ناظم ریاست پٹیالہ کی آنکھیں آپکے غایب مطیع ایک ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے معالجہ میں جاتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پر احسان کیجئے۔ آپنے اُن سے بمرور ایک سال وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم بمرور دعا کرتے ہیں۔ ایک سال کامل ہو گیا اب تو انکے بھی بمر آگیا ہوگا اور جانے دو شاہ برہما کی طرف توجہ کیجئے کہ انکو کوئی ملک ملجاوے۔ مرزا صاحب نے تحصیل زر کی ترکیب خوب سوچی ہے کہ پہلے لوگوں کو ڈراویں اور پھر دعا کے بہانے اُن کو لوٹیں۔ مگر میرا تجربہ تو یہ ہے کہ کوئی سادہ لوح بھی آپ کی کھوکھلی دعاؤں پر یقین نہ کریگا۔

مرزا۔ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے تو وہ مختار ہیں کہ یکم مارچ سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شایع ہو۔ ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھکو اطلاع دیں تاکہ وہ پیشگوئی جسکے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جاوے اور موجب دل آزاری سمجھکر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دیجاوے۔

جواب۔ آپکی علت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپکی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑھاویں اور تحریریں بھیجدیں آپسے کوئی نہیں ڈرتا بے شک جی کھولکر درج کیجئے اِدہر ہمارا اشتعلہ طور بھی بیدار ہوتا ہے ہم بھی ایسا الہام سنائینگے اور غیب کی باتیں بتائینگے۔ مگر ناظرین کو آپکے الہامات کی قسم کہ کوئی صاحب سہواً یا عمداً کوئی تحریر مرزا کے پاس نہ بھیجیں۔ تاکہ معاون افترا پردازی نہ ہوں۔ کہیں مومن خاں کے شعر پر ناظرین صاحب عمل کریں ؎

خواہم از درد فراق تو بغر دار رسم حوش کنم خاطر از وعدہ پشیمانی ترا

مگر مرزا صاحب! خود بھی خبردار رہنا کہ جیسے قادیان کے دس ساہوکاروں کی طرف سے جعلی خط مشتہر کیا تھا۔ کوئی قادیانی فریب بنا کر درج رسالہ نہ کر دینا ہم منتظر ہیں فوراً آپکا کچا چٹھا کھولا جائیگا مرزا نے اشتہار کے مشتہر کرنے میں یہ بھی سوچا ہوگا کہ دیکھیں کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں تاکہ اس میں پہلو بچائے جائیں ؎

ز منجنیق فلک سنگ فتنہ مے بارد من آبلہانہ گریزم در آبگینہ حصار

فریب کی بنیاد نہیں ہوتی ایک پہلو بچا ئینگے۔ دس پہلو اور نکل آوینگے افسوس کہ جس چیز کی افشا کا خدا کا منشا ہو اور آپ اخفا کریں ورنہ یہاں تو امورات دل آزاری کو چھپانیکا منشا ظاہر کیا ہے اور آخر صفحہ اشتہار پر دیکھو اپنے جدی بھائیوں کی نسبت کیا کیا سخت کلامیاں کی ہیں اور براہین احمقیہ میں کیا کیا بکواس کی ہے۔

مرزا۔ مجملہ اُن پیشگوئیوں کے جو مفصل اس رسالہ میں درج ہونگی پہلی ایک پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے آج ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں برعایت اختصار کلمات الہامیہ نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے۔

جواب۔ یہ محض خلاف ہے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی کیونکہ اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے کسی وقت اور کسی مقرب بارگاہ اللہ تعالےٰ سے آپکا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن بھاگن سدی ایکادسی سمت ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزرا ہوا تو آپکی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالےٰ میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص نور دزا ازل سے مکار و غدار۔ اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور زمانہ آیندہ میں ایک شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے۔ میں نے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دی جاتی سزا نہیں دی جاتی اس لئے کہ گمراہ کرنا ہے فرمایا ابھی اُسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا

دستاویزی بیسے عرض کی کہ پچھلے جنم میں وہ کون تھا فرمایا گیسی لومڑی تھی جو مکر و فریب سے جنگل کے جانوروں کو کھایا کرتی تھی وہی مکر و فریب اُس کی ذات میں ہیں صاحبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لوح محفوظ دکھلائی جس میں سب مکاشفوں سے اول نام ناسی درج تھا اس لئے عرض کی کہ خداوندا اُس نے یہ اشتہار جاری کیا ہے کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض جھوٹ ہے جیسے کوئی الہام یا پیشگوئی اسکو نہیں سنائی جو بیان کیا ہے یا لکھے گا اس کے برعکس ہوگا۔ تو جا اور بذریعہ اشتہار اس کا جھوٹ مشتہر کر تاکہ میرے بندے نجات پاویں۔ الماموری مجدد وقت۔

مرزا صاحب! میرے مضمون سے آپ کو رنج نہ ہو میں تو باتباع حکم الٰہی عرض کر رہا ہوں۔ اگر کچھ میری ساوٹ معلوم ہو اور تصدیق مطلوب ہو تو جب آپ خدا سے ہمکلام ہوں تو پوچھ لیجئے گا۔ اگر الہام ہوتو فقرات الہامیہ کو مثل آیات قرآنیہ سمجھئے ورنہ آپ کو اختیار ہے وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مرزا۔ پہلی پیشگوئی۔

جواب۔ جبکہ یہ سب سے اول پیشگوئی ہے تو آپ کے ہی قول کے موافق اور تمام پیشگوئیاں جو اس سے پہلے درج براہین احمدیہ ہو چکی ہیں جھوٹی ہوئیں حالانکہ دروغگو را حافظہ نباشد جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کے بولے

مرزا۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں

جواب۔ رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا۔ آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور آپ کی بات میں اعتبار نہیں رکھتے ہیں۔

مرزا۔ تیری دعاؤں کو میں نے سنا اور اپنی رحمت سے بپایہ قبول جگہ دی۔

جواب۔ خدا کہتا ہے جھوٹوں کا جھوٹا ہے میں نے کبھی اُس کی دعا نہیں سنی اور نہ قبول کی۔

مرزا۔ تیرے سفر کو جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا

جواب۔ خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا ہے آپ نے شاید لودہانہ میں بنا کر رسالے میں جلسہ کے متعلق جو کس طرح سے مبارک سمجھا ہوگا۔

مرزا صاحب کو وہ طوائف بہت یاد معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر لودہانہ چھوڑ کر کنجر کی سرائے پسند کی اور وہاں اصحاب کی مدد میں طوائفوں کا مال جو سترہ مجمری میں جمع دائم ہے ساتھ لیا اسلام میں مرزا صاحب نے بلیٹ فارم پر بولیں۔ کسے سیاہیوں سے دھکے کھائے اور سٹیالہ میں امرا اور وزراء سے خوب روپے اوڑائے۔ قصہ مختصر یہ کہ ایک سر نہیں ہے جس سے مدد نہ کی ہو ہار کر رات کو بھاگ اٹھے۔ مگر اس سفر میں اعلیٰ وجہ کی مبارکی یہی کنجری کے مکان میں پیادہ ہونے کی ہوگی۔

مرزا۔ موعود اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

جواب۔ خدا کہتا ہے قہر کا نشان دیا ہے رحمت کا نشان تو صرف ساکر کی سرائے تھی اور بس۔

مرزا۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔

جواب۔ الہی تو نے اسے مکر و مکار تجھ پر آلام

مرزا۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ میں تیرا مصنوعی کوشش ناکام کرونگا اور تیرے ساتھ کر جہنم میں ڈالونگا

مرزا۔ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو

جواب۔ آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ محض بے حال جام تھا اور جسکا نام قرآن تھا رہ مرتبہ سے برگزان تھا۔ اب مرزا کی ولادت سے شرف و مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہوگا۔

مرزا۔ اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

جواب۔ مرزا جی کے بیان سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ موجود تھا اور حق معہ اپنی تمام برکتوں کے مفقود۔ اب ساحرقادیانی کے وجود سے حق آویگا اور باطل جاویگا۔

مرزا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔

جواب۔ پہلے پیشوایان کے ساتھ کون تھا کیا میاں نے غوں تھا اللہ جلا کا نہ وہاں تھا کہ میں مرزا کا ساتھی نہیں اُسکا مددگار شیطان ہے۔

مرزا۔ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اُس کے رسول کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشان ملے۔

جواب۔ انکار ساد ہے کہ آریہ مراد ہیں ہے اور وید اقدس میری کتاب ہے۔ رہنما میرا رسول ہے جن کا اُس پر ایمان ہے۔ وہ مومن اور میرے وجود کے قائل ہیں اور جو اس سے منکر ہیں وہ کافر اور شیطان کی طرف مائل ہیں۔

مرزا۔ تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام لڑکا تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا۔

جواب۔ خدا نے یہ فقرہ سُنکر مُسکرا کے فرمایا کہ تو اس وقت کو سمجھا عرض کیا کہ میں دو سو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے فرمایا کہ مرزا اڑتالیس برس کا ہوچکا ہے۔ اب یہ پچاس سالہ ہے اور سلطان احمد اور فضل احمد اس کے دو فرزند ہیں جن میں ایک ستائیس اور دوسرا پچیس سالہ ہے اور اب اس کے ڈیڑھ سال ہوا کہ نئی شہوت ہو کر ایک جوان خوبصورت عورت سے اور شادی کی ہے۔ سیا بہ روز کی مکا نہیں ہے وہ حاملہ ہو گئی ہے اُس سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام پاک لڑکا رکھا ہے۔ میں پہلے ہی کہا کیا واقعی لڑکا ہوگا۔ فرمایا نہیں لڑکی ہوگی مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اُسوقت ضرور فریب کھیلے گا اور اُسوقت ہم تجھکو اطلاع دیں گے۔

مرزا صاحب اب یہ سوال ہے کہ آپکے یہ لڑکا ایک دفعہ ہوگا یا دوسری تو بہت الہام ہیں تاہم عبارت اصل لکھی ہے کہ اگر اب کی دفعہ لڑکا ہوگیا تو الہام سچا ہوا ورنہ دوسری دفعہ کی تاویل بتاوینگے۔ کیوں صاحب اب خدا نے آپ کو پاک اور زکی لڑکا دینے کی بشارت دی ہے۔ کیا پہلے لڑکے دو لڑکے مطہر ناپاک۔ غبی ہیں اور کیا اپنی ذریت کے ہونے میں کچھ شبہ بھی ہے۔ مرزا صاحب واقعی اب آپکی حالت معیبوں کے ساتھ خوب مشابہ ہو چلی۔ محمد صاحب نے بھی ساٹھ سال کی عمر میں آٹھ دس سالہ حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔

مرزا۔ اُسکا نام عموائیل اور بشیر بھی ہے۔

جواب۔ ہم نے سنا۔ خدا کہتا ہے اُسکا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔

مرزا۔ اُس کو مقدس روح دی گئی۔

جواب۔ کیا آپ کو شاید شیطانی روح عطا ہوئی ہے اور اُسکی نسبت یہی کہنا چاہئے کہ ناپاک اور پلید روح دیگئی ہے

مرزا۔ وہ نور اللہ ہے۔

جواب۔ وہ دیجور ظلم کھلا ہے۔

مرزا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ آسمانی گولا نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا ہے۔

مرزا۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔

جواب۔ آجتک مرزائی فرقہ میں عموماً اور مرزا صاحب پر خصوصاً قہر کا سایہ تھا جو اُس مغضوب ربانی کے سبب جہان میں آیا تھا

مرزا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

جواب۔ شاید وہ صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا۔

مرزا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اعوذ از شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کر کے واصل فے النار کریگا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑیگا اور اُسکا نام خردجال ہوگا۔

مرزا۔ وہ کلمتہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے

جواب۔ خدا اسے ناپاک بتلاتا ہے۔ جس کو شیطان نے اپنی شیطنت اور بے حمیتی سے بھیجا ہے

مرزا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔

جواب۔ وہ نہایت غبی اور کودن ہوگا۔

مرزا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم رہیگا۔

مرزا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اس لئے معنے سمجھ میں نہیں آتے۔

جواب۔ خدا نے اُس کے معنے مجھکو بتلائے ہیں کان لگا کر سن لیجئے کہ ایک تو طلحہ اور دوسرے اسود عیسٰی نے پیغمبری کا دعوٰے کیا تھا اور اب غلام احمد قادیانی کر رہا ہے یہ جنین بھی دعوٰے رسالت کر کے تین کو چار کریگا قیاساً یہ صورت بھی ہو سکتی ہیں۔ ایک آپ دونوں آپ کی بیوگان۔ چوتھا وہ۔

مرزا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے غلام جان بدبخت خسرۃ الدنیا والآخرۃ مصدر باطل العاطل

مرزا۔ کان نزل من السماء۔

جواب۔ خدا کا یہ فرمان ہے کان الشیطان ورد عن الفلک مرزا اُس کا نزول تو آسمان سے ہوتا ہے آپکا اور آپ کے دونوں فرزند سابقہ کا نزول کہاں سے ہوا تھا۔

مرزا۔ جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا آپ اور آپکے دونوں فرزندوں کا ظہور نامبارک اور قہر الٰہی کے ظہور کا باعث ہوا تھا۔ اُسکی نسبت کیا خدا کا یہی ایما ہے۔

مرزا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔

جواب۔ آیا آپ اور آپکے دو نو لخت جگر ظلم محض تھے جنکو خدا نے اپنے قہر غضب کے قطران سے متعفن اور گندہ کیا اُسکو بھی خدا اسی ہتھیلی کا بٹا بتاتا ہے۔

مرزا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس پر ہوگا۔

جواب۔ پہلے ثلاثہ کاملہ میں کسکی روحیں پڑی ہیں اور کس کے زیر سایہ ہے اُس کی نسبت تو خدا کا یہ فرمان ہے کہ اُس میں شیطان کی روح پڑیگی اور خدا کا غضب اُس پر برسے گا۔

مرزا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ محض جھوٹھ ہے جلد جلد تو مرغی کا بچہ یا چار پایہ کا نطفہ بڑھتا ہے اگر وہ اُسی کا بچہ ہے تو آہستہ آہستہ پرورش پائیگا۔ بھلا مرزا صاحب آپ کے قول کے موافق وہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہو جائیگا اور پہلا ثلاثہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہوتا رہا ہے۔

مرزا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا پہلا ثلاثہ امیر فقیروں کی قید کا باعث ہوا ہے اب خدا کہتا ہے وہ دائم المحبس ہوگا۔

مرزا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔

جواب۔ پہلا ثلاثہ کیوں گمنام رہا۔ اب خدا کہتا ہے محض خلاف ہے اُس رذیل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جانینگے۔

مرزا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔

جواب۔ ثابت ہوا کہ آجتک سب فرقہ اسلام کی برکت سے محروم ہیں اور مرزا صاحب کے اندر گویا ابھی برکت معدوم ہے اب اُس برکت سے برکت پائینگے ور اپنا نام چھپائینگے

مرزا۔ پھر اپنے نفس ناطقہ سے آسمان کیطرف اٹھایا جاویگا۔

جواب۔ کیا اُسکے سوا ثلاثہ سابقہ گنج قارون کی طرح تحت الثرٰے میں چلا جاویگا

مرزا۔ پھر بشارت دی تیرا گھر برکت سے بھر جائیگا اور میں اپنی نعمتیں تجھپر پوری کرونگا۔

جواب۔ معلوم ہوا کہ اب تک ساحر قادیانی کا گھر نحوستوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور خدا کی کوئی نعمت اسپر پوری نہیں ہوئی جب پچاس سال تک محروم تو اب کیا مقسوم ہے

مرزا۔ اور خواتین مبارکہ سے جنمیں سے تو بعض کو اسکے بعد پائیگا تیری نسل بہت ہوگی۔

جواب۔ پچاس سال کی عمر ہو چکی ہنوز خواتین کی آرزو باقی ہے۔ ع

سیاہی ز مو رفت و آرزو نہ رفت + جب پچاس سال تک نسل نہ پھیلی تو اب ع

تراکہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت + اولاد پھیلنے کی کیا امید ہے ع پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند +

مرزا۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔

جواب۔ شاید خدا کہتا ہے میں مرزا کی ذریت کو منقطع کرونگا اور نحوست دونگا مرزا صاحب آپ ہر ایک بات کو اُلٹی ہی سمجھتے ہیں ؎

نہ ہو کیونکر تمہارا کار الٹا تم اُلٹے بات الٹی یار اولٹا

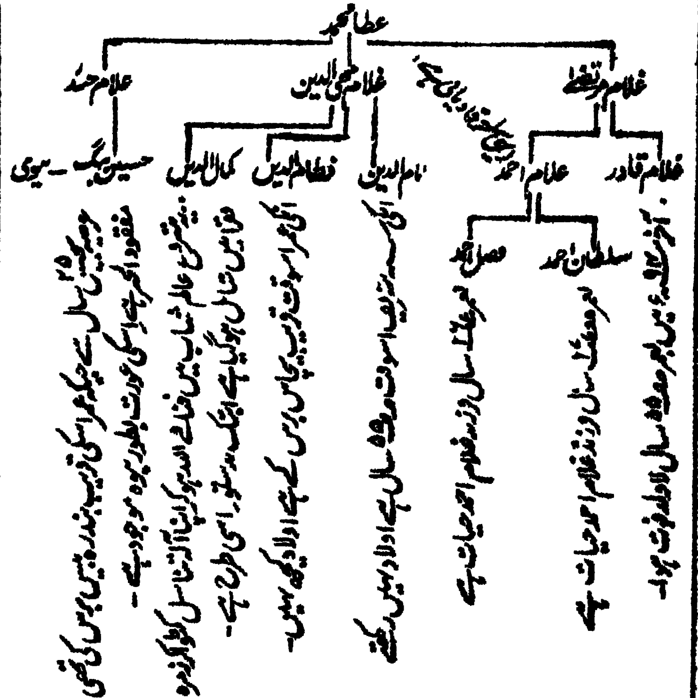
مرزا۔ مگر بعض اُن میں سے کم میں فوت بھی ہونگے۔

جواب۔ بعض کو دیانی ہے اصل میں کلہم حکم ربانی تھا۔

مرزا۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جاویگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہو جائینگے۔ یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے اور اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے۔

جواب۔ خدا نے یہ الہام سنکر خفا ہو کر فرمایا کہ یہ پیشگوئی ہے یا فضول گوئی۔ جو بات مدتوں سے ظاہر ہے اُسکو چالاکی سے اپنا الہام بتا کر لوگوں کو ناحق دہوکھے میں ڈالتا ہے اور اپنے جدی بھائیوں کا دل دُکھاتا ہے اسکے بعد خدا نے ایک کاغذ پر مرزا اور اُس کے جدی بھائیوں کا شجرہ نسب مع کیفیت مفصل لکھکر میری طرف ڈالدیا اور اشارہ واسطے مشتہر کرنے کے کیا۔ لہٰذا وہ شجرہ انساب پیش ارباب بصیرت کرکے ملتجی ہوں کہ سب صاحبان غور فرماویں۔ اور اس طرح اس قادیانی نے آج تک محض جھوٹے قصے بنا کر درج اشتہارات کئے ہیں۔ جب خود خدا اُس کی کتاب پر گواہی دیتا ہے تو اب شک کیا ہے +

شجرہ نسب غلام احمد قادیانی حسب بیان ربانی



اب ناظرین شجرہ نسب سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ آیا یہ پیشین گوئی ہے یا بیہودہ گوئی۔ کیونکہ جس حالت میں کہ سوائے غلام احمد کسی کے گھر قدرت سے اولاد نہیں اور دو عورتیں بیوہ موجود ہیں اور جو مرزا امام الدین صاحب وغیرہ حیات ہیں اُنکے آگے باعث ضعیف ہونے کے کچھ اولاد کی امید نہیں پھر یہ لکھنا کہ اُنکے یعنے میرے جدّی بھائیوں کے گھر بیوگان سے بھر جائینگے کیسی صریح جعلسازی اور پبلک کو دھوکہ دہی ہے۔

مرزا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائیگا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد ہوگا۔

جواب۔ آج تک آپ کے اردگرد کوئی برکت نہیں پھیلی۔ نحوستیں ہی نحوستیں پھیلتی رہیں۔ اور قادیان میں آباد شدہ آپ سے اُجاڑ و ویران ہوگیا ہے۔

مرزا۔ ایک ڈراونا گھر برکتوں سے بھر دیگا۔

جواب۔ کیا آج تک آپکا گھر نحوستوں سے خدا نے بھرا ہوگا۔

مرزا۔ تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی۔

جواب۔ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہیگی۔

مرزا۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کیساتھ قائم رکھیگا

جواب۔ خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا پھر معدوم محض ہو جائے گا۔

مرزا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔

جواب۔ جب خود محمد صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو آپ کس باغ کی مولی ہیں۔

مرزا۔ میں تجھے اُٹھاؤنگا۔

جواب۔ آپ اُٹھانے کے ہی قابل ہیں۔ میری بھی یہ دعا ہے کہ بہت جلد اُٹھائے جاویں اور دوزخ میں ڈالے جاویں سے

طلسمے را خصمہ و یدم نیم رہ در گفتم ایں قصہ است خواہش بردہ

مرزا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھیگا۔

جواب۔ کیا آپ کے سوا محمد صاحب اور سب پیغمبروں اور پیشوایان اسلام کا نام صفحہ ہستی سے حرف غلط ہوگیا جو آپکا ہی چرچا رہیگا۔

مرزا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کے فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ سب ناکام رہینگے اور ناکامی کے ساتھ مرینگے۔

جواب۔ بقول مرزا آجتک تو کوئی اُسکا مخالف اور مکذب ناکامی اور نامرادی سے نہیں مرا۔ تو کیا خود محمد صاحب کے مخالفین و مکذبین کا بال بیکا بھی نہ ہوا بلکہ ہفت اقلیم کے مالک بنے رہے ہیں بس آئندہ بھی مرزا اور اُس کے پیشواؤں کے مخالف اسی طرح شاد کام رہکر سرکوبی اور گوشمالی کرتے رہینگے اور بذریعہ اشتہارات بحکم خداوند تعالےٰ مکاروں کے مکر ظاہر کرتے رہینگے۔

مرزا۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری مرادیں تجھے دیگا۔

جواب۔ آجتک تو آپ بکلی ناکام ہیں اور ساری مرادوں سے محروم تمام جب اس عمر تک ایسی ناکامیابی رہی ہے تو آئندہ بھی یہی نامرادی رہیگی اور کوئی امید نہ بر آویگی۔

مرزا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤنگا اور اُن کے نفوس و مال میں برکت دونگا۔ اور کثرت بخشونگا۔

جواب۔ اتنک تو آپکے خالص اور دلی محبوں کا گروہ گھٹتا رہا ہے اور اُن کی جانیں اور اُن کے اموال برباد ہوئے۔ آئندہ بھی خدا کہتا ہے خسر الدنیا والآخرۃ ہونگے

مرزا۔ اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہینگے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔

جواب۔ آپکا گروہ ہی کیا ہے ایک لالہ شرمپت رائے پیشگوئیوں کے گواہ دوسرا عبداللہ سنوری اور دو ایک ایسے ہی ٹکرخور ہے جس سے دو چار روپیہ ملگئے اُسکی مدح کردی ورنہ قدح اور آپنے قریب سا یا وہ گواہ بنگئے۔ آپنے سارا طریقہ محمد صاحب کا اختیار کیا ہے اُنہوں نے قرآن بنایا اور خدا کے ذمہ لگایا۔ آپنے براہین احمدیہ لکھی اور خدا سے عربی اور انگریزی سیکھی اُن کے چار اصحاب تھے آپکے چاروں مددگار ہیں اُنہوں نے خودستائی سے قرآن پر کیا۔ آپنے اپنی تعریف سے براہین احمدیہ کو مملو کیا۔ اُنہوں نے پیش گوئیاں کرنے کا دعوےٰ کیا آپنے بھی وہی شیوہ اختیار کیا اُنہوں نے پیرانہ سالی میں خدا کے حکم سے شادی کی آپنے بھی اسی طرح خدا کے حکم کی آڑ لی۔ اتنی گنجایش یہاں نہیں اور تفصیل قاطع براہین احمدیہ میں ہوگی۔

مرزا۔ خدا اُنہیں نہیں بھولیگا اور فراموش نہیں کریگا۔

جواب۔ مرزا کے قول سے ثابت ہے کہ خدا کے مزاج میں بھول اور فراموشی بھی ہے۔ کسی کو مخلوقات میں سے جانتا ہے کسی کو نہیں پہچانتا ہے۔ پس کیا عجب ہے کہ اگر بھول کر مرزا اور اُس کے معاونوں کو فی النار کردے اور اُس کے مخالفوں اور مکذبوں کو جنتی بنا دے۔

مرزا۔ علے حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔

جواب۔ آجتک جس قدر آپ کے مخلص ہو چکے کیسے کیسے اجر لعنت ملامت کے پا چکے ہیں آئندہ جو ہونگے ایسے ہی کیفر کردار پائینگے۔

مرزا۔ تو مجھے ایسا ہے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔

جواب۔ خدا کہتا ہے بلکہ اُن سے بڑھکر یعنے جو جو مکر و فریب مرزا کی ذات میں گوندھے ہوئے ہیں۔ اُن کو عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

مرزا۔ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب۔ دور و تسلسل کے سوائے سوال یہ ہے۔ کہ پہلے کون باپ بنا تھا۔ اور والدہ شریفہ کا کیا نام تھا۔ خوب! عیسائی تو فقط حضرت عیسےٰ اور مریم کو روحانی خدا کا فرزند و زن بتلاتے تھے یہ حضرت پیغمبر قادیانی خوب پیدا ہوئے کہ نہ فقط خدا کے زن و فرزند ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خود خدا کا باپ بھی بننا چاہتے ہیں۔

مرزا۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالیگا۔ یہانتک کہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ وقت بہت اقرب ہے کہ حکام وقت تجھے ماخوذ اند فریب افترا پردازی کی سزا دینگے۔ اور لوگ تیرے نام سے نفرت کرینگے اور لاحول پڑھینگے۔

مرزا۔ اے منکرو اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہمنے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔

جواب۔ قادیانی خدا کا ارشاد ہے کہ ہمنے تجھپر کچھ فضل و احسان نہیں کیا نہ کوئی رحمت کا نشان بھیجا۔ یہ سب تیری کارسازی ہے اور سراسر جعلسازی اور خدا کا یہ بھی فرمان ہے کہ ہمنے جو فضل و احسان کیا ہے سب آریوں پر کیا ہے اور وقتاً فوقتاً انھیں کو الہامات اور رغبت کی خبروں سے اطلاع دی ہے۔ اور سب فرقے جھوٹے مدعی ہیں۔ یہ بشارت خدا تعالےٰ نے ہمکو دی ہے اگر آپکو اسمیں کچھ شک ہو تو اس کے مقابل کوئی دلیل پیش کیجئے ورنہ خدا سے ڈرنا چاہیئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹوں کو بہت سزا دیگا اور گوناگوں عذابوں سے معذب کریگا۔

عذر۔ مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے حرف بحرف خدائے تعالےٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اور اُسکے حکم سے کسیکو گریز نہیں کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے پس آپ اور آپ کے معاونین اس معروضہ کو پڑھکر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ المامور معذور۔ بقول۔ ؎

گرچہ تیر از کماں ہمے گذرد از کماندار بیند اہل خرد

الراقم مولف قاطع براہین احمقیہ

از پنجاب پھاگن سُدی ایکادشی سمت ۱۹۴۲ بکرمی مطابق ۱۸۔ مارچ ۱۸۸۶ء

اشتہار دوم

قادیانی کرامت کا لٹکا۔ غلام احمد قادیانی کے پہلے مکر و فریب بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکے ہیں۔ اب نیا گھٹ نٹ کر کے ۲۲۔ مارچ ۸۔ اپریل کو اور دو اشتہار دروغ بیفروغ پے در پے جاری کئے ہیں۔ چونکہ ہم بھی جانب قادر مطلق سے اس کے افشاء راز پر مامور ہیں۔ اس لئے فقرہ فقرہ کا حسن و قبح ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں عبارت اشتہار کے اول لفظ **قال** اور ابتدائے جواب میں کلمہ **اقول** ہوگا۔

اشتہار اول ۲۲۔ مارچ۔ **قال**۔ میرے اشتہار ۲۰ فروری پر جسمیں ایک پیشگوئی دربارہ تولد فرزند درج ہے۔ حافظ سلطانی کشمیری اور صابر علی سکنائے قادیان نے نواب بیگ و شمس الدین و غلام علی ساکنان ایضاً کے روبرو یہ دروغ برپا کیا کہ ہماری دانست میں ڈیڑھ ماہ سے فرضی ملہم کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ قول انکا سراسر دروغ ہے **اقول**۔ دروغ گویم بر روئے تو اسی کا نام ہے اور ہاتھ پر سرسوں جمانی آپ ہی کا کام صابر علی اور حافظ سلطانی کا حوالہ محض جھوٹ ہے یہ بات اُنہوں نے ہرگز نہیں کہی بلکہ بعد چھپنے اشتہار کے جو اُنہوں نے غلام احمد سے اس الہام کا ثبوت چاہا کہ تمہارے پاس کس نے کہا ہے ہمارا مقابلہ کرائے غلام احمد سے کوئی جواب بن نہ آیا اور شرم کے مارے سر جھکا یا شمس الدین وغیرہ تینوں کسی کی گواہی کا یہ حال ہے کہ شمس الدین تو حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ غلام احمد نے محض جھوٹ لکھا ہے حاشا ثم حاشا میں ہرگز اس بات کا گواہ نہیں اور نہ صابر علی وغیرہ نے کچھ کہا ہے اور نواب بیگ دمی تاطن اور مرزا کا خدمتگار ہے پس اُسکی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ علے ہذا غلام علی مرزا کا قریبی رشتہ دار ہے شب و روز اُسکی بھلائی اور بہتری کا خواستگار ہے۔ اب ناظرین کے ہاتھ انصاف ہے اور مرزا کا جھوٹ صاف ہے اگر کسیکو اسمیں شک ہو تو قادیان جاکر تحقیق بیشک ہو۔

قال۔ جس سے وہ نہ مجھپر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ **اقول** کیا آپ دین اسلام کے بانی مبانی ہیں اور موجد مسلمانی جو آپ پر حملہ کرنے سے سب مسلمانوں پر حملہ آور محمول ہوتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ بلکہ کھلم کھلا بدعتی بتلاتے ہیں اور کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ **قال**۔ اسلئے ہم اُنکے قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں۔ **اقول** اُن کا یہ قول ہی نہیں یہ سب آپکی بناوٹ ہے۔ پس گویا اپنے قول کا آپ ہی رد کر کے مشتہر کرتے ہیں ؎

خیالات نادان خلوت نشیں بہم برکند عاقبت کفر و دیں

قال۔ کہ آج ۱۲۔ مارچ تک ہمارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ آج کل کی کیا خصوصیت ہے بلکہ ابد تک آپکے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ جیسے عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے **قال**۔ بجز لڑکوں کے جن کی عمر میں بائیس سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ مرزا کی کوئی بات خالی از مکر و فریب نہیں لڑکوں کی عمر میں بائیس سال سے زیادہ مبہم عبارت میں لکھی ہے۔ حالانکہ ایک کی عمر ستائیس سال کی۔ دوسرے کی پچیس سال کی ہے وجہ اس فریب کی یہ ہے کہ لوگ لڑکوں کی عمر سے اُسکا عالم پیری سمجھکر مطعون نہ کریں کہ مرزا مطیع شہوت ہے **قال**۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا حسب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا **اقول** یہ خوب ماجرا ہے کہ مخالفین کے مرنے کا تو آپکو بقید تاریخ و وقت الہام ہو اور اپنے گھر لڑکا پیدا ہونے میں سال کا بھی اعلام ہو ؎

چوں نطانی کہ در سرائے تو چیست تو بر اوج فلک چہ دانی چیست

یہ صریح آپکی جعلسازی ہے۔ مگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ تھا اور اتنا تغیر و تبدل منکرتا حالانکہ پہلے اشتہار میں صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ آپکو مقدس روح دی اور روح آسمان سے روانہ ہو چکی ہے۔ پہلے کہا ہوگا ابھی ہوگا۔ نو برس کی میعاد کی پھر عنقریب بتلا کر اسے حمل سے وعدہ کیا۔ خاک یہ اوڑھی کہ بجائے عمنوائیل مردہ لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ نو برس تک آپ اور آپکی بیوی زندہ رہیگی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپکا سب خاتمہ بتلاتا ہے جب آپ ثانی عیسےٰ اور ہدایت خلقت کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو آپکو سچا کرنے کے لئے اسی حمل سے خدا فرزند کیوں نہیں دیسکتا اگر یہی بات ہے تو پہلے اشتہار میں یہ قید نو برس کی چاہیئے تھی۔ بلکہ یہ بھی کہ حمل موجودہ سے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہم پہلے اشتہار کے رد میں لکھ چکے ہیں کہ یہ مجمل عبارت اس لئے لکھی ہے کہ اگر اب لڑکا نہ ہوا تو آئندہ کے لئے تاویل بنائینگے سو وہی ہوا جب مردہ لڑکی کا پیدا ہونا خفیہ معلوم ہو گیا تو فوراً نو برس کا بہانہ بنالیا اور اسکا کیا سبب ہے کہ اسی لڑکی

خدا ایسا ایسا کریگا۔ کیا پہلے دونوں فرزندوں میں اُس جوان عورت کو اپنے نکاح میں لانے ہو اس کے اطمینان کے لئے وعدہ فرزند مذکور کا مضمون لکھا ہے۔ لیکن وہ ایسی باتوں سے ہرگز خوش نہ ہوگی۔ **قال** خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوجائیگا۔ **اقول** اسکا نام الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے بھلا اگر اس عرصہ میں بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر بھی شعر بناؤ گے یا کوئی اور بہانہ بناؤ گے یا خدا پر جھوٹے الزام لگاؤ گے بہرحال جس نے کہ مرزا کے دل میں یہ فقرہ ڈالا ہے وہ وسعت تنگی سے بے بہرہ ہے فقط عوضہ مدت کے معنے سے بیتعلق ہے۔ **قال** اور یہ الہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہوگیا ہے سراسر دروغ ہے۔ **اقول**۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ اس الہام کی اصل ہے نہ کسی قسم سے نقل ہے۔ یہ سب آپ کی بناوٹ ہے اچھے ڈیڑھ ماہ سے تو پیدا ہونا جھوٹ تھا اب اپریل کو مردہ دختر کا پیدا ہونا کبھی جھوٹ ہے مرزا صاحب آپکا جھوٹ کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ اگر ایک تاویل بناؤ گے تو سو جگہ الزام کھاؤ گے **ع** دروغ اسے برادر نگو نیہار و دروغ آدمی را کند شرمسار۔ **قال**۔ ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں الخ **اقول**۔ لوگوں کا دروغ آپ سے ابتک ثابت نہ ہوسکیگا۔ البتہ آپکا دروغ بات بات میں طشت از بام ہو رہا ہے ابھی دیکھئے بجائے عمنوائیل دختر مردہ کا قدم منحوس آگیا **قال**۔ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے ہمارے مسکن میں چلا جاوے اگر کرایہ نہ ہو ہم اسکو دیدینگے۔ **اقول**۔ سبحان اللہ آپکا روپیہ دینا اور ایفا وعدہ کرنا نقش کالحجر ہے۔ پہلے بھی بہت لوگوں کو جو بنیش سو روپیہ دیا ہوگا۔ باوجودیکہ لوگ پانچ پانچ سات سات کوس سے آئے اور اگر آپ میں کرایہ دینے کی وسعت ہوتی تو دس دس پانچ پانچ روپیہ کی خاطر ٹیپا نہ وغیرہ میں کیوں دبائے پھرتے **قال** اگر اب بھی جاکر دریافت نہ کرے اور دروغگوئی سے باز نہ آوے تو لعنت اللہ علی الکاذبین کا ملقب ہووے **اقول** اب تو بغیر جانے اور دریافت کے اصل حال اظہر من الشمس ہوگیا ہے اب کہئے اپنے مجوزہ لقب سے ملقب ہوئے یا نہیں **قال**۔ خدا ایسے شخصوں کو ہدایت دیوے کہ جو جوش حسد میں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور دروغگوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے **اقول**۔ حضرت یہ خدا کا قصور نہیں اُسکو ملزم نہ بنائیے اُسنے مجوزات تزویر آیات کے ایسے شخصوں کو خوب ہدایت دے رکھی ہے یہ ساری آپکی فہمیدگی کوتاہی ہے جو بوالہوسی اور طمع نفسانی کی پردے سے کچھ نظر نہیں آتا ورنہ اس دروغگوئی کا مآل سب کھل جاتا **ع** نہ بیند مدعی جز خویشتن را + کہ دارد پردۂ پندار در پیش **قال**۔ اس پیشگوئی پر ہوشیارپور میں ایک آریہ صاحب نے یہ اعتراض پیش کیا کہ لڑکا لڑکی شناخت دایان کو بھی ہوتی ہے سو یہ اُن کی سراسر حق پوشی ہے کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعوے نہیں کرسکتی۔ دائی تو دائی کوئی طبیب بھی ایسا دعوے نہیں کرسکتا صرف ایک اٹکل ہوتی ہے جو بار ہا خطا جاتی ہے **اقول** آریہ کا حوالہ محض حیلہ ہے ورنہ اُسکا نام ونشان مفصل ہوتا۔ مرزا کا یہ مستمر قاعدہ ہے کہ اپنے دل سے کوئی وسوسہ پیدا کرکے ایک آریہ یا ایک مسلمان کے نام سے درج کرتا ہے جیسے براہین احمدیہ میں جابجا درج ہے بھلا دائیوں کی اٹکل کا خطا جانا تو کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ وہ بیعلم عورتیں ہوتی ہیں۔ لیکن آپکا تو الہام تھا اور خدا نے بتلایا تھا وہ کیوں خطا ہوا اور خطا بھی ایسا کہ بجائے لڑکا لڑکی بھی زندہ نہ ہوئی اب بتلائیے حق پوش اور حیلہ کوش آپ ٹھیرے یا آریہ صاحب **قال** علاوہ اسکے یہ پیشگوئی آجکی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور بعض مسلمانوں اور بعض مولویوں اور حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام اور نیز شرمپت رائے ساکنان قادیان ہیں **اقول** ڈیڑھ سال تو آپکی شادی کو ہوا چھ ماہ پیشتر ہی مردہ ہوگیا تھا۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے ۲۰ فروری کے اشتہار میں کیوں نہ لکھی اور اُسی وقت بذریعہ اشتہار علیحدہ شائع کرنا تھا۔ آریوں مسلمانوں حافظوں مولویوں کے فضول اور بناوٹی عبارت سے کیا ثبوت ہوا۔ اگر وہ پیشگوئی مفرد اشخاص کا نام جتلوا اپنا الہام بتایا تھا لکھتے زیبا تھا تاکہ تصدیق کلام ہوتی اور ملاوامل و شرمپت نے کا جو آپنے نام لکھا ہے وہ محض انکاری ہیں کہ یہ بات ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں محض طبعزاد مرزا ہے بلکہ لالہ شرمپت رائے کی باپ سے اسی سبب بگڑی ہے کہ آپ اُنسے جھوٹی گواہی دلاتے تھے اور وہ راست کہتے تھی۔ اسی کینہ سے یہاں فقط شرمپت لکھا ہے پہلی اشتہار میں لالہ شرمپت رائے ممبر آریہ سماج قادیان لکھا تھا کیوں تفاوت ہوا ذرا صفت لکھا۔ اور جو بعض مولویوں کو سمجھانے سے علیحدہ بیان کیا ہے۔ شاید وہ حافظ اور مولوی مسلمانی سے بےبہرہ ہیں **قال**۔ ماسوا اسکے پیشگوئی کا مفہوم اگر بنظر یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقت سے بالاتر ہے جسکے نشان الہی ہونے میں کسیکو شک نہیں **اقول** بیشک اس پیشگوئی کا مضمون انسانی طاقت سے بالاتر ہے مگر شیطانی قدرت کے آگے کچھ بات نہیں لڑکا کو نکالیں ہے **قال**۔ اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی کرے **اقول** جس کسی کو شک ہوگا پیش کریگا ہمارے نزدیک تو شیطانی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے **قال** یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم نے ہمارے نبی کریم رؤف کی صداقت اور عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے **اقول** اگر آسمانی نشانوں کا یہی گپ شپ نمونہ ہے تو کیفیت عالم بالا معلوم شد اور یہ بھی منکشف ہوا کہ آجتک محمد صاحب کی عظمت اور صداقت ظاہر نہ ہوئی تھی اب مرزا کی بدولت ہی انکی عظمت و حرمت کا مسلمانوں میں شہرہ ہوگا۔ سچ ہے پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند **قال** درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ افضل ہے **اقول** دست خود دہان خود جو دل چاہا گپ لگائیے ورنہ عقلمند خوب جانتے ہیں کہ آپکی یہ لن ترانی اور کذب بیانی برتر ہے یا مردہ کا زندہ کرنا بہتر ہے اسیواسطے حضرت کے گھر بجائے زندہ مردہ پیدا ہوتی ہے **قال** کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے میں خدا کی درگاہ میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیا کی نسبت بائیبل میں لکھا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے الخ **اقول** اگر مردہ کا زندہ کرنا اور روح کا واپس منگوانا بہت آسان کام ہے تو اپنے آباؤ اجداد کے روح کو واپس منگوا کر دکھلائیے اور جو اپنی فضیلت میں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تکذیب کی ہے دراصل یہ انکی تکذیب نہیں بلکہ تم محمد صاحب کے مکذب ہو اور قرآن کو باطل بتلاتے ہو کیونکہ اُسمیں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تصدیق لکھی ہے اور آپکے نزدیک وہ لغو بیانی کی ہے پس ثابت ہوا کہ آپکے نزدیک عیسٰی اور بائیبل اور قرآن سب جھوٹے ہیں اور جو کچھ انمیں لکھا ہے سب الف لیلہ کے سے قصے ہیں **قال** اور ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو ماتم میں ڈالکر رخصت ہوتا تھا **اقول** آپکے الہام کی برکت سے تو دختر مردہ چند منٹ بھی زندہ نہ رہی بلکہ مردہ ہی پیدا ہوئی اب بتلائیے حضرت مسیح اور دوسرے انبیا کا معجزہ افضل ٹھیرا یا آپکے جعلوں کا ثمرہ بہتر ہوا ہمارے نزدیک تو جیسے آپ افترا پرداز ہیں ویسے ہی آپکے سارے نبیا جعلساز **قال** اگر مسیح کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو اُسکا آنا نہ آنا برابر تھا **اقول** بھلا مسیح کی روح مدعوہ سے کچھ فائدہ ہوا یا نہ ہوا اس سے ہمیں کیا اسکی تصدیق مصنف قرآن کا جسنے مسیح کو پیغمبر لکھا ہے اور اُسکے احیاء الاموات معجزہ درج کیا ہے فرض ہے ما را ازیں قصہ کہ خوک آمد خر رفت + کلام اس میں ہے کہ آپکی روح مطلوبہ سے کیا فائدہ ہوا البتہ اُسکا آنا آپکے لئے بہت مفید پڑا جس سے ہمیشہ کے لئے آپکا کذب اور بہتان کھل گیا **قال** مگر اسجگہ بفضلہ و برکت حضرت خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جسکی ظاہری اور باطنی برکتیں تمام دنیا میں پھیلیں گی **اقول** ایسے خدا کے وعدہ کا کیا اعتبار ہے جسکا دم بدم دگرگونہ کاروبار ہے پہلی اشتہار میں بہت اقرب وعدہ کیا پھر نو برس کی مدت بتلائی پھر اسی حمل

سے لڑکا دینے کا اقرار کیا۔ آخرش فقط مردہ لڑکی عطا کی ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہی بابرکت روح تھی کہ جسکے دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور یہی اُس کی ظاہری و باطنی برکتیں تھیں کہ جب کو کاذب ثابت کردیا اور اپنی والدہ کو مرض مہلک میں مبتلا کیا **قال** جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت کے معجزات کا ظہور دیکھکر خوش نہیں ہوتے **اقول** ظاہرا مسلمانوں میں آپ سے بڑھکر کوئی مرتد نہیں معلوم ہوتا جو اپنے شعبدے او خود غرضی مطالب کو حضرت کا معجزہ کہتے ہو اور اگلے پچھلے سب ولیاؤں سے افضل اعلےٰ بنتے ہو **قال** میں کیا چیز ہوں جو کوئی مجھپر حملہ کرتا ہے وہ اصل میں حضرت پر کرتا ہے **اقول** ابھی آپ کیا چیز بھی نہ ہوئے آپ پہ حملہ کرنا حضرت پر حملہ کرنا ہے اور آپکو جھوٹا بتلانا خدا پر الزام لگانا ہے اور خدا نے آپکو سب انبیا اور اولیا سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی وحدت سے بھی نزدیک یا وہ بتلایا ہے بلکہ خود خدا آپکا بیٹا ہوا ہے اور آپکا گھر برکتوں سے بھریگا اور آپکے فرزند مردہ کا نام سمندر کے کناروں تک کریگا اور آپکی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے اور آپکی خاطر نوکروں کے گھر ہواؤں سے بھریگا اور لاولد رکھکر خاندان ختم کریگا اور آپکی اعانت کے لئے براہین احمدیہ کا لشکر لیکر آسمانوں سے آیا ہے اور سب سے اعلےٰ اور برتر بنایا ہے پھر بھی اگر ناچیز ہی رہے تو فقط اتنا قصور رہا کہ خدا بجنبہ مطلق ہو جاویں اور آپ مختار کل بنجاویں ع آفریں باد برین ہمت مردانہ تو **قال** مگر اسکو یاد رکھنا کہ وہ آفتاب ہے خاک نہیں ڈال سکتا الخ **اقول** آپکے خیال خام میں جسکا نام آفتاب ہے وہ شب یہود ہے بھی بے تاب ہے اول روز سے خاک میں مدفون ہے اُس پر خاک ڈالنے سے اور کیا مفتون ہے

اشتہار دوم ۸۔ اپریل

قال اس خاکسار کو اشتہار ۲۲۔ مارچ پر بعض صاحبوں جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد اس پسر موعود کے لئے بڑی گنجایش کی جگہ ہے ایسی لمبی چوڑی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے **اقول** منشی صاحب ممدوح کی اس نکتہ چینی پر کس طرح اطلاع ہوئی آیا بذریعہ تحریر یا تقریر بر تقدیر اول وہ تحریر موجود ہوگی ملاحظہ کرائیے بر تقدیر دوم مخبر معتبر کا نام بتلائیے ہم بارہا متنبہ کر چکے ہیں ایسے صریح جھوٹ بولنے سے آپ ملہم نہ ہونگے بلکہ مکذبوں میں محسوب کئے جاینگے آپ پر لازم ہے کہ یا تو اپنے دعوے کو ثابت کریں ورنہ لعنت اللہ علے الکاذبین کا مصداق ہیں اور منشی صاحب کے سوا اور بعض صاحبوں کا نام کیوں مخفی کیا ہے کیا کیا جاوے آپکا یہی شیوہ ہے کہ خیالی پلاؤ پکاتے ہو اور حجرہ میں بیٹھے باتیں بناتے ہو یہ اعتراض منشی صاحب نے تو نہیں بلکہ اگر کسی اور صاحب نے کیا ہو یا آپنے اپنے دل سے گھڑا ہو تو عین درست ہے کیونکہ اگر وہ لڑکا آسمانوں سے خدا کا مرسلہ آتا ہے تو اُسکی قدرت کاملہ کے آگے نو ماہ کے اندر یا اسی حمل سے پیدا کرنا محال نہ تھا یہ ساری آپکی چالاکی ہے جس سے ہر ادنے و اعلےٰ شاکی ہے سوچا ہوگا کہ اس مدت بعیدہ میں خفیہ خفیہ کوئی فریب بنا کر لڑکا پیدا کر لینگے اول تو آپکی نظر حمل موجودہ پر تھی سو اُسکا نتیجہ تو ظاہر ہو گیا آیندہ جو مکر بناؤ گے اس کے ثمرہ سے خجالت اٹھاؤ گے و ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپکا خاتمہ ہو جائیگا اور آپکی ذریت سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ **قال** اُس کا جواب یہ ہے کہ جن صفات خاصہ کیساتھ لڑکے کی بشارت دیگئی تھی کسی لمبی میعاد سے اُسکی عظمت و شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ عین انصاف کی بات ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا خود ہی سوال و جواب گھڑ کر اپنی منطقیت ثابت کرتا ہے مگر جہالت کہاں جائے علت وحصوئی دھائی جائے عادت کبھی نہ جائے سوال دیگر جواب دیگر اعتراض تو اس بنا پر چھپایا تھا کہ نو برس کی میعاد میں مکر و فریب کی خوبی گنجایش ہو سکتی ہے تو اُس کا جواب تو کہاں بخلاف اُسکی عظمت و شان کا رونا رونے لگے بھلا اعتراض میں یہ کہاں ہے کہ نو برس کی میعاد میں اُسکی عظمت و شان زائل ہو جائیگی یا وہ ایسا ذلیل و خوار ہوگا کیا خدا نو برس کا کام ایک لمحہ میں نہیں کرسکتا اور آپکو سرخرو نہیں بنا سکتا **قال** ایسے عالی درجہ کی خبر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا صاحب انسان تو نہیں جو آپ سے بالاتر ہو آپ تو دنیا میں خدا پیدا ہوئے ہیں اس لئے آپ سے کچھ بڑی بات نہیں **قال** ماسوا اس کے بعد اشتہار مندرجہ بالا کے دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب باری میں توجہ کیگئی تو آج ۸۔ اپریل کو خدا کی طرف سے یہ کھلا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ **اقول** لیجئے مدت حمل سے تو تجاوز کر گیا۔ لڑکا تو درکنار ۱۵۔ اپریل کو مردہ لڑکی پیدا ہوئی اب بتلائیے وہ الہام کدھر گیا۔ خدا جھوٹا ہوا یا آپ اب بھی شرماؤ گے یا کوئی شعبدہ دکھلاؤ گے معلوم ہوا کہ آجتک اسی واسطے کوئی خبر اخبار یا اشتہار میں نہیں چھپواتے تھے گھر بیٹھے بیٹھے مکر بناتے تھے فقط ایک ہی خبر چھپوائی ہے سو دیکھو کیسی رسوائی اُٹھائی ہے اب یا تو لڑکی سے لڑکا بنائیے یا ان ترانیوں سے باز آکر تا زیست منہ نہ دکھلائیے اگر در خانہ کس ست حرفے بس است **قال** چونکہ یہ ضعیف بندہ ہے اُتنی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ **اقول** آپ اپنے خیال شریف میں ضعیف بندہ نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے کل آفرینندہ ہیں۔ کوئی خبر خواہ آپ ظاہر کریں خواہ آپکا خدا مگر ہمارا مطلب کہیں نہیں جانا۔ یعنے آپ جھوٹے ہونگے یا آپکا مولا۔ واللہ خیر الماکرین ہے۔ آپ افضل المفترین ہیں ؎

وزیرے چنیں شہریارے چناں جہاں چوں نگیرد قرارے چناں

قال چونکہ اشتہار چھپنے میں کسی قدر دیر ہوگئی اسلئے چند قلمی نقلیں بذریعہ جسٹری بخدمت مسٹر عبداللہ صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ و پادری عماد الدین صاحب وغیرہ بلا توقف بھیجی گئیں۔ **اقول** اب بھی اسی طرح محنت کرنی تھی اور قلمی نقلیں بھیجکر اطلاع دینی تھی کہ میرا الہام جھوٹا ہوا اور خدا نے مجھ سے دغا کی یا فلانے شخص نے زہر دیکر مار دیا۔ یا فلانے کی کارسازی سے لڑکا سے لڑکی ہوگئی وغیرہ وغیرہ جو مکر ہو سکتا تھا اُسکی بدستور سابق اطلاع واجب تھی +

مرزا کی جعلسازی۔ مرزا غلام احمد نے جو سوامی دیانند سرسوتی کے بارے براہین احمدیہ میں اپنی پیشگوئی لکھی ہے وہ صریح البطلان ہے اگر مرزا پیشگوئی پر قادر ہوتا تو سوامی جی کی وفات سے پہلے اشتہار دیتا اور درج اخبار کراتا کہ بتاریخ فلاں وماہ فلاں و سنہ فلاں سوامی جی روانہ جنت ہونگے۔ اسکا تو کچھ ذکر نہیں جب سوامی جی انتقال کر گئے تو مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ کھول بیٹھے اور جھلا کر سنانے لگے اسی طرح اب یکم مارچ سنہ ۸۶ء سے ایک اشتہار مشتمل بر تیاری رسالہ سراج منیر جو چند لن ترانیوں پر شامل ہوگا دیکر خاموش ہو گئے ہیں اور باوجود وعدہ قلیل کے اس مدت کثیر تک شایع نہیں ہوا۔ ہم فرضی ملہم صاحب کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر پیشگوئی کا دعوے ہے تو رسالہ مذکور عرصہ پندرہ روز میں شایع کریں اور کسی شہر کی حیات و موات کا نقشہ بھی بنا کر مشہور کریں تاکہ اُنکی قلعی کھلے اور اگر اسی طرح خاموش رہے اور کسی وقوعہ کے بعد پھر آپنے گپ ماری تو محض لن ترانی سمجھی جاویگی بلکہ سب سے اول اپنی وفات کی پیشگوئی کا پتہ معہ سال و تاریخ بتاویں تو بہت مناسب ہے کیونکہ ایک تو اُن کے مکر و فریبوں سے مسلمان نجات پاوینگے اور دوسرے اُنکے گرویدوں کو موقعہ فخر ملیگا ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

مراقم

ایک پنجابی۔ الہاموں کا شایق

نسخہ خبط احمدیہ

अग्ने व्रतपते व्रतं चरिष्यामि तच्छकेयं तन्मे राध्यताम् । इदमहमनृतात्सत्यमुपैमि ॥ यजु० अ० १ मं० ५ ॥

کو داد پیدا دار حسن داد ار | علامت رحمت ہے آثار | اے عظمت قدرت تو برتر | از درک علوم عقل و افکار

آواز نمائے مشتبہات | ہر چہ ز سر تو کہ نگہ سازد | ہر چون نشئۂ نور الانوار | وادی [illegible]

[illegible] عرفان حکمت پاک | اسرار [illegible] | است تا ابداز ازل تربیت | مہر کائنات [illegible]

بے شائبہ [illegible] | بے ترکیب ذات [illegible] | [illegible] تو معین حکمت | ذات مایہ حکمت و دیں الابصار

[illegible] فرما | ور عمل قوتہ [illegible] | در عین علم پاکت | اصحاب تو در نہان [illegible]

[illegible] | [illegible] بیجون [illegible] | [illegible] واحد | [illegible]

[illegible] | ملک تو مقصد [illegible] | شان ملک [illegible] | [illegible] مرتبہ [illegible]

[illegible] مخلوق | مسجود تو [illegible] | [illegible] | در بتکدہ [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] اصل ازلی [illegible] | [illegible] صد [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] کثرت وساوس | [illegible]

[illegible] | [illegible] محیط [illegible] | اوراک نیستی ندارد | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] تسلیم نیستی [illegible] | [illegible] ہستی [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] رسال گردید | [illegible]

[illegible] | [illegible] | گر ذات آں [illegible] | بے مثل [illegible]

عالم [illegible] | [illegible] | ذات صفات [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | مطلق نیستی [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] عرش [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] دیگر [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] کردن [illegible]

[illegible] | ور بود خدا [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] صفات [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] گلزار

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] خبردار

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] خدا [illegible]

[illegible] | [illegible] خالق و مالک [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]

ازل تا آخر جہان [illegible] | خورشید [illegible] | [illegible] | [illegible]

[illegible] | عالم [illegible] | [illegible] | [illegible] معرفت [illegible]

[illegible] ... | [illegible] | در بانت [illegible] |

[illegible] ایک اصول کی ادا ہوا کا در نہ کس قدر شانتی کا باعث [illegible] انسان کو جیسے گیان کی ضرورت اور اندھکار سے نکل کر گیان کے پرکاش پر [illegible] ہے اس کے واسطے [illegible] نہیں کہ [illegible] شانتی کاری [illegible] کی [illegible]

ہر کو اُس کی سچی ہدایت ، یہ کیسے ست اُپدیش سے فیضیاب ہو۔

ستیارتھ پرکاش وید بھاش [illegible] **مہرشی سوامی دیانند سرسوتی** کا ہم کس قدر دھنیواد کریں۔ جنہوں نے ذاتی آرام و عیش کو چھوڑ کر دنیاوی لوبھ موہ سے منہ موڑا۔ ایک ایشور اور ویدک [illegible] کے لئے جب جٹا کر تمام [illegible] اللہ سے [illegible] کا رستہ توڑ دیا۔ ہر ایک سوچ سمجھ والا آدمی جب اپنے ملک و مذہب کی تصویر سے [illegible] ہماری قدر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

کوئی آنکھ [illegible] تھا کیا ہو سکتی ہے کہ آریہ ورت کی مذہبی حالت [illegible] بدل گیا تھی۔ [illegible] کس قدر [illegible] آریہ قوم میں پھیل رہی تھی۔ اگر وہ مہاراج ظہور پذیر نہ ہوتے تو آج تک کتنی آریہ ورت کا خدا جانے کون محافظ ہوتا۔ لاکھوں ماں باپ اپنے بچوں کو لامذہب سمجھ کر رو رہے ہیں [illegible] آپ ہی کی ہدایت کی برکت سے

سبب تالیف حق پسندوں کو یہ حق [illegible] معلوم ہو کہ تکذیب براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد ہمارا [illegible] ہر گز کوئی رسالہ بجواب مرزا صاحب نہ [illegible] اور یہ اصول محمدیہ لکھنے کو تھا اور نسخہ خبط احمدیہ بخیال تھا کیونکہ اس روشنی کے زمانہ میں عموماً تعلیم یافتہ لوگ ایسے معجزے کی طرح قبول نہیں کرتے بلکہ سراپا فضول سمجھتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ کا مسودہ ابھی تیار ہی ہوا تھا کہ مرزا صاحب کے ہوشیارپور جا کر ماسٹر مرلیدھر صاحب سکرٹری آریہ سماج سے مباحثہ چھیڑا اور ایک کتاب سرمہ چشم آریہ نامی لکھ کر چھپوا دی جو کہ میں تکذیب براہین احمدیہ سے پہلے چھپوانی تھی براہ جولائی [illegible] میں شائع ہو کر [illegible] فروخت ہو گئی اس کے بعد ہم [illegible] خیال میں ہے کہ ماسٹر صاحب جواب دیں گے۔ مگر کئی ماہ کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ماسٹر جی کو ملازمت سرکاری کے سبب بالکل فرصت نہیں کہ اس کی طرف توجہ فرمائیں نا برابر خیال اس کے کہ ایک تو یہ قومی خدمت ہے اور دوم صداقت کی اشاعت ہم کو بھی ہمارے سینے و تبلیغ کرنے دل اقتدار ہے عرض یہ ہے اصل کیفیت یوں ہے کہ [illegible] کو مرزا صاحب ہوشیارپور گئے ۔ ماسٹر جی نے ۱۱ مارچ ۱۸۸۶ء کی رات کو [illegible] و معارک شق القمر کے بارہ میں تحریری اعتراض کیا۔

اور پھر [illegible] ۱۸۸۶ء دن کو مرزا صاحب کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ روح میں پیدا شدہ چیزوں میں [illegible] نہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مباحثہ صرف چند گھنٹے ہوئے پہلا مباحثہ ساری رات نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرا سارے دن ۔ بلکہ جب پہلا مباحثہ ختم ہوا تو مرزا صاحب نے کہا کہ اب صاحب ابھی رات کچھ ایسی بڑی نہیں گئی ۔ غالباً ۱۲ بجے کا وقت ہوگا اگر سات آٹھ بجے مباحثہ کا شروع سمجھیں تو پانچ چھ گھنٹے کا عرصہ ہوتا ہے ۔ دوسرا مباحثہ جو دن کو ہوا اس میں ایک گھنٹہ کے قریب مرزا صاحب نے باتیں بنانے اور اعتراض سنانے میں صرف کر دیا ۔ اس پہلی بات چیت میں سوا گھنٹہ اندازہ لگ گیا ۔ پھر ماسٹر جی نے جواب لکھا اس وقت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ دن ابھی ان کا دوسرا تیسرے حصہ کے قریب سے گذر چکا ۔ غالباً ۱ بجے کا وقت ہوگا اگر ۹ بجے مباحثہ کا آغاز مانیں تو چار ساڑھے چار گھنٹے سے زیادہ عرصہ نہیں ہو سکتا ۔ پہلے مباحثہ صرف ۲ گھنٹہ دوسرے میں ۴ گھنٹہ فریقین لکھتے رہے مگر مباحثہ پہلے روز صرف ۲ گھنٹہ دوسرے روز ۴ گھنٹہ رہا ۔ جس سے کوئی عقلمند نہیں مان سکتا کہ ایک کتاب ۲۹۴ صفحوں کی بن گئی اور یہ بات خود مشتہر سے ہی ظاہر ہے کہ تمام کتاب پیچھے بنائی گئی ۔ کیونکہ تاریخ [illegible] کو مباحثہ ہوا اگرچہ اپریل ۔ جون ۔ جولائی ۔ اگست ۱۸۸۶ء کے خلاف [illegible] کے حوالے ستر میں [illegible] صفحوں سے بھی ظاہر ہے کہ بہت کچھ اصل مباحثہ میں تغیر و تبدل بھی ہوا ہے بلکہ یہ کتاب وہ مباحثہ نہیں ہے جو ماسٹر صاحب اور مرزا صاحب کے درمیان ہوا یہ شر مگر شاید [illegible] ہے ۔ اس کے جواب میں ہمیں مرزا صاحب نے خود بھی تحریر کی تھی اپنی عادت کے موافق [illegible] کے اشتہار کا وعدہ کیا ہے مگر ہم ان کے وعدہ کو اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں ۔ جان اگر طلبی مضائقہ نیست زر طلبی

حق ادر یز دست۔ ہمیں اُن کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی فہرست بخوبی معلوم ہے اور
خوصاری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں۔ پس ہم لینے دینے کے سر پر خاک ڈال کر وہ صاریہ یہ
مرزا صاحب کو اُن کے ایک تارہ بیادہ کہنے سے (جس کا اُن کو ابھی ایک نیا الہام ہوا ہے)
بطور تنبول کے دیتے ہیں۔ سرمہ چشم آریہ بڑی جلد ہو جانے کا ایک اور بھی سبب ہے کہ
مرزا صاحب نے شروع سے ۱۶ صفحہ تک تمام مباحثہ کا خلاصہ اور صفحہ ۱۶ سے ۲۲۴ تک
بخیال خود مباحثہ لکھا ہے۔ بعد ازاں ۲۲۵ سے ۲۶۴ تک مختصر تقریر بطور خلاصہ مباحثہ لکھی
ہے اور اب ذیل پر سرمہ چشم میں بحث درج ہے۔ **معجزات محمدیہ کا عموماً** اور شق القمر کا
خصوصاً ثبوت **روح انادی نہیں۔ نجات**۔ محمد کی نسبت گذشتہ پیشگوئیاں
قرآن کی علمیت **سوامی جی** کی نسبت بیجا اعتراض وغیرہ وغیرہ۔ اصل میں
یہ اعتراض معقولیت سے کوسوں دور ہیں۔ اور ساتھ ہی بیجا تیجی و لغویت سے تمام
کتاب بھرپور ہے۔ درستی ست نہیں بلکہ الہامی خبط معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ ہم
نیک حکمت سے اُن کے خبط کا علاج کریں تاکہ خدا انہیں صحت دے بنابریں اس رسالہ کا
نام **نسخہ خبط احمدیہ** رکھا گیا جس میں حسب ذیل باب ہوں گے۔

باب اوّل۔ قرآنی یا قادیانی معجزوں کی تردید اور شق القمر کا قطعی فیصلہ۔
باب دوم۔ سرشٹی اُتپتی کا بیان اور روح کے انادی ہونے کا مشرح ثبوت۔
باب سوم۔ ستیارتھ ویدوں کی علمیت کا ۱۵۰ علماء و فضلاء یورپین غیر ملکی شہادت سے ثبوت
باب چہارم۔ قرآن اور مسلمانوں کی علمیت کا قرآن و حدیث اور علمائے اسلام کی شہادتوں سے اظہار۔
باب پنجم۔ سوامی جی کی ذات ستودہ صفات کی نسبت مرزا اور شیو نراین برہمو کے اعتراضوں کا جواب
باب ششم۔ خالصہ دھرم کی بابت محمدیوں کے چند اعتراضوں کا قطعی فیصلہ۔
باب ہفتم۔ مکتی کے بارے میں وید اور قرآن کا مقابلہ اور چند فضلائے اسلام کی رائے
باب ہشتم۔ آریوں کے زمانہ سابق میں سمندر پار جانے اور اپدیش فرمانے کے ثبوت۔
باب نہم۔ محمد صاحب کی نسبت عیسائی و دیگر صاحبان کی پیشگوئیوں کی تردید۔
خاتمہ یا مباہلہ۔ اور نتیجہ

ہم کو اس رسالہ سے مرزا صاحب کی خصوصاً اور دیگر محمدی بھائیوں کی عموماً صحت دماغی
منظور تھی جو بیڑا ہم نے اٹھایا ہے باحسن الوجوہ سر انجام کو پہنچی جو ہمارے مہربان تعصب سے
کنارہ کرکے اسے مطالعہ فرماویں گے۔ یقین واثق ہے کہ بہت کچھ فائدہ اٹھاویں گے
اور اچھی طرح سمجھ جاویں گے کہ قرآن اور وید مقدس میں کون الہامی ہے اور کون الزامی۔
اتحاد کا ہادی کون ہے۔ اور جہاد کا بانی کون ہے جگدیشور اپنی کرپا کرے ان کے دل کو
ہدایت دے تاکہ یہ آنکھیں کھول کر تعصب چھوڑ کر **ست دھرم** کو قبول کریں +

خاکسار **لیکھرام آریہ مسافر** از مقام لاہور۔

باب اوّل معجزات کے بیان میں
(سرمہ چشم صفحہ ۶۰)

سوال آریہ دھرم۔ " پنڈت نے اس وقت چھ سوال پوچھے ہیں جن میں پہلا یہ ہے
کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی **معجزے** دکھلاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب نے
چاند کے دو ٹکڑے کرکے دونوں آستینوں سے نکال دیا ہے یہ امر قانون قدرت کے برخلاف
ہے کیونکہ ایک شخص ... ہزاروں میل قطر والی چیز چھ انچ یا ایک فٹ کے سوراخ
سے کیسے نکال سکتا ہے اور چاند جو ہوا میں گردش زمین کے گرد کرتا ہے وہ اپنی گردش کو چھوڑ کر ادھر ادھر
ہو جانے جس سے انتظام عالم میں بہت ہی فرق آجاتے اور پھر علاوہ اس کے سوائے دو چار شخصوں
کے کوئی نہ دیکھے۔ تعجب ہے کسی ملک ... ہندوستان ... چین ... ہر تاریخ میں اُسکا
معجزہ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں بالکل بناوٹی ہیں۔ اگر
اصلی ہیں تو ان کا کیا ثبوت ہے؟"۔

جواب غلام احمدیہ۔ ماسٹر صاحب نے یہ جو معجزہ شق القمر پر اعتراض کیا ہے کہ
شق القمر ہونا خلاف عقل ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آستین میں سے چاند کا دو ٹکڑے ہوکر
نکلنا صریح عقل کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ یہ اعتراض کہ کیونکر چاند دو
ٹکڑے ہوکر آستین میں سے نکل گیا تھا یہ سراسر بے بنیاد اور باطل ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کا
ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں سے
نکلا تھا اور نہ یہ ذکر **قرآن** شریف میں یا حدیث صحیح میں ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث
میں ایسا ذکر آیا ہے تو وہ پیش کرنا چاہئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی آریہ صاحبوں پر
یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلی"۔

محاکمہ۔ بیشک اصل بات تو اسی طرح ہے کہ جس طرح مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلنے کی بات
محض افسانہ ہے۔ اسی طرح معجزہ شق القمر کا ہونا بھی لایعنی بہانہ ہے۔ جس طرح عظیم الشان دریائے
گنگا کا شیو جی کی لٹوں سے نکلنا خلاف قانون قدرت ہے۔ اسی طرح ایک عظیم الشان
کرہ چاند کا دو ٹکڑے ہوکر محمد صاحب کے گریبان میں آنا قابل نفرت ہے۔ چنانچہ خود منشی صاحب
بھی سرمہ چشم کے صفحہ ۱۰ پر تحریر کرتے ہیں کہ "اوّل ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ
اہل اسلام کی نظر میں ایسا امر نہیں ہے کہ جو مدار ثبوت اسلام اور دلیل اعظم حقانیت کلام اللہ
کا ٹھیرایا گیا ہو بلکہ ہزارہا شواہد اندرونی و بیرونی و صدہا معجزات و نشانوں میں سے یہ بھی
ایک معجزہ قوی الشان ہے۔ جو تاریخی طور پر کافی ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے جس کا ذکر آئندہ
عنقریب آئیگا۔ سو اگر تمام کھلے کھلے ثبوتوں سے چشم پوشی کرکے فرض ہی کرلیں کہ یہ معجزہ
ثابت نہیں ہے اور آیت کے اُس طور پر معنی قرار دیں۔ جس طور پر حال کے عیسائی و
نیچری یا دوسرے منکرین خوارق کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی اگر کچھ حرج ہے تو شاید ایسا
ہے کہ جیسے بیس کروڑ روپیہ کی جائیداد میں سے ایک پیسہ کا نقصان ہو جائے پس اس تقریر
سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بفرض محال اہل اسلام تاریخی طور پر اس معجزے کو ثابت نہ کر سکیں
تو اس عدم ثبوت کا اسلام پر کوئی بڑا اثر نہیں پہونچ سکتا"۔ پھر صفحہ ۱۲ کے حاشیہ سطر ۶
سے ۸ تک فرماتے ہیں "لیکن منجملہ کے معجزات جیسے تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں
جن کو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے"۔
افسوس ایسا فرض کرنے سے مرزا صاحب اپنی عقل کو کس قرض خواہ کے پاس گروی رکھ آئے
اور معلوم نہیں کہ اس انکار محض سے وہ دل میں کیا خیال لائے!۔
کیا کسی سند میں ایک شق یا اقرار کے غلط یا مشکوک یا فریب ثابت ہو جانے سے وہ عدالت
میں قابل شہادت ہو سکتی ہے؟ یا کسی کتاب کا ایک جزو غلط ثابت ہو جانے پر وہ درجہ اعتبار
سے ساقط نہیں ہوتی؟۔
شاید یہ اسلامی منطق کی اعلا دلیل ہو مگر کوئی غیر محمدی ذی عقل اس بات پر اتفاق
نہیں کر سکتا کہ کسی ایسے معجزہ کے غلط ثابت ہو جانے سے جو الہامی کتاب کی ایک سورت
کا اسم اللہ ہو اس کتاب کی عزت و توقیر اہل انصاف کی نظر میں باقی رہ جائے خصوصاً اس کی
تعلیم ذلیل حیثیت خیال کی جائے کیونکہ بقول مولوی **غلام نبی صاحب** امرتسری کے
"ایسے عظیم الشان نبی کا ایسا عظیم معجزہ ہونا چاہئے" (دیکھو معجزات محمدیہ)
اور جب اُسی عظیم معجزہ کی نسبت مرزا صاحب یہ رائے دیں کہ "اس کے عدم ثبوت سے اسلام
پر کوئی بڑا اثر نہیں پہونچ سکتا"۔ تو ناظرین خود ہی جان لیں کہ ایسے شخص کا دین و ایمان
یا اسلام و قرآن پر اطمینان کیا کچھ اعتبار کے لائق ہے۔ **بیت**

چو از قرآں یکے آیت غلط شد نہ کرسی منزلت ماند نہ معنا

غلام احمد صفحہ ۱۶ ۔ پس جب اعتراض کی بنا ہے قرآن یا حدیث میں کچھ بھی اصلیت نہیں اس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ماسٹر صاحب کو اصول اور کتب معتبرہ اسلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ بھلا اگر یہ اعتراض ماسٹر صاحب کا کسی اصل صحیح پر مبنی ہے تو لازم ہے کہ ماسٹر صاحب کسی جلسہ میں وہ آیت قرآن شریف پیش کریں جس میں ایسا مضمون درج ہے یا اگر آیت قرآن نہ ہو تو کوئی حدیث صحیح ہی پیش کریں جس میں ایسا کچھ بیان کیا گیا ہو اور اگر بیان نہ کر سکیں تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے متندم ہونا چاہیے۔ کیونکہ منصب بحث ایسے شخص کے لئے زیبا ہے جو فریق ثانی کے مذہب سے کچھ واقفیت رکھتا ہو۔"

تردید ۔ آپ نے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی سمجھ قرآن و حدیث کا نام لے کر پیچھا چھڑایا اور تجاہل عارفانہ سے دروغ مصلحت آمیز کو جائز بلکہ سنت قرار فرمایا۔ کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیت قرآن کی پیش کریں یا کوئی حدیث ہی"۔ تو مبارک ہو! قرآن سورۃ القمر۔ **اقتربت الساعۃ وانشق القمر و ان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔** ترجمہ ۔ پاس آ لگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں یہ جادو ہے چلا آتا"۔ مولوی **عبدالقادر** صاحب حاشیہ قرآن کے صفحہ ۴۶۰ پر تحریر کرتے ہیں۔ "حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے۔ حضرت ؐ کو سمجھاتے تھے۔ انہوں نے مانگی کچھ نشانی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک اُن سے مشرق کو ایک مغرب کو چلا گیا۔ جبتک خوب طرح دیکھ لیا پھر آپس میں مل گیا"۔

اور **مواہب لدنیہ** میں لکھا ہے۔ بعض قصاص ان القمر دخل فی جیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخرج من کمہ" المقصد الرابع ذکر معجزۃ شق القمر قلمی [illegible] ۔ ترجمہ ۔ چاند دو ٹکڑے ہو کر داخل ہوا محمد صاحب کی گریبان میں اور نکلا آستینوں سے" اور اس کا ذکر **صحیح بخاری و ترمذی** وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ مگر یہ آستینوں سے نکلنے والا ذکر اسلامی کتابوں میں ہے اور ماسٹر جی نے بھی انہی کتب کے بموجب یہ ذکر کیا ورنہ اصل اعتراض اُن کا تو صرف یہی ہے کہ معجزہ شق القمر خلاف قانون قدرت نظر آتا ہے اور اس کے وقوع ہونے سے عالم تباہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں کسی ملک کی تاریخ میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا جس سے ظاہر ہے کہ یہ بناوٹی ہے۔ اب مرزا صاحب کو انہیں باتوں کا ثبوت دینا ضروری تھا نہ یہ کہ الفاظ کے ہیر پھیر سے کتاب کا بڑھانا اور منصب بحث سے دور ہو جانا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کیسا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

غلام احمد صفحہ ۱۶ ۔ "باقی رہا یہ سوال کہ شق قمر ماسٹر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑتا ہے۔ یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے"۔

تردید ۔ جہاں تک ہم نے پڑتال کی کہیں ماسٹر صاحب کے بیان میں اس کا نشان نہیں۔ ملا مرزا صاحب! فریق ثانی کے اعتراض کو پورا لکھ کر بعد ازاں اس کی تردید ضرور ہے۔ من گھڑت اعتراض سے نقصان ایمان کے علاوہ انسان بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ آئندہ اختیار ہے۔ حضرت یہ کام خدا تعالیٰ کا نہیں اور نہ ضرورت تھی۔ اور اعلیٰ ثبوت اس کے عدم وقوع کا یہ ہے کہ وہ کام نہیں ہوا جس کے واسطے ہونا ضروری تھا یعنے بقول محمدیان کے ابوالحکم علیہ الرحمۃ (ابوجہل) کا مسلمان ہونا اور ایسے عظیم الشان معجزہ سے خدانخواستہ ایک عالم کا مسلمان ہونا (نعوذ باللہ) کیا دشوار تھا مگر بالکل نہ ہوا۔ اور نہ کبھی آپ کے نبی صاحب نے اپنی تمام زندگی میں اس معجزہ کا کہیں اظہار کیا۔ اور نہ بطور دعوے کے کسی طرح یا اشارتاً بھی کبھی وقت کسی کے سامنے اس کا اقرار کیا۔ کیونکہ صدہا مقام پر بزرگان **قریش** نے اُن کے جھٹلانے کے واسطے معجزے مانگے اور بطور معجزہ پر بڑے وثوق اعتقاد سے اسلام لانے کو تیار ہوئے۔ مگر کبھی آنحضرت نے اسی یا کسی اور معجزہ کا اظہار نہ فرمایا۔ بلکہ معجزہ والا نبی ہونیکا لفظ بھی اُنکی زبان پر نہ آیا۔ ہاں میرے بانکا آنکھیں ذرا اونچی ہوتی ہیں۔ **مصرعہ**

پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۔ جب تک یہ معجزات کا سلسلہ جوڑ دو۔ یہ کام خدا سے ہرگز نہیں ہوا نہ قدرت کاملہ سے اور نہ معاذ اللہ ناقصہ سے بلکہ جاہلوں کی افواہ سے باعتقاد پیری و مریدی اس کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بھی تمام و مکمل طور پر اس کی سستی پیدا اگر ہو، تو ہمات کا گمان ہے کیونکہ ایسی باتیں خود ہی ایک دوسری کا بطلان ہوتی ہیں۔

غلام احمد صفحہ ۱۶ ۔ "اور سمجھ یہ بھی وہ نظر ہے کہ مسئلہ شق القمر ایک تواریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف میں درج ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اس کی بروقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اسکی تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اس کے حافظ تھے۔ مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اس کو پڑھتے تھے۔ پس جس حالت میں قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ تو اس صورت میں اُس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند دو ٹکڑے کیا اور کب اُس کو ہم نے دیکھا۔ لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا۔ تب ہی تو ان کو چون و چرا کی گنجایش نہ رہی۔"

تردید ۔ شق القمر کسی طرح سے بھی تواریخی واقعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی تاریخ سوائے دعاۃ محمدیہ کے اس کی ممد نہیں اور قرآن بہت عرصہ تک متفرق طور پر صرف زبانی رہا تحریر نہیں ہوا اور اس کے برزبان یاد کرنے والے بھی صرف مسلمان ہوتے تھے جو اُس وقت معدودے چند تھے۔ اور جن کا بیجا تعصب دنیا پر ظاہر ہے اور تیئیس سال میں ایک ایک آیت کر کے وہ اکٹھا ہوا۔ اور اُن سے بھی کوئی آیات باقی رہ گئیں اور اکثر بعد ازاں شامل کی گئیں اور سوا اسکے تمام غیر متعصب مفسر اس کے ماننے سے منکر رہے ہیں اور خوارق کے قائل نہ ہو کر تاویلیں کرتے رہے۔ مرزا صاحب سورہ نجم کے پہلے تو نماز بھی نہ تھی۔ چہ جائیکہ خارج نماز (دیکھو **معارج النبوت** صفحہ ۱۸۳ رکن سوم باب چہارم فصل بیست و دوم نولکشور ۱۲۸۱؁ء) پس نماز وغیرہ بھی کوئی نہ پڑھتا تھا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ بلکہ اُس کے معنے یہ ہیں۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹال دیں اور کہیں کہ جادو ہے چلا آتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ دیکھیں تو ٹال دیں کہ جادو ہے اور اگر نہ دیکھیں تو نہ کہیں۔ پس نہ انہوں نے دیکھا اور نہ کہا اور نہ مانا اور نہ کوئی مسلمان ہوا اور نہ قرآن ہی کچھ بتلاتا ہے بقول آپ کے اُس وقت کے صدہا منکروں نے انکار کیا۔ مگر مرزا صاحب نے انکار سے انکار طرفہ و حرفاً متبدل بہ اقرار کیا گیا۔ مگر آنحضرت اس معجزے کے کبھی مدعی نہ ہوئے اور نہ کبھی اُن کفار شہیدوں کو آپ کی طرح یہ کہا کہ سورۃ قمر کی پہلی آیت پر میرے ساتھ مباہلہ یا مجادلہ یا مقابلہ یا موازنہ کرلو۔ بلکہ وہاں تو دلائل معقول کا کبھی نام نہیں لیا گیا۔ ہمیشہ لعنت ملامت اور گالی گلوچ اور جنگ و جدال سے کام چلایا۔ اور طمع و لالچ دیکر صدہا ناخواندوں کو گرویدہ ایمانی بنایا۔ سوائے محمدیوں کے دیگر تمام فضلا شور مچاتے رہے اور مقابلہ میں ڈٹے رہے کہ شق القمر کا ثبوت دو۔ کسی

تواریخ سے شہادت لاؤ۔ کوئی گواہ بتاؤ۔ مگر حضرت اور اسلام کی طرف سے سوائے نہیں ہے کے ہاں کا کلمہ ایک بار بھی موقعہ سے نہ نکلا اور ابتدائے زمانہ اسلام سے آج تک کوئی معجزہ ہی عمدہ دکھلایا نہ ہو سکا۔ اسی واسطے آپ نے خود قدم میں کہہ دیا کہ "اگر یہی میں تمہارا مجھ سے ہیں" بےشک آپکا تو ترجم نہیں مگر اسلام اور قرآن کا بیان ہے اور بیان ایسی ہی ہے لیکن مستبعد ہی جان (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۹)

غلام احمد صفحہ ۶۴۳ - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر ضرور وقوع میں آیا تھا۔ ہر ایک منصف شخص اپنے دل میں سوچکر دیکھ لے کہ کیا تاریخی طور پر یہ ثبوت کافی نہیں کہ معجزہ شق القمر اسی زمانہ میں بالاتہام مخالفین قرآن میں لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور سب مخالف اس مضمون کو سن کر چپ رہے۔ کسی نے تحریر یا تقریر سے اس کا رد نہ کیا اور ہزارہا مسلمان اس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے رہے"۔

تردید - حضرت بالکل غلط ہے کہ معجزہ شق القمر ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ ہر ایک منصف مزاج ذی فہم محمدی اس کے انکار پر کمربستہ ہو رہا ہے۔ قرآن میں لفظ شق القمر تو موجود ہے مگر کوئی تاریخی ثبوت نہیں اور رہا شبہ مخالف کا نام قرآن میں (جو کہ اس کی شہادت سے لکھا گیا) درج ہے اور نہ اس وقت قرآن میں یا قرآن بھی لکھا گیا بلکہ کئی سال بعد (دیکھو تحقیق...) اور کسی مخالف کو اس اعتنا و وسعت نے کبھی خاموش بھی نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ مخالف لوگ اس کا ثبوت مانگتے رہے اور اب بھی مانگتے ہیں بلکہ اب تو محمدی بھی خدا کے فضل سے منکر ہیں۔ اور آپ بھی ساتھ انکار بکار کر دیئے منکر یت کے ہو چکے ہیں اور یہ بات کہ ہزاروں مسلمان اس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے ہیں محض زبانی وراری اور مذہبی افسانہ اور تاریخوں سے ناواقفی کا باعث ہے۔ نہ تو ہزاروں اس وقت مسلمان تھے اور نہ وہاں موجود تھے۔

بلکہ آپ سے بھی الہامی حکایت.... معجزہ کے بعد یہ ہماری تائید کی ہے کہ مسلمان ابھی تک بدوعرب اور حاضر تھے ... اور ... مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے تھے مار دو کریں۔ افسوس آپ نے تو تاریخ حافظہ سے ملیامیٹ کر دیا۔

غلام احمد صفحہ ۱۱۴ - جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات مانخود ہے کہ ایک کرہ زمینی حالت مشہودہ ابتداءً۔ اس سے الگ ہو گیا۔ وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم۔ تو اس سے کونسا استبعاد عقلی ہے۔ اور بفرض محال اگر استبعاد عقلی بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ عقل ناقص انسان کی ہر ایک کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے"۔

تردید - یہاں آپ نے تمام مفسرین اور محدثین کو دست بستہ لے کر ہمت باندھی اپنی ناحق کا ثبوت دیا۔ اور بنیادی استبعاد کیواسطے گذشتہ لغویاتی کی کوشش کو برباد کیا۔ تفسیر معالم التنزیل۔ اور صحیح بخاری۔ مسند اور آثار... توضیح القرآن وغیرہ سب آپکے مخالف ہیں اور ہمارے موافق۔ پس ہمیں کیا ضرور کہ اول اپنے مفسرین کی تسلی کرو۔ پھر آریوں کے مقابل میدان میں آؤ۔ اور خاطر خواہ اعتراض کے جواب پاؤ۔ آپ کی تنزل بیانی اور ضعیف الاعتقادی کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی۔ جب کہ اول آپ کہتے ہیں کہ اس میں کونسا استبعاد عقلی ہے دور از عقل بات ہے اور پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ اگر استبعاد عقلی ہی ہو تو عقل ناقص انسان کی کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے۔ جناب اسی واسطے ماسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ معجزہ شق القمر قانون قدرت کے خلاف ہے جسکی تائید یا استشہاد کی ہمیں اور کسی سے ضرورت نہیں رہی۔ چنکہ آپنے خود ہی مان لیا کہ عقل انسانی نہیں ہو پہنچ سکتی۔ تیں کہتا ہوں کہ ہیں جی لی تو یہ عدہ صحیح ہو گی۔ عقل انسانی سے معجزات کا تعلق کیا ہے اور ہو بھی کس طرح سکتا ہے جو خود ہی باطل ہے اسی واسطے ہر طرح ثابت ہے کہ معجزہ شق القمر دستور عقل انسانی کے برخلاف۔ تحقیقات علمی کے برخلاف۔ تاریخی واقعات کے برخلاف۔ قانون قدرت کے برخلاف ہے جیسا کہ بیوقوفوں اور نادانوں نے مان لیا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کو اُس کا ماننا بھول آپ کے سبطی رہنا سہی۔ خدا کرے کہ وہ دل اللہ شاہ اور ہر ایک حکمت اصل دو دو ہو۔

مرلیدھر - صفحہ ۷۱ - مرزا صاحب میرے سے حدیث یا آیت مانگتے ہیں اور ساتھ ہی قرآن کی تیرہ سطر پر غور کر کے اقرار کرتے ہیں کہ قمر کے دو ٹکڑے حضرت نے کئے۔

غلام احمد صفحہ ۷۱ - صاحب من میں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے پر تو آپ سے کسی آیت یا حدیث کی درخواست نہیں مانگی۔ بلکہ ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی جو ان ہی میرے جواب کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ میں نے تو آپ سے یہ ثبوت مانگا تھا کہ قرآن یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور آنحضرت نے اپنی آستینوں سے اس کو نکال دیا۔ سو آپ نے اس کا ثبوت نہ دیا"۔

تردید - آپ ۱۹ اکتوبر کو اس سوال پر بحث کرتے ہیں۔ دو ٹکڑے ہو لیا اور یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ "میرا سوال تھا کہ جو بات خلاف قانون قدرت ہے یعنی شق القمر وہ کس طرح ہو سکتا ہے" (دیکھو سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸ و ۹) آپنے اس کا کوئی شافی جواب نہ دیا۔ اور دریے کہاں سے آپ تو ایک دیتے کے ہو کر منکر ہوئے ہیں اور نہ کر لیں گے ایک دن تمام باقیماندہ محمدی بھی منکر ہو جاویں گے۔ آپ اس کیلئے شتابہ راہ تیار رہتے ہیں۔ ایک زمانہ کا مقتضا ہے کہ جہالت سے ان باتوں (معجزوں) کا انسداد ہوتا ہے۔ اور آجکل ہر کسی علم سے سہ دو دو دو ہی ہے نہیں فائدہ تو یہ ہو جائے سے سوال خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ جو کچھ آپ لیتے ہیں کہ ایک ٹکڑا وہاں رہا اور ایک متوسط فاصلہ پر چلا گیا۔ مگر بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ ایک مشرق کو چلا گیا اور ایک ... ایک اور پہاڑ کی طرف چلا گیا اور دوسرا دوسری کوہ کی طرف۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ طالبان معجزہ نے خوب دیکھ لیا اور اچھی طرح یقین ہو چکا تو بعد ازاں مل گیا۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ایک منٹ یا آدھ منٹ یا اس سے بھی کم اور پھر آپ صفحہ ۷ سطر ۲ میں صرف چند سیکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں بتلاتے جو اگرچہ اشارتاً معجزہ کی تکذیب صریح اور توضیح ہے۔ مگر ہم اسوقت پر جو آپ کی تردید میں ایک مولوی صاحب نے لکھکر ہمارے پاس ارسال کیا ہے وہ بھی درج کرتے ہیں نہیں رہ سکتے۔

غلام احمد - سرمہ چشم صفحہ ۲۸ - قرآن شریف یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا۔

مولوی - چاند کا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آجانا کتب حدیث و تفاسیر سے ثابت ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ نزدیک آمد قیامت و شگافت ماہ کافران از ان حضرت معجزہ طلب کردند خدا تعالیٰ ماہ را دوپارہ ساخت یکے بر کوہ ابو قبیس و دیگر بر کوہ قیقعان آمد ۱۲ فتح الرحمان۔

فائدہ - حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے اور حضرت اُن کو سمجھاتے تھے انہوں نے کچھ نشانی مانگی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک اُن سے مشرق کیطرف ایک اُن سے مغرب کی طرف۔ جب انہوں نے بخوبی دیکھ لیا تو پھر آپس میں جا ملے اور یہ نشانی قیامت کے آنے کی ہے اس طرح سے سب کچھ ٹوٹ

حاشیہ - قبریوں کی کرامتیں۔ سنگا ہے والے کے معجزے۔ سو صرف کی خوارق عادات اگرچہ اسد معجزات محمدیہ کے بالکل خلاف ہیں مگر پھر بھی کرشموں میں مسلمان ان پر ایمان لاتے گویا یہ تیع معجزے سے رہبر شہادت حقیقیہ ہیں۔ جب مردہ پرستی کا یہ حال ہے تو اس وقت بیچارے لوگ کیا ہی کہتے ہوں گے۔ حضرت کی بلا ہیرا قرینی معجزے ہو گئے پھر قصص تھیں ہیں کیوں نہ ہوں گے۔

حاشیہ ۸ ۔ ترجمہ مولوی عبد القادر ’’ان آیتوں سے نکلنا سوائے چند کتب محمدیہ کے اور کہیں نہیں ہے ۔ مگر سب کا انکار نہیں بلکہ بعض علماء نے مانا ہے‘‘ چونکہ آیتوں سے نکلنا ان کا حضرت کی بزرگی زیادہ ظاہر ہوتی ہے ۔ کیونکہ اوّل تو بغرض محال کر دو ٹکڑے کرنا ۔ پھر ایسی آیتوں سے نکال لینا زیادہ اعلیٰ نور ہے ۔ پس حضرت کی ثنا بقول سعدی ؎ زبان تا بود در دہان جائے گیر ۔ ثنائے محمد بود دلپذیر ۔ جس قدر مسلمانوں کی طرف سے ہو کم ہے ۔ مگر یہ از خود طور ہے ۔ حضرت الشا اپنے اس واقعۂ عظیم کے واسطے کسی عظیم الشان شہادت کی ضرورت تھی اور ایک اشتہار دیکر اس کا شیوع کرنا ضروری تھا کہ لوگ خواہ مخواہ اس نئے دین سے نکل کر بقول محمدیان دین اسلام کو قبول کر لیتے ۔ مگر ان علماء نے وہ جہاد کی بنا ڈالنے کی ضرورت نہ سمجھی مگر افسوس حضرت سے کوئی بھی نہ کیا گیا اور نہ کوئی کافر اس سے ایمان لایا ۔ اور نہ کبھی تمام زندگی میں محمد صاحب نے اس معجزہ کا اعادہ کرکے دعویٰ کیا اور نہ کبھی اپنی زندگی میں تفسیراً یا تمثیلاً مخالفوں کے سامنے اس کا ذکر ہوا ۔ افسوس کہ ساری رات دیکھتے رہے اور ایک بھی مسلمان نہ ہوا ۔ پس کیونکر یہ بات لائق اعتبار نہیں اور سب سے بڑھ کر اس کا تماشا دانا لوگوں کو شعر اور تاریخ

ہلیمہ صفحہ ۳۴ ۔ ممالک غیر اور اقوام غیر کی تاریخ میں ایسی بڑی بات کا ذکر یعنی شق القمر کا ذکر ضرور ہوتا ہے ۔

غلام احمد صفحہ ۳۵ ۔ جس حالت میں چاند کے دو ٹکڑے کرنیکا دعویٰ زور شور سے ہو چکا تھا یہاں تک کہ خاص قرآن شریف میں مخالفوں کو الزام دیا گیا کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور اعتراض کرکے کہا کہ یہ پکا جادو ہے ۔ اور پھر یہ دعویٰ شہرت عرب میں بلکہ روم و شام و مصر و فارس وغیرہ دور دراز ممالک میں پھیل گیا تھا ۔

تحریر ۔ سوائے اس ایک آیت کے کوئی زور شور سے دعوے نہیں اور نہ اس کے متعلق نشان و گمان بھی کہیں ہے ۔ بلکہ ایک مجمل و محتمل طور پر شق القمر کا ذکر ہے پس زور و شور کا دعویٰ اور اس کی اشاعت مصر وغیرہ میں بے فروغ ہے ۔ نہ کسی مخالف کا قرآن میں نام درج ہے ۔ اور خود محمد صاحب نے کبھی یہ دعوے عام میں علانیہ طور پر نہیں کیا ۔ اور نہ اس آیت میں معجزہ محمدیہ کی طرف اشارہ ہے اور نہ اس کو محمد صاحب سے کوئی تعلق قرآن میں بتلایا گیا ہے ۔ نہ کسی خطوط میں یا حدیث میں کسی سائل مخالف کے سامنے حضرت کی زندگی میں یہ آیت بطور معجزہ کے پیش کی گئی بلکہ جیسا کہ ہم آگے ثابت کریں گے ۔ ہمیشہ معجزہ دکھلانے سے جی چُراتے اور منہ چھپاتے رہے کبھی کوئی معجزہ نہ دکھلایا اور نہ کسی مخالف کو معقولیت سے قائل بنایا ۔ ہاں حضرت کے مرنے کے بعد بعض شاعروں ۔ متعصب گیت والوں نے (جو تعداد میں تقریباً ۱۸ تھے) اشعار و غزلیات میں بہت سے معجزات آپ سے منسوب کر دیئے ہیں جیسے کہ جاہل مرید پیروں کی نسبت گمان رکھتے ہیں اور شعبدہ باز نہ اپکے جیسا وغیرہ ہے ۔

باقی رہی کتب احادیث محمدیہ ان کا حال یہ ہے کہ تمام محدث ایک ایک سو اور دو دو سو برس حضرت کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں ۔ چنانچہ مفصل کیفیت انکی نقشہ ذیل سے ظاہر ہے ۔

فہرست محدثین اہل اسلام

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب	سال پیدائش	سال وفات	وفات محمد کے کتنے سال بعد پیدا ہوا
۱	امام مالک	موطا	سنہ ۹۵ھ	۱۷۹	۸۲
۲	امام شافعی	۔	سنہ ۱۵۰ھ	۲۰۴	۱۳۹
۳	ابو محمد دارمی	۔	سنہ ۱۸۱ھ	۲۵۵	۱۷۰
۴	احمد بن حنبل	مسند	سنہ ۱۶۴ھ	۲۴۱	۱۵۳
ستہ ۵	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل	بخاری	۱۹۴	۲۵۰	۱۸۳
ستہ ۶	ابو الحسن مسلم	مسلم	۲۰۶	۲۶۱	۱۹۵
ستہ ۷	امام ابو داؤد	سنن	۲۰۲	۲۷۵	۱۹۱
۸	امام ترمذی	جامع ترمذی	۲۰۹	۲۷۹	۱۹۸
۹	امام ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	۲۰۹	۲۷۳	۱۹۸
۱۰	امام نسائی	مجتبائی نسائی	۲۱۵	۳۰۳	۳۰۳
۱۱	ابو الحسن دارقطنی	۔	۳۰۶	۳۸۵	۲۹۵
۱۲	امام بیہقی	سنن	۳۸۴	۴۵۸	۳۷۳
۱۳	امام الحسن رزین	۔	۔	۵۲۰	۵۲۰
۱۴	ابن جوزی	۔	۵۱۰	۵۹۷	۴۹۹
۱۵	امام نووی	۔	۶۳۱	۶۷۶	۶۲۰

متواتر اس کو کہتے ہیں جس کو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اُن کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو جائے ۔ اور احاد اس کو کہتے ہیں جس کی روایت میں اس قدر کثرت نہ ہو ۔ **فائدہ** ۔ متواتر حدیث بعضوں نے کہا کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہے اور یہی قول اوّل ہے ۔ کذا فی بعض الکتب شرح وقایہ کا آخر و نور الہدایہ صفحہ ۴۰۵ مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ ۔

تنبیہ ۔ اگر کسی کو حدیثوں یا اُن کے راویوں کے چال چلن کے نمونے دیکھنے ہوں یا کوئی اُن کے لائق اعتبار شہادت کا اندازہ کرنا چاہے تو براہ مہربانی تہذیب التہذیب و تقریب و میزان الاعتدال و کنز العمال کو مطالعہ میں لاویں اور پھر اُن کے جرائم کا اندازہ فرماویں تاکہ معلوم ہو ؎

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد ۔ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

جب محدثوں اور راویوں کا یہ حال ہے اور انہیں حدیثوں میں بپاس خاطر احمد معجزوں کا اقبال ہے پس کیونکر کوئی معجزہ برخلاف قرآن قابل اطمینان گمان نہیں ہو سکتا اور ہمارے اس بیان کی تائید عبد العزیز صاحب کے **تحفہ اثنا عشریہ** سے ہوتی ہے ۔ چنانچہ وہ اپنے تحفہ کے کید ہفتاد و نہم میں لکھتے ہیں ۔ ’’مؤرخ دانان تمام عالم اجماع دارند بآنکہ تا صد سالی از ہجرت ہیچ تصنیفے در اسلام واقع نشدہ‘‘ ۔ (دیکھو تحفہ مطبوعہ مطبع ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۲ھ صفحہ ۱۰۳)

حدیثوں کے بے اعتبار ہونے پر ہم محدث مسلم کی بھی شہادت پیش کرتے ہیں جو اُس نے اپنی صحیح میں لکھی ہے حدثنی عفان عن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان عن ابیہ قال لم نر الصالحین فی شیء اکذب منھم فی الحدیث قال مسلم یجری الکذب علی لسانھم ولا یتعمدون ۔ **ترجمہ** ۔ ہم نے نہیں دیکھا صلحا

حاشیہ ۱ اس نے چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں جن میں سے چار ہزار صحیح سمجھ کر درج کیں ۔ باقی ۵ لاکھ ۹۶ ہزار اصل بغیر اصل ۱۲ (از شرح وقایہ)

۲ ابو الحسن مسلم نے ۵ لاکھ حدیث علماء کی زبان سے مسموع کیں انہیں سے ایک ہزار چھ صحیح باقی ۴ لاکھ ۹۸ ہزار ۴ سو متروک کیں ۱۲

۳ ابن ماجہ نے ۵ لاکھ سے ۴۰۰۰ صحیح یقین کیں (از شرح وقایہ)

کسی امر میں زیادہ تھوڑا اُن سے جو حدیث میں ہیں اور جاری ہو جاتا ہے۔ جھوٹ اُن کی زبان پر خود بخود) اور وہ قصداً نہیں کہتے " پھر آنریبل سید احمد خاں صاحب تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۲ کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں۔ " دوسرے دین کی باتوں کو پسند کر کے اپنے دین میں اس طرح داخل کر لینا کہ پھر کچھ تمیز نہ رہے کہ یہ باتیں کس مذہب کی ہیں۔ بلکہ وہ باتیں اسلام ہی کی معلوم ہوں۔ جس طرح بنی اسرائیل کے علوم اور یونان کی حکمت وغیرہ کو مسلمانوں نے۔ اپنے دین و مذہب میں داخل کر لیا ہے اور اپنی تفسیروں اور کلام کی کتابوں کو انہی روایات اور مسائل سے بھر دیا ہے "۔

بہت سے ایسے بزرگ بھی اُن دنوں تشریف رکھتے تھے جو دن رات جھوٹی حدیثیں بنایا کرتے تھے اور اس کو ثواب جانتے اور رونق مسلمانی مانتے تھے حکما کے اقوال حضرت سے منسوب ہوتے تھے اور تاج محمدی کے موتی رشتے مدرک میں پروتے تھے تاکہ کسی طرح بعد وفات رواج اسلام ہو۔ اور ۲۰۰ سال اور حضرت کا نام ہو۔ پس حدیثوں پر کسی طرح کا اعتبار نہیں اور قرآن کو کسی معجزہ احمدیہ سے اقرار نہیں۔ سو اسطے ہم ہی ۔۔۔

غلام احمد۔ ۷۷۔ اس کے علاوہ اس کے یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں تھا۔ ہر ایک ولایت کے لوگ اطلاع پا جاتے کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدرتی تفاوت ہے۔ اور کسی جگہ مطلع صاف اور کسی جگہ غبار رہتا اور کسی جگہ ابر ہوتا۔ ایسا ہی کئی اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اس کے برعکس واقعہ ہوئی ہے۔ کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائے رکھے۔ بالخصوص رات کا وقت جو سونے اور آرام کا۔ اور بعض موسموں میں اندر بیٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

تردید۔ جب آپ شق القمر کی بات اور ملکوں کے لوگوں کی اطلاعیابی ضروری نہیں سمجھتے۔ اور خود آپ کے دل میں بھی ہر ایک پہلو پر غور کرنے سے ماسٹر صاحب سے زیادہ درستہ ہو رہا ہے کیونکہ بہت سے قدرتی حادثات مارج ہیں اور درحقیقت ہر ایک سلیم العقل کے نزدیک یہ بات وقوع سے خارج ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک مشکوک اور ممتنع محال اور مذبذب بات کو کھینچ تان کر کیوں معجزہ بنا رہے ہو۔ جس کا ثابت ہونا کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

بعضے مسلمان یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ اگر شق القمر محمد صاحب کے وقت میں نہیں ہوا تو انشق ماضی کا صیغہ کیوں ہے؟ اور کیوں اس کے معنے مستقبل کے لئے جاویں؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں صرف یہی ایک موقعہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی جگہ ماضی مستقبل کے معنے دیتا ہے اور وقعات آئندہ بطور ماضی کے بیان ہوتے ہیں حالانکہ وہاں مستقبل ہونا چاہیئے۔

(۱) مثلاً سورہ زمر۔ ونفخ فی الصور۔ اور پھونکا گیا نرسنگا۔

(۲) ایضاً فصعق من فی السموات ومن فی الارض۔ پھر بیہوش ہو گرا جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(۳) " ثم نفخ فیہ اخری فاذاھم قیام ینظرون۔ پھر پھونکا گیا دوسری مرتبہ ہی وہ کھڑے ہو گئے دیکھنے۔

(۴) " واشرقت الارض بنور ربہا۔ اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے

(۵) " ووضع الکتب وجای بالنبیین والشہداء۔ اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ۔

(۶) " وقضی بینہم بالحق۔ اور فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے۔

(۷) " ووفیت کل نفس ما عملت۔ اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا۔

(۸) " اقترب للناس حسابہم۔ نزدیک آیا آدمیوں کے واسطے روز حساب یعنی قیامت کا دن۔ سورۃ الانبیاء۔

حالانکہ یہ تمام واقعات قیامت کی بابت آنے والے وقت کے ہیں جو ابھی بہت بڑے بڑے زمانہ کے بعد آئینگا۔ مگر تمام اس طرح بیان ہوئے جیسے حضرت کے پہلے گذر چکے ہیں۔ اسیطرح اقتربت کا لفظ بھی مستقبل کے واسطے ہے مگر بصیغہ ماضی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ سید احمد خاں صاحب بہادر بھی ہمارے تائید کرتے ہیں کہ تمام قرآن کا طرز بیان اسیطرح پر ہے کہ آئندہ کی۔ تو نکا جو یقینی ہونے والی ہیں۔ ماضی کے صیغوں سے بیان کیا جاتا ہے جو اُن کے قطعی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اسیطرح ان آئتوں میں جو باتیں ہونے والی ہیں اُنکو ہو چکی جیسے ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے " (تفسیر احمدی صفحہ ۱۲۹ جلد اوّل ۱۸۸۰ء سورۃ بقرہ) اس واسطے اس میں کسی معجزہ کا بیان نہیں اور محمد صاحب سے تو کسی طرح کا واسطہ لگاؤ بھی نہیں اور جو اس بات کا اعتبار کرتے ہیں کہ اس آیت مستقبل بصیغہ ماضی کو جادو کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو عرب کی عام اصطلاح ہے۔ کسی عبارت کو لکھا ہوا دیکھ کر بھی جادو کہہ دیا کرتے تھے اور عموماً بات چیت میں بھی جادو (سحر) لفظ بولتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت بھی ہم قرآن سے ہی دکھلاتے ہیں۔

(۱) سورۃ ہود۔ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین۔ ترجمہ۔ اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہیں گے کہ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

(۲) سورہ احقاف۔ واذا تتلی علیہم ایتنا بینت قال الذین کفروا للحق لما جاءھم ھذا سحر مبین۔ ترجمہ۔ اور جب سنائی اُن کو ہماری باتیں ظاہر طور پر کہتے ہیں کافر سچی بات کو جب اُن تک پہنچے یہ جادو ہے ظاہر"۔ اسی طرح اُس آیت کو بھی جادو کہا۔

غلام احمد ۸۷۔ پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندؤں کی معتبر کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے جو مہابھارت دھرم پربت میں بیاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ اُنکے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے بشوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہابھارت وغیرہ پران کچھ قدیم اور پُرانے نہیں ہیں۔ بلکہ بعض پُرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو یا نو سو برس ہوا ہے۔ اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارت یا اُس کا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا۔ اور بشوامتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندؤں کی اپنے بزرگوں کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔

تردید۔ جیسے کوئی کہے کہ محمد صاحب کی مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے ملاقات ہو کر باہم بہت سی بات چیت ہوئی اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دئے۔ یا زردشت صاحب اور محمد صاحب کا باہم مباحثہ ہوا اور محمد صاحب اُس کی نبوت پر ایمان لائے تو کیا کوئی عقلمند تسلیم کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ایسا ہی اس بات کا دعوے ہے اور سچ بھی ہے کہ دروغ آدمی راکند شرمسار۔ جناب مہابھارت میں نہ تو کوئی دھرم پربت ہے اور نہ شق القمر کا تمام بھارت میں کسی جگہ ذکر ہے۔ نہ اُس میں وشوامتر کی نسبت اس کا کہیں بیان ہے اور نہ کسی غیر کے متعلق بھی کچھ نشان و گمان۔ سوامی جی نے کسی جگہ بھی مہابھارت کو آٹھ سو برس کا مصنفہ نہیں بتایا اور نہ مہابھارت کا شمار پُرانوں میں آیا۔ بعد مشاہدہ شق القمر کے (جو سراسر محال ہے) نہ تو اس میں لکھا گیا اور نہ آج تک یہ ناممکن امر وقوع پذیر ہوا ہے۔ بے شک بعض پران ۸ و ۹ سو برس کے مصنفہ ہیں اور بعض اُس سے

پہلے کے۔ اٹھارہ پوران اور ہیں اُن کے واقعات بھی اور مہا بھارت یا بھارت سے بہ ظہور نہ آئے ہیں اور سنسکرت دان پنڈتوں پر یہ امور بخوبی ہویدا۔

پس اے ناظرین! آپ خدا کیواسطے انصاف کریں کہ اس الہامی نے قرآنی تعلیم کی برکت سے کس قدر دروغ بیفروغ کا طوفان اُٹھایا اور کتنی کار سازیوں اور مدبہ بازیوں سے جھوٹ کا بہتان بنایا اور ایک جھوٹی بات کے اثبات کرنے کے ارادہ پر بقول اپنے ایمانی بھائی کے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز گھڑ کر دونوں جہان میں اپنی رسوائی کی۔

ہم مرزا صاحب کو رب القادیان اور محمد صاحب کی قسم دیکر مقابلہ میں بلاتے ہیں کہ بھارت یا سوامی جی کی تحریروں سے اپنے دعوے کا ثبوت فرماویں اور جیسے قرآن کے الہامی ہونیکا دعوے ثابت کر دکھائیں ورنہ برائے خدا اس ملعون ارادے سے باز آکر شرمائیں کیونکہ مہابھارت میں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ مہابھارت میں بہ تفصیل ذیل اٹھارہ پرب ہیں۔

آدپرب۔ سبھا پرب۔ بن پرب۔ بیراٹ پرب۔ ادوم پرب۔ بھیشم پرب۔ درون پرب۔ کرن پرب۔ شل پرب۔ سوپتک پرب۔ استری پرب۔ شانت پرب۔ انوشاشن پرب۔ اشومیدھ پرب۔ آشرم واسک پرب۔ موسل پرب۔ مہا پرستھان پرب۔ سورگ آروہن پرب۔

علاوہ بریں۔ بیاس مصنف بھارت کا زمانہ ٹھیک مہاراجہ یدھشٹر کے وقت ہے بلکہ اُس کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تک زندہ رہے اور بیاس کا زرتشت سے مباحثہ بمقام بلخ ہوا۔ جو کہ دساتیر میں درج ہے (دیکھو اُس کا ترجمہ سیزدہم آیت ۱۶۲) ۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یدھشٹر اور نوح ہمعصر تھے جسکو آج ۴۹۸۵ سال ہوتے ہیں اور بیاس جی یدھشٹر کے وقت میں تھے۔ نوح سے کئی ہزار برس بعد محمد صاحب ہوئے جس سے کسی مولوی کو انکار نہیں بلکہ صاف اقرار ہے کہ سال ہجری اس وقت ۱۳۰۵ ہے بیاس جی یدھشٹر کے وقت میں ہوئے اس واسطے نوح کے ہمعصر۔ اور محمد سے کئی ہزار سال پہلے گذرے ہیں۔ محمد نوشیرواں کے وقت میں ہوئے اور نوشیرواں زردشت سے کئی ہزار سال بعد۔ پس محمد بیاس جی سے کئی ہزار سال پیچھے ہوئے بنا برآں بیاس کی کتاب میں محمد کے معجزے کا خدانخواستہ ذکر یا نام ہونا سراپا محال ہے کسیطرح بھی ممکن نہیں (مفصل دیکھو متعصب پادریوں کی ناحق کا علاج نمبر ا صفحہ ۸ سے ۱۲ تک)

غلام احمد ۹ ۷ ۔ "معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤں میں مولف تاریخ فرشتہ کے وقت میں بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اُس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لے کر بیان کی ہے کہ شہر دھار کے متصل دریائے پھنبل صوبہ مالوہ میں واقعہ ہے اب شاید اُس کو دھار انگری کہتے ہیں وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا یکبارگی اُس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اُس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہوگیا۔ اُس ملک کے لوگ اُس کے اسلام کی وجہ بھی بیان کرتے تھے اور اُس گردونواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا۔ جس بناء پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے"

تردید۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف ابوالقاسم ایک متعصب مسلمان اوّل درجہ کا مخالف مذہب تھا جو بعہد ابراہیم بادشاہ کے گزرا ہے وہ تمام کتاب میں جہاں ہندو راجاؤں کا ذکر کرتا ہے اُن کو تعصب کی آگ سے جل کر بلفظ واصل جہنم اشتعال

کرتا ہے۔ پس ایسے جفاکیش کی بات اگرچہ کیسی ہی نا قابل اعتبار ہیں مگر پھر بھی پاس خاطر مرزا صاحب دتا کہ کسی حیلہ سے معجزہ شق القمر ثابت ہو جائے اور محمد صاحب پر کوئی الزام نہ آئے) تاریخ فرشتہ سے ہی اس کی تحقیقات کرتے ہیں۔

تاریخ فرشتہ مقالہ یازدہم کا آغاز۔ کیفیت ظہور اسلام در ملک مالابار

و بیان بعضے واقعات احوال در ضمن وہ مرتبہ ساز کہ واقعات ملوک ملیبار و حصہ ازیں کتاب چنانچہ بنظر رسیدہ بنا براں ہر آنچہ در رسالہ تحفۃ المجاہدین نوشتہ شدہ اکتفا نمودہ نایم ملیبار ملکے ست از ممالک ہندوستان بیشترینہ در اوائل پیش از ظہور اسلام و بعد از ظہور بسا طائفہ یہود و نصاریٰ بر سم تجارت از راہ دریا بداں دیار آمدہ شغل ہند و در آخر الامر با حکام ملیباریاں دریشان لو آمدند ملک دیدن اُلفت بہم رسیدے از بازرگان یہود و نصاریٰ در شہرہائے ملیبار ساکن شدہ منازل و مساکن ساختہ دریں منہج بودند تا آنکہ طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی گردید تا آنکہ تاریخ ہجری از دویست و دو صد سال متجاوز گشت جمیع از اہل اسلام چند عزیز و حکیم و لباس فقر و درویشی از بلاد عرب بقصد زیارت قدمگاہ حضرت بابا آدم بجانب سراندیپ کہ آن را لنکا گویند متوجہ شدند و چون اتفاقاً کشتی ایشان باد مخالف خوردہ بملیبار افتاد در شہرکہ نکو مہرو آمدند حاکم آنجا کہ موسوم بسامری بود بعقل کامل و خلق ستودہ انصاف داشت بصحبت درویشان مشرف شدہ از ہر باب سخن در میان آورد تا آنکہ از ملت و مذہب ایشان پرسید گفتند کہ ما طائفہ اسلام ایم و پیغمبر ما محمد رسول اللہ است سامری گفت من از طائفہ یہود و نصاریٰ کہ درین شہر ساکن اند و غیر ہم شمار حال آن عالم شنیدہ ام کہ در بلاد عرب و عجم و ترک بسیار دین او رواج دارد لیکن الی الان بصحبت مسلمانان نرسیدہ ام اکنون توقع دارم کہ برخے از حالات آن سرور انبیاء از روئے صدق و صفا مذکور کنند و معجزات او بیان کنند یکے از درویشان کہ بصفت علم و صلاح آراستہ بود۔ آغاز سخن کردہ چنداں از حالات و معجزات آن حضرت بیان فرمود کہ سامری را محبت رسالت پناہ در دل پدید آمد و چون معجزہ شق القمر بشنید گفت اے قوم این معجزہ بسیار قوی است و اگر حق و صدق است سحر نبودہ مردم جمیع بلاد قریب و بعید مشاہدہ کردہ خواہند بود و رسم دیار ما چنانست کہ ہر گاہ قضیہ بزرگ روئے نماید ارباب قلم آنرا در دفاتر ثبت نمایند دفاتر آباء و اجداد او موجود است آنرا انجا طرح آوریم و حیا رسید قسم ما مے بینیم آنگاہ اہل دفتر را خواندہ بفرمود تا دفتر زمان خاتم النبیین بجویند و در آنجا نوشتہ یافتہ کہ در فلاں تاریخ دیدہ شد کہ ماہ دو پارہ گشتہ باز بہم پیوست۔ پس بر سامری حقیقت دین محمدی ظاہر شدہ کلمہ بر زبان آوردہ باعتقاد تمام مسلمان گشتہ چوں از مردان قوم خود مے ترسید آنرا مخفی داشتہ مسلمانان را ہم از اظہار آں منع فرمود" (دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ ۱۸۶۵ء)

اور پھر انہیں کی ترغیب سے اُس کا حج کیواسطے جانا لکھا ہے کہ کعبہ تک نہ پہنچکر راستہ میں ہی سے بجزیرہ عرب در بندر شہر بیمار شدہ در بندر مذکور فوت شدہ بود۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ سطر ۱۱ تک) پھر لکھا ہے کہ دو سامری خود در زمان آنحضرت بملک خویش قمر شاہدہ فرمودہ و بندر وہ حضرت محمد صاحب رفتہ مسلمان شدہ بحالت واپسی بہ شہر ظفار فوت شدہ بود (دیکھو صفحہ ۳۷۰ سطر ۱ تک) +

اس تمام مندرجہ بالا بیان سے ہر ایک صحیح العقل کے نزدیک مطالب ذیل بپایہ ثبوت پہنچتے ہیں (۱) نام اُس حاکم کا سامری تھا (۲) یہود و نصاریٰ اس ملک میں مسکن گزیں تھے (۳) فقراء اسلام عرب سے بسواری کشتی اُس جگہ آئے تھے۔ (۴) اُس وقت اسلام عرب فارس روم ترکستان میں پھیل چکا تھا۔ (۵) محمد صاحب فوت ہو چکے تھے۔

(۶) فقراء کی زبانی حال سُن کر وہ ملیبار میں ہی مسلمان ہو چکا تھا۔ (۷) بندر قندیریہ یا ستحیر میں جا کر فوت ہوا (۸) ہجرت سے دو سو سال گذر چکے تھے۔
پھر لکھتا ہے کہ (۱) سامری نے جو معجزہ شق القمر کا دیکھا (۲) خود عرب میں گیا۔ (۳) محمد صاحب زندہ تھے۔ اُن کے پاس جا کر مسلمان ہوا (۴) شہر ظفار میں بوقت واپسی از مدینہ محمد صاحب فوت ہوا۔

جتنا خود اس مورخ کے ہر دو بیانات میں تفاوت ہے وہ اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ یا ایسا لچر اور بیہودہ ثابت کر رہا ہے جس کے لئے اثبات پر کسی دانا کو ذرا بھی یقین نہیں آسکتا۔

پہلی روایت فقراء کی زبانی حال سُن کر اور شق القمر کا حال اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھ کر مسلمان ہوا۔ اور بغیر پہنچے مکہ یا مدینہ کے رستہ میں بندر قندیریہ میں مر گیا۔ اور محمد صاحب سے ہیں ملا بلکہ اُن کی وفات سے تقریباً دو سو سال بعد جبکہ ترک۔ روم۔ عرب۔ عجم فتح ہو چکے تھے یہ حال اُس نے سُنا اور مسلمان ہوا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اپنی آنکھوں سے شق القمر کو دیکھا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا کل کوئی مشہور آدمی ہوا لوگوں نے محمد کا ذکر کیا۔ جس کو سُن کر وہ بغیر ملنے محمد صاحب کے لئے بدرستہ عرب میں جا کر اُن سے ملاقات کی اور اُن کے ہاتھوں مسلمان ہوا اور واپسی بہ ہندوستان میں شہر ظفار میں فوت ہوا۔

(**غور طلب امورات**) **اوّل** تو سامری ہندوؤں کا نام نہیں ہوتا جس سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا اور نہ کبھی ہوا ہے اور نہ آتا ہے بلکہ یہ نام یہود و نصاریٰ و محمدی وغیرہ قوموں کا ہے اور انہیں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اُن کا اعتقاد بھی ہے کہ جادو برحق مگر کرنے والا تھا یہ نام کسی ہندو راجہ کا نہیں آتا۔

دوم یہ بیان تحفۃ المجاہدین سے (جو صرف جہادی لوگوں کی ترغیب دلانے اور سر کٹوانے کے واسطے کسی متعصب محمدی نے بنائی ہے) نقل کیا گیا ہے۔ **سوم**۔ ہر دو روایت ایک دوسری کی سخت مخالف ہیں اگر اوّل صحیح ہے تو دوسری غلط۔ اور اگر دوسری کو صحیح مانیں تو پہلی ضرور غلط ہے اور دونوں کا صحیح ہونا محال اور دو مخالفوں کے درمیان کسی بات کا صحیح ہونا سراپا محال۔ بلکہ بطالت و جہالت پر دال ہیں ہر دو روایتیں ایک دوسری کی صریح ابطال ہیں اسی سبب سے دونوں باطل۔

چہارم۔ کسی تواریخ محمدی مصنفہ زمانہ احمدی میں کسی ہند کے راجہ کا وہاں جانا اور مسلمان ہونا جیسا کہ اوستاد نے فرقوں اور لوگوں کا محمد صاحب کے پاس جانا اور روٹی کھسوٹ کے لالچ سے مسلمان ہونیکا بیان ہے۔ نہیں پایا جاتا حیف ہے کہ ملیبار علاقہ ہند کا ایک حاکم (راجہ) وہاں جاوے اور مسلمان ہووے۔ پس بمقابل ان تمام گروہوں کے اس کا ذکر ضروری تھا مگر بالکل نہیں ہوا اس واسطے بھی یہ بات محض افترا ہے۔

غرضیکہ یہ تمام واقعات ایسے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ کس طرح حیلہ پردازی سے ایک بناوٹی فسانہ گھڑ کر لوگوں کو دین اسلام کی ترغیب دی۔ علاوہ بر آں تمام مقالہ یازدہم میں آپ کا مندرجہ بالا قصہ جو آپ کے تعصب باطنی یا الہام قرآنی کا حصہ ہے) شمار دیتے ہے۔ ملک دھار کہہ یا مالوہ یا دریائے چنبل کا نام دستاں نہیں نہ اُس کا چھت (سقف) پر بیٹھ کر معجزہ شق القمر دیکھنے کا وہم و گمان نہ ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ (بقول مرزا) نقل سکر درج کرنیکا معقول اور نہ اُس میں ہندوؤں کا ذکر موجود۔ بلکہ تحفۃ المجاہدین مسلمانوں کی کتاب سے یہ خلاف واقعہ منقول ہے اس واسطے مصنف فرشتہ کی روح بھی آپ کی بیہودگی سے غالباً ملول۔ یہ تصنیف فرشتہ کا وقت شروع اسلام تھا اور اسلام کے آغاز

اُس کا وجود یا نام۔ بلکہ وہ تو ابراہیم شاہ کے وقت ۱۶۱۲ء میں لکھا جاتا ہے کیونکہ اسلامی شمشیر عدن آشام سے لاکھوں کروڑوں معصوم ہندو شہید اور بے دین ہو چکے تھے اور دین کے محکمہ اسلامیہ کے بیعتوں ہیں بالکل روز روشن سیل رہا تھا اس واسطے تمام وقت آپ کے مذہبی تاریخی اور علمی کے باعث ہیں اور اسی سبب سے ثبوت شق القمر آپ نے دیئے ہیں تمام بیکے مددگیر سے تعصب ہندو کی ایک دلیل نقل یا اس جیسا بیہودہ ہیں۔ یہ جیسا بھارتی لشکر۔ ناسمجھ مرزا کی دروغگوئی اب اسے تم ہی جانچو خود ہی غور کرو معجزہ قمری رشیوہ قادیانی کہاں تک سچ ہے۔ اب ہم بطور نمونہ مسلمان علماء کتب سیر کا تعصب اندرونی دکھلاتے ہیں اور مسلمانوں کو ہی مصنف بناتے ہیں وہ یہ ہے۔

(۱) سرتاج شاعران ایران شیخ **مصلح الدین سعدی** شیرازی کی بوستان کی نظم ہم سب سے پہلے پیش ناظرین کرتے ہیں اور انصاف ناظرین کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ **باب ہشتم** بوستان کی آخری حکایت سفر ہندوستان و ضلالت بت پرستان سے

بتے دیدم از عاج در سومنات	مرصع چو در جاہلیت منات	مجمع کردہ یاران چین چگر	جو سعدی عنایت ازاں بت شگرف
بر انبوہ لوکشتی ہر جا	کہ بیجا دی پرستند چرا	جبین بر زمین سحدہ بر بلند	کہ اے پیر تفسیر ستا و شہد
کہ ایں بت کہ ہیچو بر او پرست	برابر بیہودہ آیا پرست	سیاہ پیچوہ ترحمات فیدار	معاں گر دو من پیر خندہ رقبائے
کشتیاں ہر گز بنیار ورد آب	لعلہا بغیر بار ورد آفتاب	مغاں تہ براے تا شتہ	ہر آمد و اندر وہ زوت وکو
من از حقہ بیخود از حواب	کہ اگر تامل شتہ ورست	شدم ہمہ گویاں بہ متفحص	بگر سی رکوفت بر تخت تاج
نشاید لب ادم بست	کہ دست پرو بادو بر تخت پر	تقلیہ کافر شدم روحیہ	بر ہمن شدم در مقالات ژند
پس پردہ مطرانی آذر پرست	مغ ر ہیر سیائی پرست	کہ تا ہا جہان بگشتہ ریبا	بنامہ منم دست غیر ازو جواب
	بہم آدم سعد ازاں شحیر	در آسمان چراغ نمین تحیر	

یہی شیخ سعدی بوستان کے باب دوم میں لکھتا ہے۔ چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت برآں تربت پاک باد۔ جس سے ثابت ہے کہ **فردوسی** اُس کے وقت تک گذر چکا تھا اور فردوسی نے **محمود** کے حکم سے **شاہنامہ** تصنیف کیا تھا اور علاوہ برآں **گلستان** کے باب اوّل حکایت دوم میں سعدی کہتا ہے سیکے از ملوک خراساں سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید بعد از وفات او بصد سال کہ جملہ وجود او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچناں در چشم خانہ ہمی گردید و نظر مے کرد۔ سائر حکما از تاویل آں فرو ماندند مگر درویشے کہ بجا آورد و گفت ہنوز چشمانش نگرانست کہ ملکش با دگران است۔

(۱) شیخ سعدی نے بوستان تصنیف کی　　ز ششصد فزوں بود و پنجاہ و پنج (۶۵۵)
(۲) شیخ نے گلستان تصنیف کی　　زہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود (۶۵۶)
(۳) اور محمود غزنوی کی تاریخ وفات ہو　　حکیم گفت شہباز جہاں (۴۲۱)
گویا محمود کی وفات سے ۲۸۲ یا ۲۸۱ سال بعد شیخ سعدی ہوا۔ اور محمود غزنوی

حاشیہ۔ اور بہت معتبر بیان سے دریافت ہوتا ہے کہ شیو کے اصل لنگوں میں سے جو کہ شیو کی رواج پانے سے ہندوستان میں ستیری جگہوں پر مقرر ہو گئے ایک یہاں پر تھا اور دوسرا ملکہم نے لکھا ہے اُجین میں تھا اور مہاکال کہلاتا تھا۔ (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۷۵ء کلکتہ صفحہ ۱۱۵) محمود نے مورت کو توڑ ڈالا اور اس کے ٹکڑوں کو غزنی میں بھیجے اور جامع مسجد کے آگے ڈالنے کا حکم دیا اور کچھ مکہ مدینہ میں بھیجنے کا حکم ہوا (تاریخ مذکور صفحہ ۱۱۶) "بعد ازاں فرمود تا دو قطعہ سنگ از وے جدا کردہ بمدینہ و مکہ فرستادہ و در شارع عام انداختند" (دیکھو تاریخ فرشتہ ۱۸۸۴ء مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۲)۔

اپنے بارھویں حملے میں سومناتھ کو تباہ و مسمار کر چکا ہے اور آج تک وہاں کوئی مندر نہیں بنا بلکہ اُس مورتی کو اُٹھا کر ایک ٹکڑا مکے اور دوسرا غزنی میں ارسال کر دیا (دیکھو تاریخ ہند)، پس یہ سعدی کی تقریر سراپا دام تزویر ہے۔

علاوہ بریں اس کے دروغ ہونے کی وجوہات ذیل بھی ہیں۔

(۱) **عاج** (ہاتھی دانت) کا بُت سومنات میں دیکھنا حالانکہ ہندوؤں کا کوئی بُت عاج کا نہیں ہوتا۔ بلکہ بنانا ناجائز ہے (۲) اُس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کا ہونا حالانکہ سومناتھ۔ شوِ لنگ کی مورتی تھی (دیکھو مورتی پوجا کی کتاب مصنفہ پنڈت **رام لعل** صفحہ ۴۴ مطبوعہ سمت ۱۹۳۹ ناگری) جس کی بابت عموماً لوگ کہتے ہیں کہ اُس کی آنکھ۔ منہ۔ ہاتھ۔ پاؤں نہیں ہوتے۔ (۳) پوجاری پیر تفسیرا ترجمہ تھے۔ حالانکہ ہندوؤں کے مذہب کی کتابیں وہ نہیں بلکہ پارسیوں کی ہیں (۴) بُت کے ہاتھوں کا چومنا اور بوسہ دینا یہ امر بالکل مذہب ہنود کی رو سے ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ (۵) پوجاری نہ نہانے والے۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کیونکہ مندر کے (۶) یزدان داور کے آگے بُت کا ہاتھ اُٹھانا۔ یزدان کے ماننے والے بھی آتش پرست ایرانی ہیں نہ کہ ہندو لوگ (۷) بے وضو نماز میں جانے والے۔ یہ بھی صفت اسلام ہے (دیکھو تیمم)۔ (۸) ایرانی مسلمان کچھ ہندوستان کے مندروں کے پوجاری برہمنوں کے نہ پہچانا بلکہ برہمن جانا صریحاً دروغ ہے۔

(۹) **شیخ سعدی** کا سومنات سے ہندوستان میں آنا اور وہاں سے یمن میں اور وہاں سے حجاز چلا جانا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ شاید اُس وقت بحیرۂ عرب یا بحر الہند یا خلیج فارس نہ ہو گی یکبارگی کود کر ہندوستان سے یمن میں چلا جانا شاعر فاسد علی الفاسد ہے۔ یہ حکایت اسی واسطے بوستان سرکاری مطبوعہ لندن سے برخلاف واقعہ ہونے کے سبب نکالی گئی ہے۔ میں ایسی ہی تحقیقوں سے تاریخ فرشتہ کے مصنف کا بھی خیال کرو۔ منشی **محمد ذکاء اللہ** صاحب پروفیسر میور کالج الٰہ آباد تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں "سومنات کی تحقیقات جو تاریخ فرشتہ میں لکھی ہے کہ مرکب ہے سوم اور نات سے۔ سوم نام بادشاہ کا ہے جس نے اُسے بنایا تھا نات اُس بُت کا نام ہے یہ اُس کی غلطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ سنسکرت میں سوم چاند کو کہتے ہیں مہادیو کی پرستش اسی سومنات کے نام سے کیجاتی ہے اس لئے اُس کو سومنات کہتے تھے۔ پہلے مورخوں نے مجسمہ اس بُت کے اعضا اور خط و خال بیان نہیں کئے۔ وہ لنگ کی شکل تھا۔ اُس میں آنکھ ناک مجسمہ نہ تھے" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۷۔ حصہ دوم ۱۸۷۶ء دہلی)۔ ان سب وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعدیؒ مفت میں مندی لگا شہیدوں میں داخل ہونے کی خاطر اس قدر

جھوٹ بولے تاکہ کوئی ہندو غلطی سے دھوکا میں آکر اس کو پڑھ کر مسلمان ہو جاوے اور ہمیں ثواب ہاتھ آئے۔ اسی طرح واقعات سکندری کو بھی مسلمان مورخوں نے نہایت غلط بیان کیا ہے اور وجہ وہی قرآن کی شاء فاسد ہے جس سبب سے تعصب کے گڑھے میں گرے اور منزل راستی سے دور جا پڑے چنانچہ کہتے ہیں۔ "سکندر بہاں سکندر بادشاہ روم کہ ہفت اقلیم مشرق و مغرب فتح کردہ بود و خطاب او ذوالقرنین بود و جمیع بادشاہان مشرق و مغرب با کمال ادب و تمدد ورزیدہ او گرد جہاں گشتہ وتسخیر ملک طلب آب حیات در ظلمات رفتہ بود و آتش کدہ ہائے مغاں خراب او کردہ وزند او ستا را سوختہ و دریں سرگذشت بسیار اند اختہ و بعضے گویند کہ پیغمبر بودہ بعضے گویند ولی بود حکیم پیشہ و بیک روایت فرشتہ بود و مابا مختار سید گی خواجہ **نظامی** فرمودہ کہ سکندر پسر **فیلقوس** است و تمام مشرق و مغرب گرفتہ دو کرت گرد جہاں گشتہ و در حکمت کشادہ و حسرو شاعران در آئینہ سکندری آوردہ کہ مردوں از پانصد سال بادشاہی کردہ و زندگی خواجہ آوردہ کہ عمرش دو قرن و شش سال کم یا منیا بودہ اما ذوالقرنین و سکندر بہر گویند خواجہ **نظامی** فرماید

دریں شصت و شش سال کم بیش من	لبے عبرت آمد فرا پیش من
مداں طفل پژمردہ ماتم کہ مرد	مدیدہ جہاں را ہمیں جاں سپرد

آئینہ سکندری میں ہے۔

در یں سست کاں بادشاہ را حیات	نویسندہ سی سال گوید حیات
زعمرش کزیں گونہ اندک بود	زہ فتح آفاق در سک بود
چنیں خوانم از قصۂ داستان او	کہ پانصد فزوں بود جولان او

(کشف اللغات جلد اول مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۶ء صفحہ ۴۹۳ سے ۴۹۴ تک)

اور قرآن بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے **سورہ کہف** سے بہت کچھ اس کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ تمام دنیا کا فتح کرنا۔ مشرق و مغرب تک پہنچنا۔ سد سکندری بنانا۔ سورج کو چشمہ گلی میں ڈوبتا پانا۔ یاجوج ماجوج کا مسخرہ آمیز واقعہ۔ مگر ان باتوں کی تواریخ یونان اور احوال سکندر موجودہ تاریخ سے بہزار تردید ہوتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان بیانات میں رتی بھر بھی راستی کا مادہ موجود نہیں اور سید صاحب بھی ہمارے بیان کی تائید فرماتے ہیں **تہذیب الاخلاق** جلد دوم نمبر ۲۰ میں آنریبل **سید احمد خاں** صاحب فرماتے ہیں "بجز سوائے قرآن مجید کے جس قدر کتب مذہبیہ اس زمانہ تک موجود ہیں ہزاروں غلطیوں سے مملو ہیں۔ کوئی ان میں ایسی کتاب نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی عظیم الشان غلطی موجود نہ ہو جس نے اسلام کی سیدھی سادی حقیقت کو وہمی اور خیالی نہ بنا دیا ہو"

حاشیہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں۔ "سعدی نے ۶۹۱ھ میں وفات پائی۔ اُس کی عمر ۱۱۰ یا ۱۲۰ برس کی بتائی ہے پس جو کم عمر مانئے سے پیدائش ۵۸۹ ہجری میں قرار پاتی ہے (دیکھو حیات سعدی مطبوعہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳)

"شیخ کے وقائع سفر میں جو اُس نے گلستان و بوستان میں بیان کئے ہیں سب سے عجیب سومنات کا واقعہ ہے جو بوستان کے آٹھویں باب میں مذکور ہے۔ اس حکایت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک ایسے بڑے مندر میں جہاں ہزاروں پوجاری اور سینکڑوں بھجن گانے والے مرد و عورت اور سینکڑوں یاتری شب و روز موجود رہتے تھے۔ وہاں ایک شخص آدمی کو ایسا موقع کیونکر ملا کہ تمام مندر میں اُس کے سوائے کوئی متنفس باقی نہ رہا اور کیونکر سوائے ایسے سناٹے کے وقت میں جبکہ مندر میں کوئی متنفس موجود نہ تھا پردے کے پیچھے ایک پوجاری کا مقرر تھا کہ عین

کس غرض سے تھا؟ اور کیوں تھا؟ اس اعتراض کے جواب میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے اصل واقعہ یہ ہے سومنات میں اور مندر میں ہندو بن کر رہنا اور ایک شخص کو اپنی جان کے خوف سے کنوئیں میں دھکیل کر بھاگ جانا صحیح ہو مگر اس صورت میں یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ اس واقعہ کے تمام جزئیات کی تصویر شیخ سے نظم میں پوری پوری نہیں کھچ سکی۔ پس بہ نسبت اس کے کہ شیخ پر غلط بیانی کا الزام لگایا جاوے یہ بہتر ہے کہ اُس کے بیان کو ایسے مقام پر ادائے مطلب میں قاصر سمجھا جائے" (حیات سعدی صفحہ ۴۲ سے ۴۷ تک) "بوستان کی اسی حکایت کے دھوکا میں اکثر انگریزوں نے بھی دھوکا کھایا ہے کہ شیخ سعدی ہندوستان میں آیا تھا چنانچہ **سر گور اوسلی صاحب** کہتے ہیں کہ ایشیاٹک جرنل کے ایک پرچہ مطبوعہ ۱۸۳۷ء میں فرانس کے ایک مشہور محقق ام گارسن ڈی ٹیسی نے لکھا ہے کہ سعدی پہلا شخص ہے جس نے ہندوستانی یعنی ریختہ میں شعر کہا ہے۔ یہ ایک قطعہ

نمبر ا شق القمر کی بابت پُرانا فیصلہ

روزے نصرانی بحدمت خلیفۃ الحق (اکبر بادشاہ) آمده والتماس کرد از مسلمانان طالب شد تا با وبحث کنند. بعد از حضور نصرانی گفت۔

شما عیسٰی ایمان دارید. مسلمان گفت۔ آرے پیغمبر خدا ایش میدانیم وپیغمبر ما از پیغمبرے اوچه داده نصرانی گفت آں پیغمبر پسے مسیح بہرچه کو بسیار کرد بعد از وی طالب بتو بود محمد چیزی گشت شما اصلاً باور نه کنید بالیشان نگروید. که دروغ گوی شد ودین من پایدار ونا ست باشید تا من را آیم عهد انجیل از پیغمبر شما تحریف. مسلمان گفت که توریت وانجیل بوده است اما تحریف یافتند شما آنرا از میان برده اند نصرانی گفت آن انجیل که درست است شما دارید مسلمان گفت نصرانی جواب داد که این معلوم شد ما را اینکه شما منکر انجیل آید. وگرنه دانستید چنانکه ما عیسٰی را هم توریت کتاب موسیٰ است دائم وشما توریت وانجیل ندارید. واگر در انجیل حیرت از پیغمبر شما بود بیشمار ما نعمۃ عیسٰی بود میگر دیدیم چه غرض از دینداری ما اثبات فرمان عیسٰی است. ومحوی ما رکجا دانیم که پیغمبر شمار ہست. گفت مسلمان گفت معجزه او که یکے از آں انشقاق قمر است۔ نصرانی گفت شق قمر اگر واقع شدے جهانیان دیدندے وبدایع نگاران ہر اقلیم ومورخان ہر قوم باقلام صدق برنوشتندے۔ حالانکہ جز مسلمان کسے ازیں خبری ندہد ہندوی دانا بود انرا نرسید که در کلجگ که دور چهارم ست ہیچگاه ماه شگافته شده ازپارسیان وترکان ہم نرسید که گفته باشیں پیش ازیں در تواریخ خود ندیده ایم مسلمان فرو ماند.“ (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ۳۱۶ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۱ء سطر ۹ سے ۱۲ تک۔

نمبر ۲۔ پرانا فیصلہ شق القمر کی بابت

محمدی گفت پیغمبر ما قرآن آورد شق القمر کرد وکمالی برآمد۔ نصرانی گفت در مصحف شما است ؎ وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الأرض الخ

ترجمہ۔ گفتند اے محمدؐ ایمان نیاوریم بتو تا بہر ما از زمین چشمہ آب پیدا کنی یا آنکہ آنکہ ترا ابتدائی شد از نخل وعنب ودرمیان آن نخلستان جو یہائے آب رواں سازی یا آنکہ آسمان را پاره پاره بر زمین افگنی یا آنکہ خدا تعالیٰ وملائکہ را بیاوری۔ یا آنکہ خانہ باشد ترا از زر یا آنکہ بالا روی بر آسمان وایمان نیاوریم ببالا رفتن تو تا فرود نیاوری از بہر ما نوشته که بخوانیم۔ بگو جواب میگوید که بگو اے محمد پاک ہست پروردگار من نیستم مگر بشرے پیغمبر“ ازینجا منصف تواند دانست که ہرگاه نتوانست بوجہائے آب روان کرد ہیچوں معجزات که نقل کرده اند بود وچوں قادر نبود که آسمان را پاره پاره بجهد اما چگونه شق القمر نموده وچوں نتوانست ملائکہ را بنمود چگونه جبرئیل را بحشم سر مے دید وصوت او مے شنید ومردمی سبہم بصورت اعرابی نگریستند وچوں نتوانست بحفظ مسخران با جسد بآسمان بر آید چه سان معراج او جسمانی بود وچوں نیاورد نوشتہ بچه طریق مصحف بدو نازل شد واگر بحجت معجزه ایں اعتقاد درست ما است معجزه ثابت نشده الا بنقل وریبه وفسانہ ہائیکہ ازدیگاه قار نقل حرامات است اعتقاد را نشاید بود تقدیر بر تسلیم علم غریبہ بسیار وخصائص اجسام بے نہایت وبیشمار است چرا نشاید کہ این صنعت کہ ہما معجزه مے انگاری۔ از خصائص بعضے اجسام باشد ودر علم غریب رخ نماید مرد تو شق القمر کو شنیده معجزه است چرا ماه او کاشتر حمیت ننا شده وچوں گوسفنے سا کلیم اللہ حوانی بہر سامری را که گوساله گویا کرد کلیم ترا از موسیٰ نخوانی“ (دبستان مذاہب صفحہ ۳۰۷ سطر ۲۱ سے ۳۰ تک)

غلام احمد ۷۹۔ بہرحال جب آریہ دیش کے راجوں تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ لوگ مہا بھارت میں درج بھی ہوگئی اور **پنڈت دیانند صاحب** پُرانوں کے رہا ہونے قبل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانون قدرت کی حقیقت بھی کھُل گئی تو تو اگر اب بھی لالہ مرلیدھر صاحب کو شق القمر میں کچھ تامل باقی ہو تو ان کی سمجھ پر ہمیں رنج سے افسوس باقی رہیں گے

مترجم۔ نہ آریوں کی پستکوں میں اس کا ذکر ہے نہ آریہ دیش کے راجوں تک زمانہ اسلام سے قبل یہ بات مشہور۔ نہ مہابھارت میں اس کا بیان ہے اور نہ بقول سوامی دیانند جی کے مہابھارت منجملہ پُران۔ بلکہ پُران تمام تر بھارت کے پیچھے تصنیف ہیں اور مختلف لوگوں کی تالیف۔ قانون قدرت پر غور کرنے سے بھی صاف ثابت ہے کہ شق القمر نہیں ہوا اور چونکہ **جلال الدین محمد اکبر** بادشاہ میں اس کی تحقیقات ہو چکی ہے اسی واسطے ماسٹر مرلیدھر جی کو اس کے عدم ثبوت میں ماننے سے انکار اور آپ کو تعصب احمدیہ کے سبب خواہ مخواہ مقتضائے ایمان کے خیال سے اقرار ہے پس آپ کی اس مذبذب حالت پر ہم جس قدر افسوس کریں تھوڑا ہے۔ **افسوس صد ہزار افسوس !!**

مرلیدھر ۷۹۔ قرآن میں لکھا جانا **تاریخی ثبوت** نہیں ورنہ دنیا میں جس قدر جدے جدے مذاہب والے اپنے اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت عجائبات بیان کرتے ہیں وہ سب سچے ہو جاویں گے۔

غلام احمد ۷۹۔ اے ماسٹر صاحب افسوس کہ تعصب کے جوش نے آپ کی کہاں تک نوبت پہنچا دی کہ آپ کی نظر میں قرآنی واقعات عام لوگوں کے خرافات کے برابر ہو گئے ایسی باتیں جن کو لوگ بے ٹھکانا اور بے بنیاد اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت سینکڑوں

بقیہ حاشیہ ؎۔ جو صرف محقق مذکور کو ملکہ اس سے پہلے ہندوستان کے تذکرہ نویسوں کو بھی ہوا ہے۔ اصل یہ ہے کہ دکن میں ایک شاعر سعدی تخلص اس زمانہ میں ہوا ہے جس کو ریختہ کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی تھی۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اس کی وفات کو تقریباً ۴۰ برس گذرے ہیں مرزا **رفیع الدین السودا** نے اپنے تذکرے میں اس ریختہ کو سعدی شیرازی سے سعدی گفتار ریختہ در ریختہ ذر ریختہ شیر وشکر آمیختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے کے نام پر لکھا ہے مگر حکیم قدرت اللہ خاں قاسم نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ اس شاعر کو سعدی شیرازی سمجھنا جیسا کہ بعض تذکرہ نویسوں نے دھوکا کھایا ہے محض غلط ہے“۔

(دیکھو حیات سعدی مؤلفہ الطاف حسین حالی صفحہ ۲۸)

یہ ایک محقق مسلمان کا خیال ہے جس نے کہ حتی الوسع اسلام کی بہت باتوں میں اصلاح کی ہے۔ درحقیقت ایسا کا جواب اور جو بیا ظفیت ہے گو یہ جواب نہیں بلکہ وہ اعتراض بدستور قائم ہے اور جو اعتراض ہم نے کئے ہیں وہ ہزار درجہ اس سے قوی ہیں جن کے مدنظر رکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ ہندوستان میں بالکل نہیں آیا۔ صرف جھوٹ لگا شہیدوں میں داخل ہونے کو ثواب جانتا تھا۔

؎ حاشیہ۔ اسی آیت پر مفسر ثانی مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی ”حقانی میں فرماتے ہیں کہ کافر بحسب بیان اس آیت کے معجزے مانگتے تھے۔ تو ان باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یوں تعلیم فرماتا ہے کہ اے محمد کہہ دے کہ میں فقط رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ اگر کسی خواہش کے موافق معجزہ ظاہر کر دیتا ہیں سبب بیان فرماتا ہے کہ اگلے لوگوں نے ہمیشہ کے معجزوں کو جھٹلا دیا تھا کہ جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے۔ میں اسی ہم تمہارے کہنے کے موافق یہ معجزے کہ جن کو تم مانگتے ہو نہیں ظاہر کرتے۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ جیسے معجزات کفار محض عناد سے استدعا کرتے تھے وہ آپ (محمد) سے صادر نہیں ہوئے“۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ تفسیر حقانی پارہ ۱۵ سطر ۸ مطبع انصاری دہلی)

یا ہزاروں برسوں کے بعد بنا دیتے ہیں جو نہ اُن دیوتاؤں کے زمانہ میں تحریر ہو کر شائع ہوتی ہیں اور نہ معتبر و معتبر و یکھنے والوں تک اُنکا سلسلہ متواتر اور معتبر طور پر پہنچتا ہے بلکہ ہمارا سر وہ مخلوق پرستوں کے مفتریات ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی روشن دلیل نہیں ہوتی۔

ترجمہ - حضرت قرآن اور پوران کے واقعات بالکل یکساں ہی ہیں ہاں راستی یہی ہے ہاں اگرچہ قرآن بنیادی ہیں مگر انہیں پھر بھی سماوی ہونیکا فخر نہیں ہے برخلاف قرآن کے آپ کو اگر ایک کے ماننے سے انکار ہے تو نہیں معلوم کہ دوسرے کے انکار کی کون سی وجہ ہے اگر ہٹ دھرمی نے آنکھوں پر پردہ نہیں ڈالا اور کچھ بھی انصاف کی لیاقت باقی ہے تو سمجھ جائیں کہ شق القمر کا بے بنیادی فسانہ اور بیہودہ کی اور بے ٹھکانہ باتیں جن کا نہ سچ ہے نہ پائل حضرت کے صد ہا برس بعد اُٹھ جانے کی تمنا پر جناب سے منسوب کی گئیں مگر محمد صاحب کے وقت شائع نہیں ہوئیں اور نہ تقریر کرنے والے آپکی زندگی میں ہم عصر شہود میں موجود تھے بلکہ کئی قرنوں بعد پیدا ہوئے اور شعراکی زبانی جن کا کام بقول مدارج النبوت کے حسان ابن ثابت کہتا ہے شہر کہ راشد تعالیٰ او را عطا کند مدح نظم قدرت بخشد۔ یعنی کہ در مدح آنحضرت و ہجو دشمنان او بہ تصریح بہتر ین کار آید ست الا اور تمام شعرا آنحضرت کے رات دن یہی کام کرتے تھے کہ مدح رسول اللہ و ہجو کفار ہی کرنا خود بی بی عائشہ بھی شاعرہ تھیں اور حضرت علی بھی شاعر۔ مخلوق پرستی تو سب سے زیادہ اسلام کی جاگیر ہے اور آپ کے بھائیوں کی کفگیر ہے۔ تمام مقبرہ و مخنث کعبہ پرست۔ سنگ اسود پرست۔ صفا و مروہ پرست۔ مدینہ پرست۔ تابوت سکینہ پرست۔ آب زمزم پرست۔ جامہ کعبہ پرست۔ تخلوق پرست ہیں ان کے مفتریات بھی کس طرح اور کب لائق اعتبار ہو سکتے ہیں ایسا نسخہ کسی وجہ صحیح دلیل کے نہ ہونے سے کوئی واقعہ قرآنی ماننے کے لائق نہیں جیسا کہ شق القمر۔ اور ہزار افسوس ہے اُن لوگوں پر جو ایسی ساقط الاعتبار گفتگو پر مذہب جیسی نازک چیز کا دار و مدار رکھتے ہیں جس کا دوسرا نام دیدار ہاسی ہے چونکہ صحیح کرنا ہے یا دادیہ عرب میں حیران و سرگردان مرنا۔ خلاصہ یہ کہ قرآنی واقعات و محمدی معجزات کسی طرح قابل تسلیم نہیں۔

غلام احمد ۸ - کوئی واقعہ ایسی کتاب میں لکھا ہوا پاویں جو اُسی زمانہ کا واقعہ ہو جس زمانہ کی وہ کتاب ہو اور اُسی مصنف نے اُسے لکھا ہو جس نے دیکھا ہو اور وہ مولف بھی سرآمد راستگار ہو اور پھر مصنف نے مخالفوں کو گواہ واقعہ قرار دیا ہو اور وہ کتاب بھی اچھی طرح محفوظ ہو اکثر حصہ دنیا میں شہرت پا گئی ہو۔ اور ہزاروں حافظوں سے لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ اور اُسی زمانہ کے قلمی نسخے اور بعض تفسیریں بھی موجود ہوں اور پنجگانہ نمازوں میں ہمیشہ لوگ پڑھا کرتے چلے آئے ہوں اگر کوئی تاریخی کتاب ان سب صفتوں کی جامع دنیا بھر میں بجز قرآن شریف آپ کی نظر میں گذری ہے تو آپ اُس کو پیش کریں۔ اور اگر پیش نہ کر سکیں تو آپ کی سند مرہی اور و خجالت اور انفعال کافی ہے۔ جو لاجواب رہنے کی حالت میں آپ کے عاید حال ہوگی۔

ترجمہ - معجزات محمدیہ کا ذکر حدیثوں میں ہے قرآن میں نہیں مگر کوئی حدیث زمانہ محمد میں نہیں لکھی گئی (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید ہشتاد و نہم و تہذیب اخلاق جلد سوم نمبر ۴) یہاں ختم ہوئی آپ کی پہلی صفت۔

محمد صاحب کو کسی محدث نے نہیں دیکھا سب نے سُنے سُنائے ڈھکوسلے باندھے اور من گھڑت تاویلیں کر کے شاعری اور انشا پردازی کی۔ یہاں ختم ہوئی آپکی دوسری صفت (دیکھو تہذیب اخلاق جلد دوم نمبر بستم) +

تیغ زنی اور لوٹ مار میں بیشک وہ سرآمد عرب تھے اور لقمادی اکیاسی واقعات لوٹ مار میں خود بدولت تشریف فرما اور حکمدار سے خود پیدا ہوئے تھے اور ایسے ہی یا بفارہوں کی ہمت و تدبیر سے کمیں گا ہوں میں بیٹھ بیٹھ کر سوداگر لوٹے مسافر قتل کئے ہوں تو حقیقی عزتوں سے مشرف ہوئے ہیں۔ کیونکہ حقیقی عزت تو صداقت شعاری و راست بازی و نیکوکاری سے مراد ہے اور وے اُن میں نہ دیکھیں بقول شخصے۔ این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ (دیکھو کتاب شوکت اسلام کا باب معارک الاسود الموسوم تغازی آنحضرت مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۹۲ھ صفحہ ۸ سے ۲۲ تک) یہاں ختم ہوئی آپ کی تیسری صفت۔

کسی مخالف نے قرآن یا حدیث کے واقعات کا امر واقعی ہونا اپنی تصانیف میں ذکر نہیں کیا۔ نہ کوئی شہادت قرآن سے مل سکتی ہے۔ اور حضرت زیاد وغیرہ صد ہا لوگ برابر مشرکانہ و عالیہ اُن کے دعاوی کی تردید کرتے رہے (دیکھو کشف اللغات و غیاث اللغات ردیف ز معنے زیاد) یہاں ختم ہوئی آپکی چوتھی صفت

اکثر حصہ دنیا میں شہرت پانا دوسری بات ہے اور **صداقت** کے جوہر سے آراستہ ہونا اور چیز ہے۔ چنانچہ الف لیلہ۔ و الفاظ تہیلی وغیرہ بھی قرآن سے بڑھکر شہرت یافتہ اور اچھی طرح محفوظ ہیں اور ایسے ہی گلستاں سعدی و شاہنامہ۔ مگر قرآن میں یہ بات بھی بدرجہ اثبات کو نہیں پہنچتی۔ کیونکہ لاکھوں احادیث غیر معتبر ہیں اور چوتھا حصہ قرآن کا بھی حضرت عثمان کی مہربانی سے خرد برد ہو گیا۔ اور بقول بعضے ۲۲۵ - آیتیں اور بقول بعضے ۲۲ آیتیں منسوخ بلکہ منسوخ التلاوت ہو گئیں (دیکھو مسلم باب ۳ - اور عین الحیات صفحہ ۲۰۸) یہاں ختم ہوئی آپکی پانچویں صفت

ہزاروں حافظوں کو حفظ ہونا اُس کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ کیونکہ محمد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ دنیا میں کوئی نہیں (دیکھو مشکات باب ۳) عثمان نے تمام پہلے نسخے قرآن کے جلوا دیئے چنانچہ لکھا ہے "وثم دخلت سنۃ ثلثین فیھا

بلغ عثمان ما وقع فی امر القرآن من اهل العراق فانهم یقولون قرآننا اصح من قرآن اهل الشام لانا قرأنا علی ابی موسی الاشعری و اهل الشام یقولون قرآتنا اصح لانا قرأنا علی المقداد بن الاسود و کذا غیرهم من الامصار فاجمع رأیه و رأی الصحابۃ علی ان یحمل الناس علی المصحف الذی کتب فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ و کان مودعا عند حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یحرق ما سواه من المصاحف و حمل کلا منها الی مصر من الامصار و کان الذی تولی نسخ المصاحف العثمانیہ بامر عثمان زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید ابن العاص و عبد الرحمان بن الحارث بن هشام المخزومی و قال عثمان ان اختلفتم فی کلمۃ فاکتبوها بلسان قریش فانما نزل القرآن بلسانهم"۔

(دیکھو تاریخ ابی الفداء عربی موجودہ لائبریری جے پور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۷ جلد اول)

ترجمہ - اب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا۔ اُسی سال عثمان کو یہ خبر پہنچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے اہل عراق کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن سے کیونکہ قرآن ابو موسیٰ اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا

ے حاشیہ - دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ ۱۸۴۷ء سطر ۲۵ و ۲۶ +

قرآن بہت ضائع ہے کیونکہ ہم کو مقداد ابن الاسود کی معرفت پہونچا۔ اسطرح پر اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت عثمان نے سب صحابہ سے مشورت لے کر یہ بات ٹھہرائی کہ لوگوں کو اُس قرآن شریف کی طرف برانگیختہ کیجئے جو کہ درمیان دفتین ابوبکر صدیق نے لکھا گیا تھا۔ وہ قرآن رکھا ہوا درمیان مصحف حفصہ کے تھا۔ اور جتنے قرآن جو سوا اس کے تھے سب جلا دئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اُس قرآن کی نقلیں کروا کے اسٹ بھر کر شہروں میں بھجوا دئے اور وہ لوگ جو حضرت عثمان کے حکم کے موجب قرآن شریف کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے یہ ہیں۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام المخزومی اور کہا عثمان نے جہاں قرآنوں میں اختلاف دیکھو کسی کلمہ میں پس لکھو قریش کی زبان میں کیونکہ وہ قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ (اور اسیطرح دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید سیزدہم صفحہ ۵۹ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵؁) یہاں ختم ہوئی آپ کی چھٹی صفت۔

پنجگانہ نمازوں میں صرف معمولی چند آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ بھی ہر فرقہ علیحدہ ہی کی ترکی بولتا ہے۔ ہمارے ایک مہربان عبدالغفار جی نماز میں حضرت علی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ہندوانم کہ من خواندم مسلمانم یا علی حیدر کرار۔ گوید خالق ہر دو سرا۔ الخ۔ ایسے ہی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں۔ سُنّی شیعوں کی چند میں اور وہابی دعاوں میں نماز جائز نہیں جانتے بلکہ وہ دونوں خود بھی اُن کو مسلمان نہیں مانتے۔ اور کلمہ گو کو کافر گردانتے ہیں۔

اور علاوہ بریں سورہ بنی اسرائیل کے پہلے تو نماز ہی نہ تھی پس نماز میں پڑھنا کیسا۔ (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۲ سطر ۲۰ ۱۸۷۴ء نولکشور اور روضۃ الصفا ذکر معراج) علاوہ بریں بہی بسات صفات الذاہیلی تزک بابری جہانگیری اور ابوالفضل کا اکبرنامہ وغیرہ کی نسبت قرآن سے زیادہ موزوں ہیں۔ کیونکہ خود اُن کے مصنفوں نے اپنے قلم سے ان کتابوں کو لکھا ہے اور آجتک بلاکم وکاست راست موجود ہیں اور برخلاف قرآن کے اُسکا کوئی حصہ بھی مفقود نہیں۔ مرزا صاحب ذرا عقل کے ناخن لیجئے اور خواہ مخواہ غیروں کے دور دست صفات سے قرآن کو موصوف نہ کیجئے۔ دراصل اگر آپ ذرا غور فرماویں گے تو پردہ تعصب کے دور ہوتے ہی بخوبی مان جاویں گے کہ قرآن ان صفات سے موصوف ہونے کے خلاف جاری ہے اور عدم ثبوت اس کی زبان پر موسیٰ کیطرح لکنت جاری۔

غلام احمد۔ ۸۰ و ۸۱۔ آپ کو خبر نہیں کہ دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے مخالف بالعلم عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی وغیرہ ہیں وہ قرآنی شہادتوں سے جیتے اُن واقعات سے جو قرآن نے اپنے زمانہ کے متعلق لکھے ہیں انکار نہیں کرسکتے۔ الا تعصب کی راہ سے۔ وہ بعض آیات کے معنے اور طرح پر کرتے ہیں مثلاً شق القمر ہیں، وہ آپ کیطرح یہ نہیں کہتے کہ آنحضرت نے یہ امر خلاف واقعہ قرآن میں لکھ دیا ہے۔ چنانچہ اس بات کی تو آپ بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں کوئی ایسی کتاب کسی فاضل انگریز یا یہودی کی نہیں دیکھی ہوگی۔ جس میں اُنھوں نے آپ کیطرح یہ رائے ظاہر کی ہو کہ آنحضرت نے ایک جھوٹا دعوے شق القمر کا قرآن میں لکھ دیا ہے۔ کیونکہ جو فاضل ہیں اور باخبر انگریز ہیں وہ لوگ بباعث اپنی عام اور وسیع واقفیت کے خوب جانتے ہیں کہ جس طور اور التزام سے قرآن نے اشاعت پائی ہے اور جس تشدد سے مخالفوں اور منافقوں کی نگرانی اس کی آیت آیت پر رہی ہے اور جس سرعت اور جلدی سے اس کے مضمونوں کی تبلیغ لاکھوں آدمیوں کی ہوتی رہی اور جس قلیل عرصہ میں وہ دنیا کے اکثر حصوں میں وہ مشہور ہوگیا ہے وہ ایسا طور اور طریق چاروں طرف سے محفوظ ہے کہ اس میں گنجائش ہی نہیں کہ کوئی جھوٹا معجزہ یا کوئی جھوٹی پیشگوئی افترا کرکے قرآن میں درج ہوسکتی۔ جس کے افترا پر عیسائیوں۔ یہودیوں۔ مجوسیوں میں سے کسی کو اطلاع نہ ہوتی۔ اسیواسطے اگرچہ آجتک صدہا علماء یورپ نے بوجہ شدت عداوت کچھ مخالفانہ جھوٹی کتابوں اور تفسیروں میں قرآن پر کرشے چلائے ہیں مگر وہ باطل پر ہونے کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوسکے۔ مگر یہ رائے جو آپ نے بیان کی آجتک اُنمیں سے کسی نے ظاہر نہیں کی۔ سو آپکا کسی کتاب کو محرفانہ وقت سے باہر سمجھنا اور جوہر صافی اور خس وخاشاک ہمارا خیال کرلینا اور صاف صاف فرق دیکھکر اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال لینا صرف نظرہ کھاتا ہے"۔

تردید۔ ہم اسموقع پر بموجب درخواست مرزا صاحب کے نہایت ضروری جانتے ہیں کہ چند محقق علماء وفضلاء یورپین انگریزوں کی رائیں قرآنی واقعات وتعلیمات وہدایات کی نسبت پیش کریں۔ تاکہ مرزا صاحب کو کسی طرح کی مایوسی نہ ہو۔

(۱) ڈی کے فاضل ڈاکٹر فانڈر صاحب بہادر اپنی کتاب میزان الحق میں فرماتے ہیں کہ "انجاکر یہودیوں اور مسیحیوں نے انجیل اور توریت کی بعض حکایتیں محمدؐ سے صحت سے ساتھ نقل کی تھیں۔ یا کہ صحت سے نقل کی تھیں تو محمدؐ کو صحیح یاد نہیں رہی تھیں اسی سبب سے شبہ میں پڑ گیا۔ اور وے حکایتیں بعینہ صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہ ہوئیں۔ اب اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ کچھ ایک بطور نمونہ کے ہم یہاں ذکر کریں گے" (دیکھو صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۶ تک مطبوعہ سال ۱۸۶۱؁) پھر فرماتے ہیں "نمونہ صاف یا تو اس سبب سے ہوا کہ محمدؐ کو یاد نہیں رہا تھا یا یہود و نصاریٰ نے اصل سے خلاف بیان کیا تھا۔ ورنہ ان گذارشات کو محمدؐ ٹھیک صحیح صحیح نقل کرتا (دیکھو صفحہ ۲۶۲)"۔

"جوکوئی ان باتوں کی بابت تھوڑی سی بھی فکر کرے گا اُسے معلوم ویقین ہوجائے گا کہ یہ آیتیں اور یہ مقدمے صاف گواہی دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ محمدؐ کا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا تھا۔ اور ہوا وہوس ایسی غالب تھی کہ چاروں عورتوں پر صبر نہ کرکے اور عورتیں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لئے ظاہر کیں مگر ایسے پیغمبر کے حق میں ہم کیا کہیں جو اپنی نفسانی خواہش عمل میں لانے کو اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے دعوے کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے تجاوز کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور قسم کو توڑ ڈالنا میرے لئے جائز رکھا ہے اور بیگانی عورت کا عشق میرے واسطے حلال کردیا ہے۔ آیا ممکن ہے کہ خدا اپنے حکموں سے عدول کرنیکا اذن دیوے؟ اور قول وقسم کا توڑ ڈالنا جائز کردے۔ اور بیگانی عورت کا عشق حلال ٹھیراوے؟ یہ ہرگز ہوسکتا نہیں!! بلکہ عادل اور مقدس خدا سے ایسی بات نسبت دینا کفر کے برابر ہوگا۔ پس درحالیکہ خدا کی جانب سے ایسی بات نکلنا ہو محال ہے۔ تو ظاہر ہے کہ آیات مذکورہ محمدؐ نے اپنی طرف سے کہیں اور بیجا خدا سے منسوب کردی ہیں۔ اور جس صورت میں کہ محمدؐ نے مذکورہ مقاموں میں جھوٹ سے الہام کا دعوے کیا ہے تو قرآن کی اور آیتوں کی بابت بھی اُس کے دعوے کا کچھ اعتبار نہیں ہے"۔ (دیکھو صفحہ ۲۲۲)

(۲) لایق ڈاکٹر سرہی جل صاحب بہادر ایم۔ اے اپنی کتاب مطبوعہ سال [illegible] میں فرماتے ہیں "یہ سچ ہے کہ اکثر محمدی مصنف معجزوں کا ذکر کرکے محمدؐ صاحب سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ گمان بیان تک محمدؐ صاحب کی باتوں کے خلاف ہے کہ بالکل قابل اعتبار نہیں"۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ "اس مضمون کا زیادہ طول بیان کرنا کچھ ضرور نہیں سچ ہے وہ محمد صاحب کو دعوے کی سچائی ثابت نہیں کرتا اس کا معجزہ جنگ بدر والے کی کیفیت اپنے تئیں آپ جھوٹا کرتا ہے

پھر ایک معجزہ کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ "بمنزلہ کسی بات کے ثابت کرنے کے وہ خود ثبوت کی احتیاج رکھتا ہے۔ قرآن کی اکثر باتیں علم فلاسفہ اور حکمت اور عام عقل کے منافی ہیں یہ تعلیمیں (قرآن کی) نہ صرف از روئے علم فلاسفی جھوٹی ہیں بلکہ اُس کے عملی نتائج بالضرور اکثر بدیاں پیدا کرتے ہیں" پھر ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں

"ایک آنریبل منشا انگریز نے مذہب اسلام کی بابت لکھا ہے۔ نبی بغیر معجزوں کے تھے ایمان بغیر بھیدوں کے اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خونریزی کے شوق کو ترغیب دیا ہے اور جس کی ابتداء اور انتہا بیجا شہوت پرستی کے ساتھ ہوئی۔ وہ مذہب اسلام ہے" پس بیان مذکورہ بالا سے خوب ثابت ہوا کہ محمد صاحب اور قرآن لایق تعلیم نہیں ہیں۔ ساتویں قرآن کی تعلیم نہایت معیوب اور اکثر باتوں میں غلط ہیں"۔

(۳) فاضل ڈاکٹر ایڈورڈ گبن صاحب بہادر اپنی تواریخ روم تہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔ کہ "قرآن قصے اور حکم اور سخنگوئی کا بے انتہا اور ناموافق کلام ہے جوڑ ہے جو کبھی زمین پر رینگتا اور کبھی بادلوں میں غایب ہو جاتا ہے"۔

(۴) آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ سکندرہ سال ۱۸۵۴ء صفحہ ۱۴۴ میں فرماتے ہیں کہ "اسلام کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی بڑی فوجوں اور بادشاہ سپہ سالاروں نے مذہب محمدی کے جاری کرنے میں لڑائی اور کوشش کی ہے۔ اور خود محمد نے ایسی دنیوی مدد سے انکار نہ کیا۔ بلکہ آپ اپنے جیتے جی منافق اور بُت پرستوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا۔ پھر اپنے تابعین کو محمد نے یہی وصیت کی چنانچہ اُس کے بعد سوار اور خلیفوں نے چاروں طرف کی ولائیتوں میں لشکرکشی کر کے جہاں فتح پائی وہاں مذہب محمدی کو زبردستی قایم کیا۔ دین اسلام کے پھیلتے وقت جو شخص مسلمان ہوا اُس نے مذہب کے باعث کچھ دنیوی نقصان نہ اُٹھایا۔ بلکہ بے عزتی اور سختی اور نقصان سے پناہ پا کر عزت اور مال اور سلامتی بچائی اور بڑھائی ہاں اگر دین محمدی سے انکار کرتا تو البتہ بے عزتی اور نقصان و سیاست میں اُٹھاتا بلکہ قتل کیا جاتا۔ اور قرآن میں مسلمان ہونے کے واسطے بہزارہا مال اور عزت اور فتح دنیوی مطلبوں کے وعدے ہیں۔"

(۵) ایک فاضل یورپین اور لایق تھیس ورمن صاحب فرماتے ہیں کہ "جو کوئی قرآن کو پڑھتا ہے اور عمل کرتا ہے وہ بے شک سخت مزاج اور نفسانی ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن سکھلاتا ہے کہ لوگوں کو جیتے جاو۔ دشمنوں کو مار ڈالو۔ بردہ فروشی کرو۔ لونڈیوں کو رکھو تین یا چار عورتوں کے ساتھ شادی کرو۔ بہشت میں نفسانی خوشیاں بھی تمہارے لئے ہی ہونگی۔ دیکھو! ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن و حسین (محمدیوں کے بزرگ) سب کے سب خود محمدیوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ سب عالم جانتے ہیں۔ کہ دین محمدی کس طرح ابتداء میں بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور خاص کر کے محمود غزنوی (جو بقول مصنف واقعات ہند کے جملہ بادشاہان سابق سے عظیم الشان دیندار مشہور ہے) اور نادر شاہ اور اورنگ زیب محی الدین نے ہندوؤں کو کس عذاب سے مارا۔ پھر قرآن کے اکثر مضامین انسان کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں۔ چنانچہ بہشت کی چار خوشیوں کا بیان ہے یعنی شراب۔ باغیچے۔ ابر کیتیں۔ پوشاکیں۔ عورتیں اور لونڈے۔ بے شک تمام عیاش اور بدکرداروں کو ایسی خوشیاں بہت پسند ہیں"۔ دیکھو تیغ و سیر عیسوی صفحہ ۲ و ۳ و ۵ مطبوعہ ۱۸۸۲ء قطع نظر اس کے جب محمدی اور دلیلوں سے لاچار ہوئے تو اُنھوں نے تیغ و تلوار کو اپنے مذہب کے پھیلانے کا خاص ذریعہ ٹھیرایا۔ اور اسی کے خوف سے اکثروں نے اس دین کو قبول کیا۔ البتہ اس قسم کی دلیل کا مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہے۔" (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۹۴)

(۶) قرآن کے ماہر فاضل ڈاکٹر سمتھ صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ "پہلا سبب جس سے دین محمدی دُنیا میں پھیل گیا ہے۔ تلوار ہے جو چھ سو برس کے عرصہ میں اہل اسلام نے ایشیا۔ افریقہ اور یوروپ کے ملک میں کئی بادشاہتیں قایم کیں اور فتوحات کے ساتھ اپنا مذہب بھی سب مُلکوں میں جاری کیا۔

مگر ہر ایک ملک میں دین نے جڑ نہیں پکڑی۔ بلکہ حکومت کے ساتھ ہی نیست ہو گیا جیسے اسپین اور پرچیگل (پرتگال) میں ہوا۔ لیکن بُت پرستوں کے درمیان یا ایسے لوگوں میں جن کا مذہب مسلمانوں کے برابر برا تھا مذہب قایم رہا۔ اگرچہ حکومت جاتی رہی"۔ (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب کا صفحہ ۱۰)

(۷) محقق انگریز ڈاکٹر اسپرنگر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "اہل یہود و عیسائی اور اطراف وحی رائے بابت خدا کے مُلک عرب میں پھیل گئی تھی ایک عربی عالم سام قوحس نے بڑی جانفشانی سے خدا کی وحدانیت سکھلائی۔ محمد صاحب وقت جوانی اس عالم کا جان پہچان تھا۔ اغلب ہے کہ اس نے عالم مذکور سے اُس تعلیم کی بابت تربیت پائی ہو۔ امتیہ اور عالموں نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ اور ایسے مشہور معلموں کی باتیں اہل عرب پر یقیناً بڑی تاثیر ہوئی ہوگی اسلام محمد کا کام نہیں ہے وہ اہل عرب کا عوام قول ہے۔ اور محمد صاحب نے اپنے بد اخلاق اور ضد اور فریب سے اُس کی ساری تعلیمات کو خراب کیا اور قرآن کی اکثر سُست تعلیمات محمد صاحب کی ہیں" پھر فرماتے ہیں "محمد صاحب کا مزاج رنج آور تھا اور اُس کے عصب (پٹھے) بہت کمزور تھے۔ پھر وہ بہت وسوسی تھا۔ مثلاً بُرے خواب کے بے تاثیر کرنے کے لئے وہ اپنے بائیں کندھے کی طرف تین مرتبہ تھوکا کرتا تھا۔ وہ شاعر تھا اور بہت مضبوط قیاس پھر وہ بہت قوی دل اور سرگرم تھا اور عجب طرح کی قایم مزاجی رکھتا تھا اُس کے سارے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ فتنہ انگیز دینی حرارت اُس کی مشہور خاصیتوں میں عالی درجہ رکھتی ہے۔

(۸) **جارج سیل صاحب** بہادر مشہور فاضل عربی دان مترجم انگریزی قرآن (جس کے اکثر حوالہ مرزا صاحب نے سرمہ صفحہ ۲۴۰ و ۲۴۹ کے الف و ب حاشیہ میں درج کئے ہیں) دیباچہ قرآن میں فرماتے ہیں "جوش تعصب یا ملک گیری کے خیال سے محمد نے یہ دعوے کیا کیونکہ شہوت نفسانی کے بڑھانے کے واسطے یہ بات ضروری ہے اور تمام انگریز مورخ اس بارے میں متفق ہیں اور میں اس کے بیان کرنے میں کبھی تعصب کا بہانہ نہ کرونگا" "جو خرابیاں کہ عظیم الشان گرجاؤں کی بتاہی کے سبب واقعہ ہوئی ہیں اور مہلک واقعات بانی اسلام سے وقوع میں آئی ہیں۔ اگر اُن لوگوں کے دل محمد کے جانچنے کو نہایت ہی تاریک خیال کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جو نقصان اُس نے عیسائی مذہب کو پہنچایا وہ اس کی جہالت سے سوا حسد سے اور بڑی بدقسمتی اُس کی یہ ہوئی کہ اس کو عیسائی دین کی صحیح واقفیت نہ تھی (صفحہ ۔۔)

حاشیہ ۔ ایام پیری میں اُس کو مذہبی بے ہندوؤں کے قتل کرنے پر برانگیختہ کیا چنانچہ متھرا اور بنارس سے مندر گرا کر خاک سے برابر کر دئے اور بجائے اُن کے مسجدیں بنوائیں۔ اور بعض مندر ہیں گرائے درج کرد ہیں ۔۔ (دیکھو واقعات ہند صفحہ ۱۲۳ سطر ۱ سے ۱۶ تک ۔۔ ذکر

حاشیہ نمبر ۱ ۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحریر آب زر سے لکھ کر یاد رکھنے کے قابل ہے مذہب اسلام کو معقولیت سے ذرہ بھی بلکہ عقل کی کسوٹی پر محمدی سکہ بالکل کھوٹا ثابت ہوتا ہے وہم ہے اسلام کا آغاز اور جبر سے اس کی امتداد یعنی خدمتگری اور شہوت نفسانی سے اس کی ترقی اور ظلم اور بے رحمی پر اس کا خاتمہ

"اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں کہ محمد کو دنیا میں عجیب آدمی ہونے کی خواہش تھی جسکو وہ کسی طرح پورا نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ مکر کرکے اپنے کو خدا کا رسول ٹھیراوے اور آدمیوں پر اپنی مرضی ظاہر کرے" (صفحہ ۲۸)

"اگر لوگ اس کے وعظ (بوقت مکہ وغیرہ) کی تردید کرتے اور اس کو ادھر اُدھر پناہیں ڈھونڈنے۔ اور اپنے بچاؤ کے واسطے ہتھیار اُٹھانے کے لئے مجبور نہ کرتے۔ تو شاید یہ ایک معمولی آدمی ہوتا اور ایسی معمولی عزت پر قانع رہتا۔ لیکن یہ سب تھوڑی سی فوج پاس سر ہو جانے اور کامیابی سے حوصلہ پا جانے کے تعجب نہیں کہ اگر اس نے ایسے خیالات کو ان کوششوں کے کرنے کے واسطے بڑھایا۔ جو کبھی اس کے خیالات میں بھی نہیں آتی تھیں محمد ایسی رنگت میں عربوں جیسا تھا۔ ایک گریٹ لور آف ویمن یعنے بڑا عاشق عورتوں کا۔ اور یہ بات ہم کو یقین ہوتی ہے اس کی حدیثوں سے اور اسی بات سے اہل تواریخ نے اُسے بہت ملامت کی ہے (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۹)

"مترجم۔ اُس کی عورتوں کی تعداد بتلانے میں جن سے وہ (سینسوالٹی) یعنے شہوت پرستی پوری کرنے کی دلیل لاتا تھا۔ کامیاب ہوئے ہیں۔ جس کو وہ خیال کرتے ہیں کہ کافی طور سے ثبوت کرتا ہے کہ وہ ایک دگڈ یعنے فاسد یا بدکار اور ہپوکریٹ یعنے دغاباز آدمی تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۱۲ و ۱۳)

"مسلمان کہتے ہیں کہ وہ حلیم۔ رحم دل۔ سخی وغیرہ صفتیں رکھتا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ باتیں طرفداری سے ہیں تاہم اُس سے اتنا نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ایک اعرابی کے واسطے جس نے غلامی کی تعلیم پائی ہو۔ اور جس کو ایسے فرائض کی کم آگاہی ہو۔ وہ کم از کم مستقل مزاج تھا اور وہ ایسا شرارتوں کا پتلا نہ تھا جیسا کہ معمولی طور سے ظاہر کیا جاتا ہے"۔ "تھوڑی سی ہپوکریسی یعنے مکاری اور صورت بچانی کم از کم اُس کے لئے نہایت ضروری تھی۔ اُس کی طبع تیز تھی اور کامل طور سے دھوکے بازی کی کیمیلاوسٹ کے ہنروں میں لائق تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹)

(۹) اسی طرح آنریبل سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "محمد اپنے وعظ کے آغاز میں دل سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بعض اوقات اپنے دین کے پھیلانے میں اُس کو فراڈ یعنے دغابازی اور فریب سے کام لینا پڑتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ کچھ عرصہ کے بعد ہپوکریسی یعنے دغابازی یا مکر اور رام پاکھنڈ یعنے دھوکا دہی کا بھی عادی ہو گیا تھا تاہم غالباً وہ ایسے کاموں کے نکالنے کے واسطے اپنے تعصب کو کام میں لاتا تھا۔ خواہ اُس کے جوشِ تعصب کی اصلیت کچھ ہی ہو اور اس کے منصوبوں کی سچائی بھی کچھ ہو۔ مگر جس متعصبانہ طور پر اس نے اپنے مذہب کی غلطی (اور جو بلڈشیڈ) خونریزیاں اُس کی باعث پیدا ہوئیں اور ہمیشہ کے واسطے قائم ہو گئیں وہ بلاشبہ ان سب کے بانی کو دی ورسٹ اینیمی آف مین کائنڈ (یعنی نوع انسان) کے سب سے زیادہ بڑے دشمنوں میں شمار کرنا مناسب ہے۔ (دیکھو ہسٹری آف انڈیا حصہ پنجم باب اول بار پنجم مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۰۰ سطر ۲ سے ۲۰ تک)

(۱۰) ڈاکٹر پرائیڈکس صاحب فرماتے ہیں کہ "محمد نے ان شخصوں کی خواہش کے پورا کرنے کے لئے جو معجزوں کے طالب تھے یہ نکالا یا اس بات کا پریٹنڈ یعنے جھوٹا دعوےٰ کیا کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہوں اور اس بات کی تقویت کو وہ پرانی روایتیں پیش کرتا تھا جیسا کہ یہودیوں کا زبانی قانون (دیکھو لائف آف محمد مؤلفہ ڈاکٹر پرائیڈکس صفحہ ۹۳)

(۱۱) مولوی سید ممتاز علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "آں حضرت صلعم کی طرف درختوں کا سجدہ کرنا۔ اور ایک پتھر کا آں حضرت کو سلام کرنا۔ کسریٰ کے گھر میں زلزلہ کا وقوع ہونا۔ فارسیوں کے آگ کا بجھ جانا۔ جو ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی۔ آپ پر بادل کا سایہ رہنا۔ ایک خشک درخت کا آپ کے سر ول سے سرسبز ہو جانا وغیرہ یہ سب خوارق جن کی اصلیت مذہب اسلام میں خیالات شاعرانہ کی بنا پر نہیں۔ اور اُن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ بطور اعجاز واقعہ نہ ہوئے تھے"۔

(دیکھو محاکمہ ولادت مسیح صفحہ ۱۴ و ۱۵ مطبوعہ متربلاس لاہور)

(۱۲) مسٹر ابیٹسن صاحب بہادر یورپین افسر (جو کہ ہندوستان میں حال کی مردم شماری کے کام پر مامور تھے) اپنی رپورٹ مردم شماری میں لکھتے ہیں۔ "نہایت تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جب کوئی پنجاب کا دیہاتی شخص محمدی مذہب قبول کرتا ہے تو اُس پر ایسی بُری تاثیر ہوتی ہے کہ محمدی ہوتے ہی وہ جھوٹے گھمنڈ اور خود غرضی سے بھر جاتا ہے اور محنت سے جی چُراتا ہے۔ کفایت شعاری کے بدلے فضول خرچی پر لے درجہ کا ہو جاتا ہے۔ قناعت کے بدلے حرص اس پر غالب ہوتی ہے اپنے ہندو بھائیوں کے مقابلہ میں ہر بات میں ناکام دکھلائی دیتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ سرحدی پٹھان یا بلوچ لڑائی کو ایک پیشہ سمجھتے ہیں اور اس پر تعجب نہیں ہے کہ آوارہ گرد مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی قومیں کسانوں کی روزمرہ محنت کو تکلیف خیال کرتے ہیں اور اگر سید مزدوری نہیں کرتے ہیں تو مانگنے سے بھی شرم نہیں کرتے ہیں بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پاک نسل محنت کرنے کی ضرورتوں سے ہم کو بچاتی ہے وہ منگتے برہمنوں سے اس بارہ میں کچھ کم نہیں ہیں۔

جب ہم کسی ایسی جگہ پر جاتے ہیں جہاں کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی نسل کے آباد ہوں جن کے دادے پڑدادے ایک ہی تھے اور جو کہ ایک ہی حالت میں باہم سکونت کرتے ہیں۔ جب ایسے گاؤں میں گذر ہوتا ہے تو ظاہری حالت سے ہی الگ دین ظاہر ہو جاتا ہے یعنی مفلسی تنگی گھمنڈ جو کہ محمدیت کے نشان ہیں پائے جاتے ہیں" (دیکھو رپورٹ مردم شماری انگریزی جلد اول مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۰۲ دفعہ ۲۰۳ ۱۸۸۲ء)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں "اورنگ زیب کے ظلم سے لوگ کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ جتنے ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں وہ رضامند نہیں ہوئے بلکہ زبردستی سے کئے گئے" (دیکھو رپورٹ مردم شماری صفحہ ۱۴۲ دفعہ ۲۷۶ جلد اول ۱۸۸۲ء)

(۱۳) کپتان ولیم رابرٹسن صاحب بہادر فرماتے ہیں "کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو ناحق یہ سکھاتی تھی کہ اسلام کی گمراہی پھیلانے کے لئے لڑائی میں جان دینا خود بخود بہشت میں داخل ہونے کے لئے پوری ٹکٹ ہے وہ کیا چیز تھی جس نے اصلی مسلمانوں کے دل میں دوسرے سارے فرقوں پر ایسا کینہ ور اور بے رحم نفس پیدا کیا کہ وہ اُن کے ستانے میں اور ملنے کو نیکی قتل کرنے کو وہ ایک جد کی سنت سمجھتے تھے کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو حرص اور کینہ اور شہوت کو جائز سمجھتے تھے کہ نفسانی خواہشیں ہیں وہ سب سے بڑھ کر کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو وعدہ دیا کرتی تھی کہ وہ مسلمان جو

ہندوؤں اور سکھوں اور بُت پرستوں کو قتل کرنے بلکہ اُن کی بیبیوں اور بیٹیوں کو خراب کرنے میں اپنے ساتھیوں سے پیش دستی کرتے تھے سو محمدی بہشت میں بڑا بھاری درجہ پا رہے ہیں گے آخر کو ہم پوچھتے ہیں کہ اس ترغیب کے سوائے جو قرآن کی تا ایں تسلیم جسے جاری ہے وہ کیا چیز تھی جو محمدؐ کے خلیفوں کو دو تین زمین بحر مغربی سے لے کر مشرق میں گنگا ندی تک ظلم و ستم کرواتی تھی ہم ان سوالوں کے جواب کے منتظر ہیں" (دیکھو اُن کی کتاب صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۶۲ء)

(۱۴) **معراج محمدؐ کی بابت** اپنے رسالہ معراجیہ میں زبدۃ الحکما شیخ بو علی سینا صاحب فرماتے ہیں "آنکہ گفت چوں ایں ہمہ بکردم و بخانہ باز آمدم از زودی سفر جامۂ خواب ہنوز گرم بود۔ یعنے سفر فکرے کرد و رفت بخاطر در عقل ثبت ادراک ممکن و موجودات را تا واجب الوجود چوں بفکر تمام مخلوق مجوو باز گشت۔ ہیچ روز بیکا نشدہ بود و زیر بود از باز آمدن را حالت از چشم زخم ہر کہ داند داند کہ چہ رفت و ہر کہ نداند معذور باشد درو امیت ایں کلمات را اجاہل عامی نبودن کہ برخوردارے ازیں جز عاقلاں نیست" (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم یازدہم صفحہ ۳۶۲)۔

ایک فاضل غیر مذہب کی رائے

(۱۵) "ابتداء میں جب ہند میں اسلام کی وکالت اُن جنگی سرداروں کے ذمہ تھی جو ہر چار سال میں مغرب کی طرف سے ایک بھاری لشکر لے کر لوٹنے آتے تھے۔ شہروں کو جلاتے اور آدمیوں کو مارتے ہوئے آتے تھے اور سونا چاندی جواہرات کی ایک بھاری مقدار لے کر رخصت ہو جاتے تھے۔ ہندوؤں نے کبھی سنجیدہ طور سے یقین نہیں کیا کہ یہ حملہ سچ مچ مذہب پر ہے۔ مندر ضرور گرائے جاتے تھے اور بت ضرور توڑے جاتے تھے۔ لیکن وہ اس بات کو عامۂ خلائق کی معاش کا ایک حصہ سمجھتے تھے کہ بُت و دولت کی بدولت اُن پر وار ہوئے ہیں جیسے جا بجا سے ہوا تھا۔ اور اگر اُن کو یہ جتایا جاتا کہ یہ حملہ درحقیقت مذہب پر ہے۔ تو ہرگز بارِ ہندو اس بات کو کہ ڈاکہ اور لوٹ مار اور کشت و خون بھی مذہب کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ بیہودگی خیال کرتے تھے۔

"دوسری صورت جس سے ہندوستان کی مذہبی طاقت کو راستہ نکل سکتا تھا۔ اس کا مذہب اسلام اختیار کرنا تھا لیکن اس بڑے انقلاب کے دو امر مانع ہو گئے۔ **اوّل** یہ کہ ہندوستان میں اسلام کی وکالت اُن نیم وحشی اقوام کے سپرد ہوئی جن کے حیوانی جذبات اُن کی انسانیت کو (اگر ان میں کچھ انسانیت تھی) دبائے ہوئے تھے۔ اور جو انسانی زندگی کو گاجر مولی کی طرح سمجھتے تھے۔ اور غالب جذبہ لالچ تھا۔ ان لوگوں نے اسلام کے سارے اصولوں کو اپنی ذاتی اغراض اور قومی جذبات کے لئے زیر کر دیا۔ جس کے سبب اسلام اس ملک کے باشندوں کی نظر میں حقیر ہو گیا۔ ان لوگوں نے لالچ کے غلام ہو کر کیا تھا جو نہ کیا جو نہ کر سکتے۔ خون بہے۔ گھر لوٹے۔ بستیاں گئیں۔ شہر جلائے۔ مندر گرائے۔ بُت توڑے۔ اور یہی اشخاص تھے جن کی پاک زندگی اور اعلےٰ اخلاق نے ہندوؤں کو اسلام کی طرف کھینچنا تھا۔ یہی لوگ تھے جو ہندوؤں کو بہات موجودہ وقت پر اسلام کی فضیلت کے زندہ نمونے ہوتے۔ پھر کیسا تعجب ہے اگر اسلام کی تقلید ہندوستان کی سوسائٹی کے سب نیچے کے حصہ تک محدود رہی اور اس کی آبادی کا کوئی معتدبہ حصہ مذہب کی کھینچ میں نہ آیا۔ **دوم**۔ ہندوؤں کے گر جانے پر ہندو مذہب کی اعلیٰ نشو و نما اگرچہ ختم نہ ہو گئی تھی لیکن معدوم نہیں ہو گئی تھی۔ اس کے سامنے اسلام کو کھڑا ہونا جتانا اخلاقاً ناممکن تھا۔ اس میں شک نہیں کہ مروجہ بُت پرستی اسلام کی تعلیم کے سامنے کانپ اُٹھتی تھی لیکن درشنوں کی شاستری اور اُپنشدوں کے متعلم کی نظر میں وہ تعلیم بچوں کی کھیل سے کیا زیادہ ہو سکتی تھی بحث میں بھی گو ہندو عام طور پر اسلام کے عقاید پر حملہ آور نہ ہو سکتے تھے تو بھی جس وقت کوئی پنڈت یا سادھو قدیم الہیات (ویدک) کو کھولتا یا خود کوئی مسلمان فقیر اُس کو مطالعہ کر کے ظاہر کرتا تو فاتح مذہب کے رکن اس کی تحسین کرتے۔ لیکن حسد کی آنکھ سے دیکھنے سے باز نہ رہ سکتے تھے۔ ان ہر دو امور نے اسلام کی ترقی ہندوستان میں خاطر خواہ نہ ہونے دی۔

اے بوڑھے **آریہ ورت** تمہاری زندگی کیسی عجیب ہے۔ جوانی تو ہر کسی کی پُر شہرت ہوتی ہے لیکن یہ خصوصیت تم کو ہے کہ تمہارا بڑھاپا بھی پُر شہرت ہے تمہارے ہاتھوں میں سینکڑوں نو عمر ملک بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے کی حالت میں چلے گئے۔ مصر۔ ایران۔ یونان۔ مقدونیہ۔ روم اور عرب پیدا ہوئے اور مر گئے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں قائم ہوئیں۔ اور تمام قوموں کی قوموں نے مذہب بدلے دیسوں نے صورتیں بدلیں۔ لیکن تو جیسا ہزاروں برس گذرے تھا ویسا ہی اب بھی موجود ہے۔ چہرے پر جھریاں تو کسی قدر ضرور پڑتی ہوئی ہیں۔ لیکن انہوں نے تمہاری صورت پر کچھ بہت اثر نہیں کیا۔ تیری صورت جیسی دارا نے دیکھی تھی ویسی ہی سکندر نے پائی۔ جیسے سیمیرز نے سُنی تھی ویسی کلائیو نے دیکھی۔ پارسی۔ یونانی۔ عربی۔ خراسانی۔ ترک افغانی سب تیرے خون کے پیاسے رہے۔ تجھ پہ بیشتر سے وار کئے لیکن آخر کار وہ آپ ہی اُن شمشیروں کے شکار ہو گئے جو انہوں نے تمہارے خون کے لئے میان سے نکالی تھی۔ تم کو زخمی ضرور کیا۔ لیکن اُن زخموں کا اب داغ کے سوا کیا باقی ہے تمہارا مذہب زرتشتی۔ بودھوں۔ اسلام اور عیسوی مذہبوں نے ہزاروں تدبیروں سے بدلنا چاہا لیکن تمہارا سوال اب بھی یہی رہا بیشک تم نئی بات تجھ کو کیا سکھلائے ہو تیری کمزوری کسی سے بدل تو نہیں سکتا تو بھی تمہارے ساتھ بحث کے لئے کافی ہوں۔ میں زیادہ پڑھ تو نہیں سکتا تو بھی تمہیں صدیوں پڑھانے کے لئے کافی ہوں گا۔

"**آریہ ورت**! تمہارے انشاء منطق۔ فلسفہ۔ اخلاق اور سیاست مدن۔ آج تک دنیا کے عالموں کو حیران کرتی ہے تمہاری سادگی۔ محنت۔ برداشت۔ درگذر اور تربیت اب بھی جہان کے عالموں کو گھبراہٹ میں ڈالتی ہے اس ملک کے جن باشندوں نے مذہب اسلام اختیار کیا وہ سوسائٹی کے لحاظ سے اس کے سب نیچے والی تہ سے تعلق رکھتے تھے اور اُن میں سے قریباً کے سب مذہب کے معنوں اور مقاصد سے ناآشنا (ناخواندہ) تھے اُن کے لئے مذہب بدلنا کوئی خاص بات نہیں تھی کہ اُن کی زندگی کی چال کو بدلتا۔ ہیں ہزاروں اور لاکھوں آدمی زبردستی یا لالچ سے مسلمان ہوئے پر بھی اس ملک میں ایسے آدمی بہت تھوڑے ہیں۔ جو سچے مسلمان کہے جائیں۔ مغرب کے نوآمدہ مسلمان خود بہت پاکیزہ زندگی کے آدمی نہیں تھے اور اگر کچھ شخص ایسے تھے تو وہ ہندوستان کی آبادی کے بڑے مجمع میں کچھ نسبت نہیں رکھتے تھے"۔ (دیکھو اودھ اخبار مطبوعہ ۹ فروری ۱۸۸۹ء صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵)۔

یہ مندرجہ بالا غیر مذہب کے فضلاء و علماء کی رائیں ہم نے بیان خاطر اپنے الہامی دوستوں کے معہ حوالجات کے درج کر دی ہیں۔ انہیں سے بہتوں نے عربستان کی

سیاحی کی مدتوں اسلامیوں اور شامیوں کی رفاقت میں رہے برسوں داد یعرب کی خاک چھانی۔ صدہا عربی کی کتابوں کو پڑھا جن کی فضیلت سے آپ کو بھی انکار نہیں۔ اور چند جگہ آپ نے بھی اُن کے نام عزت سے یاد کئے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک منصف مزاج آدمی جان سکتا ہے کہ محمد صاحب کی تعلیم کیسی خلاف واقعہ اور اُن کے دعوے کیسے غلطی اور دھوکا سے پُر۔ اُن کی معجزہ نمائی کس قدر صداقت سے دور ہے۔ اگرچہ ایسی اور بھی صدہا شہادتیں مل سکتی ہیں۔ مگر ہم بقول مولوی غنیمت کے۔ مخاطب اند کے نازک مزاج است۔ سخن کم گو کہ کم گفتن رواج ست اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اب ناظرین خود ہی غور فرمادیں کہ مرزا صاحب کے اس موتیا بند کا سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ ان یورپین فضلاء کی شہادتوں کو بصدق باطنی مطالعہ فرمادیں اور جو حق ہو اُس پر ایمان لاویں۔

مرلیدھر۔ اگر خلاف قانون قدرت پر اس وجہ سے یقین کیا جاوے کہ **پرمیشر سرب شکتیمان** ہے۔ تو پھر دنیا میں ہم کسی بات کو بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتے اور فریبی اور دغاباز لوگ روز بروز بہکا سکتے ہیں۔

غلام احمد صفحہ ۲۸۔ اے صاحب ہم نے آپ کو کب اور کس وقت کہا ہے کہ بے ثبوت اور بے تحقیق ہر ایک بات کو مان لیا کرو ہم تو آپ کو کھلا کھلا ثبوت دے رہے ہیں اور خود ہمارا بھی یہی اصول ہے کہ بے تحقیق کے تاریخی واقعہ کو نہیں ماننا چاہئے لیکن ہم ساتھ اس کے آپ کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر حقیقی دانائی سے کچھ بہرہ حاصل کرنیکا شوق ہے تو چند ناکارہ اور محدود تجارب کا نام قانون قدرت مت رکھو۔ اور کنوئیں کی مینڈک کی طرح دنیا میں اسی قدر پانی مت سمجھو جو آپ کی نظر کے سامنے ہے۔

تردید۔ اگرچہ صاف طور پر بسبب لعن و طعن جہلا کے آپ نے ایسا دعوےٰ نہیں کیا۔ مگر پھر بھی آپ کی تمام تحریر و تقریر سے وہی مطلب ظاہر ہوتا ہے۔ آپ جو کہتے ہیں کہ بے تحقیق کسی تاریخی واقعہ کو نہ ماننا چاہئے پھر اس کے برخلاف عملدرآمد کیوں کرتے ہو۔ شق القمر کی بابت آپ نے کیا خاک تحقیق کی اور تحقیق کرتے بھی کیسے جب کہ تواریخ میں اس کا نام و نشان نہیں ہے اور اس کا وقوع ہونا معقول سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ عقل انسانی کسی طرح قبول نہیں کرتی۔ اور نہ محمد صاحب کے وقت میں کسی نے بسبب نامعقول ہونے کے قبول کیا۔ آپ کی مثال بعینہٖ آپ کے حسب حال ہے۔ اگر ہم اپنے محدود تجاربیت کو قانون قدرت کا خاتمہ مانیں اگر ہم اپنے معلومات کو ہی تمام عالم کا اندازہ جانیں تب تو بات آپکی ٹھیک ہے مگر یہ بالکل محال بلکہ وہم و خیال ہے ہم تو تمام تجاربیت کو جسے کوئی عقلمند بھی معقولیت سے بیان کرے یا کوئی فاضل بے تعصب ہو کر جس امر کو فاضلانہ طور پر بپایۂ ثبوت پہنچائے ماننے سے معذور نہیں ہیں۔ مگر معجزات و خوارق عادات کی نسبت تو آجتک تمام علماء و عقلاء انکاری ہیں۔ عقل اور علم کو ہمیشہ ان توہمات سے عناد ہے۔ کبھی کسی فاضل نے معقولیت سے اُس کا ثبوت نہ دیا۔ چنانچہ ہم بپاس خاطر مرزا صاحب چند معجزات معہ شہادت کے تحریر کرتے ہیں۔

نمبر ۱۔ حضرت مسیلمہ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پیرو مانتے ہیں کہ چاند بہت شخصوں کے سامنے آسمان سے اُتر کر اُس کی گود میں آبیٹھا اور صدہا لوگ ایمان لائے اور اب تک اُس کا فرقہ بھی موجود ہے۔ مثل عیسےؑ۔ زکریا و یحییٰ۔ و پولوس و حسن حسین وغیرہ کے یہ غریب بھی ظالموں کافروں کی تیغ ظلم سے شہید ہوا۔ کتابوں میں لکھا ہوا بھی موجود ہے تعلیم بھی اُس کی عمدہ ہے۔ برخلاف اُس کی اُمت کے مسلمان بھی اُس کے معجزات کے قائل ہیں دیکھو مفصل حال تکذیب براہین احمدیہ میں درج ہو چکا ہے) چونکہ چاند کا اُترنا قانون قدرت کے خلاف اور گود میں بیٹھنا سراپا لاف۔ پس ہم آپ سے صلاح پوچھتے ہیں کہ یہ قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔

نمبر ۲۔ شمس تبریز نے اپنی کھال اُتاردی دوسرا نہیں۔ بسبب لوگوں کی نفرت کے شہر سے نکل کر سورج کو بلایا۔ کہ میرے واسطے گوشت بریاں ہوجائے حسب کہنے اُس کے سورج نیچے اُتر آیا اور اُسکے گوشت بریاں دے کر چلا گیا۔ فرقہ شمسیہ کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ صدہا محمدی اُس کے گواہ بھی ہیں۔ اُن کی شہادت کے مطابق آج تک ملتان میں گرمی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ سورج کا اُترنا برخلاف قانون قدرت اور اُس کا آخر صحیح و سالم رہنا سراپا غلط معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ بات قبول کرنے کے لائق ہے یا نہ۔

نمبر ۳۔ پورن بھگت۔ بسبب ظلم [illegible] کے قتل کرایا گیا۔ بارہ سال جب اُس کی لاش کو کنوئیں میں پڑے ہوئے گذر گئے تو گورو گورکھ ناتھ جی سیالکوٹ میں تشریف لائے اور وہاں ڈیرا کیا۔ اتفاقاً ایک جوگی پانی نکالنے کے واسطے آیا۔ وہ لاش کو کنوئیں میں دیکھ کر گھبراتا ہوا واپس آیا اور مفصل حال عرض کیا۔ گورو جی نے خود بہ نفس نفیس تشریف لیجا کر آواز دیا۔ اُن کی مسیحا نفسی کی برکت نے قم باذنی کا کام کیا۔ وہ فی الفور زندہ ہوا۔ ہاتھ پاؤں نئے سرے سے پیدا ہوگئے باہر نکالا گیا اور جوگی بنایا گیا۔ بہت مسلمان لوگ اس کے گواہ ہیں اور اُس کا نشان بھی اب تک سیالکوٹ میں ہے۔ وہ کنواں بھی اب تک موجود ہے۔ چونکہ یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے پس قبول کرنے سے آپ کو کیا انکار ہے۔

نمبر ۴۔ ایک روز **باباناک جی** مکہ میں تشریف لے گئے اور کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سو رہے۔ ایک مسلمان قاضی نے اس طرح سونے سے ممانعت کی اور اُن کے پاؤں پھرا کر دوسری طرف کردئے ساتھ ہی کعبہ شریف بھی فی الفور پاؤں مبارک کی طرف پھر گیا۔ **علی مردان۔ اکبر علی۔ غلام رسول** نامی مسلمان بھی اس کے گواہ ہیں۔ ۱۰۔۱۲ سال کا عرصہ گذرا کہ اسی مقدس معجزہ کو حق کر دو ایماندار محمدی دین اسلام سے تائب ہوکر **خالصہ دھرم** پر ایمان لائے جو اب تک امرتسر میں زندہ موجود ہیں ایک کا نام **محمد اسنگھ** اور دوسرے کا نام **رسولا سنگھ** ہے۔ جنم ساکھی میں لکھا ہوا موجود ہے آپ بتلائیے مرزا صاحب ہم اعتبار کریں یا نہ کریں۔

نمبر ۵۔ حدیث صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے فوضع ثوبہ علی حجر ففر الحجر بثوبہ فجمع موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر الخ یعنے ایک دن موسیٰ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھ کر برہنہ (مثل محمدیوں کے) نہانے لگا۔ یہ نہاتا ہی تھا کہ وہ پتھر بھاگنے لگا اور موسیٰ کے کپڑے لیگیا موسیٰ نے اس کا تعاقب کیا یہ کہتے ہوئے اے پتھر میرے کپڑے دیدے۔ اے پتھر میرے کپڑے دیدے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے گروہ تک پہنچا۔ پس موسیٰ نے غضبناک ہوکر پتھر کو مارنا شروع کیا۔ چونکہ پتھر کا بھاگنا خلاف عادت ہے۔ پس اس بات پر ہم اعتبار کریں یا نہ۔

نمبر ۶۔ ایک برات کشتی میں بیٹھی ہوئی دریا سے عبور کر رہی تھی اتفاقاً کشتی ہچکولے کھا کر ڈوب گئی۔ جب دولہا کی والدہ کو خبر لگی وہ گھر بار چھوڑ کر دریا کے کنارے پھرنے لگی اتفاقاً کئی سال کے بعد **غوث اعظم جیلانی** اُس کو مل گئے جن کے آگے اُس نے التجا کی جس کی التجا پر وہ راضی ہوکر فی الفور کشتی غرق شدہ معہ مال و اسباب باجے گاجے اور براتیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے کتم عدم سے وجود میں لائے صدہا مسلمان اس کے اقبالی ہیں۔ چونکہ کئی سالوں کے بعد کشتی غرق شدہ کا نکلنا اور تباہ شدہ مردوں کا زندہ ہونا

برخلاف قانونِ قدرت ہے۔ پس اس بات پر اعتبار کرنا چاہئے یا نہیں۔

جب یہ تمام مذکورہ بالا باتیں باوجود ہونے کثرت گواہوں کے بھی عقلاً درست نہیں مانتے ہیں حالانکہ اب تک انکی روایات موجود ہیں تو پھر ایک مہمل و ہوائی بات مثلاً شق القمر جسے نہ تواریخ۔ نہ تعلیم۔ نہ عقل۔ نہ تجربہ۔ نہ شہادت۔ نہ ایمان تسلیم کرتا ہے۔ کس طرح مانیں اور تسلیم کریں۔ حالانکہ ہمارے مخالفوں سے لاکھوں محمدی بھی انکاری ہیں اور خود محمد صاحب نے بھی کبھی اور کسی جگہ اور کسی کے سامنے اقرار نہیں کیا۔

مرزا صاحب غلط بات پر زیادہ اعتراض کرنے سے آپ اس کی بیقدری ہی نہیں کرانے ملکہ فرمنی بھی بقول سعدی۔ آنکہ چوں پستہ گفتہ ہمہ مغز + لوست بر لوست ہست ہمچو پیاز

غلام احمد ۳ ۸۔ بالآخر یہ بھی واضح ہو کہ ہر چہار ویدوں میں بہت سی بے بنیاد کہانیاں بطور معجزات گذشتہ دیوتاؤں کی لکھی ہیں۔ مثلاً رگوید اشٹک اول میں لکھا ہے کہ اسونوں دیوتاؤں نے کسی نامعلوم زمانہ میں ایک لولے کو لوہے کی ٹانگیں دیدی تھیں۔ اور بانجھ کو دودھیلا کر دیا۔ اور ایک اندھے کو سوجاکھا بنا دیا تھا۔ اور ایک شخص جس کا سر کٹ گیا تھا۔ بجائے اس کے گھوڑے کا سر اس پر لگا دیا تھا۔ اور سیاو ارشی کو جس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے از سر نو زندہ کر دیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم نے الزامی جوابوں میں ان کہانیوں کو پیش نہیں کیا۔ کیونکہ گو ان سے اصل قصوں کا جن کا حوالہ کسی ایسے بے نشان زمانہ پر دیا گیا ہے جو وید سے پہلے گذر چکا ہے۔ تمام چھاپنوں والے تو مانتے ہیں مگر حال کے جدا آریہ سماج والے ان مقامات و تبدیلی جانکنی سے بے سروپا و بے تکلف تاویلیں کرتے ہیں۔

تردید تعصب بیجا اور ضدیت ناروا سے آپ کی بات بات میں خطا ہے۔ وید شریف بے دلیل عادی کہتی اور منہ تر فرمانا آپ ہی کے حق میں بجا ہے۔ یہ جتنی بے بنیاد و فرضی اور فرضی و بناوٹی حکایتیں آپ جاہلوں کو طور پر وید کا نام لیکر درج کی ہیں وہ تمام ناپیش سوئی یہ بھی تیرہ وید مقدس میں کہیں نہیں پس ہم کہاں تلاش کریں اور آپ کی اس زبان درازی اور دھوکا بازی کی لہاں سے اصلیت نکالیں اس واسطے ہمارا قطعی انکار ہے

مگر ہم ایسے ہی بے سروپا معجزات و توہمات آپ کے نبیوں کے دکھلاتے تاکہ آپ کی طرح اندھا دھند جھوٹی روایتیں نہیں تراشتے۔ بلکہ اصل عبارت اور حوالے بھی ساتھ ہی بتلاتے ہیں۔ ہم آپ کی طرح جاہلوں میں لال بجھکڑ بننے کیواسطے تیر دو تاریکی نہیں چلاتے۔ بلکہ آپ کی کتب مستندہ کے رو سے اصل عبارت تحریر کر کے ترجمہ مستندہ کو کام میں لاتے اور ثبوت پہنچاتے ہیں کان دھر کے سنئے۔

نمبر ا۔ حضرت امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں حضرت نے جابر کے گھر جا کر گوشت کی ہنڈیا اور گوندھے ہوئے آٹے میں اپنے منہ کا لعاب ڈالا جس کی برکت سے ہزاروں آدمیوں نے وہ کھائے اور سیر ہوئے (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ باب پہلا فصل ۴)۔

نمبر ۲۔ مشکواۃ میں ہے کہ حدیبیہ میں حضرت کی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہوئیں۔ وہ پانی ہم نے پیا۔ (دیکھو صفحہ ۳۰ تحفۃ الہند)۔

نمبر ۳۔ روضۃ الاحباب و مدارج و معارج میں لکھا ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری کی گواہی دی اور لبیک و سعدیک پڑھا (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ و ۴۰)۔

نمبر ۴۔ اپنی صحیح میں حضرت امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ ایک ستون مسجد کا جو کھجور کا تھا۔ حضرت کی جدائی میں رونے لگا۔ حضرت نے اسے گلے لگایا۔ تب وہ ایسے رویا جیسے چھوٹا لڑکا روتا ہو۔ اور کوئی اسے رونے سے چپ کراوے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۱)۔

نمبر ۵۔ روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت عقیل سے بموجب فرمانے پیغمبر صاحب کے پہاڑ باتیں کرنے لگا۔ اور کہا میں روتا ہوں اس واسطے میرے میں پانی نہیں رہا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۲)۔

نمبر ۶۔ حضرت قضائے حاجت کے واسطے گئے۔ درخت گنبد کی مانند جمع ہوئے۔ اس پردہ میں حضرت نے قضائے حاجت کی۔ (صفحہ ۱۵۴ معارج النبوہ)۔

نمبر ۷۔ حضرت سے ایک اونٹ بولا اور اعرابی کی شکایت کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتا ہے اس واسطے میں اس کو سواری نہیں کرنے دیتا۔ (صفحہ ۳۲ تحفۃ الہند)۔

نمبر ۸۔ معارج النبوہ میں ہے کہ سنگریزے حضرت اور ان کے خلیفوں کے ہاتھ میں قرآن کی آیتیں پڑھا کرتے تھے (دیکھو معارج النبوہ صفحہ ۳۰۹)۔

نمبر ۹۔ معارج میں ہے کہ حضرت بریدہ کہتا ہے کہ ایک اعرابی کے کہنے سے حضرت نے ایک درخت کو بلایا۔ وہ معہ رگ و ریشہ کے حاضر آیا۔ السلام و علیک کیا۔ اور پھر واپس چلا گیا۔ (صفحہ ۳۳)۔

نمبر ۱۰۔ حضرت کے جسم کا سایہ نہ تھا اور ابر ہمیشہ سر پر رہتا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ و ۳۷۵ معارج النبوۃ)۔

نمبر ۱۱۔ در روایت صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ روزے آں حضرت را داعیہ آں شد کہ زنے را بنکاح خود آرد و عائشہ رضی را فرستاد آں عورت را ببیند عائشہ زن را دید و در نظر وے خوب نبود و نخواست کہ خوبی او ظاہر گرداند آں حضرت را گفت کہ در آں زن صفائی مشاہدہ نکردم حضرت فرمود سبحان اللہ بر رخسارہ چپ او خال دیدے کہ از آں شگفتہ موی براندام تو برخاست عائشہ گفت کہ واللہ ہیچ سرے از امر حق بر تو پوشیدہ نیست (دیکھو معارج النبوۃ رکن ذکر چہارم معجزات باب دوم فصل اول صفحہ ۱۷۳ سطر ۱۶ سے ۲۰ تک)۔

اسی عائشہ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ اور ۱۷ آیات قرآنی میں اس کا ذکر ہے مگر اس کے جھوٹ بولنے پر بھی ناظرین خیال کریں۔

نمبر ۱۲۔ بی بی عائشہ نے اندھیرے میں حضرت کا منہ دیکھ کر سوئی میں دھاگا ڈال دیا سلیمان پارسی گواہ ہیں (دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۳۷۰۔ رکن چہارم باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۱۳۔ عائشہ روایت میکند کہ شبے نوبت من بود و در حجرہ من چراغ نبود چوں آں حضرت در آمد بادے اظہار ایں معنی نمودم فرمود کہ اے عائشہ میخواہی از برائے تو چراغ بر افروزم بے فتیلہ و بے روغن۔ گفتم بلے۔ فرمود رسول اللہ لب مبارک کشاد و برکے

۱۸ حاشیہ۔ ہمارے ایک مہربان بابو پرتاب بہادر صاحب ممبر آریہ سماج مالیر کوٹلہ نے ان باتوں کی تحقیقات مرزا صاحب سے طلب کیا تھا اسکے جواب میں وہاں سے خط آیا کہ لالہ پرتاب بہادر صاحب تسلیم آپکا خط آیا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیا ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے رسالہ کی جو بمقابلہ سرمہ چشم آریہ تالیف کرینگے ارادہ ہے قبل از طبع اصلاح کرانا چاہتے ہیں مگر ابھی اصلاح ہمارا دستور نہیں ہے ہماری شروع آپکا رسالہ بیشک ... اصلاح ... جب آپ رسالہ کی غلطیاں چھپیں گی ... اصلاح کرینگے جس ... پبلک کو بہت فائدہ ... اصل ... مناسب تھا۔ ... ۲۱ جون ۱۸۸۷ء

اس مرزا صاحب کے جواب سے ان کی عقل و علم پر افسوس آتا ہے اور تعریف الشان کی جو ایک فاضل نے کی ہے ان پر صادق آتی ہے۔ کہ ... آدمی ... اب ہم بموجب اس وعدہ مرزا صاحب کے منتظر ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

من تبسم در میان اسنان در افشاں آں حضرت نور تاباں گشت کہ خانہ ازاں روشن شد وچنداں امتداد و یافت کہ جامئے عروس در خانہ من بشعاع آں نور بعضے ریسماں میریسند و بعضے جامہ میدوختند تا وقت خواب و ہنوز فروغ آں نور باقی بودہ (صفحہ ۳۴۲ رکن چہارم مدارج باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۱۴۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ گفت مرد پیش رسول آمد و گفت دختر خود را بشوہر میدہم مرا مددگاری کنید۔ رسول فرمود کہ چیزے از اعراض دنیوی ندارم اما بوجہ دختر ترا مخصوص کنم کہ خوشتر از تمتعات دیگراں باشد علی الصباح یک شیشہ سر کشادہ با شاخ چوبی بیارد تا آں عطیہ موعودہ فائز آئی آں ولبعدہ مودہ عمل نمود رسول از ساعد ہائے مبارک خویش ترعرق باں چوب اندوں شیشہ اش مجتمع ساختہ باں دختر فرستاد تا بجائے طیب بکار برد و باں دستور آں چوب باں شیشہ رمی آورد (دیکھو صفحہ ۵۷۳ مدارج)

نمبر ۱۵۔ از ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ گفت روزے آنحضرت در خواب بود و عرق بر جبین اش نشستہ بود من ازاں قدرے در قارورہ بگرفتم اتفاقاً دخترے را از دوستان من عروس میکردند۔ قدرے ازاں عرق برائے عروس بکار بردم عطر ازاں آں عروس را بایام حیات منتفی شد ہرگاہ آں عضو را التستی بر اجبہ طیب آں مزید گشتے و گویند کہ ازاں عروس دختر دیگر تولد نمود آں را نیز ازاں فرزند مرے ہمید (دیکھو مدارج صفحہ ۵۷۳ رکن چہارم باب دوم)۔

نمبر ۱۶۔ حسن و حسین کے منہ میں زبان ڈالتے تھے ان کی پیاس بجھتی تھی۔ صفحہ ۵۷۴ مدارج النبوۃ۔ (اب ایمان لانا نہ لانا آپ کے ذمہ ہے)۔

غلام احمد صفحہ ۱۵ حاشیہ۔ اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آں حضرت سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا خارق تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا

تردید۔ اس یک نوع کی تردید تو کافی بلکہ وافی ہو چکی ہے کہ اس میں سے اپنی نام کو نہیں جب جاکہ معجزہ نہ قرآن میں دعا کا ذکر ہے اور نہ حضرت سے منسوب۔ بلکہ وہاں تو معاملہ ہی دگرگوں اور عوض کسی اور کو عاجز کرنے کے خود مدعی معجزہ ہی سرنگوں ہے۔

غلام احمد حاشیہ ۱۶۔ "دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات سال تک ڈالا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔"

تردید۔ محمدی لوگ ہمیشہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد صاحب رحمۃ اللعالمین ہیں اور مخالف ہمیشہ تردید کرتے رہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ زحمت اللعالمین ہیں۔ مگر اب محمدیوں کا انکار مرزا صاحب کے اقرار سے صاف جھوٹ پایا گیا اور تصدیق ہو گیا کہ وہ ضرور ہی زحمت اللعالمین ہیں نہ کہ معاذ اللہ رحمت اللعالمین۔ ملک کو ویران کرایا۔ صدہا بیگناہوں۔ عاجزوں۔ مسافروں۔ مظلوموں کا خون بہایا۔ کتب خانوں کو جلوایا۔ خلقت کو شہید کروایا۔ قحط ڈلوایا۔ پس ہر طرح یہ باتیں بدرجہ حق الیقین ہیں کہ آنحضرت ضرور زحمت اللعالمین ہیں۔ اگر قحط کا واقع ہونا کسی معجزہ کی دلیل ہے تو ہر ایک وقت کسی نہ کسی ہی کی حاضری ضرور ہے جیسا کہ اس انیسویں بکرمی۔ اٹھارھویں۔ عیسوی اور تیرھویں ہجری میں قادیاں میں قدم حضور ہے اور مسلیمہ محمد سے بڑھ کر رسول اللہ۔ نبی اللہ و حبیب اللہ کہلانے کے سزاوار۔ حضرت یہ معجزہ نہیں۔ بلکہ قدم نحوست لزوم کے آثار ہیں جیسے پیدا ہوتے ہی والدین کا فوت ہو جانا۔ خاندان پر تباہی کا آنا۔ بزرگوں کا دوزخ میں جانا ہائے بچوں کا مر جانا اور ان کے ماتموں میں گریہ زاری کرنا۔ حسن و حسین کا کربلا میں وفات پانا اور بی بی عائشہ کا بصرہ کے سفر میں سرگردانی اٹھانا۔ تیرہ سو برس میں ایک سیکڑہ کے قریب امت کا بانٹا جانا۔ نحوست

یہ تمام نحوست کے نشان ہیں نہ کہ معجزہ و خوارق عادات مرسلان بقول شخصے

جہاں جائیں قدم شریف — نہ رہے ربیع نہ رہے خریف

ہم اس موقع پر ذوالنون مصری کی ایک حکایت درج کرتے ہیں۔ از بوستان۔

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل — نکرد آب بر مصر سالے سبیل
گروہے سوئے کوہساراں شدند — بزاری طلبگار باراں شدند
بذوالنون مصری ز ایشاں کسے — کہ بر خلق رنج ست و سختی بسے
فرو ماندگاں را دعائے بکن — کہ مقبول را رد نباشد سخن
شنیدم کہ ذوالنون بمدین گریخت — بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
بپرسید زو عارفے در نہفت — چہ حکمت دریں رفتنت بود گفت
شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں — شود تنگ روزی ز فعل بداں
دریں کشور اندیشہ کردم بسے — پریشاں تر از خود ندیدم کسے

(بوستاں باب چہارم حکایت آخری)۔

غلام احمد صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک حاشیہ۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو قرآن حضرت کو شر کفار سے محفوظ رکھنے کیلئے بروز ہجرت کیا گیا۔ یعنی جگہ کفار مکہ نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے نبی کو اس ارادے سے خبر دیدی۔ اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا۔ اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے۔ جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے۔ اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تھا ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آں حضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تا کہ مخالفوں کے جاسوس آنحضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ سو جب آنحضرت اس عزیز کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر ڈالیں۔ اس مصیبت کے سفر میں بجز ایک ولی دوست کے اور کوئی انسان ہمراہ نہ تھا۔ راہ میں بڑے بڑے عجائبات خدا نے دکھلائے۔ جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ آں حضرت کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا۔ اور تمام مخالفین آں حضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور آنحضرت ان کے سر پر خاک ڈال کر چلے گئے۔

تردید۔ اس کا عمدہ جواب فاضل اجل جناب جارج سیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ محمدی لوگ کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور پر محمد مدینہ کو بھاگ گئے غلطی ہے یہ معجزہ نہیں بلکہ دھوکا ہے۔ علی تمام رات چارپائی پر سبز چوغہ محمد کا اوڑھے سوتا رہا۔ اور لوگ دروزوں سے تاکتے رہے کہ وہ سویا ہوا ہے۔ اور محمد صاحب رات کو خود ابو بکر کے گھر چلے گئے۔ اور وہ ہی حکمت عملی کر کے علی کو سلا گئے تھے۔ (مرزا صاحب کو بھی اس فریب بازی کا اقبال ہے۔ "آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تھا کہ مخالفوں کے جاسوس آں حضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں)۔ صبح کو جب علی نکلا۔ تو لوگ حیران ہوئے اور محمد ابو بکر کے گھر سے غار کی

طرف چلے گئے"۔ دیکھو دیباچہ قرآن انگریزی کا صفحہ ۴۶ سطر ۱۰ سے ۱۶ تک)۔

پھر وہی سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں اور میری رائے میں بڑا سچی ہی ثبوت ہے کہ محمد کا مذہب سوائے الشان کی ایجاد کے اور کچھ نہیں کیونکہ ۔۔۔ میں یہ شریعت صرف تلوار کے فیصلہ کرنے پر ہی ہے" (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۵۳ سطر ۳ سے ۲۶ تک)۔

یک مولوی صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں "ایک وقت یہ تھا کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت ہیں صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے دلوں میں جوش ڈالا۔ جبکہ ابتدا ۔ اسلام تھا۔ اور غلبہ نہیں تھا نرمی کا حکم ہوا اور (جب) غلبہ ہوگیا۔ شریعت کفار پڑھنے لگی تو دوسرا حکم ہوا۔" (دیکھو تائید اسلام مطبوعہ مہر آبی لاہور صفحہ ۳۸ و ۳۹)

پھر جارج سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "حضرت محمد کی اس وقت ہی کی اُس (محمد) کو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اس نے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ مقدسے کی طرح عزت پاوں۔ تاہم اس کے معراج کا ذکر ایسا بیہودہ اور لغو معلوم ہوا کہ اس کے پیرو دوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا۔ جو محمد نے عملاً کیا اس شہرت کے حاصل کرنے کیلئے جس کو کہ اس نے بعد مرگ کے حاصل کیا"۔ (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳ سطر ۹ سے ۱۴ تک)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "محمد طائف میں ایک ماہ رہا۔ وہاں سے لوگوں نے نکالنا چاہا۔ اس نے اپنے آپ کو مطعم ہی عدی (جو وہاں کا ایک معزز آدمی تھا) کے زیر سایہ یعنی سپردگی با حفاظت میں ڈالا کہ مجھے بچالے۔ اس بات نے اس کے پیرؤں کا دل توڑ دیا"۔ (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳)۔

ڈاکٹر ساوکس صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "محمد نے مکہ سے مدینہ جاکر سہیل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی زمین چھین کر ایک مسجد اور ایک اپنا گھر بنایا۔ یہ بہت ناانصافی کی ہے"۔ (دیکھو لائف محمد صفحہ ۵۸)۔

جارج سیل صاحب دیباچہ قرآن میں بحوالہ سورۃ انفال کے فرماتے ہیں کہ "لوٹ کے مال کی پانچویں لینے کی بابت (محمد نے) جھوٹا بہانہ کیا کہ خدا کے حکم سے یہ زکوٰۃ لیتا ہوں"۔ (دیکھو دیباچہ مذکور کا صفحہ ۱۳۷)۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ عمر فاروق نے روز حدیبیہ میں نبوت محمد سے انکار کیا۔ قال عمر ماشککت عندما سلمت الا یومئذ۔ اور ایسا ہی صحیح بخاری میں بھی ہے کہ بروز حدیبیہ حضرت عمر کو نبوت محمد پر شک ہوا تھا۔ جب کہ انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہذا ما قضی علیہ محمد رسول اللہ کو کاٹ کر بجائے اللہم ہذا ما قضی علیہ محمد بن عبداللہ لکھا تھا۔ اور ابوجندل بن سہیل جو مسلمان ہوگیا تھا۔ اپنی پناہ سے کافروں کے حوالہ کر دیا جس کو انہوں نے اس کے روبرو اتنا مارا کہ مسلمانوں کو بڑی ہی عار آئی اور ایسی ذلت و خواری میں صلحنامہ لکھکر مدینہ کا رستہ لیا۔ اب ہم اصل عبارت صحیح بخاری کی نقل مرقوم کرتے ہیں۔

فقال عمر ابن الخطاب فاتیت نبی اللہ فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت الستا علی الحق و عدونا علی الباطل قال بلی۔ کہا عمر خطاب نے (صلحنامہ کے وقت) میں پیغمبر خدا کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے کیا تو نہیں ہے نبی خدا کا کہا کہ ہاں کہا میں نے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور دشمن ہمارے باطل پر کہا کہ ہاں۔

قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وہو ناصری قلت

اولیس کنت تحدثنا انا سناتی البیت ونطوف بہ قال بلی۔ میں نے کہا پھر تو کیوں ذلیل کو ہمارے دین میں راہ دیتا ہے کہا میں رسول اللہ کا ہوں اور میں نافرمانی نہیں کرتا اس کی۔ وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا تو نہیں کہتا تھا کہ ہم جلد آئیں گے اور طواف کریں گے کہا کہ ہاں۔

فاخبرتک انا ناتیہ العام۔ مطلب یہ میں نے خبر دی تھی کہ تو آئے گا اس سال میں۔ قلت لا قال فانک آتیہ ومطوف بہ۔ میں نے کہا کہ نہیں کہا تو یقیناً تحقیق تو آنے والا ہے اور طواف کرنے والا اس کا۔

قال فاتیت ابابکر فقلت الیس ہذا نبی اللہ حقا قال بلی۔ پھر عمر کہتے ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر کیا یہ شخص خدا کا سچا نبی ہے۔ کہا اس نے کہ ہاں۔

غرضیکہ خود مرزا صاحب کے بیان اور نیز شہادت محققین مندرجہ عنوان سے صاف ثابت ہے کہ حضرت نے فریب کیا اور دغابازی کی تعلیم وی۔ علامت عملی کو کام فرمایا یہ تعلیم ضرور اللہ خیر الماکرین کی طرف سے ہوگی۔

غلام احمد صفحہ ۸۰۱ کا حاشیہ۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ نے اپنے نبی کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت مع اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آں حضرت کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خداتعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا۔ اور انڈے بھی دیئے۔ اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکے میں پڑ کر ناکام واپس چلے آئے۔

تردید۔ اس مرزا صاحب کی تقریر سے صاف واضح ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد خدا خیر الماکرین کو اپنے نبی کے بچانے کیواسطے ایسی سخت مصیبت واقع ہوئی جس کا حد و حساب نہیں حضرت کیلئے اسم بامسمٰی بنکر فریب کرنا پڑا۔ چنانچہ مکر کیا یعنی ان کو دھوکھا دینے کیواسطے انجیل متی والا کبوتر معہ مکاشفات والے جوڑے کے بھیجدیا۔ تاکہ وہ پالتو کبوتروں کا جوڑا خدا کے الہام سے رستہ میں (درمیان عرش اور زمین کے) جفتی کرتا ہوا آیا اور آتے ہی خدا کی مرسل کبوتری نے حاملہ ہوکر انڈے دیئے۔ وہ انڈے گندے نکلے۔ یا بچے دیئے۔ اس کا حال الغیب عنداللہ ہے۔

صرف اس ایک مکاری لو کافی نہ سمجھا بلکہ ایک عنکبوت (شاید سورۃ عنکبوت والا) کو بھی سدرۃ المنتہیٰ کے درخت سے یا طوبیٰ کی شاخوں سے بصحابت جبرئیل تار عنکبوتی کے ذریعے نیچے لٹکایا کہ وہ بہت جلدی لٹک کیدروازہ غار پر باندھ گئی کہ سے تاکہ بخیال مرزا صاحب قادیانی کے مخالف دھوکھا میں پڑکر ناکام واپس چلے جاویں اور کسی طرح اس کے نبی محمد صاحب کو تکلیف نہ پہنچاویں۔ حضرت وہ کن فیکون کی طاقت کہاں گئی۔ وہ قادر مطلق کی صفت کدھر چلی گئی جو کبوتر اور عنکبوت کا محتاج ہوگیا۔ کبوتروں اور عنکبوت کے بغیر یہ فریب کیوں نہ کرسکا!!!! اور کن کن کمینے حیلوں سے حضرت کو بچایا۔ اور قریشیوں کو دھوکے میں پھنسایا۔ افسوس حضرت کے بچاؤ کیواسطے رب المسلمین کتنا سرگردان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش الٰہی دھوکا بازی میں پھنسکر واپس گئے ہونگے تو خدا نے ساری سورۃ الحمد پڑھی ہوگی۔ اصل میں قرآنی خدا صرف ماکر ہی نہیں بلکہ وہ خیر الماکرین ہے کسی قسم کی بری باتوں اور مذموم صفتوں سے مبرا نہیں۔

مشو نازاں باین عالی تبی مکار و عجب خود
کہ از ابلیس بالاتر بہ ایجاد فریب خود

قریشیوں کے کھوپڑیوں کی ہم کیا تعریف کریں کیونکہ جنہوں نے باوجود خدا کی اتنی حیلہ سازیوں

کے کامیابی کی۔

غلام احمد صفحہ ۱۰ حاشیہ از آنجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت کے پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بددعا سے اس گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور پھر وہ آنحضرت سے پناہ مانگ کر اور عفو قصور کرا کر واپس لوٹ آیا۔

تردید۔ آپ نے کسی مخالف کا نام اور اس کتاب کا پتہ جس میں اس مخالف نے یہ شہادت درج کی ہے نہیں لکھا اور نہ کسی محمدی کو معلوم۔ کیونکہ بنا ہی معدوم ہے پس یہ دروغ جس کو آپ نے الگپ طرف المغزے خیال سے یا آپ جیسوں نے حضرت کی نسبت خوش اعتقادی کے سبب سے وہیں مانا ہوا ہے۔ سراپا بے فروغ ہے۔ ہمیں ثبوت چاہئے اور وہ قیامت تک نہ دے سکیں گے۔ [illegible] عوض کسی قسم کی شہادت کے اسی معنی کہو ایسے خود ثبوت کی محتاج ہے۔

غلام احمد صفحہ ۱۰ حاشیہ۔ جو کہ وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کے ساتھ آنحضرت پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کریں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ تب اللہ نے جناب موصوف کی ایک مٹھی کنکروں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک [illegible] ڈال دیا۔ اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ اور اندھا اور پریشان کر کے وہیں [illegible]

تردید۔ یہ جو بڑا دعویٰ آپ کا سورۃ الانفال کی فلم تقتلوھم والی آیت نمبر ۱۷ کی بابت ہے جس کی بابت خوش اعتقاد مسلمان گمان کرتے ہیں کہ حضرت نے مٹھی کنکریوں کی پھینکی یا مٹھی خاک کی پھینکی۔ اور وہ لوگوں کی آنکھوں میں پڑ گئی مگر اس سے کچھ بھی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جیسے کہ مثل مشہور ہے۔ مدعی سست و گواہ چست۔ قرآن سست ہے اور دیگر محمدیان و مرزا صاحب چست۔ تاکہ کسی طرح ثبوت معجزہ اور دعوئے کرامت درست ہو جائے مگر محال ہے۔ کیونکہ اصل آیت مع ترجمہ یہ ہے۔ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم۔ سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے مارا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اور تو نے نہیں پھینکا جس وقت کہ پھینکا۔ ولیبلی المؤمنین منہ بلاء حسنا۔ اور کیا چاہتا تھا ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان ان اللہ سمیع علیم۔ تحقیق خدا ہے سنتا جانتا۔

اس آیت میں کہیں کنکریوں یا خاک کا نام بھی نشان نہیں۔ اور نہ قرآن میں کسی اور مقام پر بیان ہے۔ اسی سبب سے مفسروں کو اطمینان نہیں۔ کوئی تیر کوئی نیزہ۔ کوئی خاک۔ کوئی کنکریاں بتلاتے ہیں اور محمد صاحب کی نسبت معجزہ لگاتے۔ لیکن آیت میں محض انکار ہے کہ یہ فتح اتفاقی ہوئی خدا نے سبب کر دیا محمد یا کسی مسلمان کی خاک اندازی سے اس کا خاک بھی تعلق نہیں۔

تفسیر لامع التنزیل و سواطع التاویل میں اس طرح لکھا ہے کہ درج در تفسیر عباسی از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ کہ حضرت رسالت پناہ از حضرت امیر المومنین مشت خاک طلبیدہ آنرا بروجود قریش پاشید۔ حاصل کلام آنکہ آں مشت کہ بطرف قریش افگندہ شد کسے از خاک بودہ یا از سنگریزہ یا از سنگریزہ آلودہ بخاک احادیث مختلف بنظر آمدہ بعضے گویند کہ در جنگ احد نازل شدہ چوں حضرت نیزہ بابی بن خلف زد و بعضے گویند در جنگ بدر (دیکھو صفحہ ۴۶۲ و ۴۶۳ مطبوعہ سنہ ۱۲۹۳ لاہور مطبع گلشن رشیدی)۔

غرضیکہ خود علماء محمدیہ کا اس میں بہت نفاق ہے کسی بات پر اتفاق نہیں

اور خود قرآن احقاق حق سے سراپا شرمناک ہے پس معجزہ سراپا محال۔

بنیاد اس دعویٰ کی صرف ہنسوں پر تھوڑوں کا غالب آنا ہے حالانکہ بہت مرتبہ مغلوب بھی ہوئے۔ اول تو یہ معجزہ نہیں بلکہ مخمصہ ہے اور علاوہ بریں ایسے اتفاقات تواریخ میں ہم بہت اندراج پاتے ہیں لیکن لوگ ان کو معجزہ نہیں ٹھہراتے جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بانیان مذہب کی طرف سے نہیں تھے۔ کیا محمود غزنوی کے حملات معجزات میں داخل ہیں جس کی تھوڑی سی فوج نے [illegible] عدد [illegible]

(۲) کیا [illegible] کی کامیابی دفعتاً [illegible] معجزہ [illegible]

(۳) کیا سکندر یونانی کا ایک قلیل فوج لیکر یونان سے [illegible] تک فتح پانا معجزہ ہے؟

(۳) [illegible] پنجاب [illegible] رنجیت سنگھ بہادر کی [illegible] پل [illegible] معجزہ ہے؟

(۴) کیا [illegible] بادشاہ [illegible] عالمگیر [illegible] معجزہ ہے؟

(۵) کیا لارڈ کلایو بانی سلطنت انگلشیہ کی فتوحات معجزہ ہے؟

(۶) کیا انگریزوں کی تھوڑی فوج کا مقابلہ ہند کی [illegible] معجزہ ہے؟

یہ ایسے واقعات ہیں جن کی بابت تمام مورخین اتفاق سے ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے تھوڑی فوج سے بے شمار مخالفوں کو تہ تیغ کیا مگر [illegible] اور [illegible] کہ بقول مرزا صاحب یا محمدیوں کے معجزہ ہے۔

غلام احمد ۱۰ صفحہ کا حاشیہ۔ پھر ایک بہت قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا۔ ایک عالم پر فتحیاب کیا اور قیصر و کسریٰ و قسطنطنیہ و پادشاہان شام و ممالک مابین دجلہ فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا۔ اور اس تھوڑے سے عرصہ میں [illegible] کو جزیرہ نمائے عرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا۔

تردید۔ اس کثرت سے دین پھیلنے کا جواب خود قرآن ہی دیتا ہے چنانچہ سورۃ محمد۔ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم سیھدیھم ویصلح بالھم ویدخلھم الجنۃ عرفھا لھم۔ یا ایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔ ترجمہ۔ اور جب تم کافروں سے بھڑو تو گردنیں ہی مارنی ہیں یہاں تک کہ جب کشتا کر ڈالو ان میں۔ تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کیجئے اور یا چھڑوائی لیجیو [illegible] اپنے ہتھیار اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں [illegible] ان کو راہ [illegible] داخل کریگا بہشت [illegible] معلوم کر دی ہے [illegible] اے ایمان والو اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور جما دے گا تمہارے پاؤں یعنی ثابت قدم کریگا لڑائی میں۔

غرضیکہ [illegible] انسان سے [illegible] جدال اور ملامت عظیمہ زور آور ضرب تلوار [illegible] کمزوروں سے بقول [illegible] وہ [illegible] دین اسلام قبول کیا اور [illegible] ملکوں میں طوفان کی طرح پھیل گیا۔ [illegible] پھیلتی ہے۔ (اسی طرح دیکھو

حاشیہ + جب [illegible] کا زور نہیں ٹوٹتا۔ تم ایک فتنہ ہی چاہتے ہو اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کیا [illegible] اور کہ مسلمان ہو یا اسلام کرکے چھوڑ دیجئے [illegible] انسان [illegible]

اسے اختلاف [illegible] کافر قید میں آوے تو پھر اپنے گھر جانے دیجئے [illegible] اگر تو اس طرح کر [illegible] ہو کر رہے (صفحہ ۵۲۲)۔

تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر پادشاہان دین محمدی)۔

علاوہ بریں ان کی حالت فوجی سپہ سالاروں جیسی بھی بلکہ تاخت و تاراج کرنیوالے سرداروں جیسے تھے اور اسی طرح ان کے وعدے و اقرار تھے جنہیں کامیابی دنیا کامیابی و دولت ممکن ہیں مگر وہ تلواری جوش و خروش اب دنیا سے روپوش ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسلام بھی دنیا میں چار قومیں سب سے زیادہ ہیں۔ اول بودھ دوم عیسائی۔ سوم ہندو۔ چہارم مسلمان۔ جہاں جہاں جہالت زیادہ تھی وہاں وہاں اسلام زیادہ پھیلا۔ خصوصاً افغانستان۔ عرب۔ افریقہ اور جہاں تہذیب اور علم تھا۔ وہاں زور کے چلے جانے سے اسلام بھی خانہ بدوش ہوا۔ مثلاً یونان۔ اسپین۔ پرتگال۔ اب سوائے مسجدوں کے کھنڈروں کے محمد ہب کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے اور ہندوستان بھی اس کا عنقریب شاہد ہونے والا ہے۔ مقام غور ہے کہ کس قدر خونریزیوں اور جدال و قتال کے ہونے سے بھی تاہنوز سوائے چار کروڑ کے مسلمان نہیں ہوتے۔ اور ان میں شاید دو ہزار بھی ایسے نہیں جو مذہب کی خاطر یا پسندیدگی سے ہوئے۔ اور عنقریب پنڈتان شاستروان کی توجہ سے شرارہ واپسی کھلا ہے جس کا نتیجہ پرماتما کی کرپا سے بہت جلد بمقابلہ ۹۰۰ برس کے آشکارا ہونے والا ہے۔ برخلاف افغانستان یا روم یا سوڈان یا عرب کے جہاں اور مذہب رہے ہی نہیں۔ اور عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ ایران اور روم بھی طعمہ نہنگ توپ فرنگ ہونیوالے ہیں۔ پس بہتر ہوتا کہ اگر آپ ایسی پیش گوئیوں کے پیش کرنے کے بدلے خاموش رہتے۔ اب عربوں کی حکومت صرف روم میں باقی ہے۔ اور وہ بھی بہت کمزور۔ چاروں طرف سے شکنجہ میں اسیر ہیں اور بے تدبیر شاہ ایلن کی مذہبی طاقت بھی طشت از بام ہے بلکہ شہرت عام۔ کہ اس میں برائے نام اسلام ہے۔ سکہ پر آفتاب ہے اور بیگم صاحبہ ہمرکاب۔ حجاب اسلامی بے نقاب ہے اور بیہودہ کی ہٹی خراب۔

تیمور کی فتحیابی نادر کی کامیابی بھی ایسے ہی واقعات ہیں جو بہت تھوڑی مدت میں (جو بیس سال سے بھی کم) تاتار و ایران سے گنگا جمنا تک فتحیاب ہوئے اگر مذہبی خیال بھی ساتھ ہوتا۔ اور نیا مذہب چلانیکا ارادہ رکھتے۔ تو کبھی نہ محمد سے بڑھ کر عالمگیری کرتے۔ حضرت تو زندگی میں محروم رہے مگر تیمور و نادر کی کامیابی تو ایک دنیا کو معلوم و مفہوم ہے۔

اسفند یار کے واقعات و فتوحات بھی اس سے صد ہا درجہ بڑھکر آثار معجزہ ہیں۔ کہاں ایران و کہاں چین و جاپان بقول آپ کے فضل باری تھا۔ کیونکہ دین آتش پرستی دنیا میں جاری کیا۔

کیا یہ باتیں باوجود اپنی ذاتی خرابیوں کے کسی خاص صداقت پر منحصر ہیں۔ ہرگز نہیں۔

(۱) طوائف اگر ہزار من سونا پہن لے تو بھی طوائف ہی رہیگی۔

(۲) نیک عورت اگر کم لباس ہے تو بھی عصمت مآب کہلائیگی۔

(۳) صداقت اگر امریکہ میں بھی ہو تو صداقت ہے۔

(۴) جہالت اگر عرش یا عرب میں ہے تو بھی جہالت ہے۔

سعدی کہتا ہے خر عیسیٰ اگر بمکہ رود۔ چوں بیاید ہنوز خر باشد ٭ جس طرح محمد صاحب نے فوجوں کو قرآن میں دلیریاں دی ہیں اسی طرح پوپ اربن ثانی نے کونسل کلرمنٹ کر دسیڈس کی نسبت لوگوں کو یونہی دلیری دی تھی۔ جس کی تقریر کا اثر یہاں تک ہوا کہ لاکھوں عیسائیوں میں دینی جوش بھڑک اٹھا اور اسی طرح وہ لڑائیوں میں کبھی کامیاب اور بعض مرتبہ ناکامیاب ہوتے رہے (دیکھو کروسیڈس کی کتاب کا دوسرا باب)۔

غلام احمد ۲۲۴۔ ہاں بعض سوانح عجیبہ جو تاریخی طور پر ثابت کئے جاتے ہیں جیسے یہی معجزہ شق القمر ایسے سوانح پر یقین لانا یا نہ لانا اپنے علم وسیع یا محدود پر موقوف ہے۔

تردید۔ بیشک علم و عقل پر تو موقوف ہے مگر ثبوت بھی تو ہو نہ کہ حضرت علی کی نماز کیواسطے سورج کا واپس لوٹ آنا اور دنیا میں کسی کا اطلاع نہ پانا۔ شق القمر کا ہو جانا اور سوائے مرزا صاحب کے کسی کے خیال میں نہ آنا جتنے دانا و محقق فاضل گذرے ہیں۔ سب اس معجزہ سے انکاری ہیں مگر جہلا کی زبان پر آمنا و صدقنا جاری۔ درحقیقت علم وسیع و بے علمی پر انکار و اقرار کا انحصار ہے۔ اسی واسطے ہر ایک دانا کو انکار ہی سزاوار ہے۔

غلام احمد ۲۲۵۔ کیونکہ اول تو یہ اعتراض اگر فرضی طور پر صحیح بھی تسلیم کرلیا جاوے اور یہ اقرار دیا جاوے کہ اس آیت قرآنی کے دوسرے طور پر معنی ہیں تو ایسا قرار دینے سے کوئی بد اثر اسلام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کچھ اثر ہوگا تو صرف یہی کہ ہزارہا معجزات میں سے ایک معجزہ پایۂ نبوت کو نہ پہنچ سکا۔

تردید۔ ہنوز تو ٹٹا خدا خدا کرکے۔ چونکہ شق القمر کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا قرآن غلط ہے یا دعویٰ معجزہ اگر قرآن کی غلطی ہے تو اسلام کا نقصان جان ہے اور اگر معجزہ غلط ہے تو نقصان ایمان کیونکہ تمام قرآن میں سے صرف اسی ایک مضمحل سی عبارت میں تصدیق معجزہ کیواسطے محمدیوں کو گنجائش تھی اور رہی یہ جاہلوں کو ایمان لانے کی فہمائش۔ شکر یہ ماتما کا کہ معجزوں کا سردار مارا گیا جیسا کہ آپ خود بھی صفحہ ۲۲۵ میں کہتے ہیں تو پھر اگر عدم ثبوت شق القمر فرض کرلیا بھی جاوے تو اس سے ہرج یا نقصان کیا ہوا؟ حضرت نقصان ہوا قرآن کا۔ نقصان ہوا ایمان کا۔ آپ پھر پوچھتے ہیں نقصان کیا ہوا۔

غلام احمد ۲۲۷۔ صرف عناد اور کور باطنی کیوجہ سے معجزہ شق القمر سے انکار کرنا ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے اسلام کے ایک بال کو بھی ضرر پہنچ سکے جب معجزات موجودہ قرآنیہ کا مخالفین سے رد نہیں ہو سکتا تو موجودہ کو چھوڑ کر ان معجزات کی چھیڑنا جو اب آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں سراسر بے راہی ہے۔

تردید۔ قرآن میں کوئی معجزہ نہیں اور پھر کہاں سے جبکہ محمد صاحب بار بار انکاری ہیں۔ آپ جو شرمساری اٹھا رہے کیواسطے اتنی محنت و خواری کر رہے ہیں وہ محض رائیگاں ہے۔ کیونکہ جو چیز قرآن میں نہیں اس کو آپ کس طرح اس سے نکال سکتے ہیں معجزات قرآنیہ آپنے بتلائے یا تاویلی طور پر سنائے۔ سب کی تردید نمبروار موجود ہے اور ہر ایک موقعہ پر مشہود۔ اگر آپ کوئی اور معجزہ لائیں گے اور اپنی سفید داڑھی پر وسمہ لگائیں گے تو ہم ہر طرح تیار ہیں کہ جہالت کی دھجیاں اڑائیں اور کاذب سیاہی کو اڑا کر سفید کر دکھلائیں اور آپکو قائل کریں بقول سیاہی زمو رفت و از رو نہ رفت۔

غلام احمد ۲۲۹۔ کیا ممکن نہیں کہ اس حکیم مطلق نے انشقاق و اتصال کی دونوں خاصیتیں رکھی ہوں۔ جن کا ظہور اوقات مقررہ سے وابستہ ہو اور ازلی ارادہ سے وہی وقت ظہور مقرر ہو جبکہ ایک نبی سے ایسا ہی معجزہ مانگا گیا۔

تردید۔ یہ بات دو طور سے ناممکن ہے۔ (۱) یہ کہ حکیم مطلق کا کوئی کام بیفائدہ و مہمل نہیں ہوتا اور یہ بالکل بیفائدہ و مہمل ہوا کفار مکہ سے (اس معجزہ پر) کوئی بھی ایمان نہ لایا اور خصوصاً

کفار کا سردار ابوالحکم بقول تمہارے قائل نہ ہوا اور نہ کسی غیر محمدی نے تصدیق کی پس اگر خدا نخواستہ کوئی مانے تو کس غرض کے لئے بقول تمہارے خدا نے اگر یہ کام کیا تو کیا اسے خبر نہیں تھی کہ کوئی مسلمان نہیں ہوگا اگر خبر نہیں تھی تو بے علمی ثابت ہے۔ اگر خبر تھی تو فعل عبث ٹھہرتا ہے جو سراسر عیب ہے اور خدا کے دوم۔ قرآن میں اگر وہ بقول تمہارے خدا کا کلام ہے اس بات کو واضح کر کے جتلانا چاہئے تھا کہ انشقاق و اتصال کی قوتیں اس میں معجزہ احمدیہ کے واسطے ہم نے پوشیدہ رکھی تھیں کیونکہ دین اسلام کا پھیلانا ہمارا مقصود تھا چنانچہ جب فلانے فلانے کفار نے اس قسم کا معجزہ مانگا تب ہم نے بپاس خاطر حبیب خود شق القمر کر دیا۔ تم لوگ اس کے پیرو ہو جاؤ مگر تمام قرآن میں کہیں بھی اس معجزہ احمدیہ کا یا کسی کافر کی شہادت کا اشارۃً بھی نام و نشان نہیں چہ جائیکہ صاف طور پر ہو اسواسطے آپ کا دعویٰ سراسر رسمی اور معقولیت سے دور ہے۔ قدرت کا اس میں ہرگز ظہور نہیں۔

غلام احمد ۹۲۲ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کی قوت قدسیہ کی اثر سے دیکھنے والوں کو کشفی آنکھیں عطا کی گئی ہوں۔ اور جو انشقاق قرب قیامت میں پیش آنے والا ہے۔ اس کی صورت ان کی آنکھوں کے سامنے لائی گئی ہو کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ مقربین کی کشفی قوتیں اپنی شدت حدت کی وجہ سے دوسروں پر اثر ڈالتی ہیں اس کے نمونے ارباب کشف کے قصوں میں بہت پائے جاتے ہیں۔

تردید۔ حضرت نہ کسی نے جسمی آنکھوں سے دیکھا اور نہ کسی نے کشفی آنکھوں سے صرف صرف وہمی اور اعتقادی خیال ہے اس کی ضرورت اور مقابلہ اور دل کے بے معجزہ رہنا حضرت کا ناگوار معلوم ہوا۔ بات کا بتنگڑ بنا شق القمر حضرت سے منسوب کر دیا۔ عہد سلطنت اسلام یا مملکت اسلام میں کسی کی شامت آئی تھی جو معترض کرتا۔ اگر کسی نے قرآن کے مقابلہ میں کوئی آیت بھی تصنیف کی تو جھٹ وہ مقتول ہوا اور اس پر قہر احمدی نزول شکر ہے کہ آپ ان ظاہری آنکھوں اور ظاہری چاند اور ظاہری معجزہ سے ہٹ کر کشفی آنکھوں پر آ گئے پس اگر بفرض محال کشفی زبان سے کہا کہ کشفی آنکھوں نے دیکھا اور کشفی چاند دو ٹکڑے ہوا تو درحقیقت معجزہ شق القمر کا آپ خاتمہ بالخیر کر چکے ہماری تو ظاہری چاند سے جو ایک کرہ ہے معجزہ مراد تھی اور اس کے شک ہونے پر اعتراض تھا جس کے تبلانے سے آپ سراسر نا شاد ہیں بلکہ خود بھی بے بنیاد ٹھہرا رہے ہیں کہ شاید کشفی آنکھوں سے کشفی چاند کا کشفی شق ہونا دیکھا ہو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دو طرح سے باطل ہے اول تو قرآن میں ان کشفی آنکھوں کا بیان نہیں پس یہ صرف آپ کا بہتان کسی طرح قابل اطمینان نہیں دوم مسلمانوں کو کشفی آنکھوں کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی رطب و یابس پر جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے ایمان لائے بیٹھے ہیں باقی رہے کافر وہ مستحق نہیں کہ کشفی آنکھیں انہیں دی جاویں۔ ورنہ وہ کافر نہیں رہتے اگر وہ بعد ملنے کشفی آنکھوں کے بھی محمدی نہ ہوتے تو مشاہدہ شق القمر کا سراسر فعل عبث ہونا ثابت ہے پس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ کشفی آنکھیں دی گئی ہوں اب مقام غور ہے کہ جب کوئی کافر شق القمر کو بقول تمہارے دیکھ کر یا سنکر بھی اس وقت مسلمان نہیں ہوا۔ اور نہ قرآن میں کسی کا ذکر ہے تو پھر یہ کہنا صاف دروغ ہے کہ ان کو کشفی آنکھیں دی گئیں۔ حالانکہ نہ کشفی آنکھیں دی گئیں اور نہ ظاہری اور نہ کسی طرح بھی کسی نے دیکھا اور نہ وقوع ہوا اور نہ کوئی مسلمان ہوا۔ پس آخر الامر آپ کو ماننا پڑا کہ یہ ظاہری چاند محمد صاحب کے وقت میں شق نہیں ہوا۔ اور یہی ہمارا مطلب تھا کہ معجزہ شق القمر باطل ہے کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

آنچہ دانا کند ہماں ناداں   لیک بعد از حصول رسوائی

اب ہم قرآن کے رو سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے اور کسی طرح کا معجزہ ان سے کبھی اور کسی جگہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی انہوں نے کسی کے سامنے کوئی معجزہ دکھلانے کا اقرار کیا۔

(۱) سورۃ انعام۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ ترجمہ۔ "ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو غم دلاتی ہیں ان کی (کافروں کی معجزہ طلب) باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوتے جاتے ہیں۔" دیکھئے معجزے مانگے گئے حضرت نے انکار کیا۔ انہوں نے جھٹلایا۔ خدا تسلی دیتا ہے کہ یہ بے انصاف ہیں۔

(۲) سورۃ انعام۔ والذین کذبوا بآیاتنا صم وبکم فی الظلمات من یشاء اللہ یضللہ۔ ترجمہ۔ "جو ہماری باتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں۔ اندھیرے میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے۔" حضرت نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے معجزہ مانگا نہ تبلا سکے۔ لوگوں نے جھوٹا کہا۔ خدا کافروں کو معجزہ نہیں دکھلاتا۔ بلکہ گالیاں دیتا ہے۔

(۳) سورۃ انعام۔ قل انی علی بینۃ من ربی وکذبتم بہ ما عندی ما تستعجلون۔ ترجمہ۔ "تو کہہ (اے محمد) مجھ کو گواہی پہنچی میرے رب کی اور تم نے اس کو جھٹلایا۔ میرے پاس نہیں ہے (معجزہ) جس کی شتابی کرتے ہو۔" قطعی انکاری ہیں کہ میرے پاس معجزہ نہیں

(۴) سورۃ صافات۔ خلقنٰہم من طین لازب بل عجبت ویسخرون۔ ترجمہ۔ یعنی ان کو بنایا ہے ایک گارے چپکتی سے بلکہ تجھ کو تعجب ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور وہ تجھ سے ٹھٹھے کرتے ہیں۔

(۵) سورۃ الانبیاء۔ فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون ما امنت قبلہم من قریۃ اہلکنٰہا افہم یومنون۔ ترجمہ (کافر کہتے ہیں) "چاہئے محمد کو لے آوے ہم پاس کوئی نشانی یعنی معجزہ جیسے لائے ہیں پہلے (آگے خود بخود جواب ہے) کہ نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے کھپائے ہم نے کیا۔ اب کوئی یہ مانیں گے۔" یعنی نہیں مانیں گے۔ اسی واسطے ہم نے تجھ کو اے محمد معجزہ نہ دیا۔ خوب۔

در تفسیر لوامع التنزیل آمدہ کہ آیا و قالوا لن نومن لک الخ در حق عبداللہ بن امیہ و ولید و ابوجہل و عاص آمدہ زیرا کہ در مکہ معظمہ قبل از ہجرت حضرت رسالت پناہ جمعی از قریش بخدمت آں حضرت آمدہ تکذیب آں حضرت نمودہ گفتند کہ لن نومن لک الخ حضرت ازیں سبب رنجور شدہ جواب سلام ایشاں ندادند۔ حضرت با ام سلمہ گفت کہ برادر تو پیش از ہجرت من تکذیب من کرد۔ چناں تکذیب کہ احدے از ناس چناں تکذیب من نکردہ بودند

دیکھو صفحہ ۱۱۷۔ مطبوعہ
گلشن رشیدی
سنہ [illegible]ھ۔ لاہور

ان پانچوں کے علاوہ ہم ۹ شہادتیں انکار معجزات محمدیہ کی قرآن سے نکال کر تکذیب براہین میں درج کر دی ہیں۔ یہ ۹+۵ = کل ۱۴ ہوئیں۔ اس قدر انکار معجزات کی گواہی ہم نے از روئے قرآن پیش کر کے ثابت کر دیا کہ محمد صاحب

ف حاشیہ۔ حالانکہ علاوہ معجزہ شق القمر کے حضرت بہت دفعہ دعائیں بھی مانگتے رہے چنانچہ معارج النبوۃ رکن سوم باب دوم فصل سوم صفحہ ۳۰۵ میں بیان ہے "روزے حضرت رسالت پناہ میگذشت عمر را با ابوجہل بمکہ نشستہ بودند بپوشیدہ و رب باد داشتند خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم از آں شب تا بعد دعا مبادرت نمود کہ اللہم اعز ہذا الدین بابی جہل ابن ہشام" مگر وہ کسی قریب بھی نہ آیا بلکہ اپنے دین پر ثابت قدم رہا۔ ۲ کافر مانگتے تھے کہ نبی ہو تو اسکی ساتھ ایک نشانی ہو کہ ہم بھی دیکھیں و یقین لاویں تو شاید حضرت کا دل بھی جاتا ہے۔ اسواسطے خدا نے تربیت مانی کہ اتنے کو تو الواح ہو معجزات مت مانگو۔ انکو تسلی دو کہ تو نشانی ہی سب کا حل پھیر تا ایمان ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۳۱ تحفۃ القرآن مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ

معجزات کے دکھلانے اور کرامات کے بتلانے سے محض عاری تھے صرف عاری ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہر ایک مقامات پر انکاری ہیں مگر محمدی اس انکار پر بھی اُن کو خواہ مخواہ معجزے والا بتلاتے اور کہیں نہ کہیں سے معجزہ لاکر اُن کے ذمہ لگاتے ہیں جیسے کسی نے مبتلا رہو۔ اور لوگ اس کے خیر خواہ اُس کی وراثت غرق نہ ہو جانے کے واسطے اور لوگوں کے بیٹے لاکر اُس کے متبنیٰ بنا دیں اور ہوا خواہی جتلا دیں اور اُس بے اولاد کو صاحب اولاد ٹھہرا دیں۔ بعینہٖ یہ مثال محمد صاحب و مسلمانوں کے حسب حال ہے۔

جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ نہیں دکھلایا۔ دکھلانا تو درکنار اقرار کرنے سے شرماتے رہے بلکہ طالبان معجزہ سے بھاگ بھاگ جانوں میں منہ چھپاتے رہے۔ اگرچہ عموماً کوئی معجزہ بھی اُن کے پاس نہیں تھا۔ اور نہ کبھی اُنہوں نے دکھلایا۔ مگر معجزہ شق القمر تو تاریخ۔ تجربہ علم عقل قانون قدرت۔ وغیرہ سے کسی طرح اور کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتا مگر مسلمان بار بار اس کا اثبات کر رہے ہیں جب یہ حال ہے تو ماسٹر لیڈ صاحب کا یہ بیان بالکل صحیح اور درست نکلا کہ شق القمر ہوا اور نہ حضرت نے بیان سے نکلا۔ کیونکہ دونو باتیں ہر طرح سے محال ہیں جب یہ حال ہے جیسے کہ تحقیقات کی گئی ہے اور معجزہ شق القمر محض بے بنیاد تھا تو جس کتاب میں اس کا بیان ہے وہ کس قدر حق سے دور اور راستی سے برگشتہ ہے ؎

احمد کے معجزوں کو اگر سوچ عقل سے
جب ہے اختیار کہہ اٹھو اسلام کچھ نہیں

تفسیر قرآن میں سید احمد صاحب فرماتے ہیں "آں حضرت نے نہ کسی ایک شخص کے اور نہ کسی ایک گروہ کے ایمان پر دعوت کرتے وقت یہ نہیں لیا کہ اس سے پہلے اُس کے سامنے کوئی خرق عادت کی ہو اور ایک چیز کو دوسری چیز میں بدل دیا ہو جیسے لکڑی کا سانپ اور سانپ کی لکڑی اور سونے کو مٹی اور مٹی کو سونا بنا دیا ہو اور اسلام لانے کی دعوت کے وقت کوئی کرامات اور کوئی خوارق عادات آں حضرت صلعم سے ظاہر نہیں ہوئی (دیکھو صفحہ ۵۳ سورۂ بقرہ تفسیر سید صاحب جلد اول ۱۲۹۷ھ علیگڈھ)

جو سید صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ آں حضرت صلعم کو تمام انبیاء سابقین سے افضل سمجھتے ہیں انبیاء سابقین کے معجزے تو قرآن میں بتلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کے ایک معجزہ کا کہیں قرآن مجید میں نہیں دکھلاتے برخلاف اس کے خود آں حضرت صلعم کی زبان سے جا بجا یک سے خدا نے فرمایا ہے کہ انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم اللہ واحد اور معجزہ ہونے سے بالکل انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ قالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ لا املک لنفسی نفعا الخ اور اسی طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں جو ہمارے سردار نے معجزوں کی نفی کی ہے پھر کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں" (دیکھو تفسیر صفحہ ۱۴۲ سورۂ مائدہ جلد دوم ۱۲۹۹ھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی معجزہ کا ذکر نہیں ہے اور شق القمر کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معجزہ نہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں اما شق القمر فعندنا لیس من المعجزات انما ہو من آیات القیامۃ کما قال اللہ تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ولکنہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر عنہ قبل وجودہ فکان معجزۃ من ہذا السبیل ترجمہ کہ ہمارے نزدیک شق قمر معجزات میں سے نہیں ہے ہاں وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ قریب ہوئی ساعت اور پھٹ گیا چاند لیکن آں حضرت صلعم نے اس کے ہونے سے پہلے اس کی خبر دی ہے۔ اس راہ سے معجزہ ہے پھر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں ولم یذکر اللہ سبحانہ شیئا من ہذہ المعجزات فی کتابہ ولم یشر الیہا فقط۔ (اللہ سبحانہ نے ان معجزات میں سے کچھ اپنی کتاب (یعنے قرآن) میں ذکر نہیں کیا اور مطلق اُس کی طرف اشارہ کیا ہے" دیکھو تفسیر احمدی جلد سوم صفحہ ۱۳ سورۂ انعام ۱۳۰۲ھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "آں حضرت صلعم کے پاس جو افضل الانبیاء والمرسل ہیں معجزہ نہ ہونے کے بیان سے ہمارا بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین کے پاس بھی کوئی معجزہ نہیں تھا" (دیکھو جلد سوم سورۂ انعام تفسیر سید صاحب صفحہ ۲۹) پھر وہی لکھتے ہیں کہ "جو کوئی عزت اور کوئی بزرگی اور کوئی تقدس اور کوئی صداقت اسلی اور بانی اسلام کی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو اس نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے اور بغیر کسی دھوکا دینے کے اور بغیر کسی کرشمہ اور کرتوت کا دعوے کرنے کے صاف صاف لوگوں کو بتا دیا۔ کہ معجزے وعجوبے تو خدا کے پاس ہیں میں تو مثل تمہارے انسان ہوں" (صفحہ ۹۴ جلد سوم سورۂ انعام)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں۔ "ہماری سمجھ میں کسی شخص میں معجزے کا امت ہونے کا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دیتا ہے اور پیر پرستی اور گور پرستی لوگوں کی حالت سے جو اس وقت بھی موجود ہیں اور صرف معجزہ و کرامت کے خیال سے اُنکو پیر پرستی و گور پرستی کی رغبت ولائی ہے اور خدائے قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف اُنکو رجوع کیا ہے اور جس نے ان نذر و نیاز چڑھانا اور اُن کے نام کے نشانات بنانا اور جانوروں کی بھینٹ دینا سکھلایا ہے بخوبی حاصل ہے اسی واسطے ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خدا نے صاف صاف معجزات کی نفی کر دی" (دیکھو تفسیر جلد سوم صفحہ ۹۳ سورۂ انعام ۱۳۰۲ء مطبوعہ علیگڈھ)

معجزۂ فصاحت

اکثر مولویوں سے ہماری بات چیت ہوئی اثناء گفتگو میں جب معجزات کا ثبوت مانگا گیا اور قرآنی آیات انکار معجزات کو گواہ گردانا گیا تو کبھی کوئی بانا مولوی محمد صاحب کو معجزہ والا نبی ثابت نہ کر سکا ہاں صمصام احمدی کے تو ہم بھی قائل ہیں اور ہادی معجزہ سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا مگر بعض مولوی صاحبان جب اور طرف سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو فصاحت قرآنی کو معجزہ گردانکر فاتوا بسورۃ من مثلہ کی حجت پیش کرنے لگے مگر کیا ایسے پوچ دلائل برہان عقلی کے سامنے کبھی ٹھہر سکتے یا معجزہ ہو سکتے ہیں اس واسطے وہ بہت جلد یا تو سکوت کرتے یا لڑنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور جبلی تعصب کی شامت سے وہ شرمساری اٹھاتے ہیں بقول سعدی ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

نظر برآں نہایت مناسب معلوم ہوا کہ ہم معجزہ فصاحت کی بھی تحقیق کریں اور اسکی اصلیت کو عام محمدیوں پر کھولیں کہ آیا یہ معجزہ ہے یا نہ اور جو گھمنڈ اُنکے دل میں بیٹھا ہوا ہے اسکو اچھی طرح دور کریں واضح ہو کہ بنیاد اس معجزہ کی قرآن کی آیات ذیل میں۔

نمبر ۱ (سورۂ بقرہ) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ ترجمہ اے لوگو اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اسی قسم کی اور بلاؤ جس کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا۔ اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۲ (سورۂ یونس) قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین ترجمہ تو کہہ لے آؤ ایک سورۃ اسی اور پکار جسکو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

نمبر ۳ (سورۂ ہود) ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا

من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ کیا کہتے ہیں قرآن کو افترا کیا ہے تو کہہ دے لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر اور پکار دس کو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۴ (سورۃ بنی اسرائیل) قل لئن اجتمعت الانس والجن علٰی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ ترجمہ کہہ کہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا اور پڑے مدد کریں ایک کی ایک۔

نمبر ۵ (سورۃ قصص) قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدیٰ منہما اتبعہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ اِن سے کہہ دے کہ خدا کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو توریت و قرآن سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو۔ اگر تم سچے ہو۔

تمام قرآن میں اس طرح کا ذکر بھی مندرجہ بالا پانچ مقام پر ہے اور انہیں پانچ میں سے مرزا صاحب نے بھی نمبر ۱ و ۲ کو سُرمہ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۲۲۶ پر معجزہ کے دعوے سے پیش کیا ہے۔

واضح ہو کہ نمبر ۱ و ۲ میں ایک ایک سورۃ کے مطابق و نمبر ۳ میں دس سورتوں (ٹکڑوں) کے مطابق اور نمبر ۴ میں کل قرآن کے مطابق و نمبر ۵ میں توریت و قرآن کے مطابق ہونے کی خواہش کی گئی ہے۔ اب ہم ہر ایک کی بابت تفسیروں سے تحقیقات کر کے آپ کو بتاتے ہیں۔ کہ یہ متعلق معجزہ فصاحت کے دعوے ہیں یا کچھ اور۔

نمبر ۵۔ سورۃ قصص کی بابت تفسیرِ حسینی میں لکھا ہے قل فاتوا بگو ای پیغمبر بکتب من عند اللہ کتابی از نزدیک خدا یتعالےٰ کہ باشد ھو الذی آن کتاب را ہنمایندہ تر منہما ازیں دو کتاب کہ بر من و موسیٰ نازل شدہ تا من اتبعہ و پیروی کنم آنرا ان کنتم صٰدقین اگر ہستید شما راست گویان۔" (دیکھو تفسیرِ حسینی جلد دوم صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نولکشور)

اِس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت متعلق فصاحت قرآن کے نہیں بلکہ کفارِ عرب سے جو محمد صاحب کے بھائی بند تھے ایک کتاب توریت یا قرآن جیسی مذہبی یا ہادی کتاب مانگی گئی ہے کوئی تعلق فصاحت کا اس سے نہیں صاف مطلب سے تعلق ہے کہ کوئی مذہبی کتاب لاؤ جس کی ہدایت پر تم چلتے ہو جس مذہب والے کے پاس مذہبی کتاب نہ ہو اُس پر یہ بحث ہو سکتی ہے۔ مگر ہندوستان میں تو سب کے پاس ہے پس اِس کا نہ تو فصاحت سے تعلق ہے اور نہ کتاب والے مذہب سے۔ اِس واسطے مرزا جی کا دعویٰ باطل ہے اور دیکھو امداد الاسلام صفحہ ۱۴۰ سنہ ۱۸۸۳ء مراد آباد۔

نمبر ۴ معہ نمبر ۲ و ۳ (سورۃ بنی اسرائیل) کی بابت آنریبل سرسید **احمد خان** بہادر فرماتے ہیں (اول تمام آیات لکھ کر) اِن سب آیتوں پر غور کرنے کے بعد اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ قرآن کی مانند سے کیا مراد ہے ہمارے تمام علماء و مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ خدا نے قرآن کے من اللہ ثابت کرنے کو یہ معجزہ قرآن میں رکھا۔ کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہیں کہہ سکتا اور نہیں کہہ سکا پس اُنہوں نے قرآن کی مانند سے فصاحت و بلاغت میں مانند ہونا مراد لیا ہے مگر میری سمجھ میں اِن آیتوں کا یہ مطلب نہیں ہے۔

پھر سید **صاحب** فرماتے ہیں "مگر یہ بات کہ اُس کی مثل کوئی نہیں کہہ سکا یا کہہ سکتا اُس کی من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی کسی کلام کی نظیر نہ ہونا اِس بات کی تو بلاشبہ دلیل ہے کہ اُس کی مانند کوئی دوسرا کلام موجود نہیں ہے مگر اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے بہت سے کلام انسانوں کے دُنیا میں ایسے موجود ہیں کہ اُن کی مثل فصاحت اور بلاغت میں آج تک دوسرا کلام نہیں ہوا مگر وہ من اللہ تسلیم نہیں ہوتے۔ نہ اِن آیتوں میں کوئی ایسا اشارہ ہے جس سے فصاحت و بلاغت میں معارضہ چاہا گیا ہو۔ بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اُس میں معارضہ چاہا گیا ہے کہ اگر قرآن کے خدا سے ہونے میں شُبہ ہے تو کوئی ایک سورت یا دس سورتیں یا کوئی کتاب مثل قرآن کے بنا لاؤ جو ایسی ہادی ہو۔" چنانچہ سُورۃ قصص میں آں حضرت کو صاف حکم دیا گیا ہے۔" (دیکھو تفسیرِ قرآن سید صاحب موصوف کا صفحہ ۳۲ و ۳۳ سُورۃ بقرہ سنہ ۱۲۹۷ھ علیگڑھ)

نمبر ۳ (سُورۃ ہود) کی بابت تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے فان قیل قد قال فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ وقد عجزوا عنہ فکیف قال فاتوا بعشر سور فھو کقول القائل لآخر اعطنی درھما فیعجز فیقول اعطنی عشرۃ الجواب قد قیل ان سورۃ ھود نزلت اولا وانکروا ذلک وقالوا بل نزلت سورۃ یونس اولا وقال معنی قولہ فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ ای مثلہ فی الخبر عن الغیب والاحکام والوعد والوعید فعجزوا فقال لھم فی سورۃ ھود ان عجزتم عن الاتیان بسورۃ مثلہ فی الاخبار والاحکام والوعد والوعید فاتوا بعشرۃ مثلہ من غیر خبر ولا وعد ولا وعید وانما ھی مجرد البلاغۃ۔" ترجمہ اور تحقیق کیا گیا ہے کہ کہا سُورۃ یونس میں کہ لے آؤ ایک سُورۃ مثل اِن کی اور کفار اس سے عاجز ہوئے پس اِس حال میں کیونکر کہا کہ لے آؤ دس سُورتیں پس یہ تو مثل اِس کی ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ مجھ کو ایک درہم دے پس وہ عاجز ہو جاوے یعنی نہ دے سکے اور وہ آدمی پھر کہے کہ مجھ کو دس درہم دے اِس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سورۃ ہود اول نازل ہوئی اور اُس کا منکروں نے انکار کیا اور کہا بلکہ سُورۃ یونس اول نازل ہوئی اور کہا کہ سُورۃ یونس میں اس قول کے کہ مثل اسکے ایک سورۃ لے آؤ یہ معنے ہیں کہ مثل اِس کی باعتبار غیب اور احکام اور وعدہ و وعید کے لے آؤ پس کفار عاجز ہوئے قرآن سے سُورۃ ہود میں کہا کہ چونکہ تم لانے سے ایک سُورۃ کی مثل اِس کے باعتبار اخبار و احکام و وعدہ و وعید کے عاجز ہوئے۔ تو تم لے آؤ دس سورتیں مثل اس کی نہ باعتبار خبر اور نہ وعدہ اور نہ وعید کے بلکہ فقط باعتبار بلاغت کے۔"

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی نے مقابلہ کیا ہے یا نہیں خود قرآن سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ بہت شخصوں نے کیا اور مفسرانِ قرآن اقبال کرتے ہیں۔ کہ اُس کو مشرکین قریش نے فصاحت و بلاغت میں پسند کیا اور قرآن کا شمار ترک کر دیا یعنے تسلیم کیا کہ وہ قرآن سے ہر طرح فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر اور مصنف قرآن سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے چنانچہ قرآن میں لکھا ہے سورۃ انفال۔ قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ھذا ان ھذا الا اساطیر الاولین۔ ترجمہ از تفسیرِ حسینی (کہتے ہیں کفار) بدانکہ ما شنیدیم ایں کلام را اگر خواہیم ما ہر آئینہ بگوئیم مانند ایں مگر قصہ ہائے کہ پیشینیاں نوشتہ اند۔ اور (تفسیر بیضاوی میں) لقلنا مثل ھذا وھو قول النضر بن الحارث واسنادہ الی الجمیع اسناد ما دخل رئیس القوم وانہ قد کان قاصہم او قول الذین ائتمروا فی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا غایۃ مکابرتہم وفرط عنادہم اذ لو استطاعوا ذلک فما منعہم ان یشاءوا وقد تحداھم وقرعہم بالعجز عشر سنین ثم قارعہم بالسیف فلم یعارضوا سواہا مع انفسہم وفرط استنکافہم ان یغلبوا خصوصا فی باب البیان ان ھذا الا اساطیر الاولین و دوی اللہ الما قال والسعر (صفحہ ۳۴۶ جلد اول) اِس کے حاشیہ پر لکھا ہے قولہ وھو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالیٰ احادیث القرون فقال لو شئت لقلت مثل ھذا وھو الذی جاء من بلاد فارس بنسخۃ حدیث رستم واسفندیار فزعم ان ھذا مثل ذلک۔ آوردہ اند کہ نضر بن حارث بتجارت بہ بلادِ فارس آمدہ بود قصہ رستم و اسفندیار یا دیگرے وہ مغرب ساختہ بمکہ برد و گفت ایک فسانہ آوردہ ام شنیدن تر از افسانہائے محمد کہ برما بخواند حق سبحانہ عناد او تقریر میکند کہ میگفت مثل ایں بگویم و بیش ازیں قصص یاد دارم بعد از استماع ایں سخن حضرت رسالت پناہ فرمود کہ وائے بر تو ایں کلامِ خداست و منزل من عند اللہ۔ نضر در مقابلہ ایں سخن دُعا کرد چنانچہ حق سُبحانہ خبر میدہد و اذ قالوا اللّٰھم و یاد کن آنرا کہ گفتند و نضر و تابعان او کہ باتفاق بودند کہ اے بار خدا ان کان ھذا ھو الحق اگر ہست ایں قرآن راست و درست ...

من عندك ان يرد توقامطو علينا حجارة من السماء يس یار برسا سنگے از آسمان یا دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۳۸ ۱۸۷۴ء اور تفسیر معالم التنزیل میں اور آشکارا کر کے لکھا ہے دیکھو سورۂ لقمان کی آیت ومن الناس من یشتری الخ کی تفسیر یہاں صاف لکھا ہے کہ قریش نے ان قصوں کو جو نضر بیان کرتا تھا بہت پسند کیا۔ اور تیرا انکی پسند کا یہ لکھا ہے کہ اُس کی فصاحت کے سبب سے یہ لوگ استماع القرآن یعنی قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا اور تفسیر بیضاوی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے دیکھو جلد دوم صفحہ ۱۱۴ اور مدارک التنزیل بر حاشیہ تفسیر حسینی سورۃ لقمان کی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے لوگوں نے نضر کی عبارت کے فصاحت کے سبب سے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا جلد دوم صفحہ ۱۵۶ و معالم التنزیل جلد ثالث صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۔

غرضیکہ نمبر ۵ و نمبر ۲ کی بات تو معالم التنزیل و حسینی سے ثابت ہو گیا کہ یہ متعلق وہ باتوں کے ہیں اور نمبر ۳ و ۴ وغیرہ کی نسبت فخر اسلام سید احمد صاحب سی ایس آئی کی تفسیر سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان سے معجزہ فصاحت مقصود نہیں ہے اور نہ قرآن میں فصاحت لاثانی ہے بلکہ حسینی و معالم کے حوالوں سے یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ اُسوقت عرب والوں نے مقابلہ بھی کیا اور آیتیں بھی بنائیں اور قصص قرآنی کے مقابلہ میں (جو حکایت جلال جہاد و قتال کے متعلق ہیں) رستم و اسفندیار کے قصص معرب کر کے پیش کئے گئے جو اہل ایران ملکہ روسا و قریش نے مقابلہ کیا فصحاء عرب نے انکی بلاغت کے سبب قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا اس واسطے یہ دعوے نہایت باطل ہے کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ ہے۔

اب ہم اور علماء و فضلا عرب و سرگروہان اسلام کی شہادت لاتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں۔

(۱) علماء عرب میں سے ایک فرقہ مرداریہ کے لوگ ہیں جن کی فصاحت و بلاغت کی عرب میں دھوم ہے اور یہ بھی منجملہ فرقوں کے اسلام کے بہتر فرقوں میں سے ایک مشہور فرقہ ہے اس فرقہ کا عموماً اور ان کے سرگروہ یعنی شیخ ابو موسیٰ کا قول ہے الناس قادرون علی مثل هذا القرآن فصاحة ونظماً وبلاغة ترجمہ آدمی قادر ہیں کہ ایک کتاب مثل قرآن کے فصاحت نظم و بلاغت میں بناویں۔

(۳) اسی طرح مشہور و معروف فرقہ معتزلہ بلکہ سرگروہ حضرت نظام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے لکانوا قادرین علیٰ ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ و فصاحۃ و نظما ترجمہ عرب لوگ بنا سکتے ہیں ایک سورہ فصاحت و بلاغت و نظم میں مثل سورہ قرآن کے۔

(۳) مشہور ستانی میں لکھا ہے ابطال اعجاز القرآن من جهة الفصاحة والبلاغة ترجمہ قرآن کو فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے معجزہ جاننا جھوٹ ہے۔

(۴) فرقہ معتزلہ کا معزز رئیس حضرت ابراہیم بن سیار رحمۃ اللہ علیہ یوں کہتا ہے والتحدی فیه من حيث الاخبار عن امور الماضية والآتية ومن جهة صرف الله دواعي عن المعارضة ومنع العرب عن الاهتمام به جبرا وتعجيزا ولو خلاهم لكانوا قادرين على ان ياتوا بسورة من مثله بلاغة وفصاحة ونظما ترجمہ قرآن میں کچھ معجزہ یا تحدی نہیں ہے صرف اُس میں یہی معجزہ ہے کہ امور ماضیہ اور آئندہ کی اس میں خبریں ہیں یعنی گذشتہ لوگوں کے قصے اور قیامت اور عدالت و سزا و جزا کی خبریں اور کوئی معارض اور اُس کے برابر سورۃ بنانے والا جو نہوا تو باعث اُس کا یہ تھا کہ عرب کے لوگوں کو جبراً و تعجیزاً ممانعت تھی کہ اس کا ارادہ نہ کریں اگر انہیں وہ (محمد صاحب) چھوڑ دیتا تو اُس کی قرآن کی مانند فصاحت و بلاغت و نظم میں وہ بنا دیتے ؎

یہ تو ظاہر ہے کہ کمزوری کے وقت جبر نہیں چلتا تھا مگر جب مرید زیادہ ہو گئے تو سخت ممانعت ہو گئی کہ کوئی قرآن کی سورہ کے مساوی آیت یا سورۃ نہ بناوے بلکہ کوئی مونہہ سے یہ بھی نہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے بلکہ ضرور سب سے کلام اللہ سمجھیں اور کہیں اور جو کہے کہ مخلوق ہے اُسکے مار ڈالنے کا ہر خاص و عام کا مذہب و احسن الفعل ہیں۔

چنانچہ شرح مواقف میں وہ حدیث محمد صاحب کی درج ہے قال القرآن مخلوق فهو كافر۔ جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور قرآن میں ہے یا ایھا النبی جاهد الكفار۔ اے پیغمبر جہاد کر ساتھ کافروں کے۔ فقاتلوا ائمة الكفر یعنی قتل کرو پیشوایان کفر را۔ فاقتلوا المشرکین یعنی بکشید مشرکان را اور قرآن کہتا ہے یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ترجمہ اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتل کا۔ سورۂ انعام ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ترجمہ اُس سے ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اس پر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح کان یکتب لرسول اللہ فلما نزلت ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين فلما بلغ قوله ثم انشاناه خلقا آخر قال عبداللہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تعجبا من تفصيل خلق الانسان فقال عليه السلام اكتبها فكذلك نزلت فشك عبداللہ وقال لئن كان محمد صادقا لقد اوحي الي كما اوحي اليه ولئن كان كاذبا لقد قلت كما قال۔ ترجمہ جیسے کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح جو لکھتا تھا قرآن واسطے رسول اللہ کے جس وقت نازل ہوئی (ولقد خلقنا الخ سورۂ مومنون) یہ آیت تب عبداللہ نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین تعجب کر کے تفصیل پیدائش انسان سے کہا محمد نے لکھ اسی کو ایسے ہی نازل ہوا ہے (ایسے جو بات عبداللہ کے منہ سے نکلی وہی محمد صاحب کو نازل ہو پڑی کیونکہ فصیح عبارت تھی) پس شک کیا عبداللہ نے اور کہا اگر تھا محمد صادق تحقیق وحی کی گئی طرف میرے جیسے کہ وحی کی گئی طرف اُس کے اور اگر محمد جھوٹا ہے تحقیق میں نے کہا جیسا کہ اُس نے کہا۔ تفسیر حسینی میں ہے گویند ابن سعد عبداللہ بن سعد است کہ کاتب دیوان رسالت بود و روزے کہ آیت ولقد خلقنا الانسان نوشت و نقلت طوارا اطوار علقہ و مضغہ و عظم و لحم ملاحظہ کرد و بعد از کہ کلمات ثم انشاناہ خلقا آخر شنید از روئے تعجب زبانش جاری شد کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت رسالت پناہ گفت بنویس کہ ہمچنیں نازل شدہ عبداللہ در شک افتاد و مرتد گشت و گفت کہ اگر محمد صادق است پس بمن ہم وحی فرود آید چنانکہ بوے آید و اگر کاذب است من ہم گفتم چنانچہ او میگوید (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول سورۃ الانعام صفحہ ۱۸۷۳ء نولکشور) اب دیکھو مثنوی رومی دفتر اول صفحہ ۹۶ مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۲۷۸ھ پر بھی موجود ہے۔ بعد ان مرتد شدن کاتب وحی اسی کی تائید میں تاریخ الخلفا میں بھی یہ مذکور ہے اور ابن عبداللہ کو کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل از فتح مکہ مسلمان ہوا تھا وحی لکھا کرتا تھا مگر اس کمبخت کو دیتے تھی کہ قرآن شریف کو بدل کر دیا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا اسواسطے حضرت نے اُس کا خون هدر کیا تھا یعنے حکم قتل دیا تھا (دیکھو تاریخ الخلفا ترجمہ اردو دہلی) اگر اس واسطے آیات کا کوئی حال دیکھنا چاہے تو مولوی جلال الدین سیوطی کے اتقان علوم القرآن کی دسویں نوع کو دیکھے ان سے اور بہت سی آیات ہیں جو عام لوگوں کی زبان سے سن کر حضرت نے قرآن میں درج کر دیں۔

اسی کی تائید اخبار منشور محمدی بھی کرتا ہے بلکہ جو کوئی ایسے کلام کو خدا کے کلام کے مقابلہ پر تصنیف کرے وہ گستاخ مارا جائے گا چنانچہ جس نے متکلف اس گستاخی کی طرف سر اُٹھایا۔ ہر چند کہ وہ اپنا کلام انکی مطالب مذکورہ بالا کے ساتھ آراستہ عبارت پیراستہ نہیں لا سکا لیکن مارا گیا۔ دیکھو اخبار مذکورہ صفحہ ۲۱ کالم ۲ سطر ۱۷ سے ۱۹ تک مطبوعہ ۵ جمادی الاول ۱۳۰۳ھ جلد ۱۷ نمبر ۱۸)

(۵) علمۃ الطالبین میں ہے کہ فرقہ معتزلہ کا سرگروہ نظام کہتا ہے وھو ان القرآن لیس بمعجز بنظمه ترجمہ قرآن باعتبار اپنے نظم (فصاحت و بلاغت) کے معجزہ نہیں ہے۔

(۶) فرقہ معمریہ کی بابت غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان القرآن فعل الاجسام وليس هو فعل الله تعالى۔ ترجمہ قرآن جسم کا فعل ہے خدا کا فعل نہیں ہے

(۷) مثنوی رومی نے حاشیہ میں لکھا ہے گویند کہ شخصی مرتد بود کہ بازال آیات جمیل لکھنے کتب فرستادہ در کتابت خانہ آمدہ و رمیان کتابہا اول قرآن کی کتش آوردید و مسئیل ستھر الکتاب کتاب تصنیف محمد است (دیکھو صفحہ ۲۸۷ دفتر سوم)

۱؎ سورۂ توبہ
۲؎ سورۂ توبہ
۳؎ سورۂ انفال
۴؎ سورۂ انعام

(۸) مولوی جلال الدین سیوطی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا یہ کہتا ہے ان العرب کانوا قادرین علی الاتیان بمثلہ وانما تاخروا عنہ لعدم العلم بوجہ ترتیبہ لو تعلموہ لوصلوا الیہ۔ ترجمہ سب لوگ قادر ہیں قرآن کی مانند بنانے پر مگر اُس وقت جو نہ بنا سکے وہ اس لئے تھا کہ ایسی وجہ ترتیب کی نہیں معلوم رہی اگر ایسی ترتیب کی وجہ وہ جانتے تو ایسا بنا دیتے "

اب ہم عام راستی پسند طبیعتوں کے واسطے چند دلائل بھی ارقام کرتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت وبلاغت کے معجزہ نہیں۔

دلیل اوّل جب کہ تمام اسلامی فرقوں کو ہی اس کے لاثانی فصاحت وبلاغت ہونے میں اتفاق نہیں۔ بلکہ بہتوں کا یہ دعوےٰ ہے کہ انسان اُس جیسا بلکہ اُس سے اچھا بھی عبارت کی فصاحت وبلاغت نظم میں بنا سکتا ہے اور اُن لوگوں کو بانی قرآن سے کوئی عناد بھی نہیں بلکہ اتحاد ہے علاوہ ازاں عربی کے فاضل اہل زبان محمدی دین جناب باطل میں اس واسطے قرآن کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل دوم سوائے متعصب مسلمانوں کے کسی نے تعجب انگیز عربی کے فاضل نے یا کسی یہودی یا اعرابی نے یہ شہادت بالکل نہیں دی کہ قرآن فصاحت وبلاغت میں لاثانی ہے بلکہ اکثر اہل زبان فصیح لوگ (باستثنائے اُن کے جو بضرب شمشیر مسلمان ہو گئے) اُس کا مقابلہ کرتے رہے جس کا مفسرین اسلام کو بھی اقبال ہے۔ اور متعصب مسلمانوں کی شہادت اُن کے اندرونی جوش کے سبب سے ناقابل اعتبار ہے اس واسطے قرآن کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل سوم تمام اہل عرب تیغ اور طمع کی خاطر مسلمان ہوئے (دیباچہ تمام قرآن)

ہماری شہادت میں موجود) نہ کہ قرآن کی فصاحت وبلاغت دیکھکر بلکہ قریشی آدمی قرآن کی فصاحت وبلاغت سے صاحب اللہ دشمن بلکہ محمد کا طعن اور دیوان جانکر باوجود عرصہ تک معتبر کئی سال تک بقرب مسلمان رہنے کے اور محمد صاحب کے پاس بیٹھکر قرآن لکھنے کے بھی اپنے آبائی دین میں واپس چلے گئے اور دین اسلام کو چھوڑ بیٹھے مثلاً عبداللہ کاتب قرآن اور حکیم بن قیس بن سعد یا اسود بن بیدون کے وغیرہ (دیکھو تاریخ ابی الفدا مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹۳) اس واسطے دعویٰ فصاحت قرآن سراسر باطل ہے۔

دلیل چہارم ہر ایک زبان میں کوئی نہ کوئی کتاب فصاحت میں اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتی اور اسی طرح ہر ایک زبان و ملک میں کوئی نہ کوئی شاعر فصیح بھی ہوتا ہے مگر اس کے کلام کلام الٰہی نہیں۔ مثلاً یونانی میں ہومر سنسکرت میں کالیداس و بالمیک فارسی میں سحبان وائل عرب ہندستانی میں سورداس و تلسی داس پنجابی میں وارث شاہ پشاوری میں صالح محمد مشہور ہیں (داس صالح محمد کی نسبت مرد مان ہیچ علاقہ ہزارہ کہا کرتے تھے کہ مزا قرآن پڑھتا ہے جب کہ وہ پنجابی شعر کہتا تھا) اس واسطے قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں ہے۔

دلیل پنجم قرآن میں بہت حصہ بلکہ نصف کے قریب اُس عبارت کا ہے جو کفار مکہ و مدینہ نے یا غیر مذہب کے لوگوں نے بیان کی سو بانی قرآن نے اُن سے وہی بیانات (جو بطور سوال یا اعتراض تھے) واسطے جواب یا تردید کے، بہرانے اور قرآن میں درج کر لئے جو قرآن کا جزو ہو گئے ہیں مسلمانوں کا دعویٰ فصاحت نسبت کل قرآن کے ہے حالانکہ اتنی سمجھ نہیں کہ اسی قرآن میں پروردگار کے مقابلہ میں کفار کا بیان بھی موجود ہے جس پر ذرا غور کرنے سے دعویٰ فصاحت صاف مردود ہوتا ہے ہم مشتی نمونہ از خروارے چند اقوال کفار دکھلاتے ہیں اور سمجھدار مسلمانوں کو توجہ دلاتے۔

بنی اسرائیل وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعًا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھر خلٰلھا تفجیرًا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفًا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلًا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتٰبًا نقرؤہ۔ ترجمہ اور بولے (بزرگان قریش) کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیرے باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر بہا لیوے تو اُس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ انفال۔ لو نشاء لقلنا مثل ھذا ان ھذا الا اساطیر الاولین۔ اللھم ان کان ھذا ھو الحق من

حاشیہ کوئی عرب کا باشندہ یا خدا ثواب محمد صاحب یا ہی بابا نانک جی کی جپ جی یا سکھ منی کے مقابلہ میں زبان پنجابی ایسی فصیح عبارت نہیں بنا سکتا اگر بناویگا تو کوئی سکھ قبول نہیں کریگا۔ بلکہ ثابت کریگا کہ اس میں فصاحت نہیں ہے بعینہ یہی حال مسلمانوں کا ہے جس اہل عرب نے بنایا اُن لوگوں کو ملعون کافر مرتد کہہ دیا اور اُنکی فصاحت کو حالانکہ قرآن سے ہزار درجہ بڑھ کر تھی جس نے خلیفہ عمر جیسوں کو بھی حیران کر دیا مگر پھر بھی بسبب اُن کے کافر ہونے کے اُن کی باتوں کو قرآن کے مقابلہ میں نہ مانا اور جو بنانے کا باوجود مسلمان ہونے کے ارادہ کرتے تھے اُن کو یہ کہکر کہ جو بناوے کافر ہے مار رکھا اور ساتھ ہی قتل کی بھی دہمکی دی۔ اور اب بھی جب تک کہ مسلمان خصوصاً سنی سنی نہیں بنے کے نہیں کیونکہ تعصب کو دور کر کے کسی مخالف جبرائیل کی کلام کو نہیں سنتے اور نہ ایسی کتاب کو پڑھتے ہیں۔

علاوہ بریں اہل ہند یا آریوں کے آگے یہ دعوےٰ فضول ہے کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ کوئی عرب یا حبش کا باشندہ جس نے ہندوستان کبھی دیکھا بھی نہ ہوا اور نہ پنجاب یا دہلی کی کبھی سیر کی ہو وارث شاہ کی ہیر کی طرح پنجابی شعر یا کلیات نظیر کی طرح اُردو شعر کہے اور اُس کو کوئی پنجابی زمیندار یا دہلی کا رہنے والا تسلیم کرے تو کیا کوئی عقلمند قبول کریگا۔ بالفعل یہ دعوےٰ اہل پنجاب یا اہل دہلی کے آگے کرنا چاہیئے عرب یا حبش میں فضول ہے بعینہ یہی حال قرآن اور اسلام کا ہے جو اس فصاحت قرآنی کا اہل ہند سے مکابرہ کرانا چاہتے اور اہل ہند کو اس دام میں پھنساتے ہیں مگر اہل عرب کو کلام سے ڈراتے ہیں کہ تم خبردار نہ بنانا پس کیا یہ دعوےٰ انکا پایۂ اعتبار سے ساقط نہیں ہے حالانکہ ثابت کیا ہے کہ اہل فارس اپنی زبان سے عربی کے الفاظ نکالنا چاہتے ہیں جس طرح یہ دعوےٰ غلط اسی طرح دوسرا دعوےٰ اس کا بھی باطل ہے۔

قطع النظر اسکے قرآن کی فصاحت اگر ہے تو صرف قوم قریش کے لئے تمام جہان سے اُسکا کوئی تعلق نہیں حالانکہ قریش سے بھی صد ہا فاضل اقراری تھے کہ قرآن لغر کے عمدہ جات سے فصیح نہیں، تمام عرب اُس کو فصیح نہیں مانتے تمام قریش نہیں مانتے اہل ایران کے آگے فصیح نہیں اہل روم کے آگے فصیح نہیں اہل یورپ اہل افریقہ اہل امریکہ اہل ایشیا کے آگے فصیح نہیں پس وہ کسی طرح تمام جہان کے لئے معجزہ نہیں ہو سکتا باقی رہا ترجمہ وہ بجائے معجزہ فصاحت کے فضیحت کا معجزہ ہے لاثانی نہیں لطافت نہیں فصاحت نہیں علمیت نہیں حالانکہ مترجم خود فاضل مسلمان ہیں۔

حضرت مسیلمہ نے فرقان (قرآن) کے مقابلہ میں فاروق بنایا لوگوں بلکہ علماء اور اشرار میں سے اُس کی فصاحت کے قائل ہوئے۔ شیطان نے قرآن کے مقابلہ میں آیت بنائی جس کی فصاحت پر محمد صاحب بھی

بھول گئے مسلمان بھی بھول گئے خود حضرت عرش آشیانی بھول گئے۔

لحاظ مضمون کے بھی قرآن معجزہ نہیں کیونکہ توریت وانجیل واستا زند کا انتخاب اور یہودی حدیثوں کا لب لباب اور قول خدیجہ سلمان تاجر ساکن ... قیس اور اس عبداللہ سرح کاتب ملا کے ماہر عیسائی و یہودی دین کے واقف پارسی و موسوی مذاہب کے اکثر لوگ قرآن بنانے میں مددگار تھے (دیکھو ترجمہ قرآن مترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲ کے نیچے نوٹ)۔

محمد صاحب نے اوستا، لب قرآن کا بسم اللہ بھی پارسی مذہب سے چرایا ہے اور اعوذ باللہ بھی اوستا زند سے اڑایا دیکھو استا زند کی پہلی آیت یہ ہے یا شبہ آتش پرستوں میں یہ رواج تھا کہ اپنے مقدس صحیفوں کے سروں پر جنکو وہ الہامی سمجھتے تھے ایک ایسا فقرہ لکھا ہوا ہوتا تھا جو مقابل بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہے اور وہ فقرہ یہ ہے، **اصل** بنام ایزد بخشایندہ بخشائشگر مہربان دادگر۔ کیا عجب ہے الہامی ہو (دیکھو تفسیر ... جلد اول صفحہ ...) ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پر شروع قرآن ہے بلکہ کل قرآن میں بہالامر آیت سے شروع میں ہے۔ پناہ مانگتا ہوں میں یزداں آتش جوشی بد گمراہ کنندہ سے (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) سوکہ دو پرستوں کے واسطے اسلامی موجودہ ... آیت قرآن سورہ نحل میں ہے۔

خطبات احمدیہ

عدلک فامر حلسا حجارۃ من السماء او یدا و بعذاب الیم ترجمہ سن چکے ہم کہیں ایسا ہم پہ نہیں نگرا ہوا" پہلوں کے اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر رسال مجھ اسپال سے یا لا ہمر د کہہ کی مار کھف قالوا یذا القرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا و بینھم سدًا۔ قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم و بینھم ردما ترجمہ بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج و ماجوج دھوم مچاتے ہیں اس ملک میں سو کہے تو ہم ٹھہرا دیں تجھ کو محصول اس پر کہ بنا دے تو ہم میں اور ان میں ایک آڑ بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے اُن کے بیچ میں ایک دیوار۔ اسی طرح سورۃ بقر و عنکبوت و قمر و زخرف و کہف و آل عمران وغیرہ میں بہت آیات موجود ہیں علاوہ بریں ہم تکذیب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۵-۲۲۶ پر بھی بحث سورۃ قرآن مسیلمہ سے درج کر چکے ہیں مگر یہاں پر ہم فاروق مسیلمہ سے قرآن کے مقابل کی سورۃ فیل سناتے ہیں اور فصاحت قرآنی کی اپیل کرتے ہیں

سورۃ فیل قرآن سے الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل ٭ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ٭ وارسل علیھم طیرا ابابیل ٭ ترمیھم بحجارۃ من سجیل ٭ فجعلھم کعصف ماکول ٭ سورۃ فاروق سے الفیل وما ادراک ما الفیل ٭ لہ ذنب وثیل ٭ وخرطوم طویل ٭ و ان ذلک من خلق ربنا الجلیل علی کل شیء کفیل ٭ -

اِس سورۃ میں کو عرب کے صدہا فصیح و بلیغ آدمیوں نے قرآن کی سورۃ سے فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر مانا ہے اور اکثر علمائے اسلام نے بھی مساوی جانا ہے۔

اب مرزا غلام احمد کے ایک تازہ معجزہ کی بھی تردید واجبات سے ہے۔ جو اُس نے سُرمہ کے صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ پر درج کیا ہے۔

غلام احمد۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا۔ کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اُس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ میں اکثر ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالی یا جلالی جو عالم کشف میں توحید کے رنگ میں دکھلائی دی گئی جو خداوند قادر مطلق ہے اُس ذات بیچون و بیچگون کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اُس سُرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سُرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اُس کتاب میں دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سُرخی کے تازہ تازہ کپڑوں پر پڑے اتفاقاً ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اُس وقت اِس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرے سُرخی کے اُس کی ٹوپی پر پڑے پس وہ سُرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آئی اسی طرح اور کئی مکاشفات میں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔

تردید بموجب خرافات آپ لوگوں کے مذہب محال ہم نے مانا کہ مرضی خدا نے قرآنی و نیز بھی عرش کے بالا خانہ پر خیالی کچہری کرتے ہوئے اور اُسی خدا نے رفع حاجت ضروری کے لئے بیٹھنے کسی تاریخ کی پیشی کا کاغذ لکھنا دے کے واسطے آپ کو عرش پر بلایا ہوگا جو کہ یہ نامعقول بہتان مطابق اپنے ذہن رسا کے جس کی معکوس بلند پروازی اسفل السافلین کو ہے آپ نے بطور خواب و خیال کے ظاہر نہیں کیا بلکہ ایک مرد قبیح اس شہادت بدی سے لکھا ہے کہ احکام قضا و قدر آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر وہ کتاب قضا و قدر کی اس ذات بیچون بیچگون کے آگے پیش کی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اُس سُرخی کو آپ کی طرف چھڑکا اور بقیہ سُرخی سے جو قلم کے منہ میں رہ گئی اُس کتاب پر دستخط کر دیئے چنانچہ عرش سے واپس آنے تک چند قطرات سُرخی تازہ تازہ آپ کے کپڑوں پر موجود ہے اور ایک شخص عبداللہ نام کی ٹوپی پر بھی چند قطرات پڑے کیونکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اِس پر چند اعتراض ہیں۔

(۱) حضرت اوّل یہ تو فرمایئے کہ پیغمبر آخر زماں سواری براق ملاقات و مشورہ کے واسطے عرش پر بلائے گئے تھے تمہارے واسطے بھی وہی براق آیا تھا یا رسن وغیرہ لٹکا کر اوپر کھینچے گئے تھے۔ اور عبداللہ کو بھی تمہارے ساتھ اوپر جانا وقت نہیں تھا تمہارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پھر عرش سے آپکے مکان پر بیٹھے ہوئے آدمی کی ٹوپی پر قلم کا قطرہ برابر تیر ہدف پڑنا محال المحال ہے یا اُسکی ٹوپی پر رشحۂ قلم پڑنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا صاحب اپنی پیشی کا کام پورا کرنے کی غرض سے کتاب قضا و قدر بغل میں لیکر ایک بیت الحرام میں عرش پر سے اُترے ہونگے لیکن دونو صورتیں نا ممکن ہیں صورت اوّل تو اس وجہ سے کہ پیغمبر آخر زماں کے ساتھ اُنکے مقرب اور معظم اصحابوں سے صرف پر کوئی بھی ساتھ نہیں جا سکا نہیں اس کے ایک اجنبی آدمی کی کیا حقیقت ہے صورت دوم اس طرح سے کہ خدا صاحب اول اُس وقت زمین پر آئے تھے کہ جب حضرت آدم کا قالب زمین کی مٹی لیکر اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا نا موجب حدیث بقول یعقوب کے ساتھ کشتی لڑنے وغیرہ خاص ضروری موقعوں پر بھی آئے تھے آئندہ کے لئے قرآن میں یہ پروگرام مشتہر فرمایا ہے کہ دنیا میں کے دل اُترنے کی سخت تکلیف گوارا کرنی چہ معنے دارد۔

(۲) قرینہ سے قیاس میں کہ رہا ہے کہ جو کوئی فرشتہ خدا صاحب کی پیشی پر سر رشتہ داری کرتا تھا یا زرق وغیرہ کے ستیہ پر مقرر ہوا ہو وہ دیگر فرشتگان جو ہمیشہ حاضر حضور رہتے ہیں۔ راہیں میں نے تمہارے سے خداوند کے کام چلتے ہیں شاید وہ سب فرشتے سلطان الملائکہ حضرت سلطان کی لشکر آرائی کے مقابلہ پر مامور ہوئے ہونگے جن سے کچہری خالی رہی اور آپکے بُلانے کی نوبت پہنچی اگر یہ قیاس درست نہیں تو آپ صحیح نقشہ درج فرما لیجیئے۔

(۳) چونکہ قادر مطلق کے ٹھیک یہ معنے ہیں کہ جو بے قید و آزاد و قادر ہو یعنے محتاج بالعرض کا آلات خارجیہ نہ ہو۔ مگر وہ آپ کا خیالی خدا آپکی سر رشتہ داری کا محتاج۔ کتاب قلم کا محتاج سیاہی و دوات کا محتاج کسی جسم میں او بار رہا کہ جسمانی اعضا کا محتاج تھا او قدر کے احکام لکھنے کا محتاج ایک معمولی انسان ثابت ہوا۔ لقولیکہ سخن لاہوک قلم مدکس ذکر ارباد مردم گرید سخن ....ن اسکو قادر مطلق لکھنا تمہارے مادہ گوئی یا دیوانگی پر دلالت ہے علی ہذا القیاس اُسکی جل شانہ کی تعریف کرنا تمہاری مثال ع دن کے لشان ہیں کیونکہ اُس نے شرح رنگ ر تازہ اتحاد پورے میں جیسلو ار نگ کیئے ہیں سگوا کر دوات میں بجائے سیاہی کے ڈالا ہوا تھا اور ہم بیٹھے آدمی کو شکی ہیں لوایا علاوہ ازاں جس طرح ایام ہولی میں اہل ہنود آپس میں رنگ و اللکر مسخر کرتے ہیں اُسی طرح ہمارے اوپر سُرخ رنگ چھڑکا اور دیکھا یہ مسخرا پن کیا یا ورجب کہ تم نے صاف طور پر لکھا ہے کہ ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اُسے بیچون بیچگون لکھنا دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔

اگرچہ آپ کے ایسے جنون کا جواب لکھنا مناسب نہیں تھا جیسا کہ بعض پاگل اس طرح کی بہت بکواس کرتے پھرتے ہیں اور کوئی اُن کے ہزیان پر کچھ نہیں کہتا لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جاہل لوگ اُن پاگلوں کو ستانے پیر یا مجذوب فقیر خیال کر کے اُن کے آگے پیچھے پھرتے اُن کی خدمت کرنے میں اوقات ضائع کرتے اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں ایسے سادہ لوحوں کو آپ کے جہل و ریاکاری سے بچانے کو بطور امید مارکام صواب سمجھ کر اس دیوانہ خیال پر مختصراً تردید لکھی گئی ہے اور تعجب بلکہ افسوس ہے کہ اہل اسلام سے کوئی مولوی کوئی فقیہ اول آپ کے علانیہ کفر کی نسبت تکفیر و تشہیر کا فتوی نہیں دیتا ہے۔

اخیر میں ہم ایک لائق یورپین کی رائے فصاحت قرآنی پر لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ محمدی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہے کیونکہ اُس کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ کوئی آدمی اُس کے موافق بنا نہیں سکتا ہیں نے مانا کہ یہ سچ ہے۔ مگر سنسکرت کی عبارت بھی بہت اچھی ہے بیشک کوئی شخص بید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا۔ اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں کہ بید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی پنڈت نہیں بنا سکتا۔ پھر محمدی کس طرح

اُس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی ایسا بڑا درخت دیکھے جس کے برابر اور کوئی بڑا درخت نہ ہو تو وہ معجزہ تصور نہیں کیا جاتا سب لوگ جانتے ہیں کہ داؤد کے وقت ایک پہلوان جالوت گولایاتھ تھا جسے اُس نے مار ڈالا تھا۔ اُس کے قد کے موافق کوئی دوسرا شخص نہ تھا مگر کوئی شخص اس بڑے قد کو معجزہ نہیں کہتا تھا۔ کوئی تحریر ہومر کی مانند یونانی عبارت اور کل کی مانند لاطینی عبارت اور کالیداس کی مانند سنسکرت عبارت برابر نہیں مانی جاتی۔ پھر کیا یہ بھی معجزہ ہوگا۔ اگر محمدی کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے وقت بھی کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو عبارت بنانے کی لیاقت رکھتا بلکہ تمام لوگ یہی اقرار کرتے تھے کہ قرآن کی عبارت کے موافق کوئی شعر عبارت نہیں بناسکتا کون جانتا ہے کہ محمد صاحب کے وقت سب لوگ ایسا ہی کہتے تھے۔ سب آدمی جانتے ہیں کہ آج کل فرانس جرمنی انگلستان امریکہ وغیرہ ملکوں میں بہت لوگ عبرانی یونانی سنسکرت اور عربی زبان کو جانتے ہیں۔ اور ان زبانوں کی کتابوں کو اچھا کما حقہ سمجھتے ہیں مگر کسی شخص نے کبھی نہیں کہا کہ قرآن کی عبارت دوسری زبانوں کی عبارت سے فوقیت رکھتی ہے اگر محمدی عبرانی یونانی سنسکرت اور لاطینی زبانوں کو تحصیل کریں تو بڑا فائدہ اٹھاویں کیونکہ ان زبانوں میں بہت عمدہ اور قدیمی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور وہ لوگ جو دہلی میں رہتے ہیں انہوں نے اور کوئی بڑا عالیشان شہر نہیں دیکھا وہ یہی سمجھتے ہیں کہ دہلی کی مانند اور کوئی شہر روئے زمین پر نہیں ہے۔ اگر وہ اور اور ملکوں کی بھی سیر کریں اور **سینٹ پیٹرزبرگ ویانا۔ ماسکو۔ پارس۔ نیویارک۔ لیورپول لندن** وغیرہ شہروں کو دیکھ کر پھر دہلی میں آویں تو دہلی کی تعریف جیسے پہلے کرتے تھے ہرگز نہ کریں گے اور شہروں پر اسے فوقیت نہ دیویں گے۔ اسی طرح اگر محمدی **سیسرو۔ ڈیماستھنیز۔ ورجل۔ ہارس۔ ہومر۔ ملٹن**۔ وغیرہ مصنفوں کی کتابیں پڑھیں اور قرآن سے انکا مقابلہ کریں۔ وہ بھی منظور کریں گے کہ ان کتابوں کی عبارت بہ نسبت قرآن کی عبارت سے عمدہ ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ جب تک انسان تعصب سے الگ نہ ہو تب تک جیسے کہ ایک آدمی سے سکھلایا جاتا ہے ویسے ہی لڑکے بھی اسی طرح کہتے رہتے ہیں۔ اب ہم بہتر ہے کہ ہم عبارت کی تعریف نہ کریں۔ لیکن مطلب پر غور کریں۔ مولوی رومی کا قول ہے

ما درون را بنگریم و حال را   ما بروں را ننگریم و قال را

باب دوم

حکمت الٰہی

ویدادک سب شاستروں کے مطابق ایشور۔ جیو اور پرکرتی (مادہ) یہ تینوں انادی ہیں۔ پرکرتی سے ایشور سرشٹی رچتا ہے ان کے گُن کرم سبھاؤ انادی ہیں اور اُس کا کام انسان کے لیے وید کا اپدیش کرنا ہے۔

حقیقت میں اگر ایشور کو انادی یعنی ازلی نہ مانا جاوے۔ اور محدود زمانہ سے صفات والا تسلیم کیا جاوے تو ایشور پر حادث ہونے کا دوش آوے گا۔

اور حادث ہونے سے باقی نہیں رہتا اور اس کا فنا ہونا لازم آتا ہے جو ہر ایک حادث کی صفت ہے۔ اور جب ایشور ازلی اور انادی ثابت ہے تو اس کا کام بھی ازلی ثابت ہے۔ یہ ایک عقلی دلیل ہے کہ ایشور کی صفات بھی انادی ہیں یا سادی۔ صفت اور موصوف اور گُن اور گُنی باہم لازم اور ملزوم ہیں اور ہر ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایک بات معلوم و مفہوم ہے کہ صفت موصوف کے بغیر اور موصوف صفت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کوئی شئے صفت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور ہونا لازم نہیں ہے ہر شئے کے واسطے کسی صفت کا ہونا لازم ہے کیونکہ یہ ہونا ہی ہمیشہ بغیر صفت کے نہیں ہوتا۔ موصوف جب تک محدود نہیں ہو سکتا تو صفت کس طرح سے محدود ہو سکتی ہے کیونکہ محدود کی صفت محدود ہوتی ہے اور غیر محدود کی غیر محدود۔

جب ایشور غیر محدود ہے اور غیر محدود زمانہ یعنے انادی کال سے موجود ہے تو اُس کی صفت کا بالوجود معقود ہونا یا اُس کی نسبت ایسا خیال کرنا سراسر مردود ہے۔

اس لیے جب ایشور اور ایشور کے گُن انادی ثابت ہوئے۔ تو اُس کے کرم یعنے افعال بھی انادی ماننے پڑے کیونکہ وہ سارے کریہ اور حکمت کا کرتا ہے کرموں اور سنساروں کا پھل داتا ہے جو کہ معطل نہیں عضو ناکارہ نہیں بیکار نہیں۔ اور یہی ایشور کے گُن ہیں جب سب گن (صفات) انادی ہیں۔ تو انادی کرما کے کرموں کی بھی آدی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر ایسا مانا جاوے۔ تو کیا یا دھرم کے ابتدائے سے پہلے ایشور کو انادی کال اور کال زمانہ کی طرح اگر یہ مانا پڑیگا تو بہت ہی نا واجب و ناروا ہے اور کسی طرح ذات باری کے لئے صفات نہ ہونے کا کلمہ کہنا روا نہیں۔

جس طرح کوئی شئے بلا صفت کے نہیں ہے اسی طرح کوئی چیز بغیر سبھاؤ یعنے عادت کے نہیں جیسے سبھاؤ اگنی جیسے ذاتی صفات ہر شئے کے اور شئے سے الگ یا شئے سے پیچھے نہیں ہوتی ویسے ہی سبھاؤ یعنی عادت بھی۔ چنانچہ ویدمانے مقدس و شاستروں کے مرکب ہیں پرماتما کو

सृष्टि उत्पत्ति स्थिति संहारकारक । یعنے (سرشٹی)

حکمت کا رچنے والا اور ہستی کا دھارن کرنے والا اور اُس کو ناش کرنے والا فرمایا ہے اور دلائل واضح سے مشرح بتایا کوئی آدمی نہیں بڑھ کر پاس برابر حکمت کرا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُس کا صداقت و راستی پر سارا مدار ہے جو کہ ایشور کی سب صفات ازلی ہیں۔ اسواسطے صفات مالا کہ سب وید کے پستکوں جو مقدس ہیں ازلی بتاتے ہیں بلکہ دہر سٹیں کراتے میں علی ہذا ایشور کے کرم یعنے سرشٹی کے اُتپتی استھتی اور پرلے اس کی ریت سمجھ کر سرشٹی کرکے پھر ناش یعنے اور پرلے ہوتی بھی ہستیا میں بھی ایک مدت تک رکھ کر اور کال چلا آتا ہے اور اسی سے تک ایسا ہی رہیگا۔ اور نہیں اس کا ابتدا اور انت یعنے انتہا نہیں ہوتا اور بعد ابتدا و انتہا کے شمار نہیں ہوتا۔

اب ہمارے غور ہے اور مقام انصاف کہ اس پوتر و سرشٹ مت کے یعنے مقدس عقیدہ سے کیا کچھ سچ نہ دیا۔ ہر ہر طرح بے انتہا کی قدرتیں بے انتہا کی رحمتیں بے انتہا کی بکتیں اور بے انتہا کی عظمتیں اور بے انتہا کی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی ہی اس کے ازلی کتب کی سچی سے خدا ازلی خالق۔ ازلی معبود۔ ازلی مالک۔ ازلی رازق۔ ازلی قادر۔ ازلی علیم۔ ازلی رحیم۔ ازلی حکیم ازلی ازلی ثابت ہوتا ہے اور ایسی ہی اُس کی اور صفات بھی ازلی ثابت ہوئی اس کے مقابلہ میں عقاید محمدیہ پر غور فرمائیے۔ اور تعصب کو چھوڑ کر انصاف کو کام میں لائے

قرآن شریف۔ هو الذي خلق لكم ما في الأرض جميعا ثم استوى إلى السماء فسويهن سبع سموات۔ سورہ بقرہ وهو الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام وكان عرشه على الماء۔ سورہ ہود وإذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الأرض خليفة۔

ترجمہ اللہ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر چڑھ گیا طرف آسمان کی۔ اللہ وہی جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا تخت اُس کا پانی پر۔ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب (آدم) جس کو

حسب حساب توریت کے ۱۸۹۰ء سال ہوتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ فقط سات آٹھ ہزار برس سے سرشٹی بنی ہے یعنے فقط سات آٹھ ہزار سال سے خالق ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے معبود ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے مالک ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے رازق ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے قادر ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار سال سے علیم ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے خبیر ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے حکیم ہے

حاشیہ قدریہ مسلمانوں میں جو ظاہر اس بات کو سمجھ کر اقبال کرتے ہیں کہ خدا ہمیشہ سے نہیں ہے تھوڑے عرصہ سے ہوگیا ہے (دیکھو عمدۃ الطالبین)

فقط سات آٹھ ہزار سال سے عادل ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار سال سے صانع ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے بادشاہ ہے گویا باعتقاد و ہدایت قرآن کے اِس سات آٹھ ہزار سال سے پہلے نہ وہ خالق تھا اور نہ معبود۔ نہ رازق تھا۔ اور نہ مسجود۔ نہ وہ قادر تھا اور نہ علیم نہ وہ صانع تھا اور نہ حکیم و رحیم۔ بلکہ نہ عادل تھا نہ بادشاہ نہ ہادی تھا نہ رہنما۔ اور اگر فرض کیا جائے یا کسی محمدی کی خاطر مان لیا جاوے کہ وہ تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ کس کا خدا مالک و رازق رحیم و عادل وغیرہ تھا۔ غور سے سوچو۔"

اِن قرآنی فلاسفروں کے عقائد کے موجب معاذ اللہ سات آٹھ ہزار برس سے پہلے خدا محض مست و نابود یا معطل محض یا قطعی بے سود تھا جس کا وجود و عدم مساوی ہے۔ اور کوئی بات خداوندی کی اُس پر حاوی نہیں۔ اور ایسا ہی اِن کے زعم میں قیامت کے بعد جب گروہ انسان کو اپنی مرضی کے موافق یا اپنی پاکٹ بک (یادداشت) لوح محفوظ کے مطابق یا سفارش انبیاء کے موجب بہشت اور دوزخ تقسیم کر دیگا۔ تو وہ بیکار اور ناکارہ ہو جاوے گا۔ گویا اُس کی قدرت و رحمت و صنعت و حکمت و معدلت وغیرہ بالکل خاتمہ ہو گیا۔ ۱۱۱

غلام احمد صاحب: آریہ سماج کا اعتقاد ہے کہ پرمیشور نے کوئی روح پیدا نہیں کی۔ بلکہ کل ارواح انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہیں اس کے قدیم ہونے سے [illegible] خدائی ہی دور ہوتی ہے اگر تمام ارواح کو اور ایسا ہی اجزا صغار [illegible] کو [illegible] تو اُس میں کئی قباحتیں ہیں۔

تردید: یہ ہر سچ بے سمجھی کی بات ہے۔ کیونکہ شرکت باری لازم آتا ہے اور اُس وقت خدا کی خدائی میں فتور آجاتا ہے جب کہ سب صفات میں مادہ اور روح خدا کے برابر سمجھے جاویں۔ حالانکہ ایسا نہیں اور نہ کسی شاستر میں کہیں ہے مثلاً مادہ جڑ اور غیر مدرک ایشر چیتن اور اُس کا گیان۔ جیو الپگیہ۔ ایشر سرو گیہ اور سرب بیاپک جیو ایک دیشی ایشر ایک۔ اسی طرح اور صفات پر بھی قیاس کر لو۔ اور سمجھ لو کہ جیسے راجہ کے ساتھ پرجا کا ہونا راجہ کا ایشرج ہے۔ نہ یہ کہ پرجا مہاراج کی شریک بن جاتی ہے یا کسی طرح شرکت لازم آتی ہے۔ ہرگز نہیں مگر ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ مادہ اور جیو کے ازلی ماننے سے اگر بقول آپکے شرکت لازم آتی ہے تو آپ کے ارواح اور بہشت دوزخ کی بھی ابدیت جاتی ہے کیونکہ جب ماسوا اللہ کے کسی شئے کو ازلی ماننے سے موجب وسواس آپکے شرک ہے تو ویسا ہی کسی چیز کو ابدی ماننے میں بھی بزعم آپ کے شرک ٹھہریگا کس واسطے کہ جیسے ازلیت خدا کی صفت ہے ویسے ہی ابدیت۔ پھر ابدیت میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہو قرآن میں جہاں جہاں بہشت و دوزخ کے متعلق خالدین فیہا ابداً کا مذکور ہے اسے انصاف کے کارد سے دور کرو۔

اِس بطلان کی ہم آپکو اور طرح بھی تردید بتلاتے ہیں اور خود آپ ہی کے اعتقاد سے آپکو شرمسار کراتے (۱) تم اپنے آپکو بھی زمانہ موجود مانتے ہو اور خدا کو بھی (۲) تم اپنے آپ کو عالم جانتے ہو اور خدا کو بھی (۳) قرآن کے رو سے اور بھی خالق ہیں اور خدا بھی (۴) تم بھی ناظر ہو اور خدا بھی (۵) حاتم کو بھی کریم مانتے ہو اور خدا کو بھی (۶) نوشیرواں کو بھی عادل مانتے ہو اور خدا کو بھی (۷) تم بھی صانع ہو اور خدا بھی (۸) مسیلمہ بھی رحمٰن ہے اور خدا بھی رحمٰن۔ جب اِن سب صفات میں بقدر حیثیت بشری صفات سے اشتراک رکھتے ہو تو شریک ہوئے یا نہیں؟۔

اگر ہو کر ہوش تو اپنی کم فہمی کا علاج کرو۔ اور اس گرنے والی عمارت کے واسطے معمار لگاؤ تاکہ اعتراض کی اینٹیں سے آگے مسمار نہ ہو۔

اور اگر ہو کر نہیں تو اپنے اعتراض کو مکرر سہ کرر مطالعہ کر کے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ کیا کسی ایک صفت کے مل جانے سے باوجود صفات کے اختلاف کے شرکت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس حالت میں محمدی لوگ ارواح کی ابدیت کے اقراری ہیں۔ تو ازلیت سے کیوں اور کس دلیل سے انکاری ہیں۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ جو ابدی مانا جاویگا وہ بالضرور ازلی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ بناوٹ کی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔ اور بناوٹ ایک سے زیادہ چیزوں کے ملاپ سے ہوتی ہے یعنی مفرد محض سے نہیں۔ اور جو مرکب ایسے ملاپ سے بنتا ہے اُس کے اجزاء جن سے اُس کی ترکیب دی گئی سب محدود ہوتے ہیں اور محدود چیز کی سب طاقتیں بھی محدود۔ اس لئے بالضرور ہر ایک مرکب کے واسطے انحلال ترکیب لازمی ہے۔

اور یہ بات تو نہایت ہی صاف اور واضح ہے کہ جب مرکب کے اجزا محدود ہیں تو اُن اجزا کے باہم ملے رہنے کی طاقت بھی ضرور محدود ہے۔ کیونکہ محدود برتن میں غیر محدود چیز نہیں آ سکتی اور غیر محدود طاقت محدود میں نہیں ہو سکتی اسی واسطے کوئی بناوٹی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح بعضے محمدی یہ بھی حجت پیش کرتے ہیں کہ اس عقیدہ سے خدا خالقیت میں مادہ کا محتاج ٹھہرتا ہے اور یہ احتیاج خدا کی شان خداوندی کے برخلاف ہے چنانچہ آپ نے بھی لکھا ہے کہ "خدا ایسا چاہیئے جو اپنے خدائی کے کام چلانے میں کسی غیر کے اتفاقی وجود کا محتاج نہ ہو بلکہ جس چیزوں پر وہ خدائی کرتا ہو وہ سب اُسی کے ہاتھ سے نکلی ہوں" صفحہ ۱۱۱۔

تردید: ہائے افسوس کہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ احتیاج کس کو کہتے ہیں دیکھئے احتیاج کا اطلاق تب آ سکتا ہے کہ جب کسی چیز کی خواہش ہو اور وہ چیز سر دست موجود نہ ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بموجب وید و کتب ہدایت کے انوسار۔ مادہ اور جیو ہمیشہ اور ہر وقت خدا کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود یا نابود نہیں۔ مانوں سمجھئے کہ پرماتما کے قبضہ قدرت سے کبھی باہر نہیں ہو سکتے پھر احتیاج کس کی اور کس کو۔ اور کیا اور کیوں۔ (چنانچہ وید مقدس میں ارشاد ہے)

योभूतचभव्यंच सर्वंयश्चाधितिष्ठति ॥

ترجمہ: انادی کال سے اس کال تک اور ہر وقت تمام پرمانو و روح پرمیشر کے آسرے اور ماتحت ہیں کبھی باہر نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ بس کیا پرماتما انکا محتاج ہے یا یہ اُس کے محتاج ہیں۔ البتہ یہ آپکا اعتراض آپ پر ہی وارد ہے اور تمام شکوک آپ پر عاید۔ قرآن اُس اعتراض کے زیر بار۔ بلکہ اسی رہائی سے ناچار ہے۔ دیکھئے انسان کی پیدائش کے بابت میں اُس کا بیان ہے قرآن سورۃ سجدہ۔ الذی احسن کل شیء خلقہ وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مہین۔ ثم سوٰہ ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون۔ ترجمہ وہ شخص ہے کہ اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا۔ اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے پھر کی اولاد اُس کی پانی حقیر سے پھر درست کیا اُس کو اور پھونکا بیچ اُس کے روح اپنے سے اور کیا واسطے تمہارے سننا اور دیکھنا اور دل تھوڑا سا جو شکر کرتے ہو۔

اِس سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کا مصنف انسانی روحوں کو خدا کے اجزا سمجھتا تھا کیونکہ سوائے اس کے اِن الفاظ کے (اور پھونکا بیچ اُس کے روح اپنے سے) اور کچھ معنے نہیں بن سکتے اور یقین غالب کہ قرآن کی ایسی ہی تعلیمات سے ہمہ اوست کا مسئلہ وبا کی طرح پھیلا۔ اب ہم اِس آیت کے دو حصہ کرتے ہیں اور ہر دو کی ماہیت کو جدا جدا ظاہر کرتے۔ اوّل خلق الانسان من طین۔ دوم نفخ فیہ من روحہ۔

اوّل کی بابت محمد صاحب نے علم لدنی سے بہت عمدہ تشریح کی ہے اور داد فصیلت دی ہے **حدیث قدسی** خمرت طینۃ آدم اربعین صباحاً (یعنی خدا نے) خمیر کیا آدم کی کیچڑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک یعنی جس مٹی سے خدا نے آدم کو بنایا اُس مٹی کو خدا اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک گوندتا رہا اور اسی کے متعلق ایک اور حدیث قدسی ہے اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طین آدم۔ محمد صاحب فرماتے ہیں بزرگی کرو یعنی تعظیم بجا لاؤ اپنی پھوپھی کی جو نخل کا درخت ہے تحقیق طور پر کھجور پیدا کی گئی ہے آدم کے باقیماندہ کیچڑ سے یعنے جو مٹی آدم کی بناوٹ سے بچی تھی اُس سے کھجور کا

۱؎ حاشیہ دیکھو قرآن سورۃ المومنون۔ اللہ احسن الخالقین ترجمہ خالقوں میں اچھا خالق ہے

درحقیقت خدا نے اسی واسطے محمد صاحب نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ محمد جان کی تعظیم و تکریم کرو۔ خدائے قرآنی نے آدم کو بنا کر ملائکہ کو اُسے سجدہ فرمایا اُس کے رسول نے تحفہ کو مسلمانوں کی محمد جان کہہ کر معبود ٹھہرایا سچ ہے اُمّیوں کیواسطے اُمّی پیغمبر کی ضرورت تھی دیکھو علمیت قرآن کا باب معرفۃ خدائے جنیں رسولے چناں ہی قصّہ مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل ۱ صفحہ ۹۳۱ میں بھی موجود ہے۔

دوم سورۃ مریم میں ہے اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا ترجمہ کیا نہیں یاد کرتا انسان یہ کہ ہم نے پیدا کیا تھا اُس کو پہلے اُس سے اور نہ تھا کچھ

سوم سورۃ یٰسٓ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ ترجمہ سوائے اِس کے نہیں کہ حکم اُس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو بس وہ ہو جاتا ہے۔

اے قرآن کے فلاسفرو مہربانی کر کے ذرہ یہ تو بتلاؤ کہ یہ حکم الٰہی کس پر ہوئی۔ یہ ارشاد کس پر نافذ ہوا اور کس نے اِس ارشاد کی تعمیل کی۔ وہ کون تھا جس نے یہ حکم مانا۔ کیا خدا کے سوا کوئی اور شے بھی تھی جو اِس امر کی مامور بتلائی جا سکتی ہے کیا آمر اور مامور لازمی نہیں ہیں۔ ذرہ تشریح تو کیجیئے گا کہ وہ کیا شے تھی جس کو کہا گیا کہ ہو جا اور وہ ہو گئی۔ اور کیا ہو گئی کیا کوئی شے تھی اگر تھی تو یہ عقیدہ آپ کا کہ اپنا وُیسے پیدا ہوئے یعنے نیستی سے ہستی۔ ہوئی قایم نہیں رہ سکتا ہے خود ہی منصف ہو اور ایمان سے سوچو۔

اگر تم امر سے یا ارادہ سے یا قدرت سے یا نور سے اُپتی مانو گے جیسا کہ تم مانتے ہو تو ہم ضرور آپ سے پوچھیں گے کہ یہ امر یا ارادہ یا قدرت یا نور کوئی درتو (چیز) ہے کہ نہیں اگر کوئی چیز نہیں ہے تو پھر خود ہی جاؤ کہ اُس سے پیدائش کیونکر ہوگی۔ اور اگر کوئی چیز ہے تو ماسوا اللہ اُسی کو ساتھ کارن مانو۔

قرآن کے اسی عقیدہ اور انہیں آیتوں پر سید بہلے شاہ صاحب نے زبان پنجابی فرمایا ہے۔

قولہ بزبان پنجابی کن کہیا فیکون کہایو + کہو تیرے پاہوں ظہور آیو + یعنے تم نے کُن کہا اور فیکون کہلوایا۔ جب کہ سوائے تیرے کوئی موجود نہ تھا۔ تو اب جواب دے کہ تیرے بغیر وہ کس نے کہا مجھ تو نے خود ہی کُن کہا اور خود فیکون کہا۔ یعنے خود تُو نے کہا ہو جا اور خود تو ہی ہو گیا۔ پس یہ پیدا شدہ ارواح اجسام صغار و کبار سب کچھ تو ہی ہی تیرے سوا کچھ نہیں صاحب گلشن فرماتا ہے۔

سما احوال را نسبت مجازی است | کہ نسبت جو حقیقت اہوا ریست

چہ بود اندر ازل اے مرد ناہل | کہ ایں ماشد بحرآں او نحصل

جامی

جہاں بیچوں دریں چوں کرد آرام | پے رو دشت کردہ پوشش نام

اخلاق ناصری

موجود بحق واحد اول باشد | خراد ہمہ موہوم و مخیل باشد

ہر چیز کہ جُز او آید در نظرت | نقش دو میں چشم احول باشد

مجدد الف ثانی

بیخود در جیب خدا دارم | من چہ پیرواے مصطفٰے دارم

فرمود چنیں حضرت حیّ قیوم | در کو تر بر لم کراسے طلسم موہوم

ہشدار کہ در عالم کثرت ہر گز | تا من ہستم تو ہم نگر دے معدوم

حضرت بایزید بسطامی ساسی کُن فیکوں کے راز سے واقف ہو کر اپنے آپ کو خدا کہتا اور پوجواتا ہے۔

رومی

ما مریداں آں فقیر محتشم | بایزید آمد کہ یزدان نک منم

گفت مستانہ عیاں آں دو فنوں | لا الٰہ الا انا ہا فاعبدون

نہیں ہے خدا مگر میں پس میری پوجا کرو یعنے بیست خدائے مگر من پس مرا برستید۔

گماں غالب ہے کہ قرآن کی ایسی ہدایات سے ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ پھیلا جو تمام خرابیوں کی جڑ اور تمام بدعملیوں کی بنیاد ہے بہرصورت ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ انسان کے بنانے میں خدا مٹی اور نطفہ کا کیوں محتاج ہوا کیا بغیر مٹی اور نطفہ کے صرف کن فیکون کہنے سے پیدا نہیں کر سکتا تھا یا اُس پر قادر نہ تھا۔ ہائے ہائے۔ ۱۸۸۸+۴۰۰۴ = ۵۸۹۲۔ سال پیدائش آدم سے حال تک ہوئے اور عیسیٰ ۳۳ سال محمد ۶۳ سال کل ۹۶۔ ۱۸۸۸ = ۱۷۹۲ اور زمانے جس میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا ۵۸۹۲ - ۱۷۹۲ = ۴۱۰۰ ابے ۴۱۰۰ ÷ ۱۲۴۔

$$\frac{۴۱۰۰ \times ۳۶۵}{۱۲۴۱۰} = ۱۲\frac{۱۷}{۲۴۸}$$

۱۲ روز اور چند گھنٹوں میں ایک ایک پیغمبر ہوتا ہے۔

ہر پانچ ہزار سال میں ساٹھ سو جیسے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر نبی جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کیوں ارسال کئے۔ کیا بغیر ان کے تعلیم نہیں دے سکتا تھا اِس سے ایک کا نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کا محتاج مالغیر ٹھہرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگ اِس کے سمجھنے سے سخت غلطی میں پڑے ہو اور خواہ مخواہ بے دلیل ویسے برہان دوش دینے پر آمادہ ہو جاتے ہو۔ جیو اور مادہ کی قدامت سے خدا پر کچھ بھی دوش (الزام) احتیاج کا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ خدا انکا ہرگز محتاج نہیں بلکہ جیو اور مادہ اُسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ البتہ خدا پر احتیاج کے الزام دین اسلام کے عقائد سے آتے ہیں اور صرف الزام ہی نہیں بلکہ اُسی کو تمام گنہگاری کا بانی مبانی ٹھہراتے ہیں چنانچہ۔

(۱) سورۃ قٓ میں ہے قد علمنا ما تنقص الارض منھم و عندنا کتٰب حفیظ۔ ترجمہ تحقیق جانتے ہیں ہم جو کچھ کہ کم کر دیتے ہیں زمین سے اور نزدیک ہمارے ہے کتاب یاد رکھنے والی۔ تفسیر حسینی نزدیک ما کتابیست نگاہ دارندہ مر تفاصیل ایشاں را یعنی آنچہ از ایشاں خاک شدہ آنرا میدانیم و نوشتہ است در لوح محفوظ" (قوت حافظہ کی کمی اور نسیان کا غلبہ اور کتاب کا محتاج)

حاشیہ کتاب مرصاد العباد میں شیخ نجم الدین صاحب رازی فرماتے ہیں نور حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اول پیدا شد نور احدیت بود بیروں آورد چنانچہ بیان سوت ارواح بعضے در عبارت اشارت فرمودہ کہ انا من اللہ والمؤمنون منی بعد ازاں کہ نور بعالم ظہور آمد حق سبحانہ تعالیٰ بنظر رحمت دراں نور نگریست حیا بر وے غالب شد قطرات از روے متقاطر گشت (مقام عرق) ارواح جمیع انبیا علیہم السلام از نور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق گشتند واز ارواح انبیا ارواح اولیا را بیافرید۔ واز ارواح اولیا ارواح مومناں را واز ارواح مومناں ارواح عاصیاں را بیافرید واز ارواح عاصیاں ارواح منافقان و کافران بیافرید۔ بعد ازاں از صاف ارواح انسانی ارواح ملکی بیافرید واز ارواح ملکی جن واز ارواح جن ارواح شیاطین را بیافرید بر تفاوت درجات در احوال ایشاں۔ و بار از ترم ارواح انسانی ارواح حیوانات متفاوت پدید آورد وانگہ ارواح ملکوتیات جس مکونات معوس بات و معدل و مرکبات و مفردات عالم مخلوق گشتند پس مجموعہ مکونات علویہ و سفلیہ و ملکیہ و ملکوتیہ از نور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق گشتہ شد اور یہی ذکر مدارج النبوۃ مطبع نولکشور ۱۲۸۱ھ صفحہ ۸ رکن اوّل باب اوّل فصل دوم میں مولوی محسن کاشفی صاحب نے لکھا ہے اس قول پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں مگر قطع نظر اُن کے صاف ظاہر ہے کہ نور محمدی سب خلقت کا کارن یعنے بنیاد ہے اور نور محمدی کو خدا نے اپنے نور احدیت سے نکالا جس سے صاف واضح ہے کہ خدا خود ہی تمام دنیا بن گیا اور یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اِس سے بدتر عقیدہ دنیا میں کوئی نہیں جس سے خود بخود شرک و بت پرستی اور وید گشت خود کا خود سود انکار۔

(۲) سورۃ الجاثیہ۔ وتریٰ کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعیٰ الیٰ کتابھا الیوم تجزون ما کنتم تعملون ھٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون۔ ترجمہ اور دیکھے گا تو ہر اُمت کو زانو پر گری ہوئی ہر ایک امت پکاری جاوے گی طرف اعمالنامہ اپنے کے آج بدلا دیا جاوے گا۔ تم جو کچھ کرتے تھے یہ ہے کتاب ہماری بولتی ہے اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تھے کرتے تم۔ تفسیر حسینی یعنی کتابے کہ کراماً کاتبین را بہ کتابت آن امر کردہ بودیم و در تفسیر معالم آوردہ کہ چوں ملکوں دفتر ایشاں با آسماں برند حق سبحانہ ثابت سازد در آں نسخہ ہر چہ ثواب یا عقابے بداں مترتب باشد و لغو ہیچ بودہ را محو کند و گفتہ است نسخ از لوح محفوظ است کہ سال بسال نامہ اعمال بنی آدم بملائکہ میسپارند۔ تفسیر حسینی صفحہ ۱۸۰ جلد دوم نولکشور ۱۸۸۱ء (دیکھو علم غیبیہ کا نمونہ … عالم الغیب ہونا بلکہ سہو و نسیان کے سبب کراماً کاتبین کا محتاج ہونا۔

(۳) سورۃ یٰس۔ وکل شیءٍ احصیناہ فی امام مبین۔ ترجمہ اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہم نے بیچ لوح محفوظ کے (گنتے اور حساب اور لوح محفوظ کا محتاج)

(۴) انفطار۔ کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ ترجمہ کراماً کاتبین جانتے ہیں جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ (اپنی بے علمی کا اقرار ہے)

(۵) سورۃ یونس۔ قل اللّٰہ اسرع مکراً ان رسلنا یکتبون ما تمکرون۔ ترجمہ کہو اللہ بہت جلد مکر کرنے والا ہے تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو تم مکر کرتے ہو۔ (خواہ وہ بالکل جھوٹ لکھیں اللہ کو مکر کی عقل اور یادداشت اور گیان نہیں)

(۶) سورۃ بقرۃ۔ واللّٰہ سریع الحساب۔ ترجمہ خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ تفسیر حسینی خدا زود شمار است بمقدار یک دو شمار حساب ہمہ خلائق کند۔ افسوس خدا کل جہان کا اور حافظہ پر یہ شامت۔ گر ہمیں اللہ است و ایں مخلوق … پر یادداشت باید پیش صندوق … (صاحب لوگوں جیسے بکس)

(۷) سورۃ انعام۔ وھو اسرع الحاسبین ترجمہ اور وہ بہت جلدی کرنے والا ہے حساب کرنے والوں سے۔ تفسیر حسینی گفتہ اند کہ حق سبحانہ بمقدار دوشیدن گوسفندے شمار ہمہ مکلفان خواہد کرد با وجود کثرت عدد جن و انس و بسیارے از اعمال ایشان درین دلیل کمال قدرت اوست (خدا اور اُس کی کند ذہنی معاذ اللہ)

(۸) سورۃ النساء۔ وکل شیءٍ احصیناہ کتاباً ترجمہ اور ہر چیز کو گن لیا ہے ہم نے اُس کو لکھنے کر (خدا سے محرران تقریری ساب سے محض اُمّی ہے)

(۹) سورۃ الرعد یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت وعندہ اُم الکتاب ترجمہ مٹا ڈالتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے (جو چاہتا ہے) اور نزدیک اُس کے ہے اصل کتاب۔ تفسیر حسینی۔ محو میکند آنچہ مے خواہد بحکم و اثبات مے کند آنچہ مے خواہد بحکمت و نزدیک اوست اصل کتاب کہ لوح محفوظ است ہیچ کارے نباشد الا آنکہ نوشتہ بود در وے ازانچہ شدہ است و مے شود و خواہد شد بتفصیل و تشریح بعضے گفتہ اند کہ محو کند از دیوان حفظہ آنچہ ہیچ جزا بداں متعلق نباشد و بگذارد غیر آں را یعنے چوں حفظہ ہر آنچہ از بندہ صادر شود از اقوال و افعال و احوال ہمہ را بنویسند و آں دفتر را بموقف عرض رسانند حق سبحانہ قولی و فعلی را کہ ثوابے و عقابے بداں متفرع نیست محو کند و باقی بگذارد و یا سیئات تائبہ را محو نماید و بدل آں حسنات ثبت کند و بعضے از احکام شرائع بحسب مصلحت زمان نسخ کند و حکم دیگر اثبات فرماید۔ دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۳۴۴ جلد اوّل نولکشور ۱۸۸۱ء (دیکھو رشتہ خدائی کی بے انتظامی اور پہلے درجے کی غفلت اور خدا کی … ہو گی (۱۰) سورۃ … لیعلم اللّٰہ من یخافہ بالغیب ترجمہ تا کہ جان لیوے اللہ کون ڈرتا ہے۔ (۱۱) سورۃ بقرہ من یتبع الرسول ترجمہ تاکہ ہم جان لیں کون

تابعداری کرتا ہے رسول کی (نادانی کا ثبوت)

(۱۲) سورۃ الانفال۔ یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفاً من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون۔

(۱۳) الآن خفف اللّٰہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللّٰہ واللّٰہ مع الصابرین۔ ترجمہ اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے اگر ہوں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے سو غالب آویں ہزار پر اُن لوگوں سے کہ کافر ہوئے ہیں بہ سبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے۔ اب تخفیف کی اللہ نے تم سے اور جانا کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے پس اگر ہوں تم میں سے سو صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار غالب آویں دو ہزار پر ساتھ حکم خدا کے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے۔ تفسیر حسینی بعد از نزول ایں (یا ایہا النبی حرض المومنین) آیت مومنان را از مقابلہ یکے با دہ تن اندیشناک شدند و پریشان گراں آمد حق سبحانہ تعالیٰ ایں آیت را منسوخ گردانیدہ فرمود۔ (یعنی ایں آیت دیگر ارسال کرد)

الآن خفف اللّٰہ عنکم الآن کہ ایں حکم اول شما را گرانبار ساخت سبک گردانید خدائے از شما … دانست ان فیکم ضعفاً اگر در شما سستی ہست یعنے ضعف بدن فان یکن منکم … اگر باشد از شما صد تن شکیبا غالب باشند بر دو یست تن ایں شرط نیز بجھت امر است یعنی یکے از شما باید بمقابلہ دو تن صبر کند و نگریزد و اگر بود از شما ہزار نفر غالب شوند بر دو ہزار بامر خدا و یاری او۔ دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۵ جلد اول نولکشور ۱۸۸۱ء (خدا کا غفلت کی نیند سے جاگنا اور ارشاد کا بدلنا)۔

(۱۴) سورۃ البقرہ۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللّٰہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللّٰہ لکم۔ ترجمہ حلال کی گئی واسطے تمہارے رات روزے کی رغبت کرو طرف بیبیوں اپنی کے۔ وہ پردہ ہیں واسطے تمہارے تم پردہ ہو واسطے اُن کے جانا اللہ نے یہ کرتے تم خیانت کرنے والے جانوں اپنی کے پس پھر آیا اوپر تمہارے۔ اور معاف کیا تم سے پس اب ملا کرو۔ اور ڈھونڈو جو لکھا ہے اللہ نے واسطے تمہارے۔ تفسیر حسینی جمع از صحابہ بواسطہ غلبہ شہوت صبر نتوانستند کرد و مباشرت را وقتیکہ حرام بود مرتکب گشتند روز دیگر ایں صورت بحضرت رسالت رسید و ایں آیت نازل شد دیکھو صفحہ ۳۱ جلد اول تفسیر حسینی ۱۸۸۱ء نولکشور (خدا کی غیب دانی کی تردید اور ایکٹ ۱۸۸۰ء کی جگہ ۱۸۸۱ء کا نفاذ)۔

اے قرآنی فلاسفرو جب تک آپ لوگوں کا قرآن پر وشواس ہے تب تک کبھی ایشر اور اُس کے گن۔ کرم و سبھاؤ اور سرشٹی اوپتی دشٹی کا گیان نہ ہوگا۔ کیونکہ جہل اور علم کا عناد ہے اور باہمی نفاق و فساد۔

یہ گیان آپ کو تب ہی ہوگا جب کہ سچے دل سے شدھ ہو کر ست ودیا کے پستکوں یعنے وید شاستروں کا آشرا لینگے۔ اور تعصب کو طلاق دینگے سنئے ست شاستروں کا یہ فرمان ہے او جلیت و معقولیت و فلسفیت کا اعلیٰ اور لاثانی نشان کہ ابھاؤ سے بھاؤ اور بھاؤ سے ابھاؤ نہیں ہوتا یعنے نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی سراپا موہوم اور عدم کا وجود قطعی معدوم۔ ترجمہ مول کا مول یعنے کارن کا کارن نہیں ہوتا اس لئے کارن سب بکاریوں کا کارن ہوتا ہے کیونکہ کسی کاریہ کے آرمبھ سے پہلے تینوں کارن اوش ہوتے ہیں جگت کی

اُتپتی کے پہلے پرمیشور، پرکرتی اور جیو موجود تھے اور انہیں کے اناادی ہونے سے جگت کی اُتپتی ہوتی ہے اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو جگت بھی نہ ہو یہ شاستروں میں ہے۔

ترجمہ جو ہے سو ہی آگے کو ہوتا ہے اور جو نہیں ہے وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اور یہی مسئلہ یوروپ کے علماء سائنس نے بھی اپنا پہلا علمی اصول قائم کیا ہوا ہے چنانچہ پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار گھٹتی ہے مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا اسکی مقدار جس قدر ہے اسی قدر رہتی ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے سو اگر آپ لوگوں کو ذرا بھی علم سائنس سے بہرہ ہوتا تو امید واثق ہے کہ ایسا ہرگز اور قطعی نہ مانتے کہ خدا نے جگت کو عدم سے بنایا نیستی سے ہستی میں لایا۔ یہ ایک ایسی موٹی اور عقلی بات ہے کہ آجکل کے طفلان مکتب بھی نہیں مان سکتے چہ جائکہ اُس پر ایمان رکھیں۔

مگر جب تک آپ لوگ یہ خیال کہ خدا نے دُنیا کو امر سے ارادہ سے قدرت سے نور سے بنایا دل سے دور نہ کرینگے تب تک آپ کو ہرگز سرشٹی اُتپتی کا علم نہ ہوگا۔

دیکھئے جب اہل اسلام نے یونانیوں کے علمی خزانہ پر کسی قدر دسترس پایا۔ اور کچھ آریہ ورت کی بعض علمی کتابوں کا ترجمہ کرایا تب اُن کی بھی آنکھیں کھلیں چنانچہ محقق طوسی نصیر الدین صاحب نے اپنی کتاب اخلاق ناصری میں لکھا ہے "نشاید دانست کہ نفس تا الحقد بعد الانحلال ترکیب بدن باقی ماند و مرگ را بافنا او طریقے نبود بلکہ ہیچ وجہ عدم بر وے جائز نبود و دلیل بریں مطلوب آن است کہ ہر موجود کہ باقی باشد فنا بروے روا نبود و بقا در و بفعل بود۔ اگر فنا ہم در او بعینہ بقوہ بود لازم آید کہ چوں فنا از قوت بفعل آید مجتمع بقا و فنا شد در یک حال و ایں محال است پس باید کہ آنچہ بقا در او بفعل بود غیر آں چیز بود کہ فنا در او بقوت بود و لا محالہ باید کہ ملاقی او بود و الا ایں سخن کہ فنا در بقوہ است صحیح نبودہ باشد چہ اتصاف چیزے بامکان عدم چیزے دیگر کہ میان ایشان ملاقات نبود چوں سواد و بیاض مثلاً صحیح نبود۔ واما با فرض ملاقات ایں اتصاف صحیح بود مانند اتصاف جسم بامکان عدم سواد کہ در وحال بود و ملاقات معنوی یا میان حال و محل تواند بود یا میان دو حال در یک محل و ملاقات دو حال در یک محل اتفاق بود نہ ضروری۔ و در صورت مذکور ملاقات ضروری ست پس ملاقات آنچہ بقا در و بود بفعل و آنچہ فنا در و بود بقوت بر وجہ حلول یکے در دیگرے بود۔ و فنا نیز کہ فنائے محل در حال بقوہ باشد چہ بقائے حال بعد از فنائے محل ممتنع بود۔ پس آنچہ فنا در و بقوہ بود محال او آن موجود بود کہ بقا در و بفعل است و از نجا معلوم شد کہ ہر موجود باقی کہ فنا بر و صحیح بود در محل حال بود و حال یا صورت بود۔ یا عرض پس فنا جز بر صورت یا بر عرض جائز نبود و ما درست کردیم کہ نفس حال نیست در محل بلکہ جوہر یست قائم بذات خویش نہ جسم و نہ جسمانی۔ پس فنا بر و روا نبود۔ بانحلال ترکیب بدن منعدم نشود۔ و اگر کسے بطریق استقرار نظر کند در احوال اجسام و تتبع امور ترکیب و تالیف اضداد آں نظر دقیق بہ تقدیم رساند۔ و از تعاقب کون و فساد باخبر بود او را معلوم شود کہ ہیچ جسم کلی با عدم نمی شود۔ بلکہ اعراض و اوضاع و ترکیبات و تالیفات و صور و کیفیات بر یک موضوع مشترک یا یک مادہ باقی متبدل می شود و حامل ایں احوال و بہر اوقات بر قرار خویش باشد مثلاً آب ہوا شود و ہوا آتش و مادہ کہ ایں سہ صورت بر و طاری مے شود بر سبیل بدل در ہر حال موجود باشد والا نتوانستی کہ آب ہوا شود و ہوا آتش چہ اگر موجودے با عدم شود و دیگرے در وجود آید کہ میان ایشان چیزے مشترک نبود نتواں گفتن کہ ایں موجود آں موجود باشد و آں مادہ حامل قوت فنائے صورتہا باشد۔ و چوں مورد جسمانی قابل فنا نیست جواہر مجردہ کہ از جنس و عنس ہیولیٰ مقدس بود۔ اولٰے باشد و عدم قبول فنا۔"

(دیکھو اخلاق ناصری مقالہ اوّل قسم اوّل فصل دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵)

ایسا ہی مادہ اور روح کی قدامت کو دیگر فضلائے چین و یونان و مصر و ایران و عرب بھی مانتے رہتے اور اب بھی مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔ کیونکہ ست کا ناش کبھی نہیں ہوتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسا مانے بغیر خدا کی سچی محبت بھی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کی سچی شان اور سچی عظمت کا علم ہوتا ہے دیکھو حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کس پریم اور سچائی کے ساتھ اس ویدوکت سچے نشچے سے اپنے معبود ازلی کی سچی محبت کا اظہار فرما رہا ہے

؎ ماجرائے من و معشوق مرا پایان نیست
آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام

نیستی سے ہستی ماننے والو جیسا آپ معلول کے وجود سے پہلے علت فاعلی یعنے خدا کو موجود بالفعل مانتے ہو ویسا ہی آپ کو مادی اور علت آلی کا وجود بھی معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل ماننا پڑے گا فقط علت فاعلی سے معلول موجود نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جب تک تینوں علتیں معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل نہ ہوں۔ تب تک معلول کا موجود ہونا ناممکن ہے اگر آپ ارواح کے حدوث کے قائل ہیں تو آپ اُس کیفیت مادی کا بھی پتا بتلائیے۔ اور قرآن کے علم لدنی کو بدرجہ اثبات پہنچائیے اور جب آپ ارواح کو حادث مانیں گے تو آپکو اُن کی ابدیت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی حادث ابدی نہیں ہو سکتا اس دلیل سے کہ جو بنتا ہے وہ ضرور بگڑتا ہے جس کی اُتپتی ہے اُس کا وناش ہے۔ ہر کون را فسادے لازم است۔ یہی جمیع علماء کا اصول ہے اور ست شاستروں کا سدھانت۔ اور جب آپکو ارواح کے حادث ماننے سے اُن کی ابدیت کا انکار کرنا پڑا تب آپ کا مسئلہ نجات ابدی و عذاب ابدی بھی باطل ہو جاوے گا۔

اب ہم آپ کو آپکے علم کلام کا نمونہ دکھلاتے ہیں غور سے اُسے سوچو تاکہ محروم نہ رہو آپ کے علماء متکلمین علم کلام میں موجود کو دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اکیلا ایک خدا ہی مانتے۔ اور ممکن الوجود کل ماسوا اللہ کو ٹھہراتے ہیں۔

اس تقسیم کے بعد ایک تیسرا ممتنع الوجود قرار دیتے اور پھر اس ممتنع الوجود کی دو قسمیں بتلاتے ہیں ایک ممتنع الوجود لغیرہ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ۔

ممتنع الوجود لغیرہ سے مراد اُن کی یہ ہے کہ جب تک کوئی ممکن الوجود معدوم ہے تب تک ممتنع الوجود لغیرہ ہے۔ مثال جیسے زید جب کہ قبل از حدوث معدوم تھا اُس وقت زید ممتنع الوجود لغیرہ تھا۔ پھر جب زید حادث ہوا تو ممکن الوجود ہوا۔ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ جس کا وجود بالذات ممتنع ہے اور مثال دیتے ہیں کہ جیسے شریک باری تعالیٰ۔ واجب الوجود کے واسطے عدم کبھی جائز نہیں بتلاتے اور ممکن الوجود کے واسطے عدم اور وجود برابر ٹھہراتے ہیں اس بیان کے ساتھ کہ ممکن الوجود کا جیسا عدم صحیح ہے ویسا ہی اُس کا وجود صحیح ہے فی الجملہ اس سے یہ ظاہر ہوا واجب الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ اُس کی ذات کے واسطے عدم کبھی جائز نہیں اور ممکن الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ جس کا وجود درمیان دو عدم کے ہے۔ اور جیسا اُس کا عدم صحیح ہے ویسا ہی اس کا وجود صحیح ہے۔ اور ممتنع الوجود لذاتہ بمقابلہ واجب الوجود کے ایک ایسی قسم قرار دیتے ہیں کہ جس کے

واسطے وجود مطلق جائز نہیں۔

اب دیکھنا چاہئیے کہ جو عدم ممتنع الوجود لذاتہ کا ہے اُس عدم میں اور ممکن الوجود کے عدم میں کیا تفاوت ہے کیونکہ اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر ممکن الوجود میں اور ممتنع الوجود لذاتہ میں کچھ بھی تقسیم تمیز نہیں کی جا سکتی کہ جیسے ممکن الوجود قبل از موجود ہونے کے معدوم تھا یا موجود ہونے کے بعد معدوم ہوا۔

اس کے جواب میں علماء علم کلام کا فقط یہی جواب ہے کہ ممتنع الوجود لذاتہ کا عدم عدم مطلق ہے اور ممکن الوجود کا عدم مقید بالامکان۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن الوجود کے عدم میں جو قید مقید بالامکان کی لگا گئی ہے۔ اور عدم مطلق سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اس قید کا اور استثنا کا کوئی سبب ہونا چاہئیے۔ اور وہ سبب ممکن الوجود کے عدم میں بالفعل موجود ہونا چاہئیے پس جب ایسا ایک سبب ممکن الوجود کے عدم میں موجود بالفعل مانا پڑا جس سے ممکن الوجود کا عدم ممتنع الوجود لذاتہ کے عدم سے تمیز کیا گیا۔ تو وہ سبب ایک شے موجود بالفعل ماسوا اللہ ماننی چاہئیے اور وہی سناتن کارن ٹھہر جاویگا۔ اگر آپ لوگ ذرا بھی اس مقام پر غور فرماؤ گے۔ تو اس سوکھشم لطیف مسئلہ کو سمجھ جاؤ گے۔ اس جگہ ہم ایک آریہ صاحب اور ایک مولوی صاحب کا باہمی تذکرہ بھی درج کرنا ضروری جانتے ہیں جس سے قدامت مادہ وارواح اظہر من الشمس ہوتی ہے

مولوی۔ کیا آپ جگت کو انادی مانتے ہیں۔

آریہ۔ ہم جگت کو سروپ سے انادی نہیں مانتے بلکہ پرواہ سے مانتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ مانا جاوے تو خدا کی خداوندی قدیم ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ قایم رہتی ہے۔ (اثنائے تذکرہ میں جب پھر آریہ صاحب نے پوچھا)۔

آریہ۔ آپ خدا کو گیان سروپ (علیم تامل) مانتے ہیں۔

مولوی۔ ہاں بیشک خدا علیم ہے اور ہمارے قرآن شریف میں بھی خدا کو علیم مانا گیا ہے۔

آریہ۔ بھلا مولوی صاحب اگر خدا علیم ہے تو کیا اُس کی صفت علم ازلی ہے۔

مولوی۔ بیشک ازلی ہے۔

آریہ۔ کیا خدا کو سرشٹی کی پیدائش کی پہلی تاریخ سے پیشتر میرا علم تھا۔

مولوی ہاں۔

آریہ میں اُس وقت موجود تھا۔

مولوی۔ نہیں۔

آریہ۔ جب میں معدوم تھا تو خدا کو میرا کیسے علم تھا کیونکہ علم کہتے ہیں کسی شے کے جاننے کو جیسے کہ وہ ہووے۔

مولوی آپ معدوم تھے مگر خدا کے علم میں موجود تھے۔

آریہ جب میں خدا کے علم میں موجود تھا تو اُس خدا سے الگ کوئی شے تھا۔ یا خدا تھا۔

مولوی اسکے جواب میں گھبرائے اور ساکت ہو گئے اس کا کیا جواب دیتے اور فی الحقیقت اس کا جواب ان کے پاس کیا ہے کہ جب قرآن ہی میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کہتے ہوئے تو انکو شرم آتی تھی کہ میں خدا تھا اور اگر خدا سے جدا مانیں تو قدامت ماننی پڑے ہائے افسوس کہ باوجود جگت دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا جس کو یہ لوگ علم ازلی مانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ موجودہ جگت دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ المعدوم لیس بشئی جو ایسا صاف مانتے ہیں کہ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جیسا معلوم ہو ویسا ہی اُس کا علم ہوتا ہے مگر ہائے ہٹ دھرمی تیرا ستیاناس ہو۔ تعصب تیرا خانہ برباد ہو۔ تو نے لوگوں کی آنکھوں پر سخت پٹی باندھ دی کہ باوجود اس قدر صاف بیان کے بھی یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ جگت تو معدوم مگر خدا کے علم میں موجود تھا گویا ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ یعنے تالا لگا دیا اللہ نے ان کے دلوں پر کانوں پر اور آنکھوں پر کہ نہ سنتے اور نہ دیکھتے ہیں۔

اسی طرح جب ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ خدا موثر ازلی ہے تب برملا کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہاں کیونکہ صفات باری کو یہ بھی ازلی مانتے ہیں۔ مگر جب یہ سوال کیا جاوے کہ اثر بھی ازلی ہے۔ تو بس بیراد ہر اُدھر ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ خوب جانتے ہیں کہ موثر کے ساتھ اثر لازمی ہے۔ افسوس کہ باری تعالیٰ کو موثر ازلی مانا اور پھر یہ کہا کہ فقط سات آٹھ ہزار سال سے خدا نے جگت اُتپتی کا آغاز کیا ہے کیا اس سے پہلے سویا ہوا تھا یا نکما بیٹھا ہوا تھا۔ یا کہ عدم میں پڑا جان تھا۔

ایک ہمارے مہربان نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں تھی یا نہیں اگر تھی تو وہ کیوں موثر نہ مانی جاوے اور اگر موثر مانی جاوے تو مانا تو قدیم ٹھہریگا۔ مولوی صاحب نے اُن کو جواب دیا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں بالقوۃ موجود تھی جس پر اعتراض کیا گیا کہ مولوی صاحب بالقوۃ کا اطلاق خدا پر کسی وجہ سے نہیں آسکتا وہ تو من کل الوجوہ ایک ایسا موجود بالفعل مانا گیا ہے جو کسی کمال کا منتظر نہیں۔ اور یہی عقیدہ آپ کے سارے علماء علم کلام کا ہے پھر آپ کیونکر ایسا فرماتے ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم فلسفہ کی ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

اب فخر علمائے اسلام جناب مولوی محمد قاسم صاحب کی توجہات قدامت کے متعلق سنئے وہ اپنی کتاب تقریر دلپذیر میں یوں فرماتے ہیں۔

"غرض اصل انقلاب یہی ہے کہ عدم کے بعد وجود آئے یا وجود کے بعد عدم آ جائے مگر جب انقلاب معدوم کو انقلاب عظیم مانا تو بالضرور سب میں بڑی حرکت انقلاب کا باعث ہوتی ہو گی کیونکہ یہ انقلاب بھی سب انقلابوں میں اوّل ہے سو وہ حرکت کیا ہے موجودات کی جانب سے حرکت وجودی اور موجد کی طرف سے حرکت ایجادی۔ موجودات کی جانب سے تحرک ہوگا اور موجد کی جانب سے تحریک۔ اس تحریک کا نام تعلق ارادہ خداوندی ہے۔ اور اس تحرک کا نام زمانہ وجود۔ عمر اشیا کی درازی اور کوتاہی حقیقت میں اس حرکت کی درازی اور کوتاہی ہے۔ اور اس حرکت کے ہی سبب زمانے کا احساس ہوتا ہے۔ ورنہ اپنے وجود میں حرکت نہ ہوتی۔ تو پھر زمانے کے احساس کی کوئی صورت نہ تھی اور نہ حدوث و عدم کی کوئی وجہ مثل ذات و صفات خداوندی کائنات کا وجود بھی ازلی اور ابدی ہوتا"

(دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۲۴۴)

مولوی صاحب کے اس بیان سے پایا جاتا ہے کہ عدم سے وجود میں آنا یا وجود سے عدم میں جانا ایک انقلاب ہے۔ اب غور کرنا چاہئیے کہ انقلاب کیواسطے کوئی شے ہونی چاہئے مثلاً موجود کا وجود ایک شے ہے۔ اگر وہ معدوم ہو جاوے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایک شے موجود معدوم ہو گئی۔ اور اس سے اُس شے کو جو موجود سے معدوم ہوئی ایک انقلاب آیا ایسا ہی معدوم سے موجود ہو تو کوئی شے ہونی چاہئیے جس کو وہ انقلاب ہو یعنے عدم سے وجود جیسا کہ وجود سے عدم کے انقلاب کے واسطے موجود ایک شے تھا اگر یہ کہو کہ کوئی شے نہیں تو پھر انقلاب محال ہے۔ اور اگر کوئی شے موجود تھی تو اس سے

حاشیہ[1] یہ وہی مولوی صاحب ہیں جو علماء اسلام کی طرف سے انتخاب ہو کر مارچ ۱۸۷۸ء کے میلہ چاند پور میں شریمان مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کے مقابلہ میں کھڑے کئے گئے تھے۔

وہ قدیم ماننی پڑیگی۔ اور یہ عقیدہ باطل ثابت ہوگا۔ کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ معدوم مطلق تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ تحریک موجد کی طرف سے اور تحرک موجودات کی طرف سے انقلاب کا باعث ٹھہرا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ شیے کیا ہے کہ جو اس انقلاب میں تحریک اور تحرک کی حالت میں آتی ہے۔ اگر کوئی شیے ہے تو وہ قدیم ماننی پڑیگی اگر کوئی شیے نہیں تو تحریک کون قبول کرتا ہے اور تحرک کس کی طرف سے ہوتا ہے جس سے انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ موجودات کا وجود اگر نتیجہ انقلاب اوّل مانا جاوے۔ تو اس سے وہ شیے جس نے حرکت وجودی اس انقلاب میں قبول کی۔ اور خود اُس کی جانب سے تحرک ہوا انقلاب کے آغاز سے پہلے موجود ماننی پڑیگی۔ ا۔ وہ شے ماسوا اللہ قدیم ٹھہر جاوے گی۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ موجودات کی عمر کی درازی اور کوتاہی اس حرکت کی درازی وکوتاہی ہے" اگر یہ مان لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ موجودات میں کوئی شیے ابدی نہیں ہے حالانکہ قرآن و مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے۔ مگر مولوی صاحب اس عبارت کی آخری سطر میں کائنات کی ابدیت سے انکار کر گئے۔ شاید مولوی صاحب کو اس سے بھی انکار ہو گا کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے جیسا کہ قرآن میں ہے خالدین فیہا ابدا۔ کیونکہ ابد تک وہ شیے رہ سکتی ہے جو ابدی ہو۔

اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بھلائی برائی ہر شیے کی ازلی ہے" سوال کا مقام ہے کہ اگر بھلائی برائی ہر شیے کی ازلی ہے تو ہر ایک شیے بھی ازلی ماننی پڑیگی۔ کیونکہ بھلائی برائی صفات ہیں صفات موصوف سے الگ نہیں ہوسکتیں اگر مولوی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بھلائی برائی ہر شیے کی شیے کے وجود سے پیچھے ہر ایک سے کو ملی۔ اور بھلائی برائی پہلے موجود تھی۔ تو چونکہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حدوث عالم سے پہلے خدا کے سوائے اور کوئی شیے نہ تھی۔ تو کیا یہ بھلائی برائی معاذ اللہ خدا کی ذات میں تھی۔ یا جدا اگر ذات میں تھی تو اُس کی ذات ملزم ہونے سے مبرا نہیں ہو سکتی حالانکہ مبرا ہے اگر ذات خدا کی مغائر تھی تو کوئی صفت بغیر موصوف کے الگ نہیں رہ سکتی اس لئے اس کا موصوف بھی ماسوا اللہ کے قدیم ماننا جس سے مولوی صاحب کا مسئلہ حدوث باطل ہوتا ہے۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں جیسے" آفتاب کی شعاعیں اور دہوپیں اُس نور کی تفصیل ہیں۔ پر آفتاب کے جرم میں یہ نور بھرا ہوا ہے۔ گو نسبت شعاعوں اور دہوپ کے اجمالی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن لاکھوں درجہ اُس سے زیادہ ہے۔ کیوں یہ اُسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس کو لازم ہیں ایسے علم اجمالی سے علم تفصیلی پیدا ہوتا ہے۔ سو ہم اس علم تفصیلی ہی کے معلومات کو موجودات پنہانی کہیں تو کچھ مشکل نہیں سو ہمیں اُس کے قدیم ہونے میں کچھ انکار نہیں" (دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۳۲)

مولوی صاحب کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماسوا اللہ موجودات پنہانی کو قدیم مانتے ہیں اس سے اُن کا یہ اعتقاد قرآنی باطل ہو گیا کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ کوئی شیے نہ تھی۔ کیونکہ موجودات پنہانی کی قدامت کے مولوی صاحب قائل ہوگئے ہو اگر اُسکو کوئی شے ہے اگر کوئی شے نہیں تو وجود کا اطلاق بھی اُس پر نہیں آسکتا۔

غلام احمد ۲۹۔ اور نیز وہ "خدا کل مبدء حس کا نہیں ہو سکیگا۔ بلکہ اُس کا صرف ایک ناقص کام ہوگا۔ اور جو اسطلے درجہ کے عجائبات کام ہیں۔ انکی نسبت بھی کہنا پڑیگا۔ کہ وہ سب خود بخود ہیں۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ تو اس سے اگر فرضی طور پر پرمیشور کا وجود مان بھی لیا جاوے تب وہ نہایت ضعیف اور نکما سا وجود ہوگا جس کا عدم وجود مساوی ہوگا یہاں تک کہ اُس کا اگر مر جانا بھی فرض کر لیا جاوے تو روحوں کا کچھ بھی ہرج نہ ہوگا۔"

تردید۔ پرمیشور کل فیوض کا مبداء ضرور ہے۔ کیونکہ سدا وید فیض تمامہ اُسی کی ذات منبع الحسنات سے وابستہ ہیں کسی غیر سے نہیں اُس کا کوئی کام ناقص یا کامل مثل احکام قرآنی کے نہیں جہاں تغیر و تبدیل کی ضرورت ہو بلکہ مثل وید اقدس کامل و پائدار ہیں اور اسطلے حکمتوں اور قدرتوں کے آثار۔ بے حقیقت یا پراگندہ مادہ اور بے علم یا جاہل روحیں بذاتہ قصۂ قدرت میں تو انادی زمانہ سے ہیں مگر خدا کی ہستی سے ہستی میں لائی ہوئی نہیں ہیں۔ ہاں اُن میں جس قدر برکات و نقص ہیں اُن سب کا مبداء خدا ہے اور اُسی کی عبادت سے اُن کا حصول مدعا۔ تمام گوناگون عالم اُسی پراگندہ مادہ سے پیدا اُنے اپنی امت شکتی اور علم سے خود حکمت تامہ ہی سے بنایا ہے مگر نیستی سے ہستی میں نہیں لایا۔ اور اسی طرح تمام روحوں کو خدا نے اُن کے اعمالوں کے مطابق رذالت اور شرافت دی مگر عدم سے موجود نہیں کی کیونکہ قدرت ابدی میں عدم نہیں ہے۔ آپ کو یہ کہتے شرم نہیں آتی اور نہ خدا کا خوف دل میں لاتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ مالک کل کو نیستی کا معاذ اللہ مدا اٹلاتے ہو۔ اور اُس مذہب پر فخر کرتے ہو کہ ہم اُس خدا کے پیرو ہیں جس کے نقوش ہستی ہی نیستی ہے اور ہستی اگر ہے تو چند روزہ اور چند سالہ بھلا ایسے خدا سے کیا ہو سکتا ہے اور ایسا خدا ازلی و ابدی کب ٹھہر سکتا ہے پراگندہ مادہ اور جاہل روحوں کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان عالموں کا پیدا کرنا اور بے شمار روحوں کو کرموں او سابقہ صفات اور رذیلہ میں بیجا اکر وڑ درجہ زیادہ قدرت و کمالیت کا کام ہے جس کو آپ تعصب قرآنی یا شامت مسلمانی کے سبب نظر حقارت دیکھ رہے ہو۔ روحوں میں کوئی علمی یا عقلی فضیلت خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ تمام خارجی اور بیرونی ہیں جو اُس کی عبادت اور اُس کے فرماں پر عملدرآمد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی ایک اویم (لاثانی) اور سرب شکتی مان ہے اور سب چراچر کا سوامی اور پرکاش وان ہے اور حقیقت وہ ایسا ہی ہے نہ کہ آپ کا وہمی و وسواسی خیال۔ اسی واسطے اُسکا ماننا و جاننا نہایت ضروری ہے۔ اور اُس کے (معاذ اللہ) نہ ہونے میں سراپا اور قطعی ہرج ہے ہاں مسلمانوں کا کچھ ہرج نہیں کیونکہ خیر الماکرین کے بھائی حضرات شیاطین موجود ہیں اور امت احمدیہ سے اُن کی محبت و اُلفت بھی روز افزوں ہے۔

غلام احمد ۲۹۔ اور وہ اس لائق ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ کوئی اُس کی بندگی کرنے کے لئے مجبور کیا جاوے کیونکہ ہر ایک روح اُس کو جواب دے سکتی ہے کہ جس حالت میں تم نے مجھے پیدا ہی نہیں کیا۔ اور نہ میری طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں کو تم نے بنایا۔ تو پھر آپ کس استحقاق سے مجھ سے اپنی پرستش چاہتے ہیں۔ اور یہ عجب کہ پرمیشور روحوں کا خالق نہیں تو اُن کا محیط بھی نہیں ہو سکتا اور جب احاطہ ہو سکا تو پرمیشور اور روحوں میں حجاب ہوگا اور جب حجاب ہوا تو پرمیشور سرب گیانی نہ ہو سکا یعنے علم غیب پر قادر نہ رہا اور اس کی سب خدائی درہم برہم ہو گئی تو گویا پرمیشور ہی ہاتھ سے گیا۔

تردید۔ مرزا صاحب یہ اعتراض آپ کے قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے جس کا ہر فقرہ بتلا رہا ہے کہ آپ کو معقولیت کی ہوا نہیں لگی یہ کس نادان سے آپ نے سنا کہ ہم لوگ اُس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں حضرت مجبور نہیں بلکہ مشکور ہیں کہ اُس نے اپنی کمال رحمت و فضل سے ہماری ظاہری آنکھوں کے واسطے خورشید اور باطنی کے لئے نور عام وید عطا فرمایا۔

واضح ہو کہ عبادت صرف روح کی بہبودی کے واسطے ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی ترقی و کمالیت کے واسطے۔ خدا ہماری عبادت کا محتاج نہیں تاکہ ہمیں مجبور کرسے

مگر تمام روحیں اس مجبوراً شدہ سے تفریق پانے کے محتاج ہیں جب سے انہیں عبادت کی ضرورت ہے چونکہ پرماتما کامل اور سرب آدھار ہے پس وہ ہرگز ایسا نہیں کہ کسی کو اپنی بندگی کے لئے مجبور کرے کیونکہ مجبور ثواب کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ مجبور سراپا معذور رہتے گناہ و ثواب پر اس کا کوئی قصور نہیں اصل قصور یا قصور جبار و قہار کا ہے جس نے اسے مجبور اور بے گناہ ایک پاگل کو عقل و دانش سے دور کیا جب عبادت سے ہر طرح روحوں کی بہبودی ہے پس ایشور کوئی قہر یا جبر نہیں بلکہ سب طرح ترقی و خوشنودی ہے کیونکہ روحیں (معاذ اللہ) ۵-۶ ہزار سال سے نہیں بلکہ اس ازلی شہنشاہ کی ازلی رعایا ہیں جبر کی حالت میں رعیت کا باغی ہونا ممکن ہے بلکہ عذر کر دینا واجب جس طرح قرآن بتاتا ہے جب شیطان پر واسطے سجدہ آدم کے جبر کیا اور اسے ہر طرح مجبور کرنا چاہا کہ کفر کا اقدام کرے اور گمراہی کا کام یعنی آدم کے بت کو سجدہ کرے اور خدا سے موحد مومن بن کے قرب لے پھر جو حشر جس کا نتیجہ ایک عالم کو معلوم ہے اور باعتقاد محمدیان تمام دنیا میں اس کی وجہ سے شیطان دشمن ہو گیا اور باغی بن بیٹھا - نہ انتہا خدا کے بندوں کی بہتری [illegible] کو رشتہ قائم کر دی جو چھ سات ہزار سال سے [illegible] رب العالمین کے مقابلہ میں [illegible] مرزا صاحب جبر کا نتیجہ دیکھا اور مجبور کرنے کا پھل پا لیا - اگر اسی طرح تمام مسلمان [illegible] اس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں [illegible] بالقول [illegible] [illegible] [illegible] تبارک اللہ احسن الخالقین [illegible] قرآن سے ظاہر ہے اللّٰہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش [illegible] خدا تو وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پھر قرار پکڑا اوپر تخت کے اور تخت اس کا اوپر پانی کے - تفسیر حسینی [illegible] عظیم صاحب قرآن اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے عرش پر [illegible] تھا اور پھر زمین پر [illegible] ہی واسطے قرآنی انبیاء و مسلمانی کبریا کے درمیان ضرور حجاب ہے دیکھو سورۃ شوریٰ [illegible] لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورآئ حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشآء انہ علی حکیم ترجمہ اور کسی آدمی کو حد نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا حجاب (پردہ) کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لانے والا بھیجے - پھر پہنچا دے اسکو جو چاہے وہ بڑا ہے حکمتوں والا ہے تفسیر حسینی - چنانچہ با موسیٰ [illegible] سخن گفت و در میان [illegible] حجاب نور بود [illegible] آوردہ کہ خدائے با رسول اللہ صلعم سخن گفت از وراء حجابین یعنے حضرت رسالت پناہ درمیان دو حجاب بود کہ سخن خدائے شنید - حجابے از زر سرخ و حجابے مروارید سفید و میان ہر دو حجاب ہفتاد سالہ راہ بود (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ نولکشور)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حدیث ان اللہ سبعین الف حجاب من نور لو کشفہا لاحرقت سبحات وجہہ کل من ادرکہ بصرہ ترجمہ بیشک واسطے خدا کے ستر ہزار پردے نور کے ہیں اگر ان پردوں کو خدا کھولدے جلالت بزرگی اُس کے چہرہ کی اُس آدمی کو جو اُسکو دیکھے (کیمیائے سعادت صفحہ ۲ عنوان سوم [illegible])

اسی طرح معارج النبوۃ رکن سوم باب چہارم فصل ۱۳ میں بھی اس کی تائید ہے اب وہ آپکا تمام الزام قرآن اور حضرت کی شان میں ثابت ہے یعنے جب خدا اور مسلمانوں کے درمیان حجاب ہے تو خدا علیم کل نہ رہا اور علم غیب پر قادر نہ ہو سکا اور جب قادر نہ رہا تو اس کی سب خدائی درہم برہم ہو گئی تو پھر با خدا ہی ہمفت سے نکل گیا مگر ہم آریہ لوگ وید کی آیت کے مطابق پرماتما کو سرب بیاپک سرب انتریامی اور گیان کی ہی جانتے ہیں اور ساتھ ہی سرو گیہ سمجھتے اُسے سب جگہ محیط بھی مانتے ہیں پس کسطرح کا کوئی حجاب یا نقاب [illegible] وید کی رو سے [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] ناقہمی بیتری پردہ ہے ویدک [illegible] ورنہ کوئی نقاب نہیں پا رکھے ہیں۔

غلام احمد [illegible] ۸ - آپکا مسئلہ تناسخ اس بنا پر کھڑا کیا ہے کہ یہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے یہ پرمیشر کے ارادہ اور قدرت سے نہیں اور نہ اس کی حکمت اور مصلحت سے بلکہ گنہگاروں کے گناہ نے یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا کر دی ہیں جس میں پرمیشر کا دخل نہیں۔

پس بقول آپ کے حقیقت میں انسانی روحیں ہیں جو کسی جنم گذشتہ کی شامت سے بطور تناسخ یہ صورتیں اختیار کر لی ہیں - اور یہ سارا مجمع مختلف چیزوں کا جو زمین و آسمان میں نظر آتا ہے یہ سب جنم [illegible] آپ لوگوں کے اتفاقی ہے جسمیں پرمیشر کے ارادہ اور قدرت کا مطلق دخل نہیں ورنہ اس کو ان چیزوں کے زیادہ یا کم کرنے یا موجود یا معدوم کرنے کا اختیار ہے اور آپ لوگوں کے خیال میں یہ جما ہوا ہے کہ اگر انسانی روحیں تناسخ کے چکر سے نکل جائیں تو یہ جتنے ہزار عالم مخلوقات جو نظر آرہا ہے ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا [illegible] آرام دنیا تھا [illegible] آپ لوگوں کے بدکاروں کی ہی مبتلا آتا ہے۔

تردید - جس الزام تردید کو [illegible] جانتے ہیں [illegible] جن قول بیانی سے انکو آپ [illegible] سمجھاتے ہیں [illegible] بلکہ ہم خیال ہے کیونکہ ہم لوگو بنیاد اعتقاد ہرگز نہیں ورنہ یہ کلام ہم کا [illegible] نہیں ہے بلکہ قرآن و بائبل کی بد تقلید ہے جس کو [illegible] سوائی بھیلانے کے واسطے سچا اور [illegible] حضرت اسلام کا تمام وجود ہی گنہگاری و نافرمانی کا [illegible] ہے اور اسی گناہ کی بنیاد پر کعبہ اسلام کا عقیدہ ہے چنانچہ سورہ طہٰ میں ہے وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ ترجمہ معصیت کی آدم نے اپنے رب کی پس گمراہ ہوا - سورہ اعراف میں ہے قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - قال اہبطوا بعضکم لبعض عدو ترجمہ کہا آدم و حوا کہ اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اگر تو ہم کو نہ بخشیگا تو ہم ہو جاوینگے خسارہ پانے والوں سے کہا خدا نے اترو تم بہشت سے بعضے تمہارے واسطے بعضوں کے دشمن ہیں۔

لہ [illegible] صفحہ [illegible] واقف [illegible] اس قابل نہیں کہ سورج بطور تناسخ چاند یا سورج یا زمین [illegible] تعلق [illegible] ان چیزوں [illegible] ان کے جواب [illegible] کہ اول آریہ ایسا خیال کرنا کہ سورج و چاند و زمین اگنی وایو وغیرہ سب جیو ہیں یعنی ان میں جان ہے سراسر غلط اور وید کی تعلیم کے منافی ہے کیونکہ وید کے مقامات سے ثابت ہے کہ سورج چاند و اگنی وغیرہ ارکان دنیا کیلئے ایک ایک وجہ [illegible] تو دلیل [illegible] آریوں کا وید کی تمام تعلیم کے منافی ہے اور وید میں [illegible] مقام پر درج ہے حضرت یہ بالکل جھوٹ اور سراسر فریب اور دھوکا ہے [illegible] وید میں ہرگز ایسا نہیں - اگر صداقت کا ذرا بھی نشان باقی ہے تو اسی پر مقابلہ و موازنہ کر لو تا کہ تمہارے الہام کا رہا سہا خاکہ بھی اُڑ جائے اور ایک ذرہ بھی کسی کے ہاتھ نہ آئے چاند سورج زمین وغیرہ کے سب بیجان ہیں انکے جسم میں روح نہیں اور نہ کسی روح کے جسم ہیں ہاں یہ مثل اس [illegible] وہاں بھی پرماتما کی مخلوق ہے مگر خود زمین یا چاند یا سورج وغیرہ کسی ایک روح سے متعلق نہیں ہیں آپ کی ناواقفی اور جھوٹ بولنے اور بے علمی کا یہی کافی ثبوت ہے کہ باوجود اس قدر بکواس کے ایک ثبوت بھی پیش نہ کیا اور دعوے بے دلیل ٹھوک دیا حالانکہ ہم کوئی بات بے دلیل نہیں لاتے اور ہر ایک اعتراض پر دو دو تین تین قرآنی آیتیں سناتے ہیں - امید کہ ناظرین آپکو [illegible] کرینگے

پھر سورۃ اعراف میں ہے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ لعنت اللہ کی ظالموں پر ہے
چونکہ آدم نے ظلم کیا اور گناہ کیا پس وہ بقول قرآن کے لعنتی ہوا
تفسیر عزیزی میں ہے "القصہ آدم و حوا و شیطان را کہ فرود آمدند از جنت زیرا کہ بسبب آں العصیان ... اہل عصیان را ثبات ... کہ بہشت محل ہیچ و عتاب ..."
پھر اسی تفسیر جلد اول میں ہے کہ "از امیر المومنین عمر بن الخطاب روایت کردہ اند کہ آنحضرت فرمودند کہ چوں حضرت آدم را تمام گناہ کردند معاتب شدند در توبہ حیران بودند"
اور ہم ایک اسی تفسیر میں ہے کہ "حضرت آدم را ہر سہ قسم ... دادہ بودند کہ اینہاں ... مخالفت امر و عصیان ... آں ... شدہ بودند ... توبہ و ندامت و استغفار و گریہ و زاری میں ... شدند"
لسان الغیب خواجہ حافظ صاحب فرماتے ہیں ؎

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود — آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

مولوی جامی اعتقاداً یوں لکھتے ہیں۔

آدم آں دم کہ خورد گندم را — تخم بے کاشت نسل آدم را
ہر کرا کہ خورد زاں سخرہ — شد بتوہمن و ہوس بہرہ

ایک اور عالم فرماتا ہے۔ یک گندم کرد آدم سر ایں جا بکرد۔

مثنوی میں: نفس چوں با نفس دیگر یار شد — عقل جزوی عاطل و بیکار شد
گفت کہ یک قدم زد آدم اندر ذوق نفس — شد فراق صدر جنت طوق نفس
بجائے حلہ بر دو چادر شد — سو ہر دو مسعود ہما شد
برہنہ ہر دو بے سند بماندہ — میان حوریاں رسوا بماندہ
ز رسوائی کہ آنجا یافت آدم — ترا ز ہر رگ او ... ماتم
حجاب از شرمی ... فرمان خداوند — فتادی ... مجروح دردمند
آدم کو بنا فرمانی اکنوں حال گستی — تو و حوا ... گستی
کہا کوں ... ماں نباشد — کہ کار حق بنفس آساں نباشد
ستادہ آدم ... جبرئیل — سہ ... ماندہ اور اسیر تاویل

(از رسالہ جوہر ذات)

ایسا ہی تھا ذکر آدم ہونے کا صحیح بخاری صفحہ ۵۲۶ پر ہے ۱۲۸۲ھ
امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ "وبرائے ایں گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ موسیٰ با آدم علیہما السلام محاجت آوردہ۔ آدم موسیٰ علیہ السلام را حجت آورد موسیٰ گفت خداوند ترا بہشت آوردہ ... ترا چنیں ... کردی ... عاصی ... آدم گفت ... ایں معصیت بر من نوشتہ بود در ازل یا نہ ... نوشتہ بود گفت ... ایں خلاف ... پس آدم موسیٰ را ..." (از کیمیائے سعادت رکن چہارم صفحہ ...)
اسی توریت میں ہے "تب خدا نے آدم سے کہا کہ تو نے جو اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا تھا کہ اس سے مت کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی" (پیدائش باب ۳ آیت ۱۷)
پھر توریت میں ہے "خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے خیال اور تصور ہر روز صرف برے ہی ہوتے ہیں تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا انسان کو اور حیوان کو اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں انکے بنانے سے پچھتاتا ہوں" (پیدائش باب ۶ آیت ۵ سے ۷ تک)

اسی طرح توریت میں لکھا ہے "تب خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنتی نہ کروں گا اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہے اور جیسا کہ میں نے کیا ہے پھر سارے جانداروں کو نہ ماروں گا۔ بلکہ جب تک زمین ہے بونا اور کاٹنا سردی و گرمی ... دن رات موقوف نہ ہوں گے" (پیدائش باب ۸ آیت ۲۱ و ۲۲)
پھر اسی توریت میں ہے "خدا نے نوح اور اس کے بیٹوں کو کہا کہ دیکھو میں تم سے اپنا عہد قائم کرتا ہوں کہ کوئی جاندار پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوگا۔ اور طوفان کی پھر کبھی نوبت نہ ہوگی کہ زمین کو تباہ کرے اور خدا نے کہا کہ یہ اس عہد کا نشان ہے جو میں اپنے اور تمہارے بیچ میں اور سب جانداروں کے بیچ جو تمہارے ساتھ ہیں پشت در پشت ہمیشہ کے لئے کرتا ہوں کہ میں اپنی کمان کو بدلی میں رکھتا ہوں وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہوگی" (پیدائش باب ۹ آیت ۹ سے ۱۳ تک)
مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہے کہ آدم و حوا کی گنہگاری نے ساری دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ اور خدا کو اسکے تیار کرنے پر پچھتانا پڑا۔ بالقول محمدیاں کے خدا نے شیطان کے ہاتھ سے حسرت اٹھائی کیونکہ اگر سانپ یا شیطان آدم کو گمراہ کر کے گناہ میں نہ پھسلاتے اور وہ حضرت اس میں پھنس کر دانہ گندمی نہ کھاتے تو تمام بنی نوع انسان و حیوان کا مورد مصیبت نہ ہوتا۔ اور نہ اسلام کا مشہور طوفان کروڑوں آدمیوں کا خون بہاتا۔ ہم اپنے کتب اسلامی سے ... ثابت ... کہ کیا ہو (از ...)
جیسا کہ ہم قرآن و تفسیر و علمائے اسلام اور توریت کی شہادتوں سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ درحقیقت مسلمانوں کے دل میں یہ خیال باطل جما ہوا ہے کہ اگر انسانی روحیں (آدم و حوا) مرتکب گناہوں کی نہ ہوتیں۔ تو یہ جیسی ہزارہا عالم مخلوقات جو نظر آرہی ہیں ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا۔ اور نہ کسی طرح خدائی کا کارخانہ چلتا۔ گویا ہر ایک آدم و حوا کا حقہ بقول خدا و رسول ... گناہ ... ہی ہوتا ہے۔ بلکہ تمام دنیوی کاموں کے حاصل ہونے کا اصل موجب بدفعلیاں اور بدمعاشیاں ہی ہیں نہ کچھ اور۔ مگر وید کے دھرم سے برخلاف ... بلکہ بالکل معقولات سے برخلاف انصاف سمجھا جاتا ہے کہ ترتیب عالم و تخلیق دنیا تمام پرمیشور کی قدرت و ظہور حسب عدالت رہے۔ انکا یہ کہنا کہ گنہگار روح گناہ نے مختلف صورتوں کی چھوٹی بڑی کردی ہیں جن میں پرمیشور کا کوئی دخل نہیں بالکل بہتان ہے کیونکہ کوئی جڑ چیز چیتن نہیں اس واسطے خود بخود پھل نہیں دے سکتے خواہ وہ نیک ہوں یا بد کیونکہ پھل دینے والا ایک چیتن ہے جو کرم ... گندم از گندم بروید جو ز جو ... مثل یہیں ہے
قرآن بھی اکثر وید کی سچائی کا قائل ہے چنانچہ سورہ طور اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ترجمہ وہی بدلا پاؤ گے جو کرتے تھے سورہ طور۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ترجمہ کھاؤ اور پیو مزے سے بدلا اس کا جو تم کرتے ہو۔ سورہ نجم وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ترجمہ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا۔ سورۃ نجم وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ترجمہ اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تا وہ بدلا دیوے برائی والوں کو انکے کئے کا اور بدلا دیوے بھلائی والوں کو بھلائی کا۔ حضرت یہ آپکے بے بنیاد دعوے وید کی سچائی کے مقابلہ میں ہرگز نہیں ٹھہر سکتے ہیں بے فائدہ کیوں سرگردانی اٹھاتے ہو۔

غلام احمد ۹ و ۱۰ و ۹ "کیونکہ جس حالت میں بقول آریہ صاحبان ارواح مثل جیو خود بخود موجود ہیں اور ایسا ہی اجزائے صغار اجسام بھی خود بخود ہیں تو پھر حضرت ... کے جاننے ... ثابت نہیں ہو سکتی ... خود ..."

کا کُنکر پیش کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تم نے کل چیزوں کا وجود خود بخود بغیر ایجاد پرمیشر کے آپ ہی مان لیا ہے تو تو پھر اس بات پر کیا دلیل ہے کہ ان چیزوں کے باہم جوڑنے جانے کے لئے پرمیشور کی حاجت ہے دوسری یہ قباحت کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا خود خدا تعالےٰ کو اُس کی خدائی سے جواب دے رہا ہے۔"

تو دیکھ آپ تجاہلِ عارفانہ سے مار تے اور صداقت اسلام ہاتھ سے نہ گنوائیے۔ ورنہ رونا اور دانت پیسنا ہوگا پرمیشور کے وجود کو با دلائل واضح ثابت کرنا اور اُن پر غور کرنے سے صفائے باطنی کی تکمیل آریہ سماج ہی کا کام ہے نہ کہ اسلام کا دنیا کے پردہ میں وہ کون دیس ہے جہاں اسلام نے دلائل سے کام لیا ہو۔ اور لوگوں سے بعد مباحثہ دینِ محمدی قبول کیا۔ اگر کہیں کسی جزیرہ میں یا سمندر کے نیچے وہ زمین غرقاب ہے تو نشان دو تاکہ ہم تاریخ کے ذریعہ اسکی تلاش و کھوج کریں ہندوستان و ایران و روم تا تاتار ہندوستان۔ افغانستان عرب سپین وغیرہ متفق البیان ہیں کہ کہیں بھی اسلام نے معقولیت سے کام نہیں چلایا۔ اور نہ کسی جگہ پر مذہبی معاملہ میں دانائی کو کام فرمایا۔

اسلام کی بڑی بزرگ دلیل صمصام ہے اور یہی سب سے اعلےٰ دعویٰ قتلِ عام۔ گلستاں میں ایک مولوی مسلمان کا ایک کافر سے مباحثہ ہوا۔ جب خدائے قرآنی کی حقیقت اور دینِ مسلمانی کی اصلیت پر کوئی عقلی دلیل مولوی صاحب کی نہ چل سکی تو گھٹنے ٹیکنے اور میدانِ مباحثہ سے پشت دکھا کر بھاگنے لگے اُس موقعہ پر سعدی نے کہا ہے۔

کسی کہ بقرآن و حدیث زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

مگر مرزا صاحب برخلاف اسکے صانع و بدائع قدرت سے ہی تو خدا کی ہستی پر دلیل ہوتی ہے اور تشنہ معرفتِ حق کے واسطے حقائق کی سبیل وہ یہ اسلام کی جاہلانہ حدیث سے دلیل کیا ہے کہ اسکا بھی موقعہ نہیں مل سکتا۔ دوسرے کہاں سے جبکہ غیر مذہبوں کی کتابوں کا جلانا بھی ثواب شمار ہوتا ہے اور اس کی صداقت کا ثبوت اسلام سے کھلی اظہار رہتا ہے۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں حضرت عمر ۶۳۲ھ میں خلیفہ ہوئے کسریٰ کے ایوان کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلا دیا۔ اور باقی جیوٹ یہ یا اور یہی حال سکندریہ کا کیا۔ دیکھو سنین الاسلام شائع شدہ صفحہ ۴۰ حصہ اول)

حضرت کیا کہوں اور کہاں تک کہوں اسلامی اعتقادات کے رو سے تو سب قباحتیں آتی ہیں اور غرض دعویٰ جو ثابت کرنے کے دعویدار کو بھی سر باقی ہیں جنکو ہم آئندہ اسی کتاب میں متفرق طور پر بیان کرینگے اور اُسکے تار و پود کو جدا کرکے عقلمندوں کے سامنے دھر دینگے تاکہ اُن پر اچھی طرح ظاہر ہو جاوے ؎

چاک اسلام کو ممکن نہیں کرنا رفو
سوزنِ تدبیر کو ساری عمر کھینچی رہے

ہمکو آپ جوڑ ناجائز تا بتلاتے ہیں اس کی نسبت عرفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ز ہر ذرہ بدو رہے وراہے ست
براثبات وجود او گواہے ست

؎ وحدت صنعت کز لب نہ رسد پیرو پرو
نطق را در صفتش عقدۃ اللسان انداختہ

حضرت یہ جوڑنا جوڑنا ہی نہیں بلکہ ان ناچیز ذروں کو بکیفیت بیرونِ حدِ بیان بحکم قدرت کاملہ سے گوناگوں عالم پیدا کرنا۔ اور پیدا کرکے انکو کمال انتظام میں رکھنا اور ان متغیر عالموں کے تغیرات و تبدلات دکھلا کر سبکو عجز تعبیر ذات کیطرف رجوع کرنے کیواسطے حیران بنانا ہے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

اُن نا پیدا ذروں سے گوناگوں مخلوقات کا عالم بنانا۔ اور تمام بے شمار روحوں کو کرموں کے موافق۔ قدرت انادی سے جسم کی پہنچانا اور پھر اس عالم کو فنا کرکے پرکرتی میں مل فرمانا اُس سرب شکتی مان کی قدرت عالیہ و طاقت جلالیہ کے نشانات ہیں۔ اسی

واسطے ماسٹر مرلیدھر صاحب نے فرمایا ہے۔

ماسٹر مرلیدھر صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹۔ جو لوگ روح اور مادہ کی حقیقت کو سمجھے ہوئے جانتے ہیں کہ یہ سرشٹی رچنا ایسا بڑا اور عالیشان کام ہے کہ سوائے اُس بیحد شکتیمان اور دانائے کامل کے کوئی نہیں بنا سکتا۔ بانو ورکسار اُس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بابت کہ وہ کس طرح بنی لاکھ کاریگروں میں سے ایک لاکھواں حصہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر یہ ایسا حقیر کام ہے جس وجوڑنا جاڑنا کہتے ہیں تو کوئی شخص جو دعوےٰ رکھتا ہو یا مرزا صاحب کی سمجھ میں بڑی طاقت والا ہو بڑی بڑی عمارات وغیرہ کو تو کیا بنا دیگا ایک دانہ گندم یا ماچس کا ہی بنا کر دکھلاوے یا کچھ دعویٰ سب اُسکی کاریگری کے اصول ہی سمجھا دے۔

اسی طرح صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶۔ پرماتما سو وہ سرب ہے جس کو ہندی میں جگدیشور کہتے ہیں جن میں ارادہ یا طاقت ملنے ملنے کی ہیں غرض دونوں چیزیں روح و مادہ جو دنیا میں موجود ہیں جنکو مرزا صاحب نے ایک مرتبہ کی طرف سے منسوب کیا تھا۔ ایسی بات ہو کہ تمام دانائی جوڑنے جاڑنے سے بالکل عاری و بے خبر ہیں انکی بناوٹ ہی ہونے صورت میں خود بخود ایسا جوڑ جاڑ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ خود بخود باہم ملجاویں کرکی ایسا سو جانا ہی نہیں ہے کیونکہ ان میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں۔ لوگ موجودہ طریقہ پر دوہی ایسا ہوتے منسوب کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی پرمیشور کو جوڑنے جاڑنے کیسے ہی نہیں دیکھا مگر اتفاقی طور پر ملنے والی چیزوں میں انتظام و کاریگری اور علل عامہ و غیرہ نہیں ہوا کرتے جواب موجود ہیں لہذا ماننا ہے کہ ان چیزوں کو جوڑنا جاڑنا خود بخود نہیں ہو رہا۔ گوناگوں صفات کا عالم بنا سکتا ہے بلکہ اُسکا صانع و مالک سب سے بڑا اور کامل قدرت والا ہے اور وہی ہے جسکو سچدانند سرب سوامی پرمیشور اور مسلمان خداتعالےٰ کہتے ہیں۔ بس یہی البیان قدرت کو اگر کوئی تھوڑی عقل والا بھی خدا سے دیکھے تو بی الفور اس شرب انتریامی مہا بیاپک کے حضور سر بسجود ہو وے جو دانا ۱۳ سو برس سے اسلام کے دانے قرنوں میں تعلیم اور دہریت کی تعلیم کا مطالعہ کرے گا۔ اُسے معلوم ہوگا کہ دہریہ (یا مذہب ہمہ اوست (دہریہ کا شعبہ ہی) و مانی طرح قرآنی تعلیم سے کس طرح پھیلا اور نیز مادہ اس خیال سے اتفاق سے کس طرح نکلا۔ ہر ایک عاقل کو اس بات کا انکار ہے کہ ہر کا عموماً قرآن ہی پیدا کرنا ہے اور سبب اس کا ظاہر ہے کہ قرآن ہر ایک چیز کا وجود خدا کے وجود سے مانتا ہے اور خدا کی ذات کے سوا انہیں قطعی نابود جانتا ہے جو مرزا جی کا تم اچھے نشان اور زیرک میں نہ ہوسے والے سال ہیں۔

انسان اسی لئے کی جاہلانہ تعلیم سے گمراہانہ طریق سیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے ذوالفقار ہی سے ایسی بعید العقل پر ایمان لاتا ہے۔ ورنہ روح اور مادہ کی پیدائش کی بابت دہ کہانی محمدی وغیرہ معقولیت سے بتلاتے تو یہی کہ سوائے انادی ہونے کے کس طرح اور کہاں سے ہوئی۔ اور جیسا کہ ان کا اعتقاد ہے تو وہ خود ہی اُن کے بیان کو بے بنیاد و بیہودہ فساد ثابت کر رہا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب کے بھی لا چار ہو کر سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۹۳ کے حاشیہ پر صاف اقبال کر دیا کہ اگر روح کو جسم و جسمانی ہونے سے منزہ خیال کریں اور اُس کا تعلق جسم سے ایسا مجہول الکیفیت و برتر از عقل و فہم خیال کریں جیسے روح کا حدوث برتر از عقل و فہم ہے۔ تو پھر البتہ کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا تھا"

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ جس بات پر آپ کو بڑا گھمنڈ تھا۔ اور جس قرآنی علت پر آپ جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ وہ خود آپ کی زبان اور قلم سے جھوٹی ٹھہری یا بیہودہ ثابت ہو گئی کیونکہ جب بموجب الہام قرآنی روح کا حدوث برتر

عقل و فہم ہے بلکہ اُس کا جاننا و سمجھنا محمدیوں کے آگے۔ بتلانا و سمجھانا خدا محمدیان کے آگے مجہول الکیفیت و بیرون از عقل و فہم ہے۔ تو پھر آپ کس برتے پر مغالطہ دے رہے ہیں اور قرآنی علمیت کی قلعی کو ناحق گزار رہے ہیں جس بات کے جتلانے سے خدا ساکت، رسول ناواقف، قرآن خاموش ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کیوں اسلامی عقل سے دور از فہم مسئلہ پر جوش و خروش کے ساتھ … دیں۔ اونٹ چرانے والے اعرابی الہامات و معقولات کے مسائل کو کیا جانیں۔

چونکہ ہم تکذیب براہین احمدیہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ دہریہ اور محمدیت باہمی توام ہیں جس کا ثبوت اور بھی اثبات ہوگیا بلکہ کسی جائے شبہ کو کسی طرح کا انکار نہ رہا یعنی ایک دہریہ کے لباس میں خود مرزا صاحب ہی خدا تعالیٰ سے منکر ہو کر عدم تسلیم کرتے ہیں جناب شوق سے اعتراض کیجئے اگر آپ کی طاقت کمزور ہے تو حضرت کا رد بھی آزما لیجئے ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم۔ ہیولیٰ کی طاقت ہے یہ انتہا کی توحید و گیان کی طرف جس قدر کوئی غور کرے تو اس کی مخالف ضعیف پر روز روشن کی طرح صداقت کا ظہور ہوگا اور کہیں فریب کا صورت نہ رہیگا لیکن کوئی دہریہ آریوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ نہیں رکھتا۔ بالفعل اسلام وغیرہ مغلوب ہے دور مذاہب پر ثابت بالحق صفا ہے کیونکہ انّ اللہ ثم استوٰی علی العرش و عرشہٗ علی الماء ہے یعنی خدا تخت پر بیٹھا اور تخت پانی پر جس کے دلائل مطلق … سے سراسر ردّ ہیں اور ہر ایک دلیل سے وہ محدود، فانی، ساحر و … ثابت ہوتا ہے۔

غلام احمد ۹۳ — اور یہ صاف ظاہر ہے کہ علم کامل کسی شے کا اسکے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ اس لئے حکما کا مقولہ ہے کہ جب علم کسی کل کا کسب ہو جائے تو وہ عقل کل ہو جاتا ہے اس حالت میں بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشر کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم بھی ہے یا نہیں اگر اسکو پورا علم ہے تو کیا وجہ کہ باوجود پورا علم ہونے کے پھر ایسی ہی روح نہیں بنا سکتا سو اس سوال پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہی نہیں کہ پرمیشر روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ انکی نسبت پورا علم بھی نہیں رکھتا۔

تردید — یہی خیال آپکا لایق اطفال ہے اور آپ کی غلطی پر دال۔ علم کے معنے آپنے غلط سمجھے یا کسی سمجھانے والے کی لاعلمی ہے۔ دیکھئے۔ علم بالکسر آگاہ شدن و دانستن و دانش۔ منتخب۔ پس ہر ایک تھوڑی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جاننے اور پیدا کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے علم کامل یہی ہے کہ جو چیز جیسی ہو اس کو اُسی طرح جانے۔ اور جس میں جو جو صفات ہوں اُس سے کوئی مخفی نہ رہے مگر اس سے بنانا ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ بنانا حرکت کا مرتبہ ہے … ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ خدا کو اپنا پورا پورا علم ہے مگر وہ اپنے جیسا دوسرا نہیں بنا سکتا اور نہ کر سکتا ہے حالانکہ اُس کو اپنا کامل علم ہے کیونکہ پیدائش کا لفظ سوائے ساری چیزوں کے ترکیب پذیر ہونے کے اور کسی پر حاوی نہیں خدا اپنی طاقتوں پر پورا علم رکھتا ہے مگر اُن میں کمی یا بیشی یا نفی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ کامل ہے تکمیل طلب نہیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ روح کیا ہیں اور خدا کیا ہے۔ واضح ہو کہ روح لنگ دیہہ یعنی سوکشم جو اعمال کا کرتا اور پرماتما سب چِدانند سروگیہ سرب ویاپک سرب انتریامی گیان سے آنند سروپ ہے کرموں کا … اور … است سکتی ماننا ہے تمام سرشٹی کو پرمانوں سے رچتا ہے مگر خود رچا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ … نہیں۔ مادی نہیں علاوہ ازاں ترکیب پذیر نہیں۔ اگر بقول آپکے "سب چیزیں اُس سے نکلی ہیں اور اُسی کے ساتھ قایم اور اُسی کی رشحات سے اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچی ہیں (دیکھو صفحہ … سطر ۴ و ۵)" "اسی طرح روحیں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سب خصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتی ہیں جس طرح بیٹے میں باپ و ماں کی کچھ کچھ حلیہ و خو بو پائی جاتی ہے (صفحہ ۱۲ و ۱۲۱)" "اور جیسے بیٹا جو باپ سے … اس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ ساوی اسی طرح ہم لیے سب سے نکلے ہیں اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں (صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۲ و ۱۳)" "اور حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے کہ بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ ماں کے نقوش آ جاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آ گئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۲۱ سطر ۹ سے ۱۱ تک)" بالفرض محال خدا سے روح کی پیدائش اس طرح مانی جاوے کہ روح خدا سے نکلی ہیں اور اِن کی سب قوتیں الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں اور اُس کے تمام نقوش و صفات ہیں۔ روح خدا کے ساتھ قایم اور اُسکے رشحات فیض سے اپنے کمالات تک پہنچی ہے جیسے خدا میں داخل ہوتی ہے اس کی سیرت و خصلت ہے جیسے بیٹے میں باپ ماں کی خو خصلت اور حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اور باپ ماں سے طبعی محبت رکھتا ہے جیسی بیٹے میں کچھ کچھ نقوش آتے ہیں باپ اور ماں کے۔ ویسے ہی ہم جو خدا سے ہیں ہماری خو خصلت اور حلیہ اور خو بو اور نقوش مثل خدا ہیں۔ مرزا صاحب جس طرح آدمی کا بیٹا آدمی ہر حیوان کا بچہ حیوان ہے اسی طرح بقول آپکے تمام روحیں جو خدا کے بیٹے ہیں خدا سے پیدا ہیں خدا کی صفات سے موصوف ہیں خدا کے ساتھ قایم ہیں اور خدا کے نقوش و آثار رکھتے ہیں شاہزادی خدا ہیں۔ اب اسی کو دوسرے پیرایہ میں دیکھئے تمام روحیں خدا اور خدائی اوصاف سے متصف ہیں اگر خدا واحد ہے تو وہ بھی تنہا نہیں اگر روحیں خدا نہیں تو خدا بھی نہیں چونکہ بے انتہا خدا بقول آپکے بے انتہا روحیں بن گئی ہیں جو بقول قرآن کے … اسواسطے کوئی علیحدہ خدا نہیں جیسے جنگل تمام درختوں کا نام ہے اگر درخت جدا کئے جاویں کوئی علیحدہ جنگل نہیں رہا اسی طرح تمام روحیں ہی بجز خدا ہیں علیحدہ اُسکے کوئی خدا نہیں کیونکہ منقسم و منتشر ہوگیا۔ دیکھئے یہ عقیدہ کیسا بیہودہ ہے اور بانی مبانی الحاد ساتھ ہی اس کے روحوں کے قابل بدکاری وغیرہ ہونے سے خدا جہالت وغیرہ ذمائم سے بھی بری نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے آپنے لکھا ہے۔ "اور در حقیقت یہ ایک سِرّ الٰہی ہزار ہا نفحات میں سے

ف۱ یہ بات عجیب ہے کہ مرزا … عنایت اللہ کی جو … مقام … ایک خط ارسال کیا کہ آریہ … دلائل جو باتیں بحث فرمایا تے ہیں … جس مسئلہ پر بحث و گفتگو کرنا منظور ہو … تشریف لائیے۔ مگر … صاحب کا کچھ جواب کسی طرح کا نہ آیا اور … جواب کو بھی مرزا صاحب کے پاس روانہ کیا … جواب بذریعہ اشتہار … [illegible] … بہت کثرت نزول الہام نے گرمی سوائے نہایت حرارت و یبوست پیدا کر دی ہے … نتیجہ تک کس طرح استخراج ہو سکتا ہے … راقم عبداللہ … ضلع مظفرنگر۔

چونکہ مولوی … قادیان کی بابت … خط مرزا صاحب کے خادم شمس الدین کا لکھا تھا … میرے پاس مرزا صاحب نے ارسال کئے ہوئے تھے غرض کہ مرزا صاحب … کو … نے اچھی طرح ثابت کرکے اُن کے خط کا جواب ارسال کیا جس کے جواب میں آج تک … کے سبب … کا معاملہ ہوا۔ نتیجہ یہ کہ محمدی … کی تلاش ناگوارا ہوگئی۔ افسوس!

ہے جو عقل کے خراد پر چڑھا کر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی" (صفحہ ۲۵ حاشیہ کی سطر آخری) اچھا اگر عقل کے خراد پر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتے تو اعراب جہالت و نادانی تعصب کے خراد پر چڑھا کر اس کی اصلیت کا اظہار کیجئے تا مدعا اسطرح آپ کی تسلی ہو جاوے چونکہ روح خدا کے ساتھ بقول آپکے قائم ہیں اور اُسی کی صفات و رشحات فیض سے نکلی ہیں جس کو آپ صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۷ و ۱۸ میں اسرار ازلی و ابدی مانتے ہیں پس خود آپکے ہی قول سے واضح ہو رہا ہے کہ روحیں ازلی و ابدی ہیں۔

خدا کے نزدیک اُنکا بنانا کرنا غیر ممکن بلکہ اُس کا خیال کرنا بھی سراپا محال ہے خیال خدا کے نزدیک کسی طرح نہیں آسکتی۔ کامل علم کے نزدیک غلط خیال و وہم کا آنا بھی اس طرح ہے جیسے خدا کو جھوٹا فرض کر لینا۔ اور یہ بات سراپا ناممکن ہے علم کامل کسی شے کا اُس جیسی بنانے پر قادر کر دیتا ہے بشرطیکہ دو صورتیں ہوں اول تو وہ چیز بناوٹی ہو۔ دوم اُسکے بنانے کا مصالحہ ہو۔ اگر یہ دو صورتیں نہ ہوں تو کسی کے علم کامل سے کوئی بھی اُسے نہیں بنا سکتا چہ جائیکہ خدا۔ جہاں کہ دھوکا و غلطی نام و نشان کو نہیں چونکہ روح بناوٹی نہیں اس واسطے علم کامل روح کا خدا اُسکے بنانے کی نہ تو رغبت کرتا ہے نہ ارادہ کرتا ہے نہ خیال اُٹھاتا ہے اور نہ قادر کر دیتا ہے

دوم اگر اُسکے بنانے کا مصالحہ نہ ہو تو بھی نہیں بنا سکتا خواہ اُسکے علم کامل کے سبب اُسکے بنانے پر قادر ہو جیسے ایک انجنیر کو مکان کے بنانے کا علم ہے لیکن اگر مصالحہ نہ ہو تو باوجود علم کامل کے وہ عمارت نہیں بنا سکتا اس واسطے کہ انجنیر خود مصالحہ نہیں ہے اور اگر خود مصالحہ ہو تو پھر انجنیر نہیں رہتا بلکہ مصالحہ میں جذب ہو جاتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اگر مادہ اور روح انادی نہ مانے جاویں تو اول تو خدا کا علم ہی غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ علم کسی کا معدوم کا جو خود معدوم شے ہے رتی بھر بھی نہیں پس وہ علم نہیں بلکہ عدم ہے جبتک معلوم قدیم نہیں علم قدیم نہیں ہو سکتا حالانکہ کوئی اعرابی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کا علم قدیم ہے۔

روح مفرد اور غیر مرکب ہے جو ابھی غیر مرکب جانتا ہے ترکیب پذیر نہیں ۔۔۔ کے ہونے میں خدا بھی اُنہیں نہیں جانتا ہے وہ نہیں۔ بیشک خدا کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا تو علم ہے مگر نہ بنانے اور نہ ایسا لایعنی اور بیہودہ دعوے کا ارادہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا علم پورا ہے اور پورا نہیں روح بناوٹی نہیں ہے روح مفرد ہے روح ابدی و ازلی ہے۔ پس روح کا کوئی مصالحہ نہیں جس سے ترکیب پذیر ہو اس واسطے نہ روح بنی اور نہ کوئی اُسے بنا سکتا ہے اور اگر بقول تمہارے خدا (خود) خدا ارادہ کریگا تو خود ناکامل ہو جاویگا اور روح پھر بھی انادی رہینگی کیونکہ خدا ازلی ہے آپکے سوال پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ جیسے ہی بلکہ خیرالماکرین کو پیچھے چھوڑتے ہیں اُسکے ساتھ مکر کرتے ہیں کہ پرمیشور روحوں کی نسبت پورا پورا علم نہیں رکھتا میں کہتا ہوں کہ علم و گیان تو پورا رکھتا ہے اسی واسطے ایسے وسواس باطلہ اُس کے مقدس گیان میں راہ نہیں پاتے اور نہ اُس کی ذات اقدس کو ملزم بناتے ہیں۔

ای بقرآن ز راہ حق بیرون ✲ تو ز ساقہ تو تصدیق بغور ✲ سو تو نزد ان ناہرس دو حصہ
تمدہ شد ہست قرآن را ✲ اولش انتظام عہد الست ✲ نسبت تو ذان واہرمن جیسکت
انچہ دیں ہست و جہت الکتاب ✲ کہ خدا عاجز است از سلطان ✲ انچہ دین ہست کو سدہ گمراہ
کرد بیت الحرام بیت اللہ ✲ انچہ دیں ہست و حبیب ابن الحق ✲ کہ تمام صداقت عرش برین

غلام احمد ۱۱۹ ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف میں بکثرت تصریح اور قطعی دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ برعایت اختصار اجمالاً چند دلائل اُن میں سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

دلیل اوّل۔ یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں ہمیشہ اور ہر حال میں خدا تعالیٰ کی ماتحت اور زیر حکم ہیں اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں۔ جس سے روحوں کو ایسے کامل طور پر خدا تعالیٰ کے ماتحت اور زیر حکم کر دیا ہو سو یہ روحوں کے حادث اور مخلوق ہونے پر اول دلیل ہے۔

تردید۔ آپ نے باوجود اسکے بھی قرآن سے کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ ایک بھی آیت قرآنی پیش کی جس سے اُس کی فلاسفی کا کچھ اندازہ کیا جاتا۔ لاچار اب ہم آپ کے مشکوک و بایخ دلائل کو ہی محک امتحان پر لاتے ہیں۔ اور اُنکا نادر و ناکمروری آشکارا کرتے ہیں یہ دلیل بعدالتی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اول۔ یہ بات برخلاف قرآن ہے کیونکہ لکھا ہے (بنی اسرائیل) واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس قال أأسجد لمن خلقت طینا الخ

ترجمہ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ تو سجدہ میں گر پڑے لیکن شیطان بولا کیا میں سجدہ کروں اُس شخص کو جو تو نے مٹی کا بنایا ہے۔ بھلا دیکھ یہ جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا۔ اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُس کی اولاد کو ڈھا لوں مگر تھوڑے سے۔ کہا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہوا اُن میں سے دوزخ سب کی سزا ہے پوری سزا۔ اور گھبرا لے اُن میں سے جس کو گھبرا سکے اپنی آواز سے۔ اور لکار لا اُن پر سوار اور پیادے اپنے۔ اور ساجھا کر اُن سے مال اور اولاد میں اور وعدے دے اُنکو اور کچھ نہیں وعدے دیتا اُنکو شیطان مگر دغا کے۔ جو میرے بندے ہیں اُن پر تیری حکومت نہیں ہوگی" پھر قرآن میں ہے (بنی اسرائیل) ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا ترجمہ بے شک اڑانے والے بھائی شیطانوں کے ہیں۔ اور شیطان ہے رب کا حکم نہ ماننے والا۔

پس بموجب قرآن کے بہت روحیں خدا کی نافرمان سرکش اور شیطان بنا دی گئی اور سوار ہیں۔ چونکہ تحت اور زیر حکم ہونا آپکے وجہ حادث کی نافی ہے۔ اور خود قرآن ہی کی رو سے شیاطین روحیں خدا سے سرکش ہیں علاوہ بران کیمیائے سعادت میں امام غزالی صاحب فرماتے ہیں "رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ہر آدمی را شیطانے ہست و مرا نیز ہست" (صفحہ ۱ سطر ۹ عنوان اوّل) جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ہی روحیں خدا سے باغی اور بے پرواہ ہیں خالی از گناہ نہیں لہذا حادث اور مخلوق نہ رہیں۔

وجہ دوم۔ تمام روحوں کا ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم رہنا (جیسا کہ آپ لکھتے ہیں) اُنکے انادی ہونے کا موجب ہے نہ کہ مخلوق اور حادث ہونے کا کیونکہ خدا کے تمام صفات ازلی ہیں حکم یا حکومت کے ازلی ہونے سے محکوم کسی طرح حادث نہیں ہو سکتا ورنہ حاکم اور حکومت بھی حادث ہونگے حالانکہ یہ غیر مسلم ہے۔ اس واسطے روحیں انادی ہیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم ہیں مخلوق یا حادث نہیں ورنہ پھر ہمیشہ نہ ہونگے۔

وجہ سوم۔ ہم ملکہ معظمہ کے زیر حکم یا ماتحت ہیں پہلے کابل شاہ کے ماتحت تھا گویا مالک کے ماتحت ہے تمام ملک ایک سلطان کے ماتحت تھی کیا بموجب دلیل قرآنی کے یہ اُنکی مخلوق ہیں ہرگز نہیں۔ بنا بران کوئی چیز کسی کے ماتحت یا زیر حکم ہونے سے مخلوق یا حادث نہیں ہو سکتی اس واسطے یہ دلیل آپ کی سراسر باطل ہے۔

دلیل دوم۔ یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں خاص خاص تعداد اُن ...

سلہ حاشیہ۔ امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ قرآن شریف کہ رسول جبرئیل علیہ السلام نزد پیغمبر آمد ... دہی آدمیان ... گفتند ما را خدا ... نداریم ... (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۴۴۹ رکن چہارم)

طاقتوں میں محدود و محصور ہیں جیسا کہ بنی آدم کے اختلاف روحانی حالات و استعدادات پر لحاظ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ تحدید ایک محدِّد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت محدث کی ثابت ہو کر (جو محدِّد ہے) حدوث روحوں کا بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے"۔

تردید اول۔ یہ دلیل بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔

وجہ اول۔ کوئی روح بھی خاص استعداد یا طاقت میں محصور یا محدود نہیں بلکہ سابق یا درایع محدود نہیں جن سے وہ استعداد و طاقتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی حالت تمام روحوں کی ہے۔ اگر محصور یا محدود ہوتیں تو علم کا کامل کرنا یا کمال کی کوشش کرنا بے فائدہ ہوتا ہے۔ یا تشنگان انگلینڈ یا فرانس آریہ وغیرہ علما و فضلا نے جو مختلف اوقات میں صد ہا طرح کی ترقیاں کی ہیں ہرگز نہ کر سکتے بلکہ ترقی کا نام بھی نہ لیتے چہ جائیکہ علم فضل لینے وحشی مخلوق تھیں کیونکہ وہ بقول تمہارے محدود یا محصور نہیں۔

وجہ دوم۔ جو شخص کسی کی حد باندھے وہ خالق بھی نہیں ہو سکتا اور یہ حد باندھنا ہستی سے ہستی میں لانا ہے۔ کیونکہ اگر وہ چیز حد باندھنے سے پہلے موجود ہوگی تب حد بندی کر سکیگا ورنہ حد بندی کس چیز کی۔ جیسے بندوبست کا مہتمم گاؤں یا اُسکے رقبہ کی حد بست کرتا ہے مگر وہ خالق یعنی نیستی سے ہستی میں لانے والا نہیں بلکہ منتظم ہے کیونکہ زمین گاؤں کا شتکاروں سمیت اس سے پہلے موجود تھے۔ پس اگر بقول تمہارے خدا روحوں کا محدِّد ہے تو بھی روح حادث نہیں بلکہ ازلی و ابدی ہیں۔

وجہ سوم۔ حد بندی جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی جسکا اوسکی مقدار و کمیت نہیں جسکو قسمت پذیر نہیں جبکہ وہ قابل نہیں اس واسطے اُس کی حد بندی بھی نہیں چنانچہ ایک جگہ آپ نے بھی اقبال کیا ہے۔

"اور بھی انسان کی صانعت کی کچھ بھی انتہا نہیں کیونکہ وہ ترقیات غیر محدود کیلئے پیدا کیا گیا ہے جس کی تحصیل کیلئے وہ فطرتاً مشغول ہے" (صفحہ ۲۰)

واضح ہو کہ روحوں کے محدود یا محصور ہونے کا خیال جو خاص خاص طاقتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے کیا (اور دانا) سے ظاہر ہے وہ بلحاظ فہموں اور اُن کی تفاوت ہے جس میں تمام خدا کے ماننے والوں کا اتفاق ہے کہ اُنکا خالق یعنی پیدا کرنے والا خدا ہے مگر مادی چیزیں کہ نیستی سے جیسا قرآن اور حدیث کو بھی مخبوطاً اقبال ہے کہ آدم کا وجود نیستی سے نہیں بلکہ خاک سے بنایا گیا اور خدا کو پانی لیکر خمیر کرنا پڑا۔ اور ایک گھنٹہ نہیں بلکہ چالیس دن رات۔ جس طرح چراغ کے جلجانے یا رجادیکے خشک ہو جانے پر اعرابی کہا کرتے ہیں کہ آگ معدوم ہو گئی یعنی عدم کو چلا گیا حالانکہ اس قسم کے بھدے مسائل کا خود بخود ستیاناش ہو رہا ہے۔ پس اس دلیل سے بھی کسی طرح روحوں کا عدم سے وجود ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ سے موجودگی ثابت ہوتی ہے اس واسطے یہ دلیل بھی باطل ہے۔

دلیل سوم۔ "یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام روحیں عجز و احتیاج کے داغ سے آلودہ ہیں اور اپنی تکمیل اور بقا کیلئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہیں جو کامل اور قادر اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور یہ امر اُنکی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔"

تردید دلیل سوم۔ یہ دلیل تو ثبوت میں حق ہونیکے اس لائق بھی نہیں کہ لفظ دلیل اس پر صادق آسکے۔ اور سب سے بڑا اس کا دلیل نمبر ۲ کے ساتھ ہی رد ہو چکا ہے اور اگر کوئی دانا ذرا غور سے دیکھے تو اُسے معلوم ہو کہ تغیر الفاظ کے ساتھ یہ دلیل نمبر ۲ ہی ہے نہ کہ نمبر ۳۔ سپاہ راجہ کی محتاج ہے مگر راجہ سپاہ کا خالق نہیں۔ گنوار آدمی کا محتاج ہے مگر آدمی اُسکا خالق نہیں۔ خدا کے کامل اور قادر۔ عالم۔ فیاض مطلق وغیرہ نام تب ہی ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی ناکامل اور بےمقدور اور جاہل یا کم علم اور محتاج بھی ہو۔

ورنہ بیٹا باپ کی تمیز سے کوئی بات بھی نہیں ہو سکتا یعنی خدا کی صفات بھی حادث اور فانی ماننی پڑتی ہیں اگر روح (مادی) بنائی جاوے اور انسان خدا (معاذ اللہ) خدائی کے لائق بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر نہ صفات خدا حادث ہیں اور نہ روحیں محدث بلکہ موجود۔ پس انادی خدا کی قدرت میں انادی روحیں انادی زمانہ سے موجود ہیں۔ پس وہ کسطرح اور کبھی بھی نیستی سے ہستی میں آ سکیں اور نہ آسکتی ہیں کیونکہ عدم اُس طرح جائز نہیں۔

دلیل چہارم۔ "یہ بات بھی ایک ادنے غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری روحیں اجمالی طور پر ان بے شمار الہی حکمتوں و صنعتوں پر مشتمل ہیں جو اجرام علوی و سفلی میں پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا باعتبار اپنی جزئیات مختلفہ کے عالم تفصیلی ہے اور انسان عالم اجمالی کہلاتا ہے یا یوں کہو کہ یہ عالم صغیر اور وہ عالم کبیر ہے۔ پس جب کہ ایک جزو ہی عالم کے بوجہ پائے جانے پر حکمت کاموں کے ایک صانع حکیم کی صنعت کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ وہ چیز کیونکر صنعت الہی نہ ہوگی جس کا وجود اپنے عجائبات ذاتی کے رو سے تو گویا تمام جزئیات عالم کی عکسی تصویر ہے اور ہر ایک چیز کے خواص عجیبہ اپنے اندر رکھتی ہے اور حکمت بالغہ ازلی پر بوجہ اتم مشتمل ہے۔

اسی کی طرف اشارہ ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے روحوں سے خدا نے کہا کہ کیا میں تمہارا (پیدا کنندہ) نہیں ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ یہ سوال و جواب حقیقت میں اُس پیوند کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے قدرتی طور پر متحقق ہے جس کی شہادت روحوں کی فطرت میں نقش کی گئی ہے"۔

تردید دلیل چہارم۔ یہ دلیل بھی آپکے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے جو آپ دلیل

وجہ اول۔ تمام اشیاء مع جزو اجرام علوی و سفلی بے اور جڑ ہیں۔ ذی روح یعنی چیتن نہیں تمام دنیا یعنی سرشٹی ہستی اور بگڑتی ہے تغیر و تبدل والی ہے۔ اسی واسطے وہ ابدی نہیں مگر روح تمام جگت کے برخلاف غیر مادی چیتن ہے یا ان انادی ہے ہر حادث نہیں۔

وجہ دوم۔ چونکہ دنیا کا مرکب فانی ہے اسی واسطے جسمانی نقصانات سے روح کا کوئی نقصان ذاتی نہیں ہوتا کیونکہ روح جیسا ودانی ہے۔ پس دنیا جگت اشیور کی رچنا ہوتی ہے حالانکہ وہ مادی اور مرکب ہے۔ جو غیر مادی اور غیر مرکب ہے کسی طرح مخلوق ثابت نہیں ہو سکتا اسی لئے وہ انادی ہے۔

وجہ سوم۔ پیدائش سے انسان جاہل ہوتا ہے۔ اگر کسی قسم کا سنسکار یا صحبت فضیلت نہ ہو تو کسی طرح کا گیان نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہی ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے مصرعہ ع بے علم نتوان خدا را شناخت سے کسی کو انکار نہیں۔ پس وحشی یا جنگلی آدمی کو نہ تو روح کا علم اور نہ اُس کی روح پرماتما کو جانتی ہے کیونکہ اُس کا جاننا دشوار ہے اسی واسطے اُس کی فطرت کی نا آزردگی بھی نامعلوم۔

وجہ چہارم۔ جس طرح روز میثاق کے اقرار نامہ کا کوئی بھی کسی کے پاس ثبوت نہیں اور تمام روحیں بیل تعصب کو چھوڑ کر قرآن یا اسلام کی امداد سے انکاری ہیں اسیطرح اُس اقرار کا بھی حال ہے کیوں کہ دونوں کا وجود قطعی نابود ہے۔ پس ہر دو کے مفقود ہونے سے عبارت اقرار نامہ یعنے الست بربکم و تصدیق اقرار نامہ قالوا بلی بھی محض بے سود ہے یہ اس قسم کی دلیل ہے جو کہ اپنے اصلی دعوے (حدوث ارواح) کی طرح علم یا عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور جن بھوتوں کیطرح عرب والوں کے ماننے لائق ہے۔

دلیل پنجم۔ "جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اسی طرح روحیں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر

کچھ حصہ رکھتی ہیں اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت و غفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ الٰہی کچھ دھندلا سا ہو جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک روح کسی قدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ اصطفائی کی وجہ سے بدیہی معلوم ہوتا ہے ... یہ اس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے۔ اور حقیقت میں انسان کے نفوس وہ تجلی ہیں جو ربّانی قوتوں کے اظلال و آثار میں جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے ربّ کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آگئے ہیں جیسا کہ فن لوگ جو فن شناخت کرتے ہیں ... اور جیسے بیٹا جو باپ سے نکلا ہے اس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ بناوٹی۔ اسی طرح ہم بھی جو رب سے نکلے ہیں اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں نہ بناوٹی۔ اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے طبعی و فطرتی تعلق نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اس کے سمجھنے کے لئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی"

تردید دلیل پنجم۔ مرزا صاحب کی دلیل بھی روح کے حدوث سے متعلق نہیں بوجوہات ذیل۔

وجہ اوّل۔ نقل آپ کے جس طرح بیٹے میں ماں باپ کا کچھ کچھ حصہ ہوتا ہے اور جزو بھی پایا جاتا ہے اسی طرح روحوں میں بھی پائی جاتی ہیں کیونکہ خدا کے ہاتھ سے نکلی ہیں۔ لیکن جس طرح بیٹے کا ماں باپ عدم سے موجود کرنے والے نہیں ہوتا اسی طرح خدا بھی عدم سے موجود کرنے والا نہیں کیونکہ بیٹے کی روح ماں باپ جیسی مادہ نابود نہیں تھا بلکہ موجود تھا۔

وجہ دوم۔ جس طرح بیٹے کے نکلنے ماں باپ سے ہونے سے باپ یا ماں کا جسمی حصہ بہت کچھ کم ہو جاتا ہے اسی طرح روحوں کے نکلنے سے (اگر وہ خدا سے نکلی ہیں) ضرور خدا کا بھی حصہ کم ہو گیا ہو گا۔ اور جس طرح انسان کا بیٹا انسان ہوتا ہے اسی طرح خدا کا بیٹا بھی خدا ہوا۔ پس تمام روحیں بموجب دلیل مرزا قادیانی کے خدا ہیں جانی ہیں یہ بات ہی مکروہ بات ہے اور صرف سنت ہونے سے سرف و حصہ کا احتمالی طور پر آنا بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے روحیں خدا سے نہیں نکلی ہیں۔

وجہ سوم۔ جس طرح صرف باپ سے لڑکا پیدا نہیں ہوتا بلکہ ماں سے بھی۔ اسی طرح بقول تمہارے جب تک کوئی خداوند کی ستری معلوم نہ ہو تب تک صرف مرد کے شکم سے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا لیکن یہ سوال ابھی مدعی کا ذمہ ہے کہ اللہ کی ستری (جورو) کون ہے جس سے روح بچے پیدا ہوا اور خدا کی سسرال کہاں ہے جن کی وہ بیٹی ہے۔ گو یہ سب دلائل سے ثابت ہے کہ خدا تو ہر ایک عورت سے منزہ ہے اسی واسطے روح خدا کا بچہ نہیں اور نہ خدا سے نکلا ہے بلکہ انادی ہے۔

وجہ چہارم۔ بیٹا باپ سے تکلیف لیتا ہی ہے مگر تم خدا سے تکلیف نہیں لیتے ہو کیونکہ کوئی روح بھی حد حسی کا ملکہ اس کی اسماء نے قدرت مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی خدائی صفات روح میں ہے اسی واسطے روح خدا سے نہیں نکلی بلکہ انادی ہے۔

وجہ پنجم۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ "روح خدا کا کلمہ یا قتل کلمہ ہے جو حکمت و قدرت الٰہی سے روح کی شکل پر موجود پذیر ہو گیا ہے" اور اس کے ساتھ ہی انجیل یوحنا باب آیت ۱ "ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" پر اگر ذرا غور کرو تو آپ کو ملکہ رب کو پہلو رب کی معرفت نا قابل ہونا پڑیگا جو ایک سخت گمراہی کا باعث ہے۔ پس کسی طرح بھی کوئی روح ہستی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ انادی ہے۔

مخاطبہ۔ بیٹے میں طرح کے ہوتے ہیں کپوت۔ سپوت۔ سپوت تو تم کہتے ہو کیونکہ وہ جو باپ سے کم کام کرے مثلاً ... اور سپوت وہ جو باپ کے مساوی کام کرے مثلاً سکندر یو سلطان سپوت وہ ہے جو باپ سے بڑھ کر کام کرے مثلاً ... سوامی دیانند سرسوتی ... فرقانی اعتقاد کے کو احادیث کے ساتھ کہتے بیٹے ہو۔

چونکہ ہم نے نہایت اختصار سے دلائل قادیانی کا جواب بھی قرآنی بتلائے ہیں، نیز لوگوں کے بتلا دیا ہے کہ قرآن میں روح کا نام و نشان نہیں اور نہ علم و عقل کا ذکر و بیان ہے۔ صرف لفظ جمع کر کے ان کا اور دلیل کرتے ہے جو لاکھوں میں سے دو تین تو اسلام کے حق میں نقصان سال ہیں۔ اب اسی سوال ایسا دعوات اور اسلام ہے جیسا کہ ... اس کی روشنی سے اسلام یا قرآن کی قدر و منزلت کچھ باقی رہ جاتی ہے؟

اب ہم روح کے بارے میں چند فضلائے اسلام کی رائے بھی درج کرتے ہیں۔

(۱) امام حجۃ الاسلام **محمد غزالی** صاحب فرماتے ہیں۔

"اما حقیقتِ دل (روح) کہ وے چہ چیز است و صفت خاص وے چیست۔ شریعت رخصت نداده است۔ و برائے ایں بود کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرح نکرده چنانچہ حق تعالیٰ گفت ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی بیش ازیں دستوری نیافت کہ بگوید کہ روح از جملہ کار ہائے الٰہی است و از عالم امر است" (کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۷)

(۲) **تفسیر حسینی** میں ہے **شیخ ابومدین** مغربی قدس سرہ فرمودہ کہ این لنگ کہ خدا مارا داده است از علم آن از آن ما نسبت با کہ رعایت بست نزدیک ما و ما بدانسیار است از آں نرسدہ ایم لیکن ما علی الدوام جاہلاتیم و جاہل را دعوائے دانش مسند" (صفحہ ۵۹۳ جلد اوّل ۱۲۹۸ھ نول کشور)

(۳) تفسیر زاد الآخرت اور تفسیر بیضاوی میں ہے۔

شش اس آیت کا مجھ سے تو سنو
جبکہ ہوئے قریش سے تم پوچھو
کہ محمدؐ سے جا کے پوچھو تم
اور کرو روح کا سوال اس سے
جو وہ تم کو جواب دے تم کو
تو نبی خدا وہ محض نہیں
اور جو سمجھے کہ اس نہ آئے جواب
تو وہ بیشک نبی برحق ہے
لیک دونوں کا حال شرح و بیان
ان کی توریت میں وہ تھا مبہم
پس یہ موضع میں شرح فرمایا
تھا سمجھنے کا حوصلہ جو نہیں
پس کفایت اسی قدر یہ کیا

کہتے ہیں جیسے قاضی بیضا
جن کو تھا ان سے تجربہ مقصود
حال اصحاب کہف کے مردم
اور سکندر کا پوچھو حال اس سے
یا کہ دونوں سے بیٹھے ساکت ہو
تم نہ سمجھو نبی اُسے ہرگز
اور سمجھے کہ سنائے جواب
اس کی گفتار سر بسر حق ہے
کر دیا ان کو غیر روح ور واں
اور روح اس لئے رکھا مبہم
کہ خدا نے نہ ان کو بتلایا
جس طرح ان کی منتوں کے تئیں
حسب فہمید یہ جواب دیا

(زاد الآخرت حصہ ۲ جلد ۱ صفحہ ۹۶ ۳ ۱۲۸۵ھ نول کشور۔ و بیضاوی صفحہ ۳۰۳ سن ۱۲۸۲ھ نول کشور)

ناظرین ان کو پڑھ کر خود انصاف کریں کہ روحانی علم محمد یوں کے قرآن شریف میں ہے یا نہیں اور محمد صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اگر نہ رکھا کس بات نہیں تہاری دلیل بات۔

غلام احمد ۱۱۔ اور یہ بات جو کلمات اللہ بصورت ارواح و دیگر مخلوقات جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ یہ خالقیت کے بھید و میں سے ایک بھید ہے اور اسرار الٰہیہ سے ایک باریک نکتہ ہے جس کی طرف کسی انسانی عقل کو خیال نہیں آیا۔ اور اگر ایسا نہ مانا جاوے کہ خدا تعالیٰ اپنی ہی کلمہ ارواح اور اجسام کو موجود پذیر کرلیتا ہے تو پھر آخر ماننا پڑیگا کہ جیسے تک باہر سے اجسام اور روحیں آتی ہیں یہ ہیشہ کچھ

بھی نہیں کر سکتا۔ مگر کیا اس کا ثبوت بھی ہو سکتا ہے جو دہریت اسکے گھر سے نکل جاوے اور عقل اور ہدایت ہو لیکن کبھی یا صرف تعلق سے اُسکی جدائی یا مبدا اصل نہ ہو۔ اگر پس ایسا ہی ہے تو سات سو برس خاک میں ملنے کے بعد بھی یہ منشر کا ہونا بھی عرض خطر ہوگا۔

تردید - مرزا صاحب کے بذریعہ الہام الاسان سے یہ تو ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ ابھی بھی علمیت قطعی ثبوت دکھو رہے ہیں اور بعید وسکے جہالت و صدیت کھلی۔ لعنت و عیب۔ اس موقع پر ہم ہمارے بسط کے ساتھ ہیں اور انکی بد اعتقادی سے لوگوں کو حیرت کر رہا چاہتے ہیں اور یہ سمجھانا ہمارا آخری فرض ہوگا۔

… روح کے ماننے والوں کے لئے دو طرف کے ہیں … ایک طرف تو اس کی موجودگی مان سکتے ہیں خدا سے … مادّی ایک طرف حمل ہے دوسری طرف علم۔ ایک طرف … غرضی دوسری طرف انصاف و صداقت۔ ایک طرف عقلمند ہیں دوسری طرف جاہل۔

فریق اول کہتا ہے کہ روحیں مادہ اجسام کتاب و امر اللہ ہیں … جا ما حالقت کے … سے ایک … ہے اور خدائی … ایک … کی طرف کسی عقلمند انسان کی عقل کو آج تک خیال نہیں آیا مگر ایک اعرابی نے اسکو ظاہر کیا۔ یہ وہ اعرابی ہے جسکی خاطر واسطے خدا نے لولاک لما خلقت الافلاک میں … اور کل مخلوقات … جس کی بات … بیان کیا کہ سب سے پہلے … پیدا ہوا اُسکے سوا کسی کی … اور عقلمند کی گواہی نہیں اور اسی کا یہ بیان ہے کہ خدا تعالے نے ہی کلمہ امر سے ارواح و اجسام کو وجود پذیر کر لیتا ہے … یہی اعرابی ہے جس سے خدا کی بابت سوال کیا گیا تو
۱۸ … غار میں چھپا رہا۔ بعد ازاں … ہو کر نکلا اور صرف یہی جواب دیا کہ روح خدا کا امر ہے زیادہ … علم و عقل نہیں اور علیٰ ہذا القیاس … ایک طرف اوہام اعرابستان تمام عربستان اور افریقہ کے حبشی و تاتار کے … ہیں۔

نمبر ا فریق دوم - کہتے ہیں کہ روحیں حقیقی ہیں اور مادہ … دونوں خدا سے نہیں نکل سکتے کیونکہ وہ لا تغیر ہے اور کسی چیز سے خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو ایک ذرہ بھی نکالنے سے کم ہو جاتی ہے اور خدا میں کمی بیشی کو راہ نہیں اس واسطے روحیں و مادہ خدا سے نہیں نکلے۔

نمبر ۲ - پھر وہ کہتے ہیں کہ روحیں … اور … کہ … میں اور اگیان میں مگر پرماتما میں نہ کوئی صفات نہیں … جسمانی … بھی نہیں اور اگر ہو تو وہ علم کل نہیں … اس واسطے مادہ اور روح خدا سے نہیں نکلے اور نہ نکل سکتے ہیں۔

نمبر ۳ - پھر وہ کہتے ہیں کہ جس چیز میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے وہ قائم بالذات نہیں ہوتی اور نہ اسکا گیان ٹھیک ہوتا ہے اور نہ وہ کامل ہوتا ہے مگر خدا قائم بالذات اور گیانی اور کامل ہے اس واسطے روحیں یا مادہ خدا سے نہیں نکل سکے اور نہ نکلے۔

نمبر ۴ - پھر کہتے ہیں کہ کوئی چیز اپنی صفت کے برخلاف نہیں کر سکتی جس طرح خدا جھوٹ نہیں بول سکتا اور نہ اسکا گیان غلط ہو سکتا ہے مگر روحیں جھوٹ بولتی اور انکی … ہیں اس واسطے روحیں خدا سے نہیں نکل سکیں اور نہ نکلی ہیں۔

نمبر ۵ - پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر خدا نے کوئی چیز اپنے اندر سے نکال کر … نکالکر تماشا دکھلایا ہے یہ دنیا … تو اس کا نام باقی نہیں بلکہ بگاڑی ہے یعنی اپنی حالت بگاڑی اپنی صحت بگاڑی اپنی کاملیت بگاڑی اپنی صداقت بگاڑی اور سب سے علاوہ اپنی … بگاڑی کیونکہ دنیا … معلوم … علمیت … مادی … ہیں یہ خدا سے نہیں نکلی اور نہ نکل سکتی ہے۔

نمبر ۶ - جیل الزامی درج کی … واسطے خدا کو … جس الزامی … کیونکہ واسطے … پہچان … گیا جیل الزامی درج کے … واسطے خدا کو پاگل … بنایا گیا جس الزامی درج … خدا کا … بیٹا کیا جس … بھی … خدا کو … خراب کرتا … بھی درج … کے واسطے خدا کا نام … کرتا … بھی … کے …

خدا کا علم نہ رہا۔ حلم نہ رہا۔ رحیم نہ رہا اور نہ خالق رہا اور نہ مالک … نہ رہا۔ حال تو خیال دماغ دل … پرزے پرزے ذرہ ذرہ ٹکڑے ٹکڑے اور روح روح … ہو گیا معلوم ہوتا ہے دل اسکا شکستہ گوہر شکستہ ہے۔ … دماغ … ورنہ … سے اگر خدا نے مادہ اور روح کو اپنے میں سے نکالا … سے نکالا … ہوگا۔ آنکھ سے نکالا۔ دل سے نکالا۔ روح سے نکالا علم سے نکالا قدرت سے نکالا اور … سے نکالا … سے نکالا گلے سے نکالا ناف سے نکالا۔ زبان سے نکالا۔ ساق سے نکالا۔ … سے نکالا دماغ سے نکالا سر سے نکالا۔ لیے آسن سے نکالا۔ … سے نکالا وہاں سے نکالا عرش سے نکالا۔ … سے نکالا علم سے نکالا جہاں سے نکالا۔ وہاں سے ہی زیادتی ہوا کیونکہ خدا میں اُسکے … ہاتھ میں منہ میں آنکھ میں دل میں روح میں علم میں قدرت میں … پاؤں میں گلے میں ناف میں زبان میں ساق میں ران میں دماغ میں سر میں لیے میں … میں وہاں میں عرش میں … میں علم میں سب میں … سے وہ … روح موجود تھا ورنہ نکالا جاتا …

… روح و مادّہ تو ازلی خود بخود ہی ہر ایک طرح سے ثابت ہے مگر … کی … بلکہ … تمام روحیں نکلیں … ورنہ … خدا سے مادہ … وہ خدا کامل نہیں … خدا ہی نہیں رہا۔ … کی موجودگی سے … کی موجودگی سے … تھا … گئی … معقول … سے روحیں اور مادہ نکل کر جدا ہو گئے۔ خدا بالکل نہیں … تو … بھی تو محض … و ضعیف جیسے … کے سوا ایک … گندم بھی … کیا … ہے اور کیا ایسے اعتقاد سے راحت کی امید ہو سکتی ہے؟

مگر ہمیں … ست وا … احمد … کا … تمام … مسئلہ

نمبر - پھر وہ کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ پرماتما انادی ہے اسکی سب صفات انادی ہیں … کا علم انادی ہے اسکا فضل انادی ہے وہ رحیم انادی ہے اسکا … انادی ہے وہ عادل انادی ہے وہ مالک انادی ہے اسکی … انادی ہے وہ خالق انادی ہے … کی خلقت … انادی ہے جب یہ حال ہے تو انادی پرماتما کے تحت روحیں اور مادہ … کی قدرت میں ازلی … موجود ہیں قانون قدرت انادی کے مطابق عدل … سے دیا گیا … اور … مطابق … پیدا کرتا ہے اور اسی طرح … کرتا رہیگا کیونکہ اسکی کبھی … نہیں ہوتا وہ کبھی معزول یا معطل ہے اس واسطے روحیں پیدا … ہستی میں … سکتی ہیں مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ کیا ایسا … ہو سکتا ہے جو در حقیقت … ہو وہ معقول نہیں … اسکا جواب یہ ہے کہ … جسمانی … غیر جسمانی اگرچہ قرآن … جسمانی مانتا ہے لیکن مرزا صاحب … نہیں مانتے اس واسطے … بحث … نہیں … مگر … اسکا … تو … یہ بھی ہوگا اگر … محدود ہے تو خدا کے جسمانی ہونے میں کسی اعرابی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا حالانکہ عرب میں بیت اللہ گھر موجود ہے

ان آریہ بھائیوں کی زبانی جو … بھی کر آئے ہیں … مگر … اسلام … تائب ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ اس مکان کا مالک کوئی … نہیں … دیوالیہ ہے … حال سعدی کا یہ شعر ہے۔

چو بیت المقدس درون پر ز تاب　　رہا کردہ دیوار بیرون خراب

یعنے خدا کا گھر جو بیت المقدس ہے اندر … کا سبب … اور … ہو … اور … کی گرمی سے بھرا ہوا ہے کوئی … یا … بھی سوائے اسکے باہر کی دیوار بھی گرمی … اور خراب ہو رہی ہے گویا اس گھر کا کوئی مالک ہی نہیں افسوس!

اگر ان گھروں سے مرزا جی کی مراد نہیں ہے بلکہ خدا کو جسمانی سمجھ کر اُسکے جسم کو ہی آپ اسکا گھر سمجھتے ہیں تو بھی آپ بالکل غلط ہے کیونکہ جسم تو روح کا گھر ہے مگر خدا اسکو مرزا صاحب بھی نہیں مانتے۔ ہاں اگر گھر سے مراد کارخانہ قدرت ہے یا تمام دنیا ہے یا عرش ہے یا آسمان کے اوپر بالائی کمرے ہیں تو اس سے مجازی طور پر ہمیں بھی انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ اس کارخانہ قدرت میں روحیں اور مادہ ازل سے ابد تک وجود رکھتا اور رہتا ہے کبھی کسی طرح کی کمی نہیں۔ خدا کا دیوالہ کبھی نہیں نکلیگا اور نہ وہ مفلس اور تہی دست ہوگا مگر روحیں و مادہ ضرور ان کا دیوالہ ثابت ہو جاویگا۔ جو قرآن کے حق میں مفید نہیں۔

اس طرح کہ ۵۔۶ ہزار سال سے پہلے نہ کوئی روح تھی نہ مادہ تھا اُسکے نہ ہونے سے کوئی اُسکی صفات تھی بقول مرزا صاحب لاسامی کے خدا دیوالیہ تھا اللہ مفلس تھا رب العرش تہی دست تھا۔ اور ایسا ہی یوم الدین کے بعد ہوگا۔

حسن غمزہ کی لو آفتاب کیا　　مہ میں تفاوت راہ ازکجاست تابکجا

اے اسے محمدی بھائیو غور سے سنو مکو ماہر فضل اپنے دل میں سوچو کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور مسیح قادیان کہتا ہے تو سب اُمیدیں تمہاری خاک میں مل گئیں اور اس اللہ خیر الماکرین پر بھروسہ کرنا ضرور بضرور معرض خطرہ و محل اندیشہ ہوگا۔ خدا آپکے دلوں کو جہالت سے نکال کر علم و عقل خوض و فکر کی طرف لگا دے اور ہمیں آپکی ہدایت کے واسطے روز بروز ہمت ہووے۔ آمین۔

گائے کی بابت اعتراضات کا جواب

نمبر ۱۳۳۔ دیکھو ایک طرف آریوں کی فلاسفی یہ تلاتی ہے کہ گائے جو ایک حیوان ہے مسئلہ آواگون کے رو سے کسی زمانہ میں برہمن کی قوم میں سے یعنی ایک برہمنی تھی۔ اور پھر کسی پلید اور بُرے کام جیسے زنا ہے بعض کہتے ہیں کہ زنا کے باعث سے سزا پا کر گائے کی جون میں آئی اور پھر دوسری طرف دیکھو کہ اُسی گائے کی ہندو قوم میں کسقدر تعظیم و تکریم جیسی ہوئی ہے کہ گویا اُسی کی دم پکڑ کر پار ہو جاتا ہے۔

نمبر ۲ بلکہ گائے کی جو عزت قوم ہنود میں ہے وہ صرف اُسکے فوائد کی غرض سے ہے کیونکہ درحقیقت یہ ایسا مفید جانور ہے اور اس سے اسقدر فوائد بنی نوع انسان کو بلکہ اکثر جانوروں کو بھی پہنچتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور بعض تو اس حد تک ہیں کہ وہ بہت سے آدمیوں سے بڑھکر ہیں خصوصًا ہندوستان کے ملک میں اگر گائے نہ ہو تو ویرانی و بربادی میں فرق کسر نہیں۔ کیونکہ بنیاد بہبودی ملک کی، زمینداری ہے اور تمام زمینداری کا مدار گائے کے اختیار میں ہے اور اسی واسطے ہندوستان کے خورد و کلاں کو بہ تکلم و زبان ہے کہ ہم کھیتی بدہ ہیوپار۔ مکہد چاکری بھیک ندان۔ اور اُسی گائے کی برکت سے ملک ہندوستان جنت نشان مشہور ہے۔ اور وجہ ظاہر ہے کہ بقول قرآن (سورۃ محمد) کے جنت میں شیر و شہد و شراب و آب کی بہتات ہیں۔ دیکھنا چاہئے کہ یہ بات کسقدر قابل التفات ہے۔ نمبر ۱۔ تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ دریائے گنگ جسکا پانی نہیں بدلتا بہشت کی نہر ہے چنانچہ ہندوستان ابن عباس نقل میکند کہ خدائے تعالٰی پنج جوئے آب از بہشت بزمین فرستاد اول سیحون کہ نہر ہندوستان است الخ (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۷۰ سورۃ مومنون نولکشور)

نیز در فرع اول جامع تمام رود ہے ہست در ہند کہ بعضے گمان برند کہ رود گنگ است و گویند کہ آں رود از بہشت آمدہ و کہ آبش جزاب نیست و دراز کشت و شتاب و مدارا از تحقیقات عبدالکریم خان)

حدیث مسلم میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیحان و جیحان والفرات والنیل کل من انہار الجنۃ (دیکھو حدیث مسلم مطبوعہ نولکشور ۱۳۱۹ء صفحہ ۲۔ جلد ۲)

نمبر ۲ جب گائے نسبی نہیں ہوتی تھی بزرگوں کی زبانی سنا جاتا ہے کہ دودھ، دہی، گھی روغن زرد ایک روپیہ کا ۸ سیر ملتا تھا اور غلہ فی روپیہ ۷ من بکتا تھا ہر ایک چیز افراط کے سبب مشہور ہو جاتی ہے چنانچہ دودھ کی کثرت بمقابلہ عرب جیسے ریگستانی ملک کے دودھ کی نہریں مشہور کر دیں غالبًا از بہ بہشت کی شرح دودھ کی کثرت کسی ملک میں نہیں ہے۔ اور نہ حدیث نبوی سے بھی ظاہر ہے علیکم بالبان البقر فانہا شفاء ولحومہا داء گائے کا دودھ صحت بخش ہے اور اُسکا گوشت مرض پیدا کرنے والا ہے

نمبر ۳۔ شہد بھی شمالی ہند میں بکثرت ہوتا ہے اور غالبًا بہ نسبت اور ممالک کے یہاں زیادہ ہے۔

نمبر ۴۔ شراب بنگالہ میں تاڑ کی کثرت ہے مگر ہندوستان میں قند و بیسکر کی کثرت سے طیار ہوتا ہے اور بہ نسبت اور ملکوں کے زیادہ ہے تاڑ کا شراب خرابی بھی نہیں لاتا۔

پس قرآنی جنت کا نقشہ جہاں ملتا ہے وہ ہندوستان ہی ہے اور یہ تمام باشندگان ہندوستان کو گائے کی بدولت میسر ہیں۔

ہم باقی بیہودگیوں کا جواب (جنکا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا) ترکی بترکی دینا چاہتے تھے مگر چند دوست مانع ہوئے۔ کسی ہندو یا آریہ کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔

نمبر ۱۳۸۔ چنانچہ کوکوں کا مقام امرتسر گنتی تیرتھ کو نکوئے رحمی سے قتل کرنا ایک تازہ واقعہ ہے جسمیں ابھی کچھ زیادہ مدت نہیں گذری۔

آریہ یہ کوک کوئی ہندو یا آریہ اپنا رہنما نہیں مانتا اور نہ اپنے دھرم کا پیشوا جانتا ہے بلکہ ایک مذہبی فرقہ پنجاب میں رہا ہے جسکا گروہ جانتا ہے۔ ہاں انکی چند باتیں عمدہ ہیں جیسے ہندو دھرم یا خالصہ دھرم سے اخذ کی گئی ہیں۔ سچ بولنا۔ اشنان کرنا۔ عبادت کرنا ایک ایشور کو ماننا جو بچا نہ ہو جیسا مگر ہو گا۔ بہرحال ان کو جو کچھ چاہیں کریں۔ محمد کی اندھی تقلید تھی اور ایک ست رام سنگھ جی کی خصوصًا محمدی یعنی مسلمانوں کو سکھ بنانا اور کشش کھانا چاہئے ابھی تک رسول اللہ محمد بن عبداللہ مؤمنہ سکھ سکھنی ہوئے ہیں۔ اور شہیدوں کا خصوصًا نامہ نگار انکو جو ہنود ہوتا ہے باقی ذکر اور دعوی یا فضول ہیں۔ اور بسم اللہ یعنی وعو وی ہی اہل ہنود کو خصوصًا ملول کیا۔ اُن کا قول ہے۔

مذہبی سادھا یا کے سب کرو ہند آتا　　انسان سا کال کے کوئی آ اور نہ جاتا

اِن باتوں سے کوئی دانا انہیں ملامت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے یہاں اور یا جاہلیت جو خاص حصہ تھا اُس کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔

قصاب بھائیو! اگر تعلیم محمدی پر غور کریں تو سراپا تواضع جیسے حدیث میں ہے قتل الموذی قبل الایذاء اور اگر دوسری روایت پر غور کریں دائم البصر قاطع الشعر دائم الجسم ناقص النسل الخ بھی تو بھی اچھا کیا اور بقول محمد صاحب دوزخ کے عذاب میں قصابوں کے واسطے کمی کر دی اور اگر حضرت علی علی الرحمتہ کے قول پر عمل کریں لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات تو بھی کچھ برا نہیں کیا اور اگر حافظ کے قول پر غور کریں۔

مباش در پئے آزار و ہرچہ خواہی کن　　کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

تو بھی برا نہیں کیا۔ اور اگر توریت کے قول پر غور کریں۔ خدا نے کہا کہ دیکھو میں ہر ایک بیجدار ساگ پات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں۔ اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہیں تم کو دیتا ہوں اور یہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا اور زمین کے سب چرندوں کو اور آسمان کے سب پرندوں کو اور سب کو جو زمین پر رینگتے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے سب طرح کی سبزی اُنکے کھانے کیلئے دیتا ہوں تو ایسا ہی ہوا (تورات پیدائش کا باب آیت ۲۹ و ۳۰) تو بھی کچھ برا نہیں کیا۔

اگر ایسے بدکرداروں کی نسبت آئیں اکبر نہیں نکلتے تو بھی سزا ضرور ہے لیکن وہ منوجی سزا ان بجز ریاضتوں کی جس کے سبب سے کفر کردار کو ہے۔

وید مقدس نا سب سا سو برس سے صرف تھا سکے آگیا ہے ظلم و جبر سے منانے کا حکم نہیں مگر انہوں نے ... تو ایسا حکم دیا اور نہ نوبت کا مگر حضرت محمد صاحب کی آگیا سے انہوں نے قتل الموذی قبل الایذا آگیا ہے لیں قرآن کے رو سے ذکسی صریح محرم نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۴۴ چار ہزار سے کچھ زیادہ مسلمان متفرق مقامات و دفعات میں زمانہ غدر میں سکھوں میں رہا مہر دا مگر اور مرحمی کے طریقوں سے قتل کئے گئے اور جلائے گئے اور پھانسی دئے گئے۔

آریہ (۱) محمود غزنوی کے وقت میں کئی لاکھ ہندو غلام بنا اور قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۶۲ء)
(۲) تیمور کے وقت میں ۱۰۰ لاکھ ہندو بے گناہ قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۶۲ء)
(۳) شہاب الدین غوری کے لاکھ ہندو بے دین کئے گئے (تحفۃ الملوک صفحہ ۱۱۴) (۴) علاؤ الدین کے وقت کا ظلم اور ہندوؤں کا قتل ہونا (ایضاً صفحہ ۲۱۸) (۵) اورنگ زیب کے وقت میں ہندو جبراً بے دین اور قتل کئے گئے (واقعات ہند صفحہ ۱۲۵) (۶) فرخ سیر کے وقت میں ہزاروں سکھوں کا قتل (تاریخ پنجاب صفحہ ۵۷ سے ۵۹ تک) (۷) نادر شاہ کے وقت میں ہندوؤں کی جان کی تباہیاں (واقعات ہند صفحہ ۱۳۴) (۸) احمد شاہ ابدالی کے وقت میں دہلی کی خونریزیاں (ایضاً صفحہ ۱۳۶)

مسلمانوں کے عہد میں ہندوؤں پر جو قہر و ظلم سرزد ہوا اور جلا وطنی و پھانسی ہوئی اس کو تاریخ کا ایک ایک لفظ آہ و زاری کے ساتھ پکار پکار کر ظاہر کر رہا ہے ان کے عہد میں بعض بادشاہ بجائے جنگلوں میں شکار کھیلنے کے آبادی اور شہروں میں ہندوؤں کا شکار کرتے رہتے اور ان کی ہزاروں خوبصورت بہو بیٹیوں کو حرم شاہی میں داخل کرتے جب ہزار ہندو قتل کئے جاتے تو سرور اظہار مسرت کے لئے ... رو پیتک جشن کیا جاتا۔ پس ہندو اصول رعایا پروری کی کیفیت ہو انکے عہد حکومت میں جو کچھ ہندوؤں نے ترقی معکوس کی ہوگی اس کا اندازہ اور حقیقت اشخاص بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آجکل کے مدعیان لایق مسلمانوں نے اپنی قوم کو اس الزام سے بری رکھنے میں بہت کوشش کی ہے مگر تاریخ ہند کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس پر ظلم کے دھبے پاک ہو سکیں تاریخ سے اس دھبے کو مٹا نہیں کوشش کرنا گویا وہی مثل ہے کہ خاک ڈال کر آفتاب کے چھپانے کی کوشش کرنا ہے (دیکھو رسالہ ہندو اور مسلمان صفحہ ۱۴۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء) مرزا صاحب جب آپ کے بزرگوں مغلوں بادشاہوں اور حملہ آوروں کے ہاتھوں سے لاکھوں قتل اور شہید کئے گئے لاکھوں مسلمان بنائے گئے لاکھوں لونڈی غلام کی طرح فروخت کئے گئے۔ حالانکہ وہ تمام بیگناہ تھے۔ پھر یہ کہ کیا لوگ مقابلہ ان ملعون بادشاہوں کے کسی طرح طعنہ یا شکایت کے مستحق نہیں کیونکہ ظلم کا پلہ۔ قرآن اور محمدیوں کی طرف جھکتا ہے کسی کی طرف نہیں۔

اے باد صرصر اس ہمہ آوردہ تست۔ آپ میں اس کا جواب دیتا ہوں مولوی محمد حسین صاحب کے سورۃ یوسف کی جو منظوم تفسیر کی ہے اس میں لکھا ہے۔

یہ اس وقت جبریل نے یوں کہا	کہ غم کو ہوئی اب تیرے انتہا
تیرے حق میں رحمت کا دریا بہا	اور اس طرح ارشاد حق نے کیا
کیا ہم نے یوسف کو تجھ سے جدا	تو سمجھا نہیں اس کا باعث ہے کیا
تجھ کو ہوئی کچھ بھی اس کی خبر	کہ تجھ پر گیا اتنا غم کیوں گذر
کہ کس لئے تیری غم ہم نے کی	اور آنکھوں کی بینائی کم تیری کی
کہ باعث ہے یہ سبب اس کا تھا	کہ اک گلہ تھی اسکی بس بے بہا
اور ایک بکا بچہ تھا جو شیر خوار	چھری لیکے یعقوب نے ایک بار
کیا سامنے اس کے بچہ حلال	ہوا اس گھڑی ہیچ اسکو کمال

یہ رحم اس پہ یعقوب نے کچھ کیا — جدائے عوض اسکے یہ دکھ دیا

دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۱۳۱۱ اشاعت ۲ نولکشور)

ایسے بعوض کی بچہ بکری ... کے گاؤ کسی کے جرم میں جدائے یعقوب یعنی کو کتنی سخت سزا دی ! افسوس کہ مرزا صاحب مسلمان ہے بھی نہیں سمجھتے ہیں۔

غلام احمد ۱۳۹۔ پہلے آپ ہی ان حیوان کو ایک خاص طور سے کی گائے ہوئی دولت قرار دینا اور پھر اس کی الیجی ست کرنا کہ اسکے اور غذا کے ذریعہ ہزار ہا انسانوں کی جان کر سکو بیمار ہو جاتا۔ یہ کس قسم کی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دنیا میں انسان حیوانیت جو تین ایک حیوان کیلئے کسی قوم میں ہرگز پایا نہیں جائیگا۔ جیسا کہ ہندؤں کو گائے کے لئے ہے۔ بعض تعصب ہندوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ اصل میں گائے کا جرم بوجہ عصب ہی تھا مگر پرمیشر نے اس کو کسی صاف سخت سزا دیگی شاید یہ پردہ پوشی اور پرمیشر کو ظالم ٹھہرانا اس خیال سے ہے کہ انکے مجوزہ رحم میں گائے ور اصل انہیں کی ہیں بلکہ برہمنی ہے۔

آریہ۔ یہ تمام بیہودہ و فاسد علی القیاس ہے کسی ہندو مذہب میں ایسا اعتقاد نہیں ہے اور نہ کسی کتاب میں درج ہے ورنہ آپ اس کا حوالہ دیتے سنا سران آپ کی یہ محض گھڑت بات ہے ہاں مسلمانوں کا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ سر خون سے نیتا ہے مگر قرآن کے رو سے خون اور سود ساری حرام ہیں حالانکہ ہر ایک مسلمان بچہ سواتین ہے مرگ تک خون میں سرپیتا ہے حالانکہ سود خون حرام ہیں علاوہ ازاں آپ کے قرآنی ہاروت ماروت پر زہرہ کی بدکاری ظاہر من الشمس ہے۔ کیا آپ کے مثنوی رومی کا دفتر اول نہیں دیکھا۔

چوں زنے از کار بد شد روئے زرد	مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
عورتے را زہرہ کردن مسخ بود	خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

فرید الدین عطار بلبل نامہ میں صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ نولکشور لکھتا ہے۔

نشنوی قصہ ہاروت و ماروت	کہ بودند خادم درگاہ لاہوت
شا اول بر فلک بودند فرشتہ	شدہ آخر چو دیوا در غم سرشتہ
چو مے خوردند و دخون کردند	بزہرہ اسم اعظم را بداد تند
چو زہرہ اسم اعظم را بیاموخت	در آتش بیک سیر موشی بسوخت
بخواند آن اسم را بر آسمان شد	کسی در بان و مہر حق پاسبان شد

دیہی زہرہ نے رو تمام آپ کی معشوقہ اور مقدس ہے اسی کی خاطر تم نماز بجا لاتے ہو گویا اسکی بدچلنی کو چھپاتے ہو چنانچہ دبستان مذاہب میں لکھا ہے۔

عقیدہ فرقہ آنست کہ ہر صاحب کتاب موسی پیغمبر از کواکب بے پرستد چنانچہ موسی برمل از ان کہ زحل ہفتم و مشید گرامی است۔ و موسیٰ بر سحر دعا دو کہ منسوب بہ زحل است غالب بود عیسیٰ آفتاب را بدین مکتب بہ سر داو منسوب است و از جروحش بجز رشید پیوست و محمد بود اللاجرم جمعہ اورا حینہ مفرست چوں آنکہ العوام این معنی خواستند کہ بگویند پوشیدہ داشتند۔

لے ایک اور ریاضی مضمون قرات ہیں مجھ مہذب آریہ ورت کا مذہبی قانون کا ہوؤں کی حفاظت پر یہیں معلوم کہ گوشت کی قابلیت کتنا ہو اور ... کسی سے واقع کا گھر بڑا بیدا ہی کہ جس کی ... ایک عمل ہیں اسی قائم ہو ملو ... فواید طرف سے اس سے ہوا ... یا خیال کو بیمار ... کا استحقاق ہے۔ اسی پر ... بھی علی العموم ... قانون ... ما ما ... رواج ... نہیں ... اگر سہواً یا دیدہ و دانستہ ... بیان کی ... قاعدہ ... سزا ... اسکو ... اس سزا میں افراط تفریط ممکن ہے۔ گائیوں کی حفاظت شاقی اور کوئی باعث نہیں ہو سکے کہ اسکی زندگی سے ہم بیشمار ثمرہ اٹھاتے ہیں پھر انکے اوپر ظلم جیسا ہے ... ہرگز بنی آدم کے تئیں خلاف قتل سے کم مرتبہ نہیں رکھتا ہے۔

و سنگ سفید پر پی نقش کا رست کہ تعظیم زہرہ سے گرد بگرد آں عبث مو کیا خوش اساں آں"
اور اس کی تائید مخزن الادویہ سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اسکے صفحہ ۴۴۳ و ۴۴۴ تک جو
امر متعلق بزہرہ لکھی ہیں وہ عموماً حضرت بے عیب استعمال کرتے تھے (دیکھو مخزن الادویہ
مطبوعہ محمدی پریس دہلی ۱۲۷۰ھ)

اور اس کی تائید تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۰ سے بھی ہوتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
زہرہ ایک بدکار ملعونہ عورت تھی بلکہ ایک طوائف بھی اور بیسوا کا کام کرتی تھی۔

اِس بدکار ملعونہ عورت سے نسب لگانا حضرت کو زیبا نہ تھا کیونکہ پہلے آپ ہی اُس زہرہ
یعنی طوائف کو ایک فاسقہ عورت کی بگڑی ہوئی جان قرار دیا اور پھر اُس کی عزت کرنا اُسکی
بڑائی کے اظہار کرنے والے کے سپرد کر دیا۔ فرمایا یہ کس قسم کا الہام ہے اور کیسی فلاسفی ہے اگر
تلاش کرو تو تمام دنیا میں مسلمان جیسا عموماً اور یہی دادا نانی جیسا خصوصاً وحشیانہ جوش
ایک کار طوائف (جمعہ یا زہرہ) کے لئے کسی قوم میں ہرگز نہیں پایا جاویگا بلکہ جاہل سے
جاہل قوم بھی اس کی مصداق نہ ہوگی جیسے کہ مسلمان تو زہرہ کی محبت ہے اور تمام
دینی کاموں کا انحصار اسی فاحشہ کی محبت پر ہو گیا۔ بعض متعصب مولویوں کو یہ بھی
کہتے سنا ہے کہ اصل میں تو آپ نماز زہرہ کا اس سے بھی شکر ہے تا خدا نے بدر و تی مصلحت
سے اخفا اس کا ضروری نہ سمجھا ہاں اشارتاً قرآن میں بھی اس کا ثواب مذکور ہے
مگر حجاب ضروری ہے۔ (دیکھو سورہ جمعہ)

جب یہ حال ہے تو گویا کتب اسلامیہ کا صاف اقبال ہے کہ ستارہ زہرہ یعنی جمعہ
مقدسہ و حیف انہیں کی بین مسلمانی کا علاقہ ہے۔ اسکے ساتھ ہی ذکر دیو سماج
کی وجہ تسمیہ پر بھی غور کرو۔

عشق و عقل کہ آمد عقل اول بود   درد دانا بگفتہ اول چراغ خانہ را

اسی طرح فاضل اجل عالم اکمل مولوی عبد الرحیم صاحب اپنی کتاب کشف اللغات میں صفا مروہ
کی نسبت فرماتے ہیں صفا موضعی ست در مکہ معظمہ کہ آنرا صفا و مروہ گویند آن دو سنگ اند
وقت کعبہ ساختن آن سعی میکنند و آں یکے از شعار حج ست بگویند کہ ایشاں بر دو
در کعبہ زنا کردہ بودند حق تعالیٰ ایشاں را مسخ کرد" دیکھو کشف اللغات جلد اول ردیف
ص صفحہ ۵۷۵ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ [illegible])

صفا نام کوہچہ در مکہ معظمہ و کوہچہ دیگر کہ مروہ نام دارد و نیز از ارکانِ حج است حاجیاں درمیان
صفا و مروہ کہ تخمیناً دو صد قدم مسافت دارد سعی کنند اسے ہفت دفعہ دوادوی
بکنند لوازم حج است" از غیاث صفحہ ۲۶۳ ردیف ص۔

اور قرآن سورۃ بقر میں ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت
او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ترجمہ صفا اور مروہ نشان ہیں اللہ
کے۔ پھر جو کوئی حج کرے اُس گھر کا یا زیارت تو اُس کو گناہ نہیں کہ اُن دو کا طواف کرے میں
اسی پر تفسیر سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اُس وقت حضرت ابراہیم کے زمانہ کے حالات
بلکہ اُس زمانہ کی وحشی قوموں کی عبادت پر خیال کریں تو کچھ رسمیں اور کچھ پایا نہیں
جاتا کہ وہ لوگ آپس میں حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کودتے اور اچھلتے تھے
اور وہ سارا حلقہ کا حلقہ اسی طرح چکر کھاتا جاتا تھا اور اسی جوش و خروش میں گرتے ہو جاتے تھے اور
شکرتے تھے اور اُن کی تعریف کے گیت گاتے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے
وہی نماز کا نشان اسلام میں طریقہ ابراہیمی پر موجود ہے جس کا نام مذہب اسلام
میں طواف کعبہ قرار پایا ہے اور ابن عباس سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ ان النبی
صلعم قال الطواف حول البیت مثل الصلوۃ ترجمہ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ
کعبہ کے گرد طواف کرنا اکثر مثل نماز کے ہے پھر فرماتے ہیں اُسی قسم کی پرستش

اب بھی بعض بعض وحشی قوموں میں پائی جاتی ہے حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک پتھر کھڑا
کر لیتے تھے اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اُسی کے گرد ہوتی تھی اِسی لئے حضرت ابراہیم
کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا نہ تھا بجز اُس پتھر کے جسکو وہ قائم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں
پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں "بس لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا بنی اسمٰعیل میں
اس طرح شروع ہوا کہ جب اُن میں سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں میں سے ایک پتھر اٹھا
لیتا تھا۔ اور مکہ اور کعبہ کے شوق میں جہاں اُترتے تو اُس پتھر کو رکھ لیتے اور اُسکے گرد مثل
کعبہ کے طواف کرتے" (دیکھو تفسیر احمدی سورہ بقر جلد ا صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷ مطبوعہ علیگڈھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں رمی جمار (یعنی سنگریزے پھینکنا) کی کوئی ٹھیک
وجہ معلوم نہیں ہوتی تمام ارکان حج اسلام میں بھی بحال رکھے ہیں جو زمانہ جاہلیت
میں تھے اسلام میں بھی مثل دیگر ارکان کے عملدرآمد ہے"

پھر فرماتے ہیں "جو کچھ زیارت تھی وہ یہی تھی کہ لوگ جمع ہو کر اُس زمانہ کے مشابہ طریقہ پر
خدا کی عبادت کرتے تھے سر پر تہ بند باندھا ہوا۔ ننگے بدن ننگے پاؤں۔ دیوار کے گرد جو خدا کے
گھر کے نام سے بنائی گئی تھی اُچھلتے اور کودتے اور حلقہ باندھ کر گرد پھرتے تھے۔ جس کا نام
پیچھے طواف رکھا ہے" (دیکھو تفسیر احمدی جلد ا سورہ بقر صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹)

باب سوم
وید اور آریوں کی علمیت

غلام احمد "۱۔ اس زمانہ میں ایک شخص [illegible] تھوڑا سا جغرافیہ پڑھ کر معلوم کر سکتا ہے کہ
خدا تعالیٰ کی زمین کیسی گول اور نیز مسطح ہے اور کیونکر رنگا رنگ کی مخلوقات پر وہ زمین [illegible]
ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے کسی اُمکو عقل میں [illegible] آریوں کی نسبت
[illegible] مادہ پرستی [illegible] ہیں"

تردید یہ جس جغرافیہ سے آجکل بچہ بچہ واقف ہے سکول کے مڈل جماعت اور جس علم طبعی سے
آجکل کے نو آموز لڑکے واقف ہیں عالم بالا کے حالات اور پیدائش عالم کے کیفیات سے
لبریز ہو جاتے ہیں قرآن اُس سے بالکل بے بہرہ ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو محض نادان ہے قرآن
زمین کو مستوی اور بساط کے مثال چپٹی اور پہاڑوں کو مانند میخوں کے بتاتا ہے۔ یعنی قطع
اسفل علمیت خلاصہ کے خدا تعالیٰ مصنف قرآن کو بھی سمجھا ہے۔ حالانکہ جغرافیہ دان جانتے ہیں
کہ زمین گول بلکہ نارنگی کے ڈول ہے وہ کھڑی نہیں بلکہ رواں ہے۔ پہاڑ میخیں نہیں بلکہ زمین
سے ہی ابھرے ہوئے ہیں بس راسخ صاحب اس جغرافیہ سے قرآن بالکل حیران ہے قرآن **شہاب
ثاقب** رعد و برق کی ماہیت سے بدرجہ غایت دور ہے اور علم منطق یا ہندسہ کے سمجھنے کا اُس
میں وہ ہی نہیں بلکہ بالکل معدوم ہے مگر آریوں کی علمیت فضیلت و کمالیت و فلاسفی کا
لوہا ایک دنیا نے مانا ہے۔ اور ایسا موقع اعلیٰ بلکہ [illegible] مفصل حال جسکا آگے مذکور ہے
اور غیر مذاہب کے فضلا کی رسائی اُنکا [illegible]

جب آریوں نے وید و کتب دھرم چھوڑ کر [illegible] پرستی اختیار کی تب [illegible] فضیلت کو
بھی ترک کیا عقل کل کو چھوڑا اُنہا عقل نے بھی اُنسے منہ موڑا [illegible] سے دور ہو گئے جہالت
میں چور ہو گئے مگر اب بھی کوئی اسلامی اُن سے عقل و دانش میں مادہ نہیں پاتا۔ جہالت
اور بری باتوں پر ہر وقت آمادہ ہیں جو او چھلی جون کی تاثیر ہے اور [illegible] اصلی جاگیر۔

غلام احمد "کیا اتنے بڑے جہان کا مالک ایک خفیف اور بخیل آدمی کی طرح ہمیشہ کیلئے
ایک خاص ملک کی [illegible] الہامی محدود رکھ سکتا ہے [illegible] وہ الہام جس پر اس قدر ناز ہے
نعوذ باللہ عجیب قسم کا الہام ہے کہ اول سے آخر تک بجز مخلوق پرستی کے بات نہیں کرتا
پنڈت دیانند نے تاویلات میں بہت کوشش کی مگر کوئی ٹھیک [illegible] ظاہر کرتے ہیں"

کہاں تک گنیں بارے آخر کچھ بھی ہو سکا وید کی تعلیم مخلوق پرستی کی ایک آدھ مقام میں تو نہیں کہ چھپ سکے وہ سارا انہیں خیالات سے بھرا ہوا ہے۔

تردید پیراتمام گمان کا کامل و غیر متغیر و لاتبدیل ہوتا۔ تو ہم تمام عبارت تکذیب براہین احمدیہ میں ثابت کر آئے ہیں (دیکھو صفحہ ۹۰ سے ۱۱۲ تک)

اب و لاف کا جواب سنئے سوامی جی نے ایک بہر ہوتا ویل نہیں کی۔ اور انکی ذات منبع الصفات والحسنات سے ممکن تھا۔ کیونکہ انہوں نے تمام ترجمہ میں وید مقدس کی نرالی تفسیروں بستم وگوستم۔ آئیری سام و دیاں رچھوں اور گھنٹو۔ ر دکت نشاتوں۔ اور اشت ادھیائے و مہابھاش گرامروں کے مطابق حاشیا فضلا و علما کی شہادتیں درج کی ہیں حوالے دیئے ہیں بلکہ کوئی ایسا منتر کم ہوگا جسکے ترجمہ میں حوالہ نہ دیا ہو۔ ہاں ہم طلاں خطرہ انسان کی طرح انکا کوئی بھی عوض نہیں تھا جاہل اور کی بلاف جھلا لوگ گمان کرتے ہیں کہ سوامی جی نے وید بھاشیہ میں تاویلیں کی ہیں۔

اول مورتی پوجا اور اوتار۔ دوم مخلوق پرستی و آفتاب پرستی سوم اگنی پرستی۔ چہارم ویدوں میں تمام علوم کے اصول کا ہونا۔ جونکہ خود وید مقدس سے نیز سری سوامی جی مہاراج بھی ثبوت دیتے ہیں ہم غیر مذہب کے علما کی شہادت کرتے ہیں او الٹی بھی اعتراض کا دندان شکن جواب دینا ایسا فرض سمجھتے ہیں تا کہ جہلا اور ناواقف لوگوں کی زبان آئندہ کے واسطے قفل سکوت لگے جس سے وہ نہ خود گمراہ ہوں اور نہ لیسے سے کم عقلوں کو گمراہ کرنیکی کوشش کریں۔

نمبر ۱۔ مورتی پوجا و اوتار نمبر ۱۔ سری پنڈت تارا چند (شاستری) اپنی کتاب **استری دھرم سنگرہ** میں فرماتے ہیں عرصہ دراز سے اس ملک کی رسومات بدل گئیں اور انکے بدلنے کا سبب یہ ہے کہ خود غرض پنڈتوں نے بہت سے راجاؤں کے عجیب غریب حالات اور طبیعت خوش کرنیوالی کہانیوں کو اور مختلف طور کی مورتیوں کا ذکر اذکار اور صدہا اقسام کے وید کے خلاف ہدایتوں کو گھڑ کر انکو تحریر میں لا۔ ان گرنتھوں کا نام **پران و اتہاس** رکھا جس سے ان کتب کا اس ملک میں اچھی طرح رواج ہو گیا۔ تو دھرم شاستر کا رواج نہایت کم ہو گیا۔ جس سے اس ملک کے مرد اور عورتیں نہیں تو وید اور شاستر کا علم نہیں رہا اور اسکے نہ ہونے سے ہم لوگ جہالت کو اور جہالت سے مفلسی کو پہنچ گئے (دیکھو رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۵ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۶ء جلد اول نمبر ۵)

نمبر ۲۔ پادری منسٹر صاحب بت کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ وید میں پرمیشر کی تعریف اس طرح کی گئی ہے اور وہ بن ہاتھ پاؤں کے پکڑتا چلتا اور بن آنکھ کے دیکھتا اور بن کان کے سنتا اور وہ سب کچھ جانتا پر اُسے کوئی نہیں جانتا (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ ۱۸۸۱ء امریکن مشن پریس لودہانہ)

نمبر ۳۔ پھر وہی پادری صاحب فرماتے ہیں رگوید کے حق میں یوں کہا ہے کہ تو مطلق اندر واحد اور سب سے اوّل اور سب داناں اور تمام کردہ۔ تو بیموت۔ ندہ اور بن کال۔ رہن اور سہارا ہے (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۴۔ آریہ لوگ۔ خداوند سے آگاہ تھے اور انکے درمیان اُسکے سبب نام تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۷۳)

نمبر ۵۔ ایک محقق ال لائٹ صاحب بہادر جیسے نگر علاقہ دکن سے تحریر فرماتے ہیں۔ بعنوان بت پرستی اور وید۔ ایڈیٹر صاحب اخبار سٹیٹسمین کلکتہ میرے ایک دوست نے آج صبح مجھ سے اس پانچ ہزار روپیہ کے انعام کا (جو آپکے اخبار میں درج تھا) جو آریہ سماج کلکتہ نے اس شخص کے لئے جو خاطر خواہ یہ ثابت کرسکے کہ بت پرستی وید سے نکلی ہے مقرر کیا ہے۔ ذکر کیا۔ میرے تھوڑا تحقیقات کرنا پڑتا ہے جو نتیجہ طور پر یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔ کہ خواہ بت پرستی ہندو میں کیسی ہی رواج سے پھیلی ہو مگر وید اسکا نتیجہ نہیں لیکن کیا تعجب نہیں ہے کہ اس کی تعریف کیا ہے۔ کہ بت پرستی کیا ہے؟ کیا یہ اس غیر محسوس ناقابل فہم وجود ذات از فہم برتر

یا کم از کم ذہن اور گمان نے خدا اور اسکی صفات کا صرف اس غرض سے مجسم بنا لیا ہے کہ وہ جا کر بتوں کے ذہن کے سامنے اس بت جیسا اندرونی کی تصویر رکھی جاوے جس کو اس نے سمجھا یا جانا ہے۔ یا یہ کہ لا خیال صداقت یا سے مطلق کے صرف مادی شکل کی پرستش کرتا ہے میرے خیال کے بموجب اول کا نام بت پرستی نہیں ہے اور دوسرے کا نام بت پرستی ہے دونوں صورتوں میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وید میں صرف پرماتما کی صفات مطلق کا ذکر ہے اور ان صداقتہائے مطلق کی ہندوؤں کے پروہتوں نے مجسم شکلیں بنائی ہیں سمجھدار ہندو جانتا ہے کہ ان شکلوں کے کیا معنے ہیں اور پہلے تعریف کے بموجب پرستش کرتا ہے۔ جاہل ہندو شکلوں کو لیتا ہے اور انہی کی پرستش کرتا ہے اور اسطرح بت پرستی میں پڑ جاتا ہے۔" (دیکھو اخبار مذکور ہفتہ وار مورخہ ۲۱۔ اپریل ۱۸۸۶ء نمبر ۱۶ جلد ۴ کالم ۶)

نمبر ۶۔ پروفیسر میکس مولر صاحب ایک لیکچر فلاسفر کی چٹھی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۳ء نقل ہے۔ یہ چٹھی از مقدمہ تا ہنگ لکھی گئی تھی۔ کہ بت وید ہمارے پاس آئے ہیں۔ ہم نے انہیں بے ریا الفاظی میں۔ جو کہ انکی سچائی و ایمان کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور جس سے بت پرستی بیت و بابو دھوئی چلتے جبکہ انکو بہادر آستھدو کے سامنے پیش کرتے ہیں اسکے دل پر بہت اثر کرتی ہیں۔ خدا کی وحدانیت صفات اور سورگ نرگ کی کیفیت جیسی کہ چاہئے وید میں موجود ہے۔ (سائنس آف دی لانگویج صفحہ ۱۷۶)

نمبر ۷۔ مخلوق پرستی و آفتاب پرستی نمبر ۷۔ پادری رجب علی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندو لوگ انکے معترضوں کے نزدیک کہ جن کو لفظی اور ظاہری بحث کی غرض ہے اور جنکو معنوی اور باطنی امور میں مس تک نہیں ملزم ہی کیوں نہ ہوں مگر غور پسند اور منصف شخص جو سورج پرستی کی فلاسفی سے ماہر ہوگا کبھی انکو (جو ہر قوم کے بلحاظ مذہب آبائی جگادھ بنے ہوئے ہیں) ملزم نہ گردانیگا۔ اگر بھی اس جرم سے مجرم نہیں ٹہر سکتا۔ کیونکہ ہندوؤں کے اصل الاصول میں جو وید ہیں انکا ہرگز منشا نہیں۔ [illegible] بے سرو پا تفسیریں معترض اگر انصاف فرمائیں تو ہندوؤں کو اس الزام سے ملزم گردان سکتے ہیں۔ اور نہ اگر کو۔ بلکہ صاف طور پر اسکی فلاسفی سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ دنیا میں جسقدر چیزیں معلوم ہوتی ہیں انمیں سے سب سے زیادہ پرمیشور کا مظہر سورج ہے۔ قدامت بلکہ صفات کی علم حیالوجی سے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۶۹) [illegible] ریگ وید کا طور ویدک مطابق تھا ہندوؤں کے مذہب کی بنیاد ہے لیکن حال کی بت پرستی ان ہی سے نکلی ہے (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۳ سطر ۱۰ ۱۸۵۴ء)

نمبر ۸۔ [illegible] فرماتے ہیں [illegible] (دیکھو ترجمہ منو سمرتی انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۸ مطبوعہ کلکتہ)

نمبر ۹۔ پھر وہی صاحب کہتے ہیں جو فارسی ترجمہ منو کا ہوا ہے وہ نہایت خراب ہے اور اس مترجم نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ وہ منو کے مطلب کو بالکل نہیں سمجھا ہے اور اسی واسطے منو کے شاستر کے بالکل خلاف ہے (دیکھو منو سمرتی کا ترجمہ انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۸)

نمبر ۱۰۔ ایک یورپین مورخ فرماتے ہیں کہ وید میں کرشن اور رام کی پرستش کا ذکر نہیں ہے اور انکے قصوں کا ذکر نہیں کیا ہے اور اس کرشن اور رام اور دوسرے اوتاروں کا کچھ نام بھی نہیں معلوم ہوتا ہے (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ)

نمبر ۱۱۔ پھر وہی مورخ ویدوں کی ہدایت پر اب لوگ عمل نہیں کرتے ہیں انکے عوض عرض اور اندر نامیں [illegible] سے اب ہیں جو مقرر کئے گئے ہیں (تاریخ ہند مطبوعہ

کلکتہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۳۱)

نمبر ۱۲ - راجہ رام موہن رائے بانی برہم سماج وید کے اس فقرہ کا جس کو عوام لوگوں نے سورج پرستی کی بنا سمجھا ہے لفظی ترجمہ یوں کرتے ہیں - ہم اس عظیم طاقت اور ساونتا آفتاب کی روح اعلیٰ کا دھیان کرتے ہیں جو ہماری عقل اور فہم کی ہدایت کرتا ہے (دیکھو ڈکشنری انگریزی ترجمہ صفحہ ۱۹۳)

مشہور و معروف پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ سورج پرستی کی اصلیت یہ ہے کہ آفتاب الٰہی کی اعلیٰ تجلی کا دھیان کرنا جس سے پرستار کی عقل اور فہم روشنی پاتا ہے (جلد اول صفحہ ۱۸۴ کتاب صاحب موصوف) کیونکہ اس نسخہ مہاوی ۲۳ واک ۱۵ میں وہ کلی ماس سے انکار لکھا ہے -

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति ।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्र
वीम्योमित्येतत् । क० अ० १ व० २ वा० १५ ॥

ترجمہ چاروں وید پرماتما کا گیان ظاہر کرتے ہیں اور کئی طرح کے سادھن اسکی پراپتی کو بتلاتے ہیں برہم چریہ بھی اسکی معرفت کے لئے ہے پس برہم کا جاننا اور سمت کرنا انسان کے واسطے ضروری ہے کیونکہ وہی پرم پد ہے -

نمبر ۱۳ - سمرتی پوران متفرق فرقے ہیں پرانکے منسوخی سمرتوں اور منتروں کے رواج پانے سے قدیمی (وید) مذہب بے رواج ہو گیا (تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲ سنہ ۱۸۵۳ء)

نمبر ۱۴ - باوجودیکہ ہندوستانی وید پر یقین لانیکو فخر جانتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص وید کی قدیمی باتوں پر عمل کرے تو اس کو فرنگے لگیں (تاریخ ہند صفحہ ۲ کلکتہ)

نمبر ۱۵ - بید بالکسر اول و سکون دال بزبان ہندی (سنسکرت) نام کتابی ہست مشتمل بر احکام دین ہنود و باعتقاد ایشان کتاب آسمانی ہست و عجیب ہوش و شعور بنظر آمدہ ہست (صفحہ ۱۴۸ برہان قاطع مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۴ء)

ویدانت شاستر ویاس ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۳

शास्त्रयोनित्वात् ॥
वे० अ० १ पा० १ सू० ३ ॥ महतः ऋग्वेदादेः शास्त्रस्या
नेकविद्यास्थानोपबृंहितस्य प्रदीपवत् सर्वार्थ
वद्योतिनः सर्वज्ञकल्पस्य योनिः कारणं ब्रह्म न
हीदृशस्य शास्त्रस्य ऋग्वेदादिलक्षणस्य सर्व
ज्ञगुणान्वितस्य सर्वज्ञादन्यतः संभवोऽस्ति ॥

ترجمہ - جو ایک ودیا کے مخزن اور دیپک کی مانند سب ارتھوں کی پرکاش کرنیوالی سرو گیہ ایشور کے گیان رنگ بحر شاستر - انکی رگوید ادی کا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے کثیر شاستر جنکو سب علموں کا معدن سرو گیہ ایشور کے اور کسی سے ہونا ممکن نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ وید ست گیان کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں -

کٹھ اپنشد ادھیائے ۲ واک ۱۰۳

ऊर्ध्वमूलोऽवाक्शाख
एषोऽश्वत्थः सनातनः तदेव शुक्रं
तद्ब्रह्म तदेवामृतमुच्यते ॥ क० ।

ترجمہ - وہ بناوی درختوں سے جس کی بیخ اوپر اور جڑیں نیچے ہیں ناس بھی اعلیٰ قسم کی ہیں سدا ایک سا ایسا اکشید نام ساتن (قدیم) درخت ہے اسی کے جوہر سے برہم اور اس کا پھل امرت (نجات) دینے والا ہے یا اسی سے نجات ملتی ہے -

اسی درخت علم کی طرف مولوی جلال الدین نے مثنوی رومی میں اشارہ کیا ہے -

گفت دانائی برای داستان | کہ درختی ہست در ہندوستان | ہر کسی کز میوۂ او خورد و برد
نے شود او پیر نے ہرگز نمرد | پادشاہی این شنید از صادقی | بر درخت و میوہ اش شد عاشقی
قاصدی دانا ز دیوان ادب | سوی ہندوستان روان کرد از طلب | سالہا میگشت آن قاصد ازو
گرد ہندوستان برای جستجو | شہر شہر از بہر این مطلوب گشت | نے جزیرہ ماند نے کوہ و نے دشت
ہر کرا پرسید کردش ریشخند | کاین کہ جوید جز مگر مجنون بند | قاصد بہ رستہ دید حسن کرد
بس سیاحت کرد آن شخص سالہا | میوہ نادادش شہنشہ مالہا | چون بسے دید اندران غربت تعب
عاجز آمد آخر الامر از طلب | رشتۂ امید او بگسستہ شد | جستہ او عاقبت ناجستہ شد
کرد عزم بازگشتن پیش شاہ | اشک میبارید و می برید راہ | بود شیخی عالمی قطبی کریم
اندر آن منزل کہ آمد شد ندیم | رفت پیش شیخ با چشم پر آب | اشک میبارید مانند سحاب
گفت شیخا وقت رحم و رأفت است | ناامیدم وقت لطف این ساعت است | گفت واگو کز چہ نومیدستی
چیست مطلوب تو رو با چیستت | گفت شاہنشاہ کردم اختیار | از برای جستن یک شاخسار
کہ درختی ہست در ہندوستان | میوۂ او مایۂ آب حیات | سالہا جستم ندیدم زو نشان
جز کہ طنز و تسخر این سرخوشان | شیخ خندید و بگفتش ای سلیم | این درخت علم باشد در علیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط | آب حیوانی ز دریای محیط | تو بصورت رفتہ ای بیخبر
زان ز شاخ معنئی بی بار و بر | تو بصورت رفتہ گم گشتہ | زان نمی یابی کہ معنی ہشتہ
گہ درختش نام شد گہ آفتاب | گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب | آن یکی کش صد ہزار آثار خاست
کمترین آن اثرہا عمر بقاست | گرچہ فرد است او اثر دارد ہزار | آن یکی را نام باشد بیشمار

(دیکھو مثنوی رومی صفحہ ۱۸۱ دفتر دوم مطبوعہ نول کشور)

نمبر (طب) نمبر ۱۷ - مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں علم طب کے نہایت قدیم مصنف جن کی تصنیف ابتک موجود ہیں چرک اور سشرت ہیں - ان کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا اور ظن غالب ہے کہ عربوں نے انکا ترجمہ ہوتے ہی تحصیل علوم کی طرف متوجہ ہوئے عربی زبان کے مصنف علانیہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے ہندوستان کے طبیبوں سے بیشک فائدہ اٹھایا ہے اور ہندو طبیبوں کو مرتبے میں یونانی طبیبوں کے برابر سمجھتے ہیں ہندوؤں کا علم ادویات نہایت وسیع معلوم ہوتا ہے۔ ابتدا میں اہل یورپ نے اس علم کی تعلیم ان ہی سے پائی - اور زمانہ حال میں بھی مرگی بیماری میں حقہ میں دھتورا پلانا - اور چیچک کی ٹیکی سے کبڑوں کا علاج انہی سے سیکھا ہے (رسالہ مجموعۃ العلوم علیگڈھ نمبر ۱۱)

نمبر ۱۸ - بغداد کے مشہور خلیفہ مامون نے یہاں سے طبیب بلوائے تھے جیسا ہی کی دوا کھاتا تھا (ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۴ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء)

نمبر ۱۹ - مصر و یونان والے جن کو سارے فرنگستان کو آدمی بنایا اپنے بڑے بڑے حکیموں کے حال میں یہی لکھتے ہیں کہ وے آریہ ورت سے تحصیل علم کر آئے تھے (دیکھو پوکاک صفحہ ۳۶ سنہ ۱۸۵۲ء)

فیروز شاہ بادشاہ نے نگرکوٹ پر قبضہ کرنے کے بعد اعزالدین خالد خانی سے سنسکرت کی حکمت کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا (رسا مئس آف دی لنگویج صفحہ ۱۶۴)

نمبر ۲ سرجری نمبر ۲۰ - برہمن علم طب کو آیوروید کہتے تھے - قدیم زمانہ کے برہمنوں کی لاشوں کو چیرنے پھاڑنے میں پرہیز نہ تھا اگرچہ وہ طالبعلموں کو پہلے جانوروں کے موم کے ترچربے ہوئے بت تختے اور پودوں کے ہو پیر بھی فن جراحی سکھایا کرتے تھے برہمنوں نے علم طب میں یونانیوں سے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ ان کو بہت کچھ سکھلایا اور سنسکرت سے جو کتابیں عرب میں ترجمہ ہوئیں انہیں پر عربستان کے علم کی ساکھ رہی - اور سترھویں صدی تک یورپ کے اطبا عرب والوں کے اصول پر چلتے تھے اور اہل یورپ کی طب کی کتابیں جو عہد اینجز (وسطی زمانہ) آٹھویں صدی سے پندرھویں صدی تک تصنیف ہوئیں انہیں ہندی طبیب چرک نامی کے اقوال کا جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے

مشتہر ہو گئے جا سکا حوالہ دیا ہے۔ (ڈبلیو ٹائلر صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۵۲۶ و ۵۲۷)

نمبر ۲۱۔ پیکین صاحب ایک جگہ بیان کرتے ہیں کہ ہمکا رقوم ساخت کے کاٹنے کا سلوتر آیا جانتا ہے اور ہندو تشریح میں اسقدر مشاق تھے کہ اسکو مرتب کر کے اس میں وہ علم بیت ستھار کیا کہ وہ اشخاص جنکو ساخت کا علم ہو اور اسکے خصوصیات اوپر سے اسکو حکم دیا کرتے تھے (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن مصنفہ مسٹر وائز صاحب کا صفحہ ۹)

نمبر ۲۲۔ ولسن صاحب فرماتے ہیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ سلیب ساسٹر یعنے حیر پھاڑ میں بھی اہل ہند نے اس قدر ترقی کی ہے کہ گئے تھے اس امر میں ممکن ہے کہ یورپ کے لئے والے سرجن لوگ اپنے فن کی ہندوستانیوں سے کچھ سیکھ سکتے ہیں اور انہوں نے یورپ والوں نے ارینو پلاسٹی کا کام سیکھ بھی لیا ہے۔

پھر وید کے متعلق کپیچ وسسوڈ کھتا ہے خصوصاً ہندوستان کے بیان کرتا ہے۔ عاذی بھرت دیتا ہوں کا اور لوگوں کا اور بڑے ہی ستون کا۔ اور اپنی ستھو کتار سائمس یعنے کمیسٹری والا سینوگ (ملاپ) اور جدائی (وبھاگ) کا تو اُجرت یقین غالب ہے کہ بہت مفید وسعت کو زیادہ اسرگ کرتا ہے بعضے تھوڑے غور سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ مٹریا میڈیکا کی شاخ بھی سائنٹیفک ہے یورپ میں سنہ سے بڑی حالت ہوتی تھی۔ اور اس کو خریدار رکھتے کی ودیا کی کمزوری کچھ یورپ ہو جاتی ہے گھوڑے اور ہاتھیوں کی مرض وغیرہ میں بھی وہاں ایک نہایت زیادہ ستودہ بیٹے تیار ہو رہے ہے۔ غالباً پچھلے کئی برسوں سے وید کتاب سر نے بڑی ترقی پائی (دیکھو ولسن صاحب کی کتاب صفحہ ۲۸۰ حصہ سوم)

نمبر ۲۳۔ ہندو وید کے سار کا یہ ہیاں غرض لوگو نہ سنہ ہجری کی پہلی صدی میں ایک نہایت فضیلت کے ساتھ تھا اور بغداد کے خلیفوں نے اس فن کے میعار گرنتھوں کا ترجمہ عربی میں کروایا اور سنسکرت کے عربی انکا وید کتاب سر یورپ والوں کے واسطے نہایت مستند اور لائق عمل رہ آمد تھا جو صاف ظاہر ہوتا ہے جیسا گرہ گپتی دو دیاگنت کی وسا میں یورپ والوں نے عربوں کو بڑا لائق خصوصاً مانا ہے اور شیخ الشیخ ابی سینا (ابن سینا) رازیح (الرازی) اور سرا مین (ابن سرابی) کی ٹُن میں ترجمہ شدہ کتبکو میں برابر چرک کا نام لکھا ہوا ہے بیار دیکھو راس کو ہندو وید کی قدامت مطبوعہ ۱۸۳۳ء)

نمبر ۲۴۔ تربیل الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی فرماتے ہیں فن جراحی میں جو ہندوؤں کو دستگاہ تھی وہ بھی اُسی قدر حیرت انگیز ہے جیقدر علم کیمیا حالانکہ اس حالت میں وہ علم تشریح (موجودہ) سے بالکل نا واقف تھے۔ چنانچہ پتھری نکالنی۔ آنکھ سے ٹیکانی۔ رحم سے بچہ نکالنے یہ سب انکے فن شائع تھا۔ سوا سے زیادہ آلات فن جراحی کے انکے بیان مستعمل تھے چیچک میں ٹیکا لگانا انکے یہاں مدت سے چلا آتا تھا (تاریخ ہندوستان مصنفہ صاحب موصوف)

نمبر ۲۵۔ قیاس یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ علم ان میں اسقدر پایا جاوے سوگرا ور گندھک اور تیزاب سازی کا نمک اور تیزاب سا نا نہ ملتے اور لوہے اور سیسے اور ٹین کا کُشتہ کرنا اور تانبے جست کا کُشتہ دو طرح یعنے ہتھیار بیک کرنا اور تانبے لوہے یا پارہ یا سرمہ یا سکھیا کے ساتھ گندھک ملا کر ایک کُشتہ بنانی۔ اور تانبے اور لوہے اور جست کا گندھک کے ساتھ تیزاب سا کھار بنانا اور کاربن کی تیزاب سے پیسے کا کھار بنانا بالکل نہیں تو بعضی صور تو نمیں ان مواد کے تیار کرنے کے طریقے ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہیں معد بنات کو بطور دوا کے کھلانا سب سے پہلے ان ہی کے یہاں سے نکلا ہے شنجرف کا ہیاں اس سے بہت جلد ہو جاتا ہے اور صحت ہو جاتی ہے۔ اور یادی کے تپ میں یہ تجربہ اب مدت سے انگریزوں نے سیکھا ہے (تاریخ ہندوستان الفنسٹن صاحب)

نمبر ۲۶۔ قدیم ہندی طبابت اور ہندی حکما کا دونوں انگریزی اور یونانی طبابت کو بھی انسے مشکور ہونا چاہیے گو یہ تینوں قسم کی طبابتیں قبلہ امراض کے اصول میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں تاہم ایک دوسرے کی امداد میں بڑی قوی معاون رہی ہیں اہل ہند نے نباتات اور جمادات کی ان عجیب تاثیروں کو دریافت کیا ہے جن میں نہایت سعی اور کم تشخیص کی ہے جنکی کہ طبابت یونانی اور انگریزی کو اسقدر ضرورت ہے اور کمال ممنونی کا باعث ہے۔

مگر انکے ان احسانوں کو جو اس فارسی لباس میں بعض تقلید میں یونانی طبابت پر کئے ہیں ہمکو فراموش کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ ایسے عجیب نسخے سخت امراض کے دفعیہ کے اسمیں یونانی طبابت کی دھرمیں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی اور یونانی دونوں بالاتفاق انکے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ ہندی طبابت کی اگر موجودہ کتب بھی ترجمہ ہو جائیں اور اردو میں صاف صاف علیحدہ علیحدہ کی جائیں تو غالباً اب بھی نہایت فائدہ بخش ہو سکتی ہیں اور کئی ایسی صداقتوں کا ماخذ پائی جائیگی جو شاید اس جدید طبابت سے بہ طمکس ہوں دیکھو سجات لویو جلد ۱۰ نمبر ۱ جنوری ۱۸۸۸ء صفحہ ۷)

اہلِ یونان اور قدیم اہل ہند تو (بھلا) علم طب کی ایجاد میں انکے اُستاد تسلیم کئے گئے ہیں (دیکھو سجات ریویو جلد ۱۰ نمبر ۲ فروری ۱۸۸۸ء صفحہ ۱۹۵)

نمبر ۲۷۔ حفظانِ صحت نمبر ۲۷۔ ڈاکٹر فرنچ صاحب بہادر ڈپٹی سرجن جنرل کمشنر حفظانِ صحت مدراس اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں ہمکو یاد رہے جس اہل ہند کو تمام دنیا کی نسبت زیادہ توجہ کرنی چاہئے کیونکہ جیسے وہ معاملات میں وہ غالب رکھتے تھے۔ ویسی ہی پانی کی صفائی اور حفاظت کے بارہ میں بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے ۱۸۷۹ء میں میں نے کونوکیشن یعنے عالموں کے مجمع میں لکچر دئے تو بیان کیا تھا کہ وہ لوگ قدیمی حکما تھے جس زمانہ میں اہل انگلستان سخت وحشی تھے اور برہنہ رہا کرتے تھے اور ان میں مانہ حال کا کوئی عمدہ ہنر پایا جاتا تھا۔ اسوقت اسکے معدن طبابت اور تشخیص میں لاثانی تھے۔ اسی زمانہ میں انہوں نے پانی کی صفائی اور اسکے استعمال کے متعلق قواعد جاری کئے تھے۔ میعار قوانین و قواعد انکے بزرگ شرع دانوں نے مرتب تجویز کئے تھے اُن میں سے چند اس میں بیان کرتا ہوں۔

اول منجملہ دیگر یہ ہے کہ مسواک کرکے تھوک پانی میں مت پھینکو پانی میں پیشاب پاخانہ مت کرو پانی میں جو دھمت کو الو پیال بناخن۔ استخوان یا کستر اور غلیظ کپڑے پانی میں مت دھوؤ کیونکہ ایسا کرنا ایک بہانیت کو ترا استعمال کرنا ہے اور دیتے والی کی بیعزتی کرنا۔

دوم سمرتیوں میں جو قواعد تازہ پانی کے استعمال کے متعلق مقرر کئے ہیں مندرجہ ذیل کو عام لوگ بطور اسناد ملتے ہیں۔

اگنی جی اور پشن جی در کہنیراق اس قسم کا پانی پینے کی ممانعت کرتے ہیں۔ نمبر اول پانی جو کسی اجنبی نے گرم رکھا ہو دوم بھاپ نکلتا ہوا پانی سوم کھاری یا غلیظ پانی چہارم پانی جس میں بدبو آتی ہو پنجم۔ پانی جس پر بلبلے نکلے ہوئے ہوں ششم بہت گرم پانی ہفتم گدلا پانی ہشتم کھاری پانی۔

شاستر رکھتے ہیں اُس تالاب میں جسکو مندرجہ ذیل اشخاص چھوتے یا نہانے سے خراب کیا ہو غسل کرنا منع کرتے ہیں اول ان لوگوں نے جنکو آنکھوں کی بیماری ہو دوم سر پر یا کان پر کھجلی ہو سوم جنکو مرگی ہو چہارم سر پر پھوڑے ہوں پنجم جس کی غلاظت ناک سے جاری ہو ششم جنکو دمہ کی بیماری ہو ہفتم جنکو بیچک اتہال ہیضہ مالوئی اور سرایح الاثر عارضہ ہو۔

سوم مہابھارت میں دو جگہ میں خواتیوں کی بڑی تاکید ہے پنڈت تیجی نے آنکو یہ کھکر ڈرایا دی ہے گویا وہ کسی گناہ کے مصور دار بنے (۱) اُس آدمی کا گناہ جو چلتے ہوئے پانی کو خراب کرنے کی غرض سے اس میں ہر قسم کا فضلہ لے اس بدبخت پر ہے جو کہ پنڈت جی سے بن باس کے بارہ میں بھی مرضی ظاہر کی ہو (۲) یہ صاف ظاہر ہے کہ پانی کو خراب کرنیکا گناہ راجہ بھرت جی کے نزدیک نہایت ہی سخت تھا جو اس کا مرتکب ہوتا وہ صرف جہنم ہی کے لائق رہ جاتا تھا اور آسمین شیوں یعنے اگنی ورہ گمیش جی نے مندرجہ ذیل اقسام کا پانی بھی استعمال

کو منع کیا ہے۔ (۱) وہ جو بعد دھونے ہاتھ اور پاؤں یا اعضا نہانے کے باقی بچے۔ (۲) جو پانی کسی شخص کے پینے کے بعد بچے (۳) ایسی جگہ کا پانی جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں (۴) ایسی جگہ کا پانی جہاں چنڈال قصائی و دیگر غیر اقوام کے لوگ غسل کرتے ہوں۔ (۵) جہاں عورتیں بعد حیض یا جننے کے ماہواری آلودہ لوگ غسل کرتے ہیں۔

مہا رشی منوجی نے منو دھرم شاستر کے چوتھے ادھیا میں لکھا ہے کہ پیشاب، تھوک، کپڑا یا کوئی اور چیز غلاظت آلودہ۔ خون یا کسی قسم کا زہر پانی میں کبھی مت ڈالو (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کا لکچر انگریزی مورخہ پنجم اپریل ۱۸۸۳ء)

نمبر ۴۔ موسیقی نمبر ۲۸۔ سر ولیم جونس صاحب اور ریڈرس صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ لوگوں کے یہاں علم راگ یا موسیقی نہایت مرتب اور شائستگی سے بھرا ہوا ہے۔ انکے یہاں چوراسی راگنیاں ہیں جن میں سے چھتیس راگنیاں عموماً مستعمل ہیں اور ہر ایک کی بابت مستعد ہیں اور طبیعت کے خاص خاص نوع بنوع بر انگیختہ کرنے میں ہر ایک جداگانہ تاثیر رکھتی ہیں (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۲۹۔ یورپ میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم موسیقی کی کان فی الواقع ہندوستان آریہ ورت ہی ہے۔ (دیکھو اخبار نور افشاں صفحہ ۶ کالم ۳ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۵ء)

نمبر ۳۰۔ ایران کے نامی بادشاہ بہرام نے یہاں سے گانے والے بلوائے تھے علم موسیقی اب تک بھی آریہ ورت کی مانند دوسری جگہ نہیں ہے (رہنما ملک کا مقولہ صفحہ ۴۶ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۳۱۔ برہمن اپنا ایجاد کیا ہوا علم موسیقی رکھتے تھے سات سُر جو انہوں نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے کم از کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے۔ فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارہویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آگیا (تاریخ ہند منہر صاحب صفحہ ۸۷)

نمبر ۵۔ انجینیری۔ نمبر ۳۲۔ مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ فن عمارت میں جو آریوں کی قدیم کتابیں ہیں ان کو انصاف کی نظر سے دیکھ کر ایک دانشمند ہندوستانی نے جو مضمون لکھا ہے اس میں انکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کے اصول کو آریہ لوگ بخوبی سمجھتے تھے اور بہت سے قاعدے انہوں نے ایجاد بھی کئے تھے (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۳۳۔ آریہ لوگ عمارت کے کام سے بخوبی واقف تھے جہاز بنانا جانتے تھے سینے اور بننے کی مہارت رکھتے تھے معدنیات سے خبردار تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۴۳)

نمبر ۳۴۔ ہندوؤں کی عمارت دیکھنے سے معماری کے فن کی باریکی اور خوبی دریافت کرنے کا ذوق اور شوق پیدا ہوا تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے دارالخلافہ کو ان شہروں کا ہمسر کرے جن کو اس نے فتح کیا تھا۔ محمود نے ہندوستان کے شہروں کی عظمت و شان دیکھنے سے جوش ہو کر اپنے دارالخلافہ میں جاکر انکو بھی رونق دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے سنگ مرمر اور سیاہ سنگ سے ایک مسجد بنانے کا حکم دیا (تاریخ ہند صفحہ ۱۱۴ ۱۸۵۲ء اور کلکتہ)

نمبر ۳۵۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک رقعہ لکھا تھا کہ یہاں بے انتہا مستحکم اور عمدہ پکی عمارتیں ہیں کہ اکثر انمیں سے جواہرات سے مرصع ہیں یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہو کر طیار ہوا ہوگا ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تواریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱۱)

نمبر ۶۔ اسباب نمبر ۳۶۔ کتابیں بھی اسی ملک میں اسباب تعلیم ہیئت ہندسہ جغرافیہ تاریخ۔ اخلاق۔ صرف و نحو۔ عروض۔ قافیہ۔ منطق۔ حکمت۔ جرثقیل۔ طب۔ موسیقی وغیرہ سب علموں کی سنسکرت اور پراکرت میں اچھی اچھی موجود تھیں۔ مگر مسلمانوں نے اپنی عملداری میں ہندوؤں کے شاستر غارت کر دئیے۔ پھر بد عملی اور بے انتظامی پر پیچھے باعث اہل علم کم ہو گئے ایسا گھٹ گیا کہ اب جو کوئی بھی کتاب ہاتھ لگتی ہے تو اسکا

پڑتا ہے وال اور سمجھانے والا نہیں ملتا (دیکھو گول ہستا دیک صفحہ ۶۴)

نمبر ۳۷۔ حکیم سقراط نے جو آتما کا گیان آریہ ورت سے حاصل کر کے یونان میں پھیلایا تھا۔ (دیکھو تاریخ ویدک مصنفہ مسٹر وائیز صاحب کا صفحہ ۳۵ و ۹۴)

نمبر ۳۸۔ مسٹر اقلیدس صاحب اور مسٹر سٹیفل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ فیثاغورث نے روشنی کا مسئلہ مشرقی آریہ ورت کے حکما سے حاصل کیا تھا (دیکھو ان کی کتابیں جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۹۔ اور دوسرے صفحہ ۵۷)

نمبر ۷۔ صنعت نمبر ۳۹۔ روئی کا کپڑا ہندوستان کی مصنوعات میں سے ایسی مشہور چیز ہے جس کی خوبی و نزاکت مدت تک ضرب المثل رہی ہے اور بناوٹ کی عمدگی میں اب تک بھی کسی اور ملک کے آدمیوں نے اسکی برابری نہیں کی۔ ریشم بھی پہنچاتا۔ اور ریشمی کپڑے بنانا غالباً وہ قدیم سے جانتے تھے۔ اور سنہری اور روپہلی کمخواب زربفت وغیرہ بنانا انکی ایجاد ہے۔ ان کپڑوں پر رنگتوں کی چمک دمک اور پختگی میں اب تک بھی اہل یورپ نے آریوں کی ہمسری نہیں کی۔ اسکے سوا بعضے اور فن بھی ایسے ہیں جن میں اگلے زمانہ کے ہندوؤں کو خاص دستگاہ تھی مگر انصاف یہ ہے کہ ان لوگوں کی نظر زیادہ تر حکمت نظری پر معطوف رہی حکمت عملی کی طرف بہت کم توجہ کی۔ اور اہل اسلام کی عملداری سے اس حکمت نظری کو بھی روز بروز تنزل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ہندوؤں کی یا قدیم مصنفوں کی کتابیں شہادت دینے کو موجود نہ ہوتیں تو آج انکی موجودہ حالت ایسی تاریکی میں بھی۔ ان میں اگلے زمانہ کی روشنی کا پتہ ملنا دشوار تھا (مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۴۰۔ آریہ قوم خوبصورت ہوشمند چست چالاک اور اعلیٰ مرتبہ کے ہوتی تھی۔ زمانہ وید میں قوم آریہ لوہار کا پیشہ اور زردگری اور ہر فن سے واقف تھے۔ اور گاڑی و پیالہ تیر کمان تلوار زرہ بکتر بناتے تھے (ہسٹری آف میڈیسن مسٹر وائیز صاحب صفحہ ۱۲)

نمبر ۸۔ سلوتری نمبر ۴۱۔ مکس ملر صاحب فرماتے ہیں کہ فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک کتاب جس میں مویشی وغیرہ کی امراض و علاج کا ذکر ہے عربی میں ترجمہ کی گئی ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۶۸)

نمبر ۹۔ راج نیت نمبر ۴۲۔ چھٹی صدی عیسوی میں روم کے بادشاہ نوشیروان نے بغداد سے برزویہ کو واسطے حاصل کرنے اس کتاب کے آریہ ورت میں روانہ کیا۔ اور اس نے یہاں آکر اس کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا جس سے وہ بادشاہ عادل مشہور ہوا۔ اور بغداد دارالسلطنت قرار پائی اور بغداد کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ عیسیٰ کی نویں صدی میں اس کا ترجمہ عربی میں ہوا جس کا نام کلیلہ و دمنہ ہے پندرھویں صدی میں اس کا ترجمہ عبرانی ہوا اور اب تک جس کا ترجمہ غالباً کل زبانوں میں موجود ہے شیخ ابوالفضل نے بھی اسی کتاب کا از سر نو ترجمہ کر کے عیار دانش نام رکھا۔ اور وہ اب تک سنسکرت میں موجود ہے اور جس کا اصل نام پنچ تنتر ہے۔ اسی کتاب سے وشنو شرما پنڈت نے انتخاب کر کے برائے تعلیم فرزندان راجہ پاٹلی پتر کے ہتوپدیش نام رکھا (دیکھو انوار سہیلی کا دیباچہ)

نمبر ۱۰۔ شریعت نمبر ۴۳۔ مسٹر ولیم جونس صاحب بہادر جو سپریم کورٹ کے جج تھے فرماتے ہیں کہ یہ منو سمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر وغیرہ تک بھی رائج تھی۔ اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ دیکھو مانو دھرم سار مصنفہ راجہ شیو پرشاد مطبوعہ الہ آباد ۱۸۸۳ء صفحہ ۱)

نمبر ۴۴۔ منوجی مقرر ہی ساری ایرانی یونانی اور رومن قانونوں کی بنیاد کے باعث ہوئے اور انکے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں اب تک پایا جاتا ہے۔ (دیکھو رسالہ انگریزی دی بائبل ان انڈیا)

نمبر ۱۱۔ منطق نمبر ۴۵۔ ڈاکٹر بی جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ منطق بہت پرانا

اور قدیم زمانہ سے صرف دو قوموں یعنے یونانیوں اور ہندوؤں (آریوں) کے درمیان پایا جاتا تھا سب وہ موجد ان ہی سے یہ علم لیا۔ لیکن یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ آیا یونانیوں نے ہندوؤں (آریوں) سے پایا یا کہ ہندوؤں کو یونانیوں سے ملا۔ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ یونانیوں کو علم منطق ہندوؤں سے ملا اور بعض اسکے برعکس ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ ان دونوں قوموں نے علیحدہ علیحدہ علم منطق ایجاد کیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے اور ان سے یوروپ والوں نے یہ علم پایا۔ یونانیوں سے اہل عرب نے بھی پایا (رسالہ منطق صفحہ ۳ دفعہ ۴ ۱۸۷۵ء امرتسر)

نمبر ۴۶۔ مہاراجہ رامچندر جی کے وقت مہاتما رشی گوتما چارج نے وید مقدس سے استخراج کرکے نیائے درشن بنایا اور علم تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے منطق کی کتاب کوئی نہیں ہے"

نمبر ۴۷۔ مسٹر گرن صاحب اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں کہ "ہندوستان کی فلسفہ کی تاریخ محضراً تمام دنیا کی فلسفہ کی تاریخ ہے (دیکھو رسالہ مائیکل ان انڈیا)

نمبر ۴۸۔ مسٹر پی اے ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ لوگ منطق و ماکل علم فلسفہ کے عامل تھے۔ اور ان کی تعلیم بعض امر جو ہیں جو یونانیوں پر ترجیح رکھتی ہیں ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۰)

نمبر ۴۹۔ سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ آریہ لوگوں کا علم ریاضی نجوم یونانیوں سے بڑھ کر تھا۔ اور علم موسیقی آرچی میڈیس سے بڑھکر تھا اور علم الٰہی افلاطون سے بڑھکر تھا اور منطق ارسطو سے بڑھکر تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۴)

نمبر ۱۲۔ نجوم نمبر ۵۰۔ بیکس مور صاحب فرماتے ہیں کہ خلیفہ المنصور عباسی کے دربار میں ایک ہندوستانی نجومی نے حرکات سیاروں کا مع ان کی حرکت اوسطی اور کیفیت کسوف و خسوف کے لایا۔ خلیفہ نے محمد بن ابراہیم الفزاری سے اسکا ترجمہ کرایا۔ اور سدھانت کا نام سند ہند رکھا" (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵ و جامع القصص الہندیہ مطبوعہ فرانس ۱۸۳۸ء)

نمبر ۵۱۔ جونس جس کو علم نجوم کہتے ہیں پنڈت لبشسٹ جی مہاراج نے ویدوں سے اُسکا استخراج کیا۔ چنانچہ اُن کی بنائی ہوئی کتاب سوریہ سدھانت ایک موجود ہے" دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۲۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ تقسیم علم ستارہ نہ یونانی اور نہ عرب جانتے تھے۔ مگر ہند میں یہ ایک زمانہ سے تھا" (ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۶)

نمبر ۵۳۔ پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ علم نجوم اور علم اخلاق اور علم حکمت میں آریہ لوگ بہت مشہور تھے"

نمبر ۱۳۔ جبر مقابلہ نمبر ۵۴۔ بیکس مور صاحب فرماتے ہیں خلیفہ المامون کے وقت میں محمد بن موسیٰ نے سنسکرت سے جبر مقابلہ کا عربی میں ترجمہ کیا اور البیرونی نے سانکھ شاستر اور یوگ شاستر کا ترجمہ عربی میں کیا (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵)

نمبر ۵۵۔ ایل سی قاضی صاعد عربستان کے ایک مشہور سیاح بیان فرماتے ہیں کہ علم حساب کسی ملک کے آدمی نہ جانتے تھے مگر صرف آریہ ورت کے" (دیکھو مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۶۔ جبر و مقابلہ لوگ ہمارے دیس سے ہی سیکھے ہیں جسے یونانی کا نام حساب جبر و مقابلہ ہیں مانتے سیکھا تھا ڈائیوفنٹس تھا اور جیسے صاحب اپنے جبر و مقابلہ میں جو انہوں نے ڈائیوفنٹس کی الکتاب سے ۱۸۱۹ء میں نقل کیا ہے لکھا ہے کہ ڈائیوفنٹس نے اپنی کتاب میں اس آریہ ورت کے لیکھوں کے حوالجات دئے ہیں"

نمبر ۱۴۔ اقلیدس نمبر ۵۷۔ ڈاکٹر ابیو صاحب پرنسپل بنارس کالج جو سنسکرت، پالی کے بڑے عالم ہیں اُنہوں نے بعد تحقیقات بسیار کے یہ بات ثابت کی ہے کہ آریہ ورت کے وید کے زمانہ میں اقلیدس کا علم معلوم تھا (دیکھو رسالہ سلک کی تفصیل)

آریہ لوگوں نے علم ہندسہ کامل طور سے ایجاد کیا جس کے رو سے مختلف عمل علم ریاضی کے نہایت صحیح بیان کئے یہی طریق ہمارا خود ہند عرب والوں سے یوروپ والوں کو دستیاب ہوا جہاں پر یونانی اور۔ وہی طریق شمار بذریعہ حروف الف تے کے مشکل سے ہوا تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن مؤلفہ وائز صاحب صفحہ ۲۴)

نمبر ۱۵۔ ہیئت نمبر ۵۸۔ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہموں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پر تالا اور ان کو تین سو ساٹھ دن میں تقسیم کیا۔ اور ما بعد چالیس عرصہ کے بعد انکی مدد کا اضافہ زیادہ کیا کہ فی سال کے سوا پانچ ساعت دن کا حساب صحیح مقدمہ اور پھر چاند کی ہیئتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنے عیسیٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کر چکے تھے۔ برہمنوں کی علم ہیئت ان کی تہذیب مغرب کی سمت پھیلی اور ۷۷۳ء میں انکی کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئیں اسطرح یوروپ میں بھی جب مسلمانوں نے ۱۲۰۰ء میں ہند پر یورش کرنی شروع کی اُسوقت سے برہموں کا علم ہیئت زوال ہوگیا تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے اور اُنکے اکاس لوچن (یعنی رصد) تا ہنوز بنارس اور دیگر مقاموں میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ چنانچہ راجہ جے سنگھ نے ستاروں کی اُس فہرست میں جو الیس عالم ہیئت دان یعنے ٹالمی صاحب نے ۱۴۰ء میں شائع کی تھی۔ اصلاح دی" (دیکھو تاریخ ہند مصنفہ ڈبلیو ہنٹر صاحب صفحہ ۸۵)

نمبر ۵۹۔ مئی ۱۸۸۱ء میں موضع بخش علی پرگنہ یوسف زئی ضلع پشاور سے ایک کسان کو بمقام کھودنے ایک انی عمارت کے ٹوٹے پتھروں میں چند سکے بھوں میں لکھی ہوئی ایک کتاب ملی اسکے بارہ میں ڈاکٹر ہرنلی صاحب نے ایک رسالہ شائع کیا اول بڑا عالی متبرک کا نگرس میں پڑھا گیا اس کا ایک حصہ بہت کچھ ضائع ہوگیا ہے موجودہ پیمانہ اس کتاب کا ۳½ x ۶ انچ ہے مگر ڈاکٹر موصوف خیال کرتے ہیں کہ اس کا پیمانہ ۷ x ۱۰ انچ تھا۔ اس وقت اس کے محفوظ اوراق ۷۰ کے قریب ہیں بمشکل ڈاکٹر صاحب نے ۱۰ استوار دو کا ترجمہ کیا ہے مصنف اور کتاب کا نام بالکل نہیں ملتا۔ اس میں صرف حساب کا ذکر ہے سوالات کے حل کرنے کا قاعدہ ایسا آسان ہے کہ بالکل غور و فکر کے وقت دقت نہیں ہوتی اور بہت جلد جواب حاصل ہوتا ہے اسکے قواعد آسان ہیں اور ہر ایک قاعدہ کو معہ تمثیل بیان کیا گیا ہے نمونتاً ایک قاعدہ کو دو تمثیلوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور جو بات کسی قدر مشکل تھی اس کو بہت مثالوں سے بیان کیا ہے قواعد نظم میں مگر اس کی تشریح نثر میں کی ہے۔ ہر چیز کو سولہ میں تقسیم کیا ہے اور جس چیز کو بیان کیا ہے اسی قواعد پر لفظ تارالفی کے معنے میں استعمال کیا ہے ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ یہ قاعدہ بہت کم مستعمل اور پہلا ہے سکتے ہے بالکل علیحدہ ہے اگر کسی مقام پر نفی سے مراد ہے تو + علامت کی گئی ہے آجکل یہ نشان بالکل برعکس استعمال ہوتا ہے ڈاکٹر ہرنلی کی یہ رائے بہت صحیح ہے کہ ہندوؤں نے علم حساب وغیرہ کسی سے حاصل نہیں کیا۔ یہ لوگ خود اس علم کے موجد ہیں۔ کتاب مذکور کی تاریخ کی نسبت کوئی رائے ڈاکٹر موصوف ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ یہ ہندی کتاب اُس زمانہ کی ہے جبکہ یہاں شاستروں کا زمانہ عروج پر رہا یہ کتاب جس ملک میں دریافت ہوئی ہے کسی زمانہ میں وہ سلطنت کابل کے متعلق تھی اور ابتدائی حکومت میں مسلمان بادشاہوں نے اسکو خوب غارت کیا تھا اور تعلیم یافتہ لوگوں کا اُس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنی تصنیفات کو مثل خزانہ کے عزیز سمجھ کر دفن کر دیتے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ وفات مسیح کی تیسری یا چوتھی صدی میں یہ کتاب لکھی گئی" یہ بات اچھی طرح سے ثابت

ہو چکی ہے کہ جبر و مقابلہ اور کسرات حساب کی ایجاد اور اسرار ہند و ستان اکو ہ رسمی کی ۲۲ م صفحہ ۹۲)

نمبر ۶۰ ایم اے امر بمنہ ۱۰ ۴ - مسٹر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں متبرجمیں انگو اُسے جو کچھ گرامر کی تصنیف آیا ہے ... موں کی گرامر سے گرد و بہتر ہے کم سے کم تیسے ... ۵ برس ہم ہمیں لوگوں کو معلوم ہوا کہ سنسکرت کے کل الفاظ کا اشتقاق سعد و مصدروں سے ہے مگر ہم بات کی تلاش یورپ میں ہنوز صدی تک قریب ہوئی (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۰۳)

نمبر ۶۱ - آریہ لوگوں سے گرامر کی ترقی بغیر ... دو ماہیوں کی ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۱۲)

نمبر ۶۲ - ماذری اور ... صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی ... گریں بے تعداد ہیں اور لکھنے والوں کی مذہبی کی کا طلب اور سری کے مصداق ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ سعد و یا (گرامر) میں آریہ لوگ وہ ... یونانیوں اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے سب پر کامیاب ہو چکے ہیں ان کی ڈکشنریاں نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت و سعد ... کے اعلیٰ سوت ہیں (بھارت ترکال وشتا صفحہ ۵)

نمبر ۶۳ - سو برس گذرے کہ اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا کہ ست ماتوں کی اصل عبرانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں ہم اسے حاصل کی تب ہی دریافت ہوا کہ فارسی یونانی لاطینی جرمن وغیرہ سنسکرت سے نکلی ہیں (دیکھو کتاب ہسٹری آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱۱ سے ۱۲ تک)

نمبر ۶۴ - سنسکرت جہاں تک ہم کو علم ویس ہے اور ہمارے تجربہ نے تلاش و جستجو کی ہے سے علوم ہوا کہ علم سنسکرت ایک ایسا وسیع علم ہے جس میں مختلف علوم و فنون اس طرح بیان ہیں جس طرح دفاین خزائن میں جواہرات مدفون مخزون تھے ہیں جس زمانہ میں سنسکرت کا سب تھا اگر اس زمانہ کی سرگرم خوشنما حالت تفصیل بیان کیا جاوے تو اس کے واسطے ہمکو ایک بہت بڑا وقت درکار ہے۔ اور ان حالات کو مختصر بھی دس پانچ جزو میں نہیں لکھ سکتے ماشاء اللہ اس کا ایک زمانہ میں وہ ہونہار سبب تھا کہ پہلی سلوک لوگ مختلف علوم کو بڑی کوشش اور جانکاہی کے ساتھ حاصل کرتے تھے ہر گلی و کوچہ میں مختلف علوم کے عالم و فاضل دس بیس سے کم نظر نہ آتے تھے۔ اس کے حاصل کرنے کے واسطے بڑے بڑے مدرسہ اسی قسم کے جاری تھے جس طرح اب مدرسہ جات و کالج جاری ہیں - ہمکو یہاں تک بھی معلوم ہوا کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جو ہندوستان میں نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک علم کی کتابیں اس شرح وغیرہ کے ساتھ ہیں کہ بہت بڑا حجم رکھتی ہیں سیدت فاضلوں کی راجا لوگ بہت بڑی قدر کرتے تھے - اور ہمیشہ دربار میں اُن ہی لوگوں کا گذر تھا۔ جو لوگ تاریخ سے اُنس رکھتے ہیں اُن کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سب فاضل راجاؤں کے زمانہ میں کس عزت سے بسر کرتے تھے اور راجاؤں و حاکموں کی نگاہ میں اُن کی کیسی عظمت و شان تھی افسوس کہ عظمت و شان جب ہی تک ہے جب تک اس ملک نے علوم کے حاصل کرنے میں دل سے کوشش کی ہمارے ملک کے نوجوان برہمنوں اور دیگر اہل صاحبان کو مناسب ہے کہ سنسکرت کے گوہر آبدار کو خزائن دفاین سے نکالیں تا کہ ان کی روشنی سے ایک وسیع ملک منور ہو جائے (رسالہ انجمن پنجاب لاہور بابت ۱۸۶۶ء)

نمبر ۶۵ - سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے یونانی زبان سے زیادہ کامل ہے اور لیٹن سے بڑھ کر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۰۳)

نمبر ۶۶ - ڈاکٹر بالنٹن صاحب نے بعد تحقیق کے معلوم کیا کہ سنسکرت کل زبانوں کی ماں ہے تمام زبانیں اس سے نکلیں اول آریہ ورت سے یونانیوں نے علم لیا اور یونان والوں سے رومیوں نے اور رومیوں سے انگریزوں نے علم سیکھا ....

نمبر ۶۷ - ایک محقق انگریز مسٹر ہرواس صاحب بالخصوص یہ ثابت کیا ہے کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مناسبت ہے کہ یونانیوں نے اپنی فلاسفی اور دیوتاؤں کا حال بالکل سنسکرت سے لیا ہے۔ اور کچھ الفاظ اور طریقہ بات ... تذکرہ بھی آریہ ورت ہی سے اخذ کیا ہے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۰۵)

نمبر ۶۸ - لارڈ مان مڈو صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں کہاوت ہی اس جاری ہے کہ ہوم یونانی شاعر کی عبارت سے زیادہ فصیح ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ...)

نمبر ۶۹ - ہیل ہڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی و فارسی و یونانی زبان سے بہت مشابہت ہے اور یہ مشابہت مصطلحات کے درمیان نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لیے اُس کے ساتھ ہی مصطلحات بھی جذب کرلیں۔ بلکہ مناسبت زبان کی اصل لفظوں میں ہے جیسا کہ اسما ضمائر اعداد اور اُن چیزوں کے نام جن کی ضرورت ہر ایک قوم کو کچھ شائستگی ہونے پر ہوتی ہے (دیکھو بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۳)

نمبر ۷۰ - ڈاکٹر برنف صاحب مرحوم نے اپنے ملک والوں کو اس جانب متوجہ کیا کہ اب ہم یونانی لاطینی زبانیں بمقابلہ سابق کے زیادہ عمدگی سے سمجھ سکیں گے کیونکہ ہم نے سنسکرت کی تعلیم شروع کر دی ہے (رسالہ انگریزی دی بائبل ان انڈیا)

جرمنی کے مشہور مؤرخ ماب صاحب نے لکھا ہے کہ سب ملکوں کی قدیم زبان سنسکرت تھی بوجہ امتداد زمانہ اختلافات سکونت کی جدا جدا زبان ہر ایک ملک کی ہو گئی چنانچہ زبان سنسکرت اور یونانی اور رومی میں بہت سی موافقت ہے۔ بلکہ اکثر صورتوں میں سب یکساں ہیں اگر انکے مقابلہ سے سنسکرت کا موافق اُن زبانوں کے ساتھ تفحص ہو گا جیسا کہ صاف ثابت ہے کہ زبان سنسکرت یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے (دیکھو اوڈن برار جلد سوم صفحہ ۳۴ اور تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۲)

نمبر ۷۱ - رومن کیتھولک فرقہ کے پادری ڈبی صاحب فرماتے ہیں کہ اب تمام علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مصر سے ہی نکلی تھیں اور زمانہ حال کے سنسکرت زبان دان اشخاص کی کوشش سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخزن مشرق کی زبان سنسکرت ہے (انگریزی رسالہ دی بائبل ان انڈیا)

نمبر ۷۲ - علم زبان کے ماہر فلاسفر حال میں سنسکرت کو یورپ کی موجودہ زبانوں سے ملا کر دیکھنے اور پرکھنے سے ہیں کہ بالیقین یورپ میں آریوں کی ہی تہذیب حاصل ہوئی ہے۔ اس کے سوا فیلوسوفی مصر یونان - روم وغیرہ کی فلاسفی اور مذہبی کتابوں کے پڑھنے سے جا بجا ثبوت ملتا ہے کہ آریوں کا مذہب آہستہ آہستہ ادھر کو پہنچا۔ اگر آپ بھگوت گیتا اور ... ورت اور سوکریٹیز (سقراط) ہومر اور جینو فینسی اور ... دیپلا تو (افلاطون) ارسطوٹل (ارسطو) اور ... اور ... وغیرہ کو یوں شعرا اور مصنفوں کے مذہب اور خیالات کو ... کپیل گوتم یا جنیل جیمنی پتانجلو ... ویاس ... وغیرہ فضلا شاستر کاروں کی رائے سے ملا کر دیکھیں گے تو اندرونی اور عمیق اتفاق پاکر آپکو نہایت تعجب ہو گا اور آپکو یقین ہو جاویگا کہ ان آریہ ورت کے فاضلوں (اچاریوں) کا مت آہستہ آہستہ یورپ والوں میں پھیل گیا۔ علاوہ اس کے کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ ... آریہ لوگ بھارت ورش سے آکر مصر میں بسے اور انہیں سے سب پرانے علوم و فنون وہاں والوں نے سیکھے ہیں اور گیان حاصل کیا (دیکھو بھارت ترکال وشتا صفحہ ۷)

نمبر ۷۳ - ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں کہ زبان سنسکرت کے قواعد جو پانینی نے تالیف کیا ہے ہنوز تحصیل زبان کے لئے نایاب سمجھے جاتے ہیں اس معاملہ میں برہمن وسعت علم دونوں یونانیوں بلکہ یورپ کی ہر قوم سے جنکا شمار آخری صدی تک کیا جا سکتا ہے سبقت لیگئے سنسکرت دینی زبان کا ... صرف فاضلوں کی زبان تھی اور عوام لوگ پراکرت بولتے تھے (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲)

مسنونہ حفیظ احمدیہ

نمبر ۴ ۔ مس کارپنٹر صاحبہ فرماتی ہیں کہ "زبان سنسکرت نہ صرف اس ملک کی بلکہ تحقیقات سے اکثر ممالک یورپ کی زبان ماں ثابت ہوئی ہے ۔ باوجودیکہ آریہ ورت کو اسکے اور بھی ہونیکا فخر ہے تاہم اکثر ایسے حق شناس ہیں کہ اس کی تحصیل کے شوق سے چراغ مردہ کی طرح بالکل تاریک ہیں" (رسالہ انڈین ایسوسی ایشن ماہواری مطبوعہ لنڈن)

نمبر ۵ ۔ ڈاکٹر جوبیل انگلنگ بی سیکرٹری رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے اڈمرا کی لو سوسائٹی میں سنسکرت حاصل کرنے کے پچھلے اور موجودہ طریقوں پر متعلق ایک مختصر سی کیفیت بیان کی ۔ صاحب موصوف نے اس زبان کو نہایت درجہ کا مفید ثابت کرنیکے لئے میدان تحریر میں خوب بیان کیا انہوں نے نہ صرف وہی جو بیان کیں کہ اس سے زبان کا انشا مالا مال نظر آتا ہے ۔ بلکہ یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ سنسکرت اسے حاصل کرنے والوں کو انعام میں قدیم آریہ لوگوں کی شائستہ تمدن اور اطوار معاشرت کا بند قفل کھولنے کا کلید بھی عطا کرتی ہے ۔ فی الحال جیکا سنہ اصلاح آریہ ورت کی آئیں سوق سے مور ہے کیفیت انکے مبارک کاموں میں بہت ہی مفید اشتعال کر نہ کہیا و بنگی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مسمریزم و ایسی مذہب و معاشرت باہمی دستور اس کرب سے لکھے اور اس وقت بھی سرزمین آریہ ورت میں ایسے بے اندازہ وسعت سے پھیلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔ ان ساری باتوں کا علم صرف سنسکرت ہی کی بدولت میسر ہوا ورنہ آریوں کے حالات گذشتہ کی تحقیقات سے بجائے ذہنی کو واقفیت کا سامان بہم پہنچنے کے بعد اُن لوگوں کے لئے کہ جنکا اب آریوں سے فرماں روا قوم کے ایک رکن ہونے کی حیثیت سے واسطہ پڑتا ہے درستی سے حکومت کرنا امر محال تھا اور نیز اُن کو آریوں کے محسوسات و ذہنی معلومات کا دریافت کرنا اور انکی معاشرت باہمی اور امور اخلاقی کا جاننا نہایت ہی دشوار ہوتا اور تا وقتیکہ امور مذکورہ بالا سے واقفیت نہ ہوتی وہ محکوموں کی ترقی کے اوضاع ملکی سے مناسب اسباب بہم پہنچانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے زبان سنسکرت کے قدیمی وستو ستے و نعمت کے سب ہی جلد نایاب تھیں ۔ فی الحال جو آریہ ورت میں اسباب ترقی کے قائم کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے اور ان مبارک مقصد کے جاری کرنے میں اکثر رواج اور دستور رسندہ نہ پائے گئے وہ صرف نئی ایجاد ہیں بلکہ اکثر باتیں تو وید بھی اصول سے بالکل مخالف ہیں جیسے ستی ہونے کی رسم قدیم ترین نوشتوں سے ایک ذرہ تعلق نہیں رکھتی ۔ اور یہ جو ٹے ہندو صاحب الف ریوں ہیں اُسکے کچھ تذکرے ہیں وہ تو گو بعد کے بعض مسایل کی سہواً غلط فہمی سے ۔ یا ارادتاً اُن کی تفسیر میں تحریف سے کام لیا گیا ہے ۔ صاحب موصوف نے سب سے رسوم موجودہ اور زمانہ حال کی روحوں کو جو ترقی کے لئے زہر کا حکم رکھتی ہیں اصول مذہب آریوں سے بالکل مخالف ثابت کر دکھلایا ہے اور اسکے ثبوت کے سارے اِنساتی دلایئل ہیں تھی ایک بھی اپنا طبعزاد نہ تھا ۔ بلکہ وہ سب بڑے بڑے معتبر آریوں کے مستند منقولوں سے منقول شدہ ۔ انکے لیکچر کا نتیجہ تھا مستحکم طور سے اس بات پر مبنی تھا کہ آریہ ویش میں انکے دھرم قدیم کے اصول کی ترغیب جہاں تک عام کیجاویگی ۔ باعث سے تنزل کے اسباب اور بنی ترقی کے سد راہ آپ سے آپ اکھڑ اکھڑ کر دور ہونے جاینگے اور زبان سنسکرت سے ناواقفیت کی عام تاریکی جیسے جیسے کم ہوتی جاویگی ویسے ویسے آریہ ورت ترقی اصلاح اور شائستگی کے مبارک نوروں کا چشمہ بنتے بنتے اصلی حالت پر آ کے ہی آفتاب نیمروز کی طرح خود نما ایک نور روپیہ پر ضیا افگن نظر آویگا لیکچر کے خاتمہ پر صاحب موصوف نے زبان سنسکرت کی علمائے اُسکے صرف و نحو کی عدیم المثل درستی میں جو متقدمین نے محنتیں کی تھیں ان کی داد دی" (از رسالہ انڈین ایسوسی ایشن انگریزی مطبوعہ لنڈن)

نمبر ۶ ۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر جو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے آنریری سیکرٹری تھے وہ بھی سنسکرت کی فضیلت کے نہایت اعلیٰ درجہ کے قائل تھے" (دیکھو انکا مضمون بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۳ء)

نمبر ۷ ۔ مانئر ولیمز صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت تمام زبانوں کا مخزن ہے اور اس کی فلاسفی اور لٹریچر نہایت قابل تعریف ہے (ڈاکٹر موصوف کا دیباچہ)

نمبر ۸ ۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ نہایت کامل زبان یونانی ہے ۔ نہایت وسیع زبان لاطینی ہے مگر سنسکرت دونوں سے برتر ہے اور صرف نحو میں کامل ہے

نمبر ۹ ۔ فیڈرک ڈان شیگل صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ صداقت یونانی بلکہ او جبری سے تعلق نہیں رکھتی ہے بلکہ آثار اوپدیش سے ہے اور یہی اُن مقدس رشیوں کے سب ملکش کر سکتا ہے کہ یہی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور ویاکرن ۔ ناسی نجی اور مقدس کے ۔ سب کامل ہیں اس میں فلاسفی سائنس و علم ہیئت لکھے ہوئے ہیں کہ مشکل تو رو مشکور ہے (دیکھو تاریخ مسٹر ڈیوس صاحب صفحہ ۲۲۳ و ۳۱)

نمبر ۱۰ ۔ جو آریہ تہذیب میں تھوڑی اور حرف نحو کا ملاپ ایسے ناموں تھا اور وہ زمانہ پہلے کے تھی جس کا کوئی دوسری تہذیب مقابلہ نہیں کر سکتی" (دیکھو کتاب لکاشی صاحب صفحہ ۲۶)

نمبر ۱۱ ۔ لیستر صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ "تمام رسوم اقوام ثابت کیا ہوا ہے اصل ایک ہی زبان سنسکرت ہے اور یہی آدم مشرق سے مغرب کو آئے" (دیکھو سائنس آف دی لینگویج صفحہ ۱۵۲)

نمبر ۱۲ ۔ جینیوں کا عقیدہ ہے کہ یہی لفظ سنسکرت زبان کا ہے ۔ اور سنسکرت ہی جینیوں کے مذہب کی کلید ہے اور اسکے سیکھنے کو جینی پادری انڈیا میں آئے تھے ۔ جینی سنسکرت زبان کو پالی کے نام سے لکھتے ہیں (دیکھو میکس مولر صاحب کی سائنس آف دی لینگویج)

نمبر ۱۳ ۔ واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطہ قدیم جو ہے اصل باشندے اسکے آج لوگ بالفعل شاید ہی ملقب بہ ہندو ہیں اور ایسا کہ یہ ملک قدیم ہے ۔ مگر قبول نہ کہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں کہ جسکے دیکھنے سے حال ہندو کا معلوم ہو سکے تا کہ مذہبی امور قدیم اور سچا ماننے والا ہے اصل مذہب قدیم دھرم ہے جس سے دریافت ہو سکتا ہے ۔ پس سب ہندو لوگوں کو لازم ہے کہ سب طرف توجہ فرماویں ۔ مطلب اصل مذہب کو حاصل ۔ دیکھیں کہ کس طرح زبانی نکاس کی جگہ معلوم کرنے کے لئے ملے کا جہاں یہ افزود ہے ۔ حضرت دھرم قدیمی کی اصل دریافت کرنیکے واسطے وید کا مطالعہ لازم ہے لیکن نہ سیب نہ ہونے پڑھا علم سنسکرت سے لوگ اب ہٹ گئے اور جانتے وید سے معذور ہیں اور اصل دھرم کا معلوم ہونا اور خرافات مذاہب کا مشابہ ہو جانے کے عکس نہیں اور آریہ سد نام محفوظ ہے ہے ۔ مگر اب نت اسکے خاص کر بدا سے بچتے ہیں" (دیکھو ہم سماج بریلی کا ماہواری رسالہ بابت یکم جولائی ۱۸۷۶ء جلد اول نمبر ۱ صفحہ ۳ و ۴ مطبوعہ روہیلکھنڈ بریلی)

نمبر ۱۴ ۔ ایک صاحب فرماتے ہیں ہندوؤں کی قدیم کتابیں کچھ تو مذہبی میں بھی عمدہ ہیں یعنی زبان سنسکرت ہے اور لفظ سنسکرت کے معنے کامل کے ہیں یہ زبان معدن تصور کی جاتی ہے ۔ سنسکرت حروف الف با ۴۹ حرف رکھتی ہے ۔ نظم و عروض فلسفہ نظری سے نہایت مناسبت رکھتی ہے خیالات میں بحث صفائی سے اور پورے اس زبان میں ادا ہوتے ہیں اور کسی زبان میں نہیں ہو سکتے ہو سکتا حال کی اکثر زبانوں مثلاً یونانی ۔ لاطینی ۔ فارسی ۔ عربی وغیرہ کو اس زبان سے زیادہ لگاؤ ہے ۔ اسواسطے بہت سا سلوک جس کی تحصیل میں کسی کو کلام نہیں اس کی تحصیل میں بہت ہی سعی کی ہے ۔ اہل جرمنی سب سے پہلے اہل یورپ سے سنسکرت کی طرف توجہ کی اور یہی زمانہ ہے کہ اسکی صرف و نحو کا صحیح ابتدائی ہی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی ملک یا کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا ۔ تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی ہی رہا ۔ جو اس ملک میں عرب جو میں باتو کی

بولی جاتی ہیں۔ ان میں اکثر سنسکرت سے نکلی ہے اور اُس کی شاخ در شاخ ہیں جیسی پارسی سنسکرت سے نکلی ہیں جن سے پالی اور پراکرت نہایت قدیم ہے اور اب بھی وسط ایشیا کی سطوح مرتفع کی زبان سنسکرت سے مناسبت رکھتی ہیں۔ ہندوؤں کی مذہبی نور میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کی مذہب اور قانون اور علم کی بنیاد ہیں ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی ہیں۔ ان میں علم کی کتابو ں میں وید کے مسائل بھرے ہوئے ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے ہی احکام لکھے ہیں وید ہی کو فلسفی اپنے مسائل کی بنیاد بتاتے ہیں وید ہی کو صرف نحوی اپنے قواعد کا ماخذ بتلاتے ہیں۔ غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔" (تاریخ پنجاب لاہور ۱۸۷۲ء)

نمبر ۸۶۔ لوہیانہ علاوہ یوروپ میں جو زبانیں رائج ہیں ان کی بابت کہا جاتا ہے کہ سنسکرت سے قریب پائی جاتی ہے۔ اس صوبہ کے رہنے والوں میں سے ہر شخص کی زبان پر سنسکرت کی مثالیں اور تشبیہیں موجود ہیں۔ کیونکہ یہ باشندے اصل آریہ خاندان سے نکلے ہیں۔" دیکھو کانس برگ صاحب ۱۸۷۸ء اور اسی طرح ووسائر کا سکتہ تاریخ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۰)

نمبر ۸۷۔ الفرڈ ماری صاحب اپنی زبان کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیمی یونانی زبانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا اور سر جیمس بارک قابل توجہ دلیلیں آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں اور اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ رگ وید کی آواز ڈیوس کے بہت مشابہ ہے اسلئے زی اس دراصل ڈیو اکس یعنی تاباں آسمانی خدا کو ڈی ایس پیٹر یا جو پیٹر کہتے ہیں اب وید میں آسمانی خدا کو دیوس پتی کہتے ہیں اسواسطے ہمارے قبیلہ کے خدا یا ہے۔ مطلب جیوپیٹر جو عہد عتیق کا ہے ظاہر ہو جائے یہ بات کہ میں اس لئے لکھتا ہوں کہ عام یہ قائم کردہ رائے جیسی کہا جاوے کہ عبرانی دفاتر قدیم ہوں مانتے ہوں ہر نوع بہا بہ ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھی گئے ہیں۔" نہ یہ امر صحیح ہے کہ عبرانی قصص جات نہایت ہی قدیمی ہیں نہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اسکے جیساکہ گولڈزیہر صاحب ثابت کرتا ہے کہ قصص جات اخذ کئے ہوئے ہیں اور زبان ترقی یافتہ درجہ کی حالت میں ہے۔

نمبر ۸۸۔ سابق زمانہ میں سر ولیم جونس کہتا تھا کہ سنسکرت کا انشا نہایت قدیم ہے اور یسوع کے زمانہ سے پہلے مصر یونان ہندوستان میں مذہب بھی تھے جہاں تک مصر کی بابت کہا جا سکتا ہے اور جو تحقیقات لیپسی۔ ایس۔ بن جیبولین۔ لی مارنٹ۔ گلیڈن وغیرہ محققوں نے کی ہے انسے ایشیاٹک سوسائٹی کے لایق پریزیڈنٹ کا دعوے ثابت ہوتا ہے۔" (دیکھو کتاب جنیس کا صفحہ ۸۸ سے ۹۰ تک)

نمبر ۸۹۔ ہنرلوح صاحب اپنی تواریخ میں لکھتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ہندوؤں کی شائستگی کسی قوم سے روئے زمین پر کم نہ تھی بے نظیر زبان سنسکرت کے علما روزگار منطق۔ ریاضی ہیئت وغیرہ مختلف علوم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ یہ ملک اپنے علوم وفنون اور صنعت و تجارت میں تمام اقوام روئے زمین سے نمبر اول پر تھا۔ اس ملک کی شائستگی کو کوئی ملک نہ پہنچتا تھا۔ یونان نے اسی ملک کے علوم سے سبق پایا ہے۔ ارسطو افلاطون اسی خرمن کے خوشہ چین تھے ہر ملک اور قوم اسی ملک کی زبان اور علوم سے شائستہ ہوئی۔ (دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ جلد ۱ نمبر ۸ ۱۸۸۴ء)

نمبر ۹۰۔ حال میں مسٹر سیل گریفن صاحب نے مقام گوالیار اپنی سپیچ میں فرمایا ہے کہ "علم سنسکرت ایک چشمہ ہے جس سے مختلف علوم پیدا ہوئے ہیں اور ممالک یوروپ نے اسی علم سے بہرہ پایا ہے۔" (دیکھو دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ کالم ۲ نمبر ۲ جلد ۱ ۱۸۸۳ء)

نمبر ۹۱ اسی رسم و اخلاق نمبر ۹۱۔ ڈاکٹر ہیرڈولس صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان ہی کی تجارت اُن لوگوں کو جو اس ملک مصر میں آکر تجارت کرتے تھے مالامال کرتی تھی۔ اور ہندوستان ہی اُن بڑے خزانوں کا چشمہ ہے جن کو حضرت سلیمان نے جمع کیا تھا اور اُن کی بدولت بیت المقدس بنا یا تھا۔" (دیکھو مصر کی تاریخ باب سوم حصہ اول صفحہ ۲۳۳ و ۲۳۴ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۹۲۔ پادری ڈبیہ صاحب فرماتے ہیں قدیم زمانہ کے برہمنوں میں انصاف انسانیت دیانتداری۔ رحم بے غرضی فی الجملہ تمام اوصاف پائے جاتے تھے اور اپنی تعلیم المتقل سے اوروں کو وہی اوصاف سکھلاتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہندوؤں میں کم از کم اُن کے قول میں وہی اخلاقی اصول پائے جاتے ہیں جو یورپ میں ہیں ہند کی سرزمین سے ہی نوع انسان کے نشو ونما ہوئے اور اسی وجہ سے مغرب کے بہت دور دراز ممالک کے باشندوں میں ہند کے قوانین اخلاق و تعلیم مذہب کا اثر باقی ہے (مائیکل مڈانا انگریزی)

نمبر ۹۳۔ زمانہ سلف میں ہند اور بحر مڈیٹرین کے بندرگاہوں میں کیسی ساحت سے تجارت ہوتی تھی جا بجا تھیں اور ہند کی مگر تجارتی رسائی سنسکرت نام سے واقف تھا۔ اور ہند کی پیداوار کی جنکا ذکر یورپ میں آتا ہے۔ ایک بڑی قدر سمائی گئی تھی۔" (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۴۔ ملطوش کا باشندہ حنکا طیوس یونانی مورخ جو مسیح سے ۵۴۶ برس پیشتر گذرا ہے وہ اپنی تصنیف میں ہند کا صاف صاف بیان کرتا ہے اور حکیم طلسماس مسیح سے ۱۰۴ سال پہلے اس طرف آکر فارس میں جا وہ ہند کی (سجارنی) پیداوار اور رنگوں کپڑوں اور بندروں اور طوطوں کی خبر دیتا ہے۔ (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۵۔ مسٹر جی ڈبلیو ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی بدولت اور طاقت اور حکمت نے سکندر اعظم کے دل پر نقش کر دیا۔ وہ سنگ رتنے اپنے لشکر کو یہ کہا کہ اے ہم ہیں مشہور ملک (گولڈن انڈیا) کو جہاں لا انتہا دولت ہے روانہ ہوتے ہیں۔ جو کچھ کہ ہم نے ملک ایران میں دیکھا ہے وہ اس ملک کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔" (دیکھو ہسٹری آف انڈیا ٹائمس صفحہ ۶)

نمبر ۹۶۔ مصر کی دولت اور خوشحالی کا احوال جو محمود نے لکھا ہے اس وقت کی تاریخ کی صحت کیلئے معتبر ثبوت ہیں پانچ مکوکی مورتیں تھیں جنکی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں ایک بیش بہا یاقوت تھا۔ اسکے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں ہاتھ آئیں اور بیشمار جواہرات اور نقدی بیشمار لادی گئی۔" (تاریخ ہند ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۱۲ کلکتہ)

نمبر ۹۷۔ محمود ۱۰۱۸ء ۴۱۶ ہجری میں متھرا میں وہ کر بہت نقصان کرتا ہوا قنوج پر چلا۔ وہاں اس نے ایسا ایک شہر دیکھا جو کہ مسلمان مورخوں کے قول کے مطابق عظمت میں آسمان کی ہمسری کرتا تھا۔ یہ شہر ہزار برس سے بھی زیادہ سے ہندوؤں کے مذہب کا خاص مقام تھا اور جسکی آبادی تیس میل کی وسعت میں تھی۔ جو اسکی عظمت اور سامان کا بیان کیا ہے وہ مشکل سے قیاس میں آسکتا ہے۔ اس شہر کی عظمت کا قیاس اس سال پر خیال کرنے سے ہر آئینہ کچھ ہو سکتا کہ اسمیں تیس ہزار دوکانیں صرف مولسیوں کی تھیں۔ علاوہ تنبول کے سات ہزار گھر تھے۔" (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۸۲ء کلکتہ صفحہ ۱۱۲)

نمبر ۹۸ اسی لوگوں نے علم سائنس حاصل کیا } نمبر ۹۸ منوسمرتی ادھیائے ۲ سلوک

एतद्देश
प्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः । स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन्पृथि
व्यां सर्वमानवाः मनु -२- २-

ترجمہ۔ تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فضلا و علما سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ دیگر ملکوں میں جاکر دہرم اور ودیا کا پرچار کریں۔

نمبر ۹۹ - مسٹر میلم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ ورت کے باشندے تمام علوم و فنون میں اور ہر جگہ کی قوموں سے زیادہ ماہر تھے" (دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۲)

نمبر ۱۰۰ - مسٹر وایر صاحب فرماتے ہیں کہ "یونان کا ایک سب سے بڑا حکیم تصدیق کرتا ہے کہ دنیا میں تمام علوم آریہ ورت سے پہنچے" (دیکھو تاریخ ویدک صفحہ ۲۶)

نمبر ۱۰۱ - مسٹر ٹامسن ایم اے فرماتے ہیں کہ "یورپ کے حالت سے نکل کر وحشی میں آنے کا باعث آریہ ورت کی تعلیم ہے" (تاریخ مذکور صفحہ ۳۳)

نمبر ۱۰۲ - ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ فارس عرب اور تمام سرد ممالک میں سفر کرنا چاہیے کہ مختلف ملکوں کے باشندے اپنی اصلی مرزبوم بھول جائیں ان کے بدن کا رنگ سیاہ یا سفید ہو جانے چاہیے بہت بڑی بڑی سلطنتیں جو ان لوگوں نے قائم کی تھیں برباد ہو جائیں چاہیے پرانے شہروں کے مقام پر سبزہ زار ہو جائیں تاہم اصلی جائے ولادت کے نشانات بالکل غیب و نابود ہو جانا غیر ممکنات سے ہے" (دیکھو بائیبل ان انڈیا مطبوعہ بمبئی)

نمبر ۱۰۳ - ہندی سیاح جو اپنے ہمراہ رسم و رواج و رمان کے ساتھ اپنا مذہب بھی لیے ہوئے پھرتے تھے اور اسی وجہ سے ہم ہندوستان کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں قدیم و حال کے باشندوں کے مذہبی دستورات و رواجات مانے جاتے ہیں لیکن فی زمانہ ہندو نہایت سخت پیچوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی عزت و توقیر و یادگاریوں کو مٹا رہے ہیں میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ اب کس وجہ سے بربادی کی نوبت آ رہی ہے آیا یہ انقلاب زمانہ کی وجہ سے ہے یا اس لیے کہ ہر قوم کی سرشت یوں ہی ہے کہ وہ مثل ہر ایک انسان کے ایک نہ ایک دن ضعیفی سے مر جائے۔ یہ بات کیونکر ہوتی کہ ایسے عمدہ ابتدائی مسئلہ اور وید کے افضل احکام میں ناکامیابی ہوتی مگر باوصف ان سب اسباب تنزل کے میں نے اب بھی سب سے برہمن فلسفی اور عالی خیال لوگوں کو بطور سوشیل اوصاف و علم الہیات کے مسئلوں پر بحث کرتے ہوئے پایا اور ایک خلقت کو پرمیشور کی طرف سر جھکاتے ہوئے دیکھا۔ لیکن افسوس آخر کار مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب محض ظاہری تھا بلکہ اور اس بات کے جاننے سے مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ ان لوگوں نے بالعوض آزاد طبع اور آزاد منش انسان ہونے کے یہ لوگ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر میری خواہش ہوئی کہ میں اس پردہ کو جو قدیم حالات پر پڑ گیا ہٹا دوں اور ان آدمیوں کے پچھلے حالات کا جن میں سے عہد کا جوش و خروش باقی ہے ان کا سراغ لگاؤں۔ پھر تو میری آنکھوں کے سامنے ہند کی عظمت کا قدیم زمانہ آموجود ہوا مجھے ہر ایک مندر کی در و دیوار سے اور ہر ایک پاٹھشالہ سے اور ہر جگہ سے سبق ملنے لگا۔ میں نے ویدوں سے سبق حاصل کیا جن کے بے شمار اوراق سے اگلی ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جا سکتا ہے اور جن کے درس سے ہزاروں برس قبل اس کے کہ ہومر یا سلون (بابل) کا نام و نشان بھی رہا ہو، ہر ایک نوجوان طالب علم زندگی کے اصول مستخرج کرتا تھا میں نے قدیم زمانہ کے اسلوکوں کو جو قبل از میلاد حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے برہمنوں سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے سنا۔ میں نے منوجی کے قوانین کے سمجھنے کی کوشش کی جن کا انتظام ہزاروں برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے تختے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت آئے۔ برہمنوں کے ذریعہ انجام پاتا تھا غرضیکہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا۔ میں نے اس کے ذریعہ سے تمام دنیا میں وسن ضمیری پھیلی ہوئی دیکھی۔ میں نے ہند کے قوانین اخلاق مذہب کا اثر مصر، فارس، یونان، روم میں پایا میں نے جج منی وید بیاس کو سقراط و افلاطون کے زمانہ کے ماقبل دیکھا" (انگریزی رسالہ دی بائیبل اِن انڈیا)

نمبر ۱۰۴ - ڈاکٹر گولڈ سٹکر صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جتنے علوم دسو گوں اکل

زمین میں پھیلے ہیں سب اصل آریہ ورت سے ہیں"

نمبر ۱۰۵ - کرنیل آلکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "تھیوسوفی کی جاتی اپنشد بجو - بیبلس کی عیاد و تہذیبی مصر کی مذہبی سمان اور مہا دیشتہ کے بننے بلکہ اُس حجت سے ۵۰۰۰ سال پہلے (جبکو عیسائی لوگ دنیا کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اعلیٰ ترقی و تہذیب پر تھی اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھی کہ اُن کی مانند آجتک دنیا کوئی نہیں ہے" (بھارت ترکال درشن صفحہ ۳ مدراس ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۶ - مورخ برگس صاحب جو مصر کے تواریخ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے وہ کہتا ہے کہ "پرانے مصری لوگوں یعنی قدیم مصر کی اصلی پیدائش آریہ ورت ہی ہے" (دیکھو بھارت ترکال درشن صفحہ ۴ ۱۸۸۲ء مدراس)

نمبر ۱۰۷ - آریا کیا ہند کیا یونان اور کیا اٹلی میں اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔ (تاریخ ہند از بیل ڈبلو ہنٹر صاحب صفحہ ۷ ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۸ - مسٹر پوکاک صاحب فرماتے ہیں کہ "قدیم یونان کیا ہے صرف قدیم آریہ ورت ہی ہے" (کتاب انڈیا ان گریس)

نمبر ۱۰۹ - مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ مصر کی ترقی ہند آریہ ورت اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر کے پرتو سے روشن ہوا تھا" (دیکھو حاشیہ مد و جزر اسلام)

نمبر ۱۱۰ - حکیم میلانوس صاحب یونانی مورخ فرماتے ہیں کہ "یونان کے حکیم علم و فضل میں آریہ ورت کے ایک چھوٹے حکیم کی برابری نہیں کر سکتے۔ اور جس خوبی سے آریہ ورت کے حکیم آسمان کے حالات بتلا سکتے ہیں اس طرح یونانی حکیم ان کے حالات بھی نہیں بیان کر سکتے"

نمبر ۱۱۱ - ملک ایران کی بابت جغرافیہ عالم میں لکھا ہے کہ "یہاں کے مندر وغیرہ ایسے نشان پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں مذہب یہاں کے لوگوں کا ہندوستانیوں کے مذہب کے مطابق تھا" (دیکھو جغرافیہ عالم صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۸۷۳ء)

نمبر ۱۱۲ - چارلس ڈنک صاحب بہادر فرماتے ہیں "چنانچہ فیثاغورث حکیم یونانی نے واسطے تحصیل دولت علم کے ملک مصر، ہند اور فارس اور افلاطون حکیم ثانی نے مصر کی غربت اختیار کی۔ اس زمانہ میں کسب علم کا جیسا ہونا مشکل تھا اور جس کے پاس دس پانچ کتابیں بھی لکھی ہوئی تھیں وہ اُن کو غنیمت و شگرف جانتا تھا۔ تعجب ہے کہ باوجود عدم بہم پہنچنے کتابوں کے اساتذہ سلف ایسے کامل و فاضل ہو گئے" (دیکھو تعلیم النفس حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۵۹ء الہ آباد صفحہ ۴ و ۵)

نمبر ۱۱۳ - ڈاکٹر لنٹنر صاحب نے جو لیکچر بمبئی میں دیا ہے اس میں فرمایا ہے یہ کہ جتنے علوم آریہ ورت یورپ کو سکھلا سکتا ہے اتنے علوم یورپ آریہ ورت کو نہیں۔ اس وقت آریہ ورت صرف یورپ سے کتنف چرس یا سہول پدارتھ یعنی فزیکل سائنس سیکھتا ہے۔ اس کا بھی باعث یہ ہے کہ پرانی سنسکرت کی پستکوں میں وہ ودیا بہت مکمل طور پر لکھی ہے، لیکن اس کے جاننے اور پڑھنے والے آجکل بہت تھوڑے ہیں ترکت ودیا یعنی ایلکٹریسٹی - تمک چھمٹر ودیا یعنی میگنیٹزم شبد ودیا یعنی ایکوسٹکس وایو ودیا یعنی نیومیٹکس - جل ودیا یعنی ہیڈرولکس ودیا یعنی کیمسٹری وغیرہ سنسکرت گرنتھوں میں عمدہ طور سے مندرج ہیں انگلش رسائنس ودیا میں صرف ۶۳ حرف دیات جانتا ہے مگر سنسکرت میں ۶۴ عناصر و بات (تتو) مذکور ہیں۔ یورپ میں تک دہرم سمبندی اور پدارتھ کارن ودیا فلاسفی میں بہت ہی کم ترقی ہوئی ہے اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ جیسی سنسکرت میں ترقی ہوتی جاویگی ویسی ہی آئندہ آنیوالے زمانہ میں یورپ والے مندرجہ بالا فلاسفی کو آریہ ورت سے سیکھنے کی کوشش کرینگے ہماری سمجھ میں یورپین لوگوں کی کوشش سے ہی سنسکرت کی بڑی ترقی ہوگی۔ کیونکہ

ورنہ سنسکرت میں ترقی نہ ہو گی تب تک مندرجہ بالا علوم ہم سنسکرت پستکوں سے کس طرح سیکھ سکتے ہیں (اخبار بھارت سدھو سار ورتک فرخ آباد ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۱۴۔ پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ "تاریخی لوگ بھی آریہ ورت سے نکل کر ایران میں آباد ہوئے تھے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۳۰۸)

نمبر ۱۱۵۔ دارا بادشاہ کہتا تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد ہوں کیونکہ میرے پردادا کا نام اریا رمنا تھا" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۰)

نمبر ۱۱۶۔ سب مورخوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام علوم پہلے ہند میں موجود تھے۔ جن سے اہل یونان و مصر نے اور اُن سے اہل یورپ نے حاصل کئے باوجود کثرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لے گیا تھا۔ سب علم نادر اور شطرنج کی حرفت اور صنعت بیکن (پیرہمن گرنتھ) اور وید دوا میں سب سے بڑے ہیں۔ مگر زبان اُنکی سنسکرت مشکل اور دقیق ہے سوا اسکے بعد کچھ ذخیرہ علوم کے ضائع ہو گئے۔ رہا سہا جو سا بگڑا ملتا ہے اسکے سمجھنے کا علم دشوار ہے (تاریخ العصر ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۷)

نمبر ۱۱۷۔ بعض مورخوں کی روایت ہے کہ (ملک) حبش میں جو طائفہ آدمیوں کا آ کر رہا وہ ہندوستان سے نقل مکان کر کے وہاں گیا (دیکھو تاریخ حبش ۱۸۵۱ء کلکتہ صفحہ اول دوم)

نمبر ۱۱۸۔ جی ڈبلیو لائٹنر صاحب سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی فرماتے ہیں کہ "ہند علوم اور فنون کے اعتبار سے مصر سے بھی مقدم ہے لیکن چونکہ یہاں کے لوگ سب سے الگ تھلگ رہتے تھے اس لئے یہ بھی تواریخ عالم کے ذخیرہ میں نہ تھا۔ البتہ علوم و فنون میں اس کا تقدم ایک حیثیت سے ہے یعنے علوم و فنون عہد قدیم میں اس طرح سے پھیلے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہند یا فارس میں ظہور کیا اور غالباً ہند سے مصر تک گیا۔ مصر ہند اور فارس کا مجموعہ یونان میں گیا۔ اور یونان کا علم و ہنر رومہ کبریٰ میں گیا۔ رومہ کبریٰ سے اور اہل یونان سے عرب میں گیا۔ پھر کچھ عرب سے اور کچھ رومہ سے اور کچھ یونان سے یورپ نے لیا کہ شجرہ مندرجہ ذیل سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر اکثر باتیں ہند سے خط راست بھی عرب اور یورپ نے پائیں۔

شجرۂ تفریع العلوم

ہند
فارس
مصر
یونان
رومۂ کبریٰ
یورپ
عرب

(دیکھو اردو سنین الاسلام صفحہ ۱ مقدمہ حصہ اول ۱۸۸۰ء لاہور)

نمبر ۱۱۹ شجاعت۔ نمبر ۱۱۹۔ پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں "آریہ کھتریوں نے استر اور شستر ودیا کو پوری و کمال درجہ ترقی دی ہے۔ آریہ راجا اپنے سینا کو میدان جنگ میں لیجاتے تھے اور دیگر بہادر ششتر ودیا میں اچھی طرح تعلیم پائے ہوئے تھے ہندو راجپوت بہادری اور علم جنگ میں نہایت نامی گرامی گذرے ہیں (بھارت ترکال درسا انگریزی صفحہ ۵ ۱۸۸۲ء مدراس)

نمبر ۱۲۰۔ بارود بھی سب سے پہلے آریہ ورت میں ایجاد ہوا (تاریخ ہندوستان مؤلفہ الفنسٹن صاحب بہادر)

نمبر ۱۲۱۔ پھر یہی پادری صاحب فرماتے ہیں کہ میری کتاب کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہو گا کہ آریوں کے زمانہ میں اعلیٰ رتبہ کے مدرسے۔ بڑی اعلیٰ اور باجا نے تھے اور ہر ایک ملک کے لوگ اُن کی عزت و توقیر کرتے تھے اُن میں سے کسی کسی کے ایک ایک ہزار شاگرد ہوتے تھے" (دیکھو پادری وارڈ صاحب کی کتاب اور بھارت ترکال درسا صفحہ ۶)

نمبر ۱۲۲۔ پھر پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اس بات کے قبول کرنے سے انکار نہ کریگا کہ قدیم آریوں کے ودیا گن نہایت ہی تعظیم و فضیلت کے لائق ہیں اُن کے بعد کے مختلف علوم کے متعلق تحریر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طرح علوم و فنون کا عمل پرچار بخاص صفات سے انہوں نے ان مختلف وشیوں کو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم زمانہ کے کسی قوم یا ملک سے کسی بات میں کم نہ تھے جتنے زیادہ غور سے اُنکے فلاسفہ دراج میں اور پستکوں (رسوم) کا وچار کیا جائے اتنا ہی زیادہ کھوج کرنے والے کو یقین ہو گا کہ انکے تحریر کرنے والوں کی مذہبی نہایت تیز اور عمدہ تھی" پادری وارڈ صاحب کی کتاب اور بھارت ترکال درسا انگریزی ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۲۳۔ کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں "بعض لوگ جو آجکل کے علوم کی ترقی پر پھولے ہیں وہ سوال کیا کرتے ہیں کہ بھلا ڈسلاڈ آریوں نے کبھی تار اور ریل کے سامان کوئی میں سنا تھا میں اسکا جواب دے سکتا ہوں کہ اُس وقت میں ہو مین کے گنوں سے بخوبی واقفکار تھے۔ اور چھاپے کا علم و کارخانہ صرف لسٹ میں موجود تھا۔ اور بعضاً آریوں کے پاس بار بھاپ کے ذریعہ بڑی دور سے سامان آتے جاتے تھے۔ انہیں بیلون گاڑی اور بار نکالنے اور لوہا وغیرہ مصالحہ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اور اب بھی ان کی اولاد میں ایسی موجود ہیں وہ کیا ہے لوگ دو دیا۔

اگرچہ مور کھ اگیانی اور کچھ لوگ ایسی تو ہر باتوں پر ٹھٹھے کرتے ہیں مگر مجھکو اس پر پورا وشواس ہے۔ یہ لوگوں کی نہایت بھول ہے کہ تھوڑی سی انگریزی پڑھ کر اپنے شاستروں کو ٹھٹھے کرتے ہیں" (دیکھو بھارت ترکال درسا صفحہ ۶)

نمبر ۱۲۴۔ پھر کرنل صاحب فرماتے ہیں کہ "آریہ لوگ وہ ودیا بھی جانتے تھے جسکے واسطے ہم یورپ والے بڑی کوشش و تلاش کر رہے ہیں اور ابھی تک کامیاب حاصل نہیں کی یعنے بیلون (آریوں کے آکاش میں اڑنے والا جہاز) کی طاقت تھی وہ صرف آکاش میں چلنے کی ہی سامرتھ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ وہ ہیں سنگ بھی کر سکتے تھے جس پر کار جاوے۔ ہوائی اڑنے میں جس طرح ہوا میں اڑتے تھے تو پورا یقین ہے کہ وہ سب ودیا ان سب کی جو ہوا کی اندھیری اور گرد و غبار کے متعلق ہیں پوری واقفیت رکھتے ہونگے" (دیکھو بھارت ترکال درسا صفحہ ۷)

نمبر ۱۲۵۔ پھر کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ رامائن کی مہا بھارت میں جس کا ذکر ہے ایسا آرمی تھے کہتے ہیں سمو کہستم در رنگ پر یعنے ان کی اگنی توپ ہوائی رہیں) اور دور دراز تک ... دو ہی ہیں) دہرم گدر مالا جیسی گدائیاں اور تلوار کے ذریعہ بولنے والے ہتھیار اور بہتیرے ہتھیار وغیرہ موجود تھے کہ وہ جس وقت تیر آمیز ہوا سے دشمنوں کی سینا ؤں کو لپیٹ کر اوپر ہوا میں ... اور پیدا کر کے انکو فنا کر دیا کرتے تھے اور ذراوتی صورت آکاش میں بنا کر مخالفوں کو خوفناک نہیت اک کرتے

تھے اس ودیا کا نام تک بھی یہاں کے لوگ نہیں جانتے" (سبارت تر کال ورتنا صفحہ ۷۰۷)

نمبر ۱۲۶۔ مؤرخ میگاستھنیز یونانی جو مسیح سے ۳۰۰ برس قبل چندر گپت راجہ آریہ ورت کے دربار میں بطور سفیر کے تعینات تھا لکھتا ہے کہ "ہند میں غلامی کا نام تک نہ تھا۔ مرد بڑے شجاع ایماندار، راست گو، پرہیزگار اور محنتی تھے۔ کاشتکاری اور دستکاری سے خوب واقف تھے۔ دیانت کی وجہ سے عدالت میں رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی تھی یہاں کی عورتیں نہایت پاکدامن تھیں۔ رعیت اپنے سرداروں کی زیر حکومت امن و امان سے رہتی تھی۔ شاہی انتظام منوسمرتی کے مطابق ہوتا تھا۔ ویشیہ جیسے کسان جنگ اور دیگر سرکاری خدمت سے آزاد تھے" (دیکھو تواریخ ہند مؤلفہ ہنٹر صاحب)

نمبر ۱۲۷۔ آریہ نامک ایک یونانی مورخ جس نے سکندر اعظم کا انہاس یونانی میں لکھا ہے کہتا ہے کہ "اس ایام میں کسی آدمی کبھی جھوٹ بولنے والا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اگرچہ یہ تحریر تعجب اور حیرت انگیز ہے مگر چین دیش کے رہنے والا ایک جو نو میں تھان نامی جس کو عرصہ ۱۲۰۰ برس کا گذرا کہ صوبہ بہار میں تیرتھ یاترا کو آیا تھا اور بڑا ذہین اور عقیل تھا جو پندرہ برس اس دیش میں رہا جس نے سنسکرت کو پڑھا کچھ وید ودیا کو سیکھا اور اپنے دھرم کی پستکیں لکھیں وہ بھی امور بالا کی تصدیق کرتا ہے علاوہ براں ایک فرانسیسی مؤرخ بھی اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ آریہ ورت کے قدیمی لوگ بڑے عقیل شجاع اور صاحب تدبیر تھے اور علمیت و فضیلت میں بے نظیر)

نمبر ۱۲۸۔ اسی یونانی مؤرخ ایرین نامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ سکندر بادشاہ کی فوج نہایت بہادر اور جرار تھی بہت ملکوں کی فوجوں کو شکست دے چکی تھی لیکن اس آریہ ورت میں ایک ہی لڑائی لڑنے کے بعد دوسری لڑائی کی تاب نہ لاسکی)

نمبر ۱۲۹۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے بعد اسکے سکندر ستلج کے کنارہ پر آیا۔ لیکن فوج اسکی نہایت تھک گئی تھی اور بسبب آجانے موسم برسات کے سپاہیوں نے آگے بڑھنے سے عذر کیا۔ تب سکندر نے لاچار ہو کر وہیں سے مراجعت کی سوائے اسکے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس وقت مگدھ دیش کے راجہ مہانند کی فوج میں جو ناگ بنسی خاندان میں تھا چھ لاکھ پیادے اور بیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی تھے شاید اس کا رعب اس سد راہ سکندر کا ہوا" (آئینہ تاریخ حصہ اول صفحہ ۵ [illegible])

نمبر ۱۳۰۔ میکس مولر صاحب اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں "اگرچہ مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کونسا ملک جو طاقت دولت خوبصورتی میں مشہور ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا) اگر مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کس ملک والوں نے روح کے مسئلہ کو حل کیا ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا۔ اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ کہاں کے علم سے یورپ کے خیال تربیت یافتہ ہوتے ہیں زندگی کے کامل کرنے کے لئے بلکہ اس ہمیشگی کی زندگانی کے کامل کرنے کے لئے کونسا ملک ہے تو میں یہی کہونگا کہ وہ ملک انڈیا ہے" (دیکھو لیکچر صاحب موصوف ۱۸۸۲ء)

نمبر ۲۱۔ علم نباتات۔ نمبر ۱۳۱۔ حال میں بمقام کشمیر علم نباتات کی بابت تین جلد میں زبان سنسکرت کی ایسی ضخیم کتاب لغات کی ملی ہے کہ شاید اس سے بڑی کوئی کتاب دیکھی گئی ہوگی۔ یہ بڑی پرانی کتاب ہے" (اخبار الصدیق صفحہ ۸ کالم ۳ ۲۳ نومبر ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۳۲۔ جاماسپ حکیم ایران وزیر شہنشاہ گشتاسپ والی ایران سالہا در ہند آمدہ شاگرد جیمنی بود و بدان مباہات داشت" (دبستان مذاہب مطبع نولکشور صفحہ ۱۰۴)

نمبر ۲۲۔ تعلیم نسواں۔ نمبر ۱۳۳۔ آریہ قوم کی عورتوں کے درمیان بھی محمدی زمانہ کے پیشتر کسی قسم کا پردہ نہ تھا۔ صرف محمدیوں کی ایجاد ہے آجکل جو بعض شرفا میں پردہ دیکھا جاتا ہے اس کا باعث بھی یہی ہے کہ محمدیوں کے ڈر سے عورات آزادانہ پھر چل نہ سکتی تھیں۔ جس سے ہندوؤں نے بھی مجبوراً اس کو اختیار کیا۔ ورنہ تو ان کی کسی صحیح کتاب یا ملکی تواریخ سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے عورات کی آزاد زندگی کے پختہ ثبوت ملتے ہیں۔ عورات تعلیم یافتہ ہوتی تھیں کاروبار سلطنت میں کامل دسترس رکھتی تھیں۔ میدان کارزار میں جاتی تھیں۔ عورات کی پست حالت تو صرف محمدیوں کے ہی زمانہ سے شروع ہوئی۔ جنہوں نے عورات کو بعض ناکارہ پیدائش لونڈی غلام یا اس بات کی طرح سمجھ لیا چنانچہ ان کی متبرک کتاب (قرآن سورۃ النساء) میں بھی مندرج ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں" (نور افشاں اخبار صفحہ ۳ مطبوعہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۳ء کالم ۱)

نمبر ۲۳۔ آریوں کی علمیت نمبر ۱۳۴۔ برہمو سماج کے اخبار میں لکھا ہے "دنیا کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی یہ ہندوستان اپنی ترقی اور معاش اور معاد کے لحاظ سے عروج پر پہنچا تھا۔ اس کے باشندہ اہل آریہ باعتبار ترقی دھرم و اخلاق و تہذیب شائستگی دنیا کی کل قوموں میں افضل برتر اور سرتاج سمجھے جاتے تھے مگر یہاں بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ زمانہ کونسا تھا جس میں اس ملک نے یہ عروج حاصل کیا تھا؟ اس کے جواب میں اگرچہ اس زمانہ کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا سخت مشکل بلکہ محال ہے الا اس قدر کہنا قابل اعتراض نہیں معلوم ہوتا کہ وہ زمانہ اس سے کہیں پہلے تھا جب کہ اوّل اوّل مسلمانوں نے آکر اس ملک کو اپنا مفتوح بنایا۔" (دیکھو رسالہ ہندو باندھو ماہ اکتوبر ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۳۵۔ عرصہ دراز گذرا کہ کبھی ہندوستان کے باشندے علم و عقل و خلق و ادب و طاقت و دولت میں مشہور اور یکتا زمانہ تھے اعلیٰ و ادنیٰ اور اعلیٰ انتظام سے سیاست مدن کے علم کی عمدہ پختگی تھی۔ انصاف میں دوست اور دشمن رفیق و شفیق امیر و غریب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے تجارت اور صنعت کے کاموں میں دل و جان سے کوشش کرتے تھے انکے دربار و اور مجلسوں میں سوائے عالموں اور عاقلوں کے بیوقوف اور خوشامدیوں کو مطلق دخل نہ تھا۔ سب کاموں کی ترقی اور اجرا میں علم اور عقل کو مقدم سمجھتے تھے۔ اور یہاں تک ان کا اس زمانہ میں اقبال غالب رہا تھا کہ غیر ملکوں کے راجے اور بادشاہ ان کے اقبال کے مقابل آنکھ اٹھانے کو توانا نہ تھے۔ چنانچہ بادشاہ سلوکس نے اپنی لڑکی کی شادی مہاراج چندر گپت کے ساتھ اور نوشیروان عادل جس کے عدل کی بابت محمد صاحب نے بھی لکھا ہے انا ولدت فی زمن ملک العادل نے اپنی بیٹی کا بیاہ اودے پور کے رانا کے ساتھ کیا تھا۔"

واضح ہو کہ اول اسی ملک کے آدمیوں نے علم حاصل کیا تھا اور اس کی ترقی میں سعی بلیغ کی تھی۔ بعدہٗ یہاں سے ایران والوں نے سیکھا اور ان سے یونان والوں نے اور پھر انگلستان والوں نے حاصل کیا یہاں کے باشندے علم صرف نحو ویاکرن ریاضی منطق نجوم و حکمت و موسیقی و جنگ وغیرہ میں بڑے لائق و فائق تھے اور نیز یہاں کی عورتیں بھی اکثر عالم اور فاضل ہوتی تھیں فن عمارت میں بھی قسمت بہتر تھے۔ چنانچہ قدیم عمارتوں سے دولت آباد کا گنڈہ اور آبو وغیرہ کے مندر ان کے کمال کی بخوبی گواہی دیتے ہیں۔ باقی رہی تجارت اس کی حالت اس زمانہ کے موافق قابل تعریف تھی۔ گو بید کی اول سکت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں کے بیوپاری جہازوں میں سوار ہوتے تھے مگر افسوس کہ اب ہندوستان کی ترقی و بہبودی کا آفتاب غروب ہوا اور افلاس کی سخت تاریکی چھا گئی تجارت اور صنعت نے یورپ کا راستہ لیا۔ اور سنسکرت جو ان کی قدیم ودیا تھی۔ اس کو جرمنی والوں نے اپنے حصہ میں لیا" (رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۶۲ مورخہ پنجم مارچ ۱۸۸۳ء جلد دوم نمبر ۳)

نمبر ۱۳۶۔ یہ وہی آریہ ورت ہے جسکے دیکھنے کو سب ولایت کے مردم للچایا کرتے تھے۔ یہ وہی بھرت کھنڈ ہے جسکے طبیب کبھی خلیفہ ہارون رشید کا علاج کرتے تھے۔ یہ وہی ہندوستان ہے جس کے ایک پنڈت کو شاہ سکندر بھی بڑی تعظیم کے ساتھ فلک کو لیگیا تھا۔ یہ وہی ہندوستان ہے جہاں سے شطرنج کا کھیل لیجا کر بزرجمہر نے نوشیرواں کی نذر کیا تھا۔ یہ وہی ہندوستان ہے جس میں ۹۶ ہزار من سونا اور لاانتہا جواہر علاؤالدین لے گیا تھا اور اب بھی یہی ثابت کر رہے

روز مرہ کی ضروریات کو بھی دوسروں کا محتاج ہے اس ملک کے باشندے آج ایسی بڑی غفلت میں مبتلا ہیں کہ کسی کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ہمارے بزرگوں کی اکٹھی کی ہوئی دولت کہاں گئی اور بہنوز کہاں جا رہی ہے (دیکھو ہندو باندھو صفحہ ۶۴ مارچ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۳۸ ۔ اخبار برہمو سماجی اظہار کرتا ہے کہ "ان باتوں کے رفع کرنے کی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہے کہ سب سے پہلے پراچین دھرم کی تحقیقات کی جائے کہ کیا تھا۔ اور یہ تحقیقات خاص ویدوں سے کی جانی چاہئے نہ کہ اور کتابوں سے اور جب امر محقق ہو جائے تو ہمارے ملک کے سارے راجوں مہاراجوں اور آچاریوں کو واجب ہے کہ خود بھی اس کو اختیار کریں۔ اور کوشش کر کے اپنے سب لوگوں کو بھی اس راہ راست پر لاویں۔ اگر ہندوستان کے راجہ باتفاق ہو کر پراچین دھرم کی تحقیقات کریں اور وید کو از سر نو رواج دیں تو مادری آسانی کے ساتھ درست ہو سکتے ہیں اور جھوٹ کی جڑ بالکل دفع کی جا سکتی ہے" (رسالہ ہندو باندھو بابت ماہ جولائی ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۵۵)

نمبر ۱۳۹ ۔ ایک غیر متعصب یورپین محقق مزاج و راستی پسند سوامی جی کی نسبت اپنے تحریر فرماتا ہے۔ "دو برس سے ایک شخص جس کی علمیت و فضیلت میں کچھ کلام نہیں اس دیش میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ شہر بہ شہر پھرتا ہے اور ویدوں کے احکامات کا اپدیش کرتا ہے جن میں ایک پرمیشر کی اُپاسنا کی ہدایت ہے اور بتوں کی ممانعت اور صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ بت پرستی اور جنیوسی و دیگر رسوم قبیحہ جو پرانوں میں درج اور خود غرض پجاریوں کی ایجاد ہیں وید کے منشا کے بالکل خلاف ہیں۔ اس نے رسومات مذکورہ جو فی زمانہ رائج ہیں اور ہندوؤں کے ایک سب سے اور برتر مذہب کو ایسا کچا ثابت کر دیا ہے۔ اس طرح عوام کے روبرو ثبوت کو پہنچایا۔ اور قدیم آریہ ورت کے علم و فضل کا اس طرح بیان کیا اور یہاں کے باشندوں کو اپنے آبا و اجداد کی خوبیوں کے حاصل کرنے کا وہ حوصلہ دلایا کہ آجکل کے نوجوانوں کے دل میں ترقی ملک کا ایک جوش پیدا ہو گیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ منطق میں لاجواب ہے اور بحث میں تو بے نظیر ثانی ہے۔ اس شخص کا ارادہ ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ کے برخلاف کوئی تحریک کسی طرح اٹھاوے بلکہ اپنے جلسوں میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ یہ صرف عملداری سلطنت انگلشیہ کی ہے کہ جس نے مذہبی بحث میں کبھی مداخلت نہ کی بلکہ تمام و کمال آزادی دی۔ خلاصہ کلام اس عالم شخص کی کارروائیاں معقول و راست ہیں اور اغلباً اپنے دیش والوں کے لئے نہایت درجہ مفید۔ یہ شخص پنڈت دیانند سرسوتی سوامی ہے اور آریہ سماج کا بانی۔ آریہ سماج کے اصول اور اُن کی کارروائیاں اگرچہ قوی تر دلائل سے برہمو سماج کے مخالف ہیں۔ کیونکہ کیشب چندر سین جات پات کو بالکل خارج کرتے ہیں اور ویدوں کو اُن اور کتابوں کے ساتھ جن کو برہمو سماج نے فرض کر رکھا ہے مساوی درجہ میں قائم رکھتے ہیں۔ بخلاف اس کے سوامی جی گو بموجب ہدایت وید کے برن بیوستھا کا لحاظ کرتے ہیں تاہم وہ تفریق قومی کے مروجہ دستور میں مخل نہیں ہوتے۔ اور ویدوں کو سب سے زیادہ مستند مانتے ہیں۔

الغرض کیشب چندر سین کی نسبت سوامی جی کی کارروائی بہت کچھ معقول ہے اور اس سے کسی طرح کے فساد کا احتمال نہیں۔ اس لئے اگر سچ پوچھئے تو سوامی جی بھی مثل کیشب چندر سین کے اعانت گورنمنٹ کے مستحق تھے۔

سوامی دیانند سرسوتی شہر بہ شہر پھرتے اور ویاکھیان اور اپدیش دیتے ہیں انہوں نے بمبئی سے لے کر پچاس مختلف شہروں میں سماج قائم کر دئے۔ اس وقت آریہ ورت میں ان کے پیرو کا قریب تین لاکھ کے بیان کئے گئے ہیں" (پایونیر اخبار الہ آباد مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۳۹ ۔ پادری ایف ایل نیلڈ صاحب فرماتے ہیں کہ "سوامی دیانند سرستی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ انہوں نے دیسی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گمان کرتے کہ دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں سرسبز کیا۔ اور ہزارہا سال سے جو پراچین دھرم (الہام) معدوم کے ہو گیا تھا اس کو روشنی میں لا کر ہندوستان کے حوالہ کیا۔ ہندو لوگ ایسی گہری تاریکی میں ناواقفیت کے غوطہ زن تھے اور سچی روحی کے سلامتی سے جس کو جھوٹے پنڈتوں نے گمراہ کر دیا تھا" (دیکھو پادری صاحب کی سالانہ رپورٹ)

نمبر ۱۴۰ ۔ ہندو دھرم کی حقیقت اور مذاہب کے دریافت کرنے کیلئے اول اول ہماری نگاہ رگوید ہی پر پڑتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں قدامت کے لحاظ سے اس سے پرانی اور کوئی کتاب نہیں۔ گویا یہ تحریر کی ابتدائی روشنی میں آنے والے زمانہ کا ایک پہلا قدم گزرنا ہے" (دیکھو ہندو دھرم مصنفہ مطبوعہ ماہ فروری ۱۸۸۰ء صفحہ ۳۴)

نمبر ۱۴۱ ۔ دوسرا نمبر ۱۴۱ ۔ راس جی نے سنجی کو دہلی میں ایک قربین دی تھی کہ جہاں سے کورکشیتر کا حال مہاراجہ دھرتراشٹ کو سناتے رہنا (دیکھو مہابھارت ستیم پرادیسا ادھیائے ۱۰)

نمبر ۱۴۲ ۔ پروفیسر جیکولیٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "آریہ ورت مہد عالم ہے اسی سبب سے اس ملک کی حقیقی ماں نے اپنی اولاد کو دور مغرب کی طرف روانہ کرنے سے پہلے بھی سرشٹ میں بے زوال سچائی کے ثبوت سے ورثے کے طور پر قواعد زبان، قوانین اور طریق عبادت، انشا اور تہذیب ڈالا ہے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ زمانوں کے گزرنے اور نوع انسان کی نسلوں نے اس خدا اور تحریف میں کوئی ترقی نہیں کی بلا کسی اضافت ہستی کے اُن مقدس کتابوں کی عظمت نے گھر کیا ہوا ہے کہ وید کہتے ہیں جو کہ خدا کی ایسی یاد دلاتے ہیں جو کہ تمام اُن مذہبوں سے جیسے دیگر اہل کتاب لگاتے ہیں مبرا و منزہ ہے۔ وید ایک الہام جو کہ دعویٰ کرتا ہے کہ آستر اور سرشٹ کی اتپتی ہوئی۔ فقط یہی ایک دنیا کے تمام الہاموں سے ربانی الہام ہے جس کے مضامین کامل طور پر زمانہ حال کے علم سائنس سے موافقت رکھتے ہیں" (جلد ۲ نمبر ۱۵ سٹیٹسمین کلکتہ ہفتہ وار ۲۴ اپریل ۱۸۸۲ء کالم ۷ صفحہ ۱)

نمبر ۱۴۳ ۔ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ سے اس طرف نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوہ قاف کی اس طرف تک (دیکھو جلد اول تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء صفحہ ۲۰۱)

نمبر ۱۴۴ ۔ شاد صاحب فرماتے ہیں "ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی ہیں ابھی تک موجود ہیں۔ مثلاً جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرہ بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی" (دیکھو صفحہ ۲ تاریخ مذکور)

یہ بھی خیال میں آ سکتا ہے کہ ہندوستان جیسی شائستہ قوم جس میں صحیح صحیح سائنس کمالیت تک پہنچ گئی تھی۔ اور موسیقی نقاشی سنگ تراشی عمارت۔ شاعری وغیرہ۔ علم و ہنر کو نہ صرف جانتے ہی بلکہ پڑھاتے اور اس کے عمدہ عمدہ قواعد بناتے تھے۔ وہ اپنی تاریخ کے ماہر اور اپنے بادشاہوں کے چال چلن اور ان کی سلطنتوں کے انتظام لکھنے سے بالکل ناواقف ہوں۔ بہشت اور انگواڑہ مقامات کے شہر اور چتوڑ کے جی ستیمبھ یعنی ستان رتھ ستمبھ (کالمیں) کوہ آبو اور دیگر مارکی عمارتیں الیفنٹا اور ایلورا کی گفاؤں کے مندر اسی بات کے گواہ ہیں اور ہم یہ بھی خیال نہیں کر سکتے کہ وہ زمانہ کہ جس میں عمارتیں بنائی گئی ہیں اس میں کوئی تواریخ دان نہ ہو تو مہابھارت سے لیکر سکندر کی چڑھائی تک اور اس بڑے زمانہ سے لیکر محمود تک خاص ہندوؤں کی تواریخ کا ایک فقرہ بھی ہم کو مشکل سے ملتا ہے" (صفحہ ۳ ۔ تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء جلد اول)

۱؎ الیفنٹا یا الفنسٹا اور سالسیٹ معروف بہ جاتا دو جزیرے ونیز جو بمبئی پاس ہیں ۲؎ الورہ یا ایلورا متعلقہ صوبہ اورنگ آباد۔

چاند برداؔئی مؤرخ نے جو پرتھوراج کی تاریخ لکھی ہے اس میں کئی ایسی کتابوں کے حوالے ہیں جن میں سے ہم کو یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ ویسے ہی اور بہت سی بھی پر جلت تھے جن میں محمود سے شہاب الدین تک سنہ سے لیکر ۱۱۹۳ء تک کا حال پایا جاتا، لیکن وہ کتابیں اب نہیں ملتی ہیں غائب ہو گئی ہیں" (صفحہ ۸۰۹ تاریخ راجستان جلد اول ۱۸۲۹ء)

"تب کہ ہندو برابر آٹھ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُن کی زبان بالکل ناواقف ہوں اور جب ہر ایک بڑے بڑے شہر جنگلی اور متعصب اور معزز دشمن سے تباہ کیے گئے ہوں۔ تو یہ حد سے زیادہ امید کرنا ہے کہ نقصان کے ہوتے ہوئے اس شہر کی چیزیں اپنے تاریخ کی کتابیں بچ رہی ہوں۔ جبکہ بادشاہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگائے جاتے تھے اور پہاڑوں کی کھدروں میں بسنے کے لئے مجبور کئے جاتے تھے اور جبکہ اُن کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ وقتی حکومت کیا رہے ہیں کیا تعجب ہوگی تو کیا اُس وقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے"۔ (دیکھو صفحہ ۹ تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء جلد اول)

جو لوگ ہندؤں سے ایسی تواریخ کی امید کرتے ہیں جیسے کہ یونان و روم سے وہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کیونکہ ہندوستانیوں کی خاصیتیں اور لوگ سے۔ اگرچہ اُن کی فلاسفی اُن کی شاعری اور فن عمارت میں سب سے پہلے ایجاد اور تفصیلی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں اور وہی حال اُن کی تاریخ کا ہو سکتا ہے"۔ (صفحہ ۹ تاریخ راجستان حصہ اول ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۴۔ حکمت نمبر ۱۴۵۔ محقق کالروک صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر اہل ہند کسی غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکھ سکتے تو کوئی وجہ ہے کہ وہ تحصیلی ترقیوں کا علم حاصل نہ کر سکے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اہل ہند نے حکمت کسی سے نہیں سیکھی بلکہ اوروں کو سکھائی ہے (دیکھو تاریخ قدیم ہندوستان صفحہ ۵۵ مطبوعہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۴۶۔ مورخ ہیرن صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ مصر والوں میں تو اب بھی نہایت مشابہت ہندیوں سے معلوم ہوتی ہے اِن دونوں قوموں میں بہت سی باتیں مشابہت کی پائی جاتی ہیں"۔ (دیکھو ایشیائی قوموں کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۱۲)

نمبر ۱۴۷۔ الفنسٹن صاحب مؤرخ اپنی تاریخ ہندوستان کی جلد اول باب پنجم فصل ششم میں قلب رائے سے یہی تحریر کرتے ہیں کہ کوئی وجہ خیال کرنے کی نہیں ہے کہ اہل ہند تجربات موجودہ ملک کسی دوسرے ملک سے لائے ہوں"۔

نمبر ۲۵۔ سیاحت نمبر ۱۴۸۔ عرب کے ایک نامی گرامی قصیدہ میں جو سبعہ معلقہ کے نام سے مشہور ہے یہی اہل ہند کی بہادری کا اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے وظلم ذوی القربی اشد مضاضۃ علی المرء من وقع الحسام المہند۔ ترجمہ خویشوں کا ظلم زیادہ سخت ہے اُس زخم سے جو لگتا ہے ہندی تلوار سے۔

نمبر ۱۴۹۔ حسیر عزیزی میں ہے تیغ ہندی خنجر رومی ۔ نہ کند آنکہ استغفار کند۔

نمبر ۲۶۔ زبان نمبر ۱۵۰۔ ایک غیر متعصب مسلمان تحریر فرماتا ہے۔ چونکہ آریا کی ان تو روپ اور ایشیا کی سب زبانوں کی جڑ معلوم ہوتی ہے اس لئے واضح ہوتا ہے کہ اہل یونان اور روم اور جرمن و انگریز اور ہند و ایران وغیرہ سب کی نسل کا مبدا ایک ہی تھا۔ (دیکھو تاریخ متقدمین ۱۸۸۷ء لاہور صفحہ ۱۴۸ تا ۱۸۰)

نمبر ۱۵۱۔ پھر وہی مسلمان صاحب فرماتے ہیں یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ شائستگی کا طور طریق انہوں نے ہندؤں سے حاصل کیا ہو کیونکہ اہل ہند اور اہل مصر کے اکثر طریق اور رسم ملتے ہیں"۔ (دیکھو تاریخ متقدمین صفحہ ۵ فصل دوم ۱۸۸۹ء لاہور)

نمبر ۱۵۲۔ پھر وہی مسلمان مورخ کہتا ہے کہ "مصر وہ ملک ہے جہاں سے اول ریاست کا قاعدہ نکلا اور انتظام ملک دستور اور آئین جاری ہوئے مگر یقیناً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہندیوں میں سے پہلے بصورت ہوس تھی"۔ (تاریخ متقدمین صفحہ ۱۸۸۹ء لاہور)

پھر مسلمان موصوف لکھتا ہے۔ "ورشن فاضل۔ بوصاحب روت حوسلی کلی صاحب کی کتابوں سے فارس کا حال معلوم ہوتا ہے انہوں نے سنسکرت اور ژند زبانوں کی مشابہت ہونے سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان اور ایران دونوں کے قدیم حاکم ایک ہی نسل سے تھے (صفحہ ۴۸ تاریخ متقدمین ۱۸۸۹ء لاہور)

نمبر ۱۵۳۔ پادری مورس صاحب لکھتے ہیں کہ "دو ہزار برس کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کے باشندے موروں کو پوجتے تھے اور کئے خوش کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کی کھوپڑیوں میں سراب پیتے تھے مگر انہی دنوں میں ہندوستان کے باشندے بہت عمیق امور یا خدا اور روح جسم۔ خدا اور انسان کی بابت بھی خوب چرچا کرتے تھے۔ دیکھو تیج دسمبر عیسوی تفسیر حصہ صفحہ ۱۵ ۱۸۸۹ء)

باب چہارم

قرآن اور مسلمانوں کی علمیت

نمبر ۱۔ آسمان۔ سورۃ الفرقان وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا

ترجمہ جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بدلی کے اور اُتارے جاوینگے فرشتے جا کر۔

تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۱۲ نول کشور ۱۸۸۹ء یاد کن روزے را کہ وا شکافتہ شود آسمان بسبب ابر سپید کہ بالائے ہفت طبقہ آسمان ہست وغلظ او برابر ہمہ سمواتست وگران تر است از ہمہ آسمانہا وحق سبحانہ اورا مقدار نگاہ داشتہ روز قیامت ابر را بر آسمانہا افگند و ہر آسمانے کہ رسد آں آسمان شکافتہ گردد وفرو فرستادہ شوند فرشتگان ازانجا بر زمین فرو فرستادنی ناروے زمین فرشتہ حلقہ گردد و موضع آمدہ کہ ملائکہ ہفت صف بگرد عالم درآیند (افسوس ہزار صد افسوس بر زمین و آسمان را شکافتن)

سورۃ الانبیاء اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ترجمہ کیا نہیں دیکھا انہوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ آسمان اور زمین ملی ہوئی تھی بس جدا کیا ہم نے اُن دونوں کو (کیا زمین و آسمان قلابے ملائے ہیں)

سورۃ السجدۃ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ ترجمہ تدبیر کرتا ہے (خدا) کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف آسمان کی بیچ ایک دن کے جس کی مقدار ہزار برس کی ہے اُن برسوں سے جو تم گنتے ہو یہ ہے جاننے والا غیب کا (وہ بڑے ڈاک کے ہرکارے بیری تعریف الوری کرتا ہے جیسا ہم بگرد ہو تر ساد)

سورۃ المومنون وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ترجمہ اور تحقیق پیدا کئے ہم نے اور تمہارے سات طبقے راستوں والے اور نہیں ہم پیدائش سے غافل۔ تفسیر حسینی یہ۔ ستکہ آفریدیم بر سر شما ہفت آسمان طبقہ بالائے طبقہ تا ہر طبقہ راہ ان راہے لہ راہ ہا سے فرشتگاں"۔ (جلد دوم صفحہ ۱۸۹۱ء نولکشور) (آسمان بھی بقول علمائے محمدیان کوئی سات بڑا بیٹھا ہوگا جس کی بیری اسٹ دانی پر بو علی سینا قربان ہو)

سورۃ الانبیا یَوْمَ نَطْوِی السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ترجمہ جس دن ہم لپیٹ لیویں گے آسمان کو جیسا کہ لپیٹا جاتا ہے طومار (کاغذ) کے رقعوں کا (معلوم ہوتا ہے کہ خدا غلطی پر ہی ہوگا ورنہ اس غلطی کے کیا معنے آسمانی تھا اور اُسکے معلوم نقلئے قائل ہیں)

سورۃ الرعد - اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ترجمہ اللہ وہ شخص ہے کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے دیکھتے ہو پھر قرار پکڑا عرش پر) اور تحفہ کے ۲ لاکر آحکل جدا دہلی میں رائے بیٹھو راکے محتاج دیکھا تو نہ ہوئے سمجھی کرتا ما ہوں بکیر انسو ب ۲ قرآن پڑھوں کی تعلیم پر۔

سورۃ تکویر - وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ترجمہ اور جس دن آسمان کی کھال اُتاری جاوے گی (خدا نہ کرے محمد یاں پہلے جنم کا قصاب ہوگا جو بکری کی کھال اُتاتا ہوگا اور یہی مثال یہاں یاد آئی)۔

نمبر ۲ ستارہ سورۃ انفطار - اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ترجمہ جس وقت آسمان پھٹ جاوے اور جس وقت کہ ستارے جھڑ پڑیں۔ تفسیر حسینی آنگاہ کہ آسمان شگافتہ و آنگاہ کہ کواکب فرو ریزد و پراکندہ شوند آ... وہ کہ کواکب بر مثال قنادیل معلق از زیر طاق فلک بسلاسل نور آویختہ اند وآں سلاسل بدست ملائکہ ست چون اہل آسمان بمیرند سلاسل از دست ایشان بیفتد وکواکب بر زمین ریزند (صفحہ ۵۱۴ جلد دوم نول کشور ۱۳۰۰ھ) ہم اس کی بات علماء اور اہلِ علم کو سوچنے کرانا چاہتے ہیں)

نمبر ۳ رعد - سورۃ الرعد وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ ترجمہ اور تسبیح کرتا ہے گرجنے والا ساتھ تعریف اُس کی کے۔ تفسیر حسینی "رعد فرشتہ ست موکل بر ابر کہ سحاب را میراند و روی نازیانہ است ... از ابن عباس نقل میکنند کہ رعد صعقہ و سنگان ... وروی آہنیں است ... مگر به ایشان ز دیکھو جلد اول صفحہ ۳۳۷ و ۳۳۸ مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۰ھ) ... عقل و دانش باید گریست)

نمبر ۴ سورج سورۃ التکویر اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ترجمہ جب وقت سورج لپیٹا جاوے گا (مسلمانوں کا خدا اسد اللہ حیدر صلا علم و عقل سے بے بہرہ ہے)

سورۃ کہف حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ ترجمہ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا اس سورج کو کہ وہ ڈوبتا ہے کیچڑ کے چشمہ میں۔ تفسیر حسینی والا کتاب ہے دیافت آنرا کہ آفتاب را کہ رائی العین فرو میرود در چشمہ آب گرم و بعض گفتہ اند چشمہ آب گل سیاہ آمیز (صفحہ ۷ جلد ثانی ۱۲۹۰ھ) اس خدا سے تو ادنے بچہ بھی دانا ہے مگر حضرت کو سورج کا بھی علم نہ تھا نہ طلوع و غروب کی خبر ہے)

سورۃ ص حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ترجمہ حتیٰ کہ چھپ گیا آفتاب پردہ میں واپس پھرا دو میرے لئے۔ تفسیر حسینی صفحہ ۲۵۰ جلد ثانی احباب کو ہی سنا دیا جس طرح مفسر بعضے علماء آں اند کہ مراد از توارت آفتاب ست کہ از سلیمان بسبب مطالعہ ... فوت شد و آفتاب غروب کرد سلیمان باذن خدا تعالیٰ بانگ زد کہ موکل بود بر آفتاب و گفت کہ روھا علیّ باز گردانید آفتاب را حق سبحانہ تعالیٰ فرمود کہ آفتاب را باز گردانیدند تا بموضع وقت عصر رسانیدند و آنکہ آفتاب بدعا حضرت پیغمبر و میسر شد جز بعد از غروب باز گشت و سجانے عصر با آمد مرتضیٰ علی عصر بگذارد و در نزد محدثان مشہور است امام طحاوی در شرح آثار ... آمدہ کہ روایت این حدیث ثقات اند و امام احمد بن صالح نقل کردہ کہ اہل علم را سزاوار نیست کہ تغافل کنند از حفظ این حدیث زیرا کہ موجب ہست۔

کردہ عوتش گرفتہ گریبان آفتاب ۔ بالاکشیدہ از چہ مغرب بر آسمان

گردش بدو راسر گرد جوان چرخ ۔ وستش زوہم کردہ بپاک چب بال

نمبر ۵ چاند يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ترجمہ سوال کرتے ہیں تجھے اے محمد چاند سے کہو وہ وقت ہیں واسطے لوگوں اور حج کے۔ تفسیر جلالین میں ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ يا محمد عن الاهلة جمع هلال لم تبدو دقيقا ثم تزيد حتى تمتلئ نورا ثم تعود كما بدت ولا تكون على حالة واحدة كالشمس قل لهم هي مواقيت جمع ميقات للناس يعلمون بها اوقات زرعهم ومتاجرهم وعدد نسائهم وصيامهم وافطارهم والحج عطف على الناس اى يعلم بها وقته فلو استمرت على حالة لم يعرف ذلك (صفحہ ۳۳ جلد اول ۱۲۹۰ھ مطبع احمدی دہلی)

سوال میکردند اے محمد عن الاهلة از ماہ ہائے نو معاذ بن جبل و ثعلبہ کہ از اعیان انصار بودند از حضرت رسالت پناہ پرسیدند کہ سبب چیست کہ جرم قمر اول گاہ گاہ باریک مے نماید و مرور ایام پر نور و تمام گردد و دیگر بارہ روے بنقصان مے نہد حق سبحانہ تعالیٰ لعلم ازلی میدانست کہ اسرار اختلاف نقصان و کمال ماہ و دانستن آن ہم نفع بود جواب سوال ماند و آں رسالت کہ قل ہی بگو اے محمد کہ آں ہلالہا مواقیت للناس ہنگام ہا وقتہائے للناس برائے مردمان در مزدو فروران و عدت زنان و مدت حمل و روزہ و وصال و احالحج ہنگام معتبر برائے حج و علامات اوقات اند برائے حج کہ موسم را بداں دانند" (تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۳۱ و ۳۲) (سوال از آسمان و جواب از ریسمان)

نمبر ۶ شہاب ثاقب سورۃ الطارق وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ترجمہ قسم ہے آسمان اور رات آنے والے کی اور کیا جانے تو کیا ہے تارا چمکتا ہوا۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۵۴۳ - آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ نشستہ بودند ناگاہ ستارہ فرود آمد اسیطالب ماکاہ ستارہ در خشید و شعلہ آتش عظیم از وے ظاہر شد ابو طالب ... بترسید گفت این چہ چیز است۔ حضرت پیغمبر صاحب فرمود کہ ستارہ است کہ دیوان را از آسمان مے راند و نشانہ ایست از قدرت الٰہی فی الحال جبرئیل نازل شد و این سورۃ۔ اسی امر کی تائید جا بجا طور پر تفسیر حقانی مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۴۳ سطر ۴ و غیرہ سے ظاہر ہے جس سے قرآنی علمیت سے کسی جاہل کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

سورۃ الحجر - وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور بتحقیق ہم نے بیچ آسمان کے برج اور سنواری ہے انکو واسطے دیکھنے والوں کے اور محفوظ کیا ہے اس کو ہر ایک شیطان راندہ شدہ سے مگر جس نے چورا لیا سننے کو تو پیچھے لگتا ہے اسکے شعلہ ظاہر۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۵۴ جلد اول ابن عباس منقول ہے کہ از زمان آدم تا وقت عیسیٰ دیوان بر آسمان میرفتند و ملائکہ کہ از اخبار لوح و ... سخن میگفتند ... طلاع یافتہ ... سال مے ربودند ... آمدہ ... کاہنان ... حضرت خاتم النبیین شد ... ہمہ آسمانہا ممنوع گشت و بخدمت رجم ایشان شہاب ثاقب مقرر شد ... کہانت نقلی شد و گشت"

شہاب ثاقب کے بارہ میں جو کچھ قرآن و علماء قرآنی کہتے ہیں وہ اس لائق ہے کہ موٹے حرفوں میں تحریر کر کے ہمارے مکانوں پر لکھا جاوے تاکہ کالجوں کے پرنسپلوں اور طالب علموں پر قرآنی عقدہ حل ہو جائے اگر گورنمنٹ عالیہ مہربانی کر کے اپنے خرچ سے اس کام کو کرے یعنی لوح لکھوا کر لگوا دے تو حضرت پر بڑا احسان کرے اور ہم کہیں حمایت اسلام و خدا یار ہو۔

نمبر ۷ زمین - سورۃ الرعد - وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ ترجمہ اللہ وہ ہے جس نے پھیلا رکھی زمین کو اور کئے بیچ اُس کے پہاڑ۔ تفسیر حسینی وہ است آنکہ بکشید زمین را ... بسیط کرد بطول و عرض تا مسکن حیوانات باشد ... دریا ... کوہ ہائے

علم ماننے سے چارہ کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۳۰ جلد اول)
سورۃ النحل وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ترجمہ ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے تفسیر حسینی صفحہ ۴۴۳ میں درج ہے کہ حق سبحانہ زمین را بر روئے آب متحرک مقرر او فرمود و ملائکہ گفتند این بساط مقرر ایچ کس بر سر او نہ قرار گیرد... حق سبحانہ تعالیٰ آن را بکوہ ہا ساکن گردانید آن زمین آفریدہ شد... تا پایہ نہ رہیں ساکن ہو کر مگر ان کو یاد رہے ... تا ایں کہ زمین میں کوہ ہائے رمیں ساکت بالسماۃ اور سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

بس زمین بہ لرزہ آمد ... فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ

سورۃ النبا اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ترجمہ ہم نے نہیں بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ میخیں اسے ضرور بنائے ہیں۔

سورۃ بقر۔ اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ترجمہ جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان چھت اور اتارا آسمان سے پانی۔ (اس جغرافیہ دانی پر جس قدر علماء محمدیہ فخر کریں بجا ہے اور سچ یہی ہے کہ کلیں بسر خود بحال و عقل بود محال الطاف آید)

نمبر ۸ جلد ۲ میں سورۃ النور۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ ترجمہ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بہ تہ کرتا ہے پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اسکے بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے ان میں سے جو پہاڑ ہیں اولوں کے۔ تفسیر حسینی صفحہ ۲ جلد ثانی میں لکھا ہے در آسمان کوہ ہا است از تگرگ چنانچہ در زمین کوہ ہا است از سنگ حق تعالیٰ ازاں تگرگ نازل میگرداند (ان اولوں کے علم سے حضرت باری کا علم معلوم ہوئے ہیں مصنف قرآن کا فلسفہ ہے)

سورۃ المومنون وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ (تفسیر حسینی صفحہ ۸۰ جلد دوم سورۃ فرستادیم از آسمان آبے بقدر و اندازہ کہ صلاح بندگان دراں دانستیم پس ساکن ساختیم آن آب را در زمین ... ابن عباس نقل میکند کہ خدا تعالیٰ پنج جوئے آب از بہشت بر بال جبرئیل ... فرستادہ سیحون کہ نہر ہند است و جیحون کہ نہر بلخ است و دجلہ و فرات کہ نہر عراق است و نیل کہ نہر مصر است و انہار و بعد محل دارد و نقدیر لسان حق ساری منافع خلق جاری میگرداند و این ست کہ میفرماید کہ آب را در زمین ساکن ساختیم و گفتہ اند بعد از خروج یاجوج ماجوج جبرئیل فرود آید و قرآن و حجر الاسود و مقام ابراہیم و تابوت سکینہ و انہار خمسہ را بآسمان برد و بعد ازاں در روئے زمین ہیچ خیر و برکت نماند" اور اسی طرح دیکھو سورہ ہود و مومنون طوفان کے پانی نہ سے نکلنے کے لئے دعا کرے کہ جبرئیل کل آتا آج ہی آجائے تو ہمیں قرآن سے امان رہے۔

نمبر ۹ ۔ ربان سورۃ النحل قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ تفسیر حسینی مراد ازیں بنا چیج نمرود ست کہ بنابل ساختہ بود ارتفاع آن پنجہزار گز بود و گویند در عرض و طول فرسخ است کہ تا بہ آسمان بالا کند۔ بر خدا و اوالیم مطلع شد و ... مقابلہ مانند بعد از تمام چیج باد ہے بوزید ... و سرار بیج و ساخت او ... تفسیر ثقافی ... کہ سر آن بیاد ... در یا ... فلسفہ باقی برجانہ مرد و حیار افتاد سو آوازے مہیب ازاں پیدا آمد کہ زبان قوم ہمہ بر آن ... و سخن الناس مختلف گشت محمد جریر طبری آوردہ کہ زبان ہمہ مردم در ہمان ... سریانی بود چون سقوط صرح واقعہ شد از اہمال اختلاف پدید آمد و ہر قومے بزبانے ... آغاز کردند یعنی یک زبان آن دیگرے ندانست و ہمچنانچہ ... زبان مختلف در ... آمد (دیکھو صفحہ ۴۶۲ جلد اول) اور آیت وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ سورۃ ابراہیم ... ۸۰ کردہ ... نمرود ... وارد ابراہیم کہ او را از آتش برہانید من میخواہم کہ بر آسمان روم و او را ببینم ... اشراف مملکت گفتند کہ آسمان بغایت مرتفع است و بر و رفتن بآسانی میسر نشود نمرود و نہ شنید و نمرود تا چرخی بساختند مدت سہ سال بغایت بلند و چون بر آنجا رفت آسمان را ہمچنان دید کہ از زمین میدید۔ روز دیگر آن بنا بیفتاد و قصہ چون آن چیج از پائے در آمد و خلق بسیار ہلاک شدند نمرود خشم گرفت و گفت بر آسمان روم و با خدائے او جنگ کنم صندوقے چہار گوشہ بساخت و دو در یکے فوقانی و دیگرے تحتانی در و درست کرد و بر چہار طرف او چہار نیزہ کرد ... بر و با نتوانستی ... چہار کرگسان را چند روز گرسنہ داشتند و چہار مردار بر سر نیزہ ... کردند اطراف صندوق را برتن کرگسان بربستند ایشان از غایت جوع میل ... کردند ... صندوق را ... در آن نشستہ بود ... بعد از ... در فوقانی کشادہ نگاہ کرد و آسمان را ہمچنان دید کہ از زمین میدید ... در تحتانی بکشاد و ... نگاہ کرد و جواب ... ہیچ چیزے دیگر نمی دید ارتشا ... فوقانی بکشاد ہمان حال بود ... مشاہدہ شود ... تحتانی کشاد ... چیزے مشہود نشود ... نیزہ ہا را ... بہ زیر کرد ... در دست ... ارا حوت ... کرگسان ... گردید۔

(دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۱۰۳ و ۲۰۴ جلد اول مطبوعہ ۱۲۹۵ھ لکھنؤ نولکشور)

رہ حضرت علی وہی علی مرتضیٰ ہیں جن کی شان میں محمد صاحب کے حدیث میں فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جنہوں نے یہ کرگسی سیلوں کی حکایت بیان کی)

حدیث

(۱) حدیث میں ہے عبادالملک ستہ تفقا من الحذاء ترجمہ مدینہ کا غبار جذام کو شفا دینے والا ہے اور اسی کی تردید مدارج النبوت میں ہے "ابی فاطمہ موسیٰ ۔ سعد بن العاص کہ از اں صحابہ ہست کہ اسلام آورد در مکہ و ہجرت کرد بحبشہ باز حاضر مدینہ ... و عامل گردانید ... ابوبکر و عمر در خلافت خود او را بدینہ بہ بیت المال ... بوت ... کردہ ... عمر ... موقوف ..."

(۲) حدیث میں ہے الحجر الاسود یمین اللہ فی الارض ترجمہ حجر الاسود خدا کا دایاں ہاتھ ہے زمین میں۔

(۳) حدیث میں طارق سے ... ہے ان الجبل ینادی الجبل باسمہ ای فلان هل مر بک احد ذکر اللہ فاذا قال نعم استبشر ترجمہ ایک پہاڑ پکارتا ہے دوسرے کو کہ کوئی شخص کہ یاد کرتا ہوا اللہ کو یہیں سے گزرا ہے ... کہ ہاں گزرا ... خوشی ...

لہ - قرآن کی علمیت کے بارے میں ... مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی اپنی تفسیر حقانی میں فرماتے ہیں کہ یہ کتاب نہیں کہ وہ ... طبیعات و صنعات کے مسائل تعلیم فرماوے ... کہ وہ ... آسمان ... زمین ... زلزلہ ... امور کی ماہیت اور ان کے اسباب بیان کرے چنانچہ قرآن مجید میں ... روح کی حقیقت بیان کرنے سے ... کے جو لوگ ... سوال کرنے سے اعتراض کیا اور خطوں کی ... مقدور حالات سے مطلع کیا ... پس ... تاہم ... للناس و الحج ... (دیکھو تفسیر حقانی صفحہ ... مطبوعہ ... دہلی)

نسو خط احمدیہ

والاہیات میں خوش ہوتا ہے۔

اہل عرب کی جہالت اور وحشی پن کی شہادت بھی علمائے اسلام کی تحقیقات سے ظاہر ہے
چنانچہ مولوی الطاف حسین حالی مدوجزر اسلام میں فرماتے ہیں۔

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی | نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی | خدا کی زمیں بن جتی سربسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا | تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

قرآن سورۃ جمعہ میں محمد کی تعریف کرتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ ترجمہ خدا وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ان پڑھا پیغمبر سچ ہے ۵

کبوتر با کبوتر باز با باز | کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

عربوں کی اس بات کی تعریف بھی قرآن میں موجود ہے الحجرات قالت الاعراب آمنا ترجمہ کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے سورۃ فتح قل للمخلفین من الاعراب ترجمہ کہہ دے پیچھے رہ گئے گنواروں کو سورۃ توبہ ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر ترجمہ اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسا ہی اور آیتوں میں مذکور ہے جبکہ خود اعراب کے معنے گنوار کے ہیں پس عرب کی جہالت میں کسی طرح کا انکار سزاوار نہیں۔

قرآن کے نزول کی وجہ بھی قرآن میں عمدہ لکھی ہے إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ترجمہ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ ترجمہ اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سناوے مکہ والوں کو اور گرد نواح (ملک) کے لوگوں کو اور ڈر سناوے قیامت کے روز کی۔

سورۃ انعام وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ترجمہ یہ کتاب قرآن جو اتاری برکت کی سچا کرنے والی جو کہ پہلے تھے تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں اور اس کے گرد نواح (عرب) کو جاہل لوگ جو تلوار یا طمع کے رو سے ایمان لائے وہ تو بقول شخصے کہ دین معرفت دو ساحر مند جو کچھ حضرت کہتے تھے آمنا وصدقنا کرتے تھے اور اہل علم میں سے رضا و رغبت سے تو کوئی مسلمان نہ ہوا مگر اہل ایران جو عمر کے جنگ و قتل عام سے مسلمان ہوئے تھے اور وہ اسے وحدہ کے طرح نہ سکتے تھے اگرچہ محمدی بن گئے مگر جہادی بالکل نہ ہوئے اور نہ اس ظلمت کدہ میں کسی نور کو گرانے کی کوشش کی۔ چنانچہ خود مسلمان بھی اسکے شاہد ہیں لکھا ہے واختلاط اہل الاسلام بالمجوس ... سبب تھا کہ اسلام نے ... دارالاسلام ... (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۰ کہ باردوم مطبوعہ ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ)

عقل کو دخل نہ دینا چاہئے قیاس کرنا حدیث کے رو سے شیطان کا کام ہے اور عقل کو دخل دینا ملعون ہونا ہے چنانچہ احسان اللہ کے صفحہ ۳۳ میں ہے لا تقیس فان اول من قاس ابلیس ذکر ہے کہ تحقیق طور پر آئمہ ظاہرین عقل اور قیاس کو دخل دینا حرام جانتے ہیں ایک دن امام ابوحنیفہ امام صادق کے پاس آئے حضرت صادق نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم قیاس کو دخل دیتے ہو حالانکہ اجتناب چاہئے کیونکہ اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا مولوی رومی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

ان قیاس خویش را ترک کن | کز قیاس تو ستود ریست کہیں
اول آنکس کو قیاسک ہا نمود | پیش انوار خدا ابلیس بود

چنانچہ خود مرزا صاحب بھی دانائی اور عقلمندوں اور فلسفیوں کو گالی کی طرح ان الفاظ دیتے ہیں "میری رائے میں فلسفیوں سے بڑھ کر اور کسی کی دلی حالت خراب نہ ہوگی۔

اور سند میں وہ چیز جو سب جاہلوں کی ڈالی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور خود سری ہے سو وہ اس قوم کے اصول کو ایسی لازم پڑی ہوئی ہے کہ گویا ان کے حصہ میں آگئی ہے یہ لوگ خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر کامل قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور جسکے موافق ان کے خیالات کچھ سمجھتے ہیں اسکو تمام تحقیر اور تذلیل کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور افسوس کا مقام ہے کہ نوخروں کے عام خیالات اسی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ (دیکھو سرمہ چشم صفحہ ۵۵ سطر ۲ سے ۶ تک)

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ سیوا کے بیان اور فلسفہ دانوں کے بیان میں بہت فرق ہے سیوں کی بات صرف ایمان بالغیب ولوازمہ تک مستحق ایمان لینی ہے اور فلسفیوں کی بات ایمان بالغیب اور سوء ظن سے بہت دور پڑی ہے ۵ کیونکہ سیوں کی بات کا اساس توبہ اور یکسوئی پر ہے، مگر اس واسطے فلسفیوں اور بیوں کا اختلاف ہے (آگے مرزا صاحب) فلسفہ کو بہت بڑا انسانی ظلمت سنگ کی رحمت تاریکی مد عقائد بد اعمال و ناقص خیال و ضلالت و ضدافت ملی ہوئی فلسفیوں کو، تعصب وجود پسند اور غلط لکھ کر کہتے ہیں کہ تمام تر سعادت تو اس میں ہے کہ غیب کی باتوں کو غیب کی صورت میں قبول کرے اور ظاہری حواس کی خواہ مخواہ شہادت طلب کرے اور فلسفہ کے طول طویل اور لاطائل جھگڑوں سے حتی الوسع اپنے تئیں بچاوے۔ ۵

فلسفی را خشم حق بہیجت نامیا نور | گرچہ پیکیں باسد و مانو تلی بیباود
(دیکھو سرمہ چشم کا صفحہ ۲۲ سے ۲۴ تک)

۵ حاشیہ نمبر دوم۔ حامی مذہب فلسفہ کے امام وقت امام ابو حنیفہ بھی تھے علامہ ابن خلدون نے اپنی مقدمہ تاریخ میں ایک مستقل مضمون لکھا ہے جس کی سرخی یہ ہے "حملة العلم في الاسلام اكثرهم العجم" یعنی اسلام میں علم کے حاملین اکثر عجم ہیں یہاں اکثر اعراب جو عرب کی نسل سے تھے اس بات کو رشک اور تعصب سے دیکھتے تھے گرامام ہشام وغیرہ کی طرح صبر کرنا چاہئے (دیکھو فتح العبد صفحہ ۱۹ اور مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۳۰۵ء لکھنؤ) پروفیسر محمد شبلی صاحب کہتے ہیں ہم لکھ آئے ہیں کہ مسلمانوں میں علوم کی ... کی بنیاد رکھی گئی اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہبی عقیدہ اور فکری اجتہاد اس جلد پر نزع کے ان علوم بھی بکثرت دھ سے ممالک اسلامی کے ہر گوشہ میں ... فلسفہ کو صدمے اٹھانے پڑے معتضد باللہ خلیفہ عباسی نے جو ۲۷۹ھ میں تخت نشین ہوا پہلے ہی سال وہاں فتوی لکھا گیا کہ وہ فلسفہ کی کتابیں نہ بکنے پائیں (دیکھو تاریخ الخلفاء المافیہ مطبوعہ ... ومسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۲۶) حکیم ابن رشد کو اسی فلسفی تصنیفات کے لکھنے کے الزام میں خاندان بنی الموحدین کے سلاطین نے اس جرم پر اس کو قید کر دیا۔ ... کی تمام ناموں حکیم بن ... فلسفہ دانی کے جرم میں) قتل کرا دیا (دیکھو نفح الطیب ... جلد ثانی صفحہ ۱۲۵) مستعصب عمائد میں بھی ایک مفتی صاحب نے علم کا درس بند کرا دیا۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے علم منطق کے خلاف ایک کتاب بھی تصنیف کر ڈالی جس کا نام صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام ہے علامہ ابن الصلاح نے بھی اس مضمون کا فتوی لکھا۔ علامہ ... کے ... نے ... جو اس فلسفہ کے ... خرم پر ... اس سے مواخذہ کرتا ہے۔ ... اور خواص فلسفہ کے حامی رہے لیکن عام کی ... کبھی اس علم کو عام آبادی میں نہ پھیلنے دیا (دیکھو نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۳۳ اور مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۲۷ مطبوعہ لکھنؤ) پروفیسر محمد شبلی صاحب فرماتے ہیں مسلمانوں نے جو کچھ ہیئت و ریاضی سیکھا وہ منطق، الٰہی، ہندسہ، طبیعیات بھی حساب طب میں بھی اہوں نے زیادہ تر یونانیوں کی شاگردی کی لیکن بات کی بہت کم مثالیں ہیں کہ مسلمانوں نے خود دوسری زبانوں کی تحصیل کی ہو۔ مترجم کتابوں سے یہ علوم سیکھے ہوں گے (دیکھو مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۲ مطبوعہ لکھنؤ)

اسلام کس طرح پھیلا۔ تحفۂ اثنا عشریہ میں ہے ان عائشۃ ... حائضۃ قالت لعلنا نتصید بہا فتیان قریش۔ ترجمہ: روایت است کہ عائشہ یک خرقہ بر در خود آویخت ... کہ جوانان قریش را بہ شان دختر آراستہ ... شکار کنم۔ اور مشغول محبت وی شود تا ترک اسلام کرده اختیار ... مذہب ما ... و شود دور ... (انتہی) مصنف کتاب ... است ... دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۳۶ نولکشور ۱۳۰۲ھ)

لطیفہ۔ جادر نام (ویدانتی) ہندو از شاگردان ... بود نقیبۃ الاسلام ملخص ... مالتقہ در بار مسجد ... اگر فتند برد قاضی بردند۔ قاضی او را باسلام خواند۔ پاسخ داد کہ اگر مرا کدخدا کنی مسلمان شوم قاضی ... دختر خود بوی داد ... جادو مسلمان شده بخانہ آں زن رفت چون روزے چند گذشت مادر گفت کہ این دختر را اگر شوہر مرده ... وصیت او ... صرف کنم تا زنده دیگر آمد۔ پس آں ... در عوض ... ملا ... گرفت ... (صفحہ ۱۷ دبستان مذاہب) ... ماند)

ڈاکٹر ولسن صاحب بہادر اپنی کتاب موسومہ موجودہ حالات ایران میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی ان کی چچیری بہنوں یا اسیطرح کے دیگر رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی عزیزوں میں شادیاں ہوتی ہیں۔ ... شوہر ایام طفولیت میں ایک دوسرے کو جانتے رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو اودھ اخبار لکھنؤ صفحہ ۲۴۳ کالم ۱ مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۷ء)

تواریخ سراسین انگریزی میں مسٹر سائمن اوکلی صاحب فرماتے ہیں" ایک شخص نام ... اس وقت سب سے عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا خلیفہ (عمر) کی اس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک دن جان نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیے اور کتابیں مجھے عنایت کر دیں۔ خلیفہ نے اس کے واسطے اپنے افسر سے اجازت مانگی۔ افسر نے جواب دیا کہ اگر کتب مطلوبہ کا مضمون قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے مطابق ہے تو ضرور ہے تمام کتابیں ردی ہیں جلا دی جائیں۔ خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق ... میں لوگوں کو تقسیم کر دی گئیں اور ماتحت حاکم نے اپنے حمام عامہ کے کام میں جلا دیں۔ اگرچہ بہت کچھ مبالغہ دربارہ اصل تعداد کتب مذکورہ بالا کے بیان کیا گیا ہے مگر واقعی ہے کہ یہ کتابیں پورے چھ ماہ تک جلانے کے کام میں آتی رہیں۔ یہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں" دیکھو تواریخ سراسین انگریزی صفحہ ۲۴۳ ... ۱۸۴۷ء موجودہ لائبریری (لاہور)

قرآن کے رو سے خدا گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱۔ بقر۔ یضل بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین ترجمہ گمراہ کرتا ہے اس سے بہت اور نہیں گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں۔

نمبر ۲۔ اعراف ومن یضلل فاولئک ہم الخاسرون ترجمہ اور جسے اللہ بھٹکاوے سو وہی ہے زیاں میں۔

نمبر ۳۔ اعراف من یضلل اللہ فلا ہادی لہ ویذرہم فی طغیانہم یعمہون ترجمہ جس کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی نہیں راہ بتا اور اس کو چھوڑ دیتا ہے اس کی شرارت میں بہکتے۔

نمبر ۴۔ مریم الم تر انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزہم ازا ترجمہ تو نے نہیں دیکھا ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر۔

نمبر ۵۔ النحل لا یہدیہم اللہ ولہم عذاب الیم ترجمہ ان کو اللہ راہ نہیں دکھلاتا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

نمبر ۶۔ النحل اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم وسمعہم وابصارہم واولئک ہم الغافلون ترجمہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر کانوں پر اور آنکھوں پر اور وہی ہیں بیہوش۔

نمبر ۷۔ کہف ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا ترجمہ اور جس کو خدا گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا۔

نمبر ۸ اعراف۔ یضل بہا من تشاء ترجمہ خدا گمراہ کرے جس کو چاہے۔

نمبر ۹ اعراف یطبع اللہ علی قلوب الکافرین ترجمہ مہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔

نمبر ۱۰ قصص ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین ترجمہ بیشک راہ نہیں سجھاتا اللہ ظالموں کی قوم کو۔

نمبر ۱۱۔ مومن ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ترجمہ بیشک اللہ نہیں راہ دکھلاتا فضول خرچ اور جھوٹے کو۔

نمبر ۱۲۔ مومن کذلک یضل اللہ فما لہ من ہاد ترجمہ اور جس کو غلطی میں ڈالے اللہ کو تو کوئی نہیں اسکو سمجھانے والا۔

نمبر ۱۳ مومن۔ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ترجمہ اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر غرور والے سرکش دل پر۔

نمبر ۱۵ مومن۔ کذلک یضل اللہ الکافرین ترجمہ اسطرح گمراہ کرتا ہے اللہ کافروں کو

نمبر ۱۶ زخرف ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین ترجمہ اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمن کی یاد سے ہم اس پر تعین کریں ایک شیطان پھر وہ ہے اس کا ساتھی۔

نمبر ۱۷ توبہ۔ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین ترجمہ اور اللہ راہ نہیں دکھلاتا بدکاروں کو۔

نمبر ۱۸ سورۃ نسا اتریدون ان تہدوا من اضل اللہ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا ترجمہ کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ ان کو جن کو اللہ نے گمراہ کیا اور جس کو اللہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اس کے واسطے کہیں راستہ۔

نمبر ۱۹۔ سورۃ النسا ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا ترجمہ اور جس کو گمراہ کرے اللہ اس کے واسطے کوئی راستہ نہیں۔

نمبر ۲۰ سورۃ بقر فان اللہ عدو للکافرین ترجمہ اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

نمبر ۲۱ سورۃ انعام من یشا اللہ یضللہ ترجمہ جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے۔

نمبر ۲۲ بنی اسرائیل جعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون ... وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی آذانہم وقرا ترجمہ کرتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان (کافر) لوگوں کے ایک پردہ ڈھکا ہوا اور رکھتے ہیں ان کے دلوں پر پردہ کہ اس کو نہ سمجھیں (قرآن کو) اور انکے کانوں کے بوجھ۔

شیطان گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱ سورۃ بقر۔ فازلہما الشیطن عنہا ترجمہ پھر ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے۔

نمبر ۲۔ سورۃ آل عمران انما استزلہم الشیطن ترجمہ اور کچھ نہیں ڈگا دیا ان کو شیطان نے۔

نمبر ۳۔ سورۃ انعام واما ینسینک الشیطن ترجمہ اور کبھی بھلاوے تجھ کو شیطان۔

نمبر ۴۔ ص لاغوینہم اجمعین ترجمہ شیطان کہتا ہے ... ان سب کو

نمبر ۵ - اعراف - فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ترجمہ پیچھے لگا اُسکے شیطان تو ہوا گمراہوں میں۔

نمبر ۶ - قصص - هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ترجمہ یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانے والا۔

نمبر ۷ - عنکبوت - وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ - ترجمہ - رجھایا اُن کو شیطان نے اُن کے عملوں کو اور روک دیا اُن کو راہ سے -

نمبر ۸ - زخرف وَلَا یَصُدَّنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ترجمہ اور نہ روکے تم کو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

نمبر ۹ - محمد - اَلشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰی لَهُمْ ترجمہ شیطان نے بات بنائی انکے دل میں اور ڈھیل دی وعدے دیئے۔

نمبر ۱۰ - مجادلہ - اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِکْرَ اللّٰهِ - ترجمہ قابو میں کر لیا اُن کو شیطان نے پھر بھلا دیا - اُن کو ذکر خدا کے۔

نمبر ۱۱ - مجادلہ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ترجمہ وہی ہے فرقہ شیطان کا جو شیطان کا جتھا ہے وہی خراب ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۲ - نساء وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ ترجمہ شیطان بولا کہ میں البتہ لونگا تیرے بندوں سے حصہ مقرر اور اُن کو بہکاؤں گا۔

نمبر ۱۳ - نساء وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ترجمہ اور جو وعدہ دیتا ہے اُن کو شیطان وہ سب دغا ہے۔

نمبر ۱۴ مائدہ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ترجمہ پلیدی ہے شیطان کے کام سے۔

نمبر ۱۵ - اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ ترجمہ شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور کینہ شراب سے جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے۔

نمبر ۱۶ - آل عمران اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا ترجمہ سو ان کو ڈگا دیا شیطان نے بیچ اُن کے گناہ کی شامت سے۔

نمبر ۱۷ البقرہ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ترجمہ اور مت چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

نمبر ۱۸ - یٰسین وَلَا یَصُدَّنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ترجمہ نہ روکے شیطان کو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

نمبر ۱۹ یٰسین وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا ترجمہ شیطان بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو۔

نمبر ۲۰ - صافات وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ترجمہ اور بچاؤ ہر شیطان سرکش سے۔

نمبر ۲۱ - یوسف نَزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ترجمہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان نزاع کرا دی۔

نمبر ۲۲ یونس اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا ترجمہ شیطان نے تم لوگوں سے بہتوں کو گمراہ کیا۔

نمونہ تعلیم قرآن

عجب حالت ہے طرفہ ماجرا ہے — خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے

کیا گمراہ دونوں نے جہاں کو — لکھا قرآن میں یہ برملا ہے

خدا سے ہے وہ بہکانے کو مامور — عبث شیطان ملزم بن رہا ہے

خدا کے حکم کی کرتا ہے تعمیل — خدا ہی سے شرارت کی بنا ہے

پڑھو آیات قرآنی بخوبی — سمجھ سوچو سوچو کہ کیا ہے

خدا کے واسطے یہ کفر چھوڑو — عبث کیوں حالِ بیمار اپنا کیا ہے

یہ ہم کہتے ہیں جو دکھاتا ہے قرآں — خدا شیطان ہے او شیطان خدا ہے

اے محمدی بھائیو آپ اس قرآن کی مے میں ایسے مست و مدہوش کیوں ہو گئے ہیں؟ جو خدا داد عقل و ہوش کو کیوں یک لخت کھو بیٹھے؟ اُس عقل کل نے جو تمہیں سمجھ کا مادہ دیا ہے اُسی حقیقت کے سبب کیوں بیکار بنا چھوڑا ہے؟ کیا مثنوی کی روشنی کو آفتاب سمجھا اور آفتاب کی طرف سے خفاش کی طرح منہ پھیر لیا کیا آپ کی محمدی کے بستان میں زمزم کے کنارے پانی کو آبِ حیات جانا - اور گنگا کو اس سبب سے کہ ہندوستان میں ہے برا مانا کیا اسلامی حکمت کے فلسفی سیانے ہیں؟ اٹھو۔ غافل مرد آریہ سنتان ہو کر بدیوں سے رشتہ داری توڑو غفلت میں سوئے کا زمانہ نہیں ہے تعلیم یافتہ ہماری اولاد کی آنکھیں کھل رہی ہیں اب قرآن پر عملدرآمد کرنے کا زمانہ نہیں ہے قرآن کے ہر ایک عوئے کو بلالحاظ مذہب کے آریہ سماجیں مٹ - بلکہ خود تعلیم سائنس کالجوں کی پڑھائی اور فلاسفی نے دیں سے اُکھاڑ رہی ہے۔ اگر کم سے کم بیس سال تک تعلیم کی یہی رفتار اس حالت رہی تو قرآن و اسلام پر سخت ادبار وبال آئے گا۔ حال کی درنیت ایسی نہیں عقل والی نہیں ہے کہ ان کہانیوں کے سونے کے کنگن پھیرو کے ساتھ اور علاقی مولوی علمانوں کے رجحانات یا دہرین لیسہ خاطر ہوں یا وہ دہ دہریہ سرابر کے قرآنی سرون کی تعلیموں پر مولوی لوگ طفل تسلی دے سکیں کیونکہ قطعہ

وقف علم ست و صحبت و تائی — دو عقل سب و فلسفہ دانی

کس خدا را رقابت اعراب — بہر تو گفتہ ست ایرانی

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی — ببری رونق مسلمانی

فخر الہند آنریبل سید احمد خانصاحب پہلے وحی کی ماہیت امام فخر الدین رازی کا قول تفسیر کبیر سے نقل کرکے فرماتے ہیں کہ یہ تقریریں ہمارے علمار قدیم کی اسی قسم کی تقریریں ہیں جن پر آج لوگ ہنستے ہیں۔ اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے بیہودہ سمجھتے ہیں،، (تفسیر احمدی صفحہ ۷ جلد اول مطبوعہ بقر سنہ علیگڈھ) اب اسلام سے مرتد ہوکر نیچری کو دو حالتوں کا مختصر بیان بتانے والا ہے ملکہ ہم کو آچکا۔ یعنے یا وہ تعلیم کے پانے اور عقل کے حاصل کرنے اور علمی کتابوں کے دیکھنے سے اعرابی باپ دادوں کے خیالات کو یہ شعر پڑھ کر

بعرب رفتنت مبارک باد — دہ چنیں رو کہ گاہے باز آئی

ٹھکانہ لگا دینگے بلکہ پارسل ساکر پیام پوسٹ ماسٹر مکہ کے اندرون بحر قلزم کے۔ وانہ کر دینگے - اور خود دہریہ ہو جا دینگے۔

یا اگر خدا کی توفیق شامل حال رہی۔ اور عقل نے رہبری کی یا بہ استبار تقدیر کاتب کا حصہ تعلیم قرآنی یا تکذیب براہین احمدیہ کو مطالعہ کیا یا نسخہ خبط احمدیہ کا استعمال کیا اور سرابر کتاب سے وحدت ملی اور کچھ سعادت کا مادہ بھی موجود ہوا تو وید کت پر اتنا بھروسا رکھکر سب دھرم ویدیا کا مان لائینگے - اور آریہ بن جائینگے۔ مگر دونوں صورتوں میں قرآن وید بولیگے ہمسے کھلی دینگے۔ آمین یا رب العالمین۔

بات یہ اچھی ہے ہر انسان کو — سوچنا چاہئے ضرور ایمان کو

جھوٹ ہو وے گر جہاں میں صد جگہ — چھوڑ دو ایمان سے بطلان کو

جان لو تم اس اصول پاک کو — دل میں حاضر جان کر بھگوان کو
جو کہ ہے تعلیم قرآں مو بمو — ظلم سے عربی تھے وہ زر ان کو
عقل کی دشمن ہے رہزن ہوش کی — سیر کر کے دیکھو عربستان کو
رہبری اُس کی ہے دشمن جان کی — جان کر ڈالو چاہ میں ایمان کو
آتا ہے وہ روز ہاں بہو عنقریب — جب خدا چھوڑوگے یا قرآں کو

سفر ۲۷ و ۲۸ حاشیہ ماسوا اسکے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جز لایتجزی دلائل عقلیہ اور ہندسیہ سے باطل ہے اور اُسکے ابطال پر ایک آسان دلیل یہ ہے کہ اگر جز لایتجزی جسے پرمانو (پرکرتی) کہو دو جزوں کے درمیان رکھا جاوے تو ضرور ہے کہ وہ دونوں چیزیں طرف مخالف سے اُس کو مس کرینگے۔ اور یہ امر تقسیم کو ثابت کرنے والا ہے۔ دوسرے یہ کہ نقطہ بھی جز لایتجزی ہے۔ اور موجب اصول موضوعہ علم ہندسہ کے ہم کو اختیار ہے کہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کھینچ لیں۔ مثلاً ہم مختار ہیں کہ ا اور ب میں ا ـــــ ب ایک خط مستقیم کھینچ لیں جس کا ۲ محور کنارہ نقطے ہوں پھر بعد اسکے ہم یہ بھی اختیار رکھتے ہیں کہ موجب شکل دہم مقالہ اول تحریر اقلیدس اُس خط محدود کی تنصیف کریں تو ظاہر ہے کہ اس خط کے دو ٹکڑے برابر کرنے سے درمیانی نقطہ (جو پرمانو ہے) منقسم ہو جاوے گا۔ اور یہی مطلب ہے۔ آریہ ممبر کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقلیدس (علم ریکھا گنت) کو ابھی صحیح نہیں سمجھتا۔ اور اگر سمجھتا ہے تو شاید کبھی غلطی سے بھی یہ دلیل نہ تھا کیونکہ جس کو تقسیم کہتے ہیں وہ ابھی تقسیم نقطے کے نہیں ہیں۔ اور نقطے خواہ کیسے ہی چھوٹے تعین ہوں تقسیم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ محال ہے ورنہ اس صورت تقسیم میں نقطہ کی یہ تعریف نہ رہے گی۔ دیکھو اقلیدس پہلا مقالہ شرح حدود ۱ نقطہ وہ ہے جس کے لئے جگہ تو معین ہو مگر مقدار نہ ہو نقطہ کسی جگہ پر تو ہوتا ہے مگر اس میں طول و عرض و عمق نہیں ہوتا۔ ایسے نشان کو مجازاً نقطہ کہتے ہیں کیونکہ درحقیقت اس سے چھوٹے چھوٹے نقطے ہو سکتے ہیں جیسے . اور تعریف نقطہ کی اُس پر صادق نہیں آتی لیکن اس طرح سے جو سب سے چھوٹا نقطہ ہو اس سے تو وہی مطلب حاصل ہوگا یعنے اُسکے لئے جگہ تو معین ہوگی۔ مگر مقدار نہ ہوگی پس جبکہ مقدار نہ ہوئی تو لامحالہ اُسکے اجزا بھی نہ ہونگے۔ ایسا نقطہ فقط مقام ہی کا نشان ملتا ہے۔ (دیکھو اقلیدس حصہ اول مطبوعہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۱)

شکل دہم مقالہ اول بھی آپنے نہیں سمجھی کیونکہ اُس کا دعوے یہ ہے کہ ایک خط محدود کی تنصیف کیا چاہتے ہیں اور خط کی تعریف جو نمبر ۲ حدود اقلیدس میں کی گئی ہے کہ جس میں طول تو ہو مگر عرض و عمق مطلق نہ ہو پس اول تو بموجب حکم اس دسویں شکل کے خط کی تنصیف ہو سکتی ہے نہ کہ نقطہ کی کیونکہ نقطہ میں طول نہیں جبکہ خط میں طول موجود۔ آپ اقلیدس کی حدود مقررہ کو سینہ زوری سے توڑنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دعویٰ الہام کا کرتے ہیں جس سے اپنے آپکو نہیں بلکہ الہام دینے والے کو بھی حیران کر رہے ہیں۔ غالباً آپکی طرح وہ بھی علم ہندسہ سے محروم ہے حضرت موجب اس شکل دہم کے نقطہ ک پر جو خط تو ہوتے ہیں مگر د نقطہ تنصیف نہیں ہوتا کیونکہ اُس میں ا ب مقدار معین نہیں اور نہ سوائے مقدار معین کے کوئی چیز تنصیف ہو سکتی ہے اس مقام پر آپکی ہندسہ دانی پر سب سے زیادہ افسوس اس واسطے ہے کہ آپ کو اقلیدس سے الف تو تو کیا نقطہ بھی نہیں آتا اور نہ پرمانو کی تعریف معلوم ہے۔ برائے خدا اس مادہ میں کسی مہندس یا اقلیدس دان سے کچھ سال تعلیم پالیں تب کسی آریہ کے مقابلہ میں آئیں۔

باب ۵ پنجم

سوامی جی کے متعلقہ اعتراضوں کا جواب

غلام احمد ۹۴ - بھلا آپ ہی بتلاویں کہ یہ مسئلہ جو آپکے اصول کے رو سے ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ روح انسانی اوس کی طرح گھاس پات وغیرہ پر پڑتی ہے پھر اُس کو کوئی عورت کھا لیتی ہے۔ اُس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ کن فلاسفروں نے ... اور تمام اطباء اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف ہے۔

مرلیدھر ۹۵ - یہ ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں۔ اگر ہے تو ستیارتھ پرکاش رکھا ہوا ہے اُس میں سے نکال کر دکھلا دیں تاکہ سچ اور جھوٹ کی تسلی لوگ کر لیں۔

غلام احمد اسکے جواب میں ... میں نے یہ کہا کہ پہلے روز کی تقریر اسی روز کے ساتھ ختم ہوئی۔ یہ قرار تھا کہ اُسی روز جھگڑا شروع کرے۔ اب کیونکر اس جلسہ میں بحث لاتے ہیں بلکہ از قبیل سے ہے کہ بعد از جنگ یاد آید۔ اگر آپ کو چار روز کی بات اب بھی یاد ہے تو آپ ہر وقت شائع کریں اپنے معمول کے طور پر لکھ دیں کہ یہ حوالہ غلط ہے پھر لکھا جائیگا۔ اور میں اب بھی ستیارتھ نکال کر دکھلا دیتا ہوں لیکن مجھے پتہ یاد نہیں اور نہ میں ناگری پڑھ سکتا ہوں۔[۵]

مرلیدھر جب آپ کی قسمت ہے ہو دوسری گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ جلسہ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ سب کمیٹی کے اندر روبرو یہ فتویٰ کی گئی تھی پس آپکو ستیارتھ پرکاش سے دکھلانا چاہئے۔

وکیل الٰہی بخش صاحب قدیر گزشتہ قصوں کو لے بیٹھنا بیجا ہے۔ آج کے دن آج کی بحث ہونی چاہئے۔ بھلا اتنی بڑی کتاب جس کا پتہ و مقام خاص یاد نہیں۔ اگر کسی سے پڑھائی بھی جاوے تو کیا دو چار روز سے کم میں ختم ہو سکتی ہے علاوہ ازاں مرزا صاحب آپ کی کتاب سے نکال کر دکھلانے کے ذمہ وار نہیں ہیں

مرلیدھر ۹۶ کیا آپ عدالتوں میں بھی وکالت کیا کرتے ہیں یہ تو بڑے رنج کی بات ہے۔

تردید۔ وکیل صاحب مرزا کے الہام سے انکار کر دیا۔ وہ تو الہامی ہیں۔ کیا علم لدنی سے نہیں بتلا سکتے انہیں خبر نہیں کہ انگریزی میں الہام ہوتے ہیں تو کیا سنسکرت کے ناگری - سنسکرت نہیں جان سکتے؟

غلام احمد ۹۷ جس کے لکھنے کا ماسٹر مرلیدھر صاحب کو وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ یہ ہے ستیارتھ پرکاش ۱۸۸۴ء ۹ یاں سمولاس صفحہ ۲۶۳۔

سوال جنم اور موت وغیرہ کس طرح ہوتی ہے۔ جواب۔ لنگ شریر یعنے جسم لطیف (روح) اور ستھول شریر جسم کثیف باہم ملکر جب ظاہر ہوتے ہیں تب اُس کا نام پیدائش ہوتا ہے۔ اور دونوں کی علیحدگی سے غائب ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہوتا ہے کہ روح اپنے نتائج سے گردش کرتی۔ اور اپنے افعال کی تاثیر سے گھومتے ہوئے پانی یا کسی اناج یا ہوا میں ملتی ہے۔ پھر جب ہوا پانی یا کسی بوٹی وغیرہ کے ساتھ مل جاتی ہے تو جیسے جیسے افعال کا اثر یعنے جتنا جس کو سکھ یا دکھ ہونا ضروری ہے خدا کے حکم کے موافق ویسی جگہ اور ویسے ہی جسم میں جا کے ... داخل ہو جاتی ہے۔ پھر جب حیوان یا انسان میں غذا کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اُس کے جسم کے حصہ کی کسوت ہو اُسکا جسم بنتا ہے۔ اسی طرح سے جو پرمیشر نے مقرر کر رکھا ہے روح نکلنے کے بعد آتا جاتا ہے۔

۵ یہ صاحب ہوشیارپور کے وکیل ہیں۔ اُن کے بیان میں جس عبارت پر نکیرہ مرزا جی کے ارادتاً چھوڑ ... سمجھ زبانی ماسٹر جی کے درج کی گئی۔

[۵] یہ آریہ سماج کا چوتھا اصول ہے سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ یہ خبط احمدیہ

صـ ۶۴

کرنوں کے ساتھ اوپر کو کھینچا جاتا ہے۔ اور پھر دیا مند کے قول کے ساتھ (اوس کی طرح) زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ پھر یہ خط نقل مذکورہ بالا بجسم اعضا کرنی ہے"
یہ پنڈت صاحب کی عبارت ہے جو ہم نے ستیارتھ پرکاش سے نکالکر اس جگہ لکھی ہے
اب ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب ابھی سچ اور جھوٹ کی تمیز ہوتی یا نہیں
اسوقت ذرا آپ ورزش تو سہی کہ آپکے دل کا کیا حال ہے کیا وہ آپکا قول سچ نکلا کہ مضمون مذکورہ بالا ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں افسوس۔

تردید پانچ صد ہزار افسوس مرزا صاحب جیسا کی آنکھ میں خاک ڈالکر دوں کو ادھر ادھر بہکاتے ہیں۔ اور اسپر الہامی ہونے کا دعویٰ ہے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔
ستیارتھ پرکاش میں جو عبارت اوس کی طرح بالکل نہیں ہرگز نہیں ہے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے
پرمیشور جی آر کی کرپا سے ہوتا ہے اوتر لنگ شریر اور ستھول شریر کا سنوگ ہے پرگٹ ہو کے پیدا ہونا نام جنم ہے۔ اور لنگ شریر تھا ستھول شریر کا ویوگ ہونے سے پرگٹ کا دور ہونا اس کا نام مرن ہے سو اس پرکار سے ہوتا ہے کہ جیوا اپنے کرموں کے سنسکاروں سے تو شابہواجس۔ والوئی اور کشٹ میں اھوڑا اور پھر لیتا ہے پھر دیا اپنے کرموں کا سنسکار ترہا ہے۔ کچھ واو۔ کچھ جنتا جسکو ہوتا اوشیہ ہے پیر مستور نیا آکے اوکمول لیتے ستہان اور دیہم ہی اسمریہ میں ٹکے گر بھ میں پرواشٹ ہلت۔ جس میں وہاں سکے اوپن کے ارکمن میں شریر بنتا ہے جیسے کہ پرمیشر کی ہی آگیا ہے۔ پھر جب مرن ہو جاتا ہے تب ستھول اور لنگ شریر کا ویوگ ہوتا ہے سو ستھول شریر سے لنگ شریر نکلے باہر ہو وائیو اس میں رہتا ہے پھر وایو کے ساتھ جہاں تہاں گھومتا ہے۔ کبھی سورج کے کرنوں سے ہاتھ اونچی اور چند رمان کے کرنوں کے ساتھ نیچے آتا ہے اور وایو کے ساتھ نیچے اوپر۔ اور مدہ میں رہتا ہے پھر اوکے پرکار سے شریر دھارن کر لیتا ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۹ سطر ۵ سے اخیر تک اور ۳۲۰ کی سطر ۳ تک)

ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآنی تعلیم کی برکت سے حضرت نے کسقدر چالاکی کی۔ اور کیا ہی الہامی ہمیشہ سے اصل عبارت کو راستی سے صحیح صحیح نقل کیا اُن کی جس عبارت پر بہت خفا کچھ رہے ہیں۔ ... مطابق ستیارتھ پرکاش میں ہے اور جس پر بہنیع تعلیمی ملاؤ میں ستیہ وباطل (وید وقرآن) کی تمیز کے واسطے پہلے اصل عبارت سرتھ ستیارتھ پرکاش کی درج کر دی۔ مگر دوست اُنکی ایسا تدارک کا اندازہ کر سکتے ہیں بہت سی عبارت حضرت نے اپنی طرف سے لکھی اُن تحملہ یہ بھی کہ اوس کیطرح زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ یہ بہتان ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں ہے اور لنگ شریر کا ترجمہ روح ہے اگر مرزا جی عینیف بستی کا طرف تو اس ایک بات پر ہی سچ اور جھوٹ کی تمیز ہو سکتی ہے۔
آخر مدعی اس بارہ میں ہم مرزا صاحب کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کا ثبوت دیں کہ ستیارتھ پرکاش میں کہاں ہے کہ روح اوس کی طرح زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ ہمیں تو امید نہیں کہ مرزا صاحب یا اُنکے دوست وکیل مطلب ... وغیرہ اس کا جواب اسرائیل کے رسگا بھی کبھی نہیں دے سکینگے۔

غلام احمد ۱۹۶ چنانچہ پہلے اونہوں نے اپنے ستیارتھ پرکاش میں جو دیدبھاش کے مشتہر کیے سے پہلے لکھی گئی ہے صفحہ ۲۹۲ میں لکھا تھا۔ دوسروں سے جو کوئی جتنا ہو آسکا تر پن کر سکتا ہے۔ جیتے مر گئے ہوں اُن کا تو ضرور کرے۔ اور ہر چند تو اسپر دلائل بھی بیان کئے ہیں لیکن پھر مرت کے لئے اونہوں نے اسقاط دیا کہ یہ سہو کاتب ہے۔ گو یا کاتب نے اپنی طرف سے ایک صفحہ مع دلائل وفوائد کے لکھ مارا اور پنڈت صاحب سوتے رہے ذرا بھی کچھ خبر نہیں۔

تردید۔ پتروں کے تر پن شرادھ کی بابت جو پہلے ستیارتھ پرکاش میں ہے اُس کی رو میں ہمارے پاس جوابات ذیل ہیں۔
جواب نمبر ۱ سوامی جی اصل رہنے والے گجرات کا ٹھیاواڑ کے تھے مادری زبان گجراتی ہونے کے کارن ۴۰ سال تک رابر سنسکرت بولنے اور بھاشا کا ابھیاس کرنے کیسبب ہندی اور خصوصاً سرتج بھاشا کا پرہاؤ (واقفیت) ندی سبب ناحیت کم سمجھتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت ایک بڑے مشہور واقعہ سے بھی اچھی طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ بنارس میں (سماجوں کے وجود سے) بہت پہلے جب کہ ستیارتھ پرکاش کا حال بھی نہ تھا) آپنے ویاکھیان دئے۔ زبان صرف سنسکرت تھی ویاکھیان کا مضمون مورتی پوجا اور مرتک شرادھ تر پن کی تردید تھی جیتن جیا۔ ودیا کی باتیں سنتے ہیں سامعین سر ادوں تھے۔ گر شمک۔ ... والے مقصدی لوگ و پنڈت لوگ جب ویاکھیان ختم ہوتا تھا پنڈت صاحبان عام لوگوں کو بھاشا میں سمجھا دیا کرتے تھے کہ سوامی جی مورتی پوجا کا ثبوت اور شرادھ تر پن کی جو بیان سناتے ہیں جس کو سنکر لوگ خوش وخرم ہو جاتے تھے۔ جب سوامی جی نے دیکھا کہ اُن کے ویاکھیان لوگ بنارس جیسے بیت الصنم میں لوگ زردہ نہیں ہوتے۔ تو حیران ومتفکر ہوئے۔ کہ اس کا باعث کیا ہے۔ آخر الامر اُن پنڈتوں میں سے ایک حق پسند پنڈت نے جسکو انکی ویاکھیان کا سب کچھ لاعلم ہوا تھا۔ سنسکرت میں عرض کی کہ مہاراج! آپ تو کچھ اور کہتے ہیں اور پنڈت صاحبان لوگوں کو الٹا سمجھاتے ہیں۔ تب سے سوامی نے وہاں ویاکھیان بند کر کے بھاشا کا استعمال شروع کیا مگر ایک مشکل پھر پیش آئی کہ کثرت سفر کی وجہ سے نہ تو خود ایک جگہ رہ سکتے اور نہ پروف دیکھ سکتے۔ چونکہ اُن دنوں بھاشا لکھنے والے اور مترجم بلکہ تمام درستی کرنے والے پوپ جی مہاراج تھے۔ آنکے برخلاف پستک اور اُن کا ہی انتظام ونگرانی پھر کسی جگہ تغیر وتبدل کر کے کمی وبیشی کر دینا کونسا دشوار ہے۔ اور کیا کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار کر سکتا ہے کہ ایسا ہونا محال ہے بقول سعدی۔ ع

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

کیا ساس جی کے نام سے اُن جیلہ بردار دل نے ۱۸ پوران نہیں بنا لئے۔ کیا وشسٹ جی کے نام سے جوگ وشسٹ اُنہوں نے نہیں بنایا؟ دور کیوں جاتے۔ ابھی ایک سو برس کا عرصہ بھی نہیں گذرا کہ مارو جی کے نام سے اِن لوگوں نے سب مارا کی کتھا بنالی۔ ابھی سوامی جی سے مباحثہ میں ہار کر کیا اونہوں نے آئندہ ہاروں کے ہٹانے کے واسطے یہ ماتما یت ۔... مہاجی کے نام سے نہیں بنائی اگر یہ سب واقعات آفتاب کیطرح ظاہر ہیں تو پھر اس طرح کی جعلسازی کرنے میں کیا کوئی شک کر سکتا ہے۔
ہاں جن دنوں ستیارتھ پرکاش چھپ رہا تھا سوامی جی اندنوں چاند پور میں تھے وہاں اتفاقاً مرتک شرادھ کی تردید میں ویاکھیان تھا ستیارتھ پرکاش میں چھپے ہوئے اس غلطی کو دیکھکر نہایت افسوس ناک ہوئے اور اسی وقت اشتہار جاری کر دیا کہ یہ کسی کی شرارت کی سبب غلطی سے چھپ گیا ہے چنانچہ اسی اشتہار کی ایک نقل وید بھاشیہ کے ایک ابتدا کے صفحہ پر چھپ کر تہر ہو گئی۔
جواب نمبر ۲ مسٹری مان ! جیہ جگیش داس صاحب بہادر ستی ۔ ایکسٹرا آئی کمیشن کی معرفت پاسکے ادولوک سے ستیارتھ پرکاش صفحہ اول طبع ہوا تھا انہیں کیطرف سے اسی ستیارتھ پرکاش کے ... اشتہار بھی ہے۔ چھاپنے میں سبکہ تار (جلدی) کے کارن بہت اشد تھا (غلطیاں) رہ گئی ہیں آشا ہے کہ سب ٹھیک کر ... کو کھما (معاف) کرینگے (دیکھو ٹائیٹل پیج کی پشت)
جواب نمبر ۳ اب یہ بتلاتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش سے پہلے ۱۸۶۵ء سے پہلے لکھی ہوئی جی

مرتک شرادھ ترپن کو ہمیں یاد سے دیکھئے وہ سندھیا کی پستک جو سوامی جی نے بزبان سنسکرت بمبئی میں چھپوائی تھی اُس میں لکھا ہے ۔ एतेषां सोमसदां दी-
नां श्रद्धयान्नपानं कार्यं विद्यमानानां श्रद्धया यत्क्रियते
तत् श्राद्धमन्न स्यपं यत्क्रियेतत तर्पणं

ترجمہ سوم سد بہوریج وغیرہ صفات سے موصوف پتر یعنی باپ دادا وغیرہ زندہ موجودہ بزرگوں کے واسطے جو شردھا سے کیا جائے وہ شرادھ ہے ۔ اور جو ترپتی اُنکو کیا جائے ۔ وہ ترپن ہے (دیکھو سندھیا مطبوعہ بمبئی شروع سمت ۱۹۲۹ ایماین مطبع رگناتھ کرشن جی صفحہ ۲۰ سطر ۱۸ جسکو آج ۱۵ سال ہوتے ہیں ستیارتھ ۱۸۷۵ء میں چھپا تھا جسکو آج ۱۳ سال ہوتے ہیں پس یہ پستک ستیارتھ پرکاش سے دو سال پہلے ہوا تھا ۔

جواب نمبر ۴ ۔ منشی کنہیا لال صاحب سوامی جی کے اُس لیکچر کی بات جو بمبئی میں ۱۸۷۵ء میں مردوں کے شرادھ کی تردید پر تھا لکھتے ہیں کہ وہاں یہ تمام لوگ (برہمن) اُنکا اُپدیش سنکر اپنی آمدنی کم ہو جانے کے خیال سے ڈر گئے کہ اُنھوں نے ہمارے رزق و محصول کو کھویا اور ہماری جڑیوں کو جان سے نکال دیا (دیکھو اُن کا رسالہ ماہوار صفحہ ۱۴۲، ۱۸۷۵ء) یہ ستیارتھ پرکاش سے ایک سال پہلے ۔

جواب نمبر ۵ ۔ سنسکار ودھی مطبوعہ بار اول میں بھی مردوں کے شرادھ و پنڈ کرنے اور اُنکے پہنچنے کی تردید موجود ہے چنانچہ وہاں لکھا ہے "تہا بعد سوگ پورت ۔ ہو ۔ ست تمک سرتیش وو دوانوں کے سنگ سے سوگ کو چھوڑ البوے اور اُن کو جو کس آدمی سے پرسن کرے ۔ بہی پنڈ پردان اور شرادھ جانتا تہا مرنے والا اور رتن جو دان دان دھرم کے لئے کر گیا ہو ۔ اُس کو دو یا ۔ چار آدمی سے سو دھن کے ہٹ میں تہاوت لگا وے ۔ تہا اُسکے مرے پیچھے جو کوئی دھرم ارتھ دیوے سو بھی اسے مارگ سے لگاد رہتا نہیں" صفحہ ۵۰ سطر ۱۴ سے ۲۰ تک ۔

جواب نمبر ۶ ۔ پھر اُسی سنسکار ودھی میں ہے کہ "مرتک سنسکار سب کی سماپتی ہوتا ہے یعنی گربھادہان سے لیکر اس سنسکار تک سولہ سنسکار ہوتے ہیں اسکے سوا کوئی سنسکار نہیں ہے" (صفحہ ۹ و ۱۴۰) اور پتر کا ترجمہ جیسے زندہ گیانی لوگ کیا ہے (صفحہ ۱۲۹) جس کو آج ۱۴ سال ہوتے ہیں ۔

جواب نمبر ۷ ۔ وید بھاش بھومکا میں بھی جو سمت ۱۹۳۳ میں تصنیف ہوئی تھی لکھا ہے ۔ "استیر اپتری یگ کہتے ہیں ۔ اُس کے دو بھید ہیں ایک ترپن دوسرا شرادھ ۔ ان میں سے جس کرم کرکے ودوان ۔ دیو ۔ رکھی پتروں کو سکھ یکت (ترپت) کرتے ہیں سو ترپن کہاتا ہے ۔ تتھا جو اُن لوگوں کی شردھا پورک سیوا کرنا ہے اسکو شرادھ جاننا چاہئے ۔ یہ ترپن آدی کرم ودمان (موجودہ زندہ) جیتے ہوئے پرتکش میں گھٹتا ہے مرے ہوؤں میں نہیں کیونکہ مرتکوں کا پرتکش ہونا اسمبھو ہے اسلئے اُنکی سیوا بھی نہیں ہو سکتی" (بھومکا صفحہ ۲۵۲ سطر ۲۴ سے ۳۰ تک) جس کو آج ۱۳ سال ہوتے ہیں ۔

اسی طرح آریہ ابھے ونے مطبوعہ سمت ۱۹۳۲ کے صفحہ ۱۰ اور سنچ بھاگ و ہو بہاشا مطبوعہ ۱۸۸۳ء کے ۲۴ و ۲۵ میں بھی مرتک پتروں کے شرادھ ۔۔۔ کی تردید موجود ہے ۔

علاوہ ازیں پہلا ستیارتھ پرکاش پورا نہیں چھپا تھا تیں سمولاس آخر کے اُس میں نہیں ہیں حالانکہ آخری تیسرے سمولاس میں صاف لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ جلانے کے پیچھے (دیکھئے) دیگر (مردہ) کے پیچھے کچھ بھی ذکر کرنا چاہیئے سو دیکھو ۵۰ نمبر ۱۴ و ۱۰ ۔

اِن مندرجہ بالا اسناد حوالہ جات سے ہر ایک سمجھ بوجھ والا جان سکتا ہے کہ سوامی جی حقیقت مردہ پتروں کا شرادھ و ترپن جائز نہیں جانتے تھے اور نہ مانتے تھے ۔ ہاں پوپ جی نے چالاکی سے ہمیں نقصان پہنچانے کے واسطے وہ درج کر دیا تھا جس کی بابت جلد سوامی جی کی طرف سے بروقت معلوم ہو سکے تردید کیگئی اور آئندہ کے واسطے احتیاط مزید کی گئی ۔

مگر واضح ہو کہ یہ اعتراض مرزا جی کی اسلامی عقل سے نہیں ۔ بلکہ مسٹر تھیوزافی کی نقل چوری ہے دیکھو تھیوزافسٹ رسالہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۷ ۔ اور اُس کا جواب آریہ سماج منتھلی ۱۸۸۲ء صفحہ ۵۳ و ۵۴)

غلام احمد ۔ پھر تا عرصہ ۱۲ سال کا یا کچھ کم و بیش ہوا ہوگا کہ پنڈت صاحب نے ایک اشتہار دیا و دستخطی کا ہور میں تشہیر کیا تھا کہ اکیس شاستر ایشر کرت یعنی خدا کا کلام ہے پھر رفتہ رفتہ شاستروں کی جو سابق پنڈت صاحب پر اُنھلی گنتی اُن کو انسان کا کلام سمجھتے گئے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں چار وید ایشر کرت رہ گئے اور باقی سب انسانی کتابیں ٹھہرائی گئیں ۔ پھر اسکے بعد ویدوں کا حصہ جسکو برہمن کہتے ہیں اُنکی نظر میں صحیح ثابت نہیں ہوا ۔ تو آخر اُسکو بھی ایشر کرم سے باہر کر دیا اور صرف اُسکے دوسرے حصہ سنگتا منتر بھاگ کو الہامی سمجھا گیا ۔ کاش پنڈت صاحب چند سال اور بھی جیتے تا اِن بوسیدہ کاغذوں کو بیارہ ویدوں سے آزاد کر جاتے ۔

تردید ۔ بیان ملزم یاسا ہے جس میں راستی کا ذرہ نشان نہیں اسواسطے ہم دلائل ذیل سے انکار کرتے ہیں ۔

دلیل اوّل ۔ جو مباحثہ بمبئی پنڈت نار سری سوامی جی مہاراج کے کار تک سدی ۱۲ سمت ۱۹۲۶ مطابق ۔ الو مبر ۱۸۶۹ء کے بنارس میں ہوا تھا ایک لایق پادری صاحب اسکی کیفیت کو مرکزی ہیت نصوان ہند و ریفارمر کے ملتے ہیں جس میں کہ وہ (سوامی دیانند) بطور شاستر شناسنئے جاتے ہیں ۔ وہ نعدا دیں اکیس ہیں نمبر ۱ سے ۴ تک چار وید مرد سے ۸ تک چار اُپوید نمبر ۹ سے ۱۴ تک وید انگ نمبر ۱۵ ۔ ایپ نسد نمبر ۱۶ استار پرکسوتر نمبر ۱۷ کا تیاین سوتر نمبر ۱۸ اوگ ابہاش نمبر ۱۹ واکو واک نمبر ۲۰ منوسمرتی نمبر ۲۱ مہابھارت سمجھنا اسکے ۔ یدوں کو اسواسطے مانتے ہیں کہ وہ ایشور کے واکیہ ہیں اور باقی ۲۰ ستیے کہ وہ وید و بیز یعنی ہیں یا اُن میں اُنکا ذکر ہے ۔

اسی طرح مہابہارت ۔ مغلا ۔ کو جنکا ویدوں میں صاف نتیجہ ہے یا صریح طور پر اُنہیں اسکی اجازت نہیں ہے تردید کرتے ہیں یاد دیکھو کرسچین ان پیلے جلیسر کلکتہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۰۸ سطر ۱۳ ۔ انگریزی مطبوعہ مارچ ۱۸۷۰ء جسکو آج ۲۰ سال ہوئے ہیں)

دلیل دوم ۔ اسی طرح شاستراتھ ہگلی مابین پنڈت تاراچرن شاستری اور سوامی جی کے سمت ۱۹۲۹ مطابق سمت ۱۸۷۳ء میں ہوا تھا اُس میں سوامی جی نے ویدوں کو سانگ اور ایشوری ودیا مانا ہے اور پنڈت جی کو مباحثہ میں قایل کر مارا دیکھو وگوجی آرک حصہ اول صفحہ ۲۰ سے ۲۵ تک) جس کو آج ۱۷ سال ہوتے ہیں ۔

دلیل سوم ۔ اسی طرح مباحثہ منشی جو مابین پنڈت رام لال جی شاستری سے پوری اور سوامی جی مہاراج کے سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ہوا تھا اُس میں سوامی جی نے ویدوں کو ایشور کرت اور ستا پرمان مانا ہے ۔ (دیکھو وگوجی حصہ سوم صفحہ ۳۴۰ سے ۳۴۴ تک جس کو آج ۱۴ سال ہوتے ہیں)

دلیل چہارم ۔ ستیارتھ پرکاش مصنفہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳۰ کی سطر ۱۹ سے ۲۳ تک اور صفحہ ۴۸ کی سطر ا سے ۲۰ تک اور صفحہ ۱۴۰ سے ۲۵۲ تک نہایت عمدگی و معقولیت سے ویدوں کو ایشور کا گیان ہو نامعہ مشرح دلائل و فضائل کے بیان کیا ہے ۔ جس کو آج ۱۳ سال گذر چکے ہیں ۔

دلیل پنجم۔ آریہ لوگ چاروں ویدوں کو ایشور کرت مانتے ہیں اور تناسخ وید کے الہام کے قایل ہیں۔ ... ویدوں کو ... جانتے ہیں۔ ... وغیرہ ہمارے بیان کے مصداق ہیں۔ پس سوامی جی جو مقدس ... رشی ... کے ممکن ہے کہ ایسا کہہ سکیں ... اصول و تعلیم آریہ سماج ہوا۔

دلیل ششم۔ چاروں رشی جو ویدوں کو سچا الہام اور ایشور کا گیان فرماتے ہیں اور خود سوامی جی ... اور وید کی تفسیر ہونے کے قایل ہیں (دیکھو ...)

دلیل ہفتم۔ علاوہ برآں وہ اشتہار بوجوہات ذیل بے اعتبار ہے۔

(۱) اس میں غلطیاں ہیں اور کوئی غلط چیز قابل اعتبار نہیں بلکہ غلط ہے (دیکھو ... رسالہ کا صفحہ ۴۸)

(۲) ماسٹر مرلیدھر صاحب نے ... اور ایک جنتری کا کارڈ شیونراین کے نام لکھوا باخط لیلے اور کارڈ رجسٹری فارورڈ کر دیا جس میں یہ تھا کہ اگر کوئی اشتہار ہے تو ... اشتہار سوامی جی کے قلمی خطوط سے ہیں یا نہیں اور آپ چند معزز آدمیوں کے سامنے بتلا سکتے ہیں یا نہیں مگر جواب کسی کا بھی نہ دیا یا ... نہیں دیتے جس سے خود ظاہر ہے کہ کچھ فریب ضرور ہے پس قابل اعتبار نہیں۔

(۳) صفحہ ۹ پر خود معترض نے بھی اقبال کیا ہے کہ آریہ سماج قایم کرتے وقت صرف منتر بھاگ کو الہامی کی صفت بتلانے لگے۔ اور سوامی جی نے سماج مبئی میں قایم کہ ... پس اگر جواب اشتہار کو صحیح بھی مان لیں حالانکہ خود شیونراین بھی غلط بتاتا ہے تو بھی آریہ سماج کے وجود پر کچھ بھی اعتراض نہیں۔ کیونکہ ... آریہ سماج تو سوامی کو خدا یا خدا کا اوتار یا پیغمبر نہیں مانتے بلکہ چار وید ... جانتے ہیں حالانکہ وہ ابتدائی زندگی سے کبھی ترقی ... کبھی ... نیا ... اور ... آریہ ... کسی کی ... ترک کرکے ... اور کامل غور و تحقیقات کے بعد ... دھرم کو ... لیکن البتہ ... آپکے ... کی طرح معبر ہو کر خود ... یا ... ایسا نہیں کیا پس وہ بیشک سچے پیرو سچائی ... آریہ رشی تھے ان کی اوپکار و صداقت کے اظہار کو ؎

اگر ہر موئے من گردد زبانے — ازو رانم ہر یکے داستانے
بیارم گوہر شکر او سفتن — سر موئے ز احسانا نگفتن

سوامی جی چاروں ویدوں کو ہی ایشور گیان مانتے تھے۔ اور انہیں کی ... کا ورمان کبھی کسی اور گرنتھ کو ایشور کرت نہیں مانا۔ بلکہ مذاہب معقولیت سے ... وید مقدس کے امروں کی سند ... کرکے راستی کا اثبات فرمایا۔ اور ہندوستان کو ضلالت سے نکال کر راہ راست پر لایا۔ ہم قانون قدرت ذو الجلال کے شاکی نہیں ہیں جو اور نہ انتظام ایشور میں کسی قسم کا عذر کرتے ہیں ورنہ بقول ... ایک دو سال اور بقول لایق ... کے ... سال

اور زندہ رہتے تو ضرور ... ہو جاتا خاتمہ اور اسلام کا فاتحہ۔ اور ویدک دھرم میں ایک عجیب جلال آجاتا اور وید دھرم پر برہمنوں کا (اگو پہلے ہی سے پورا پابند تھا ہو چکا ہے) اشاعت ہو جاتا اور وید ودیا کی وہ روز افزوں ترقی ہوتی کہ موافق و مخالف کو حیران کرتی جس کام کو آج ہم لاکھوں ادمی کر رہے ہیں وہ ایک ہی مرد میدان رضا کافی تھا۔ ہاں اگر حضرت عثمان جامع القرآن چند سال اور تخت خلافت پر قایم رہتے تو پھر قرآن کی خیر نہ تھی غالباً ... باقی کرکے ... اور صحائف کے اس مصحف کو بھی تقویم پارینہ کی طرح منسوخ کر جاتے۔ یا اگر محمد صاحب زندہ رہتے تو بس منسوخ ہوتے ہوتے تمام قرآن کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا۔ ... اس حصہ سے ... یا یہ اعتراض بھی دھرم جیون کا ... اور ... کی یاوہ گوئی کا ... (دیکھو دھرم جیون جنوری ۱۸۸۴ء صفحہ ۵ کا آخری ورق اور اسکے رسالہ مطبوعہ ۱۸۸۴ء کا صفحہ ۴۴)

غلام احمد ... وید کا مصنف ... پاک ہو جاتا۔ کیونکہ اس کی نسبت تو پہلے ہی ... ہے کہ وہ ... اور ... کا کہیں ذکر نہیں۔

تودید: اگرچہ ہم ... تکذیب براہین احمدیہ میں اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں ... معقول دلایل سے ثابت کئے ہیں کہ ... بلکہ ... ناکام ہیں مگر اس جگہ ہم ... منتر ... انتخاب ... سمجھتے ہیں۔ یجر وید ادھیاے ۱۹ منتر ۵۰۔

अङ्गिरसो न पितरो नवग्वा अथर्वाणो भृगव सोम्यास
तेषां ऽस्म सुमतौ यज्ञियानाम पि भद्रे सौमनसे स्याम: ।
य॰ अ॰ १९ मं॰ ५०

ترجمہ: جو ہر ہمارے تمام ... کی زمین ... کے ... پاؤں کے ... ہونے والے اور ... کو پڑھ کر ان سے ایک ... فائدہ حاصل کرنے والے ... والے عالم گیان والے ... شانت چت ... کرنے والے ... ہوں ... سکھ ... اور ... ہوں کیونکہ ... اور ... اور ... کا پتہ نہیں ملی۔

اسی طرح دیکھو ... تفسیر ... مطبوعہ ... صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۴ تک چاروں کا مفصل بیان ہے

یہ خیال اس قسم کا ہے جیسا کہ ہزاروں مسلمان ... کہ سورہ یوسف ... قرآن میں ... کسی نے ملا دی ہے۔ اسی واسطے محقق ... اخلاق ناصری میں کہتا ہے "... آمدہ است ... سورہ یوسف منع یافتہ کردہ کہ استماع امثال آں قصہ موجب اسراف ... قانون عفت" (دیکھو فصل مقالہ ۲ صفحہ ۲۰۵) نہیں معلوم کہ جاہل مسلمان عورات کو کیوں قرآن پڑھانے کی ضرورت جانتے ہیں جسکہ ... اور عالم لوگ صاف مانتے ہیں کہ اسکے پڑھانے سے عصمت و عفت کی خیر نہیں۔

غلام احمد ... اول ... ان کی یہ رائے تھی کہ تناسخ باطل ہے چنانچہ یہ رائے انکی ایک مدت ...

حاشیہ ۱؎ ہندوؤں کی ... الہامی ہو چکا ... کتاب ... الکلام ... قرآن ... جو ... کوئی ... قایل نہیں ... وید ... کہلاتے ہیں ... جگہ ... قایل ... انہیں ... ہیں ... محال ہے۔

۲؎ ... سوامی جی کی ... ایک ... دھرم کے ... چونکہ ... سوامی جی کی وفات ... ہو آپ ... سنگل ... پنجاب ... سوامی جی کی ... اکتوبر ... کو ... ہوئے ہیں ... کہا ... دھرم کا ... نہیں ہو

بقیہ حاشیہ: پنڈت جی نے سب پوچھا ... کہ سوامی جی اپنی زندگی میں کبھی ... نہیں ... بلکہ ... یا آریہ ... کے مقابلہ میں ... اپنے ... ہو کر ... آریوں کے دلوں ... اگرچہ سات سال اور بھی زندہ رہتے ... جانے کا نہیں بہت افسوس ہے۔

وکیل امرتسر میں بھی چھپی تھی پھر اُسی اخبار میں لکھا تھا۔ کہ اب پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ اب میں نے عقیدہ تناسخ کو اختیار کر لیا ہے کو پہلے نہیں تھا۔

تردید جیسا یہ بیان جھوٹ کا طوفان ہے ویسا ہی اِسکا ثبوت بھی۔ کہ وکیل ہندا خبار میں مکرر تیہ چھپی تھی بھلا حضرت انکا اس سے تعلق کیا تھا۔ کیونکہ سوامی جی اُردو۔ انگریزی فارسی۔ عربی تو جانتے نہ تھے۔ اور نہ پادری صاحب انکے شروکس تھے سنسکرت ناگری جانتے ہیں۔ پھر وہ اُس کی کارسپانڈنسی کس طرح کر سکتے تھے۔ چونکہ کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اس واسطے تمام مار ثبوت اِسکا آپکے ذمہ ہے۔ دلوانہ کی بڑ ہانکنے سے کچھ فائدہ نہیں مگر ہم آپکے اِس مغالطہ کو بھی دور کرنا ضروری جانتے ہیں اسواسطے ثبوت ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں بھی تناسخ کا ذکر موجود ہے اور ابتدائی جو کہ ابتدائی ہے۔

(۲) مباحثہ چاند پور میں بھی تناسخ کا صاف ذکر بلکہ ثبوت موجود ہے جو کہ ۱۹۳۳ سمت میں ہوا تھا۔

(۳) مباحثہ میلہ ساحتہ بریلی جو بھی ۱۸۷۹ء میں ہوا تھا اس کا مفصل ثبوت موجود ہے۔

سوامی جی نے کبھی تناسخ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس عدیم المثال اعلیٰ اصول سے کسی ہندو مذہب کو بھی انکار نہیں۔ سوامی جی نے تو اس کا صدہا محمدیوں کو بھی قائل کر دیا۔ سو آپکی نسبت آپکا یہ دسوسہ مغالطہ سراسر گزاف اور حق کے خلاف ہے۔

غلام احمد ۱۷۳۔ بلکہ پنڈت دیانند کے دل نے بھی اس کو قبول نہیں کیا۔ لالہ شرم پت ایک بار اسی جگہ قادیاں کے رہنے والے نے میرے پاس بیان کیا کہ میں نے روحوں کی پیدائش کے بارے میں پنڈت جی سے دریافت کیا۔ تو لگے باتیں بنانے اور فرمایا کہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا آئندہ اگر سدا کرتا ہی چلا جاوے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں وہ بن ہار رہیں آپ نکو کہ اس تقریر میں ناچار ہو کر دیانند نے اسقدر مان لیا کہ اول پر میشر ضرور روحوں کو سدا کیا تھا۔ لیکن آئندہ اس صرف سے پیدا کرنے سے دست کش ہے کہ کوئی ایسا بڑا مکان اُس سے نہیں بنتا۔

تردید ہم نے اس کی تصدیق کے لئے ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو لالہ شرم پت رائے صاحب کے نام ایک خط روانہ کیا جس کا جواب مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء موصول ہوا سچ اور جھوٹ کی تحقیق کے لئے ہم ہر دو خط مکتوب نقل کرتے ہیں۔

مشفقی لالہ شرم پت رائے صاحب نمستے۔ غلام احمد نے سرمہ چشم کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ لالہ شرم پت رائے نے میرے پاس بیان کیا کہ سوامی جی سے روحوں کی پیدائش کے بارہ میں میں نے دریافت کیا تو وہ باتیں بنانے لگے اور فرمایا کہ پہلے ہو چکا آئندہ اگر سدا ہی چلا جائے۔ تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں روحیں رہا کریں۔ چونکہ آپ دوست ہیں امید کہ اِس بات کی اصلیت سے آگاہ فرماویں گے۔ کہ اگر سوامی جی سے آپ کی باتیں ہوئیں تو وہ کیا تھیں بہت جلد جواب سے سرفراز فرماویں۔ لیکھرام اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء۔

جناب مکرم و معظم پنڈت لیکھرام جی راد عنایتہٗ۔

بعد نمستے۔ گذارش کہ کارڈ آپکا پہنچا حال معلوم ہوا۔ میں لاہور۔ امرتسر چلے جانے کے سبب اور کچھ غفلت اور کچھ مشغول کار رہنے کے باعث جواب میں دیر ہوئی۔ معاف رکھیں۔ پنڈت صاحب بعض لوگوں کا یہ اصول ہے کہ بیاستی اطر قوم یا مذہب کا سنبھلنا یا سنبھلنا خود انسان کے اختیار میں نہیں ہے (صرف کوشش شرط ہے) جس جگہ راستی ہوگی وہاں ہمیشہ فتح ہوگی۔ پھر انسان کیونکر واقعہ کے برخلاف بیان کر کے گناہ کا بوجھ سر پر اٹھاتا جو لوگ قوم یا برادری کے خوش کرنے کے لئے راستی کی پرواہ نہیں کرتے سخت غلطی میں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس کے خوش کرنے کے لئے اپنے پرمیشور مالک حقیقی کو ناراض کرتے ہیں مبارک ہے وہ شخص جس کا دل اور زبان ایک ہے۔ پنڈت صاحب آپکے سوال کا جواب لکھتا ہوں اگر میرے حافظہ میں غلطی نہیں ہے تو مجھے اس طرح یاد ہے جیسے پہل سوامی جی کے درشن مجھے

اور سیر میں ہو گئے تھے۔ کوٹھی میں تنہا ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان نے کچھ کچھ اعتراض حیوانادی ہونے کے بارے میں کیا۔ وہ میں نے شاید عرض کیا ہے آپ نے کچھ اُس کا جواب دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ اگر ہم اس طرح ہم لوگوں کا جواب دینے لگیں تو مدعا ہمارا اس کا کام درمیان ہی رہ جائیگا جو ہماری زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے۔ میرے بعد تم کو کون دیکھا وہ روبرو آکر گفتگو کیوں نہیں کر لیتا میں نے آگے کچھ جواب دینا پیش نہیں کیا مزید پوچھتا رہا۔ اسی وقت انکے ملنے کے لئے گاڑی آ گئی۔ پھر انہوں نے مجھے گاڑی کے قریب بٹھایا اور باتیں کرتے رہے میں نے بھی جا کر سنا۔ پھر دوسری مرتبہ مجھکو کے بعد لاہور میں سوامی جی کو میں نے تلاش اور ڈھونڈ کر ملا۔ میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد کے اعتراضوں نے جو حیوانادی کے بارہ میں ہیں بعض ممبران سماج قادیان کے دلوں میں کچھ وسوسہ پیدا کر دیا ہے۔ پنڈت صاحب اصل میں مجھے ہی خود سننا تھا ایک شخص اور میرے ساتھ شریک تھا فرمانے لگے کہ اگر ایسے واہی تباہی اعتراضوں پر ممبران آریہ سماج کا یہ حال ہے۔ تو پھر ترقی سماج ہوچکی یہ عاجز پھر خاموش ہو گیا۔ اُسوقت بھی تنہا سوامی جی کوٹھی میں تشریف رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ زیادہ اس سے مجھ کو کچھ علم نہیں ہے مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے یہ اُن کی سینہ زوری ہے۔ راقم خاکسار شرم پت رائے از قادیان مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء۔

غلام احمد۔ پنڈت دیانند کو اپنی عمر کے آخری حصہ میں وید کی ایسی ایسی تعلیموں کی نسبت بہت کچھ شکوک اور شبہات پڑ گئے تھے بلکہ رسالہ دہرم جیون ۱۵ جون ۱۸۸۴ء میں لکھا ہے کہ پنڈت صاحب نے وقت اشاروں کنایوں سے بھی معززین برہمو صاحبان کو سمجھا گئے۔ کہ اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا میں کہتا ہوں۔ کہ پنڈت صاحب تو پنڈت صاحب ہی تھے۔ ایسے وید پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں ہو سکتا بلکہ کون آدمی ایسا دل کا اندھا ہے جس کو یہ موٹی بات بھی سمجھ میں نہ آسکے۔

تردید۔ اے ناظرین دیکھئے یہ کیسا صریح جھوٹ از قبیل دروغ گویم بر روئے تو ہے سوامی جی کا لاہور تشریف لانا اور ایک عرصہ تک ٹھہرنا۔ اور ہر روز دیا کھیان دینا اور خود برہمو مندر میں کئی دیا کھیان دینا اکثر برہموؤں کا اُنکے مبارک اور سچے اُپدیش سن کر آریہ ہو جانا اور ایک سخت ماتم برہمو سماج میں برپا ہوتا۔ اور آریہ سماج کا قیام ظہور میں آنا لاہور میں ان کی موجودگی میں ہوا۔ مگر کسی نے سوائے مسٹر شیو نرائن اگنی ہوتری ایڈیٹر دہرم جیون کے اِس بات کا ذکر تک نہیں کیا۔ سوامی جی کا خاص برہمو مندر میں لیکچر اپنے ویدوں کے کلام الٰہی ہونے پر اور دوسرا ثبوت تناسخ پر دینا ہزاروں لاہوری جانتے ہیں جس سے خود ہی مسٹر مذکور کے بیان کی تردید ہو رہی ہے علاوہ بریں ایسے لچر اعتراضوں کے دندان شکن جواب رسالہ مسٹریز آف برہمو ازم یعنی اسرار برہم مذہب میں ہمارے مہربان دوست نے دیئے ہیں ہر ایک شخص مطالعہ کر سکتا ہے یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی پادری کہے کہ محمد صاحب مرتے وقت چند معزز عیسائیوں کو کان میں کہہ گئے تھے کہ دین اسلام مجموعہ خطا ہے اور قرآن سراپا افترا مسیح فرزند کبریا ہے اور میرا اُس پر دلی بھروسہ ہے بائیبل پر میرا ایمان ہے اور قرآن سرتا پا بہتان ہے اور کوئی تیوری کہے کہ محمد صاحب تو محمد صاحب ہی تھے اسلام و قرآن پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں ہو سکتا بلکہ کون ایسا دل کا اندھا آدمی ہے جس کو ایسی موٹی باتیں (اغلاط قرآن) بھی سمجھ میں نہ آسکیں غالب یقین ہے کہ کوئی محمدی ایسی بات کو نہ مانے گا۔

غلام احمد ۱۷۵۔ حاشیہ پنڈت دیانند قلیل العلم آدمی تھا اور فطرت اسکو ایک موٹی عقل ملی تھی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی باتوں کو کیا سمجھتے اپنی بات کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اُنکے خیالات ایک ہی مرکز پر قائم نہیں رہ سکتے تھے۔

ثنویہ - چونکہ جتنے آپ نے اعتراض کئے تھے ہم نے سب جوابات عرض کر دیے ہیں اس واسطے سوامی جی کو قائم الرائے ہونے کا ہم نے ثبوت دے دیا - اب سوامی جی کی دانشمندی و فضیلت کا ثبوت ایک دیا چھوٹا سا دیکھئے جو بڑے بڑے نبیوں کی غلطیاں جو شکاف و ترمیم کا ہوں مقبول ہوں -

اگر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

ابو البشر مسلمانوں کے جد امجد بھی قائم الرائے آدمی نہ تھے باوجود اسکے کہ فطرت سے نیک پیدا کئے گئے تھے مگر اپنی عقل سے چار دن جہالت میں رہے - اور نادانی سے فائدہ حاصل کر معتوب ہو گئے پس یہ ایک تخم پر گندہ اصحت نہیں پر تخم بڑا اعتراض و جو ناچاہیئے تھا اس واسطے ان کی اولاد جس میں بھی ہر لوگ قائم الرائے نہیں گویا فطرتاً انہیں بھی موٹی عقل ملی جس کی وجہ سے وہ صحت کی یا وعظ کی باتوں کو کیا سمجھتے - اپنی نسل کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر ہیں اور حضرت ختم المرسلین بھی جو بقول اہل اسلام کے نبوت کی دیوار کی آخری اینٹ ہیں - اس فطرتی موٹی عقل کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے - بلکہ سب سے زیادہ شعلہ انہیں پر بھڑکا -

ثبوت

نمبر ۱ آدم - حدیث میں ہے ان اللہ خلق ادم علی صورتہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر دیکھو کیمیائے سعادت -

توریت میں ہے جب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بناویں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا اور خدا نے اسکو برکت دی - توریت پیدائش باب ۱ آیت ۲۶ و ۲۷ - خدا نے آدم کو لیکے باغ عدن میں رکھا کہ اس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا کیونکہ جس دن تو اسے کھائیگا تو ضرور مریگا - توریت پیدائش باب ۲ آیت ۱۵ سے ۱۷ تک - خدا نے آدم سے کہا اسواسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے مت کھانا - زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا - (توریت پیدائش باب ۳ -

اور یہی ذکر بہت جگہ قرآن اور تفسیر و حدیث میں بھی آیا ہے مجملہ ان میں یہ ولما عوتب ابو البشر لاخراجہ من الجنۃ باکل الشجرۃ طمعا فی الخلود انتہی یہی وجہ تھی کہ آدم نے جب بہشت کے کھانے کے باعث نافرمانی کی تو اس کو جنت سے نکال دینے کی سزا ہوئی - اس لئے کہ آدم کو اسکے کھانے سے جنت میں ہمیشہ رہنے کی طمع تھی اور اس کا ذکر تکذیب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے اور یہی حال آدم کا داؤد سے عمر کی بابت ہے جو کہ وہ بھی اسکے حق میں باعث ندامت ہے -

فرأی فیہم رجلا اضوأہم او من اضوئہم قال یا رب من ہذا قال ہذا ابنک الخ یعنی دیکھا ان میں ایک شخص تھا روشن تر لوگوں سے آدم نے کہا اے میرے رب یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد نام - اور تحقیق لکھی ہیں نے واسطے اس کے عمر ۴۰ سال کہا آدم نے اے رب مرنے سے زیادہ کر عمر اس کی فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ لکھی جا چکی واسطے اسکے کہا آدم نے اے رب میرے تحقیق دی ہیں نے واسطے اس کے عمر اپنی سے ۴۰ سال فرمایا تو جانے اور وہ لیجئے داؤد پھر رہا بہشت میں آدم جب تک کہ چاہا اللہ نے پھر اتارا گیا بہشت سے اور آدم گنتا تھا واسطے اپنے عمر تو کہ عمر اس کی ۹۴۰ برس کی ہوئی - پس آیا اسکے پاس ملک الموت پس کہا آدم نے اس کو تعجیل جلدی کی تو نے تحقیق لکھی گئی واسطے میری عمر ۱۰۰۰ سال کہا فرشتے البتہ و لیکن تو نے دی ہے اپنے بیٹے داؤد کو ۶۰ سال - پس انکار کیا آدم نے - پس انکار کیا اولاد اس کی اور بھول گیا آدم پس بھول گئی اولاد اس کی پس اس روز سے واسطے

لکھنے کے اور شہادت کے قاعدہ ہوا ہے یہ کہا ترمذی نے (دیکھو مشکوٰۃ ربع چہارم باب اسلام فصل ثالث اور یہی ذکر مدارج النبوت رکن دوم باب سوم قسم دوم صفحہ ۱۵۰ - مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ میں درج ہے) اس کی اولاد سے محمد صاحب بھی اسی مٹی کے خمیر کے تھے پہلے کعبہ کی طرف سجدہ کرتے تھے - مدینہ میں جا کر بخاطر یہود بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے لگے (دیکھو قرآن سورۃ بقر اور تفاسیر)

خرما کے بارے میں رائے دیکر پھر غلطی کا اقرار کیا حدیث مسلم میں ہے کہ عرب میں ایام جاہلیت سے دستور مروج تھا کہ درخت خرما نر و مادہ کی شادی کیا کرتے تھے جب محمد صاحب نے اول اس رسم قدیمہ کو بند کیا اور بعد تنگی کی اجازت چاہی تو حاصل نہ ہوئی - اس سال خرما بہت کم پیدا ہوا اس واسطے آنحضرت کی خدمت میں آکر لوگوں نے پھر اجازت چاہی محمد صاحب نے فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنے دنیا کے کاموں میں تم میری نسبت زیادہ دانا ہو (دیکھو رسالہ تیرھویں صدی جلد اول نمبر ۱ مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل صفحہ ۱۳۹)

اور اس کا سبب بھی یہ ہے جیسا کہ یورپ کے مشہور عالم اسلامی کتابوں و عربی زبان کے فاضل علامہ مسٹر کلالیق محقق ڈاکٹر ولیم صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ قرآن اور عربی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد نے اوائل حال میں گمان کیا کہ فی الحقیقت خدا نے اسے بھیجا ہے کہ عربستان میں سچا دین مقرر کرے اور ان خواب و خیالات سے جو کبھی اسے دکھائی دئے اپنے اس گمان کی تائید پائی - سمجھا لیا کہ خواب و خیالات صرع (مرگی) کی بیماری کا اثر ہے چنانچہ کتاب انسان العیون میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے اپنے شاگردوں سے نقل کی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے جن ایام میں کہ محمد مکہ میں تھا نظر بد کے دفع ہونے کا اس کا علاج کیا گیا اور جب کہ قرآن نازل ہوا تو پھر اس کی وہی حالت ہوئی - ایسا کہ آنکھیں بند ہو گئیں اور منہ سے کف نکلی اور حیوان اونٹ کی سی آواز دی (دیکھو ان کی کتاب مطبوعہ عیسوی میزان صفحہ [illegible] سنہ [illegible])

مگر سوامی جی آپ تو ہمیشہ قائم الرائے تھے ملک کا اپکار کرنا ان کا پختہ ارادہ تھا اور ہر طرح کی تعلیم پاکر یہاں تک کی بہت اس ارادہ کو پورا کیا - باوجود ہزاروں تکلیف کے اس رائے سے نہ پھرے تین چار دفعہ زہر دیا گیا ایک دفعہ ایک دشمن نے ان کے قتل پر تلوار اٹھائی - علاوہ ازاں صد ہا طرح کی تکلیف اٹھا کر ست دھرم کا پرکاش کیا ان کا اصول تھا کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے - خود انصاف کیجئے کہ قائم الرائے کون تھا اور ڈانواں ڈول طبیعت والا کون دانا طبیعت اور ماہر علمیت و فلسفیت کون تھا اور موٹی عقل والا اب کون (

مرزا صاحب اپنے اشتہار سعید الاخبار میں جو رسالہ سرمہ کے اخیر صفحہ ۲۶۰ سے آگے لم صفحہ کا تحریر کرتے ہیں -

چونکہ آجکل اکثر ہندوؤں و آریوں کی یہ عادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھ کچھ کتابیں عیسائیوں کی جو اسلام کی نکتہ چینی میں لکھی گئی ہیں دیکھکر اور بغیر پورا پورا اطمینان کر کے اپنے دلوں میں خیال کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہ درست اور واقعی ہیں اس لئے قرین مصلحت سمجھ کر اس عام اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اول تو عیسائیوں کی کتابوں پر اعتماد کر لینا اور براہ راست کسی فاضل اہل اسلام سے اپنی عقیدہ کشائی نہ کرنا اور اپنے اوہام فاسدہ کا محققین اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور عیسائیوں کا دیئے کو اپنا سمجھ بیٹھنا سراسر بے راہی ہے - جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہیئے -

آریہ - جہاں تک ہم مرزا صاحب کی کتابوں کو مطالعہ میں لاتے ہیں ان تمام الزام کا انہیں کو ملزم پاتے ہیں - کیسے تمام اعتراض و تحقیقات خود ہی یا سیف زد کی بے مثلی ہیں کہیں دیدوں کی تردید سے یہ نکتہ چینی کا اختیار ہے اور کہیں برہمنوں کے طفیل سے ذلت پائی ہے

کا پیشہ ورو زگار ہے بلکہ انہیں لالوں کے جو سوسائٹی حضرت کے نوتمہات ہیں اور انہیں کے سہارے سارے
الہامات۔ اکیش شاستروں والا پیٹر تجیر والا۔ برہمو تال ہیپوں والا اجیطہ چڑھے والا۔ بڑی
موچھوں والے وغیرہ تمام ہیں الزامات ہیں جو شیوزبان سے وہ مع جیون لال شیام اور منیاتیہ سنگھ ایا
پیچکے اور آریہ سماج سے برہم پتھر ہیں لگے دندان شکن جواب دیتے اور آریہ سماج مند کہنے۔ قوانت
وغیرہ اعتراضات ڈاکٹر جیری ماتن دتا مس ماول و گرفن سنگھ پادریوں کے ہیں جو مرزا صاحب کے
اپنے معلومات وسیع جتلانے اور کمالات ہی ہو جھپایا گئے وسطے نامزشخمہ حق میں درج کرتے ہیں
گو جو آریہ گزٹ اور آگست میں ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۴ء تک اور رسالہ صداقت اصول تعلیم آریہ
سماج کی بطور پرچے چھپے ہیں مگر مرزا صاحب کو ختم گیا ہے العفلاق کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ ایسے
اوہام فاسدہ کے محققین آریہ سماج سے علاج طلب کرنا اور خیال بن فاد پیشگوئی اپنا سمجھ بیٹھنا
سراسر مذہب فاجائز ہے۔ طالب حق کو ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ افسوس کہ الہامی صاحب اپنے قول
واقرار سے پھر گئے حق سے روپوش ہو کر جہالت سے دوستی کی ہو وسطے آنکو شرمسار ہونا پڑا۔

باب ششم

خالصہ دھرم کی بابت اعتراضات

غلام احمد ۱۶۷ – آریہ سماج والو ہمیں نانک صاحب کے چیلے بھی کچھ کچھ داخل ہیں انہیں ہم بطور خالص نصیحت کرتے ہیں کہ تمہارے گورو نے جابجا وید سے مخالفت کی ہے اور جہاں تک اُن کی علمی حیثیت تھی اُنھوں نے دین اسلام کے عقائد کو پسند کیا ہے۔

تردید۔ یہ حکمت عملی اور حیلہ فریبی مرزائے نگرہ بھائیو کیجے ورغلانے کے واسطے کی ہے چونکہ اُن کا خیال ہے کہ اگر خالصہ آریہ شامل ہو گئے (حالانکہ اب بھی یکتائی کر رہا ہے تمام تعلیم یافتہ شامل ہیں) تو دین اسلام کا خاتمہ ہو گا۔ کیونکہ جہالت کے سامنے تو اسلام قدم جماتا ہے۔ مگر معقولیت و صداقت کے روبرو شرمسار ہو جاتا ہے۔ بابا نانک صاحب نے کہیں بھی اسلام کی تائید نہیں کی اور نہ آشتی کی مخالفت میں امداد دی۔ بلکہ وہ تو اسلام کے ظلم و جور سے بچانے واسطے جیسے جی کو شاں رہے اور جہاں تک ہو سکا دیار مک صحت کے نگراں رہے۔ تواریخ و تعلیم دونوں شاہد ہیں کہ جیسے گورو صاحب کی تعلیم تام ہوئی تب ہی اسلام کی ترکی تمام ہوئی کیونکہ محمد بول اور کیمیں کے حسب حال سعدی کی یہ مثال ہے۔

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ چہ زند پیش باز روئین چنگ
گربہ شیرست در گرفتن موش لیک موش است در مصاف پلنگ

چنانچہ انکے پیچھے بیر و سردار ہری سنگھ صاحب بہادر کہ نام ابھی تک مسلمانوں کو نہیں بھولا اور کابل کی نواح کی عورتوں تمام یہ عام مقولہ ہے خفتہ شو کہ ہری یا آمد

غلام احمد ۱۶۹ – ایک صاحب نرائن سنگھ نام گرنتھ خوان وا عظ نے ایک سو سے زیادہ آدمیوں کے مجمع میں ہمارے روبرو بیان کیا کہ وہ بعض اوقات اعمال عبادت بھی اسلام کے طور پر بجالاتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دین حق کے قبول کرنے کے لئے بہت کچھ تیار ہو گئے تھے۔

تردید۔ ہمیں کسی طرح یقین نہیں کہ یہ بات درست ہے ایسا امر واقعی ہوا ہو۔ کیونکہ کوئی جاہل سے جاہل سکھ بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا غالباً ایسا ہی گواہ ہو گا جیسا کہ آپ نے قادیان کے ہندوؤں کی گواہی براہین احمدیہ میں درج ہے اور جس قرار واقعی تردید و تکذیب براہین احمدیہ میں کر دی ہے مگر واضح ہو کہ جہاں تک ہم نے اس کی بابت امر تسر میں دریافت کیا ہے کسی معزز سنگھ نے اسکے گرنتھ خوان یا واعظ ہونے کی شہادت نہیں دی بلکہ بعض کی زبانی تو یہ ظاہر ہوا کہ وہ گرنتھ صاحب کو پڑھ بھی نہیں سکتے اور اس بات کے سارے حصہ یا خالصہ صاحبان گواہ ہیں بابا نانک جی کے اعمال عبادت اسلام کے طور پر بجا لانیکا ثبوت

اور کیا ہو گا کہ انکے پیرو اُن پیچھے گوروکے اپدیش سے سیکڑوں سچے ہمت گروہ بنائے چنانچہ خود قادیاں میں بھی مرزا جی کے ہمسایہ ایک مت گروہ موجود ہے۔

غلام احمد ۱۶۹ – وہ اپنے گرنتھ میں فرماتے ہیں کہ جو ہمیشہ خود بخود بغیر کسی پیدا کرنے کے چلا آیا وہی پر میشر ہی ان کا شبد ہے۔ تھاپیا نہ جائیتا خود آپے آپ نرنجن سو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کی تعلیم یہ ہی نہیں بلکہ نانک صاحب نے قبول نہیں کی اور یاجیا یہ بھی جتلا دیا کہ یہی ویدوں کی تعلیم سے ناواقف تھے اور یہ سمجھ بیٹھے ہیں سنگھ چاروں ویدوں کی پڑھ سکا جو بات کہنا ہی اسے سوالنے پڑے صحیح ہی سے نانک صاحب کا اس پر ہے کہ جو لا الاصول ہے وہ سب پر میشر ہو جاتا صاف دلالت کرتا ہے کہ نانک صاحب ویدوں کے اس بہاری اصول سے جو دارتنا سخ ہے اپنی زندگی میں بیزار ہو چکے تھے۔

تردید۔ دیکھا ہمارے چالاک مرزا نے یہاں بھی تو اول کوایک قسم کا دھوکا دیا ہے نہیں معلوم کہ اونھوں نے یہ ترجمہ کس کا کر لیا ہے ہر ایک بات ہے سمجھ بوجھ والا آدمی جانتا ہے کہ صحیح ارتھ یہ ہے تھاپیا نہ جائیتا نہ ہو۔ آپے آپ نرنجن سو ہے جس کو کسی نے کسی جگہ میں تھاپن (قایم) نہ کیا ہو اور نہ جو تھاپن کرنے سے رک جاوے وہ آزاد مطلق نرنجن پر ماتما ہے۔

بیشک یہ تعریف بالکل ٹھیک ہے کیونکہ پرماتما ہر دو تکیہ اپتا مانے کرتوں اور نشانات ہیں دستاویز کیا ہے جس واسطے کوئی روح یہ مثل ہو چکے ہیں اور وہ بافعل مختار نہیں۔ لیکن یہ حیثیت روح کے نادی ہونے کی بابت اس میں کوئی حرف نہیں۔ روح کو حادث اور پیدا شدہ ماننا صریحاً غلط ہے کیونکہ اگر روحوں کو خدا سے نکلا ہوا مانو گے تو ہر ایک روح خدا ٹھہریگی جس سے معاذ اللہ بیشمار خدا مختار ہو جاوینگے۔

ہاں اگر ہر ایک روح کو انادی کمال سے فاعل اپنے فعلوں کا اور فعل مختار مانا جاوے تب ہی تو خدا خدا جی کا مالک ٹھہرتا ہے ورنہ خدائی کے نہ ہونے سے خود خدا بھی نہیں ہوتا ہے۔ آپکا یہ کہنا کہ گرنتھ کے اکثر مقامات میں صاف صاف کہتے ہیں کہ ہیں نے وید پڑھا ہوا ہے اور چاروں ویدوں کی تعلیم مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ آپکا سراسر جھوٹ اور بابا صاحب کی نسبت افترا محض اور ناروا ہے کیونکہ اونہوں نے ایسا واک کہیں نہیں لکھا کہ میں نے وید مقدس پڑھے ہیں۔ بلکہ اونکا پروہت بھی چاروں وید یا ایک وید جانتا تھا۔ بس اس قسم کی تحریرات آپکی اندرونی ایمانداری کے ثبوت ہیں جزاک اللہ۔ ہم مرزا صاحب کو جنکے رسول اُمی اور حضرت عرش آشیانی کی قسم دیتے ہیں کہ وہ ضرور ہمیں گورو صاحب کا وہ واک بتلا دیں کہ وہ کونسا ہے اور کہاں ہے اگرچہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مرزا صاحب تمام اپنے حضرت کے گور مکھی کی بھی لیاقت نہیں رکھتے بلکہ محض اُمی ہیں مگر ہم اُن کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ ضرور الہام اور مکاشفات اور رمل دبینائی کی مدد سے ثبوت پہنچا دیں اور دعوی کو اثبات فرما دیں۔

غلام احمد ۱۷۰ – نانک صاحب روح کے مخلوق ہونے کے بارہ میں اپنے گرنتھ میں کافی ثبوت دے گئے ہیں چنانچہ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں ایتے کیتی ہو رکرے۔ تا آکھ نہ سکے کیتی کی سے اس قدر روح اور اجسام جو بیچنے خدا تعالی پیدا کر چکا اور پیدا کرے تو وہ کر سکتا ہے اور اس کی قدرتوں کے مقابل اور بے قدم تعریفیں چل نہیں سکتیں یہ مقولہ نانک صاحب کے بالکل قرآن شریف کی ایک آیت کا ترجمہ ہے اور سراسر اسکے مطابق چونکہ نانک صاحب اکثر دلی اخلاص سے علماء اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دینی باتیں سنتے تھے اس لئے کسی مولوی صاحب کی زبانی انہوں نے یہ مضمون آیت کا سن لیا ہو گا مسلمانوں سے اکثر انکی صحبت رہتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بعض اوقات وہ نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر اسکے بعد انکا یہ شبد ہے جو نیچے لکھا جاتا ہے جو اوبہاوے تے وٹو ہو۔ نانک تاکا سچا سو

آفرین اے نانک جی آپ نے تو بھی قرآن شریف کی اس آیت کے سراسر مطابق زبان سے نکل گیا ہے وہ آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

تردید افسوس مسلمان آپ کی عقل پر قربان کیوں ہیں ہیں نہیں آپکو اگر محمد صاحب کا قایم مقام بنا دیویں تو اس میں ان کی فلاح دارین و سعادت کونین ہے کیونکہ منشا عبارت کو سمجھنا آپ ہی کا کام ہے جس کا حد دیا یاں نہیں۔ اس سے کیا ہو سکنے سے مطلب کیا حاصل ہوا۔ حضرت قدرت سے وجود بخشنا کسکو۔ اور کس طرح آیا۔ روح کو جسم میں لانا یا روح کو مست ہست بنانا۔ اور قدرت فانی ہے یا حادث یا ذاتی اور خدا ہے یا خدا سے جدا۔

اگر روح کو جسم میں لانا کہو تو درست ہے کیونکہ روح جسم کے بننے سے پہلے موجود تھی اور اگر روح کو نیستی سے ہست بنانا کہو تو سرا پا جھوٹ مردود ہے اور اگر قدرت حادث ذاتی ہے تو وہ نہیں ہو سکتی اور اگر فانی ہے تو جاوداتی نہیں۔ بس حالت اول میں اس کا فعل بھی فانی نہ ہوگا۔ محض قدرت سے وجود بخشنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ قدرت میں سے نکالکر جسم بخشنا تو سکے ہم قایل ہیں بایں شرط کہ قدرت روح بلحاظ قدامت و چیتن ہونے کے اور مادہ بلحاظ قدیم ہونے کے ہمیشہ سے موجود تھا ورنہ اگر قدرت کچھ چیز نہیں ہے اور نہ اسمیں جسم تھا تو کیسطرح بن سکتا ہے اور نہ وجود حاصل کر سکتا ہے۔

روح کا وجود بخشنا ایسا مبہم امر ہے جیسے کوئی کہے کہ فلانے سوجانے کو آنکھیں دیں حالانکہ محال ہے۔ روح خود زندگی ہے جو کبھی اور کسی حالت میں مردہ یعنی بے جان نہ تھی اور نہ ہو سکتی ہے اگر خدانے قدرت سے اسے وجود بخشا تو پہلے قدرت میں وہ زندگی ہوگی ورنہ وجود مفقود ہے جیسے بانجھ کا بیٹا یا آکاش کے پھول اور قدرت میں زندگی کا ہونا تین حال سے خالی نہیں یا وہ زندگی قدرت تھی یا خدا تھی یا خدا سے جدا تھی۔ بفرض اول اگر وہ قدرت تھی اور خدا میں تھی تو کوئی غیر چیز جو کہ ہو وہ کسی غیر میں ہوکر وجود نہیں ہوتی پس روح قدرت نہیں ہے

بفرض دوم ثابت مکروہ خیال ہے اور باعث گمراہی ضلال پس روح خدا نہیں ہے۔

بفرض سوم اگر خدا سے جدا ہے تو خود کوئی غیر چیز ہے اور قدرت میں ہے مگر قدرت میں جانے سے پیشتر خدا نہیں ہے اور بیشک اسیکا نام روح ہے کیونکہ وہ ازلی و ابدی خدا کے زیر فرمان ہے مگر مخلوق نہیں۔ بابا نانک جی نے تناسخ کا اقبال کیا اور مسئلہ تناسخ کو ایک جگہ نہیں بلکہ بیسیوں جگہ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

نمبر ۱۔ آپے بیج آپے ہی کھا۔ نانک ہکمے آوے جاے (جپ جی)

نمبر ۲۔ کتیاں اندر کٹ کر دوسے دوس دہرے۔ نانک نرگن گن کرے گن ونتیاں گن دے (جپ جی)

نمبر ۳۔ تیرتھ نہاواں جے تس بھاواں بن بھانے کے نائیں کرے۔ جیتی سرٹھ اُپائے دیکھاں بن کرماں کے ملے نہیں (جپ جی)

نمبر ۴۔ نے ودآب جانے آپ آپ۔ نانک ندریں کری وات (ایضاً)

نمبر ۵۔ چنگیاں برائیاں واچے دھرم حضور۔ کرمی آپو آپنی کیا نیڑے کیا دور (ایضاً)

نمبر ۶۔ گور مکھ جیو کی آون جاون۔ گور مکھ بیلے درگاہ مان (سدھ گوسٹ نمبر ۴۰)

نمبر ۷۔ جن ہر ہر نام نہ چیتیو سو گن آوے جائے۔ (راگ سری محلہ پہلا)

نمبر ۸۔ آواگون مٹی گور سبدیں آپے کرتے بخش لیا۔ (سدھ گوسٹ)

نمبر ۹۔ بن گور جہمنے آوے جائے بن گور گھال نہ پاوے تھائے (ایضاً نمبر ۳۰)

نمبر ۱۰۔ سوتے سنت بن جنم مرن سا ہو رہو سکھ پاوے۔ نانک منو دو سرے گن گوبند راے (راون اکٹری سلوک ۳۷)

نمبر ۱۱۔ انکھیں اندہ جیسہ رس نا ہیں رہے پراکرم تاتا۔ گن انتر تا ہیں کیوں سکھ پاوے

من مکھ آون جانا (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲۔ جیوں مچھی بچھاتی جم جال + بن گور داتے مکت نہ بھال۔ پھر پھر آوے پھر پھر جائیے۔ ایک رنگ راتے رہے لو لائے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳۔ پھر آوے جو جاوے مریں آگے گئے پچھتائے + نکہ چوراسی بند نی سوو ہ دتا نانس۔ (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۴۔ جو من اتجھے بندت + پھر پھر جونے پائیں (آسا دیوار)

نمبر ۱۵۔ سو سو تنک ہرم ہے دوجی نگے نہ آئے + جمن مرن حکم ہے بھانے آوے جائے۔ (آسا دیوار)

نمبر ۱۶۔ جیسے اندر راج سماں سور کیا ہوئے سوال + جو جاتے جن من دنت + سو ہو وسنسا کا جنت۔ آپیں کو کرم ملے کہا + جنم مرن ہو جوں بر ماوے۔ (سکھ منی)

نمبر ۱۷۔ ہو جنم ہرسے سہار تو استہر مت نہیں پائے۔ مانس دیہہ پائے یہ ہر بچ نانک مات بتائے (محلہ نہم راگ سورٹھ)

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھئے کٹ پتنگا + کئی جنم گج مین کرنگا۔ کئی جنم پنکھی سرپ ہیو۔ کئی جنم ہیور برکھ جیو۔ مل جگدیس ملن کی بریا۔ چر سنگ کال ایہ دیہہ سنجریا (راگ سورٹھ محلہ نو)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم شیل گر کریا۔ کئی جنم گربھ ہر کھر بہا۔ کئی جنم ساکھ کرایا یا۔ لکھ چوراسی جون بھرمایا۔ سادھ سنگ بھو جنم پایا۔ کر سیوا بھج ہر ہر گورمت۔

نمبر ۲۰۔ ہم بن سدھی کچی نہ پایاں۔ کرمی جیں نہیں ہے ہاک رہا یاں (ردراس محلہ پہلا)

اسی طرح ایک جگہ فرماتے ہیں نانک قایل بتوحید باری بود و بہ تناسخ نیز ایمان داشت وجہ گوشت را حرام شمردہ ترک حیوانات کردہ با جتناب آزار حیوانات امرے فرمودند

جو آپنے دو واک لکھے ہیں وہ روحوں کی مخلوقیت کے بارے میں نہیں ہیں اور تناسخ سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ایشور کی مہما کے درشن میں ہیں یعنے اُنے دنیا پیدا کی اور بے انتہا لوگ لوکانتر پیدا کئے۔ اگر اتنے اور بھی بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ اور اس کی طاقت کا بیان نہیں ہو سکتا۔ سو کہنے سے باہر ہے۔ اسکے جلال کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے وہ صرف اپنی طاقت کو خود ہی جانتا ہے۔ یہ واک کسی قرآن کی آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ ایسا قرآن میں نہیں بال ایک اُپنشد میں ہی بیاں ہے۔

नतस्य कार्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च
दृश्यते आस्य शक्ति विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञा
न बल क्रिया च। श्वे० ६।८।

انترجمہ نہ اُس کا کوئی کاریہ اور نہ کوئی کارن ہے نہ کوئی اسکے برابر یا اس سے بڑھ کر اسکی شکتی یعنے قدرت بڑی ترتیب اور طرح طرح کی ہے۔ اسکے گیان و دیا اور بل ازلی و ابدی سنے جاتی ہیں اُس کی کوئی ابتدا و انتہا نہیں یہیں بابا نانک جی کی اس واک سے روحوں کا مخلوق ہونا کسی طرح مراد نہیں ہے۔ بلکہ پرمیشور کی مہما کا اپار ہونا مراد ہے اور یہ اپنشد سے لیا گیا۔ قرآن سے نہیں۔ مسلمانان اسلام کے پاس ہی کیا تھا جو انکے پاس دلی اخلاص سے جاکر حاصل کرتے چنانچہ وہ خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔

وقت نہ پایا قاضیاں جی لکھے لیکھ قرآن

یعنے قرآن کے مصنف قاضیوں نے اصلیت سے آگاہی حاصل نہیں کی۔ اور وید میں نہ پایا پنڈتاں نے لکھے لیکھ پران۔ اور پرانک پنڈتوں نے بھی اصلیت حق کو نہ جانا۔ پاتال پاتال لکھ اکاساں آکاس۔ اوڑک اوڑک بھال تھکے وید کہے اک بات۔ عالم بالا اور عالم سفلی والے بھی اصلیت سے محروم ہیں مگر وید ایک ٹھیک بات فرماتے ہیں یعنے

لنگھ جاتے تاں لکھے لیکھے ہوئے وناش

اگر وید وہو تو وید یا نہ ہی جاوے اور وید یا نہ پنے سے وناش ہوتا ہے اسلئے وہ محاورہ نہیں بلکہ سرب سیا لکھ ہے اور وہ اصل ارشاد وید مقدس کا یہ ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषमहान्त मादित्यवर्णं तमसापरस्तात् त्वमेवविदित्वा मृत्युमेती नान्यःपन्था विद्यते नानया। य॰ अ॰ ३१ म॰ १८

غلام احمد ۹ ۱۳ ۔ باوا نانک صاحب وید پورانوں اور شاستروں کو وید کی طرح الہامی یعنی خدا کا کلام ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے گرنتھ میں لکھتے ہیں قدرت بید پوران کتیبان قدرت سرب بچار یعنے وید پوران سراسر خدا کا کلام ہی ہے۔

تردید۔ اگرچہ پوران کا بھی مثل قرآن کے کورانہ تقلیدیان ہونا صدہا دلائل سے ثابت ہے اور خود بین لائق فاضل پنڈت بھی آمنہ ستاح کے ستا۔ لیکن سے سراروں پرانوں سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں۔ پورانوں کی بابت ایک رسالہ پوراں سرکیمیا ہمارے ایک مہربان تیار کرنے والے ہیں لیں اسوقت ہم پورانوں کی تردید چھوڑ کر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ باوا صاحب نے گرنتھ میں اکثر جگہ وید کی عظمت تحریر کی ہے اور بیسوں جگہ اسکو ایسور کرت کہا ہے چنانچہ نمونہ کے واسطے چند شبد ہم عرض کرتے ہیں۔

(۱) ۔ اسنگھ گرمکھ وید ماتھہ۔ (رپ جی)
(۲) اونکار بیاس تیکے وید کیس اک مات پیہن اٹھارہ کہس کتسان اصلوں اودہات (رپ جی)
(۳) اٹھاون مدھ نوں پنڈت پڑہن رکھبیر جگ وداں پالے (رپ جی) پوڑی ۲۰۔
(۴) جب بیارا وچیرح سسار دو اہرن مت وید بہسار (رپ جی)
(۵) تم سب ہی تے رہت برام۔ جانت بید اور عالم (دروراس محلہ ۱۰)
(۶) وید شمس نام اوم سوسنی ہیں ٹھہرین جون بتیا لساکلئے تنک عین نیچ بجیا گو زادگے ساتہم کو نا سادہ منڈلی جی
(۷) گورکمہ برجی بید بچارے ۔ گورکمہ بیدے ا تری ملے (سدھ گوسٹ)
(۸) ۔ چاگے بید ہوئے سجیار ۔ تب گوڑے تن جار بچار۔
سادھ بھگت کرنیج سداوے ۔ تو وہ نانک موکتس انتریا وے
(۹) ایک او بکار رویدن جی ۔ گورکھ ناونگ گورکمہ وید تنگ گورکمہ بہیا کا ئی (پوڑی رپ جی)
(۱۰) بچیا چار وید چ ساجی جانتے کہا ہیں چار جگان۔

اب مقام غور ہے کہ جب باوا صاحب ویدوں کی اسقدر تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو اس ایک واک کے ان سب کے مخالف کس طرح وہ معنے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ خود تردید بھی کرتے ہیں۔ ودل نہ پایا بینڈتاں بجے تکھے لکھ پڑاں۔

اس واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کا صحیح صحیح ارتھ بیان کریں اور وہ یہ ہے قدرت بید پران کتیبان قدرت سرب بچار یعنے وید کا ہی بیبدوں اور دیگر پورانے کتب یعنے براہمن گرنتھوں میں سب بچار یعنے السور کی قدرت کے سوا اُن میں جھوٹے قصہ کہانی نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۰ ۔ ایسی جگہ باوا صاحب حسب تعلیم قرآن شریف خدا کو خالق اور رب العالمین جو کہہ کر ایمان لے آئے تھے اور ویدوں کی ایسی تعلیموں کو اونہوں نے بکلی چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ صاحبوں کی خدمت میں جو نانک صاحب کے سکھ ہو کر اور کشن سنگھ بشن سنگھ نارائن سنگھ بھگوان سنگھ وغیرہ نام لکھوا کر پھر اپنے گورو کے گرنتھ سے باہر چلے جاتے ہیں باادب تمام عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی ویدوں کی ایسی تعلیموں سے دست کش ہو جائیں۔

آریہ۔ نانک جی نے کہیں بھی قرآن کی تعلیم کو قبول نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اُس کی تردید کرتے رہے ہاں اُنکے تردید کرنے کا عام طرز ڈھنگ تھا اور نہ گورنمنٹ برطانیہ کے عہد معدلت مہد جیسی اُسوقت آزادی تھی اسلامی بادشاہوں کے کٹرپن کے زمانہ تھے اسیواسطے وہ عموماً صلح کل مسائل پر بحث کرتے تھے ہاں اکثر جگہ صداقت باطنی کے سبب ہستی کا اظہار بھی مسلمانوں کے ساتھ اس عمدگی سے کیا کہ اُن کے طرفدار بھلانے ست دہرم کو وہ کبھی ہاتھ سے نہ دیتے تھے ملک کی بات تو یہ ہے اُنہوں نے مردانہ کو بھی اور اسکے دین محمدی سے دست کش ہو کر عمل کیا اور ایمان لایا۔ وہ کیا کافی ہوئے اُن کے آریہ ہونے کا اسی ہے بحالت والیسی از عرب شریف مردانہ جسم کا مسلمان حال خالصہ دہرم کا پیرو بمقام خوجہ مرگیا۔ باوا جی نے وہاں ہی اسکا بسم انت سنسکار کیا اور جلا دیا۔ چنانچہ مفصل ذکر اُسکا جنم ساکھی میں موجود ہے بھر گرنتھ میں ہے۔

نمبر ۱۔ سگو کوڑ ما کو لٹ سلمر ین ۔ اسنگھ ملیچہ مل سکر کھائیں (رپ جی)
نمبر ۲۔ متی مسلمان کی پیڑی پیٹے گھار گھڑ بھاندے اتاں کیاں جلنے کرے پکار
نمبر ۳۔ دست جتی تھواٹ ایب یا تا ۔ سگل ملیچہ بردوں رسترگھاتا
نمبر ۴۔ مور چھیا نخ گوربسے کرے ۔ سبھہ سرپ کو آنچ سگرے ۔
نمبر ۵۔ سبوک سکھ ہمارے مائے ۔ ہین جین سترو ھمار ناشے (دروراس محلہ ۱۰)

جنھوں نے مسلمانوں کو بھی انہی صحبت سے آریہ یا خالصہ دہرم پر چلایا۔ جنھوں نے صدہا مسلمانوں قاضیوں کو سماعت سے قایل کرایا۔ جنھوں نے مسلمانوں کو آگ میں جلایا۔ جنکے سنت اپدیش سے کئی محمد پوری خالصہ دہرم پر ایمان لایا۔ جنھوں نے مسجدوں کو سنت گڑہ بنایا۔ کیا معاذ اللہ وہ مسلمانوں کی طرح اعمال عبادات ادا کرتے تھے؟!!

یہ کہ صدہا مسلمانوں کو حرکت سجا کی نماز چھڑا دی۔ لوگ کی لذت چکھادی خونخوار اُنکی برگو شتخوری مٹادی۔ بلکہ یہاں تک کہ مسلمانوں کو نانک بخش و نانک داس ۔ رحم امنگا و دیسولا بنایا اُس کی نسبت ایسے گمان این خیال است و محال است و جنوں۔

غلام احمد ۱۱ ۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک ٹوکر السود کا سر پر اٹھائے رکھنا اور حرارت اور عفونت کی تکلیفیں اٹھانا ضرور ہی کیا ہے۔

تردید۔ یہ آپ کی تعصبانہ حرارت اور الہامی عفونت ہے جو خواہ مخواہ جہالت و نادانی کے سبب دل دکھانے کو برا نہیں سمجھتے جو حب مذہبی کی راہ سے پرجاش دہم کشتہ کرا۔ چونکہ آپ علم حکمت معجزہ سے سراسر محروم ہیں اسواسطے میں آپکو رسالہ کیسوں کے فوائد مطبوعہ قانونی ہند مشتہرہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دیکھئے کہ قانون قدرت اور حکمت نظری و عمل کے رو سے کیسوں میں کتنے فوائد ہیں اور انہیں کیا کچھ حکمتیں ہیں میں آپ کو ایک موٹی سی بات بتاتا ہوں جسکو آپ غالباً اچھی طرح سمجھ سکتے ہونگے۔

کہ افغانستان دیجاب یا ہند کے وہ مسلمان جو سر بالکل مونڈتے ہیں اُنہیں غور فرمائیے کہ وہ کتنے گنجے ہیں اور کیا جہالت و نادانی سے شیخ جن مبتلا ہیں۔ باقی ہے بلوچستان یا غزنی کے مسلمان انہیں سے گنجے البادر کا المعدوم ہیں اور سکھ ہنوز تو بالکل نہیں ہیں آپکے ستد بھی اکثر سر کو بال رکھتے ہیں اور انکو فخر سمجھتے ہیں دیکھو گلستان سعدی مع بابٹوں کی حکایت) پھر سورہ روم قرآن میں ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ ترجمہ دہی بناوٹ اللہ کی جسپر بنایا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے" تم قرآن کی تعلیم بھی آگاہ نہیں ہو افسوس ہے تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی دہلی۔ بعضے ہند و نانک پنتھی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم شرک سے خالی ہیں اور ہمارے بابا نانک اور دوسرے گوروؤں نے شرک نہیں کیا اور بابا نانک کے کلام میں توحید کا بیان بہت ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے بابا نانک نے شرک نہیں کیا لیکن مشرکوں سے بیزار ہو کر علیحدہ کیوں نہیں ہوگیا۔

تردید۔ آپ علمیت سے قطعاً واقف ہیں باوا صاحب نے شرک بالکل نہیں کیا وہ مشرکوں اور محمدیوں سے بالکل بیزار ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایک چھوڑ جو دوجے لگے ڈوبے سو وتجار نہ پایا۔

پھر فرماتے ہیں انکی نجاست نام کرتا پورکھ۔ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد جپ آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ پھر فرماتے ہیں۔
قلم جلو سوا نی کاغذ بھی جل جائے۔ لکھنے والا جل بلوجن لکھیا دوجا نائیں۔
پھر فرماتے ہیں۔ ایکو گرو نانکا جو جل تھل رہیا سما۔ دوجا کاہے سمرئے جو جنمے تے مرجائے۔
ایسے ہزاروں ارشاد ہیں جو شرک کی بنیاد اکھاڑنے والے اور بت پرستی و گور پرستی کے منانے والے ہیں ہم نے بت پرستی اور مخلوق پرستی کی قطعی بیخ کنی کی کوشش کی اور بابانانک کی راستی ہر ایک پر عیاں ہے مگر محمد صاحب کسی طرح بیزار نہ ہوئے اور نہ خود کو شرک سے بچا سکے بلکہ خود شرک کے مرتکب ہوئے اور پہلے بت پرستی کرتے تھے بعد میں بھی مدینہ میں (زیر سایہ) مشرکوں کے پاس پناہ لی چنانچہ مسلمان فرماتے ہیں کہ محمد طایف میں گئے وہاں سے لوگوں نے نکالا چاہا واپس اپنے اکیلا جنم بھومی مکہ جو نہ آ سکے ایک معزز آدمی تھا اس کافر کے زیر سایہ یا سپرد گی یا حفاظت میں ڈالا گیا مجھے بچانے۔ اس بات نے انکے پیرو نجادل تو ژدیا (دیکھو ترجمہ قرآن کا دیباچہ صفحہ ۳۳)
اور زندگی کا بہت حصہ ابو طالب اپنے چچا کافر کے زیر سایہ گذرا تا جب ابو طالب مرا تب بھی مدینہ کو بھاگا (جسکا مسلمانوں کو خود اقبال ہے)

تحفۃ الہند ۲۴۷۔ اور پیغمبر صاحب کا حکم کیوں نہ مانا۔ اور شرک سے بچنا بھی اللہ کے نزدیک جب قبول ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول کی متابعت کرے۔

تردید۔ پیغمبر صاحب نے اس سے زیادہ توحید کی کونسی عمدہ تعلیم دی اور کونسی فضیلت دنیا میں لائے اور ان کا خود کس پر ایمان تھا تم خود ہی کتنے ہو تارہ وضع کے آزاد نہیں گئے۔ جو کوئی بندروں کے بندے بن گئے بس محمد صاحب کی متابعت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔
بابا جی فرماتے ہیں جیسے رنگ محل بیٹھے جسکے دروازہ پر محمد جیسے لاکھوں ہیں۔
ناظرین کیا ایسا موحد آدمی محمد صاحب کی متابعت کر سکتا ہے۔

تحفۃ الہند ۲۴۸۔ اور اگر یہ کہو کہ بابا نانک پیغمبر کو سچا نا۔ اور حضرت کی تعریف اپنی تصنیفات میں کری ہے جیسے لکھا ہے باجھ محمد بھگت آ جا ئیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ پہلا نام خدا دا دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ نانکا جو درگہ پیو ہیں قبول۔ سو اسکا یہ جواب ہے کہ اگر یہ بات بابا نانک نے لکھی ہے تو تم بابا نانک کے چیلے ہو۔ اپنے گورو کا حکم مانو جلد کلمہ شریف اعتقاد سے پڑھو مسلمان بن جاؤ تاکہ درگاہ میں قبول پڑو۔

تردید۔ بیشک پیغمبر کے تمام حالات بابا نانک جی نے معلوم کئے اور بطور محقق کے اسکی اصلیت پر غور کی مگر آخر کو راستی کے برخلاف سمجھ کر قطعی ترک کیا۔ بھلا محمد صاحب اس لائق کب تھے کہ کوئی انپر ایمان لاوے اور خصوصاً بابا نانک صاحب جیسا موحد آدمی جس سے حضرت بھی تعلیم پانے کے محتاج تھے۔ محمد صاحب کی تعریف تصنیفات نانک صاحب میں نہیں ہے یہ دونوں پنجابی شعر دونوں گرنتھوں میں نہیں ہیں۔ بابا نانک جی کی نسبت یہ سراسر الزام ہے اور نمونہ صداقت اسلام ہے جس طرح شعروں میں سوال و جواب ہوتے ہیں نادان صرف مصرع یا ایک شعر پیدا کر کے اصلیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ فارسی میں ہے۔ مرادادہ دیگران راندہ۔ اگر ہم نشود زضلالت صد ایم + گو یار سد بہ لیت بیت العشا ایم جس کا جواب کلاہ و قبا و کمربند نہ دسر کا۔ ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ۔۔۔۔ علی سر بریدت۔ پہلا شعر او ر ابتدا و ہنگی مگر دوسرا صحیح جواب ہے۔
یہی حال ان ہر دو پنجابی قولوں کا ہے۔ قاضی جیون سے مقام ملتان بابا نانک کا مباحثہ ہوا وہ یہ ہے۔
قاضی باجھ محمد بھگت آ جائیں۔
نانک قلم جلے سو نے جن لکھیا دو جانائیں۔

قاضی۔ پہلا نام خدا دا دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ نانکا درگاہ پیو ہیں قبول
نانک۔ ایکو گرو نانکا جو جل تھل رہیا سما۔ دوجا کاہے سمرئے جو جنمے مرجائے
قاضی۔ ایکو صاحب تو دوجا مت کہ دیں۔ تیسرا مہر نبی کا ہو دین۔
نانک۔ ایکو صاحب اور نہ کوئی۔ ایکو ہی ہے دوجا نہ ہو۔

مصنف اور تمہارے گرو گوبند سنگھ نے تو ظاہر شرک کیا اور بت پرستی کی جو چنڈیا دیوی کی پوجا کر کے پرشاد چڑھایا بلکہ ہندو بت پرستوں کی طرح ہوم کیا۔ اور اپنے بیٹے کا سر کاٹ کر دیوی کی بلی دینے کو ارادہ کیا اور ہوم میں ڈالا دیا اور اسکو دیوی کی خوشامد میں لکھا جو گرنتھ میں موجود ہے۔ چنانچہ جو ہوں سو میں کہتا ہوں ایسے کلام سے صریح شرک معلوم ہوتا ہے کہ دیوی کو اللہ کا شریک بنایا۔

تردید۔ ایسے بیہودہ جواب ہم نو خیر تمہاری بابت نہیں بلکہ ایک لائق فاضل مسلمان کی شہادت سے اس الزام کو دفع کرتے ہیں جو دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ۔

مکرمت بود کہ ۔۔۔ کوہستان پنجاب است ۔۔۔ سرزمین نعلیق ۔۔۔ چشمہ دشت و مردم آں سرزمین بت می پرستند۔ و بر بالائے قلعہ کوہ پیکر دیوی نشاں موسوم بہ بنیا دیوی ساختہ اند چوں گرو بدانجا شد بیرو نائے ۔۔۔ ایشاں بہ بتخانہ رفتہ بت دیوی را شکست مرزبان راجہ ۔۔۔ گورو شکوہ کردند و نام او پیدا ند گورو و نیز ۔۔۔ شد۔ خادمان راجہ گفتند ۔۔۔ کہ بایست ۔۔۔ گورو نام ہر مرا بار کنید۔ راجگان گفتند اے احمق دیوی چگونہ سخن گوید ہمہ خنداں شدہ پاسخ داد کہ معلوم است ۔۔۔ بت ۔۔۔ زانو ۔۔۔ شاہ جہانگیر توقع داریم و مسعودی اوراے ۔۔۔ راجگان ساکت شدہ ماندند و بحال بیشتر مردم انداعلائے آں سرزمین مریدان گورو اند و دراں کوہستان تا سرحد تبت و ختا نام مسلمانی نیست (دیکھو صفحہ ۲۳۵ دبستان مذاہب)
اب شیخ صاحب خود غور کریں کہ انکا اعتراض کس قدر فضول ہے

تحفۃ الہند ۲۴۹۔ اور تمہاری دس گرنتھی پوتھی میں لکھا ہے۔ بیعتی بھاگوتی سمرے کورونانک لئے دھیا انگد گورو تے امر داس رام داس ہوے سہائے ارجن ہرگوبند سمرو شری ہرائے۔ شری ہر کشن جی دھیائے جس ڈٹھے سب دکھ جائے۔ تیغ بہادر سمریئے گھر نو ندھ آوے دھائے سب تھائیں ہوئے سہائے دیکھو یہ بھی صریح شرک کے بھرے ہوئے ہیں۔

تردید۔ جس بھگوان نے انسان ضعیف البنیان کو بولنے کی طاقت دی اس کو یاد کرکے گورو نانک و انگد۔ امر داس رامداس کی نظر عنایت کی امید رکھی گئی ہے ارجن ہرگوبند اور ہررائے کو یاد کرکے سری ہر کشن جی کا ذکر خیر کیا گیا۔ پھر اپنے والد گورو تیغ بہادر کی تعریف گوبند سنگھ جی نے کرکے پوڑی کو ختم کیا۔ اس میں صرف گورو کے نام مجموعی طور پر یاد کرنے کا طریق ہے جیسے سعدی نے کہا ہے۔

نخستین ابوبکر پیر و مرید	عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید
سوم شاہ عثمان شب زندہ دار	
چہارم علی شاہ دلدل سوار	خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ	

تحفۃ الہند ۲۵۰۔ تمہارا مذہب پنڈت لوگ بدعتی فرقہ جانتے ہیں۔ تردید پنڈت لوگ تو مسلمان کو بھی ملیچھ اور ناستک اور بدعتی جانتے ہیں اگر بدعتی ثبوت ہو پنڈتوں کے قول پر انحصار ہو سکتا ہے تو دین اسلام خود بدعتی ہو جاویگا نہ کہ سکھ دھرم کیونکہ کوئی وددان پنڈت انکو بدعتی نہیں کہتا ہاں جاہل محض سے غرض نہیں۔

تحفۃ الہند ۲۵۱۔ تمہاری تاریخ میں جنکو جنم ساکھی کہتے ہیں ایسی باتیں درج ہیں کہ تمہارے مذہب کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہیں۔ مگر غور سے بنظر انصاف و تحقیق دیکھنا چاہئے۔ اللہ سب بندوں کو ہدایت کرے۔

پھر صفحہ ۵۰ کے حاشیہ پر لکھا ہے جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ بابا نانک مدینہ منورہ میں گئے اور قاضی رکن الدین سے گفتگو ہوئی اور وہ گفتگو سندھی زبان میں شبد ہیں اور لکھا ہے کہ روم میں سلطان محمد بقا روم کو نصیحت کی اور نصیحت بھی ہندی زبان میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ آسمانوں پر گیا۔ تو دیل ہماری تاریخوں میں بھی ہزاروں باتیں دور از عقل و فکر و ہوش مسیح موجود و مذہب اسلام بطلان کے لئے ایک تحریر نہیں اس کا خلاف ہے۔ مدینہ میں جانا کوئی دور از عقل بات نہیں اور نہ قاضی سے مباحثہ کیونکہ اب بھی وہاں صدہا انگریز جاتے ہیں بلکہ ہمارے مہربان دوست لالہ گنگا رام ہیڈ ماسٹر صاحب بہاولپور ناواقفی کے سبب مسلمان ہو گئے تھے وہاں سے پھر کر یہاں حاجی شیخ گلاب مصر وغیرہ کو بھی دیکھ آئے مگر یہاں ہمارے آریہ بھائیوں کی ہمت سے پھر پتیت کر اگر مسلمان سے ہندو اور ہندو سے آریہ بنائے گئے اور ست دھرم پر لائے گئے اور قوم نے بڑی خوشی سے سویکار کیا

ہاں اگر ہندی کے شبدوں پر اعتراض ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب سردار جی [illegible] تھے تب باباجی موزون عبارت میں بھجن کہا کرتے تھے پس اگر قاضی سے مباحثہ ہوا ہو یعنے بول چال نظم میں بھی اور اس نے وہی جواب دئے ہوں تو تعجب ہی کیا ہے جس طرح ہندوستان میں لوگ عربی جانتے ہیں اسیطرح عرب میں بھی اگر ہندوستانی جانتے ہوں تو کیا تعجب ہے۔ اور شاید وہ قاضی بھی کوئی ہندی نژاد ہو اعرابی نہ ہو غرضیکہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اسی طرح قاروں کو بھی نصیحت کرنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ بادشاہوں کے پاس بھی مترجم ہوتے ہیں اور ہمیں یقینی طور سے معلوم ہوا ہے کہ باباصاحب ہندی۔ فارسی جانتے تھے اور سیاحی میں اگر عربی بھی جان گئے ہوں تو وہ بھی جائے اعتراض نہیں اور ان کا عرب میں جانا تو خود تواریخ سے ثابت ہے۔

باقی رہا آسمانوں پر جانا اس کو ہم نہیں مانتے اور نہ اس کا باباصاحب کی کسی [illegible] ہے اور نہ کسی معتبر جنم ساکھی میں اس کا مذکور ہے۔ اور بفرض محال اگر ان میں لکھا بھی ہو تو اس کا درجہ معراج محمدی سے کسی طرح کم نہیں اور نہ اس سے کم اعتبار ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ ہزار درجہ بڑھ کر ورنہ مردود بے بنیاد ہیں۔ ذرہ بتلاؤ تو سہی کہ وہ کس طرح قابل تسلیم ہے اور یہ قابل ترمیم افسوس کہ زمین سے آسمان تک نیند لگا یا جانا اور آسمان سے براق کا آنا اور پھر بسواری براق حضرت کا بیت المقدس سے آسمان پر جانا اور خدا سے ملاقات فرمانا تو بالکل عقل کے مطابق ہے مگر باباصاحب کا آسمان پر جانا اور سیر فرمانا دور از عقل ہے وہ شیخ جی کی عقل اور اس معراج احمدیہ۔ بوڑھے شیخ جی عقل کے ناخن لیجئے۔ اور دور از عقل باتوں والے مذہب سے پہلو تہی کیجئے۔

بھلا جن گورؤں کے سکھ ایسے کام کریں وہ بت پرستی کر سکتے ہیں انہوں نے دیوی کی پرستش نہیں کی ہاں ہون ضرور کیا اور ہون کرنا بت پرستی نہیں ہے اور نہ شرک اگر ہے تو نوح نے جو ہون کیا اس کی نسبت کیا کہو گے۔ دیکھو پیدایش ۸۔ آیت ۲۰ سے ۲۲ تک۔
دسلی نے جو ہون کیا اس کی نسبت کیا کہو گے (دیکھو توریت اخبار پہلا اور گنتی باب ۱۰)
ابراہیم کا اپنے بیٹے کی قربانی اور ہون توریت پیدایش باب ۲۲۔ آیت ۱ سے ۲۴ تک۔
بنی ہارون کا ہون کرنا اخبار باب ۱۰۔ آیت ۱۵ سے ۲۰ تک)
خدا کا ہون اور قربانیاں تواریخ کی کتاب باب ۲۹۔ آیت ۱ سے ۳۶ تک

حضرت [illegible] بلکہ ہون کرنا ایک نیک کام ہے ہاں جو کشتی یا کسی جاندار کو ہون میں ڈالنا منع ہے اور جیسے اہل اسلام کے بھی ہزار سے بکرے ہیں جو [illegible] انہیں جب القاب مطلب کرو۔ گرو گوبند سنگھ جی ہر طرح بت پرستی اور شرک سے نفرت کرنے والے تھے یہ خیال ان کی کسی عبادتی حالی دیوی کی تعریف میں نہیں ہے کیونکہ اس کو وہ بالکل نہیں مانتے تھے۔ بلکہ قدرت قادر کی تعریف ہے چنانچہ نانک جی کا ارشاد ہے۔ [illegible]

نانک کیسے سمجھو تو جھوٹ کھوٹ)

اسی طرح ایک فرشی کو دونوں نے انہیں مجبور کیا تھا کہ تم مسجد میں جاؤ مصلےٰ پر بیٹھو نماز پڑھو قرآن پر عمل کرو سنت کرو روزہ رکھو کلمہ پڑھو کعبہ کی طرف سجدہ کرو تسبیح پھیرو اور مسلمان بنو بابا نانک جی نے ایسا انکو جواب دیا کہ [illegible] ست صدق مصلےٰ حق حلال قرآن شرم سنت۔ سیل روزہ ہو مسلمان کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج تسبیح ستیت تسا بہت نانک رکھے لاج۔

یعنے مہربانی کرنا عزیز ہو میرے یہی میری مسجد ہے۔ صدق رکھنا یہی میرا مصلےٰ ہے حق حلال یعنے اپنی نیک کمائی سے کھانا یہی میرا قرآن ہے گناہوں سے شرم کرنا یہی سنت یعنے ختنہ کرنا ہے۔ نیک عادت یہی میرا روزہ ہے اور باقی مسلمان جانیں ہمیں کچھ غرض نہیں ہم فقیر ہیں۔

کرنی یعنے عمل کمانا یہی میرا کعبہ ہے اور سچ بولنا یہی میرا کلمہ ہے بخشش کرنا یہی میری نماز ہے۔ اخلاق کا سنوارنا یہی میری تسبیح ہے اس کے سوا مسجد اور مصلےٰ اور قرآن اور ختنہ اور روزہ اور کعبہ اور کلمہ اور نماز اور تسبیح سے پرمیشر نہیں بچاتا ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم بت پرست و کفر کے بتکدے نہیں بننا چاہتے یہ باتیں مسلمانوں کو مبارک ہوں

باب ہفتم

نجات کا مقابلہ

غلام احمد ۴۵ سے ۵۰ تک۔ اب ہم اپنی کلام کیطرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ وید بموجب وعدہ اور محبت الٰہیہ تک پہنچانے سے قاصر اور عاجز ہے اور کیونکر عاجز قاصر نہ ہو وہ وسایل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں یعنے طریقہ حق خداشناسی معرفت الٰہی بجا آوری اعمال صالح و تحصیل اخلاق مرضیہ و تزکیہ نفس و رذایل نفسانی سب امور کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بالکل محروم ہے کیا کوئی آریہ صفحہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل ان امور میں وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کر کے دکھلاوے۔ اگر کوئی زندہ ہے تو ہمیں اطلاع دے اور جس امر میں اور جس [illegible] سے چاہے اطلاع دے تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بینات و دلایل عقلیہ قرآنی تالیف کر کے اس غرض سے شائع کر دیں گے کہ اس التزام سے وید کے معارف اور اس کی فلاسفی دکھائی جاوے۔ اور اس تکلیف کشی کے عوض میں ایسے وید دان کے لئے ہم کسقدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرا دینگے جو غالب ہونے کی حالت میں اس کو ملیگا۔ شرط یہی ہے کہ وہ وید کو پڑھ سکتا ہو تا ہمارے وقت کو ضایع نہ کرے جاننا چاہئے کہ جو شخص خوشی سے اپنے تئیں شیطان کو دیدے اسکو ملعون کہتے ہیں اور جو حق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کو آپ ہی دکھ دے اسکو مقرون کہتے ہیں اب ہمارے مقابل پر مقرون یا ملعون بننا آریوں کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی باتمیز آریہ جو ویدوں کی حقیقت سے خبر رکھتا ہو [illegible] مقابلہ وید و قرآن کی نیت سے تین ماہ کے عرصہ تک میدان میں آگیا۔ اور ہماری طرف سے جو مقابلہ بحوالہ آیات و دلایل قرآنی تالیف ہو ویدکی شرتیوں سے [illegible] کر کے دکھلا دیا تو اس نے وید اور وید کے پیروؤں کی عزت رکھ لی۔ اور مقرون کے معزز خطاب سے ملقب ہو گیا۔ اگر اس عرصہ میں کسی وید دان نے تحریک نہ کی تو وہ خطاب جو مقرون کے مقابل میں ہے بخوشی اپنے لئے قبول کیا۔

تو دیل اگرچہ ہم آپکی زبان درازیوں کی اصلیت کو اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں [illegible] کر چکے ہیں اور قرآنی تعلیم و مقابلہ کا بہت کچھ بخیہ ادھیڑ کر ناظرین کے آگے دھر چکے ہیں مگر ابھی آپکے دماغ میں غرور کا نشہ موجود ہے جس کی سرکوبی کرنا ہمارا اصلی مقصود ہے۔ اگرچہ آریہ بھائی آپکے [illegible] زبان میں بھی حاضر ہیں اور آپ کی بات بات بلکہ تمام وسوسات کے [illegible] مگر آپ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور باوجود موجودگی آفتاب عالمتاب کے اندھا دھند کا [illegible]

اگرچہ ہمارا ارادہ یہیں تھا کہ قرآن کے تا سوپر منود کریں مگر کیا جاوے اب تو الہامی ارشاد ہے اور اس کی بھی آپ کیطرف سے منباد لہذا بہجات قرآنی اور ویدک مکتی کا مقابلہ کراتے ہیں ۔ اور بہشت اسلامی کا نقشہ بتلاتے کہ حق پسندوں کو معلوم کہ مقرون کون ہے اور ملعون کون ۔ تعفی کون ہے اور حقیقی کون ۔

مقابلہ اور موازنہ وید و قرآن

بخاب قرآن	ویدک مکتی
نمبر ۱ سورۃ نسا ۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۔ ترجمہ ۔ جو لوگ یقین لائے اور کی نیکیاں اون کو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں وہ رہیں گے وہاں ہمیشہ اُن کو وہاں عورتیں ہیں ستھری اور اون کو داخل کرینگے گھنی چھاؤں میں اور ایسا ہی سورۃ رحمٰن میں ہے کہ سب باغوں میں بہشتیوں کو ملیں گی نیک عورتیں گوری اور خیموں میں رہنے والیاں جن کو ان سے پہلے کسی آدمی وغیرہ نے نہیں چھوا یاقوت اور مرجان کی مانند خوبصورت ۔ یہ اُنکے حسن کی تعریف ہے ۔	**نمبر ۱** येयज्ञेन दक्षिणया समक्ता इन्द्रस्य सख्यममृतत्वमानश। तेभ्यो भद्रमङ्गिरसो वो अस्तु प्रति गृभ्णीत मानवं सुमेधसः। ऋ॰ अ॰ ८ अ॰ २ व॰ १ मं॰ १। ترجمہ ۔ جنہوں نے دوسروں کی خدمت اور آتما درپن سے پرمیشور کو کھو کر جن سے جیو بوکس سکھ میں مست ہیں ۔ پرمیشور کی مترتا اور سکتی (موکھش) کو حاصل ہوتے ہیں اسی موکھش سکھ کو اپرا ہوتے ہیں اور موکھش والے جیو کے واسطے حالی سکھ بنتے ہیں ۔ اُن جیو کے پران تلی ندی کو انتند سے پھولے ہوئے ہیں اور ساری جیون میں ساتھ رہتی ہوئی ہے اور انکا پڑ تمام کے ساتھ سنبرتا ہے ۔ اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور ملتے ہیں ۔
نمبر ۲ سورۃ دخان ۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ۔ ترجمہ ۔ بے شک ڈر والے گھر میں ہیں جن کے باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی بیٹھے ہوئے اور گاڑھے کے ایک دوسرے کے سامنے ایک طرح اور بیاہ دیں ہم نے انکو حوریں بڑی آنکھ والیاں منگواتے ہیں ہر میوے جمع خاطر سے ۔	**نمبر ۲** यत्र कामा निकामाश्च यत्र ब्रध्नस्य विष्टपम्। स्वधा च यत्र तृप्तिश्च तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ८ ترجمہ ۔ جہاں سب سکھ بیرتا کو پاکر سب منا اور ابھلا شا چھوٹ جاتے ہیں اسکے کامل جلال سے ہی مکتی اور آسچے سندہ گیان پوری ترپتی ہوتی ہے ۔ اُس گیان کی سرشٹی بناکر جاکر اور اُسی کو مانکر ایک اُسی کی کرپا سے دکھ کا دور ہونا ہے ۔ مکت کا داتا مکت کا مالک اُسے ہو کوئی منش جیو سمجھے پریم سے اُسکی آگیا کا پالن کرتا ہے تب موکھش کا بھاگی ہوتا ہے اور کسی طرح سے نہیں ۔

نمبر ۳ سورۃ النبا ۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّكَاْسًا دِهَاقًا لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۔ ترجمہ ۔ بے شک ڈر والوں کو مراد ملنی ہے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا نہ سنینگے وہاں بکنا اور نہ مکرانا بدلا دیا تیرے رب نے دیا حساب سے ۔

نمبر ۴ سورۃ صافات ۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۔ ترجمہ ۔ مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے اُنکو روزی ہے معلوم میوے اور اُن کی عزت ہے باغوں میں نعمت کے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں اُن کے پاس پیالے ستھری شراب کے سفید رنگت مزہ دیتے پینے والوں کو نہ اُس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اُس میں بہکتے ہیں اور اُنکے پاس ہیں نیچی نگاہ والیاں بڑی آنکھ والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے ۔

نمبر ۵ سورۃ طور ۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ فٰكِهِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ۔

نمبر ۳ यत्रानन्दाश्च मोदाश्च मुदः प्रमुद आसते। कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ११।

ترجمہ ۔ جگدیشور میں ہی سمپورن آنند اور تمام ہرش اور کمال ہرش ناش سب کامنا اُسی کی آگیا پالن سے پراپت ہوتے ہیں اُس کامل کے لئے جسکا دوسرا نام موکھش ہے سب کو اُسی کی آگیا پالن کرنی چاہئے کیونکہ دکھوں سے چھوٹنا سوائے نجات کے کسی طرح ہو نہیں سکتا ۔

نمبر ۴ यत्र ज्योतिरजस्रं यस्मिँल्लोके स्वर्हितम्। तस्मिन् मां धेहि पवमानामृते लोके अक्षित इन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ७

ترجمہ ۔ اے دیا آدی گلنوں کے ناش کرنے والے شدھ سروپ سروآنند والے پرمیشر جہاں تیرے جلال ہیں تیرے گیان کی سابکتا ہے جس گیان سے لوگ سب جیو اجیر کی حالتوں کا گیاتا ہے اُس اپنی اپار سکتی سے اپنے اُپاسک کو اپنے گیان میں سمجھتے تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہو کر تیری اساشی معرفت کو ہدایت ہو ۔ یہ موہ تیری رحمان کرپا سے کی کلیان وایک ہے ۔

نمبر ۵ वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय। यजु॰ अ॰ ३१ मं॰ १८

کاتب حفیظ احمد

ترجمہ۔ پڑے ماعون اور نعمت میں ہیں میوے کھاتے جو دئے اُن کو رب نے اور بچایا اُنکو رب نے اور بچایا اُن کو رب نے دوزخ کی مار سے اور کھاؤ اور پیو رچ سے بدلہ اُس کا جو کرتے تھے لگے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے قطار اور بیاہ دیں ہمنے اُن کو رنان بڑی آنکھ والیاں۔

پھر سورہ الدہر میں بہت ذکر بہشت کا واضح کر کے لکھا ہے۔ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا۔ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا الخ ترجمہ اُنکو پلاتے ہیں پیالے جن کو ملونی سونٹھ کی ایک چشمہ وہاں سلسبیل ہے اُسکے پاس پھرتے ہیں لونڈے اور مرد سدا رہنے والے جب تو اُن کو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں۔

نمبر ۶

طور۔ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِیْهَا وَلَا تَاْثِیْمٌ وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۔

ترجمہ بہشت والوں کی ہم نے ڈھیر لگا دئے میوے اور گوشت جس چیز کو جی چاہے جھپٹتے ہیں وہاں پیالے نہ بکنا ہے اُس میں نہ گناہ میں ڈالنا اور پھرتے ہیں بہشتیوں کے پاس غلمان رچھوکرے اُن کو بانٹ موتی ہیں غلاف میں دھرے ہوئے۔ پھر سورہ واقعہ میں ہے حُوْرٌ عِیْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا ترجمہ بہشتیوں کے واسطے اُنکو وہاں حوریں بڑی آنکھ والیاں مثل کی مانند خوبصورت۔ ہم نے وہ عورتیں اُٹھائیں ایک اُٹھان پر یعنی سرود پھر کیا اُنکو کنواریاں پیار دلانے والیاں پیار کی محبوب ہم عمر۔

نمبر ۷

سورۂ حج اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ

ترجمہ۔ سب جگت میں جو پوری پورن ہو رہا ہے وہی پرماتما سب کے جاننے یوگ ہے وہ سب سے بڑا ہے اور اُس سے بڑا یا برابر کوئی نہیں سو رہ پوہ پرکھ سورج وغیرہ کروں کا بنانے والا اور پالن کرنے والا وہی ایک جگدیشور ہے خود کسی کی پرکاش کا محتاج نہیں ہر ایک کا پرکاش کرنے والا خود ادھکار سے رہت ہے پرمیشور کے گیان اور اُس کے علاوہ کوئی سوکھ شانتی نہیں پا سکتا اُسی پرماتما کو جانکر جیو مرتیو سے گذر کر سکتا ہے یعنی اُسکے بھگتی اور گیان کے ذریعہ سے ہی دھرم سے حاصل ہوتی ہے اور کوئی مارگ اُس کی پراپتی کا نہیں ہے پرماتما کی پراپتی اصل مکتی ہے اسکے واسطے کوشش کرنا اور اُس کی آگیا کو ساری عمر پالن کرنا سب کا فرض ہے سب سہال چھوڑ کر اس کی طرف موکش کے طالبوں کو دھیان لگانا چاہئے۔

نمبر ۹

स नो बन्धुर्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा अमृतमानशानास्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त॥ यजु॰ अ॰ ३२ मं॰ १०

ترجمہ۔ سب شخصوں کو یہی نصیحت کرنا چاہئے کہ ایک پرماتما ہی سب کا بندھو ہے وہی پیدا کرنے والا یا پالنے والا اور سب جگت کا سوامی ہے منتظم۔ اور گیاتا ہے اُسی کے گیان اور آنند میں رہنے والے جیو موکش کو حاصل کرتے ہیں آنند سوروپ پرماتما کو پراپت ہو کر موکش دھام میں بستے ہیں وہاں دکھ درد وغیرہ کسی پرکار نہیں ہوتا مکت جیو حقیقی نجات کو حاصل کر کے اور پاپ اور بھرم سے دور ہو جاتی ہیں وہی ہو وغیرہ خیالات فاسدہ اُن کے نزدیک نہ آسکتے ہیں اور نہ وہ اُن کی سندھی میں آسکتے ہیں ہر ایک گیان انہیں اچھی طرح گیان سے آزاد کر دیتا ہے۔

نمبر ۷

स सर्वं कर्यामह सं गमि

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ۔ ترجمہ اللہ داخل کریگا اُن لوگوں کو جو یقین لائے اور بھلائیاں کرتے اُنکو باغوں میں جن کے نیچے نہریں۔ گہنا پہنایا جائیگا اُن کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی۔ اُن کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔

پھر سورۂ واقعہ میں ہے یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ الخ

ترجمہ اُن کے پاس لڑکے (غلمان) سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالے بھرے شراب کے لئے ہوئے سر نہ دُکھے جس سے اور نہ بک بک لگے اور میوے اور گوشت پرندوں کا جس قسم کا جی چاہے۔

स्युष्टिवह्नंव म् । उर्वी कृ क मिवबस्थ ना न म्रत्योमु क्षीय मामृतात्॥ क॰ अ॰ ३ मं॰ ६०

ترجمہ جو سب سنسار کا گیاتا۔ پرشاننا مالک اور پشی ہے اُسی کے ہم خبر رنگٹ جو ل وہی آتم گیان اور پرا کرم اور سگندھ بیوں کے دینے والا ہے آتما کی شانتی جس کی انتہا نہیں کی ترقی بغیر اُسکے دھیان اور گیان اور ودیا کے نہیں ہو سکتی بغیر اُسکے آشرا لینے کے ہم موت سے نہیں چھوٹ سکتے اور مکتی کے طالبوں اور مرتیو سے رستگاری کی اِچھا کرنے والوں کو اُسی سچدانند کی اُپاسنا ضرور ہی اور یہی اُپاسنا مکتی کا ذریعہ ہے اور کوئی نہیں پس ہر ایک طالب مکتی کو پار برہم کی شرنا گت ہونا اور اُس کی آگیا کا پالن واجبات سے ہے۔

بہشت کی بابت علمائے اسلام وغیرہ کی رائے

نمبر ۱۔ علی بن ابراہیم از حضرت امام رضا ابان روایت کردہ کہ از جملہ بہائم کہ داخل بہشت میشوند خر عزیر (حمار العزیر) سگ اصحاب کہف ’’ دیکھو تفسیر جامع التنزیل صفحہ ۹۴۳ لاہور جلد اول)

نمبر ۲۔ اور عصا موسٰی بھی بہشت میں جاویگا۔ دیکھو معالم التنزیل صفحہ ۴۹۹ و ۴۰۰ ذکر معجزات موسٰی

نمبر ۳۔ اور فرقہ نظامیہ کے مسلمان یہ بھی فرماتے ہیں کہ سانپ بچھو چکلہ رز۔ سور بھی بہشت میں جاوینگے (دیکھو غنیۃ الطالبین)

نمبر ۴ حافظ چو طفلان تا کے اے زاہد فریبی بسیب بوستان و جوئے شیرم

پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت نا خلف باشم اگر من بجوے نفروشم

کی ہمے وعظ سو باغ بہشتم میکنی صوفی نے خواہم بہشت نعمت دیدار میخواہم

نمبر ۵ عرفی معنی بہشت عشق تو قائم ز نعیم جوئے شیر شنا سیم نہ طارم انگور

تو عشق طوبے ما و قامت دوست فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

نعمت فردوس ابدرا مارا کو دوست قیمت ہر کس بقدر ہمت والا اوست

الصّا بہر نعیم بہشت طاعت امروز مکن بلب جیحون عطاست چشم باتم فلک من

نمبر ۶ حالی۔ بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر

اسی طرح کے اور بھی نام اکثر کتابوں میں تجھ سے سنے ہیں برابر

یہ جبتک دکھیں کہیں کس یقین پر کہ یہ آسمان پر ہیں یا ہیں زمین پر

نمبر ۷ ملا حسین صاحب۔ اہل الاعراف آن جنتان زنگا زود بہاں زود بجنید ملوئی دیا

نمبر ۸ مولانا جلال الدین رومی بہشت بعد از ما یکبار در ملکو جبیں ساقی را

نمبر ۹۔ آنریبل مولوی سر سید احمد خان صاحب بہادر مرحوم فرماتے ہیں اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ و شہد و شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں یہ سمجھنا کہ بہشت میں ایک باغ کے پبلک ہوتی ہے۔ اُس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں

باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں میوہ اور سراب کے رستہ کی نہریں بہ رہی ہیں ریشم کا مسند کھانے کو موجود ہے ساقی اور ساقنیں صاحب خوبصورت جاری ہے کنگن بجتے ہوئے حوریں اور پریاں کی گھوں گھوں پھرتی ہیں شراب پلا رہی ہیں ایک حسینہ اگر حوریں کے گلے میں باہیں ڈالے پڑا ہے ایک اُن سر پر دستر لئے ایک چھاتی سے لپٹا ہے ایک لب حال بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کو نہیں کچھ کر رہا ہے اور کوئی کسی کو دیکھ رہا ہے۔ اسلامی بہشت یہی ہے جس پر تعجب تو یہ ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں (دیکھو تفسیر سید صاحب صفحہ ۲۳ و ۲۵ جلد اول سورۃ بقر ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۱۔ اگر صاحب کی رائے تو یہ ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی بلکہ ست گرو نانک کے دیدار سے نجات پاوینگے۔ دیکھو پستک محمد بودھ اور رسالہ ... نمبر ۱۔ بابا نانک صاحب کی رائے۔ بابا صاحب جب مکہ میں گئے اور وہاں کی روحوں سے محمد صاحب کا حال دریافت کیا تب کہا کہ محمد صاحب بندہ سو برس تک جنت میں اکر بیٹھ رہے پھر جہنم میں جائینگے۔ پھر ان کو سب کو ست گرو نانک ملیگا اور اس کے وسیلے سے ان کی نجات ہوگی۔ دیکھو جنم ساکھی رسالہ مذکور صفحہ ۸۹ (لاہور)

اب مرزا صاحب خود ہی فیصلہ کریں۔

نمبر ۱۲۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب لکھتے ہیں ولذات جنت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ در بہشت تماشائے سبزہ و آب روان کو ... نگاریں مگر در وے شہوت باشد کہ ہم دریں جہاں رغبت شہوت ریاست و استیلا و فرمان ... جقیر و مختصر شود تا لذت معرفت چہ رسید۔ کہ ہمچناں باشد کہ کودک ... زنداں کند و ہر روز بقدر یک طعام بیش نخورد و در نظر جاہ و قبول لذت آں۔ پس لذت جاہ و قبول ... دوست تر میدارد۔ و چوں لذت بہشت بیش از لذت شکم و فرج و چشم نیست ... جاہ کہ بہشت ... مختصر ... در لذت معرفت ... (صفحہ ۳۴۰ کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم)

نمبر ۱۳۔ سید احمد صاحب فرماتے ہیں۔ تو ایک کوڑ مغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ درحقیقت بہشت میں ... حوریں ملیں گی شرابیں پئینگے میوے کھاوینگے دودھ اور شہد کی ندیوں میں نہاوینگے اور جو دل چاہیگا وہ مزے اڑاوینگے اور اس لغو اور بیہودہ خیال سے دنیاوی امور کے بجا لانے اور نواہی سے بچنے میں کوشش کرتا ہے (تفسیر سید احمد صاحب جلد اول سورۃ بقر صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء علیگڑھ)

نمبر ۱۴۔ ایک شیخ پادری عربی زبان کا فاضل فرماتا ہے۔ پھر قرآن کی اکثر صفات انسانی کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں چنانچہ بہشت کی چار خوشیوں کا بیان ہے یعنی شراب پاکیزہ ... تمام عیاشی اور ... اور ایسی ایسی خوشیاں بہت ہی پسند آتی ہیں (ینابیع الاسلام صفحہ ۳۲)

اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ عقل کے موافق قانون قدرت کے مطابق زندگی و صداقت کے ... جسمانی اور شہوت نفسانی سے مطلق ترین کون سی نجات ہے آیا یہ کہ جسکو وید مقدس ... طریقہ پر معقول خیالی اور پاکیزہ وسائل سے ارشاد فرمایا ... بلاشبہ ... ہے۔

یا وہ نفسانی و جسمانی بلکہ عشرت کدہ حیوانی ... کے خلاف دور از ... اور وہ عاشقانہ ... شیطان کی ... جو قرآنی جنت ہے جس کی تشریح ... آیات قرآنی سے کر دی ہے ہوشمند اور فاضل ہو تو ہی میاں ذرا غور فرماویں کہ کیا ایسی معقول نجات ہے کوئی فلسفی ... قائم ہو سکتی ہے یا خود یہ قرآنی نجات معقولیت کے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔

باب ہشتم

دور دیش یاترا

غلام احمد صفحہ ۲۳۴۔ آریوں کی ... ہے کہ ... بیاس ... ملتے ... تک پہنچ گیا۔

تنزہ یا یکل شئی ... کے علاوہ ... کو عرب ... اسلام ... الفت و محبت کہ تیطان ... گواہ ہے اور قرآن ... میں ہے ... اُس کی ... شیطان ہے

علاوہ براں خود قرآن بھی راوی ہے۔ اور اُسکی شہادت بھی حدیث کے مساوی کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں شیطان موسوس ہوتا ہے اور اپنے پنجے اُن کی گود میں مارتا ... غالب ... میں اسی واسطے ایک ہی شیطان ... (دیکھو قرآن سورۃ الناس اور کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ... ۱۸۸۲ء)

اب غور فرما کر ہمارے منسوب کیجئے ... ہمارے دیکھئے ... بیٹھنے کی قواعد پر غور فرمائیے اور تعلیم نیستی پر ایمان لائیے صرف یہ کہ تمام ... یا حضرت کی عقل۔ ہم حیران ہیں کہ آپ اوٹ کو کس کروٹ بٹھاتے ہیں اور ... چھپاتے ہیں کیونکہ موسیٰ نے شیطان سے وحید حاصل کی اور دادا گرو جی آپکے حضرت بروقت معراج موسیٰ سے تعلیم پائی جس طرح ... کو حضرت سے نسبت ضروری ہے آپکو منتر یا شیطان کی ہر وقت حضوری۔ تمام پاک طریقہ ... حرکات کے نشانات ... جہاد و قتل و خونریزی و جفاکاری کے علاوہ ... معانی باطنی ... کے آثار ہیں ... وید مقدس میں موجود ہیں جیسی عبودیت کی حصول ... اس کا ... کمالاً ارشاد ہے۔ مگر جہاد و فساد کا نام و نشان نہیں۔ البتہ قرآن میں تزکیہ نفس کا نام و نشان نہیں (دیکھو باب نجات) حضرت اگر وید میں ... نفس کے پاک طریقے نہیں تو اور کہاں ہیں کیا قرآن میں ہیں یا لوح محفوظ میں ہیں ... مرزا صاحب ... ایسی ... داری سے آپکے حق میں خاموشی بہتر ہے۔

غلام احمد صفحہ ۲۳۵۔ پرستش کی جزو تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جاوے و ضرور اپنے محبوب کے لئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے مگر آریہ لوگ ایسے کوسوں دور ہیں اگر وید کو پڑھیں تو انہیں اس کی حقیقت بھی معلوم ہو۔

تردید۔ بے شک ہم صداقت سے کوسوں بلکہ ... اور ہماری حالت ... کی یا برخلاف بھی ہم گنگا ... نہیں ... جان ... جہالت ... کے ... رحمت اللعالمین کے کنارے تالاب شیریں معلوم ہوتے تھے ... کے ہم ... آب زمزم ... کی ...

۵۱۔ دیکھو ... ذکر معراج اور صحیح بخاری کی حدیث ... رسالہ تائید الاسلام ... ۱۸۸۲ء جلد اول ... صفحہ ...

۵۲۔ ... سورت ... محمد صاحب ... وحی نازل ہوتی تھی تو وہ ... کی طرح ... (دیکھو صفحہ ۴۵ مطبوعہ ... لاہور ۱۸۸۲ء)

کنوئیں سے ہمیں خیمۂ جنت کی امید موہوم تھی۔ اور حزن تھینے اور صلیب سے ہمارے دل میں نجات کی موہوم تھی۔ آفتاب کو ہم سیاہ اور ساطعی کو آفتاب معلوم کرتے تھے جگنا دڑ اور بوم کی طرح ظلمت تاریکی میں گھوم گھوم رہتے تھے مگر پرماتما نیاکاری کا ہزار ان ہزار دھن باد ہے اور تمام آریہ دھرمیوں کی طرف سے لو بدھا دھیلا دیا کہ ... ودیا تدبان ادی الہند ... مال تصور پذیر ہوا ... کا تقاضا یا ... بہارت کے خفتہ تعب پیدا ہو گئے آریہ ورت کے غافل بیٹے ... ہو گئے جو ہمیں اس دل حاصل تھی یہی ... ہو بہ ... ہے

उ ते ष्ठ स्रा ताका तो ज्ञा भा اُٹھو پراپت کا وعا تا اچیلا

... صد فتنے سے او بیاس سوئے ہوؤں کے سرہانے آکر الکا یا سوالت، ویوس ہو گئی اور ... دیا خاموش آریہ بزرگوں کے لخت جگر خوابِ غفلت سے جاگے اور جاگتے ہی ایسے ... اس کو سنبھالنے لگے کیا دیکھتے ہیں کہ کس قدر تعجب ہے کہیں فعل سکتی کہ دس خیانت مجرانہ ہے، وہ کہیں ... کو کئی ... کے محرم ہیں اور ... کے ملزم ہیں ... تعالیٰ ... جان ... ان کی غفلت درخواب کو ... معاف ... ہی ... لوگ ... لوگ جاگے ... اکر نبیا ... سے باختہ ہو کر ... اسی ... طبیب ... آنکھوں ... جسم ... کا ... کا ایک ... علاج ... کیا۔ اور ... کلف ... قوم ... کو ... حکمت ... کو ... ابر ... کتابیں ... ہی ... کا ... کر آسی ... دیا ... تھی ... کا ... چاہا ... کی ... تک ... ہوتی ... سے ... پر ... آرہی ہے ... کی ... دیکھیں ... اب ... ہیں بلکہ ... موجود ہیں مرزا صاحب ہم لوگ ... کو تاقتی ... کرنے میں اور اسی واسطے ... کی طرف ... جاتے ہیں سچائی کی حقیقت ... معلوم ہو گئی اور نیا ... کی ... موہوم یہی سبب ہے کہ ... اپنے ... کے معدوم ہوئی جاتی ہے۔

غلام احمد ۵۳۳۔ اس ... منسوخ ہوا و دیگر رشیوں کی نسبت بھی ثابت نہیں ہو بلکہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کون تھے کیا نام تھا۔ کس شہر میں رہا کرتے تھے اور کس عمر میں الہام پایا تھا۔ اور انکے الہام پانے کا کیا ثبوت ہیں پایا یہ جو سنا جاتا ہے کہ انکا نام اگنی۔ وایو وغیرہ ہیں سب بنا وٹی نام ہیں ہیں۔

تردید۔ آپکے تمام اعتراضات سماعی ہیں عقلی ایک بھی نہیں۔ اسی واسطے ان کی بنیاد بھی اختراعی ہے۔ صداقت سے منزلوں بعید ہیں کیونکہ جیسا وید نہیں بلکہ وہی ... ہیں نسبت ... سے ... ہیں اور وہی جامع صفات و کمالات تھیں ... با جلال ... وہ ... انسان تھے اور صرف یہی نہیں بلکہ دیو تا سمان انکے اگنی وایو آدت انگرہ مبارک نام تھے اور وہی ... ہادی ... سے یا سدہ الہام وہ ... کی ابتدا میں ... آبادی ... سے ... اسوقت آبادی کی آمد تھی اور انسانیت کی ... دنیا آباد ہیں تھی کسی کو ... یاد بھی نہیں تھی ملوث ہیں الہام پایا اور ... سے ... زبانی ... الہام ... ثبوت مخلوط نہیں بلکہ نہایت قوی اور مضبوط ہیں۔

ثبوت۔ آریہ ورت نے سب سے پہلے تہذیب سیکھی اور علم و عقلیت ... کیا تمام دنیا نے اسی سے علم سیکھا۔ اور جن ... بہ تہذیب ... سب ... عالم تھا اور ... اور ... عقلیں ... تمام اور قوموں سے کچھ نہیں سیکھا بلکہ سکھایا کیونکہ وہ ان قوموں ... تھے اور ... مطلق ہیں۔

چونکہ تہذیب بغیر علم اور علم بغیر تعلیم ... کے ناممکن ہے اور کوئی جاہل کسی علم کو ایجاد نہیں کر سکتا کیونکہ یہ امر محال ہے جس طرح آجکل علم کی ضرورت ہے اسی طرح سرشٹی کی آدی میں بھی نہایت ضرورت تھی ورنہ آجکل سراغ بھی نہ ملتا اور علاوہ بریں عقل کل ... ذات پر الزام آتا ہے جس طرح ظاہری آنکھوں کے واسطے سورج ویسے ہی باطنی آنکھوں کے واسطے علم کی ضرورت ہے وہ ... علم آریوں سے حاصل کیا اور آریوں نے وید ... علم ... سے حاصل ہوتا ہے ... میں علم ہے وہ ام الکتاب ہے ... سنسکرت ام اللسان ... کلیات ... ایک کامل کتاب ... محال ہے ... کامل اور مکمل ... کا اس واسطے ... اور چار رشی اسکے ملہم ہیں۔

آپ جو کہتے ہیں کہ ... سنا جاتا ہے کہ انکا نام اگنی وایو وغیرہ تھا حضرت انگلوں سے کیوں معذور ہوتے ہو اور کس واسطے سنسکرت ... کے مقابلہ میں ... افسوس ہے

سخن شناس ... اجتناب است — بیا ویس ... ... است

مفصل ثبوت اس کا تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۱ سے ۱۳ تک مذکور ہے اور ... کے واسطے ... طور۔

دیکھو ... وفات ... ہوئی ہے مجھی ... حضرت ... آشیانی بھی اسکے ... معدود ... ہیں اور بسبب ... کم علمی کے اس تہ کمال تک پہنچنے سے دو ... کے سب ... اس ... کبھی ... ہوا اور ... ہو گا۔

غلام احمد ... یہ بھی بڑی لاف ہے کہ وید کے رشی تمام عالم کی اصلاح کیلئے مامور تھے ... ہوتا تو وید میں ضروریہ لکھا ہوتا کہ بھی ... رشی ایسے ... میں سے ... کہ ... زمانے میں مختلف ... ملک ... کا کمال ... پایا ... اور ... مختلف ملکوں ... ملکوں کی اطلاعات بھی وید ... ہے اور اسکے پڑھنے سے ... معلوم ہوتا ہے کہ ... کی ... ہندوستان ... ہی ہے اگر ہم ان باتوں ... میں ... کرنا چاہئے کہ ... رشیوں نے آریہ ورت سے باہر قدم رکھکر اور ... اپنی ... میں ایک ... ملک کا بھی ... تھا ... ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی ... ثابت ... کر سکتا۔

تردید۔ وید ... تمام انسانوں کو وید کے پڑھنے سننے عمل کرنیکا اختیار ہے۔ بلکہ صاف ارشاد ہے کہ وید تمام دنیا ... کی ہدایت کے واسطے ... ہیں ... پیدا ... ہندوستان میں ہوئی اور یہاں سے ... نوع انسان ... میں پھیلے تو وہ ... واسطے ... وید دنیا کے ... واقف بلکہ تمام ... علم کا ... مگر کسی ملک ... ملکوں کی تاریخ نہیں ہے۔ اور نہ ہدایت ربانی کو کسی ... محدود کرنا ہے اسی واسطے وید میں کسی خاص ... یا ملک ... کا بطور ... کے نام ... نہیں ... تمام دنیا ... نوع انسان میں اسکی ہدایت مساوی ہے۔ اور ہدایت عام پر حاوی اور اسی واسطے وہ ام الکتاب یا الہام سماوی ہے وید میں ... ہندوستان کا نام نہیں اور اگر ... ہے تو بتلا ... کا ذمہ ہے ... افنی ... کے واسطے کافی ثبوت ہے۔ بلا ... الہام کی ... تالیف ... بتلاتے ہیں۔ یجروید ادھیا ۶ منتر ۲۱ ... منترا

समुद्रं गच्छ स्वाहा न्तरिक्षं गच्छ स्वाहा देवं सवितारं गच्छ स्वाहा । मित्रावरुणौ गच्छ स्वाहा होरात्रे गच्छ स्वाहा छन्दांसि गच्छ स्वाहा द्यावापृथिवी गच्छ स्वाहा यज्ञं गच्छ स्वाहा सोमं गच्छ स्वाहा दिव्यं नभो ग

च्छ स्वाहा वैश्वानरं गच्छ स्वाहा मनो मे हार्दि यच्छ दिवन्ते धूमो गच्छतु स्वर्ज्योतिः पृथिवीं भस्मना पृण स्वाहा। यजुर्वेद। संहिता। अध्याय ६ मन्त्र २१।

ترجمہ - اے یار کے پرش تو آگنی ماں (شمشان بھومی) جا ۔ بنا کر سمندر کو جا - اور بیان (ہیولیٰ) کی کوشش کر ۔ بنا کر ۔ ان سب جگہ کے اپنی کرموں کے پرمیشور کی طرف متوجہ ہو ۔ ان کا دیہ کی دو بیکشا ۔ ان اور انوان کو جان سینے یوگ ابھیاس کر ۔ دوبارہ یک ہو کر دن اور رات کی ہیبت کو جان وگیان بہت باقی ... پھر سام اتھرو وید کو مطالعہ کر کہ ہو ۔ یاں اس کا اس یاں دنوان اسے رہیں اور عالم بالا کو جان اور پراپت ہو سنسکرت ۔ رشی سے مکتی کو پراپت ہو ۔ وید کے پاس سے تو سنکھی سموہ کو جان جل کے گن اپنے گنوں ظاہر کرنے والی دوبارہ سے موہ زمین لانے یوگ پوتر جل کو دریافت کر کلا کت ہونے سے لئے بجلی اور اگنی اچھی طرح جان اور میری آگیا اور ست دھرم کا اپدیش کر میری کلاوان سے جانور سے ۔ جو بہن کا اس انترکش کو پراپت ہوں اور زمین کا شت وغیرہ کو بھسم کر اور ان کی بھسم سے پرتھوی کو ڈھانپنے ۔

اور رگوید میں بھی اکثر شرتیوں میں جہاز بنانے اور دور دراز ملک میں جانے کی اجازت وار شاد ہوئی ہے ۔ اور قدیم آریہ لوگ سیاحت و دیگر ست ادیدیش ہدایت سپیتا کو دور دراز ملکوں میں جاتے تھے اور ست دھرم کا اپدیش فرماتے - نمبر ۲

तच्चक्षुर्देवहितं पुरस्ताच्छुक्रमुच्चरत् पश्येम शरदः शतं जीवेम शरदः शतं शृणुयाम शरदः शतं प्रब्रवाम शरदः शतमदीनाः स्याम शरदः शतं भूयश्च शरदः शतात्। यजुर्वेद संहिता अध्याय ३६ मन्त्र २४

ترجمہ - جو برہم سب کا درشتا اور دیوتا لوگوں کا ہت کار کہ سدا ست سروپ ورتمان ہے اسی برہم کو ہم لوگ سو برس تک گیان نیتروں سے دیکھیں اور اسی کی آگیا پالن کرتے ہوئے جیویں اسی کے گن تو او سنیں اس کی برہم ودیا کا سب کو سدا اپدیش کریں سکھی کرنے کے لئے سب کے محتاج نہ ہوں اور جنک جیویں سو برس سے زیادہ بھی اسی کی آگیا کا پالن کریں سنیں اور اپدیش کریں اسی کی آیا ستا کرتی واجب ہے - نمبر ۵ یوگ شاستر

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्रतम्
योग सूत्र पाद २ सू० ३१।

مہا ورت یعنے سب دھرم وہی ہے جو سب جاتیوں (یعنی نوع انسان کے مختلف گروہوں) میں تمام ملکوں میں ہر ایک زمانہ میں اور سب سمیوں میں پر چلت ہو سکے اور ایسے ہی دھرم کا پالن کرنا انسان کے واسطے ضروری ہے - نمبر ۷ - منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۰

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः। स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः २०।

تمام دنیا کے لوگ اس ملک (آریہ ورت) کے فضلاء سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ مختلف ملکوں میں جاکر ست دھرم اور ودیا کا پرچار کریں - نمبر ۸ منوسمرتی ادھیائے ۱۰ شلوک ۴۳ -

शनकैस्तु क्रियालोपादिमाः क्षत्रियजातयः। वृषलत्वं गता लोके ब्राह्मणादर्शनेन च ४३

ترجمہ آہستہ آہستہ کریا کے لوپ ہو جانے سے یہ کھتریوں کی جاتیاں پراگندہ اور برہمنوں سے دور چلی گئیں ممالک ذیل ہیں - نمبر ۹ منوسمرتی ادھیائے ۱۰ شلوک ۴۴

पौण्ड्रकाश्चौड्रद्रविडाः काम्बोजा यवनाः शकाः। पारदाः पह्लवाश्चीनाः किराता दरदाः खशाः। ४४।

ترجمہ ممالک ذیل پونڈرک (مصر) اوڈر (جزائر برطانیہ) کا مبوج (جزیرہ نما ہند چینی) یونان (یونان) سک - دراوڑ پارد - پہلوا (پارس یا ایران) چین (چین) کرات خراسان) دروا اور دستان یاچینی تاتار کھسا (روس) کے باشندے آریہ ورت سے جاکر وہاں آباد ہوئے -

نمبر ۱۰ - مہابھارت شانتی پرب شوک انتی ادھیائے ۳۲۷ شلوک بہت اچھی صاف لکھا ہے کہ ویاس جی اور سکھ دیو جی امریکہ گئے تھے اور وہاں بہت عرصہ تک رہے سکھ دیو جی وہاں سے ... دیشوں میں اپدیش کرتے ہوئے براہ چینی تاتار ... سے آریہ ورت واپس آئے - ان تمام سفر میں ان کے تین سال صرف ہوئے -

بھاگوت اور ایک روایت ... کی لڑکی الوپی کے ساتھ ارجن جی کا بیاہ ہوا تھا جس سے ... پیدا ہوا - دیکھو عبارت بھیشم پرب ادھیائے ۹۰ شلوک ۶ سے ۱۰ تک -

نمبر ۱۱ - ارجن سے واسطے ... ایک دفعہ چند فضلاء کے سمندر کا سفر کیا اور مفصلہ ذیل جزائر میں گئے - اگست تیرتھ - ... تیرتھ - پولوم تیرتھ کارندھم تیرتھ ... آکر ان ... سے ایک ... پہنچا (دیکھو عبارت آدی پرب ادھیائے ۲۱۷)

نمبر ۱۲ - برہمنوں کی کتابوں میں بھی بیاس جی و سری ہمنی جی کا علم مقام بلخ جاتا اور وہاں ... سے مباحثہ کرنا صاف درج ہے جو ان کی کتابوں کے باب ... اور ... مفصل ذکر ہے دیکھو باب ۱۳ - آیت ۶۵ و ۶۶)

نمبر ۱۳ - سری رامچندر جی و سیتا جی کا ایک مشہور میلہ اصلی باشندگان امریکہ میں سالانہ ہوتا ہے جیسا کہ آریہ ورت میں دسہرہ اس روز کو وہ مبارک سمجھتے ہیں اور ان کی تعظیم ... کا نشان بتاتے ہیں (دیکھو ... اور ... ۱)

نمبر ۱۴ - مہاراجہ سگر جی ... کی کتھا ... کی بابت ایک ... لکھا ہے - سگر ایک بڑا زبردست بادشاہ تھا جس نے سمندر پر جہازوں کے وسیلے بڑی مہمیں کیں ہم کو معلوم ہوا ہے کہ بہت مدت سے یورپ کی طرف کے جزیرے میں ... رواج پایا ہے - وہ جزیرہ بالی میں جو کہ جاوا کے نزدیک ہے بدستور رائج ہے جو ... اور برہمنوں کو مانتے ہیں اسی واسطے یہ بات اغلب ہے کہ سگر کے وقت میں آریہ لوگ پہلے سمندر کے پار جاکر ان جزیروں میں اپنا دخل کیا - اور اپنے مذہب رواج دیا ہو - ان جزیروں میں ... اور دیوتاؤں کے سگر کو سمندر کا دیوتا قرار دیتے ہیں (دیکھو تاریخ ہند ... صفحہ ... اور ... بال ...)

نمبر ۱۵ - راجہ بکرماجیت کے زمانہ میں برہمنان ہند یورپ تک گئے علاوہ ازیں خود مہاراجہ صاحب بھی صدہا جہاز ہمراہی فوج لیکر روم و یونان کی طرف گئے تھے اور یورپ جایا کرتے تھے اور اس کے واسطے کسی طرح کی بندش بار کی وٹ نہیں تھی (دیکھو کتاب ان ... باب چہارم اور جیوتردو ابھرن کا سنسکرت ترجمہ

نمبر ۱۶ - شاہ سلوکس والی بابل نے اپنی بیٹی کی مہاراجہ چندر گپت سے شادی کی تھی دیکھو تاریخ ہند ... صفحہ ۴۶ -

نمبر ۱۷ - اس بات میں اور بھی متفق ہیں کہ نوشیروان عادل والی بغداد کی ایک بیٹی ...

کے بادشاہی خاندان میں بیاہی گئی تھی۔ جو سارس ثانی قسطنطنیہ کی بیٹی تھی (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ ۱۸۶۳ء کلکتہ صفحہ ۸۸)

نمبر ۱۶۔ ایک مؤرخ فرماتا ہے کہ ہم اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ بہت مدت گذری ہو گی کہ آریہ جہاز رانی سے سندھ کے پار ہو جاتے تھے اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرتے تھے۔ سو ہم بحر اور جہاز بیٹھنے کی مخالفت جدید ہے۔ ابھی پہلے وقت کہ برہمنوں نے چھتریوں پر فتح نہ پائی تھی اور بدھ مذہب کو خارج نہ کیا تھا۔ تب تک یہ مت شائع تھے اور اکثر وہ سیر و سیاحت کرتے تھے اغلب کہ یہی وقت تھا جس میں کہ انہوں نے اٹک پار ہو کر تاتار پر حملہ کیا تھا اور جہاز پر بیٹھ کر یورپ کے جزیروں میں گئے تھے اور وہاں اپنے مذہب کو پھیلایا تھا۔ یہ بات چند مدت کی ہے کہ ہندو تعصب کے سبب بے عزم و مجہول ہو گئے ہیں۔ اور اپنی ولایت سے اس اندیشہ کے سبب باہر نہیں جاتے کہ شاید غیر مذہب والوں سے مل کر ان کی ذات نہ جاتی رہے (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۴۴)

نمبر ۱۷۔ مہاراجہ دھرتراشٹ والی ہستناپور کی شادی ملک افغانستان کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اُن دنوں افغانستان کی دارالسلطنت قندھار تھی۔ اُسے رانی گندھاری کے شکم سے مہاراجہ دریودھن متولد ہوئے (دیکھو مہابھارت آدی پرب)

نمبر ۱۸۔ ملک جرمن خصوصاً بہا نکے برہمنوں کا آباد کردہ ہے اور اسی ملک میں آجکل سنسکرت کا بھی زور ہے۔ واضح ہو کہ تمام سنسکرت زبان کا ہے ستر سنسکرت میں برہمن کو کہتے ہیں جرمنی زبان اور سنسکرت میں ج۔ی۔س مل ہوتے ہیں۔ جیسے اَیج۔ آریہ۔ آرش۔ اصل میں شرطیہ جرمن جیسے آریہ سے ایرین بیاہ وہی درما ماترس ہے جس کی تصدیق خود میکس مولر صاحب بھی کرتے ہیں (دیکھو وید بھاشیہ بھومکا سنسکرت صفحہ کا آخری نوٹ)

نمبر ۱۹۔ ایک مورخ فرماتا ہے کہ راجہ کرن کے بعد جو راجے ستوا سر چلے گئے جنھوں نے یہ خاندانی لقب یا کرن اور اُسکے چھوٹے جانشین کرن کہلاتے تھے۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کرن کے نام کو ہندوستان میں مشرقی کے جزیروں میں بہت ادب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ راجہ کرن نے جہاز بھی بنا سکتے ہوں اور یورپ کے جزیرہ میں اپنا دخل کیا ہو (تاریخ ہند صفحہ ۹۵ ۱۸۶۲ء کلکتہ)

نمبر ۲۰۔ میرٹھ کی اتنی کی طرف بجرور کی راجدھانی ہے وہاں کے راجہ کے لڑائی میں مارے جانے کے سبب کرشن جندرجی کے بیٹے پردیمن کے ساتھ بہت اور فاضل برہمنوں کے شاہدوں کے وہاں جا کر راج کرنے لگے جو کہ کرشن چندر جی کی حیثیت سن کر پھر ایک دفعہ دوارکا میں آئے تھے (دیکھو ہری ونش وشنو پرب ادھیائے ۹۰)

نمبر ۲۱۔ مورخ لیتھبرج فرماتے ہیں کہ آریا قوم کی قدیم زبان سنسکرت تھی اور قدیم یونانی و پارسی وانگریز جرمن۔ فرانسیسی اس میں شامل تھے قدیم زمانہ میں یہ سب لوگ شمال ملک قوم کے ہو دو باش کرتے تھے۔ (تاریخ بلرج ہندوستان صفحہ ۱۹ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۲۲۔ حال کی تحقیقات سے جب کہ روسی زبان سیکھنے کا ہندوستان میں چرچا ہوا اور کلکتہ میں ایک سکول بھی کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ملک روس کی زبان بھی سنسکرت سے ملتی ہے اور جیسے یونانی ولاطینی وغیرہ سے اس کا تعلق ہے اُن سے زیادہ روسی زبان سے مشہور ہے چنانچہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سنسکرت دان آدمی روسی جلد سیکھ سکتا ہے۔

نمبر ۲۳۔ کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ مصریوں کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ وے سپنت نامے ایک پوتر بھومی سے آئے جو کہ معلوم ہوا کہ ہند کے ساگر کے کنارے کہیں ہے۔ اور اس کو وہ اپنے دیوتاؤں کی پورانی جگہ بتلاتے تھے اور اس ستھان کو معمولاً رہا تنزلہ پوتر کہتے تھے۔ اب یہ دہ ہو گیا کہ وہ سپنا بھرت کی پوتر بھومی نہیں ہے دارالبھری ستھان میں رانی ہتشاپ کی سماد ہی کے پیز دان اور مہر الہیت لیکھوں کے مطلب سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورش

(ہندوستان) ہے۔ سپنار تر کال شا صفحہ ۵ ۱۸۸۲ء مدراس انگریزی۔

نمبر ۲۴۔ پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھ کر ایران میں آباد ہوئے تھے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱)

نمبر ۲۵۔ مہاراجہ سنسار چند ابہروا کے بیٹے دیو راج نے چین اور تاتار کے جنیا کو جیت کر ۔۔۔ کیا کرو ہی مہارا مورث رہے تھا (تاریخ راجستھان صفحہ ۳۴ و ۳۵ جلد اول ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۶۔ مہا منشی صاحب فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ تک نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ کوہ قاف کی اطراف تک ان کی حد تھی (تاریخ راجستھان صفحہ ۴۴)

نمبر ۲۷۔ شہر سونت (جو ملک مصر سے متعلق تھا) وہاں کے راجا بان نام کی لڑکی اوکھا نام سے کرشن چندرجی کے فرزند راجہ انرودھ جی کا بیاہ ہوا تھا۔ اور وہاں ست دھرم کا پرچار برابر ہوا تھا (ہری ونش وشنو پرب ادھیائے ۱۱۶ سے ۱۲۸ تک)

نمبر ۲۸۔ منو سمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۱۵۷۔

समुद्र यानकुशलादेशकालार्थदर्शिन । स्थापयंतितु याम्वृद्धिसातत्राधिगमम्प्रति १५

ترجمہ۔ سمندری سفروں سے واقف دریا ترانی سے آگاہ لوگ جو ملکوں اور وقتوں اور ہواؤں کے جاننے والے ہوں جیسے واقفکار جو بیاج مقرر کریں وہی رائج ہونی چاہئے۔

نمبر ۲۹۔ منو سمرتی ادھیائے شلوک ۴۰۶۔

दोर्घाध्वनि यथादेशयथाकालंतरोभवेत् । तद्दीतेइ पुनद्विज्ञात्समुद्रेनास्तिलक्षणम् ४०६

ترجمہ۔ دور کے راستہ سے دور جگہ میں دریا کی ترسوی و بیام آشو گرمی اور برسات وغیرہ کا لحاظ کرکے کشتی کی زراجرت مقرر کرنی چاہئے مگر سمندر میں جہاز کے واسطے یہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ جہاز رانی ملکوں میں جا کر جو بیوپار کرکے تجارتی اشیا کو فروخت کرکے اور وہاں سے کچھ اور مال لیکر اپنے ملک آئے اس کے بعد جیسا فائدہ ہو اس سے بیسواں حصہ راجہ لیوے۔

نمبر ۳۰۔ منو سمرتی ادھیائے شلوک ۱۰۵۔

सशोध्यत्रिविधंमार्गंषड्विधंचबलस्वकम् । सांपरायिककल्पेनयायादरिपुरेशनै १०५

ترجمہ۔ تین پرکار کے راستوں زمینی سمندری اور اکاس کو بےخوف و خطر بنا کر زمین میں رتھ گھوڑے ہاتھی سے جل میں کشتی اور جہاز سے اکاس میں بیان آدی سے جاوے۔

نمبر ۳۱۔ آریہ ورت کے چند فضلا کا ایک گروہ دکھن میں پانڈو بھی تھے (دیش دیشانتروں) میں اپدیش کے واسطے گئے تھے چنانچہ یہ سفر دو مرتبہ ہوا۔ پہلی بار تبت نیپال چین تبت سے کیلاس تک اور کیلاس سے اور کچھ حصہ شمالی کوہستانی کا پھر کر تاتار پہنچے اور پھر ایران پہنچے۔ وہاں سے براہ ہرات پھر کابل اور وہاں سے قندھار میں جو دھرتراشٹ کے سسرال تھے۔ اور بلوچستان سے گذر کر آریہ ورت میں پہنچے۔ دوسری بار سنگلادیپ کے راستہ جہاز عرب ہوتے ہوئے ملک مصر میں گئے اور وہاں سے سویت یورپ جیسے جبل القمر جیسے علاقہ۔ تکیا ر تک پھر کر اسی طرح اپدیش کرتے ہوئے واپس آئے (سب کا مفصل ذکر دیکھو مہابھارت سبھا پرب ادھیائے ۲۶ سے ۳۲ تک)

نمبر ۳۲۔ سری نارد منی جی (جو علم موسیقی میں بھی مشہور آفاق تھے) ہمیشہ یعنی تمام زندگی میں ملک بملک اپدیش کرتے رہے اور دورہ ملکوں جزیروں میں ست دھرم کو پھیلایا۔ (رامائن بال کانڈ سرگ اسلوک ۱ تک)

نمبر ۳۳۔ سند میں مردم چین را مُشکیار استوف نام مندوابن خیب ما ملکیت تانسو و ورند کہ اکنوں آنرا ہندوستان نامند مردم چین مرپنج عنصر قائل اند بہ ترتیب بنکیا جیگو مید کہ ہیچ مو الیہ عالم سفلی از ہیں عنصر کہ باند و عالم ہا ہے لیبا شد۔ تاریخ قابل اعتبار و اعطاک گو شت نیہ وو ملیں

غاربند نقوش لاہوت سید السند" (تاریخ چین فارسی صفحہ ۱۹۹)

نمبر ۳۴- ایک اور مؤرخ فرماتا ہے کہ برہمن سلطنت عرب و عجم و سستان و شیراز و اصفہان تک تھی (اقوام الہند صفحہ ۹ نولکشور)

نمبر ۳۵- پادری رام چندر صاحب فرماتے ہیں کہ بیاس جی اور شبت جی وغیرہ اور رشیوں اور کیوں نے مختلف زبانوں میں بھی وعظ کیا ہے (دافع رد قرآن مطبوعہ سنہ ۔۔ صفحہ ۲۰ و فصل ششم)

نمبر ۳۶- شہر تخت جمشید میں جو ایک مکان شہران موجود ہے جسے وہاں والے تخت جمشید کہتے ہیں اس مکان شہران پر بہت سے قدیم کتبے موجود ہیں جو مکوستش بحد اللہ صاحب نے پڑھے ہیں وہ سنسکرت سے ملتے جلتے ہیں اور تاریخ ایران اور آریہ ورت کی تواریخ سلف بخوبی لکھی ہے اس کے ملنے سے ان کی صورت و شکل و منقش و تحقیق نقشیں کلی ہو جاتا ہے کہ اس زمانہ میں آریہ ورت اور ایران کے باشندے ایک ہی طریق وغیرہ میں کچھ بڑا فرق نہ تھا (مطبع ہندوستان صفحہ ۱۸ و ۱۹)

نمبر ۳۷- ذات کا اسا ۔۔ ایک سے چلا آتا ہے اور اسکی یا سدی صرف انسلانی ملکوں میں بلکہ آکثر اور ملکوں میں بھی تھی۔ جیسے مصر اور ان قبیلہ میں اور ابھی تک بھی ہیں کہ صرف یہاں ہی نہیں آبادی میں ہو بلکہ امریکہ میں بھی پیرو اور میکسیکو والوں کے ہاں بھی منتاز کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان منتاز کا اصل حساب ملک کے ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے (اخبار انجمن پنجاب نمبر ۲ جلد ۔۔)

نمبر ۳۸- مہرشی جی ایک سلوک جو علم نجوم کے متعلق ہے اس میں یہ سلوک ہے۔

लङ्कापुरेऽर्कस्य यदोदयः स्यात् तदा दिनार्धं यमकोटि
पुर्यां अधस्तदा सिद्धपुरेऽस्तकालः स्याद्रोमके रात्रिदलं

ترجمہ: جب لنکا میں آفتاب طلوع ہوتا ہے جو خط استوا پر تو جاوا اس وقت امریکہ میں وقت غروب شمس اور روم میں آدھی رات ہوتی ہے۔

نمبر ۳۹- زمانہ قدیم میں آریہ لوگ امریکہ میں جا کر آباد ہوئے تھے جسکے صحیح نشانات متفرق جیسے عمارت رنگت وغیرہ کے امریکہ میں موجود ہیں۔ آریہ لوگ آریہ ورت سے سواری جہاز براستہ جاوا اور ٹالی سے میکسیکو۔ پیرو۔ وسط امریکہ جزیرہ نما یوکاٹن کے شہروں اور ملکوں میں بایا کرتے تھے" (اسپرو سوبلر نسن ان اشنٹ امریکا مطبوعہ سنہ ۔۔ صفحہ ۔۔ سے ۔۔ تک)

نمبر ۴۰- موجودہ حال کی تحقیقات سے مغربی محققوں اور علم سائنس کے ماہروں نے پوری تحقیق کی ہے مثلاً صاف ظاہر ہے کہ میتھالوجی اور قدیم علم اخلاق اور مذہبی خیالات اور رسم قدیم یونانیوں اور اہلِ مصری لوگوں کی ایشیائی سے خاص کر کے ہندوستان کی اصلیت ہے۔

مجھکو اس سوال پر یہاں بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا مدعا اس کتاب میں یہ ہے کہ دکھایا جاوے کہ سولیزیشن قدیم میکسیکو یوکاٹن وسط امریکہ اور پیرو کی جیسے اصلیت بھی روایتیں قصے اور قدیم کہانیاں اور یہ عماری و نسلی ساختی کی طرز وغیرہ قدیم امریکہ کے کامل طور پر ثابت کرتے ہیں کہ وہ آریہ ورت اور آریہ کی اصلیت سے تھی اور ان قدیم کہانیوں کی محفوظ نقلیں آریہ کے قصہ کیا جاتا ہے جو کسی کے لائق ہے بیان میں کیا جاسکتا کہ آپکا نو فلور و کوکی ہوا رہ سو امریکن انٹیس ان ایشیا امریکہ کا صفحہ ۱ و ۲) نمبر ۴۱- آریہ ورت کے مشہور اعلیٰ سوامی جگا کر آچاریہ جی بھی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ مسٹر اشٹ کی تعریف لکھ کر بتلایا ہے کہ وہ امریکہ کو گئے ہوئے تھے وہاں سے واپس آکر بڑے بڑے کتاب لکھی جس میں مفصل حال ان کے سفر کا درج ہے۔ جس طرح ریشی جی بیان کیے ہیں اس کو کسی ناقد انکار نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک سلیم العقل جان سکتا ہے کہ مرزا صاحب ہونے بے دلیل ہے کہ مدد دلیل سمجھنے کے لائق ہیں بلطور کے انکو بھی کتنا ہی اگر کچھ بھی ثابت نہ کر سکا کہ امریکہ کوئی ملک ہے یا وہاں آبادی انسانوں کی ہے بلکہ حال قرآن کو بھی خبر نہ ہوئی اور نہ قرآن نے ہی اس کی خبر دی۔ ہاں سچ ہے کہ امریکہ والے کچھ حد کے بیٹے تو نہیں تھے کہ خدا ان کے واسطے کوئی نبی بھیجتا یا ان کو دو عرب میں لٹیرے بدوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے وحدت توحید فقط

باب نہم

محمدی پیشگوئیوں کا رد

سرمہ کے صفحہ ۲۰۲ سے ۲۴۰ تک

قولہ- عام قسم کی پیشگوئی بیان کیا کہ یہ ۔۔ اشارہ ہے کہ عظمت و جلالیت ذات ارسال جو بندگان اعمال لاؤ اور ان کی اس عظمت و جلالت کے اشاعت کرنے میں مصلح عالم و مکرو ۔۔ وہ تصدیق آدم صفی اللہ سے لیکر حضرت مسیح کلمۃ اللہ تک حضرات انبیاء و رسول گزرے ہیں جو سب کے سب مظہر جلالیت آں حضرت کا اقرار کرتے آئے ہیں- **اقول**- چونکہ محمد صاحب عمر بھی بت پرستی سے بیزار رہے یہاں تک کہ شیطان کی بھی کبھی کہیں تعریف نہ کی اور پھر عباسی یا عمر جیسے ہمیشہ دعوے کرو یا پھر تورات سے لیکر انجیل تک کہیں بھی کوئی صریح میں کوئی نہ کرے۔ بلکہ اصل پیشگوئی خود بھی صاف ہے وہ رہتا ہاں محمد صاحب جیسے نبی سے ایسا ہو سکے کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ ان کے حق یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ یہود کہتے ہیں عزیر ابن اللہ ہے قرآن تو۔ حالانکہ یہود کو عزیر ابن اللہ کہنا بالکل ہی بائیبل ومسیحی کتب میں صحیح ہو جب پس لینے ہوئے سرہاں۔ مسیح ہر ۔۔ ہینگ کی تی۔ جسکا انکا کوئی تعلق نہیں قولہ- حضرت مسیح نے بہت سی بات تنکر کر کے خدا سامنے زبانہ کے حضرت عظمت ہے اور بہار کے بیان سے پیشتر محمد کا صاف بتلا دیا کہ جلالت الٰہی کا ظہور اس پر کر لیں کہ کمال کو پہنچ گیا وہ ان کا صحیح اوقات کی پوری پوری تصاعیف ۔۔ میں پیچھے آگے محمد ۔۔ کو محمد وہی ہو۔ یہ تو بھکوبہ لاتی ہے کہ اس کی سمجھ کیا ہے اور ۔۔ مخالف بھی جانتے ہیں کہ کیسے حضرت کوئی رسول نہیں اٹھا۔ خوبیکہ حضرت موسیٰ نے کئی صفات تساد سے خبرکنے ہیں- **اقول**- دہ نا قادر ہو گیا ہے کہ تعدادی ۔۔ بہت سا دلوں کا تمام فیصلہ اصلیح قیقہ سے ۔۔ ہیں ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ یہ سارا رقم کا استعمال ۔۔ آیت ۹ کی ۔۔ سے ۔۔ کا سہارا لیا تمام محمد کا نام ۔۔ ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کی ۔۔ کا جو سامنے آیا اور سینے سے طلوع ہوا فاران ہی سے ۔۔ جلوہ گر ہوا۔ وہ ہزار ۔۔ قدسیوں کے ساتھ آیا اور اسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت انکے لیے تھی (توریت مطبوعہ مرزاپور ۔۔ سنہ ۲) ہر ایک عقلمند اور ہر آدمی جسکو ذرا بھی علمی علمی معاملات میں دسترس ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کسی گذشتہ واقعہ کی نسبت ہے نہ کہ آئندہ کے متعلق کیونکہ موسیٰ نے وقت میں لکھا ہے کہ اسکے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت انکے لیے تھی نہ کہ ہوگی۔ مرزا صاحب کی عقلمندی کو دیکھئے کہ باحوالہ اصلی عبارت کے خود ہی جلا کر اسکا خیال محمد کا لکھا اور سمجھا جاتا ہے چونکہ محمد صاحب کی نبوت ثابت کرنی چاہی ہو سو یا غلط ہے کوئی نادان عیسائی اگر دھوکا کھا گئی تو جزور نہ کوئی دانا پڑھا لکھا عیسائی بھی ان آیات سے گمراہ نہیں ہو سکتا ۔۔ جا کوئی آریہ جن کے سامنے اس پیشگوئی کا تمام مخرج ہی بے حقیقت ہے قولہ- اسی طرح حضرت داؤد بھی اس کی جلالت و عظمت کا اقرار کر کے زبور میں اس طور بیان کیا ہے (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بہائی گئی ہے۔ اسلئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۱) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھا دیگا (۵) بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں (۶) اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے- تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے اصحاب سے زیادہ تجھے معطر کیا- **اقول** - یہ بیان ہر طرح زبور کے برخلاف ہے (زبور) یہ آیات داؤد کی نہیں ہیں بلکہ قورح کے بیٹوں کی غزل ہے جو معشوق کی بابت ہے جو سوسنوں کے سر پر گائے جاوے دیکھو زبور مذکور کا آغاز (سن) داؤد کی طرف اسکے اقرار کا دھوکا محض بے بنیاد ہے نمبر ۲) اس باب کی پہلی آیت خود ہی قورح کے بیٹوں سے منسوب کرتی ہے نہ کسی اور سے پس

خصوصاً کسی اسوقت کے موجودہ محض یا مزار بادشاہ کیواسطے ہے نہ کہ بعد کے واسطے کیونکہ آیت مبرا میں ہے۔ "ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنایا ہے بیان کرتا ہوں" میں یہ بیان کسی اور کا نہیں داؤد کے واسطے ہے، نہ کہ خود داؤد کا کسی کے واسطے (نمبر ۳) مرزا صاحب نے دوسری آیت تو صحیح لکھی مگر نمبر میں غلطی کر دی اور اسیطرح چوتھی ہجرہ میں بھی اور غلطیاں دیدہ دانستہ ہیں نہ کہ سہواً۔ ناظرین جان سکتے ہیں کہ مرزا نے کس قدر زبور کی عبارت بے ترتیب غلط لکھکر دھوکا دیا یہی حال اُسکا اور دو حوالوں میں بھی ہے مگر کسی طرح یہ زبور محمد کے حق میں موزون نہیں بلکہ معاملہ واہگورو ہے ہاں اگر سکھ بھائی خیال فرماویں اور براہ انصاف آویں تو ہم اسکو سری مان گورو گوبند سنگھ جی کی نسبت لگاتے اور خود محمدیوں اور عیسائیوں کو منصف بنانے ہیں ورنہ صاحب شاطر نیت رنگیلا رام راؤ اور وہ سب سے سکھ وہ بہادر اور پہلوان تھے سنگھ نام بالکل مرادف ہیں اور وہ کہتا ہے کہ تو گورو گوبند سنگھ جی وحسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے اور یہ بات بالکل محتاج بیان نہیں کیونکہ گورو صاحب حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے مگر محمد صاحب کی نسبت مرجارج سیل صاحب فرماتے ہیں کہ محمد رنگت میں معمولی عربوں کی رنگت جیسا کہ تھا (دیکھو انگریزی قرآن کا دیباچہ صفحہ ۲۹)

تیری لبوں میں نعمت بٹائی گئی ہے یعنی محبت و اخلاق سے اُنکا دنیا میں نزول اعتقاد کے بیان کرنے کو بھی کوئی زیادہ تشریح چاہیے اور اسی واسطے تھوڑے عرصہ میں ہا لوگ انکے پیرو ہوگئے۔ مگر محمد صاحب کے دین کی نسبت ایک فاضل یورپین فرماتا ہے کہ محمد کا دین شیطان کا ایجاد ہے کیونکہ جبر و ظلم سے لوگوں کو گرویدہ کیا گیا تھا

اے پہلوان اپنی تلوار جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔ اے پہلوان یعنے بہادر سنگھ اپنی تلوار یعنے کھنڈے کو حمایل کرکے ران پر لٹکا اور گھوڑے پر سوار ہو۔ اور دشمن کے مخالفوں سے لڑ۔ بزرگواری کی سواری نہ تو مسیح کے نصیب ہوئی اور نہ محمد کے کیونکہ اول کی سواری گدھا اور دوسرے کی براق جو گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا غالباً خچر یا دراز گوش ہوگا۔ مگر گورو صاحب گھوڑے پر سوار تھے سادہ سچائی اور ملایمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلاویگا" دہنے ہاتھ سے مراد بڑا بیٹا ہے جنہے کام جنگ میں مہیب کام دکھلائے۔

تیرا تخت اے خدا ابد الآباد ہے یعنے اے خدا (گوبند) تیرا تخت (ایچلانگر) ابدالآباد ہے ہمیشہ رہیگا مگر محمد اور عیسے کا کوئی تخت نہیں۔

"اسی سبب سے خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے عطر سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا" یعنے تیرا فیض اور دیدار سب سے زیادہ ہے اور عطر بارود عود یا چھلیل کا لگانا بھی سکھوں میں زیادہ رواج ہے نہ کہ محمدیوں یا عیسائیوں میں۔ "تیرے سارے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے" یہ اشارہ اُس عالیشان بن کی طرف ہے جو گورو جی نے ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں بیدک قاعدہ کے مطابق کیا جسکی سامگری زبور والے نے اتنے عرصہ پہلے بیان کر دی اور تفسیر فتح العزیز کی جلد اول میں ہے کہ امیر المومنین علی نے کہا کہ زمین ہندوستان دوسری زمینوں کی نسبت زیادہ تر خوشبو والی کس واسطے ہے اور خوشبو کے اقسام عود اور جوز اور قرنفل وغیرہ زمین ہند کے ساتھ کیوں مخصوص ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ جس وقت آدم جنت سے ہندوستان میں گرا تھا اُسکے بدن پر بہشت کے درختوں کے پتے لپٹے ہوئے تھے ہوا نے ان پتوں کو چاروں طرف پراگندہ کر دیا جن درخت پر

۵۷ محمد صاحب کی سواری میں بھی اکثر ایک گدھا یعفور نام تھا جو عربی ... دیکھو کشف ... صفحہ ۳۱
۵۸ دیکھو یوحنا کی انجیل ۵۳ دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم باب ... فصل ششم صفحہ ۲۰۵ ... مطبوعہ ... ۵۹ دیکھو ... تعلیم یافتہ ... سطر ۱)

کہ کوئی نبات اُن پتوں میں سے جہاں اس بخت میں پڑے گورستے خوشبو دار ہو گئی ۔ عالم حقیقی محبت بھی یہی ہے مگر محمد و عیسے کے یہ بات کہاں نصیب تھی۔ مکہ یہ شیریں خورس میں نہیں ہیں۔ ناظرین خود ہی سمجھ لیں کہ یہ پیشگوئی اگر ہے تو کس کی نسبت ہے یا وہ مرزا ہے تمثیلی یا نسبت گورو گوبند سنگھ کی۔ قولہ۔ حبقوق نبی نے آنحضرت کی جلالیت وعظمت کے بارے میں اپنے صحیفہ کے باب سوم میں بطور پیشگوئی ... بیان کیا ہے

اقول اس عبارت میں بھی کوئی بات نسبت حضرت کے ... اور تاریخ بیان نہیں کی بات جو بیان کی ہے ... مرزا ... غیر مطلب ... زلزلہ وغیرہ مذکور ہے اور ... کی تحقیق چاہا ہے چنانچہ دیکھو ... گیا ... کس طرح ... نہیں ... ساتھ بھی ... نہیں معلوم کہ ... محمدیوں کو کونسی مصیبت پڑی ہے ... مرزا صاحب کیا بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ قولہ ایساہی یوحنا نبی نے حضرت کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی گواہی دی جو انجیل میں باب ۴ میں اس طرح درج ہے یعنے میں تو تم سبکیلئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آنیوالا ہے مجھ سے قوی ہے کہ میں اسکی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اس پیشگوئی پر محض بازی کی راہ سے عیسائی لوگ حجت کرتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے حق میں ہے مگر یہ دعوے سراسر باطل ہے۔ اقول۔ یہ تمام دعوے کا رد اور بطلان (کہ آیا محمد کے حق میں ہے یا مسیح کے) ہم خود انجیل سے بتلاتے ہیں۔ مرزا صاحب کو صداقت کی طرف بلاتے ہیں خدا انہیں ہدایت دیوے "یوحنا نے انہیں جواب دیا اور کہا میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں پر تمہارے بیچ میں ایک کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے ہو۔ میرے پیچھے آنے والا جو مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ وہی ہے۔ یہ بیت عبرا کے یردن کے پار ہوا جہاں یوحنا بپتسمہ دیتا تھا دوسرے دن یوحنا نے یسوع کو اپنے پاس آتے دیکھا اور کہا دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کا گناہ اٹھا لیجاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسکے حق میں میں نے کہا کہ ایک جو میرے پیچھے آتا ہے جو مجھ سے مقدم ہوا کیونکہ مجھ سے پہلے تھا۔ (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱ آیت ۲۶ سے ۳۰ تک)

قولہ۔ انجیل برناباس میں صریح نام (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جو محمد ہے مسیح ہے اور اُسکے ٹال دینے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی کا کتاب برناباس میں درج کر دیا ہوگا۔ یا خود کتابات تالیف کر دی ہوگی یا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کرکے سبھی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برناباس کی انجیلوں میں جا بجا محمد نبی کا نام درج کر دیا ایک انگریز جارج سیل صاحب اکابر علماء عیسائیوں میں سے ہے جس نے ترجمہ قرآن شریف کا اُن کی طرف سے سنہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہو کر بمقام لنڈن فریڈرک اورن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اُسکے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ تحقیق کر کہا کہ ایک بزرگ راہب نے انجیل برنباس پڑھکر اور اُسمیں پیشگوئی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کھلے کھلے طور پر پاکر مسلمان ہو گیا تھا۔ بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن) اقول۔ اس تمام بیان میں بھی مرزا صاحب حق سے بہت دور گئے ہیں اور جہانتک ہو سکا راستی کے چھپانے میں کسر نہیں رکھی۔ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور ہم نے اسکے حوالے بھی جا بجا دیئے ہیں مرزا صاحب نے چالاکی کرکے صفحہ ۱۰ کی تین سطریں اسیطرح صفحہ ۹ کی تین سے دیں فقط جو مطلب کی تھیں چھوڑ دی ہیں۔

چنانچہ جارج سیل صاحب نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انجیل برنباس عیسوی تاریخ مسیح کی تا معراج ہے اور بہت سی باتیں ... اصل انجیلوں کی اس میں پائی جاتی ہیں مگر ان میں بہت سی چالاکی سے اسلام کے موافق جعلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں سب کتاب کا

مقصد اور ذکر بہت جگہ مسیح ہیں اور عبارت ایسے جہاں کہ پیشگوئی محمد کے نام سے کی گئی ہے بطور یسوع محمد محبت بڑی تبلیغ جیسے محمد کو یسوع کے سہو کو دور کیا [illegible] علوم ترجمہ کرکے ہیں مسلمان ۹۹ عیسائی نے کہ جنکو پورا علم اسلام کا نہ تھا چالاکی یہی ہے کہ ایک مگر ملا کئی جگہ محمد کو مسیح کا لقب دیا ہے حیث لقب قرآن میں حضرت یسوع کو دیا گیا ہے اور انکے نبی یعنے محمد کو بھی یعنیں

اب ہے ناظرین جان لیں کہ مرزا نے کس طرح حق سے سو بوتی ایک گندم نمائی جو فروشی کی ہے دوسرے ان انگریزی الفاظ کا حق کو ہم نے بجنسہٖ نقل کر دیا ہے - مرزا صاحب نے ترجمہ کرتے ہیں اور مسیح نہ جانا کہ الٰہی محبت کو آستین کے نیچے چھپا رکھا ہے ۲۲ [illegible]

[illegible]

ترجمہ [illegible] نہیں میں سب نسبت کو کیا ہے اسکے چھپانے میں ذرہ بھی پس و پیش نہیں کیا جو بالکل ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حسن ہی کا ایسا حال جانتے ہونگے وہ کبھی مسلمان نہ ہوتا ۔ یقین)

ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا عیسائیوں کو اپنی نجات منظور نہیں؟ کیا عیسٰے کے قول پر اعتبار نہیں؟ یہیں آپ کہتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں کوئی پیشگوئی محمد صاحب کے حق میں نہیں ہے اور نہ پائی جاتی ہے۔ اگر عیسٰے نے صاف صاف محمد کے نام کی پیشگوئی (معاذ اللہ) کی ہوتی تو عیسائیوں کا کیا عذر تھا مگر انجیل برنباس میں جو مسیح سے سینکڑوں برس بعد کی تصنیف ہے محمد ہونا تلاش کرنا گویا صحرائے افریقہ میں سرگردان پھرنا ہے کیونکہ عیسائی اسکو الہامی نہیں مانتے اور اس میں ایسا ہی مضمون لکھے ہیں جو نسبت گلستان کو قرآن سے ہے وہی برنباس کو اصل انجیل سے ہے جس مرزا صاحب اسی کے زمانہ میں ہوتے [illegible] باز نہیں آتے تو اس عزت کے تاریک نہ ہوتے ہیں کیا لوگ لکھے یعنی حکایت باز ہوئے۔

قولہ - بعض آثار میں آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام آنحضرت [illegible] مطہرہ آنحضرت صلعم کی ہوگی یہ قول تھا گیا تو اسی مناسبت سے اور باتیں بھی ہوا کہ جب عالم تمثیل میں حضرت الطوبیٰ شیخ کے تھے تو انکی والدہ الطوبیٰ وجہ کی ہوئی (دیکھو صفحہ ۴۴۴ سرچشمہ حاشیہ در حاشیہ)

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا | کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں | کہ اُسکے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

اقول - جبکو مرزا صاحب بڑی پیشگوئی جانتے ہیں اور جسے اعلیٰ مرتبہ کی کرامت کا اظہار سمجھتے ہیں وہ عیسائیوں کے حق میں سخت گالی ہے اور گالی بھی ایسی ہے جس سے بڑھکر ہو ہی نہیں سکتی ہمیں اتنا بتلا دیجئے اب تو عیسائی فاضل اس کا جواب دیویں گے۔

تو محبت نماز جفا جوے را | بہ ہر حاشیہ وہم کسے دوسے را

اب ہم آخر میں مرزا صاحب کی دو پیشگوئیاں درج کرکے مضمون کو ختم کرتے ہیں - منجملہ مرزا صاحب ایک معزز شیعہ صاحب کو اپنے ایک خط میں (جو اصل ہمارے پاس موجود ہے) ذیل میں فقرات لکھتے ہیں مجھکو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مشابہت دی ہے اور علی سے کچھ کم [illegible] فضل نہیں کیا بلکہ جیسا کہ مسیح علی پر فضل کیا ایسا ہی اور اسکے برابر مجھے کیا۔ اگر علی زندہ ہوتا تو میری بہت تعظیم کرتا سو لازم ہے کہ جو اسکی سچی اولاد ہے وہ بھی میری تعظیم کرے علی کو شرف صحبت جناب رسول اللہ سے جو حاصل ہے وہ [illegible] مجھکو عطا کیا اور بار بار یہ الہام فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سید یا کوئی اور ہو جو تیری اطاعت اور فرمانبرداری غلاموں کی طرح کریگا اسی پر بڑا فضل ہوگا ورنہ در حالت انحراف و [illegible] ہونا کسی کام نہیں آئیگا - غرض ایک سید ہونیکی نشانی یہی ہے کہ میرے زمانہ میں [illegible] ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام سے مطلع کیا ہے۔ سو خدا کرے کہ آپ میں سچے سادات کی یہی نشانی پائی جاوے میں دیکھتا ہوں کہ سید [illegible] میری کفش برداری پر فخر کرتے ہیں اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ سو خدا کرے کہ آپ میں بھی یہ سچی نشانی سید ہونیکی پیدا ہو جاوے ۔ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء - راقم غلام احمد۔

نمبر ۲ - اُس [illegible] قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور انکو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جاویگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا اور ان برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جاوے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جاوے گا اور خدا تعالیٰ نے یہ بات ٹھہرا رکھی ہے کہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاویگا۔ (دیکھو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء صفحہ ۶۹)

(علمائے اسلام خدا کے واسطے توجہ فرماویں)

خاتمہ و مباہلہ

غلام احمد ۲۵۰ اور اگر یہ بھی زندہ رہے تو [illegible] ہم پہلے لکھ آئے ہیں مباہلہ کیلئے مدعو ہوا مرد ہی نہیں [illegible] اور ایک عزت اور [illegible] یہ فخر ہے جسکا اثر [illegible] پہلے لازم ہے [illegible] اور [illegible] آریہ سماج لاہور [illegible] پھر کوئی دوسرے صاحب یا تحقیق جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے جاویں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

آریہ چونکہ ہمارے مکرم و معظم ناشر رسالہ ہذا [illegible] منشی جیون داس صاحب [illegible] عدم الفرصت [illegible] ارشاد سے اس خدمت کو بھی [illegible] اپنے ذمہ لیا۔ لیکن [illegible] مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشتہر ہو۔

میں مسمی لیکھرام [illegible] مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح [illegible] ہوش و حواس کرکے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اور اسکے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُنکے بطلان کو [illegible] میرے دل میں [illegible] کچھ بھی اثر نہیں کیا اور [illegible] سے متعلق ہیں [illegible] ساتھ ہی [illegible] اقرار کرتا ہوں کہ [illegible] ہر چہار وید مقدس [illegible] یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو کبھی [illegible] نہیں ہے اور نہ کبھی معدوم ہوگا [illegible] روح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت [illegible] ایسا ہی [illegible] قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود نہیں ہونگے اور [illegible] تمام دنیا کا مالک [illegible] ایک آدمی نے [illegible] بلکہ کسی چیز کو عدم سے [illegible] تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنے نجات [illegible] کے مطابق [illegible] یقین [illegible] بنا ہے [illegible] کبھی [illegible] کبھی [illegible] کے مطابق [illegible] گیا [illegible] ہدایت [illegible] دیدہ [illegible] جبرئیل [illegible] ہمارا [illegible] چاہئے - [illegible]

اصول اور مقدس گیان کی پستک ہیں۔ ان ہی سے تمام نیک معنیات سیکھی گئی۔ یہ الہامی کتب استاد اول ہیں چونکہ تواریخ سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے اور نیز بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ... ہزار سال میں آئے ہیں ان ہی سے توریت زبور انجیل قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں میں دلی یقین سے ان پستکوں مطالعہ کر فیصلے کرنے سے ... ان کی تمام تعلیم ... اصلی الہام کے بدنام کرنے والی ... خیال کرتا ہوں ... یقین ہے کہ ایسور کا الہام بدلتا نہیں اور اسمیں غلطی یا دھوکا یا ظلم نہیں ہے اسمیں کبھی تبدیلی کو بھی جگہ نہیں مگر چونکہ توریت زبور انجیل قرآن باہمی ناسخ و منسوخ اور تبدیل سے بھری ہوئی غلطیوں سے مملو ہیں ... ان کی سچائی کی دلیل ... یا نادانی ... پاس کوئی نہیں ... اور ... نیک راستی کے پھیلانے والا اور جھوٹ کو ترقی دینے والا سچا کبھی نہیں ہو سکتا۔

چونکہ سچائی ویدوں سے نکلتی ہے اور وید ... پہلے آریہ ورت میں ... لوگ بھی ... کا اپدیش ... جیسا کہ ... سوامی دیانند جی مہاراج نے کیا ... غلط سمجھتا ہوں جیسا ہی میں قرآن اور اسکے اصولوں و تعلیموں کو ... مخالف ہیں یا راستی اور علمیت ... وہ۔ انکو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے خواہ وہ راستی و معقولیت اور علمیت کے کیسی ہی برخلاف ہوں جس طرح میں قرآن شریف کو ... غلط سمجھتا ہوں ... وہ ... نا واقف ہے اور نا آشنا ہے محروم مطلق عربی کے گھمنڈ میں پھولا ہوا ... وید کو غلط سمجھتا ہے جس طرح میں فضلاء اسلام کے ترجمے ... اور قرآن کی اصلی عبارت کو ... ہوں ویسے ہی وہ غیر مذہب کے غیر مستند ترجموں کو ... نہیں بلکہ ... یا افواہی طور پر ... جیسا وہ ... کو جھوٹا ہے اور لوگوں کو ... میں ... ہے۔ اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ... ہے اسکو ... بلکہ پیار ... معقولیت ... سے ... اور مخالف کے دل کو اپنے ... کر تا کہ جہالت و تعصب ... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھا سد آریہ سماج پشاور

میں غلام احمد ... مؤلف براہین احمدیہ ... کہتا ہوں کہ ... اکثر حصہ ... میں نے ... تحقیق ... کی ... مطالعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں سچا اور ... مذہب ... اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ... قرآن شریف ... خدا کا کلام ہے جو تمام ... سب مخلوق کا خالق ... نہ ... صفات اس کی ... ہمیشہ سے ... ہزار ... اتفاق ... ماننا ... وید ... اور علاوہ ... سزا ... اور ... انتقال ... بہشت ... جنت میں ... دوزخ ... کا ... وقت ہوگا ... ہوگا ... خدا رحمن و رحیم توبہ قبول کرنے والا ہے ... گناہ کرے ... توبہ کرے ... بغیر سزا کے بخش دیگا ... مسلمانوں کی

اور بھی تعلیمات جو قرآن میں ... ہیں ... بلفظ صحیح ... ہوں۔ خدا ... محمد کو الہام ... سے اور ایک پاک کلام سے مشرف کیا ہے جو ان ... فی الحقیقت تمام موجودات کا موجد اور تمام ارواح و اجسام کا ... ہستی سے ہستی میں لانے والا اور ... تمام مخلوقات کے ... کے واسطے ... والا اور ہر قسم کی خیر و شر و قبض کا خدا ... اور اسکے پاک رسول محمد ... آخری ... موقوف ہے۔ ... اس کی ... خواہ خدا کی کتنی ہی عبادت کرے ہرگز اسکی نجات نہ ہوگی لیکن میرا مخالف ... وید کو ... کے مقابلہ میں ... کہتا ہے کہ ... صاحب ... نہیں ... اسکے قرآن میں سچا الہام ہے ... وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ... بھی نہیں ہے اور نہ ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ... اسکے اعمالوں کے ... کم ... ملیگا اور چونکہ وید مقدس میں ... موجود ہے وہ اسی کو سچ سمجھتا ہے۔ وہ قرآن کو ... کے برخلاف ہے خواہ وہ کیسی ہی ہو جھوٹا جانتا ہے۔ اے خدا خیر الماکرین ... اے ... ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونو میں سے جو شخص اپنے عقائد میں جھوٹا اور تعصب یا کسی غرض نفسانی سے ایسی ... یقین کرنے کی کوئی معقول دلیل اس کے پاس نہیں ... یقین سے ... اسے قادر کریم ایک سال تک ... کوئی عذاب نازل کر اور محبت سے ... دکھ کی مار سے اس شخص کو پہنچا جو دانستہ سچائی سے دور اور ناراستی کا دوست بن رہا ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف تیرے ہاتھ میں ہے۔ راقم ۵-۲ ہزار سال سے تا ... غلام احمد ساکن قادیان۔

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ از نتائج طبع وقاد جناب منشی ... احب ... شاد متخلص شاد ممبر آریہ سماج ... سہارنپور

ہے شکر کا مقام چھپا آج وہ کلام	جسکی تھی ایک عمر سے ہم آریوں کو چاہ
مضمون ... معانی درست ہے	جس کی ... ہر اک کو ...
ظاہر ہوئی ہیں جس کی ... فضیلتیں	... دشمنوں ... ہوا ...
الحق کہ کر دیا حق و باطل میں ...	کے ... جو تھا اشتباہ
ہے بحر ... گوہر مقصود سے بھرا	ہے ... وہ بحر فیض جس ... تھا
... کشادہ ...	... آج ... آرزو ...

قطعہ

واہ ... آج ...	کتاب ... شخص ... ہے خدا گواہ
تاریکی ... کی ...	پرکاش ... روشن ...
دل ... تعصب ...	... معرفت کی یہی سیدھی ...
... لا ... ہزار ہا	انصاف ... کی ...
... یہ ... عیاں	... ہیں ... عدو کے دل ...
ملک نجات کا ...	... سے ...
یہ وہ ... ہے ... اک جہاں	یوسف ... ہے ...
وصف کتاب شاد کروں ... رقم	دل نے ... ہی خدا گواہ

سال طبع دل نے کہا ہے سر زبان

ہر شخص کی زبان ... ہے واہ واہ

۱۸۸۸

ابطال بشارات احمدیہ

مندرجہ ذیل بشارات احمدیہ از کتب آریہ واسحق و وید کی فضیلت وحق کا بول بالا یا رسالہ مراۃ الآریہ چار رسالے ہمارے مطالعہ سے گزرے نمبر ا کا حجم ۲۸ صفحہ نمبر ۲ کا صفحہ خورد نمبر ۳ کا ۳۰ صفحہ ہے۔ اور ہر تینوں کا مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود باجرہ و ہدوستان ہیں و نمبر ۴ کا حجم ۱۵ صفحہ۔ اس کے مولف منشی امیر احمد خاں صاحب رئیس میرٹھ ہیں چونکہ ان ہر چار رسالوں کا باہمی تعلق ہے۔ اگر کوئی سب کو مطالعہ کرے تو اسے صاف ظاہر ہو جائے۔ کہ نمبر ۴ تو صرف نمبر ا کی تائید ہے جسمیں کوشش کی گئی ہے۔ کہ آریہ سماج میرٹھ کے چند اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ مگر حاشا کہ کسی بات کا معقول جواب دیا ہو یا دے سکتے ہوں۔ تمام کتاب کو کوئی آدمی پڑھ کر دیکھ لے کہیں بھی معقولیت سے کام نہیں لیا گیا۔ اور نہ کوئی صحیح حوالہ دیا۔ نمبر ۳ و نمبر ۲ میں بھی نسبت ہے۔ کیونکہ ایک رسالہ وید کی حقیقت وہ تھا جسکا ہم نے اظہار حق میں مفصل جواب عرض کر دیا یہ اسحق یعنے نمبر ۲ بنام بہادا اظہار حق کا جواب ہے مگر خدا جانے کہ جواب تو کیا مولوی صاحب کے غصہ و عتاب سے بھرا ہوا ضرور ہے۔ اور انکی علمی کمزوریوں اور مذہبی ناواقفی کا ظہور ہے نمبر ۳ بھی کتاب ہے جسکا ہم نے اظہار حق میں کھنڈن کر دیا۔ اب حرف زیادہ کرکے چھاپ دی گئی ہے پس ان تمام جواب کو باصواب سمجھ کر نئے اعتراضوں کی تردید کی گئی ہے۔ اور ان کی علمیت کا نقشہ بھی اوتار گیا ہے۔ آئندہ اگر اسی طرح واعظ صاحب ایسی فضول و لایعنی کتابیں لکھ کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہا۔ تو ہم ہرگز توجہ نہ کرینگے ہاں کسی فاضل اور معقول مولوی کے کسی اعتراض یا کتاب کا جواب دینے کو ہم ہر وقت طیار ہیں۔ اور توفیق الٰہی کے طلبگار۔ اے پرماتما آپ ہم کو ستیہ پرکاش میں نت پر کیجئے اور است کے کھنڈن میں سہائتا دیجئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیر خواہ

لیکھرام آریہ مسافر

(بشارات احمدیہ کی تردید) ۳ و ۴ و ۵۔ مولوی بیشک کھیل پرت حصہ اول کے چند ادھیائے ورسنٹے کو نقل چھپی ہیں یہ آپ ہی کی استت بطور پیشین گوئی کے لکھی ہے۔ ملکشن اذ تاربنا اگت پتم پر بھوی مدہم ارن سیلیا رتم بلونت سور مم پر بھوی مدہے سرب اونامن کرام پرسن پر پر سوگم دمشکرات چھاک کوردم سن گرام ترپیچم وساکولین تیر بہادم کو زودہ شیم جیہم پر تھوڑی مدہم تب کالوس کرتم بدیتا زی بھوکھم اتمسارم پر بھوڑی مدہے پال رہا رم کرک کرہ۔ اُت پتم پر بھوڑی مدہ سرسین پرپی پرپی۔ تیر جپرنا کیم دکشن دیال ادنک او تار بھا تم ہدپ زمی تے کیم پیم پیرالت پراتم۔

ترجمہ سجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بیچوں بیچ کی زمین میں (مکہ معظمہ) اور دشمنوں کے مار نیوالا زور آور بڑا بہادر بیچوں بیچ زمین میں (مکہ معظمہ) تعریف کیا گیا اسکا نام (یہ ترجمہ اسم مبارک محمد کا ہے) بذریعہ لڑائی کے (جہاد) اپنا دین پھیلا دیگا۔ اور اس کے پاک ذیل میں دیوتا ہوں گے۔ (یعنے صحابہ زبردست وجلیل القدر راہ خدا میں جان قربان کرنیوالے کفر کے مٹانیوالے مال (غنیمت) زیادہ پانیوالے کوڑے مار نیوالے رقیب دیدیے۔ الٹے جیم کی طرف (ملک عرب) بلینگے ساتھ تیں شرطوں کے لڑو۔ مینا جوار زمین کا دیا کرو۔ ہماری بات مانو (جہاد۔ خراج۔ قبول اسلام) وہ عزت دار راہ (محمد) بڑا راجہ ہو گا۔ لوہے کا چلا یوالا۔ بیچوں بیچ زمین میں (مکہ میں) جہاں انت کا سنیا ہو پیدا ہوگا بیچوں بیچ زمین میں (رسول آپ واقعی جہالت کے عین زور شور کے وقت میں مبعوث ہوئے ہیں) اتحاد ہو یا وہا کمرانا (آپکا خاندان وہی اسماعیلی عمدہ ترین خاندان ہے) بے عیب پیارا لڑکا شروع سے پاک خدا کے پاس تک رہے مدت تک اس آیوالے جناب (محمد صاحب) کی صفت یہ ہے کہ جب وہ خدا کا پاس چھوڑیگا تب آ جائیگا سر مدّن پر اسنے گھر کے کعبۃ اللہ کو آدم کے وقت سے ہے (مکہ معظمہ میں)

آریہ۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اسلام کے حامی اور دین محمدی کے ایک امی گرامی واعظ نے اتنا جھوٹ بولکر کفر کا بہانہ اپنے سر پر لیا۔ اور ورقی اور طومار ادھی اور ردّی جوڑکر اسکا نام آریہ مذہب کی کتاب رکھا ہم دیکھا کہتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی دھرم کی کتاب نہیں۔ آریہ دھرم کے ماننے والوں کی تو کیا بلکہ اہل ہنود کے کسی فرقہ کی مذہبی کتاب میں اسکا ذکر نہیں۔ اور نہ یہ کوئی کتاب ہے۔ اور نہ کسی ہندو کی تصنیف۔ اور نہ آج تک ہم نے کسی لائبریری یا پستکالہ یا کتب خانہ کی فہرستوں میں اس کتاب کا نام پڑھا ہے سب سے بڑی فہرست ایشیاٹک سوسائٹی کی ہے۔ اس میں بھی اسکا نام نہیں۔ لاہور اجمیر سے پور بمبئی کی ڈیپریوں اور کتب فروشوں کی فہرستیں ملاحظہ کیں۔ مگر حاشا کہ کہیں اسکا نام ہو۔ صرف اپنی تحقیقات ہی پر بھروسہ نہیں کیا۔ بلکہ بیسیوں ودوان پنڈتوں سے پوچھا اور خاصکر دھرم سبھا کے پنڈتوں سے بھی مگر کسی نے بھی اسکا نام نہ لیا۔ اور نہ اُسے سنسکرت ہونا تسلیم کیا۔ جب یہ حال ہے تو بتلایئے کہ اس قدر جھوٹ بولکر کیوں یہ لوگ ہندوؤں اور خصوصاً ناخواندہ ہندوؤں کو دھوکا دیا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی اس دھوکے میں مسلمان بھی ہو گیا۔ تو پھر اُس سے زیادہ دونوں جہان میں کون مردود ہے جب اس نام کی کوئی پستک نہیں۔ اور نہ اسکا کہیں پتہ اور نہ اس میں یہ درج اور نہ یہ سنسکرت کی عبارت وہ فضیلت کہاں رہی بلکہ رذیلت ہوگئی۔ ہاں ایک بات اسمیں غور طلب ہے کہ اچھے دیوتاؤں کے گھرانے میں پیدا ہونگے آپنے اس گھرانے کا پتہ دیا ہے۔ کہ اسماعیلی عمدہ ترین خاندان ہے سو معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اسلامی مذہب کی کتابیں بھی مطالعہ نہیں کیں تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ "انو ہاجرہ کنیزک سارہ خاتون بود۔ وے بہ سال خدا تعالیٰ اسماعیل سا لوسے داد۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۶۰)

اس کے علاوہ توریت میں لکھا ہے "سری ابراہیم کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی اور اس کی ایک مصری لونڈی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا۔ اور سری نے ابراہیم سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا آپ میری لونڈی کے پاس جایئے اس سے میرا گھر آباد ہووے۔ اور ابراہیم نے سری کی بات سنی سو ابراہیم کی جورو سری نے بعد اس کے کہ ابراہیم کنعان کی زمین میں دس برس رہ چکا اپنی مصری لونڈی کے بیٹے اپنے شوہر ابراہیم کو دیا کہ اس کی جورو ہووے اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اُس نے معلوم کیا کہ میں حاملہ ہوں اپنی بی بی کو حقیر جانا تب سری نے ابراہیم سے کہا کہ نا انصافی جو مجھ پر ہوئی

تیرے ذمہ ہے۔ میں نے اپنی لونڈی تجھے دی اور اب جو اس نے اپنے کو حاملہ دیکھا تو میں اسکی نظروں میں حقیر ہو گئی۔ میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے ابراہیم نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھ میں ہے جو تیری نگاہ میں اچھا ہو سو اس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اس پر سختی کی اور اس کے سامنے سے بھاگ گئی" (پیدائش ۱۶/۱۶) اگر لوی سختی کے معنے نہ لئے تو تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ مطالعہ فرمایئے۔ توریت میں اسماعیل کی تعریف لکھی ہے۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اس کے ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہوں گے (۱۶/۱۲) اس سے زیادہ بحث ہم نے اسی مسئلہ پر رحمۃ الاسلام میں کی ہے۔ پس یہ کوئی مخبری بات نہیں۔ اور یہ اسماعیلی گھرانہ دیوتاؤں کا گھرانا ہے اور اگر دیوتے وحشی ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

۵-۶- مولوی اور پستک ساودروں کی دسویں اسکند میں بھی آپ (محمد صاحب) ہی کی مہمان (تعریف) برنن (بیان) ہوئی ہے۔ بطور بھشیں گوئی کے۔ وہ اوتی مرہبے روپنے ودرپتا ہے پتن ننک ہری جیدان کر لوکم پتر م بھی دہا پر بھی دم ابنی سارم برہار تم سوری پری پور تم اتارنہ ایتادہ۔ ترجمہ زمین کے بیچوں بیچ (شہر مکہ) میں سورج کی طرف دریہ سمت نکلا ہے بڑے خاندان میں خدا کا اوتار ہوگا۔ اور اس ملک کا پتہ پیسے کروڑں پتے دست آنیوالے (رناکی) ہوگی۔ لوگ بوسیلہ اس نبی پاک ہوں گے۔ حاصل کریں گے سچائی کتابوں سے۔ بڑا دریا (بحر عرب) اور اس کے بڑے (جہاز پر سوار ہوکر) پار اتر جائیں گے (زیارت کعبۃ اللہ کے واسطے) اور اس سرزمین میں جہاں پیارے اللہ کا خدا کے قدموں کو چھوڑ کر کبر بیکا نفانس دساریکی وغیرہ) کے پجاری ہوں گے اسکا قول ہے۔ یعنے محمد صاحب کا عہد یا کر وہ نہیں تو لڑ و بہاری بات ماتو خدا کا نام ہے۔ اُنکے پاس وہ ایلپ دعو محمد کے پاس جائیگا (معراج میں) پھر اُتر یگا کاشنے والا گنا ہو گا۔

آریہ۔ یہ بھی کوئی پستک آریہ دھرم یا ہندو مذہب کی نہیں ہے۔ اور ما لہاحفو تھے کے گھر کے سوا کہیں نہیں ہے ہماری کتاب کے ناظرین میں سے کسی نے ایسا غلط نام بھی کسی پستک کا نہ سنا ہوگا۔ اور نہ یہ سنسکرت کا نام ہے۔ بنا بران یہ دعوے بھی نہایت پوچ اور فضول ہے۔ اور جب یہ دونوں کتابیں معدوم ہیں تو مصائل احمدی کسقدر بے وقعت اور موہوم ہو گئے جب شہادتیں تردیدی ہو گئیں۔ شاہد دروغگو ٹھہرایا گیا۔ تو بھی باقی شہادتیں ہیں کیا وہ صداقت سے بہیں گرا؟ ضرور گرا۔ یہ مولوی صاحب کا قصور نہیں۔ دین محمدی کی تعلیم اس قسم کی ہے جھوٹ بولنے کو یہ لوگ رونق ایمان جانتے ہیں۔ سعدی جیسے قرآن کے مترجموں نے بھی صاف لکھا ہے

ع دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کیمیائے سعادت میں امام غزالی نے حدیث کے حوالہ سے دروغگوئی کی روایت کی ہے۔ مولوی اسماعیل بانی مبانی فتنہ وفساد نے رد وسند میں درجی ابوجعفر کے نام بکھیر ہندؤں کو گمراہ کرنا ایمان سمجھا ہے جتنا دنی و کرنگا دنی و تبرادنی اسلام کے ایک مشہور اور عظیم الشان فرقہ میں تقیہ جائز ہے۔

پس اگر مولوی رحمت حسن صاحب واعظ اسلام نے ایسا لکھا تو کوئی نئی بات نہیں کی۔ بلکہ بزرگان اسلام کی تقلید کی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسی بیہودہ تقلید بکیستی کی خرابی کو مثنوی مولوی میں نہیں دیکھا ہے ۔

خلق را تقلید شاں بر باد داد
کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

۶-۷- مولوی۔ اور ست آپ ہی کے چار یار اور امام مہدی کی[۱] مہما میں تلسی داس جی نے پوتھی راماسگرام کے چھٹے کانڈ بارہویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چوپائی سے یہ شعر لکھے ہیں۔

یہاں بچھ بات کچھ رانھون	دیریاں ہست ست بہاکوں
برکھ ہنس دس سندرم ہوئی	جگے بعد نہ پاوے کوئی
دیس عرب برکھ لتا سہائے	سوتھل بھوم گت سوکہلک رائے
سنبو سمت تاکر ہو سئے	سدریم رام اویش تہتہ ہوئے
سمت کرم کے دو انگا	مہاکوک لس چتر بنگا
راج نیت مہو پرپ دکھاوے	اپنا مت سب کو سمجھاوے
چتر سدرم ست آچاری	تکے بنس ہوئے بہو بہاری
تکم اکم سوائے چنچ اُپارا	پتے اپا اسمت تنہارا
تب لگ سندرم چھپے کوئی	پیتا محمد پار نہ ہوئے
چھپی مانس جنت بکھاری	سمرت نام ہوویں بہت ولاری
بن آچار بچار دھیتا	بھیں جائے نرسے کلیشا
سو ساچ مکت نہ پاویں	ہر ور اسکر دید بکھاہیں
سب ہوئے سنگھ اوتارا	مہدی کہیں اس کل سندرا
پھر سندرم تمان نہیں ہوئے	تلسی بچن ست کوئی

آریہ۔ راماسگرام کی پوتھی سے مراد تلسی صاحب کی رامائن معلوم ہوتی ہے مگر اس میں یہ چوپائی بالکل نہیں ہے۔ اور اگر کسی اور کتاب سے مطلب ہے۔ تو آپ جانیں کسی اہل ہنود کو اس پستک سے مطلق خبر نہیں۔ اور نہ کسی مطبع میں طبع ہوئی ہے۔ اور اس کے جھوٹ ہونے کی شہادت خود آپ ہی کی تحریر سے بھی ظاہر ہے۔ وہ چھٹے کانڈ بارہویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چوپائی سے یہ شعر لکھے ہیں۔ مگر تلسی داس کی رامائن تو اسکند بالکل نہیں ہیں۔ مگر یہ تو وہ جانے جو کچھ پڑھ سکتا ہو۔ جو بیچارے اور زندگی لہو تشی پر کو دیتے ہیں وہ ان باتوں کو کیا سمجھیں۔ اور نہ تلسی داس کی رامائن اور نہ بفرض محال راماسنگرام کوئی آریہ دھرم کی پستک ہے۔ افسوس کہ ایسے جھوٹے حوالہ دیکر لوگ اپنے دین کی تلقین کرنا چاہتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ اس حوالہ کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ان شعروں

---

[۱] ان حوالوں کی بابت جہاں تک ہم نے تحقیقات کی کوئی صحیح پتہ نہ ملا اور ان پستکوں کا بھی اور بیہودہ کتابوں کا کہیں سراغ نہ مل سکا تو لاچار ہو کر ہم نے مولوی صاحب کے نام ایک خط ارسال کیا جس کا مضمون یہ ہے۔ جناب مولوی صاحب تسلیم۔ آپ نے جو بشارات احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۳ و ۵ و ۶ پر تین کتابوں جیل پران۔ بہاودروں۔ راماسنگرام کے حوالے دیئے ہیں جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہ کوئی کتاب بھی نہیں ہیں اور نہ آریہ دھرم کی پستکیں ہیں اگر آپ ایماناً ان کتابوں کو صحیح سمجھتے ہیں تو ان کی ایک ایک کاپی میرے پاس بذریعہ ویلیو پے ایبل کے ارسال فرما دیجئے اور اگر آپ کے پاس موجود نہ ہوں تو بتلا دیجئے کہ کہاں فروخت ہوتی ہیں۔ اور کس سال میں کس مطبع میں طبع ہوئی ہیں۔ براہ مہربانی جواب سے جلد مطلع فرمایئے۔ ۱۴ اگست ۱۸۹۳ء لیکھرام آریہ مسافر انجمن آریہ سماج ضلع راولپنڈی۔

میں سے شعر نمبر ۵ جسکا ترجمہ مولوی صاحب نے یہ کیا ہے۔ بکرماجیتی سمت سمندروں کی تعداد کے موافق ہوگا۔ یعنے سات ہونگے مراد سمت بکرمی سے ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تلسی داس کب ہوئے۔ اور کب فوت ہوئے یہی باعث ہے کہ ایسے جھوٹے شعر بناکر یا کسی حرام خور سے بنواکر فقیر تلسی داس جی کو بدنام کیا۔ تلسی داس بیراگی کی وفات کی تاریخ اس شعر سے ظاہر ہے۔ سے

سمت سولہ سو اسی۔ اسی گنگ کے تیر ساون سکلا سپتمی تلسی تجیو شریر

جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جہانگیر بادشاہ کے وقت میں مرگئے۔ اور پیدا ہوئے اکبر بادشاہ کے وقت میں۔ پس اُنکے نام کو بدنام کرنے سے کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اس پیشگوئی کو ہی پیس گوی یعنے غیبت کہدیتے۔ جب تلسی اس جی محمد صاحب سے ایک ہزار برس بعد میں ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانوں کا راج تھا۔ اُن کی پستک میں صدہا الفاظ عربی کے ملتے ہیں۔ اور کئی مسلمان ہند کے کوی (شاعر) بھی ہوئے ہیں۔ پس یہ شعر تلسی داس کے تو نہیں کسی مسلمان کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں۔

۴۔ **مولوی۔** اور اسی طرح گورو نانک صاحب نے بھی نام محمد صاحب کو برکت جانکر گورو گرنتھ پستک میں اسی طرح لکھا ہے۔ پہلا نام خدا ئیہ اوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا درگاہ پوین قبول۔

آریہ۔ یہ اور بھی سفید جھوٹ ہے۔ گرنتھ صاحب میں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ جھوٹا حوالہ سب سے پہلے مولوی عبید اللہ ہنت والے نے تحفۃ الہند میں دیا۔ جسکی تردید اول بابا نرائن سنگھ وکیل امرتسر نے دید یا پرکاش اخبار میں کی۔ اور مفصل طور پر ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں اس کا کھنڈن کیا۔ (صفحہ ۲۹۸)

آریہ سماچار میرٹھ کے رسالہ ماہ جیت سنہ ۱۹۴۶ میں بشارات احمدیہ پر ریویو کرتے وقت لکھا ہے "یہ کیا سوجھی کہ قصہ کہانیوں کے ذریعہ سے پیغمبر صاحب کی پیغمبری ثابت کرنے کی ٹھہرادی اول تو یہ کوشش ہی محض فضول تھی۔ دوسرے اگر تھی تو سچے اور واقعی حوالوں سے ہونی چاہیے تھی۔ نہ کہ محض بے بنیاد اور جھوٹی باتوں سے" اسپر منشی محمد امیر احمد صاحب رئیس میرٹھ اپنے رسالہ حق کے بول بالا میں یوں فرماتے ہیں۔

۵۔ **منشی۔** لالہ صاحب یہ سنگھا ہیں آپ کے نزدیک قصہ کہانی ہونگی یا کوئی منسوخی۔ ان میں آنحضرت کا ذکر تو یہی ہے۔

آریہ۔ خدا ایسا جلشانہ ہے۔ مگر اس کے راج میں لوگ کس قدر دلیری سے دروغ پر کمر بستہ ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ جناب منشی صاحب یہ کتابیں کسی لائبریری میں نہیں ہیں اور نہ کسی پستکالہ کی فہرست میں۔ اور نہ کسی پنڈت یا خواندہ ہندو نے انکا نام بھی مانند گنگادلی۔ وغیرہ کی سوبیرادتی کے آج تک سنا ہے۔ اور نہ کوئی آریہ یا ہندو اُن کو مانتا ہے۔ پس آپ اچھی طرح سمجھئے اور سوچ لیجئے کہ اول تو مولوی رحمت اللہ کا یہ دعوے اور حوالہ ہی سراپا غلط ہے اور اسپر آپ کا ہٹ چھوڑنے کی تائید سے زیادہ اور کیا وقعت رکھ سکتا ہے جھوٹ بولنا اور جھوٹ کی تائید کرنا یہ دونوں برابر مجرم ہیں۔

۶۔ **مولوی۔** ہمارے ہی جسمانی قیام کے کارن گو ناگوں نباتات

اور پھولوں اور پھلوں سے اس زمین کو سجاکر جل برسایا۔

آریہ۔ ہم نے اس مسئلہ کا رد نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۴۲ پر بخوبی لکھ دیا ہے اور تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں بھی اس کی بابت ایک مفصل مضمون موجود ہے۔ یہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر اسلامیہ کی علمی غلطی ہے۔ مولوی صاحب زمین پانی پر نہیں۔ بلکہ پانی زمین پر ہے۔ اور زمین ہوا میں گھوم رہی ہے۔ ذرا جغرافیہ کے علم کو دیکھو یا جوگول وِدیا پڑھو۔ تب آپ کو اور علمائے اسلام کو اس قرآنی غلطی کا اقبال کرنا پڑیگا۔ ایسی ہی ہزاروں غلطیاں مدت سے محمدی صاحبان کرتے آئے ہیں۔ اور عوام لوگ مانتے مگر اب علم و عقل کا زمانہ ہے ایسے ہتھکنڈے نہیں چل سکتے۔

۱۰۔ **مولوی۔** (جگت اوپتی کی بابت اعتراض) آریہ کی پرانی پستکوں میں جگت کی پیدائش الگ الگ طریق سے برنن ہوئی ہے۔ منوسمرتی کی پانچویں اور چھٹا آٹھویں اور نویں اشلوک میں ہے۔

آریہ۔ منو کے پرتھم میں ہرگز پیدائش کی بابت ذکر نہیں۔ بلکہ وہاں تو کھانے پینے ہی کی بابت ذکر ہے۔ پس یہ بیان بالکل غلط اور راستی کے خلاف ہے۔

۳۰۔ ۳۱۔ **مولوی۔** منو ادھیائے ایک پانچویں اشلوک میں لکھا ہے کہ یہ تمام جہان پہلے معدوم تھا۔ اور اس کا کچھ علم و نشان نہ تھا۔ اور نہ قیاس سے معلوم ہو سکتا تھا ایک سنسان کا عالم تھا جس سے آریہ کا یہ اصول کہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا۔ بالکل نیست و نابود ہوتا ہے۔

آریہ۔ اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں ہے جو آپنے سمجھا بلکہ اسکا یہ ترجمہ ہے "یہ تمام سرشٹی اس شکل میں آنے سے پہلے تمو بہوت یعنے تم اوستھا میں اُس کی اسوقت کی حالت کو لکھشن کرنا یا جتلانا اور دلیل سے سدھ کرنا مشکل ہے وہ صرف سکھوپت اوستھا جیسی حالت تھی" یعنے اسوقت پرمانوؤں کی اوستھا میں پرکرتی تھی جیسے بھارکی اوستھا میں پانی ہوتا ہے۔ اسے کوئی بھی تو بھی معدوم یا نیست نہیں کہہ سکتا۔ سچ جانو کہ منو اس کے ان الفاظوں میں

प्रसुप्तमिव सर्वतः आसीदिदं तमोभूत - چنانچہ فاضل ہیڈ نون نے بھی اس کا بھی ترجمہ کیا ہے "یہ جگت پہلے کال میں سوکھشتا سے پرکرتی میں لین ہو سے دیکھتا نہیں تھا (دیکھو منوسمرتی مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۹۴۲) اور منو نے خود بھی اسکے مابعد شلوک میں بتلایا ہے کہ پرماتما نے اُس تم اوستھا یعنے بخارات کی حالت کو پرادر بھاؤ یعنے ظاہری شکل میں کردیا ایسا ہی ۱۰ شلوک سے ۱۰ تک میں سلایا ہے کہ پرمیشور اسی طرح پرمانوؤں سے سرشٹی اور سرشٹی سے پرمانو اوستھا ہمیشہ کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔

مولوی ۱۰۔ ۲۰۔ ۲۹۔ ۳۰۔ یاگولک سمرتی کے تیسرے ادھیائے کے ۷۱ و ۷۲ شلوک میں لکھا ہے کہ آہوتی دینے سے سورج دیوتا خوش ہوتے ہیں اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے ساگ پات اوگتا ہے۔ اس کے کھانے سے منی پیدا ہوتی ہے۔ جب نر و مادہ جفت ہوتے ہیں تب پانچوں عنصر اور چھٹا پرمیشور اور ساتواں روح اس میں لذہ بگلذہ ہوکر یک جا پاس کرتے ہیں اب بتلائیے یاگولک سچے ہیں یا منوجی۔ یا آریہ سچے ہیں جو تیسرے الگ ہی گانے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جیو اور پرکرتی سے ایشور نے اس سرشٹ کو بنایا ہے۔

آریہ۔ جو یاگولک جی کے شلوک میں ہے وہی مطلب منوجی کا ہے دیکھو

ادھیائے شلوک ۷۶ اور گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۱۴ اور مہابھارت شانتی پرب ادھیاء ۲۶۴ شلوک ۸ سے ۱۴ تک) ان سب کا ارتھ صاف ہے کہ جسم خوراک سے بنتا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے اور بارش آفتاب کی کشش سے کھینچے ہوئے بخارات سے۔ اور بخارات ہون سے۔ اور ہون وید سے ہوتا ہے اور وید پرماتما سے۔ اسواسطے سب جگت کا منتظم و ہدائیت دینے والا برہم ہے اور یہی زمانہ سابق وحال کے فلسفہ جاننے والوں کا اعتقاد ہے۔ ہاں بالگولک جی کے شلوک میں زیادتی یہ ہے کہ انہوں نے سب چیزوں کا ذکر کیا ہے جن سے انسان کے وجود کا قیام ہے۔ اول تو انہوں نے پانچ عنصر بتلائے۔ پس اُن کو اس جسمانی حالت میں ترکیب دینے والا پرماتما ہے اور جب پرماتما نے اُن کو اس حالت میں ترکیب دیا۔ تب روح کا تعلق اُس جسم سے ہوا۔ اور یہ سارا انتظام روح کے کرموں کے مطابق پرماتما کی طرف سے ہے پس اس سے کوئی اعتراض عاید نہیں ہوتا۔

۲۔ مفتی۔ ہون آتش پرستی یا مجوہ پرستی جو ساجوں میں اکثر ہوا کرتی ہے جس میں وہ عمدہ چیزیں جو انسان کی پرورش کے واسطے مخصوص ہیں جلائی جاتی ہیں جنہیں کو میں نے بھی بطریق تماشا ایک مرتبہ دیکھا ہے۔ وہ اقتصاد پسندوں کے نزدیک کس قدر قابل تحسین ہے۔ اس سے اگر ہوا کی صفائی مقصود ہے۔ تو یہ گندھک وغیرہ کے جلانے سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسانی غذاؤں کا جلانا ہوا کی اصلاح کے واسطے۔ اور پھر مردے جلا کر بدبو پھیلانا اور پیشاب و پاخانہ سے ہوا کو خراب کرنا اور مکانات کو گوبر سے لیپ کر کثیف اور پر از عفونت کرنا تہذیب اور فلاسفری سے کوسوں دور ہے۔

آریہ۔ آپکا لفظ فلاسفری اور لفظ ہیں آپ کی لیاقت کی شہادت دے رہا ہے۔ اگر آپ نے ہون کو آتش پرستی یا مجوہ پرستی بنایا تو کیا ہوا شاید اس تحریر سے پہلے سی نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ انبیاء کو آتش پرست یا مجوہ پرست یقین کر لیا ہوگا۔ جو ہمیشہ ہون کیا کرتے تھے اور لوبان۔ اور صندل وغیرہ اشیاء سے اپنے مکانات کو معطر رکھتے تھے۔ مفتی صاحب اصول حفظ صحت کا ورد ہے۔ جیسے شفاخانہ جاری کرنا۔ اور دوائی ماننا۔ مکان کو صاف رکھنا۔ مرض پرستی یا دوا پرستی یا مکان پرستی نہیں۔ ویسے ہی ہون بھی آتش پرستی نہیں۔ ہاں اگر اُس سے یعنے آگ سے کچھ مانگا جاوے۔ یا اُس کے آگے سجدہ کیا جاوے۔ تو آتش پرستی ضرور ہے۔ اور ہم ایسا کرنیوالے کو پورا مشرک سمجھتے ہیں۔ جیسے کعبہ پرستوں کو یا حجرالاسود پرستوں کو۔ ہون کی بابت ہم نے مفصل بحث تکذیب براہین احمدیہ میں لکھ دی ہے۔ ہم نے بھی کئی مسلمانوں کو کعبہ پرستی کرتے چند بار بطور تماشا کے دیکھا ہے مگر وہ کیا قابل تحسین ہے وجس طرح گندھک کے جلانے سے ہوا صاف ہوتی ہے اور جس طرح نہانے سے بدن صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ہون سے ہوا طاہر ہوتی ہے۔ گندھک جلانا بھی ہون ہے۔ لیکن وہ گوگرد پرستی یا آتش پرستی نہیں۔ مکانات کو گوبر سے لیپنا اور لیس کرنا اچھا اور نیلہ توتیا سے لیپنا تمام ہی حفظ صحت کے واسطے ہے تمام مہذب تعلیم یافتہ انگریز ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ ہندوؤں کے چوکے کا اپنے ہاورچیخانہ سے رجوع بالکل گندگی کا مجموعہ ہے۔ مقابلہ کر کے دیکھو تب آپ کو صحت اور صفائی کی تمیز حاصل ہوگی

افغان لوگ جب کسی چیز کو نہائیت عمدہ اور نفیس ہوا دیکھتے ہیں۔ تب تمثیلاً کہا کرتے ہیں جو کا جو۔ منو نے یعنے اب یہ چیز نہائیت عمدہ ہوگئی مگر چونکہ وہ لوگ بدلذات اور کسے۔ مردوں کا جلانا بدبو پھیلانا ہے اور دفن کرنا عطر کے جھونکے دینا ہے۔ آفرین ہے اس آپ کی لیاقت و ملا فہمی پر تمام مہذب یورپین ڈاکٹر اس صداقت کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ کہ دفن کرنا بیماریوں کا گھر ہے اور جلانا ہر طرح بے خطر اور آپ اپنے محمدی تعصب یا قرآنی لیاقت سے اسے بدبو پھیلانا نجوالافعل بتلاتے ہیں۔ سچ ہے کار لوز مبدی تت سخاری۔ آنریبل سید احمد صاحب نے سچ فرمایا ہے اونٹ چرانیوالے ایسے امور کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

آمدیم برسر مطلب۔ منوجی کے ادھیاء اول کے شلوک ۸ کا یہ ترجمہ ہے کہ اُس پرماتما نے شانت اور ستھاوالی پرکرتی سے عناصروں کے بڑے حصہ اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا۔ اور اس سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا۔ اس منو کے شلوک کو سُن سنا کر (جو پارسیوں کی کتابوں کے ذریعہ معرفت سلمان پارسی کے آنحضرت کو پہونچا) قرآن میں بھی ایک جگہ لکھ مارا کل شئی حی انمے الما یعنے سب چیزوں کی تازگی اور زندگی کا باعث پانی ہے۔

منو کے شلوک ۱۰ کا ترجمہ یہ ہے۔ آپ لفظ کے دو معنے ہیں۔ پانی۔ اور جیو یعنے جوان سب میں بیاپک اور سرب انتریامی ہے اُسی پرماتما کا نام نارائن ہے۔ اسی کا غلط ترجمہ اوتاروں کے زمانہ میں یعنے جب لوگوں کو خدا کا اوتار مانا گیا۔ اس طرح ہوگیا۔
یعنے
جل میں یا جل پر آرام کرتا ہے اُس کو نسکار ہے۔ توریت کے مصنف نے (جسکا زمانہ مہابھارت سے بہت اِدھر ہے) اُس آریہ ورت کے غلط افسانوں سے غلطی کھائی اور لکھدیا کہ خدا کی روح ابتدا میں پانیوں پر ڈولتی تھی۔ اور اسی توریت کے غلط ترجمہ سے مصنف قرآن مغالطہ میں پڑا اور سورہ ہود میں لکھدیا وکان عرشہ علے الما یعنے خدا کا تخت یا کرسی (رہا اشنے کی جگہ) پانی پر تھی۔

منو کے نویں شلوک کا ترجمہ یہ ہے۔ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب بڑے تو ایک سہری گولہ بن گئے۔ اس گولے میں (سورج) تھا۔ جو سب کروں سے بڑا ہے۔ یعنے پہلے سب ستارے و سیارے معہ زمین کے قدرتاً ایک گول آکار ہوگئے۔

شلوک ۱۲ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے بڑے تیجوالا سوریہ اُس مدور گولہ آکار حالت میں بند ہی یعنے کئی ہزار برس تک رہا۔ پھر پرمیشور نے اپنی انتظامی طاقت سے اس گولے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پرتھوی کا نام پرتھوی اسی واسطے ہے کہ وہ سورج سے پرتھک یعنے جدا شدہ ہے۔ یہ سارا بیان منو کا کلکول ودیا اور جیالوجی اور علم ہیئت کے معلومات کے مطابق ہے۔ اعرابی لوگ بالخصوص آپ جیسے متعصب مزاج جب تک انصاف سے کام نہ لیں۔ اور علم معقول نہ پڑھیں۔ ان علمی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ منوجی نے جو کچھ سرشٹی ودیا کے بارہ میں کہا ہے وہ بالکل فلاسفی اور سائنس کے مطابق ہے۔ (مفصل دیکھو مسٹر آر سے پروکٹر صاحب امریکن ہیئت دان کا مشہور لکچر اسنسکرت میں کہ یکو تمام کیسے

ہیں اور ایک سورج کو مع اُن کے کل کرّوں کے جو سورج کے گرد پھرتے یا اُس سے متعلق ہیں برہمانڈ کہتے ہیں۔

۱۱- مولوی - یاگولک سمرتی $\frac{۳}{۲۷،۲۶}$ ورگ وید کے آٹھویں اشٹکا کے جبروس (نام منتر) سکت میں ہے۔ کہ اُس ایشور کا مکھ برہمن ہو گیا اس کا ہاتھ چھتری ہو گیا اُس کے ران ویش کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اور اُس کے پاؤں سے شودر پیدا ہو گئے۔ اُس کے پانو سے پرتھوی اور سر سے آکاش اور ناک سے پران اور کان سے دسواں دشا۔ اسپرش سے وایو۔ منہ سے اگنی۔ من سے چندرماں۔ آنکھ سے سورج۔ ناف سے انترکش۔ منہ اور چر یعنی غیر متحرک و اچیر یعنی متحرک پیدا ہوئے۔

۱۳-۱۴- منشی - رگوید میں ہے کہ پرمیشور کے منہ سے برہمن ہاتھوں سے چھتری۔ اور رانوں سے ویش اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے اور یہی یاگولک وغیرہ رشیوں نے کہا ہے۔ (۲) سام وید اور اُس کے اُپ نشدوں میں لکھا ہے کہ بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا اور اُس میں سے برہما پیدا ہوئے۔ اور برہما نے اپنے جسم کے دو حصہ کر کے دائیں حصہ سے مرد سیوم نام بنایا اور بائیں حصہ سے منوست روپا نام عورت بنائی جس سے یہ چاروں ورن نکلے۔

(۵) دھرم شاستر میں ہے کہ سب سے پہلے ایشور نے پانی میں نطفہ ڈالا۔ وہ بصورت بیضہ بن گیا۔ اور اُس بیضہ سے برہما پیدا ہوئے۔ برہما نے اپنے جسم کے دو ٹکڑے کر کے نصف بالائی یعنی اوپر کے ٹکڑے سے مرد بنایا اور نصف زیرین یعنی نیچے کے ٹکڑے سے عورت بنائی۔ ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی حالت میں دائیں بائیں کی تقسیم ثابت ہوئی اور اس میں زیر و بالا کی۔ (۵) رامائین اجودھیا کانڈ میں لکھا ہے کہ کشیپ کی استری منوست روپا سے چار ورن اس طرح پیدا ہوئے۔ کہ برہمن اُس کے منہ سے اور چھتری اس کی چھاتی سے۔ ویش اس کی جانگھ سے شودر اُس کے پاؤں سے (۶) اتھاس ترناسک میں راجا شیو پرشاد صاحب لکھتے ہیں کہ ابو پہاڑیوں پر ایک اگن کنڈ بنایا گیا۔ اور اس میں چار مورتیں ڈالی گئیں جس سے یہ چاروں ورن مذکور پیدا ہوئے۔

آریہ - مولوی صاحب نے تو اپنی لیاقت اور فخر اسلام ہونے کے باعث آکاش کو آکاس اور چر کا غیر متحرک ترجمہ کیا۔ اور پرش کو پرمیشر اور اُس کا ترجمہ نام منتر لکھا مگر منشی صاحب نے اور بھی غضب ڈھایا سویمبھو کو سیوم اور منوست روپا کو شت روپا۔ اور منو راجا اور شت روپا اُس کی رانی دونوں کو استری۔ اور آبو پہاڑ کو پہاڑیوں اور کنڈ کو گنبد لکھا۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ آپ لوگ سنسکرت یا ناگری میں کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ تاریخ سے آگاہی ہے سنیئے ہم آپ کو نمبر وار ہر ایک بات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ کو وید تو درکنار راجا شیو پرشاد جی کے اتھاس ترناسک کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ یاگولک سمرتی کا حوالہ بھی غلط ہے۔ اُس کے نمبر ادھیائے ۲۶ و ۲۷ شلوک میں ہرگز ایسا مضمون نہیں ہے۔ باقی رہی ترناسک اُس کی اصل عبارت یہ ہے۔ جو ہندوستان میں ادھرم یعنی بودھ مت پھیلا ہوا دیکھ کر برہمنوں نے اربد گری پر جسے آبو پہاڑ کہتے ہیں۔ ایک اگنی کنڈ بنا اور وہاں دیوتاؤں سے آپ آکر چار مورتیں اس کنڈ میں ڈالدیں۔ اُن سے اگنی کل کے چار کھتری یعنی پرمار پر ہار چوہان سولنکی پیدا ہوئے۔ جو ہاں۔ ہو نکلے۔ اور پرمار پیدا ہوئے۔ اس بات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان برہمنوں نے چار آدمیوں کو شاستر کے سنسکاروں سے درجہ دیا تھا۔ یعنی اُن کا نیا جنم مان کر انہیں اصلی کھتری بنالیا تھا (دیکھو اتھاس ترناسک حصہ اول صفحہ ۴ سنہ ۱۸۷۳ء) اب بتلایئے کہ آپ نے راجہ صاحب کے مطلب کو کس قدر غلط سمجھا۔ اور کتنا دھوکھا کھایا۔؟ اور اب اس غلطی کے معلوم ہو جانے پر بھی اقرار کرو گے۔ یا نہیں۔؟

اور ۲- رگوید اور سام وید یا اُن کے کسی اُپ نشد کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ غالباً معلوم نہیں تھا اور ہوتا کہاں سے عجب یہ بات اُس مقدس کتاب کی شان سے بہت بعید ہے اور ایسی کھری تعلیم کا اُس مجموعہ صداقت و توحید میں ہونا بھی سراپا ناممکن ہے۔ آپ کیوں ایسے فضول اعتراض لکھ کر اپنی لیاقت پر لوگوں کو ہنساتے ہو۔ چونکہ وید مقدس میں ایسا مضمون یا اُس کی تائید کا قائل ہوتا نا ممکن ہے پس ہم آپ کو اس کی تردید وید مقدس سے سناتے ہیں۔ دیکھو رگوید اشٹک ۸- ادھیائے ۷ ورگ ۳ منتر او ۲ و ۳ و ۴- ؛ و یجرویدہ ادھیائے ۳۲ منتر ایک سے ۴ تک اور ادھیا ۴۰ منتر ۹- اس کے سوائے وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۰۰ و ستیارتھ پرکاش ۱۷۹ سے ۲۰۳ و ۲۰۹ سے ۲۱۴ تک علاوہ بریں نامہ مکتا کی مصنفہ مورتی پرکاش میں ایک سینکڑہ کے قریب پرمان اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۹ سے ۱۸۱ تک میں اس امر کی بالتفصیل بحث ہو چکی ہے۔ مرحوم پنڈت گورودت جی ایم اے نے اپنے رسالہ انگریزی ویدک میگزین میں بڑے پُرزور دلائل سے اس کا کھنڈن کیا ہے کہ وید مقدس کی رو سے پرماتما کا آکار ہرگز نہیں وہ نرا کار ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ناک کان۔ آنکھ ساق وغیرہ اعضا کسی طرح کے نہیں ہیں۔ اور یہی وید کے پرانے پُرانے ترجموں یعنے آپ نشدوں میں مذکور ہے۔ کہ پرماتما حوائج نفسانی سے سراپا دور ہے۔ اصل میں یہ اعتراض آپنے اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ پادری ہنری مارٹن کی کتاب سے نقل کیا ہے جس کا ہم مفصل جواب صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج میں عرض کر چکے ہیں۔ یہ صرف جگت کی پیدائش اور انسانوں کا اُس سے اس بارہ میں ایک علمی استعارہ ہے۔ جس کو آپ علمی محاورہ سے عاری ہونے کے سبب نہ سمجھ سکے سیئے سارے ہئیت کو ایک آدمی فرض کر کے بتلایا گیا ہے۔ کہ اُس آدمی کا برہمن یعنے عالم مکھ ہے۔ چھتری یعنے بہادر اُس کے مادر یا قوت بازو ہیں۔ ویش یعنے سوداگر۔ تاجر۔ بیوپاری۔ کسان۔ اُس کی ران یعنے چلنے کی طاقت اور شودر یعنے خدمت گار بمنزلہ اسکے قدم یعنے قیام کی تختی ہیں۔ اور اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے۔ تو یہی تقسیم تمام انسانی قوموں میں موجود ہے مفصل دیکھو مباحثہ الکھ نمبر ۳ اور آریہ سماج لدھیانہ سے شائع شدہ ورن بیوستھا کی

سلہ منشی اندرمنی صاحب رئیس مرادآباد رسالہ الحق کا قول نقل فرماتے ہیں یہ چاروں ورن کا اختیار و کر لکھتے ہیں۔ مگر یہ ایک چھوٹا سا اشتہار ہے اس کا تیس برس سے جواب نہیں ہو سکا۔ امید ہے کہ ان سوالات کے جواب باصواب مشکل ہوتا جس ہم کو شکور نیشنل سپلیمینٹ پبلک کی طرف سے بجالاوے پبلک ہونے کے اس اشتہار کا جواب دیتے ہیں۔

پشنک یالاغشتی راہی اتھر بیست دھرم بیچارک کی مصنفہ ورن بیوستھا۔ اِسی استعارہ کا ذکر مگر تشریح بھارت موکھش دھرم ادھیائے ۱۸۸ اشلوک ۱۱ سے ۱۴ تک صفحہ ۶۳۴ میں ہے۔ یہ انسانی تقسیم ختم ہوئی۔ اب ہم بتلاتے ہیں کہ اِسی ورن ویوستھا کی بابت بیرا سنے محققین کی کیا رائے تھی۔ سیر المتاخرین کا ماحصل مورخ لکھتا ہے۔ دوسرا آنچہ کہ صاحب علم وفضل وزہد وعبادت بودند۔ برہمن نام نہادند صاحبان جرأت وشجاعت وعقل وفطانت را چھتری وصاحبان تجارت وزراعت وصناعات شریفہ را بیش (ویش) وخدمہ انہا و اہل حرفہ رذیلہ را شودر قرار دادہ ہر قرار ایں اسمہا مسمیٰ گروانید عمل برہمنان تحصیل علم وعبادت وارشاد وہدایت معادہ علوم وریاضیات رحق پرستی ورہنمائی دیگران براہ حق۔ وکار گروہ چھتری خراج ستانی وسروری ورعیت پروری و نگہداری وحمایت ہمہ ہنا ومخدمت ایشاں۔ وشغل بیش (ویش) کشاورزی وتجارت نمودن وصناعات شریفہ اختیار فرمودن۔ وپیشہ شودر صناعات خسیہ وخدمت ایں ہر سہ صنف نمودن۔" (از سیر المتاخرین حصہ اول صفحہ ۶)

پھر اِسی مورخ نے ایک اور جگہ لکھا ہے۔ (اور مختلف فرقوں کا ذکر لکھتے ہوئے) کہ براہمہ ہر فرقہ دیگر راکہ از خود مذہبی اختراع کردہ۔ قبول نمی کنند۔ برہمناں کیش قدیم کہ موافق وید از آغاز آفرینش رواج یافتہ معتقد اند۔" (کا صفحہ ۱۰)

پھر وہی محقق تحریر فرماتا ہے "ودریں کیش چہار آشرم است یعنے چہار آئین۔ اوّل برہمچرج یعنے کدخدا نشود بتحصیل وتکمیل علوم صوری ومعنوی پردازد۔ دوم گرہست یعنے کدخدا شدہ مامور بتعلقات اشتغال ورزد۔ سوم بان پرست یعنے چوں سن کہولت رسد ولپسرے وفرزندے شود ترک تعلقات نمودہ ہمراہ زوج خود در صحرا رفتہ بعبادت الٰہی بگذارند وغیر از میوہ ہائے غذا نکنند۔ چہارم سنیاس یعنے خود را از ہمہ امور باز داشتہ بعبادت شاقہ پردازد۔ و نیز مردم را دریں آباد بود چہار برن اند۔ یعنے چہار فرقہ۔ اول برہمن اشغال او بید خواندن وعلوم آموختن۔ دوم چھتری کہ اسم ال بعضے ازاں براجپوت شہرت دارند وبرخے بکھتری مشہور اند بغائت بیباک ومستعد بلکہ کارہائے ستاں بفرمان روائے وانتظام ممالک وآب شجاعت وسپاہی گری بسر کردن۔ سوم بیش کردار ہائے اوسوداگری ودیگر پیشہ ہائے شریفہ پرداختن چہارم شودر شیوہ او پیشہ ہائے خسیسہ ورزیدن وخدمت ہر سہ فرقہ مذکور نمودن۔" (از سیر المتاخرین جلد اول صفحہ ۱۱)

اور یہی طریقہ ہے یہ چار ورن کی تقسیم پہلے ایران وغیرہ ممالک میں بھی رائج تھا۔ سامان پچھ نے لکھا ہے کہ تمام دنیا کے انسانوں کی تقسیم انہیں چار درسوں پر ہے سوائے اِن چار ورن کے پانچواں کوئی ورن نہیں۔ ایرانی فارسی میں برہمن کو برمن۔ چھتری کو چتری۔ ویش کو ورشی۔ اور شودر کو شودر کہتے ہیں۔ (مفصل دیکھو ژند اوستھا فارسی) اور یہی چار درسوں کی تقسیم وید مقدس کی تعلیم کے مطابق ہے۔

اب دوسری تقسیم سنئیے سا پنج بھوتوں میں سے آتش یعنی تیج روشنی کے ہاتھوں سے تیجا بار وسیانی اران۔ اگنی چچہ یعنے پست ہے پچنسد ماں مس ہے یعنے جس طرح من میں استقلال نہیں۔ اسی طرح چنسد ماں میں بھی نہیں۔ سورج آنکھ ہے۔ یعنے نور بصارت کا باعث اور یہی سبب ہے کہ جہاں سورج کی روشنی نہیں پہونچتی۔ وہاں کے جانوروں کو آنکھیں نہیں دی گئیں۔ جیسے سمندر کے تہ کے جانور۔ انترکش یعنے عالم فضاء اُدر یعنے پیٹ ہے۔ مولوی صاحب یہ بھی علمی استعارہ ہے۔ آپ اِس کو اپنے تجاہل عارفانہ سے قابل اعتراض سمجھے۔ افسوس ایسے آپ نے مولوی جامی کی زلیخا بھی نہیں پڑھی۔ یا اُس کا یہ علمی استعارہ بھول گیا ہے

جہاں بکرم ار وراح وجہام ۔۔۔ بود شخصے معین عالمش نام
بود انساں دریں شخص معین ۔۔۔ چو عین بندۂ بشناس روشن

تمام دنیا کو عالم کبیر اور انسان کو عالم صغیر ماننے کا استعارہ بھی یہی مطلب رکھتا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔ والغافل لاینفعہ الف عبارۃ۔ پس ویدوں اور اُپ نشدوں میں کوئی فرق نہ رہا۔ اِس علمی استعارہ کو نہ سمجھنے سے آپ کی لیاقت کی شہادت مل گئی۔ ۲۔ باقی رہا دھرم شاستر یعنے منوسمرتی کی بابت سوال اُس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اُسکا ترجمہ غلط سمجھا اور دھوکا کھایا۔ اصل ترجمہ اُن شلوکوں کا یہ ہے "اُس پرماتما نے ستاست اوستھا یا پرکرتی سے عناصر کے بڑے حصے اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا یعنے پرکرتی کے آکسیجن گاس سے۔ اور اُس میں سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا۔ ۹۔ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب ٹھہرے تو ایک سنہری گولہ بن گئے۔ اُس گولہ میں سورج تھا جو سب کروں سے بڑا ہے۔ آگے شلوک ۱۰ سے ۵۳ تک سب چیزوں کی بنیاد قائم کرنے کے بعد یہ ذکر کیا ہے۔ کہ دراٹ یعنے حکمت کے مالک نے وہ جو انسانی سرشٹی کا بیج تھا۔ اُس کے تذکیر وتانیث فوائد کو جسے سنسکرت میں منتر اور ورن کہتے ہیں۔ دو حصے کر دئیے جنسے کئی مرد اور کئی عورتیں ابتدائی قانون قدرت کے مطابق بطور قدرتی بچوں کے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ اگنی۔ وایو۔ انگرہ۔ آدتیہ۔ مریچی۔ پلست۔ پلہہ۔ اتھرے۔ پرچیت۔ وسشٹ۔ بھرگو۔ سنارو۔ سوبھو وغیرہ۔ اس میں نصف مالا اور نصف زرین کا لفظ نہیں۔ پس ویدوں اور اُپ نشدوں اور منوسمرتی میں مسئلہ پیدائش کی بابت کوئی اختلاف نہیں۔ ہر طرح اتفاق ہے۔ ۳۔ بھاگوت۔ یہ جینیوں کی بنائی ہوئی پستک ہے۔ اور اسی طرح ۱۸ پوران۔ ہم نے اِس پر مفصل اور تاریخی حوالہ سے ایک مضمون لکھدیا ہے۔ جس کا نام "پوران کس نے بنائے" رکھا ہے پس بھاگوت کا ذکر یا حوالہ بالکل غلط ہے۔ اس میں راستی کی ذرا بھی بو نہیں وہ سکھدیو کی بنائی یا سنائی نہیں ہے۔ بلکہ حساب کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سکھدیو کی وفات سے ۴۹ سال بعد تریچھت فوت ہوئے جن کو کسی حالت میں مرا ہوا سکھدیو آکر نہیں سنا سکتا تھا۔ (دیکھو بھارت سانتی پرب) یہ پستک بوپ دیو نام مارگی کا بنایا ہوا ہے۔ اُس کی پیدائش کا حال بالکل باطل ہے۔ اور ایسا ہی توریت وقرآن وغیرہ کی پیدائش کا حال بھی انہیں غلط ترجموں سے سنا کر لائق الطال ہے کہ آدم کی پسلیوں سے اُس کی خواب کی حالت میں ہڈی نکالکر اور اُس کی جگہ گوشت بھر کر اس پسلی سے خدا نے عورت بنائی جس کا نام ناری رکھا۔ یعنے نر سے نکالی ہوئی" (توریت ۲)۔ پس پوران اور ایسی کتابیں کبھی ماننے کے لائق نہیں۔ کیونکہ ایک انسان

سے دنیا کی پیدائش ہرگز نہیں ہوئی۔ اور نہ اس طرح پیدائش ہوئی۔ باقی رہا رامائن کا حوالہ وہ بھی اسی طرح سراسر غلط ہے۔ بجز چند ہم نے اس کی اجودھیا کانڈ کے ... سرگ میں پڑھ کر دیکھا۔

۲۱-۲۲-۲۳ مولوی۔ یجروید کے سرب میں آپ لکھتے ہیں ہے کہ وہ ذات کرور تن ہے اور ہر طرف سے محیط ہے۔ گو سب سے منزہ ہے مگر ذکر ماور میں بھی وہی ہے جو پایا ہوگا یا ہے وہی ہے۔ پھر بحوالہ تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۳ سے ثبوت ہمہ اوست کی تائید کرتے ہیں اور ثبوت دیتے ہیں کہ چودھری نول سنگھ کی کتاب ستیارتھ ... جو کہ ہمہ اوست کی تائید کرتی ہے جیسے ہمہ اوست شرانی ہے۔

آریہ۔ اگرچہ یہ آپ کا فقرہ کوئی مستند نہیں مگر تو بھی اس کا یہ مضمون بالکل ٹھیک ہے پرمیشور ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر شے میں موجود ہے بقول **شخصے**

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری ثمرہ ہے قلم کا حمد باری

قرآن میں بھی ہے کہ وہ رگ گردن سے نزدیک ہے۔ تو کیا عورتوں کے شکم میں موجود نہیں **جامی** کہتا ہے۔

جمالِ اوست ہر جا جلوہ کردہ ز معشوقانِ عالم بستہ پردہ
سر از جیب مہ کنعاں بر آورد زلیخا را ز راہ جاں بر آورد

بیشک وہ سب جگہ موجود ہے مگر سب وہ نہیں یہ سب اُسکی پیدائش ہے اور اُسکے حکم کے زیر فرمان ہیں۔ یہ سب اُسکی ہستی کے زیر فرمان اور اُسکی خداوندی کے تابع ہیں۔ اور مادہ بلحاظ جڑ ہونے کے خود منتظم ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ روح اُس سے کام لے سکتا ہے پس یہ سارا مرکب جہان یعنے مادی دنیا اُسکی سرشت یعنی پیدا کردہ ہے۔ اور یہی مطلب ہمارے ہندی شاعر چودھری نول سنگھ جی کا ہے۔ افسوس کہ آپ باوجود اسقدر حصول و طول و دعاوی کے چودھری صاحب کے ہندی اور عام فہم اشعار کا بھی مطلب نہ سمجھ سکے۔ مہربانی کرکے کسی آریہ ناگری خواں سے مطلب ہی پوچھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اُن کے کسی شعر سے ہمہ اوست یا ہمہ از اوست کی مکروہ تعلیم نہیں ملتی ہے۔ بلکہ جیسا عام آریوں کا عقیدہ ہے۔ ویسا ہی اُن کا نشہ ہے۔ آپ نے اُن کے اشعار بھی غلط اور ادھورے درج کئے۔ اصل یہ ہے۔

ہر دے میں ہری کو جان بھجن کر اسکا دھیان ہو
اگنی سدا کیو اور جل ستھل میں ہوا ایک یکسان سبھی لوک پرکاشک اس سے کیا بھید کیا بھان
بھجن کر اسکا دھیان ہو
چھند۔ ناک سکھ موندر کے نام رنجن لے اندر کے پٹ جب کھلیں باہر کے پٹ دے
لڑکا بغل میں ڈھونڈ شہر میں کنوں کٹورا واں بنا گرو ستا استہ کرن جاپے جگت ستی جہان

دیکھئے کتنی خوبی سے اُسے ایشور کا دھیان وید وکت طریقہ ہندی بھاشا میں بتلایا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج غور کرے تو شعر سے حق پرست علما نے اسلام کو ایسی باریکیاں کم سوجھی ہیں جیسا کہ **جامی** نے کہا ہے۔

ز نورش تافتہ بر خورشید یک تاب برون آورد و جلوہ فرسر آب
رخ خود شمع زان آتش برافروخت ہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت

مولوی **رومی** کہتا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب ببند گر نہ بینی سر حق بر من بخند

ایک اور **فاضل** نے کہا ہے۔

خدا پاس پاس یہ ڈھونڈے جنگل میں منادی کستہ ہیں لڑکا بغل میں

چودھری صاحب نے ان سب سے بڑھکر عمدگی سے تصور ذات الٰہی کا طریقہ بتلایا ہے۔ اسمیں انہوں نے کعبہ پرستوں اور بت پرستوں کی خوب خبر لی ہے "گرجا مندر مسجد ہمکو اور ٹھکانا نہیں چاہئیے" والے شعر میں۔ اور دوسرے بھجن کے آخیر والے" میں انہوں نے صاف بتلادیا ہے کہ پرماتما استرا بھی کو چھوڑکر ہم کہاں جاویں۔ کیا مطلب یعنے بالکل بیہودہ ہے۔ اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ وہ جیو برہم کی ایکتا کے کسقدر برخلاف ہیں۔ دیکھو جیو اور برہم میں جو ایکتائی مانتے۔ ہم تو اُن کو ہر بہ آکھش سے بھی بڑھکر جانے والا جھیں اور اسی طرح اُن کا رسالہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" جو خاص اِس مکروہ تعلیم کی تردید میں انہوں نے تصنیف کیا ہے جس طرح اِس ہمہ اوست کے مسئلہ کو انہوں نے کھنڈن کیا۔ اُسی طرح آریہ سماج اور وید مقدس کا ہر ایک ماننے والا تردید کرتا ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا سراسر باطل ہے۔

آگے چل کر مولوی صاحب صفحہ ۲۴ سے ۲۸ تک کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں سے اور کچھ آریہ سماج کے اردو پرچوں سے نقل کرکے ہماری ہی نقل اور یہاں ہی میاؤں کہتے ہیں کہ تم اسکو نہیں سمجھے۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد تاکہ لوگ سمجھیں کہ مولوی صاحب نے خود ارقام کیا ہے (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۹ و نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۱۳) اور ایسا ہی عشی لیہ احمدیہ نے صفحہ ۷۰ و ۷۶ پر حق سے مخالفت کی ہے۔

۲۸ و ۲۹-و ۹ مولوی۔ پھر آریہ ایشور کے پتا ہونے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اور عیسائیوں پر بیجا اور جھوٹے اعتراض جڑتے ہیں۔ اور اسلامیوں کے نزدیک تو یہ دونوں گروہ اس بات میں جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن لم یلد و لم یولد ولم یکن لہ کفواً احد یعنے اللہ تعالےٰ نہ کسی کا جنا ہے نہ کسی کو جنتا ہے نہ کسی کا بھائی بند ہے۔

آریہ۔ پتا لفظ کے معنے سنسکرت میں مفصلہ ذیل ہیں۔

ज्ञनक पुचोपनेताच यश्चविद्यां प्रयच्छति।
अन्नदाता भयत्राता पञ्चैते पितरः स्मृतः॥

ترجمہ پیدا کرنے والا۔ یگیوپویت دینے والا۔ ودیا دینے والا۔ انّ داتا۔ اور محافظ حقیقی۔ اِن پانچ معنوں میں پتا لفظ لیا جاتا ہے۔ اِن پانچ سے حسب موقع کبھی آریوں نے انکار نہیں کیا۔ بلحاظ نمبر ۱ والد کو اور بلحاظ نمبر ۲ پروہت کو اور بلحاظ نمبر ۳ معلم۔ گورو۔ پنڈت اور ماسٹر کو۔ اور بلحاظ نمبر ۴ راجا مالک۔ مخدوم کو۔ اور بلحاظ نمبر ۵ پرماتما مالک کل کو پتا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہی سنسکرت لغات کے رو سے پتا کے معنے ہیں۔ بائبل میں کئی جگہ خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیوں کا ذکر ہے جس کی بابت آنریبل سر سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں "خدا کے بیٹوں سے ایمان والے سچے اور خدا پرست آدمی مراد ہیں۔" (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۲۴۵) قرآن میں بھی ذکر ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا۔ **ترجمہ** اللہ کو ایسا یاد کرو جیسے کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو مولوی رومی نے بھی کہا ہے۔

ما عیال حضرتیم و شیر خواہ گفت الخلق عیال اللہ

سلیمان داؤد وغیرہ سب خدا کے بیٹے کہلاتے تھے۔ اور اسی طرح سکندر بھی مگر اِن پر نہ ہمارا اور کسی اور فاضل کا اعتراض ہے کیونکہ یہ سارے اِسی مطلب کہتے ہیں جو منشا وید کا ہے۔ (یجروید کے ادھیائے ۴۰ منتر ۲) ہم جو عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اور وجہ سے ہے۔ یعنے وہ حضرت عیسیٰ کو کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ اور خدا کی روح سے اُسکے حاملہ ہونا بتلا کر اس رشتہ داری سے

اُسے خدا کا بیٹا بتلاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ حضرت عیسٰی یعنے بیٹے کو دوسرا خدا مانتے ہیں۔ یا یوں سمجھئیے کہ وہ کنواری مریم کو حضرت عیسٰی کی ماں کہتے ہیں۔ اور خدا صاحب کو اُس کا باپ اور مسیح کو خدا کا اکلوتا۔ یلوٹھا۔ بیٹا ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ معاملہ بالکل غلط ہے۔ مسیح اور اُس کے پانچ چار حقیقی بھائی اُسی مریم کے شکم سے پیدا ہوئے۔ جو یوسف نجار کی بیاہتا جورو تھی۔ اور چونکہ عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی مریم کے باکرہ رہنے کے قائل اور اسی حالت میں روح القدس سے حاملہ ہونے کے مقر۔ اور مسیح کو روح اللہ وکلیم اللہ مانتے ہیں۔ اِس لیئے وہ بھی عیسائیوں کی طرح مجبور ہیں۔ کیونکہ حضرت مریم باکرہ نہیں تھی۔ بلکہ یوسف نجار کی بیاہتا تھی۔ ہم نے اِس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے کرشچین مت درپن میں حل کر دیا ہے۔ اِس قرآنی آئیت سے ہزار گنا بڑھکر اور لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے اِس مبارک مسئلہ کی تعلیم دی ہے جس سے آریہ لوگ ایسے مغالطے اور دھوکوں میں عیسائیوں کی طرح یا محمدیوں کی مانند نہیں پڑ سکتے۔ دیکھو وید میں لکھا ہے ॥ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो । न जनिष्यति ॥

ترجمہ پرمیشور تمام جگت میں بلکہ جگت سے جدا سا گیانی ہیں بلکہ گیان والا۔ عیر بادی۔ سروگیہ نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔

۴۔ مولوی ۔ آریوں کے وید میں مسئلہ تناسخ کا تذکرہ نہ تھا۔

آریہ ۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وید ہائے مقدس میں بہیوں منتر مسئلہ آواگون کی بابت موجود ہیں۔ (دیکھو رگوید۔ اشٹک ۸ ادھیائے ۱ ورگ ۲۳ منتر ۶ و ۷ وغیرہ)۔

پھر مولوی صاحب نے صفحہ ۴۴ پر اُرسی اور در باسا اور ایک گھوڑے کی کہانی لکھی ہے مگر بے سند۔ صرف اندھادھند پہ اُن وغیرہ کا نام لکھ دیا۔ اور ایسی ہی ایک کہانی میر احمد خاں صاحب نے صفحہ ۷۸ کے حاشیہ پر سکھدیوجی کی بابت لکھی ہے۔ یہ ایسی ہی کہانیاں ہیں۔ جیسے حاتم طائی اور امیر حمزہ یا عوج بن عنق کی داستانیں یا ذو القرنین اور اصحاب کہف یا یوسف زلیخا کے واقعات یا لکھی کرن کی خواب یا جو نپور کے قاضی صاحب کی کہاوت کہ قاضی صاحب گدھا بن گئے تھے یا گدھا قاضی بن گیا تھا۔ ہم ایسی فضول کہانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ ست دھرم کا ان باتوں سے کچھ تعلق نہیں۔

پھر مولوی صاحب صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر راجہ جہات کی کہانی لکھتے ہیں کہ سورگ سے اس کو اندر نے نکالدیا۔ اور پھر راجہ سُرگ سے بہ سبب ایک اُربسی کے نکالا گیا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس ملک کا ذکر مہابھارت میں ہے۔ وہ ملک برہما کا نام ہے جغرافیہ کے رو سے سارے نشان برہما سے ملتے ہیں۔ یہ کہانیاں قرآن کے قصہ بہشت اور آدم وحوا وسانپ اور ابلیس وطاؤس و رضوان وعبد الحارث سے زیادہ معتبر ہیں۔ کیونکہ جس بہشت کا قرآن میں ذکر ہے اُس کا صفحۂ دنیا پر سوائے چند آدمیوں کی زبانوں کے کہیں پتہ نہیں لگتا مگر دروغ برگردن راوی۔ ہم ایسی بے وقعت باتوں پر متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مسلمانوں کا جنت اور ہندوؤں کا سورگ دونو ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہیں۔ حیا وہاں سے آدم نکالا گیا۔ حوا نکالی گئی۔ شیطان نکالا گیا سانپ اور طاؤس نکالا گیا۔ وہی حال پوراتک سورگ کا ہے عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۵۔ مولوی ۔ پارسی بھی پستکوں سے آریوں نے وید نکالا ہے سگی بہن اور بھائی کے پھیرے باہم پھرا دیتے ہیں۔

آریہ ۔ پارسیوں پر جو آپ کی عنایت ہوئی وہ بھی مہمل اور جواب کے باطل ہے اور آپ کی لیاقت علمی تو لشکوں کے تشین سے ظاہر ہے۔ ہم نے کئی پارسی نیکے دستوروں سے پوچھا اور اُن کی کتابوں میں دیکھا۔ ہرگز اِس بات کی اجازت نہیں ہے بلکہ ممانعت ہے۔ البتہ آدم کے تمام بیٹے اس غیر متبرکہ نعمت سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اور ابراہیم نبی کے وقت تک بلکہ داؤد کے زمانہ تک اکثر لوگ ایسا کرتے تھے مفصل دیکھو (توریت مقدس)

باقی یہی یہ بات کہ آریوں نے پارسیوں کی کتابوں سے وید نکالا۔ سو یہ ایسا ہی باطل ہے جیسا ہم کہیں کہ مسلمانوں نے گرنتھ صاحب سے قرآن نکالا۔ وید ہزاروں برس زرد اوستھا سے پہلے دنیا کو اپنے جلوہ نورانی سے روشن کر رہے تھے۔ (دیکھو ژند اوستھا پرت ۴۶ آئیت ۶)

ہم نے اس اعتراض کا جواب تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں دے دیا ہے کیونکہ یہ اعتراض مولوی صاحب کا نہیں بلکہ مولوی نور الدین صاحب کا ہے۔

مولوی کتاب کے آخری صفحہ پر۔ یاد رہے کہ جن شرتیوں کو میں نے پیش کیا ہے۔ اُن کا ترجمہ وہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگوولک وغیرہ شاستریوں نے کیا تھا جنکو قریباً سترہ سو برس گزرے ہیں اور کسی معتبر اور محقق پنڈت نے اسپر اعتراض نہیں کیا اگر آریہ صاحب معترض ہوں تو از روئے انصاف اسوقت تک قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ کہ جب تک وہ کسی قدیم مستند ترجمہ سے اُسکی مخالفت ثابت نہ کریں قیاسی ڈھکوسلوں اور منطقی ڈھکوسلوں سے کام نہ لیں۔ کیونکہ امورات مذہبی میں جو کچھ بذریعہ قیاسات عقلیہ سوچا جاتا ہے۔ اُس سے پوری پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اور ویسے ہی جی ڈانوا ڈول رہتا ہے۔

آریہ ۔ یاگوولک کا ترجمہ کوئی نہیں۔ اسواسطے آپنے بالکل خلاف واقعہ لکھا کہ ہم نے اُنکا وہ ترجمہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگوولک وغیرہ نے کیا تھا۔ یہ بات صریحاً باطل ہے۔ آپ تاریخ کے بھی پورے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ یاگوولک کا زمانہ ۱۷ سو برس بتلاتے ہیں۔ کسی مورخ نے بھی ایسا نہیں لکھا بس آپکا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ حضرت عقلی قیاسوں اور منطقی دلائل سے تو ست دھرم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ اُسے رٹل اور ڈھکوسلے سمجھتے ہیں۔ پھر بتلائیے آپ کی ایسی فضول گپیات کو باوجود باطل ہونے کے کون حق پسند قبول کر سکتا ہے؟ آپ جیسے واعظوں کے حق میں ہی ایک فاضل نے لکھا ہے۔

مستمع را وعظ تو گریاں کند	خندہ بر اعمال تو شیطاں کند
قول تو در بزم شور انداختہ	فعل تو در دین فتور انداختہ

۶۔ ۵۔ مولوی त्वम स्त्री त्वम पुमा न सि त्वं कमारी उत वा कुमारी त्वं जीर्णो दण्डेन वंचसि विश्वतो मुख॰ अथ॰ वें॰ कां॰ १० मं॰ १८ ॥

ترجمہ۔ تو ہی عورت ہے۔ تو ہی پورا مرد ہے۔ تو ہی بالک ہے۔ تو ہی لڑکی ہے تو ہی بوڑھا ہے۔ لاٹھی لیکر چلتا ہے۔ تیرے ہی انیک روپ ہیں۔ اور منشی محمد امیر صاحب نے صفحہ ۵ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

آریہ ۔ اِس منتر کو آپ نے تین جگہ درج کیا ہے۔ مگر تینوں جگہ غلط کسی نادان سے نقل کروا کر یا کسی خود غرض سے سن سنا کر دہوکا کھایا اور دھوکا دینا چاہا۔ کیونکہ آپ کی عقل تو بقول شخصے پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل باوجود اس قدر ناواقفیت کے اگر مسلمان آپ کو ماہر وید وشاستر اور واعظ اسلام کا خطاب نہ دیں تو کیا کریں سنیئے حضرت اصل منتر یہ ہے

त्वं स्त्री त्वं पुमानसि त्वं कुमार उत वा कुमारी। त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतोमुखः॥ अथर्व क० १० अनु० ४ मं० २७

آپنے صرف منتر ہی غلط نہ لکھا بلکہ اُس کا نمبر بھی غلط دیا ہے ۔ ۲۷ کی جگہ ۲۷ ہی حسن الفاظ ہم نے لکیر کھینچدی ہے۔ وہ آپنے بالکل درج نہیں کئے۔ اس منتر سے آگے پیچھے کے منتروں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر جیو کے وشے میں ہے چنانچہ منتر ۲۰ سے ۳۰ تک تمام ایک ہی مضمون ہے۔ اور جیو کی بابت ذکر۔ اور اگر سچ پوچھو تو ان منتروں میں تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ٹکڑا جو آپ نے درج نہیں کیا ملاتے ہیں۔ تو ارتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے یعنی پرماتما ارشاد فرماتا ہے۔ **منتر ترجمہ** - اے جیو یہ سب حالتیں تیری ہوتی ہیں کبھی تو ستری کے شریر میں۔ کبھی مرد کے جسم میں۔ کبھی لڑکے کے قالب میں اور لڑکی کے جسم میں اور کبھی بوڑھے کے رُوپ میں لاٹھی کے سہارے چلتا ہے۔ کبھی بادشاہ جیسے سب میں لکھا ہوتا ہے۔ اسی طرح تو بار بار پیدا ہوتا ہے" افسوس کہ ایسے منتر کا بھی کسی نے آپ کو صحیح ترجمہ نہیں بتلایا۔ اور دشمنی لکھدیا۔ اور اسپر آپ کا یہ دعویٰ۔ کہ ہیچ مادیگرے نیست - **سعدی** کے قول کی تصدیق کرتا ہے

ہر کہ گردن ۔ دعوےٰ افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

جیوکھشا اور ہنیا اور بدھ پر اعتراضوں کا جواب

۹۱ - ۹۴ - مولوی - رگوید منڈل ۱۰ میں ہے۔ سوریکی کان پیدا ہوا۔ اول تمام عالم کے جو ہوا غالب ایک ہوا۔ قیوم زمین و آسمان یہی سناتن ہیں۔ ایسے ورد ۔ پرکاش دائے کو ہون کرکے قربانی کرتے ہیں ۔ وغیرہ

آریہ - یہ مولوی صاحب نے ہرینیہ گربھا والے منتر کا ترجمہ کسی سے سن سنا کر لکھ دیا ہے یا ہینٹر صاحب کی تاریخ سے آپ کو معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ ویدک سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ ایک پرمالی جو سب سرشٹی کے پہلے ورتمان تھا۔ اُسی نے سب سنسار کو پیدا کیا اور وہی سب کا سوامی ہے۔ وہی سب گروں کو اپنی شکتی سے سنبھال رہا ہے وہی سب کا منتظم حقیقی ہے۔ ایسے سکھ سوروپ پرماتما کی ہم لوگ آدک سادھنوں سے بھگتی کریں"

مولوی صاحب نے دوسرا منتر وہ نقل کیا ہے۔ جس کا ارتھ ہم تکذیب براہین احمدیہ ۷۷ و اظہار حق صفحہ ۸۱ پر لکھ چکے ہیں۔ باقی اُن کے تمام تر وہی اعتراض ہیں جو پادری ہنری مارٹن نے ہم پر لکچر نمبر ۲ میں کئے تھے۔ اور جنکا جواب ہم اُن کے جوابی لکچروں میں دیچکے ہیں۔ مولوی صاحب نے پادری صاحب کی کتاب تو دیکھی مگر ہمارا جواب نہیں دیکھا یا جان بوجھکر اپنا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسی بیہودہ کوشش کی۔ حضرت براہ مہربانی اول ہمارے لکچر نمبر ۲ کو ملاحظہ فرمالیجئے

آگے مولوی صاحب نے منوسمرتی کے چند شلوکوں کے حوالہ سے ماس اور گائے کے ماس کے جائز کرنے کی کوشش کی ہے اس کا جواب ہم مصوں میں دیتے ہیں

منو میں گائے کا مارنا اور خاص خواستہ کھانا نہایت سخت گناہ لکھا ہے مفصل دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۱۰۸ سے ۱۱۷ تک اور ہماری تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۴۴ سے ۱۵۴ تک۔

عام گوشت کھانے کی بات - اس کی بابت منوجی کی صحیح رائے اور وید مقدس کے مطابق ہے۔ مگر صاف لفظوں میں گوشت خوری کی تردید دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۴۹ و ادھیائے ۵ شلوک ۴۸ و ۴۹ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ سے ۵۵ تک و ادھیائے ۲ شلوک ۵ و ۷۵ و ۷۶ و ۱۰۲ و ادھیائے ۱۰ شلوک ۳۰ و ادھیائے ۳ شلوک ۵ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ادھیائے ۴ شلوک ۱۷۲ و ادھیائے ۷ شلوک ۴۷ و ۴۸ ٭

اسکے علاوہ مہاتما ویاس جی نے شہادت دی ہے کہ منوسمرتی کا مصنف گوشت خوری کے سراسر مخالف ہے۔ دیکھو مہابھارت شانتی پرب موکش دھرم ادھیائے ۲۶۶ شلوک ۱ سے ۱۴ تک۔ کل ادھیائے ہی اسی مضمون پر ہے۔ دیکھو مہابھارت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۶۹۹ سنہ ۱۸۹۱ء ایشیاٹک سوسائٹی کی طرف سے۔ اور دیکھو موکش دھرم ادھیائے ۲۱۵ شلوک ۵ سے ۱۱ تک صفحہ ۴۱۶ - ادھیائے ۱۷۵ صفحہ ۵۹۶ شلوک ۲۸ سے ۳۴ تک)

اور منوجی خود بھی فرما گئے ہیں۔ کہ جو میری بات وید کے خلاف معلوم ہو اُسے ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔

या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥

ترجمہ - جو سمرتی وید کے خلاف ہو۔ یا کہیں اور کسی جگہ وید ورود معلوم ہو۔ تو اگر کل ہو تو کل - ورنہ وہ جزو ماننے کے لائق نہیں۔ وہ نشٹ کرنیوالی جہالت کرنیوالے کو بھی نشٹ کردیتی ہے۔ علاوہ بریں ممکن ہے کہ کسی گزشتہ میں بدمزاج حاسد یا مانسک بھاؤ والے لوگ اپنے طبعزاد شلوک یا عبارت بناکر داخل کردیں۔ تو وہ وید کی شرتی کے مخالف ہونے کے سبب عمل کے لائق نہیں۔ علاوہ بریں جب مسئلہ شرادھ مرتک۔ وید کے مخالف ثابت ہو گیا۔ تو اس کے متعلق ساری مصنوعی اور وام مارگ کی کاروائی بھی مردود ہوگئی۔ ہم نے کئی وید منتر تکذیب براہین احمدیہ و ضمیمہ خبط احمدیہ و اظہار حق و لکچر منتریں پیش کردیئے ہیں۔ علاوہ بریں کیا ماس بھکشن آسیہ دھرم اخلاق ہے ہم نامی گرنتھ میں بھی بہت سے وید منتر مذکور ہیں۔ کہ وید مقدس گوشت خوری کے مخالف ہے پس اُس دھرم کسوٹی کے مطابق ہم سب کتابوں کے حق و باطل کو پرکھ سکتے ہیں۔ اور یہی ساتھ سے رشی منیوں کا مت ہے۔

تمام محقق مزاجوں کی تحقیقات کے مطابق تقریباً دو سو کے شلوک منوسمرتی میں ایزاد کیے گئے ہیں جو وقتاً فوقتاً وام مارگیوں کی کرتوت دکھلائی دیتی ہے۔ منشی اندرمن صاحب نے بھی اسپر معقول بحث کی ہے ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جرنل میں بھی اسپر دلائل کیے گئے ہیں۔ محقق مزاج یورپین بھی اس بات کے اقراری ہیں کہ منوسمرتی میں بہت سے شلوک پیچھے ڈالے گئے ہیں۔ چنانچہ میکس میولر۔ پروفیسر جانی دیو شروتی رہیں ولسن برنیل پی اینچ - وشٹرنیم جونس وغیرہ صاحبان نے اپنے اپنے تراجم میں اسکا ذکر کیا ہے علاوہ بریں خود فضلائے زبان سنسکرت نے بھی اسپر خاموشی کا برتاؤ نہیں کیا۔ بلکہ اقبال کہ منوسمرتی میں کئی شلوک لوگوں نے ایزاد کر دیئے ہیں اور اُن کے زیادہ کرنے کا زمانہ بھی اُس کے مختلف طرح کی پڑتال سے ظاہر ہو گیا ہے دیکھو منوسمرتی مطبوعہ سنہ ۱۹۳۲ بمبئی و سنت بنارس اور سب سے بڑی دلیل منو میں ایزادی ہو جانے کی یہ ہے کہ اُس میں اجتماع ضدین اور بے ربط موجود ہے۔ وہ ایک جگہ جس چیز کا منڈن کرتا ہے - دوسری جگہ بلاوجہ معقول کے اُس کا کھنڈن کر جاتا ہے جس سے کسی دانا کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے شلوک ضرور پیچھے ڈالے گئے ہیں جنہوں نے منوسمرتی کو ایک دم نعوذ باللہ زنا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ وہ کون کون شلوک ہیں حال میں ایک فاضل سنسکرت دان نے منو کی بابت نہایت عمدہ تحقیقات کی ہے جو عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ ہمارے دوست ماسٹر آتما رام جی نے بھی اپنے رسالہ ماس نشیدھ میں منوسمرتی کے بابت با تعصب ہو کر عمدہ تحقیقات کی ہے۔

الحق کا جواب

۲-۳- مولوی ع۱ جو دھرم گنیس دیوتا کے نام سے شروع ہوتا ہے وہ سچا نہیں۔ بہت اچھا آپ ہی کے شاستروں پر لکھا ہے۔ وہی جھوٹے ٹھہراتے ہیں۔ وید اوم سے ہرگز شروع نہیں ہوتا یہی سمجھ کی غلطی ہے۔ بلکہ اوم وید کے نام کے پہلے حرف تبرکاً کاتب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو وید کی عبارت میں داخل نہیں۔ وتھر متا شاستر جو وہی گنیش کے نام سے مصدر و مصدر ہے۔ منو کے دوسرے ادھیائے کے ۷۴ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۸۳ یعنے اوںکار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اُسی کی تائید میں ۷۵ ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پرنو تین بار کر کر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ علاوہ اِس کے یہ ایک موٹی بات ہے۔ کہ پرنو کے معنے اگر اوم ہوتے تو آخیر سبق میں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر سوامی دیانند جی نے گنیش جی یا اوروں کو برا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا۔ اگر رشی منی اوروں کا نام نہیں لیتے تھے تو اُن کے شاستروں کے شروع میں متبرک خرطوم والے گنیش کا نام کیوں لکھا گیا ہے۔

آریہ۔ ہم خبردار آپ کے عذرات کی تردید کرتے ہیں۔ ع۱ کا جواب ہمارے شاستروں میں یا اُن پر گنیش کا نام نہیں ہوتا اور نہ ہے۔ دیکھو کھٹ درشن مطبوعہ لاہور یا بنارس کہیں بھی گنیش کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ اُس کے خرطوم کا ذکر و بیان ہے۔ پس ہمارے شاستر سچے ٹھہرے اور آپ کا اعتراض باطل ہوا۔ ع۲ کا جواب۔ وید بے شک اوم سے شروع ہوتا ہے۔ خود وید میں کئی جگہ اوم کا ذکر ہے۔ اوم کی فضیلت میں ایک خاص ادھیائے ہے۔ وید کی شکشا یعنے وید پڑھنے دیکھنے کے قاعدوں میں بھی حکم ہے کہ وید کے آدی میں اوم پڑھا اور لکھا جاوے۔ اور اسی طرح سب شاستروں میں۔ دیکھو اشٹا دھیائی پانی منی (ادھیائے اسوتر) اور رگوید مطبوعہ بمبئی و لنڈن۔ یجروید مطبوعہ لنڈن و لاہور و بنارس۔ سام وید مطبوعہ برلن لنڈن لاہور و بنارس۔ اور اتھروید مطبوعہ بمبئی و لنڈن و لاہور ملاحظہ فرمایئے۔ اُن میں ہرگز گنیش یا کسی اور دیوتا کا نام و نشان نہیں۔ ع۳ کا جواب تمام منوسمرتی میں گنیش کا لفظ نہیں۔ اور نہ اُس کے کسی شلوک کے آغاز میں ہے۔ ولایت میں جو سمرتی چھپی ہے۔ اُن میں بموجب پرانی کاپیوں کے گنیش کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ پرانے نسخوں میں ایسا قاعدہ نہیں تھا۔ منوسمرتی میں ہدایت ہے۔ کہ اوم سے شروع کرنا چاہیئے۔ پھر وہ فاضل خود اُس کے خلاف کیسے کر سکتا ہے۔ بنا بریں یہ عذر محض ناکارہ ہے۔ ع۴ کا جواب آپ کے اِس عذر کو پڑھ کر ہمیں صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ آپ سنسکرت یا ناگری نہیں جانتے۔ بلکہ اردو حرفوں میں لکھی ہوئی ہندی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بات ہم ایماناً کہتے ہیں کہ آپ کو مطلق ہندی یا سنسکرت سے ذرہ بھی آگاہی نہیں۔ سُنئے ہم آپ کی لیاقت اور فخر اور غرور کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑتے ہیں۔ منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے شلوک ۷۴ کی بابت ہم نے اظہار حق صفحہ ۲ پر لکھا تھا۔ کہ آریہ دھرم اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اس واسطے سچا ہے۔ دیکھو منو ۲-۷۴۔ اِس پر آپ کہتے ہیں کہ منو کے دوسرے ادھیائے کے ۷۴ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے دیکھو منو ۲-۸۳ یعنے اوںکار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۷۵ ہے جسے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے پرنو تین بار کر کر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ جناب واعظ صاحب یہ ہماری غلطی نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کی غلطی ہے۔ اور ساتھ ہی پیروان دین محمدی کی غلطی کہ اُنہوں نے آپ کو واعظ اسلام بنا دیا। प्रणव پرنو۔ جسے اردو خوان سنسکرت سے نادان یا اردو حروف کے ناکمل ہونے کے باعث پرنو لکھتے ہیں۔ وہ پرماتما کا اسم ذات ہے۔ سب دنیا کے فاضل اور تمام لغات اس میں متفق ہیں۔ منو ۲-۸۲ میں تو प्रणव لفظ ہے لیکن ۸۳ میں پرنو نہیں ہے۔ بلکہ پرانایام प्राणायाम ہے۔ جس کے معنے حبس دم کے ہیں جو یوگ کا ایک سادھن ہے۔ ادھیائے ۶ شلوک ۷۰ میں صاف لکھا ہے۔

एकाक्षरं परं ब्रह्म प्राणायामः परं तपः । सावित्र्यास्तु परं नास्ति मौनात्सत्यं विशिष्यते ॥ ८३

ترجمہ۔ ایک اکشر یعنے اوم ओ३म् یا ओम् یہی پرم برہم کا اسم ذات ہے جسے پرنو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی سب سے بڑا ہے۔ اور پرانایام یعنے حبس دم پرم تپ سب سے بڑی عبادت ہے۔ ساوتری یعنے گایتری سے بڑھ کر کوئی منتر نہیں اور سچ بولنا خاموشی سے بہت بہتر ہے۔ یہی ذکر یوگ شاستر پاد ایک سوتر ۲۷ سے ۲۹ تک ہے۔ اور ایسا ہی اِس شاستر کے بیاس بھاشیہ میں بھی ذکر ہے راجہ بھوج کی بنائی برتی میں بھی اِس کا بیان ہے۔ کرشن جی نے بھی کہہ کر بھی ذکر فرمایا ہے۔ شری سوامی جی نے بھی ستیارتھ پرکاش حصہ اول میں تشریح کی ہے۔ اب بتلایئے مولوی صاحب یا واعظ صاحب بلکہ میاں مٹھو ماہر وید و شاستر جی باوجود اُمّی ہونے کے اِس قدر چالاکی کرنا آپ کا عین نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ خدا کو در حقیقت مانتے ہیں تو اپنی غلطی اور نادانی کا اقبال کیجئے۔ اور آئندہ ماہران وید و شاستر کے سامنے شیخی نہ بگھاریئے اور نہ کبھی ایسا بیہودہ دعوے کیجئے۔ ورنہ خاموش ہو جایئے۔ اور منہ پر مہر سکوت لگایئے تاکہ ہم یہ مصرع پڑھ کر صبر کریں۔ کہ خاموشی جو ہر [illegible] ع۵ کا جواب۔ یہ اعتراض بھی آپ کی لیاقت کی اصلیت جتلاتا ہے۔ ہم نے لکھا تھا وہی سبب ہے کہ سوامی دیانند جی مہاراج نے اِس کا کھنڈن کیا۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ کس کا؟ بلکہ اگر سمجھے تو یہ سمجھے کہ سوامی دیانند جی نے گنیش کو یا اوروں کو برا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا۔ حضرت یہ ہمارا غلط ہے اور نہ ہمارا یہ مطلب ہے ہمارا منشا تو صاف ظاہر ہے کہ منو اور وید دیوتا کے نام سے شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتے بنا بریں یہ طریقہ باطل ہے۔ اور اسی باطل طریقہ کا سوامی جی نے کھنڈن کیا۔ کہاں سوامی جی نے کسی کو برا کہا جس پر آپ نے ہندوؤں کو بہکانے کیواسطے لکھ مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ پرانوں میں دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے۔ اور یہ سارے پُران ایک ہزار برس کے اندر جینی لوگوں نے ہندوؤں کو دھوکا دینے یا جینی بنانے کی خاطر لکھے ہیں۔ سوامی جی نے ہندوؤں کو جینی بننے سے روکا اور وید مقدس کی دعوت کی ست دھرم کی طرف بلایا۔ دیوتاؤں کی عزت قائم کی۔ اور اُن کے کلنک ست شاستروں کے حوالہ سے دور کیئے اور پرانوں کی تردید کی۔ نہ تو سوامی جی نے کوئی خلافت قائم کی۔ اور نہ ہم اُس کے طلبگار۔ البتہ اُمّی پیغمبر کی خلافت آپ جیسے اُمیوں کو مبارک رہے۔ نمبر ۲ کا جواب۔ بیشک رشی منی کسی اور کا نام لکھنے کو برا سمجھتے تھے بلکہ اُن کا تو قول ہے کہ جو کسی اور کا نام اوپاسنا کے طور پر پکارتے ہیں وہ گدھے ہیں۔

यो ऽन्यां देवतामुपास्ते न स वेद यथा पशुरेवं स देवानाम् ॥

یونانوں کے زمانہ کے بعد جب دیوتا پرستی آریہ قوم میں رائج ہوئی۔ یعنی ایک ہزار برس یا ڈیڑھ ہزار برس سے ادھر گیتیش کا نام اور اس عجائب المخلوقات کی تصویر شکلوں میں گھڑنے لگی۔ ورنہ پہلے اس کا یا کسی اور شخص کی بت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جس طرح تیرہ سو سال سے پہلے گور پرستی و تعزیہ پرستی یا محمد پرستی اور اسلامی کتابوں میں ان کی صفت لکھی شروع ہوئی۔ اس سے پہلے نہیں تھی۔

۳ و ۴۔ مولوی۔ ہمہ اوست کی تعلیم والے شرتوں میں کہاں لکھا ہے کہ یہ قرآن کا مضمون ہے۔ البتہ وید ہی کو اس باطل تعلیم کا چشمہ اُپ نشدوں و یوگ وششٹ وغیرہ نے بتایا ہے۔ قرآن میں ہمہ اوست یا ہمہ از وست کا ذکر بس تمہاری سمجھ کی غلطی ہے۔

آریہ۔ مولوی رومی جو ہمہ اوستی فرقہ کا مشہور پیشوا ہے۔ وہ لکھتا ہے ؎

من ز قرآں مغز را برداشتم | استخواں پیش سگاں انداختم

ہمہ اوست کے ماننے والے علماؤں نے لکھا ہے ؎

مثنوی مولوی معنوی | ہست قرآں در زبان فارسی
من چہ گویم وصف آں عالیجناب | نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

اسی طرح فصوص میں کئی حوالہ قرآن و حدیث کے موجود ہیں۔ اب بتلایئے کہ ہزاروں علمائے اسلام کی سمجھ کی غلطی ہے یا ہماری یا تمہاری۔ جامی۔ محی الدین عربی۔ مولوی رومی۔ منصور۔ شمس۔ وغیرہ سارے نہ سمجھے تھے صرف آپ ہی سمجھنے والے پیدا ہوئے۔ کن فیکون کا مسئلہ یا عدم سے وجود اور خدا کے نور سے سب کی پیدائش۔ یہ سب کے سب ہمہ اوست کی جان ہے۔ اور اسلام کا ایمان۔ البتہ وید سے اس کا کوئی تعلق نہیں بیاس جی کا ویدانت شاستر اس کے مخالف ہے۔ دسواں آپ لیکچر اس کے مخالف ہیں۔ آج تک کسی ہمہ اوست کے پیرو نے کوئی شرتی وید کی اس مسئلہ کی تائید میں پیش نہیں کی۔ اور ہو کہاں کیونکہ مادہ اور جیو کا انادی ماننا خود ہی اس مسئلہ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑتا ہے۔ در اگریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور انصاف کو کام میں لاؤ پھر سمجھو۔ کہ کس کی سمجھ کی غلطی ہے۔

۴۔ مولوی۔ اگر اہل یورپ کو آپ محقق جانتے ہیں اور ان کی شہادت پر صداقت کا بھی اعتبار ہے تو مسیح پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے۔

آریہ چند فاضل یورپین کی شہادتیں جو ہم نے اظہار حق میں درج کی تھیں ان میں سے کئی تو عیسائی نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے ماننے والے ہیں۔ بعضے لامذہب۔ اور بعضے مسیح کے پیرو۔ ان کی علمی تحقیقات سے ہم کیا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا عیسائیوں کی ریل پر چڑھ کر آپ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ یا عیسائیوں کی تار میں خبر دینے سے مسیح کو ابن اللہ ماننا پڑتا ہے۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے اعجاز التنزیل میں بہت سے انگریزوں کی شہادتیں درج کی ہیں۔ مگر وہ عیسائی دین کو نہیں مانتے۔ اور اسی طرح مولوی عبید اللہ وغیرہ نے بھی مگر وہ عیسائی نہیں ہوئے جو جواب اس کا آپ لوگ دیں۔ وہی ہماری طرف سے سمجھیں۔

۴۔ مولوی۔ منو ۱/۹۹ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے خزانہ دھرم کی محافظت کے واسطے برہمن کا روپ دھار کر دنیا میں نزول فرمایا ہے۔

آریہ۔ منو کے اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں کسی بیوقوف نے آپ کو دھوکا دیا۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ برہمن کا ہونا دنیا میں معمولی بات نہیں بلکہ پرماتما نے اس کو سب لوگوں کے واسطے دھرم کا پوشیدہ خزانہ ٹھہرایا ہے۔ یعنی وہی دھرم کا سچا محافظ۔ پس جو دھرم کا پہنچ ہے وہی برہمن ہے۔ اور اس کا دھرم سمجھا

سے سمجھنا چاہیئے

۴۔ ۵۔ مولوی۔ منو ادھیائے ۹ شلوک ۸ میں ہے کہ شوہر اپنی عورت میں گھس کر حمل شکل بنا دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ عورت کی ذات کے اندر عورت سے نسبت رکھنے والا دھرم وہی ہے کہ عورت میں آپ پیدا ہوئے۔ اگر سچ ہے تو نصیب آریہ باد۔

آریہ۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اس کا مطلب آپ نے سمجھا۔ منوجی کا یہ مطلب ہے۔ کہ خاوند اور استری کے باہمی تعلقات اور کمال محبت سے جو حمل ہوتا ہے وہ پیدا شدہ لڑکا بالکل باپ کے ہمشکل ہوتا ہے۔ گویا اسی کا دوسرا قالب ہے۔ اور اسی کی تائید شلوک ۷، ۹ و ۱۰ سے ہوتی ہے۔ اسی سبب سے ضروری ہے کہ عورتوں کو خورسند رکھا جاوے اور باہمی شوہر و زوجہ میں کمال محبت ہونی چاہیئے۔ جس سے نیک اولاد پیدا ہو۔ اسی واسطے آریوں میں ریت ہے کہ جب استری رجسولا ہو کر سنان کر شدہ ہووے۔ تو آئینہ میں اپنا منہ دیکھے۔ یا اپنے خاوند کی شکل دیکھے۔ یا کسی اور اپنے خاندان کے بزرگ کی۔ تاکہ لڑکا اپنے خاندان کی ہمشکل ہو۔ اب زمانہ حال کے محقق ڈاکٹر علم تشریح کے رو سے نسل انسان کی بابت یہی تحقیق پر پہنچے ہیں کہ یہ پورانے آریوں کی فلاسفی بالکل صحیح ہے۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حضرت موسیٰ بھی اس فلاسفی سے آگاہ تھے۔ اور حضرت محمد بھی خواہ یہ ان کو کسی وسیلہ سے ملی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ لولا سرّ الابید کہ بیٹا باپ کا بھید ہے۔ یہی منشا ہے۔ منو کے اس شلوک کا آپ عقل و دانش سے کام لیں۔ اور جان بوجھ کر چاند پر دھول نہ ڈالیں۔

۵۔ مولوی۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۰۶/۱۰ میں لکھا ہے کہ سب امتر رشی دھرم اور ادھرم جاننے والے نے بھوک سے لاچار ہو کر چنڈال کے ہاتھ سے کتے کی ران لیکر کھانے کے واسطے تجویز فرمایا۔ اور ایسے ہی رشی بامدیو نے بھوک سے لاچار ہو کر جان بچانے کے واسطے کتے کا گوشت کھانے کی خواہش کرنے پر بھی گناہگار نہ ہوئے۔

آریہ آپ کی لیاقت تو وام دیو کو بامدیو کہنے سے ظاہر ہے۔ اور سب امتر لفظ بھی نہیں وشوامتر ہے۔ یہ شلوک نمبری ۱۰۶ و ۱۰۸ ہیں۔ آپ نے ان کا مطلب نہیں سمجھا یا جان بوجھ کر اعتراض کیا۔ یہ تمام آپت کال کا دھرم ہے۔ انہوں نے یہ ان بچانے کے واسطے ایسا کیا۔ نہ کہ لذات نفسانی کے واسطے سکھوں کی فوج نے ہنگام فتح خیبر بھوک کے غلبہ سے مسلمانوں کی پکی ہوئی روٹیاں کھا لیں کیونکہ تمام فوج بھوکھی تھی۔ اور ایک جگہ گوبند سنگھ جی نے بھی ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ بہادر سیوا جی یا کسی اور کی بابت بھی سنا ہے۔ کہ انہوں نے بھی ایسا کیا تھا۔ اور اسی کے مطابق قرآن کے مصنف نے بھی تین قانون پر مردار جائز کر دیا ہے۔ سورہ مائدہ میں ہے فمن اضطر فی مخمصۃ پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں یعنی در مخمصہ خوردن مردار جائز است۔ و نزد ابو حنیفہ فائدہ لفظ غیر مائل بگناہ آنست کہ زیادہ از ضرورت نخورد۔" (صفحہ ۱۰۱ نولکشور)

پھر قرآن سورہ انعام میں ہے۔ الا ما اضطررتم الیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ میت حرام است الا وقت ضرورت تناول آں رخصت است"

(صفحہ ۱۳۵۔ نولکشور)

منوسمرتی میں اس کی بابت ایک اور جگہ بھی لکھا ہے۔

आपतकालेतु वि प्रा वो शौचाचारे मकल्पयेत् ॥

انتقال بشارت احمد

یعنے آپت کال میں وید کے ماننے والوں کے واسطے شوچ آچار یعنے طہارت ظاہری وطہارت متعلقہ خوراک کی تاکید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آپت کال میں صفائی صدق اور خوراک کے متعلقہ طہارت نہ رکھ سکے یعنے ناجائز خوراک کھائے۔

تو وہ پاپی نہیں ہوگا۔ اور نہ سزا کا مستحق ٹھہرایا جاویگا۔ اسی منوسمرتی کے حکم کو سن سنا کر مصنف قرآن نے بھی اس کی تقلید کی اس سلا یئے کہ اس میں مصنف دھرم شاستر یعنے منو بھگوان اور مصنف قرآن مساوی ہوگئے یا نہیں۔

ہم نے اظہار حق صفحہ ۱۰ پر لکھا تھا کہ اجی گرتا کی کہانی اور اسی قسم کی کہانیاں وید مقدس میں ہرگز نہیں ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

۸۔ **مولوی۔** یہ دعوے بھی باطل ہے۔ دیکھو منوجی کہتے ہیں کہ اجی گرت رسی نے بھوکھ سے لاچار ہو کر اپنے بیٹے شونہ شیپ کو بیچا۔

آریہ۔ مولوی صاحب! ہم نے کونسا باطل دعوی کیا۔ اور آپ نے کیا ثبوت دیا۔ ہم نے تو اجی گرتا کی کہانی کے ہونے کا وید میں انکار کیا تھا۔ نہ کہ منو سے۔ بیشک منو میں اجی گرتا کی کہانی ہے۔ ایسی ہی بیسیوں کہانیاں اور ہیں۔ مگر وید میں ہرگز نہیں۔

وید کی حقیقت کا جواب

۱۔ **مولوی۔** اگر آریہ دھرم سچا ہوتا تو پرمیشور کے نام سے شروع ہوتا۔ نہ گنیش وغیرہ دیوتاؤں کے نام سے اور جو گنیش پرمیشور کا نام ہے تو وید میں کیوں نہیں۔ اور یہ نام پرمیشور کا کس نے رکھا۔

آریہ۔ آریہ دھرم سچا ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ کسی غیر کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ وید تو وید بھارت بھی گنیش کے نام سے شروع نہیں ہوتی ہے جو کہ مقدس گرنتھ۔

आध्यं पुरुषमीशानं पुरुहूतं पुरुष्टुतम् ।
ऋतमेकाक्षरं ब्रह्म व्यक्ताव्यक्तं सनातनम् ॥ १
असच्च सदसच्चैव यद्विश्वं सदसत्परम् ।
परावराणां स्रष्टारं पुराणं परमव्ययम् ॥ २ ॥
मङ्गल्यं मङ्गलं विष्णुं वरेण्यमनघं शुचिम् ।
नमस्कृत्य हृषीकेशं चराचरगुरुं हरिम् ॥ ३ ॥

دیکھو بھارت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۸۳۴ء

ترجمہ۔ وہ پری پورن اور سب سے عزت اور تعریف کے یوگ اور تمام بھلائی چاہنے والا سب کا اشٹ دیوست سروپ ایک لازوال سب سے بڑا اور پرکرتی سے پرے سناتن ہے۔ چراچر جو تمام عالم ہے۔ یعنے جیو اور پرکرتی ان سب سے اعلی ہے۔ وہ سب سرشٹی کا سرجنے والا۔ قدیم اور بے عیب بنے وکار رہت ہے۔ تمام کلیاں کا بھنڈار سرب دیاپک انت کرن کرنے اور دھیان کے یوگ اور قدوس ہے۔ تمام اندریوں کا رچنے والا۔ مالک اور متحرک وغیر متحرک کا منتظم اور جیوؤں کا آدی ستگرو ہے اور ذریعہ ویدوں کے جو ہے اسی پرماتما کو نمسکار کرتا ہوں۔

مصنفان پورانوں کا بھی خیال ہے۔ کہ وید۔ رامائن۔ پوران بھارت اس سب میں آد۔ مدھ۔ انت میں پرمیشور کی حمد کرنی چاہیئے۔

۷۔ **مولوی۔** یہ سام وید کا منتر ہے۔ دیانند صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔ پُتر تو انگ انگ (عضو عضو) سے اتپن ہوئے۔ (پیدا شدہ) بیج (منی) سے اور ہردے (تصویر یا دل) سے اتپن (پیدا) ہوا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما (روح) ہے۔ مجھ سے پورو (اول) مت مرے کنتو (البتہ) سو برس تک جیوے۔

آریہ۔ بے شک سوامی جی مہاراج نے یہ ترجمہ لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہ تو اُس کو صحیح سمجھا اور نہ صحیح ترجمہ کیا اور نہ اسکو صحیح نقل کیا آپ نے ہردے کے معنے تصویر یا دل لکھا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے معنے دل یا طبیعت کے ہیں۔ وہاں اوپتن ہوا ہے لفظ نہیں ہے بلکہ اوپتن ہوتا ہے۔ یہ فقرہ ہے۔ وہاں بیج بھی نہیں بلکہ ویرج ہے۔ آپ کی لیاقت تو کنتو کا ارتھ البتہ کرنے سے ظاہر ہے۔ حضرت کنتو کا ارتھ بلکہ ہے۔ البتہ پائے شک نہیں۔ یہ ہنتو کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۰) افسوس کہ اس لیاقت پر یا ہر وید وشاستر کا مطالب اور ویدوں کی غلطیاں نکالنے کا دعوے اور سوامی جی پر علمی اعتراض کرنے کا زعم۔

۱۷۔ **مولوی۔** رگوید منڈل ۹ سوکت ۱۱۴ منتر ۵۔ پنڈت لیکھرام نے منتر ۱۰ کا ترجمہ لکھا ہے۔ اے آدی تکلیفوں کے کھونے والے سرور اور خوشی کے دینے والے جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی دیا چمکتا ہے۔ جس سے تو جن کو جانتا ہے۔ اس اپار شکتی سے اپنے پوجاری کو اپنے میں سنتھر کرلے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے۔ تیری رحمت سب کی کلیان دایک ہے۔

آریہ۔ ناظرین خدا کے واسطے خیال کریں۔ جو ہمارے ترجمہ کے سمجھنے اور صحیح نقل کرنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتے۔ وہ ہم سے مقابلہ کریں ۹ ہمارا ترجمہ یہ نہیں ہے دیکھو رسالہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰) خدا کے فضل سے مولوی صاحب نے شروع بسم اللہ ہی غلط لکھی۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اے آدی یا آدی کلیشوں کے ناش کرنے ہارے۔ شدھ سروپ سرب آنند۔ دایک پرماتمن جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی دیا چمکتا ہے جس گیان سے تو سب چراچر کی حالتوں کا گیاتا ہے سو اس اپنی اپار شکتی سے اپنے اپاسک کو اپنے گیان میں سنتھر کیجئے۔ تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہو کر تیری۔ انبانتی معرفت کو پراپت ہو۔ ہے پربھو تیری مہان کرپا سب کی کلیان دایک ہے۔" اب ناظرین دیکھئے کتنا دھوکا کھایا اور کس قدر مغالطہ دینا چاہا۔ اور پھر باوجود اسقدر ناواقفی کے اُلٹے ہم پر اعتراض۔

صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر یاگو لک سمرتی کو مولوی صاحب نے یہ گو لکھ اسمرتی اور جاگو لکھ اسمرتی لکھا اور اس میں سے کچھ اعتراض کیئے ہیں مگر وہ ہمارے دھرم کی پستک اور نہ ست دھرم سے اُس کا تعلق۔ وہ قریب زمانہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے کسی پرمانیک گرنتھ میں اُس کا حوالہ نہیں ہے بنابرآں وہ غیر مستند ہے۔ اور مولوی صاحب کی لیاقت تو سمرتی کو اسمرتی لکھنے سے ظاہر ہے۔

۲۱۔ **مولوی۔** یہ رگوید کے پہلے منڈل کا منتر ہے۔ دیانند صاحب اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ ہم کس کی تعریف اور ساراد ہنا کریں۔ یہاں کونسا دیوتا بڑے اونی (بقول دیانند صاحب زمین) تک پہونچائیگا۔ تاکہ میں اپنے

ماتا پیتا کے درشن کر سکوں۔

آریہ ۔ یہ مولوی صاحب نے سوامی جی کے ترجمہ کے حوالے سے

कुहस्विदोषा कुह वस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतः कहोषतुः को वां शयुत्रा विधवेव देवरं मर्यं न योषा कृणुते सधस्थ आ ॥ ऋ० म० १० सू० ४० मं० २

اس منتر کا ترجمہ لکھا ہے۔ مگر یہ اس کا ترجمہ ہرگز نہیں۔ بلکہ کسی اور کا ہے۔ اور غالباً رگوید منڈل ایک سکت ۴۳ منتر ایک یا ۲ کا غلط ترجمہ ہے۔ نہ کہ اس منتر کا اور اسی طرح صفحہ ۲۴ پر **उदीर्ष्व नारि** والے منتر کا ترجمہ بھی محض بے بنیاد اور غلط لکھا ہے۔ یہ منتر رگوید کے دسویں منڈل کے ۱۸ سکت کا آٹھواں ہے ان دونوں کا ترجمہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ پر کیا ہے۔ پس یہ مولوی صاحب کی بڑی بھاری علمی عقلی اور سمجھ کی غلطی ہے۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب سنسکرت یا ہندی بھاشا بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔ اور لکھنے میں تو انہیں بالکل مادہ ہی نہیں۔ وہ کسی ناگری پڑھے ہوئے سے کچھ اردو میں ترجمہ کرا کر اور پھر صفحہ کے مطابق کتاب سے نقل کروا لیتے ہیں اور جیسا کہ وہ جاہل ہوتا ہے۔ یہ بھی گمراہ رہ کر نادانی میں مبتلا ہو کر سرگرداں رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں عرفی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے

سبک عناں شود خود را بملک علم رساں	از بیں چہ سود کہ انگشت جہل میخائی
جنون ز سر بنہ و دست عقل گیر و بیا	کزیں بہانہ مسلم شوی کہ شیدائی
ازاں حساب تو ہر دم تفاوتے دارد	کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی
ز زیر جامہ نہاں کردہ برص بیکن	بچشم اہل بصارت برہنہ آئی
خراب کردہ جبلے و فارغ از دو نقش	عظیم درد سے داری و لیس شکیبائی
اگر در آئینہ بینی ز شرم نشستے خوبش	بچاہ و چل در افتی چو دیدہ بکشائی
بحیرتم کہ چہ دانند رہ ندت ریں دو رو	کہ میں جہل و داری گمان دانائی

۴۴۔ **مولوی** ۔ یہ اتھروید کے چودھویں کانڈ کا منتر ہے۔ دیانند صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ ہے خاوند اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانوں کی خدمت کرنے والی اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ سرو شاستر ودیا یکت اُتم پتر آدی سے سہت شوبھ پتروں کو جنے۔ دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے والی پتی۔ (خاوند) دیور (خاوند کا بھائی) کو پراپت ہو کر اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتری کو سیون کیا کر۔ یعنی وید کا مصنف کسی بدتمیز استری کو یہ نصیحت کرتا ہے۔ کہ آ اے عورت تو اس خانہ داری میں جہاں ہاتھی ستھیلیا جھیل رہی ہے۔ خاوند و دیور کو دکھ بالکل نہیں دیتی۔ اور دیور کی کامنا بھی کرتی۔ (دلی امید بر لاتی) اور اس کو سکھی رکھتی ہے۔ اور اچھے اچھے بالک جنتی ہے۔ وہاں اتنی تکلیف اور بھی گوارا کرلے۔ یعنی خاوند اور دیور سے نمٹ نمٹا کر اس اگنی پروہت پر بھی کرپا کر دیا کر (بلکہ اس سے اور یہ تجھ سے آنند ہووے۔ پیارے منتر و قد افھو کہ دے۔ منتر بہ لب سے عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور دیور وغیرہ سے زنا کرنا اور پروہتوں (اعتقاد کرنیوالوں) کا بیگانہ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ رکھنا بخوبی ثابت ہے۔ اور یہ اگنی پروہت بھی کوئی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ پرائی استری کو چھیڑنے کے کیا معنی۔ پس یہاں کانوں میں دھولا کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ اس لئے یہ اگنی پروہت ایسی تہمت سے پاک نہیں رہ سکتا۔

آریہ ۔ افسوس جہالت تیرا ستیاناس۔ اور ہائے نادانی تیرا سرا ہو ستیاناس

کی آنکھوں پر تعصب کی ایسی سخت پٹی باندھ دیتی ہے۔ کہ پھر اسے کوئی ہزار سمجھائے وہ نہ سمجھتا ہے۔ اور نہ مانتا ہے۔ اور با وجود اس لاعلمی کے اپنے آپ کو فرعون بے ساماں سمجھتا ہے۔ سوامی جی نے منتر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۷ پر لکھا۔ اور وہاں ہی اس کا ترجمہ کیا تھا۔ "ہے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس گرہ آسرم میں پشوؤں کے لئے کلیان کرنے ہاری اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ اور سرو شاستر ودیا یکت۔ اُتم پتروں سے سہت شوبھ پتروں کو جننے دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے ہاری پتی وا دیور کو پراپت ہو کے اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتر کو سیون کیا کر۔"

پیارے ناظرین! یہ منتر بدھوا کے دوسرے بیاہ کے وشے میں ہے جسکو سنسکرت میں نیوگ کہتے ہیں۔ پتی اسکو کہتے ہیں۔ جس نے خود برہم چریہ کے بعد باکرہ برہم چارنی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن ایسے سمبندھ کے ٹوٹ جانے یعنے برہم چاری خاوند کے مرجانے کے بعد جو دوسری شادی میں پتی ہو۔ اُس کا نام پتی نہیں۔ بلکہ دیور ہے۔ خواہ وہ خاوند کا بڑا یا چھوٹا بھائی ہو۔ یا اور کوئی خاوند کی گوت کا یا اور کوئی ہو۔ جس سے شاستر کے مطابق شادی ہو سکتی ہو۔ اُس کا نام دیور ہے۔ کیونکہ وہ وید کی نہایت پرانی تفسیر میں دوسرے خاوند کا نام جو دوسری شادی سے ہو دیور ہے۔ اگنی ہوتر کہتے ہیں۔ آگ میں ہوم کرنے کو۔ یہ کسی آدمی کا نام نہیں۔ اور نہ پروہت کا نام ہے۔ ہاں اگنی ہوتری نے شک اگنی میں ہوم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ جیسے نمازی مگر یہاں سوامی جی کے ترجمہ میں تو اگنی ہوتری لفظ ہی نہیں۔ بلکہ اگنی ہوتر ہے۔ مطلب اس منتر کا یہ ہے۔ کہ ہے بدھوا استری تو اول شادی کی طرح دوسری شادی میں بھی گھر کے کام اور اگنی ہوتر وغیرہ۔ پنچ مہا یگ روز کیا کر۔

جس طرح اندھے حافظوں نے ہاتھی کو نہیں پہچانا تھا۔ بلکہ کسی نے سانپ اور کسی نے جاروب اور کسی نے بادکش کی طرح سمجھا۔ ایسا ہی حال ہمارے واعظ اسلام حافظ ابو رحمت حسن صاحب کا ہے۔

قرآن **سورہ نساء** میں ہے۔ **والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم** ترجمہ اور حرام کی گئیں اوپر تمہارے شوہر دار عورتیں۔ مگر سوائے ان کے جنکے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ "اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند نکاح وشری او صحیح بود۔ ہر چند آنجا زوج داشتہ باشد۔" (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن سنہ ۱۲۹۱ھ نولکشور)

نیز اس پر تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ عورتیں لڑائی میں بندی ہو کر ان کے ہاتھ میں آئی ہیں۔ پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے واسطے حلال ہیں۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں۔ مفصل دیکھو ہمارا رسالہ جہاد صفحہ ۱۲ و ۱۳) اس کے علاوہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ ابو سعید خدری نقل میکند۔ کہ در حرب حنین از غنائم اوطاس مال بسیار باہل جہاد رسید۔ و از جملہ زنانے کہ شوہران ایشاں را حسب نصب مے تسناختیم بقید اسیری ما در آمدند۔ و چوں حرمت زنان شوہر دار ما را معلوم شدہ بود در حل حرمت اسیران متردد گشتیم۔ و ایشاں را اگرچہ مالک بودیم بایشاں نزدیک نمی شدیم۔ بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ این آیت نازل شد۔ **والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم** کہ زنان گفتہ اگرچہ شوہر دارند اما چوں بسبب سبی ملک یمین شما رانند تصرف

در ایشاں حلال است بشرط اخراج از دار الحرب بے از دواج ایشاں و ایں قول امام اعظم است۔ و باقی ائمہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میدانند" (صفحہ ۱۰۲ جلد اول)
اور حضرت محمد صاحب خود بہ نفس نفیس جب لشکر جہاد کیواسطے جاتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ فلانی جگہ جہاد کو جاؤ۔ وہاں سے خوبصورت اور حسین لونڈیاں پکڑ لاؤ۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ جد بن قیس را گفت هل لك في جهاد بني الاصفر تتخذ منهم سراري[1] وصفا یعنی ہیچ شائق قتال اہل سوم میل کنی۔ واز ایشاں سرتہائے خوب و کنزاں نیکو بگیری" (صفحہ ۲۵۸ سورہ توبہ جلد اول)

اب ہم آپکے مقررہ قاعدہ کے چند سوال و جواب درج کرکے مضمون کو ختم کرتے ہیں

سوال بھلا صاحب جس مذہب میں زناکاری اور مکان پرستی اور سنگ سیاہ پرستی اور گور پرستی شرعاً والفاً و فعلاً جائز ہو۔ اور حلالہ حلال اور متعہ تمتع کے لائق ہو۔ اور جس میں کئی برس تک شراب جائز اور مباح کی گئی ہو۔ اور خدا کے نام پر جالوروں کی خونریزی کیجاتی ہو۔ اور لاکھوں بیگناہ مخلوق کا گلا کاٹا جانا حکم خدا کہا جاتا ہو۔ اور جس میں عورتوں کا بیچنا اور ہلانا جائز ہو۔ کیا وہ دین خدا جل شانہ کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسا مذہب اگر خدا کی طرف سے ہے۔ اور اچھا راستہ سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر شیطانی پنتھ اور برا طریقہ کونسا ہوگا۔ حضرت کبیر جی نے کیا سچ کہا ہے۔

جیو ندہ دھرم کر تھا ہیو ادھرم کہاں کہو بھائی
بگلا کو مسی ور کر تھا ہیو کہاں کو کہو قصائی ٭
ان تھکا ان بسمل کیا دیا وہاں سے بھاگی۔
کہے کبیر سنو بھائی سادھو آگ دوناں گھر لاگی ٭

سوال راہ حق کے متلاشی اور نجات کے طالب کو پھر کیا کرنا چاہئے۔

جواب ایسے ناقص طریقہ کو ترک کر صراط المستقیم و بدمقدس کو بے خوف و بیم تسلیم کرنا چاہئے۔ اور آریہ دھرم پر ایمان لا کر نجات حاصل کرنا چاہئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیر خواہ

لیکھرام آریہ مسافر

[1] سراری جمع سریہ کی ہے۔ لونڈیاں۔ مدخولہ اور اسی کے قریب معنے وصفا کے ہیں۔ یعنی باندی و کنیزک (از مؤلف)

جہاد

تیسرے ایڈیشن کا دیباچہ

ازاڈیٹر آریہ مسافر کی تصانیف مذہبی دنیا میں ایک عجیب مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس علم اور عقل کے زمانے میں جبکہ پرانے توہمات کی بیخ کنی ہوتی چلی جاتی ہے۔ جبکہ تحقیقات حق نے تلوار اور جبر کو قریباً شائستہ دنیا سے بالکل بھگا دیا ہے۔ ایک ایسے محقق کی تصانیف جس نے کہ بلا حوالہ جات مستند کے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہ لکھا ہو۔ فی الحقیقت طالبان حق کے لئے وہ حکم رکھتی ہیں۔ جو کہ افریقی صحرا نوردہ کے لئے ٹھنڈا پانی۔ محمدی مسلمانوں کا مسئلہ جہاد بھی پرانے توہمات میں سے ایک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ یہ مسئلہ دیگر توہمات کی نسبت زیادہ تر خطرناک اور غارت گر دین حق و برباد کنندہ مسلم ایمان ہے۔ شکر کا مقام ہے۔ کہ علم کی روشنی کے آگے جہالت کی تاریکی ٹھہر نہ سکی۔ اور جن حضرات کے بزرگوں نے کہ دین حق سے گمراہ ہونے کی وجہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں دنیاوی تلوار سے کام لیا تھا۔ انہیں بھی آخر کار زبان حال سے اقرار کرنا پڑا کہ جبر کا دھرم سے کوئی تعلق نہیں

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب پیغمبر عرب کی امت خود اس مسئلہ کی غلطی کی قائل ہے۔ تو مردوں کو اکھیڑنے سے اب حاصل۔ بالغرض اگر ہمارے محمدی بھائی صاف طور پر اپنے بزرگوں کی غلطیوں کے قائل ہو جاتے تو گذشتہ را صلوٰۃ کی نصیحت پر عمل کرنا لازم تھا۔

لیکن افسوس ہمارے تعلیم یافتہ محمدی بھائیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوششیں کیں۔ کہ محمدی اسلام کبھی بھی تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا گیا۔ اور یہ بھی دعوے کیا کہ قران کی مقدس کتاب میں اس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں ہے یہی وجہ تھی کہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے قرآن احادیث اور تاریخ کے مستند حوالہ جات سے ثابت کر دکھایا کہ جہاد محمدی تعلیم کا ایک جزو عظیم ہے۔ اس تحقیقات سے خدانخواستہ پنڈت لیکھرام سورگباشی کا یہ مدعا نہ تھا۔ کہ کسی بھائی کا دل دکھے۔ بلکہ مطلب یہ تھا۔ کہ محمدی تعلیم کی خطرناک سپرٹ سے آگاہ ہو کر ہمارے صدیوں کے بچھڑے بھائی پھر اپنے پراچین ویدک دھرم کی شرن میں واپس آویں۔ لیکن ہماری رائے میں ایک اور زبردست وجہ ہے۔ جو کہ جہاد کے مسئلہ کی چھان بین پر خیر خواہان خلق اللہ کو مجبور کرتی ہے۔ حال میں ہی جہاں ایک طرف امیر کابل کی نئی تصنیف محمدیوں کا دل جہاد کے لئے ابھارنے میں لیور کا کام دے رہی ہے۔ اور اس پر حاشیئے چڑھا کر محمدی اخبارات اس ملک میں خلل انداز ہو رہے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ایک غازی کے لاہور پہنچکر ایک میم کو دل دہلا دینے والے قتل کرنے کا واقعہ ایسا نہیں ہے۔ جو کہ راہ حق کے واقفوں کو نہ ہلا دے۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر رسالہ جہاد کے مصنف پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا بے رحمانہ قتل زبان حال سے پکار رہا ہے۔ کہ جب تک ہمارے آن پڑھ محمدی بھائی سچے دھرم سے بے خبر رہینگے۔ تب تک واقعی شانتی کا راج دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا ٭

یہی وجوہات ہیں جنہوں نے کہ ہمیں رسالہ جہاد کی طبع دوم کے

ختم ہونے پر اسے تیسری بار چھپوانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس موقعہ پر نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم کچھ نئی معلومات کا نتیجہ ناظرین کتاب کے روبرو پیش کریں۔ مسٹر لارنس صاحب افسر بندوبست کشمیر نے بڑی تحقیقات کامل کے بعد تاریخ کشمیر نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے افسوس سے یہ ظاہر فرما کر کہ زمانہ سلطنت محمدی اسلام کی کوئی مستند تاریخ ہند نہیں ملتی اس بات پر اظہار خوشی فرمایا ہے۔ کہ کشمیر کی مسلسل تاریخ وہاں کے بعض پنڈت قلمبند کرتے رہے ہیں۔ اس تاریخ کشمیر کے چند حصوں کا ترجمہ سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری و ماہ فروری ۱۸۹۶ء میں شایع ہوا ہے۔ اس میں سے جہاد اور جبراً محمدی اسلام پھیلانے کی نسبت کسی قدر اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

"۱۳۰۵ء میں بعہد حکومت راجہ سمہ دیو کا شمیر سراہیوں قمار بازوں اور بدمعاشوں کا ملک معلوم ہوتا تھا۔ اور عورتوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ اس کے وقت میں ذی القدر خاں تاتاری نے کشمیر پر حملہ کیا۔ بیچارہ سمہ دیو کشتواڑ کو بھاگ گیا۔ اس تاتاری نے جس کو عام طور پر زلزو کہتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا۔ ہزاروں کو غلام بنایا۔ اور سرینگر میں آگ لگادی۔ زلزو کے ۸ ماہ کے قبضہ میں تمام ملک ویران ہوگیا۔ اور چونکہ غلہ کا میسر آنا مشکل ہوگیا اس نے براہ کلی نرواو گھاٹی کے کشمیر سے نکل جانا چاہا۔ لیکن برف کی وجہ سے راستہ بند ہوگیا۔ اور وہ معہ اپنی فوج اور کشمیری غلاموں کے برف میں مارا گیا۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۹)

"اودواس کے مرنے پر کوتا رانی با ختیار ہوئی۔ مگر صرف پچاس دن حکومت کرنے پائی کہ شاہ مرزا نے جسکو عام لوگ شاہ میر کہتے تھے۔ اپنے بادشاہ ہونیکا ۱۳۴۳ء میں اعلان کیا۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کوتارانی سے شادی کرنی چاہی۔ اول تو اس نے ٹالا۔ مگر آخر کار بوجہ اس کے قابو میں ہونے کے اس کا پیام ماننے پر مجبور ہوئی۔ مگر جب شاہ میر اس کے پاس خلوت میں گیا۔ تو اس نے اپنے پیٹ میں چھری مار لی۔ بعد ازاں شاہ میر نے بادشاہ کشمیر ہو کر اپنا نام **شمس الدین** رکھا۔ یہ شخص سلاطین کشمیر میں سے پہلا بادشاہ تھا۔ ۱۳۹۴ء میں سلطان سکندر تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ اس جوش و خروش کے جو اس نے پرانے عالیشان مندروں کی مسماری میں دکھلائے جلد تر اس کا نام بت شکن مشہور ہوگیا۔ سکندر بہادر اور تربیت یافتہ تھا۔ لیکن اس کی ساری خوبیاں اس مذہبی جوش نے خاک میں ملادیں تھیں۔ اس نے مسلمان علماء کو اپنے دربار میں بلایا۔ منجملہ ان کے محمد خان ہمدانی بھی تھا۔ جو مشہور شاہ ہمدان کا قائم مقام تھا۔ جس نے بادشاہ کے اس جوش کی آگ اور زیادہ بھڑکائی۔ مندر مسمار کئے گئے۔ اور ایک سال تک مارتنڈ کے بڑے عالیشان مندروں کی مسماری کے لئے مدد لگی رہی۔ جب وہ مضبوط عمارت نہ ٹوٹی تو آخر کار آگ لگادی گئی۔ اس طرح وہ عالیشان عمارت برباد کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۰ و ۱۱)

اور محمد شاہ کے زمانے میں عبدالغنی اور ملا شرف الدین صوبجات نے ہندوؤں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ کیلاس پورہ ایک ہندوؤں کا محلہ شہر میں تھا۔ اس کو جلادیا اور ہندوؤں کو دستار باندھنے کی ممانعت کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۶)

ان وحشیوں کے ظلم پنڈتوں شیعہ لوگوں اور جہلم کے کمبس فرقہ کے لوگوں پر ہوئے۔ ظالموں کی فہرست میں اول نام اسد خاں کا ہے۔ اس شخص کو یہ تحفہ تھا کہ میں نادر شاہ ثانی ہوں۔ یہ دستور تھا۔ کہ گھاس کے بورہ میں دو پنڈتوں کو بند کر کے ڈل میں ڈبوا دیتا تھا۔ اور یہ مذاق تھا۔ کہ کیچڑ سے بھر کر گھڑا پنڈتوں کے سر پر رکھا جاتا تھا۔ اور مسلمان اوس پر اس طرح پتھر مارتے تھے۔ کہ وہ گھڑا ٹوٹ کر کیچڑ آنکھوں میں بھر جاتی تھی۔ پہلے پنڈت لوگ صرف مونچھیں رکھتے تھے اُن کو مجبور کیا۔ کہ وہ ڈاڑھی بھی رکھیں۔ اور پگڑی نہ باندھیں۔ اور نہ جوتہ پہنیں۔ ٹیکا جس کے ماتھے پر دیکھا جاتا تھا۔ مٹا دیا جاتا تھا۔ اب جو کشمیری پنڈت بڑا ٹیکا ماتھے پر لگاتے ہیں۔ اور بڑی پگڑی باندھتے ہیں۔ یہ پٹھانوں کے وقت کے ظلم کی یادگار ہے۔ جبر پھر ہندوؤں پر قائم ہوگیا تھا۔ اور بہت سے برہمن یا تو بھاگ گئے۔ یا مسلمان ہوگئے۔ ورنہ قتل کئے گئے۔ اسد خاں کے بعد مدد خاں ہوئے۔ ان کی نسبت یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ "ظلم اسد را رسید مدد" میر حاضر تیسرا شیطان تھا جو بجائے گھاس کے تھیلیوں کے چمڑے کے تھیلیوں میں برہمنوں کو بھر کر ڈبوتا تھا شیعہ اور برہمنوں کا کچھ امتیاز نہ تھا۔ عطا محمد خاں نہایت ظالم اور عیاش تھا۔ اس کے پاس ایک کٹنی سماۃ کوست تھی۔ جس سے سب پنڈت لوگ ڈرا کرتے تھے اور سکاتے اس کے کہ اپنی لڑکیوں کو بے عزت ہونے دیں۔ ان کے ناک کاٹ لیتے تھے۔ یا سر منڈوا دیتے تھے۔ ان دنوں میں جس کسی مسلمان کو راستہ میں پنڈت مل گیا۔ وہ ان کی پشت پر سوار ہو کر پھیرا کرتا تھا۔ آخرہ پٹھانوں کے ظلم سے کشمیری تنگ آگئے۔ اور ان کو صرف رنجیت سنگھ شیر پنجاب سے جس کا ستارہ ان دنوں عروج پر تھا۔ امن کی امید ہوئی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۷ و ۱۸)

بیربل در اپنے بیٹے راج کاک کے کشمیر سے خفیہ طور پر نکل آئے۔ اور سیدھے لاہور میں رنجیت سنگھ کے پاس پہنچے۔ اور مدد کی التجا کی۔ محمد عظیم نے یہ حال سن کر بیربل در کی عورتوں کو بلوایا۔ بیربل در کی بی بی نے خودکشی کی۔ مگر راج کاک کی نو عمر بی بی کسی طرح ان کے ہاتھ آگئی۔ جس کو انھوں نے مسلمان کر کے کابل بھیج دیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود تھی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۸ و ۱۹)

صلح کرانے اور محبت بڑھانیوالے خدا کے فرزند (ایشور کے پیارے ہیں) اور وہی سورگ دھام کے وارث ہونگے نہ کہ تلوار چلانے اور خون بہانے والے۔

ان دنوں جبکہ علم و عقل کی ترقی ہوئی۔ اور تہذیب کا چرچا عام آزادی سے پھیلنے لگا۔ دین بالجبر کو تمام تعلیم یافتہ لوگ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور اس کے دعاوی پر اعتراض کرنے لگے۔ اس پر بعضے نیچری خیال کے محمدی بجائے اس کے کہ ابطالت سے دست کش ہو کر صداقت کی طرف متوجہ ہوتے الٹی یہ بیجا اور بے سود کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اسلام نے جہاد کبھی نہیں کیا۔ کبھی غیر جبراً مسلمان نہیں کی گئیں۔ کبھی کوئی مندر اسلامیوں نے نہیں توڑا کبھی کسی مندر میں گائے ذبح نہیں کی گئی۔ کبھی غیر مذہب کی عورتوں یا بچوں کو جبراً و مذہباً مسلمان نہیں بنایا۔ اور بغیر نکاح کے ان کے ساتھ کنیزک و غلام سمجھکر بدفعلی کے مرتکب نہیں ہوئے۔

ہم نے مخالفین کے رسالجات مندرجہ حاشیہ[۱] میں اس ایک ہی مضمون کو نہایت غور سے پڑھا اور ان کے دلائل کو بھی راستی سے مطالعہ کیا۔ سب سے زیادہ زور سید صاحب نے لگایا ہے۔ اور باقیوں نے عموماً ان کے مضمون کو نقل کر کے کہیں کہیں کم و بیش بنایا ہے۔ صد ہی کیا مبارک ہے۔ کہ خود مسلمان بھی جہاد کرنے سے انکار کرنے لگے۔ لیکن افسوس ہے۔ لوسہ ہے۔ کہ وہ قرآن سے کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کے چہرہ سے صرف یہی ایک جہادی داغ دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ جن کا انکار، معجزوں کا انکار۔ آسمانوں کا انکار، بہشت و دوزخ کا انکار۔ جناب کا انکار۔ عیسے کے بے پدر پیدا ہونے کا انکار۔ ایک آدم سے کل آدمیوں کے پیدا ہونے کا انکار۔ غرضکہ قرآن سے تمام اعرابیت کی باتیں نکال کر مصمم ارادہ کر رہے ہیں کہ اس کو مہذب ہنود و سماتی سائنس۔ مگر افسوس کیونکہ ؎ کوشش بے فائدہ است وسمہ برابروئے کور

قرآن سے یہ باتیں دور ہونی بمنزلہ اس کے ہیں۔ کہ قرآن نہیں رہتا۔ اور کسی محمدی کی یہ طاقت بھی نہیں۔ کہ مکہ کے مندر یا مدینہ کی زیارت کے اندر کھڑے ہو کر کسی ایک بات کو منہ سے نکالے یا روم، افغانستان اور مصر میں کوئی بات کہہ سکے۔ گورنمنٹ انگریزی کی عنایت کا زمانہ ہے۔ شیر و بکری کا ایک ٹھکانا ہے۔ یہ داغ نہیں۔ بلکہ قرآن کا علمہ ہے۔ اس کے مٹنے سے قرآن قرآن نہ رہیگا۔ پارسیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی کتابوں کا درجہ ہو جائیگا

لطیفہ ایک نیچری سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ ولائت گئے تھے۔ کیا مکہ کا حج بھی کر آئے؟ جواب میں فرمایا کہ میں مکہ سے بڑھ کر کام کر آیا ہوں (یعنی ملکہ کو سلام کر آیا) بیشک مکہ سے ملکہ میں ایک لام زیادہ ہے۔ ؎

پارسیاں روئے در مخلوق — نیست بر قبلہ میکنند نماز
آنکہ چوں نیست و بیس ہمہ مغز — پوست بر پوست است چوں پیاز

اسلام جسطرح دنیا میں پھیلا اور جس چیز کے زور سے اسکی اشاعت ہوئی اس کا نام جہاد[۲] ہے۔ اور جس کو اصلاح احمدیہ میں غزا بھی کہتے ہیں کہ اس کا مرتکب غازی کہلاتا ہے وہ یہی آنا ہے۔ جس کی خوفناک حرکت سے کروڑوں آدمی راستی سے منحرف کئے گئے۔ چونکہ اس مسئلہ نے دین محمدی کے دل میں اس آتش جہالت کو مشتعل کر کے شہادت بہشت کے تیل سے بھڑکایا۔

بنابراں ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی مفصل کیفیت قرآن و حدیث و کتب تواریخ سے عام و خاص پر ظاہر کریں۔ اے پرماتما ست کا پرکاش کر اور اسَت کا ناش ہو۔

باب اوّل قرآن سے

نمبر ۱ سورہ انفال یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانہم قوم لا یفقہون

ترجمہ: اے پیغمبر شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اگر ہوں تمہارے بیس آدمی صبر کرنیوالے غالب آئینگے دو سو آدمی پر۔ اگر ہوں تمہارے سو آدمی غالب ہونگے ہزار آدمی پر کافروں سے۔ اس سبب سے کہ وہ گروہ ہیں۔ جو نہیں سمجھتے۔

پہلے یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن مسلمان مقابلہ کفار پر نہ ٹھہر سکے۔ اور بے قرار ہوئے۔ بنا براں خدائے قرآنی کو بھی اپنی سہو سے اقرار کرنا پڑا۔ اسی واسطے شاہ ولی اللہ صاحب ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "کہ چوں ایں آیت نازل شد۔ واجب گشت ثبات مادہ چنداں کفار۔ بعد ازاں منسوخ شد بوجوب ثبات در مقابلہ دو چنداں" (دیکھو صفحہ ۱۷۵ نول کشور ۱۲۹۹ھ)

وہ آیت جس نے اس نمبر ۱ کو منسوخ کیا یہ ہے۔

نمبر ۲ سورہ انفال الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین

ترجمہ (اب پہلے حکم کو) خدا نے (سبک) تخفیف کر دیا۔ تمہارے سر سے اور جان لیا خدا نے کہ تمہارے میں کمزوری ہے۔ پس اگر ہوں تمہارے سو آدمی صبر کرنے والے۔ غالب آویں دو سو پر اور اگر تمہارے ہوں ہزار تو غالب آویں دو ہزار پر۔ خدا کے حکم سے۔ اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ "صحابہ اسیران بدر را گرفتند۔ یا جنہا خویش و مرضی نزدیک خدائے تعالیٰ قتال بجماعت بود لیکن چوں تنصیص صریح نشدہ بود عفو فرمود" صفحہ ۱۷۵، ۱۲۹۹ھ فارسی قرآن۔ جنگ بدر میں جب لوٹ مار بہت کر چکے اور صدہا آدمیوں کو قتل و قید کرنے کے بعد بہت سا مال و اسباب جمع کیا۔ تب خدا فرماتا ہے۔

نمبر ۳ سورہ انفال یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرای ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور الرحیم

ترجمہ۔ اے پیغمبر کہو ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہ اگر جانے خدا تمہارے دل میں نیکی یعنی ایمان محمدی۔ تو بیشک دیگا تم کو بہتر اس (مال و اسباب سے) جو تمہارا لیا گیا ہے۔ اور تم کو بھی معاف کر دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور لوٹ کے مال کی بابت خدا کہتا ہے۔ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا۔

ترجمہ کھاؤ لوٹ کے مال سے حلال پاکیزہ۔ یعنی وہ تمہارا لیا سے بہت ہی اوّل درجہ کا حلال ہے۔ اچھے مسلمانوں کی تعریف قرآن میں خدا اسطرح

[۱] مولوی نور دین صاحب نے کتاب فصل الخطاب میں اور مولوی غلام نبی نے مسئلہ جہاد میں اور مولوی غلام حسن نے ساعی جہاد میں اور سید احمد خاں نے تہذیب و عصر میں اور خلیفہ صاحب نے اپنے اخبار میں جہاد کے حق بیٹے میں بہت ہی کوششیں کی ہیں۔

[۲] جہاد کفار سے لڑنا کافروں سے لڑنا کریم اللغات

غازی جنگ کرنے والا کفار کا جنگ میں ایضاً

مغازی جہاد و لڑائی کفار سے ایضاً

جہاد لڑنا مسلمانوں کا کفار سے واسطے مذہب کے ایضاً

غنیمت مال لوٹ کا لوٹ ایضاً

غنائم جمع غنیمت کی ہے۔ ایضاً

غنیم لوٹنے والا لٹیرا دشمن ایضاً

جہاد با کفار کارزار کردن کشف اللغات

غزو بالفتح قصد کردن و جنگ کسے رفتن ایضاً

غزاۃ بالضم جمع غازی ایضاً

جہاد اکبر اول با کفار کارزار کردن منتخب

جہاد اصغر اصطلاح جنگ کردن با کفار ایضاً

بالفتح با دشمن دین جنگ کردن از مجمع

غزاۃ بالضم اول و راء مجرد و الف فوقانی جمع غازی کہ قتال کفار نماید از غیاث اللغات

غزوات لغتاً جمع غزوہ

غزوہ بالفتح جنگ بنفس با کفار بصحبت جناب رسول علیہ السلام یا امام وقت در آں جنگ ہمراہ باشد و اگر سرکردگی امام وقت باشد آنرا سریہ گویند ارشاد

سریہ بالفتح اول و کسر ثانی و تشدید تحتانی لشکر کہ ازیکس باشد تا چہار صد کس و باصطلاح اہل سیر لشکری کہ حضرت رسالت پناہ خود بنفس مقدس در آں نباشد و لشکری کہ بجانب جہاد باشد۔ از منتخب و مدار و غیاث

جہاد و اصطلاحاً در مقابلہ کفار باشد از برہان قاطع

غازی عربی کے دیگر کسی کہ بسبب دین حرب کند از برہان قاطع

غزوات جمع غزات دشمن لڑائی جنگ کفار کے برخلاف حملہ کرنا (فتح)

جہاد جنگ مقدس کفار جہاد کرنا جو کل کفار دنیا کے خلاف (جان رچرڈسن صاحب کی عربی۔ فارسی۔ انگریزی ڈکشنری صفحہ ۳۵۲)

اور ان الفاظ میں کرتا ہے۔

نمبر ۴ سورۃ انفال والذین آمنوا و ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ - والذین اووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنین حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم۔

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے - اور ہجرت کی - اور جہاد کیئے - خدا کے راستے میں (یعنی دین محمدی کے پھیلانے کی خاطر) اور جنہوں نے جہادیوں کو جگہ دی - اور انکی (روپیہ وغیرہ سے) مدد کی ایسے آدمی وہی ہیں - جو سچے مسلمان ہیں - انہیں کے واسطے معافی ہے - اور نیک روزی - اور اس سے اگلی آیت میں بھی اُن لوگوں کو جو آئیندہ دین اسلام کی خاطر جہاد کریں یا کرینگے بھی سچے مسلمانوں میں شمار کیا ہے - پھر خدا اور جگہ بھی مسلمانوں کی تعریف کرتا ہے - تاکہ وہ جہاد کرنے میں دل وجان سے ہمت کریں - اور دین محمدی پھیلا دیں - چنانچہ وہ آیت یہ ہے -

نمبر ۵ سورۃ مائدہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ۔

ترجمہ (مسلمان لوگوں کی تعریف یہ ہے - گویا ایک قسم کا حلیہ) وہ تواضع کرنے والے ہیں - مسلمانوں پر سختی کرتے ہیں کافروں پر - جہاد کرتے ہیں - خدا کے رستہ میں اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے - یہ خدا کی بخشائش ہے

نمبر ۶ سورۃ توبہ فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور الرحیم

ترجمہ پس جب ممانعت کے (یعنی حرام) مہینے گذر جاویں - تب قتل کرو مشرکوں کو جس جگہ پاؤ پکڑو ان کو اور قید کرو ان کو اور بیٹھو واسطے قتل یا گرفتاری اُن کی کے کمین گاہوں میں یعنی چھپ کر (غرضیکہ جس حیلہ حوالہ مکر و فریب سے ہو سکے پکڑو - مارو قید کرو -) البتہ ایک شرط پر رہائی بھی ہے - اور وہ یہ ہے - (اگر وہ اپنے دین سے توبہ کریں - اور نماز پڑھیں - اور زکوٰۃ دیں - تب اُن کو بغیر قتل کرنے کے چھوڑ دو - (غرضیکہ بغیر مسلمان کرنے یا قتل کرنے کے مت چھوڑو) تحقیق خدا بخشنے والا مہربان ہے ✦

توبہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلٰم اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون

ترجمہ (اور اس سے آگے کچھ عرصہ سوچکر بھی ایمان لانے کی بحالت قید رہنے کی اجازت دی) کہ کوئی مشرکوں سے اگر امان مانگے تو اس کو امان دے - تاکہ وہ قرآن کو سنے - جب سُن چکے - تو اس کو پہنچا دے لشکرگاہ اسلام میں - اور یہ اسواسطے ہے - کہ وہ لوگ قرآن سے ناواقف ہیں۔

نمبر ۷ سورۃ توبہ وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر

ترجمہ جو لوگ اعتراض یا طعنہ کرتے ہیں - تمہارے دین پر پس قتل کرو ایسے بڑے کافروں کو ✦

نمبر ۸ توبہ ان کنتم مؤمنین قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ✦

ترجمہ اگر تم مسلمان ہو تو جنگ کرو انکے ساتھ تا خدا تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے اور ان کو رسوا کرے اور تم کو فتح دے

نمبر ۹ سورۃ توبہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ومأوٰھم جھنم ✦

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کر اُن پر اور جگہ ان کی دوزخ ہے - اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں - کہ جہاد کُن بسیف و سختی کُن برہان" ۱۸۷ (نولکشور)

نمبر ۱۰ توبہ ان اللہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا

ترجمہ تحقیق خدا نے خرید لیں مسلمانوں کی جانیں اور ان کا مال بعوض اس کے کہ ان کو بہشت دیگا - (کن لوگوں کو) ان کو جو جنگ کرتے ہیں خدا کے راستہ میں پس قتل کرتے ہیں - اور قتل ہو جاتے ہیں - بموجب سچے وعدہ خدا کے (یعنی حور و غلمان بہشتی کی خاطر)

فاضل محقق شاہ ولی صاحب دہلوی فرماتے ہیں - "در جہاد عہد مکر و وقسم نمودہ - وفا کردن بسبب آنست کہ کافراں من بعد قول ایشان را معتبر ندانند - و بہ ایشاں صحبت ندارند - بلکہ مسلمانان در شبہ افتند (صفحہ ۲۵۹ نولکشور)

نمبر ۱۱ توبہ یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین

ترجمہ اے مسلمانوں جو کافر تمہارے نزدیک ہیں - ان کے ساتھ قتال کرو اور چاہیئے کہ کافر لوگ تمہارے میں مخالفت یعنی بے رحمی یا سختی دیکھیں - اور جانو کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے ✦

نمبر ۱۲ توبہ یجاھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین ✦

ترجمہ جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال سے اپنی جان سے ایسے ہی پرہیزگاروں کو خدا جانتا ہے ✦

نمبر ۱۳ توبہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین[3] اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ✦

ترجمہ تحقیق فتح دی تم کو خدا نے بہت جگہوں میں اور حنین کے روز بھی - جب تعجب ولایا تم کو تمہاری کثرت نے پس دفع نہ کیا اس زیادتی نے تمہارے سے کچھ چیز کو اور تنگ ہوئی زمین تمہارے پر باوجود اس کی فراخی کے - پس تم بھاگے پشت دیکر لکھا ہے غزوہ حنین میں باوجود کثرت امداد ملایک کے محمد نے یکبارگی شکست کھائی - اکثر مسلمان زخمی ہوئے - اور چار شہید ہوئے - (دیکھو مدارج النبوۃ جلد دوم) جنگ احد کی بابت شیخ عبدالحق لکھتا ہے - کہ جنگ احد میں جب لشکر اسلام نے شکست کھائی - ایک گروہ قریش محمد کی طرف آیا - اور چاروں طرف گھیر لیا - علی نے حفاظت کی

[1] جہادیوں کا ایک بڑا گروہ جو ہندوستان سے بھاگ کر ایک عرصہ دراز سے صدیقا و پنجفل میر کے مقیم تھے - جن میں ستانہ وا کر دکی ہم من صدہا واصل جہنم ہوگئے - ہزارہا ہندوستان کے مسلمان روپیہ جمع کر ان کے قرآن کی اسی ہدایت کے بموجب امداد کیا کرتے ہیں - جو ایک اظہر من الشمس بات ہے ✦ تاریخ ہزارہ میں ان کا حال مفصل درج ہے -

[2] کوئی غلطی نہ کھائے - یا منہ کے معنے قیدی کا گھر نہیں - بلکہ اس سے مراد لشکرگاہ جہادیاں اسلام ہے - جہاں ان کو ایمان لانے تک قتل ہونے سے امن ہو - یا مسلمان ہو کر لوگوں کے قتل سے امن ہو - کیونکہ جہاد کے وقت میں سوائے مسلمان ہونے یا قتل ہونے کے کوئی امن کا ...ی قرآن میں نہیں ہے ✦

[3] حنین بالضم وفتح نون نام مواضع ایست میان مکہ وطایف کہ در آنجا با محالفین محمد جنگ و شکست خوردہ ✦

تھا کی جس نے اچھا طرح شجاعت دکھلائی - اور جبرائیل و میکائیل بھی امداد کیواسطے موجود تھے - مگر ۷۰ مسلمان مارے گئے - خود محمد صاحب زخمی ہوئے - اور مردوں میں پڑ گئے - ونیز ابی کافر کی ضرب سے شہید ہوئے -

(دیکھو مدارج النبوۃ)

پھر ایک اور فاضل مورخ ومانا ہے - کہ جنگ احد[۱] میں دشمن یعنی کافر لوگ مدینہ خالی دیکھکر سواروں کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب آ پڑے - حضرت امیر حمزہ او عبداللہ بن جبیر و دو تاہی سردار اصحاب شہید اور حضرت علی عمر و حضرت ابوبکر مجروح ہوئے - (ایک جہاد شجاع اور جنگ جو عورت سپہ سالار لشکر کفار نے جسکا نام ہندہ بنت علیہ زوجہ ابوسفیان بہادر علیہا الرحمت ہے) امیر حمزہ کا کلیجہ چیر کر چبایا - اور مسلمان مقتولوں کے گوش و بینی کاٹ کر ان کے ہار بنا کر گلے میں پہنے - (مفصل دیکھو زرقانی بر مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۲۶ و ۲۷)

اور یہی ذکر مولوی نورالدین نے فصل الخطاب میں بھی درج کیا ہے - (دیکھو باب جہاد)

جنگ بدر[۲] کی بابت مورخ یوں لکھتے ہیں - خدا نے محمد صاحب سے وعدہ کیا تھا - مگر کثرت فوج مخالف سے محمد صاحب گھبرا رہے تھے - ابوبکر نے تسلی دی - سعد بن نے بھی تسلی دی کہ آپ اس کے جھونپڑے میں آرام کریں - کنارہ پر - اور گھوڑا موجود رہے ہم لڑینگے - اگر خدا نے غلبہ دیا تو بہتر ورنہ آپ کو طرف مدینہ فرار اولیٰ ہے - حضرت اس کلام سے خوش ہوئے - اور عریش میں تشریف لے گئے (جلد دوم مدارج النبوۃ)

مولوی نورالدین صاحب جنگ بدر کی بات لکھتے ہیں :" حاصل الامر اس لڑائی میں مسلمان فتحیاب ہوئے - اور ستر کے قریب اسیران قریش گرفتار ہوئے - جن میں سے ننانوے مصلحتاً قتل کئے گئے باقی چھوڑ دیئے گئے - (فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب صفحہ ۱۳۱)

قرآن سے واضح ہے - کہ غزوہ بدر میں ایک ہزار فرشتے محمد کے مددگار تھے - اور ایک جگہ سے پانچہزار ملایک معلوم ہوتے ہیں - فرشتوں نے بھی لڑائی کی - اور محمدی جہادیوں نے بھی

محمدی لشکر	۱۵۰۰
فرشتے	۱۰۰۰ یا ۵۰۰۰
کل میزان لشکر	۲۵۰۰ یا ۶۵۰۰

مگر کافر بھی مخالفین دین محمدی بہت قتل تھے - اس صورت میں محمدیوں اور فرشتوں کی کوئی بہادری نہیں - حالانکہ پھر بھی چودہ مسلمان یعنی ۶ مہاجر اور ۸ انصار کا کافروں نے سر کاٹ لیا -

غزوہ احد کی بابت حاشیہ قرآن پر لکھا ہے :" در غزوہ احد اہل نفاق میل کردند بآنکہ در شہر متحصن شوند - و اصحاب خواستند کہ بیرون آمدہ جنگ کنند - بعد از آں کہ ہزیمت واقع شد - منافقاں ایں را محل طعن گرفتند - و وقت حرب حضرت پیغمبر بر شعبے جماعت را مقید ساختند - کہ از اینجا نہ جنبند - چوں آثار فتح ظاہر شدن گرفت آں جماعت در پے غنایم افتادند و عصیان پیغمبر کردند - بشوم عصیان ہزیمت بر مسلماناں افتادہ بعد فراہم کردند الا ماشاءاللہ و بیتوا بخبر شہادت حضرت پیغمبر شایع شدہ منافقان قصد ارتداد کردند (حاشیہ قرآن ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۲)

سورۃ توبہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون +

ترجمہ جنگ کرو ان کے ساتھ جو ایمان نہیں لاتے خدا پر اور قیامت پر اور حرام نہیں جانتے جن کو خدا اور پیغمبر نے حرام کیا - اور سچے دین کو اختیار نہیں کرتے - (یعنی) یہود اور عیسائی - ان کے واسطے حکم ہے کہ اہل کتاب سے یہ کہ وہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے خوار ہوکر +

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں " کہ جنگ تا حق ہیچ گاہ درست نیست و جنگ کافران ہمہ وقت درست ہست " صفحہ ۱۸۲ حاشیہ قرآن

پھر ایک جگہ لکھا ہے - " حاصل جواب آنست کہ قتال کفار جائز ہست " (صفحہ ۴۲ حاشیہ قرآن)

سورۃ توبہ وجاہدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم ان کنتم تعلمون -

ترجمہ اور جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے خدا کے راستہ میں (یعنی دین خدا کے واسطے) یہ تمہارے واسطے بہتر ہے - اگر جانتے ہو تم +

سورۃ محمد فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا -

ترجمہ پس جب لڑائی کرو کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو - اور جب بہت خونریزی کر چکو تب ان کو مضبوط قید کر لو - یا احسان سے خلاصی کرو - اس کے بعد یا مال لیکر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدے -

سورۃ نساء فان تولوا فخذوہم واقتلوہم الخ

ترجمہ پھر اگر نہیں (مسلمان ہوئے) تو انکو پکڑو - اور مارو جہاں پاؤ اور نہ ٹھہراؤ ان میں سے کسی کو رفیق اور مددگار +

سورۃ فتح قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون +

ترجمہ - کہدے ان پیچھے رہ گئے اعرابیوں کو کہ آگے تم کو بلاوینگے - ایک بڑی سخت لڑائی کی قوم پر - تم ان کو قتل کرو گے - یا وہ مسلمان ہونگے +

اب وہ آیتیں جن میں محمد صاحب نے اعرابیوں کو دولت کی طمع اور لوٹ مار کی ترغیب دی ہے - درج کرتے ہیں +

سورۃ توبہ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ +

ترجمہ اے مسلمانوں سوائے اس کے نہیں ہے - کہ مشرک لوگ پلید ہیں - پس چاہیئے کہ نزدیک مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے نہ آویں - بعد اس سال کے ان سے اور اگر ڈرتے ہو مفلسی سے پس خدا تم کو تونگر کردیگا اپنے فضل سے -

سورۃ نساء عند اللہ مغانم کثیرۃ

ترجمہ اللہ کے یہاں غنیمتیں یعنی لوٹ کا مال بہت (یعنی جب تم جہاد کروگے - تو بہت سا مال لوٹوگے - جو تم کو اللہ دیگا)

سورۃ احزاب واورثکم ارضہم ودیارہم واموالہم وارضا لم تطؤوہا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا +

---

[۱] احد ایک پہاڑ مدینہ سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے +

[۲] بدر چشمہ و سکون مال نام جاہلیت متصل مدینہ کہ در حوالئے آں در میان محمد و قریش جنگ شدہ بود +

ترجمہ اور تم کو وارث کیا خدا نے تم کو زمین ان کی گھروں کے مال ان کے اور نیز ایک زمین اور جس پر نہیں پہنچے تم نے قدم ۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

سورۃ آل عمران ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہم باذنہ

ترجمہ اور تحقیق خدا نے سچا کیا تمہارے حق میں وعدہ اپنا جب تم قتل کرتے تھے کافروں کو خدا کے حکم سے ۔ اس آیت کے آگے ماتحبون کے لفظ سے صاف جتلایا کہ لوٹ مار کی خاطر بہت لوگ جنگ میں شامل ہو جاتے تھے ۔ اور دین اسلام پھیلتا جاتا تھا ۔

سورۃ فتح سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم

ترجمہ تو کہیں گے تم کو پیچھے رہے ہوئے (اعراب لوگ) جب تم چلو گے طرف لوٹ[1] مارکے ۔ کہ چھوڑو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ (یہ آیت معہ جنگ خیبر کے وقت نازل ہوئی)

آگے اسی سورۃ فتح میں محمدیوں کو بہت سی لوٹ مار کی بابت الفاظ ترغیب دی ہے ۔ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا وعدہ دیا ہے خدا نے تم کو بیشمار لوٹ کا ۔

جس کی بدولت لاکھوں جاہل نمازی مرد جنگ لوٹ مار کو دین محمدی جانکر "جاہدوا فی سبیل اللہ" کے شوق سے کمربستہ لوگوں کا ایمان بگاڑنے اور ان کے لڑکے بالے لونڈی غلام اور مال اور منکوحہ عورتیں زنا کرنے کے واسطے لوٹ لانے پر دل و جان سے طیار ہو گئے ۔ جس کا مفصل حال سورۃ انفال میں درج ہے ۔

اب ہم وہ آیتیں بتلاتے ہیں جن میں فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب ہے ۔

سورۃ نساء والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم

ترجمہ اور حرام کی گئی ہیں ۔ اوپر تمہارے شوہر دار عورتیں ۔ مگر سوائے ان کے جن کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ ۔ اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند ۔ نکاح وے از شوہرش منفسخ شود ۔ ہر چند آنجا زوج داشتہ باشد" (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن)

ابو سعید خدری نقل میکند کہ در حرب حنین از غنائم اوطاس مال بیقیاس باہل جہاد رسید ۔ و از حور زنانے شوہر آن ایشان را حسب طلب مے فروختم ۔ بقید اسیرے در آمدند و چون حرمت زنان شوہر داران ما را معلوم شدہ بود در حل و حرمت اسیران متردد گشتیم والیشان را اگرچہ ملک یمین او بودند از قبل محصنات میشمردیم بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ این آیت نازل شد کہ زنان کفار اگرچہ شوہر دارند اما چون بسبب سبی یمین شما اند ۔ تصرف در ایشان حلال است بشرط اخراج ایشان از دار الحرب کہ انواج ایشان و این اقوال امام اعظم است ۔ باقی آئمہ بمجرد سبی ایشان را حلال میدانند "تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۱۰۲"

سورۃ احزاب ما ملکت ایمانکم

ترجمہ جو عورتیں تم نے لڑائی میں لوٹیں وہ تمہارے پر حلال ہیں ۔

سورۃ نساء فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ۔

ترجمہ بس نکاح کرو ۔ جو خوش آوے تم کو سب عورتوں سے دو دو تین تین ۔ چار چار ۔ اور اگر جانو کہ عدل نہیں کر سکتے ۔ تو ایک سے نکاح کرو ۔ یا لوٹ کی لونڈیوں سے صحبت کرو ۔

تفسیر کشاف میں لکھا ہے ۔ یرید ما ملکت ایمانہم من اللاتی سبین ولہن ازواج فی دار الکفر فہن حلال لغزاۃ المسلمین وان کن محصنات ۔

ترجمہ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے کہ وہ عورتیں لڑائی میں قیدی ہو کر ان کے ہاتھ میں آئی ہوں ۔ پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں ۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں ۔

تفسیر حسینی سورۃ توبہ میں لکھا ہے ۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ جنگ بیں کیش را گفت بل رغب فی الجہاد بنی الاصفر تغتنم منہم سراری و وصفا ۔

سورۃ بقر ان الذین امنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ ۔

ترجمہ تحقیق جو ایمان لائے ۔ اور وطن چھوڑے اور جہاد کئے جنہوں نے خدا کے راستہ میں ۔ وہ امیدوار ہیں خدا کی رحمت کے ۔ اس پر شاہ صاحب فرماتے ہیں ۔ "بسبب اشتغال بجہاد کسب کردن نمے توانند" (حاشیہ قرآن صفحہ ۴۴)

پھر دوسری جگہ حاشیہ قرآن میں فرماتے ہیں ۔ "بعد ازیں حق تعالیٰ امر مے فرماید بہ صبر بر مشقتہائے جہاد و ثواب صبر ذکر میکند" (صفحہ ۲۲ حاشیہ)

سورۃ صف تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر ۔

ترجمہ ایمان لاؤ خدا اور رسول پر اور جہاد کرو خدا کے رستہ میں مال سے اور جان سے تمہارے کو بہتر ہے ۔

لوٹ کے مال کی تقسیم ۔

سورۃ انفال واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ ۔

ترجمہ اور جانو کہ جو کچھ لوٹ حاصل ہوئی کافروں سے ہر قسم کی چیزیں پس پانچواں حصہ اس سے خدا کا ہے ۔ اور پیغمبر کا واسطے رشتہ داروں اور فقیروں اور مسافروں کے ۔ اگر ایمان لایا ہے تم نے خدا پر ۔

سورۃ حشر ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ۔

ترجمہ جو کچھ مقرر کیا ہے ۔ خدا نے پیغمبر گاؤں والوں کی لوٹ کے مال سے پس خدا کے واسطے ہے ۔ اور پیغمبر کے واسطے ہے اور واسطے اس کے رشتہ داروں کے ۔ اور یتیموں کے واسطے ہے ۔ اور فقیروں اور مسافروں کے ۔

للفقرا کی تشریح مصنف قرآن خود کرتا ہے ۔ للفقراء المہاجرین یعنے آن فقیران ہجرت کنندہ ۔ اور خویشاوندان کی شاہ ولی اللہ صاحب تشریح کرتے ہیں یعنی خویشاوندان پیغمبر را اور یتیموں اور مسافروں کی تشریح ہم کرتے ہیں ۔ یعنے مسلمان مسافروں اور مسلمان یتیموں کو ۔

اس کے علاوہ تفسیر جلالین میں اس کی تشریح اور بھی عمدہ طرح پر کی گئی ہے ۔ "و تخمیس لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر مصرف الاٰیۃ الثانیۃ ان الاصناف الاربعۃ علیٰ کمال یقسمہ من ان لکل منہم خمس الخمس وان صلی اللہ علیہ وسلم الباقی یفعل فیہ ما یشاء فاعطی منہ المہاجرین وثلاثۃ من الانصار لفقرہم ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ کالصفراء"

---

[1] جہاد کرنے کے واسطے اہل مدینہ کو بہت ترغیب دیتے رہے ۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے ۔ اس کے حاشیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں "توقف میکند و اگر جنگ در مقدمہ لغنائم مے شود توقف نمے کردند" حاشیہ قرآن صفحہ ۳۸۹

و واذی القربیٰ رنج فلاریا مرفیہ مالیشاء وللرسول والذی صاحب القربیٰ قرابتہ النبی من بنی ہاشم وبنی المطلب والیتمیٰ اطفال المسلمین الذین ہلکت آباؤہم وہم فقراء والمسکین ذوی الحاجۃ من المسلمین وابن السبیل المنقطع فی سفرہ من المسلمین ✦

(جلالین صفحہ ۱۴۲ حیدری بمبئی ۱۲۹۹ھ)

سورۃ نور وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

ترجمہ وعدہ دیتا ہے۔ خدا ان کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور نیک عمل کرتے ہیں۔ البتہ خلاتم کو خلیفہ یعنی حاکم بناویگا زمین میں۔ جیسا کہ حاکم کیا ہے۔ ان کو جو پہلے تھے۔

سورۃ صف یاایہا الذین آمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

ترجمہ اے مسلمانوں تحقیق ولالت کرتا ہوں کیں تم کو طرف اس سوداگری کے یعنی جہاد کے کہ تم کو چھوڑاوے عذاب الیم سے ✦

جو لوگ جہاد کو عقل سے حل کرتے ہیں۔ ان کو شاہ ولی اللہ کہتے ہیں۔ کہ چوں جہاد ولیر آلہی ہست ہمہ خیر ست عقل را در آنجا دخل دادن صحیح نباشد (صفحہ ۸۰ حاشیہ نولکشور)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اسلام آرند و ہجرت کنند۔ ایشانرا دست بازدارند۔ واگر اسلام نیارند مے باید کشت (صفحہ ۸۰)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔ "مردم ضعیف الاسلام در اول اسلام کہ جہاد فرض نشدہ بود۔ دعوت اسلام نمودند۔ چوں جہاد فرض شد ازاں تقاعد کردند۔ واز بعضے کلمات منافقانہ سرزد۔ وبعضے با مخالفان ہمرنگ شدند خلاف مرضی آنحضرت رائے مندرند" (صفحہ ۱۰۰)

مولویوں کے فضول عذرات کا جواب

بعضے ناواقف اور مباحثہ سے گھبرانے ہوئے مسلمان ستقولی دین کی خرابی کو سمجھ کر تعصب کے سبب سے اُسے چھوڑنا گوارا نکر آیات ذیل دین بالجبر کے مخالف پیش کرتے ہیں۔ جن کو ہم یہاں درج کر کے پھر ان کی تردید سناتے ہیں ✦

آیت اول۔ سورۃ بقرہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

ترجمہ جبر کرنا نہیں ہے واسطے دین کے تحقیق ظاہر ہوگئی ہے۔ ہدایت گمراہی سے

اس کا پہلا جواب شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں "جب اسلام ظاہر شد۔ پس گویا جبر کردن نیست۔ اگرچہ فی الجملہ جبر باشد" (صفحہ ۴۱ حاشیہ قرآن)

دوسرا جواب مفسر حسینی دیتا ہے "گفتہ اند حکم ایں آیت بآیت قتال منسوخ است از تمام قبائل عرب جز دین اسلام قبول نبود۔ اما با دیگراں قتال باید کرد تا جزیہ قبول کنند" (صفحہ ۵۴ بمبئی ۱۲۹۹ھ)

ایسا ہی۔ اتقان میں فاضل جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔

جواب سوم خود قرآن بھی اس آیت کو رد کرتا ہے۔ یا منسوخ۔ کیونکہ تمام محقق مسلمانوں کی منسوخی آیات قرآنی کی بابت یہ رائے ہے ؎

گر ضرورت بود روا باشد   بے ضرورت چنیں خطا باشد

جیسا کہ سورۃ البقرہ میں لکھا ہے۔ کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم ✦

ترجمہ تمہارے پر لازم کیا گیا قتال کرنا۔ اور وہ تمہیں (موجب اس آیت کے) جبر معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید تم اس کو ناخوش رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔

جواب چہارم سورۃ انفال میں لکھا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنت الاولین۔ وقاتلوہم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ✦

ترجمہ کافروں کو کہو کہ اگر باز آویں کفر سے تو معاف ہو ان کو جو ہو چکا۔ اور اگر دوبارہ وہی کریں۔ یعنی کفر تو پڑ چکی راہ اگلوں کی اور جنگ قتال کرو کافروں سے یہاں تک کہ فتنہ کفر باقی نہ رہے۔ اور ہو جاوے سب دین اللہ کا ✦

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن جہاد کی عام طور پر اور کھلم کھلا تعلیم دیتا ہے ✦

دوسری آیت جس کو مولوی صاحبان دین بالجبر کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ ہے۔

سورۃ کفرون لکم دینکم ولی دین

ترجمہ تم کو تمہارا دین۔ اور ہم کو ہمارا دین

اس کا جواب اول تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ لکم دینکم الشرک ولی دینی الاسلام وہذا قبل ان یؤمر بالحرب

ترجمہ تم کو تمہارا سے مراد شرک ہے۔ اور ہم کو ہمارا سے مراد اسلام ہے۔ اور یہ حکم اسلام میں لڑائی جہاد شروع ہونے سے پہلے کا ہے

جواب دوم ایک اور لائق مولوی خود دیتا ہے "ایک وقت یہ تھا۔ کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے نوبت جوش ڈالا۔ جب کہ ابتدائے اسلام تھا اور غلبہ نہیں تھا۔ تو پہلا حکم ہوا۔ اور جب تند گئیں اور شرارت کفار بڑھنے لگی تو دوسرا حکم ہوا"

(تائید اسلام صفحہ ۳۸)

جواب سوم قرآن دیتا ہے۔

سورۃ تحریم یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے۔ اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کرو۔ ان پر اور جگہ ان کی دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

جواب چہارم مولوی حسین واعظ مصنف تفسیر حسینی دیتا ہے۔ کہ "ایں آیت بآیت سیف منسوخ است" (صفحہ ۳۷۳ جلد دوم ۱۲۷۹ھ)

اور دیکھو قرآن **سورۃ بقر** یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر

ترجمہ سوال کرتے ہیں۔ تجھ سے ماہ حرام کے بیچ قتال کرنے سے۔ کہو جنگ کرنا اس میں سخت کار ہے ✦

اور دیکھو **سورۃ حج** وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ ہو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج

ترجمہ جہاد کرو خدا کے رستہ میں جہاد کے حق کے مطابق یعنی مادر تیغ اس نے بنے خدا نے چنا تم کو اور نہ رکھی واسطے تمہارے دین میں کچھ کمی ✦

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ جہاد سے ہی دین اسلام کی ترقی ہوئی اور تکمیل

تیسری آیت جس کو ہمارے محمدی بھائی دین بالجبر کے خلاف پیش کرتے ہیں یہ ہے

سورۃ ممتحنہ ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین

ترجمہ احسان کرو تم اُن سے اور انصاف کرو طرف انکی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو

اس کا جواب با صواب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحبان آپ اس آیت کا پہلا حصہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر اُس کے دوسرے حصہ کو چھپاتے ہیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے اس میں کیا لکھا ہے۔

ان تولوہم ومن یتولہم فاولٰئک ہم الظلمون۔

ترجمہ منع کرتا ہے۔ تم کو خدا اس سے کہ تم دوستی رکھو ان سے اور جو کوئی دوستی رکھتے ہیں۔ اُن سے پس وہ ظالم ہیں

اور ظالموں کے حق میں مصنف قرآن لعنت کرتا ہے۔ پس کافروں سے احسان کرنے

اور ان سے انصاف کرنے والے ... ہم دلخون ہوتے ہیں۔ دیکھئے کتنا اخلاق اور انصاف کا خون ہو رہا ہے۔

اب ہم ایک اور دعوے کا بھی رد کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ جیسا کہ عموماً و خصوصاً مسلمان تحریر کرتے ہیں۔ "ہرقل نے جو سوالات کئے تھے۔ ان میں سے چھٹا یہ تھا۔ کوئی اس (محمد صاحب) کے دین سے مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جواب نہیں"۔

(دولت فاروقی صفحہ ۲۱۲ دہلی)

مگر ہم تفسیر سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ قول مسلمانوں کا بالکل غلط اور سراپا فضول ہے۔

"ابوالحطیس نصاری دو پسر قابل داشت ناگاہ ترسائے از شام بمدینہ آمد والیشاں با او مصاحبت نمودند بوجہ فسون و فسانہ دست سعز و گشتہ و دین ترسائی اختیار کردند۔ و ہمراہ او متوجہ شام شدند" جیسا کہ معرکوں اور میدان ہائے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دانشمند سپہ سالار ہر طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں۔ مثلاً باجوں دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب سے اُن کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں۔ اور ان کی ہمت کو ابھارتے ہیں۔ ویسا ہی موقعہ پڑنے پر اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لاتا ہے۔ اور چونکہ اہل عرب کے مواقع جیسے کہ وہ معرکہ ہائے قتال میں رجز پڑھتے ہیں۔ اور ان رزمیہ اشعار سے تیر و تفنگ سے بڑھکر کام لگاتے ہیں۔ قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استظہار اور قوت قلبی کو قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پر تاثیر آیات بیان فرمائے ہیں۔ جنہوں نے قوی و کثیر مخالفین کے مقابلہ میں سیف و سنان کا کام دیا۔ (فصل الخطاب صفحہ ۱۲۸)

قرآن مبین کے بڑھانے کی خاطر کافروں مشرکوں۔ مذہب کے مخالفوں سے جنگ کرتا ہے اور زر و دولت کی طمع دلاتا ہوں۔ عورتوں کی طمع۔ حکومت کی طمع۔ لوٹ مار کی طمع دلاتا۔ اور حوروں غلمانوں کے ملنے کی ترغیب دیکر جاہل و غریب اعرابیوں کو شہید کراتا۔ اور غازی بناتا ہے۔

قرآن کی بابت بابت سے دین بالجبر کی شہادت ملتی ہے۔ اور اس کے فقرہ فقرہ سے قتل و جنگ کی بو آتی ہے۔ جہاد کو قرآن تجارت بتلاتا ہے۔ اور لڑکر مر گئے۔ حور و غلمان ملینگی۔ اور اگر فتحیاب ہو لئے۔ لوگوں کی نے شمار عورتیں اور لڑکے اور لونڈیاں بدفعلی اور بدمستی اور حرامخوری کیواسطے موجود ہونگے۔

محمدیوں کی لڑائی کی وجہ خالد نے اپنی سپاہ سے بیان کی ہے "کہ تم روم کی تمام فوج کو دیکھتے ہو۔ تم اُن سے بچکر جا نہیں سکتے۔ مگر جب تمہاری فتح ہوگی۔ سارا شام کا ملک تمہاری تابعداری کریگا پس تم کو چاہئے۔ کہ شوق سے اور واسطے مذہب کے لڑو" (دولت فاروقی صفحہ ۲۴ محراب سوم رکن اول)

جو جو چیزیں اعرابیوں کو چاہیئے تھیں۔ وہی وہی خدا نے بپاس خاطر اعرابیوں کے سب جنت میں موجود کریں۔ کہیں بھی کوئی ہندوستان ماچین یا کابل یا فرنگستان۔ یا کافرستان کا خاص میوہ وہاں (بہشت میں) نہیں رکھا۔ غالباً اُسے معلوم نہیں تھا۔ عرب کو پانی کی ضرورت تھی۔ دودھ کی ضرورت تھی۔ اور شراب کی ضرورت تھی۔ سب بہشت میں موجود کردیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے لئے کیا کیا؟ قرآن خاموش ہے۔ سہ

رسولے چنیں بود خدا ئے چنان   جہاں چوں نگیرد قرار و طاں

(این حاشیہ آیت و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وهو فی الآخرة من الخاسرین است کہ در صورت قبل گذشتہ است) یکے از یہودان آورد و ایمان آورد باز پیش ترسے آمد با حضرت رسالت پناہ گفت کہ من دین اسلام را خوش نمی آید مرا اقالہ کن حضرت فرمود آن اسلام را اقالہ نیست یہودی مرتد شد و این آیت فرو آمد کہ ہر کہ از دین برگشت زیان کرد و در دنیا کہ بہرہ او ترسید و زیان دارد در آخرت

(تفسیر حسینی در سورة ع صفحہ ۸۴ و ۲۵ جلد ۲)

باب دوم حدیث سے

ہم نے باب اول میں۔ شہادت آیات قرآنی نہایت اختصار کے ساتھ جہاد اسلامی کا ثبوت دیا ہے۔ اگرچہ وہ راستی پسند اور محقق مزاجوں کیلئے کافی و وافی ہے قرآن سراپا ایسی ہدایات سے بھرا ہے۔ اور محمد صاحب کا مرتے دم تک ورد رہا ہے۔ خلفاء راشدین بھی اسی کے پیرو رہے۔ اور تمام سپہ سالاران عرب سے یہی ارشاد ہوتے رہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

حدیث الجنۃ تحت ظلال السیوف

ترجمہ۔ بہشت نیچے سایہ تلواروں کے ہے

اور اس بات کو صرف محمد صاحب نے فرمایا ہی نہیں بلکہ عمل بھی کیا جس سے کوئی باتمیز مؤرخ انکار نہیں کرسکتا۔ صحاح ستہ میں جو محمدی مذہب کی احادیث کا ذخیرہ ہے حاص کر ایک باب بھی جہاد کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی علت و غرض ہر ایک محمدی مومن کو معلوم ہے۔

ہم صرف زبانی ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کی اصل عبارت لکھکر مستند ترجموں سے شہادت دیں گے۔ اور باحسن الوجوہ ثابت کرکے تجاہل عارفانہ کرنے والے مہربانوں کو دکھلا دینگے کہ احادیث صحیحہ میں آں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ اور آپ ان کے برخلاف ہوکر ہمیں کیا الٹا سمجھاتے ہیں۔

باب سوم تاریخ سے

ہمارے ناظرین باتمکین پر مخفی نہ رہے کہ تاریخی تحقیقات سے پہلے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا اسلام آج تک کن کن ممالک میں پھیلا تھا۔ اور کہاں کہاں اب موجود ہے۔ اور کسطرح پھیلا۔ اور کسطرح مفقود ہوا۔ جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو۔ ساری تحقیقات خام کہلائینگی۔

پس نہایت واجب ہے کہ ہم پہلے اسکی مفصل کیفیت عرض کریں۔ واضح ہو کہ اسلام تیرہ سو سال کے عرصہ میں ممالک ذیل میں پھیلا تھا۔

نمبر شمار	نام براعظم	نام ملک جس میں اسلام پھیلا	کیفیت	نمبر شمار	نام براعظم	نام ملک جس میں اسلام پھیلا	کیفیت
۱	ایشیا	عرب	محمدی آریہ۔ ہنود	۷	یورپ	پرتگال	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا تمام عیسائی ہوگئے ہیں۔
۲	"	روم	محمدی یہودی عیسائی				
۳	"	فارس	محمدی پارسی آریہ				
۴	"	افغانستان	افغان کافر آریہ				
۵	"	بلوچستان	بلوچ۔ آریہ	۸	"	اسپین یا ہسپانیہ	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا۔ تمام عیسائی ہوگئے ہیں
۶	"	ہندوستان	آریہ مسلمان جینی عیسائی بھیل گونڈ سنتھال				
				۹	افریقہ	[illegible]	محمدی حبشی یہود عیسائی
				۱۰		مراکو	محمدی عیسائی یہود حبشی

ف ۱ یہ حدیث فتوح الشام جلد ۱ صفحہ ۳۶ و ۳۷ ۔ نولکشور ۱۲۸۲ھ پر درج ہے

سوائے ان ممالک کے اور جگہ اسلام کا یہ نہیں تھا - ان میں سے ملک اسپین اور پرتگال میں اب اسلام کا نام ونشان نہیں رہا - سوائے مسجدوں کے - پرانے کھنڈروں کے اور کوئی علامت باقی نہیں ہے - ان دونوں ملکوں کے باشندے بالکل عیسائی ہوگئے محمدی مذہب سے قطعی تائب ہیں حالانکہ کئی سو برس تک مسلمان رہے

پس ہم یہ بات سمجھتے ہیں کہ ان ممالک میں سے ہر ایک کی بابت تاریخی شہادت سے ذکر کریں - کہ وے لوگ کسطرح سے مسلمان ہوئے -

آنریبل سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں - کہ جب کسی ملک کے فتح کرنے کے لئے لشکر بھیجا جاتا تھا - تو اس لشکر کے سردار کو جو احکام دیئے جاتے تھے - اُن میں امور مفصلہ ذیل پر نہایت تاکید کی جاتی ہے -

نمبر ۱ کوئی عورت اور لڑکا اور بڈھا اور ضعیف نہ مارا جائے

نمبر ۲ کسی کا ناک کان نہ کاٹا جائے

نمبر ۳ عبادت کرنیوالے گوشہ نشین قتل نہ کئے جاویں اور ان کے عبادت خانے نہ کھودے جاویں

نمبر ۴ کوئی درخت پھل دار نہ کاٹا جائے -

نمبر ۵ کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کیجاوے

نمبر ۶ کسی جانور - بکری - اونٹ وغیرہ کی کونچیں نہ کاٹی جاویں

نمبر ۷ کوئی کام بغیر صلاح و مشورہ کے نہ ہووے

نمبر ۸ ہر ایک کے ساتھ طریق انصاف و عدل برتا جاوے - کسی پر ظلم و جبر نہ کیا جاوے

نمبر ۹ جو عہد و پیمان غیر مذہب والوں سے کیا جاوے - وہ بیشک وفا کیا جاوے

نمبر ۱۰ جو لوگ اطاعت قبول کریں - اور جزیہ دیں ان کے جان و مال مسلمانوں کے جان و مال کے برابر سمجھے جاویں - اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کی جاوے اور تمام معاملوں میں ان کے احکام مثل مسلمانوں کے تصور کئے جاویں

نمبر ۱۱ جب تک اسلام کے قبول کرنے کی دعوت نہ کی گئی ہو - دفعتاً نہ لڑنا چاہئے -

(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۱ صفحہ ۳ ۱۲۸۸ھ)

عرب کس طرح مسلمان ہوا

خود حضرت محمدؐ کے زمانہ میں عرب والوں سے مفصلہ ذیل مشہور جنگ ہوئے تھے جن میں ہزاروں لاکھوں آدمی تہ تیغ ہوئے - ہزاروں عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں اور ہزاروں شتر و بکری لوٹے گئے ہزاروں کے گھر تباہ ہوئے - اور جب لوٹ سے کافی سرمایہ جمع ہوگیا - تو پھر انعام و اکرام ملنے لگے - مال غنیمت دل بھر کر پر عمل درآمد کیا گیا - جو ساتھ شریک ہوجاتا وہ غریب چرواہوں کے حق میں گویا بھیڑیا ہوجاتا تھا - ہم اس موقعہ پر مفصل حال لکھنے سے پہلے عرب کے ایک مشہور و معروف آدمی ابو سفیان کے مسلمان ہونے کا حال درج کرتے ہیں *

جب محمدؐ نے مکہ کے فتح کرنے پر فوج کشی کی تو عباس وابو سفیان جو قریش کے مخبر تھے گشت کرتے ہوئے باہم ملے ابو سفیان کو عباس نے کہا - کہ اب سب مارے جاؤ گے اُس نے علاج پوچھا - عباس اس کو اسلام میں لانے کے بہانہ پر امان دینے کا وعدہ کرکے محمدؐ کے پاس لے گیا - حضرت عمرؓ مارنے کے واسطے دوڑے - رات کو اسکو حفاظت یعنی (حوالات) میں رکھا گیا - صبح کو حاضر لایا - محمد صاحب نے کہا کہ اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو کہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے - اور سوائے اس کے کوئی معبود لایق پرستش کے نہیں اور میں نبی حق - ابو سفیان نے کہا کہ ماں باپ میرے آپ پر فدا ہوں - کیا حلمی و کریمی

ملہ عورتیں ماں بہنیں - مگر ان بیگانی عورتوں سے زنا جائز .. بلکہ گرو یہ سب بغیر نکاح کے بھی جائز ہے - خاوند سے جدا کرو - بھیڑ بکری کی طرح بیچ ڈالو حیوانوں کی طرح ان کے تمام اعضا برہنہ کرکے دیکھو - لڑکوں کو غلام بناؤ - ...... کے واسطے فروخت کرو - صفت رحم کے واسطے تو خدا کافی ہے - دولت بیٹے - بیٹی - جو رو سب چھین لو - بڈھے پر رحم کرو - چونکہ اللہ بڈھے کے جبراً مسلمان نہ بنانے کا باعث ہم جانتے ہیں - کہ ایک تو وہ شادی کرکے بیٹے بیٹی پیدا نہیں کرسکتا - دوم جہاد نہیں کرسکتا - پس نتیجہ اسلام سے معذور ہے -

ملہ ٹھاکر - گرجے - آتش کدہ یہودیوں کے مکان توڑے گئے - مسمار کئے گئے - گرائے گئے - پوجاری - راہب - پادری - یہودی - کاہن - پارسی - سب تباہ غلام اور بیدین کئے گئے - کیا حضرت ابھی کسر ہے - کہ تباہ نہیں ہوئے - کسے کہ مانند دیگر بہ بیخ باز کنفی (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۳۷۶ و ۶۶۸ و ۵۱۲ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۳ء)

ملہ قرآن سورۃ حشر میں اس کے خلاف لکھا ہے - ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علےٰ اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفٰسقین - ترجمہ آنچہ بریدید از درختاں خرما یا گذاشتید آنرا ایستادہ بر بیخ خودش - پس بفرمان خدا بود و تا خوار کنند بدکاراں را - اسی آیت پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں - کہ قطع درخت میوہ دار وقت جہاد جائز است - و ترک آں نیز (دیکھو صفحہ ۵۱۲) اسی پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے - ما قطعتم من لینۃ نخلۃ او ترکتموھا قائمۃ علیٰ اصولھا فباذن اللہ ای خیرکم فی ذالک ولیخزی بالاذن فی القطع الفٰسقین الیہود فی اعتراضھم بان قطع الشجر الشمر (دیکھو تفسیر مذکور حیدری پریس بمبئی صفحہ ۴۶۷ [illegible]) اور مفتاح التواریخ صفحہ ۴۳ و کرادرنگ - زیب حصہ اول ۱۸۸۳ء)

ملہ مکان مندر - گرجے - شہر برباد کئے - اور جلائے گئے - مگر افسوس کہ آپ چشم پوشی کرتے ہیں *

ملہ کونچیں بھی کاٹی گئی ہیں - مگر زندگی سالم ہاتھیوں کی سونڈ بھی کاٹی گئی ہیں - مگر خیر کونچیں دیکھا [illegible] کا تو غرب جسم کا حکم ہے - آریہ امیدیں بہت مردانہ تو *

ملہ یہ بات بالکل باطل ہے - کیونکہ ایسا لکھا ہے - کہ جو کوئی اسلام سے انکار کرے اور رعیت اسلام نہ بننا چاہے تو اسکے واسطے یہ تحریر لکھیں "یہ لیے پیچھے ہم اس سے جدا ہوئے کسی امر لڑکے بالغ سے جا رو پنا - اور شرطیں کرینگے ہم تم پر کچھ شرطیں کہ قبول کرو گے تم ان کو - اور شرطیں یہ ہیں - کہ سوار ہو کسی جانور پر اور نہ پہنو اور نہ پہنے گے تم اپنے گھروں کو مسلمانوں کے گھروں پر - اور سے نہ اٹھاؤ تم اپنی آوازوں کو مسلمانوں پر - اور نہ بناؤ تم اسلام میں کوئی گرجا اور نہ کوئی دیر اور نہ تازہ کرو اس چیز کو جو پرانی ہوگئی - سو بات تمہاری دین اور شریعت ہے اور ملاقات کرو مسلمانوں سے ساتھ عاجزی اور فروتنی کے اور جلدی کرو تم واسطے امداد ان کی صاحبوں کے اور اس چیز کے جو چاہیں - واسطے بہتری حال کے اور تعظیم کرو تم اسلام اور اس کے لوگوں کی اور جو کوئی گناہ تم میں سے تو عذاب کرینگے - ہم اس پر اور جو پھر جائیگا ہمارے عہد اور قول سے تو مار ڈالینگے ہم اسکو - اور نہ سر تم تراشو کو اپنی کنگوں سے واسطے اظہار اپنے دین اور شاعت اپنی عبادت کے - اور نہ دکھاؤ تم ناقوس کو اور نہ بلند کرو صلیب کو - اور نہ شراب اور خنزیر ہو - درمیان مسلمانوں کے ساتھ کسی وجہ کی اپنے دین اور کفر کی باتوں سے اور جب مانز پڑھو تم اپنے گرجوں میں تو نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو اپنی انجیل کے پڑھنے میں (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۱۵ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۳ء)

ملہ اول اسلام کی دعوت پھر قتل - اگر نہ مانے تو دیکھئے صاحب دعوت موجود ہے - جسکو جہاد کی کوشش کی یعنی یہ کہ اول صرف کہدو کہ مسلمان ہوجاؤ - اگر وہ انکار کریں پس مار ڈالو نتیجہ اس کا صاف ظاہر ہے کہ یا مسلمان بناؤ یا قتل کرو تیسری طرح کا ذکر کوئی علاج نہیں ہے - اسی حکم کے مطابق مختلف ممالک میں لاکھوں آدمی بیگناہ گمراہ اور شہید کئے گئے - فتوحات و مروج الذہب و الجم اس کے علاوہ میں جس نے مفصل دیکھا ہو خود دیکھ لے - اور ہم بھی اسی مضمون میں جابجا شہادتیں پیش کرینگے *

آپ کی ہے ۔ کہ عوض ان کمائیوں اور بیہودوں کے جو محمد سے وقوع میں آئیں ۔ عذاب سر پر ہے ۔ واقعی کوئی معبود لائق پرستش سوائے خدا وحدہ لاشریک کے نہیں ۔ مگر تصدیق موت میں تامل کیا ۔ عباس نے کہا ۔ کہ زبان بہ تصدیق موت کھول ورنہ خیر نہیں ۔ ابوسفیان نے ناچار تصدیق موت کی ۔ اور مشرف باسلام ہوا ۔ تب عباس نے حضرت اقدس نبوی میں عرض کی ۔ کہ یا رسول اللہ ابوسفیان جاہ و شرف کو دوست رکھتا ہے ۔ اسکو کسی مرتبہ سے مخصوص کرو درمیان قریش کے اُسکی عزت اور افزائش ہو ۔ آپ نے (محمد نے) اسکو اس حکم سے عزت بخشی کہ جو کوئی گھر ابوسفیان میں داخل ہو ۔ وہ امن پاتا ہے ۔ الغرض رخصت لیکر جانب مکہ روانہ ہوا ۔ عباس نے دیکھا اور جناب نبوی سے مشورہ لیکر ابوسفیان کے پیچھے گئے ۔ وہ ڈرا ۔ عباس نے کہا ۔ ڈر مت ۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو کنارہ رستہ پر کھڑا کیا ۔ تاکہ سب لشکر اسلام کو دیکھ لے اور ہیبت اس پر ہو جائے ۔ تاکہ پھر مرتد نہ ہووے ۔ جبکہ لشکر اسلام ابوسفیان کے سامنے سے نکل گیا ۔ لوگوں نے کہا ۔ جلد جا اور قریش کو خوف دلا کر ۔ ڈرا کر حلقہ اسلام میں لا ۔ تاکہ خاص ان کی مرگ سے امان پاویں ۔ ابوسفیان جلد بجانب مکہ روانہ ہوا ۔ (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ [illegible] اور ایسا ہی ذکر کتاب سیرت الرسل و تفسیر حسینی جلد ۱ سورۃ توبہ صفحہ ۳۰۲ میں ہے ۔)

جس قدر دلیری اور زور مار سے اہل عرب مسلمان ہوئے ہیں ۔ اگر ان کی مفصل فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر چاہیے ۔ بنا بر آن ہم اختصار پر نظر رکھکر اصل حال عرض کرتے ہیں ۔

(۱) غزوہ ودان (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ العشیرہ (۴) غزوہ بدر اولے (۵) جنگ بدر (۶) غزوہ الکدر (۷) غزوہ الانمار (۸) غزوہ بحران (۹) غزوہ سویق (۱۰) غزوہ احد (۱۱) غزوہ حمراء الاسد (۱۲) غزوہ ذات الرقاع (۱۳) غزوہ بدر الموعد (۱۴) غزوہ دومۃ الجندل (۱۵) غزوہ بنی مصطلق (۱۶) غزوہ بنی ثعلبہ (۱۷) غزوہ خندق (۱۸) غزوہ بنی لحیان (۱۹) غزوہ ذی قرد (۲۰) غزوہ فتح مکہ (۲۱) غزوہ ہوازن (۲۲) غزوہ اوطاس (۲۳) غزوہ طائف (۲۴) غزوہ بنی قینقاع (۲۵) غزوہ بنی نضیر (۲۶) غزوہ بنی قریظہ (۲۷) غزوہ تبوک

ان ۲۷ مشہور غزوات کے سوا اور بہت سے حملہ و جنگ ہوئے ہیں ۔ جنکی کل تعداد ۸۰ کے قریب پہنچی ہے ۔ اس قسم کے صدہا مقابلہ و مجادلہ کے صدہا جان کے لالے پڑ جانے کے خوف سے بزدل اعرابی مسلمان بن گئے ۔ اور زور آور بہادر شیر دل لڑاکے جیسے ابو الحکم علیہ الرحمۃ وغیرہ شہید ہوگئے ۔

خصائص عمومی کی جنگ میں لکھا ہے ۔ کہ حضرت علی نے حضرت محمد سے پوچھا ۔ کہ کب تک قتل سے ہاتھ نہ اٹھاؤں ۔ محمد نے کہا ۔ کہ جب تک کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ نہ کہیں تب تک قتل کر (دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۴۴ سطر ۱۵ و ۱۶ [illegible])

---

[1] یہ ایک جگہ کا نام ہے ۔ [2] بواط ایک پہاڑی کا نام ہے ۔ [3] عشیرہ ایک گاؤں کا نام ہے ۔ [4] بدر نام ایک چاہ کا ہے ۔ [5] یہ بھی اسی چاہ کا نام ہے [6] یہ ایک چشمے کا نام ہے ۔ [7] یہ حملہ نجد کی طرف ہوا تھا ۔ [8] سویق ستو کو کہتے ہیں ۔ اس لڑائی میں صرف ستو لوٹ میں آئے تھے [9] احد ایک پہاڑ کا نام ہے ۔ مدینے سے ۴ کوس کے فاصلہ پر ہے ۔ [10] یہ جگہ مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے [11] یہ ایک جگہ کا نام ہے ۔ کہ زمین وہاں کی سفید و سیاہ ہے ۔ [12] نام مقام کا ہے [13] یہ ایک مقام ہے مدینے سے ۱۵ و ۱۶ کوس کے فاصلہ پر ہے ۔ [14] نام قبیلہ کا ہے ۔ [15] نام قبیلہ کا ہے [16] نام ایک قوم کا ہے [17] ایک قلعہ کا ہے [18] نام ایک یہودی قبیلہ کا ہے ۔ [19] نام ایک یہودی قبیلہ کا ہے [20] ایک مقام کا ہے ۔

بنی قریظہ کا بابت لکھا ہے ۔ کہ سعد بن معاذ نے رسول کو کہا کہ اس بدذات قوم یہودی کا قصہ تمام کرو ۔ غرضیکہ قابل جنگ لوگ مارے گئے ۔ اور باقی قید کئے گئے ۔ چنانچہ کئی سو آدمی قریظی مدینہ میں لاکر قتل کیا گیا ۔ (دیکھو مولوی نور الدین صاحب کی فصل الخطاب صفحہ ۱۵۹)

صلح فدک کی بابت لکھا ہے ۔ کہ محیصہ بن مسعود جب بابت صلح یہ اہل فدک گئے ۔ اور اس قوم کو پیغام دعوت اسلام کر کے پیغام جہاد دیا ۔ مگر ملعون نے سپاہ صلح دی اور لڑنے کو باہر میدان میں نکلے ۔ (دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۲۴۳ [illegible])

محمد صاحب کے مرنے کے بعد جوانہ بر قیل از خلافت حضرت ابوبکر کے سعد بن عبادہ جو اصحاب میں سے تھا نے روبرو سب لوگوں اور مسلمانوں کے کہا ہے اس سے سارا حال عرب کے اسلام میں لانیکا ظاہر ہوتا ہے

سعد بن عبادہ نے بعد ستائش و گزارش اس مقال کہا کہ اے گروہ انصار تم خوب جانتے ہو کہ بکر سب گروہ اسلام پر فضیلت ہے کیونکہ محمد اپنی قوم میں بعد بعثت کے دس برس سے زیادہ رہا ۔ اور سب سے یہ چاہا کہ بتوں کو ترک کر اور پوجنا مت چھوڑ دو ۔ مگر چند آدمیوں کے کسی نے التفات نہ کی ۔ اور کوئی اس وقت مصیبت میں ساتھی نہ ہوا ۔ مگر جب محمد نے مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے اور تمہاری جانفشانی کرنے سے خدا وند تعالیٰ کی عنایت ہوئی ۔ کہ دین اسلام کو وہ ترقی ہوئی ۔ کہ تم دیکھتے ہو تو اب یہ امت محسود خلق ہے ۔ کیسے کیسے عرب سرکش حلقہ بگوش دین فروش ہوئے ۔

بس خلاصہ سخن یہی ہے ۔ کہ تمہاری جانفشانی اور جانفشانی کے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوگا ۔ کہ اب اس دین اسلام عزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی ہے خلافت و ریاست تمہارے قبضہ میں رہنا چاہئیے ۔ سب انصار نے کہا کہ جو تم نے کہا ۔ اور سوا تیرے انصار میں کوئی اشرف و افضل نہیں ۔ ہم نے تمکو اپنا سردار گردانا ۔ اور تم سے بیعت کرتے ہیں ۔ تجھ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں ۔ کہ مستحق خلافت ہو ۔ اگر مہاجر اس بارہ میں کچھ اختلاف و مضایقہ کرینگے تو ہم ان سے کہینگے ۔ کہ ایک امیر ہمارے لوگوں میں سے ہی اور ایک تمہارے میں سے بھی سہی ۔

(دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۴۷۴ [illegible])

محمد صاحب نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ خزائن قیصر و کسریٰ بطور غنیمت تمہارے حصہ میں آویں گے ۔ مسلمان ہو جاؤ ۔ پس لوگ بہت سے مسلمان ہو گئے تھے ۔ چنانچہ اکثر مرتد اس وقت کے مسلمان روگردان و پشیمان ہو گئے رہے تھے

(مفصل دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۴۳ [illegible])

غزوہ بدر کرتے ہیں سعد و عمر و سعد نے محمد صاحب کو یہ رائے دی کہ تیرے لئے ایک تخت گاہ محفوظ علیحدہ تیار کریں اسباب ضروری [illegible] میں رکھدیں ۔ اور ہم مشغول جہاد ہوں ۔ اگر ہم غالب آویں تو ھو المراد ورنہ بصورت شکست تو تیرے واسطے پاس ہو کر اپنے تئیں داخل مدینہ کرنا ۔ حضرت نے سعد کی رائے پسند کی اور دعا خیر دی ۔ بموجب اشارات اصحاب سعادت [illegible] میں ایک جگہ وقف ہو اور وہاں ہی تخت بنا و مرتب کیا ۔

(دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۰۵ [illegible] دہلی)

غنیمت کے مال بانٹنے پر بہت جھگڑے ہی رہتے تھے ۔ اور اسی لوٹ مار کے مال کی خاطر پہلے لوگ مسلمان ہوتے تھے اور اسی کی ترغیب سے مختلف وقتوں میں جہاد ہوتے رہتے

(دیکھو صفحہ ۳۰۰ تاریخ انبیا)

ہجری کے سال دوئم میں بے گناہ یہودیوں کا مال و اسباب لوٹا۔ اور ان کو مدینہ سے نکال دیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "تمام مال و منال اُس فرقہ بداعمال کا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور حسب قاعدہ مقررہ بعد جدا کرنے خمس تقسیم ہوگیا"

(دیکھو صفحہ ۳۱۲ تاریخ انبیاء)

سال سوئم ہجری میں کعب بن اشرف فصیح و بلیغ شاعر کو صرف قریش کا شاعر ہونیکی غرض و جرم میں حضرت محمد صاحب نے ایک حیلہ سوچکر ابو نائلہ و مسلمہ وغیرہ کے ہاتھوں سے قتل کروا ڈالا۔ اور ابو رافع بن ابی الحقیق کو جاں نثاران نبوت نے بیگناہ قتل کر ڈالا"

(دیکھو صفحہ ۳۱۳ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

جنگ احد کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ جناب سرور کائنات کی پاسبانی و حفاظت میں مہاجر و انصار نے مبالغہ کیا۔ اس لڑائی ہی میں قریشیوں نے اتفاق کیا تھا۔ اس میں اکثر اصحاب رسول و جان نثار مہاجر اور چھیاسٹھ انصار میدان کارزار میں مارے گئے۔ محمد صاحب گڑھے میں گر پڑے پاؤں میں جراحت آیا سلسلہ جاری ہوگیا بڑی مشکل سے طلحہ نے اندر اتر کر کاندھے پر چڑھایا اور علی نے آہستہ آہستہ ہاتھ پکڑ کر باہر کو کھینچا اور جسوقت سرور کائنات باہر نکلے۔ تو حضرت کو مجروح دیکھا۔ اور دندان مبارک کو شہید پایا۔ زخموں سے خون جاری تھا۔ عام تشویش پھیل گئی تھی۔ کہ محمد صاحب مرگئے۔ امیر حمزہ وغیرہ مارے گئے۔ قریش کی عورتوں نے ان کے ناک کان کاٹ لئے۔

(صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۷ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

اگر خدا کرتا۔ کہ وہ وراثتی اور بہت کرتے۔ محمدی اسلام کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر افسوس کہ سستی کی سوداناؤں نے سچ کہا ہے۔ کار امروز بفردا مفگن

حضرت کے مرنے پر بڑا اختلاف اور بغض و عناد تمام عرب میں پھیلا۔ ہر ایک گروہ رسالت کا طالب تھا۔ اور دوسرے کا دشمن

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۱ سے ۳۷۴ تک)

رسالہ معجزات میں لکھا ہے۔ کہ بعد وفات حضرت سب قبائل عرب مرتد ہوگئے

سورۃ المائدہ ۔ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین و یجاہدون فی سبیل اللہ

اس پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ " بالعکس والارغام یوتح الی الکفر اخبار ایاہم اللہ تعالٰی و قوعہ وقد ارتد جماعۃ بعد موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلہم قال صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسیٰ الاشعری رواہ الحاکم فی صحیحہ عاطفین علی المومنین شد علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ

دیکھو صفحہ ۳۰۰ جلد اوّل

اور حاشیہ قرآن پر لکھا ہے۔ " ایں در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد۔ مہاجران و انصار و تابعان ایشان با مرتدان جہاد کردند۔ (صفحہ حاشیہ ۱۱۰ ترجمہ شاہ ولی اللہ)

اسی پر تفسیر حسینی والے نے لکھا ہے۔ کہ بعد از وفات حضرت رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ و عبدالقیس از بحرین و بنو نخ از دادن زکوٰۃ باز ایستادند۔ و جمعی بہ مسیلمہ کذاب و طلیحہ اسدی و سجاح کاہنہ جمع شدند۔ و بر کذب ایشاں اعتراف کردند"

اور صحیحین میں ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ کہ جسوقت وفات محمد کی خبر مکہ میں پہنچی۔ اکثر اہل مکہ نے چاہا۔ کہ محمدی اسلام سے منحرف ہو ویں۔ چنانچہ اصحاب عامل مکہ کئی روز تک خوف کے مارے گھر سے نہ نکلا

پھر لکھا ہے۔ کہ محمد کے مرنے پر جو لوگ اسلام سے پھر گئے۔ وہ بھی تلوار سے مغلوب کر لئے گئے۔

آخر کار یہ فساد بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ خلافت علی کے وقت میں طلحہ و زبیر و عائشہ زوجہ محمد صاحب و معاویہ علیہ الرحمۃ والی ملک شام کا حضرت و دیگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ ہوا بی بی عائشہ نے طلحہ کی ترغیب و صلاح و الفت سے جنگ کیا۔ سب شام کے مسلمان علی کے مارنے پر مستعد تھے۔ جس میں حضرت علی نو ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج کے اور حضرت معاویہ وغیرہ بھی مع لشکر کثیر کے کنارہ فرات پر جنگ کرنے آئے۔ چھ ماہ لڑائی ہوتی رہی۔ ستر ہزار آدمی علی کی طرف کے اور ایک لاکھ بیس ہزار معاویہ کی طرف سے مسلمان مارے گئے۔ معاویہ نے صلح کا پیغام بھیجا علی نے نامنظور کیا۔ تا آنکہ جنگ لیلۃ الہریر واقع ہوئی۔ اس جنگ میں طرفین کے اور ۳۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ آخر کار ۱۲۰۰۰۰ + ۷۰۰۰۰ + ۳۶۰۰۰ کل ۲۲۶۰۰۰ دو لاکھ چھبیس ہزار مسلمانوں کے قتل کے بعد صلح ہوئی۔ ابن ملجم مصری مومن ایماندار نے کمال محبت سے ایک عورت کے نکاح کی عوض علی کو مار ڈالا۔ اس قطامہ نام بانو نے اپنے مہر میں علی کا قتل لکھوایا تھا۔ اس طرح عرب میں دین اسلام پھیلا۔ اور کم ہوا۔

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۴۵ و ۴۴۶ ۱۲۸۱ھ دہلی)

یہی معاویہ و علی کے جنگ کی آتش مدت تک شعلہ زن رہی اور اسی کا آخری نتیجہ یہ تھا۔ کہ حسن و حسین فرزندان علی و یزید ابن معاویہ میں امامت کا جھگڑا ہوا۔ اور بیشمار مسلمان طرفین کے قتل ہوئے۔

(دیکھو جنگ نامہ حامد)

جو لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ ان کو مال و اولاد واپس ملتا تھا۔ قتل سے بچ جاتے تھے۔ اسواسطے اکثر قبیلہ عرب جب لڑنے لڑنے خون کی ندیاں بہاتے بہاتے تنگ آگئے۔ مجبوراً مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ لکھا ہے "غزوہ طائف میں بعد فتح کے ایک جماعت ہوازن نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے مقتضائے عطوفت جبلی مال و اولاد کو واپس دیا۔ پھر مالک بن عوف کہ سردار قوم لشکر کفار حنین و طائف تھا۔ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ سو شتر سوا اہل و عیال ان کو انعام عطا فرمائے۔ اور ان کو ادیر طائف کے عامل کیا۔

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۶۰ ۱۲۸۱ھ)

ذکر سال نہم میں لکھا ہے۔ کہ گروہ کے گروہ قبائل عرب کے شوکت و ترقی اسلام دیکھکر شرف اندوز اسلام ہونے یہاں تک کہ نام اس سال کا سنۃ الوفود کہتے ہیں۔ (تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

" پھر لکھا ہے۔ کہ الغرض علی التواتر فتح بہ فتح نصیب اولیاء دین محمدی کے ہوئیں۔ اور گروہا گروہ مخلوق اہل شرک و بدعت سرگردان و پریشان وادی ادبار

سلہ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے مومنان ہر کہ از شما برگردد از دین خود پس بیاورد خدا گروہے را دوست میدارد ایشاں را و ایشاں دوست میدارند۔ او را متواضع اند برائے مومنان و درشت طبع اند بر کافراں جہاد میکنند در راہ خدا۔

سلہ مراد جنگ با دشمن دین غازی با دشمن دین کارزار کشتہ و جہاد در مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا است (منتہی الارب ربع الاوّل والثالث صفحہ ۲۱۴ مطبع سرکاری لاہور ۱۲۹۵ھ)

وانکسار رکھے ہوئے تھے۔ اور حلقۂ اطاعت اسلام میں داخل ہو کر رسوم کفر و بدعت کو بھول گئے
(تاریخ انبیاء صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰)

اب تک غلامی کا دستور عرب میں ہے۔ اور وہ حضرت کے وقت سے جاری ہے۔ لونڈی اور غلام جسطرح کہ بکریں اور حوامہ سرائے بنائے جاتے ہیں۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بلکہ روضہ مطہرہ رسول اسلام پر خواجہ سراؤں کا تقیں ہے۔ نہایت قابل افسوس اور جبر کیا جاتا ہے۔ کہ دین اسلام میں جبر کرنا جائز نہیں۔

ایک لائق اور قابل قدر مورخ لکھتا ہے۔ کہ عرب والے نوح کی اولاد سے نہیں ہیں۔ بلکہ سام پسر کرشن جی کی اولاد سے ہیں۔ اور اسواسطے وہ سامی کہلاتے ہیں دوارکا سے خارج ہو جانیکے تو سام جی عرب میں معہ اپنے رشتہ داروں و ملازموں کے آگئے اور اسی روز سے عرب آباد ہوا۔ ورنہ پہلے اس سے وہاں آبادی نہیں تھی۔ اور عرب لفظ سنسکرت کا ہے۔ (یعنے آریہ) (آریوں کا راستہ) ملک مصر کو آریوں کے جانیکا راستہ ہو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ عرب کا انگریزی نام اریبیہ کے دیکھنے سے پس درحقیقت اہل عرب سام جی پسر کرشن جی کی اولاد ہیں۔

روم کس طرح مسلمان ہوا۔

جس طرح ہم نے عرب کی بابت تواریخ معتبرہ کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ وہ کس طرح جور و ظلم سے مجبور ہو کر مسلمان ہوا۔ اور کس قدر لوٹ کھسوٹ سے دین محمدی کس غرض سے پھیلایا گیا۔ وہی حال یعنے روم و شام کا ہے چنانچہ مفصل حال اس فتوح الشام میں مندرج ہے۔ اور در حقیقت وہ دیکھنے کے لائق اور دین اسلام کی قدر جاننے کیواسطے عمدہ کتاب ہے۔

"معاذ بن جبل نے جو ابو عبیدہ کی طرف سے سفیر بن کر گیا تھا۔ بطارقہ حاکم روم کو کہا کہ یا تو ایمان لاؤ۔ قرآن و محمد پر یا ہمیں جزیہ دو۔ ورنہ اس نزاع کا فیصلہ شمشیر کریگی۔ ہمیشہ رہو"

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۳ سنہ ۱۲۸۱ھ)

پھر لکھا ہے۔ ابو عبیدہ نے جو عرضی امیر المومنین عمر کو لکھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ لشکر اسلام اطراف و جوانب کو اس واسطے روانہ کیا ہے۔ کہ ہر طرف جاؤ۔ جو دین قبول لیں انکو امان دو۔ اور جو دین متین نہ قبول کریں ان کو تیغ بیدریغ کا رزق کرو۔ (صفحہ ۱ ستہ تاریخ انبیاء سنہ ۱۲۸۱ھ)

حضرت ابوبکر نے اسامہ کو سپہ سالار مقرر کر کے مالشکر جرار غزا و جہاد کیواسطے شام کے ملک میں بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر وہ قلع قمع کیا۔ کہ تمام کفار کا ناک میں دم کیا۔ اور گھبرا کر اپنے متوطن و مساکن کو چھوڑ بھاگے اور مارتا دھاڑتا وہاں تک جا پہنچا۔ اس حالی کی مخلوق سے ہلا لیا۔ اور پھر سالماً غانماً بہت سا اسباب غنیمت لیکر خدمت خلیفہ رسول میں حاضر ہوا۔ اس وقت اہل کفر و عناد کی کمر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ ان ملاعنوں کا گمان تھا۔ کہ اب اسلام میں بند و بست نہ رہے گا۔ اور اس قدر قوت نہ ہو گی کہ جہاد کر سکیں

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۶ و ۳۷۷ سنہ ۱۲۸۱ھ)

شام کی فتح کیواسطے جو خطوط الطلب اہل مکہ و منورہ کے واسطے جہاد کے حضرت ابوبکر صدیق نے لکھے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اے جہاد و عدو بہم بالشام (دیکھو صفحہ ۱۳ جلد اول فتوح الشام مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۲۸۶ھ)

پھر وہی فاضل مورخ لوٹ کا بہت سا مال ہاتھ آنیکا ذکر کرکے لکھتا ہے کہ یزید بن ابی سفیان و ربیعہ بن عامر سرداران لشکر نے کہا سب ہے۔ کہ سب مال جو رومیوں سے

ہاتھ لگا ہے۔ حضرت صدیق کے حضور میں بھیجا جاوے۔ تاکہ مسلمان اس کو دیکھکر قصد جہاد رومیوں کا کریں"

(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۱۳ سنہ ۱۲۸۶ھ)

"حضرت ابوبکر صدیق بوقت روانگی ملک شام کے یہ وصیت عمرو بن العاص کو کرتے ہے۔ کہ ڈرتے رہو خدا سے اور اس کی راہ میں جہاد اور کفار کو قتل کرو۔

(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۱۴)

"ایک جنگ میں ملک شام چھ سو عیسائی پکڑے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان پر دین اسلام پیش کیا۔ پس کوئی ان میں سے مسلمان نہ ہوا۔ پھر حکم ہوا کہ ان کی گردنیں ماری جائیں"

(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۲۵ نولکشور)

دمشق کے محاصرے کے جنگ میں لکھا ہے۔ پھر خالد بن ولید نے کلوجس و عزرائیل کو اپنے سامنے بلا کر ان پر اسلام عرض کیا۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس بموجب حکم خالد بن ولید کے ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمرۃ الطائی نے کلوجس کو قتل کیا"

(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۵۳ نولکشور)

کتاب کارنامۂ ترک حصہ اول مطبوعہ دہلی میں لکھا ہے۔ کہ تین سو سال تک بحکم سلطان روم ہر سال ایکہزار عیسائیوں کا بچہ جبراً جہاں تاری روح میں بھرتی کر کے مسلمان کیا جاتا تھا۔ اور ان کو عیسائیوں کے قتل اور جنگ پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ اور صرف یہاں تک ہی صبر نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ عیسائیوں کے نہایت خوبصورت بچے ہزار ہر سال غلمان بنائے جاتے تھے اور ان سے رومی دیندار مسلمان خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور جوان ہو کر انہیں غازیوں کے گروہ میں شامل کیا جاتا تھا۔ کہ بہشت کے وارث ہوں۔ المختصر (مفصل دیکھو اصل کتاب) جسطرح خلفائے کے وقت میں جبراً گرجے گرائے جاتے تھے۔ و برباد کئے جاتے تھے۔ اسی طرح شاہ روم نے بھی ظلم و ستم سے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا۔

فارس (ایران) کس طرح مسلمان ہوا

اس کا حال روضۃ الصفا جلد دوم و کتاب سند التواریخ میں لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عمر نے بعد خلیفہ ہونے کے لشکر عرب کو بہ حکم دیکر ایران میں بھیجا کہ اگر اس ملک کے لوگ خوشی سے دین محمدی قبول کریں تو بہتر۔ نہیں تو ان سے محاربہ و مقابلہ کر کے انہیں بزور شمشیر قرآن کا معتقد اور محمد کا تابع کرو جبکہ ایرانیوں نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو لشکر عرب نے لڑائی شروع کر کے تین بار ایران کی سپاہ سے شکست کھائی۔ مگر چوتھی بار ان پر غالب ہو کر دریائے فرات کے گرد و نواح کے ملک پر دخل کیا۔ اس کے بعد شہریار کا بیٹا یزدجرد کہ خسرو پرویز کے پوتوں اور ساسانی بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ایران کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت سعد ابن وقاص نے جو عرب کے لشکر کا سردار تھا (گویا ایرانیوں کو محمدی بنانے کا ٹھیکہ دار تھا) یزدجرد کے پاس ایلچی بھیجا۔ تاکہ اسے دین محمدی قبول کرا دے یا اگر وہ قبول نہ کرے۔ تو لڑائی کرے۔ لیکن یزدجرد نے اس کی بات نہ مانی۔ بلکہ خفا ہو کر لڑائی کی طیاری کا حکم دیا۔ اور بہت سی سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا۔ یہ میدان جنگ مقام قادسیہ پر ہوا۔ جب فریقین کے مقابلہ کے بعد لشکر ایران نے شکست کھائی تو کامیابی و فتح عربوں کے ہاتھ پڑا۔ اور پھر اکیسویں سال ہجری میں شہر ہمدان کے پاس نہاوند کے میدان میں دوبارہ لشکر عرب نے سپاہ ایران کو شکست دیکر

سامنے ایران پر قبضہ کر لیا - اور یزدجرد بھاگ کر مرو کے پاس ایک آسیابان کے ہاتھ سے مارا گیا - اور اسی طرح تمام ایران خلفاء کے تخت حکومت میں آگیا - اور دو سو برس عربوں نے اس ملک میں حکومت کی - اکثر ایرانیوں نے خلفاء اور اُن کے ڈر سے محمدی مذہب قبول کیا - اور جنہوں نے قبول نہ کیا - وہ عربوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے - یا وطن سے نکل کر بلوچستان - افغانستان - ہندوستان کی طرف گئے چنانچہ ان کی نسل اب تک ان ملکوں میں باقی اور زردشتی طریق میں ہو کر گبر کہلاتے ہیں

خلاصہ سب کا یہ ہے کہ ایرانیوں نے خدانخواستہ کچھ اس سبب سے دین محمدی قبول نہیں کیا - کہ اس طریق میں تعلیم پا کر اور قرآن کے مطلب اور معنی سمجھ کر یا سوچ کر دریافت کیا ہو - کہ قرآن زردشتی مذہب پر (معاذ اللہ) غالب ہے - بلکہ بات صرف لشکر عرب کے زور و ظلم سے ظہور میں آئی (از طریق الحیات فصل ۲ صفحہ ۷۰)

پھر لکھا ہے - "امیر المومنین سعید بن العاص را قائم المقام گردانید و بجانب سال بطرف طبرستان رفت امیر المومنین حسن حسین علیہ السلام نیز در آن یورش تشریف داشتند - و از میامن قدوم حسنات لزوم الیشان ولایت جرجان کہ دار الملک استرآباد است مفتوح شد - و عوض صلح مردم جرجان دو لست ہزار دینار تسلیم کردند - و اسلام آوردہ جان خویش آزاد گردانیدند" (تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۲ ذکر ظہور اسلام)

عربی زبان کے مشہور و معروف فاضل ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر ۶۳۲ء میں غلبہ ہوئے (کسرائی) نوشیروان کے ایوان کو خراب کیا - اور کتابخانوں کو جلایا - اور پانی میں ڈبویا - اور یہی حال سکندریہ کا کیا (سنین الاسلام حصہ اوّل)

پھر ایک لائق مورخ مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں "پارسی بمبئی میں کثرت سے رہتے ہیں ان کے یہاں آباد ہونیکا سبب یہ ہے - کہ ساتویں صدی میں جب ایران میں اہل اسلام کا تسلط ہوا - اور ساسانیوں کا خاندان تہ و بالا ہوا - تو یہ خوف کے مارے ادھر بھاگ آئے - وہ اپنی ہی رسم و آئین کے پابند دستور چلے جاتے ہیں" (تاریخ ہند حصہ اول فصل ۲ صفحہ ۸)

پھر ایک اور تاریخ میں جو بلحاظ تحقیقات کے بہت زیادہ معتبر ہے لکھا ہے خلیفہ عمر نے ایران کی نعمتوں کو سب اہل لشکر کو یاد کرا کر کہا کہ یہ نعمت و غنیمت ہاتھ دہ آئیگی - مناسب ہے کہ سفر کو اوپر حضر کے اور محنت کو اوپر راحت کے مقدم اور اختیار کر کے مناسب ہے - کہ تم تساہل کو روا نہ رکھو اور جہاد و غزا کو مستلزم حصول مرادات دارین سمجھو - چنانچہ ابو عبیدہ کو سپہ سالار کر کے ایک کثیر فوج بنا بر فتح ایران روانہ کی (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۱۱۴)

جاپان نام ایک بہادر ایرانی جب مقابلہ میں گرا - اور منتظر اس کا سر کاٹنے لگا تب اس نے (ڈر کے مارے) کلمہ پڑھا - کہ میں مسلمان ہوں - چنانچہ وہ زمرہ اہل اسلام میں داخل ہوا - اور بڑا مرتبہ پایا (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۲)

یزدجرد بادشاہ ایران کی شکست کا حال لکھتے ہوئے ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے - کہ یزدجرد کی فوج کے سردار کو (جو اسوقت سپہ سالار تھا -) ایک بیہودہ نجومی نے گمراہ کر دیا - جس سے وہ بردل ہو گیا اور یہی بات عربوں کی فتح کی باعث ہوئی - (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۸)

مصر و مراکو وغیرہ کس طرح مسلمان ہوئے

عربی کے فاضل اور تواریخ عرب کے ماہر لائق ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت کے ۶۴۰ء میں ابو بکر عمرابن العاص نے حملہ کیا - شہر سکندریہ فتح ہوا اور لوٹا گیا کتب خانہ وہاں کا بحکم کی جگہ جلایا گیا - اس کے بعد کتب خانہ جو بادشاہان ٹالومیر نے مرتب کیا تھا - وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جلایا گیا تھا - اس کے بعد یہ کتب خانہ طیار ہوا تھا - وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا -

(دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم ۱۸۸۲ء صفحہ ۸۰)

محمد صاحب کے ایک خط میں جو نام مقوقس بن راعبل حاکم اور بادشاہ مصر اور سکندریہ کے لکھا گیا تھا - یہ عبارت ہے "والا تذر مقاتلۃ الکفار حتی یدخلوا الناس فی دینی و یدخلوا فی ملتی (یعنی خدا نے مجھے حکم کیا ہے - اٹھانے اور لڑائی کا کفار سے یہاں تک کہ ڈر آویں وہ لوگ میرے دین میں اور داخل ہوں میرے مذہب میں" (دیکھو فتوح المصر مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵)

پھر لکھا ہے - "کہ حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے - کہ الحرب خدعۃ - یعنی لڑائی الغرام باقی ہے ساتھ فریب کے" (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۲۲۵ نولکشور ۱۲۸۶ھ)

عمرو بن العاص نے بادشاہ مصر کے سامنے بیان کیا - کہ اللہ تعالیٰ نے تاشدگی بخشی بہ سبب تلوار کے اور اسی تلوار کے سبب سے ذلیل کیا ہم نے منکروں کو (دیکھو فتوح المصر ۱۲۸۶ھ صفحہ ۲۲۵)

صدہا باشندگان مصر بیگناہ سوئے ہوئے قتل کئے گئے - اور کچھ ان میں سے قید کر لئے گئے - اُن کی بابت لکھا ہے - "بعد اس کے عرض کیا اُن پر اسلام کو مگر سبھوں نے انکار کیا - پس ماری گئیں گردنیں ان کی" (دیکھو تاریخ فتوح المصر ۴۶۳ و ۴۶۴)

پولیس قس عیسائی پر عرض کیا اسلام پس انکار کیا - اور کہا کہ بھاگا میں شام سے مصر میں - پر ڈال دیا مجھکو مسیح نے تمہارے ہاتھوں میں نہیں شک کرتا ہوں میں کہ مسیح مسلم ہیں - اور میں کافر ہوں - تمہارے دین کے ساتھ پس مار ڈالا خالد نے گردن اُس کی (فتوح المصر ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۶۷)

تیرہ سو مرد قبطی قید کئے گئے - جن میں سے حکم ہوا کہ جو اسلام قبول کرے سے رہائی دو - ورنہ سب کو مار ڈالو - چنانچہ عرض کیا - اسلام کو اُن پر خالد نے - پس انکار کیا اکثروں نے - اور جس نے اسلام قبول کیا چھوڑ دیا خالد نے اسکو اور نیکی کی ساتھ اس کے - اور جس نے انکار کیا - اسلام سے حکم کیا خالد نے اسکی گردن مار دیگا (از فتوح المصر صفحہ ۴۹۵ ۱۲۸۶ھ)

اسی تاریخ میں اکثر جگہ لکھا ہے "کہ جب یوں قتل شروع کیا - اور لوگوں کی جورو دختر وغیرہ چھیننے لگے - تو بخوف قتل اور امید رہائی کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے - (مفصل دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۸۴ و ۵۱۲)

اور اگر کوئی مفصل حال مکاری - فریب و دروغگوئی سپہ سالاران لشکر محمدیہ کی دیکھنا چاہے - تو دیکھے (فتوح المصر کے صفحات ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱)

بلوچستان کس طرح مسلمان ہوا

محمود ۳۹۶ھ میں تخت پر بیٹھا - اور ۴۲۹ھ میں مرگیا - مطابق سن ۱۰۴۲ء کے چنانچہ لکھا ہے -

"دریں ایام خبر رسید کہ مردم قیرات (قلات) و ناردین کہ از ممالک سرحد ہندوستان است - قلادہ مسلمانی در گردن نینداختہ اند و سر از اطاعت و انقیاد شریعت محمدی پیچیدہ و بیشتر بت پرست اند - سلطان محمود لشکر جمع آوردہ از قسم درسو و گرد ہائے و سنگ تراش جمع کثیر ہمراہ گرفتہ روآورد - بار نہاد - بتخت قصد قیرات کردہ از مسرت

ساخت و ظاہراً قبرات جائے است مرو بین ہند و ترکستان میوہ بسیار دارد و چون حاکم آنجا اطاعت کردہ متوطنان آن دیار اسلام آوردہ و سلطان صاحب علی بن ارسلان جاذب را بتسخیر تاردین فرستاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ مردہ و اموال بسیار بدست افتاد۔ و چون بت خانہ برنگ را کہ در آنجا بود شکستند سنگے مسطور منقش از بتجا بیرون آمد کہ باعتقاد ایشان از بنائے آن چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان چون آنجا رفتہ تعلو ساخت" (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر سلطان محمود مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۱ سطر ۱۲ سے ۱۷ تک)

بتائید رائے کرنل ٹاڈ صاحب کے کچھ شک معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ بلوچستان کے اکثر فرقے ان جادوؤں کی نسل سے ہیں جو دوارکا کی آلبس کی لڑائی کے بعد سندھ پار چلے گئے تھے۔ گوت بلوچوں کا سیجہ کہلاتا ہے۔ اور اس گوت کی وجہ تسمیہ کی نسبت قیاس کیا جاتا ہے کہ جب یہ لوگ ہندو (آریہ) تھے۔ تو باعث ہونے اولاد سام پسر سری کرشن کے سامی یا سام جا کہلاتے تھے۔ یا خود سری کرشن کی نسل میں ہونے کے سبب سے یہ گوت مشہور ہوا۔ کیونکہ سری کرشن جی کا ایک نام سیام، یا سام ابھی ہے۔ ۱۱ دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ ۱۸۷۳ء وصفحہ ۳۸۵ و ۳۸۶)

پھر لکھا ہے۔" حجاج بن یوسف از قبل ولید بن عبدالملک حاکم عراق بلکہ ملک ایران و توران بود و در صدد تسخیر بلاد ہندوستان شدہ محمد ہارون را وائیل ۸۷ھ باسپاہ پرتہور بولائیت مکران فرستاد۔ او چنانچہ رسید آن مملکت را متحوز و متصرف آوردہ اسباب او ساکنان اند۔ کہ بلوچان باراں طائفہ اند بشرف اسلام مشرف گشتہ رعایا با داے مال دیوانی پیوستہ و رواج اسلام دراں طرف اراں تاریخ بہم رسیدہ۔ (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱۱ مقالہ ہستم نولکشور)

افغانستان کس طرح مسلمان ہُوا۔

اگرچہ اس کا مفصل حال کسی ایک تاریخ میں ہم کو نہیں ملا۔ مگر جتنا موجودہ تاریخوں سے مل سکا۔ وہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ✦

محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔" لشکر غور و بادغیش یہ کابل فرستاد۔ الی آنجا را حصار و قہراً مطیع و منقاد گردانید۔" (جلد اوّل صفحہ ۱۱)

پس ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ بھی قرآن کو فصاحت یا ثانی جان اور محمد صاحب کو نبی گردان کر مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے ✦

مامون رشید نے جب اس ملک میں چڑھائی کی جو ۲۱۲ھ کا ذکر ہے۔ اس کی بابت مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج فرماتے ہیں۔ کہ مامون نے لشکر جرار اس ملک کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ اسی لشکر جرار کے خوف سے بمقابلہ تباہ ہونے کے والئے کابل مسلمان ہُوا (مفصل دیکھو ہیروز آف اسلام جلد دوم)

اور اسی تاج کا ایک اور حاکم بھی اس کی تلوار کے ڈر سے مسلمان ہُوا۔ اور اس کا بُت مکہ میں صفا و مروہ کے درمیان ڈلوایا گیا۔ (ہیروز آف اسلام)

انریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ کہ قوم جادو سندھ کے پار بعد مرنے کرشن کے جارہی تھی۔ (از تاریخ ہندوستان)

افغان لفظ بھی اصل میں سنسکرت کا ہے۔ اپ گان یعنی بے قاعدہ ہے۔ راگ جن کا یا وہ قوم علم موسیقی سے محروم ہے ۱۱ وربہات زیادہ تشریح کی محتاج نہیں شنیمت لکھتا ہے۔ ؎

سنگ اف اف نے زاغاں عاں گرفتند حریفاں نام شاں افغاں گرفتند

علاوہ بریں ابھی تک افغانستان میں ہزاروں جگہ ان کے پہلے مذہب کی علامتیں موجود ہیں۔ سوات اور بونیر کے پہاڑوں کی غاروں میں کئی طرح کی مورتیں نکلتی ہیں۔ جو ساری کی ساری ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تصویروں سے مشابہ ہیں۔ کابل سے کچھ مس، معروف متحاک وغیرہ مقام میں اور ایسی ہی تخت ماہی اور جلال گڑھی میں بھی ہندو مذہب کے ہزاروں نشان ابھی تک موجود ہیں۔ اور ان کے لباس بھی پرانے آریوں سے ملتے ہیں۔ جو متعصب مؤرخین نے جہاں تک پٹھانوں کی بابت تحقیقات کر کے صحیح نتائج نکالے ہیں۔ وہ تمام تر ہمارے بیان کے مؤید اور ہمارے منشا کے مطابق ہیں مہابھارت کے زمانہ سے راجہ محمود کے زمانہ تک ہندوؤں اور ان کا دھرم واحد تھا ✦

چنانچہ کرنیل ٹاڈ صاحب بہت یقین سے قوم جادو کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اقوام افغان اصل میں یہودی نہ تھے۔ جادو تھے۔ اس بحث کو کرنل صاحب نے بہت قابلیت کے ساتھ لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ ان کا یہودی ہونا بالکل غلط ہے۔ ان کی رائے اور تحقیقات کی مطابقت اس قوم کی روایتوں سے بخوبی ہوتی ہے۔ مشہور ہے۔ کہ (دوارکا کے تاراج ہونے کے بعد) کرشن کی اولاد نے سندھ ندی کی دونوں طرف چند نئی نئی ریاستیں قائم کیں۔ اور انہیں جادوؤں کے راج گج۔ والئے بھیرو نے اپنا راج پچھم کی طرف بڑھایا۔ اور قلعہ غزنی جو اب غزنی لکھا جاتا ہے۔ تعمیر کرایا۔ ایک دفعہ روم و خراسان کے بادشاہوں نے متفق ہوکر غزنی پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ گج مارا گیا۔ لیکن اس کا بیٹا سالباہن بھاگکر پنجاب کو چلا آیا۔ اور اس نے پنجاب میں سلبا نیور۔ یا سلواں کوٹ (جسے اب سیالکوٹ کہتے ہیں) آباد کیا۔ اور چند سال کے بعد پھر غزنی پر دخل ہوگیا۔ چنانچہ عرب سے مسلمانوں کی آمد تک اسی کے ورثا افغانستان میں حکمرانی کرتے رہے

کہتے ہیں۔ کہ مغلوں کی قوم چغتا یعنی چغتائی کا مورث چگتو سیرہ سالباہن تھا۔ آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں جادو پنجاب سے نکالے گئے تب انہوں نے لکھی جنگل میں پناہ لیکر اوّل شہر تنوٹ پھر دیروال پھر جیسلمیر اسی جنگل میں آباد کئے۔ زوال کے دنوں میں بہتیرے جادو جاٹ کہلائے۔ بلکہ ہو گئے اور بہتیرے اور قوموں میں مل گئے۔ جو خالص رہے وہ بھی جادو کہلانے لگے ✦ (دیکھو تاریخ راجستان میں حالات جیسلمیر)

"چند سال ہوئے جبکہ فوج انگریزی کی مہم ستانہ پر ہوئی تھی سانہیں ایام میں تائید رائے کرنیل ٹاڈ صاحب کے تحقیق ہُوا تھا۔ کہ علاقہ یوسف زئی میں پٹھانوں کی ایک قوم اس تک جدوں (جادوں) کہلاتی ہے۔ اور اس کی قدیم روایتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اصل میں جادو تھے کسی زمانہ میں گجرات سے آکر یہاں آباد ہوئے" ✦ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۱ و ۳۲۲)

نوٹ نامہ نگار کو کئی سال تک بہنگام ملازمت سرکاری پٹھانوں کے درمیان رہنا پڑا۔ برسوں کی تحقیقات سے یہی ظاہر ہُوا کہ وہ لوگ اصل میں جادو تھے یوسف زئی کے علاقہ سے اوپر غیر علاقہ ہے اور اس ہیڈ کا نام جدوں یا گدوں ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ وہاں کے دیہات یا مقامات کے نام اب تک سنسکرت اور آریہ زبان کے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے رانی گھاٹ۔ کاٹھ لنگ سواتھ۔ بونیر یا بھونیر تیراہ۔ یم رودہ یا جم رودہ۔ مہمند۔ یا مہاسند۔ چترال۔

؎ بلوچستان میں شہر کوئٹہ کا صحیح اصل نام سیالکوٹ ہے۔ جو غالباً سالباہن کا بسایا ہوا ہے۔ اب غلط العام سے کوئٹہ ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح بلوچستان کے تمام شہروں کے نام سنسکرت کے ہیں ✦

قلعہ سیتارام - پشاور کے علاقہ کا اصلی نام قصبہ نگرام - اوڈھی گرام - شہر سیر تھرو اوتم املاش یا اوہما ملاق - کٹک یا خٹک یا کٹکا - گڑھی گوجر گڑھی وغیرہ - پس درحقیقت پٹھان جادو (یادوں) کے خاندان سے ہیں - اور کافرستان میں سے جو کہ کابل - کشمیر - چترال - تاتار کے درمیان سینکڑوں میل کا ملک ہے - اب وہ جادو ہی لوگ رہتے ہیں - پس یہ سارے لوگ جبراً و قہراً مسلمان ہو کر اپنے ستیہ دھرم سے ہٹا کر محمدی بنائے گئے +

جادو سے جاٹ کہلانے کا یہ سبب معلوم ہوتا ہے - کہ جادوں نے جو راجپوت تھے کھیتی باڑی شروع کی اور آوارہ گردی اور وِدیا کے نہ پڑھنے کے سبب اصلیت بھول گئے - د ت ج آریہ ورت کی اکثر زبانوں کے اندر بدلتے ہیں - اور فارسی میں بھی سنسکرت کی جات کا زاد - ذات بنجاتا ہے - پس بعض سرحدی ملکوں میں جہاں جادو کے تھوڑے گھر ہوئے اور جاٹوں کے زیادہ تو جادو سے جاٹو اور جاٹو سے جاٹو سا او بسبب جلد جاٹ ہو گیا +

اس کے سوا نے ہماری رائے میں قوم جاٹ اصل میں جادو ہیں - اصل میں یہ شبد یادو تھا - یادو سے جادو بنا - جیسے آریہ سے آرج - بعد اس کے غلط العام سے جاڈو اور جاٹ ہو کر جاٹ ہو گیا - اور انہیں لوگوں نے جزیرہ جٹ لینڈ وغیرہ آباد کئے - اکثر مقامات پر ایسی جادو قوم کے نشانات ملتے ہیں +

ہندوستان کس طرح مسلمان ہوا

مولوی ذکاءاللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں - "یہ اصلی مسلمان کل مسلمانوں سے جو اس ملک میں آباد ہیں - آدھے ہونگے - باقی آدھے ایسے ہی مسلمان ہیں جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں مردم شماری سرکاری سے معلوم ہوتا ہے - کہ ہندوستان میں چار کروڑ دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں - ان میں سے زیادہ ایسے ہیں - جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں - گو اسلام نے ان کے عقائد کو بدل دیا - مگر ان کے رسم و رواج کو نہ بدل سکا - گو وہ آپس میں مل جل کھانے پینے لگے - مگر شادی بیاہ میں اب تک گوت بچاتے ہیں - کھانے پینے میں بھی انگریزوں کے ساتھ ایسا پرہیز کرتے ہیں - جیسے ہندو - غرض اسلام کا اثر ہندوؤں پر ایسا نہیں ہوا جیسا کہ ہندوؤں کا اثر اسلام پر ہوا +

(دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل دوم صفحہ ۹)

اب ہم بتلاتے ہیں - کہ اتنے جو مسلمان ہیں - یہ کس طرح مسلمان ہوئے ہیں اور کب سے ہوئے ہیں - اور سب سے پہلا مسلمان اس ملک میں کون ہے -

ملک ہندوستان میں سب سے **اوّل مسلمان** - باپا راجپوت والی چتوڑ نے [illegible] میں کھمات کے حاکم سلیم کی لڑکی سے شادی کر لی اور مسلمان ہوا - مگر مسلمان ہو کر مارے شرمندگی کے خراسان چلا گیا - پھر نہ آیا - اس کا ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا -

(دیکھو آئینہ تاریخ نما صفحہ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء)

سنہ ۸۱۲ء میں خلیفہ مامون رشید نے بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان پر چڑھائی کی - باپا کا پوتا اوس وقت چتوڑ کا حاکم تھا - نام اس کا راجہ کھمان تھا - اس سے اور مامون سے چوبیس لڑائیاں ہوئیں - لیکن آخر کار مامون شکست کھا کر ہندوستان سے بھاگ گیا - (صفحہ ۲ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء اور دیکھو مفتاح التواریخ صفحہ ۷ سنہ ۱۸۸۳ء طبع ثالث حصہ اوّل)

ہندوستان کا **دوسرا مسلمان** راجہ سکھپال نام محمود کے ہاتھ بسبب طمع حکومت کے مسلمان ہوا - مگر لکھا ہے کہ جب محمود بلخ کی طرف گیا - تو اس نے پھر ہندو بن کر اس کی اطاعت سے سر پھیرا - محمود نے [illegible] میں اسے پکڑ کر جنم بھر کے لئے قلعہ میں قید کر دیا +

(صفحہ ۱۹ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء اور مفتاح التواریخ صفحہ ۹ سنہ ۱۸۸۳ء حصہ اوّل)

اب ہم محمود کے ہندوستان پر آنے کی وجہ بتلاتے ہیں +

لتھبرج صاحب فرماتے ہیں - کہ "محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی - مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے - اور اس کا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اس کے مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک گراں بہا خلعت اس کے پاس بھیجا - اور امین الملۃ یمین الدولۃ کا خطاب دیا تھا - پس محمود نے یہ عہد کر لیا - کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کروں گا - (دیکھو مختصر تواریخ ہند سنہ ۱۸۸۶ء لاہور صفحہ ۴۹ ، اور (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶)

پھر لکھا ہے "دوسرے مذہب والوں کو بزور مسلمان بنانا - اس مذہب والوں کے نزدیک ان دنوں نام پیدا کرنے کے لئے ایسی بڑی بات تھی - کہ محمود سا حوصلہ دار اس عجیب بے نظیر ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک پر دل چلاتا بھلا - اور یہ عمل چھوڑ کر کب امداد ایں کہاتا -

(صفحہ ۹ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء)

تاریخ بمبئی میں لکھا ہے - "محمود نے گنگا کے کنارے اہرار کے قریب مندر لوٹے اور اپنے سپاہیوں کو لوٹنے اور ردی لینے کی اجازت دی - جس سے ادھر ادھر راہی بھاگ گئے - سب بیوہ اور یتیموں کی طرح پریشان ہوتے جو نکل کر نہ جا سکے - قید کئے گئے +

(صفحہ ۱۱ - آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء)

پھر لکھا ہے - "سنہ ایک ہزار عیسوی میں محمود نے ہندوؤں پر جہاد کیا - اور بارہ دفعہ ہندوستان پر آیا +

(تواریخ ہندوستان صفحہ ۱۹)

پھر لکھا ہے - "محمود کی غرض ان حملوں میں جہاد کرنے اور ملک کی دولت لوٹنے سے بھی" (صفحہ ۸ مفتاح التواریخ سنہ ۱۸۸۳ء)

متھرا کے شہر میں شاہ محمود شمشیر پکڑ کر گھس گیا - اور بتوں کو پامال و مسمار کیا - طلائی و نقرئی اصنام کو گلا ڈالا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۱)

"محمود راستہ میں متھرا کو تباہ کرتا گیا - بیس دن تک اسے لوٹا - اور مورتوں کو تڑوا کے مندروں میں بڑا برا کام کیا - سو اونٹ نری توڑی ہوئی چاندی کی مورتوں سے بھر کر لے گیا + پانچ مورتیں خالی سونے کی تھیں - ان میں ایک کا وزن ہمارے اب کے چار من سے اوپر تھا - برہمن کو قتل عام کیا - راجا اپنے بال بچوں کو مار کر آپ بھی مر رہا - اس بار محمود یہاں سے پانچ ہزار تین سو آدمیوں کو غزنی لے گیا" (صفحہ ۱۱ - آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء) اور مفتاح التواریخ حصہ اوّل صفحہ ۱۰ سنہ ۱۸۸۳ء)

"دوسرے برس محمود نے پانچویں بار ارادہ جہاد کا کشور ہند پر کیا - اس کے دل میں ہوائے تسخیر نگرکوٹ جس کو قلعہ بھیم بھی کہتے ہیں - اور جوالا مکھی یعنی چشمہ آتش سے جو (محل عجائب مخلوقات کا ہے) کچھ دور ہے - جتنا مال اس میں تھا - غارت کیا - اور غزنی کو ساتھ غنیمت بیقیاس کے مراجعت کی وہاں جا کر اس نے بڑی ضیافت کی اور اپنی رعایا کو غنائم بے بہا منہ سے حیران کیا"

(تواریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ ۱۸۸۱ء)

"تھانیسر کا سب حال مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ انہوں نے اسے تاراج کیا۔ اور بتوں کو توڑا۔ اور ایک بت جوان میں بڑا معزز و نامی تھا۔ اُسے ولایت غزنی کو بھیجا۔ تاکہ وہاں پر مسلمانوں کے قدم تلے پائمال ہو۔ دو لاکھ ہندو مقید ہو کر غلامی میں بھیجے گئے۔ بسبب کثرت ان غلاموں کے شہر غزنی مثل شہر ہندوؤں کے معلوم ہوا۔" (دیکھو صفحہ ۹۹ تاریخ ہندوستان ۱۸۹۱ء)

"ہندو اس قدر بندی میں آئے کہ قیمت ان کی دو دو روپیہ ہو گئی"۔ (صفحہ ۱۰۴ دیکھو تاریخ ہندوستان)

محمد غوری کے ذکر میں لکھا ہے "کہ وہ بنارس میں گیا اور اس شہر کو لوٹا۔ اور بت خانے خاک میں ملا دئیے۔" (صفحہ ۱۰۵ تاریخ ہندوستان)

"**محمد غوری** نے دلاوری فطری سے گکھڑوں پر یورش کی۔ اور انہیں ایسا تنگ کیا کہ صرف انہوں نے اطاعت ہی قبول نہ کی۔ بلکہ مسلمان ہو گئے"۔ (صفحہ ۱۰۶ تاریخ ہندوستان)

"بختیار نے گویں عبادت گاہوں ہنود کو مسمار کیا۔ اور ان کے سنگ و خشت وغیرہ سے مساجد و مدارس و کاروانسرائے تیار کرائے۔ (صفحہ ۱۱۳ تاریخ ہندوستان)

"علاؤالدین کے حکم سے ایک مسجد بجائے بت خانہ سومنات کے تعمیر ہوئی شہر پٹن جسکی تمام عمارت سنگ مرمر کی تھی۔ خاک میں مل گیا۔ اور مورت بدھ کو گرا دیا۔ اور کتب متعلقہ مالطہ رسومات ہنود کو جو موافق طریقہ بدھ یا پرانوں کے تھیں جلا دیا"۔

نوٹ اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور کولادیوی بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں نظیر تاریخ ہندوستان کے بے نظیر تھی۔ ہاتھ آئی۔ یہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی۔ اور کافور زمرہ نوکراں دربار میں مقرر ہوا۔ اور ایسا ہی دیولدیوی کا لوٹ لانا اور حرم سرای میں داخل ہو جانا"۔ (دیکھو صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۴ تواریخ ہندوستان)

ضیاءُ الدین برنی اپنی تاریخ فیروز شاہی۔ اور ابوالقاسم اپنی تاریخ فرشتہ میں لکھتے ہیں۔ (بذکر علاؤالدین خلجی) کہ بادشاہ نے ایک روز قاضی مغیث سے سوال کیا کہ کس ہندو کو ذمی اور خراج گذار سمجھنا چاہئے۔ جواب دیا کہ جو نہایت درجہ کی اطاعت کرے اور اپنے مذہب کی اہانت ہو تو بھی تحصیل کا حکم بجا لاوے اور بلاعذر خراج ادا کر دے۔ اگرچہ کافروں کا قتل کرنا بہر کیف جائز ہے۔ لیکن امام حنفی کا مسئلہ ہے کہ قتل کے بجائے کافروں سے جزیہ لیا جاوے۔ اور جزیہ کے وصول کرنے میں ایسی تنگ طلبی چاہئے کہ ان کو تکلیف حتی الامکان قتل کے قریب قریب پہنچے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگرچہ میں تمہاری کتابوں سے ناواقف بھی ہوں۔ تو بھی اپنی عقل کے زور سے وہی کام کرتا ہوں جسکی اجازت پیغمبر نے دی ہے۔ اسی بادشاہ کے روبرو ایک روز قاضی نے عرض کیا تھا کہ اے حامی اسلام! تیرے عہد سلطنت میں ہندو اس ذلت و مصیبت کو پہنچے ہیں۔ کہ ان کے زن بچے مسلمانوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اس عمدہ نتیجہ کی تعریف تم کو مبارک ہو۔ اور میں کفیل ہوتا ہوں کہ اگر اس نیک کام کے عوض میں تیری زندگی کے تمام گناہ معاف نہ کئے جاویں۔ تو قیامت کے دن تو میرا دامنگیر ہونا"۔ دیکھو تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۷) اور (دیکھو اقتباس تحریر تا ۶۱۱ جلد سوم بار اول ۱۸۷۳ء) اور (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۱۰ مقالہ دوم)

"جبراً اسلام قبول کرانے کا جوش جو محمد تغلق کے بعد فرو ہو گیا تھا۔ سکندر لودی کے عہد میں ترقی پر آیا۔ لیکن اسی کی زندگی تک رہا"۔ (صفحہ ۲ تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء)

"عالمگیر اورنگ زیب کی سلطنت کے نشانوں میں سب سے زیادہ نمایاں نشان اس ضلع (بلکہ سارے ہندوستان) میں چند نو مسلم خاندان باقی ہیں۔ اس بادشاہ کی مذہبی طرفداری کا ایک چھوٹا سا نمونہ یہ ہے۔ کہ قصبہ آہار کے ناگر مسلمانوں کے اسناد کہنہ کے طومار میں ہم نے ایک پروانہ دیکھا ہے۔ جس میں یہاں کے حاکم کو عالمگیر نے لکھا تھا۔ کہ "چودھریان آہار (ضلع بلند شہر) کا خاندان بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص عہدہ چودھرائیت کا کام کرنا چاہتا ہے۔ اس سے رعایا کو تکلیف ہوتی ہے۔ آئندہ کو مناسب ہے۔ کہ کل خاندان سے دو آدمی منتخب کر لئے جاویں۔ اور ان کے سوائے اور کسی کو سرانجام کار چودھرائیت کی اجازت نہ ہو۔ اور چونکہ حال میں دو شخصوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس واسطے انتخاب میں ان سے زیادہ کوئی منتخب نہیں ہیں۔ یہی دونوں آہار کے چودھری مقرر کئے جاویں۔" (تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۶ و ۲۷)

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں تانگویاں سے ایک شخص (بلند شہر کا) مسلمان ہوا۔ اس کی اولاد ۸۰ برس تک اس قصبہ کے باشندوں میں سرگروہ رہی۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۳۲)

ٹھنٹہ یعنی ڈور مسلمان یہ لوگ اولاد نسی اجیپال ڈور کی ہیں جس نے دغا کر کے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور شہاب الدین غوری کی فوج کو قلعہ میں داخل کر کر اپنے ولی نعمت راجہ چندر سین کو قتل کرایا۔ اس خدمت کے عوض میں مسلمان کیا گیا سلطان غوری نے اجیپال کو خطاب ملک محمد دراز قد کا بخشا۔ اور پرگنہ برن کا چودھری مقرر کیا گیا۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳)

مفصل فہرست ان مندروں کی (اگر کوئی دیکھنا چاہے) جو مسلمانوں نے جبراً گرا کر مسجدیں بنائیں یا تباہ کئے۔ یا توڑ دئے (تو دیکھو رسالہ مخزن العلوم بریلی ماہ مارچ ۱۸۸۱ء جلد ۳ نمبر ۲ صفحہ ۴۴ سے ماہ نومبر نمبر ۱۱ صفحہ ۱۳ تک) "سکندر تیمور نے قتل کرا دیا۔ اور شہر کو جلا دیا معہ رئیس کے۔ سرستی پر تاخت کی اور شہر کو پھونکا۔ اور وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ مؤرخین اسلامیہ کہتے ہیں۔ کہ اسے بعد تحقیق اس امر کے کہ اکثر قیدی کافر ہیں۔ ایک لاکھ ان میں سے مروا ڈالے اس قتل بنی آدم سے کمال خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اور بعضے وقت بعد بڑے کشت و خون کے وہ سر مقتولین کو بطور منارہ کے چن دیتا۔ اور اس نہج سے اپنے تئیں محظوظ کرتا۔" (تواریخ ہندوستان مطبوعہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۵۰ و ۵۱) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۲۶)

"اکبر کا ہندو راجپوتوں سے جبراً بیٹیاں لینا بھی ایک اسلامی ظلم کا نشان ہے" (سیرۃ المتاخرین صفحہ ۳۷)

عالمگیر کے زمانہ میں آہار کے ناگر (برہمنوں سے) دو نے اسلام قبول کیا۔ اور اس ذریعہ سے سب بھائی بندوں کو پرگنہ کی چودھرائت کے موروثی عہدہ سے خارج کر کے خود چودھری تھے۔ اب ہندو ناگروں کی زمینداری صرف دو گاؤں اور مسلمان ناگروں کی تین گاؤں میں ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مسلمان ناگروں میں بعض نے بغاوت اختیار کی۔ اور اس جرم کی سزا میں ان کی جاگیریں و ملکیت ضبط سرکار ہو کر راجہ گورسہائے مل رئیس مراد آباد کو انعام دی گئیں (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۰۲)

لنگار یعنی سب سے زیادہ خاندان اس قوم کا قصبہ سیانہ میں تھے۔ لیکن نصف سے زیادہ آدمی اس خاندان کے عالمگیر کے وقت سے مسلمان ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۰۴)

لال خانی بڑگوجر ٹھاکر اشرف نامہ میں اشرف خان لال خانی نے لکھا ہے۔ کہ پرتاب سنگھ کی نویں پشت میں لال خاں ہوا۔ اگرچہ یہ نام مسلمانی معلوم ہوتا ہے لیکن لال خاں حقیقت میں مسلمان نہ تھا۔ اصلی نام لال سنگھ تھا۔ اکبر بادشاہ نے خطاب ثانی بخشا۔ تب اس نے اپنے نام میں بجائے سنگھ کے خان کا لقب شامل کر لیا۔ سال ایام میں پسر لال خاں نے شاہ جہاں کے حضور ۲۴ کی زمینداری حاصل کی اور اس کا پوتا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مسلمان ہوا۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

بعض بعض لال خانیوں کے سوا سب مسلمان بڑگوجر اب تک ہندوؤں کی اکثر رسموں کو مانتے ہیں۔ اپنی گوت میں شادی نہیں کرتے۔ گاؤکشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ لڑکے کے دو دو نام رکھتے ہیں۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ اور مثل اپنے ہندو بھائیوں کے شادی کے ایام میں دروازہ پر تصویر اس کہاری عورت کی بنا کر پوجتے ہیں۔ کہ جس کی دعا کو موجب ترقی اپنے بزرگوں کا اس دیار میں باور رکھتے ہیں۔

(دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۱۵ و ۳۱۶)

بھال راجپوتوں میں سے کیرت سنگھ کی ساتویں پشت میں مسمی کھان چند۔ دریا خاں لودھی حاکم سنبھل کی خوشنودی کے واسطے خضر خاں بادشاہ کے عہد میں مسلمان ہوا۔ اور اس حکمت سے اس نے اپنی موروثی کے علاقہ میں نصف حصہ پایا۔ حالانکہ اس کا بھائی کل علاقہ کا دعویدار تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد کھان چند کا نام ملہا خاں رکھا گیا۔ اور پرگنہ کی چودھرائیت کا عہدہ پایا۔ ان کے ورثا خواہ ہندو ہوں خواہ مسلمان اب تک چودھری کہلاتے ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۱۷)

حصار کے ضلع میں جٹکی یا جہیسوار۔ جاٹ تو زیادہ تر مسلمان اور کمتر ہندو ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۴)

تنور یا مرزا راجپوت "راجہ بہہ پال نے جو انگپال کی دسویں پشت میں تھا۔ موضع بہہ سانہ آباد کیا۔ چنانچہ بہہ پال کی اولاد سے ۴۵ گاؤں اب تک آباد ہیں۔ اسی کی نسل میں بلند شہر کے تنور ہیں۔ لیکن اکثر ان میں سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ مسلمان تنوروں کی روایت ہے کہ ہمارے مورث اعلیٰ ناگل سنگھ کو کسی جرم میں قطب الدین ایبک بادشاہ نے علاوہ سزا کان کاٹنے کے جبراً مسلمان کیا تھا۔ چنانچہ ناگل سنگھ کا بسایا ہوا موضع بوچا ناگل بلند شہر سے چار میل پر اب تک آباد ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ موضع مذکور میں تنور مسلمان رہتے تھے اب ان تنوروں کی رشتہ داری جھوجھوں کے ساتھ ہونے لگی۔ اور چونکہ جھوجھوں کی قوم ادنےٰ گنی جاتی ہے۔ اس لئے یہ تنور بھی راجپوتوں کی فہرست سے خارج ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۶)

چوہان راجپوت کالو کا سر حاکم سکندر آباد نے کٹوایا۔ اس ظلم کے سبب تیجا نبیرہ کالو نے حاکم مذکور کو قتل کیا۔ اور سزا سے بچنے کے واسطے بادشاہ کے پاس جا کر مسلمان ہوا۔ بادشاہ نے صرف تیجراج کا قصور ہی معاف نہ کیا۔ بلکہ اس کو رفیق بنایا۔ اور خطاب آہنگ رائے کا بخشا۔ اور نگوں کے ۲۴ گاؤں کی زمینداری عطا کی۔ (صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ تاریخ بلند شہر)

بڑگلہ راجپوت اورنگ زیب بادشاہ کے وقت سے بہت سے بڑگلہ مسلمان ہیں۔ (صفحہ ۳۲۹)

برن وال ویشوں میں ایک شخص اورنگ زیب کے وقت میں مسلمان ہوا۔ بعد ازاں اس کی اولاد اس قصبہ بلند شہر میں کچھ عرصہ تک سب سے زبردست تھے اب بھی ان کی ملکیت میں بلند شہر کے متصل چند قطعات معافی اور موضع چاندپور کی زمینداری ہے۔ (صفحہ ۳۳۵)

میو شودر مسلمانوں کی ابتدائی آمد میں اس قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے مسلمان میو پرگنہ اگورہ کے چند گاؤں کے زمیندار ہیں۔ لیکن عادتوں میں اپنے ہندو بھائیوں سے کچھ بہتر نہیں ہیں (صفحہ ۳۶۳)

مغلوں کی بعض قوموں کی نسبت بھٹی جادوں دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جس زمانہ میں ہمارا راج غزنی زابلستان میں تھا۔ یہ لوگ ہماری قوموں سے نکل کر مغلوں میں داخل ہو گئے۔" (صفحہ ۳۶۸)

نومسلموں میں ارل قوم کے لوگ مثلاً جولاہا۔ قصاب۔ رنگریز۔ دھوبی۔ لوہار۔ وغیرہ اپنے تئیں اکثر شیخ کہتے ہیں۔" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۷۴)

"خاص مغلوں کے علاوہ کچھ جھوپچے مغل بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کی نسبت یہ روایت ہے۔ کہ کسی مغل امیر نے ارل قوم کے ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا یہیں کی اولاد سے یہ جھوپچے مغل ہیں۔ اور چونکہ مغل کے ہاتھ سے مسلمان ہو گئے۔ اسو جسے مغل کہلاتے ہیں۔" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۴۸)

"ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں" منگولین قوم (مغلوں) کا مورث اعلیٰ منگل نام چھتری تھا۔ اور بہادر راجہ ایک وقت میں تاتار کی طرف سیر کے واسطے گیا تھا۔ اور وہاں ہی جا کر سکونت اختیار کی۔ یہ بات مہابھارت کے یدھ سے پہلے کی ہے۔ (جس کو آج چار ہزار چار سو نوے سال ہو گئے ہیں" (دیکھو تاریخ بلیغ ہندوستان)

پھر لکھا ہے۔ کہ یہ ضلع (بلند شہر) مسلمان بادشاہوں کے دائرہ سلطنت (یعنی دہلی) سے قریب تھا۔ اسواسطے دور کے ضلعوں کی بہ نسبت تعلیم اسلام کا اثر یہاں زیادہ ہوا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس ضلع میں نومسلم کثرت سے ملتے ہیں۔ یہاں کے نومسلموں میں راجپوت سب سے زیادہ معزز ہیں۔ یہ لوگ اپنی اصل نسل کو فخر کے ساتھ قائم رکھتے ہیں۔ اور دوسرے نومسلموں میں رشتہ داری کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ راجپوت مسلمان کے سوا اور سب نومسلم اپنی قوم کو اکثر چھپاتے ہیں۔ نومسلموں میں بچاسو وغیرہ کے لال خانی اور کیسہ کے ثابت خانی بڑگوجروں اور اگرتر کے چوہانوں اور خورجہ کے بھالوں اور تل بیگم پور کے بھٹوں۔ اور بلند شہر کے ڈوروں۔ اور آہار کے ناگروں۔ اور برن کے برنوالوں اور سیانہ کے تگوں اور پرگنات ونکور و سکندر آباد کے بڑگلوں کے مسلمان ہونے کا ذکر ان کے ہندو ذات کے ساتھ ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ نومسلموں میں قوم جھوجھہ قابل ذکر ہے۔ اس قوم کے لوگ ضلع بلند شہر کے پانچ گاؤں مسلم کے زمیندار۔ اور چھ گاؤں کے حصہ دار ہیں۔ بعض اپنا گوت اصل اپنے لوگ بعض راجپوت بعض برہمن بتلاتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸۷)

قوم جلاہے (بافندہ) نومسلموں میں داخل ہیں۔ جلاہے سوائے کپڑا بننے کے اور پیشہ کم کرتے ہیں۔ اس ضلع میں مسلمان جلاہے کثرت سے ہیں۔ حالانکہ ہندو جلاہے شاذ و نادر ملتے ہیں۔ لفظ جولاہا حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے جلاہے تعظیماً اپنی ذات مومن اور پارچہ باف سفید باف بتلایا کرتے ہیں۔ مذہبی تعصب میں جلاہے سب مسلمانوں پر فائق ہیں۔ ہر شہر قصبہ میں چند جلاہے قرآن کے حافظ ہوتے ہیں۔ حالانکہ لکھنا پڑھنا مطلق نہیں جانتے (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸۸)

"جاٹ مسلمانوں کو مولا اور رنگا مسلمان کو مولا کہتے ہیں۔ بھٹیارے بھی ادنیٰ قسم کے نومسلم ہیں

جس کو شیر شاہ نے مسلمان کیا۔ وہ شیر شاہی کہلاتے ہیں۔ اور جو سلیم شاہ کے عہد میں مسلمان ہوئے وہ سلیم شاہی مشہور ہیں۔ تمیز ان دونوں قسموں میں یہ ہے۔ کہ شیر شاہیوں کی عورتیں لہنگا پہنتی ہیں۔ اور سلیم شاہیوں کی عورتیں پاجامہ استعمال کرتی ہیں۔ ان دو گروہوں کے علاوہ بھٹیاروں کے دو گوت اور بھی ہیں۔ ایک چڑیمار۔ دوسرے کھتری۔ لیکن اس ضلع میں یہ دو گوت شاذ و نادر ملتے ہیں۔ بھٹیاروں میں شادی کے وقت ہندوؤں کی بعض رسوم اب تک پائی جاتی ہیں" (دیکھو تاریخ ملند شہر مطبوعہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۸۸ و ۳۸۹)

نوٹ ہمارے خیال میں بعض سارے مسلمان ہند و کہاروں سے ہوئے ہیں۔ کس وقت بادشاہی ڈولا اٹھانے کیواسطے ہندو کہار پکڑے جاتے ہونگے جس سبب سے ڈر کے مارے عرب مسلمان ہو گئے۔ دین اسلام نے ان کی کوئی عزت نہیں کی۔ جیسے پہلے ہندو رہکر مچھلی مارا کرتے تھے۔ ویسے ہی مسلمان بنکر مچھلی مارا اور چڑیمار ہو گئے۔ اور پورب کیطرف کہار اپنے آپ کو جل کھتری کہتے ہیں۔ بس مسلمان ہو کر ان کا گوت صرف کھتری رہ گیا۔ اور راشکی۔ سعادت۔ بہشتی کہلائے۔ (مولف)

ہائے افسوس ان مسلمانوں نے اس ویلیش کو اسی حالت میں دبا رکھا۔ ایران توران۔ شام یا صلستان۔ یہ حضرت مسلمان جہاں گئے یہی حال ہوا۔ ان کی عملداری میں کوئی دیش اونتی (ترقی) کی سیڑھی پر نہیں چڑھا

سکندر لودھی کے عہد میں ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک برہمن نے عرض کیا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا دین سچا ہے۔ بادشاہ نے یہ سنکر اسکو قتل کروا ڈالا۔ ہندوؤں کی تیرتھ جاترا اپنی قلمرو میں بند کر دی جو شہر اور قلعہ فتح ہوتا۔ وہاں کے مندر اور مندر تیں توڑ ڈالتا۔ متھرا میں ہندوؤں کی حجامت کری موقوف کر دی تھی۔ (دیکھو حصہ اول آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۷۰)

ان لوگوں نے اپنی کتاب میں لکھی ہوئی بات کے سوائے کسی حدید کا تحقیق کرنا بہت ہی برا۔ اور لونڈی غلام بنانا ہی ساری دنیا کی آرائش مان لی (صفحہ ۵۴ و ۵۵ اقتباس عمر ناشک ۱۸۸۴ء)

" سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں " سیاست مدن میں ایشیا کے مسلمان نہایت ابتری کی حالت پر ہیں۔ بخارا اور خیوہ مسقط اور زنجبار میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدہ جاری ہیں۔ اور جس میں بعض ظلموں کے دور کرنے کے لئے یورپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا۔ ان سے مسلمانوں کی بہت کچھ بدنامی ہوتی ہے۔ ہاں یورپ کی دیکھا دیکھی ٹرکی اور مصر اور ٹونس میں کچھ کچھ ترقی شروع ہوئی ہے۔ اور سیاست مدن کی اصلاح ہوتی جاتی ہے ان کے پرانے تاریک خیالات بدلتے جاتے ہیں" (صفحہ ۱۵۱ تہذیب اخلاق جلد ۴)

چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان روم نے جنوری ۱۸۷۳ء میں شاہ بخارا کو لکھا تھا۔ جسکہ اس نے سلطان سے بمقابلہ روس کے مدد مانگی تھی۔ شاہ بخارا و سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے۔

سلطان لکھتا ہے۔ کہ اب سلطنت یہ ہے۔ کہ اپنے دوست اور آشنا کو پہچانتا رہے اور سلاطین دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت والفت کو مضبوط رکھے۔ مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہرا پیدا نہ کی اور وضع اور برتاؤ اپنا یہ رکھا۔ کہ کوئی ایلچی یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمہارے ملک میں وارد ہوا۔ اگر وہ قوم انگریز یا روس ہو۔ تو اس کو تم نے سربازار قتل کیا۔ اور اگر اہل ایران تو شیعہ ہونے کے سبب پکڑ کے فروخت کیا۔ اور اگر باشندہ روم تھا۔ تو اسپر تہمت جاسوسی اور خفیہ نویسی لگا کر

چاہ سیاہ میں قید کر کے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہیئے۔ کہ یہ رہ و رسم کیسی ہے یہ وہ طریقہ رکھا ہے۔ کہ کسی سلطنت کی تمہارے ساتھ دوستی نہیں۔ اور اب کسواسطے رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور اظہار کوں سے راہ و رسم کے شاہ روس سے بگاڑو ہو۔

(تہذیب اخلاق صفحہ ۱۵۱ یکم شوال ۱۲۹۱ھ جلد ۴)

ایک فرنگستانی عالم و مورخ ملک ہسپانیہ میں عربوں کی کرتوت کو ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔ کہ عرب کی فوج نے قصبوں کو لوٹا۔ اور ملک کو برباد و تباہ کیا۔ گرجاؤں کو تاپاک کیا۔ ایک دیسی مورخ لکھتا ہے کہ جلاوطنوں کی تکلیف نے فتح کنندوں کو آرام دیا۔

(دیکھو تمرناشک حصہ سوم صفحہ ۴۵ ۱۸۸۳ء بار اول)

ہندوؤں کی ہتک پر مسلمانوں کا ہمیشہ خیال رہا ہے۔ چنانچہ امیر خسرو سا بھلا مانس بھی اپنی کتاب میں ان ہندوؤں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے ؎

زاغ روزاغ چہرو زاغ سرشت

مسلمان بادشاہ ہم نے تین طرح کے ٹھہرائے ہیں۔ پہلے وہ جو ڈاکوؤں کی طرح ہندوستان پر گرے۔ اور جہاد یعنی مذہبی لڑائی کے نام سے لیکن اصل میں لوٹ کے مال اور لونڈی غلام کے لالچ سے آکر یہاں رہے۔ ورنہ دو چار بیت تخت پر بیٹھے۔ عمر بھر لڑتے بھڑتے رہے۔ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی سے لیکر بابر اور ہمایوں تک اکثر اسی قسم میں ہیں۔ دوسرے وہ جنکو ملک کے انتظام کی فرصت ملی۔ اکبر سے اورنگ زیب تک اسی قسم میں ہیں۔ تیسرے وہ جن کے وقت میں مسلمانوں کا زور گھٹا اور سلطنت کو زوال ہوا۔ (اقتباس تمرناشک صفحہ ۵۰ جلد سوم)

"خود تیمور نے اپنے ہندوستان میں آنے کے دو مقصد لکھے ہیں۔ اسلام کے دشمن کافروں سے لڑنا اس دین کی لڑائی سے عاقبت کی بخشش کا امیدوار۔ اور دوسرا یہ تھا کہ مسلمانوں کی فوج کافروں کا مال لوٹے اور فائدہ اٹھاوے۔ مسلمانوں کو لوٹ کا مال ایسا حلال ہے۔ جیسا کہ دودھ"

(صفحہ ۵۰ تمرناشک کے حصہ سوم در ملفوظات تیموری) اور دیکھو تیمور کے ظلم (اقتباس تمرناشک کی جلد سوم صفحہ ۵۶ و ۶۸ و ۶۹ بار اول ۱۸۸۳ء)

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرنے پر تیس ہزار آدمی قید کئے ان میں سے چھ ہزار راجہ کے سر کے ساتھ بغداد خلیفہ ولید کے پاس بھیجے خلیفہ نے کچھ کو بیچا۔ کچھ کو انعام میں بانٹ دیا۔ راجہ کی بھانجی بیچاری جیسا کو اپنے بھتیجے کے حوالہ کیا۔ اور محمد بن قاسم کو لکھا کافروں کو امان ہرگز نہ دینی چاہیئے۔ سب کو ہلاک کرنا چاہیئے۔ صرف ان کو جیتا رکھو۔ جو بڑے درجے کے ہوں۔ یہی خدا کا حکم ہے۔

" دیبال میں مندر ڈھائے گئے۔ مسجدیں بنیں۔ تین روز تک قتل عام رہی۔ قیدی غلام بنائے گئے۔ لوٹ اکٹھی کی گئی"

میروں میں مومنین (توڑی گئیں) اور۔ اور اسکلند بن غلام ہتھیار بند قتل کئے گئے۔ بہو۔ بیٹی بچے لونڈی۔ غلام بنائے گئے"

" محمد بن قاسم نے جب برہمن آباد لیا چھ ہزار مارے گئے۔ بیس ہزار قید میں آئے ان میں دو راجہ کی لڑکیاں تھیں۔ وہ قیدیوں کے ساتھ بغداد پہنچیں اور خلیفہ کے حرم میں داخل کی گئیں۔ عرض کیا کہ ہم آپ کے لائق نہیں ہیں۔ ہم کو محمد قاسم نے خراب کیا خلیفہ نے اسی دم اپنے ہاتھ سے فوج کو حکم لکھا۔ کہ محمد بن قاسم کو بیل کی تازی کھال میں جیتا سیکر بھیجو۔ غرضیکہ اسطرح پر اس کی نعش بغداد میں پہنچی۔ اور ان لڑکیوں کو جتلائی۔ وہ ہنسیں کہ ہم نے اس بہانہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلا لیا۔ خلیفہ نے ہاتھ کاٹا۔ اور دونوں لڑکیوں کو دیوار میں چنوایا۔ مگر میر محمد معصوم لکھتا ہے۔ کہ گھوڑے کی دم سے باندھ کر تمام شہر

میں گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اور پھر اس کی لاش کو دلدل میں پھینکوا دیا۔"
(صفحہ ۵۰ اقتباس تمرناشک حصہ سوم ۱۸۶۳ء بار اوّل)

"سب سے اونچ ونکہ دائی ہونے کا محصول ہے۔ علیحدہ عمر کے قاعدہ کے موجب خرسم سے ہندوؤں سے معتدور والوں سے ۴۸۔ اوسط درجہ والوں سے ۲۴ غریب مزدوروں سے ۱۲ درم لینے کا حکم تھا۔ لیکن ۱۰ برس کے اندر دوسرے عمر سے یہ حساب نکالا۔ کہ جو سال بھر میں پیدا کرسکتا ہو۔ اپنی گذر کے موجب اس میں سے رکھکر باقی سرکار میں داخل کرے۔ عجیب تماشا ہے۔ ہندوؤں کا ناش کرنا۔ اور ان کی مورت مندروں کو توڑنا تو یہ بڑا دھرم سمجھتے تھے۔" (صفحہ ۵۸ اقتباس تمرناشک حصہ سوم ۱۸۶۳ء)

نظام الملک اپنے مجمع الوصایا میں لکھتے ہیں۔ کہ "بادشاہ ہمیشہ سکھوں کے قابو میں رہا کرتے تھے۔ اور محمود سے بادشاہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنی بیگم مہد چگل کے برخلاف کچھ نہ کرسکتا تھا"

ایک اور مسلمان مورخ لکھتا ہے۔ "قطب الدین ایبک نے جب میرٹھ فتح کیا۔ تمام مندر اور دیولوں کو مسجد بنایا۔ بت پرستی کا نام ونشان نہ باقی رہنے دیا۔ کوئل میں جس نے دین اسلام قبول نہ کیا قتل کیا گیا۔ اس طرح جب کالنجر گیا۔ مندر کو مسجد۔ پچاس ہزار آدمیوں کو غلام بنایا۔ (دیکھو تاریخ تاج المعاصر)

ایک اور مورخ ایماندار مومن لکھتا ہے۔ "میرے وقت میں بختیار خلجی نے جب بہار فتح کیا۔ وہاں سر منڈے برہمن بہت پائے۔ سب کو کٹوا ڈالا۔ (دیکھو طبقات ناصری)

جلال الدین فیروز خلجی نے جھلسا سے ہندوؤں کی ہب رانی پیتل کی مورتیاں منگا کر اس کو اپنے قلعہ کے دروازہ پر مسلمانوں کے پیروں سے روندوایا۔ اور وودھ مالوہ لوٹا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۶۰ حصہ سوم)

مولوی عبداللہ وصاف صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ علاؤالدین خلجی نے کھمبات کی طرف فوج بھیجی۔ دائیں بائیں ہر طرف اس ناپاک ملک میں سخت دل ہوکر اسلام کے لئے سب کو کاٹنے لگے۔ (دیکھو تذکرۃ الامصار)

"اس لوٹ میں بہت سا مال علاؤالدین کی فوج کو ہاتھ لگا۔ بیس ہزار سندر ستر اور خوبصورت عورتیں، جو قید میں آئی تھیں۔ لونڈی بنائی گئیں۔ اور لڑکے لڑکی بھی اتنے لئے کہ قلم لکھ نہیں سکتا۔ اس بادشاہ کو کاٹنے اور جلانے میں ذرا بھی تامل نہ تھا۔"
(دیکھو تذکرۃ الامصار)

فیروز شاہ بادشاہ کی بابت لکھتا ہے۔ "فتح کانگڑہ کے وقت میں اس نے مورتوں کو توڑ کر ان کے ٹکڑوں کو گوماس کے ساتھ توبروں میں بھر کر برہمن پجاریوں کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور تمام بازار میں پھرایا۔ (تاریخ فرشتہ وتمرناشک صفحہ ۶۴ حصہ سوم)

ایک دن اسے خبر پہنچی کہ دہلی میں ایک بوڑھا برہمن رہتا ہے۔ اپنے گھر میں رہا مورت کی پوجا کرتا ہے۔ تیوہار پر اور بھی ہندوؤں کو پوجا کے لئے اپنے گھر بلاتا ہے۔ ہے فیروز شاہ نے مورت سمیت پکڑوا منگوایا۔ مولوی نے فتوا دیا کہ مسلمان ہو جائے نہیں تو جلایا جائے۔ برہمن نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ قلعہ کے دروازے کے سامنے چتا بنواکر ہاتھ پاؤں بندھوا کر مورت سمیت اس پر رکھواکر سارے دربار کے سامنے جلوا دیا۔ اور یہی فیروز شاہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے۔

ہندوؤں اور بت پرستوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا تھا۔ اس لئے ان کو اور ان کے بال بچوں کو امن دیا گیا تھا۔ اب انہوں نے شہر میں اور گرد ونواح میں نئے مندر بنوانے شروع کئے۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ کہ ایسے مندر رہنے پاویں خدا کی ہدایت سے میں نے ان مندروں کو توڑا۔ اور کافروں کے ان سرگروہوں

جنہوں نے دوسروں کو گمراہی میں ڈالا تھا قتل کیا۔ اور باقی کو کوڑے لگوائے اور سزائیں دیں۔ یہاں تک کہ خرابی بالکل دور ہوگئی۔ موضع ملوہ میں ایک کنڈ ہے ہندوؤں نے اس پر مندر بنائے اور پرب اور تیوہاروں پر قطار باندھ باندھ گھوڑوں پر سوار ہوکر جاتے تھے۔ ان کی عورتیں اور لڑکے پالکی اور گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتے تھے۔ ۔ ۔ ہزاروں جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور مورت پوجتے تھے۔ جس دن میلا تھا میں خود وہاں گیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کے سرگروہ قتل کئے جاویں۔ باقی کو سخت سزا دی جائیں۔ اور مندر سب توڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنوائی جائیں۔

اسی طرح کچھ ہندوؤں نے موضع کوہانہ میں مندر بنایا تھا۔ اور وہاں جمع ہوکر مورتوں کا پوجن شروع کیا تھا۔ گرفتار ہوکر میرے سامنے آئے۔ میں نے حکم دیا۔ کہ ان کے سرگروہ دروازے کے سامنے قتل کئے جائیں۔ اور ان کی پستکیں اور مورتیں اور پوجا کے برتن سب اسی جگہ جلا دیئے جائیں۔ جس میں ظاہر ہو۔ کہ دارالاسلام میں کوئی ذمی ایسا مکروہ کام نہیں کرسکتا ہے۔ (صفحہ ۶۵ تمرناشک حصہ سوم ۱۸۶۳ء) (تاریخ فتوحات فیروز شاہی)

برہمنوں نے جزیہ لگانے کے سبب سے دہائی دی۔ اور فریاد کی۔ اس دہائی اور فریاد کے الفاظوں کو شمس سراج میں کلمات پر لعنت لکھا ہے۔

دو ہندو صرافوں نے بادشاہی سکہ کی چاندی کم وزن بتلائی۔ کہ ٹکسال والے کا فریب ہے۔ بادشاہ نے ایماندار وزیر کی صلاح سے ایک فریب کرکے صرافوں کو جلاوطنی کا حکم دیا۔ اور داروغہ ٹکسال کو خلعت دیا۔ (تاریخ فیروز شاہی)

غیاث الدین تغلق نے اپنے بھائی رجب کی شادی کے واسطے سنا کہ رانامل بھٹی کی لڑکی بہت حسین ہے۔ فوج لیکر چڑھا۔ اور جبراً اس سے لڑکی چھین لی سوائے سب اس کے رشتہ داروں کو قتل کردیا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۶۲ حصہ سوم)

جب فیروز شاہ نے جیسلمیر پر حملہ کیا۔ تو اس وقت ان کے ظلموں سے تنگ آکر سولہ ہزار عورتوں نے جوہر کیا یعنی ستی ہوگئیں۔ اور ایک دفعہ ۱۲۹۵ء میں انہیں ظلموں سے تنگ آکر چوبیس ہزار عورتوں نے آگ اور تلوار سے خودکشی کی تھی۔ ٹاڈ صاحب نے راجستان میں واضح کرکے لکھا ہے۔ (دیکھو تمرناشک حصہ سوم صفحہ ۶۲)

تیمور نے جب جموں کے راجہ کو گرفتار کیا اسی دم مسلمان کرکے اسے گوماس کھلا دیا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۶۴ حصہ سوم بار اوّل ۱۸۶۳ء)

تیمور تو تیمور تھا۔ بابر سا نیک بخت بادشاہ شگون کے لئے بازاروں کو جلاتا تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "بابر قرین فتح وظفر بہ بلاد لاہور در آمدہ چنانکہ رسم او چنگیزیانست بازارہا را جہت فال وشگون آتش زد" (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر بابر)

تزک بابری میں لکھا ہے۔ کہ لڑائی میں جو قیدی ہاتھ لگتے تھے۔ اس کے ڈیرے کے سامنے ذبح کئے جاتے تھے۔ ایک لڑائی میں اتنے ذبح کئے گئے۔ کہ خون اور لاشوں کے دبے تین بار ڈیروں کی جگہ بدلنی پڑی

اکبر کے وقت میں امرکوٹ میں رانا سنگ راج کے مرنے پر اس پر جو صاف ہوئی تھی ڈھا ڈالنے۔ گؤوں کو ذبح ہونے کا حکم دیا۔ اور ناپاک کافروں کی تخفیف معبدوں کو بہشت کردیا۔ اور جہاں بت پرستی ہوتی تھی اسلام کا دین پکارا گیا۔ ابوالقاسم نعیت اور بشریت کا خوب مزہ اڑایا (تمرناشک صفحہ ۶۳ حصہ سوم)

پھر لکھتا ہے۔ کہ جب سلطان حسین نے ملتان لیا۔ تمام شہر والوں کو سات برس کی عمر سے ستر برس کی عمر تک قید کرلیا۔ شہر لوٹا گیا۔ بہت آدمی قتل ہوئے۔ (تمرناشک صفحہ ۶۴ حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "سکندر لودھی کے وقت تک ہندو لوگ فارسی لکھنا پڑھنا سیکھنا۔ بڑا عیب سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ کافران خواندن و نوشتن خط فارسی کہ تا آں زماں درمیان ایشاں معمول نبود سر دا ختند" (صفحہ ۵، ترنا شک جلد سوم)

امیر خسرو نے لکھا ہے۔ کہ پرانی دہلی میں قلعہ بنوانے کو علاؤالدین نے تمام ہندوؤں کے مندر تڑوا کر پتھر منگوائے (دیکھو تاریخ علائی)

کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ راجا جسونت سنگھ جودھپور والے جب کابل کی مہم پر ۱۶۷۸ء میں مر گئے۔ اور اس کی رانی اور لڑکے دہلی میں آ گئے۔ بادشاہ اورنگزیب نے انہیں پکڑ لینے اور مسلمان کروا لینے کا حکم دیا۔ راجپوتوں نے اپنے راجا کے لڑکوں کو تو مٹھائی کے ٹوکروں میں چھپا کر وہاں سے نکال دیا۔ اور رانیوں کو اپنی عورتوں سمیت بارود پر بٹھلا کے اور کوٹھیوں میں بند کر کے جلا دیا۔ اور آپ سب اسی جگہ کٹ مرے۔ دہلی کی گلیوں میں ان کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ساون کی سبتی تھی۔ اب تک جودھپور میں مانی جاتی ہے۔ (تاریخ راجستان) اور (امرباشک صفحہ ۶، حصہ سوم) اور (مفتاح التواریخ حصہ اوّل صفحہ ۲۴۴ ۱۶۷۸ء)

یادداشت: مسلمانوں کے جور و ظلم کے مفصل واقعات اگر تحریر میں آویں۔ تو یقین غالب ہے۔ کہ ہر ایک انصاف پسند بطالت سے دست کش ہو کر ست دھرم کی طرف متوجہ ہو۔ پرماتما ہمیں اس کام کی توفیق دو"

ایک جگی چشا پجاری راسنے پہرم ہوسوں کی طرح دہلی کے شہر میں پھرتا تھا۔ اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مسلمان ہو جاوے۔ اس نے انکار کیا۔ فوراً اس کا سر کاٹ لیا۔ (ترناشک صفحہ ۴، حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "کہ گلبرگہ کے بادشاہ محمود نے تلنگ دیش کے راجا کے لڑکے کی زبان کٹوا کر اسے جیتا آگ میں بھنوا ڈالا۔ اور پانچ لاکھ ہندوؤں کو کاٹا۔ احمد جہان جب بیس ہزار کے اوپر ہندو مارے جانے خوشیاں مناتا اور مقام کر کے گانے بجانے ناچنے کا جشن دیکھتا" دیکھو ترناشک صفحہ ۷، حصہ سوم ۱۸۹۶ء)

اورنگ زیب نے راجہ سنبھاجی فرزند سیواجی مہاراج سے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو۔ اس نے انکار کیا۔ اور ایسا جواب دیا۔ اورنگ زیب نے گرم لوہے سے اس کی آنکھیں نکلوا کر اور زبان کٹوا کر مروا ڈالا" (دیکھو مفتاح التواریخ حصہ اوّل ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۶۴)

اورنگ زیب نے ہندوؤں کو تمام بڑے بڑے عہدوں سے نکال دیا۔ اور ان کے مندروں کو جا بجا مسمار کرا دیا۔ اور ان کی رسومات مذہبی میں مزاحم ہوا۔ (صفحہ ۲، مفتاح التواریخ حصہ اول ۱۸۸۳ء)

"اورنگ زیب نے تمام اپنے صوبہ داروں کے ایک گشتی خط اس مضمون کا بھیجا تھا۔ کہ کوئی ہندو نوکر نہ رکھا جاوے۔ تمام عہدے مسلمانوں کو دو"

بنارس میں وشیشر ناتھ اور بینی مادھو اور متھرا میں گوبند دیو کے مشہور مندروں کو ڈھا کر مسجد بنوا دیا۔ مفتاح التواریخ صفحہ ۲۲ ۱۸۸۳ء حصہ اوّل)

۱۰۳۱ھ میں ایک اور لٹیروں کا گروہ غازیوں یا مذہبی دیوانوں کے نام سے سالار مسعود غازی کے ماتحت ہندوستان کو لوٹنے آیا۔ اور ساتھ ہی منہ پر یہ الفاظ تھے۔ کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ ورنہ تیغ کرتا ہوں۔ تمام ملک ہندمیں غارتوں کو منتشر کیا۔ آخر کار راجپوتوں نے ۱۰۳۳ء میں آ بہ انجام مقابلہ واصل جہنم کیا۔ اسی کے ساتھیوں نے سورج کنڈ کے تالاب کو ناپاک کیا۔ اسکا مفصل حال معجزوں کراماتوں کے بیوقوف ہندوؤں کو بہیمیں کرنے کے واسطے ایک شخص نے لکھا ہے

(دیکھو علامت تاریخ مسعودی صفحہ ۱ سے ۱۰ تک مطبوعہ ۱۸۸۳ء)

مولوی جلال الدین رومی اپنی مثنوی میں ایک جہادی کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا ۔۔۔ ناگہاں آمد قطار یق و غا

ماند صوفی با بنہ و خیمہ ضعاف ۔۔۔ فارساں راندند تا صف مصاف

مسلماناں خاک بر جا ماندند ۔۔۔ سابقون السابقون در راندند

جنگہا کردہ مظفر آمدند ۔۔۔ باز گشتہ با غنائم سودمند

ارمغاں دادند کاے صوفی تو نیز ۔۔۔ او بروں انداخت نستد ہیچ چیز

پس بگفتندش کہ خشمینی چرا ۔۔۔ گفت من محروم ماندم از غزا

زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد ۔۔۔ کہ میاں غزو خنجر کش نشد

پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر ۔۔۔ آں یکے را بہر کشتن تو بگیر

سر ببرش تا تو ہم غازی شوی ۔۔۔ اندکے خوش گشت صوفی دل قوی

کاب را گر در وضو صد روشنیست ۔۔۔ چونکہ آں نبود تیمم کردنیست

برد آں صوفی اسیر بستہ را ۔۔۔ در پس خرگاہ تا آرد غزا

ماند آنجا دیر صوفی با اسیر ۔۔۔ قوم گفتند آں عجب چوں شد فقیر

کافر بستہ دو دست او کشتنیست ۔۔۔ بسملش را موجب تاخیر چیست

شخص آمد در تفحص در پئیش ۔۔۔ دید صوفی خفتہ زیر گبر خویش

ہمچوں بر بالائے ماد ماں اسیر ۔۔۔ خفتہ ہمچوں شیر بالائے فقیر

دستہا بستہ ہمے خاید او ۔۔۔ از سر استیزہ صوفی را گلو

گبر میخائید با دنداں گلوش ۔۔۔ صوفی افتادہ بزیرش خفتہ ہوش

دست بستہ گبر ہمچوں گربہ ۔۔۔ خستہ کردہ حلق او بے حربہ

نیم کشتش کردہ از دنداں اسیر ۔۔۔ ریش او پر خون ز حلق آں فقیر

غازیاں کشتند کافر را بہ تیغ ۔۔۔ ہم در آں ساعت ز غیرت بے دریغ

بر رخ صوفی زدند آب و گلاب ۔۔۔ تا بہوش آمد ز بیہوشی و تاب

چوں بہوش آمد بدید آں قوم را ۔۔۔ پس بپرسیدند چوں شد ماجرا

اللہ اللہ ایں چہ حالست اے عزیز ۔۔۔ ایں چنیں بیہوش گشتی از چہ چیز

از اسیر نیم کشتہ بستہ دست ۔۔۔ ایں چنیں مدہوش افتادی کہ ہست

گفت چوں قصد سرش کردم بخشم ۔۔۔ طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم

چشم را واکرد پہنا او بمن ۔۔۔ چشم گردانید و شد ہوشم ز تن

گردش چشمش مرا لشکر نمود ۔۔۔ مے نیارم گفت چوں پر ہول بود

قصہ کوتہ کن کزاں چشم ایں چنیں ۔۔۔ رفتم از خود اوفتادم بر زمیں

(دیکھو مثنوی رومی دفتر پنجم صفحہ ۴۹۲ نولکشور) پھر مولوی رومی دوسری جگہ لکھتے ہیں

ہم کفار ایں شد مباح ۔۔۔ ہمچوں وحشی پیش نشاب و رماح

جفت و فرزنداں شان جملہ سبیل ۔۔۔ زانکہ بے عقل اند و مطرود و ذلیل

(دیکھو مثنوی دفتر اوّل)

اسی طرح روزنامہ تیمور میں محمد صاحب کی تعریف کی گئی ہے

نضارت ریاض شریعت را بہ آبیاری تیغ آتشبار مجاہدان منوط گردانیدہ و سرسبزی نہال اسلام را بسر خرومی حسام خوں آشام غازیان مربوط فرمودند

خدنگش بگیتی دہمت رواں ۔۔۔ ز پاینده اعداے ملت رواں

تبردار اشقاش کیفر حیف ۔۔۔ قوی و ثابت دست نبوت لطیف

تیمور ہندوستان میں کیوں آیا۔ اور اس کا کیا مطلب تھا۔ اس بات کو مصنف روزنامہ تیمور نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

مراد من از شاہی و فرمانبہی ۔۔۔ ز تخت بزرگی و تاج مہی

مراعات دین بود و تعظیم شرع ۔۔۔ ہمیں اصل و دیگر ہمیں جملہ فرع

ہمہ کوششم بہر اسلام بود ۔۔۔ دگر چیزہا دانشم دام بود

نظامی سکندر نامہ میں محمود صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے ۵

چنے جو کوہ چہارہ مسیح سکندر ستاں گوہر کیسہ سنج ۔ بگوہر جہانزا بیافرشتہ ۔ بتیغ از جہاں داد دیر و آتش

اند معادِ عند کسی مذہب پر اعتراض کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ اور نہ فضول و طول لکھکر کاغذ سیاہ کرنے سے مطلب۔ چونکہ مولوی لوگ حق کو چھپاتے اور باطل کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی۔ کہ ہم مسئلہ جہاد پر تحریر کریں۔ جو لوگ اسلامی ظلموں اور دیندار غوری بادشاہوں کے جہادوں پر پردہ ڈالکر لوگوں کو دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ ان سے یہ ہیں الفاظ ۔

ایک لائق مورخ پوچھتا ہے کہ ”لیکن یہ تو بتلاؤ کہ قدم قدم پر سارے ہندوستان میں جو بڑے بڑے ویرانہ اور کھنڈر ساہا بکھرے پڑے ہیں۔ وہ کسکی بدولت دکھلائی دیتے ہیں کیا ہوا وہ قنوج[1] جس میں تین ہزار تنبولیوں کی دکانیں تھیں کیا ہوئیں وہ متھرا[2] جس کے بڑے دیول (مندر) کی تعریف محمود غزنوی لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا بنانا چاہے وہ دس کروڑ سُرخ دینار خرچ کرنے سے بھی نہ بنیگا۔ اور اگر نہایت لائق اور ہوشیار کاریگر مقرر کئے جاویں دو سو برس لگیگا۔ خود اس کا منشی مصنف تاریخ میں لکھتا ہے۔ کہ نہ اس مندر کا بیان ہو سکتا ہے۔ نہ تصویر اتر سکتی ہے کیا ہوا وہ جگت کا مندر جسکو طبقات ناصری والا لکھتا[3] ہے کہ ایک سو پانچ گز بلند سو برس میں بنا تھا کیا ہوا وہ دکن کا ستون والا جسکی چھت میں مانک اور پکھراج تھا[4] غرض یہ قصہ طول ہے۔ قلم نہیں چلتا رونا چلا آتا ہے۔“ (تمرناخک صفحہ ۷۶ حصہ سوم ۱۸۸۳ء)

پھر ایک مورخ لکھتا ہے:“ مسلمانوں نے مذہب پھیلانے کے بہانے میں کچھ کم مار لوٹ کھسوٹ۔ پھونکنے جلانے۔ اور لونڈی غلام بنانے ہی پر بس نہیں رکھی۔ بلکہ ہندوستانیوں کے چال چلن۔ رہن سہن بھی کچھ کے کچھ کر دیئے

ایرین مورخ لکھتا ہے۔ کہ کبھی کسی ہندوستانی کو جھوٹ بولتے نہیں سنا اور اب ہم کو اس تحریر میں شرم آتی ہے۔ برہموں کے سوا محمد شاہ نے آریوں کو ویدک سے بدھ بنایا بدھوں نے ایسا دھرم چلایا۔ کہ کھشتریوں کو سیہ (ویش) کر دکھلایا۔ مسلمانوں کی بیرحمی۔ زبردستی اور عیش پرستی نے دونوں کو دبا دیا۔ لڑکیوں کو مارنے لگے۔ عورتوں کو پردے میں رکھنے لگے۔ خوشامد کے لئے جھوٹ بولنا بھی سیکھنا پڑا۔ ان کا سب مذہب ہی اسطرح کا ہو گیا۔ کہ اکثر بیکام رہنے لگے۔ اور یہ بگڑنے کا پہلا زینہ ہے۔ (ختم سے) ذات ماننے کا ڈر یا خوف نہ گھر میں ترقی ہونے دیتا ہے۔ نہ باہر سے ترقی کو آنے دیتا ہے۔ جو لوگ اپنی ماں کو اپنے باپ کی لاش کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جلا ہی چکے ہیں جو لوگ اپنی کنیا کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالیں جو لوگ سیکڑوں استریوں سے شادی کریں اور انہیں قیدیوں کی طرح گھر میں بند رکھیں۔ اور جو لوگ مٹی کا دل دین اور پتھر کلیاں کی آشا کریں اور جو لوگ اپنے ہمجنس کو لڑائی ہی میں نہیں بلکہ دوکانوں میں رکھکر بھیڑ بکری کی طرح بیچیں۔ ہم نہیں جانتے کہ انہیں کسطرح شائستہ بتلا دیں۔ ہم تو انہیں شائد آدمی کہنے میں بھی شرماویں[5]“ (صفحہ ۸۱ تمرناخک حصہ سوم ۱۸۸۳ء)

۱؎ شہاب الدین غوری نے غارت کیا۔ ۲؎ محمود نے بارود اور آگ سے جلاکر زمین کے برابر کر دیا۔ ۳؎ شمس الدین التمش نے توڑا ۔

۴؎ ملک کافور نے لوٹا۔ اسکی بابت امیر خسرو تاریخ علائی میں لکھتا ہے۔ کہ گویا ان چھتیسوں نے ستاروں کا بھایا چھپا لیا تھا۔ پجاریوں کے سر کٹ کٹ کر ان کے سر پر ناچتے تھے۔ خون کی ندیاں بہتی تھیں۔ مہادیو کی مورتی جو مسلمانوں کے گھوڑوں کی لات سے بچ گئی تھیں۔ بالکل توڑ دی گئیں۔

۵؎ یہ جتنی باتیں ویدوں وہ ہیں۔ یہ پرمیشور کی کرپا سے عوض ہماری کوشش کے خود ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کے حکم سے بند ہو گئی ہیں۔ جس سے آریہ سماج کی ترقی روز افزوں حالت درست میں ہے۔ اور ایک دن جلد ہندوستان وسیع باشندے آریہ ورت ہو جائیگا ۔

محمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس

خلق خدا کے ساتھ جو جو سلوک بانی اسلام اور اس کے پیرو کر چکے ہیں۔ وہ ہم نے مختصر طور پر معتبر مستند تاریخوں کے حوالوں اور لائق مورخوں کی شہادتوں سے خدمت والا میں پیش کر دئیے۔ ان تمام کے لکھنے سے ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ آپ لوگ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور کتب تواریخ کا مطالعہ فرما کر اور ان بیگناہ خلق اللہ کے حق میں اسلامی خونریزی کو پڑھکر دل میں سوچیں۔ کہ حسن[1] دین نے لاکھوں کو لونڈی غلام بنایا۔ کروڑوں کے خانہ خراب کئے۔ بیشمار مخلوق کی بے حرمتیاں کیں۔ اور جتنے قتل کئے ان کا شمار تو سوائے عالم الغیب پرمیشور کے ہمیں کوئی نہیں بتلا سکتا۔ کیا ایسا دین اس مالک کل جگدیشر رب العالمین کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اور کیا اسقدر تباہیاں اور خانہ خرابیاں خدا کے خوشنود کرنے یا دین حق پھیلانے یا خدا کی مرضی کے مطابق واقع ہوئیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پیارے ہموطنی محمدی اور خصوصاً تعلیم یافتہ بھائیو درحقیقت سوچنے کا مقام ہے۔ کیونکہ سچے دھرم اور دین حق کو اس طرح کی باتوں اور ایسی تعلیموں سے بہت ہی نفرت ہے۔ سچے دیالو اور عادل پرمیشور کا دھرم وہ ہے جس میں سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو۔ جبر اور قہر کا کوئی لگاؤ نہ ہو۔ تعصب اور بیجا طرفداری سے کام کرنا عادل حقیقی پر الزام ہے۔ اور جس میں ایسی باتوں سے پرہیز نہیں وہ درحقیقت مذہب نہیں ہے۔ اور اسکو ماننے والے کا بخیر انجام ہونا نہایت ہی ناممکن ہے۔ یہ بات ہر طرح آپ لوگوں پر ظاہر ہے۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے کہکر پکار رہا ہے۔ ع اٹھو سونے والو سحر ہو گئی۔

”مگر آپ لوگ ابھی اس مقدس دھرم کے لئے بے پرواہ ہیں۔ کیوں صداقت اور نیکی کے طریق میں رہرواں منزل حق (اہل وید) کے رفیق نہیں ہوتے۔ اور ابھی تک غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہو۔ برائے مہربانی سوچو اور غور فرماکر وید مقدس کی تعلیم پر دھیان دو۔ کیوں تمام غیر متعصب فاضل اور محقق عالم کی چاروں طرف سے تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ وید توحید کا معلم اخلاق محبت کا بانی فلاسفی (سائنس) کا گرو ہے۔ تمام دنیا میں جو کچھ سچائی کا بیج ہے۔ اسکا باعث وید ہے۔ جو کام علم کر سکتا ہے وہ تلوار سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہی بڑا بھاری سبب ہے کہ دین اسلام باوجود اسلام پھیلانے کے بھی ناکامیاب رہا۔ کیونکہ اس کی ترقی کا سامان سلامتی نہیں تھا۔ بلکہ خون بہانا اور تلوار چلانا تھا۔

پیارے بھائیو آؤ محبت سے ملکر بغض و کینہ کو دل سے دور کر ایک پرماتما کی بھگتی کریں۔ ایک ہی وید کی آپدیش سے من کو پوتر کریں۔ پراشچت یعنی واپسی کا دروازہ کھلا ہے جس کا جی گرنے سے اتار کر آؤ۔ صداقت سے میل کرو۔ اور ست دھرم کے پھیلانے میں ہمارے سہایک بنو۔ کیونکہ خدا اسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد خود کرتا ہے۔ اور جو اپنے اوپر دکھ کو بلاتا ہے۔ وہ رحمت الٰہی سے دور بھاگتا ہے۔ سچ ہے بارش کی بوندوں سے کھیتوں کو ہرا بھرا کرتے ہو۔ اور گوناگوں نعمتوں کے داتا ہو۔ ہم آپ کی کس کس نعمت کا دھنیاواد دیں۔ بس آپ مہاں شکتیمان سے ہماری یہی پرارتھنا ہے۔ کہ جن کے دل میں ہم سے نفرت ہے۔ اور ہمارے دلوں میں جن سے دویش ہے دونوں میں محبت اور پریم ہو کر دویش کا ناش اور وحدت کا پرکاش ہو“ اوم شم۔ شانتی شانتی شانتی

۱؎ مورخ لکھتا ہے چہیت خواجہ سلطان [illegible] کہ کنارہ دریا [illegible] شہرت [illegible] چندیل [illegible] ارتفاع [illegible] ظلم [illegible] اسلام [illegible] صفحہ ۱۱۲ [illegible]

اظہار حق

دیباچہ کلیات آریہ مسافر از اڈیٹر

مذہبی دنیا میں پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا کام بھی ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ ویدک دھرم کو مخالفوں کے حملوں سے محفوظ کرنے اور انکے بےبنیاد اعتراضوں کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کا فرض جس خوبی سے کہ اس بہادر آتما نے ادا کیا آریہ سماج میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ اگر پنڈت گورودت ودیارتھی کی اعلےٰ کوششوں اور ان کے ظاہر کئے ہوئے سوکشم اصول کو علیحدہ رکھ دیویں۔ اور پنڈت بھیم سین کی تحریرات (جن میں سے کہ بعض سندیہہ سے بھری ہوئی ہیں) کو نظر انداز کر دیویں تو آریہ سماج کے پاس سوائے پنڈت لیکھرام کی تصانیف کے اور کچھ بھی نہیں رہتا۔ اُن کے مکمل کئے ہوئے مصالحہ کو پبلک کے روبرو رکھ کر جہاں اُن کے باقیماندہ مضامین کو رفتہ رفتہ بعد درستی اور ترتیب مناسب کے سلسلہ تحفہ شہید میں پبلک کے روبرو پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہاں اپنا یہ بھی فرض سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی نے جس قدر ٹریکٹ یا رسالے اپنی حیات میں کسی نہ کسی وقت چھپوائے تھے ان کو بعد درستی و ترتیب مناسب کے ایک خاص سلسلہ میں نکالدوں اس وقت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے بے اصول اہل مطابع پنڈت جی کے ٹریکٹوں کو غلط سلط چھاپ کر ٹکے سیدھے کر رہے ہیں اور چونکہ ان میں سے بعض ٹریکٹ باقاعدہ رجسٹری شدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے خود غرضوں کا کوئی انسداد نہیں ہو سکتا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان کل ٹریکٹوں کو ایک خاص سلسلہ میں نکالکر اُن کی رجسٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام کرادوں۔ اس سلسلہ کا نام **کلیات آریہ مسافر** رکھا گیا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی ایسا ٹریکٹ پنڈت جی کا انہیں ملے جو کہ ایک مرتبہ ہی چھپ کر ختم ہو چکا ہے تو اُسے میرے پاس بھیجدیویں۔ میں اس سلسلے میں ایسے ہر ایک ٹریکٹ کو جگہ دینے کے لئے تیار ہوں ۔ منشی رام جگیاسو جالندھر شہر

دیباچہ از مصنف

واضح ہو کہ ان دنوں ہمارے پاس دو ٹریکٹ ایک ویدمقدس کی حقیقت چھوٹے ۴۸ صفحہ کا اور دوسرا قربانی کے مسئلہ پر اعتراض کرنے والوں کا جواب ۲۸ صفحہ پر مصنفہ دو مولوی صاحبان پہنچے۔ پہلے کے مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر مقیم میرٹھ۔ اور دوسرے کے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ اکبر آبادی مقیم لاہور انارکلی وارد امرتسر ہیں۔

ہم نے بڑے اشتیاق سے دونوں رسالوں کو پڑھا۔ مگر افسوس کہ ہمیں کوئی نیا اعتراض نہ دکھلائی دیا۔ بلکہ پہلے صاحب نے جو کچھ مولوی عبید اللہ کے فضول اعتراضات مندرجہ تحقیق الہند و تحفۃ الہند سے اور کچھ ماسٹر لچھمن داس کے اردو ترجمہ وید سے (جو خود سنسکرت سے ناواقف ہیں) اور کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس کو بسبب ناواقفی سنسکرت و بھاشا کے بالکل غلط لکھا ہے۔ اور دوسرے صاحب نے جیسا کہ خود ہی مانا ہے پادری ٹھاکر داس عیسائی ساکن قصبہ ۱۶ ہو کے ضلع گورداسپور کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے۔

پیارے ناظرین! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ماسٹر لچھمن داس کے ترجمہ کی اصلیت تکذیب براہین احمدیہ میں ظاہر کر دی ہے۔ اور ان تمام منتروں کا صحیح ترجمہ اپنی دونوں کتابوں میں اور پادری ٹھاکر سنگھ کے لکچر نمبر ۲ کا کھنڈن تصدیق اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۱ میں نہایت مفصل طور پر کر دیا ہے۔ اور مولوی عبید اللہ کے تحفۃ الہند کی تردید منشی اندرمن صاحب مرحوم نے تحفۃ الاسلام نام سے عرصہ ۴۰ سال کا گذرا کہ شایع کر دی اور حجت الہند کا جواب حجۃ الاسلام بھی عنقریب شایع ہونے والا ہے۔ مگر ان ہر دو ناخواندہ مہمانوں کی بھی کوئی خدمت ضروری ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے ہم مولوی ابو رحمت حسن کی چالاکی پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ باوجود وید شاستر سے ناواقف ہونے اور سنسکرت نہ جاننے کے ایسا فضول القاب اور لمبا خطاب اپنے نام کے ساتھ لکھکر کیوں شایع کیا۔ مطلب اس کا صاف ظاہر ہے کہ وہ نو دبے بود پر چمک رہے ہیں حالانکہ بمقابلہ اُن کے دوسرے سید صاحب زیادہ ایماندار معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے صاف لکھدیا ہے کہ ہم نے یہ مضمون پنڈت ٹھاکر سنگھ کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے (دیکھو صفحہ اخیر)

خیر نیک و بد ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ فضول گو کو خود ملول ہونا پڑیگا۔ ہم ان ہر دو کا جواب شایع کرتے ہیں ۔ الراقم لیکھرام آریہ مسافر

مولوی ابو رحمت حسن کی کتاب وید مقدس کی حقیقت کا جواب باصواب

مولوی صفحہ ۱۔ شری گنیشائے نمہ۔ اگر ہوتا آریہ دھرم سچا تو شروع ہوتا نام سے ایشور کے نہ نام سے دیوتا کے اور اگر ہے گنیش نام اللہ کا تو وید میں کیوں نہیں اور یہ نام رکھا ہے تو کس نے۔

آریہ۔ یہ تو خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ گنیش نام وید میں نہیں ہے جب وید میں نہیں تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آریہ دھرم سچا ہے کیونکہ وہ دیوتا کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہی دھرم شاستر کا حکم ہے (دیکھو منوادھیائے ۲ شلوک ۷۴) اور یہی سبب ہے کہ شری سوامی دیانند جی مہاراج نے اس کا کھنڈن کیا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲) اور سوائے سوامی جی کے تمام اور رشی منی بھی کسی اور کا نام نہیں لیتے تھے (دیکھو اُن کے شاستر) باقی رہا یہ کہ گنیش دیوتا کا یہ نام کس نے رکھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ماں باپ نے یا اُن کے پروہت نے۔

مولوی ۴۔ اوم پرماتمنے نمہ اور اگر ہے پرماتما نام ایشور کا حقیقی اور سب آتما اُس کے آتما سے نکلے ہیں۔ جیسا کہ دریا سے لہریں تو ہو گیا معلوم کہ البتہ ہے منبع روحوں کا اور اُس کی روح بھی جگت کی روح کے مانند ہے پھر کہاں رہی فضیلت ایشور کی اور جو پرماتما سے مراد کسی اور روح کی ہے تو بڑھ گیا رتبہ اُس کا ایشور سے اور معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ایشور پرمیشور نہیں اگر ہوتا پرمیشور تو کیا شروع کرتا وید کو ساتھ نام پرماتما کے۔

آریہ۔ افسوس کہ اسی لیاقت پر اعتراض لکھنے بیٹھے تھے۔ اور اسی لیاقت پر واعظ اسلام و ماہر وید شاستر کی دم لگا رکھی ہے۔ حضرت پرماتما۔ ایشور اور پرمیشور سب نام اُسی ایک جگدیشور کے ہیں جس طرح اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم خدا علیم۔ سمیع وغیرہ نام اُسی ایک خدا کے ہیں۔ کسی دوسرے کے نہیں پرماتما کسی اور روح سے مراد نہیں۔ جس طرح رحمٰن۔ اللہ اور خدا کے سوا کسی اور روح سے مراد نہیں۔ یہ سب خدا کے صفاتی نام ہیں۔ مفصل دیکھو یہی جھگڑا قرآن سورۃ رعد کی آیت وہم یکفرون بالرحمٰن پر تفسیر حسینی صفحہ ۳۴۱ نولکشور باقی رہا یہ کہ سب آتما اسی کے آتما سے نکلے ہیں نہ کہ وید سے۔ خود تمہارے صوفی اہل تعلیم کا چشمہ قرآن کو بتلاتے ہیں خاصکر باکمال میر ضیاء الدین عبرت نے لکھا ہے

ے زدریا موج گوناں گوں برآمد — زبیچونی برنگ چوں برآمد
گہے درکسوت لیلی فرو شد — گہے برصورت مجنوں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج ہردم — ہزاراں گوہر مکنوں برآمد

اسی طرح مولوی جامی نے لکھا ہے۔

مقدس نورے از قبحہ چوں — سراز جلباب چوں آید درو بیروں
چو آں بیچوں دریں چوں کرد آرام — بے روپوش گردد یوسفش نام

پس یہ عقیدہ قرآن کا ہے۔ ہمارا نہیں۔ اور تمہارے ہی سارے اولیاء رومی محی الدین عربی وغیرہ اس کے قائل ہیں۔

مولوی ۵۔ گائتری۔ بس۔ مہادیو۔ شکتی دیوی دجی میں حاضر ہوں ارض و آسمان بہشت۔ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ گائتری میں بس۔ مہادیو اور دیوی بازمیں۔ آسمان۔ بہشت۔ اور سورج کے دھیان کا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی چیز کی پوجا کا اشارہ ہے۔ سنیے ساری گائیتری کا مطلب پرماتما یا برہم نراکار گیان سروپ اور لازوال کا دھیان کرنا ہے۔ کہ وہ ہماری بدھی کو برائیوں سے ہٹا کر بھلائیوں کی طرف پریرنا کرے۔ نہ کسی اور کا واسطہ نہ کسی غیر سے مطلب مفصل دیکھو (منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک ۷۸ سے ۸۴ تک) اسی طرح یوگی یاگولک اور برہما آدی رشیوں نے بھی اپنے گرنتھوں میں اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ آریہ رشیوں کے سوا جن کی سنسکرت عبارت سمجھنے کا بھی آپ کو مادہ نہیں) اکثر دانا یورپین فضلا نے بھی یہی ارتھ کیا ہے۔ چنانچہ محقق کالبروک صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ذات باری یعنے خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرے ہیں" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰) مفصل گائیتری کا ارتھ۔ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں درج کر دیا ہے۔ وہاں دیکھو (مقابلہ توحید وید و قرآن)

بھارت میں بیاس جی نے فرمایا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو اور دیوتاؤں کو پرم بہم پرماتما۔ اننت جگدیشور کی پوجا کرنی چاہیئے۔ (دیکھو موکھش پرب ادھیاء ۲۰۱ شلوک ۴۴) مفصل معنے اس کے ہم حجۃ الاسلام میں درج کر چکے ہیں)

مولوی ۶۔ سیام وید کا گیارھواں منتر نہیں یہ کلام ایشور کا اگر ہوتا یہ کلام ایشور کا نہ کرتا تعریف مالک الملک کی اور نہ پڑتا قدموں میں اس کے جو کہ دیتا ہے گھوڑے اور دوسری چیزیں۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی لیاقت کا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب تکذیب براہین احمدیہ کی لفظ بلفظ نقل ہے (دیکھو صفحہ ۱۷۹) بھائی! ایشور اور مالک الملک اسی کا نام ہے آدمی کو ہدایت دی ہے کہ سب گھوڑے وغیرہ سامان ضروری اسی سے مانگے۔ کسی غیر سے نہیں۔ یہ انسان کو پرارتھنا کا طریقہ سکھلایا ہے۔ البتہ قرآن کی بسم اللہ پہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اول تو پارسیوں کی کتاب سے بموجب صلاح سلیمان پارسی کی نقل کر لی اور نام نہ لکھا دوم اظہار دعا کے بغیر لکھ دیا۔ اول جتلانا ضروری تھا کہ اے لوگو ایسا کیا کرو پھر بسم اللہ کا بتلانا ضروری تھا۔ مگر وہ نہیں کیا۔ یہ لیاقت کی کمی یا انسانی غلطی ہے لیکن وید مقدس پر اعتراض ہرگز وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں یہ سب ہدایت موجود ہے۔ کہ پرارتھنا کرو وید کے منتروں سے اسی لحاظ سے مشہور ہے کہ قرآن کی بسم اللہ ہی غلط ہے۔

مولوی ۷۔ ایک منتر یجروید ادھیا ۱۶ بڑے دیوتاؤں کو نمسکار چھوٹے دیوتاؤں کو نمسکار نوجوانوں دیوتاؤں کو نمسکار۔ اور ضعیف دیوتاؤں کو نمسکار ہم سب دیوتاؤں کو حتی المقدور پوجا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں بڑے دیوتاؤں کی تعریف کرنی بھول جاؤں۔

آریہ۔ اس منتر میں لفظ دیوتا یا دیوتاؤں نہیں ہے۔ یہ عمران دھرم سبھا کی جن کے رسالہ سے آپ نے نقل کیا ہے چالاکی ہے۔ مگر اس کا ارتھ صاف یہ ہے کہ اعلیٰ۔ اوسط اور ادنےٰ آدمیوں کا یعنے چھوٹے بڑے اور جد میدہ منشوں کا ستکار کرو۔ نوجوانوں اور کمزور آدمیوں کا ستکار کرو۔ یعنے حتی المقدور سب کا ستکار کرو۔ اور ستکار کرتے وقت ناہمی یعنے لفظ بولا کرو۔ اور نہیں جو نمستے کے معنے ہیں میں آپ کا واجبی ستکار کرتا ہوں۔ پس اس منتر میں یعنی اور ہوائی دیوتاؤں کی پوجا کا ذکر نہیں۔

مولوی ۸۔ رگوید منتر ۱۱۳ (اس منتر کا اول ترجمہ لکھ کر کے یہ اعتراض کیا ہے) یہ کلام ایشور کا نہیں اگر ایشور کا ہوتا تو یوں ہوتا۔ میں ہی ہوں سمپورن آنند اور سب امیدیں میری فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہیں مطلب کہ ضمیر غیب کیوں استعمال کیا گیا۔ متکلم ہونا چاہیئے۔ [illegible]

آریہ۔ وید مقدس میں تینوں صیغوں سے پرماتما کے ارشاد ملتے ہیں۔ دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۴۸ منتر ۱ و ۵ وغیرہ ضمیر متکلم موجود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے اپنی لیاقت یا کسی مسلمان یا سائن یا مہنگر یا کسی ہندو کی لیاقت سے نہیں کیا اور نہ سائن آچاریہ کے مطابق ہے۔ بلکہ لفظ بلفظ ہمارے نسخہ خبط احمدیہ کی نقل ہے (دیکھو صفحہ ۲۰۸ و ۳۰۹ نمبر ۲) اور چونکہ آپ خود سنسکرت یا بھاشہ نہیں جانتے یہی سبب ہے کہ منتر بھی غلط اور نامکمل لکھا۔ اردو جاننے کے سبب صفحہ ۹ سے ہی شروع کر دیا۔ حالانکہ منتر صفحہ ۸ سے شروع ہوتا تھا۔ وہ عبارت اس منتر کی جو درج نہیں کی وہ یہ ہے

باقی جو کسی سے نقل کروایا۔ وہ سرتاپا غلط ہے۔ یہ منتر رگوید منڈل ۹ سکت ۱۱۳ کا منتر ۹ ہے۔ افسوس کہ جاری ہی رہی اور ہمیں یہی میاؤں ایسی چالاکی قرآنی واعظوں کے سوا کون جان سکتا ہے۔

مولوی ۹۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں یہ منتر ہے۔ تمہاری کشتی جو آسمان سے بڑی ہے سمندر کے کنارہ پر ٹھہرتی ہے۔ تمہارا رتھ خشکی پر منتظر رہتا ہے تمہاری پوجا کے کارن سوم کے پودے میں سے رس نکالا ہے۔ اور اسی میں ہے۔ اے اندر تم نے مکار سوشنا کو فریب سے قتل کیا۔ دانا آدمی تیری اس بزرگی سے واقف ہیں۔ انہیں خوراک بافراط عطا کر۔

آریہ۔ اس جگہ آپ نے کوئی حوالہ وید کا نہیں لکھا۔ اور نہ سنسکرت عبارت نقل کروائی۔ ناواقف لوگ کیا جانیں۔ ہم آپ کی کرتوتوں سے پرانے واقف ہیں۔ وید میں لفظ آسمان نہیں ہے اور نہ آسمان کوئی چیز ہے اور نہ ایسی فضول تعریف وید مقدس میں ہو سکتی ہے۔ اور نہ فریب سے قتل کرنے کی طرف وید میں آگیا ہے۔ اور اسی واسطے آپ نے کوئی حوالہ نہیں لکھا۔ لکھتے کہاں سے خود تو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ہو۔ افسوس کہ اسی پر دعوے ماہر وید و شاستر کیا کرتے ہو۔ اور جاہل مسلمانوں میں واعظ اسلام اور ماہر وید شاستر بنے پھرتے ہو یہ سراپا اور بالکل غلط ہے۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں

ایک ہزار سے اوپر منتر ہیں۔ ہم کیا تلاش کریں۔

مولوی ۱۰۔ رگوید اشٹک ۴ نسکت ۱۱ منتر ۱۱ لکھ کر گاؤکشی کا اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ ایشور کا کلام ہوتا۔ تو کیا اندر سے مدد چاہتا۔ اس منتر کا ترجمہ سائینا چاریہ نے اگلے زمانہ میں اور پنڈت تربینی دت سکندر آبادی اور ماسٹر لچھمنداس دہلوی اور پادری ولیم صاحب نے زمانہ حال میں اس طرح پر کیا ہے۔

آریہ۔ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح قادیانی کا ہے جو انہوں نے براہین احمدیہ میں کیا تھا۔ جس کا جواب کئی سال ہوئے نہایت مفصل طور پر ہم تکذیب براہین احمدیہ میں مستند حوالوں سے دے چکے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۷) پس یہ بھی آپ کا اعتراض محض فضول ہے۔

مولوی ۱۱۔ اور اسی کے پہلے اشٹکا رمیں ہے۔ ایک مرتبہ ایک روز بھیڑیئے نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی میرے پر چراغ پا ہو کر حملہ کیا۔ جیسے بڑھئی۔ جس کی پیٹھ جھکی رہنے سے دکھ جاتی ہے اپنے کام پر سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ کہانی وید میں ہرگز نہیں ہے۔ کہیں اصحاب کہف کا کتا تو نہیں سمجھ لیا۔ یا حضرت یوسف والا گرگ تو یاد نہیں آ گیا جن کا ذکر قرآن سورۃ یوسف اور سورۃ کہف میں ہے۔

مولوی ۱۰۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۳ منتر ۵ لکھ کر اس پر وہی ضمیر متکلم کیوں نہیں ایسا اعتراض کیا ہے۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی سنسکرت دانی سے نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ کے نمبر ۴ سے نقل کر لیا۔ ترجمہ اردو بھی غلط۔ عبارت سنسکرت بھی غلط۔ ناواقف واعظ اسلام جس طرح ترجمہ کرنا نہیں جانتا اور جس طرح ناگری کا حرف نہیں جانتا۔ اسی طرح بہار تھا اور گیان کو بھی نہیں پہچانتا یہاں صرف جیو کو اس طرح پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے۔

وید جیو کی ہدایت کے واسطے ہے نہ کہ خدا کی ہدایت کے واسطے اسی طرح صفحہ ۱۱ سے ۱۳ تک عبارت بلا ثبوت اور بے دلیل اور بے حوالہ ہے۔ توجہ کے قابل نہیں۔

مولوی ۱۴۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ جو ایک اور دتی لاشریک ست برہم ہے۔ اسی کے اندر۔ میتر۔ ورن۔ اگنی۔ ودیا۔ سپرنا۔ گورو تمان۔ ماتر شوا۔ یم نام بھی ہیں سو اس سے کچھ تصفیہ نہ ہوا۔ ویسا ہی گھپلا رہا۔ یعنی نہ یہ ثابت ہوا کہ اگنی وغیرہ نام ایشور رتیلے کار کے ہیں اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ نام ان چیزوں کے ہیں کہ جنکی مورتیں پوجی جاتی ہیں۔ یا جن کی ستت پورانوں میں مذکور ہوتی ہے۔

آریہ۔ جناب من جب ترجمہ صاف اور واضح ہے کہ جو ایک اور دتی لاشریک ست برہم ہے اسی کے اندر۔ میتر۔ ورن۔ اگنی و ودیا سپرنا۔ گورو تمان۔ ماتر شوا یم دنیا کاری نام بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اسی کے نام ہیں اور کسی کے نہیں ہو سکتے کیونکہ دوسری جگہ وید میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ بجلی۔ پانی زمین سب مخلوق ہیں۔ (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۱۰ منتر ۱ و ۲ و ۳)

پس یہ آگ وغیرہ مخلوق چیزیں خدا نہیں۔ لیکن جس طرح ایک لفظ کے کئی معنے ہوتے ہیں اسی طرح کہیں کہیں یہ خدا کے معنے میں آتے ہیں مفصل دیکھو مشرح حوالوں کے (تکذیب براہین احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

اب بتلایئے مولوی صاحب تصفیہ ہوا یا نہیں اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی بتلاتے ہیں کہ یہ ترجمہ بھی آپ کی اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ تمام [illegible] ہماری

کتاب سے تجاہل عارفانہ کر کے نقل کر لیا اور نام رکھا سائن آچاریہ کا (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۴) سنسکرت عبارت اس کی بھی غلط ہے۔

اخیر میں مولوی صاحب بقول مثل خشکے بیچہ دلاور دست دزدے کہ بکف چراغ دارد لکھتے ہیں

مولوی ۱۵۔ واضح ہو کہ شنکر آچاریہ اور سائینا چاریہ کے ترجمے اُسے اب تک ہنود میں مقبول و موجود ہیں۔ اور انہیں کے موافق ہم نے اُن شرتیوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اپنی طرف سے بجز رائے کے کچھ نہیں گھٹایا یا بڑھایا اور جس کو شبہ ہو وہ اصل پستک سے مقابلہ کرے۔ اور اسی طرح آریہ صاحبان بھی اگر اس ترجمہ کو ٹھیک نہ جانیں (ازراہ تعصب جیسا کہ قرآن کو نہیں جانتے اور پورانوں کو پوپ لیلا قرار دیتے یا ازراہ جہالت کے) یا اس کے خلاف چلیں تو اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ اُن شرتیوں کا ترجمہ کسی ترجمہ کے موافق لکھ کر پیش کریں۔ محض دیانندی پر اکتفا نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جمیع آریہ صاحبان بعینہٖ سوامی دیانندجی ہیں اور یہ مقابلہ بھی گویا انہیں سے ہوا ہے اور نہ اپنی عقل کو دخل دے کر بیاکرن سے ترجمہ کریں کیونکہ ناستک اور دہریہ کی یہ بات عادت ہے اور جتنے لامذہب فرقے ہیں اسی سبب سے گمراہ ہوئے ہیں۔

آریہ۔ افسوس بایں چالاکی۔ اور تعجب بایں دلیری اور حیرانی اس سفید جھوٹ پر حضرت شنکر آچاریہ کا کوئی ترجمہ وید کا نہیں۔ انہوں نے صرف دس اُپنشدوں کا ترجمہ کیا تھا کہ ایک نامراد نے اُن کو زہر دیدی جس سے وہ رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ اور اپنشد وید نہیں۔ کیونکہ اُپنشد دس اور وید چار ہیں۔ اُس ترجمہ کے مطابق ترجمہ کرنا اور اُس ترجمہ کا ہندوؤں میں موجود اور مقبول ہونا یہ آپ کا پہلا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت نہ جاننے کے اور بھاشا بھی ہجے نہ پڑھ سکنے کے لچھمنداس کے ترجمہ اردو اور ہماری اردو کتابوں سے نقل کرنا اور سائن کا ترجمہ جو سنسکرت میں ہے جس کو آپ بالکل نہیں پڑھ سکتے اور نہ آج تک دیکھا ہے کہ وہ کتنی بڑی کتاب ہے۔ اور دعوے یہ کہ انہیں کے موافق ہم نے اُن شرتیوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ یہ آپ کا دوسرا جھوٹ ہے۔ ہماری کتاب تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے چرا کر ترجمہ لکھنا اور نام رکھنا شنکر آچاریہ و سائن آچاریہ بلکہ اپنا یہ آپ کا تیسرا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت سے محض اُمی ہونے کے اور نقل کر کے اور کتاب سے نام اپنا یا کسی اور کتاب کا دیدینے کے اور سنسکرت اور وید شاستر سے بالکل ناواقف ہو کر مسلمانوں کے آگے واعظ اسلام اور رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر ماہر وید شاستر لکھنے کے حالانکہ ذرا کھشتریٹ آچاریہ سے ذرا زیادہ وقعت نہیں پا سکتے اور اس پر سنسکرت کا اتنا گھمنڈ یہ آپ کا چوتھا جھوٹ ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کو شبہ ہو۔ وہ اصل پستک سے مقابل کرے۔ یہ آپ کا پانچواں جھوٹ ہے۔

ہم مولوی صاحب واعظ اسلام ماہر وید شاستر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دوبرس تک اپنے خدا اور رسول کے واسطے صفحہ ۹ کے سام وید کے منتر کا و صفحہ ۱۰ و ۱۱ کے منتر اور ترجمے اور صفحہ ۱۴ کا منتر اور ترجمہ اور صفحہ ۲ کا نامکمل اور غلط منتر اور اس کا ترجمہ شنکر آچاریہ یا سائن آچاریہ یا لچھمنداس یا ولیم کے کسی ترجمہ سے سوائے ہمارے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ کے بتلا دیں اور اگر بتلا سکے

جیسا کہ ہرگز نہ بتلا سکینگے تو وہ دین جس کے آپ واعظ ہیں جو آپ کو اس قدر جھوٹ بولنے اور لکھنے پر دلیر کرتا ہے۔ برائے خدا اُس کو چھوڑ دیجئے اور عربی کے اس مقولہ کو یاد رکھئے لعنت اللہ علیہ الکاذبین

اب ہم دوسرے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ کے اعتراضات متعلقہ قربانی کا جواب دیتے ہیں

ناظرین اگرچہ ہم نے مفصل جواب اس کا لکچر نمبر ۶ میں دیدیا ہے۔ مگر اس جگہ نہایت مختصر طور پر آپ کے مفید سمجھ کر کچھ عرض کرتے ہیں۔

یہ اعتراض کہ ہندو لوگ قربانی کو جائز جانتے ہیں۔ اگرچہ بالکل صحیح نہیں مگر کسی قدر صحیح ہے۔ کیونکہ اب بھی دیوی اور شیو جی کے پوجاری یا معتقد یا بھیرو کے مرید بہت جانوروں (بکرے۔ گوسفند۔ مرغی۔ بھینسے) کو مار کر کھا جاتے ہیں اور ان کا خون مورتوں پر چڑھاتے ہیں اور موقعہ پڑجانے پر انسان کی قربانی کو بھی صحیح بتلاتے ہیں۔ مگر یہ صرف فرقہ وام مارگیوں کا اعتقاد ہے نہ کہ ویدمت والوں کا اور جب سے یہ فرقہ چلا۔ تب سے ہی اس کی مخالفت شروع ہوئی۔ وید کے واقفکار لوگ اس کا کھنڈن کرتے رہے اور اپنے آپ کو ویشنو یعنی پرہیزگار (جو آریہ کا مترادف ہے) پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ نہایت پوشیدہ طور پر اپنی ان بد افعالیوں کو کرتے رہے کیونکہ "خوئے بد در طبیعتے کہ نشست نرود جز بوقت مرگ از دست۔ عادت کو طبیعت ثانی ہو جاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ لوگ باوجود نہایت نفرت سے دیکھے جانے کے بھی موجود رہے۔ آریہ ورت میں سوائے وام مارگیوں کے اور کسی فرقہ والے مذہباً قربانی یا گوشت خوری جائز نہیں جانتے اب ہم بتلاتے ہیں کہ وام مارگی لوگ ویدانوکول ہیں یا پرتی کول۔ وید دھرم کے موافق ہیں یا منافق۔

شبد استوم مہاندھی۔ جو سنسکرت کی مشہور لغات ہے اسمیں اسطرح لکھا ہے۔

वामाचार पु० वामा वेदादि विरुद्ध आचारः तन्त्रोक्ते मद्यमांसादि सेवन रूपे आचरणे शब्दस्तोम १०१६

ترجمہ۔ وام آچار یعنی مذہب وام مارگ معنی یہ ہیں۔ برخلاف وید کے طریقہ تنتروں کے مطابق۔ مدھ یعنی شراب ماس (گوشت) مین (مچھلی) ملا مینھن کے استعمال کرنے کا طریقہ (دیکھو صفحہ ۱۰۱۶ مطبوعہ بار دوم ۱۸۷۶ء) انہیں لوگوں کا نام فارسی میں مشعل کشاں ہے۔ جس کے حق میں نظامی کہتا ہے ع
زس بادِ مشعل کشاں دور دار۔ یہی چولی مارگ ہے۔ (مفصل حال دیکھو وچار ساگر اور ستیارتھ پرکاش)

وید بیاس جی مہاراج آریہ رشی اور مشہور فاضل ویدانت شاستر کے مصنف جن کے ماہر وید ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور جن کے آخری زمانہ میں یہ فرقہ جاری ہوا سو وہ اس فرقہ کی بابت لکھتے ہیں۔

सुरा मत्स्या पशो मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा। धूर्तैः प्रवर्तितं ह्येतन्नैतद्वेदेषु कल्पते॥ महाभारत शान्ति पर्व

ترجمہ۔ شراب مچھلی اور دیگر جانوروں کا گوشت انسانی قربانیاں یہ بدمعاش اور شریر لوگوں نے چلادی ہیں ہرگز جائز نہیں ہیں خود بیاس جی نے جب یہ رائے ان لوگوں بابت لکھی۔ تو پھر ویدیں دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ یجروید اور رگوید کے منتر تو سوامی جی مہاراج نے

گوکرنا ندھی وغیرہ میں درج کر دیئے ہیں اور ہم نے بھی لکچر نمبر ۶ میں بہت سے حوالے دیدیئے۔ اور اسی طرح ہمارے دوست بابو آتما رام جی نے بھی اپنی کتاب میں بہت سے حوالے دیدیئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک اور حوالہ عرض کرتے ہیں۔

यथा मांसं यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने। यथा पुंसो वृषण्यत स्त्रियां निहन्यते मनः॥ अथर्व कां० ६ व० १० मं० १

ترجمہ۔ ماس کا کھانا اور شراب کا پینا۔ اور جوا کھیلنا اور زنا کاری کرنا انسان کے من کو برباد کر دیتا ہے (جس سے بدھی اور آتما نشٹ ہو جاتے ہیں اور آتما کے نشٹ یعنی پاپی ہونے سے دھرم اور کرم سب برباد ہو جاتے ہیں) خلاصہ یہ کہ گوشت خوری شراب نوشی۔ زناکاری قمار بازی بڑے گناہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے (دیکھو اتھروید مطبوعہ ولایت اور بمبئی صفحہ ۱۲۲)

باقی رہی اجی گارتا کی کہانی۔ یا اور اسی قسم کی کہانی تو وید مقدس میں ہرگز نہیں ہے اس کا بڑا ثبوت خود وید مقدس اور مہابھاشیہ اور میمانسا شاستر ہیں کہ وید میں کوئی بھی اتہاس نہیں ہے۔ اور نہ کسی خاص آدمی کا ذکر ہے۔ بلکہ عموماً ساری دُنیا کے واسطے برابر ارشاد ہیں۔ ہاں قرآن میں اسمٰعیل اور ابراہیم کی انسانی قربانی کی کہانی موجود ہے۔

باقی رہی۔ گائے کی قربانی اس کا ویدوں میں نام ونشان بھی نہیں۔ وید تو درکنار کیونکہ وہ تو وید ہی ہے۔ اس میں اویدک بات کاہے کو ہوسکتی ہے۔ قرآن جو کہ اور بعض باتوں میں وید کے مخالف ہے وہ بھی اس بات میں وید کے مطابق ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہمارے قرآن کی نسبت معلومات ہیں۔ اس میں گائے کی قربانی یا اس کے گوشت کھانے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ صرف اونٹ کی قربانی کا سورۂ حج میں ذکر ہے۔ مگر وہاں ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم

ترجمہ۔ نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانی کا۔ اور نہ خون جانوروں کا۔ ولیکن اس کو تو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

پس اس سے بھی اگر کوئی نظر غور سے دیکھے تو صاف ظاہر ہے کہ گوشت قربانی یا خونریزی سے خدائے رحیم خوشنود نہیں ہے اور نہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ ہاں ظالم اور خود غرض آدمیوں کی مرضی کے مطابق ضرور ہے اور یہی سبب ہے کہ آئے دن مکہ شریف میں ہیضہ یا طاعون کی امراض موجود رہتی ہیں۔

مسلمان بھائیو یاد رکھو کہ سو دن چور کے اور ایک دن ساہوکار کا۔ آخر سب کو اپنے اعمالوں کا پھل ملیگا۔ ملا ملتا ہے بے زبانوں کے گلے کاٹنے اور اس کا نام رکھنا قربانی۔ واہ قربان جائیں۔ اس عقل اور دانائی کے ع
برعکس نہند نام زنگی کافور

پتھر کی دیوی دیوتوں کی طرح یا مردہ پیروں فقیروں کی طرح خدا ہرگز ہرگز اس قربانی یعنی خونریزی سے راضی نہیں۔ بلکہ وہ تو تقویٰ اور پرہیزگاری سے رضامند ہے سو خدا کو راضی کرو۔ اور حضرت علی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کرو لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات ترجمہ۔ مت بناؤ پیٹوں کو جانوروں کی گورستان۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

کعبہ بنیاد خلیل آزر است | دل گذرگاہ خلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است | از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

جو عبارت سنسکرت کی آپ نے نقل کی ہے۔ اس میں قربانی یا جانور مارنے کا

مطلق ذکر نہیں۔ پادری کی طرح آپ نے بھی پادر ہوتا باب ہانک دی۔ اور دھوکا کھایا۔ مہاتما سکھدیو جی نے ان دام مارگیوں کے حق میں کیا اچھا کہا ہے۔

یعنی لکڑی گاڑنا اور پتوں کا گلا کاٹنا۔ اگر اس طرح سورگ میں جانا ہے تو نرک کس طرح جائیگا۔ راسی کے مطابق کبیر جی نے بھی جو جنم کے مسلمان تھے۔ اور ہندوستان میں ایک فرقہ کے بانی ہیں۔ کہا ہے ؎

جیو بدھ دھرم کر تھا پیوا دھرم کاں کہو بھائی
آپس کو منی در کر تھا پیو کان کو کہت قصائی

پس اے مسلمان بھائیو ان خیالات کو ترک کرو۔ اور سمجھو کہ اگر گوشت خوری۔ خونریزی۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب نوشی۔ مذہب اور ایمان ہے۔ تو لا مذہبی اور بے ایمانی کیا چیز ہوگی۔ یورپ کے محقق اور دانا ڈاکٹروں کی کامل تحقیقات نے بھی آخرکار ثابت کر دیا ہے کہ وجے ٹیرین ہونا انسان کیواسطے قدرتی بات ہے۔ کیونکہ اس کی بناوٹ گوشت خوری کے حسب حال نہیں ہے۔ خدائے رحمن و رحیم کے بندے ہوکر ایسا ظلم اور اندھیر کس طرح جائز ہے۔ کیونکہ گرگ منش ہوکر بھیڑوں کا پھاڑنا انسانیت سے کیسا بعید ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے ؎

شنیدم گوسفندے را بزرگے
رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید
روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اول جب چھوڑایا۔ تو اُسے بزرگ کہا۔ انہی بزرگ نے جب مارنے کا قصد کیا تو گرگ نے کہا دیکھئے خدا کے واسطے دیکھئے۔ کیسا جلد بزرگ سے گرگ ہوگیا

نظم

بھائیو چھری جاں کی چلاؤ گے کب تلک
خونریزی اپنا مذہب بناؤ گے کب تلک
باطل سے میل حق کو بھلاؤ گے کب تلک
اور امر حق سے آنکھ چراؤ گے کب تلک
کب تک رہو گے جہل و تعصب میں ڈوبتے
وحشی پنے کو دل سے بھلاؤ گے کب تلک
قربانی کا نشاں بھی وید میں نہیں جب یہاں
دعوے بے ثبوت چلاؤ گے کب تلک
الزام خام چھوڑ کے سچ کو کرو قبول
کھاؤ گے ماس خون بہاؤ گے کب تلک
ایمان سے ہے دور جو کاٹو ہو بے قصور
ظالم نفس کو گرگ بناؤ گے کب تلک
مانو غرض جو کرنا ہے اک بندۂ خدا
خون کر کے پاکباز کہاؤ گے کب تلک
اے دوستو ہے وزع خون سر بسر رواں
دھبہ پلید ہے یہ مٹاؤ گے کب تلک

راقم۔ وہی آپ کا قدیمی خیرخواہ آریہ مسافر

حجت الاسلام

دیباچہ از اڈیٹر کتاب حجۃ الاسلام دھرم کی ویدی پر آریہ مسافر کی آخری بھینٹ ہے۔ اِس کتاب کے علاوہ ایک اور ضخیم کتاب (یعنی تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم) بھی تیار کر کے پنڈت لیکھرام جی چھوڑ گئے ہیں۔ دیگر چھوٹے بڑے رسالوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن اِن سب میں سے ایک حجت الاسلام ہی ہے۔ جسے کہ پنڈت جی اپنے روبرو قریباً چھپوا چکے تھے۔ صرف سرورق جو کہ پہلے سے لکھا ہوا موجود تھا اُن کی موت کے بعد چھپوایا گیا ہے۔ گویا خلق اللہ کی سیوا کرتے ہوئے جو بے نظیر تحایف کہ مکمل کر کے دھرم کی ویدی پر دے رکھا کرتے تھے۔ اُن میں سے حجت الاسلام آخری تھا ✦

اور یہی وجہ تھی۔ کہ اس کتاب کی بار اوّل کی چھپی ہوئی ۷۰۰ کاپیاں ایک ہفتے کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری بار اسے چھپوانے کی ضرورت پڑی۔ اس مرتبہ ۴۰۰۰ کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔ لیکن جس جوش سے کہ اب یہاں اس نادر نسخہ کی مانگ آرہی ہے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبع دوم بھی شاید ایک ماہ سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہوگا ✦

طبع اول کے وقت چونکہ پنڈت لیکھرام جی کو اکثر باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ اور ساتھ ہی مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے کام کا بوجھ بھی بڑا تھا۔ اِس لئے کتابت اور محاوروں کی اکثر غلطیاں رہ گئی تھیں۔ جنہیں کہ طبع دوم میں درست کر دیا گیا ہے۔ البتہ ایک جگہ میں نے کچھ حصہ (ریلنے دو صفحوں کے قریب عبارت) بالکل کاٹ دینے کی دلیری کی ہے۔ سو وہ پنڈت جی کی تحریر کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ بلکہ کل کا کل لفظ بلفظ محمدی مصنفوں سے منقول تھا۔ یہ وہ حصہ ہے۔ جس کی سُرخی طبع اول میں حسب ذیل تھی "اسلام کی حیاداری کا ایک عجیب مشاہدہ"

اس میں محمدی مصنفوں نے عورتوں کے ختنہ کا حال اور وجہ لکھتے ہوئے اسقدر فحش کلامی اور بے غیرتی سے کام کیا ہے ✦ کہ حیا اُنکو پبلک کرنے کی اجازت نہیں دیتی ✦

دیباچہ

سنام آنکہ نامش اوم کارست · اناد ی انت و برنکار است

ہیں جیہ نامون اُس ودیا مقام کا ۔ کہ جہاں جواب نہ پائے سلام کا
پرماتما شکتیاں کی جہاں۔ مہان کا مدہن۔ اور بہ جز اُن کی ہما سے یا اتما کا سرن
اپنیہ انسان کا ہمہ کس طرح اداکر سکے۔ اُس کے ایک ایک گن کا الواد۔ اور اس کی ایک ایک کریا کا وہنوا دمان کرے کو دفترین کے دفتر چاہئے۔ مگر اتنی عمر کہاں۔ بڑے بڑے رشی منی بھی تھکت ہو کر نیتی نیتی پکار اُٹھے۔ مہاتما یوگیشر بھی رجن کے جیون سے بڑھ کر انسان کے واسطے کوئی نیک نمونہ نہیں ملسکتا) آخر کار یہی فرما گئے۔ کہ سوائے اس کے پوتر ذات کے اور کوئی سہارے کے لائق نہیں۔ سورج۔ چندر۔ سیارے۔ ستارے سب زبان حال سے پکار رہے ہیں۔ کہ ہم مخلوق اور ساونتی ہیں۔ ہم ایک زبردست حاکم کے فرمان بدیر ہیں۔ حالت مفوضہ کو انجام دے رہے ہیں جہاں تک مدھی کام کرتی ہے ساری سرشٹی کے اندر اُس کی صنعت کاملہ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ تمام جز وحرکت اپنے واسطے نہیں بلکہ روحوں کے واسطے فیض رساں اور کل دُنیا کے بناتات و گردش ارضی کے تعلقات ان کے ہی لئے وجود میں آتے ہیں۔ ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس ظاہری اور جسمانی بصارت کے واسطے سورج کی کتنی بڑی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر عموماً قدرتی نظارہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ انسان کسی طرح کا لابھ اُٹھا سکتا ہے۔ جس پر جہاں تک غور کی جائے پیدا کرنے والے کی بہت مہربانی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح اگر اور زیادہ غور کی جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ جتنی ان جسمانی آنکھوں کے واسطے اس سورج کی ضرورت ہے اُس سے ہزار گنا زیادہ روحانی آنکھوں کے واسطے روحانی سورج کی حاجت ہے آدمی کی کتنی ہی اچھی پوشاک لبس ہو۔ کیسی ہی عمدہ خوراک ہو۔ رنگ و روغن بھی اچھا ہو۔ دولت بھی کتنی ہی زیادہ ہو۔ مگر باوجود اس ہمہ صرف علم و عقل کے نہ ہونے سے انسان محض حیوان ہے۔ راج رشی بھرتری جی نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

ये षांन विद्यानत यो नदनं थर्मे न शी ले न गु रणे-
पि य स्य। ते मृत्यलोके भु वि भार भू ता म नुष्य रू पे रा मृगाश्च रन्ति॥

ترجمہ جس انسان کے پاس نہ ودیا ہے اور نہ عبادت نہ گیان نہ دھیان نہ دان نہ اخلاق کا کوئی گُن ہے وہ انسان نہیں بلکہ وہ اس سنسار میں صرف زمین کا بوجھ ہے بشکل آدمی کی مگر حیوان بچر رہا ہے۔

دانا شخص کے نزدیک کھانے پینے سے بھی ودیا کی زیادہ ضرورت ہے۔ انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ وہ صرف ست ودیا ہی کے سبب سے۔ ورنہ بے علم انسان ارذل المخلوقات ہے کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اُس حکیم مطلق نے مثل ظاہری سورج کے باطنی سورج بھی پیدا کیا ہے۔ ظاہری میں جسمانی روشنی ہے اور باطنی میں معانی۔ قانونِ قدرت جو قادرِ مطلق کا قدیمی کا پریکٹیکل ثبوت ہے۔ اُس سے ظاہر ہے کہ سچا گیان وہی ہے۔ جو علم و عقل بلکہ قانونِ قدرت کے مطابق ہو ظاہری آنکھیں ظاہری روشنی سے قانون قدرت کا مطالعہ و مشاہدہ کریں اور باطنی آنکھیں علمی روشنی سے اُس کی تحقیق و تصدیق کریں۔ دونوں کا اتفاق سچے قانون کی پہچان ہے۔ ورنہ عقل کے خلاف علم کے خلاف۔ مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کوئی گیان ایشور کا نہیں ہوسکتا۔ تلوار سے تسلیم کرانا۔ جہاد سے منوانا۔ حور و غلمان کے لالچ میں پھنسانا تعصبات ہے۔ اور علم و عقل سے تسلیم کرا کے منوانا امر دیگر ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے سامنے سب چاند۔ ستارے اور چراغ اور جتنا بیان پھیکی اور ناکارہ ہیں۔ ویسے ہی سچے الہام کے سامنے۔ آفتاب معرفت کے سامنے کسی اور کا چمکنا ہی ناممکن ہے۔ علم کے پھیلنے کی دیر اور عقل کے ظہور کی کمی ہے۔ ورنہ سراپا ناممکن ہے کہ جھوٹ سچائی کا مقابلہ کر سکے۔ علم و عقل کے چراغ ہدایت سے منور دل کسی طرح پھسلانے سے نہیں پھسلتا۔ اور نہ کسی کے ڈرانے اور دھمکانے سے ناراستی کو قبول کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ قوم۔ رشتہ دار صرف یہاں کے ساتھی ہیں۔ پس جھوٹی قوم کے واسطے ہم کیوں صداقت اور حق کے مخالف ہوں۔ جب طالب حق اسی طرح چراغ روشن اور قانون کو قدرت کو مد نظر رکھ تلاش کرتا ہے۔ تو جہالت کے نور و شور کی پرواہ نہ کر وہ حق پسند جھوٹے دینوں اور کھوٹے مذہبوں اور بُری ملتوں سے بیزار ہو کر سچے دھرم کو ضرور حاصل کر لیتا ہے کیونکہ جس طرح کولمبس نے اپنی بے تکان ہمت سے ملک و قوم کی مخالفت پر بھی تمام سختیاں اُٹھا دھکے کھا کر امریکہ پا لیا۔ جس طرح گلیلیو وغیرہ پھانسی ملتے ملتے بھی صداقت کا اظہار کر گئے۔ اسی طرح وہ صداقت کا مست تحقیق کی اُمنگ میں ضرور سچائی کو پاتا ہے۔ گھبراتا نہیں اور نہ جھجکتا ہے۔ انسانی سرشٹی کے ابتدا سے بھارت کے (یدھ) جنگ تک تمام دُنیا میں صرف ایک دھرم اور ایک ہی طرح کے کرم تھے۔ ویدوں کا ہی سب جگت میں پرچار تھا۔ اور تیج مہاجگ یہی ہر دیش میں سروکار۔ مگر باہمی خرابی کے سبب خانہ جنگی ہوئی۔ پھوٹ کا بیج بو یا گیا۔ اور بہت جلدی بارآور ہوا۔ یعنی مت متانتر پھیلنے کا آغاز ہوا۔ ۴۹۹۶ سال گزرے کہ یہ جنگ ہوئی کورو کھیشتر ضلع تھانیسر کے میدان میں ۱۸ روز تک بنگامہ کارزار گرم رہا۔ لاکھوں آدمی کھیت رہے۔ آورت دھرم میں اُنساہ کا خاتمہ ہوا۔ اول اول جو تھوڑے بگڑے وہ باہمی ہوئے۔ اور ساتھ ہی بد چلن لوگوں میں وام مارگ پھیلنا شروع ہوا۔ جس کے کئی صدیوں کے بعد موسوی دین پھیلنے لگا۔ جب وام مارگ اور موسوی دین نے خدا کے نام پر جانوروں کی معمولی قربانان اور سوختنی قربانیاں زیادہ رائج کر دیں۔ ملک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ بیگناہ جانوروں کے خون کے داغ پوتر اور پاک سمجھ کر گھروں کے دروازوں پر لوگ پاکیزگی کے اظہار کو لگانے لگے۔ اور ماتھوں پر بھی خون کا ٹیکا لگنے لگا۔ توریت یا تانتر گرنتھ میں بچھڑے اور بکریوں کے لہو سے جھوا یا جو دھا خوش ہونے لگا۔ قصاب خانہ کا ٹھیکہ دار جب خدا کو بنایا گیا۔ سارے گناہ اُسی پوتر اور مقدس پرماتما کے ذمہ لگائے گئے تب ایک کشتری نے اس کلنک کے دور کرنے کا بیڑا اُٹھایا یعنی ساکیہ سنگھ گوتم نے بدھ مت چلایا۔ اور لوگوں کو ایسے خدا و الہام سے نفرت دلائی۔ گویا رحمت کی ندی بہائی۔ وعظ میں بتلایا بلکہ لوگوں کے ذہن نشین کرایا۔ کہ رحیم اور دیالو پرماتما کبھی نہیں کھاتا۔ اور نہ جانوروں کے کھانے کا ارشاد فرماتا ہے۔ اس ایک ہی سچی بات نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ جہاں موسیٰ کی تلوار کارگر نہ ہوئی اور وام مارگ کی چھری بھی نہ چل سکی۔ وہاں اُس کی تیغ فصاحت و صداقت کام کر گئی۔ امریکہ۔ افریقہ۔ یورپ اور ایشیا جدھر دیکھو باوجود گزرنے ڈھائی ہزار سال کے اب تک بھی پوری ایک تہائی دیکھ) آبادی دُنیا کی اُسی کا گیت گا رہی ہے۔

اس کے بعد مسیح سے تین سو برس بیشتر شنکر آچاریہ نے برہمہ ایشور جیو کی تثلیث قائم کر کے نیں ویدانت سے سب کو ہمہ اوست کی تعلیم دی اور راہ راست سے پھیر دیا۔ انہیں دنوں سکندر کی چڑھائی کے سبب تمام مہذب ملکوں میں ہل چل مچی اور سکندریہ میں اپنی تعلیم کا مدرسہ جاری کیا جو مدت تک موجود اور ہونہار شاگرد پیدا کرتا رہا۔

میں نے اول اس مدرسہ میں تعلیم پائی اور بدھ مذہب کی دیکھا دیکھی کر ہندوستان کو سفر کیا۔ یوحنا حواری موجد تثلیث اسی مدرسہ کے شاگرد رشید تھے (دیکھو اسلام کی رآمد تنت)۔

آخر ساتویں صدی میں محمد صاحب نے عرب میں جنم لیا اور میدان خالی دیکھ کر بعمر چہل سالہ پیغمبری کی ہوا ان کے سر میں سمائی۔ جیسے ہی چار اور بھی یار غار مل گئے۔ اور خود حضرت ختم المرسلین بن بیٹھے۔ دعوے ملک گیری کے ساتھ جہاد مذہبی کا جھنڈا بلند کیا۔ اور جتنی الوسع ریگستان عرب میں خون کی ندیاں بہائیں۔ بعد کے خلفائے راشدین نے ختم المرسلین کی وصیت کو پورا کیا۔ یہاں تک کہ لوٹ مار کا بازار گرم ہو کر لاکھوں سر تن سے جدا ہو جانے اور لاکھوں لونڈی غلام بنے اور صد ہا شہر بے چراغ ہونے کے بعد عرب۔ عجم۔ ایران۔ مصر۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ سپین۔ پرتگال نے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کر لیا۔ یہی نہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کیفیت ہندوستان کی ہوئی۔ مگر یہ ہندوستان اور ملکوں کی طرح مذہب نہیں گیا تھا۔ اس کے اندر اسی کشت و خون کے زمانہ میں۔ راما نند۔ رامانج۔ چیتنیہ۔ کبیر۔ نانک۔ سانگد۔ امرداس۔ تلسی داس۔ رامداس۔ ارجن۔ ہرگوبند۔ ہر رائے۔ اور تیغ بہادر۔ گوبند سنگھ۔ سیواجی۔ وغیرہ مہاتما لوگ مختلف اوقات میں باوجود سخت سخت تکالیف اٹھانے کے بھی تھوڑا بہت ست دھرم کا اپدیش فرماتے رہے۔ باوجودیکہ آتش جہاد محمدی بھڑک رہی تھی۔ مگر ان کے موثر اپدیشوں کی بارش نے بہت کچھ اسے فرو کر دیا۔ یہاں تک کہ جو اسلام کا ہند میں ہوتا تھا اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ اور ملکوں میں تو ان کے مذہبوں کا نام و نشان نہیں رہا۔ ایران میں پارسیوں کی آتش کو اسلامی خون نے سرد کر دیا۔ یہاں ویدک توحید کے سامنے اسلام خود سرد ہو گیا۔ جس کا فضلائے اسلام کو خود اقبال ہے۔ چنانچہ فاضل الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں :-

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا | نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
نہ جیحوں میں اٹکا نہ قلزم میں جھجکا | مقابل ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا
کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

پہلے تو صرف ایک اسلام ہی کا سامنا تھا۔ جس کے واسطے اتنے خیر خواہوں نے کمر ہمت باندھ کر مقابلہ کیا۔ مگر اب تو ایک اور مذہب بھی یہاں آ براجا اور اُنکے ہی معقولیت سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ نادان دشمن سے دانا دشمن بہت بڑا ہے۔ بنا بریں خرابی و بدی روز بروز بڑھنے لگی اور ست دھرم کا ستیاناس ہونے لگا جب اس طرح ظلمت پھیلتے پھیلتے آریہ ورت میں ظلمات ہو گیا۔ اور بہتری کی کوئی صورت نہ دکھائی پڑی تو ایک مہاتما روح نے تحصیل علوم سے فارغ ہو لوک آنند سے نکل جگت کے سدھار پر کمر باندھی۔ درحقیقت پرماتما کی حکمت کاملہ کا تقاضا تھا۔ ورنہ اکیلے آدمی سے اتنا اُپکار مشکل تھا۔ نہ عیسیٰ کی مانند بارہ حواری مقرر کئے اور نہ موسیٰ و محمد صاحب کی طرح کوئی اصحاب یا خلیفے یا فوج جرار ساتھ لی۔ صرف صداقت اور گیان پر بھروسہ رکھ ست سناتن ویدک دھرم کا اپدیش کہنا نے کی مدلل ہدایت اور منطق بھری ہوئی وعظ میں فلاسفی اور طبیعات کے ویدک اصول نے تعلیم یافتوں کو چکا چوند کر دیا۔ سفریالوجی اور جیالوجی نے اس کے قدم چومے۔ سائنس نے استقبال کیا۔ تاریخ قدیم ہمہ اور بجر کا تھی ثبات بات میں دلائل و اثبات تھے۔ فقرہ فقرہ میں ساکھ اور ثبوت تھے۔

نکات تھے کیا اس تعلیم کے روشن زمانہ میں شق القمر کی انگشت نمائی کام آئی تھی کیا ید بیضا کی دیا سلائی کا مصالحہ اس وقت فخر کے لائق تھا؟ کیا جادو کی چھڑی سانپ کی لاٹھی۔ لاٹھی کا سانپ بنانا اس وقت کارآمد ہو سکتا تھا؟ کیا آگ جو موسیٰ نے دیکھی۔ جس نے پہاڑ جلا دیا۔ اور آواز آئی انی انا اللہ کی نکالی صدا ہو سکتی تھی؟ کیا مختلف مذہبوں کی کتابوں سے دلپسند باتیں نکال کر بنا مذہب چل سکتا تھا؟ یا وہ صوفی مذہب انسان جس کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ اور جس نے روتے ہوئے جان دی خدا ہو سکتا تھا۔ کیا انجیر کے درخت کو گالیاں دینا اور ڈاکٹر صاحبوں کے روبرو مردہ زندہ کرنا۔ آنکھوں کا علاج کرنا۔ جن بھوت نکالنا سچائی کہلا سکتی تھی؟ ہرگز ہرگز نہیں! عقل کا زمانہ۔ علم کا وقت۔ دلیل کا دورہ اور فلاسفی کا راج تھا۔ جب آسمان ہی نہ رہے معراج میں گھوڑے پر چڑھ کر آسمان پر خدا کی ملاقات کو جانا یا خدا کے دائیں ہاتھ چوتھے آسمان یا پانچویں آسمان پر جا بیٹھنا سرجا بیٹھنا کب پذیرائی کے لائق تھا سب سے زیادہ سچی اور کامل اور سب سے انادی اور پاک ہدایت کی ضرورت تھی۔ سبحان اللہ! اے جگدیشور تیری اپار مہما ہے۔ تو کیسا سرب شکتیمان ہے۔ تیری قدرت کاملہ تیرے قوانین نیچر یہ تیرے وید مقدس بالکل مطابق ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں تیرے سچے اپدیش کارآمد ہیں۔ تیری ذات پاک کی خوبیاں جس خوبی سے وید بتلاتا ہے۔ دوسرے کسی کا کیا منہ ہے کہ کر سکے درحقیقت سچ ہے ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ جگدیشور! ہم تیری پرم کرپا کا ورنن کس منہ سے کریں۔ جس نے اس زمانہ میں فاضل اجل ہادی بے بدل سراپا خود مند شری سوامی دیانند جی مہاراج کو جگت ادھار کے واسطے پریرتا کی۔ اور ان کی ذات بھی دھنیواد کے لائق ہے۔ جنہوں نے لوبھ موہ دنیاوی کو تیاگ۔ کام آدک وشیوں سے دل ہٹا کر ایشوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سواہا کر دیا۔ ان کی ودیا۔ ان کا برہمچریہ ان کا استقلال۔ اور ست دھرم پر درڑھ نشچے اس جگت میں بے نظیر تھا۔ ان کے ویدک ست اپدیش نے ظلمت کدہ ہند کو نورانی کر دیا۔ آفتاب و ستارہ پرستی کا چند روزہ پرکاش جاتا رہا۔ ایشوری جلال کے آگے سب گرد است ہو گئے۔ مکان و پہاڑوں کی خاک بیزی سے لوگوں کو شرم دلائی سرو دیا پاک کے لئے بیت اللہ بنانے والوں کو خجل کیا۔ رحیم خدا کے لئے بھینٹ چڑھانے والوں اور قربانی کرنے والوں کو عدل ربانی سے ڈرایا۔ بت خانوں اور قبرستانوں میں خاک اڑنے لگی۔ آتش پرستی کو ست اپدیش کی بارش سے بجھا دیا آتش خیز رجوالا مکھی) پہاڑ کی گرم بازاری ٹھنڈی ہو گئی۔ گویا ان پر سیروں برف پڑ گئی۔ گنگا۔ زمزم۔ اور بپتسمہ سے نجات کی امید رکھنے والے مایوس ہو کر ہاتھ دھو بیٹھے۔ تثلیث کی بازی تین کانے ہو گئی۔ چہل کاف کا طلسم سلیمانی ٹوٹ گیا تثلیث کر وڑ کا عقدہ حل ہو گیا۔ خوف شیطانی کی نجاست اور مردہ پرستی کی غلاظت سے دل پاک صاف ہو گئے۔ گو روانم کا جو بیہ بندھا ہو چکا جبر کی تلوار ٹکڑے ہو گئی۔ خود خدا اپنے انوکو اپنا شریک انادی بندہ بنا دیا۔ اور ہر طرح کے روحانی و جسمانی بہائی لوگوں کو سمجھا دی پوشیدہ نہ رہے کہ عرصہ چالیس سال کا ہوا کہ مولوی عبید اللہ صاحب نے ایک کتاب تحفۃ الہند تصنیف کی۔ جس کا جواب اسی زمانہ میں آریہ ذات نے تحفۃ الاسلام میں دے دیا۔ اس کے بعد اسی مضمون پر تحفۃ الہند کتابیں تا جواب سے مختلف اوقات میں شایع ہوتی رہیں۔ باوجودیکہ منشی اندرمن صاحب نے تحفۃ الاسلام کے بعد بھی چھ کتابیں اور لکھیں مگر مولوی صاحب ان میں

سکوت اختیار کر کچھ نہ بولے صرف تحفۃ الاسلام ہی اس عرصہ چھ مرتبہ شائع ہوئی اب اس قدر عرصہ مزید کے بعد وہی مولوی صاحب پھر خواب سے بیدار ہوئے اور اسی تحفۃ الہند کی طرز پر معقولیت کے خلاف دقیانوسی اعتراض لکھنے شروع کئے اور ایک کتاب حجۃ الہند نام ۵۶ صفحہ کی شائع کی جو ہمارے پاس بڑے شوق سے خرید کر منشی دوارکا پرشاد صاحب کائستھ نے دہلی سے ارسال کی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ بہت سے اعتراض تو کتاب سوط اللہ الجبار علی منکر الکفار سے مولوی صاحب نے نقل کئے۔ جن کے جواب منشی اندرمن مرحوم نے اندر بجر المعروف عماد ہند میں دیئے ہیں اکثر اعتراض پادری سمتھ صاحب کی کتاب تحقیق دین حق سے جس کے جواب نامہ نگار سچے دھرم کی شہادت میں لکھ چکا اور بہت سے اعتراض براہین احمدیہ سے منقول ہیں۔ جن کے مدلل و معقول جواب تکذیب براہین احمدیہ میں موجود۔ اور بیسیوں مقامات پر اصل عبارت سرمہ چشم آریہ کی تحریر کر دی حالانکہ اس کتاب کا واضح جواب سبط احمدیہ میں مدت سے ہم لکھ چکے۔ علاوہ براں اور بہت سے اعتراض ایسے ہیں۔ جن کے جواب منشی اندرمن صاحب کی کتابوں میں دیئے گئے ہیں۔ پس ہم ان سے قطع نظر۔ صرف ایسے سوالوں کا جواب دیں گے جن کے جواب رہ گئے یا جو مولوی صاحب نے نئے کئے۔ ورنہ فضول کاغذ سیاہ کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ ممبران آریہ سماج کے سامنے ایسے اعتراض گھاس پھوس سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتے۔ ایک ہی صداقت کا شعلہ ان کے بھسم کرنے کو کافی ہے۔ اور ہم اپنے ہندو بھائیوں سے دست بستہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ست دھرم کی سہاتا سے غافل نہ رہیں۔ وہ نیتک اور نمتک کرموں میں جو ست شاستر انوسار ضروری ہیں بڑے پکے پریم سے ویدک سنسکاروں کا برتاؤ کریں۔ اس وقت حکومت علم کی ہے۔ پس ہم کیوں اس سے محروم رہیں۔ ویدک دھرم سنسار کے اپدیشک رہا ہے۔ آپ بھی خود غرضی اور پھوٹ کر چھوڑ کر ست دھرم کی جے منائیں۔ آپ نشد و ڈنکی الہیات اور شاستروں کی فلاسفی دنیا میں پھیلائیں۔ خود غرضوں کی پیروی چھوڑ کر وید اور ایشور کو اپنا ہادی بنائیں کھٹ اور بعض تیاگ کر میدان میں آئیں۔ آریہ سماج اس سچے ویدک دھرم کا مناد ہے تمہارے مخالفوں کی ساری حکمت عملی اسے ادہر یا نہ ہے۔ پراونے آپ کو توہمات باطلہ میں پھنسایا۔ ست ویدک دھرم سے گمراہ بنایا۔ مورتی پوجا نے اپنی طرح جڑھ کر دکھایا۔ مال و دولت کو ضائع کرایا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے درجہ تباہی پر پہنچایا۔ کیا اس عادل گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی آپکا دل خواب غفلت سے بیدار ہونے کو نہیں چاہتا؟ کیا ماس لیلا کے فلسفے مخالفت بنانے کے سوا کوئی اچھا پھل دے سکتے ہیں پیارے بھائیو بیدار ہو جاؤ۔ پوتر دھرم کو کلنک نہ لگاؤ۔ تمہارے عیبوں سے دھرم معیوب سمجھا جا رہا ہے۔

دیگر ناظرین سے یہ عرض ہے۔ کہ بنظر انصاف ساری کتاب کو مطالعہ کریں۔ حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے دھریں۔ غالباً نتیجہ نیک پاوینگے۔ ہم اپنے مسلمان دوستوں کی طرح جیسے کہ وہ ناواقفی سے آریہ دھرم کو تعصب سے دیکھتے اور اس کی کتابوں کو کم پڑھتے ہیں۔ کتب دین اسلام کو تعصب سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ صداقت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ یہاں دین اسلام میں کوئی شخص ایسی خوبی بتلا دے جو وید مقدس میں نہ ہو تو ہم بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہم کیا کریں۔ ہمارے دوست تعصب کی زنجیر میں اسیر ہو کر اس روشنی کے زمانہ میں بھی معراج لگا آسمانوں کو جانا چاہتے ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ۔ خاکسار لیکھرام آریہ مسافر لاہور ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء

باب اول

وید کے متعلق اعتراض اول کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۲۔ "ہم لوگ جانتے تھے۔ کہ پادری صاحب ہی ہمارے دین کے بڑے دشمن ہیں۔ ہندوؤں سے ہمارے دین کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ ہندو بیچارے غریب آسامی ہیں کسی کو نہیں چھیڑتے۔ اب ایک مدت سے اسی غریب اسامی نے بھی سر اٹھایا۔ اور بحر ہنو دانندمن مراد آبادی نے بڑے مغالطے بلکہ فحش کلام کے ساتھ دین اسلام کے ساتھ بدی کرنے پر کمر باندھی۔ اور خاص اس زمانہ میں آریہ سماج ایک نہ فرقہ ہندوؤں میں ظاہر ہوا ہے جو دین اسلام پر بہت حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے جہل مرکب سے اپنے ہی آپ کو فرقہ ناجیہ سمجھ کر بید پر بہت نازاں ہیں۔ اور بید جو کفر اور شرک اور مضامین واہیات سے بھرا ہوا ہے جسیا کو اللہ تعالیٰ کا کلام جانتے ہیں۔ اس پر دھیان نہیں کرتے۔ اور اپنی کو تہ نظری سے ہر طرف سے دین اسلام پر اعتراض کرتے۔ اور عوام الناس کو بہکاتے۔ اور تہمت لگایا کرتے ہیں"

جواب۔ ہمارے متعصب مولوی صاحب نے جس اخلاق حسنہ سے کتاب کا آغاز کیا ہے ناظرین اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہاں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ شیخ جی کو معلوم نہیں کہ پہلے حملہ کس نے کیا یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔ اول انہوں نے ہندو مذہب پر حملہ کیا اور کتاب تحفۃ الہند لکھی۔ حفاظت خود اختیاری قانوناً و مذہباً جائز ہے سا براں حفاظت خود اختیاری کے طور پر ہماری طرف سے بھی تردید میں کتابیں لکھی گئیں پس ذرا انصاف تو کیجئے کہ کس نے سر پہلے۔ بے شک ہم غریب آسامی تھے اور ہیں۔ مگر جب کوئی حد سے زیادہ ہم کو تنگ کرے تو پھر سہار نہیں سکتے۔ مخالف کے دانت توڑ دیتے ہیں۔ ؎

نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود
برآرد بچنگال چشم پلنگ

مجبوراً ہم کو آپ کے حملہ بیجا کا جواب دینا پڑا۔ اب ایسی بیہودہ اور فحش اور اہانت آمیز باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اندرمن کے معقول اعتراضات کو برے الفاظوں سے یاد کرتے ہو بھائی آپ کسی کو بد زبانی سے گالیاں مت دو۔ ورنہ بڑھاپے میں رسوائی مول لوگے۔ ہم آپ کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے سوائے اس کے ؎

لگے ہو منہ چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

شر سمان سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں اور نامہ نگار نے تکذیب براہین احمدیہ و خبط احمدیہ میں اس مسئلہ کا جواب کہ کون کتاب شرک سے بھری ہوئی ہے۔ کافی تک وافی دیدیا ہے۔ جو غالباً مرض جہل کا علاج شافی ہے۔ اگر ہمارے دوست توسل سے مطالعہ کرتے تو ہم یقین سے کہتے ہیں۔ کہ پھر قرآن کی توحید کا دم نہ بھرتے۔ ہم بھی الفاظ معاندانہ سارے قرآن کی نسبت دوہرا سکتے ہیں۔ مگر اپنا یہ شیوہ نہیں۔

منشی اندرمن کے اعتراضوں کا جواب مولویوں سے آج تک نہ بن سکا۔ اکیلے منشی اندرمن کے مقابلہ میں کتنے مولویوں نے خم ٹھوکے مگر واہ رے بہادر جس نے ایک ہاتھ سے ہی سب کو پچھاڑا۔ ولی رام کا مصرعہ شاید اسی موقعہ کے واسطے ہے ؎

ہندو بخدا سید و مسلماں ہیں ماند

کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ اندرمن کا کسی مولوی نے کبھی بڑ نعرہ مقابلہ کیا؟ ہر گز نہیں شیخ صاحب آپ آریہ سماج کو کتنی ہی گالیاں دیں آریہ سماج اس سے گھبراتا نہیں بقول شخصے

دریائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگے
عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز

قولہ ۹-۵۷۵ و ۸۰- آریہ مذہب والوں نے اپنے مذہب پیسے الزام و اعتراض دور کرنے کے لئے بہ تقلید پنڈت دیانند سرسوتی کے برخلاف تمام بیدواں اولین و آخرین کے یہ حیلہ کیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ پنجم پوران وسیو پران بھاگوت و مہابھارت وغیرہ جن میں جھوٹ اور کفر اور شرک اور فسق بھرا ہوا ہے۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی نہیں ہیں ہم تو بید کو مانتے ہیں جس میں نہ جھوٹ ہے نہ کفر نہ شرک نہ فسق ہو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ کتابیں بیشک تمہارے دین کی ہیں۔ تمہارا بید جس کو تم مانتے ہو خود کہتا ہے۔ کہ یہ کتابیں بید سے نکلی ہیں۔ اور بید ایک چھوٹا سا علم ہے۔ جتنے خدا کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اتھرون وید کے منڈک اُپنشد میں لکھا ہے۔ کہ ایک علم کا نام علم صغیر ہے۔ اور دوسرے علم کا نام علم کبیر ہے۔ علم صغیر مراد ہے چاروں بید اور اُس کے فروعات سے جیسے کہ چھ شاستر اور اٹھارہ پوران اور صرف و نحو یعنی بیاکرن اور نظم و نثر اور نجوم اور طب وغیرہ ہیں۔ اور علم اکبر مراد ہے۔ علم الٰہی سے کہ جسے اُس ذات پاک کو پاتا ہے۔ جو بے زوال ہے اور فنا سے آزاد ہے۔

اقول۔ ممبران آریہ سماج الزام دور کرنے کی نیت سے نہیں۔ بلکہ محض احقاق حق کی وجہ سے پورانوں کو نہیں مانتے۔ انہوں نے آپ کی طرح جہالت سے نہیں بلکہ پڑھ کر اور ہزاروں بینکوں یعنی کتب تاریخ کی تحقیقات سے دریافت کر لیا ہے کہ پوران محض فسانجات ہیں جیسے ناول اور ناٹک۔ ست دھرم کا ان سے کوئی تعلق نہیں سے شیخ صاحب مقرون اور ملعون کا فیصلہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ یہ بات اگر وید میں ہو تو وہاں اس کے ماننے سے کبھی انکار نہیں۔ مگر یہ تو وید میں ہرگز نہیں۔ البتہ منڈک اُپنشد میں ایک عبارت ہے۔ جس کو آپ نے ناواقفیت اور بعلم خیالی سے الٹا مطلب کا سمجھا۔ مگر اُس میں بھی چھ شاستروں کا ذکر ہے۔ نہ علم طب کا۔ اور اٹھارہ پورانوں کا تو مطلق اشارہ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اصل واکیہ یہ ہے

तस्मै स होवाच। द्वे विद्ये वेदितव्ये इति ह स्म यद् ब्रह्मविदो वदन्ति परा चैवापरा च ।४। तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्ववेदः शिक्षा कल्पो व्याकरणं निरुक्तं छन्दो ज्योतिषमिति। अथ परा यया तदक्षरमधिगम्यते ।५। खं० १

ترجمہ۔ سیانگو لک جی کہتے ہیں کہ دو ودیا جاننے کے لائق ہیں۔ جن کو وید کے جاننے والے اس طرح کہتے ہیں۔ پرا اور اپرا۔ اپرا ودیا صرف یہی ہے کہ سو شکشا کلپ بیاکرن نرکت۔ چھند۔ جیوتش (چھ ودیانگ) کے رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو ویدوں کو پڑھے مگر صرف پڑھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ اُس پر سوچنا وچارنا اور عمل کرنا بھی اور یہی عمل کرنا پینیدریوں کے ذریعے ایشر گیان کے واسطے وچارنا پڑتا ہے۔" ایک رشتک اُپنشد سار ہے جسے بابو نوبین چندر رائے صاحب ممبر برہمو سماج نے سنہ ۱۸۷۷ء میں طبع کرایا تھا اُس میں لکھا ہے۔ کہ برہم جگت اور کرتید عشق و ویدوں میں اپرا اور پرا دونوں پرکار کی شرتیاں ہیں (صفحہ ۸ سطر ۴ و ۵ پرکرن ۴) ویدک دھرم تتو میں منشی گنیش پرشاد سب ڈپٹی انسپکٹر ضلع نرمت پیپر ور برہم سماج لکھتے ہیں اسی شرتی پر کہ غرض یہ ہے کہ اپرا وِدیا گیان سے مطلب ہے نہ کہ پوتھی کے پاٹھ کرنے سے۔ کیونکہ وید میں تو ایشور گیان ہی کا بیان ہے (صفحہ ۷۵ سطر ۳ و ۴ سنہ ۱۸۸۴ء مطبوعہ پٹنہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف کتابوں کا پڑھنا مجازی ہے یعنی اپرا ہے اور ان کا عمل کرنا حقیقی ہے یعنی پرا۔ یا ویدوں کا صرف عالم ہونا۔ اپرا ودیا کا جاننے والا کہاتا ہے۔ اور ان پر عمل کرنے والا پرا ودیا کا ماہر یعنی اپرا اور پرا دونوں وید میں ہیں۔ وید سے باہر نہیں ہیں۔ اسی کے متعلق ایک مہاتما نے لکھا ہے۔

वेद पाठी भवेत् विप्रः ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः ॥

یعنی ویدوں کا صرف پاٹھ پڑھنے والا وپر کہلاتا ہے اور عمل کرنے والا براہمن۔ ایسا ہی طب کے مشہور گرنتھ سشرت میں فاضل مصنف فرماتے ہیں۔

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्य वेत्ता न तु चन्दनस्य। एवं हि शास्त्राणि बहून्यधीत्य चार्थेषु मूढाः खरवद् वहन्ति॥
सु० सू० अ० ४

ترجمہ جیسے گدھے پر چندن کے لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے نہ کہ چندن کو۔ ایسا ہی بہت شاستروں کے پڑھ لینے سے اگر معنے و مدعا کو نہیں جانتا اور عمل نہیں کرتا۔ تو گدھے کی طرح صرف باربردار ہے۔ ایسے ہی رشیوں کے قول سن سنا کر قرآن نے بھی لکھا ہے مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا (جمعہ) تفسیر حسینی میں ہے۔

گفت ایزد یحمل اسفارا	بار باشد علم کاں نبود ز ہُو
علمہائے اہل دل حمال شاں	علمہائے اہل تن احمال شاں
علم چوں بر دل زند یاری بود	علم چوں برتن زند باری بود
چوں بدل خوانی زحق گیری سبق	چوں بگل خوانی سیہ سازی ورق

اسی کے حسب حال سعدی شیرازی نے کہا ہے ؎

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پائے برو کتابے چند
آں تہی مغز را چہ علم و خبر	کہ برو ہیزم است یا دفتر

جس طرح قرآن میں لفظ قصص آجانے سے کتاب قصص الہند یا قصص الانبیا اور لفظ حدیث آجانے سے صحاح ستہ کا گمان کرنا جہالت ہے۔ اسی طرح وید میں لفظ پران آجانے سے بھاگوت آدک کا گمان کرنا جہالت ہے جب تک کسی خاص کا نام نہ ہو۔ یا عدد اٹھارہ ساتھ موجود نہ ہو۔ بس ۔۔ پورانوں کا کوئی تعلق لفظ سے نہیں ہے۔ اگر ویدوں میں ان پورانوں کا نام ہوتا۔ جس طرح قرآن میں توریت۔ زبور۔ انجیل صحف انبیا کا تو ہم بسر و چشم مانتے کیونکہ ہم آپ لوگوں کی طرح خدا تعالیٰ میں غلطی و نادانی کے قائل نہیں ہیں جو اُس کے احکام کو منسوخ مان لیں۔ خدا کرے کہ آپ اسی ایک بات سے ہی حق و باطل کی تمیز حاصل کریں۔

قولہ صفحہ ۹۰ و ۸۰- اور بششٹ منی جو راجہ رامچندر کے اُستاد اور ہندوؤں کے بڑے پیشوا ہیں۔ اور ہندوؤں کے نزدیک اُن کی تحقیق دیانند سرسوتی کی تحقیق سے صد ہا درجہ زیادہ ہے جو لوگ بششٹ کے چھٹے اسھتر پرکرن میں لکھتے ہیں کہ برہما نے واسطے انتظام مخلوق کے چار بید اٹھارہ سمرتی چھ شاستر۔ اٹھارہ پوران بنائے۔ پس یہ کتابیں سب برہما سے موجود ہوئیں۔ پس جبکہ یہ سب ایک ہی شخص کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ ان میں سے چاروں وید تو معتبر اور مقبول ہوئے۔ اور باقی سب غیر معتبر اور مردود ہوں۔ مگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ سب غیر معتبر ہیں۔

اقول۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ نے آج تک جوگ بششٹ نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی اور مستند گرنتھ دیکھا ہے۔ اُس میں یہ بات ہرگز نہیں ہے اور نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ تو کوئی اندھا بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ چار وید۔ اسمرتی چھ شاستر ۱۸ پوران سب برہما کے بنائے ہیں وجہ یہ کہ جاہل مطلق کے سوا اور تمام پنڈت لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ یہ گرنتھ کس کے بنائے ہیں۔ چنانچہ ہم خلاصتاً سب کا حال درج کرتے ہیں۔

ماصح ہو کر جا۔ وید تو ایشور کے گیان ہیں۔ اور الہامی کتابیں ان کی بابت ساری رشی منی بالاتفاق بیان طراز ہیں۔ کہ یہ ایشر کی طرف سے آدی سرشٹی میں اپدیش ہوئے وہ کسی آدمی کے بنائے ہوئے نہیں بایں ہمہ پرمیشور کے ارشاد وہدایت مداد ہیں۔ برہما کی تصنیفات سے انکا کچھ واسطہ نہیں۔ اور ۱۸ سمرتی جو ۱۸ آدمیوں کی بنائی ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ منو۔ گوتم۔ نارد۔ وششٹ۔ [illegible]۔ پراشر۔ یاگیہ ولک۔ ہاریت۔ وشنو۔ [illegible]۔ کوشک۔ جمدگنی۔ کاتیائن۔ دکشش۔ یم۔ بھردواج [illegible] میں یہ ساری سمرتیاں نہ برہما کی بنائی ہیں۔ اور نہ کسی اور ایک آدمی کی بلکہ مختلف لوگوں کی بنائی ہیں جن کے نام عرض کر دئیے۔ اور ان میں سے صرف منو سمرتی معتبر ہے۔ باقی سب غیر معتبر وجہ یہ کہ تمام تر بھروسہ ان کا منو پر ہے اور منو سے زیادہ انہوں نے کچھ کہا بھی نہیں۔ بلکہ بہت کم۔ پھر فروعات کی جہ جا سے وہ کسی طرح دھرم شاستر کہلانے کی لائق نہیں۔

شاستر چھ ہیں۔ ان کا کرتا بھی برہما نہیں۔ اول سانکھ شاستر اس کا کرتا کپل دوسرا ویشیشک اس کا کرتا کناد تیسرا نیائے اس کا مصنف گوتم۔ چوتھا یوگ۔ اس کا پاتنجل۔ پانچویں میمانسا اس کا مصنف جیمنی۔ چھٹم ویدانت اس کا مصنف ویاس ہے۔ یہ سارے فلاسفی کے پستک ہیں۔ اور تمام تر معقول اور ودیا کے انگ ہیں ہیم کو جل وحال سے مملو ہیں۔ اور تمام آریہ ان کی قدر کرتے ہیں۔ پس ان کو برہما کی تصنیف بتلانا غلطی ہی نہیں۔ بلکہ دھوکا ہے۔ اور آپ کی لیاقت اسی عذر سے ہویدا۔ باقی رہے ۱۸ پوران ان کے کرتا بھی برہما نہیں۔ اور نہ کوئی ایک آدمی بلکہ ۱۸ آدمی ان کے مصنف ہیں۔ جن کے نام خود پورانوں سے محقق لوگوں نے معلوم کر لئے ہیں۔ بلکہ مستقی اللہ مسن نے بھی ان کے نام اپنی تصنیفات میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک بھاگوت ہے۔ جس کا مصنف مقصود آباد ملک بنگالہ کا رہنے والا دیو کا سجاتی بوپ دیو بام مارگی تھا۔ اور اگر تمہارے قول واجب الاحول کو قدرے ہم مان بھی لیں تو پوران وغیرہ پھر بھی برہما کے بنائے ثابت نہیں ہو سکینگے کیونکہ ان کے مصنف ظاہر ہیں۔ مگر قرآن کی شامت آئیگی۔ کیونکہ دین اسلام کے مشہور ومعروف ولی حمید الدین صاحب ناگوری علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ شرح عشق میں جو تصوف کا مشہور رسالہ ہے لکھتے ہیں "وقتیکہ بر حضرت رسالت پناہ تعین ربوبیت غالب آمدے وصف عبودیت در [illegible] محو گشتے۔ درآنحال ہر چہ فرمودے آں را کلام اللہ گفتے و چوں صفت عبودیت غالب آمدے دراں وقت ہر چہ فرمودے آنرا احادیث میگویند" اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کتابیں محمد صاحب کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور چونکہ لاکھوں احادیث جھوٹی بھی موجود ہیں۔ جن کو اکثر فرقے مسلمانوں کے بسر وچشم مانتے ہیں۔ اور جن کے حق میں مولوی سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ "شاہ عبد العزیز صاحب اپنی کتاب تحفہ میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ حدیث بے سند گوز شتر است" (دیکھو تہذیب الاخلاق جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۵۳)

پس یہاں بقول تمہارے کہنا پڑا جبکہ دونوں ایک شخص کی بنائی ہیں۔ پھر کیا وجہ ان میں سے صرف قرآن تو معتبر اور مقبول ہو۔ اور باقی گوز شتر کی طرح نامعقول اور فضول سمجھی جاویں۔ اگر معتبر ہوں تو سب ہوں اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں اور حق تو یہ ہے کہ سب غیر معتبر ہیں۔

قولہ ۱۰۔ اور قطع نظر ان سب باتوں سے بید میں کیا جھوٹ اور شرک اور کفر تھوڑا بھرا ہوا ہے جس کو تم نے دین اور ایمان کرکے مانا ہے۔ اور پھر حاشیہ پر کسی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ تمام بید میں دیوتاؤں کی مناجات اور طلب حاجات کی گئی ہے۔

اقول۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعتراض کرتے وقت ایمان کو خیرباد کیوں دے آتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے۔ کہ جھوٹ بولنے سے کتنا گناہ ہوگا۔ مگر ان کا عمل تو ایماندار مومن مصلح الدین کے اس قول پر ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ جو ایک حدیث یا قرآنی آیت کا بعینہ ترجمہ ہے یعنی کسی طرح اسلام پر نا حق لوگوں کو طعن وتشنیع کا موقعہ نہ ملے۔ اس مصلحت کو مد نظر رکھ کر دروغگوئی بہتر ہے راستی سے کیونکہ سچ بولنے سے شریر مسلمان برانگیختہ ہو جاوینگے۔ بس دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز پر عمل کرنا آپ لوگوں کی ایمانداری ہے۔

حضرت جھوٹ اور شرک اور کفر تو قرآن میں بھرا پڑا ہے جس کا مفصل حال ہم تکذیب براہین احمدیہ ونسخہ خبط احمدیہ میں لکھ چکے ہیں۔ وید مقدس میں تو ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں پار برہم پرماتما کا گیان ہے۔ اور سچا عبادت اور توحید پرماتما کا بیان ہے۔ خوش اخلاقی اور نیک اعمال کا مذکور ہے۔ اور صداقت اور حقائق کا ظہور۔ اور یہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ اکثر لائق فضلاء غیر مذاہب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔

چنانچہ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ آریوں کی مذہبی کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔ اور ان کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب فرضوں میں سے یہ بڑا فرض ہے۔ کہ اپ نشد یعنی رسالہ علم الٰہی سے خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کریں" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ [illegible])

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں "اُن [illegible] اور [illegible] لوگوں میں سے جنکا وید میں ذکر نہیں۔ مگر آجکل کے ہندؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشن وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا اور وید میں) بیان نہیں کیا گیا بلکہ ان دیوتاؤں کا بھی جنکا اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ دیکھو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵ و ۴۹۷۔ مشہور ومعروف فاضل پروفیسر [illegible] صاحب فرماتے ہیں وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامات کا بنانا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۱۲)۔

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں "مذہب میں ہندوں کے سارے مذہب کی بنیاد وید پر ہے جنکا بیان پہلے کر چکے ہیں۔ ویدوں میں خدا کی وحدانیت کا ذکر جابجا موجود ہے اور اسکی ذات وصفات کا بیان اس طرح ویدوں میں آیا ہے کہ وہ کمال صدق اور عین مسرت ہے اس کی ذات بے مثال اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے اور نہ زبان کو اسکے بیان کی طاقت۔ اور نہ عقل کو اسکے ادراک کی قدرت ہے" (دیکھو تاریخ ہند باب اول فصل ششم صفحہ [illegible] حصہ اول)

آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں "ویدوں کا اعظم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں مندرج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا واحد ہے۔ جو سب سے بڑا اور اعلیٰ روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" (دیکھو تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء علی گڑھ صفحہ [illegible])

سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں "وید سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کامل سچ ہے اور کامل خوشی ہے اور اسکی ذات لاثانی ہے اور اس کو فنا نہیں ہے۔ اور وہ واحد مطلق ہے اس کی ذات کو نہ تو زبان سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ عقل سمجھ سکتی ہے۔ وہ سب میں موجود ہے اور سب پر غالب ہے اور اپنے بے حد علم اور دانائی سے شناس ہے۔ [illegible] ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر وقت میں حاضر وناظر ہے۔ اس کے پیر نہیں۔ لیکن پھر بھی بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اس کے ہاتھ نہیں مگر تمام دنیا کو پکڑے ہوئے ہے بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتے اور بغیر کانوں کے سب آواز کو سنتا ہے۔ بغیر کسی سمجھانے والے کے تمام اشیا کو سمجھتا

اور بلا کسی سبب کے تمام سببوں کا سبب (یعنی علت کا رن ہے) سب کا حاکم ہے اور سب برتر وہی ہے۔ پیدا کنندہ اور بچانے والا اور تمام چیزوں کی صورت بدلنے والا وہی ہے" (کتاب ولیم جونس صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۱۸)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "وید میں برہما وشنو۔ اور شیو کو کچھ فوقیت نہیں دی گئی اور نہ پرستش کے قابل سمجھے گئے" اور بہت کم ان کا ذکر پایا جاتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ آکسفورڈ صفحہ ۱۲)

کالبروک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو وید میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جسے برہما وشنو مہیش کا اوتار ہونا ثابت ہو (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۴)

مورخ ابو ریحان البیرونی لکھتا ہے بہت دیوتا۔ عام لوگوں کا عقیدہ ہے جو تعلیم یافتہ ہندو ہیں۔ وہ خدا کو ایک نت جس کا کوئی آغاز و انجام نہیں۔ قدوس سرب شکتیمان سروگیہ۔ حی جاوید۔ زندگی بخش مالک۔ دنیا کا محافظ۔ یعنی رکشک سچدانند مانتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کو سچی ہستی مانتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز کہ ہے۔ وہ اسی کے توسط سے ہے (البیرونی کتاب صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱) ایشیاٹک سوسائٹی کے فضلاء نے بعد تحقیق بسیار کے لکھا ہے۔ इदंविष्णु० इति पुराण संमित -

सायणीयव्याख्याच वैदिकानानादरणीयमयास्कानु
भवतारशब्दस्यापिवेदे अदर्शनात।। नि० दे० म० पृ० २८३

ترجمہ۔ ویدوں میں ایشور کا اوتار ہونا تو کجا بلکہ اوتار لفظ بھی نہیں ہے۔ اوتاروں کی ساری کہانیاں پورانوں میں بھری ہیں۔ اور وہ وید کے قطعی مخالف ہیں۔ وید سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یاسک رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں (نرکت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۸)۔ پس یہ کہنا آپ کا کہ وید شرک کی کتاب ہے بالکل جھوٹ ہے

قولہ ۲۰۵ و ۲۰۶ ہندوؤں کے دین میں دن اور رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام سندھیا ہے۔ اور وقت اُس کے تین ہیں۔ پرات کال یعنی وقت سورج نکلنے کا۔ مدھیان یعنی وقت دوپہر کا۔ سائیں کال یعنی وقت سورج ڈوبنے کا۔

اقول۔ بیشک سندھیا کرنا ویدک دھرم کے سب ماننے والوں کا فرض ہے۔ اور اس سے تمام تر عبادت پرماتما مراد ہے۔ مگر وقت اس کے تین نہیں وہ ہی ملتان مقررہ آپ کے بھی ہمارے یقین کے خلاف ہیں۔ اصل میں وید اور سمرتی اور آپ تسوں اور شاستروں کے مطابق سندھیا کرنے کے دو وقت مقرر ہیں۔ پہلا صبح کی سندھیا کا وقت ستاروں کے غروب سے آفتاب کی نمود تک دوسرا آفتاب کے غروب سے ستاروں کے نمود تک شام کی سندھیا ہے۔ دیکھو منو ۲۔ اور محمد صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ فان استطعتم ان لا تغلبوا۔ پس اگر بے توانید کہ غلبہ کردہ نشوید و عاجز نشوید نگردید علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا بر نمازے کہ پیش از بر آمدن آفتاب است و نمازے کہ پیش از فرو رفتن آفتاب است یعنی نماز بامداد و نماز دیگر فافعلوا پس تا توانید مواظبت بنماز فجر و عصر از دست نہید کہ مواظبت کنندہ بریں نماز دو سزاوار ترست بدیدن پروردگار تعالیٰ و تخصیص بنماز بامداد و دیگر بجہت شرف و افضیلت آنہاست چہ اول وقت استراحت و غلبہ خواب و ثانی وقت کار و بار و رفتن ببازار است۔ وجہ شرف این دو وقت در جہت آنکہ رویت در آخرت ہمدریں دو وقت باشد و بیستر خواند آنحضرت این آیت را کرد۔ سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا (مشکوٰۃ جلد ۴ باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل ۲ صفحہ ۳۵)

قولہ اور سندھیا میں دل سے توبرہما اور وشن اور مہادیو کی تعظیم میں مصروف رہنا ہوتا ہے آنکھیں اور ناک بند کرکے اور تینوں کی مورت کا دھیان کرنا اور زبان سے گایتری کا جپ کرنا اور بعضے اور منتروں کو بھی پڑھنا۔ جو کسی میں اللہ تعالیٰ کا نام تک نہیں اور صبح کو سندھیا میں سورج کے طلوع کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونا اور دونوں ہاتھوں سے دعا مانگنا اور شام کی سندھیا میں اسی طرح مغرب کی طرف منہ کرکے کرنا اور دوپہر کی سندھیا کہ آفتاب اونچا ہوتا ہے دونوں ہاتھ بلند کرنے۔ اور اس سندھیا میں کہ ہندوؤں کے دین میں اس سے بڑھکر کوئی پوجا نہیں۔ اللہ صاحب کا نام بھی نہیں ہے۔

اقول۔ جہاں تک سندھیا اور اس کے مقدس منتروں کو دیکھا گیا ہے۔ برہما وشنو۔ مہیش کا یا اور کسی کی دیوی دیوتا کا ان میں نام و نشان نہیں۔ سوائے پرماتما کے اور کسی کا ان منتروں میں مذکور نہیں۔ اور نہ کسی غیر سے واسطہ۔ دل کو ماسوائے سے روک کر پرانایام کے ذریعہ ایشور کی طرف لگانا اور سب حواسوں کو قابو میں کر جگدیش کے گنانواد میں مصروف ہو جانا اسی کا نام سندھیا ہے۔ چنانچہ سندھیا لفظ کے معنے بھی یہی ہیں بھلی پرکار دھیان کیا جاوے۔ پرمیشور کا جس میں اس کو سندھیا کہتے ہیں اس میں کسی کی صورت اور مورت کی قطعی ضرورت نہیں۔ بلکہ باعث کہ قدرت کی تمام صورتیں اور مورتیں فانی ہیں اور مادی پرماتما تصاویر سے مبرّا ہے وہ جسمانی نہیں کہ اس کے دھیان کے واسطے کسی بیت اللہ یا محراب یا مورت کی ضرورت ہو۔ دماغ کو نخوت سے خالی کر پرماتما کے جلال پر غور کرنا ناف سے پرانوں کا اٹھانا۔ تمام بدن یا گھما کر استقلال سے دل کو قائم کرنا سینہ کو کینہ سے خالی کر آئینہ کی طرح مصفا رکھنا اور اپنے دل میں قدرت قادر کا خیال کرکے اس کے گنوں کا سمرن کرنا سندھیا کا اصلی مطلب ہے۔ اسی کے متعلق ایک فاضل نے کہا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرّ حق برمن بخند

گنوں کے بچارنے سے گنی کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گایتری کا جاپ اپنی نظیر آپ ہی ہے بیشک ارتھ سہت بچار کرنے سے دل میں پرکاش ہوتا ہے۔ سندھیا میں کل ۹ اشتر ہیں جنہیں کم سے کم اسکے مقدس نام ۲۰ سے زیادہ ہیں۔ کھڑے ہونے لیٹنے بیٹھنے سے عبادت کا کوئی تعلق نہیں ان حرکات بیجا سے عبادت جدا ہے۔ ایکانت ستھان میں بیٹھ کر یعنی گوشہ تنہائی میں جہاں شور و شر نہ ہو اور نہ خیالات منتشر ہوں اور سچ بھی ہے عبادت را باجماعت چہ تعلق۔ فضول حرکات کو روک تخیل من لو ستھر کر اندریوں کو آتما یعنی روح کی طرف اور روح کو پرماتما کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے سورج۔ چاند یا زہرہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دونوں وقت کی سندھیا جدھر چاہیں بیٹھ کر آرام سے کرنی چاہیئے کسی خاص سمت کی قید مقرر نہیں۔ کیونکہ وہ پرماتما بے جہت ہے ایک جہت کیطرف اسے ہمیشہ سجدہ کرنا بھی ایک مکروہ طریقہ کی بت پرستی ہے۔ بار بار اٹھنے کھڑا ہونے بیٹھنے لیٹنے سے طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔ دل قائم نہیں رہتا اور اس سے عبادت کا مزہ کبھی نہیں ہوتا۔ ایک مہاتما نے کہا ہے ع ہیچ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی" ہاں اسے اگر ورزش جسمانی کا ناقص طریقہ کہیں تو ٹھیک ہے۔ عام آریوں میں سندھیا سے بڑھ کر کوئی پوجا نہیں مگر خاص لوگوں کے کرنے کے واسطے اس سے آگے یوگ کا ابھیاس ہے جسکے پورا ہونے سے انسان بالکل عارف کامل ہو کر پرماتما کے دھیان میں محو ہو جاتا ہے۔ ہاں قرآن میں یا دین اسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور نہ حور و غلمان سے بڑھ کر کوئی نجات۔

قولہ اور گایتری کا پڑھنا ان کے نزدیک نہایت ثواب اور تمام ہندوؤں کا

اتفاق اِس بات پر ہے کہ گایتری کے برابر اور کوئی منتر نہیں۔ اسی واسطے گایتری کو مول منتر کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ برہمن ہزار بار گایتری کا جپ کر کے کبیرہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سانپ کینچلی سے جُدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کوئی کام نہیں۔ جو گایتری کے طفیل سے نہ ہو سکے۔ اور برہما اور بشن اور مہادیو اور سد گایتری سے ہوئے ہیں۔ منوسنا سنر میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت گایتری کے پڑھنے سے بیشک مکت حاصل کرتا ہے۔ اگر چہ اور کام اپنے مذہب کے نہ کرے۔ اور سگند پران میں ہے کہ بیدمیں گایتری سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ اور کوئی منتر اس کے برابر نہیں جیسے کوئی شہر کاشی کے برابر نہیں۔ اور گایتری بید اور برہمنوں کی ماں ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں کی حفاظت کرتی ہے۔ سو جس گایتری کے یہ وصف ہیں۔ وہ یہ ہے۔ اوم۔ بھور۔ بھوہ۔ سوہ تت سب تر ترے نیا بھر گو وے بسی دہی ہی دہیو یونہ پرچودیات۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ لفظ اون یا اوم مرکب ہے از تھائی حرفوں سے ایک اکار دوسرا اوکار تیسرا مکار۔ اکار نام ہے بشن کا اور اوکار نام ہے مہادیو کا۔ اور مکار نام ہے شکتی یعنی دیوی کا۔ اور بعضوں کے نزدیک اس لفظ کے معنے بیک ہیں۔ پھر دوسرا لفظ ہے بھور اس کے معنے ہیں زمین۔ پھر تیسرا لفظ بھوہ اسکے معنی ہیں آکاس۔ چوتھا لفظ ہے وہ اس کے معنے ہیں سورگ۔ اور سوائے اُن چار لفظوں کے باقی جتنی عبارت گایتری کی ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔ دیکھو جس گایتری کی تعریف میں ہندوں کے یہاں اتنی دھوم دھام ہے اور اس کو ایسا چھپاتے ہیں کہ سوائے براہمن اور کھتری کے کسی کو نہیں پڑھاتے اور اُن کو بھی آہستہ کان میں سناتے ہیں اُس گایتری کا مضمون کیسا بیجر اور شرک آمیز ہے۔“
تمام منتروں میں اعلےٰ منتر گایتری ہے اس میں بھی آفتاب ہی کی طرف التجا ہے صفحہ ۲۸
اقول۔ بے شک گایتری عمدہ منتر ہے ۔ اُس میں ایشور کی اُگیا پالن کی طرف ہدایت اور اُس سے پرارتھنا ہے۔ در حقیقت وہ مول منتر ہے۔ یعنی جو منتر طالب علم کو شروع میں سکھلایا جاتا ہے۔ وہ گایتری ہی ہے۔ پس اُپ نین سنسکار میں یہ مول منتر ہے۔ ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہے۔ کہ گناہ بغیر سزا ملنے کے معاف ہوتے ہیں مگر محمدیوں کا یہ ضرور اعتقاد ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی کوئی بدفعلی کرے ایک دفعہ کلمہ پڑھنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور تمہارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے ”حدیث میں آتا ہے کہ حجر الاسود کے چھونے اور چومنے سے گنہگار گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر ابتداء میں سفید اور نورانی تھا۔ اب بسبب چھونے گنہگاروں کے کالا اور بے نور ہو گیا (دیکھو تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ دہلی مرتضائی ذکر ابراہیم صفحہ ۴۴) ہاں بہتیرے آدمی گایتری کا جاپ ارتھ سہت کرنے اور اس پر عمل کرنے سے آئندہ گناہوں سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ ایسا کوئی کام نہیں جو گایتری کے طفیل نہ ہو سکے۔ ہزاروں کام ایسے ہیں جو صرف گایتری پڑھنے سے نہیں ہو سکتے۔ جیسے روٹی پکانا اور کپڑے سینا۔ مکان بنانا۔ ہاں گایتری کے جاپ سے روحانی کاموں کا تعلق ہے اور اُن میں گایتری ضرور فائدہ بخش ہے۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو۔ گایتری سے نہیں ہوئے۔ اور نہ وید گایتری سے ہوئے ہاں یہ ضرور ہے کہ برہما۔ بشن۔ مہیش جو نیک انسان تھے جب ان کا یگیوپویت سنسکار ہوا تھا تو ضرور ان کو گایتری پڑھائی گئی تھی۔ اور وہ اس مرتبہ پر گایتری کے ذریعہ پہنچے اور ویسے ہی معزز ہوئے اور اُن کے وید پڑھنے اور وید کا عالم ہونے کی بنیاد گایتری ہی ہے۔ بے شک برہما وشنو مہیش کو عزت گایتری سے ملی۔ . . . . . بے شک گایتری کا پورا سادھن کرنے سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا نام یوگ ابھیاس ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ گایتری وید اور برہمنوں کی ماتا یعنی مان کرانے والی ہے کیونکہ جس کا یگیوپویت سنسکار نہیں ہوتا۔ وہ نہ تو وید اور نہ برہمنوں کی عزت کرتے ہیں پس بالضرور اس سب عزت کی بنیاد گایتری ہے۔ آپ نے گایتری منتر اردو اور سنسکرت دونوں میں غلط لکھا ہے اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ اس منتر کا ادھکار صرف برہمن اور کھشتری کو ہے۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا نہیں۔ چاروں ورن عموماً اور خصوصاً برہمن کھشتری ویش گن کرم انوسار اس کے ادھکاری ہیں۔

اب ہم اصل گایتری منتر معہ ترجمہ کے درج کرتے ہیں

ओ३म् भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात्॥ म० य० ३६ मं० ३॥

اوم۔ بھور۔ بھوہ۔ سوہ تت سوی تر۔ ورنیم بھرگو۔ دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یو نہ پرچودیات۔ اوم یہ نام ہمیشہ پار برہم پرمیشور کے واسطے آیا اور کسی کے واسطے نہیں یوگ شاستر میں بھی لکھا ہے تस्य वाचकः प्रणवः[1] اُس پار برہم پرماتما کی توصیف کا بتھارتھ ظاہر کرنے والا۔ اوم نام ہے۔ کرشن چندر جی نے مہابھارت میں لکھا ہے کہ اومتित्येकाक्षरं ब्रह्म اوم جس کا نام جو ہمیشہ ایک ہی ہے اور کبھی ناش نہیں ہوتا۔ ایسا غیر فانی سب سے بڑا یا۔ برہم پرماتما ہے یوگی یاگولک کا قول ہے کہ پرمیشور جو ودیا اور سب پدارتھ جو ودیا سے جانے جاتے ہیں ان سب کا آدی مول یعنی اصلی کارن ہے۔ اُس کی پرستش اوم بھو۔ بھوہ۔ سوہ یا گایتری کے کل جملوں کو بالاجمال لیکر یا علیحدہ علیحدہ سوچ کر کرنی چاہیئے۔ مدعا یہ کہ ایشور کا دھیان ایسا کرو جیسا گایتری کے مطلب سے مفہوم ہوتا ہے۔“ سو جی کا قول ہے کہ گایتری جس کی ابتداء میں اسم اعظم اوم آتا ہے۔ ایشور کی برکت کا دروازہ ہے ماندوکی اپنشد میں ہے۔ کہ اُتم پرماتما کا دھیان لفظ اوم کی مدد سے کرو۔

شنکر اچاریہ جی فرماتے ہیں کہ بھور بھوہ سوہ کے معنے ہیں۔ پرماتما جو قوت باسبب حقیقی ہے اناوی ہے۔ سرو واسنسار میں سرو ویاپک رہتا ہے۔ اور جو آنکھ وغیرہ حواسوں سے نہیں نظر آتا کامل ہے اور اجنما ہے۔

ترجمہ۔ پار برہم پرماتما جو پرانوں سے پیارا۔ مکتی اور سب سکھوں کا داتا اور سکھ سروپ ہے۔ جو سب جگت کا اوتپن کرنے والا۔ اتیت گرہن کرنے اور دھیانے کے لائق شدھ اور گیان سروپ۔ سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنے والا۔ اس کو ہم دھیان کرتے ہیں۔ وہی پرماتما اپنی کرپا سے ہماری بدھیوں کو برے کاموں سے روک کر اپنی بھگتی اپنے گیان اور حکمت کی بھلائی میں لگا دے۔

یہ بہت اختصار سے اس مقدس منتر کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ ورنہ اگر کوئی مفصل دیکھنا چاہے تو شریمان سوامی جی دیانند جی مہاراج کی مصنفہ پنچ مہایگ ودھی میں دیکھ لے۔ نہایت واضح طور پر مہاراج ممدوح نے اس کا مکمل ترجمہ کیا ہے۔ برہم سماج کی کتاب میں لکھا ہے۔ ”تت سویتر ورینیم۔ بھرگو دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یو نہ پرچودیات۔ اُس سب کے پریرک اور سب کامنا کے پورا کرنے والے منتر یامی گیان آنند سوبھاو برہم جو سب کے دلوں کا پرکاش کرنیوالا پرمیشور اور دھیانے یوگ گیان شکتی سے و گیان مے ہے کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ جو ہماری بدھی کی بریرپ کو برے کاموں سے ہٹا کر ست مارگ میں لگا دے۔ اور ست کرموں کی طرف پریرنا کرے۔“ (دیکھو کتاب براہمہ دھرم صفحہ ۲ مطبوعہ بار دوم سنہ شالیواہن کلکتہ فقرہ ۲۰)

[1] یہ اکار۔ اکار۔ مکار۔ ا۔ و۔ م۔ سے مرکب ہے جسکے معنے مرجب منسوبہ کے پرماتما کے ہیں

محقق کالبروک نے گایتری کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "ذات باری یعنی خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو۔ اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتی رہی" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰)

ایسا ہی پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "اس آفتاب الہی کے اعلیٰ تجلی کا دھیان کرو۔ جس سے ہمارے فہم اور عقل کو روشنی پہنچ سکتی ہے۔" (دیکھو ولسن صاحب کی کتاب جلد اول صفحہ ۱۸۰ کا حاشیہ)

قرآن میں نماز کے واسطے صلوٰۃ آتا ہے۔ مگر شرح نصاب میں اسکے معنے یوں لکھے ہیں "صلوٰۃ ماخوذ از صلا کہ معنی سُرین ست۔ چو نماز کنندہ در سجود سُرین بر میدارد ایں فعل را صلوٰۃ گفتند۔ و بعضے معنی لغوی صلوٰۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنی جنبانیدن ہر دو سُرین و معنی نیاز منقول است ازیں معنی (از غیاث اللغات ردیف ص)

اسی طرح گایتری کا ترجمہ انگلش اور گجراتی میں موجود ہے۔ پس یہ ترجمہ آپکا کئی وجہ سے غلط ہے وجہ اول یہ کہ کسی ویدک لغات کے رو سے اکا ہادی تینوں حروف برہما۔ وشنو مہیش دیوتاؤں کے نام نہیں ہیں۔ اور نہ اوم ہی انہیں سے کسی کا نام ہے دوم سدھا کا نام ہے۔ برہم یگیہ یعنی جس سے پار برہم پرماتما کی عبادت کہاوے۔ نہ کہ معاذ اللہ چاند سورج کی یا برہما۔ وشنو مہیش دیوتاؤں کی سوم خود سندھیا کے اگیہ پرشن کے تین منتروں میں صاف ارشاد ہے۔ کہ سورج چندر پرتھوی وغیرہ اشیاء ارضی و سماوی کا بنانے والا پرماتما ہے۔ اس کے سوا کے کوئی پوجا کے لائق نہیں پھر گایتری یا سندھیا کے کسی منتر کا ایسا مشرکانہ ارتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اوم۔ نام سوائے ایک اوتی پرماتما۔ اوستی۔ اجنماست چیت آنند سروپ کے کبھی اور کسی کے واسطے نہیں بولا گیا۔ سنسکرت کی ہزاروں پستکوں میں "اوم اتی ایک اکشر" برہما ایسا واکیہ موجود ہے۔ کہ اوم ایک لازوال سب سے بڑے پرماتما کا ہی اسم ذات ہے اُس کے سوا کسی اور پر نہیں بولا جاتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ قوم میں ہمیشہ ایک ہی پرماتما کی پرستش جاری رہی۔ مصنّف قرآن نے توحید کہاں سے سیکھی اور کلمہ کہاں سے اڑایا۔ اور کس طرح اپنا نام ملا کر حق و باطل کا میل ملایا ہے ہم تمام دُنیا کی آگاہی کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

سوامی شنکر آچاریہ کے زمانہ سے جب شیومت کا فائدہ ہوا اور اسکے اپدیشک سیر و سیاحت اور یاترا کیواسطے مکہ وغیرہ تیرتھوں میں جانے لگے۔ تو انہوں نے وہ شنکر سوامی کا مشہور ویدمنتر کا کلمہ جو اُپنشدوں میں خوب بحث کی گئی ہے جسے عام طور پر بعد ورد کرنے کے لوگوں کو اپدیش کیا۔ اور انہیں سنیاسیوں کی زبانی محمد صاحب نے جو مکہ کے مندر کے پوجاری کے فرزند تھے سُنا تو جس طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وغیرہ بہت سی آیات سلیمان پارسی وغیرہ کی زبانی سُن سُنا کر قرآن میں درج فرمائیں

اسی طرح:

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव वयुनानि विद्वान्। युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठां ते नम उक्तिं विधेम॥ य० अ० ४० मं० १६

اس کا ترجمہ یہ ہے۔ الحمد للہ رب العلمین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ترجمہ — ہے سب کے جاننے والے پرماتما آپ ہم کو سرشٹ مارگ یعنی سیدھی راہ پر ہدایت کیلئے۔ اور جو پاپ آچرن روپ ٹیڑھے مارگ ہیں۔ اُن سے ہم کو دور کیجئے۔ ہم بہت عاجزی سے آپ کی ستتی کرتے ہیں۔ کہ آپ ہم کو پوتر کریں۔ اسی طرح اس اوپ نشد کے واکیہ کا

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म نے ह ना ना स्ति किंचन بھی ترجمہ سُن کر محمد صاحب نے اپنا کلمہ بنا لیا

ایکم ایو۔ ادویتی برہمہ نیہا ناستی کنچن ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک برہم ہرگز نہیں اور کوئی واحد لاشریک اللہ لا الٰہ الا ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک اللہ نہیں ہے اللہ لیکن اللہ۔ دیکھئے صاف طور پر محمد صاحب نے نقل کی اور غرض اس بات کے اقبال کرنے کے کہ میں نے بیدان وید سے توحید حاصل کی۔ اُلٹا نئے الہام کے مدعی بنے۔ اب حق اور باطل کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ آپ کے کلمہ میں محمد صاحب کا نام ہونا عبارت توحید میں رخنہ اندازی ہے۔ اور صفات آلہی میں دست درازی اور اگر ہم آپ کی طرح ضدیت اور نفسانیت سے کام لیں تو اللہ چونکہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور رحمٰن مسیلمہ کذاب کا۔ بنا بریں بسم اللہ کے یہ معنے کر سکتے ہیں۔ کہ آغاز میکنم این قرآن را بنام کوہے ما بہے کہ مالکش مسیلمہ رحیم ست یعنے اِس کتاب کو میں شروع کرتا ہوں۔ اُس پہاڑ کے نام سے جو مسیلمہ رحیم کی ملکیت ہے۔ پس قرآن کی بسم اللہی اللہ کے فضل سے غلط ہو جاتی ہے۔ اور عوض اوجالے کے اندھیرے کی راہ دکھاتی ہے

اگر در خانہ کس ست ہمیں تحرف بس ست

اب ہم اسم اعظم کی بابت تحقیقات کرتے ہیں۔ اسم اعظم و تعیین آں اختلاف بسیار ست بعضے اللہ و نزد بعضے صمد و نزد بعضے الحی القیوم و نزد بعضے الرحمٰن الرحیم و نزد بعضے مہیمن۔ واللہ اعلم بالصواب (از غیاث)

سید ناصر الدین محمد ابو المنصور کہتے ہیں۔ یہوواہ بدو واؤ از خود موجود اسم ذات باری تعالیٰ۔ اہل اسلام اللہ کے لفظ کو اسم ذات جانتے ہیں اور اہل کتاب بمقابلہ مسلمانوں کے کئی دلیلوں سے لفظ یہوواہ کو اسم ذات باری جانتے ہیں۔

(۱) قرآن میں جو فضیلتیں توریت کی لکھی ہیں اور بڑی فضیلت توریت کی ہو نام ہے جو توریت میں اسم ذات سمجھا جاتا ہے۔ پس جو لفظ اہل توریت کے لئے اسم ذات ہے وہی اہل قرآن کے لئے بھی ہے۔ (۲) اسم ذات چاہئے کہ ترکیب و تصریف وغیرہ سے مبرا ہو اور قرآن میں اللہ کی جمع الہۃ موجود ہے اور عبرانی میں الوہیم۔ مگر لفظ یہوواہ کی کوئی ترکیب نہیں ہے (۳) اللہ کا لفظ بتوں کے معنوں میں آتا ہے۔ دیکھو سورۃ والصافات رکوع ۲ و سورۃ فرقان رکوع ۱۔ اسی طرح (۴) توریت وغیرہ میں بھی الوہیم قاضی و مفتی کے معنی میں آیا ہے۔ دیکھو ۸۲ زبور ۱ اور خروج ۲۱/۲ مگر یہوواہ کا لفظ سوائے خدا کے کسی اور کے واسطے مستعمل نہیں ہوا اِلٰہ کے معنے عبادت اور یہوواہ کے معنے وہ جو تھا اور ہے اور ہمیشہ تک رہیگا پس معنے کے رو سے بھی یہوواہ اسم ذات ٹھیرتا ہے۔ اللہ کے لفظ کا اسم ذات ہونا کہیں کلام آلہی سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن میں تو صاف لکھا ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ یعنے کہ اللہ کہہ کر پکار دیا۔ رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں نام خاصے (آخر سورۃ بنی اسرائیل) مگر یہوواہ اپنا نام خدا نے اپنی زبان سے خاص طور پر فرمایا تھا۔ خروج ۳/۱۵ پس ان دلائل سے اہل کتاب سے ہم نے جانا۔ کہ عیسائی علما جو لفظ الوہیم سے کہ صیغہ جمع کا ہے ذات واحد حقیقی میں تثلیث کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ الوہیم بتوں قاضیوں اور مفتیوں کے واسطے کبھی استعمال نہ کرتے بلکہ ثبوت تثلیث کے واسطے اسم ذات یعنے یہوواہ صیغہ جمع میں ہوتا ضرور تھا۔ الوہیم بقول اہل کتاب اسم ذات نہیں ہے" (دولت فاروقی صفحہ ۱۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ مرکز اول باب اول وغیرہ)

آنریبل سر سید احمد خاں صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اللہ جسکے الوہ مشتق

ہوا ہے۔ اور الوہیم جس کی جمع ہے۔ اسم صفات ہے۔ اسم ذات نہیں۔ یہ معبودان باطل اور حق ہر دو کے لئے آتا ہے اور بائیبل کے بہت سے حوالہ دئے ہیں اور اسم ذات یہوواہ بتلاتے ہیں۔ المختصر (از حقیقات احمدیہ باب اول صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۲) پادری عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہوواہ جو توریت میں خدا کا اسم ذات ہے وہ رگوید میں بھی موجود ہے۔ (دیکھو ماہبت رگوید صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی مونیر ولیم صاحب نے بھی انڈین وزڈم میں مستند حوالوں سے درج کیا ہے (دیکھو کتاب مذکور)

اوم جو وید مقدس میں اسم ذات ہے اس کی بابت سوامی دیانند جی فرماتے ہیں کہ پرمیشور کے ناموں سے سرو اوتم نام ہے" ایسا ہی یوگ شاستر اور مسواوراپ نشدوں میں مذکور ہے۔ اوم کا دو وچن بالکل نہیں ہے۔ وہ مذکر و مونث و مخنث ان تینوں حالتوں میں ایک سا رہتا ہے۔ وہ ساتوں ضمیروں میں ایک جیسا رہتا ہے۔ عربی و ایرانی جیسی ناکامل زبانوں نے اللہ کی تقسیم کر دی مگر سنسکرت جیسی کامل زبان اوم کی تقسیم نہ کر سکی۔ پس وہ کتاب جس میں یہوواہ اور اللہ اور اوم تینوں نام موجود ہیں یعنی وید مقدس۔ اُس پوتر کتاب نے ہدایت کی کہ نہ اللہ اسم ذات ہے نہ یہوواہ۔ بلکہ اسم ذات اوم ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح کی ترکیب و تصریف وغیرہ سے مُبرّا و مسرہ ہے بجر وید کے خاتمہ پر بھی اوم تتم برہم بطور اسم ذات خود بادی برحق قادر مطلق پرماتما نے خاص ارشاد فرمایا ہے اور یہی اسم ذات ہے۔ باقی سب نام اسمائے صفات۔

باب دوم

الہام کا بیان انسانی عقل غلطی کرتی ہے۔ نفسانیت جادہ راستی سے پھسلا دیتی ہے بیشک آدمی کی عقل ناقص ہوتی ہے علم کامل اور تجربہ کافی کے بغیر عقل شافی نہیں ہو سکتی چنانچہ ذیل میں ہم کچھ اُن کے نمونے درج کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس وقت دنیا میں انسانی آبادی دو ارب کے قریب ہے۔ اور اسمیں اسقدر گڑبڑی ہوئی ہے۔ جس کی حد و شمار نہیں۔ کئی[1] تو وجود پرماتما پاربرہم کے ہی منکر ہیں۔ بہت[2] اپنے آپ کو خدا جانتے ہیں۔ اور دنیا کو دنیا نہیں مانتے بلکہ ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ بعضے[3] دو خالق جانتے۔ ایک خالق خیر۔ دوسرا خالق شر بعضے تین ایشور مانتے ہیں۔ اور تینوں کا درجہ مساوی جانتے ہیں۔ اور کچھ[4] حضرات وجود علم و عالمیان کے ہی منکر ہیں۔ اور کئی حضرات[5] خدا یا بزرگوں اور اوتاروں کی مورت بنا کر پوجتے ہیں اور کروڑوں لوگ[6] آدمی قبروں۔ خانقاہوں۔ مڑھیوں میانوں جانوروں درختوں پہاڑوں کو مانتے اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں بعضے[7] علم و فضل کے کامل بھی اندھیرے میں رہے۔ مرتے وقت وصیت کر گئے کہ فلاں مرد کے نام میرے واسطے مرغا ذبح کرنا۔ اور کئی پڑھے لکھے چھپکلیوں کی پرستش کرتے تھے۔ کسی[8] مذہب کا بانی اور اُس کے کروڑوں پیرو آسمانوں پر خدا کو مانتے اور اُسکے ساق سیمیں کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ خدا کو ظالم۔ مکار۔ قہار۔ جبار۔ نازل کیے ہوئے والا

دیگر بھونے والا۔ پچھتانے والا۔ نظر بد سے ڈرنے والا۔ اور جادو ٹونے جن بھوت کے قائل ہو کر راستی سے دور ہو گئے۔ کوئی[9] خدا کے انسانی قالب میں آنے کے قائل ہیں کوئی کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ گئے۔ کوئی کسی کی۔ کوئی توحید کا معقول دلائل سے قائل اور خدا کو تمام نقائص سے بری سمجھتا ہے۔ اور اس کی صفات میں باہمی تناقض بھی نہیں مانتا کوئی[10] دیوتاؤں۔ فرشتوں۔ پیغمبروں اور ستاروں کو پوجتا اور کوئی عنصروں کو۔ کوئی[11] اپنی پرستش چاہتا ہے۔ اور اپنے خام خیالات کو الہام جتلا کر سب سے ہٹا کر اپنی تعظیم کا خواہشمند ہے۔ کوئی[12] مورتیوں کو کوئی شیولنگ اور جلہری کو۔ کوئی[13] عورات کی اندام نہانی کو پوجتا ہے۔ کوئی گھوڑے کے آلہ تناسل کو پوجتا۔ کوئی[14] باہمی سے جماع جائز جانتا ہے۔ اور کوئی متبنیٰ بیٹے کی جورو سے اور کوئی[15] صرف بہن سے۔ کوئی[16] چچا زاد بہن سے جماع کرتا ہے۔ اور اُسے جائز بتاتا ہے۔ کوئی[17] گوشت کھانا گناہ جانتا ہے۔ اور کوئی[18] سب جانور کھانا گناہ نہیں جانتا بلکہ ثواب۔ اور کوئی[19] صرف سور۔ اور کوئی[20] صرف گائے کو حرام اور کوئی[21] بعضوں کو حلال۔ بعضوں کو حرام جانتے ہیں۔

بعضے[22] شادی میں جوتی بیزار چلاتے ہیں۔ بعضے[23] ہولی میں بعضے[24] گھوڑے اور آدمی کی تصویر سے اولاد مانگتے ہیں بعضے[25] قبروں سے بعضے مستنڈے فقیروں سے بعضے واسطے حصول نجات آخروی کے ملکوں کو لوٹنے اور مارے جاتے ہیں۔

بعضے[26] اپنے نفس کو خود مار ڈالتے ہیں بعضے[27] دیوتاؤں کے نام پر آدمی کی اور بعضے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ اور بعضے[28] خدا کے نام پر بےگناہ جانوروں کو مارتے ہیں بعضے[29] بیگانی عورات سے جو لوٹ میں لاویں۔ زنا جائز جانتے ہیں بعضے گناہ جانتے ہیں۔

بعضے[30] قطعی الہامی کتاب کے منکر ہیں۔ بعضے[31] توریت و زبور کو الہامی مانتے ہیں بعضے[32] توریت و زبور و انجیل کو۔ بعضے[33] توریت و زبور و انجیل قرآن کو۔ بعضے[34] صرف انجیل کو بعضے[35] استا و ژند کو۔ اور بہت[36] سے لوگ صرف وید کو

بہت[37] سے لوگ تناسخ کو مانتے ہیں۔ اور کئی لوگ[38] اُس سے منکر ہیں۔ بعضے[39] روح کو بھی حادث اور غیر فانی مانتے ہیں۔ بہت[40] سے لوگ قدیم اور غیر فانی جانتے ہیں اور کئی آدمی[41] اُس سے منکر ہیں اور کئی جانوروں میں روح نہیں مانتے ہیں۔ اور بعضے[42] سات آسمان مانتے ہیں۔ اور اکثر لوگ[43] نہیں مانتے۔ بلکہ دلائل سے رد کرتے ہیں۔

---

[1] بودھ۔ جینی۔ دہریہ۔ اے تھیسٹ۔ چیت رامیے [2] نوین ویدانتی۔ صوفی۔ گلاب والے نرالے صاحب و سو [3] مجوسی یعنی پارسی۔ محمدی اور یہودی [4] عیسائی۔ ہندو ماتر۔ سد ق کے ماننے والے۔ یعنی برہما۔ وشنو۔ مہیش کی خدائی کے قائل [5] سوفسطائیہ یعنی نیچی شون وادی [6] رومن کیتھولک۔ ہندو۔ وشنو۔ بھاگوتی۔ جینی۔ بودھ و مسلمانوں کے بعض گروہ [7] تمام مسلمان اور بعض سکھ۔ ہندو اور بعضے رومن کیتھولک عیسائی اور بودھ و جینی لوگ ماورچ برے چمار قبطیان مصر [8] بعضے یونان و مصر کے حکیم [9] بعضے حکما یونان و مصر [10] سارے محمدی لوگ

اور عیسائی اور یہودی اور محمد کا فرقے صاحب مولوی صاحب [11] ہندو عیسائی صوفی۔ بیراگی اور شیعہ شمسی ساموبہ مینیدیہ مسلمان [12] آریہ لوگ۔ اور ساد ہو لوگ [13] بہت مسلمان۔ کوکوت اور عیسائی کا فر جینی۔ بودھ [14] دیو دہری۔ برہمو شمسی۔ گوکلیا گسائیں [15] تمام ہندو اور جینی [16] شیو پُران و لنگ پُران کے ماننے والے اور تمام شیو ہندو [17] سارے وام مارگی اور شیعہ کی سا کا فرقہ اور اسماعیلی فرقہ [18] وام مارگی و مزدکی [19] محمد صاحب [20] ابراہیم صاحب [21] سارے مسلمان [22] آریہ جی شیرن سماج کے لوگ جنہیں صدہا ڈاکٹر ہیں۔ پرانی بودھ اور تمام مہا رشی سکھ اور دنیا کے حق پسند [23] عیسائی و وام مارگی۔ اگھوری [24] مسلمان [25] ہندو لوگ [26] یہودی لوگ [27] انگریز [28] ہندو لوگ [29] شیعہ لوگ اور بعضے اما میہ ہندو اور بعضے مسلمان [30] مسلمان تیجی لوگ [31] بعض فقرا اور آریہ دھرم کے فضلا کے لوگ [32] ہندو۔ سہیل۔ مسلمان۔ یہودی [33] مسلمان یہودی و متعصب عیسائی کیولک جینی [34] تمام آریہ اور مذہب عیسائی [35] برہمو اور سدلیو دھرمی اور ناستک لوگ اور دھرم پال لوگ [36] یہودی [37] عیسائی [38] مسلمان مگر تین پر عمل نہیں کرتے بلکہ انکو منسوخ جانتے ہیں [39] عیسائیوں کا ایک فرقہ [40] پارسی لوگ [41] آریہ لوگ پارسی [42] آریہ بدھ جینی۔ پرانے یہودی و مسلمانوں کا تناسخیہ اور شیعہ یونان جین۔ مصر فرانس

بعضے[1] آسمان کو گردش میں اور زمین کو استوار اور پہاڑوں کو میخیں مانتے ہیں اکثر لوگ آسمان[2] کو افق یعنے حد نظر اور زمین کو گردش میں مانتے ہیں۔

بعضے[3] جن و بھوت۔ جادو و منتر کے قایل ہیں۔ اور بعضے اِس کو محض فریب اور دھوکا بازی اور جہالت مانتے ہیں۔ بعضے[4] مکاں (کعبہ) کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور بعضے[5] کسی مکان (بیت المقدس) کیطرف اور اِن مکانوں کو خدا کا گھر مانتے ہیں بعضے[6] خدا کو کبھی سہس سمجھتے۔ بلکہ سروویاپک اور لامکان جانتے ہیں بعضے[7] طوفان نوح کے آنے کے قائل ہیں۔ اور اکثر لوگ اِس کے قطعی منکر ہیں۔ بعضے دنیا کو ۴۰۰۰ سال یا[8] ۶۰۰۰ سے پیدا شدہ مانتے ہیں۔ اور اکثر[9] ایک ارب ۹۶ کروڑ سال سے۔ بعضے[10] دنیا کو نیستی سے ہستی میں لانا مانتے ہیں۔ اور بعضے[11] ہستی سے ہستی میں لانا یعنے نیستی کا خدا کے گھر میں ہونا قطعی نہیں مانتے۔

اکثر اُس کے الہام کو ایک بار اور کامل مانتے ہیں۔ اور پھر رد و منسوخ اور ہونا نہیں مانتے۔ بلکہ گناہ جانتے ہیں۔ اور بعضے[12] لوگ اُس کے احکام کو رد و منسوخ اور تغیر و تبدل والا مان کر اپنے سے پہلے کی تمام کتب کو منسوخ جانتے ہیں۔ جیسے گورنمنٹ کے سالانہ ایکٹ یا سرکلر یا گزٹ کے احکام۔ اکثر مردہ[13] کا جلانا جائز جانتے ہیں۔ اور معقولیت سے بتلاتے ہیں۔ کہ اِس طریقہ سے کفایت شعاری اور بیماری سے روکاوٹ ہے۔ بعضے[14] دفن کرنا۔ بعضے[15] ہوا میں رکھ دینا۔ بعضے[16] پانی میں ڈال دینا صحیح جانتے ہیں۔

اِن سب حالات پر غور کرنے سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ بعضے شخصوں کے خود بعضے خیالات اوقات مختلفہ میں مختلف ہوتے رہے۔ ایک وقت میں اُن کو کچھ سوجھتا ہے۔ اور دوسرے وقت کچھ۔ چنانچہ تبدیل مذہب اور تبدیل وضع وغیرہ سے صاف ظاہر ہے۔ ہزاروں مسلمانوں مذہب خود کو چھوڑ۔ عیسائی۔ براہمو۔ بودھ اور آریہ ہوگئے۔ اور اسی طرح ہزاروں عیسائی بھی مذاہب مختلفہ میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس یہی حالت بودھ اور براہمو مذہب کی ہے۔ اِس وقت یہ لاکھوں آدمی جوق در جوق ویدک دھرم میں آرہے ہیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں۔ انہیں موجودہ مذاہب سے خود علمائے یوروپ جو ویدک فلاسفی پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ کیا کسی تلوار کے ڈر سے؟ ہرگز نہیں۔ درحقیقت اب روشنی کا زمانہ ہے۔ لوگ مذاہب باطلہ سے نکل کر خورشید معرفت کی طرف آرہے ہیں۔ بنا براں ہم کو نہایت ضروری ہے۔ کہ اس گڑبڑ حالت کو دور کر سچائی کا اظہار کریں ہر ایک عقلمند جو اسقدر اختلافات مذاہب کو دیکھیگا۔ فی الفور کہیگا کہ یہ سارے سچے نہیں۔ سچائی صرف ایک میں ہے۔ اور وہ جہاں ہے سچائی ہے۔ اِن ساری انسانی عقلوں کا ایک عقل کُل یا حاکم بالادست یا جج یا قول فیصل یا کسوٹی مقرر ہونی چاہیئے وہ کسوٹی سوائے الہام کے (جو آئینہ عقل انسانی کا مجلی ہو۔ معقول ہو۔ ناسخ و منسوخ سے مبرّا ہو) اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سروویاپک پرماتما کے ہونے سے عقل کسی طرح قبول نہیں کرتی ہے۔ کہ وہ صرف آسمانوں پر ہو۔ اور اب جو عقل و علم نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔ کہ آسمانوں کا کوئی وجود نہیں۔ تو پھر کوئی الہامی کتاب آسمانی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور جب آسمان نہیں تو پھر جبرائیل یا میکائیل یا عزازیل یا اسرافیل یا لیرائیل کہاں ہیں اور شیطان کس جگہ موجود ہے۔ یہ سارے کے سارے خیالات محض بطلان ہیں۔ اسی واسطے مناسب ہے کہ سروویاپک پرماتما بموجب انصاف قدیم کے کسی کامل انسان کو بلا تعصب و طرفداری اپنے کامل الہام سے انسانی سرشٹی کے آغاز میں مشرف کرے اور ایسے الہام کا ظہور بذریعہ کسی پیغمبر یا ایلچی کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود سروانتریامی خدا ہی اُس کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور سوائے انسان کامل کے دلِ فیض منزل کے اور کسی جگہ ایسے الہام کا ہونا بالکل ناممکن ہے۔ پس سروشکتی مان بھگوان نے غلطی سے مبرّا ناراستی و تعصب سے مُعرّا صداقت سے مجلی اور معقولیت سے بھرا ہوا الہام وید کا جس کے معنے ہی الہام و گیان کے ہیں۔ سرشٹی کے آد میں ہر طرح کی کمالیت سے ناقابل الترمیم و التنسیخ چار رشیوں کے دل میں پرکاش کیا اور وہی آج تک بلا کمی و بیشی موجود ہے۔

وید مقدس کے الہامی ہونے پر ایک دلچسپ تقریر

ضروری ہے کہ الہامی کتاب یا الہام اور دیگر کتابوں سے خاص طور پر ممتاز ہو اور اس میں ایسے صفات ہوں۔ جو کسی دوسرے میں ممکن نہ ہوں۔ کیونکہ کوئی انسان ایشوری صفات کا کبھی اور کسی حالت میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایشور کے بنائے ہوئے آفتاب و مہتاب بے نظیر ہیں۔ ویسا ہی اُس کا الہام بھی بے مثل ہونا چاہیئے بنا براں الہام ایزدی میں پہلی خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ از آغاز عالم تا اختتام عالم رہے یعنی جب سے انسانی سرشٹی کا آرمبھ ہو تب سے اُس کا پرکاش ہو۔ اور جب تک انسانی سرشٹی رہے۔ تب تک وہ ظہور پذیر رہے۔

ثبوت۔ ہم جب یہ خیال کرتے ہیں۔ یا اِس امر کی تحقیقات کرتے ہیں۔ کہ فلانی چیز فلانے سے پہلے ہے تو اس کے واسطے ایسے نشان تلاش کیا کرتے ہیں۔ جو قدامت اور تجدید کے واسطے کافی ہوں۔ اسی طرح ہم یہاں بھی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کون سے نشان ہیں۔

قرآن۔ یہ کتاب جسے محمدی لوگ الہامی مانتے ہیں۔ ۱۳۰۰ سو سال سے ہے۔ اِس سے پہلے انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژند اوستھا موجود تھی۔ نوشیروان جس کے وقت محمد صاحب ہوئے۔ وہ پارسی تھا۔ سلمان پارسی ایک شخص محمد صاحب کے اصحابوں میں سے آتش پرست تھا۔ انجیل زبور و توریت کا نام بھی قرآن میں آیا ہے۔ پس قرآن سے یہ سب کتابیں پہلے کی ہیں۔

انجیل کو جسے آج تقریباً ۱۹۰۰ برس ہوتے ہیں۔ عیسائی لوگ الہامی مانتے ہیں اس میں قرآن کا ذکر نہیں اور نہ قرآن کی ہم سن کسی کتاب کا ذکر ہے۔ مگر اس میں توریت و زبور کا ذکر موجود ہے۔ اور تمام گزشتہ لوگوں کے قصے موجود ہیں۔ علاوہ براں

بقیہ حاشیہ۔ جرمن کے اکثر ڈاکٹر لوگ۔ فرقہ تھیوسافسٹ و اکثر ملک امریکہ۔ پارسی پورانے زمانہ کے تمام لوگ اور موجودہ تمام قوموں کے بزرگ ؎ مسلمانوں کے چند فرقے اور دیو دھرمی اور عیسائیوں کے چند فرقے ؎ مسلمان اور عیسائی اور برہمو ؎ آریہ۔ بدھ جینی۔ تمام فاضل سائنس والے ؎ اے کنفیسٹ لوگ۔ براہمو اور عیسائی ؎ مسلمان اور عیسائی ؎ آریہ اور تمام دنیا کے فاضل اسٹرالوجی کے جاننے والے [1] مسلمان [2] آریہ اور تمام فاضل لوگ [3] مسلمان عیسائی اور یوروپین ہندو بھیل گونڈ اور جاہل قومیں [4] آریہ بدھ۔ تمام ڈاکٹر لوگ [5] مسلمان [6] عیسائی و یہودی [7] آریہ [8] عیسائی مسلمان و یہودی [9] آر۔ بودھ جینی۔ پارسی [10] عیسائی۔ مسلمان یہودی [11] آریہ۔ اور تمام جیالوجی جاننے والے اور فاضل بجومی اور اسٹرالوجی کے جاننے والے [12] مسلمان اور عیسائی [13] آریہ جینی۔ پارسی اور تمام علما سائنس [14] آریہ لوگ [15] مسلمان عیسائی۔ یہودی [16] آریہ۔ بودھ جینی اور ڈاکٹر لوگ اور فاضل عیسائی اور تھیاسوفسٹ لوگ [17] مسلمان اور عیسائی۔ [18] پارسی لوگ [19] سادہ لوگ ؏

مجوسی مذہب کا بھی ذکر ہے خود عیسیٰ کی پیدائش پر مجوس یعنے آتش پرست لوگ یروشلم میں گئے تھے (دا نجیل متی باب ۲۔ آیت ا و ۲) پس صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ سے پہلے یہودی اور آتش پرست لوگ موجود تھے۔ اور ان کی کتابیں عیسیٰ سے پہلے تھیں۔

زبور۔ داؤد بادشاہ کی تصنیف سے ہے۔ جس کو ہوئے آج تک ۲۹۵۲ سال ہوگئے ہیں۔ اس میں موسیٰ وغیرہ نبیوں کا ذکر ہے۔ اور توریت کا بھی ذکر ہے۔ آتش پرستوں کے مذہب کے بھی حوالے پائے جاتے ہیں مگر انجیل کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ قرآن کا بناءبراں یہ کتاب موسیٰ سے بعد اور انجیل و قرآن سے بہت پہلے تصنیف ہوئی۔

توریت یہ کتاب موسیٰ ہی کی تصنیف ہے۔ اور کچھ اُس کے ایک شاگرد کی جس کو آج تک ۳۳۴۷ سال ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں نہ داؤد کا نام ہے نہ مسیح کا نہ محمدؐ صاحب کا اور نہ زبور نہ انجیل اور قرآن کا۔ ہاں اپنے سے پہلے نبیوں کے نام ہمیں لکھے ہیں۔ یعنی آدم۔ نوح۔ لوط۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ اسحاق۔ یوسف اور مصر کے قبطی اور آتش پرستوں کے مذہب کے نشانات اُسمیں ملتے ہیں۔ خود موسیٰ کی تعلیم ساری کی ساری زردشت کے مذہب کی نقل کی گئی ہے۔ ابراہیم (جو موسیٰ سے پہلے ہوا ہے) کے وقت میں بھی آتش پرست موجود تھے۔ چنانچہ فاضل محمدی شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں۔ از بوستاں

شنیدم کہ یکہفتہ ابن السبیل ۔۔۔ نامد بہ مہماں سرائے خلیل

آگے چل کر اسی حکایت میں لکھا ہے۔ کہ جب دونوں روٹی کھانے بیٹھے تو ابراہیم نے خدا کا نام لیا۔ مگر اُس نے نہ لیا۔ جس پر ابراہیم نے اس کو کہا۔

نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری ۔۔۔ کہ نام خداوند روزی بری
بگفتا نگیرم طریقت بدست ۔۔۔ کہ نشنیدم از پیر آتش پرست
بخواری براندش چو بیگانہ دید ۔۔۔ کہ منکر بود پیش پاکاں پلید

تب خدا نے جبرئیل فرشتہ بھیجا۔ جس نے آن کر یہ کہا۔

گر او مے برد پیش آتش سجود ۔۔۔ تو وا پس چرا می بری دست جود
منش داد صد سالہ روزی و جاں ۔۔۔ ترا نفرت آمد ازو یکزماں

اسی طرح کتب تاریخ اسلام میں اس کے بہت سے نشاں پائے جاتے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ زردشت بانی مذہب مجوس موسیٰ و ابراہیم سے بہت پہلے اور دین اُس کا ان دونوں کے دین سے آگے رائج تھا۔

ژند اوستھا۔ (یعنے سفر نگ و شاستر جو زردشت پیغمبر نے تصنیف کی ہے) میں صاف طور پر وید مقدس کا نام۔ چاروں ورنوں کا ذکر۔ نیکیوں و بدیوں کا بیان۔ ہون کے فواید۔ تناسخ کا مذکور۔ گوشت خوری کی تردید اور آریہ قوم کا حوالہ دیا ہے کہ وے اُن کے بزرگ تھے۔

بیاس جی کا بھی ذکر ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ان کا بمقام بلخ زردشت سے مباحثہ ہوا تھا۔ شنگرکرشنا کی ہدایت ہے صاف ظاہر ہے کہ وید سے وہ پیچھے کا ہے۔ اور توریت زبور۔ انجیل و قرآن سب سے ژند اوستھا پہلے ہے بیاس جی کی بابت ہم دلائل واضح سے بتلا چکے ہیں کہ اُس کو ہوئے آج تک۔ ۴۹۹ سال گزرے ہیں۔ موسیٰ کے دس حکم منوسمرتی سے منقول ہیں۔ بلکہ عموماً توریت منوسمرتی کی نقل ہے۔ موسےٰ کے وقت آریہ ورت میں ویدک دھرم موجود تھا۔ اور منوسمرتی موسیٰ کی توریت سے پہلے کی ہے جس کے واسطے اکثر فضلائے یورپین شاہد ہیں۔ (دیکھو مارٹن ہاگ صاحب ڈاکٹر فلالوجی عالم زبان) کی کتاب صفحہ ۶۹ و ۷۰ اور ژند اوستھا باب سوم نیسٹ آیت ۱۷) مگر منوسمرتی میں ویدوں کا ذکر ہے۔ ویاس سے تیمنی جی پہلے ہوئے جنکے یوگ شاستر کی شرح ویاس جی نے لکھی ہے اُس میں بھی ویدوں کا نام موجود ہے۔ ویاس جی سے ہزاروں برس پہلے گوتم جی ہوئے۔ اُن کے بنائے ہوئے نیاء شاستروں میں بھی وید کا ذکر ہے۔ اُن سے ہم پہلے کناد جی ہوئے اُنکے بنائے ویشیشک شاستر پر گوتم جی نے ٹیکا کی ہے۔ مگر وہی کناد جی گوتم سے بہت پہلے ویدوں کے الہامی ہونیکے قائل ہیں۔ بودھ شاستر (جس کے پیرو اسوقت بھی دنیا میں ۴۷ کروڑ کے قریب ہیں) کا مصنف بدھ مسیح سے پہلے ۶۲۳ برس پیشتر ہوا ہے وہ بھی اپنے بنائے بودھ شاستر کے سوتر ۲ میں ویدوں کا ذکر کرتا ہے پس وید اُس سے پہلے کے ہیں ویدمقدس میں کسی گرنتھ یا کسی کتاب یا کسی فرقہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اور سب میں کسی نہ کسی پیرایہ میں ویدوں کا ذکر ہے اور صدہا علماء انگلینڈ فرانس و امریکہ کی شہادتیں ہیں کہ دنیا کی لائبریری میں ویدمقدس سے پرانی کتاب کوئی نہیں ہے اور اس کا تو آپ کو بھی اقبال ہے۔ جس کو آپ نے تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رگوید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے (صفحہ احمدیہ الہند)

پس وید سب سے قدیم بلکہ نہایت قدیم الہامی کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں سے اصل اور اُسکی ہدایت سب ہدایتوں سے اول ہے۔ بناءبراں اس پہلی خوبی کی مصداق دنیا میں سوائے وید مقدس کے اور کوئی کتاب نہیں فھو المطلوب

دوسری خوبی یہ ہونی چاہیے۔ کہ وہ الہام ایسی زباں میں ہو۔ جو سب بانوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ پرماتما اپنی سب صفات میں انسانوں سے ممتاز ہے۔

ثبوت۔ زبانوں کی تحقیقات جیسی حال میں ہوئی ہے۔ ویسی پہلے شاید کم ہوئی ہو یا بالکل نہیں ہوئی۔ اور جتنی جانفشانی فضلائے یوروپ نے اس بارہ میں کی ہے۔ وہ درحقیقت شکریہ کے مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے۔ کہ وے لوگ بے تعصب محقق اور ہمارے مذہب سے جدا ہیں۔ چنانچہ اُنھوں نے بعد تحقیقات و تفتیش کے جو رائے قائم کی ہے وہ ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

آنریبل سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں "سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

پروفیسر مولوی ذکاءاللہ صاحب فرماتے ہیں "علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک عجیب اور عمدہ بات معلوم کی ہے۔ کہ آریہ کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یوروپ کی تقریباً کل زبانوں کی جڑ ہے۔ غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں۔ وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یونان اور اہل روم اور اہل جرمن اور اہل انگریز اور فرانس اور ہندو ایران غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے" (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب افصل صفحہ ۲۲ و ۲۳)

ایک اور فاضل و معزز محقق آنریبل مونٹ سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی بہاری تاریخ میں فرماتے ہیں "سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہو سکے ہیں تو اس سے زیادہ نہیں ہوئے" (تاریخ ہندوستان باب ۹ صفحہ ۲۰۰ سنہ ۱۸۶۶ء)

اس کے سوا دیکھو ہمارے مصنفہ نسخہ خبط احمدیہ (صفحہ ۲۰۲ سے ۲۱۳ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ میں باب سنسکرت کی فضیلت

سنسکرت کے تمام گرنتھوں میں وید سب سے قدیم اور اعلیٰ مضامین سے پُر اور فصیح ہیں چنانچہ ایک محقق مزاج پادری صاحب فرماتے ہیں "بے شک کوئی شخص

وید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں۔ کہ وید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بہتر نہیں بنا سکتا" ایک تو وید ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ قدیم ہے دوم وہ ایسی زبان میں ہے جو سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ اور اُس زبان میں وید سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ اور ایسی عمدہ کہ سوائے ایشور یہ اوپدیش یعنی الہام کے انسان کبھی اور کسی حالت میں نہیں بنا سکتا۔ سا ایں وید ضرور الہامی ہیں۔ فهو المراد

تیسری خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ اُس میں خاص آدمیوں کے واقعات قصہ کہانی تاریخ یا روایتیں نہ ہوں۔ کیونکہ جس کتاب میں ایسے واقعات ہوتے ہیں وہ کتاب اُن واقعات کے بعد لکھی جایا کرتی ہے ایسی باتیں لکھنے یا سیکھنے کے واسطے الہام کی ضرورت نہیں ہے جو بغیر الہام کے آدمی عمدہ طور سے جان سکتا ہے۔ اور اگر تاریخی باتیں سکھانا الہام کا کام ہے۔ تو ایک ایسی تاریخ جو ابتدائے دُنیا سے تا انتہائے دُنیا تمام آدمیوں سے متعلق ہو ہونی چاہیئے۔ جو بالکل ناممکن ہے۔ ورنہ ایسی کتاب اتنی ضخیم ہو جاویگی کہ کوئی انسان کبھی اُسے نہ پڑھ سکیگا سا ایں محض فضول ہو گی۔ پس الہام ربانی یا سماوی جو سب انسان کے واسطے مساوی ہے انسانی واقعات سے جدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سرشٹی کے ابتدا میں ایسے واقعات نہیں تھے۔

ثبوت اِس وقت کی موجودہ کتابوں میں جنکی نسبت لوگوں کو گمان ہے کہ وے الہامی ہیں مثلاً قرآن۔ انجیل۔ زبور۔ توریت ژند اوستھا کہانیاں اور قصص فضول بھرے ہوئے ہیں۔ جن سے الہام کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے **جیسے قرآن** میں آدم۔ عیسی۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ داؤد۔ لوط۔ سلیمان وغیرہ کی خط و کتابت اور یوسف۔ زلیخا۔ لقمان۔ سکندر ذوالقرنین۔ اصحاب کہف۔ خضر۔ الیاس۔ وغیرہ کی کہانیاں۔

انجیل میں متی۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا۔ مریم۔ ذکریا۔ ہیرو ڈیس۔ عیسے۔ موسی۔ اور پولوس کی خط و کتابت اور اندریاس شمعون وغیرہ کی کہانیاں۔

زبور میں موسی ابراہیم۔ اسحاق۔ داؤد کے واقعات اور سلیمان کی کہانیاں اور اُس کی آخری عمر کی کارروائیاں اور جنگ و جدال۔

توریت میں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ لوط۔ اور اس کی جورو۔ اسحاق و اسماعیل یوسف۔ بنیامین۔ فرعون و موسی و یشوع وغیرہ کی کہانیاں۔

ژند اوستھا میں جمشید۔ ہوشنگ۔ فریدوں۔ کیخسرو کی کہانیاں

لیکن وید مقدس میں کسی کتاب یا شہر یا انسان کا نام نہیں۔ چہ جائیکہ اُن کے واقعات یا کہانیاں۔ مہا بھاشیہ (ویدک گرامر) کے مصنف اور نیز میمانسا کے بنانے والے نے اس بات کو باحسن الوجوہ ثابت کیا ہے کہ وید میں سب یوگک شبد ہیں۔ روڑھی کوئی نہیں۔ کسی اوتار۔ یا رشی منی یا راجہ یا حکیم کے حالات وید میں درج نہیں ہیں پس اس صفت سے وید ہی موصوف ہے نہ کوئی اور۔

چوتھی خوبی۔ یہ ہونی چاہیئے کہ اس کا ایک حکم دوسرے حکم کو رد یا منسوخ نہ کرے۔ کیونکہ کسی کتاب کے احکام کا باہمی تناقض ہونا مصنف کی بے علمی و جہالت پر دال ہے۔ کوئی معقول پسند ایشور کی بابت ایسا خیال نہیں کرسکتا۔

ثبوت توریت و زبور و انجیل کے اختلاف کے متعلق دو کتابیں۔ بائبل کا سپیر و ردہ اور اجتماع ضدین نامی موجود ہیں جن میں کئی سو اختلاف درج ہیں اور اس کا ادنے نمونہ یہودیوں اور عیسائیوں کا باہمی جھگڑا ہے۔ افسوس کہ عیسائی سلطنتیں یہودیوں کو اپنے راج میں نہیں رہنے دیتیں ما بدیگراں چہ رسد۔ اور اسی طرح محمد صاحب نے یہود کو جزیرہ نمائے عرب سے نکال دینے کی وصیت کی اور قرآن کا اُن کتابوں سے جن کو وہ الہامی کہتا ہے سخت اختلاف ہے مسلمان اُن کو تقویم پارینہ کی طرح منسوخ مانتے ہیں۔ اور جو سلوک اسلامی بادشاہوں نے مسیحی و یہودی رعایا سے کیا وہ کسی مورخ سے پوشیدہ نہیں اور اٹھارہ سو سال میں جو اُن کا باہمی برتاؤ ہوا ہے۔ اُسے کون نہیں جانتا ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے "گفتہ اند کہ بخت نصر بابلی بقتل و اسیری ایشان اقدام کرد کہ بعد ازاں ملوک فرس ایشان را مسخر ساختند۔ و باج میگرفتند تا۔ تا آنکہ رسالت پناہ مبعوث شد حکم فرمود بمقاتلہ ایشان تا اسلام آرند یا جزیہ قبول کنند و ایں حکم تا قیامت باقی ست"۔ (جلد اول صفحہ ۲۲۴) خود قرآن میں ۶۶ آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں یا یوں سمجھیے ناسخ و منسوخ ہیں۔ "در قرآن ناسخ و منسوخ ہست۔ و آں تعلق باوقات مختلفہ دارد۔ و ہر آئینہ ناسخ متاخر از منسوخ باشد و اجتماع ہر دو در آیتے واحد نشاید" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۱۳)

اور یہی حال ژند اوستھا کا ہے۔ مگر وید مقدس میں کوئی شرتی بھی ایک دوسری کے برخلاف نہیں اور نہ باہمی ناسخ و منسوخ ہیں۔ سب احکام علی الدوام ماننے کے یوگیہ اور عملدرآمد کے لائق ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید سرگیہ رحمان کی طرف سے ہے۔ نہ کہ الپگیہ انسان کی طرف سے۔

پانچویں خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اُس کا کوئی حکم قانون قدرت کے خلاف اور علم و عقل کے وردھ نہ ہو۔

ثبوت اگر بائبل اور اُس کا قانون قدرت سے اختلاف اور علمی کتابوں سے سلوک اور عقلمندوں سے برتاؤ کا حال معلوم کرنا ہو تو فروٹ آف کرسچی اینیٹی اور کرسچن مت درپن کا مطالعہ کافی ہے۔ باقی رہا دین اسلام کا معقولیوں سے دشمنی کرتا ہے۔ عارف باللہ شیخ تاج الدین عثمانی جامع العوائد میں لکھتے ہیں "دین موقوف ہے نقل پر نہ کہ عقل پر" (دیکھو معیار الاسلام انصاری دہلی صفحہ ۶) اور محمد صاحب نے فرمایا ہے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (از بخاری و مسلم) کہ جو کوئی اس دین میں عقل کو دخل دیکر نئی تحقیقات کرے وہ مردود ہے۔

امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عقل و قیاس کے ترازو سے تو خدا کی دوہائی اگر میں اس کو پکڑوں تو وہ تو شیطان کی ترازو ہے (کتاب القسطاس المستقیم) معقول پسندی سے عموماً اہل اسلام کو نفرت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ علمائے اسلام علم منطق کی کتابوں کے اوراق سے استنجا جائز سمجھتے ہیں عموماً سائنس اور اسلام کا باہمی بیر ہے۔ کیونکہ جہاں سائنس نے ترقی کی وہاں اسلام کی خیر نہیں۔ پس دُنیا کی تمام کتب مذہبی سے معقولیت کا پرچارک۔ سچائی کا مربی۔ عدل کا ہادی۔ بیجا تعصب کا دشمن علم کا رہنما۔ بدھی بڑھانے کی پرارتھنا (دعا) سکھلانے والا صرف وید ہی ہے۔

چھٹی خوبی اُس میں طرفداری و تعصب کا برتاؤ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ عدل و انصاف کی کارروائی ہو کسی خاص قوم کی بیوجہ رعایت نہ ہو۔

ثبوت توریت میں قوم یہود کے ساتھ نہایت ہی اندھی محبت اور باقی کل جہان سے بیزارانہ نفرت کا اظہار ہے خدا بنی اسرائیل کے ساتھ ہو کر ان کی حاجت روائی کے واسطے نہایت بیقرار ہے مصریوں کے پیچھے پڑ گیا مار ڈالے اور اُنہیں قلزم نیل میں غرق کیا اُن پر لاکھوں طرح کی مصیبتیں ڈالیں (رومیوں کا خط ۹/۱۲) اسی طرح غیر قوم کی عورتوں سے بیاہ پر بنی اسرائیل پر سخت سے سخت بلائیں نازل کیں۔ ایک ادنے دائی کیطرح اُن کے آگے آگے لالٹین لے کر چلتا رہا۔ اُس وقت

تمام دنیا کا خدا بھی نہ رہا۔ بلکہ ابراہیم کا خدا اسحاق کا خدا یعقوب کا خدا اسرائیل کا خدا ہو گیا۔ اسی طرح مسیح بھی ۳۰ برس تک یہی تعلیم دیتا رہا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں " کیا آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے ڈالدوں " دیکھے صاف طور پر بنی اسرائیل کو آدمی باقی تمام جہاں کو سور کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پھر آخری عمر میں جب دیکھا کہ وہ نہیں مانتے۔ تب انجیل متی ۱۹/۲۸ کے مطابق غیر قوموں کو دعوت دینے لگے۔ قرآن میں بھی یہ بات بائبل سے نقل کردہ موجود ہے لقد آتینا بنی اسرائیل الکتب والحکم والنبوۃ ورزقنٰھم من الطیبٰت (سورۃ الجاثیہ) "براینکہ ما دادیم فرزندان یعقوب را توریت وحکم کردن درمیں ونبوت یعنی بعضے را پیغمبر ساختیم ودر ہیچ قبیلہ این قدر پیغمبر نبودہ اند کہ در نسل بنی اسرائیل از زمان یوسف تا زمان عیسے۔ وروزی دادیم ایشاں را از چیزہائے پاکیزہ" (تفسیر حسینی جلد صفحہ)

یہی حال محمد صاحب اور قرآن کا ہے سورہ دخان فانما یسرنٰہ بلسانک لعلھم یتذکرون۔ "پس جز این نیست کہ ما آسان گردانیدیم آن را کہ فرو فرستادیم بلغت تو تا شاید کہ قوم تو فہم کنند و پند گیرند" اور سورہ یوسف میں ہے "بدرستیکہ ما فرو فرستادیم کتاب را قرآنے تازی یعنی بلغت عرب فرستادیم تا باشد کہ شما فہم کنید ومعنی آں برسید وحجت بر شما لازم شود۔ چہ اگر بلغت دیگر فرستیم شما در فہم آں عذر آرید" (صفحہ ۱۳۱۵ اور سورہ انعام ورعد وسجدہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہم نے قرآن عربی زبان میں اسواسطے نازل کیا تاکہ تو اس کے ذریعے مکہ کے گردنواح کے لوگوں کو ڈرا دے۔ کیونکہ وہ عربی زبان جانتے ہیں۔ اور لغت عرب کو سمجھتے ہیں۔

جس اعتراض سے ڈرکر قرآن زبان عرب میں بھیجا وہی اعتراض تمام دنیا کی طرف سے موجود ہے۔ جس سے صاف طور پر عدل وانصاف کا خون معلوم ہوتا ہے خاص اعرابیوں کی رعایت ہے۔

قرآن کیا نازل کیا گویا ساری دنیا کے قتل کا عربیوں کو ٹھیکہ دیدیا۔ کافروں کی عورتیں چھینے۔ لونڈی غلام بنانے کی اجازت ہے۔ مسلمانوں کے بدلے کافر دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کا خدا اور اُس کا عرب پر اتنا فدا ہو یا صفت خداوندی کے سراپا خلاف ہے۔ قریش کی قوم اور اُن کا بیت خانہ اور اُن کی زبان اور اُن کی ضرورتوں کے علاوہ خدا نے تمام دنیا کیواسطے کیا بندوبست کیا۔ اس کا قرآن سے کچھ پتہ نہیں لگتا ہے پس خدا کے لیے بتلایئے کہ قرآن میں انصاف کی تعلیم کہاں ہے۔ اور کہاں محبت اور پیار کی تعلیم ہے۔ البتہ وید مقدس میں یہ صفت موجود ہے۔ وید میں ایسا حکم بھی ہے۔ तस्मात यज्ञात सर्वहुत: ऋच

सामानि जज्ञिरे। छंदांसि जज्ञिरे तस्मात यजुस्तस्मात

जज्ञिरे ॥

یعنی اُس سرو ویاپک پرماتما نے سب کی ہدایت اور کلیان کے لئے چاروں وید آبدیش کئے جن میں پراوپکار کی تمام ہدایات ہیں۔

ساتویں خوبی کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور نہ کسی خاص کی ذات سے دین وابستہ ہو۔ کیونکہ الٰہی عدالت کے آگے شفاعت وسفارش کی گنجائش نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ اُس کے انصاف کا ترازو کسی کے کہنے سننے سے جھک جائے ثبوت۔ بائبل میں موسیٰ نبی سے ملاکی تک بیشمار نبیوں پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ اور اُن کی شفاعت کی امید رکھنی پڑتی ہے۔ جن کو ہم بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ وہ ہم کو جانتے ہیں سچا نام تو درکنار جن کی مکمل فہرست بھی کسی انسان کے پاس نہیں ہے اور یہی حال انجیل کا ہے۔ مسیح بھی کہتے ہیں کہ دروازہ میں ہوں۔ بغیر میرے وسیلے کے کسی کی نجات نہیں۔ اور یہی حال قرآن اور محمد صاحب کا ہے اُن کی حدیثوں میں بھی شفاعت کا ایک خاص باب ہے اور صاف لکھا ہے کہ محمد صاحب کی شفاعت کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوسکتی۔ اور یہی حال زردوشتیوں کا ہے جب سے خاص مردہ آدمیوں پر ایمان لانے کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی یا انسان پرستی کا رواج ہوا۔ جو تمام کفر اور خرابی کی بنیاد اور توحید الٰہی کا برباد کرنے والا ہے۔ لیکن وید مقدس ان اقسام کے تمام مسائل سے پاک ہے۔ اور تمام انسانوں کو صرف معرفت پرماتما سے نجات کا استحقاق بتاتا ہے۔

قرآن کی خوبیوں کا رد مولوی۔ اول کلام الٰہی ایسی زبان میں ہو جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں بولی جاتی ہو نہ کہ وید جس کی زبان کہیں نہیں بولی جاتی۔

آریہ۔ اگر الہام ایسی زبان میں ہو۔ تو آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ توریت زبور وانجیل وصحف انبیاء جیہ الہام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ زبانیں اب دنیا میں نہیں بولی جاتیں بلکہ قرآن کی عربی اور عرب کی عربی میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہو گیا۔ اور عبرانی وسریانی زبانیں تو بالکل متروک ہوگئیں۔ لیکن سنسکرت جیسے پہلے دیوتاؤں کی زبان تھی۔ اب بھی دیوتاؤں یعنے عالموں کی زبان ہے۔ عرب کی تمام آبادی کے برابر تو اب بھی سنسکرت بولنے والے اس آریہ ورت میں موجود ہیں۔ جرمنی۔ انگلینڈ۔ فرانس۔ اٹلی۔ امریکہ میں ہزاروں اس زبان کے ماہر موجود ہیں۔ خود تمام فضلا کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ سنسکرت زبان کی صرف ونحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دُنیا میں اگر عالم بھی ہوئے ہیں تو اُس سے زیادہ نہیں سوچ سکے اور تمام مہذب زبانوں کی ماں سنسکرت زبان ہے۔ البتہ عربی کا درجہ مہذب زبانوں سے گرا ہوا ہے عموماً تعلیم یافتہ لوگ اسے لسان الجمل یعنے اونٹوں کی بولی پکارتے ہیں اور عرب کی تہذیب کیطرح اُسے حلق شکن کہہ کے یاد کرتے ہیں۔ پس آپ کی اس دلیل سے بھی وید ہی سچا ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ قرآن۔

مولوی۔ دوسری خوبی۔ جس پر الہام کا نزول ہو وہ اچھے صفات والا آدمی ہونا چاہیے۔ جیسے کہ محمد صاحب نہ کہ رشیوں کی بدچلنی ظاہر ہے۔

آریہ۔ رشیوں کی بابت ویدوں یا اُپنشدوں یا شاستروں یا براہمن گرنتھوں میں آپ ویدوں میں کہیں کسی بدچلنی کا ذکر نہیں۔ اور نہ کسی اور رشی منی کی بدچلنی کا رشی کے معنے ہی نیک چلن اور اندریوں کو بُرے کام سے روکنے والے کے ہیں۔ مگر اسلام کا کوئی ایک نبی بھی تک نہیں گزرا۔ تاکہ اُن کے چال چلن قابل تقلید ہوں۔ انجیل میں مسیح فرماتے ہیں "سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں" یوحنا ۱۰/۸ اور آئندہ کے واسطے بھی فرما گئے کہ "بہتیرے جھوٹے نبی اُٹھینگے تم اُن کی بات نہ ماننا وہ تم کو گمراہ کرینگے"۔

اور مسیح کے اس دعویٰ کی کہ میں خدا کا بیٹا اور خدا ہوں (یوحنا ۱۰/۳۰) قرآن نے بڑے زور سے رد کی ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والے کو کافر اور مشرک گردانا ہے اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ بتلایا ہے (دیکھو قرآن) اور محمد صاحب کی بابت ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔

مولوی تیسری خوبی۔ اس میں اختلاف نہ ہوں۔ کیونکہ اختلاف انسانی کلام میں ہوتا ہے۔ الہامی میں نہیں جیسے کہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن وید میں بہت اختلاف ہے۔

آریہ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اسلام کی مستند کتابیں آج تک مطالعہ نہیں کیں۔ ورنہ یہ خوبی نہ بتلاتے قرآن اپنے اختلاف کا خود اقراری ہے۔ سورہ نساء

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ترجمہ اگر یہ قرآن خدا کے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو البتہ تم پاتے اِسمیں بہت اختلاف۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بہت اختلاف تو نہیں مگر بہت سے در اکم اختلاف ہے۔ خود اسلام کا تھوڑے عرصہ میں ۵۰ افرقوں میں تقسیم ہو جانا اُس کے اختلاف تعلیم کی وجہ ہے۔ تمام مدعی ماتول کو اِس کا اقرار ہے کہ قرآن میں اختلاف بیشمار ہے" وجوہ قرأہ جائز التلاوۃ بسیار است و اختلاف قرأ در حروف و الفاظ بسیار در ہیں اوراق از قرأۃ معتبرہ روایت بکردار امام عاصم رحمۃ اللہ کہ دریں دیار بصفت اشتہار و رتبہ اعتبار دارد مثبت تغیر مگردد۔ بعضے از کلمات کہ حفص را با او مخالفت است و معنے قرآن بسبب آں اختلاف تغیر کلی میبابد بدار شارہ مبرود" (تفسیر حسینی صفحہ ۳ جلد اول) اور معانی کے اختلاف کا تو خود بھی اقبال ہے کسی آیت اور حدیث کے معنی کسی نے کچھ سمجھے اور کسی نے کچھ یا اسواسطے کہ سب نہ ملنے حدیث کے لاچاری کو قیاس کیا کسی کے قیاس میں کچھ آیا اور کسی کے کچھ" (حجۃ البالغہ صفحہ ۷۹) شیخ صاحب اگر اختلاف نہیں تھا تو حضرت عثمان نے جلد قرآن جمع کرکے کیوں جلا دئیے (دیکھو تاریخ ابو الفداعربی جلد ا صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ مصر) آیات کی آیات بدل گئیں۔ کھجوروں کے پتوں کو بکریاں یا اونٹ کھا گئے۔ اور چیڑوں کو دیمک لگ گئی۔ یا کیڑے کھا گئے (صفحہ ۲۴۸ جلد ا) اسی واسطے شیعہ لوگ ابھی تک اِس قرآن کو بیاض آسمانی پکارا کرتے ہیں اور اپنے قرآنوں کے اخیر میں تین پہلے خلیفوں پر تبرا کہہ دیا کرتے ہیں (دیکھو قرآن قلمی موجودہ لائبریری سلسلہ مطابق نزول) اور اسی طرح آیتوں کا باہمی ناسخ منسوخ ہونا خود اس کے اختلاف کی علامت ہے اور منکر کے واسطے شامت لیکن وید میں کوئی اختلاف نہیں اور آج کوئی نہ بتا سکا۔

مولوی چوتھی خوبی۔ وہ سارے جہان میں پھیلی ہوئی ہو۔ جیسا کہ قرآن کہ کوئی بستی اہل اسلام کی ایسی نہ ہوئی جس میں دو چار قرآن موجود نہ ہونگے نہ کہ وید جس کا کہیں سہ نہیں ملتا۔

آریہ۔ یہ بھی آپ کی صریح غلطی ہے۔ قرآن سارے جہان میں نہیں۔ امریکہ میں قرآن کہاں اور اسی طرح سویڈن ناروے۔ آسٹریلیا و اٹلی و جرمن میں قرآن کا نام و نشان نہیں اور نہ وہاں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے اور اسی طرح نیپال۔ بھوٹان وغیرہ میں قرآن کو کوئی جانتا بھی نہیں اگر زیادہ اشاعت کتاب سے دین کی سچائی ہے۔ تو آپ کو عیسائی ہو جانا چاہیئے کیونکہ بائیبل کے برابر قرآن کی اشاعت نہیں ہے۔ اور کوئی شہر ہندوؤں کا ایسا نہیں جہاں وید نہ ہوں اور دکھن کا تو ایسا کوئی گاؤں نہیں جہاں وید نہ ہوں یا وید کا حافظ نہ ہو۔ وید دنیا سے گم نہیں ہیں۔ بلکہ لاہور۔ بنارس۔ کلکتہ۔ بمبی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ اجمیر۔ لنڈن۔ سویڈن۔ ناروے فرانس۔ نیویارک۔ جرمن میں برابر چھپتے ہیں۔ اور سربازار فروخت ہوتے ہیں۔ اور صدہا دوکانوں پر مل سکتے ہیں جس کا دل چاہیئے لاہور آریہ سماج کی لائبریری سے وعدے پر روپیہ کو منگالے۔ اِس سے آپ کی ناواقفیت اور کسی غرض دنیاوی سے اندھا ہو کر اسلام کی طرف رغبت ظاہر ہے ورنہ وید کے پیرو قرآن سے کم نہیں اور نہ انجیل سے کم ہیں۔

مولوی پانچویں خوبی۔ جب تک اُسکا رکھنا منظور رہو وہ کتاب الہامی امداد حق کی تحریف سے بری ا رہے۔ اور یہ بات سوائے قرآن کے اور کسی کتاب کے حق میں ٹھیک نہیں وغیرہ۔

آریہ۔ توریت میں تحریف ہوگئی۔ اور وہ منسوخ اور ناقابل عملدر آمد ہے۔ زبور بھی کا حط ۱۸و۱۹ ویٹ اور خود قرآن بھی اُس کی تحریف کا قائل ہے۔ اور قرآن کی تحریف کے شیعہ صاحبان اقراری ہیں۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے "وو تعصب شتم آنکہ از قرآن مجید تبرا نمایند و گویند۔ این قرآن منزل نیست محرف عثمان است" (باب ۱۱ فصل ۲ صفحہ ۵۶۲) و ماسٹر امید رصاحب نے ایسی کتاب تحریف قرآن میں اس مضمون کو اچھی طرح ثابت کیا ہے البتہ وید کی نسبت نہ آج تک کسی نے یہ الزام لگایا۔ اور نہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ پونا۔ بمبئی۔ بنارس۔ متھرا۔ احمد آباد کاٹھیاواڑ میں لاکھوں وید مقدس کے حافظ موجود ہیں۔ قرآن کے حافظوں میں اور وید کے حافظوں میں ایک بڑا فرق ہے۔ یعنے قرآن کے حافظ اندھے ہیں اور وید کے حافظ تمام تر پڑھے ہوئے اور آنکھ والے۔ وید کی قلمی کاپیاں موجود ہیں کسی میں کوئی اختلاف نہیں۔ پٹن۔ جموں۔ جے پور۔ بیکانیر میں جو سرسوتی بھنڈار ہیں اُن میں صدہا برس کی قلمی کاپیاں وید کی تاڑپتر۔ بھوج پتر۔ سوتی کپڑوں اور ریشمی کپڑوں پر لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اور سب منتر و چھند اور اکھشر آدی ویدوں کے گنے ہوئے موجود ہیں سولہ سنسکاروں میں وید عموماً پڑھے جاتے ہیں۔ آٹھ آٹھ ہزار برس کی کتابوں میں جو وید کے حوالہ درج ہیں۔ وہ سارے کے سارے انہیں ویدوں میں بعینہ ملتے ہیں۔ پس وید تحریف و تصرف سے پاک ہیں۔ ویاس نے ویدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔ اور نہ ہی برہما کے چار مکھ سے وید نکلے۔ اور نہ برہما کے چار مکھ ہیں۔ وید ویاس کے معنے ویدوں کے عالم کے ہیں۔ اور یہ وید پڑھنے کے بعد ڈگری ملا کرتی تھی جیسے اس وقت بھی بنارس میں کئی ویاس موجود ہیں۔ مثلاً ہری کشن ویاس وغیرہ البتہ قرآن عثمان نے جمع کیا اور اگلے نسخے جلا دیئے اور اسی پر لوگوں نے یورش کرکے اُس کو مار ڈالا۔ برہما یا کسی اور آدمی کے چار مکھ نہیں ہو سکتے۔ یہ بات وید کے خلاف ہے اور دور از انصاف چتر وید مکھا کی سہ چتر مکھا یعنے چار وید جس کے برزبان ہوں وہ چتر مکھ ہے۔ ایسے چتر مکھی برہما دکھشن میں اب بھی ہزاروں موجود ہیں۔

مولوی۔ منڈک اُپنشاتھر وید ہے کہ شنکراچاریہ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ تالیف وید بعد زمانہ شنکراچاریہ کے ہے۔ اور زمانہ شنکر اچاریہ ۱۱۰۰ یا ۱۰۰۰ یا ۹۰۰ عیسوی ہے۔ پس کلام آلہی اور قدیم نہ ہوا۔ (صفحہ ۲۲۹ ظفر مبین)

آریہ۔ مولوی صاحب اور تمام مسلمانوں کی (جو اُنکی معلومات پر فخر کیا کرتے ہیں) لیاقت کا اندازہ ہم اسی سے لگا سکتے ہیں۔ منڈک اوپنشد میں ہرگز نہیں اور نہ کسی اوپنشد میں شنکر اچاریہ کا نام ہے۔ بلکہ شنکر آچاریہ نے تو منڈک اُپنشد پر تفسیر لکھی ہے۔ جو شنکر بھاشیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور خود شنکر سوامی نے ویدانت بھاشیہ اور اُپنشد بھاشیہ میں ویدوں کو الہامی اور انادی گیان مانا ہے۔ پس وید کلام آلہی اور قدیم رہے اور آپکی لیاقت ظاہر ہوگئی۔

مولوی۔ صفحہ ۲۷ کرشن گیتا کے شلوک ۱۹۴ میں لکھا ہے کہ یہی کرم ہیں جن کی تفصیل ویدوں میں ہے اور ان شلوک ۲۱۸ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے حکم نہیں دیا کہ آدمی کرم کرے اس سے ظاہر ہے کہ یہ جتنا ن کرموں کا ذکر ہے پرمیشور یعنی خدا کی طرف سے نہیں ہیں تو رشی کسطرح صادق آنا کہ پرمیشور نے کرموں کا حکم نہیں دیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کلام خدا نہیں پھر شلوک ۲۷۰ میں لکھا ہے کہ جس کو خوا ہش اور ادراک معقولات کی حاصل ہے اسکو وصال ہوتا وہ محتاج ویدوں کے احکام کا نہیں رہتا (ظفر مبین صفحہ ۲۱۷) +

آریہ۔ گیتا کے کسی ادھیاء میں ۴۴ یا ۱۹۲ یا ۱۰ یا ۲ با ۷۷ تعداد کے شلوک نہیں ہے۔ پس یہ دعویٰ سراپا باطل ہے۔ مگر اس اعتراض سے آپ کی اور آپ کے مولانا محمد علی کی لیاقت ظاہر ہو گئی۔ گیتا تصوف کی کتاب ہے جیسے مسلمانوں میں مثنوی رومی۔ وہ کسی ہم اوست والے نے بنائی ہے۔ ہمارا مذہب وید ہے۔ مگر گیتا کا مصنف ویدوں کو الہامی مانتا ہے۔ دیکھو ادھیائے ۳ شلوک ۱۵۔ اور اس پر شنکر بھاشیہ۔ अव्यक्तात्समुद्भव ब्रह्म परमात्मा समुद्भवो यस्य तद् ब्रह्मसमुद्भवं ब्रह्म वेद

ترجمہ: کہ وید پرماتما پر برہم سے اوپن ہوئے ہیں اور یہی وید ایشور کا الہام یا گیان ہے۔

مولوی ۸۱۔ آریہ عقلمندوں کے اعتراضوں سے ڈر کر یہ بات بنائی ہے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ اور آدیتہ رکھیشروں کے نام ہیں۔ یا کوئی اور روایت ایسی ہی بے سند کسی کتاب میں لکھی ہوگی۔ ہندوؤں کے ہاں روایات مختلف بے سند کی کیا کمی ہے۔

آریہ۔ یہ تو سخت بے ایمانی کی بات ہے کہ بلا وجہ تو یہ کسی کے ذمہ الزام لگانا۔ یہ بات ہم لوگوں نے نہیں بنائی بلکہ صدہا معتبر گرنتھوں میں لکھا ہے (دیکھو منوسمرتی۔ گوپتھ برہمن شت پتھ براہمن) ابھی تک ان کے نام پر دو بچوں کے گوت موجود ہیں جو ہم لوگوں کے مورث اعلیٰ ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ روایات بے سند کا زیادہ رواج مسلمانوں میں ہے۔ جس کا آپ کو دوسری جگہ اقبال بھی ہے وحجب لوگوں (امانداری محمدیوں) نے حضرت پیغمبر پر جھوٹ باندھا اور ہزاروں حدیثیں جھوٹی بنا کر اپنا منہ کالا کیا (حجۃ اللہ صفحہ ۱۳۱) اس سے صاف ظاہر ہے کہ روایات بے سند مسلمانوں کے ہاں انبار بھرے پڑے ہیں حدیثوں کا ذخیرہ اسی قسم سے ہے اور قرآن کا اختلاف علاوہ براں۔

مولوی ۸۲۔ اگر بفرض محال خواہ تسلیم کیا جاوے۔ کہ یہ وید جو ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے کلام الٰہی ہے تو بھی اب وید پر عمل کرنے کی تکلیف نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس کے بعد توریت اور انجیل اور دوسری کتب آسمانی نازل ہوئیں۔ ان پر عمل درآمد کا حکم ہوا۔ اور سب کے بعد قرآن مجید نازل ہوا۔ اب تمام جہان کو حکم ہے کہ قرآن پر عمل کریں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید محفوظ بھی رکھا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مبعوث ہو گئے۔ اور چونکہ اُن کی حدیث بھی محفوظ ہیں اور تمام جہان کو آپ ہی کی متابعت کا حکم ہے سو اب تمام جہان کے جن اور انسانوں پر لازم ہے کہ قرآن مجید اور محمد صلعم کے تابع ہوں۔

آریہ۔ یہ کہنا آپ کا بے دلیل اور بے ثبوت ہے سنئے! توریت و زبور کے ماننے والے موجود اور وہ مذہب بھی قائم اور کتاب محفوظ قرآن سے زیادہ اُس کی اشاعت۔ انجیل کے ماننے والے ہمارے ملک کے بادشاہ موجود۔ انجیل کی اشاعت قرآن سے لاکھوں گنا زیادہ۔ اس کے پیرو محمدیوں سے کئی درجہ بڑھ کر لیجئے۔ ۳ کروڑ اور محمدی ۱۳ کروڑ سے بھی کم ان کی صدہا کتب دین اسلام اور قرآن کی تردید میں موجود۔ ان کے واعظ اسلام سے بدرجہا بہتر اور برسوں تک کے سال ہزاروں مسلمان دین محمدی سے ہاتھ دھو عیسائی ہو رہے ہیں یہودی اور عیسائی اگرچہ آپس میں کچھ مخالف ہیں۔ مگر دونوں بالاتفاق قرآن اور محمد صاحب کی تردید کرتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی الہامی کتابوں کے رو سے محمد صاحب کو جھوٹا نبی اور قرآن کو جھوٹی کتاب مانتے ہیں۔ عیسیٰ نے کہا ہے کہ میرے بعد کسی پر ایمان نہ لانا۔ کیونکہ نجات کا دروازہ میں ہوں۔ گویا صاف لفظوں میں ختم المرسلین ہونے کا دعویٰ کیا۔

باقی رہا قرآن۔ توریت۔ زبور و انجیل کی تو وہ خدا جانے کس لحاظ سے بطور چاپلوسی یا خوشامد کے ظاہر بطور تکذیب یا تنسیخ نہیں کرتا۔ مگر اس کے پڑھنے۔ دیکھنے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ سارے محمدی اِن کتابوں کو منسوخ جانتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اُن کو پڑھتے بھی نہیں۔ اور اسی طرح سارے عیسائی اور یہودی قرآن کو بافسوس عربوں اور عرابیوں کا خدا اور اس کے احکام! ہمارے خیال میں پرانے عہدنامہ میں قرآن اور انجیل کی نسبت توحید زیادہ ہے۔ اور انجیل میں بہ نسبت ان سب کے اخلاق زیادہ ہے۔ عیسائیوں نے اچھا کیا۔ کہ دونوں کو شامل رکھا مگر قرآن میں اِن دونوں سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں دی گئی بدیں خیال عیسائی عالموں کا یہ اعتقاد بالکل سچ ہے کہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں (دیکھو عدم ضرورت قرآن)

توریت کی توحید اور اخلاق کی بنیاد موسیٰ کے دس احکام ہیں۔ وہ بعینہٖ منوسمرتی مہابھارت۔ رامائن اور وید مقدس میں موجود ہیں۔ اور اس کا تو تمام مورخین بلکہ آپ کو بھی اقبال ہے۔ کہ وید توریت و زبور انجیل وغیرہ سب سے پہلے ہیں۔ بلکہ بائبل اِن انڈیا کے فاضل مصنف نے زبردست شہادتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ کی جو اچھی اور عمدہ ہدایات ہیں وہ تمام وید اور منو سے لی گئی ہیں۔ قرآن کوئی نئی ہدایت نہیں بتلاتا بلکہ توریت اور انجیل کو ہی ہدایت حق اور نور بتلاتا ہے (دیکھو سورہ مائدہ) باقی رہی قرآن کی قصہ کہانیاں۔ وہ تو ساری کی ساری انجیل اور توریت اور یہودیوں کی حدیثوں اور پارسیوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔

باقی رہا محمد صاحب کا خاتم المرسلین ہونا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اُن کے بعد مسیلمہ۔ بنت سجاح۔ امریکہ کا مسیح۔ عرب کا مسیح۔ کیشب چندر سین۔ شیو نرائن اگنی ہوتری وغیرہ بیسیوں لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ان کی امتیں اور کتابیں موجود ہیں فصاحت کے دعاوی بھی ہیں پس کسی طرح محمد صاحب ختم المرسلین نہیں۔

اب اخیر میں ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ خدا کے احکام میں رد و بدل۔ ناسخ و منسوخ کی ضرورت نہیں۔ دیکھئے سورج چاند وغیرہ۔ خدا کا قانون قدرت جیسا شروع دنیا سے ہے ویسا ہی اب تک اور ہمیشہ رہیگا۔ توحید۔ اخلاق۔ ہدایت و علم کی آدمیوں کو ہمیشہ ضرورت ہے۔ پس اُس کے تبدیل یا تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ حفظ صحت کی بھی روز ضرورت ہے کسی دانا نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎ تغیر بحکم ازل راہ نیابد۔ تبدیل بفرمان خدا کار ندارد۔ در دائرہ کم و بیش نگنجد۔ تا سیر قدر چون و چرا کار ندارد۔ بنا براں نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کے پاس مقدس اور پورا الہام میں تغیر و تبدل۔ نسخ اور رد نہ ہو۔ جیسا کہ وہ ایک ازل سے ابد تک خدا ہے جیسا کہ اُس کا کام لاتغیر ہے ویسا ہی اُس کا الہام بھی رد و تبدل سے بری ہونا چاہئے اور ایسا سوائے وید مقدس کے کوئی نہیں۔ سب سے زیادہ وید محفوظ ہیں اور ایسی کامل زبان میں ہیں جتنے عمدہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ تمام جہان کو اُس ایشور کے ارشاد وید کا ماننا اور اُن کے ملہم رشیوں کی عزت کرنا ضروری ہے سوائے وید مقدس اور معزز رشیوں کے اور کوئی نہ تو الہام اور نہ ملہم الہام۔ باقی ہے سب جہان کو ہمیشہ کے واسطے حکم ہے کہ وید اور ایشر کے تابع ہوں سے بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

مولوی ۸۳۔ جیسی خوبی۔ وہ الہام ہٹ اور مبالغہ شاعرانہ سے خالی ہو اور اس کی عبارت ایسی رنگین ہو کہ اُس کا کوئی نظیر نہ بنا سکے۔ اور کوئی بات علم کے خلاف نہ ہو جیسے کہ قرآن۔

آریہ۔ آپ اگر قرآن کو انصاف سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ مبالغہ شاعرانہ سے خالی نہیں۔ حوروں۔ غلمانوں اور بہشتی میوہ جات کے بیان میں قرآن کتنے شاعرانہ تعریفات کے سبز باغ دکھلاتا اور جوان اعرابیوں کو اُن کے دام مشکین میں پھنسانا ہے نوح کے طوفان کا بیان۔ برج بابل کی داستان۔ اصحاب کہف کی خواب اور بنی اسرائیل کے لئے من و سلویٰ کے کباب اور بحر قلزم کا پایاب ہونا کیا شاعرانہ گپ نہیں ہے اور یہی سبب تھا کہ وہ لوگ محمد صاحب کو شاعر کہا کرتے تھے۔ قرآن کی عبارت ایسی رنگین نہیں کہ اس کا نظیر نہ بن سکے۔ الحمد سے الناس تک کوئی علمی بات درج ہے علم کے خلاف صدہا مسائل درج ہیں۔ علم سے سات تو در کنار۔ ایک آسمان بھی ثابت نہیں ہوتا

اور نہ اُس کے دروازوں کا نشان لگتا ہے اور سات زمینوں کا نشان ملتا ہے۔ قرآن کی فلاسفی نو ریسرچ ۔ اس کا ثبوت ہے۔ واقعہ معراج محمدی کا قرآن گواہ ہے۔ ایک ہی روحانی مسئلہ کا سوال ہوا تھا۔ جس میں نا موزوں جواب ہے۔ علم اخلاق آریہ ورت کے حکماء کا سب سے عمدہ ہے ایرانی اور یونانی فلاسفر بھی اعرابیوں سے بڑھ کر صدیق ہیں۔ بلکہ یہی طریقے قرآن میں اچھے ہیں۔ مگر اب اس بارہ میں بھی کئی بڑھ چڑھ کر کتب تصنیف ہو گئی ہیں۔ تمام علوم سے نہ محمد صاحب نہ قرآن کا جامع حامی۔ اور کوئی اُن کے مار غار و انکار رکھے اور اس کے شاہد حال عرب کے ۱۳ سو سال کے واقعات ہیں۔ کہ عرب میں کسی طرح کی علمی یا عملی ترقی نہ ہوئی۔ وہی شتر شتر۔ وہی سوسمار۔ وہی بُدّو اور وہی کاروبار۔ طب حساب۔ منطق۔ جیالوجی۔ اسٹرانومی۔ فزیالوجی۔ علم نباتات۔ علم لوگ رمس نفس، کیمسٹری۔ سرجری۔ وغیرہ کس علم کا قرآن سے نشان تلاش کریں۔

ہم نسخہ خبط احمدیہ میں بہت سے حوالے پیش کر چکے ہیں۔ اور تہذیب الاخلاق میں سید احمد خاں صاحب نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی ہے اس واسطے مسلمانوں نے علم تشریح کے ہر ایک شعبہ میں بڑی ترقی کی" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۳) البتہ جہاد و کثرت ازدواج حج۔ عورت و ہارون و ماروت کی دھوم ہے۔ باقی علوم کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ وید میں توحید الٰہی کا اتنا ذکر ہے کہ اگر وہی اکٹھا کیا جاوے تو اُس کا مجموعہ بھی قرآن سے بڑھ جاوے۔ شری سوامی جی نے نمونہ کے طور پر ایک سوشرنی آریہ مت نے پیدا درج کی ہیں ویدک توحید کا ترجمہ آسان سنسکرت میں دس اُپنشد ہیں جن کی بابت تمام فضلائے سنسکرت دان متفق ہیں کہ ان سے بڑھ کر اچھے اپدیش کسی مذہب میں نہیں ہیں۔

ملک جرمن کے مشہور فلاسفر شاپن ہار صاحب فرماتے ہیں "اُپنشدوں کے ہر ایک فقرہ سے گہرے اصول اور بڑے بڑے عالی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ تمام میں ایک اعلیٰ درجہ کی مقدس اور سچی روح و پاک معلوم ہوتی ہے۔ تمام دُنیا میں سوائے اصل بید و لا کے کوئی کتاب اِن سے زیادہ مفید اور علویت کو بڑھانے والا مطالعہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اُپنشد کا مطالعہ ہے۔ یہی اُپنشد میری زندگی کے لیے موجب تسکین ہوئے ہیں اور یہی میری موت کے بعد بھی تسکین دہ ہونگے"

حاصل یہی دت لکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کوئی دوسرا کام کسی دوسری زبان میں ہو جو کہ ایسی منفرد فلاسوفیکل ان کو بیکر (تحقیقات) کے طور پر انسان کے دل کی ترقی میں ہو جو بتلاوے جیسا کہ رگوید ظاہر کرتا ہے یعنی کس طرح انسان کی عقل درجہ بدرجہ ادنیٰ سے اعلیٰ طرف جاتی ہوئی پیدا کردہ چیزوں سے پیدا کرنے والے کے خیال تک پہنچتی ہے" (ہسٹری آف انڈیا جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

باب سوم

گائے کی بابت اعتراضوں کا جواب حجۃ اللہ ۱۵۹- ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں۔ اور سونے کے خول وغیرہ بنا کر اُس پر چڑھاتے اور برہمن کو دان دیتے ہیں۔ اُس کے گوبر اور پیشاب کو نہایت پاک اور پاک کرنے والا جانتے ہیں اور پنچ گپ بنا کر پیتے ہیں اور گودھوڑ یعنی گایوں کے پاؤں کی گرد کو بھی نہایت پاک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملیچھ کے مکان میں کھانا پینا درست نہیں پر جو اُس مکان میں گائے بندھی ہوں درست ہے جیسے یہ شلوک ہے۔

नील पदे जते त है: यो बाला मले ठमे देर

یعنی نیل کا رنگ پہننا ریشمی کپڑے پر اور غیر قوم کا پانی پینا چاہ میں ملا ہوا اور ملیچھ کے مکان میں جہاں گائیں بندھی ہوں کھانا پینا درست ہے۔

جواب۔ تمہارا اعتراض و سوسہ عموماً جُہلا کے کاروبار پر ہے۔ مگر سارا سر کی گھار رکھا۔ اسی لیاقت پر مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت آپ کو سنسکرت کی ذرا بھی آگاہی نہیں۔ پھر ہم ملّاں خطرہ ایمان کیوں ہوئے۔ افسوس سے گو سالہ ما پیر شد وگا و رشد۔

جو آدھا ٹکڑا اشلوک کا آپ نے درج کیا وہ بھی دونوں معام پر اشدہ ہے۔ کسی بیوقوف ہندو سے سُن سنا کر یاد کر لیا ہو گا۔ یہ کسی شاستر یا پرمانک گرنتھ کا نہیں۔ بلکہ کسی جعلساز اور شاعر بد مذاق کا طبع زاد ہے۔ جو ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں اور ایسے ہی ہندو ہیں جو پیر ادعش کی زیارت پر سور کا تحفہ بنا لینے کے واسطے چڑھاتے ہیں درحقیقت وہ اسم بامسمیٰ ہندو ہیں ست دھرم سے ناواقف۔ اودیا میں مبتلا۔ راستی سے محروم ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ ہندو موسوم ہیں۔ گائے ایک حیوان اشرف البہائم ہے۔ دیوتے اُس کے بدن میں جمع نہیں رہتے۔ بلکہ ایسے گھروں میں رہتے ہیں۔ سونے کے خول بنا کر اُس پر چڑھانا۔ اور برہمنوں کو دان دینا اور بھوجن کھلانا تو اگر صرف گائے کو نجات دہندہ جانا حرام اور باعث عذاب ہے۔ اُس کا گوبر اور پیشاب بھی سوائے خاص امراض کے عام طور پر مفید نہیں اور نہ ست شاستروں میں اس کی تاکید ہے لیکن یہ بات سراسر ویدک یعنی حکمت سے متعلق ہے باقی رہا یہ امر کہ پرائشچت کے وقت پانی کو پلاتے ہیں۔ ناجائز نہیں بلکہ بطور جلاب کے استعمال کرتے ہیں یا بطور قسم کے کہ پھر ایسا کام نہ کریگا اور دادی نادانی میں قدم نہ دھریگا۔ اور یہ پرائشچت اُس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی ہندو و مسلمان رنڈی سے زنا کرے۔ یا مسلمانوں کے ہاتھ سے بڑا بھوجن استعمال کرے یا محمدی و عیسائی مذہب قبول کر پھر واپس ہونا چاہیے۔ یہ سارے کام چونکہ ست دھرم کے خلاف ہیں۔ اُن کے مرتکب پاپی کو بطور انصاف وہ سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بھی اس کی مرضی سے پھر اس کو شدھ ہونا کراست دھرم کے راہ راست پر لایا جاتا ہے۔ اِس کے حسب حال سعدی کہتا ہے ؎ گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است۔ یہودی مردہ بشوئی چہ باک است + گودھوڑ وغیرہ پر اعتقاد کی بنیاد جہالت ہے اور سخت نیل پہننے میں کوئی دوش نہیں۔ مہادیو پہاڑی راجہ کا نام ہی نیل کنٹھ تھا کرشن جی کا رنگ بھی نیلا ہے۔ اور وہ نیلا پیتمبر بھی پہنتے تھے۔ اسی تقلید پر اُن کا نام نیلا مبر ہے جہالت کے زمانہ کی چھوت چھات کسی طرح جائز نہیں مگر وہی جو ویدک شاستر کے رو سے درست ہے اور تمام ودوان پنڈت اُسی کو صحیح مانتے ہیں۔

اعتراض ۱۵۹- سبحان اللہ آدمی جو اشرف المخلوقات ہے۔ اُس کا منہ جس سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کو تو ناپاک جانتے ہیں۔ اور گائے جو ایک حیوان ہے وہ ہندوؤں کی معبود اور اُس کی نجاست اُن کے نزدیک نہایت پاک اور پاک کرنیوالی جس کا کھانا موجب نجات جانتے ہیں

جواب اول۔ ہم جہالت سے نہیں بلکہ حکمت سے جوٹھا کھانے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اس میں تمام دُنیا کے ڈاکٹر سوائے بعض اعرابیوں کے ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ گائے کو نہ ہم معبود اور نہ اس کی نجاست کو نہایت پاک اور پاک کرنے والی جانتے ہیں۔ اور نہ باعث نجات مانتے ہیں مگر اُس میں بدبو نہیں ہوتی۔ اس واسطے جلانے مکان لیپنے کے کام میں لاتے ہیں۔ اور اُسی سے رزق پکاتے ہیں۔ اور اس میں مسلمان عیسائی وغیرہ تمام اہل مذاہب دنیا کے ہمارے شریک ہیں۔

اب ہمیں بقول تمہارے کہنا پڑا کہ سبحان اللہ آدمی اشرف المخلوقات کی

سلہ اس پیر صاحب کی خانقاہ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں واقعہ ہے +

نجاست ناپاک اور اُس کا بول بھی ناپاک مگر گائے حیوان کا گوبر پاک اور جو چیز (روٹی) مسلمانوں کے منہ میں جائے اس کو اس کا دھواں لگے اور اسی گائے کے گوبر سے پکی ہوئی روٹی کھا کر نماز و وظائف بلکہ قرآن پڑھیں لیکن اگر آدمی اشرف المخلوقات کی نجاست کا دھواں روٹی کو لگے تو ناپاک ہو جائے۔ کیسی قرآن کی عاشقی ہے جس سے انسان اشرف المخلوقات کی ہتک ہوتی ہے۔ افسوس!

جواب دوم ذرا حدیث سوی کو کھول کر دیکھو۔ باب فی شرب ابوال الابل۔ عن انس ان ناسا من عرینة قدموا المدینة فاجتووها فبعثهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابل الصدقة وقال اشربوا من البانها و ابوالها

ترجمہ روایت ہے انس سے کہ کچھ لوگ عرنیین آئے مدینہ میں۔ اور راس نہ آئی اُن کو مدینہ کی آب و ہوا سو بھیجا اُن کو رسول اللہ نے صدقہ کے اونٹوں میں اور فرمایا کہ پیو دودھ اور پیشاب اونٹوں کا (جامع ترمذی مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱)

پھر لکھا ہے" استدلال کیا ہے اصحاب مالک اور احمد نے ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے روث ما یوکل لحمہ کے" (صفحہ ۱ جامع ترمذی) پس ہم کو دوبارہ کہنا پڑا کہ سبحان اللہ اشرف المخلوقات کا بول ناپاک اور نجس۔ مگر اونٹ کا بول نہایت پاک اور مسلمانوں کے پینے کے قابل۔

مشکوٰۃ میں ہے۔ قال رسول اللہ لا باس ببول ما یوکل لحمہ روایت است عازب گفت رسول نیست باک بول آنچہ خوردہ میشود گوشت وے و در روایت جابر در روایت جابر اینچنیں آمدہ کہ گفت آنحضرت ما اکل لحمہ فلا باس ببولہ چیزیکہ خوردہ میشود گوشت وے۔ پس باک نیست باک بول او و تمسک کردہ است بظاہر ایں حدیث کہ قایل ست بطہارت بول ماکول اللحم چنانچہ مالک و احمد و بعض ارشافعیہ (جلد اول صفحہ ۲۷۶)

جواب سوم۔ روافض محمدیوں میں سے ایک فرقہ ہے قرآن اور نماز اور رسالت کا قائل اس کی بابت کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ "خود قائل اند بطہارت بول بقر و مراز او۔ و روافض نیز قائل اند بطہارت بول بقر و انسان ہر دو و مراز حتیٰ کہ ہر دو را" (صفحہ ۱۰۴ سطر ۵ مطبع ہند لکھنؤ)

اعتراض ۱۰۷۔ اور تماشا یہ ہے کہ جس گائے کی پرستش اور اس قدر تعظیم کرتے اور گو ماتا کہتے ہیں جب وہ مرنے لگتی ہے تو بعضے ہندو اسی ماتا کو اپنے گھر سے نکال دیتے ہیں جب مر جاتی ہے اُسے چوہڑے چماروں کو حوالہ کر دیتے ہیں۔ وہ اُسے سر بازار کھینچتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ بھلا ماتا کا جنازہ اسی طور سے نکالنا مناسب اور زیبا ہے۔ اور وہ چوہڑے چمار اُس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور بچا ہوا گوشت اور استخوان کوّے اور کتے کھاتے ہیں اور اس کے چمڑے کی جوتیاں سب ہندو پہنتے ہیں۔

جواب اول۔ نہ تو گائے کی پرستش اور نہ اُس کو ماتا کہنا جائز ہے۔ بلکہ گناہ عام ہنود بھی صرف دودھ کی خاطر اُسے ماتا کہتے ہیں۔ اور اُس کے مرنے پر شرادھ بھی نہیں کرتے نہ بیل کو پتا جانتے ہیں۔ اور نہ بچھڑے کو بھائی اور نہ بھینس کو تائی۔ بلکہ صرف مفید جان کر اُس کو ماتا کہتے ہیں۔ فائدہ دینے والی کو سنسکرت میں ماتا کہہ سکتے ہیں وہ نہ حقیقی ماتا اور نہ ماسکہ ماتا ہے بلکہ بچھڑے کی ماتا ہے۔ اور ہم کو دودھ کی داتا وہ ایک حیوان ہے حیوان کو انسان کی کوئی رشتہ داری نہیں۔ پس یہ سارے اعتراض آپ کے سراسر بے بنیاد اور فضول ہیں فرانسیسی ڈاکٹر برنیر صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "گائے کا ایسا لحاظ غالباً اس وجہ سے ہوگا۔ کہ وہ ایک نہایت ہی نفع بخش جانور ہے۔ اور دودھ اور گھی جو ان کی بڑی غذا ہے اس سے حاصل ہوتی۔ اور یہ کہ بیل زراعت کا بھاری ذریعہ ہے۔ اس وجہ سے گویا بیل گائے انسان کی زندگی کے محافظ ہیں" (جلد دوم صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ امرتسر)

جواب دوم۔ بعضے مسلمان جو اپنے وقت میں بڑے معزز تھے۔ اور جن کی اب بھی تمام اہل اسلام میں نہایت عزت ہے۔ بلیوں اور اونٹوں کو پیار کرنے سے ابوہریرہ۔ ابوالبکر مشہور ہو گئے۔ حالانکہ بلیوں اور اونٹوں کو مرنے پر مردار سمجھ کر مسلمان چوہڑے چماروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ مگر اُن کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔

جواب سوم۔ گھوڑا اصل میں مسلمانوں کی خالہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ مگر گھوڑ رکھانے جلانے۔ پکانے اور بیچتے ہیں۔ خالہ کو بھی۔

جواب چہارم۔ جب گائے ماتا نہ رہی تو اُس کو مرنے پر چوہڑے چماروں کے حوالہ کرنا اور اس کو سر بازار گھسیٹتے لے جانا نہ گناہ ہے نہ بڑا کام ہے۔ جب وہ ماتا نہیں بلکہ حیوان ہے تو اُس کا چارہ چہ معنے دارد۔ چوہڑے چماروں کا اگرچہ گائے کا گوشت کھانا برا ہے مگر مسلمانوں سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ مرے کو کھاتے ہیں اور نہ خود مودی بنتے ہیں۔ دنیا میں گوشتخور یہی ہیں۔ مسلمان۔ چوہڑے چمار۔ کوّے کتے۔ گیدڑ وغیرہ ایک کتا دوسرے پر بھونکتا ہے پس ہم کو کوّے کتے کے کھانے سے کیوں ارمان لگتا ہے۔ یاد نہیں کہ "نیم خوردہ سگ ہم سگ را شاید" ہندو تمام جانوروں کے چمڑے کی جوتی پہنتے ہیں۔ اور وہ جائز ہے۔ تم اپنی ماتا کو مرنے کے بعد سر پر خاک ڈال اور سینہ پر پتھر ڈال گور کے گڑھے میں ڈال آتے ہو۔ جہاں دوسرا جانور اس کو گھسیٹتا ہوا لے جاتا۔ اور نوچ کھاتا ہے۔ ورنہ اندر ہی اس کو بچھو کھاتے اور حشرات الارض طعمہ بناتے ہیں۔ گویا کیڑے پڑ جاتے ہیں اور بدبو پھیلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب اونچی قبریں بناتے ہو۔ اور اُن کو محبوس ٹھہرانے دنیا میں ہیضہ پھیلاتے ہو۔ اور ہوا کو خراب کرتے سب لوگ جانتے ہو کہ قبروں پر کتے موتتے ہیں اور پرندے چیل وغیرہ مردار خور پاخانہ پھیرتے ہیں پس یہی تمہاری ماتا پتا کی تعظیم ہے۔ ایسے ہی موقعہ کے واسطے قبروں کے حق میں شیخ سعدی نے لکھا ہے "یکے ازائمہ را پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر صندوق گورش چہ نویسیم۔ گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش ازاں است کہ روا باشد بر چنیں جایگاہ نوشتن کہ بمرور روزگار فرسودہ گردد و خلائق برگذرند و سگاں بروشاشند" (گلستان باب ہشتم)

اعتراض ۱۰۸۔ اب حسد و غیظ و تعصب اور تقلید کو چھوڑ کر اور انصاف کر کے فرمائیں کہ اُن کے دین میں گائے کس وجہ سے حرام ہے۔ اگر اس وجہ سے کہ پلید اور خبیث ہے تو اُس کی پرستش اور تعظیم کیوں کرتے ہیں اگر اس وجہ سے کہ اشرف ہے تو اس کے چمڑے کا استعمال کرنا کیوں جائز رکھتے ہیں اور بعد مرنے کے اسکی ایسی رسوائی کیوں کرتے ہیں۔

جواب۔ ہمارے دھرم میں ماس کھانا قطعی حرام ہے اور اسی سے ہم سب جانوروں کا کھانا برا جانتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ گائے پر زیادہ زور کیوں ہے۔ اس کی وجہ خاص ہے کہ وہ مفید زیادہ ہے۔ آریہ ورت کے ملک کی بہبودی تمام تر گائے کی سلامتی پر ہے۔ دوم حکمت کے رو سے اُس کا گوشت سب سے زیادہ مضر ہے۔ پس ایک طرف تو وہ بہت زیادہ مفید ہے کیا بلحاظ کاشتکاری اور کیا بلحاظ دودھ اور دوسری طرف یعنے بلحاظ گوشت وہ بہت زیادہ مضر ہے اسی وجہ سے اُس کا بچانا دھرم اور کھانا نہایت ادھرم ہے گائے پلید اور خبیث نہیں بلکہ اشرف جانور ہے مگر وہ پوجا کے لائق ہرگز نہیں اب ہم بھی چند سوال کرتے ہیں۔ اول تم سور کو کیوں حرام جانتے ہو۔ آیا اس وجہ سے کہ وہ بزرگ اور اشرف اور سادہ ہے۔ اگر یہ وجہ ہے تو پھر اُس کو مارنے کیوں ہو۔ اور علی الصبح اُس کا نام لینا کیوں برا سمجھتے ہو۔ اور اگر وہ سامنے آ جائے تو ناراض کیوں ہو جاتے ہو۔ اگر اس وجہ سے کہ وہ پلید اور خبیث ہے تو اُس کا نام خدا وند تعالے کے کلام میں

کیوں ہے محمد صاحب کی زبان پر کیوں جاری تھا۔ عام و خاص مسلمان کیوں قرآن کے ساتھ اُس کے نام کا ورد کرتے ہیں اور خدا کی خاص رحمت اُسی پر کیوں نازل ہوئی۔ جیسا کہ انسان کا گوشت حرام ہے ویسا ہی خوک کا جس کو سچا مانا جاتا ہے اس پر خاص عنایت ہوئی ہے۔

دوم ہم دودھ کیوں پیتے ہو حالانکہ وہ بقول قرآن سفید رنگ کا خون ہے۔ اور قرآن کے رو سے خون پینا حرام ہے جیسا کہ سور۔ اگر کہو کہ تبدیل رنگت کے لحاظ سے۔ تو سفید سور کیوں نہیں نوش جان کرتے۔

سوم۔ تم انڈا کیوں کھاتے ہو حالانکہ وہ مردار ہے۔ اور جانوروں کے اسقاط شدہ بچے نہیں کھاتے۔ اگر کہو کہ وہ زندہ ہے مردار نہیں۔ تو اعتراض یہ ہے کہ ذبح کیوں نہیں کرتے تو بغیر ذبح کے کھانا مردار کے برابر ہے اور مردار اور سور قرآن کے رو سے برابر حرام ہے۔

چہارم۔ تم مچھلی کیوں کھاتے ہو۔ حالانکہ ذبح نہیں ہوتی پس حرام و مردار ہے۔

اعتراض ۲۴۳۔ [illegible] کو بدیں ہے۔ کہ خدا نے گھوڑا اور گائے پیدا کر کے [illegible] سے کہا کہ ان میں حلول کر کے کھاؤ اور پیو۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے حلال ہونا گائے کا۔

جواب۔ اگرچہ یہ کوئی مستند کتاب نہیں۔ اور نہ اُس کا کبھی آپ نے کوئی پتہ دیا۔ مگر تاہم اس پر بھی آپ کی سراسیمگی پر افسوس کرنے کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ خدا نے دونوں سے حلول کو کہا۔ آپ نے حلال سمجھ لیا۔ خدا کی روح نے آدم میں حلول کیا۔ تو کیا حضرت آدم بھی کھانے کے واسطے حلال ہو گئے۔ سعدی نے سچ کہا ہے؎

اگر روزی بدانش بر فزودے ز ناداں تنگ روزی تر نبودے

اعتراض ۲۴۴۔ تمہارے دین میں گائے کا گوشت کھانا منع ہے تو وید میں کہاں منع آیا ہے؟

جواب۔ وید میں گائے کا مانس کھانا منع لکھا ہے۔ دیکھو رسالہ کیا مانس بھکشن [illegible] سکریٹری [illegible] سوسائٹی لاہور۔ گائے کا [illegible] زیادہ مفید ہونے کے سبب سے منع ہے۔ دیکھو [illegible] ہم نے بھی اس کے کئی ثبوت [illegible] مگر اس جگہ آپ کی خاطر کے واسطے ایک [illegible] ایک منتر [illegible] کی بڑی تاکید لکھی ہے گائے کا نام اگھنیا ہے۔ دیکھو [illegible] اسپر [illegible]

[illegible]

ترجمہ [illegible] کہ وہ کبھی اور کسی حالت میں مارنے کے لائق نہیں۔

اعتراض [illegible] نے بیان کیا کہ نو سمرتی میں لکھا ہے [illegible] اس کا باپ اُس کی بیٹی کو [illegible] اور گائے کی کھال گرما گرم اُس کے بدن پر رکھے۔

جواب۔ یہ محض سودائے خام اور بیہودہ الزام ہے۔ اسلام کی برکت سے آپ کو ایسے اتہام لگانے کی عادت ہو گئی ہے خود آپ کی لیاقت علمی و شائستگی تو ہمیں [illegible] سے ثابت ہو گئی۔ نو سمرتی [illegible] لیاقت پر [illegible] لفظ [illegible] نہیں بلکہ [illegible] کیا ہے [illegible] اور اسی لیاقت پر مسلمان آپ کو [illegible] القابوں سے ملقب کر رہے ہیں۔

برہم چاری [illegible] کا تو منو میں نام بھی نہیں [illegible] گائے کی گرما گرم کھال اُس کے بدن پر رکھے

بلکہ منوسمرتی میں گائے مارنے والے کو بڑا سخت گنہگار سمجھا ہے۔ (دیکھو منو ادھیائے ۱۱ شلوک ۶۰۔ ادھیائے ۵ اشلوک ۳۲ و ۳۶ و ادھیائے ۱۱ شلوک ۵۹ و ۸۹ و ۷۹ و ۱۰۸ سے ۱۱۵) اور شہزادہ دارا شکوہ صاحب نے بھی ترجمہ جوگ بسشٹ میں ایسا ہی لکھا ہے "رنج و سختی مکر روشو امتر را بہ یاتسستی اشارہ کرد و گائے برسم بدر حاضر ساخت [illegible] عقیدہ اہل ہند ہمیں است" (دیکھو جوگ بسشٹ فارسی مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۷)

اب ہم گائے کے دودھ اور گوبر اور گوشت۔ ان تینوں کی بابت حکماء کی رائے درج کرتے ہیں۔

گائے کا دودھ تحفۃ المومنین میں لکھا ہے "لبن البقر مسمن و مفتح و سریع الہضم و کثیر الغذا و نیکو کنندہ رخسارہ و مولد منی و مدر فضلات و مقوی جوہر دماغ و تریاق سموم است [illegible] حافظ رطوبات اصلی و ملین طبع و مرطب دماغ و جہت تپ دق و نسیان و وسواس و تقویت بدن [illegible] تپ خلطی باشد و امراض [illegible] و جرب و [illegible] حکہ و جذام و مطبوخ او با برنج جہت طول عمر [illegible] گردہ و بدن [illegible] و جہت اسہال و قطور و طلائے او جہت اکثر امراض [illegible] مایوس العلاج از مداومت آں صحت مے یابد" (صفحہ ۴۰ تحفۃ المومنین)

قرابادین میں لکھا ہے۔ لبن البقر [illegible] نارہ دوشیدہ آں کہ سرد نشدہ باشد [illegible] وغیرہ کل عبارت مندرجہ تحفۃ المومنین [illegible] و با کندر جہت [illegible] جہت [illegible] وسل و سرناق و طلائے آں یا سفید آب قلعی جہت نقرس و اورام حار مجرب با افیون و موم و روغن زیتون رافع درد نقرس حارہ و [illegible] از نیم رطل تا یک رطل است و مصر صاحبان خفقان رطوبی و [illegible] آں مورث سنگ مثانہ و گردہ و لولد قمل و برص و سریع الاستحالہ مخلط غالب بر معدہ و مصلحش شکر و عسل و شرب با شہد و شکر مانع انجماد او ست" (جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ ۱۸۵۲ء)

گوشت گائے طبیعت گوشت آں زیادہ از تب ساہ گرم آں گرم و خشک ست از حمل کمتر و از بز خشک تر۔ افعال و خواص آں۔ گوشت آں بطی الہضم و غلیظ و خون متولد از آں غلیظ سوداوی و محدث امراض سوداوی مانند سرطان و جذام و ورم سپرز و داء الفیل و [illegible] و بہق و جرب و وبا و وسواس و تپ ربع و مانند اینہا از امراض سوداویت آں مضر اصحاب مفاصل و عرق النساء و قاطع حیض و ولادت پیش از وقت و مورث جرب و حکہ [illegible] بسبب معدہ و صعود بخار غلیظ و بدبوئے بسوئے قلب و دماغ و [illegible] چوں بانائے آں خو گرمے آشامند لہذا بسیار استعمال مے نمایند۔ جہت آں کہ جز آنرا ہضم مے نماید۔ و قوت آنرا باقی میدارد۔ و کسے کہ خو گرنے آشامد بنا بریں کہ استعمال نماید" (موزن الادویہ مطبوعہ ۱۲۸۰ صفحہ ۱۵ محمدی پریس دہلی)

محقق لوگ ایسا لکھتے ہیں۔ لحم البقر۔ یولد البہق و یولد السرطان و یولد الجرب و یولد [illegible] و داء الفیل (قانون صفحہ ۲۰۰ نولکشور)

قدیم مولوی [illegible] الدین احمد نے کتاب بقائے نسل انسان میں لکھا ہے۔ گائے کا گوشت [illegible] دیر ہضم۔ مولد خون ناقص (صفحہ ۱۲۹)

حکیم [illegible] لکھتے ہیں۔ گوشت گاو یعنی لحم البقر بطی الہضم۔ غلیظ۔ ردی الکیموس مولد خون فاسد۔ مورث امراض سوداوی مضر اصحاب درد مفاصل و عرق النسا (جامع المفردات صفحہ ۹۱ کانپور)

گائے کا گوبر حکیم صادق محمد مومن حسینی صاحب فرماتے ہیں۔ اخثاء البقر گائے

مجمہ سرگین گاؤ است در آخر اول گرم و در دوم خشک و محلل و جاذب۔ انما میدن دو مثقال آں باشد مسقال و نیم۔ و از سوختہ او جہت استعمال رفع ورم سموم بسیار آزمودہ و ضماد تازہ او کہ سرد نشدہ باشد جہت جراحات عارضہ کار کارد و امثال آں و قطع سیلان خون و نمو زخم و امثال جراحت و درد مفاصل و عرق النساء و رفع الم کرید ہوام دونی و ناآرد جہت جو سیسائے۔ و با سرکہ جہت ورم حار و باعسل جہت ورام باردہ و با شرہ گوگرد و امثال آں جہت استسقاء و با زعفران جہت کشودن خراج و با نافلی جہت ورم پستان و با اسغیل جہت نو با معہ ۱۰۰ ایالت مجرب۔ سرکہ جہت حازر و او رام صلبہ تو لول و گرید ربو و ورم و درد و بالو و گرضماد سیمہ او و روغن زیتون و گذاشتن بر محل ناسور جہت بیرون آوردن خار و پیکاں و امثال آں از بدن و بر ناف زناں جہت احراج جنین مردہ و ہرگاہ مدتی نگہدارند جہت کشتن جنین۔ مدہ و بر پشت زہاد و نہگاہ جہت رفع قولنج ردی و ریحی سر لیح الاثر است و بر مقعد جہت دردورم آں و طلاء۔ سوختہ او با سرکہ بر پیشانی جہت قطع رعاف ہلقوع او در بینی بدمود جہت رعاف با روغن گل جہت نقرس و بخور او جہت عسر ولادت وگر نزائیدن لپستر و فطور سا ئیدن او با روغن بادام تلخ و شراب جہت الم و صربان گوش بہایت مفید است ”(تحفۃ المومنین برحاشیہ الادویہ صفحہ ۶۲ مطبوعہ محمدی پریس دہلی)

گوبر گوہ و پرلگا نے سے بھی نفع پہنچتا ہے۔ جس کی تائید اہل ہند کی کتب طب سے ہوتی ہے در رسالہ یرلیتانی ہند کانپور صفحہ ۳۴ ۱۸۹۴ء)

گائے کا موتر | بول گاؤ مادہ لحابت حالی قروح اطفال و نواصیر و گاؤ کر جہت درد معدہ باردہ و بواسیر و با وصاف جہت درد گوش با سرکہ جہت درد دندان و مسس عضو با خرول و بول گاؤ جہت حدر مجرب داشتہ اند“ تحفۃ المومنین صفحہ ۱۶۶)

اور بو علی سینا نے اپنے قانون میں لکھا ہے۔ و کذلک بول الثور الذمن یعلو الصق الجراح والقروح“ (صفحہ ۶۷) ان حوالجات سے صاف ثابت ہے کہ گائے کا دودھ گوبر و موتر مختلف امراض کی دوا اور سینکڑوں روگوں کے لئے ذریعہ شفا ہے اور اُس کا گوشت مضر تندرستی و مخرب صحت و محدث امراض کثیر ہے۔

اسی واسطے قرابا دین ذکائی میں محمد صاحب کی ایک حدیث درج ہے لحمہا داءٌ و لبنہا شفاءٌ یعنے گائے کا گوشت مرض پیدا کرنے والا اور اُسکا دودھ شفا دینے والا ہے مگر افسوس ہے مسلمانوں کی عقلمندی پر کہ وہ حکیموں کی رائے پر چلتے ہیں۔ اور نہ اپنے پیغمبر کی حدیث کو مانتے ہیں۔ کہ بیہودہ ضد و تعصب سے آئے دن ہند میں ہیضہ پھیلانے اور طوفان بے تمیزی مچانے کے عادی ہو رہے ہیں۔

قاموس میں لکھا ہے۔ الغاص من الطیب دوث دا الغمر بیتہ باب اول باب الراء فصل العین صفحہ ۵۰۳ نولکشور) یعنی عبر دریائی گاؤ کا عبر مشہور و معروف ہے کتے کا مارا ہوا اور اُس کے منہ سے حلال کیا ہوا حلال ہے قرآن میں لکھا ہے سورۃ مائدہ وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونہن ترجمہ آنچہ آموختہ باشید او را از جانوران شکاری در حالیکہ شکار تعلیم کنندگانید۔ اس پر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ عدی بن حاتم و زید الخیل طائی کہ پیغمبر او را زید الخیر نام نہاد بخدمت آنحضرت آمدہ گفتند یارسول اللہ ما در جائے باشیم کہ باستحلا رسگاں و مرغان شکاری مہا نداری میکنیم و سگان آل و ریچہ و آل جو یریہ جانوران دشتی مے گیرند۔ بعضے ازاں بجملہ ست کہ مادر مے یابیم پیش از آنکہ سگ ہلاک کنند ذبح کنیم و بعضے آنست کہ تا برسیدن ما سگ تلف کردہ است وحق سبحانہ مردہ کہ مرا و حرام ست حکم ایں چگونہ است۔ آیت آمد کہ از تو مے پرسند چہ چیز حلال کردہ بہا ئیناں بگو کہ حلال ست شکار۔ آنچہ تعلیم دادہ اید از شکار کنندگان حواہ سباع چوں سگ

در حالیکہ شما سوزد مے معلمد التانرا“ (جلد اول صفحہ ۲۳۰ نولکشور) اور جامع ترمذی صفحہ ۲۷۹ مرتضوی دہلی۔

قرآن سورۃ مائدہ کی فمن اضطر فی مخمصۃ والی آیت پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں یعنی در مخمصہ (گرسنگی) خوردن مردہ جائز است و نزد ابو حنیفہ فائدہ لفظ غیر باغ آنست کہ بر بارہ از ضرورت نہ خورد“ (صفحہ ۱۰۱ نولکشور) پھر لکھا ہے میت حرام است الا وقت ضرورت ساور آں رخصت است (صفحہ ۱۳۵) شہد جو مکھیوں کی قے ہے اُس کو محمد صاحب نوش فرماتے تھے اور سب مسلمان بھی کھاتے ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ خوردن زنبوران امرالہی را کار بستہ از شکوفہا گلہا میخورند و در دروں ایں مستحیل گردد شیرہ شیریں و بدا فے کنند برائے زخبہ بیتاں و آنست کہ حق سبحانہ مے گوید بیروں مے آید از شکم ہائے ایشاں طریق دہان آشامیدنے یعنی عسل“ (جلد اول صفحہ ۲۴۹)

غیر مودی جانوروں پر رحم کا نتیجہ | در جامع الحکایات نقل میکند کہ در اوائل حال امیر ناصر الدین سبکتگین کہ در خدمت الپتگین بود از یک اسپ بیش نداشت روزے بصحرا رفت و شکار میکرد و در صحرا مے گشت۔ ناگاہ آہوئے دید کہ با بچہ خود بچرا مشغول است اسپ را انگیخت و آہو بچہ را گرفت و دست و پائیش بستہ پیش زین نگاہ داشت و روئے بشہر نہاد چوں قدرے راہ طے کرد۔ روئے باز پس ساخت دید کہ آں آہو از عقب مے آید و اضطراب مے کند امیر ناصر الدین سبکتگین ترحم و شفقت کرد آہو بچہ را کرد و آہو از رہائی بچہ خود خوشوقت شدہ رو بصحرا نہاد و چند انکہ مے رفت روباز پس کردہ در امیر ناصر الدین سبکتگین مے نگریست ہمدرد و الیسن شب دوم ہادی وکامرانی مے زیست الا رحم دراں ست امیر ناصر الدین سبکتگین شفقت و مرحمت کہ در حق جانورے عاجز و پریشاں حال بجائے آوردی در درگاہ صمدیت عز قبول یافتہ در دولان حدیث منشور سلطنت بنام تو بستہ ماندکہ دست عامہ خلائق ہمہ شیوہ مبذول داری و در ہیچ صفت شفقت از دست نگذاری کہ سرمایۂ سعادت دارین آنست“۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۸ ۱۸۶۴ء) سعدی کہتا ہے ؎

شنیدم گوسفندے را بزرگے	رہا نید از دہان و دست گرگے
شبانگاہ بکارد حلقش بمالید	روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ | صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ قال رسول اللہ غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی رأس رکی یلہث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفہا فاوثقتہ بخمارہا فنزعت لہ من الماء فغفر لہا بذلک قیل ان لنا فی البہائم اجرا قال فی ذات کبد رطبۃ اجر۔ ترجمہ۔ کہا رسول خدا نے کہ بخشی گئی ایک عورت جو فاجرہ تھی۔ جس نے ایک کتیا (سگ مادہ) کو کنوئے کے کنارہ پر زبان لٹکائے دیکھا۔ جو قریب تھا کہ پیاس کی شدت اُسے مار ڈالے۔ پس اُس نے اپنے موزے کو اوڑھنی سے باندھ کر اس کے لئے پانی نکالا۔ بس اسی پر وہ بخشی گئی لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے لئے چوپایوں میں بھی کچھ ثواب ہے جواب دیا حضرت نے کہ ہر ایک میں جو جگر رکھتا ہے۔ ثواب ہے۔ جلد ا صفحہ ۳۲۷۔ اسی کے متعلق سعدی نے بوستاں میں لکھا ہے۔

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت	بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش	چو حبل اندراں بستہ دستار خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد	سگے ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حال مرد	کہ داور گناہاں او عفو کرد
الا گر جفا کاری اندیشہ کن	کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن

کسے با سگے بکوئی گم نہ کرد — کہاگم شود خیر با یک مرد
کرم کن بر آں کت بر آمد ز دست — جہاں ساں در خیر بر کس ببست
تو با خلق نیکی کن اے نیکبخت — کہ فردا نہ گیرد خدا بر تو سخت

اسے بھی غور سے پڑھو پھر ایک اور جگہ حدیث میں ہے امراۃ دخلت النار فی ھرۃ حبستھا ولا ھی اطعمتھا تاکل من حشاش الارض ترجمہ ایک عورت ایک بلی کے سبب جہنم میں داخل ہوئی جس نے اُسے بند کر کے کھانے پینے سے محروم کر دیا۔ وہ بیچاری کوڑا کرکٹ ہی کھاتی۔ سعدی نے کہا ہے ؎

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد — کہ رحمت بر آں تربت پاک باد
میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

ایک اور جہاں تمانے کہا ہے ؎

جاں میازار و ہرچہ خواہی کن — کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

سعدی کہتا ہے ؎

انداں مار بر پائے راعی زند — کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ

اب ناظرین خود ہی سمجھ لیں کہ گوشت کھانا جائز ہے یا نہ۔ اور جانوروں کا مارنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ یعنے جتنا تمام عمر کے نماز و روزہ سے فائدہ ہے۔ اس سے زیادہ ایک کتیا پیاسی کو پانی پلانے سے فائدہ ہے۔ کیونکہ سبب دونوں کا نجات ہے۔

لطیفہ ملک الموت کے پاس آدمی اور سانپ دونوں گئے۔ ملک الموت نے اندر سے آواز دی کہ پہلے موذی حاضر ہووے۔ آدمی نے سانپ سے کہا کہ موذی تو ہے تو پہلے جا۔ سانپ نے کہا کہ تو موذی ہے تو پہلے اندر جا۔ اسی تکرار میں وقت ضائع ہوا کوئی اندر نہ گیا۔ ملک الموت غصہ میں نکلا۔ اور آدمی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ ہم نے تجھ کو بلایا تھا۔ تو کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے موذی کو بلایا تھا۔ موذی سانپ ہے میں نہیں۔ ملک الموت نے کہا۔ کہ تو تو اب کی سنت سے مارتا ہے۔ وہ مجبور ہو کر کاٹتا ہے۔ تو موذی ہے۔ آدمی نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ سانپ موذی ہے اُس کا مارنا ثواب ہے۔ ملک الموت نے ایک تھپڑ مارا اور کہا ہم خوب جانتے ہیں۔ قلم در کف دشمن است۔

باب چہارم

پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب پورانوں[1] آریوں کی مذہبی کتب نہیں۔ اور نہ اُن کا دھرم کے ساتھ کسی طرح کا سمبندھ ہے کبھی دھرم کے فیصلہ (نرنے) میں پورانوں سے امداد نہیں لی گئی اور نہ لے جانی چاہئے۔ پوران اُس وقت کے نہیں۔ جب آریہ قوم کی اُنتی (ترقی) کا زمانہ تھا۔ بلکہ بہت قریب زمانہ کی تصنیف ہیں۔ سارے پوران بودھ مت ملکہ مہاراجہ بکرماجیت کے پیچھے بنے ہیں۔ پوران ایک پوشیدہ راز کے

[1] چنانچہ فاضل مولوی ذکاء اللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں کہ سب اشارہ پورانوں میں وید کو کلام ربانی مانا ہے۔ نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ نام ان کا لکھا گیا ہے۔ مگر جو مذہب پورانوں کا ہے وہ ویدوں سے نرالا ہے ان دونوں مذہبوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگرچہ ہندو اس بات میں مشہور ہیں کہ وہ اپنے اپنی رسم و رواج اور مذہب میں تبدلات نہیں کرتے۔ مگر وید سے تو انہوں نے ایسی علاف ورزی کی ہے کہ اگر کوئی ہندو وید کے موافق مذہب اختیار کرے۔ تو وہ ہندو نہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل سیزدہم) درحقیقت سچ ہے۔ وہ ہندو نہیں بلکہ آریا کہلاتا ہے پھر وہی پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ اب برہمنوں کا بنایا ہوا مذہب رفتہ رفتہ اکثر ہندوؤں نے اختیار کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین دیوتا برہما۔ وشنو شیو کو مانتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے جس برہم کا ذکر ویدوں میں ہے اس کو ہندوؤں نے سلام کیا اور اوتاروں کی پوجا اختیار کی رام کرشن وشنو کے اوتار مانے گئے۔ اور ان گنت چھوٹے چھوٹے دیوتا معبود ٹھہرائے گئے۔ پھر فرماتے ہیں پوران کا مذہب کچھ درستی سے ہندوؤں کے پکھانہ مذہب سے مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ۱۳ صفحہ ۱۰۱ ۱۸۶۰ء) پھر کہا ہے۔ وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے واسطے ظاہری نشان اور علامت بنانا ثابت نہیں ہوتا رام کرشن کا تو نام بھی اُس میں موجود نہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵ ۱۸۶۰ء) پھر لکھا ہے کہ خدا واحد کے بیس بڑے طور پر برہما۔ وشنو اور شیو ٹھہرائے گئے ہیں۔ اُن کا ذکر بہت ہی کم منو میں آیا ہے نہ انکو کچھ فوقیت دی گئی نہ پرستش کے قابل ٹھہرائے گئے۔ اُن کا اوتار ہونا ثابت ہے منو میں ستی ہونے کا ذکر نہیں ہندوؤں کے سارے رسوم اور کھتر اگ (وید اور منو) سے پیچھلے زمانہ کی ایجاد ہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵ ۱۸۶۰ء) پھر مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ اس نئے مذہب یعنے ہندوؤں کے موجودہ مذہب کی مقدس کتابیں اٹھارہ پوران ہیں جن کے پیرو کہتے ہیں کہ یہ کتابیں بیاس جی کی تالیف ہیں لیکن حقیقت میں اُن کو آٹھویں سولھویں صدی کے درمیان متفرق مقاموں پر متفرق مصنفوں نے تصنیف کیا ہے۔ ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اور تمام کتابوں میں جو ہر ایک فرقہ کے افسانے بھرے ہوئے ہیں اس سبب سے وہ سب کے سب ایک مجموعہ نہیں ہیں کہ اس میں ایک کتاب کو دوسری کتاب سے کچھ تعلق و مناسبت ہو وہ ہرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کئے گئے تھے۔ کہ اُس سے کوئی عام طریقہ مذہب کا قائم ہووے لیکن باوجود اس کے وہ سب سے بڑی سند مذہبی سمجھی جاتی ہیں۔ اور جو کہ انہیں کتابوں سے ہندوؤں کا حال کا مذہب قائم ہوا ہے۔ اس لئے کچھ جائے تعجب نہیں ہے کہ ہم اُس میں ایسی ایسی باتیں پاتے ہیں جو باہم مخالف ہیں۔ (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۴، ۱۸۶۶ء) اس وقت کے معبودوں کا بیان جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اصلی ہندو ایک وجود مطلق کے قائل ہیں جس سے تمام مخلوق پیدا ہوئی یا جس کے مادہ سے ساری کائنات وجود میں آئی کیونکہ اُن کے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف دیوتوں اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں جن کی تعداد متعین کرنی غیر ممکن ہے مگر بعض حسابوں کے موجب جس سے ہندوؤں کا معمولی مبالغہ ظاہر ہے۔ ان کی تعداد تینتیس کروڑ ہے۔ ان میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواح ہیں جن کی شمار لاکھوں سے ہوتی ہے اور وہ کوئی خاص نام یا خصلت نہیں رکھتے۔ (دیکھو کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات ہندوؤں کے دیوتاؤں کی صفحہ ۳۵۰ و تاریخ ہندوستان صفحہ ۴، ۱۸۶۶ء)

مذہب کی موجودہ حالت منو کے زمانہ سے اب تک جو تبدیلیاں اس میں ہوئی ہیں انکا بیان جو بڑی تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذہب میں ہوئی ہیں وہ یہ ہیں تو حید کے اصول سے غافل ہو جانا یعنے دیوتوں سے غفلت کر کے ایسی اشیاء عالی کی پرستش کا رواج جن میں صفات باری فرض کرلی ہیں۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا اور بعض دیوتوں سے انحراف کر کے بعض کی تحت سی تعلیم و تکریم کرنا ویدوں کے بجائے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پورانوں) کا رواج دینا اور وشنو و شیو کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۰ و ۱۸۹۶ء) پھر وہی مورخ فرماتا ہے جو کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے رو سے قائم ہوتا ہے۔ لیکن اس میں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی اگر حقیقت پر نظر ڈالی جاوے تو شروع زمانہ سے اب تک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا۔ لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے۔ بجائے توحید کے جس کو ویدنے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے بہت بڑے بڑے دیوتوں کی پرستش

[1] حاشیہ در حاشیہ۔ یعنے دیوتاؤں سے مراد وہ پانچ دیو پوجا ہے۔ جس کی آریہ دھرم کو کول ہر ایک کے لئے دیوتے مثیر الیتا آریہ کو ہدایت عام ہے اول پرمیشور۔ دوم ماتا سوم پتا چہارم آچاریہ (اُستاد) پنجم اتھتی۔ مہمان گت۔ ان پانچوں دیوتوں کی پوجا و تعظیم ہر مرد حسب مراتب کرے اور سدا پیا کی پوجا ایک حصوصاً اسی مبارک میاد پر آج تک قائم ہیں۔ اور اُن کا مطلب بھی یہی ہے۔

پورا کرنے رندہ مذہب دُنیا میں پھیلانے کی غرض سے بطور حکمت عملی بنائے گئے پورانوں میں بودھ اوتار مانگیا ہے اگرچہ اور سب دیوتاؤں کی بدنامی کی گئی مگر بدھ کو بالکل بے عیب ظاہر کیا گیا ہے۔ جو کہ ایک کامل ثبوت ہے۔ مذہب بودھ کے زمانہ ترقی میں پورانوں کے بننے کا جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۵ ۔سطر ۱۱)

بعضے پوراں **اکبر بادشاہ** کے وقت تک بنتے رہے اور بعضے **اورنگ زیب** کے وقت تک۔ پورانوں میں **رامانج** کا ذکر ہے۔ اورنگ زیب کے مندر توڑنے کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ ہندو راجاؤں کے مسلمان ہونے کے واقعات ہیں۔ تاکو بیبے کو حرم گردانا گیا ہے۔ مسلمان (ملیچھ) مندر توڑتے رہے۔ مادری روتے ہوئے مدری نرائن جی کے پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ وشنو رشی سے ملتے ہیں۔ تنکھ۔ چکر۔ گدا پدم کا مفصل مذکور ہے۔ مگر شنکر آچاریہ کی تصانیف میں پورانوں کا نشان نہیں ملتا میں پُران نہ تواریخ اور نہ مذہبی کتابیں صرف ناولیں یا فسانجات ہیں دور از قیاس توہمات اُن میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو قرآن و پُران مساوی ہیں۔ ایک دوسرے پر کسی فضیلت سے حاوی نہیں۔

وید میں برہما۔ وشن مہیش یا کسی دیوتا کی پرستش مذکور نہیں۔ اور نہ انکی خدائی کا ذکر کہیں ہے۔ وید میں ایک ہی پرماتما اُپاسنا کے یوگ بتلایا گیا ہے۔ اُسی کی ویدوں میں ہدایت ہے۔ اُسی ایک پار برہم کو ویدوں نے تمام لوک لوکانتر کا مالک اور سرجنہار فرمایا ہے ویدوں میں ارشاد ہے کہ جو ایک جگدیشر کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ حیوان مطلق وادیہ نادانی میں سرگردان و پریشان رہتا ہے۔ رام۔ کرشن کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ پرشرام و بودھ کا ذکر و بیان کسی اوتار کی داستان ویدوں میں نہیں۔ اور نہ ویدک دھرم کے مطابق اوتار ایشور کا جائز ہے۔ بلکہ وید بتلاتا ہے کہ ایشور حلول نہیں فرماتا وید پرماتما ہی کے ارشاد ہیں۔ اور وہی مبارک ارشاد آریہ دھرم کی بُنیاد ہیں شاستروں میں بھی ان دیوتاؤں کا مذکور نہیں اور نہ اُپ نشدوں میں ان کا کسی طرح کا ظہور ہیں آریہ دھرم یا ویدک دھرم سے یہ الزامات قطعی دور ہیں۔ اور ہم پرانوں کے ماننے اور کسی دیوتا کو ایشور جاننے سے سراپا نفور۔

جبکہ ہم یا کوئی اور محقق مزاج پورانوں کو مذہبی کتاب نہیں مانتے اور نہ معتبر گردانتے ہیں تو پھر اُن کے متعلقہ اعتراضوں کی ہماری نظر میں کیا حقیقت ہے۔ اور نہ جواب پر اعتراض کرکے فخر کرنا چاہیے اسکی کیا وقعت ہے۔

مگر اس حالت میں بھی قرآن کسی طرح اُن سے افضل نہیں۔ کیونکہ جیسا قرآن قصص الاولین ہے ویسا ہی پوراں قصص الاولین ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔ بدین غرض پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں۔

برہما کی بابت اعتراض — تحفۃ الہند صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۳۲ و ۱۳۵۔ برہمانے اپنی بیٹی کی طرف بُری نظر سے دیکھا۔ اور چاہا کہ اسکو پکڑ لوں۔ مہادیو ظاہر ہوگئے اور فرمایا کہ اے برہما تم نے جو اپنی لڑکی سے شہوت رانی کرنی چاہی۔ ہم نے تینوں جہاں میں ایسا گناہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ تم پر اور تمہاری عقل اور بدخواہی پر لعنت ہے۔ ایسا گناہ نہ کسی نے کیا۔ نہ کوئی کرے گا۔ ارتھیو پران حصہ اول کھنڈ دوم صفحہ ۵۰ تا ۵۹۔

جواب۔ یہ کسی فضول نامعقول آدمی کی تصنیف ایک بناوٹی جھوٹا افسانہ ہے جو بالکل اعتبار کے لائق نہیں۔ کیونکہ ست شاستروں میں اس کا کہیں پتا نہیں مگر تمہاری توریت مقدس جس پر تمہارا بصدق دل ایمان ہے۔ تمہارا خداوند تعالے موسیٰ نبی پر یوں الہام فرماتا ہے "اور لوط صغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ صغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی اور وہ اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلا دیں۔ اور اُس سے ہم بستر ہوویں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا۔ کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اُسکو مے پلا دیں اور تو بھی جا کے اُس سے ہم بستر ہو کر اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اس سے ہم بستر ہوئیں اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام مواب رکھا۔ وہ موابیوں کا جواب تک ہیں۔ باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اُس کا نام بنی عمی رکھا۔ وہ بنی عمون کا جواب تک ہیں۔ باپ ہوا۔" دیکھو (توریت مقدس مطبوعہ لدھیانہ پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۵ کالم ۱) کیا اب بھی تسلی ہوئی یا نہ؟

نتیجہ برہما ۱۔ برہما کا قصہ ایک نامعقول فسانہ ہے جو علماء وید کے نزدیک کبھی اور کسی حالت میں مسلم نہیں۔ نہ کہ خود وید مقدس میں یا شاستر ہائے متبرک میں۔

۲۔ بقول اُس فسانہ کے بھی برہما نے صرف ایک بیٹی کی طرف بُری نظر کی نہ کہ خدانخواستہ زنا

۳۔ اس پر مہادیو نے اسے لعنت ملامت کی ۔نہ کہ معافی

۴۔ جرم وقوعہ نہیں ہوا بلکہ صرف اقدام

۵۔ سزا نہایت زیادہ یعنے لعنت ملامت زجر و تنبیہ

نتیجہ لوط ۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ جو خدا نے توریت مقدس میں موسیٰ نبی پر الہام نازل فرمایا۔ نہ کہ کوئی وضعی فسانہ۔

۲۔ خود خدا موسیٰ کی شہادت ہے کہ حضرت لوط نے اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف صرف بُری نظر ہی نہیں کی۔ بلکہ زنا بھی کیا۔

۳۔ اس بدفعلی پر خدا یا جبرئیل ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ خوشنودی کا اظہار فرما کر اُسی مبارک ساعت پر حمل ٹھہرا دیے۔

۴۔ بفضل خدا وہ حمل ضائع بھی نہیں ہوئے۔ اور نہ اسقاط ہوئے بلکہ دو فرزند ارجمند خدا نے بخشے۔

۵۔ حضرت لوط نے صرف زنا ہی نہیں کیا۔ بلکہ شراب بھی پی۔

۶۔ حضرت لوط نے صرف اقدام ہی نہیں کیا۔ بلکہ ارتکاب بھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۲۔ ادبت پرستی کا طریقہ قائم ہوگیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہرگز بالکل نہیں بھول گئے۔ لیکن بحر حکم نے اور علمائے الہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا مارشمن تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۲ ۱۸۶۶ء علیگڈھ۔ اس مودہ حرابی کو جو پرانوں کے سبب سے آریہ قوم پر جو بالفعل ہندو نام سے ملقب ہے آگئی ہے جسکی تمام درد۔ بید و کو چھوڑ کر راستی سے منہ موڑ کر پرانوں کی پیروی کرتا ہے۔ اسی کو اکثر اہل مذاہب مورخوں نے بیان کیا ہے۔ اور آخر کار اسوالف نے انصاف سے یہ گواہی دی ہے کہ باوجود اس خرابی کے بھی بجز ہندوستان کے کوئی ملک ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ جس میں مذہب محرم لوگوں کے پیش نظر رہتا ہو۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۱ ۱۸۶۶ء)

۷- حضرت لوط نے صرف ایک بیٹی سے بدفعلی نہیں کی۔ بلکہ دو سے

اے محمدی بھائیو۔ ذرا خدا کے واسطے غور کرو۔ کہ اولاد بھی ہوئی مقدس نبی بھی بدستور بنے رہے۔ انہیں تینوں کو خداوند تعالیٰ نے نہایت مقدس سمجھ کر حسن کرامی کار خیر و عمل نیک کے واسطے گندھک کی آگ سے بچایا تھا۔ اسی حضرت لوط علیہ السلام پر خدا کا الہام بھی نازل ہوتا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار بھتیجے تھے معمولی آدمی بھی نہیں بلکہ پیغمبر تھے۔ پس انصاف کرو کہ برہما سے وہ کسقدر زیادہ گناہگار ہیں۔ کسقدر زیادہ بدچلن ہیں۔ اور کسقدر زیادہ نفرین کے لائق ہیں۔ کم سے کم ڈبل مجرم ہوتے ہیں تو کوئی جاہل مطلق بھی انکار نہیں کرسکتا

اور حجتہ الہند صفحہ ۱۴ پر آپ لکھتے ہیں کہ برہما کا کوئی شخصی وجود نہیں ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو برہما پر کوئی الزام عاید نہ ہوا اور صرف حضرت لوط ہی ملزم ٹھہرے۔

حجتہ الہند صفحہ ۲۱ و ۲۲۔ ایک بیاہ میں برہما کی منی زمین پر گر پڑی۔ مہادیو نے قتل کرنا چاہا۔ برہما اور بشن نے مہادیو کے قدموں پر سر رکھا۔ اور وجہ نے بھی بہت خوشامد کی۔ تو راضی ہوئے۔ اور کوہ کیلاش میں رونق افروز ہوئے از شیو پران

جواب- ہماری کتب معتبرہ میں دکھا دیجئے نہ دکھا سکے۔ پوران فہرست صداقت سے خارج ہیں۔ بنابراں غیر مستند ہیں پس ہم انکی صحت سے انکاری ہیں۔ مگر تمہاری کتب معتبرہ میں ایک ایسا ہی واقعہ موجود ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام تمہارے جد امجد اور پیغمبر اول پر ایسی شامت باعث ندامت ہوئی چنانچہ مفصل حال اسکا تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے۔ دیکھو سورۃ کہف۔ ”در عین المعانی آوردہ کہ آدم را احتلام شد و منی او بخاک آلودہ گشت آدم ازاں حال اندوہ ناک گشت حق تعالیٰ این دو قوم یاجوج و ماجوج را ازاں خاک آلودہ منی ابو البشر بیافرید و بقول کسے کہ گوید انبیا علیہ السلام محتلم نے شوند این قول ضعیف است“ (تفسیر حسینی صفحہ ۵ جلد ۲)

حجتہ الہند صفحہ ۵۳ و ۱۰۱ تا ۱۰۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۲۰۶ و ۲۲۱- برہما نے بارہا جھوٹا دعوے خدائی کا کیا۔ اور بید کو جسکو کلام خدا مانتے تھے۔ اس کا نہ حکم مانا اسواسطے اسکا سر کٹ گیا یا جل گیا۔ اور یہ بات قرار دی کہ جو کوئی لنگ کا آغاز و انجام دیکھ آوے وہی خدا ہے۔ اور جھوٹ کہہ دیا کہ میں نے لنگ کو چھو لیا ہے۔ اور اس بات پر دو گواہ جھوٹے قائم کئے۔ اور اپنی لڑکی پاک سندھیا پر عاشق ہوئے اور برے کام کا قصد کیا جس پر مہادیو نے ان پر ہزار لعنت کی۔ اور دوبارہ اپنی پوتی کے نظارہ جمال سے انزال فرمایا۔ اور سندھیا شدہ کو خدا کی عبادت سے باز رکھا۔ اور اندر کے گناہ کو بے گناہوں کی گردن پر رکھ دیا۔ اور پانچواں حصہ ان کی کلام کا جھوٹ اور فحش ہوا۔ چنانچہ یہ سب کچھ سند کے ساتھ فصل اول میں مفصل بیان ہوچکا ہے اب یہ فرمائیے۔ کہ ان سب امور میں سے آپ برہما کی کس کس بات پر انکار کرو گے اور کس کس کام کیواسطے بجا لانا کفارہ کا ثابت کرو گے۔ ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

جواب باصواب- آپ نے برہماجی کی نسبت بحوالہ پورانوں کے الزام لگائے ہیں۔ مگر تمہیں کسی پوران کی اصل عبارت درج نہیں کی۔ سارا زور آپ کا سوط اللہ الجبار پر ہے۔ ہر جگہ اسی کا حوالہ درج ہے۔ اصل کتب سے کوئی غرض نہیں سوط اللہ الجبار کی منشی **اندرمن** مراد آبادی نے اپنے **اندر بجر** المشہور **عماد ہند** میں اچھی طرح دھجیاں اڑائی ہیں۔ اور اس کی غلطیاں عام و خاص کی ذہن نشین کرائی ہیں۔ آریہ گرنتھوں کی رو سے جن کی مفصل فہرست ہم اسی پستک میں درج

ل۵ قرآن سورۃ الصف ع ۴ منزل

کر چکے ہیں۔ اور ہادی جہان نرمان سوامی **دیانندجی** مہاودوان نے اپنی لاجواب کتاب **ستیارتھ پرکاش** میں بھی لکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۶ سے ۴۳ کوئی اعتراض برہماجی یا کسی اور رشی منی پر نہیں آسکتا۔ آریہ سماج محمدیوں اور عیسائیوں سے لاکھ گنا زیادہ ان مخالف حق گرنتھوں اور ویدورودھ پستکوں یعنے پورانوں کا رد کر رہا ہے۔ جس کے سبب سے ویدک دھرم روز افزوں ترقی پکڑ رہا ہے مگر ہم بتائے دیتے ہیں کہ دین اسلام کے عموماً نبی اور خصوصاً خاتم المرسلین محمد صاحب ان اعتراضوں کے سراپا زیر بار ہیں وہ دوسروں کے طبیب نہیں۔ بلکہ انہیں امراض کے خود بیمار ہیں۔ ہم غیر معتبر قصہ کہانیوں جیسے امیر حمزہ اور الف لیلہ کی شہادت نہ لاویں گے۔ بلکہ خدائے اسلام اور علمائے اسلام کی اصل کتابوں کی اصلی عبارت سنا دیں گے تاکہ کسی طرح کا آپ کو شک نہ رہے۔

پیغمبروں نے خدائی کا دعوے کیا

تمہارے ہاں بھی نبیوں نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔ عیسیٰ مسیح روح اللہ نے خدائی کا دعوے کیا اناجیل اربعہ شاہد ہیں تمام امت اس کی اس کو خدا مانتی ہے سینکڑوں محمدی بھی دین اسلام سے تائب ہو کر اس کی خدائی کے معتقد ہوگئے ہیں اور یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ اس میں سے چند فضلا نے دین اسلام کے رد میں کتابیں بھی لکھی ہیں (مفصل دیکھو **نیاز نامہ** مصنفہ مولوی صفدر علی صاحب انسپکٹر مدارس اور **الجوہر القرآن** مصنفہ مولوی عبد اللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال مقیم امرتسر اور تحقیق القرآن و تاریخ محمدی اور ہدایت المسلمین و نغمہ طنبوری مصنفہ مولوی عماد الدین صاحب رئیس پانی پت وغیرہ وغیرہ)

خود حضرت محمد صاحب نے بھی خدائی کا دعوے کیا۔ اپنے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا یدُ اللہ فوق ایدیہم قرآن **ترجمہ** میں خدا کے نور سے ہوں۔ اس حدیث پر مصنف مثنوی اصول دین ہنود لکھتا ہے۔

شعاع نور بے کیف خدا ہے — بظاہر نور ایزد سے جدا ہے

شیخ فریدالدین عطار سرآمد صوفیان روزگار نے حدیث لی مع اللہ وقت سے محمد صاحب کو خدا ثابت کیا ہے۔

”من خدایم من خدایم من خدا — فارغم از کبر و کینہ و زہوا
بود شخصے گفت مارا اینچنین — نے تو کافر نے تو داری کیش و دین
پیشوائے ما و تو چون مصطفےٰ است — لاجرم تو آنچہ گوئی کے رواست
بعد ازان عطار گفتا اے کور کر — از رموز سر عشقے بے خبر
تو بہ بند صورتے وا ماندۂ — کے تو حرف حق احمد خواندۂ
لی مع اللہ گفت احمد در میاں — تو کجا دانی کہ ہستی بے نشان
راز با من گفت احمد از صفا — تو کجا ہستی کہ دانی بے وفا
تو بصورت ہم چو کافر ماندۂ — واصل حق را تو کافر خواندۂ“

مثنوی رومی میں ایک اولیا اور بایزید بسطامی کا مکالمہ درج ہے۔ جس میں اس ولی نے اپنے آپ کو خدا لکھا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ — گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
طاعت من طاعت و حمد خدا ست — تا نپنداری کہ حق از من جدا ست
چشم نیکو باز کن در من نگر — تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یک بار بینی گفت یار — گفت با عبدی مرا شصت بار

مثنوی رومی دفتر دوم صفحہ ۲۴۷ سنہ ۱۲۷۲ حیدری بمبئی۔

فاضل الکمال مولوی میر ضیاء الدین صاحب عبرت فرماتے ہیں۔

ز دریا موج گوناگوں برآمد   ز بیچونی برنگ چوں برآمد
گہے در کسوت لیلیٰ فرو شد   گہے بر صورت مجنوں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج پُرخم   ہزاراں گوہر مکنوں برآمد
کیا بے رنگی سے جب رنگ پیدا   ہوا نور محمد تب ہویدا
ہوئی جب شکل احمد آشکارا   ہوا آپ ہی جو دا پنے پر شیدا
ہر ایک عالم کو گوناگوں بنایا   وہ بیچوں بیچگوں چوں میں در آیا
ہزاروں شاں میں ہو کر وہ کبرا   کبھی عاشق سادہ کاہ عذرا
ز کعبہ سے غرض مطالب دیر   ہے مقصد اسکو اپنی جلوہ کی سیر
کبھی ہیں ہے یہ عجب سے خدا وہ   کہاتا ہے خدا کہ نا خدا وہ
وہ گاہے یار اور گاہے ہے اغیار   وہی سمجھے جو ہو دانائے اسرار
وہ کس کس شان میں ہو کر ہویدا   وہ آپ ہی اپنے اوپر ہو گئے شیدا
وہی دیر و حرم میں جلوہ گر ہے   کہ ہر ایک سنگ میں جیسے شرر ہے
ہے اک شعلہ سے ای شیخ و برہمن   چراغ کعبہ و بت خانہ روشن
بظاہر چشم احول کو دوئی ہے   معرکو تو فرق اسمیں نہیں ہے
کہ اک عالم ہی وحدت دیکھتا ہے   تو اک عالم ہی کثرت دیکھتا ہے
نظر میں راستاں کو دل نہ آیا   ہے سنگ صرح اُسکے آستاں کا
اگر ہے فارق نہ کوئی معشوق ہوگا   وہی عاشق وہی معشوق ہوگا"

(دیکھو سیر یار ت مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۵ء میں حمد خدا تعالیٰ صفحہ ۴ و ۵)

مولوی جامی نے یوسف ہی کو خدا کہا۔

-- نبودہ از سپہر آشنائی   ز دو کون و مکاں را روشنائی
مقدس ذاتی از قید چہ و چوں   سرار جلباب چوں آوردہ بیروں
چو آں بیچوں ز بیچوں گرد آرام   پئے روپوش کردہ یوسفش نام

قولہ مقدس ذاتی از قید چہ و چوں تا آخر بیت ثانی اے حضرت یوسف نبود مگر نور ذات مطلق کہ پاک ست از چوں و چرا از جلباب چوں یعنے صورت یوسف برآوردہ و برائے پردہ پوشی نام آں یوسف کردہ (زلیخا ۱۲۵۵ھ صفحہ ۲۳ نولکشور۔)

ایک مولوی لکھتا ہو۔ یہ حقیقت یہی ہے ہم کو سند   احد ہے سو احمد ہے احمد ہو احد
صدیقی۔ احمد کو ہم نے جان لکھا ہو وہی احد   مذہب مجھ اور ہو گا سبھی لو الفضول کا
ضامن۔ کوئی سمجھتا ہے احمد کو جدا بالکل   جدا رسیدوں ذات انکو خدا سمجھا

احد سے کون آیا ہے احمد   محمد ہے محمد ہے محمد
بشکل بشر ہے آں نور سرمد   محمد ہے محمد ہے محمد
مسجود او معظم گشتہ کعبہ   بطوف او مشرف گشت قبلہ
بوسہ او معزز سنگ اسود   محمد ہے محمد ہے محمد
کہا جبرئیل کو مسجد میں اکدن   پس پردہ وہاں ہو کون ساکن
وہاں ہو وے احد اور یا ہو احمد   محمد ہے محمد ہے محمد
کہا جبرئیل نے آکر کے ای دا   مجھے کیوں بیچ میں تم نے پھرایا
سوائے ذات اقدس اکباشد   محمد ہے محمد ہے محمد
کھلا جب عائشہ پر سر مکنوں   رسول اللہ تم کو میں کہوں کیوں
خدا تم کو کہوں گی یا محمد   محمد ہے محمد ہے محمد

[محمد صاحب نے قرآن کا حکم ہاما] قرآن میں لکھا ہے کہ بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو مگر محمد صاحب نے اسکے خلاف عمل کیا۔ یعنے مسمات بی بی سودہ کو اس جرم پر کہ وہ بوڑھی ہو گئی تھی۔ بغیر زنا کے طلاق دیدیا چنانچہ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ طلاق لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ۔ ترجمہ مت نکالو عورتوں کو گھروں سے اور چاہئے کہ وہ بھی نہ نکل جاویں۔ مگر جبکہ ظاہری بیحیائی عمل میں لاویں۔ "ارباب سیر برانند کہ حضرت پیغمبر سودہ بنت زمعہ را طلاق داد۔ او بر سر راہ حضرت نشست تا وقتیکہ سید عالم برسید۔ سودہ زبان بتضرع بکشاد یا رسول اللہ رجعت نمائے بحق خدا سوگند کہ دوستی مرد در دل ہیچ نماندہ است۔ میخواہم کہ فردائے قیامت در زمرہ زنان تو محشور شوم و نوبت خود را بعائشہ بخشیدم حضرت وے مراجعت فرمود و بروز نوبت او در خانہ عائشہ مے بود۔ (تفسیر حسینی جلد ا سورۃ نسا صفحہ ۱۳۷) اور اسی طرح محمد صاحب نے توریت کا حکم۔ مال شتر جو بمنزلہ سور حرام تھا اسکو حلال کر دیا (توریت احبار ۱۱/۴)۔

[جھوٹ کا ثبوت] برخلاف تمام گذشتہ نبیوں کے اور توریت و زبور وغیرہ کتابوں کے جھوٹا دعوے کیا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور بالکل غلط کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔ عزیز ابن اللہ ہے۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ عیسیٰ مصلوب نہیں ہوا۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ میں رات کو معہ گھوڑے کے زینہ پر چڑھ کر آسمان پر خدا سے ملاقات کرنے گیا تھا (دیکھو قرآن سورۃ نجم اور دیکھو سورۃ بنی اسرائیل (حدیث بخاری مسند صفحہ ۵۹۴ و ۶ تائید الاسلام ۱۲۹۸ھ جلد ا نمبر ۲ مراد آباد۔ تفسیر صافی و کافی کلینی میں روایت صہیب۔ ابن کثیر اور معالم التنزیل۔ سورۃ نحل آیت ۱۰۸)

حضرت علی نے جھوٹ کہا ہے۔ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ نے جھوٹ کہا۔ جبرئیل و موسیٰ کا فریب۔ اسحاق پیغمبر نے جھوٹ بول کر باپ اور خدا کو فریب دیا۔ ابراہیم پیغمبر نے جھوٹ بول کر اپنی جورو کو بہن کہا اور یہی نہیں بلکہ پھر اُس سے شوہری برتاؤ کیا (دیکھو تاریخ انبیا مطبوعہ ۱۲۷۶ھ دہلی صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۵۶ و ۸ سطر ۲ و ۳ اور صفحہ ۹۶۔ اور توریت پیدائش باب ۲۰، ۲ اور باب ۲ آیت ۱۲ اور باب ۲۶ آیت ۷ اور تاریخ انبیا صفحہ ۵۴ و ۲۳۸ مطبوعہ مرتضائی دہلی و تاریخ طبری صفحہ ۵۰ ۶۲ ۱۲۹۱ھ)

شریعت میں تقیہ یعنے موقعہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے چنانچہ لکھا ہے۔ لا واللہ ما علی وجہ الارض من شئ احب الی من التقیہ اور عقوبت الضالین میں بحوالہ کتاب ہدایت المسلمین کے لکھا ہے "شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ علی نے اور محمد صاحب نے تقیہ بھی کیا ہے۔ اس لئے ہم پر تقیہ فرض ہے یعنے کسی مطلب کے لیے جھوٹ بولنا" (عقوبت صفحہ ۱۰ و ہدایت صفحہ ۴۷ و تحفہ نمبر ۵۷، ۹۹) شیخ الطریقت شیخ مصلح الدین سعدی لکھتا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز (گلستان باب اول) پھر امام غزالی صاحب فرماتے ہیں "رسول صلی اللہ علیہ وسلم در دروغ رخصت دادہ در سہ جائے یکے در حرب کہ عزم خود با خصم راست نگوید و دیگر چوں میان دو کس صلح افگند سخن نیکو گوید از ہر یکے بہ دیگرے اگرچہ او نگفتہ باشد۔ دیگر کسے کہ دو زن دارد با ہر یکے گوید ترا دوست تر دارم (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ نولکشور ۱۲۶۹ھ) اور مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۹۵ و ۵۵ اور تحفۃ الاحبار نمبر ۹ و ۱۹۳)

[محمد صاحب نے اپنے بیٹے کی جورو سے بلا نکاح صحبت کی] مسماۃ زینب زوجہ زید لیپالک بیٹے کی خود سے آنحضرت نے بلا نکاح صحبت کی اور جھوٹ بولا کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے۔ بدی کا قصد ہی نہیں کیا بلکہ کر بھی لی مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورۃ احزاب صفحہ ۱۹۲ ۱۲۸۶ھ۔

مسماۃ حوا جو آدم کے جسم سے نکلی تھی جس طرح بقول پرانوں کے پاک برہما سے ہمہ

سے اُس سے حضرت آدم نے جماع کیا۔ واک یعنے کلام کا مُنہ سے نکلنا ایک سیدھا سادہ علمی استعارہ ہے یہ کسی عورت کا نام نہیں۔ اور نہ برہما جی کی بیٹی کا نام ہے چنانچہ امرکوش میں لکھا ہے गीर्वाक् वाणी सरस्वति یعنے گی۔ واک۔ بانی۔ سرسوتی یہ چاروں نام کلام یا گفتگو کے ہیں مگر حضرت آدم پر اعتراض تا قیامت باقی رہے گا۔ اسی طرح حضرت آدم کے تمام بیٹے اپنی بہنوں سے محبت کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا۔ (توریت باب پیدائش اور تاریخ انبیاء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

نمبر ۵۔ کا جواب یہ ہے کہ جب سارے مسلمان محمد صاحب کے فرزندوں کی جگہ پر پھر حضرت نے طبقہ اول کے مسلمانوں کی بیٹیوں سے کیوں شادی کی جو صریح الزام ہے غور سے سوچو۔

۶ محمد صاحب نے مسلمانوں کو خدا کی عبادت سے روکا

طبقہ اول کے مسلمان زیادہ عبادت کرنا چاہتے تھے محمد صاحب نے اُن کو منع کیا۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کے زیادہ عبادت کرنے کے سبب لوگ اُن کی طرف جھک جائیں چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے "آوردہ اند کہ روزے حضرت رسالت پناہ برائے صحابہ وصف قیامت مے کرد و اہوال شمہ آنروز بازمے نمود تنے چند اصحاب کہ صدیق و مرتضےٰ و ابن مسعود و مقداد و ابوذر و سلیماں ازیشاں بودند در خانہ عثمان بن مظعون مجتمع شدند براں اتفاق کردند کہ بقیہ العمر روز بصیام و شب بقیام گذرانند و بر فراش خواب نہ کنند و گوشت و چربی نخورند و گرد زناں نگردند و ترک دنیا کردہ گلیم پوشیدہ گرد عالم برایند و بریں اتفاق سوگند یاد کردند۔ ایں خبر بحضرت رسالت پناہ رسیدہ بایشاں گفت کہ من مامور نیستم آنچہ شما فکر کردہ اید بدرستیکہ نفس شمارا بر شما حق است پس روزہ دارید و افطار کنید و در شب قیام نمائید و بخسپید کہ من پیغمبرم و خواب مے کنم و روزہ مے دارم و افطار مے نمایم و گوشت و چربی مے خورم و بزناں مے آیم و ایں آیت نازل شد یا ایہا الذین آمنوا (سورۃ المائدہ صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶)

۷ محمد صاحب کی کلام میں ۱۵ سے ۴ غلطیاں ہیں

چنانچہ محدث بخاری نے مُلک مُلک پھر کر چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں پھر جب ان کا امتحان ہوا تو آخر کار ۷۲۹۵ حدیثیں لیں اصل ٹھہرا کر رد کر دیں فقط۔ ۴ حدیث قبول کیں۔ مشکوۃ میں لکھا ہے وبثبوت پیوستہ کہ بخاری گفت من صحیح جامع خود را از شش صد ہزار حدیث تخریج نمودہ ام۔ (جلد اول صفحہ ۱۱) ابو داؤد نے پانچ لاکھ جمع کیں۔ اُن میں سے بقول بعضے چار ہزار آٹھ سو اور بقول بعضے چار ہزار قابل اعتبار گردان کر باقی رد کر دیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بخاری وغیرہ نے کل احادیث کا جایزہ لے کر اُن کے ۱۵ حصہ قرار دے کر ۱۴ حصہ مردود اور ایک حصہ مقبول ٹھہرایا۔ برہما جی کی بابت اگرچہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں لکھا ہے کہ اُن کی کلام کا پانچواں حصہ جھوٹ ہے۔ حالانکہ شاستروں میں ہے کہ ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے اگر ہے تو کسی گرنتھ سے شہادت دو ورنہ ؎ دروغ آدمی را کند شرمسار۔ دروغ اے برادر مگو زینہار۔ پس اِن سب امور میں آپ قرآن اور محمد صاحب کی کس کس غلطی سے انکار اور کہاں کہاں اقرار کرو گے۔ جنہوں نے اپنے ہاتھوں کو خدا کا ہاتھ بتلایا اور اپنے آپ کو پوجوایا۔ جس کی اُمت کے لائق آدمیوں نے جس کو خدا یعنے احد بے میم (احد) ٹھہرایا۔ مولوی رومی جیسے علماؤں نے جسے اوتار بتلایا۔ جس نے خدا کے تمام گذشتہ حکموں الہاموں کی تقویم پارینہ کی طرح بیقدری کی۔ اور جھٹلایا۔ جس نے اپنے آپ کو ختم المرسلین کہلایا۔ جس نے پورب کے نبیوں کے قبلوں سے منہ موڑ نیا دین چلایا۔ جس نے بہشت جھوٹے وعادی اپنی کتاب قرآن میں لکھے ہیں اور جس نے لوٹ مار ذریعہ ترقی سمجھ کر تلوار کے زور سے لوگوں کو گرویدہ بنایا۔ جس نے

اپنے بیٹے کی بہو سے بلا نکاح جماع کیا۔ اور الزام خدا پر لگایا۔ اور ایک جھوٹا افسانہ بنایا کہ خود خدا نے عرش پر میرا نکاح زینب سے پڑھا۔ اور جبرائیل گواہ بنایا۔ جس نے ریاضت و نفس کشی سے لوگوں کو باز رکھ کر ۷۲ حور اور ۲۷ غلماں کی دام الفت میں پھنسایا۔ اور خدانخواستہ بہشت کو ایک شہوت خانہ بنایا۔ جس کے کلام میں ۱۴ حصہ جھوٹ اور ایک حصہ سچ مطالعہ میں آیا بھلا کیا ایسا شخص خدا کا رسول اور حامل وحی ہو سکتا ہے۔ اور کیا ایسے شخص کی سفارش سے کسی طرح کی دین و دنیا کی بھلائی ہونی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس ہم کو بقول تمہارے کہنا پڑا۔ ؎
تو شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

۸ نش کی بابت اعتراض کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۳۱ و ۲۳۲۔ از انجملہ ایک پیشوا اِن کے نشن جی ہیں جنہوں نے دھوکا دے کر برندا جلندھر کی جورو سے زنا کیا۔ اور اسکی بد دعا سے پتھر بن گئے۔"

جواب۔ دین اسلام کے پیغمبروں اور پیشواؤں میں سے ایک بھی ایسا پیر جس کے عمدہ چال چلن سے دُنیا کو نیکی اور اخلاق کا سبق حاصل ہو۔ معمولی دیوں کی حالت کو ہم کیا کہیں اور کس کے آگے بیان کریں جبکہ بڑے بڑے پیغمبروں کے چال چلن کا یہ حال ہو۔ ایسے موقعہ پر ہم کو اسلام کی حالت دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تو نے خود با بیان اسلام کا کیا اخلاق سدھارا۔ جو لوگوں کا سدھاریگا۔ ؎
تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی بدیگراں ہم — حقا کہ واجب آمد تو احتراز کردن

اسلام کے نامی گرامی بلکہ الہامی پیغمبروں میں سے ایک حضرت داؤد ہیں۔ جنہوں نے اوریا کی جورو بیطشا (بنت سبع) کو ورغلا کر اُس سے زنا کیا۔ اور اوریا اُس کے خاوند کو فریب سے دھوکا دے کر قتل کرا دیا۔ اگر کسی متعصب مولوی کو انکار ہو تو ہم شہادت پر تیار ہیں۔ دیکھئے تمہاری مقدس کتاب سموئیل میں خدا اس طرح فرماتا ہے "اور ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اُٹھا۔ اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ اُنہوں نے کہا۔ کیا وہ العام کی بیٹی (بیت سبع) نہیں اور اوریاہ کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اُس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اُس پاس آئی اور اُس سے ہم بستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اُس نے داؤد پاس خبر بھیجی۔ کہ میں حاملہ ہوں۔" (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۵ تک) اوریاہ کے مروا دینے کے بعد داؤد نے اُس کو جورو کر لیا۔ اور داؤد پیغمبر کے نطفہ سے اُس عورت کے شکم سے پیغمبر زادہ حرام کا لڑکا پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲۶ و ۲۷ صفحہ ۳۹۱ کالم ۲ ۱۸۸۲ء)

پھر اُسی عورت سے داؤد نے دوبارہ صحبت کی۔ اور حمل ٹھہرایا۔ اور اُسی عورت سے حضرت سلیمان پیغمبر پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۲۔ آیت ۲۴ و ۲۵ صفحہ ۴۰۲ کالم ۲ ۱۸۸۲ء لودھیانہ)

حضرت داؤد نے اُس عورت کو جب کہ وہ نہا رہی تھی علانیہ برہنہ دیکھا۔ (سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲) حضرت داؤد وہ ہی اسلام کے ہیں جن پر خداوند تعالیٰ نے زبور مقدس نازل فرمائی۔ اِس کے ساتھ ہی دیکھو قرآن سورۃ ص "دخلوا علی داؤد ففزع منھم قالو لا تخف خصمٰن" الخ۔ اسکے حاشیہ پر صفحہ ۴۲۲ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ "داؤد علیہ السلام نود و نہ زن داشت مع ہذا زن دیگر کہ در خطبہ شخصے بود در نکاح او بود درخواست کرد۔ خدا تعالیٰ فرشتگان بجہت تنبیہ داؤد بشکل خصوم متمثل

ساحت۔ اشارت باین قصہ است وبین آیات،، اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ بعضے از مصداں این قصہ را بر وجہے ایراد کردہ اند کہ شرع وعقل در قبول آں اباء میکند صفحہ ۲ اور اسی کے متعلق تفسیر میں ہے۔ قیل ھما ملکان لیطالق ما قبل من جھل الجمع و قیل اتاہ فی الصیم لیغاظھما والخصیم یطلق علے الواحد والکثیر وھما ملکان جاءا فی مثلے ما وقع منہ وکان للہ تسع وتسعون امراۃ وطلب امراۃ شخص لیس لہ غیرھا وتزوجھا ودخل بہا،، دیکھو تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۳۰۸ھ صفحہ ۱۱) اور قرآن مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۶۰ پر لکھا ہے دیکھو ف ۴، اور دیکھو تاریخ انبیا ذکر داؤد صفحہ ۱۵۱ سے ۱۵۳ تک ۱۲۷۶ھ وسیر الرسل ودیگر سواح ولب لباب واخلاق الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ داؤد سے ضرور زنا کیا،،

بشن جی کا واقعہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ مگر داؤد کا قصہ عموماً دین اسلام کی مستند والہامی کتابوں میں لکھا ہے۔

اعتراض صفحہ ۲۵ اسکند پوران کے ادہیا چھیاویں میں لکھا ہے۔ کہ بشن جی نے لعبد ۲۰۵ حجۃ الہند راجا دیوداس راجا کاشی کے یہ ہدایت عام فرمائی کہ جہان کا خالق کوئی نہیں جو بردیوں کے ساتھ عیش کرنا ہی مکت اور نجات۔ اور جسم کا فائدہ ہے اور جورو اور بہن اور بیٹی میں فرق جاننا بے عقلی ہے تمام عورتوں کو یکساں جانکر جس سے دل چاہے مزا کرے۔

جواب یہ راجا بہت قریب زمانہ کا ہے جبکہ مذہب بام مارگ ہندوؤں میں چلا تھا۔ جو کہ زنا و شراب نوشی وگوشت خوری و بدچلنی کی بنیاد ہے۔ کسی بشن نام برہمن بام مارگی نے یہ کام کیا ہوگا۔ جیسا کہ اب بھی بام مارگی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر وید دہرم کے قطعی مخالف ہیں اور مہاتما پنڈت اس طریقہ کو بالکل ناپاک سمجھتے ہیں دیکھو لفظ بام پر ستیارتھ پرکاش استوتر سمادھی۔

تاریخ الخلفا میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ قال لما افضت الخلافۃ الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریۃ من جوار المھدی فراودھا علی نفسھا فقالت لا اصلح لک ان اباک قد طاف بی فشغف بہا فارسل الی ابی یوسف فسالہ اعندک فی ھذا شیٔ فقال یا امیر المومنین اوکلما ادعت امۃ شیئا ینبغی ان تصدق لا تصدقہا فانہا لیست بمامونۃ۔ قال ابن المبارک فلم ادر ممن اعجب من ھذا الذی وضع یدہ فی دماء المسلمین واموالھم یتحرج عن حرمۃ ابیہ او من ھذہ الامۃ التی رغبت بنفسہا عن امیر المومنین او من ھذا فقیہ الارض وقاضیہا قال اھتک حرمۃ ابیک واقض شھوتک وصیرہ فی رقبتی۔ فضل رشید کی چند جزوں میں۔ خدا اسکو معاف کرے سلفی طیوریات میں اپنی سند سے ابن مبارک سے روایت کرتا ہے۔ کہ جبوقت خلافت ہارون رشید تک پہنچی۔ تو اُس کے اوپر مہدی اُس کے باپ کی ایک مدخولہ گرویدہ ہوئی اس نے اُس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا۔ اُس نے کہا تیری بھلائی نہ ہوکہ تیرے باپ نے میرے ساتھ صحبت کی ہے۔ ہارون رشید فریفتہ ہوگیا۔ اور آدمی بھیجا ابو یوسف امام زماں کے پاس۔ اور اس سے سوال کیا کہ اس کے جواز میں بھی تیرے پاس کوئی چیز ہے۔ امام نے فتویٰ دیا کہ اے امیر المومنین جس چیز کو وہ طلب کرتی ہے چاہیے کہ تو اُس کو دے دیوے تاکہ میں اس کی تصدیق کروں کیونکہ وہ ماموں نہیں ہے۔ یعنے عورت کی قابل اعتبار نہیں اسکو تصرف میں لانا چاہیئے۔ کہا ابن مبارک نے کہ مجھے معلوم نہیں زیادہ عجیب اس شخص سے کہ جسنے رکھا ہے۔ ایسا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور مال میں اور دخیل ہوتا ہے ایسے باپ کی حرمت میں۔ یا اس عورت سے جسے کہ رغبت کی اپنی جان سے امیر المومنین کو۔ اور اس فقیہ الزماں اور قاضی سے کہ جسنے فتویٰ دیا کہ اپنے باپ کی حرمت کو پھاڑ ڈال اور اپنی شہوت کو پورا کر اور اُس کو اپنے تصرف میں لے آ۔،، از صفحہ ۱۹۷ ۱۳۰۹ھ مجتبائی دہلی)

کرشن جی کی بابت اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۴ و ۲۵۲ و ۵۲۳ اعتراض کرشن کا شرک کرنا۔ اور شرک کا حکم دینا یعنے خود برہمنوں کی اور مہادیو کے لنگ کی اور بن پرستی کی۔ اور آگ کی پرستش کرنا۔ اور دوسروں سے کروانا اور دیوتا کے واسطے جگ کا حکم دینا۔

جواب۔ کرشن جی نے۔ تو کبھی شرک کیا اور نہ شرک کا حکم دیا۔ بلکہ ہمیشہ شرک سے نفرت کرنے اور لوگوں کو راہ راست کی ہدایت دیتے رہے مہابھارت شانتی پرب ادہیا ۳۴۵ میں لکھا ہے۔

मरपान प यमा चिअय सउता

ना निथ थव अ वलो कातत प स्नात दवौ ब्र म्ह सनानन

یعنے سری کرشن جی نے یوگ کی سمادھی میں گیان کے ذریعہ سے تحقیق کرکے اُس سناتن برہم پرماتما کا دھیان کیا۔ ہاں اگر کرشن جی کے شرک سے مراد برہموں کی تعظیم و تکریم ہے۔ تو اس کے ہم اقبالی ہیں۔ بے شک کرشن جی نے جو کہ ایک نیک انسان اور فاضل آدمی تھے۔ برہمنوں کی خدمت کی اور تا زیست کرتے رہے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد — ہر کہ خود را دید او محروم شد

اور وید میں حکم ہے کہ پانچ کام روزمرہ انسانی فرائض سے ہیں (۱) عبادت اُپاسنا یعنے صحت روحانی کا علاج (۲) اگنی ہوتر یعنے صحت جسمانی کا علاج (۳) پتر یگ یعنے ماتا پتا و اچاریہ برہمن کی خدمت وتعظیم۔ (۴) اتھتی یگیہ یعنی مہمان نوازی (۵) غریب غربا کے واسطے جو مستحق ہو خیرات۔ برہموں کی تعظیم اگر شرک ہے۔ تو ماں باپ کی تعظیم وتکریم بھی شرک ہے۔ اور یہ نوح سے لے کر سب پیغمبر کرتے رہے۔ پس بقول تمہارے سب مشرک ہوئے۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ یہ جرم نہیں بلکہ ثواب ہے۔ اور اخلاق حسنہ کا فتح الباب ہے۔

مہادیو کے لنگ کی کرشن جی نے پوجا نہیں کی۔ اور نہ کرشن جی کے وقت میں یہ بدفعلی رائج تھی۔ اس کا رواج بہت پیچھے چلا ہے۔ کرشن جی تو ایک پرماتما کے بھگت تھے مفصل دیکھو گیتا کا آٹھواں ادہیا۔ اور اگر ہون سے مراد آتش پرستی ہے۔ تو یہ صرف آپ کی عقل کی پستی ہے۔ ہم آگ کی پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ ویدک ہدایت کے مطابق ہون کرتے ہیں۔ اور آگ کے پوجاری کو وید انو کول برا سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن جی بھی سمجھتے تھے۔ مگر یہ اعتراض تمہارے قرآن اور دین اسلام پر آتے ہیں۔

محمد صاحب نے شرک کیا۔ سنگ اسود کو چوما۔ اور اُس کی برکت سے اُن کے گناہ دور ہوئے کعبہ کی پرستش کی۔ اور سنگ اسود کو خدا کہا۔ بتوں کی تعریف کی۔ ۱۴۰۰ تک یہودیوں کی خاطر بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ جبکہ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے۔ تب بھی اُسی بت خانہ کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ ساری دنیا کو مکان پرست بنا دیا۔ خدا کو محدود ایک دیشی کعبہ کا مکین ٹھہرایا شیطان کو ہر جگہ حاضر وناظر بتلایا۔ خدا کے مقابلہ میں گمراہ کرنے والا اور خدا کا مخالف قائم کرایا تا لوگوں کو چاہ جہالت میں گرایا۔ پس خود محمد صاحب نے شرک کیا۔ اور شرک کا حکم دیا حجۃ الہند صفحہ ۵۲۳۔ کرشن جی جراسندھ کے خوف سے دوارکا میں بھاگ کر جا بیٹھے تھا

(اردھا بھارت سبھا پرب)

جواب - جس طرح محمد صاحب بخوف قریش مکہ سے بھاگ کر غار ثور میں جا چھپے اور وہاں پر تعاقب کرنے سے مدینہ کو بھاگ گئے۔ وہ آپ سے پہلے کئے گئے کرشن راہ سے کیا علاقہ معمولی آدمی ہے جو ڈرکر میں۔ خدا نے بھی یہ بات ایسی ہی طاقت کو بھلا کر جیسا کہ تبلائی۔ سی وزیت ... تحریر ہوا جو حضرت کی مفرورت کی تاریخ ہے حملہ حیدری میں لکھا ہے۔

چو بوبکر زاں حال آگاہ شد — ز خانہ بیروں رفت و ہمراہ شد
گرفتند پس راہ شیرب بہ پیش — بنی کرد نعلین از پائے خویش
پیمبر بخود راہ رفتن گرفت — بپائے خود زد بس نہفتن گرفت
چو رفتند چندے بدامان دشت — قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت — ولے زین حدیث است جائے شگفت
بر فتند القصہ چندے دگر — چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب — کہ جو اندر عرب عالیٔ ثور لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے — ولے پیش رہا بوبکر پائے
ہر جا کہ سوراخ با غار دید — قبا را بدرید و آں رخنہ چید
در آمد رسول خدا ہم بغار — نشستند یکجا ہم ہر دو یار
بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب — بسر برد آں سہ لغرماں رب

اور ناسخ التواریخ میں خود حضرت علی کا اقبال بھی درج ہے کیونکہ دھوکا محمد صاحب کی مرضی اور ترغیب سے دیا گیا تھا۔ مورخ گبن صاحب نے لکھا ہے "اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے۔ مگر وہ دھوکے میں آکر علی کو محمد سمجھے ہوئے تھے۔ جو رسول کے بستر پر اسکی سبز چادر اوڑھے سو رہا تھا۔" (تواریخ زوال روم واعیا۔ صفحہ ۹۰) ایک اور جگہ گبن صاحب نے لکھا ہے "قریش لوگوں نے محمد صاحب کی تلاش میں مکہ کی تمام نواح چھان ڈالی۔ اور اس غار پر بھی پہنچے جس میں آپ اور اُن کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ مگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلے نے جو خدا نے کافروں کو دھوکا دینے کے لئے پیدا کر دیا تھا۔ اُن کو یقین دلایا کہ اُس جگہ کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی وہاں آیا ہے" (دیکھو تاریخ زوال رومتہ الکبریٰ واعیا صفحہ ۹۴)

محمد صاحب چند آدمیوں کے خوف سے بھاگے اور کرشن جی ایک لشکر جرار کے مقابلہ میں سے ... ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

تحفۃ الہند۔ ۱۴۲ - ایک بار کرشن جی نے رکمنی سے فرمایا کہ جو کوئی تمہارے لائق ہو اسکے گھر جا بیٹھو۔ میں تم سے محبت نہیں رکھتا۔ رکمنی نہایت خفا اور غمناک اور پریشان ہوئی تو آپنے رکمنی کو گلے لگا کر فرمایا کہ جب کوئی عورت حسین خفگی سے ناک بھوں چڑہاتی ہے تو عجب دلربا نظر آتی ہے۔ اسواسطے ہم نے تم سے یہ بات کہی تھی تاکہ تم خفگی فرماکر اپنی بھویں چڑہاؤ۔ اور ناز معشوقانہ ہم کو دکھاؤ۔

جواب - عورت اور خاوند میں باہمی عاشقانہ و معشوقانہ محبت ہونی چاہیے وہی کرشن اور رکمنی میں تھی۔ کثرت محبت کے سبب اکثر ایسے واقعات ہوتے ہیں کوئی ایسی باتیں سوائے باہمی مذاق کے بدچلنی میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ نتیجہ ہر طرح ٹھیک ہے۔ جیسا کہ خود تمہاری تحریر سے ظاہر ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ اعتراض کس خیال سے کیا۔ ذرا پہلے اپنے گھر میں حضرت کا چال چلن تو دیکھ لیا ہوتا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ولنا چوں گفتہ عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا در ابتدائے مرض آنحضرت علیہ السلام والسلام وا راساہ فرمودۂ آنحضرت بل ارشاد مود اگر ... ری تو اے عائشہ پیش از من بمیری ... ہم ترا کفن دادہ ... ومن بر تو نماز گزارم و ترا دفن کنم اور این سخن گراں آمد وعائشہ گفت دوست میداری تو مرا ... مراد و مقصود آنحضرت آں بود کہ چوں رحلت او بود راز ایں عالم دانستہ بود خواست کہ عائشہ پیشتر از وے ازیں عالم منتقل شوند"

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ ۱۲۹۴ھ نولکشور) اور ایسا ہی ذکر مشکوۃ کتاب الفتن باب فی وفات النبی جلد ۴ صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۲ میں ہے)

تاریخ انبیا میں ہے کہ ایک دن آنحضرت باہر سے تشریف لا رہے تھے۔ عائشہ نے کہا کہ میرا سر دکھتا ہے حضرت نے کہا میرا سر دکھتا ہے۔ اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں اچھی طرح تمہاری تجہیز و تکفین کروں۔ نماز جنازہ کی پڑھوں۔ عائشہ نے کہا کہ گویا آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور آپ بے تنگ اور سلی ہو کر اُسی دن میری جگہ سوویں گے۔ حضرت نے تبسم فرمایا" (صفحہ ۲۹۳ ۱۲۸۱ھ) اور دیکھو صحیح بخاری کتاب المرض صفحہ ۷۶ و تاریخ ابی الفدا عربی صفحہ ۹۱ جلد اول و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ نولکشور ۱۰۸۳ھ)

پیارے ناظرین دونوں کے تفاوت پر غور فرمائیے۔

رکمنی کرشن جی پر مرتی تھی۔ اور محمد صاحب عائشہ پر مرتے تھے۔ رکمنی اور کرشن جی کی محبت دنیا پر آشکارا ہے اور محمد صاحب و عائشہ کی حالت بھی کسی ایماندار محمدی سے مخفی نہیں رکمنی کرشن جی کے جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی اپنی پتی برتا دہرم کو پالن کرتی رہی مگر عائشہ حضرت کے جیتے جی بدنام ہو گئیں۔ قرآن میں جہاں یہ قصہ مذکور ہے۔ اسکا نام سورۃ النور ہے۔ ان الذین جاؤ بالافک الخ اور تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۷۵ ۱۲۷۶ھ بمبئی و تفسیر جلالین صفحہ ۲۸۵ جلد ۲ ۱۲۹۹ھ حیدری بمبئی و ازالہ ... الالہام صفحہ ۴۳۰ و ۴۳۱۔ اور صحیح بخاری صفحہ ۵۹۴ - ۵۹۹ ۱۲۶۲ھ۔

مولوی حسین واعظ بڑے صاف لفظوں میں ڈرتا ہوا اقبال کرتا ہے "اسی روز سے عائشہ کی بابت محمد صاحب کے اصحابیوں کی نیت میں خلل آیا جیسا لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ یکے از صحابہ گفتہ بود کہ اگر حضرت پیغمبر را وفات رسد من عائشہ را بخواہم و دیگرے را در خاطر گذشتہ بود و بزبان نیاوردہ۔ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ صحابہ کی نیت صدیقہ کی طرف نیک نہیں ہے۔ تو جھٹ ایک آیت اوتار لی۔ سورۃ احزاب ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذالکم کان عند اللہ عظیما۔ و نہ آنکہ نکاح کنید زنان او را از پیغمبر با ہیچ از وے ہر گز ہر آئینہ ایں کار ہست نزدیک خدا گناہ بزرگ" (صفحہ ۲۰۵ تفسیر حسینی جلد ۲)

اور عائشہ و محمد صاحب کے حق میں سعدی کی گلستان کے باب ہفتم کی وہ حکایت ساری کی ساری موزوں ہے جسکے اخیر میں لکھا ہے "زن جوان را تیرے اگر بپہلو نشیند بہ کہ پیرے۔" مگر کرشن و رکمنی کے لئے۔ میاں عاشق و معشوق رمزے ہست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست۔ اب ہم یہ تبلاتے ہیں کہ کرشن جی کی تعلیم اور نبوت دین اسلام کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ جس کا آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ بلکہ بعضے مسلمانوں کا بھی یہ گمان ہے کہ کرشن کنہیا جی موحد بلکہ پیغمبر تھے اور حج کرنیکے ارادہ کا ہند میں آئے۔ اور ان کی نسبت جو کتب ہنود میں افعال ناشائستہ لکھے ہیں محض غلط ہیں" (تحفۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سطر ۵-۷)

دوم حدیث میں ہے۔ کان النبی فی بلاد الہند نبیا اسود اللون اسمہ کاہن ترجمہ تحقیق ہوا ہے نبی ہندوستان میں سیاہ ہے رنگ اُس کا اور نام اُس کا

کاہن ہے۔ دیکھو فتوحات مکی اور مدینۃ التحقیق۔
کاہن کرشن جی کا نام ہے اور خود لفظ کرشن کے معنے بھی اسود اللون کے ہیں۔
سوم اہل شیعہ کا وہ سہرا نام جو علی کی تعریف میں پڑھا کرتے ہیں اسمیں لکھا ہے ؎

ہندوانم کرشن خوانند مسلمانم علی ‌ ‌ ‌ ‌ حیدر کرار گوید خالق ہر دو سرا

اب ہم اس بات کا رد کرتے ہیں جو کہ آپ نے لکھا ہے کہ وہ حج کر کے براہ دوارکا ہند میں آئے۔ واضح ہو کہ راجہ یدہشٹر کا سمت اس وقت ۴۹۹۱ ہے اور کرشن جی اُس کے ہمعصر تھے (مفصل دیکھو تاریخ دُنیا حصہ اول)

ابراہیم جس نے کعبہ بنایا اُس کو پیدا ہوئے ۳۸۱۱ سال ہوئے۔ اُس سے پہلے کعبہ کا نام و نشان نہ تھا کرشن جی محمد صاحب سے ۳۶۳۲ سال پہلے۔ اور ابراہیم بانی کعبہ سے ۱۱۷۹ سال پہلے ہوئے۔ اُن کے وقت میں نہ تو ابراہیم تھے اور نہ محمد صاحب۔ کتم عدم میں مخفی تھے۔ اس لئے حج کرانا سراپا بے معنی گپ ہے اور براہ دوارکا ہند میں آنا ایک اور لایعنی خیال ہے۔ کرشن جی فی الحقیقت بقول حدیث اور علماء اسلام کے نبی تھے۔ اور بقول جمیع اہل ہنود کے ایک معزز رشی تھے۔ اور اُنہوں نے فرمایا ہے کہ سوائے وید مارگ کے اور سب دھوکا بازی ہیں انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ وید دھرم پر قائم رہے اور مکاروں کے فریب میں ہرگز نہ پھنسے۔ وہ ایک مشہور و معروف رشی تھے۔ مہابھارت اور گیتا اُن کے اعتقاد کی شاہد ہیں۔ عرصہ تقریباً سات آٹھ سو برس کا گزرا کہ ایک شخص بام رگی نے جس کا نام بوپ دیو اور رہنے والا مقصود آباد مُلک بنگالہ کا تھا۔ ایک کتاب محض بُرائی اور خرابی سے بھری ہوئی بھاگوت کرشن جی کو بدچلن ثابت کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے بنائی جسے راس لیلا وغیرہ بڑے ناٹکوں کا رواج ہو گیا۔ جو اصل ست شاستر کے قطعی خلاف ہے اور سراپا دور از انصاف۔

اعتراض صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ ۔بھاگوت اسکند۔ اتر جمہ گنیت رائے میں ہے کہ کرشن ایک دن گوپیاں کے کپڑے اٹھا کر کدم پر چڑھ گیا۔ اور اُن کو ننگا دیکھا۔ اور پھر ۱۰ اسکندھ میں لکھا ہے کہ گوپیوں کے ساتھ ایک رات کرشن جی نے راس لیلا کی کرشن جی گوپیوں کو خصوصاً اپنی پیاری رادھا کو بڑی محبت سے سینہ اور گلے سے لگا کر عیش کر رہے تھے۔ آخر تمام گوپیوں کو بہت دان دے کر اُن کی خواہش پوری کی۔

جواب۔ یہ تمام الزام باطل ہیں۔ اُن کے کسی فقرہ میں صداقت کا نشان نہیں۔ کیونکہ بھارت اور گیتا دونوں اُس کے مخالف ہیں۔ اُن میں ان امور کا مطلق ذکر نہیں۔ خود بھاگوت میں بھی جہاں تک ہم نے غور کی رادھکا نام مذکور نہ پایا۔ اگرچہ بھاگوت خصوصاً اور دیگر پُران عموماً غیر معتبر ہیں۔ مگر مترجموں نے اور بھی اندھیر کر دیا۔ ایک دو ترجموں کے سوائے اور کوئی ترجمہ بھاگوت کا ٹھیک نہیں اور وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب تک کرشن جی برندابن و گوکل میں رہے اُن کی عمر ۱۰۔۸ سال کی تھی۔ پس ایسے نابالغ بچہ کی حرکات عقلاً قابل اعتراض نہیں ہیں۔ بنابراں کرشن جی پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ مگر ذرا اپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حال دیکھیئے کہ اُس نے کس طرح مریم کو برہنہ دیکھا اور کیا فعل کیا۔

نمبر ۱ سورۃ مریم قرآن۔ واذکر فی الکتب مریم اذا انتبذت من اھلھا مکاناً شرقیاً فاتخذت من دونھم حجاباً فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویاً قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیاً قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیاً قالت انی یکون لی غلام و لم یمسسنی بشر و لم اک بغیاً۔

پھر قرآن سورۃ تحریم میں ہے۔ و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ ترجمہ مریم دختر عمران را کہ نگاہداشت خود را پس بدمیدیم در او روح خود را (ترجمہ شاہ ولی اللہ) اور ایسا ہی ذکر سورۃ انبیاء میں ہے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ یعنے غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنوار ہوئیں۔ شرم سے وہ مکان مشرق کو تھا۔ اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں مشرق کو بشراً سویا کے معنے جوان خوب صورت۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۴ مجتبائی دہلی ۱۲۹۶ھ۔ مریم کے برہنہ غسل کرنیکا واقعہ مولوی رومی نے دفتر سوم مثنوی میں بعنوان پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت غسل و برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالےٰ۔ صفحہ ۲۰۔ ۱۲۹۳ مجتبائی میں یہ سارا قصہ لکھا ہے اور حضرت ذکریا کیوں مارے گئے۔ اسکے قتل کا سبب بھی روضۃ الصفا ۲۰ ۱۲۷۱ دہلی مجتبائی بھی ملاحظہ طلب ہے۔ **نمبر ۲** نبی داؤد نے بنت سبع جو اوریاہ کو برہنہ دیکھا اور زنا بھی کیا۔ اور اسکے خاوند کو مروا بھی ڈالا (دیکھو سموئیل باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۲۷ تک) **نمبر ۳**۔ حضرت سلیمان نے کہا گیا راس لیلا۔ اور گوپیوں کے واسطے کیا شرک و کفر کیا۔ (سلاطین اباب ۲۔ آیت ۲۳۔ ۳۵۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۱۔ ۴۔ اسی سلیمان کی بابت لکھا ہے۔ سلیمان را سہ صد منکوحہ و ہزار سریہ بود و غیرہ وغیرہ (مدارج جلد ۲۔ نولکشور صفحہ ۵۹۲) **نمبر ۴**۔ حضرت داؤد کے فرزند ارجمند حضرت امنون علیہ السلام نے اپنی خوبصورت بہن تمر کے ساتھ کیا کچھ منہ کالا کیا۔ (دیکھو سموئیل ۲۔ باب ۱۳ آیت ۱ سے ۱۸ تک صفحہ ۳۰۳ ۱۸۸۳ء۔ لودھیانہ) اگر آپ خود نہ پڑھ سکتے ہوں۔ تو ان مقامات توریت مقدس کو کسی اور سے پڑھوا کر تسلی کر لیجئے۔ تاکہ آپکو بخوبی معلوم ہو جائے۔

نبی تیرے فرشتے تیرے سارے ‌ ‌ ‌ ‌ پھرس تھے عورتوں پر یا پیارے
نگاہ شوخ کی تعریف سُن کر ‌ ‌ ‌ ‌ خدنگ عشق رکھتے تھے جگر پر
فدائے قامت بیساختہ تھے ‌ ‌ ‌ ‌ بہ رنگ فاختہ دل باختہ تھے

مہادیو کی بابت **اعتراض ۱۸**۔ خدا ہونا مہادیو کا بقول چاروں ویدوں کے

اعتراضونکا جواب **جواب**۔ بے شک لفظ مہادیو کے معنے پرمیشور کے ہیں۔ مہا سب سے بڑا دیو عالم و مالک۔ پس سب سے بڑا عالم یعنے عقل کل و مالک کل پرماتما ہے دوسرا کوئی نہیں۔ فرانسیسی فاضل ڈاکٹر برنیر صاحب نے لکھا ہے ”خدا کے صفاتی نام برہم یعنے سب سے بڑا۔ بشن یعنے سرودیاپک و مہادیو یعنے پرجلال ہیں۔ پر وہ کوئی آدمی ویدک محاورہ کے مطابق نہیں تھے“۔ (دیکھو اُنکا سفرنامہ صفحہ ۱۵۲ جلد دوم)

اعتراض ۲۶۔ وقت شادی ہمراہ گوریجا کے مار پیٹ کرنا عورتوں کا مہادیو کو اور ٹھٹے مذاق کرنا (شو پوران)

جواب ویدک مہادیو پرماتما کا نام ہے اور پُرانک مہادیو ایک راجا کا نام ہے جو ہمالہ کی پہاڑی علاقہ کوہ شوالک کا راجا اور پاربتی کا خاوند و جیہ کا داماد گنیش و سوم کارتک کا باپ تھا اور مثل پہاڑی لوگوں کے بیلوں کے رتھ اور بیل پر چڑھا کرتا تھا۔ اس کا علاقہ کوہ شوالک سے کیلاش تک تھا۔ یہ انسان اور فاضل آدمی تھا۔ اسی پہاڑی مہادیو کا حال بطور ناٹک شیو پُران میں لکھا ہے۔ اگر آپ کو شک ہو کہ مہادیو آدمی کا اور خدا کا کیسے نام ہے تو اسکے واسطے دیکھو۔

سر مد ایک فقیر کا نام ہے اور خدا کا نام بھی۔ دیکھو منتخب و صراح و غیاث
احد خدا کا نام بھی اور ایک مشہور و معروف صوفی افغان کا بھی (دیکھو دبستان مذاہب)
محمد خدا کا نام بھی ہے۔ اور نبی کا نام بھی۔
محمود خدا کا نام بھی۔ بادشاہ کا بھی پیغمبر کا نام بھی

اب باقی اعتراضونکا جواب سنیئے۔ یعقوب نبی نے اپنے ماموں کی بیٹی

راخیل نام پر عاشق ہو کر سات سال تک گلہ بانی کی مگر افسوس کہ اتنی محنت سے بھی وہ نہ ملی بلکہ اُس کے سُسر نے دغا کر کے دوسری لڑکی بیاہ دی۔ جس پر اُس کو سات اور بھیڑیں چرانی پڑیں۔ تب راخیل ہاتھ لگی (خوب ۱۴ سال خدا کی عبادت کی) دیکھو توریت پیدائش باب ۲۹۔ آیت ۹-۳۰-

اسی طرح موسیٰ نبی ایک عورت کیواسطے دس سال بھیڑیں چراتا رہا۔ چنانچہ لغات میں لکھا ہے۔ "ان واو دہ ایس کہ ایشاں موسیٰ علیہ السلام کرد وہ سال تبا بق حضرت شعیب کردہ آخر شعیب علیہ السلام بدختر خودش نام و کردہ" از بیان و عیات یہی ذکر توریت میں ہے۔ دیکھو خروج باب ۲ و ۳۔ اور یہی ذکر قرآن سورہ طٰہٰ میں ہے۔ یہ باتیں جو راجا مہادیو کے ساتھ ہنگام بیاہ عورتیں کرتی رہیں۔ ٹھٹھے مذاق میں داخل ہیں۔ کرامات و خوارق عادات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ اعتراض کرنے سے پہلے آپ نے مندرجہ بالا دو نبیوں کا حال تو پڑھ لیا ہوتا۔ اور اگر کرامات وغیرہ کے متعلق دیکھنا چاہو تو یاد رکھو کہ **امیر حمزہ** حضرت کے اصحاب کی ویسی کی عورتوں نے مار پیٹ تو در کنار ناک کان کاٹ لئے تھے۔ نہ کسی نے کرامات دکھائی اور نہ جوں و چرا شیخ المذنبین ختم المرسلین۔ حیدر کرار۔ علی مختار۔ لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار سب منہ دیکھتے رہ گئے۔ افسوس۔ **احد** کی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص رحمت اللہ علیہ نے خود حضرت محمد کے دو دانت توڑ ڈالے تھے۔ وہاں کوئی کرامات نہیں دکھا سکے۔ (دیکھو تاریخ انبیا) **اعتراض ۴۰۔** کشتی کرنا مہادیو کا ارجن کے ساتھ اور کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا۔ **جواب۔** مہادیو پہاڑی راجا اور ارجن میدانی راجا تھا ہرج کیا ہے۔ اگر کشتی کی ہو۔ مگر تمہارے یعقوب نبی کا خدا سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آخر وہ خبیثی کی حرکت کی۔ جسے سوائے نامرد کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ یعقوب کی ران کی نس کو ہتھیار سے چھوا۔ اور یعقوب کی ران کی نس اُس کے ساتھ کشتی کرنے سے چڑھ گئی۔

(توریت پیدائش باب ۳۲۔ آیت ۲۴-۲۲)

اعتراض۔ مہادیو نے شراب پی اور ننگا ناچا

جواب۔ اگرچہ آپ نے کوئی صحیح حوالہ نہیں دیا۔ مگر ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ توریت کھول کر نوح نبی کی زندگی کا مطالعہ کرو جہاں لکھا ہے۔ "واتت اُن نوح تکوین خلا عاو عرس کرما و شرب من الخمر فسکر و تعرّی داخل خبائہ۔ فالبصر حام ابو کنعان عورۃ ابیہ" ترجمہ نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اُس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اُسکی شراب پیکر نشہ میں آیا۔ اور اپنے ڈیرہ کے اندر آپکو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اُسے ننگا دیکھا۔" توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۰ و ۲۱ اور اُسی شرابی کی دعا خدا نے قبول کی توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۵ و ۲۶ و ۲۷

اعتراض ۴۲۔ قتل کرنا مہادیو کا بیگناہ برہمنوں کو۔ **جواب۔** یہ بات کسی معتبر گرنتھ سے ثابت نہیں۔ مگر تمہارے موسیٰ نبی نے ایک مصری بیگناہ کو مار ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو اُسکے بھائیوں سے تھا مار رہا تھا۔ پھر اُس (موسیٰ) نے اُدھر اُدھر نظر کی۔ اور دیکھا کہ کوئی نہیں تب اُس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں چھپا دیا اور جب فرعون نے پکڑنا چاہا۔ تو بھاگ گیا۔ گویا بموجب تعزیرات ہند دفعہ ۳۰۲ کا اشتہاری مجرم تھا۔ (دیکھو توریت خروج باب ۲۔ آیت ۱۱ و ۱۲) افسوس کہ حاضر و ناظر خدا کا ذرا خوف نہ آیا یہی ذکر تاریخ انبیا صفحہ ۹۸ سنہ ۱۲۶۲ء میں ہے۔ اور یہی بیان قرآن میں بھی توریت سے نقل کیا گیا ہے دیکھو سورۃ طٰہٰ "وقتلت نفسا فنجینک من الغم" ترجمہ اے موسیٰ کشتی تو نے آن پس غلام را تو غم تر از غم۔ اور اس قصہ کا تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری

بمبئی جلد ثانی صفحہ ۹ پر اقبال ہے اور ایسے ہی سورۃ شعرا میں ہے۔ "ولہم علی ذنب فاخاف ان یقتلون" ترجمہ مرا ایشاں راست بر من دعوٰے گناہ ہے کہ کردم مراد قتل قبطی ست پس می ترسم از آنکہ مرا بکشند بعوض قبطی۔"

گنیش کی بابت اعتراضوں کا جواب

مولوی۔ گوبرا کی جو نشا مد عجیب کرنا مہادیو کا اور لاچار ہو کر گنیت کی پوجا اور ایک برس کے روزوں زبر تو ں اکی منقت کا ارشاد فرمانا۔ گنیت نام دیوتا ہے بصورت بیل جسکا نام گنیش ہے (تحفۃ الہند صفحہ ۲۴)

آریہ۔ گنیش یا گنپتی لفظ کے معنے ہیں گن کا مالک اور اس لحاظ سے یہ کسی آدمی کا نام نہیں بلکہ پرمیشور کا ہو سکتا ہے۔ جاتک وغیرہ جوتش کے گرنتھوں کا مصنف ایک گنیش نام پنڈت بھی تھا جو پندرہویں صدی میں گذرا ہے ایک کشمیری کاتب کا جبر نے دیاس جی کے سامنے بھارت لکھا ہے گنیش نام تھا اور پدم پران میں لکھا ہے کہ بیوقوف لوگوں کا ایک دیوتا بھی گنیش ہے جسکی انہوں نے عجائب غرائب شکل بنا رکھی ہے۔ پس معلوم نہیں کہ آپ کس گنیش پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم لوگ ایسے فسانجات کے قائل نہیں اور نہ ایسی عجیب شکلوں پر مائل مگر آپ کے منہ سے یہ اعتراض موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ قرآن شریف و حدیث لطیف میں بحوالہ سورۃ حاقہ ایسے ہی عجیب المخلوقات فرشتوں کا بیان ہے۔ جس پر آپ کا ایمان ہے۔ پس جب تک آپ قرآن سے دست بردار نہیں ہوتے۔ آپ کا چھٹکارا دشوار ہے۔

تحفۃ الہند ۷۶۔ اس مقام پر اگر ہندو یہ کہیں کہ ہاروت و ماروت دونوں فرشتے ایک عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو اُن کے عاشق ہونے کی روایت بعضے علما کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں ہے۔

جواب۔ اسکا تو ذکر قرآن میں ہے۔ تفاسیر اس سے بھرے ہیں۔ وہ بعضے علما کون ہیں جو قرآن کو مرض نسیان کے سبب فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ قرآن سورۃ بقرہ "وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت" تفسیر حسینی میں ہے۔ "فرود فرستادہ شد از سحر علی الملکین بر دو فرشتہ بابل در شہر بابل ہاروت و ماروت نام دو فرشتہ است ایشاں بر زمین آمدہ بر زن زہرہ نام عاشق شدند و بسبب شرب خمر بر قتل ناحق سجدہ صنم اقدام نمودند۔ حق تعالیٰ ایشاں را از صعود بر آسمان منع کرد۔ و عذاب بر ایشاں دریں جہان مقرر شدہ و حالا بچاہ بابل بوئے سر آویختہ معذب اند" (جلد اول صفحہ ۔ بمبئی سنہ ۱۲۶۲ء) آپ بتلاؤ وہ کون علما ہیں جنکے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں۔

قول۔ دوسرے جب انہوں نے گناہ کیا تھا۔ اُسوقت محض فرشتہ نہ رہے تھے بلکہ بعض صفات بشریت کے اُنکو لاحق ہو گئے تھے۔

جواب۔ یہ بات قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن اُنکو بابل کے چاہ تک علی الملکین کہتا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن میں اور کوئی ذکر نہیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ انہوں نے یہ سارے کام فرشتہ پن کے وقت کئے اور عزرائیل و جبرئیل فرشتوں سے بھی ایسے بہت کام کئے ہیں۔ بلکہ طوفان نوح بھی شیطان کی ترغیب و خوشدلی سے ہوا۔ (تاریخ انبیا ذکر نوح صفحہ ۱۴ و ۱۶ سنہ ۱۲۸۱ء)

اسلامی کتابوں کو خدا پرستی کا ایک امر نمونہ اور مولوی عبداللہ صاحب کو تنبیہ	دید موسیٰ یکے شبانے را براہ تو کجائی تا شوم من چاکرت اے خدا ئی مر خدا تحقیق چاکر تو کجائی تا سرت شانہ کنم	کو ہمی گفت اے خدا و اے الہٰ چارقت دوزم کنم شانہ سرت جملہ فرزندان و خان و مان من چارقت را دوزم و در برکنم

جامہات دوزم شپشہایت کشم — شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیمارئے آید بہ پیش — من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت — وقت خواب آیم بروبم جایکت
گر ببینم خانہ ات را من دوام — روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنیں — خمرہا جغراتہائے نازنیں
سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام — از من آوردن تو خوردن طعام
اے فدائے تو ہمہ بزہائے من — اے بیادت ہی ہی و ہیہائے من
زین نمط بیہودہ میگفت آن شبان — گفت موسیٰ باکیستت اے فلاں
گفت با آنکس کہ ما را آفرید — ایں زمین و چرخ زو آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی — خود مسلمان ناشدہ کافر شدی
این چہ ژاژست این چہ کفرست و فشار — پنبہ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد — کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت — سر نہاد اندر بیابانی و رفت
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ ما را ز ما کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پا منہ اندر فراق — ابغض الاشیاء عندی الطلاق
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم — ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
درحق او مدح و درحق تو ذم — درحق او شہد و درحق تو سم
درحق او نور درحق تو نار — درحق او ورد درحق تو خار
درحق او نیک درحق تو بد — درحق او خوب درحق تو رد
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ — از گرانجانی و چالاکی ہمہ
من نکردم خلق تا سودے کنم — بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم
ہندیاں را اصطلاح ہند مدح — سندیاں را اصطلاح سند مدح
من نگردم پاک از تسبیح شاں — پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں
ما بروں را ننگریم و قال را — ما دروں را بنگریم و حال را
موسیا آداب داناں دیگر اند — سوختہ جان و رواناں دیگر اند
گر خطا گوید ورا خاطی مگو — گر شود پرخوں شہیداں را مشو
خون شہیداں را ز آب اولیٰ ترست — ایں خطا از صد ثواب اولیٰ ترست
تو ز سرمستاں قلاوزی مجو — جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست — چہ غم از غواص را پاچیلہ نیست
شاہ را گوید کسے جولاہ نیست — ایں چہ مدحت ایں مگر آگاہ نیست

محمدؐ صاحب کی زندگی کے خاص حالات

محمدؐ صاحب جمالی آدمی تھے

اسلام کی ایک مشہور تاریخ میں لکھا ہے کہ حاطب نام ایلچی نے جسکو محمد صاحب نے شاہ مصر کے پاس بھیجا تھا حضرت کا یہ حلیہ بیان کیا۔ "دیکھتے ہیں آپ (محمدؐ صاحب) آئینہ کو اور برابر کرتے ہیں۔ اور لٹکاتے ہیں موہائے مبارک کو کنگھی سے اور نہیں جدا ہوتی ہیں آپ سے یہ چیزیں۔ آئینہ۔ سرمہ دان۔ کنگھی۔ مسواک سفر میں نہ حضر میں اور دیکھا میں نے آپکو کہ زینت اور آراستگی کرتے ہیں۔ آپ واسطے ملاقات اپنے ساتھیوں کے سوائے زینت اور آراستگی کیواسطے اپنے اپنے اہل کے (دیکھو فتوح المصر ۱۰ و صفحہ ۲۲۰ ۱۲۸۳ھ نولکشور)

نظر بد سے ڈرا کرتے تھے چنانچہ حدیث میں لکھا ہے لو کان شیء سابق القدر لسبقتہ العین ترجمہ۔ "اگر کوئی چیز غالب ہوتی تقدیر پر تو نظر بد غالب ہوتی" (جامع ترمذی مرتضوی دہلی صفحہ ۳۹۴)

جادو ٹونے کے قائل تھے اور اس سے سخت ڈرتے تھے

حدیث میں ہے کہ لبید بن عاصم یہودی نے محمد صاحبؐ پر جادو کیا جس سبب سے چھ ماہ بیمار رہے چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے "قضیہ سحر بعد از رجوع از حدیبیہ بود در ذی الحجہ از سنہ سادسہ و مدت بقائے او گفتہ اند کہ چہل روز بود و در روایتے شش ماہ و بقولے تمام سال غالباً قوت و غلبہ وے چہل روز بود۔ و وجود بعضے آثار تا شش ماہ و بقائے بعضے و بقایائے تا سال و در روایتے از ابن عباس آمدہ است کہ آں حضرت علی و عمار را فرستاد از برائے استخراج سحر از بیر ذروان (یعنے چاہ ذروان) پس یافتند ایشاں در وے غلاف شگوفہ نخل را کہ در وے تمثال آں حضرت از موم ساختہ اند و سوزن ہائے در وے خلانیدہ و رشتہ بودہ یازدہ گرہ بستہ اند۔ پس آورد جبرئیل معوذتین را بر آیتے کہ از آن بخواندند گرہے کشادہ میشد و ہر سوزنے کہ از آں بیروں مے آوردند آں حضرت را تسکینے و آرامے میشد" (جلد رابع باب فی المعجزات فصل ا صفحہ ۵۷۹)

اس جادو کی تاثیر یہ تھی کہ انسان نامرد ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ "در خیال انداختہ مے شد کہ بیاید اہل خود را و جماع کند و مے آید ایشاں را یعنے ظاہر میشد او را از نشاط و فرح کہ وے قادر است بر آمدن زناں را و چوں نزدیک میشد بایشاں قدرت نمے یافت براں" (صفحہ ۷۷۵ جلد ۴) و تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۵۸ ایں بخاری مسلم کے حوالہ سے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ یہی قصہ تفسیر حسینی میں بھی ہے۔ "آوردہ اند کہ کودکے از یہود بخدمت رسول مشغول بود و دختران لبید ابن عاصم یہودی از وے بمبالغہ بسیار از مشاطہ راس آں حضرت و دندانہ چند از مشط آں حضرت بستدند و بنام آں حضرت بروے سحر کردہ در چاہ ذروان زیر سنگے نہادند جبرئیل سید انام را خبر کرد پیغمبر علی مرتضیٰ را فرستاد تا آں رسن را بیاورد و یازدہ گرہ بران زدہ بودند حق تعالیٰ معوذتین را فرستاد یازدہ آیت و جبرئیل کہ قرات کرد بہر آیتے عقدہ از اں رسن میکشود۔" (جلد ثانی سورۃ الفلق صفحہ ۴۷۹)

محمدؐ صاحب متقی اور پرہیزگار نہ تھے

چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "بدانکہ دوست ترین چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زناں بودند و بوئے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر وے را کرامت شدہ بود و لاجرم مباح شد او را چنداں کہ خواہد آں در نکاح خود آورد۔" و بخاری از انس آوردہ کہ حضرت رسالت پناہ مے گشت بر تمامہ نسائے خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و [illegible] بودیم کہ تحدیث میکردیم کہ دادہ شد او را قوت سی نفر از طاؤس و مجاہد آوردہ کہ قوت چہل تن۔ و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت۔ و در روایت صحیح آمدہ است کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد در اکل و شرب و جماع۔ لہذا مباح بود آں حضرت را ہر مقدار زناں کہ خواہد۔ و دریں جا کمال فضل و شرف و امتیاز اوست از سائر رجال اوست" (دیکھو مدارج النبوت باب دہم جلد دوم ذکر ازواج صفحہ ۷۵۶ مطبوعہ نولکشور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے اپنی قوت باہ کا شکوہ کیا جبرئیل نے کہا تم ہریسہ کھایا کرو کہ اسمیں قوت چالیس مرد کی رکھی ہے۔ (طب نبوی صفحہ ۲ مطبع نامی لکھنو ۱۳۱۲ھ) تاریخ ابی الفداء میں لکھا ہے۔ رسول اللہ کا نکاح پندرہ بیویوں سے ہوا تھا

تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی دو سے نہیں کی۔،، (جلد اول صفحہ ۸۰۳- اردو)

اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہے کہ جس کسی عورت کو حضرت پسند کریں وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی تھی۔ مشکوۃ میں ہے: مرغوبہ آں حضرت میشد بر زوج وے پس آنحضرت را شائستہ است کہ ہیچ بلکے نزاکت را بیند ،، (جلد ۲ صفحہ ۱۰۸) مولوی رومی لکھتا ہے: ترک خشم و شہوت و حرص آوری ہست مردی و رگ پیغمبری۔ مگر حضرت کے حالات پڑھنے سے معاملہ سارا کا سارا دگرگون نظر آتا ہے۔

جب محمد صاحب بوڑھے ہو گئے۔ اور انکے قوائے جسمانی سارے ہار گئے تب یہ آیت نازل کرائی۔ سورۃ احزاب: لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک نہیں حلال واسطے تیرے بعد اسکے اور نہ یہ کہ بدل ڈالے تو ان سے اور بیبیاں اگرچہ خوش لگے تجھ کو حسن انکا مگر جن کو مالک ہو گئے واہنے ہاتھ تیرے۔ (از ترجمہ امام المحدثین شاہ رفیع الدین)

اسیر تفسیر حسینی میں لکھا ہے: "حلال نیست مر ترا زناں از پس ازیں نہ زن کہ در عقد تواند چہ نشر در حق آن حضرت صلعم چوں اربعہ است در حق امت۔ و حلال نیست آنکہ بدل کنی بدیشاں از زناں دیگر یعنی یکے را از ایشاں طلاق دہی و بجائے وے دیگرے را نکاح کنی و اگرچہ شگفت آورد ترا خوبی ایشاں (الا) استثنا است از نسا یعنی حلال است بر تو زنان پس ازیں نہ تن کہ داری مگر آنچہ مالک آن شود دست تو یعنی بتصرف تو در آید و ملک یمین تو گردد۔،، (جلد ثانی صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ ۱۸۸۴ء)

مگر جب نسخہ قوت باہ کے کھانے یا کسی اور سبب سے شاید طاقت آ گئی۔ تو پھر حاشیہ قرآن فائدہ ۳ میں زبانی بی بی عائشہ صاحبہ کے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ یہ منع آخر کو موقوف ہوا اب سب عورتیں حلال ہو گئیں ،،۔ (دیکھو قرآن مطبوعہ نولکشور کانپور ۵۰۹ ۱۲۸۹ھ) کرامات کے ماننے والے مسلمان اور خصوصاً تو مسلم شیخ عبید اللہ صاحب بار بار محمد صاحب کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ مولوی جامی فرماتے ہیں۔ خراماں سرو او را سایہ آزاد

خراماں سرو او را سایہ آزاد	جہاں در سایۂ آں سرو آباد
ز سایہ بود برتر پایۂ او	زمین و آسماں در سایۂ او
تنش را بود از جاں پاک پایہ	ندید از جاں کسے بر خاک سایہ
فلک چوں زمیں شد سایہ دار شر	ازاں افتاد در پا سایہ دار شر

مگر ہم انکو بتلاتے ہیں کہ یہ شاعرانہ تعریفیں ہیں کہ شکر سی فلک نہ سد اندیشہ ریر پائے تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں زند۔ ورنہ اصل میں فضول باتیں اور بے بنیاد روائتیں ہیں۔ لیجئے ہم ایک صاف اور سادہ دلیل ایسے رد کی سناتے ہیں۔ انکا جسم نہایہ کپڑے پہنتے تھے شادی کرتے اور جماع کرتے تھے اولاد بھی ہوئی تھی۔ اونٹ اور گدھو پر سوار بھی ہوا کرتے تھے۔ بی بی عائشہ کو کندھے پر چڑھا کر حبشیوں کا ناچ بھی دکھلایا تھا غزوہ احد جو شوال ۳ھ میں ہوا اسمیں ایک کافر کا پتھر لگنے سے محمد صاحب کے نیچے کے چار دانت ٹوٹ گئے اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوئی۔ اور آپ گھوڑے سے گر گئے اور انکے خود کی میخ انکے رخسارہ مبارک میں پھنس گئی۔ جب وہ میخ بمشکل تمام نکالی گئی تو بہت خون رواں ہوا۔ آخر فاطمہ نے بوریا جلا کر لگایا۔ اور مشہور ہو گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے۔ مگر جبر سے بچ معدودے چند باقی بھاگ نکلے۔ اور شکست فاش کھائی۔ خود جامی نے بھی کہا ہے۔ ع بسنگ از دست دشمن لعل او ست۔ پھر لکھا ہے:

دہانش بود از در حقہ پر	شدہ چوں درج مرجاں حقہ در
یکے دینار بود از حلم و فرہنگ	محک آمد پے دینار آں سنگ
چہ شد معیار او آں سنگ کاری	نشد ظاہر بجز کامل عیاری

قریش کی بہادر عورتوں نے مسلمان شہیدوں کے (جن میں امیر حمزہ وغیرہ سب تھے) ناک کان کاٹ لئے اور جگر چیر کر چبائے۔ چنانچہ مہ شبلی صاحب نے وہاں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہیدہ زنان سائش کشتگان مسلماناں را گوش و بینی مے برید و سینہ و پہلوئے حمزہ رضی اللہ عنہ را (کہ از جملہ شہیداں بود) بدرید و جگرش برآورد و بجائید و صفیہ خواہر حمزہ برادر اراوہ بود در ابیند و پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ اورا باز دارد۔ تا کار ساہی نہ بیند زیرا فرمود ن پیغمبر علیہ السلام آہنگ کرد)۔ (رساد اسلام صفحہ ۷ اور اعجاز التنزیل صفحہ ۷۴۳ و سفر السعادت و تحفہ السلام صفحہ ۱۲۵ و تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۸۲)

حدیث میں ہے الحرب خدعۃ یعنی لڑائی الفرام باقی ہے۔ ساتھ فریب کے (فتوح المصر صفحہ ۲۲۵ ۱۲۸۱ھ) سے مطابق مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت نے ابو سفیان کے قتل کے لئے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو خفیہ بھیجا۔ لیکن راز کھل گیا۔ لوگ انپر دوڑے مگر وہ کسی طرح سے بچکر نکل آئے۔ (مفصل دیکھو رسالہ جہاد کل ۱۸۹۷ء)

محمد صاحب کی نزول وحی کی حالت پر ڈاکٹر سپرنگر صاحب اپنی کرٹی تحقیقات سے یہ لکھتے ہیں کہ قوت متخیلہ کے درجہ بدرجہ بڑھ جانے سے جسکو صرع دوری کی مرض یعنی مرگی سے اور بھی اشتعال ہوا بانی اسلام کے دھوکے میں پڑ جانے اور اپنی رؤیا اور خیالات کو وحی و الہام باور کرنے کا باعث ہوا ،، (لائف محمد صاحب صفحہ ۹ ۱۸۵۱ء الہ آباد)

بت پرستی کا دلی منشا۔ قریش با آنحضرت گفتند کہ نے گذاریم ترا کہ استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتاں مارا و اگرچہ بسر انگشت باشد آنحضرت را از غایت شوق کہ بطواف حرم داشت در خاطر سارک خطور کرد کہ چہ شود اگر چنیں کنم،، (حسینی جلد اصفحہ ۲۵۶)

محمد صاحب کی زندگی کے آخری حالات

سورۃ مائدۃ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے محمد اللہ تیری حفاظت کریگا اور دشمنوں کے شر سے تجھکو محفوظ رکھیگا۔ مگر تفاسیر و احادیث سے اسکا خلاف ہونا پایا جاتا ہے تاریخ ابو الفدا میں ہے۔ اھدت الی النبی زینب بنت الحارث الیھودیۃ شاۃ مسمومۃ فاکل منھا قطعۃ ولا کھا ثم لفظھا وقال ان ھذہ الشاۃ تخبرنی انھا مسمومۃ ثم قال فی مرض موتہ ان اکلۃ خیبر لم تزل تعاودنی وھذا اوان انقطاع ابھری (جلد اصفحہ ۱۴۰ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ لقمہ زہر آلودہ جو یہودن نے بکرے کے دست کے گوشت میں بھیجا تھا۔ اور میں نے اسمیں سے خیبر میں کھایا تھا اُس سے میں ہمیشہ تکلیف پاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری رگ جان بسبب اُس زہر کے کٹ گئی۔ (تاریخ انبیا صفحہ ۴۴۲ و ۴۴۳)

صحیح بخاری صفحہ ۴۵ ۱۲۷۱ھ ذکر خیبر میں لکھا ہے۔ کہ گوشت زہر آلود جو میں نے کھایا تھا اُس کے سبب ابتک متالم رہا اور اسوقت اُس نے میری ابہر یعنی رگ دل کو منقطع کیا ،، (اور دیکھو مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ و ۶۰۲ و ۶۰۴ و ۶۶۲ نولکشور فارسی و تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۷۱۴ نولکشور)

پیغمبر بننے کے واسطے سے عقل حیلہ کرنے کو تیار رہتے تھے	لکھا ہے: و یہود را از اقامت آنحضرت در مدینہ حسد آمد۔ گفتند اے ابو القاسم مقام انبیائے پیشیں زمین شام

بودہ و اگر تو پیغمبری و خواہی کہ ترا تصدیق کنیم باید کہ بشام روی و آنجا ساکن شوی۔ آنحضرت عزم سفر شام مصمم فرمود (تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۳۹۹) اور معالم میں ہے کہ اصحاب کو ساتھ لیکر مدینہ سے تین کوس مسافت طے کی۔ (اعماد ہند صفحہ ۶۵۴)

محمد صاحب آخری وقت سخت دکھی ہو کر فوت ہوئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب آخری وقت محمد صاحب سے جبرئیل نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے قال اجدنی

یا سرٰیل معموماً واحد فی حکم وبعاً تدوالیوم الثانی ... الا ذلک۔ کہاں حضرت نے پاتا ہوں میں اپنے آگیا جبرئیل غمگین ہو رہا ہوں۔ اپنے اکو اندوگمین اسکے بعد پھر جبرئیل آیا دوسرے دل ... کہا اسکو وہی کہا جو پہلے روز کہا تھا (مشکوۃ جلد ۳ صفحہ ۳۲ فصل باب فی وفات النبی) ناظرین جان سکتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے اور پیغمبر اسلام آخری وقت کیوں معموم و اندوہگین ہو رہے ہیں۔ دنیا جانتی ہے اور تمام انسانی عقل مانتی ہے کہ وہ زنان عورات کی محبت میں مشغول۔ کثرت ازدواج کے سبب خدا سے قوت مانگتے کہ ہمیشہ موصول ہوں اور جنکا مقبول طبع عورت اس سے خاوند پر حرام ہو جائے وہ غمگین و ملول ہو کر دنیا سے نہ جائیں تو پیادہ رشی منیوں کی طرح گیان سے آنند اور راحت کے حصول میں بحال بشاشت اس قالب عنصری کو ترک کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اے نیکی نکردہ و بدی بسیار کردہ ۔۔۔ وز حق بعفو خود تمنا آوردہ

مشہدار کہ این وہم توبر گرہ بود ۔۔۔ ناکردہ چو کردہ وکردہ چو ناکردہ

محمد صاحب اپنی قبر پجوانی چاہتے تھے

حدیث میں ہے۔ من زار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت میرے بعد موت میری کے گویا اس نے میری زیارت کی حالت حیات میں لایدخل السار من رانی ودو نرخ نہ جائے گا وہ جس نے مجھے دیکھا من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے واجب ہوئی شفاعت (تاریخ انبیا صفحہ ۲۷۰ و شرح وقایہ اردو جلد اول صفحہ ۲۰۲ و عقائد الاسلام صفحہ ۲۰۰)۔

محمد صاحب اپنے خاندان کے واسطے بادشاہی کی تجویز کر گئے مگر نہ چلی۔

باب پنجم

متعرق الزاموں کی تردید

مولوی ۱۱۱۔ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ آفتاب واسطے حاصل کرنے رطوبت کے چکر کھاتا ہے اور پانی جو اسکی غذا ہے۔ اس کے سبب سے زندہ ہے۔ دیکھئے کتنا جھوٹا مضمون اور خلاف حکمت ریاضی اور طبعی کو ہے۔ جواب ہم نے تمام ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کیا مگر اس میں یہ کہانی کہیں نہیں لکھی اگر ساری اسلامی دنیا ملکر کوشش کرے۔ تو بھی یہ بات ستیارتھ پرکاش سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ اس جھوٹے الزام لگانے کا ہم آپ کو کیا انعام دیں۔ رب العالمین آپ کو ہدایت دے اور راہ راست پر چلنے کی ہمت عنایت کرے تاکہ آپ اندھیرا تاریک گڑھے سے نکل کر روشنی میں آویں۔ آمین۔

البتہ ایسی باتیں قرآن میں ہیں بنی اسرائیل۔ وجعلنا الیل والنہار آیتین فمحونا ایۃ الیل وجعلنا ایۃ النہار مبصرۃ۔ تفسیر حسینی گفتہ اند آیت روز آفتاب ست وآیت شب ماہ و محو ست شب نقصان نور ماہ ست از بدیت تا محاق در لباب۔ از ابن عباس روایت مے کند کہ پیش ازیں آفتاب و ماہ در نور مشابہ یکدیگر بودند و بدیں سبب روز از شب ممتاز نہ بود حق سبحانہ جبرئیل را فرستاد تا پر خود را بر روئے ماہ مالید و نور او محو گشت و آفتاب بر حال خود ماند (جلد ۱ صفحہ ۵۰)

قرآن سورۃ بقرہ وارزق من الثمرات وروزی دہ اہل این مکہ را از میوہا حق تعالیٰ این دعائے ابراہیم را استجاب گردانید حکم فرمود تا جبرئیل کوہ از دو پہاڑ فلسطین کہ متصل بود بہ ثمرات بسیار از آں زمین منقطع ساختہ بمکہ آوردند درخت را بگرد خانہ کعبہ طواف داده و در زمین تہامہ بر سر مرحلہ از مکہ وضع کرد و آن را بجہت طواف خانہ کعبہ طائف میگویند و میوہ اہل مکہ از انجاست (جلد احسینی صفحہ ۱۲)

سورۃ بقرۃ۔ ورفعنا فوقکم الطور۔ وبر داشتیم بر زبر سر ایشان کوہ را تا پیمان ببستند حق تعالیٰ فرمان داد تا بر زبر سر ایشان بایستاد و در پیش روئے ایشان آتشے افروخت و در عقب دریائے زخار پیدا آمد چون گریز گاہے ندیدند بر روئے در افتادہ و متحیر شدند (حسینی صفحہ ۱۲)

سورۃ القیمہ۔ وجمع الشمس والقمر۔ جمع کردہ شدند آفتاب و ماہ یعنی ایشان را با یکدیگر مجتمع ساختہ در دریا افگنند (جلد ۲ حسینی صفحہ ۴۲۳) قرآنی علمیت و حکمت و ریاضی و طبعی کے ہم نے چار نمونہ پیش کئے ہیں۔ مولوی صاحب کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جھوٹا بیان و بیہودہ طوفان ہو سکتا ہے۔

مولوی ۶۴۱۔ کہتے ہیں کہ بہشت میں بھی بہشتی سزا پاتے ہیں۔ چنانچہ مہابھارت کے آدی پرب میں لکھا ہے۔ کہ راجا جات نے بہشت میں کہا کہ میں اپنے برابر کسی کو نہیں جانتا اندر نے اس گناہ کے بدلے اسکو بہشت سے دنیا میں پھینک دیا پھر اس گناہ سے پاک ہو کر بہشت میں گیا۔

جواب۔ مہابھارت میں جس راجہ کا بیان ہے وہ آسمانی نہیں بلکہ دنیاوی راجہ کی داستان ہے ہم اسکا پتہ بتلاتے ہیں کہ اندر کہاں رہتے ہیں۔ اس شہر کا اندر پوریا امر پوریا امرپور نام ہے جو ملک برہما کا شاہی مقام ہے۔ وہاں امراوتی نام ندی جتی ہے اور اس جگہ سفید ہاتھی ہوتا ہے۔ اپسراں یعنے گانے بجانے والی عورتیں بھی بہتیا ہیں اور رس بھول کی بھی وہاں خوب بہار ہے اس جگہ ارجن و کرشن وغیرہ کئی بار گئے۔ اور ضیافتیں کھا کر واپس چلے آئے۔ ہاں یہی اعتراض قرآن ودرانی بہشت پر وارد ہوتا ہے جسکے باعث سے آدم بیچارہ آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے۔ کیوں مولوی صاحب بہشتی بہشت میں سزا پاتے ہیں اور وہاں سے نکالے جاتے ہیں یا نہیں۔ اعتراض ۱۶۴۔ ایک راجا نیک کردار بہشت میں داخل ہوا ایک روز گنگا برہما کے پاس گئی وہ راجا بھی وہاں حاضر تھا ہوا نے گنگا کا دامن اٹھا دیا راجہ کی نظر گنگا کے زانو پر پڑی عاشق ہو گیا بہشت سے نکالا گیا۔ بہشت کیا ہوا رنڈیوں کا چکلہ ہوا۔

جواب۔ اس واقعہ سے اور بھی ثابت ہوا کہ درحقیقت بہشت سے مراد ملک برہما ہے۔ اور اندر وہاں کا راجہ ہے جسکی کوئی معشوقہ مسماۃ گنگا ہو گی ناواقف راجہ عاشق ہو گیا رقابت کے مارے ملک سے نکالا گیا۔ ساتھ ہی جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اس کی حور و غلمان پر نظر دھرتے ہیں لامحالہ ہمیں آپکا قول صادق معلوم ہوتا ہے (مفصل دیکھو رسالہ نجات)

مولوی ۴۷۲۔ ہندوؤں کے دین میں جادو اور ایسے کلام حلال ہیں اتھربن بید میں دشمنوں کے مار ڈالنے کے بہت منتر ہیں۔ اور ان میں بلیدان یعنے قربانیوں کا ذکر ہے جو بھگوتی دیوی کو چڑھا کر اپنے دشمنوں کو مار ڈالے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ جس کو مار ڈالنا منظور ہو۔ اسکی تصویر کا حد پر بنا کر اسکا سر کاٹ ڈالے۔ اتھربن بید اور بہت کتابوں میں ایسے منتر ہیں جنمیں غیر اللہ سے التجا ہے

جواب۔ آپکا بیان محض افترا اور اسکا فقرہ فقرہ جھوٹ سے بھرا ہے تو جادو کوئی چیز ہے۔ اور نہ اس سے کسی طرح کی بھلائی یا برائی ہو سکتی ہے۔ جادو کا ماننا اور اس سے نفع نقصان یقینی جاننا جاہلیت کی روائیں اور اعرابوں کی حکائیں ہیں۔ وید شاستر

کسی آریہ گرہستی سے جادو وادو کا کچھ تعلق نہیں مجھے آپکی دینداری پر افسوس ہے کہ کیوں اتنا جھوٹا الزام بغیر دیکھے بھالے احکام وید کے لگایا اور گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا جہاں سے شیطان نکلا وہاں سے ہی جادو پیدا ہوا۔ بائیبل ان باتوں کی مول ہے اور جن و شیطان وجادو اس کا اصول خود مسیح جن بھوت نکالا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے چالیس روز تک شیطان کے پاس تعلیم پائی تھی جس نے اچھی طرح اپنے مطلب کی پٹی پڑھائی حضرت عزازیل نے اس سے پہلے کئی ہزار سال تک بہشت میں شیطانی سکول چلایا حضرت عرش آشیانی نے باوجود عالم الغیب کہلانے کے اُسے معلم الملکوت دستہ ماسٹر بنایا پھر آدم کو اپنے جال میں پھنسایا۔ اور اپنا دانہ کھلایا۔ ایوب پر جادو چلایا ذکریا کو چرایا یسوع میں حلول فرماکر مسیح کو پھانسی دلایا اور محمد صاحب کے دل میں وسوسے پھیلا کر انکے منہ سے بتوں کی شفاعت کا کلمہ پڑھوایا۔ سورۃ بقر میں لکھا ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو پڑھتے تھے شیطان لوگ سلیمان کی بادشاہی میں سلیمان کافر نہ ہوا لیکن شیطان کافر ہو گئے۔ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور پیروی کرتے تھے جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل ہوا ہے پس یاد کرتے ہیں اُن سے چند منتر جن کے سبب سے درمیان زوجہ و شوہر کے جدائی ڈالیں اور نہیں ہیں وہ کسی کو نقصان پہنچانے والے جادو سے مگر خدا کے ارادہ سے ،،

سورۃ جن کہو وحی بھیجی گئی طرف میری کہ میری باتوں کو سُنا چند جنوں نے پس کہا انہوں نے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا جو دلالت کرتا ہے طرف راہ راست کے پس ہم جن لوگ قرآن پر ایمان لائے ،، شاہ ولی اللہ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں ،، روزیکہ آنحضرت نماز صبح بیرون مکہ مے خواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند خدائے تعالیٰ از ایمان ایشاں وگفتگوئے ایشاں با قوم خود دریں سورۃ خبر دادہ ،، (۵۲۹) (اور دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۱۰۰۰۔ وتفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ و ۴۲۴)

اُن آیات قرآنی کے مطالعہ سے ظاہر ہوا کہ شیطان یا جن مسلمان ہو گیا ہندوستان میں جو جاہل لوگ جن بھوت اوتارتے ہیں وہ سلیمان پیر محمد پیر کلو پیر کا نام اکثر لیا کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ تینوں صاحب جادو ٹونے کے پیر ہیں بلکہ پیر دستگیر ہزار ملا مولوی تمام جادو منتر کا کام قرآن سے چلاتے کسی آیت کو سیدھا کسی کو الٹا پڑھ کر الٹی تسبیح گھماتے۔ پیر لڑاتے میں مارنت اور میت کو کام میں لاتے۔ لوگوں کے گھر آگ لگانے میں وفار من التنور کی آیت کو لکھ کر چراغ میں جلاتے اور آگ کو بجھانے کے لئے قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا کو پانی میں بہاتے ہیں۔

پس قرآن درحقیقت جادو ٹونے کی کان ہے اور گنڈہ و تعوید کی جان۔ فتوح الغیب نقش سلیمانی۔ اعجاز محمدی۔ دعا سریانی۔ چہل قاف سب صاف صاف جادو ٹونے کا کام دیتے ہیں جس سے کوئی ایماندار مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ جادو کی تعلیم خدا سے نازل ہوئی اور دو فرشتے اُس کے حامل ہیں دونوں کا بانی مبانی ایک ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ وید مقدس میں ان باتوں کا نشان نہیں اور ہنگو نی ذیلوی کا گمان نعوذ باللہ من ہذا الخرافات والتوہمات۔ اسی واسطے ہمارے مقنن منو نے ایسی شرارت کرنے والوں کو مجرم گردانا ہے ادہیاؤ شلوک ۲۵۸ کام والے آدمی سے دہن لے کر اسکا کام کرنیوالا کسی وہمی چیز یا گرہ یا کوئی خوف دکھلا کر دہن لے لینے والا۔ سونا وغیرہ میں ناقص چیز ملا کر دغا بازی کرنے والا۔ جاندار و بیجان چیزوں سے جوا کھیلنے والا۔ دوست زہد و تقشف وغیرہ کے حالات بتا کر اوقات بسر کرنیوالا بد فعلی کو چھپا کر کے اچھا فعل ظاہر کرکے دوسرے کی دولت لینے والا ہاتھ کی ریکھا دیکھ کر اچھے برے پھل کو کہکر دولت لینے والا۔۔ راجا ان کے علیحدہ علیحدہ کاموں کو سوچ بچار کر اور انکی توفیق کو دیکھ کر جو جیسے لائق ہو۔ اس کے جرم کے مطابق سزا دیوے۔

پس جادو کا ماما ایک جھوٹی کہانی اور اوڈیا اور رے پیتری کی نشانی ہے۔ جن گورو کا جھوٹا پرچار ہے انہیں کا جادو تعوید گنڈہ پر وشواس ہے آریہ دہرم سے ان فضولیات کا کوئی تعلق نہیں۔ **حجتہ الہند اعتراض ۲۱۹**۔ ہندوؤں کے نزدیک آگ کو اوہ کیر کہتے ہیں **تردید**۔ آگ تو جڑ ہے وہ گواہ نہیں ہو سکتی البتہ ہوم کرکے لوگوں کے دماغ معطر کرتے ہیں۔

حجتہ الہند ۲۱۹۔ ہمارے دین میں نکاح وہ چیز ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے عقد میں دی۔ اگر عورت یا مرد نابالغ ہوں تو کوئی ولی انکا جیسے باپ یا بھائی اسکا نکاح کر دیں۔ پھر اس اقرار کے واسطے دو شخص ایمان والوں کا گواہ ہونا ضرور ہے۔ اور عورت کے نفس کا کچھ عوض بھی مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ بیچاری آئندہ کو مرد کی قید میں آجاتی ہے۔ اس عوض کا نام مہر ہے۔ اور وقت نکاح خطبہ پڑھنا سُنت ہے۔ **جواب** نابالغ کا اقرار نامہ ناجائز ہے بنا براں بچی شریعت میں نابالغ کا نکاح بھی ناجایز ہے۔ اور ایسا نکاح قانون قدرت کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ نکاح سے جو اصلی غرض ہے وہ بالکل فوت ہو جاتی ہے یہ ناجائز طور پر شہوت کا دب کا بھرنا۔ بدچلنی کا بڑھانا ہے مگر محمد صاحب نے قانون قدرت کی مخالفت کی۔ اور نابالغ چھ برس کی لڑکی عائشہ نام سے نکاح اور نو سالہ سے جماع کیا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ عورت کے نفس کے عوض کچھ مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسپر کئی اعتراض ہیں۔ اول معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کے رو سے عورت اور مرد کے مساوی حقوق نہیں۔ اور نہ دوسرے خدا کے برابر مخلوق ہیں۔ کیونکہ عورت قید میں آجاتی ہے مگر مرد نہیں کہ وہ تو آزاد ہے اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے بلکہ ایک وقت چار تک سنت نبوی پر عمل کرے تو صرف تک اور اگر متعہ پر عمل کرے تو بے انتہا۔ اسکی علاوہ بے تعداد لونڈیاں (مفصل دیکھو قرآن سورۃ نسا ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۷) اب عورت منکوحہ کا دوسرے کی منکوحہ سے بدلا بھی اسلام کے رو سے جائز ہے۔ قرآن سورۃ نسا۔ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدٰھن قنطارًا۔ ترجمہ۔ واگر خواہید بدل کردن زن بجائے زنے۔ وادہ باشید یکے از ایشاں را۔ یعنے مال بسیار۔ در مہر دادہ باشید۔ پس باز مگیرید ازاں مال چیزے را۔ اور اسی طرح سورۃ بقر کا حلالہ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجًا غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا۔ ترجمہ۔ سعدی شیرازی۔ پس اگر طلاق دہد زن را پس حلال نباشد آن زن براں مرد ازپس طلاق سوم تاکہ بنکاح در آید بشوہر دیگر را۔ پس اگر طلاق دہد شوہر آنزا پس نیست ہیچ گناہ بر آنہا آنکہ بایکدیگر رجوع نمائید بہ نکاح۔ اس پر حاشیہ قرآن میں لکھا ہے " یعنے تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی۔ بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکی ہو ،، (دیکھو صفحہ ۴۹ قرآن مجتبائی دہلی ۱۳۹۰ھ۔ اور دیکھو مشکوٰۃ باب المطلقہ ثلاثًا فصل اجلد ۲ صفحہ ۱۶۶۔ اسی کے متعلق دیکھو قاموس جلد ثانی باب اللام فصل الحا صفحہ ۱۴۱ نولکشور) اس پر نہایت بُری بات ہے کہ مہر (اجرت) مقرر ہو۔ وید شاستری یہ آگیا ہے۔ کہ خاوند ستری کو اردھنگی جانے بغیر ایک عورت کے دوسری ستری سے شادی نہ کرے۔ وید مقدس کے رو سے ایک مرد کے واسطے ایک عورت اور ایک عورت کیواسطے ایک مرد کا حکم ہے۔ زیادہ نہیں۔ اور یہی اگر قانون قدرت پر غور کریں۔ تو صحیح معلوم ہوتا ہے سنسکار ودھی میں ایسے بیاہ کی تشریح ہے کہ عورت کی عمر کم از کم ۱۶ سال اور مرد کی کم از کم ۲۵ سال ہونی چاہیئے۔ اور اسی عمر میں فریقین کی

رضامندی سے روبروئے والدین یا بزرگان خاندان کے شاستر انوکول شادی ہونے سے وید میں حکم ہے۔ اول پرماتما کی توحید وادپاسنا وید انوکول کی جاتی ہے۔ اُسکے بعد فریقین کے فرائض اہل محلہ وبرادری کے سامنے کہے جاتے ہیں اور اخیر میں حاضرین دولہا دولہن کو آشیرواد یعنی دعا دیتے ہیں اور ہون یگیہ کیا جاتا ہے بعدہ وہ رخصت ہوتے ہیں۔ دین اسلام ہیں دنیا کے تمام مذاہب سے جو زیادہ شرف ہے اور تعلیم اتنی سے جو زیادہ افضل ہے اسے مولوی حسین واعظ بحوالہ قرآن لکھتے ہیں۔ واذکروا الخ یاد کنید نعمت ہائے خدا را کہ عائض میگرداند بر شما خصوصًا در باب مناکحات چہ در شرایع امم سابقہ ہیچ کس را زیادہ از یک زن در رتبۂ نکاح روا نبودے۔ مگر پیغمبراں را وایں جا تا چہار حرہ در عقد واحد جائز ست و آناں را بعد اطلاق مراجعت جائز نبودے وایں جا روا ست و ما دامیکہ زن مطلقہ نشدہ بودے مرد را حلال نبودے تزوج بزن دیگر بجز وے ودریں شریعت حلال ست۔ (جلد اول صفحہ ۱۴۱)

قرآن درحقیقت عورتوں کی بعزتی کرتا ہے۔ مولوی ابوالمنصور صاحب لکھتے ہیں مسلمانوں میں عورتوں کو ناقص العقل اور انہیں پردہ میں رکھنا لکھا ہے (دیکھو سورۃ نور وسورۃ احزاب از دولت فاروقی ۱۳۵) بحوالہ حدیث اخلاق جلالی میں ہے کہ دختراں را از خواندن ونوشتن بکلی منع باید کرد (صفحہ ۲۱۴) **حجۃ الہند ۲۱۹**۔ اور اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ **تردید**۔ مسئلہ طلاق ہر طرح قابل نفرت ہے اور وید شاستر میں اسکی ممانعت کیونکہ اس سے زنا کی کثرت اور حرامکاری میں رغبت ہوتی۔ یہ کشتی شرم وحیا کو ڈبوتی ہے جن قوموں میں طلاق رواج ہے۔ انہیں کی مطلقہ سے دنیا میں ہر جگہ چکلہ بھر رہا ہے۔ دراگریباں میں منہ ڈال کر غور کرو۔ **حجۃ الہند ۲۱۹**۔ یا کسی عورت کا شوہر مرجاوے تو اُس عورت کو بعد گذر جانے ایام عدت کے کسی اور مرد سے نکاح کرلینا جائز بلکہ بڑا ثواب ہے۔ **جواب**۔ بشرط نہ ہونے اولاد اور رضامندی بیوہ کے بھی شاستر کا ارشاد ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکا رواج اُس ملک میں کم ہے۔ اکثر اشراف مسلمان بھی بیوہ عورات کا دوسرا نکاح نہیں کراتے۔ جنکا تمکو خود بھی صفحہ ۱۴۲ پر اقبال ہے۔ اور خود اس بدعت کے بانی مبانی حضرت پیغمبر عرب ہوئے اُنہوں نے خود تو لوگوں کی بیوہ مطلقہ جوروں اور بہو بیٹیوں سے نکاح کئے۔ اور بعضی عورتوں کو بے نکاح بھی گھر میں ڈال لیا مگر حضرت کی وفات کے بعد بی بی عائشہ وغیرہ سب اُنکی بیویاں اس ثواب سے محروم رہیں اور اس نعمت عظمیٰ سے بباعث ممانعت حضرت کے مجبور رہ گئیں۔ افسوس صد ہزار افسوس دیگراں رانصیحت وخود را فضیحت حالانکہ اسوقت بعض بعض عالم نجباء میں بعض اور کئی اصحاب بھی اُن سے شادی کرنے پر رضامند تھے۔ قرآن میں اسکا ارشاد موجود اور راستی مفقود ہے۔ **حجۃ الہند ۲۲۰**۔ ہندو دولہا دولہن کی عجیب صورت بنالیتے ہیں۔ سر پر موڑ ہاتھ میں کنگنا منہ پر سہرا جیسے گھوڑے اور بیل کے منہ پر مکھیرنا ہوتا ہے۔ اور پوشاک کچھ اور ہی وضع کی ہوتی ہے۔ اور برادری کی عورتوں کا جمع ہوکر دولہا اور دولہن کے سات دن تک عورتوں کے ہاتھ سے ابٹنا لگانا۔ اور طرح طرح کی بے حیائی کے گیت گانا۔ تیل چڑہانا۔ بتی کرائی اور سانت کرنا۔ چونک لوٹنا اور فخر اور تکبر کیواسطے ڈھکاؤ کرنا۔ اور انہیں بہت مال ودولت زمین پر پھینک کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضائع کردینا۔ اور آتشبازی چھوڑوانا۔ ڈھول نفیری۔ نقارخانہ۔ تماشہ وغیرہ باجے بجوانا۔ بند بقیس سر کرنا۔ حسنہ بہوں کا آپس میں ملکر ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اور بیہری کھوپلی بناکر بڑ اپنوں کو ڈنگروں کی طرح اُسپر بٹھانا۔ نوشہ سے بیحیائی کی باتیں کرنا اور فحش میں بہائر پڑھنا عورتوں کا مرد کو فحش گیت میں گالیاں دینا اور دولہا سے دولہن کی جوتی کو سجدہ کرانا وغیرہ وغیرہ۔ **جواب** اِن سب باتونکا وید شاستر میں کہیں پتہ نہیں ہے۔ یہ ساری

باتیں شاستر کے خلاف ہونے سے ناجائز ہیں آریہ سماج میں کم از کم دو یا تین سو بیاہ ہو چکے ہیں جنمیں سے ایک میں بھی یہ باتیں نہیں ہوئیں۔ پس یہ بدعت ہے ہم علماء کی غلطی کے ذمہ وار نہیں مسلمان بھی سہرا باندھتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم وفاضل مولوی اور سید محرم میں حسن وحسین کا سہرا انکا یادگار کرتے ہیں۔ کیا وہ گھوڑے بیل کے مکھیرنے کی طرح نہیں اکٹھا کہانے کو ہم ہمیشہ سے ڈنگروں اور وحشی قوموں کی عادت جانتے تھے۔ مگر شکر پرماتما کا کہ اب ایک مسلمان کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ ڈنگروں میلوں حیوانوں کا کام ہے۔ انسان کا نہیں۔ بھائی آرین درحقیقت اکٹھا کہانا ڈنگروں کی خوراک ہے۔ مہذب اور دانا علم طب کے ماہروں کی نہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے کی بیماری کے لگ جانیکا اندیشہ ہے۔ یہ رسم مسلمانی عہد اور محمدیوں کی صحبت وتعلیم کے اثر سے کہتریوں میں رائج ہوئی تھی شاستر انوسار نہیں ہے۔ اسی واسطے تعلیم یافتہ کہتری اسکو چھوڑتے جاتے ہیں۔ رنڈی لے جانا۔ یا آتشبازی جلانا روپیہ اوڑانا۔ گالی دینا ہم اِن سب بُری باتوں کو نامشروع سمجھتے ہیں۔ مگر بیاہ شادی میں خوشی کرنا اچھے راگ گانا باجا بجانا ناجائز نہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں تو شادی ہوتی ہے۔ شادی میں شاد ہونا ضرور ہے۔ ہاں آپکے ہاں شادی نہیں بلکہ ماتم ہے پس خوشی بھی مناسب نہیں۔ **اعتراض ۲۲۶**۔ ہمارے نزدیک ہر طرح کی شراب ہر کسی پر حرام ہے۔ اور بام مارگی ہندؤں کے نزدیک ہر قسم کی شراب حلال ہے **تردید** بام مارگی ہندوؤں پر ایسے ہیں جیسے مسلمانوں میں رند مشرب لوگ جنکا مقولہ ہے۔ واعظ شراب پینے دے کافر ہوا ہیں کیوں۔ کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا۔ اگر انکے سبب ہندو دین معیوب ہے تو رندوں۔ سماعیلیوں۔ ذاکریوں سے محمدی دین معیوب ومغضوب ہے۔ مگر آپکے تمام نبی شرابکو حلال جانتے تھے۔ اور نوش کرتے تھے۔ اسپر خیال کیا ہے یا نہیں۔ **مولوی ۲۲۷** ہمارے دین میں ہر شیدر کے گھر کا کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ اسکا مال حرام کے پیشہ سے پیدا نہ ہو۔ **آریہ**۔ اس لفظ میں آپکا اور ہمارا اتفاق ہے۔ اسی واسطے شودر کا کام روٹی پکانا مقرر ہے اور ہم اُن تمام لوگوں کے ہاتھ سے جو ہمارے دہرم کو مانتے ہیں کہانا جائز جانتے ہیں مگر ہمارے اور آپکے حرام وحلال میں فرق ہے۔ آپ جانور کشی کو حلال جانتے ہیں۔ اور چوکے پر بیٹھ کر روٹی کھانے کو حرام۔ آپ کوڑی پر مٹی مارنے اور چیدام پر بکری کا گلا کاٹنے کو ثواب مانتے ہیں اور جنت کا فتح الباب مگر ہم اسے گناہ جانتے ہیں اور ایسے کے گھر کا کھانا جائز نہیں گردانتے بدستی شیعہ مسلمانوں کا تمہاری نسبت اعتقاد ہے کہ اہل سنت بخبث اند از یہود ونصاریٰ اگر بداں ایشاں چیزے برسد آنرا باید شست۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۷۰) ہم آریہ لوگ سوائے مہترہ قصاب یا اگھوری وغیرہ غلیظ لوگوں کے اور کسی کیساتھ چھوٹا بڑا نہیں جانتے ہیں۔ مگر جائے تعجب ہے کہ مسلمان لوگ بھنگی اور قصابوں کے ساتھ بھی شیر وشکر ہونے کو تیار ہیں۔ اور برسوں آبدست لینے سے بیزار۔ اُسی مٹی کے کوزہ سے پاخانہ جاتے اور اسی سے پانی نوش فرماتے ہیں سبحان اللہ۔ **مولوی ۲۲۹** ہمارے دین میں ملاقات میں سلام کیواسطے ایک ہی قاعدہ اور ہندوؤں میں مختلف **جواب**۔ وید کی رو سے ایک نمستے کے سوا اور کوئی قاعدہ جائز نہیں (مفصل دیکھو آریہ ہندو اور محمدی کی تحقیقات) جسطرح تمہارے ہاں عشق اللہ یا اللہ۔ سلامت حضرت سلامت قبلہ۔ بندگی مجرا کورنش۔ یا علی مدد۔ یا حسین یا دہو کلکل والا میرا لال۔ الا اُستاد وغیرہ وغیرہ رائج ہیں ایسے ہی ہمیں نمستے رام رام جے ہری۔ پرماتما جیتی رہ۔ ڈنڈوت وغیرہ کا دستور ہے مگر ٹھیک نہیں صحیح وہی ہے جو اوپر مذکور ہے **۲۳۱**۔ مسلمانوں میں شراف ورذالت دوجہت سے ہے۔ ایک بسبب اعمال دوسری

بسبب قرابت انبیا و اولیا جیسے سید وبنی ہاشم۔ قریش بنی اسماعیل دوسری قوموں سے افضل ہیں اور ہندوؤں کے دین میں اگرچہ شرافت بسبب اعمال کے بھی ہے مگر قومیت کو بھی اور زیادہ اعتبار ہے۔

جواب۔ شاستر کے مطابق سب شرافت اعمال سے ہی نسل اور آل سے نہیں۔ مسلمانوں میں صرف قومیت کو شرافت ہے۔ سید کیسا ہی جاہل امی کیوں نہ ہو پھر بھی سید ہے اور لونگی سید مشہور کی روایات بھی مختلف ہیں صدہا لوگ فریبے سید بنگئے ہیں ؎

سال اول شیخ بودم سال دوم میرجی ۔۔۔ غلہ چون ارزان شود امسال سید میشوم

نیز اسماعیل سے نا شرافت کی بات بھی۔ ہاجرہ والدہ اسماعیل لونڈی تھی ؎

پرستار زادہ نیاید بکار ۔۔۔ اگرچہ بود زادہ شہریار

(حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۰ و الو الفدا جلد ۱ و پیدائش توریت ۲۱ و تاریخ انبیا صفحہ ۴۱۔ ۴۳ قابل دید ہے۔

اعتراض ۲۰۸ و ۲۰۹ ہمارے دین میں صبح سے آفتاب غروب تک روزہ رکھنا ماہ رمضان میں فرض ہے اور اور دنوں میں روزہ نفلی۔ اور ہندو اپنے بزرگوں کے نام روزہ رکھتے ہیں۔ اور اسکو برت کہتے ہیں۔ اور قربانی عید لضحیٰ کی واجب ہے اہل توفیق پر۔ اور یہ داخل عبادت ہے۔ **جواب** روزہ خلاف عقل و حکمت ہونے سے فضول ہے اس سے تو ایکادشی برت معقول ہے جس طرح بعض ہندو مردوں کے نام پر روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت علی پیر و دم سایا امام حسین و بی بی فاطمہ و پیر صاحب کا روزہ رکھتے ہیں اور اصل میں دونوں جادہ راستی سے دور بھٹک رہے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ مسلمان رمضان میں گناہ زیادہ کرتے ہیں جانور زیادہ مارے جاتے ہیں اس سے عفونت زیادہ پھیلتی ہے اور مخلوق خدا زیادہ تباہ ہوتی ہے اور آئے دن ۱۲ و ۱۵ ہزار حاجی ہیضہ کے شکار ہوتے ہیں اور طاعون میں گرفتار۔ اگر خدا خوشنود ہوتا تو ہیضہ کیوں پھیلتا۔ بکری یا اونٹ یا گائے یا سور کا خدا یا بتوں یا پیر فقیر کے نام پر گلا کاٹنا گناہ ہے۔ اور ناراستی کی راہ اور خدا کو نام پر گناہ کرنا بہ نسبت اور کے زیادہ بُرا ہے۔ ہندو گو اسوقت ویدک دہرم سے گمراہ ہیں مگر پھر بھی اتنے عقلمند ضرور ہیں کہ دیوتوں کے نام سے جانوروں کے گلے نہیں کاٹتے اپنے واسطے اور ڈاکنی شاکنی یا دیوتی کے نام پر کاٹتے ہیں کیونکہ وہ ایشور پر جو اری کا کلنک نہیں لگاتے بلکہ ایسا کہنے سے بھی خوف کہاتے ہیں۔ قرآن سورہ حج میں بھی ذکر لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم لیعنے ہرگز نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانیوں کا اور نہ لہو انکا لیکن خدا کو تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔ بڑی حیرانی ہے کہ مسلمان کیوں جانوروں کا گلا کاٹ۔ خون سے تمہارا گنہگار ہوتے۔ اور تم عصیاں لوتے ہیں اور زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ اور مذاہب میں جتنے اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ جانور کشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر دین محمدی میں یہ نیک خدمت مسجدوں کے ملاؤں پیروں قاضیوں سے لیجاتی ہے۔ تراہ ماں ۱۱۔ الحذر از پیر شیخ نادان الحذر۔

اعتراض ۲۱۰۔ ہمارے دین میں ہر مسلمان صاحب توفیق پر فرض ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج کرے اور کعبہ ایک مبارک مکان ہے مکہ معظمہ میں اور اللہ تعالے کا حکم ہے کہ جب کوئی نماز کرے کعبہ کیطرف منہ کرکے ادا کرے اور سوائے اس کے اور طرف منہ کرکے سجدہ کرنا منع ہے اور اللہ تعالے نے اُس مکان کو سب مسلمانوں کیواسطے قبلہ عبادت ٹھہرایا ہے بسبب شرف اور بزرگی اُس مکان کے اور جو کوئی حج کرتا ہے اور اُس مکان کا طواف کرتا ہے جو اس شخص نے اللہ کی تقصیرات اور گناہ کیے تھے۔ انکو اللہ تعالے معاف کردیتا ہے اور سوائے خانہ کعبہ کے اور کسی مکان کو حج کی نیت سے جانا اور اُسکی طرف سجدہ کرنا اور طواف کرنا شرک ہے اور ہندوؤں کی زیارتگاہ اور تیرتھ صدہا الگ مختلف ہیں **جواب** ویدک دہرم کے رو سے کسی مکان یا پہاڑ وغیرہ کے طواف سے گناہ معاف نہیں ہوتے ایک بیابان ریگستان میں جہاں وحشی اور بدو رہتے ہیں ثواب کی نیت سے جانا۔ ایک مکان کے گرد چکر لگانا۔ سنگ اسود چومنا۔ اور پہاڑوں کے گرد گھومنا اُسکا نام بیت اللہ جاننا۔ اور خدا کو ہاتھ (حجر الاسود) کے آگے قربانی کرنا اور تمام عمر اس مکان کیطرف سر جھکانا اور ماتھا گھسانا صاف شرک اور بُت پرستی ہے ہند ... اور ... مصر میں ہیں وہ کعبہ کو بجانب شرق اور روم و شام والے بجانب جنوب اور ہندوستان و افغانستان والے بجانب مغرب اور عدن اور یمن والے بجانب شمال سجدہ کرتے ہیں اور کعبہ کے اندر کوئی جہت مقرر نہیں جدھر چاہو منہ کرکے سجدہ کرو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سجدہ سنگ اسود اور اُس مکان کو ہے لامکاں رحمٰن کو نہیں اُسکے سوائے کسی اور طرف سجدہ کرنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز۔ اُس مکان کے گرد گھومنا اور کسی پتھر کو نظر عبادت چومنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز۔ اُس مکان پر ریشمی کپڑا اوڑھانا پہرانا ہوئے ہیں اُسکے پیرکی ... (؟) چومنا آنکھوں پر لگانا۔ آب زمزم اور ... اور حجر الاسود کی دہوون و آب غسل کو بھر کر لانا اور متبرک ٹھہرانا اور قبلہ حاجات ... سے مست ما سوا یا بت پرستی اور کفر ہے ؎

سلمانی اگر کعبہ پرستی ست ۔۔۔ پرستاران بت را طعنہ از چیست

اگر دین ست در بوسیدن سنگ ۔۔۔ چرا داری بدل از ہندوان ننگ

اگر مسلم ز بت آگاہ گشتے ۔۔۔ بیش حجر چون گمراہ گشتے

کعبہ سے مدینہ وہاں سے کربلا۔ اور آگے نجف۔ قدم ابراہیم۔ قدم رسول۔ قدم آدم۔ اجمیر سرہند پاکپتن۔ لدھیانہ۔ گانگوہ۔ بھرائچ۔ گھڑام۔ ٹھٹھہ پیراں کلیر۔ گنگوہ۔ پنجاب پیران امروہہ۔ سنام شہیداں پیر سیالکوٹ۔ ڈیرہ دین پناہ۔ ملتان۔ لاہور کے موئے رسول اور عمامہ۔ میاں میر وغیرہ۔ در بدر سفر دور و دراز طے کرکے مسلمان بہ طلب حاجات جاتے ہیں رام رام وا پس آتے ہیں کسی نے سچ کہا ہے ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت۔ پس شاستر کے خلاف چلنے والے ہندو اور قرآن کے مطابق چلنے والے مسلمان انصاف کے رو سے دونوں بت پرست اور گناہ گار ہیں۔

پوجیں وہ چرن بتن کو اور یہ رسول کے ۔۔۔ قایل یہ خاک نجف کی وہ گنگو دہول کے

چرنامرت وہ لیتے ہیں مکتی کا مدعا ۔۔۔ یہ اُسکو دہو کے پیتے ہیں جو زمزم کو ملا

وہ جگن ناتھ جاتے ہیں سر کو جھکا جھکا ۔۔۔ یہ چومتے ہیں حجر سیاہ دست کبریا

وہ مندروں کو کعبہ کو یہ سر جھکاتے ہیں ۔۔۔ بیہودہ بت پرستی میں آلوگ ڈوبے ہیں

دونوں ہیں بت پرست خدا سے پھرے ہوئے ۔۔۔ دور حق سے اور چاہ بلا میں گرے ہوئے

واجب ہے ایرستوں کو دونوں سے اجتناب ۔۔۔ کعبہ و دیر دونوں ہیں اطراف ناصواب

اعتراض ۲۱۱۔ ہمارے ہاں عمل نیک کا پھل جو اللہ تعالی کی جناب سے اسکو ملتا وہ مردے کو دلاوے تو اسکو پہنچ جاتا ہے مگر ہندوؤں کے دین میں آچاریہ کو کرم دیتے ہیں اور شرادھ ترپن کرتے ہیں۔ **جواب**۔ مردہ کو ہماری طرف سے کوئی چیز نیک و بد۔ نذر و نیاز۔ کھانا یا زہر نہیں پہنچ سکتی۔ شرادھ ترپن کا مردوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مذہب ماباپ کیواسطے ہیں خودغرض ملاؤں اور لالچی پنڈتوں نے انہیں مُردوں کے لئے جائز بتلایا اور مال اُڑانے کا بہانہ بنایا ہے سچ ہے مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت ہیں ملا کو حلوہ مانڈے سے کام ؎

برگ عیشی بگور خویش فرست ۔۔۔ کس نیارد زپس تو پیش فرست

ملہ طاس ولیم لکھنو میں قدم رسول دہلی پر سال تا یوم ۱۲ ربیع الاول کہ روز وفات رسول ست انبوہے از مرداں وزناں آنجا جمع مے شوند و آن نقش قدم را بہ آب می شویند و ... (صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۹۶ء)

کریں شرادہ مردوں کا اگیا اچھایا ۔۔۔ مردوں کو بھلا کس نے کھوجی جمایا

حسطرح ہندوؤں کے یہ کریا کرم ہیں اُن سے بڑھ کر مسلمانوں میں ایسے بھرم ہیں مردہ کا سوم ۔ دہم ۔ چہلم ۔ ششماہی ۔ سالانہ ۔ پیر صاحب کی گیارھویں ۔ ستارھویں ۔ امیر حمزہ کی سیرات ۔ امام حسین کا عشرہ محرم ۔ ہر بزرگ کا فاتحہ اُسکی وفات کے روز معصوموں سے لئے خاص کھانا جیسے شاہ عبد الحق کا توشہ حلوی جعفر ۔ بی بی کی صحنک وہی چٹنے کی حضرت علی کا گڑ ۔ ریوڑیاں میٹھے چاول ۔ اور اُسی کریا کرم کہا تا ۔ بوعلی قلندر کا ملیدہ ۔ امام حسین کی حلیم اور شربت مائی ۔ فرید کی شکر ۔ شیخ سدو کا بکرا ۔ پیر پھتو کا نمک ۔ سید سلطان کا روٹ یا پوڑیاں ۔ خواجہ معین الدین کی دیگ ۔ کسی کی نیاز سوا روپیہ ۔ پانچ پیسہ ۔ تین کوڑی ۔ کسی کا روٹ سوا سیر کا پانچ سیر ۔ مردہ کا استقاط ۔ قرآن کرانا اور سات آدمیوں کے ہاتھ میں پھرانا ۔ تین چراغ جلانا ۔ طواف کرنا اُسکے آگے ہاتھ جوڑ کھڑے ہونا ۔ بروز پیر یا جمعرات شام کے وقت چراغ جلانا ۔ چندہ ڈھلونی ۔ قل ہو اللہ ۔ پڑھنا ۔ محرم میں پانی کی مشک ۔ حجرہ کوٹنا ۔ درگاہ پر جھنڈا ہونا اور آنکھ نیچے کا نکلوانا ۔ عرضی منہ ہونا ۔ وغیرہ اس سارے شرک و گمراہی بت پرستی میں کیا مسلمانوں کو سوا کمی اور عقل ہے ۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔ پس ہندو بیچارے اُن سے ہزار درجہ افضل ہیں ۔

خاتمہ

آریہ دھرم کی خاص سولاں خوبیاں

پہلی خوبی ۔ پرماتما کی ذات و صفات اور اُسکی اپاسنا و پرارتھنا میں کسی خاص جہت کیطرف متوجہ ہونا ۔ بلکہ بلاتعین جہت اسکی صفات کاملہ کا دھیان کرکے اپنے دلکو اُسمیں لگانا ۔ پرماتما کی کامل توحید بصفات حقہ اِس خوبی کیساتھ وید دھرم میں موجود ہے ۔ کہ اس سے بڑھ کر کسی اور جگہ ممکن ہی نہیں ۔ اور محال ہے کہ اس سے عمدہ کوئی اور بیان کرسکے ۔ وجہ یہ ہے کہ صرف یہی مقدس دھرم ہے ۔ جسمیں پرماتما کا ثبوت دلائل عقلیہ براہین منطقیہ سے تلایا جاتا ہے ۔ مورتی پوجا ۔ قبر اور تعزیوں پرستی و دیوتا پرستی کو حرام ٹھہرایا ۔ یا ایشور کا کسی میں حلول فرمانا ۔ ایشور کا اوتار یا کسی آدمی کا خدا ہونا ۔ یا خدا کے برابر ماننا ۔ کسی کو خدا کا رسول یا کلیم یا روح یا صفی یا خلیل جاننا وغیرہ باتیں جو سیدی بت پرستی ہیں وہ سارے کے سارے وید کے رو سے قطعی ممنوع ہیں ۔ سو دان باتوں کو معقول دلائل سے رد کرتا ہے ۔ (دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸ ۔ ۱۲) **دوسری خوبی** ۔ وید مقدس غلطی سے پاک ۔ ردوبدل سے رہت ۔ ناسخ و منسوخ سے مبرا ۔ از آغاز عالم تا اختتام عالم جامع ارشادات واضح فرمان عالیہ ہے جسکی ایک بات بھی علم و عقل کے خلاف نہیں ۔ بلکہ سب احکامات علیم کل و عقل کل کی ذات کے شایاں ہیں ۔ یہ ہر طرح کی انسانی غلطیوں سے مبرا ہیں اور تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ہر طرح کامل ہیں اسواسطے کامل کے سوا اور کسی سے ظہور انکا ناممکن ہے ۔ تمام علوم کے مسائل اور تمام ترکیہ نفس کے وسایل وید میں نہایت واضح طور پر مسطور ہیں جنکو عقل انسانی بغیر تعلیم کے کسی طرح سے نہیں جان سکتی ۔ باوجود سب سے قدیم ہونے کے آجتک اختلاف کا نہ ہونا ۔ اور ہمیشہ ہزاروں لاکھوں حافظوں کا موجود ہونا ۔ اسکی پوری حفاظت کی علامت ہے ۔ **تیسری خوبی** ۔ تقلید شخصی سے بچنے ۔ تحقیق علمی عقلی کی عام اجازت جسکی بدولت انسان ہمیشہ معراج ترقی کی سیر کرتا رہتا ہے اور جہالت و تقلید کے گڑھے میں نہیں گرتا ۔ اور اسی سبب سے آریوں کا ازمنہ مختلفہ میں ہر علم و فن میں عمدہ عمدہ ترقی کرنا ظاہر ہے ۔ اور اب جو تھوڑے سالوں سے پھر آفتاب صداقت کی شعاعیں ابر ظلمت سے نکلی ہیں ۔ علم منقول کیطرف پھر توجہ ہوتی جاتی ہے جو در حقیقت انسانی بھلائی کی نہایت عمدہ علامت ہے ۔ **چوتھی خوبی** ۔ خدا کی کامل عبادت یوگ وِدیا صرف اسی دھرم میں ہے جسکو بغیر وید دھیان سمجھا ہو نہ طبیعت ذرا اسکا کسی طرح ٹکتی ہوتی ہے ۔ کیونکہ یوگ نام اسکا ہے کہ سب جہل من ترک کر ایشوری گیان میں محو ہو ۔ دھیان کا جمنا محال ہے اور جبتک دھیان ۔ جسے ایشور کا پراپت ہونا سراپا ناممکن ہے ۔ ایسی مکمل عبادت اور ایسا مکمل طریقہ کسی اور مذہب یا دھرم میں مطلق نہیں ہے ۔ **پانچویں خوبی** ۔ شفاعت کا نہ ہونا ۔ پرمیشور سے بلا واسطہ غیرے ملاپ ۔ نہ کسی اردلی کی ضرورت نہ انیری کی حاجت ۔ نہ رشوت سے مطلب ۔ نہ دلالی سے غرض ۔ صرف اپنے ذاتی فعلوں سے پرماتما کی حضوری اسی مذہب کی بزرگی ہے ۔ رشوت کا بڑا الزام کوئی مذہب ایشور کی ذات سے دور نہیں کرتا بلکہ سب مذاہب اسی الزام کا اُسے ملزم گردانتے ہیں ۔ اور پرمیشور کو دعاؤں تعریفات سے کامحرم جانتے ہیں ۔ مگر صرف وید دھرم ہی اس الزام سے بریت کرتا ہے ۔ **چھٹی خوبی** ۔ پنچ مہا یگ کا روزمرہ فرض ہونا ۔ اول عبادت پرماتما یعنی برہم یگیہ دوم خدمت والدین و فضلا و آچاریہ یعنی پتری یگیہ ۔ سوم مہمان نوازی یعنی اتتھی یگیہ چہارم یتیم خانہ وغیرہ قائم کرنا یعنی بلی ویشو دیو یگیہ ۔ پنجم تمام دنیا کی بہتری کیواسطے کوشش کرنا ۔ اور حتی الوسع اسکے واسطے ہر روز جگت اُپکار اور روگ ناشک اگنی ہوتر کرنا یعنی دیو یگیہ (دیکھو ستیارتھ پرکاش پنچ مہا یگیہ وِدھی) **ساتویں خوبی** بہتری پرش ۔ اہل قرابت ۔ والدین و فرزند ۔ ہمسایہ ۔ یتیم ۔ مساوا ۔ مہمان ۔ مساکین کے حقوق ۔ شادی و غمی کے فرائض بلکہ پیدایش سے موت تک سولہ سنسکار اس خوبی سے منو سمرتی و سنسکار ودھی میں موجود ہیں کہ جنکا عشر عشیر بھی اور مذاہب میں نہیں جنرل ہے میگاتھن صاحب فرماتے ہیں وانتھان قانون اور دھرم شاستر میں سے منو جی کا درجہ اول ہے ۔ عورت کو ارد ہنگی ماننا ۔ کثرت ازدواج کا نہ ہونا ۔ ایک ناری و ایک پتی برت دھارن کرنا ۔ پردہ کی جہالت کا نہ ہونا صرف اسی دھرم کی بزرگی ہے ۔ **آٹھویں خوبی** روح اور روحانی باتوں کا سچا علم ۔ مادہ اور مادی چیزوں کا صحیح گیان دنیا کب تک رہیگی ۔ اسکا واقعی حال جسکے بیان کرنے سے قرآن و بائبل کی زبان گنگ و لال ہے ۔ وہ ایسی خوبی سے اِس دھرم میں بتلائی گئی ہیں ۔ کہ دیگر علم و سائنس اس سے زیادہ واضح اور صحیح تبلانے سے عاجز ہیں (مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول ۔ **نویں خوبی** ۔ رحم جو سب سے عمدہ صفت ہے وہ تمام مذاہب سے بڑھ کر باحسن الوجوہ صرف اسی مبارک دھرم میں موجود ہے یعنے ماس نہ کھانا اور بیگناہ کسی جانور کو نہ ستانا ۔

دسویں خوبی ۔ زور و ظلم سے دین پھیلانے کی ممانعت ۔ جہاد اور فساد سے نفرت دلائل معقول اور محبت و پیار سے دھرم کی اشاعت کی اجازت صرف اسی دھرم میں ہے (دیکھو ہوم **گیارھویں خوبی** ۔ مختلف علوم کے فضلا کا وید مقدس کی پیروی سے باہر نہ ہونا اور تمام فلسفی مزاجوں کا اسکے دلکش و دید کا پیرو ہونا کسی نامعقول بات کا وید میں مذکور نہ ہونا (مفصل دیکھو وید و دھرم اور اُپ وید اور چھ انگ ۔ تمام رشی منی وید کے پیرو تھے مگر اور مذاہب میں جتنے ڈاکٹر فلاسفر حکیم ہوتے سے وہ قرآن اور انجیل سے دست بردار ہوتے گئے ۔ بلکہ انجیل و قرآن کے پیروؤں نے حکیموں کے جبڑے توڑ دئیے اُنہیں شکنجہ میں کھینچا اور قتل کیا ۔ انکے قتل کا داغ وید کے دامن پر ہرگز نہیں ۔ **بارھویں خوبی** معجزات ۔ خرق عادات ۔ کرامات ۔ بھان متی کے تماشے کیمیا گری ۔ سنگ پارس ۔ جادو ۔ جن بھوت ۔ پری و شیطان وغیرہ لغویات کی تردید وید کے سوائے کہیں نہیں موجودہ روشنی کے زمانہ میں ان تمام باتوں سے بدبو یا انکو نفرت ہے ۔ مگر بائبل و قرآن میں ایسی دور از قیاس باتیں بھری پڑی ہیں **تیرھویں خوبی** انسانی زندگی کا چار حصوں پر تقسیم ہونا اور سب سے اول دھرم سے تعلیم کا ہونا ویدک دھرم کی کیسی اعلیٰ فضیلت ہے ۔ برہمچریہ طالبعلمی کا زمانہ ۔ گرہست عیالداری کا زمانہ ۔ بان پرست گوشہ نشینی کا زمانہ ۔ سنیاس تبلیغ دین کا زمانہ جس پر عمل کرنے سے انسان دین و دنیا کی بھلائی بخوبی حاصل کرسکتا ہے ۔ اور تو کافی ہو نکا ارشاد کیا ہدایت بنیاد ہی اور مذاہب میں انکا نام و نشان بھی نہیں ۔ **چودھویں خوبی** ۔ جب مدت کے گزر جانیکے سبب لوگوں نے مخالفت مذہبی کے سبب سے وید مقدس کے دھرم پر حملہ کیا یا اعتراض کرکے لوگوں کو مشتبہ کرنا چاہا ۔ آریہ لوگوں نے دندان شکن جواب دیئے جو ہمیشہ تک یادگار

رہنگی۔ سب سے اول مخالف پنڈت یا جینی ہوئے جنکی تردید گوڑ پاد آچاریہ کے شش شنکر سوامی نے اس عمدگی اور بخوبی سے ہل من معارض کی ندا کی کہ مخالفوں کو چوکڑی بھلادی اب تک بھی وہ کتابیں بودھ مت کی تردید میں برق طپاں کا حکم رکھتی ہیں۔ پھر اب تھوڑے عرصہ سے مسلمانوں و عیسائیوں نے کتابیں لکھنی شروع کیں جنکے جواب ہماری طرف سے مدلل دیئے گئے گویا کہ انکے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ اور کبھی میدان مباحثہ میں قائم نہ رہ سکے **سترہویں خوبی**۔ اگرچہ کئی دفعہ صدمات پہنچے۔ اور مخالفوں نے دہرم کے پھیلانے میں کوئی کسر چھوڑی تو بھی آریہ قوم دقتاً فوقتاً جاگتی سنبھلتی رہی جینی۔ پارسی۔ یہودی بابلیوں اور قبطیوں کیطرح بالکل مردہ نہیں ہو گئی۔ دہرم سے پتت شدہ لوگونکو جب بس چلا شدہ کر کے واپس لیتی رہی۔ لاکھوں بودھوں کی شدھی شنکر اچاریہ نے کی اور مسلمان و عیسائیوں کی شدھی کے کام کو دنیا کے عارفوں کے سرتاج شری سوامی **دیانند** جی مہاراج نے شاستروں سے اب رواج دیا جو دن بدن آریہ سماج کی مبارک کوششوں سے ترقی پا رہا ہے مذاہب باطلہ کی طرف لوگوں کا رجحان نہایت کم ہو گیا اور ایشور کریگا کہ بالکل نہیں رہیگا پس اس روشنی کے زمانہ میں آریہ قوم کا جاگنا اور جہالت سے بھاگنا صرف صداقت ویدک کی برکت ہے۔ **سولھویں خوبی**۔ مباحثہ مذہبی کیواسطے عام اجازت (صلائے عام) کا دینا اور علم و عقل اور سچائی کے خلاف کسی کی بات کے نہ ماننا تمام فضلاء و علماء کی عزت کرنا۔ اور اُن کی تعلیم سے آگاہی کرنا اور محبت و پیار سے ست دہرم کا پھیلانا اور معقول دلایل سے لوگوں کو راہ راست پر لانا اور گناہوں سے دلی نفرت اور نیک کام کرنیکی طرف توجہ دلانا اور پرمیشر جنم کے عالمگیر اور لاتغیر قانون کو پیش کر الٰہی انصاف کا قائل کرنا اسی مقدس دہرم کی خوبی ہے جو کسی (نوین مت) جدید مذہب کے نصیب نہیں۔ بنابراں صداقت **وید** درحقیقت نوید جاوید ہے۔

مبارک ہیں وہ جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے پر ہمیشہ طیار رہتے ہیں

التماس آخری بھائی مسلمانوں اور خاص کر ہمارے آریہ ورت کے رہنے والو خدا کیواسطے تعصب کو دور کر تحفۃ الاسلام کو مطالعہ کرو۔ عرب میں جب اسلام جاری ہوا۔ اُسوقت صابئین مجوس۔ یہود۔ اور عیسائی لوگ موجود تھے اور انہیں کی خراب اور خستہ حالت سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں صرف وہی لوگ مخاطب ہیں انہیں کے سوالوں کے جواب ہیں انہیں سے جنگ و جدال ہوئے۔ انہیں سے مقابلہ اور قتال کسی معقول علم دوست حق پرست قوم سے سامنا نہ ہوا نتیجہ ظاہر ہے کہ عرب جیسے ان پڑھ اور بے علم قوموں میں اسکی اشاعت ہوئی سپین۔ پرتگال وغیرہ میں جہاں تعلیمیافتہ لوگوں سے یا انہیں سے زبردست طاقتور قوم سے مقابلہ پڑا۔ وہاں سے اسلام بجائے قاتل کے مقتول ہو گیا ظلم سے پہنچا تھا۔ بس بھاگ کر چلا آیا یا نکالا گیا۔ جن مذہبوں کی حالت اُسوقت اسلام سے خراب تھی بھلا وہ مقابلہ کیا کر سکتے اور یہی کارن ہوا کہ وہ آج تک سر نہ اٹھا سکے (دیکھو ایران مصر اور افغانستان کی حالت) مگر جن مذاہب میں حقیقی سچائی موجود تھی وہ کبھی بھی اسلام کے شکار نہ ہوئے اور اگر کبھی سیواجی کی طرح اور نگ زیب جیسوں کے پنجہ میں پھنس گئے تو جھٹ حکمت سے نکل ہوا اور پر سوار ہو گئے۔ اور پھر ہاتھ نہ آئے۔ ویدک دہرم سے غافل ہو کر اگرچہ آریہ ستان نے پوران وغیرہ ایمان مان لیا تھا مگر پھر بھی اُپ نشدوں کی سچی فلاسفی ان کے دلکے اندر جیسے کچھ نہ کچھ چمکتی رہی جیسے اسلام کے احکام انکے دلپر موثر نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے نہایت غور کا مقام ہے کہ سات سو برس کے خون کی بارش نے بھی آریہ دہرم کے گیان کی اگنی کو ٹھنڈا نہ کیا۔ بلکہ مختلف اوقات میں اس مبارک قوم سے مبارک . . . . لوگ اسلام کا دندان شکن مقابلہ کرنے کیواسطے نکلتے رہے اور انہیں میں سے شیر ان ادیہ جہان رہنمائے عالم و عالمیان سوامی دیانند جی مہاراج کا ظہور ہوا پورے ایک ہزار برس کے بعد آریہ ورت کی اُمید کا پودا بار آور ہوا کامرانی کا پھول شگفتہ ہوا۔ صداقت کا آفتاب طلوع ہوا۔ یا وجود بت پرستی کے عادی اور قبر پرستی کی وادی (عادت) پڑجانے کے اگرچہ قوم مردہ دل ہو گئی تھی تو بھی اُس مہاتما کے سچے اور لائق نیک سے بہت اُپدیش اپنا کام کر گئے مردہ قوم میں جان پڑ گئی علم الٰہی کی آواز نے مردوں کو زندہ بچوں کو جوان جوانوں کو صداقت پر قربان اور بوڑھوں کو گیان وان بنا دیا۔ اور ساتھ ہی وید کا قربان سنا پرلیشعت کا دروازہ کھولدیا۔ بلکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ دیش کی کایا پلٹ دی۔ مردہ جسد کا لیکچر دے۔ تناسخ پر قائل کر دیا۔ ویدانتی حیران محمدی پریشان۔ عیسائی سرگردان ہو گئے۔ مگر سب سے زیادہ بت پرستوں نے مخالفت کی۔ کہ وہ جان کے خواہاں ہو گئے۔ لیکن اس مخالفت پر بھی نہ تو اُس مرد میدان نے ہجرت کی اور نہ تلوار سے ڈرے اور نہ ہی شمشیر سے لڑے بلکہ سب کے مقابلہ میں ست دہرم کی طاقت سے کھڑے رہے۔ مولویوں سے مباحثے ہوئے عیسائیوں سے چرچا ہوا۔ بت پرستوں سے شاستر ارتھ کئے اور جینیوں (منکران حق) سے داد و وداد رہے مگر واہ رے مرد میدان حق وید کی شرتیوں سے توحید مطلق کا اُپدیش کر مخالفوں کے چہرے فق کر دیئے۔ ہر ایک آریہ ستان کے ہردے میں اتحاد اور اُنتی کی روح پھونک دی۔ وید اور شاستر سے فلاسفی کے اُپدیش سنا توہمات باطلہ کو بھگا دیا پیچ جوتش کے اصول بتا موہوم گرہوں کی نحوست سے چھڑایا اور پرستم کی قبر پرستی۔ مکان پرستی۔ اور صلیب پرستی کی یہاں تک چھان بین کی کہ معمولی آریہ کے سامنے فاضل عیسائی اور عالم مولوی یا مشہور بت پرست کو مقابلہ میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ محمدی بھائیو۔ اور مسلمان دوستو۔ اب مذہب اسلام کا علم اور عقل کیساتھ مقابلہ ہے یاد رکھو کہ منقولی مذہب کبھی علم معقول کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ یورپ جہاں آجکل علم کی قوت ہے وہاں علم ہی کی عملداری ہے۔ عیسویت اُسکے مقابلہ سے عاجز ہے جو بادری کہ عیسائی مذہب کی بدولت دیو اور بھوتوں کے خیالات اور آسمانی توہمات کے سبب یورپ میں پھیلی ہوئی تھی اب وہ رفع ہوتی جاتی ہے صبح ہو گئی اور جدید اور عمدہ آثار نمودار ہوتے ہیں۔ یہی حالت اسلام کی ہے۔ جہالت کیساتھ اُسکا رشتہ ہے جو ظلم کے عقد سے بندھا ہوا ہے جہاں جہاں علم اور عقل کی روشنی پہنچ گئی۔ یا پہنچ رہی ہے وہاں سے بالضرور اسلام کو مقتلے اٹھانا پڑیگا وہ خیالی دین جو مجموعہ ہے تند اور اوستہا توریت و زبور و انجیل کے جن بھوتوں کی کہانیوں کا۔ وہ اسلام جو جامع ہے جادو ٹونے اور مردوں کی کرامتوں کا دھندہ جسکے سرچشمہ ہے قبر پرستی اور مکان پرستی اور سنگ اسود پرستی کا وہ ہدایت نامہ جو مادی اور فانی جنت اور حور و غلمان اور شہد اور شراب کی خوشخبری دے رہا ہے۔ وہ فلاسفی کا مدعی جو زمین اور آسمانکے حالات صحیح بتلانے سے قطعی عاجز ہے۔ یاد رکھئے اور پھر بھی یاد رکھئے کہ وہ بلا شبہ علم کی روشنی کیسامنے ہرگز نہیں ٹھہر سکیگا۔ اچھی طرح سمجھو کہ تہذیب اور سولیزیشن کی پاک اور پرزور دریا کی تیز دہار۔ توہمات اور باطل راستے کو چھوڑ چکی ہے۔ اور بخیر خواہ کہتا ہی ہوں اُس خندق میں گر پچی جوں جوں اور جہاں جہاں علم کی روشنی پھیلیگی۔ محمدی اسلام کی ہوا اُکھڑ جائیگی کبھی اور کسی طرح بھی اُسکا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے۔ بلکہ بعض جگہ آچکا کہ سوائے مسجد کے ملانوں اور مسلم زمینداروں یا وحشی افغانوں اور نادان عورتوں کے اسلام کا اثر کسی ہی علم کے جینئر میں رہیگا کیونکہ خود اس زمانہ کے پیغمبر حضرت نبی قادیانی مسیح ثانی کو الہام ہو چکا ہے کہ نوجوانوں کے عام خیالات اسی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ پس آنکھیں کھولو تعصب کی پٹی اتار دو اور آریہ دہرم کی سچی فلاسفی پر غور کرو آریہ سماج کا اصل مقصد ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا ہے بس جہاں جہاں سائنس اور علوم عقلی کی روشنی پہنچیگی وہاں وہاں آریہ دہرم کا جھنڈا سب سے پہلے لہرائیگا صاحبو جہالت کا پردہ دور کرو اور آؤ علم کا جوا اٹھاؤ اور تعصب کا خیال دل سے نکالو اور آؤ ملکر سچ کا پرچار کریں اور ہم اور آپ ایک پردار بنیں۔ افغانستان عربستان۔ بلوچستان ایران روم و مصر کی حالت پڑھو اور غور کرو کہ اسلام نے وہاں کیا کیا تہذیب اور علوم کی اشاعت کی۔ اگر آپکو سوائے جہالت ہی جہالت کا سُراغ ملے تو عبرت پکڑو اور ہماری التماس کو قبول کرو سچے ویدک دہرم کا سبق تو اسکی ہدایت سے فیض اٹھاؤ۔ پھر دیکھئے بہار کہ کیسی بہار ہے۔ اے عقل والو! غور کرو اور اے علم والو سمجھو۔ ع۔ رہ ایں ست رواز طریق متاب

راقم آپ کا قدیمی خیر خواہ لیکھرام آریہ مسافر

محبت الاسلام

راہ نجات

اوم پرماتمنے نمہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

چار دن سے ہمارے پاس ایک آٹھ صفحہ کا رسالہ مصنفہ مولوی محمد خلیل صاحب ساکن ملال پور مطبوعہ لدھیانہ الموسوم عدم نجات آریہ بذریعہ ڈاک پہونچا جس کے اخیر میں لکھا ہے کہ "بخدمت جملہ صاحبان عموماً و بخدمت پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری خصوصاً التماس ہے۔ کہ یہ رسالہ عدم نجات آریہ جو آپ کے آریہ مذہب کی تردید میں اس دعویٰ سے لکھا گیا ہے کہ اس کا جواب کسی آریہ صاحب سے جہان کی پرلے کے ظہور تک یقیناً نہ بن سکے گا۔ اور فی الحقیقت اگر آریہ بھائی اس رسالہ کو ایک عمیق نظر ڈال کر صفائی قلب سے مطالعہ فرما دیں گے تو ان پر فوراً ثابت ہو گا کہ واقعی اس رسالہ نے آریہ مذہب کی بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور دیانند جی کا جو عرصہ چودہ پندرہ سال سے اس آریہ ورت میں ظاہر ہو رہا تھا۔ خاتمہ کر کے دکھلا دیا ہے۔ اگر آریہ صاحبان اس رسالہ کو مطالعہ فرما کر پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو ان پر لازم ہو گا۔ کہ اس رسالہ کا رد لکھ کر دکھلا دیں" اور پھر کہتے ہیں "اگر دو ثالثان شہادت دیویں کہ واقعی اس رسالہ کے دلائل نمبروار توڑے گئے ہیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ بعد شہادت ایسی مستقل کے رد کنندہ رسالہ مذکور کو مبلغ ۲۵ روپیہ انعام کے دونگا۔ اب بھی اگر آریہ صاحبان خاموش رہے تو ان پر اتمام حجت ہے جس کا مواخذہ ان پر خدا کی عدالت سے روبرو ہو گا۔"

پیارے ناظرین ہم نے صرف مولوی صاحب کی درخواست اور ضروری درخواست کے مطابق خلوص نیت اور سچے اعتقاد سے یہ جواب لکھا ہے اور ان کے دلائل کی نمبروار تردید کی ہے۔ پچیس ۲۵ روپیہ کے لالچ سے نہیں بلکہ اس بڑی بھاری طمع سے کہ مولوی صاحب کو سچا خدا اور پرمیشر پرماتما صراط المستقیم وید مقدس پر چلنے کی ہدایت دے اور تعصب کے تاریک اور خوفناک گڑھے سے نکال کر حق کے قبول کرنے پر کھلم کھلا مستعد کرے۔

آمین یا رب العالمین

الملتمس لیکھرام آریہ مسافر از کہوٹہ ضلع راولپنڈی ۸ جولائی ۱۸۹۳ء

نجات اور اس کے وسائل

ہر ایک آدمی نجات چاہتا ہے۔ اور ہر ایک مذہب کی علت غائی بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو نجات ہو۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ کم لوگ ہیں جن کو نجات کے ذریعہ معلوم ہیں۔ اور تھوڑے ہیں جو نجات کے واسطے کوشش کرتے ہیں اور ایسے ہادی بھی کم ہیں جن کو سیدھا اور سچا رستہ نجات کا معلوم ہو۔ یا جن کی خود بھی نجات ہوئی ہو۔ کیونکہ اکثر مذاہب کے اصول ہی ایسے ہیں۔ جن سے کسی طرح نجات ہو نہیں سکتی۔ لوگوں میں بھیڑیا دھسان یا اندھ پرم پرا یا جاہلانہ تقلید کا پرچار بہت زیادہ ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ تقلید پرستی نے دنیا کے بڑے حصہ کو ضلالت میں ڈالدیا۔

نجات لفظ اصل میں سنسکرت زبان کا ہے۔ مگر اس وقت عام لوگ اسے عربی جانتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے معنے न जात ہیں یعنے دوبارہ جنم بین نہ آنا یا آواگون سے رستگاری۔ عربی میں نجات کے معنے ہیں۔ نجات بفتح رستگاری (از بہار عجم و کشف و قاموس و صراح) نجات بکسر جیم رستگار (از منتخب و نجات پابندہ و صاحب) (از غیاث) سنسکرت میں اس کے واسطے دوسرا لفظ مکتی یا موکھش یا نروان ہے۔ معنے سب کے ایک ہیں اب ہم بتلاتے ہیں کہ مکتی سادھن کے وسائل کیا ہیں یہی پرشن (سوال) کسی نے سوامی جی مہاراج سے کیا تھا وہ اوتر دیتے ہیں:

(پرشن) مکت اور بندھ کن باتوں سے ہوتا ہے؟ (اوتر) پرمیشور کی آگیا پالنے۔ ادھرم و دیا کسنگ۔ کسنسکار۔ برے ویسنوں سے الگ رہنے۔ اور ستیہ بھاشن پروپکار ودیا نپکت پکشپات (تعصب و طرفداری) رہت نیائے۔ دھرم کی بردھی کرنے۔ پورو کت پرکار سے پرمیشور کی استتی پرارتھنا او پاسنا۔ ارتھات یوگ ابھیاس کرنے ودیا پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے پرشارتھ کر گیان کی انتی کرنے سب سے اوتم سادھنوں کو کرنے اور جو کچھ کرے وہ سب پکشپات رہت نیائے دھرم انوسار ہی کرے۔ اتیادی سادھنوں سے مکتی اور ان سے وپریت ایشور آگیا بھنگ کرنے آدی کاموں سے جیو کا بندھ ہوتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۶)

یہ جو سادھن مکتی یعنے نجات کے وسائل سوامی جی مہاراج نے ویدوں کے انوسار لکھے ہیں ان سے عمدہ وسائل تو کسی مذہب میں نہیں ہیں۔ انہیں وسائل کی یوگ شاستر میں مہاتما پتنجلی جی مہامنی نے تشریح کی ہے (دیکھو سادھن پاد) آدیں تمام مذاہب دنیا کے محقق و فاضل اگر وہ ان وسائل سے کوئی عمدہ سادھن بتلا سکتے ہیں تو بتلا دیں ہم قبول کرنے پر تیار ہیں۔ ہم کو کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر ایسے اچھے وسائل اور ایسے پوتر سادھنوں کے بدلے ان کے پاس صرف ایمان یا جہاد یا تقلید یا سچی یا کثرت ازدواج یا گوربھشتی یا سنگ اسود پرستی یا حج یا شیر بخت یا نیرا۔ یا صلیب لٹکانا ہی مکتی کے سادھن ہیں جو وسائل مندرجہ وید مقدس سے بہت کم ادھورے ناقص ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ پاک کتاب یعنے پوتر ویدوں کا آشرا لیں اور ستیہ دھرم کو قبول کر کے شانتی سرور سے تپت ہوں۔

قرآن کے رو سے نجات کے وسائل

جہاں تک ہم نے قرآن کا مطالعہ کیا۔ جہاد سب سے افضل عبادت قرآن نے بتلائی ہے اور مجموعی طور پر قرآن شریف نے یہ چیزیں ذریعہ نجات بتلائی ہیں۔ جہاد۔ صلوٰۃ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ و طواف۔ کعبہ و قربانی جانوران۔ اور جگہ اسلام کے یہ اصول ہیں۔ خدا پر ایمان لانا۔ ملائکوں پر ایمان لانا۔ کتابوں پر ایمان لانا۔ رسولوں پر ایمان لانا۔ قیامت پر ایمان لانا۔ جہاد و مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا (منتہی الارب باب الجیم فصل الہا۔ ربع الاول صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ سرکاری لاہور)

غزاۃ۔ جنگ با دشمن دین۔ غازی مرد با دشمن دین کارزار کنندہ (از منتہی الارب باب الغین ربع الثالث صفحہ ۱۳۴ (جہاد کا مفصل حال دیکھو ہمارا رسالہ جہاد۔ اور حدیث میں یہ ہے۔ الجنۃ تحت ظلال السیوف یعنی جنت نیچے سایہ تلوار کے ہے (دیکھو فتوح الشام صفحہ ۳۶۹)

صلواۃ کی بابت شرح نصاب میں لکھا ہے۔ صلواۃ ماخوذ از صلا کہ بمعنی سرین است چوں نماز کنندہ در سجود سرین برمیدارد۔ ایں فعل را صلواۃ گفتند۔ و بعضے معنے صلواۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنے جنبانیدن ہر دو سرین و معنے نماز منقول است۔ ازیں معنے۔ (از غیاث اللغات ردیف ص)

عبادت میں دل کی جمعیت و آرام سے خدا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس بار بار کے سرین اٹھانے اور اٹھنے بیٹھنے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دل زیادہ پریشان اور ڈانواں ڈول ہوتا ہے اور کنج تنہائی جو عبادت کے واسطے اشد ضروری ہے وہ جماعت کی نماز میں بالکل میسر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں تو قواعد کا دھیان ہوتا ہے کہ امام صاحب ابھی کھڑے ہیں یا بیٹھے۔ کھڑے ہیں یا دونوں۔ ویسے ہی خواہ مخواہ ہونا پڑتا ہے اور عموماً جو ذرا پیچھے آتے ہیں۔ انہیں بہ تقلید امام صاحب کے درمیان سے یا کسی حصہ یا جزو سے ہی نماز شروع کر کے ناتمام ہی پوری کرنی پڑتی ہے جو ہرگز حسن طریقہ نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ اور پھر موذن کا بھی بے ہنگام اور بلا سوچے سمجھے آذان دینا اور ایسی زبان میں دینا جس کو لوگ نہ سمجھتے ہوں سراپا ایک فضول حرکت ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

موذن بانگ بے ہنگام برداشت نمے داند کہ چند از شب گذشت ست
درازی شب از مژگان من پرس کہ یکدم خواب در چشمم نگشت ست

اور پھر بلا معنے اور مطلب جاننے کے نماز پڑھنا بالکل بے فائدہ ہے اور کروڑوں مسلمان بے سمجھے سوچے عبارت پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اور پھر کعبہ پرستی اور کعبہ کی طرف منہ کرکے۔ سراپا بت پرستی ہے۔ مثنوی میں ہے۔

قبلۂ صورت پرستاں آب و گل قبلۂ معنے شناساں جان و دل
قبلۂ زاہد محراب قبول قبلۂ بد سیرتاں کار فضول۔

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔

نماز و سجدہ بر محراب ابرویش روا باشد چہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی

ایک اور فاضل فرماتے ہیں

اذاں محراب ابرو رو بگرداں اگر در مسجدے در در خرابات
مئے فارغ بیا بد پاک ز اغیار کہ تا لذت بیابی در مناجات
تو گر در تن درست و خبر باشی کجا یابی صفا ئیہات ہیہات

علوم نیست روزہ رمضان نہ علم حکمت کے مطابق۔ اور نہ کم خوری کے عادی صرف خوراک کا وقت بدلا جاتا ہے۔ اسی واسطے اس کا نام روزہ ہے۔ یعنی بھوکا پیاسا تمام دن رہنا نہ کہ رات مسلمان ونکو روزہ رکھتے ہیں اور سب برے کام جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ غصہ و غضب زیادہ ہوجاتا ہے جو ایک نہایت برا فعل ہے۔ اور تمام رات اور دنوں سے اچھی خوراک کھاتے ہیں خواہ قرض اٹھا کر کھانی پڑے۔ اور عموماً مقروض ہوجاتے ہیں۔ جانور بھی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب مہینہ ختم ہوجاتا ہے تو کھانے کا ان کو ہوکا لگ جاتا ہے۔ بہت ہیضہ کے ہی شکار ہوتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس روزہ سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے تو ہندؤں کا دھنی یعنے مہینہ میں ایک دن بھوکا اچھا ہے کیونکہ اس میں چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ کھانا پڑتا ہے۔ جو کچھ معقول ہے ٭

ے چنانچہ وہ لوگ رمضان کی عیدی لکھا کرتے ہیں جس کا ایک مصرعہ یہ ہے کج شکم کشتہ را بینزوا نید یعنی روزہ کے دنوں میں مسلمانوں کے پیٹ بڑھ جاتے ہیں ٭

زکواۃ چالیسواں حصہ اپنے مال کا خدا کے نام پر سالانہ دینا بہ طریقہ برا نہیں ہے۔ مگر اس سے اچھا اہل آریہ کی خیرات کا قاعدہ ہے اور یہی سبب ہے کہ جتنے آریہ لوگ خیرات کرتے ہیں۔ اتنی اور کسی قوم میں نہیں ہوتی۔ اور میشور کی کتنی اپار مہماں ہے کہ آریہ یا ہندو غیر مسلموں کے دروازے پر بہت ہی کم جاتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف لاکھوں مسلمان فقرا اور غریب ہندؤں کی خیرات سے پلتے ہیں۔ اور زیارت کے یتیم خانوں میں بلا تمیز مذہب کے سب مذہبوں کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں پرورش پاتے ہیں۔ ہندو سادھو بھی بہتی آریوں کے پانی کی سبیلیں اور ہر ہندو مسلمان وغیرہ سب کے واسطے پانی پینے کے سد ابرت ہیں اور فی سبیل اللہ سب کو پانی پلاتے ہیں۔ اور آریہ سماج میں سب سے زیادہ خیرات کا برتاؤ ہے۔ مگر مسلمانوں کی زکواۃ سوائے بکرو نکی جان و تمام سے اور کوئی مفید صرف نہیں ہے۔

حج یعنے زیارت کرنا مکہ کا موسم مقرر پر۔ یہ سراسر بت پرستی ہے۔ اور وہاں بہت سا اینٹ پتھر ہے جسکو ہندو و کنبش مہادیو و مسلمان حجر الاسود کہتے ہیں۔ غیاث میں لکھا ہے۔ حجر الاسود سنگیست سیاہ در کعبہ کہ مس کردن آں موجب ازالہ معاصی ست۔ یعنے وہ ایک کالا پتھر ہے کہ جس کا چھونا باعث دور ہونے گناہ کا ہے۔ رمی حجار یعنے پتھر پھینکنا طواف یعنی کعبہ کی پرکرماں کرنا۔ جامہ کعبہ کو چومنا۔ اور بوسہ دینا۔ آب زمزم لوجہ کرانا قدم رسول اور قدم ابراہیم یعنی چرن پادکا کی زیارت کرنا۔ اور ثواب جاننا اور قربانی کرنا جس سے آئے دن وہاں حضرت ہیضہ شریف ارزانی فرماتے رہتے ہیں

مفصل دیکھو کوہ نور لاہور جولائی ۱۸۹۳ء کہ مکہ میں ۲۵ جون کو ۲۴ (۲۶۳) ۱۸۹۳ء کو ایک ہزار آدمی ہیضہ کے شکار ہوئے۔ بس اس سے سوائے بت پرستی اور کعبہ پرستی کے نہ تو کوئی ثواب کی بات ہے اور نہ مقصد مطلب باصفائی قلب۔ ٥

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است دل گذرگاہ جلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

قرآن میں ہے۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علٰی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون ﴿۵﴾۔

ترجمہ۔ جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ انکو رزق دیا گیا ہے ہم نے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں جو کچھ تیرے پر اترا ہے اور جو اتارا گیا ہے تجھ سے آگے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں جو ہدایت پر اپنے خدا کی جانب سے اور وہی رستگار ہیں۔ کتابوں کی تعداد تمام قرآن میں درج نہیں ہے۔ اور نہ انکے نام ہیں اور یہی حال فرشتوں اور رسولوں کا ہے۔ پس معلوم کہ ایمان کس پر اور کیسا ایمان باقی ہے۔ خدا اور قیامت۔ ان پر جیسا مسلمانوں کا ایمان ہے مفصل طور پر تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ میں ظاہر کر دیا ہے علاوہ برآں اس ایمان میں وہ عام ہندؤں سے کسی حالت میں افضل نہیں ہیں بلکہ کمتر ہیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ قرآنی نجات کیا ہے

قرآن سورۃ البقر میں لکھا ہے کہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے ان کے واسطے باغ ہیں نیچے ان کے نہریں ہیں ان باغوں کا پھل وہ کھائینگے۔ اور ان کے واسطے وہاں پاک عورتیں ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گی۔ سورۃ آل عمران میں پھر وہی ذکر ہے اور سورۃ مایدہ میں بھی وہی۔ سورۃ اعراف میں پھر اسی کا تکرار ہے لیکن زیادتی یہ ہے کہ درمیان بہشت و دوزخ کے حجاب ہے۔ جسکو اعراف کہتے ہیں۔ سورۃ حجر و یونس و ابراہیم و نحل میں پھر تھوڑا تھوڑا بیان ہے۔ سورۃ کہف میں علاوہ اور بیانات کے سونے کے زیور اور ریشمی جامہ پہننے کا مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تکیہ

لگا کر پانی کے تختوں پر نہروں کے کنارے بیٹھیں گے۔ سورۃ حج میں علاوہ اس بیان کے موتی اور سونے کے کنگن پہننے کا بھی بیان ہے۔ سورۃ رحمان میں اُنکے علاوہ یہ بھی ذکر ہے کہ حوروں سے پہلے کسی نے جماع نہیں کیا۔ اور حوروں کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہ یاقوت و مرجان کی طرح ہیں۔ (۱) باغوں کا بیان ہے کہ اُنمیں میوہ کے درخت انار و کھجور کے درخت ہونگے اور حوروں کے خیموں کا بھی احوال ہے۔ سورۃ النبا میں حوروں کے علاوہ پیالہ چھلکنے کا بھی حوالہ ہے۔ سورۃ صافات میں لکھا ہے کہ شراب کے پیالے ملینگے اور حوروں کی تعریف ہے کہ وہ سفید مخفی انڈوں کی مانند ہیں۔ سورۃ دہر میں شراب کی اقسام کا ذکر ہے کہ کسی میں سونٹھ کی ملاوٹ ہے۔ اور کسی میں تسنیم کی۔ اور وہاں ایک سلسبیل نام چشمہ ہے جسکے پاس غلمان پھرتے ہیں۔ اور وہ ایسے پیارے ہیں کہ جب تو انکو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں کافوری شراب کا بھی اور ریشمی کپڑے۔ اور چاندی کے زیوروں کا حال لکھا ہے سورۃ طور میں علاوہ حوروں کی آنکھوں کی تعریف اور باغوں کی تعریف کے غلمان یعنی بہشتی لونڈوں کا ذکر ہے کہ گویا وہ موتی ہیں جو چھپے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں بہشتی لوگ جانوروں کا گوشت کھائینگے۔ پھر سورۃ واقعہ میں حسن کی تعریف ہے کہ وہ گوری بڑی آنکھوں والیاں موتی کی مانند خوبصورت سرو قد کنواریاں ہیں خاوندوں کی محبوب۔ اور پرندوں کے گوشت ملنے کا بھی۔ اور شراب کے پیالے ملنے کا، اور ہمیشہ خوبصورت رہنے والے لونڈوں کا بھی بیان ہے کہ وہی پیالے شراب کے پلاوینگے سورۃ غاشیہ میں جاری چشموں اور تختوں و کوزوں اور تکیوں اور بساطوں کا بھی بہشت میں مذکور ہے۔ سورۃ تطفیف میں ہے کہ وہ جنت میں تختوں پر بیٹھینگے۔ اُنکے چہروں پر تازگی ہوگی۔ اور اُنکو سربمہر شراب خالص پلائی جاویگی اور اُس مہر کی جگہ پر کستوری کی مہک ہوگی اور اُسمیں نہر تسنیم کا پانی ملا ہوگا سورۃ مرسلت میں پانی چشمے۔ درختوں کے سایہ اور مرغوب الطبع کھانے اور پینے کیواسطے۔ اور سورۃ زخرف میں سونے کے پیالے اور کوزے اور نفس کی خواہش اور آنکھ کی لذتیں اور بہت میوے ملینگے۔ اور ویسا ہی سورۃ دخان میں ہے۔ اور سورۃ محمد میں بھی بہشت کی نہروں کا مذکور ہے ✽

حدیث میں ہے روایت ہے انس سے نبی نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایک بہشتی کو جماع میں قوت سو سو آدمیوں کی دیجاویگی (جامع ترمذی صفحہ ۱۹۶) پھر ابن ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا سے ہمنے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا جماع کرینگے ہم جنت میں۔ فرمایا ہاں قسم ہے پروردگار کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے کہ جماع کرینگے اہل جنت بار بار کمال قوت سے پھر جب جدا ہونگے اپنی بی بی سے وہ پاک ہوگی اور باکرہ (جامع ترمذی باب بیان جنت صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ دہلی)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ و لذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ دیستانے تماشا کند، و طعامے خوش میخورد۔ و رو بسبزی و آب رواں و کوشکہائے نگارین مے نگرد۔ و ایں شہوت ما نند کہ ہمدریں جہاں در جنت شہوت ریاست و استیلا فرمان دادن ج حقر و چشم شود۔ ما لذت معرفت چہ رسد کہ رہبان باشد کہ صومعہ برخود زنداں کند و ہر روز بعدر یک توتہ ۔۔م بس تخورد در ستره جاه و قبول لذت آں بس لذت جاه و قبول از بہشت دوست تر مند رو حلب بہشت بس از شکم و فرج و چشم نیست پس لذت جاہ کہ ہمہ شہوت را مختصر کرد۔ و لذت معرفت فرد مرد۔ (کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم صفحہ ۵۴۲)

آنریبل مولوی سر سید احمد خان صاحب بہادر نجم الہند اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پس اگر تقیعد بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ اور شہد و شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے اُسمیں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔ باغ میں شاداب و سرسبز درخت ہیں۔ دودھ اور شہد اور شراب کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ ہر قسم کے میوہ کھانے کو موجود ہیں۔ ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں۔ ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے۔ ایک نے ران پر سر دھرا ہے۔ ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے۔ ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونہ میں کچھ کر رہا ہے اور کوئی کسی کونہ میں کچھ۔ ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہیں (دیکھو تفسیر احمدی مولفہ سید صاحب موصوف صفحہ ۳۸ و ۳۹ جلد اول سورۃ بقر سنہ ۱۲۹۰ھ)

عرفی کہتا ہے۔

ای برع نعمتش مدد انعام و مبا نمتر	با مطلب و مطلب اصحاب شکم را
آسبا انبس ہمانگی حق زلو خواہد	او ہمیہ دو زخ نکند باغ ارم را
بہر نعیم بہشت طاعت ابزد مکن	بر لب حیوں خطاست چشم بہم دوختن

مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۵ سے ۳۱۶ صفحہ تک ✽

اے ناظرین بصداقت قرین خصوصاً ہمارے مسلمین بھائیو! یہ قرآنی جنت کا نقشہ کھینچکر ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اِس سے زیادہ قرآن میں نجات کا مذکور نہیں یہ ساری جسمانی نفسانی اور شہوانی باتیں ہیں سرور معرفت اور آنند روحانی سے انکا کوئی تعلق نہیں۔

بس یہی است ہمہ مطلب اہزار شمار | مسکند صرف درحلہ جبیں سائی را

اب ہم آپکے دلائل کی نمبروار تردید کرتے ہیں

نمبر ۱۔ مولوی دلیل اول۔ دائمی نجات جو کہ روح کا اصلی تقاضا ہے۔ اُس کے تو آریہ لوگ خود ہی منکر بنے بیٹھے ہیں:

آریہ۔ آریہ لوگ منکر نہیں ہیں۔ بلکہ سب اہل مذاہب منکر ہیں۔ اور سب سے زیادہ مسلمان منکر ہیں اور آریوں کی نجات پھر بھی سب اہل مذاہب سے بہت ہی بڑی یا قرآنی محاورہ کے مطابق دائمی نجات ہے۔ حدیث میں ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام یعنی خدا نے روحوں کو جسموں سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اگر ہم پچاس ہزار سال مان لیں یا پورے لاکھ برس بھی۔ تو اُسوقت تک خدا کو خالق وغیرہ صفات سے موصوف ہوئے اس کے بعد اگر سات ہزار سال دنیا اور رہی تو ایک لاکھ ۴ ہزار سال ہوئے۔ قرآن و حدیث کو ۵۰ ہزار یا لاکھ سے زیادہ گنتا ہی نہیں آتا۔ حضرت خود حساب کو انگلیوں پر گنا کرتے تھے۔ قرآن کی نجات جسے وہ بار بار خالدین فیہا ابداً کہتا ہے یعنی اُسمیں ہمیشہ رہینگے اُسکی تشریح بھی اُسنے خود کی ہے۔ سورۃ ہود میں ہے کہ وہ ہمیشگی آسمان و زمین کی عمر تک ہے۔ پس بہر حال آسمان کی عمر زیادہ سے زیادہ آٹھ لاکھ سال سے بڑھ کر نہ ہوگی۔ پس تمام قرآنی مدت کا زمانہ و بہشت و دوزخ کا بخیال لاکھ سال تک رہے گا۔ اور یہی قرآنی بہشت و دوزخ ملایکہ حور و قصور وغیرہ جنکی دوامت ہمیشگی ہے اس سے زیادہ نہیں اور بہشت ہمیشہ رہنے کی جگہ بھی نہیں۔ کیونکہ آدم حوا کو خدا نے کہا تھا کہ تم بہشت میں رہو مگر وہ وہاں سے نکالے گئے۔ پس کوئی بہشتی وہاں نہیں رہ سکتا۔ اسیطرح مسیح ابن اللہ بلکہ خود خدا نجات کی حالت سے مریم کے شکم میں آیا۔ پس نجات سے انسان واپس آتا ہے صوفی اور ویدانتی تو خود خدا کو بھی تناسخ میں لے آئے۔ بابا نانک جی نے کہا ہے گورمکھ آوے جاوے نرشنگ۔ اور دوسرے والے مکتی سے واپس آنیکے قائل ہیں۔ درحقیقت آریہ ہی نجات کے قائل ہیں مگر عملی طور پر نہ کہ جاہلانہ طریقہ سے۔ مکت شدہ جیو چھتیس ہزار بار جنم اُتپتی اور پرلے تک رہتے ہیں۔ جیسے مہا کلپ یا پرانت کال سکھ میں اُتنے عرصہ تک مکت میں رہتا ہے یعنی ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ × ۲۰۰۰ =

۰۰ ۸۶۴ × ۳۰ = ۰۰۰۰۰۰۰۰ ۲۵۹۲ × ۱۲ = ۰۰۰۰۰۰۰ ۳۱۱۰۴ × ۱۰۰ =

۰۰۰۰۰ ۳۱۱۰۴۰ یعنی اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب سال تک وہ مکتی

اوستھا میں رہتا ہے (مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ سمولاس ۹) پس فرزندان نوح کے سمندر راور برسونکے ملازم مکتی کی میعاد ہے تو کیا یہ مکتی کی میعاد اس قرآنی فرضی اور وہمی دو لاکھ یا لاکھ برسوں کی نجات کے مقابلہ میں ابدی یا ابدی نجات نہیں ہے۔

۲۔ مولوی دلیل دوم۔ یہ بات بھی انکی مسلمات سے ہے کہ کوئی انسان ہمیشہ آواگون میں پھنسا رہتا ہے اور یہ باب کھلے جاتے ہیں تب تک وہ جنم مرن کے سلسلہ [illegible] خالی نہیں ہو سکتا پس اگر جنم مرن سے رہت ہونیکا نام نجات ہے تو ایسی نجات تو ہر ایک کو مل سکتی ہے خواہ نیک ہو یا بد۔ کیونکہ ہر ایک کو وقت پر ایک جیو [illegible] کرم کرنیوالا سلسلہ جنم مرن سے رہت ہو کر ایک زمانہ دراز تک موکھش کو پراپت رہتا ہے اس جگہ [illegible]

آریہ۔ آپ کی علمی لیاقت تو [illegible] اور صرف ایک ہی جگہ نہیں بلکہ چار جگہ اس پر تعصب و نخوت سے بھرا ہوا یہ دعوے [illegible] لوگوں کو ویدمقدس کی تعلیم کی چھان بین کی گئی ہے؟ سچ ہے بیہودہ دعوے کرنے سے انسان کامیابی کے عوض ذلیل ہوتا ہے۔ مکتی اس کو کہتے ہیں کہ "سرب دکھوں سے چھوٹ کر بندہ ہت سرب ویاپک ایشور اور اسکی سرشٹی میں سو اچھیا سے وچرنا" صرف دکھ کا ناش مکتی نہیں ہے۔ اور پہلے ہی دکھ کا ناش بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت [illegible] جیسی حالت ہوتی ہے مکتی میں [illegible] آنند کی پراپتی رہتی ہے [illegible] زیادہ ضروری ہے۔ ہاں البتہ قرآنی نجات دنیا میں [illegible] ہے۔ یا [illegible] کہتا ہے۔

مے دول دار و گل [illegible] اریں [illegible] باشد زندگانی

حافظ کہتا ہے۔

[illegible] ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت [illegible]

پس یہ قرآنی حور و قصور و باغ و شراب [illegible] قسم کے میوے تو یہاں سب [illegible] میں شراب [illegible] بہشت بنایا۔ اور [illegible] ان کا اعمال۔ بنابراں یہ نجات نہیں ہے ہاں عرب جیسے ریگستانی ملک کیواسطے [illegible] سامان بیشک نجات سے ہیں [illegible] کہتے ہیں کہ قرآن میں عرب والوں کی ضرورت سے بڑھ کر تھا [illegible] اعرابیوں کو ضرورت تھی وہی بہشت میں موجود کریں۔

۳۔ دلیل یا اعتراض سوم۔ بھلا ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ تمام نوع انسان میں سے جگت [illegible] اور صرف چار شخصوں پر وید [illegible] نازل ہوا اور انکا گیان حاصل ہونا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور انکی کیا خصوصیت تھی اور انکو [illegible] غالب تھا کہ کروڑوں انسانوں میں سے منتخب ہو کر اس عہدہ جلیلہ و منصب علیا پر انکو ممتاز کیا گیا؟

آریہ۔ (اول تحقیقی جواب) ہم لوگ قائل تناسخ ہیں اور ارواح کو انادی مانتے ہیں اور خدا کو ظالم نہیں جانتے بلکہ عادل۔ ہم علم و عقل کے مطابق ثبوت کرتے ہیں کہ گذشتہ جگت [illegible] کے اخیر میں انکو شبہ کرم یا نیک [illegible] پھل کے اساس پر تمام [illegible] وید کا الہام تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے دیا اور انہوں نے اس خدمت خدا [illegible] کو احسن الوجوہ پورے طور پر سرانجام دیا (الزامی جواب) جناب مولوی۔ داؤد جیسے۔ محمد صاحبان کی بابت ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ بیشمار نوع انسان سے (باوجود نہ ماننے تناسخ اور نہ ماننے تناسخ ارواح اور نہ ماننے قدامت ارواح کے قبل از جسم) ان چار شخص پر ہی کتابوں کا نازل ہونا اور انکا گیان حاصل ہونا۔ اور تمام دنیا کا محروم رہنا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے اور انکی کیا خصوصیت تھی۔ اور ان چار صاحبان کا کونسا حق غالب تھا کہ کروڑوں انسانوں سے منتخب کرکے عہدہ جلیلہ و منصب علیا پر ان کو ممتاز کیا گیا اور انکے بیشمار بھائیوں کو اس

ماں کی نعمت سے محروم رکھا گیا جواب یا تمام علمائے اسلام اسکا جواب ارشاد فرماوینگے۔ اس سے ہم ہزار درجہ معقول عرض کرینگے۔

۳۔ مولوی سا۔ ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ دریں زمانہ کوئی ایسا شخص آپ کے گروہ میں سے اب [illegible] ہے۔ یا گذشتہ زمانہ میں کوئی ہو چکا یا آئندہ نسلوں میں ہونیوالا ہے جو ایسے شدھ کرم کر رہا ہو۔ یا کر چکا ہو۔ یا کرنیوالا ہو۔ جو ہم وزن ہم پلہ ان اشخاص کے ہو کہ جن پر ویدوں کا نزول مانا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص گذر چکا ہے تو ممکن ہے کہ لاکھوں گذر چکے ہونگے۔ تو کیا باعث ہے کہ ویسے اشخاص [illegible] بالہام ہوئے اور وہ ان پر وید ویدک نازل ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔

آریہ۔ (اول جواب تحقیقی) ایسے شخص لاکھوں گذرے ہیں اور ہونگے بھی۔ مگر ہمارا تو اعتقاد ہے کہ کوئی شخص بغیر [illegible] الہام وید کے گیان حاصل نہیں کرسکتا چہ جائیکہ مکتی تمام رشی ومنی جو وید [illegible] کو حاصل کرکے کامل گیانی ہوتے ہیں وہ نجات پاجاتے ہیں اور یوگ ابھیاس کے ذریعہ ایشوری گیان [illegible] انکے تمام عقدے حل ہوکر موکھش ہو جاتے ہیں جسطرح توریت و زبور و قرآن و انجیل اگر گدھے پر لاد لئے جاویں تو گدھا عالم یا فاضل یا ولی ہو جاوے گا اسیطرح وید مقدس کے صرف پاس رہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ عمل کرنیکے آریہ اعتقاد اور سچی تعلیم کے مطابق جو شخص بذریعہ الہام یا تعلیم وید کے موکھش کو پراپت ہوتا ہے۔ وہ انکے برابر ہے جنکو الہام وید کا ملا تھا۔ وہاں مقام مرحز کا فرق ضرورت۔ اسیواسطے ہم سب ادی گرو یعنی ہادی اول پرماتما کو مانتے ہیں۔ (الزامی جواب) کیا کوئی ایسا شخص ابتدائے دنیا سے قیامت تک گذرا ہے یا گذریگا [illegible] محمد صاحب کے مطابق ہوں [illegible] ہے تو کیوں اسپر قرآن نازل نہیں ہوا اگر نہیں [illegible] مہربانی کیوں نہ ہوئی انکی خاطر [illegible] ایک کو صرف تسلیم کرینگے۔ یا تو ہر انسان ایسے عمدہ اعمال کر سکتا ہے کہ اس پر قرآن نازل ہو اور ختم رسالت کی مہر ٹوٹے یا یہ کہینگے کہ نہیں ایسا نہیں کرسکتا ہے تاکہ نہ تو من تیل ہوئے اور نہ [illegible] کوئی ایسے اعمال کرسکے۔ اور نہ قرآن نازل ہو۔

۴۔ مولوی۔ جیسا کہ [illegible] لیکھرام نے بھی لاچار ہو کر تکذیب صفحہ ۹۵ میں لکھا ہے کہ ہم اور لوگ الہام سے محروم رہنا شامت اعمال کا باعث ہے۔ بہرحال یہ دو طور سے خالی نہیں یا تو [illegible] اشق اول کے ذریعہ کروڑوں انسان ملہم بن سکتے ہیں اور اپنے آپ پر کروڑہا وید بھی نازل کرسکتے ہیں جو آریوں کے نزدیک بعد نزول ویدان اولین کے محال ہے۔ شق ثانی اگر کوئی شخص سے سیوا نہیں کرسکتا کہ برابر الہام وید نازل ہوں جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے بھی لکھا ہے تو اے آریو آپکی وہ میعادی مکتی بھی جس پر آپ لوگوں کا اتنا بڑا ناز تھا [illegible] میں پھولے نہ سماتے تھے۔ حرف غلط کیطرح غلط ثابت ہوئی اور بیخ و بن سے اکھڑ گئی۔

آریہ۔ آپنے شک اور شکوک کو شق و شعر و یعنی کاف کلمن کیجگہ ق قرشت استعمال۔ اور چار پانچ جگہ۔ یہ آپکی علمی غلطی ہے معلوم ہوا کہ لغات کے علاوہ آپ قرآن سے بھی ناواقف ہیں یہ ہمارا ترجمہ [illegible] شک بمعنی شبہ موجود ہے اسکے علاوہ آپنے نرم ہماری تکذیب [illegible] صحیح کی اور نہ اسکا مطلب درست سمجھا۔ ناظرین آپ صفحہ ۹۲ سے ۹۶ تک ملاحظہ فرماویں وہاں کی اصل عبارت [illegible] ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامت اعمال جانتے ہیں [illegible] کا صاف مطلب ہے آجکل لوگ الہام سے محروم ہیں یعنی جنکو ویدمقدس کی تعلیم نہیں پہنچی یا جنکو اس کی خبر نہیں ان سب کی شامت اعمال کا باعث ہے۔ خدا کے ظلم کا سبب نہیں اس کا کسی کو بلا سبب بلا وجہ کے محض اپنے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور کرنا چشم انصاف کو معذور کرتا ہے جبکہ آپکی لیاقت و قابلیت کا یہ حال ہے اور آپکے

معاملہ فہمی اور مطلب رسی کا یہ حال تو جنت میں جانے اور مکتی مانیں کیا کسر ہے کیونکہ بہشت قرآنی میں بقول حافظ ؎ اگرچہ عرض گناہ ہست مترد بہشت ایسے ہی لوگ جاوینگے (الزامی جواب) آنکے سنک اول کے ذریعہ سے کروڑوں آدمی ملہم بن سکتے ہیں اور آپنے برکتامیں قرآن جیسی نازل کرا سکتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک بعد نزول قرآن انکے سرا سر محال ہے اور ختم المرسلین کا حال قلعہ برستوں کیواسطے حال بلکہ محال اگر کوئی شخص ایسے اعمال نہیں کر سکتا اور نہ درجہ محمد صاحب کا اسے مل سکتا ہے۔ تو روحانی و معرفت کا آنند تو بہت دور ہے جسمانی اور نفسانی جنت بھی ان لوگوں کے نصیب نہیں ہو سکتی۔ بس اے مسلمانوں آپکی وہ معادی مکتی اور چند روزہ جنت جسکی آپ تمنا کرتے ہو۔ آپکو نہیں مل سکتی جہاں سے آدم نکالا گیا ہاروت و اروت و عزازیل نکالے گئے حوا نکالی گئی۔ اب آپ بھی ہمیشہ کو نہیں رہ سکتے۔ اور نہ خود جنت رہ سکتی ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کل شئی ھالک الا وجھہ یعنی سوائے خدا کے سب چیز ناش ہوجاویگی بس ناش ہوجاوینگے۔ جنت اور باس ہوجاوینگی حور و قصور ناش ہوجاویگی۔ کوثر و سلسبیل وغیرہ۔ دیکھا اس طرح وہ آپکی چند روزہ جنت میں خزاں آگئی اور صرصر زمانہ نے انکے تو نہالوں کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ کیونکہ محمد صاحب کے بعد رسالت کی ڈگری ہی بند کردی مہر لگا دی جو نجات کے مقابل میں کوئی بڑی بات نہیں۔ ملہم ہونا اور قرآن کا نازل ہونا تو بجا انسانی ہو سکتا ہے جس صورت میں آپ لوگوں کے اعمال محمد صاحب کے درجہ تک ہی نہیں پہنچ سکتے اور نہ آپ پر کوئی کتاب قرآن کی مانند نازل ہو سکتی ہے۔ تو آپ لوگ کیونکر اُس فانی اور نفسانی نجات (جنت) کو حاصل کر سکتے ہیں اور کس منہ سے آپ وہاں نہیں جا سکتے۔ جہاں سے آپ کے جد امجد یعنی آدم نکالے گئے۔ اور سوچو آپ وہاں جماع کرینگے۔ لطر بازی کرینگے۔ انگور کھاوینگے شراب پیئنگے۔ شہد کھاوینگے اور کھجوریں بھی۔ کھیتی کرینگے۔ اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اولاد بھی پیدا کرینگے پھر کب ممکن ہے کہ وہاں خرابی اور شرارت ہو اور حضرت شیطان تشریف نہ لیجاویں اور تعنی کرا کے نہ نکالیں۔ سوچو اور غور سے خیال کرو کہ کسی طرح مسلمانوں کی نجات نہیں ہو سکتی ہے ؎

۷۔ **مولوی**۔ اب میں آریہ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کہ سرشٹی کے اوسے لیکر اس زمانہ تک کہ جسمیں ہم اور تم موجود ہیں۔ آریوں کے بزرگان دین میں سے کس کس نے نجات پائی انکی فہرست پیش کرنی چاہیئے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابتک آریوں سے کسی نے نجات نہیں پائی فرض کے طور پر اگر تسلیم کیا جاوے کہ ملہمان وید بہ سبب اپنے کامل گیان اور الہام پانیکے نجات یاب ہوگئے۔ تو ان چار شخصوں کے نجات یاب ہونے سے تمام جہان کو کیا فائدہ ہوگا۔ باقی تمام آریہ ورت کے لوگ ورطۂ ہلاکت میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے سلسلہ میں مبتلا ہی رہے دیکھئے ہم اہل اسلام اپنے نجات یافتہ لوگوں کی ایک فہرست پیش کر سکتے ہیں اور بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ تمام نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور دیگر علماء نے بھی نجات پائی ہے جو کہ کروڑہا اشخاص ہیں اور جس نجات کو ہم مان رہے ہیں اسکو انہوں نے حاصل کر لیا ہے آپ لوگ تو اپنے گرو دیانند کی نسبت بھی جس کا درجہ ویدوں کے رشیوں کے برابر یا ان سے کچھ کم خیال کر رہے ہو۔ اور شیرمان اور مہرشی اور پورن ودوان کے نام سے نامزد کرتے ہو۔ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ اس نے نجات پائی جب اس کی نسبت یہ حال ہے۔ تو دوسروں کی نسبت اور کونسی بہتر رائے قائم کر سکتے ہو جبکہ آپ کے مہارشیوں نے ہی نجات نہیں پائی تو آپ کیواسطے تو رونا اور دانت پیسنا ہی ہوگا ؎

آریہ۔ لاکھوں رشی منی اور یوگی جو اس سرشٹی کی ابتدا سے آج تک نجات پا چکے ہیں۔ سو دو سو یوں تو ہم نام گنائیں۔ نمونہ کیواسطے مہرشی کپل رشی پاروتیاس جیمنی۔ گوتم۔ دیوسوت سجنگ۔ وام دیو۔ جاگیہ ولکیہ۔ بیاسمت۔ بدرہ۔ کناد۔ پتنجلی۔ اگنی۔ وایو۔ ادتیہ۔ انگرا۔ منتھرا۔ پنچ۔ گنبھی وغیرہ وغیرہ باقی ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج آنکی قرأتی نجات کے توہم

قایل نہیں ہیں۔ اور نہ اُس کی خواہش ہے۔ ایسی نجات کی سوامی جی نے بزور دلایل سے تردید کی ہے اور کثرت ازدواج کو منع فرمایا۔ ورنہ ہم قرآن کی زبان سے کہتے ؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اور ایسی نجات ہر ایک دولتمند حاصل کر سکتا تھا مگر اس نجات کو ہم گناہ جانتے ہیں باقی رہی وہ روحانی اور نہایت آنند دینے والی پوتر مکتی۔ اُس کے واسطے نسبت سوامی دیانند جی کے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اول تو وہ آپت پُرش یعنے نجات سے واپس آئے شخص تھے۔ کیونکہ جو لوگ اور رشیوں کے گن ہوتے ہیں وہ بہت سے انمیں موجود تھے۔ تھوڑی سی محنت میں اس قدر عظیم الشان ناپید اکنار بحر ذخار سنسکرت کے پار ہو جانا لوگی جن کے سوا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لیکن دھرم اور قوم پر جان نثار کرکے صداقت کا اسم بتلا کر دھار مک شہید ہو کر ضرور نجات پا گئے۔ جیسے وہ اکثر سمادھی لگایا کرتے تھے۔ اُسی حالت میں شریر تیاگا اور اگر وہ مکتی سے واپس شدہ نہیں تھے۔ بلکہ یہ اُنکے پچھلے کرموں کا پھل تھا۔ تو اس جنم اُنہوں نے دونو رشتے یعنی علم کا فرض ادا کر دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے تمام عمر سنیاس میں صرف کی اس کے بموجب رشی یعنی لوگ ابھیاس کرکے ضرور بالضرور نجات پا جاتے ہیں جنانچہ نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ کرشن نے فرمایا ہے ؎

अनेक जनम संसिद्धि ततो याति परां गति ॥

یعنی بہت جنموں میں نجات کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ تب مکتی پاتا ہے۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ جہاں تک ہم کو اپنی تحقیقات اور کتب اسلامیہ کے مطالعہ سے علم حاصل ہوا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے کسی نبی نے نجات نہیں پائی مفصل ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں درج کر چکے ہیں۔ اور اب آپکے اصرار پر مشتے نمونہ از خروارے یہاں پر بھی عرض کرتے ہیں ؎

(۱) آدم کے حالات اور اس کا چال چلن (قرآن سورۃ النساء اعراف تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۹۔ اور توریت پیدایش)

(۲) نوح کا چال چلن (توریت تکوین باب ۸ آیت ۲۵ سے ۲۷ تک)

(۳) لوط کے اعمال حسنہ کا خاکہ (پیدایش توریت باب ۱۹۔ آیت ۳۰ تا ۳۸)

(۴) ابراہیم کی مفصل کارروائی اور کرتوت (تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۵۷ تا ۶۴ توریت پیدایش باب ۲۰ آیت ۱ تا ۳۔ ۱۲ باب ۱۲۔ آیت ۱۸ و ۱۹۔)

(۵) اسحاق نبی کی پیغمبری حاصل کرنے کی کارروائی (مفصل دیکھو توریت)

(۶) موسیٰ کی نبوت کے زمانہ کے عمدہ افعال (خروج باب ۳۲ آیت ۲۶ سے ۳۱ تک اور گنتی باب ۳۱ آیت ۱۴۔ ۱۵۔ و ۳۵ و استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱۰۔ ۱۴)

(۷) ہارون نبی کی بابت مفصل دیکھو (خروج باب $\frac{32}{1-6 \text{ و } 33}$

(۸) داؤد نبی اور اوریا کا قصہ مفصل دیکھو سموئیل ۲ باب $\frac{11}{2-26}$ اور قرآن سورۃ ص،

(۹) سلیمان نبی اور اس کی بت پرستی وغیرہ سلاطین ۱ باب ۱۱ و ۶۔

(۱۰) عیسیٰ کے حالات مفصل دیکھو ذکر حسن بت دربن مطبوعہ میرٹھ)

(۱۱) محمد صاحب کے حالات اور اُن کی زندگی کی کرتوت (قرآن سورۃ احزاب نساء و سفال و انعام و تحریم و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ و مشکوٰۃ باب شفاعت جلد ۴ فصل ۱ صفحہ ۵۴ نولکشور)

حضرت عیسیٰ نے جو نبیوں کی بابت انجیل یوحنا میں فرمایا ہے۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور بٹمار تھے (انجیل یوحنا)

اور آیندہ کیواسطے کہا ہے بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہونگے اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے

متی ہیئے جب نبیوں نے گنا ہگار ہونیکے سبب نجات نہیں پائی اور نہ پاسکتے تھے تو پھر صدیقوں اور شہیدوں اور صلحا کی نجات کا ذکر کیا کہنا انہیں سے کوئی بھی ان نبیوں سے اچھا نہیں ہوا بلکہ کمتر۔ بنابراں ہرگز نجات نہیں پاسکتے ہیں۔ پھر عام اسلام کا کیا حال ہے اور جہاں تک ہماری تحقیقات اور خیال ہے سب مسلمانوں کو رونا اور دوزخ نصیب ہوگا۔ مگا وعظ فرماتے ہیں۔

نے دل تا کے فصول ولی لعبی | از من بہ نشاں عاقبت مطلبی
سرگشتہ بوخواہ ولی خواہ نبی | درواوئے ما اوائے ما الیعجل بی

۸ مولوی۔ سو جبتک آپ لوگ دین اسلام اور اسکی سچی کتاب فرقان حمید اور سچے ہادی انسان کامل حضرت محمد رسول اللہ کو قبول نہ کرینگے تب تک آپ لوگ یقیناً نجات یاب نہیں ہوسکتے۔ وید مقدس کی پیروی کرنا صرف جوں گردگاں برگنبد ہست کا مقولہ درست ہے یہ بکا وید آپ کو نجات یاب نہیں کر سکتا۔

آریہ۔ دین اسلام کی اصلیت اور اسکی الہامی کتاب کی حقیقت اور محمد صاحب کی تعلیم کی صداقت کو تو ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں اچھی طرح ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے زیادہ جہاد الاسلام و تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں ظاہر کرینگے۔ پس انکی پیروی سے تو ہم نجات پاسکتے ہیں۔ اور نہ انکی خود نجات ہوئی۔ اور نہ قرآنی نجات نجات ہے بلکہ وہ تو جسمانی شہوانی بلیات کی کھان ہے جس صفائی سے قرآنی تعلیم کی تصویر بنائی ہے۔ وہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ قرآن درحقیقت نجات سے ناواقف ہے۔ اُسے جسمانی نجات سے زیادہ ہرگز آگاہی نہیں۔ یہ جائیکہ ہدایت کر سکتا ہو بلکہ قبر و مٹیہ پوجی پرستوں یا مذہب کے بانیوں یا توحید کے پجاریوں کا بھی ایسا ہی خیال ہے جس کو ہم کسی طرح غلط نہیں کرسکتے (۱) کبیر صاحب نے بیتک محمد بودھ میں فرمایا ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی پھر پیدا ہونگے تب سگورو کے اپدیش سے نجات پاوینگے + بابا نانک جی فرماتے ہیں "مردانیا اُسے محمد دت جنم آوتا ہے ترگنتا تے آئے ترگنتا وحوں نکلنا ہیں۔ اُس بعد ہندو تے گھر جنم آوتا ہیں۔ پندرسو برس اُسدی بہشت وچ ریلا ہے پندرہ سے ورہے پر مہی تا پھر اوہ مت ہندو دے گھر جنم لیسی پرشور دے گھر۔ اس تائیں پورن ست گورو بیراگی ملیگا تا اُس دا جنم مرن بہت ہو جاویگا۔ اسوج جرأت بہت آہی اُکے جنم اُسدا ہندا ہے" (دیکھو جنم ساکھی بابا نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۹۴ مطبوعہ سلطانی لاہور ۱۸۷۱ع حسب فرمائش چراغدین کتب فروش گورو کھی تیار منشی قادر بخش) بابا نانک جی جب مردانہ کے ساتھ سیر کرتے ہوئے مدینہ میں گئے تب انکی مردانہ سے یہ ذکر کیا تھا۔

(۲) گورو گوبند سنگھ جی نے بھی فرمایا ہے۔

۲۶ مہادین تب پربھ اُپرا جا | عرب دیش کا کیو ابا
۲۷ تن بھی ایک پنتھ اُپرا جا | لنگ بنا کینے سب راجا
۲۸ سب سے اپنا نام جپھایو | ست نام کا ہو نہ دڑہایو
۲۸ سب اپنے اپنے ارجھانا | پار برہم کا ہونا پچھانا
۳۳ جو جو غوث انبیا بھئے | ہیں ہیں کرت جگت تے گئے
مہا پورکھ کا ہو نہ پچھانا | کرم دھرم کو کچھ نہ جانا
۴۷ کوئی پڑہت قرآن کوئی پڑہت پران | کال نہ سکے بچائیکے پھوکٹ دھرم ندان
کبیں کوٹ پڑہت قرانا | نا ہنت کئی پوران اچانا
انت کال کوئی کام نہ آوا | وا دن کال کا ہو نہ بچاوا
کبیں نہ جیوتہ کو تم بھائی | انت کال جو ہوے سہائی
پھوکٹ دھرم سے جگ کرمیں | نرک کنڈ بھرنے پڑیں

قرآن سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ گنہگار تھے۔ سورہ فتح میں لکھا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ ترجمہ یا مرزو ترا خدا آنچہ کہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند۔ مشکوۃ میں ہے بیا بند محمد را کہ بندہ ایست امرزیدہ از رب۔ خدا مر او را ہرچہ پیش گذشتہ از گناہان وے و ہرچہ پس آمدہ" (جلد ۴ صفحہ ۴۰۴) اگر خدا گناہ بخشتا ہے تو بھی کسی نبی پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں۔ جو وہی معاف کر سکتا ہے ورنہ سب گنہگار ہیں۔ اور حضرت بھی گنہگار۔ وہ ہرگز ایمان لانے کے لائق نہیں ہیں۔ اور نہ اُن پر ایمان لانے سے نجات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سراسر محال ہے۔

اگر قرآن سچا ہے تو بھی آریوں کی نجات ہوگی

سورہ البقر ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصٰری والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ترجمہ ہر آئینہ مسلمان ہوا ہو یہودی یا عیسائی ہو یا بے دین۔ جو کوئی انمیں سے ایمان لائے خدا پر اور آخرت کے دن پر اور شائستہ کام کئے یعنی نیک عمل پس انکے واسطے ہے بدلہ انکا خدا کے نزدیک۔ اور انکو کچھ خوف نہیں۔ اور نہ وے اندوہ گیں ہونگے۔ سورۃ المائدہ میں بھی آیت دوبارہ مذکور ہے۔

سورۃ القصص میں ہے فاما من تاب وامن وعمل صالحا فعسیٰ ان یکون من المفلحین۔ ترجمہ یاوہ وہ لوگ کہ جنہوں نے بُرے کاموں یا گناہوں سے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ پس امید ہے کہ ہو ویں گے رستگاروں میں سے۔

سورۃ النمل میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ آمنون۔ ترجمہ جو کوئی لاوے نیکی پس اسکے واسطے بہتر ہوگا اُس سے اور یہ لوگ ادمی اُس روز بیقراری سے امین ہونگے۔

سورۃ آل عمران میں ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ ترجمہ اور چاہیے کہ ہووے تمہارے بیچ سے کہ ایک گروہ کہ بلاویں لوگوں کو طرف نیکوکاری کے اور فرماویں اچھے کاموں کیواسطے اور منع کرے بُرے کاموں سے اور وہ جو گروہ ہے۔ اُس کی مکتی ہوگی۔

سورۃ آل عمران میں ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ ترجمہ۔ تم لوگ سب امتوں سے بہتر ہو جو کہ پیدا کی گئی واسطے لوگوں کے دلیری فرماتے ہو لوگوں کو اچھے کاموں کی۔ واسطے اور منع کرتے ہو بُرے کاموں سے اور یاد رکھتے ہو واسطے اس پر ایمان رکھتے ہو۔

سورۃ آل عمران یؤمنون باللہ والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین۔ ترجمہ جو لوگ یاد رکھتے ہیں خدا کو اور آخرت روز کو۔ اور فرماتے ہیں لوگوں کو اچھے کام اور منع کرتے ہیں بُرے کاموں سے اور شتابی کرتے ہیں نیکوں میں یعنی خیرات میں (دان پن مہاپن) وہی درحقیقت نیکوکار ہیں۔

سورۃ آل عمران والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ ترجمہ (جو لوگ) غصہ کی حالت میں کھا جانیوالے ہیں اور عمر سوں پر رحم کی نظر اور انکے ناداں قصوروں کو معاف کر نیوالے ہیں ایسے ہی نیکوکاروں کو خدا دوست رکھتا ہے (اسکے ساتھ دیکھو منو سمرتی ادھیائے ۶ دس لکشن یعنی دھرم کے دس لکشن دھرتی کھما۔ دم۔ استیئے۔ شوچ۔ اندریا نگرہ دھی ودیا ست۔ اکرودھ۔ یہ دس دھرم کے لکشن ہیں)۔

سورۃ البینۃ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ جزاؤھم عند ربھم جنت عدن تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم

ماہ نجات

ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ ط ۔ ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ ایشور پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اعمال شائستہ یعنی اوتم کرم وہی تمام خلقت سے بہتر ہیں۔ جزا اُنکے کرموں کے نزدیک خدا کے ہمیشہ رہنے والی جنت چلتی ہیں جن میں نہریں ہمیشہ ہمیشگی ہمیں رہنگے۔ خوش ہوا اُن سے خدا اور خوش ہوتے ہیں خدا سے یہ وعدہ اُن کے واسطے جو پرمیشور سے خوف رکھتے ہیں۔

سورۃ البروج۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت لھم جنت تجری من تحتھا الانھار ذالک الفوز الکبیر۔ ترجمہ۔ جو لوگ خدا پر ایمان لائے۔ اچھے کام کئے اُن کیواسطے جنت ہے [illegible] نہریں بہتی ہیں یہ فتح بڑی بزرگ ہے۔

سورۃ فاطر۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ واجر کبیر۔ ترجمہ۔ جو لوگ کہ خدا پر ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں اُنکے واسطے مغفرت ہے اور بزرگ مزدوری۔ سورۃ انشقاق میں ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت لھم اجر غیر ممنون۔ ترجمہ۔ لیکن جو لوگوں نے یقین کیا اور اچھے اعمال کئے اُن کے واسطے اجر بے نہایت۔

[illegible] اگر ہمارا کہنا مانتے ہو اور اس پر سچے دل سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور جزا و سزا [illegible] مانتے ہیں۔ اور نیز نیک اعمال [illegible] اور اُن پر عمل [illegible] ہیں۔ وہ لوگ [illegible] اُنکا سارا بھروسہ رسالت اور اچھے اعمال پر ہی ہے۔ پس بفرض محال اگر قرآن [illegible] صحیح ہے تو بھی [illegible] نکتی میں کسر نہیں لیکن مسلمانوں کی مکتی پھر بھی [illegible] ہے۔ [illegible] گنہگار [illegible] اور ولی سارے کے سارے وہاں مضطر اور بیقرار ہونگے سب کو [illegible] اُن کے اعمال عمدہ نہیں تھے۔ پھر عام مسلمانوں کا کیا کہنا ان غریبوں کا [illegible] کوڑی مرتبی [illegible]۔ مگر [illegible] صرف نہ [illegible]

کہ [illegible] اور [illegible] پر شفاعت کی امید ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

دست بستہ التماس

اے [illegible] محمدی بھائیو اور دین اسلام کے پیرو! آنکھیں کھولو اور تعصب کی عینک اُتار دو [illegible] یعنی قوت ممیزہ جو حق و باطل میں فرق کرے وہ حاصل کرو۔ اگر کچھ پاک ضمیر رکھتے اور عقل سلیم سے کچھ حصہ ملا ہے تو سوچو اور سمجھو وید مقدس کی تعلیم پر انصاف سے غور کرو۔ اور نیاز مند کی اس عرضداشت کو جو محض آپ لوگوں کی بہبودی کیواسطے تحریر [illegible] ہے مطالعہ کرو۔ اس قرآنی نجات سے ہم ایسا کہتے نہیں کہ تمام عقلمند دانشمند شہوت [illegible] کراہت کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے پاک و قدوس خدا کو اپنے دل میں حاضر ناظر جان [illegible] عرش پر یقین کرکے سمجھیں اور غور کریں بلکہ استخارہ کریں اور سب کے قبول ترنہیں اُس [illegible] کہ [illegible] اندھا دھند تقلید پرستی کے تاریک گڑھے میں نہ گرے رہیں۔ ہماری [illegible] کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ [illegible] پڑھیں۔ اور تعصب اور بغض کو دل سے دور کرکے پڑھیں [illegible] پلٹ کر غوض کریں اور مراقبہ میں ہو کر خلوت میں بیٹھ کر فکر کریں۔ کہ کیا وہ نجات ہے جو جنت و بہشت و فردوس و ارم کے نام سے اور حور و قصور کے اعلام سے قرآن پیش کرتا ہے۔ [illegible] وہ ہے جسے وید بتلاتے ہیں کہ پرمیشور کی معرفت کو حاصل کرکے پرمانند حقیقی سرور کو پراپت ہونا۔ وہ شہوی اور جسمانی آفات و نفسانی لذات سے کنارہ کرنا۔ ذرا دل کو روک کر اور جہاد و فساد کے خیال کو من سے ہٹا کر اور طبیعت کو شانت کرکے وچار کریں کہ کونسی شہوت پرستی کے حکایات قول بہلانے کے خیالات امید ہے کہ اس عرضداشت کو پڑھ کر آپ کے گروہ کے سعید اور رشید لوگ ست سناتن دھرم کو محبت اور سچی خلوص نیت سے

قبول کرو وید کے راہ حق پر چلنے سیدھے مارگ پر آجاوینگے۔ مقدس یجروید میں کیا اچھا ارشاد ہے۔ اے انسانو تم دل میں پراتھنا کرو۔ اے سچدانند سروپ اپنے قانون اور سچی راحت کے مالک آپ ہم سب کو ست پر چلنے کی ہدایت دیں تاکہ ہم ترجمہ انت بدھی سے اُس پر قائم ہوکر آپ کے لوتریش کو گانے والے پرم دھام کو سدھاریں۔ اوم سم۔

شانتی ! شانتی !! شانتی !!!

سماپت

صداقت دھرم آریہ بجواب رسالہ صدقہ جاریہ

اس ۹۲ صفحہ کے رسالہ میں مولوی صاحب نے کئی صفحہ فضول اور بے تعلق عبارت سے بھر دیئے ہیں جن کا اصل مضمون سے نہ تعلق ہے اور نہ کسی طرح کا واسطہ۔ لکھنے کا طریقہ بھی اُنکا حسین نہیں ہے بڑے خیال اُنکا تیجی بگھارنے سے معلوم ہوتا ہے وہ اپنے کو شیر ببر و ستاروں کو بقر لینے کا گئے سکتے ہیں ہم ایسا وحشی درندہ۔ مردم خور بننے کی تمنا نہیں کرتے مولوی صاحب ہی کو یہ درندگی مبارک رہے۔

من آں مورم کہ در پایم بمالند ، نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
کجا خود شکر ایں نعمت گذارم ، کہ زور مردم آزاری ندارم

بنا بر ان اپنی خاکساری سے ہی اُن کی خونخوارگی کا مقابلہ کرتے ہیں اور اُن کے اعتراضوں کی صلیب کا موازنہ۔ سلسلہ وار اُن کی غلطیوں کو دنیا پر ظاہر کرینگے اور مفصل طور پر اُن کے مذہب کی کمزوریوں کو سمجھا کر صداقت ویدک دھرم ناظرین کے سامنے دھرینگے۔ اُن کی طرح نہ تو شیخی بگھارنا جانتے ہیں اور نہ بدزبانی کرنا اپنا شیوہ ہے پس

زباں کھولیں گے ہم پہ مدعی کیا بدشعاری سے ، کہ ہمنے اُنکے منہ میں خاک بھر دی خاکساری سے

فصل اول

ماہیت روح کا بیان مولوی صاحب نے صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں اپنی لیاقت جتلانے کے واسطے لفظ روح کے چند معنے لکھے ہیں اور حاشیہ پر ہم کو بہت سے سخت الفاظ سنائے ہیں اور اس واسطے اگر کتاب کا نام لکھیں تو کہیں لیاقت کو داغ نہ لگ جائے جس کتاب سے یہ تمام معانی نقل کئے ہیں اُسکا نام ہی نہ لکھا۔ مگر ہم ناظرین کو بتلاتے ہیں کہ اُنکی ساری عبارت بعد دیگرے غیاث اللغات ردیف ر صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ کی نقل ہے۔ مولوی صاحب کی لیاقت یا علمیت سے اُس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ روح کے تمام معنوں سے ہماری بحث ہے۔ نفس ناطقہ یا روح انسانی جس کے ذریعہ سے جسم حرکت کرتا ہے ہمارا مطلب اُس سے ہے اور اُسی کی بابت ہم نے مکذیب براہین احمدیہ میں ثبوت پیش کئے تھے پس مولوی صاحب نے قرآن شریف سے روح کے ثبوت دیئے ہیں یا اُس کی ماہیت بتلائی ہے۔ اُس پر ہم غور کرتے ہیں۔

۱۱-۱۲ **مولوی**۔ روح نزدیک علمائے دین و فقہائے شرع متین کے ایک امر ہے از اوجبا الٰہیہ اور جلال قدسیہ سے ظاہر ہے قرآن مجید کی فرقان حمید کی اس آیت متبرکہ سے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے ابن مسعود صحابی فرماتے ہیں کہ پھرتا تھا میں ساتھ رسول کے مدینہ میں اور آپ کے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ عیب سے پس گزرے آپ قوم یہود پر اور پوچھا اُنہوں نے روح کو روایت کیا اسکو بخاری نے میں کہتا ہوں پس اُتری یہ آیت

حاصل مقصود آیت کا یہ ہے کہ سوال کیا تھا یہود نے رسول سے روح کا پس جواب دیا اللہ جل جلالہ نے کہ اے میرے حبیب محمدؐ پوچھتے ہیں تجھ سے جہال عرب بروجہ مجادلہ کے اور دریافت کرنے میں تجھ سے بابت اس امر عظیم کی کہ سمجھنا اور معلوم کرنا اس کا موقوف ہے علم رب پر۔ پس صاف جواب دے تو کہ روح ایک امر ہے امور ناظم الوجود سے اور لطیفہ ہے حکمت خلاق الوجود سے اور کوئی امر امور الہیہ اور اس کے حکم غیر متناہیہ سے ایسا نہیں ہے کہ جس کی بابت سے تم آگاہ ہو جاؤ۔

اس کے بعد معلوم کرنا چاہیئے کہ آریوں نے جو بسبب اپنی کم لیاقتی کے اس آیت کے معنے غلط سمجھ کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ خدا خود قرآن میں یہ خبر دیتا ہے کہ ہم نے محمدؐ صاحب کو روح کا علم نہیں دیا بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیت سے سائلین کی جہالت ثابت ہوتی ہے نہ کہ محمدؐ صاحب کی۔

آریہ۔ آپ نے باوجود اس قدر طول و فضول لکھنے کے بھی قرآنی کمزوری کا کچھ علاج نہ کیا۔ اور نہ کر سکے۔ خود آپ کے بیان سے بھی یہ تو ظاہر ہو گیا کہ محمدؐ صاحب اپنی فرانی الہامی آیت سے یہود کے خاص اعتراض کا کوئی جواب نہ دے سکے اور نہ انکی تشفی کر سکے۔ ۱۵-۱۸-۲۵-۴۰ روز تک سوچتے سوچتے بھی جب کوئی جواب نہ بن سکا تب ایک آسان حیلہ بنا کر ٹلا چھوڑ دیا افسوس کہ بس چلا ورنہ سائل کا بالضرور سر کاٹ ڈالتے اور اپنے دل کا بخار نکال لیتے۔ حضرت منطقی صاحب! یہ کسی حالت میں جواب نہیں اور نہ حاقلانہ خطاب ہے اور یہی وجہ تھی کہ علمائے اسلام اس بارہ میں ہر طرح سے حیران ہیں نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن سرگرداں ہیں نہ اس مسئلہ کو نگل سکتے ہیں۔ نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ کبھی یہود کو بے علم بناتے کبھی توریت کو کلام مبہم ٹھہراتے اور کبھی روح کا ترجمہ بدلا بیٹھتے ہیں تو جبہ فرماتے ہیں تا کہ کسی طرح قرآن کے کج بیان کو سیدھا کر سکیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں تفسیر حسینی کا حوالہ دیا تھا کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالیٰ و غیر حق سبحانہ تعالیٰ کسے بدو دانا نیست"۔

اسی طرح نسخہ خبط احمدیہ میں بھی کئی تفسیر وں کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر ابھی تک اندھا دھند محمد صاحب و قرآن کے مقلدین یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ آریوں نے اس آیت کے معنی غلط سمجھے محمدؐ صاحب کو علم نہیں دیا گیا یہ بالکل غلط ہے مولوی صاحبان! ہم پر آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں اگر ناراض ہونا ہے تو اپنے مفسرین پر ہو جیئے اگر کوسنا ہے تو علمائے اسلام کو کوسئے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "وحق آنست کہ در آیت دلیلے نیست برآنکہ حق سبحانہ تعالیٰ مطلع گردانیدہ است حبیب خود را بر ماہیت روح" مدارج النبوۃ (صفحہ ۵) محمدؐ صاحب تو محمدؐ صاحب ہی تھے تو حضرت عرش آشیانی بھی جواب میں حیران و سرگرداں ہیں اور ہمارے پیر ملنے الہامی دوست مرزا قادیانی سر بگریبان۔ اب آپ بھی مراقبہ کر کے سوچیئے تو سہی کہ آپ نے کیا جواب دیا سوائے اس کے ؎ کہ مشت خاک ہم برباد رفتہ باشد

پس مولوی صاحب کو صدقہ جابیہ لکھنے سے پہلے ضروری تھا کہ وہ سوچ لیتے ؎

ہر کہ تامل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب

یا سخن آراستے چو مردم بہوش یا بنشیں ہیچو بہائیم خموش

تمام مفسرین اسکی تشریح میں لاچار ہو کر یہی کہتے ہیں کہ ایہام امر الروح وھو مبہم فی التوراۃ یعنے روح کا حال پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ توریت میں بھی پوشیدہ تھا۔ جب یہ سوال حضرت سے ہوا تو ایکدم نہیں بلکہ ۴۰ روز تک کچھ جواب نہ بن سکا۔ اور جب لوگوں کے تکرار سے تنگ ہو گئے تو لاچار ہو کر کہہ دیا کہ امر ربی ہے اور امر ربی کی تشریح امام غزالی صاحب نے صاف طور پر کر دی ہے کہ جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہ ہو اسکو امر ربانی کہتے ہیں اور جو چیزیں اس جنس سے ہیں خواہ ارواح بشری ہوں یا ارواح ملایکہ انکو عالم امر سے کہتے ہیں۔ پس عالم امر سے وہ موجودات مراد ہے جو حس اور خیال و جہات اور مکان اور خیز سے خارج ہیں اور بسبب نہ ہونے مقدار کے مساحت اور اندازہ میں داخل نہیں ہیں۔

اسیطرح اس روحانی مبہم سے محروم نہ ہونیکے باعث اہل التصوف نے ہمہ اوست کہہ کر دم میں چھوٹا یا ہے اور اپنے آپ کو خدا کہلایا۔ ویدک فلاسفی سے ناواقف ہونیکے سبب علمائے اسلام نے صرف اسی امر میں غلطی نہیں کی بلکہ عموماً تمام علمی مسائل میں وہ بے بہرہ ہیں ÷ (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (باب تعلیف قرآن) ہم نے تحقیق التناسخ میں روح کے قدیم ہونے اور مسئلہ تناسخ کی صحت کی بابت نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور بہت کچھ تکذیب اور نسخہ میں بھی درج کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان اس روشنی کے زمانہ میں بھی نیستی سے ہستی کے جاہلانہ خیلہ کو ترک نہیں کرتے اور نہ حرکت زمین کے قائل ہوتے ہیں پھر وہ الہیے روحانی مسائل کب سمجھ سکتے ہیں۔

فصل دوم

دربیان قدامت روح

علم منطق اسواسطے ایجاد ہوا تھا کہ لوگ اُس کے ذریعہ فکر صحیح کو فکر فاسد سے امتیاز کریں جیسا کہ لکھا ہے المنطق یعنی الطابعہ من المنطق و منھا اسم لقانون وھو آلتہ قانونیہ تعصم مراعاتھا الذہن عن الخطاء فی الفکر۔ (از حاشیہ میزان المنطق) اور ایسا ہی تہذیب کے قسم اول میں ہے اور فکر لوجہ ذہن بہ طرف مبادی کے اور مبادی دعاوی سے مراد ہے اور ذہن قوت مدرکہ ہے کہ جزئیات اور کلیات کا ادراک اُس سے متعلق ہے مگر افسوس کہ لوگوں نے اپنی غرض نفسانی کو پورا کرنا ہی منطق کا کام سمجھا سنسکرت کے بنیاد میں اسی گفتگو کو وتنڈا کہتے ہیں کہ جسمیں حق و باطل کی تمیز سے کچھ غرض نہیں صرف گالی گلوچ سے مطلب اور فضولیات سے سروکار ہے یہی حال بعینہ مولوی صاحب کا ہے وہ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ صداقت کا اظہار ہو اور نہ ہی اُس کا مادہ ہے وہ اپنے آپکو باوجود اسقدر ناواقفی کے پورے چودہ مقالہ اقلیدس کا ماہر بتلاتے ہیں۔ اور چند فقرات یاد کر لینے پر اپنے آپکو وہ معلم اول سے کم نہیں سمجھتے۔ صد حیف کہ گو سالہ پا بر سرتندو گاؤ نہ شد۔ چنانچہ ہم انکے اعتراضوں کے نمونے بتلاتے ہیں ÷

۱۳ او ۱۴ مولوی۔ ہم تمہاری اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم نہ ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہو گی لیکن اس امر کو نہیں مانتے کہ اگر مادی ہوئی تو مجرد نہ ہو گی کیونکہ شئے کے مادی ہونیکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مادہ محل ہو اور دوسری یہ کہ شئے کو مادہ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہو نہ یہ کہ مادہ اُس کا جزو ہے اول معنے لیکر روح میں بیشک باطل ہیں کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے لیکن ہم یہ معنی مراد نہیں رکھتے بلکہ ہمنے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اُسکے ساتھ اُسکو ایک قسم کا تعلق ہے لہذا یہ بھی مادی ہے"۔

آریہ۔ آپنے اس پہلی دلیل میں کئی غلطیاں کی ہیں جب آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم نہ ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہو گی " اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ اول معنی کہ وہ محل ہو لیکر روح میں بیشک باطل ہیں کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے"

حضرت! جب مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے تو کیا مادہ کا محل نہ ہونا صاف ظاہر نہیں ہے کہ ترکیب کو نہیں چاہتا؟ پس جس میں ترکیب نہیں وہ مرکب نہیں اور جو مرکب نہیں اُس کی پیدائش نہیں اور جس کی پیدائش نہیں وہ ضرور نا مادی ہے۔ مہاتما کرشن چندر جی نے بھی جسکی پیغمبری کا فتوحات مکی کے مصنف کو اقبال ہے بعینہ تحقیقات بسیار ایسا ہی فرمایا ہے۔

म. जो नित्यो शाश्वतोय पुराणो न हन्यते हन्यमाने शरीरे

کہ روح جسم کے ساتھ پیدا نہیں ہوتی وہ تو غیر مخلوق۔ قدیم۔ ازلی ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ جسم کے ٹکڑے ہونیکے ساتھ ٹکڑے نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔ پس یہ آپکی پہلی غلطی ہے ÷ پھر آپ لکھتے ہیں کہ ہمنے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اُسکے ساتھ اُسکو ایک قسم کا تعلق ہے۔ لہذا یہ بھی مادی ہے۔ یہ آپکا ابیا

ادھا منطق ہے جیسے کوئی کہے کہ چونکہ خدا کو جسم سے ایک قسم (صنعت وصانع) کا تعلق ہے یا روح دیہ کا تعلق ہے یا حاضر وناظر ہونیکا سمبندھ ہے۔ بنا بران خدا بھی مادی ہے۔ یا معلم کو بیوقوف طالبعلموں سے درجات کا واسطہ ہے لہذا وہ بھی جاہل ہے یا خدا کا رسول بھی اُمّی ہے بنا بران خدا بھی اُمی ہے۔ یا چونکہ بیجان بلبے سے گارڈ کا تعلق ہے۔ بنا بران گارڈ بھی بیجان ہے۔ واہ رے ہمارے ارسطو مزاج مولوی صاحب آپ نے منطق میں کبریٰ وصغریٰ تو نہیں مگر مغالطہ کا باب ضرور پڑھا ہے۔ پس یہ آپ کی دوسری غلطی ہے ✦

اور جب آپ لکھتے ہیں کہ روح کا مادی ہونا باطل ہے کیونکہ علم اعلیٰ میں ثابت ہے کہ روح مجرد ہے۔ یعنی مجرد عن المادہ اور جو چیز مجرد عن المادہ ہے وہ مرکب نہیں چونکہ روح مادی نہیں مرکب بھی نہیں مجرد ہے بنا بران وہ کسی طرح حادث نہیں کیونکہ مادی و مرکب نہیں اور حدوث سوائے مرکب و مادی کے اور کسی پر ہو نہیں سکتا اور یہی سبب ہے کہ روح انادی ہے اور مولوی اوزدین نے جو ہمارے اعتراضوں سے ڈر کر مان لیا ہے کہ روح مرکب من المادہ ہے وہ ان مولوی صاحب کے بیان سے اور بھی رد ہو گیا پس مستدل یعنی دلیل طلب کرنیوالے کا یہ کہنا کہ روح حادث ہے باطل ہے

۱۵ مولوی ۔ روح حادث بالذات ہے اور قدیم بالغیر ہے اور جائز ہے کہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہو اس وجہ سے کہ بدن مستعد قبول تصرفات روح کا ہے اور روح اپنی ذات میں بدن سے بے پروا ہے لیکن وقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے اور بعد موت تخریب بدن کے باقی رہتی ہے اور یہ بقا اپنی فاعل کی بقا سے ہے ✦

آریہ ۔ آپ کا بیان بھی کسی طرح باطل ہے۔ روح حادث بالذات نہیں ہے کیونکہ اُسکے اندر بقا کی خواہش ہے بلکہ وہ بقا مجسم ہے اُس میں رو جاننے کے سوا اور کچھ نہیں وہ سراپا روح ہے پس وہ قدیم بالذات ہے نہ کہ قدیم بالغیر۔

موت سے ہر ایک روح کو خوف ہونا جو اُس کا ذاتی سبھاؤ ہے بھی اُسکے قبل از جسم ہونیکی دلیل ہے چونکہ نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ نیستی کا مالک کوئی خدا ہے پس روح نیستی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ ہمیشہ موجود ہے۔ کیونکہ فنا اُسمیں مطلق نہیں وہ مدرک بالذات و متصرف بالآلات ہے۔ اسی واسطے وہ کبھی حادث بالذات نہیں کیونکہ وہ روحانیت نیست ہونیوالی چیز نہیں اور نہ حدوث پذیر ہے وہ تو قایم بالذات ہے۔ اور چونکہ وہ حادث بالذات نہیں بنا بران اُس کا قدیم بالغیر ہونا خود بخود رد ہو گیا۔ کیونکہ آپکے قول سے بھی ظاہر ہے کہ وہ اپنی ذات میں بدن سے بالکل بے پرواہ ہے۔

مولوی رومی مثنوی دفتر سوم صفحہ ۲۲۵ میں فرماتے ہیں۔

”تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس ٭ رو بجو لابس لباسی زابلیس
روح دارو بے بدن بس کاروبار ٭ مرغ باشد در قفس بس بیقرار

آنریبل سرسید احمد خان نے کیا اچھا کہا ہے ”اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے یہ محض بے علاقہ ہے۔ آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا اس سے خیال ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست بھی ہو جاوے مگر وہ چیز جو ہم میں ہے جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔ پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو نیست ہونیوالی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اُس ذات پاک دائم الوجود نے یہ تمام عجائبات ایک ایسے فانی اور ناپائدار چیز کے لئے بنائے ہوں؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دائم الوجود ہے اور نیست ہونیوالی نہیں“ تبئین الکلام ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۵۰)

ہم اسجگہ آپ کو ایک اور نکتہ بھی سمجھا دیتے ہیں جو دین اسلام کے اصول کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے والا ہے اور سزا و جزا کے معاملات کو تہ و بالا کرنے والا ہے ✦

وھو ہذا

بفرض محال اگر روح ذات سے حادث ہے اور بقا اُس کے فاعل کی طرف سے ہے اور وہ خود کچھ بھی نہیں بلکہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہے تو تمام اعمال نیک و بد کا فاعل خدا ٹھہرتا ہے بقول ایک فاضل کے۔

خود پیمبر شد و پیغام آورد ٭ گشت خود کافر و نمود انکار
خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست ٭ خود کند باز توبہ استغفار

اور بقول ایک دوسرے دیندار محمدی کے۔

چو ایں بنیاد بد را خود فگندی ٭ گناہ خویش را برما چہ بندی
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ٭ کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

پس اعمال کا تعلق روح سے کچھ نہیں رہتا بلکہ تمام بد و نیک اعمال کا مورد و مستحق وہی ٹھہرتا ہے اور جب سب سے برائی کرنے والا وہی ٹھہرا اور اُسی کے فیضان سے یہ تمام خرابیاں ظہور پذیر ہوئیں تو انسان کا کیا قصور کہ جس سے وہ ابدی دوزخ میں محصور و مقہور ہے با کمال معرفت سے دور ہو جاتے ہر ایک روح ایسے خدا بانی فساد و جہاد کو کہہ سکتی ہے۔ بقول عرفی

یارب چہ عداوت ست بامن ٭ ایں کار کنان کبریا را۔

اور اگر یہ صحیح کہ روح بروقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ بروقت فنا ہونے بدن کے فنا ہو جاتی ہے جس سے مسئلہ سزا و جزا کا گاؤ خور ہو جاتا ہے اور بہشت و دوزخ کا پتہ نہیں لگتا اور نہ عرش و کرسی کا نشہ ملتا ہے جیسے چلتی کا نام گاڑی ہے پر جب سے چلنا بھی مفقود ہوا اور گاڑی بھی نہ رہی۔ مہاتما کرشن جی نے فرمایا ہے۔

जातस्यहि ध्रुवो मृत्यु ध्रुव जन्म मृतस्यच

یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ اور جو مرا ہے اُس کا ضرور جنم ہوگا۔

غور کرو! پرندوں کے اجتماع کا نام تصویر ہے تم ان کو جدا کر دیں تصویر نہ رہیگی منطق الطیر میں سیمرغ کی کہانی پڑھو تب آپ کو اپنی اور اپنے موہومی مربی کی غلطی سے بھی اقبال کرنا پڑیگا ارسطو کی کسی کتاب کا آپ نے حوالہ نہیں دیا۔ صرف فرضی گپ ہانکدی ✦

بنا بران ہم نے اُسکو آپ کا موہومی مربی لکھا۔ واضح ہو کہ محمدیوں نے اسلامی تعصب کے سبب اور خود یونانی زبان تحصیل کرنیکے باعث یونانی کتابوں کے یا یونانی حکمت کے ترجمہ کرتے وقت بڑی غلطیاں کھائی ہیں دیکھو واقعات سکندر اصل یونانی مورخ ایران کے لکھے ہوئے اور اسلامی مورخوں کی تحریریں۔ اور یہی حال واقعات ارسطو کا کیا ہماری تحقیقات سے جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے یہ مذہب ارسطو کا نہیں ہے ✦

ارسطو ہیولیٰ کی بابت لکھتا ہے ”تمام چیزیں یعنے مادی اشیاء اُس سے پیدا ہوتی ہیں جسکا وجود قدرت میں ہے یعنی فسٹ میٹر (ہر کرتی) سے ہیولیٰ سے نہ کہ اس سے جس کا ظاہر وجود ہے یعنی اربع عناصر اور نہ نیستی سے۔ مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں اور جس میں کہ وہ سب آخر کار مل جائینگی“ (ہسٹری آف فلاسفرس جلد ا صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ ۱۸۱۹ء)

اور روح کی بابت اُسکا کوئی نوشتہ ایسا نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ وہ کیا مانتا تھا یعنی فانی یا غیر فانی لیکن اُسکی یعنی فانی ہونا اغلب ہے“ (صفحہ ۲۸۵ ہسٹری مذکور) ارسطو کیا کوئی محقق بھی سوائے اعرابیوں کے حادث کو ابدی نہیں مان سکتا۔ جسکا آغاز ہے اُسکا انجام ضرور ہے۔ بنا بران روحوں کے حدوث ماننے سے اُنکا فانی ماننا بھی لابدی ہے۔ اور اس سے بہشت و دوزخ کے وہمی اور خیالی حالات سارے کے سارے معدوم و نابود ہو جاتے ہیں

۱۶ و ۱۷ مولوی ۔ اگر کہتے ہو کہ روحیں متعدد ہر ایک کی جدا گانہ ہیں تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ معنی روح کے کیا ہیں اور نیز اسکی ماہیت اور حقیقت کیا ہے تو ضرور یہی کہو گے جو ہم متعلق بالبدن یا کوئی دوسرے معنی اپنی طرف سے بیان کروگے بہر کیف وہ معنی سب جیوات

کی روح پر صادق آتی ہے مثلاً جو مر متعلق بالبدن جیسا کہ زید کی روح پر صادق آتا ہے اُسی طرح بکر۔ خالد۔ اسب۔ شتر۔ بقر۔ خچر۔ خر وغیرہ حیوانات کی روحوں پر بھی صادق آتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ماہیت کل روحوں کی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ انسان زید بکر وغیرہ افراد پر صادق آتا ہے۔ اس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل آدمیوں کی ماہیت ایک ہی ہے اسی طرح یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ حقیقت کل روحوں کی ایک ہی ہے اسکے بعد ضرور ہے کہ کوئی ما بہ الامتیاز ہونا چاہیے جو ایک روح کو دوسرے روح سے ممتاز کرے کہ جس سے جدا جدا دونوں روحیں معلوم ہوں کیونکہ حقیقت کل میں مشترک ہے اور ما بہ الاشتراک کے لئے ما بہ الامتیاز کا ہونا ضروری ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ ما بہ الامتیاز کی اسی جگہ ضرورت پڑتی ہے جہاں کہیں کسی قسم کا اشتباہ یا خفا ہو یعنی جس جگہ ہم ایک چیز کو دوسری چیز سے ممتاز نہ کر سکیں اسی جگہ ایسی چیز کی ضرورت ہے کہ جو ان دونوں چیزوں میں تمیز کرے اور ہم کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔ اور یہی قاعدہ ہے کہ اشتباہ بلا اشتراک ہرگز پیدا نہیں ہوتا یعنی جب تک دوسری چیز ہمشکل نہ ہو ہرگز مشتبہ بھی نہ ہوگی۔ پس ثابت ہوا اس جگہ ما بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز اور یہ مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور یہ خلاف ہے ... کے۔

اس تمام تقریر اول سے آخر تک یہ ہوا کہ کل روحیں متحد ہیں حقیقت اور صفات میں پس اگر قدیم ازلی اور متعدد ہوں جیسا کہ تمہارا مذہب ہے تو ضرور ما بہ الامتیاز ہوگا کیونکہ تعدد بلا امتیاز کے محالات عقلیہ سے ہے اور جہاں ما بہ الامتیاز ہے وہاں ما بہ الاشتراک ضرور ہے اور جہاں ما بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز ایک جگہ جمع ہو گئے پس اس سے ثابت ہوا کہ روحیں مرکب ہیں اور جو مرکب ہے حادث ہے۔ پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں اور حالانکہ تم نے فرض کیا تھا کہ روحیں قدیم ہیں۔

آریہ۔ بیشک روحیں متعدد یعنی ہر ایک جدا جدا ہیں ایک روح دوسرے روح کا حصہ یا جزو نہیں۔ روحیں ذات میں سب چیتن ہیں جیسے کہ ذات سب ایک ہیں الیکن یعنی کم علم اپنا درونے حالات نہیں جانتا اور نہ روحوں کی ماہیت یہ سامنے مگر علم کے ماہر فاضل لوگ خوبی جانتے ہیں کہ میات عالم اور روحیں انادی ہیں۔ اور عدم یا حدوث کوئی چیز نہیں اور نہ کسی چیز پر طاری ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی چیز معدوم نہیں ہو سکتی۔

پروفیسر اسکو صاحب فرماتے ہیں جب شمع جلتی ہے تو کیا ہوتا ہے آؤ ایک موم یا چربی کی بتی روشن کرکے دیکھو۔ شمع جوں جوں جلتی ہے دیکھو بتی کے باہر کا موم اور اندر کی بتی دونوں غائب ہوتے جاتے ہیں داب ساری بتی جل گئی اور ہمیں جس قدر موم اور سوت تھا سب کافور ہوگیا۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ شمع کا موم کہاں گیا تم یہ جواب دیگے کہ جل گیا اور اب نظر نہیں آتا تو کیا وہ معدوم ہو گیا؟ نہیں مگر ہاں وہ تمہاری نظر سے غائب ہو گیا ہے اور اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ معدوم ہو گیا۔ دیکھو جب ریل گاڑی کسی مقام سے روانہ ہوتی ہے تو وہ ذرا سی دیر میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر تمہیں نظر نہیں آتی۔ مگر تم یہ کبھی نہیں سمجھتے کہ وہ معدوم ہو گئی۔ تم یہ جانتے ہو کہ آپ کی نظروں سے غائب ہو گئی ہے مگر کہیں فراٹے بھرتی اڑتی چلی جاتی ہوگی ایسے دوسری مثال اور دیکھو۔ پیالہ میں گرم چاء ڈالو اور اسمیں مصری کی ڈلی چھوڑ دو چار ہی منٹ میں نظر سے غائب ہو جاویگی مگر کیا وہ ڈلی معدوم ہو گئی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو چاء میں تحلیل ہو گئی۔ ذرا پیو تو پہلے پھیکی تھی اب پیکر دیکھو کیسی میٹھی ہو گئی ہے اب اسی طرح بتی کے موم کا بھی یہی حال ہے کہ وہ کہاں گیا؟ پس اسکا حال بھی مطابق موجودات سے دریافت کریں ... صحیح صحیح جانتے دیکھو صفحہ ۵ اور اسی طرح دیکھو صفحہ ۵۔ آنکھ جنہیں نیستی۔ آج یہ دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ خواہ کوئی چیز کیسی ہی حالت میں کیوں ہو وہ معدوم نہیں یعنی ہستی سے نیستی اور نیستی سے ہستی کا ماننا بالکل باطل ہے اور ایسا ہی دیکھو پروفیسر بالفور

سٹوارٹ صاحب کا علم طبیعات مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ع)

بیوقوف انسان ستاروں کے فرق کو نہیں جانتا اور نہ راگوں کی تفریق کو سمجھتا اور نہ رنگوں کی حرکات کو نہ ہوا کی رفتار کو۔ مگر عالم نجومی ڈاکٹر علم ہیئت کا ماہر اور بعضی دان نہ صرف ان سب امور کو ہی پہچانتا بلکہ آنیوالے طوفان کی بابت پیشگوئی کرتا اور مرض کے ہونیوالے ... کی خبر بتلاتا اور عالم بالا کے نشان لگاتا ہے اور مرا ایک میں حد احد انکو بھی کرتا ہے اور ... بڑھکر عقل کل پر تمام ان کا میز ہے مگر یہ سب عقلی نہ کہ خارجی۔ اسیطرح روحیں ہونے کے فی الحقیقت جدا ہیں اور وہ بالذات ایک دوسرے سے علیحدہ طاقتیں ہیں کسی حالت میں ایک نہیں نہیں انکے ما بہ الامتیاز و ما بہ الاشتراک کو مادی آنکھیں نہیں جان سکتیں اور نہ متعصب البصیر سمجھ سکتی ہیں کیونکہ نہیں روح کی ہستی کا سوائے اسکے کچھ بھی علم نہیں کہ اسکے مدارج ... ان زندہ ہے لیکن اگلی لوگ جنہیں ... کی تفتیش کی سبب تمام ذی علم ... ان کا ... اور ... باطل ... تلاش ... تم ... اس علم نے عالم کہلاتے ہیں وہ علم ... ایک ... کہ ... جسمانی امراض ... نہیں ... حالتیں، عمل اور خیال، تناسخ اور طبائع اور خیالات و ... کے ... ہیں ... ہی سمجھ سکیں۔ اور ... اور ... سے مثل ... کوئی انسان ... اور ... وہی سبب ہے کہ الیکیہ اور ایک لیتی ہے اب فرماتے ہیں کہ صفت بادشاہ کے روح کی ہے وہ غلام کی نہیں ہے (صفحہ ۱۰) مولوی صاحب یہاں آکے بالکل سیدھی راہ چھوڑ دی اور جا پھنسکر حق سے روگردانی کی یا آپ تحقیق بھول گئے۔ بادشاہ اور غلام کی روح میں جو بیانی ... تو کے ہونے کوئی خارجی فرق نہیں ہاں چونکہ وہ بالذات دو روحیں ہیں دو ... حالتیں ایک نہیں جیسے انکا جسم بھی وہ ایک نہیں ویسے ہی انکی روح ایک نہیں انمیں جو کچھ فرق ہے وہ گذشتہ اعمال کے سبب ہے جو کہ تناسخ کا لازمی نتیجہ ہے۔ ورنہ ماہیت ارواح غلام و بادشاہ میں کوئی فرق نہیں وہ دونوں برابر کی روحیں ہیں۔ ایک فاضل نے لکھا ہے

بادشاہے رو بسوئے صید کرد	ماند لشکر دور از او مانند گرد
خواست تا در قریہ آید فرود	چوں بہ میدان خیمہ و خرگاہ نبود
در خود آنجا شوکت و شانے ندید	ہیچکس جز مرد دہقانی ندید
نزد او رفت و تملق پیش کرد	گفت دہقاں کیستی گردم مگرد
گفت من فرماندہ این کشورم	بہر صید جدا شد لشکرم
امشبم اینجا تو اذن خواب دہ	نکہ نانے و دو جامے آب دہ
روستائی اعتنائی او نہ کرد	استماع مدعائی او نہ کرد
زینت ظاہر چو از سلطان نبود	در نظر شاہ و گدا یکساں شود
شاہ منت کرد بار دیگرش	چوں نہ بود آنجا کسے فرمانبرش
عاقبت جا داد شب در کاہ خویش	داد نان سفرہ انعام خویش
صبح گفتش رسم احسانت خوشم	گرچہ شاہم از گدایانت شدم

اسکے علاوہ دیکھئے ناصر الدین سبکتگین کا حال جسکے واسطے مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین از غلامان ... ترکی ... خراسان بود۔ اسکے سوائے غلاموں کی سلطنت کا حال بڑھئے ہزاروں غلام غلامی سے بادشاہ ہوگئے۔ اور ہزاروں بادشاہ شاہی سے غلام ہو گئے۔

بس یہ آپکی علمی و عقلی غلطی ہے انصاف کی بات یہ ہے کہ بادشاہ اور غلام کی روح ... اعمال کے سوا ... کوئی فرق نہیں۔ باقی آپکا یہ لکھنا کہ جہاں ما بہ الامتیاز اور ما بہ الاشتراک ہے وہاں ترکیب ہے۔ پس روحیں مرکب ہیں۔ کہ یہ کسی وجہ سے باطل ہے۔ غور سے سنئے۔ جہاں

مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے وہاں صفات کی کمی بیشی کی ضرورت ہے اگر وہ مرکبات ہیں یعنی اجسام میں ہوں تو وہاں ترکیب کی ضرورت ہے لیکن اگر مجردات میں ہوں۔ تو وہاں ترکیب کی نہیں بلکہ ذاتی صفت ہوتی ہے۔ اشیاء یا ہر باتوں ہر ایک جدا جدا ہیں مگر ترکیب کے سبب سے نہیں۔ بلکہ صفات ذاتی کے سبب کیونکہ اُن میں ترکیب مطلق نہیں۔ دیکھئے خدا اور روحوں کے درمیان ہستی یعنی مدرک بالذات ہونا مابہ الاشتراک ہے اور سروگیا و الپگیتا یا مابہ الامتیاز تو کیا خدا میں ترکیب ہو گئی یا خدا مرکب ثابت ہو گیا یا حیو نعوذ باللہ من ہذا الخرافات ؀ اسی طرح محمد اور خدا۔ اور سعد اور خدا۔ علی اور خدا میں ناموں کا اشتراک ہے۔ مگر مابہ الامتیاز جسم ہے۔ تو کیا خدا میں ترکیب یا تجسیم آگئی۔ اسی طرح مادہ اور خدا میں یا خدا۔ روحوں اور مادہ میں ہستی یا موجودگی مابہ الاشتراک ہے۔ مگر چیتنا۔ گیان کل۔ اور البگیتا مابہ الامتیاز ہے نظر براں روح جو ہمیں خدا کی علمی منزلت کے مقابلہ میں مابہ الامتیاز ہے۔ اور ایک دوسرے سے بلحاظ اعمال کے مگر وہ عقلی یا ذہنی ہے۔ مادی یا خارجی نہیں۔ اور نہ آلی سروگیتا کی دلیل ہے نہ کہ روح کی ترکیب کی۔ کیونکہ روح کا بدن میں حلول نہیں جیسا کہ عوارض کا جوہر میں۔ اس لئے کہ وہ عرض نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو جوہر بذات خود یعنی بلا قیام بالغیر موجود ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات سے بخوبی واقف اور اُس کے صفات کو پہچانتے ہیں اور وہ اپنے پہچاننے میں کسی حواس کی طرف محتاج نہیں کیونکہ جن چیزوں کو اُسنے کما حقہٗ جانا ہے وہ چیزیں آنے والے نہیں ہیں۔ انسان بعلق جسم و بذریعہ سمیند ھی کی اوستھا میں قدرت رکھتا ہے کہ اپنی روح کو تمام مادی چیزوں سے بےخبر کرئے۔ اس حد تک کہ سب تنوں سے بےتعلق ہو جائے ؀ پس جس حالت میں کہ وہ بغیر شعور محسوسات کے اپنی قدرت کو جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ہجا میں بالکل ہر ایک چیز سے مجرد ہے۔ تو قیاس صاف شہادت دیتا ہے کہ وہ شریر سے بالکل مستغنی ہے بدن یا شریر کا ہرگز محتاج نہیں۔

بنا براں روح کی حقیقت اور اُس کا بذات خود قوم بھی معلوم ہو جانے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی عاقل بالغ روح کو مجرد من المادہ نہ یقین کرے اور یا اُسکے آنادی ہونے میں شک لائے اور روح کو ثمانے ناں نا اہل کے کیا کیجئے۔ بقول سعدی کسی طرح مان نہیں سکتا کیونکہ ؎

تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد ست

۱۹ مولوی۔ معلوم ہو کہ جملہ خرابیاں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ اس بات پر لازم آتی ہیں کہ بدن کی پیدائش سے پہلے چند روحیں مانی جاویں ؀

آریہ۔ قرآن مانتا ہے کہ اجسام کی پیدائش سے پہلے ارواح موجود تھے دیکھو مباحثہ میثاق اور دیکھو مریم بنت عمران من احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا۔ اور اسی طرح ہر ایک روح کا ازل سے شقی و سعید ہونا بھی اُس کے قبل از جسم ہونیکی شہادت ہے اور روح محمدی کا جھگڑا کہ وہ آدم سے بھی پہلے خدا کی عبادت میں مصروف تھی۔

پھر حدیث میں لکھا ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد باربعۃ الاف عام ترجمہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو تمام اجسام سے پہلے دو ہزار سال پیدا کیا۔

ایک اور حدیث میں ہے انکم خلقتم للابد و انکم تنتقلون من دار الی دار ترجمہ۔ تحقیق تم تقدیر کئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے البتہ تم انتقال کرتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف ؀ سعدی کہتا ہے ؎

الست از ازل ہمچناں شاں بگوش بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے بحوالہ قرآن و حدیث ما کان و ما یکون الی الابد۔ پس معلوم شد کہ پیش از خلق قلم گاہے بودہ است و گفتہ اند کہ العرش و کرسی ارواح است" دیکھو جلد دوم قسم دوم باب اوّل صفحہ ۲)

مشکوٰۃ میں ہے "بہ تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد" (جلد ۲ فصل صفحہ ۱۹)

پس آپ ان تمام اعتراضوں کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ اس جگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن اور احادیث اسلامیہ کے بارہ میں آپکی رائے سند درج کردیجاوے۔ "کہ چونکہ قرآن اجسام سے پہلے روحوں کو مانتا ہے اسواسطے بقول مولوی عیسیٰ المجسد کے جملہ خرابیاں اُس پر لازم آتی ہیں"

لیکن واضح ہو کہ قرآن پر بر درست اعتراضوں کے واقعہ ہونیکا یہ باعث نہیں ہے کہ روحوں کو اجسام سے پہلے مانتا ہے بلکہ وہ باعث یہ ہے کہ وہ ایک تو روحوں کے بارہ میں صحیح تعلیم نہیں دیتا اور نہ وہ اُس کی ماہیت جانتا ہے۔

دوم وہ مادہ کی بابت جو علمی و عقلی دلائیل بلکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ انادی ہے کچھ صحیح نہیں جانتا۔

سوم۔ وہ تمام دنیا خدا سے نکلی ہوئی یعنی ہمہ اوست یا ہمہ از وست کی مکروہ تعلیم دیتا ہے ؀

چہارم وہ تناسخ کے عالمگیر اور اظہر من الشمس مسئلہ سے اچھی طرح واقف نہیں اور یہی باعث ہے کہ ڈانواڈول تعلیم دیتا ہے۔

پنجم وہ اسکی مکتی یا نجات بہشت بہشتی سے کچھ بھی زیادہ نہیں اور فانی نجات کیطرف بہکاتا ہے ؀

ششم۔ وہ شیطان کی گھڑنتی تعلیم سکھلا کر کعبہ یعنی کیجانب جھکاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ایسے ہی اور بھی کئی بواعث ہیں جنکے سبب علما لوگ قرآن کی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ علاوہ قرآن اُس کی یہ آخری تعلیم کا نتیجہ ناستک۔ یا دہریہ یا ہمہ اوستی صوفی بنتا ہے۔ ورنہ قرآن یا علاوہ قرآن اصح مسائل کو اُسی قدر و منزلت سے دیکھیں جسکے وہ لائق ہیں یا جیسے وہ ہیں تو قرآن پر کوئی اعتراض عاید نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ کسطرح ہو سکے جبکہ انسانی کتاب کا غلطی سے پاک ہونا ہی ناممکن ہے۔ یہ فخر اور سرفرازی بافضلیت بلکہ شرف صرف الہامی کتاب کو زیبا ہے جو تمام نقائص سے بری اور علم و عقل کی معاون بلکہ ہادی ہوا کرتی ہو اور اُس کا نام ہی وید مقدس ہے ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

دشتا شت جوں کتاب لب برق ناک	منطق را آتش اندر خاں و ماں انداختہ
من کہ با منم عقل کل را تاو ناز اوپ	مرغ دھا الوان ازوج جان انداختہ
مست ذوق عمر قسم کز لفظ توحید تو	لذت آوارہ در کام جہاں انداختہ

۲۰۔ مولوی۔ جو کہتے ہو کہ عوارض اضداد اور متباین روحوں کی ہیں۔ جواب اُسکا ہم ارسطو سے دیتے ہیں کہ ان صورت میں وہ عوارض سبب امتیاز اور بعض کے نہ ہونگے کیونکہ نسبت اُن کو کل ارواح سے ایک ہے اور برابر ہے۔ پس یہ کہاں سے کہتے ہو کہ یہ عوارض قدیم ہیں اس تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ روح تمیز سے عوارضات متغائرہ کی وجہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی پس لازم آیا کہ قابل ارواح کے نہیں ہیں۔ مگر ابدان۔ پس عدم سابق ابدان کا مستلزم ہے عدم سابق ارواح کو اور وجود انکا ان کے وجود کو۔ اور عدم بعد الوجود اور وجود بعد العدم مستلزم ہے تجدد اور حدوث کو پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں۔

آریہ۔ بیشک عوارض اعمال کے سبب سے روحوں میں امتیاز عقلی ہے اور اُنکی چیتنا کے سبب ان میں ذاتی تفریق و امتیاز ہے اور چونکہ وہ بذاتہ مفرد ہیں یہی سبب ہے کہ وہ متباین یعنی ایکدوسرے سے بھی جدا ہیں باقی رہا یہ کہ عوارض کو نسبت کل ارواح سے ایک ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے تو نبی اور ولی۔ عالم اور جاہل مطلق۔ گدھا اور بھیڑیا۔ سور۔ کتا۔ اسی طرح جبرئیل یا میکائیل کے ارواح سے اگر عوارض کو ایک ہی نسبت ہے تو مدارج کہاں سے آگئے اور مراتب کیوں بڑھ گئے۔ کن اعمالوں سے حضرت عزرائیل معلم الملکوت ہوگئے اور انکا استاد کون تھا۔ جسنے ان کو شیطانی کی تعلیم دی۔ اور کن اعمالوں سے یا اندھا دھند فرشتہ بجائے باوجود ارواح قدوس ہونیکے پھر بھی شاگرد ہی رہے۔ کن اعمالوں یا تفریق کے سبب سے قبل از پیدائش عالم لولاک کا خلعت

الافلاک یعنی اے محمد اگر تجھے نہ پیدا کرتا تو زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا کا درجہ ملا علیٰ ہٰذا القیاس یا تو سب مقربوں و ملعونوں کو برابر یقین کرو ورنہ تفریق مدارج صاف صاف اعمال سابقہ کی شہادت دیتے ہیں ایک شخص باوجود محنت شدید کے ناکامیاب رہتا ہے دوسرا تھوڑی محنت کرکے مطلب حاصل کر لیتا ہے۔

پس اے متجلی اور متو ریاں سے اگر عوارض یعنے اعمال کے سبب سے تفریق کوئی۔ ماننے اور اُنکی مرضی کرم کرنا روح کا سمجھا ہے اور وہ بغیر جسم کے کرم کر نہیں سکتی اور قابل ارواح کے نہیں ہے۔ مگر ابدان۔ پس صاف ثابت ہے کہ روحیں بدنوں کے ساتھ متعلق ہوتی رہیں اور ہوتی رہینگی۔ کیونکہ پیشتا اور افعال باہمی لازم و ملزوم ہیں اور یہ سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں بلکہ متوالی ہے۔ کیونکہ روحیں اس بات کی متمنی ہیں اور عدم یا ایجاد یا حدوث کے الفاظ کا اُن پر اطلاق ہی محض بیہودہ ہے جیسے مالک کل و محیط کل پر حلول و اوتار کا۔ نام روح کا ابدان سے تعلق اور سمجھاؤ خود ہی جتلا رہا ہے کہ وہ بدنوں سے سابق بھی جدا ہے اور ذاتی تفریق کے علاوہ عقل تفریق خود ہی سلسلہ اعمال و ابدان یعنی ارواح کے قدیم ہونے کی گواہی دے رہی ہے نہ کہ معاذ اللہ حدوث کی۔

آپ نے اس میں ایک اور بھی فاش غلطی کی ہے۔ بالفرض محال اگر ہم یہ مان لیں کہ بدنوں کا پہلے نہ ہونا لازم پکڑنے والا ہے روحوں کے پہلے نہ ہونے کو۔ اور بدنوں کا پہلے ہونا لازم ہے روحوں کے پہلے ہونے کو۔ تو کیا لازم نہیں ہے۔ بدنوں کا تباہ ہونا روحوں کے تباہ ہونے کو اور بدنوں کو جل جانا۔ روحوں کے جل جانے کو۔ بدنوں کا ٹکڑے ہونا روحوں کے ٹکڑے ہونیکو۔ اگر یہ سب لازم ہیں تو وہ بھی لازم ہے اگر نہیں تو نہیں۔

پس اس عقیدہ سے عوض ہم کو تسلیم کرانے کے پہلے خود دین محمدی اور اس کے بہشت و دوزخ و میزان و پل و قیامت و قرآن و رسول شفاعت و خدا کے دیدار سے انکار کرو پھر ہمارے مقابلہ میں آؤ ہم اچھی طرح اُن عقائد کا بطلان اور ست ویدک دھرم کا دلائل و براہین سے ثابت کر دکھلائینگے۔ یہ نہایت ہی بھدا اور بودا خیال ہے اور اونٹ چرانے والوں کا خیال ہے جنکو کافور کے انبار اور نمک کے انبار کی تمیز نہیں ہوتی۔

مولوی صاحب! روح کے حق میں شاستر میں لکھا ہے۔ نینم چھندنتی شستراني نینم دہتی پاوکا نیچ انیم کلیدے دیم بہتا پونہ شوشیتی مارتہ۔ جس کا ترجمہ فیضی نے کیا ہے۔

نہ سوزد با آتش نہ آبش برد　　نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

بدن بمثل آلہ اور لباس کے ہے پس جس نے اس طرح روح کی حقیقت اور اس کا بذات خود قیام و قوام معلوم کر لیا اُسکو بدن سے قبل روح کا ہونا یا ایک یا ربدنوں سے انصال یا الگ ہونا ذرا بھی مشکل معلوم نہ ہوگا۔ نہ متعلق ہونا محال معلوم ہوگا۔

دم بدم گر شود لباس بدل　　صاحب آں لباس را چہ خلل

پس اخیر میں ہم آپکو بقاعدہ منطقی قیاس اقترانی سے سمجھاتے ہیں۔
قیاس اقترانی وہ ہے کہ اُسمیں نتیجہ بالفعل موجود نہ ہو بلکہ بالقوہ ہو یعنی نتیجہ کا مادہ صغریٰ و کبریٰ میں موجود ہو۔

مثال	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
۱	العالم متغیر و مرکب	کل متغیر و مرکب حادث	العالم حادث
۲	المادہ مفرد و غیر قابل التقسیم	کل مفرد و غیر منقسم قدیم	المادۃ قدیم
۳	الروح غیر متغیر و مجرد من المادہ	کل غیر متغیر و مجرد من المادہ قدیم	الروح قدیم
۴	المالک محیط کل و علیہم کل و احد	کل محیط جملہ عالم و علیہم احد قدیم	المالک قدیم

وھذا عقیدۃ اھل الوید و اصحاب آریہ سماج

مسئلہ تناسخ اعتراضوں کا جواب

جناب مولوی صاحب آپ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے کہ روح بعد تخریب بدن یعنی موت کے تین حال سے خالی نہیں یا تو وہ خراب ہو جاتی ہے۔ یا باقی رہتی ہے بلا کسی تعلق خاص کے یا دوسرے بدن کے ساتھ متعلق ہو کر باقی رہتی ہیں۔ بطور تناسخ کے جیسا کہ مذہب عام ہندوؤں کا ہے۔

چونکہ خراب ہونا روح کا مثل بدن کے بموجب اعتقاد فریقین کے غلط ہے پس اس پر کچھ لکھنا فضول ہے ہم دلایل ثابت کر چکے ہیں کہ روح بعد تخریب بدن کے ہرگز خراب نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ نہ حادث ہے اور نہ مرکب۔ اور خرابی بغیر حدوث و مرکب کے کسی پر لازمی نہیں۔

۲۳۔ مولوی۔ دلیل اوّل رد تناسخ۔ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث ہے اور تناسخ مبنی ہے اوپر قدیم ہونے کے۔ اور نیز روح جب ہے اُسکے لئے شرط حدوث ہے تاکہ تخلف معلول کا اپنی علت تامہ سے لازم نہ آئے اور شرط اُس کی بدن کا حادث ہونا ہے کیونکہ وہ قابل روح کے ہے پس جب بدن پیدا ہوتا ہے اُسیوقت روح اُسمیں پھونکی جاتی ہے جانب مبداء فیاض سے پس ثابت ہوا کہ تناسخ باصلہ و براسہ باطل ہے۔

آریہ۔ ہم آپ کی تمام دلائل کا رد اور اسکے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ روح قدیم ہے۔ اور بقول آپ کے بدن کا حادث ہونا حدوث روح کی شرط ہے تو بدن کا فنا ہونا فنائے روح کی شرط کیوں نہیں ہے سنئے صاحب بدن کے ساتھ روح کا ایسا تعلق ہے جیسا کہ مرکب سے راکب کا یا ریل سے گارڈ کا یا قلم کو کاتب سے۔ پس یہ آپکا خیال ایک وہمی ہے جس سے کچھ بھی یاد نہیں جسکا عقلی و عملی کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ خود مُبطل کنندہ تمام عقائد اسلام ہے۔ غور سے سوچئے۔ دوم آپکا یہ قول کہ جب بدن پیدا ہوتا ہے اُسیوقت روح اُسمیں پھونکی جاتی ہے" اگر لفظ فی الامر میں دیکھا جاوے تو اس سے بھی روح کا باہر سے آنا ظاہر ہوتا ہے بلکہ پہلے سے موجود ہونا بھی۔ اور آپ نے صفحہ ۳۵ پر روح کو قدیم بالزمان مانا ہے۔ مگر بدن ایسا نہیں روح مجرد ہے۔ بدن ایسا نہیں روح چیتن ہے یعنی مدرک پس بدن کی پیدائش سے اُسکی پیدائش کا تعلق نہیں جس طرح بدن کے تغیر و تبدیل سے اُسے کوئی واسطہ نہیں اسیطرح بدن کی پیدائش کا کوئی تعلق نہیں یہ تو ایسی اعرابیت کی بات ہے جیسے کہ مکان نے مکین کو پیدا کیا یا لباس نے لباس والے کو یا با عدم کی وجود دیا۔ قلم سے کاتب نہیں بنتا جسطرح یہ تمام باتیں باطل ہیں۔ اسیطرح بدن کی پیدائش سے اُسے لباس اور لبیس سے زیادہ کوئی تعلق نہیں۔ پس تناسخ درست ہے اور صحیح اور حق ہے اور حدوث روح باصلہ و براسہ باطل ہے۔

۲۴۔ مولوی۔ دلیل دوم ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باری عزوجل اُسمیں روح پھونکے۔ پس اگر دوسرے بدن کی روح اُسمیں پھونکی جائیگی تو لازم آئیگا ایک بدن کے ساتھ دو روحیں متعلق ہو جائیں اور یہ بدیہی البطلان ہے اگر کہتے ہو کہ بدن بھی دوسرے کی روح کو چاہتا ہے اور صلاحیت بھی اُسی کی رکھتا ہے نہ کسی دوسرے روح کی اس کا جواب یہ ہے کیا وجہ ہے کہ بدن خاص اُسی دوسرے بدن کی روح کو چاہتا ہے کیوں کسی اور بدن کی روح کو نہیں چاہتا اور نسبت اُسکی خصوصیت کی اُسی بدن کے ساتھ کیا ہے یہ سبب ترجیح بلا مرجح ہے اور نزدیک حکمائے فلاسفر کے ترجیح بلا مرجح باطل ہے۔

آریہ۔ آپ کی سمجھ اور دانائی کی ہم کہاں تک تعریف کریں۔ ہم نے بارہا دیکھ لیا کہ آپ کو دلیل لانے سے پہلے عقل سے دشمنی کرنی پڑتی ہے۔ سچ ہے

دیوانی کے مطلق العنانی　　ہے باعث مرگ ناگہانی

اصل بات یہ ہے کہ جب قانون قدرت پر پورا عملدرآمد ہوتا ہے تب وہ قادر مطلق اُس جسم میں روح ڈالتا ہے جسم کامل نہیں بلکہ نطفہ کے ساتھ ہی روح ہو جاتا ہے جس نطفہ سے روح کا تعلق نہیں ہوتا اُس سے اولاد بھی نہیں ہوتی۔ باریتعالیٰ مفقود الخبر نہیں کہ ایک میں دو روحیں پھونکے۔ ہاں یہی اعتراض سارا کا سارا قرآن اور پیروان قرآن پر وارد ہوتا ہے مولوی اسماعیل جیسے محمدی فاضل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک آدمی میں دو روحیں ہیں۔ ایک مکانی دوسری سیرانی۔ سیرانی وہ جو خواب کی حالت میں دور دراز جگہ میں تشریف لیجاتی ہے اور سیر فرماتی۔ اور مرگ کے بعد نکل جاتی ہے۔ مکانی وہ جو ہمیشہ موجود رہتی ہے اور مرنے کے بعد جسم کے اندر رہتی ہے وہی منکر و نکیر کے ساتھ قبر میں سوال و جواب کرتی ہے۔ اور کراماً کاتبین سے بھی اُسی کا تعلق ہے اُسی کے ساتھ حشر و نشر ہوگا۔ اُسی روح کے ذریعہ سے جب قبر کے اوپر کنجشک بیٹھتی ہے تو مردہ جان لیتا ہے۔

بقول ایک لائق محمدی کے ع۔ کنجشک تشنہ بر قبر مردہ ندا مدادہ نر۔

اور اسی لحاظ سے مسلمان لوگ مردہ پیر فقیروں سے مراد مانگتے ہیں۔ اور قبر پرستی کرتے۔ بلکہ اُن سے مخاطب ہو کر سمجھاتے اور بات چیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیکم یا اہل القبور۔ دیکھا یہ اعتراض محض ہمارے سراسر محمدی اعتقاد پر وبال ہے اور سراسر باطل خیال۔ دیکھ لیا آپ نے اس خرابی کی سیل نے دیوار اسلام کی بُنیاد کو کس قدر نیچے سے کمزور کر کے انہدام کی حد تک پہونچا دیا۔

مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی

لیجئے ہم آپکی غلطی کو ایک اور واضح طریقہ سے سمجھاتے ہیں ہر برہان کامل اس امر کی دلالت رکھتا ہے کہ باریتعالیٰ اُسمیں روح پھونکے، اور وہ ایسا زبردست منتظم ہے کہ اُس کے انتظام میں کسی طرح کا گڑبڑ ہو نہیں سکتا کیونکہ نہ تو روحیں اُسکے حکم سے باہر ہیں۔ اور نہ مادہ۔ اب یہ بات یقینی طور پر ہو سکتی ہے کہ اجسام کی استعدادیں مختلف ہیں۔ ایک جسم میں ایسی استعداد ہو جو روح مفارقہ کے مناسب ہو جو اول موجود تھا یہاں تک کہ وہ جسم اس نفس کے ہی تدبیر کے ساتھ مختص ہو اور نئے نفس کے فیض کا محتاج نہ ہو کیونکہ مثلاً اگر ایک حالت میں بچہ دانوں دو نطفہ قبول نفس کے مستعد ہوں۔ تو خدا سے اُن کی طرف دو روحوں کا فیضان ہوگا اور اُن دو نطفوں میں سے ہر ایک ایک روح کے ساتھ خاص ہوگا اور اسکا مخصص ہونا اُنمیں نفس کے حلول ہونیکی جہت سے نہیں اسلئے کہ روح کا جسم میں عوارض کی طرح حلول ہی نہیں ہوتا بلکہ دونوں مستعد نطفوں میں سے ایک قالب ایک روح کے ساتھ خاص ہونا اُس مناسبت کے سبب سے ہے جو اُنکے مابین اوصاف کی جہت سے ہے ایسا ہی دوسرے بدن کا دوسرے روح کے ساتھ مختص ہونا پس جبکہ دو نفس متناسب ہیں یہ اختصاص ہو سکتا ہے تو نفس مفارقہ میں جو اول سے موجود تھا اور نئے نفس میں کیونکر نہیں ہو سکتا بلکہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے سو جب ایک جسم مستحق کو نفس مفارقہ کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی تو وہ جسم خدا تعالیٰ سے نئی روح کے فیضان کا محتاج ہی نہیں ہوگا۔ جب وہ محتاج نہ ہوا تو اُس پر نئے نفس کا فیضان بھی نہ ہوگا۔ اسواسطے یہ دلیل آپ کی بالکل ضعیف ہے۔ آپ نے جو وہم لکھا یہ اصل میں ابو علی سینا کا شک ہے جس کا امام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ یا حقیقت روح انسانی میں رد کر کے یہ دلیل دی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۶۳ و ۶۴ سنہ ۱۳۰۱)

ہم آپ کو اس کا رد ایک اور طرح بھی سمجھاتے ہیں سنو!

خداوند تعالیٰ کی طرف سے جتنے جسم پیدا ہوتے ہیں وہ اگرچہ بلحاظ ترکیب یا ترتیب کے نئی قسم کے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر بلحاظ مادہ کے وہ اُسی قدیم مادہ سے بنائے جاتے ہیں جو سابق ازیں تمام جہان میں موجود ہیں۔ پس جب تمام جسم اُسی پرانے اجسام کے مادہ سے ترکیب کئے جاتے ہیں نہ کہ کسی جدید مادہ سے اس واسطے اُنمیں ارواح بھی وہی آوینگے جو پہلے موجود ہیں نہ کہ جدید اگر محمدی خدا جدید جدید مادہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جیسا کہ پرکاش ظاہر ہے کہ ازل سے ابتک اسی مادہ موجودہ سے اجسام بنا دیگا تو بطریق اولیٰ جائز ہے کہ اُن اجسام میں وہی روحیں داخل ہوں جو سابق میں موجود تھیں نہ کہ جدا پیدا کی جاویں جب تک خدا جدید مادہ پیدا نہ کرے جو سراپا محال ہے۔ پس جدید روح کا پھونکنا ہر طرح محال ہے کیونکہ نہ اُس کا وجود ادرنہ وہ موجود بلکہ نیستا یا نابود ہے جس خدا نے بدن کو بنایا وہ جانتا ہے کہ ایسے ناقص یا کامل جسم کا بطریق اعمال فلانا روح مستحق ہے اور اسی کیواسطے بنا ہے پس اُس پر اُسی کو ارسال کرتا ہے نہ کسی وہمی یا نابود وجود کو اُس کے سابقہ اعمال اُسی کو ایک نئے جنم کے واسطے تحریک کرتے ہیں اور عادل مطلق خدا کو اپنے انصاف قدیم کے رو سے جائز ہوتا ہے کہ اُسے اُس جسم میں ڈالے کیونکہ وہ اُس کی مستحق ہے۔ پس یہ ترجیح بلا مرجح نہیں ہے بلکہ باہمی لازم و ملزوم ہونے کے سبب اُس کو اُسی بدن سے خصوصیت ہے۔ بنا بران نہایت مستلزم ہے کہ اُس کو اُسی کے رو سے سزا و جزا دیجاوے نہ کہ کسی تخیل اور دور از قیاس دوزخ اور بہشت کے ذریعہ سے۔ کسی طرح ممکن نہیں لہذا تناسخ برحق اور یہی مطلوب تھا۔

اور یہ دلیل آپ کی کیوں باطل نہ ہو جبکہ یہ بھی جتنی پہلی دلائل حدوث روح پیش کر چکے ہیں جنکو باطل مانتے ہی ہیں۔ کیونکہ آپ نے خود ہی جتنول میں آ کر لکھدیا ہے تو واضح ہو چونکہ دلیل حدوث روح کی بطلان تناسخ پر موقوف ہے اور بطلان تناسخ حدوث روح پر موقوف ہے اور یہ بعینہ دور باطل ہے (صفحہ ۲۴)

۴۲-۲۵ مولوی "اگر تناسخ یا پنرجنم سچا ہے تو مثلاً فرقہ آریہ کے مدعی صاحب کا ہے تو البتہ وہ روح جو اس وقت مدعی صاحب کے بدن کے ساتھ متعلق ہے ضرور ہے کہ اس سے پہلے وہ کسی دوسرے بدن مثلاً دیانند کے بدن کے ساتھ متعلق ہوگی اور اگر ایسا ہو تو بیشک وہ روح یاد کرے گی کہ میں اس سے پہلے دوسرے بدن میں تھی۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مدعی صاحب کی روح خوب جانتی ہوگی کہ میں فلاں فلاں جسم میں تھی اگر ہے تو ہم کو مطلع فرماویں اور بدیہات سے ہے کہ روح کو یہ علم بالکل نہیں ہوتا پس کہاں رہا تعدد روح کے تناسخ کا۔

آریہ۔ یہ آپکا فرض سراسر غلط ہے کیونکہ سوامی دیانند جی اور پنڈت منشی دونوں ایک وقت میں موجود تھے۔ افسوس کہ آپکو باوجود اس قدر شیخی بگھارنے کے اتنی تمیز بھی نہیں کہ ایسی لیاقت اور روی دلیل دینے سے آپکی لیاقت پر لوگ اس قدر ہنسینگے۔ ہاں اگر مثال دینی تھی تو اس طرح دینی چاہئے تھی کہ وہ روح جو اس وقت مثلاً مولوی عبدالحمید صاحب کے بدن سے متعلق ہے ضرور ہے کہ وہ اس سے پہلے کسی دوسرے بدن مثلاً محمد صاحب کے بدن سے تعلق رکھتی ہو تب البتہ مثال ٹھیک تھی۔ ہاں مولوی صاحب مومن ہیں اور مومنوں کے حق میں محمد صاحب نے لکھا ہے انا من اللہ والمومنون منی یعنی میں خدا سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں اور ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۱۴ میں واضح مشاہدوں سے بتلا چکے ہیں کہ سب کا مادہ نور محمدی ہے اور خود محمد صاحب ہمارے خیال کے مطابق تناسخ کے قائل بھی ہیں اور وہ فرما بھی گئے ہیں کہ میری امت سے بھی بہت لوگ سبب گناہ کے بندر اور سؤر بنیں گے علیٰ ہذا القیاس۔ پس ضرور ہے کہ ایسا ہو جیسا کہ ہم نے لکھا اور محمد صاحب نے لکھا خود خدا کو بھی تناسخ میں آنا پڑا۔ دیکھئے مذموم الہیات۔ بنا بران تناسخ ہر طرح صحیح ہے۔ اور آپکا مفروض باطل۔

باقی رہا یاد نہ ہونے پر اعتراض اسکا جواب یہ ہے کہ اسکو ماہران علم طب و سرجری خوب جانتے ہیں آپ لوگ اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ مگر جہاں تک ہم سمجھانیکی کوشش کرتے ہیں کہ آپ

نے نہیں دیکھا کہ کلوروفارم کے سونگھانے یا مسمیریزم کے کرنے سے اگر بدن کے کسی حصہ کو کاٹ بھی دیں تو اُسے خبر نہیں ہوتی؟ اِسلئے آریہ یعنی وید یعنی حکیم اسی قاعدے سے پتھری نکالتے اور لاعلاج حالتوں میں مریض کے اعضا کاٹتے تھے (دیکھو سنسکرت کی کتاب) اور آج کل کے ڈاکٹر لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اب مسمریزم یعنی یوگ کا بھی ڈاکٹری میں رواج ہو چلا ہے۔ اور نشہ وغیرہ کے سبب سے بھی بعضے وقت یہی حال ہوتا ہے۔ مرض نسیان میں بھی تمام باتیں نسیاً منسیا ہو جاتی ہیں۔ اور بالکل یاد نہیں رہتیں اور یہی حال کم و بیش ہر روز خواب و سُکھوپتی یعنی عالم بیہوشی میں بھی کسی کو کوئی خبر نہیں۔ اور جب اتنے معمولی صدمات سے یہ حال ہے تو اُس وقت جبکہ روح کو جسم سے بالکل لاتعلق ہوتا ہے کیا حال ہوگا۔ آدم کی روح کو داؤد سے وعدہ بھول گیا۔ سب مسلمانوں کو یوم الست کا اقرار بھول گیا۔ نوح نبی کو شراب پیکر ننگا ہونے کا خیال نہ رہا۔ آدم کو بہشت میں خدا کا وعدہ بھول گیا۔ اسی واسطے بقول توریت مقدس کے لعنتی ہوکر نکالا گیا۔ مسیح یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت بھول گیا۔ موسیٰ نبی ہارون کی داڑھی پکڑتے اور توریت کی تختی توڑتے وقت بھول گیا۔ محمد صاحب کو یعنی اللہ کو کاتب قرآن بناتے وقت اُسکی تعریف کرنے کا خیال بھول گیا۔ حضرت جبرئیل بھی بھول گئے علی کے بدلے محمد صاحب کو پیغمبر بنا دیا۔ طبقہ اول کے مسلمان شراب پیکر نماز میں لفظ لا بھول گئے۔ آنحضرت پیغمبر بنتے وقت اور خدائے آسمانی نبوت سے سرفراز کرنے وقت بھول گئے۔ جو نبوت عیسو کے بدلے یعقوب کو مل گئی۔ سب روحوں کو باستثنائے چند ماتا کے پیٹ کے ۱۰ ماہ ماتا کے حمل میں رہنے کے زمانہ کی یاد بھول گئی۔ اور اسی طرح ۴ و ۵ سال کی عمر تک کا حال بھی صحیح کسی کو یاد نہیں۔

حضرت علی کی بابت ذکر ہے کہ وہ نماز میں ایسے معروف ہوئے کہ پاؤں کی درد کو بھول گئے۔ اقول

شاعر۔ چوں برون کرد ز پایش خدنگ — شد ز خون سجادۂ او لالہ رنگ
از چناں درد و الم ایذا نیافت — بخیہ کردند و خبر اصلا نیافت
رفتہ بود از خوف حق ہوشش ز سر — دیگر از پائش نیامد ہیچ خبر

اور یہی حال بلکہ اس سے زیادہ حیرانی کا مقام حسین شہید کی شہادت کا واقعہ ہے وہ بالکل بسبب کثرت یوگ کے جسم کی تکلیف سے آزاد ہوگئے تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا کسی کو یاد رہتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے تصانیف میں ذکر بھی کیا۔ حافظ لکھتے ہیں۔

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود — آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

فریدالدین عطار کہتے ہیں۔

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام — ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

فاضل زبانی یزدی اپنے پہلے جنم کی بابت بھی کہتا تھا۔ اور تناسخ کا قائل تھا۔ اسکا قول ہے

[illegible] — از یزد برآمدم چو خورشید
ہر کس کہ چو مہر بر سر آید — ہر چند فرو رود سر آید

مولوی مغربی صاحب دیوان مغربی میں فرماتے ہیں۔

صد بار بستہ ام بدن از عناصر — تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ مبارک شاہ سلجوقی نے فرمایا ہے۔ من یاد دارم زمانہ ماکہ در بدن بستہ بودم۔

اسی طرح سب فضلا نے اس بات کا اقبال کیا ہے انکو پچھلا بدن یاد ہے۔ شاستروں میں حکم ہے کہ یوگی پرش کو پچھلا یا پچھلے جنم بہت سے یاد ہوتے ہیں۔ ہم نے بشارت [illegible] تحقیق تناسخ میں دیئے ہیں۔ پس یہ اعتراض آپکا سراپا فضول ہے آپ بوجہ جہالت [illegible]

خواہ دخل در معقولات سے ہمارا وقت ضائع نہ کیجئے۔ اگر خدا نے آپ کو [illegible] کا مادہ دیا ہے تو صداقت اور ست دھرم کو قبول کیجئے اور تناسخ اور حور و غلمان کا خیال چھوڑ کر [illegible] معقول یعنی وید دھرم ہے اس کو لیجئے۔ [illegible] کا لفظ استعمال خود تناسخ ارواح کی زبان حال سے شہادت دیتا ہے۔

۲۴۔ مولوی۔ اگر آپ فرماتے ہیں کہ تناسخ ہمارے مسلمات سے ہے تو [illegible] جو مسلم ہے محتاج دلیل کا نہیں ہوتا۔ تب آپ کیوں دلیل سے تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔
آریہ۔ یہ آپکا قول عقیدت کا [illegible] کیونکہ اسی طرح [illegible] دین اسلام کا اصول ہوگا۔ کہ مومن لیا ہے وہ محتاج دلیل نہیں۔ مگر ہمارا [illegible] قاعدہ یا عقیدہ نہیں ہے کیونکہ اول تو وہمات [illegible] اسی واسطے ہی [illegible] دلیل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح [illegible] اسکو ہم [illegible] ثبوت کرنا [illegible] اور اسی واسطے باوجود [illegible] کبھی مانتے ہیں کہ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے اندھا دھند تعصبانہ اعتقاد انکو مبارک رہے۔ ہم ایسی تسلیم کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے ایمان کی ضرورت نہیں۔ ہمارا تو علمی و عقلی طور پر عمل کرنا دھرم ہے اور اسی واسطے ہم مسئلہ آواگون کے ثبوت پر دلایل لاتے اور عام و خاص کو اُس فلسفانہ تعلیم پر قایل کرتے ہیں۔ اور یہی ہدایت تمام ست شاستروں میں مندرج ہے کہ ایک بالک کی بات بھی اگر معقول ہو تو مان لو اور برہما جی کی بات بھی اگر علم و عقل و دلایل و تجربہ کے خلاف ہو ہرگز قبول نہ کرو۔

گیارہ علوم پر اعتراضوں کا جواب

تکذیب براہین احمدیہ۔ پہلا علم یہ ہے کہ جو چیز جہاں ہوتی ہے وہیں وہاں سے برآمد ہوتی ہے

۲۷۔۲۸۔ مولوی۔ یہ فقرہ قایل کی صریح غلطی پر دال ہے۔ اگر یہ مانا جاوے تو کوئی چیز معدوم نہوگی اس رو سے وہ وہاں موجود تھی تب ہی تو نکلی پھر معدوم کیوں کہتے ہو اور یہ پانی جو گنگا جمنا میں بہتا ہے اور گنگا و جمنا پہاڑوں سے نکلتا ہے بموجب تمہارے قاعدے کے معلوم ہوا کہ وہاں موجود تھا جبھی تو نکلا مثل سانپ کے بل میں سے پس لازم آیا کہ اگر ہم پہاڑوں کے ٹکڑے کریں تو ضرور ہمیں سے پانی برآمد ہو جیسا کہ سانپ بل کے کھودنے سے برآمد ہوتا ہے۔ اور واقعہ میں ایسا نہیں پایا جاتا کیونکہ تجربیات سے ہے کہ اگر ہم اس پہاڑ کے جس میں سے چشمہ پانی کا جاری ہے ٹکڑے کریں ہرگز پانی کی کہیں سے ایک بوند بھی برآمد نہ ہوگی۔

۳۰۔۳۱۔۳۲۔ اس پر دوسری مثال۔ ایک درخت خاص جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ درخت قبل روئیدگی کے علم الہی میں تھا اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ خدا میں تھا اور خدا سے نکلا اور خدا اس کے لئے ظرف ہے جیسا کہ سانپ کے لئے بل ظرف ہے۔ اور خدا کے علم میں ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عالم اس کا ہے اور وہ معلوم اور علم اس کے ساتھ متعلق ہے۔

۳۴۔۳۵۔۳۶۔ اس پر تیسری مثال۔ نیز مسلمات سے ہے کہ صانع کسی شے کا اور موجد اس کا پہلے اس شے کا نقشہ دل میں سوچتا ہے جس شے کو بنانا چاہتا ہے تو دیکھو موجد [illegible] اور علم اس کا پہلے۔ خدا سے پہلے کر کوں کاریگر یعنی صانع ہوگا جو چیز بنانی ایجاد کرنی چاہتا ہے پہلے اس کی صورت ذہن میں خوب سوچ لیتا ہے کہ میں ایسی شکل کی چیز بناؤں گا پھر اس کو بناتا ہے۔

۱ ستیارتھ دھرم آریہ

آریہ۔ بیشک یہ علم درست ہے۔ اور کوئی ذرہ بھی کسی چیز کا معدوم نہیں ہوتا اسلئے یہ پانی جو گنگا و جمنا میں بہتا ہے یا کوہ ہمالہ وغیرہ پہاڑوں سے نکلتا ہے بالضرور وہاں موجود ہے تب ہی تو نکلتا ہے اگر موجود نہ ہو تو کبھی نہ نکلے۔ یہیں میں موجود ہے تو تب ہی بخارات اٹھتے ہیں ورنہ ہرگز نہ کسی طرح نہ بنتے بخارات میں موجود ہے تب ہی بادل۔ اور بادلوں میں موجود ہے تب ہی برستا ہے اگر نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ برس سکے۔ افسوس کہ آپ ایسی نہایت واضح بات کو بھی نہ سمجھ سکے۔ سعدی بھی ہماری تائید میں ہے ؎

چو شمع نیست فرح آہستہ ترین کہ میگوئند ملاحان سرودے
اگر باراں بکوہستاں نہ بارد بسالے دجلہ گردد خشک رودے

آپ نے گلند پہاڑ لکھا ہے حالانکہ جہاں تک ہمارے جغرافیہ کے معلومات ہیں ایسا کوئی پہاڑ نہیں۔ ان کریم اللغات میں اسکے معنی پھاوڑے لکھے ہیں جو ایک آلہ آہنی کا نام ہے جس سے زمین اکھاڑتے ہیں۔ آپ نے اپنی کم لیاقتی سے پھاوڑا آریہ کا سمجھ لیا یا چھاپہ کے سبب سے صرف واو اڑ گیا اور آپ نے اسی کو پہاڑ سمجھ لیا۔ یا رسالہ میں کسی بیان جی سے کوہ الوند پڑھا۔ اور اب حافظہ کی کمی سے کوہ الوند کی جگہ گلند یاد رہ گیا ہو۔ مگر گلند کوئی پہاڑ نہیں۔ یہ آپ کی علم جغرافیہ کی کمی و ناواقفی کا ظاہر ثبوت ہے۔

اسی طرح درخت کا بیج زمین میں موجود تھا تب درخت کا ظہور ہوا۔ درتخم میں درخت بالقوہ موجود تھا ماہران علم نباتات کی شہادت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ درخت کے تمام سامان اسمیں موجود تھے صرف ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے اسلئے نشو و نما ہوئے اور وہ بالقوہ سے بالفعل ہوا ورنہ سراسر محال تھا جیسے نیب کے درخت سے آم کا پیدا ہونا۔ اینٹ پتھر موجود ہوں تب مکان بنتا ہے نقشہ مکان کا نقاش کے تجربہ اور خیال میں موجود تھا تب بموجب اسی نقشہ کے اینٹ وغیرہ مصالح موجود سے مکان بنایا گیا۔ مستری یا انجینئر نے اپنے جسم کے ٹکڑے کر کے مکان نہیں بنایا اور نہ خود مکان بن گیا۔ اپنے اعضا کو جلا کر چونہ نہیں بنایا اور نہ اپنی ہڈیوں سے بنایا۔ معمار کے معنے عمارت بنانے والے کے ہیں نہ کہ عمارت بنجانے والے کے ہیں۔ مقام تعجب ہے کہ جب آپ لوگ ایسی صاف بات سمجھنے کا بھی فہم نہیں رکھتے تو مادہ کی حقیقت کو آپ کیا سمجھ سکتے ہیں اور اس کم لیاقتی پر آریوں سے مباحثہ کرتے ہیں۔ سچ کہا ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ ست نبرندش بکارگاہ حریر

حضرت معمولی بازاری اردو لکھ لینا اور تک بندی کرنا دوسری بات ہے اور علمی مضامین سمجھنا امر دیگر ہے۔ کیا بموجب معلومات قرآنی یا تجارب علمائے مسلمانی کے گنگا یا جمنا کا پانی پہاڑ سے نہیں آتا بلکہ نیستی سے آتا ہے؟ یا درخت بیج سے نہیں بلکہ بیت العدم سے خانہ ہستی میں موجود ہو جاتا ہے؟ یا مکان و عمارت اینٹ سے نہیں بنتے۔ بلکہ نقاش ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ہو جاتا ہے؟ یا آدم کو خدا نے مٹی سے نہیں بنایا بلکہ خود خدا آپ آدم بن گیا اور ہم کو احول آدمی کی طرح وہم ہوا کہ یہ آدم نہیں اصل میں وہ خدا تھا؟ افسوس کہ آپ لوگ خدا کی نسبت ایسے کلنک لگاتے۔ اور نیست و نابود ہو جانے کے لائق خیال باطل سے اسی قدوس برحق کو منسوب ٹھہراتے ہیں اور اسی علم و عقل و تجربہ و مشاہدہ کے رو سے سچا خدا و حقیقی مالک نہیں مانتے بلکہ رانڈ عورت کا شوہر بتاتے ہیں مولوی صاحب اصل میں آپنے اس کتاب کے بنانے سے اسلام کی گئی گذری عزت رکھ لی۔ ورنہ ایسے باریک مسائل اور مشکل باتیں اس روشنی کے زمانہ میں اوسے کون بتلاتا۔!!

۲۱۔ مولوی۔ اگر علم شے مستلزم وجود کو ہو تو لازم آئے گا جس وقت ذہن معمار میں نقشہ کسی مکان کا آیا فوراً وہ موجود اسی جگہ ہو جائے پس پھٹ جائے ذہن معمار کا۔

آریہ۔ ذہن پھٹنے والی چیز نہیں ہے اور یہ عقل اور فہمیدگی یا تمیز کی ایسی چیزیں ہیں جو پھٹ جائیں اور پھر خدا جل شانہ کا ذہن ہرگز ایسا نہیں ہے۔ روحیں یا مادہ خدا کے علم میں موجود ذہنی نہیں رکھتی ہیں بلکہ خارجی کیونکہ وہ منزہ و مجرد ہیں نہ کہ مرکب جس طرح معمار کے دل میں نقشہ آجانے سے مکان موجود نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تو اور خارجی چیزوں سے بنانے سے بنتا ہے یعنی اینٹ و پتھر سے۔ اسی طرح خدا کے خیال میں سے بھی کوئی چیز موجود نہیں ہو جاتی۔ بلکہ وہ سے۔ اور خود بخود نہیں ہوتی بلکہ خدا کے دست قدرت کے بنانے سے مفرد و مرکب ہوتے ہیں۔ صرف حکم سے نہیں۔ کیونکہ حکم خود مادہ نہیں ہے بلکہ صرف شبد ہے اور شبد سے شبد کے سوا کچھ بھی نہیں بن سکتا بس نیستی سے ہستی یا عدم سے وجود کا مسئلہ سراسر باطل ہے۔ اور علمائے اہل اسلام ہر طرح صحیح او کامل تکذیب براہین احمدیہ سے علم دوسرا۔ جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہو سکتی۔

۲۳ و ۲۵ مولوی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو علم تو رہا دور کنار بلکہ اہل علم کی صحبت بھی نہیں۔ . . . . . اور طرفہ یہ کہ مضمون اس فقرہ کا بالکل غلط ہے کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ یہ پانی گنگا جمنا کا گلند وغیرہ پہاڑوں میں موجود نہ تھا اور پھر برآمد ہوتا ہے اور وجہ اسکی آپکو معلوم نہیں ہے کہ یہ پانی پہاڑوں سے کیونکر نکلتا ہے شاید آپنے علم کیمیا میں نہیں دیکھا اور نہیں پڑھا اور نہ سنا اور نہ انقلاب عناصر کے بدلنے کی معقول وجہ آپکو معلوم ہے کیا یہ تجربہ میں نہیں آیا ہے کہ اگر پہاڑوں جا بجا کے ٹکڑے کرائیں ایک بوند پانی بھی برآمد نہیں ہوتا مگر چشمہ ان سے جاری ہے۔ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی غلط ہے دیکھئے پہاڑ میں بالفعل پانی موجود نہیں اور برآمد وہیں سے ہوتا ہے چشمہ جاری ہیں ملاحظہ کیجئے۔ خدا کی قدرت معلوم ہوگی اور اگر آپ فرماویں کہ جب پانی پہاڑ میں موجود نہ تھا تو کہاں سے برآمد ہوا علم کیمیا اور فن عنصریات کو ملاحظہ فرماویں صاف ہے اسمیں کوئی پیچ کی بات نہیں ہے۔ چونکہ یہ امر نہایت ہی ظاہر تھا لہذا اسکا درج کرنا مناسب وقت نہ جانا۔ اور نیز دیکھئے جملہ اشیاء حادثہ پہلے معدوم ہوتی ہیں اور پھر اس عدم سے موجود ہو جاتی ہیں تو دیکھئے جو چیز جہاں نہیں تھی وہیں سے برآمد ہوئی اور اگر کہتے ہیں کہ وہاں موجود تھی تو وجود اور عدم جمع ہو گئے باوجودیکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے پس اس قاعدہ کے آپکا دعوی باطل ٹھہرا۔ کیونکہ عدم میں سے نہ یہ تھی اور پھر نکل آئی۔

اس پر ایک مثال حالانکہ کہتے ہو کہ دیانند مر گیا اور نہیں رہا اس قاعدہ سے آپکا یہ کہنا جائز کیا بلکہ غلط ہے کیونکہ جب انکا مادہ موجود ہے تو پھر اس کا مرنا کیا گیا۔

دوسری مثال دیکھو ریل۔ تار برقی اور دیگر علم کھیتے پہلے موجود نہ تھے چندروز سے ملکہ معظمہ قیصر ہند و ہمت حشمتہا وغیرہ وغیرہ بادشاہوں نے رواج دیا ہے باوجودیکہ علم ان کا اور طریقہ بنانے کا سالہا سال اور مدت دراز سے چلا آتا ہے تو کوئی ان کو یہ نہیں کہتا کہ قدیم ہیں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ کل حادث ہیں۔

آریہ۔ گنگا جمنا کے پانی کی دلیل کو ہم پہلے رد کر چکے ہیں آپ نے ہم صفحہ سیاہ کئے مگر علم کیمیا کا ظاہر مسئلہ لکھتے ہوئے فرصت نہ ملی یا دانہ رہی یا لیاقت نہ تھی اگر لکھ دیتے تو عدم سے وجود میں آنے کا سارا کارخانہ مسمار ہی نہ ہو جاتا آپ کو تو شیخی بگھارنے۔ کا نمونہ دکھانا ہے۔ اردو کا ستیاناش کرنے سے مطلب ہے نہ کہ معقول تحریر سے۔ سچ ہے ؎

ابلیس را غرور منی خاکسار کرد

آپ نے تو کیمیائی حوالہ کو یا تو ہمیں ٹال دیا۔ چونکہ نہیں جانتے تھے۔ اس واسطے نہ لکھا مگر ہم اس کو بجنسہٖ درج کرتے ہیں۔ پروفیسر راسکو صاحب اپنے رسالہ علم کیمیا میں پانی کا بذریعہ بخارات کے سمندر وغیرہ سے کشید ہو کر بادل بننا اور بادل سے مینہ برسنا اور اسی مینہ کے پانی کا دریا اور سوتوں کے ذریعہ بہتا بڑے صاف طور پر دکھلا کر اخیر میں فرماتے ہیں کہ اب تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ کشید کئے ہوئے پانی کو بہم پہنچانے کے واسطے ایک بے حد کارخانہ ساری روئے زمین پر جاری ہے اور اگر تم ذرا غور کرو گے تو یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ آبِ رواں کا ایک قطرہ بھی روئے زمین پر ایسا نہیں ہے جو کبھی نہ کبھی بخارات کی شکل میں اس سمندر سے اٹھ کر نہ آیا ہو جسکی طرف وہ اب الٹا چلا جا رہا ہے " (صفحہ ۹۹ سے لیکر ۱۰۰ تک ۱۸۷۸ء)
دیانند صاحب یا محمد صاحب کا وفات پانا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی روح اپنے اجسام سے جدا ہو گئی ایسکے سوائے مرنا اور کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی شے یا فرشتہ ہے۔ کوئی چیز فنا نہ ہو گی اور نہ ہوئی ہے سوامی دیانند جی اور محمد صاحب کی ارواح اب موجود ہیں اور پہلے بھی موجود تھیں۔ انکا جسمانی مادہ اپنے اصلی مادہ میں ملگیا۔ وہ بھی اب موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہیگا۔ پس یہ مثال آپ کی محض باطل ہے۔
ریل و تار برقی یا گھڑی گھڑیال کی مثال بھی آپ کے حق میں وبال ہے۔ بایں وجہ کہ چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ پیتل۔ تانبا۔ بلحاظ مادہ کے ہمیشہ سے موجود تھا اور ہمیشگا۔ فقط انسانوں نے سوچا جو علم کے متعلق تھا اور وہ بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں موجود تھا صرف ترکیب یا ترتیب کی ضرورت تھی اسی نقشہ کے مطابق اسی موجودہ مادہ کی یہ سب چیزیں بنائی گئی ہیں عدم سے کوئی چیز نہیں نکالی گئی اور نہ کوئی عدم میں چلی گئی۔ اور نہ عدم کوئی چیز ہے۔ بلکہ سب چیزوں کا اصلی مادہ ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں موجود رہتا ہے۔ پس یہ دوسری مثال بھی باطل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسی فضول مثالیں اور ایسے بے بنیاد دعویٰ کسطرح آپ نے شائع کر کے ہنی و انائی کا ثبوت دیا ہمارے خیال میں سینکڑے کا غذ سیاہ کرنیکے دین اسلام کی کوئی خدمت اس سے پوری نہیں ہو سکتی ✤

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۳ جو کل میں ہوتا ہے وہی اسکے جزو میں بھی ہوتا ہے۔

علم نمبر ۴۔ جو کل میں نہیں تھا وہ جزو میں بھی ناممکن ہے ✤

صفحہ ۳۰۹ مولوی۔ منشی یہ کہتا ہے کہ جو صفت کل کی ہے وہی جزو کی ہے باوجودیکہ یہ سخت غلط ہیں کیونکہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کے اجزاء ہیں اب غور کیجئے انسان کو عالم کہسکتے ہیں نہ کہ اجزائے یعنی اسکے ہاتھ یا پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے اور کل انسان کو طبیب کہسکتے ہیں نہ اسکے اجزاء کو۔ اسی طرح چلنا پھرنا۔ کھانا پینا وغیرہ بہت سے ایسے اوصاف ہیں جن سے کل انسان موصوف ہے نہ اسکے اجزاء۔ بھیکیف جو کل کی صفت وہ جزو کی نہیں۔ اور اگر آپ فرمائیں کہ ہماری مراد اجزاء سے مابہ الترکیب ہیں تو آپ ملاحظہ فرماویں کہ انسان کے اجزاء حقیقی اربعہ عناصر ہیں اور کل اجزاء کو معہ صورتِ خاصہ کے انسان کہتے ہیں نہ خاص آگ ہوا یا پانی کو۔
اور ایک مثال آپکے فہم کے مطابق بیان کرتا ہوں غور سے سنئے گا مثلاً ایک مجموعہ چھ آدمیوں کا ہے اور ان سب نے مل کر ایک ایسے پتھر کو اٹھایا جو کہ ہر ایک سے نہ اٹھ سکتا تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور ان میں وہ بات پائی گئی جو جزو یعنی ہر ایک میں نہیں ✤
خط کل ہے اسکی صفت یہ ہے کہ منقسم ہوتا ہے اور اس کا جزو نقطہ ہے یہ صفت اس کی نہیں ہے کہ منقسم ہو جائے ✤
اور دیکھئے جسم مرکب ہے جو اجزاء مفردہ سے تو مجموعہ کل کا نام جسم ہے اور اسکی جزو جو ہر فرد

کو کوئی جسم نہیں کہتا ✤
اور قلم آلہ لکھنے کا ہے۔ اور اگر اسکے ریزے کئے جاویں تو وہ آلہ لکھنے کا نہیں ہونگے پھر فرمائیے کلام آپکا بجا رہا یا غلط ✤
اور سنئے مکان اسکو کہتے ہیں جو محیط ستش جہات کو ہو۔ خالص دیوار یا چھت کو کوئی مکان نہیں کہتا۔ پھر فرماتے ہیں یہ آپ نے کہاں سے لکھا کہ جو صفت کل کی ہے وہ جزو کی ہے اور نہیں تو نہیں شاید آپکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی جاہل نے دھوکہ میں ڈالا ہے کہ پانی کا جزو ہی پانی ہے اور گوشت کا جزو ہی گوشت ✤

آریہ۔ یہ ساری امثال اور فضول خیال آپکی علمیت کے ثبوت ہیں دیکھئے ہم کس طرح نمبروار انکی تردید کرتے ہیں اور آپکو یا تمام پیروان اسلام کو بطور چیلنج کے مزید تاکید کرتے ہیں کہ وہ اچھی طرح حق کے مقابلہ میں اپنے سارے ناحق و باطل ہتھیاروں کو چلا کر دیکھ لیں ہرگز ہرگز صداقت کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔ لیجئے ہم آپ کی ساری تار و پود کا بخیہ ادھیڑ کر آپ کی خیالی عمارت کا استیصال کرتے ہیں۔

مثال اول و دوم کی تردید۔ طبیب اور عالم ہونا روح کی صفت ہے نہ کہ جسم کی۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ آنکھ جسم کے حصہ ہیں نہ کہ روح کے۔ چلنا۔ پھرنا۔ لکھنا۔ پینا۔ ہنسنا بولنا۔ یعنی تمام حرکت بالارادہ کے متعلق کام روح کے ہیں نہ کہ جسم کے۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ نے کس عقل اور علمیت سے اس ردی مثال کا استعمال کیا۔ اور اگر آپ غور کرو تو اصل میں یہ مثال خود آپ کے مخالف تھی سنئے کل اجسام مادی ہیں اور ان کے کل حصص بھی مادی کل جسم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اعضاء میں بھی ہوتا ہے۔ کل جسم بے جان ہے اور اس کا ہر ایک جزو بھی بیجان ہے۔ اب سر در گریبان ہو کر سوچئے کہ اس مثال سے آپنے کتنے اصول خود کی بیخکنی کی۔ علاوہ برآں ہمارے مطلب کو آپ نے لگا دیا ہے ہماری عبارت یہ ہے کہ جو کل میں ہوتا ہے وہی اس کے جزو میں بھی ہوتا ہے۔ صفت کا یہاں ذکر نہیں۔ پس یہ آپ کی سمجھ کی غلطی ہے ✤

مثال سوم کی تردید۔ پتھر اٹھانا ہر ایک آدمی کا گن ہے ایک ایک آدمی تین تین یا دو دو من کا پتھر اٹھا سکتا ہے۔ چھ ملکر ۱۸ یا ۱۲ من کا پتھر اٹھاوینگے۔ چھ کا مجموعہ ۱۸ یا ۱۲ من اٹھاتا ہے۔ جزو یعنی ایک ضرور دو تین من اٹھاویگا۔ پس پتھر اٹھانا جو کل کی صفت ہے وہ جزو میں بھی ضرور ٹھہری۔ کہیں مفقود نہیں ہوتی۔

مثال چہارم کی تردید خط کی جو تعریف وہ اسکے سب حصوں پر آ سکتی ہے یعنی جس میں طول ہو مگر نقطہ میں طول نہیں ہے۔ بنا بریں نقطہ کا مجموعہ خط نہیں ہے۔ یہ آپ کی علمی غلطی ہے۔ (دیکھو تعریف خط و نقطہ در اقلیدس)

مثال پنجم کی تردید۔ کل جسم مادی ہے اس کا ہر ایک جزو بھی مادی ہے۔ کل جسم جڑ الا ہے بے جد نہیں اور یہی حال ہر ایک کا پس یہ مثال بھی باطل ہے۔

مثال چھٹی کی تردید۔ لکھنے کی صفت روح میں ہے جو بذریعہ ہاتھوں کے انگلیوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ انسان انگلیوں سے ناخن سے اور پاؤں کی انگلیوں سے بھی لکھ سکتا ہے قلم ہاتھ کے پاس ایک اور آلہ ہے لکھنے کی صفت روح انسانی میں ہے نہ کہ قلم یا ہاتھ میں اور یہی سبب ہے کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی قلم سے انسان لکھ سکتا ہے قلم میں لکھنے کی صفت نہیں بلکہ لکھنے سے موصوف روح اس سے کام لیتے ہیں قلم کے معنے ہیں بریدن و تراشیدن و ناخن گرفتن۔ خامہ تراشیدہ شدہ و ہر چیز بریدہ و مقطوع باشد و اند کے از موئے سر۔ (از غیاث اللغات) نقاش لوگ ایک نخود کے دانہ پر شعر لکھتے ہیں وہ قلم بال سے بھی باریک ہوتی ہے جو آپکی قلم کا سب سے ادنیٰ جزو ہے پس یہ مثال نہایت ہی ردی ہے ✤

مثال ہفتم کی تردید مکان یعنی ٹھہرنے یا رہنے کی جگہ مطلق جگہ کے معنے بھی رکھتا ہے۔ پس دیواریں، چھت، فرش۔ اینٹ پتھر سب جگہ گھیرتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک میں چھوٹے جاندار اور بڑے جاندار رہ سکتے ہیں۔ مجموعہ کل یعنی ایک بیت محیط بہ شش جہات میں ایک انسان یا کئی انسان رہ سکتے ہیں۔ چھوٹی چیز چھوٹے جاندار کا مکان اور بڑی چیز بڑے جاندار کا مکان ہے۔ بتلایئے اسمیں اختلاف کیا ہوا اور آپ نے کیا رد کیا۔ بڑے مکان میں بھی رہنے یا جگہ کی صفت ہے چھوٹی بلکہ دیوار و چھت میں بھی پس یہ مثال تو سراپا لائق ابطال ہے۔ آپکی بیہودہ لکاوحت کی ہم پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کو آپ کی ملامت سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے لوگ ہماری نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۵ اگر کسی مقدار معین کے برابر حصے کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہونگے ٭

۵۴ و ۵۵ مولوی۔ اگرچہ کاذب کبھی ہوش میں آکر آدمیوں جیسی باتیں ادھر اُدھر سے سنے سنانے کا ذکر زبان پر لے آتا ہے مگر کیا کرے غریب کو مادہ علم نہیں اور اہل علم سے مقابلہ اور انہیں جیسی باتیں پھر فرماتے یہ مثل کیونکر صادق نہ آئے کہ "کوّا چلا ہنس کی چال وہ اپنی بھی بھول گیا" المختصر۔

آریہ۔ آپ نے فضول امیر حمزہ کی داستان کی طرح یہ صفحہ سیاہ کر ڈالے اور اصل مطلب کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور اعتراض ایک بھی نہ کیا آپ کی لیاقت تو اس بات سے ظاہر ہے کہ پانی کرہ ہے جیسا کہ زمین و آسمان کو ہے "جناب من یہ پرانی غلطی ہے جو آج تک بھی علمائے اسلام سے سرزد ہو رہی ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی کرہ ہے۔ بلکہ صرف خلا ہے اور جو کچھ ہم نیلا پن اور دیکھتے ہیں وہ افق یعنی حد نظر ہے چونکہ قرآن میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ پس یہ آپ کی مذہبی و علمی غلطی ہے۔ سنیئے ڈاکٹر کالنس ایس ویلنٹائین صاحب فیلو آف دی رائل کالج آف سرجن فزیکل اینڈ بوٹینکل سوسائیٹی کیا فرماتے ہیں " وہ نیلا پن کہ جس کو دیکھ کے متعجب ہوتے ہیں اُس ہوا کی حد کا رنگ ہے جس کی بناوٹ اور خاصیت کا بیان آگے ہوگا۔ وہ چیز کہ جس سے سب چیزیں بنتی ہیں میٹر کہلاتی ہے۔ اور عالموں نے میٹر کے دو حصے کئے ہیں۔ پہلا اصل دوسرا مرکب۔ چیز اصلی اُسے کہتے ہیں جو کسی چیز سے ملکے نہ بنی ہو اور مرکب جو دو یا زیادہ چیزوں سے ملکے بنی ہو۔۔۔ ایسے ہی آسمان بھی کچھ چیز نہیں ہے بلکہ ایک خلا ہے جسمیں ہماری زمین اور سب ستارے اور سیارے وغیرہ رہتے ہیں۔" (دیکھو رسالہ تجربہ ہوا یعنی ہوا کی پیدائش اور علم کیمیا کے بیان میں مطبوعہ آگرہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۶)

اسی طرح ہم آپکے وہم باطلہ کے دور کرنے کیواسطے ایک پرانے یونانی حکیم کی تحقیقات اور اُسکا حال بھی نسبت آسمان اور مادہ کے ظاہر کرتے ہیں جو آپکے تمام توہمات باطلہ کا استیصال کرے گی ٭

یونان کے مشہور و نامی گرامی حکیم ڈی ماک ری ٹس کی بابت لکھا ہے " اُسکا اعتقاد ہے کہ تمام اجسام کی بنیاد ایسی چھوٹی چھوٹی اجزاء ہیں جو باعتبار اپنی طبیعتوں کے ہمشکل اور باعتبار صورتوں کے مختلف اور ایسے سخت ہیں کہ اُنکی تقسیم صرف وہم ہی سے ممکن ہے۔ اور یہ کہ یہ اجزاء باعتبار شمار کے غیر متناہی اور ایسے خلا کے اندر جسکی کوئی حد نہیں بھیلے ہوئے ہیں اور دائم الحرکت ہیں [illegible] ایسا ہوتا ہے کہ یہ اجزاء آپس میں ٹکرانے اور کبھی خاص صورت پیدا کر کے ہو جاتے ہیں اور اسی اس اتفاق اور اجتماع ہی سے جہان کا وجود ہے اور یہ کہ ہمارے اس جہان کی مانند بیشمار جہان ہیں جو ایسے ہی نظم اور ترتیب کے ساتھ خلا غیر متناہی کے اندر موجود ہیں۔ لیکن اسکی رائے میں اموات جنسے یعنی حیوانات اور نباتات کے وجود کا سبب اجزاء مذکور کا اتفاقاً باہم ٹکرانا اور مجتمع ہو جانا نہیں ہے۔ اس کے شاگرد اپی کیورس کی بھی یہی رائے تھی اور اسکا قول ہے کہ ترکیب کے حالات میں یہ اجزاء حقیقتاً آپسمیں مل نہیں جاتے بلکہ صرف باہم چمٹ جاتے ہیں اور اجسام محسوسہ کے اندر بالفعل موجود اور ایک دوسرے سے ممیز رہتے ہیں پس اجسام محسوسہ کا اتصال حقیقی اتصال نہیں ہے بلکہ صرف ان اجزاء کے باہم چمٹے رہنے کا نام ہے" (از سفرنامہ ڈاکٹر برنی ترجمہ جلد دوم صفحہ ۴۸۳ سطر ۱۶) بھلا وجود اس لیاقت اور اس قدر علمی ناواقفیت کے آپ ہم کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ آپکو اختیار ہے خواہ پیچھے پھریں اور گھر میں بیٹھکر ادھر اُدھر کی جھوٹی سچی باتیں تمسخر کی بیان کریں اور میدان سے بھاگ جائیں اور تقریر سے پیچھا چھوڑائیں اور کسی ہی جتھہ مسلمان بے غیرت کو دس بیس پچاس ساٹھ روپیہ کا لالچ دیکر کوئی بات جھوٹی سچی پوچھ کر اعتراض کریں مگر کیا ہو سکتا ہے" (صد فقرہ صفحہ ۴۳ جواب) مولوی صاحب آپکی قابلیت ڈگری پانے کی سند اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی۔ خدا کرے کہ ایسے غرض مند مسلمان آپ کو شمس العلما یا قمر العلما کی سند دیکر یکتی بندھا کر تمغہ کا طوق گلے میں ڈالدیں کاش کہ دالشی !

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۶۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہونگی۔

۵۶-۵۷ مولوی محض غلط ہے اس وجہ سے ہم فرض کرتے ہیں۔ مثلاً وہ پیمانہ مقررہ ایک خاص اور معین گلاس ہے جس میں پُر کیا ہے پارہ یا ٹھیک اسی پھر خالی کیا اور پھر اس میں پانی یا رصاص پھر تولا میزان عدل و انصاف میں پس حکم کیا مشتری عادل یعنی خیدار عاقل نے کہ یہ دونوں مساوی اور برابر وزن میں نہیں ہے بلکہ پارہ پانی سے اور تانبا رانگ سے وزن میں زیادہ ہے اس قاعدہ سے آپکا چھٹا علم باطل و غلط ٹھہرا۔

آریہ۔ آپ غیظ و غضب میں پس و پیش بھول جاتے ہیں اور حق و ناحق کی پرواہ نہ کرکے لفظ کو خوب بے تکی سناتے ہیں یہاں تک کہ عبارت خبط ہو جائے تو ہو جائے آپ کی بلا سے مگر آپ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ رصاص کے آگے سے لفظ پھر ایک تولا بالکل کھا گئے یا دینی عبارت کی تمیز نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ درست الفاظ لکھنے کا بھی آپ میں مادہ نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں " پھر تو آپ جانتے ہیں میرے انکا نسے ذکا اسرار زیادہ ہوا اور شوق دلی بڑھتا گیا۔" (صفحہ ۴۷ سطر ۱۶) حضرت اسرار کو آپ نے س سے لکھا گرص سے چاہئے تھا۔ کیونکہ جو س سے ہے وہ سر کی جمع ہے جسکے معنے ہیں بھید اور پوشیدہ گیان اور جو ص سے ہے اُسکے معنے میں تاکید کرنا ہٹ کرنا۔ اور یہ ایک جگہ ہی نہیں بلکہ صفحہ ۲۵ سطر ۱۸ میں بھی اس سے زیادہ علمی غلطی ہے وہاں آپ لکھتے ہیں " ایسے آن ایسی نکلنی چاہئے کہ وہاں روح ہو لیکن اُس کو علم نہ ہو بلکہ مبہوط اور حیران ہو۔" حضرت من مبہوت ط سے نہیں ہے بلکہ ت سے ہے مبہوت حیران از کشف و مدار اسم مفعول از بہت بفتم اول بمعنے حیرت است " (غیاث وصراح)۔ ایسے ہی علمی غلطیاں کئی اور بھی آپ سے سرزد ہوئی ہیں مگر ہم مشتے نمونہ خروارے اسی پر قناعت کر آپ کے اعتراض کی اصلیت بتلاتے ہیں۔ آپنے ہمارے الفاظ کے اُلٹے معنے سمجھے اسی واسطے تو جتنے وزن یا پیمانہ دو لفظ استعمال کئے تھے مگر آپ اس موٹی بات کو بھی نہ سمجھے اور پیمانہ مقررہ خود دستِ علق خود دیدیہ کے مصداق بنے وزن مقررہ سے آپ خواہ سیماب یعنی پارہ تولئے یا تانبا یعنی تانبا۔ پانی تولئے یا رصاص یعنی رانگ سب مقررہ وزن یعنی سیر سے برابر اُتریگے۔ اور اسیطرح کا کوئی فرق عاید نہ ہوگا اور اسی طرح مقررہ پیمانہ سے جتنی چیزیں ماپی جاویں وہ سب آپس میں بلحاظ اُس پیمانہ کے برابر ہونگی۔

مثلاً پارہ - دودھ - پانی - شراب اگر ایک پیمانہ سے ناپی جاویں جو ۲ ڈرام کا کہلاتا ہے تو سارے ۲۰۲ ڈرام ہونگے اس سے ہرگز کم نہ ہونگے افسوس کہ آپ نے اس موٹی بات کو بھی نہ سمجھا اور خواہ مخواہ مغالطہ میں پڑ گئے ۔

تکذیب براہین احمدیہ ۔ ساز ان علم ۔ اجتماع ضدین باطل ہے ۔

۴۸ - ۵ - مولوی ۔ شاذ و نادر کوئی کلمہ آپ کا اس لائق ہوتا ہوگا جو درحقیقت وہ بیہودہ نہ نکلا ہو اور اہل علم اس پر خندہ زن نہ ہوتے ہوں ۔ پھر میں کیوں جواب دیکر اپنی تضیع اوقات اور آپ کی آبروریزی کروں ۔

آریہ ۔ یہاں تو آپ نے دیوانہ کی بڑ سے بڑھ کر کام کیا خود صفحہ ۳۴ سطر ۱۲ میں آپ لکھتے ہیں "جو یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہے اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے" صاحب من آپ نے اجتماع ضدین کے معنے بھی نہیں سمجھے کیونکہ اگر سمجھتے تو یہ کبھی نہ کہتے کہ یہ عموماً باطل نہیں ہے" حضرت کوئی چیز بھی دنیا میں آپکو فطرۃً نہیں ملی جس سے آپ اجتماع ضدین کی تردید کر سکیں اور یہی حال اجتماع نقیضین کا ہے دونوں میں باہمی عملی فرق ہے مگر ایک جگہ جمع نہ ہونا دونوں میں شرط ہے "نقیضین آنکہ نہ جمع شوند و نہ معدوم چنانچہ ہست و نیست و حیات و ممات ۔ وضد آنکہ جمع نشوند ہر دو معدوم گردند چنانکہ سفید و سیاہ ممکن نیست کہ جمع شوند مگر میتوانند کہ ہر دو نباشد بلکہ زرد باشند" مولوی صاحب آپ علمیت کا صداقت سے نہیں بلکہ تعصب و جہالت سے مقابلہ کرتے ہیں اور ضد سے موازنہ کرتے ہیں نہ کہ انصاف سے اور یہی سبب ہے کہ ہر جگہ سے آپکی دلیل کی تردید ہو رہی ہے ۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۔ قدیم چیز کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں ۔

۱۵ - ۵ - مولوی ۔ کیا کوئی اسکو ٹھیک اور درست کہہ سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ اسوجہ سے کہ یہ امر بدیہی اور مبین طور سے ثابت نے تسلیم کر لیا ہے کہ اور کیوں نہ تسلیم کریں قرین قیاس اور عقل سلیم بھی یہی ہے کہ موصوف مرتبہ ذات میں پہلے ہے صفت سے ۔ بدیں توجہ کہ ہر کس و ناکس اس امر سے خوب واقف اور آگاہ ہے کہ پہلے وہ شے ہونی چاہئے جسکی ہم تعریف کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے پس اس قاعدہ سے یہ معلوم ہوا کہ اول موصوف ہوگا ۔ پھر صفت ۔ بہرکیف صفت بعد ہے اور موصوف قبل اور قاعدہ ہے ہر شئے متصف بالبعد نہ قدیم نہیں ہوتی کیونکہ قدیم کی تعریف تمہارے مذہب کے مطابق یہ ہے کہ جسکا نہ شروع ہو نہ انجام ۔

آریہ ۔ اپنے صفحہ سیاہ کئے مگر حاشا کہ انصاف کی طرف نگاہ کی ہو؟ آپ تو گالی گلوچ دینے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں ۔ چنانچہ آپ لیاقت قرآنیہ سے فرماتے ہیں "اگر کچھ بھی حیا دار ہو تو ہمیں منھ نہ دکھلائے کیونکہ جو لوگ گمراہ ہیں اور براہین ہمارے اور ان کے بقاعدہ آسمان اور زمین جیسا ہے اور وہ کل ہمارے مذاہب کے سراسر خلاف ہیں اور وہ بھی اس قاعدہ ہی کو نہیں مانتے حالانکہ ضلالت میں وہ ہر دو شریک ہیں اور ایک قسم کی مناسبت مذہبی بھی رکھتے ہیں" (صفحہ ۵۶)

اب ہم آپ کی دلیل کو آپ ہی کی تحریر سے رد کرتے ہیں ۔ اول آپ نے مذہب حکماء فلاسفہ و فرقہ صوفیہ کا لکھا ہے جسکے اخیر میں لکھتے ہیں "اس جگہ سے یہ بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کی سب صفات خواہ ذاتی ہوں یا غیر ذاتی قدیم ہیں" (صفحہ ۳۱) اسکے بعد آپ لکھتے ہیں "وجہ بطلان مذہب فلاسفین کی علی وجہ العموم یہ ہے کہ اگر جملہ صفات خدا کی قدیم ہوں تو منجملہ انہیں سے ایک صفت خدا کی رزاقیت عمرو بکر بھی ہے اور بدیہات سے ہے کہ یہ صفت موقوف ہے وجود عمرو بکر پر اس وجہ سے تاوقتیکہ وجود عمرو بکر خارج میں متحقق نہ ہو ترزیق عمرو بکر کا متحقق ہونا ممکن ہی نہیں اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو بکر حادث ہے پس یہ صفت رزاقیت عمرو بکر بھی حادث ہوگی ۔ اور وہ فرض کیا تھا انہوں نے کہ جملہ صفات خدا کی قدیم ہیں پس لازم آیا خلاف مفروض اور یہ باطل ہے اور علی وجہ الخصوص یہ ہے کہ اگر فرض کریں وہ کل صفات قدیم ہیں جو ذاتیہ ہیں تو یہ کلیہ بھی باطل ہے کیونکہ ذاتیہ ہونیکی کئی صورتیں ہیں یا داخل ذات اور یا خارج از ذات ۔ اور اول باطل ہے اسوجہ سے کہ دخول مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور حادث ہونا خدا کا تمہارے یہاں بھی باطل ہے ۔ اور شق ثانی دو حال سے خالی نہیں یا لازم ذات یا عارض ذات اور یہ دو مستلزم ہے بعدیت کو ۔ اور بعدیت مستلزم ہے حدوثیت کو پس لازم آیا خلاف مفروض" (صفحہ ۴۵)

تردید ۔ کسی کی صفات کا حادث ہونا اسکے تغیر و تبدل کی نشانی ہے اور تغیر و تبدل ترکیب کو چاہتا ہے ۔ اور ہر مرکب حادث ہے ۔ پس صفات کے حادث ہونے سے اول تو خدا پر حدوث کا الزام عاید ہوتا ہے حالانکہ وہ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے ۔ لہذا اسکے صفات بھی قدیم ہیں نہ کہ حادث پس باطل ہوا آپکا پہلا مفروض ۔ اگر دخول مستلزم ہے ترکیب کو تو خروج بدرجہ اولی مستلزم ہے ترکیب کو ۔ یعنی اگر خداوند تعالی میں کسی صفت کا باہر سے داخل ہونا اس کی ترکیب یعنی مرکب ہونے کو چاہتا ہے اور کسی صفات کا خارج ہونا بھی ترکیب کا مدد ہے تو صاف ظاہر ہے کہ صفات خداوندی کوئی بھی خدا کے ہونے کے بعد نہ داخل ہوئیں نہ خارج بلکہ موصوف کے ساتھ قدیم ہیں کوئی وقت ایسا نہیں اور نہ تھا اور نہ ہوگا کہ صفات نہ ہوں اور خدا ہو یا خدا نہ ہو اور صفات ہوں بلکہ جیسے قدیم الایام خداوند تعالی ہے تب سے ہی موصوف بالصفات ہے کبھی بھی صفات سے مبرا نہیں اور نہ صفات سے خالی خدائی کے لائق ہو سکتا ہے کیونکہ صفات سے رہت موصوف عدم مطلق سے زیادہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا ۔

پھر آپ لکھتے ہیں "اب میں ادنی اساجوب اہل اسلام کی طرف سے لکھتا ہوں کہ جسمیں علاوہ تردید مذہب معتزلہ و فلاسفہ کے آپکی کلام کی خرابی کا ایک نقشہ کھینچکر دکھایا ہے ذرا غور سے سنئے مذہب متکلمین یعنی اہل سنت و الجماعت کا یہ ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر" (صفحہ ۵۶)

تردید ۔ بالکل باطل ہے جس سے بڑھ کر ردی خیال دنیا میں کوئی نہیں یہ تو صوفیوں کا مسئلہ گورکھ دھندا ہے اور یہی سبب ہے ہم کہتے ہیں کہ مسلمان عموماً اور خصوصاً اہل سنت و الجماعت شرک و کفر یعنی ہمہ اوست کے ماننے والے ہیں ۔ صفات باری جب نہ عین اور نہ غیر ہوئیں تو بتلائیے کیا ہوئیں جب صفت کے معنے ہی یہی ہیں کہ وہ خصائل جو ممدوح کی ذات میں ہو دیں اور ہمیشہ اس کی ذات میں موجود ہیں اور آپ نے انکو نہ عین ذات بتلایا نہ غیر ذات ۔ تو کیا اصل میں خدا کی ہستی سے انکار نہیں کیا؟ اور صفات ایزدی سے انکار کفر نہیں ہے؟ اور کیا اس سے بڑے درجہ کا کفر کوئی اور بھی ہے؟ اب ہم آپ کو سمجھاتے ہیں سگن گنی سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے یعنی صفت و موصوف میں جدائی نہیں ۔ اور جسمیں کوئی صفت نہیں وہ کوئی چیز نہیں لہذا خدا بھی صفت سے جدا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نادان اسکو کبھی صفات سے جدا مان لے تو اصل میں وہ خدا سے انکار کرتا ہے آگ سے گرمی سورج سے ضیا وغیرہ صفات کبھی تا قیام انکے دور نہیں ہونگی ورنہ بالفرض محال ایسا ماننا اصل میں کھلم کھلا موصوف سے منکر ہونا ہے۔

آپ نے اس بے بنیاد دعوی کے ثبوت میں ایک دلیل بھی دی ہے "جیسا کہ جزو اور کل ۔ پس تحقیق معنی کل کے نہیں ہیں عین جزو کے اور نیز کل بدون جزو کے متحقق بھی نہیں ہوتا ۔ پس دیکھو کل جزو کا نہ عین ہے نہ غیر علی ہذا القیاس ۔ صفات باری عزاسمہ ہے"

تردید ۔ افسوس کہ آپ ایسی فضول بات لکھ کر لفظ دلیل کو ذلیل کر رہے ہیں ۔ حضرت کیوں! جزو کل کا عین نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو بتلاؤ کہ کل اجزا کے سوائے اور کیا ہے جب کچھ نہیں تو عین ضرور ہے ۔ کل سو روپیہ کیا ہے؟ یعنی ایک ایک روپیہ کا اجتماع اور کسی صورت میں وہ اس اجتماع سے غیر نہیں ہے ۔ پس

اجتماع ضرور ہے۔ مکان کیا ہے عین اینٹ پتھر وغیرہ کا اجتماع ہے۔ اینٹ پتھر لکڑی کے سوا مکان کچھ نہیں۔ پس مکان عین اینٹ پتھر و لکڑی کا اجتماع ہے۔ ہم کسی کل سے اگر کل چیزیں نکال لیں تو کیا کچھ باقی بھی رہے گا تو کل منفی کل ہ غیر نفی مطلق کے سوا آپ بتلایئے کہ کیا رہے گا۔ ناظرین اس اعتراض کی بابت مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے۔ چنانچہ انکی اصل عبارت یہ ہے۔ "پس وہ قوم کہ علم میں ہموار اور دل سے نیک کردار احسن کلام اہل اسلام میں اس کو کب تسلیم کریں گے اور ایسی بچپن جیسی بات پر کس طرح کان دھریں گے بجز انصاف کے رو سے حلفاً کہنا آپ قیامت تک ان اعتراضات کو نہیں اٹھا سکتے ہیں یہ میں نے سچ کہا ہے یا نہیں" (صفحہ ۵۰ سطر ۸ و ۹)

حضرت مولوی صاحب! آپ نے سچ نہیں کہا قیامت تک جواب دینا کیا معنے ہم نے چند روز میں ہی جواب دیدیا۔ اور جواب بھی ایسا باصواب کہ جسے پڑھ کر آپ کو صدقہ جاریہ کی ضبطی و دوام کا فکر پڑ جائیگا کیونکہ اس کے واسطے آخری فیصلہ و عدم سماعت اپیل کا آرڈر ہو چکا ہے کیونکہ آپ لوگ پرماتما کی نعمتوں کو حرامخوری میں برباد کرتے ہیں اور بیگناہوں کے گلے پر چھری دھرتے ہیں اور اسی واسطے ہماری کتابوں کا جواب دینا تو کجا۔ اُلٹے ہمیں بددعائیں دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ ہماری تکذیب براہین احمدیہ کی بابت فرماتے ہیں "گو یہی کتاب ہے جسکے باعث اہل اسلام بددعا کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں" (صفحہ ۹۴ سطر ۳)

بیشک نادان مریض۔ اور جاہل طالب علم مہربان ڈاکٹر و نیک معلم کی بابت بددعا دیا کرتے ہیں مگر اُن دونوں خیر خواہان بنی آدم کی پشم کندہ نہیں ہوتی کیونکہ

محال ست ہنرمندان بمیرند   بے ہنران جائے ایشاں گیرند

یا اگر دعائے طفلاں مستجاب بودے   یک معلم در عالم زندہ نماندے"

بنابراں ہمکو تحقیق سے مطلب ہے اور صداقت سے غرض۔ آپ کی بددعا یا سب مولویوں کی بددعا سے ہم ناراض نہیں ہوتے بلکہ بصدق باطن دعا کرتے ہیں کہ اس بددعا کے عوض نارائن جل بقدرتہٖ آپ سب کو اپنی اپار کرپا سے شانتی دے کر اہل الوید کے مقدس گروہ میں شامل کرکے آریہ بناوے اور ست دھرم پر چلاوے۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم یعنی صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔

۸۵ - ۹۵ مولوی محمد عیسیٰ الحمید لکھتا ہے کہ اے غافل تیرے فہم و گفتگو سے لاحاصل پر عاقل ہیدرد ہنستے ہیں اور مجنونوں کے گلے میں نالے پھنستے ہیں یہ کیا کلمہ کفر کا زبان سے نکالا کہ ساری خدائی کانپ اٹھی شور قیامت برپا ہوا گنبد گردوں میں شور و غل کی آواز گونجنے لگی عنقریب تھا کہ چنے کے بالعوض گھن پیسنا اور جو کچھ ہوتا اُس پر زمانہ روتا پر ایک رحمت سے لعنت کی بھرمار ہوئی ہر چہار سوئے ملامت کے نقاروں پر چوٹ لگی۔ خدائی سے سیل رہتی تھی زبان کے ڈنڈوں کی بچھاڑ ہوئی۔ میں کیا کہوں بچھاڑ لعنت کا حال ہے قلم سے لکھنا محال ہے۔ کوئی پیشہ ایسا نہیں جہاں مدعی کی زبان کا نقشہ رہ ہو یہانتک کہ درندے دانتوں کو پیستے پیستے رہ گئے اور بہت سے اس صدمہ سے مر گئے میں مورخ نہیں ورنہ انکی تاریخ سنا لکھنے کا مزا چکھاتا۔ مگر کیا کروں عدیم الفرصتی سے میرا قلم سرنگوں ہے ورنہ اُسکے خرامے میدان قرطاس میں دکھاتا کہ براق منشی فلک کی نبت سے بھی اُسکی کھاتا جہاں عدیم النظر کی طاقت نہ تھی کہ کام کر جاتی اور اُس کے نشان بعض بین کا پورا پورا نقشہ کھینچ لاتی۔ میاں تم نے کچھ اور بھی سنا ہے کہ مدعی یوں کہتا ہے صفت موصوف میں جدائی ہوتی ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ سنئے میاں

اسی گھمنڈ پر کہتے تھے کہ ہم ایسے اور تم ویسے سو اس فحش غلطی کو دیکھو۔ ایک کپڑا مثلاً موصوف ساتھ سپیدی کے ہو اور پھر اُس کو سیاہ رنگ کر دیں جو صفت ہے وہ کپڑے سے جو موصوف تھا جدا ہو گئی۔ اور حالانکہ تمہارا مقولہ ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی اب فرمایئے اس مثال میں تو جدا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی امثالیں بخیال اختصار درج نہیں کی گئیں۔

آریہ۔ ناظرین ہمارے فخر اسلام مولوی صاحب نے جنہیں ذرا کر دیگر مولوی صاحبان رشک کریں ابو شمس الملت والدین بھی کہہ سکتے ہیں جنہیں آپ نے یہ لیاقت پر بہت پھونکا ہے۔ اور ناز بھی اندازہ کے ساتھ جنہوں نے نہایت ناشائستہ الفاظ سے یاد فرمایا ہے یہ صرف اسی صفحہ پر نہیں بلکہ تمام کتاب میں اُنہوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے اور ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ انکے پاس یا دیگر علمائے اسلام کے پاس تعصب یا بدزبانی کے سوا ہے اور کوئی دستاویز نہیں ہے ہم نے انکی ساری عبارت کو بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کیا ہے اور دیگر مقامات میں شفقت نامیوں کو چھوڑ کر صرف مطلب سے کام رکھ اصل اعتراض کا جواب یا خبر مضمون یا مقتضے ہمیں ان کی بدزبانی سے کچھ خوف نہیں اور نہ ہم تحقیقات حقہ کے راستہ میں انکو مخل سمجھتے ہیں۔ آمدیم برسر مطلب مولوی صاحب ہمارے علم نمبر ۹ کی تردید میں دلیل دیتے ہیں کہ جب سفید کپڑے کو سیاہ کر دیا تو اُس کی صفت سفیدی جاتی رہی۔ سبحان اللہ جائے استاد خالیست کی کہاوت آج راست ہوتی دکھلائی دیتی ہے۔ آپ نے ہماری غلطی کو بھی فاش نہیں بلکہ فحش لکھا۔ حضرت جی صفت جدا نہیں ہوتی بلکہ کپڑا جب تک ہے تب تک ساتھ رہے گی جس بیان سے حال معلوم ہو جس علامت سے شناخت ہو یا جس نشان سے یا گُن سے یا جس مثلے سے یا جس طرح سے جتانے سے اُس کو صفت تعریف کہتے ہیں۔ پس وہ کپڑا میں بیٹھے گی اسکی ذات سے ہرگز جدا نہ ہو گی باقی رہے عارضی صفات جیسے سیاہی اسکے آنے سے سپیدی جدا نہیں ہوئی بلکہ مخفی ہو گئی بلکہ کپڑے سے صفت عارضی بھی جدا نہ ہوئی۔ سیاہی سے اسکی صفت ہے خیر قطع نظر اسکے زیادہ دھونے اور صابون لگانے اور بھٹی پر چڑھانے سے وہ پھر سفید ہو جائیگا اگرچہ دور ہو گئی ہوتی تو پھر کہاں سے آجاتی دیکھو بعض مولوی صاحبان یا شیخ صاحبان سفید داڑھی کو وسمہ لگا کر سیاہ کر لیا کرتے ہیں۔ جیسے حسب حال کسی آزاد شاعر کا قول ہے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی   کالا کریگا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

روز وسمہ لگاتے ہیں مگر جب چھوڑ دیتے ہیں پھر داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ پس سمجھ گئے آپ صفت موصوف سے ہرگز جدا نہیں ہوتی۔ ہاں مخفی ضرور ہو جاتی ہے مگر جدا نہیں ہوتی پس آپکا دعویٰ باطل ہو گیا۔ اسی فضول دعویٰ کا ادبطلان ہوا۔

پروفیسر سکو صاحب لکھتے ہیں "یہ سب جانتے ہیں کہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے یعنی اسمیں نمک گھلا ہوا ہوتا ہے۔ پس کھاری پانی پینا کچھ بات نہیں پانی میں تھوڑا سا نمک ملا دو کھاری ہو جاویگا۔ جب نمک کی ڈلی پانی میں ڈالو گے تو اسمیں وہ غائب ہو جائیگی یعنی گھل جائے گی اور پانی کا مزہ نمکین یعنی کھاری ہو جاوے گا۔

تجربہ کھاری پانیمیں جو نمک گھلا ہوا ہوتا ہے اُس کے جدا کرنے کی ترکیب یہ کہ کشید کرلیں یعنی اسکو جوش دیں اور اُس کی بھاپ کو جمع کرکے سرد کرلیں یہ عمل شیشے کے بھبکے سے بہت اچھی طرح ہوتا ہے جسکا نقشہ سترہویں شکل میں ہے بھبکے میں پانی بھر دو۔ اس کے تلے لیمپ روشن کرو جب گرمی سے پانی کھولنے لگے گا تو بھاپ پیدا ہو گی اور بھبکے کی لمبی گردن کی راہ سے گزر کر اس کے منہ میں جو شیشی لگی ہوتی ہے۔ اِس میں آجائے گی اس شیشے کے اوپر

ٹھنڈے پانی کی دھار پڑ رہی ہے۔ جس سے اندر کی بھاپ ٹھنڈی ہو کر پانی بنتی جاتی ہے یہ پانی کشید کیا ہوا پانی ہے اور اب اسمیں کھاری پن بالکل نہیں ہے کیونکہ وہ تسوت پانی ہے اور اسمیں جسقدر نمک ملا ہوا تھا وہ سب بھبکے ہی میں رہ گیا ہے۔ اگر بھبکے کا پانی کھولتے کھولتے سارا اڑ گیا ہے تو دیکھو گے کہ اسمیں نمک باقی رہ گیا ہوگا۔ سمندر کے کھاری پانی اسی طرح کشید کر کے مہیا کرنے کی ترکیب جہازوں پر بہت کام آتی ہے۔ سیاہی سیل۔ نیلا تھوتھا۔ سبزی۔ زردی۔ سرخی وغیرہ کا بھی یہی حال ہے۔ کہ انکو ہم پانی سے جدا کر سکتے ہیں۔" (مفصل دیکھو علم کیمیا کا ابتدائی رسالہ صفحہ ۵۔ ۶ ہیکمہ مطبوعہ لاہور) اسی سے کپڑے کا بھی قیاس کرو۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نمبر ۱۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

۵ مولوی۔ آپکا یہ فرمانا محض غلط ہے کیونکہ ایک علم اجمالی ہوتا ہے۔ دوسرا تفصیل۔ اجمالی کے واسطے وجود معلوم ضروری نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا جہل مرتبہ اور یہیں کیونکہ علم وجود زید کا مثلاً جب ہی ہوگا کہ پہلے زید پیدا ہوا اور قبل پیدا ہونے زید کے لازم آئیگا کہ خدا نعوذ باللہ عالم زید کا نہ ہوگا بقول آپ کے کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا اب فرمایئے کہ جب زید پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر خدا کو اس کا علم کیسا۔ اور نیز دیکھو ایجاد اور اختراع اسکو کہتے ہیں کہ جسکا وجود بالکل نہ ہو اور کوئی اپنی طرف سے گھڑ لے جیسا کہ علم ایجاد تار برقی وغیرہ کا تو دیکھو آدمی سوچتا ہے پہلے اور بناتا ہے پیچھے اب یہ سوچنا اس کا بعینہ علم ہے حالانکہ وجود اسکا ابھی نہیں ہوا پھر مدعی کا یہ کہنا کسطرح صحیح ہو سکتا ہے بہر کیف آپکا کلیہ صادق نہ رہا۔

آریہ۔ حضرت! آپنے اسمیں بھی چند غلطیاں کی ہیں اول تو آپنے علم اجمالی و تفصیلی نہ سمجھا۔ اجمالی کے معنے ہیں کھول کر نہ کہنا۔ بہت کو تھوڑا کر دینا۔ پراگندہ کو اکٹھا کرنا۔ بہت درستی سے کام کرنا۔ اور تفصیلی کے معنے ہیں جدا کرنا۔ فاصلہ کرنا۔ پس علم اجمالی وہ ہے جو مجملاً یا مختصر احوال معلوم ہو اور علم تفصیلی وہ ہے جسمیں مفصل حال معلوم ہو۔ خدا کے واسطے یہ علم اجمالی کا لفظ نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی ہے وہاں تو ہر وقت اور ہر حال میں علم تفصیلی ہے وہ کوئی بات مجمل یا نامکمل یا ادھوری یا موہومی نہیں جانتا بلکہ رازیکہ مخفی بماند بروں افتد و آن ہمہ از او ۔ وہ سب چیزوں اور انکا علم ہمیشہ صحیح مکمل بالتفصیل جانتا ہے آپکی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو قبل از پیدائش اشیا کسی طرح کا علم نہ تھا اور اگر خدا تھا بھی تو خیال ہر صوف سے بڑھکر بات تھا بقول ان پر شاخ آہو سے ذرا بھی زیادہ نہ تھا۔ یا سراب نما بیابان کا نقشہ تھا جسمیں ہزار بھٹکتے پھریں پانی کا پتہ نہیں۔ مگر ایسا فضول وردی خیال خدا عزوجلال کے بابت کرنا یا ماننا سراپا اسرار ہے کیونکہ تمام اجسام کا مادہ اور تمام ارواح اول سے ابتک اس شہنشاہ کل رب العالمین کے پاس ہیں وہ خدا بے بضاعت نہیں اور نہ بے سامان موجد یا نادان معلم ہے اسکا علم ہمیشہ کامل ہے کبھی نامکمل نہیں۔ پس اول تو کچھ زمانہ سوچتے رہنا اور پھر بتانا نہیں۔ نہیں تو کسبی کرنا یعنی سب کچھ بیچنا یا اپنے ہیں سے بنانا اگر اس کا نام بنانا ہے۔ تو مرگ مفاجات کسے کہتے ہیں۔ پس یہ علم نہ رہا بلکہ جہل ہو گیا۔ کیونکہ علم کامل کے یہ معنے ہیں کہ وہ عین عمل ہو جاتا یا ہوتا ہے مگر خدا غریب کو اول تو علم نہیں اور اگر خدا نخواستہ کوئی موہومی چشم احول کی طرح علم ہے وہ کسکا ہے اسکا جسکا وجود ہی نہیں عالم کون ہے جسکو علم نہیں محض باطل خیال ہیں۔ باقی رہا انسانوں کا ایجاد و اختراع کا حال یہ بالکل صفات باری کے خلاف ہے انسانکا علم کامل نہیں اور نہ ہوتا ہے اور خدا کا کامل ہے اور انسان کبھی معطل اور کبھی کام کرتا ہے۔ خدا ایسا ہرگز نہیں۔ انسان چند روزہ عالم اور خدا ازلی زمانہ سے عالم باعمل بلکہ عالم کل و متصرف کل و مالک کل لہٰذا انسان کی

خدا سے کوئی نسبت نہیں اور آپکا مفروض باطل۔ سوچئے اس آپ کے مفروض الہامی وغیرہ آنی سے خدا پر جہالت اور تعطل کا الزام عاید ہوتا ہے۔ بدیں تفصیل آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ سے جاہل اور میرے پیدا ہونے سے پہلے مجھ سے جاہل علیٰ ہذا القیاس آدم کے پیدا ہونے سے پہلے من کل الوجوہ دنیا سے آفتاب تک سب کے علم سے جاہل اور رزق۔ ملک۔ الغرض لغلق سے محروم الارشاد وغیرہ پس کیا ایسے نادان اور جاہل کو جسمیں خدائی کے کوئی اوصاف نہیں آپکا یا دیگر مسلمان بھائیوں کا اعتقاد ہے کہ مجھے خدا نہیں مگر ہم ان وید مقدس کو ہرگز الدنیا مالک کل ایسا کبھی نہیں کہہ سکتے اور نہ مان سکتے ہیں اسی واسطے آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر۔ (صفحہ ۱۸) پھر دوسری جگہ لکھا ہے۔ اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو بکر حادث ہے۔ پس یہ صفت رزقیت تمام دیگر بھی حادث ہو گئی۔ (صفحہ ۱۳۵) پھر لکھتے ہیں کہ جو شے قدیم ہے اسکے لئے بالکل صفات نہیں ہیں جابجا وہ قدیم ہوگی (صفحہ ۱۸) پس ایسا خدا اور ایسا مولا جو معدوم سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا آپ لوگوں کو مبارک رہے اور ایسا دین جسکو دلائل عقلی و علمی منطقی و فلسفی سے ۔ نمائی ملتا ہے جس نے منطق کے اوراق سے استنجا جائز بتلایا ہو اور جو اب تک کچھ بھی نہیں اور جسکو آپ لوگ لذات نفسانی کے سبب نہیں چھوڑنا چاہتے آپ صاحبوں کا حصہ ہو جی۔

مے خواہیم ایں اسلام را

پس ثابت ہوا کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہو سکتا اور آپ کا دعوے بہمہ وجوہ باطل ہوا۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۲ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مرے گا اور جو پیدا ہوا وہی مرے گا۔

۶۲ مولوی۔ اول ڈیڑھ صفحہ میں ایک بیہودہ زٹل میاں اور بیوی یعنی جب اور ایک عورت حسینہ جمیلہ کی ہانک کر پھر لکھتے ہیں) دیانند جی لوگ رات دن نئے نئے رخنہ دین محمدی میں نکالتے رہتے ہیں کہ جس سے تم پورے واقف نہیں ہو سکتے اور ادنیٰ سا رخنہ انکا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نام شاہجہان بادشاہ بسبب عمدہ بنانے عمارات کے پیدا ہوا ہے اور کبھی نہ مریگا کیونکہ جب تک دنیا رہے گی اس کا نام بھی رہے گا اور نیز یہ بھی کہ جو نام نیک پیدا ہوا ہے وہ جبتک دنیا رہے گی نہ مٹے گا علیٰ ہذا القیاس دین محمدیہ کا جسکو پیدا ہوئے تیرہ سو برس آجتک ہوئے صفحہ ایام سے نہیں مٹیگا۔ اگرچہ آں مخالفین کی ہستی صفحہ روزگار سے بالکل نیست و نابود ہو جاوے اور پھر وہ کلیہ مدعی کا کہاں رہا کہ جو پیدا ہوا وہی مریگا دیکھو یہ نام پیدا ہوئے اور مرے نہیں بلکہ سالہا سال تک برابر چلے گئے ہیں اور چلے جاوینگے ہمیں یہ زمینگے سعدی فرماتے ہیں ۔

فاروں ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت ۔ نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت
زندہ است نام نیکو نوشیروان بعدل ۔ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ رہا اس کا جواب کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا سو یہ سوائے ایک ذات خدا کے دوسری جگہ پر صادق ہی نہیں آیا۔ لہذا اسکو ہم تسلیم کرنے میں کچھ دقت ہے مگر اس سے کہ آپ کے دعوے کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم پیچھے ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث اور فنا اسکے لئے بھی ثابت اور بقا اس کا اگرچہ علم الٰہی میں ہو لیکن اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی سو اور نہ آپکا مدعا ثابت ہوتا ہے کیونکہ معدومات بھی علم الٰہی میں سب موجود ہیں۔ یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں نہ علم باری کے

آریہ۔ اس آپ کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نفس مضمون سے کسقدر دور بھاگ جانے ہیں۔ دیانندی لوگ نئے نئے رخنہ دین محمدی میں نہیں نکالتے دین محمدی کی دیوار میں رخنہ و سوراخ تو مُلّا و مولوی و امام و خلیفہ و فقیر صاحبان نکالتے ہیں۔ دیکھئے ایک طرف مرزا غلام احمد صاحب مسیح کا اوتار بنے ہوئے ہیں اور الہام کے مدعی۔ دوسری طرف مولوی نوردین صاحب الہام کے دعویدار۔ اُدھر مہدی سوڈانی۔ ایک طرف عرب کا مسیح ایک طرف ایران کا مہدی یہ تو موجودہ زمانہ کے پیروان طریقت اسلام یا مدعیان الہام کا حال ہے اب پہلے زمانے کا حال سنئے سُنی لوگ اہل شیعہ کو کافر اور بدعتی پکارتے ہیں اور اہل شیعہ اُن کی تقلید پرستی کا حاکہ اُڑاتے ہیں وہابی جدا ہی جیسے الوہاب کا گیت گاتے ہیں اور دونوں کو بدعتی ٹھیراتے ہیں۔ نیچری تینوں سے جدا۔ ملائک۔ جن۔ آسمان۔ معجزات سے انکار کر رہے ہیں چار اماموں کے پیرو حنفی یا ملکی۔ شافعی۔ احمدی اور قدریہ وغیرہ مدعی۔ فرقہ اپنے آپ کو اصل مسلمان اور باقیوں کو مرتد گردان رہے ہیں اسی طرح ان فرقہ جات کے اندر اور صدہا طرح کی تفریق ایک دوسرے کی تضحیک کر رہے ہیں۔ سب ایک دوسرے کو ناری اور اپنے آپ کو ناجی کہتے ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ پس محمدی دیوار کو جس قدر ناکارہ اور مسمار کیا ہے وہ انہیں اور اس قسم کے عالموں کی مہربانی ہے اور اب تو سوراخوں کی کثرت سے آفتاب لب بام ہو رہا ہے چاروں طرف سے اُسکی تباہی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ آریہ لوگ اس میں رخنہ اندازی نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ تمام مسلمان بھائیوں کو سنت دھرم کی طرف دعوت کر رہے ہیں وہ تو اُس دیوار کی خرابیوں کو دور کر کے آریہ مندر بنانا چاہتے ہیں۔ گرانا۔ توڑنا۔ مٹانا بیوقوفوں کا کام ہے۔ عقلا کا نہیں۔ ترجمہ۔ نوشیروان یا شاہجہان یا قارون یا محمد چونکہ پیدا ہوتے تھے بنا براں فوت ہو گئے مگر پیدا ہوا تھا اُن کا جسم اس واسطے وہ فوت ہو گیا۔ روح نہ پیدا ہوا تھا اور نہ فوت ہوا اور یہی سبب ہے کہ اب تک ہمیشہ تک رہیگا باقی رہے یہ دونوں شعر یہ صرف نیکی کی تعریف اور بدی کی مذمت میں ہیں اور نہ اُن میں صاف لکھا ہے ؎ زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل۔ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند ÷ یعنی نام بسبب عدل کے زندہ منبع یادگار رہا ہے بطور نشانہ کے ورنہ بہت زمانہ گذر چکا ہے کہ نوشیرواں مر گیا۔ اور یہی حال شاہجہان کا ہے یہ مظلوم بادشاہ اپنے ظالم مگر دیندار اور بے ایمان محی الدین فرزند کے ہاتھ سے قید میں مر گیا۔ اور آپ اُسے اب زندہ بتلاتے ہیں یہ بھی عمارت بنانے کی ترغیب ہے ع ورنہ بسے گذشت کہ شاہ جہان نماند۔ اور اسی طرح محمد صاحب فوت ہو گئے مدینہ کے شہر میں مدفون ہیں۔ پس صحیح ہوا ہمارا دعوےٰ یعنی علم نمبر ۱ کے جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا اور جو نہیں پیدا ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ جسم ان سب کے پیدا ہوئے بنابراں مر بھی گئے روح پیدا نہیں ہوئی تھی بنابراں باقی ہیں اور کبھی نہیں مریں گے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ علم الٰہی میں سب موجود ہیں اور یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں ؎ پس آپ اپنے علم قاصرہ اور فہم ناقصہ کو ترک کیجئے۔ جب علم الٰہی میں سب موجود ہیں علم ناقصہ سے نہیں اور نہ قاصرہ سے بلکہ کاملہ سے تو اصل میں خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ ارواح و مادہ اجسام انادی یعنی قدیم ہے اور ہم اُسی علم الٰہی یعنی وید مقدس کے رو سے یہ یقین کرتے ہیں اور تمام دنیا کو تلقین۔ کہ مادہ اور ارواح پار برہم پرماتما کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ تک رہینگے خدا کبھی بے بضاعت نہیں اور نہ فرومایہ ہے وہ ہمیشہ اٹل قانون اور اٹوٹ بھنڈار اور لازوال نعمتوں سے ساتھ جیوروپ پرجا کا مالک اور بے شمار مادہ پر قابض ہے کیونکہ وہ مُور یعنے حقیقی منتظم ہے وید میں ہے ؎

यद् ध च्छ्वा ह्व तीब्य समाव्य

یعنے تمام جیوروپ انادی پرجا اور انادی پرکرتی کا حقیقی منتظم اور ادھشٹاتا اور وید دوار است کا اپدیشک ہے اسی مبارک خیال کو ایک فاضل ان الفاظ میں ادا کرتا ہے ÷

> بران خداکہ در ذاتِ آسمان و زمین ۔ ہمیں کنند بپاکی ذاتِ او اقرار
>
> جہاں نگاشت بہ الواحِ عقل صورتِ علم ۔ کہ خیرہ گشت در دیدۂ اولوالابصار

پس یہی مقدس عقیدہ وید مقدس کا ارشاد ہے اور یہی ہر ایک علم دوست فلسفہ جاننے والے محقق کا اعتقاد ہے۔ ہم فضول طریقہ کے معارض مولوی صاحب سے برخلاف اُن کی بدتہذیبیوں کے مودبانہ ملتمس ہیں کہ وہ کاغذ سیاہ کرنے پر دلیر نہ ہوں بلکہ ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں۔ بعد ازاں جہانتک فلسفہ قرآنی سے اعتراض ہو سکیں کریں ہم ہر وقت مُہذبانہ طریقہ سے جواب دینے پر طیار ہیں خدا کرے کہ انہیں حق و باطل کے انفصال کا حال پیدا ہو اور جلدی بطالت سے نکلکر صداقت کے حامی بنیں ÷ لطیفہ۔ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ہم ایک دفعہ دیوان حافظ تفریحاً دیکھ رہے تھے اتفاقاً خیال آیا لوگ اس میں فال ڈالتے ہیں آؤ ہم ایک فال ڈالیں دل میں ارادہ کیا کہ جلا تمام آریہ کریگا یا نہ۔ بقاعدہ مقررہ جب ورق اُٹھائے گئے تو یہ شعر نکلا ؎ دوش گفتم بکند لعلِ لبش چارۂ دل ÷ ہاتف از غیب ندا داد کہ آرے بکند آرے کے لفظ کو آریہ سے جو نسبت ہے وہ نہایت ہی موزوں ہے بعد مطالعہ کے طبیعت حافظ علیہ الرحمتہ کی حق بیانی پر بہت محظوظ ہو گئی۔ آمین یا رب العالمین ÷

ردِّ خلعت اسلام

دیباچہ از ایڈیٹر

تحفہ شہید کا دوسرا نمبر بھی طالبان حق کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے اکثر بھائی خبردار کرتے رہتے کہ میں آریہ مسافر کے تحریری مضامین کو حفاظت سے رکھوں۔ لیکن باوجود میرے احتیاط کے اس رسالہ کے ۱۰ صفحوں کا تحریری مضمون ایک نابکار نے غایب کر لیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر گم شدہ صفحے دستیاب نہ ہوئے۔ مجرم کو تو اپنے جرم کی سزا مل گئی۔ لیکن مضمون ادھورا رہ گیا میرا ارادہ یہ بھی ہوا کہ اس کمی کو میں خود پورا کروں۔ اول تو وہ رسالے نہ ملے جن کا کہ یہ جواب تھا۔ اور دوم میں پنڈت لیکھرام کی تحریر بجنسہ نظر ناظرین کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ گم شدہ حصے میں دئے ہوئے جواب اکثر پنڈت جی کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس لئے واقعی کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا ÷

منشی رام جگیاسو

جالندھر شہر۔ یکم ستمبر ۱۸۹۷ء

دیباچہ از مصنف

پرماتما نرا کار گیان مے کی پرارتھنا کے بعد عرض خدمت ناظرین یہ ہے کہ منشی عبد الحمید صاحب نے فروری ۱۸۹۳ء میں اجمیر بھیجکر سر بازار آریہ سماج

کے ممبروں کو بُرا کہنا شروع کیا۔ آریہ سماج نے اپنے مبارک نیتوں کے مطابق گالی دینا اور فحش بکنا اپنا شیوہ نہ سمجھ کر معقول طور پر مباحثہ کرنا ضروری سمجھا ماسٹر دُرگا پرشاد جی نے بصلاح ممبران سماج بارہ سوال لکھ کر اُن کی خدمت میں ارسال کئے جس کا جواب مولوی صاحب نے جو کچھ دیا ہے اُس کی تردید ہم نے نذر ناظرین کر دی آپ خود حق و باطل کی تمیز کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ راستی کدھر ہے مولوی صاحب کی طرح اپنے منہ میاں مٹھو بننا اپنا شیوہ نہیں ہے اور نہ عقلاء کا یہ طریقہ ہے۔ مولوی صاحب نے چونکہ ہمیں مخاطب بنایا ہے۔ بنا براں ہم نے آریہ سماج کی اجازت سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا اور اخیر میں وہ جوابی اشتہار بھی درج کر دئیے گئے جو مولوی صاحب کے اشتہاروں کے رد میں ایک دو ممبران سماج اجمیر نے شائع کئے تھے۔ اور وہی ہماری طرف سے اُن کی شکست آریہ کا جواب ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے انصاف اور راستی سے کام نہیں لیا۔ ورنہ اگر وہ حق پسند ہوتے تو شکست آریہ میں ہمارے جوابی اشتہار بھی چھاپ دیتے۔ مگر اُنہوں نے کانے آدمی کی طرح صرف ایک آنکھ سے دیکھنا مناسب سمجھا۔ ہمیں خدا نے دو آنکھیں دی ہیں۔ بنا براں ہم یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتے۔ یہی سبب ہے کہ سب دونوں طرف کا حال گذارش کرتے ہیں +

مورخہ یکم جولائی ۱۸۹۳ء
خاکسار لیکھرام آریہ مسافر
از کھوٹہ ضلع راولپنڈی

آغاز کتاب

سوال ۱۔ روح مادی ہے یا غیر مادی۔ اگر غیر مادی ہے تو اس کا بننا ممکن اور اگر مادی ہے تو کس چیز سے بنائی گئی ؟

جواب مولوی صاحب۔ روح غیر مادی ہے لیکن خدا کی چیز قدرت میں سب چیزیں داخل ہیں۔ خواہ مادہ ہو یا روح ورنہ لازم آئیگا کہ خدا روح اور مادہ کے بنانے سے عاجز ہو۔ پس قادر مطلق نہ رہا باوجودیکہ خدا کے قادر مطلق ہونے کو تم خود بھی تسلیم کرتے ہو۔ (دیکھو آریہ سماج کا دوسرا اصول)۔

تردید۔ جناب قادر مطلق کے معنے آپ نے مطلق نہیں سمجھے سنئے قادر کے معنے ہیں قدرت والا۔ طاقت رکھنے والا اور قدر کے معنے ہیں بالفتح اول و سکون دال عزت۔ بزرگی و بزرگ دانستن و اندازہ چیزے و اندازہ کردن و قسمت و روزی و توانگری و بے نیاز و طاقت تقسیم قضا و حکم و نہایت و اندازہ چیزے و حکم کل مجمل الٰہی در روز اول و اندازہ کردہ برائے بندہ و مرادف تقدیر و بمعنے مطلق اندازہ نیز آمدہ (از منتخب و مدار و بہار عجم و صراح و غیاث) اور مطلق کے معنے ہیں آزاد و بے قید رواں کیا گیا۔ یعنی آزاد شدہ از قید و حصر و بے خصومت و رواں کردہ شدہ و آنکہ آزاد قید نباشد (از کنسنٹ و منتخب) پس قادر مطلق کے یہ معنے ہوئے کہ جو اپنی تمام خداوندی کی طاقتوں میں آزاد ہے کسی دوسرے کا محتاج نہیں اور نہ کسی چیز کا بلکہ سب چیزیں اُس کی محتاج ہیں۔ اور یہی مطلب سرو شکتی مان کا ہے۔ مگر نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ اُس کا کوئی قادر مطلق ہے۔ جیسے جب کوئی زمین نہیں تو اُس کا کوئی زمیندار بھی نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اُس زمین کا زمیندار ہے جس زمین کا وجود ہی نہیں۔ تو اصل میں ہم زمیندار کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ آپ کا جواب اصل میں خدا کی ہستی سے انکار ہے جب مادہ یعنی ایٹم یا پرمانو خود ہی نیستی سے ہستی میں نہیں آ سکتے اور نہ معدوم ہو سکتے ہیں اور یہ صرف کہنا ہی نہیں یا محض ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ اِس میں تمام سائنس دان ہمارے ساتھ اس کے ماننے میں متفق ہیں تو اُس کا بننا سراپا محال اور اُس کا ماننا اور یہی باطل خیال ہے۔ مولوی صاحب جب مادہ ہی فنا پذیر نہیں اور نہ حادث ہے۔ تو روح جو غیر مادی ہے اور غیر فانی وہ کس طرح احداث کے قابل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ عدم کا اُس پر یا مادہ پر کس طرح اطلاق پا سکتا ہے۔ جب یہ علم کے خلاف ہے اور ساتھ ہی عقل و تجربہ اس کے ماننے سے انکاری۔ اور تمام نیچر یا قانون قدرت میں اس کی مثال یا نظیر ایک بھی نہیں مل سکتی اور مل سکے کہاں سے جبکہ اس کا وجود ہی باطل ہے۔ تو پھر فرمائیے کہ ہم یہ عقیدہ یا مذہب بلا دلیل اور ثبوت کے کس طرح مان سکتے ہیں مولوی صاحب یہ شکتی یا طاقت نہیں بلکہ کمزوری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو مادہ کے استعمال میں قادر مطلق نہ سمجھیں اور نہ روحوں کو کرموں کے انوسار پھل دینے میں بلکہ اُس کو نیستی یا عدم پر قادر مطلق سمجھیں اور ناداری یا نحوست کا مالک خیال کریں۔ کیا کوئی ایسا وجود خدا کہلانے کے لائق ہو سکتا ہے کیا ہمیشہ کے زمانہ سے کوئی میسر یا یہ چیز قادر مطلق ہو سکتی ہے ؟ کیا علم و عقل و تجربہ و مشاہدہ کے خلاف صفات سے موصوف کو ہم اللہ تعالےٰ یا مالک کل کہہ سکتے ہیں ؟ کیا عدم کے ملک کا راجہ معدوم سے کچھ زیادہ ہے ؟ اگر اِن سب باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو اسلام اس سوال کے جواب سے محض لاجواب ہے +

سوال ۲۔ جبکہ شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے تو فضیلت کس کو ہے ؟

صفحہ ۷ و ۸ جواب مولوی۔ خدا کے ارادہ قدرت کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ سب پر غالب ہے۔ بس اُس پر کسی کو فضیلت نہ ہوئی دیکھو آیتہ واللہ غالب علیٰ امرہ و لٰکن اکثر الناس لا یعلمون۔ خدا کے ارادہ کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ اُس پر غالب ہے۔ لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ ہاں وید کے رو سے شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے۔

تردید۔ یہ جواب مولوی صاحب کا سراسر قرآن و حدیث کی لاعلمی سے ناشی یعنے پیدا شدہ ہے اور اُن کی سادہ لوحی و ناواقفی پر مبنی ہے۔ ورنہ اس سوال کا جواب مسلمانوں کے پاس ہرگز نہیں۔ البتہ وہ اس کا جواب ایک طرح پر آسانی سے دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ شیطان کی تسلیم اور قرآن کی تعلیم سے انکار کریں۔ جب تک وہ اس سے منکر نہیں ہوتے شیطان کا تسلط اُن کے دل و دماغ سے نہیں ہٹ سکتا۔ دیکھئے سورۃ یونس ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین۔ ترجمہ اگر خواستے خدا ایمان آوردند آنانکہ در زمین اند ہمہ ایشان یکجا۔ آیا تو جبر توانی کرد مردماں را تا مسلمان شوند۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ بر ایمان قوم بغایت حریص بود۔ چوں ایمان نمے آوردند غبار ملال بر آئینہ دل جلیل مبارک آنحضرت مے نشست حق سبحانہ ایں آیت فرستاد و ایمان خلق را بمشیت خود باز بست۔ یہ سورۃ مکی ہے اور اس آیت کے نزول کے وقت تک جبکہ قتال کا حکم نہیں ہوا تھا یعنی حضرت کمزور تھے۔ کئی مدت تک حضرت اسی طرح کا خیال پکاتے رہے مگر نہ ہو سکا آخر لڑائی پر کمر باندھی اور جبراً بلکہ

تلوار کے لوگوں کو طوعاً و کرہاً مسلمان کرنا شروع کیا۔ اسی واسطے تفسیر حسینی میں لکھا ہے) کہ ابن آیتہ منسوخ ست بآیہ قتال" (دیکھو جلد اول صفحہ ۲۹۴) مگر کیا ہوا باوجود سورۃ قتال کے نزول ہونے کے بھی تمام دنیا مسلمان نہ ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ لاکھوں آدمی جو تلوار کے زور سے محمدی ہوئے تھے۔ تلوار کے ٹکڑے ہوتے ہی اپنے پرانے مذہب میں چلے گئے۔ حالانکہ خدا بہت ہٹ ٹھا نا رہا اور زور لگا تا رہا وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ترجمہ کارزار کنید۔ اے مسلمانان با اینسان تا آنکہ نباشد ہیچ فتنہ یعنی غلبہ کفر و باشد دین ہمہ اش برائے خدا۔ پھر سورۃ انفال میں لکھا ہے ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ولیقطع دابر الکفرین الخ ترجمہ میخواست خدا کہ ثابت کند دین حق را بفرمانہائے خویش و ببرد بنیاد کافران را میخواست تا ثابت کند دین حق را و برطرف کند دین باطل را۔ اگرچہ ناخوشنود باشند گنہگاران۔ پھر سورۃ یونس میں ہے وما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ ترجمہ و نبود ہیچ شخصے را کہ ایمان آرد مگر بخواست خدا۔ اسی تفسیر حسینی میں ہے و نشاید و نیست ہیچ تن را آنکہ ایمان آرد مگر بارادت و توفیق و قضائے الٰہی۔ اس آیت پر مولوی رومی صاحب نے لکھا ہے:۔

مرمغی را گفت مردے کائے فلاں	ہیں مسلمان شو باش از مومناں
گفت اگر خواہد خدا مومن شوم	ور فزاید فضل ہم موقن شوم
گفت مے خواہد خدا ایمان تو	تا رہد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس نحس و شیطان لعین	میکشندت جانب کفران و کیں
گفت اے منصف چو ایشان غالب اند	یار او باشم کہ باشد زورمند

(مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۷۴)۔

لاکھوں آدمی مسلمان ہو کر بلکہ حافظ قرآن ہو کر بلکہ عالم و فاضل "قاضی و مفتی کی ڈگری (سند) پاکر غیر مذاہب میں چلے گئے اور جا رہے ہیں ہم نے رسالہ جہاد میں ہی بہت سی شہادتیں دی ہیں پس یہ آپ کا جواب سراپا ناصواب ہے اور شیطان برابر رحمان و یزدان کے ارادوں کو توڑ رہا ہے اور آپ سے مایوس کر رہا ہے یاد ہے اہل الوید۔ وہ نہ تو شیطان کو مانتے ہیں اور نہ اُس کی ہستی کے قابل۔ سا بران سارے الزام قرآن اور اسلام کے ذمہ ہیں وہ ان الزاموں سے کسی حالت میں بھی بری نہیں ہو سکتا +

سوال ۳۔ خدا ہر جگہ موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو محمد صاحب کیوں آسمان پر خدا کی ملاقات کو گئے؟

۸-۱۵- جواب مولوی۔ خدا کی ہستی محض بسیط۔ نورانی۔ ازلی اور ابدی ہے۔ ہر ایک شرکت اور مشابہ نقصانات سے بالکل مبرا۔ اثبات و رفع جہات سے ورار الورا۔ اُسکا وجود عین ذات ہے۔ جسکی قدرت عیاں و ثابت ہے۔ غیر محدود ہر ایک پلیت اور ناپاک جگہ کے رہنے سے پاک صاف اور ہر بلندی و پستی میں اُس کی حکمت کا جگمگاتا آفتاب نہایت آب و تاب کے ساتھ اپنی شعاعیں چھوڑ رہا ہے۔ ذرہ ذرہ میں اُسکے نیر علم کی کرنیں پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہیں پس معلوم کرنا چاہیئے خدا آسمان اور زمین سے ورار الورا لامکان میں ہے اور اُس کے علم نے تمام چیزوں کو ایسا گھیر رکھا ہے کہ ذرہ ذرہ اُس کے علم سے باہر نہیں یعنی تمام زمین اور آسمان اور تمام کائنات اور سب کے سب موجودات اُسکی ذات بابرکات کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک بڑے طشت میں چھوٹا سا دانہ رائی کا۔ اور اُس کے پاس کا بیٹھا ہوا شخص اُس دانہ رائی کو باریک نظر سے دیکھ رہا ہو تو جسقدر اس دانہ کے اندر جوہر یا اوصاف ہونگے اُن سب کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھ سکیگا۔ یہ ہی مثال ذات باری کی ہے ورنہ رائی کے اندر کی سب چیزوں کو وہ آدمی قریب بیٹھا ہوا اُس کو ایک ہی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ہر ایک یہ خیال کریگا۔ یہ آدمی میرے پاس موجود ہے حالانکہ وہ آدمی اُس سے علٰحدہ بیٹھا ہے اسی طرح کرۂ زمین کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارے پاس موجود ہے۔ دوسری مثال آفتاب میں معمورہ عالم پر افق سے طلوع کرتا ہے۔ تو اُس معمورہ پر اپنی شعاعیں ایک ہی آن میں علی الطرق المساوات چھوڑتا ہے اور ہر شہر کا رہنے والا یہ باور کریگا کہ اسوقت ہمارے شہر میں آفتاب نکلا ہوا ہے۔ باوجودیکہ وہ فلک چہارم کے بارھویں برج کے کسی حصہ میں ہوتا ہے۔ لیکن سب کو اُس کے اپنے اپنے مکان میں ایک ہی آن میں دکھلائی دیتا ہے۔ گو اُنکے مکانوں میں مہمان کے طریق پر اُترا ہوا نہیں ہے مگر پھر بھی سب یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ہمارے مکان میں موجود ہے۔ پس ہم آریوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کسی شہر کا رہنے والا کہ جہاں آفتاب طلوع کر رہا ہو کرۂ آفتاب سے اگر ملنا چاہے تو کیا اُس شہر میں اور اُسی گھر میں بلا حس و حرکت کے اندر بیٹھا ہوا کرۂ آفتاب سے ملسکتا ہے۔ تو ہرگز نہیں۔ پس یہی عالم ہے رسول خدا کے معراج کا گو کہ خدا کے پرتوے اور جلال نے کعبہ اور غیر کعبہ پر اپنا جلوہ من حیث الوجود برابر ڈال رکھا ہے۔ اور اُس کے علم اور نور کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے آفتاب کی روشنی۔ لیکن اگر کوئی خدا سے ملنا چاہے تو ضرور اُسے امکان تک جانا ہوگا۔ لہذا رسول کریم جو خاص اس کرۂ زمین کے رہنے والے ہیں جو خدا کی ذات کے سامنے خردلہ سے بھی کہیں فروتر ہے۔ یہ مسافت طے کر کے خلائے لایزال سے لامکاں میں ملے گئے" مسلمانوں کا خدا ہر نامناسب جگہ کے رہنے سے بالکل منزہ و مبرّہ لامکاں اسکے مقام کا عنوان ہے زمین و آسمان سے ورار الورا ہے[1] کل کرہ سرہ ہیں چار اربعہ عناصر کے اور نو[9] افلاک کے اور وہ باہمی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح لپٹے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے پردے۔ فرق اس قدر ہے کہ پیاز میں درجہ لپٹے فاصلہ نہیں در افلاک میں فروج لمبے فاصلے ہیں۔ سب سے اول مرکز یا مرکز کے قریب کرۂ زمین کا ہے اُسکے بعد کرۂ پانی کا۔ اُس کے بعد کرہ ہوا۔ اُسکے اوپر کرہ نار۔ اُس کے بعد فلک اول پس ثانی بعدہٗ ثالث بعدہٗ رابع پھر خامس پھر سادس پھر فلک الافلاک بعدہٗ عرش و کرسی۔ اُسکے بعد لامکاں"۔ ازاں بعد غور کرنا چاہیئے۔ کہ کل کرہ افلاک ایسے مجلّا اور مصقل ہیں کہ نظر کو تاب نہیں جو اُنکے جگمگاتے جرم پر ٹھہر جائے۔ لیکن شان کبریائی نے ساتویں فلک کو واسطے بند کرنے اور روکنے نظر کے مائل بہ نیلگوں بنایا ہے اس میں فلسفہ یہ تھا کہ تا نظر کو سب کروں کی سیر کے لئے کوئی سہارا مل جائے"۔ اور پھر ایک کرہ باستثنا فلک الافلاک مکان ہے اور جو متغیر فیہ ہے وہ مکین اور محدود ہے اور ہر مکین حادث بالذات ہے۔ "خدا کے ہر جگہ موجود ہونے کے کیا معنے آیا اُس کے یہی معنے ہیں جو بعض ناسمجھ آریوں نے سمجھے کہ خدا ایک ایک چیز کے اندر ہے خواہ افلاک ہو یا خاک۔ جوہر ہو یا عرض۔ شجر ہو یا حجر۔ در ہو یا دیوار۔ یا احاطہ ہو یا تہ خانہ۔ بیت خلا ہو یا بتخانہ۔ سگ ہو یا خوک۔ شیر ہو یا بلی۔ سانپ ہو یا بچھو۔ اُلّو ہو یا بجو وغیرہ پس ایسے اعتقاد کا ماننے والا نزدیک شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کے صراط مستقیم سے بہت گرا ہوا ہے اور نہ یہ خیال کسی معرفت کامل تک پہنچ سکتا ہے"+

تردید آپکی علمی لیاقت تو پلیت کو پلیت اور مصقل کو مشقل لکھنے سے ظاہر ہے

[1] بلبہ "ال صحیح است دبجائے ال تائے فوقانی نوشتن و کعبہ خطا سب ۔ ارمغان

اور اس لیاقت پر طرہ یہ کہ جامع علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی اور رسم خط سے آگاہی یہاں تک کہ حساب کو بے شاب لکھا۔ اسپر بھی اگر کوئی لیاقت پر فریفتہ ہو اور فضیلت کی ڈگری عطا نہ کرے تو اسکا قصور۔ فارغ التحصیل ہونے کی سہادت تو کتابوں کے نام لکھنے سے ظاہر۔ یا یں ہمہ اکثر الناس لایعلمون یعنے اکثر لوگ آپکی اندرونی علمیت سے بے علم ہیں۔ خداتعالےٰ کی بابت جو کچھ خیال آپنے ظاہر کئے ہیں اُنسے بخوبی واضح ہے کہ آپ اُسے سب آسمانوں سے اوپر عرش پر یا لامکاں میں مانتے ہیں اور بجز مسطفیٰ لیاقت یہ کہ ہر ایک کرہ باستثنائے فلک الافلاک مکان ہے غرضکہ آپکی اس ساری بیہودہ کوشش سے اچھی طرح ہویدا ہوگیا۔ کہ ایک محدود حیز جو محدود عرش پر مقیم یا کوہ طور پر موسیٰ سے کلیم ہے اُسے آپ رحیم و کریم تسلیم کئے ہوئے ہیں دیکھو ثم استویٰ علے العرش اسی عرش اتبانی اور یکبن آسمانی کو معراج یعنی زینہ لگاکر حضرت محمد صاحب آسمان پر ملنے گئے تھے پس کوئی شک نہیں کہ وہ محدود ہوگیا۔ سرب سیاپک نہ رہا۔ وہ خدا صرف فردوس مکانی ہوکر چشم عبرت یا حیرت سے حسرت کے طور پر دنیا کو دیکھ رہا ہے بقول سعدی ہنوز چشمش نگراں است کہ ملکش باد گر انست ہو خدا کبھی کبھی نادر شاہ یا احمد شاہ کی طرح لوٹ مار کرجاتا اور کبھی کبھی آبر کریسچ یا بل یا مسجد کعبہ کی سیر کرجاتا ہے اور خصوصاً جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں اترا کرتا ہے یا نزول فرماتا ہے۔ جیسے تخت کو فرشتوں نے کندھوں پر اُٹھایا ہوا ہے ایسے خدا کے محدود ہونے میں کون شک کرسکتا ہے۔ اور پھر آپ کی دو مثالوں نے اور بھی میدان صاف کردیا جیسے ہندوؤں کا خدا بیکنٹھ یا کھیشر سمندر میں براجمان ہے اور عیسائیوں کا خدا چوتھے آسمان پر یا قالب فاختہ میں جلوہ کناں اُسی طرح محمدیوں کا خدا بھی عرش معلی کے محلہ حجرہ میں محملہ نشین معشوقہ سے بڑھکر نہیں ہے اور وہ کوئی حجاب میں محجوب بھی ہے۔ اسکا باعث معلوم نہیں شاید سورۂ حجاب کے نزول سے پہلے بیحجاب ہو مگر کیا وہ باعث حجاب کا تو نہیں جو سعدی علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے ؎

خوبرویاں کشادہ رو باشند تو کہ در پردہ مگر زشتی

مگر کیا ایسا محدود اور ایک دیشی خدا ہوسکتا ہے۔ جسطرح ایک آدمی علم جانتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں کتاب ہے مگر اُسکا کوئی تصرف اُسپر نہیں اور نہ قبضہ ہے مسلمانوں کے دلیں تو بموجب حدیث شریف کے ایک ایک نہیں تھیں بلکہ بموجب قول مولوی صاحب کے ستر ستر شیطان موجود ہیں۔ خدا کا وہاں تام و نشاں بھی مفقود ہے اور کیوں مفقود ہوا اُسکو علماے اسلام نے عرش کے اوپر کسی غار میں اصحاب کہف کی طرح سلا دیا یہی سبب ہے کہ اب دُنیا میں اُسکا راج بھی نہیں بلکہ بقول بائیبل کے اس جہان کا بادشاہ ابلیس ہے پس ایسا غیر متصرف خدا محدود اور ایک دیشی سرب بیاپک یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے بے بہرہ ہے۔ وہ وحی تنزیل میں جبرئیل کا اور کاروبار جانی میں عزرائیل کا اسیطرح بیٹھنے یا آرام فرمانے میں عرش و کرسی کا محتاج ہے۔ خدائی اور صفات خداوندی کے وہ ہرگز لائق نہیں۔ ممبران آریہ سماج یا پیروان وید مقدس ہمہ اوست کے قایل نہیں کیونکہ یہ دونو ایک ہی ہیں جیسے بُت پرست و مورتی پوجک۔ ہم لوگوں کا ایشور کی بابت یہ اعتقاد ہے کہ وہ سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتی مان۔ نیار کاری۔ دیالو۔ اجنما اننت۔ نردکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو ادہار۔ سرویشور۔ سروبیاپک۔ سروانترجامی۔ اجر امر ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اسی کی اپاسنا کرنی یوگ ہے مفصل تشریح ہر ایک کی دیکھو (آریہ سماج کے اصول مسرح) باپ اور بیاپک سمبندھ کے جاننے والوں نے جسقدر ایشوری گیان کے بھنڈار کھولے ہیں وہ دوسروں کی کیا طاقت اور کیا یارا۔ تشریح تو درکنار اُنکے لئے سمجھنا بھی مشکل ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے ؎

نا فہمی تیری پردہ ہے دیدار کیلئے ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کیلئے

اور قرآن کے مطالعہ سے جو لوگ اسکی نہ کو پہنچے ہیں اُنکی بابت تفسیر حسینی میں یہ لکھے ہے اعزہ[1] در شرح گلشن راز نوشتہ کہ ہر عین از اعیاں موجود فی الخارج را دو اعتبار ہست یکے من حیث الحقیقتہ و آں عبارت ست از ظہور نور حق در صور مظاہر ممکنات و ازیں را تجلی شہود گویند و اعتبار دوم من حیث التشخص والتعین و ازیں حیثیت ست کہ ایشاں را ممکن میگویند و خلق نیز نامند و جمیع نقایص موجودات ممکنہ ازیں توجہ منسوب میدارند۔ مثنوی

از رہ صورت نماید غیر دوست چوں نظر کردی بمعنے جملہ اوست
زاں یکے ما عندکم ینفد سرو حرف ما عند اللہ باقی مشو

ما عندکم ینفد اشارت باعتبار ثانی ست و ما عند اللہ باقی اشارت باعتبار اول (تفسیر حسینی جلد اول سورۃ النحل صفحہ ۴۷۶) شاہ سارنے کہا ہے ؎

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری جدہر دیکھتا ہوں اُدہر تو ہی تو ہے

مشہور عالم سرمد جسنے علمیت سے ولایت کو حاصل کیا اسکا قول ہے ہنگام قتل جلاد کی صورت کو دیکھکر ؎

زتیغ جور نومس کے ہراسم بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

باقی رہا محمد صاحب کا زینہ لگاکر آسمانوں پر اُسکے ملنے کے واسطے جانا۔ یہ علمی و عقلی طریقہ سے باطل ہے۔ جاہلوں کے سوائے تمام دُنیا کے عقلمند گنش ثقل کے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ زمین اور سورج کے درمیان قوت کنش یعنی آکرشن شکتی نہایت زبردست طاقت سے کام کررہی ہے مگر اسکے ماننے سے معراج محمدیہ کا رد خود بخود ہوجاتا ہے بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوئی عقلمند اس مسئلہ کے ماننے والا معراج محمدی کا قایل نہیں ہوسکتا اور نہ یقین کرسکتا ہے۔ کیونکہ کوئی مادی چیز اسکی تاثیر سے باہر نہیں ہوسکتی۔ علاوہ حضرت کا مادی جسم بھی اس کی تاثیر سے الگ نہ تھا۔ سارا ان آنحضرت کا جانا اور آنا سراسر باطل ٹھہرا اور سب سے آسان وجہ اس کے بطلان کی یہ ہے کہ کسی نے اُنکو آتے یا جاتے نہ دیکھا اور نہ وہ گئے بلکہ جسکے پاس چارپائی پر سوتے تھے وہ بھی انکاری ہے۔ جارج سیل صاحب انگریزی قرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں "جو غرض محمد کی اس وقت ہے اُسکی اُسکو بالکل اس نہ تھی۔ اسی واسطے اُسنے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ موسیٰ کی طرح عزت پاؤں تاہم اُسکے معراج کا ذکر ایسا ردی اور لغو معلوم ہوا کہ اُسکے پیروؤں نے اُسکو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا جو اُسنے عمداً کیا اُس شہرت کے حاصل کرنے کے لئے جسکو کہ اُس نے بعد مرگ حاصل کیا" (صفحہ ۴۳ سطر ۳۹ سے ۴۸ تک)

اور سوائے چند ضعیف الاعتقاد آدمیوں کے بڑے بڑے فاضل محمدی بھی اس سے انکاری ہیں۔ مشکوۃ سے ظاہر ہے کہ کوئی پانچویں سال کوئی چھٹے سال اور کوئی بارہویں سال بتلاتا ہے اور سال کے بارہ میں ہی اختلاف نہیں بلکہ مہینوں کا بھی فرق اختلاف ہے کوئی ربیع الاول کوئی ربیع الآخر کوئی رمضان کوئی شوال۔ کوئی رجب بتلاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ جب حضرت نے یہ معراج آسمانی کی کہانی شائع کی مسلمانوں نے بھی اعتبار کرلیا ہو نہیں نہیں بلکہ بہت سے مسلمان بھی اُسوقت اُس سے مرتد ہوگئے اور حضرت کے مخالف بنگئے۔ اس کے بعد خود مصنف مشکوہ رائے دیتا ہے "فہم اینمعنی از حوصلہ ادراک گرفتاراں مضیق حس و عادت بیروں ست ایمان باید آورد و کیفیت آں بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تمام اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیروں افتد ہر کہ آنرا تابع قیاس ساختہ است و درک عقل خود دارد و گوید تا معقول من نشود نمیگردم و اعتقاد نمیکنم از نصیبہ ایمان محروم باشد" (مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ۵۵۱)

[1] اعزہ جمع عزیز یعنے بزرگان - از غیاث ۱۲

لطیفہ۔ ایکدن محمد صاحب معراج کی کہانی سُنا رہے تھے کہ اس طرح میں رات کو خدا سے ملاقات کرنے کے واسطے ہفت آسمان سے اوپر عرش و کرسی کے پاس خدا سے ملنے گیا۔ ایمان لاؤ اور یقین کرو۔ ایک یہودی یا پادری نے عرض کی کہ حضور اپنا ایک پاؤں اُٹھائیے حضرت چونکہ اُسکی دلی آرزو سے ناواقف تھے ورا ایک پاؤں اُٹھا لیا۔ اُسنے پھر عرض کی کہ دوسرا بھی اٹھا لیجئے۔ فرمایا کہ کس طرح اُٹھا سکتا ہوں تب پادری نے عرض کی کہ آپ پھر ایسا فضول معراج آسمانی کا دعوےٰ کیوں کرتے ہیں اتنے سے ہر ہے کہ خاموش رہیں۔ حضرت کچھ معقول جواب نہ دے سکے۔ اسی مطلب کو محمد محسن فانی نے دبستان مذاہب میں اس طرح بیان کیا ہے " چوں نمو انست بجسد عنصری ماجسد باآسمان برآید چہ سان معراج او جسمانی بود چوں سا ورد لوسہ بچہ طریق مصحف بر نازل شد " (صفحہ ۳۱۸ سے ۳۲۲) +اب اے ناظرین آپ معراج کی حقیقت سمجھ گئے ہونگے کہ کیسی فضول باتیں کر کے لوگ دنیا کو گمراہ کرتے ہیں اور کسطرح زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں علم ہیئت و جغرافیہ جاننے والے اس قرآنی عرش و کرسی کی حقیقت بخوبی جانتے ہیں کہ یہ محض خیالی روایت ہے اور دین کی ترقی کے لئے طبعزاد حکایت اسکا نہ سر ہے نہ پیر محض اللہ اللہ اور خیر صلا ہے۔ ہم نے فاضل اجل حکیم بوعلی سینا کی رائے بھی نسخہ خبط احمدیہ میں ثبت کر دی ہے۔ مولوی صاحب ضرور ملاحظہ فرماویں اور فضول توہمات سے باز آویں۔ مولوی صاحب نے ساتویں آسمان کا نونہالا رنگ سنا ہی دیا۔ پس اب ثبوت دعوے میں کیا کمی رہی ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اس روشنی کے زمانہ میں ایسی کتابوں کے شائع ہونے کی اشد ضرورت ہے جسقدر ایسی کتابیں مشہور ہونگی۔ اسلام کی رونق کافور ہوتی نظر آئیگی۔ کیونکہ اب علم و عقل کا زمانہ ہے بہانہ بنانے اور بیہودہ ہتھکنڈوں سے کام چلانا مشکل ہے پس ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسے خیال باطلہ حقیقت اور معرفت کی علم سلیم اور صراط المستقیم سے بہت گرے ہوتے ہیں اور بعض کسی اور بات کے وہ اپنے ثبوت کے خود محتاج ہیں سید ناصر علی صاحب نے سچ کہا ہے؎

سیر افلاک بپا مردی خود ممکن نیست   کعبہ ودیر رہا کن کہ دریں راہ سنگ است

سوال ہم۔ بہشت و دوزخ کہاں ہیں اور اُن کے ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ بہشت میں ایماندار مومنہ یعنی ایماندار عورت کو کیا ملیگا۔

١٦ و ١٨۔ جواب مولوی۔ بعد مرنے کے نیکو کار کو اُس کی محنت و نفس کشی کے صلہ میں اُسکے خالق کی طرف سے انعام ہے اور ہمیشہ کے رہنے کیلئے ایک بہت اعلےٰ بلند مقام کہ جسکا نام جنت ہے اور نافرمان بدکاروں کیلئے ایک جیلخانہ سزا کیلئے آگ کا دہکتا ہوا تیار ہے اور اپنی ذات کے منکروں کے لئے سب کھولے ہوئے ہے کہ کب کوئی منکر مرے اور میں اُسے اپنے اندر لیکر مشاہدہ کراؤں۔ جو اہل کتاب و منکرین سے ہمارے نبی صلعم اور ہماری بھیجی کتاب کا منکر ہوا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلتا رہیگا۔ نہ کہ دہریہ کی بات کہ مرنے کے بعد نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ باقی رہا ایک جواب کہ عورت مومنہ کو جنت میں کیا ملیگا۔ اگر اُسکے شوہر کا نیک خاتمہ ہوا تو یقین اس امر کی طرف مبنی ہے کہ وہ عورت اسی طرح جنت میں اپنے اُسی ایک شوہر کے تحت زوجیت میں رہی چاہئیے گو کہ اُس کے شوہر کو اور بھی نکاح کی ضرورت ہو اور اجازت بھی دیجائے۔ باقی رہا یہ امر کہ کیا وجہ ہے کہ مرد کو کئی کئی عورتوں کے رکھنے اور نکاح کے کرنے کی اجازت ہے اور عورت کو نہیں۔ اِس کا فلسفہ یہ ہے کہ عورت بمنزلہ رحم کے ہے اگر اسمیں مختلف قسم کا بیج و نطفہ پڑے اور ایک عورت [illegible] کے ماتحت رہکر باری باری صحبت کے لئے اجازت دے اور ہر ایک کا نطفہ رحم میں قرار پکڑے تو نتیجہ اور پھل یہ برآمد ہوگا کہ وہ بچہ مشترکہ پیدا ہوگا اور ہر ایک اِس امر کا مدعی رہیگا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور فرض کیجئے کہ وہ سب نسل میں مختلف

ہیں تو پھر فرمائیے کہ وہ برہمن ہو یا کھتری۔ او سوال یا اگر وال اور اُسکا نکاح کس کھوییں ہونا چاہیئے اسی بنا پر کسی کا حسب و نسب قائم نہیں ہو سکتا جسکا باقی رہنا ایک امر ضروری ہے۔ علاوہ بریں اور بہت سی خرابیاں ایسی واقعہ ہوتی ہیں کہ جسکی تفصیل اِس مختصر میں رقم پذیر نہیں ہو سکتی نیوگ کا مسئلہ بھی کہ پانچوں پانڈوے ایک ہی ارجن جی کی ناری کو باری باری بھوگیں

(اس کے بعد اصل مینوسکرپٹ کے لکھے ہوئے ١٠ صفحہ گم ہو گئے۔ ایڈیٹر)

کہ افعال بد کے لئے محرک ہو۔ اس حصہ سے کہ محرک یعنی صلاح دینے والا اور خالق یعنی اُس کام کے سامنوالا ان ہر دو معنے میں یوں بُعد آسمان و زمین جیسا ہے۔ کیونکہ ایک کسی کام کا خود کرنا اور ایک اُس کے کرنے کے لئے رائے و صلاح و مشورہ کا دینا ان ہر دو معنوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس اہل اسلام کا یہ پہلا مسئلہ ہے کہ جسقدر افعال رذیلہ ہیں۔ ان سب کا مشیر شیطان اور بید آکر نیوالا رحمان ہے۔ اسوجہ سے کہ رحمٰن کی شیطان سے بعید ہے جو ایسے افعال کی طرف آدمیوں کے دلوں کو متوجہ کرے کہ جسکے باعث ہیں وہ خود سزا دینے کے لئے ہر وقت طیار ہو۔ خدا سب چیزوں کا خالق ہے مگر بُرے کام کی ہدایت نہیں کرتا اور نہ اُنکا مشیر ہے جو بُرے کام کا مشیر ہے وہ شیطان ہے۔

تردید۔ یہ تو ہمکو پہلے سے معلوم ہے کہ توریت و انجیل و قرآن میں شیطان کا بہت حال لکھا ہوا ہے مگر ان کتب سے بہت پہلے اس کا وجود زند اوستھا میں ہے اور وہی اصل ہیں اس شیطانی ہستی کا موجد ہوا۔ موسیٰ وغیرہ نے سلسلہ وار اُسکی تقلید کی اُسنے اپنے خیال میں سوچا کہ پاک خدا سے بدی کا نکلنا محال ہے پس وہ بدی کا خالق نہیں وہ تو یزداں یعنی نیکی کا خالق ہے۔ بدی کا خالق اہرمن یعنی شیطان ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وغیرہ کئی آیات قرآنی سفر نگ سا ئیر کی لفظ بلفظ نقل ہیں۔ جو زبانی سلمان پارسی کے جو حضرت کا صحابی تھا۔ شکر قرآن میں درج کردیں جس الزام سے بچانے کے واسطے زردشت نے شیطان یعنی اہرمن کو ایجاد کیا تھا۔ وہی الزام محمد صاحب نے پھر خدا کے ذمہ لگایا۔ اور دو لو کو ملا کر ایک خالق ٹھیرایا۔ غالباً فتبارک اللہ احسن الخالقین کے بھی یہی معنے ہیں اور حدیث میں ہے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ یعنی ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا بغیر حکم اور حرکت خدا کے یعنی سب کام خدا کی تحریک سے ہوتے ہیں آپ ایسی معاملہ فہمی سے جس تحریک کا ملزم شیطان کو سمجھتے ہیں مصنف حدیث وہ الزام بھی خدا کے گلے مڑھتے ہیں۔ مصنف قرآن شیطان کو عصیاں کا ٹھیکہ دار سمجھتا ہے۔ کہ وہ رحمان سے بدکاری گنہگاری کا ٹھیکہ لیکر گمراہی خلائق پر مقرر ہے اور ٹھیکہ کی میعاد قیامت تک ہے۔ یا جتنک خدا چاہے بیسیوں آئتیں قرآن میں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا گمراہ کرتا ہے مُہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔ جنکو غلطی میں ڈالے اللہ تو ایسا کوئی نہیں کہ اُسے سوجھا دے۔ اسی طرح گمراہ کرتا ہے کافروں کو (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ٢٥١ سے ٢٥٤ تک) اسکے علاوہ اور بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ خدا و شیطان کا ایک ہی کام ہے یعنی شیطان بھی وہی کام کرتا ہے جو خدا۔ خالق آپنے بھی شیطانی اور ملکی صفات کا رحمان مان لیا۔ باقی رہا محرک یا مشیر یا صلاحکار وہ اگرچہ آپنے شیطان کو بنایا۔ اور سب انسان کو مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اُسکے ساتھ واقف امادہ رکھنے والے جن (شیطان) انسان کے ہلاک کرنے کا عمیق در عمیق گڑھے ہیں ڈالنے کی غرض سے باطن اس انسان کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان کی بجائے ابلیس کی ایک پوری سلطنت ہے جسپر وہ حکمران ہے اور اُسکو مبداء فیاضی سے بآ دمالیس خلق اللہ ایسی صورت اور قدرت عطا کی ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہوا کی مانند تمام دنیا کا سفر کر سکتا ہے اور لہو کی طرح رگ رگ میں انسان کے گھس جاتا ہے" اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کی ذات سے جانتے تھا نہیں ہے کہ جیسے ایسے شیطان

بہشت کو تباہ کیا۔ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ جب اتنے زبردست دشمن انسان پر مقرر ہیں تو انسان کا کیا تاب کہ بدی سے بچ سکے یا نیکی کر سکے۔ خدائے قرآنی کے حسب حال کسی نے فرمایا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

پس قرآنی اعتقاد کے مطابق بدیوں کا محرک و کاسب اور خالق شیطان ہے اور شیطان کا کاسب و خالق رحمان یا سب بد و نیک کا خالق و فاعل خود خدا ہے۔ ایسے خدا کی جان کو رونے والے شاعر کہتے ہیں ؎

گرچہ مختار اور فاعل ہر چہ ہست از حکم است
پس بیاداش گناہ ہم این ہمہ تعزیر چیست

دوسرا کہتا ہے ؎

چوں ازل پیمانہ ما را خود فگندی
گناہ خویش را بر ما چہ بندی

تیسرا کہتا ہے ؎

در کف بستہ سیکماسی مار اگر درس دادند
گر بوسہ نسدی تعبیر کن قصار را

سوال ۱۰۔ محمد صاحب کے سب سے بڑے معجزہ شق القمر کا تاریخی اور علمی ثبوت کیا ہے؟

۲۱-۲۶ جواب مولوی۔ تواریخ الحرمین میں لکھا ہے کہ شہر دھار جو دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے۔ وہاں کا راجہ اپنے بالاخانہ پر رات کے وقت بیٹھا ہوا تھا۔ کہ یکایک اس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور پھر مل گیا۔ صبح کو حاضرین اجلاس سے اپنے پنڈتوں سے یہ ماجرا بیان کرنے کے بعد حقیقت حال سے استفسار کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوگا اس کے ہاتھ پر یہ معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا چنانچہ اس راجہ نے ایک ایلچی محمد صاحب کے پاس بھیجا اور ایمان لایا۔ آپ نے اسکا نام عبداللہ رکھا اور قبر اس راجہ کی اس شہر کے باہر … زیارتگاہ ہے اور تاریخ فرشتہ میں نام اصلی اس راجا کا بھوج لکھا ہے۔ ایسا ہی توریت میں حضرت یوشع کے لئے آفتاب کا ٹھہر جانا لکھا ہے۔ یہ ایسا … عجیب … مگر کسی اہل تاریخ نے اس کو درج نہیں کیا۔

تردید۔ ہمارے بنیاد نبوت مرزا صاحب قادیانی نے سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۷ پر بھی لکھا تھا جس کا جواب ہم نے نہایت واضح طور پر خبط احمدیہ میں دیدیا ہے آپ کا بیان کردہ ثبوت کئی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اول۔ محمد صاحب کی کسی حدیث یعنی صحاح ستہ میں اس کا مطلق ذکر نہیں اور نہ نام و نشان ہے۔ وجہ دوم۔ زمانہ محمد صاحب کی لکھی ہوئی کسی کتاب میں حوالہ و نشانہ یا تاریخ اس واقعہ کا نہیں۔ بلکہ غیر ملک کی کسی کتاب میں اس کا اشارہ نہیں۔ وجہ سوم ہندوستان اور کنارہ عرب میں بھی کوئی ایک آدمی اس کو دیکھ کر مسلمان نہ ہوا اور نہ کسی کافر کے سامنے محمد صاحب نے اپنی جانب سے اس میں اسکا ذکر کیا۔ وجہ چہارم تواریخ الحرمین کوئی ایسی کتاب نہیں جسکو ہم نے آجتک دیکھا یا سنا ہو۔ آپ بتلائیے کہ وہ کس کی تصنیف ہے اور کتنے نسخے کی اور کہاں اور کتنی قیمت پر مل سکتی ہے اور اس کے کل کتنے صفحے ہیں اور کس مطبع میں کس زمانہ میں طبع ہوئی ہے اور اسکے کس صفحہ پر یہ لکھا ہے۔ اور اسی طرح تاریخ فرشتہ کا بھی نشان دو تاکہ ہم تحقیق کر کے آپکے بیان کی صداقت پرکھیں۔ وجہ پنجم۔ ہم نے ایک خط بنام … آریہ سماج اوجین کے ارسال کیا ہے جس کا یہ مضمون ہے۔ مہاشہ منشی صاحب نمستے۔ دھار یا دھا ایک قصبہ یا شہر دریائے چنبل کے مالوہ میں اوجین کے پاس وہاں سنا گیا ہے کہ کسی … راجہ کی قبر ہے جو محمد صاحب کا معجزہ شق القمر دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا کیا یہ سچ ہے؟ آپ ضرور وہاں تشریف لا کر دریافت کر کے مجھے اطلاع دیں کہ اصل واقعہ کیا ہے اور کیا ایسا واقعہ وہاں … اور کسی … جاہلی خانقاہ وہاں ہے جس

کا اصل نام بھوج اور مسلمانی نام عبداللہ ہے۔ آپ مجھے مفصل حالات سے مطلع فرماویں کہ وہ کب ہوا ہے اور اسکی بابت آپ نے کیا سنا ہے مورخہ ۲۴-جون ۹۳ء

لیکھرام آریہ مسافر از کھوٹہ ضلع راولپنڈی

(ہم نے پنڈت جی کے کاغذات میں بہت پڑتال کی لیکن کوئی خط اس کے جواب میں آیا ہوا نہ ملا۔ ایڈیٹر)۔

جس طرح معجزہ شق القمر جھوٹا ہے اسی طرح رد شمس کا معجزہ بینوع باطل ہے بے اصول حوالہ تو آپ نے دیئے جب ہم اسے معقول کتاب یقین کرنے یا اسکو سچا مانتے۔ کوئی فاضل علم سائنس کا جاننے والا ایسی ردی باتوں کو صحیح نہیں مانتا اور نہ قابل اعتبار یقین کرتا ہے ہم نے مفصل شق القمر کی تردید خبط احمدیہ میں درج کر دی ہے جسکا جواب یقین واثق ہے کہ قیامت تک اگر مسلمانوں نے دیدیا تو ہم کہیں گے آج دیا۔

آپ لکھتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ کیوں لکھا اس کا باعث یہ ہے کہ جب سے ہماری کتابیں شائع ہوئی ہیں سب سے آریہ دھرم باوجود نہ ماننے معجزات کے بھی یقین واثق ہو گیا ہے۔ کہ کوئی معجزہ محمد صاحب کا قرآن میں نہیں لکھا بلکہ جا بجا انکار ہے۔ اور شق القمر تو محض باطل ہی ہے لیکن چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اسے بالکل رد نہیں کیا بلکہ مردہ آدمی کے سوالنس لینے کی طرح آہستہ آہستہ اقرار کیا ہے اسی واسطے اس رد کو اور مضبوط کرنیکی نیت سے غالباً انہوں نے سوال کیا تھا کہ ہم اتفاقاً کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ قرآن میں ہو تو فی نفسہ تمام معجزوں سے بڑا معجزہ ہے لیکن نہ تو اس آیت کے یہ معنے ہیں اور نہ معجزہ کے متعلق ہے بلکہ اس میں صرف قیامت کا ذکر ہے باقی رہا آپکا کہنا کہ سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے نہ شق القمر نہیں۔ یہ آپکی خوش فہمی ہے فصاحت قرآنی صرف مسلمانوں کا خوش اعتقاد ہے ورنہ یہاں تک بڑے داناؤں نے علمی و عقلی طور پر تحقیقات کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مضامین تو بہت سے بیہودہ ہی ہیں۔ مگر فصاحت اس میں ایسی نہیں ہے جیسی مسلمان خیال کرتے ہیں۔ ہاں معمولی فصاحت ہے اور وہ فصاحت بھی یعنی مضامین اور قصے بار بار دوہرائے گئے ہیں اور بے سروپا بیان کئے گئے ہیں نہ کہ بائبل کی طرح ترتیب وار پھر آپ لکھتے ہیں۔ "اے دشمنان محمد اگر تم اس دعوت میں سچے ہو تو جاؤ بنا لاؤ کوئی ایک چھوٹی سی سورہ مانند محمد صلعم کے اور بلاؤ اس کے دعوے کو اور شریک کر لو اسکی مانند سورہ کے بنانے میں اپنے ان سچے اوتاروں اور معبودوں کو کہ جنکی رات دن تم پوجا کرتے ہو اور علاوہ ماندگی پوری مجبوری اور طرح طرح کے عجائب و غرائب دنیا کے انکے روبرو لانے اور چڑھانے ہو۔"

آپکا دعوےٰ سراپا لایعنی ہے کسی غیر مذہب کے آدمی نے جو عربی زبان میں مسلمانوں سے زیادہ قابل ہیں یا ان کے مساوی۔ قرآن کی بلحاظ فصاحت کی شہادت نہیں دی ہم اسپر بہت کچھ نسخہ میں عرض کر چکے ہیں اور مقابلہ کی آیات بھی مقابل دھر چکے ہیں۔ اور ہماری معلومہ نہیں بلکہ فصحائے عرب کی مسلمہ لیکن یہ دعوے اگر آریہ لوگ کریں تو بہتا ہے آپ تو سارے قرآن کے مقابل ما سورۃ محمد کے مطابق جس میں ۴۲ آیات ہیں بنوانا چاہتے ہیں حالانکہ ہم انسانی ہیں اور نہ دیں گے ہم شہادت … علمائے غیر مذاہب کے دعوے کہتے ہیں کہ وید کے کسی منتر کے مقابلہ میں کوئی انسان نہیں بنا سکتا خواہ کتنا ہی زور لگائیں اے مخالفان و معاندان وید مقدس! اگر تم کو اس بارے میں شک ہو کہ ہم وید مقدس کے مقابلہ میں عاجز نہیں ہیں تو بنا کر … ایشا … کوئی منتر بنا لاؤ اور اگر خود کمزور ہو تو اپنے سابقہ شریک کر لو تمام اپنے پیغمبروں شہیدوں جنتوں فرشتوں کو اور اگر کبھی نہ بنا سکو تو حضرت عرش آشیانی سے امداد لیلو ہم حق الیقین سے کہتے ہیں کہ تم یا کوئی اور تمہارا مددگار ایسا ہرگز نہ کر سکیگا۔

سوال ۷ - قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور خدا کے ہر جگہ ہونے پر جبرئیل کے لانے کا کیا سبب اور اساتذہ کا بھی ثبوت چاہئے کہ وہ پارسیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے نقل نہیں ہے۔ جبکہ بی بی خدیجہ ایک فاضلہ یہودن آں حضرت کے گھر میں موجود تھیں۔

۳۰- مولوی کا جواب - قرآن کا دعوٰے ہے کہ اگر کیسی عورت یا مرد یا محمدؐ کا خود سایا ہوا ہے۔ تو ویسے ویسے عورتیں اور مرد اُس زمانہ سے ہزاروں گزر چکے ہیں تو فرمائیے ایک سورۃ ما سدا انا عطینا کے جسکے اندر دس کلمہ ہیں کیوں نہ بنا لائے۔

آریہ - ایک سورۃ کیا اور دس سورتیں کیا وہ تمام قرآن کی مانند بنا لائے اور لانے کو تیار تھے اور ہیں۔ مگر متعصب مسلمان کب ماننے تھے اور حاضر جبکہ بنانیوالے کے واسطے کفر کا فتوٰے اور قتل کی دھمکی بھی سامنے موجود ہو۔ لوگوں نے ایسے عمدہ جواب طیار کئے کہ بزرگان قریش نے بہ سبب اُنکی فصاحت و بلاغت و عمدگی کے قرآن کا سنا بھی ترک کر دیا۔ خدائے آسمانی سے بھی گالی گلوچ کے سوا کچھ نہ بن سکا دیکھئے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ لقلنا مثل ھذا وھو قول النضر بن الحارث واسنادہ الی الجمیع اسنادما ذخل رئیس القوم الیھم فانہ قد کان قاضیھم وقوالا بن آیمتہ وانی احرہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا عائتہ مکابرتھم وفرط عنادھم ادلواذالک فی منعھم ان یشار وافعل تحدھم وقد عھم بالعجز عشر سنین ثم قار عھم بالسیف فلم یعارضوا اسواہ مع انفستھم وفرط استنکافھم ان یغلبوا خصوصًا فی باب البیان ان ھذا الا اساطیر الاولین ورد بی لد یما قال النضر»، اور پھر اسی کے حاشیہ پر لکھا ہے «وھو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالٰے احادیث القرون فقال لوشئت لقلت مثل ھذا وھوالذی جاء من بلاد فارس نسختہ حدث رستم واسفند یار فزعم ان ھذ مثل ذالک»، (جلد اول صفحہ ۳۱۶ بیضاوی) اور پھر سورۃ لقمٰن کی تفسیر میں لکھا ہے بتزکون استماع القرآن (صفحہ ۱۶۴) اور پھر مدارک التنزیل میں ایسا ہی لکھا ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ جب نضر بن حارث ایران کے بادشاہوں کے قصص بمقابلہ قرآن کے ثمود و عاد کے قصوں کے معرب کرلایا تو اہل قریش نے اُنکی فصاحت کے سبب سے بتزکون استماع القرآن یعنے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا» (جلد دوم سورۃ لقمٰن صفحہ ۱۵۶) اور تفسیر حسینی میں بھی لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ نضر بن حارث بجانب فارس رفتہ بود و قصہ رستم و اسفند یار خریدہ در مجامع قریش بنوعے بسامع الشان می سانید ہمہ شیفتہ و فریفتہ مے شدند و الات می زنکہ محمد از قصہ عاد و ثمود و عظمت مملکت سلیمان و داود خبر مے دہد من از وسعت مملکت و وفور ابہت ملوک عجم سخن میگویم «حق سبحانہ آیت فرستاد و از مردمان کسے ہست کہ میخرد سخن ببازی و گفتہ و زندہ سخن فریب دہندہ مشغول کنندہ یعنی اختیار کند افسانہ بے اعتبار تا گمراہ سازند مردمان را از راہ خدائے تعالٰے یعنی از دین او باز دارد وان استماع قرائت قرآن ست» (تفسیر حسینی جلد ثانی سورۃ لقمٰن صفحہ ۱۸۳ نولکشور)

۲۸- مولوی - اے علم سے دور آریو کسی نے بھی لکھا ہے کہ یہ قرآن درحقیقت ایک عورت کی تصنیف شدہ کتاب ہے کسی تاریخ میں بھی اُس بی بی کی سوانح عمری کی بابت کسی موافق اور مخالف نے ایسا تحریر کیا۔ کوئی بھی عرب و عجم کا رہنے والا موافق اور مخالف اس امر کی تشریح بیان کرتا ہے کہ بی بی خدیجہ عرب کی زمین پر ایک اعلٰے درجہ کی فاضلہ یہودن مانی جاتی تھی۔ اور یہ بھی خبر ہے کہ وہ وحی اُترنے سے کتنی مدت بعد ایمان لائی ہیں۔ اُنکے ایمان لانے سے بیشتر جو قرآن نازل ہوا وہ کونسی بی بی سے لکھوایا ہوا تھا۔ اور جب یہ ایمان لائیں تو اُنکی عمر اُسوقت قریب پچاس برس کی تھی اس سے پیشتر بھی اُنکا کوئی ایسا معاملہ درپیش آیا کہ جس سے آپ نے اُنکا فاضلہ ہونا تسلیم کیا تھا یا کسی نے یہ سوال پیش کیا کہ محمدؐ یہ کتاب میرے خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ اُس بوڑھی عورت خدیجہ کی بنائی ہوئی ہے جو باوجود فاضلہ ہونے کے تجھ امی پر ایمان لائی ✽

آریہ - افسوس کہ آپ کو تعصب کے سبب تمام عمدہ باتوں اور صحیح روایتوں سے انکار کرنا پڑتا ہے اور توہمات باطلہ سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ اول ہم آپ کو قبل از نبوت کا حال بتاتے ہیں۔ سوچئے اور قوائے فطرتی سے کام لیجئے۔ اپنی کانشنس کو مردہ نہ کرڈالئے پیغمبر اسلام حضرت سوداگری کے واسطے کس کے پاس ملازم ہو کر شام کی طرف گئے؟ اور جب واپس آئے تو کیوں اُس چالیس سالہ دولتمند یہودن سے ایک پچیس سالہ نوجوان نے شادی منظور کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ دولت کا لالچ تھا اب ذرا خدا کیواسطے کتب حدیث و تاریخ مشکوۃ باب البعث و بدء الوحی پڑھئے تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ حضرت سلامت نبوت یا رسالت یا فرشتہ یا خدا یا الہام کے حال سے کسقدر ناواقف تھے جسقدر واقف کر دیا اور آگاہی بخشی وہ سب اسی خدیجہ کا کام تھا۔ اور جتنی خود وہ دانا اور فاضلہ تھی۔ اُس سے زیادہ اُسکا چچا تھا۔ وہ خود توریت اور زبور کے ماہر اور عالم تھے اور اُسکا چچا یہانتک کہ انجیل و توریت وغیرہ کا عربی ترجمہ کرتا تھا۔ پس آپ خیال کریں کہ ۲۵ سالکی عمر میں جب حضرت نے اس فاضلہ یہودن سے شادی کی اور ۱۵ سال تک اُس کی صحبت میں رہے اور دن رات توریت و انجیل سنتے رہے (ہمارے ناخواندہ ہندو بھائی مرد اور عورتیں سُنتے سُنتے تمام رامائن۔ مہابھارت کی کہانیاں حفظ کر لیتے ہیں اور بعضے اندھے قرآن کے حافظ بھی ہو جاتے ہیں) اور حضرت ذہین بھی تھے ۱۵ سال تک سنتے سنتے اور یاد کرتے کرتے اور پھر شب و روز اُن کو توریت و انجیل کے تمام واقعہ یاد ہو گئے جس طرح ان باتوں سے پہلی محرم راز وہ تھی اُسی طرح سب سے پہلے وہی مومنہ شمار ہوئی اور سچ پوچھو تو دعوے نبوت کی بانی مبانی اور محرک وہی تھی۔ یہی سبب تھا کہ باوجود بوڑھی ہونے کے جبتک وہ زندہ رہی حضرت نے دوسری شادی نہیں کی اُسکے مرنے کی دیر تھی کہ حضرت نے ۵۰ سال کی عمر میں یکے بعد دیگرے ۹-۱۱-۱۲-۱۸-۲۰ تک شادیاں کیں (مفصل دیکھو جامع الاصول و مشکوۃ) سعدی نے سچ کہا ہے مرد جیں پیر شود حرص جوان میگردد مشکوۃ میں لکھا ہے بذکر بی بی خدیجہ۔ «اول کسے کہ بحقیقت ایمان آورد او ست و ہیچکس با وے مشارک دریں صفت نیست»۔ (فصل اجلد ۴ صفحہ ۵۲۳ نولکشور) مدارج النبوۃ میں ہے خدیجہ زنے فاضلہ۔ عاقلہ۔ حاذقہ۔ و در جاہلیت او را طاہرہ میگفتند و نسبے عالی و افر داشت» (صفحہ ۴ ۵۹) ایک اور جگہ لکھا ہے خدیجہ کتب پیشینیان خواندہ بود» اب مشکوۃ شریف باب مناقب ازدواج مطالعہ فرمایئے۔ حضرت اس بی بی کے کس قدر زیر احسان ہیں اور کہانتک اُسکی تعریف کرتے ہیں۔ «گویا نبود در دنیا ہیچ زنے موصوف بصفات حمیدہ مگر خدیجہ» (صفحہ ۶۱۲)

اور صرف یہ ایک ہی نہیں تھی اور بھی بہت سے آدمی ہیں جو اس کام میں مددگار تھے قرآن میں بھی اسکا بیان ہے ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھذا لسان عربی مبین ۔ اسپر تفسیر حسینی میں ہے در خبر است کہ غلامے رومی بود مر عامر بن حضرمی را گویند کہ جبر [illegible] غلام بود نہ جبر و یسار کہ شمشیر ہا صیقل کردندے و اہل کتاب بودند [illegible] انجیل خواندندے و حضرت رسالت پناہ بر ایشان بگذشتے استماع [illegible] فرمودے و گفتہ اند حویطب را غلامے عایش نام بود از اہل کتاب [illegible]

"بہشت کو قایم کیا ماس۔ واضح آنست کہ اوراو فلکیہ گفتند سے سنہا بعض حضرت بعمر آمدے ال کا کہ بہم گرفتے۔ قریش گفتند سے محمد از یں غلام کلامے می آموزد با ما می گوید"

(بیضاوی سورۃ النحل جلد اول صفحہ ۳۷۷)۔

ناظرین خیال کریں کہ جب سلمان پارسی کی زبانی سُنکر حضرت نے بسم اللہ وغیرہ کئی عمدہ آیات قرآن میں صحیح کرلیں اور وہ اب تک موجود ہیں۔ یعنی اُس نے پارسی سے آسان عربی میں سُنادیں۔ حضرت نے فصیح عربی میں ترجمہ کرلیں توریت وغیرہ کے عربی ترجمے سے اور گھر میں رازدار یہودن کی زبانی سُنتے اور صدہا مرتبہ اہل کتاب آدمیوں سے صحبت رکھنے کے وہ نہیں سُن سکتے تھے یا فصیح عربی میں ترجمہ نہیں کرسکتے تھے مصنف قرآن کا یہ عذر کہ وہ اعرابی نہیں ہیں بلکہ عجمی ہیں اسی واسطے اُن سے نہیں سُنا بالکل فضول ہے کیونکہ وہ فارسی میں نہیں سُناتے تھے بلکہ عربی میں بامحاورہ اور فصیح ترجمہ کرنا آں حضرت کا کام تھا یا خدیجہ یا اُس کے چچا کا اور بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ قرآن کا کوئی مضمون بھی ایسا نہیں ہے جو توریت و انجیل و زبور و ژند اوستھا سے نہ لیا گیا ہو۔ بلکہ ہم بتلا سکتے ہیں کہ اب تک بھی تمام دنیا کے مسلمان اُن باتوں کو مانتے ہیں اور ان باتوں کے محتاج ہیں۔ مگر قرآن میں اُنکا مطلق ذکر نہیں۔ مثلاً عید و ختنہ و صفائی و پاکیزہ رہنا چاہ اور پانی کی بابت حرام و حلال کی بابت وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۸۔ شفاعت کے بارے میں اور خصوصاً محمد صاحب کی شفاعت کے بارہ میں نقلی اور عقلی ثبوت دیجئے۔

۰۳-۳۳-جواب مولوی۔ خدا اپنی درگاہ میں جسکو چاہے بولنے کی اجازت دیگا وہ ضرور اپنے پاک بندوں کی سُننے کا اور اُنکی مرضی کے خلاف نہ کریگا تاکہ وہ چین بھیں نہ ہوں اور یہ عین اُسکا کرم ہے۔ ویدک طرح نہیں کہ خدا کے یہاں کسی نبی اور اوتار کی پرسش نہیں اور نہ وہاں کسی کی قدر و منزلت اور نہ وہ کسی نبی و اوتار کی سُنتے۔

تردید۔ کوئی آیت قرآن کی ایسی نہ نکلی جس سے محمد صاحب کی شفاعت ثابت ہوسکے پس نقلی طور پر یہ مسئلہ غلط ہوگیا کیونکہ قرآن میں ۷ ۸ جگہ ایسا ذکر ہے کہ اُس روز کسی کی شفاعت نہ سُنی جاویگی **ولا تنفعہا شفاعۃ** یعنی قیامت کے روز کسی کی سفارش و شفاعت کام نہ دیگی۔ ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملیگی۔ باقی رہی عقلی شہادت وہ رشوت کی حد سے بڑھ جاتی ہے حالانکہ خدا رشوت لینے والا نہیں ہے۔ اور شفاعت و وکالت کی ضرورت اپنے تئیں نادان کے آگے ہوتی ہے کاشف القلوب و محرم اسرار نہانی کے حضور میں نہیں ہے پس نہ تو آپ کا جواب صحیح ہے اور نہ یہ مسئلہ۔ بلکہ سراپا ذات خداوندی کو الزام لگاتا ہے۔ کیونکہ عادل کیلئے شفاعت و رشوت سے ضد ہے۔ اور قانون انسانی کے رو سے بھی جرم ہے دیکھو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند اور آپنے اسکو جواب میں شفاعت و سفارش کے نہ ماننے والوں و رشوت سے منکروں کو حرام کار بیجا۔ دنیا کے کتنے سیاہ اعمال و غلیظ الفاظ سے گالیاں بھی دی ہیں جو آپکی لیاقت کی صداقت ہے۔

سوال ۹۔ خدا کو شیطان کے بناتے وقت اُسکی شرارت کا علم تھا یا نہیں اگر نہیں تھا تو لاعلمی کا الزام خدا پر عائد ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ عالم الغیب ہے۔

۳۴-جواب مولوی۔ علم دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی اُسے کہتے ہیں کہ جو شے کے موجود ہونے سے پہلے ہوا اور تفصیلی اُسے کہتے ہیں جو پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ پس تحقیق مذہب یہ ہے کہ خدا کی صفت ذاتی علم اجمالی ہے جو دید کی مثلاً وجود سے پہلے تھا گو تفصیلی بھی اس کی صفت ہے مگر ذاتی نہیں حادث ہم ہو۔ پس خدا کو شیطان کی شرارت کا علم تھا کہ ضرور اس سے افعال ناشایستہ سرزد ہونگے۔ لیکن اگر خدا اُسے پیدا نہ کرتا اور چیز عدم میں رہنے دیتا اور باقی تمام دنیا کو چیز عدم سے منصۂ ظہور میں لاتا۔ تو مادۂ شیطان کا خدائی رحم پر یہ الزام عاید ہوسکتا تھا کہ اے خدائے لایزال تو نے مجھ پر بہت بڑا ظلم کیا جو اس قید خانہ عدم میں مجھے رکھ چھوڑا ہے کیوں خدا تیرے رحم سے میں محروم ہوں جو مجھے سیر دنیا کے لئے اجازت نہیں ہوئی۔ کیوں خدا تو نے اچھی اچھی چیزیں کو بنایا۔ کیا تجھے قدرت اس امر کی نہیں ہے کہ ایک بُری چیز بھی دنیا کی تمام خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کرے اپنی تو اس پر قادر نہیں۔ کہ مجھے تمام بھلائی اور مکارم کے مقابل پیدا کرے اور ہمیشہ کیلئے دنیا کی زندگی بخشے تا میں اچھی اور بُری چیز کی قدر و قیمت دریافت کرنے میں واسطہ مانا جاؤں۔ پس یہ دعا شیطان کے روح و مادہ نے قبل اپنی ترکیب کے خدا سے مانگی اور تیر دعا نشانہ اجابت پر جالگا۔ فوراً ترکیب خاص سے شیطان خدا کا نافرمان پیدا ہوا۔ پس شیطان کا یہ قصور ہوا کہ اُسنے ایسے وجود اور پیدا ہونے کی تمنا کیوں کی۔ اور نیز یہ تمنا کیوں کی کہ اے خدا میرے مادہ اور روح کو اکٹھا کرتا کہ میں تیری خدائی کی سیر کروں اور تیرے بندوں کو راہ راست سے گم گشتہ کروں اور نیز خدا مالک و مختار ہے جو چاہے سو کرے عقل کو اس کی ذات اور افعال کے مبدے اور منتہیٰ پر کچھ علم نہیں عقل مجبور ہے اور مالک اپنے مملوک پر جس طرح چاہے تصرف کرسکتا ہے۔

تردید آریہ۔ آپ ایک بلا سے نکلنے کے لئے دوسری بلا میں پھنس گئے۔ مگر اُس پہلی سے بھی نہ نکل سکے اور نہ دوسری سے وہی کہاوت ہوئی نماز چھوڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے۔ آریہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تمام عقاید اسلامیہ پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اس بیان میں شیطان اور اُسکے مادہ اور روح کو ازل سے موجود ان لیا کیونکہ اگر موجود نہ ہوتے تو اُس سے درخواست محال اور بغیر درخواست کے عمل در آمد نا جائز اور وہ اعتراض بدستور قایم اور اس صورت میں روح اور مادہ ازلی ثابت ہوگیا۔ بلکہ عدم خانہ میں بھی اُنکا وجود متحقق ہوگیا۔ اور یہی حال اور تمام ارواح اور سب اجسام کے مادہ کا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے قول کے مطابق انسانی تعداد سے شیاطین کا سلسلہ کہیں زیادہ ہے حتےٰ کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اس کے ساتھ دائمی ارادہ رکھنے والے جن یعنے شیطان انسان کے ہلاک کرنے اور عمیق در عمیق گڑھے میں ڈالنے والے وابستہ ہیں" (صفحہ ۲۰) اور یہاں تک خیر نہیں ہے بلکہ ہزار ہا آدمی اس وسوسہ شیطانی میں آکر مرتد یعنے اسلام سے برگشتہ ہوگئے اور تیزی عقل نے اُن کو راہ مستقیم سے باز رکھکر جہنم (یا دوزخ) میں جا ڈالا۔ اور خود حضرت محمد صاحب اور صحابی بھی اُس سے نہ بچ سکے چنانچہ آپنے بھی صفحہ ۴۳ پر اسکا اقبال کیا ہے اب آپ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے۔ جسے اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کہتے ہیں۔ یعنی دو میں سے ایک آپکو ضرور قبول کرنا پڑا یا قرآنی خدا ملزم۔ ظالم قصوروار علم سے محروم ہے۔ جسنے تمام خلقت کی گمراہی کے واسطے شیطان جیسے خوفناک مہلک اور زبردست دشمن پیدا کئے۔ ہمیشہ تک اُن کو زندگی بخشی تاکہ اس فن میں خوب طاق ہو کر وہ تمام خلقت کو داخل جہنم کرے یا روح و مادہ کو ازلی تسلیم کریں اور خدا کو ملزم ٹھیرانے سے نجات حاصل کریں ؎

"کریگا ایک کو دو سے گوارا   کہیں جاتا نہیں مشفق ہمارا"

اب آپ یا کوئی اور محمدی ہزار تعویذ پاس رکھنے و درود پڑھنے سے بھی ان